

مثنوی مولوی معنوی

ہست قرآن در زبان پہلوی

مکتف

مولانا جلال الدین رومی

مستقیم

قاضی سجاد حسین

جلد دوم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تشریحِ اصولیِ مثنوی

ہست قرآن و زبانِ پہلوی

جلد دوم
(دفتر سوم - چہارم)

مُصَنَّف

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

مُتَرَجِم

قاضی سجاد حسین

اسلامی کتب خانہ

فضل الہی مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور

ڈسٹ. ۶۰۶۲۲۳۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نام کتاب: _____ مثنوی مولوی مہنوی رحمہ اللہ

مؤلف: _____ مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ

مترجم: _____ قاضی سجاد حسین

ناشر: _____ اسلامی کتب خانہ

طابع: _____ ممتاز احمد

مطبع: _____ رضا پرنٹرز لاہور



مشران و سونہ

کمپوزنگ

سرورق سب نائل ایم۔ اے۔ حافظ

نوٹ

ہماری قارئین سے درخواست ہے کہ ہماری تمام تر کوشش (اچھی پروف ریڈنگ، معیاری پرنٹنگ) کے باوجود اس بات کا امکان ہے کہ کہیں کوئی لفظی غلطی یا کوئی اور خامی رہ گئی ہو تو ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس غلطی یا خامی کو دور کیا جائے۔

شکریہ!
(ادارہ)

فہرست مضامین دفتر سوم مثنوی مولانا رومؒ

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۹	قصہ ہاروت و ماروت و لیری ایشان بر امتحان حق تعالیٰ	۸۵
۳۰	مستی بزاز دیدن بز مادہ و جستن او بکوبہ مقابل	۸۶
۳۱	تمنا کردن ہاروت و ماروت مقام بشریت را	۸۷
۳۲	خواب دیدن فرعون آمدن موسیٰ علیہ السلام را	۸۸
۳۳	بمیدان خواندن فرعون بنی اسرائیل را	۹۰
۳۴	حکایت در تمثیل	۹۰
۳۵	بازگشتن فرعون از میدان بشہر شادماں	۹۲
۳۶	جمع آمدن عمران بمادر موسیٰ	۹۲
۳۷	وصیت کردن عمران جفت را	۹۳
۳۸	ترسیدن فرعون از بانگ و غریو و غوغا	۹۳
۳۹	پیار شدن ستارہ موسیٰ بر آسمان	۹۴
۴۰	خواندن فرعون زمان بنی اسرائیل را	۹۸
۴۱	بوجود آمدن موسیٰ علیہ السلام	۹۹
۴۲	بازوجی آمدن بمادر موسیٰ علیہ السلام	۱۰۰
۴۳	حکایت مادر گیرے کاژدہائے افسردہ و مرده پنداشت	۱۰۲
۴۴	تہدید کردن فرعون موسیٰ علیہ السلام را	۱۱۰
۴۵	جواب گفتن موسیٰ علیہ السلام فرعون را	۱۱۰
۴۶	پاسخ دادن فرعون موسیٰ علیہ السلام فرعون را	۱۱۱
۴۷	جواب موسیٰ علیہ السلام فرعون را	۱۱۲
۴۸	جواب فرعون موسیٰ علیہ السلام را	۱۱۲
۴۹	مہلت دادن موسیٰ علیہ السلام را	۱۱۳
۵۰	فرستادن فرعون بدائن در طلب ساحران	۱۱۸
۵۱	استفسار کردن ہر دو ساحر از مادر گوبہ پدرا	۱۱۹
۵۲	جواب گفتن ساحر مرده با فرزند ان خود	۱۲۱
۵۳	تشبیہ کردن قرآن مجید را بحصائے موسیٰ علیہ السلام	۱۲۲
۵۴	جمع آمدن ساحران از بدائن پیش فرعون	۱۲۷
۵۵	اختلاف کردن در چگونگی و شکل پیل در شب	۱۲۸
۵۶	تار و دعوت کردن نوح علیہ السلام پسر را بر کشیدان لو	۱۳۲

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	مقدمہ	۷
۲	اے ضیاء الحق حسام الدین بیار	۱۵
۳	قصہ خوردگان پیل بچگان	۲۲
۴	بقیہ قصہ مقرر ضان پیل بچگان	۲۵
۵	بازگشتن بچکایت پیل بچگان	۲۷
۶	خطائے مہبان کہ بہتر از صواب بیگانگانست	۳۰
۷	امر کردن حق تعالیٰ بموسیٰ علیہ السلام	۳۱
۸	اللہ گفتن نیاز مند عین لبیک گفتن حق ست	۳۲
۹	فریفتن روستائی شہری را	۳۶
۱۰	قصہ اہل سبا و طاعی کردن نعمت ایشان را	۴۰
۱۱	جمع آمدن اہل آفت ہر صباے	۴۲
۱۲	باقی قصہ اہل سبا	۴۷
۱۳	بقیہ قصہ رفتن خولجہ بدعوت روستائی	۵۱
۱۴	دعوت کردن باز بظاہر را	۵۳
۱۵	رجوع بچکایت خولجہ در روستائی	۵۳
۱۶	قصہ صحابہ ضرواں و حیلہ کردن ایشان	۵۶
۱۷	رواں شدن خولجہ بسوئے دہ با عیالان	۵۸
۱۸	رفتن خولجہ دقوش بسوئے دہ	۶۱
۱۹	فواخسن مجنون آں سگ را کہ مقیم کوئے لیلے بود	۶۳
۲۰	رسیدن خولجہ دقوش بسوئے دہ	۶۷
۲۱	اشدت و دشواری گفتن بدئی کمال را	۷۳
۲۲	افتادن شغال در غم رنگ و رنگین شدن دے	۷۷
۲۳	چرب کردن مرد لانی لب و سہلت آوردن	۷۸
۲۴	ایمن بودن بلعم ہامور کہ امتحان کرد حضرت عزت پورا	۸۰
۲۵	بردن گر بہ دہ را اور سوا شدن پہلواں	۸۱
۲۶	دعوائے طاعی کردن آں شغال کہ در غم صباغ افتادہ بود	۸۲
۲۷	دعویٰ کردن فرعون الوہیت را	۸۳
۲۸	تفسیر و لتغرفنہم فی لحن القول	۸۴

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۵۷	توفیق میان ایں دو حدیث کہ ارضابا لکفر کفر وحدیث دیگر	
۵۸	کہ من لم یؤحض بقضائی ولم یضبر علی بلامی الخ	۱۳۷
۵۹	مثل در بیان آنکہ حیرت مانع بحث و فکر است	۱۳۸
۶۰	حکایت	۱۳۹
	داستان مشغول شدن عاشق بعشق نامہ خواندن	۱۴۱
۶۱	حکایت آل مرد کہ در عہدہ ولو علیہ السلام شب و روز دعا	۱۴۶
۶۲	تضرعی کرد	۱۴۶
۶۳	دویدن گادور خانہ آں و ماکنندہ بالاح	۱۴۹
۶۴	در بیان آنکہ علم را دو پروگمان را یک پرست	۱۵۱
۶۵	مثال رنجور شدن آدمی بوبہم تعظیم خلق	۱۵۲
۶۶	در بیان آنکہ عقول خلق متفاوت است در اصل فطرت	۱۵۳
۶۷	در دہم انگندن کوکلاں استاد را بہ مکر	۱۵۵
۶۸	رنجور شدن فرعون بوبہم از تعظیم خلقال	۱۵۵
۶۹	رنجور شدن استاد معلم بوبہم و خیال	۱۵۶
۷۰	دوم بار در دہم انگندن کوکلاں استاد را	۱۵۸
۷۱	خلاصی یافتن کوکلاں از مکتب بدیس مکر	۱۵۹
۷۲	رفتن مادر ان کوکلاں با مادر بعیادت استاد	۱۵۹
۷۳	در بیان آنکہ تن روح را چون لباس است	۱۶۱
۷۴	حکایت آں درویش کہ در کوہ خلوت کردہ بود	۱۶۱
۷۵	دیدن زرگر عاقبت کار را دخن بوفیق عاقبت گفتن	۱۶۲
	بقیہ قصہ آں زاید کوی کہ نذر کردہ بود کہ میوہ کو	
	ہی از درخت باز نگیرم	۱۶۳
۷۶	تشبیہ بندام قضا بصورت پنہاں و اثر پیدا	۱۶۶
۷۷	مصطرب شدن آں فقیر نذر کندہ بکندن ہم و درخت	۱۶۷
۷۸	مہتمم کردن آں شیخ را با دزدواں و بریدن و شش را	۱۶۹
۷۹	کرامت شیخ قطع و زخمیل یافتن او بدو دستور خلوت	۱۷۱
۸۰	سبب جرأت ساحران فرعون بر قطع دست و پا	۱۷۳
۸۱	شکایت کردن ہستہ پیش شتر کہ من بسیار درویش ہستم	۱۷۵
۸۲	اجتماع اجزائے خرخر علیہ السلام بعد بوسیدنش	۱۷۷
۸۳	جزع نا کردن شیخ بزرگوار بر مرگ فرزندان خویش	۱۷۷
۸۴	عذر گفتن شیخ بہر تاگریستن بر مرگ فرزندان	۱۸۰
۸۵	قصہ خواندن شیخ ضریح قرآن را از روئے مصحف	۱۸۳
	صبر کردن لقمان علیہ السلام چون دید کہ داؤد علیہ	
	السلام صلی علیہ آہن راست میکرد از سوال	۱۸۴
۸۶	بقیہ قصہ نایبنا و مصحف خواندن آں بنظر	۱۸۵

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۸۷	صفت بعض اولیاء کہ راضی اند با حکام الہی	۱۸۷
۸۸	سوال کردن بہلواح آں درویش دلی را	۱۸۸
۸۹	قصہ وقوفی و کرمانش	۱۹۱
۹۰	بازگشتن بقصہ وقوفی علیہ الرحمہ	۱۹۲
۹۱	سر طالب کردن موسیٰ خضر را علیہا السلام	۱۹۳
۹۲	بازگشتن بقصہ وقوفی علیہ الرحمہ	۱۹۵
۹۳	نمودن مثال مفت شمع سوئے سائل	۱۹۶
۹۴	شدن آں مفت شمع بر مثال یک شمع	۱۹۷
۹۵	نمودن آن شمعبار در نظر آں مفت مرد	۱۹۸
۹۶	باز شدن شمع بہ مفت درخت	۱۹۸
۹۷	خفگی بودن آں درختاں از چشم خلق	۱۹۹
۹۸	یک درخت شدن آں مفت درخت در نظر او	۱۹۸
۲۰۲	ہفت مرشدن آں مفت درخت	
۲۰۵	پیش رفتن وقوفی با مامت آں قوم	۹۹
۲۰۸	پیش رفتن وقوفی با مامت آں قوم غیبی	۱۰۰
۲۱۰	اقتدار کردن آں قوم از پس وقوفی	۱۰۱
۲۱۲	بیان اشارت سلام سوئے دست راست	۱۰۲
۲۱۳	شنیدن آں وقوفی در نماز افغان اہل کشتی را	۱۰۳
۲۱۵	تصورات مرد جازم	۱۰۳
۲۱۶	دعا و شفاعت وقوفی در خلاص آں کشی	۱۰۵
۲۲۲	انکار کردن آں جماعت بر دعا و شفاعت وقوفی	۱۰۶
۲۲۳	باز شرح کردن حکایت آں طالب روزی حلال	۱۰۷
۲۲۵	رفتن ہر دو خصم پیش داؤد علی نبینا و علیہ السلام	۱۰۸
۲۳۱	بیرون شدن داؤد نبی علیہ السلام شنیدن از ہر دو خصم	۱۰۹
۲۳۲	حکم کردن داؤد علیہ السلام بر کشندہ گاؤ	۱۱۰
۲۳۲	تضرع کردن آن شخص از داوری داؤد علیہ السلام	۱۱۱
۲۳۳	رفتن داؤد علیہ السلام در خلوت	۱۱۲
۲۳۵	تکم کردن داؤد علیہ السلام صاحب گاؤ کہ از سر گاؤ بگذر	۱۱۳
۲۳۶	علم کردن داؤد بر صاحب گاؤ کہ حملہ مال خود بوی بخش	۱۱۴
۲۳۷	عزم کردن داؤد بخودن خلق بر صحرانکہ از آب آشکاف کند	۱۱۵
۲۳۸	گواہی داؤد دست و پا و زبان بر سر ظالم ہم در دنیا	۱۱۶
۲۴۰	بیرون رفتن خلایق بسوئے آں درخت	۱۱۷
۲۴۱	قصاص فرعون داؤد علیہ السلام خونی را	۱۱۸
۲۴۳	در بیان آنکہ نفس آدمی بجائے آں خونے ست کہ قی گاؤ کشتہ بود	۱۱۹
۲۴۸	گریختن عیسی علیہ السلام بر فراز کوہ از احمقال	۱۲۰

صفحہ	نمبر شمار	عنوان
۱۵۳	۱۵۳	در بیان آنکہ حق تعالیٰ بر چند آفرید از سموات وارض
۳۰۹	۱۵۴	داعیان و اعراض ہمد را با استدعا د جاست آفرید
۳۱۱	۱۵۵	آمدن ذنہ کافرہ با طفل شیر خوارہ ز رسول خدا صلعم
۳۱۲	۱۵۶	ارودن عقاب موزہ رسول علیہ السلام اور برون بہوا
۳۱۳	۱۵۷	وجہ عبرت گرفتن از یں حکایت
۳۱۵	۱۵۸	استدعائے آن مرد از موسیٰ علیہ السلام زبان بہائے
۳۱۷	۱۵۹	وجہ آمدن از حق تعالیٰ بموسیٰ علیہ السلام
۳۱۸	۱۶۰	قانع شدن آن مرد طالب تعلیم زبان مرغ خانگی
۳۱۹	۱۶۱	جواب خروس سگ را
۳۲۱	۱۶۲	تخل شدن خروس پیش سگ
۳۲۲	۱۶۳	خبر دادن خروس از مرگ آن خولجہ
۳۲۳	۱۶۴	بویان آن شخص بسوئے سگ و نہیلہ جلہ خبر مرگ خود شنید
۳۲۵	۱۶۵	دعا کردن موسیٰ علیہ السلام جہت سلامتی بپایان آن شخص
۳۲۶	۱۶۶	اجابت کردن حق تعالیٰ دعائے موسیٰ علیہ السلام را
۳۲۷	۱۶۷	حکایت آن زن کہ فرزندش نمی زیست
۳۲۸	۱۶۸	در آمدن حمزہ رضی اللہ عنہ در حرب بے زرہ
۳۲۹	۱۶۹	جواب حمزہ رضی اللہ عنہ بر آن خلق را
۳۳۵	۱۷۰	جیلہ دفع مخبون شدن در بیج و شرعی
۳۳۷	۱۷۱	وفات یافتن بلال رضی اللہ عنہ ماشادی و طرب
۳۳۹	۱۷۲	حکمت ویران گشتن تن بمرگ
۳۴۰	۱۷۳	نشیہ دنیا کہ بظاہر فراخ است و بمعنی تنگ
۳۴۱	۱۷۴	بیان آنکہ ہرچہ غفلت و کمال کیست ہمہ تن است
۳۴۳	۱۷۵	تشبیہ فیض باقیاس
۳۴۵	۱۷۶	آداب المستمعین والمریدین
۳۴۶	۱۷۷	شناختن ہر حیوان بوائے عدد و خویش را
۳۴۸	۱۷۸	فرق میان ہمتن چیزے بمثل تقلید میان ہمتن ماییت آن چیز
۳۵۰	۱۷۹	جمع و تفریق میان نفی و اثبات
۳۵۱	۱۸۰	مسئلہ فنا و بقائے درویش کامل
۳۵۳	۱۸۱	قصہ وکیل صدر جہاں کہ معتم شد
۳۵۴	۱۸۲	پیدا شدن روح القدس بصورت آدمی بہ مریم بوقت غسل
۳۶۰	۱۸۳	تلقین روح القدس مریم را علیہا السلام
۳۶۲	۱۸۴	عزم کردن آن وکیل از عشق
۳۶۳	۱۸۵	پرسیدن معشوقی از عاشق کہ از شہر با کدام بہتر است
۳۶۴	۱۸۶	منع کردن دوستان اور از مراجعت

صفحہ	نمبر شمار	عنوان
۲۵۱	۱۲۱	قصہ اہل سادات ایشان
۲۵۳	۱۲۲	شرح آن کور دور بین و آن کرتیز شنو
۲۵۶	۱۲۳	صفت خرقوم شہر سبا و ناشکری ایشان
۲۵۸	۱۲۴	آمدن پیغمبران پہ نصیحت اہل سبا
۲۶۱	۱۲۵	معجزہ خواستن قوم از پیغمبران علیہ السلام
۲۶۳	۱۲۶	مقیم داشتن قوم انبیاء علیہم السلام
۲۶۴	۱۲۷	حکایت خرگوش کہ خرگوشے دہر سالت پیش فیل فرستاد
۲۶۵	۱۲۸	جواب گفتن انبیاء طعن ایشان را
۲۶۸	۱۲۹	بیان آنکہ ہر کس را ز سرمد مثل آوردن خاصہ در کار الہی
۲۶۹	۱۳۰	مشہار زدن قوم نوخ با سہزہ در زمان کشتی ساختن او
۲۷۰	۱۳۱	حکایت آن وز کہ پرسیدند چہ میکنی در نیم شب
۲۷۱	۱۳۲	جواب آن مثل کہ منکر گفتند از رسالت خرگوش
۲۷۴	۱۳۳	بیان معنی حزم و مثال مرد حازم
۲۷۶	۱۳۴	و خامت حال آؤ مرغ کرکزک حزم کرو
۲۷۸	۱۳۵	حکایت نذر کردن سگال ہر زمستان
۲۸۰	۱۳۶	منع کردن منکران انبیاء علیہم السلام از نصیحت کردن
۲۸۱	۱۳۷	جواب انبیاء علیہم السلام جبریاں را
۲۸۱	۱۳۸	مکرر کردن آن منکران جہائے جبر یا نہ را
۲۸۲	۱۳۹	باز جواب انبیاء علیہم السلام جبریاں را
۲۸۳	۱۴۰	مکرر کردن قوم اعتراض بر انبیاء علیہم السلام
۲۸۵	۱۴۱	باز جواب گفتن انبیاء علیہم السلام ایشان را
۲۸۷	۱۴۲	حکمت در آفریدن دوزخ و راں جہاں
۲۸۹	۱۴۳	بیان آنکہ حق تعالیٰ صورت موک را سبب تسخیر
۲۹۰	۱۴۴	کردن جباراں کہ مسخر حق نباشند ساختہ
۲۹۲	۱۴۵	قصہ عشق صوفی بر صفرۃ تہی از خورش
۲۹۳	۱۴۶	مخصوص بودن یعقوب علیہ السلام بپسیدن جام حق تعالیٰ
۲۹۵	۱۴۷	حکایت غلام امیر کہ انس عظیم داشت در مناجات
۲۹۷	۱۴۸	نومید شدن انبیاء علیہم السلام از قبول پذیرائی منکران
۲۹۹	۱۴۹	بیان آنکہ ایمان مقلد خوف است در جا
۳۰۰	۱۵۰	بیان آنکہ رسول علیہ السلام فرمودہ اللہ تعالیٰ لولیا ما خفیہ
۳۰۰	۱۵۱	حکایت مندیل در تنور انداختن انس بن مالک
۳۰۲	۱۵۲	قصہ فریاد رسیدن رسول علیہ السلام کاروان عرب را
۳۰۵	۱۵۳	مشک آن غلام پر شدن از غیب بحجرہ رسول خدا صلعم
۳۰۶	۱۵۴	دیدن خولجہ غلام خوراسفید رود و شناختن

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۱۰	مثل زدن در میدان کرۂ اسپ	۳۰۹
۲۱۱	بقیہ حصہ مہمان و مسجد مہمان کش	۳۱۱
۲۱۲	تفسیر آیۃ وَأَجَلِبْ عَلَيْهِمْ بِخِلْكَ دِخْلِكَ الْاِیْمَہ	۳۱۲
۲۱۳	رسیدن بانگ طلسم نیم شب مہمان مسجد	۳۱۳
۲۱۴	ملاقات آں عاشق با صدر جہاں	۳۱۶
۲۱۵	جذبہ ہر عنصرے جنس خود را	۳۲۰
۲۱۶	منجذب شدن جان نیز بعالم ارواح	۳۲۱
۲۱۷	نسخ عزیمت و پنجاہ جہت با خبر کردن آدمی را	۳۲۳
۲۱۸	نظر کردن پیغمبر علیہ السلام با سیراں و تقسیم کردن	۳۲۴
۲۱۹	تفسیر آیت اِنْ تَسْتَغْفِرُوا لَهٗ ذَنْبًا جَآءَ كُمْ الْفَتْحُ	۳۲۵
۲۲۰	سر آنکہ بے مراد بازگشتن رسول علیہ السلام	۳۲۵
۲۲۱	از حد یہیہ حق تعالیٰ لقب آں فتح کرد	۳۲۷
۲۲۱	تفسیر حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۳۲۱
۲۲۸	کہ لَا تَفْضَلُوْا بَنِي عَلِيٍّ يُؤْنَسُ بَنِي مَتَّى	۳۲۸
۲۳۰	آگاہ شدن پیغمبر علیہ السلام از طعن ایشان	۳۳۰
۲۳۰	فہم کردن رسول علیہ السلام ضمیر آں اسیراں را	۳۳۰
۲۳۲	بیان آنکہ طاعنی در بین قاہری مقہورت	۳۳۲
۲۳۳	جذب معشوق عاشق رَفَن حَيْثُ لَا يَغْلُظُهُ الْعَلْبِقُ	۳۳۶
۲۳۵	رسیدن بخارا عاشق در بندگی صدر جہاں	۳۳۷
۲۳۶	دلا خواستن پشاز دست باز حضرت سلیمان علیہ السلام	۳۳۸
۲۳۷	امر کردن سلیمان علیہ السلام پشہ یہ منتظم لہذا خصم	۳۴۰
۲۳۸	نواختن معشوق عاشق بیہوش خود را	۳۴۲
۲۳۹	با خویش آمدن عاشق بیہوش ذروئے باز آودن بہ شنا	۳۴۵
۲۴۰	حکایت آں عاشق دراز ہجر بسیار امتحان	۳۵۰
۲۴۱	یافتن عاشق معشوق داد بیان آنکہ جویندہ جہاں بندہ بود	۳۵۳

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۸۶	لا ابالی گفتن عاشق تا صبح و عاذل	۳۶۶
۱۸۷	روئے نہادن آں عاشق بسوئے بخارا	۳۶۹
۱۸۸	در آمدن آں عاشق لا ابالی در بخارا	۳۷۰
۱۸۹	جواب گفتن عاشق عاذلاں و تہدید کنندگان را	۳۷۱
۱۹۰	رسیدن آں عاشق بمعشوق	۳۷۳
۱۹۱	صفت کردن آں مسجد کہ مہمان کش بود	۳۷۴
۱۹۲	آمدن مہمان در آں مسجد	۳۷۵
۱۹۳	ملا مت اہل مسجد مہمان عاشق را	۳۷۵
۱۹۴	جواب گفتن عاشق تا صحاں و ملا مت گویاں را	۳۷۶
۱۹۵	بیان آں کہ عشق جالینوس بریں حیات دنیا بود	۳۷۷
۱۹۶	ملا مت کردن اہل مسجد مہمان را	۳۸۰
۱۹۷	گفتن شیطان قریش دا کہ نہنگ محمد علیہ الصلوٰۃ و السلام اسید	۳۸۴
۱۹۸	بکر کردن عاذلاں پندر ابراں مہمان	۳۸۹
۱۹۹	جواب گفتن مہمان ایشان را	۳۸۹
۲۰۰	تمثیل گریختن مومن و تعجیل و بے صبری او	۳۹۵
۲۰۱	تمثیل صابر شدن مومن چون بر اسرار بلا واقف شود	۳۹۹
۲۰۲	عذر گفتن کدبانو بان خود	۳۹۹
۲۰۳	باقی قصہ مہمان آں مسجد مہمان کش	۴۰۰
۲۰۴	ذکر خیال بد اندیشی قاصر فہماں	۴۰۲
۲۰۵	تفسیر حدیث اِنَّ لِلْقُرْآنِ ظَهْرًا وَ بَطْنًا اَخ	۴۰۴
۲۰۶	بیان آنکہ رفتن انبیاء اولیاء علیہ السلام بکوہا	۴۰۵
۲۰۷	و غار با جہت پناہ کردن خویش نیست	۴۰۵
۲۰۷	تشبیہ صورت اولیاء صورت کلام اولیاء	۴۰۶
۲۰۸	تفسیر قولہ تعالیٰ يَا جَمَالُ اَوْ بَنِي مَعَهُ وَالطَّيْرُ	۴۰۷
۲۰۹	جواب طعن زائدہ بر مثنوی	۴۰۸

دفتر دوم کی اشاعت:

۲۸ مارچ ۱۹۷۶ء کو دفتر دوم کی رسم اجراء عمل میں آئی۔ غالب اکیڈمی بستی شیخ نظام الدین دہلی میں زیر صدارت جناب حکیم عبدالحمید صاحب صدر غالب اکیڈمی اجتماع ہو۔ یہ اجتماع دہلی کے دانشوروں اور اہل علم کا اجتماع تھا۔ مختلف کالجوں اور درسگاہوں کے اساتذہ اس میں شریک تھے۔ تلاوت قرآن پاک سے اجتماع کا آغاز ہوا۔ مولانا روم کے دیوان سے ایک غزل کا انتخاب کیا گیا تھا جو ایک صاحب نے خاص نغمے کے ساتھ پڑھی۔ جناب فتح اللہ صاحب مہربائی کلچروں کو سلاہ ایرانی امبی اور جناب محمد اعظم صاحب کامران ڈائریکٹر ایرانین کلچرل ہاؤس نے مولانا روم پر پُر مغز مقالے پڑھے۔ اس کے بعد جناب پروفیسر سید نور الحسن صاحب وزیر تعلیم حکومت ہند کے ہاتھوں دفتر دوم کا اجراء عمل میں آیا۔ موصوف نے دوران تقریر میں دفتر دوم کے بارے میں تحسین و آفرین کے ساتھ احقر کو دفتر دوم کی تکمیل پر مبارکباد دی۔

میں شکر گزار ہوں آل انڈیا ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے افسران کا کہ ان دونوں شعبوں نے اس اجتماع کی کارروائی کو بھرپور طریقہ پر کور کیا۔ اسی طرح میں انگریزی اور اردو پریس کا بھی شکر گزار ہوں کہ اس نے بھی اس اجتماع کی نشر و اشاعت میں مکمل تعاون کیا۔ شاید ہی انگریزی اور اردو کا کوئی موقر اخبار ہوگا جس نے دفتر دوم اور اس اجتماع کی تحسین نہ کی ہو۔ اس کے بعد سے ہندوستان کے اہل قلم اور علمی رسائل دفتر دوم پر مسلسل بہت قیمتی تبصرے شائع کر رہے ہیں جو میری ہمت افزائی کا باعث ہیں۔

میں دفتر دوم کے مقدمہ میں اس کام کے سلسلہ میں وزارت تعلیم کی مالی اعانت کا شکر یہ ادا کر چکا ہوں۔ وہ مدد تو ہر دفتر کی تیاری کے لئے مجھے مل رہی ہے۔ مزید برآں وزارت تعلیم نے دفتر دوم کی بھی ایک بڑی مقدار میں اپنی لائبریریوں کے لئے خریداری منظور کر کے میری مالی اعانت کی ہے جس کے لئے میں مزید شکر گزار ہوں۔

دفتر دوم کے کاموں سے فارغ ہو کر اس کے اجراء سے دو تین ماہ قبل سے ہی میں دفتر سوم کے کاموں میں مشغول ہو گیا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ اب جبکہ میں یہ چند سطور بطور مقدمہ تحریر کر رہا ہوں اس کی تیاری کے اکثر مراحل طے ہو چکے ہیں اور وہ عنقریب اشاعت پذیر ہو جائے گا اور اب میں دفتر چہارم میں مشغوم ہوں اور اس کا بیشتر حصہ لکھ چکا ہوں۔ اللہ کی توفیق اور فضل سے اگر کام کی رفتار یہی رہی تو چند ماہ بعد اس کی اشاعت عمل میں آ جائیگی۔

تصوف کی چند اصطلاحیں:

تصوف کی ان اصطلاحات کی تفصیل جو مثنوی میں استعمال ہوئی ہیں دفتر اول اور دوم کے مقدمہ میں کی جا چکی ہے اس کو ملاحظہ کیا جائے۔ اس دفتر سوم میں جو چند اصطلاحیں جدید آئی ہیں ان کی تشریح پیش کی جاتی ہے۔

حیرت:

سالک کے لئے ذکر و فکر بھی قرب الہی کا ذریعہ اور وسیلہ ہے لیکن مقام حیرت وہ مقام ہے جس میں تجلیات رب کی

فراوانی کی وجہ سے نہ ذکر کی طرف توجہ رہتی ہے نہ فکر کی اور اس مقام پر پہنچ کر سالک کو ان چیزوں سے استغناء بھی حاصل ہو جاتا ہے اور وہ بحث و مباحثہ سے بھی گریز کرتا ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے۔ اَلْهَمَّ زِدْنِي فَيْكَ تَحِيْرًا اے خدا اپنے بارے میں مجھے زیادہ حیرانی عطا فرما دے۔ صائب نے کہا ہے۔

حیرت مراز ہر دو جہاں بے نیاز کرو ایں خواب کار دولت بیداری کند
مقام حیرت نے مجھے دونوں جہانوں سے بے نیاز بنا دیا ہے یہ خواب بیداری کی دولت کے کام انجام دیتی ہے

اس مقام کی ابتداء سالک کو دنیا میں حاصل ہو جاتی ہے اور اس کی تکمیل میدان حشر میں اس وقت ہوگی جبکہ حضرت حق ارشاد فرمائے گا۔ اَجَلٌ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي فَلَا اسْخَطُ اَبَدًا۔ میں تم پر اپنی رضا نازل کرتا ہوں اب کبھی ناراض نہ ہوں گا۔

رضا:

مقام رضا سالک کا وہ مقام ہے جس میں وہ مصائب اور ذلت کو مقصود بالذات سمجھ کر برداشت کرتا ہے اور ان حالات میں بھی اس کے نفس کی وہی کیفیت رہتی ہے جو حضرت حق کی نعمتوں سے بہرہ ور ہونے میں ہوتی ہے۔ حضرت رابعہ بصریہؒ سے کسی نے اس مقام کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا۔ اِذَا سَرَّتْهُ الْمُصِيبَةُ كَمَا سَرَّتْهُ النِّعْمَةُ۔ یعنی یہ مقام سالک کو اس وقت حاصل ہوتا ہے جبکہ وہ مصیبت میں بھی وہی خوشی محسوس کرے جو اس کو نعمت کے وقت حاصل ہوتی ہے۔ رضا بالقضا کی بحث مولانا نے روم نے مفصل کی ہے اس کو ملاحظہ کیا جائے۔

ابدال:

مولانا نے روم نے ابدال کی تعریف میں فرمایا ہے۔

کیست ابدل؟ آنکہ او مُبدل شود خمرش از تبدیل یزداں خل شود
ابدال کون ہے؟ جو کہ تبدیل ہو جائے اللہ کے تبدیل کر دینے سے اس کی شراب سرکہ بن جائے

یعنی اس میں جس قدر اخلاق رویہ ہوں وہ اخلاق حسنہ میں تبدیل ہو جائیں۔ منہج القوی شرح مثنوی میں مذکور ہے۔ وَرَدَ أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ كَانُوا أَوْتَادَ الْأَرْضِ فَلَمَّا انْقَطَعَتِ النَّبُوَّةُ أَبَدَلَ اللَّهُ مَكَانَهُمْ أَقْوِيَاءَ مِنْ أُمَّةٍ أَحْمَدَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهُمُ الْأَبْدَالُ لَمْ يَفْضَلُوا النَّاسَ بِكَثْرَةِ صَوْمٍ وَلَا صَلَوةٍ وَلَكِنْ بِحُسْنِ الْخُلُقِ النِّيَّةِ وَسَلَامَةِ الْقُلُوبِ لِجَمْعِي الْمُسْلِمِينَ۔ منقول ہے کہ انبیاء زمین کے اوتاد تھے۔ جب نبوت ختم ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے قوی لوگوں کو ان کے بدلے میں عنایت فرما دیا جن کو ابدال کہا جاتا ہے۔ ان کی نمازیں اور روزے لوگوں سے زیادہ نہیں ہوتے ہیں ہاں ان میں حسن خلق اور نیت کی سچائی اور دل کی سلامتی سب مسلمانوں کے لئے ہوتی ہے۔

اعیان ثابتہ:

وہ تمام اشیاء جو موجودات خارجیہ کہلاتی ہیں اور عالم شہود میں جو اس کے ذریعہ محسوس ہو رہی ہیں وہ اپنے علمی وجود

کے ساتھ حضرت حق تعالیٰ کے علم میں موجود ہیں اور یہی موجودات کا علمی وجود اعیان ثابتہ کہلاتا ہے۔
خارجی جس میں قدر موجودات ہیں وہ ان اعیان ثابتہ کا عکس اور ظل ہیں اور ان اعیان ثابتہ کی اصل اسماء الہی اور اسماء
الہی کی اصل حقیقت الہیہ ہے۔ مولانا روم اعیان ثابتہ کو ماہیات سے اور اسماء الہی کو برز مامیات سے اور حقیقت الہیہ کو
برز برز مامیات سے تعبیر کرتے ہیں۔ جیسا کہ اس شعر میں فرمایا ہے۔

زانکہ ماہیات و برز برز آں پیش چشم کمالاں باشد عیاں

یعنی اعیان ثابتہ اور ان کا برز اسماء الہی اور اس برز کا برز یعنی حقیقت الہیہ کاملوں کے مشاہدے میں ہوتی ہے۔ اسی
لئے بعض کاملین کا مقولہ ہے۔ عَرَفْنَا الْأَشْيَاءَ بِاللَّهِ۔ ہم نے اشیاء کو خدا کے ذریعہ جان لیا ہے۔
عقل معاش:

وہ عقل جو دنیاوی امور میں تیز ہو اور آخرت سے نابلد ہو وہ عقل معاش ہے اسی کو مثنوی عقل جزوی اور عقل ناقص بھی
کہا گیا ہے۔

عقل معاد:

وہ عقل جو دینی اور اخروی معاملات میں تیز ہو اس کو عقل معاد کہا جاتا ہے۔ اسی کو مثنوی میں عقل کلی عقل کامل عارف
کی عقل سے تعبیر کیا گیا ہے۔
مستور الحال:

بعض اولیاء اللہ ایسے ہیں جن کو ابدال تک بھی نہیں پہچان سکتے ہیں ایسے اولیاء اللہ کو مستور الحال کہا جاتا ہے۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰی اَوْلِیَاءَ اَخْفِیَاءَ شُعْشَعَةً رَّوُّهُمْ مُغْبِرَةٌ وَجُوهُهُمْ اِذَا اسْتَاذَنُوْا
عَلٰی الْاَمْرِ لَمْ یُؤْذَنْ لَهُمْ وَاِذَا غَابُوا لَمْ یَفْتَقَدُوْا اِذَا حَضَرُوا لَمْ یُدْعَوْا وَاِنْ مَرَضُوا لَمْ یُعَاذُوْنَ وَاِنْ
مَاتُوا لَمْ یَشْهَدُوْا وَهُمْ مَجْهُوْلُوْنَ فِی الْاَرْضِ مَشْهُوْرُوْنَ فِی السَّمَاءِ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے کچھ چھپے ہوئے اولیاء
ہیں جن کے سر کے بال پر اگندہ ہیں ان کے چہرے غبار آلود ہیں۔ وہ اگر کسی معاملہ میں اجازت چاہیں ان کو اجازت نہیں
دی جاتی ہے اور اگر وہ نہ ہوں تو ان کی لوگ جستجو نہیں کرتے اور اگر موجود ہوں تو ان کو پکارا نہیں جاتا ہے اور اگر وہ بیمار پڑھ
جائیں تو ان کی عبادت نہیں کی جاتی ہے اور اگر مر جائیں تو لوگ ان کے جنازے پر حاضر نہیں ہوتے ہیں وہ زمین میں
گمناں ہیں لیکن آسمان میں مشہور ہیں۔ ایسے ہی مستور الحال ایک بزرگ کا ذکر ہے کہ وہ خانہ کعبہ کے صحن میں مراقبہ میں
تھے اور پاس ہی ایک محدث حدیث کا درس دے رہے تھے۔ اسی اثنا میں خولجہ خضر وہاں پہنچے اور بیٹھ گئے اور ان سے کہنے
لگے کہ قریب میں حدیث کا درس ہو رہا ہے آپ اس میں شریک کیوں نہیں ہوتے اور یہاں تنہا بیٹھے ہیں ان پر ان بزرگ
نے کہا کہ جب ایک نبی پاس ہو تو اس کو چھوڑ کر کسی دوسرے کا درس سننے کی کیا ضرورت ہے۔ خولجہ خضر نے فرمایا تم کو یہ
کہاں سے معلوم ہوا کہ یہاں کوئی نبی ہے تو انہوں نے کہا کہ آپ خولجہ خضر اللہ کے نبی نہیں ہیں۔ خولجہ خضر نے فرمایا کہ
میں سمجھتا تھا کہ میں تمام اولیاء کو پہچانتا ہوں لیکن اب معلوم ہوا کہ کچھ اولیاء ایسے بھی ہیں جن کو میں بھی نہیں جانتا ہوں اور
وہ مجھے جانتے ہیں۔

الہام:

اس کو حکومت، علم لدنی، فیض، فتح اور کشف سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ وہ علم ہوتا ہے جو الہاء کے قلوب پر خدا کی جانب سے نازل کیا جاتا ہے۔ جو علم انبیاء اور رسولوں کو عنایت ہوتا ہے اس کو وحی کہا جاتا ہے۔ اس کی اگر تلاوت بھی ہوتی ہے تو وہ وحی مملو کہلاتی ہے جیسا کہ قرآن، توریت اور انجیل اور اگر اس کی تلاوت نہ ہو تو اس کو حدیث سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ وحی خداوندی، خلل اور غلطی سے بالکل محفوظ ہے، الہام میں غلطی کا احتمال ہوتا ہے اسی لئے بسا اوقات انسان القاء شیطانی کو الہام سمجھ بیٹھتا ہے۔ مولانا بحر العلوم نے فرمایا ہے کہ بندے کے دل میں جو القاء ہوتا ہے وہ کبھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کبھی فرشتے کی طرف سے اور کبھی نفس اور شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، غور کر لینا چاہئے اگر وہ القاء عشق و محبت کا باعث ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اگر وہ اطاعت اور فرمانبرداری کا سبب ہے تو فرشتے کی جانب سے ہے اور وہ القاء کفران اور طغیان پیدا کرنے والا ہے تو وہ نفس اور شیطان کی طرف سے ہے۔ پھر یہ بھی سمجھ لینا ضروری ہے کہ شیطان بھی بسا اوقات نیکی کی طرف دعوت دیتا ہے اور اس سے اس کا مقصود کسی اعلیٰ نیکی سے غافل کرنا مقصود ہوتا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔

إِنَّ لِلشَّيْطَانِ لِمَةً بَابِ آدَمَ وَلِلْمَلِكِ لِمَةً فَأَمَّا لِمَةُ الشَّيْطَانِ فَأَيُّعَادُ بِالْشَّرِّ وَتَكْذِيبُ بِالْحَقِّ وَأَمَّا لِمَةُ الْمَلِكِ فَأَيُّعَادُ بِالْخَيْرِ وَتَصْدِيقُ بِالْحَقِّ فَمَنْ وَحَدَ ذَلِكَ فَلْيَعْلَمْ أَنَّهُ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى وَمَنْ وَحَدَ الْآخِرَى فَلْيَتَوَعَّذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ. یعنی شیطان آدمی کے دل میں بات ڈالتا ہے اور فرشتہ بھی ڈالتا ہے شیطان کی ڈالی ہوئی بات برائی کا وعدہ اور حق کو جھٹلانا ہوتا ہے۔ اور فرشتے کا ڈالنا بھلائی کا وعدہ اور حق کی تصدیق ہوتی ہے تو جو یہ محسوس کرے وہ سمجھ لے کہ یہ اللہ کی جانب سے ہے اور وہ پہلی بات ہو تو سمجھ لے کہ وہ شیطان کی جانب سے ہے اور فوراً شیطان کے خدا کی پناہ پڑے۔

تناخ:

جو لوگ تناخ کے عقیدے کے قائل ہیں ان کے نزدیک روح اپنی جزا و سزا کے اعتبار سے مختلف حیوانات کا جسم اختیار کرتی رہتی ہیا اور یہ سلسلہ کروڑوں برس تک اسی طرح چلتا رہتا ہے۔ یہ عقیدہ روح کے ازلی اور ابدی اور قدیم ہونے پر مبنی ہے۔ مولانا کے اشعار میں جگہ جگہ جو اشارے ہیں وہ مادے کے تغیرات کی طرف ہیں۔ مولانا فرماتے ہیں مادہ جمادیت سے ترقی کر کے نباتیت اختیار کرتا ہے اور نباتیت سے حیوانیت کے مرتبہ میں آ جاتا ہے اور پھر حیوانیت سے انسانی مرتبہ میں پہنچا ہے۔

از جمادی مردم و نامی خدم وز نما مردم بخیاں سرزوم
مردم از حیوانی و آدم خدم پس چه ترسم کے ز مردن کم شوم

ان مذکورہ بالا اشعار میں مادی تغیرات کو ظاہر کیا گیا ہے۔ مولانا روح کے قدیم اور ازلی ہونے کے قائل نہیں ہیں اور نہ روح کی صرف حیوانات میں گردش کے قائل ہیں ہاں روح کے منازل اور مراتب کے عروج کے قائل ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

جملہ دیگر بمیرم از بشر
وز ملک ہم بایدم جستن ز جو
تا بر آرم از ملائک بال و پر
کُلُّ شَیْءٍ هَالِکٌ إِلَّا وَجْهَهُ

جسم مثالی:

اہل شرع اور اہل تصوف متعدد عوالم موجود مانتے ہیں ایک عالم شہود ہے۔ وہ تو یہی عالم ہے جس میں آپ اور ہم سب اس زندگی کے ساتھ زندہ ہیں یہاں تمام اجسام مادہ اور عنصر سے بنے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک عالم مثال ہے جس میں ہر دو مخلوق جو اس عالم شہود میں ہے اس عالم میں بھی ہے لیکن اس عالم میں مادہ اور عناصر کا وجود نہیں ہے وہاں جو اس کا جسم ہے وہ جسم عنصری نہیں بلکہ مثالی کہلاتا ہے۔

واقعات اور اشخاص:

صلح حدیبیہ۔ ۶ ہجری میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم چودہ سو صحابہ رضوان علیہم اجمعین کی معیت میں عمرہ کی نیت سے مکہ معظمہ کی جانب روانہ ہوئے۔ جب مکہ معظمہ سے چھ میل درے مقام حدیبیہ پر پہنچے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ اہل مکہ بڑا شیر مکہ میں داخلہ سے روکنے کا ارادہ کر چکے ہیں، آنحضور ﷺ نے حدیبیہ میں قیام فرمایا اور اہل مکہ سے کہلایا کہ ہم عمرہ کرنا چاہتے ہیں اس کے بعد فوراً واپس ہو جائے گے۔ ہمارا مقصد اہل مکہ سے جنگ و جدل بالکل نہیں ہے مگر اہل مکہ نے مکہ میں داخلہ کی کسی طرح اجازت نہ دی۔ بہت سی گفت و شنید کے بعد صلح کا ایک دس سالہ معاہدہ طے ہوا۔ اس صلح نامہ میں مکہ والوں نے سراسر ایسی شرطیں تسلیم کرائیں جو ان کے لئے مفید تھیں اور بظاہر مسلمانوں کے لئے ذلت آمیز، یہ طے ہوا کہ مسلمان مکہ کی زیارت کئے بغیر واپس ہو جائیں، اگر کوئی مسلمان مرتد ہو کر مدینہ طیبہ سے بھاگ کر مکہ میں پناہ لے گا تو مکہ والے اس کو واپس نہ دیں گے اور اگر کوئی مکہ والا مسلمان ہو کر مدینہ گیا تو اس کو واپس سپرد کرنا ہوگا۔ اس طرح کی شرائط بعض صحابہ گونا گوار بھی گذریں لیکن آنحضور ﷺ نے خداوندی حکم سے سب کو بخوشی منظور کیا۔ حضرت حق تعالیٰ کے علم میں یہ صلح شکست نہ تھی۔ چنانچہ اسی بنا پر حضور ﷺ کو بشارت آئی کہ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا یعنی ہم نے یہ تمہیں کھلی فتح عنایت کی ہے۔ چند ہی روز میں اس بشارت نے عملی صورت اختیار کر لی اور اس صلح کے نتیجہ میں مکہ معظمہ بغیر کسی جنگ و قتال کے آنحضور ﷺ کے زیر نگیں آ گیا۔

بنی نضیر:

یہ یہود کا ایک قبیلہ تھا جو مدینہ کے اطراف میں آباد تھا۔ انہوں نے مخفی طور پر آنحضور ﷺ کو قتل کرنے کی سازش کی تھی جس کا آنحضور ﷺ پر انکشاف ہو گیا۔ اس جرم کی پاداش میں ان کو مدینہ کے اطراف سے ۴۰ ہ میں جلا وطن کیا گیا اور خیبر میں آباد ہونے کی اجازت دے دی گئی۔

بنو قریظہ:

یہ یہود کا ایک قبیلہ تھا جو مدینہ کے اطراف میں آباد تھا۔ آنحضور ﷺ نے ان سے ایک معاہدہ کیا تھا جس کی رو سے فریقین کو دشمن کے مقابلہ میں ایک دوسرے کی مدد کرنا ضروری تھی۔

غزوہ خندق کے موقع پر دیگر قبائل کے مقابلہ میں مسلمانوں کی مدد تو درکنار یہ لوگ بھی مخالفوں سے ہمساز ہو گئے اور

معاہدہ شکنی کرتے ہوئے مسلمانوں سے برسرِ پیکار ہو گئے۔ غزوہٴ خندق میں جب عیسیٰ تائید سے آنحضرت ﷺ کو ۵۰ھ میں فتح و نصرت حاصل ہو گئی تو آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کو معاہدہ شکنی کی سزائے موت دی جو خود یہود کی شریعت کے مطابق تھی۔
بلال بن رباحؓ:

حضرت بلالؓ حبشی النسل تھے۔ دعوت اسلام کے آغاز ہی میں مشرف باسلام ہو گئے تھے۔ انہوں نے اسلام کی خاطر اپنے آقا امیہ ابن خلف کے ایسے ایسے دردناک مظالم برداشت کئے ہیں جن کے سننے سے بھی لرز اٹاری ہوتا ہے۔ بالآخر حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو خرید کر آزاد کیا۔ پھر تمام عمر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں گزاری۔ ان کو مؤذن رسول اللہ ہونے کا فخر بھی حاصل ہے۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد مدینہ طیبہ میں قیام کی تاب نہ لا سکے اور ملک شام میں منتقل ہو گئے۔ وہاں ۲۰ھ میں عمر ۶۳ سال وفات پائی۔ ان کی اذان میں بڑا ہی سوز و گداز تھا۔ ایک مرتبہ مکہ معظمہ میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اذان کی فرمائش کی، عذر پیش کرنے کے باوجود تعمیل حکم پر مجبور ہو کر اذان شروع کی جس وقت اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ پر پہنچے تو غش کھا کر گر گئے۔
طالوت:

یہ بنی اسرائیل کا ایک نیا بادشاہ تھا کس کی بادشاہت پیغمبر وقت شمویلؑ کی بشارت کے مطابق عمل میں آئی تھی۔ بادشاہت کے دوران اس کو ایک سخت قوی دشمن جالوت سے جنگ کرنی پڑی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا بچپن تھا اور وہ بکریاں چرایا کرتے تھے۔ حضرت شمویلؑ نے طالوت کو بشارت دی کہ جالوت کی موت حضرت داؤد کے ہاتھوں ہوگی۔ طالوت نے حضرت داؤد کو فوج میں شامل کر لیا۔ دورانِ سفر میں چند پتھروں نے حضرت داؤد سے کہا کہ ہم کو ساتھ لے لو جالوت ہماری ضرب سے مرے گا۔ حضرت داؤد نے وہی پتھر اٹھا کر اپنی زنبیل میں رکھ لئے۔ جس وقت جالوت سے مقابلہ ہوا تو حضرت داؤد نے وہی پتھر اس کے مارے جن سے جالوت ہلاک ہو گیا۔ قرآن پاک میں مذکور ہے۔ وَقَتْلُ دَاوُودَ جَالُوتَ اور داؤد نے جالوت کو قتل کر دیا۔
حضرت مریم علیہا السلام:

حضرت مریم کنوار پن ہی میں بحکم خدا حاملہ ہو گئیں تو ندامت کی وجہ سے جنگل میں نکل گئیں اور دعا کرنے لگیں۔ يٰلَيْتَنِي مِثْلَ قَبْلٍ هٰذَا وَكُنْتُ نَسِيًا مِّنْ سَاءِ مَا كَانَتْ عَمَلًا مِّنْ قَبْلِ هٰذَا اور بھولی بھولی بھری بن جاتی۔ فرشتے نے ان کو ہی دی پھر جب ان کے لطن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو وہ ان کو گود میں لے کر اپنے قبیلے میں آئیں، لوگوں نے ان کو ملامت شروع کر دی اس پر انہوں نے لوگوں سے کہا تم اسی بچے سے اس معاملہ کی تحقیق کر لو۔ لوگوں نے کہا ہم کہو ارے کے بچے سے کیا پوچھیں تو حضرت عیسیٰؑ بول اٹھے اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ اَتَانِي الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا۔ میں اللہ کا بندہ ہوں مجھے اس نے کتاب عطا فرمائی اور مجھے اس نے نبی بنایا ہے اور بابرکت کیا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کی اس گفتگو کے بعد لوگوں کے شکوک مٹ گئے اور وہ سمجھ گئے یہ سب معاملہ منجانب اللہ ہے۔

اہل سبا:

یمن کے علاقہ سبا کے باشندے تھے۔ قرآن نے اہل سبا کا ذکر حسب ذیل آیتوں میں کیا ہے۔ لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسَاكِينِهِمْ آيَةٌ جَنَّتَانِ عَنْ يَمِيْنٍ وَشِمَالٍ ۝ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ بَلَدَةً طَيِّبَةً وَرَبُّ غَفُوْرٌ

۵ فَأَعْرِضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنَاهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتِي ذَاتِ الْأَيْلِ خَمْطٍ وَأَثْلٍ وَشَيْءٍ مِّن سِدْرٍ قَلِيلٍ ۝ ذَلِكْ جَزَايُنَّهُمْ بِمَا كَفَرُوا وَهَلْ نَجْرِي إِلَّا الْكَفُورُ ۝ بیشک سبواؤوں کے لئے اپنی ہی ہستی میں نشانی تھیں دائیں اور بائیں دو باغ تھے۔ اپنے مالک کی دی ہوئی روزی کھاؤ اور اس کا شکر بجالاؤ۔ ایسا پاکیزہ شہر اور مالک بخشے والا۔ تو انہوں نے روگردانی کی۔ ہم نے زور کا سیلاب ان پر چھوڑ دیا اور دو عمدہ باغوں کو بدل کر دو باغ ایسے کر دیئے جن میں بدمزہ میوے اور بھاؤ کے درخت اور تھوڑے سے بیری کے درخت رہ گئے۔ ان کی ناشکری کی ہم نے ان کو یہ سزا دی اور ہم انہی کو سزا دیا کرتے ہیں جو ناشکر ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ:

یہ مالک کے بیٹے تھے اور ان کی ماں کی کنیت ام سلیم تھی۔ مالک کے بعد ام سلیم نے حضرت ابوطحہ انصاریؓ سے شادی کر لی تھی۔ حضرت انسؓ کی تربیت حضرت ابوطحہؓ نے کی۔ جس وقت آنحضرت ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے۔ حضرت انسؓ کی عمر دس سال کی تھی۔ ان کو ان کی ماں اور حضرت ابوطحہؓ نے آنحضرت ﷺ کی خدمت پر در کر دیا انہوں نے بہت ہی خوش اسلوبی اگے۔ تیرہ دس سال تک آنحضورؐ کی خدمت کی اور خادم خاص کا رتبہ پایا۔ آنحضرت ﷺ ان سے بہت خوش تھے اور ان کو بہت دعائیں دیتے تھے۔ انہی دعاؤں کی برکت سے ان کو صحابہ کرام میں مال اور اولاد کی کثرت میں امتیاز تھا۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں یہ بصرہ میں آباد ہو گئے۔ ۹۱ھ میں عمر تقریباً ۱۰۳ سال انہوں نے بصرہ میں ہی وفات پائی اور ان کی وفات بصرہ میں رہنے والے صحابہ میں سے سب سے آخر میں ہوئی ہے۔

تبیہ:

بورن فیل یہ وہ بیابان ہے جس میں بنی اسرائیل چالیس سال تک محبوس اور مقید رہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو عمالقہ سے جنگ کرنے کا حکم دیا جو ملک شام پر قابض تھے۔ بنی اسرائیل نے اس جہاد میں شرکت سے انکار کیا اور طرح طرح کے نامعقول عذر پیش کرنے شروع کر دیئے اور کہہ دیا اے موسیٰ تم اور تمہارا خدا عمالقہ سے جہاد کر لے ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے۔ اس جرم کی پاداش میں خدا نے انہیں تیرہ کے میدان میں مقید کر دیا یہ اس میں بھٹکتے پھرتے تھے اور ان کو اس جنگل سے نکلنے کا راستہ نہ ملتا تھا۔ یہ لوگ بنی اسرائیل کی بارہ جماعتوں پر مشتمل تھے۔ ہر جماعت حضرت یعقوبؑ کے کسی ایک فرزند کی نسل تھی اور ہر جماعت میں تقریباً پچاس ہزار اشخاص تھے۔ یہ لوگ تمام دن راستہ طے کرتے تھے صبح کو سوکراٹھتے تو اپنے آپ کو اسی مقام پر پاتے جہاں سے صبح کو چلے تھے۔

اولیس:

یہ عامر کے بیٹے اور قرن علاقہ یمن کے باشندے ہیں اسی لئے قرنی کہلاتے ہیں۔ ان میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا والہانہ جذبہ تھا چونکہ ان کی والدہ ان کی خدمت کے محتاج اور ضرورت مند تھیں لہذا ان کی آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضری نہ ہو سکی اور ان کو آنحضور ﷺ کا دیدار میسر نہ آیا اسی لئے ان کو تابعین میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہ اپنی آخری عمر میں بصرہ میں آکر آباد ہو گئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں ان کو سلام کہلایا اور دعا کی فرمائش کی تھی۔ انہی کی نسبت سے نسبت اویسیہ وہ نسبت کہلاتی ہے جو کسی مرید کو شیخ سے جسمانی ملاقات کے بغیر حاصل ہو جائے۔

ابولہب اور اس کی بیوی:

ابولہب کنیت نام عبدالعزیٰ ہے اس کی بیوی کا نام ارویٰ اور کنیت ام جمیل ہے۔ ابولہب آنحضرت ﷺ کا حقیقی چچا تھا لیکن یہ اور اس کی بیوی آنحضرت ﷺ کو تکلیف پہنچاتے اور مخالفت میں سب سے پیش پیش تھے۔ آنحضرت ﷺ کی ابتداء دعوت سے آخر دم تک آنحضرت ﷺ کی مخالفت کرتا رہا بالآخر کفر کی حالت میں موت ہوئی۔ سورۃ تبت اسی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔
فرعون موسیٰؑ:

اس کا نام ولید بن مصعب ہے اور چونکہ یہ مصر کا بادشاہ تھا اس لئے اس کو فرعون کہا جاتا ہے۔ شاہان مصر کا یہی لقب ہوتا تھا اس کے واقعات قرآن پاک میں بالتفصیل مذکور ہیں۔

سجاد حسین
صدر مدرسہ عالیہ فتح پوری دہلی

۲۱ شوال ۱۳۹۶ھ
۱۸ اگست ۱۹۷۶ء

www.ahlehaq.org

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

انبیاء الحق چلپی مولانا کے وہی
خلیفہ اور مرید ہیں جو مثنوی لکھنے کے
محرک ہوئے۔ اس سوم۔ طہارت
ظاہری وضو اور غسل میں تین بار دھونا
مسنون ہے لہذا طہارت باطنی جو کہ
مثنوی کے مضامین سے حاصل ہوتی
ہے اس کے لئے بھی تیسرے دفتر
میں تیسری بار مضامین لانا مناسب
ہے۔ اسرار سر کی جمع راز۔ بہل۔ اسرار
کا صیغہ ہے بلیدن بمعنی چھوڑنا۔
اعذار یعنی وہ عذر جو دوسرے دفتر کے
تاخیر سے شروع کرنے کا سبب بنے
تھے۔

۲ قوت۔ یعنی جسمانی کمزوری کا
عذر نہ کر کیونکہ تیری قوت جسم اور رگوں
کی پیداوار نہیں ہے بلکہ عطائے
خداوندی ہے ہی زہد۔ زہدین نشوونما
پانا۔ اس چراغ جس طرح سوچ کی
روشنی ظاہری اسباب کی بنا پر نہیں
ہے۔ اسی طرح شہادی طاقت
اسباب ظاہری سے متعلق نہیں ہے۔
۳ سقف۔ گروں۔ آسمانوں کا
قیام بھی اسباب ظاہری سے متعلق
نہیں ہے۔ قوت جبریل۔ حضرت
جبریل کی قوت کہ بازو کے سہارے
بستیوں کو الٹ دیا جسمانی غذا کی وجہ
سے نہ تھی۔

اے ضیاء الحق حسام الدین بیاں
اے ضیاء الحق حسام الدین لا
برگشا گنجینہ اسرار را
رازوں کا خزانہ کھول دے
قوت۔ از قوت حق کی زہد
تیری طاقت اللہ کی طاقت سے جوش مارتی ہے
اس چراغ شمس کو روشن بود
یہ سوچ کا چراغ جو روشن ہوتا ہے
سقف۔ گروں کو چنیں دائم بود
آسمان کی چھت جو اس طرح سے ہمیشہ سے ہے
قوت جبریل۔ از مطبخ مطبخ نبود
حضرت جبریل کی قوت مطبخ کی وجہ سے نہ تھی
اس سوم دفتر کہ سنت شد سہ بار
یہ تیسرا دفتر کیونکہ تہرانا سنت ہے
در سوم دفتر بہل اعذار را
تیسرے دفتر میں عذروں کو چھوڑ دے
نیز عروقی کز حرارت می جہد
نہ کہ رگوں سے جو گرمی سے بھڑکتی ہیں
نیز فتیلہ پنبہ دروغن بود
بقی اور روئی اور تیل کی وجہ سے نہیں ہے
نیز طناب واستنہ قائم بود
رستے اور ستون کی وجہ سے قائم نہیں ہے
بود از دیدار خلاق وجود
وجود کو پیدا کرنے والے (اللہ) کے دیدار کی وجہ سے تھی



ہم چنین! ایں قوت ابدال حق

ای طرح اللہ تعالیٰ کے ابدال کی قوت
جسمِ شاں را ہم ز نوراً سرشته اند

ان کے جسم کو بھی نور سے بنایا ہے
چونکہ موصوفی باوصافِ جلیل

چونکہ تو بڑے وصفوں سے موصوف ہے
گرد آتش بر تو ہم بر دو سلام

آگ بھی تجھ پر سلامتی اور ٹھنڈک بن جائیگی
ہر مزاج را عناصر مایہ ایست

عناصر ہر مزاج کا سرمایہ ہیں
ایں ۲ مزاجت در جہان منبسط

وسیع عالم میں تیرا یہ مزاج
اے دریغا عرصہ افہامِ خلق

ہائے افسوس! لوگوں کی فہموں کا میدان
اے ضیاء الحق بخذقِ رائے تو

اے ضیاء الحق تیری رائے کی ہوشیاری سے
کوہِ طور اندر کجلیِ خلق یافت

کوہِ طور نے جلی میں خلق پا لیا
صارَد گامِنه و انشقَّ الجبل

وہ ٹکڑے ہو گیا اور پہاڑ پھٹ گیا
لقمہ ۳ بخشی آید از ہر کس بکس

لقمہ دینا ہر شخص سے ہر شخص کیلئے ہو سکتا ہے
خلق بخشد جسمہا و رُوح را

وہ جسم اور روح کو خلق بخش دیتا ہے

ہم ز حق داں نز طعام و نز طبق

اللہ کی جانب سے کھانے اور طباق کی جیسے
تاز روح واز مملک بگذشتہ اند

یہاں تک کہ وہ روح اور فرشتے سے بڑھ گئے ہیں
ز آتش نمرود بگذر چوں خلیل

حضرت خلیل کی طرح نمرود کی آگ سے گزر جا
اے عناصر مر مزاجت را غلام

اے وہ کہ عناصر (اربعہ) تیرے مزاج کے غلام ہیں
ویں مزاجت برتر از ہر پایہ ایست

اور تیرا یہ مزاج ہر مرتبہ سے بالاتر ہے
وصف وحدت را کنوں شد مُلَکِط

اب وحدت کی صفت کو چھنے والا ہو گیا ہے
سخت تنگ آمد ندارد خلق خلق

بہت تنگ ہے مخلوق خلق نہیں رکھتی ہے
خلق بخشد سنگ را حلوائے تو

تیرا حلوہ پتھر کو خلق بخش دیتا ہے
تا کہ مے نوشید و مے را بر نتافت

یہاں تک کہ (اس نے) شراب پی کر شراب کو بہاشت نہ کر سکا
هَل رَأَيْتُمْ مِنْ جَبَلٍ رَقَصَ الْجَمَل

کبھی تم نے پہاڑ سے لڑتے کا رقص دیکھا ہے
خلق بخشی کا ریزدانِ ست و بس

خلق بخشا صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے
خلق بخشد بہر بر عضوتِ جدا

تیرے ہر عضو کو علیحدہ خلق بخش دیتا ہے

۱۔ ہم چنین! ایں قوت ابدال کی قوت
جانب اللہ ہوتی ہے مائی نہیں ہوتی
جسمِ شاں ابدال کے اجسام بھی
نورانی ہیں اور وہ انسانی روح اور تمام
فرشتوں سے بڑھے ہوئے ہیں۔
چونکہ یہ شیخ حسام الدین کو خطاب
ہے آتش نمرود یعنی نفسانی رذائل۔
گرد آتش۔ عناصر اربعہ آپ کے
مزاج سے مغلوب ہیں لہذا آگ
آپ کے لئے ٹھنڈک اور سلامتی
ہے ہر مزاج۔ عام انسانوں کا مزاج
عناصر اربعہ سے بنا ہے لیکن آپ کا
مزاج اللہ کے اخلاق سے بنا ہے۔

۲۔ ایں مزاجت۔ یعنی آپ چونکہ
اخلاقِ اعلیٰ کے ساتھ متصف ہیں لہذا
آپ کو اللہ سے اتحاد حاصل ہو گیا
ہے۔ اے دریغا عوام کی سمجھ کے
گلے سے یہ مضمون وحدت نہیں اترتا
ہے عوام وہ مخلوق نہیں رکھتے ہیں جو ان
مضامین کو نکل سکے۔ اے ضیاء الحق
لیکن ضیاء الحق میں وہ طاقت ہے کہ
پتھر کے گلے سے بھی اس مضمون کو
اُتر سکتا ہے۔ کوہِ طور۔ مضامین
معرفت کو کوہِ طور سمجھا حالانکہ وہ پتھر
ہے صارد کا کوہِ طور کا رقص معرفت کی
شراب پی لینے کی وجہ سے تھا۔

۳۔ لقمہ بخشی ایک انسان دوسرے
کو لقمہ دے سکتا ہے لیکن خلق عطا کرنا
صرف خدا کا کام ہے یعنی تعلیم و تربیت
دینا تو انسانی فعل ہے لیکن طالب کے
اعضاء کا اس کو قبول کرنا اور اس میں
قبولیت کی استعداد پیدا کرنا اللہ ہی کا
کام ہے خلق بخشد یعنی ہر عضو کو
اور روح کو اس کے مناسب خلق بخشا
ہے۔



ایں گہے بخشد کہ اجلالی شوی

یہ اس وقت بخشا ہے جب تو اجلالی ہو جائے

تاگوئی سرِ سلطان را بکس

تاکہ تو شاہ کا راز ہر شخص سے نہ کہے

گوشِ آں کس نوشد اسرارِ جلال

اللہ کے راز اس شخص کا کان سنتا ہے

خلقِ بخشد خاک را لطفِ خدا

اللہ تعالیٰ کی مہربانی مٹی کو خلق عنایت کرتی ہے

باز ۲ حیواں را بہ بخشد خلق و لب

پھر (اللہ) حیوان کو خلق اور بونٹ بخشا ہے

چوں گیا ہش خورد و حیواں گشت زفت

جب اس (حیوان) نے اس خاک کی گھاس کھائی اور موتا ہو گیا

باز خاک آمد شد اکالِ بشر

پھر مٹی آئی وہ انسان کو نکل جانے والی بنی

ذرا ۳ دیدم دہاں شاں جملہ باز

میں نے ذرے دیکھے جن کے منہ گھلے ہوئے تھے

برگہا را برگ از انعام او

چوں کو ساز و سامان اس (اللہ) کے انعام سے ہے

رزقہا را رزقہا او میدہد

وہ (اللہ) رزقوں کو رزق دیتا ہے

نیست شرحِ ایں سخن را منتہا

اس بات کی تفصیل کا خاتمہ نہیں ہے

جملہ عالمِ آکل و ماکول داں

تمام عالم کو کھانے والا اور کھایا ہوا سمجھ

از دعا و از دغل خالی شوی

فریب اور کھوٹ سے خالی ہونے کا

تا نریزی قد را پیشِ مکس

تاکہ تو قد کو مکھی کے آگے نہ گرائے

کو چوسون صد زباں افتاد لال

جو سون کی طرح سوزبانوں کے باوجود گونگا ہے

تا خورد خاک آب و روید صد گیا

یہاں تک کہ مٹی پانی پیتی ہے اور سنگڑوں کو گھاس لگاتی ہے

تا گیا ہش را خورد اندر طلب

یہاں تک کہ وہ تلاش کرے اس (خاک) کی گھاس کھاتا ہے

گشت حیواں لقمہ انسان درفت

حیوان انسان کا لقمہ بنا اور ختم ہو گیا

چوں جد اشد از بشر روح و بصر

جب کہ انسان سے روح اور بینائی جدا ہو گئی

گر بگویم خوردِ شاں گرد و دراز

اگر میں ان کی خوراک کا بیان کروں تو بات بڑھ جائیگی

دایگاں را دا یہ لطفِ عام او

پرورش کرنے والوں کی دلیہ اس کی عام مہربانی ہے

زانکہ گندم بے غذائے چوں زہد

کیونکہ گندم بغیر غذا کے کب پرورش پاتا ہے

پارہ گفتیم بداں زان پارہا

میں نے ایک ٹکڑا کہہ دیا تو اس سے دواں ٹکڑوں کو سمجھ لے

باقیاں را مقبل و مقبول داں

باقی رہنے والوں کو مقبول اور با اقبال سمجھ

۱۔ ایں اللہ تعالیٰ ہر عضو اور روح کو

خلق اس وقت بخشا ہے جب انسان

خدائی اخلاق سے موصوف ہو جائے

اور رزل سے اپنے آپ کو پاک کر

لے۔ تاگوئی۔ جب اللہ کی یہ عطا

حمہیں حاصل ہو جائے تو نااہلوں پر

اسرار ظاہر نہ کرو۔ گوش۔ معارف الہیہ

اس وقت حاصل ہوتے ہیں جبکہ

انسان میں ان کے اخفاء کی پوری

صلاحیت پیدا ہو جائے اور نااہلوں

کے سامنے ان کو ظاہر نہ کرنے پر اس کو

قدرت حاصل ہو جائے خلق بخشد۔

اللہ نے زمین کو بھی خلق عنایت فرمایا

۲۔ باز حیواں۔ حیوانات نباتات کو

اپنی غذا بنالیتے ہیں۔ چوں گیا ہش۔

حیوانات سے انسان اپنی غذا حاصل

کرتا ہے۔ باز پھر انسان کے مرنے

کے بعد خاک اس کو اپنی خوراک بنا

لیتی ہے۔

۳۔ ذرا۔ کائنات میں باہمی

تتاراع للبقاء کا نظام جاری ہے اور

کائنات کا ہر ذرہ دوسرے کو کھانے

کے لئے منہ کھولے ہوئے ہے۔

برگہا۔ تپتے جو حیوانات کی خوراک

ہیں ان کو بھی اللہ تعالیٰ خوراک عطا

فرماتا ہے۔ کائنات میں جو چیزیں

دوسروں کی پرورش کرتی ہیں ان کی خدا

پرورش کرتا ہے۔ رزقہا۔ گیہوں خود

رزق ہے لیکن اگر اس کو رزق میسر نہ

آئے تو اس کی پرورش نہ ہو۔ جملہ

عالم۔ عالم امکان میں سب چیزیں

ایک دوسرے کو فنا کر رہی ہیں بقا

صرف ان کو حاصل ہے جو مقبول بارگاہ

الہی ہیں۔



ایں جہان و ساکنانش مُنتشر

یہ عالم اور اس کے باشندے سے جدا ہو جانے والے ہیں

ایں جہان و عاشقانش منقطع

یہ عالم اور اس کے عاشق مٹ جانے والے ہیں

پس کریم آنست کو خود را دہد

تو بزرگ وہ ہے جو اپنے آپ کو پلا دے

باقیات ۲ لصالحت آمد کریم

بھلا (بزرگ) باقی رہنے والی نیکیوں میں سے ہے

گر ہزار اندیک کس بیش نیست

اگر وہ ہزار ہیں تو بھی ایک سے زیادہ نہیں ہیں

اکل و ماگول را خلق ست و ناے

کھانے والے اور کھائے جانے والے کا خلق اور گلا ہوتا ہے

خلق بخشید او عصائے عدل را

اس نے انصاف کی لٹھی کو خلق بخشا

و اندرو افزوں نشد ز اں جملہ اکل

اس سب کچھ کھانے سے اس میں اضافہ نہ ہوا

مریقیں ۳ را چوں عصا حق خلق داد

اللہ تعالیٰ نے لٹھی کی طرح یقین کو بھی خلق دیا ہے

پس معانی را چوں عیاں خلقہا ست

تو خداجی موجودات کی طرح معانی کے بھی خلق ہیں

پس زماہی تابہ مہ از خلق نیست

تو مچھلی ہے لے کر چاند تک کوئی مخلوق نہیں ہے

خلق نفس از وسوسہ خالی شود

نفس کا خلق اگر وسوسہ سے خالی ہو جائے

خلق جاں کز فکر تن خالی شود

روح کا خلق جو جسم کی فکر سے خالی ہو جاتا ہے

واں جہان و ساکنانش مستمر

وہ عالم اور اس کے باشندے ہمیشہ رہنے والے ہیں

اہل آں عالم مخلص مجتمع

اس عالم والے ہمیشہ اور اکٹھے رہنے والے ہیں

آب حیوانے کہ ماندتا ابد

آب حیات ہوتا کہ ہمیشہ رہے

رستہ از صد آفت و اخطار و بیم

جوتنگڑوں آفتوں اور خطروں اور خوف سے نجات پائیا ہے

چوں خیالات عدد اندیش نیست

تعداد بچھانے والے خیالات کی طرح نہیں ہیں

غالب و مغلوب را عقل ست و راے

غالب اور مغلوب کے لئے عقل اور رائے ہے

خورد او چنداں عصا و جبل را

وہ بہت سی لٹھیوں اور رسیوں کو نگل گئی

زانکہ حیوانی نبویش اکل و شکل

کیونکہ اس کا کھانا اور صورت حیوانی نہ تھا

تا بخورد او ہر خیالے را کہ زاد

یہاں تک کہ اس نے ہر اس خیال کو نگل لیا جو پیدا ہوا

رازق خلق معانی ہم خداست

معانی کے خلق کو رزق دینے والا بھی خدا ہے

کہ بجذب مایہ اورا خلق نیست

مادہ کو جذب کرنے کے لئے جس کے خلق نہ ہو

میہمان و جی اجلالی شود

تو اللہ کی وجی کا میہمان ہو جائے

وانگہاں روزیش اجلالی شود

تب اس کی روزی خدائی ہو جاتی ہے

۱۔ ایں جہاں۔ عالم امکان۔ منتشر

چونکہ عالم امکان متضاد عناصر سے

بنے ہیں۔ واں جہاں۔ عالم آخرت۔

آب حیواں۔ یعنی معارف الہیہ

۲۔ باقیات۔ بزرگ جبکہ مجموعہ

فضائل بن گیا تو وہ محسم ہائی رہنے والی

نیکی بن گیا۔ گر ہزاراں اولیاء اور

بزرگ ایک روح ہزار قالب ہوتے

ہیں۔ اکل۔ اس عالم میں جو کھانے

والے ہیں اور کھائے جاتے ہیں ان کا

تو صرف خلق اور گلا ہے جو لوگ اپنے

نفس پر غالب ہیں اور اللہ کی مرضیات

سے مغلوب ہیں وہ صاحب عقل و

رائے ہیں۔ خلق بخشید۔ اللہ نے

حضرت موسیٰ کی لٹھی کو خلق عنایت

فرمایا وہ جادوگر ان کی لٹھیوں اور

رسیوں کو نگل گئی۔ زاتکہ۔ حضرت

موسیٰ کی لٹھی سب کچھ نگل کر بھی موتی

نہ موتی کیونکہ اس کا کھانا حیوانی کھانا نہ

تھا۔

۳۔ مریقیں را جس طرح حضرت

موسیٰ کی لٹھی کے خلق تھا یقین کے

بھی خلق ہے جو وساوس کو نگل جاتا

ہے۔ پس معانی۔ جس طرح خارجی

اشیاء کا خلق ہے وحی اشیاء کا بھی خلق

ہے۔ زماہی یعنی تحت اثری سے۔

خلق نفس یعنی اگر انسان اپنے آپ کو

وساوس شیطانی سے پاک کر لے

خلق جاں یعنی روح کو اگر مادی

ضرورت سے پاک کر لے

۱۔ خلق عقل و دل چو شد خالی ز فکر

عقل اور دل کا خلق بھی فکر سے خالی ہو گیا

شرط تبدیل مزاج آمد بدال

مجھ لے مزاج کو بدلنا شرط ہے

چوں مزاج آدمی کلخوار شد

جب آدمی کا مزاج مٹی خور ہو جائے

چوں ۲ مزاج زشت اُتبدیل یافت

جس اس کا برا مزاج بد گیا

دایہ گو طفل شیر آموز را

وہ دایہ کہاں ہے؟ جو شیر خوار بچہ کو

دایہ کو شیر خوارہ طفل را

شیر خوار بچہ کے لئے وہ دایہ کہاں ہے

گر بہ بند دراہ یک پستان برو

اگر اس پر ایک پستان کا راستہ بند کریگی

زانکہ ۳ پستان شد حجاب آل ضعیف

کیونکہ اس ناتواں کے لئے پستان پردہ بن گیا

پس حیات ماست مقوف فطام

تو ہماری زندگی دودھ چھڑانے پر مقوف ہے

چوں جنیں بُود آدمی خون بُد غذا

جب انسان ماں کے پیٹ میں تھا خون خوراک تھی

چوں جنیں بُود آدمی خونخوار بود

جب انسان ماں کے پیٹ میں خون کھانا والا تھا

از فطام خون غذایش شیر شد

خون چھڑانے سے اس کی خوراک دودھ ہوئی

وز فطام لقمہ لقمہ پنهانے شود

لقمہ چھڑانے سے وہ لقمہ لقمہ ہو جاتا ہے

یافت اُو بے ہضمِ معدہ رزق بکر

تو اس نے معدہ کے ہضم کے بغیر تازہ رزق پالیا

کز مزاج بد بُود مرگ بدال

اس لئے کہ بروں کی موت برے مزاج کی وجہ سے ہوتی ہے

زرد و بد رنگ و سقیم و خوار شد

تو (وہ) زرد اور بد رنگ اور بیمار اور ذلیل ہو جاتا ہے

رفت زشتی و آل رخس چوں شمع تافت

برائی جاتی رہی اور اس کا چہرہ شمع کی طرح چمک اٹھا

تابہ نعمت خوش کند بد فوز را

نعمت کے ذریعہ خوش کر دے بد ذوق کو

تاز نعمتہا کند اورا غذا

جو نعمتوں کی اس کو غذا دے

بر کشاید راہ صد بُستاں برو

سینکڑوں باغوں کا راستہ اس پر کھول دیگی

از ہزاراں نعمت و خوان و رعیف

سینکڑوں باغوں کا راستہ اس پر کھول دیگی

اندک اندک جہاد گن تم الکلام

بہ تدریج کوشش کر بات ختم ہوئی

از نجس پاکی برد مومن کذا

مومن اسی طرح نجاست سے پاکیزگی حاصل کرتا ہے

بُود اورا بُود از خون تار و پود

اس کے وجود کا تار پودا خون سے تھا

وز فطام شیر لقمہ گیر شد

لور دودھ چھڑانے سے وہ لقمہ کھانے والا ہو گیا

طلب مطلوب پنهانے شود

ایک پوشیدہ مطلوب کا طالب بن جاتا ہے

۱۔ خلق عقل۔ یعنی اگر انسان اپنی عقل اور دل کو مادی ضروریات سے پاک کر لے۔ رزق بکر۔ تازہ رزق۔ یعنی معارف الہیہ۔ مزاج۔ یعنی مادی مزاج۔ کلخوار۔ یعنی غلط خوراک سے امراض پیدا ہوتے ہیں۔

۲۔ چوں مزاج۔ جب مادی مزاج میں تبدیلی آ جاتی ہے تو انسان انوار الہی کا کل بن جاتا ہے۔ فوز۔ پوز۔ یعنی منہ۔ دایہ۔ یعنی دایہ قدرت بری عادتیں چھڑا دے۔ گر بہ بند۔ دایہ قدرت اگر دودھ چھڑاتی ہے تو باغوں کے میوے کھلاتی ہے۔

۳۔ زانکہ پستان۔ جب تک بچہ شیر خوار رہتا ہے بے شک لذیذ غذاؤں سے محروم رہتا ہے۔ پس۔ دنیاوی لذتوں کا دودھ چھڑانے پر اخروی نعمتیں مقوف ہیں۔ فطام۔ بچہ کا دودھ چھڑانے۔ جہاد گن۔ یعنی دودھ چھڑانے کی کوشش کرو۔ از نجس۔ ضرورت کے وقت مومن کے لئے نجس غذا حلال ہو جاتی ہے۔ جنیں۔ پیٹ کا بچہ۔ از فطام۔ جس طرح بچہ کا دودھ چھڑانا غذاؤں کی ترقی کا سبب بنا اسی طرح اگر لذات جسمانی ترک کرو گے تو روحانی غذا میں بہتر سے بہتر حاصل ہوگی۔ وز فطام۔ جسمانی لذات کے ترک سے حکمتیں حاصل ہوگی۔ لور ذات خلوندی کی طلب پیدا ہوگی۔ لقمہ۔ یعنی صاحب حکمت

گرا جنین راکس بگفتے در رحم

اگر پیٹ کے بچے سے کوئی رحم میں کہتا

یک زمین خرمی باعرض و طول

ایک لمبی چوڑی دل کشا زمین ہے

کو ہما و بحر ہا و دشتہا

پہاڑ ہیں اور دریا ہیں اور جنگل ہیں

آسمانے بس بلند و پر ضیا

بہت اونچا آسمان ہے اور منور

از جنوب و از شمال و ازد بؤر

جنوبی اور شمال اور مغربی ہواؤں سے

در صفت ناید عجائبہائے آں

اس کے عجائب بیان نہیں ہو سکتے ہیں

خون خوری در چار میخ تنگنا

تنگ قید خانہ میں تو خون کھا رہا ہے

مع او حکم حال خود منکر بدے

وہ اپنی حالت کے تقاضے سے منکر ہوتا ہے

کایں محال ست و فریب ست و غرور

کہ یہ ناممکن ہے اور فریب ہے اور دھوکا ہے

جنس چیزے چوں ندید ادراک او

اس کے ادراک نے چونکہ اس چیز کی جنس نہیں دیکھی

ہمچنان کہ خلق عام اندر جہاں

اسی طرح دنیا کی عام مخلوق

کایں جہاں چاہے ست بس تارک و تنگنا

کہ یہ عالم ایک بہت اریک اور تنگ کنواں ہے

چچ در گوش کسے رایشاں زرفت

ان میں سے کسی کے کان میں (بات) نہ پہنچی

ہست بیروں عالمے بس منظم

باہر ایک بڑی منظم دنیا ہے

اندر و بس نعمت و بوجد اکول

اس میں بیشمار نعمتیں اور بے حد غذائیں ہیں

بوستا نہا باغہا و کشتہا

گلستان ہیں باغات ہیں کھیتیاں ہیں

آفتاب و ماہتاب و صد سہا

آفتاب اور چاند اور سینکڑوں سہا (ستارے) ہیں

باغہا وارد عرو سیہا و سور

باغات، جشن اور تازگی رکھتے ہیں

تو دریں ظلمت چہ در امتحاں

تو اس اندھیرے میں آزمائش میں کیوں ہے؟

در میان حبس و انجاس و عنا

بندش اور نجاستوں اور مشقت میں

زیں رسالت معرض و کافر شدے

اس پیغام سے اعراض کرنے والا و کافر ہوتا

زانکہ وہم کور زیں معنی ست دور

کیونکہ اندھے کا وہم ان باتوں سے دور ہے

نشود ادراک منکر ناک او

اس کا ادراک کر نہیوالا احساس (ان باتوں کو) نہیں سنتا ہے

زاں جہاں ابدال می گویند شاں

ان کو ابدال اس عالم کے بارے میں کہتے ہیں

ہست بیروں عالمے بے بو و رنگ

(اس) سے باہر ایک بے بو اور بے رنگ عالم ہے

کایں طمع آمد حجاب ژرف و زفت

کیونکہ یہ لالچ گہرا اور موٹا پردہ بن گیا ہے

۱۔ گر جنین۔ یہ شعر ساتویں شعر تک شرط ہے، آٹھواں شعر ”او حکم“ جواب شرط ہے خرم۔ دلکش۔ پر بہار۔ اکول۔ کھانے کی چیز۔

۲۔ سہا۔ بنات آفتاب کا باریک پہلا ستارہ جنوب۔ وہ ہوا جو جانب جنوب سے چلے۔ شل۔ شمالی ہوا۔ دہور۔ مغربی ہوا۔ چہ۔ یعنی رحم مادر کا کنواں۔ چار میخ۔ ایک قسم کی قید ہے جس میں قیدی کے چاروں ہاتھ پیر رسیوں سے باندھ کر چار کیلوں سے باندھ دیئے جاتے ہیں۔ تنگنائے۔ تنگ جگہ۔ حبس۔ قید خانہ۔ عنا۔ مشقت۔

۳۔ او حکم۔ یہ شرط کی جزا ہے رسالت یعنی خارجی دنیا کا بیان۔ کور یعنی پیٹ کا بچہ۔ ادراک۔ علم۔ منکر۔ ناک۔ انکار کرنے والا۔ ہمچنان۔ یعنی جس طرح ماں کے پیٹ کا بچہ اس خارجی عالم کی باتوں کا انکار کرتا ہے اسی طرح عوام عالم آخرت کی باتوں کا انکار کرتے ہیں۔ زان جہاں۔ عالم آخرت۔ بچہ۔ یعنی یہ باتیں دنیا والوں نے نہ مانیں۔ طمع۔ یعنی دنیاوی لالچ۔

گوش را بند طمع از لہ استماع
لا لہ کان کو سننے سے روک دیتا ہے
ہمچنان کہ آں جنین را طمع خوں
جس طرح سے خون کے لالچ نے اس پیٹ کے بچہ کو
از حدیث ایں جہاں محبوب کرد
اس عالم کی بات سے محروم کر دیا
زیں ہمہ انواع نعمت ماند فرد
نعمت کی ان تمام قسموں سے محروم رہا
بر تو ہم طمع خوشی ایں جہاں
تجھ پر بھی اس دنیا کی خوشی کا لالچ
طمع و ذوق ایں حیات پر غرور
ہو کے سے پر اس زندگی کے لالچ اور ذوق کے
پس طمع کورت کند نیکو بداں
اچھی طرح سمجھ لے لالچ تجھے اندھا بناتا ہے
حق ترا بطل نماید از طمع
لالچ کی وجہ سے تجھے حق باطل نظر آتا ہے
از طمع بیزار شو چوں راستاں
بچوں کی طرح تو لالچ سے بیزار بن
کاندراں در چوں در آئی وا رہی
جب تو اس درگاہ میں پہنچ جائے گا نجات پالے گا
چشمِ جانت روشن و حق بین شود
تیری روح کی آنکھ روشنی اور حق دیکھنے والی بن جائی گی
پند مر داں را پذیر اشو بجاں
(دل و جان سے مراد حق آگاہی کی نصیحت قبول کرو اور ان
بشنو اکنون قصہ و تمثیل آں
اب اس کی مثال اور ایک قصہ سن لے

چشم را بند غرض از اطلاع
غرض 'آنکھ کو باخبر ہونے سے بند کر دیتی ہے
کاں غذائے اوست در اوطان دُول
جو کہ کم وجہ وطنوں میں سے اس کی غذا ہے
خون تن را دردِ لش محبوب کرد
اس کے دل کے لئے جسم کے خون کو محبوب کر دیا
غیر خواں اومی نداند چاشت خود
خون کے علاوہ وہ غذا کھانا نہیں جانتا
شد حجاب آں خوشی جاوداں
اس دائمی خوشی کا پردہ بن گیا
از حیاتِ راستینت کرد کور
حقیقی زندگی سے تجھے اندھا کر دیا
بر تو پوشاند یقین را بیگماں
یقیناً تجھ پر یقین کو پوشیدہ کر دیتا ہے
در تو صد کوری فزاید از طمع
لالچ کی وجہ سے حد وجہ اندھا پن تجھ میں پڑ جاتا ہے
تا نہی پابر سر آں آستار
تاکہ اس چوکت پر تو پیر رکھ سکے
از غم و شادی قدم بیروں نہی
دنیا کے غم اور خوشی سے قدم باہر رکھے گا
بے ظلام کفر نورِ دیں شود
دین کا نور کفر کے اندھیرے سے پاک ہو جائے گا
تار ہی از خوف و مالی در اماں
تاکہ تو خوف سے نجات پا جائے اور امن میں رہے
تابیابی در حقیقت نورِ جاں
تاکہ تجھے حقیقتاً روح کا نور حاصل ہو جائے

۱۔ استماع۔ سننا۔ غرض۔ یعنی خود
غرضی۔ اوطان۔ وطن کی جمع ہے
دول۔ کمتر۔ ایں جہاں۔ یعنی عالم
آخرت۔ محبوب۔ پوشیدہ
۲۔ زیں ہم۔ یعنی دنیا کی اور لذت
غذا میں۔ فرد۔ اکیلا۔ یعنی محروم۔
چاشت۔ دوپہر کا کھانا مطلقاً کھانا۔
برق۔ انسان دنیاوی لالچ کی وجہ سے
آخری نعمتوں سے محروم ہو جاتا
ہے
۳۔ راستاں۔ یعنی آخرت کے
طالب۔ آستار۔ بارگاہ خداوندی۔
در۔ یعنی دربار خداوندی۔ غم و شادی۔
یعنی دنیا کا رخ اور خوشی۔ خوف۔ یعنی
آخرت کا ڈر

قصہ! خورندگان پیل بچگاں از حرص و ترک نصیحت ناصحاں
الچ کی وجہ سے ہاتھی کے بچوں کو کھانے والوں کا قصہ اور نصیحت کرنے والوں کی نصیحت کو ترک کرنا

آن شنیدی تو کہ در ہندوستان
تو نے وہ قصہ سنا ہے کہ ہندوستان میں
گرسنہ ماندہ شدہ بے برگ و غور
بھوکے تھکے ہوئے بے ساز و سامان اور ننگے
مہر دانائیش جو شید و بگفت
اس کی دانائی کی محبت جوش میں آئی اور
گفت دامن کز تجوے ۲ و از خلا
بولام میں جانتا ہوں کہ بھوک سے اور معدہ کے خالی ہونے
لیک اللہ اللہ اے قوم جلیل
لیکن خدا کے لئے اے بزرگوار
پیل ہست اس سوک اکنواں می روید
جس جانب تم اب جا رہے ہو ہاتھی ہے
پیل بچگانند اندر راہ تان
تمہارے راستے میں ہاتھی کے بچے ہیں
بس ظریف ۳ اند و لطیف اند و سمیں
نہایت عمدہ اور پاکیزہ اور موٹے ہیں
از پے فرزند صد فرسنگ راہ
اپنے بچے کی خاطر سینکڑوں میل کے راستے سے
آتش و دود آید از خرطوم او
اس کی سوند سے آگ اور دھواں نکلتا ہے
اولیاء اطفال حق اند اے پسر
اے لڑکے اولیاء اللہ کے بچے ہیں
غائبی مندیش از نقصان شاں
ان کی غیر حاضری ان کا نقصان نہ سمجھ

دید دانائے گروہ دوستاں
ایک عقلمند نے دوستوں کے ایک گروہ کو دیکھا
می رسید نداز سفر وزارہ دور
سفر سے اور دُراز راستہ سے آ رہے تھے
خوش سلائے شان و چوں گلبن شگفت
ان کو تپاک سے سلام کیا اور پھول کی طرح کھل گیا
جمع آمد رنج تاں زیں کر بلا
(اور اس میدان کربا کی وجہ سے تم پر مصیبتیں جمع ہو گئی ہیں)
تانبا شد خورد تاں فرزند پیل
تم ہاتھی کے بچے کو ہرگز نہ کھاتا
پند من از جان و از دل بشنود
دل و جان سے میری نصیحت سن لو
صید ایشان ہست بس دلخواہ تاں
جن کا شکار تمہیں بہت مرغوب ہے
لیک ما درشاں بود اندر کمیں
لیکن ان کی ماں گھات میں رہتی ہے
او بگر دو در حنین و آہ آہ
وہ روتی ہوئی اور ہائے کرتی ہوئی دوڑتی ہے
الحذر زان بچہ مرحوم او
اس کے قابل رحم بچے سے بچو
در حضور و غیبت آگاہ باخبر
وہ ان کی موجودگی اور غیر حاضری میں باخبر ہے
کو کشد کیس از برائے جان شاں
کیونکہ وہ ان کی جان کے سلسلے میں بدلہ لیتا ہے

۱۔ قصہ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے ناصح کی نصیحت نہ مانی اور ہلاک ہوئے اسی طرح ابدال کی نصیحت نہ ماننے سے ہلاکت ہوئی ہے۔ غور۔ برہنہ
۲۔ تجوے۔ بھوکا ہونا۔ خلا۔ یعنی معدہ کا خالی ہونا۔ کر بلا۔ وہ عقلاہ جہاں امام حسینؑ شہید ہوئے۔ مصیبت ناک مقام۔ خورد۔ خوراک۔ ۳۔ ظریف۔ عمدہ۔ لطیف۔ پاکیزہ۔ ہمیں۔ موٹا۔ کمین۔ گھات۔ دشمنی رونے کی پواز۔ خرطوم۔ ہاتھی کی سوند۔ الحذر۔ بچتا۔ اولیاء۔ تمام انسانوں کو اللہ کی عیاں قرار دیا گیا ہے۔ حضور۔ یعنی تو جی لی اللہ۔ غیبت۔ یعنی توجہ الی الخلق کی حالت۔

گفت اطفال من اندایں اولیاء

اس نے فرمایا ہے کہ یہ اولیاء میری اولاد ہیں
از برائے امتحان خوار و یتیم
وہ آزمائش کے لئے بے وقعت اور یتیم ہیں
پُشتِ دارِ جملہ عصمتہائے من
میری تمام حفاظتوں پر ان کا بھروسہ ہے

ہاں وہاں ایں دلق پوشانِ من اند
خبردار، خبردار، یہ گذری پوش میرے ہیں

ورنہ کے کردے بیک چوبِ ہنر
ورنہ ہنر کی لائحہ سے کب کر سکتے؟

ورنہ کے کردے بیک نفرینِ بد
ورنہ ایک بدعا سے کب کر سکتے

برنگندے یک دُعائے لوطِ زاد
جو امر لوط کی ایک دعا کو اکھاڑ سکتی

گشتِ شہرستان چوں فردوسِ شاں
ان کا جنت جیسا شہر ہو گیا

سوئے ۳ شامست ایں نشان و ایں خبر
یہ نشان اور واقعہ شام کی جانب (ہوا) ہے

صد ہزاراں انبیائے حق پرست
لاکھوں حق پرست نبی (آئے ہیں)

گر بگویم ایں بیاں افزوں شود
اگر میں کہوں گا تو یہ بیان بڑھ جائے گا

خون شود گہ ہاں باز آں بفسرد
پہاڑ خون بن جاتے ہیں اور پھر وہ جم جاتے ہیں

طرفہ کوری دُور بین و تیز چشم
تو عجیب اندھا ہے کہ دور بین اور تیز نگاہ ہے

در غربی فرد از کارو! کیا

غیر حاضری میں بھی کام اور مشغولیت سے خالی ہیں
لیک اندر سرِ منم یار او ندیم
لیکن وہ پندہ میں ان کا مددگار اور ساتھی ہوں
گوئیہا ہستند خود اجزائے من
گویا وہ میرے ہی ٹکڑے ہیں

صد ہزار اندر ہزار دیک تن اند
ہزاروں ہزار ہیں اور ایک ہیں

موسیٰ فرعون را زیر و زبر
(حضرت) موسیٰ فرعون کو تہ و بالا

نوح شرق و غرب را غرقاب خود
(حضرت) نوح شرق اور مغرب کو غرقاب

شہرہائے کافراں را اُمراد
کافروں کے شہروں کا خلاصہ یہ ہے

دجلہ آب سیاہ روئیں نشان
سیاہ پانی کا دیا جا نشان دیکھ لے

در رَہِ قدش بہ بنی بر گذر
بیت المقدس کے راستہ میں سر راہ تو دیکھ لے گا

خود بہرِ قرنیہ سیاستہا بُدست
(اور) ہر دور میں عذاب ہوئے ہیں

خود جگر چہ بُود کہ خدا خوں شود
جگر کیا ہوتا ہے خدا پتھر خون بن جائے گا

تو نہ بنی خود شدن کوری ورد
تو (ان کا) خون بنا محسوس نہیں کرتا ہے تو اندھا اور مردود

لیک از اُشتر نہ بیند غیر چشم
لیکن اونٹ میں سے اون کے علاوہ کچھ نہیں دیکھتا ہے

۱۔ کارو کیا۔ یعنی کیائے کار خداوند
کار ہاں لڑ برائے۔ یعنی اولیاء و اظہار ہے
سہارا اس لئے بنائے گئے ہیں تاکہ
عوام کی آزمائش ہو سکے ندیم۔ ہم
مجلس۔ اجزائے من۔ یعنی یہ اولیاء
اند کے قریب ہیں۔

۲۔ ہاں۔ تمام اولیاء سیرت کے
اعتبار سے ایک ہیں۔ ورنہ۔ یعنی اگر
اولیاء کو تائید خداوندی حاصل نہ ہو۔
چونیمبر۔ یعنی حضرت موسیٰ کی لائمی۔
راہ۔ تھی۔ جو اُمراد۔ نمرود یعنی خلاصہ
کلام یہ ہے۔ دجلہ بغداد کا مشہور دریا
مطلقاً دریا۔

۳۔ سوئے۔ قوم لوط کی بستیوں
شام کے علاقے میں ہیں۔ سیاہ۔
سوائے یعنی اسماء کی نافرمانی سزا کا
سبب بنی ہے۔ گر بگویم۔ ان واقعات
کی تفصیل بڑی دردناک ہے۔ خوں
شود۔ یہ دردناک۔ واقعات پہاڑوں
کے جگر خون کر دیں۔ تو نہ بنی۔ انسان
ان کو عبرت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا
ہے۔ طرفہ کوری۔ انسان کا اندھا پن
بھی عجیب ہے۔

موبموا بیند صرف حرص انس

انسان کا لالچ خرچ کو بال بال دیکھتا ہے

موبموا بیند حرص خود بشر

اپنے لالچ کی وجہ سے انسان ذرہ ذرہ دیکھتا ہے

رقص آنجا کن کہ خودر آشکنی

اس وقت ناچ جبکہ تو خود غنی کرے

رقص ۲ وجولائ برسر میداں کنند

رقص اور جولائیاں میدان (جنگ) میں دیکھاتے ہیں

چول رہند از دست خود دستے زنند

جب اپنے آپ سے نجات پالیتے ہیں تالیاں بجاتے ہیں

مطر باں شاں از دوروں دفی زنند

ان کے مطرب اندر سے دف بجاتے ہیں

تو نہ بنی برگہا برشا خہا

تو نے پتوں کو شاخوں پر نہیں دیکھا ہے

تو نہ بنی لیک بہر گوش شاں

تو نہیں دیکھتا ہے لیکن ان کے کان کے لئے

تو نہ بنی برگہا را گف زدن

تو پتوں کے تالیوں کے بجانے کو نہیں دیکھتا ہے

گوش سر بر بند از ہزل و دروغ

سر کے کان کو مذاق اور جھوٹ سے بند کر لے

پس دہاں بر بند از ہزل اے عمو

اے چچا مذاق سے منہ بند کر لے

سر کشد گوش محمد درخن

محمد کا کان بات سے راز معلوم کر لیتا ہے

سر بسر گوش ست چشم ستائیں نبی

یہ نبی مجسم کان اور آنکھ ہیں

رقص بے مقصود داند ہچو خرس

اور بے مقصد ریچھ کی طرح ناپتا ہے

رقص او خالی زخیر و پرز شر

اس کا ناپنا بھلائی سے خالی اور شر سے بھرا ہوا ہے

پنبہ را از ریش شہوت برکنی

شہوت کے زخم سے رونی کو نوچ ڈالے

رقص اندر خون خود مرداں کنند

بہادر اور اپنے خون میں رقص کرتے ہیں

چول جہند از نقص بر رقصے تنند

جب نقص سے باہر جاتا ہیں تو ناپتے ہیں

بحر ہادر شور شاں کف می زنند

سمندر ان کے شور میں تالیاں بجاتے ہیں

کف زناں رقصاں ز تحریک صبا

باد صبا کے حرکت دینے سے ناچت تالیاں بجاتے

برگہا برشاں شد کف زن عیاں

کھلم کھلا پتے شاخوں پر تالیاں بجاتے ہیں

گوش دل باید نہ این گوش بدن

(اس کے لئے) دل کا کان چاہئے نہ کہ بدن کا کان

تابہ بنی شہر جاں را با فروغ

تاکہ تو جان کے شہروں کو بارونق دیکھے

جُز حدیثِ رُوی او چیزے مگو

اس کے چہرے کی بات کے علاوہ کچھ نہ بول

کش بگوید در بنے حق ہو اذن

ان کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے وہ کان ہیں

رحمت او مَرُضِع ست و ما صبی

ان کی رحمت دودھ پلانے والی ہے اور ہم بچے ہیں

۱۔ موبموا۔ دنیا کے نفع اور نقصان کو

ذرہ ذرہ دیکھتا ہے۔ رقص آنجا۔ دنیا کی

خوشی پر ناپنا ہے۔ کھنا مناسب نہیں

انسان اپنی ہستی کو کھائے اور شہوت سے

آزاد ہو تب خوشی منانے کا موقع ہے۔

۲۔ رقص وجولائ۔ مردوں کا رقص

میدان جہاد میں اپنے آپ کو فنا

کرتے وقت ہوتا ہے۔ چول۔ چول دہند۔

جب اپنے برے اخلاق حسد و کبر

وغیرہ سے نجات پا جاتے اور رقص

سے بری ہو جاتے ہیں تو تالیاں

بجاتے اور رقص کرتے ہیں۔ مطر

باں۔ قدرت کی طرف سے ان کے

رقص کے اسباب مہیا کر دیئے جاتے

ہیں۔ مطر باں۔ گانا سنانے والے۔

کف می زنند۔ سمندر کی موجیں

تالیاں بجاتی ہیں۔ تو نہ بنی۔ شاخوں پر

ہواؤں سے جو پتے آپس میں

ٹکراتے ہیں وہ پتوں کا رقص اور

تالیاں بجاتا ہے۔

۳۔ تو نہ بنی۔ عوام نہیں سمجھتے ہیں

لیکن خواص "بلو از دو گاب مستی کنند۔

شہر جاں۔ روح کے شہر میں رونق پیدا

ہوگی۔ ہزل۔ مذاق۔ سر کشد۔

آغزور کے بارے میں قرآن میں

فرمایا گیا ہے اَنْذِ خَيْرَ لِّكُمْ یعنی

آغزور نیکی سننے والے کان ہیں

نہ۔ قرآن۔ سر بسر۔ یعنی آغزور

ہماری بھلائی کے لئے مجسم کان اور

آنکھ میں اور آپ کی رحمت ہماری

مرلی ہے اور ہم شیر خوار بچے ہیں۔

ایں سخن پایاں ندارد بازاراں سوئے اہل پیل بر آغازاں
اس بات کی انتہا نہیں ہے واپس چل ہاتھی والوں کی جانب اور شروع کی طرف چل

بقیہ قصہ متعزضان پیل بچگان
ہاتھی کے بچوں کے دیے ہونے والوں کے قصہ کا بقیہ

ہر دہاں را پیل بوئے می گند گرد معدہ ہر بشر برمی تند

ہاتھی ہر منہ کو سونگتا ہے ہر انسان کے معدے کے گرد چکر لگاتا ہے

تا کجا یابد کباب پور خویش تازند اندر جزا صد زخم نیش

تا کہ کہیں اپنے بچے کے کباب (کی خوشبو) پالے تاکہ بدلے میں سو زخم لگائے

تا کجا بوئے کباب بچہ را یا بدو زخمش زند اندر جزا

پالے اور بدلے میں اس کے زخم لگائے یا بدو زخمش زند اندر جزا

گمہائے بندگان حق خوری غیبت ایشاں کنی کیفر بری

تو اللہ کے بندوں کے گوشت کھاتا ہے ان کی غیبت کرتا ہے سزا پاتا ہے

ہاں کہہ نوبیائے دہاں تاں خالق ست ہاں کہہ نوبیائے دہاں تاں خالق ست

خبردار! تمہارے منہ کی خوشبو سونگھنے والا خدا ہے سوائے اس کے جو سچا ہے کون جان بچا سکتا ہے

وائے آں افسوسی کش بوئے گیر باشد اندر گور منکر بانگیر

اس افسوس والے پر افسوس ہے جس کی خوشبو سونگھنے والے قبر میں منکر اور نکیر ہوں

نئے دہاں ۳ اور دیدن امکاں زلاں جہاں نے دہاں خوش کردن از دار و دہاں

ان بزرگوں سے نہ منہ چھپانا ممکن ہے نہ کسی دوا سے منہ کو خوشبودار کرتا

آب و روغن نیست مرزو پوش را راہ حیلست نیست عقل و ہوش را

منہ چھپانے کے لئے چکنی چڑی باتیں نہیں ہیں عقل اور حواس کے لئے حیلہ کا راستہ نہیں ہے

چند کو بدزد خمہائے گرزِ شان بر سر ہر ژاژخا و مرزِ شان

ان کے گرز بہت زخم لگائیں گے ہر بکواسی کے سر اور سرینوں پر

گرزِ ۳ عزرا پیل را بنگر اثر گرنہ بینی چوب و آہن در صور

ملک الموت کے گرز کا اثر دیکھ لے اگر تو لکڑی اور لوہا صوتا نہیں دیکھتا ہے

ہم بصورت می نماید گہ گہ زالاں ہمہ رنجور باشد آگہے

کبھی کبھی صورت بھی نظر آ جاتا ہے ان سب سے بیمار باخبر ہوتا ہے

۱۔ ایں سخن۔ یہ سہمانی کانوں کو بند کرنا اور باطنی کانوں کو کھولنا۔ تاکجا۔ ہاتھی منہ کو اس لئے سونگھتا ہے تاکہ اپنے بچے کے کباب کھانیوالے کو پہچان لے گمہائے۔ غیبت کو قرآن نے گوشت خوری قرار دیا ہے۔ کیفر جزا۔ ہاں۔ غیبت کرنیوالوں کے منہ کو اللہ تعالیٰ سونگھے گا۔ افسوس و تفسیر۔ مذاق۔ منکر بانگیر۔ یہ دونوں فرشتے ہیں جو قبر میں سوال و جواب کریں گے۔ ۲۔ نے دہاں۔ ان سے منہ نہ چھپا پا جا سکے گا۔ آب و روغن۔ چکنی چڑی ہاتھوں کے ذریعہ سے نہ بچا جا سکے گا۔ ژاژخا۔ بکواس کرنے والا۔ ۳۔ مرز۔ میم کے ضمہ سے مقعد۔ سرین۔ ۳ گرز۔ اگر ملک الموت کا گرز نظر نہیں آ رہا ہے تو اس کے آثار دیکھ لے۔ ہم بصورت۔ بھی اثر کے علاوہ مریض خود گرز بھی دیکھتا ہے اور گھر والوں سے کہتا ہے دیکھو مجھے کون مار رہا ہے۔

۱۔ فرق۔ سر کی مانگ۔ اس احتمال۔ یعنی یہ وہی بات نہیں ہے بلکہ میری جان نکالنے کے لئے مجھے مار رہے ہیں اب یہ میرے کوچ کا وقت ہے۔ چہ خیال یعنی عزرائیل کی تلوار وہی نہیں ہے بلکہ ایسی یعنی ہے کہ اس کے اثر سے زمین و آسمان وہم نظر آتے ہیں۔ نیب۔ خوف۔ منکوس۔ لوندھا۔ لوامی۔ بیند۔ وہ گرز صرف بیمار دیکھتا ہے اور کوئی نہیں دیکھتا۔ حرص۔ صرف اس کے دیکھنے کی یہ وجہ ہے کہ اس کی آنکھ حرص دنیا سے خالی ہو چکی ہے۔

۲۔ مرغ۔ اگر پہلے سے حرص ختم ہو جاتی اور عذاب کی کیفیت نظر آ جاتی تو نیک اعمال کر سکتا اب آنکھ کا کھلنا بوقت ہے اور بوقت کام کا نتیجہ ہلاکت ہوتا ہے جیسا کہ بے وقت لڑان دینے والا مرغ ذبح کر دیا جاتا ہے۔

۳۔ ہر زماں۔ ہر آن انسان کے جسم کے اجزا ہوتا رہتے ہیں اور ان کی جگہ دوسرے اجزاء لیتے رہتے ہیں۔ دینار اشمر۔ شہر کنندہ دینار۔ رخ۔ خسوف۔ یعنی عمر کے چاند کو گرہن لگ جاتا ہے۔ گرزگ۔ اگر پہاڑ کے پتھر مسلسل نکالتے رہو گے تو ایک دن وہ پہاڑ ختم ہو جائے گا۔

گود آں رنجور کاے یارِ حرم
بیمار کہتا ہے کہ اب میرے محترم دوست!

چوں نمی بیند کس ازیا ران او
جبکہ اسے دوستوں میں سے کوئی نہیں دیکھتا ہے

مانمی بنیم باشد اس خیال
ہمیں نظر نہیں آتا یہ وہم ہو گا

چہ خیال ست اینکہ آں چرخ نگوں
یہ کیسا خیال ہے کہ لوندھا آسمان

گرز ہا و تیغہا محسوس شد
گرز اور تلواریں محسوس ہو گئیں

اوہمی بیند کہ آں از بہر اوست
وہ دیکھ لیتا ہے کہ وہ اس کے لئے ہیں

حرص دنیا رفت و چشمش تیز شد
دنیا کا لالچ کیا اور اس کی آنکھ تیز ہوئی

۲ مرغ بے ہنگام شد آں چشم او
اس کی آنکھ بے وقت کا مرغا ہو گئی

سر بریدن واجب آید مرغ را
اس مرغ کا سر قلم کرنا ضروری ہو جاتا ہے

ہر زماں نزعے ست جزوِ جانت را
تیری جان کے کسی جزو کا ہر وقت نزع ہے

عمر تو ملند ہمیان ز رست
تیری عمر اشرفیوں کی تھیلی کی طرح ہے

می شمار دی دہد زر بے وقوف
بغیر توقف وہ اشرفیاں گنتے اور دیتے ہیں

گرز گہ بستانی و تہی بجائے
اگر تو پہاڑ سے لیتا ہے اور اس کی جگہ (کچھ) ندر کھے

چہست اس شمشیر بر فرق اسرم
میری سر کی مانگ پر یہ تلوار کیسی ہے

در جواب آیند ہر یک اے عمو
ہر ایک جواب میں کہتا ہے اے چچا!

چہ خیال ست اینکہ ہست اس احتمال
کیسا وہم یہ تو چل چلاؤ ہے

از نہیب اس خیالے شد کنوں
اس خیال کے در سے ویسا ہی ہو گیا

پیش بیمار و سر منکوس شد
بیمار کو اور اس کا سر لوندھا ہو گیا

چشم دشمن بستہ زان و چشم دوست
دوست اور دشمن کی آنکھ اس سے بند ہے

چشم او روشن گہ خونریز شد
اس کی آنکھ خونریز ہونے کے وقت روشن ہوئی

از نتیجہ کبر او و چشم او
اس کے تکبر اور غصہ کے نتیجہ میں

کہ بغیر وقت جہاند درا
جو بغیر وقت کے گھنٹی بجائے

بنگر اندر نزع جاں ایمانت را
جان کے نزع میں اپنے ایمان کی نگرانی کر

روز و شب ملند دینار اشمرست
دن اور رات اشرفیاں شہر کنندہ کی طرح ہیں

تا کہ خالی گرد و آید خسوف
یہاں تک کہ (ہیلی) خالی ہو جاتی ہے اور گرہن آ جاتا ہے

اندر آید کوہ زان دا دن پچائے
اس دینے سے پہاڑ جز سے ختم ہو جائے گا

پس بنہ بر جائے ہر دم را عوض ا
 تو ہر وقت جگہ پر عوض رکھتا رہ
 در کمال کارہا چندیں مکوش
 تمام کاموں کی تکمیل میں اس قدر کوشش نہ کر
 عاقبت تو رفت خواہی نا تمام
 (ورنہ) تو انجام کار ناقص روانہ ہو گا
 وال ۲ عمارت کردن گور و کد
 قبر اور گور کی تعمیر
 بلکہ خود را در صفا گورے گنی
 بلکہ اپنی قبر (قلب کی صفائی میں بنا
 خاک او گردی و مدفون غمش
 اس کی خاک بن جاؤ اور اس کے غم میں دفن ہو جا
 گور خانہ قبہا و کنگرہ
 قبروں اور کنگرہ کی قبریں
 ۳ بنگر اکنوں زند اطلس پوش را
 اب کسی اطلس پوش زند کو دیکھ
 در عذاب منکرست آل جان او
 اس کی جان برے عذاب میں ہے
 از بروں برظاہر ش و نگار
 باہر سے اس کے ظاہر پر نقش و نگار ہیں
 وال یکے بنی درال دلق گہن
 اور ایک کو تو برائی گدڑی میں دیکھے گا

تا زوا سجد و اقتراب یا بی غرض
 تاکہ تجھے جدہ کر لو قریب ہو جائے کا مقصد حاصل ہو جائے
 جز بکارے کال بود درویش مکوش
 سوائے اس کام کے جو دین سے متعلق ہو کوشش نہ کر
 کارہایت ابر و نان تو خام
 تیرے کام ناقص ہونگے اور تیری روٹی کچی ہوگی
 نے سنگ ست و نہ چوب نہ لبہ
 نہ پتھر سے ہے نہ لکڑی سے نہ ٹاٹ اور نہ دے سے
 در منی او کئی فن منی
 اپنی خودی کو اس (اللہ) کی خود میں فن کر
 تا دمت یا بد مددہا از دمش
 تاکہ تیرا سانس اس کے فیضانِ سمی میں حاصل کرے
 نبود از اصحاب معنی آل سرہ
 دل باطن کے نزدیک بے عیب نہیں ہیں
 هیچ اطلس دست گیر و ہوش را
 کوئی اطلس اس کی روح کی دھگیری کریگا؟
 کو دم غم در دل غمدان او
 اس کے غم میں دل میں غم کا بچھو ہے
 و درووں زانہ شہا او زار رار
 اور اندر سے وہ فکروں میں زار زار رہے
 چوں نبات اندیشہ و شکر سخن
 اس کا فکر مصری کی طرح ہے اور بات شکر جیسی
 اس کا کشتن حکایت پیل چچگان
 ہاتھی کے بچوں کی حکایت کی طرف اشارہ ہے

۱ عوض۔ یعنی عبادت۔ در کمال
 دنیا کے کاموں میں بقدر ضرورت
 کوشش کرے آخرت کے کاموں
 میں اسہاک۔ کچھے عاقبت اگر آخرت
 کا کام نہ کر لو گے تو دنیا سے ناکام ہو
 جاؤ گے۔

۲ وال عمارت۔ قبر کی آبادی قبر پر
 کنگرہوں اور قبر قبے بنانے سے نہیں
 ہوتی ہے بلکہ قلب کی صفائی اور اپنی
 مرضیات کو اللہ کی مرضیات کے تابع
 بنانے سے ہوتی ہے۔ سرہ۔ خالص
 بے عیب۔

۳ بنگر۔ بد اعمالی کے ساتھ قبر پر
 قبہ بنانے کی مثال یہ ہے کہ ایک زند کو
 اطلس کی قبا پہنا دی جائے در عذاب۔
 بدکار اچھا لباس پہننے سے سکون قلب
 حاصل نہیں کر سکتا۔ وال کئے اگر
 نیک اعمال انسان گدڑی میں چھی ہو
 تو اس کا دل باغ باغ ہوتا ہے۔
 گفت۔ اس داننا صاحب نے مسافروں
 سے کہا۔

گفت ناصح بشنود ایں پند من
 نصیحت کرنوالے نے کہا میری یہ نصیحت سن لو
 تا دل و جاں تاں نیفتد درجن
 تاکہ تمہارا دل اور جان مشقتوں میں نہ پھنسے

در شکار پیل بچگاں کم روید
 ہاتھی کے بچوں کو شکار کرنے کے لیے نہ ہو
 جو سعادت کے بود انجام نصیح
 نصیحت کا نتیجہ نیک بختی کے سوا کب ہوتا ہے
 تار ہانم مرشمارا از قدم
 تاکہ تمہیں شرمندگی سے رہائی دیدوں
 طمع برگ از بیخباتاں برگند
 خوراک کا لالچ تمہیں جز سے اکھاڑ دے
 گشت قحط و جوع شاں در راہ زفت
 قحط اور بھوک نے راستہ میں زور پکڑا
 پور فیلے فرہے نوزادہ
 ہاتھی کا بچہ 'مونا' نوزادہ
 پاک خوردنش فرو شستند دست
 اس کو چٹ کر گئے (اور) انہوں نے ہاتھ دھو لئے
 کہ حدیث آل فقیرش بود یاد
 کیونکہ اس کو اس فقیر کی بات یاد تھی
 بخت نوبخشند ترا عقل کہن
 پرانی عقل تجھے نیا نصیب عنایت کرتی ہے
 واں گرسنہ چوں شباں اندر رزمہ
 وہ بھوکا گلے میں چڑا ہے کی طرح تھا
 اولاً آمد سوئے حارس دَوید
 پہلے آیا اور نگہبان کی طرف دوڑا
 بیچ بوئے زونیا مدنا گوار
 اس کو کوئی ناگوار بو نہ آئی
 مرو را نازرواں شہ پیل زفت
 اس بڑے موٹے ہاتھی نے اس کو نہ ستلایا

باگیاہ ۱ و برگہا قلع شوید
 گھاس اور پھوس پر قناعت کر لو
 من بڑوں کرم زگردن وام نصیح
 میں نے اپنی گردن سے نصیحت کا قرض اتار دیا
 من بہ تبلیغ رسالت آدم
 میں پیغام پہنچانے آیا ہوں
 ہیں ۲ مبادا کہ طمع تاں رہ زند
 خبردار! ایسا نہ ہو کہ لالچ تمہارا رہزن بن جائے
 ایں بگفت و خیر بادی کر دورفت
 یہ کہا اور خدا حافظ کہہ کر چل دیا
 ناگہاں دید ندبریک جادہ
 ایک راستہ پر انہوں نے اچانک دیکھا
 اندر افتادند چوں گرگان مست
 وہ مست بھینروں کی طرح اس پر ٹوٹ پڑے
 آں یکے ہمرہ نخور دو پند ۳ داد
 ایک ساتھی نے نہ کھلیا اور نصیحت کی
 از کبابش منع آمد آں سخن
 وہ بات اس کے لئے اس کے کباب سے منع بنی
 پس بیفتادند و خفتند آں ہمہ
 پھر وہ لٹ گئے اور سب سو گئے
 دید فیلے سہمنا کے در رسید
 اس نے دیکھا کہ ایک خوفناک ہاتھی آ پہنچا
 بوئے میگرداں و ہانش راس ۴ بار
 اس کے منہ کو اس نے تین دفعہ سٹکا
 چند بارے گرد اوگشت و برفت
 چند بار اس کے گرد چکر کاٹے اور چلا گیا

۱ باگیاہ بھوک کے وقت ہے
 اور گھاس کھا لینا ہاتھی کے بچوں کا شکار
 نہ کرنا۔ من بڑوں۔ نصیح نے کہا میں
 نے نصیحت کا قرض اتار کر دیا۔ جو۔
 سعادت۔ نیک بخت ہی نصیحت
 قبول کرتا ہے۔

۲ ہیں۔ لالچ کی وجہ سے ہاتھی
 کے بچوں کا شکار نہ کرنا۔ خیر بادی۔
 یعنی رخصت کرتے وقت فی لان اللہ
 کہا۔ جادہ۔ بیٹا۔ دست۔ یعنی اس
 کے کباب کھا کر ہاتھ دھو لئے۔

۳ پند داد۔ دوسروں کو نہ کھانے کی
 نصیحت کی۔ حدیث بات۔ آں سخن۔
 یعنی اس دانا کی نصیحت۔ واں گرسنہ۔
 جس نے کباب نہ کھائے تھے وہ
 پاسبانی کرنے لگا۔ شباں۔ گذریہ
 رزمہ۔ جانوروں کا گلہ۔ سہمناک۔
 خوفناک۔ حارس۔ نگہبان۔ چند بار
 یعنی ہاتھی نے اسے کئی چکر کاٹے
 اور چل دیا۔

پس لب ہر خفتہ را بُوئے کرد
پھر اس نے ہر سوئے ہوئے کے ہونٹ سوگھے
کز کباب پیل زا دہ خور دہ بُود
کیونکہ اس نے ہاتھی کے بچے کے کباب کھائے تھے
در زماں اُو یک بیک رازاں گروہ
اس نے فوراً اس گروہ میں سے ایک ایک کو
بر ہوا انداخت ہر یک را گزاف
وہ بے پروائی سے ہر ایک کو ہوا میں اچھالتا
اے خورندہ خونِ خلق از رہ بگرد
اے مخلوق کا خون پینے والے! واپس لوٹ
مالِ ایشاں خونِ ایشاں داں یقین
یعنی طوطے پر ان کے مال کو ان کا خون سمجھ
مادرِ آں فیل بچگاں کیس کشد
ہاتھی کے بچوں کی ماں بدل لیتی ہے
فیل بچہ می خوری اے پارہ خوار
اے رشوت خور! تو ہاتھی کا بچہ کھاتا ہے
۲ بُوئے رُسوا کرد مکر اندیش را
مکر کرنے والے کو بونے رُسوا کیا
آنکہ یابد بُوئے حق را از یمن
وہ ذات جو اللہ کی خوشبو یمن سے لے
مصطفیٰ چوں بُوئے برداز راہ دور
مصطفیٰ نے جب اس دور دراز راستہ سے بومحسوس کر لی
ہم ۳ بیابد لیک پوشاند زما
وہ محسوس کر لیتے ہیں لیکن ہم سے چھپاتے ہیں
توہمی حسبی و بُوئے آل حرام
تو سو جاتا ہے اور اس حرام کی بو

بُوئے می آمد و رازاں اخفتہ مرد
اس کو اس سے سوئے ہوئے آدمی سے بو آتی تھی
بر درانید و بکشتش پیل زود
ہاتھی نے اس کو پھاڑ دیا اور مار ڈالا
می درانید و نبودش زان شکوہ
پھاڑ ڈالا اور اس کو کوئی خوف نہ تھا
تاہمی زد بر زمیں می شد شگاف
یہاں تک کہ وہ زمین پر آگرتا اور پھٹ جاتا
تانیارد خونِ ایشانت نبرد
تا کہ ان کا خون تیرے لئے معرکہ نہ پیدا کر دے
زانکہ مال از زور آید دریمیں
اس لئے کہ مال طاقت سے ہاتھ میں آتا ہے
فیل بچہ خورہ را کیفر گشد
ہاتھی کے بچے کے کھانے والے کو بدلے میں ملامتی ہے
ہم بر آرد خصم فیل از تو دمار
ہاتھی کا محافظ تجھے برباد کر دے گا
پیل داند بُوئے بچہ خویش را
ہاتھی اپنے بچے کی خوشبو پہچانتا ہے
چوں نیابد بُوئے باطل راز من
وہ میرے باطل کی بو کو کیوں محسوس نہ کرے گی
چوں نیابد از دہان ما بخور
ہمارے منہ کی بو کیوں نہ محسوس کر لیں گے
بُوئے نیک و بد بر آید بر سما
اچھی اور بری بو آسمان پر پہنچتی ہے
می زند بر آسمان سبز فام
نیلگوں آسمان پر پہنچتی ہے

۱۔ ذرا۔ یعنی ہاتھی کو۔ شکوہ۔ خوف۔
ڈر۔ بھول۔ ہاتھی نے ہر ایک کو ہوا میں
اچھالا اور وہ گر کر ریزہ ریزہ ہو گیا۔ اے
خورندہ اب مولانا نصیحت فرماتے
ہیں۔ نبرد معرکہ۔ جنگ۔ مال ایشاں۔
کسی کے مال کو تباہ کرنا۔ جان کے تباہ
کرنے کے برابر ہے۔ کیفر۔ جزا۔
بدلہ۔ پارہ خوار۔ رشوت خوار خصم۔ فیل۔
یعنی ہاتھی کی جاہن سے لڑنے والا۔
۲ بُوئے۔ مکار کو اس کے کرکی بو
رُسوا کر دیتی ہے۔ آنکہ۔ آنحضرتؐ نے
فرمایا مجھے یمن کی طرف سے رحمان
کی خوشبو آتی ہے اس میں حضرت
لویس قرنیؓ کی طرف اشارہ ہے۔
بخور۔

۳ ہم بیابد۔ ہمارے سب
عیوب آنحضرتؐ پر واضح ہیں لیکن پردہ
پوشی فرماتے ہیں۔

تابہ بُوگیران! گردوں می رود
یہاں تک کہ آسمان کے خوشبودار گلے تک پہنچ جاتی ہے
درخن گفتن بیاید چوں پیاز
پیاز کی طرح بات کرنے میں محسوس ہو جاتی ہے
از پیاز و سیر تقوے کردہ ام
پیاز اور لہسن سے میں پرہیز کرتا ہوں
بر دماغ ہمنشیناں بر زندقہ
(اور) ساتھیوں کے دماغ سے نکڑائے گی
آں دل کثری نماید در زباں
وہ دل کی کچی زبان پر نمایاں ہو جاتی ہے
چوب رد باشد جزائے ہر دعا
ہر دعا بازی کا جواب ملے گا لاشی ہوئی ہے
آں کثری لفظ مقبول خداست
وہ لفظوں کی تیز 'اللہ' کے یہاں مقبول ہے
آں نیکو لفظے نیر زدیک تسو
وہ اچھے لفظ 'ہڑی' کے قابل بھی نہیں

ہمرہ انفاس زشت می شود
وہ تیرے برے سانسوں کے ساتھ ہو جاتی ہے
بُوئے کبر و بُوئے خشم و بُوئے آز
تکبر کی بو، غصہ کی بو، حرص کی بو
گر خوری سوگند من کے خوردہ ام
اگر تو قسم کھائے کہ میں نے کب کھائی ہے
آں دمت سوگند غمازی کند
اس وقت قسم تیری چغلی کھائے گی
پس ۲ دعا ہا رد شود از بُوئے آں
اس بو کی وجہ سے دعائیں مردود ہوں گی
اِحْسَنُوا آید جواب آں دعا
اس دعا کا جواب اِحْسَنُوا آتا ہے
گر حدیث کثرت بود معنیست راست
اگر لفظ تیز ہے ہوں اور معنی سیدھے ہوں
وَر بُود معنی کثرت لفظت نکو
اور اگر معنی تیز ہے اور تیرے الفاظ اچھے ہوں

۱۔ بُوگیران۔ دُفتر شتے جو دعاؤں کی
بوسنگھ لیتے ہیں۔ بُوئے کبر۔ تمام
رذائل کی بدبو پیاز کی بو کی طرح پھیلتی
ہے۔ گر خوری۔ اگر تو کھانے کا انکار
بھی کرے گا تو اس کی بدبو تیرے
خلاف گواہی دے گی۔ غمازی۔ چغلی
کھانا۔

۲۔ بس دعا۔ گناہوں کی بو سے
دعائیں مردود ہو جاتی ہیں اور دل کی کچی
زبان سے ظاہر ہوتی ہے۔ اِحْسَنُوا۔
دور ہو جاؤ یہ کافروں کی پکار کے جواب
میں کہا جائے گا۔ چوب زد۔ بھگانے
کی لاشی۔ گر حدیث۔ یعنی اخلاص
کے ساتھ نامناسب لفظ بھی مقبول
بارگاہ ہیں۔ وَر بُود۔ اگر دعائیں اخلاص
نہیں ہیں تو بہتر الفاظ بھی مردود
ہیں۔ دریاں۔ دوستوں کی غلطی
بیگانوں کی اچھائی سے اچھی ہے
۳۔ بلال۔ اس شخص کو ﷺ کے مشہور

مؤذن جی راہی۔ یعنی لفظ جی علی الصلوٰۃ
میں حدیث کی بجائے ہائے ہتوز کا
تلفظ کرتے تھے۔ بکفند۔ منافقوں
نے کہا۔ آغاز۔ یعنی اسلامی تعلیمات
کی ابتداء ہے۔ اِحْسَنُوا۔ یعنی ایسا مؤذن
جو ہر حرف صحیح مخرج سے لگا کر سکے۔
لَحْن۔ پڑھنے کی غلطی۔

در بیان خطائے محبان کہ بہتر از صواب بیگانگاں ست نزد محبوب
دوستوں کی اس غلطی کے بیان میں جو محبوب کے نزدیک غیروں کی ٹھیک بات سے بہتر ہے

حی راہی خواند از رُوئے نیاز
(لفظ) حی کو عاجزی سے ہی پڑھتے تھے
اِس خطا اکنوں کہ آغاز بناست
یہ غلطی اس وقت کہ تعمیر کی ابتدا ہے
یک مؤذن کہ بُود اِفْضَح بیاہ
ایک زیادہ فصیح مؤذن لے آئے
لَحْن خواندن لفظ حی عَلٰی الْفَلَاح
لفظ حی علی الفلاح کو غلط پڑھنا

آں بلال ۳ صدق در بانگ نماز
وہ بچے بلالؓ اذان میں
تا بکفند اے پیغمبر نیست راست
یہاں تک کہ منافقوں نے کہا۔ پیغمبر مست نہیں ہے
اے نبی و اے رسول کردگار
اے اللہ کے رسول اور نبی
عیب باشد اول دین و صلاح
دین اور نیکی کے شروع میں عیب ہو گا

خشم! پیغمبر بجو شید و بگفت
 پیغمبر کا غصہ جوش میں آیا اور فرمائے
 یک دور مزے از عنایات نہفت
 ایک دو اشارے چھپی ہوئی عنایتوں میں سے
 بہتر از صد جی و قیل و قال
 شور و غل کے سینکڑوں جی اور جی سے بہتر ہے
 و انگویم ز آخرو آغاز تاں
 اول اور آخر کے صاف نہ کہہ ڈالوں
 جوش نہ دلاؤ تاکہ میں تمہارے راز
 گزنداری تو دم خوش در دُعا
 اگر تو دعا میں اچھا دم نہیں رکھتا ہے

۲ امر کردن حق تعالیٰ بموسیٰ علیہ السلام بدہانے خواں
 اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دینا کہ مجھے اس منہ سے پکار
 مرا کہ بدہاں دہاں گناہ نکر دہاں
 جس منہ سے تو نے گناہ کیا ہو

بہر ایں فرمود با موسیٰ خدا
 اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے فرمایا
 اس کے لئے کلیم اللہ زمن میجو پناہ
 کہ اے کلیم! میری پناہ چاہ
 گفت موسیٰ من ندارم آن دہاں
 موسیٰ نے عرض کیا میرا وہ منہ نہیں ہے
 از دہان غیر کے کردی گناہ
 دوسرے کے منہ سے تو نے کب گناہ کیا ہے
 آنچنان کن کان دہانہاں ترا
 ایسا کر کہ وہ منہ تیرے لئے
 از دہانے کہ نکردی گناہ ۳
 اس منہ سے جس سے تو نے کبھی گناہ نہیں کیا
 یادہان خویشتن را پاک گن
 یا اپنے منہ کو پاک کر
 وقت حاجت خواستن اندر دُعا
 دعا میں مرا مانگتے وقت
 بادہانے کہ نکردی تو گناہ
 اس منہ سے جس سے تو نے گناہ نہ کیا ہو
 گفت مارا از دہان غیر خواں
 فرمایا ہمیں دوسرے کے منہ سے پکار
 از دہان غیر برخواں کاے الہ
 دوسرے کے منہ سے کہہ کہ اے خدا
 در شب و در روزہا آرد دُعا
 رات اور دن دعا میں کریں
 آں دہان غیر باشد عذر خواہ
 وہ دوسرے کا منہ تیرا عذر خواہ ہو گا
 روح خود را چاہک و چالاک گن
 (اور) اپنی روح کو چست و چالاک بنا

۱ خشم۔ منافقوں کے اعتراض
 سے آنحضرت ﷺ کو غصہ آیا۔
 عنایات۔ جو حضرت بلالؓ پر تھیں۔
 ہی بلال۔ یعنی بلالؓ کا لفظ جی کی
 بجائے ہی کہنا اس جی کہنے سے بہتر
 ہے جس میں اخلاص نہ ہو۔ گزنداری
 غرض کہ دعا کی قبولیت کے لئے
 اخلاص شرط ہے اگر خود میں اخلاص نہ
 ہو تو تخلص سے دعا کرا لے۔

۲ امر کردن۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ
 ہے کہ اگر خود میں اخلاص نہ ہو تو
 تخلصین سے دعا کرائے کلیم۔
 حضرت موسیٰؑ اس دہاں۔ یعنی وہ منہ
 جس سے کوئی گناہ نہ کیا ہو۔ از دہاں
 غیر۔ اگر وہ منہ گناہ کا بھی ہے تو تم نے
 تو اس منہ کے ذریعہ گناہ نہیں کیا۔
 آنچنان۔ یعنی لوگوں کے ساتھ ایسا
 برتاؤ کرو کہ وہ دعا میں کریں۔

۳ گناہ۔ دعا کرنے کے لئے
 ایسے منہ کی ضرورت تھی جس سے تو
 نے گناہ نہ کیا ہو اور وہ تیرے پاس
 نہیں ہے تو غیر کا منہ تیری اس مجبوری
 کے لئے عذر خواہ ہو جائے گا۔
 یادہاں۔ اپنے منہ سے دعا کرنی ہے تو
 اس کو روزوں کو پاک کر لینا چاہئے۔

ان ذکر حق پاک ست چوں پاکی رسید
خست بر بند و بُروں آید پلید

اللہ تعالیٰ کا ذکر پاک ہے جب پاکی حاصل ہوئی
ناپاکی بھریا بستر باندھ لیتی ہے باہر ہو جاتی ہے

می گریز و ضد ہا از ضد ہا
ضدیں ' ضدوں سے گریز کرتی ہیں

چوں در آید نام پاک اندر دہاں
نے پلیدی ماندو نے آں دہاں

جب اللہ تعالیٰ کا پاک نام منہ میں آتا ہے
نہ پلیدی رہتی ہے اور نہ وہ منہ رہتا ہے

در بیان آنہ اللہ گفتن نیاز مند عین لبیک گفتن حق ست
اس کا بیان کہ نیاز مند کا اللہ کہنا اللہ کا لبیک کہنا ہے

آں یکے اللہ می گفتے شباں
تا کہ شیریں می شد از ذکرش لباں

ایک شخص رات کو اللہ اللہ کہتا تھا
یہاں تک کہ ذکر سے اس کے ہونٹ میٹھے ہوئے تھے

گفت شیطان خاموش اے سخت رو
چند گوئی آخر اے بسیار گو

شیطان نے اس سے کہا اے سخت جان! چپ رہ
اے بت بے! آخر کب تک کہے گا

ایں ہمہ اللہ گوئی از غمٹو
خود یکے اللہ را لبیک گو

یہ سب تو غرور سے اللہ اللہ کہتا ہے
خود یکے اللہ را لبیک گو

می نیاید یک جواب از پیش تخت
چند اللہ می زنی بار وئے سخت

پیش گاہ (خداوندی) سے ایک جواب بھی نہیں آتا ہے
چند اللہ می زنی بار وئے سخت

او شکستہ دل شد و بہنہاد سر
دید در خواب او خضر را در خضر

وہ دل شکستہ ہو گیا اور لیٹ گیا
اس نے خواب میں (حضرت) خضر کو سبزہ زل میں دیکھا

گفت ہیں! از ذکر چوں و اماندہ
چوں پشیمانی از اں کش خواندہ

انہوں نے کہا ہائیں! تو ذکر سے کیوں رک گیا
تو اس سے کیوں شرمندہ ہے کہ اس کو پکارتا تھا

گفت لبیکم ۳ نمی آید جواب
زاں ہمی ترسم کہ باشم رد باب

اس نے کہا جواب میں میرے پاس لبیک نہیں آ رہا ہے
زاں ہمی ترسم کہ باشم رد باب

گفت خضرش کہ خدا گفت اس بمن
اس سے (حضرت) خضر نے کہا کہ خدا نے یہ مجھ سے کہا ہے

گفت آں اللہ تو لبیک ماست
وہ عاجزی اور تیرا درود سوز ہی ہمارا قاصد ہے

۱۔ ذکر حق۔ روح کے پاک کرنے کی یہ تدبیر ہے کہ ذکر کی پاکی اس میں داخل کر دو ناپاکی خود بھاگ جائے گی۔

۲۔ آں یکے یعنی شب کو ذکر خداوندی کرتا تھا۔ لبیک یہ پکارنے والے کو جواب دیا جاتا ہے جس کے معنی ہیں میں حاضر ہوں۔ سخت۔ یعنی عرش باری۔ خضر۔ حضرت خضر کو اس وجہ سے خضر کہا گیا ہے کہ ان کی کرامت یہ ہے کہ جہاں کہیں بیٹھ جاتے ہیں بزرگ جاتا ہے۔

۳۔ لبیکم۔ یعنی لبیک کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی جانب سے میرے پاس جواب نہیں آتا ہے اس سے مجھے یہ خیال ہو گیا ہے کہ میں مردود بارگاہ ہوں۔ متحج۔ مبتلا۔ گفت۔ اللہ کا اپنی یاد میں لگالینا ہی اس کی جانب سے لبیک ہے۔

۱ نے تڑا درکار من آوردہ ام

کیا میں نے مجھے اپنے کام میں نہیں لگا رکھا ہے

حیلہا وچارہ جو یہائے تو

تیری تدبیریں اور کوششیں

ترس و عشق تو کمند لطف ماست

تیرا خوف اور عشق ہماری مہربانی کی کند ہے

جان جاہل زیں دعا جزو نیست

جاہل کی جان اس دعا سے دور ہی ہے

۲ بردہاں و بردش قفل ست و بند

اس کے منہ اور دل پر تالا اور بند ہے

دادر فرعون را صد ملک و مال

فرعون کو سینکڑوں ملک اور مال دیئے

در ہمہ عمرش ندید او درد سر

اپنی تمام عمر اس نے سر کا درد نہ محسوس کیا

۳ داد اورا جملہ ملک ایں جہاں

اس کو اس دنیا کی تمام سلطنت دے دی

درد آمد بہتر از ملک جہاں

درد دنیا کی دولت سے بہتر ہے

زانکہ درد و رنج و بار اندھاں

اس لئے کہ درد اور رنج اور غموں کا بوجھ

خواندن بے درد از افسردگی ست

بغیر درد کے پکھنا افسردگی ہے

آں کشیدن زیر لب آواز را

وہ ہونٹوں آواز نکالنا

آں شدہ آواز صافی و حویں

وہ آواز صاف اور غمناک ہو چکی ہے

نے کہ من مشغول ذکر ت کردہ ام

کیا میں نے تجھے ذکر میں مشغول نہیں کر رکھا ہے

جذب مابود و کشاد ایں پائے تو

ہماری کشش سے تھیں اور اس نے تیرے پاؤں کھولے

زیر ہر یارب تو لبیکہاست

تیرے ہر یارب کہنے میں ہماری لبیکیں ہیں

زانکہ یارب گفتنش دوستور نیست

کیونکہ یارب کہنا اس کی عادت نہیں ہے

تانالدا با خدا وقت گزند

تاکہ تکلیف کے وقت خدا سے نالہ نہ کر سکے

تاکہ کرد اور دعوی عز و جلال

یہاں تک کہ اس نے خدائی کا دعوی کر دیا

تانالدا سوئے حق آں بد گہر

تاکہ وہ باطل اللہ کی جناب میں نالہ نہ کر سکے

حق نداش درد و رنج و لذہاں

اللہ نے اس کو درد اور رنج اور غم نہ دیئے

تا بخوانی مر خدا را در نہاں

تاکہ تو تنہائی میں خدا کو پکارت

شد نصیب دوستاش در جہاں

دنیا میں اس کے دوستوں کا حصہ ہے

خواندن با درد از دل بردگیست

درد کے ساتھ پکھنا لہرائی کی جہ سے ہے

یاد کردن مبدؤ آغاز را

مبدؤ اور شروع کو یاد کرنا ہے

کے خداے مستغاث ولے معین

اے خدا اے مددگار اے معین!

۱ نے تڑا کسی شخص کو عبادت کی

توفیق ہونا اللہ کی جانب سے قبولیت

کی دلیل ہے یہ اللہ کا کرم ہی ہے کہ وہ

اپنی یاد میں لگا دے جذب۔

کشش۔ ترس۔ اللہ کا عشق اس کی

رحمتوں کو متوجہ کر دیتا ہے تو دعا کرنے

والے کا ایک بار یارب کہنا اللہ تعالیٰ کی

جانب سے چند بار لبیک کہنا بن جاتا

۲ بردہاں۔ جس سے خدا ناراض

ہوتا ہے اس کو کبھی بھی دعا ک توفیق

نہیں ہوتی۔ دوسر۔ اللہ نے اس کو درد

سر سے بھی محروم رکھا نہ دعا کا سبب

بن جاتا۔

۳ داد اور۔ یہاں جو اللہ کی طرف

رجوع کر دے اللہ کی ایک رحمت ہے

حدیث شریف ہے اللہ جب کسی

سے محبت کرتا ہے تو اس کو جلا کر دیتا

ہے تاکہ اس کی عاجزی کو سنے۔

اندھاں۔ اندھ کی جمع ہے غم۔

خواندن۔ بے دردی کے ساتھ دعا

افسردگی کا نتیجہ ہے درد کے ساتھ دعا

عشق کا نتیجہ ہے آن کشیدن۔ گھٹ

گھٹ کر رونا۔ مبدؤ۔ اور آغاز کی یاد

سے ہوتا ہے آن شدہ۔ جب انسان

درد کی حالت میں اے خدا اے

مستغاث کہتا ہے تو اس کی آواز

صاف ہوتی ہے اور اس میں حزن کی

کیفیت ہوتی ہے

انالہ سگ در ریش بے جذبہ نیست

اس کے راستہ میں کتے کا رونا بھی بغیر جذبہ کے نہیں ہے

چوں سگ کہنے کہ از مردار رست

اصحاب کف کے کتے کی طرح جس نے مردار سے نجات حاصل کر لی

تا قیامت می خورد او پیش غار

وہ غار کے سامنے قیامت تک پیتا ہے

اے سگ پوست کو رانا نام نیست

اسے غلاب بہت سے مسمول ہاں ملے ہیں جن کا ذکر بھی نہیں ہے

جال بدہ از بہر آں جام اے پسر

اے صاحبزادے! اس جام کے لئے جان دیدے

صبر کردن بہر ایں نبود خرج

اس (جام) کیلئے صبر کرنے میں کوئی خرچہ نہیں ہے

زیں کمیں بے حزم و صبرے کس نجست

اس گھات سے بغیر احتیاط اور صبر کے کوئی نہیں بچ سکتا

حزم کن از خورد کیس زہریں گیاست

کھانے میں احتیاط برت کیونکہ یہ زہریں گئی گھاس ہے

کاہ ۳ باشد کو بہر بادے جہد

گھاس ہے جو ہر ہوا سے ہلتی ہے

ہر طرف غولے ہی خواند ترا

چھلوا ہر جانب سے تجھے پکارتا ہے

رہنمایم ہمرہت باشم رفیق

راستہ دکھاؤں گا اور تیرا رفیق سفر رہوں گا

نے قلا و وزست و نے رہ داند او

وہ نہ راہنما ہے نہ راستہ جانتا ہے

حزم آں بدشد کہ نفریبد ترا

احتیاط ہی ہے کہ تجھے فریب نہ دے سکیں

زانکہ ہر راغب اسیر رہز نیست

اس لئے کہ ہر رغبت کرنے والا ایک رہزن کا قیدی ہے

بر سر خوان شہنشاہان نشست

شہنشاہوں کے خوان پر بیٹھ گیا

آب رحمت عارفانہ بے تغار

عارفانہ آب حیات بغیر پیالے کے

لیک اندر پردہ بے آں جام نیست

لیکن وہ پردہ وہ اس جام کے بغیر نہیں ہیں

بے جہاد و صبر کے باشد ظفر

بغیر جہاد اور صبر کے فتح کب ہوتی ہے

صبر کن کالصبر مفتاح الفرج

صبر کر کیونکہ صبر کشادگی کی کنجی ہے

حزم را خود صبر آمد پاؤ دست

احتیاط کیلئے صبر خود ہاتھ پاؤں ہے

حزم کردن زور و نور انبیاست

احتیاط کرنا انبیاء کی طاقت اور نور ہے

کوہ کے ہر بادر اوزن نہد

پہاڑ ہر ہوا کو کب جانچتا ہے

کالے برادر راہ خواہی ہیں بیا

کہ اے بھائی! راستہ چاہتا ہے خبردار آجا

من قلا و وزم دریں راہ دقیق

میں اس بارگ راستہ میں تیرا رہنما ہوں

یوسف کم روسوئے آں گرگ خو

اے یوسف! اس بھیڑیا صفت کی طرف نہ جا

چرب و نوش دامہائے ایں سرا

اس دنیا کے چکے اور شریر جل

۱۔ سالہ سگ۔ جب جذبہ الہی

طاری ہوتا ہے تب ہی انسان مرد کے

ساتھ گریہ کرتا ہے۔ چون سگ۔

اصحاب کف کے کتے میں جذب

پیدا ہو گیا تھا۔ تا قیامت۔ قطمیر۔ برابر

۲۔ وحدت پی رہا ہے۔ اے۔ بسا۔

بہت سے اہل اللہ ایسے ہیں جن کو کوئی

نہیں جانتا۔

۳۔ جال بدہ۔ جام محبت کی طلب

میں صبر کے ساتھ جان دیدنی

چاہئے۔ صبر کردن مجاہد مجاہدات میں

صبر سے کام لیتا ہے تو فتح یاب ہوتا

ہے اور جام محبت حاصل ہو جاتا ہے۔

کین۔ گھات۔ حزم۔ احتیاط دنیاوی

معاملات میں احتیاط اور پختہ کاری

سے کام لینا ضروری ہے ذرا غفلت

انسان کو منزل سے بہت دور کر دیتی

ہے۔

۴۔ کاہ باشد۔ ہر خواہش نفس کا

تابع تنکے کی طرح ہے انسان کو کوہ

گراں ہونا چاہئے۔ ہر طرف شیطان

طرح طرح سے انسان کو دھوکے دیتا

ہے۔ قلا و وز۔ راہنما۔ یوسف۔ حضرت

یوسفؑ کے ساتھ بھیڑیے کا تصور عام

شاعرانہ خیال ہے حزم۔ انسان کی

پختہ کاری یہ ہے کہ وہ شیطان کے

فریب میں نہ آئے۔

کہ نہ چربے داردونے نوش او
نہ ان میں چکنائی ہے نہ مٹاس
کہ بیا مہمان ما اے! روشنی
کہ آجائے ہمارے مہمان اور گھر کی روشنی
خوم آں باشد کہ کوئی تخمہ ام
احتیاط یہ ہوگی کہ تو کہہ دے میں بدھنمی میں ہوں
یا سرم در دست و در دسر بر
یا (کہہ دے) میرے سر میں وہ ہے اور دسر وہ کہہ دے
۲ زانکہ یک نوشت دہد ہایشہا
کیونکہ تجھے ایک شہد بہت سزاؤں کے ساتھ دے گا
زر اگر پنجاہ و گر شصت دہد
۳ اگر پچاس یا ساٹھ اشریاں تجھے دے
گردہد خود کے دہداں پر حیل
اگر وہ حیلہ باز کچھ دیتا بھی ہے تو کہاں دیتا ہے
زغوغ زر مغز و عققات رابرد
اشریوں کی گھنٹہ بہت تیرے دماغ اور عقل و زائل کر دیتی ہے
۳ یار تو خرچین تست و کیہ ات
تیرا دوست تیرا ناشتہ دان اور تیری تھیلی ہے
ویسہ و معشوق تو ہم ذات تست
تیری ویسہ اور معشوقہ تیری ہی ذات ہے
خوم آں باشد کہ چوں دعوت کنند
احتیاط یہ ہے کہ جب تجھے بلائیں
دعوت ایشاں صفیر مرغ داں
ان کی دعوت کو پرندوں کی سیٹی سمجھ
مرغ مردہ پیش بنہادہ کہ ایں
مرا ہوا پرندہ اس نے آگے رکھ لیا ہے کہ یہ

سحر خواند می دمدر گوش او
وہ منتر پڑھتا ہے اور تیرے کان میں پھونکتا ہے
خانہ آن تست و تو آن منی
گھر تیرا ہے اور تو میرا ہے
یا سقیم و خستہ ایں و خیمہ ام
یا (کہہ دے) میں اس قبرستان کا بیمار اور زخمی ہوں
یا مرا خواندست آں خالو پسر
یا (کہہ دے) مجھے ماموں کے بیٹے نے بلایا ہے
کہ بکار در تو نوشش رشہا
اس کا شہد تجھ میں بہت سے رزم پیدا کر دے گا
ماہیا او گوشت در شستنت نہد
اے چھلی یا وہ کانٹے میں تیرے لئے گوشت لگا رہا ہے
جوز پوسید ست و گفتار دغل
اس کے اخروٹ سڑے ہوئے ہیں اور باتیں مکاری کی ہیں
صد ہزاراں عقل را یک نشمرد
لاکھوں عقول کو ایک بھی نہیں سمجھتی ہے
گرتو را مینی مجو جز ویسہ ات
اگر تو راتین ہے اپنی ویسہ کے علاوہ کسی کو نہ چاہ
ویں برونیہا ہمہ آفات تست
اور یہ بیرونی چیزیں سب تیری مصیبتیں ہیں
تو نگوی مست و خواہان من اند
تو یہ نہ کہنا وہ عاشق اور میرے خواہاں ہیں
کہ کند صیاد در ملکمن نہاں
جو شکاری گھات میں چھپ کر بجاتا ہے
می کند ایں بانگ و آواز و حنین
آواز اور فریاد اور نالہ کر رہا ہے

۱۔ اے روشنی۔ یعنی اے گھر کی روشنی۔ تخمہ ام۔ یعنی شیطان کے لالچ میں نہ آئے اور مختلف بہانے کر کے اس کے دام فریب سے بچ جائے۔ دخمہ۔ قبرستان۔

۲۔ زانکہ۔ شیطان کے خوشنما فریب میں سینکڑوں مغز میں پوشیدہ ہوتی ہیں۔ گردیدہ اس کی عطا بھی پر فریب ہے۔ زغوغ۔ دنیا کی دولت کی جھکڑ انسان کی عقل کو اندھا کر دیتی ہے۔

۳۔ یار تو۔ قدرت نے انسان کو جو کچھ دیا ہے اس پر قناعت کرے۔ راتین۔ عرب کا مشہور عاشق۔ ویسہ۔ عرب کی مشہور معشوقہ کا نام۔ خرزم آن۔ باشند انسان کی پختہ کاری یہ ہے کہ خارجی عوالم کی طرف دھیان نہ دے اور ان کو دھوکا سمجھے۔ ملکمن۔ گھات۔ حنین۔ رونے کی آواز۔

مُرغِ اپندارو کہ جنسِ اوست آں
پندے سمجھتے ہیں کہ وہ ان کا ہم جنس ہے
جُو مگر مُرغے کہ خُزمش دادِ حق
سوائے اس پندے کے جس کو خدا نے عقل دی ہے
ہست بے خُزی پشیمانی یقیں
بے احتیاطی یقیناً پشیمانی ہے
زانکہ بے خُزی شقاوتِ بر دہد
اس لئے کہ بے احتیاطی بدختمی کا پھل دیتی ہے
بشنو ۲ ایں افسانہ را در شرحِ ایں
اس کی تشریح میں یہ قصہ سن لے
جمع آید بر درو شاں پوستِ آں
وہ جمع ہو جاتے ہیں اور وہ ان کی کھال اوچھڑ دیتا ہے
تا نگرد دیکج ازاں دانہ و مُلُوق
تاکہ اس دانہ اور خوشامد سے احمق نہ بنے
خُزمِ رامگزار و محکمِ گُن تو ایں
احتیاط کو نہ چھوڑ تو اس کو مضبوط کر لے
وِیں رَوَ داز دست و در دِ سر دہد
دین ہاتھ سے نکل جاتا ہے اور دوسرے پیدا کر دیتی ہے
لاشوی حازِمِ برائے حِفْظِ دِیں
تاکہ تو دین کی حفاظت کے لئے پختہ کار بن جائے

فریفتنِ روستائی شہری را و بد عوت

ایک دیہاتی کا ایک شہری کو فریفتہ کرنا اور خوشامد

خواندن بہ لالہ و احاح

اور عاجزی سے دعوت دینا

اے برادر بود اندرِ ماضی
اے بھائی! گزشتہ (زمانہ) میں تھا
روستائی چوں سوئے شہر آمدے
دیہاتی جب شہر میں آتا
دومہ و سہ ماہ مہمانش شدے
”تین مہینے اس کا مہمان ہوتا
ہر ۲ حوائجِ را کہ بودش آں زماں
اس کی اس وقت جو ضرورتیں ہوتیں
رُو بشری کرد و گفت اے خولجہ تو
وہ (دیہاتی) شہری کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ جناب
اللہ اللہ جملہ فرزندوں بیار
خدا کے لئے تمام بچوں کو لائیے
شہری بار و ستائی آشنا
ایک شہری ایک دیہاتی کا دوست
خرگو اندر کوئے آں شہری زدے
اس شہری کے کوچے میں مقیم ہوتا
بر دکان او و بر خواش بُدے
اس کی دکان اور اس کے دسترخوان پر رہتا
راست کر دے مردِ شہری را نگال
”شہری مفت مہیا کرتا
ہیچ می نائی سوئے وہ فرجہ جو
تفریح کے لئے آپ کبھی گاؤں میں نہیں آتے ہیں
کایں زمانِ گلشنِ ست و نو بہار
کیونکہ یہ موسم ’باغ اور نو بہار‘ کا ہے

۱۔ مُرغِ پندار۔ شکاری مردہ جانور
سامنے رکھ کر اس کی بولیاں بولتا ہے
دوسرے پندے اس سے دھوکا کھا جاتے
ہیں۔ گنج۔ احمق ملق۔ چالوسی۔

۲۔ بشنو۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے
کہ شہری نے احتیاط سے کام نہ لیا اور
دیہاتی کی چکنی چیزیں باتوں میں آکر
پریشان ہوا۔ لالہ۔ خوشامد۔ الحاح۔
اصرار۔ ماضی۔ جو کہ گزرا۔ روستائی۔
دیہاتی خرگہ خیم۔ بُدے۔ دکان پر
ٹھہرتا اور اس کے یہاں کھانا کھاتا۔

۳۔ حوائج۔ ضروریات۔ را نگال۔
مفت۔ فُرجہ۔ تفریح۔ گلشن۔ باغ

یا بتابستان ۱ بیا وقتِ شمر
یا گرمیوں میں پھل کے وقت آئے
خیل و فرزندان و قومست را بیار
خاندان اور بچوں اور اپنی قوم کو لائیے
در بہاراں خطہ وہ خوش بُود
بہار کے موسم میں گاؤں کا علاقہ اچھا ہوتا ہے
وعدہ دادے شہری اور ارفع حال
ٹالنے کے لئے شہری اس سے وعدہ کر لیتا
اوبہر سالے ہمی گفتے کہ کے
وہ دیہاتی ہر سال کہتا ہے کہ کب
اوبہانہ ساختے کا مسماں ماں
وہ شہری بہانہ بنا دیتا کہ اس سالے ہمارے
سال دیگر گر تو انم وارہید
اگر آئندہ سال حجات پاؤں گا
گفت ہستند آں عیالم منتظر
اس دیہاتی نے کہا میرے بال بچے منتظر ہیں
باز ہر سالے چولگلک آمدے
پھر وہ ہر سال لقلق کی طرح آ جاتا
خولجہ ہر سالے زرز و مالِ خویش
خولجہ شہری ہر سال اپنا روپیہ پیسہ
آخریں کرت سہ ماہ آں پہلواں
آخری مرتبہ اس خلی نے تین مہینے
از خجالت باز گفت اوبخولجہ را
اس دیہاتی نے خولجہ شہر سے شرمندگی سے کہا
گفت خولجہ جسم و جانم وصل جوست
خولجہ شہری نے کہا میرا جسم اور جان ملنے کے متمنی ہیں

تابہ بندم خدمت رامن کمر
تاکہ میں آپ کی خدمت میں کمر بستہ ہو جاؤں
در وہ ماباش سہ ماہ و چہار
ہمارے گانوں میں تین چار مہینے رہے
کشت زار ولالہ دلکش بُود
کھیتیں اور دلکش لالہ ہوتا ہے
تا بر آمد بعد وعدہ ہشت سال
یہاں تک کہ بعد سے وعدے میں آٹھ سال گزر گئے
عزم خواہی کرد کلد ماہ وے
آپ ارادہ کریں گے 'خزاں کا موسم آ گیا
از فلاں خطہ بیاید ۲ میہماں
فلاں علاقے کا مہمان آئے گا
از مہمات آں طرف خواہم دوید
ضرورت سے اہر آؤں گا
بہر فرزندان تو اے اہل پر
آپ کے بچوں کے اے کرم فرما
تا مقیم قتبہ شہری شدے
شہری کے گھر مقیم ہو جاتا
خرج اُکرو دے کشادے بالِ خویش
اس پر خرچ کرتا اپنا دل کھول دیتا
خواں نہادش با مداوان و شبان
صبح اور شام اس کے لئے دترخان بچھایا
چند وعدہ چند بفریبی مرا
آپ کتنے وعدے اور کتنا دھوکا دیں گے
لیک ہر تحویل ۳ اندر حکم اوست
لیکن ہر نقل و حرکت اللہ کے قبضہ میں ہے

۱۔ تابستان۔ موسم گرما۔
۲۔ خیل۔ قبیلہ، گروہ۔ دفع
حال۔ دفعہ الوقتی۔ دے۔ یعنی موسم
بہار گزر کر موسم خزاں آ گیا۔
۳۔ بیاید۔ یعنی چونکہ مہمان کی آمد
کی مجبوری ہے لہذا سفر نہ کر سکوں
گا۔ مہمات۔ ضروریات۔ نیکی۔
لگلک۔ تعلق آتی پرندوں کی ہر ملک
میں آمد و رفت مقررہ مہینوں میں ہوتی
ہے۔ بال۔ بازو، دل۔ پہلوان۔
بہار۔ خلی۔
۴۔ تحویل۔ بدلنا، نقل و حرکت
کرتا۔

تا کے آرد باد را آں باد راں
دیکھو وہ ہوا چلانے والا ہوا کب چلائے
گیر فر زنداں بیابنگر نعیم
ولاد کو لیجے ' آئے ' مزے دیکھئے
کالند اللہ زود آ ' بنائی جہد
کہ خدا کے لئے جلد آئے ' کوشش کیجئے
لاہبا و وعد ہائے شکریں
خوشامدیں اور شیریں وعدے
ماہ و ابرو سایہ ہم دارد سفر
چاند اور ابر اور سایہ بھی سفر کرتے ہیں
رجھا در کار او بس بُردہ
اس کے معاملے میں بہت سی تکلیفیں اٹھائی ہیں
وا گزارو چوں شوی تو مینہماں
ادا کرے جب آپ مہمان ہوں
کہ کشیدش سوئے وہ لایہ گناں
کہ اس آپ کو خوشامد کر کے گاؤں بھیج لائیں
انق من شر من احسنت الیہ
اس شخص کے شر سے بچنا جس کے ساتھ تو نے احسان کیا ہے
ترسم از وحشت کہ آں فاسد شود
میں ڈرتا ہوں ناخوشی کی وجہ سے وہ بیچ ستر نہ جائے
ہمچو دے در بوستان و در زروع
جیسا کہ دے کا مہینہ بارش اور کھیتوں کے لئے
زو عمارتہا و دخل بے شمار
جس سے آبادیاں اور بیشمار آمدنی ہوتی ہے
تا گریزی و شوی از بد بری
تاکہ تو گریز کرے اور برائی سے بری ہو جائے

آومی چوں کشتی ست و باد ہاں
انسان کشتی اور بادبان جیسا ہے
باز سوگند آں بداوش کائے کریم
اس دیہاتی نے اس شہری کو پھر قسم دی
وست او بگرفت سہ کثرت بجمہد
تین مرتبہ عہد کے لئے اس کا ہاتھ پکڑا
بعد وہ سال و بہر سالے چنیں
دس سال بعد وہ ہر سال اسی طرح کی
کو دکانِ خولجہ گفتندے اے پدر
خولجہ شہری کے بچوں نے کہا ' اے با جان!
حقہا ۲ بروے تو ثابت کردہ
آپ نے اس دیہاتی پر حقوق قائم کر دیئے ہیں
اُوہمی خواہد کہ بعضے حق آں
وہ چاہتا ہے کہ ان سے بعض حق
بس وصیت کروا مارا او نہاں
اس دیہاتی نے ہم سے درپردہ بہت اصرار کیا ہے
گفت حق ست ایں وکائے سیبویہ
اس شہری نے کیا یہ ٹھیک ہے لیکن اے سیبویہ
دوستی ۲ خم دم آخر یود
دوستی آخرت وقت کا بیج ہوتی ہے
صحبتے باشد چو شمشیر قطوع
ایک میل ملاپ براں تلوار کی طرح ہوتا ہے
صحبتے باشد چو فصل نو بہار
ایک میل ملاپ نو بہار فصل کی طرح ہوتا ہے
حزم آں باشد کہ ظن بد بری
احتیاط یہ ہے کہ تو بدگمانی کرے

۱۔ باد ہاں۔ ہوا چلانے والا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کثرت۔ باز مرتبہ۔ لاہبا خوشامدین۔ ماہ و ابرو۔ یعنی یہ چیزیں بھی حرکت کرتی ہیں۔
۲۔ حقہا۔ چونکہ تو نے اس کی بہت خدمت کی ہے وہ اس کا بدلہ دینا چاہتا ہے۔ بس وصیت۔ ہم سے چیکے سے کہہ گیا ہے ہم آپ کی خوشامد کر کے اس کے گاؤں میں لے آئیں۔
سیبویہ۔ مشہور نحوی گذرا ہے یہاں مطلقاً محکمہ درو ہے۔
۳۔ دوستی۔ یعنی دوستی بھلا ان نیکیوں میں سے ہے جو انسان کے آخری وقت میں کام آتی ہیں۔ وحشت۔ یعنی دوستی اگر نفرت سے بدل گئی۔ صحبتے۔ یعنی میل جول و قسم کے ہیں ایک تو وہ ہے جو دوستی ٹوٹ جانے کا سبب بنتا ہے۔ دوسرا وہ ہوتا ہے جس سے دوستی میں مزید مضبوطی آتی ہے۔ دخل۔ آمدنی۔ ظن بد۔ یعنی یہ خیال کرے کہ یہ میل چول دوستی توڑ دے گا۔

حُزْمِ سَوِّ الظَّنِّ فرمود آں رسول
 رسول ﷺ نے فرمایا ہے احتیاط بدگمانی ہے
 رُوئے صحرا ہست ہموار و فراخ
 صحرا کا میدان ہموار اور فراخ ہے
 آں بَزْ کوہی دَوْد کہ دام گو
 پہاڑی بکرا دوڑتا ہے کہ جاں کہاں ہے؟
 آنکہ می گفتی کہ گو اینک ہمیں
 تو نے جو یہ کہا تھا کہ کہاں ہے؟ یہ ہے دیکھ
 بے کمین و دام و صیاد اے عیار
 اے چالاک! گھات اور جاں کے بغیر
 آنکہ گستاخ آمدند اندرز میں
 جو لوگ اس دنیا میں گستاخ ہوتے ہیں
 چوں بگورستان روی اے مُرْتَضٰی
 اے پسندیدہ! جب تو قبرستان میں جائے
 تا بظاہر بینی آں مستان زور
 تاکہ کھلے طور پر دیکھ لے کہ وہ طاقت سے بدست
 چشم اگر داری تو گورا نہ میا
 اگر تیرے آنکھیں ہیں تو اندھا بن کر نہ آ
 آں عَصائے حُزْمِ و استدلال را
 وہ احتیاط اور استدلال کی لاٹھی
 و رَعَصائے حُزْمِ و استدلال نیست
 اگر پختہ کاری اور استدلال کی لاٹھی نہیں ہے
 گام زانساں نہ کہ نابینا نہد
 پاؤں اس طرح رکھ جس طرح اندھا رکھتا ہے

ہر قدم را دام می واں اے فضول
 اے فضول! ہر قدم کو جاں سمجھ
 ہر قدم دامے ست کم راں گوستاں
 لیکن ہر قدم پر جاں ہے بے پروائی سے نہ چل
 چوں بتازد دامن افتد در گلو
 جب دوڑتا ہے جاں اس کے گلے میں پھس جاتا ہے
 دشت میدیدی نمایدی کمیں
 تو نے جنگل دیکھا، گھات کو نہ دیکھا
 دُنْبہ کے باشد میانِ کشت زار
 کھیت میں دُنْبہ کب ہوتا ہے
 استخوان و گلہا شاں راہیں
 ان کی ہڈیاں اور جڑے دیکھ
 استخوان شاں راہِ رس از ماضی
 ان کی ہڈیوں سے گزشتہ واقعات پوچھ لے
 چوں فرور خندد در چاہ غرور
 دھوکے کے کنویں میں کس طرح گرے ہیں
 ورننداری چشم دست آور عصا
 اگر آنکھیں نہیں ہیں تو لکڑی ہاتھ میں لے
 چوں نداری دیدہ می گن پیشوا
 جب تیرے پاس نہیں ہے کسی کی آنکھ کو پیشوا بنا لے
 بے عصا کش در سر ہر رَہ مالیت
 لاٹھی پکڑنے والے کے بغیر ہر راستہ پر نہ کھڑا ہو
 تا کہ پائے از سنگ و از چہ و ابرہد
 تاکہ پاؤں پتھر اور کنویں سے نجات پا جائے

۱۔ سوء الظن۔ بدگمانی۔ گستاخ۔
 گستاخ، بے پرواہی کہ دام کو بکرا زبان
 حال سے کہتا ہے عیار۔ ہوشیار
 دُنْبہ چکدی بچا زان خاص قسم کا بکرا جس
 کے چکدی ہوتی ہے۔

۲۔ آنکہ گستاخ۔ جن لوگوں نے
 حُزْم سے کام نہ لیا۔ ان سرکشوں کا
 انجام ان کی ہڈیوں اور کھوپڑیوں سے
 معلوم کر لو۔ مُرْتَضٰی۔ پسندیدہ۔
 ماضی۔ گزشتہ۔ تا بظاہر۔ قبرستان جا
 کر کھلم کھلا، غرور کے نشہ سے مست
 لوگوں کا انجام دیکھ لو گے۔

۳۔ چشم اگر داری۔ غلطی سے بچنے
 کی چابی صورت تو یہ ہے کہ عقل کے
 ذریعہ غلطی سے بچے۔ غصا۔ دھری
 صورت یہ ہے کہ تجربہ کے ذریعہ غلطی
 سے بچا جائے۔ دیدہ می گن۔ تیسری
 صورت یہ ہے کہ کسی دیدہ ور کے
 ذریعہ غلطیوں سے بچا جائے۔ گام۔
 اندھا چلنے میں احتیاط کرتا ہے ٹھوکر اور
 گڑھے سے بچ جاتا ہے۔



گور لرزاں و بترس و احتیاط می نہد پاتا نفیقد در حجاب
اندھا لرزتے ہوئے اور ڈر اور احتیاط سے پاؤں رکھتا ہے تاکہ غلطی میں نہ پڑ جائے
اے ازدودے حسہ در نارے شدہ لقمہ جستہ لقمہ مارے شدہ
اے وہ جو جویں سے بھاگا آگ میں گرا لقمہ ڈھونڈا سانپ کا لقمہ بن گیا

قصہ اہل سبا و طاعی کردن نعمت ایشان اور سیدن
اہل سبا کا قصہ اور نعمتوں کا ان کو سرکش بنا دینا اور ان میں کفر اور سرکشی کی
بشوی طغیان و کفران دریاں و بیان فضیلت شکر و نعمت حق
بدختی کا آبہ پہنچنا اور اللہ کی نعمت اور شکر کی فضیلت کا بیان

تو خواندی قصہ اہل سبا یا بخواندی وندی جُو صدا
کیا تو نے سبا والوں کا قصہ نہیں پڑھا؟ یا تو نے پڑھا ہے اور اس کو صدائے بازگشت سمجھا ہے
از صدا آں کوہ خود آگاہ نیست سوئے معنی ہوش گہ را راہ نیست
صدا سے خود پہاڑ واقف نہیں ہے حقیقت کی جانب پہاڑ کے ہوش کے لئے راستہ نہیں ہے
اُوہمی بانگے گند بے گوش و ہوش چوں تمش گردی تو اُوہم شد خموش
وہ بے خبر گوش اور ہوش کے آواز نکالتا ہے جب تو چپ ہو گیا وہ بھی چپ ہو گیا
۲ داوٰق اہل سبا را بس فراغ صد ہزاراں قصر و ایوانہا و باغ
اللہ نے اہل سبا کو بہت فراغ الہابی بخشی لاکھوں قلعے اور محلات اور باغ
حق آں نگذار دنداں بدرگاں در وفا بودند کمتر از سگاں
ان دنداں نے اس کا حق نہ ادا کیا وہ وفا داری میں کتوں سے کم تھے
مر سئے را لقمہ نانے زور چوں رسد بر درہمی بند و کمر
کسی کتے کو کسی دروازے سے روٹی کا لقمہ جب مل جاتا ہے وہ اس در پر کمر بستہ ہو جاتا ہے
پاسبان و حارس درمی شود گرچہ بردے بخور و سختی می رود
دروازے کا محافظ اور نگہبان بن جاتا ہے خواہ اس پر ظلم اور سختی ہو
ہم براں درباشش و قرار کفر داند کرد غیرے اختیار
اسی دروازے پر اس کی بود و باش ہو جاتی ہے غیر کو اختیار کرنا وہ کفر سمجھتا ہے
۳ در سگے آید غریبے روز و شب آں سگانش می کنند آں دم ادب
اگر کوئی اجنبی کتا آ جاتا ہے رات یا دن میں وہ کتے اس کو فوراً تنبیہ کرتے ہیں

اے ازدودے انسان خود غلطی کر
بیٹھتا ہے ایک غلطی سے بچتا ہے اور
اس سے بڑی غلطی میں مبتلا ہو جاتا
ہے اہل سبا کے قصے سے اسی بات کو
واضح کیا ہے جو صد یعنی اس
قصہ کو سنا اور بے اصل سمجھا۔ از صد
صدا کی حقیقت پہاڑ بھی نہیں سمجھتا
ہے
۲ داوٰق۔ اہل سبا کی فراغ الہابی
اور ان کی نافرمانی کا قصہ قرآن پاک
میں مذکور ہے حق آں۔ یعنی ان
نعمتوں کا شکریہ خالص نگہبان۔
باش۔ قیام۔
۳ در سگے۔ اجنبی کتے پر مقامی
کتوں کا بھونکنا گویا کہ اس کو تنبیہ کرنا
ہے کہ وہ اپنے پہلے مالک اور مکان کو
چھوڑ کر کیوں آیا ہے۔

کہ برو آنجا کہ اول منزل ست

کہ وہاں جا ' جہاں پہلا گھر ہے

می گزندش کہ برو بر جائے خویش

وہ اس کو کانتے ہیں کہ اپنی جگہ جا

از درِ دل و اہل دل آبِ حیات

دل اور صاحب دل کے در سے آبِ حیات

بس ۲ غذائے سُکر و وجد و بخودی

شکر اور وجد اور بے خودی کی غذا

بازاں در را رہا کر دی ز حرص

پھر تو نے لالچ کی وجہ سے اس دروازے کو چھوڑ دیا

بر در آں مُنعمان چربِ دیگ

چکنی دیگ والے دہشتوں کے در پر

۳ چربش آنجا واں کہ جاں فر بہ شود

چکنی غذا وہاں سمجھ کہ روح موتی ہوتی ہے

صومعہ عیسیٰ ست خوانِ اہل دل

اہل دل کا درخوانِ حضرت عیسیٰ کا گرجا گھر ہے

حق آں نعمت گردگانِ اہل ست

اس نعمت کا حق دل کو گروی کئے ہوئے ہیں

حق آں نعمت فرو مگذار پیش

اس نعمت کے حق کو نظر انداز نہ کر

چند نوشیدی و و اشد چشمہات

تو نے کئی بار پیلا ہے اور اس کے چشمے جاری ہوئے ہیں

از درِ اہل دلاں بر جاں زدی

دل والوں کے دروازے سے تو نے جان کو دی ہے

گردِ ہر دکانِ ہمی گروی ز حرص

حرص سے ہر دکان کا چکر کانتا ہے

میدوی بہرِ خریدِ اے مُردہ ریگ

اے ناچیز! خرید کے لئے تو دوڑا پھرتا ہے

کارِ ناامید آنجا بہ شود

مایوس کا معاملہ وہاں دوست ہو جاتا ہے

ہاں وہاں اے مبتلا اس درِ مہل

خبردار! خبردار! اے بیمار اس در کو نہ چھوڑ

جمع آمدنِ اہل آفت ہر صباۃ بر درِ صومعہ حضرت عیسیٰ

مصلحت زدوں کا حضرت عیسیٰ کے گرجا گھر پر ہر صبح کو ان کی دعا سے شفا حاصل

علیہ السلام جہتِ طلبِ شفا بدِ عائے او

کرنے کے لئے جمع ہونا

جمع گشتندے زہرِ اطرافِ خلق

مخلوق ہر جانب سے جمع ہو جاتی

بر در آں صومعہ عیسیٰ صباۃ

صبح کو حضرت عیسیٰ کے گرجا گھر کے دروازے پر

اوپو گشتے فارغ از اوراِ خویش

جب وہ اپنے معمولات سے فارغ ہوتے

جمع گشتندے زہرِ اطرافِ خلق

مخلوق ہر جانب سے جمع ہو جاتی

بر در آں صومعہ عیسیٰ صباۃ

صبح کو حضرت عیسیٰ کے گرجا گھر کے دروازے پر

اوپو گشتے فارغ از اوراِ خویش

جب وہ اپنے معمولات سے فارغ ہوتے

۱ گردگان - گروی - از در دل - جس طرح کتے کا پہلے مکان کو چھوڑتا ہے وہاں سے اسی طرح بزرگوں کے در سے مستفید ہو کر اس کو چھوڑتا ہے وہاں ہوگا۔

۲ بس - غذا - مرید - شہ - جس سے بہت سی روحانی غذا میں حاصل کرتا ہے - منعمان - چرب - دیگ - وہ مالدار جن کے یہاں لذیذ کھانے تیار ہوتے ہیں - خرید - شوزبہ - میں روٹی کے ٹکڑے بھگو کر یہ کھانا تیار کیا جاتا ہے - مُردہ ریگ - فریادہ - کہنے

۳ چربش - لذیذ اور چکنی غذا وہ ہے جو روح کی پرورش کرنے کے لئے جسم کی - صومعہ - گرجا گھر - حضرت عیسیٰ کا گرجا روحانی و جسمانی امراض کا شفاخانہ تھا - ضریر - نابینا - لنگ - لنگڑا - شل - لالچ - دلق - گدڑی - جناح - گناہ - یعنی باطن امراض - اوراد - انسان کے معمولات اور وظائف عبادات۔

از ضریر و لنگ و شل و اہل دلق

اندھے اور لنگڑے اور لالچ اور گدڑی والے

تا بدمِ شاں و رہا اندازِ جناح

تاکہ دم کر کے ان کو تکلیف سے نجات دیں

چاشتگہ بیروں شدے آں خوب کیش

وہ نیک عادت چاشت کے وقت باہر آتے

۱۔ جوق جوق مبتلا دیدے نزار
وہ کمزور بیماروں کے غول کے غول دیکھتے
پس دعا کر دے وگفتے از خدا
تو دعا کرتے اور کہتے اللہ کی جانب سے
گفتے اے اصحاب آفت از خدا
فرماتے کہ اے مصیبت زدہ لوگو! خدا کی جانب سے
ہیں رواں گردید بے رنج و عنا
بغیر رنج اور مشقت کے روانہ ہوئے
جملہ گال ۲۔ چوں اشتران بستہ پائے
سب پاؤں بندھے انہوں کی طرح
جملہ صحت یافتند و شد رواں
سب صحت مند ہو گئے اور روانہ ہو گئے
شد رواں حاجت و شد رواں
سب مریضوں کی حاجت روائی ہو جاتی
۳۔ بے توقف جملہ شاداں دراماں
سب اطمینان سے خوش خوش بلا توقف
جملہ بے درود الم بے رنج و غم
سب بغیر درد اور تکلیف اور رنج و غم کے
سوئے خانہ خویش گشتند رواں
اپنے گھروں کو روانہ ہو جاتے
آز مودی تو بے آفات خویش
تو نے اپنی بہت سی مصیبتوں کو آزمایا ہے
چند آں لنگی تور ہوا رشد
کتنی مرتبہ تیرا لنگڑا پن تیز رفتا بنا ہے
اے معقل رشتہ برپائے بند
اے بیوقوف! پاؤں پر ری باندھ لے

شستہ بردار در اُمید و انتظار
امید اور انتظار میں دروازے پر بیٹھے ہوئے
حاجب و مقصود جملہ شد روا
تمام ضرورت مندوں کی حاجت پوری ہو گئی ہے
حاجت ایں جملہ گال تال شد روا
تم سب کی حاجت پوری ہو گئی ہے
سوئے غفاری واکرام خدا
اللہ کی خطا بخشی اور عزت افزائی کی طرف
کہ کشائی زانوئے ایشاں برائے
جن کے زانو کو تو نے تدبیر سے کھول دیا ہو
از دم جاں بخش عیسیٰ در زماں
نورا حضرت عیسیٰ کے جان بخشے والے دم کرنے سے
زمر حق و از دم نیک جلیل
خدا کے حکم سے نیک بزرگ کے دم کرنے سے
ار دُعائے او شدند پادواں
ان کی دعا سے دوڑتے چلے جاتے
تندرست و شادمان و محترم
تندرست اور خوش اور قابل عزت
از دم میمون آل صاحب قراں
اس صاحبقران کے مبارک دم کرنے سے
یافتی صحت ازیں شاہان کیش
مذہب کے شہنشاہوں سے تو صحت یابہ ہوا ہے
چند جانت بے غم و آزاد رشد
کتنی مرتبہ تیری جان بے غم اور بے درد ہو گئی ہے
تاز خود ہم گم نگر دی اے لوند
تاکاے خودمے اتواپنے آپ سے بھی گم نہ ہو جائے

۱۔ جوق جوق۔ گروہ گروہ۔ مبتلا
مریض۔ شستہ۔ نشست گئے۔
حضرت عیسیٰ دعا کے بعد فرمادیتے
اللہ نے تم سب کو شفا عطا فرمادی
ہے
۲۔ جملہ گال۔ تمام مریض مریضوں
کی گرفت سے ایسے آزاد ہو جاتے
ہتے جیسا کہ لونت زانو بند کھولنے
سے آزاد ہوتا ہے
۳۔ بے توقف۔ فوراً۔ پادواں۔
دوڑتے ہوئے۔ دم میمون۔ بابرکت
پھونک۔ صاحبقران۔ وہ بچہ جس کی
ولادت کے وقت۔ زحل اور اور مشتری
ستارے کا ملاپ ہو جائے ایسا بچہ
بہت صاحب نصیب کہلاتا ہے
آزمودی جبکہ بزرگوں کے در سے
فیض حاصل ہوا ہے اس کو چھوڑنا
حضرت عیسیٰ کے گرجا گھر سے منہ
مورنا ہے۔ معقل۔ بیوقوف۔ لوند۔
رند

ناسپای و فراموشی تو تیری ناشکری اور احسان فراموشی نے لا جرم آں راہ بر تو بستہ شد لا محالہ وہ راستہ تجھ پر بند ہو گیا زود شاں دریاب و استغفار گن جلد ان کے پاس پہنچ جا اور توبہ کر لے تا گلستاں شاں سوئے تو بشکفد تاکہ ان کا باغ تیری جانب کھلے ہم براں در گرد و کم از سگ مباح اسی در کا چکر کاٹ کتے سے کم نہ ہو چوں سگان ہم مر سگان راناصح اند کتے کتوں کے لئے ناصح ہیں آں درِ اول کو خوردی استخوان وہ پہلا دروازہ جب پر تو نے ہڈی کھائی ہے می گزندش کز ادب آنجا رود وہ اس کو کانتے ہیں تاکہ تہذیب سے وہاں چلا جائے می گزندش کاے سگ طاعنی برو اس کو کانتے ہیں کہ اسے سرکش کتے جا بر ہماں در ہچو حلقہ بستہ باش سی در پر حلقہ کی طرح بندھا رہ صورت نقص وفائے مامباش ماری بے وفائی کی صورت نہ بن مر سگان را چوں وفا آمد شعار فا داری جبکہ کتوں کا شعار ہے یوفائی چوں سگان راعار بود بکہ یوفائی کتوں کے لئے ذلت ہے

یاد نا ورد آں عسل نوشی تو تجھے شہد پینے کو یاد نہ دلایا چوں دل اہل دل از تو خستہ شد جبکہ اہل دل کا دل تجھ سے زخمی ہوا ہچو ابرے گریہائے زار گن اور کی طرح عاجزی کا رونا رو میوہائے پختہ بر خود وا گفد بکے ہوئے میوے خود پھٹ پڑیں باسگ کہف ار شدستی خولجہ تاش اگرچہ تو اصحاب کہف کے کتے کا ساتھی ہو گیا ہے کہ دل اندر خانہ اول بہ بند کہ پہلے گھر سے دل لگا سخت گیر و حق گزاری را ممان سخت پکڑ لے اور حق گزاری سے نہ رک وز مقام اولیں مفلح شود اور پہلے مقام پر کامیاب ہو جائے باولگی نعمت باغی مشو اپنے محسن سے باغی نہ بن پاسبان و چابک و برجستہ باش محافظ اور چست اور آلودہ بنا رہ یوفائی را مکن بیہودہ فاش یوفائی کو خولو مخلوہ ظاہر نہ کر روسگان رانگ ر بدنامی میار جا کتوں کو ذلیل اور بدنام نہ کر یوفائی چوں روا داری نمود تو نے بے وفائی کو کیوں جائز رکھا

۱۔ عسل نوشی۔ یعنی بزرگوں کا فیض۔ دریاب۔ حاصل کر لے۔ گفد۔ کفیدن۔ بمعنی پھٹنا کا فعل مضارع ہے۔ باسگ کہف۔ یعنی اگر تجھ میں کمال بھی پیدا ہو گیا ہے تب بھی اس کو نہ چھوڑ ممان۔ منک ۲۔ می گزندش۔ دوسرے کتوں کا اس کتے کو نکاشنا اسی لئے ہے کہ وہ پہلے پالک کے پاس چلا جائے۔ ۳۔ طاعنی۔ سرکش۔ صورت۔ کتوں کی وفاداری مشہور ہے لہذا تو بے وفائی کی صورت نہ پیدا کر۔ بیوفائی بے وفائی کتوں کے لئے عار و ذلت ہے تو نے اپنے لئے اس کو کیوں پسند کیا ہے۔

حق تعالیٰ ۱ فخر آورد از وفا

اللہ تعالیٰ نے وفا داری پر فخر فرمایا ہے

بیوفائی وال وفا بارو حق

اللہ کے مردود کے ساتھ وفا کرنا خدا کے ساتھ بیوفائی سمجھ

نور راہم نور شو بانار نار

نور کے لئے نور بن، آگ کے لئے آگ

حق ۲ مادر بعد از ازاں شد کاں کریم

ماں کا حق اس کے بعد ہوا کیوں کہ اللہ نے

صورتے کردن درون جسم او

اس کے جسم میں تیری صورت پیدا کی

ہمچو جزو متصل دید او ترا

اس نے تجھے اپنا ملا ہوا جزو سمجھا

حق ہزاراں صنعت و فن ساخت

اللہ نے ہزاروں صنعتوں اور فن سے تجھے بنایا ہے

پس ۳ حق حق سابق از مادر بود

تو اللہ کا حق ماں سے پہلے ہوا

آنکہ مادر آفرید و ضرع و شیر

جس نے ماں کو پیدا کیا اور پستان اور دودھ پیدا کیا

اے خداوند اے قائم احسان تو

اے اللہ اے وہ ذات کہ تیرا احسان قدیم ہے

تو بفرمودی کہ حق را یاد گن

تو نے فرمایا ہے کہ حق کو یاد کر

یاد گن لطفے کہ کرم آں صبح

تو نے فرمایا اس مہربانی کو یاد کر جو اس صبح کو میں نے کی

اصل و اجداد شمار آں زماں

اس وقت تمہاری اصل اور باوا دادا کو

گفت من اوفی بعہد غیرنا

فرمایا ہمارے علاوہ عہد کو زیادہ پورا کرنے والا کون ہے؟

بر حقوق حق ندارد کس سبق

اللہ کے حقوق پر کوئی ترجیح نہیں رکھتا ہے

جائے گل گل باش و جائے خار خار

پھول کے مقام پر پھول بن اور کانٹے کی جگہ کانٹا

کرد اور از جنین تو غریم

تیرے جنم کا اس کو مقروض بنایا

دا دور حملش ترا آرام و خو

اور اس کے حمل میں تجھے آرام دیا اور عادت ڈالی

متصل را کرد تدبیرش جدا

اس اللہ کی تدبیر نے جڑے ہوئے کو جدا کر دیا

تا کہ مادر بر تو مہر انداخت

اس کے بعد ماں نے تجھ سے محبت کی ہے

ہر کہ ان حق راند اندر بود

جو اس حق کو نہیں پہچانتا گدھا ہے

با پدر گردش قریں آں خود گیر

اس کو باپ کا ساتھی بنایا یہ خود بخود نہیں ہوا

آنکہ وانم و انکہ نے ہم آں تو

جو میرے علم میں ہے جو میرے علم میں نہیں ہے تیری ملکیت ہے

زانکہ حق من نمکیرد و گہن

کیونکہ میرا حق پرانا نہیں ہوتا ہے

باشما از حفظ در کشتی نوح

تمہارے ساتھ نوح کی کشتی میں حفاظت کر کے

دام از طوفان از موحش اماں

میں نے طوفان اور اس کی موج سے امن دی

۱ حق تعالیٰ۔ سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے وفاداری پر فخر فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ اللہ سے زیادہ عہد کو پورا کرنے والا اور کوئی نہیں ہے۔ جو لوگ مردود بارگاہ الہی ہیں ان سے بیوفائی عین وفا ہے۔ نور۔ اچھوں سے اچھائی اور بدوں سے برائی کرنی چاہیے۔

۲ حق مادر۔ ماں کا بڑا حق ہے لیکن اللہ کا حق اس سے مقدم ہے کیونکہ ماں کا حق اللہ کے فعل سے ثابت ہوا ہے صورتے کردن۔ ماں کے پیٹ میں اللہ ہی نے پرورش کیا۔ جدا یعنی تیری پیدائش ہوئی۔ حق ہزاراں۔ ماں کی محبت سے قبل اللہ کے حقوق ثابت ہو چکے ہیں۔

۳ پس حق حق۔ اللہ کا حق ہر طرح سے ماں کے حق پر مقدم ہوا۔ اے خداوند مولانا نے اللہ کے احسانات کی بنیاد پر مناجات شروع کر دی ہے۔ یاد گن۔ خدا نے فرمایا ہمارے اس احسان کو یاد کرو کہ نوح کی کشتی کے ذریعہ تمہاری حفاظت کی یعنی تمہارے باپ دادا کو بچایا۔

آب آتش خُوز میں بگرفتہ بود
آگ کے مزاج والے پانی نے زمین گھیر لی تھی
حفظِ کرمِ من نہ کرمِ ردِ تال
میں نے حفاظت کی میں نے تمہیں مردود نہ بنایا
چولِ شدی سرِ پشتِ پائیت چولِ زخم
جب تو سرور ہو گیا تو میں ٹھوکر کیسے ماروں؟
چولِ فدائے بیوفایاں می شوی
تو بیوفائوں پر قربان کیوں ہو رہا ہے؟
من ۲ زہو و بیوفایہما بری
میں بھول اور بے وفائی ہے کیا ہوں
ایں گمانِ بد برانجا بر کہ تو
یہ بدگمانی وہاں لے جا جس جگہ کہ تو
بس گرفتِ یار و ہمراہانِ زفت
تو نے بہت سے طاقتور ساتھی اور دوست بنائے
یارِ نیکت رفت بر چرخِ بریں
تیرا نیک ساتھی بلند آسمان پر چلا گیا
تو بماندی درمیانہ آنچنان
تو درمیان میں رہ گیا اسی طرح
دامن ۳ او گیرائے یارِ دلیر
اے بہادر دوست! تو اس کا دامن پکڑ لے
نے چو عیسیٰ سوئے گردوں بر شود
نہ تو حضرت عیسیٰ کی طرح آسمان پر چڑھ جائے
با تو باشد در مکان و امکان
وہ تیرے ساتھ مکان اور لامکان میں ہو گا
اوپر آرد از کدور تھا صفا
وہ کدورتوں سے بھائی نکال لیتا ہے

موج او ہر اوج کہ را می ربود
اس کی موج پہلا کی ہر چوٹی کو اڑائے لے جا رہی تھی
در وجودِ جدِ جدِ جدِ تال
تمہارے دادا، پردادا، سگدادا کے وجود میں
کارِ گاہِ خویش ضائع چولِ گنم
اپنے کارخانہ کو کیسے ضائع کروں؟
از گمانِ بدبداں سومی روی
بدگمانی کی وجہ سے اس جانب جا رہا ہے
سوئے من آئی گمانِ بد بری
تو میری جانب آتا ہے تو بدگمانی کرتا ہے
میشوی در پیش ہمچوں خود و تو
اپنے جیسے کے سامنے دہرا ہوتا ہے
گر ترا پرسم کہ گو گوئی کہ رفت
اگر میں تجھ سے پوچھوں کہ کہی ہیں تو تو کہہ گا چلے گئے
یارِ فسقت رفت در قعرِ زمیں
تیرا بدکار ساتھی زمین کی گہرائی میں چلا گیا
بے مدد چولِ آتش از کارواں
بے مدد جیسے کہ قافلہ کی روانگی کے بعد آگ
کو منزہ باشد از بالا و زیر
جو اوپر نیچے سے پاک ہو
نے چو قاروں در زمیں اندر رود
نہ قاروں کی طرح زمین کے اندر چلا جائے
چولِ بمانی از سر او از دُکال
جب تو گھر اور مکان سے اکیلا رہ جائے گا
مر جفا ہائے ترا گیرد وفا
تیری جفاؤں کو وفا فرض کر لیتا ہے

۱۔ آب آتش۔ یعنی پانی آگ کی
طرح تباہی کر رہا تھا اور اس کی موجیں
پہاڑوں کی چوٹیوں کو برباد کر رہی
تھیں۔ چولِ شدی جب انسان کو
اشرف المخلوقات بنایا تو اس کو تباہ نہ
کرے گا۔ چولِ فدائے اس قدر
احسانات کے باوجود تو میرے ساتھ
وفانہ کرنے والوں پر کیوں فدا ہوتا
ہے
۲۔ من زہو۔ اللہ ہر قسم کی بھول
اور بے وفائی سے پاک ہے۔ ایں
گمانِ بد۔ بے وفائی کی بدگمانی انسان
سے کی جاسکتی ہے۔ بس گرفت۔ توفانی
انسانوں سے دوستی کرتا ہے حالانکہ
دوستی کے قابل باقی ہے نہ کہ فانی یار
نیکت۔ انسان تو انسان کا ساتھ چھوڑ
دیتا ہے خواہ اچھا ہے یا برا ہے۔ چون
آتش۔ قافلہ روانہ ہوتے وقت آگ
کو چھوڑ کر چل دیتا ہے
۳۔ دامن او۔ اس ذات سے تعلق
پیدا کرو جو بالا و زیر سے پاک ہے نہ
تو حضرت عیسیٰ کی طرح تیرا ساتھ
چھوڑ کر بالا معنی آسمان پر چلا جائے نہ
قارون کی طرح زیر زمین چلاے
جائے۔ پا تو باشد۔ جب تک تو
جسمانی زندگی کی گزرے وہ تیرے
ساتھ ہو جب تو روحانی زندگی
گزرے اور لامکان میں ہو وہ
تیرے ساتھ رہے۔ لور آرد۔ خدای
کی ذات ہے جو انسان کی برائیوں کو
بھلائیوں سے تبدیل کر دیتی ہے۔

چوں اے بجا آری فرستد گوشال

جب تو ظلم کرتا ہے وہ سزا بھیجتا ہے

چوں تو وردے ترک کردی درروش

جب تو گل میں کوئی معمول ترک کر دیتا ہے

آں ادب کردن بود یعنی ممکن

وہ ادب سکھانا ہوتا ہے، یعنی نہ کر

پیش از ازاں کایں قبض زنجیرے شود

اس سے پہلے کہ یہ قبض زنجیر بنے

رنج معقولت شود محسوس و فاش

ترا جی رنج محسوس اور واضح ہو جائے گا

در معاصی قبضہا لگیر شد

گناہوں میں قبض لگیر بنتا ہے

نُعْطِ مَنْ اَعْرَضَ هُنَا عَنْ ذِكْرِنَا

جس شخص نے یہاں ہمارے ذکر سے غرض کیا ہم اس کو کچھ

دُور دے چوں مال کساں رامی برد

چھ جب لوگوں کا مال لے جاتا ہے

اوہمی گوید عجب ایں قبض چیست

وہ کہتا ہے تعجب ہے یہ قبض کیا ہے

چوں بدیں قبض التفاتے کم گند

جب وہ اس قبض کی طرف توجہ نہیں کرتا ہے

قبض دل قبض عواں شد لا جرم

۱۱ محلہ دل کا قبض سپاہی کی گرفت ہو گیا

قبضہا زنداں شد ست و چار میخ

قبض جیل خانہ اور چار میخ بن گیا ہے

نیخ پنہاں بود ہم شد آشکار

جڑ چھپی ہوئی تھی نمایاں ہو گئی

تاز نقصان وار وی سوئے کماں

تاکہ تو نقصان سے کمال کی طرف روانہ ہو

بر تو قبضے آید از رنج و تپش

رنج اور غصہ سے تجھ پر قبض طاری ہو جاتا ہے

پہچ تحویلے ازاں عہد کہن

پرانے عہد میں کوئی تبدیلی

ایں کہ لگیر ست۔ یا گیرے شود

جو آج لگیر ہے وہ پاگیر بن جائے

تاگیری ایں اشارت راہ لاش

خبردار! اس اشارت کو معدوم نہ سمجھنا

قبضہا بعد از اجل زنجیر شد

موت کے بعد فقہاضی۔ کیفیتیں زنجیر ہو جاتی ہے

عِيشَةُ ضَنْگَا وَ نَحْشُرُ بِالْعَمٰی

تنگ زندگی اور قیامت میں اندھا اٹھائیں گے

قبض و لتنگی دیش رامی خلد

قبض اور لتنگی اس کے دل میں کھٹکتی ہے

قبض آں مظلوم کز شررت گریست

یہ قبض اس مظلوم کی دعا کا اثر ہے جو تیرے شر سے گزر رہا ہوں

باد اصرار آتشش را دم گند

اصرار کی ہوا اس کی آگ کو بجڑکاتی رہے

گشت محسوس آں معانی زد علم

وہ محسوس بن گیا، معنی نے نشان قائم کر دیا

قبض نیخ ست و برآرد شاخ نیخ

قبض جڑ ہے اور جڑ شاخ اتار دیتی ہے

قبض و بسط خویش را نیخ شمار

اپنے قبض اور بسط کو جڑ سمجھ

۱ چوں بجا۔ جب انسان کوئی غلطی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو تنبیہ فرما کر برائی سے نکال کر بھلائی کی طرف متوجہ فرما دیتا ہے۔ وردے اگر انسان کی کوئی مقررہ عبادت فوت ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ انسان میں ایک انقباضی کیفیت پیدا فرما دیتا ہے اور یہ تنبیہ ہوتی ہے کہ انسان اپنا معمول نہ چھوڑے۔

۲ پیش از ازاں۔ ترک عبادت پر انقباضی کیفیت آخرت میں زنجیر بن جائے گی۔ رنج معقول یعنی انقباضی کیفیت جو ایک ذہنی چیز ہے آخرت میں یہی کیفیت بشکل زنجیر ہو جائے گی۔ یعنی ترک عبادت پر انقباضی کیفیت جو ذہنی وعدہ آخرت میں اندھا بن اختیار کر لے گی۔

۳ ذرہ گناہ پر ایک لتنگی پیدا ہوتی ہے اور وہ اس معصیت کا اثر ہوتا ہے۔ چوں جب انسان اس گناہ پر اصرار کرتا ہے تو نتیجہ میں وہی دل تنگی ظاہری گرفت بن جاتی ہے۔ قبضہا۔ گناہوں پر یہی انقباضی کیفیت آخرت میں قید خانہ اور سزا کی صورت اختیار کر لے گی۔ نیخ پنہاں۔ یعنی گناہ پر انقباضی کیفیت اور نیکی پر افشراجی کیفیت۔

چونکہ شیخ بدو دزدوش بگن

جب جڑ بڑی ہو اس کو جلد اکھاڑ دے

قبض دیدی چاہے آں قبض گن

تو نے قبض دیکھ لیا اس قبض کی تدبیر کر

بسط دیدی بسط خود را آب وہ

تو نے بسط دیکھا اپنے بسط کو سیراب کر

باز گرد و قصہ اہل سبا

پلٹ اور سبا والوں کا قصہ

تانہ روید زشت خارے در چمن

تاکہ کوئی برا کاٹنا چمن میں نہ آگے

زانکہ سربہا جملہ می روید زبن

کیونکہ شیخ سب جڑ سے اُتی ہیں

چوں بر آید میوہ با اصحاب وہ

جب پھل آ جائے تو ساتھیوں کو دے

باز گو تا باز گویم مرجبا

پھر کہہ تاکہ میں مرجبا پھر کہوں

باقی	قصہ	اہل	سبا
لل	سبا	باقی	قصہ

آں سبا اہل صبا بود ند خام

وہ اہل سبا من جملہ بچوں کے بے عقل تھے

باشد آں کفران نعمت در مثال

مثلاً کفران نعمت یہ ہوتا ہے

کہ نمی باید مرا ایں نیکوئی

کہ مجھے یہ بھلائی نہیں چاہئے

لطف گن ایں نیکوئی را دور گن

مہربانی کر یہ بھلائی مجھ سے دور کر دے

پس سبا گفتند بَاعِدْ یٰنَا

تو اہل سبا نے کہا ہمیں دور دور کر دے

مانی خواہیم ایں ایوان و باغ

ہم یہ قلعے اور باغ نہیں چاہتے ہیں

شہرہا نزدیک ہمہ گیر بدست

ایک دوسرے سے قریب شہر برے ہیں

سَلْ یَطْلُبُ الْإِنْسَانُ فِي الصَّیْفِ الشَّاءَ

انسان گرمیوں میں جاڑا طلب کرتا ہے

کارِ شاں کفران نعمت با کرام

ان کا کام بزرگوں کی نعمت سے انکار تھا

کہ گنی با محسن خود تو جدال

کہ تو اپنے محسن سے جھگڑنے لگے

من برنجم زیں چه رنجہ میثوی

تو کیا رنجیدہ ہوتا ہے میں اس تیری بھلائی سے خود رنجیدہ ہوں

من نخوا ہم چشم زودم کور گن

میں آنکھیں نہیں چاہتا ہوں مجھے جلد اندھا کر دے

شَيْنَا خَيْرٌ لَّنَا خَذْ زَيْنَا

ہمارا عیب ہمارے لئے اچھا ہے ہماری زینت لے لے

نے زمان خوب نے اس و فراغ

نہ اچھا وقت نہ اس نہ قدرغ البالی

آں بیابان ست خوش کا نجا دوست

وہ جنگل اچھا ہے جہاں دھندے ہوں

فَإِذَا جَاءَ الشَّاءُ أَنْكَرًا ذَا

جب جاڑا آتا ہے اس کو برا سمجھتا ہے

۱۔ قبض دیدی۔ گناہ پر انتہائی

کیفیت طاری ہو تو اس کا علاج کر

کے ارادہ کر لینا چاہئے بسط دیدی۔

سنگی برائشراعی کنگی پیدا ہو تو اس میں

اضافہ کی کوشش کرنی چاہیے۔ چوں

برآید۔ انشراعی کیفیت میں پھل پیدا

ہوں تو احباب کو اس سے قبض

پہنچائے۔ زلیل صل۔ یعنی وہ بچوں

کی طرح ناقص عقل کے تھے۔

کفران۔ کسی کی نعمت کا کفران یہ بھی

ہے کہ سن کے ساتھ دشمنی کی جائے۔

۲۔ کنگی باید۔ اہل سبا نے کفران

کی یہ صورت اختیار کی کہ ان نعمتوں کو

نعمت نہ سمجھا اور اللہ سے اس کے

خلاف تمنا شروع کر دی اور جھگڑا کیا۔

پس سبا۔ اہل سبا پر یہ کرم تھا کہ ان کی

آبادیاں قریب قریب تھیں تاکہ سفر کی

مشقت سے بچیں چاروں طرف

سرسبز باغات تھے تاکہ ان سے فائدہ

اٹھا میں لیکن انہوں نے ان دونوں

چیزوں کو نعمت نہ سمجھا اور اس کے

خلاف تمنا میں شروع کر دی۔

۳۔ یَطْلُبُ۔ انسانی نفس کی یہ

خاصیت ہے کہ وہ ایک حالت پر

راستی نہیں رہتا ہے جاڑوں میں

گرمیوں کی اور گرمیوں میں جاڑے

کی تمنا شروع کر دیتا ہے

فَهُوَ لَا يَرْضَى بِحَالِ أَبَدًا

وہ کسی حال میں کبھی راضی نہیں ہوتا ہے

قَتَلَ الْإِنْسَانَ مَا أَكْفَرَهُ

انسان غارت ہو، کس قدر ظمکرا ہے

نَفْسُ الْإِنْسَانِ سِتْرٌ زَالٍ شَدِّ كَشْتَنِ

نفس ایسا ہی ہے اس وجہ سے وہ گردن زدنی ہے

خَارِسَه پَهْلُوسَتِ هَر سَوْكَشِ نُهِي

یہ گوکھرد ہے اس کو جس جانب سے بھی رکھے گا

آتش ترک ہوا در خار زن

خواہش کو ترک کرنے کی آگ کانٹے میں لگا دے

چوں زحد بُرُوندِ اصحابِ سَبَا

جب سہا والے حد سے تجاوز کر گئے

ناصحاں شال در نصیحت آمدند

نصیحت کرنے والوں نے نصیحت کی

قصید ۳ خونِ ناصحان می داشتند

تو نصیحت کرنے والوں کو قتل کرنے کا ارادہ کرتے تھے

چوں قضا آید شود تنگ ۴ پنہاں

جب قضا آتی ہے یہ دنیا تنگ ہو جاتی ہے

گفت اذا جاء القضا ضاق القضا

فرمایا جب قضا آتی ہے قضا تنگ ہو جاتی ہے

چشمِ بستبر می شود وقتِ قضا

قضا کے وقت آنکھیں بند ہو جاتی ہیں

مکر آں فارس چو انگیزید گرد

اس شہسوار اللہ کی تدبیر نے جب گرد اڑائی

سوئے فارس روم و سوئے غبار

شہسوار کی طرف جا غبار کی جانب نہ جا

۱۔ نفس۔ اسی لئے نفس کو قتل کرنے کا حکم ہے۔ آں سنی۔ یعنی حضرت موسیٰ خداسہ پہلو۔ نفس کی مثال گوکھرد کی سی ہے جو کسی کھروٹ میں نہیں لینے دیتا۔

۲۔ آتش۔ نفس کے خار کو پھونکنے کی یہ تدبیر ہے کہ خواہش کو ترک کر دے۔ یعنی اہل سبہا نے یہاں تک زیادتی کی کہ وہ دبا کو نسیم سحری سے اچھا کہنے لگے۔ از فسوق۔ صحت کرنے والوں نے کفر اور فسق کرنے والوں نے کفر اور فسق سے بکنا چاہا۔

۳۔ قصید۔ اہل سبہا، نصیحت کرنے والوں کی جان کے درپے گئے اور کفر و فسق سے باز نہ آئے۔ بل قضا۔ قضا خداوندی کے سامنے سان مجبور ہو جاتا ہے چشم۔ سرمہ و آنکھ کے لئے مفید ہے اس کو بھی آنکھ نہیں دیکھتی ہے مگر تدبیر۔ ارس۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ سوئے فارس۔ وقت اللہ سے مدد مانگنی چاہئے۔

لَا بِضَيْقٍ لَا بَعِيشٍ رَغَدًا

نہ بھگی میں، نہ وسیع عیش میں

كَلَّمَا نَالَ الْهَدْيُ انْكَرَهُ

جب ہدایت پالیتا ہے اس کا انکار کرتا ہے

اَقْتُلُوا انْفُسَكُمْ گفت آں سنی

تم اپنے نفسوں کو قتل کرو اس بزرگ نے فرمایا

در خلد واز زخمِ او تو کے جہی

وہ چبے گا اس کے زخم سے تو کب بچے گا

دست اندر یارِ نیکو کار زن

نیکو کار دوست کو پکڑ لے

کہ بہ پیشِ ماوِبا بہ از صبا

کہ ہمارے لئے دبا صبا سے بہتر ہے

از فسوق و کفر مانع می شدند

بد معاش اور کفر سے انہوں نے روکا

نخمِ فسق و کافری می کاشتند

بد معاشی اور کفر کا بیج بوتے تھے

از قضا حلوا شود رنجِ وہاں

قضا سے حلوا منہ کی کلفت بن جاتا ہے

تُحَجَّبُ الْأَبْصَرُ إِذَا جَاءَ الْقُضَا

اور آنکھیں بند کر دی جاتی ہیں جب قضا آتی ہے

تاناہ بیند چشمِ کل چشمِ را

تاکہ آنکھ آنکھ کے سرمہ کو نہ دیکھے

آں غبارات زاستعانتِ دور کرد

اور اس غبار نے تجھے مدد حاصل کرنے سے دور کر دیا

ورن برتو کو بدآں مکرِ سوار

ورن سوار کا دلاؤں تجھے کچل دے گا

گفت حق آنرا کہ اس گرگش بخورد

جس کو اس بھیڑیے نے کھالیا اس کو خدا نے فرمایا

اُنمید انت گردِ گرگ را

وہ بھیڑیے کے غبد کو نہ پہچان سکا

گو سفندان بوئے گرگ باگزند

بکریاں ' تکلیف رساں بھیڑیے کی بو

مغر حیوانت بوئے شیر را

حیوانات کا دماغ شیر کی بو کو

بوئے شیر خشم دیدی بازگرد

اللہ کے غصہ کے شیر کی بوتونے سگھ لی واپس ہو جا

وانکشند آں گروہ از گردِ گرگ

وہ لوگ بھیڑیے کی گرد کی جہ سے نہ لوٹے

بر ورید آں گو سفنداں را بخشم

اس نے غصہ سے ان بکریوں کو پھاڑ ڈالا

چند چوپاں شاں بخواندونا مند

گذریے نے ان کو بہت بلایا ' وہ نہ آئے

کہ بروما از تو خود چوپاں ترمیم

کہ جا ہم تجھ سے زیادہ اپنے رکھوالے ہیں

طعمہ گریم و آن یار نے

ہمیں بھیڑیے کا طعمہ نہ منظور بدست کی ملک ہوا نہیں

حمیت بد جاہلیت در دماغ

حمیت دماغ میں ایک جاہلیت تھی

۳ بہر مظلوماں ہی گندند چاہ

انہوں نے مظلوموں کے لئے کنواں کھوا

پوستین یوسفال بشگا فتند

انہوں نے یوسفوں کی پوستینیں پھاڑیں

دید گردِ گرگ چوں زاری نکرد

جب اس نے بھیڑیے کی گرد دیکھی فریاد کیوں نہ کی

باچنین دلاش چرا کرد او چرا

اس قدر عقل کے ہوتے ہوئے وہ کیوں چرتا رہا

می بد اندو بہر سوئی خزند

پہچان لیتی ہیں اور ہر جانب گھس جاتی ہیں

می بداند ترک می گیرد چرا

جانتا ہے ' چراگاہ چھوڑ دیتا ہے

با مناجات وحد را نیاز گرد

دعا اور بچاؤ کا ساتھی بن جا

گرگ محنت بعد گرد آمد شرک

گرد کے بعد محنت کا مونا بھیڑیا آگیا

کہ ز چوپاں خرد بستند چشم

جنہوں نے عقل کے گڈریے سے آنکھیں بند کر لی تھیں

حاک غم در چشم چوپاں میز وند

گذریے کی آنکھ میں غم کی دھول جھونک دی

چوں تبع گردیم ہر یک سروریم

ہم تابع کیسے بن جائیں ہم میں سے ہر ایک سردار ہے

ہیزم ناریم و آن عارنے

ہم آگ کے ایندھن ہیں ذلت کے مملوک نہیں ہیں

بانگ شومی بردمن شاں گردزاغ

ان کی کڑی پرکوس نے بدبختی کی آواز لگائی

درچہ افتاد ندوی گفتند آہ

وہ کنوئیں میں گرے اور ہیں بھریں

آنچه می کردند یک یافتند

انہوں نے جو کچھ ایک ایک کا بدلہ پایا

۱۔ گفت۔ زاری کرنے سے

انسان قضا سے بچ جاتا ہے۔ لومید

انت۔ بکری چرنے میں مشغول

رہتی ہے اور بھیڑیے کی گرد کو نہیں

دیکھتی۔ گو سفند بکری اور حیوانات اپنی

تباہی کے اسباب دیکھ کر بچنے کی

کوشش کرتے ہیں۔ بوئے۔ جب

خدا کے غضب کے آثار پیدا ہو

جائیں تو دعا میں کرنی چاہئیں۔

وانکشند۔ غضب کے آثار کو دیکھ کر

بھی جو ہوش میں نہ آباد مصائب و

مصائب میں گرفتار ہوگا۔

۲۔ چند چوپاں۔ نصیحت کرنے

والوں نے ان کو نیکی کی دعوت دی

لیکن انہوں نے نہ مانا اور ان کو تمکین

کیا۔ کہ برو نصیحت کرنے والوں سے

کہا ہم خود اپنی بھلائی کو سمجھتے ہیں

تمہاری نصیحت کی ضرورت نہیں ہے

ہم خود سردار ہیں کسی کے تابع نہیں بن

سکتے۔ طعمہ گریم۔ ہمیں ہلاک ہونا

منظور ہے تمہاری دوستی کی ہمیں

ضرورت نہیں ہے۔ ہیزم۔ ہلاک

ہونا منظور ہے لیکن تمہاری اطاعت نہ

کریں گے تمہارے۔ آن کے دماغ میں

جاہلیت تھی ہونے اور ان پر اب بول رہا

تھا۔

۳۔ بہر مظلوماں وہ مظلوموں پر ظلم

کرتے تھے خود اس ظلم میں شخص ٹکے

پوستین۔ نصیحت کرنے والوں کو

نیکل کیا اور اس کی سزا انہوں نے

بجھی۔

کیست ایوسف آل دل حق جوئے تو

یوسف کون ہے؟ تیرا حق کا جویاں دل

جبریلے را برآستن بستہ

تو نے جبرائیل کو ستون سے باندھا ہے

پیش او گوسالہ بریاں آوری

تو اس کے سامنے بھنا ہوا بچھڑا لٹا ہے

کہ بخور انیست مارا لوت پوت

کہ کھالے یہ ہماری لذیذ غذا ہے

زیں شکنجہ و امتحاں آں مبتلا

وہ مصیبت زدہ اس شکنجہ اور امتحان کی وجہ سے

کائے خدا افغاں از یں گرگ کہن

کہ اے خدا اس بوڑھے بھینٹے سے فریاد ہے

داد تو واخو اہم از ہر بخبر

میں ہر جہل سے تیرا بدلہ لے لوں گا

۲ اوہمی گوید کہ صبرم شد فنا

وہ کہتا ہے کہ میرا صبر فنا ہو گیا

احمد در ماندہ در دست یہود

میں احمد ہوں جو یہود کے ہاتھ میں پھنسا ہوں

اے سعادت بخش جان انبیا

اے انبیاء کی جان کو سعادت بخشے والے

بافراقت ۲ کافراں را تاب نیست

تیرے فراق کی کافروں میں بھی تاب نہیں ہے

کافراں گویند در وقت عذاب

عذاب کے وقت کافر کہیں گے

حال او انیست کو خود زان سوست

جو اس جانب کا ہے اس کا یہ حال ہے

چوں اسیرے بستہ اندر کوئے تو

جو قیدی کی طرح تیرے کوچہ میں بندھا ہوا ہے

پرو بالش را بصد جا خستہ

اس کے بال و پر کھوئے سینکڑوں جگہ سے زخمی کر دیا ہے

گہ کشی اورا بگہداں آوری

کبھی اس کو کھینچتا ہے اور چرے کے پاس لٹا ہے

نیست اورا جزء لقاء اللہ قوت

حالاتِ کائنات کی غذا سوائے اللہ کی ملاقات کے کچھ نہیں ہے

میکند از تو شکایت با خدا

خدا سے تیری شکایت کرتا ہے

گویش نک وقت آمد صبر گن

وہ اس سے کہتا ہے اب وقت آ گیا ہے صبر کر

داد کہ دہد جزو خدائے دادگر

سوائے مصنف خدا کے انصاف کون کرتا ہے

در فراق روئے تو یا رینا

اے ہمارے رب تیرے چہرے کے فراق میں

صالحم افتادہ در حبس شمود

میں صالح ہوں جو شمود کی قید میں پڑا ہوں

یا بکش یا باز خوانم یا بیا

یا مار ڈال یا مجھے واپس بلا لے یا تو آ جا

کایں فراق اندر خور اصحاب نیست

یہ فراق دوستوں کے لائق نہیں ہے

ہر یکے یا لیتنی کُنتُ تراب

ہر ایک کا ش میں مٹی ہوتا

چوں بُود بے تو کسے کان تو ست

تیرے بغیر اس کا کیا حال ہو گا جو تیرا ہے

۱ کیست۔ اہل سہا کے لئے

یوسف خود اس کا وہ دل تھا جو طالب حق

تھا۔ چون اسیرے اس دل کا انہوں

نے نفسِ لادہ کا قیدی بنا دیا تھا۔

جبریلے۔ یعنی روح کو جسم کے ستون

سے باندھ دیا ہے اور اس کو زخمی کر دیا

ہے پیش او۔ اس روح کو مادی غذا

میں کھلانا چاہتا ہے کہ بخور۔ روح

کی غذا مادی نہیں ہے اس کی غذا ذکر

اللہ اور لقاء اللہ ہے۔ زس شکنجہ۔ روح

انسانی انسان کے ہاں ظلم و ستم کی خدا

سے شکایت کرتی ہے۔ گرگ کہن۔ یعنی

انسان کا نفسِ لادہ۔ گویش خدا اس

روح سے فرماتا ہے۔

۲ اوہمی گوید۔ خدا کے صبر

دلانے پر روح کہتی ہے کہ اب مجھے

جلد اپنے پاس بلا لے احمد۔ یعنی

روح کہتی ہے مجھے نفس کے ہاتھوں

مادی تکالیف برداشت کرنی پڑ رہی

ہیں جو آنحضرت ﷺ کو یہود کے

ہاتھوں اور حضرت صالح کو شمود کے

ہاتھوں برداشت کرنی پڑی تھیں۔

یا بالش۔ روح کہتی ہے اب فراق کی

برداشت نہیں ہے یا مجھے فنا کر دے یا

مجھے اپنے پاس بلا لے یا تو میرے

پاس آ جا۔

۳ بافراقت۔ خدا سے جدائی کی

صورت کافر بھی برداشت نہ کر سکیں

گے۔ چہ جائیکہ مومن برداشت کرے۔

یا لیتنی۔ یعنی فراق کو وقت کافر اپنے

فنا ہونے کی تمنا کریں گے۔ حال

او۔ یعنی فراق میں بیگانوں کا یہ حال

ہے تو انہوں کا کیا حال ہوگا۔

حق ہی گوید کہ اے نرہ! اللہ فرماتا ہے کہ ہاں اے پاک نسل
صبح نزدیک ست خامش دم مزین
صبح قریب ہے چپ ہو جا سانس نہ لے
صبح نزدیک ست خامش کم خروش
صبح نزدیک ہے چپ ہو جا شہ نہ کر
کوشش من بہ کہ کوشش بہائے تو
تیری کوششوں سے میری کوشش بہتر ہے
ہیں تحمل گن برو خاموش شو
ہاں برداشت کر جا چپ ہو جا
شدہ حد ہیں باز گرد اے یار گرد
بات حد سے گزر گئی اے بہادر یار واپس چل
قصہ اہل سبایک گوشہ نہ
سبا والوں کا قصہ ایک طرف رکھ دے

لیک بشتو صبر اور صبر بہ
لیکن بن صبر کر صبر اچھا ہے
کاندر آمد وقت بیرون آمدن
کہ باہر نکلنے کا وقت آ پہنچتا ہے
من ہی کوشم پے تو تو مکوش
میں تیرے لئے کوشا ہوں تو کوش نہ کر
واروئے خم یہ از حلوائے تو
تیرے حلوائے سے میری کڑوی دوا بہتر ہے
کمترک جُنبایا زباں روگوش شو
زبان نہ چلا جا کان بن جا
روستائی خولجہ را در خانہ برد
دیہاتی خولجہ کو گھر لے گیا
آں بگو کاں خولجہ چوں آمد بدہ
وہ بتا کہ خولجہ کس طرح گاؤں میں آیا

قصہ قصہ رفتن خولجہ
دیہاتی کی دعوت پر خولجہ کے

بد عوت روستائی بدہ
گاؤں جانے کے قصہ کا بقیہ

روستائی در تملق شیوہ کرد
دیہاتی نے خوشامد کا ایسا طریقہ اختیار کیا
از پیام اندر پیام او خیرہ شد
وہ پیغام دہ پیغام سے حیران ہو گیا
ہم ازینجا کوو کانش در پسند
ساتھ ہی اوپر سے اس کے بچے خوشی میں
ہمچو یوسف کش ز تقدیر عجب
حضرت یوسف کی طرح جن کو عجیب تقدیر کی وجہ سے
آں نہ بازی بلکہ جانبازیست آں
یہ کھیل نہیں ہے بلکہ جان پر کھیلنا ہے

تا کہ حزم خولجہ را کا لیوہ کرد
کہ خولجہ کی ہوشیاری کو دیوانہ بنا دیا
تا زلال حزم خولجہ تیرہ شد
یہاں تک کہ خولجہ کی احتیاط کا صاف پانی گدلا ہو گیا
نرتع ۲ و نلعب بشادی می زوند
ہم کھائے گے ہم کھیلیں گے کا شادیانہ بجاتے تھے
نرتع و نلعب بہ برداز ظن اب
ہم کھائے گے ہم کھیلیں گے نہ باپ کے سیدے محروم کر دیا
حیلہ و مکر و دعا سازیست آں
یہ حیلہ اور مکر اور دعا بازی ہے

۱۔ نرہ۔ منزہ۔ بزرگوار۔ صبح نزدیک
کست۔ سورہ ہود میں ہے کہ حضرت
جبرائیل نے حضرت لوط کی تسلی کے
لئے کہا تھا اب صبح قریب ہے ان
بہکاروں سے تیرا بدلہ لے لیا جائے گا
تملق۔ خوشامد۔ چالپوسی۔ شیوہ۔
طریقہ۔ عادت۔ کا لیوہ۔ احمق۔ دیوانہ
خیرہ۔ حیران۔

۲۔ نرتع۔ نلعب۔ ہم کھائے گے
اور کھیلیں گے۔ یہ حضرت یوسف
کے بھائیوں نے سازش کرتے وقت
حضرت یعقوب سے کہا تھا۔ ظن
اب۔ انہی جملوں نے حضرت
یوسف کو حضرت یعقوب کے سایہ
پداری سے محروم کر دیا تھا۔

۳۔ آں نہ بازی۔ یہ کھیل کی
دعوت نہ تھی بلکہ حضرت یوسف کی
جان لینے کی بازی تھی حیلہ اور مکر اور دعا
بازی تھی۔

ہر چہ از یرت جدا انداز دآں
جو چھ دوست سے دور پھینک دے
گر بوداں سود صد در صد مکیر
اگر وہ ہزاروں کا فائدہ ہو تب بھی نہ لے
اس شنو کہ چند یزداں زجر کرد
یہ سنو کہ اللہ نے کس قدر ملامت کی
زانکہ بر بانگ دہل در سال تنگ
کیونکہ تنگی کے ایک سال میں نقدے کی آواز پر
تانباید دیگران ارزاں خرنند
تاکہ ایسا نہ ہو کہ دوسرے سستا خرید لیں
ماند پیغمبر بخلوت در نماز
پیغمبر نماز میں اکیلے رہ گئے
کوفت طبل لہو بازار گلینے
ایک تاجر نے تفریح کا نقدہ چننا
قَدْ فَضَضْتُمْ نَحْوَ قَمْحِ هَائِمَا
تم لوٹ پڑے گیہوں کی جانب دیوانہ وار
بہر گندم تخم باطل کا شتید
گیہوں کے لئے تم نے باطل کا بیج بویا
صحبت اُوخیر من لبوست • ماں
اس کی صحبت باطل کھال کی تہمت ہے
خود نشد حرص شمارا اس یقین
تمہاری حرص کو یہ یقین نہ آیا
آنکہ گندم راز خود روزی دہد
جو گیہوں کو بھی خود روزی دیا ہے
از پے گندم جدا گشتی ازاں
تو گیہوں کے لئے اس سے جدا ہو گیا

۱ ہر چہ جو بات بھی دوست کی
جدلی کا سبب بنے اس کو نہ سنا
چاہئے۔ گریو۔ معمول فائدے کے
لئے بڑا نقصان نہ گوارا کرنا چاہئے۔
اس شنو۔ سورہ جمعہ میں اس قصہ کی
طرف اشارہ ہے ایک بار مدینہ میں
گہوں کا آنا فروخت کرنے والا قافلہ
آیا اس وقت آنحضور نماز جمعہ پڑھا
رہے تھے صحابہ آنا خریدنے کے
شوق میں آنحضور کو نماز پڑھاتے چھوڑ
کر چلے گئے۔ اس پر صحابہ
مور و متاب بنے انہوں نے حضور سے
فائدے کی خاطر بڑا نقصان کیا اور
آنحضور کو ساتھ چھوڑ دیا۔ بعض علماء
کا خیال ہے کہ یہ دوران نماز کا قصہ
نہیں ہے بلکہ خطبہ کے دوران یہ قصہ
ہوا تھا۔

۲ جمعہ در یعنی نماز جمعہ بہتر یہی
ہے کہ اس سے خطبہ جمعہ مروا لیا
جائے۔ جلب۔ تجارت کا مال جو کسی
دوسرے شہر میں لے جایا جائے۔
دوس۔ دس بارہ صحابہ سے زیادہ موجود
رہے تھے۔ ربانی۔ یعنی آنحضور ﷺ
بہر گندم۔ قافلہ کے طبل پر گیہوں کا آنا
خریدنے چلے گئے تھے۔ چشمے
بمال۔ آنکھ مل کر غور سے دیکھو۔ خود
نشد اپنے رزق کے لئے خود دوڑ
پڑے حالانکہ مذاق میں ہوں۔
۳ آنکہ۔ خدا تو وہ ہے جو رزق کو
بھی رزق دیتا ہے۔ ازاں۔ نبی سے
جدا ہونا خدا سے جدا ہونا تھا۔

مثنوآں را کاں زیاں دار وزیاں
اس کو حسن کیونکہ بربادی ہے بربادی
بہر زر مکسل ز گنجور اے فقیر
اے فقیر! سونے کے لئے خزانچی سے تعلق نہ توڑ
گفت اصحاب نبی را گرم و سرد
نبی کے ساتھیوں کو برا بھلا کہا
جمعہ را کردند باطل بے درنگ
بلا توقف انہوں نے جمعہ کی نماز توڑ دی
زاں جلب صرفہ زما ایشاں برند
اس سودے کا فائدہ وہ ہم سے زیادہ اٹھا لیں
با دوسرہ درویش ثابت پُر نیاز
ان دو تین غریبوں کے ساتھ جو عاجزی پر قائم رہے
چونتاں برید از ربانے
تم کیوں ربانی رسول سے کٹے
ثُمَّ خَلِيتُمْ نَبِيًّا قَائِمًا
پھر تم نے نبی کو کھڑا چھوڑ دیا
واں رسول حق را بگذاشتید
اور اس خدا کے رسول کو چھوڑ دیا
ہیں کہ ابگذاشتی چشمے ببال
خدا کس کو چھوڑا ہے، آنکھ مل
کہ منم رزاق خیر الرزاقین
کس مدق مذق دینے والوں میں سب سے بہتر ہوں
کے تو کلمات را ضالع گند
وہ تیرے توکلوں کو کب ضائع کرے گا
کہ فرستادست گندم ز آسماں
جس نے گیہوں آسمان سے بھیجا ہے

۲ کمتر از بطن نیستی آخر در آب گو دہد مر باز داعی را جواب
آخر تو پانی کی بطن سے کم نہیں ہے جو دعوت دینے والے باز کو جواب دیتی ہے

دعوت کر دن باز بظاں را از آب بصحرا و جواب بظاں
باز کا بطنوں کو پانی سے جنگل کی دعوت دینا اور بطنوں کا جواب

باز گوید بطن را کز آب خیز تابہ بنی و شتہارا قدریز
باز بطن سے کہتا ہے کہ پانی سے نکل تاکہ تو جنگلوں کو شکر بکھیرنے والا دیکھے

بطن عاقل گویش کاے باز دور پانی ہمارے لئے امن اور خوشی کا قلعہ ہے
عقل مند بطن اس سے کہتی ہے کہ اے باز جا

دیو چوں باز آمد اے بظاں شتاب اے بطن وہ شیطان کی مثال باز کی سی ہے جلدی کرو
۲ باز را گوید رو رو باز گرد

باز سے کہہ دو جا جا واپ ہو جا از سر مادست دارے پائرد
اب مددگار! ہمارے سر سے دست بردار ہو جا

مانہ نوشیم ایندم تو کافرا ہم تیری دعوت سے بری ہیں تیری دعوت تجھے مہلک ہو
اے کافر ہم تیرا یہ سکر نہ قبول کریں گے

ماخواہیم ہدیہ ات بستال ترا ہم تیرے ہدیہ کے خواہشمند نہیں ہیں باغ تجھے مہلک ہو
چونکہ ہمارا قندو قندستان تجھے مہلک ہو

چونکہ جاں باشد نیاید قوت کم جب جان ہے روزی کی کمی نہ ہو گی
چونکہ لشکر ہست کم ناید علم جبکہ لشکر ہے مجھ سے کم نہ ہوں گے

رجوع حکایت خولجہ و رستائی

خولجہ اور دیہاتی کے قصہ کی طرف واپسی

خولجہ حازم بسے عذر آوریڈ بس بہانہ کرد با دیو ۳ مرید
پختہ کار خولجہ نے بہت عذر دیے سرکش شیطان سے بہت بہا۔ ۲ کے

گفت ایں دم کارہا دارم مہم اگر میں چلا جاؤں گا ان کا انتظام نہ ہو سکے گا
کہا اس وقت میں بہت ضروری کام رکھتا ہوں

شاہ کار ناز کم فرمودہ است بادشاہ نے مجھے ایک نازک کام کا حکم فرمایا ہے
ز انتظارم شاہ شب نغزوہ است میرے انتظار میں وہ رات بھر نہیں سویام ہے

۱۔ کمتر از بطن۔ بطنوں نے باز کی دعوت پر بڑے فائدے کو نہ چھوڑا انسان تھوڑے فائدے کے لئے بڑا نقصان کر بیٹھتا ہے۔ باز۔ باز خشکی کا پرندہ ہے اور بطنیں آبی ہیں باز بطنوں کو جنگل کی دعوت دی۔ اشتباہ۔ جنگلوں میں عمدہ خوراک ہے دیو۔ شیطان انسان کے لئے ایسا ہے جیسا کہ باز بطنوں کے لئے تھا۔

۲۔ باز را۔ جب شیطان لالچ دلائے اس کو دھوکا دے۔ ایندم تو۔ یہ تیرا دھوکا ہے ہم اس میں نہ بھنسیں گے۔ چونکہ روزی کے بارے میں انسان کو توکل سے کام لینا چاہیے۔ علم۔ جھنڈا حازم۔ پختہ کار۔ ہوشیار۔

۳۔ دیو مرید۔ سرکش۔ شیطان۔ یعنی دیہاتی۔ کار نازک۔ نازک کام۔

من نیارم ترک ہر شاہ کرد
 میں بادشاہ کے حاکم کو نہیں چھوڑ سکتا
 ہر صبح و ہر مسافر ہنگِ خاص
 ہر صبح اور ہر شام ایک خاص سپاہی
 تو روا داری کہ آیم سوئے وہ
 تو مناسب سمجھتا ہے کہ میں گاؤں کی طرف آ جاؤں
 بعد ازاں درمانِ شمش چوں گنم
 اس کے بعد اس کے غصہ کا کیا علاج کروں؟
 زیں نمط اوصد بہانہ باز گفت
 اس طرح کے اس نے سینکڑوں بہانے بنائے
 گر شود ذراتِ عالم حیلہ پیچ
 اگر تمام دنیا کے ذرے حیلہ گری کریں
 چوں گریز دایں زمیں از آسماں
 یہ زمین آسمان سے کیسے گریز کرے
 ہرچہ آید از آسماں سوئے زمیں
 جو کچھ آسمان سے زمین پر آتا ہے
 آتش از خور شیدی بارد برو
 سورج سے اس پر آگ برتی ہے
 درہمی طوفاں کند باراں برو
 وہ اگر اس پر بارش کا طوفان برسائے
 اوشدہ تسلیم او لیوب وار
 وہ حضرت یوب کی طرح اپنے آپ کوں کے پیر دیکھ ہوئے ہے
 اے کہ جزو وایں زمینی سر مکش
 اے وہ کہ تو اس زمین کا جزو ہے سرکشی نہ کر
 چوں خلقنا گم شنیدی من تراب
 جبکہ تو نے ہم نے تم کو مٹی سے پیدا کیا ہے بن لیا ہے
 من نتانم شد برشہ روئے ازرد
 میں بادشاہ کے سامنے شرمندہ نہیں ہونا چاہتا
 میر سدا ز من ہی جوید مناص
 آتا ہے اور مجھ سے خلاصی چاہتا ہے
 تادر ابرو افگند سلطان گرہ
 یہاں تک کہ بادشاہ پیشانی پر گرہ ڈالے
 زندہ خود رازیں مگر مدفون گنم
 ہاں اس سے اپنے آپ کو زندہ دفن کروں
 حیلہا با حکم حق نفتاد بخت
 لیکن حیلے حکمِ خداوندی کے مطابق نہ ہو سکے
 باقضائے آسماں پیچ ست پیچ
 آسمان کے فیصلہ کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہیں
 چوں کند او خویش را زوئے نہاں
 یہ اپنے آپ کو اس سے کیسے چھپائے
 نے مفرد ارو نہ چارہ نے کمیں
 اس سے نہ مفر ہے نہ کوئی تدبیر نہ چھپنے کی جگہ
 او بہ پیش آتشش بنہادہ رو
 وہ اس کی آگ کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہیں
 شہر ہارا میکند ویراں برو
 اس پر شہروں کو ویران کرے
 کہ اسیرم ہر چہ می خوانی بیار
 کہ میں قیدی ہوں تو جو چاہے کر
 چونکہ بنی حکم یزداں در مکش
 جب تو خدا کا حکم آتا دیکھے دروازہ نہ بند کر
 خاک باشی جُست از تو زو متاب
 اس نے تجھ سے خاک بن جانا چاہا ہے روگردانی نہ کر

۱۔ روئے ازرد۔ یعنی بادشاہ کا کام نہ کر سکوں گا تو شرمندگی ہوگی۔ مناص۔ چھٹکارے کی جگہ۔ گرہ۔ یعنی بادشاہ ناراض ہو جائے گا۔ مدفون۔ یعنی بادشاہ ناراض ہو کر زندہ درگور کر دے گا۔ بخت۔ یعنی اس کے بہانے تقدیرِ خداوندی کا مقابلہ نہ کر سکے اور اس کو گاؤں جانا پڑا۔ گر شود۔ قضا کے بالقابل۔ انسان مجبور ہے۔ آتش۔ زمین سورج کی تپش برداشت کرنے پر مجبور ہے اسی طرح انسان قضا کے مقابلہ میں لاچار ہے۔ ایوب وار۔ حضرت ایوب کا صبر مشورہ ہے۔ اے کہ جزو۔ انسان مٹی سے بنا ہے۔

۲۔ خلقنا گم۔ قرآن پاک میں ہے اے انسانوں! ہم نے تمہیں مٹی کی مٹی سے پیدا کیا اور اسی میں تمہیں ہم لوٹا دیں گے۔

بین کہ اند خاک نخے کاشتم

دیکھ لے میں نے مٹی میں بیج بویا

حملہ دیگر تو خاکی پیشہ گیر

دوسری بار تو خاکی ہونا اختیار کر

آب از بالا بہ پستی در رود

پانی بلندی سے پستی میں جاتا ہے

گندم ۲ از بالا بزیر خاک شد

گیہوں بلندی سے مٹی کے نیچے گیا

دانہ ہر میوں چوں گردود و فیں

ہر پھل کا دانہ جب گزرتا ہے

اصل نعمتہا ز گردوں تابخاک

تمام نعمتوں کی اصل آسمان سے مٹی تک

از تواضع چوں ز گردوں شد بزیر

تواضع کی وجہ سے جب وہ آسمان سے نیچے آیا

پس صفات آدمی شد آں جماد

تو وہ بے جان آدمی کی صفات سے محض ہو گیا

کز جہان ۳ زندہ اول آدمیم

ہم پہلے زندہ جہان سے آئے

جملہ اجزا اور تحرک در سکون

تمام اجزاء حرکت اور سکون میں

ذکر و تسبیحات اجزائے نہاں

پوشیدہ اجزاء کے ذکر اور تسبیح نے

چوں قضا آہنگ نارنجات کرد

جب قضا نے طلسم کرنے کا ارادہ کیا

باہر اراں خزم خولجہ مات شد

بہاروں احتیاطوں کے باوجود خولجہ مات ہو گیا

گرد خاکی و منش افرا شتم

دھ خاکی بنا اور میں نے اس کو بلند کیا

تا کنم بر جملہ میرانت امیر

تاکہ میں تجھے تمام سرداروں کا سردار بنا دوں

آنگہ از پستی بہاں بر رود

تب پستی سے بلندی پر جاتا ہے

بعد ازاں او خوشہ چالاک شد

اس کے بعد وہ لہلہاتا خوشہ بنا

بعد ازاں سر ہا برآرد از زمیں

اس کے بعد زمین سے سر اٹھاتا ہے

زیر آمد شد غذائے جان پاک

نیچے آئی تو پاک جان کی غذا بنی

گشت جزو آدمی حی دلیر

تو وہ زندہ دلیر انسان کا جزو بن گیا

بر فراز عرش پرآں گشت شاد

خوش ہو کر آسمان کی بلندی پر آ گیا

باز از پستی سوے بالا شدیم

پھر پستی سے بلندی کی طرف گئے

نطقاں کہ انا الیہ راجعون

کہتے ہیں کہ ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں

غلغلے افگند اندر آسمان

آسمان میں غلغلہ ڈال دیا

روستائی شہری رامت کرد

دیہاتی نے شہری کو مات دے دی

زاں سفر در معرض آفات شد

اور اس سفر سے آفتوں میں پھنس گیا

۱۔ بین۔ خاک اری کے بعد سرخوئی حاصل ہوتی ہے بیج مٹی میں مل کر نشوونما پاتا ہے حملہ دیگر۔ انسانی خاکی پیکر اختیار کیا وہ بارہ وہ خاکی بنے گا تو بڑے مراتب حاصل کر لے گا۔ بالا۔ پانی پھر بھاپ بن کر بلندی کی طرف جاتا ہے یا کنوئیں سے اوپر نکالا جاتا ہے اور انسان کا جزو بنتا ہے۔

۲۔ گندم۔ گیہوں کا دانہ مٹی میں ملتا ہے پھر ہر ابھر خوشہ بن کر ابھرتا ہے۔ اصل نعمتہا۔ پانی آسمان سے برسا پھر زمین سے نکل کر انسان کا جزو بنا اور انسانی صفات اختیار کر کے عرش تک پہنچا۔

۳۔ جہان زندہ۔ یعنی عالم ارواح۔ سوئے بالا۔ عالم ارواح۔ ذکر و تسبیحات۔ کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ کی تسبیح کرتا ہے۔

اعتماؤش ۱ بر ثبات خویش بود
اں کو اپنی ثابت قدمی پر بھروسہ تھا
چوں قصا بیروں گند از چرخ سر
قضا جب آسمان سے سر نکالتی ہے
ماہیاں اُٹھند از دریا بُروں
مچھلیاں دریا سے باہر نکل پڑتی ہیں
تکڑی و دیو در شیشہ شود
یہاں تک کہ دیو اور پری بوتل میں بند ہو جاتے ہیں
جو کسے کاند رقضا اندر گریخت
سوائے اں کے جو قصا کی پہلا میں آ گیا
غیر آنکہ در گریزی در قضا
سوائے اں کے کہ تو قضا کی طرف بھاگے

۱۔ اعتماؤش۔ شہری کو اپنی عقل پر گھمنہ تھا۔ در شیشہ۔ جن اور پری بوتل میں بند کر لینے کا ایک شاعرانہ اور عامیانه خیال ہے جو کسے ایک موقع پر حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا۔ نخن نفو من قدر الله الى قدر الله ہم اللہ کی قضا سے اللہ ہی کی قضا کی طرف فرار اختیار کرتے ہیں۔ تربیع۔ کسی شخص کے طالع کے دو ستاروں کا اس طرح جمع ہونا کہ ایک دوسرے کے اعتبار سے چوتھے خانے میں ہوا یہ صورت اس شخص پر منحوس اثرات ذاتی ہے۔ ۲۔ ضرواں۔ یمن میں صنعا کے قریب ایک گاؤں ہے اں کے باشندے کا یہ قصہ قرآن میں مذکور ہے۔ حیلہ کردند۔ فقرا کو محروم کرنے کی تدبیر سوچی۔ خفیہ آہستہ سرگوشی اں لئے کر رہے تھے کہ خدا ان کی سازش کو نہ سیکے۔ ۳۔ گل۔ کبھل۔ کبھل کرنے والے سے اپنا راز نہیں چھپا سکتی نہ ہاتھ دل سے اپنا کام مخفی رکھ سکتا ہے۔

قصہ ۳ اصحاب ضرواں ۳ حیلہ کردن ایشاں تابے زحمت
ضردان والوں کا قصہ اور ان کا تدبیر کرنا تاکہ فقیروں کی زحمت سے

فقیراں باغبار اقطاف کنند

بچ کر وہ باغوں کے پھل توڑ لیں

قصہ ۳ اصحاب ضرواں خواندہ
تو نے ضردان والوں کا قصہ پڑھا ہے
حیلہ می کردند کثرم نیش چند
چند بچھوں جیسے ڈنک والے تدبیر کرتے تھے
شب ہمہ شب می سرگالید ند کر
تمام رات مکر اور حیلے سوچتے رہے
خفیہ می گفتند سر ہاآں بدآں
ان نالائقوں نے راز مخفی طور پر کہے
بدگل اند ایندہ اسرگالید گل ۳
کبھل نے کبھل کرنے والے کے خلاف سوچا؟

پس چرا در حیلہ جوئی ماندہ
پھر تو کیوں حیلہ جوئی میں لگا ہے؟
کہ برنداز روزی درویش چند
کہ چند فقیروں کی روزی مار لیں
رُوئے در رُو کردہ چندیں عمر و بکر
آمنے سامنے ہو کر بہت سے عمر و بکر
تانبا ید کہ خدا دریا بدآں
تاکہ خدا ان کو نہ بان لے
دست کارے می گند پنہاں ز دل
ہاتھ دل سے چھپا کر کوئی کام کر رہا ہے

۱۔ کَيْفَ لَا يَعْلَمُ هَوَاكَ مَنْ خَلَقَ

تیری خواہش کو کیسے نہ جانے گا جس نے پیدا کیا

کَيْفَ يَهْجُلُ عَنْ ظَفِينٍ ۲۔ رَعْدًا

خوشی عیش ہودج نشین سے وہ کیسے نادانف ہوگا

أَيْنَمَا قَدْ هَبَّ طَاوُ صَعْدًا

کہیں وہ نشیب میں اتری کہیں اونچائی پر چڑھی

گوشِ گنِ اکنوں حدیثِ خولجہ را

اب خولجہ کی بات سن

گوشِ را اکنوں ز غفلتِ پاکِ گن

اب کان کو غفلت سے پاک کر

تا چہا دیدارِ بلا و از عزا

اس نے کس قدر بلا اور مشقت دکھی

آں زکاتے داں کہ غمگیں را وہی

اس کو ایک زکوٰۃ سمجھ جو تو غمزدہ کو دے رہا ہے

بشنوی غمہائے رُہ و رانِ دل

دل کے پہاڑوں کا غم سن

خانہ پر دُودِ دارِ د پر فنی

صاحب ہنر کا گھر دل دھوئیں سے بھرا ہوا ہے

گوشِ تو اُورا چوراہِ دم شود

جب تیرا کان اس کے سانس لینے کا راستہ بن جائے

عمگساریِ گن تو باما اے روی

اے میرا! ہماری غمگساری کر

اِس ترؤ و حبس و زندانی بُود

یہ ترہ قید اور قیدی ہے

اِس بدیں سوآں بدالِ سومی کشد

یہ اس جانب وہ اس جانب کھینچتا ہے

۱۔ اِنْ فِي نَجْوَاكَ صَلَاقًا اَمْ عَلَقُ

تیری خفیہ باتوں میں سچائی ہے یا جھوٹ

مَنْ يُعَايِنُ اَيْنَ مَشَوَاهُ عَدَا

جو دیکھ رہا ہے کہ گل کو اس کا ٹھکانا کہیں ہے

قَدْ تَوَلَّاهُ وَ احْصَى عَدَا

وہ اس کا گن رہا ہے اور اس نے شد کر لیا ہے

کو سوئے وہ چوں شد و دید او جزا

کہ وہ شہر کی جانب کیسے گیا اور اس نے سزا بھگتی

استماعِ ہجر آں غمناکِ گن

اس غمناک کی ہجرت کا قصہ سن

درہ وہ چوں شد از شہر او جدا

گاؤں کے راستے میں جب وہ شہر سے جدا ہوا

گوشِ را چوں پیشِ دستاںش ۳ نہی

جب تو کان اس کی داستان پر دھرے

فاقہ جانِ شریف از آب و گل

آب و گل میں چھنے سے شریف جان کا فاقہ ہے

مَرُورًا بکشازِ اصغَا روزِ

اس کی بات سننے کے لئے کان کے سوراخ کھول دے

دُودِ تلخ از خانہ او کم شود

کڑوا دھواں اس کے گھر میں سے کم ہو جائے

گر بسوئے رَبِّ اُعلیٰ می روی

اگر تو رب اُعلیٰ کی طرف جا رہا ہے

کو نہ بگذارد کہ جاں سوئے رَوَد

نہ نہیں چھوڑتا کہ جان کسی طرف جائے

ہر یکے گوید منم راہِ رشد

ہر شخص کہتا ہے میں ہدایت کا راستہ ہوں

۱۔ کیف۔ قرآن پاک میں ہے

أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ

الخبیر۔ بیشک وہ اللہ جانتا ہے ان کو

جن کو اس نے پیدا کیا ہے وہ مہربان

اور باخبر ہے

۲۔ ظفین۔ ہودج نشین سوری

مٹوی۔ ٹھکانا۔ عنا۔ مشقت۔ آں

زکاتے۔ کسی غمناک کی داستان سن

لینا اس پر بہت بڑا احسان ہوتا ہے

اس کے دل کا غم ہلکا ہو جاتا ہے

۳۔ دستاں۔ داستان۔ خانہ اس کا

دل غم کے دھوئیں سے بھرا ہوا ہوتا

ہے تیرا سنا گویا ایک سوراخ ہے

جس کے ذریعہ اس کے دل کا دھواں

خارج ہوتا ہے۔ روی۔ سیراب۔ یعنی

جبکہ تیرا سلوک راجح پر ہے اور عروج

حاصل ہے تو ہمیں بھی معیت کا

شرف بخش دے

اے ٹنک اسٹکس کہ پایش مطلق ست
وہ شخص قابل مبارکباد ہے جس کا پیر آزلو ہے
رہ نمیدانی بجوگا مش کجاست
اگر تو راستہ نہیں جانتا ہے جاں کا نشان قدم معلوم کر لے
تاری از گام آ ہوتا بناف
تا کہ تو ہرن کے نشان قدم سے بناف تک پہنچ جائے
اے برادر گر بر آذر می روی
اے بھائی! اگر تو آگ پر چل رہا ہے
چوں شنیدی تو خطاب لا تخف
جب تو نے "نہ ڈر" کا خطاب سن لیا ہے
ناں فرستد چوں فرستادت طبق
وہ روٹی بھیج دے گا جبکہ اس نے تجھے طبق دیا ہے
غصہ اسٹکس را کش اینجا طوف نیست
غم اس کے لئے ہے جس کو یہاں طوف کا موقع نہیں ہے

ایں ترڈو! عقبہ راہ حق ست
یہ ترڈو! اللہ کے راستہ کی گھاٹی ہے
بے ترڈومی رود در راہ راست
وہ سیدھے راستہ پر بغیر ترڈو جا رہا ہے
گام آہو را بگیر و معاف
تو ہرن کے نشان قدم پکڑ لے اور عافیت سے چل دے
زیں روش براوج انور می روی
اس رفا سے تو روشن بلندی پر جا رہا ہے
نے زور یا ترس دے از موج و کف
نہ دیا سے ڈر نہ موج سے نہ جھاگ سے
لا تخف دل چونکہ خوفت و لاحق
جبکہ تجھے اللہ نے خوف دیا ہے تو اپنے آپ کا خوف کا مصداق سمجھ
خوف اسٹکس راست گورا خوف نیست
ڈر اس کے لئے ہے جس کو ڈر نہیں ہے

۱۔ ترڈو۔ ترڈو کی کیفیت عروج کے لئے معطر ہے۔ عقبہ۔ گھاٹی جس سے عبور و شوار ہوتا ہے۔ پایش۔ یعنی ترڈو کی کیفیت اس کو سلوک سے مانع نہیں ہے اس کا اتباع کر لے۔ گام۔ ہرن کا نازہ حاصل کرنا ہے تو اس کے نقش قدم پکڑ کر چلنے سے بالآخر اس کا نازہ حاصل ہو جائے گا۔ آہو۔ سے ہی ذات تک رسائی ہوگی۔ برآزر۔ یعنی مجاہدات کی سختی۔ لا تخف۔ جبکہ اللہ کی جانب سے بشارت حاصل ہو گئی ہے تو راہ کی شہادت سے نہ ڈرنا چاہئے۔

۲۔ خوف۔ خوف کا طاری ہونا یہ علامت ہے کہ لا تخف کا مقام حاصل ہوگا جو خوف سے بالکل خالی ہے یہ اس کی محرومی کی دلیل ہے۔ برے۔ یعنی قسم قسم کے پھل۔ مودہ۔ خوشخبری۔ ۳۔ چراگاہ خوش۔ دلکش ہنرہ زار۔ پار۔ یعنی دعوت دینے والا دیہاتی۔ غرس۔ پودا۔

رواں شدن خولجہ سوئے دہبا عیالاں

• خولجہ کا بچوں کے ساتھ گاؤں گھروا نہ ہونا

مرغ عزمش سوئے دہ اشتاب ساخت
اس کے ارادہ کا پرندہ جلد گاؤں کی جانب روانہ ہوا
رخت را برگاو عزم اندا ختند
سلمان ارادے کے بتل پر لاد دیا
کہ برے خوردیم از دہ مودہ دہ
کہ ہم نے گاؤں کے پھل کھائے ہیں خوشخبری سنا
یار ما آنجا کریم و دلکش ست
اس جگہ ہمرا دوست نخی اور دلوڑ ہے
بہر ما غرس گرم بنشانده است
اس نے ہمارے لئے سخاوت کا پودا لگایا ہے

خولجہ درکار آمد و تجھیز ساخت
خولجہ کام میں آگا اور سلمان تیار کیا
اہل و فرزنداں سفر را ساختند
اہل اور لولاد نے سفر کی تیاری کر لی
شاد مانان وشتاباں سوئے دہ
خوشی خوشی جلدی سے گاؤں کی جانب
مقصد مارا چراگاہ خوش ست
ہمارے مقصد کے لئے عمدہ چراگاہ ہے
باہزراں آرزو ماں خوانده است
اس نے ہمیں ہزاروں تمنائوں سے بلایا ہے

۱۔ ماؤ خیرہ وہ زمستانِ دراز
ہم دس لے جاؤں کے لئے سلمان
بلکہ باغِ ایشار راہِ ماگند
بلکہ وہ باغِ ہمارے لئے قربان کر دے گا
عَجَلُوا أَصْحَابَنَا کے تَرْبَحُوا
ہمارے ساتھیو! جلدی کرو تاکہ نفع اٹھاؤ

مِنْ رِبَاحِ اللَّهِ كُونُوا رَاحِیْنَ
اللہ کے نفع سے نفع اٹھانے والے بنو
اَفْرَحُوا هَوْنًا بِمَا آتَاكُمْ
اس پر ہلکے سے خوش ہو جو اللہ نے تمہیں دیا ہے
شاد از وے شو مشوا از غیر وے
اس سے خوش ہو اس کے غیر سے نہ ہو

ہر چہ غیر اوست استدراج تست
جو کچھ اس کے علاوہ ہے وہ تیرا استدراج ہے
شاد از غم شو کہ غم دامِ لقاست
غم سے خوش ہوا کیونکہ وہ لقا (خداوندی) کا ذریعہ ہے

غم یکے گنجِ ست ورنج تو چوکاں
غم ایک خزانہ ہے اور تیرا رنج کان ہیں
کو دکاں ۳ چوں نام بازی بشنوند
بچے جب کھیل کا نام سنتے ہیں

اے خراماں گور ایں سودا مہاست
اے ٹہلنے والے گھر! اس طرح جاں ہیں
تیرا پنہاں نشد لیکن کماں
تیرا پوشیدہ نہیں ہیں لیکن کمان

تیرا پڑاں کماں پنہان و غیب
تیرا چل رہے ہیں کمان چھپی ہوئی اور غائب ہے

از بر او سوئے شہرِ آریم باز
اس کے پاس سے شہر لے آئیں گے
درمیانِ جانِ خود ماں جاگند
اپنی جان میں ہماری جگہ بنائے گا
عقل می گفت از دروں لَا تَفْرَحُوا
اند سے عقل کہتی تھی 'خوش نہ ہو

اِنَّ رَبِّي لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ
بیشک میرا خدا خوش ہونے والوں کو پسند نہیں کرتا ہے
كُلُّ آتٍ مُّشْغِلٌ الْهَآكُم
ہر آنے والی خبر مشغول کرنے والی ہے جس نے تمہیں غافل بنایا
گو بہارست و دگرہا ماہِ دے
کیونکہ وہ موسم بہار ہے دوسرے ماگھ کا مہینہ

گر چہ تخت و ملک تست و تاج تست
خوہ وہ تیرا تخت اور سلطنت ہو اور تیرا تاج ہو
اندریں رہ سوئے پستی ارتقا ست
اس راستہ میں پستی کی جانب (جانا) بلند ہوتا ہے

لیک کے درگیر ایں در کو دکاں
سب گھر کے ہم رفتار ہوتے ہیں
جملہ باخر گور ہم تک می دوند
سب گھر کے ہم رفتار ہوتے ہیں

در کمیں ایں سوئے خوں آشا مہاست
اس جانب گھات میں خون پینے والی (بلائیں) ہیں
گشت پنہاں از دو چشمِ مرد ماں
انسانوں کو دو آنکھوں سے چھپی ہوئی ہے

بر جوانے میر سد صد تیر شیب
ایک جوان پر بڑھاپے کے سو تیر پہنچتے ہیں

۱۔ ماؤ خیرہ۔ یعنی اس گاؤں سے
جاؤں کے لئے بہت سے تحفے
لے کر نویں گے۔ عقل۔ چونکہ گاؤں
پہنچ کر محرومی اور مایوسی ہوگی۔ افرحوا۔
یعنی دنیا کی لذتیں زیادہ خوشی کا سبب
نہ ہونی چاہئیں۔

۲۔ دگرہا۔ دنیاوی خوشیاں فانی
ہیں۔ استدراج۔ ڈھیل یعنی دنیا کی
مرغوبات آزمائش کے لئے ہوتی
ہیں۔ غم۔ آخرت کی فکر خزانہ ہے بہا
ہے۔

۳۔ کو دکاں۔ جن کی عقل پختہ
نہیں ہے وہ دنیاوی لذتوں کی طرف
دوڑ پڑتے ہیں۔ ایں سو۔ یعنی دنیاوی
مشتعل۔ تیرہا۔ یعنی دنیا کے قصے
شیب۔ یعنی بڑھاپے کے مصائب۔

زانکہ در صحرائے گل نبود گشاد
اس لئے کہ مٹی کے جنگل جسم میں وسعت نہیں ہے
حصن محکم موضع امن و اماں
مضبوط قلعہ ہے امن و اماں کی جگہ ہے
چشمہا و گلستاں در گلستاں
چشمے ہیں اور باغ در باغ ہیں
فِيهِ اشجارٌ وَعَيْنٌ جَارِيَةٌ
اس میں درخت اور جاری چشمہ ہے
عقل را بے نور و بے رونق کند
عقل کو بے نور اور بے رونق بنا دیتا ہے
اِس نَمِیدانَد کہ روزی دہ دہد
یہ نہیں سمجھتا کہ روزی دینے والا روزی دیتا ہے
گور عقل آمد وطن در روستا
گاؤں کا وطن عقل کی قبر ہے
تاہما ہے عقل اونا ید بجا
اس کی عقل ایک مہینہ تک ٹھکانے نہ آئے گی
تاہما ہے عقل او نبود تمام
ایک مہینہ تک اس کی عقل مکمل نہیں ہوگی
از خیش دہ جو نہ نہاچہ رود
گاؤں کی گھاس سے اس کے علاوہ اور کیا ہوگا
روز گارے باشدش جہل و عی
اس کی نادانی اور جہالت تمام عمر رہے گی
دست در تقلید و در حجت زدہ
جس نے تقلید اور حجت بازی حاصل کی ہے
چوں خراں چشم بستہ در خراس
آنکھیں پر پٹی بندھے ہوئے کلبہ کے گدھوں کی طرح ہیں

گام در صحرائے دل باید نہاد
دل کے جنگل میں قدم رکھنا چاہئے
ایمن آبادست دل اے مرد ماں
امن لوگو! دل امن آباد ہے
گلشن خرم بکام دوستاں
دوستوں کے حسب مراد تیرہ گلشن ہے
عَجَّ إِلَى الْقَلْبِ وَ سِرِّيَا سَارِيَه
قلب کی طرف اوت اور چل دے چلنے والے
دہ مرو دہ مرو را احمق کند
گاؤں میں نہ جانا گاؤں انسان کو احمق بنا دیتا ہے
خوبہ پندارد کہ روزی دہ دہد
خوبہ سمجھتا ہے کہ گاؤں روزی دیتا ہے
قول ۲ پیغمبر شنو اے مجتبی
اے برگزیدہ! پیغمبر کا قول سن لے
ہر کہ روزے باشد اندر روستا
جو گاؤں میں ایک دن رہے گا
ہر کہ در روستا کند روزے و شام
جو شخص ایک دن اور شام گاؤں میں گزار دے گا
تاہما ہے احمق با او بود
ایک مہینہ تک حماقت اس کے ساتھ ہوگی
ہر کہ ماہے باشد اندر روستا
جو ایک مہینہ تک گاؤں میں رہے گا
دہ چہ باشد شیخ کامل ناشد
گاؤں گیا ہے ناقص شیخ
پیش شہر عقل گئی اِس خواں
کلی عقل کے شہر کے سامنے یہ خواں

۱۔ صحرائے گل۔ دنیا۔ کشاد۔
وسعت۔ ایمن آباد۔ دل کی دنیا
مضبوط قلعہ ہے جس میں طرح طرح
کے گلشن اور باغیچے ہیں۔ دہ۔ قلب کی
دنیا منزلہ شہر اور خارجی دنیا منزلہ گاؤں
کے ہے۔ نیز مولانا نے آگے فرمایا
ہے کہ گاؤں سے مراد شیخ ناقص ہے۔
۲۔ قول پیغمبر۔ حدیث ہے حسن
مسکن البادية خفي جس نے
دیہات کی سکونت اختیار کی وہ سخت
دل بناتا ہوتا ہے۔ گاؤں میں ایک دن
گزارنے سے انسان ایک مہینہ کے
لئے بے عقل ہو جاتا ہے اور اگر ایک
مہینہ گاؤں رہ لیا تو تمام عمر بے عقل
رہے گا۔

۳۔ دہ چہ باشد۔ یہاں گاؤں سے
مراد ناقص شیخ ہے جو صرف مشائخ کی
نقل اتارتا ہے پیش شہر۔ شیخ کامل
کے اعتبار سے یہ شیخ ناقص کلبہ کا بیل
ہے۔

ایں رہا گن صورت افسانہ گیر
اس کو رہنے دے قصہ کی صورت اختیار کر
گر بہ دُر رہ نیست ہیں بُرمی ستاں
اگر موتی کی طرف راستہ نہیں ہے خبر وہ گہوں لے لے
ظاہر ش گیر ارچہ ظاہر کثر بود
اس کے ظاہر کو اختیار کر لے اگرچہ ظاہر ٹیڑھا ہو
اول ہر آدمی خود صورت است
آدمی کی ابتدا خود صورت ہے

رو بہ بل دُر دانہ گندم دانہ گیر
جا موتی کو چھوڑ دے گیہوں کا دانہ لے لے
گر بدایں سونہ نیست رہ ایں سو براں
اگر اس طرف راستہ نہیں ہے اس طرف چل پڑ
عاقبت ظاہر سُوئے باطن برو
آخر ظاہر باطن ہی کی طرف جاتا ہے
بعد ازاں جاں کو جمال سیرست
اس کے بعد جان ہے جو باطن کا حسن ہے

اول ہر میوہ جز صورت کے ست
ہر میوے کی ابتداء سوائے صورت کے کیا ہے
اولاً خرگاہ سازند و خرنند
پہلے خیمہ تیار کرتے ہیں اور خریدتے ہیں
صورت خرگاہ و آل معنی ست ترک
تیری صورت خیمہ ہے اور معنی سردار ہیں

بعد ازاں لذت کہ معنی ویست
اس کے بعد لذت ہے جو اس کے معنی ہیں
ترک رازاں پس بہماں آورند
اس کے بعد سردار کو مہمان بنا کر لاتے ہیں
معنیت ملاح و آل صورت چو فلک
تیرے معنی ملاح ہیں اور صورت کشتی جیسی ہے

رفتن خولجہ و قوش سُوئے وہ

خولجہ اور اس کی قوش سُوئے وہ کہ طرف جاتا

بہر حق ایں را رہا گن یک نفس
خدا کے لئے اب بات کو تھوڑی دیر کے لئے پھور دے
خولجہ و پچگاں جہازے ساختند
خولجہ اور بچوں نے سلمان تیار کیا
شادمانہ سُوئے صحرا راندند
خوشی خوشی جنگل کی جانب روانہ ہو گئے
کز سفر بایندہ کنخسرو و شود
سفر کی وجہ سے یام کنخسرو بن جاتا ہے
از سفر بیزق شود فرزین راو
پیادہ سفر کر کے عظیم فرزین بن جاتا ہے

تاخیر خولجہ بکبباند جرس
تاخیر خولجہ بکبباند جرس
برستوراں جانب وہ تاخند
جانوروں پر چڑھ کر گاؤں کی جانب روانہ ہو گئے
سافروا کے تغنمو ابر خواندند
سفر کرو تاکہ غنیمت حاصل کرو پڑھنے لگے
بے سفر ہا ماہ کے کنخسرو و شود
بغیر سفر کے چاند کب حسین بنتا ہے
از سفر یابید یوسف صد مراد
سفر سے حضرت یوسف نے سینکڑوں مرادیں پائیں

۱۔ دُر دانہ یعنی حکمت کی باتیں
گر بہ بدر اگر حقیقت حاصل نہ ہو
سکے تو صورت کو اختیار کر لینا چاہئے
صورت سیرت کا وسیلہ ہے مشہور
مقولہ ہے المبحار قطرة الحقیقة
مجاز حقیقت تک پہنچنے کا پل ہے
اول۔ ہر انسان پہلے پتلا بنا پھر اس
میں روح آتی ہے۔ بعد ازاں
لذت۔ ابتداء پھل کی صورت بنتی ہے
پھر اس میں لذت آتی ہے۔

۲۔ اولاً خرگاہ اسباب و ذرائع پہلے
حاصل کرنے پڑتے ہیں تب مقصود
حاصل ہوتا ہے جرس۔ وہ گھنٹی جو
ملاح کی روت میں باندھ کر لائی جاتی
ہے۔ جہاز۔ سامان۔ ستوراں۔ ستور
لی بیع ہے پتہ پتہ۔ یام۔ مشہور
مقولہ الکفسر و و بیلقہ الظفر
سفرہ بین۔ کنخسرو۔

۳۔ خشر۔ چاند ابتداء مال ہوتا

ہے پھر بدر ہاں بنتا ہے۔ ار۔ سر۔
شطنج کی نروں میں سے پیادہ جب
چند خانے طے کر جاتا ہے تو فرزین
بن جاتا ہے جو شاہ کے بعد سب سے
زیادہ فوجی مہر مانتا جاتا ہے۔

روزِ اربوی از تاب خور می بسوختند

دن میں سورج کی گرمی سے منہ جلاتے تھے

خوب گشتہ پیش ایثاں راہِ زشت

بڑا راستہ ان کے لئے اچھا بن گیا تھا

تلخ از شیریں لباً خوش می شود

شیریں لب والوں سے لڑوا بھلا ہو جاتا ہے

حفظ از معشوق خرمای می شود

معشوق کی جانب سے اندر رائے چھوڑا بن جاتی ہے

اے بسا از ناز نیناں خارکش

بہت سے نازوں کے پالے کانٹے چننے والے ہیں

اے بسا حمال گشتہ پشت ریش

بہت سے بوجھ اٹھانے والے زخمی کر ہیں

کردہ آہنگر جمالِ خود سیاہ

لوہد نے اپنا حسن کالا کیا

خولجہ ۱ تا شب بردگانے چارمخ

خولجہ رات تک دکان پر قیدی ہے

تاجرے دریا و خشکی میرود

ایک تاجر دریا اور خشکی میں جاتا ہے

ہر کربا مرده سودائے بُود

جو کسی بے جان کا عاشق ہوتا ہے

آں در و گروئے آورده بچوب

وہ بڑھئی لکڑی کی طرف متوجہ ہے

بر امید زندہ گن اجتہاد

زندہ کی امید پر کوشش کر

مونسے مگزیں خسے را از خسی

کینہ پن سے کینہ کو دوست نہ بنا

شب ز اختر راہ می آموختند

رات کو ستاروں سے راستہ معلوم کرتے تھے

از نشاطِ وہ شدہ رہ چوں بہشت

گاؤں کی خوشی میں راستہ بہشت جیسا ہو گیا تھا

خار از گلزار دلکش می شود

چمن کی جہ سے کاٹا دلکش ہو جاتا ہے

خانہ از ہمخانہ صحرا می شود

گھریوی کی جہ سے جنگل (چمن) ہو جاتا ہے

بر امید گلعدارے ماہ و ش

گلاب جیسے خسار چاند جیسے چہرے والے معشوق کی امید پر

از برائے لبرِ مہ روئے خویش

اپنے چاند جیسے کھڑے والے معشوق کے لئے

تا کہ شب آید بوسد روئے ماہ

تا کہ رات آئے تو چاند جیسے منہ والی کا بوسہ لے

زانکہ سروے در دلش کردست تیخ

اس لئے کہ ایک سرہند نے اس کھل میں جڑ کر لی ہے

آں بہ مہر خانہ شینے می دود

وہ ایک خانہ نشین کی محبت کی جہ سے دوزخ ہے

بر امید زندہ سیمائے بُود

وہ زندہ چہرے والے کی امید پر ہوتا ہے

بر امید خدمتِ مہ روئے خوب

خوبصورت ما رو کی خدمت کی امید پر

گو نگر دو بعد روزے دو جماد

جو دو روز کے بعد جماد نے بنے

عاریت باشد دروآں مونس

اس میں وہ محبت ماضی ہے

۱۔ روز۔ یعنی وہ سفر میں دن میں

دھوپ برداشت کرتے تھے رات کو

ستاروں کی پہچان سے سفر طے کرتے

تھے۔ ۲۔ تلخ۔ مولانا چند مثالیں دے کر

سمجھاتے ہیں کہ محبوب مقصود کی جہ

سے راہ کی سختیاں خوشگوار بن جاتی

ہیں۔ ۳۔ حفظ۔ اندر رائے مشہور ایک کڑوا

پھل ہے۔ اے بسا۔ بہت سے

نازک بدن محبوب کی امید پر سختیاں

برداشت کرتے ہیں۔ کردہ آہنگر۔

لوہا پنا چہرہ کالا کرتا ہے۔

۴۔ خولجہ۔ انسان محبوب بیوی کی

خاطر دن بھر کمالی میں لگا رہتا ہے۔

خانہ ششے۔ خانہ نشین۔ ہر کمال۔

انسان اپنی دستکاریوں میں مردہ

چیزوں کو بالکل زئی وغیرہ سے جو محبت

کرتا ہے اور ان کو بناتا ہے وہ کسی

محبوب یعنی لولا دیا بیوی وغیرہ کی جہ

سے کرتا ہے۔

۵۔ آں در و گر۔ بڑھئی اور لوہا کی

محبت فانی محبوب کے لئے ہے۔

جماد۔ یعنی مکر مٹی بن جانا۔ عاریت

فانی اشیاء کی محبت ماضی ہے۔

اُنس! تو با مادر و بابا گجاست

ماں اور باپ کے ساتھ تیری محبت کہیں ہے

اُنس تو بادا یہ ولا لاچہ شد

تیری محبت دلیہ اور خدام کے ساتھ کیا ہوئی

اُنس تو باشیر و بالستان نماںد

دودھ اور پستان کے ساتھ تیری محبت نہ رہی

آں شعاعے بُود بر دیوارِ شال

ان کی دیوار پر وہ ایک کرن تھی

برہر آں چیزے کہ افتد آں شعاع

جس چیز پر وہ کہیں جا جائے

عشق تو برہر چہ آں موجود بُود

جس موجود پر تیرا عشق تھا

چوں اُذرے باصل رفت و مس بماند

جب سونا اصل کی طرف چلا گیا تابا رہ گیا

طبع سیر آمد طلاق او براند

طبیعت بھر گئی تو اس کے طلاق دے دی

ازر راند و فضا تش پابکش

اس کی صفات سے طبع کی ہوئی چیزوں سے قدم ہٹا لے

کاں خوشی در قلبہا عاریتی ست

اس لئے کہ کھوئے سکوں میں حسن عارضی ہے

زر زروئے قلب در کاں می رود

سونا، کھوئے سکے پر سے کان میں چلا جاتا ہے

نور از دیوار تا خور می رود

نور دیوار سے سورج کی طرف چلا جاتا ہے

زیں سپس بستاں تو آب از آسماں

اس کے بعد تو آسمان سے پانی لے

گر بجز حق مونسانت را و فاست

اگر خدا کے علاوہ تجھ سے محبت کرنے والوں میں وفا ہے

گر گسے شاید بغیر حق غمّہ

اگر کوئی اللہ کے سوا قوت بازو ہونے کے لائق ہے

نفرت تو از دبیر ستاں نماںد

مکتب سے تیری نفرت نہ رہی

جانب خورشید وارفِت آں نشال

وہ نشانی سورج کی جانب لوٹ گئی

تو براں ہم عاشق آئی اے شجاع

اے بہادر! تو بھی اس کا عاشق ہو جائیگا

آں ز وصف حق چور راند و دود

وہ اللہ تعالیٰ کی صفت سے ملمع شدہ تھی

وز زری خویشتن مُفلس بماند

اور اپنے سونے پن سے خالی رہ گیا

پشت بروئے کرد و دست ازوئے فشانَد

اس کی طرف پیٹھ کر لی اس سے ہاتھ اٹھا لیا

از جہالت قلب را کم گوئی خوش

نادانی سے کھوئے سکے کو کھرا نہ کہہ

زیر زینت مایہ بے زینتی ست

سجڑے کے نیچے بھدے پن کا سر ملیہ ہے

سبوئے کاں رو تو ہم کاں می رود

تو بھی اس کان کی طرف جا جہاں وہ جاتا ہے

تو بدال خور روکہ در خور می رود

تو اس سورج کی طرف جا کہ یہ مناسب ہے

چوں ندیدی تو وفا از ناوداں

جب تو نے پرنالے سے وفا نہ دیکھی

۱۔ اُنس تو۔ ماں باپ کی محبت

دودھ پلانے والی کی محبت سب عارضی

نور چند روزہ ہے نفرت تو بچے کی

مکتب سے نفرت بھی عارضی ہے

آں شعاع۔ مجازی محبوب پر حقیقی

محبوب کا سایہ پڑ جاتا ہے اس لئے وہ

محبوب بن جاتا ہے تو محبت کے لائق

حقیقی محبوب ہی ہے عشق

تو۔ کائنات کا حسن عارضی ہے وہ محض

اس بناء پر حسین ہیں کہ ان پر اللہ کے

حسن کا پرتو پڑ گیا ہے

۲۔ چوں زرے۔ ایک وقت آتا

ہے کہ وہ عارضی حسن اصل کی طرف

لوٹ جاتا ہے تو یہ عارضی حسن جاتا

رہتا ہے طبع۔ جب عارضی حسن

جاتا رہتا ہے تو اس محبوب سے نفرت

پیدا ہو جاتی ہے زراں دود۔ دنیا کی

جن چیزوں پر ذات باری کے پرتو

سے عارضی حسن ہے ان پر فریفتہ نہ

ہونا چاہئے۔

۳۔ کاں خوشی۔ کان کا حسن

عارضی ہے عارض کے رفع ہو جانے

پر ان کی بد صورتی واضح ہو جاتی ہے

کاں۔ ذات باری۔ نور۔ دیوار پر

عارضی چمک ہے لہذا سورج سے تعلق

پیدا کرنا چاہئے۔ زیں سپس۔ پانی کا

مجمع آسمان ہے پرنالے سے وقتی طور پر

پانی حاصل ہو سکتا ہے

معدن! دُنْبہ نبا شد دام گرگ
دنب کی کان بھیڑیے کا جل نہیں ہوتی ہے
کے شناسد معدن آں گرگ سترگ
زر گماں بُردند بستہ در گره
سوئے آں دولاب چرخے می زوند
ہمچنین خنداں و رقصال می شدند
اسی طرح سے خوشی خوشی اور تپتے ہوئے جا رہے تھے

چوں ہمی دیدند مرغی می پرید
جب وہ دیکھتے تھے کہ کوئی پرندہ اڑا جا رہا ہے
ہر نسیم کز سوئے وہ می و زید
جو ہوا گاؤں کی طرف سے آتی تھی
ہر کہ می آمد زدہ از سوئے او
جو گاؤں سے اس طرف آتا تھا
کو تو روئے یار مارا دیدہ
کہ تو نے ہمارے یار کا چہرہ دیکھا ہے

نواختن ۲ مجنوں آں مگ
مجنون کا اس کتے کو نوازنا جو

ہمچو مجنوں کو سگے رامی نواخت
مجنوں کی طرح کہ وہ ایک کتے کو نوازتا تھا
گرد اوی گشت خاضع در طواف
عاجزی سے طواف میں اس کے چاروں طرف گھومتا تھا
گہ سرو پایش ہمی بوسید و ناف
کبھی اس کے سر اور پیر اور ناف کو چومتا تھا
بولفصولے گفت کاے مجنون خام
ایک بیہودہ نے کہا اے ناقص پاگل
پوز سگ دائم پلیدی می خورد
کتے کی تھوٹی ہمیشہ پلیدی کھاتی ہے

۱۔ معدن دُنْبہ حقیقی لذتوں کا مرکز
یعنی ذات باری۔ گرگ۔ یعنی دنیا دار
انسان۔ در۔ خواجہ اور اس کی اولاد گاؤں
کی طرف جا رہے تھے اور یہ خیال
لئے ہوئے تھے کہ مقصود ان کے ہاتھ
آچکا ہے۔ دولاب یعنی گاؤں پہنچ کر
لطف اٹھائے گئے۔ طلسم۔ چرخ
زدن۔ قلابازیاں کھاتا۔ ہر کہ گاؤں
کی طرف سے آنے والے سے بھی
محبت کا اظہار کرتے۔ یار۔ یعنی وہ
دیہاتی جس نے دعوت دی تھی۔

۲۔ نواختن اس حکایت کا مقصد
یہ ہے کہ محبوب کے در کا کتا بھی محبوب
ہوتا ہے اسی وجہ سے وہ لوگ گاؤں
سے متعلق ہر چیز سے محبت کا اظہار
کرتے تھے۔ گرد اوی۔ مجنوں کتے کا
اسی طرح طواف کرتا تھا جس طرح
حاجی کعبہ کا طواف کرتا ہے۔

۳۔ جلاب۔ گلاب۔ یعنی اس کو قند
گلاب کا شربت پلاتا تھا۔

بوسہ اش میداد پیشش می گداخت
اس کو چومتا اس پر جان نثار کرتا
ہمچو حاجی گرد کعبہ بے گزاف
بلا تکلف جس طرح حاجی کعبہ کے چاروں طرف
گہ جلاب ۳ شکرش می داد صاف
کبھی صاف شکر آمیز گلاب پلاتا تھا
اس چہ شیدست اینکہ می آری مدام
یہ کیسی مکاری ہے جو تو ہمیشہ کرتا ہے
مقعد خود را بلب می استرد
اپنی مقصد کو ہنوں سے چاتی ہے

عیبہائے سگ بے اوی شمر د
وہ کتے کے بہت سے عیب گنتا رہا
گفت مجنوں ہمہ نقشی و تن
مجنوں نے کہا تو مجسم نقش اور صورت ہے
کایں طلسم بستہ مولیٰ بخت ایں
کہ یہ طلسم مولا کا قائم کیا ہوا ہے
ہمتش بین دل و جان و شناخت
اس کی ہمت اور دل اور جان اور بچوں کو دیکھ
اوسک فرخ رخ کہف من ست
وہ میرے غار کا مہلک روکتا ہے
آں سگے کہ گشت در کوشش مقیم
وہ کتا جو اس کے کوچہ میں مقیم ہے
آں سگے کہ باشد اندر گونے او
وہ کتا جو اس کے کوچہ میں ہو
آنکہ شیراں مرغ گانش را غلام
وہ ذات کہ شیر اس کے کتے کے غلام ہیں
گرز صورت بگذرید اے دوستاں
اے دوستو! اگر تم صورت سے گزر جاؤ گے
صورت خود چوں شکستی سوختی
جب تو نے اپنی صورت توڑ دی (اور) جلا دی
بعد ازاں ۳ ہر صورتے را بشکستی
اس کے بعد تو ہر صورت کو توڑ دے گا
سغبہ صورت شیداں خولجہ سلیم
وہ بھولا خولجہ صورت پر فریقہ ہو گیا
سوئے دام آں تملق شاد ماں
خوشلہ کے اس جال کی جانب خوشی خوشی

عیبہاں! از عیبہاں بوئے نبرد
عیب جاننے والے غیب جاننے والے کا راز نہ پاسکا
اندر آو بنگرش از چشم من
اند آ اور اس کو میری آنکھ سے دیکھ
پاسبان کوچہ لیلیٰ ست ایں
یہ لیلیٰ کے کوچہ کا محافظ ہے
گو گجا بگزیدو مسکن گاہ ساخت
کہ اس نے کس جگہ کو پسند کیا اور ٹھکانہ بنایا ہے
بلکہ اوہم درد وہم لہف من ست
بلکہ وہ میرا ہمدرد اور غم خود ہے
خاک پایش بہ ز شیراں عظیم
بڑے شیروں سے اس کے پیروں کی خاک بہتر ہے
من بشیراں کے وہم یک موئے او
میں شیروں کے بدلے میں اس کا ایک بال کب سے سکتا ہوں
گفت لعلک نیست خاش و اسلام
بیان کرنا ممکن نہیں ہے چپ ہو جا و اسلام
جنت ست و گلستاں در گلستاں
جنت ہے اور باغ و باغ ہیں
صورت گل را شکست آموختی
(تو) سب کی صورت کو توڑنا سیکھ لیا
ہمچو حیدر باب خیر بر کنی
حیدر کی طرح خیر کے دروازے کو اکھاڑ دے گا
کو بدہ می شد بگفتار سقیم
جو غلط باتوں سے گاؤں کی طرف روانہ ہو گیا
ہمچو مرغے سوئے دانہ امتحاں
جیسا کہ پرندہ آزمائش کے دانہ کی جانب

۱۔ عیبہاں۔ یعنی ملامت کرنے والا عیبہاں۔ یعنی مجنوں جو لیلیٰ کے کتے سے محبت کا اظہار کر رہا تھا۔ از چشم من۔ یعنی لیلیٰ کا چشم مجنوں پایدید۔ کایں طلسم یعنی یہ کتا ہمتش۔ کتے کے ظاہر کو نہ دیکھ۔ اس کے ان اوصاف پر نظر کر۔ ہم کہف۔ ہمدرد۔ غمخوار۔ من بشیراں۔ یعنی اس کتے کا بال دیکر بھی شیروں کو نہیں خریدا جاسکتا۔

۲۔ آنکہ۔ جب مجازی محبوب کے کتے کے ساتھ یہ تعلق ہوتا ہے تو محبوب۔ حقیقی سے متعلق چیزوں سے کس قدر محبت ہونی چاہیے۔ گزر صورت۔ اگر انسان صورت پرستی سے بلند ہو جائے تو پھر حقیقت کی جنت کی سیر کر سکتا ہے۔ صورت کل۔ اگر انسان اپنا بت توڑ دے تو پھر وہ بت شکنی کر سکتا ہے۔

۳۔ بعد ازاں۔ خودی کو ختم کر کے حیدری قوت حاصل ہو سکی ہے۔ سغبہ۔ خولجہ اور اس کی لولہ و صورت پرستی میں مبتلا ہو گئی تھی اسی لئے دیہاتی کی چکنی چڑی باتوں میں پھنسی۔ سوئے دام۔ اس دیہاتی کی باتیں ایسی ہی تھیں جیسے کہ جال کا دانہ۔

دانه را بادام لیکن شد محیص ۱
دانه کو جال کے ساتھ لیکن بچاؤ کا موقع جاتا رہا
غلت حرس ست نے جو وعطا
لیکن یہ تو انتہائی لالچ ہے نہ کہ بخشش اور عطا
سوئے آل ترور پران و دوال
اس مکر کی جانب اڑ اور دوڑ رہے تھے
ترسم اے رہرو کہ بریگاہت گنم
اے رہرو میں ڈرتا ہوں کہ تیرا وقت بیکار کروں گا
خون نبود آل وہ دیگر گزید
یہ وہ گاؤں نہ تھا دوسرا گاؤں تھا
زانکہ راہ وہ نکوشنا خند
کیونکہ وہ گاؤں کے راستہ کو اچھی طرح نہ جانتے تھے
ہر دو روزہ راہ صد سالہ شود
دو دن کا راستہ سو سال کا ہو جائے گا
ہمچو اس سرکشتگاں گردو ذلیل
وہ ان حیرانوں کی طرح ذلیل ہو گا
ریشندے شد بشہر و روستا
وہ گاؤں اور شہر میں مضحکہ بنتا ہے
کاہی سر بر زند بے والدیں
کہ بغیر ماں باپ کے آدمی پیدا ہو
نادرے باشد کہ برگنج زند
ناہ ہوتا ہے کہ خزانہ مل جائے
تا کہ رحماں علّم القرآن یو
تاکہ اللہ تعالیٰ قرآن پڑھا دے
واسطہ افراشت در بذل و کرم
واسطہ بتایا جو د عطا میں

از کرم دانست آل مرغ حریص
اس لالچی پرند نے منجملہ سخاوت جانا
از کرم دانست مرغ آل دانه را
پرند اس دانه کو منجملہ سخاوت لہانا
مرغکاں در طمع دانه شاد ماں
پرندہ دانه کے لالچ میں خوشی خوشی
گرمز شادی ہاش آگاہت گنم
اگر میں تجھے ان کی خوشیوں سے باخبر کروں
مختصر کر دم چو آمد وہ پدید
میں نے مختصر کر دیا جو گاؤں نظر آیا
قرب ماہے وہ بدہ می تاخند
تقریباً وہ ایک مہینہ گاؤں در گاؤں بھاگے پھرے
ہر کہ در رہ بے قلاؤ وزے رود
جو بغیر رہبر کے راستہ پر چلے گا
ہر کہ تاز و سوئے کعبہ بے دلیل
جو کعبہ کی جانب بغیر راہبر کے روانہ ہو گا
ہر کہ گیر و پیشہ بے اوستا
جو بغیر کسی استاد کے کوئی پیشہ اختیار کرتا ہے
زانکہ نا در باشد اندر خافقیں
مشرق و مغرب میں یہ بات ناہ ہو گی
مال ۳ او یابد کہ کسے می گند
مال وہ پاتا ہے جو کماتا ہے
مصطفائے کو کہ جسمش جاں یود
مصطفیٰ کہہ ہیں کہ جن کا جسم بھی روح تھا
اہل تن را جملہ علّم بالقلم
تمام جسمانی لوگوں کو قلم سے سکھایا کا

۱۔ محیص۔ بچاؤ کی جگہ۔ از کرم۔ دیہاتی کی باتوں کو کرم پر محمول کیا۔ ترور۔ فریب۔ شادی ہاش۔ خلیج کو اس دیہاتی کی باتوں سے کس قدر خوشی تھی۔ خود نبود۔ جس گاؤں میں پہنچ گئے وہ اس دولت دینے والے دیہاتی کا گاؤں نہ تھا۔

۲۔ ہر کہ۔ جو استاد اور شیخ کی رہبری کے بغیر چلے گا اس کا یہی حال ہو گا جو اس خلیج اور اس کے ہال بچوں کا ہوا۔ ریشند۔ یعنی کچھ حاصل نہ ہو گا اور وہ مضحکہ بن جائے گا۔ (زانکہ۔) اسباب ظاہر کے بغیر مقصد کو پہنچنا بالکل ماں باپ کے بغیر بچے کا پیدا ہونا۔ جانا۔

۳۔ مال۔ معروف طریقہ پر محنت کرنے سے مقصد حاصل ہوتا ہے۔ مصطفیٰ۔ یہ آنحضرت کی خصوصیت تھی کہ استاد کے بغیر براہ راست ذاتِ خداوندی سے ان کو علوم حاصل ہوئے۔ اہل تن۔ عوام کو بذریعہ قلم ہی تعلیم دیہاتی ہے۔

ہر حریصے ہست محروم اے پسر
اے بیٹا! ہر لالچی محروم ہے
چوں حریصاں تگ مرو آہستہ تر
لاچیوں کی طرح نہ دوڑ بہت آہستہ (چل)
چوں عذاب مرغِ خاکِ اندر آب
جیسا کہ خشکی کے پندے کی تکلیف پانی میں
وہ گشتہ از وہ و از روستا
وہ گاؤں اور دیہاتی سے بیزار ہو گیا
لہو ایسے بے استلاے کی میٹھی باتوں سے

رسیدنِ خولجہ و قوش بدہ ونا دیدہ ونا شناخت آوردن
خولجہ اور اس کے متعلقین کا گاؤں میں پہنچنا اور دیہاتی کا ان کو اجنبی

روستائی ایشانرا

اور نا آشنا ٹھہرنا

۱۔ اندر آب تھ گاؤں کے راستہ میں
خولجہ اور اس کی لولا کو بہت سی تکلیف
کا سامنا کرنا پڑا۔ سیر گشت۔ اس
دیہاتی اور گاؤں سے ان کو نفرت
ہونے لگی۔ بعد ما ہے چونکہ گاؤں کی
تلاش میں مارے مارے پھرے لہذا
ایک ماہ صرف ہو گیا۔

۲۔ السَّحْبَاءُ وَاللَّيْثِيَّ - چناں چیں
اگر گھراؤئے۔ وہ دیہاتی دن میں
چھپا رہتا تھا تاکہ یہ لوگ اس کے
مہمان نہ بن سکیں۔ پوز۔ منہ
آنچناں۔ یہ مولانا کا اپنا مقول ہے
کہ ایسے تلاق کا مسلمانوں سے منہ
چھپائے رکھنا بہتر ہے۔

۳۔ حَسَّ - وہ شیطان اس کی دیکھ
بھال کرتے ہیں کہ کبھی کا کام نہ کر
لے۔ نَسْفَعًا - قرآن پاک میں
ابو جہل کے متعلق ہے لَنَسْفَعًا بِالنَّارِ
صیغہ ہم ضرور اس کی پیشانی پکڑ کر
ٹھٹھکیں گے۔

بعد ما ہے چوں رسیدن آں طرف
جب وہ اس طرف ایک مہینہ کے بعد پہنچے
روستائی میں کہ از بدینتی
دیہاتی کو دیکھ کہ بدینتی سے
روئے پنہاں می گند زایشاں بروز
ان سے دن میں منہ چھپاتا ہے
آنچناں رو کہ ہمہ زرق و شرست
ایسا چہرہ جو مجسم کر اور شرارت ہے
رویا ہا باشد کہ دیواں چوں مگس
بہتر سے چہرے ہوتے ہیں کہ شیاطین کی طرح
چوں بہ بنی روئے شاں در توفند
جب تو ان کا چہرہ دیکھے گا وہ تجھے چٹپٹیں گے
در چناں روئے خبیثِ عاصیہ
ایسے ہی خبیث نامرین چہرے کے بارے میں
چوں پر سیدند و خاش یافند
جب انہوں نے معلومات کیں اور اس کا گھر پایا
بنیوا ایشاں ستوراں بے علف
وہ بے سر سامان اور چوپائے بغیر گھاس کے تھے
می گند بعد اللیسا ۲ والیسی
چناں چیں کے بعد کرتا ہے
تا سوئے باغش نہ بکشایند پوز
تاکہ وہ اس کے باغ کی جانب منہ نہ کھولیں
از مسلماناں نہاں اولیٰ ترست
مسلمانوں سے چھپا رہنا بہتر ہے
بر سرش بنشستہ باشد چوں حرس ۳
(اور) پہرہ دہل کی طرح ان کے سر پر بیٹھے ہوتے ہیں
یا مبیس شاں چوں بدیدی خوش مخند
یا تو ان کو نہ دیکھ پا اگر دیکھتا ہے تو مت ہنس
گفت یزدان نَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ
خدا نے فرمایا ہیں ہم پیشانی پکڑ کر ٹھٹھکیں گے
ہچوں خویشاں سوئے در بشتافند
اپنوں کی طرح مٹھڑے کی طرف دوڑے

خوبه اشد زیں کجروی دیوانہ و ش

خوبہ اس بد تیزی سے دیوانہ جیسا ہو گیا

چوں در افتادی بچہ تیزی چہ سود

تو جب کنویں میں گر گیا تیزی سے کیا فائدہ

شب بسر ما روز خود خورشید سوز

رات جاڑے میں اور دن خود جلانے والے سہج والا

لیکن بود از اضطرار و بے زری

لیکن مجبوری اور مفلسی کی وجہ سے تھا

شیر مردارے خور داز جوع زار

بھوک سے لاغر شیر مردار کھا لیتا ہے

کہ فلانم مر مرا نیست نام

کہ میں فلاں ہوں میرا یہ نام ہے

یا پلیدی یا قرین پا کی

تو تپاک ہے یا پاکی سے مصروف ہے

ہیچکو نہ نیستم پروائے تو

مجھے تیری کوئی پروا نہیں ہے

نیست از ہستی سر مویم اثر

میرے وجود کا ایک بال برابر بھی نشان نہیں ہے

در دل و جانم بجز اللہ نیست

میرے دل و جان میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی

تا برادر شد یفر من اخیہ

کہ بھائی اپنے بھائی سے بھاگنے لگا

تو تھا خوردی ز خوان من دو تو

میرے دسترخوان سے خوب لذت کھانے کھائے ہیں

کل سرجا وز الاتین شاع

جو راز سے آگے بڑھا شائع ہو گیا

درفر و بستند اہل خانہ اش

اس کے گھر والوں نے صوفہ بند کر لیا

لیک ہنگام دُشتی ہم نبود

لیکن سختی کا وقت بھی نہ تھا

برودش مانند ایشاں پنجر وز

وہ اس کے صوفہ پر پانچ روز پڑے رہے

نے ز غفلت بود مانند خری

پڑا رہنا غفلت کی وجہ سے تھانہ حماقت کی وجہ سے

بالیمناں بستہ نیکاں ز اضطرار

مجبوری سے بھلے کمینوں سے وابستہ ہو گئے

اوہمی دیدش ہی گردش سلام

وہ شہری اس دیہاتی کو دیکھتا سلام کرتا

گفت باشد من چہ دانم تو کئی

اس دیہاتی نے کہا ہو گا میں کیا جانوں تو کون ہے

واہم روز و شب اندر صنع ہو

میں دن رات اللہ تعالیٰ کی کارگیری کا شیدا ہوں

از خوردی خود ندارم ہم خبر

مجھے خود اپنا پتہ نہیں ہے

ہوش من از غیر حق آگاہ نیست

میرا ہوش اللہ کے سوا کسی سے باخبر نہیں ہے

گفت ۳ ایں دم با قیامت شد شبیہ

اس شہری نے کہا تو یہ وقت قیامت سے مشابہ ہو گیا

شرح می گردش کہ من آنم کہ تو

وہ شہری اس دیہاتی کے لئے واضح کرتا کہ میں وہی ہوں تو نے

آں فلاں روزت خریدم آں متاع

فلاں دن میں نے تیرے لئے وہ سامان خریدا

۱۔ خوبہ یعنی شہری۔ زیں۔ یعنی

گھر والوں کے صوفہ بند کر لینے

سے۔ شب۔ بسر۔ یعنی رات

جاڑے میں گزرتی اور دن سہج کی

گرمی میں بسر ہوتا۔ نے ز غفلت۔

چونکہ ان کے پاس روپیہ پیسہ ختم ہو

چکا مجبور صوفہ پر پڑے رہے۔

۲۔ سلام یعنی سلام رکے اپنا

تعارف کرانا۔ گفت باشد یعنی دیہاتی

نے پہچاننے سے انکار کر دیا۔ واہم۔

وہ دیہاتی بزرگی کی باتیں بھگانے لگا

اور دنیا سے بے تعلقی اور اللہ اور دنیا سے

بے تعلقی اور اللہ تعالیٰ سے وابستہ محبت

بنانے لگا۔

۳۔ گفت۔ شہری خوبہ نے کہا

پھر تو یہ دن قیامت جیسا ہے کیونکہ

اس دن بھائی بھائی کو نہ پہچانے لگا۔

تو تھا لوت کی جمع ہے لذت غذا میں۔

متاع۔ سامان۔ یعنی وہ سامان جو میں

نے تجھے خریدا کر دیا۔ کل۔ سراسر۔ یہ

راز راز نہیں ہے سب جانتے ہیں۔

نے کہ بودی ماہبا مہمان من
کیا تو مہینوں میرا مہمان نہیں رہا
سیرِ مہر ما شنید ستند خلق
ہماری محبت کے راز لوگوں نے سنے ہیں
اُوہمی گفتش چہ گوئی ترہات
وہ دہلاتی اس سے کہتا کیا کہوں بکنا ہے
پنجمیں شب ابرو بارانے گرفت
پانچویں رات ایسا ابرو اور بارش آئی
چوں رسیدش کارواندر استخوان
جب چھری اس کی ہڈی تک پہنچ گئی
چوں بصد الحاح آمد سوے در
جب سینکڑوں خوشامدوں سے وہ دروازہ پر آیا
گفت من آں ہتھا بگذاشتم
خولجہ نے کہا میں نے سب حق چھوڑے
پنج سالہ رنج دید اس پنج روز
ان پانچ روز میں پانچ سال کا رنج دیکھا
یک جفا از خویش و از یار و تار
اپنے عزیز اپنے دوست اور خاندان کا ایک ظلم
زانکہ دل نہاد بر جور و جفا
کیونکہ دل اس کے ظلم و زیادتی کا عادی نہ تھا
ہرچہ بر مردم بلا و شدت ست
انسانوں پر جو مصیبت اور سختی ہے
گفت اے خورشید مہرت در زوال
خولجہ نے کہا سوہ کہ تیری محبت کا سحر تو دل پذیر ہے
امشب از باران بمادہ گوشہ
آج کی رات بارش کی وجہ سے ہمیں یک گوشہ دیدے

نے رسیدت بے کراں احسان من
کیا تجھے میرے بے انتہا احسان نہیں پہنچے
شرم! دارد روچو نعمت خورد خلق
جب خلق نعمت کھاتا ہے تو منہ شرماتا ہے
نے ترا دامن نہ نام تو نہ جات
نہ میں تجھے جانتا ہوں نہ تیرا نام نہ تیرا مقام
کا سماں از بارشش شد در شکفت
جس کے برسنے سے آسمان کو بھی تعجب ہوا
حلقہ زد خولجہ کہ مہتر! را بخوال
خولجہ نے کھنڈی بجائی کہ چوہری کو بلا
گفت آخر چیست اے جان پدر
بولا بابا! آخر کیا ہے؟
ترک کردم آنچه می پنداشتم
جو کچھ میں نے خیال کیا تھا میں اس سے باز آیا
جان مسکینم دریں سرما و سوز
میری عاجز جان نے اجازت لے کر تکلیف میں
در گرانی ہست چوں سہ صد ہزار
شدت میں تیں لاکھ سے زیادہ ہے
جانش خوگر بود با مہر و وفا
جان اس کی محبت اور وفاداری کی عادی تھی
اس یقین دان کنز خلاف عادت
یقین کر خلاف عادت ہونے کی وجہ سے ہے
گر تو خونم ریختی کردم حلال
اگر تو مجھے مار بھی ڈالے تو میں نے تجھے معاف کیا
تابیابی در قیامت توشہ
تاکہ تو قیامت میں توشہ پائے

۱۔ شرم دلو۔ ابرو کی مثل ہے منہ
کھائے آنکھ تجائے ترہات۔ خرافات
بہودہ باتیں جات۔ جائے تو۔
شکفت۔ تعجب۔ کارواندر
استخوان۔ انتہائی تکلیف حلقہ زد۔ کواڑ
کی کھنڈی بجائی۔

۲۔ مہتر۔ چوہری یعنی وہ دہلاتی
جس نے دعوت دی تھی الحاح۔ خوشامد
گفت۔ خولجہ شہری نے کہا۔ پنج
سالہ۔ یعنی یہ مصیبت ناک ایک دن
ایک سال کے برابر تھا۔ تبار۔
خاندان۔

۳۔ خلاف عادت۔ عادت کے
خلاف جو کچھ کرنا پڑتا ہے اس سے
تکلیف ہوتی ہے اگر اس کام کی
عادت ہو تو پھر وہ تکلیف وہ نہیں رہتا
ہے۔ گوشہ۔ یعنی کوئی ایسی جگہ جس
میں ہم بارش سے بچ کر لیٹ
جائیں۔

ہست آنجا گرگ را او پاسباں
وہاں وہ بھڑیے کا محافظ ہے
تازند گر آید آں گرگ سترگ
تاکہ اگر وہ مونا بھڑیا آئے تو وہ اس کو مارے
ورنہ جائے دیگرے فرمائے جست
ورنہ کوئی دھری جگہ تلاش کر لے
واں کمان و تیر درد ستم بنہ
وہ تیر و کمان میرے ہاتھ میں دے دے
گر بر آرد گرگ سر تیرش زخم
اگر بھڑیا سر نکالے گا اس پر تیر چلاؤں گا
آب باراں بر سر و در زیر گل
بارش سر پر ہے اور کچھ نیچے ہے
رفت آنجا جائے تنگ و بے مجال
اس جگہ چلا گیا جو تنگ جگہ تھی اور گنجائش کی نہ تھی
از نہیب سیل اندر کنج غار
خدا کے کونے میں بارش کے خوف سے
ہیں سزائے ما سزائے ما سزائے
یہی ہماری سزا ہے یہی سزا ہمارے لائق ہے
یا کسی کردار برائے ناگساں
یا اس نے کینوں کے ساتھ انسانیت برتی ہو
ترک گوید خدمت خاک کرام
شریفوں کی خاک کی خدمت چھوڑی ہو
بہتر از عام ورز و گلزارِ شال
بہتر ہے عوام اور ان کے انگوٹھ اور باغ سے
بہ کہ بر فرق سر شاہاں روی
اس سے بہتر ہے کہ تو بادشاہوں کے سر کی مانگ

گفت یک گوشہ است آن باغبان
دہلی نے کہا باغبان کی ایک جگہ ہے
در کفش تیر و کماں از بہر گرگ
اس کے ہاتھ میں بھڑیے کے لئے تیر و کمان رہتا ہے
گر تو آں خدمت کنی جا آن تست
اگر تو یہ خدمت کرے تو یہ جگہ تیرے لئے ہے
گفت صد خدمت کنم تو جائے وہ
اس خواجہ نے کہا میں سو خدمتیں کروں گا تو جگہ دیے
من نخسم حارسِ رز گنم
میں نہ سوؤں گا انگوٹھ کی حفاظت کروں گا
بہر حق مگذارم امشب اے دو دل
انے شکی! خدا کے لئے آج رات مجھے اس جگہ نہ چھوڑ
گوشہ خالی بدو او باحیال
گوشہ خالی تھا اور وہ مع بال بچوں کے
چوں رخ بر ہمد گر گشتہ سوار
وہ نڈیوں کی طرح ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے تھے
شب ہمہ شب جملہ گویاں کاے خدا
ساری رات سب یہ کہہ رہے تھے کہ اے خدا!
ایں سزائے آنکہ شد یارِ خساں
یہی اس کا سزا ہے جو کینوں کا دوست بنا ہو
ایں سزائے آنکہ اندر طمع خام
یہی اس کی سزا ہے جس نے بیہودہ لالچ میں
خاک پاکاں لیس و دیوارِ شال
بھلوں کی دیوار اور مٹی چائنا
بندہ یک مرد و شندل شوی
کسی روشن دل انسان کا خام ہونا

۱۔ باغبان۔ یعنی مال کی نگہری ہے جس میں وہ رات کو رہ کر بھڑیے سے حفاظت کرتا ہے۔ خدمت۔ یعنی بھڑیے کی دیکھ بھال۔ حارس۔ نگہبانی۔ رز۔ انگوٹھ کی تیل۔ وہ دل۔ مترادف۔ شکی۔ چون رخ۔ نڈی دل میں نڈیاں تہ بہ تہا ہوتی ہیں۔ نہیب خوف کچ۔ گوشہ۔

۲۔ سزا۔ بدلہ۔ سزا۔ لائق۔ کسی شرافت۔ انسانیت۔ اس سزا جو بزرگوں کی صحبت چھوڑ کر دنیا دار کی طرف بھاگتا ہے وہ نہ گھر کا رہتا ہے نہ گھاٹ کا جیسا کہ یہ خواجہ شہری۔ ۳۔ خاک۔ بزرگوں کی صحبت میں تکلیف اٹھانا دنیا داروں کی لطف اندوزیوں سے بہتر ہے۔ فرق۔ سر کی مانگ۔

از مُلُوکِ خاک جو بانگ دُہل
دنیا کے بادشاہوں سے سوائے نقدے کی آواز کے
شہریاں خود رہنماں نسبت بروح
روح کے مقابلہ میں شہری خود ڈاکو ہیں
ایں سزائے آنکہ بے تدبیر عقل
یہ اس کی سزا ہے کہ عقل کی تدبیر کے بغیر
چوں پشیمانی ز دل شد تا ۲ شفاف
جب شرمندگی دل سے اس کی تہ میں پہنچ گئی
چوں پشیمانی گشت از دل آنچہ کرد
جب اپنے کئے پر دل سے شرمندہ ہو گیا
آں کمان و تیر اندر دست او
وہ تیر و کمان اس کے ہاتھ میں
گرگ خود بروے مُسلط چوں شرر
بھڑیا خود چنگاریوں کی طرح اس پر مسلط تھا
ہر پشہ ہر کیک چوں گرگے شدہ
ہر چمچہ اور ہر پسو بھڑیے کی طرح بن گیا تھا
فرصت ۳ آں پشہ راندن ہم نبود
اس کو ان چمچروں کو اڑانے کی بھی فرصت نہ تھی
تانیاید گرگ آسپے زند
تاکہ بھڑیا نہ آجائے (اور) نقصان پہنچائے
آچنیں دندان زناں تانیم شب
اسی طرح آجی رات تک لڑتے ہوئے
ناگہاں تمثال گرگ ہشتہ
اچانک ایک آواز بھڑیے کی صحت نے
تیر را بکشد آں خولجہ ز شست
اس خولجہ نے تیر چٹکی سے چھوڑا

تو نخواہی یافت اے پیک اسبل
تو کچھ نہ پاسکے گا اس راستوں پر چلنے والے
روستائی کیست تیج بے فتوح
دیہاتی کیا ہے بے فیض کبھی بوقوف
بانگ غولے آمدش بگزید نقل
اس کو چھلاوے کی آواز آئی اور اس نے نقل اٹھادی
زاں سپس سودے ندارد اعتراف
اس کے بعد غلطی کا اقرار کوئی فائدہ نہیں دیتا ہے
بعد از اں سودش ندارد آہ سرد
اس کے بعد ٹھنڈی آہ اس کے لئے مفید نہیں ہے
گرگ را جویاں ہمہ شب سوبسو
اور پھر تمام رات بھڑیے کو دھونڈتا رہا
گرگ جویاں وز گرگ او بنخبر
وہ بھڑیے کو تلاش کرتا تھا اور بھڑیے سے بنخبر تھا
اندر اں ویرانہ شاں زخمی زدہ
جو اس دیوانہ میں ان کو کاٹ رہا تھا
از نہیب حملہ گرگ عنود
کینے بھڑیے کے حملے کے ذر سے
روستائی ریش خولجہ برگند
(اور) دیہاتی خولجہ کی ڈاڑھی نوچے
جان شاں از ناف می آمد بلب
ان کی جان ناف سے لبوں تک آ رہی تھی
سر برآور داز فراز پُشتہ
نیلے کے پیچھے سے سرا اٹھا
زد براں حیواں کہ تا افتاد پست
اس جانور کو ملا تو وہ گر پڑا

۱۔ پیک اسبل۔ مختلف راستوں کا قاصد شہریاں۔ یعنی وہ لوگ جو ظاہری علوم اور تمدن سے وابستہ ہیں۔
روح۔ یعنی سالک وادیش۔
روستائی۔ دیہاتی۔ گج۔ احمق پریشان
دراغ بے فتوح۔ بے فیض۔ چوں۔
انتہائی شرمناک کام کرنے کے بعد شرمندگی سے کیا فائدہ۔
۲۔ شفاف۔ وہ پردہ جس میں دل لپٹا ہوا ہے دل کے اندر کا سیاہ نقطہ۔
اعتراف۔ اقرار۔ گرگ۔ یعنی ہر چمچہ
اور پشہ اس کے لئے بھڑیا تھا لیکن وہ ان کی پروا کئے بغیر بھڑیے کی تلاش میں تھا۔ کیک۔ پسو۔
۳۔ فرصت۔ بھڑیے کے خوف سے بھڑیے کی جستجو میں اس قدر لگا ہوا تھا کہ چمچہ اور پسو اڑانے کی بھی فرصت نہ تھی۔ تمثال۔ تصویر ہشتہ۔
چھوٹا ہوا آزاد۔ پشہ۔ ٹیلا۔

اندر افتادن ز حیواں باد جست ۱
 کرنے سے حیوان کا گھڑ خلدج ہوا
 نا جو امر وا کہ خر گڑہ من ست
 اے ناروا! میرے گدھے کا بچہ ہے
 اندر و اشکال گرگی ظاہر ست
 ان میں بھیڑیے پن کی صحت واضح ہے
 گفت نے ہاؤے کہ جست از فرج وے
 اس دیہاتی نے کہا نہیں جو گزراں کی شرمگاہ سے خلدج ہوا ہے
 گشتہ خر گڑہ ام را در ریاض
 تو نے کھیتوں میں میرے گدھے کا بچہ مار ڈالا
 گفت نیکوتر تفحص کن شب ست
 اس خولجہ نے کہا اچھی طرح تحقیق کر لے رات ہے
 شب غلط بنماید و مُبدل بے
 رات بہت سی چیزوں کو غلط اور بدلی ہوئی دکھا دیتی ہے
 ہم شب وہم ابرہم بارانِ ثرف
 رات بھی اور ابر بھی اور گہری بارش بھی
 گفت ایں برمن چوروز روشن ست
 اس دیہاتی نے کہا یہ مجھ پر روز روشن کی طرح ہے
 درمیان بست باواں بادرا
 جیسوں ہواؤں میں اس ہوا کو
 خولجہ بر جست و بیامنا شگفت ۳
 خولجہ اچھل پڑا اور بے صبر ہو گیا
 کلہلہ طرا رشید آورده
 کہ بیوقوف گرہ کٹ تو نے مکر کیا ہے
 درسہ تاریکی شناسی بادِ خر
 تین اندھیریوں میں تو گدھے کی ہوا کو پہچانتا ہے

۱۔ باد جست۔ اس کے پیٹ کی ہوا
 خلدج ہوئی۔ گڑہ۔ پچھیرا۔ ابرمن۔
 دیو، شیطان۔ خیر۔ خبر دینے والا۔
 فرج۔ شرمگاہ۔ ریاض۔ روضہ کی جمع
 ہے۔
 ۲۔ بطل۔ کشادگی۔ انقباض۔ تنگی۔
 تفحص۔ جستجو۔ جب۔ محبوب۔ مخفی۔
 گفت۔ دیہاتی نے کہا۔ زاد۔ مسافر
 کا توڑ۔
 ۳۔ شگفت۔ صبر۔ لہلہ۔ بیوقوف
 طرا۔ جیب تراش۔ رشید۔ مکر۔
 بنگ۔ بھنگ۔ خیرہ۔ دیوانہ

روستائے ہائے کرد و کوفت دست
 دیہاتی نے ہائے کی اور ہاتھ سر پر ملا
 گفت نے ایں گرگ چوں آہرمن ست
 (خولجہ نے) کہا نہیں یہ دیو پکڑ بھیڑیا ہے
 شکل اواز گرگی او مخبر ست
 اس کی شکل اس کے بھیڑیا ہونے کو بتا رہی ہے
 می شناسم ہچناں کا بے زے
 میں اس کو پہچانتا ہوں جیسا کہ پانی کو شراب سے
 کہ مبادت بسط ۲ ہرگز ز انقباض
 (خدا کرے) تجھے تنگی سے فراخی کبھی نصیب نہ ہو
 شخصہا در شب زناظر محجب ست
 رات میں صدمتیں آنکھ سے مخفی ہوتی ہیں
 دید صائب شب ندارو ہر کسے
 رات میں ہر شخص ٹھیک ٹھک نہیں رکھتا ہے
 ایں سہ تاریکی غلط آرد شگرف
 یہ تین اندھیریاں بڑی غلطی پیدا کر دیتی ہیں
 من شناسم بادِ خر گڑہ من ست
 میں پہچانتا ہوں یہ میرے گدھے کا بچہ کا گدھ ہے
 می شناسم چوں مسافر زادرا
 میں پہچانتا ہوں جیسا کہ مسافر تو شد کو
 روستائی را گریبان گرفت
 دیہاتی کا گریبان پکڑ لیا
 بنگ و لفیوں ہر دو باہم خورده
 بھنگ اور لفیوں دونوں ملا کر تو نے کھائی ہیں
 چوں ندانی مر مرا اے خیرہ سر
 اے دیوانے! تو مجھے کیوں نہیں پہچانتا ہے؟

آنکہ داند نیم شب گو سالہ را
جو آہی رات میں پھڑے کو پہچان لے
خویش را عارف اے و ولہ کنی
اپنے آپ کو باخدا اور عاشق بناتا ہے
کہ مرا از خویش ہم آگاہ نیست
کہ مجھے اپنی بھی خبر نہیں ہے
انچہ دی خورم از انم یاد نیست
میں نے جو کل کھلایا وہ بھی مجھے یاد نہیں ہے
عقل و مجنون ہنم یا دآر
مجھے اللہ کا عقل اور دیوانہ سمجھ
آنکہ مردارے خورد یعنی بنید
جو شخص حرام یعنی بنید پی لیتا ہے
مست و بنگی را طلاق و بیع نیست
مست اور بھگ پینے والے کی طلاق اور بیع معتبر نہیں ہے
مستی کا یز بُوئے شاہ فرد
وہ مستی جو یکتا شاہ کی خوشبو سے پیدا ہو
پس بر او تکلیف چوں باشد روا
اس کو تکلف بنانا کیسے جائز ہو گا؟
با ربر گیدند چوں آمد عرج
جب لنگڑا پن آ جاتا ہے بوجھ ہٹا لیتے ہیں
پہنچیں لیس علی الاعرج حرج
اسی طرح لنگڑے پر گناہ نہیں ہے
بارکہ نہد در جہاں خرگرہ را
گدھے کے بچے پر بوجھ کون لادتا ہے؟
سوئے خود اعمی شدم از حق بصیر
اپنے لئے میں اندھا ہوں خدا کے معاملہ میں بینا ہوں

چوں نداند ہمرہ دہ سالہ را
وہ دس سالہ ساتھی کو کیسے نہیں پہچانتا؟
خاک در چشم مروت می زنی
مروت کی آنکھ میں دھول جھونکتا ہے
در لم گنجا بجز اللہ نیست
میرے دل میں اللہ کے سوا کسی کی گنجائش نہیں ہے
ایں دل از غیر تحیر شاد نیست
یہ دل مقام حیرت کے علاوہ کسی چیز سے خوش نہیں ہے
در چنین بیخوشیم معذور دار
اس طرح کی مدہوشی میں مجھے معذور سمجھ
شرح او را سوئے معذورال کشید
شریعت اس کو معذوروں میں داخل کر دیتی ہے
ہمچو طفل ست او معاف و مطلقے ست
وہ بچہ کی طرح ہے جو معاف اور آزاد ہے
صدخم سے در سر و مغز آں نکرد
شراب کے سونکے بھی سر اور دماغ میں وہ نہیں کر سکتے
اسپ ساقط گشت و شد بدست و پا
گھوڑا گر گیا ہے اور وہ بے دست و پا ہو گیا ہے
گفت حق لیس علی الاعمی حرج
اللہ تعالیٰ نے فرمایا اندھے پر گناہ نہیں ہے
نیست رنجے چوں اعمی و چوں عرج
اندھے پن لنگڑے پن کی طرح کئی مصیبت نہیں ہے
درس کہ دہد یاری بومرہ را
فاری کا سبق شیطان کو کون پڑھاتا ہے؟
پس معافم از قلیل و از کثیر
تو مجھے تھوڑے اور زیادہ سے معافی ہے

۱۔ عارف۔ خدا کی معرفت وہ
والہ۔ فریفتہ، عاشق۔ انچہ۔ یہ بھی
دیہانی کا مقولہ ہے تحیر۔ حیرانی۔
عقل۔ یہ بھی دیہانی کا قول ہے
بنید۔ یعنی وہ شراب جس کا پینا حرام

۲۔ طلاق۔ امام شافعی کے نزدیک
شراب سے مدہوش کی طلاق اور بیع
واقع نہیں ہوتی ہے۔ مطلق۔ یعنی
تکالیف سے آزاد شافعیہ اللہ تعالیٰ۔
اسپ ساقط گرے ہوئے گھوڑے
سے بوجھ ہٹا دیا جاتا ہے۔ عرج۔ لنگڑا

۳۔ خرج۔ تنگی، گناہ، عرج۔ لنگڑا
بومرہ۔ شیطان کی کنیت ہے سوئے
خود یعنی میں اللہ کے معاملہ میں ہوش
میں ہوں اور اپنے معاملہ میں بے خبر
ہوں۔ معاف بخشا ہوں۔ گزر کیا ہوں۔

لاف درویشی زنی و بخودی ہائے و ہوئے عاشقان ایز دی
تو درویشی لود بے خودی کی دیکھیں ملتا ہے اللہ کے عاشقوں جیسی ہائے وہو کرتا ہے
کہ زمیں را من ندانم ز آسمان امتحانت اے کرد غیرت امتحان
کہ میں آسمان اور زمین میں فرق نہیں کر سکتا ہوں غیرت خلوندی نے تیرا خوب امتحان کیا
باد خرکرہ چنین رسوات کرد ہستی نفی ترا اثبات کرد
گدھے کے بچے کے گھڑ نے تجھے رسوا کر دیا تیری ہستی کی نفی کے جھوٹ کا اثبات کر دیا
آچنین رسوا کند حق شید را آچنین گیرد رمیدہ صید را
اللہ تعالیٰ مگر کو اسی طرح رسوا کرتا ہے بھاگے ہوئے شکار کو اسی طرح پکڑتا ہے
صد ہزاراں امتحانست اے پدر ہر کہ می گوید من شدم سرہنگ در
ہزاروں آزمائشیں ہیں اس کے لئے جو یہ کہے میں اللہ کے در کا سپاہی ہوں
گر نداند علمہ اُورا امتحان چخوگان را جو یندش نشان
اگرچہ عوام اس کو امتحان نہیں سمجھتے لیکن راجہ حق کے پختہ کار اس کا پتہ لگا لیتے ہیں

اشارات در شناختن مدعی کمال را صاحب کمال
مدعی کمال کو صاحب کمال اور عوام کی جانب سے غلط بکواس کو
وگزار غلط از عوام
پہچاننے کے بارے میں اشارہ

۱۔ امتحانت۔ یعنی تیرے دعووں کا
اللہ نے امتحان لیا۔ نفی۔ یعنی تو مقامِ اہمنا
میں پہنچنے کا دعویٰ کر رہا تھا اللہ نے
ثابت کر دیا کہ یہ تیرا دعویٰ غلط ہے۔
۲۔ صد ہزار۔ جب کوئی عشقِ الہی
کا دعویٰ کرتا ہے اس کی آزمائشیں
شروع ہو جاتی ہیں۔ چخوگان۔
خاصانِ خدا دعوے کی حقیقت کو
پہچان لیتے ہیں۔ خیاطی۔ ہڈی
پکڑنا۔
۳۔ اٹلس۔ ایک دشمن کپڑا
ہے۔ غلطاق۔ قبا۔ دو شاخ۔ دعوے
کے دونوں پہلو یعنی ان کا صحیح یا غلط
ہونا۔ چون بیند۔ زخم لگنے پر ہتھیار
ڈالا دیتا ہے اور اپنے آپ کو قیدی بنا
دیتا ہے۔ دیور۔ کچھوا ہوا۔

چوں گند دعویٰ خیاطی کے افگند در پیش اوشہ طلے ۳
جب کوئی ہڈی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے بادشاہ اس کے سامنے اٹلس ڈال دے دیتا ہے
کہ برائیں را بغلطاق فراخ ز امتحان پیدا شود اُورا دو شاخ
کی اس کی چوڑی قبا تراش دے (اور) امتحان سے اس کے دونوں پہلو ظاہر ہو جاتے ہیں
گر نبودے امتحان ہر بدے ہر مخت در وعا رستم بدے
اگر ہر برے کے امتحان کا طریقہ نہ ہوتا جنگ میں ہر بیجوا رستم ہوتا
خود مخت راز رہ پوشیدہ گیر چوں بہ بیند زخم او گرد و اسیر
بیجواے کو زندہ پوش فرض کر جب اس کے زخم لگے گا قیدی بن جائے گا
مست مے ہشار چوں شد از دیور مست حق ناید بخود از نفخ صور
کچھوا ہوا سے شراب کا مست کیسے ہو شید ہو گیا اللہ کا مست صور پھکنے سے بھی ہوش میں نہیں آتا

بادۂ حق راست باشد نے دروغ
 اللہ کی شراب پکی ہوتی ہے نہ کہ جھوٹی
 ساختی خود را جُدید و بایزید
 تو نے اپنے آپ کو جنید اور بایزید بنایا
 بد رگی و مہلبی و حرص و آرز
 بد ذاتی، اور کالی اور حرص اور لالچ کو
 خویش را منصورِ حلاجے گنی
 اپنے آپ کو منصورِ حلاج بناتا ہے
 کہ نہ شناسم عمر از بولہب
 کہ میں عمر اور بولہب میں فرق نہیں کرتا ہوں
 اے خرے کایں از تو خرابا و رگند
 اے گدھے تیری ان باتوں پر گدھا یقین کر سکتا ہے
 خویش را از رہرواں کمتر شمر
 اپنے آپ کو سالکوں سے کم تر سمجھ
 باز پر از شید و سُوئے عقل تاز
 مکاری سے ہٹ اور عقل کی طرف دوڑ
 خویشتن را عاشقِ حق ساختی
 تو نے اپنے آپ کو خدا کا عاشق بنایا ہے
 عاشق و معشوق را در رستخیز
 قیامت میں عاشق اور معشوق کو
 توچہ خود را گنج و بیخود کردہ
 تو نے اپنے آپ کو دیوانہ اور مدہوش کیا ہے
 رو کہ شناسم ترا از من بچہ
 جا میں تجھے نہیں پہچانتا ہوں میرے پاس سے بھاگ
 تو تو ہم می گنی از قربِ حق
 تو اللہ تعالیٰ کے قرب کا گمن کرتا ہے

دوغِ اخوردی دروغِ خوردی دوغِ دوغ
 تو نے چھاپہ بی جتو نے چھاپہ بی ہے چھاپہ چھاپہ
 رو کہ شناسم تیر را از کلید
 کہتا ہے جا میں کلید اور کنجی میں امتیاز نہیں کرتا ہوں
 چوں گنی پنہاں بہ شیداے مکر ساز
 اے مکار! تو مکر سے کیسے چھپا لے گا
 آتش در پنبہ یاراں زنی
 دوستوں کی روئی میں آگ لگاتا ہے
 بادِ خر گزہ شناسم نیم شب
 گدھے کے بچے کا گزہ آدھی رات میں پہنچا لیتا ہوں
 خویش را بہر تو کور و گر گند
 جو تیری خاطر اپنے آپ کو اندھا بہرا بنالے
 تو حریف رہزنانی گہ مخور
 تو ڈاکوؤں کا ساتھی ہے، گھاس نہ کھا
 کے پرو بر آسمان پترِ مجاز
 نقلی پر آسمان پر کب اڑتا ہے؟
 عشق بادِ یوسیا ہے باختی
 لیکن دوستی کالے شیطان سے کی ہے
 دو بدو بند ندو پیش آرند تیز
 اکٹھا باندھیں گے اور فوراً پیش کریں گے
 خون رز کو خون مارا خوردہ
 انگوڑ کا خون کہیں؟ تو نے ہمارا پیا ہے
 عارفِ بیخویشم و بہلول وہ
 میں عارف (باللہ) مدہوش ہوں اور گاؤں کا بہلول ہوں
 کہ طبق گرد و رنبد از طبق
 کہ طبق بنانے والے طبق سے دور نہیں ہوتا ہے

۱۔ دوغ۔ چھاپہ۔ رو۔ یعنی تو کہتا
 ہے جاؤ مجھے کچھ خبر نہیں ہے۔ مہلبی۔
 سستی۔ کالی۔ منصور۔ یہ بزرگ دہائی
 دھنے کا پیشہ کرتے تھے سای لے
 حلاج کہلاتے تھے پنبہ یا زہریں۔
 یعنی دوستوں کے حقوق۔ کور و گر۔ یعنی
 بغیر سے اور دیکھے تیری تصدیق کرتا
 رہے۔

۲۔ رہرواں۔ سالکین۔ حریف ہم
 پیش۔ کہ مخور۔ بکواس نہ کر۔ سہر۔ مجاز۔
 مصنوعی پر۔ عاشق و معشوق۔ یعنی
 شیطان اور اس کے پجاری۔ گنج۔
 دیوانہ۔ آفت۔ خون رز۔ انگوڑ کا خون
 یعنی شراب۔

۳۔ رو کہ شناسم۔ یہ بھی اسی بہلولی
 کا قول ہے۔ بہلول۔ مشہور بزرگ
 گزرے ہیں۔ کہ طبق۔ یعنی اللہ
 خالق ہے تو مخلوق کو احاطہ اس سے
 قرب حاصل ہے۔

صد کرامت دارد کارو کیا ۱
 سینکڑوں کراتیں لہ شان و شوکت رکھتا ہے
 موم دروستت چو آہن می بود
 تیرے ہاتھوں میں موم لوہا ہوتا ہے
 قرب وحی عشق دارند ایں کرام
 یہ بزرگ عشق کی باتوں کا قرب رکھتے ہیں
 میزند خورشید بر گہسارو زر
 سوج پہاڑ پر بھی چمکتا ہے اور سونے پر بھی
 کہ ازاں نبود خبر مر بیدرا
 کہ بید کے دخت کو اس کی خبر بھی نہیں ہے
 آفتاب از ہر دو کے دار و حجاب
 سوج دھنوں تاکب پندہ رکھتا ہے
 کہ شمار یختہ از وے می خوری
 کہ تو اس کے کھل کھاتا ہے
 غیر زو تر خشک گشتن گویاب
 اس سے بھی زیادہ خشک ہونے کے علاوہ تو اور کیا پائے
 غیر خشکی می برد چیزے دگر
 سوائے خشکی کے اور کوئی چیز حاصل کی؟
 کہ بہ عقل آید پشیمانی خورد
 کہ ہوش میں آئے تو شر مندی اٹھائے
 عقلہائے پختہ حسرت می برند
 پختہ عقلیں حسرت کرتی ہیں
 گرتوزاں مے شیر گیری شیر گیر
 اگر تو اس شراب سے شیر پکڑنا چاہتا ہے تو شیر پکڑ
 ہمچو مستان حقائق بر پیچ
 حقائق کے مستوں کی طرح نہ بیٹھ

ایں نمی بنی کہ قرب اولیا
 تو یہ نہیں دیکھتا کہ اولیا کا قرب
 آہن از داؤد مومے می شود
 حضرت داؤد کے ہاتھ ہے لوہا موم ہو جاتا ہے
 قرب حق و رزق بر جملہ بست عام
 اللہ کا قرب اور رزق سب کے لئے عام ہے
 قرب بر انواع باشد اے پدر
 بابا! قرب کی قسمیں ہوتی ہیں
 لیک قربے ہست باز رشید را ۲
 لیکن سونے کے ساتھ سوج کا قرب ہے
 شاخ خشک و تر قریب آفتاب
 تر اور خشک شاخ آفتاب کے قریب ہے
 لیک کوآں قربت شاخ طری
 لیکن کہہ دو تر شاخ کی قربت ہے
 شاخ خشک از قربت آں آفتاب
 اس آفتاب کی قربت سے خشک شاخ کو
 بنگراں کال شاخ خشک از قرب خود
 یہ دیکھ کر سوج کے قرب سے اس خشک شاخ کو
 آنچناں مستے مباش اے بے خرد
 اے بے عقل! تو ایسا مست نہ بن
 بلکہ ذال مستال کہ چوں مے میخورند
 بلکہ مستوں میں سے (بن) کہ جب وہ شراب پیتے ہیں
 اے گرفتہ ہمچو گر بہ موش پیر
 اے وہ کہ جس نے لمبی کی طرح بوندھا چوہا پکڑا ہے
 اے نخورده از خیال جام پیچ
 اے وہ کہ تو نے جام کے خیال سے کچھ بھی نہیں پیا

۱ کارو کیا۔ شان و شوکت یعنی اولیاء کا قرب محض خالق و مخلوق والا قرب نہیں ہے وہ خاص قرب ہے۔ آہن حضرت داؤد کو جو قرب الہی حاصل تھا اس کا نتیجہ یہ تھا کہ ان کے ہاتھ میں لوہا موم بن جاتا تھا، محض خالقیت اور مخلوقیت کے تعلق سے یہ بات پیدا نہیں ہوتی۔ قرب حق۔ اللہ ہر انسان کی شدت سے بھی زیادہ اس سے قریب ہے اور اپنی رزاقیت کے اعتبار سے بھی سب سے قریب ہے۔ یہ قرب تو سب ہی کو حاصل ہے۔ کرام۔ جو اللہ کے دربار کے مقرب ہیں۔ ان کو عشق کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

۲ رشید۔ خورشید کا مخفف ہے۔ بید۔ بے پھل دخت سے دوسرے درختوں کے پھل سوج کے قرب سے پکتے ہیں۔ بید کو اس قرب سے کوئی فائدہ نہیں ہے کہ شمار تر شاخ پر سوج کی وجہ سے پھل آتے ہیں اور پکتے ہیں۔ شاخ خشک۔ خشک شاخ کو سوج کا قرب اور خشک کر دے گا۔ ۳ آنچناں مستے۔ یہ غیر واقعی مستی کا اظہار شرمندگی کی موجب ہوگا بلکہ۔ کالمین کی دیوانگی عقل مندوں کے لئے باعث خشک ہے۔ موش پیر یعنی دنیا کی ناقص دولت۔ مے۔ یعنی عشق۔ شیر کہ۔ گیر۔ یعنی معارف الہیہ۔ اے نخورده۔ جام حقیقت پینا تو درکناس کا تصور بھی نہیں حاصل ہوا۔

می فتنی آنسو وایں سو مست دار
تو مستوں کی طرح ابرہ کو گرتا ہے
گر بدایں سو راہ یابی بعد ازاں
اگر اس کے بعد تو اس طرف رہ یاب ہو جائے
جملہ ایں سوئی ازاں سو گپ مزین
تو بالکیہ اس جانب کاہ ہے اس جانب کی گپ نہ بد
آں خضر جاں کز اجل نہر اسد او
وہ خضر کی جان والا جزیت سے نہ گھبرائے
کام از ذوق تو ہم خوش گنی
وہی ذوق سے تو خلق کو خوش کر رہا ہے
پس بیک سوزن ہی گردی زباد
تو ایک سوئی سے ہوا سے خالی ہو جائے گا
کوزہ سازی ز برف اندر شتا
تو جلاڑوں میں برف سے پیالے بناتا ہے

اے تو ایں سو نیستت آنسو گزار
اور تو ابرہ کا ہے تیرا ابرہ گزرا بھی نہیں ہے
گہ بدیں سو گہ بدایں سو سر فشال
کبھی ابرہ کو کبھی ابرہ کا سر جھٹک
چوں نداری موت ہرزہ جاں ممکن
جب تجھے موت نہیں آ رہی ہے تو خولہ نزع طاری نہ کر
شاید ار مخلوق را شناسد او
اگر وہ مخلوق کو نہ پہچانے اس کے لئے مناسب ہے
دردی در خیک خود پریش گنی
تو اپنی مشک میں پھونک بھر رہا ہے اور اس کو پر کر رہا ہے
آچنیں فربہ تن لاغر مباد
کمزور بدن والا اس طرح کا فربہ نے بنے
کے گند چوں تاب بیند آں وفا
وہ جب گری دیکھے گا وفاداری کب کرے گا۔

نہ ایں سو۔ عالم ناسوت۔ آنسو۔
عالم ملکوت۔ گردیاں سو۔ اگر انسان
حقیقت تک پہنچ جائے تو پھر شوق
سے وجد کرے چوں نداری۔ جب
موت کا وقت نہیں ہے تو خولہ نزع
اپنے اور نزع طاری کرتا حماقت
ہے۔ آں خضر جاں۔ یعنی فنا فی اللہ
کے مقام پر پہنچ کر انسان مخلوق کو نہ
پہچانے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

۲ خیک۔ مشک۔ پس۔ مست
حق کسی تکلیف سے نہیں گھبراتا فرضی
شیخ کی حقیقت معمولی تکلیف واضح
کر دیتی ہے کوزہ برفانی ملکوں
میں موسم سرما میں بچے برف کے
کھولنے بناتے ہیں۔

۳ شغال۔ گیند۔ اس حکایت کا
مقصود یہ ہے کہ فرضی شیخ کی مثال اس
گیند کی سی ہے جس نے رنگین ہو کر
مہر ہونے کا دعویٰ کر دیا تھا۔ ہرنگ۔
تاخیر طاؤس۔ مہر۔ علیین۔ جنت۔
بہر لال۔

افراد شغال ۳ درخیم رنگ و رنگیں شدن وے و عوائے
گیند کا رنگ کے منکے میں گر جاتا اور اس کا رنگین ہو جاتا اور
طاؤسی نمودن در میان شغالات دیگر
گیندوں میں مہر ہونے کا دعویٰ کرنا

آں شغالک رفت اندر خم رنگ
وہ ذلیل گیند رنگ کے منکے میں (گر) گیا
پس برآمد پوستش رنگیں شدہ
پھر نکلا تو اس کی کھل رنگین ہو گئی تھی
پشم رنگیں رونق خوش یافتہ
رنگیا بالوں نے عمدہ رونق حاصل کر لی تھی
دید خود را سرخ و سبز و بود وزرد
اس نے اپنے آپ کو سرخ اور ہنر اور لال اور پیلا دیکھا
اندر اں خم کرد یک ساعت درنگ
وہ اس منکے میں تھوڑی دیر ٹھہرا
کہ منم طاؤس غلین شدہ
اس نے کہا کہ میں تو جنت کا مہر ہو گیا ہوں
آفتاب آں رنگہا بر تافتہ
سورج نے ان رنگوں کو چکا دیا تھا
خوشتن را بر شغالات عرضه کرد
اپنے آپ کو گیندوں پر پیش کیا

جملہ گفتند شغال کحل چست
کہ ترا در سر نشاط ملوئیست
سب نے کہا اے حقیر گنڈا تیرے کیا حال ہے؟
از نشاط ازما کرا نہ کردہ
مستی سے تو ہم سے جدا ہو گیا ہے
یک شغالے پیش اوشد کافلاں
ایک گنڈا اس کے سامنے گیا کہ لو فلاں
شید کر دی تابه منبر برجہی
تو نے مکر کیا تاکہ تو منبر پر چڑھے
بس بکوش یدی ندیدی گرمیے ۲
تو نے بہت کوشش کی لیکن گرمی نہ دیکھی
صدق و گرمی خود شعار اولیاست
سچائی اور گرمی اولیاء کا شعار ہے
کالتفات خلق سوئے خود کشند
تاکہ مخلوق کی توجہ اپنی طرف کر لیں

۱۔ ملوئی۔ لپٹنے والا۔ کرانہ۔ کندہ۔
تابہ منبر۔ چونکہ مولانا نے گنڈے سے
بہنوئی شیخ مراد لیا ہے لہذا اس کے لئے
منبر کا لفظ بھی استعمال کیا ہے۔
۲۔ گرمیے۔ یعنی حقیقی عشق کی
گرمی۔ شعار۔ علامت نشان۔
چرب کردن۔ مولا نے بہنوئی شیخ
کی حالت کو اس شیخی خورے کی
حکایت سے سمجھایا ہے جس کا باطن
خالی ہے۔ ظاہر چمکنا چڑا ہے۔
۳۔ دنبہ۔ چمکی۔ منجھان۔
ذیل۔ سبلیں۔ دونوں مونچھیں۔
منعمان۔ مالدار لوگ۔ لوت چربے
چمکی غذا۔ رمز۔ یعنی مونچھوں پر ہاتھ
پھیر کر اشارہ کرتا تھا کہ ان کی چمکنائی
میری گواہ ہے۔

چرب کردن مرد لانی لب و سبلیت خود را ہر بامداد
ایک شیخی خورے کا ہونٹ اور مونچھوں کو ہر صبح کو دنبہ کے چمکے سے چمکنا
پوست دنبہ و برواں آمدن میان حریفان کہ چنیں و چننا خورده ام
کرنا اور دوستوں میں باہر آنا کہ میں نے ایسا ایسا کھانا کھلایا ہے

دنبہ ۳ پارہ یافت شخصے مستہاں
ایک ذیل فمخ نے دنبہ کی کھل کا ٹکڑا پالیا
در میان منعمان رفتے کہ من
مالدوں میں جاتا کہ میں نے
دست بر سبلیت نہادے در نوید
خوشخبری دیتے وقت مونچھوں پر ہاتھ پھیرتا ہے
کایں گواہ صدق گفتار من ست
کہ یہ میری بات کے سچے گواہ ہیں

ہر صبا چرب کردے سبلیتاں
ہر صبح کو دونوں مونچھوں کو چمکنا کرتا
لوت چربے خورده ام در انجمن
ایک مجلس میں مرغن غذا کھائی ہے
رمز یعنی سوئے سبلیت بنگرید
اشارہ تھا یعنی مونچھیں دیکھو
ویں نشان حرب و شیریں خور و نست
اور یہ چمکی اور لذیذ غذا کھانے کی علامت ہے

اشکمش گفتمے جواب بے طنین

اس کا پیٹ بلا آواز جواب دینا

لاف تو مارا براتش برنہاد

تیری گنجی نے ہمیں انگڑوں پر رکھ دیا ہے

گر نبودے لاف زشتت اے گدا

اے بھکاری! اگر تیری بری گنجی نہ ہوتی

راست گر گفتمی و کج کم باختی

اگر تو ج بولتا اور کج گوئی کا کھیل نہ کھیلتا

ور نمودی عیب و کم کر دی بجفا

اگر تو عیب ظاہر کر دیتا اور ظلم نہ کرتا

گفت بحق کہ کج مجاہا گوش و دم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کان اور دم کو ٹیڑھا ہلا

کہف اندر کڑ ٹھسپ اے قحلم

اے بے غسل! قدر کے اندر ٹیڑھا رہو

ور نگوئی عیب خود بارے خمس

اگر اپنا عیب نہیں بتاتا ہے تو چپ رہ

برسبال ۳ چرب خود تکیہ ممکن

اپنی چکنی مونچھوں پر بھروسہ نہ کر

گرتو نقدے یافتی مکشاد ہاں

اگر تجھے کچھ نقدی مل گئی ہے تو لب کشائی نہ کر

سنگہائے امتحاں رانیز پیش

آزمائش کے پتھروں کے لئے بھی مد پیش ہیں

گفت یزداں از ولادت تا نحسین

خدا نے فرمایا ہے کہ پیدائش سے موت تک

امتحاں بر امتحانست اے پدر

ہوا آزمائش پر آزمائش ہے

کہ اباد اللہ کید الکفرین

کہ اللہ کافروں کے مکر کو برباد کرے

کاں سبال چرب تو برگندہ باد

خدا کرے تیری چکنی مونچھیں اکھڑیں

یک کریمے رحم آوردے بما

تو کوئی گنجی ہم پر رحم کرتا

یک طیبے داروئے ما ساختی

تو ہمارے علاج کے لئے ایک طیبہ پیدا کر دیتا

ہم بدے مہملی یک آشنا

کسی آشنا کی جانب سے مہملی ہو جاتی

ینفعن الصادقین صلقتهم

بچوں کو ان کا ج ضرور فائدہ دے گا

انچہ داری وانما و فلستقم

جو کچھ حالت ہے ظاہر کر دیے پھر سیدھا چل

از نمائش وزغل خود را مکش

ریا اور فریب سے اپنے آپ کو ہلا کہ نہ کر

زانکہ گر بہ برد ونبہ بے سخن

اس لئے کہ بلی بلاشبہ چکدی لے گئی ہے

ہست دررہ سنگہائے امتحاں

راستہ میں آزمائش کے بہت سے پتھر ہیں

امتحانہا ہست در احوال خویش

اپنے احوال میں بہت سے امتحانات

یفتنوں فی کل علم مرتین

اور ہر سال میں دو مرتبہ آزمائے جاتے ہیں

ہیں بکتر امتحاں خود را مخر

خبردار کتر آزمائش پر خود پسندی نہ کر

۱ اشکمش۔ اس کا پیٹ لاؤ تو
مونچھوں کی چکنائی اور گنجی کی جگہ سے
سب اعضاء بھوکے رہے تو انہوں
نے مونچھوں کو بد دعا دی۔ سبال۔
سبالت کی جمع، مونچھیں۔ راست۔
اگر بھوکا اظہار کرتا تو کوئی گنجی کھانا کھلا
دیتا۔

۲ گفت حق۔ بہت سی باتوں کا
مفہوم ہے کہ انسان کو غلط بیانی نہ کرنی
چاہئے بچوں کو ان کی سچائی اور احمالہ مفید
ہوتی ہے کہف۔ کہف کو چھپانا چاہیے
اس کا اظہار کر کے علاج کرنا چاہیے
ورنگوئی۔ اگر انسان کا باطن برا ہے تو کم
از کم بھلائی کی سچی تونہ مارے۔

۳ برسبال۔ مصنوعی نیکی پریشانی نہ
ماننی چاہیے وہ زائل ہوگی اور رسوائی ہو
گی جیسا کہ گنجی خورے کے واقعہ میں
بیان ہوا کہ چکدی کو بلی لے گئی تو وہ
رسوا ہوا۔ گرتو۔ اگر انسان کو مکمل کا کوئی
مقام حاصل ہو تو اس کا فخر یہ اظہار نہ
کرتا پھرے سنگہائے امتحان۔ یعنی
لولیاء اللہ جو کھرے کھوٹے کو پرکھ
لیتے ہیں پھر یہ لولیاء جو امتحان کی
کسوٹی ہیں خود ان کا بھی امتحان ہوتا
ہے۔ حین۔ موت۔ یفتنوں۔ یہ آیت
اگرچہ منافقین کے بارے میں ہے
لیکن اس طرح کی آزمائشیں مومنین
کی بھی ہوتی ہیں۔ امتحاں۔ ایک
آزمائش کے بعد دوسری آزمائش ہوتی
ہے کسی کوئی آزمائش میں پورا اترنے
کی وجہ سے انسان میں خود پسندی نہ
آتی چاہئے۔

ز امتحانات قضا ایمن مباش ہیں زر سوئی بترس اے خولجہ تاش

نقد پر خداوندی کے امتحانات سے مطمئن نہ ہو اے پیر بھائی! رسوائی سے ڈر

ایمن بودن بلعم باغور کہ امتحان کرد حضرت عزت

بلعم باغور کا مطمئن ہو جانا کہ خدا نے اس کا امتحان کر لیا ہے

اور اواز انہار و آمدہ بود

اور اس سے ثابت ہوا تھا؟

ز امتحانِ آخریں گشتہ مہیں

آخری امتحان سے ذلیل ہو گئے

کامتحانہا رفت اندر ماضی

کہ پہلے بہت سے امتحانات ہو چکے ہیں

اس شنیہہ باشی از اخبارِ شال

تو نے ان کی خبروں میں یہ بات سنی ہو گی

معدہ ۲ اش نفرینِ سبلیت میکند

اس کا معدہ مونچھ پر لعنت بھیج رہا ہے

سوخت مارا اے خدا رسواش کن

اے خدا اس نے ہمیں جلا ڈالا اس کو رسوا کر دے

کر ز بہارے لافند ایشاں در دیند

موسم بہار کی شنی ملتا ہے وہ موسم خزاں میں ہیں

شاخِ رحمت رازِ بن برمی کند

رحمت کی شاخ کو جڑ سے اکھاڑ دیتی ہے

وانگہاں رحمت بہین و نوش کن

تب رحمت کو دیکھ اور حاصل کر

دستِ پنہاں در دُعا اندرز وہ

چھپے ہاتھوں دعا میں لگ گیا

تا کجبد سُوئے ما رحمِ کرام

تاکہ بھلوں کا رحم ہمارے لئے حرکت میں آئے

بلعم باغور و ہلیس لعیس

بلعم باغور اور ملعون شیطان

زانکہ بودند ایمن از مکرِ خدا

کیونکہ وہ اللہ کے دَاؤ سے بے خوف تھے

عاقبت رسوائی آمد بارشاں

انجام کا وہ رسوا ہو گئے

اُو بد عویٰ میلِ دولت می گند

وہ دعوے کے ذریعہ دولت کی طرف جھک رہا ہے

کانچہ پنہاں می کند پیدائش کن

اے خدا جو وہ چھپا رہا ہے اس کو ظاہر کر دے

جملہ اجزائے تنشِ خصم ویند

اس کے جسم کے سب اعضاء اس کے دشمن ہیں

لاف ۳ وا دادِ کر مہامی گند

شنی کرموں کو لوٹا دیتی ہے

راستی پیش آریا خاموش کن

ج بول یا پ

آں شکمِ خصمِ سبالِ اُو شدہ

وہ پیٹ اس کی مونچھوں کا دشمن بنا

کائے خدا رسوا کن اس لافِ لٹام

کہ اے اللہ کہنیوں کی اس شنی کو رسوا کر دے

۱۔ خولجہ تاش۔ یعنی پیر بھائی۔

ایمن بودن۔ بلعم اور شیطان دونوں

ابتدائی کامیابیوں پر مغرور ہو گئے اور

تباہ ہوئے۔ لعیس۔ ذلیل، حقیر۔

ماضی۔ گزشتہ زمانہ۔ اُو بد عویٰ۔ نصیحتیں

کرنے کے بعد پھر اب نئی خورے

کا قصہ شروع کیا ہے۔

۲۔ معدہ ۲۔ چونکہ مونچھوں کی

وجہ سے معدہ بھوکا رہا اس لئے

مونچھوں پر لعنت بھیجتا ہے۔ کانچہ۔

معدے کی یہ دعا ہے۔ ویند۔ یعنی

در زمانہ ماہ دے اندر دے خزان کا مہینہ

ہے۔

۳۔ لاف۔ انسان کی شنی،

انسانوں اور اللہ تعالیٰ کے کرم کے

منافی ہوتی ہے۔ سبال۔ مونچھیں۔

لٹام۔ لٹیم کی جمع۔ کہیند۔

مُستجاب آمد دعائے آں شکم
اس پیٹ کی دعا مقبول ہوئی
گفت حق گر فاقی واپل صنم
خدا نے فرمایا خولہ تو فاق ہے اور بت پرست
تو دعا راخت گیسوی شخول
تو خوب دعا کر اور رو
سوزش حاجت بزو بیروں علم
محتاجی کی جلن نے جھنڈا اٹھا
چوں مرا خوانی اجاہتا گم
جب تو مجھے پکڑے گا میں قبول کروں گا
تو مشوہچ از دُعا کردن ملول
تو دعا کرنے سے کبھی نہ تھک

بُردنِ گربہ دُنبہ را و رسوا شدن پہلوان
بلی کا دنبہ (کی کھل) کو لے بھاگنا اور پہلوان کا رسوا ہونا

۱۔ مُستجاب۔ قبول شدہ۔ شخول۔

اس کا صیغہ ہے شخولیدن۔ دونا چلانا۔

۲۔ حضرت۔ دربارِ خداوندی۔

رنگ ریخت۔ یعنی لڑکا بلی کے پیچھے

بھاگا جب کامیاب نہ ہوا تو باپ کے

ڈرے اس کا رنگ بدل گیا۔ انجمن۔

یعنی وہی مجمع جہاں وہ شخی بگھلاتا تھا۔

لاانی۔ شخی بگھلانے والا۔ کپی۔ گفت

یعنی بچے نے اپنی سادگی سے سادہ قصہ

بیان کر دیا جس سے شخی خودے کا

جھوٹ کھل گیا۔

۳۔ پہلوان۔ یعنی وہی شخی خورد۔

اس قصہ یعنی یہ بات کہ بچے نے

جلس میں جا کر راز کھدیا ہے۔ رحمہا۔

یعنی ان کو اس کے افلاس پر رحم آنے

لگا۔

چوں شکم خود را بخضرت ۲ در سپرد
جب پیٹ نے اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیا
از پسِ گربہ دوید اومی گریخت
بلی کے پیچھے دوڑا وہ بھاگ گئی
آمد اندر انجمن آں طفل خورد
وہ چھوٹا بچہ مجمع میں آیا
گفت آں دُنبہ کہ ہر صبحی بدال
کہنے لگا کہ وہ دنبہ کی کھل جس سے ہر صبح کو
گربہ آمدنا گہانش در ربود
بلی آئی اور اچانک اس کو لے بھاگی
پہلواں ۳ در لاف گرم و ذوقناک
پہلوان نے شخی کی گرمی اور ذوق میں
منفعیل شد در میان انجمن
مجمعہ میں شرمندہ ہو گیا
خندہ آمد حاضراں را از شگفت
تعجب سے حاضرین کو ہنسی آ گئی
دعوتش کردند و سیرش داشتند
انہوں نے اس کی دعوت کی اور اس کا پیٹ بھر دیا
چوں شکم خود را بخضرت ۲ در سپرد
بلی آئی ' دنبہ کی کھل لے بھاگی
کودک از ترس عتابش رنگ ریخت
اس کے غصے کے ڈرے بچے کا رنگ بدل گیا
آبروئے مردِ لانی را بُرد
اس نے شخی خوردے کی آبرو کھو دی
چرب میگردے لبّاں و سبستاں
وہ ہونٹ اور مونچھیں چپکنی کرتا تھا
بس دویدیم و نگر دآں ہیچ سود
میں بہت دوڑا اور کوئی فائدہ نہ ہوا
چوں شنید ایں قصہ گشت از غم ہلاک
جب یہ قصہ سنا رنج سے ہلاک ہو گیا
سرفرو بُرد و خمش گشت از خن
سرجھکا لیا اور بات سے خاموش ہو گیا
رحمہا شاں باز جنبیدن گرفت
ان کا رحم پھر حرکت کرنے لگا
نخم رحمت درز مینش کا شتند
مہربانی کا بیج اس کی زمین میں بو دیا

اوپو ذوق! راتی دید از کرام
بے تکبر راتی راشد غلام
جب اس نے شریفوں میں سچائی کا ذوق دیکھا
بغیر تکبر کے سچائی کا غلام بن گیا
راتی را پیشہ خود کن مدام
تاشوی در ہر دو عالم نیکنام
سچائی کو ہمیشہ کے لئے اپنا پیشہ بنا لے
تاکہ تو دونوں جہان میں نیکنام ہے

دعویٰ طاووسی کردن آں شغال کہ در خم صباغ افتادہ بود
اس گیند کا مور ہونے کا دعویٰ کرنا جو رنگریز کے مسکے میں گر گیا تھا

آں شغال رنگ رنگ اندر نہفت
اس رنگ برنگ کے گیند نے آہستہ سے
بنگر آخر درمن و در رنگ من
آخر مجھے اور میرے رنگ کو دیکھ
چوں گلستاں گشتہ ام صدر رنگ و خوش
چوں باغ کی طرح سورتوں والا اور حسین ہو گیا ہوں
کر زہر و آب و تاب و رنگ ہیں
شان و شوکت، رونق اور چمک اور رنگ دیکھ
مظہر لطف خدائی گشتہ ام
مظہر لطف خدا کی گشتہ ام
میں اللہ کے کرم کا مظہر بن گیا ہوں

اے شغالاں ہیں خوانیدم شغال
اے گیندو! خبردار مجھے گیند نہ کہو
آں شغالاں آمدند آنجا بجمع
وہاں سب گیند جمع ہو گئے
پس چہ خوئیمت بگوائے جوہری
تو اے جوہری بتا ہم تجھے کیا کہا کریں؟
پس بگفتندش کہ طاووسان جاں
تو انہوں نے اس سے کہا کہ رحوں کے مور
تو چناں جلوہ گنی گفتا کہ نے
تو ایسا جلوہ دکھائے گا اس نے کہا نہیں
کے شغالے را بود چندیں جمال
کسی گیند میں اس قدر حسن کہا ہوتا ہے؟
ہمچو پروانہ بگردا گرد شمع
جیسے شمع کے چاروں طرف پروانے
گفت طاووس نری چوں مشتری
اس نے کہا: نرطاووس جو مشتری (ستارہ) کی طرح ہے
جلوہا دارند اندر گلستاں
باغ عالم ملکوت میں جلوے دکھاتے ہیں
بادیہ نارفتہ چوں گوید منے
جو کسی جنگل میں نہ گیا ہو وہ مٹی کی کیا بات کرے

۱۔ ذوق راتی۔ یعنی سچی بات کو شرفاً پسند کرتے ہیں تو وہ خود سچائی کا پابند ہو گیا۔
۲۔ صباغ۔ رنگریز۔ بنا گوش کان کی لو۔ شمن۔ بتوں کا پجاری۔ مظہر۔ چونکہ میں انتہائی حسین ہوں لہذا میں خدا کی مہربانی کا مظہر ہوں اور اس کی کبریائی کی شرح کی تھی ہوں۔
۳۔ لوح۔ یعنی میرے وجود سے اس کی عظمت کی تفصیل معلوم کی جا سکتی ہے۔ جوہری۔ وہ گیند جو زمین ہو گیا تھا۔ مشتری۔ مشہور ستارہ ہے۔ جلوہ۔ طاووس کا رقص مشہور ہے۔

بانگِ طاؤساں گنی گفتا کہ لا پس نہ طاؤس خولجہ بوالعلا
 تو مہوں کی بولی بول سکتا ہے اس نے کہا نہیں تو اے بڑائیوں والے خولجہ تو مہ نہیں ہے
 خلعتِ طاؤس آید آساں کے رزی از رنگ دعوہا بداں
 طاؤس کا لباس آساں سے اترتا ہے دعوں کی رنگینی سے تو اس تک کب پہنچ سکتا ہے
 ورتو دعو می گنی معنی بیار گہ مخور ورنہ پس گردن مخار
 اگر تو دعوئی کرتا ہے 'حقیقت پیش کر' بکواس نہ کر ورنہ کہ پھر گردن نہ کھجنا

دعوئی گردنِ فرعون الوہیت راوشیہ گردنِ اورا

فرعون کا خدائی کا دعوئی کرنا اور اس کو اس گیند کے مشابہ

بداں شغال کہ دعوئی طاؤسی می نمود

بتانا جس نے مہوں نے کا دعوئی کیا

ہمچو فرعون مرصع کردہ ریش برتر از موسیٰ پریدہ از خریش ۲
 فرعون کی طرح جس نے ہارمی کو جزا کرا کر اپنے گدھے پن سے (حضرت موسیٰ سے بلند پریشی کی
 اوہم از نسل شغالِ مادہ زاد در خم مالے و جاے اوفتاو
 وہ بھی گیند ہی کی نسل سے پیدا ہوا تھا در خم مالے کے جاے اوفتاو
 ہر کہ دید آں مال و جاہش سجدہ کرد مال اور مرتبہ کے خم میں گر گیا تھا
 جس نے اس کا مال اور مرتبہ دیکھا سامنے اس کو سجدہ کیا سجدہ افسوسیاں را او بخورد
 گشت مستک آں گدائے ژندہ دلق از سجود و از تحیر ہائے خلق
 وہ پھٹی گزری والا فقیر مست ہو گیا لوگوں کے سجدوں اور حیرتوں سے
 مال ۳ مار آمد کہ دروے زہر ہاست وال قبول و سجدہ خلق از دہاست
 مال سانپ ہے جس میں بہت سے زہر ہیں لوگوں میں مقبولیت اور ان کا سجدہ کرنا اڑیا ہے
 ہائے اے فرعون ناموسی مکن تو شغالی ہیچ طاؤسی مکن
 افسوس اے فرعون! معزز نہ بن تو گیند رہے مہوں پن نہ جتا
 سوئے طاؤساں اگر پیدا شوی عاجزی از جلوہ و رسوا شوی
 اگر تو مہوں کے سامنے آئے گا جلوه (دکھانے) سے عاجز اور رسوا ہو جائے گا
 موسیٰ و ہاروں چو طاؤساں بدند مدّ جلوہ برسر و رُویت زدند
 حضرت موسیٰ اور ہاروں چونکہ مہ تھے انہوں نے جلوے کا پر تیرے سر اور منہ پر مار دیا

۱۔ بانگ۔ مہوں کی کوک بھی بھلی ہوئی ہے خلعت مہوں کو جو حسیں لباس ملا ہے وہ قدرتی ہے گردن خنجر۔ انسان شرمندگی میں گردن کھجانے لگتا ہے مرصع۔ فرعون نے اپنی ہارمی میں قیمتی موتی پرور کھے تھے برتر۔ فرعون نے حضرت موسیٰ سے افضل ہونے کا دعوئی کیا تھا۔

۲۔ خریش۔ خری اش۔ لوہم۔ وہ فرعون اسی گیدڑی کی نسل سے تھا جو عارضی رنگ کی بچہ سے اپنے آپ کو مہ کھلانا چاہتی تھی۔ مالے۔ اس فرعون پر مال و جاہ کا عارضی رنگ تھا۔ افسوسیاں۔ فرعون کو سجدہ کرنے والے بہت سے وہ جو محض مذاق اور دل لگی کے لئے سجدہ کرتے تھے مستک۔ میں کاف تحقیر کے لئے ہے۔ گدا۔ فرعون کو گدا اس لئے کہا ہے کہ وہ حقیقت سے تہی دست تھا۔

۳۔ مال۔ دولت انسان کو اس طرح ہلاک کرتی ہے جس طرح سانپ ہلاک کرتا ہے۔ ناموسی۔ معزز پن۔ طاؤساں۔ جو حقائق کے مالک ہیں۔ موسیٰ۔ حضرت موسیٰ اور ہاروں نے معجزوں کے ذریعہ اس کو رسوا کر دیا۔

سَرنگوں اُفتادی از بالائیت

تو اپنی بلندی سے اوندھا گرا

نقش شیرِ اُفت و پیدائش کلب

تیرے شیر ہونے کی صحت چل گئی اور کتا ظاہر ہوا

پوستین شیرِ رابر خود پوش

شیر کی کھال اپنے لوپر نہ پہن

نقش شیرِ وانگہ اخلاق سگاں

شیر کی صحت اور پھر کتوں کے اخلاق

ہیچ بر خود ظن طاوسی مبر

اپنے لوپر مور ہونے کا گمان ہرگز نہ کر

خوار و بے رونق بمائی درمیاں

تو درمیاں میں ذلیل اور بے آبرو رہ جائے گا

زشتیت پیدا شد و رسوائیت

تیرا بھدا پن اور رسوائی واضح ہو گئی

چوں محک دیدی سیاہ گشتی چو قلب

جب تو نے کوئی دیکھی کھونے سکے کی طرح سیاہ پڑ گیا

اے سب گرگین زشت از حرص و جوش

اے بھدے گرگ نما کتے حرص اور جوش میں

غزہ شیرت بخوابد امتحان

شیر کی گرج تیرا امتحان لے لے گی

اے شغالِ بے جمال و بے ہنر

اے بدصورت بے ہنر گیدڑ

زانکہ طاووساں کنندت امتحان

کیونکہ مور تجھے آزمائیں گے

تفسیر و تعرفتہم فی لحن القول در بیان امتحان منافقان

”اور تم ان کو بات کے لہجے سے پہچان لو گے“ کی تفسیر منافقوں کے امتحان کے ذیل میں

یک نشان سہل ترز اہل نفاق

منافقوں کی ایک آسان پہچان

واشناسی مرورا در لحن و قول

تم اس کو بات کے لہجے سے پہچان لو گے

امتحانے می کنی اے مشتری

اے خریدار! تو امتحان کر لیتا ہے

تاشناسی از طنین سہ اشکتہ را

تاکہ تو آواز سے ٹوٹے ہوئے کو پہچان لے

بانگ چاؤش ست پیشش می رود

آواز نقیب ہے جو آگے آگے چلتا ہے

ہمچو مصدر فعل تصریفش کند

جیسا کہ مصدر ہے فعل اس میں تغیر کر دیتا ہے

گفت یزداں مرنبی را در مساق

نبی کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کے سابق میں بتا دی

گر منافق زفت باشد غزو ہول

خولہ منافق مونا خوبصورت اور بارعب ہو

چوں سفالین کوزہا را میخری

جب تو مٹی کے پیالے خریدتا ہے

می زنی دستے براں کوزہ چرا

تو اس کوزے پر ہاتھ کیوں ملاتا ہے؟

بانگ اشکتہ دگر گوں می شود

ٹوٹے ہوئے کی آواز دوسری طرح کی ہوتی ہے

بانگ می آمید کہ تعریفش کند

آواز آتی ہے تاکہ اس کی پہچان کر دے

۱۔ نقش شیر۔ جھوٹی خدائی باطل
مہو گئی اور حقیقت ظاہر ہو گئی۔ اے
سب۔ فرعون کو خطاب ہے غرہ۔
شیر بنے پر امتحان ہوگا کہ شیر کی سی
دورک بھی ہے یا نہیں۔

۲۔ مساق۔ یعنی سیاق کلام اللہ
بعض نسخوں میں لفظ مشاق ہے جس
کے معنی ہیں عہد کی جگہ اس سے بھی
مراد قرآن پاک ہے۔ گر منافق۔
اگرچہ منافقوں کی ظاہری صورت بھی
معلوم ہوگی لیکن ان کی آواز ان کی
حقیقت کھل جائے گا۔ چوں
سفالین۔ یہ اس کی مثال ہے کہ آواز
سے حقیقت کھل جاتی ہے۔

۳۔ طنین۔ بھنبھناہٹ۔ چاؤش
نقیب جو بادشہ کے آگے چلتا ہے
آواز بھی حقیقت کے لئے پیشرو
ہے۔ ہمچو مصدر۔ فعل پر نظر کر لی
جائے اگر اس میں تعلیل ہوتی ہے تو
معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مصدر بھی
معلوم ہے جیسا کہ قام اور قیام ہے
قام میں واو الف سے بدلا ہے تو قیام
میں واو یا سے بدلا، اول۔

چوں حدیث امتحانِ روی نمود
جب امتحان کی بات سامنے آئی
پیش ازیں زانِ گفتہ بودم اندکے
اس سے پہلے میں نے تھوڑا سا کہہ دیا تھا
خو استم گفتن در آں حقیقہا
میں اس میں کچھ تحقیقیں بیان کرنا چاہتا تھا
جملہ دیگرز بسیارش قلیل
اس کے بہت سے میں سے کچھ تھوڑا سا دوسرا جملہ
گوشِ گن ہاروت و ماروت را
کن لے ہاروت اور ماروت کے بارے میں

یا دم آمد قصہ ہاروت زود
مجھے فوراً ہاروت کا قصہ یاد آگیا
خود چہ گویم از ہزارش یکے
میں کیا کہوں اس کے ہزاروں میں سے ایک
تا کنوں و اماندم از تعویقہا
لیکن رکاوٹوں کی وجہ سے اب تک رکا رہا
گفتہ آید شرح یک عضو ز پیل
کہہ دیا جائے جو ہاتھی کے ایک عضو کی شرح ہوگی
اے غلام و چاکراں ماروت را
اے وہ کہ ہم تیرے چہرے کے غلام اور خادم ہیں

قصہ ہاروت و ماروت و دلیری ایشان بر امتحانِ حق تعالیٰ
ہاروت و ماروت کا قصہ اور اللہ تعالیٰ کی آزمائش پر ان کی دلیری

گوشِ دل را یک نفس ایں سوبدار
تھوڑی دیر کے لئے کان کو اس طرف متوجہ کر
مست بودند از تماشائے الہ
وہ اللہ کے دیدار سے مست تھے
آچنیں مستی ست ز استدراجِ حق
اللہ تعالیٰ کی جانب سے ڈھیل میں ایسی مستی ہوئی ہے
دانہ دامن چنیں مستی نمود
اس کے جال کے دانہ نے ایسی مستی دکھائی
مست بودند در ہیدہ از کمند
وہ مست تھے اور پھندے سے آزاد تھے
یک کمین و امتحان در راہ بود
ایک گھات اور امتحان راستہ میں تھا
امتحان میکرد شاں زیر و زبر
امتحان ان کو الٹ پلٹ کر رہا تھا

تا گویم باتو از اسرارِ یار
تاکہ میں تجھ سے دوست کے کچھ راز بیان کروں
وز عجاہمائے استدراجِ شاہ
اور شاہ اللہ کے عجائب کی ڈھیل سے
تاچہ مستیہا دہد معراجِ حق
تو اللہ تعالیٰ کی جانب عروج کیا مستیاں دیتا ہوگا؟
خوان انعامش چہاد اند کشود
اس کے انعام کا خون کس قدر مستیاں پیدا کرنا جانتا ہوں گا
ہای و ہوئے عاشقانہ می زوند
عاشقوں کی طرح ہائے دہوا کے نعرے لگاتے تھے
صرصرش چوں کاہ گہ را می ربود
جس کی آندھی پہاڑ کو تنکے کی طرح لے اڑی
کے بود سرمست رازینہا خبر
مست کو اس کی کب خبر ہوئی ہے؟

۱۔ امتحان۔ آزمائش سے رسوائی کی بات پر ہاروت و ماروت کا قصہ یاد آگیا چونکہ وہ بھی امتحان کی وجہ سے رسوا اور ذلیل ہوئے ہیں۔ از ہزاراں۔ ہاروت و ماروت کے قصے کے اسرار میں سے بہت تھوڑا بیان کیا تھا۔ خواستم۔ ہاروت و ماروت کے قصے کے اسرار بیان کرنا چاہتا تھا۔ لیکن موانع پیش آ گئے تھے۔

۲۔ شرح یک عضو۔ صرت اس قدر بیان کیا تھا جیسا کہ ہاتھی کے کسی ایک عضو کی تشریح کر دی جائے۔ زود۔ توجہ سے۔ اسرار یا خدائی راز۔ استدراج۔ وہ کشف و کلمات جن میں پھنس کر اور جن سے مغرور ہو کر سالک تباہ ہو جاتا ہے۔

۳۔ معراج حق۔ جبکہ استدراج کی مستیاں بھی اس قدر ہیں تو پھر حقیقی معراج کی مستیوں کا کیا ٹھکانہ ہے۔ دانہ دامن۔ یعنی استدراج کی مستیاں۔ مست بودند۔ ہاروت و ماروت استدراج کی مستیوں میں مدہوش ہو گئے تھے۔ صرصرش۔ امتحان کی آندھی بڑوں بڑوں کو تباہ کر دیتی ہے۔

خندق امیدان بہ پیش او یکے ست چاہ و خندق پیش او خوش مسلکے ست

خندق اور میدان اس کے سامنے یکساں ہیں کنواں اور خندق اس کے سامنے اچھا راستہ ہیں

مستی بُز از دیدن بز مادہ و جستن او بکوه مقابل

بکری کو دیکھ کر بکری کی مستی اور اس کا بالقابل پہاڑ پر کودنا

آں بُزے کو ہی براں کوہ بلند بردود از بہر خوردی ۳ بے گزند

پہاڑی بکرا بلند پہاڑ پر خوراک کے لئے بے مشقت دوڑتا ہے

تکلف چند بہ بیندنا کہاں بازی دیگرز حکم آسمان

تاکہ گھاس چکے لیکن وہ اچانک دیکھتا ہے آسمان کے حکم سے ایک دوسرا کھیل

برگے دیگر برانداز و نظر مادہ بُز بیند برآں کوہ دگر

دوسرے پہاڑ پر نظر ڈالتا ہے اس دوسرے پہاڑ سے اس پہاڑ پر کود پڑتا ہے

چشم او تاریک گردد درزماں برجہد سرمست زیں گہ تالداں

نور اس کی آنکھوں میں اندھیرا اچھا جاتا ہے مست ہو کر اس پہاڑ سے اس پہاڑی پر کود پڑتا ہے

آنچناں نزدیک بنماید ورا کہ دویدن گرد بالوعہ سرا

وہ اس کو ایسا نزدیک نظر آتا ہے جیسا کہ گھر کے چو بچے کے چاروں طرف دوڑنا

آں ہزاراں گز دو گز بنمایدش تاز مستی میل جستن آیدش

وہ ہزاروں گز کا فاصلہ اس کو دو گز نظر آتا ہے یہاں تک کہ مستی کی جست و خیز کی خوش ہوتی ہے

چونکہ بچہ در فتاند زماں در میان ہر دو کوہ بے اماں

جب کودتا ہے نوراً گر جاتا ہے دونوں بے پنہ و پہاڑوں کے درمیان

وز صیاداں بہ گہ بگریختہ خود پناہش خون اورار یختہ

وہ شکاریوں سے پہاڑ پر بھاگا تھا پنہ نے اسی اس کا خون بہا دیا

شستہ صیاداں میان آں دو کوہ ان دونوں پہاڑوں کے درمیان شکلی بیٹھے تھے

باشد ۳ اغلب صید ایں برچمنین ورنہ چالاک ست و جست و خصم بین

بکری کا شکار عموماً ایسے ہی ہو جاتا ہے ورنہ چالاک اور جست ہے اور دشمن کو دیکھ لینے والا ہے

رستم ارچہ با سرو سہلت بود دام پاگیرش یقین شہوت بود

رستم خولہ مع سر اور مونچھوں کے یقیناً شہوت اس کے پاؤں کا جال ہوتی ہے

۱ خندق۔ مست گڑھے اور ہموار زمین میں فرق نہیں کرتا ہے دونوں پر چل پڑتا ہے۔ مستی بُز۔ اس قصہ کا منشا یہ ہے کہ شہوت کی مستی میں انسان اندھا ہو جاتا ہے اور اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔

۲ خوردی۔ خوراک۔ علف۔ گھاس۔ چشم او۔ یعنی مستی میں وہ اندھا ہو جاتا ہے۔ بالوعہ۔ چو بچہ۔ سر مکان۔ کوہ بے اماں۔ چونکہ وہ دونوں پہاڑ بہت بلند تھے۔ شستہ۔ نشست کا مختلف ہے۔ شکوہ۔ شان و شوکت و دب۔

۳ باشد۔ پہاڑی بکرا۔ اسی طرح شکار ہو جاتا ہے ورنہ بہت چالاک اور ہوشیار ہوتا ہے۔ خصم بین۔ دشمن کو پہچان جانے والا۔ با سرو سہلت۔ یعنی سر میں عقل اور بہادری کے باوجود۔

ہمچو من از مستی شہوت بر
میری طرح شہوت کی مستی سے جدا ہو جا
بازاں مستی شہوت در جہاں
پھر یہ دنیا میں شہوت کی مستی
مستی آں مستی ایں بشکند
اس کی مستی اس کی مستی کو فنا دیتی ہے
آب شریں تاخوردی آب شور
جب تک تو نے میٹھا پانی نہیں پیا ہے کھادی پانی
قطرہ از باد ہائے آسمان
آسمانی شرابوں کا ایک قطرہ
تاچہ مستیہا بود املاک را
فرشتوں میں کس قدر مستیاں ہوتی ہیں
کہ بہوئے دل دریاں مے بستہ اند
کہ انہوں نے خوشبو کی جگہ سے لے کر شہوت کی جگہ تک
جو مگر آئنا کہ نومیدند و دور
سوائے ان کے جو مایوس اور دور ہیں
ناامید از ہر دو عالم گشتہ اند
وہ دونوں جہانوں سے مایوس ہو گئے ہیں

مستی شہوت ہیں اندر شتر
شہوت کی مستی لونٹ میں دیکھ لے
پیش مستی ملک داں مستہاں
فرشتے کی مستی کے سامنے بچ سمجھ
او بشہوت التفاتے کے گند
وہ شہوت کی طرف کب توجہ کرتا ہے؟
خوش نماید چوں درون دیدہ نور
ایسا عمدہ لگتا ہے جیسا کہ آنکھوں میں روشنی
برگند جاں را ز مے وز ساقیاں
جان کو دنیا کی شراب اور ساقیوں سے برگشتہ کر دیتا ہے
وز جلالت روحانے پاک را
اور پاک روحوں میں بڑائی کی وجہ سے
ختم بادہ ایں جہاں بشکستہ اند
انہوں نے اس جہان کے خم توڑ ڈالے ہیں
ہمچو کفارے نہفتہ در قبور
قبوروں میں چھپے ہوئے کافروں کی طرح
خارہائے بے نہایت کشتہ اند
انہوں نے لا انتہا کانٹے بوئے ہیں

۱۔ قدر شتر لونٹ کی مستی مشہور
ہے۔ ملک فرشتوں کو قرب الہی سے
جو مستی حاصل ہوتی ہے دنیا کی مستی
اس کے سامنے بچ ہے۔ مستی آں۔
جس شخص کو قرب الہی کی مستی حاصل
ہو جاتی ہے پھر اس پر دنیا کی مستی
طاری نہیں ہوتی۔ آب شیریں۔
خدائی مستی اور دنیا کی مستی کی مثال
شیریں پانی اور کھادی پانی ہے۔

۲۔ تاچہ فرشتوں اور روحوں کو
قرب الہی کی ایسی مستی حاصل مہوتی
ہے کہ ان کے دل اس سے وابستہ ہو
جاتے ہیں اور دنیا کی مستی کے سبب
کوہ ختم کر دیتے ہیں۔ جو مگر کفار کی
روحیں قرب الہی کی مستی سے محروم
ہیں۔ ترنا کر دین۔ قرب الہی سے جو
مستی طاری ہوتی ہے وہ بسا اوقات
استدراج ہوتا ہے اس سے ہوشیار ہونا
چاہیے اس مستی میں کوئی غلط قدم نہ
اٹھانا چاہیے۔

۳۔ پس رستہا۔ ہدایت و
ہدایت نے مستی میں غلط قدم اٹھایا
جس کا بد انجام بھگتنا پڑا۔
گستریدے۔ انسانوں نے دنیا میں
ظلم و ستم کر رکھا ہے ہم دنیا میں ہوتے
تو عدل و انصاف سے دنیا کو بھر
دیتے۔

تمنا کردن ہدایت و ہدایت مقام بشریت را و غیرت حق تعالیٰ
ہدایت و ہدایت کا بشریت کے مقام کی تمنا کرنا اور حضرت حق تعالیٰ کی غیرت

پس رستہا بگفتند اے دروغ
مستیوں کی وجہ سے انہوں نے کہا ہائے انوس
گستریدے دریں بیداد جا
ہم اس کی ظلم کی جگہ میں پھیلا دیتے
ایں بگفتند و قضای گفت ایست
یہ انہوں نے کہا اور قضا کہہ رہی تھی ٹھہر جا
برز میں باراں بدا دیے چو میخ
ہم زمین پر ابر کی طرح انصاف کی بارش برسا دیتے
عدل و انصاف و عبادات و وفا
عدل اور انصاف اور عبادت اور وفا
پیش پاتاں دام ناپیدا بے ست
تمہارے پاؤں کے آگے بہت سے چھپے ہوئے جل ہیں

۱۔ ہیں مرو۔ مولانا نصیحت فرماتے ہیں کہ اپنے آپ کو آزمائش میں نہ ڈالنا چاہیے اور ایسے مقام پر پھونک پھونک کر قدم رکھنا چاہیے کہ زموی۔ آزمائش کے راستہ میں بہت سی قومیں ہلاک ہوئی ہیں۔ تیغِ قہر۔ خدا کا غضب نازل ہوا تو وہ قومیں صفحہ ہستی سے مٹ گئیں۔ گفت۔ پاک بندوں کی تعریف میں فرمایا گیا۔ وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا اور اللہ کے نیک بندے وہ ہیں جو زمین پر خاکساری سے چلتے ہیں۔

۲۔ پرہیزگار۔ نیک بندے احسان کی راہ میں سوچ سمجھ کر وقفہ وقفہ سے قدم اٹھاتے ہیں۔ اس قضا۔ قضا ہدایت و مروت کو سمجھا رہی تھی لیکن انہوں نے کان بند کر لئے تھے۔ جزم۔ آہ۔ جن لوگوں نے خودی کو مٹا دیا ہے ان کے ہی کان کھلے ہوئے ہیں۔ جو عنایت۔ عنایت خداوندی ہی آنکھیں کھلتی ہے اور اللہ کی محبت ہی غضب الہی کو فرو کر سکتی ہے۔ جہد۔ بے توفیق۔ جب تک توفیق خداوندی میسر نہ آئے کوشش بیکار ہوتی ہے۔

۳۔ ازل۔ ایک غلہ ہے جس کا دانہ بہت چھوٹا ہوتا ہے۔ اسکو چینا کہا جاتا ہے۔ خواب دیدن۔ توفیق خداوندی چونکہ فرعون کے شامل حال نہ تھی لہذا حضرت موسیٰ کی پیدائش کو روکنے کی اس کی تمام کوششیں بیکار ثابت ہوئیں۔ تفتیق۔ پھاڑنا۔ جدا کرنا۔

ہیں! مرو گستاخ در دشتِ بالا

خبردار! مصیبت کے جنگل میں لاپرواہی سے نہ جا

کہ موی و استخوانِ ہالکاں

کیونکہ ہلاک ہونے والوں کے بال اور ہیڈیوں سے

جملہ رہ استخوان و موی و پے

سارے راستہ میں ہڈیاں بال اور پٹھے ہیں

گفت حق کہ بندگانِ جُفتِ عون

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مدد الہی کے ساتھی بندے

پا برہنہ چوں رود در خار زار

کانوں کے جنگل میں ننگے پاؤں کیسے چلے

ایں قصایِ گفت لیکن گوشِ شال

قضا یہ کہہ رہی تھی لیکن ان کے کان

چشمہا و گوشہارا بستہ اند

لوگوں نے آنکھیں اور کان بند کر لئے ہیں

جو عنایت کہ کشاید چشم را

خدا کی مہربانی کے علاوہ آنکھ کون کھول سکتا ہے

جہد بے توفیق جاں گندن بود

بے توفیق خدا کوشش جان کو فنا کرنا ہے

جہد بے توفیق خود کس رامباد

خدا کرے کسی کی کوشش بے توفیق نہ ہو

ہیں مرو کورا نہ اندر کربلا

خبردار! کربلا میں اندھوں کی طرح نہ جا

می نیابد راہ پائے سالکاں

چلنے والوں کا قدم راستہ نہیں پاتا ہے

بسکہ تیغِ قہر لاشی کردشی

کثرت سے قہر کی تلوار نے موجود کو معدوم کر دیا ہے

برز میں آہستہ می رانند ہون

خاکساری سے آہستہ چلتے ہیں

جو بہل و فکرتے پرہیزگار

پرہیزگار سوائے وقفہ اور سوچ سمجھ کے

بستہ بود اندر حجابِ جوشِ شال

ان کے جوش کے پردے میں بند تھے

جو مر آہنہارا کہ از خود رستہ اند

سوائے ان کے جو اپنی ہستی سے آزاد ہو گئے ہیں

جو محبت کہ نشاندِ خشم را

غصہ کو محبت کے علاوہ کون فرو کر سکتا ہے؟

زار زنی سے کم گر چہ صدرِ خرمن بود

اگرچہ وہ کوشش سوکھلیان ہو ایک پینے سے کم ہے

در جہاں واللہ اعلم بالصواب

دنیا میں ' اور خدا بہتر جانتا ہے

خواب دیدن فرعون آمدن موسیٰ علیہ السلام را و تدارکِ آل

خواب میں فرعون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آمد کو دیکھنا اور اس کو روکنے کی تدبیر کرنا

جہد فرعون نے چو بے توفیق بود

فرعون کی کوشش چونکہ بغیر توفیق کے تھی

ہر چہ اومی دُختِ آل تفتیق بود

جو کچھ سیتا تھا ' وہ پھاڑنا تھا



از منجم ۱۔ بُود در حکمش ہزار
اس کے حکم میں ہزاروں نجوی تھے
مقدم موسیٰ نمودندش بخواب
حضرت موسیٰ کی تشری آمدی ان کو خواب میں دکھائی گئی
بامعبر گفت وبا اہل نجوم
اس نے تعبیر دینے والوں اور نجومیوں سے کہا
جملہ گفتندش کہ تدبیرے کنیم
سب نے کہا ہم ایسی تدبیر کریں گے
تار سیدآں شب کہ مولد بوداں
یہاں تک کہ وہ رات آگئی جو حمل ٹھہرنے کی تھی
کہ بروں آرنداں روز از پگاہ
کہ اس روز صبح سے باہر لگا دیں
پس بفر مووند در شہر آشکار
پھر انہوں نے حکم دیا کہ شہر میں علانیہ
اصلاً ۲۔ اے جملہ اسرائیلیاں
کہ اے اسرائیلو! تمہاری دعوت ہے
تا شمار را رُو نماید بے نقاب
تاکہ تمہیں نقاب کے بغیر دیدار کرائے
کاں اسیراں راجز دوری نبود
کیونکہ قیدیوں اسرائیلیوں کے لئے دوری کے سہا کچھ نہ تھا
گرفتارندے برہ در پیش او
وہ اگر راستہ میں اس کے سامنے آ جاتے
یاسہ ۳۔ آل بد کہ نہ بیند چچ اسیر
قانون یہ تھا کہ کوئی قیدی اسرائیلی نہ دیکھے
بانگ چاوشان چوں درہ بشنوند
جب راستہ میں قیدیوں کی آواز سنے

وز معبر نیز و ساحر بے شمار
تعبیر دینے والے اور جادوگر بھی بے شمار تھے
کہ گند فرعون و ملکش را خراب
کہ وہ فرعون اور اس کے ملک کو تباہ کر دیں گے
چوں بُود دفع خیال و خواب شوم
مثنوی خیال اور خواب کا دفعیہ کیسے ہو؟
راہ زادن را چو رہزن می زینم
ڈاکو کی طرح اس کی پیدائش کا راستہ روک دیں گے
رہی ایں دیدنداں فرعونیاں
ان فرعون والوں کی یہ رائے ہوئی
سوئے میداں بزم و تخت بادشاہ
میدان میں تخت شاہی اور صدارت
کہ مناد یہاں کنند از شہر یار
بادشاہ کی جانب سے منادی کر دیں
شاہ می خواند شمار ازاں مکان
بادشاہ تمہیں اس جگہ بلاتا ہے
بر شما احساں گند بہر ثواب
نیکی کی غرض سے تم پر احسان کرے
دیدن فرعون دستوری نبود
فرعون کو دیکھنے کا کوئی طریقہ نہ تھا
بہر آں یاسہ بیفتندے برو
اس قانون کے مطابق وہ اوندھے لیٹ جاتے
در گہ و بے گہ لقائے آل امیر
وقت بے وقت اس امیر فرعون کا دیدار
تانہ بینند رُو بدیوارے کنند
منہ دیوار کی طرف کر لیں تاکہ اس کو نہ دیکھ سکیں

۱۔ منجم۔ ستاروں کی گردش سے
آنے والے حالات کو بتانے والا۔
معر۔ خواب کی تعبیر دینے والا۔
مقدم۔ آنا۔ جملہ۔ سب منجموں اور
معرروں نے کہا ہم اس بچہ یعنی موسیٰ
کی پیدائش کا راستہ بند کر دیں گے اور
ایسی تدبیر کر دیں گے کہ کوئی اسرائیلی
عورت اس رات کو حاملہ نہ بن سکے۔
مولد۔ یعنی استقرار حمل۔ فرعونیاں۔
منجم اور معبر۔ پگاہ۔ صبح۔ شہر یار۔
بادشاہ۔
۲۔ اصلاً۔ کھانے یا آگ تاپنے کا
اعلان۔ اسیر۔ قیدی یعنی بنی
اسرائیل چونکہ ان سے قطعی اور فرعون
ہر طرح کی بیگار لیتے تھے۔ یاسہ۔
قانون رسم۔
۳۔ یاسہ۔ اسرائیلیوں کے لئے یہ
قانون تھا کہ وہ فرعون کا دیدار نہ کر
سکیں۔ اسیر۔ یعنی اسرائیلی۔ لقائے۔
دیدار۔ چاوشان۔ چاوش کی جمع
ہے نقیب۔ زوبدیوارے۔ یعنی اس
کار فرعون کی طرف سے ہے۔

ورنہ بیند روئے او مجرم بود انچه بدتر بر سر اوآں رود
اگر اس کا منہ دیکھ لے گا تو قصور وار ہو گا جو بدتر و سزا ہو گی اس کو وہ دی جائے گی
بودشاں حرص لقاے ممتنع چوں حریص ست آدمی فیما منع
منوع دیدار کی ان کو تمنا تھی کیونکہ جس چیز سے انسان کو روکا جائے وہ اس کا حریص ہو جاتا ہے

بمیدان خواندن فرعون بنی اسرائیل را از برائے حیلہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کو روکنے کی تدبیر کے لئے فرعون
منع ولادت حضرت موسیٰ علیہ السلام
کافی اسرائیل کو میدان میں طلب کرنا

شد مُنادی در محلّتها رَواں بانگ میز و گو بکُو شادی کنال
مُنادی کرنے والا محلوں میں روانہ ہو گیا خوشی خوشی گلی و گلی اعلان کرتا تھا
کائے اسیراں سوئے میدان گہ روید کز شہنشاہ دیدن وجود ست اُمید
اے قیدیو (اسرائیلوں) میدان کی طرف چلو کیونکہ بادشاہ کے دیدار اور سخاوت کی توقع ہے
چوں شنیدند مُردہ اسرائیلیاں تشنگاں بودند و بس مشتاقِ آں
جب اسرائیلیوں نے خوشخبری سنی پیاسے تھے لہو اس کے بہت مشتاق تھے
حیلہ را خوروند آں سوتا ختند خویشتن را بہر جلوہ ۲ ساختند
چکہ کھا گئے اور اس طرف دوڑ پڑے انہوں نے اپنے آپ کو دیدار کے لئے تیار کر لیا
از غرض غافل بُدند و بے خبر وز طمع رفتند بیروں سر بسر
مقصد سے غافل ' اور بے خبر تھے سب کے سب لالچ کی وجہ سے باہر نکل آئے

حکایت در تمثیل

مثلاً ایک حکایت

ہچناں کابینا مغول ۳ حیلہ داں گفت می جویم کسے از مصریاں
ایسے ہی یہاں ایک حیلہ گر مغل نے کہا میں مصریوں میں سے ایک کی تلاش میں ہوں
مصریاں را جمع آرید اس طرف تاوہ آپد آنکہ می جویم بکف
اس طرف مصریوں کو جمع کر لو تاکہ وہ جس کی میں تلاش میں ہوں ہاتھ آ جائے
ہر کجا بُد مصریئے جمع آمدند در بر آں میریک یک می شدند
جہاں بھی کما مصری تھا سب جمع ہو گئے ایک ایک کر کے بادشاہ کے پاس آ گئے

۱ بدتر۔ جو اسرائیلی فرعون کو دیکھ لیتا تھا اس کو سخت سزا دی جاتی تھی۔ گز۔ یعنی فرعون کا دیدار بھی میسر آئے گا اور فرعون بخشش بھی کریگا۔
۲ جلوہ۔ یعنی فرعون کا دیدار۔ حکایت۔ اس حکایت میں بتلایا گیا ہے کہ جس طرح اسرائیلیوں کی تباہی کے لئے ان کو میدان میں جمع کیا گیا تھا اسی طرح ایک تاجدار مغل نے مصریوں کو قتل کرنے کے لئے ایک حیلہ سے میدان میں جمع کیا تھا۔
۳ مغول۔ داؤد کے اخفا کے ساتھ پڑھا جائے۔ بوزن عنق اسی لئے اس کو مغل بھی لکھتے ہیں ایران و توران کی ایک قوم ہے۔ بے غفل، آغوش

ہر کہ می آمد بگفتان نیست این
جو بھی آتا اس کے بارے میں کہتا یہ نہیں ہے
تا بدیں شیوہ ہمہ جمع آمدند
یہاں تک کہ اس طریقہ پر سب جمع ہو گئے
شومی! آنکہ سوئے بانگ نماز
ایک بد قسمتی یہ تھی کہ اذان کی جانب
دعوت مکارشاں ندر کشید
مکار کی دعوت نے ان کو اندر کھینچ لیا
بانگ درویشاں و محتاجاں نیوش
فقیروں اور ضرورت مندوں کی پکار سن لے
گر گدایاں! طمع اندوز شت خو
فقیر خولہ لاپچی اور بدعات ہوں
در تک دریا گہر با سنگہاست
دیا کی تہ میں موتی پتھروں کے ساتھ ہیں
پس بجو شیدیند اسرائیلیاں
اسرائیلی ٹوٹ پڑے
چوں ۳ حکیمت شاں بمیدان برداو
جب وہ انہیں تدبیر سے میدان میں لے گیا
کرد ولداری و بخششہا بداد
جب وہ انہیں تدبیر سے میدان میں لے گیا
بعد ازاں گفت از برائے جان تاں
اس کے بعد ان سے کہا اپنی روح کی تفریح کے لئے
پاخش داوند کہ خدمت کنیم
انہوں نے جواب دیا کہ ہم اطاعت کریں گے

ہیں در آ خولجہ دراں گوشہ نشیں
خولجہ ' اس گوشے میں بیٹھ جا
گرون ایشاں بدیں حیلہ زند
انہوں نے اس تدبیر سے ان سب کی گرون اڑادی
داعی اللہ را نبر دندے نیاز
اللہ کی طرف بلانے والی کی اطاعت نہ کرتے تھے
اخذ را زمکر شیطاناے رشید
اے ہدایت پر چلنے والے شیطان کے مکر سے بچ
تا نگیر د بانگ محتالیت گوش
تاکہ کن حیلہ جو کی آواز تیرے کان میں نہ پڑے
در شکم خواراں تو صاحب دل بجو
خولجہ ' تو صاحب دل کی جستجو کر
فخر ہا اندر میان تنگہاست
فخر کی باتیں عار کی باتوں کے درمیان ہیں
از پگہ تا جانب میداں دواں
صبح سے میدان کی جانب دوڑتے ہوئے
روی خود بنمودہ شاں بس تازہ رو
تو انہیں اپنا خوشنما چہرہ دکھایا
ہم عطا ہم وعدہا کرواں قباو
تو انہیں اپنا خوشنما چہرہ دکھایا
جملہ در میداں بخشید لشباں
آج کی رات س میدان میں سو جاؤ
گر تو خواہی یک مہ اینجا ساکنیم
اگر آپ چاہیں گے، ایک مہینہ تک یہاں رہیں گے

۱ شومی۔ مصریوں کا یہ قتل عام اس
لئے ہوا کہ وہ نماز نہ پڑھتے تھے۔
داعی اللہ مؤذن۔ مکار۔ یعنی وہی
مغل۔ بانگ درویشاں۔ عذاب الہی
سے نجات کا باعث جس طرح مؤذن
کی پکار کو قبول کرنا ہے اسی طرح
فقیروں اور محتاجوں کی صدا پر توجہ کرنا
بھی ہے محتال۔ فریبی حیلہ گر۔
۲ گر گدایاں۔ انہی دنیا دار
فقیروں میں کوئی صاحب دل بھی ہوگا
لہذا سب کی خدمت کرو۔ گہر با
سنگہا۔ دیا کی تہ میں سنگریزے بھی
ہوتے ہیں اور پتھر بھی۔ پگہ۔ پگھلا
۳ چوں۔ اسرائیلیوں کے جمع
ہونے کے بعد فرعون نے ان کو اپنا
دیدار کر لیا۔ قباو۔ نوشیرواں کے باپ
اور ایک کیانی بادشاہ کا نام ہے پھر ہر
بڑے بادشاہ کو کہا جانے لگا۔ جان تاں
یعنی تفریح طبع۔ مہ۔ ایک مہینہ کا مخفف۔



باز کشتن فرعون از میدان بشہر شادماں از تفریق

حمل ہونے کی رات میں بنی اسرائیل کو ان کی عورتوں سے جدا کر دینے پر

بنی اسرائیل از زنانِ شاں در شب حمل

فرعون کا میدان سے شہر کی جانب خوشی خوشی واپس ہونا

کلمہ شبان حمل ست و دورند از زنان

کآج کی رات حمل قرار پانا ہے اور وہ مرد عورتوں سے جدا ہیں

ہم بشہر آمد قرین حبش

وہ بھی اس کے ساتھ شہر میں واپس لوٹا

ہیں مرو سوئے زن اے مردِ نکو

اے بھلے انسان! بیوی کی جانب نہ جانا

ہیچ نندیشم بجز دلخواہ تو

میں تو تیری مرضی کے سوا کچھ سوچتا ہی نہیں ہوں

لیک مر فرعون را دل ۲ بود و جاں

لیکن فرعون کا دل و جان تھا

انچہ خوف جانِ فرعون آں گند

جس میں فرعون کی جان کا ڈر ہو وہ کام کرے گا

لیک خود آں بد خرابی حال او

لیکن اس (فرعون) کے حال کی تباہی وہی تھا

آتچنین ۳ تقدیر چوں عاد و شمود

ایسی تقدیر جیسی کہ عاد اور شمود کی

شہ شبانگہ باز آمد شادماں

بادشاہ خوشی، خوشی رات کو واپس لوٹا

خانشِ عمرال بد اندر خدمتش

اس کا خزانچی عمران اس کی خدمت میں تھا

گفت اے عمرال بریں درحسب تو

اس نے کہا اے عمران! تو بھی اسی دروازے پر سو جا

گفت چشم ہم بریں درگاہ تو

اس نے کہا میں بھی تیرے در پر سو جاؤں گا

بودِ عمرال ہم ز اسرائیلیاں

عمران بھی اسرائیلیوں میں سے تھا

کے گماں بردے کہ او عصیاں گند

وہ (فرعون) کیسے گمان کرتا کہ وہ (عمران) نافرمانی کریگا

ایمن از عمرال بد و افعال او

وہ (فرعون) عمران اور اس کے کاموں سے مطمئن تھا

خود کجا در خاطر فرعون بود

خود فرعون کے خیال میں بھی کہہ تھی

جمع آمدنِ عمران بمادرِ موسیٰ و حاملہ شدنِ مادرِ موسیٰ علیہ السلام

عمران کا موسیٰ کی ماں کے ساتھ مجامعت کرنا اور موسیٰ علیہ السلام کی ماں کا حاملہ ہو جانا

شہ برفت و اوبرآں درگاہ خفت

بادشاہ چلا گیا اور وہ عمران اس درگاہ پر سو گیا

زن برو افتاد بوسید آں لبش

بیوی اس پر لپٹ گئی اور اس کے ہونٹوں کو بوسہ دیا

نیم شب آمد بہ پیشش خفتہ جفت

آدھی رات کو اس سوئے ہوئے کے پاس بیوی آگئی

برجہا نیدش ز خواب اندر شبش

اس کو رات میں نیند سے بیدار کر دیا

۱۔ شہ شبانگہ۔ بادشاہ تمام اسرائیلیوں کو میدان میں سلا کر بہت مسرت سے واپس آیا اور یہ کہہ رہا تھا کہ میرے ملک کو زیر و زیر کرنے والے لڑیکا آج رات حمل قرار پانا تھا تو اب جبکہ اسرائیلی مرد عورتوں سے جدا ہیں حمل نہ قرار پاسکے گا۔ خان۔ خزانچی۔ عمران۔ حضرت موسیٰ کے والد جو اسرائیلی تھے قرین۔ ساتھی۔ بریں۔ یعنی فرعون کا دروازہ۔ زن۔ بیوی۔

۲۔ دل بود و جاں۔ یعنی عمران سے فرعون کو بہت زیادہ لعلق تھا۔ عصیاں۔ نافرمانی۔ انچہ۔ یعنی اپنی بیوی سے صحبت فرعون کی جان اور سلطنت کی بربادی کا سبب ہوگا۔

۳۔ آتچنین۔ فرعون کو یہ خیال نہ تھا کہ اس کی تقدیر میں بھی وہی تباہی اور بربادی ہے جو قوم عاد و شمود کے لئے مقدر تھی۔ جفت۔ یعنی عمران کی بیوی۔

گشت بیدار او وزن را دید خوش! وہ بیدار ہو گیا اور حسین بیوی کو دیکھا
گفت عمر ایں زماں چوں آمدی عمر نے کہا تو اس وقت کیوں آئی؟
در کشیدش در کنا راز مہر مرد مرد نے محبت سے اس کو پہلو میں دبا لیا
بجفت شد با او لمانت را سپرد اس کے ساتھ محبت کی اور لمانت سپرد کر دی
آئے برسنگ زد زاد آتشے لوبا پھر سے نکلیا 'آ' پیدا ہو گئی
من چو ابرم توز میں موسیٰ نبات میں ابر کی طرح ہوں تو زمین اور موسیٰ پودا ہے
مات و برد از شاہ می داں اے عروس اے بیوی! ہاں اور جیت شاہ کی جانب سے سمجھ
انچہ ایں فرعون می ترسید ازو وہ چیز جس سے فرعون ڈر رہا تھا
وہ وقت موجود ہو گئی جبکہ میں نے تجھ سے صحبت کی

وصیت کردن عمران بجفت را بعد از مجامعت ۳ کہ مراندیدہ باشی
محبت کے بعد عمران کا بیوی کو نصیحت کرنا کہ میرے پاس نہ آنا

وا مگرداں ہیچ زینہا دم مزن کچھ نہ کھلنا 'اس ہارے میں دم نہ ملنا
عاقبت پیدا شود آثار ایں انجام کار اس کے آثار ظاہر ہوں گے
در زماں از سوائے میدان نعرہا اسی وقت میدان سے بہت سے نعرے
شاہ از اں ہیبت برون حسرت آل زماں شاہ فوراً اس خوف سے باہر آیا
تا نیاید بر من و تو صد خون تاکہ تجھ پر اور مجھ پر سینکڑوں غم نہ ٹوٹ پڑیں
چوں علامتہا رسد اے نازنین اے نازنین! جب علامتیں سامنے آئیں گی
می رسید از خلق و می شد بر ہوا لوگوں کے آئے اور فضا میں چلے گئے
یا برہنہ کایں چہ غلغلہ است ہاں ننگے پاؤں کے ہاں یہ شور و غل کیا ہے؟

۱ خوش۔ خوبصورت۔ لہش۔ یعنی بیوی کے ہونٹ۔ بر نیلہ۔ یعنی عمران اپنے اوپر قابو نہ پاسکے اور بیوی کے ساتھ ہمبستر ہو گئے۔ لمانت۔ یعنی حضرت موسیٰ کا حمل۔ ایں کار۔ یعنی حضرت موسیٰ سے حاملہ ہو جانا۔ آتشے۔ یعنی حضرت موسیٰ کی پیدائش جو فرعون کی تباہی کا سبب ہو گئی۔
۲ کیوں کش۔ بدلہ لینے والا۔ برد۔ شطرنج کی وہ بازی جس میں شاہ کے علاوہ سب مہرے پٹ جائیں یہ آدمی مات ہوتی ہے۔ مات۔ شطرنج کی وہ بازی جس میں شاہ گرفتار ہو جائے۔ فسوس۔ فسوس۔
۳ مجامعت۔ ہمبستری۔ زینہا۔ یعنی اپنا اور میرا ہمبستر ہونا۔ آثار ایں۔ یعنی حمل کی علامتیں۔ ہ۔ زماں۔ یعنی عمران کی مجامعت کے بعد۔

از سوائے میدان چہ بانگ دست غریو
کز نہ پیش می رمد جنتی و دیو
میدان کی جانب سے کیا آواز اور شور ہے؟
کہ اس کے ذریعے جن اور بھوت بھاگ رہے ہیں
گفت اے عمرال شاہ مارا عمر باد
قوم اسرائیلیاں نہ از تو شاد
عمران نے کہا ہمارے بادشاہ کی عمر دلا ہو
اسرائیلی قوم آپ سے بہت خوش ہے
از عطائے شاہ شادی می کنند
رقص می آرند و کفہای زنند
بادشاہ کی بخشش سے خوشی منا رہے ہیں
ناچ رہے ہیں اور تالیاں بجا رہے ہیں

ترسیدن فرعون از بانگ و غریو و غوغا

فرعون کا شور و غل اور غوغا سنا

گفت باشد کایں بود لقا و لیک
وہم و اندیشہ مرا پُر کرد و نیک
اس نے کہا ہو سکتا ہے کہ یہ ہو، لیکن
وہم و گمان مجھ میں بہت بھر گیا ہے
ایں صدا حال مرا تغیر کرد
از غم و اند وہ خم پیر کرد
اس آواز نے میری حالت غیر کر دی ہے
میں غم اور کڑوے فکر سے مجھے بوڑھا کر دیا ہے
پیش می آمد سپس می رفت شہ
جملہ شب او ہنچو حال وقت زہ
بادشاہ آگے آتا پھر واپس ہو جاتا
میں آگے بڑھتا ہوں اور پھر واپس آتا ہوں
ہر زمان می گفت اے عمرال مرا
سخت از جا بردہ است ایں نعرہا
ان نعروں نے بہت بے چین کر دیا ہے
ہر لمحہ گہتا اے عمران! مجھے
باز گوید اختلاطِ بخت را
یہی سے ملنے کے بارے میں کہتا
زہرہ ۲ نے عمران مسکین را کہ تا
تا کہ شد استارہ موسیٰ یدید
عمران بیچارے کا دل گرہ نہ تھا کہ
چوں زن عمران بھراں در خزید
پہاں تک کہ حضرت موسیٰ کا ستارہ طلوع ہو گیا
جب عمران کی بیوی عمران سے چپٹی
ہر پیغمبر ۳ کا ند آید در رحم
کجیم اوبر چرخ گرد و نجم
اس کا ستارہ آسمان پر طلوع ہو جاتا ہے
ہر پیغمبر جو رحم (ماہ) میں آتا ہے

پیدا شدن ستارہ موسیٰ بر آسمان و غریو منجمان در میدان

حضرت موسیٰ کے ستارے کا آسمان پر نمودار ہونا اور میدان میں نجومیوں کا شور و غل

بر فلک پیدا شد آں ستارہ اش
کوی فرعون و مکر و چارہ اش
آسمان پر ان موسیٰ کا ستارہ نمودار ہوا
فرعون اور اس کے مکر و تدبیر کے خلاف

۱ گفت عمران۔ عمران نے فرعون کو مطمئن کرنے کے لئے کہا کہ اسرائیلی آپ کی عطا سے خوش ہو کر ناچ گا رہے ہیں۔ گفت فرعون نے عمران سے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ شہ کی وہی وجہ ہو جو تو نے بتائی لیکن میرے دل میں تو بہت اندیشہ پیدا ہو گئے ہیں۔ پیش آمد۔ بادشاہ فکر میں تمام رات نند باہر آتا جاتا رہا۔

۲ زہرہ عمران کی یہ ہمت تو نہ تھی کہ شور و غل کا اصل سبب جو کہ حضرت موسیٰ کے حمل کا قرار پانا تھا اور بتا دیتا۔ چوں ز عمران۔ جب عمران نے بیوی سے ہمبستری کی تھی فوراً حضرت موسیٰ کا ستارہ آسمان پر نمودار ہو گیا تھا۔

۳ ہر پیغمبر۔ جب بھی کوئی نبی ماں کے پیٹ میں ہوا ہے اس کا ستارہ آسمان پر نمودار ہوا ہے۔ کوی۔ اندھا پن یعنی مقصد کے خلاف۔

روز شد گفتش کہ اے عمرال برو

دن ہوا (فرعون نے) اس (عمران) سے کہاے عمران اجا

راندے عمرال جانب میدان و گفت

عمران نے میدان کی جانب سولی ہانگی اور کہا

ہر منجم سر برہنہ جامہ چاک

ہر نجوی ننگے سر کپڑے پٹے ہوئے

ہمچو اصحاب عزا آوازِ شاں

ماتم کرنے والوں کی طرح ان کی آواز

ریش و مو برگندہ رو بد رید گاں

واڑی اور بال اکھاڑے ہوئے منہ نوچے ہوئے

گفت خیرست نہی آشوب ست و جاں

اس (عمران) نے کہا خیر ہے یہ کیا کہرام اور حال ہے

عذر آور دند و گفتند اے امیر

انہوں نے معذرت کی اور کہا اے امیر!

ہم نہ کر دیم و دولت تیرہ شد

ہم نے یہ سب کچھ کیا اور اقبل دولت تاریک ہو گیا

شب ۲ ستارہ آں پسر آمد عیاں

رات اس بچے کا ستارہ نمودار ہو گیا

زد ستارہ آں پیمبر بر سما

اس پیغمبر کا ستارہ پر نمودار ہوا

بادل خوش شاد عمرال و ز نفاق

عمران خوش دلی کے ساتھ نفاق سے

کرد عمرال خویش پر خشم و ترش

عمران نے اپنے آپ کو ترش رو اور غضبناک بنایا

خویشتن را انجمنی کرد و براند

اپنے آپ کو نااہل بنایا اور چل دیا

واقف آں غلغل و آں بانگ شو

اس شور اور آواز کے بارے میں دریافت کر

ایں چہ غلغل بود شہنشہ نخفت

یہ کیا شور تھا کہ بادشاہ نہ سو سکا

ہمچو اصحاب عزا بر فرق خاک

ماتم کرنے والوں کی طرح سر پر خاک (ڈالے ہوئے)

بد گرفته از فغان و سازِ شاں

چلانے رندہ گئی اور ساز (طرب) خاموش تھے

خاک بر سر کرد پر خوں دیدگاں

سر پر خاک ڈالے ہوئے آنکھیں پر خون

بد نشانی می دہد منخوس سال

منخوس سال بری علامت دکھا رہا ہے

کرد ما را دست تقدیرش اسیر

ہمیں اس (اللہ) کے دست قدرت نے قیدی بنالیا

دشمن شہ ہست گشت و چیرہ شد

بادشاہ کا دشمن پیدا ہو گیا اور غالب آ گیا

کوری ما بر زمین آسماں

آسمان کی پیشانی پر ہماری ٹانگوں میں حمل جھونک کر

ما ستارہ بار بکشتیم از بکا

ہم نے رو رو کر ستارے آنسو برسائے

دست بر سر می بز دکاہ الفراق ۳

سر پیٹ رہا تھا کہ ہائے "الفراق"

رفت چوں دیوانگان بے عقل و دُش

دیوانوں کی طرح بے عقل و حواس واپس ہو گیا

گفتہائے بس خشن بر جمع خواند

مجمع کو بہت سخت باتیں کہیں

۱ واقف۔ باخبر۔ راند عمرال۔

عمران نے میدان میں جا کر منجموں

سے شور و غل کا سبب دریافت کیا۔

عزا۔ ماتم، سوگ میں لوگ کپڑے

پھاڑتے ہیں سر پر خاک ڈالتے ہیں

اور چیخ و پکار سے ان کی آوازیں بچھ

جلی ہیں۔ آشوب۔ فتنہ، پریشانی۔

کرد مارا۔ یعنی ہمیں قدرت نے عاجز

کر دیا اور ہم بچہ کی پیدائش کو نہ روک

سکا اور بچہ جو دیش آ گیا۔

۲ شب۔ رات کو بچہ کی پیدائش

کا ستارہ نمودار ہو گیا ہے۔ کوری۔ یعنی

ہماری منشا کے خلاف۔ ستارہ بار۔ یعنی

ہم آنسوؤں کے ستارے گرا رہے

ہیں۔ بکا۔ رونا۔ بادل خوش۔ عمران

بچہ کی پیدائش سے خوش تھے لیکن

بظاہر غم کا اظہار کر رہے تھے۔

۳ انفراق۔ یعنی اب سلطنت

درہم برہم ہو جائے گی۔ کرد عمرال۔

عمران نے اپنے اوپر ظاہری غم و غصہ

ظاہری کیا منجموں کو برا بھلا کہا اور

میدان سے واپس آئے۔

خویشترن راتر ش و غمگین ساخت او
اس نے اپنے آپ کو ترش رو اور غمگین بنایا
گفت ۱ شاں شاہ مرا بفر یفتید
بولاتم نے میرے بادشاہ کو فخر پہنچا دیا
سوئے میداں شاہ را انکشتید
تم بادشاہ کو میدان میں لے آئے
دست بر سینہ نہا دید از ضمناں
ذمہ داری کے لئے تم نے سینہ پر ہاتھ رکھا
عاقبت ز رہا تلف شد کار خام
آخر کار روپیہ برباد ہوا ' کام اٹھوا رہا
چوں شنید از غصہ رویش شد سیاہ
جب اس نے سنا غصہ سے اس کا منہ کالا پڑ گیا
گفت ۲ ایشاں را کہ ہیں اکا خانناں
شاہ نے ان منجوں سے کہا کہ ہاں اے خاندان!
خویش را در مضحکہ اندا ختم
ہم نے اپنی مذاق اڑوائی
تا کہ امشب جملہ اسرائیلیاں
حتی کہ آج کی رات سب اسرائیلی
مال رفت و آبرو و کار خام
مال اور آبرو ختم ہوئی اور کام اٹھوا رہا
سالہا ادرار ۳ خلعت می برید
تم سالوں سے عطایا اور خلعت لئے جاتے ہو
از برائے آنکہ در روز چنیں
اس لئے کہ اس طرح کے دن
رائے تالیں بود و فرہنگ و نجوم
تمہاری تدبیر اور علم اور نجوم یہ تھا؟

نرد ہائے باز گو نہ باخت او
اس نے اٹی چال چلی
از خیانت وز طمع نشکینفتند
خیانت اور لالچ سے باز نہ آئے
آبروئے شاہ مارا رختید
تم نے ہمارے بادشاہ کی آبرو ریزی کی
شاہ راما فارغ آریم از غمناں
کہ ہم بادشاہ کو غم سے فارغ کر دیں گے
شد بر فرعون و بر خواندش تمام
فرعون کے پاس گیا اور اس کو سب قصہ سنا دیا
خواند ایشاں را ز خشم آں روتباہ
ان کو اس رو تباہ نے غصہ سے بلایا
من بر آویزم شمارا بے اماں
میں تمہیں معافی کے بغیر سولی پر لٹکا دوں گا
مالہا باد شمنناں دربا ختم
مال کو دشمنوں پر خرچ کر ڈالا
دور مانند از ملاقات زناں
بیویوں کی ملاقات سے دور رہے
ایں بود یاری و افعال کرام
کیا یہ دوستی اور شریفیوں کے کام ہوتے ہیں؟
مملکتہا را مسلم می خورید
پوری سلطنت کھائے جاتے ہو
فہم گرد آرید و گرد یدم معیں
سمجھ کو کام میں لاؤ گے اور میرے مددگار بنو گے
طبل خوارانید و مکارید و شوم
تم پیٹو ' اور مکار اور بدبخت ہو

۱۔ گفت شاں۔ عمران نے منجوں سے غصہ میں کہا تم نے بادشاہ کو ذلیل کیا جھوٹے وعدے کئے اور مال و دولت برباد کر لیا۔ شد بر فرعون۔ فرعون کے پاس آکر تمام صورت حال بیان کر دی۔
۲۔ گفت یعنی بادشاہ نے انہیں پھانسی پر لٹکانے کی دھمکی دی۔ مالہا۔ جو مال بنی اسرائیل پر تقسیم کر دیا تھا۔ تاکہ اسرائیلیوں کو بیویوں سے بھی علیحدہ رکھا پھر بھی تم مقصد میں کامیاب نہ ہوئے۔
۳۔ اور۔ مسلسل بخشش کرنا۔ معیں۔ مددگار۔ فرہنگ۔ عقل و ادب۔ لغت کی کتاب۔ طبل خوار۔ پیٹو۔

مرشدا بر درم آتش زخم

میں تمہارے ٹکڑے کر دوں گا پھونک دوں گا

عیش رفتہ باشمانا خوش گنم

میں تمہارے پہلے عیش کو بد مزہ کر دوں گا

سجدہ ہا کر دندو گفتندے خدیو!

انہوں نے سجدے کئے اور کہا اے شہنشاہ!

سالہا دفع بلاہا کردہ ایم

ہم نے سالوں میں بیستیں مٹی ہیں

فوت شد از ما و حملش شد پدید

وہ ہمارے قابو سے نکل گیا اور اس کا حمل نمودار ہو گیا

لیک استغفار ایں روز ولاد

لیکن اس کی معافی کے لئے ولادت کے دن کی

روز میلادش رخصت بندیم ما

اس کی پیدائش کی دن ہم رخصت بندی کریں گے

گر نہ داریم ایں نگہ مارا بکش

اگر ہم اس کی نگہداشت نہ کریں تو ہمیں مار ڈالنا

تا بہ نہ مہ می شمر د او روز روز

وہ نو مہینے تک ایک ایک دن گنتا رہا

چوں مکان بر لا مکان حملہ برد

جب مکان والا لامکان پر حملہ کرتا ہے

برقضا ہر گو شیخوں آورد

قضا (خداوندی) پر جو شیخون لاتا ہے

چوں زمیں با آسماں خصمی کند

جب زمین آسمان سے دشمنی کرے

نقش با نقاش چوں پنچہ زند

جب نقش نقاش کا مقابلہ کرتا ہے

گوش و بینی و لبایں تاں بر گنم

تمہارے کان اور ناک اور ہونٹ اکھاڑ دوں گا

من شمارا ہیزم آتش گنم

میں تمہیں آگ کا ایندھن بنا دوں گا

گریکے کرت زما چربید دیو

اگر ایک مرتبہ شیطان ہم پر غالب آ گیا

وہم حیراں زانچہ مابا کردہ ایم

جو کچھ ہم نے کیا ہے اس پر عقل حیران ہے

نطفہ اش بر جست و رحم اندر خزید

اس کا نطفہ کھوا اور رحم میں گھس گیا

مانگہداریم اے شاہ قباو

اے شہنشاہ! ہم حفاظت کریں گے

تا نگر و فوت و نچہد ایں قضا

تاکہ وہ بچ کر نہ لٹے اور یہ قضا ظاہر نہ ہو

اے غلام رائے تو افکار و ہمش

اے وہ! کہ عقلیں اور ہوش تیری بارے کے غلام ہیں

تا پیر د تیر حکم خصم دوز

تاکہ دشمن کو زخمی کرنے والا قضا کا تیر نہ چل جائے

خون خود ریز و بلاہا را خرد

اپنا خون کرتا ہے، مصیبتیں خریدتا ہے

سرنگوں آید ز خون خود خورد

لوٹھا کرتا ہے اور اپنا خون پیتا ہے

شور گردد سرز مرگے برزند

بجر بن جاتی ہے، موت سے نکلتی ہے

سبلتان درویش خود برمی کند

اپنی موچیں اور داہی اکھاڑتا ہے

۱۔ خدیو۔ خداوند آقا۔ کرت۔ مرتبہ

باری۔ چربید۔ غالب آ گیا۔ وہم۔

یعنی ایسے کارنامے کئے جن پر عقل حیران ہے

۲۔ حملش۔ یعنی حضرت موسیٰ کا

حمل۔ استغفار۔ یعنی اس غلطی کی

مکافات ہم موسیٰ کی ولادت کے دن

کریں گے۔ قباو۔ ایک کیانی بادشاہ کا

نام ہے اور ہر بڑے بادشاہ کو قباو کہہ دیا

جاتا ہے۔ رصد۔ انتظار وہ عمل جو کسی

بلند جگہ پر کیا جاتا ہے جس پر منہ صبح

کرستاروں کی گردش کے احوال معلوم

کریں ہیں۔ یعنی ہم رصد گاہ میں

بیٹھ کر اس کا یوم ولادت معلوم کریں

گے۔

۳۔ گر۔ یعنی اگر ہم ولادت کے

وقت اس بچے کا تدارک نہ کر سکیں تو

ہمیں قتل کر دینا ہے۔ نہ۔ نو۔ مہینے جو

حمل کی مدت ہے تیر حکم۔ یعنی موسیٰ

کی ولادت جو تباہی کا سبب ہے۔

۴۔ مکان۔ یعنی مخلوق۔ لامکان۔ یعنی

اللہ تعالیٰ۔ قضا۔ قضاے خداوندی کا

مقابلہ کرنے والا ذلیل ہوتا ہے۔

چوں زمیں۔ قضاے خداوندی کا

مقابلہ کرنے والے کی مثل ہے۔

زمین آسمان سے دشمنی مول لے گی تو

خود کو تباہ کرے گی۔

۵۔ نقش۔ اگر مخلوق خالق سے

نزاع کرے تو خود مخلوق کی بربادی

ہے۔

خواندنِ فرعون زنانِ بنی اسرائیل را کہ نوزائیدہ بودند
فرعون کا بنی اسرائیل کی ان عورتوں کو مکاری سے میدان کی طرف
سوئے میدان بہ مکر
بلانا جن کے حال میں بچے ہوئے تھے

۱۔ بعد نہ منہ۔ یعنی جبکہ متوقع
ولادت کا زمانہ گزر گیا۔ دہر۔
زمانہ۔ بہر۔ حصہ تازہ۔ منادی
کرنے والے بادشاہ کے اس قول کا
اعلان کر رہے تھے۔ پار۔ گزشتہ۔
۲۔ اقبال۔ یعنی یہ سال عورتوں کی
نصیب دہی کا سال ہے۔ حلیت۔
زیور۔ ہر کہلو۔ یعنی جس عورت کے
اس مہینہ بچہ ہوا ہے اس کو بہت کچھ
ملے گا۔ خیمہ۔ یعنی وہ شاہی خیمہ جس
میں تخت بچھا ہوا تھا۔ نوازہ۔ یعنی
جس کے حال ہی میں بچہ ہوا تھا۔
دستاں۔ مکر یعنی اس بہانہ سے نکل
کرنے کا ارادہ۔

۳۔ آں نہ۔ یعنی نوزائیدہ بچوں میں
سے لڑکوں کو لے لیا لڑکیوں کو چھوڑ
دیا۔ تباہ۔ دیوانگی یعنی اسرائیلیوں
میں جو جوش و خروش حضرت موسیٰ کے
ماں کے پیٹ میں آجانے سے پیدا
ہوا ہے اس میں اور اضافہ ہو۔

بعد نہ منہ شدہ برؤں آورد تخت
نویسینے کے بعد بادشاہ نے تخت باہر نکالا
بار دیگر شد منادی سوئے شہر
دوبارہ شہر کی جانب اعلان کرنے والا روانہ ہوا
کاے زنان با طفل گان میداں روید
کہ اے عورتو! بچوں کو لے کر میدان میں پہنچو!
آنچنانکہ پار مرداں را رسید
جس طرح کہ پارسا مردوں کو ملا
ہیں زنان امسال اقبال ۲ شماس
آگاہ! عورتوں اس سال تمہارا نصیب ہے
مرزناں را خلعت و حلیت دہند
عورتوں کو جوڑا اور زیور دیں گے
ہر کہ او اس ماہ زائیدست ہیں
آگاہ! جس نے اس سال بچہ جنا ہے
آں زنان با طفل گان بیروں شدند
اس وقت بچوں کے ساتھ وہ باہر نکل آئیں
ہر زنے نوزادہ بیروں شدند شہر
ہر نئے بچہ والی عورت شہر سے باہر نکل آئی
چوں زنان جملہ بد و گرد آمدند
جب سب عورتیں اس کے گرد آگئیں
سر بریدنش کہ انیست احتیاط
اس کا سر قلم کر دیا کہ یہ احتیاط ہے
سوئے میدان و منادی کرد سخت
میدان کی جانب اور سخت اعلان کر دیا
کاے زنان از دہری یابید بہر
کہ اے عورتو! زمانے سے حصہ حاصل کر لو
تازہ داد و بخشش شاداں شوید
تاکہ تم میری عطا اور بخشش سے خوش ہو
خلعت و ہر کس ازیشاں زر کشید
شاہی جوڑا اور ان میں سے ہر شخص نے روپیہ حاصل کیا
تابید بدہر یکے چیز یکہ خواست
تاکہ ہر عورت وہ پائے جو اس کی خواہش ہے
کوڈ کاں را ہم کلاہ زر نہند
بچوں کو سنہری ٹوپی پہنائیں گے
گنجہا گیر و زمن بے شک یقین
یقیناً بلا شک مجھ سے خزانے حاصل کر لے گی
شاداں تاخیمہ شد آمدند
خوش خوشی یہاں تک کہ بادشاہ کے خیمہ کے پاس آگئیں
سوئے میداں غفل از دستان قہر
میدان کی جانب ظلم کے مکر سے غافل ہو کر
ہر چہ بود آں فر زما در بستند
جو لڑکا تھا اس کو ماں سے لے لیا
تا نراید خصم و نفرزاید تباہ
تاکہ دشمن پیدا نہ ہو اور دیوانگی نہ بڑھے

بوجو آمدن موسیٰ علیہ السلام و آمدن عوانان ۱ بخانہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پیدا ہونا اور سپاہیوں کا عمران کے گھر پہنچنا
عمران و وحی آمدن بمادر موسیٰ علیہ السلام کہ در تنور
اور حضرت موسیٰ کی ماں کے پاس وحی آتا کہ ان کو آگ کے تنور میں ڈال دے
آتشش اندازد کہ من اور انگاہ دارم

کیونکہ میں اس کی حفاظت کروں گا

۱۔ عوان۔ سپاہی۔ آشوب۔ فتنہ
یعنی وہ فتنہ جو فرعون نے بچوں کے قتل
کا پیدا کیا تھا۔ دستاں۔ مکر۔ سگ۔
یعنی فرعون۔ قابلہ۔ بچہ۔ جنناوالی
عورت۔ اس دعا۔ یعنی فرعون۔ غمز۔
چنگی لینا اشارہ کرنا۔

۲۔ در وہم۔ یعنی اس کو شک ہو گیا
ہے کہ بچوں کو بلا کر فرعون کوئی خرابی
پیدا کریں گا۔ زیبارے۔ یعنی عمران
کی بیوی۔ پرفنے۔ چونکہ اس نے بچہ
کو احتیاطاً میدان میں نہیں بھیجا تھا۔
کہ زسل۔ حضرت ابراہیم پر آگ کو
ٹھنڈا اور سلامتی کا ذریعہ بنادیا گیا تھا
لہذا ان کی نسل کے اس بچہ کو اسی حکم
سے آگ سے نجات دے دی جائے
گی جس کے ذریعہ حضرت ابراہیم کو
دی گئی تھی۔

۳۔ یانا۔ یہ اسی آیت کا خلاصہ
ہے جس میں آگ کو ظم دیا گیا تھا کہ
وہ ابراہیم کے لئے ٹھنڈی اور سلامتی کا
ذریعہ بن جائے۔ شارد۔ سرکش۔
شر۔ یعنی تنور کے انگارے۔

خود زنِ عمراں کہ موسیٰ زادہ بد
عمران کی بیوی جس نے موسیٰ کو جنتا تھا
بعد از اں دستاں کہ آں سگ بازناں
اس کے بعد وہ مکر جو اس کتے نے عورتوں سے
آں زنان قابلہ در خانہا
دایوں کو گھروں میں
غمز کر دندش کہ اینجا کوو کیست
انہوں نے اس کو اشارہ کر دیا کہ یہاں ایک بچہ ہے
اندریں کوچہ یکے زیبارے ست
اس گلی میں ایک خوبصورت عورت ہے
پس عواناں آمدن او طفل را
تو سپاہی پہنچ گئے اس نے بچہ کو
وحی آمد سوئے زن از دادگر
عورت کے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی آئی
در تنور انداز موسیٰ را تو زود
تو موسیٰ کو فوراً تنور میں ڈال دے۔
عصمت یانا ۳ رُکونی باردا
اے آگ تو ٹھنڈی ہو جا کی حفاظت کی وجہ سے
زن بوجی انداخت او را در شرر
عورت نے وحی کی وجہ سے اس کو انگاروں میں پھینک دیا

دامن اندر چید ز اں آشوب زود
اس نے اس فتنہ سے جلدن دامن بچا لیا
کرد دیگر میں چہ آور دآں زماں
کیا پھر دیکھ اس نے اس وقت کیا کیا
بہر جاسوسی فرستا دآں دعا
اس مجسم دعا نے جاسوسی کے لئے روانہ کر دیا
نامد او میداں کہ در وہم ۲ و شکلیست
جو میدان میں نہیں آیا کیونکہ اس کی مدد و ہمد شک میں ہے
کود کے دارد و لیکن پر فنے ست
جس کے ایک بچہ ہے لیکن وہ عورت بڑی چالاک ہے

در تنور انداخت از امر خدا
خدا کے حکم سے تنور میں ڈال دیا
کہ ز نسل آں خلیل ست ایں پسر
کہ یہ بچہ (ابراہیم) خلیل اللہ کی نسل سے ہے
تا نگہدار یکمیش اندر نار و دود
تاکہ آگ اور دھوئیں میں اس کی حفاظت کروں

لا تَکُونُ النَّارُ حَرًّا شَارِدًا
آگ گرم اور سرکش نہ ہو گی
برتن موسیٰ نکرد آتش اثر
آگ نے موسیٰ کے جسم پر اثر نہ کیا

پس عواناں خانہ را جستند زود
سپاہیوں نے فوراً گھر کی تلاشی لی
پس عواناں بے مراد آں سُوشدند
سپاہی ناکام واپس ہو گئے
بایعواناں ماجر ابرو اشتند
سپاہیوں سے قصہ چھیڑا
کائے عواناں باز گردید آں طرف
کہ اے سپاہیو! اس طرف پھر جاؤ
باز گشتند آں عواناں جملگاں
وہ سارے سپاہی واپس لوٹے
تا کہ موسیٰ را بجویند آں زماں
تا کہ فوراً موسیٰ کو تلاش کریں

باز و جی آمدن بمادر موسیٰ علیہ السلام کہ در آتش فلکن اَلْقِیْہ فِی الیم
”حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کے پاس پھر و جی آنا کہ اس کو پانی میں ڈال دے اسکو دیا میں ڈال“

باز و جی آمد کہ در آتش فلکن
پھر و جی آئی اس کو پانی میں ڈال دے
در فلکن در نیلش ۲ و گن اعتمید
اس کو نیل میں پھینک دے اور بھروسہ کر
مادرش انداخت اندر رو دنیل
ماں نے اس کو دیائے نیل میں ڈال دیا
ایں سخن پایاں ندارد مکر ہاش
اس بات کی انتہا نہیں ہے اور اس کے مکر
صد ہزاراں طفل می کشت از بروں
وہ باہر لاکھوں بچوں کو قتل کر رہا تھا
از جنوں می گشت ہر جلد جنیں
جس جگہ کوئی پیٹ کا بچہ ہوتا اس کو پاگل پن سے ملد آتا
اژدہا بُد مکر فرعون عنود
سرکش فرعون کا مکر اژدہا تھا

۱۔ نبود۔ چونکہ بچہ کو تنور میں ڈالا گیا تھا۔ غدا۔ چغلی خور۔ غُرف۔ غُرفہ کی جمع ہے، کوٹھی، بالا خانہ۔ در آتش یعنی موسیٰ کو دیا۔ ئے نیل کے پانی میں ڈال دے۔

۲۔ نیلش۔ نیل مصر کا مشہور دریا ہے۔ وغید۔ بالہ۔ نغمہ، لُؤکُل۔ اللہ تعالیٰ۔ ایں سخن۔ یعنی اللہ کے کرم و رحمت کی باتیں۔

۳۔ خصم۔ یعنی حضرت موسیٰ خانہ۔ یعنی فرعون کا گھر۔ کور چشم۔ اندھا یعنی خدا کی قدرت کے معاملے میں۔ دور ہیں۔ یعنی دنیا داری کے مکرو فریب میں۔

روی در امید دار و مو ممکن
امید رکھ اور پریشان نہ ہو
من ورا باتور سانم رُو سفید
میں عزت سے اسے تیرے پاس پہنچا دوں گا
کار را بگذاشت بانعم الوکیل
معاملہ بہترین وکیل کے سپرد کر دیا
جملہ پیچیدہ ہم در ساق و پاش
سب اس کی پنڈلی اور پیروں میں لپٹ گئے
خصم ۳ اندر صدر خانہ در دروں
اور دشمن بیچ مکان میں درپردہ موجود تھا
از حیل آں کور چشم دور ہیں
تدبیروں سے وہ دور ہیں اندھا
مکر شہان جہاں را خورده بود
جو دنیا کے بادشاہوں کے مکر کو نگل گیا تھا

لیک ازاں فرعون اترے آمد پدید
لیکن اس فرعون سے بالاتر پیدا ہو گیا
اژدہا بُود و عصا شد اژدہا
وہ اژدہا تھا اور لاٹھی اژدہا بنی
دست شد بالائے دست اس تاکجا
ہر طاقت سے بڑھ کر ایک طاقت ہے یہ کہاں تک
کاں یکے دریاست نے غور و کراں
کیونکہ وہ ایک بے تھا اور بے ساحل دیا ہے
حیلہا ۲ و چارہا گر اژدہا ست
حیلے اور تدبیریں اگرچہ اژدہا کی طرح ہوں
چوں رسید اینجا بیانم سر نہاد
جب میرا بیان یہاں پہنچا سر رکھ دیا
انجہ در فرعون بُود اندر تو ہست
جو کچھ فرعون میں تھا وہ تیرے اندر ہے
اے دروغ اس جملہ احوال تو ہست
ہائے نفوس یہ سب تیرے احوال ہیں
انجہ گفتم جملگی احوال تست
جو کچھ میں نے کہا وہ سب تیرے احوال ہیں
گرز تو سہ گویند وحشت زایدت
اگر تیرے احوال بیان کریں تو تو گھبراتا ہے
چوں خرابت می کند نفس لعین
ملعون نفس تجھے کتنا برباد کر رہا ہے
اس جراثیم ہما از نفس تست
یہ بڑے احوال کے سارے ذم تیرے نفس کی وجہ ہے
آتش راہیزم فرعون نیست
تیری (نفسی خہشوں کی) آگ کے لئے فرعونی ایندھن نہیں ہے

ہم ورا ہم مکر اورا در کشید
جس نے اس کو اور اس کے مکر کو نگل لیا
اس بخورداں را بتوفیق خدا
اس نے اس کو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے نگل لیا
تابہ یزداں کہ الیہ المنتہی
خدا تک کیونکہ اسی پر انتہا ہے
جملہ دریا ہا چو جوئے پیش آں
سارے دیا اس کے سامنے نہر جیسے ہیں
پیش الا اللہ آنہا جملہ لاست
لا اللہ کے بالمقابل وہ معدوم ہیں
موشد واللہ اعلم بالرشاد
فنا ہو گیا اور خدا راست روی کو زیادہ جانتا ہے
لیک اژدہات محبوب چہ است
لیکن تیرے اژدھے کنوئیں میں قید ہیں
تو براں فرعون بر خواہیش بست
تو اند کو فرعون سے وابستہ کرنا چاہتا ہے
خود نہ گفتم صد یکے زانہا درست
میں نے ان میں سے ایک فیصدی بھی پوچھا بیان نہیں کیا ہے
ورز دیگر چوں فسانہ آیدت
اور اگر دوسرے سے متعلق بیان کریں تو تجھے کہانی معلوم ہوتی ہے
دورمی اندازد ت سخت اس قریں
ساتھی تجھے (راہ ہدایت سے) بہت دور لے جا رہا ہے
لیک مغربی ز جہل اے سخت مُست
اے سخت کامل! تو جہل سے مغلوب ہے
ورنہ چوں فرعون او شعلہ ز نیست
ورنہ فرعون کی آگ کی طرح بڑک رہی ہے

۱ فرعون تر۔ فرعون سے بالاتر
حضرت موسیٰ جنہوں نے فرعون اور
اس کی سلطنت کو تباہ کر دیا۔ اژدہا بود۔
یعنی فرعون اور اس کا مکر ایک اژدہا تھا۔
عصا۔ یعنی حضرت موسیٰ کی لاٹھی۔
دست شد بالائے دست۔ یعنی ہر
طاقت سے بالا ایک دوسری طاقت
ہوتی ہے اور سب سے بالا خدا کی
طاقت ہے۔ کاں یکے۔ خدا کی
طاقت لاحد و سمند ہے دوسری
طاقتوں کے دریا اس کے مقابلہ میں
ایک نہر ہیں۔
۲ حیلہا۔ ساری دنیاوی تدبیریں
صرف ایک موجود یعنی اللہ تعالیٰ کے
سامنے معدوم ہیں۔ اینجا۔ یعنی اللہ کی
طاقت کا بیان۔ انجہ۔ یعنی فرعون کی
جس قدر بری خصلتیں تھیں وہ ہر
انسان کے نفس ملکہ میں موجود ہیں۔
اژدہا۔ یعنی نفسانی عیوب۔ جو
مجبوری اور موقع نہ ملنا۔ خود کشم۔ جو
برائیاں میں نے بیان کی ہیں وہ نفس
ملکہ کی برائیوں کا ایک فیصدی ہے اور
اس کا بیان بھی مکمل نہیں کیا جا سکا
ہے۔
۳ گرز تو۔ خود نفس انسانی میں جو
فرعونی خصلتیں ہیں اگر وہ خصلتیں
خود کسی انسان کو سنائی جائیں تو وہ گھبرا
جاتا ہے دوسرے کی بیان کی جائیں تو
ایک قصہ اور کہانی کے طور پر سنتا ہے
دور۔ یعنی راہ ہدایت سے دور۔
جراثیم۔ انسان کی بری خصلتیں۔
ز جہل۔ لیکن انسان اپنی خصلتوں
سے جاہل اور ناواقف رہتا ہے۔
آتش۔ ہر انسان کو برائی کرنے کا
موقع نہیں ملتا ورنہ وہی کام کرے جو
فرعون نے کئے۔

گلخن نفس ترا خاشاک نیست ورنہ چوں فرعون نارِ قاہر نیست
تیرے نفس کی آگ کے لئے کوڑا کرکٹ نہیں ہے ورنہ فرعون کی آگ کی طرح قہر ڈھانڈالی آگ ہے
ایک حکایت بشنو از تاریخ گو تاہری زیں رازِ سر پوشیدہ بو
تاریخ گو سے ایک قصہ سن لے تاکہ اس پوشیدہ راز کا تجھے علم ہو جائے

حکایت ۱ مار گیرے کہ اژدہائے افسردہ را مردہ پنداشت
اس سپیرے کا قصہ جس نے ٹھٹھرے ہوئے سانپ کو مردہ سمجھا
و در سنبہا بستہ و پیچیدہ بہ بغداد آوردہ
اور سیو میں باندھ کر اور پیٹ کر بغداد میں لے آیا

مار گیرے رفت سوئے کہسار تا بگیر و او با فسو نہاش مار
ایک سپیر ایک پیاز کی جانب گیا تاکہ وہ اپنے منتروں سے سانپ پکڑے
گر گراں و گرشتا بندہ بود آنکہ جو یندست یا بندہ بود
خولہ وہ ست ہو یا چست ہو جو تلاش کرتا ہے وہ پا لیتا ہے
در طلب زن دائماً تو ہر دو دست کہ طلب در راہ نیکو رہبرست
تو ہمیشہ جستجو میں رہوں ہاتھ مضبوط رکھ کیونکہ جستجو راستہ کے لئے بہتر رہنما ہے
لنگ و لوک ۲ و خفتہ شکل و بے ادب سوئے اومی غو و او را می طلب
(تو خولہ) لنگڑا اور لولا اور سوتی صورت اور بے ادب ہو اسی کی طرف کھٹک اور اسی کو طلب کر
گہ بگفت و گہ نجا موشی و گہ بگفت و گہ نجا موشی و گہ
بکھی بول کر اور کبھی خاموشی سے اور کبھی
گفت آں یعقوب با اولاد خویش حضرت یعقوب نے اپنی اولاد سے کہا
حضرت یعقوب نے اپنی اولاد سے کہا

ہر جس ۳ خود را دریں جستن بجدہ ہر طرف رانید شکل مستعد
اس جستجو میں کوشش سے اپنے ہر جس کو مستعد شکل میں ہر طرف روانہ کرو
گفت از روح خدا لا یتأسوا ہچو گم کردہ پسر رو سو بسو
فرمایا اللہ کی رحمت سے تم مایوس نہ ہو بیٹے کو گم کر دینے والے کی طرح ہر طرف جاؤ
از رہ حس دہاں پر سال شوید رہی جانناں را بجاں جویاں شوید
منہ کی حس کے ذریعہ دریافت کرو

۱۔ حکایت۔ اس حکایت کا مقصد یہ ہے کہ نفس کو اس سپیرے کا اژدہا سمجھو جو بظاہر مردہ تھا۔ افسوسناک۔
سپیر۔ کچھ منتر پڑھ کر سانپ پکڑے ہیں۔ گر گراں۔ اگر طلب سے تو مطلوب ضرور حاصل ہو گا خولہ طالب ست ہو یا چست ہو۔
۲۔ لوک۔ کھٹنوں کے بل چلنے والا۔ می غو۔ انسان کو چاہیے اپنی معذوریوں کو نظر انداز کر کے طلب میں لگ جائے۔ گہ بگفت۔ یعنی طلب کرنے کے جس قلدہر بھی طریقے ہوں وہ اختیار کرتا ہے۔
۳۔ ہر جس۔ یعنی یوسف کی تلاش و طلب میں اپنے ہر جس کو کام میں لاؤ۔ گفت۔ حضرت یعقوب نے فرمایا تھا لا یتأسوا من روح اللہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوتا یعنی یوسف کی طلب و جستجو میں بھی مایوس نہ ہونا۔ حس دہاں۔ قوت گویائی۔

۱۔ مودگانی۔ اگر محبوب کی خبر دینے والے کو جان بھی دینی پڑے تو آمادہ ہو جانا چاہیے۔ چار راہ۔ چوراہہ۔ یعنی ہر سمت تلاش کرنا۔ آں سر۔ یعنی جس محبوب کی تلاش میں لگے ہو۔ ہر کجا۔ یہاں سے مولانا نے محبوب حقیقی کے سراغ لگانے کا بیان شروع فرمایا ہے انسان کی صافست اللہ کی صفات کا مظہر ہیں اور ان صفات کی اصل اللہ کی صفات ہیں۔

۲۔ زشتہائے۔ جس طرح خوبیاں راہنما ہیں اسی طرح انسان کی برائیاں بھی راہنما ہیں کیونکہ ہر برائی کا انجام کوئی نہ کوئی بھلائی ہے انسان کی بے سرو سامانی عمدہ حالت کا پیش خیمہ ہے۔ طوبی۔ جنت کا ایک درخت ہے جس کی شاخیں ہر جنتی کے گھر میں ہوں گی جس سے وہ خوش ہو اور پھل حاصل کریں گے۔ جتنا بے لڑائیاں صلح کا پیش خیمہ ہیں کبھی لڑائی صلح ختم ہوتی ہے کبھی مقصود پورا ہوتا ہے تو گویا مقصود سے صلح ہوتی کبھی انسان لڑائیوں سے گھبرا کر خدا کی طرف رجوع کرتا ہے تو گویا خدا سے صلح ہوتی۔ دام راحت۔ انسان تکلیفیں اٹھاتا ہے تو راحت نصیب ہوتی ہے۔ چشمہائے غصہ۔ کبھی شفقت کی بنا پر ہوتا ہے جیسا کہ والدین کا اولاد پر بھی غصہ کی برائی دیکھ کر انسان شفقت کا رویہ اختیار کرتا ہے کبھی مخلوق کا بے حص غصہ شفقت خداوندی کا سبب بن جاتا ہے محبوب کی جفا کے نتیجہ میں وفا مودار ہو جاتی ہے۔

۳۔ ہر گھ۔ شکوہ کا سبب تکلیف ہے اور تکلیف سبب راحت ہے۔ بوئے بر۔ جس طرح بھلائی کو اللہ تعالیٰ کی طرف راہنما بنایا ہے اس طرح ہر برائی کو بھی راہنما بنالے۔ چوں عصا۔

گوش را بر چار راہ آں نہید
کان کو اس کے چوہے ہے لگا
سوئے آں سر کاشائے آں سرید
اس راہ کا جس سے تم واقف ہو
سوئے اصل لطف رہ یابی بے
(اس سے) اصل خوبی کی جانب تو بہت رہنمائی حاصل کریگا
جزو را بگذار و بر کل دار طرف
جزو کو چھوڑ دو کل پر نگاہ رکھ
برگ بے برگی نشان طوبی است
بے سامانی کا سامان طوبی کا نشان ہے
دام راحت دانما بے راحتی است
تکلیف ہمیشہ راحت کے لئے جال ہے
وز جفائے خلق امید و فاست
مخلوق کے ظلم سے وفا کی امید ہے
ہر ۳ گلہ از شکر آگہ می گند
ہر شکوہ شکر کی خبر دیتا ہے
بوئے بر از ضد تا ضد اے حکیم
اے فانا! ضد سے ضد کا سراغ لگا
جملہ عالم را بدیں سالی شمار
تمام عالم کو ایسا ہی سمجھ
مارگیر از بہر بازی مار جست
پنیر نے تماشہ کے لئے سانپ تلاش کیا

پرس پرساں مودگانی! جاں دہید
پوچھتے پوچھتے جان کی انعام بخشی کر دو
ہر کجا بوئے خوش آید بو برید
جہاں سے اچھی خوشبو آئے اس کا سراغ لگاؤ
ہر کجا لطف ہے بنی از کے
جہاں نہیں کسی کی تو خوبی دیکھے
۴۔ نہمہ جوہار دریائست ژرف
یہ تمام نہیں ایک گہرے دریا کی ہیں
زشتہائے ۲ خلق بہر خوبی است
مخلوق کی برائیاں بھلائی کے لئے ہیں
جنگہائے خلق بہر آشتی است
مخلوق کی لڑائیاں صلح کے لئے ہیں
نشمہائے خلق بہر مہر خاست
مخلوق کی ہارائیاں محبت کے لئے پیدا ہوتی ہیں
ہر زدن بہر نوازش را یو
ہر مار پیٹ مہربانی کے لئے ہوتی ہے
بوئے بر از جزو تا گل اے کریم
اے بھلے آدمی! جزو سے گل کا سراغ لگا
چوں عصا و دست موی گشت مار
جیسا کہ لٹھی حضرت موی کے چھ میں سانپ بنی
جنگہائے آشتی آرد درست
لڑائیاں صحیح صلح پیدا کر دیتی ہے



برائی سے بھلائی کی رہنمائی حاصل کرنا ایک بالمقابل چیز سے دوسری بالمقابل چیز کا سراغ لگانا ہی طرح ممکن ہے جیسا کہ حضرت موی کا عصا سانپ بنا حالانکہ دونوں متضاد چیزیں ہیں اسی طرح عالم کی دوسری چیزوں کو بھی سمجھ لے مارگیر۔ پنیر نے سانپ تماشہ کے لئے پکڑا حالانکہ سانپ سبب ہلاکت ہے جو تراشے کی ضد ہے۔

غم خورد بہر امید بے غمی
بے غمی کے لئے غم برداشت کرتا ہے
گرد کوہستان در لیم برف
پہاڑوں کے چاروں طرف برف کے زمانہ میں
کہ دلش از شکل او شد پر زہیم
کہ اس کی شکل سے دل خوف زدہ ہوتا تھا
ماری جست از دہائے مردہ دید
سانپ تلاش کرتا تھا اس نے ایک مرا ہوا اژدہا دیکھا
مارگیر دانیت نادانی خلق
سانپ پکڑتا ہے مخلوق کی نادانی تعجب ہے
کوہ اندر مار خیراں چوں شود
پہاڑ سانپ کے معاملہ پر کیوں حیران ہوتا ہے؟
از فرونی آمد و شد در کمی
برائی سے آیا اور کمی میں مبتلا ہو گیا
بود طلسم خویش را بر دلق دوخت
طلسم تھا اپنے آگ کو گدڑی پر سی دیا
او چہ اہیراں شد دست و مار دوست
وہ خود کیوں حیران اور سانپ کا دوست بنا؟
سوئے بغداد آمد از بہر شگفت
تعجب میں ڈالنے کے لئے بغداد میں آیا
می کشیدش از پے دانگاہ
بڑی کے لئے وہ اس کو پیچ رہا تھا
در شکارش من جگر ہا خوردہ ام
اس کے شکار میں میں نے خون جگر پیا ہے
زندہ بود و اوندیش نیک نیک
وہ زندہ تھا اس نے اس کو اچھی طرح نہ دیکھا

بہر بازی مار جوید آدمی
انسان تماشہ کے لئے سانپ تلاش کرتا ہے
او ہمی جست یکے مار شگرف
وہ ایک عجیب سانپ تلاش کرتا تھا
از دہائے مردہ دید آنجا عظیم
اس نے وہیں ایک مردہ بڑا اژدہا دیکھا
مارگیر اندر زمستان شدید
مارگیر سخت جائے میں
مارگیر از بہر حیرنی خلق
لوگوں کے تعجب کے لئے پنیرا
آدمی کوہ است چوں مفتوں شود
آدمی پہاڑ ہے کیوں فریفت ہوتا ہے؟
خویشتن شناخت مسکین آدمی
آدمی مسکین نے اپنے آپ کو نہ پہچانا
خویشتن را آدمی ارزاں فروخت
آدمی نے اپنے آپ کو سستا بیچا
صد ہزاراں مار و گہ حیران اوست
لاکھوں سانپ اور پہاڑ اس پر حیران ہیں
مارگیر آں اژدہا را بر گرفت
پنیرے نے اس سانپ کو پکڑ لیا
از دہائے چوں ستون خانہ
ایک اژدہا گھر کے ستون جیسا (مونا)
کاژدہائے مردہ آوردہ ام
کہ میں ایک مردہ اژدہا لایا ہوں
او ہمی مردہ گماں بردش و لیک
وہ اس کو مردہ سمجھ رہا تھا ، لیکن

۱۔ لای۔ وہ پنیرا جڑوں کے موسم
میں پہاڑوں پر حیرت انگیز سانپ
تلاش کر رہا تھا۔ مارگیر پنیرے نے
سانپ اس لئے پکڑا کہ لوگوں کو دکھا
کر حیرانی میں ڈالے لوگوں کا سانپ کو
دیکھ کر حیرانی میں پڑنا کی نالائی ہے۔
۲۔ آدمی کوہ است۔ جس طرح
پہاڑوں میں سانپ ہوتے ہیں خود
انسان میں برے اخلاق کے اژدہے
موجود ہیں تو ایک سانپ کو دیکھنے کا
کیوں مشتاق بنتا ہے اپنے اند کے
سانپ دیکھ لے انسان کی سانپ پر
حیرانی لگی ہی ہے جیسے کہ پہاڑ۔
سانپ پر حیران ہو۔ خویشتن۔ انسان
نے اپنی رفعت اور بلندی کو نہیں سمجھا
اشرف مخلوقات پیدا کیا گیا تھا اور دل
مخلوقات بن گیا۔
۳۔ بود طلسم۔ انسان برصیا چیز
سے گھٹیا بن گیا۔ صد ہزاراں کائنات
انسان کے اعلیٰ مقام سے حیران ہے
لیکن یہ انسان اپنی حماقت سے لائی
مخلوقات کو دیکھ کر حیران ہوتا ہے۔
دانگاہ۔ چندہ جو چند مسافر سفر کے
خراجات کے لئے باہمی جمع کریں
گھر کا سردار و سلطان۔ نیک نیک۔
اچھی طرح۔

اوز سرماہا و برف افسردہ بود
وہ جاڑے اور برف سے ٹھہر گیا تھا
عالم افسردہ است و نام او جماد
عالم ٹھہرا ہوا ہے اور اس کا نام جماد ہے
باش تا خورشید حشر آید عیاں
ٹھہر جا کہ حشر کا سورج نمودار ہو
چوں عصائے موسیٰ اینجا مارشد
جبکہ حضرت موسیٰ کی لٹھی اس عالم میں سانپ بن گئی
پارہ ۲ خاکی تراچوں زندہ ساخت
تو خاک کا ٹکڑا ہے، تجھے جس طرح زندہ بنایا
مردہ زیں سویند و زال سورندہ اند
وہ اس جانب مردہ ہیں اور اس جانب زندہ ہیں
چوں ازاں سوشاں فرستد سوئے ما
جب وہ ان چیزوں کو اس جانب سے ہماری جانب بھیجتا ہے
کوہہا ہم کن داؤ دی گند
پہاڑ بھی داؤدی لہجہ اختیار کر لیتے ہیں
باد حمال سلیمانے شود
ہوا ایک سلمان کو اٹھالی جانے والی بن جاتی ہے
ماہ با احمد اشارت ہیں شود
چاند حضرت احمدؑ کے اشارے کو دیکھنے والا بن جاتا ہے
خاک قاروں را چو مارے در کشد
زمین قاروں کو اڑدے کی طرح نکل لیتی ہے
سنگ بر احمد سلاے می گند
پتھر حضرت احمدؑ کو سلام کرتا ہے



تھے جب مہر تیار ہو جانے پر اس کا سہلانہ لیا تو پڑا۔ سنگ حضرت علیؑ سے منقول ہے کہ ایک موقع پر ہر پتھر اور مہر نے
انحضورؐ کو سلام کیا۔ کہ حضرت یحییٰ کو پہاڑ نے پہنچی تھی۔

عالم۔ مولانا فرماتے ہیں دنیا میں
جن چیزوں کو بے حس اور اک جماد بنا
جاتا ہے وہ بھی ٹھہری ہوئی ہیں اور
بظاہر جماد ہیں حشر میں جب صحن
پر پڑیگا تو ان کا ٹھہرا پن ختم ہو جائے گا
اور ان کا جس اور اک نمودار ہو جائے گا
جیسا کہ اس اڑدے کا معاملہ تھا۔
جماد اور جلد کے لغوی معنی ٹھہرے
ہوئے کے ہیں۔ چوں عصا۔ حضرت
موسیٰ کی لٹھی جو بے حس و حرکت تھی
جب اس دنیا میں سانپ بن گئی تو
عقل سمجھ گئی کہ ان جمادات میں بھی
حرکت نمودار ہو سکتی ہے۔

۲ پارہ خاکی انسان بھی مٹی کا بنام
ہوا ہے اور پھر اس میں حس و حرکت آ
گئی۔ اسی طرح دوسرے جمادات کو
سمجھوان میں بھی حس و حرکت آ سکتی
ہے۔ مردہ اس سو۔ جمادات عالم دنیا
کے اعتبار سے مردہ اور عالم آخرت کے
اعتبار سے زندہ ہیں۔ چوں۔ جب اللہ
تعالیٰ ان کے عالم آخرت والے طرح و
ہماری طرف مڑ دیتا ہے تو ان کی زندگی
ظاہر ہو جاتی ہے۔ کوہا۔ پہاڑ جو
جمادات میں سے ہے حضرت داؤد کا
نعرہ اختیار کر لیتا ہے۔ جو ہر آہن اپنا
رخ بدلتے سے لوہا حضرت داؤد کے
ہاتھ میں موم بن جاتا ہے۔ باد۔ ہوا جو
بے حس و حال ہے حضرت سلیمان
کے لئے حملی کام کر کے نکلتی ہے۔

۳ بحر۔ دیائے نیل نے حضرت
موسیٰ کی بات کو سمجھ لیا ان کے ہر دشمن
فرعون کو غرق کر دیا اور ان کو ملامت دیا۔
بلدا۔ شخص سے شق و لہر کا بجز ہوا
اور چاند حضورؐ کی انگلی کے اشارے کو سمجھ
گیا۔ نسرین۔ گل میوئی۔ خاک۔
زمین نے قاروں کو اڑدے کی طرح
نکل لیا۔ استن۔ مسجد نبویؐ کا وہ ستون
جس کے سہارے حضورؐ ٹھہر دیا کرتے

جملہ اذرات عالم در نہاں

دنیا کے تمام اذرات پوشیدہ طور پر
ما سَمِیعِمْ و بصیرِمْ و خوشِمْ

ہم سننے والے ہیں اور دیکھنے والے ہیں اور خوش ہیں
چوں شامِ سوئے جمادی می روید

جبکہ تم پتھر پن کی طرف جا رہے ہو
از جمادی عالم جاہا روید

پتھر پن سے جانوروں کے عالم میں جاؤ
فاش تسبیح جمادات آیدت

جمادات کی تسبیح واضح ہو جائے گی
چوں نثارِ جان تو قندیاہا ۲

چونکہ تیری جان میں قندیں نہیں ہیں
کہ غرض تسبیح ظاہر کے شود

کہ مقصود ظاہری تسبیح کب ہو سکتی ہے؟
بلکہ ہر بینندہ را دیدارِ آں

بلکہ ہر دیکھنے والے کو ان کا دیکھنا
پس چو از تسبیح یادت می دہد

تو چونکہ وہ (جمادات) تجھے تسبیح کی یاد دلا دیتے ہیں
اِس بود تاویل اہل اعتزال

معترض کی یہ تاویل ہوتی ہے
چوں ز حس بیروں نیاید آدمی

انسان جب حواس (ظاہری) سے باہر نہ نکلے
اِس ۳ سخن پایاں ندارد مارگیر

اس بات کی انتہا نہیں ہے ' سپیرا
تا بہ بغداد آمد آں ہنگامہ خواہ

یہاں تک کہ وہ مجمع کا خواہاں بغداد میں آ گیا

باتومی گویند روزان و شبان

تجھ سے شب و روز کہتے ہیں

باشمانا محرماں ماخا مشیم

تم نامحرموں کے سامنے ہم خاموش ہیں

محرّم جان جماداں چو شوید

تو جمادات کی جان کے محرم کہے ہو سکتے ہیں

غلغل اجزائے عالم بشنوید

اجزائے عالم کا شور سن لو

وسوسہ تاویلیہا بر بایدت

تجھ میں سے تاویلوں کا وسوسہ

بہر بینش کردہ تاویلیہا

تو دیکھنے کے لئے تاویلیں کرتا ہے

دعوی دیدن خیال و غی شود

دیکھنے کا دعویٰ خیال اور گمراہی ہے

وقت عبرت می کند تسبیح خواں

عبرت کے وقت تسبیح پڑھنے والا بنا دیتا ہے

اِس دلالت ہمچو گفتن می بود

یہ دلالت پڑھنے جیسی ہے

وائے آں کس گو ندارد نورِ حال

اس پر اسوں جو حال کا نور نہیں رکھتا ہے

باشد از تصویر غیبی اعجمی

تو وہ غیبی تصویر سے ناواقف ہوتا ہے

می کشید آں مار ربا صد زحیر

بہت بے چینی کے ساتھ اس سانپ کو کھینچ رہا تھا

تا نہد ہنگامہ بر چار راہ

تاکہ چوہا پر مجمع لگائے

۱۔ جملہ ذرات کائنات کا ہر ذرہ
دلالتِ حال سے اپنے سننے اور دیکھنے
کی کیفیت کو بتاتا ہے۔ چوں شد
جب انسان اپنا احساس کھو بیٹھے تو وہ
جمادات کی روح کا محرم نہیں بن سکتا۔
از جمادی اگر اپنی جمادیت ختم کر کے
روحانیت حاصل کر لے تو کائنات کی
تسبیح کا شور سن سکتا ہے۔ وسوسہ
کائنات کی تسبیح کی وہ تاویلیں جو متزلزل
کرتے ہیں ان کا وسوسہ بھی دل میں نہ
آئے گا۔

۲۔ قندیاہا۔ یعنی باطنی نور کی
رہنمائی۔ کہ غرض قرآن پاک میں
ہے اِنْ مِنْ سِیِّئِ الْاَنْسٰخِ بِحَمْدِہِ
وَلٰکِنْ لَا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَہِمْ ہر چہ اللہ
کی تسبیح پڑھتی ہے میں تم ان کی تسبیح
کو نہیں سمجھتے ہو معترض یہ تاویل کرتے
ہیں کہ اس آیت میں تسبیح سے تسبیح
ظاہری مراد نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ
کائنات کا مشاہدہ کرنے والا تسبیح خواں
بن جاتا ہے۔ جب کائنات اس کی تسبیح
کا سبب ہو رہی ہو تو گویا وہ کائنات تسبیح
خواں بنی۔ لٰذٰلِکَ عَلٰی الْخُبْرِ کَفَّلَ عَلَیْہِ
خیر پر دلالت کرنے والا خود خیر کا کرنے
والا ہے۔

۳۔ اِس سخن۔ یہ دو حلی باتیں بہت
ملا ہیں لہذا سپیرے کا قصہ شروع کیا
جاتا ہے۔ زحیر۔ پتھر۔ رجا۔ تاب۔
چارلہ چوہا۔

بر لبِ اِ شَطِ مُرد ہنگامہ نہاد
 دجلہ کے کنارے پر اس نے مجمع لگایا
 مارگیرے اڑدیا آوردہ است
 (کہ) ایک سپہرا اڑدیا لایا ہے
 جمع آمد صد ہزاراں خام ریش
 لاکھوں بے قوف جمع ہو گئے
 منتظر ایشاں و او ہم منتظر
 وہ اس کے منتظر اور وہ بھی (ان کا) منتظر
 مردم ہنگامہ افزوں تر شود
 مجمع کے لوگ زیادہ ہو جائیں
 جمع آمد صد ہزاراں ژاژخا
 لاکھوں بکواسی جمع ہو گئے
 حلقہ گرد او چورز گرد عریش
 اس کے چاروں طرف یہاں حلقہ جیسا کہ ٹکڑی کی تل چھپر
 مرد را از زن خبر نے زا ازدحام
 ہجوم کی وجہ سے مرد کو عورت کا پتہ نہیں
 چوں ہی خرقہ جنیانید او
 جب وہ چیتھڑے سر کاٹا
 اڑدیا کرز مہر یہ افسردہ بود
 وہ اڑدیا جو ٹھنڈک سے ٹھنڈا ہوا تھا
 بستہ بودش بار سنہائے غلیظ
 اس کو موٹی رسیوں سے باندھ رکھا تھا
 در درنگ و اتفاق و انتظار
 آخر اور جمع ہونے اور انتظار میں
 وز غلو خلق و ملک و طمطراق
 لوگوں کی کثرت اور ٹکاؤ اور کرفز سے

غلغلہ در شہر بغداد افتاد
 بغداد شہر میں شور مچ گیا
 بواجب نادر شکارے کردہ است
 اس نے عجیب نامہ شکار کیا ہے
 صید اوشد ہر یک آنجا از خریش
 اس جگہ ہر ایک اپنے گدھے پن سے اس کا شکار بن گیا
 تاکہ جمع آیند خلق منتشر
 تاکہ بکھرے ہوئے لوگ جمع ہو جائیں
 گدیہ و توزیع نیکو تر رود
 بھیک اور چندہ (کا کام) خوب چلے
 حلقہ کردہ پشت پابر پشت پا
 کمر جھکائے ہوئے پاؤں پر پاؤں رکھے ہوئے
 ہچمناں کہ بت پرستال بر کنیش
 جیسا کہ بتوں کے پجاری بت خانہ
 رفتہ در ہم چوں قیامت خاص و عام
 قیامت کی طرح خاص و عام غلط ملط تھے
 می کشیدند اہل ہنگامہ گلو
 مجمع والے گا پھاڑتے
 زیر صد گونہ پلاں و پردہ بود
 سینکڑوں قسم کے ٹاٹ اور پردوں میں تھا
 احتیاطے کردہ بودش آل حفیظ
 اس تکہانہ نے اس کے لئے بڑی احتیاط رکھی تھی
 وز ہیا ہوی و افعان بے شمار
 ہائے و ہو اور بے شمار چیخوں سے
 تافت برآں مار خورشید عراق
 اس اڑدے پر عراق کا سورج چمکنے لگا

۱۔ لب شط۔ بغداد جگہ کے دونوں
 کناروں پر آباد ہے۔ خام ریش۔
 بیوقوف۔ خریش۔ خریاش۔ گدیہ۔
 بھیک۔ توزیع۔ تقسیم۔ بخشش۔ ژاژخا۔
 بکواسی۔ حلقہ کردہ پشت۔ کمر جھکائے
 ہوئے۔

۲۔ عریش۔ چھپر۔ کنیش۔ بت
 خانہ۔ مرد۔ مجمع کی کثرت میں خواص و
 عوام اور مرد و زن کا اختلاط ہو جاتا ہے۔
 خرقہ۔ چھپرے جو آگ سلگانے
 کے کام آتے ہیں۔ پلاں۔ ٹاٹ۔

۳۔ حفیظ۔ محفوظ۔ تکہانہ۔ درنگ۔
 درنگ۔ یعنی یہ چیزیں اور سورج کی گرمی
 اس اڑدے کے حرکت میں آنے کا
 سبب بن گئیں۔ عراق۔ وہاں کی گرمی
 مشہور ہے۔

آفتاب گرم سیرش گرم کرد

تیز رفت سرج نے اس کو گرما دیا

مردہ بود و زندہ گشت او از شکفت

وہ مردہ تھا اور حیرت انگیز طہ پر زندہ ہو گیا

خلق را از جنبش آں مردہ مار

مرے ہوئے سانپ کی حرکت سے مخلوق کی

با تحیر نعرہا انلیخند

حیرانی سے انہوں نے نعرے لگائے

می شکست او بند زان بانگ بلند

وہ بندش کو بلند آواز سے توڑتا تھا

بندہا بکست و بیروں شد ز زیر

بندش ٹوٹ گئیں وہ نیچے سے نکل آیا

در ہزیمت بس خلاق کشتہ شد

پہلی میں بہت سے لوگ مارے گئے

مار گیر از ترس برجا خشک گشت

سپیرا خوف سے اپنی جگہ خشک ہو گیا

گرگ را بیدار کرد آں کورمیش

اس اندھی بھینر نے بھڑیے کو جگا دیا

اژدہا یک لقمہ کرد آں گنج ۲ را

اس احمق کو اژدہ نے ایک لقمہ بتلایا

خویش را بر اُستے پیچیدہ و بست

اس (اژدہ) نے اپنے آپ کو ایک ستون پر لپیٹا اور باندھا

شہر خالی گشت و اژدہا براند

شہر خالی ہو گیا اور اژدہا روانہ ہوا

نفس اژدہا ست او کے مردہ است

تیرا نفس اژدہا ہے وہ مردہ کہاں ہے

۱۔ اخلط۔ یعنی اژدہ کے بدن کی رطوبتیں۔ مردہ صابر۔ یعنی وہ اژدہا جس کو لوگ مرا ہوا سمجھ رہے تھے۔ می شکست۔ اژدہا رسیوں میں بندھا ہوا تھا۔ چاقا چاق۔ رسیوں کے ٹوٹنے کی آواز۔ غراں۔ ڈروکتا ہوا۔ ہزیمت۔ مجمع کی واپسی۔ گرگ۔ سپیرے اور اژدہ کے کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کہ بھیڑ سوئے ہوئے بھیڑیے کو خود بیدار کر دے یا کوئی شخص خود ملک الموت کے پاس چلا جائے۔

۲۔ گنج۔ احمق۔ شیخ۔ حجاج کا لہجہ ہے حجاج بن یوسف ثقفی عبدالملک مروانی کے دور کا مشہور ظالم گور ہے جس نے لاکھوں کا خون بہلا ہے۔ خویش را۔ اژدہ۔ جانور یا انسان کو نگل کر اس کی ہڈیاں توڑنے کے لئے اسی طرح کی حرکت کرتا ہے۔

۳۔ گرفتار۔ اژدہا۔ تیزی سے بیابان میں چلنا۔ نفس۔ مولانا دوسرے مضمون کی طرف منتقل ہو کر فرماتے ہیں کہ انسان کو اپنے نفس کو اسی قسم کا اژدہا سمجھنا چاہئے۔ بے آلتی۔ ذرا کھانا ہونا۔

رفت از اعضائے او اخلط ۱۔ سرد

اس کے اعضاء سے ٹھنڈی رطوبات جلتی رہیں

اژدہا برخویش جنیدن گرفت

اژدہ نے تل کھانے شروع کہ دیئے

گشت شاں از یک تحیر صد ہزار

ایک حیرانی لاکھوں حیرتیاں بن گئیں

جملگاں از جنبشش بگریختند

اس کے ہلنے سے سب بھاگ پڑے

ہر طرف می رفت چاقا چاق بند

ہر طرف بندش کی ترانہ پڑا (کی آواز) بچھ رہی تھی

اژدہائے زشت غراں ہچمو شیر

بھیانک اژدہ شیر کی طرح ڈروکتا ہوا

از فتادہ و کشتگاں صد پُشتہ شد

مرے اور گرے لوگوں کے سینکڑوں ڈھیر لگ گئے

کہ چہ آوردم من از کہسار و دشت

کہ میں پہاڑ اور جنگل سے کیا لے آیا

رفت ناداں سوئے عزرا یل خویش

بیوقوف اپنے آپ ملک الموت کی طرف چلا گیا

سہل باشد خون خوری شیخ را

حجاج کے لئے خون پینا آسان ہوتا ہے

استخوان خورده را در ہم شکست

کھائی ہوئی ہڈیوں کو ریزہ ریزہ کر دیا

سوئے گہ گرد ۳ از بیاباں برفشاند

پہاڑ کی جانب اس نے جنگل کی گرد کو اڑایا

از غم بے آلتی افسردہ است

ذرائع نہ ہونے کے غم میں ٹھنڈا ہوا ہے

گربیا بد آلت لے فرعون او
اگر وہ فرعون کے ذرائع پا لے
آنگہ او بنیاد فرعون گند
اس وقت وہ فرعون بنیاد بنائے گا
کرک ست آں اژدہا دست فقر
وہ اژدہا افلاس کے ہاتھوں حقیر کپڑا ہے
اژدہا رادار در برف فراق
اژدہے کو محرومی کے برف میں رکھ
تافسردہ می بوداں اژدہات
تاکہ تیرا اژدہا ٹھنرا ہوا رہے
مات گن اورا وایمن شوزمات
اس کو ہرا دے اور ہارنے سے بچنے ہو جا
کاں تف خورشید شہوت سرزند
کیونکہ جب شہوت کے سحر کی گرمی نمودار ہوگی
می کش اورا در جہاد ودر قتال
اس کو جہاد اور قتال میں کھینچ لا
چونکہ آں مرد اژدہا را آورید
چونکہ وہ مرد اژدہے کو لایا
لاجرم آں فتنہا کرد اے عزیز
اے پیارے لاجرم اس نے وہ فتنے برپا کر دیئے
تو طمع سے داری کہ اورا بے جفا
تو امید رکھتا ہے کہ اس کو بغیر سختی کے
ہر خسے را ایں تمنا کے رسد
ہر کینے کی یہ تمنا کہل پوری ہوتی ہے
صد ہزاراں خلق ز اژدہ ہائے او
لاکھوں لوگ اس کے اژدہے سے

کہ باہر او ہی رفت آب جو
جس کے حکم سے صیائے نیل کا پانی چلتا تھا
راہ صد موسیٰ و صد ہاروں زند
سیکڑوں موسیٰ و ہاروں کی راہ زنی کرے گا
پشے گرد زجاہ و مال صقر
چرخ چاہ اور مال نہ ہونے سے محرم بن جاتا ہے
ہیں مکش اورا بخورشید عراق
خبردار اس کو عراق کے سورج نہ لے جا
لقمہ اوئی چو او یابد نجات
جب وہ نجات پا جائے گا تو اس کا لقمہ ہے
رحم گن نیست اوز اہل صلوات
رحم نہ کر وہ اچھے سلوک کے قابل نہیں ہے
آں خفاش مردہ ریکت پرزند
وہ تیری ناچیز چکاڑ اڑنے لگے گی
مردوار اللہ یجزیک الوصال
مردانہ وار اللہ تجھے بدلے میں وصال عطا فرمائے گا
در ہوائے گرم خوش شد آں مرید
گرم ہوا میں وہ سرکش چاند چوبند ہو گیا
بلکہ صد چنداں گہ ما کفیم نیز
بلکہ اس سیکڑوں زیادہ جو ہم نے بیان کئے
بستہ داری در وقار و در وفا
وقار اور وفا میں باندھ لے گا
موسیٰ باید کہ اژدہا کشد
موسیٰ چاہیے جو اژدہے کو مدے
در ہزیمت گشتہ شد از رائے او
پہپائی مدے گئے اس کی رائے کی وجہ سے

۱۔ آلت فرعون۔ یعنی اسباب
ذرائع جو فرعون کو حاصل تھے کہ
باہر۔ فرعون کے حکم سے نیل میں
سیلاب آگیا تھا یہ فرعون کے لئے اللہ
کی جانب سے استدراج تھا۔ کر
مکہ۔ حقیر کپڑا۔ پشے گرد۔ یعنی
اسباب میسر نہ آنے سے قوی ضعیف
بن جاتا ہے۔ صقر۔ چرخ جو شکرے
کی ایک قسم ہے۔ فراق۔ یعنی ذرائع
اور اسباب مہیا نہ ہونے کا غم۔ لقمہ
لوٹی۔ تیسرا نفس سب سے پہلے تجھے
ہلاک کرے گا۔

۲۔ مات گن۔ نفس کو شکست
دیدے۔ اہل صلوات۔ یعنی قابل رحم
نہیں ہے۔ خفاش۔ یعنی نفس
انسانی۔ می کش۔ نفس کو مردانہ وار
مشقوں میں مبتلا رکھ اللہ کا وصل
حاصل ہو جائے گا۔ چونکہ پیہرے
نے اس اژدہے کو گرمی سے آرام
پہنچایا تو وہ سرکش بن گیا۔ لاجرم سرکش
ہو کر اژدہے نے جو فتنے پکائے وہ
میرے بیان سے سیکڑوں گنا زیادہ
تھے۔

۳۔ تو طمع۔ انسان کی غلط فہمی ہے
کہ وہ نفس کو آرام پہنچا کر اس سے وفا
اور وقار کی امید کرے ہر خسے۔ نفس
کشی ہر انسان سے ممکن نہیں ہے اس
کے لئے موسیٰ جیسی اولیٰ العزمی
چاہیے۔ صد ہزاراں۔ یہ شعر پھر
پیہرے سے متعلق ہے۔

وزاعطع ہم خویشتن رباباد داد گفته شدوالله اعلم بالسداد

لاچ سے اپنے آپ کو بھی برباد کیا قصہ کہہ دیا گیا اور اللہ تعالیٰ راستہ دے گا تو خوب جانتا ہے

تہدید کردن فرعون موسیٰ علیہ السلام را

فرعون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دھمکانا

خلق را کشتی و افگندی ز نیم

ذر سے لوگوں کو مار ڈالا اور گرا دیا؟

در ہزیمت شستہ شد مردم ز زلق

الے بھاگنے میں پھسلنے کی وجہ سے لوگ مارے گئے

کین تو در سینہ مرد وزن گفت

مردوں اور عورتوں کے سینہ میں تیری طرف سے کین پیدا ہو گیا

از خلافت مرد ماں رانیست بد

لوگوں کے لئے تیرے خلاف کرنے کے علاوہ چاہ نہیں ہے

در مکافات تو دیگے می پزم

تجھ سے بدلہ لینے کے لئے دیگ بکار رہا ہوں

یا بجڑنے پس روے گرد و ترا

یا سلیہ کے علاوہ تیرا کوئی پیرو ہو گا

در دل خلقاں ہر اس انداختی

لوگوں کے دلوں میں خوف پیدا کر دیا ہے

خوار گردی ضحکہ غوغا شوی

ذلیل ہو گا عوام کے لئے مضحکہ بنے گا

عاقبت در مصر ما رسوا شدند

انجام کار ہمارے مصر میں رسوا ہوئے ہیں

گفت فرعونش چرا تو اے کلیم

فرعون نے ان موسیٰ سے کہا اے کلیم اللہ تے نے کیوں

در تردد از تو افتادند خلق

تیری وجہ سے لوگو تردد میں مبتلا ہو گئے

لا جرم ہر کس ترا دشمن گرفت

لا محالہ بہر شخص کو تجھ سے دشمنی ہو گئی

خلق را می خواندی برعکس شد

تو لوگوں کو بلاتا تھا (معاملہ) برعکس ہو گیا

من ہم از شر تر اگر پس می خوم

میں بھی اگر تیرے شر سے پیچھے ہٹ گیا ہوں

دل از یں برگن کہ بفریبی مرا

یہ دل سے نکال دے کہ تو مجھے فریب دے سکتا ہے

تو بدال غرہ مشکوئیں ساختی

تو اس پر گھمنڈ نہ کر کہ تو نے یہ کیا ہے

صد چنیں آری وہم رسوا شوی

اس جیسے سینکڑوں مجھے تولائے گا پھر بھی رسوا ہو گا

ہمچو تو سألوس بسیاراں بدند

تجھ جیسے بہت سے مکار تھے

۱۔ در طمع ترا شد دکھا کر پیے حصول

کرنے کے لالچ نے سپیرے کو بھی

برباد کیا اور لوگوں کو بھی۔ گفت۔

فرعونش۔ یہاں سے مولانا حضرت

موسیٰ کے واقعہ کی طرف منتقل ہو گئے

ہیں۔ حضرت موسیٰ کی لالچی کا اثر دہانتا

دیکھ کر بھی تماشاخیوں کا مجمع بھاگا تھا

اور اس بھگدڑ میں بہت سے آدمی مر

گئے تھے اس پر فرعون نے حضرت

موسیٰ سے یہ گفتگو کی تھی۔

۲۔ تردد۔ یعنی دین کے بارے

میں شک و شبہ۔ در ہزیمت یعنی

خوف کھا کر مجمع کے منتشر ہونے

میں۔ می خواندی یعنی تو نے اپنی

طرف بلایا۔ خلافت۔ خلاف تو۔ من

ہم۔ یعنی اگرچہ میں سر دست تیرا

مقابلہ نہیں کر رہا ہوں لیکن بدلہ لینے

کی فکر میں ہوں۔

۳۔ بجڑنی۔ یعنی تیرے سلیہ کے

علاوہ تیرا کوئی پروردہ نہ ہے گا۔ کیس یعنی

اپنی لالچی کا اثر دہانتا۔ ضحکہ۔ ہستی کے

قابل۔ غوغا۔ عوام۔

جواب گفتن موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرعون را

حضرت موسیٰ کا اس دھمکی کا جواب دینا جو

در تہدید یکہ با اومی نمود

فرعون نے ان کو دی

گفت ابا امرہم اشراک نیست

حضرت موسیٰ نے فرمایا اللہ کے معاملہ میں میری شرکت نہیں ہے

راضم من شاكرم من اے حریف

اے دشمن میں راضی ہوں میں شکر گزار ہوں

پیش خلقاں خوار و زار و ریشخند

مخلوق کے سامنے رسوا ذلیل اور لائق مضحکہ بنوں

از خن می گویم ایں ورنہ خدا

یہ بات میں کہنے کو کہتاں ہوں ورنہ اللہ تعالیٰ

عزت آں اوست و آن بندگانش

عزت اس کی ملکیت ہے اور اس کے غلاموں کی ملکیت ہے

شرح حق پیاں ندارد ہجو حق

اللہ کی طرح اللہ کی تشریح کی انتہا نہیں ہے

گر بریزد خونم امش باک نیست

اگر اس کا حکم میرا خون بہائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے

ایں طرف رسوا و پیش حق شریف

کس طرف رسوا ہوں اور اللہ کے سامنے باعزت ہوں

پیش حق مطلوب و محبوب و پسند

لیکن اللہ تعالیٰ کے سامنے مطلوب اور محبوب اور پسندیدہ بنوں

از سیہ رویاں کند فردا ترا

تجھے کل کو سیاہ رو کرے گا

ز آدم و ابلیس بری خواں نشانش

حضرت آدم اور ابلیس سے اس کی علامت کا مطالعہ کر لے

ہیں وہاں بر بند و برگرداں ورق

خبردار! منہ بند کر لے اور ورق پلٹ دے

پلخ دادن فرعون موسیٰ علیہ السلام را و مہلت خواستن

فرعون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جواب دینا اور حضرت موسیٰ سے چالیس

تا چہل روز از موسیٰ علیہ السلام

روز کی مہلت مانگنا

گفت فرعونش ورق در حکم ماست

فرعون نے ان موسیٰ سے کہا کاغذ میرے حکم میں ہے

مر مرا بخریده اندر اہل جہاں

مجھے دنیا والوں نے منتخب کیا ہے

موسیا خود را خریدی ہیں برو

اے موسیٰ تو نے خود اپنے آپ کو پسند کیا ہے خبردار! چلا جا

جمع آرم ساحران دہرا

میں دنیا بھر کے جادوگروں کو جمع کروں گا

ایں نخواہد شد بروزے و دو روز

یہ ایک دن میں نہ ہو سکے گا

دفتر و دیوان و حکم ایں دم مراست

دفتر اور کچہری اور حکم اس وقت میرا ہے

از ہمہ عاقل تری تو اے فلاں

اے فلاں! کیا تو سب سے زیادہ عقلمند ہے

خویشتن کم ہیں بنخود غرہ مشو

خود بینی نہ کر اپنے اوپر گھمنڈ نہ کر

تا کہ جہل تو نمایم شہرا

و تا کہ شہر کو تیری جہالت دکھا دوں

مہلتم وہ تا چہل روز تموز

مجھے گرمی کے چالیس روز کی مہلت دے

۱۔ گفت۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا

اللہ تعالیٰ نے اپنے معاملہ کا مختار ہے

میری اس میں شرکت نہیں ہے۔ را

ضمیم۔ دنیا کی رسوائی جس میں خدا کی

رضا مندی ہو مجھے منظور ہے۔ از خن۔

یعنی اپنی رسوائی کی بات میں نے

کہنے کو کہہ دی ہے ورنہ اللہ کی رحمت

سے یقین ہے کہ میں رسوا نہ ہوں گا تو

عی رسوا ہوگا۔

۲۔ عزت۔ غلبہ اور عزت اللہ اور

اس کے غلاموں کے لئے ہے اسی

لئے آدم باعزت بنے اور شیطان

ذلیل ہوا۔ پارخ۔ جواب۔ گفت۔

فرعونش۔ فرعون نے حضرت موسیٰ

سے کہا کاغذ اور قلمدان اور حکم میرا

ہے۔

۳۔ اہل جہاں۔ جبکہ تمام لوگ

مجھے پسند کرتے ہیں کیا تو سب سے

زیادہ عقلمند ہے کہ مجھے ناپسند کر رہا

ہے۔ خود را خریدی۔ خود را پسند کر دی۔

شہر۔ مصر۔ تموز۔ یعنی موسم گرما۔

جواب موسیٰ علیہ السلام مرفرعون را

حضرت موسیٰ کا فرعون کو جواب

گفت موسیٰ ایں مراد استور نیست
موسیٰ نے فرمایا اس کی مجھے اجازت نہیں ہے
گر تو چیری و مرا خود یار نیست
اگرچہ تو غالب ہے اور میرا کوئی دوست نہیں ہے
می زخم باتو بجہ تازندہ ام
جب تک میں زندہ ہوں تجھ سے طاقت سے بھڑول گا
می زخم تادر رسد حکم خدا
جب تک اللہ کا حکم ہو گا میں مقابلہ کروں گا

بندہ ام امہال تو مامور نیست
میں اللہ کا غلام ہوں تجھے مہلت دینے کا حکم نہیں ہے
بندہ فرمانم بدانم کار نیست
میں تو حکم کا غلام ہوں مجھ سے کوئی سرکار نہیں ہے
من چہ کارہ نصرتم من بندہ ام
مجھے مدد کا کیا کرتا ہے میں تو غلام ہوں
کا فکند ہر خصم از خصمی جدا
وہی ہر لڑنے والے کو لڑائی سے جدا کرتا ہے

جواب فرعون موسیٰ علیہ السلام را وئی آمدن بموسیٰ علیہ السلام
حضرت موسیٰ کو فرعون کا جواب اور حضرت موسیٰ کے پاس وحی آنا

گفت ۱ نے نے مہلتے باید نہاد
اس فرعون نے کہا نہیں مہلت مقرر کرنی چاہیے
حق تعالیٰ وحی کر دے در زماں
فوراً اللہ تعالیٰ نے ان کو وحی بھیجی
اس ۳ چہل روز بدہ مہلت بطوع
خوشی سے اس کو چالیس روز کی مہلت دیدے
تا بکوشد او کہ نے من خفتہ ام
تاکہ وہ کوشش کر لے کیونکہ میں بھی سوتا نہیں رہا ہوں
حیلہاشاں را ہمہ برہم زخم
ان کی سب تدبیروں کو دہم برہم کر دوں گا
آب را آرند من آتش زخم
وہ پانی لائیں گے میں آگ لگا دوں گا
مہر پیوند ندمن ویراں کنم
وہ دوستیاں جوڑیں گے میں تباہ کر دوں گا

عشو ہاکم وہ تو کم پپائے باد
تو فریب نہ دے فضول باتیں نہ بنا
مہلتے وہ مرورا مہر اس ازاں
اس کو مہلت دیدے اس سے نہ گھبرا
تارگالد مکرہا او نوع نوع
تاکہ وہ قسم قسم کی مکاری سوچ لے
تیز رو گویش رہ بگرفتہ ام
اس سے کہہ دے تیز چلے میں نے بھی راستہ روک دیا ہے
وانچہ افز ایند من برکم زخم
وہ جو کچھ بڑھائیں گے اس کو کمی پر بخ دوں گا
نوش خوش گیرند من ناخوش کنم
وہ اچھا شہد پئیں گے میں اس کو بد مزہ کر دوں گا
آنکہ اندر وہم ناید آل کنم
جو خیال میں بھی نہ آئے میں وہ کروں گا

۱ دستور حکم طریقہ امہال۔
مہلت دنیا۔ چیر۔ غالب۔ بدانم۔ کار۔
بک۔ مراکار۔ جد کوشش۔ من چکارہ۔
یعنی مجھ سے بحث نہیں ہے کہ
میری مدد ہوگی یا نہ ہوگی۔

۲ گفت نے نے۔ فرعون نے
کہا۔ عشو۔ مکر۔ باد پیوون۔ فضول
باتیں کرنا۔ مہر اس۔ خوفزدہ نہ ہو۔

۳ اس چہل۔ فرعون نے
چالیس روز کی مہلت مانگی تھی فرمایا گیا
کہ اس کو مہلت دے دو اس کو مکر کی
تدبیریں سوچنے کا موقع دے دو میں
اس کی تمام تدبیروں کا بیکار کر دوں گا۔

تو مترس و مہلتے اش وہ دراز گوسپہ گرد آ و صد حیلست بساز
تو نہ ڈر اور اس کو لمبی مہلت دیدے کہہ دے لشکر جمع کر لے اور سو تدبیریں کر لے

مہلت دادنِ موسیٰ علیہ السلام فرعون راتا ساحراں
فرعون کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مہلت دینا تاکہ وہ شہروں سے
راجع از مدائن اے گند
جلاوگروں کو جمع کر لے

۱۔ مدائن۔ مدنیہ کی جمع ہے شہر۔
خُدم۔ یعنی میں روانہ ہوا۔ رستی تھے فی
الحال نجات مل گئی۔ اے ہی شد۔ یعنی
حضرت موسیٰ قوم کی طرف روانہ
ہوئے۔ دم۔ کتا محبت میں دم ہلاتا
ہے۔ سنگ۔ یعنی پتھروں کا چبا کر
ریت بنا دیتا تھا۔ دم۔ اڑدھا اپنے
سانس سے چیزوں کو اپنے منہ میں
کھینچ لیتا ہے۔

۲۔ خُرد۔ یعنی لوہے کو چبا کر ریزہ
ریزہ کر رہا تھا۔ بُرج۔ یعنی سر کو منزلہ
مکان سے اونچا کر لیتا تھا۔ گرج۔
گر حستان کے رہنے والے کُف۔
اس کے منہ سے لونٹ کی طرح
جھاگ نکل رہے تھے اور وہ اس قدر
زہریلے تھے کہ جس پر قطرہ پڑ جاتا وہ
کوہی بن جاتا۔ زغوغ۔ دانت
پینے کی آواز۔ شیران۔ کالا شیر
بہت خوفناک ہوتا ہے۔ مجتبیٰ۔ منتخب
یعنی حضرت موسیٰ شوقِ باطنچہ یوں
کا گوشہ۔

۳۔ خورشید۔ یعنی یہ سانپ کا معجزہ
ہمارے لئے خورشید را ہدایت ہے اور
دشمنوں کے لئے تاریک رات ہے
جس میں ان کو کچھ نظر نہیں آتا ہے۔
اے عجیب۔ فرعون کے لشکر کی اس کی
پہچان کی علامتوں کو کیوں نہیں دیکھ
رہے ہیں اور اس روشن معجزے کے
قابل کیوں نہیں ہو رہے ہیں۔

گفت امر آمد برو مہلت ترا من بجائے خود شدم رستی ہلا
فرمایا حکم آ گیا، جا تجھے مہلت ہے
اُوہی شد اڑدھا اندر عقب چوں سگ صیاد دانا و مُجِب
وہ جا رہے تھے اڑدھا پیچھے پیچھے تھا
چوں سگ صیاد و جُہاں کردہ دُم
شکاری کے کتے کی طرح دم ہلاتا ہوا
سنگ و آہن را بدم درمی کشید
پتھر اور لوہے کو سانس سے اندر کھینچتا تھا
در ہوا می کرد خود بالائے بُرج
فضا میں اپنے آپ کو برج سے اونچا کرتا تھا
کُف کی انداخت چوں اشتر ز کام
منہ سے لونٹ کی طرح جھاگ پھینکتا تھا
زغوغ دندان اُو دل می شکست
اس کے دانتوں کی کڑکڑاہٹ دل پھاڑ رہی تھی
چوں بقوم خود رسید آں مجتبیٰ
جب وہ برگزیدہ اپنی قوم میں پہنچے
تکیہ بروے کردی گفت اے عجب
انہوں نے اس پر ٹیک لگائی اور کہہ رہے تھے تعجب ہے
اے عجب چوں می نہ بیند آں سپاہ
تعجب ہے یہ لشکر کیوں نہیں دیکھتا ہے

جان شیران سیہ می شد ز دست
کالے شیروں کی جان ہاتھ سے نکلی جلتی تھی
شدق اُو بگرفت و باز اُو شد عصا
اس کی باجھ پکڑی وہ پھر لٹھ بن گیا
پیش ما خورشید و پیش خصم شب
یہ معجزہ ہمارے لئے سورج اور دشمن کے لئے رات ہے

علکے پر آفتاب چاشتگاہ
دنیا کو جو چاشت کے وقت کے سورج سے بھی ہوئی ہے

۱ چشم باز۔ ان کے حواس اور ذہانت موجود ہے پھر بھی اللہ تعالیٰ نے ان کی نظر بندی کر دی ہے۔ من از ایشان۔ فرعون کی حضرت موسیٰ کے معاملہ سے حیران تھی۔ من۔ چینی کی کا پھول۔ جام۔ رقیق۔ صاف شراب کا جام۔ سنگ۔ شد۔ یعنی وہ شراب ان کے پینے کے قابل نہ رہی۔ دستہ گل۔ میں ان کے سامنے ہدایت کے گلدستے پیش کرتا ہوں مگر وہ پھول ان کے لئے کاٹنے بن جاتے ہیں۔

۲ آل۔ ہدایت کے جام ان کا حصہ ہیں جو خودی کو فنا کر چکے ہوں۔ خفتہ بیدار۔ یعنی وہ شیخ جو دنیا سے خفتہ ہو اور آخرت کے عالم میں بیدار ہو۔ تائبہ بیداری۔ خواب میں جو عالم بالا کی چیزیں نظر آتی ہیں اس کو عالم بیداری میں نظر آنے لگتی ہیں۔ دشمن۔ جو لوگ دنیوی افکار میں مبتلا ہیں وہ ان خوابوں سے محروم ہیں۔ خلق۔ یعنی معارف کے نکلنے سے حیرتے باید۔ مقام حیرت میں پہنچ کر سالک نہ اللہ کے ذکر پر قادر رہتا ہے نہ دنیوی فکر پر۔ ہر کہ کمال۔ جو لوگ دنیوی معاملات میں ہنر مند ہیں وہ بظاہر دوسروں سے آگے ہیں لیکن حقیقتہً پیچھے ہیں۔

۳ راجعون۔ قرین باب میں ہے۔ قَالَ لِلّٰهِ وَفَا لِلّٰهِ رَاجِعُونَ ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور اسی کی طرف واپس ہونے والے ہیں واپسی کا مطلب یہ ہے کہ بکریوں کا ریوڑ جو جنگل میں چرنے گیا ہے وہ گھر واپس لوٹے۔ ورود۔ چراگاہ یا پانی کے گھاٹ پر جانا پس فتنہ۔ جو بکری جانے میں گدے میں سب سے پیچھے ہو گی واپسی میں وہ آگے ہو جائے گی۔ پیش افتد۔ گدے کے پلٹنے کے وقت جو

چشم باز و گوش باز و ایں ذکا آنکھیں کھلی ہیں اور کان کھلے ہیں اور یہ ذہانت من از ایشان خیرہ ایشان ہم زمن میں ان سے حیران ہوں وہ بھی مجھ سے حیران ہیں پیش شاں بردم بے جام رقیق میں ان کے سامنے صاف شراب کے بہت سے جام لے گیا دستہ گل بستم و بردم بہ پیش میں نے پھولوں کا گلدستہ بنایا اور سامنے لے گیا

آل نصیب جان بخویشاں بود وہ جام بے خودی کی جان کا حصہ ہوتا ہے خفتہ بیدار رباید پیش ما ہمارے آگے ایک سویا ہوا بیدار ہونا چاہیے دشمن ایں خواب خوش شد فکر خلق لوگوں کو فکر دنیوی اس اچھی خواب کا دشمن بن گیا حیرتے باید کہ روبد فکر را حیرت دکار ہے تاکہ فکر کا صفایا کر دے ہر کہ کمال ثر بود او در ہنر جو دنیا کے ہنر میں زیادہ کمال ہوتا ہے

راجعون گفت و رجوع اینسان بود اللہ تعالیٰ نے واپس ہونے والے میں فرمایا اور واپس ہونا ہے چونکہ واگردید گلہ از و رود جب روڑو گھاٹ سے واپس لوٹتا ہے پیش افتد آں بز لنگ پس چھلی۔ لنگری بکری آگے ہو جاتی ہے

خیرہ ام در چشم بندی خدا میں اللہ تعالیٰ کی چشم بندی پر حیران ہوں از بہارے خدا ایشان من من خدا کی بہار سے وہ کاٹنے ہیں میں پھول ہوں سنگ شد آبش بہ پیش آں فریق اس فریق کے سامنے اس کا پانی پتھر بن گیا ہر گلے چوں خار گشت و نوش نیش ہر پھول کاٹنا بن گیا اور شہد ذنک بن گیا چونکہ با خویشند پیدا کے شود چونکہ وہ خودی میں ہیں وہ کب ظاہر ہوتا ہے تلبہ بیداری بہ بیند خوابہا تاکہ وہ خوابوں کو بیداری میں دیکھ لے تاخشد فکرش بستہ است خلق جب تک کہ اس کا فکر نہ ہو جائے خلق بند ہے خورد حیرت فکر را و ذکر را حیرت نے فکر اور ذکر کو نگل لیا ہے او بمعنی پس بصورت پیشتر وہ حقیقتاً پیچھے بظاہر آگے ہے کہ گلہ واگرد دوخانہ رود کہ ریوڑ واپس ہو اور گھر جائے پس قند آں بز کہ پیش آہنگ بود تو وہ جانور پیچھے رہتا ہے جو آگے چلنے والا تھا اضحک الرجعی وجوہ العالیین واپسی نے منہ بنائے ہوئے لوگوں کے چہروں کو ہنسیا ہے

اگلے جانور ہوتے ہیں وہ پیچھے ہو جاتے ہیں اور پچھلے جانور آگے ہو جاتے ہیں۔ اٹھک پیچھنے کی وجہ سے ان کو رخ نما واپسی میں جب وہ آگے ہو جائے گے تو خوشی ہوں گے۔

از گزافہ کے شدند ایں قوم لنگ
یہ قوم خواہ مخواہ لنگری کب ہوتی ہے
پاشکتہ می روند اینان بج
وہ جج کو شکستہ پا جاتے ہیں
دل زوانشہا بشستند ایں فریق
اس فریق نے دل سے عقلوں کو دھو ڈالا ہے
دانستہ باید کہ اصلش ز ایں سرست
وہ عقل چاہیے جس کی اصل اس جانب کی ہے
ہر پرے بر عرض دریا کے پرد
ہر بازو دیا کی چوڑائی تک کب پرواز کر سکتا ہے
پس چرا علمے بیا موزی بمرود
تو کسی مرد کو ایسا علم کیوں سکھاتا ہے
پس مجو پیشی ازیں سر لنگ باش
تو اس طرف کی پیش روی نہ چاہ لنگزا بن جا
اخرون السابقون باش اے ظریف
اے خوش مزاج آخر میں آنے والوں اور بڑھ جانے والوں میں سے بن
گرچہ میوہ آخر آید در وجود
اگرچہ پھل وجود میں آخر میں آتا ہے
چوں ملائک گوئی لا علم لنا
تو فرشتوں کی طرح کہہ دے ہمارے لئے علم نہیں ہے
گہ دریں مکتب ندانی تو ہجا
اگر تو اس مکتب میں بچے نہیں جانتا ہے
گرنباشی نامدار اندر بلاد
اگر تو شہروں میں مشہور نہیں ہو گا

فخر را دادند و بخريد ندنگ
انہوں نے فخر کو دیدیا ہے اور ذلت کو خریدا ہے
از خرج راہیست پنہاں تا فرج
تنگی سے کشادگی کی طرف چھپا ہوا راستہ ہے
زانکہ ایں دانش ندانداں طریق
کیونکہ یہ عقل اس راستہ کو نہیں جانتی ہے
زانکہ ہر فرعے باصلش رہبرست
کیونکہ ہر فرع اپنی اصل کی طرف راہنما ہے
تلذذ ۲ علم لدنی می برد
اللہ کے قرب تک علم لدنی لے جاتا ہے
کش ببايد سينہ را ز ایں پاک کرد
کہ اس سے اس کو سینہ پاک کر لینا چاہیے
وقت و گشتن تو پیش آہنگ باش
واپسی کے وقت تو پیشرو بن
بر شجر سابق بود میوہ لطیف
عمدہ میں درخت سے بڑھا ہوا ہوتا ہے
اول ست او زانکہ او مقصود بود
لیکن چونکہ وہ مقصود تھا لہذا وہ پہلے ہے
تا بگیرد دست تو علمتنا
تاکہ تو نے ہمیں تیری دیکھیری کہے
ہمچو احمد پری از نور جی
تو عقل کے نور سے (حضرت) احمد کی طرح پرواز کریگا
گم نہ واللہ اعلم بالرشاد
تو کھویا ہوا نہیں ہے اور خدا بھلائی کو خوب جانتا ہے

۱۔ از گزافہ اولیاء دنیوی معاملات
میں اپنے آپ کو جان بوجھ کر پیچھے
رکھتے ہیں۔ پاشکتہ۔ بے سوسامانی
میں عبادت گزاری کرتے ہیں اور
سمجھتے ہیں کہ مشقتیں برداشت
کرنے سے ہی آخری راجتیں میسر
آئیں گی۔ دل زوانشہا۔ (شعر)

آزمود عقل دور اندیش را
بعد ازیں دیوانہ سازم خریش را
دانشی۔ عالم آخرت کی عقل دھکار ہے
وہی عالم آخرت کی رہنمائی کر سکتی
ہے۔ دریا۔ دیانے حقیقت۔

۲۔ تلذذ۔ یعنی قرب حق۔ علم
لدنی۔ وہ علم جو برہ راست ذات باری
سے حاصل ہوا ہو۔ علمے۔ یعنی وہ علم
جو محض عقلی دلائل سے حاصل کیا گیا
ہو۔ کتاب و سنت سے اس کا تعلق نہ
ہو۔ پس۔ دنیاوی مشاغل میں
پسماندگی بہتر ہے واپسی میں سبقت
حاصل ہو جائے گی۔ اخرون۔
حدیث شریفہ۔ سنن الاخرین
السابقون۔ ہم دنیا میں تمام امتوں
سے بعد میں ہیں قیامت میں سب
سے آگے ہوں گے۔ بر شجر۔ باوجود
زمانی تاخر کے پھل کو درخت پر
شرافت کا تقدم حاصل ہے۔

۳۔ چوں ملائک۔ فرشتوں نے
امتحان کے وقت آخر میں کہا تھا لا
علم لنا الا ما علمتنا ہمیں صرف وہ
علم حاصل ہے جو تو نے ہمیں سکھایا
ہے لہذا اگر انسان بھی دنیا کے مکر و
فریب کے علم سے خالی ہو گا اس کو
علمتنا یعنی علم خداوندی حاصل ہو
جائے گا۔ گہ دریں مکتب۔ آنحضرت
ﷺ ای تھے دنیا کے کسی کتب میں
تعلیم نہ پائی تھی۔ جی۔ عقل۔



از برائے حفظ گنجینہ زریست
حفاظت کے لئے سونے کا خزانہ ہے
زیں قبل آمد فرج در زیر رنج
اسی طرح یہ ہے کہ کشادگی رنج کے کیچے ہے
بکسلد اشکال را استور نیک
عمدہ گھوڑا پچھاڑی کو توڑ ڈالتا ہے
ہر خیالے را بر و بد نور روز
دن کی روشنی ہر وہم کو صاف کر دیتی ہے
کایں سوال آمد ازاں سؤمر ترا
کیونکہ یہ سوال اہر ہی سے تیرے پاس آیا ہے
تاب لا شرقی ولا غرب از مہے ست
نہ شرقی نہ مغربی کی روشنی ایک عظیم چاند کی جانب سے ہے
اے کے معنی چہ می جوئی صدا
اے وہ کہ تو خود معنی ہے گونج کو کیا ڈھونڈتا ہے؟
می شوی در ذکر یا ربی و تو
یا ربی کے ذکر میں دھرا ہوتا ہے
چونکہ دردت رفت چونی اجمی
جب تیرا درد رفع ہو گیا تو کیوں گونگا ہے؟
چونکہ محنت رفت گوئی راہ گو
جب مصیبت ختم ہو گئی تو کہتا ہے راستہ کدھر ہے؟
چوں شدی خوش باز بر غفلت تنی
جب تو خوش ہوتا ہے پھر غفلت برتا ہے

اندال اویراں کہ آں معرفت نیست
اس دیرانہ میں جو مشہور نہیں ہے
موضع معروف کے بنہند گنج
مشہور جگہ خزانہ کب رکھتے ہیں
خاطر ۲ آرد بس شکل اینجا و لیک
دل اس جگہ بہت اشکالات پیش کرتا ہے لیکن
ہست عشقش آتش اشکال سوز
اس کا عشق اشکالات کو پھونکنے والی آگ ہے
ہم ازاں سو جو جواب اے مرتضیٰ
اے برگزیدہ! اس ہی جانب سے جواب تلاش کر
گوشہ بے گوشہ دل شہر ہے ست
دل کی بے گوشہ خلوت گاہ ایک عظیم شاہراہ ہے
تو ازیں سود ازاں سوچوں گدا
تو اہر سے اور اہر سے فقیر کی طرح ہے
ہم ازاں سو جو کہ وقت درد تو
یہ بھی اسی جانب تلاش کر جس طرف کہ درد کے وقت
وقت مرگ و درداں سومی خمی
موت اور تکلیف کے وقت تو اس جانب جھکتا ہے
وقت محنت می بری ز اللہ بو
مصیبت کے وقت تو اللہ کا پتہ لگا لیتا ہے
در زمان درد و غم یادش کنی
درد اور رنج کے وقت تو اس کو یاد کرتا ہے

۱۔ اندال۔ خزانہ غیر مشہور دیرانہ
میں دفن کیا جاتا ہے اسی طرح
حضرت حق اپنی امانت ایسے شخص کے
دل میں ودیعت کرتے ہیں جس کی
زیادہ شہرت نہ ہو۔ زیں قبل جس طرح
خزانہ غیر معروف دیرانہ میں ہوتا ہے
اسی طرح خوشی غم میں مخفی ہوتی ہے اور
سہولت سختی کے ساتھ ہوتی ہے۔

۲۔ خاطر آرد۔ یہاں طبیعت میں
یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ انبیاء بہت
سے اولیاء مشہور تھے انہیں تو پھر یہ
کہنا کہ خزانہ غیر معروف دیرانہ میں
ہوتا ہے کیسے صحیح ہو گا۔ بکسلد۔ اسی
طرح ذہن انسان اس اشکال کا
جواب دے دیکھا کہ اگر شہرت مقصود
بن جائے تو مضربے لوہر اگر فقر
و مسکنت کے باوجود منجانب اللہ ہو تو وہ
قبولیت کے منافی نہیں ہے۔
ہست۔ اشکالات کا عقلی جواب
سوجنے کی بجائے بہتر یہ ہے کہ عشق
کی آگ دل میں روشن کی جائے وہ ہر
طرح کے اشکالات کو ختم کر دیتی
ہے۔ ہم ازاں سو۔ جو اشکال دل میں
پیدا ہوں اس کا جواب بھی دل ہی میں
تلاش کرنا چاہیے۔ گوشہ۔ دل کے
گوشہ میں جو نور پیدا ہوتا ہے وہ حق
کی عطا ہے۔ تو ازیں سو۔ انسان
اپنے دل کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اس
پراسرار کھلتے ہیں۔

۳۔ ہم ازاں سو۔ درد کے وقت
انسان یاری کہتا ہوا خدا کی طرف متوجہ
ہوتا ہے اسی طرح اشکال جواب بھی
اسی جانب سے حاصل کرنا چاہیے۔
وقت مرگ۔ قرآن پاک میں ہے
اِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ
ذَعَارَ ثُمَّ مُنِيَاً اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهُ
نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُو
اِلَيْهِ جِبَانًا لَّوْ تَصْبِرْ لِّمُنَاجَاةِ
وَاللّٰهُ يَدْعُوْا بِهَا اس کی طرح رجوع



کرتے ہوئے یہ پھر وہ اس کو نصرت عطا کرتا ہے تو وہ بھول جاتا ہے اس کو جو کہ اس سے مانگتا تھا۔ اگلی۔ یعنی اس طرح اب
یاد نہیں کرتا ہے جس طرح کہ غم کے وقت یاد کرتا تھا۔

ایں ازاں آمد کہ حق را بے گماں
یہ اس وجہ سے ہے کہ حق کو یقین کے ساتھ
وانکہ در عقل و گماں ہستش جیب
اور وہ شخص جس کی عقل اور گمان پر پردہ ہے
عقل جُروی گاہ چہرہ گہنگوں
دنوی عقل کبھی غالب ہے کبھی سرنگوں ہے
عقل بفروش و ہنر حیرت بخز
عقل اور ہنر کو بیچ دے حیرت کو خرید لے
تا بخارائے دگر بینی دروں
تاکہ تو اپنے اندر دھرا بخلا دیکھے
ماچو خوردا اور سخن ہشتہ ایم
ہم نے اپنے آپ کو باتوں میں اس قدر آلودہ کیا ہے
من عدم و افسانہ گرم در حنین
میں گریہ داری میں معدوم اور افسانہ بنا ہوں
ایں حکایت نیست پیش مرد کار
کام کے آدمی کے سامنے یہ کہانی نہیں ہے
آں اسطیر اولیں کہ گفت عاق
نافرمان نے جو اگلے لوگوں کے قصے کہا
لامکانے ۳ کا اندراں نور خداست
وہ لامکان جس میں خدا کا نور
ماضی و مستقبلش نسبت بہ دوست
اس کی ماضی اور مستقبل تیرے اعتبار سے ہے

ہر کہ بشنا سد بود دائم برآں
جو شخص پہچان لیتا ہے ہمیشہ اس پر قائم رہتا ہے
گاہ پوشیدہ است گہ بدریدہ جیب
کبھی اللہ تعالیٰ اس کے لئے پوشیدہ ہے کبھی وہ گریبان چاک کرتا ہے
عقل گلی ایمن از ریب المنون
کامل عقل زمانہ کے حوارث سے محفوظ ہے
رو بخواری نے بخارا اے پسر
اے بیٹا! خواری کی طرف چل نہ کہ بخدا کی طرف
ساکنان محفلش لایفقہون ۲
اس (بخدا) کی محفل کے لوگ نہیں سمجھتے ہیں
کز حکایت ما حکایت گشتہ ایم
کہ قصوں کی وجہ سے ہم افسانہ بن گئے ہیں
تا تقلب یایم اندر ساجدین
تاکہ میں عجبہ کرنیوں میں اشت و برضات حاصل کروں
وصف حال ست و حضور یار غار
حالت کا بیان ہے اور دوست کی دربار داری ہے
حرف قرآن را بد آثار نفاق
قرآن کے حرف کو (یہ) نفاق کے آثار تھے
ماضی و مستقبل و حال از کجاست
اس میں ماضی اور مستقبل اور حال کہاں ہے؟
ہر دو یک چیز اند و پنداری کہ دوست
وہ دونوں ایک چیز ہیں تو سمجھتا ہے کہ وہ ہیں

قرآن کو بھی محض پچھلے لوگوں کی کہانیاں قرار دیا ہے اور ان قصوں کا جو مقصود تھا اس کو نہ سمجھا اسی طرح میری کتاب کا حال ہے.....

۳ لامکان۔ قرآن ایک صفت خداوندی ہے جو زمان مکان سے بالاتر ہے وہاں ماضی و مستقبل کا کوئی فرق نہیں ہے۔ ماضی و مستقبل۔ قرآن کے اعتبار سے ماضی و مستقبل دو چیزیں نہیں ہیں تو ان کو وہ سمجھتا ہے اور تیرے اعتبار سے وہ دو چیزیں ہیں نسبت کے بدلنے سے احکام بدل جاتے ہیں۔ ایک شخص ایک کی نسبت سے باپ ہے وہی شخص دوسرے کے اعتبار سے بیٹا ہے چھت کسی کے اعتبار سے نیچے ہے کسی کے اعتبار سے اوپر ہے۔

۱۔ ایں ازاں۔ یعنی یہ کیفیت اس لئے ہے کہ خدا پر پورا یقین نہیں ہے ورنہ اس کا رجوع الی اللہ دائم ہوتا۔ وانکہ جس کے دل اور عقل پر پردہ ہوتا ہے کبھی ذات باری اس کے لئے پوشیدہ ہوتی ہے اور وہ اس کے راستہ سے بھی خبر ہو جاتا ہے اور کبھی اس کی یاد میں گریبان چاک کرتا ہے عقل مجروری۔ دنیاوی عقل۔ عقل گلی۔ وہ عقل جو منجاب اللہ عطا ہو جائے۔ رَبُّ الْمُنُون۔ حوارث زمانہ حیرت۔ سالک کے لئے ایک ایسا مقام آتا ہے کہ انوار تجلیات کی فراوانی سے وہ مہر ہو کر رہ جاتا ہے اور اس کو نہ ذکر کا خیال رہتا ہے نہ فکر کا۔ خواری۔ یعنی فناء ہستی موہوم۔ بخدا۔ مولانا کے دور میں بخدا شہر تمدنی ترقیات کا گہوارہ تھا اور علماء و حکماء کا وہاں مجمع تھا۔ بخدائے دگر۔ مجاہدات کے بعد انسان کا قلب معارف و سرار کا گنجینہ بن جاتا ہے۔

۲ لایفقہون۔ وہ نہیں سمجھتے ہیں۔ محفلش۔ ضمیرش کو مترجمین نے بخدائے دگر جو کہ قریب ہے کہ طرف لوثایا ہے اور لایفقہون۔ کا ترجمہ فرمایا ہے کہ انہیں ظاہری اور قالی تقفہ نہیں ہے لیکن قرآن میں یہ لفظ عموماً کہ باطن لوگوں کے لئے بولا گیا ہے لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے شعر کے بخدا کی طرف ضمیر لوثائی جائے اور یہ مطلب لیا جائے کہ ان ظاہری علماء میں دین کی حقانیت نہیں رہی ہے اس حکایت میں جو قصے سنا رہا ہوں یہ گزشتہ لوگوں کے قصے نہیں ہیں بلکہ تمہارے اور اے احوال کا بیان کر رہا ہوں اور ان کا مقصد رجوع الی اللہ ہے ان کو وہ علوم نہ سمجھنا جس سے میں روک رہا ہوں۔ آں۔ منافقوں نے

۱ نیست۔ خدا کی ذات و صفات کو مثالوں سے سمجھنا ممکن نہیں کیونکہ لیس کیمظہ شئیء۔ جو۔ یعنی اسرار خداوندی۔ مشکا۔ اے مشک۔ بحر قد۔ خدائی اسرار۔ بازگشت۔ یعنی فرعون کی مجلس سے۔
۲ بفشر دند پای۔ یعنی اطمینان سے کھڑے ہو گئے۔ ہامان۔ فرعون کا مشہور وزیر تھا۔

۳ کالے شہ قرآن پاک میں ہے قَالَ لِلْمَلَأِ خَوْلَهُ اِنْ هَلَّا لَسَاحِرٌ عَظِيمٌ يُرِيدُ اَنْ يُّرْجِحَكُمْ مِنْ اَرْضِكُمْ بِسُحْرِهِ فَمَاذَا تَصْرَوْنَ قَالُوْا رُجْهِ وَاَخَاهُ وَابْنَتْ فِي الْمَلَكِيْنَ حَاشِرِيْنَ يَّتَوَكَّ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٌ۔ یعنی فرعون نے اپنے درباریوں سے جو اس کے چاروں طرف بیٹھے تھے کہا اس میں شک نہیں کہ یہ کوئی۔ بڑا ماہر جادوگر ہے چاہتا ہے کہ اپنے جادو کے زور سے تم کو ہمارے ملک سے نکال باہر کرے تم لوگ کیا صلاح دیتے ہو۔ درباریوں نے عرض کیا۔ موسیٰ اور اس کے بھائی کے معاملہ کو چند روز ملتوی رکھیں اور شہروں میں جادوگروں کو جمع کرنے کے لئے ہر کارے روانہ کر دیں وہ لوگ آپ کے پاس ہر بڑے ماہر جادوگر کو لے آئیں۔

بام زیر زید و بر عمر و آل زبر
بالا خانہ زید کے نیچے ہے اور وہ عمر کے لوہے ہے
سقف سوئے خویش یک چیزست ولس
چھت اپنے اعتبار سے صرف ایک چیز ہے
قاصر از معنی نو حرف کہن
نئے نکتے سے پرانے الفاظ کو تاہ ہیں
بے لب و ساحل بدست ایں بحر قد
یہ شکر کا دیا بے کنڈا اور بے ساحل ہے
سوئے فرعون مدّ مخ تاجہ کرد
متکبر فرعون کی جانب کہ اس نے کیا کیا؟

یک تنے اورا پدر مارا پسر
ایک شخص اس کے لئے باپ ہمارے لئے بیٹا ہے
نسبت زیر و زبر شد زان دو کس
دو شخصوں کے اعتبار سے اونچے نیچے کی نسبت بنی
نیست مثل آل مثل ستا ایں سخن
اس کا کوئی مثل نہیں ہے یہ بات ایک مثال ہے
چوں لب جو نیست مشکا لب بہ بند
چونکہ دیا کا کنڈا نہیں ہے اے مشک! لب بند کر لے
ایں سخن پایاں ندارد باز گرد
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے واپس لوٹ

فرستادن فرعون بدمائن در طلب ساحراں

فرعون کا جادوگروں کو بلانے کے لئے شہروں کی طرف (لوگوں کو) روانہ کرنا

اہل رای و مشورت را پیش خواند
تو رائے اور مشورے والوں کو طلب کیا
ہر کے کردند عرض فکر و رائے
ہر شخص نے ایک خیال اور رائے پیش کی
رائے پیش آورد و گردش رہنمویں
رائے پیش کی اور اس کی رہنمائی کی
ساحراں را جمع باید کرد زود
جادوگروں کو جلد جمع کرنا چاہیے
ہر یکے در سحر فرد و پیشوا
ہر ایک جادو میں یکتا اور پیشوا ہے

جمع آرد شاہ شہ و صراف مصر
بادشاہ اور مصر کا منتظم ان کو جمع کر لے
ہر نواحی بہر جمع جادو اں
ہر جانب جادوگروں کو جمع کرنے کے لئے

چونکہ موسیٰ باز گشت و او بماند
جب موسیٰ واپس ہو گئے اور وہ رہ گیا
مجمع گشتند و بفشر دند پائے
وہ جمع ہو گئے اور انہوں نے پاؤں جما لیے
عاقبت ہامان بے سامان و دوان
بالآخر ہامان بے سامان اور ذلیل نے
کالے شہ شاہ ظفر چوں غم فزد
اے بادشاہ فتح مند کے شاہ! چونکہ فکر بڑھ گیا ہے
در ممالک ساحراں داریم ما
ہمارے ممالک میں جادوگر ہیں

مصلحت آست کز اطراف مصر
مناسب یہ ہے کہ مصر کے چاروں طرف سے
او بے مردم فرستاد ایں زماں
اس نے فوراً بہت سے آدمی روانہ کر دیے

ہر طرف کہ ساحرے بُد نامدار
جس طرف بھی کئی مشہور جادوگر تھا
دو جوان بودند ساحر مُشتہر
دو جوان مشہور جادوگر تھے
شیر دو شیدہ ز شیرانِ شکار
شکاری شیروں سے انہوں نے دودھ دبا تھا
شکل کر پاسے نمودہ ماہتاب ۲
چاندنی کو کپڑے کی شکل میں دکھاتے
سیم بُردہ مشتری آگہ شدہ
لنا ہوا خرید حقیقت سے آگاہ ہو کر
صد ہزاراں ہم چتیں درجا دوی
اس طرح لاکھوں جادوگری میں
صد ہزاراں جادوئیاں جنس اس
اس طرح کی لاکھوں جادو گریاں تھیں
چوں بدیشاں آمد آں پیغام شاہ
جب ان کے پاس بادشاہ کا پیغام آیا
ازپئے آں کہ دو درویش آمدند
اس لئے کہ دو فقیر آئے ہیں
نیست با ایشاں بغیر یک عصا
ان کے پاس سوائے ایک لاٹھی کے کچھ نہیں ہے
شاہ و لشکر جملہ بیچارہ شدند
بادشاہ اور فوج سب عاجز آ گئے ہیں
چارہ جویاں بندہ را پیش شاہ
مدیر کا طالب بن کر خادم کو تمہارے پاس
چارہ سازید اندر دفعِ شاہ
ان کے دفع کرنے کی تدبیر کرو

کرد پڑاں سُوئے او دو پیک ۲ کار
اس کی جانب دو کارآمد قاصد روانہ کر دیے
سحر ایشاں دردل مہ مستمر
ان کی جادوگری چاند میں بھی جاری تھی
در سفر ہارفتہ برعختے سوار
وہ مکے پر سوار ہو کر سفر میں گئے تھے
آں بہ پیمودہ فروشیدہ شتاب
اس کو فوراً ناپ کر فروخت کر دیتے
دست از حسرت بُرخیا بر زدہ
انہوں نے منہ پینٹا
بودہ منشی ۳ و نبودہ چوں روی
وہ موجود تھے اور قافیہ کی طرح نہ تھے
بودہ ایشاں راہمہ دیدہ مبیں
اور ان کو سب نے کھلم کھلا دیکھا تھا
کز شاہ شاہ است انکوں چارہ خواہ
کہ اب بادشاہ تم سے تدبیر کا خولہاں ہے
برشہ وبر قصر او موکب زدند
انہوں نے بادشاہ اور اس کے قلعہ پر ذریعہ جمالیا ہے
کہ ہمگیر دو بامرش اژدہا
جو ان کے حکم سے اژدہا بن جاتی ہے
زیں و وکس جملہ بافغاں آمدند
ان دونوں سے سب نالاں ہیں
شاہ ازاں ار سال فرمودست تا
بادشاہ نے اس لئے بھیجا ہے تاکہ
گنجہا بخشد عوض شہ بیکراں
بادشاہ بدلے میں لاتعداد خزانہ بخش دے گا

۱۔ پیک۔ قاصد۔ دردل۔ مہ۔ سحر کا
اثر عموماً سفلیات پر پڑتا ہے علویات
متاثر نہیں ہوتی ہیں لیکن ان کا مکمل
تھا کہ علویات کو بھی جادو سے متاثر کر
دیتے تھے۔ شیر۔ یعنی وہ دونوں اس
قدر ماہر جادوگر تھے کہ جادو کے
ذریعے شیروں کا دودھ دودھ کر دیتے
تھے اور مکے پر سوار ہو کر سفر طے کر لیتے
تھے۔

۲۔ ماہتاب۔ چاند کی چاندنی کا
کپڑا بنا کر اس کو فروخت کر دیتے
خریدار جب گھر پہنچتا تو کچھ نہ ہوتا اور
وہ حسرت سے منہ پینٹا۔ روی۔ قافیہ کا
اصلی حرف یہاں قافیہ مراد ہے قافیہ
پہلے مصرع کے آخری حروف کے تابع
ہوتا ہے لہذا تابع کے معنی میں ہے
یعنی وہ دونوں جادوگری میں مجتہد تھے
کسی کے مقلد نہ تھے۔

۳۔ منشی۔ آغاز کرنے والا۔ اپنے
دماغ سے کوئی بات پیدا کرنے والا۔
دو درویش۔ یعنی حضرت موسیٰ و
ہارون۔ قصر۔ قلعہ۔ موکب۔ جلوں
شاہی لشکر۔ افغان۔ افغان۔ فریاد۔
عبوس۔ یعنی اگر تم نے اس کو ہرا دیا تو
بادشاہ بہت انعام دے گا۔

چارہ می باید اندر سحاری
جلاد گری میں کوئی تدبیر چاہیے
تا بود کہ زیں دوسا حرجاں بری
تا کہ ان دونوں جادوگوں سے جاں بری ہو
ترس! و مہری در دل ہر دو فتاد
خوف اور محبت دونوں کے دل میں آئی
سَر بزانو بر نہاد دند از شکفت
تعب سے دونوں سوچ میں پڑ گئے
حل مشکل را دو زانو جادو ست
مشکل کو حل کرنے کے لئے زانو جادو ہے
چونکہ صوفی کا مکتب زانو ہے

۱۔ ترس۔ خوف۔ ان دونوں پر خوف
اس بناء پر طاری ہوا کہ جب ان دو
فقیروں نے بادشاہ اور پورے لشکر کو
خوفزدہ کر دیا ہے تو کس قدر طاقت ہو
گی۔ مہر۔ محبت اس لئے پیدا ہوئی کہ
بادشاہ اس طاقت کے جب وہ ظاہری
شان و شوکت سے خالی ہیں تو خدا کے
نیک بندے ہونگے۔

۲۔ عرق۔ رگ۔ جنسیت۔ ہم
جنس ہونا۔ ہم پیشہ ہونا یہ دونوں بھی
جادو گر تھے اور حضرت موسیٰ و ہارون
نے بھی ان کی جادوگری کی طرح کا
معجزہ پیش کیا تھا۔ سر براؤ نہیوں۔
غور و فکر کرنا۔ دبیرستان۔ مکتب
مدرسہ۔ رواں روح۔ بہر شاہ۔ بادشاہ
کے معاملہ میں ان کو روزے رکھنے
پڑے تاکہ باپ کی روح سے حضرت
موسیٰ کی حقیقت معلوم کر سکیں۔

۳۔ زچہ۔ خوف۔ دوسرے۔ یعنی
حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام۔ شور
و شر۔ کیونکہ اس لاشی نے اڑدیا
بن کر سب کو ڈرا دیا تھا۔ جہان
راستاں۔ عالم آخرت۔ خاک۔ یعنی
قبر۔ و خدائی۔ یعنی حضرت موسیٰ کی
لاشی کا اڑدیا بننا مناجات اللہ کوئی معجزہ
ہے تو بھی بتا دے تاکہ ہم اس کی تعظیم
کر سکیں۔

استفسار کردن ہر دو سحر از مادر گور پدر را و پرسیدن از
دونوں جادوگوں کا ماں سے باپ کی قبر کو دریافت کرنا اور ان کا اس کی
روان او حقیقت موسیٰ را
روح سے حضرت موسیٰ کی اصلیت دریافت کرنا

بعد ازاں گفتند اے مادر بیا
اس کے بعد انہوں نے کہا ماں! آ جا
برو شاں بر گور او بنمودہ راہ
وہ ان کو اس کی قبر پر لے گئے راستہ دکھایا
بعد ازاں گفتند اے بابا بیا
اس کے بعد انہوں نے کہا اے بابا! ہمیں
کہ دو مرد او را بہ تنگ آورده اند
کہ دو شخصوں نے اس کو تنگ کر دیا ہے
نیست با ایشان سلاح و لشکرے
ان کے ساتھ ہتھیار اور لشکر نہیں ہے
تو جہان راستاں در رفتہ
تو جہوں کے عالم میں چلا گیا ہے
آں اگر سحرست مارا وہ خبر
اگر وہ جادو ہے تو ہمیں بتا دے
گور بابا کو تو مارا رہنما
بابا کی قبر کہاں ہے؟ تو ہماری رہنمائی کر دے
پس سہ روزہ داشتند از بہر شاہ
پھر انہوں نے بادشاہ کی خاطر تین روز رکھے
شاہ پیغامے فرستاد از و جا
بادشاہ نے خوف سے ایک پیغام بھیجا ہے
آبرویش پیش لشکر بردہ اند
لشکر کے رو برو اس کی آبرو ریزی کر دی ہے
جو عصا و در عصا شور و شرے
لاشی کے علاوہ اور لاشی میں شور و شر ہے
گرچہ در صورت بخا کے خفتہ
اگرچہ بظاہر مٹی میں سویا ہوا ہے
ور خدائی باشد اے جان پدر
اور اگر خدائی بات ہے اے با جان!

ہم خبر دہ تاکہ ما سجدہ کنیم
یہ بھی بتا دے تاکہ ہم سجدہ کریں
خویش رابر کیمیائے برز نیم
اپنے آپ کو کیمیا سے وابستہ کر دیں
نا اُمید انیم اُمیدے رسد
ہم مایوس ہیں، امید پیدا ہو جائے
در شب دیکور خورشیدے رسد
اندھیری رات میں سورج نکل آئے
از ضلال آئیم در راہ رشد
ہم گمراہی سے راہ ہدایت پر آجائیں
ہم مردود ہیں، اور کرم ہمیں کھینچ لے

جواب گفتن ساحر مردہ با فرزند ان خود

مردہ جادوگر کا اپنے لڑکوں کو جواب دینا

گفت ۱ شال در خواب کاے اولاد من
اس نے ان سے خواب میں کہا: اے میرے بچو!
بانگ زداے جان و فرزند ان من
اس نے پکارا اے میری جان اور بچو
فاش و مطلق گفتنم دستور نیست
کھلم کھلا اور صاف کہنے کی مجھے اجازت نہیں ہے
لیک بنایم شمارا آیتے
لیکن میں تمہیں ایک علامت بتاتا ہوں
یک نشانے وا نمایم باشما
میں تم پر ایک علامت ظاہر کر دیتا ہوں
نور چشمانم چو آن جاگہ روید
میرے نور چشمو! جب تم وہاں جاؤ
آں ۳ زماں کہ خفتہ باشد آں حکیم
جب وہ دانا سویا ہوا ہو (تو)
گر بدزد دیدش عصا او سدا حست
اگر تم نے اس کی لاٹھی چرائی تو وہ جادوگر ہے
ورنہ بتوانند ہاں آں ایز دیست
اگر تم نہ اٹھا سکو تو خبردار! وہ خدائی ہے

نیست ممکن ظہر ایں رازم زدن
اس میں کھل کر بات کرنا ممکن نہیں ہے
نیست پیدا گفتن ایں رازم تہن
اس کو صاف صاف بتانا قابو میں نہیں ہے
لیک راز از پیش چشم دور نیست
لیکن راز میری آنکھوں سے دور نہیں ہے
تا شود آگہ ز سر گنیتے
تاکہ تم پوشیدہ بات کے راز سے باخبر ہو جاؤ
تا شود پیدا شمارا ایں خفا
تاکہ یہ پوشیدگی تم پر کھل جائے
از مقام خفتنش آگہ شوید
اس کے سونے کی جگہ معلوم کر لو
آں عصا گیرید و بگذا رید نیم
وہ لاٹھی لے لے اور خوف کو چھوڑ دو
چارہ ساحر شمارا حاضر ست
جادوگر کا علاج تمہارے پاس موجود ہے
او رسول ذوالجلال و مہدیست
وہ اللہ کا رسول اور ہدایت یافتہ ہے

۱۔ کیمیا۔ یعنی حضرت موسیٰ کا
اتہاع۔ ناامیدیم۔ یعنی اس وقت ہم
جو اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے اپنے سیاہ
کارناموں کی وجہ سے مایوس ہیں۔
ہمارے لئے آفتاب ہدایت طلوع ہو
جائے۔

۲۔ گفت شال۔ ان کے مردہ
باپ کی روح نے خواب کی حالت
میں کہا کہ اس بارے میں صاف
صاف بتانا ممکن نہیں ہے۔ یہ پوشیدہ
بات مجھے معلوم ہے لیکن بتانے کی
اجازت نہیں ہے ایک علامت بتائے
دیتا ہوں جس سے تم سمجھ جاؤ گے کہ یہ
جادو ہے یا معجزہ۔ کنیت۔ پوشیدہ
بات۔

۳۔ آں زماں۔ بحر اور معجزہ میں یہ
فرق ہے کہ بحر کا تعلق محض ساحر کی توجہ
اور تصرف سے ہے اور معجزہ کا تعلق نبی
کی توجہ اور ہمت سے نہیں ہے بلکہ وہ
خدائی ارادہ کے ماتحت ظہور پذیر ہوتا
ہے لہذا جادوگر کی غفلت کے وقت بحر
کا کوئی اثر نہیں رہتا اور نبی کی غفلت اور
غفلت سے معجزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا
ہے وہ معجزہ قائم رہتا ہے
ساحر ست۔ کیونکہ اسی کی غفلت نے بحر
کے اثر کو مائل کر دیا اور چور کو چرانے پر
قدرت ہو گئی۔

سَرنگوں آید خدا را گاہِ حَرْبِ

لڑائی کے وقت اللہ کے سامنے لوندھا ہو جائے گا

بَرَنو لیسَ اللہُ اَعْلَمَ بالصَّوَابِ

لکھ لے اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

سحر و مکرش را نباشد رہبرے

اس کے جادو اور مکر کا کوئی رہبر نہیں ہوتا

چونکہ خُفت اُو جہد اُو ساکن شود

جب وہ سو گیا اس کی کوشش ٹھہر گئی

گرگ را آبخا اُمید ورہ کجاست

بھیرے کو وہاں امید در راستہ کہاں ہے؟

جادوی خواندن مرآں حق را خطاست

اس صحیح بات کو جادو کہنا ہی غلطی ہے

گر بمیر ۲ دینز حقش رافع ست

اگر وہ مر بھی جائے تو خدا اس کو بلند کرنے والا ہے

گر جہاں افرعون گیر دشرق و غرب

اگر فرعون مشرق اور مغرب پورا جہان حاصل کر لے

ایں نشانِ راست دادم جانِ باب

باپ کی جان! میں نے یہ کچی نشانی دیدی

جانِ بابا چوں بخشد ساحرے

جان پیدا جب کوئی جادوگر سو جاتا ہے

چونکہ چوپاں خُفت گرگ ایمن شود

جب گڈریا سو گیا، بھیریا مطمئن ہو جاتا ہے

لیک حیوانے کہ چوپاں خداست

لیکن وہ جانور جس کا خدا نگہبان ہے

جادوی کہ حق کند حق ست و راست

جو جادو خدا کرے وہ حق اور درست ہے

جان بابا ایں نشانِ قاطع ست

جان پیدا! یہ قطعی علامت ہے

تشبیہ کردن قرآن مجید راعصائے موسیٰ و وفات

قرآن مجید کو عصائے موسیٰ سے تشبیہ دینا اور آنحضور ﷺ

مصطفیٰ علیہ السلام را تشبیہ نمودن بخواب موسیٰ وقاصدان

کی وفات کو حضرت موسیٰ کے سونے سے تشبیہ دینا اور قرآن میں تغیر کرنے

تغیر قرآن را باں دو ساحر بچہ کہ قصد بُردن عصائے موسیٰ

والوں کو ان دو جادوگر بچوں کے ساتھ تشبیہ دینا جنہوں نے حضرت موسیٰ کی

کرد و بد و دند چوں موسیٰ را خفتہ یافتند

انہی کو چرانے کا ارادہ کیا جبکہ حضرت موسیٰ کو سویا ہوا پایا

گر بمیری تو نمیرد ۳ ایں سبق

اگر تمہاری وفات ہو گئی تب بھی تو یہ سبق فنا نہ ہوگا

بیش و کم گن راز قرآں را فِضم

میں قرآن میں زیادتی اور کمی کرنے والوں کا مخالف ہوں

مصطفیٰ را وعدہ کرد الطافِ حق

اللہ کی مہربانیوں نے مصطفیٰ سے وعدہ کیا ہے

من کتاب و معجزت را جا فِظم

میں تیری کتاب اور معجزے کا نگہبان ہوں

۱۔ اگر جہاں۔ اگر معجزہ سے تو فرعون مقابلہ میں کامیاب نہ ہو سکے گا بلکہ ذلیل ہو گا۔ چونکہ گڈریا بیداری میں حفاظت کر سکتا ہے جب سو جاتا ہے تو اس کی حفاظت ختم ہو جاتی ہے۔ خداست۔ معجزہ کا تعلق خدا سے ہے وہاں غفلت کا کوئی تصور نہیں ہے لہذا اس کی حفاظت مکمل ہے۔

۲۔ گر بمیر۔ موت سے نیند مراد لی جائے ورنہ عموماً انبیاء کے معجزات کا تعلق بھی ان کی حیات سے ہے۔ تشبیہ قرآن کو عصائے موسیٰ اور حضور کی وفات کو حضرت موسیٰ کے سونے اور قرآن میں تغیر و تبدل کرنے والوں کو ان دو جادوگروں سے مشابہ سمجھو۔

۳۔ نمیرد۔ اللہ نے قرآن میں قرآن کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔ مَا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَقَالَتْ لِحَافِلُونَ ہم نے ذکر (قرآن) نازل کیا ہے اور ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

من ترا در هر دو عالم را فعم ۱
 میں تجھے دونوں جہان میں بلند کرنے والا ہوں
 کس نیارد بیش و کم کردن درو
 اس میں کوئی کمی اور زیادتی نہیں ہو کر سکتا
 رونقت را روز روز افزوں کنم
 میں تیری رونق دن بدن بڑھاؤں گا
 منبر و حراب سازم بہر تو
 میں تیرے لئے منبر اور محراب بنائوں گا
 نام ۲ تو از ترس پنہاں می کنند
 وہ ڈر کی وجہ سے تیرا نام چھپ کر لیتے ہیں
 خفیہ می گویند نکت را کنوں
 وہ اب چھپ کر نہرا نام لیتے ہیں
 از ہراس و ترس کفار لعین
 ملعون کافروں کے ڈر و خوف سے
 من منارہ برکنم آفاق را
 میں دنیا کو دین سے روشن کر دوں گا
 چاکرانت شہرہا گیرند و جاہ
 تیرے خدام شہر اور مرتبہ حاصل کر لیں گے
 تا قیامت ۳ باقیش داریم ما
 ہم اس کو قیامت تک باقی رکھیں گے
 اے رسول ما تو جادو نیستی
 اے ہمارے رسول! تم جادو نہیں ہو
 ہست قرآن مر ترا بہچوں عصا
 قرآن تمہارے لئے (حضرت موسیٰ) کی لٹھی کی طرح ہے
 تو اگر در زیر خاک خفتہ
 تم اگرچہ مٹی میں خوابیدہ ہو

طاغیاں را از حدیثت و فعم
 سرکشوں کو تیری حدیث سے دفع کرنے والا ہوں
 توبہ از من حافظے دیگر مجو
 تو مجھ سے بہتر محافظ کی جستجو نہ کر
 نام تو بر زرو برنقرہ زخم
 تیرا نام سونے اور چاندی پر کندہ کروں گا
 در محبت قہر من شد قہر تو
 محبت کی وجہ سے میرا غصہ تیرا غصہ بن گیا ہے
 چوں نماز آرند پنہاں می شوند
 جب نماز پڑھتے ہیں چھپ جاتے ہیں
 خفیہ ہم بانگ نماز اے ذوفنون
 اے ہنرمند! نواز بھی چھپ کر (دیتے ہیں)
 دینت پنہاں می شود زیر زمیں
 تیرا دین زمین چھپا جاتا ہے
 کور گردانم دو چشم عاق را
 میں نا فرمان کی دونوں آنکھوں کو اندھا کر دوں گا
 دین تو گیرد زما ہی تا بمانہ
 تیرا مذہب پھلی سے چاند تک پھیل جائے گا
 تو مترس از نسخ دیں اے مصطفیٰ
 اے مصطفیٰ! تم دین کے مٹنے سے نہ ڈرو
 صادقی ہم خرقہ موسیٰ
 تم سچے ہو، موسیٰ کے پیر بھائی ہو
 کفر ہارا در گشد چوں اژدہا
 جو اژدہ کی طرح کفروں کو نگل جائے گا
 چوں عصایش دال تو انچہ گفتہ
 جو کچھ تم نے کہا ہے اس کو (موسیٰ) کی لٹھی کی طرح سمجھو

۱۔ رافعم۔ قرآن پاک میں ہے
 وَدَلَفْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ہم نے
 تمہارے ذکر کو بلند کر دیا ہے۔ کس
 نیارد۔ قرآن پاک میں ہے
 لَا مَبْدَلَ لِكَلِمَةٍ اس کے کلمات کو
 کوئی بدلنے والا نہیں ہے۔
 قہر من۔ رسول کی ناراضی خدا کی
 ناراضی ہے۔

۲۔ نام تو۔ ملکی ابتدائی زندگی میں
 صحابہ حضور سے اپنے تعلق کو چھپاتے
 تھے اور نمازیں بھی چھپ کر پڑھتے
 تھے۔ منارہ۔ دین سے تمام عالم کو
 منور کر دوں گا اور مخالفوں کی آنکھیں
 چکا چوند ہو جائیں گے۔ چاکرانت۔
 صحابہ کرام نے قیصر و کسری کی
 حکومتوں پر قبضہ کیا۔ ماہی ایک
 عامیانہ تصور ہے کہ زمین پھلی کی
 پشت پر قائم ہے یعنی زمین سے
 آسمان تک تیرا مذہب پھیل جائے
 گا۔

۳۔ تا قیامت۔ قیامت تک
 کوئی نئی شریعت نہ آئے گی۔ ہم
 خرقہ۔ وہ دو بزرگ جو ایک شیخ کے
 خلیفہ ہوں یعنی حضرت موسیٰ اور
 آخضہ علیہ السلام ایک ہی شریعت کے علم
 بردار اور پیغمبر ہیں ہست قرآن
 جس طرح حضرت موسیٰ کی لٹھی نے
 جادو گروں کے اژدہوں کو نگل لیا تھا
 قرآن کفر کو نگل جائے گا۔ گفتہ۔ یعنی
 قرآن پاک۔

چوں عصا آگہ بوداں گفت پاک
(موسیٰ کے) عصا کی طرح وہ پاک کلام باخبر رہے گا
تو نخسپ اے شہ مبارک خفتنے
اے شہ! تم سو جاؤ تمہارا سو جانا مبارک ہے
بہر پیکار توزہ کردہ کماں
تمہارے (شہنشاہ) لانے کے لئے کمان پر چلائے ہوئے ہیں
قوس نور تیر دوزش می کند
تیرے نور کی کمان اس کو چھیر ڈالتی ہے
اُو خفت و بخت و اقبالش خفت
(مصطفیٰ) سو گئے اور ان کا نصیب اور اقبال نہ سویا
کار اوبے رونق و بے آب شد
تو اس کا کام بے رونق اور بے اثر ہوا
تا بمصر از بہر آں پیکار زفت
بخت جنگ کے لئے مصر کی جانب
طالب موسیٰ و جائے او شدند
حضرت موسیٰ اور ان کی قیام گاہ کے طلبگار بنے
موسیٰ اندر زیر نخل خفتہ بود
(حضرت موسیٰ کبھی کدخت کے نیچے سوئے ہوئے تھے
کہ بروزاں سوئے نخلستان بجو
کہ جا اس نخلستان کی جانب تلاش کر
خفتہ کو بود بیدار جہاں
اس کو سویا ہوا جو دنیا بھر کا بیدار تھا
عرش و فرش جملہ در زیر نظر
عرش اور فرش سب اس کی نگاہ میں
خودچہ بیند چشم اہل آب و گل
آب گل والوں کی آنکھ کیا دیکھ سکتی ہے

گرچہ باشی خفتہ تو در زیر خاک
اگرچہ تم مٹی کے نیچے سوئے ہوئے ہو
قاصداں را در عصایت دست نے
ارادہ کرنے والوں کو تمہاری لاٹھی پر قابو نہیں ہے
تو خفتہ نور تو بر آسمان
تم سوئے ہوئے ہو تمہارا نور آسمان پر ہے
فلسفی ۲ وانچہ پوزش می کند
فلسفی اور اس کا منہ جو کچھ کرتا ہے
آنچناں کرد و ازاں افزوں کہ گفت
اللہ تعالیٰ نے وہ کیا جو کہا اور اس سے بھی زیادہ
جان بابا چونکہ ساحر خواب شد
جان پیدا جب جادوگر سو گیا
ہر دوس از گورش رواں گشتند و رفت
دونوں (جادوگر) اس (باپ) کی قبر کے فوراً روانہ ہو گئے
چوں بمصر از بہر آں کار آمدند
جب اس کام کے لئے مصر میں پہنچے
اتفاق افتاد کاں روز و رود
یہ اتفاق ہوا کہ پہنچنے کے دن
پس نشاں دادند شاں مردم بدو
لوگوں نے ان کو ان کا پتہ بتایا
چوں بیامد دید در خرما بُناں
جب وہ پہنچا تو کھجوروں میں دیکھا
بہر نازش بستہ او دو چشم سر
ناز میں وہ سر کی دونوں آنکھیں بند کئے ہوئے
اے بسا بیدار چشم و خفتہ دل
بہت سے بیدار آنکھ والے سوئے ہوئے دل والے ہیں

۱۔ چوں عصا۔ حضرت موسیٰ کی نیند کے باوجود جادوگران کی لاٹھی نہ چرا سکے اسی طرح آپ کی وفات کے بعد بھی مخالفین قرآن میں گڑبڑ نہ کر سکیں گے۔
۲۔ فلسفی۔ محمد بن فلاسفہ قرآن کے منزل من اللہ ہونے کے بارے میں جو اعتراضات کرتے ہیں نور محمدی ان کو پارہ پارہ کر دیتا ہے۔ آنچناں۔ اللہ تعالیٰ نے جو وعدے کئے ان کو صرف پورا ہی نہیں کیا بلکہ ان سے بھی زیادہ کیا۔ خواب شد۔ جادوگر کی غفلت کے وقت اس کے جادو کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔
۳۔ ہر دو۔ یعنی دونوں جادوگر۔ گورش۔ یعنی اپنے باپ کی قبر سے۔
۴۔ آمد خرما بن۔ کھجور کے درخت۔ خودچہ بیند۔ دل کی آنکھیں بند دیکھ سکتی ہیں جو جسم کی آنکھیں نہیں دیکھ سکتی ہیں۔

وانکہ دل بیدار دارد چشم سر
جو شخص بیدار دل رکھتا ہے، سر کی آنکھ
گر تو اہل دل نہ بیدار باش
اگر تو صاحب دل نہیں ہے، جاگتا رہ
ورولت بیدار شدی تحسپ خوش
اگر تیرا دل بیدار ہو گیا ہے، آرام سے سو جا
گفت پیغمبر کہ تحسپ چشم من
پیغمبر نے فرمایا ہے کہ میری آنکھ سولی ہے
شاہ بیدارست و ہایر، خفتہ گیر
شاہ بیدار ہے، مخالف سو بھی گیا ہو
وصف بیداری دل اے معنوی
اے معنی کو سمجھنے والے! دل کی بیداری کا وصف
چوں بدیدندش کہ خفت سست او دراز
جب انہوں نے ان کو پیر پھیلائے سوتے دیکھا
ساحراں قصد عصا کردند زود
جادوگروں نے فوراً لٹھی کا قصد کیا
اند کے چوں پیشتر کردند ساز
جب آگے بڑھنے کا تھوڑا سا قصد کیا
آچنناں بر خود بلر زیدآں عصا
لٹھی نے خود بخود اس طرح جھرجھری لی
بعد از اں شد اژدہا و حملہ کرد
اس کے بعد وہ اژدہا بن گئی اور اس نے حملہ کر دیا
رُو در افتادان گرفتند از نہیب
خوف سے انہوں نے منہ کے بل گنا شروع کر دیا
پس یقین شال شد کہ ہست از آسمان
تو ان کو یقین ہو گیا کہ وہ طاقت آسمانی ہے

گر تحسپ بر کشاید صد بصر
اگر سو جائے سو بینائیں کھل جاتی ہیں
طالب دل باش و در پیکر باش
دل کا طالب بن اور نفس سے لڑتا رہ
نیست غائب ناظر از ہفت و شش
سات (آسمانوں کو چھ) جہتوں سے تیری نگاہ غائب نہیں ہے
لیک کے تحسپ، ولم اندر و سن
لیکن نیند میں میرا دل کب سوتا ہے
جاں فدائے خفتگان ۲ دل بصیر
بیدار دل، سوتے ہوؤں پر جان قربان ہے
می نگجد در ہزاراں مثنوی
ہزاروں مثنویوں میں بھی نہیں سا سکتا
بہر دزدی عصا کردند ساز
انہوں نے لٹھی چرانے کی تیاری کی
کز پیش باید شدن وال را ربود
کہ پیچھے سے جاتا چاہیے اور اس کو اڑا لینا چاہیے
اندر آمد آل عصا در اہتر از
وہ لٹھی حرکت میں آ گئی
کاں دو بر جا خشک گشتند از و جا
کہ وہ دونوں خوف سے اپنی جگہ پر خشک ہو گئے
ہر دوآں بگریختند و روی زرد
دونوں بھاگے اور ان کا چہرہ زرد (تھا)
غلط غلطاں منہزم در ہر نشیب
لوٹے پونٹے ہر گڑھے میں پسا ہوتے ہوئے
زانکہ می دیدند حد سحراں
اس لئے کہ انہوں نے جادوگروں کی انتہا کو دیکھا تھا

۱۔ در پیکر۔ یعنی دل کی آنکھیں
حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کر۔
مفت و شش۔ یعنی ساتوں آسمان اور چھ
جانبیں شلہ بیدار۔ اگر شلہ بیدار ہے تو
چوکیدار کے سو جانے سے کوئی نقصان
نہیں پہنچ سکتا۔ دل بمنزلہ شلہ کے
ہے۔

۲۔ خفتگان۔ یعنی جن کی آنکھیں
سو جاتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہے
آنحضرت نے فرمایا میری آنکھیں سولی
ہیں دل بیدار رہتا ہے۔ معنوی۔ وہ
شخص جو معنی اور حقیقت کا طالب
ہو۔

۳۔ بدیدناش۔ ان دونوں
جادوگروں نے حضرت موسیٰ کو دیکھا۔
اہتر از۔ متحرک ہو جانا۔ وجہ خوف۔
خود۔ یعنی وہ لٹھی نہیب۔ خوف۔
منہزم۔ پسا۔

نیست ممنوع و حرام و ممتنع
ممنوع اور حرام اور ذلیل نہیں ہے
سحر کردن شد حرام اے مرد دوست
اے دوست! جلاد کرنا حرام ہے
کارِ شاں تا نزع و جاں گندن رسید
ان کا معاملہ نزع اور جاں کنی تک پہنچ گیا
سوئے موسیٰ از برائے عذرِ آل
(حضرت) موسیٰ کے پاس اس کی معذرت کے لئے
امتحان تو اگر نبود حسد
آپ کے آزمانے کا اگر حسد نہ ہوتا
اے تو خاص الخاص درگاہِ الہ
آپ خدا کی بارگاہ کے خاص الخاص ہیں
اے ترا الطاف و فضل بے عدد
اے وہ کہ آپ کی مہربانیاں اور بزرگی بے شمار ہے
پیش موسیٰ برز میں سمری زوند
(حضرت) موسیٰ کے سامنے سر جھٹکتے تھے
گشت بر دوزخ تن و جاں تاں حرام
تمہارا جسم اور روح دوزخ پر حرام ہو گئی ہے
اچھی سازید خورا ز اعتذار
عذر خواہی سے اپنے آپ کو گونگا بناؤ
دربند آسید پیش بادشاہ
بادشاہ کے سامنے مقابلے پر آ جاؤ
جمع آرید از دون و از بروں
اند اور باہر سے اکٹھے کر لو

پس ازیں رو علم سحر آموختن
لہذا اس حیثیت سے جلاد کا علم سیکھنا
بہر تمیز حق از باطل نکوست
حق کو باطل سے جدا کرنے کے لئے اچھا ہے
بعد ازاں اطلاق و تپ شاں شد پدید
اس کے بعد ان کو دست آئے اور بخدا آ گیا
پس فرستاد مردے در زماں
تو انہوں نے فوراً ایک آدمی بھیجا
کا امتحان کر دیم ملا کے رسد
کہ ہم نے آزمایا ہمیں کب حق تھا
مجرم ۳ شاہیم و ملا عذر خواہ
ہم شاہی مجرم ہیں ہمدی عذر خواہی کر دیجئے
در گذر از ما کہ ما کر دیم بد
ہم نے برا کیا ہمیں معاف کر دیجئے
عفو کرد و در زماں نیکو شدند
انہوں نے معاف کر دیا اور وہ فوراً اچھے ہو گئے
گفت موسیٰ عفو کردم اے کرام
(حضرت) موسیٰ نے فرمایا اے شریفو! میں نے معاف کیا
من ۳ شمار اخوند پدم اے دیار
اے دوستو! (گویا) میں نے تمہیں دیکھا ہی نہیں
ہچماں بیگانہ شکل و آشنا
اسی طرح (بظاہر) اجنبی صحت اور (باطن) دوست
انچہ باشد مرثلا از فتنون
تمہارے پاس جو بھی کرب ہوں

اے۔ اگر کوئی شخص جلاد اس غرض سے
سیکھے کہ وہ سحر اور معجزہ میں فرق کر
سکے اور باطل کو حق سے ممتاز کرے تو
یہ جائز ہے لیکن جلاد کرنا مطلقاً بہر
صورت ناجائز اور حرام ہے اطلاق
دستوں کا جلدی ہو جانا کا امتحان ہم
نے آزمایا چاہا تھا اور وہ بھی حسد کی بناء
پر تھا۔

۲ مجرم شاہیم۔ چونکہ ہم نے اللہ
کے رسول کا جرم کیا ہے لہذا ہم نے
اللہ کا ہی جرم کیا ہے۔ نیکو خدند۔
یعنی ان کا بخدا اور دستوں کی بیماری
زائل ہو گئی۔ گشت۔ یعنی چونکہ تم
ایمان لائے ہو۔

۳ من شام۔ حضرت موسیٰ نے ان
دونوں جادوؤں سے فرمایا کہ فرعون
سے اپنی اور میری ملاقات اور اپنی عذر
خواہی وغیرہ کا ذکر نہ کرنا اور بالکل
اجنبی بن کر فرعون کے سامنے میرے
مقابلہ پر آنا اور ہر طرح کے کرب
کرنا۔ بیگانہ شکل۔ یعنی بظاہر اجنبی
بنے رہنا اور آشنائی کو پردے میں
رکھنا۔



جمع آمدن ساحران از مدائن پیش فرعون و تشریفہا ازوے
شہروں سے فرعون کے سامنے جاو گروں کا جمع ہو جانا اور اس کی جانب سے غلعتیں پانا اور اس
یافتن و دست بر سینہ در قہر خصم او کہ اس کار را دفع بر ما نویس
ان کے مخالف کو مغلوب کرنے کے لئے سینہ پر ہاتھ مدنا کہ اس کام کی مدافعت ہمارے ذمہ لکھ لے

۱۔ تشریفہا۔ غلعتیں۔ در قہر خصم
او۔ یعنی حضرت موسیٰ پر غالب آنے
کے بارے میں۔ خدند۔ یعنی وہ
حضرت موسیٰ کے پاس سے روانہ ہو
گئے۔ انتظار۔ یعنی وہ منتظر تھے کہ کوئی
وقت آئے تو ہم حضرت موسیٰ پر ایمان
کا اظہار کریں۔ سابقا۔ بازی لے
جانے والے۔

۲۔ فرزند آئید۔ یعنی اگر تم حضرت
موسیٰ پر غالب آ جاؤ گے کہ بدو۔
یعنی اس قدر دلوں کا جوحد سے بڑھا ہوا
ہوگا۔ کارش۔ یعنی حضرت موسیٰ کا
کام۔ صفدیم۔ یعنی ہم صف شکن
ہیں۔ پائے۔ ہمارا رتبہ ذکر موسیٰ۔
حضرت موسیٰ اور فرعون کے قصے سے
دکھی پیدا ہو رہی ہے لیکن مقصود محض
قصہ کش کرنا نہیں ہے قصہ تو پرانا ہے
سج ذکر موسیٰ اس قصہ کے ماتحت
جو حقائق ہیں وہ مقصود ہیں قصہ تو محض
آڑ کے لئے ذکر کیا گیا ہے مقصود
اصلی تو وہ نور ہے جو حضرت موسیٰ کو عطا
کیا گیا تھا۔ تاقیامت۔ ہر نبی کا نور
امت کے کسی ولی میں منتقل ہوتا رہتا
ہے۔ جو جس صفت خاص کا کوئی نبی
مربوب ہوتا ہے اسی صفت کا کوئی ولی
بھی مربوب ہوتا ہے۔

پس زمیں را بوسہ دلند و شدند
پھر انہوں نے زمین کو بوسہ دیا اور روانہ ہو گئے
تا بفرعون آمدن آل ساحراں
وہ جاوگر فرعون کے پاس آئے
وعدہا شال گرد و پیشین ہم بدو
ان سے وعدے کئے اور پیشگی بھی دیئے
بعد از شال گفت ہیں لے سابقا
اس کے بعد اس نے کہا آگاہ! اے ماہر!
برفشام برشا چندیں عطا
تم پر اس قدر عطا نثار کروں گا
پس بگفتندش باقبل تو شاہ
تو انہوں نے کہا کہ اے شاہ آپ کے اقبل سے
ملایں فن صفدریم و پہلواں
ہم اس فن میں صف شکن اور پہلوان ہیں
ذکر ۳ موسیٰ بند خاطر ہا شدست
موسیٰ کا ذکر دکھی کا موجب بن گیا ہے
ذکر موسیٰ بہر رو پوش ست و لیک
موسیٰ کا تذکرہ منہ چھپانے کے لئے ہے لیکن
موسیٰ و فرعون در ہستی تست
موسیٰ اور فرعون تیرے وجود میں ہیں
تاقیامت ہست از موسیٰ نتاج
موسیٰ کا سلسلہ قیامت تک کے لئے ہے

انتظار وقت فرصت می بند
فرصت کے وقت کے منتظر تھے
داد شال تشریفہائے بیکراں
ان کو اس نے لاتعداد غلعتیں دیں
بندگاں و اسپان و نقد و جنس و زاد
غلام اور گھوڑے اور نقد اور جنس اور توشہ
گرفزوں ۲ آئید اندر امتحاں
اگر تم امتحان میں بازی لے گئے
کہ بدرد پردہ جود و سخا
کہ بخشش اور عطا کا پردہ چاک ہو جائے گا
غالب آئیم و شود کارش تباہ
ہم جیتیں گے اور اس موسیٰ کا کام تباہ ہو گا
کس ندارد پائے ما اندر جہاں
ہمارا ہم رتبہ دنیا میں کوئی نہیں ہے
کایں حکا بہا ست کہ پیشین بدست
کیونکہ اس قسم کے قصے پہلے بھی ہوئے ہیں
نور موسیٰ نقد تست اے مرد نیک
اے بھلے آدمی! موسیٰ کا نور تیرا مقصود ہے
باید ایں دو خصم را اور خویش جست
ان دو مقابل شخصیتوں کو اپنے اندر تاش کرنا چاہیے
نور دیگر نیست دیگر شد سراج
روشنی دوسری نہیں ہے چراغ دوسرا ہے

۱۔ آں یکے چونکہ ہاتھی کا تصور
سب کے ذہنوں میں مختلف تھا اس
لئے انہوں نے اس کو مختلف عبارتوں
سے تعبیر کیا کسی نے مثلاً اس کو دل
کہا تو کسی نے اس کو الف کہا۔

۲۔ جسم جس انسان کی جی آنکھ
ان لوگوں کی ہتھیلی کی طرح ہے جیسے
ان کی ہتھیلی کی دست میں پڑے ہاتھی
پر بھی اسی طرح ظاہری آنکھ کی چیز
کی پوری حقیقت کو نہیں دیکھ سکتی ہے۔
کف و گہر مولانا کف دست سے
کف ہدیا کی طرف منتقل ہو گئے ہیں
اور مقصود وہی ہے کہ حقیقت شناسی
ہونی چاہیے نہ کہ ظاہر پرستی۔ جسم ہدیا۔
یعنی وجود وسیع۔ کف۔ یعنی جسم مضری
جنہش کہنا انسانی اجسام روح کی وجہ
سے متحرک ہیں لیکن انہوں کو انسان
تن پوری کرتا رہتا ہے اور روح سے
غفلت رہتا ہے۔

۳۔ پاچو کشتیاں اجسام کو پہلے کف
ہدیا سے تعبیر کیا تھا بس ان کو کشتیوں
سے تعبیر کیا ہے۔ آب روشن۔ روح۔
اے تو اگر انسان کو روح کا مشاہدہ ہو
گیا جلتو اس کو آگ سے قدم بڑھا کر
ذات حق کا مشاہدہ کرنا چاہیے۔ آب۔
روح الامارہ ذات حق۔
آہستہ۔ یعنی روح کے لئے افاضہ
حیات کرنے والی ذات۔ موی و عیسیٰ
افاضہ حیات کرنے والی ذات کی
قدامت کا بیان ہے کہ وہ ذات قدیم
ہے کہ خدا تعالیٰ کائنات کو حیات بخشی
تھی۔ اس سخن۔ یعنی ذات حق کی جو
تعبیرات ہم نے کی ہیں۔ آں سخن۔
خود اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے جو
تعبیرات فرمائی ہیں تو وہ صحیح ہیں۔
گر گویم کہ اگر مثالوں سے اس کی
ذات و صفات کو بیان کیا جائے تو اسی
مثال پر دل جمالی کے بالکل ذکر نہ کیا
جائے تو یہ بھی غسونا کہ بات ہے۔

آں یکے داش لقب دادا ایں الف
ہی ایک نے اس کو دل کا لقب دیا اس نے الف کا
اختلاف گفت شل میر دل شدے
تو ان کی باتوں سے اختلاف دور ہو جاتا
نیست کف رابر کل او دسترس
ہتھیلی کی اس کے مجموعہ پر پہنچ نہیں ہے
کف بہل وز دیدہ در دریا نگر
جھاگ کو چھوڑ کر آنکھ سے دیا کو دیکھ
کف ہی بینی و دریا نے عجب
تعب ہے تو جھاگ کو دیکھتا ہے اور دیا کو نہیں
تیر چشمیم و در آب رو شمیم
ہم اندھی آنکھوں والے ہیں اور صاف دیا میں ہیں
آب را دیدی نگر در آب آب
تو نے پانی کو دیکھ لیا، پانی کے پانی کو دیکھ
روح را روحے ست کو میخواندش
روح کی ایک روح ہے جو اس کو بلاتی ہے
کشت موجودات را می داد آب
موجودات کی کھیتی کو پانی دیا
کہ خدا افگند ایں زہ در کماں
جبکہ خدا نے کمان پر یہ چلہ چڑھایا
آں سخن کہ نیست ناقص دل سرست
جو بات ناقص نہیں ہے، وہ اُھر کی ہے
ورنگویم هیچ ازاں اے والے تو
اور اگر ان میں سے کچھ بھی نہ کہوں تو تجھ پر غصوں ہے

از نظر گہ گفت شل شد مختلف
ان کی بات نقطہ نظر کی وجہ سے مختلف ہو گئی
ور کف ہر یک اگر شمعے بدے
ہر ایک کے ہاتھ میں اگر شمع ہوتی
چشم حسن ہچوں کف دستت و نس
جس کی آنکھ صرف ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح ہے
جسم دریا دیگرست و کف و گر
دیا کا وجود دور ہے اور جھاگ اور ہیں
جنہش کفہاز دریا روز و شب
شب و روز جھاگوں کی حرکت دیا کی وجہ سے ہے
ماچو کشتیاں ۳ بہم بڑی زینم
ہم کشتیوں کی طرح آپس میں ٹکرا رہے ہیں
اے تو در کشتی تن رفتہ بخواب
اے وہ جو جسم کی کشتی میں سویا ہوا ہے
آب را آہستہ کو میراندش
پانی کے لئے ایک پانی ہے جو اس کو ہلاتا ہے
موی و عیسیٰ کجلد کا لقب
حضرت موی و عیسیٰ کہیں تھے جبکہ سورج نے
آدم و حوا کجا بدآں زماں
اس وقت حضرت آدم اور حوا کہیں تھے
ایں سخن ہم ناقص ست و اترست
یہ بات بھی ناقص اور اٹھری ہے
گر گویم زماں بلغزد پائے تو
اگر میں اس کے بارے میں کہوں تو تیرے سر پر پھسل جائے گے



۱۔ بستہ پانی۔ عوام تقلید کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں اور صفات کے بیان پر یقین کے بغیر یقین کے اظہار کے لئے گھاس کی طرح سر ہلانے لگتے ہیں۔ لیک۔ عوام تقلید سے تحقیق کی طرف منتقل ہونے کے لئے پیش قدمی نہیں کرتے ہیں نہ کم از کم تقلید ہی کو ترک کرتے ہیں۔ چوں گئی۔ جبکہ انسان سفلی زندگی کا عادی ہو جاتا ہے تو اس کے لئے اس زندگی کو چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے۔

۲۔ چوں حیات۔ اگر انسان اس سفلی زندگی کو خیر باد کہہ دے تو وہ دل کی دنیا میں پہنچ کر اسرار وحدت حاصل کر سکتا ہے۔ شیر خواہ بچہ کو جب تک لذیذ غذا میں نہیں ملتی ہیں دل کو چپٹا رہتا ہے جب غذا میں ملنے لگتی ہیں تو دلیہ سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ اسی طرح انسان جب تک..... عالم سفلی سے چپٹا ہوا ہے اسرار کی لذت سے بے خبر ہے جب وہ لذت حاصل ہونے لگے گی تو عالم سفلی کو نگاہ بھر کر بھی نہ دیکھے گا۔

۳۔ بستہ۔ نج زمین سے غذا حاصل کرتا ہے اسی طرح انسان عالم سفلی سے غذا حاصل کرنے کا عادی ہو گیا حالانکہ اس کی اصلی غذا وہ ہے جو دل اور روح کی غذا ہے جو عالم ملکوت سے حاصل ہوتی ہے۔ قوت حکمت۔ تو دل کی غذا حکمت اور چند موعظت سے حاصل کر لے اس کے الفاظ میں وہ نور پوشیدہ ہے جو اصل غذا ہے پھر استعداد پیدا ہو جانے پر براہ راست اسے غذا حاصل ہونے لگے گی۔ تاہم بین رفتہ رفتہ وہ استعداد پیدا ہو جائے گی جس سے شہد الحق حاصل ہو جائے گا۔ چوں ستارہ۔ پھر عالم ملکوت کی سیر حاصل ہو جائے گی۔ عالم

وہر بگویم در مثال صورتے

اگر میں کسی صورت کی مثال میں اس کی صفات بتاؤں

بستہ پانی چوں گیاه اندر میں

تو گھاس کی طرح زمین میں پابستہ ہے

لیک پایت نیست تا نقلے گئی

لیکن تیرے پاؤں نہیں ہیں کہ تو منتقل ہو جائے

چوں کنی پارا حیات زیں رگل سست

تو پاؤں کیسے نکال سکتا ہے تیری زندگی اسی مٹی سے ہے

چوں حیات از حق بگیری لے روی

اے سیراب! جب تو اللہ تعالیٰ سے زندگی حاصل کرے گا

فارغ و مستغنی از رگل سوئے دل

مٹی سے فارغ اور بے نیاز ہو کر دل کی طرف

شیر خواہ چوں ز دلیہ بگسلد

دودھ پیتا بچہ جب دلیہ سے تعلق توڑتا ہے

بستہ شیر زمینی چوں خوب

بچوں کی طرح تو زمین کے دودھ سے وابستہ ہے

قوت حکمت خور کہ شد نور سیر

دلتائی کی غذا کھا، کیونکہ وہ چھپا ہوا نور ہے

تا پذیر اگر دی لے جاں نور را

اے جان تاکہ تو نور کو قبول کرنے والا بن جائے

چوں ستارہ سیر برگروں گئی

تو ستارے کی طرح آسمان پر سیر کرے

آں چنل کز نیست در ہست آمدی

اسی طرح جیسے تو عدم سے وجود میں آیا ہے

بر ہماں صورت نکچی اے فتنے

اے نوجوان! تو اس ہی صورت پر چپک جائے گا

سر بجنانی ببادے بے یقین

بغیر یقین کے سوا سے سرا ہلاتا ہے

یا مگر پارا ازیں رگل بر کنی

یا تو اس مٹی سے پاؤں باہر نکال لے

اس حیات داروش پس مشکل سست

تیری اس زندگی کے لئے روانگی بہت مشکل ہے

پس غنی گردی ز رگل در دل روی

تو مٹی سے بے نیاز ہو جائے گا دل کی دنیا میں پہنچ جائے گا

می روی بے قید خراز اہل رگل

بغیر پابندی کے اور مٹی والوں سے آزاد ہو کر تو چل پڑے گا

لوت خواہ شد مر او را می ہلد

غذا خود بن جاتا ہے اور اس دلیہ کو چھوڑ دیتا ہے

جو فطام خویش از قوت المقلوب

دلوں کی خوراک کے ذریعہ اس دودھ کو چھڑنے کی کوشش کر

اے تو نور بے حجب رانا پذیر

اے وہ کہ تو بے حجاب نور کو نہ قبول کر سکنے والا ہے

تاہم بنی بے حجب مستور را

تاکہ تو چھپے ہوئے کو بغیر پروں کے دیکھ لے

بلکہ برگروں سفر بے چوں گئی

بلکہ آسمان پر تو بے کیف سفر کرے

ہیں بگو چوں آمدی مست آمدی

ہیں بتا کیسے آیا ہے؟ تو بے ہوش آیا ہے

ملکوت کی طرف تمہارا عروجی سفر اسی طرح ہوگا جس طرح کہ اس عالم سے اس علم کی طرف نزول سفر ہو لیکن یہ سفر چونکہ تمہاری مدد ہوشی میں ہوا ہے اس لئے تمہیں نہ وہ سفر یاد ہے اور نہ اس سفر کے طے کرنے کے واسطے یاد ہیں۔

۱۔ ہوش را بگنجد اگر تم اس آنے کے سفر کی باتیں یاد کرنا چاہتے ہو تو جسمانی اور مادی ہوش و حواس کو ختم کر کے روحانی ہوش اختیار کرو اور ان جسمانی کانوں کو بند کر کے روح کے کان کھول لو پھر تمہیں باتیں یاد آ جائیں گے اور عہد الست کی آواز سن لو گے۔ گویم میں نے تمہیں بتا دیا کہ تم میں ابھی خامی ہے تم نے دنیا کی بہار دیکھی ہے مجاہدات کی گری نہیں سمجھی ہے۔

۲۔ ایں جہاں انسان اور دنیا کی مثال درخت اور پھل کی سی ہے پھل جب تک کچا ہوتا ہے شاخ سے اس کا جوڑا مضبوط ہے اور سخت ہوتا ہے۔ جوں جوں وہ پکتا ہے شاخ کا اور اس کا تعلق کمزور ہوتا جاتا ہے اسی طرح خام انسان دنیا کو چننا رہتا ہے اگر اس میں پختگی آ جاتی ہے تو دنیا سے تعلق کمزور ہو جاتا ہے۔ تا حین پیٹ کا بچہ جب تک پیٹ سے چمٹا ہوا ہے اس کی غذا خون ہے جب وہ باہر آ جاتا ہے تو پھر وہ دودھ پیتا ہے جو بہترین غذا ہے اسی طرح جب تک انسان دنیا سے چمٹا ہوا ہے اس کی غذا خون جیسی نجس چیز راستی ہے۔

۳۔ چیز دیگر۔ پتھر اور تو میں نے بتا دیئے لیکن کچھ ایسے ہیں کہ میں نہیں بتا سکتا ہوں وہ تجھے روح القدس بتا گا۔ روح القدس سے مراد یہاں جنرل نہیں ہیں کیونکہ ان کا کہنا اور بتانا تو صرف انبیاء کے ساتھ خاص ہے بلکہ حظیرۃ القدس کے دوسرے ملائکہ مراد ہیں۔ فرماتے ہیں کہ وہ باتیں نہ میں بتاؤں گا نہ کوئی فرشتہ بلکہ خود تجھے وہ مقام حاصل ہو گا کہ تو خود اپنے آپ کو بتائے گا اسے ہم تو من۔ یعنی تو میرے لئے ایسا ہے کہ

لیک رمزے بر تو بر خواہیم خواند
لیکن میں تجھے ایک استاد کرتا ہوں
گوش را بر بندو آنگہ گوشدار
کان کو بند کر لے پھر کان لگا
در بہاری و ندیدستی تموز
تو موسم بہار میں ہے اور تو نے موسم گرما نہیں دیکھا ہے
ماہر و چوں میو ہائے نیم خام
اور ہم اس پر آدھ کچے پھل کی طرح ہیں
زانکہ در خامی نشاید کاخ را
کیونکہ کچے پن میں شاہی محل کے لائق نہیں ہوتا ہے
سُست گیرد شاخہارا بعد از ازل
اس کے بعد شاخوں سے گرفت ڈھیلی کر لیتا ہے
سرد شد بر آدمی مُلکِ جہاں
دنیا کا ملک انسان کے لئے بے وقعت ہو جاتا ہے
تا حینی کار خوں آشامی ست
جب تک تو پیٹ کا بچہ ہے تیرا کام خون پینا ہے
باتو روح القدس گوید نے منش
وہ تجھے روح القدس بتائے گا نہ کہ میں
بے من و بے غیر من اے ہم تو من
میرے اور میرے غیر کے علاوہ اے وہ کہ میں ہے
توز پیش خود بہ پیش خود شوی
تو اپنے آگے سے خود اپنے آگے جاتا ہے



را بہائے آمدن یلوت نماند
تجھے آنے کے راستے یاد نہیں رہے
ہوش را بگنجد وانگہ ہوشدار
ہوش کو چھوڑ دے پھر ہوشیار بن جا
نے گویم زانکہ تو خامی ہنوز
کیا میں نہیں کہہ رہا ہوں کہ تو ابھی کچا ہے
ایں اچھل پھول درخت ستلے کرام
اے بزرگوار یہ دنیا درخت کی طرح ہے
سخت گیر دھا مہاجر شاخ را
کچوں کی گرفت شاخ پر سخت ہوتی ہے
چونکہ پخت و گشت شیریں لب گزراں
جب پک گیا اور ہنوز کو چپکانے والا شیریں بن گیا
چوں ازل اقبال شیریں شد دہل
جب اس خوش نصیبی کی وجہ سے منہ میٹھا ہو جاتا ہے
سخت گیری و تعصب خامی ست
سخت گیری اور تعصب کچا سر پن ہے
چیز دیگر ۳۔ ماند لما گفتنش
دوسری چیز یہ تھی لیکن اس کا بتانا میرا کام نہیں ہے
نے تو گوئی ہم بگوش خوشتن
نہیں تو خود ہی اپنے کان میں کہے گا
ہمچو آں وقتے کہ خواب اندر روی
جیسا کہ جب تو سو جاتا ہے

من دو کا امتیاز ختم ہو گیا ہے۔ یہ بات کہ ایک مقام پر پہنچ کر اسرار خداوندی کے بارے میں انسان خود کہنے والا اور خود سننے والا..... بن جاتا ہے اس کو اس مثل سے سمجھاتے ہیں کہ خواب کی حالت میں جب انسان ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف جاتا ہے تو یہ مقامات خارج میں نہیں ہوتے ہیں خود اس کے اندر ہوتے ہیں تو گویا کہ وہ چلنے والا خود اپنے پاس سے چل کر اپنے پاس گیا ہے۔

باتواندر خواب گفتست آں نہاں

وہ پوشیدہ راہ خواب میں تجھ سے کہا ہے

بلکہ گروہی و دریائے عمیق

بلکہ تو آسان ہے، اور گہرا سمندر ہے

قلزم ست و غرقہ گاہ صد تو ست

سمندر ہے تیری شخصیتوں کی ڈوب جانے کی جگہ ہے

دم مزن واللہ اعلم بالصواب

خاموش ہو جا، اور اللہ بہتر جانتا ہے

انچہ ناید در بیان و در زباں

وہ جو بیان اور زبان میں نہیں سا سکتا ہے

انچہ ناید در کتاب و در خطاب

وہ جو لکھنے اور بیان کرنے میں نہیں آ سکتا

الصلا اے پاکبازاں الصلا

آؤ، اے پاکبازو! آؤ

از زبان بے زباں کہ قم تعال

بے زبان کی زبان سے کہ کھڑا ہو، آجا

آشنا سہ بگزار در کشتی نوح

تیرا چھوڑ دے نوح کی کشتی میں آ جا

کہ نخواہم کشتی نوح عدد

کہ میں دشمن نوح کی کشتی پسند نہیں کرتا ہوں

بشنوی! از خویش و پنداری فلاں

تو اپنی طرف سے سنتا چلو خیال کرتا ہے کہ فلاں نے

تو یکے تو نیستی اے خوش رفیق

اے اچھے دوست! تو ایک نہیں ہے

آں توئی زقت کہ آں نہ صد تو ست

وہ تیری موٹی شخصیت جو تیرا نو سو گنا ہے

خود چہ جائے حد بیداری و خواب

بیداری اور نید کا خود کیا ٹھکانا ہے

دم مزن تابشنوی از دم زناں

دم نہ ملتا کہ تو دم مانے والوں سے سن لے

دم مزن تابشنوی زان آفتاب

دم مت ملتا کہ تو اس آفتاب سے سن لے

دم مزن تابشنوی زان مہ لقا

دم مت ملتا کہ تو سن لے اس ماہ رخ سے

دم مزن تابشنوی اسرار حال

دم مت ملتا کہ تو حالت کے اسرار سن لے

دم مزن تلام زند بہر تو روح

دم نہ ملتا کہ تیرے لئے روح کہے

ہمچو گنعال کاشنا می کرد او

کنعان کی طرح نہ بن کہ وہ تیرا تھا

دعوت کردن نوح علیہ السلام پسرا و سر کشیدن او کہ

حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹے کو بلاتا اور اس کی سرکشی کرتا کہ میں

کہ بر سر کوہ روم و چارہ گنم و منت تو ننگش

پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا اور تدبیر کروں گا اور تیرا احسان نہ اٹھاؤں گا

ہیں بیلور کشتی بلا نشیں

تاگردی غرق طوفان اے مہمیں

خبردار! آ جا باوا کی کشتی میں بیٹھ جا

۱۔ بشنوی۔ انسان خواب میں سنتا ہے کہ کوئی دوسرا اس سے باتیں کر رہا ہے حالانکہ وہ کوئی دوسرا نہیں ہے بلکہ وہ خود کہہ رہا ہے اور خود سن رہا ہے آں توئی۔ آنے جانے کے مختلف مقامات، مخاطب اور متکلم کا امتیاز یہ سب کچھ خود انسان کے اندر موجود ہے انسان بظاہر عالم صغیر ہے لیکن فی الواقع یہ عالم کبیر ہے انسان کی شخصیت سینکڑوں شخصیتوں کا مجموعہ ہے اور گہرا سمندر ہے

۲۔ خود۔ انسان بیداری اور خواب کی حالت میں ایک لاکھ و شخصیت ہے۔ دم مزن۔ ان اسرار کے بارے میں انسان کو خاموشی اختیار کرنی چاہیے جب تک خود اللہ تعالیٰ ان کو ظاہر نہ فرمادے۔ آنچہ۔ یہ اسرار تحریر و تقریر میں نہیں سما سکتے۔ قم تعالیٰ۔ کھڑا ہوا آ جا۔ جب تک یہ مقام اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ آ جائے اس وقت تک ان اسرار کے بارے میں خاموشی اختیار کرنی چاہیے۔ یعنی مرشد۔

۳۔ آشنا بگزار۔ یعنی اپنے دعوے ترک کر دے اور مرشد کا سہارا لے۔ ہمچو گنعال۔ حضرت نوح کے لڑکے کنعان نے سہارا پسند نہ کیا تو جہاں ہوں۔ بابا۔ یعنی حضرت نوحؑ مہمیں۔ ذلیل

گفت نے من آشنا! مہوتم
اس نے کہا نہیں، میں نے تیرنا سیکھا ہے
ہیں ممکن کایں موج طوفان بلاست
خبردار! ایسا نہ کر، کیونکہ یہ موج بلا کا طوفان ہے
بادِ قہرست و بلائے شمع گکش
یہ قہر کی ہوا ہے اور شمع کو بجھانے والی بلا ہے
گفت نے رتم برآں کوہ بلند
اس نے کہا نہیں اس بلند پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا
ہیں ممکن کہ کوہ کاہ ست ایں زماں
خبردار! یہ نہ کر اس وقت پہاڑ تنکا ہے
گفت من کے پسند تو بشنودہ ام
اس نے کہا میں نے تیری نصیحت کب سنی ہے؟
خوش نیلہ گفت تو ہرگز مرا
تیری گفتگو ہرگز مجھے پسند نہیں آئی
ہیں ممکن بابا کہ روز ناز نیست
خبردار! بابا یہ نہ کر، یہ ناز کا دن نہیں ہے
تا کنوں کر دی وایں دم ناز کیست
تو نے اب تک ناز کیا اور یہ نازک وقت ہے
لَمْ يَلِدْ لَمْ يُولَدْ ست او از قدم
ناس کے بیٹا پیدا ہوا نہ کسی سے پیدا ہوا وہ دل سے ہے
نازِ فرزنداں ۳ کجا خواہد کشید
وہ لولاد (سا) ناز کہیں برداشت کریگا؟
نیستم مولود پیرا کم بناز
خدا فرما دیگا میں بیٹا نہیں ہوں اے بوڑھے ناز نہ کر
نیستم شوہر نیم من شہوتی
میں شوہر نہیں ہوں میں شہوت والا نہیں ہوں

من بجز شمع تو شمع مہوتم
میں نے تیری شمع کے علاوہ شمع روشن کر لی ہے
دست و پا را آشنا امروز لاست
آج تیرنے کے ہاتھ پیر کچھ نہیں ہیں
جز کہ شمع حق نمی یابد خمش
اللہ تعالیٰ کی شمع کے علاوہ کوئی شمع نہ ٹھہریگی چپ ہو جا
عاصم ست آل کہ مرا از ہر گزند
وہ پہاڑ مجھے ہر مصیبت سے بچانے والا ہے
جز حبیب خویش رندہ اماں
وہ اپنے دوست کے علاوہ کسی کو پنہ نہ دیگا
کہ طمع کردی کہ من زیں دودہ ام
تو نے یہ سوچا ہے کہ میں اس خاندان کا ہوں
من بری ام از تو در ہر دوسرا
میں تجھ سے دلوں جہاں میں بیزار ہوں
مرخدارا خویشی و انباز نیست
خدا کا کوئی ساجھی اور شریک نہیں ہے
اندریں درگاہ کسے رانا ز کیست
اس دبا میں کسی کو ناز کا حق کب ہے؟
نے پدر دارو نہ فرزند و نہ عم
نہ باپ رکھتا ہے نہ بیٹا اور نہ چچا
رازِ بابا یاں کجا خواہد شنید
باپوں کا راز کہیں سنے گا؟
نیستم والد جوانا کم گراز
میں باپ نہیں ہوں اے جوان! نہ اکڑ
ناز را بگذار اینجا اے سستی
اے خاتون! اس جگہ ناز کو چھوڑ دے

۱۔ آشنا۔ شادی تیرا کی۔ شمع یعنی تدبیر۔ شمع مہوتم۔ یعنی میں نے سچنے کی تدبیر سوچی ہے کہ تیروں کا۔ ل۔ معدوم۔ خمش۔ چپ ہو جا۔
۲۔ کوہ بلند۔ قرآن پاک میں کنعان کا مقلد کہ ہے سلوی الی جَبَلٍ يَصْنَعُ مِنَ الْغَمِّ میں پہاڑ پر پنہ گزین ہو جاؤں گا وہ مجھے پانی سے بچا لے گا۔ ندہاں۔ یعنی خدا اسن نہ دے گا۔ دودہ۔ خاندان۔
مرخدارا۔ ناز کی بنیاد رشتہ داری اور شرکت وغیرہ ہوتی ہے۔ ناز کیست پہلے مصرع میں بمعنی ناز کی است ہے اور دوسرے مصرع میں بمعنی ناز کی است ہے۔
۳۔ ناز فرزنداں۔ جبکہ لَمْ يَلِدْ اور لَمْ يُولَدْ ہے تو اس کی جناب میں نہ بیٹوں کے ناز کی گنجائش ہے نہ باپوں کے ناز کی گنجائش ہے۔ پیرا۔ اے بوڑھے گراز۔ گراز پیدل۔ اکڑ کر چلنا۔ شہوتی۔ مردانہ خواہش کی بنیاد پر مردانہ شہوت کی ناز برداری کرتا ہے سستی۔ عورت بیوی۔

اندریں حضرت ندا رد اعتبار
اس دبا میں کسی کا اعتبار نہیں ہے
باز میگوئی کجمل آشفته
پھر کہتے ہو 'نادانی سے بہک رہے ہو
تا جواب سرد بشنودی بے
حتی کہ بہت سے بے مروتی کے جواب سے ہیں
خلصہ انکوں کہ شدم دانا و زفت
خصوصاً اب جبکہ میں عقلمند اور بڑا ہو گیا ہوں
بشنوی یک بار تو پند پدر
ایک بار تو باب کی نصیحت مان لے گا
ہچناں می گفت اُو دفع عَیْف
وہ اسی طہ پر سختی سے انکار کرتا رہا
نے دے در گوش آل ادبیر شد
نہ کوئی بات اس بدبخت کے کان میں پڑی
برسر کنعال زد و شد ریز ریز
کنعان کے سر پر ضرب لگائی اور وہ ریزہ ریزہ ہو گیا
مر مرا خرم دو سیلت برد بار
میرا گدھا مرا اور تیرا سیلاب سلمان بہا لے گیا
کہ بیابد اہلت از طوفاں رہا
کہ تیرے اہل طوفان سے نجات پائیں گے
پس چرا بر بود سیل از من کلیم
پھر طوفان میری کھسلی کیوں بہا لے گیا؟
خودنیدی تو سفیدی از گبود
تو نے خود سفید کو نیلے سے ممتاز نہ کیا
نیست دندان بر کنش اے اوستاد
وہ دانت نہیں ہے اے استاد! اس کو اکھاڑ دے

جوا خضوع و بندگی و اضطراب
سوائے عاجزی اور غلامی اور بیچارگی کے
گفت بابا سالہا اس گفتہ
اس نے کہا 'با تم نے یہ سالہا کہا ہے
چند از نہا گفتہ باہر کسے
تم نے ہر شخص سے یہ باتیں کہی ہیں
ایں دم سرد تو در گوشم زرفت
تمہاری یہ بے اثر بات میں نے نہیں سنی
گفت باباچہ زیاں دار داگر
حضرت نوح نے فرمایا بابا کیا حرج ہوگا اگر
ہچنین میداد اُو پند لطیف
وہ اسی طرح مشتقانہ نصیحت کرتے رہے
نے پدر از نصح کنعال سیر شد
نہ تو باپ کا کنعان کو نصیحت کرنے سے پیٹ بھرا
اندریں گفتن بدند و موج تیز
وہ اسی گفتگو میں تھے اور تیز موج نے
نوح گفت اے بادشاہ برد بار
نوح نے عرض کیا 'اے حلیم بادشاہ!
وعدہ کر دی مر مرا تو بارہا
تو نے مجھ سے بارہا وعدہ کیا
دل نہام بر اُمیدت من سلیم
مجھ بھولے نے تیری امید پر بھروسہ کیا
گفت اواز لعل و خویشانَت نبود
اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ تیرے سال اور اپنوں میں سے نہ تھا
چونکہ دردندان تو کرم اوفتاو
جب تیرے دانت میں کیزا لگ گیا

۱۔ جز۔ اللہ کے دہار میں صرف
عاجزی اور زلمی کام دیتی ہے۔ گفت
بابا۔ یعنی کنعان نے حضرت نوح
سے کہا جواب سرد۔ یعنی تلخ جواب۔
دم سرد۔ بے اثر بات۔ دانا۔ یعنی
جبکہ بچپن میں جو کہ کمزوری اور نادانی کا
وقت ہوتا ہے تمہارا کہنا نہ مانا تو اب
طاقت اور عقل کی وقت کیسے مان سکتا
ہوں۔ زیاں۔ نقصان۔

۲۔ ادبیر۔ بدبخت۔ موج تیز۔
قرآن پاک میں ہے وَحَالِیْہِمْ
الْفَوْجُ فَکَانَ مِنَ الْمُفْرِقِیْنَ اور حال
ہوئی ان دونوں کنعان اور حضرت نوح
کے درمیان موج اور وہ ڈوب گیا۔
خرم۔ یہ محاورہ پوری تباہی اور بربادی
کے وقت بولا جاتا ہے۔

۳۔ سلیم۔ بھولا انسان۔ کلیم۔
کمل۔ کلیم۔ بردن۔ لوٹ لینا۔
گفت۔ اللہ نے فرمایا قرآن پاک
میں ہے یَفْجُورُ فَمَا لَیْسَ مِنْ
فَخْلَکَ فَمَا عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ۔
اے نوح وہ تمہارا بیٹا تمہارے اہل
میں سے نہیں ہے اس کے عمل اچھے
نہیں ہیں۔ چونکہ جب کوئی عضو بیکار
ہو جائے تو اس کو جدا کر دینا ضروری ہو
جاتا ہے ورنہ تمام جسم پر خراب اثرات
پڑتے ہیں۔

تاکہ باقی تن نگرود زار ازو
تاکہ باقی جسم اس سے کزود نہ بنے
گفت! بیزارم ز غیر ذات تو
عرض کیا تیری ذات کے غیر سے میں بزار ہوں
تو ہمیدانی کہ چوم با تو من
تو جانتا ہے کہ میرا تجھ سے کیا تعلق ہے
زندہ از تو شاد از تو عاقل
میں تجھ سے زندہ تجھ سے خوش ہوں ایک محتاج ہوں
متصل نے منفصل نے اے کمال
اے خداوند کمال وہ نہ جڑا ہوا ہے نہ جدا
ماہیانیم و تو دریائے حیات
ہم مچھلیاں ہیں اور تو زندگی کا سمندر ہے
تو نجی ۲ در کنارِ فکر تے
تو عقل کے پہلو میں نہیں سماتا ہے
پیش ازیں طوفان و بعد ایں مرا
اس طوفان سے پہلے اور اس کے بعد میرے لئے
باتومی کفتم نہ با ایشاں سخن
میں تجھ سے بات کرتا ہوں نہ کہ ان سے
نے کہ عاشق روز و شب گوید سخن
کیا عاشق دن رات باتیں نہیں کرتا ہے؟
روی ۳ در اطلال کردہ ظاہرا
بظاہر کھنڈوں کی طرف رخ کر کے
شکر طوفان را کٹوں بگماشتی
شکر ہے اب تو نے طوفان مسلط کر دیا
زانکہ اطلال ولیم و بد بدند
کیونکہ وہ کھنڈ اور کہینے اور بد تھے

گرچہ بود آن تو شو بیزار ازو
اگرچہ وہ تیرا تھا تو اس سے بیزار ہو جا
غیر نبود آنکہ باشد مات تو
جو تجھ میں فنا ہو گیا وہ غیر نہ ہو گا
بیست چندا نم کہ باباراں چمن
اس سے بیس گنا ہے جو چمن کو بارش سے ہے
مغذی بے واسطہ بے حائل
بغیر کسی واسطہ اور بغیر کچھ والے کے تجھ سے مغذی پانے والا ہوں
بلکہ بیچون و چگونہ و احتیال
بلکہ اس کا مجھے تعلق ہے مثل اور بے کیف اور بے علت ہے
زندہ ایم از لطف اے نیکو صفات
اے اچھی مغز والے (خداوند) تیری مہربانی سے ہم زندہ ہیں
نے بمعلولی قریں چوں علتے
نہ معلول ہونے کی وجہ سے کسی علت سے وابستہ ہے
تو مخاطب بودہ در ماجرا
ہر قصہ میں تو مخاطب ہے
اے سخن بخش نوو آن گہن
انسانے والے اور گزے ہوئے زمانہ میں بات کی طاقت عطا کرنے والے
گاہ با اطلال و گاہے باد من
کبھی کھنڈوں اور کبھی کوڑی سے
او کرامی گوید آں مدحت کرا
وہ کس سے کہتا ہے اور کس کی تعریف کرتا ہے؟
واسطہ اطلال را بر داشتی
کھنڈوں کا واسطہ اٹھا دیا
نے ندائے نے صدائے می زدند
نہ پکارتے تھے نہ صدائے بازگشت دیتے تھے

۱۔ گفت بیزارم۔ حضرت نوح پر
حقیقت واضح ہوئی تو بیٹے کی بربادی
کا شکوہ ختم ہو گیا اور انہوں نے
معذرت شروع کر دی۔ چمن۔ چمن
بارش کا محتاج ہے۔ عاقل۔ عیالدار
مغفل۔ مغذی۔ غذا حاصل کرنے
والا۔ متصل نے۔ حضرت نوح چونکہ
ذات باری میں فنا ہو چکے تھے تو ان کو
ذات باری سے متصل بھی نہیں کہا جا
سکتا ہے کیونکہ اتصال دوئی کو چاہتا
ہے اور متصل بھی نہیں کہا جا سکتا۔
بلکہ۔ وصول الی اللہ کی کیفیت ناقابل
بیان ہے۔
۲۔ تو نجی۔ ذات باری فکر و خیال
سے بالاتر ہے۔ نے بمعلولی۔ ذات
باری کسی علت کی معلول نہیں ہے۔
پیش۔ طوفان سے پہلے اور طوفان
کے بعد۔ تو ہی میرا مخاطب ہے اور
تو ہی ہر زمانہ میں بات کرنے کی توفیق
عطا کرنے والا ہے۔ نیک عاشق۔
عاشق عموماً محبوب کے کھنڈرات اور
نشانات سے گفتگو کیا کرتے ہیں
لیکن اصل روئے سخن محبوب کی
طرف ہوتا ہے اسی طرح دوسروں
سے بات کرتے وقت بھی میرا روئے
سخن تیری ہی طرف ہوتا ہے۔
۳۔ روی۔ عاشق کا رخ گو محبوبہ
کے ٹیلوں اور کھنڈرات کی طرف ہوتا
ہے لیکن مقصود محبوبہ کا ذکر ہوتا ہے۔
اطلال۔ طلل کی جمع ہے نیلہ، شکر تیرا
شکر ہے کسب تو نے ان اشخاص کو ہی
ختم کر دیا ہے جو باتیں کرنے میں
درمیان واسطہ منزل ٹیلوں کے تھے نے
نمائے۔ وہ اشخاص ایسے تھے کہ نہ خود
صحیح بات کرتے تھے نہ میری بات کا
صحیح جواب دیتے تھے۔

مَنْ اِجْنَالِ اَطْلَالِ خَوَاهِمِ دَرِ خَطَابِ
میں خطاب کے لئے ایسے کھنڈ چاہتا ہوں
تاشقی بشنوم مَنْ نام تو
تاکہ میں تیرا نام مکر سنوں
ہر نبی زال دوست وارد کوہ را
ہر نبی پہاڑ کو اسی لئے دوست رکھتا ہے
آں کہ پست مثالِ سنگراخ
وہ پست پہاڑ جو پتھریلی زمین جیسا ہے
مَنْ بگویم اُو نگرود دیارِ مَنْ
میں بولتا ہوں وہ میرا یار نہیں بنتا ہے
باز میں آں بہ کہ ہموارش گنی
یہ بہتر ہے کہ تو اس کو زمین کے برابر کر دے
گفت اے نوح ارتو خواہی جملہ را
فرمایا ہے اے نوح! اگر تو چاہے تو سب کو
بہر کنعانے سِ دل تو نشکنم
ایک کنعان کی وجہ سے میں تیرا دل نہ توڑوں گا
گفت نے نے راضیم کہ تو مرا
عرض کیا نہیں نہیں میں راضی ہوں کہ تو مجھے
ہر زمانہم غرقہ می گن من خوشم
تو مجھے ہر وقت ڈبٹا رہا میں خوش ہوں
ننگرم کس را و گر ہم بنگرم
میں کسی کو نہیں دیکھتا ہوں اور اگر میں دیکھوں بھی
عاشق صنّع تو ام در شکر و صبر
میں صبر و شکر کے ساتھ تیرے کام کا عاشق ہوں

کز صدا چوں کوہ وا گوید جواب
جو پہاڑ کی طرح صدائے بازگشت سے جواب دیں
عاشق برنام جاں آرام تو
میں تیرے جان کو آرام دینے والے نام کا عاشق ہوں
تاشقی بشنود نام ترا
تاکہ تیرے نام کو مکر سنے
موش را شاید نہ مارا در مناخ
پڑاؤ کے لئے چوہے کے لائق ہے نہ کہ ہمارے
بے صدا ماند دم گفتارِ مَنْ
میرے بولنے کے تحت بغیر صدائے بازگشت کے کہ جاتا ہے
نیست ہدم با عدم یارش کنی
وہ ساتھی نہیں اس کو عدم کا یار بنا دے
حشر گردانم بر آرم از ثری
از سر نو زندہ کر دوں مٹی سے نکال لوں
لیکت از احوال آگاہ می گنم
لیکن تجھے حالات سے آگاہ کرتا ہوں
ہم گنی غرقہ اگر باید ترا
بھی ڈبو دے اگر تیری مرضی ہو
حکم تو جان و ست چوں جاں می کشم
تیرا حکم جان ہے ہر دم میں جان کی طرح اس کو برداشت کرتا ہوں
اُو بہانہ باشد و تو منظر م
وہ بہانہ ہو گا اور تو میرے پیش نظر ہو گا
عاشق مصنوع کے باشم چو گبر
میں بت پرست کی طرح مصنوع کا کب عاشق ہوں

۱۔ مَنْ چنل۔ مجھ ایسے مخاطبوں کی ضرورت ہے جن سے صدائے بازگشت نکلے یعنی میں تیرا ذکر کروں تو وہ بھی تیرا ذکر کریں۔ تاشقی۔ میں تیرا ذکر کروں وہ بھی تیرا ذکر کریں تو تیرا نام مکر سنوں گا۔

۲۔ مناخ۔ پڑاؤ۔ ٹھکانا۔ مَنْ بگویم۔ دنیا داروں کے سامنے جب دین کی بات کی جاتی ہے تو وہ دم بخودہ جاتے ہیں ایسے لوگ صلحا کی صحبت کے لائق نہیں ہیں۔ باز میں۔ ایسے پست فطرت لوگوں کا زیر زمین ہو جانا بہتر ہے۔ گفت۔ حضرت نوح سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تیری خواہش ہے تو صرف کنعان کو ہی نہیں میں سب کو زندہ کر دوں۔ ثری۔ مٹی۔

۳۔ بہر کنعانے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح سے فرمایا تیرے بیٹے کنعان کے معاملے میں میں تیری دلکشی نہیں کرنا چاہتا ہوں۔ گفت۔ حضرت نوح نے فرمایا کہ اب میں کنعان کی نجات کا خدشہ نہیں ہوں تیری مرضی پر راضی ہوں تیری مرضی ہو تو مجھے بھی غرق کر دے۔ حکم تو۔ تیرا حکم مجھے جان کی طرح پیدا ہے۔ ننگرم۔ تیری ذات کے سوا میرا کوئی منظور نظر نہیں ہے اگر کوئی دوسرا منظور نظر ہے وہ بھی تیرے لئے ہی ہے۔ عاشق۔ میں خدا اور اس کے فعل کا عاشق ہوں مخلوق کا عاشق نہیں ہوں۔ گبر۔ بت پرست غیر اللہ سے عشق کرتے ہیں۔



عاشق صنّ خدا بافر بُود عاشق مصنوع او کافر بُود

اللہ کے فعل کا عاشق باعزت ہوتا ہے اس کی بٹل ہوئی چیز کا عاشق کافر ہوتا ہے

درمیانِ ایں دو فرقے بس خفیت خود شناسد آنکہ در رویت صفت

ان دونوں باتوں میں بہت باریک فرق ہے وہ پہچانتا ہے جو تازے میں ممتاز ہے

توفیق میانِ ایں دو حدیث کہ الرضا بالكفر کفر و حدیث

ان دو حدیثوں میں تطبیق کہ کفر پر رضا مندی کفر ہے اور دوسری

دیگر کہ مَنْ لَمْ يَرْضَ بِقَضَائِي وَلَمْ يَصْبِرْ عَلَى بِلَائِي

حدیث کہ جو شخص میری قضا پر راضی نہ ہو اور میری طرف سے نازل شدہ بلا پر صبر نہ کرے

فَلْيَطْلُبْ رَبًّا سِوَانِي

اس کو چاہیے کہ میرے سوا وہ کوئی اور خدا تلاش کر لے

دی سوالے کرد سائل مر مرا زانکہ ۲ عاشق بُود او بر ماجرا

کل ایک سوال کرنے والے نے مجھ سے سوال کیا کیونکہ وہ بحث کا عاشق تھا

گفت نکتہ الرضا بالكفر کفر اس نے کہا کفر پر رضا مندی کفر ہے نکتہ ہے

باز فرمود او کہ اندر ہر قضا پھر انہوں نے فرمایا کہ ہر قضا پر

نے قضائے حق بود کفر و نفاق کیا بھر اور نفاق اللہ تعالیٰ کا فیصلہ نہیں ہے

ور نیم راضی بُوداں ہم زباں اور اگر میں راضی نہیں ہوں یہ بھی نقصان ہوگا

گفتش ایں کفر مقضی ۳ نے قضا است گفتش ایں کفر مقضی ۳ نے قضا است

میں نے اس سے کہا یہ کفر مقضی ہے قضا نہیں ہے

پس قضا را خولجہ از مقضی بداں اے خولجہ! قضا اور مقضی میں فرق سمجھ

ہست آثار قضا ایں کفر راست فی الواقع یہ کفر قضا کے آثار میں سے ہے

تا شکالت دفع گردد در زماں تاکہ فوراً تیرا اشکال دفع ہو جائے

۱۔ درمیان۔ یعنی خالق کو رب بنانے اور مخلوق کو رب قرار دینے میں۔

۲۔ منتخب، ممتاز۔ توفیق۔ دونوں حدیثوں میں تعارض یہ ہے کہ ایک میں فرمایا کہ کفر پر راضی ہونا کفر ہے دوسری حدیث میں فرمایا جو میری قضا پر راضی نہ ہو تو وہ میرا بندہ نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ کفر بھی خدا کی قضا ہے اس اشکال کا جواب پہلے اشعار پر مبنی ہے پہلے اشعار میں کہا تھا کہ اللہ کے صنّ اور فعل کا عاشق مومن ہے اور مصنوع اور مخلوق کا عاشق کافر ہے۔ اب سمجھنا چاہیے کہ قضا کفر جو اللہ تعالیٰ کا فعل ہے اس پر رضا ضروری ہے اور یہ عین ایمان ہے اور کفر مقضی اور مخلوق ہے اس سے محبت کرنا کفر ہے لہذا دونوں حدیثوں میں کوئی تعارض نہیں ہے۔

۳۔ زانکہ۔ وہ سوال کرنے والا بحث و مباحثہ کا عاشق تھا۔ مہر۔ یعنی قول رسول حجت اور دلیل ہے۔ نے۔ قضائے حق۔ یعنی کفر اور نفاق بھی اللہ کی قضا ہے اگر میں اس پر راضی ہو جاؤ تو گمراہی ہے۔ و نیم۔ یعنی اگر کفر اور نفاق پر راضی نہ ہوں تو دوسری حدیث کا مخالف ہوں گا۔

۴۔ مقضی نے قضا۔ کفر مخلوق اور قضا خداوندی سے پیدا شدہ چیز ہے اللہ کا فعل اور قضا نہیں ہے! کفر قضا خداوندی کا اثر ہے جو انسان کے کسب سے انسان میں ظاہر ہوتا ہے۔



نے ازاں رو کہ نزاع و جہت ماست
نہ کہ اس اعتبار سے کہ خدا سے جھگڑا اور ہماری خباثت ہے
حق را کافر محواں اینجا مایست
اللہ تعالیٰ کو کافر نہ کہہ اس جگہ نہ ٹھہر
ہر دو یک کے باشد آخر خلم و حلم
آخر بردباری اور غصہ دونوں ایک کب ہوتے ہیں
بلکہ ازوے زشت را بنمو و نیست
بلکہ اس کی جانب سے بھدے پن کی نمائش ہے
ہم تو اندزشت کردن ہم نگو
وہ بھیانک بھی بنا سکتا ہے اور اچھا بھی
تا سوال و تا جواب آید دراز
تاکہ سوال اور جواب دراز ہو جائے
نقش خدمت نقش دیگری شود
اور خدمت کا نقش دوسرا نقش بن جائے گا

را ضمیمہ بر کفر ز ازاں رو کہ قضا است
میں کفر پر اس اعتبار سے راضی ہوں کہ وہ قضا ہے
کفر از روئے قضا خود کفر نیست
قضا کے اعتبار سے کفر کفر نہیں ہے
کفر جہل ست و قضائے کفر علم
کفر جہل ہے اور کفر کی قضا علم ہے
زشتی ۲ خط زشتی نقاش نیست
خط کا بھدا پن نقاش کی برائی نہیں ہے
قوت نقاش باشد آنکہ او
تو نقاش کی مہارت ہو گی کہ وہ
گر کشایم بحث ایں را من بساز
اگر میں ساز و سامان کے ساتھ اس بحث کو کھلوں
ذوق نکتہ عشق از من میرود
عشق کے نکتہ کا ذوق مجھ سے جاتا رہے گا

۱۔ راضیم۔ بحیثیت فعل خداوندی
کے کفر پر راضی ہونا عین ایمان ہے اور
اس حیثیت سے کہ وہ ہمارے کسب
سے وقوع میں آتا ہے اس پر رضا کفر
ہے۔ کفر۔ یہاں سے مولانا نے
اشکال کا دوسرا جواب دینا شروع فرمایا
ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قضا کفر
کفر نہیں ہے لہذا قضا کفر پر رضا
نہیں ہے قضائی کفر کو اگر کفر قرار دیا
جائے گا تو نعوذ باللہ خدا پر کافر کا اطلاق
ماننا ہو گا اس لئے کہ قضا فعل خداوندی
ہے اگر وہ کفر ہو تو جس ذات سے فعل
قائم ہوتا ہے اس پر فاعل کا اطلاق ہوتا
ہے کفر جہل ست۔ یہ اشکال کا تیسرا
جواب ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ
قضا کفر اور کفر دونوں دو جداگانہ
چیزیں ہیں۔ قضا کفر از قبل علم ہے اور
کفر از قبل جہل ہے لہذا دونوں
حدیثوں کا مفہوم جداگانہ ہے ان میں
کوئی تعارض نہیں ہے۔ قضا کفر کا
علم ہوتا یا تو اس طور پر ہے کہ قضا
خداوندی علم خداوندی پر مبنی ہے یا اس
اعتبار سے کہ بندہ کے علم ہی پر یہ بات
مبنی ہے کہ وہ خدا کو خالق کفر مانتا ہے
اور کفر لامحالہ صفات خداوندی سے
جہل پر مبنی ہے۔

۲۔ زشتی خط۔ یا اشکال کا چوتھا حل
ہے کفر بری چیز ہے اس پر رضامندی
کفر ہے لیکن قضا کفر اور خلق کفر اللہ
کے اعتبار سے صفت کمال ہے اس پر
راضی ہونا کفر نہیں ہے بلکہ عین ایمان
ہے جیسا کہ ایک خوشنویس ایک
بھدی تحریر پر بھی قادر ہوا ایک مصور
میاں تک تصویر کے بنانے پر بھی قادر
تو وہ بھدی تحریر اور بھیاں تک تصویر
بری چیز ہے لیکن اس کا لکھنا اور بنانا
خوشنویس اور مصور کا کمال ہے۔ گر
کشایم۔ علم کلام کی رنجشیں ذوق عشق

مثل ۳ در بیان آنکہ حیرت مانع بحث و فکر است
اس بیان میں ایک مثال کہ حیرت بحث اور فکر سے مانع ہے

پیش یک آئینہ دار مستطاب
ایک بھلے آئینہ والے نالی کے پاس
کہ عروس نو گزیدم اے فقی
کیونکہ اے نوجوان! میں نے نئی شادی کی ہے
گفت تو بگزیں مرا کارے فتاد
کہا تو چن لے مجھے ایک کام نکل آیا

آں یکے مرد دو مو آمد شتاب
ایک کچھری بالوں والا شخص تیزی سے آیا
گفت از ریشم سفیدی گن جدا
کہا میری داڑھی سے سفیدی کو ہٹا دے
ریش او برید و گل پیشش نہاد
اس نے اس کی داڑھی کاٹ دی اور اس کے سامنے رکھ دی



کے منافی ہیں۔ نقش دیگر۔ علم کلام کی نکتہ آفرینیاں علماء عموماً بے علمی کمال کو ظاہر کرنے کے لئے کرتے ہیں
۳۔ مثل۔ اہل حال اور اہل قال میں فرق واضح کرنے کے لئے یہ قصہ نقل کیا ہے جس طرح جام فضول فرمائش میں نہ لگا
اسی طرح اہل حال بحث و مباحثہ میں وقت ضائع نہیں کرتے ہیں۔ دو مو۔ یعنی وہ شخص جس کے بال کچھری تھے
مستطاب بزرگ پاکیزہ عروس۔ لہن۔ دولہا

ایں سوال و ایں جواب ستائے گزین
اے برگزیدہ! یہ سوال اور یہ جواب ہے
آں یکے زد سیلے مر زید را
ایک شخص نے زید کے طمانچہ ملا
گفت سیلی زن سوا لت می کنم
طمانچہ ملنے والے نے کہا میں تجھ سے ایک سوال کرتا ہوں
برقفاے ۲ تو زدم آمد طراق
میں نے تیری گدھی پر دھا تو تراز کی آواز آئی
ایں طراق از دست من بود ست یا
یہ تراز کی آواز میرے ہاتھ کی تھی یا
گفت از درد آں فراخت نیستم
اس نے کہا مجھے اس کے درد سے چھٹکا نہیں ہے
تو کہ بیدردی ہی اندیش ایں
تو چونکہ درد سے خالی ہے یہ سوچ
درد منداں رانبا شد فکر غیر
درد مندوں کو غیر کی فکر نہیں ہوتی ہے
غفلت ۳ و بیدردیت فکر آورد
تیری غفلت اور بیدردی سوچنے کا موقع دیتی ہے
جو غم دیں نیست صاحب درد را
درد مند کے لئے دین کے غم کے سوا اور غم نہیں ہے
حکم حق را بر سر و روی نہد
اللہ تعالیٰ کے حکم کو سر اور چہرے پر رکھتا ہے

کہ سر لہ نہا ندارد مرد دیں
کیونکہ دیندہ شخص اس قسم کی باتوں کو حیا میں نہیں لاتا ہے
حملہ کرد او ہم برائے کید را
اس نے بھی اس پر انتقام میں حملہ کر دیا
پس جوابم گوی وانگہ میزنم
اس کا مجھے جواب دے، پھر مجھے مار لینا
یک سوالے دارم اینجا در وفاق
اس کے مناسب یہاں میرا ایک سوال ہے
از قفا گاہ تو اے فخر کیا
اے بزرگوں کے فخر! تیری گدھی کی تھی
کاندریں فکر و تفکر بیستم
کہ میں اس غور و فکر میں لگوں
نیست صاحب درد را اس فکر ہیں
خبردار! درد مند کے لئے اس غور اور فکر کا وقت نہیں ہے
خواہ در مسجد برو خواہی بدیر
خواہ تو مسجد میں جائے بابت خانے میں
در خیالت نگتہ بکر آورد
تیرے خیال میں نئے نئے نکتے پیدا کرتی ہے
می شناسد مرد را و گرد را
وہ مرد اور گرد کو پہچانتا ہے
حفظ و فکر خویش یکسوی نہد
اپنے خیالات اور نگہداشت کو یک طرف رکھ دیتا ہے

حکایت

در صحابہ کم بدے حافظ کے
صحابہ میں کوئی حفظ کم ہوتا ہے
گرچہ شوقے بود جان شاں را بے
اگرچہ ان کی جان کو بہت شوق تھا

۱۔ ایں سوال۔ یعنی ایسی فضول
فرمائش کا یہی جواب مناسب تھا۔
آں یکے اس قصہ سے بھی یہ ظاہر
کرتا ہے کہ صاحب عشق تو اپنی لگن
میں لگا رہتا ہے فضول بحثوں کا اس
کے پاس وقت نہیں ہوتا جس کے
طمانچہ لگا تھا وہ درد میں مبتلا تھا اس کو
طمانچہ مارنے والے کی لغو بحث کی
فرصت کہاں تھی۔ سیلی زن۔ طمانچہ
مارنے والا۔

۲۔ برقفا۔ گدھی پر طراق۔ طمانچہ
کی آواز۔ وفاق۔ مناسبت اتفاق
گفت جس کے طمانچہ لگا تھا اس نے
کہا۔ بیستم۔ ہائستہم۔ تو کہ تو چونکہ
درد سے خالی ہے اس لئے اس طرح
کی بحثیں تیرے دماغ میں آرہی
ہیں۔ خواہ در مسجد۔ حق پرست ہو یا
باطل پرست وہ اپنی دہن میں لگا رہتا
ہے۔ وہ عقلی بحثوں میں نہیں پڑتا
ہے۔

۳۔ غفلت۔ جو دین سے غافل
اور درد عشق سے خالی ہے وہ لا یعنی
منطقی بحثیں کرتا ہے حکم حق۔
درد مند تو اللہ کے احکام بجالانے میں
منہمک رہتا ہے حکایت۔ صحابہ
کرام چونکہ درد حق میں مبتلا رہتے تھے
اس لئے ان کو قرآن کے حفظ کا وقت
نہ ملتا تھا۔ در صحابہ صحابہ میں حافظ
قرآن کم تھے ایک ایک سورت کے
معانی میں تفکر کے اندر ان کا سب
وقت لگتا تھا۔ مشہور صحابہ میں صرف
چار حافظ تھے۔ ابی بن کعب معاذ بن
جبل۔ زید بن ثابت۔ ابو بکر۔

قشر باشد بش رقیق و واکفید
چھلکے بہت پتلے ہو گئے اور پھٹ گئے
مغز چوں آگند شاں شد پوست کم
جب ان میں گویا بھرا ' چھلکا گھٹا
زانکہ عاشق را بسوز دوستانش
کیونکہ عاشق کو اس کا معشوق جلا دیتا ہے
وجی و برق نور سوندہ نبی ست
وجی اور نور کی بجلی نبی کو جلا دینے والی بنی
پس بسوزد وصف حادث را کلیم
تو کلیم اللہ نے حادث کی صفت کو جلا دیا
جَلِّ فِینَا از صحابہ می شنود
تو وہ صحابہ سے سنتا تھا کہ وہ ہم میں بڑھ گیا
نیست ممکن جُوز سُلطانے شگرف
بڑے بادشاہ کے علاوہ کسی کے لئے ممکن نہیں ہے
خود نباشد وَر بود باشد عجب
نہیں ہو سکتی ' اگر ہو تو تعجب ہے
جمع ضدین ست چوں گرد و دراز
گول اور لمبے جیسے ضدین کو جمع کرنا ہے
باز در وقت تحیر امتیاز
پھر تحیر کے وقت امتیاز کو باقی رکھنا ضدین کو جمع کرنا ہے
کور خود صندوق قرآن می شود
کہ باطن قرآن کا صندوق بن جاتا ہے

زانکہ چوں مغزش در آگند و رسید
کیونکہ جب اس کا گویا بھر گیا اور پک کا
قشر جوز و فسق و بادام ہم
اخرت ' اور پستہ اور بادام ' کا چھلکا بھی
مغز علم افزود کم شد پوستش
علم کا گویا بڑھا تو اس کا چھلکا گھٹا
وصف مطلوبی چوضہ طالبی ست
محبوبیت کی صفت ' خسیہ کی ضد ہے
چوں کجلی کرد او صاف قدیم
جب قدیم اوصاف کی کجلی پڑی
ربع قرآن ہر کرا محفوظ بود
جس کو چوتھائی قرآن حفظ تھا
جمع صورت باچنیں معنی ژرف
ایسے گہرے معنی کے ساتھ الفاظ کا جمع ہو جاتا
در چنیں مستی مراعات ادب
ایسی مستی میں ادب کی نگہداشت
اندر استغنا مراعات نیاز
بے نیازی میں نیاز مندی کی نگہداشت
جمع ضدین از نیاز افتاد و ناز
نیاز اور ناز کو جمع کرنا دو متضاد چیزوں کو جمع کرنا ہے
چوں عصا معشوق عمیاں میشود
جیسا کہ لاشی اندھوں کی محبوب ہے



کے مقام پر بھی۔ عہد معبود کا فرق قائم رکھنا یہ صحابہ کرام ہی کر سکتے تھے۔ چوں عصا۔ قرآن کے معانی اور اسرار حکم کو جاننے بغیر الفاظ کو رٹ لینا اور ان سے عشق کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ اندھے کو لاشی سے عشق ہوتا ہے اور ایسے حافظ قرآن کی مثال صندوق کی سی ہے جس میں قرآن محفوظ کر دیا۔ جائے تو نہ صندوق کو اس کے معانی اور اسرار کا علم ہے نہ اس شخص کو

۱۔ زانکہ۔ صحابہ کرام مغز اور معانی قرآن سے بے تہیجان کے لئے الفاظ کی زیادہ اہمیت نہ تھی۔ مغز۔ علم۔ قاعدہ ہے جب پھل پکنے پر آ جاتا ہے اس میں مغز بھر جاتا ہے چھلکا گھٹ جاتا ہے۔ قشر۔ پتہ۔ پھٹنے لگتا ہے۔
۲۔ وصف مطلوبی۔ محبوب اور محبت عاشق و معشوق دو جدا گانہ چیزیں ہیں جب تک یہ دونی ہے وصل حقیقی حاصل نہیں ہو سکتا۔ وجی۔ آنحضرت پر وحی نازل ہوئی تو فناءیت کا وجہ حاصل ہوا اور وہ وحی ختم ہوئی۔ چوں کجلی۔ ذلت باری کی کجلی اور صاف بشریت کو ختم کر دیتی ہے۔ ربع قرآن۔ صحابہ کرام میں وحی الہی نے فناءیت کی صفت پیدا کر دی تھی لہذا مشاہد حق اور اشتغال باعمل حفظ قرآن کا موقع نہ دیتا تھا چوتھائی قرآن بھی حفظ کر لینا ان کے لئے بڑی بات تھی۔ جمع صورت۔ قرآن کے سر اور گہرے معنی کو سمجھتے ہوئے الفاظ کو یاد کر لینا بڑے ہی انسان کا کام ہے۔

۳۔ در چنیں مستی۔ صحابہ کرام کو مشاہدہ حق سے جو مستی حاصل تھی اس کے ہوتے ہوئے حفظ قرآن کے آداب کا پابند ہو جانا ہر انسان سے ممکن نہیں ہے۔ اندر استغنا۔ مشاہدہ حق کی مستی استغنا پیدا کر دیتی ہے اس کے ہوتے ہوئے نیاز مندی کی نگہداشت دو متضاد چیزوں کو جمع کرنا ہے اور ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی شخص گول اور صاف چیز کو جمع کر لے۔ جمع ضدین۔ ناز اور نیاز کو جمع کرنا اور مقام حیرت میں پہنچ کر امتیاز کو باقی رکھنا دو متضاد چیزوں کو جمع کرنا ہے۔ صفات خداوندی کا تقاضہ ناز ہوتا ہے اور عبودیت کا تقاضہ نیاز۔ تحیر محمود

گفت اگرداں خود صدایق اندر
کسی نے کہا چاندھے خود میرے ہوئے صندوق ہیں
باز صندوقے پر از قرآن بہ است
پھر قرآن سے بھرا ہوا صندوق بہتر ہے
باز صندوقے کہ خالی شدہ بار
پھر وہ صندوق جو بوجھ سے خالی ہے
حاصل اندر وصل چوں افتاد مرد
خلاصہ یہ ہے کہ جب انسان وصل پر پہنچ جائے
چوں بمطلوبت رسید، اے ملیح
اے خوبصورت! جب تو اپنے محبوب تک پہنچ گیا
چوں شدی بر بامہائے آسمان
جب تو آسمان کے بالاخانوں پر پہنچ گیا
جو برائے یاری و تعلیم غیر
سوائے دوسرے کی تعلیم اور مدد کے
آئینہ روشن کہ شد صاف و جلی
جو روشن آئینہ صاف اور جلی ہو گیا
پیش سلطان خوش نشہ در قبول
بادشاہ کے سامنے خوش اور عزت کے ساتھ بیٹھ کر

از حروف مصحف و ذکر و نذر
قرآن کے حروف اور ذکر اور نصیحت سے
زانکہ صندوقے بود خالی بدست
اس سے کہ خالی صندوق ہاتھ میں ہو
بہ صندوقے کہ پر موش ست و مار
اس صندوق سے بہتر ہے جو چوہاں اور سانپوں سے بھرا ہوا ہو
گشت دلالہ بہ پیش مرد سرد
تو اس انسان کے لئے رہنمائی کرنے والا ہے حقیقت ہے
شد طلبگاری علم اکنوں قبیح
تو اب راستہ کی جانکاری کی طلب بری ہے
سرد باشد جستجوئے فرد باں
تو سیرگی کی جستجو بے وقعت ہو گئی
سرد باشد راہ خیر از بعد خیر
بھلائی حاصل ہونے کے بعد بھلائی کا راستہ بیکار ہے
جہل باشد بر نہاد صیقلی
اس کو صیقل پرک رکھنا نااہلی ہو گی
زشت باشد جستن نامہ و رسول
خط اور قاصد کو تلاش کرنا برا ہو گا

۱۔ گفت۔ کہنے والے نے کہا جو
لوگ قرآن کے اسرار اور معانی سے
بے بہرہ ہیں اور صرف الفاظ رنٹے
ہیں وہ قرآن کے حروف اور ذکر و فکر کی
آیتوں کے پر شدہ صندوق ہیں۔
۲۔ باز۔ جو لوگ محض قرآن کے الفاظ کے
حافظ ہیں وہ بھی ان سے بہتر ہیں جو
الفاظ سے بھی محروم ہیں۔

۳۔ کہہ۔ موش۔ وہ لوگ جن کے
سینے قرآن کے الفاظ سے بھی خالی
ہیں ان لوگوں سے بہتر ہیں جن کے
سینے خیالات فاسدہ اور باطل عقائد
سے بھرے ہوئے ہیں۔ حاصل۔
غرضیکہ جو لوگ حاصل بحق ہیں ان کو
کسی راہنما کی ضرورت نہیں ہے۔
چوں۔ جب مقصود حاصل ہو جائے تو
اس کائنات پر معلوم کرنا لغویات ہے۔
۴۔ چوں شدی۔ جو شخص بالاخانہ
پر پہنچ گیا اس کے لئے سیرگی کو تلاش
کرنا بیکار ہے۔ جز۔ ماضی تک اگر
اللہ سے قرب کے سبب اور ذرا کمال کا
ذکر کرے تو دوسروں کی تعلیم کے لئے
کرے آئینہ۔ جب آئینہ خود صاف
تو اس کو صیقل کرنا لغو کام ہے۔ پیش
سلطان۔ جب محبوب تک رسائی ہو
جائے تو پھر قاصد اور نامہ پر کام کی جستجو
بیکار بات ہے۔

داستان مشغول شدن عاشق بعشق نامہ و خواندودن و
ایک عاشق کا عشق نامہ میں مشغول ہونا اور عشق نامہ کو اپنے معشوق کے
مطالعہ کردن عشق نامہ در حضور معشوق خویش و معشوق آنرا
سامنے پڑھنے کا بیان اور معشوق کا اس کو ناپسند کرنا کیونکہ مدلول
ناپسند داشتن کہ طلب اللیل عند حضور المملول قبیح
کی موجودگی میں راہنما کی طلب بری ہے اور معلوم تک پہنچنے کے
وَلَا شَغْلَانِ بِالْعِلْمِ بَعْدَ الْوُصُولِ إِلَى الْعِلْمِ مَذْمُومٌ
بعد علم میں مشغول ہونا برا ہے

آں یکے را یار پیش خود نشانند

ایک عاشق کو معشوق نے اپنے سامنے بٹھا لیا

بیٹھا در نامہ و مدح و ثنا

خط میں اشعار تھے اور تعریف و توصیف تھی

گریہ و افغان و حُزن و دردِ خویش

رونا اور فریاد، اور غم، اور اپنا درد

دُوری و رنجوری از ہجرانِ دوست

دوست کے ہجر کی وجہ سے دوری اور بیماری

ہچکچاہٹیں می خواند با معشوقِ خود

وہ اس طرح اپنے معشوق کے سامنے پڑھتا رہا

گفت معشوق ایں اگر بہر من ست

معشوق نے کہا اگر یہ (رہنا ہوتا) میری وجہ سے ہے

من لبہ پشت حاضر و توقصہ خواں

میں تیرے سامنے ہوں اور تو قصے پڑھتا ہے

گفت اینجا حاضری تما ولیک

اس (عاشق) نے کہا تو اس جگہ موجود ہے لیکن

انچہ میدیدم ز تو پارینہ سال

میں جو تجھ سے پار سال دیکھتا تھا

من ازیں چشمہ زلالے خوردہ ام

میں نے اس چشمہ سے صاف پانی پیا ہے

چشمہ می بینم ولیکن آب س نے

میں چشمہ دیکھ رہا ہوں لیکن پانی نہیں ہے

گفت پس من نیستم معشوقِ تو

اس نے کہا کہ میں تیرا معشوق نہیں ہوں

عاشقی تو بر من و بر حالتے

تو مجھ پر اور میری ایک حالت پر عاشق ہے

نلمہ بیروں کرد و پیش یار خواند

اس نے خط اور معشوق کے سامنے پڑھنے لگا

زاری و مسکینی و بس لایہا

عاجزی اور مسکینی اور بہت سی خوشامدیں تھیں

خواری و بیزاری بالہل و خویش

دل، اور لال، اور لہنوں سے بیزاری تھی

ذکرِ پیغام و رسول از مغز و پوست

پیام اور قاصد اور رطب و یابس کا تذکرہ

تا کہ بیروں شد ز حصر و حد و عد

حتی کہ احاطہ اور حد اور شد سے تجاوز کر گیا

گاہ وصل ایں عمر ضائع کردن ست

تو وصل کے وقت یہ عمر کو ضائع کرنا ہے

نیست ایں بارے نشانِ عاشقان

یقیناً یہ عاشقوں کی پہچان نہیں ہے

من نمی یابم نصیبِ خویش نیک

میں اپنا حصہ پورا نہیں پا رہا ہوں

نیست ایں دم گرچہ می بینم وصال

وہ اب نہیں ہے اگرچہ میں وصل دیکھ رہا ہوں

دیدہ و دل زاب تازہ کردہ ام

میں نے آنکھوں اور دل کو پانی سے تازہ کیا ہے

راہِ آبم را مگر ز و رہرنے

میرے پانی کا راستہ شاید کسی ڈاکو نے کاٹا ہے

من بہ بلغار و مرادت در قوتو

میں بلغار میں ہوں اور تیرا مقصود تو میں ہے

حالت اندر دست نبودانے فتنے

اے نوجوان! حالت قابو میں نہیں ہوتی ہے

۱۔ آں یکے معشوق کے پاس

بیٹھ کر اس کے لئے لکھے ہوئے خطوط

پڑھنا معشوق کی ناگہری کا سبب ہوتا

ہے۔ پیچھا۔ معشوق کو جو اس نے خط

میں لکھا اس میں یہ بیانات تھے جو اس

نے معشوق کے پاس بیٹھ کر پڑھنے

شروع کر دیئے۔ گفت۔ معشوق۔

معشوق نے سدا مضمون سن کر کہا اگر

یہ خط میرے نام تھا تو وصل کی حالت

میں اس کا پڑھنا عمر کھضائع کرنا ہے

۲۔ من بہ پشت۔ معشوق کی

حضور میں خط پڑھنے کی مصروفیت

اور شکوے شکایتِ عشق سے خالی

ہونے کی علامت ہونے کی۔ شق۔ تو

مخودیدار ہو کر سب کچھ بھول جاتا

ہے۔ گفت۔ عاشق نے معشوق سے

کہا تو حاضر ہے لیکن تیرا شباب و جل

گیا ہے پہلے لطفِ صحبت تھا اب وہ

مجھے حاصل نہیں ہے زلال۔ صاف

پانی۔

تو حال دل پر سی بن از روح تو حیران

خادم کہ سخن گویم آواز ہوں تابیہ

۳۔ آب نے۔ یعنی تیرا وہ پہلا

رنگ و بون نہیں ہے۔ بلغار۔ اس شہر

اور قوتو شہر میں بہت فاصلہ

ہے۔ عاشقی۔ تو میری ذلت اور اس کی

ایک حالت پر عاشق ہے احوال میں

تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔

پس انیم گلی مطلوب تو من
تو میں بالکیہ تیرا مطلوب نہیں ہوں
خانہ معشوقہ ام معشوق نے
میں معشوق نہیں ہوں معشوق کا گھر ہوں
ہست معشوق آنکہ او یک تو بود
معشوق تو وہ ہے جو ایک حالت پر ہو
چوں بیابی اش نمائی منظر
جب تو اس کو پالے و منظر نہ رہ
میر۱۲ احوال ست نے موقوف حال
وہ حالات پر حاکم ہوتا ہے نہ کہ حالات کا محکوم
چوں بگوید حال را فرماں گند
جب وہ حالات کو حکم دے وہ تابع داری میں
منتہی نبود کہ موقوف ست او
جو موقوف ہے وہ منتہی نہیں ہے
کیمیائے حال باشد دست او
اس کا ہاتھ حال کی کیمیا ہوتا ہے
گر نخواہد مرگ ہم شیریں شود
اگر وہ چاہے تو موت بھی میٹھی ہو جائے
او۳ بود سلطان حال اندر روش
وہ سلوک میں حال پر حاکم ہوتا ہے
آنکہ او موقوف حال است آدمی ست
جو حال کا محکوم ہے وہ صرف آدمی ہے

جزو مقصودم ترا اندر ز من
میں زمانہ میں تیرے مقصود کا جزو ہوں
عشق بر نقدست و بر صندوق نے
عشق تو نقدی سے ہے صندوق سے نہیں ہے
مبتدا و متہایت او بود
تیرا مبتدا اور متہایت وہ ہو
ہم ہویدا او بود ہم نیز سر
ظاہر میں بھی وہی معشوق ہو اور باطن میں بھی
بندہ آل ماہ باشد ماہ و سال
مینے اور سال اسی چاند کے غلام ہیں
چوں نخواہد جسمہا را جاں کند
جب وہ چاہے جسموں کو روح بنا دے
منظر بنشستہ باشد حال جو
وہ حال ... غلاما منظر بیضا ہوا ہے
چوں ... مس مست او
جب ... مس مست ہو جاتا ہے
خار و نشتر ... و نسرین شود
کانا اور نشتر جی ... اور نسرین بن جائے
نے چو تو محروم از حال و کشش
تیری طرح حال اور کشش سے محروم نہیں ہوتا ہے
کہ گہے افزون و گاہے در کمی ست
کہ کبھی بڑھوتری میں ہے اور کبھی کمی میں ہے

۱۔ پس انیم۔ یعنی میری اپنی ذات
تیری معشوق نہیں ہے بلکہ میری
ذات تیرے معشوق کا جزو ہے۔
خانہ۔ یعنی میں تیرا معشوق نہ ہوا بلکہ
وہ جوانی معشوق تھی جو میری ذات
میں تھی لہذا میں صندوق تھا اور جوانی
اس کے اندر کی نقدی کی طرح تھی تو
عشق صندوق سے نہیں ہوتا بلکہ نقدی
سے ہوتا ہے۔ ہست۔ یہ مولانا کا
مقولہ ہے کہ عارضی حسن معشوق بنا
نے کے قابل نہیں ہے عشق اسی
ذات سے ہونا چاہیے جو لازول
ہے۔ انسان کی ابتدا بھی وہی ہے اور
منتہی بھی وہی ہے۔ اَللّٰهُ يَتْلُو الْفُخْطُ
نَمْ يُعِينُهُ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُونَ۔ اللہ ہی
شروع میں پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ
پیدا کرے گا پھر تم اس کے پاس لوٹ
کر جاؤ گے۔ چوں بیابی۔ اللہ کے
وصل کے بعد پھر کسی معشوق کا
منتظر نہ بن وہی ظاہر ہے وہی
باطن ہے۔ هُوَ الظَّاهِرُ وَهُوَ الْبَاطِنُ
۲۔ میرا احوال ست۔ عاشق خدا
احوال پر حاکم ہوتا ہے احوال کا محکوم
نہیں ہوتا زمانہ اس عاشق کا محکوم ہوتا
ہے وہ احوال پر حکمرانی کرتا ہے اور
جسموں کو روح بنا دیتا ہے حال
اصطلاح میں وہ کیفیت ہے جو قلب
پر بغیر کسی تکلف اور کوشش کے محض
خود بخود عنایت سے وارد ہوتی ہے
جیسے قبض وسط اور ذوق و شوق وغیرہ
اور یہ کیفیت کسی نفسانی صفت کے
ظہور کے وقت ذائل ہو جاتی ہے لیکن
جس کو عشق الہی میں فناء الفنا کا درجہ
حاصل ہو جائے وہ ان احوال کا محکوم
نہیں رہتا بلکہ اللہ پر حاکم برز جاتا
ہے۔ منتہی نبود۔ جو شخص احوال کے
تابع ہے وہ کامل نہیں ہے۔ کیمیائے

حال۔ فناء الفنا کے درجہ پر پہنچ کر احوال اس عاشق کے تابع ہو جاتے ہیں جس حال کی اس کو خواہش ہو وہ پیدا ہو جائے گا وہ
چاہے تو موت جیسی سخت چیز بھی شیریں بن جاتی ہے در کائنات پھول بن جاتے ہیں غرض کہ وہ صاحب تصرفات ہوتا
ہے۔
۳۔ لویو۔ یعنی فناء الفنا کے درجہ پر پہنچ کر احوال پر پورا قابو ہو جاتا ہے۔ آنکہ او۔ جو احوال کا محکوم ہوتا ہے اس میں قوی
بشری کا غلبہ ہوتا ہے اس کو کبھی عروج چھوڑ کبھی نزول کی کیفیتوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

۱۔ ابن الوقت۔ وہ صوفی کہلاتا ہے جو احوال اور تجلیات پر قابو نہ پاسکے اور اس سے خلاق اور کلمات کا اضطراب ظہور ہونے لگے۔ صافی۔ اس سے مراد ابوالوقت اور صاحب مقام ہے یہ وہ سالک ہوتا ہے جس کو احوال پر قابو ہوتا ہے اور اس کو مدح و نفس پر پوری قدرت حاصل ہوتی ہے اس سے کلمات کا نظم نہیں ہوتا ہے کیونکہ وہ ان باتوں کو سنت اللہ کے خلاف سمجھتا ہے ابوالوقت کو ابن الوقت پر بہت فوقیت ہے۔ عاشق حالی۔ اب پھر معشوق کا مقولہ شروع ہوا۔ یعنی معشوق نے عاشق سے کہا تو میری ذات کا عاشق نہیں ہے بلکہ میری ایک کیفیت اور حالت کا عاشق ہے۔

۲۔ آنکہ۔ جو متغیر ہو جانے والی چیز ہے۔ معشوق اور معبود بنانے کے قابل نہیں ہے لاجب الافلین۔ حضرت ابراہیم نے چاند اور سورج کے بارے میں فرمایا تھا کہ میں ان زوال پذیر چیزوں کو پسند نہیں کرتا ہوں۔ آنکہ۔ جن چیزوں کا حسن اور کمال زوال پذیر ہے ان کو صفات باری کا صرف مظہر مجھو حقیقی محبوب نہ بنائے۔ صوفی صافی۔ یعنی ابن الوقت سالک۔ صافی۔ یعنی ابوالوقت صاحب مقام سالک۔

۳۔ غرق نور۔ ابوالوقت تجلیات رب میں غرق رہتا ہے جو ہمیشہ اور دائمی ہیں۔ وہ جس عشقے۔ لم یزل اور لایزال سے عشق کر۔ وقت مختلف۔ یعنی قابل تغیر مظاہر۔ مگر انسان کی اپنی ذات کی اچھائی اور برائی طلب میں مانع نہ آتی چاہے اس کو ہر وقت عشق اور معشوق حقیقی کو پیش نظر رکھ کر جدوجہد جلدی رہنی چاہیے۔ (شعرا) تو مگر باد لہوں شہ بار نیست بر کریمیاں کا دہا دشوار نیست

صوفی ابن الوقت باشد در مثال

صوفی مثلاً، ابن الوقت ہوتا ہے حالہا مقوف عزم و رائے او احوال اس کے ارادے اور رائے کے تابع ہیں عاشق حالی نہ عاشق برمنی تو میرے حل کا عاشق ہے نہ کہ مجھ پر آنکہ گہر ناقص گہے کامل بود وہ جو کبھی ناقص، کبھی کامل ہو

وانکہ آغل باشد وگہ آن وایں

وہ جو کہ غروب ہو جانے والا ہو اور کبھی ایسا اور کبھی ویسا

آنکہ اوگاے خوش وگہ ناخوش ست

وہ جو کبھی خوش اور کبھی ناخوش ہے

برج مہ باشد ولیکن ماہ نے

وہ چاند کا برج ہو گا لیکن چاند نہیں ہے

ہست صوفی صفا چوں ابن وقت

باصفا صوفی چونکہ ابن الوقت ہے

ہست صافی غرق عشق ذوالجلال

صوفی صافی اللہ ذوالجلال کے عشق میں غرق ہے

غرقہ نورے کہ او لم یولد ست

وہ اس نور میں غرق ہے جو پیدا شدہ نہیں ہے

رو چنین عشقے بخوگر زندہ

اگر تو زندہ ہے جا ایسا عشق تلاش کر

منگر اندر نقش خوب و زشت خویش

اپنے اچھے برے نقش کو نہ دیکھ

لیک صافی فارغ ست از وقت و حال

لیکن کل مفاہقت اور حل سے بے نیاز ہوتا ہے

زندہ از فتح مسیح آسائے او

اس کی مسیح جیسی پھونک سے زندہ ہیں

بر امید حال برمنی می تنی

تو حل کی امید مجھ پر جھکا ہے

نیست معبود خلیل آغل بود

وہ خلیل (اللہ) کا معبود نہیں سے غروب ہو جا۔ نہ ولا ہے

نیست دلبر لا احب الافلیس

وہ معشوق نہیں ہے جس غروب کر جانے والوں سے محبت نہیں کرتا ہوں

یک زمانے آب و یکدم آتش ست

ایک وقت پانی اور ایک وقت آگ ہے

نقش بت باشد ولے آگاہ نے

وہ بت کا نقش ہے لیکن باشعور نہیں ہے

وقت را ہچموں پدر بگرفتہ سخت

وہ مضبوطی سے وقت کو باپ کی طرح پکڑے ہوئے ہے

ابن کس نے فارغ از اوقات و حال

وہ کسی کا ابن نہیں ہے۔ وہ اوقات اور حل سے بے نیاز ہے

لم یلد لم یولد آن یز دست

نہ اس نے جنا نہ وہ جنمایا گیا اللہ تعالیٰ کی شان ہے

ورنہ وقت مختلف را بندہ

ورنہ تو مختلف اوقات کا غلام ہے

بنگر اندر عشق و بر مطلوب خویش

عشق کو اور اپنے معشوق کو دیکھ



منگر آنکہ تو حقیری یا ضعیف
یہ خیال نہ کر کہ تو حقیر ہے یا کمزور
تو بہرہ حالے کہ باشی می طلب
تو جس حالت میں ہو طلب جاری رکھ
کاں لب خشکت گواہی می دہد
کیونکہ تیرے خشک ہونٹ گواہی دیتے ہیں
خشکی لب ہست پیغامے ز آب
ہونٹوں کی خشکی پانی کا ایک پیام ہے
کایں طلبگاری مبارک جنبشے ست
کہ یہ طلب بابرکت حرکت ہے
ایں طلب مفتاح مطلوبات تست
یہ طلب تیرے مطلوبوں کی کنجی ہے
ایں طلب ہچموں خرو سے در صیاح
یہ طلب مرنی کی طرح چیخنے میں ہے
گرچہ آلت نیست تو می طلب
خولہ و سائل نہ ہوں ' تو طلب کر
ہر کر اینی طلبگار اے پسر
اے بیٹا! تو جس کو طلب گار دیکھے
کز ۳ جوارِ طالباں طالب شوی
طلبگاروں کے قرب سے تو طلبگار بن جائے گا
گر یکے مورے سلیمانے بجست
اگر ایک چوٹی سلیمان ک جستجو کرے
ہر چہ داری تو زماں و پیشہ
جو کچھ بھی تو مال اور ہنر رکھتا ہے
گر یکے گنجے بیابد نادِ رست
اگر کوئی خزانہ اچانک پالے تو یہ نادر ہے

بنگر اندر ہمت خود اے شریف
اے بھلا اپنی ہمت کو دیکھ
آب می جود ہما اے خشک لب
اے خشک ہونٹوں والے! ہمیشہ پانی تلاش کر
کو باخر بر سر منبع رسد
کہ وہ بالآخر چشمے پر پہنچ جائیں گے
کہ بہمت آرد یقیں اس اضطراب
کہ یقیناً یہ اضطراب تجھے ہم تک لے آئے گا
ایں طلب در راہ حق مانع گشتے ست
حق کے راستہ میں یہ طلب مانع کو ختم کر دینے والی ہے
ایں سپاہ نصرت و روایات تست
یہ طلب تیری کامیابی کے سپاہی اور جھنڈے ہیں
میزند نعرہ کہ می آید صباح
اور نعرہ لگا رہی ہے کہ صبح آنے والی ہے
نیست آلت حاجت اندر راہ رب
اللہ کے راستہ میں وسائل کی ضرورت نہیں ہے
یارِ او شو پیش او انداز سر
اس کا دوست بن جا اور اس کے سامنے سر رکھ دے
وز ظلالِ غالبان غالب شوی
اور انفس پر غالب لوگوں کے سایہ میں غالب بن جائے گا
منگر اندر جستن اوست سست
تو اس کی جستجو کو حقارت سے نہ دیکھ
نے طلب بود اول و اندیشہ
کیا وہ ابتدا میں جستجو اور فکر نہ تھا
ور باستد از طلب ہم قاصر ست
اگر وہ طلب سے رک جائے تو کوتاہی کرنے والا ہے

۱۔ تو بہرہ حالے خولہ طالب نکمیا
کمزور ہو وہ طلب پیدا کر لے
کاں۔ اس کی کمزوری ہی مطلوب
تکدہ ہما بن جائے گی۔ خشکی لب۔
طلب کا اضطراب اور بے قراری
لا حولہ مطلوب تک پہنچا دیتی ہے اس
طلب۔ طلب اور جستجو کامیابی کی
ضامن ہے۔ اس طلب جس طرح
مغرب کی اذان صبح کی آمد کی علامت
جہاں طرح جستجو مقصود تک پہنچنے کی
علامت ہے۔

۲۔ گرچہ (شعر)

داد حق را قابلیت شرط نیست
بلکہ شرط قابلیت داد لوست
ہر کرمانی۔ اگر طالب نہیں ہے تو
طلب گاروں کے ساتھ لگ جانا
چاہیے مقصود حاصل ہو جائے گا۔

۳۔ کز جوارِ نیکو کی صحبت
تاخیر سے خالی نہیں رہتی ہے۔
گر یکے اگر کوئی ضعیف اور کمزور
طالب حق ہے تو اس کو حقیر نہ سمجھو۔ ہر
چہ داری۔ دنیاوی دولت بھی طلب اور
فکر و تدبیر سے ہی حاصل ہوتی ہے۔
گر یکے گنجے اگر کسی بزرگ کی
صحبت سے کچھ حاصل بھی ہو جائے تو
وہ صرف استعداد ہوگی اگر طلب اور
جستجو ختم کر دی تو وہ بھی ضائع ہو
جائے گی۔

چوں بجد اندر طلب بشتافت او

جبکہ محنت سے وہ طلب میں دوڑا ہے

یافتی وشد میسر بے خطر

تو نے مطلوب پا لیا اور وہ بلا خطرہ کے مل گیا

تابیابی ہر چہ خواہی بے تعب

اس خیال سے کہ تو جو چاہے گا بغیر مشقت کے پا لے گا

چونکہ در خدمت شتا بندہ بود

چونکہ مطلوب کی خدمت میں پہنچنے کے لئے وہ شتا بندہ رہتا ہے

می طلبو اللہ اعلم بالصواب

طلب کر اور خدا بہتر جانتا ہے

ہر کہ چیز کے احسٹ بیشک یافت او

جس نے کسی چیز کی طلب کی یقیناً اس کو ملی ہے

چوں نہادی در طلب پا اے پسر

اے بیٹا! جبکہ تو نے جستجو میں قدم رکھا

ہیں مباحث اے خولجہ یکدم بے طلب

اے خولجہ! کسی وقت بھی بغیر جستجو کے نہ رہ

عاقبت جو بندہ یا بندہ بود

جستجو کرنے والا بالآخر پا جانے والا ہوتا ہے

در طلب چالاک شوز ایں فتح باب

طلب میں تیز رو بن ' اس سے فتح باب

۱۔ ہر کہ چیز سے۔ عربی کا مشہور
مقولہ من جئتو جئتو جس نے کوشش
کی اس نے پایا ہیں۔ مباحث۔ انسان
کا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ بلا محنت
اور مشقت کے کچھ حاصل ہو سکے گا۔
عاقبت۔ جو شخص محبوب کی طلب میں
دوڑتا ہے وہ الاحمال مطلوب کو پا لیتا
ہے۔ فتح باب۔ یعنی قرب حق کے
دروازے کی کشادگی۔

۲۔ حکایت۔ اس حکایت کا
خلاصہ یہ ہے کہ یہ شخص بہر حال اپنی
تمنا میں پوری کرنے کی دھن میں لگا
تھا لا محالہ اس کا مقصود پورا ہوا۔ بار۔
بزرگ۔ معظم آں یکے۔ یہ شخص جبکہ
جبکہ یہ دعا کرتا پھر تھا کس کو بغیر
محنت دولت مل جائے۔ دائم۔ ہمیشہ۔
ثروت۔ مالدار۔

۳۔ چوں مرا۔ یعنی میں جس
اہلیت کا ہوں مجھ سے وہی کام لے
مجھ پر روزی کمانے کی تکلیف نہ
ڈال۔ زخم خوار۔ نپٹنے والا۔ سست
جب کہ زخم پر پہلو والا منبل۔ ناکارہ۔
نلی۔ غنی۔ مالدار۔ سایہ جسم۔ سایہ میں
سونا راحت طلبی کی علامت ہے۔
در جود۔ یعنی جب سے پیدا ہوا ہوں۔

حکایت ۲۔ آں مرد کہ در عہد داؤد علیہ السلام شب و روز دعا و تضرع

اس شخص کا قصہ جو حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں دن رات دعا اور عاجزی

می کرد کہ بار خدایا مرا روزی حلال بدہ بے رنج کسب

کرتا تھا کہ خدا تعالیٰ کمالی کی تکلیف کے بغیر مجھے حلال روزی عنایت کر

آں یکے در عہد داؤد نبی

ایک شخص داؤد نبی کے زمانہ میں

اس دعا می کرد دائم کاے خدا

ہمیشہ یہ دعا کرتا تھا کہ اے خدا

چوں ۳۔ مرا تو آفریدی کاہلے

جبکہ تو نے مجھے کابل پیدا فرمایا ہے

بر خراں پشت ریش نا مراد

نامراد زخمی کر گدھوں پر

کاہلم چوں آفریدی اے ملی

اے بے نیاز! جبکہ تو نے مجھے کابل پیدا فرمایا ہے

کاہلم من سایہ جسم در وجود

میں کابل زندگی بھر سایہ میں سویا ہوں

نزد ہر دانا و پیش ہر غنی

ہر عقلمند کے پاس اور ہر غنی کے سامنے

ثروتے بے رنج روزی گن مرا

بغیر محنت کے مجھے مالدار عطا فرما دے

زخم خوارے سست جنبے منبلے

اور مار کھانے والا کمزور پہلو والا ناکارہ

بار اسپاں واشتراں نتواں نہاد

گھوڑوں اور اونٹوں کا بوجھ نہیں لاوا جا سکتا

روزیم وہ ہم ز راہ کاہلی

مجھے روزی بھی کاہلی کے راستہ سے عطا فرما

خستم اندر سایہ افضال وجود

مہربانوں اور سخاوت کے سایہ میں سویا ہوں

کاہلان و سایہ خُسیاں را مگر

کاہلوں اور سایہ میں سونے والوں کے لئے شاید

ہر کرا پالیست جوید روزیئے

جس کے پاؤں ہیں وہ روزی تلاش کرتا ہے

رزق را میراں بسوئے آلِ خویش

اس غمگین کی طرف روزی بھیج

چوں زمیں راپا نباشد، جو دِ تو

چونکہ زمین کے پاؤں نہیں ہیں تیری سخوت

طُفل ۲! راجوں پاناشد مادرش

بچہ کے چونکہ پاؤں نہیں ہوتے اس لئے اس کی ماں

روزی خواہم بنا گہ بے تعب

بغیر محنت کے اچانک روزی چاہتا ہوں

مَدّتے بسیار می کرد ایں دُعا

بہت مدت تک یہ دعا کرتا رہا

خلق می خندید بر گفتارِ او

اس کی باتوں پر لوگ ہنستے تھے

کہ چنی گوید عجب ایں سُست ریش

کہ تعجب ہے یہ بیوقوف کیا کہتا ہے

راہ روزی کسب و رنجِ ست و تعب

روزی کا راستہ کماتا تکلیف برداشت کرنا اور تھکنا ہے

ہر کسے را پیشہ داد و طلب

اللہ نے ہر ایک کو ایک پیشہ اور طلب دی ہے

اُطْلُبُوا الرِّزَاقَ مِنْ اَسْبَابِهَا

رزقوں کو ان کے اسباب سے طلب کرو

شاہ و سلطان و رسولِ حق گنوں

شاہ اور سلطان اور اللہ کے رسول اب

روزی بنوشتہ نوعے ۱ دگر

تو نے دوسری ہی طرح کے روزی مقدم کی ہے

ہر کرا پانیست گن دسوزیئے

جس کے پاؤں نہیں ہیں اس پر رحم فرما

اُبرِ رامی کش بسوئے ہر زمیں

ہر زمین کی جانب ابر کو پہنچا

اُبرِ را راند بسوئے او دلو

اُبر کو تہ بہ تہ اس کی طرف لے جاتی ہے

آید وریزد وظیفہ بر سرش

آتی ہے اور غداء اس کے سر پر بہتی ہے

کہ ندارم من ز کوشش جو طلب

اس لئے کہ سوائے طلب کے میرے پاس اور کوئی کوشش نہیں ہے

روز تا شب شب ہمہ شب تا صُحی

دن رات تک تمام رات بلکہ چاشت کے وقت تک

بر طمعِ خاے و بر پیکارِ او

اس کے بیکار لالچ اور اس کی دھت پر

یا کسے دادست بنگ بیہشیش

کیا کسی نے اس کو بے ہوشی کی بھنگ پلا دی ہے

ہرگز ایں ۳ ناور نشد و رشد عجب

یہ انوکھی بات کبھی نہیں ہوئی اور اگر ہو تو تعجب ہے

از رہ کسب و تعب بارج و تب

کمائی اور تھکن سرگرمی اور تکلیف کے راستہ سے

وَاَدْخُلُوا الْاَوْطَانَ مِنْ اَبْوَابِهَا

وطنوں میں ان کے دروازوں سے داخل ہو

ہست داودِ نعی ذو فُتوں

صاحب ہنر داود نبی ہیں

۱۔ نوعہ دگر۔ یعنی کاہلوں کی روزی بغیر کمائے مقدم ہے۔ ہر کرا۔ یعنی جس میں کمانے کی طاقت ہے۔ پانیست۔ یعنی جو کامل ہے اور اس کمانے کی صلاحیت نہیں ہے ابر۔ یعنی جس طرح زمین کے پاؤں نہیں ہیں اور تو اس کی غذا ابر کو بھیج کر پہنچاتا ہے اسی طرح میرا رزق بغیر محنت کے میرے پاس پہنچاؤ۔

۲۔ طفل۔ بچہ میں چلنے کی طاقت نہیں ہوتی تو اس کی ماں کے ذریعہ اس کی غذا اس کے پاس پہنچا دیتا ہے کہ ندارم۔ مجھ میں محض طلب ہے اور کوئی ذریعہ اختیار کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ سُست ریش۔ بیوقوف۔ بنگ۔ بھنگ۔

۳۔ ایں نام۔ یعنی بغیر کمائے روزی حاصل ہونا۔ رشد۔ یعنی حضرت داؤد کو اس قدر فضائل کے باوجود زہرہ بنانے کا پیشہ اختیار کرنا پڑا تب روزی ملی گئی۔

ہست در فرمان او از وحش و طیر

وحشی جانور اور پرندے ان کے حکم میں ہیں

باچنال عزے و نازے کا ندر و ست

اس عزت اور ناز کے باوجود جو ان میں ہے

معجز آتش بے شمار و بے عدد

ان کے معجزے بے شمار اور ان گنت

ہیچکس را خود ز آدم تا کنوں

کسی شخص کی آدم سے اب تک

کہ بہر وعظے بمیر اندو ویست

کہ ہر وعظہ میں وہ دو سو کو مار ڈالتے

شیر و آہو جمع گرد دآں زماں

اس وقت شیر اور ہرن جمع ہو جاتے

کوہ ۲ و صحرا ہم رسائل باد مش

یہ اور ایسے سینکڑوں معجزے ان کے تھے

این و صد چنداں مراورا معجزات

یہ اور ایسے سینکڑوں معجزے ان کے تھے

باہمہ تمکین خدا روزی او

تمام عزتوں کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان کی روزی

بے زرہ ۳ بانی ورنجے روزیش

زرہ بنانے اور تکلیف اٹھانے کے بغیر ان کی روزی

آتچنیں مخذول و ولپس ماندہ

ایسا ذلیل اور پتھرا ہوا

آتچنیں مدبر ہی خواہد کہ او

ایسا بدبخت یہی چاہتا ہے کہ وہ

زاققی خواہد کے بہ رجیش زود

حرمت کی وجہ سے چاہتا ہے کہ بغیر تکلیف کے فوراً

در ہمہ روئے زمیں اور است سیر

تمام روئے زمین پر ان کا دورہ ہے

کہ گزید ستنش عنایتہائے دوست

کہ ان کو دوست خدا کی عنایتوں نے منتخب کر لیا ہے

موج بخشایش مدد اندر مدد

ان پر بخشش کی موجیں پے در پے ہیں

کے بدست آواز ہچکوں ارغنون

آواز ارغنون باجا کی طرح کب ہوئی ہے

آدمی را صوت خوبش کرد نیست

انسان کو ان کی حسین آواز فنا کر دیتی

سوئے تذکیرش مغفل این ازاں

ان کے وعظہ میں اور یہ اس سے غافل

ہر دو اندر وقت دعوت محرش

دونوں دعوت دینے کے وقت ان کے ہمراز تھے

نور رویش بے جہات و در جہات

ان کے چہرے کا نور بے جہت اور تمام جہتوں میں تھا

کردہ باشد بستہ اندر جستجو

جستجو کے ساتھ وابستہ کی تھی

می نیاید باہمہ فیروزیش

باوجود تمام نیک بختیوں کے حاصل نہیں ہوتی تھی

خانہ گندہ دول و گردوں رندہ

خانہ ویران، کمینہ اور آسمان کا پھٹکارا ہوا

گنج یابد تارود پایش فرد

خزانہ پالے یہاں تک کہ اس میں اس کا پاؤں دھنے

بے تجارت پر گند دامن ز سود

اور بغیر کاروبار کے نفع سے دامن بھر لے

۱۔ ہست۔ حضرت داؤد کے نفع

پر چرند پرند جمع ہو جاتے

تھے۔ ہیچکس۔ محن اور نفع کا معجزہ صرف

حضرت داؤد کو ملتا تھا۔ ارغنون۔ مشہور

باجا ہے۔ کہ بہر وعظے۔ حضرت داؤد

جب وعظہ میں خوش الحانی سے زبور

پڑھتے تھے سینکڑوں آدمی وجد میں آ

کر بیہوش اور جاں بحق ہو جاتے

تھے۔ شیر آہو۔ نغمہ کون کر شیر اور ہرن

جمع ہو جاتے تھے اور وجد کے عالم میں

ایک دوسرے سے بے خبر رہتا تھا۔

۲۔ کوہ۔ حضرت داؤد کے نغمہ سے

پہاڑ اور جنگل کی گونج ان کی ہم آواز ہو

جاتی تھی۔ رسائل۔ شرکار۔ بے

جہات۔ یعنی حضرت داؤد کے

چہرے کا نور مطلق بھی تھا اور مقید بھی

تھا۔

۳۔ بے زرہ۔ حضرت داؤد کو سب

زر ہیں بنا کر اپنی روزی کماتے تھے۔

مخذول۔ رسوا، ذلیل۔ مدبر۔

بدبخت۔ پایش فرد۔ یعنی چلتے

پھرتے اس کو خزانہ مل جائے اور اس

میں اس کا پاؤں دھنس جائے۔ سود۔

نفع۔

آپنیں لے گئے نیامد در جہاں
ایسا کوئی اچھ دنیا میں نہیں ہوا جو کہے
اس ہمی گفتش بتسرنک بگیر
کوئی اس سے مذاق میں کہتا یہ لے لے
اس ہمی خندید مارا ہم بدہ
کوئی ہنستا کہ ہمیں بھی دنیا
اُوزیں تشنیع مردم ویں فسوس
وہ لوگوں کی اس طعنہ زنی اور ملامت سے
تا کہ شد در شہر معروف و شہیر
یہاں تک کہ وہ شہر میں معروف اور مشہور ہو گیا
شد مثل در خام طمعی آں گدا
وہ فقیر بیکار لالچ میں ضرب اٹل بن گیا
کم نمی کرد از دعا و ابہتال
اس نے دعا اور زاری ختم نہ کی

دویدن گاؤ درخانہ آں دعا کنندہ بالحاح قال النبی صلی اللہ
اس عاجزی کے ساتھ دعا کرنے والے کے گھر میں ایک گائے کا دوڑ کر آنا۔ آنحضور ﷺ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُلْحِحِينَ فِي الدَّعَاءِ زِيْرَا کہ عین
نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ دعا میں عاجزی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے کیونکہ
خواست حق سبحانہ و تعالیٰ ست والحاح خواہندہ را بہ است از
عاجزی اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ چیز ہے اور مانگنے والے کے لئے عاجزی اس سے بھی
اُنچہ میخواید ازوے و عذر مع گفتن نظم کنندہ و مدد خواستن
زیادہ اچھی ہے جو وہ اس سے مانگتا ہے اور نظم کا عذر کرنا اور مدد چاہتا

تا کہ روزے ناگہاں در چاشتگاہ
یہاں تک کہ ایک دن چاشت کے وقت اچانک
ناگہاں درخانہ اش گاؤے دوید
اچانک اس کے گھر میں ایک گائے دوڑ آئی
اس دعا می کرد بازاری و آہ
وہ یہ دعا زاری اور آہ کے ساتھ کر رہا تھا
شاخ زد بشکست در بند و کلید
اس نے سینگ مارا کنڈی اور کھٹکا توڑ ڈالا

۱۔ آپنیں۔ یعنی اچانک خزانہ مل جانے کی تمنا تو ایسی ہی ہے جیسے کہ کوئی آسمان پر بغیر سیڑھی کے چڑھ جانے کی تمنا کرے۔ اس ہمیں۔ کوئی مذاق میں کہتا کہ زوی آگئی کوئی کہتا کہ اس میں سے ہمیں بھی دینا۔ بغیر۔ خوشخبری دینے والا۔ سالار۔ وہ۔ گاؤں کا سردار۔ چوہری۔ شہیر۔ مشہور۔ انبان۔ تھیلا۔
۲۔ خد مثل۔ یعنی یہ فقیر اپنے بیکار لالچ کی ضرب اٹل بن گیا۔ مستعان۔ وہ جس سے مدد طلب کی جائے۔ اللہ تعالیٰ الحاح۔ زاری و عاجزی۔ مع۔ زاری کرنے والا۔
۳۔ عذر گفتن۔ آئندہ اشعار میں مولانا نے اپنی مثنوی کے اتمام کی دعا شروع کی ہے۔ در بند۔ بند کندہ۔

۱۔ قوائم۔ پاؤں لہاب۔ چڑا کھال۔ اے تقاضہ چونکہ پہلے اشعار میں روزی صلب کرنے والے کی دعا کی مقبولیت کا ذکر تھا اس لئے اس قصہ کو چھوڑ کر مثنوی کی تکمیل کے لئے دعا شروع کر دی ہے جنین۔ پیٹ کا بچہ یعنی جس طرح پیٹ میں بچہ چھپا ہوا ہے اس طرح باطن میں خدا کی جانب سے کاموں کی تکمیل کا تقاضا چھپا ہوا ہے برامنے یعنی مجھ پر مثنوی کے اتمام کا بار نہ ڈال۔ چوں زمفلس۔ یعنی مجھے مثنوی کے معانی اور قوائی عنایت فرما دے۔ بے تیری مدد کے بغیر صبح و شام یعنی روزانہ کی کیا طاقت ہے کہ وہ کسی سے شعر کہلا سکے تجنیس۔ دو لفظوں کا لفظی یا معنوی اعتبار سے باہمی مشابہ ہونا۔

۲۔ چوں مسج۔ پہلے اشعار میں چونکہ نظم قوائی کو اللہ کے حکم کا غلام قرار دیا تھا اب مولانا فیروز کی روح چیزوں کے تابع فرمان الہی ہونے کی بیان کرتے ہیں۔ ہر کے دنیا کی ہر چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے لیکن ہر چیز کے تسبیح کرنے کا طریقہ جدا گانہ ہے۔

۳۔ آدمی۔ انسان جمادات یعنی پتھر وغیرہ کی تسبیح کو نہیں سمجھ جاتا اس لئے وہ ان کی تسبیح خوانی کا انکار کر دیتا ہے۔ بلکہ مشہور ہے کہ دنیا میں مذہبی ۳ فرقے ہیں جن میں سے ۲ گروہ ہیں ایک فرقہ درست ہے۔ یہ فرقہ اپنے اعتقاد کے مطابق اللہ کی تسبیح کرتا ہے دوسرے لوگ اس سے واقف نہیں ہوتے ہیں۔ چوں دو ناطق۔ دو انسان جو مذہبی اعتبار سے ایک دوسرے سے جدا ہیں جبکہ وہ باہمی ایک دوسرے کی تسبیح کو نہیں سمجھتے ہیں تو جمادات کی تسبیح کو کیسے سمجھا جا سکتا ہے۔

گاد گستاخ اندراں خانہ بجست گائے بے باکی سے گھر میں گھس آئی پس گلوئی گابو برید آں زماں فوراً گائے کو ذبح کر دیا چوں سرش برید شد سوائے قصاب جب اس کو ذبح کر دیا قصاب کے پاس گیا اے تقاضا گردروں ہچوں جنیں اے پیٹ کے بچے کی طرح باطن میں تقاضا کرنے والے سہل گرداں رہ نما توفیق وہ آسان فرما دے راہنمائی کر دے توفیق عطا فرما چوں زمفلس زر تقاضہ میکنی جبکہ تو مفلس سے روپے کا تقاضا کرتا ہے بے تو نظم و قافیہ شام و سحر تیری مدد کے بغیر نظم اور قافیہ صبح و شام نظم و تجنیس و قوائی اے علیم اے دانا! نظم اور تجنیس اور قافیہ چوں مسج کردہ ہر چیز را جبکہ تو نے ہر چیز کو تسبیح خواں بنایا ہے ہر کے تسبیح بر نوع دگر ہر ایک ایک دوسرے قسم کی تسبیح آدمی مسج منکر ز تسبیح جماد جمادات کی تسبیح سے آدمی منکر ہے بلکہ ہفتا دو دو ملت ہر یک بلکہ بہتر فرقوں میں سے ہر ایک چوں دو ناطق راز حال ہمدگر جبکہ دو بولنے والے ایک دوسرے کے حال سے

مرد برجست و قوائم ہاش بست وہ شخص لپکا اور اس نے اس کے پاؤں باندھ دیئے بے توقف بے تامل بے اماں بغیر توقف بے تامل اس نے دیئے بغیر تالہا لبش بر کند در دم شتاب تاکہ وہ فوراً اس کی کھال اتار دے چوں تقاضا میکنی اتمام اس جبکہ تو اس مثنوی کی تکمیل کا تقاضہ کر رہا ہے یا تقاضا را بھل برما منہ یا تقاضے کو چھوڑ دے ہم پر بار نہ رکھ زر بخشش در سر اے شاہ غنی اے شاہ بے نیاز و پردہ اس کو روپیہ بخش دے زہرہ کے دارد کہ آید در نظر کب طاقت رکھتے ہیں کہ وہ نظم قوائی جلوہ گر ہوں بندہ اہر تو انداز ترس و بیم ڈر اور خوف سے تیرے غلام ہیں ذات بے تمیز و با تمیز را باشعور اور بے شعور ذات کو گوید و از حال آں یں بنجر کرتا ہے اور یہ اس کے حال سے بے خبر ہے واں جماد اندر عبادت اوستاد حالانکہ جمادات عبادت میں ماہر ہیں بے خبر از یک دگر و اندر شکے ایک دوسرے سے بنجر ہے اور شک میں ہے نیست آگہ چوں بود دیوار و در آگاہ نہیں ہیں تو وہ دیوار کے بارے میں آگاہی کی خبر ہو

چوں من از تسبیح ناطق غافل

جب میں بولنے والے کی تسبیح سے غافل ہوں

ہست سنی را یکے تسبیح خاص

سنی کی ایک خاص تسبیح ہے

سنی از تسبیح جبری بے خبر

سنی جبری کی تسبیح سے بے خبر ہے

ایں ہمی گوید کہ آں ضاں ست دم

یہ کہتا ہے کہ وہ گمراہ ہے اور بہکا ہوا ہے

واں ہمی گوید کہ ایں راچہ خبر

وہ یہ کہتا ہے کہ اس کو کیا پتہ

گوہر ہر یک ہوید امی کند

ہر ایک کی اصل کو ظاہر کر رہا ہے

قہر ۲ را از لطف داند ہر کسے

قہر کو مہر سے ہر شخص جدا سمجھتا ہے

لیک لطفے قہر در پنہاں شدہ

لیکن وہ مہر جو قہر میں پوشیدہ ہے

کم کسے داند مگر ربانے

اس کو سوائے اس با خدا انسان کے کوئی نہیں جانتا ہے

باقیاں ۳ زیں دو گمانے می بُرند

باقی لوگ ان دونوں میں شک کرتے ہیں

چوں بداند سُبْح صِلَت لم

تو میرا دل بے زبان کی تسبیح کو کیسے سمجھے

ہست جبری را ضد آں در مناص

نجات پانے میں جبری کی تسبیح اس کے خلاف ہے

جبرنی از تسبیح سنی بے اثر

جبرنی سنی کی تسبیح سے بے نشان ہے

بے خبر از حال او وز امر قم

اس کے حال سے اور قم کے حکم سے بے خبر ہے

جنگن شاں افگندیز داں از قدر

اللہ تعالیٰ نے تقدیر سے ان میں جنگ پیدا فرمادی ہے

جنس از نا جنس پیدا می کند

جنس کو نا جنس سے واضح کر رہا ہے

خواہ دانا خواہ ناداں یا حسے

خواہ وہ دان ہو خواہ نادان یا کمینہ

یا کہ قہرے در دل لطف آمدہ

یا وہ قہر جو مہر کے اندر ہے

کش بود در دل محک جلیے

جس کے دل میں روح کی کسوٹی ہو

سوئے لاند خود بیک پرمی پرند

اپنے آشیانہ کی جانب ایک بازو سے اڑتے ہیں

در بیان آنکہ علم را دو پرو گمان را یک پرست

اس کا بیان کہ علم کے دو بازو ہیں اور شک کا ایک بازو ہے

ناقص آمد ظن پر واز ابرست

شک اڑنے میں ناقص ہے اور دم کٹا ہے

باز بر پردے دو گامے یا فزوں

پھر دو قدم یا کچھ زیادہ اڑتا ہے

علم را دو پر گماں را یک پرست

علم کے دو بازو ہیں شک کا ایک بازو ہے

مرغ ایک پرزو دافتد سرنگوں

ایک بازو کا پرندہ جلد لوندھا گرتا ہے

۱ ناطق۔ بولنے والا صامت۔

خاموش نہ بولنے والا۔ ہست سنی۔ سنی

فرقہ اپنے اعتقاد کے مطابق اللہ کی

پاکی بیان کرتا ہے تو جبری فرقہ اپنے

اعتقاد کے مطابق اللہ کی پاکی بیان

کرتا ہے اور ایک دوسرے کی تسبیح کو

نہیں سمجھتے ہیں۔ ایں ہمی۔ یہ جبری

کہتا ہے کہ سنی گمراہ ہے۔ امر قم۔

جہاں جہاں قرین میں انسان کو قم کا

عظم ہوا ہے جس کے معنی ہیں تو کھڑا

ہو۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ فعل

انسانی انسان کی قدرت میں ہے ورنہ

اس کو یہ حکم نہ دیا جاتا یہ جبری عقیدہ

کے خلاف دلیل ہے لیکن جبری اس

دلیل سے بے خبر ہے۔ قدر ازل

میں یہ اختلافات مقدر کر دیئے گئے

تھے کہ حق و باطل کا فیصلہ ہو سکے۔

۲ قہر از لطف۔ بعض خالص قہر

اور خالص مہر ہیں ایسے قہر اور مہر کو ہر

فخص سمجھ لیتا ہے۔ لیک۔ بعض وہ

مہر میں جو قہر میں پوشیدہ ہوتی ہیں

جیسا کہ باپ کا بچہ پر تعلیم کے لئے

تخت کرنا یا اللہ تعالیٰ کا کسی مومن کو کسی

مرض میں مبتلا کرنا اس طرح بعض قہر

وہ ہیں جو مہر میں پوشیدہ ہیں جیسا کہ

اللہ تعالیٰ کی جانب سے کافروں کے

لئے دنیاوی نعمتوں میں فراخی پیدا کرنا

اس کو صرف خاصان خدا سمجھتے ہیں۔

۳ باقیاں۔ عام لوگ مہر میں

پوشیدہ قہر اور قہر میں پوشیدہ مہر کے

بارے میں دو طرح کا خیال کرتے

ہیں۔ یعنی اس کی حقیقت میں مشکوک

ہوتے ہیں۔ علم۔ یعنی حقائق تک

پہنچنے میں۔ یعنی کی پرواز مکمل ہے اور

ظن اور شک کی پرواز ناقص اور۔ دم

کشا جس پرند کی دم ٹہنی ہوتی ہوتی ہے

اس کی پرواز صحیح نہیں ہوتی۔

با یکے پر برآمد آشیان

ایک بازو سے آشیانہ کی امید پر
شد دو پرآں مرغ و پرہا بر کشود
اب وہ پرندہ دو بازو کا ہو گیا اور بازو کھول دیے

نَ عَلٰی وَجْهِهِ مُكِبًا اَوْ سَقِيمٌ

نہ اپنے چہرے کے بل لوندھا یا بیمار
بے گماں بے فکر توبے قماں و قیل
بغیر گماں، بغیر فکر، اور بغیر چنناں و چنیں کے

برہ یزدان و دین مستوی

خدائی راستہ اور سیدھے دین پر ہے

جان طاق او نگر در جُفتِ شاں

اس کی یکتا روح ان کی ساتھی نہیں بنتی ہے

کوہ پنداری و تو برگ کہی

خود کو پہاڑ سمجھتا ہے حالانکہ تو گھاس کا تنکا ہے

او نگر دو درمند از طعنِ شاں

ان کی طعنہ زنی سے وہ رنجیدہ نہیں ہوتا ہے

گویش با گمرہی گشتی تو جُفت

اس سے کہیں تو گمراہی کا ساتھی ہے

نے بطعن طاعناں رنجور حال

نہ طعنہ زنوں کی طعنہ زنی سے رنجیدہ ہوتا ہے

کاچنیں باشد مگر در گلِ حال

شاید ہر حالت میں ایسا ہی ہوتا ہو گا

اُفت و خیزاں می رود مرغ گماں

گماں کا پرندہ گرتا پڑتا روانہ ہوتا ہے

چوں زطن و اَرست علمش رُونمود

جب وہ گماں سے نجات پا گیا اس کا علم رونما ہوا

بَعْد اِز اِل بِمَشٰی سَوِیًّا مُسْتَقِیْمٌ

اس کے بعد ٹھیک، سیدھا روانہ ہوتا ہے

بادو پر برمی پرد چوں جبریل

جبریل کی طرح دو بازوؤں سے لونچا اڑتا ہو

گر ہمہ عالم بگویندش توئی

اگر تمام دنیا اس سے کہے کہ تو ہی

او نگر دو گر مک تر از گفتِ شاں

وہ ان کی باتوں سے جوش میں نہیں آتا

ور ہمہ گویند اورا گمرہی

اور اگر سب اس سے کہیں کہ تو گمرہ ہے

او نیفتد در گماں از طعنِ شاں

ان کی طعنہ زنی سے وہ شک میں نہیں پڑتا ہے

بلکہ گر دریا و کوہ آید بگفت

بلکہ اگر سمندر اور پہاڑ بولنے لگیں

ہیچ یک ذرہ نیفتد در خیال

وہ ایک ذرہ بھی گماں میں مبتلا نہیں ہوتا

مطمئن و موقن و بے احتیال

مطمئن اور صاحب یقین اور بے حیلہ ہو گا

۱۔ اُفت و خیزاں۔ شک و گماں۔

حقیقت تک پہنچنے کے لئے گرتا پڑتا

چلتا ہے۔ آشیان گھونسلہ۔ یعنی

مقصد۔ چوں زطن۔ یعنی جب

انسان مرتبہ یقین تک پہنچ جاتا ہے تو

پھر اس کی پرواز درست ہوتی ہے۔

بعد ازاں۔ یعنی یقین کا مرتبہ حاصل

ہو جانے کے بعد سیدھی اور سچی آزاں

ہوتی ہے انسان ٹھوکریں نہیں کھاتا

ہے۔ باد پر۔ انسان کو معرفت حقیقی

حاصل ہو جاتی ہے تو اس کی پرواز

جبریل کی طرح ہوتی ہے۔

۲۔ گر ہمہ۔ انسان کو جب علم کا

اعلیٰ مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے تو لوگوں

کی مدح اور قدح سے بے نیاز ہو جاتا

ہے۔ نہ مدح اس میں موثر ہوتی ہے نہ

قدح۔ کوہ پنداری۔ خود اگوہ پنداری۔

برگ کہی۔ برگ کاہستی۔ طعن۔

طعنہ زنی، نیزہ بازی۔ ہیچ یک ذرہ۔

کامل یقین خوشامدیوں اور حاسدوں

کی باتوں سے قطعاً متاثر نہیں ہوتا

ہے۔

۳۔ مطمئن۔ علم کے اعلیٰ مراتب

حاصل ہو جانے پر انسان بہر حال

مطمئن رہتا ہے اور سمجھتا ہے کہ لوگوں

کی مدح اور قدح تو ہر حال میں جلدی

ہی رہتی ہے۔ رنجور شدن۔ اس

حکایت کا مقصد یہ ہے کہ جن کو علم و

یقین نہیں ہوتا وہ کانوں کے کچے

ہوتے ہیں اور مدح و قدح سے متاثر

ہوتے ہیں۔

مثال رنجور شدن آدمی بونہم تعظیم خلق و رغبت

انسان کا لوگوں کی تعظیم کرنے اور معتقدین کی اس کی طرف رغبت کے وہم سے

مشتریاں بوے و حکایت معلم کودکاں

بیمار پڑنا اور بچوں کے استاد کا قصہ

کودکان مکتبے از استاد

ایک کتب کے بچے استاد کی جانب سے
مشورت کردند در تعویق کار

کام کو ٹالنے کے لئے انہوں نے مشورہ کیا

چوں نمی آید ورا رنجوریے
اس کو کوئی بیماری کیوں نہیں لگتی؟

تاریہیم از جس واز تنگی کار
تاکہ ہم قید اور کام کی دشواری سے چھوٹ جائیں

آں یکے زیرک تر ایں تدبیر کرد

ایک زیادہ ذہین نے یہ تدبیر کی

خیر باشد رنگ تو بر جائے نیست
اللہ خیر کرے آپ کی رنگت ٹھیک نہیں ہے

اند کے اندر خیال افتد ازیں
اس سے وہ تھوڑا سا وہم میں پڑے گا

چوں در آئی از در مکتب بگو
جب تو دروازہ سے مکتب میں داخل ہو کہنا

آں خیالش اند کے افزوں شود
اس کا وہ وہم تھوڑا بڑھے گا

آں سوم وال چارم و پنجم چنین
تیسرا اور چوتھا اور ایسے ہی پانچواں

تا چویں ۳ کودک پیاپے ایں خبر
جب اس بات کو تمہیں بچے پے درپے

ہر یکے گفتش کہ شلباش اے ذی
ہر بچے نے اس سے کہا اے ذہین! شلباش ہے

متفق گشتند در عہد وثیق
مضبوط عہد میں سب متفق ہو گئے

رنج دیدند از ملال و اجتہاد

تھکن اور محنت کی وجہ سے رنجیدہ ہو گئے
تا معلم در فتد در اضطراب

تاکہ استاد پریشانی میں مبتلا ہو جائے

کہ بگیرد چند روز او دوریے
کہ وہ چند دن دور رہے

ہست اوچوں سنگ خار ابر قرار
وہ تو سنگ خدا کی طرح جما ہوا ہے

کہ بگوید اوستا چونی تو زرد

کہ وہ کہے گا استاد آپ زرد کیوں ہیں؟

ایں اثریا از ہویا از تپے ست
یہ اثر ہوا یا بخدا کی وجہ سے ہے

تو برادر ہم مدد گن ایں چنین
بھائی تو بھی اسی طرح مدد کرنا

خیر باشد اوستا احوال تو
اللہ خیر کرے استاد آپ کے مزاج کیسے ہیں؟

کز خیالے عاقلے مجنوں شود
وہم کی وجہ سے عقلمند پاگل بن جاتا ہے

درپے مانم نمایند و حنین
ہمارے بعد غم کا اظہار کرے اور روئے

متفق گویند یا بد مستقر
بالا اتفاق کہیں گے تو وہ جم جائے گی

باد بخت بر عنایت متگی
خدا کرے تیرے نصیب کا اللہ کی مہربانی پڑ نکاو ہو

کہ نگرود اند سخن رایک رفیق
کہ کوئی ساتھی بات کو نہ بدلے گا

۱۔ اجتہاد۔ محنت کرنا۔ مشقت برداشت کرنا۔ تعویق کار یعنی استاد کے محنت اور مشقت کرانے کو ٹالنا۔ چوں نمی آید۔ چونکہ وہ قدرتی طور پر بیمار نہیں ہوتا ہے اور مکتب میں برابر حاضر ہوتا ہے لہذا ہمیں کوئی فرضی کارروائی کرنی چاہیے۔ برقرار۔ یعنی استاد پتھر کی طرح مکتب میں جما ہوا ہے۔

۲۔ آں یکے۔ سب سے ذہین بچے نے یہ تدبیر سوچی کہ وہ استاد سے جا کر کہیں گے کہ آپ کا رنگ پیلا کیوں ہو رہا ہے شاید آپ کو بخدا ہو گیا ہے اس سے استاد کو کچھ وہم پیدا ہوگا پھر دوسرا بچہ بھی یہی کہے تو استاد کی بیماری خیال اور بڑھے گا۔ اسی طرح مسلسل دوسرے بچے کہیں گے اور استاد کو اپنی بیماری کا یقین ہو جائے گا۔ لوستا۔ لوستا کا مخفف ہے۔

۳۔ تا چویں۔ تیس بچے مسلسل استاد کے رنگ کے زرد ہو جانے کو کہیں گے تو یہ بات استاد کے دل میں جم جائے گی۔ ہر یکے اس تدبیر پر ہر بچے نے اس ذہین بچے کو شلباش کہا اور دعا دی۔ عہد وثیق۔ مضبوط عہد۔ کہ نگرود اند۔ یعنی سب یہی بات کہیں کوئی بچہ اس بات میں تبدیلی نہ کرے۔

بعد ازاں سو گند دادا و جملہ را تاکہ غمازے نگوید ماجرا
اس کے بعد اس نے سب کو قسم دی تاکہ کوئی پھلخور صحیح بات نہ بتائے
رائے آل کو دک بخر بیدار ہمہ عقل اور پیش می رفت از رمہ
اس بچے کی رائے سب سے بڑھ گئی اس کی عقل گد سے آگے چلتی تھی
آل تفاوت بہست در عقل بشر کہ میان شاہداں اندز صور
انسانوں کی عقل میں ایسا ہی فرق ہے جیسا کہ معشوقوں کی صورتوں میں

۱۔ غماز۔ پھلخور۔ ماجرا۔ قصہ
یعنی یہ کہ ہم نے فرضی طور پر یہ سازش
کی ہے (رمہ۔ یعنی بچوں کی
جماعت۔ آل تفاوت۔ جس طرح
اس بچہ اور دوسرے بچوں کی عقل میں
فرق تھا اسی طرح انسانوں کی عقل
میں فرق ہے جیسا کہ سب انسانوں کا
باہر یکساں نہیں ہے باطنی حواس بھی
بساں نہیں ہیں۔ نزد معتزلہ
معتزلہ۔ تمام انسانوں کی عقل کو اصل
فطرت میں یکساں مانتے ہیں اور
فرق محض تجربہ اور تعلیم کی بنیاد پر مانتے
ہیں۔

در بیان آنکہ عقول خلق متفاوت است در اصل فطرت و نزد معتزلہ
اس کا بیان کہ اصل فطرت میں لوگوں کی عقلوں میں فرق ہے اور معتزلہ کے نزدیک
متساویست و تفاوت عقول بسبب تجربہ و تحصیل علم است
سب برابر ہیں اور عقلوں کا فرق تجربہ اور علم حاصل کر لینے کی وجہ سے ہے
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم جمال الرجل فصاحة لسانہ
آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ انسان کا حسن اس کی زبان کی فصاحت ہے

۲۔ در زبان۔ حدیث میں ہو
المرء یخفی نخت لسانہ یعنی
انسان کی خوبی اس کی زبان میں چھپی
ہوتی ہے۔ اعتدال۔ یکسانیت۔ علم
زیادہ جاننے والا۔

زیں قبل فرمود احمد در مقالہ در زبان پنہاں بود حسن رجال
اس سلسلہ میں آنحضرت نے گفتگو میں فرمایا
اختلاف عقولہا در اصل بود۔ بر وفاق۔ سُنیاں باید شنود
عقلوں کا فرق اصل سے تھا
بر خلاف قول اہل اعتزال کہ عقول از اصل دارند اعتدال
معتزلہ کے اس قول کے خلاف
تجربہ و تعلیم بیش و کم گند تاکہ را از یکے اعظم گند
تجربہ اور تعلیم گھٹا تھے اور بڑھاتے ہیں یہاں تک کہ ایک کو ایک سے زیادہ عالم بنادیتے ہیں
باطل است اس زانکہ رہی کوود کے کہ ندارد تجربہ در مسلکے
یہ غلط ہے کیونکہ بچے کی رائے
بگذرد ز اندیشہ مردان کار عاجز آمد کارِ شاں در خطر ار
تجربہ کار لوگوں کی رائے سے بڑھ جاتی ہے ان لوگوں کا کام پریشانی میں عاجز آ جاتا ہے
برومید اندیشہ زان طفل خرد پیر باصد تجربہ بوئے نبرد
اس چھوٹے بچے سے وہ خیال ظاہر ہوا جس کی سو تجربہ والے بوڑھے کو خوشبو بھی نہ آئی

۳۔ باطل است۔ مولانا فرماتے
ہیں معتزلہ کا یہ قول باطل ہے
بگذرد۔ وہ بچہ جس کو نہ کوئی تجربہ ہے
نہ تعلیم اس کی رائے اور تدبیر تجربہ کار
لوگوں سے بڑھ جاتی ہے تو معلوم
ہوا کہ عقلوں کا تفاوت فطری ہے طفل
خرد۔ وہی کتب کا ذہن بچہ۔

سجدہ خلق از زن و از طفل و مرد
عورتوں اور بچوں اور مردوں کے سجدوں نے
گفتن ہر یک خداوند و ملک
ہر ایک کے مالک اور شاہ کہنے نے
کہ بد عولی الہی شد دلیر
کہ خدائی کے دعوے پر دلیر بن گیا
عقل جزوی اسفخش وہم ست وطن
وہم اور گمان ناقص عقل کے لئے مصیبت ہے
بر زمیں ۲ گر نیم گزرا ہے بود
زمین پر اگر آدھے گز کا راستہ ہو
بر سر دیوار عالی گر روی
اگر تو اونچی دیوار پر چلے
بلکہ می افقی زلزلہ دل بوہم
بلکہ وہم کی وجہ سے دل کے لرزنے سے تو گر پڑے گا

۱۔ زد۔ یعنی اڑ کر۔ رنجور کر۔ یعنی
فرعون کو خدائی کے وہم کی بیماری میں
بتلا کر دیا۔ اژدہا۔ یعنی فرعون اقتدار
نکفے میں اژدہا بنا پھر بھی اس کا پیٹ نہ
بھرا۔ عقل جزوی۔ عقل ناقص، عقل
انسانی اس کے بالمقابل عقل کلی ہے
جس سے جبرئیل یا حقیقت محمدیہ مراد
لیتے ہیں۔

۲۔ بر زمین۔ وہم کو خلاق مانا جاتا
ہے انسان زمین پر تیزی سے بھاگا
چلا جاتا ہے اور کبھی نہیں گرتا۔ زمین پر
بھاگنے میں جس قدر زمین ان کے
استعمال میں آتی ہے مگر اس سے دو گنا
راستہ کسی بلند دیوار پر ہو تو اس پر کبھی
نہیں بھاگ سکتا کیونکہ اس کو وہم ہوتا
ہے کہ وہ گر جائے گا اور اس وقت وہ ہمہ
کی بناء پر وہ گر پڑتا ہے۔ خشمگیں۔
استاد گھر جاتے قوت یہ باتیں سوچ
رہا تھا۔

۳۔ ننگ من یعنی وہ یہ سوچتی ہے
کہ مرنے والوں تو اس کو مجھ سے نجات
ملے۔ بام من۔ طشت از بام افتادن
محلوہ ہے جس کے معنی ہیں بات کا
مشہور ہو جانا۔

رنجور شدن استاد معلّم بوہم و خیال

وہم اور خیال کی وجہ سے پڑھانے والے استاد کا بیمار پڑنا

گشت استاخت سست از وہم و ہم
وہم اور ذر سے استاد بہت سست ہو گیا
خشمگیں بازن کہ مہر لست سست
نیوی پر غصہ تھا کہ اس کو محبت کم ہے
خود مرا آگہ نہ کرد از رنگ من
اس نے مجھے میری رنگت سے آگاہ نہ کیا
او کُسن و جلوہ خود مست گشت
وہ اپنے حسن اور جلوے میں مست ہو گئی ہے
آمد و در راہ سُندی وَا گشاو
گھر آیا اور سختی سے دروازہ کھولا

بر جہد و می کشانید او گلیم
اٹھا اور اس نے کسلی کھینچی
من بدیں حالم پر سید او نخست
میں اس حالت میں ہوں اور اس نے پہلے نہ پوچھا
قصہ دارد تا رہد از رنگ من
اس کا تو لہجہ ہے کہ میری ذلت سے نجات پالے
بیخبر کز بام من افتاد طشت
اس سے بے خبر کہ طشت میرے بالا خان سے گرا ہے
کودکاں اندر پئے آل استاد
بچے اس استاد کے پیچھے تھے

گفت زن خیرست چوں زود آمدی
بیوی نے کہا خیر ہے آپ جلد کیوں آ گئے

گفت گوری رنگ و حال من بہیں
اس نے کہا تو اندھی ہے میری رنگ اور حالت دیکھ

تو درون خانہ از بغض و نفاق
تو گھر کے اندر بغض اور نفاق کی وجہ سے

گفت زن اے خولجہ رنجہ نیستت
بیوی نے کہا اے جناب آپ کو کوئی بیماری نہیں ہے

گفت اے غر تو ہنوزی در لجاج
اس شوہر نے کہا اے بیوقوف تو بھی جھگڑے میں ہے

گر تو کور و کر شدی مارا چہ جرم
اگر تو اندھی اور بہری ہو گئی ہے تو ہلکا کیا قصور ہے

گفت اے خولجہ بیارم آئینہ
اس نے کہا اے جناب! میں آئینہ لاتی ہوں

گفت رو روچہ توچہ آئینہ ذات
اس نے کہا جا جاؤ کیا تیرا آئینہ کیا

جانہ خواب مرا زو گستران
جلد میرا بستر بچھا دے

زن توقف کرد مردش بانگ زد
بیوی نے دیر کی اور مرد اس پر چیخا

کہ مبادا ذات نیکت را بدی
خدا نہ کرے آپ کی نیک ذات کو کوئی تکلیف پہنچے

از غم بیگانگان! اندر حنین
میرے غم میں دوسرے دو رہے ہیں

می نہ بنی حال من در احتراق
جلنے میں میری حالت نہیں دیکھتی ہے

وہم وطن و فکر بے معنیستت
آپ کا وہم اور گمان اور فکر بلا وجہ ہے

می نہ بنی اس تغیر وار تجاج
اس تغیر اور کچکی کو نہیں دیکھ رہی ہے

مادرین زخم و در اندوہ و گرم
ہم تو اس رنج اور غم اور ضیق میں ہیں

تبادلانی کہ ندارم من گنہ
تاکہ آپ سمجھ لیں کہ میری کوئی خطا نہیں ہے

دائماً در بغض و کینہ و عننت
تو ہمیشہ بغض اور کینہ اور سرکشی میں مبتلا ہے

تا کچسم کہ سر من شد گراں
تاکہ میں سو جاؤ مجھے سر گرانی ہے

کائے عدوز و تر ترا ایس می سزد
کہ اے دشمن جلدی کر تیرے لئے یہ مناسب ہے؟

۱۔ بیگانگان۔ یعنی بچے جو غیر ہیں
وہ دور ہے ہیں۔ احتراق۔ جلنا، بخلا۔
غر۔ غم کے کسرہ کے ساتھ نا تجربہ۔
کار، فین کے فتح کے ساتھ زن
فاحشہ۔ ارتجاج۔ لرزہ۔ کچکی۔
۲۔ گرم۔ کاف کے ضمہ کے
ساتھ اندوہ، غم۔ تبادلانی۔ آئینہ دیکھ کر
تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ تم پہلے نہیں
ہو اور میرا کہنا درست ہے۔ عننت۔
فساد ہلاکت۔
۳۔ جامہ خواب۔ سونے کا بستر۔
می سزد۔ یہ تاخیر تیرے لئے مناسب
ہے۔ عجز۔ بوہمی یعنی استوا کی
بیوی۔ گفت امکان نے۔ یعنی بیوی
کا ہونا ممکن نہ تھا اور نہ اور برے بھلے سنی
لیکن غلط بات پر اس کا دل چل رہا
تھا۔ جد شود۔ یعنی یہ وہی بیماری حقیقی
بیماری بن جائے گی۔

در جامہ خواب افتادن استاد و نالیدن او بوہم رنجوری
استاد کا بستر میں لیٹ جانا اور بیماری کے وہم سے اس کا رونا

جامہ خواب آورد و گسترش عجز
بوہمی بستر لائی اور اس کے لئے بچھا دیا

گر بگویم متہم دارد مرا
اگر میں کچھ کہتی ہوں وہ مجھ پر جہمت دھرے گا

گفت امکان نے و باطن پر زسوز
بوہمی کے لئے ہلکا ممکن نہیں اور دل میں جلن

ور نگویم جد شود ایس ماجرا
اگر کچھ نہیں بولتی ہوں تو یہ قصہ حقیقی بن جائے گا

فال بد رنجور گردند ہے آدمی را کہ بُود سستش غم

برای فال بیمار بنا دیتی ہے اس آدمی کو بھی جس کو کوئی غم نہ ہو

قول پیغمبر قبولہ یفرض قول پیغمبر ﷺ کی بات ماننا فرض کر دی گئی ہے

اگر ہمارے حکلف مریض بنو گے مریض بن جائو گے

گر گویم اُو خیال بد زند گریہ دار وزن کہ خلوت می کند

اگر میں کچھ کہتی ہوں وہ برا خیال کرے گا کہ بیوی کو کوئی کام ہے تنہائی چاہتی ہے

مر مرا از خانہ بیروں می کند مجھے گھر سے بھگانا چاہتی ہے

جامہ خواب افکند و استاد افتاد اس نے بستر بچھایا اور استاد لیٹ گیا

کودکاں آنجا نشستند و نہاں بچے وہاں بیٹھ گئے اور آہستہ سے

کایں ۲ ہمہ کردیم وہم زندا نیم کہ ہم نے سب کچھ کیا اور پھر بھی ہم قیدی ہیں

تا ازیں محنت فرح یا نیم زود خبردار دوسری تدبیر کرنی چاہیے

تا کہ ہم اس مصیبت سے جلد راحت پالیں

دوم بار در وہم افکندن کودکاں استاد را کہ اُورا از قرآن

بچوں کا استاد کو دوبارہ وہم میں مبتلا کر دینا کہ قرآن پڑھنے سے اس کو

خواندن صداع آید و در دسر افزاید

سر میں درد پیدا ہو جائے گا اور سر کا درد بڑھ جائے گا

سنت پرہیز سوچی کہ بچے زور زور سے سنت پڑھیں آواز زیاں

نقصان استاد استاد دانگ در ہم کا چھنا حصہ ہر بچہ استاد کو ہر مہینہ ایک دانگ دیتا ہوگا

گفت ۳ آل زیرک کہ اے قوم پسند اس ذہین بچے نے کہا اے دوستو!

چوں ہی خواندند گفتاے کودکاں جب انہوں نے اس طرح پڑھا تو بولا اے بچو!

در دسر افزاید استاد ز بانگ آواز سے استاد کے سر میں درد بڑھتا ہے

درس خوانید و کنید آوا بلند سنت پرہیز اور آواز بلند کرو

بانگ ما استاد را دارد زیاں ہماری آواز سے استاد کو تکلیف ہوتی ہے

ار زوایں کو در دیا بدسہر دانگ کیلئے مناسب ہے کہ بڑی کے لئے اس کے سر میں درد ہو

۱۔ گر گویم۔ اگر میں یہ کہتی ہوں کہ تم بیمار نہیں ہو تو دل میں یہ سوچے گا کہ مجھے کوئی برا کام کرنا ہے جس کی وجہ سے میں اس کو گھر سے نکالنا چاہتی ہوں۔ باصدا اندہاں۔ چونکہ اس تدبیر سے بھی انہیں چھٹی نہ ملی تھی۔

۲۔ کایں ہمہ۔ یعنی استاد کو بیمار بنانے کی بنیاد بھی ڈالی لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ دگر اندیشہ۔ کوئی دوسری تدبیر۔ فرح۔ خوشی۔ راحت۔ صداع۔ درد۔

۳۔ گفت۔ یعنی اسی پہلے ذہین بچے نے یہ تدبیر سوچی کہ بچے زور زور سے سنت پڑھیں آواز زیاں۔ نقصان۔ استاد۔ استاد۔ دانگ۔ در ہم۔ کا چھنا حصہ۔ ہر بچہ استاد کو ہر مہینہ ایک دانگ دیتا ہوگا۔

خلاصی یافتن کو دکان از مکتب بدیں مگر و سوالِ مادران از ایشان

اس مکاری کی وجہ سے بچوں کو چھٹکارا حاصل کرنا اور ماؤں کا ان سے پوچھنا

گفت ۱۔ اُستاد است گوید روید دردِ سرِ افزوں شدم بیروں شوید

استاد نے کہا وہ ٹھیک کہتا ہے، جاؤ میرے سر میں درد بڑھ گیا، باہر چلے جاؤ

سجدہ کردند و بگفتند اے کریم دو ربادا از تو رنجوری و نیم

سب نے سجدہ کیا اور کہا، اے جناب! خدا کرے بیماری اور ڈر آپ سے دور ہو جائے

پس بروں جستند سوئے خانہا پنجو مرغال در ہوائے دانہا

پھر وہ گھروں کی جانب باہر کو بھاگے جیسا کہ دانہ کی خواہش میں پرندے

مادرانِ شاں خشمگیں گشتند و گفت روزِ کُتاب ۲ و شما بالہو بگفت

ان کی مائیں خفا ہوئیں اور کہا مکتب کا دن ہے اور تم کھیل کے ساتھی ہو

وقتِ تحصیلِ ست اکنون و شما می گریزید از کتاب و اوستا

یہ حاصل کرنے کا وقت ہے، اور تم کتاب اور استاد سے بھاگتے ہو

عذر آوردند کالے مادر تو ایست اس گناہ از ماوارِ تقصیر نیست

انہوں نے عذر کیا کہ اے ماں تو ایست یہ ہماری خطا اور کوتاہی کی وجہ سے نہیں ہے

عذر آوردند ایشان در زماں گیس گنہ از ماں نبود اے مادران

انہوں نے فوراً عذر کیا اے ماؤں! یہ ہمارا قصور نہ تھا

از قضائے آسماں اُستادما گشت رنجور و سقیم ۳ و مبتلا

آسمانی قضا سے ہمارا استاد رنجور اور بیمار اور مبتلا ہو گیا

مادران گفتند مکرست و دروغ صد دروغ آرید بہر طمع دروغ

ماؤں نے کہا مکاری اور جھوٹ ہے چھاج کے لالچ میں تم سو جھوٹ بول رہے ہو

مصبح آئیم پیش اوستا تا بہ بنیم اصل اس مکرِ شما

ہم صبح کو استاد کے پاس جائیں گے تاکہ ہمیں تمہارے اس مکر کی اصل معلوم ہو جائے

کودکان گفتند بسم اللہ روید بر دروغ و صدقِ ماواقف شوید

بچوں نے کہا! بسم اللہ جاؤ ہمارے جھوٹ اور سچ سے واقف ہو جاؤ

بچوں نے کہا! بسم اللہ جاؤ ہمارے جھوٹ اور سچ سے واقف ہو جاؤ

رفتنِ مادرانِ کودکان بامداد بعیادتِ اُستاد

صبح کو بچوں کی ماؤں کا استاد کی مزاج پرسی کے لئے جانا

۱۔ گفت۔ ذہن بچے کے کہنے پر

استاد نے کہا، ہاں میرے سر میں

تمہاری آوازوں سیدر بڑھ گیا، باہر

چلے جاؤ۔ درد ہاوا۔ یعنی بچے یہ دعا

دیتے ہوئے گھروں کو چل دیئے

پنجو مرغال۔ یعنی جس طرح چڑیاں

دانہ کی طرف اڑ کر جاتی ہیں۔

۲۔ کُتاب۔ مکتب۔ لہو۔ کھیل

کو۔ بگفت۔ ساتھی، جوڑ۔ تحصیل۔

حاصل کرنا، یعنی علم حاصل کرنا۔

ایست۔ ٹھہر۔ تقصیر۔ کوتاہی، گناہ

۳۔ سقیم۔ بیمار۔ مبتلا۔ آزمائش

میں پڑا ہوا بیمار۔ دروغ۔ وہی اچھا چھ۔

صبح۔ غیبت۔ مزاج پرسی

پُرسش اُستاز ہر گوشہ رواں

ہر جانب سے روانہ ہو کر استاد کی مزاج پری کے لئے

دردِ سرِ راسِ سر بہ بستہ چوں زناں

عموتوں کی طرح دوسری وجہ سے سر کو باندھے ہوئے

سر بہ بستہ رُو کشیدہ در سجاف

سر کو باندھے ہوئے پردے میں منہ چھپائے ہوئے

جُمَلگاں گشتند ہم لاحول گو

سب لاحول پڑھنے لگے

جان تو مارا نبودہ زیں خبر

تیری جان کی قسم ہمیں اس کی خبر نہ تھی

آگہم ایں کو دکاں کردند ہیں

ہاں ان بچوں نے مجھے بتلایا

بودہ در باطن چنیں رنجے ثقیل

اند اس قدر بھاری مرض تھا

اُو زدید رنج خود باشد عَمی

تو وہ اپنی تکلیف کو دیکھنے سے اندھا ہوتا ہے

کہ ز مشغولی بشد زیشاں خبر

کہ مشغولیت کی وجہ سے ان کو پتہ نہ چلا

روح والہ کہ نہ پس بیند نہ پیش

کیونکہ عاشق کی روح آگاہ دیکھتی ہے نہ پیچھا

کہ بیر دست و پایش را ضرب

کہ تلواری کی مار ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیتی ہے

برگمان آنکہ ہست اُو بر قرار

اس خیال سے کہ وہ ٹھیک ہے

خوں از و بسیار رتہ بے خبر

بے خبری میں اس سے بہت خون بہہ جاتا ہے

بامداداں آمدند آں مدارس

صبح کو مائیں پہنچ گئیں

خفتہ اُستاد ہچکو بیمار اے گراں

استاد سخت بیماری کی طرح سویا ہوا تھا

ہم عرق کردہ زبیری لطف

لغویں کی کثرت کی وجہ سے پسینہ پسینہ ہو رہا تھا

آہ آہ می گند آہستہ اُو

چکے چکے آہ آہ کرتا تھا

خیر باشد اوستاد ایں دردِ سر

اے استاد! خدا خیر کرے یہ دردِ سر

گفت ۲ من ہم بخر بودم ازیں

اس نے کہا میں بھی اس سے بے خبر تھا

من بدم غفل بشغل قال و قیل

میں پڑھنے پڑھانے میں مشغول تھا

چوں بجد مشغول باشد آدمی

جب انسان پورا مشغول ہوتا ہے

از زنان مصر و یوسف شد سمر

مصر کی عورتوں اور یوسف کا قصہ ہے

پارہ پارہ کرد ساعد ہائے خویش

انہوں نے اپنے گئے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے

اے ۳ بسا مرد شجاع اندر جراب

لڑائی میں بہت سے بہادر ہوتے ہیں

اُو ہماں دست آورد در گیر و دار

وہ پکڑ چکڑ میں اسی ہاتھ کو استعمال کرتے ہیں

خود نہ بیند دست رفتہ در ضرر

وہ خرابی میں مبتلا ہاتھ کو نہیں دیکھتا ہے

۱ بیمار گراں۔ سخت بیمار۔ عرق۔

پسینہ۔ سجاف۔ پردہ۔ جان تو۔ تیری

جان کی قسم۔

۲ گفت۔ استاد نے کہا اپنے

بیمار ہو جانے کا مجھے بھی پتہ نہ تھا۔ بچوں

نے بتلایا ہے۔ قال و قیل۔ سوال

و جواب۔ قیل۔ بھاری۔ چوں بجد۔

استاد نے کہا زیادہ مسروریت میں

بیماری کا پتہ نہیں چلتا ہے۔ عَمی۔

اندھا۔ سمر۔ قصہ یعنی مشہور قصہ ہے

کہ زنان مصر حضرت یوسف کے

حسن میں ایسی محو ہو گئی تھی کہ انہوں

نے ترنج کی بجائے اپنے ہاتھ تراش

لئے تھے۔ والہ۔ عاشق، حیران۔

۳ اے بسا۔ بہادر لڑائی میں ایسا

مصرف ہوتا ہے کہ اس کو ہاتھ پاؤں

کٹنے کی خبر ہی نہیں ہوتی اور خون بہہ

جاتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ ہاتھ سالم ہے

اور اس سے وہ کام کر لیتا ہے۔

در بیان آنکہ تن روح را چوں لباس سے دست آستین
اس کا بیان کہ جسم روح کے لئے بمنزلہ لباس کے ہے اور یہ ہاتھ روح کے ہاتھ کی آستین
دست روح و اس پائے موزہ پائے روح

ہے اور یہ پاؤں روح کے پاؤں کا موزہ ہے

۱۔ لیس۔ لباس۔ لباس۔ لیس۔ لباس
پہننے والا یعنی روح۔ ملیس۔ مت
چاٹ۔ لیسیدن مصدر کا صیغہ امر
ہے دیگر ست۔ یعنی روح کے ہاتھ
پاؤں جو نظر نہیں آتے ہیں۔ دست
دیا۔ خواب میں انسان جن ہاتھ پاؤں
کو دیکھتا ہے وہ اس مادی جسم کے نہیں
ہیں کیونکہ یہ تو آنکھ سے نظر آتے ہیں
وہ جسم مثالی کے ہاتھ پاؤں ہوتے
ہیں۔ داری بدن۔ یعنی جسم مثالی۔

۲۔ روح دلد۔ روح کو جسم غصری
سے نکلنے کے بعد بہت سے
معاملات پیش آتے ہیں۔ مرغ۔
اس غصری جسم میں روح ایک پرند کی
طرح ہے جو جگرے میں بند ہو۔
باش۔ غصری جسم سے نکلنے پر روح
بلند پرواز بن جاتی ہے۔

۳۔ حکایت۔ چونکہ مولانا یہ سمجھا
رہے تھے کہ جسم غصری کے نقصان
سے روح میں نقصان نہیں آتا ہے۔
اب اس حکایت سے یہ بتاتے ہیں
کہ ان بزرگ کا ہاتھ کٹ جانے کے
باوجود بطور کرامت کام کرنے لگتا تھا۔

تا بدانی کہ تن آمد چوں لیس ۱
خبردار! تو سمجھ لے کہ جسم لباس کی مانند ہے
روح را توحید اللہ خوشترست
روح کے لئے اللہ کی توحید بہت بہتر ہے
دست و پا در خواب بینی و استلاف
تو خواب میں ہاتھ اور پاؤں اور ان کا جوڑ دیکھتا ہے
آں توئی کہ بے بدن داری بدن
تو وہ ہے کہ اس بدن کے علاوہ بدن رکھتا ہے
روح ۲ دار دے بدن بس کاروبار
روح کے بدن کے بغیر بہت سے مشغلے ہیں
باش تا مرغ از قفس آید بروں
غصہ جا کہ پرندہ جگرے سے باہر آئے
یک حکایت ۳ گویمت گربشنوی
اگر تو نے تو میں تجھ سے ایک قصہ بیان کروں
رو بگولا بس لباس را ملیس
جا پہننے والے کو تلاش کر لباس کو نہ چاٹ
غیر ظاہر دست و پائے دیگرست
ظاہر کے علاوہ اس کے دوسرے ہاتھ پاؤں ہیں
آں حقیقت دال مدش از گزاف
اس کو حقیقت سمجھ اس کو لغو نہ سمجھ
بس مترس از جسم جال بیروں شدن
تو جان کے جسم سے نکل جانے سے نہ ڈر
مرغ باشد در قفس بس بیقرار
پرندہ جگرے میں بہت بے قرار رہتا ہے
تابہ بینی ہفت چرخ او راز بول
تاکہ تو ساتوں آسمانوں کو اس کا فرمانبرداری دیکھے
در حقیقت بر حقیقت بگروی
حقیقتاً تو اصلیت پر گردیدہ ہو جائے گا

حکایت آں درویشی کہ در کورہ خلوت کردہ بود و بیان خلوت
اس درویش کا قصہ جو پہاڑ میں خلوت نشین ہو گیا تھا اور لوگوں سے جدلی
انقطاع و خلوت و داخل شدن دریں منقبت کہ انا
اور خلوت کی شیرینی کا بیان اور اس فضیلت میں داخل ہو جانا کہ میں اس کا
جلیس من ذکر نی و انیس من استانس بی
ہم نشین ہوں جو مجھے یاد کرے اور میں اس کا دوست ہوں جو مجھ سے انیت کرے

گر باہمہ چو بے معنی بے ہمہ در بے ہمہ چو باہمی با ہمہ
اگر تو سب کے ساتھ ہے جبکہ بے غیر ہے تو سب سے جدا ہے
اگر تو سب کے بغیر ہے جبکہ بے ساتھ ہے تو سب کے ساتھ ہے

خلوت ۱ اورا بود ہم خواب و ندیم
خلوت اس کی دن رات کی ساتھی تھی
بود از انفس مردوزن ملول
وہ مرد و عورت کے سانوں سے تنگ تھا
سہل شد ہم قوم دیگر را سفر
دوسروں کے لئے سفر بھی آسان ہے
عاشق ست آں خولجہ بر آہنگری
وہ خولجہ سرور لوہدا اپنے پر عاشق ہے
میل آزا دروش انداختند
اس کا رجحان اس کے دل میں ڈال دیا ہے
خار و خس بے آب و بادے کے زود
کھڑا کرکٹ ہوا اور پانی کے بغیر کب روانہ ہوتا ہے؟
پر دولت برگشا ہچموں ہما
ہماری طرح خوش نصیبی کے پر کھول دے
نوحہ می گن ہیچ منشیں از حیں
رونے، رونے سے تھک کر کبھی نہ بیٹھ
جاہلاں آخر بسر بری زند
جاہل آخر میں سر پیتے ہیں
تانہ باشی تو پشیمان یوم دیں
تاکہ تو قیامت کے دن پشیمان نہ ہو

بود در ویشے بکھسارے مقیم
ایک درویش ایک پہاڑ میں مقیم تھا
چوں ز خالق می رسید اورا شمول
چونکہ اس تک اللہ تعالیٰ کی ہوا پہنچی تھی
ہمچنان کہ سہل شد ما را حضر
جیسا کہ ہمارے لئے اقامت آسان ہے
آچنانکہ عاشقی بر سروری
جیسا کہ تو سرور پر عاشق ہے
ہر ۲ کسے را بہر کارے ساختند
ہر ایک کو ایک کام کے لئے بنایا ہے
دست و پا بے میل جذباں کے شود
بغیر رجحان کے ہاتھ اور پاؤں کب ملتے ہیں
گر بہ بنی میل خود سوئے سما
اگر تو اپنا رجحان آسان کی طرف دیکھے
وہ بہ بنی میل خود سوئے زمین
اگر تو اپنا رجحان زمین کی طرف دیکھے
عاقلاں ۳ خود نوحہا پیشیں کنند
عقل مند پہلے سے رو لیتے ہیں
ز ابتداء کار آخر راہیں
کام کے شروع میں انجام کو دیکھ لے

۱ خلوت۔ یعنی گوشہ تنہائی ان کا
لوڑھنا بچھونا تھا۔ ندیم۔ ہم مجلس۔
شمول۔ شین کے زیر کے ساتھ شامل
ہوا۔ انفس۔ نفس کی جمع ہے سانس۔
حضر۔ اقامت سروری۔ سروری۔
آہنگری۔ لوہدا پن۔

۲ ہر کسے۔ حدیث شریف میں
ہے کُلِّ مَسْرُومٍ خَلْقٌ لَّہٗ۔ ہر
شخص کے لئے وہ کام سہل ہے جس
کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ دست
و پا۔ انسان کے ہاتھ پاؤں کسی کام
میں تب ہی حرکت میں آتے ہیں
جبکہ اس کام کی دلی خواہش ہوتی
ہے۔ گر بہ بنی۔ عالم بالا کی طرف
میلان سعادت کی علامت ہے اور
نیک کاموں کے صدور کا سبب ہے۔
دنیوی کاموں کی طرف میلان تباہی
کا سبب ہے۔

۳ عاقلاں۔ عقل مند وہ ہے جو تباہی
سے بچنے کی سبب کی اصلاح
کر لے۔ جاہل تباہی کے بعد روتا
ہے جو بے سود ہوتا ہے۔ ز ابتداء۔
دنیوی زندگی میں اگر آخرت کی
رسوائیوں سے نجات حاصل کر لے گا
تو حشر میں نام نہ ہوگا۔ دیدن زرگر۔
سند نے انجام پر نظر کر لی تو پریشانی
سے بچ گیا۔ غریب۔ چھٹی اس نے
سونا تولنے کا کانا مانگا تھا، سند نے
چھٹی سے انکار کیا۔ میزان۔ وہ اس
نے دوبارہ کانا مانگا تو سند نے کہا
میرے پاس جواز نہیں ہے۔

دیدن زرگر عاقبت کار را و سخن بر وفق عاقبت گفتن با مستغیر ترازو

سند کا انجام کار کو دیکھنا اور ترازو ماننے والے سے انجام کے مطابق بات کہنا

کہ ترازو وہ کہ بر سنجم زرے
کہ ترازو دیدے میں سونا تو لوں گا
گفت میزان وہ بریں تخر مایست
اس نے کہا ترازو دے دے اس سحرے پن میں نہ پڑ

آں یکے آمد بہ پیش زرگرے
ایک صاحب ایک سند کے پاس آئے
گفت رو خولجہ مرا غر بال نیست
اس نے کہا جناب! جائے میرے پاس چھٹی نہیں ہے

گفت جا رو بے ندارم دُر دکان
اس نے کہا میری دکان میں جھاڑو نہیں ہے
مَن ترا زوئے کہ میخوایم ہم بدہ
میں جو ترازو مانگتا ہوں وہ دیدے
گفت بشنوم سخن کر نیستم
اس نے کہا میں نے بات سن لی ہے میں بہر نہیں ہوں
ایں شنیدم لیک پیری مرتعش
میں نے سن لیا لیکن رعشہ ولا بوزحا ہے
فہم کردم لیک پیری ناتواں
میں سمجھ گیا لیکن تو کمزور بوزحا ہے
واں زر تو ہم قراضہ خرد و مُرد
تیرا سونا بھی ذرہ ذرہ کترن ہے
پس بگوئی خولجہ جا رو بے بیار
پھر تو کہیے گا جناب! جھاڑو لا دیجئے
چوں بروبی خاک را جمع آوری
جب تو جھاڑو لگا کر مٹی کو اکٹھا کر لے گا
تابہ بیزم خاک وز رجویم ازاں
تاکہ میں مٹی کو چھانوں اور اس میں سونا تلاش کروں
مَن ز اوّل دیدہ ام آخر تمام
میں نے شروع میں انجام دیکھ لیا ہے
ہر کہ اوّل میں بُود اُمّی بُود
جو شروع پر نظر کرنے والا ہوتا ہے اندھا ہوتا ہے
ہر کہ اوّل بنگرد پلایں کار
جو شروع میں انجام کو دیکھ لیتا ہے
حکم چوں بر عاقبت اندیشی ست
علم چونکہ انجام نبی پر ہے

گفت بس بس ایں مضاحک را ہمال
اس نے کہا بس بس یہ ٹھوکیں رہنے دے
خویشتن را کرا مکن ہر سو مجھ
اپنے آپ کو بہرا نہ بنا ہر طرف گریز نہ کر
تانہ پنداری کے بے معنیستم
تو ہرگز یہ نہ سمجھ کہ میں مہمل ہوں
دست لرزاں جسم تو نا متعش
تیرا ہاتھ لرزتا ہے تیرا جسم نہ اٹھنے والا ہے
دست از ضعف ست لرزاں ہر زماں
ہر وقت کمزوری سے تیرا ہاتھ کانپتا ہے
دست لرزد پس بریزد زر خرد
ہاتھ کانپے گا سونے کے ریزے گر جائیں گے
تا بجویم زر خود را در غبار
تاکہ میں مٹی میں اپنا سونا تلاش کر لوں
گویم غرباں خواہم ابے خری
مجھ سے کہے گا اے بھلے میں چھلتی چاہتا ہوں
کے بُود غربال مارا در دکان
ہماری دکان میں چھلتی کہیں ہو گی؟
جائے دیگر روا زینجا والسلام
یہاں سے دھری جگہ چلا جا ' والسلام
ہر کہ آخر میں چہ با معنی بُود
جو انجام کو دیکھنے والا ہوتا ہے اس قدر معقول ہوتا ہے
اندر آخر او نگرود شرمسار
آخر میں وہ شرمندہ نہیں ہوتا ہے
بادشاہی بندہ درویشی ست
شاہی ' درویشی کی غلام ہے

۱۔ کہہ بہرا۔ سو۔ یعنی میں کانٹا مانگتا ہوں تو چھلتی اور جھاڑو کی بات کرتا ہے۔ بے معنی۔ لافنی۔ بیوقوف۔ مہمل۔ مرتعش۔ رعشہ کا بہار جس کی وجہ سے ہاتھ ہلرہڑتے ہیں۔ متعش۔ گر کر اٹھ جانے والا۔

۲۔ فہم کردم۔ یعنی میں سمجھ گیا ہوں کہ تو سونا تو لےنے کے لئے کانٹا مانگ رہا ہے قراضہ۔ فتنہ کی کترن۔ خرد۔ مرد۔ ریزہ ریزہ۔ پس۔ یعنی جب وہ سونے کے ریزے گر جائیں گے تو ان کو سونے کے لئے جھاڑو مانگے گا اور چھاننے کے لئے چھلتی مانگے گا۔ خری۔ لائق۔

۳۔ مَن زلزل۔ میں پہلے ہی یہ ساری باتیں سمجھ گیا ہوں اور تیرے معاملہ کا انجام مجھے نظر آ گیا ہے لہذا میں نے انجام پر نظر کر کے تجھے جوابات دیئے تھے۔ ہر کہ۔ جو ابتدا کار کو دیکھے اور انجام پر نظر نہ کرے وہ اندھا ہے عقلمند وہی ہے جو آغاز میں انتہا پر نظر کرے حکم چوں۔ جبکہ مدلا آخر پر ہے اور بادشاہی کا انجام بھی دنیا سے حمید ست جاتا ہے اور درویش پہلے ہی سے دنیا سے دُشمن رہا ہو جاتا ہے لہذا درویشی بادشاہی سے افضل ہے۔

عاقبت بیناں بوند اہل رِشاد درگروا للہ اعلم بالسَّداد
ہدایت یافتہ انجام کو دیکھنے والے ہوتے ہیں خوب سمجھ لے، خدایا کو خوب جانتا ہے
اس سخن پایاں ندارد راز گو قصہ آں مرد زاہد باز گو
اس بات کا اخیر نہیں ہے نہایت اس زہد مرد کا قصہ پھر کہہ
گن تمام اکنوں حدیث شیخ فرد کاندراں کہسار بودش خواب او خورد
آب یکتا شیخ کی بات پوری کر جس کا رہن سہن اور کھانا پینا پہاڑ میں تھا

بقیہ قصہ آن زاہد کو ہی کہ نذر کردہ بود کہ میوہ کو ہی از درخت
پہاڑ میں رہنے والے اس عبادت گزار کا بقیہ قصہ جس نے مت مان لی تھی کہ میں
بازنگیرم و درخت رانفشانم و کسے رانگویم بصریح و کنایت
درخت سے پہاڑی میوہ نہ توڑوں گا اور درخت کو نہ جھاڑوں گا اور کسی سے صاف اور
کہ بیفشال و آں را بخورم کہ باد از درخت افگندہ باشد
اشارہ میں نہ کہوں گا کہ تو جھاڑ دے اور اس کو کھاؤں گا جس کو ہوا درخت سے گرا دے گی

۱۔ اشجار۔ شجر کی جمع ہے درخت۔
ثمار۔ ثمرۃ کی جمع ہے پھل۔
وہما۔ ہمیشہ کچنم۔ یعنی میں درخت
سے پھل نہ توڑوں گا۔ کل صین۔ کسی
وقت۔ متعش۔ قائم کھڑا۔

۲۔ استثناء۔ وعدہ اور عہد میں لفظ
ان شاء اللہ کہنا۔ گرجا خواہد۔ یا انشاء
اللہ کا ترجمہ ہے۔

اندراں گہ بود اشجار و شمار سبب و امرود و انار بے شمار
اس پہاڑ میں درخت اور پھل تھے بے شمار سبب، اور امرود، اور انار تھے
قوت آں درویش بوداں میوہا غیر آں چیزے نخور دے دایما
اس درویش کی خوراک اور پھل تھے ان کے علاوہ وہ کبھی کوئی چیز نہ کھاتا
گفت آں درویش یارب باتو من عہد کردم کہ کچنم در زمن
اس درویش نے کہا: اے اللہ! میں نے تجھ سے عہد کیا ہے کہ میں کسی وقت بھی پھل نہ توڑوں گا
خود کچنم میوہ را در کل حصی نیز غیرے رانگویم کہ بچیں
میں کسی وقت بھی خود پھل نہ توڑوں گا دوسرے سے بھی نہ کہوں گا کہ توڑ دے
جز ازاں میوہ کہ باد انداز دہ من کچنم از درخت متعش
اس پھل کے علاوہ جس کو ہوا گرا دے میں کھڑے درخت متعش
مدتے بر نذر خود بودش وفا تا درآمد امتحانات قضا
ایک زمانہ تک یہ اپنے عہد کا پابند تھا یہاں تک کہ قضاء خدوندی سے آزمائش آگئیں
زیں سبب فرمود استثناء ۲ کدید گر خدا خواہد بہ پیماں بر زیند
اس وجہ سے فرمایا ہے کہ استثناء کر لو اگر خدا نے چاہا عہد میں لگا لو

زانکہ حکم کار در دست من است
کیونکہ معاملہ کا فیصلہ میرے ہاتھ میں ہے
ہر زماں دل را دگر میلے دہم
میں ہر وقت دل میں ایک دوسری خواہش پیدا کر دیتا ہوں
کُلِّ اصْبَاحٍ لَنَا شَانٌ جَلِيْدٌ
ہر صبح کو ہماری نئی شان ہے
وَرَحَدِيْثِ اَمَدٍ کہ دل پہنچوں پرست
حدیث شریف میں آیا ہے کہ دل پر کی طرح ہے
بادِ پَر را ہر طرف راند گزاف
ہوا پر کو خولہ خولہ ہر طرف لے جاتی ہے
وَرَحَدِيْثِ دِيْگَرِ اِيْں دِل دَالِ پُتَالِ
دوسری حدیث میں ہے اس دل کو ایسا سمجھ
ہر زماں دل را دگر رائے بُود
ہر لمحہ دل کی ایک دوسری رائے ہوتی ہے
پس چرا اِيْمَن شوی بر رائے دِل
تو " تو دل کی رائے پر کیوں مطمئن ہوتا ہے
۶ نہم ۳ از تاثیر حُکْمِ سِت و قَدَر
یہ بھی اللہ کے حکم اور تقریر کی تاثیر کی وجہ سے ہے
نہیست خود از مُرغِ پَرِ اِلِ اِيْن عَجَب
کیا اڑنے والے پرندے سے یہ تعجب کی بات نہیں ہے؟
اِس عَجَب کہ دامِ بَیْنَدِ ہَم وَتَد
یہ تعجب ہے کہ وہ جال اور کھوئی دیکھتا ہے
چشمِ باز و گوشِ باز و دامِ پِیْشِ
آنکھیں کھلی ہوئی ہیں اور کان کھلے ہوئے ہیں اور سامنے جال ہے

اختیارِ جُمَلِ گالِ پَسْتِ اَمَنِ سِت
سب کا اختیار میرے ماتحت ہے
ہر نفسِ بر دل دگر داغے نہم
ہر سانس میں دل پر ایک دوسرا داغ لگا دیتا ہوں
کُلِّ شَیْءٍ مُرَادِیْ لَا یَحِیْدُ
کوئی چیز میرے ارادہ سے انحراف نہیں کرتی ہے
درِ بیا بانے اسیرِ صرِ صرِ یست
جو میدان میں آندھی کا پابند ہے
گہ چپ و گہ راست با صد اختلاف
سیٹلزوں مختلف طریقوں سے کبھی بائیں کبھی دائیں
کاب جو شاں ز آتش اندر قازِ غالِ
جیسا کہ دیگ میں جوش مالتا ہوا پانی
آل نہ از وے لیک از جائے بُود
وہ اس کی جانب سے نہیں بلکہ دوسری جگہ سے ہوتی ہے
عہدِ بندی تا شوی آخرِ خجلِ
تو عہد کر لیتا ہے تاکہ آخر میں شرمندہ ہو
چاہِ می بنی و نتوانی حذر
تو کنواں دیکھتا ہے اور بچ نہیں سکتا ہے
گونہ بَیْنَدِ دام و اُفتد درِ عَطَبِ
کہ وہ جال نہیں دیکھ پاتا اور ہلاکت میں گرتا ہے
گر بخوابد و رِخوابد می فتد
خولہ چاہے یا نہ چاہیے بچھڑ جاتا ہے
سُوئے دالے می پردِ با پَرِ خویشِ
اپنے ہی بازوؤں سے جال کی جانب پرواز کرتا ہے



۱ پست۔ ماتحت۔ ہر زماں۔
حدیث میں ہے اِنَّ قُلُوْبَ بَنِي
اَدَمَ كُلُّهَا تَيْنِ اصْبَحَيْنِ مِنْ اَصْبَحِ
الرَّحْمَنِ كَقَلْبٍ وَاحِدٍ يَضْرِبُهُ
كَفِّفَ نَشَاءٍ یعنی انسانوں کے سب
قلب اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے
درمیان اس طرح سے ہیں جیسا کہ
ایک قلب ان کو جس طرح چاہتا ہے
لٹکا پٹکتا ہے۔ کل اصباح۔ قرآن
پاک میں ہے کُلُّ يَوْمٍ هُوَ فِیْ
شَأْنٍ یعنی ہر دن اللہ کی ایک نئی شان
ہے۔ و حدیث آمد۔ حدیث شریف
ہے مَثَلُ قَلْبٍ كَرِيشَةٍ فِیْ فَلَاجٍ
تَقْلِبُهَا الرِّیَاحُ كَفِیْفَ نَشَاءٍ یعنی دل
کی مثال میدان میں پڑے ہوئے پر
کی سی ہے جس کو ہوا میں جس طرف
کو چاہتی ہیں پلٹ دیتی ہیں۔
۲ و حدیث دیگر حدیث شریف
ہے قَلْبُ الْمُؤْمِنِ اَشَدُّ غَلِيْقًا مِنْ
الْقَلْبِ۔ مومن کا دل ہاڈی سے بھی
زیادہ جوش کھاتا ہے یعنی ایک حال پر
نہیں رہتا کبھی اس میں لبال آتا ہے
کبھی بجھاؤ آتا ہے قاز خان۔ اور
کر گان ترکی لفظ ہے کر خالی اور
دیگ کو کہتے ہیں جائے بود۔ یعنی
قلب میں یہ کیفیات اللہ تعالیٰ پیدا
فرماتا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ یا
کسی دیگر بزرگ کا قول ہے
عَرَفْتُ رَتْبِيْ بِفَسْخِ الْعَزَائِمِ
میں نے اپنے خدا کو لادلوں کی تہذیب سے
پچھچھاننا۔
۳ ۶ نہم۔ یعنی بغیر انشاء اللہ کے
عہد کرنا اور پھر اس کے ٹوٹنے پر
شرمندہ ہونا۔ وند۔ وہ کھوئی جس میں
جال کا سرا باندھتے ہیں۔ چشم باز۔
پرند کے سب ہوش و حواس درست
ہوتے ہیں اور پھر اپنے اختیار سے
جال میں پھنستا ہے۔

تشبیہ ۱۔ بند دام قضا بصورت پنہاں و اثر پیدا
قضائے خداوندی کے جال کی تشبیہ جو ظاہر میں پوشیدہ ہے اور اثر ظاہر ہے

۱۔ تشبیہ قضا خداوندی پوشیدہ ہے اور اس کا اثر ظاہر ہوتا ہے اسی طرح عشق کا معاملہ ہے۔ دلق۔ گذری۔ بلا۔ یعنی عشق۔ نگار۔ معشوق۔ نقش۔ آتش۔ قاش۔ بضم۔ قاف کی جمع ہے گھر کا سلمان ریشین قیمتی کپڑا۔

۲۔ مریش۔ یہ لفظ شمن ضمیر سے جو کہ مہتر زادہ کی طرف لفتی ہے اور مرے جو کہ مرا کا لالہ ہے اور جھگڑے کے معنی میں آتا ہے سے مرکب یعنی اس مہتر زادہ سے ہر شخص اختلاف اور نزاع کرتا تھا اس وجہ سے اس کا دل اور زخمی تھا۔ کام۔ مراوا۔ مقصد۔ ادبار دار۔ بد بختانہ کیا۔ بزرگ، معظم۔ ہمت۔ بزرگوں کی روحانی توجہ۔

۳۔ دست باز۔ یعنی اس مہتر زادے کے نہ ہاتھ میں بیڑی تھی نہ پاؤں میں زنجیر عشق کی ناپید بیڑیاں تھیں۔ موکل مقرر کردہ شخص۔ سپاہی۔ مناس۔ بچاؤم کی جگہ۔ مخفی۔ پوشیدہ۔ صفی۔ برگزیدہ۔ مومن۔ چھپنے کی جگہ۔ برتو۔ عشق کی زنجیریں لوہے کی زنجیروں سے بھی زیادہ سخت جھوٹی ہیں اور عشق کا قید خانہ عام قید خانوں سے زیادہ سخت ہے۔ لوہے کی زنجیر کو لہد کاٹ سکتا ہے اور عام قید خانوں میں کو سہل لگایا جاسکتا ہے لیکن عشق کے معاملہ میں یہ ممکن نہیں ہے۔

بگر اندر دلق مہتر زادہ
ایک امیر زادہ کو گذری کے اندر دیکھ
در ہوائے یک نگارے سوختہ
وہ ایک معشوق کے عشق میں تباہ ہے
خوار گشتہ درمیل قوم خویش
اپنی قوم میں ذلیل ہو گیا ہے
خان و ماں رفتہ شدہ بدنام و خوار
گھر بار جا چکا ہے وہ بدنام اور ذلیل ہو گیا ہے
زائدے بیند بگوید اے کیا
کسی بزرگ کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے اے بزرگ!
کاندریں ادبار زشت افتادہ ام
کہ میں اس بری نحوست میں پھنسا ہوں
ہمتے تلوکہ من زیں وار ہم
توجہ دیجئے شاید میں اس نجات پا جاؤں
اس دعامی خواہد او از عام و خاص
وہ ہر خاص و عام سے یہ دعا چاہتا ہے
دست باز و پایے بازو بندنے
ہاتھ کھلے ہوئے اور پاؤں کھلے ہوئے اور کوئی قید نہیں ہے
از کدا میں بندی جوئی خاص
تو کس بیڑی سے خلاصی کا جویاں ہے؟
بند تقدیر و قضائے مختفی
تقدیر کی بیڑی اور پوشیدہ تقدیر
گرچہ پیدا نیست آل در کمین ست
اگرچہ وہ ظاہر نہیں ہے پوشیدہ ہے

سر برہنہ در بلا افلاہ
نگے سر ہے مصیبت میں پڑا ہے
آتش و املاک خود بفر و ختمہ
اپنا سلمان اور جائیداد بچ چکا ہے
مرہمش نایاب دل ریش از مریش
اور دل اس کے انکار سے زخمی اور اس کا مرہم نایاب ہے
کام دشمن می رود ادبار وار
منہوش دشمن کے مقصود کے مطابق چلن اختیار کئے ہوئے
ہمتے می دار از بہر خدا
خدا کے لئے توجہ دیجئے
مال و زر و نعمت از کف دادہ ام
مال و زر اور نعمت ہاتھ سے دے چکا ہوں
زیں گل تیرہ بود کہ بر جہم
ہو سکتا ہے کہ میں اس کالی کچڑے سے نکل جاؤں
تا کہ یا بدیک دے از غم خلاص
تا کہ تھوڑی دیر کے لئے غم سے نجات حاصل کر لے
نے موکل بر سرش نے آنے
نہ اس کے سر پر کوئی سپاہی ہے نہ بیڑی
وز کدا میں جس میںخواہی مناس
اور تو کوئی قید سے چھٹکارا چاہتا ہے؟
کہ نہ بینداں بجز جان صفی
جس کو برگزیدہ ہستی کے علاوہ کوئی نہیں دیکھ سکتا
برتر از زندان و بند آہن ست
لیکن قید خانہ اور بیڑی سے بڑھ کر ہے

زانکہ آہنگر مرآں ریشکند

کیونکہ لوہہ اس کو توڑ دیتا ہے

اے عجب ایں بند پنہل گراں

تجب ہے یہ پوشیدہ بھاری بیزی

دیدن آں بند احمد را رسد

اس پھندے کو دیکھنے کا احمد کو حق ہے

دید بر پشت عیال بلہب

انہوں نے ابلہب کی بیوی کی کمر پر دیکھا

جبل و ہیزم را جز آں چشمے پدید

ری اور گنجر کو اس آنکھ سے سوا کسی نے نہ دیکھا

باقیاش جملہ تاویلے ۲ کنند

ان کے سوا سب تاویل کرتے ہیں

لیک ۳ از تاثیر آں پشتش دو تو

لیکن اس کی تاثیر سے اس کی کمر دوہری

کہ دُعائے ہمتے تا وارہم

کہ دعا ' توجہ تاکہ میں چھوٹ جاؤں

آنکہ بیند ایں علامتہا پدید

جو ان علامتوں کو کھلا دیکھتا ہے

داند و پوشد بامر ذوالجلال

وہ جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے چھپاتا ہے

ایں سخن پایاں نذر دآں فقیر

اس بات کا غاتمہ نہیں ہے وہ درویش

خضرہ گر ہم خشت زنداں برگند

کو میل گانے والا قید خانہ کی اینٹ اکھاڑ دیتا ہے

عاجز از تسکیر آں آہنگراں

اس کے کاٹنے سے لوہہ عاجز ہیں

برگلوئے ستہ جبل من مسد

جو مونج کی ری گلے میں بندھی ہوئی ہے

تنگ ہیزم گفت جمالہ خطب

ایندھن کا گنجر ' فرمایا ' ایندھن اٹھانے والی ہے

کہ پدید آید بروہر نا پدید

جس کے لئے ہر پوشیدہ چیز ظاہر ہو جاتی ہے

کایں ز بیہوشیست وایشاں ہوشمند

کیونکہ یہ دید بیہوشی میں ہوتی ہے اور ہوشمند میں

گشتہ و نالال شدہ در پیش او

ہو رہی ہے اور وہ اس کے سامنے رو رہا ہے

تا ازیں بند نہاں بیروں جہم

تاکہ اس پوشیدہ بیزی سے میں باہر نکل آؤں

چوں نداند و شقی را از سعید

وہ بد بخت اور نیک بخت کی کیوں نہ دیکھ لے گا؟

کہ نباشد کشف راز حق حلال

کیونکہ اللہ تعالیٰ کے راز کھلانا جائز نہیں ہے

از مجاعت شد زبون و تن اسیر

بھوک سے کمزور ہو گیا اور جسم قیدی تھا

مضطرب شدن آن فقیر نذر کنندہ بکندن امروہ از درخت

اس عہد کرنے والے درویش کا درخت سے امروہ توڑنے پر مجبور ہو جانا

و گوشال حق تعالیٰ رسیدن بے مہلت برو

اور بغیر تاخیر کے اس پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے گوشالی کا پہنچنا

تسکیر۔ توڑنا۔ دیدن آں بند۔

یعنی مخفی بند کو آنحضور علیہ السلام اور

اولیاء دیکھ سکتے ہیں آنحضور کی بیوی کی گردن

جوام جمیل ابلہب کی بیوی کی گردن

میں تھی اور اس گنجر کو جس کی کمر پر تھا

دیکھ رہے تھے حملہ الخطب۔ سورہ

تبت میں ابلہب کی بیوی ام جمیل

بنت حرب کے بارے میں حمله

الخطب فی جلیھا جبل من

مسد آیا ہے۔ یعنی وہ لکڑیوں کا گنجر

اٹھانے والی ہے اس کے گلے میں

مونج کی ری سے مختصرین نے اس

کی مختلف تاویلیں کی ہیں مولانا

فرماتے ہیں تاویلوں کی ضرورت نہیں

آنحضور کو یہ چیزیں نظر آتی تھیں۔

۲ تاویل۔ مختصرین نے گھر سے

بارگاہ یا چٹوڑی اور ری سے جہنم کا

طوق مروا لیا ہے۔ کان ایں۔ ان

چیزوں کا دیدار اس وقت ہوتا ہے جبکہ

انسان دنیاوی حواس ختم کر کے خود

فراموشی اختیار کر لے۔ وایشاں۔ ان

تاویل کرنے والوں کے ظاہری ہوش

دھواں ہیں۔

۳ لیک۔ یہاں سے پھر امیر زادہ

کا حال شروع کیا ہے۔ پیش اور زلمہ

کے سامنے آنکھ جن کو اللہ تعالیٰ نے

نور بصیرت عطا فرمایا ہے وہ سب

علامتیں دیکھ لیتے ہیں اور شقی و سعید

میں فرق کر لیتے ہیں۔ داند۔ لیکن

اصحاب بصیرت اللہ کے راز ظاہر نہیں

کرتے ہیں۔ مجاعت۔ بھوک

گوشال۔ سزا یعنی ان بزرگ کو عہد

مثنوی کی یہ سزا ملی کہ چوری کے الزام

میں ان کا ہاتھ کٹا۔

ز آتش جوعش صُوری می گریخت

اس کی بھوک کی آگ سے صبر بھاگتا تھا

باز صبرے کرد و خود را در کشید

پھر صبر کیا اور اپنے آپ کو روکا

طبع را بر خوردنِ آں چیر کرد

طبیعت کو اس کے کھانے پر غالب کر دیا

کرد زاهد راز نذرش بیوفا

زہد کو عہد سے بے وفا بنادیا

گشت اندر نذر و عہد خویش سُست

اپنی منت اور عہد میں کمزور پڑ گیا

چشم او بکشاد و گوش او کشید

جس نے اس کی آنکھیں کھولیں اور کان کھینچے

امتحانہا ہست در راہ اے پسر

اے صاحبزادے! راہ میں ان کے بہت امتحان ہیں

تائمانی شرمسار و مطمئن

تاکہ تو شرمندہ اور مصیبت میں مبتلا نہ ہو

بر خطر منشین و بیروں جہ ہلا

خبردار! خطرے میں نہ پڑ اور باہر نکل

لیکن حق تا خود کرا بد سبق

لیکن دیکھا اللہ تعالیٰ کس کو سبقت کرنے کی توفیق دیتا ہے

نذرہا کردیم در سر بارہا

بارہا پوشیدہ طور پر منتیں مانیں

عاجزیم و ناتوان و مضطربیم

ہم تو عاجز اور ناتواں اور مجبور ہیں

وائے برما زانکہ رسوائی بُود

ہم پر افسوس ہے کیونکہ رسوائی ہو گئی

پنجرہ وزاں باد امرودے نریخت

ہوا نے پانچ دن تک کوئی امرود نہ ہلایا

بر سر شاخ مرودے چند دید

اس نے ایک شاخ پر کئی امرود دیکھے

باد آمد شاخ را سر زیر کرد

ہوا چلی شاخ کو نیچے جھکا دیا

جوع و ضعف و قوت جذب قضا

بھوک اور کمزوری اور قضا کی کشش کی طاقت نے

چونکہ از امرود بن میوہ شکست

جب امرود کے درخت سے پھل توڑا

ہم در اں دم گوشال حق رسید

فوراً اللہ تعالیٰ کی بلاجب سے گوشال ہوئی

مخلصاں باشند دایم در خطر

مخلصین ہمیشہ خطرے میں ہوتے ہیں

عہد راباید وفا اے جان من

اے جان من! عہد کو پورا کرنا چاہیے

یا ممکن نذرے کہ نتوانی وفا

یا وہ عہد ہی نہ کر جس کو تو پورا نہ کر سکے

نذر راباید وفا در راہ حق

اللہ تعالیٰ کی راہ میں عہد پورا کرنا چاہیے

عہد ہا بستیم بس در کارہا

ہم نے بہت سے کاموں کے عہد کئے

قوت آں کو کہ پیاں آوریم

وہ طاقت کہاں ہے کہ ہم پورا کریں

گر نہ فصلت دستگیر ما شود

اے اللہ اگر تیری مہربانی ہماری دستگیری نہ کرے

۱۔ پنجرہ۔ پانچ دن بھوکا رہنے

۲۔ ان میں صبر کی طاقت نہ رہی۔

در کشید۔ یعنی امرود توڑنے سے اپنے

آپ کو باز رکھا۔ طبع۔ یعنی طبیعت

غالب آگئی اور صبر مغلوب ہو گیا۔

بیوفا۔ ان بزرگ نے عہد کیا تھا کہ کوئی

پھل خود توڑ کر نہ کھائیں گے۔

۳۔ امرود بن۔ امرود کا درخت۔

بکشد۔ آئیں اپنی غلطی نصیر آگئی۔

مخلصاں۔ مشہور مقولہ ہے نزدیکان را

بیش جود حیرانی جو بارگاہ کے مقرب

ہوتے ہیں ان کی بڑی آزمائشیں

ہوتی ہیں۔ مطمئن۔ مبتلا۔

۴۔ ایک۔ عہد کی وفا ضروری ہے

لیکن یہ بھی خداوندی توفیق ہی سے ہو

سکتا ہے عہد ہا۔ یہاں سے مولانا نے

اپنے عہدوں کی وفا کی دعا شروع کر

دی ہے پیاں۔ یعنی عہدوں کو انجام

تک پہنچانا۔ مضطر۔ مجبور۔ گرنہ

فصلت۔ اگر عہد پورا نہ کرے

لئے اللہ کا فضل شامل حال نہ ہوگا تو

احوال سوائی ہوگی۔

نذر ما ربا وفا پیوستہ دار
ہمارے عہد کو وفا سے جوڑ دے
باز گشتم سوئے قصہ کاں فقیر
قصہ کی طرف میں پھر پلٹا کہ اس درویش نے
غیرت حق گوشمالش داد زود
اللہ تعالیٰ نے غیرت سے فوراً اس کو سزا دی
جمعے از دُز داں بُدند آنجا مگر
وہاں چوروں کا ایک گروہ تھا شاید
اتفاقاً دُزد چندے تاختند
اتفاقاً چند چور بھاگے

مُتہم کردن شیخ ربا دُز داں و بُریدن دستش را
اس درویش کو چوروں کے ساتھ مہتمم کرنا اور اس کا ہاتھ کاٹنا

بیست از دُز داں بدند آنجا ویش
وہاں بیس اور کچھ زیادہ چور تھے
شحنہ را غماز آگہ کردہ یود
شحنہ کو خبر نے خبر دیدی تھی
شحنہ ۲ حالی عزم آں کہسار کرد
کٹوال نے فوراً اس پہاڑ کا قصد کیا
پس بفرمود از غضب جلا درا
پھر غصہ سے جلا دے حکم دیا

ہم بدانجا پائے چپ و دست راست
اس جگہ بائیں پاؤں اور داہنا ہاتھ
دست زائد ہم بریدہ شد غلط ۳
غلطی سے شیخ کا ہاتھ بھی کاٹ دیا گیا
در زماں آمد سوارے بس گزیر
فوراً ایک معزز سوار آیا

عہد ما را از کرم دار اُستوار
کرم کر کے ہمارے عہد کو مضبوط کر دے
عہد چوں بشکست دردم شد اسیر
جیسے ہی عہد توڑا فوراً قیدی بن گیا
زانکہ فرمودست اوفوا بالعقود
کیونکہ اس نے فرمایا عہدوں کو پورا کرو
درمیاں آورده بے مریم و زر
وہ لاتعداد اور سونا لائے تھے
واندرں کہسار مسکن ساختند
اور اس پہاڑ میں انہوں نے ٹھکانا بنا لیا

دال و بُریدن دستش را
دال و بُریدن دستش را

بخش می کردند مسروقات خویش
اپنی چوری کا مال بانٹ رہے تھے
مردم شحنہ در افتادند زود
مردم شحنہ کے آدمی جلد آ پہنچے
جملہ را بگرفت و بست آں شیر مرد
جملہ کو گرفتار کر لیا اور باندھ لیا
دست و پایی ہر یک از تن گن جدا
ہر ایک کے ہاتھ اور پاؤں بدن سے جدا کر دے

جملہ را برید و غوغائے نجاست
سب کا کاٹ دیا اور شور برپا ہو گیا
پاش را می خواست ہم کردن سقط
پاؤں کو بھی اس نے بیکار کرنا چاہا
بانگ برزد برعوال کاے سگ بین
سپاہی پر چیخا اے کتے! دیکھ خبردار

۱۔ آنجا۔ یعنی اس علاقہ میں۔
بے مر۔ بے حد۔ مسروقات۔ چرائی
ہوئی چیزیں۔ شحنہ کٹوال۔ غماز۔
چلتی و پھرتی۔

۲۔ شحنہ کٹوال نے سب پاؤں کو
کو پکڑ کر باندھ لیا۔ جلا دے۔ سزاؤں کو
جلدی کرنے والا۔ ہم۔ یعنی جلا دے
فوراً ہر ایک کا داہنا ہاتھ اور بائیں پاؤں
کاٹ دیا۔ غوغا۔ شور و غل۔

۳۔ غلط۔ یعنی اس شبہ میں کہ وہ
بھی چور ہے۔ سقط۔ بیکار چیز۔
دردماں۔ کوئی مرد غیب جلا دہ سپاہی پر
چیخا۔

دست او راتو چرا کر دی جدا
تو نے اس کا ہاتھ کیوں جدا کیا؟
پیشِ شخہ داد آگاہش تفت
کھول کے پاس اس کو فوراً مطلع کیا
کہ ندائتم خدا برمن گواہ
کہ مجھے علم نہ تھا 'خدا میرا گواہ ہے'
اے کریم و سرور اہل بہشت
اے بزرگ اور جنتیوں کے سرور!
می شناسم من گناہ خویش را
میں اپنے گناہ کو جانتا ہوں
پس یمنیم بُردوا دستان او
اس لئے اس کے حکم انصاف نے میرا ہاتھ کاٹ دیا
تا رسید آں شومی جرأت بدست
اس جرأت کی نخوت ہاتھ کو پہنچی
باد اے والی فدائے حکم دوست
اے حاکم! دوست کے حکم پر قربان ہیں
تو نداستی ترا نبود و بال
تو نہ سمجھا 'تجھ پر وبال نہ ہو گا'
با خدا سامان پیچیدن کر است
خدا سے الجھنے کا کس کو حوصلہ ہے
کہ بریدہ خلق او ہم خلق او
خلق ہی نے اس کا گلا کاٹا ہے
برکنار بام محبوب قفص
بالا خانے کے کندے پر پنجرے کا قیدی ہے
گشتہ از حرص گلوما خود شست
خلق کی حرص کی وجہ سے کانٹے میں پھنسی ہے

ایں فلاں شیخ ست و ابدالِ خدا
یہ فلاں بزرگ 'لہر خدا کے ابدال میں سے ہے'
آں عواں بدرید جامہ تیز رفت
اس سپاہی نے کپڑے پھاڑے اور تیزی سے بھاگا
شخہ آمد پا برمنہ عذر خواہ
کھول گئے پاؤں معافی مانگتے آیا
ہیں بکل گن مرمر ازیں کار زشت
اس برے کام کی مجھے ضرور معافی دیجئے
گفت ۲ می دانم سبب ایں نیش را
انہوں نے کہا میں اس زخم کا سبب جانتا ہوں
من شکستم حرمت ایمان او
میں نے اس کی قسموں کی حرمت کو توڑا
من شکستم عہد و دانستم بدست
میں نے اس کو عہد توڑا اور میں جانتا تھا یہاں
دست ماہ پللی ما و مغزو و پوست
ہمارے ہاتھ اور ہمارے پاؤں اور مغزو و پوست
قسم ۳ من بود ایں ترا کردم حلال
یہ میرا نصیب تھا میں نے تجھے معاف کیا
وانکہ او دانست او فرمانروا ست
وہ جو جانتا تھا کہ وہ حاکم ہے
اے بسا مرغ پرندہ دانہ جو
بسا اوقات دانہ تلاش کرنے والے پرندے کے
اے بسا مرغِ زمعدہ وز مغص
بسا اوقات پرندہ معدے اور آنٹوں کی آٹھن سے
اے بسا ماہی در آب دور دست
بسا اوقات مچھلی گہرے پانی میں

۱۔ ابدال۔ اولیاء کی ایک خاص جماعت ہے۔ جدا۔ یعنی کاٹ کر۔
عواں۔ سپاہی۔ تفت۔ گرم۔ بکل۔ گن۔ معاف کر دے۔
۲۔ گفت۔ شیخ نے کہا ہاتھ کٹنے کا اصل سبب میں جانتا ہوں۔ ایمان یمن کی جمع ہے قسم عہد۔ یمن۔ دانا ہاتھ۔ بدست۔ پہلے مصرع کی آخر میں بمعنی برا ہے اور دوسرے کے آخر میں بدست بمعنی ہاتھ۔
۳۔ قسم۔ حصہ۔ فرماں روا۔ یعنی خدا تعالیٰ۔ کہ بریدہ یعنی خلق کی خواہش 'گلا کٹنے کا سبب بنی ہے۔ مغص۔ پیٹ کا درد آٹھن۔ قفص۔ صاد اور سین دونوں سے صحیح ہے دور دست۔ دور دراز گہرے شست۔ چھلکی پکڑنے کا کاٹنا۔

اے بسا مستور! در پردہ بدہ
بسا اوقات عورت پردے میں چھپی ہوئی
اے بسا قاضی جرنیک خو
بسا اوقات نیک عادت 'علامہ' قاضی
اے بسا حاجی بج رفته بعشق
بسا اوقات عشق کی وجہ سے حج میں گیا ہوا حاجی
بلکہ در ہاروت و ماروت آل شراب
بلکہ ہاروت و ماروت کے لئے وہ نشہ
بایزید! از بہر ایں کرد احتراز
بایزید نے اسی لئے پرہیز کیا
از سبب اندیشہ کرداں ذولباب
ان عقلمند نے سبب سو چاتو
گفت تا سالے نخواہم خورد آب
کہا میں ایک سال تک پانی نہ پیوں گا
ایں کمینہ جہد او بد بہر دس
دین کے لئے یہ ان کی معمولی کوشش تھی

چوں یرید شد برای خلق دست
جب خلق کی وجہ سے ہاتھ کاٹا گیا
آچنیں باشد چو یک در بستہ شد
ایسا یہ ہوتا ہے جب ایک دھواڑہ بند ہوتا ہے

شوئی فرج و گلو رسوا شدہ
شرمگاہ اور خلق کی بدبختی سے رسوا ہوئی ہے
از گلوئی رشوتے او زرد رو
رشوت خور 'خلق کی وجہ سے وہ شرمندہ ہوا ہے
وقت باز آمد شدہ او یار فسق
واپسی کے وقت 'فسق و فجور کا ساتھی بنا ہے
از عروج چرخ شال شد سد باب
آسمان پر چڑھنے سے ان کے لئے مانع بنا
دید در خود کاہلی اندر نماز
کہ انہوں نے اپنے اندر نماز میں سستی دیکھی
دید علت خوردن از بسیار آب
زیادہ پانی پینے کو سب سمجھا
آچنناں کرد و خدایش داد تاب
ایسا ہی کیا اور خدائے ان کو طاقت عطا فرمائی
گشت او سلطان و قطب العارفین
وہ شاہ اور قطب العارفین بنے

مرد زاہد را در شکوی بہ بست
بزرگ انسان کے لئے شکوے کا دھواڑہ بند ہو گیا
صد در دیگر براؤ اشکستہ شد
اس پر دوسرے سینکڑوں دھواڑے کھل جاتے ہیں

کرامت شیخ قطع و زنبیل بافتن او بد و دست در خلوت
نئے شیخ کی کرامت اور تنہائی میں ان کا دونوں ہاتھوں سے جھولی بننا

شیخ قطع گشت نامش پیش خلق
لوگوں میں ان کا نام نکلا شیخ پڑ گیا
گر تو نام اولش خواہی روان
اگر تو ان کا پہلا نام لینا چاہیے
کرد معروفش بدیں آفات خلق
ان کو خلق کے مصائب نے اس نام سے مشہور کر دیا
ہیں برویو الخیر تینا تمیش خواں
ابوالخیر تینائی کہہ لے

۱۔ مستور پوشیدہ۔ جر۔ یہودی
عالم براعالم۔ سد باب۔ دھواڑے کی
روک ٹانگ۔

۲۔ بایزید۔ بطائی گوا یکبار نماز
میں سستی کا احساس ہوا اس کے سبب
پر غور کیا تو پان پینے کی کثرت کو سمجھا
چنانچہ عہد کر لیا کہ ایک سال پانی نہ
پیوں گا۔ ذولباب۔ عقلمند۔ تاب۔
طاقت۔ ایں کمینہ۔ دین کی خاطر
انہوں نے یہ اپنی ہی بات کی تھی جس
کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر ایسا
فضل کیا کہ اگر قطب العارفین کا وجہ
دستیا۔

۳۔ چوں نہ بد۔ پھر ان ہی بزرگ
کا تذکرہ شروع کیا ہے کہ چونکہ وہ
جانتے تھے کہ ان کی عہد شکنی کی یہ سزا
سے لہذا انہیں کوئی شکوہ نہ ہوا۔ ایں
چنیں۔ قدرت ایک ذریعہ بند کرنی
سے سو دیگر ذرائع پیدا فرمادیتی ہے۔
قطع۔ یعنی دست بریدہ نکلا۔ گر تو۔ یہ
بزرگ شیخ قطع کہلانے لگے تھان کا
اصل نام ابوالخیر تھا اور تینات
گاؤں کے ہوا لے تھے۔

در عریش اور ایک زائر بیافت

جھوپڑی میں ایک ملاقاتی نے ان کو پایا

گفت اور اکاے عدو جان خویش

انہوں نے اس سے کہا اے اپنی جان کے دشمن

اس چرا کر دی شتاب اندر سباق

آگے بڑھنے میں تو نے جلدی کیوں کی؟

پس تبسم کر دو گفت اکنون بیا

تو وہ بے اور فرمایا اب آجا

تا میرم من لگو ایں باکسے

جب تک میں نہ مردوں یہ کسی سے نہ کہنا

بعد ازاں قوم دگر از روزنش

اس کے بعد دوسرے لوگوں کے گھر کے صحن کے ذریعہ

گفت حکمت راتو دانی کردگار

انہوں نے فرمایا 'اے خدا! تو حکمت کو جانتا ہے

آمد الہامش کہ یک چند بُدند

ان کو الہام ہوا 'کچھ لوگ تھے

کہ مگر سالوس بُود او در طریق

کہ شاید وہ طریقت میں مکار تھا

من سخواہم کال رمہ کافر شوند

میں نے نہ چاہا 'کہ وہ جماعت منکر ہو

اس کرامت را بکر دیم آشکار

ہم نے یہ کرامت ظاہر کر دی

تا کہ ایں بیچارگان بد گماں

تا کہ یہ بدگمان بیچارے

من ترابے ایں کرامتہا پیش

میں نے انہیں پہلے ہی سے ان کرامتوں کے بغیر

کو بہر دو دست خود زنبیل بافت

کہ وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے جھولی بن رہے ہیں

در عریشم آمدی سر کردہ پیش

تو منہ اٹھائے میری جھوپڑی میں چلا آیا

گفت ازا فرراط مہر و اشتیاق

اس نے کہا کہ اشتیاق اور محبت کی زیادتی کی وجہ سے

لیک مخفی دار ایں ۲ راے اے کیا

لیکن اے بزرگ! اس کو پوشیدہ رکھ

نے قرینے نے چپے نے حسے

نہ ساتھی سے نہ دوست سے نہ کسی کمینہ سے

مطلع گشتند بر با فیدش

ان کے بننے سے باخبر ہو گئے

من گنم پنہاں تو کر دی آشکار

میں نے چھپایا تو نے ظاہر کر دیا

کاندریں غم بر تو منکرمی شدند

کو اس غم میں تمہارے منکر ہو گئے ہیں

کہ خدا رسواش کرد اندر فریق

کہ خدا نے لوگوں میں اس کو رسوا کیا ہے

وز ضلالت در گمان بد روند

گمراہی کی وجہ سے بدگمانی میں مبتلا ہوں

کہ دیہمت دست اندر وقت کار

کہ ہم کام کے وقت تجھے ہاتھ دیتے ہیں

رد نگروند از جناب آسمان

آسمانی درگاہ سے مردود نہ بنیں

خود تسلی دادہ ام از ذات خویش

اپنی ذات کے بارے میں تسلی دیدی ہے

۱۔ غریب۔ جھوپڑی۔ زنبیل۔
تھیلا جس میں فقراء اپنا کھانا وغیرہ
رکھتے ہیں۔ سر کردہ پیش۔ منہ اٹھائے
مشتاب۔ جلد۔ سباق۔ بڑھنا۔ فراہ۔
زیادتی

۲۔ ایں۔ یعنی یہ کرامت کہ تنہائی
میں دونوں ہاتھ ہو جاتے ہیں۔
بافیدش۔ یعنی تنہائی میں وہ دونوں
ہاتھوں سے بنتے ہیں۔ یک چند۔
کچھ لوگ۔ غم۔ یعنی ہاتھ کٹنے کا غم
منکر۔ یعنی بزرگی کے منکر۔ سالوس۔
مکار۔ طریق۔ طریقت۔ فریق۔
جماعت

۳۔ من سخواہم۔ یعنی اللہ تعالیٰ
نے الہام میں فرمایا کہ ہم نے یہ پسند
نہ کیا کہ ہمارے بندے تم سے
بدگمان رہیں لہذا یہ کرامت ظاہر کر دی
ہے۔ رمہ۔ جماعت۔ دست۔ یعنی
کنا ہوا ہاتھ۔ رد۔ یعنی یہ لوگ ابر بد
گمانی کی حالت میں مرے تو ہماری
باگاہ سے مردود ہو جائیں گے۔ ان
تر۔ تنہائی اور ضرورت کے وقت کنا ہوا
ہاتھ پیدا کرنا تمہاری تسلی کے لئے
نہیں ہے۔ تمہیں تو ہماری ذات سے
پہلے ہی تسلی حاصل ہے

ایں کرامت بہر ایشاں وادمت
میں نے تمہیں یہ کرامت ان کے لئے دی ہے
تو ازاں بگڈشتہ کز مرگ تن
تم تو اس سے ترقی کر چکے ہو کہ بدن کے مرنے سے
وہم تفریق سر و پائے از تورفت
سر اور پاؤں کے جدا ہونے سے تمہارا وہم ختم ہو گیا

وایں چراغ از بہر آں بہامت
اور یہ چراغ میں نے ان کے لئے رکھا ہے
ترسی از تفریق اجزائے بدن
بدن کے اجزاء کے ٹکڑے ہو جانے سے ڈرو
دفع وہم اس پر رسیدت نیک زفت
وہم کے دفع کی اچھی موٹی اسپر تمہیں مل گئی ہے

سبب جرأت ساحرانِ فرعون بر قطع دست و پا
فرعون کے جلاوگروں کے ہاتھ پاؤں کٹ جانے پر جرأت کا سبب

ساحراں رانے کہ فرعون لعین
کیا ایسا نہیں ہے کہ فرعون نے جلاوگروں کو
کہ برزم دست و پاتال از خلاف
کہ میں تمہارا دلیا ہاتھ پاؤں کاٹ دوں گا
اُوہمی پنداشت کالیشاں در ہماں
وہ سوچتا تھا کہ وہ اسی
کہ بُو دشاں لرزہ و تخیف و ترس
کہ ان پر لرزہ اور خوف اور ڈر ہو گا
اُوئی ۲ دانست کالیشاں رستہ اند
وہ نہ جانتا تھا کہ وہ آزاد ہو چکے ہیں
سایہ خود راز خود دانستہ اند
اپنے آپ سے اپنے سایہ کو ممتاز کر چکے ہیں
ہاونِ گردوں اگر صد بارشاں
اگر سو بار بھی آسمان کی لو کھلی
اصل ایں ترکیب راچوں دیدہ اند
چونکہ انہوں نے اس بناؤ کی اصل کو دیکھ لیا ہے
ایں ۳ جہاں خواہست اندر ظن مایست
یہ دنیا خواب ہے ' شک میں نہ پڑ

کرد تہدید و سیاست بر زمیں
میدان میں دھمکی اور خبیثہ کی
پس در آویزم ندارم تاں معاف
پھر تمہیں لٹکا دوں گا، تمہیں معاف نہ کروں گا
وہم و تخویف اندو و سواں و گماں
وہم اور ڈر اور دھمکیوں اور گمان میں ہیں
از تو ہمہا و تہدیدیات نفس
جان کی دھمکیوں اور توہمات سے
بر در پچہ نور دل بنشستہ اند
دل کے نور کی کھڑکی پر جا بیٹھے ہیں
چابک و چست و گش و برجستہ اند
تیز اور چست اور خوش اور ہوشیار ہو گئے ہیں
خُرد کو بند اندر یں رگزار شاں
ان کو اس خاکدان میں ریزہ ریزہ کر دے
از فروغ وہم کم تر سیدہ اند
وہم کی زیادتی سے وہ کم ڈرتے ہیں
گر رود در خواب دنے باک نیست
اگر خواب میں ہاتھ کٹ جائے کوئی پروا نہیں ہے

۱۔ چراغ یعنی کرامت۔
تو ازاں۔ یعنی تم اسی مقام سے آگے
بڑھ گئے ہو کہ ان جسمانی ہاتھ پاؤں کو
اصل سمجھو اور ان کے فنا ہونے سے
ڈرو۔ اسپر۔ سپر۔ دھعل۔ نیک
زفت۔ خوب موٹی۔ ساحراں۔ فرعون
نے جلاوگروں کی جان لینے کی دھمکی
دی تھی جبکہ وہ حضرت موسیٰ پر ایمان
لائے تھے زمیں۔ یعنی وہ میدان
جہاں وہ حضرت موسیٰ کا مقابلہ کرنے
آئے تھے

۲۔ نوئی دانست۔ جلاوگروں کا دل
نور ایمان سے منور ہو چکا تھا اور وہ اس
جسم اور زندگی کو عارضی سمجھ چکے تھے۔
سایہ نیلوی جسم اور اخروی جسم کی مثال
جسم اور سایہ کی سی ہے۔ ہاون۔ لومکی
گلزار۔ اگر کاف کے زیر سے ہے تو
خاکدان کے معنی میں ہو اور اگر کاف
کے پیش سے تو چمن کے معنی میں
ہے۔ اصل۔ چونکہ وہ سمجھ چکے ہیں کہ
اس جسم عارضی کی اصل در حقیقت
روح ہے لہذا وہ اس عارضی وجود کے فنا
ہونے کے وہم سے بخوف ہیں۔

۳۔ ایں جہاں۔ جسم عارضی کو اس
جسم سے تشبیہ کر جو انسان عالم
خواب میں دیکھتا ہے پھر یہ سمجھ لیا ہے
کہ اگر عالم خواب میں نظر آنے والے
جسم کے ٹکڑے ہوتے ہوئے دیکھے
جائیں تو اس سے اصل جسم پر کوئی ضرر
نہیں پہنچتا ہے اسی طرح جسم عارضی
کے ٹکڑے ہو جانے سے اس جسم کو
کوئی نقصان نہیں پہنچتا ہے۔

۱۔ گار۔ قینچی۔ عمرت ہاڑ۔ عوام
میں مشہور ہے کہ اگر انسان خواب میں
اپنے آپ کو مردہ دیکھے تو اس کی تعبیر
عمر کی ہاڑی ہے۔ گفت پیغمبر۔
حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص
نے حضور سے دریافت کیا کہ دنیا کیا
ہے تو آپ نے فرمایا سونے والے کا
خواب ہے۔ پھر اس نے دریافت کیا
کہ دنیا اور آخرت میں کتنا فاصلہ ہے
فرمایا ملک جھینکنے کا بقدر فاصلہ ہے۔
۲۔ از رہ۔ تقلید۔ عام انسان تقلیدی
طور پر دنیا کی تاپا بندی تسلیم کرتا ہے
اور لولیاہ آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ روزہ
خوابی۔ نیند کی حالت صرف شب ہی
میں نہیں بلکہ دن کی بیداری میں بھی
خواب ہی ہے۔ حضور نے فرمایا ہے
لوگ نیند میں ہیں جب میرے بیدار
ہو جائے گے۔ سلیہ عالم دنیا اور اس
کے موجودات سب وجود باری کی فرع
اور سایہ ہیں۔ خواب و بیداری۔ مولانا
نے دنیا کی بیداری کو خواب بتایا تو شب
ہوتا ہے کہ جب بیداری خواب ہے تو
اس کے بعد حالت خواب کو کیا کہا
جائے گا۔ اس کا جواب دیتے ہیں کہ
انسان حالت خواب میں دیکھتا ہے کہ
وہ بیدار تھا اور اب سویا ہے جس طرح
خواب میں خواب کو دیکھتا ہے اسی
طرح اس عالم کی بیداری اور خواب کو
سمجھو۔

۳۔ کوزہ گر۔ خدا جسم کا بنانے والا
ہے اگر وہ جسم کو فنا کرتا ہے تو جب
چاہتا ہے پھر بنا دیتا ہے۔ کوہ۔ اندھا
خطرات سڈٹا ہے۔ چنا ہے نیاز ہوتا
ہے اسی طرح جن کو چشم بصیرت
حاصل ہے وہ دنیا کے خطرات سے
نہیں ڈرتے ہیں۔ مغاک۔ گڑھا۔

گر خواب اندر سرت برید گارا
اگر خواب میں پیچی تیرا سر کاٹ دے
گر بہ بنی خواب در خود را دو نیم
اگر تو خواب میں اپنے دو ٹکڑے دیکھے
حاصل اندر خواب نقصان بدن
خلاصہ یہ ہے کہ خواب میں بدن کا نقصان
اس جہاں را کہ بصورت قائم ست
اس دنیا کو جو بظاہر قائم ہے
از رہ! تقلید تو کر دی قبول
تو نے تقلید کے راستے سے تسلیم کیا ہے
روز در خوابی ملو کایں خواب نیست
تو دن میں بھی خواب میں ہے نہ کہ یہ خواب نہیں ہے
خواب بیداریت آلہ عہد
اے معتد! تو اپنے سونے اور جاگنے کو یہ سمجھ
او گماں برودہ کہ اس دم خفتہ ام
وہ سمجھا کہ میں سویا ہوا ہوں
کوزہ سچ گر گر کوزہ را بشکند
کہہد اگر کسی پیلہ کو توڑتا ہے
گور را ہر گام باشد ترس چاہ
اندھے کو ہر قدم پر کنویں کا ڈر ہوتا ہے
مرد بینا دید عرض راہ را
بینا انسان نے راستے کی چوڑائی دیکھ لی ہے
پا وزا نویش نہ لرز دہر دے
اس کا پاؤں اور ان کی وقت نہیں کپکپاتے ہیں

ہم سرت بر جاست ہم عمرت دراز
تیرا سر بھی اپنی جگہ پر ہے تیری عمر ہاڑ ہے
تندرستی چونکہ خیزی بے سقیم
جب تو اٹھے گا بغیر کسی بیماری کے تندرست ہے
نیست با کے از دو صد پارہ شدن
دو سو ٹکڑے ہو جانے سے کوئی پروا نہیں ہے
گفت پیغمبر کو حلم نام ست
پیغمبر نے فرمایا ہے کہ سونے والے کا خواب ہے
سالکاں اس دیدہ پیدا بے رسول
سالکوں نے بغیر کسی پیغام دینے والے کے خواب دیکھ لیا ہے
سلیہ فرع ست اصل جز مہتاب نیست
سلیہ فرع ہے چاند کے علاوہ کوئی اصل نہیں ہے
کہ بہ بیند خفتہ کو در خواب شد
کہ کوئی سویا ہوا دیکھے کہ وہ سو گیا ہے
پیچر زان کوست در خواب دوم
اس سے بے خبر ہے کہ وہ دوسری نیند میں ہے
چوں بخوابد باز خود قائم گند
جب چاہے گا اس کو بنا لے گا
باہنراں ترس می آید براہ
وہ ہزاروں ڈر کے ساتھ راستہ طے کرتا ہے
پس بدانند او مغاک و چاہ را
تو وہ گڑھے اور کنویں کو جانتا ہے
رو ترش کے دارد او از ہر غم
وہ کسی غم سے رنجیدہ کب ہوتا ہے؟



خیزا فرعون کہ ما آں نیستیم

اے فرعون! کھڑا ہو جا کیونکہ ہم وہ نہیں ہیں

خرقہ مارا بدر دو زندہ ہست

ہماری گذری پھاڑے سینے والا موجود ہے

بے لباس ایں خواب را اندر کنار

بغیر لباس کے اس نیند کو بغل میں

خوشر از تجرید از تن وز مزج

بدن اور مزاج سے جدا ہو جانا خوشگوار

کہ بہر بانگے زغولے بیستیم

کہ چھلاوے کی ہر آواز پر ہم ٹھہریں

ورنہ مارا خود برہنہ تن بہ است

ورنہ ہمارے لئے ننگا بدن بہتر ہے

خوش بگریم اے عدو ناکار

خوشی سے لیں گے اے نالائق دشمن!

نیست اے فرعون بے الہام گنج

نہیں ہے بغیر الہام کے اے احمق فرعون!

۱۔ خیز فرعون۔ پھر مولانا نے جادوگروں کی بات شروع کی ہے غول۔ چھلاوے کی آواز ہے حقیقت ہوتی ہے خرقہ یعنی یہ جسم غصری جو روح کا لباس ہے۔ ورنہ اگر اللہ تعالیٰ جسم غصری نہ عنایت فرمائے گا تو روحانی وجود ہی بہتر ہے بے لباس۔ پہلے شعر کی ثانی مصرع کی علت ہے یعنی ہم بغیر جسم کے روح سے بفکر ہو گئے۔ خوشتر۔ یعنی روحانی زندگی ہمارے لئے الہام خداوندی کی وجہ سے خوشتر ہو گئی ہے۔

۲۔ شکایت۔ مولانا نے فرمایا تھا کہ جن کو چشم بصیرت حاصل ہو جاتی ہے وہ دنیاوی خطروں میں مبتلا نہیں ہوتے ہیں۔ اب اس قصہ سے اس کی وضاحت فرماتے ہیں۔ اُستر۔ خچر۔ غوی۔ گرلہ۔

۳۔ گفت۔ لوفٹ نے جواب دیا کہ میں پیش نبی سے کام لیتا ہوں اور انجام پر نظر رکھتا ہوں اس لئے ٹھوکریں نہیں کھاتا ہوں یہی صورت ان لوگوں کی ہو جن کو چشم بصیرت حاصل ہو جاتی ہے وہ آخرت پر نظر رکھتے ہیں۔ حاضرم۔ یعنی میں موجود ہوں دیکھ لے میری حالت سے میری بات کی تصدیق ہو جائے گی۔ از بلندی۔ لوفٹ گردن اٹھا کر دیکھ لیتا ہے عقب۔ پہاڑ کی گھاٹی۔

شکایت ۲۔ کردن اُستر پیش شتر کہ من بسیار در روئے می اُقم

لوفٹ سے خچر کا شکایت کرنا کہ میں منہ کے بل بہت گرتا ہوں

و تو نمی اُفتی الا بنا در و جواب گفتن آں

اور تو نہیں گرتا مگر بہت کم اور اس کا جواب دینا

در فراز و شیب و در راہ دقیق

لوچے اور نیچے اور تنگ راستے میں

من ہمی آیم بسر در چوں غوی

میں گرلہ کی طرح سر کے بل گرتا ہوں

تا بدنام من کہ چوں باید بزیست

تاکہ میں جان لوں کہ کس طرح جینا چاہیے؟

بیگماں روشن ترست و تیز میں

بلاشبک زیادہ روشن اور تیز دیکھنے والی ہے

زیں سبب در رو نیفتم حاضرم

اس سبب سے میں منہ کے بل نہیں گرتا ہوں میں موجود ہوں

بعد ازاں ہم از بلندی ناظرست

اس کے علاوہ میں اونچائی سے دیکھنے والی ہیں

آخر عقبہ بہ بینم ہوشمند

عقلندی سے گھاٹی کے آخر کو دیکھ لیتا ہوں

گفت اُستر با شتر کاے خوش رفیق

خچر نے لوفٹ سے کہا 'اے اچھے ساتھی!

تو نیائی در سر و خوش می روی

تو منہ کے بل نہیں گرتا ہے اچھی طرح چلتا ہے

ایں سبب را باز گویا من ز چست

مجھے اس کا سبب بتا کہ کس وجہ سے ہے؟

گفت ۳۔ از چشم تو چشم من یقین

اس نے کہا میری آنکھک تیری آنکھ سے یقیناً

بعد ازاں ہم از بلندی ناظرم

اس کے علاوہ میں اونچائی سے دیکھ لینے والا ہوں

گفت چشم من ز تو روشن ترست

اس نے کہا میری آنکھیں تیری آنکھوں سے زیادہ روشن ہیں

چوں بر آیم بر سر کوہ بلند

میں جب بلند پہاڑ کی چوٹی پر پہنچتا ہوں

۱۔ عشر۔ ٹھوکر کھانا۔ دانہ یعنی تیری نظر انجام پر نہیں ہے۔ بستوی۔ تیرے لئے اچھا برا سب یکساں ہے میں ہر چیز میں امتیاز کر لیتا ہوں۔ غرضیکہ بل اللہ اور عوام کی مثال خیر اور لوٹ کی سی ہے۔

۲۔ چوں جنین۔ مولانا نے پھر پہلے مضمون کی طرف رجوع کیا ہے جلد کروں کو جسموں کے دوبارہ حشر کا یقین ہو گیا تھا تو اب مولانا حشر میں جسم کے دوبارہ موجود ہونے کو ثابت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ شکم ماہر میں بچے میں یہ کیفیت پیدا کر دیتا ہے کہ وہ غذا کے اجزاء کو جذب کرنے لگتا ہے جس سے اس کا نشوونما ہوتا ہے۔ تا چہل سال۔ چالیس سال کی عمر تک انسان کے جسم میں نشوونما ہوتا رہتا ہے۔ روح۔ جس طرح اس جسم میں اللہ تعالیٰ جذب کرنے کی قوت فرما دیتا ہے روح میں بھی اجزاء کو جذب کرنے کی قوت فرما دے گا۔

۳۔ جامع۔ ان اجزاء بدن کو غذا کے ذریعہ جمع کرنے کی طاقت جس طرح اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے اسی طرح وہ غذا کے واسطے کے بغیر بھی اجزاء بدن کو جمع فرما سکتا ہے اس زمانے۔ انسان جب نیند سے بیدار ہوتا ہے تو زائل شدہ حواس فوراً لوٹ آتے ہیں اسی طرح حشر میں اجزاء بدن فوراً لوٹ آئیں گے۔ عداہر کا صیغہ ہے لوٹ آ۔

دیدہ ام را و نماید ہم الہ
اللہ تعالیٰ میری آنکھ کو دکھا دیتا ہے
از عشر وا وفادان وار ہم
ٹھوکر کھانے اور گرنے سے نجات پا جاتا ہوں
دانہ بنی و نہ بنی رنج دام
دانہ کو دیکھ لیتا ہے جل کی تکلیف ک نہیں دیکھتا ہے
فی المقام والنزول والمسير
ٹھہرنے اور اترنے اور چلنے میں
بذب اجزا در مزاج او کند
اس کی طبیعت میں اجزاء کو جذب کرنے کی طاقت پیدا کرتا ہے
تار و پود جسم خود را می کشد
اپنے جسم کا تار پود جاتا ہوتا ہے
حق حریصش کردہ باشد در نما
نشوونما میں اللہ تعالیٰ اس کو حریص کر دیتا ہے
چوں نداند جذب اجزا شاہ فرد
یکتا شاہ اجزاء کو جذب کرنا کیوں نہ جانے گا؟
بے غذا اجزات را دند رود
وہ بغیر غذا کے تیرے اجزاء کو چن لینا جانتا ہے
ہوش و حس رفتہ را خواند شتاب
وہ گئے ہوئے ہوش و حواس کو فوراً بلا لے گا
باز آید چوں بفر ماید کہ عد
وہ واپس آجائے گا جب وہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ لوٹ

پس ہمہ پستی و بالائی راہ
پھر رات کی سب نچائی اور اونچائی
ہر قدم من از سر بنش نہم
میں ہر قدم دیکھ بھال کر رکھتا ہوں
تو بہ بنی پیش خود یک دوسہ گام
تو اپنے آگے ایک دو تین قدم دیکھتا ہے
یسوی الاعمی للیکم والبصیر
تمہارے نزدیک اندھا اور بینا برابر ہے
چوں جنین را در شکم حق جاں دہد
جب اللہ تعالیٰ پیٹ کے بچے میں جان ڈالتا ہے
از خورش او جذب اجزا می کند
وہ خوراک سے اجزاء جذب کرتا ہے
تا چہل سالش بجذب جزوہا
چالیس سال تک اجزاء کی جذب کرنے کا
جذب اجزا روح را تعلیم کرد
اس نے روح کو اجزاء جذب کرنے کی تعلیم دی
جمع ۳ ایں ذرہا خورشید بود
ان ذروں کو جمع کرنے والا سورج تھا
آں زمانے کا ندر آئی تو ز خواب
جس وقت تو خواب سے نکل کر اپنے اندر آئے گا
تا بدانی کاں از و غائب نشد
حتی کہ تو جان لے گا کہ وہ اس سے غائب نہیں ہے



۱۔ اجتماع۔ قیامت میں انسان کے جسم کے بوسیدہ اجزاء اس طرح جمع ہو جائے گے جیسے کہ حضرت عزیر کے گدھے کے اجزاء جمع ہو گئے تھے عزیر ایک پیغمبر تھے جن کا ذکر سورہ بقرہ کی آیتوں **لَوْ كُنْهَلْنٰی مَوْءٰی عَلٰی فَرْقَةٍ** اس میں ہے یا ایک دیرین بستی پر سے گزرتے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا تو اس کو کیسے آباد کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر اعلان کر کے گدھے پر فوراً موت طاری کر دی سو برس تک وہ مردہ حالت میں رہے اور پھر ان کو زندہ کر دیا اس عرصہ میں گدھا بالکل سڑ گلا تھا۔ حضرت حق نے اس کے اجزاء کو جمع کر دیا اور وہ پھر زندہ ہو گیا تو فرمایا اسی طرح میں اسی بستی کو آباد کروں گا۔

۲۔ خرت۔ یعنی تو اپنے گدھے کو کچھ گل سڑ چکا تھا پھر بھی وہ زندہ کر دیا گیا۔ دست نے۔ حضرت حق کا انسانوں کا ساتھ نہیں ہے۔ پابند لگانے والا۔ یعنی خدا تعالیٰ۔ حرز۔ سینہ۔ دوز۔ بچھن۔ حشر۔ قیامت کے میدان میں جمع ہونا۔ یوم۔ دین۔ قیامت کا دن۔

۳۔ جامعیم۔ یعنی میں قیامت میں اجزاء کو کس طرح جمع کروں گا۔ اہتمام۔ فکر میں پڑنا۔ بچنا۔ انسان جب سوتا ہے تو اس کے ہوش و حواس جاتے رہتے ہیں لیکن انسان سونے سے نہیں ڈرتا ہے کیونکہ اس کو یقین ہے کہ بیدار ہوتے ہی وہ واپس آ جائے گے اسی طرح اگر قیامت کی زندگی کا یقین ہو جائے تو انسان موت سے خوفزدہ نہ ہوگا۔ جزع پہلے فٹائے دنیوی پر غم۔ کرنے کا بیان تھا اب اس سے متعلق ایک حکایت نقل کرتے ہیں۔

اجتماع اجزاء خیر عزیر علیہ السلام بعد بوسیدنش باذن اللہ تعالیٰ
اللہ تعالیٰ کے حکم سے بوسیدہ ہو جانے کے بعد عزیر علیہ السلام کے گدھے کے اجزاء
و در ہماں دم مرگب شدن پیش چشم عزیر علیہ السلام
کا جمع ہو جانا اور فوراً عزیر علیہ السلام کی آنکھوں کے سامنے جڑ جانا

ہیں عزیر پر درنگر اندر خرت ۲
ہاں اے عزیر! اپنے گدھے کو دیکھ
پیش تو گرد آورم اجزائش را
میں تیرے سامنے اس کے اجزاء کو جمع کر دوں گا
دست نے و جز و برہم می نہد
ہاتھ نہیں ہے اور اجزاء کو جمع کر دیتا ہے
در نگر در صنعت پارہ زنی
در نگر لگانے والے کی کاریگری کو دیکھ
رسمان و سوزنے نے وقت خرز
سینے وقت نہ ہاگا ہے نہ سوئی
چشم بکشا حشر را پیدا بہ میں
آنکھ کھول حشر کو کھلے طور پر دیکھ لئے
تا بہ بنی جا معیم ۳ را تمام
تاکہ تو میرے جمع کرنے کو پورا دیکھ لے
بچناں کہ وقت خفتن ایمنی
جس طرح تو سونے کے وقت مطمئن ہے
بر حواس خود نہ لرزی وقت خواب
سوتے وقت تو حواس کے ختم ہونے پر نہیں لرزتا ہے

جوع ناکردن شیخ بزرگوار بر مرگ فرزندان خویش
ایک شیخ بزرگوار کا اپنی اولاد کے مرنے پر گھبراہٹ کا اظہار نہ کرنا
بود شیخ رہنمائے پیش ازیں آسانی شمع بر روئے زمیں
اب سے پہلے ایک راہنما شیخ تھے جو روئے زمین پر آسانی شمع تھے

چوں! پیغمبر در میان امتاں
آمتوں میں پیغمبر کی طرح
گفت پیغمبر کہ شیخ رفتہ پیش
آنحضرت نے فرمایا کہ پیرو شیخ
یک صبا حے گفتش اہل بیت او
ان سے ان کی گھر والی نے ایک صبح کو کہا
ماز ہجر و مرگِ فرزندان تو
آپ کی ولادت کی موت اور جدائی کی وجہ سے ہم
تو نمی گرنی نمی زار چرا
آپ کیوں گر یہ دھاری نہیں کرتے
چوں! ترا رحمے نہ باشد در دروں
جب آپ کے اندر رحم نہیں
ما بامید تو ایم اے پیشوا
اے پیشوا ہمیں آپ سے اس ہے
چوں بیاریند روزِ حشر تخت
جب حشر کے دن تخت آراستہ کریں گے
در چنجاں روز و شب بے زہ نہار
ایسے بے پناہ روز و شب میں
دست ماو دامن تست آں زماں
اس وقت بہارا ہاتھ اور آپ کا دامن ہو گا
گفت پیغمبر کہ روزِ رستخیز
پیغمبر نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن
من شفیع عاصیان باشم بجاں
میں دل و جان سے گنہگاروں کا سفلی ہوں گا
عاصیاں و اہل کبار را بچہد
گنہگاروں اور کبیرہ گناہ والوں کو کوشش سے

در کشائے روضہ دارالجنناں
جنت کے باغ کا وہ کھولنے والے
چوں نبی باشد میان قوم خویش
اپنی قوم میں نبی کی طرح ہوتا ہے
سخت دل چونی بگوائے نیک خو
اے نیک عادت! بتائیے آپ سخت دل کیوں ہیں
نوحہ می آریم با پشت دو تو
باوجود دہری کر ہو جانے کے روتے ہیں
یا کہ رحمت نیست در دل اے کیا
اے بزرگ کیا آپ کے دل میں شفقت کا مادہ نہیں ہے
پس چه امیدست ماں از تو کنوں
تو اب ہمیں آپ سے کیا امید ہے
کہ نہ بگزاری تو مارا در فنا
کہ آپ ہمیں ہلاکت میں نہ چھوڑیں گے
خود شفیع ماتوی آں روزِ سخت
تو اس سخت دن آپ ہمارے سفلی کرنے والے ہوں گے
ما با اکرام تو نیم امیدوار
ہم آپ کے گرم کے امیدوار ہیں
کہ نماوند چچ مجرم را لماں
جبکہ کسی مجرم کے لئے لہان نہ رہے گی
کے گزراں مجرم ماں را اشک ریز
میں مجرموں کو روتا کب چھوڑوں گا
تارہانم شاں زا شکنجہ گراں
تاکہ ان کو بھاری شکنجہ سے چھڑا دوں
دار ہانم از عتاب نقض عہد
عہد کے توڑنے کے غصہ سے نجات دلاؤں گا

۱۔ چوں پیغمبر۔ لولیا اللہ بھی نبوت کے کامل اتباع کی وجہ سے امت میں نبیوں کی طرح ہوتے ہیں جو لوگوں کی بخشش کا سبب ہوتے ہیں۔
۲۔ دارالجنناں۔ جنت۔ صبح۔ صبح۔ اہل بیت۔ گھر والے نبوی۔
۳۔ چوں ترا۔ جب تم میں رحم کا مادہ ہی نہیں ہے تو اب ہم آپ سے کیا توقع رکھیں۔ بیامیند۔ فرشتے حشر میں عرش آراستہ کرنے لگے۔
۴۔ بے زہ نہار۔ بے لال۔ رستخیز۔ قیامت۔ نقض عہد۔ ازل میں عبودیت کا عہد کیا تھا گناہوں کا ارتکاب اس عہد کو زنا ہے۔

صالحان اتم خود فارغ اند
میری امت کے نیک خود فارغ ہیں
بلکہ ایشاں راشفا عتہا بود
بلکہ خود ان کی سفارشیں ہوں گی
پنج وازر و وزیر غیرے برنداشت
کسی بوجھ اٹھانے والے نے غیر کا بوجھ نہیں اٹھایا ہے
پنکھ بے وزیر ست شیخ ست ایچواں
اے جوان جو بغیر بوجھ کے ہے وہ شیخ ہے
شیخ کہ بود پیر یعنی موسپید
شیخ کون ہوتا ہے بوزھا یعنی سفید بالوں والا
ہست آل موعے سیہ ہستی او
وہ کالا بال اس کی ہستی ہے
چونکہ ہستیش نماںد پیر اوست
جب اس کی ہستی نہ رہی وہ بوزھا ہے
ہست آل موعے سیہ وصف بشر
کالا بال بشری صفات میں
عیسی اندر مہد بردار و نفیر
حضرت عیسیٰ گہوارے میں اعلان کرتے ہیں
چوں کیے موی سیہ کال وصف ماست
جبکہ ایک کالا بال جو ہماری صفت ہے
چوں بود مویش سپیدار با خود دست
جب اس کے سفید بال ہوں اگر اس میں خودی ہے

از شفا عتہائے من روز گزند
مصیبت کے دن میری سفارشوں سے
گفت شاں چوں حکم نافذ میرود
ان کی بات چالو حکم کی طرح چلے گی
من نیم و از رخدا یم بر فراشت
میں بوجھ اٹھانے والا نہیں ہوں خدا نے مجھے بلند کر دیا ہے
در قبول حق چو اندر کف کمال
وہ اللہ کا مقبول ہونے میں ایسا ہے جیسا کہ ہاتھ میں کمان
معنی اس موبداں اے نا امید
اے ناامید! اس بال کے معنی سمجھ لے
تاز ہستیش نماںد تار مو
تاکہ اس کی ہستی کا ایک بال کا تار نہ رہے
گر سیہ موباشد و یا خود دو موسست
خوہ وہ سیاہ بالوں والا ہو یا کچھڑی بالوں والا
نیست آل موی ریش و موی سر
وہ داڑھی کا بال اور سر کے بال نہیں ہے
کہ جواں ناگشتہ ماتخیم و پیر
کہ ہم جوان ہوئے بغیر شیخ اور پیر ہیں
نیست بروے شیخ و مقبول خداست
اس میں نہیں ہے وہ شیخ اور خدا کا مقبول ہے
اونہ پیرست و نہ خاص ایز دست
وہ نہ پیر ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کا مقبول ہے

۱۔ فارغ اند۔ یعنی نیک لوگوں کو
اس کی ضرورت نہ ہو گی کہ انہیں
عذاب سے بچانے کے لئے
شفاعت کی جائے۔ ہاں شفاعت
سے ان کے مراتب بڑھیں گے۔
گفت شاں یعنی جناب باری میں ان
کی عرض ضرور مقبول ہو گی۔ وازر۔
بوجھلا۔ وزیر۔ بوجھ گناہ۔ مس و نیم
وازر۔ گزشتہ اشعار میں انبیاء کو رحمتہ
للعالین کہا تھا اور ان کی شفاعت کا
ذکر تھا اس پر یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ
شفاعت میں تو دوسرے کی ذمہ داری
اپنے لو پر لینا ہے لہذا یہ آیت ولا تنزل
و ولا رزق و لا آخری کے منافی ہے
کیونکہ اس میں مذکور ہے کہ کوئی بوجھ
اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھا
سکتا ہے مولانا آنحضرت ﷺ کی زبانی
اس شبہ کا جواب دیتے ہیں کہ آیت کا
منفہوم تو یہ ہے کہ کوئی بوجھلا دوسرے
کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا میں تو بوجھلا نہیں
ہوں خدا نے میرا مرتبہ بلند کیا ہے لہذا
میں دوسروں کو بوجھ اٹھا لوں گا۔
اصل آیت کا یہ مفہوم نہیں ہے جو
مولانا نے بیان کیا یہ محض ایک نکتہ
ہے ورنہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ مثلاً
زید نے گناہ کیا ہو اور عمر کو اس کی سزا
ملے یہ نہیں ہوگا۔

۲۔ اندر کف۔ جس طرح کمان
ہاتھ کی تابع ہوتی ہے اسی طرح شیخ
اللہ کی مرضی کے تابع ہے ہستی اور۔
یعنی شیخ اس کو کہتے ہیں جو بوزھا ہو
یعنی اس کے بال سفید ہو گئے ہوں
کالے نہ ہوں مولانا فرماتے ہیں کہ
کالے بال سے سے مراد اس کا وجود
اور ہستی ہے یعنی وہ اپنی ہستی کو فنا کر چکا
ہو۔ دمو۔ یعنی جس کے بال کالے
اور سفید ملے چلے ہوں۔



گر رہید از بعض اوصاف بشر
اگر وہ بعض بشری اوصاف سے بچا ہے
شیخ نبود کہل باشد اے پسر
اے صاحبزادے وہ شیخ نہ ہو گا اوجیز ہو گا
وَرَسر موی زو صفش باقی ست
اگر اس کا بال برابر وصف باقی ہے
ماہمہ اُمیدواران تو نیم
ہم سب آپ کے امیدوار ہیں
لیک با ایں جملہ چوں بے شفقتی
لیکن اس سب کے باوجود آپ بے شفقت کیوں ہیں
یا مگر خود دل نمی سوزد ترا
یا شاید آپ کا دل نہیں جلتا ہے
اے شیخ ہمیں قصہ بتائیے

۱۔ رقت۔ یعنی دل کی نرمی۔
رفیق۔ یعنی گھر والی جس نے سوال کیا
تھا۔ برہمہ۔ یعنی ہمیں تو کافروں پر
بھی رحم آتا ہے۔ اگرچہ وہ اللہ کی
نعمتوں کے کافر ہیں۔ برسگاں۔
لوگ کتوں کو مارتے ہیں تو ہمیں
کتوں پر بھی ترس آتا ہے
۲۔ آں سکے۔ چونکہ کتا کاٹتا ہے
اس لئے وہ ڈھیلا کھاتا ہے ہم دعا
کرتے ہیں کہ خدا اس کی یہ بدعات
چھڑا دے اور اس میں ایسا خیال پیدا
کر دے جس کے نتیجہ میں وہ سنگسار
نہو۔

۳۔ زان۔ انبیاء سب کے لئے
رحمت ہوتے ہیں مخلوق کو اللہ کی
طرف ان کے فائدہ کے لئے بلاتے
ہیں دوسری طرف اللہ سے ان کے
لئے توفیق کی دعا کرتے ہیں۔

عذر گفتن شیخ بہر ناگریستن بر مرگ فرزندان
اولاد کی موت پرک نہ رونے سے متعلق شیخ کا عذر بیان کرنا

شیخ گفت اورا مپندار اے رفیق
شیخ نے اس سے کہا اے ساتھی! یہ نہ سمجھ
برہمہ گفار مارا رحمت ست
تمام کافروں پر ہمیں رحم آتا ہے
برسگانم رحمت و بخشایش ست
میرا کتوں پر بھی رحم لہ ترس ہے
آں سکے کہ می گزد گویم دعا
وہ کتا جو کاٹتا ہے اس کے لئے دعا کرتا ہوں
ایں سرگاں را ہم دراں اندیشہ دار
ان کتوں کو بھی ایسا خیال عطا فرما
زان فرستاد انبیاء را بر زمیں
اسی لئے اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء بھیجے
خلق را خواند سوی درگاہ خاص
وہ لوگوں کو خاص دربار کی طرف بلاتے ہیں

کہ ندارم رحم و مہر و دل شفیق
کہ مجھ میں رحم و محبت نہ شفیقت کرنے والوں میں ہے
گرچہ جان جملہ کافر نعمت ست
اگرچہ سب کی جان اللہ کی نعمت کی کافر ہے
کہ چرا از سنگہا شاں مالش ست
کہ پتھروں سے کیوں ان کی پٹلی ہوتی ہے
کہ ازیں خوا رہانش اے خدا
کہ اے خدا اس عادت سے اے بچا
کہ نباشند از خلایق سنگسار
کہ لوگوں سے سنگسار نہ بنیں
تا گندشاں رَحْمَةً لِّلْعَالَمِینِ
تاکہ ان کو جہاں والوں کے لئے رحمت بنائے
حق را خواند کہ وا فر کن خلاص
اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں کہ نجات کا عام کر دے

جہد بنماید ازیں سو بہر پند
اس جانب نصیحت کے لئے کوشش کرتا ہے
رحمت جزوی بود مر عام را
عام انسانوں میں جزوی رحمت ہوتی ہے
رحمت جزوش قریں گشتہ بگل
اس کی جزوی رحمت کل سے وابستہ ہو گئی ہے
رحمت جزوی بگل پیوستہ شو
تو جزوی رحمت ہے کل کے ساتھ جڑ جا
تا کہ جزوست ۲ اوند اند راہ بحر
جب تک جزوی رحمت ہے سمندر کا تو نہیں جانتی ہے
چوں نداند راہ یم کے رہ برد
جب وہ سمندر کا راستہ نہیں جانتا ہے راستہ کیسے چلے
متصل گرد دبہ بحر انگاہ او
وہ سمندر سے اس وقت وابستہ ہو گا
در گند دعوت بتقلیدے بود
اگر وہ دعویٰ کرے تو محض تقلیدی ہو گا
گفت پس چوں رحم داری برہمہ
اس نے کہا جبکہ تمہیں سب پر رحم آتا ہے
چو نداری نوحہ بر فرزند خویش
آپ اپنی اولاد پر کیوں نہیں روتے ہیں؟
چوں گواہ ۳ رحم اشک دیدہ ہاست
جبکہ رحم کے گولہ آنکھوں کے آنسو ہیں
شیخ دانا زیں عتابش گرم شد
عقند شیخ اس کے اس غصہ سے گرم گئے
رو بزن کرد و بکفتش اے غجوز
برہمایا کی طرف رخ کیا اور اس سے کہا اے بوڑھی

چوں نشد گوید خدا یا در مہند
جب مفید نہیں ہوتی تو کہتا ہے خداوند خداوند نہ کر
رحمت کلی بود ہتمام را
غفور میں کلی رحمت ہوتی ہے
رحمت دریا ست ہادی سبل
دیا کی رحمت راستوں کی ہدایت کرنے والی ہے
رحمت کل را تو ہادی بین و رو
کلی رحمت کو تو ہادی سمجھ اور چل پڑ
ہر غدیرے را گند اشباہ بحر
ہر تالاب کو سمندر کے مشابہ بنا دیتی ہے
سوی دریا خلق را چوں آورد
دیا کی جانب لوگوں کو کیسے لائے؟
رہ برد تا بحر ہچموں سیل و جو
جبکہ بہاؤ اور نہر کی طرح سمندر تک راستہ طے کرے
نز عیاں و وحی و تائیدی بود
مشاہدہ اور وحی اور تائید خداوندی سے نہ ہو گا
ہچمو چو پانی بگرد ایں رمہ
تم اس ریڑ کے چاروں طرف گزریہ کی طرح ہو
چونکہ فصاد اجل شاں زوبہ نیش
جبکہ موت کے فساد نے ان کے نشتر ملا ہے
دیدہ تو بے نم و گریہ چراست
آپ کی آنکھیں بغیر آنسو اور گریہ کے کیوں ہیں
در سخن یک بارہ بے آرم شد
بات کرنے میں یکہدی بے قابو ہو گئے
خود نباشد فصل دے ہچموں تموز
موسم خزاں موسم بہار کی طرح نہیں ہوتا ہے

۱۔ در مہند۔ یعنی اے خدا تو توفیق کا
دوازہ بند نہ کر۔ رحمت جزوی۔ ہر
انسان کے دل میں تھوڑی سی رحمت
ضرور ہوتی ہے ہتمام۔ فکر مند یعنی
شیخ جو امت کا دوازند ہوتا ہے اس
میں کلی رحمت ہوتی ہے قریں گشتہ۔
رحمت کلی حاصل اللہ تعالیٰ کی ہے لیکن
شیخ نے چونکہ اپنے آپ کو بالکلیہ اللہ
تعالیٰ سے وابستہ کر دیا ہے لہذا اس کی
رحمت بھی رحمت کلی ہے بگل پیوستہ
شو۔ یعنی کسی شیخ سے اپنے آپ کو
وابستہ کر لے۔

۲۔ تا کہ جزوست۔ جب انسان
میں جزوی رحمت ہے وہ رحمت کلی کو
نہیں پہچانتا ہر کس کو اس کد رحمت کلی
سمجھ بیٹھتا ہے غدیر۔ تالاب۔
سوئے دیا۔ یعنی رحمت کلی۔ در گند۔
اگر اقص شیخ کچھ کہے گا بھی تو وہ محض
تقلید ہوگی اس کا مشاہدہ نہ ہوگا وحی۔
مزلانا وحی بلکہ الہام مراد لیتے ہیں۔
گفت۔ شیخ کی بیوی نے کہا۔ فصاد۔
رگ کھولنے والا اجل۔ موت۔ نیش۔
نشتر۔

۳۔ گواہ رحم۔ آنکھ کے آنسو
سے دل کی رحمت کا پتہ چلتا ہے۔
عتابش۔ بیوی کے اعتراضات۔
بے آرم بے محل۔ خود نباشد یعنی
سب انسان یکساں نہیں ہیں۔

عُذْب و پنہاں ز چشمِ دل کے اند
دل کی آنکھ سے وہ غائب اور پوشیدہ کب ہیں
از چہ رُو رُو را کنم ہمچوں تو ریش
تو کس وجہ سے تیری طرح چہرے کو زخمی کروں؟
با من اندو گردِ من بازی گناں
وہ کھیلتے ہوئے میرے پاس اور میرے چاروں طرف میں
با عزیزِ اتم وصالِ ست و عناق
میرا تو عزیزوں سے وصال اور معانقہ ہے
من بہ بیداری ہمی بنیم عیاں
میں ان کو بیداری میں اچھی طرح دیکھتا ہوں
برگِ حس را از درخت افشاں گنم
حواس کے پتوں کو درخت سے جھاڑ دیتا ہوں
عقلِ اسیرِ روح باشد ہم بدال
سمجھ لے عقلِ روح کی پابند ہے
کارِ ہائے بستہ را ہم ساز کرد
الجھے ہوئے کاموں کو سلجھا دیا
ہمچو خس بگرفتہ روی آب را
تنکوں کی طرح پانی کی طرح کو گھیر لیا ہے
آب ۳ پیدا می شود پیشِ خرد
عقل کے سامنے پانی کھل جاتا ہے
خس چو یک سورت پیدا گشت آب
کھڑا جب ہٹا پانی کھل گیا
خس فزاید از ہوا بر آب ما
ہمارے پانی پر ہواؤں کی وجہ سے کھڑا بڑھ جاتا ہے
آں ہوا خنداں و گریاں عقل تو
وہ ہوا (دھوس) مسکراتی ہے اور تیری عقل روتی ہے

جُملہ اگر مُردند ایشاں ورے اند
وہ سب لولادِ خولہ مردہ ہوں یا زندہ
من چو بنم شاں معین پیشِ خویش
میں جب ان کو اپنے سامنے مجسم دیکھتا ہوں
گرچہ بیروں اندازِ دورِ زماں
اگرچہ وہ زمانے کے چکر سے باہر نکل گئے ہیں
گریہ از ہجرِ اں بُود یا از فراق
رونا تو چھوٹ جانے اور جدائی کی وجہ سے ہوتا ہے
خلق ۲ اندر خواب می بیند شاں
لوگ ان کو خواب میں دیکھتے ہیں
زں جہاں خود را دے پنہاں کنم
میں بھی اپنے آپ کو اس دنیا سے غائب کر دیتا ہوں
حسنِ اسیرِ عقل باشد اے فلاں
اے فلاں! حواسِ عقل کے پابند ہیں
دستِ بستہ عقل را جان باز کرد
روح نے جکڑی ہوئی عقل کو آزاد کر دیا
حسبا و اندیشہ بر آبِ صفا
حواس اور افکار نے صاف پانی پر
دستِ عقلِ آں خس بیک سومی برد
عقل کا ہاتھ اس کھڑے کو ایک طرف ہٹا دیتا ہے
خس بس لبہ بود بر جوچوںِ حباب
نہر پر بلبلوں کی طرح کھڑا بہت سا تھا
چونکہ دستِ عقل نکشاید خدا
جب تک اللہ تعالیٰ عقل کے ہاتھ نہ کھولے
آب را ہر دم گند پوشیدہ او
وہ ہر وقت پانی کو چھپائے رکھتا ہے

۱۔ اُتملہ۔ دل کی آنکھیں مردوں اور
زندوں سب کو دیکھتی ہیں۔ من چو بنم
میں مردوں کو بھی مجسم اپنی نگاہوں
سے دیکھتا ہوں تو پھر نوچ کیسے کروں۔
گریہ رونے کی وجہ ہجر و فراق ہے
جبکہ میری اولاد میرے گرد کھیل کود
رہی ہے تو پھر رونے کی کیا وجہ ہے۔
۲۔ خلق۔ عام لوگوں کو مردے
خواب میں نظر آتے ہیں مجھے بیداری
میں بھی نظر آتے ہیں۔ زں جہاں۔
نیند کی حالت میں ظاہری حواس بیکار
ہو جاتے ہیں تو مردے نظر آنے لگتے
ہیں میں بیداری میں اپنے ظاہری
حواس کو معطل کر دیتا ہوں تو وہ نظر
آ جاتے ہیں۔ حس۔ حواسِ عقل کے
پابند ہیں اور عقلِ روح کے تابع ہے۔
عقلِ معطل مقید ہوتی ہے جب روح اس
سے سوانح زائل کر دیتی ہے تو پھر اس
میں جلا پیدا ہو جاتی ہے روح پر جب
تک دنیوی خیالات کا غلبہ ہوتا ہے وہ
اوراکات سے محروم رہتی ہے جب
دنیوی خیالات کے خس و خاشاک
سے صاف ہو جاتی ہے تو اس کو باطنی
اوراکات حاصل ہونے لگتے ہیں۔
۳۔ آب۔ یعنی روحانی اوراکات۔
حباب۔ بلبل۔ چونکہ اگر خداوندی
توفیق شامل حال نہ ہو تو نفسانی
خواہشات اوراکات سے مانع رہتی
ہیں۔ آں ہوا۔ انسان تباہ ہوتا ہے
خواہشاتِ مسکراتی ہیں اور عقل روتی
ہے۔

چونکہ تقویٰ بست دو دست ہوا

جب پرہیز نگاہی نے ہوا (دوس) کے دونوں ہاتھ باندھ دیے

پس! حواسِ چیرہ محکوم تو شد

غالب حواسِ تیرے محکوم بن جاتے ہیں

حسنِ را بے خواب خواب اندر گند

وہ عقلِ حواس کو بغیر نیند کے سلا دیتی ہے

ہم بہ بیداری بہ بیند خوابہا

وہ بیداری میں بھی خواب دیکھ لیتا ہے

حق کشاید ہر غ دوست عقل را

اللہ تعالیٰ عقل کے دو ہاتھ کھول دیتا ہے

چوں خرد سالار و مخدوم تو شد

جب عقل تیری سرور اور مخدوم بن جاتی ہے

تا کہ غیبتہا ز جاں سر برزند

یہاں تک کہ ان کبھی باتیں دوح میں سے سر اٹھاتی ہیں

ہم ز گرووں بر کشاید بابہا

آسمان کے دروازے بھی کھل جاتے ہیں

۱۔ پس۔ جب انسان عقل کے

تابع ہوتا ہے تو حواسِ ظاہری اس کے

محکوم بن جاتے ہیں۔ جس۔ انسان کو

نیند کی حالت میں خواب اسی لئے نظر

آتے ہیں کہ حواسِ ظاہری معطل ہو

جاتے ہیں اور انسان غائب از نظر

چیزوں کو دیکھنے لگتا ہے پھر جب عقل

کا غلبہ ہو جاتا ہے تو وہ بیداری میں بھی

حواس کو معطل کر دیتی ہے اور وہ چیزیں

اس کو بیداری میں نظر آنے لگتی ہیں جو

کہ وہ خواب میں دیکھ سکتا تھا۔

۲۔ قصہ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے

کہ حواسِ ظاہری کے نہ ہوتے ہوئے

بھی حواسِ ظاہری کے مددکات

حاصل ہو جاتے ہیں۔ صریح۔ ناپینا۔

تموز۔ گرمی کا مہینہ ہے۔ مصحف۔

قرآن پاک۔ راست صحیح بالکل یہ

ناپینا کی تاکید ہے۔

۳۔ اندیشہ۔ یعنی یہ خیال کہ ناپینا

کے گھر میں قرآن کیوں ہے آمیختہ۔

یعنی میں اس قدر گھلا ملا نہیں ہوں کہ

بے تکلفی سے بادل کر سکوں۔ حرج۔

تنگی۔ فرج۔ کشادگی۔

قصہ ۲۔ خواندنِ شیخ ضریر قرآن را از مری مصحف و در

ایک ناپینا شیخ کا قرآن پڑھتے وقت قرآن کو دیکھ کر پڑھنا اور

وقتِ خواندنِ قرآن مینا شدن باذن اللہ تعالیٰ

قرآن پڑھتے وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے مینا ہو جاتا

دید در بغداد یک شیخ فقیر

ایک فقیر شیخ نے بغداد میں

گشت ضیفش در تموز پُرز سوز

جھلتی گرمی کے زمانے میں اس کا مہمان بن گیا

گفت اینجا ہے عجب مصحف چراست

اس نے دل میں کہا تعجب ہے یہاں قرآن کیوں ہے

اندرین اندیشہ ۲ تشویشِ فرود

اس خیال سے اس کی تشویش بڑھ گئی

اوست تنہا مصحفے آویختہ

وہ تنہا ہے قرآن آویزیں ہے

تا پرسم نے خمش صبرے کنم

کہ دریافت کروں یا خاموش رہ کر صبر کروں

صبر کردو بود چندے در حرج

اس نے صبر کر لیا اور کچھ دن پریشان رہا

کشف شد کالصبر مفتاح الفرج

معاملہ کھل گیا کیونکہ صبر کرنا کشادگی کی چابی ہے

صبر گنج ست اے برادر صبر گن تاشفا یابی تو زیں رنج کہن
اے بھائی! صبر خزانہ ہے صبر کر تاکہ تو اس پرانے غم سے شفا حاصل کر لے
صبر تلخ ست و بر او شکر ست صبر سونے کشف ہر تر رہبرست
صبر کڑوا ہے اس کا پھل شکر ہے صبر ہر راز کے کھلنے کا راہبر ہے

صبر کردن لقمان علیہ السلام چوں دید کہ داؤد علیہ السلام حلقہا از
لقمان علیہ السلام کا سوال سے صبر کرنا جبکہ انہوں نے دیکھا کہ حضرت داؤد لوہے کے
آہن راست میگرد از سوال بایں نیت کہ صبر از سوال موجب فرح و راحت ست
حلقے بنا رہے ہیں اس نیت سے کہ سوال کرنے سے صبر کرنا خوشی اور راحت کا سبب ہے

۱۔ صبر تلخ ست۔ صبر تلخ ست لیکن
بر شیریں درود۔ صبر کردن۔ اس قصہ کا
خلاصہ یہ ہے کہ حضرت لقمان نے
صبر کیا تو جہول میں سول پیدا ہوا تھا وہ
خود بخود حل ہو گیا۔

۲۔ لہی۔ انکار کرنے والا یعنی وہ
سخت فولاد تھا۔ دی گند۔ یعنی
حضرت داؤد ان حلقوں کو ایک
دوسرے میں ڈال رہے تھے۔ زرہ۔
زرہ بنانے والا۔ اس چہ یعنی یہ کیا بتایا
جدا ہے۔ زور۔ زور۔

۳۔ دبہ پرسی۔ بے صبری سے کام
گزر جاتا ہے۔ تن یزد۔ خاموش رہا۔
صنعت کارگیری۔

رفت لقمان سوی داؤد نبی حلقہ می کرد او ز پولاد ابی ۲
حضرت لقمان داؤد نبی کے یہاں گئے وہ سخت فولاد کے حلقے بنا رہے تھے
جملہ را بایک دگر در می فگند ز آہن و پولاد آن شاہ بلند
سب حلقوں کو ایک دوسرے میں ڈال رہے تھے ز آہن و پولاد آن شاہ بلند
صنعت زرا و او کم دیدہ بود در تحیر ماند و سواش فروز
ان لقمان نے زرہ بننے والے کی کارگیری نہ دیکھی تھی در تحیر ماند و سواش فروز
کایں چہ شاید بود واپرسم ازو کہ چی می سازد حلقہ تو بتو
کہ یہ کیا بنے گا ان سے پوچھوں کہ چی می سازد حلقہ تو بتو
باز با خود گفت صبر اولی ترست صبر با مقصود زو تر رہبرست
پھر اپنے آپ سے کہا کہ صبر زیادہ مناسب ہے صبر با مقصود زو تر رہبرست
چوں نہ پرسی زود تر کشف شود صبر مرغ صبر از جملہ پر اں تر رود
اگر تو نہ پوچھے گا جلد تجھ پر ظاہر ہو جائے گا صبر مرغ صبر از جملہ پر اں تر رود
ور ۳ بہ پرسی دیر تر حاصل شود صبر کا پرند تمام پرندوں سے تیز اڑتا ہے
اگر تو پوچھے گا دیر میں حاصل ہوگا صبر کا پرند تمام پرندوں سے تیز اڑتا ہے
چونکہ لقمان تن بزد ہم در زماں شد تمام از صنعت داؤد آن
چونکہ لقمان اس وقت خاموش ہو گئے شد تمام از صنعت داؤد آن
پس زرہ سا زید و در پوشید او پیش لقمان حکیم صبر خو
تب انہوں نے زرہ بٹل اور اس کو پہنا پیش لقمان حکیم صبر خو
صبر و طا لقمان کے سامنے

گفت عیاس نیکو لباس ست اے فتی
فرمایا اے "جان" یہ اچھا لباس ہے
گفت لقمہاں صبر نیکو ہمدیست
لقمان نے فرمایا کہ صبر اچھا ساتھی ہے
صبر را با حق قریں کردے افلاں
اے فلاں صبر کو حق کا ساتھی بنایا ہے
صد ہزاراں کیمیا حق آفرید
اللہ تعالیٰ نے لاکھوں کیمیائیں پیدا کی ہیں

در مصافِ خصم دفعِ زخم را
لڑائی کے میدان میں زخم کی روک کے لئے
کو پناہ و دفع ہر جا غمیست
کیونکہ وہ ہر مقام پر غم کی پناہ اور دفع ہے
آخر والعصر! را آگہ بخوال
ہوش سے والعصر کا آخر پڑھ لے
کیمیائے ہمچو صبر آدم ندید
صبر جیسی کیمیا آدم نے نہیں دیکھی ہے

بقیہ قصہ نابینا و مصحف خواندن آل بنظر

نابینا اور اس کے دیکھ کر قرآن پڑھنے کے قصہ کا بقیہ

مردِ مہماں صبر کرد و ناگہاں
مہمان شخص نے صبر کیا اور اچانک
نیم شب آوازِ قرآن را شنید
آدھی رات کو قرآن کی آواز سنی
کہ ۲ مصحف کو رمی خواند درست
کہ نابینا قرآن کو دیکھ کر صحیح پڑھ رہے ہیں
گفت چوں کھری عجب بے چشم و نور
کہا جبکہ آپ نابینا ہیں، بغیر آنکھ اور روشنی کے
انجی می خوانی برآں افتادہ
جو کچھ آپ پڑتے ہیں، اسی پر ہوتے ہیں
اصبغت در سیر پیدا می کند
رنگد میں آپ کی آنکھ ظاہر کرتی ہیں
گفت اے گشتہ زجہل ۳ تن جدا
انہوں نے کہا کہ جو مسلمان جہالت سے جدا ہو گیا ہے
من زحق در خواستم کاے مستعان
میں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ اے مددگار

کشف گشتش حالِ مشکل در زماں
اس پرک مشکل کا حال فوراً کھل گیا
جست از خواب آل عجائب را بدید
یہ نیند سے اٹھا اور عجائب دیکھے
گشت بے صبر و ازوآں حال جست
بے صبر ہو گیا، اور ان سے اس حال کی جستجو کی
چوں ہی خوانی و می بینی سطور
آپ کیسے پڑھتے ہیں اور سطریں دیکھتے ہیں؟
دست را بر حرفِ آل نہادہ
ہاتھ کو اس کے حروف پر رکھتے ہیں
کہ نظر بر حرف داری مستند
کہ آپ صحیح طور پر حرف پر نظر رکھتے ہیں
ایں عجب داری توازِ صنّع خدا
تو اللہ تعالیٰ کی کارگیری پر تعجب کرتا ہے
بر قرأت من حریمِ ہمچو جاں
مجھے قرآن پڑھنے سے جان کی برابر محبت ہے

۱۔ والعصر۔ اس سورہ کے آخر
میں وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا
بِالصَّبْرِ آیا ہے انہوں نے باہمی حق
کی وصیت کی اور صبر کی وصیت کی یعنی
اس سے معلوم ہوا کہ صبر کی نگہداشت
ایسی ہی ضروری ہے جیسی کہ حق کی
نگہداشت ضروری ہے کیمیا۔ کیمیا
تاج کی حقیقت کو بدل دیتی ہے اسی
طرح صبر مصائب کو راحتوں میں
تبدیل کر دیتا ہے۔
۲۔ کہ مصحف۔ وہ نابینا دیکھ
کر قرآن پڑھ رہے تھے اور جو آیت
پڑھتے تھے اس پر صحیح انگلی رکھتے
ہوئے پڑھتے تھے۔ اصبت دیر۔
ناظرہ خواں عموماً پڑھنے میں آنتوں پر
انگلی رکھتے چلے جاتے ہیں۔
۳۔ زجہل ۳ تن جدا یعنی مادی جسم
کی جہالتیں تجھ سے دور ہو چکی ہیں
پھر خدا کی اس قدرت سے تجھے کیا
پریشانی ہے مستعان۔ وہ جس سے
مدد چاہی جائے۔

در دو دیدہ وقت خواندن بے گرہ
دووں آنکوں میں بغیر رکاوٹ کے پڑھتے وقت
کہ بگیرم مصحف و خوانم عیاں
جبکہ میں قرآن اٹھاؤں اور دیکھو کر پڑھوں
اے بہر رنجے بما اُمید وار
اے وہ کہ ہر تکلیف میں ہم سے امیدوار ہے
کہ ترا گوید بہر دم بر تر آ
جو تجھ سے کہتی ہے کہ ہر سانس میں ترقی کر
یا ز مصحفہا قرأت بایت
یا قرآنوں سے دیکھ کر تو پڑھنا چاہیے گا
تا فر و خوانی معظم ۲ جوہرا
تاکہ تو خوب پڑھ لے اے بڑے جوہرا
واکشایم مصحف اندر خواندان
پڑھنے میں قرآن کھولتا ہوں
آں گرامی بادشاہ کرد گار
وہ عزیز کردگار بادشاہ
در زماں ہچوں چراغ شب نور
نورائے ہر کی کو لپیٹ دینے والے چراغ جیسی
ہر چہ بستاند فرستد اعتیاض
کیونکہ جو کچھ وہ لیتا ہے بدلہ بھیج دیتا ہے
در میان ماتے سوبے دہد
رنج کے دوران خوشی بے دیتا ہے
کان غمبارا دل مستے دہد
غموں کی کان کو مست دل دیدتا ہے
چوں عوض می آید از مفقود زفت
جبکہ گم شدہ کا بھاری بدلہ آ جاتا ہے

نیستم حفظ مرا نورے بدہ
میں حافظ نہیں ہوں مجھے روشنی عطا کر دے
باز وہ دو دیدہ ام را آل زماں
اس وقت میری دونوں آنکھیں مجھے لونا دے
آمد از حضرت ندا کاے مرد کار
بارگاہ خلوندی سے آواز آئی اے بائبل
حسن ظن ست و امیدے خوش ترا
یہ تیرا حسن ظن ہے اور اچھی امید
ہر زماں کہ قصد خواندن باشدت
جس وقت تیرا پڑھنے کا ارادہ ہو گا
من در اں دم واد ہم چشمت ترا
میں اس وقت تیری آنکھیں لونا دوں گا
ہچناں کرد و ہر آنگا ہے کہ من
اس اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا اور جبکہ میں
آں خبیرے کو نشد غافل زکار
تو وہ خبیر جو کام سے غافل نہیں ہے
باز بخشد بینشم آں شاہ فرد
وہ یکتا شاہ میری بیٹائی دوبارہ عنایت کر دیتا ہے
زیں سبب نبود ولی را اعتراض
اسی لئے ولی کو کوئی اعتراض نہیں ہوتا ہے
گر بسوزد باغنت انکورے دہد
اگر وہ تیرا باغ جلاتا ہے انکو دیدتا ہے
آں شل بے دست رادستے دہد
وہ ہاتھ کئے نئے کو ہاتھ دے دیتا ہے
لَا نُسَلَمُ ۳ و اعتراض از ما برفت
ہم نہیں مانتے ہیں کہ انکو اعتراض ہم سے رخصت ہو گیا ہے

۱۔ مردکار بائبل انسان۔ حسن ظن۔ حدیث قدسی ہے قسا عند ظن غیبی بنی یعنی میں وہی کرتا ہوں جو میرا بندہ میرے بارے میں سوچتا ہے اگر اللہ کے ساتھ اچھا گمان ہوگا تو خیر حاصل ہوگی برا گمان ہوگا تو شر حاصل ہوگا۔

۲۔ معظم جوہرا۔ اس سے بعض صاحبان نے ان نایابا کی ذات مراد لی ہے بعض نے اس کو خوانی کا مفعول سمجھ کر قرآن کریم مراد لیا ہے۔ کردگار۔ اللہ تعالیٰ۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس میں کرد بمعنی فعل اور کرد بمعنی صاحب ہے۔ اعتیاض۔ عوض لینا۔ اللہ تعالیٰ عوض ضرور عنایت فرما دیتا ہے خواہ وہ تمہاری منشا کے مطابق نہ ہو۔ گر بسوزد۔ مولانا نے اس شعر میں اسی امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اس عوض کا اس کی جنس سے ہونا ضروری نہیں جو تم نے لی ہے۔ ماتم۔ مجلس غم۔ نور۔ محفل شادی۔ دل مستے۔ دل کی مستی میں انسان غم کو بھول جاتا ہے۔

۳۔ لاسلم۔ یہ جملہ مومنا مباحثہ میں فریق ثانی کی بات کے انکار کے وقت بولا جاتا ہے۔ مفقود۔ گم شدہ۔ زفت۔ مونا بھاری۔

چونکہ اے آتش مرا گرمی رسد
جب کہ بغیر آگ کے ہمیں گرمی ملتی ہے
چونکہ اے چشمے بہ بخشد دیدنے
جبکہ وہ بغیر آنکھ کے دیکھ لینا عطا فرما دیتا ہے
بے چراغے چوں دلد او روشنی
جبکہ وہ بغیر چراغ کے روشنی عطا فرما دیتا ہے
راضیم گر آتش مارا گشد
میں راضی ہوں اگر وہ ہماری آگ بجھا دے
آتچنیں گوریست چشم روشن
ایسا اندھا پن روشن آنکھ ہے
گر چراغت شد چہ افغاں میکنی
اگر تیرا چراغ بجھ جائے تو کیوں شکایت کرتا ہے

۱۔ چونکہ ہمیں مقصد کی طلب
ہے خواہ اس کا سبب کچھ بھی ہو۔ چشم
روشنے۔ آنکھ سے مقصد دیکھنا ہے
جبکہ وہ بغیر آنکھ کے حاصل ہو تو آنکھ
نہ ہونے سے ہمیں کیا شکوہ ہو سکتا
ہے۔

۲۔ بشنو۔ اب تک یہ سمجھایا تھا کہ
بعض اولیاء دوائے ہیں کہ مقصود جب
حاصل ہوتا ہے تو سبب کے موجود نہ
ہونے پر شکوہ نہیں کرتے ہیں اب یہ
بتاتے ہیں کہ کچھ بزرگ ایسے ہیں کہ
وہ کسی حالت میں بھی شکوہ پسند نہیں
کرتے ہیں اور اللہ کی قضا کے خلاف
دعا کو بھی حرام سمجھتے ہیں واضح رہے کہ
یہ حالت مغلوب والہال اولیاء کی ہوتی
ہے ورنہ انبیاء دعا میں نہ کرتے۔
اصل کمال یہ ہے کہ راضی برضا ہوتے
ہوئے دعا کی جائے۔ رام۔ معمول۔
۳۔ در قضا۔ مصائب کو مرضی خدا
سمجھ کر اس میں لذت حاصل کرتے
ہیں ضرر نہ حسرت نہ نیت۔
معشوق کی مادر کشش ہے ان کا مقولہ
ہوتا ہے عزاء مایک لباس کالا ہوتا
ہے۔ آب حیواں یعنی ہر تکلیف ان
کے لئے باعث راحت بن جاتی
ہے۔

صفت بعض اولیاء کہ راضی اند با حکام الہی ولا بہ نکلند
بعض اولیاء کا بیان جو خدائی احکام پر راضی ہیں اور اللہ تعالیٰ سے اصرار
نہیں کرتے ہیں کہ اسے خدایہ حکم لوٹالے

بشنو ۲ انوں قصہ آل رہر وال
اب ان راہنماؤں کا قصہ سن
زاویا اہل دعا خود دیگرند
دعا کرنے والے اولیاء میں سے دوسرے ہیں
قوم دیگر می شناسم زاویا
میں اولیاء میں سے دوسری قوم کو بھی جانتا ہوں
از رضا کہ ہست رام آل کرام
چونکہ رضا ان بھلوں کا معمول ہے
در قضا ۳ ذوقے ہی بنیند خاص
وہ قضا میں خاص مزہ محسوس کرتے ہیں
حسن ظننے بر دل ایشان کشود
ان کے دل میں حسن ظن ایسا طاری ہو گیا ہے
ہرچہ آید پیش ایشان خوش بود
جو ان کو پیش آتا ہے اچھا لگتا ہے
زہر در حلقوم شاں شکر بود
ان کے گلے میں زہر شکر ہو جاتا ہے
کہ ندارند اعتراضی در جہاں
جو دنیا میں کوئی اعتراض نہیں کرتے ہیں
کہ ہم دو زند و گاہے می درند
جو کبھی سیتے ہیں اور کبھی پھاڑتے ہیں
کہ وہاں شاں بستہ باشد از دعا
جن کا منہ دعا سے بند رہتا ہے
جستن دفع قضا شاں شد حرام
قضا کے فیصلہ کو روکنے کی جگو ان پر حرام ہے
کفر شاں آید طلب کردن خلاص
خلاصی چاہنا ان کو کفر محسوس ہوتا ہے
کہ نہ پوشند از عزا جامہ کبود
کہ وہ غم میں کالا کپڑا نہیں پہنتے ہیں
آب حیواں گردد از آتش بود
اگر آگ ہو تو آب حیات بن جاتا ہے
سنگ اندر راہ شاں گوہر بود
ان کے راستہ کا پتھر جو ہر ہو جاتا ہے

جملگی یکساں بود شاں نیک ابد از چہ باشد این ز حسن ظن خود

ان کے لئے اچھا برا سب یکساں ہوتا ہے یہ کیوں ہوتا ہے اپنے حسن ظن سے ہوتا ہے

گفر باشد نزد شاں کرون دُعا کالے الہ از ما بگرداں ایں قضا

دعا کرنا ان کے نزدیک کفر ہوتا ہے کہ اے خدا اس قضا کو ہم سے لوٹا دے

سوال کردن بہلول آں درویش ولی را

حضرت بہلول کا اس ولی درویش سے دریافت کرنا

چونی اے درویش واقف گن مرا

اے درویش! تو کیا ہے مجھے بتا دے

بر مُرادِ او رَوَد کارِ جہاں

جس کے ارادے کے مطابق دنیا کے کام چلتے ہوں

اخر ایں زانِ سال کہ او خواہد شوند

سختے جس طرح وہ چاہے ہو جائیں

بر مُرادِ او روانہ گو بہ گو

جو اس کے ارادے کے مطابق کوچہ کوچہ روانہ ہوں

ہر کجا خواہد بہ بخشد تہنیت

وہ جہاں چاہے مبارکبادی بخش دے

ماندگاں از راہ ہم در دام او

رو سے عاجز بھی اس کے جال میں ہوں

بے رضا و اُمر آں فرماں رواں

اس فرماں روا کی رضا اور حکم کے بغیر

بے قضائے او نیاید هیچ مرگ

اس کے حکم کے بغیر کوئی موت نہ آئے

در جہاں زاوَجِ ثریا تا سَمک

دنیا میں ثریا کی بلندی سے مچھلی تک

در فرو سیمائے تو پیدا است ایں

آپ کے چہرے اور شان سے یہ ظاہر ہے

گفت بہلول آں یکے درویش را

حضرت بہلول نے اس درویش سے کہا

گفت چوں باشد کسیکہ جاوداں

اس نے کہا وہ شخص کیسا ہو گا کہ ہمیشہ

سیل و جُوبا بر مُرادِ او روند

سیلاب اور نہریں اس کے ارادے کے مطابق جاری ہوں

زندگی و مرگ سر ہنگام او

زندگی اور موت اس کے سپاہی ہوں

ہر کجا خواہد فرستد تعزیت

وہ جہاں چاہے تعزیت کو روانہ کرے

سالکانِ سہ راہ ہم برگام او

راہ کے سالک بھی اس کے نقش قدم پر ہوں

ہیچ دندانے نہ خندد در جہاں

دنیا میں کوئی دانت نہ مسکرائے

بے رضائے او نیفتد هیچ برگ

اس کی منشاء کے بغیر کوئی پتہ نہ جھڑے

بے مُرادِ او بخنجد ہی رگ

اس کے ارادے کے بغیر کوئی رگ نہ پھڑکے

گفت اے شہِ راست گفتم چمنیں

حضرت بہلول نے کہا اے شہِ راستم نے سچ کہا ایسا ہی

۱۔ نیک و بد وہ سمجھتے ہیں کہ ہرچہ از دوست می رسد نیکوست دوست کی جانب سے جو آئے وہ اچھا ہی ہے۔ سوال کردن۔ حضرت بہلول نے ایسے ہی بزرگ کے مزاج پوچھے ہی بزرگ کے مزاج پوچھے جو راضی بقضاء خداوندی تھے اور کوئی دعا کرنا پسند نہ کرتے تھے۔ چونی۔ آپ کے کیسے مزاج ہیں۔

۲۔ گفت۔ اس ولی نے حضرت بہلول کو جواب دیا کہ جس شخص کی منشاء کے مطابق ساری دنیا کا کاروبار چل رہا ہو اور کوئی چیز اس کی منشاء کے خلاف نہ ہو تو ایسے شخص سے مزاج دریافت کرنے کا کیا مطلب ہے زندگی۔ یعنی لوگوں کی موت (حیات) اس کی مراد کے مطابق ہو۔ تعزیت۔ میت کا ریسہ۔ تہنیت۔ مبارکبادی۔

۳۔ سالکان۔ راستہ چلنے والے مسافر اس کے نقش قدم پر چلیں۔ منزل تک نہ پہنچنے والے اسی کے ارادے سے منزل سے محروم ہوں۔ ہیچ ہر شخص کی خوشی اس کے حکم سے ہے۔ بے مراد۔ دنیا کی ہر حرکت اور سکون اس کے ارادے سے ہے۔ گفت۔ حضرت بہلول نے کہا جو کچھ آپ کہتے ہیں وہ ضرور درست ہے لیکن مجھے ذرا تفصیل سے سمجھائیے تاکہ میں پورا مطلب سمجھ جاؤں۔

این صد چندینی اے صادق ولیک
اے بچے! آپ ایسے ہی ہوں سے سنگڑوں گناہیں لیکن
آنجناب کہ فاضل و مردِ فضول
ایسے طریقے پر کہ فاضل اور جاہل
آنجناب شرح گن اندر کلام
گفتگو میں اس کی اس طرح شرح کر دیجئے
ناطق کامل چو خواں باشے بود
کامل مقرر جب خواں والا ہوتا ہے
تائماند ہیچ مہماں بینوا
تاکہ کوئی مہمان بے سہلا نہ رہے
ہچو قرآن کو بمعنی ہفت توست
جیسا کہ قرآن پاک جو معنی کے اعتبار سے سات تہوں والا ہے
گفت ایں بارے یقین شد پیش عام
انہوں نے کہا یہ تو اب سب کو یقین ہے
ہچ برگے در نیفتد از درخت
درخت سے کوئی پتا نہیں جھڑتا
از وہاں لقمہ نشد سوائے گلو
لقمہ منہ سے گلے میں نہیں جاتا
میل و رغبت کاں زماں آدمی ست
میلان اور رغبت جو آدمی کب ہاگ ہے
در زمینہا و آسمانہا ذرہ
کوئی ذرہ زمینوں اور آسمانوں میں
جو بفرمان قدیم نافذ
بغیر اس کے جلدی ہونے والی اذلی حکم کے
کہ اشرد برگ درختاں را تمام
درختوں کے سب پتوں کو کن گن سکتا ہے؟

شرح گواں را بیاں گن نیک
اس کی تشریح کر دیجئے اور صاف صاف بیان کر دیجئے
از دل واز جاں گند اورا قبول
اس کو دل و جان سے قبول کر لے
کہ ازاں ہم بہر یابد عقل عام
کہ اس سے عوام کی عقل بھی حصہ حاصل کر لے
بر سر خواں زہر آشی بود
اس کے خواں پر ہر قسم کا کھانا ہوتا ہے
ہر کے یا بد غذائے خود جدا
ہر شخص اپنی علیحدہ غذا حاصل کر لے
خاص را و عام را مطعم دروست
اس میں خاص اور عام کی غذا ہے
کہ جہاں در امر یزدان ست رام
کہ دنیا خدا کے حکم کی فرماں بردار ہے
بے قضا و حکم آل سلطان تخت
بغیر عرش کے اس شاہ کے فیصلے اور حکم کے
تا نگوید لقمہ را حق کاڈ خلو
جب تک اللہ تعالیٰ نے فرما دے داخل ہو جا
جنہش آل رام امر آں غنی ست
اس کی حرکت اس بے نیاز کے حکم کی فرمانبرداری ہے
پر نجباند نگرود پردہ
پر نہیں ملتا، کوئی تنکا گردش نہیں کرتا
شرح نتواں کرد و جلدی نیست خوش
جس کی شرح نہیں کی جاسکتی اور ہمت کرنا اچھا نہیں
بے نہایت کے شود در نطق رام
لاحود گفتگو کے تابع کب ہو سکتا ہے؟

۱۔ مرد فضول۔ ناقابل شخص۔
ناطق کامل۔ اچھے مقرر کا یہ کمال ہوتا
ہے کہ اس کی تقریر سے عوام و خواص
دونوں لطف اٹھاتے ہیں۔ ہچو
قرآن۔ قرآن کی معانی اور مطالب
سے ہر شخص اپنی فہم کے مطابق پورا
فائدہ اٹھاتا ہے۔ ہفت۔ ممکن ہے
مولانا نے قزل فقرآن علی سبعة
اُخبرف کے یہ معنی لئے ہوں کہ اس
میں سات معنی ہیں۔

۲۔ گفت۔ ان دلی نے حضرت
بہلول کو جواب دیا کہ یہ سب مانتے
ہیں کہ دنیا کڈر سڈرے برائے ک
حکمرانی ہے اور کائنات کی ہر حرکت و
سکون اس کے حکم سے ہے تو جب
بندہ بالکل راضی بقضائے الہی ہو
جائے تو اللہ تعالیٰ کا ہر حکم اور فعل اس کی
مراد بن جائے گا اور یہ سمجھ جائے گا کہ
عالم میں جو کچھ ہو رہا ہے گویا وہ اس
بندے کی مرضی کے مطابق ہو رہا
ہے۔

۳۔ رام۔ فرمانبرداری۔ سلطان
تخت۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ میل و رغبت۔
انسان کی خواہش اور رغبت انسان
سے اپنے مطابق کام کرتی ہے
جلدی۔ بہادری، ہمت۔ کہ اشرد۔
درختوں کے سب جو متماعی ہیں ان کی
شدائے ممکن ہے تو غیر متماعی کی تفصیل
کیسے ممکن ہو سکتی ہے۔

ایں قدر بشنو کہ چوں کُلی کار

اتنا سن لے کہ جب تمام کام

چوں اقصائے حق رضائے بندہ شد

جب اللہ تعالیٰ کا حکم بندہ کی رضا مندی بن گیا

بے تکلف نے پے مزد و ثواب

بغیر کسی تکلف کے نہ کہ بدلہ اور ثواب کے لئے

زندگی خود نخواہد بہر خود

وہ اپنی زندگی اپنی خاطر نہیں چاہتا

ہر کجا امر مقدم را مسلکے ست

جہاں کہیں قدیم امر کا مسلک ہے

بہر یزداں می زید نے بہر گنج

وہ خدا کے لئے جیتا ہے نہ کہ خزانہ کے لئے

ہست ایمانش برائے خواہ او

اس کا ایمان اس اللہ کی رضا مندی کے لئے ہے

ترک کفرش ہم برائے حق بود

اس کا کفر کو چھوڑنا بھی اللہ کے لئے ہے

آچنیں آمد زاصل آں خوی او

یہ اس کی عادت اصل سے ایسی ہی آئی ہے

آنگہاں خندو کہ او بیند رضا

وہ اس وقت ہنستا ہے جبکہ رضا حق دیکھتا ہے

بندہ کش خودی و خلقت این بود

وہ بندہ جس کی عادت اور خصلت یہ ہو

پس چرالا بہ کندا ویا دعا

تو وہ کیوں خوشامد اور دعا کرے

مرگ او و مرگ فرزندان او

مرگ، موت اور اس کی اولاد کی موت

می نگردد جو بہر کردگار

بغیر خدا کے حکم کے نہیں ہوتے

حکم او را بندہ خواہندہ شد

بندہ اس کے حکم کا چاہنے والا بن گیا

بلکہ طبع او راں شد مستطاب

بلکہ اس کی طبیعت اس پر خوش ہو گئی

بلکہ خواہد از پے حکم احد

بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی وجہ سے چاہتا ہے

زندگی و مردگی پیشش یکے ست

اس کے سامنے زندگی اور موت ایک ہے

بہر یزداں می مردن خوف ورنج

وہ خدا کے لئے مرتا ہے نہ کہ ڈر اور تکلیف سے

نے برائے جنت و اشجار و جو

نہ کہ جنت اور جنت کے درختوں اور نہروں کے لئے

نے زیم آنکہ در آتش رود

نہ کہ اس ڈر سے کہ وہ جہنم میں جائے گا

بے ریاضت نے بجست و جوی او

بغیر کسی مجاہدے کہ نہ کہ اس کی کوشش سے

ہمچو حلوا و شکر او را قضا

اللہ کا حکم اس کے لئے حلوے اور شکر کی طرح ہے

نے جہاں بر امر و فرمانش رود

کیا جہاں اس کے حکم اور فرمان کے مطابق نہیں چلے گا

کہ بگرداں اے خداوند اس قضا

کہ اے اللہ اس حکم کو واپس لے لے

بہر حق پیشش چو حلوا در گلو

اللہ کے لئے اس کے نزدیک اس کی جیسا کہ منہ میں حلوا

۱۔ چوں: جب اللہ کے تمام

فیصلوں اور احکام پر بندہ راہی ہو گیا

۲۔ تو اللہ کے تمام احکام اس کا

مطلوب بن گئے ہیں بے تکلف۔

یعنی یہ رضا اس کی طبعی بات بن گئی

۳۔ اس میں کوئی اجراء و ثواب بھی اس

کے مد نظر نہیں ہے۔ زندگی۔ اپنی

زندگی بھی اپنی خاطر نہیں چاہتا بلکہ اس

لئے چاہتا ہے کہ اللہ کا حکم یہی ہے۔

۴۔ ہر کجا۔ یعنی جو بھی خدا کا لڑی حکم

۵۔ وہی راستہ اس کو پسند ہے خواہ وہ

زندگی ہو یا موت۔ ہست ایمانش۔

اس کا ایمان بھی محض مولا کی رضا

مندی کے لئے ہے نہ کہ جنت کے

لاچ کی وجہ سے اور کفر سے نفرت بھی

رضاء مولا کی وجہ سے ہے نہ کہ روزِ

کے ڈر سے ہمچو حلوا۔ اللہ کا ہر حکم اس کو

ایسا مرغوب ہے جیسا کہ حلوا مرغوب

ہوتا ہے۔

۶۔ بندہ کش۔ جب احکام

خداوندی پر رضا کی یہ کیفیت ہو تو یقیناً

یہ کہا جائے گا کہ دنیا کے سب کام اس

بندہ کے حکم سے چل رہے ہیں۔

نزع فرزندائِ برآں با وفا

اس وفادار کے لئے ولاد کا نزع

پس اے چرا گوید دعا لا مگر

تو وہ کیوں دعا کرے؟ ہاں اگر

آں شفاعت والِ دعا نزرِ رحمِ خود

وہ سفارش اور وہ دعا اپنے لو پر رحم کے لئے نہیں

رحمِ خود را او ہماں دم سوختست

اپنے رحم کو اس نے اپنی وقت پھونک دیا ہے

دوزخِ اوصافِ او عشقِ است و او

عشق اس کے اوصاف کی دوزخ ہے اور اس نے

ہر طرقتی اس فروعے کے شناخت

ہر سالک اس فرق کو کب سمجھتا ہے

قصہ قوتی و کرامت

قوتی اور ان کی کرامت کا قصہ

آں قوتی داشت خوش دیبلجہ

قوتی ایک اچھا چہرہ رکھتے تھے

بر زمیں می شد چومہ بر آسمان

زمین پر وہ اس طرح تھے جیسے چاند آسمان پر

در مقامی اے مسکنے کم ساختہ

وہ ایک جگہ کم ٹھہرتے

گفت در یک خانہ گرباشم دو روز

انہوں نے کہا اگر میں دو روز ایک گھر میں رہوں گا

عِزَّةُ الْمَسْكَنِ أَحَا ذِرْهَا أَنَا

میں اقامت کی عزت سے بچتا ہوں

لَا أَعُوذُ خُلُقِ قَلْبِي بِالْمَكَانِ

میں اپنے دل کے اخلاق کو مکان کا عادی نہیں بناتا ہوں

چوں قطائف پیش شیخ بینوا

ایسا ہے جیسے مفلس بوڑھے کے پھل

در دعا بیند رضائے داو گر

وہ دعا میں اللہ تعالیٰ کی رضا مندی دیکھ لے

می کند آں بندہ صاحب رشد

رتا ہے وہ ہدایت یافتہ بندہ

کہ چراغِ عشقِ حق از فروختست

جبکہ اس نے عشق کا چراغ روشن کیا ہے

سوخت مر اوصافِ خود را مو بمو

اپنے اوصاف کو بالکل جلا دیا ہے

چوں دقوتی گو دریں دولتِ ناخت

جیسا کہ قوتی جو اس دولت میں نہ دوڑے

قصہ قوتی و کرامت

قوتی اور ان کی کرامت کا قصہ

عاشق و صاحب کرامت خولجہ

عاشق اور کرامت والے خولجہ تھے

شب رواں را گشتہ زو روشن رواں

تاریکی میں چلنے والے کی جگہ روشنی میں چلنے والے ہو گئے

کم دو روز اندر دے انداختہ

ایک گاؤں میں دو روز سے کم ذریعہ ڈالتے

عشق آں مسکن کند در من فرور

اس گھر کی محبت مجھ میں رشن ہو جائے گی

أُنْقِلِي يَا نَفْسُ سَافِرٌ لِلْعَنَا

اے نفس! منتقل ہو جا مشقت کی خاطر سفر کر

کے یگونی خالص فی الامتحان

تاکہ آزمائش میں خالص بن جائے

۱۔ پس چرا۔ جب دنیا کے سب کا

اس کی مرضی کے مطابق ہیں تو دعا اور

خوشامد بے معنی چیز ہے۔ قطائف۔

چنے ہوئے پھل۔ در دعا۔ یہ شخص دعا

بجھی جب ہی کرتا ہے جب اس کو یہ

معلوم ہو کہ مولا کی مرضی یہی ہے۔

۲۔ آں شفاعت۔ ایسا انسان کی

دعا بھی اپنے لو پر رحم کے لئے نہیں

ہوتی ہے محض خدا کی مرضی پر عمل

کرنے کے لئے ہوتی ہے وہ اپنے

رحم سے اسی وقت دستبردار ہو گیا تھا

جبکہ اس نے عشقِ خداوندی کا دم بھرا

تھا۔ دوزخ۔ ایسا انسان اپنے تمام

اوصاف اور ذلتی خواہشیں عشق کی

بھنی میں پھونک چکتا ہے۔ ہر

طرقتی۔ اس فرق کو کہ دعا بھی اگر ہو تو

محض اللہ کی مرضی کو پورا کرنے کے

لئے ہوائی ذلتی غرض کے لئے نہ ہو

ہر سالک نہیں سمجھ سکتا۔ قوتی جیسے

بزرگ بھی اس کو نہ سمجھ سکے۔ دیبلجہ۔

چہرہ برز میں۔ جس طرح لوگ چاند

سے روشنی اور رہنمائی حاصل کرتے

ہیں اسی طرح قوتی سے حاصل کرتے

تھے۔

۳۔ در مقامی۔ قوتی اس خیال

سے کہ کسی مقام اور مسکن سے کوجبت

پیدا نہ ہو ہمیشہ سفر میں رہتے تھے۔

غزوة المسکن انسان وطن میں عزیز ہونا

بے سفر میں اجنبی ہونے کی وجہ سے

مشقتیں برداشت کرتا ہے۔ عنا۔

مشقت تکلیف فی الامتحان یعنی

آزمائش کے وقت قلب میں صرف

اللہ تعالیٰ کی محبت ثابت ہو۔

چشم اندہ شاہ باز او ہچو باز
آنکہ شاہ کے دید میں کلی ہوئی وہ باز کی طرح تھے
مُنفرد از مردوزن نے از دوئی
مردوزن سے اکیلے تھے مغفرت کی وجہ سے نہیں
خود شفیع بد دعائیش مستجاب
وہ خود سفلیٰ اور ان کی دعا مقبول تھی
بہتر از مادر شہی تراز پدر
میں سے زیادہ بہتر اور باپ سے زیادہ مرغوب تھے
چوں پدر ہستم شفیق و مہربان
میں تمہارے لئے باپ کی طرح مشفق اور مہربان ہوں
جُوزو را از کل چرا بری کنید
جُوزو کو کل سے کیوں جدا کرتے ہو
عضو از تن قطع شد مردار شد
عضو بدن سے کٹا تو مردہ ہو گیا
مردہ باشد نبویش از جاں خبر
مردہ رہتا ہے اس کو جان کا پتہ نہیں رہتا
عضو نو بریدہ ہم جنبش کند
نیا کٹا ہوا عضو بھی حرکت کرتا ہے
ایں نہ آں کل ست گوناقص شود
یہ وہ کل نہیں ہے جو ناقص ہو جائے
چیز ناقص گفتہ شد بہر مثال
مثال کے لئے ایک ناقص بات کہہ دی گئی ہے
شیر مثل او نبا شد گرچہ راند
شیر ان جیسا نہیں ہوتا اگرچہ یہ مثل جلدی ہو گئی ہے

روز اندہ سیر بد شب و ز نماز
دن کو سفر میں رات کو نماز میں
منقطع از خلق نے از بد خوئی
خلق سے جدا تھے بد مزاجی کی وجہ سے نہیں
مشفق بر خلق و نفع ہچو آب
خلق پر مہربان اور پانی کی طرح نفع رسا تھے
نیک و بد را مہربان و مستقر
بھلے اور برے کے لئے مہربان اور ٹھکانا تھے
گفت پیغمبر شمارا اے مہاں
پیغمبر نے فرمایا اے سرور!
زاں سب کہ جملہ اجزائے منید
کیونکہ تم سب میرے اجزاء ہو
جُوزو و از کل قطع شد بیکار شد
جُوزو کل سے کٹا تو بیکار ہو گیا
تانہ پیوند بہ کل بار دیگر
جب تک وہ عضو دوبارہ کل سے نہ جڑے
ور بخند نیست آں را خود سند
اگر وہ حرکت کرتا ہے تو وہ زندگی کی دلیل نہیں ہے
جزو ایں سب کل گر برد یکسو رود
اس کل کا جزو اگر کٹے ایک طرف چلا جائے
قطع و وصل او نیاید در مقال
اس سے جدا ہونا اور جتنا بیان نہیں کیا جاسکتا
مر علی را بر مثال شیر خواند
حضرت علی کو شیر کی مانند کہا

۱ چشم ان کے مد نظر ذات ہادی
یعنی محمدی اور وہ باز کی طرح معاف و
اسرار الہی کا شکار کرتے تھے۔ منقطع
وہ صرف اللہ کے لئے خلوت کو پسند
کرتے تھے۔ ہند نہ بد مزاج تھے نہ
ان میں لوگوں سے مغفرت تھی۔
مشفق تمام انسانوں سے ان کا محبت
اور شفقت کا معاملہ تھا۔ مستجاب
قبول شدہ مستقر ٹھکانا۔ شہی۔
مرغوب۔

۲ گفت چونکہ پیغمبر کے پیرو
تھے اور پیغمبر نے امت کو مخاطب کر
کے فرمایا تھا کہ میں تم پر باپ کی طرح
مہربان ہوں۔ جملہ اجزاء۔ چونکہ
امت کی حیات اور بقا انہی سے وابستہ
ہوتی ہے۔ جزو۔ جزو کل سے کٹ کر
بیکار ہو جاتا ہے، عضو بدن سے کٹ
کر مردہ ہو جاتا ہے۔ در بخند۔ اگر
نی سے کٹ کر کچھ آثار حیات بھی
اس میں نظر آئیں تو اس کو حیات نہ
سمجھو اس کی وہ حرکات نہ ہوتی ہیں
جانور کا عضو کٹ کر بھی کچھ دیر تک
زہد ہوتا ہے۔

۳ جزو ایں کل۔ نبی سے جو کچھ
وہ خود اپنا نقصان کرے گا نبی میں اس
کے جدا ہونے سے کوئی نقص نہ پیدا
ہوگا۔ قطع و وصل۔ نبی سے جڑنے اور
کٹنے کی یہ ایک باتیں مثال ہم نے
دی ہے۔ ورنہ اس حقیقت کو بیان کرنا
ممکن نہیں ہے۔ مر علی۔ حضرت علی
کرم اللہ وجہہ کو اسد اللہ کہا جاتا ہے
یعنی ان کو شیر کی مثل قرار دیا گیا ہے
لیکن ان میں اور شیر میں بہت فرق
ہے۔ مثال اور مثل۔ میں بالکیہ
مشابہت نہیں ہوتی ہے۔ اسی طرح
آنحضرت کے کل اور امتوں کے اجزاء
ہونے کی یہ مثال بھی ایسی ہی ہے۔



باز گشتن بقصہ دقوتی علیہ الرحمۃ دقوتی رحمۃ اللہ کے قصہ کی طرف رجوع

از مثال و مثل و فرق آں براں
مثال اور مثل اور اس کے فرق سے آگے بڑھ
آنکہ در فتویٰ امام خُلق بُود
وہ (دقوتی) جو فتویٰ میں مخلوق کے امام تھے
آنکہ اندر سیرمہ رلمات کرد
وہ جنہوں نے چلنے میں چاند کو ہرا دیا
باچنیں تقویٰ و او را دو قیام
باوجود ایسے تقویٰ اور وظائف اور نماز کے
در اسفر معظم مُرداش آں بدے
سفر میں ان کی بڑی مراد یہ ہوتی
ایں ہی گفتے چوئی رفتے براہ
جب سفر میں جاتے تو یہ کہتے
یا رَب آتہا را کہ بشنا سدوم
اے خدا! جن کو میرا دل پہچان لیتا ہے
وانکہ نشاسم تو اے یزدانِ جاں
اور جن کو میں نہیں پہچانتا ہوں تو اے جان کے مالک
حضرتش گفتے کہ اے صدرِ مہیں
دربارِ خداوندی ان سے کہتا اے صدرِ اعظم!
مہرِ من داری چہ می جوئی دگر
تم میری محبت کچھ دوسرے کی محبت کیوں تلاش کرتے ہوں
اُوں گفتمے یا رَب اے دانائے راز
وہ جواب دیتے اے خدا! اے راز کو جاننے والے!
در میان بحر اگر بنشستہ ام
اگرچہ میں سمندر میں بیٹھا ہوں

جانبِ قصہ دقوتی اے جواں
اے جواں! دقوتی کے قصہ کی جانب
گوئے تقویٰ از فرشتہ می ربود
تقویٰ میں فرشتے سے بازی لے جاتے تھے
ہم ز دینداری اودیں رشک خورد
جن کی دینداری پر خود دین نے رشک کیا
طالبِ خاصانِ حق بُودے مُدام
وہ ہمیشہ خاصانِ خدا کے طالب رہتے تھے
کہ دے بر بندہ خاصی زدے
کہ تھوڑی دیر کسی خاصِ بندہ سے ملیں
گن قرینِ خلصگانم اے الہ
اے خدا! مجھے مخصوص بندوں کا ساتھی بنا دے
بندہ و بستہ میاں چوں محلم
ان کے لئے میں غلام کر بستہ اور کباہ کی طرح ہوں
بر من مجوبِ شالِ گن مہرباں
ان کو مجھ نادانف پر مہربان کر دے
ایں چہ عشقِ ست وچہ استقا ست ایں
یہ کیسا عشق اور کیسی پیاس ہے؟
چوں خدا باتست چوں جوئی بشر
جبکہ خدا تمہارے ساتھ ہے انسان کی کیوں کی تلاش کرتے ہو
تو کشودی درلم راہ نیاز
تو نے میرے دل میں نیاز مندی کا راستہ کھول دیا ہے
طمع در آبِ سُبُو ہم بستہ ام
گھڑیا کے پانی سے بھی میں نے لالچ وابستہ کیا ہے

۱ آنکہ۔ یعنی وہ علوم ظاہری میں بھی ملاقات تھے اور نیکی میں فرشتوں سے بڑھے ہوئے تھے۔ سیر۔ یعنی سیرِ الی اللہ۔ ہم ز دینداری۔ یعنی انتہائی دیندار تھے۔ اودا۔ یعنی وظائف۔ قیام۔ یعنی نوافل نماز۔ مدام۔ ہمیشہ۔

۲ در سفر۔ باوجود تمام بزرگوں کی جستجو اور ملاقات کے کسب نہیں رہتے تھے۔ ہی گفتے۔ یعنی یہ دعا کرتے تھے۔ یارب۔ یعنی جن بزرگوں کو میں جان لوں گا ان کا تو خادم ہوں جو بزرگ ایسے ہیں کہ میری اور ان کی جان پہچان نہیں ہے ملاقات کے وقت ان کو بھی مجھ پر مہربان کر دینا۔ استقا۔ پیاس پانی کی طلب۔

۳ مہر من۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میری محبت کے ہوتے ہوئے اور کیا چاہتا ہے کہ تجھے حق کی معیت میسر ہے دوسرے کی معیت کی کیا ضرورت ہے۔ رلو نیاز۔ یعنی مجھ بزرگوں سے ملنے کی مجھے تمنا ہے۔ بزرگوں کے لئے نیاز مندی۔ بحر۔ یعنی ذاتِ باری۔ سبو۔ یعنی وہ بزرگ جن سے ملنے کی تمنا ہے۔

۱ داؤد۔ غلط طریقہ پر یہ روایت مشہور ہو گئی ہے کہ حضرت داؤد کی نوے بیویاں تھیں پھر بھی ان کو سپاہی کی بیوی سے محبت ہو گئی تھی جس کو انہوں نے مختلف طریقوں سے اپنی زوجیت میں لے لیا مولانا نے اسی مشہور غلط قصہ کی بنیاد پر یہ شعر فرمادیا ہے۔ حرص۔ یعنی تیرے مقبول بندوں سے عشق تیرے ہی عشق کی حرص کا اثر ہے پیشی۔ یعنی جو رولہ سلوک کے مرد ہیں ان کی حرص مقامات میں ترقی کے لئے ہوتی ہے نامردوں کی حرص برے افعال کی طرف ہوتی ہے مردوں۔ راہ سلوک کے مرد۔ نمونہ۔ یعنی دنیا دار۔ انصاح۔ رسولی۔

۲ آہ۔ حضرت قوتی کی دوسرے علویاء سے ملاقات کی تمنا ایسی ہی ہے جیسی کہ حضرت موسیٰ نے حضرت خضر سے ملاقات کی تمنا کی اور ان کی ملاقات کے لئے سرگروہاں بنے۔ مستقی۔ استقامت کی بیماری کا مریض جس کو پانی سے بھی سیرابی نہیں ہوتی ہے۔ مایست۔ سیرابی اللہ کی کوئی انتہا نہیں ہے اس میں جو مقام بھی حاصل ہواں سے اونچے مقام کی طلب جلدی ہونی چاہیے۔

۳ صدر۔ غلط فہمی سے اگر کسی مقام کو صدر سمجھ لے ہو تو وہ صدر مقام نہیں ہے وہ تو راہ کی ایک منال ہے۔ کلیم۔ بات کرنے والا چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر بغیر واسطہ حضرت حق نے گفتگو کی اس لئے ان کا لقب کلیم اللہ پڑ گیا۔ موسیٰ۔ حضرت موسیٰ جبکہ حضرت خضر کی تلاش میں چلے تو ان کی قوم نے یہ باتیں ان سے کہیں۔ نیکو پے۔ یعنی حضرت خضر۔

ہمچو! داؤد نو د نچہ مراست
حضرت داؤد کی طرح میرے پاس نوے بھیڑیں ہیں
حرص اندر عشق تو فخرست و جاہ
تیرے عشق میں لاچ فخر اور مرتبہ ہے
شہوت و حرص نراں پیشی بود
مردوں کی شہوت اور لاچ بڑھاؤ ہوتا ہے
حرص مرداں از رہ پیشی بود
مردوں کی حرص آگے کے راستہ سے ہوتی ہے

آں یکے حرص از کمالِ مردی ست
وہ ایک حرص مردی کے کمال کی وجہ سے ہے
آہ سترے ہست اینجائس نہاں
آہ یہاں ایک راہ پوشیدہ ہے
ہمچو مستقی کز آبلش سیر نیست
استقامت کے پہاڑ کی طرح جس کو پانی سے سیرابی نہیں ہوتی
چوں گدشتی زان دگر نوتر رسد
جب تو اس سے آگے بڑھے گا دوسری نئی چیز آئے گی
بے نہایت حضرتت ایں بارگاہ
یہ بارگاہ لاحدود و ہدایہ ہے

طمع در نچہ حریفم ہم بجاست
ساتھی کی بھیڑ کا لاچ بھی مناسب ہے
حرص اندر غیر تو نناگ و تباہ
تیرے غیر میں لاچ ذلت اور تباہی ہے
وآن حیزاں ننگ و بد کیشی بود
بھجڑوں کی خواہش ذات اور بد فعلی ہوتی ہے
در محنت حرص سوئے پس رود
بھجڑے کی حرص بچھلی جانب ہوتی ہے
وآں دگر حرص انصاح و ستردی ست
دوسری حرص رسولی اور سستی سے
کہ سوئے خضرے شود موسیٰ دواں
کہ حضرت موسیٰ حضرت خضر کی طرف بھاڑتے ہوئے رہتے ہوئے

برہر آنچه یافتی باللہ مایست
خدا کی قسم جو تو نے حاصل کر لیا ہے اس پر نہ ٹھہر
آں یکے بالا ترازوئے در رسد
اس سے اونچی اور چیز ملے گی
صدر ۳ را بگذار صدر تست راہ
صدر کو چھوڑ تیرا صدر راستہ ہے

سیر طلب کردن موسیٰ علیہا السلام با کمال نبوت و قربت
قرب اور نبوت کے باوجود حضرت موسیٰ کا حضرت خضر کو تلاش کرنے کا راہ

ہیں چہ میگوید ز مشتاقی کلیم
آگاہ! کلیم شوق میں کیا کہہ رہے ہیں؟
طالب خضرم ز خود بینی بری
میں خضر کا طالب ہوں خود پسندی سے بری ہوں
در پے نیکوپے سر گشتہ
ایک نیک خصلت کے پیچھے حیران ہو

از کلیم حق بیا موز اے کریم
اے بھلا! کلیم اللہ سے سیکھ لے
باچنیں جاہ و چنیں پیغمبری
ایسے رتبے اور ایسی پیغمبری کے ہوتے ہوئے
موسیا تو قوم خود راشتہ
اے موسیٰ! تم نے اپنی قوم کو چھوڑ دیا ہے

کیقبادی رستہ از خوف! و رجا
تم شاہ ہو، امید بیم سے آزاد ہو

آن تو بائست و تو واقف بریں
تمہارا مطلوب تمہارے پاس ہے تم اس سے واقف ہو

گفت موسیٰ ایں ملامت کم کئید
حضرت موسیٰ نے فرمایا یہ ملامت نہ کرو

میر دم تا مجمع البحرین من
میں مجمع البحرین تک جاؤں گا

اجعل الخضر لا مری سبیا
میں حضرت خضر کو اپنے معاملہ کا ذریعہ بناؤں گا

ساہبا پریم بہ پرو بالہا
میں پروبال کے ساتھ سالوں اڑتا رہوں گا

میر دم ۲ یعنی نمی ار زد بداں
میں چلتا ہوں گا یعنی یہ چلنا اس محبوب کی برابر نہیں

ایں سخن پایاں ندارد اے عمو
اس پینا اس بات کا خاتمہ نہیں ہے

چند گردی چند جوئی تاکجا
کب تک گھومو گے کب تک جستجو کرو گے کہاں تک

آسمنا چند پیمائی زمین
اے آسمان! کب تک زمین کی پیماں کرو گے

آفتاب و ماہ رہ کم زنید
سورج اور چاند کا راستہ نہ روکو

تا شوم مصحوب سلطان زمن
تاکہ شاہ زمانہ کا ساتھی بنوں

ذلک او لمضی و اسری حقا
یہ ہو یا ایک عرصہ وار تک چلتا اور پھرتا رہوں گا

سالہا چہ بود ہزاراں سالہا
چند سال کیا ہوتے ہیں ہزاروں سال

عشق جاناں کم نداں از عشق ناں
محبوب کے عشق کو روٹی کے عشق سے کم نہ سمجھ

داستان آں دوقی باز گو
ان دوقی کی بات پھر بتا

باز گشتن بقصہ دوقی علیہ الرحمۃ

دوقی رحمۃ اللہ علیہ کے قصہ کی طرف رجوع

گفت سافرت مدی فی فقیہ
فرمایا میں نے ایک مدت تک مشرق و مغرب کا سفر کیا

بیخبر از راہ و حیراں در الہ
راستہ سے بیخبر تھا اور اللہ تعالیٰ میں محو تھا

زانکہ حیرانم و بیخویش و دنگ
کیونکہ میں محو اور بے خود اور حیران تھا

زانکہ بر دل میرود عاشق یقیں
کیونکہ عاشق واقعہ دل کے بل پر چلتا ہے

آں دوقی رحمۃ اللہ علیہ
دوقی رحمۃ اللہ علیہ نے

سال و مہ رستم سفر از عشق ماہ
چاند کے عشق میں سالوں اور مہینوں میں نے سفر کیا

پا برہنہ رفتہ ام در خاک و سنگ
پاں برہنہ رفتا میں ننگے پاؤں چلا ہوں

تو مبیں ۳ ایں پا یہارا برز میں
تو ان پاؤں کو زمین پر نہ سمجھ

۱۔ خوف ورجہ۔ حضرت موسیٰ کو قرب الہی کا وہ رتبہ حاصل تھا جس میں امید و بیم کا وجہ ختم ہو جاتا ہے۔ آن تو۔ یعنی تمہیں اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل ہے۔ آسمان۔ یعنی اے آسمان! کب تک زمین کے اعتبار سے آسمان ہو۔ زمین۔ یعنی میری اور خضر کی ملاقات قرآن اسعدین ہے۔ مجمع البحرین۔ قرآن کریم میں ہے واذ قال موسیٰ لقصۃ لا یبرخ حتیٰ یبلغ مجمع البحرین اذ لمضی حقا۔ کہا موسیٰ نے اپنے اپنے جواں کو میں نہ بیوں گا جب تک نہ پہنچ جاؤں جہاں ملتے ہیں دو دریا یا چلا جاؤں قرنون۔ بھانڈا منہ دار۔

۲۔ می روم۔ یعنی جستجو کی یہ مشقت اس مطلق کے بالقابل پہنچ ہے۔ عشق ناں۔ روٹی کمانے کے لئے آدمی بالہذا پھرتا ہے۔ خافقین۔ مغرب و مشرق۔ ملا۔ یعنی ذات خداوندی۔ حیراں یعنی مقام تحیر۔

۳۔ تو مبیں۔ عاشق کی سیر ایک وجہ میں جسمانی نہیں ہوتی ہے بلکہ وہ روحانی ہوتی ہے۔

از رہ و منزل ز کوتاہ و دراز
راستہ اور منزل اور نزدیک اور دور کو
ایں دراز و کوتاہ اوصاف تن ست
لبا اور مختصر جسم کے اوصاف ہیں
تو سفر کر دی ز نطفہ تا عقل
تو نے طغ سے عقل تک سفر کیا
سیر جاں بیچوں بود در دور و دیر
روح کی سیر مسافت اور زمانہ میں بے کیف ہوتی ہے
سیر جاں ہر کس نہ بیند جان من
اے جان من! روح کی سیر ہر شخص نہیں دیکھتا ہے
سیر ہم جسمانہ رہا کرد او کنوں
جسم نے جسمانی سیر چھوڑ دی وہ اب
گفت روزے می شدم مشتاق وار
ذوقی نے فرمایا ایک روز میں مشتاقانہ روانہ ہوا
تابہ بینم قلرزے در قطرہ
تاکہ میں ایک قطرے میں سمندر کو دیکھوں
آفتابے درج اندر ذرہ
سورج کو ذرے میں داخل دیکھوں

نمودن مثال ہفت شمع سوئے ساحل

ساحل کی جانب سات شمع جیسی نظر آتا

چوں رسیدم سوئے یک ساحل بگام
جب میں پیدل ایک ساحل کی جانب پہنچا
بعد ازاں ناگہ چہ دیدم گویمیت
اس کے بعد اچانک میں نے کیلویکھا میں تجھے بتاتا ہوں
ہفت شمع از دور دیدم ناگہاں
میں نے دور سے اچانک سات شمعیں دیکھیں
نور و شعلہ ہر یکے شمعے ازاں
ان میں سے ہر ایک شمع کا نور اور شعلہ
بود بے گہ گشتہ روز و وقت شام
دن بے وقت ہو گیا تھا اور شام کا وقت تھا
تابدانی سیر آں افزویمیت
تاکہ تو اس کا راز جان لے میں بڑھ کر بیان کرتا ہوں
اندر اں ساحل شتابیدم بداں
ان کی وجہ سے میں اس ساحل کی طرف لپکا
بر شدہ خوش تا عنان آسمان
آسمان کی فضا تک بہت اونچا تھا

۱۔ اول چہ داند دل کی سیر میں قریب و بعید کوئی چیز نہیں ہوتی ہے۔ تو سفر جس طرح انسان کی سیر نطفہ سے لے کر عقل آنے کے زمانے تک کی ہے اسی طرح روح کی سیر ہے کہ نہ اس میں ٹھکن ہوتی ہے نہ دوری منزل کا تصور آتا ہے۔

۲۔ جسم ما۔ عاشقوں کی سیر دراصل روحانی ہے جسمانی سیر شخص اس کے تابع ہے لہذا جسمانی سیر کے عوارض ان پر طاری نہیں ہوتے ہیں۔ سیر جاں روحانی سیر کو ہر شخص محسوس نہیں کر سکتا جسمانی رفتار اور سیر کو سب دیکھ لیتے ہیں۔

۳۔ سیر جسمانہ عاشق کی سیر اگرچہ بشکل جسمانی ہوتی ہے لیکن درحقیقت وہ روحانی سیر کرتا ہے جو کہ بے کیف ہوتی ہے۔ تابہ بینم۔ تاکہ دریائے وحدت کو جسم انسانی میں مشاہدہ کروں اور آفتاب کو ذرہ میں دیکھوں۔ گام۔ قدم۔ عنان۔ فضا

موج حیرت عقل را از سر گذشت

حیرت کی موج عقل کے لوہے سے گزر گئی

کہ دودیدہ خلق زینہا دوختہ است

کہ مخلوق کی ڈون آنکھیں ان سے بند ہیں

پیش آں شمعے کہ بر مہ می فرود

ان شمعوں کے ہوتے ہوئے جو چاند سے بڑھی ہوئی تھیں

بندِ شاں میگرد یھدی من یشیا

ان کی بندش وہ کر رہا تھا جو جس کو چاہے ہدایت دے

خیرہ گشتم خیرگی ہم خیرہ گشت

میں حیران وہ گیا حیرانی بھی حیران ہو گئی

کایں! چگونہ شمعہا افروختہ است

کہ یہ شمعیں کس طرح سے روشن ہیں؟

خلق جویان چراغے گشتہ بود

مخلوق چراغ کی جستجو میں تھی

چشم بندی بد عجب بر دیدہا

آنکھوں پر عجیب چشم بندی تھی

شدن آں ہفت شمع بر مثال یک شمع

ان سات شمعوں کا ایک شمع جیسا ہو جانا

می شگافد نور او جب ۲ فلک

اس کا نور آسمان کا گریبان پھاڑ رہا تھا

مستی و حیرانی من زفت شد

میری مستی اور حیرانی سخت ہو گئی

کہ نیایہ بر زبان و گفت ما

جو کہ زبان اور گفتگو میں نہیں آ سکتا

سالہا نتواں نمودن از زباں

زبان سے اس کو سالوں میں بیان نہیں کیا جاسکتا

سالہا نتواں شنیدن آں بگوش

اس کو کانوں کے ذریعہ سالوں میں نہیں سنا جاسکتا

زانکہ لا اُحصی ثناء ما علیک

اس لئے کہ تمہاری تعریف کا مگر تیرے لئے لفظ نہیں کر سکتا

تاچہ چیزست از نشان کبریا

اللہ تعالیٰ کی نشانوں میں سے کیا چیز ہیں؟

تا بیفتام ز تعجیل و شتاب

یہاں تک کہ میں عجلت اور جلدی میں گر پڑا

باز میدیدم کہ شد آں ہفت یک

پھر میں نے دیکھا کہ وہ سات شمعیں ایک ہو گئیں

باز آں یک بار دیگر ہفت شد

پھر وہ ایک دوبارہ سات ہو گئی

اتصالاتے میان شمعہا

شمعوں کے درمیان وہ جوڑ تھا

آنکہ یک دیدن گند ادراک آں

ایک نظر جو کچھ محسوس کر لیتی ہے

آنکہ یکدم ۳ بینش ادراک و ہوش

جس کو علم و ہوش ایک دم دیکھ لیتا ہے

چونکہ پایا نے ندارد رو الیک

چونکہ یہ بات لاحدود ہے جا پرے ہٹ

پیشتر رتم دواں کال شمعہا

میں دوڑتا ہوا آگے بڑھا کہ وہ شمعیں

می شدم بیہوش و بخولیش و خراب

میں بے ہوش اور بے خود اور خستہ ہو گیا

۱۔ کایں چگونہ دراصل وہ سات شمعیں ان سات لولیاں کا نور تھا جس کو صاحب باطن ہی دیکھ سکتا تھا عوام گروہ نظر نہ آتا تھا۔ یھدی من یشاء۔ یعنی ذات خداوندی۔

۲۔ جب۔ گریبان۔ اتصالاتے۔ ان شمعوں کے باہمی اتصال کی کیفیت ناقابل بیان ہے۔ آنکہ یہ ان کا باہمی اتصال محض دیدنی ہے بیان نہیں کیا جاسکتا۔

۳۔ یکدم۔ علم و ہوش میں چیز کو تھوڑی دیر میں سمجھ جاتا ہے اس کو سالوں میں بھی سننا ممکن نہیں ہے۔ لا اُحصی ان بزرگوں کا نور تجلیات رب تھیں ان کی تعریف ممکن نہیں ہے۔ تعجیل۔ عجلت۔

ساعتی بہوش و بے عقل اندریں اوفتاد بر سر خاک زمیں
تھوڑی دیر بہوش اور بے عقل اس حالت میں میں زمین کی خاک پر پڑا رہا
باز اے باہوش آدم برخاتم در روش گوئی نہ سرنے پاتم
پھر میں ہوش میں آیا اٹھا رفتار میں گویا نہ میرے سر تھا نہ پاؤں

نمودن آں شمعہا در نظر آں شخفت مرد

ان کیج کی نظر میں ان شمعوں کا سات مرد ظاہر ہوتا

ہفت شمع اندر نظر شد ہفت مرد نور شاں می شد بسقف لاجورد
دیکھنے میں سات شمعیں سات مرد بن گئے ان کا نور نیلگوں چھت آسمان تک پہنچ رہا تھا
پیش آں انوار نور روز دُرد از صلابت نورہا را می سترد
ان نوروں کے سامنے دن کا نور بھی ماند تھا شدت کی وجہ سے اور نوروں کا صفایا کر رہا تھا
باز ۲ حیراں گشتم اندر ضلع رب کاچنیں چوں شد چگونہ ستلے عجب
میں پھر خدا کی کارگیری میں حیراں ہو گیا تعجب ہے کہ یہ کیسے ہوا کیسے ہے؟
پیشتر رتم کہ نیگو بنگرم تاچہ حال ست اینکہ میگردو سرم
میں آگے گیا تاکہ اچھی طرح دیکھوں کہ یہ کیا حال ہے کہ میرا سر چکرا رہا ہے؟

باز شدن آں شمعہا ہفت درخت

ان شمعوں کا پھر سات درخت بن جاتا

باز ہر یک مرد شد شکل درخت چشم از سبزی ایشاں نیکیخت
پھر ہر مرد ایک درخت کی شکل ہو گیا ان کی سبزی سے آنکھ بہرہ مند تھی
زانہی برگ پیدا نیست شاخ ہم گم گشتہ از میوہ فراخ
بتوں کی کثرت سے شاخ نظر نہیں آتی میوے کی کثرت سے پتے بھی گم ہو گئے تھے
ہر درخت شاخ برسد زده سدرہ ۳ چہ بود از خلا بیروں شدہ
ہر درخت نے شاخ سدرہ تک پہنچائی ہے سدرہ کیا ہوتا ہے خلا سے بھی باہر نکل گئی ہے
نخ ہر یک رفتہ در قعر زمیں زیر تر از گاو و ماہی بُد یقیں
ہر ایک کی جڑ زمین کی گہرائی میں تھی جو یقیناً مچھلی اور گائے سے بھی نیچے تھی
شخ شاں از شاخ خنداں روئے تر عقل ازاں اشکال شاں زیر و زبر
ان کی جڑ شاں سے بھی زیادہ پر رونق اور تروتازہ تھی عقل ازاں اشکال شاں زیر و زبر
ان کی جڑ شاں سے بھی زیادہ پر رونق اور تروتازہ تھی

۱۔ باز۔ یعنی ہوش میں آکر میں ان شمعوں کی طرف بے تحاشا بھاگا۔ لاجورد۔ نیلا۔ یعنی آسمان۔ درد۔ گدلا۔ از صلابت۔ وہ نور اس قدر تیز تھا کہ دوسرے نور اس کے بالمقابل چمکے۔

۲۔ باز حیراں میں حیراں تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کیا کارگیری ہے کہ وہ شمعیں انسانی صورت اختیار کر رہی ہیں۔ چشم۔ یعنی ان درختوں کی سبزی اس قدر دیدہ زیب تھی جو آنکھوں کے لئے ایک نعمت تھی۔ زانہی۔ ہے اس قدر کتنے تھے کہ شاخ نظر نہ آتی تھی پھل اس قدر زیادہ تھے کہ ان میں پتے چھپ گئے تھے۔

۳۔ سدرہ۔ سدرۃ المنتہی ساتویں آسمان پر ایک پیری کے درخت جیسا درخت ہے جو حضرت جبریل کی پرواز اور مخلوق کے علم کی انتہا ہے۔ خلا۔ یعنی سدرۃ المنتہی سے بالائی حصہ۔ گاو و ماہی۔ مولانا نے عوام کے عقیدہ کے مطابق یہ شعر فرمادیا ہے عوام میں یہ ایک غلط عقیدہ قائم ہو گیا ہے کہ زمین ایک گائے کے سینک پر قائم ہے اور وہ گائے مچھلی کی پشت پر کھڑی ہے۔ نخ شاں۔ جڑ میں تری وازگی نہیں ہوتی لیکن ان درختوں کی جڑ بھی پروانق اور تروتازہ تھی۔

میوہ! کہ برشگا فیدے ز زور ہنچو آب از میوہ جستہ برق نور
زور میں آکر جو پھل پھٹتا تھا پانی کی طرح نور کے کوندے پھل سے ٹپکتے تھے

مخفی بودنِ آں درختاں از چشمِ خلق

ان درختوں کا لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہونا

۱۔ میوہ۔ پھل خوب پک کر پھٹنے لگتا ہے۔ اس عجب۔ لاکھوں انسان وہاں سے گزر رہے تھے لیکن وہ ان درختوں کو نہیں دیکھ پاتے تھے۔ ز آرزو۔ یہ بھی نہیں تھا کہ ان لوگوں کو سایہ کی ضرورت نہ ہو۔

۲۔ ختم کردہ۔ ان لوگوں کے ان درختوں کو کوندہ کچھ سکنے کی وجہ یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی نگاہوں پر مہر لگا دیں تھیں۔ نہا۔ بنات آفتاب کا ایک چھوٹا سا ستارہ ہے یعنی وہ معمولی چیز کو دیکھ لیتے تھے لیکن اس قدر منور چیز کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔ ایک۔ یعنی یہ لوگ اولیاء سے ملنے کی جدوجہد بھی نہیں کرتے ہیں اور اپنی آنکھوں سے مہر زائل کرنے کی تدبیر بھی نہیں کرتے ہیں اور خواہ امیدوار بھی ہیں۔ سب بوسیدہ۔ یعنی علوم و اسرار خداوندی کی طرف توجہ نہیں کرتے اور دنیاوی علوم کے حصول میں دست و گریباں ہیں۔

۳۔ گفت۔ اس نور کا ہر حصہ اس کی تمنا کرتا تھا کہ کاش قوم اس کو پہچان لے اور ان کے ذریعہ نجات پر پہنچے۔ بانگ۔ اس نور کی پکار پر غیرت خداوندی کی طرف سے آواز آئی کہ ان کو دعوت نہ دے ان کی آنکھوں پر مہر لگا دی گئی ان کے لئے اب کوئی جائے باہ نہیں ہے مستعد۔ سعادت حاصل کرنے والا۔

صد ہزاراں خلق از صحرا و دشت

جنگل اور میدان سے لاکھوں انسان

از گلیمے سائبال می ساختند

کپڑوں کے سائبال بناتے تھے

صد تفو بر دیدہائے پیچ پیچ

ایسی کج آنکھوں پر سوار تف ہے

کہ نہ بیند ماہ را بیند سہا

کہ چاند کو نہ دیکھیں سہا کو دیکھ لیں

لیک از لطف و کرم نومید نے

لیکن لطف اور کرم سے ناامید بھی نہیں

پختہ می ریز دچہ سحرست اے خدا

کے گر رہے ہیں اے اللہ! یہ کیسا جاوہ ہے

در ہم افتادہ بہ یغما خشک خلق

لوٹ مار میں پیاسے باہم لڑ رہے تھے

و مبہم بالیت قوم می یعلمون

ہر وقت کاش میری قوم جان لیتی

سوئے ما آسید خلق شور بخت

بدبخت لوگو! ہمدی طرف آؤ

چشم شال بستیم کلا لاوزر

ہم نے ان کی آنکھیں بند کر دی ہیں ہرگز ٹھکانا نہیں ہے

تا ازیں اشجار مستسعد شوید

تاکہ تم ان درختوں سے منتفع ہو

اس عجب تر کہ برایشاں می گذشت

یہ اس سے بھی زیادہ تعجب خیز تھا کہ ان پر گزرتے

ز آرزوئے سایہ جاں می باختند

سایہ کی تمنا میں جان کی بازی لگاتے تھے

سایہ آں را نمی دیدند ہیچ

وہ ان درختوں کا سایہ بالکل نہ دیکھتے تھے

ختم کردہ قہر حق بر دیدہا

اللہ تعالیٰ کے قہر نے آنکھوں پر مہر لگا دی تھی

ذرہ را بیند و خورشید نے

ذرہ کو دیکھ لیں اور سورج کو نہ دیکھیں

کاروانہا بے نوا ویں میوہا

قافلے مفلس اور یہ پھل

سیب بوسیدہ ہی چیدند خلق

لوگ سڑے ہوئے سیب چن رہے تھے

گفت ہر برگ و شکوفہ آں غصون

ان شاخوں کا ہر پتہ اور کلی کہہ رہی تھی

بانگ می آمدز سوئے ہر درخت

ہر درخت کی جان سے آواز آ رہی تھی

بانگ می آمدز غیرت بر شجر

درخت کو غیرت خداوندی کی جانب سے آواز آئی

گر کسی گفت شال زیں سوروید

اگر ان سے کوئی کہتا تھا کہ اس جانب جاؤ

جملہ امیگفتند کایں مسکین مست

سب کہتے تھے کہ یہ بیچارہ مدهوش

مغر ایں مسکین ز سودائے دراز

اس بیچارے کا دماغ طویل وہم سے

اوعجب می ماند یارب حال چیست

وہ تعجب میں رہ جاتا اے خدا! یہ کیا حال ہے؟

خلق گونا گوں بلصد رائے و عقل

مختلف قسم کے لوگ سینکڑوں رائے اور عقل کے ہوتے ہوئے

عاقدان و زیر کاں شاں ز اتفاق

ان میں سے سمجھدار اور ذہین بالاتفاق

یا منم ۱ دیوانہ و حیراں شدہ

یا میں ہی دیوانہ اور پاگل ہو گیا ہوں

چشم می مالم بہر لحظہ کہ من

میں ہر دم آنکھیں ملتا ہوں کہ میں

خواب ۲ چہ بود بر درختاں میروم

خواب کیا ہوتا ہے میں درختوں پر گھوم رہا ہوں

باز چوں من بنگرم در منکراں

پھر جب میں منکروں کو دیکھتا ہوں

باکمال احتیاج و اختصار

پوری احتیاج اور ضرورت کے باوجود

ز اشتیاق و حرص یک برگ درخت

درخت کے ایک پتے کے شوق اور حرص میں

در ہریمت زیں درخت وزیں شمار

ان درختوں اور پھلوں سے پیچھے ہٹتے ہوئے

بازی گویم عجب من بخوم

پھر میں کہتا ہوں کہ میں عجیب بیہوش ہوں

از قضاء اللہ دیوانہ شد ست

اللہ کے حکم سے دیوانہ ہو گیا ہے

وز ریاضت گشتہ فاسد چوں پیاز

اور مجاہدے سے پیاز کی طرح سڑ گیا ہے

خلق را ایں پردہ و اضلال چیست

لوگوں کی عقل پر یہ پردہ اور گمراہی کیسی ہے

یک قدم آں سونمی آرند نقل

اس جانب ایک قدم نہیں بڑھاتے ہیں

گشتہ منکرز آتچنین باغ و عاق

ایسے باغ کے منکر اور ناغمان بن گئے

دیو چیزے مرا بر سر زده

شیطان نے کچھ مجھ پر مسلط کر دیا ہے

خواب بینم یا خیال اندر زمن

دنیا میں خواب دیکھ رہا ہوں یا خیال محض ہے

میوہاں شاں می خورم چون نگریم

میں ان کے پھل کھا رہا ہوں گرویدہ کیسے نہ ہوں؟

کہ ہمی گیرند زیں بستاں کراں

کہ وہ اس باغ سے کنادہ کر رہے ہیں

ز آرزوئے نیم غورہ جاں سپار

ادھ کچرے پھلوں کی آرزو میں جان کھوتے ہوئے

میرنند ایں بے نولیاں آہ سخت

یہ بے سہلا سخت آہیں بھر رہے ہیں

ایں خلاق صد ہزار اندر ہزار

یہ لوگ لکھو لکھو

دست در شاخ خیالی در زم

ایک خیالی شاخ کو پکڑ رہا ہوں

۱۔ جملہ دعوت الی اللہ کے جواب میں منکرین کی جانب سے داعی کو یہی جواب ملتا ہے۔ ریاضت۔ چونکہ اس داعی نے مشقتیں برداشت کی ہیں اور مجاہدے کئے ہیں لہذا دماغ میں خشکی آگئی ہے۔ لہذا عجب داعی کو تعجب ہوتا ہے کہ باوجود اس قدر واضح علامتوں کے یہ لوگ دعوت کو کیوں نہیں قبول کرتے ہیں۔ عاقدان۔ دنیا کے معاملات میں سب عقلمند ہیں لیکن اس روحانی چمنستان کے بے عقلی سے منکر بن رہے ہیں۔

۲۔ یا منم۔ منکرین کے انکار سے داعی میں خود اپنے بارے میں سو سے پیدا ہونے لگتے ہیں۔

۳۔ خواب۔ وہ داعی پھر سوچتا ہے کہ خواب تو بالکل نہیں ہے کیونکہ میں نفس الامر میں ان چیزوں کو دیکھ رہا ہوں اور ان سے نفع اندوز ہو رہا ہوں۔ باز۔ غرض کہ داعی کے سامنے ایک طرف حقیقتیں ہوتی ہیں اور دوسری طرف منکرین کا بالاتفاق انکار تو اس کو شکوک و شبہات پیدا ہونے لگتے ہیں۔ ز اشتیاق۔ یعنی یہ بھی نہیں کہ ان چیزوں کی ان کو طلب و احتیاج نہ ہو۔

ایں احوال استیساں الرسل لے عمو
ہاں لے چھا بے نسل رسل پڑہ
ایں قرأت خواں کہ تخفیف کذب
یہ قرأت پڑہ کیونکہ کذب کو تخفیف سے پڑھنا
در گماں افتاد جان انبیاء
انبیاء کی جان شک میں پڑ گئی
جاء ہم بعد الشک نصرنا
شک میں پڑ جانے کے بعد ان کے پاس ہماری مدد پہنچی
میخوڑ و میدہ بدال کش روزی ست
کھا اور اس کو دے جس کا مقدر ہے
خلق گویاں لے عجباں بانگ چست
لوگ کہتے تھے ہائے تعجب یہ آواز کیسی ہے؟
کیج کشتیم از دم سو دایاں
ہم ان دیوانوں کی باتوں سے احمق بن گئے
چشم می مالیم و اینجا باغ نیست
ہم آنکھیں ملے ہیں اور اس جگہ باغ نہیں ہے
اے عجب چندیں دراز ایں ماجرا
تعجب ہے اس قدر طویل قصہ
من همیگویم چو ایشاں اے عجب
میں بھی ان کی طرح کہتا ہوں تعجب ہے

تَا ظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كَذَبُوا
ظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كَذَبُوا تک
ایں بُود کہ خویش بیند محجب
یہ ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو محبوب دیکھے
ز اتفاق منکری شقیّا
بدبخت منکروں کے باہم متفق ہو جانے سے
ترک شاں گو بردخت جاں برآ
ان کو چھوڑ روح کے درخت پر آ
ہر دم و ہر لحظہ سحر آموزی ست
ہر وقت اور ہر لحظہ عجائب کا سکھانا ہے
چونکہ صحرا از درخت و برتہی ست
جبکہ جنگل درختوں اور پھولوں سے خالی ہے
کہ بنزدیک شما باغ ست و خواں
کہ تمہارے نزدیک باغ اور خواں ہے
یایا بانہست پا مشکل رہیست
یا تو جنگل ہے یا دشوار گزار راستہ ہے
چوں بُود بیہودہ و ہزل و خطا
بیہودہ اور مذاق اور غلط کیسے ہو سکتا ہے؟
آچنہیں مہرے چراز صبح رب
اللہ تعالیٰ کی کارگیری نے ایسی مہر کیوں لگا دی ہے؟



۱۔ ہیں۔ مولانا نے یہ مضمون بیان فرمایا کہ منکروں کے انکار سے خود ہائی میں اپنے اور حقائق کے بارے میں شکوک پیدا ہو جاتے ہیں اب اس مضمون کی تائید میں اس آیت سے استدلال کرتے ہیں قرآن پاک میں ہے: **وَإِذَا اسْتَيْسَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوا** انصُرْنَا اس آیت میں لفظ کذبوں میں ذکر آتا ہے ایک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی قرأت ہے وہ اس لفظ کو **كُذِّبُوا** کی تفسیر کے ساتھ پڑھتی تھیں اس قرأت پر ترجمہ یہ لگا۔ یہاں تک کہ جب رسول مایوس ہو گئے اور ان کو یقین ہو گیا کہ ان کی قوم نے ان کو جھٹلایا تو ان کے پاس ہماری مدد پہنچی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس لفظ کو **كُذِّبُوا** پڑھتے تھے اس صورت میں ترجمہ ہوگا کہ ان رسولوں کو یہ دوسرے آنے لگا کہ ان سے مدد کا وعدہ غلط کیا گیا تھا۔ مولانا اپنے سابق مضمون کی مطابقت میں اس لفظ کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی قرأت کے مطابق پڑھ کر ترجمہ کرتے ہیں۔ محجب۔ یعنی یہ بدگلی اس وقت ہوتی ہے جب وہ ہائی اپنے آپ کو اللہ کی مدد سے روکا گیا سمجھنے لگتا ہے۔

۲۔ ترک شان۔ یعنی اس داعی کو اللہ کی طرف سے حکم ہوتا ہے کہ ان منکروں سے قطع نظر کر لے اور خود ان غیبی اسرار و معارف سے فائدہ اٹھا اور ان لوگوں کو فائدہ پہنچانا جن کے مقدر میں فائدہ ہے۔ سحر آموز۔ یعنی اولیاء اللہ سے ہر وقت عجائب و غرائب کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔

۳۔ خلق گویا۔ منکر کہتے ہیں کہ یہاں نہ باغ ہے نہ بھل یہ شخص کیوں ان کی دعوہ دے رہا ہے۔ کج کشتیم۔ اور وہ منکر یہ بھی کہتے ہیں کہ ان دیوانے داعیوں نے ہمیں دیوانہ بنا دیا۔ یہ داعی یہ کہتے رہتے ہیں۔ چشم مالیم۔ منکر کہتے ہیں ہم اچھی طرح دیکھ رہے ہیں ہمیں کچھ نظر نہیں آتا صرف بیابان اور شکل راستہ ضرور نظر آتا ہے۔ اے عجب۔ داعی کہتے ہیں کہ اس قدر طویل واقعات اور حقائق غلط اور وہم کیسے ہو سکتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے مہر لگا دی ہے جس کی وجہ سے یہ اندھے بہرے ہیں نہ کچھ سکتے ہیں نہ دیکھتے ہیں۔

زیں! تنازعہا محمدؐ در عجب
انہیں قسم کے اختلافات سے محمدؐ تعجب میں تھے
زیں عجب تا آل عجب فرقیست ژرف
اس تعجب اور اس تعجب میں گہرا فرق ہے
اے قوتی تیز تر راں ہیں خموش
اے قوتی تیز چلا خبردار! چپ ہو جا
در تعجب نیز ماندہ بولہب
بولہب بھی تعجب میں پڑا ہوا تھا
تاچہ خواہد کرد سلطان شگرف
دیکھو! عظیم شہنشاہ کیا کرے گا
چند گوئی چند چوں قحط ست گوش
جبکہ سمجھنے والے کان کا قحط ہے کتنا کہے گا

یک درخت شدن آل ہفت درخت در نظر او

ان کی نگاہ میں ان سات درختوں کا ایک درخت بن جاتا

گفت را ندم پیشتر من نیکنخت
(قوتی نے) فرمایا میں سعادت مند آگے بڑھا
ہفت می شد فردی شد ہر دے
”کبھی سات ہو جاتے“ کبھی ایک
بعد از ان دیدم درختاں در نماز
اس کے بعد میں نے درختوں کو نماز کی حالت میں دیکھا
یک درخت از پیش مانند امام
امام کی طرح ایک درخت آگے
آں قیام و آں رکوع و آں سجود
”قیام“ ”رکوع“ ”سجود“
یاد کردم قول حق را آں زمان
اس وقت مجھے اللہ تعالیٰ کا قول یاد آیا
اس درختاں را نہ زانو نے میاں
اللہ درختوں کے نہ زانوں ہے نہ کمر
آمد الہام خدا کاے بافروز
خدا کا الہام آیا کہ سے پرور
باز شد آل ہفت جملہ یک درخت
پھر وہ سب سات (درخت) ایک ہو گئے
من چساں می گشتم از حیرت ہے
میرا بھی حیرت سے ”عجب حال تھا
صف کشیدہ چوں جماعت کردہ ساز
صف بنائے ہوئے جماعت کی طرح ساتھ دسلان کے ہوئے
دیگر ان اندر پس او در قیام
دوسرے اس کے پیچھے قیام میں
از درختاں بس شگفتم می نمود
درختوں سے مجھے بہت عجیب معلوم ہوا
گفت والنجم و شجر را یسجدان
فرمایا ہے بتلیں اور درخت سجدہ کرتے ہیں
اس چہ ترتیب نماز ست آںچناں
اس طرح نماز کی یہ کیا ترتیب ہے؟
اس عجب داری زکار ما ہنوز
تجھے اب تک ہلکتے کام پر تعجب ہے

۱۔ زیں تنازعہا۔ اسی قسم کے جھگڑے آنحضرتؐ کے ساتھ قریش نے کئے اس طرف ان کے انکار پر آنحضرتؐ کو تعجب ہوتا تھا دوسری طرف آنحضرتؐ کی دعوت پر بولہب کے تعجب ہوتا تھا۔ اس عجب۔ یعنی داعی کا قوم کے انکار پر تعجب اور منکرین کا داعی کی دعوت پر تعجب ان دونوں میں انجام کا اعتبار سے بہت بڑا فرق ہے۔

۲۔ ہفت۔ ان سات درختوں کا بھی ایک بننا کبھی سات بن جانا میرے لئے انتہائی حیرت کا سبب تھا۔ بعد از ان۔ اس کیفیت کے بعد ان سات درختوں نے نماز کی صف بندی کی اور ان میں سے ایک امام بن گیا۔

۳۔ آں قیام۔ درختوں کی نماز پر مجھے بڑا تعجب ہوا پھر مجھے قرآن کی یہ آیت یاد آئی والنجم والسجود یسجدان یعنی زمین وغیرہ پر پھیلنے والی بتلیں اور درخت اللہ کو سجدے کرتے ہیں۔ نہ زانو۔ نماز میں کھڑا ہوا جاتے ہیں اور اتھکات میں زانو کے بل بیٹھا جاتا ہے ان درختوں کے نہ کمر ہے کہ یہ کھڑے ہو سکیں نہ زانو ہے کہ اس کے بل بیٹھ سکیں تو یہ کیسی نماز ہے۔

ہفت مرد شدن آل ہفت درخت

ان سات درختوں کا سات مرد بن جاتا

بعد ا دیرے گشتہ آنہفت مرد
تھوڑی دیر کے بعد وہ درخت سات مرد بن گئے
چشم می مالم کہ آں ہفت ارسلان
میں آنکھیں ملتا تھا کہ وہ سات شیر (مرد)
چوں بہ نزدیکی رسیدم من زراہ
جب میں راستہ سے ان کے قریب پہنچا
قوم گفتندم جواب آں سلام
قوم نے مجھ سے اس سلام کے جواب میں کہا
گفتم آخر چوں مرا بشناختند
میں نے دل میں کہا وہ مجھے کیسے پہچان گئے؟
از ضمیر من بدستند زود
وہ میرے دل کی بات فوراً سمجھ گئے
یا خم داند کاے جان عزیز
انہوں نے مجھے جواب دیا کہ اسے پیارے
برد لے گورا تحیر با خداست
اس دل پہ جس کو خدا کے ساتھ تحیر ہے
گفتم ار سوائے حقائق بشکفید
میں نے کہا حقائق کی جانب اگر تم کلقت ہو
اس سخن چوں آماز من در خطاب
جب گفتگو میں میری جانب سے یہ بات آئی
گفت اگر اسے شود غیب از ولی
کہا اگر ولی سے کوئی نام غائب ہو
بعد ازاں گفتند مارا آرزو
میں نے کہا انہوں نے کہا ہماری تمنا
گفتم آرے لیک یک ساعت کہ من
میں نے کہا ہاں لیکن تھوڑی دیر بعد کیونکہ میں

جملہ در قعدہ پے یزدان فرد
اللہ احد کے لئے سب قعدہ میں تھے
تاکیا نندوچہ دارند از جہاں
کون ہیں اور دنیا سے کا (مرتبہ) رکھتے ہیں؟
کردم ایشان را سلام از اجناہ
ہوش سے میں نے ان کو سلام کیا
اے دقوتی مفر و تاج کرام
اے قوتی بزرگوں کے لئے باعث فخر اور تاج
پیش ازیں بر من نظر نیند اختند
اس سے پہلے انہوں نے مجھے نہیں دیکھا ہے
یک دگر را بنگرید نداز فرود
پہنچی نظروں سے ایک نے دوسرے کو دیکھا
چوں پوشیدست لہنہا بر تو نیز
یہ تم پر بھی کیوں پوشیدہ ہے؟
کے شود پوشیدہ راز چپ و راست
دائیں اور بائیں کا راز کب پوشیدہ ہوتا ہے؟
چوں ز حرف واسم رسی و اقفید
رہی نام اور حرف سے کیسے واقف ہو؟
آں شہاں در حال گفتندم جواب
ان شاہوں نے فوراً مجھے جواب دیا
آں ز استغراق داں نز جاہلی
تو وہ استغراق کی وجہ سے سمجھ نہ کہ لاعلمی سے
ہست بر تو اقتدا اے خوبرو
تیری اقتدار کو کرنے کی ہے اے حسین!
مشکلاتے دارم از دور زمن
زمانہ کے انقلاب کی وجہ سے کچھ مشکلات رکھتا ہوں

۱۔ بعد دیرے۔ تھوڑی دیر کے بعد
میں نے دیکھا کہ وہ سات درخت
پھر انسان بن گئے اور قعدہ میں ہیں
یعنی التجیات بیٹھ کر پڑھ رہے ہیں۔
ارسلان۔ شیر۔ چہ۔ دارند۔ یعنی انکا
دنیا میں کس قدر اونچا مرتبہ ہے۔
اختند۔ آگاہی۔ مفر۔ جائے فخر۔
۲۔ بشناختند۔ چونکہ انہوں نے نام
لیا تھا۔ فرود۔ یعنی پہنچی نگاہوں سے
ایک نے دوسرے کو دیکھا۔ برو۔
جس قلب کو اللہ کے ساتھ مقام
حیرت کا قرب حاصل ہوتا ہے اس پر
سب غفلت پاتیں منکشف ہو جاتی ہیں۔
۳۔ پوشیدہ۔ میں نے ان بزرگوں
سے کہا کہ اولیاء کی حقیقتوں کی طرف
توجہ ہونی ہے اور وہ صرف ان کا ادا رک
کرتے ہیں رہی نام کی طرف متوجہ
نہیں ہوتے نہ ان کو اس ادا رک ہوتا
ہے تو آپ نے میرا نام قوتی کیسے
جان لیا۔ آں ز استغراق۔ چونکہ ولی
معرفت حق میں مستغرق رہتا ہے
اس لئے رہی ناموں کا ذہول ہو جاتا
ہے یہ نہیں ہے کہ ان کو بالخصوص توجہ کے
ذریعہ نام معلوم کر لینے کی قدرت نہیں
ہے۔ اقتدا۔ نماز میں مقتدی بننا۔

تا شود آں حل بہ صحبتہائے پاک

تاک پاک صحبتوں سے وہ حل ہو جائیں
دانہ پر مغز با خاکِ دژم
پر مغز دانہ نے افسردہ منی کو
خویشستن در خاک گلی محو کرد

دانہ نے اپنے آپ کو پالکیہ منی میں ملا دیا
از پس آں محو قبض او نماند

اس کے بعد اس کا سناؤ باقی نہ رہا
پیش اصل خویش چوں بخویش شد

جب وہ اپنی اصل کے سامنے بیخود ہو گیا
سرچیں کر دند ہیں فرماں تراست

انہوں نے سر اس طرح کیا ہاں جو تیرا حکم ہو
ساعتے با آں گر وہ مجھے

تھوڑی دیر کے لئے اس پر گزیدہ گروہ کیساتھ
ہمدل ساعت ز ساعت دست جاں

اسی وقت روح زمانہ سے آزاد ہو گئی
جملہ ملکہ بہار ساعت خاستست

سارے تغیرات زمانہ سے پیدا ہوئے ہیں
ساعتے بیروں شواز ساعت دلا

اے دل تھوڑی دیر کے لئے زمانہ سے باہر ہو جا
چوں ز ساعت ساعتے بیروں شوی

جب تو تھوڑی دیر کے لئے زمانہ سے باہر ہو جائے گا
ساعت از بے ساعتی آگاہ نیست

زمانہ بے زمانہ پن سے واقف نہیں ہے
ہر نفر راہر طویلہ خاص او

ہر شخص کو اس کے خاص اصل پر

کہ بہ صحبت روید انگورے ز خاک

کیونکہ صحبت سے منی سے انگور اگتا ہے
خلوتی و صحبتی کرد از کرم

کرم سے خلوتی اور ساتھی بنایا ہے
تا نماندش رنگ و بو و سرخ و زرد

حتی کہ اس کا رنگ بو اور سرخ و زرد باقی نہ رہا
برگشاو و بسط شد مرگب براند

کھل گیا اور پھیل گیا 'سودی بوحا دی'
رفت صورت جلوہ معنیش شد

صورت ختم ہو گئی اس کے باطن کا جلوہ نمودار ہو گیا
تفت دل از سرچیں کردن بخاست

اس طرح سر کرنے سے دل سے ایک شعلہ نکلا
چوں مراقب گشتم و از خود جدا

جب میں مراقب اور اپنے سے جدا ہوا
زانکہ ساعت پیر گرداند جوان

کیونکہ زمانہ جوان کو بوڑھا بنا دیتا ہے
رست از تلوین کہ از ساعت برست

جس کو زمانہ سے نجات مل گئی وہ تغیر سے نجات پا گیا
تاز چوئی وار ہی وار چرا

تاکہ تو چون و چرا سے نجات پالے
چوں نماند محرم نیچوں شوی

چوں ختم ہو جائے گی تو بے چون کا محرم ہلا بن جائے گا
زانکہ آں سو جزو تحیر راہ نیست

کیونکہ اس جانب تحیر کے علاوہ کسی کا راستہ نہیں ہے
بستہ اند اند جہل جستجو

تک و وہ کی دنیا میں ہانڈ دیا ہے

۱۔ تا شود صحبت میں بڑی تاثیر
ہے بیچ منی اور پانی کی صحبت اختیار
کرتا ہے تو انگور بن کر ابھرتا ہے
دژم۔ افسردہ اندوگیاں۔ خوشن۔
دانہ بالکلیہ منی میں مل گیا اپنا رنگ و بو
سب ختم کر دیا۔ قبض۔ سناؤ۔ بسط۔
پھیلاؤ۔

۲۔ پیش اصل۔ یعنی دانہ نے
اپنے آپ کو منی میں ملا دیا تو اس کا
ظاہر ختم ہو گیا اور اس کے باطن نے
جلوہ گری شروع کر دی۔ سرچیں۔
یعنی انہوں نے سر سے ایسا اٹھایا
جس کا مطلب تھا کہ ہم تمہارا کہنا
مانیں گے۔ مجتبیٰ۔ منتخب۔ ہمدل۔
یعنی مراقبہ کرتے ہی میں دور زمانہ
سے باہر نکل گیا۔

۳۔ جملہ۔ یعنی عالم کے سارے
تغیرات دور زمانہ کی وجہ سے ہیں جو
فصل دور زمانہ سے بالاتر ہو جائے
اس میں کوئی تغیر نہیں آتا۔ تاز چوئی۔
انسان اگر دور زمانہ سے بالاتر ہو جائے
تو کم اور کیف سے بالاتر ہو جاتا ہے۔
چوں نماند۔ جب انسان چون و چرا
سے آزاد ہو جائے تو وہ خدائے نیچوں کا
ہمراز بن جاتا ہے۔ ساعت۔ جو
لوگ زمانہ میں مقید ہیں وہ لازماً
ذات باری کی طرف راہ پاب نہیں ہو
سکتے۔ ہر نفر۔ طلب و جستجو میں ہر
سالک اور غیر سالک کی ایک حد مقرر
ہے مگر ان غیب مقرر ہے کہ اس کو
اسی مقام پر رہیں۔ طویلہ۔ اصل طویل
یہاں مقام خاص مراد ہے۔

مُنْصِب بر هر طویلہ رانفس۱

ہر اسٹبل پر ایک چاہک سود مقرر ہے

از ہوں گراز طویلہ بکسلد

اگر ہوں کی جہ سے اسٹبل سے نکلے

در زماں آخر چیانِ پُست و خوش

فونا چست اور ہوشید سائیں

حافظاں را اگر نہ بنی اے عیار

اے کمرے! اگر تو نگہبانوں کو نہیں دیکھتا ہے

اختیارے می گنی و دست و پا

تو ایک چیز اختیار کرتا ہے اور تیرے ہاتھ پاؤں

رُوئے در انظار حافظ برودہ

تو نے محافظ کے انکار کا رخ کر لیا ہے

پیش رفتن دقوتی بامامت آل قوم

دقوتی رحمۃ اللہ علیہ کا اس قوم کی امامت کے لئے آگے بڑھنا

ہیں نماز آمد دقوتی پیش شو

خبردار! نماز کا وقت آ گیا، آگے ہو جا

تاہزین گرد از تو روزگار

تاکہ زمانہ تیری جہ سے بارون بن جائے

چشم روشن می ببايد پیشوات

تیرا لام روشن چشم ہونا چاہیے

در امامت پیش کردن کور را

اندھے کو امامت میں آگے بڑھانا

چشم روشن بہ وگر باشد سفیہ

روشن چشم والا بہتر ہے خواہ ان پرندہ ہو

چشم باشد اصل پرہیز و حذر

بچاؤ اور پرہیز کی بنیاد آنکھ ہوتی ہے

ایں سخن پایاں نہ وارد تیز دو

ان باتوں کا خاتمہ نہیں ہے تیز دو

اے یگانہ ہیں دوگانہ بر گذار

اے یکتا دو رکعتیں ہے ادا کر

اے امام چشم روشن در صلوٰۃ

اے نماز میں روشن چشم والے، لام

در شریعت ہست مگر وہ اے کیا

اے بزرگ! شریعت میں مگر وہ ہے

گرچہ حافظ باشد و پُست و فقیہ

وہ اندھا اگرچہ حافظ اور ہوشید اور فقیہ ہو

کور را پرہیز نبود از قدر

اندھے کا گندگی سے بچاؤ نہیں ہوتا ہے

۱۔ رانفس۔ گھوڑے کو سدھانے

والا۔ رانفس۔ نافرمان، سرکش۔ آخر

چیل۔ آخرچی، گھوڑے کا سائیں۔

افسد۔ بچھاڑی۔ حافظاں۔ اگر

انسان اپنے اس نگہبان غیبی کو نہیں

دیکھ سکتا تو اس کو جو کواں سے بچھ

لے کہ انسان ہر چند کوشش کرتا ہے اور

ہر طرح سے کوشش کے لئے آزاد ہوتا

ہے لیکن مقصد تک نہیں پہنچ پاتا ہے

اس سے معلوم ہوا کہ کوئی نہ کوئی غیبی

بندش ہوتی ہے۔

۲۔ نام تہذیبات۔ یعنی تم اس

سے انکار کرتے ہو کہ یہ رکاوٹ محافظ

غیبی کی وجہ سے ہے اور یہ کہنے لگتے ہو

کہ انسان کو رکاوٹ نفس کے لادہ کی

وجہ سے پیش آ جاتی ہے۔

۳۔ اے امام۔ یعنی تم اے امام ہو

جس کی باطنی چشم کھلی ہوتی ہے اور

امامت کے لئے ایسا ہی شخص

مناسب ہے جو روشن ضمیر ہو۔ و

شریعت۔ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے

کہ اندھے کو بچھ نماز مکر وہ ہے چشم

روشن۔ روشن ضمیر امام بہتر ہے خواہ اس

کی ظاہری تعلیم نہ ہو۔ قدر

نجاست۔

ہیچ مومن رامبادا چشم کور
خدا کرے کسی مومن کی آنکھ اندھی نہ ہو
زانکہ اندر فعل و قولش نیست نور
کیونکہ اس کے فعل اور قول میں نور نہیں ہوتا ہے
کور باطن در نجاست سرست
باطن کا اندھا ' باطنی نجاستوں میں ہے
واں نجاست باطن افزوں میشود
باطن کی نجاست بڑھتی رہتی ہے
چوں نجاست باطن شد عیاں
جبکہ باطنوں کی نجاستیں واضح ہو جائیں
ایں نجاست نیست بر ظاہر ورا
یہ نجاست اس کے ظاہر پر نہیں ہے
آں نجاست ہست در الخاق و دیں
وہ نجاست اخلاق اور دین میں ہے
واں نجاست بولیش از رے تابشام
اس نجاست کی بدبو رے سے شام تک ہے
بر دماغ خور و رضواں بر شود
حور اور رضوان کے دماغ پر چھپا جاتی ہے
مردم اندر حسرت فہم درست
پوری سمجھ کی حسرت میں میں مرا
چوں سیو بشکست ریزد آب زو
جب ٹھلیا ٹوٹ جاتی ہے پانی اس سے بہہ جاتا ہے
اندرونے آب ماند خود نہ برف
اس میں نہ پانی ٹھہرے ' نہ برف
ہم شنیدی راست نہادی تو سم
بھی سنا تو نے صحیح کان نہ دھرا

او پلیدی را نہ بیند در عبور
وہ گزرنے میں گندی کو نہیں دیکھ سکتا ہے
کوری باطن بود کان شرور
باطن کا اندھا پن برائیوں کی کان ہے
کور ظاہر در نجاست ظاہر ست
ظاہری اندھا ' ظاہر نجاست میں ہے
ایں نجاست ظاہر از آبے رود
یہ ظاہری نجاست پانی سے دور ہو جاتی ہے
جز بآب چشم نتوں شستن آں
اس کو آنکھ کے پانی کے سوا نہیں دھویا جاسکتا
چوں نجس خواندہ است کافر را خدا
جبکہ خدا نے کافر کو نجس کہا ہے
ظاہر کا فرملوث نیست زیں
کافر کا ظاہر اس سے ملوث نہیں ہے
ایں نجاست بولیش آید بیست گام
اس نجاست کی بدبو بیس قدم سے آتی ہے
بلکہ لولیش آسمانہا بر رود
بلکہ اس کی بدبو آسمان تک جاتی ہے
آنچہ ۳ میگویم بقدر فہم تست
میں جو کچھ کہہ رہا ہوں تیری سمجھ کی بقدر ہے
فہم آب ست و وجود تو سیو
تیری سمجھ پانی ہے اور تیرا وجود ٹھلیا ہے
ایں سیور اینچ سور اخست ژرف
اس ٹھلیا میں پانچ گہرے سوراخ ہیں
اَر غُضُوْا غُضَّةَ ابْصَارِکُمْ
تو نے اپنی نگاہوں کو پست رکھو کا حکم

۱۔ مہر گزرتا چلنا پھرنا۔ کوری
باطن۔ اگر انسان دل کا اندھا ہے تو وہ
مجسم شر ہے۔ کور ظاہر۔ ظاہری
اندھے پر تو ظاہری نجاست ہوتی ہے
جس کا ازلاہ آسان ہے لیکن باطن
کے اندھے میں باطنی نجاست ہے
جس کا ازلاہ بڑا دشوار ہے۔

۲۔ جو آب چشم۔ ظاہری نجاست
پانی سے دھو دی جاتی ہے لیکن باطنی
نجاست صرف آنسوؤں سے دھلتی
ہے۔ کافر۔ خدا نے کافر کو نجس باطنی
نجاست کی وجہ سے قرار دیا ہے۔ اس
نجاست۔ ظاہری نجاست کی بدبو
تھوڑی دور تک پھیلتی ہے لیکن باطنی
نجاست کی بدبو بہت دور تک پھیلتی
ہے۔ بلکہ باطنی نجاست کی بصر ف
دنیا ہی تک نہیں آسمانوں تک پھیلتی
ہے۔ رضوان۔ داروغہ جنت۔

۳۔ انچی گویم۔ میں نے جو کہتے
بتائے وہ تیری عقل کی بقدر بتائے
ہیں کوئی پورا سمجھ دہلے گا تو تفصیل
بیان کروں گا مجھے اس کی تمنا ہے
فہم۔ انسان کے بدن اور فہم کی مثل
گہرے اور اس کے پانی کی سمجھو۔
اس سیو۔ بدن کے ٹھلیا میں حواس
خمسہ بمنزلہ پانچ سوراخوں کے ہیں
اگر ٹھلیا کے سوراخ نہ بند کئے جائیں تو
ٹھلیا میں نہ برف رہے گا جس سے
پانی بننا ہے پانی اس طرح اگر حواس
خمسہ کی حفاظت نہ کی جائے گی تو فہم
ضائع ہو جائے گی۔ اَر غُضُوْا غُضُوْا
قرآن پاک میں ہے قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ
يَغْضُوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ اَسَانِيْ
مومنوں سے کہ دیجئے وہ اپنی نگاہیں
پست رکھیں۔

از دہانت نطق فہمت را برد
تیرے منہ کی گفتگو تیری سمجھ کو برباد کر دیتی ہے
پنچنیں سور اخبائے دیگر
اسی طرح تیرے دوسرے سوراخ
گزر دیا آب را بیروں گئی
اگر تو دیا سے پانی باہر نکالے
بیگہ است ارے بگویم حال را
بے موقع ہے وہ نہ میں تجھے حل بتاتا
کال ۲ عوضها وال بدلہا بحر را
وہ عوض اور وہ بدلے دیا میں
صد ہزاراں جانور زوی خورند
اس میں سے لاکھوں جانور پیتے ہیں
باز دریا آں عوضها می گشد
پھر دیا ان بدلوں کو حاصل کر لیتا ہے
قصہا آغاز کردیم از شتاب
جلدی میں ہم نے بہت سے قصے شروع کر دیئے
اے ۳ ضیاء الحق حسام الدین راو
اے عقلمند ضیاء الحق حسام الدین
تو بنا در آمدی در جان و دل
تم دل و جان میں عدت سے آئے
چند کرم مدح قوم ماضی
میں نے گزشتہ قوم کی بہت تعریفیں کیں
خانہ خود را شناسد خود دعا
خانہ خود کو پہچان لیتا ہے
بہر کتمان مدح ازنا محل
تعریف کو کتمان سے چھپانے کے لئے

گوش چوں ریگ آب فہمت را خورد
کان ریت کی طرح تیری سمجھ کے پانی کو پی جاتا ہے
می گشاند آب فہم مضمرت
تیری چھپی ہوئی سمجھ کے پانی کو کھول دیتے ہیں
بے عوض آں بحر راہا مول گئی
بغیر بدلے کے اس دریا کو جنگل بنا دے
مدخل اعوض را و ابدال را
عوضوں اور بدلوں کے داخل ہونے کا
از کجا آید ز بعد خرچہا
خرچ کے بعد کہاں سے آتے ہیں؟
ابراہم از بروش می برند
ابراہیم بھی پانی اس میں سے باہر لے جاتے ہیں
از کجا دانند اصحاب رشد
کہاں سے؟ ہدایت یافتہ جانتے ہیں
ماند بے مخلص درون ایں کتاب
اس کتاب مثنوی کا باطن بے مقصد رہ گیا
کہ فلک و ارکان چو تو شاہے نزاو
کہ آسمان اور عناصر نے تجھ جیسا شاعر نہ جانا
اے دل و جان از قدم تو خجل
تمہاری تشریف آوری سے دل و جان شرمندہ ہیں
قصہ من زانہا تو بودی ز اقتضا
تقصائے طبع سے تم ہی ان سے میرا مقصود تھے
تو بنام ہر کہ خواہی گن ثنا
تو چاہے جس کا نام لے کر تعریف کر
حق نہادست ایں حکایات و مثل
اللہ تعالیٰ نے یہ حکایتیں اور مثالیں بنا دی ہیں

۱۔ از دہانت۔ یعنی بیہودہ گفتگو
سے بھی فہم برباد ہوتی ہے گوش۔
کان سے غلط باتیں سنیں گان فہم برباد
ہوگی۔ گرز دریا۔ اولیاء کے حواس خسہ
کے ذریعہ بھی فہم حق کا گھٹاؤ ہوتا ہے
لیکن وہ اس کا عوض اور بدل حاصل کر
لیتے ہیں۔ بیگہ۔ وقت نہیں ہے وہ نہ
میں سمجھتا کہ اولیاء کو یہ عوض اور بدل
کہاں سے حاصل ہوتا رہتا ہے۔
۲۔ کال عوضها۔ بڑے دیاؤں کا
پانی خرچ ہوتا رہتا ہے۔ آبر باد۔ بدل
دیاؤں سے پانی حاصل کرتے ہیں
سمند کا پانی بخدا میں تبدیل ہو کر
بنتا ہے۔ قصہ۔ میں نے اس کتاب
میں قصے بیان کرنا شروع کر دیئے۔
۳۔ اے ضیاء الحق۔ اس مصرع کا
تعلق بارہویں شعر کے آخری مصرع
برنویس سے ہے درمیان میں ضیاء
الحق کی تعریف ہے۔ راو۔ عقلمند
بزرگ۔ ناہ۔ یعنی ضیاء الحق کی
شخصیت ناہ زمانہ ہے۔ چو نکہ
میرادل تیرے شلیان شان نہیں ہے
اجتہاد۔ یعنی میری طبیعت کا تقاضہ
یہی ہے کہ تیرا ذکر حدیث و دیگر
کرتار ہوں۔ بہر کتمان۔ اصل شخص کو
مخفی رکھنے کے لئے اس کو کسی مثل
ذریعہ کر کیا جاتا ہے۔

لیک پذیرد خدا جہد المقل
لیکن اللہ تعالیٰ تبار کی کوشش قبول فرما لیتا ہے
گزردو دیدہ گور دو قطرہ گفاف
دو آندھ آنکھوں سے دو قطرے کافی ہیں
کہ ستودم مجمل اس خوش نام را
کہ میں نے مجمل اس پیدے نام کی تعریف کی ہے
تاخیالش را بدنہاں کم گزرد
تاکہ ان کے خیال کو دانتوں سے نہ کاٹیں
در وثاق موش طوطی کے غنود
چوہے کے بل میں طوطی کب سوتی ہے؟
موتے ابرو سوست آں نے ہلال
وہ اس کی ابرو کا بال ہے نہ کہ چاند
برنویں اکنوں دقوتی پیش رفت
اب لکھو کہ دقوتی آگے ہو گئے

گرچہ آں مدح از تو ہم آمد مجمل
اگرچہ وہ تعریف بھی تم سے شرمندہ ہے
حق پذیرد کسرہ دار و معاف
اللہ تعالیٰ ٹکڑا قبول کر لیتا ہے زیادہ سے معاف رکھتا ہے
مرغ و ما ہی داند آں ابہام را
اس اجمال کو پرندہ اور مجمل سمجھتے ہیں
تاہر و آہ حسوداں کم و زو
تاکہ حاسدوں کی آہ ان پر نہ نکلے
خود خیالش را کجا یابد خسود
ان کے خیال کو حاسد کب پائے گا؟
آں خیال او بود از احتیال
وہ اس کا بھلائی خیال ہے
مدح تو گویم بروں از پنج و ہفت
میں تمہاری تعریف پانچ اور سات سے زیادہ کروں گا

پیش رفتن دقوتی بامامت آں قوم عیبی

اس عیبی قوم کی امامت کے لئے دقوتی کا آگے بڑھنا

مدح جملہ انبیاء آمد عجین
سب نبیوں کی تعریف گندی ہوئی ہے
گوزہا دریک لکن در ریختہ
پیالوں کو ایک طشت میں ڈال دیا
کیشہازین روئے جزیک کیش نیست
اس اعتبار سے مذاہب بھی ایک کے علاوہ نہیں ہیں
بر صور و اشخاص عاریت بود
صورتوں اور شخصوں کے لئے عارضی ہوتی ہے

در تحیات سلام صالحین
التحیات اور نیکیوں پر سلام میں
مدحہا نقد جملگی آمینختہ
سب کی ملی جلی تعریف ہو گئی
زانکہ خود ممدوح جزیک بیش نیست
اس لئے کہ خود ممدوح ایک کے علاوہ نہیں ہے
وانکہ ہر مدے بنور حق رود
سمجھ لے کہ ہر تعریف اللہ تعالیٰ کے نور کی طرف جلتی ہے

۱۔ گرچہ۔ میری تعریفیں تیرے مرتبہ سے کم ہیں۔ کسرہ رونی کا ٹکڑا ایک گدا سے اللہ تعالیٰ رونی کا ایک ٹکڑا بھی قبول فرما لیتا ہے اور زیادہ مقدار کے صدقہ کا اس سے مطالبہ نہیں ہوتا ہے۔ گزردو دیدہ۔ اللہ کے یہاں آنکھوں کے دو آنسوؤں کی وہ قدر ہے جو بڑے سے بڑے مل کی قدر نہیں ہے۔ ابہام۔ یعنی میں نے جو تعریفیں کی ہیں ان سے مقصود۔ ضیاء الحق ہیں۔ تابرو۔ ضیاء الحق کا نام صراحتہ اس لئے نہیں لیا تاکہ حاسدان پر حسد نہ کریں۔

۲۔ خود خیالش۔ ضیاء الحق کا تصور حاسدوں کے دماغ میں نہیں آسکتا۔ ان کے تصور اور حاسدوں کے دماغوں کی مثال طوطی اور چوہے کے بل کی ہے۔ احتیال۔ ان حاسدوں کے ذہن میں۔ ضیاء الحق کا حقیقی تصور نہیں ہے بلکہ بھلائی ہے جیسا کہ جنس چاند دیکھنے والوں کو اپنی ابرو کا بال چاند کی صورت میں نظر آ جاتا ہے پنج۔ یعنی پانچوں حواس ہفت۔ یعنی ساتوں آسمان۔

۳۔ در تحیات۔ التحیات میں جب کوئی سلام علیا و علی عباد اللہ الصالحین کہتا ہے تو اس میں مجملاً سب انبیاء اور نیک بندوں پر سلامتی کی دعا ہو جاتی ہے۔ ممدوح۔ حقیقی تعریف صرف خدا کی ہے۔ صور۔ اشخاص اور صورتیں چونکہ اسی نور حق سے کسب فیض کر لیتی ہیں لہذا وہ قابلِ مدح ہو جاتی ہیں۔



مدحہا جز مستحق را کے کنند
لوگ مستحق کے علاوہ کسی کی کب تعریف کرتے ہیں؟
ہمچو نور تافہ بر حاطے
جس طرح کہ نور دیوار پڑ پڑتا ہے
لا جرم چوں نور سوائے اصل راند
لا محالہ جب نور اصل کی طرف سمت جائے
یا ز چاہے عکس مائے و انمود
یا کسی گنوں میں چاند کا عکس نمود ہوا
در حقیقت مادی ماہست او
حقیقتاً وہ چاند کی تعریف کرنے والا ہے
مدح او مہ راست نے آں عکس را
اس کی تعریف چان کے لئے ہے نہ کہ عکس کے لئے
گزشتاوت گشت گمراں آں دلیر
کیونکہ وہ جری بدبختی سے گمراہ ہو گیا ہے
زیں بتاں خلقاں پریشاں میشوند
ان بتوں کی وجہ سے لوگ پریشان ہوتے ہیں
زانکہ شہوت باخیالے راندہ است
کیونکہ شہوت رانی ایک خیال سے کی ہے
باخیالے میل تو چوں پر بود
خیال کی جانب تیرا جھکاؤ پر کی طرح ہوتا ہے
چوں براندی شہوت تہرے بریخت
جب تو نے شہوت رانی کی تو تیرا پر جھڑ گیا
پر نگہدار و چنین شہوت مراں
پر کی حفاظت کر اور ایسی شہوت رانی نہ کر
خلق پندارند عشرت می کنند
لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ عیش کر رہے ہیں

لیک بریند اشت گمراہ می شوند
لیکن فاسد گمان کی وجہ سے گمراہ ہو جاتے ہیں
حاط آں انوار را چوں رابطے
اور دیوار ان نوروں کے لئے واسطہ ہے
ضال مہ گم کردوز استاںش بماند
گمراہ نے چاند کو گم کر دیا اور تعریف سے رک گیا
سربہ چہ می کردوآں را می ستود
کنویں میں سر جھکایا اور اس کی تعریف کر رہا ہے
گرچہ جہل او بعکسش کرد رو
اگرچہ اس نے نادانی سے عکس کی طرف منہ کر رکھا ہے
کفر شد آں چوں غلط شد ماجرا
جب معاملہ غلط ہو گیا کفر ہو گیا
مہ ببالا بود او پند اشت زیر
چاند او پر تھا وہ نیچے سمجھا
شہوتے راندہ پشیمان میشوند
شہوت پوری کر کے شرمندہ ہوتے ہیں
در حقیقت دور تر و ماندہ است
در حقیقت اصل سے بہت دور جا پڑتے ہیں
تالداں پر بر حقیقت بر شود
تاکہ تو اس پر کے ذریعہ حقیقت تک پہنچے
لنگ گشتی واں خیال از تو گریخت
تو لنگڑا ہو گیا اور وہ خیال تجھ سے بھاگ گیا
تلہر میلست بر د سوائے جنال
سا کہ میلان کا پر تجھے جنتوں کی طرف لے جائے
بر خیالے پر خود برمی کنند
ایک خیال پر اپنے پر اکٹھا کر رہے ہیں

۱۔ گمراہ۔ اگر کوئی ان صورتوں اور
اشخاص کو اصل سمجھ بیٹھے تو گمراہ ہے۔
ہمچو نور۔ دیوار پر جو چاندنی ہے وہ اس
کی اپنی نہیں ہے بلکہ وہ چاند کی ہے۔
اب اگر کوئی دیوار پر چاندنی نہ ہونے
سے چان کی تعریف چھوڑ بیٹھے تو اس
کی گمراہی ہے یا ز چاہے پانی میں
جو عکس ہے اس کی تعریف چاند کی
تعریف ہے۔ گرچہ اگر کوئی بالکل
اصل تعریف اس عکس کی کرے تو اس
کی گمراہی ہے۔

۲۔ گزشتاوت۔ تمام خوبیوں کا
منبع تو ذات خداوندی ہے اگر کوئی
مخلوق کو اصل سمجھ بیٹھے تو یہ اس کی
بدبختی ہے۔ زیں بتاں۔ یعنی مجازی
معتشوقوں کے عشق کا نتیجہ محض شہوت
پرستی ہے خیالے۔ یعنی عارضی حسن
دیوار کی چاندنی جیسا ہے۔

۳۔ باخیالے۔ خیالی معشوق سے
اگر عشق بھی ہو تو وہ حقیقت تک پہنچنے
کے لئے ہو جیسا کہ کہا گیا ہے
الْمَحَارِقُ قَطْرَةٌ فِي حَقِيقَةِ عَشْقِ مَجَازِي
حقیقی عشق کا قطرہ۔ یہ جذبہ
عشق ایک پر ہے اس کو حقیقت تک
پرواز کا ذریعہ بنانا چاہیے۔ خلق۔ لوگ
عشق مجازی میں شہوت رانی کر کے
اپنے اس پر کو حقیقت تک پرواز کا
سبب بن سکتا تھا برباد کر دیتے ہیں۔

وامہ! دارِ شرحِ ایں نکتہ شدَم
مہلتَم وہ معسرَم زانِ تن زَم

میں اس نکتہ کی تشریح کا قرض دار ہو گیا ہوں
میں مفلس ہوں مجھے مہلت دے اے میں خاموش ہو گیا ہوں

باز گشتم زانکہ شد قصہ دراز
وقت تنگ و قوم مقوف نماز

میں لوٹا ہوں، کیونکہ قصہ طویل ہو گیا
وقت تنگ ہے اور لوگ نماز میں کھڑے ہیں

اقتدا کر دینِ آں قوم از پسِ دقوتی

اس قوم کا دقوتی کے پیچھے اقتدا کرنا

پیش در شد آں دقوتی در نماز
قوم ہچموں طلّس آمد او طراز

نماز میں دقوتی آگے ہو گئے
قوم طلّس کی طرح تھی وہ نقش و نگار جیسے

اقتدا کر دنیاں شاہاں قطار
در پے آں مقتدا رائے نامدار

ان شاہوں نے قطار بنا کر اقتدا کی
اس نامدار، مقتدا کے پیچھے

چونکہ باتکبیر ہا مقروں شدند
ہچموں اقرباں از جہاں بیروں و شدند

جیسے ہی وہ تکبیروں سے وابستہ ہوئے
قربانی کی طرح دنیا سے باہر نکل گئے

معنی تکبیر نیست اے امیم
کائے خدا پیش تو ماقرباں شدند

اے امام! تکبیر کے معنی یہ ہیں
کہ اے خدا! ہم تیرے سامنے قربان ہو گئے

وقت ذبح اللہ اکبر میکانی
ہچمنیں در ذبح نفس گشتنی

ذبح کے وقت تو اللہ اکبر پڑھتا ہے
اسی طرح گروں زدنِ نفس کے ذبح میں

گوئی اللہ اکبر و آں شوم را
سر بیرتا وا رہد جاں از فنا

تو اللہ اکبر پڑھ، اور اس بد بخت کا
سر کاٹ دے تاکہ روح ہلاکت سے نجات پا جائے

تن ۳ چوں اسماعیل و جاں ہچموں خلیل
کرد جاں تکبیر بر جسم نبیل

جسم اسماعیل کی طرح اور روح خلیل اللہ کی طرح ہے
روح نے شانہ جسم پر تکبیر پڑھ دی

گشت گشتہ تن ز شہوتہا و آز
شذبہ بسم اللہ بسمل در نماز

جسم شہوتوں اور حرص سے مردہ ہو گیا
بسم اللہ کے ذریعہ نماز میں بے مل ہو گیا

چوں قیامت پیش حق صفہا زده
در حساب و در مناجات آمدہ

قیامت کن کی طرح اللہ تعالیٰ کے سامنے نہیں ہندھے ہوئے ہیں
حساب اور سوال و جواب میں لگے ہیں

ایستادہ پیش یزداں اشک ریز
بر مثالِ راست خیز رُستخیز

اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہوئے آنسو گرا رہے ہیں
قیامت میں سیدھے کھڑے ہونے والوں کی طرح

۱۔ وامہ! اس نکتہ کی تفصیل پھر کسی وقت بتادی جائے گی۔ معسرَم۔ تنگ دست مقروض کو مہلت دی جاتی ہے۔ قوم۔ یعنی وہ عیسیٰ قوم بمنزلہ ریشمین کہڑے کے بھی اور دقوتی اس کے نقش و نگار کی طرح تھے۔ چونکہ جیسے ہی ان بزرگوں نے تکبیر تحریر پڑھی دنیا و مافیہا سے عاجل ہو گئے۔

۲۔ ہچموں اقرباں۔ قربانی کے جانور پر جب تکبیر کہہ کر چھری چلا دی جاتی ہے تو وہ اس دنیا سے منقطع ہو جاتا ہے۔ معنی تکبیر۔ تکبیر تحریر کا مطلب بھی یہی ہے کہ نمازی دربار خداوندی میں اپنے نفس کی قربانی پیش کرتا ہے۔ گوئی لہذا جب تم تکبیر کہو تو فوراً نفسِ مادہ کو ذبح کر ڈالو۔

۳۔ تن چوں اسماعیل۔ تکبیر تحریر کے وقت روح کو بمنزلہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے بتاؤ اور جسم کو بمنزلہ حضرت اسماعیل ذبح اللہ کے بتاؤ۔ گشت گشتہ۔ اللہ اکبر کے ذریعہ جسم شہوت اور حرص کے اعتبار سے مردہ ہو جانا چاہیے اور بسم اللہ کے ذریعہ جسم کل سر پریدہ ہو جانا چاہیے۔ چوں قیامت۔ نماز کی جماعت اور حالت کو ایسا سمجھو جیسا کہ قیامت میں حضرت حق کے دربار میں محض باندھ کر کھڑے ہو گئے اور حساب و کتاب اور دلیل و جواب ہوں گے۔ رُستخیز۔ قیامت۔

حق ! ہمگیوید چه آوردی مرا
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو میرے لئے کیا لایا ہے
 عمر خود را در چه پایاں برده
 عمر خود کو کس چیز میں ختم کی ہے؟
 گویہ دیدہ کجا فرسوده
 آنکھ کے گوہر کو کہاں گھسا ہے
 چشم و گوش و ہوش گوہر ہائے عرش
 آنکھیں اور کان اور حواس عرش کے جواہر ہیں
 دست و پا و ادمت چوں بیل و کند
 میں نے تجھے ہاتھ پاؤں پہاڑوں سے کہاں جھینٹے
 چمنیں پیغامہائے در دیں
 اسی طرح کے درد ناک پیغام
 در ۲ قیام ایں گفتہا دار در جوع
 قیام کی حالت میں یہ باتیں آتی ہیں
 ایستادن را نماندہ قوتے
 کھڑے رہنے کی قوت نہیں رہتی
 قوت ایستادن از رنجلت کاند
 شرمندگی کی وجہ سے کھڑے رہنے کی طاقت نہ رہی
 باز فرماں ۳ در رسد بردار سر
 پھر حکم ہوتا ہے سر اٹھا
 سر بر آر داز رکوع او شرمسار
 وہ شرمندگی کی حالت میں رکوع سے سر اٹھاتا ہے
 باز فرماں آیدش بردار سر
 پھر اس کو حکم ہوتا ہے ' سر اٹھا
 سر بر آر او دگر رہ شرمسار
 وہ شرمندہ دوبارہ سر اٹھاتا ہے

اندریں مہلت کہ دادم مر ترا
 اس وقفہ میں جو میں نے تجھے دیا
 قوت و قوت در چه فانی کردہ
 روزی اور طاقت کس چیز میں ختم کی ہے؟
 پنج حس را در کجا پالوده
 پانچوں حواس کا کس جگہ صفایا کیا ہے؟
 خرج کردی چه خریدی تو ز فرش
 تو نے ان کو خرچ کیا زمین سے کیا خریدا؟
 من بہ بخشیدم ز خوداں کے شدند
 وہ میں نے دیئے خود بخود کہاں ہوئے
 صد ہزاراں آید از حضرت چمنیں
 دربار سے لاکھوں آتے ہیں
 وز خجالت شد دو تا اندر رکوع
 شرمندگی سے رکوع میں دوہرا ہو جاتا ہے
 در رکوع آمد ز شرم او ساعستے
 وہ تھوڑی دیر کے لئے رکوع میں ہو جاتا ہے
 در رکوع از شرم تسبیح بخواند
 شرم سے رکوع میں تسبیح پڑھنے لگا
 از رکوع و پلخ حق بر شمر
 رکوع سے اور اللہ تعالیٰ کا جواب شد کر
 باز اندر رو فتداں خامکار
 پھر وہ ناقص العمل منہ کے بل گر پڑتا ہے
 از سجود و وا وہ از کردہ خیر
 سجدے سے اور اپنے عمل کی بات بتا
 اندر افتد باز در رو ہچو مار
 پھر سانپ کی طرح منہ کے بل گر پڑتا ہے

۱۔ حق ہی ٹوید۔ اب نماز میں جب تم قیام میں ہو تو گویا اللہ تعالیٰ تم سے سوال کرتا ہے کہ تم کو جو زندگی کی مہلت دی ہے اس میں تم نے میرا کیا کام کیا ہے قوت قوت میں نے تجھے روزی اور طاقت دی وہ کس کام میں صرف ہوئی ہے چشم و گوش حواس خستہ دیئے ہاتھ پاؤں میں نے ہی دیئے ان کو کس کام میں لایا ہے۔

۲۔ در قیام۔ نماز میں قیام کی حالت میں جب یہ سوالات سنتا ہے تو رکوع میں جانا گویا شرمندگی سے جھک جانا ہے۔ ایستادن۔ اب اس میں اتنی سکت نہیں رہتی کہ کھڑا رہ سکے تو شرمندہ ہو کر جھک کر تسبیح پڑھنے لگتا ہے۔

۳۔ باز فرماں۔ پھر گویا اس کو اللہ کا حکم ہوتا ہے کہ سر اٹھا اور جواب دے تو وہ قومہ میں کھڑا ہو جاتا ہے اور پھر شرمندگی سے سجدہ میں گر پڑتا ہے۔ باز فرماں پھر سجدہ کی حالت میں اس کو سر اٹھانے کا حکم ہوتا ہے وہ سجدہ سے سر اٹھا لیتا ہے لیکن شرمندگی سے پھر دوسرے سجدہ میں گر پڑتا ہے۔

باز گوید سر بر آرد باز گو
پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سر اٹھا اور بتا
قوتِ پا ایستادن نبوٹش
اس میں کھڑے رہنے کی طاقت نہیں ہوتی ہے
پس نشیند قعدہ زال بارگراں
اس بھاری بوجھ کی وجہ سے وہ قعدہ میں بیٹھ جاتا ہے
نعمت و ادم بگو شکرت چہ بود
میں نے تجھے نعمتیں دیں بتا تیرا شکر یہ کیا تھا؟
چوں نہ سرمایہ بود او را نہ سود
چونکہ اس کے پاس نہ سرمایہ ہوتا ہے نہ نفع
کہ بخواہم جست از تو موبو
میں تجھ سے ذرہ ذرہ کی جستجو کروں گا
کہ خطاب ہمسے برجاں زوش
کیونکہ بیتناک خطاب نے اس کی جان پر حملہ کیا ہے
حضرتش گوید سخن گوبا بیاں
اللہ تعالیٰ اس سے فرماتا ہے مفصل بات کہہ
وامت سرمایہ ہیں بنمائے سود
میں نے تجھے سرمایہ دیا اس کا نفع دکھا؟
شفاعے خواہد کہ گوید عذر زود
اس لئے کہ سفارش چاہتا ہوتا کہ جلدی عذر خواہی کر دے

۱۔ باز گوید۔ دوسرے جگہ میں پھر
اس کو عزم ملتا ہے کہ سر اٹھا اور جواب
دے تو اس میں اتنی طاقت نہیں رہتی
کہ وہ کھڑا ہو سکے لہذا قعدہ میں بیٹھ
جاتا ہے۔ نعمت۔ قعدہ کی حالت
میں گویا اللہ تعالیٰ اس سے فرماتا ہے
کہ ہم نے تجھے نعمتوں کا سرمایہ دیا تھا
اس سرمایہ کا نفع دکھا کہیں ہے چوں
نہ سرمایہ۔ اب وہ دیکھتا ہے کہ نہ اس
کے پاس سرمایہ ہی ہے نہ نفع تو گھبرا کر
سفارش کرنے والے کی تلاش شروع
کر دیتا ہے۔

۲۔ بیان۔ یعنی اب وہ ناہمی
جانب سلام کرتا ہے تو گویا انبیاء اور
کرسم کا تین سے اپنی سفارش کی
استدعا کرتا ہے۔

۳۔ یعنی۔ دائیں جانب سلام
کرنے سے گویا اس کا مدعا انبیاء سے
سفارش چاہتا ہے۔ انبیاء ماں کو
جواب دینگے وقت نکل گیا اب کوئی
تدبیر نہیں ہے اس وقت بے موقع چیخ
اور پکار ہے زو بگر واند۔ اب وہ گویا
مایوں ہو کر جائیں جانب سلام کر کے
اپنے رشتہ داروں سے مدد کا خواہش ہوتا
ہے۔

بیان اشارت سلام سوئے دست راست در قیامت از
اللہ تعالیٰ کے محاسبہ کی ہیئت کی وجہ سے دائیں جانب سلام کا اشارہ اور
ہیئت محاسبہ حق تعالیٰ و از انبیاء استعانت و شفاعت خواستن
انبیاء سے مدد اور شفاعت چاہنے کا بیان

رو بدست راست آرد در سلام
سلام میں دینی جانب کو رخ کرتا ہے
انبیاء را او سلامی می کند
وہ انبیاء کو سلام کرتا ہے
یعنی ۳۔ اے شہل شفاعت کایں لیم
یعنی اے شاہو! شفاعت کرو! کیونکہ یہ کہینہ
انبیاء گویند روز چارہ رفت
انبیاء کہیں گے تدبیر کا وقت جاتا رہا
مرغ بیوتی تو اے بدبخت رو
تو مرغ بے ہنگام ہے اے بدبخت! چلا جا
رو بگرداند بسوئے دست چپ
وہ بائیں جانب رخ کرتا ہے
سوئے جان انبیاء و آں کرام
انبیاء اور بزرگوں کی روح کی جانب
استعانت را طلب کردن مدد
استعانت اور مدد طلب کرنے کے لئے
سخت در گل ماندہ اش پائے و گیم
اس کا پاؤں اور کھل بدل میں پھنسی ہے
چارہ آنجا بود و دست افراز زفت
تدبیر اور کافی سامان وہاں میں تھا
ترک ماگو خون ما اندر مشو
ہمیں معاف کر ہادی جان کے دپے نہ ہو
در تبار خویش گویندش کہ زجب
خاندان اور لہجوں میں سے اس سے کہتے ہیں کہ مگر

ہیں! جواب خویش گو با کردگار
خبردار! اپنا جواب اللہ تعالیٰ کو دے
نے ازیں سونے ازاں سو چارہ شد
جب نہ لہر سے نہ لہر سے کوئی تدبیر ہوئی
از ہمہ نومید شد مسکین کیا
وہ بھلا مسکین ہر طرف سے مایوس ہو گیا
کز ہمہ نومید گشتم اے خدا
کہ اے خدا میں سب سے مایوس ہو گیا ہوں
ہست امیدے کہ عنایت در رسد
اب امید ہے کہ مہربانی ہو جائے
در نماز اس خوش اشارتہا بہیں
نماز میں ان اچھے اشاروں کو سمجھ لے
معنی سلم تسلیم اس اے مقتدی
اے مقتدی! اطاعت کے یہی معنی ہیں
ہر چہ فرمائی تو منقادیم ما
تو جو حکم دے ہم تابعدار ہیں
بچہ بیروں آر از بیضہ نماز
بچہ کے انڈے سے بچہ باہر نکل
نماز کے اندے سے بچہ باہر نکل

ما کہ ایم اے خولجہ دست از مابدار
ہم کون ہوتے ہیں اے جناب ہمیں معاف کیجئے
جان آں بیچارہ دل صد پارہ شد
اس بے چارے کی جان سو ٹکڑوں والا دل بنی
پس بر آرد ہر دو دست اندر دعا
تو دعا میں دونوں ہاتھ اٹھاتا ہے
بول و آخر توئی و منہجا
بول اور آخر تو ہی ہے اور تو ہی منہجا ہے
گرود او لیکن ز جہل من مسد
وہ مونجھ معلوم کی رک سے محفوظ ہو جائے
تبادلانی کایں بخواید شد یقین
تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ یہ یقینا ہو گا
کہ توئی حق ہادی و ما مہندی
کہ اللہ تعالیٰ ہدایت دے گا ہم ہدایت حاصل کر لے ہیں
باقضائے سلم جرم گو شلایم ما
کہہ دے جرم کی سزا پر ہم راضی ہیں
سر مزن چوں مرغ بے تعظیم و ساز
بغیر تعظیم اور ادب کے مرغ کی طرح ٹھوکیں نہ مار
شندین آں قوتی در نماز افغان اہل کشتی را در غرق شدن
نماز کی حالت میں قوتی کا کشتی والوں کی ڈوبنے میں فریاد سننا

آں قوتی در لامت کرد ساز
قوتی نے لامت شروع کر دی
واں جماعت در پے او در قیام
وہ جماعت ان کے پیچھے قیام میں تھی
ناگہاں چشمش سوئے دریا فتاد
ناگہاں ان کی نگاہ دیا کی جانب پڑی
اندراں ساحل درآمد در نماز
اسی ساحل پر انہوں نے نماز شروع کی
اینت زیبا قوم و بگزیدہ امام
زیبا اچھی قوم اور برگزیدہ امام
چوں شنید از سوئے دریا داد داد
جب دریا کی جانب سے انہوں نے فریاد فریاد سنا

۱۔ ہیں۔ رشتہ دار بھی اس کو مایوس کر دیتے ہیں نے ازیں سو۔ جب وہ دونوں جانبوں سے مایوس ہو جاتا ہے تو اب دل شکستہ ہو کر دربار خداوندی میں دست دعا ہلاتا کرتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ سب جگہ سے مایوس ہو کر تیری طرف رجوع کرتا ہے۔ ہست۔ جب وہ اللہ سے دعا کرتا ہے تو امید پڑتی ہے کہ خدا اس پر رحم کر دے اور اس کی گلوں خاص ہو جائے۔ ۲۔ معنی تسلیم ہو کر کاشعار میں غماز کے جواشارے ہیں وہ تو ہر نمازی کے لئے ہیں اب جماعت میں مقتدی بننے کا اشارہ یہ سمجھو کہ وہ امام کے حرکات اور سکناات پر ہر تسلیم خم کرتا ہے و گویا وہ اللہ تعالیٰ کی ہر ہدایت پر عمل پیرا ہونے کا اشارہ ہے۔ ۳۔ باقضائے جرم یہاں تک کہ وہ اپنی خطاؤں کی سزا پر اظہار رضا کرتا ہے۔ بچہ ہم نے نماز کے ارکان کے جواشارے سمجھائے ان سے نتیجہ نکال اور نماز میں محض ٹھوگے نہ مار۔ ساحل۔ سمندر کا کنارہ۔ اینت۔ زئے۔ یعنی مقتدی بھی بہترین تھے اور امام بھی۔ داد داد۔ یعنی کشتی والوں کی فریاد۔

در قضا و در بلا وز شیتے
قضا میں اور بلا میں ' اور تباہ میں
آن سہ تاریکی واز غرقاب بیم
تین اندھیریاں اور ڈوبنے کا ڈر
موجہا آشوفت اندر چپ دراست
جس نے جائیں اور بائیں موجیں پھلا دیں
نعرہ و وا ویلہا بر خاستہ
نعرے اور دایلا بلند کئے ہوئے
کافر و ملحد ہمہ مخلص شدند
کافر اور بدی دین سب مخلص ہو گئے تھے
عہدہا و نذر ہا کردہ بجال
دل و جان سے عہدیں اور منتیں مانتے تھے
روئے شاں قبلہ ندیدار پیچ پیچ
ان کے منہ نے قبلہ نہ دیکھا تھا پیچ کی وجہ سے
آں زماں دیدہ دراں صد زندگی
اس وقت اس میں سینکڑوں زندگیاں دیکھتے تھے
دوستان و خال و عثم و باب و مام
دوستوں اور ماموں اور چچا اور باپ اور ماں سے
ہمچو در ہنگام جاں گندن شقی
جیسا کہ بدبخت نزع کی حالت میں
حیلہا چوں مرد ہنگام دُعاست
تدبیریں جب فنا ہوں ' دعا کا وقت ہے
بر فلک ز ایشاں شدہ دود سیاہ
ان کی آہوں کا کالا دھواں آسمان پر پہنچ گیا تھا
بانگ زدکائے سگ پرستان علتین
پکارا کہ اے کتے کے پرستار! دہرا نقصان ہے

در میان موج دید او کشتیے
انہوں نے موجوں میں کشتی دیکھی
ہم شب وہم ابرو ہم موج عظیم
رات بھی اور ابر بھی اور بڑی موج بھی
شند بادے ہمچو عزرائیل خاست
ملک الموت کی طرح تیز ہو اُچی
اہل کشتی از مہابت کاسترا
کشتی والے خوف سے سڑے ہوئے
دستہا در نوحہ بر سر میزدند
روئے میں ہاتھ سر پر مار رہے تھے
با خدا ۳ با صد تضرع آں زماں
اس وقت سینکڑوں عاجزیوں سے خدا سے
سر برہنہ در سجود آہا کہ ہج
ہنگے سر ' سجدہ میں وہ لوگ بھی اکہ کبھی
گفتہ کہ بیفائدست ایں بندگی
پہلے وہ کہتے تھے یہ عبادت بیکار ہے
از ہمہ امید بہیریدہ تمام
سب سب سے امید منقطع کر چکے تھے
زائد ۳ و فلق شد آں دم متقی
زائد اور بدیکار نہ اس وقت متقی ہو گئے تھے
نے زچپ شل چاہہ بود نے زراست
ان کے لئے نہ دائیں سے کوئی تدبیر تھی نہ بائیں سے
در دُعا ایشاں و در زاری و آہ
وہ عاجزی اور آہ اور دعا میں مصروف تھے
دیو آں دم از عداوت بین بین
شیطان اس وقت عدوت کی وجہ سے پریشان تھا

۱ کاست۔ یعنی دبے بچے
ہوئے۔ کافر ملحد۔ مشہور ہے۔ جب
دیارِ نبوتوں نے تو خدایا دیا قرآن
نے بھی کہا کہ ایسی حالت میں سب
مخلص بن جاتے ہیں۔

۲ با خدا۔ گرداب میں پھنس کر
سب کشتی سوار مخلص بن جاتے ہیں
اور خدا سے دعا مانگنے لگتے ہیں۔ قبلہ
ندید جن لوگوں نے تمام عمر بھی سجدہ نہ
کیا ہو وہ سجدے کرنے لگتے ہیں۔
گفت۔ تمام عمر عبادت کو بیکار بتاتے
رہے تھے۔ دستاں۔ دنیا کے تمام
وسیلے ختم ہو جاتے ہیں تو خدا کی طرف
رجوع کرتے ہیں۔

۳ زائد۔ نزع کی وقت فرعون بھی
ایمان لانے لگا تھا لہذا۔ انسان کی
فطرت ہے کہ سب تدبیریں ختم ہو
جانے کے بعد خدا کی طرف رجوع
کرتا ہے۔ دود سیاہ۔ آن کی آہوں کا کالا
دھواں۔ دیو۔ بدکار چوں کہ شیطان
کے پرستار ہیں جب وہ پریشانی کے
وقت اللہ کو یاد کرتے ہیں تو شیطان
گھبراتا ہے اور ان کو پکار کر کہتا ہے اللہ
کی طرف رجوع نہ کرو ورنہ دوزخا ہیوں
میں مبتلا ہو جاؤ گے توبہ کے بعد بد
عہدی اور گناہ۔ بین بین۔ یعنی
تذبذب بعض نسخوں میں تیز بین یعنی
شیطان ان کو گھور رہا تھا۔

مرگ و حسک الہی انکار و نفاق

اے انکار اور نفاق والا موت ' اور مدد

چشمِ تال تر باشد از بعد خلاص

خلاصی کے بعد کیا تمہاری آنکھ نم ہو گی؟

یاد تال ناید کہ روزے در خطر

تمہیں یاد بھی نہ آئے گا کہ خطرے کے دن

ایں ہی آمدنا از دیو لیک

شیطان کی یہ آواز آ رہی تھی ' لیکن

راست ۳ فرمودست باما مصطفیٰ

ہم سے مصطفیٰ نے سچ فرمایا ہے

کانچہ جاہل دید خواہد عاقبت

کہ نادان جو کچھ انجام پر دیکھے گا

کارہاز آغاز گر غیب ست و سر

کام کا انجام اگرچہ شروع میں پوشیدہ اور راز ہے

اولش پوشیدہ باشد و آخرش

اس کے شروع میں انجام پوشیدہ ہوتا ہے اس کو آخر میں

گر نہ بنی واقعہ غیب اے عنود

اے سرکش! اگر تو غیب کے واقعات نہیں دیکھتا ہے

عاقبت خواہد بدن ایں اتفاق

انجام کار اس کا اتفاق ضرور ہو گا

کہ شوید از بہر شہوت دیو خاص

کیونکہ شہوت پرستی کی وجہ سے تم خاص شیطان بن جاؤ گے

دست تال بگرفت یزداں از قدر

قدرت سے خدا نے تمہاری دستگیری کی ہے

ایں سخن رانشنود جز گوش نیک

اس کو نیک کان کے علاوہ کوئی نہیں سن رہا تھا

قطب و شاہنشاہ و دریائے صفا

جو قطب اور شاہنشاہ اور صفا کے صفا ہیں

عاقل آل بیند ز اول مرتبت

عقلمند اس کو پہلے مرتبہ میں دیکھ لیتا ہے

عاقل اول دید و آخر آن مصر

عقلمند نے شروع میں دیکھ لیا اور جہالت پر مصر نے آخر میں

عاقل و جاہل بہ بیند در عیاں

عقلمند اور نادان آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے

حزم را سیلاب کے اندر رود

تو احتیاط کو سیلاب کب بہا لے گیا ہے

تصویراتِ مردِ حازم

مختلا انسان کے خیالات

دمدم دیدن بلائے ناگہاں

لحہ بہ لحہ ناگہانی بلا دیکھنا

مرد را بر بود و در بیشہ کشید

اس نے ایک شخص کو پکڑا اور کچھاد میں پھینچ لے گیا

تو ہماں اندیش اے اُستادِ دیں

اے دین کے استاد تو بھی وہی سوچ

حزم ۳ چہ بود بدگمانی در جہاں

احتیاط کیا ہوتی ہے ' دنیا میں بدگمانی

آنچنانکہ ناگہاں شیرے رسید

اس طرح کہ اچانک ایک شیر آیا

اوپہ اندیشد درال برودن بہیں

اس نے جانے میں وہ کیا سوچتا ہے ' غور کر

۱۔ جسک جیم کے فتح ساتھ دوزخ
چشم تال۔ یعنی نجات پانے کے بعد
تم نہ کبھی روؤ گے نہ نہ یاد کرو گے کہ
خدا نے تمہاری دستگیری کی تھی۔ نشنود۔
یعنی صرف نیک لوگ سمجھ رہے تھے
کہ یہ شیطانی آواز محض نیکی سے
روکنے کے لئے ہے۔

۲۔ راست۔ اس واقعہ سے
آنحضرتؐ کے قول کی تصدیق ہو چلی
ہے کہ جاہل کہ جو کچھ انجام کار میں کرنا
پڑتا ہے وہ عقلمند ابتداء کار میں کر گزرتا
ہے کسی نشانِ فساق نے بالآخر گریہ و
زاری کی جو ولیا اللہ ابتداء میں کر لیتے
ہیں۔ کانچہ۔ مشہور ہے۔ انچہ دانا کند
کند نادان لیک بعد از خرابی بسیار
سقر اپنی جہالت پر مصر۔ گرنہ بنی۔
اگر ایک عام آدمی غیبی پیش آنے والی
بات کو نہیں دیکھ پاتا تو حرم اور احتیاط کا
تقاضا یہی ہے کہ مصائب میں ٹھنسنے
سے ڈرتا ہے اور تو یہ واستغفار کرتا
رہے۔

۳۔ حزم۔ احتیاط کا تقاضہ یہ ہے
کہ انسان کبھی مطمئن نہ ہو اور ہر وقت
بلائے ناگہانی سے بچنے کی تدبیر کرتا
رہے۔ آنچنانکہ۔ حزم کے معنی اس
مثال سے سمجھ لو کہ مثلاً ایک آدمی جس
کو شیر چپٹ گیا جو وہ اپنے بچاؤ کی
تدبیریں سوچتا ہے تم شیر کے حملہ سے
پہلے ہی وہ سوچ لو۔

میں! گشہ شیر قضا در پیشہا
قضا کا شیر کھادوں میں تمسیت کر لے جا رہا ہے
آنجناں کز فقری ترسند خلق
جس طرح لوگ فقر سے ڈرتے ہیں
گر بترسندے ازاں فقر آفریں
اگر وہ فقر کے پیدا کرنے والے سے ڈرتے
جملہ شاں از خوفِ غم در عینِ غم
وہ سب غم کے ڈر سے بعینہ غم میں مبتلا ہیں
جان ما مشغولِ کار و پیشہا
ہمدی جان ' کام اور پیشوں میں لگی ہے
زیر آب شور رفتہ تلبہ خلق
گویا کہ کھادے پانی میں گلے تک ڈوبے ہوئے ہیں
گنجہا شاں کشف گشتے درز میں
توڑ میں میں گڑے ہوئے خزانے پر منکشف ہو جاتے
در پے ہستی فداہ در عدم
ہستی کی تلاش میں عدم میں پھنسے ہیں

دُعا و شفاعتِ دُوقی و در خلاصِ آں کشتی

اس کشتی کی نجات کے لئے دُوقی کی دعا اور سفارش

چوں دُوقی آں قیامت را بدید
دُوقی نے جب اس قیامت کو دیکھا
گفت یارب منکر اندر فعلِ شاں
فرمایا اے خدا ان کے اعمال کو نہ دیکھ
خوش سلامت شاں بساحلِ باز بر
انہیں بہترین سلامتی کے ساتھ ساحل پر لٹا دے
اے کریم والے رحیم سرمدی
اے کریم اور اے ہدی رحم کرنے والے
اے سیدادہ رائیگاں صد چشم و گوش
اسے کہ جس نے سینکڑوں آنکھیں اور کان مفت دیئے ہیں
پیش ز استحقاق بخشیدہ عطا
مستحق ہونے سے پہلے ہی بخشش کی
اے عظیم از ما گناہانِ عظیم
اے بزرگ! ہمارے بڑے گناہوں کو
ناز آرز و حرص خود را سوختیم
ہم نے حرص و ہوس میں اپنے آپ کو جلا ڈالا ہے
رحم او جوشید و اشک او دَوید
ان کا رحم جوش میں آیا اور ان کے آنسو بہہ پڑے
دستِ شاں گیراے شبہ نیکو نشان
اے شاہ نیک نشان! ان کی دست گیری فرما
اے رسیدہ دستِ تو در بحر و بر
اے وہ ذات کہ تیرا دست قدرت بحر و بر پر ہے
در گزار از بد سگالانِ ایں بدی
بہ عقیدہ لوگوں کی اس بدی سے وہ گزر کر
نے ز رشوت بخش کردہ عقل و ہوش
عقل و ہوش بھی رشوت سے نہیں بخشے ہیں
دیدہ از ما جملہ کفران و خطا
ہم سب کی نافرمانی اور خطا کو دیکھتے ہوئے
تو توانی عفو کردن در جریم
جرم میں تو ہی معاف کر سکتا ہے
وہ دعا را ہم ز تو آموختیم
یہ دعا بھی ہم نے تجھ ہی سے سیکھی ہے

۱۔ یہ گشہ۔ لیکن ہم غفلت
برتتے ہیں اور شیر قضا سے نجات کی
تدبیر نہیں کرتے۔ آنجناں۔ لوگ فقر
سے ڈرتے ہیں اور اس قدر اس کے
خوف میں مبتلا ہیں جیسا کہ سمند
میں ڈوبتا ہوا خوف میں مبتلا ہوتا ہے
اگر فقر پیدا کرنے والے خدا سے اس
طرح ڈریں تو ان پر زمین کے خزانے
منکشف ہو جائیں اور فقر کا کوئی احتمال
بھی باقی نہ رہے۔ جملہ شاں۔
انسانوں کی سب سے عقلی ہے کہ وہ غم
کی بنا پر عین غم میں مبتلا جاتے ہیں
اور محتمل فقر کے غم کی وجہ سے اپنے لو پر
غم طاری کر لیتے ہیں۔ یہ تو ایسا ہی
ہے کہ کوئی شخص زندگی کی تلاش میں
اپنے اور موت طاری کر لے
۲۔ آں قیامت۔ یعنی کشتی کے
ڈوبنے کے احوال۔ شاں۔ یعنی کشتی
میں سوار گنہگار۔ ساحل۔ سمند کا
کنارہ۔ بحر و بر۔ خشکی اور تری۔
سرمدی۔ ہدی۔ بد سگال۔ بد عقیدہ۔
سج۔ اے بد او۔ اللہ تعالیٰ نے
ظاہری اور باطنی خواہش مفت عنایت
فرمائی ہیں۔ جریم۔ جرم و خطا۔
وہ دعا۔ اپنی خطاؤں پر ہمارا دعا
مانگنا بھی تیری تعلیم و عطا ہے۔

حُرمتِ آں کہ دُعا آموختی
 اُس کے طفیل کہ تو نے دعا سکھائی ہے
 دستگیر و رہنما توفیقِ وہ
 دستگیری فرما ' اور رہنمائی عطا فرما
 چمنیں می رفت بر لفظش دُعا
 دعا ان کے لافظ میں اسی طرح جلدی تھی
 اشک میرفت از دو چشمش و آں دُعا
 ان کی دھوں آنکھوں سے آنسو جلدی تھے اور وہ دعا
 آں دُعائے بیخوداں خود دیگرست
 بیخودوں کی دعا دوسری ہی چیز ہے
 آں دُعا حق میکند چوں اوفناست
 جبکہ وہ بیخود مقام فنا میں ہے وہ دعا اللہ فرماتا ہے
 واسطہ ۲ مخلوق نے اندر میان
 زمین میں مخلوق کا واسطہ نہیں ہے
 بندگانِ حق رحیم و برد بار
 اللہ تعالیٰ کے رحیم اور بردبار بندے
 مہربان۔ بے رشوتاں یارگیراں
 مہربان بغیر رشوت کے مددگار ہوتے ہیں
 از ترخم دستگیراں شافعاں
 رحم کھانے کی وجہ سے دستگیر اور سفدشی ہوتے ہیں
 ہیں بگو ایں قوم را اے مُبتلا
 اے مصیبت زدہ اس قوم کو تلاش کر لے
 رست گشتی از دم آں پہلوان
 اس پہلوان کی دعا سے گشتی نجات پاگئی
 کہ مگر بازوئے ایشان در حذر
 کہ شاید بچاؤں میں انہیں کی بازو بنے

در چمنیں ظلمتِ چراغِ افروختی
 ایسی تاریکی میں چراغ روشن کر دیا ہے
 جرم بخش و عفو گن بکشا رگرہ
 خطا بخشدے اور معاف کر دے اور گنہ کھول دے
 آں زماں چوں مادرانِ با وفا
 اس وقت جیسا کہ با وفا مانوں کے الفاظ میں
 بیخود از وے می برآمد بر سِما
 بے خودی میں ان سے آسمان پر پہنچ رہی تھی
 آں دُعا زو نیست گفت داوَرست
 وہ دعا ان کی نہیں ' خدا کی بات ہے
 آں دُعا و آں اجابت از خداست
 وہ دعا اور وہ قبولیت خدا کی جانب سے ہے
 بیخبر زان لایہ کردن جسم و جان
 اس خوشلہ سے جسم و جان بے خبر نہوتے ہیں
 خوئے حق دراند در اصلاح کار
 معاملہ کی اصلاح میں اللہ تعالیٰ کی خواہش قرار لیتے ہیں
 مُشفقان و مُستعان عمنخورگاں
 مشفق اور غمخواروں کے مددگار ہوتے ہیں
 در مقام سخت و در روزِ گراں
 سخت جگہ اور بھاری دن میں
 ہیں غنیمت دار شاں پیش از بلا
 خبردار مبتلا ہونے سے پہلے ہی ان کو غنیمت سمجھ
 وابل گشتی را بچید خود گماں
 گشتی واہوں کو اپنی کوشش کا گمان تھا
 برہدف انداخت تیرے از قدر
 صحیح اندازے سے نشانہ پر تیر چلایا ہے

۱۔ ظلمت۔ یعنی خطہ کاری۔
 چراغ۔ یعنی دعا کی تعلیم۔ چمنیں۔
 جس طرح ہیں بے چین ہو کر بچہ کے
 لئے دعا کرتی ہے قوتی کی یہی
 حالت تھی۔ بے خود۔ یعنی دعا میں
 ایسے مصروف تھے کہ ان کو اپنا ہوش نہ
 تھا۔ آں دعا۔ انسان بے خود ہو کر دعا
 کرتا ہے تو چونکہ وہ خود فانی اللہ ہے
 اس لئے وہ دعا اس کی طرف منسوب
 نہ ہوگی بلکہ خدا کی جانب سے ہوگی۔
 اجابت۔ فانی کی دعا بھی اللہ کی
 جانب سے ہے اور اس کی قبولیت بھی
 اللہ کی جانب سے ہے۔

۲۔ واسطہ۔ جبکہ وہ دعا کرنے والا
 فانی ہے تو زمین میں کوئی واسطہ نہیں
 ہے۔ فانی کے جسم و جان کو دعا کا
 احساس بھی نہیں ہوتا ہے۔ بندگان
 حق۔ خاصانِ خدا چونکہ خدا کی اخلاق
 سے متصف ہوتے ہیں اور ان کی
 حالت بھ یکی ہو جاتی ہے کہ رحمت
 حق بہانہ می جوید۔

۳۔ از ترخم۔ وہ محض اپنی صفتِ رحم
 کی وجہ سے سفدش اور دستگیر بن
 جاتے ہیں۔ ہیں۔ لایا اللہ سے دعا
 کا تعلق مصیبت میں مبتلا ہونے پر
 بھی اور مصیبت میں مبتلا ہونے سے
 پہلے بھی رکھنا چاہیے۔ زنت۔ کشتی۔
 کشتی قوتی کی دعا سے بچی کشتی
 والے سمجھے کہ ان کی قوت بازو سے
 جہنم سے نکلے۔

۱۔ پارہاندہ اس کی مثال یہ ہے کہ لہڑی شکاری کی گرفت سے اپنے پاؤں کے ذریعہ بچی لیکن وہ اپنی مکاری سے بھتی ہے کہ دم کی وجہ سے بچی ہے۔ غرار۔ دھوکے میں مبتلا۔ کمین۔ شکاری کی گھات، روہا۔ مولانا فرماتے ہیں کہ کونجات کا اصل ذریعہ ہے اس کی حفاظت کرو۔ خیرہ سر۔ بدنام۔ کرام۔ یعنی ہماری نجات کا ذریعہ بندھگان دین ہیں۔ حیلہ باریک۔ یعنی ہم خود جو اپنی نجات کی تدبیریں کرتے ہیں ان کی مثال لہڑی کی دم کی سی ہے جس کو اس نے باعث نجات سمجھتا تھا۔ استدلال بکر۔ یعنی ہم اپنے استدلال اور تدبیر کو ذریعہ نجات بتاتے ہیں۔ ایسی تقریریں کرتے ہیں جس سے لوگ حیران ہو جائیں۔ طالب۔ یعنی انسان اپنی تدبیر اور مکاری کا بیان کر کے لوگوں کو مرعوب کرنا چاہتا ہے اور گویا کہ ان کو مرعوب کر کے اپنی خدائی جتنا چاہتا ہے۔

۲۔ تائبانوں۔ ان مکاریوں کے ذریعہ لوگوں کے دلوں پر حکومت کرنا چاہتا ہے یہ نہیں دیکھتا کہ خود عجز کے گڑھے میں گرا ہوا ہے۔ درگو۔ جبکہ خود گڑھے میں ہے تو دوسروں کو معتقد بنا کر کیوں گڑھے میں گراتا ہے۔ چوں ہاں اگر تجھے خود کوئی اعلیٰ مقام حاصل ہے تو بیشک دوسروں کو معتقد بنا کر اس مقام پر پہنچ۔

۳۔ اے مقیم۔ جبکہ خود انسان چار عناصر اور پانچ حواس اور چھ جہتوں میں پھنسا ہوا ہے یعنی اس کی پہنچ صاف سفلیات تک ہے اور حلویت سے اس کا کوئی علاقہ نہیں ہے تو دوسروں کو اس مقام کی دعوت دینا کوئی انسانیت ہے نغز جائے۔ یہ بطور طنز کے فرمایا ہے۔

پارہاندہ رو بہاں را در شکار
شکار میں لہڑیوں کو پاؤں بچاتے ہیں
عشقہا بادم خود بازندکیں
وہ دم سے محبت کرتی ہیں کہ اس نے
از ضلالت بوسہا بر دم دہند
ناہلی سے دم کو چوٹی ہیں
روہا پار انگہدار از حجر
اے لہڑی! پتھر سے پاؤں کا بچاؤ کر
ماچور و باہیم پائے ما کرام
ہم لہڑی کی طرح ہیں ہمارے پاؤں بزرگ ہیں
حیلہ باریک ماچوں دم ماست
ہماری نازک تدبیر ہماری دم کی طرح ہے
دم بجبائیم ز استدلال و مکر
ہم حجت بازی اور مکر کی دم بلاتے ہیں
طلب حیرانی خلقاں شدیم
ہم لوگوں کی حیرانی کے طلب گار بن گئے ہیں
تلبا فسوں مالک دلہا شویم
تاکہ فریب کے ذریعہ ہم لوگوں کے مالک بن جائیں
درگوی و در چہی اے قلتباں
اے بے غیرت! تو گڑھے اور کنوئیں میں ہے
چوں بہ بستانے ری زبہا و خوش
جب تو کسی اچھے اور خوشنما باغ میں پہنچے
اے مقیم حبس چار و پنج و شش
اے چار اور پانچ اور چھ کے قید خانے میں مقیم

وال زوم دانند روبا ہاں غرار
وہ دھوکے میں مبتلا لہڑیوں کی وجہ سے سمجھتی ہیں
میرہاند جان مارا از کمین
ہماری جان کو ہلاکت سے بچایا
قص گیرند وز شادی بر جہند
ناچتی ہیں اور خوشی سے کودتی ہیں
پا چوئود دم چہ سودائے خیرہ سر
اگر پاؤں نہ ہو تو اے بیوقوف دم سے کیا فائدہ ہے
می رہاند ماں ز صد گواں انتقام
ہمیں سینکڑوں قسم کی سزا سے نجات دیتے ہیں
عشقہا بازیم بادم چپ و راست
ہم دائیں بائیں سے دم سے عشق بازی کرتے ہیں
تاکہ حیران ملداز ما زید و بکر
تاکہ ہم سے زید اور بکر حیران ہو جائیں
دست طمع اندر الوہیت زدیم
ہم نے خدائی میں لالچ کا ہاتھ ڈالا ہے
اس نمی بنیم ما کاندہ گویم
ہم یہ نہیں دیکھتے کہ ہم گڑھے میں ہیں
دست و دار از سبالی دیگران
دوسروں کی مونچھوں سے ہاتھ ہٹا
بعد از امان خلقاں گیر و گش
اس کے بعد لوگوں کا دامن پکڑ اور کھینچ
نغز جائے دیگران را ہم بکش
کیا اچھی جگہ ہے دوسروں کو بھی لالچ لے



اے! چو خربندہ حریف گونِ خر
اے کہ جو گدھے والے کی طرح گدھے کی مقعد کا پد ہے
چوں ندادت بندگی دوست دست
جبکہ دوست کی غلامی تیرے ہاتھ نہیں آئی ہے
در ہوائے آنکہ گویندت زہے
اس خواہش میں کہ لوگ تجھے وہ وہ کہیں
رُو بہا ایں دُم حیلَت را بہل
اے لہڑی! تو اس تدبیر کی دم کو چھوڑ دے
در ۲ پناہ شیر کم ناید کباب
شیر کی پنہ میں کب بوں کی کی نہیں ہوتی ہے
تو دلا منظور حق آنکہ شوی
اے پیدے! تو اس وقت اللہ تعالیٰ کا منظور نظر بنے گا
حق ہمیں گوید نظر ماں بردل ست
اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے ہماری نظر دل پر ہے
تو ہمیں گوئی مرا دل نیز ہست
تو کہتا ہے میرے بھی دل ہے
در گل تیرہ یقین ہم آب ہست
کال کچڑ میں یقیناً پانی ہے
زانکہ گر آب ست مغلوب گل ست
کیونکہ اگرچہ پانی ہے لیکن مٹی کے مغلوب ہے
آں دِلے کز آسمانہا بر تر ست
وہ دل جو آسمانوں سے بھی بلند ہے
پاک گشتہ آں زر گل صافی شدہ
وہ پاک ہو گیا ہے مٹی سے صاف ہو گیا ہے

بوسہ گاہے یافتی مارا بر
تو نے اچھی بوسہ گاہ پانی ہے ہمیں بھی لے چل
میل شاہی از کجایت خاستت
تو تجھ میں شاہی کی تمنا کہیں سے آئی ہے؟
بستہ در گردنِ جانَت زہے
تو نے اپنی گردن میں پھندا ڈالا ہے
وقف گن دل بر خداوندانِ دل
دل والوں پر دل کو وقف کر دے
رُو بہا تو سوئے جیفہ کم شتاب
اے لہڑی! تو مردہ کی طرف نہ دوڑ
کہ چو جزوے سوئے کل خود روی
جبکہ تو جزو کی طرح اپنے کل کی طرف چلا جائے گا
نیست بر صورت کدآں آب گل ست
صورت پر نہیں کیونکہ وہ تو پانی اور مٹی ہے
دل ۳ فرازِ عرش باشد نے بہ پست
دل عرش کی بلندی پر ہوتا ہے نہ کہ پستی میں
لیک ازاں آبت نشاید آب دست
لیکن اس پانی سے وضو یا استنجا مناسب نہیں ہے
پس دل خود را لگو کایں ہم دل ست
تو اپنے دل کو یہ نہ کہہ کہ وہ بھی دل ہے
آں دل ابدال یا پیغمبر ست
وہ ابدال کا دل یا پیغمبر کا دل ہے
در فرونی آمدہ وانی شدہ
ترقی میں آ کر بھرپور ہو گیا ہے



۱۔ اے چو جب تک انسان عالم
سُفلٰی میں پھنسا ہے تو اس کی مثل اس
گدھے والے کی سی ہے جو گدھے
کے پیچھے پیچھے چلتا ہے اور اس کو
گدھے کی مقعد سے قربہ ہوتا ہے
گدھے والا دوسروں کو گدھے کی مقعد
کو بوسہ دینے کی دعوت دے تو کوئی
اچھی بات ہے بوسہ ہے یہ بھی بطور
طرز کے کہا گیا ہے۔ زہے پہلے
مصرع میں یعنی تعجب ہے دوسرے
مصرع میں زہ یعنی کمان کا چلہ ہے
جس کا ترجمہ ہم نے پھندے سے کیا
ہے یعنی تانت کا پھندا۔

۲۔ پنہ جو کچھ تو اپنی تدبیروں
سے حاصل کرنا چاہتا ہے وہ لولیاہ کی
دعاؤں سے بدجہولی حاصل ہو جائے
گا۔ جزوی۔ یعنی تیرا دل ناقص ہے کل
یعنی لولیاہ کا دل۔ حق ہی گویہ۔ بیشک
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم دل پر نظر
رکھتے ہیں لیکن اصل تیرا دل ہی وہ
نہیں ہے جو منظور نظر بن سکے۔

۳۔ دل۔ بیشک دل میں یہی
صفت ہے لیکن جبکہ حقیقتاً وہ دل ہو جو
عالم مجردات کی چیز ہے اگر وہ آبِ گل
میں مبتلا ہے تو پھر اس میں اور صورت
میں کوئی فرق نہیں ہے اور صورت منظور
خدا نہیں ہے۔ گل۔ جو دل آبِ گل
سے آلودہ ہے اس کی مثل اس پانی کی
ہے جو کالی کچڑ میں جھوٹا اگرچہ
پانی ہے لیکن وہ پانی کی جگہ کام نہیں آ
سکتا۔ اسی طرح آلودہ دل بھی نہیں
ہے۔ زانکہ کچڑ میں پانی حقیقی پانی
نہیں ہے اسی طرح آلودہ دل نہیں
ہے۔ آن دِلے جس دل کے
بارے میں یہ طے ہے کہ وہ آسمانوں
سے بھی بالا تر ہے تو وہ لولیاہ اور
پیغمبروں کا دل ہے لہذا اپنے دل کو
منظور خدا نہ سمجھو اور لولیاہ سے جڑ جلد

از ترک گل۔ اولیاء و انبیاء کے دل عام ناسوت کی آلودگی سے پاک ہیں۔ سو بحر۔ یعنی بحر وحدت۔ آب۔ یہاں مولانا نے مناجات شروع کر دی ہے۔ رطین۔ یعنی عالم ناسوت۔ بحر گوید۔ اولیاء عوام کے دل کو اپنی طرف مہجے سکتے ہیں لیکن عوام کی ناسیت مانع بنتی ہے۔ پند۔ یعنی اپنے دل کی صفائی آب گل۔ یعنی عوام کا دل اولیاء کے دل سے وابستگی کا خولہاں ہے لیکن عالم ناسوت کی لائیں مانع بنتی ہیں۔ گرد ہاند۔ دل کو مصطفیٰ بنانے کا یہی طریقہ ہے کہ لذائذ دنیوی سے علیحدگی اختیار کر لی جائے۔

۲۔ آب کشیدن۔ مٹی جو پانی کو اپنی طرف مہجے جاتی ہے اس کی وجہ عالم ناسوت کی لذتیں ہیں۔ ہم چنیں۔ صرف شراب کباب ہی نہیں بلکہ دنیا کی ہر چیز دل کے مصطفیٰ ہونے کے لئے مانع ہے۔ ہر یکے دنیا کی ہر چیز انسان کو مدہوش بناتی ہے اور شراب کا کام کرتی ہے چنانچہ دنیا کی محبوب چیز حاصل نہ ہونے سے وہ آٹھن پیدا ہوتی ہے جو شرابی کو شراب نے ملنے سے ہوا کرتی ہے۔

۳۔ ایں خلد۔ لذائذ دنیوی نہ حاصل ہونے سے بدن میں آٹھن پیدا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اس لذت میں شراب کا سا اثر تھا۔ جو باقاعدہ۔ مناسب ہے کہ دنیا کی چیزوں کا بقدر ضرورت استعمال کیا جائے ان کی کثرت نہ کی جائے۔ سر کشیدی۔ اولیاء سے وابستگی سے سر کسی شخص اس بنیاد پر ہے کہ تو اپنے آپ کو حاصل بحق سمجھے ہوئے ہیں۔

ترک گل کردہ سوء بحر آمدہ
مٹی کو چھوڑ کر سمندر کی طرف آ گیا ہے
آب ماحبوس گل ماندست ہیں
خبردار! ہمارا پانی مٹی میں پھنسا ہوا ہے
بحر گوید من ترا در خود کشم
سمندر کہتا ہے میں تجھے کھینچ تو لوں
لاف تو محروم میدارد ترا
تیری شغنی تجھے محروم رکھتی ہے
آب گل خواہد کہ در دریا رود
مٹی میں کا پانی چاہتا ہے کہ سمندر میں چلا جائے
گر رہا ند پائے خود از دست گل
اگر وہ اپنا پاؤں مٹی سے چھڑالے
آں کشیدن اچست از گل آب را
مٹی کا پانی کو کھینچنا کیا ہے؟
ہمچنین ہر شہوتے اندر جہاں
اسی طرح دنیا کی ہر شہوت
خواہ باغ و مرکب و تیغ و جھن
خوہ باغ اور سواری اور تلو اور ڈھال
ہر یکے زینہا ترا مستی کند
ان میں سے ہر ایک چیز تجھے ہوش کر دیتی ہے
ایں ۳ خمار عم دلیل آں شدست
یہ غم کی آٹھن اس کی دلیل ہے
جو باندازہ ضرورت زومگیر
قدر ضرورت کے سوا اس کو نہ لے
سر کشیدی تو کہ من صاحبلم
تو نے اس لئے سر کشی کی کہ میں خود صاحب دل ہوں

رستہ از زندان گل بحرے شدہ
وہ مٹی کی قید سے آزاد ہو کر سمندر بن گیا ہے
بحر رحمت جذب گن مارا از طین
اے رحمت کے سمندر! ہمیں مٹی سے چوں لے
لیک می لانی کہ من آب خوشم
لیکن تو شغنی بگھلاتا ہے کہ میں صاف پانی ہوں
ترک آں پندار گن در من درآ
اس غم کو چھوڑ دے میرے اندر آ جا
گل گرفته پائے آب و می کشد
مٹی پانی کا پاؤں پکڑتی ہے اور اس کو کھینچتی ہے
گل بماند خشک و او شد مستقل
مٹی خشک رہ جائے وہ مستقل بن جائے
جذب تو نقل و شراب ناب را
تیرا چینا اور خالص شراب کو جذب کرنا
خواہ مال و خواہ جاہ و خانماں
خوہ مال اور خوہ مرتبہ اور خوہ گھر اور مال
خواہ ملک و خانہ و فرزند و زن
خوہ سلطنت اور گھر اور لولاد اور بیوی
چوں نیالی آں خمارت میزند
جب تجھے وہ نہیں ملتی ہے تو تجھ میں آٹھن پیدا کر دیتی ہے
کہ بد ایں مفقود مستی ات بدست
کہ اس گم شدہ سے تجھ میں مدہوشی تھی
تانہ گردد غالب و بر تو امیر
تاکہ وہ تجھ پر غالب اور حاکم نہ بنے
حلیت غیرے ندارم واصلم
مجھے دوسرے کی ضرورت نہیں ہے میں خود واصل بحق ہوں

آپنجاں! کہ آب در گل سرگشد
یہ ایسا ہی ہے کہ پانی مٹی میں سرکشی کرے
دل تو ایں آلودہ را پنداشتی
تو نے اس گندے دل کو دل سمجھ لیا ہے
خود روا داری کہ آں دل باشد ایں
کیا تو خود مناسب سمجھتا ہے کہ یہ دل وہ دل ہے
لطف شیر و انگبین عکس دل ست
دودھ اور شہد کا لطف دل کے لطف کا عکس ہے
پس ۲ بود دل جوہر و عالم عرض
تو دل جوہر ہمام ہے اور عالم عرض
آں دے کو عاشق مال ست و جاہ
وہ دل جو مال اور مرتبہ کا عاشق ہے
یا حیالاتے کہ در ظلمات او
یا ان خیالات سے مغلوب ہے اندیرے میں
دل نباشد غیر آں دریائے نور
دل دیائے نور کا غیر نہیں ہوتا ہے
نے دل اندر صد ہزاراں خاص و عام
لاکھوں خاص اور عام انسانوں میں دل نہیں ہوتا ہے
ریزہ دل را بہل دل را بجو
دل کے ریزے کو چھوڑ، دل کو تلاش کر
دل ۳ محیط ست اندر یں خطہ وجود
اس عالم وجود میں دل ایک سمندر ہے
از سلام حق سلامتہا نثار
اللہ تعالیٰ کی سلامتی سے سلامتیاں نچھار

کہ منم آب و چرا جویم مدد
کہ میں تو پانی ہوں، میں کیوں مدد چاہوں
لا جرم دل زہل دل برداشتی
اس لئے تو لاحقہ صاحب دل سے دل برداشت ہے
کہ بود در عشق شیر و انگبین
جو کہ دودھ اور شہد کے عشق میں مبتلا ہے
ہر خوشہ آں خوش از دل حاصل ست
ہر مزیدہ چیز کی مزیدہ دل سے حاصل ہوتی ہے
سایہ دل چوں بود دل را عرض
دل کا سایہ دل کا مقصد کیسے ہو سکتا ہے؟
یا زبون ایں گل و آب سیاہ
یا اس مٹی اور سیاہ پانی سے مغلوب ہے
می پرستد شاں برائے گفتگو
جن کو وہ پوجتا ہے ایسا دل محض کہنے کو دل ہے
دل نظر گاہ خدا و نگاہ گور
دل خدا کا سطح نظر ہو، اور پھر اندھا ہو
دریکے باشد کد امست آں کد ام
کسی ایک میں ہوتا ہے، وہ کون ہے کون؟
تا شود آں ریزہ چوں کو ہے ازو
تاکہ ریزہ اس کی جہ سے پہاڑ بن جائے
زر ہی افشانند از احسان وجود
احسان اور سخاوت سے چاندی بکھیرتا ہے
میکند بر اہل عالم ز اختیار
کرتا رہتا ہے دنیا والوں پر اپنے اختیار سے

۱۔ آپنجاں۔ عالم ناسوت میں
پھنسنے کے باوجود اصل ہونے کا دعویٰ
تو ایسا ہی ہے جیسا کہ گچ کا پانی اپنے
آپ کو خالص پانی سمجھے۔ خود روا
داری۔ تو خود انصاف کر یہ تیرا دل دل
کہلانے کے قابل ہے تیرا دل تو
دنیاوی لذتوں کا عاشق ہے اور اس کو
دودھ اور شہد سے لذت حاصل ہوتی
ہے۔ لطف۔ حالانکہ دنیا کی ہر لذت
چیز کی لذت دل کے تابع ہو اگر دل
میں لذت ہے تو اس چیز میں لذت
ہے ورنہ انہیں تو جو دل کسی چیز کی
لذت سے لذت حاصل کرے وہ دل
اصل نہیں ہے۔

۲۔ پس۔ جبکہ اصل دل کی لذت
ہے اور دوسری چیزوں میں اس سے
لذت پیدا ہوتی ہے تو دل جو ہر جاہ
دنیا کی لذتیں دہتی نہیں ہیں تو دل کا
مقصود خود اس کی عطا کردہ چیز کیسے ہو
سکتی ہے۔ آں۔ جو دل دنیا کی
چیزوں کا عاشق ہو اور دنیا کی لذتوں اور
اپنی غلط تمناؤں سے مغلوب ہو وہ
برائے گفتگو دل ہے حقیقتاً دل نہیں
ہے۔ کد ام۔ حقیقی دل اولیاء کا دل
ہے۔ ریزہ۔ تیرا دل نہیں ہے۔ دل
کا ریزہ ہے اولیاء کا دل ملل دل ہے
ان سے وابستگی کر لے تیرا ریزہ پہاڑ
بن جائے گا۔

۳۔ دل۔ یعنی اولیاء کا دل دنیا میں
ایک سمندر ہوتا ہے جو لوگوں پر زر
افشانی کرتا ہے۔ از سلام۔ اللہ کی
جانب سے سلامتیاں اس کو عطا کر
دی جاتی ہیں اور وہ اپنے اختیار سے دنیا
والوں کو سلامتی تقسیم کرتا ہے۔



۱۔ ہر کراہ دامن درست دست دامن
پھیلائے گا اس کے دامن میں وہ سونا
آجائے گا۔ دامن۔ یہاں دامن سے
کپڑے کا دامن مراد نہیں ہے بلکہ
لولیاء کی جناب میں نیاز مندی اور
حاضری مراد ہے۔ ہیں منہ۔ پہلے
شعر میں دست دامن کہا تھا مثنوی کا
مطلب یہ ہے کہ فتنہ و فحور نہ کر۔
تا بدائی۔ لیکن عقیدت کا تعلق سمجھ کر
کرنا چاہیے۔

۲۔ سنگ۔ دنیا دار اپنے دامن میں
سونا چاندی بھرتا ہے۔ سونا اور چاندی
بھی پتھر ہیں اور اس دنیا دار کا کام
طفلانہ ہے۔ زربود۔ اس سونے
چاندی سے دامن چاک ہوتا ہے اور غم
میں اضافہ ہوتا ہے۔ کے نمایند۔ دنیا
دار بھی پیر نابالغ ہے جس کو عقل نہیں
ہے جس طرح بچے حقیقی پتھر دامن
میں بھر کر دامن کو پھاڑ لیتے ہیں اور
پتھر کو پتھر نہیں سمجھتے اسی طرح دنیا دار
دنیا کی دولت سمیٹتا ہے جو کہ بے
حقیقت پتھر کی طرح ہے۔

۳۔ پیر۔ یعنی پیر عقلمند تو وہ ہے
جس میں عقل ہو۔ اگر محض بال سفید
ہیں تو اس کو پیر نہیں کہا جاسکتا۔ مو۔
یعنی بزرگی اور پیری میں بالوں کا کوئی
دغل نہیں ہے یکام۔ یعنی کشتی ساحل
پر آگئی۔ فوج کس کس۔ فضولی۔
ایسا کام کرنا جس کا اس کو اختیار نہ تھا۔
وہ شخص جو ایسا کام کرے یعنی دعا جس
کی وجہ سے کشتی بچی۔ ہر یکے ان
بزرگوں میں سے ہر ایک نے یہی کہا
کہ ہم نے نذہبان سے دعا کی ہے نہ
دل سے۔

ہر کراہ دامن درست دست و معد
جس کا دامن درست اور تیار ہے
دامن تو آں نیازست و حضور
تیرا دامن ' نیاز مندی اور حاضری ہے
تاند رو دامن زال سنگہا
تاکہ ان پتھروں سے تیرا دامن نہ پھٹے
سنگ ۲۔ کر دی تو دامن از جہاں
تو نے دنیا میں ' دامن پتھروں سے بھر لیا
آں خیال سیم و زر چوں زربود
یہ خیالی چاندی اور سونا چونکہ سونا نہ تھا
کے نماید کو دکاں را سنگ سنگ
بچوں کو پتھر ' پتھر کب نظر آتا ہے
پیر ۳۔ عقل آمد نہ آں مؤئے سفید
پیر عقل ہوتی ہے نہ کہ وہ سفید بال
آں نثار دل بر آنکس میرسد
دل کا وہ نچھاور اس کو پہنچتا ہے
ہیں منہ در دامن آں سنگ فحور
خبردار دامن میں بیکاری کا پتھر نہ رکھ
تا بدائی نقد را از رنگہا
خبردار کھرے اور کھٹوں کو سمجھ لینا
ہم ز سنگ سیم و زر چوں کو دکاں
بچوں کی طرح چاندی اور سونے کے پتھروں سے
دامن صدقت درید و غم فرو
اس نے تیرا سچائی کا دامن پھاڑ دیا اور غم بڑھا دیا
تا نگیر و عقل دامن شان چنگ
جب تک عقل چنگل سے ان کا دامن نہ تمام لے
مومی گنجد دریں بحث و امید
اس بحث اور امید میں بالوں کی گنجائش نہیں ہے

انکار کردن آں جماعت بر دُعا و شفاعتِ دُوقی ونا پیدا
ان لوگوں کا دُوقی کی سفارش اور دعا سے انکار کرنا اور غیب کے پردے میں
شدن در پردہ غیب و حیران شدن دُوقی کہ ایشاں
ان کا غائب ہو جانا اور دُوقی کا حیران ہونا کہ وہ ہوا میں چلے
بہو اور فتنہ یا بزمین پنہاں شدند
گئے یا زمین میں چھپ گئے

چوں رہید آں کشتی و آمد یکام
جب کشتی نجات پا گئی اور مقصود تک پہنچ گئی
فحجے افتاد شاں باہمدگر
ان میں آپس میں کس کس ہوئی
ہر یکے با ہمدگر گفتند سر
ہر ایک نے دوسرے سے آہستہ سے کہا
شد نماز آں جماعت ہم تمام
ان لوگوں کی نماز بھی پوری ہو گئی
کیس فضولی را کہ کرد از ماز شر
کہ ثروت کی وجہ سے یہ بیکار کام میں سے کس نے کیا ہے
از پس پشت دُوقی مُستتر
دُوقی کے پیچھے پوشیدہ طور پر

گفت ہر یک من نکر دستم گنوں
ہر ایک نے کہا میں نے نہیں کی ہے اب
گفت مانا! کایں امام ماز درد
کہا یقیناً ہمارے اس امام نے درد کی وجہ سے
گفت آں دیگر کہ اے یار! یقین
دہرنے نے کہا کسے دوستو! یقیناً
اُو فضولی بودہ اُسْت از انقباض
انقباض کی وجہ سے وہ فضول بنا ہے
چوں ۲ نگہ کرم سپس تا بنگرم
اس کے بعد جب میں نے نگہ ڈالی کہ دیکھو
یک از ایشان را ریدم در مقام
موقع پر میں نے ان میں سے ایک کو بھی نہ دیکھا
نے بچپ نے راست نے بلاناہذیر
نہ بائیں نہ دائیں نہ اوپر نہ نیچے
دُرہا بُودند گوئی آب کشت
گویا موتی تھے پانی بن گئے
در ۳ قباب حق شدند آں دم ہمہ
وہ سب اس وقت اللہ کے قبول میں چلے گئے
در تحیر ماندم کایں قوم را
میں حیرانی میں پڑ گا کہ اس قوم کو
آنچنان پنہاں شدند از چشم او
وہ ان کی آنکھوں سے اس طرح چھپ گئے
سالہا در حسرت ایشان بماند
وہ سالوں ان کی حسرت میں رہے
تو بگوئی مرد حق اند نظر
تو کہے گا مرد خدا نگہ میں

ایں دُعا نے از بُروں نے از دُرُوں
یہ دعا نہ بظاہر نہ باطن
بو الفضولا نہ منا جاتے بکرو
فضولیوں کی طرح دعا کی ہے
مَر مرا ہم مینماید آنچنین
مجھے بھی ایسا ہی نظر آتا ہے
گرد بر مختار مطلق اعتراض
اس نے مختار مطلق پر اعتراض کیا ہے
کہ چو میگویند ایں اہل کرم
یہ اہل کرم کیا کہہ رہے ہیں؟
رفتہ بُودند از مقام خود تمام
اپنی جگہ سے سب جا چکے تھے
چشم تیز من نشد بر قوم چیر
اس قوم پر میر تیز نگاہ نے قابو نہ پایا
نے نشان پائے وئے گردے بدشت
نہ پاؤں کے نشان تھے نہ جگل میں گرد تھی
در کدا میں روضہ رفتند آں رمہ
وہ جماعت کون سے باغ میں چلی گئی
چوں پو شانید حق بر چشم ما
اللہ تعالیٰ نے ہماری آنکھوں سے کیسے چھپا لیا؟
مثل غوطہ ماہیاں در آبجو
جیسے کہ مچھلیوں کا نہر کے پانی میں غوطہ
عمر ہادر شوق ایشان اشک راند
ایک عرصہ تک ان کے شوق میں روتے رہے
کے در آرد با خدا ذکر بشر
خدا کے ساتھ انسان کی یاد کو کب لاتا ہے

۱۔ مانا۔ تحقیقاً۔ بو الفضول۔ وہ فضول
جو غیر اختیاری کام کرے۔
۲۔ مناجات۔ دعا۔ انقباض۔ یعنی کشتی
کے ڈوبنے سے اس کو دل گرہی پیدا
ہوئی۔ اعتراض۔ اللہ کے فعل کے
خلاف دعا کرنا گویا اللہ پر اعتراض کرنا
ہے۔

۳۔ چوں نگہ۔ یعنی قوت نے
کہل اہل کرم۔ یعنی وہی مٹھدی نے
بچپ۔ یعنی میں نے چاروں طرف
دیکھا ان کو کہیں نہ پایا۔ آب گشت۔
یعنی موتی تھے جو دریا میں جا کر گرم ہو
گئے۔ گردے چلنے سے گرد اٹھتی
ہے۔

۴۔ در قباب یعنی اللہ تعالیٰ کے
قریب خیموں میں چلے گئے۔
آنچنان۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے یعنی وہ
بزرگ قوتی کی آنکھوں سے اس
طرح چھپ گئے جیسا کہ مچھلیاں
غوطہ مار کر دریا میں چھپ جاتی ہیں۔
سالہا۔ قوتی ان کے دیدار کی حسرت
میں سالوں روتے رہے تو بگوئی۔
قوتی کے ان بزرگوں کے فراق میں
رونے پر تو یہ اعتراض کریں گا کہ قوتی
جبکہ بزرگ تھے تو ان انسانوں کی یاد
میں کیوں روتے تھے۔

کہ بشر دیدی تو ایشاں را نہ جال
کہ تو نے ان کو بشر سمجھا نہ کہ جان
کہ بشر دیدی مرا ایشاں را چو عام
کہ تو نے ان کو عام انسانوں جیسا بشر سمجھا
گفت من از آتشم آدم ز طیں
کہا کہ میں آگ کا ہیں ' آدم مٹی کا ہے
چند بنی صورت آخر چند چند
صورت کو کتنا دیکھے گا آخر کتنا کتنا
ہیں مبر امید و ایشاں را بگو
خبردار مایوس نہ ہو ' اور ان کو تلاش کر
ہر کشادے در دل اندر بستن ست
ہر کشادگی ' دل بستگی کی جہ سے ہے
گو و گومی گو بجاں چوں فاخستہ
فاختہ کی طرح دل و جان سے کو اور کو کہتا رہ
کہ دعا سے رابست حق بر استجب
کہ اللہ نے استجب کو دعا سے وابستہ کیا ہے
آں دعائش می رَوَدَا ذوالجلال
اس کی دعا اللہ تعالیٰ تک پہنچتی ہے

خرازیں امی تحسپد اینجا اے فلاں
اے فلاں اس مقام پر گدھا اس لئے سو جاتا ہے
کلاریں ویراں شد ستلے مرد خام
اے ناموس انسان کام اسی جہ سے تباہ ہوا
تو ۲ ہماں دیدی کہ ابلیس لعین
تو نے وہی دیکھا جو ملعون شیطان نے
چشم ابلیسانہ ر ایک دم بہ بند
شیطان آئکہ کو فوراً بند کر کے
اے قوتی باد و چشم ہیمو جو
اے قوتی! نہر جیسی دو آنکوں سے
ہیں بگو کہ رکن دولت جستن ست
خبردار تلاش کر کیونکہ دولت کی اصل تلاش کرنا ہے
از ہمہ کار جہاں پر داخستہ
دنیا کے ہر کام سے فدا ہو کر
نیک بنگر اندریں اے محجب
اے محبوب! اس میں اچھی طرح غور کر
ہر کرا دل پاک باشند اعتلال
پہلی سے جس کا دل پاک ہو گیا

۱۔ غرر تحسیدن۔ یعنی دہری
غفلت اور غلطی ہونا کہ بشر۔ یعنی
مسترض کی غلطی وہ غلطی یہ ہے کہ وہ ان
کو صرف بشر سمجھا حالانکہ جب وہ قابل
فی اللہ تھے تو وہ خواں بشری سے معری
اور مسترض محض تھے
۲۔ تو ہوں۔ ہر انسان کو محض بشر
سمجھنا اور اس کے باطنی فضائل کی
طرف نظر نہ کرنا یہ شیطانی نظر ہے
شیطان نے آدم کی صورت ظاہری کو
دیکھا ان کے باطنی اوصاف پر نظر نہ
کی۔ چند بنی۔ ظاہر بنی کو چھوڑ کر
انسان کے باطن کو دیکھا کرو۔ اے
قوتی مولانا فرماتے ہیں مسترض کا
اعتراض بالکل غلط ہے۔ اے قوتی تم
اس کی پروا نہ کرو اور ان بزرگوں کے
فراق میں خوب آنسو بہاؤ۔ اس بگو۔
تلاش اور جستجو ہر کشادگی کا سبب ہے
کو کہ بارے میں کہتی ہے کہیں
جہاں ہے
۳۔ کہ دعا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
ہے یَا عَزَّوَجَلَّ اِنْ شِئْتُمْ لَكُمْ بَحْثُ
سے ماحول میں قبول کروں گا ترک کر۔ جو
ان نفسانی بیماریوں سے خالی ہوتا ہے
تو اس دعا ضرور بارگاہ الہی تک پہنچتی
ہے انتقال۔ یعنی ایک جگہ سے
دوسری جگہ جانا چلنا پھرنا۔

باز شرح کردن حکایت آں طالب روزی حلال بے کسب و
حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں بغیر مشقت حلال رزق طلب کرنے والے کی
رنج در عہد داؤد علیہ السلام و مستجاب شدن دعائے او
حکایت کی وہاں تشریح اور اس کی دعا کا قبول ہونا

یاد آمد آں حکایت کاں فقیر
مجھے وہ قصہ یاد آیا کہ وہ فقیر
وز خدا می خواست روزی حلال
اور خدا سے حلال رزق مانگتا تھا
روز و شب میکرد افغان و نفیر
دن ' رات فریاد اور زاری کرتا تھا
بے شک و کسب و رنج و انتقال
بغیر شک و کئی اور تکلیف اور چلنے پھرنے سے

پیش ازیں گفتیم بعض احوال او
اس کے کچھ احوال میں نے پہلے بتا دیے ہیں
ہم بگو ہمیش کجا خواہد گریخت
میں تجھ سے وہ قصہ کہوں گا وہ کہی بچے گا
صاحب گاؤں بدید و گفت ہیں
گائے والے نے اس کو دیکھا اور کہا خبردار
ہیں چرا گشتی بگو گاؤں مرا
خبردار! بتا تو نے میری گائے کیوں ماری
گفت من روزی زحق میخواستم
اس نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے روزی مانگتا تھا
سالہا بود ست کار من دعا
میرا کام سالوں دعا کرتا رہا ہے
چوں بدیدم گاؤں را بر خاتم
جب میں نے گائے کو کسی میں اٹھا
آں دعائے کہنہ ام شد مستجاب
وہ میری پرانی دعا قبول ہو گئی

لیکے تعویق آمد و شد پنج تو
لیکن رکاوٹ آگئی اور پنج گونی ہو گئی
چوں زابر فصل حق حکمت بریخت
جبکہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے برابر سے دانائی فیکہ دی ہے
اے بظلمت گاؤں من گشتہ رہیں
اے وہ کہ تیرے ظلم میں گائے پھنس گئی
بلکہ طرار انصاف اندر آ
اے بیوقوف کتنھ کئے انصاف میں آ
قبلہ ۲ را از لالہ می آراستم
قبلہ کو آہ و زاری سے سجاتا تھا
تا کہ بفرستاد گاؤں را خدا
یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ایک گائے بھیج دی
روزی من بود کش می خواستم
میری روزی تھی جو میں مانگتا تھا
روزی من بود گشتم نک جواب
وہ میری روزی تھی میں نے اس کو ذبح کر لیا یہ جواب ہے

۱۔ تعویق۔ رکاوٹ۔ ہم۔ یعنی میں
وہ قصہ ضرور سناؤں گا اس میں بہت سی
حکمت کی باتیں ہیں۔ اے بظلمت
یعنی جب گائے اس دعا کرنے
والے کے گھر میں کھس آئی اور اس
نے اس کو پکڑ کر ذبح کر ڈالا تو مالک
نے آکر کہہ کر طرار حبیب تراش۔
۲۔ قبلہ۔ یعنی قبلہ رو ہو کر میں
بہت رویا ہوں۔ کش۔ کہ اس۔
مستجاب۔ مقبول۔ ہر دو خصم۔ یعنی دعا
کرنے والا اور گائے کا مالک۔
۳۔ لوز شتم۔ گائے کے مالک کو
فقیر کے بیان پر غصہ آیا اس نے اس کو
گریبان پکڑا اور منہ پر چند طمانچے
مارے بچ۔ احمدق۔ دعا۔ دعا باز۔
جب یار و دشمنی دلیل یعنی ایسی دلیل
جو دوسرے کو ثابت نہ کر سکے اس
چہ کیا دعا کرنے سے کسی دوسرے کا
مال حلال ہو جاتا ہے۔ لوند۔ لام کے
زبر اور دائر کے زیر کے ساتھ بیباک وہ
جو خدا اللہ سے شرمائے نہ مخلوق سے۔

رفتن ہر دو خصم پیش داؤد علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام
دونوں فریق کا حضرت داؤد (ہمارے نبی اور ان پر صلوٰۃ و سلام ہو) کے سامنے جانا

اوند ۳ چشم آمد گریبانش گرفت
وہ غصہ آیا اس کا گریبان پکڑا
می کشیدش تا بداؤد نبی
اس کو داؤد نبی کے پاس بھیج کر لے گیا
حجت بار درہا گن اے دعا
اے دعا باز! کج جتنی جھوڑ
اس چہ میگوئی دعا چہ بود مخند
یہ کیا کہتا ہے دعا کیا ہوتی ہے؟ مذاق نہ اڑا
چند مشتے زد برویش نا شکفت
بے تحاشا اس کے منہ پر چند کے بارے
کہ بیا اے ظالم تیج غمی
کہ آ اے احمق بیوقوف ظالم!
عقل در تن آور وبا خویش آ
اپنے جسم میں عقل پیدا کر اور ہوش میں آ
بر سروریش من و خویش اے لوند
اے بیباک میرے اور اپنے سر اور داڑھی کا

اندریں لائبہ بسے خود خوردہ ام
اس خوشدل میں اپنا بہت خون پیا ہے
سر بزن یرسنگ اے منکر خطاب
اے بدگوا پتھر پہ سر مار
ثاثر بیدو فشار ایں مہیں
اس ذلیل کی بکواس اور ہٹ دھرمی دیکھو
حجت قاطع بگوچہ بود دعا
فیصلہ کن دلیل لا دعا کیا ہوتی ہے
چوں از آن او گند بہر خدا
کیسے اس کی ملکیت بنا دیگی خدا کے لئے
یک دعا املاک بر دندے بکس
ایک دعا سے جبرا جاندواں مار لیتے
خستہ گشتہ بوندے و امیر
باہشت اور امیر ہو جاتے
لابہ گویاں کہ تو ماں وہ اے خدا
خوشدلانہ کہتے ہیں کہ اے خدا تو ہمیں دے
اے کشاندہ تو بکشا بند ایں
اے کھولنے والے اس بند کو کھول دے
جو لب نانے نیا بنداز عطا
لوہ کوئی عطارونی کے کٹڑے کے علاوہ نہیں پاتے ہیں
ویں فروشنده دعا ہا ظلم جوست
اور یہ دعا فروش ظالم سے
کے گشد ایں را شریعت خود بسلیک
اس کو شریعت لڑی میں کب پڑتی ہے؟
یاز جنس ایں شود ہلکے ترا
یا اس جیسی چیز سے تیری ملکیت کا سبب ہو سکتی ہے

گفت من با حق دُعا ہا کردہ ام
اس نے کہا میں نے اللہ سے بہت دعائیں کی ہیں
من یقین دامن دُعا شد مستجاب
میں یقینی طور پر جانتا ہوں دعا قبول ہو جاتی ہے
گفت گرد آسید ہاں اے مسلمین
اس نے کہا اے مسلمانو! جمع ہو جاؤ
اے دعاتا چند خالی ثاثر را
اے دعا باز! کتنی بکواس کرے گا
اے مسلماناں دعا مال مرا
اے مسلمانو! دعا میرے مال کو
گر چنیں بودے ہمہ عالم بدیں
اگر ایسا ہوتا تو تمام لوگ اس
گر چنیں بودے گدیاں ضریر
اگر ایسا ہو سکتا تو اندھے بھکاری
روز و شب اندر دُعا اندوشتا
وہ دن رات دعا اور تعریف میں
تا تو ندہی ہچکس ندہد یقین
جب تک تو نہ دے گا یقیناً کوئی نہ دے گا
مکسب کوراں بود لائبہ و دعا
اندھوں کی کمائی کا ذریعہ خوشدل اور دعا ہے
خلق گفتند ایں مسلم را ست گوست
مسلمانوں نے کہا یہ مسلمان سچ کہتا ہے
ایں دعا کے باشد از اسباب ملک
یہ دعا ملکیت کے اسباب میں سے کب ہوتی ہے؟
بیع و بخشش یا وصیت یا عطا
فروخت اور بخشش یا وصیت یا عطا

۱۔ مستجاب۔ مقبول۔ فشار۔ گالی۔
بیہودہ بات۔ ثاثر۔ ایک کانٹے دار
گھاس ہے۔ ثاثر خائین۔ بکواس
کرنا۔ اے مسلماناں۔ گائے والے
نے مسلمانوں کے مجمع سے کہا اس کی
دعا صحیح میرا مال اس کا کیسے ہو گیا۔
گرچنیں۔ اگر دعا سے کوئی دھروں
کے مال کا مالک بنا کرتا تو دنیا دعا کر
کے دھروں کے مال کی مالک بن جلیا
کرتی۔ ضریر۔ اندھے فقیر دعا کر کے
صاحب قسمت و دولت بن جلیا
کرتے۔

۲۔ تا تو۔ یعنی فقر و دعا میں یہ بھی
کہتے ہیں کہ اے خدا جب تک تو نہ
دیگا کوئی کچھ نہ دیگا تو وہ افلاس کے اس
بند کو کھول دے۔ مکسب۔ اندھے
فقیروں کی کمائی کا ذریعہ دعا ہے جب
انہیں کوئی روٹی کا ٹکڑا دیتا ہے۔ خلق۔
تمام لوگوں نے سارا قصہ سن کر کہا
گائے والا سچ کہتا ہے اور یہ فقیر ظالم
ہے۔

۳۔ ایں دعا۔ ایک انسان دوسرے
انسان کی چیز کا مالک محض اللہ سے دعا
کرنے سے نہیں ہو سکتا ہے۔ بیع۔
انسان مالک جب بنتا ہے جب کوئی
دوسرا اس کے ہاتھ اسی چیز فروخت کر
دے یا مفت دیدے یا وصیت کر
دے کہ میرے مرنے کے بعد وہ
مالک ہوگا۔ یاز جنس میں شاد و دلشت۔

در کدالین دفترست ایں شرع تو
تیری یہ شریعت کس کتب میں لکھی ہے؟
اندر آ در حبس و در زندان او
قید اور اس کے جیل خانہ میں آ جا
او بسوئے آسمان میگرد رو
وہ آسمان کی طرف منہ اٹھاتا
من دُعاہا کردہ ام زیں آرزو
میں نے اس تمنا سے دعائیں کیں
در دل من تو دُعا انداختی
تو نے میرے دل میں دعا ڈالی
من ۲ نمیکرم گزافہ آل دُعا
میں وہ دعائیں خواہ مخواہ نہیں کرتا تھا
دید یوسف آفتاب و اختراں
حضرت یوسف نے سورج اور ستاروں کو دیکھا
اعتمادش بود بر خواب درُست
ان کو سچے خواب پر بھروسہ تھا
ز اعتمادِ آں نبودش هیچ غم
اس کے بھروسے ان کو کوئی غم نہ تھا
اعتمادے داشت او بر خواب خویش
وہ اپنے خواب پر بھروسہ کرتے تھے
چوں در افکندند یوسف را بچاہ
جب انہوں نے یوسف کو کنویں میں گرا دیا
کہ تو روزے شہ شوی اے پہلوان
اے جوانمرد! تو ایک دن بادشاہ کا وزیر بنے گا
قاتل ایں بانگ نامہ در نظر
یہ آواز دینے والا نظر نہ آیا

گاؤ راتو باز وہ یا حبس رو
تو گائے واپس کر یا قید میں جا
ورنہ گاؤش را بدہ حجت مگو
ورنہ اس کی گائے دیدے حجت بازی نہ کر
کائے خداوند کریم لطف خو
کہ اے کریم خدا رحیم مزاج
واقعہ مارا نداند غیر تو
ہمارے معاملہ کو تیرے سوا کوئی نہیں جانتا ہے
صد اُمید اندر دلم افراختی
تو نے میرے دل میں سینکڑوں امیدیں ابھار دیں
ہمچو یوسف دیدہ بودم خوابہا
میں نے حضرت یوسف کی طرح بہت سے خواب دیکھتے
پیش او سجدہ گناں چوں چاکراں
اپنے سامنے نوکروں کی طرح سجدہ کرتے ہوئے
در چہ و زنداں جُورآں رامی نجست
کنویں اور قید خانہاں خواب کی تعبیر کے علاوہ کچھ جتوندی
از غلامی و ز ملام بیش و کم
غلامی اور لوگوں کی کم و بیش ملامت سے
کہ چو شمع می فروزیدش ز پیش
جو ان کے سامنے شمع کی طرح روشن تھا
بانگ ۳ آمد سمع اورا از الہ
ان کے کان میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے آواز آئی
تا بمالی این بخفا بر رُوئے شال
یہاں تک کہ اس قلم کو ان کے منہ پر مارے گا
لیک دل بشناخت قاتل راز اثر
لیکن ان نے علامت کے ذریعے کہنے والے کو پہچان لیا

۱۔ در کدالین۔ یہ مسئلہ کوئی کتاب
میں لکھا ہے کہ تو اللہ سے دعا کرے اور
دوسرے کے مال کا بن جائے۔
حبس۔ یہ غصب ہے جس کی سزا
جیل خانہ ہے۔ اور اس فقیر نے
لوگوں کی باتوں سے عاجز آ کر آسمان
کی طرف منہ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے
مناجات شروع کر دی۔

۲۔ من نمیکرم۔ یعنی میری دعا کا
یہ اثر ہوا کہ میں نے خواب دیکھا کہ
دعا ضرور قبول ہوگی۔ اور مجھے خواب پر
ایسا ہی بھروسہ ہوا جیسا کہ حضرت
یوسف کو اپنے خواب پر ہوا تھا۔ دید۔
حضرت یوسف نے خواب میں دیکھا
تھا کہ ان کو سورج اور ستارے سجدہ کر
رہے ہیں تو ان کو اس کی تعبیر سے
یقین ہو گیا تھا کہ وہ لاحقہ بادشاہ وزیر
بنیں گے۔ بچہ۔ بھائیوں نے کنویں
میں ڈالنے لگا کی وجہ سے قید خانہ بھگتا
لیکن ان کو اپنے خواب پر اعتماد تھا کہ
ایک دن یقیناً برائی حاصل ہوگی لہذا یہ
ساری تکالیف ان کی نگاہ میں بچ
تھیں۔

۳۔ بانگ۔ قرآن میں ہے
وَأَوْخِنَا إِلَيْهِ لَتَبْنَهُمْ
بِأَمْرِهِمْ هَذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ
یعنی ہم نے یوسف کو جی بھائی کو ان
بھائیوں کے کہوتوں سے ان کو خبردار
کر دیا وہ سمجھ نہیں رہے تھے۔ قاتل۔
یعنی یہ جی برادر راست آئی تھی اس کے
آواز سے یوسف سمجھ گئے تھے کہ یہ
وحی خداوندی ہے

در میانِ جاں فتادش زانِ بندے

اس آواز سے ان کی جان میں پیدا ہو گیا
گلشن و بزمے چو آتش بر خلیل
گلشن اور محفل جیسا کہ خلیل اللہ پر آگ

او بدالِ قوت بشادی می کشید
انہوں نے اس قوت کی وجہ سے خوشی سے برداشت کیا

در دلِ ہر مؤمنے تا خسر ہست
ہر مؤمن کے دل میں حشر تک کے لئے ہے

نے ز امر و نہی حق شانِ انقباض
نہ اللہ تعالیٰ کے امر و نہی میں ان میں انقباض ہو

خارِ ریحانِ سنگِ گوہر می شود
رکنا ریحان پتھر گوہر بن جاتا ہے

گلِ شکر آں را گوارش می دہد
ذوق کا گھنڈہ اس میں خوشگوار پیدا کر دیتا ہے

لقمہ را ز انکارِ اوتے میکند
اس کے ناگوار ہونے کی وجہ سے وہ لقمہ کو اگل دیتا ہے

مست باشد در رہ طاعات مست
وہ عبادت کی راہ میں پورا مست ہوتا ہے

بے فتور و بے گمان و بے ملال
بغیر مستی اور بغیر گمان اور بغیر تکلیف کے

شد گواہِ مستی دلسوزِ او
اس کی دل سوز مستی کے گواہ ہیں

زیرِ ثقلِ بارِ اندک خور شدہ
بوجھ کے بھاری پن کے نیچے کم خوراک ہو گیا

می نماید کوہِ پیشش تارِ مو
پہاڑ اس کو بالِ نظر آتا ہے

قوت و راحت و مسندے

قوت اور راحت اور سہلا

چاہ شد بروے بدالِ بانگِ جلیل
اس عظیم آواز سے ان پر کنواں بن گیا

ہر جفا کہ بعد از آتش می رسید
اس کے بعد جو ظلم ہوا

ہمچنانکہ ذوقِ آں بانگِ اَلست
جیسے کہ است کی آواز کا ذوق

تا بنا شد در بلا شاں اعتراض
تاکہ آزمائش میں انہیں کوئی اعتراض نہ ہو

لقمہ تلخے چو شکر می شود
کڑوا لقمہ شکر جیسا ہو جاتا ہے

لقمہ حکمے کہ مخنی می نہد
جس حکم کا لقمہ مخنی پیدا کرتا ہے

گلِ شکر آں را کہ نبود مستند
حس کے لئے گھنڈہ کا سہارا نہ ہو

ہر کہ خوابے دید از روزِ اَلست
جس نے است کے دن کا خواب دیکھ لیا ہے

میکشد چوں اُشترِ مستِ ایں حوال
وہ مست لوث کی طرح اس بورے کو اٹھاتا ہے

کفک تصدیقش بگردِ پوزِ او
اس کے منہ کے گرد انکی کی تصدیق کے جھاگ

اُشترِ ز قوتِ چو شیرِ نر شدہ
طاقت کی وجہ سے لوثِ نر شیر بن گیا

ز آرزوئے ناقہ صد فاقہ برو
لوثی کی تمنا میں اس پر سینکڑوں فاقے ہیں

۱۔ بندے خدا کا مال ہے یعنی اس آواز سے انہیں طاقت اور سہلا حاصل ہو گیا۔ چاہ شد۔ یوسف کے لئے قید خانہ ایسا ہی خوشگوار ہو گیا تھا جیسا کہ حضرت ابراہیم کے لئے نمرود کی آگ۔

۲۔ ہمچنانکہ۔ حضرت یوسف کے لئے وہ وحی خداوندی ایسی ہی ثابت ہوئی جس طرح ہر مومن کے دل میں عہدِ است کی آواز گونجتی ہے جس کی وجہ سے اس کے لئے تمام دنیاوی مصائب آسان ہو جاتے ہیں اور احکامِ خداوندی بجالانے میں اس کو انقباض طاری نہیں ہوتا ہے۔ لقمہ۔ اللہ تعالیٰ کا سخت سے سخت فرمان۔ خوشگوار بن جاتا ہے۔ ریحان۔ ہر خوشبودار گھاس۔ گلِ شکر۔ یعنی عہدِ است کا ذوق۔

۳۔ گلِ شکر۔ جس میں عہدِ است کا وہ ذوق نہ ہو گا وہ احکامِ خداوندی کی پابندی نہ کر سکے گا۔ مخنی۔ کھند۔ وہ عہدِ است کے ذوق کی مستی میں حکم اس طرح برداشت کر لے گا جیسا کہ مست لوث بے ٹکان بڑے بوجھ کو اٹھا لیتا ہے۔ کفک۔ مست لوث کے منہ میں جھاگ آتے رہتے ہیں اسی طرح عہدِ است کے مست کے منہ میں اس کے تصدیقی کلمات مستی کے جھاگ ہیں۔ ز آرزو۔ مستی کی حالت میں ز لوث لوثی کی تمنا میں کھانا بھی کم کر دیتا ہے اور اس میں بہت زیادہ طاقت آ جاتی ہے۔

دَر اَلْسَت آنکو چنیں خوابے ندید
جس نے است میں ایسا خواب نہیں دیکھا ہے
دَر بَشْد اندر ترؤد صد دلہ
اگر مرید بنا بھی تو تذبذب میں سو دل والا ہے
پائے پیش و پائے پس در راہ دیں
دین کے راستہ میں ایک پاؤں آگے اور ایک پاؤں پیچھے
وام ۲ دارِ شرحِ اینم نک گرو
میں اس کی شرح کا مقروض ہوں یہ گروہی ہے
چوں ندارد شرحِ ایں معنی کراں
چونکہ ان معنی کی شرح کا کناہ نہیں ہے
گفت کورم خواند زین جرم آں دعا
اس نے کہا اس دعا باز نے مجھے اس جرم میں اندھا کہا
مَنْ دُعا کورانہ کے می کردہ ام
میں نے اندھا دھند دعا کب کی ہے؟
کور از خلقاں طمع دارد ز جہل
اندھا نادانی کی وجہ سے مخلوق سے طمع کرتا ہے
آں یکے کورم ز کوراں بشمرید
اس نے مجھے اندھوں میں سے ایک اندھا گنا
کور پی عشق ست ایں کوری من
میرا ادھا پن عشق کا اندھا پن ہے
کورم از غیر خدا بینا بدو
میں خدا کے غیر سے نابینا اور خدا کا بینا ہوں

اندریں دنیا نشد بندہ و مرید
وہ اس دنیا میں بندہ اور امواتمند نہ بنا
یک زماں شکرستش و سائلے گلہ
ایک وقت اس کے لئے شکر ہے اور ایک سال شکوہ
می نہد بصد ترؤد بے یقین
بغیر یقین کے تردد کی حالت میں رکھتا ہے
ورشتاب ستاز اَلْمُ نَشْرَح شَنُو
اگر جلدی ہے اَلْمُ نَشْرَح سن لے
خَر بَسُوئے مُدْعٰی گاؤ راں
گائے کے مدعی کی جانب گدھا ہانک دے
بس بلیسانہ قیاس ست اے خدا
اے اللہ! یہ تو شیطانی قیاس ہے
جَز بَخالق گدیہ کے آوردہ ام
اللہ کے سوا میں نے کب بھیک مانگی ہے؟
مَنْ ز تو کز تُست ہر دشوار سہل
میں تجھ سے کہ تجھ سے ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے
اَوْ نیازِ جان و اخلاصم ندید
اس نے میری جان کی نیاز مندی اور خلاص نہ دیکھا
حُب یعمی و یصم ست اے حسن
اے بھلے یہ محبت اندھا اور بہرہ نادی ہے کا مصدق ہے
مُقْتَضٰے عشق ایں باشد بگو
بتا عشق کا یہی مقتضا ہے

۱ مرید۔ جس شخص نے عہد
است کے معاملہ میں کوئی خواب نہ
دیکھا ہو اس میں بندگی اور امواتندی کا
مادہ نہیں ہوتا ہے۔ درشد۔ اے شخص
میں کچھ اموات مندی بھی اگر ہوتی
ہے تو وہ بھی تذبذب کے ساتھ ہوتی
ہے اس کی زبان پر بھی شکر خدا آتا
ہے جو اس سے زیادہ شکوے کرتا رہتا
ہے۔

۲ وام دار۔ مولانا فرماتے ہیں
کہ عہد است کے ذوق کی مزید تشریح
میرے ذمہ قرض ہے وہ ادا کروں گا۔
فی الحال مجھ سے کوئی چیز لے کر گروہی
رکھ لے تاکہ قرض کی ادائیگی کا
اطمینان ہو جائے۔ ورشتاب۔ اگر
زیادہ جلدی ہے تو اَلْمُ نَشْرَح پڑھ
لے یعنی اَلْمُ نَشْرَح سورہ میں
آنحضرت کے شرح صدر ہو جانے کا
بیان ہے۔ شرح صدر کے بعد ہر روز
خود صل ہو جاتا ہے اللہ تبارک بھی شرح
صدر کر دے گا اور یہ مضمون تیری سمجھ
میں خود آ جائے گا یا یہ مطلب ہے کہ
حضور کی شرح صدر کا یہی مطلب تھا
کہ آپ میں عہد است کا پورا ذوق تھا
اسی کے ذریعہ اللہ نے آپ کا بوجھ کم کر دیا
تھ اور تمام احکام شرعی آپ پر آسان ہو
گئے تھے۔ گفت۔ اس فقیر نے کہا۔
آن دعا یعنی گائے کا مالک۔ بس
بلیسانہ۔ شیطان نے حضرت آدم
کے ظاہرہ کو دیکھا اور اسی بنیاد پر اپنی
افضالیت سمجھا حضرت آدم کے باطنی
لوصاف کو اس نے نہ دیکھا اسی طرح
اس شخص نے میرے ظاہر اور فقر کو دیکھ
کر مجھ کو فقیروں میں سے سمجھا
حالانکہ میرا فقر الی اللہ تھا۔

۳ من دعا۔ اندھے فقیر تو انسان
سے بھیک مانگتے ہیں میں نے تو اللہ
سے بھیک مانگی۔ لاینا۔ یعنی اس



ظالم نے میرے لوصاف کو نہ دیکھا۔ یعنی چونکہ میں عشق الہی میں مصروف ہوں اور مجھے اللہ کے عشق نے اندھا
اور بہرہ نادر کھا ہے لہذا میرا بینا ہونا دنیا کے اعتبار سے ہے نہ کہ خدا کے معاملہ میں۔

۱۔ آنچنال۔ جس طرح حضرت یوسف کو خواب پر بھروسہ تھا اور وہ ان کا سہارا بن گیا اسی طرح مجھے بھی خواب کی بنیاد پر اعتماد تھا کہ ضرور دعا قبول ہو گی۔ اس دعا۔ میری گریہ و زاری کھیل کو نہ لگی یقیناً اس کو مقبول ہونا تھا۔ می نہ اند۔ لوگ اس راز سے واقف نہیں ہیں اور میری باتوں کو بکواس سمجھ رہے ہیں۔ حق شان۔ جبکہ لوگوں کو حقیقت حل معلوم نہیں تو ان کا کہنا برحق ہے۔
۲۔ خصم۔ یعنی گائے کے مالک نے کہا سچ بات کہہ آسمان کی طرف مناجات کر مکاری کیوں کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے عشق و قرب کی ڈینگیں کیوں مانتا ہے۔ باکدامیں۔ تیرا منہ اس قابل نہیں کہ اللہ کے سامنے کرے آں مسلمان۔ یعنی گائے ذبح کرنے والا فقیر جعدہ میں گرا ہوا تھا۔ کاے خدا۔ اللہ سے جعدہ کی حالت میں یہ دعائیں کر رہا تھا۔
۳۔ گر بدم۔ اگر میں برا بھی ہوں تو اس وقت تو مجھے رسوا نہ کر۔ قدر نیست۔ میری دعاؤں کی اگر لوگوں کو قدر نہیں ہے تیرے سامنے تو بات واضح ہے چوں فرستادی۔ جب اسے لٹوئے خود اس گائے کو میرے گھر میں بھیج دیا تو میرا ذبح کرنا غلطی نہ تھی۔

تو کہ بینائی ز کورانم مدار
اے خدا تو کہ بینا ہے مجھے نا بیناؤں میں نہ رکھ
آنچنال! کہ یوسف صدیق را
جس طرح کہ یوسف صدیق کو
مر مرا ہم لطف تو خوابے نمود
مجھے بھی تیری مہربانی نے ایک خواب دکھایا
می نداند خلق اسرار مرا
لوگ میرے راز نہیں جانتے ہیں
حق شان ست و کہ داند راز غیب
یہ ان کے مناسب ہے اور غیب کا راز کون جانتا ہے؟
خصم! گفتش حق بگو اے شند خو
اس کے مخالف نے اس سے کہا اے بد عادت سچ بتا
شیدی آری غلط می افگنی
تو مکر کرتا ہے، غلطی میں مبتلا کرتا ہے
باکدامیں روئے چوں دل مردہ
جب کہ تو مردہ دل ہے، کس منہ سے
غلغلے در شہر افتادہ ازیں
اس سے شہر میں بڑا شہر مچ گیا
کاے خدا ایں بندہ را رسوا مکن
کہ اے خدا اس غلام کو رسوا نہ فرما
توہمی دانی کہ شبہائے دراز
تو جانتا ہے کہ لمبی راتوں میں
پیش خلق ایں را اگر خود قدر نیست
اگر مخلوق کے نزدیک اس کی قدر نہیں ہے
گاؤ می خواہند از من اے خدا
اے اللہ! وہ مجھ سے گائے مانگتے ہیں

دارم بر گرد لطف اے مدار
اے مدار! میں تیری مہربانی کے گرد گھومتا ہوں
خواب نمودی و گشتش متکا
تو نے خواب دکھایا اور وہ ان کا سہارا بنا
ایں دعائے بخدم بازی نمود
میری یہ لاف و دعا کھیل نہ تھی
ثاثر میدانند گفتار مرا
میری گفتگو کو بکواس سمجھتے ہیں
غیر علام سر و ستار عیب
سوائے راز کے جانے والے اور عیب کے چھپانے والے
از چہ سوئے آسمان کردی تو رو
تو نے آسمان کی طرف منہ کیوں کر لیا؟
لاف عشق و لاف قربت میزنی
عشق اور قرب الہی کی بکواس کرتا ہے
روئے سوئے آسمانہا کردہ
آسمانوں کی جانب منہ کیا ہے؟
آں مسلمان می نہد رو بر زمیں
وہ مسلمان زمین پر منہ رکھتا تھا
گر بدم! ہم سر من پیدا مکن
اگر میں برا بھی ہوں میرا راز فاش نہ کر
کہ ہی خواندم ثربا صد نیاز
میں تجھے سینکڑوں نیاز مندوں کے ساتھ پکارتا تھا
پیش تو ہچموں چراغ روشنیت
تیرے نزدیک تو روشن چراغ کی طرح ہے
چوں فرستادی نکر دم من خطا
جبکہ تو نے بھیجی، تو میں نے غلطی نہیں کی

بیروں شدن داؤد نبی علیہ السلام و شنیدن از ہر دو خصم

حضرت داؤد نبی علیہ السلام کا باہر نکل کر آنا اور دونوں فریق کی بات سنا اور

وسوال کردن از مدعی علیہ وجواب او

مدعی علیہ سے سوال کرنا اور اس کا جواب

چونکہ داؤد نبی آمد بروں

جب داؤد نبی باہر آئے

مدعی گفت اے نبی اللہ داد

مدعی نے کہا 'اے اللہ کے نبی فریاد ہے

گشت گام را پر سش کہ چرا

اس نے میری گائے ذبح کر دی اس سے پوچھئے کہ کیوں؟

گفت داؤدش بگو اے بوالکرم

اس سے داؤد نے فرمایا اے بھلے مانس

ہیں پراگندہ لگو حجت بیار

خبردار! بیہودہ بات نہ کر دلیل بیان کر

گفت اے داؤد ہر دو ہفت سال

اس نے کہا اے داؤد! میں سات سال تک تھا

اس ہی جستم زیزداں کاے خدا

میں اللہ تعالیٰ سے چاہتا تھا کہ اے خدا!

مردوزن بر نالہ من و اقف اند

مرد عورت میری فریاد سے واقف ہیں

تو پرس از ہر کو خواہ اس خبر

آپ جس سے چاہیں یہ بات دریافت کریں

ہم ہویدا پرس وہم پنہاں ز خلق

لوگوں سے علی الاطلاق اور خفیہ طور پر دریافت کر لیجئے

بعد از اس جملہ دعا و اس فغاں

اس تمام دعا اور فریاد کے بعد

گفت ایہیں چو نستان احوال چوں

فرمایا ہاں 'یہ کیا احوال ہیں؟

گاؤ من درخانہ او در فقاد

میری گائے اس کے گھر میں گھس گئی

گاؤ من گشت او بیباں گن ماجرا

میری گائے ذبح کی وہ واقعہ بتائے

چوں تلف کردی تو ملک محترم

تو نے محترم ملکیت کو کیوں برباد کیا؟

تابیک سو گردو اس دعوی و کار

تاکہ یہ دعوی اور معاملہ یک سو ہو جائے

روز و شب اندر دعا و در سوال

دن 'رات دعا اور سوال میں

روزی خواہم حلال و بے عنّا

میں حلال روزی بے مشقت چاہتا ہوں

کو دکاں اس ماجرا را وصف اند

بچے اس قصہ کو بیان کرتے ہیں

تا بگوید بے شکنجہ و بے ضرر

تاکہ وہ بغیر دہاؤ اور بغیر تکلیف کے بتا دے

کہ چہ میگفت اس گدائے ژندہ لوق

کہ یہ بھنی گدڑی ملا فقیر کیا کہا کرتا تھا؟

گاؤ اندر خانہ دیدم ناگہاں

اجانٹ میں نے اپنے گھر میں گائے دیکھی

۱۔ گفت۔ حضرت داؤد نے فرمایا

سب احوال بتاؤ۔ نو بیان کن۔ یعنی

اس کو فرمائیے کدو بیان کرے۔

۲۔ تابیک سو۔ یعنی میں معاملہ کو

سمجھ کر فیصلہ کر سکوں۔ عنّا۔ مشقت۔

مرد۔ یعنی یہ میرا قصہ عورت مرد بچے

بڑھے سب ہی کو معلوم ہے۔

۳۔ بے شکنجہ۔ یعنی بغیر کسی دہاؤ

کے ہم ہویدا۔ یعنی اس معاملہ کی

کھلی اور چھپی تحقیقات کر لیجئے۔

چشم من تاریک شد نے بہر لوت ۱ شادی آں کہ قبول آمد قنوت
میری آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا نہ کھانے کے لئے اس خوشی میں کہ دعا قبول ہو گئی
کشم ایں راتا دہم در شکر آن کہ دُعائے من شنید آں غیب داں
میں نے اس کو ذبح کر دیا تاکہ اس شکر یہ میں بانٹ دوں کہ اس غیب کے جاننے والے نے میری دعا سن لی

حکم کردن داؤد علیہ السلام برگشندہ گاؤ
گائے ذبح کرنے والے کے خلاف حضرت داؤد کا فیصلہ

گفت داؤد ایں سخنها را بشو ۱ حضرت داؤد نے فرمایا ان باتوں کو دل سے دھوے
تو روا داری کہ من بے جتے تو اس کو مناسب سمجھتا ہے کہ بغیر دلیل کے
اینکہ بخشیت خریدی وارثی یہ گائے تجھے کس نے بخشی تو نے خریدی تو وارث ہے؟
کسب ۲ را ہچوں زراعت داں عمو اے چچا! کمائی کو کھیتی کی طرح سمجھ
آنچہ کاری بدروی آں آن تست جو تو بودے کانے وہ تیری ملکیت ہے
رو بدہ مال مسلمان کو ملگو جا مسلمان کا مال دے نیز ہی بات نہ کر
گفت ۳ اے شہ تو ہم ایں میگوئیم کہ ہم میگویند اصحاب ستم
اس نے کہا اے شہ! آپ بھی مجھے وہی کہہ رہے ہیں و ظالم لوگ کہہ رہے ہیں

تضرع کردن آں شخص از داوری داؤد علیہ السلام نزد خدا
اس شخص کا داؤد کے فیصلہ پر خدا کے سامنے فریاد کرنا

پس ز دل آہے بر آورد و بگفت ۱ تو اس نے دل سے آہ نکالی اور کہا
سجدہ کرد و گفت اے دانائے سوز اس نے سجدہ کیا اور کہا اے سوزش کے جاننے والے
کے خدائے ہر کجا طاقے و جفت ۱ اے ہر اس جگہ خدا جہاں کوئی طاق اور جفت ہے
در دل داؤد انداز آں فروز وہ روشنی داؤد کے دل میں ڈال دے

۱ لوت۔ مرغن غزل کشتم۔ میں نے گائے اس لئے ذبح کی کہ دعا کی قبولیت کے شکرانے میں اس کو غریبوں میں بانٹ دوں۔ تو دلاوری کیا تو اس کو مناسب سمجھتا ہے کہ بغیر کسی شرعی دلیل کے تیرے حق میں فیصلہ کر کے ایک غلط طریقہ رائج کر دیں۔ ایں۔ یہ گائے تجھے کس نے بخشی تھی تو نے خریدی تھی کیا تو نے کاشت کی تھی جو پیدا ہوا کا مالک بنے۔

۲ کسب۔ کمائی اور کھیتی ایک چیز ہے جو ہوتا ہے کھیتی اس کی ملکیت ہوتی ہے۔ ورنہ دوسرے کی ملکیت میں تصرف کرنا ظلم ہے۔ رو۔ غلط باتیں نہ کر اگر تیرے پاس ہے تو اس گائے کی قیمت ادا کر دے ورنہ قرض لے لے اس کو دیدے۔

۳ گے۔ گائے ذبح کرنے والے نے کہا کہ آپ بھی وہی باتیں کرنے لگے جو سب کر رہے تھے اور پھر اللہ کے سامنے اس نے گریہ و زاری شروع کر دی۔

مَن ندانم کرد خویش از نور فرق

میں اپنے آپ میں اور نور میں فرق کرنا نہیں جانتا ہوں

بہر تعلیم سب رہ مر خلق را

مخلوق کو راستہ کی تعلیم دینے کے لئے ہے

حرب خدعہ ایں بود اے پہلواں

اے بہادر! جنگ دھوکہ ہے بہکھم ہے

گرد از دریائے راز اچختے

راز کے دریا سے گرد اڑا دیتے

خواست گشتن عقل خلاق مَحْرق

مخلوق کی عقل نے جل جاتا چلا

کہ ندانم درِ یکی اش من شکے

کہ میں اس کی وحدانیت میں کوئی شک نہیں رکھتا ہوں

مَن! چو خورشیدم درون نور غرق

میں سورج جیسا ہوں نور میں ڈوبا ہوا ہوں

رقم سوئے نماز و آن خلا

میرا اس خلوت اور نماز کی جانب جانا

کثر نہم تار است گردِ ایں جہاں

میں نیز حادقہم رکھتا ہوں تاکہ مخلوق سیدھی ہو جائے

نیست ۲ دستورے و گرنہ رتختے

اجازت نہیں ہے ورنہ وہ بہا دیتے

پنچنیں میگفت داؤد ایں نسق

اس طور پر حضرت داؤد ایسا ہی کہتے رہے

پس گریبانش کشید از پس یکے

تو ایک نے پیچھے سے ان کا گریبان کھینچا

۱۔ مَن چو خورشیدم۔ میں ذات باری میں فنا ہوں۔ آب۔ میں اپنے میں اور ذات باری میں کوئی امتیاز اور دوئی نہیں پاتا ہوں۔ رقم۔ باوجود اس اتحاد کے پھر نوافل اور خلوت میں جانا دوسروں کو تعلیم دینے کے لئے ہے۔ کثر نہم۔ عام لوگوں کی ہدایت کے لئے میں کبھی غیر ضروری بات کرنے لگتا ہوں اور یہاں کی بات ہے جیسی کہ جنگ کے موقع پر غیر واقعی بات ظاہر کی جاتی ہے۔ حرب خدعہ۔ جنگ میں ایک خیر واقعی چال سے کامیابی ہو جاتی ہے۔

۲۔ نیست۔ وحدت کا راز فاش کرنے کی اجازت نہیں ورنہ حضرت داؤد سے راز فاش کر دیتے تو رایے

اسرا بیان کر دیتے کہ دیائے اسرا خشک ہو جاتا۔ پس۔ فوراً غیب نے حضرت داؤد کا گریبان کھینچ کر ان کو اسرا بیان کرنے سے روکا۔ باخود۔ یعنی حضرت داؤد کی مستی زائل ہوئی۔ محراب۔ یعنی مصلیٰ

۳۔ حق نمودش۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر بات واضح کر دی اور گائے ذبح کرنے کی سزا سے واقف کر دیا۔ زود زد۔ یعنی گائے والے نے فوراً ۱۔ فقیر پر لعن طعن شروع کر دی۔

رهن داؤد علیہ السلام در خلوت تا آنچہ حق ست پیدا شود

حضرت داؤد کا تہنائی میں چلا جانا تاکہ جو صحیح بات ہے واضح ہو جائے

لب بہ بست وعزم خلوت گاہ کرد

خاموش ہو گئے اور خلوت خانہ کا قصد کیا

سوئے محرب و دعائے مستجاب

محراب اور مقبول دعا کی جانب

گشت واقف بر سزائے انتقام

وہ بہت دن سزا سے واقف ہو گئے

راز پنہانے کہ حیرانی فرزد

وہ پیچھے ہوئے راز جنہوں نے حیرانی بڑھا دی

پیش داؤد پیمبر صف زدند

حضرت داؤد پیغمبر کے رو برو صف بست ہو گئے

زود زد آں مدعی تشنیع زفت

اس مدعی نے جلد سخت برا بھلا کہنا شروع کرنا

با خود آمد گفت را کوتاہ کرد

حضرت سنبھلے بات کو مختصر کیا

درفرو بست و برفت آنگہ شتاب

دروازہ بند کیا اور فوراً روانہ ہوئے

حق ۲ نمودش اُنچہ بنمودش تمام

حق نے ان کو جو کچھ دکھایا اس میں سب کچھ دکھا دیا

دید احوالے کہ کس واقف نبود

انہوں نے وہ احوال دیکھے جن سے کوئی واقف نہ تھا

روز دیگر جملہ خصمان آمدند

دوسرے دن سب فریق آئے

پنچناں آں ماجرا با بار زفت

اسی طرح وہ قصہ پھر چلا

زود! گاؤم را بدہ اے نابکار
از خدائے خویشتن شرے بدار
اے نابکار! میری گائے جلد دے
اپے خدا سے کچھ شرما
کاچنیں ظلم صریح نا سزا
می رَوَد در عہد پیغمبر ہلا
کہ ایسا نامناسب صاف ظلم
خبردار! پیغمبر کے دور میں ہو رہا ہے
گاؤ گشتہ خوردہ بے تر سے ونیم
در جواب افزودہ تزدیر آں لیم
اس ملائق نے جواب میں مکاری زیادہ شروع کر دی
گائے ذبح کر کے ذر اور خوف کے بغیر کھا کر
من طلب کردم زحق داد او مرا
میں نے اللہ تعالیٰ سے مانگا اس نے مجھے دیا
کہ میں کتنے سال سے دعا میں لگا رہا ہوں
اے رسول حق چنیں باشد روا
اے اللہ کے رسول! کیا یہ جائز ہو سکتا ہے؟

۱۔ زود۔ کہنے لگا کہ فوراً میری گائے
دے اور خدا سے شرم کر۔ می رَوَد۔
حضرت داؤد بنی کے دور میں ایسا ظلم
ہوا۔ تزدیر۔ یعنی خدا رسیدہ ہونے
کی باتیں۔

کہ چند ہیں۔ یعنی تو یہ کہتا ہے کہ
میں نے دعا کی اور اللہ نے مجھے گائے
عنایت دی۔ تشنیع۔ ملامت۔ گن
بہل۔ معاف کر دے۔

۲۔ چوں۔ جب اللہ تعالیٰ نے
تیری پردہ پوشی کی ہے تو اب معاملہ کونہ
کرید و نہ رسولی ہوگی۔ تزدیر۔ من۔
یعنی میرے معاملہ میں آپ غنی
شریعت برت رہے ہیں۔ برسگان۔
بچے کنوں پر پتھر مارتے ہیں۔ برملا۔
علی الاعلان۔ اصولاً۔ لوگوں کو ظلم
دکھانے کی دعوت دینے لگا۔

حکم کردن داؤد علیہ السلام بر صاحب گاؤ کہ از سر گاؤ بگذر
داؤد علیہ السلام کا گائے کے مالک کے خلاف فیصلہ کرنا کہ گائے کے خیال
و تشنیع صاحب گاؤ برداؤ علیہ السلام
سے درگزر کرے اور گائے والے کا داؤد علیہ السلام کو ملامت کرنا

گفت داؤد دس خمش گن رو بہل
حضرت داؤد نے اس سے فرمایا چپ جا جھوڑ
چوں خدا پوشید بر تو اے جواں
اے جوان! جب اللہ تعالیٰ نے تیری پردہ پوشی کی ہے
گفت واویلا چہ حکم ست ایچہ داؤ
اس نے کہا ہائے ہائے کیا کیا فیصلہ ہے یہ کیا انصاف ہے
رفته است آوازہ عدلت پختاں
آپ کے انصاف کا تو ایسا شہرہ ہے
برسگان کور ایں اتم زرفت
بندھے کتوں پر ابھی یہ ظلم نہیں ہوا ہے
چنیں تشنیع می زد بر ملا
وہ اس طرح علی الاعلان ملامت کرتا رہا

ایں مسلمان راز گاوت گن بکل
اس مسلمان کو اپنی گائے معاف کر دے
رو خمش گن حق ستاری بداں
جا چپ ہو جا پردہ پوشی کے حق کو سمجھ
از پے من شرع نو خواہی نہاد
میرے لئے آپ نئی شریعت بنائیں گے
کہ معطر شد زمین و آسماں
کہ اس سے زمین اور آسمان معطر ہے
زین تعدی سنگ و کد شکافت تفت
اس ظلم سے پتھر اور پہاڑ جلد پھٹ گئے
کاصل ہنگام ظلم ست اصلا
آؤ آؤ ظلم کا وقت ہے

اتچنیں ظلم و ستم بر من مکن یا نبی اللہ ملو زیناں سخن
ایسا ظلم و ستم مجھ پر نہ کیجئے اے اللہ کے نبی ایسی باتیں نہ کیجئے

حکم کردن داؤد بر صاحب گاؤ کہ جملہ مال خود بوی بخش
حضرت داؤد کا گائے والے کو حکم دینا کہ اپنا سدا مال اس کو بخش دے

بعد ازاں داؤد گفتش کاے عنود
اس کے بعد حضرت داؤد نے اس سے کہا اے سرکش!

ورنہ کارت سخت گردد گفتمت
ورنہ تیرا معاملہ مشکل ہو جائے گا میں نے تجھ سے کہہ دیا

خاک بر سر کرد و جامہ بر درید
اس نے سر پر خاک ڈالی اور کپڑے پھاڑ لئے

یک دے دیگر بدیں تشیع راند
اس نے پھر یہ ملامت شروع کر دی

گفت چوں بخت نبود اے ناصور
فرمایا اے بے صبرے چونکہ پردہ پوشی تیرا نصیب نہ تھی

دیدہ از گاہ صدر و پیشگاه
تو نے اس وقت صدر اور پیشگاہ کو

زیں سخن داؤد زو شد دشمناک
ان باتوں سے حضرت داؤد اس پر غضبناک ہو گئے

رو کہ فرزندان تو با جفت تو
جا کہ تیری اولاد مع تیری بیوی کے

سنگ بر سینہ ہی زد با دو دست
وہ دونوں ہاتھوں سے سینہ پر پتھر مارتا تھا

خلق ہم اندر ملامت آمدند
لوگوں نے بھی ملامت شروع کر دی

ظالم از مظلوم کے داند کسے
وہ شخص ظالم اور مظلوم میں کب امتیاز کرتا ہے

۱ استمت۔ ستم تو بے سختی۔
یعنی اللہ تعالیٰ نے تو پردہ پوشی کی لیکن
تیرے نصیب میں نہ تھی اب تو رفتہ
رفتہ خود اپنا ظلم ظاہر کرنے پر تیار ہوا ہے
اگر وہ حضرت داؤد کے ابتدائی فیصلے
مان لیتا تو پورا معاملہ نہ کھلتا ہر فیصلے
کے انکار سے معاملہ کھلتا چلا گیا۔
دیدہ۔ یعنی تو آرام سے تھا اور مال و
دولت سے مزین اور با تھا لیکن تو نے
اس کی قدر نہ کی اور اس کو گروہ سمجھا۔
۲ زین سخن۔ جب وہ حضرت
داؤد کے فیصلے پر راضی نہ ہوا اور دلیا
کرنے لگا تو حضرت داؤد کو ناگوار
گزر رہا۔ وہ اب فیصلہ یہ ہے کہ صرف
گائے کی معافی اور مال بخشنا کافی
نہیں ہے بلکہ تیری اولاد اور بیوی
سب اس کے غلام ہیں۔
۳ خلق۔ جو لوگ جمع ہو گئے تھے
وہ بھی حضرت داؤد کے ان فیصلوں کو
ظلم سمجھتے ہوئے حضرت داؤد کو
لامت کرنے لگے۔ ضمیر۔ پوشیدہ
سخر۔ تاجدار

ظالم! از مظلوم آنکس بے برد

ظالم اور مظلوم کا وہ شخص پتہ لگا لیتا ہے

ورنہ آں ظالم کہ نفس ست اندروں

ورنہ وہ ظالم کہ جس کے اندر نفس ہے

سگ ہمارہ حملہ بر مسکیں کند

کتا ہمیشہ غریب پر حملہ کرتا ہے

شرم شیراں راست نے سگ بدل

مجھ لے شرم شیروں میں رہتا ہے۔۔۔ کہتے ہیں

عامہ مظلوم کش ظالم پرست

مظلوم کو مارنے والے ظالم پرست عوام

رُوئے در داؤد کر دند آں فریق

ان لوگوں نے حضرت داؤد کی طرف رخ کیا

ایں نشاید از تو کیس ظلم ست فاش

آپ کے لئے یہ مناسب نہیں کیونکہ یہ تو کھلا ظلم ہے

عزم کردن داؤد علیہ السلام بخواندن خلق براں صحرا کہ راز را آشکارا کند

حضرت داؤد علیہ السلام کا لوگوں کو اس جنگل کی طرف بلانے کا ارادہ کرنا جہاں راز ظاہر کر دیں

گفت اے یازاں زمان آں رسید

فرمایا اے دوستو! اس کا وقت آ گیا ہے

جملہ بر خیزید تا بیروں رویم

سب اٹھو تاکہ ہم باہر چلیں

مردوزن از خانہا بیروں روید

مرد اور عورت گھروں سے باہر چلو

در فلاں صحرا درختے ہست زفت

فلاں جنگل میں ایک موٹا درخت ہے

سخت راسخ خیمہ گاہ و میخ او

خیمہ گاہ اور اس کا کھونا بہت مضبوط ہے

کو سر نفس ظلوم خود برد

جو اپنے ظالم نفس کا سر قلم کر دے

نصم ہر مظلوم باشد از جوں

جنون کی وجہ سے ہر مظلوم کا مخالف ہوتا ہے

تا تواند زخم بر مسکیں زند

جب تک بھی ہو سکے غریب کو کاٹتا ہے

کونگیر حصید از ہمسایگان

وہ پڑوسیوں سے شکار نہیں چھینتا ہے

از کیس سگ ساں سوئے داؤد دست

کیمین گاہ سے کتے کی طرح حضرت داؤد پر دوڑ پڑے

کالے نمی مچتے بر ما شفیق

کہ اے منتخب نبی! ہم پر مہربان

قہر کر دی بیگنا ہے را بلاش

آپ نے بے وجہ ایک بے قصور پر ظلم کیا ہے

۱۔ ظالم۔ چونکہ انسان کا نفس خود

ظالم ہے لہذا وہ فطری طور پر ظالم کی

حمایت کرتا ہے۔ ہاں اگر انسان اپنے

نفس کا سر قلم کر دے تو وہ ظالم اور مظلوم

میں امتیاز کر سکتا ہے۔ سگ۔ نفس

ایک کتا ہے اور کتے کی عادت ہے کہ

غریب اور کمزور پر حملہ کرتا ہے۔

۲۔ شرم۔ حیا اور شرم شیروں میں

ہوتی ہے جو بھی اپنے ہمسایہ کا شکار

چھین کر نہیں کھاتے ہیں۔ عامہ۔

عوام جو ظالم کی حمایت کے عادی

ہوتے ہیں کتوں کی طرح ان کے

فیصلہ کے خلاف ہو کر ان کی طرف دوڑ

پڑے۔ بلاش۔ بلائی یعنی بلاوجہ۔

۳۔ سر۔ مکتوم۔ چھپا ہوا راز۔

۴۔ ہاموں۔ جنگل رخت۔ مظلوم چھت۔

یعنی شاخیں آپس میں چھٹی ہوئی

ہیں۔ سخت۔ یعنی اس درخت کی

چھتری جو خیمہ کی طرح ہے اور

چھتری جو خیمہ کی طرح ہے اور جڑ جو

خیمہ کی میخ کی طرح ہے بہت مضبوط

ہے

خول شد دست اندر بن آل خوش درخت
اس اچھے درخت کی جڑ میں خون ہوا ہے
مال را برداشت ست اس قلتبان
اس دیوث نے مال اڑا لیا ہے
اس جوان مر خولجہ را باشد پسر
یہ جوان آقا کا پوتا ہے
تا کنوں حلم خدا پوشید آل
اب تک اللہ کے حلم سے اس کو چھپایا
کہ عیال خولجہ را روزے ندید
کس نے ایک دن بھی آقا کے بچوں کی دیکھ بھل نہ کی
بے نوا یاں را بیک لقمہ نجست
محتاجوں کی ایک لقمہ سے دلداری نہ کی
تا کنوں از بہر یک گاؤ اس لعین
یہاں تک یہ مردود ایک گائے کی جھ سے
او بخود برداشت پردہ از گناہ
اس نے خود گناہ سے پردہ اٹھایا
کافر و فاسق دریں دور گزند
اس فتنہ کے زمانے میں کافر اور فاسق
ظلم مستور ست در اسرار جاں
روح کے رازوں میں ظلم چھپا ہوا ہے
کہ بہ بیندیش کشیدہ شاخہا
کہ اس ظلم کو سینک نکالے ہوئے دیکھو
خولجہ را گشت ست اس منخوس بخت
اس بد بخت نے آقا کو قتل کیا ہے
دین غلام اوست اے آزاد گال
اے آزاد لوگو! یہ اس کا غلام ہے
طفل بود و اونداد زیں خبر
بچہ تھا اس کو اس کا پتہ نہیں
آخر از نا شکری اس قلتبان
بالآخر اس دیوث کی ناشکری سے
نے بہ نوروز و بموسمہائے عید
نہ نوروز پر اور نہ عید کے موسموں میں
یاد نا ورد او ز ہقہائے نخست
اس نے پہلے حقوق کو یاد نہ کیا
می زند فرزند اورا بر زمیں
اس کے پوتے کو زمین پر پھینک رہا ہے
ورنہ می پوشید جرمش را الہ
ورنہ خدا اس کے جرم کو چھپا رہا تھا
پردہ خود را بخود برمی دارند
اپنے پردے کو خود چاک کر رہے ہیں
می نہد ظالم بہ پیش مرد مال
ظالم اس کو لوگوں کے سامنے پیش کر دیتا ہے
گاؤ دوزخ را بہ بینید از ملا
بر ملا دوزخ کی گائے کو دیکھو

۱۔ قلتبان۔ دیوث۔ پسر۔ مولانا نے آئندہ اشعار میں مقتول کو جوان کا دن بتایا ہے اس لئے ہم نے پسر اور فرزند کا ترجمہ پوتا کیا ہے۔ حلم۔ بردباری۔ عیال۔ بال بچے۔ نوروز۔ ایرانیوں کی عید ہے۔ ہقہائے۔ یعنی اس پر جو اس کے آقا کے پہلے حقوق تھے۔

۲۔ کافر۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تو پردہ داری فرماتا ہے لیکن کافر اور فاسق خود اپنی پردہ داری کرتے ہیں۔

۳۔ مستور۔ پوشیدہ۔ شاخ یعنی سینک۔ از گناہ۔ یعنی بر ملا، علی الاعلان۔ گواہی۔ یعنی ظالم کے ہاتھ پاؤں آخرت میں اس کے خلاف گواہی دیں گے اور دنیا میں بھی گواہی دیتے ہیں۔ ضمیر۔ پوشیدہ راز۔

گواہی دادن دست و پا و زبان بر سر ظالم ہم در دنیا
ظالم پر دنیا میں بھی ہاتھ پاؤں اور زبان کا گواہی دینا

پس ہمیں جلاست و پایت بے گزند
تو اسی جگہ تیرے ہاتھ پاؤں بغیر نقصان کے
بر ضمیر تو گواہی میدہند
تیرے باطن پر گواہی دیتے ہیں

چوں اِموکل می شود بر تو ضمیر

باطن تیرے اوپر موکل کی طرح ہو جاتا ہے
خاصہ در ہنگام خشم و گفتگو
خصوصاً غصہ اور گفتگو کے وقت

چوں موکل می شود ظلم و جفا

ظلم اور زیادتی موکل کی طرح ہو جاتی ہے
چوں ہمی گیر و گواہ سر لگام
منہ کا گواہ کس طرح لگام پکڑ لیتا ہے

پس ہماں کس کیس موکل میکند

تو وہی ذات جو یہ مسلط کرتی ہے
پس موکلہائے دیگر روز حشر
تو حشر کے دن دوسرے موکل

اے بدہ دست آمدہ در ظلم و کیس

اے وہ کہ جو دس ہاتھوں سے ظلم اور کینہ میں لگا ہے
نیست حالت شہرہ گشتن در گزند
نقصان رسانی میں مشہور ہونے کی ضرورت نہیں ہے

نفس تو ہر دم بر آرد صد شرار

تیرا نفس ہر وقت سیکنڈوں کی نگاریاں اگل رہا ہے
جُزو و نارم سوئے کل خود روم
میں آگ کا جزو ہوں اپنے کل کی جانب جاتا ہوں

ہچنماں ۳ کایں ظالم حق ناشناس

جیسا کہ حق نہ پہچاننے والے اس ظالم نے
اُو ازیں صد گاو بُردو صد شتر
وہ اس کی سو گائیں اور سو اونٹ لے بھاگا

نیز روزے با خدا زاری نکرد

اس نے خدا سے ایک دن بھی عاجزی نہ کی

کہ بگو تو اعتقادات وا مکیر

کہ تو کہہ دے اپنے اعتقاد کو نہ چھپا
میکند ظاہر سرت را موبمُو
تیرے راز کو ذرہ ذرہ ظاہر کر دیتا ہے

کہ ہوید اگن مراے دست و پا

کہ اے ہاتھ پاؤں مجھے ظاہر کر دے
خلصہ وقت جوش خشم و انتقام
خصوصاً غصہ کے جوش اور بدلہ لینے کے وقت

تالوائے راز بر صحر ازند

تاکہ راز کا جھنڈا جنگل میں گار دے
ہم تو اند آفرید از بہر نشر
بھی راز کھلنے کے لئے پیدا کر سکتی ہے

گوہر تپید است حاجت نیست ۲ ایں

تیرا جوہر کھلا ہوا ہے اس کی ضرورت نہیں ہے
بر ضمیر آتشینت واقف اند
تیرے آتش باطن سے سب باخبر ہیں

کہ بہ بینیدم منم ز اصحاب نار

کہ مجھے دیکھو میں دوزخیوں میں سے ہوں
من نہ نورم کہ سوئے حضرت شوم
میں نور نہیں ہوں کہ اللہ کے دربار کی طرف جاؤں

بہر گاوی کرد چندیں التباس

ایک گائے کے لئے اس قدر مکر کئے
نفس نیست اے پدر ازوے پیر
اے باؤا! نفس یہی ہے اس سے قطع تعلق کر

یا رے نامدا ازو یک دم بدرو

کسی وقت بھی رو کے ساتھ اس سے یا رب نہ نکلا

۱۔ موکل۔ وہ شخص جس کے کام

سپرد کر دیا گیا ہو۔ ظلم و جفا۔ مشہور ہے
کہ خون سر پر چڑھ کر بولتا ہے۔
خاصہ انتقام کے جوش میں قاتل خود
اقرار کر لیتا ہے۔ پس۔ جو ذات خود
دنیا میں تمہارے اعضاء کو تم پر مسلط کر
کے اقرار کرا دیتی ہے وہ حشر میں
دوسرے موکل پیدا فرما دے گی جو تم
سے خود تمہارے جرموں کا اقرار
کرائیں گے۔ بدہ دست۔ یعنی بہت
سے ہاتھ، بعض نسخوں میں دودست

۲۔ نیست۔ اس کی کوئی خاص
ضرورت نہیں ہے کہ تیرا ظلم مشہور ہو
جب ہی جانا جاسکے تیری افتاد طبع
سے تیرا ظلم واضح ہو جاتا ہے۔ نفس تو۔
تیرا نفس خود اپنی ظالمانہ طبیعت اور
مزاج کو ظاہر کر رہا ہے۔ خود نارم۔
آتشیں مزاج، جہنم کا جزو ہے جو جہنم کی
طرف جاتا ہے۔

۳۔ ہچنماں۔ اے گائے والے
نے ایک گائے کا بدلہ لینے کے لئے
کیسے مکر کئے۔ او حالانکہ اس نے اسی
گائے ذبح کرنے والے کا سب مال
لے لیا تھا جو اس کو درش میں ملتا۔ نیز۔ اس
نے جو ظلم کئے تھے اگر وہ زاری کرتے تو
اللہ تعالیٰ اس کے آقا سے معاف کرا
دیتا۔

کائے خدا خصم مرا خوشنود گن! گرمش کردم زیاں تو سود گن
 کہ اسے خدا میرے مقابل کو خوش کر دے اگر میں نے اس کا نقصان کیا ہے تو فائدہ کر دے
 گر خطا گشتم دیت بر عاقلہ است عاقلہ جانم تو بودی از اَلست
 اگر میں غلطی سے ملا ہے تو دیت عاقلہ پر ہے عاقلہ جانم تو بودی از اَلست
 سنگ میگردو باستغفار دُر ایں بود انصاف نفس اے جانِ حُر
 توبہ کرنے سے پھر موتی بن جاتا ہے اے آزاد جان! نفس کا انصاف یہ ہوتا ہے

بیروں رفتن خلّاق بسوئے آں درخت

لوگوں کا اس درخت کی طرف باہر جانا

چوں بروں رفتند سوئے آں درخت گفت ادشش را سپس بندید سخت
 جب لوگ اس درخت کی جانب باہر نکل گئے فرمایا اس کے ہاتھ پیچھے کو مضبوط باندھ دو
 تا لوائے عدلی بر صحرا زخم تا گناہ و جرم او پیدا کنم
 تاکہ میں اس کا گناہ اور جرم ظاہر کر دوں
 گفت اے سگ جد ایں را گشتہ فرمایا اے کتے! تو نے اس کے دلا کو قتل کیا ہے
 خولجہ را گشتی و بردی مالِ او خولجہ را گشتی و بردی مالِ او
 تو نے آقا کو قتل کیا اور اس کا مال اڑا لیا
 آں زنت اورا کنیزک بودہ است آں زنت اورا کنیزک بودہ است
 وہ تیری بیوی اس کی لونڈی تھی
 ہرچہ ۳ زو زاسید مادہ یا کہ فر ہرچہ ۳ زو زاسید مادہ یا کہ فر
 جو اس سے پیدا ہوا مادہ ہو یا نہ
 تو غلامی کسب و کار تملک اوست تو غلامی کسب و کار تملک اوست
 تو غلام ہے تیری کمائی اور کار وہاں اس کی ملک ہے
 خولجہ را گشتی باستم زار زار خولجہ را گشتی باستم زار زار
 تو نے بڑے بڑے ظلم سے آقا کو قتل کیا
 کار داز اشتاب کردی زیر خاک کار داز اشتاب کردی زیر خاک
 تو نے جلدی سے چھری زمین میں گاڑ دی
 گفت ادشش را سپس بندید سخت فرمایا اس کے ہاتھ پیچھے کو مضبوط باندھ دو
 تا لوائے عدلی بر صحرا زخم تا گناہ و جرم او پیدا کنم تاکہ میں اس کا گناہ اور جرم ظاہر کر دوں
 گفت اے سگ جد ایں را گشتہ فرمایا اے کتے! تو نے اس کے دلا کو قتل کیا ہے
 خولجہ را گشتی و بردی مالِ او خولجہ را گشتی و بردی مالِ او تو نے آقا کو قتل کیا اور اس کا مال اڑا لیا
 آں زنت اورا کنیزک بودہ است آں زنت اورا کنیزک بودہ است وہ تیری بیوی اس کی لونڈی تھی
 ہرچہ ۳ زو زاسید مادہ یا کہ فر ہرچہ ۳ زو زاسید مادہ یا کہ فر جو اس سے پیدا ہوا مادہ ہو یا نہ
 تو غلامی کسب و کار تملک اوست تو غلامی کسب و کار تملک اوست تو غلام ہے تیری کمائی اور کار وہاں اس کی ملک ہے
 خولجہ را گشتی باستم زار زار خولجہ را گشتی باستم زار زار تو نے بڑے بڑے ظلم سے آقا کو قتل کیا
 کار داز اشتاب کردی زیر خاک کار داز اشتاب کردی زیر خاک تو نے جلدی سے چھری زمین میں گاڑ دی

۱ خوشنود گن۔ اللہ تعالیٰ صاحب حق کو راضی کر کے حقوق اعیان و معاف کر سکتا ہے۔ خطا گشتم اگر قتل خطا ہوتا ہے تو اس کا بدلہ اور دیت عاقلہ یعنی رشتہ داروں سے دلویا جاتا ہے۔ اَلست۔ عہد اَلست ہمیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ اَلست ہر ایک تم کو میں تمہارا رب نہیں ہوں بندوں نے کہا تھا بلسی یعنی کیوں نہیں آپ ہمارے رب ہیں۔ سنگ۔ استغفار مابیت تبدیل کر دیتی اور سینات خشت میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ ۲ گفت۔ حضرت داؤد نے فرمایا اس کی مٹکیں کس دو۔ لولہ جھنڈا۔ خدایں۔ یعنی گائے ذبح کرنے والے کا دلاؤ تو غلامی تو اس مقتول کا غلام تھا۔ آں زنت۔ تیری بیوی و اصل اس مقتول کی لونڈی تھی۔ ۳ ہرچہ۔ لونڈی کی لولہ اس شخص کی ملکیت ہوتی ہے جس کی وہ لونڈی مملوک ہے دلوٹ۔ یعنی گائے ذبح کرنے والا۔ تو غلامی۔ جبکہ تو خود اس گائے ذبح کرنے والے کا غلام جلتو تیری ساری کمائی بھی اس کی ملکیت ہے ہم بربخا۔ یعنی تیرا آقا تجھ سے پناہ چاہ رہا تھا تاکہ تو اس کو قتل نہ کرے اشتاب۔ شتاب جلدی۔

نک اسر ش با کار در زیر زمیں
یہ اس کا سر مع چہری کے زمین میں ہے
نام اس سنگ ہم نوشتہ کار در
چہری پر اس کتے کا نام بھی لکھا ہوا ہے
ہچناں کروند و چوں بشکا فتند
انہوں نے ایسا ہی کیا اور جب انہوں نے کھوا
دلولہ افتاد در خلق س زماں
اس وقت لوگوں میں شور مچ گیا
جملہ ۲ از داود گشتہ عذر خواہ
سب حضرت داود سے معذرت چاہنے والے بن گئے

باز کاوید اس زمیں را ہچنیں
پھر اسی طرح اس زمین کو کھود
کرد با خولجہ چنیں مکر و ضرر
اس نے آقا کے ساتھ ایسی مکاری اور ضرر رسانی کی
در زمیں آں کارد باسر یفتند
زمین میں چہری مع سر کے پانی
ہر یکے زقار ببرید از میاں
ہر ایک نے کمر سے جینو کاٹ ڈالا
زانکہ بدظن گشتہ بودند و تباہ
اس لئے کہ وہ بدگمان اور تباہ ہو گئے تھے

قصاص فرمودن داود علیہ السلام خونی را بعد از الزام حجت برو
دلیل قائم کرنے کے بعد حضرت داود علیہ السلام کا قاتل پر قصاص کا حکم فرمایا

بعد از اں گفتش بیا اے داود خواہ
اس کے بعد انہوں نے اس کا ذبح کرنے والے سے کہا کہ فرمائیے
ہم بدار تیغش بفرمود او قصاص
اس کی اسی تلوار سے انہوں نے قصاص لینے کا حکم فرمایا
حلم حق گرچہ مواسا با گندا
اللہ تعالیٰ کی پردہاری اگرچہ بہت بخواری کرتی ہے
خون ۳ نخسید در فند در ہر دلے
خون نہیں سوتا ہر دل میں پیدا ہوتی ہے
اقتضائے داوری رب دیں
بدلے کے رب کے انصاف کا تقاضہ
کال فلاں چوں شد چہ شد حاش چہ گشت
کہ فلاں کا کیا ہوا کیسے ہوا اس کی کیا حالت ہوئی؟
جوشش خون باشد آں و ہستہا
خون کا جوش ہوتی ہیں وہ جستہا

داد خود بستان تو ازیں رو سیاہ
اس رو سیاہ سے اپنا بدلہ لے
کے گند مکرش ز حلم حق خلاص
اس کا مکر اللہ تعالیٰ کے علم سے کب بچا سکتا ہے؟
چونکہ از حد بگذر در سوا گند
جب معاملہ حد سے گزر جاتا ہے تو وہ رسوا کر دیتی ہے
میل جست و جوائے و کشف مشکلے
جستجو کی خواہش اور مشکل کا کھولنا
سر بر آر داز ضمیر آن وایں
اس اور اس کے دل میں سر ابھارتا ہے
ہچناں کہ جوشنداز گلزار کشت
اس طرح جیسے کہ گلزار سے بویا ہوا جوش ۴ ہے
خارش دلہا و بحث و ماجرا
دلوں کی خارش اور بحث اور معاملہ

۱۔ نک اسر ش مقتول کا سر اور چہری
اس زمین میں دفن ہے۔ نام۔ اس
قاتل کا نام چہری پر کندہ ہے۔ زنا۔
یعنی کافر مومن بن گیا۔

۲۔ جملہ۔ حضرت داود کے جس
قدر مقرر زمین سے تھے چونکہ وہ بدظنی کر
کے تباہ ہوئے تھے سب نے عذر
خواہی شروع کر دی۔ قصاص۔ یعنی
قاتل کو مقتول کے عوض قتل کرانا۔ داو
خواہ۔ جس پر گائے والے نے دعویٰ
کہا تھا۔ بدل تیغش۔ وہی چہری
جس سے اس نے اس کے دوا کو قتل کیا
تھا مکر اللہ تعالیٰ کے علم سے پوشیدہ نہ
تھا۔

۳۔ خون نخسید۔ مشہور ہے کہ خون
نہیں چھپتا قاتل کے سر پر چھڑ کر بولتا
ہے۔ اقتضا۔ اللہ تعالیٰ کے انصاف کا
تقاضہ ہر انسان کے دل میں مقتول
کے بارے میں جستجو پیدا کر دیتا ہے۔
ضمیر۔ دل باطن۔ جوشش خون۔ وہی
مقتول کا خون لوگوں کے دل میں
جوش ملتا ہے اور دل میں جستجو کا تقاضہ
پیدا کر دیتا ہے۔

چونکہ پیدا گشت سر کار او معجزہ داؤد شد فاش و دقوا

جب اس کے کارنامہ کا راز ظاہر ہو گیا حضرت داؤد کا معجزہ مشہور اور مضبوط ہو گیا

خلق جملہ سر برہنہ آمدند سر بسجده بر زمینها می زدند

تمام لوگ بیٹھے سر آئے سر کو سجدے میں زمینوں پر رکھتے تھے

ماہمہ کوران اصلی بودہ ایم وانچہ می فرمودہ نشودہ ایم

ہم سب اصلی اندھے تھے اور جو کچھ آپ نے فرمایا ہم نہ سنا

لیک معذوریم چوں بے دیدہ ایم از تو ماصد گوں عجائب دیدہ ایم

لیکن ہم معذور ہیں چونکہ بغیر آنکھوں کے میں ہم نے آپ سے سینکڑوں قسم کے عجائب دیکھے ہیں

سنگ ۲ باتو در خن آمد شہیر کز برائے غزو طالوت بگیر

پتھر نے آپ سے بات کر یہ مشہور ہے کہ مجھے طالوت سے جہاد کرنے کے لئے لے لیجئے

صد ہزاراں مرد را برہم زوی تو اسہ سنگ و فلاخن آمدی

آپ تین پتھر اور گوپھن لے کر آئے

سنگہایت صد ہزاراں پارہ شد ہر یکے مرخصم را خونخوارہ شد

آپ کے تین پتھر لاکھوں ٹکڑے بن گئے ہر ایک مرخصم را خونخوارہ شد

چوں زرہ سازی ترا معلوم شد آپ کے ساتھ ملکہ قادری کی طرح زبور پڑھتے ہیں

جب آپ زرہ بنانا جان گئے از دم تو غیب را آمادہ شد

آپ کے ارشاد سے غیب پر آمادہ ہو گئیں

زندگی بخشی کہ سرمد قائم ست آپ وہ زندگی بخشے ہیں کہ جو ابد تک قائم ہے

گو بہ بخشد مردہ را جان ابد کہ وہ مردے کو ابدی جان بخشتا ہے

ہر یکے از نو خدا را بندہ شد ہر ایک از سر نو خدا کا بندہ بن گیا

ہر ایک از سر نو خدا کا بندہ بن گیا

چونکہ پیدا گشت سر کار او معجزہ داؤد شد فاش و دقوا

جب اس کے کارنامہ کا راز ظاہر ہو گیا حضرت داؤد کا معجزہ مشہور اور مضبوط ہو گیا

خلق جملہ سر برہنہ آمدند سر بسجده بر زمینها می زدند

تمام لوگ بیٹھے سر آئے سر کو سجدے میں زمینوں پر رکھتے تھے

ماہمہ کوران اصلی بودہ ایم وانچہ می فرمودہ نشودہ ایم

ہم سب اصلی اندھے تھے اور جو کچھ آپ نے فرمایا ہم نہ سنا

لیک معذوریم چوں بے دیدہ ایم از تو ماصد گوں عجائب دیدہ ایم

لیکن ہم معذور ہیں چونکہ بغیر آنکھوں کے میں ہم نے آپ سے سینکڑوں قسم کے عجائب دیکھے ہیں

سنگ ۲ باتو در خن آمد شہیر کز برائے غزو طالوت بگیر

پتھر نے آپ سے بات کر یہ مشہور ہے کہ مجھے طالوت سے جہاد کرنے کے لئے لے لیجئے

صد ہزاراں مرد را برہم زوی تو اسہ سنگ و فلاخن آمدی

آپ تین پتھر اور گوپھن لے کر آئے

سنگہایت صد ہزاراں پارہ شد ہر یکے مرخصم را خونخوارہ شد

آپ کے تین پتھر لاکھوں ٹکڑے بن گئے ہر ایک مرخصم را خونخوارہ شد

چوں زرہ سازی ترا معلوم شد آپ کے ساتھ ملکہ قادری کی طرح زبور پڑھتے ہیں

جب آپ زرہ بنانا جان گئے از دم تو غیب را آمادہ شد

آپ کے ارشاد سے غیب پر آمادہ ہو گئیں

زندگی بخشی کہ سرمد قائم ست آپ وہ زندگی بخشے ہیں کہ جو ابد تک قائم ہے

گو بہ بخشد مردہ را جان ابد کہ وہ مردے کو ابدی جان بخشتا ہے

ہر یکے از نو خدا را بندہ شد ہر ایک از سر نو خدا کا بندہ بن گیا

ہر ایک از سر نو خدا کا بندہ بن گیا

۱۔ دقوا۔ بھرا، مضبوط۔ خلق۔ حضرت داؤد کے اس معجزے کو دیکھ کر سب لوگ نئے سرہ سے ہو گئے۔ باہم۔ چونکہ ہم کو باطن تھے اس لئے ہم ابتدا آپ کے فرمان کو نہ سمجھ سکے۔ از تو۔ ہم نے پہلے آپ کے بہت سے معجزے دیکھے ہیں۔

۲۔ سنگ۔ جب طالوت جالوت کے مقابلے کے لئے نکلے تھے تو حضرت داؤد کو ساتھ لے کر گئے تھے راستہ میں پتھروں نے حضرت داؤد سے کہا تھا کہ ہمیں لے کر چلئے طالوت کو موت کا سبب بنیں گے۔ فلاخن۔ گوپھن جس کے ذریعہ دشمن پرستاری کی جاتی ہے۔ سنگہایت۔ وہ دشمن پتھر تھے لیکن پھینکنے پر ان کے ہزاروں ٹکڑے بن کر جالوت کی فوج پر لگے۔ آہن۔ حضرت داؤد زور ہیں بناتے تھے اور لوہا ان کے ہاتھ میں آ کر موم بن جاتا تھا۔

۳۔ کہہا۔ جب حضرت داؤد زبور پڑھتے تھے تو پہاڑ ان کے ہم آواز ہو کر زبور کی تلاوت کرنے لگتے تھے۔ صد ہزاراں۔ حضرت داؤد کے ہاتھ پر لاکھوں کافر مومن بنے۔ غیب۔ یعنی عالم غیب۔ وال۔ آپ کا سب سے زیادہ قوی معجزہ یہ ہے کہ آپ انسانوں کو ابدی حیات بخشے ہیں۔ لکھہ شد۔ قرآن نے فرمایا قاتل کو قتل کرنے میں تمہاری زندگی ہے۔

در بیان ۱ آنکہ نفس آدمی بجائے آل خونیت کہ مدعی گاؤ
اس کے بیان کو آدمی کا نفس اس قاتل کی جگہ پر ہے جو ذبح شدہ گائے
کشتہ بود و آن کُشدہ گا و عقل ست و داود حق ست یا شیخ
کا مدی بنا تھا اور گائے ذبح کرنے والا عقل کی جگہ پر ہے اور حضرت داؤد حضرت
کہ نائب حق ست کہ بقوت و یاری او تو اند ظالم را کشتن
حق تعالیٰ یا شیخ کی جگہ پر ہیں جو حق کا نائب ہوتا ہے جس کی قوت اور مدد سے ظالم
و تو نگر شدن بروزے بے کسب و بے حساب
کو قتل کیا جاسکتا ہے اور ایک دن میں بغیر کمائی اور بغیر حساب کے مالدار ہوا جاسکتا ہے

۱ در بیان۔ پہلے قصہ سے مولانا
نصیحت کے لئے کچھ نتیجہ اخذ کر کے
بیان فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ
گائے ذبح کرنے والے کی مثل
عقل سے اور گائے کا بدلہ لینے والے
کی مثل نفس ہے حضرت داؤد کی
مثال اللہ تعالیٰ ہے یا وہ شیخ کامل جو
اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہوتا ہے۔ نفس خود
جس طرح گائے کے مدی کے قتل
سے عالم زندہ ہوا تو ایسے نفس کو قتل کر
عالم زندہ ہو جائے گا اس نفس نے
تیری عقل کو کھنکھایا اور خود آقا بن
بیٹھا ہے اس کو فوراً غلام بنا۔
۲ مدی۔ نفس نے عقل کو کھنکھایا اور
خود آقا بن بیٹھا حالانکہ وہ عقل کا غلام
تھا۔ منکر تمام لوگ ابتدا گائے ذبح
کرنے والے کے مخالف ہو گئے
تھے عقل۔ وہ نوجوان ہے جس نے
گائے ذبح کی تھی اور اللہ تعالیٰ سے
بغیر محنت روزی کا مطالب بنا تھا۔
روزی۔ غذائے روح اس وقت
حاصل ہوگی بسبب تن کشی کرو گے جو
کہ بمنزل گائے کے ہے۔
۳ نفس۔ بدن نفس کے لئے
ایسا ہی ہے جیسا کہ گائے کے مدی
کے لئے گائے تھی۔ خواجہ زادہ جس
طرح وہ نوجوان گائے کے مدی کے
آقا کا ہوتا تھا اسی طرح نفس کے اعتبار
سے عقل کو سمجھو۔ نفس۔ نفس عقل کا
قاتل ہے۔ اوراق بنی۔ یعنی نبی کی
شریعت اور احکام۔ قربان گاؤ۔ یعنی
بدن کو قربانیاں کھڑی قربان کرنا۔

نفس خود را گش جہانرا زندہ گن
اپنے نفس کو بدلہ جہان کو زندہ کر
مدعی ۲ گاؤ نفس تست ہیں
خبردار! گائے کا مدی تیرا نفس ہے
آں کُشدہ گاؤ عقل تست رو
وہ گائے ذبح کرینو! تیری عقل ہے جا
عقل اسیر ست و ہمی خواہد ز حق
عقل نفس کی قیدی ہے اور اللہ تعالیٰ سے چاہتی ہے
روزی بے رنج او مقوف جنسیت
اس کی بے مشقت روزی کس چیز پر مقوف ہے؟
نفس ۳ گوید چوں کشی تو گاؤ من
نفس کہتا ہے تو میری گائے کو کیوں ذبح کرتا ہے
خواجہ زادہ عقل ماندہ بے نوا
عقل جو آقا سے پیدا ہوئی بے سرو سامان ہو گئی
روزی بے رنج میدانی کہ چیست
تو جانتا ہے بلا مشقت روزی کیا ہے؟
لیک مقوف سنت بر قربان گاؤ
لیکن وہ گائے کی قربانی پر مقوف ہے

خواجہ راکشت ست اورا بندہ گن
اس نے آقا کو قتل کیا ہے اس کو غلام بنا
خویشتن را خواجہ کدوست و مہین
اس نے اپنے آپ کو آقا اور سردار بنایا ہے
بر کُشدہ گاؤ تن منکر مشو
جسم کی گائے کو ذبح کرنے والے کا منکر نہ بن
روزی بے رنج و نعمت پر طبق
بغیر مشقت روزی اور طبق بھری نعمت
آنکہ بکشد گاؤ را کاصل بدیست
یہ کہ وہ گائے کو ذبح کر دے کیونکہ وہ برائی کی جڑ ہے
زانکہ گاؤ نفس باشد نقش تن
کیونکہ جسم کی صورت نقش کی گائے ہے
نفس خونی خواجہ گشت و پیشوا
قاتل نفس آقا اور پیشوا بن گیا
قوت ارواح ست و اوراق نبی ست
روحوں کی روزی ہے اور نبی کے عطا کردہ رزق ہیں
گنج قتل گاؤ داں اے گنج کاؤ
گائے کو ذبح کرنے کو خزانہ سمجھئے خزانہ کھولنے والے

۱۔ دوش۔ مئے عشق سے مدہوشی طاری ہونے لگی ہے ورنہ میں غذائے روح حاصل کرنے کی پوری بات بتاتا۔ افسانہ است۔ یعنی سرور کا سبب میں نے اپنا فعل بتلایا یہ محض کہنے کی بات ہے ورنہ ہر چیز خزانہ غیب سے آتی ہے اور اس کا سبب ذاتِ خداوندی ہے۔ چشم بر اسباب اگرچہ ہر چیز کا حقیقی سبب ذاتِ خداوندی ہے لیکن اسباب ظاہری اختیار کرنا میں نے انبیاء سے سیکھا ہے لہذا میں نے بھی ظاہری سبب کی طرف دھیان کر لیا تھا۔ خوش چشمان۔ یعنی انبیاء کرام ہست اسباب کے علاوہ ایک ذات مسبب لاسباب ہے۔ انبیاء۔ انبیاء نے معجزات دکھا کر ثابت کر دیا ہے کہ اسباب ظاہری کے علاوہ بھی اور اسباب ہیں۔ کیوں۔ اجل جس کی بلندی مشہور ہے۔

۲۔ بے سبب۔ بغیر کسی ظاہری سبب کے حضرت موسیٰ کے لئے دریائے نیل پھٹ گیا۔ چاش۔ غلہ کا ذخیرہ حضرت موسیٰ کے لئے من و سلوی اترتا تھا۔ ریگہا۔ حضرت ابراہیم کے لئے ریت آتا بن گیا تھا۔ چشم۔ حضرت موسیٰ کی والدہ کے لئے لون ریشم بن گیا تھا۔ جملہ قرآن۔ قرآن بتاتا ہے کہ بہت سی ہمیں بغیر ظاہری اسباب کے سر ہوئی ہیں۔ مدویش۔ آنحضرت ﷺ کو بغیر ظاہری اسباب کے عزت حاصل ہوئی اور ابولہب باوجود قول کے تباہ ہوا۔

۳۔ مرغ۔ ابراہیم حبشی کا ہاتھیوں کا شکر لایا بیابان کی کنکریوں سے تباہ ہوا۔ پیل۔ ہاتھی کی کنکری گرنی تھی اور اس کے بدن کو چھنی کر دیتی تھی۔ دم گاؤ۔ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو سورہ

دوش ۱۔ چیزے خوردہ ام ورنہ تمام میں نے کل کچھ پی لیا ہے ' ورنہ پوری

دوش چیزے خوردہ ام افسانہ است کل میں نے کوئی چیز پی لی ہے یہ کہنے کی بات ہے چشم بر اسباب ازچہ دو ختم میں ن اسباب پر نظر کیوں جمائی؟

ہست بر اسباب اسباب دیگر اسباب دنیوی سے لوپر دوسرے اسباب ہیں انبیاء در قطع اسباب آمند انبیاء قطع اسباب میں ہیں

بے سبب ۲۔ مر بحر ریشکا فتند انہوں نے بلا سبب ظاہری کے دریا کو پھاڑا ہے

ریگہا ہم آرد شد از سعی شاں ان کی کوشش سے ریت آتا بنے ہیں

جملہ قرآن ہست در قطع سبب پورا قرآن قطع اسباب پر مطلق ہے

مرغ ۳۔ باپیلے دوسہ سنگ افگند پند ' ہاتھی پر دو تین کنکریاں گراتا ہے

پیل را سوراخ سوراخ افگند ہاتھی کے سوراخ سوراخ کو ڈالتی ہے

دم گاؤ گشتہ بر مقتول زن ذبح شدہ گائے کی دم ' مقتول پر دم

حلق بریدہ جہد از جائے خویش گلا کٹا ہوا اپنی جگہ سے اٹھ پڑے گا

دادے در دست فہم تو زمام باگ تیری سمجھ کے ہاتھ میں دے دیتا

ہرچہ می آید ز پنہاں خانہ است ورنہ جو چیز آؤی ہے وہ عالم غیب سے ہے کہ زخوش چشماں کرشم آمو ختم اس لئے اچھی آنکھوں والوں سے میں نے لاسکھ لی ہے

در سبب منکر دریاں افکن نظر دنیوی اسباب کو نہ دیکھ ان پر نظر ڈال

معجزات خویش بر کیواں زند انہوں نے اپنے معجزے اجل پر قائم کئے ہیں

بے زراعت چاش گندم یافند انہوں نے بغیر کھیتی کے گیسوں کا ڈھیر پایا ہے

پشیم بزا بریشم آمد کشکشاں بھیر کی لون لچھے دار ریشم بنی ہے

عز درویش و ہلاک بولہب مدویش کی عزت اور ابولہب کی ہلاکت

لشکر زفت حبش را بشکند حبش کے بھاری لشکر کو شکست دے دیتا ہے

سنگ مرغے کو ببالا پر زند پند کی کنکری جو لوپر کو اڑاتا ہے

تاشود زندہ ہماں دم در کفن تاکہ وہ اسی وقت کفن میں زندہ ہو جائے

خون خود جوید زخوں پالائے خویش اپنے خون بہانے والے سارے خون کا مطالبہ کریں گا



بقرہ میں مذکور ہے حضرت موسیٰ نے ایک گائے ذبح کر کے اس کا گوشت یام مقتول پر مدی تو اس نے زندہ ہو کر قاتل کا پتہ بتا دیا۔

ہمچنین از آغاز قرآن تا تمام
 اسی طرح قرآن کے شروع سے آخر تک
 کشف ایں نز عقل کار افزا شود
 اس کا کشف کار افزا عقل سے نہیں ہوتا ہے
 بند ۲ معقولات آمد فلسفی
 فلسفی معقولات کا پابند ہے
 عقل عقلت مغزو عقل تست پوست
 تیری عقل کی عقل مغز ہے اور تیری عقل چھلکا ہے
 مغز جواز پوست دارد صد ملاں
 مغز کا تلاش کرنے والا چھلکے سے نفرت کرتا ہے
 چونکہ قشر عقل صد برہاں دہد
 عقل کا چھلکا جبکہ سینکڑوں دلائل پیدا کر دیتا ہے
 عقل ۳ دفتر ہاگند یکسر سیاہ
 عقل فطرتوں کو بالکل سیاہ کر دیتی ہے
 از سیاہی و سفیدی فارغ ست
 کلی عقل سیاہی اور سفیدی سے بے نیاز ہے
 ایں سیاہ و ایں سفید ارقدر یافت
 اس کا لے اور اس سفید نے اگر کوئی مرتبہ پایا ہے
 قیمت ہمیان و کیسہ از زرست
 ہمیانی اور تھیلی کی قدر سونے کی وجہ سے ہے
 ہمچنان کہ قدر تن از جاں بود
 جس طرح کہ جسم کی قدر جان کی وجہ سے ہے
 گربدے جاں زندہ بے پرتو کنوں
 اگر بے پرتو کی جان زندہ ہوتی
 ہیں بگو کہ ناطقہ جومی گند
 ہاں کہہ دے کہ قوت گویائی نہر کھود رہی ہے

رفض اسباب ست و علت والسلام
 اسباب و علت کا ترک مذکور ہے والسلام
 بندگی گن تا ترا پیدا شود
 بندگی کر تا کہ تجھ پر ظاہر ہو جائے
 شہسوار عقل عقل آمد صفی
 منتخب انسان، عقل کل کا شہسوار ہے
 معدہ حیواں ہمیشہ پوست جوست
 حیوان کا معدہ ہمیشہ چھلکے تلاش کرے والا ہے
 مغز نغز آں را حلال آمد حلال
 اچھا مغز اس کے لئے حلال ہی حلال ہے
 عقل کل کے گام بے ایقان نہد
 تو کلی عقل بغیر یقین کے کب قدم اٹھائے گی؟
 عقل عقل آفاق دارد پرز ماہ
 کلی عقل دنیا کے اطراف کو چاند سے پر کر دیتی ہے
 نور ماہش بر دل و جاں باز غ ست
 اس کے چاند کی چاندنی دل اور جان پر طلوع کرتی ہے
 زال شب قدر ست کا ختر و ارتافت
 تو اس شب قدر سے پایا ہو جو ستارے کی طرح چمکتی ہے
 بے زر آں ہمیان و کیسہ ابتر ست
 وہ ہمیانی اور تھیلی بغیر سونے کے ناقص سے ہے
 قدر جاں از پر تو جانناں بود
 جان کی قدر جانوں کے پر تو کی وجہ سے ہے
 ہیچ گفتے کافراں را مٹیوں
 تو کبھی وہ خدا کافروں کو کہتا کہ وہ مردے ہیں
 تا بقدر نے بعد ما آ بے رسد
 تاکہ ہمارے ایک قرن بعد اس میں پانی آئے

۱ ہمچنین۔ قرآن اس کی تعلیم دیتا
 ہے کہ اسباب میں تاثیر مسبب
 لا اسباب کی وجہ سے ہے کشف۔
 مسبب لا اسباب کا موثر ہونا دنیاوی
 عقل سے سمجھ میں نہ آئے گا اس کے
 لئے مجاہدوں کی ضرورت ہے۔
 ۲ بند۔ یعنی فلسفی محض دنیاوی
 عقل میں مقید ہے۔ صفی۔ برگزیدہ
 یعنی ولی اللہ۔ عقل عقل۔ یعنی وہ نور
 حق جو عقل کو نور بخشتا ہے۔ معدہ
 حیواں۔ حیوانات عموماً چھلکے کھاتے
 ہیں لہذا جس پر حیوانیت کا غلبہ ہے وہ
 دنیاوی عقل کی طرف مائل ہوتا ہے جو
 کہ بمنزلہ چھلکے ہے۔ چونکہ دنیاوی
 عقل سینکڑوں دلائل پیش کر دیتی ہے
 جس سے یقین کا وہجہ حاصل ہو جاتا
 ہے تو عقل کل بدوجہ لوی یعنی دلائل پر
 عمل کرتی ہے۔
 ۳ عقل۔ یعنی عقل دنیاوی عقل
 عقل۔ یعنی نور حق۔ سیاہی یعنی
 روشنائی۔ سفیدی۔ یعنی کاغذ۔ نور
 ماہش۔ نور حق انسانوں کے دلوں پر
 طلوع کرتا ہے۔ بازغ۔ چمکنے والا۔
 شب قدر۔ یعنی نور حق۔ قیمت۔ عقل
 کی مثال ہمیانی کی سی ہے اور نور حق
 کی مثال سونے کی سی ہے۔ قدر
 جاں۔ اگر روح پر تو خداوندی نہیں ہے
 تو وہ روح مردہ ہے اسی لئے قرآن
 نے کافروں کو مردہ قرار دیا ہے۔
 مولانا فرماتے ہیں کہ فی الحال اگر میری
 باتیں سمجھنے والے نہیں ہیں تو آئندہ
 نسلوں میں لوگ سمجھیں گے۔

گرچہ ہر قرنہ سخن آرے بود

اگرچہ ہر دور میں بات کہنے والا ہو گا

نے کہ ہم توریت و انجیل و زبور

کیا ایسا نہیں ہے کہ توریت اور انجیل اور زبور بھی

روزی بے رنج جوئی و بے حسیب

بے مشقت اور ان گنت روزی طلب کر

بلکہ رزقے از خداوند بہشت

بلکہ بہشت کے مالک کی جانب سے رزق ملے گا

زانکہ نفع ناں در ناں داد اوست

کیونکہ اس روئی میں روئی کا نفع خدا کی دین ہے

ذوق پہناں نقش ناں چوں سفرہ ایست

نفع پوشیدہ ہے روئی کی صورت و سرخوان جیسی ہے

رزق اجانی کے بری باسعی و جست

تو رومی رزق اپنی کوشش اور جست سے کب حاصل کر سکتا ہے

نفس چوں باشیخ بیند گام تو

نفس جب تیرا قدم شیخ کے ساتھ دیکھے گا

صاحب ۳ آں گاؤ رام آنگاہ شد

گائے کا مدی اس وقت فرمانبردار بنا

عقل گاہے غالب آید در شکار

شکار میں عقل اس وقت غالب آئے گی

نفس اثر در ہاست بلسد زور فن

نفس سینکڑوں مکر اور فن والا اثر دہا ہے

گر تو صاحب گاؤ را خواہی زوں

اگر تو گائے کے مدی کو مغلوب کرنا چاہتا ہے

لیک گفت سالفای یارے بود

لیکن پہلے لوگوں کا کہا ہوا سہلہ ہوگا

شد گواہ صدق قرآن اے شکور

اے شکر گزار! قرآن کی صداقت کے گواہ بنے ہیں

کز بہشتت آورد جبرئیل سیب

تاکہ جبرئیل تیرے لئے بہشت سے سیب لائیں

بے صداع باغبان بے رنج کشت

باغبان کی مدد سہی اور کھیتی کی مشقت کے بغیر

بدہمت آں نفع بے توسیط پوست

تجھے وہ نفع بغیر چھلکے روئی کی وساطت کے دیگا

نان بے سفرہ ولی راہ برہ ایست

بغیر دسترخوان کی روئی ولی کا حصہ ہے

جز بعدل شیخ کو داؤد تست

شیخ کے کفایت کے بغیر جو تیرے لئے بمنزل حضرت داؤد کے ہے

از بن دندان شود او رام تو

تو مجھو اتیرا فرمانبردار ہو جائے گا

کز دم داؤد او آگاہ شد

جب وہ حضرت داؤد کے حکم سے واقف ہو گیا

برسنگ نفست کہ باشد شیخ یار

تیرے نفس کے کتے پر جبکہ شیخ ساتھی ہو گا

روئے شیخ اورا زمر د دیدہ گن

شیخ کے چہرہ اس کے لئے آنکھیں نکال ڈالنے والا زمر ہے

چوں خراں سخش کن آنسو اے حروں

اے سرکش! اس کو گدھوں کی طرح کھینچ کر اس طرف لیجا

۱۔ گرچہ وہ آنے والے سمجھدار

خود بھی یہ اسرار بیان کر سکیں گے لیکن

مثنوی کی باتوں سے ان کو تقویت

حاصل ہوگی۔ نے کہ۔ پہلی کتابوں

نے قرآن کی تصدیق کی اسی طرح

بعد میں آنے والوں کے اقوال کی

میری مثنوی تصدیق کر دیگی۔ روزی۔

اب پھر مولانا پہلے مضمون کی طرف

رجوع کرتے ہیں کہ جس طرح اس

نوجوان نے خدا سے بغیر محنت کی

روزی طلب کی تھی تم بھی طلب کرو۔

بلکہ ایک وقت لیا آئے گا کہ تمہیں

بغیر واسطہ فیض خداوندی حاصل

ہونے لگے گا۔ زانکہ روئی میں جو نفع

نفع ہے وہ محض اللہ کی عطا ہے وہ نفع

اللہ تعالیٰ روئی کے واسطہ کے بغیر بھی

عطا فرما دیتا ہے۔ ذوق۔ لذت اور

نفع روئی میں نفعی چیز ہے اور روئی کے

لئے دسترخوان تو وہ طاقت اللہ تعالیٰ

بغیر روئی کی ظاہری شکل کے اپنے

اولیاء کو عنایت فرما دیتا ہے۔

۲۔ رزق جانی۔ یعنی روحانی رزق

شیخ کے ذریعہ حاصل ہوگا جیسا کہ اس

نوجوان کو حضرت داؤد کے انصاف

سے رزق حاصل ہوا۔ نفس۔ شیخ کی

صحبت نفس کو رام کر دیتی ہے از بن

دندان۔ یعنی جبرئیل قہر۔

۳۔ صاحب آں گاؤ گائے کے

مدی کی مثال نفس کی سی ہے وہ تب ہی

مطیع بنا جب اس نے حضرت داؤد کا

فیصلہ سنا اسی طرح نفس شیخ کی صحبت

سے مطیع ہوگا۔ عقل۔ عقل نفس کا شکار

جب کریم کی جب شیخ یار بن جائے۔

زمر۔ مشہور ہے اگرچہ غلط ہے کہ

رمد کی تاثیر سے سانپ اندھا ہو جاتا

۱۔ تو شیخ کا وجود نفس کو اندھا کرنے میں زمر کی تاثیر رکھتا ہے۔ چوں خراں۔ نفس کو گدھے کی طرح کھینچ کر شیخ کے پاس لیجا۔

گرتو خواہی ایمنی از اژدہا
اگر تو اژدہ سے مطمئن ہوتا چاہتا ہے
خاک شو در پیش شیخ بلصفا
خاک شو در پیش شیخ کے سامنے خاک بن جا
صد ازباں در ہر زبانش صد لغت
نفس کے سونامیں ہیں اور اس کی ہر زبان میں سو بولیاں ہیں
چوں نزدیک ولی اللہ شود
جب وہ اللہ کے ولی کے نزدیک ہوتا ہے
مدعی گاؤ نفس ۲ آمد فصیح
گائے کا مدعی نفس زبان دہان ہے
شہر را بفریبہ الا شاہ را
شاہ کے علاوہ شہر کو فریب دیتا ہے
نفس را تسبیح و مصحف دریمیں
نفس کے داہنے ہاتھ میں تسبیح اور قرآن ہے
مصحف سالوس او باور مکن
اس کے مکر کے قرآن پر اعتماد نہ کر
سوئے حوضت آورد بہر وضو
وہ وضو کرانے کے لئے تجھے حوض کی جانب لاتا ہے
عقل نورانی و نیکو طالب ست
عقل نورانی اور بہترین طلبکار ہے
زانکہ او در خانہ عقل تو بروں
کیونکہ وہ گھر میں ہے تیری عقل باہر ہے
زانکہ او در خانہ عقل تو غریب
کیونکہ وہ گھر میں ہے اور تیری عقل مسافر ہے
باش ۳ تاثیراں سوئے بیشہ روند
ٹھہر کہ شیر کچھار میں پہنچیں

دستش از داماں مکن یکدم رہا
کسی وقت بھی ہاتھ کو اس کے دامن سے جدا نہ کر
ناز خاک تو بروید کیمیا
تاکہ تیری خاک سے کیمیا پیدا ہو
زرق و دستاش نیاید در صفت
اس کا مکر اور حیلہ بازی بیان نہیں ہو سکتی ہے
آں زبان صد گرش کو تہ شود
اس کی سو گز لمبی زبان جھوٹی ہو جاتی ہے
صد ہزاراں حجت آردنا صحیح
غلط قسم کی لاکھوں دلیل بیان کرتا ہے
رہ نتاند زوشہ آگاہ را
باخبر شاہ کی راہ زنی نہیں کر سکتا
خنجر و شمشیر اندر آستیں
استین کے اور خنجر اور زنگیہ ہے
خویش با او ہمسر و ہمسر مکن
اپنے آپ کو اس کا ہمراہ اور ہم رتبہ نہ بنا
واندر انداز و ثرا در قعر او
اور تجھے اس کے اندر اس کی گہرائی میں پھینک دیتا ہے
نفس ظلمانی بروچوں غالب ست
باریک نفس اس پر کیوں غالب ہے
گرچہ ملک اوست لیکن شد زبوں
گھر اگرچہ اس کی ملک ہے لیکن وہ مغلوب ہے
بر در خود سگ یود شیر مہیب
اپنے دھواڑے پر کتا خوفناک شیر ہوتا ہے
ویں سگان کور آبخا بگروند
یہ اندھے کتے وہاں مطیع ہو جائیں گے

۱۔ صد زباں۔ نفس بہت ہی بہت
پنالور مکار ہے اس کے مکروں کی
تفصیل ممکن نہیں ہے۔ کتہ۔ نفس کی
زبان شیخ کی صحبت میں کوتاہ ہو جاتی
ہے پھر وہ مکاری کی باتیں نہیں کر
سکتا۔ مدعی۔ نفس گائے کے مدعی کی
طرح ہے۔ اس مدعی نے بہت سی
غلط دلیلیں پیش کر دیں۔ شہر۔ گائے
کے مدعی کی تقریروں سے تمام لوگ
دھوکے میں آ گئے تھے حضرت داؤد
قرب میں نہ آئے تھے۔

۲۔ نفس۔ نفس بگلا بکھت ہے
بظاہر نیک معلوم ہوتا ہے لیکن باطن
بہت شر ہے مصحف۔ اس کی ظاہری
حالت دیکھ کر اس کا ہمراہ اور ہمدم نہ
ہے۔ سوئے حوض۔ نیکی کی دعوت دیتا
ہے لیکن اس میں بھی فریب ہوتا
ہے۔ عقل نورانی۔ عقل جیسی شریف
چیز پر کین نفس کا غلبہ اس وجہ سے ہو
جاتا ہے کہ تو عقل سے بیگانہ ہو گیا
ہے اور اس کو تو نے اپنے سے دور کر دیا
اور اپنے اندر نفس کو بسا لیا ہے اب وہ
نفس کا کتا اپنے گھر پر رہ کر شیر ہو گیا
ہے۔ عقل مدعی مدعی پھرتی ہے۔

۳۔ باش۔ عقلیں جب اپنے
اصلی مقام پر مقیم ہوگی سب ان کتوں
پر اس کی حقیقت واضح ہو جائے گی۔

۱۔ لو۔ نفس بھی دل کی وحی سے مغلوب ہوتا ہے جیسا کہ مدکی گاؤ حضرت داؤد کی قلبی وحی سے مغلوب ہوا اور نہ شہر والے اس کو سچا سمجھ رہے تھے۔ ہر کہ جو نفس کام چس ہوتا ہے وہ اس کی بات کو سچا سمجھ لیتا ہے شیخ چونکہ داؤد کی طرح ہے وہ اس کے فریب میں نہیں آتا ہے۔ کو مبدل۔ شیخ کامل وہ ہے جو جسمیت کو ختم کر کے محسوس بن جائے اور اس طرح سے مظہر خدا بن جائے جس طرح دل مظہر خدا ہے۔

۲۔ خلق۔ عوام باطنی مریض ہیں اور بیماری بیماری کی مددگار ہوتی ہے لہذا عوام ظالم کی حمایت کیا کرتے ہیں۔ ہر خے۔ دنیا میں بہت سے مکمل اور فریبی ہیں جو شیخ ہونے کے مدعی بن جاتے ہیں اگر انسان میں پہچاننے کی قوت نہیں ہوتی ہے تو وہ ان کے مکر میں پھنس جاتا ہے۔ چوں۔ یہ احمق جنہیں سچے اور جھوٹے پیر کی پہچان نہیں ہے اس بیوقوف پرند کی طرح ہیں جو شکاری کی سیٹی کو اپنے ہم جنس کی آواز سمجھ لیتا ہے اور پھنستا ہے۔ نقد۔ ان احمقوں میں کھڑے کھڑے کی تمیز نہیں ہے ایسے احمقوں سے گریز چاہیے خواہ وہ کتنا ہی نکتہ رس اور ذہین ہو۔

۳۔ رست۔ ایسے احمقوں کو یہ تمیز نہیں ہوتی کہ کون جنتی ہے اور کون جہنمی، اگر ایسے احمق یقین کا دعویٰ کریں تو وہ یقیناً مشکوک ہے۔ آنچیں۔ ایسا حق خواہ کتنا ہی ذہین ہو اس کو احمق سمجھو اور اس سے اس طرح بھاگو جس طرح ہرن شیر سے بھاگتا ہے گزینختن۔ اس قصہ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ حماقت کا مرض عذاب الہی اور لاعلاج ہے۔

مکر نفس و تن نداند عام شہر نفس اور جسم کے مکر کو شہر کے عوام نہیں جانتے ہر کہ جنس اوست یار او شود جو اس کا ہم جنس ہے اس کا دوست بن جاتا ہے کو مبدل گشت و جنس تن نماند جو بدل گیا ہے اور جسم کا ہم جنس نہیں رہا ہے خلق ۲ جملہ علتی انداز کمیں تمام لوگ اند سے پیدا ہیں

ہر خے دعویٰ داؤدی گند ہر کمینہ داؤد ہونے کا دعویٰ کر دیتا ہے چوں زصیا دے شنید آواز طیر جب شکاری سے پرند کی بولی سنتا ہے نقدرا از قلب شناسد غویست جو کھرے کو کھوٹے سے نہ پہچانے کر لہ ہے رست ۳ و برستہ پیش او یکے ست آزاد اور گرفتار اس کے نزدیک یکساں ہے آنچیں کس گرد کسی مطلق ست ایسا شخص خواہ پورا ذہین ہے ہیں از و بگریز چوں آہوز شیر خبردار! اس سے ایسا بھاگ جیسے شیر سے ہرن

او نگر دو جزو جی القلب قہر وہ دل کی وحی کے بغیر مغلوب نہیں ہوتا جزو مگر داؤد کو شیخت بود مگر سوائے داؤد کے جو تیرا شیخ ہے ہر کرا حق در مقام دل نشاند جس کو اللہ تعالیٰ نے دل کی جگہ نبھایا ہے یار علت می شود علت یقین یقیناً مرض، مرض کا مددگار ہوتا ہے ہر کہ بے تمیز کف دروے زند جو بے تمیز ہے اس سے وابستہ ہو جاتا ہے مرغ ابلہ می کند آں سوئے سیر بیوقوف پرند اس جانب اڑن بھرتا ہے ہیں از و بگریز اگرچہ معنویست خبردار! اس سے گریز کر خواہ وہ نکتہ رس ہو گریقین دعویٰ کند اور در شکے ست اگرچہ یقین کا دعویٰ کرے وہ شک میں مبتلا ہے چوںش اس تمیز نبود احمق ست جب اس کو یہ تمیز نہ ہو وہ احمق ہے سوئے او مشاب اے داتا دلیر اے عقلمند بہادر! اس کی جانب نہ جا

گریختن عیسیٰ علیہ السلام بر فراز کوہ از احمقان و بیوقوفوں مٹی جب سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پہاڑی کی بلندی پر بھاگ کر شخصے درے اور فتن و سوال کردن جانا اور ایک شخص کا ان کے پیچھے جانا اور سوال کرنا



عیسیٰ! مریم بکو ہے یی گریخت
حضرت عیسیٰ (دن) مریم ایک پہلی طرف بھاگ رہے تھے
آں یکے در پے دوید و گفت خیر
ایک شخص پیچھے دوڑا اور بولا خیریت ہے
باتناب او آسپناں میتاخت چفت
جلدی میں وہ اس طرح چست بھاگ رہے تھے
یک دو میداں در پے عیسے براند
وہ ایک دو میدان حضرت عیسیٰ کے پیچھے بھاگا
کز پے امر ضات حق یک لخط لیست
کہ خدا کی خوشنودی کے لئے تھوڑی دیر ٹھہریے
از کہ ایں سوی گریزی اے کریم
اے صاحب کرم! اور کو آپ کس سے بھاگ رہے ہیں
گفت از احمق گریز انم برو
فرمایا جا میں بیوقوفوں سے بھاگ رہا ہوں
گفت آخر آں مسیحانہ توئی
اس نے کہا آخر آپ وہی مسیحا نہیں ہیں
گفت ۳ آرے گفت آں شہ نیستی
انہوں نے فرمایا ہاں اس نے کہا وہ شہ نہیں ہیں؟
چوں بخوانی آں فسوہ بر مردہ
آپ جب وہ منتر کسی مردے پر پڑھتے ہیں
گفت آرے آں منم گفتا کہ تو
انہوں نے فرمایا میں وہی ہوں اس نے کہا کہ آپ
برد می در وے سبک تا جاں شود
آپ اس میں آہستہ سے پھونک مارتے ہیں تو وہ زندہ ہو جاتا ہے
گفت آرے گفت پس اے روح پاک
انہوں نے فرمایا ہاں اس نے کہا تو اے پاک روح

شیر گوئی خون او میخواست ریخت
گویا 'شیر ان کا خون بہانا چاہتا ہے
در پیت گس نیست چہ گریزی چو طیر
آپ کے پیچھے کوئی نہیں ہے پنڈ کی طرح آپ کیل نظر ہی ہیں
کز شتاب خود جواب او نلگفت
کہ اپنی جلدی میں اس کو جواب نہ دیا
پس بجد جہد عیسے را بخواند
پھر کوشش سے حضرت عیسیٰ کو پکارا
کہ مرا اندر گریزت مشکلے ست
کیونکہ آپ کے بھاگنے میں میرے لئے مشکل پیش ہے
نے پیت شیر و نہ خوف خصم و بیم
آپ کے پیچھے نہ شیر ہے نہ دشمن کا ڈر اور خوف
می رہانم خویش را بندم مشو
میں اپنے آپ کو چھڑا رہا ہوں، مجھے نہ روک
کہ شو کورو کر از تو مستوی
کہ آپ کے ذریعہ اندھا اور بہرا تندست ہو جاتا ہے
کہ فسون غیب را ما دستی
کہ آپ غیبی منتر کے ملوی دے جا ہیں
بر جہد چوں شیر صید آوردہ
وہ مردہ شکاری شیر کی طرح کود پڑتا ہے
نے زر گل مرغاں گنی اے خوبرو
اے حسین کیا مٹی سے پرندے نہیں بنا دیتے ہیں
در ہوا اندر زماں پڑاں شود
اور فوراً ہی ہوا میں اڑنے لگتا ہے
ہر چہ خواہی میکنی از کیست باک
آپ جو چاہتے ہیں کر لیتے ہیں پھر کس کا ڈر ہے

۱ عیسیٰ۔ یعنی ابن مریم اس طرح
پہاڑ کی جانب بھاگے جا رہے تھے
جیسے کو گویا کوئی شیر ان کے خون کے
در پے ہے ایک شخص ان کے پیچھے
دوڑا اور بھاگنے کا سبب پوچھنے لگا لیکن
وہ اس قدر تیز بھاگ رہے تھے کہ اس
کو جواب نہ دے سکے
۲ کز پے مرضات اس شخص
نے بھاگ کر اور ان سے قریب ہو کر
کہا خدا کے لئے رک جائیے اور میرا
جواب دید تجھے۔ گفت۔ حضرت
عیسیٰ نے فرمایا میں ایک احمق سے
بھاگ رہا ہوں تو مجھے نہ رک۔ گفت۔
اس شخص نے کہا آپ کے دم کرنے
سے تو اندھے بہرے اچھے ہو جاتے
ہیں، آپ احمق کی حماقت سے اس
قدر خوفزدہ کیوں ہیں؟
۳ گفت آرے حضرت عیسیٰ
نے فرمایا کہ تیرا کہنا درست ہے
گفت آں شہ پیچھے بھاگنے والے
نے کہا آپ تو وہی شہ ہیں جن کو ام
اعظم آتا ہے جب وہ آپ مردے پر
پڑھتے ہیں تو وہ شکاری شیر کی طرح
زندہ ہو جاتا ہے۔ گفت۔ انہوں نے
فرمایا ہاں میں وہی ہوں جو تو کہتا ہے
تو اس نے کہا آپ تو مٹی سے پرندہ بنا
کر اڑا دیتے ہیں اس میں پھونک مد
دیتے ہیں تو اڑنے لگتا ہے۔ گفت۔
آرے انہوں نے اقرار کیا تو اس
نے پھر کہا جب آپ کے پاس ایسے
معجزات ہیں تو آپ کو کسی سے کیا ڈر
ہے

کہ نباشد مر ترا از بندگان

جو آپ کے غلاموں میں سے نہ ہو

مُبدِعِ تن خالقِ جاں در سَبَقِ

جو کہ جسم کا پیدا کرنے والا ازل میں روح کا خالق ہے

کہ بُوَد گردوں گریباں چاکِ او

جس کے لئے آسمان گریبان پھاڑے ہوئے ہے

برگر و برکور خواندم شد حسن

بہرے اور اندھے پر پڑھا وہ اچھا ہو گیا

خرقہ رابد رید بر خود تا بناف

اس نے ناف تک پیر بن پھاڑ ڈالا

بر سرِ لاشی بخواندم گشت شی

میں نے ناچیز پر پڑھا وہ چیز ہو گیا

صد ہزاراں بارو در مانے نشد

لاکھوں بار ' اور کوئی علاج نہ ہوا

ریگ شد کزوے نرود چچ کشت

ریت بن گیا جس سے کوئی کھیتی نہ اگے

سود کرد اینجا نبود آزا سَبَقِ

فائدہ کیا اس جگہ وہ نہ چلا

او نشد ایس را وَاں راشد دوا

وہ اس کے لئے دوا نہ ہوا اور اس کے لئے دوا بن گیا؟

رنج کوری نیست قہر آں ابتلاست

اندھے پن کی بیماری عذاب نہیں ہے وہ آزمائش ہے

آحمقی رنجیست کاں زخم آورد

بیوقوفی وہ بیماری ہے جو زخم پیدا کرتی ہے

رحم نبود چارہ جوئی آں شقی

اس بدبخت کی چارہ جوئی رحم سے نہیں ہوتی

باچنیں برہان کہ باشد در جہاں

ایسی دلیلوں کے ہوتے ہوئے دنیا میں کون ہو گا؟

گفت عیسیٰ کہ بذاتِ پاکِ حق

حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ اللہ کی پاک ذات کی قسم

حُرمتِ ذات و صفاتِ پاکِ او

اس کی پاک ذات اور صفات کی قسم

کاں فسون و اسمِ اعظمِ را کہ من

کہ وہ منتر اور اسمِ اعظم جو میں نے

بر گہ سنگیں بخواندم شد شگاف

پتھر لے سنگیں پھاڑ پر میں نے پڑھا وہ شق ہو گیا

برتن ۲ مردہ بخواندم گشت حی

میں نے مردہ جسم پر پڑھا وہ زندہ ہو گیا

خواندم آں را بر دلِ احمق بہ دُو

میں نے محبت سے اس کو بیوقوف کے دل پر پڑھا

سنگ خارا گشت وزاں خو برنگشت

سنگ خدا بن گیا اور اس عادت سے نہ ہٹا

گفت ۳ حکمت چست کا نجا آمِ حق

اس نے کہا کیا راز ہے کہ وہاں اسمِ اعظم نے

آں ہماں رنجست و ایں رنجے چرا

وہ بھی بیماری ہے اور یہ بھی بیماری کیوں

گفت رنجِ احمقی قہرِ خداست

فرمایا بیوقوفی کی بیماری خدا کا عذاب ہے

ابتلا رنجیست کاں رحم آورد

آزمائش وہ بیماری ہے جو رحم لاتی ہے

بر سرِ آرد زخم رنجِ احمقی

بیوقوفی کا مرض سر کو زخمی کرتا ہے

۱۔ گفت۔ اس سوال کرنے والے

کے جواب میں فرمایا۔ مدح۔ ایجاد

کرنے والا۔ سبق۔ ازل۔ گریبان

چاک۔ یعنی عاشق۔ کاں۔ بیشک

اس اسمِ اعظم کا یہی اثر ہے کہ اس سے

اندھے بہرے اچھے ہو جاتے ہیں۔

ہر کہ پہاڑ اس کی عظمت و ہیبت

سے پھٹ جاتے ہیں۔

۲۔ برتن۔ اسمِ اعظم مردے پر پڑھا

جائے تو وہ زندہ ہو جاتا ہے۔ لائی۔

یعنی اسمِ اعظم پڑھنے سے معدوم

موجود ہو جاتا ہے۔ دو۔ محبت۔ سنگ

خارا۔ یعنی احمق پر اسمِ اعظم پڑھنے

سے کوئی فائدہ نہ ہوا بلکہ اثر ہوا کہ وہ

اور سخت ہو گیا۔ خو۔ یعنی حماقت کی

عادت۔

۳۔ گفت۔ اس سوال کرنے

والے نے کہا اس میں کیا راز اور

حکمت ہے کہ احمق پر اسمِ اعظم بھی اثر

نہیں کرتا۔ گفت۔ حضرت عیسیٰ نے

فرمایا کہ حماقت عذابِ الہی ہے اور

اندھا پن ایک آزمائش ہے آزمائش

میں جو مبتلا ہوتا ہے اس پر رحم کیا جاتا

ہے اور احمق پر جوئے بڑھائے جاتے

ہیں۔ احمقی۔ حماقت پر ہر شخص کو غصہ

آتا ہے

انچہ اداغ اوست مہر او کردہ است
جو اس کا داغ ہے گویا اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے
زاحمقاں بگریز چوں عیسیٰ گریخت
بیوقوفوں سے اس طرح بھاگ جیسے حضرت عیسیٰ بھاگے
اندک اندک آب را دزد و ہوا
ہوا پانی کو تھوڑا تھوڑا چراتی ہے
گرمیت را دزد و سردی و ہد
وہ تیری گرمی کو چراتا ہے اور سردی پیدا کرتا ہے
آں گریز عیسوی نرتیم بود
حضرت عیسیٰ کا بھاگنا خوف سے نہ تھا
ز مہریر ار پرگند آفاق را
اگر سردی تمام دنیا کو بھر دے
ہر کرا گرمی بود از نور حق
جس کو اللہ تعالیٰ کے نور کی گرمی حاصل ہو

چارہ بروے نیارد برد دست
کوئی تدبیر اس پر قابو نہیں پا سکتی
صحبت احمق بسے خونہا کہ ریخت
احق کی صحبت نے بہت خون بہائے ہیں
وتجنیں دزد ہم احمق از شما
اسی طرح بیوقوف تم میں سے چراتا ہے
ہچناں کو زیر خود سنگے نہد
جس طرح کہ وہ اپنے نیچے پتھر رکھتا ہے
ایمن ست او از پے ۲ تعلیم بود
وہ محفوظ تھے، تعلیم دینے کے لئے تھا
چہ غم خورشید با اشراق را
دشمن سورج کو کیا غم ہے
اوجہ غم دارد سردیہائے بق
اس کو سخت ہارش کی سردی کا کیا غم ہے

۱۔ انچہ حماقت کا اثر اللہ تعالیٰ کی
ایک مہر ہے جس پر کوئی تدبیر مہر نہیں
ہوتی ہے۔ زاحمقاں۔ بیوقوفوں سے
اسی طرح بھاگو جس طرح حضرت
عیسیٰ بھاگے تھے۔ اندک۔ جس
طرح ہوا تھوڑا تھوڑا پانی چراتی رہتی
ہے اور حوض خشک ہو جاتی ہے اسی
طرح بیوقوف کی صحبت تیرے اچھے
لوصاف چراتی رہتی ہے۔ گرمیت۔
بھلائیوں کے لئے گرم جوشی کو اس کی
صحبت سردی اور کامل سے تبدیل کر
دیتی ہے۔
۲۔ پے تعلیم۔ حضرت عیسیٰ کا احمق
سے بھاگنا دوسروں کی تعلیم کے لئے
تھا۔ ز مہریر۔ اگر تمام دنیا میں سردی
پھیلی ہوئی ہو تب بھی سورج کو کوئی
نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ ہر کرا۔ حضرت
عیسیٰ کو نور حق کی گرمی حاصل تھی کسی
احق کی حماقتوں سے وہ متاثر نہیں ہو
سکتے تھے۔

۳۔ سبا۔ ایک شہر کا نام ہے۔ صبا۔
پر دا ہول۔ دبا۔ پہاڑ۔ کو دکاں۔ بچوں کی
کہانیوں اور افسانوں میں بھی ایک
قصہ کا پہلو ہوتا ہے۔ ہزلہا۔
افسانوں میں عموماً مذاق کی باتیں ہوتی
ہیں لیکن حکمت کے خزانے کے
تلاش کرنے والے کے لئے ضروری
ہے کہ ہر دیرانہ میں خزانہ تلاش
کرے۔

قصہ اہل سبا و حماقت ایشان واثر نا کردن پندو
اہل سبا اور ان کی بے وقوفی اور انبیاء کی نصیحت کا ان
نصیحت انبیاء در ایشان
پر اثر نہ کرنے کا قصہ

یادم آمد قصہ اہل سبا ۳
مجھے یاد آ گیا
آں سبا ماند شہرے بس کلاں
وہ سبا بہت بڑے شہر جیسا تھا
کودکاں افسانہا می آ ورنند
بچے قصے بیان کرتے ہیں
ہزلہا گویند در افسانہا
افسانوں میں مذاق کی باتیں کہتے ہیں
کزدیم احمق صبا شاں شدو با
احقانہ باتوں سے صبا ہوا ان کے لئے دبا بن گئی
در فسانہ بشنودی از کودکاں
تو نے بچوں سے قصہ میں سنا ہو گا
درج در افسانہ شاں صد گوئے پند
ان کے افسانوں میں سو قسم کی نصیحت درج ہوتی ہے
گنج می جو در ہمہ ویرانہا
تو ہر دیرانہ میں خزانے تلاش کر

۱۔ بود شہرے سب بہت بڑا شہر تھا لیکن اللہ کے نزدیک اس کا رتبہ مٹی کے پیالے سے زیادہ تھا۔ سخت رفت۔ لوہے کے پیاز کے چھلکوں کی طرح تھا اور اس میں آبادی تھی۔ مردم آبادی کی تعداد تو دس شہروں کی آبادی کی تعداد کے برابر تھی لیکن سب لوگ اس میں گندے قسم کے تھے۔ سہ خام۔ وہ تینوں بھی عقل کے کچے اور کھانے کے کچے تھے۔

۲۔ جان نا کردہ ایسے لوگ جن کی روح محبوب حقیقی سے وابستہ نہ ہو اگر لاکھوں بھی ہیں تو آدھا شخص ہیں۔ آن یکے ایک قسم تو یہ بھی کہ آخرت کے معاملہ میں اندھے اور دنیا داری میں بڑے دور بین۔ سلیمان۔ یعنی اللہ کے معاملہ میں اندھے پائے سور۔ دنیا کی معمولی سے معمولی بات کے بڑے پینا۔ وہ دگر۔ دوسری قسم وہ تھی جو نیک بات سننے میں بہری اور بری بات سن لینے میں کانوں کی بہت تیز تھی۔ گنج۔ وہ شہر سب دنیوی مال و دولت کے اعتبار سے خزانہ تھا لیکن تنگی اور بھلائی اس میں ذرہ برابر نہ تھی۔ وہ دگر۔ تیسری قسم ایسے لوگوں کی تھی جن کا ظاہری لباس لسا چڑا لیکن تقوے کے لباس سے ننگے تھے۔

۳۔ گفت کر۔ بہر ابولا وہ جو کچھ باتیں کر رہے ہیں میں سب سن رہا ہوں۔ آن برہنہ۔ ننگے نے کہا مجھے ڈر ہے کہ میرے ہاں دامن نہ کاٹ لیں۔ گور گفت۔ اندھے نے کہا میں دیکھ رہا ہوں وہ بہت قریب آگئے ہیں مشغلہ شہر و غل۔ ہلہ۔ تنبیہ کا کلمہ ہے۔

بود شہرے بس عظیم و مہ دلے

وہ سب بہت بڑا اور عظیم شہر تھا لیکن

بس عظیم و بس فراخ و بس دراز

بہت بڑا، بہت وسیع، اور بہت لمبا

مردم وہ شہر مجموع اندرو

اس میں دس شہروں کے افسانوں کا مجموعہ تھا

اندرو نوع خلایق بے شمار

اس میں بے شمار مخلوق کی قسمیں تھیں

جان ۲ نا کردہ بجائناں تا خشن

جان کو جانناں کی طرف نہ کر کے دھڑنا

آن یکے بس دور بین و دیدہ کور

ان میں سے ایک اندھی آنکھوں والا دور تک دیکھ لینے والا

وال دگر بس تیز گوش و سخت کر

دوسرا بہت تیز کان والا، اور سخت بہرا

وال دگر عور و برہنہ لاشہ تاز

دوسرا ننگا اور برہنہ، مرل ٹٹو دوڑانے والا

گفت کور اینک سپاے میرسند

اندھے نے کہا، یہ سپاہی پہنچ رہے ہیں

گفت ۳ کر آرے شنیدم بانگِ شل

بہرے نے کہا میں نے ان کی آواز سن لی

آں برہنہ گفت ترساں زیں منم

ننگا بولا، میں اس سے خوف زدہ ہوں

کور گفت اینک بنزدیک آمدند

اندھے نے کہا، اب وہ قریب آگئے ہیں

گر ہی گوید کہ آرے مشغلہ

بہرا کہہ رہا تھا، کہ ہاں شہر و غل

قدر او چوں قدر سکرہ پیش نے

اس کا رتبہ سکھ کے رتبہ سے زیادہ نہ تھا

سخت زفت و زفت اندازہ پیاز

پیاز کی طرح بہت تہ بہ تہ

لیک جملہ سہ تن ناشستہ رو

لیکن سب مل کر تین گندے شخص تھے

لیک آں جملہ سہ خام ہختہ خوار

لیکن وہ سب تین شخص ناقص کی پکلی کھانے والے تھے

گر ہزاران سب باشند نیم تن

اگرچہ وہ ہزاروں ہوں آدھا شخص ہونگے

از سلیمان کو رو دیدہ پائے مور

سلیمان کے ہاتھ میں اندھا اور چیونٹی کا پاؤں دیکھنے والا

گنج وورے نیست یک جو سنگ زر

خزانہ اور اس میں ایک جو کے وزن کا سونا نہیں ہے

لیک دا منہائے جامہ او دراز

لیکن اس کے کپڑوں کے دامن بہت لمبے

من ہی بینم کہ چوقوم اندرو چند

میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ کونسی قوم اور کس قدر ہیں

کہ چو میگویند پیدا و نہاں

کہ وہ آہستہ اور زور سے کیا کہہ رہے ہیں

کہ بیرند از درازی دا منم

کہ لمبائی کی وجہ سے میرا دامن نہ کاٹ لیں

خیز بگریزیم پیش از زخم و بند

اٹھ کہ ہم بڑکنے جانے اور پٹنے سے پہلے بھاگ جائیں

می شود نزدیک تریا راں ہلہ

خبردار، اے دوستو! بہت نزدیک آ رہا ہے

آل برہنہ گفت آوہ! دامنم
 نگے نے کہا ' ہائے میرا دامن!
 شہر را ہشتند آمدند
 انہوں نے شہر چھوڑ دیا اور باہر نکل آئے
 اندراں دو مرغِ فرہہ یافتند
 انہوں نے اس گاؤں میں ایک موٹا مرغ پایا
 کوردید و آل کر آوازش شنید
 اندھے نے اس کو دیکھا اور بہرے نے اس کی آواز سن لی
 مرغِ مردہ خشک از زخمِ کلاغ
 مرغِ مردہ کوے کی ٹھونگوں سے خشک تھا
 پس طلب کردند و دیگے یافتند
 انہوں نے تلاش کیا اور ایک دیگی پالی
 بر سر آتش نہا دنداں سے تن
 ان تینوں نے آگ پر رکھا
 آتشش کردند چنداں اے پسر
 اے بیٹا! انہوں نے اس قدر پکایا
 زال ہی خوردند چوں از صید شیر
 انہوں نے اس کو اس طرح کھلایا جس طرح شیر شکار کو
 ہر سہ زال خوردند بس فرہہ شدند
 تینوں نے اس میں سے کھلایا بہت موٹے ہو گئے
 آنچنان کز فرہی ہر یک جوان
 ایسے کہ ہر ایک جوان موٹاپے کی وجہ سے
 باچنیں گیزی و ہفت اندام زفت
 ایسے موٹاپے اور ساتھیوں موٹے اعضاء کے باوجود
 راہِ مرگِ خلق ناپیدار ہی ست
 مخلوق کی موت کا راستہ پوشیدہ راستہ ہے

از طمع بُرند و من نا ایمنم
 لالچ میں کاٹ لیں گے اور میں محفوظ نہیں ہوں
 وز ہزیمت در دے اندر شدند
 اور پسپائی سے وہ ایک گاؤں میں گھس گئے
 لیکا ذرہ گوشت نے بردے نرشد
 لیکن اس ذرہ برابر گوشت نہ تھا ' لاغر تھا
 عور بگرفت و بدا ماں در کشید
 نگے نے اس کو پکڑ لیا اور دامن میں چھپا لیا
 استخوانہا زار گشتہ چوں پناغ
 ہڈیاں دھاگے کی طرح لاغر تھیں
 بے سرو بے بن، سبک بشتافتند
 جس کے نہ سر تھا نہ تلی ' جلدی دوڑے
 مرغِ فرہہ را بدیگ اندر زفن
 مردے مرغ کو دیگی میں ہنرمندی سے
 کا استخوان شد پختہ خمش بیخبر
 کہ ہڈیاں پک گئیں اس کے گوشت کو پتہ نہ ہوا
 ہر یکے از خوردنش چوں پیل سیر
 اس کے کھانے سے ہر ایک ہاتھی کی طرح پیٹ بھرا ہو گیا
 چوں سہ پیلے بس بزرگ و مہ شدند
 تین موٹے اور بڑے ہاتھیوں کی طرح ہو گئے
 در نلجیدے ز زفتی در جہاں
 بھاری پن سے دنیا میں نہ ساتا تھا
 از شکاف در بروں جستند تفت
 تیزی سے دھڑکے کے دھڑکے سے باہر نکل گئے
 در نظر ناید کہ آل بیجا رہی ست
 وہ دکھائی نہیں دیتا ' کیونکہ لامکان راستہ ہے

۱۔ آوہ۔ انفسوس۔ اے من۔ مطمئن۔
 شہر۔ تینوں شہر چھوڑ کر بھاگے اور ایک
 گاؤں میں پہنچے۔ ہزیمت۔ پسپائی۔
 نرشد۔ لاغر۔ ہزیمت۔ زخم کلاغ۔
 کوے کا ٹھونکے ملنا پناغ کچا دھاگا
 مکاری کا جالا۔ بے سرو۔ یعنی ان کو ایسی
 ہڈی ملی جس کا نہ گھٹا نہ تالا۔
 ۲۔ بر سر آتش۔ یعنی اس مردہ مرغ
 کو ہانڈی میں ڈال کر پکانا شروع کیا۔
 آتشش۔ یعنی اس کو اس طرح پکایا
 کہ ہڈی گل گئی اور گوشت کچا ہی رہا۔
 زال۔ اس مردہ مرغ کو انہوں نے اس
 طرح کھلایا جس طرح شیر اپنا شکار
 کھاتا ہے اور اس طرح پیٹ بھرا لیا
 جیسا کہ ہاتھی پیٹ بھرتا ہے۔
 ۳۔ ہر سہ۔ تینوں اس مردہ مرغ کو
 کھا کر ہاتھیوں کی طرح بن گئے۔
 آنچنان۔ ان میں سے ہر ایک ایسا
 پھولا کہ دنیا میں نہیں سارہا تھا۔ ہا
 چنیں۔ لیکن اس موٹاپے کے باوجود وہ
 کھڑوں دھڑکے سے نکل بھاگے۔ کز۔
 فرہہ ہفت اندام۔ سر۔ سینہ۔ پشت۔
 دونوں ہاتھ دونوں پاؤں۔ شکاف۔
 دھڑکے۔ دھڑکے۔ کواڑ کی دھڑکے سے موت
 کا راستہ مراد ہے جو کسی کو نظر نہیں آتا
 ہے۔ بیجا۔ لامکانی۔

نک پیاپے کار واپہا مقتفی! زیں شگاف در کہ ہست آں مخفی

قافلے پے پے آگے پیچھے جا رہے ہیں ہواے کی اس ہڈ سے جو پوشیدہ ہے

بروز آں جوئی نیابی آں شگاف سخت نلیدہ وزو چندیں زفاف

اگر تو ہواے میں تلاش کریگا وہ ہڈ نہ پائے گا بالکل پوشیدہ ہے اور اس میں سے اس قدر رواگی ہے

اے ضیاء الحق حسام الدین عیاں باز باید کرد شرح ایں بیاں

اے ضیاء الحق حسام الدین واضح طہ پر اس بیان کی پھر شرح کرنی چاہیے

اے پسر ہر مختصر افسانہ نیست آشنا را رُوئے در بیگانہ نیست

اے بیٹا! ہر مختصر افسانہ نہیں ہے جاننے والے کا رخ، بیگانہ کی طرف نہیں ہے

شرح آں کور دُور بین و آں کر تیز شنو و آں برہنہ دراز دامن

اس دور تک دیکھنے والے اندھے اور اس تیز سننے والے بہرے اور اس لمبے دامن والے ننگے کی شرح

مرگ خود نشنید و نقل خود ندید کر ۲ اہل را داں کہ مرگِ ماشنید

اپنی موت کو نہیں سنا اور اپنے نقل ہونے کو نہ دیکھا بہرا، امید کو سمجھ کہ اس نے ہماری موت کی خبر سنی

حس نابینا ست بیند موبمُو لاج اندھا ہے ' ہاں ہاں دیکھتا ہے

عیب خلقاں او بگوید گو بگو لوگوں کو عیب کوچہ بکوچہ بیان کرتا ہے

می نہ بیند گرچہ ہست او عیب جو می نہ دیکھتی اگرچہ وہ عیب جو ہے

دامن مرد برہنہ کے درند حالانکہ ننگے انسان کا ان کب پھاڑتے ہیں

پیچ اورا نیست از دُز داش باک پیچ اورا نیست از دُز داش باک

اس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے اس کو چوروں کا کیا ڈر؟

وز غم دُزدش جگر خود میشود وز غم دُزدش جگر خود میشود

اور چور کے غم سے اس کا جگر خون ہوتا ہے

خندہ آید جانش رازیں ترس خویش خندہ آید جانش رازیں ترس خویش

اس کی جان کو اپنے اس خوف سے ہنسی آتی ہے

ہم ذکی داند کہ او بُد بے ہنر ہم ذکی داند کہ او بُد بے ہنر

اور ذہین بھی جان لیتا ہے کہ وہ بے ہنر تھا

وقت مرگش کہ بود صد نوحہ پیش وقت مرگش کہ بود صد نوحہ پیش

اس کے مرنے کے وقت جبکہ سینکڑوں نوے پیشگی ہوتے ہیں

آں زماں داند غنی کش نیست زر آں زماں داند غنی کش نیست زر

اس وقت سدا جان جاتا ہے کہ اس کے پاس مل نہیں ہے

۱۔ مقتفی۔ پیچھے۔ مخفی۔ پوشیدہ

بروز۔ کواڑوں کا وہ شگاف نظر نہیں آتا

ہے زفاف۔ لہن کو دہلہا کے پاس

بھیجتا یعنی انسانوں کی دل آخرت کی

طرف رواگی۔ اے پسر۔ ہر قصہ محض

افسانہ نہیں ہوتا جو معارف کو جانتے

ہیں اس سے اچھے نتائج نکال لیتے

ہیں۔ بیگانہ۔ یعنی لالہ دل کے لئے وہ

قصہ بیکار نہیں ہوتا ہے

۲۔ کہ۔ اس قصہ میں بہرے

سے انسان کی تمنائیں مراد ہیں تمنا

اور امید دوسروں کی موت کی خبر سنتی

ہے اپنی موت کی خبر سے بہری ہوئی

ہے اور دنیا سے اپنے فخل ہونے کو

نہیں دیکھتی۔ حرص۔ اس قصہ میں

اندھے سے مراد انسان کی حرص ہے

جو اپنے عیوب سے اندھی ہے اور

دوسروں کا عیب خوب دیکھتی ہے۔

عور۔ ننگے سے مراد وہ شخص ہے جو

نیک اعمال سے خالی اور آخرت کی

دولت سے مفلس ہے

۳۔ مرد دنیا۔ دنیا دار مفلس ہے اس

لئے کہ دنیوی دولت آخرت میں کوئی

فائدہ نہیں پہنچائے گی۔ اور بہنہ دنیا

دارنگا پیدا ہوا اور تقوے کے لباس سے

ننگا کرے گا۔ وقت مرگ۔ جب اس

دنیا کی دولت کی حقیقت کھل جائے

گی جس پر چوروں کا خوف کھاتا تھا تو

اپنے لور پرے گا۔ آں زماں۔ جب نہ

دنیاوی دولت کام آئے گی نہ دنیوی

ہنر تب سمجھے گا کہ وہ کس قدر مفلس اور

بے ہنر ہے

چوں کنارِ گود کے پُر ازِ سفال
جیسا کہ بچہ کی گود جو ٹھیکروں سے بڑی ہوئی ہے
گرستانی پارہ گریاں شود
اگر تو اس کا ٹھیکر لے لے تو وہ رونے لگے
چوں نباشد طفل را دانش و ثار
چونکہ بچے کو عقل کا لباس حاصل نہیں ہے
مختشم ۲ چوں عاریت را ملک دید
مالدار نے چونکہ مانگی ہوئی چیز کو ملکیت سمجھا
خواب می بیند کہ اُوراست مال
خواب دیکھتا ہے کہ اس کا مال ہے
چوں ز خوابش بر جہاند گوش کش
جب کان کھینچے والا اس کو نیند سے اٹھاتا ہے
ہچمنان لرزنی ایں عالماں
اسی طرح کا ان ہنرمندوں کو خوف ہے
از پے ایں عاقلان ذو فنون
انہی ہنرمند عقلمندوں کے لئے
ہر گھنص کی ترساں ز دزدی کسے
ہر گھنص کسی کے چا لینے سے ڈرتا ہے
گوید ۳ او کہ روز گارم می برد
کہتا ہے کہ وہ میرا وقت برباد کرتا ہے
گوید از کارم بر آوردند خلق
کہتا ہے لوگ مجھے بیکار بناتے ہیں
عُور ترساں کہ منم دامن کشاں
نگا ڈرتا ہے کہ میں دامن کھینچنے والا ہوں
صد ہزاراں فضل و اندازِ علوم
علم کی لاکھوں فضیلتیں جانتا ہے

گو براں لرزاں بود چوں رب مال
جو ان کے لئے ایسا لرزتا ہے جیسا کہ مالدار
پارہ گر بازش دہی خنداں شود
اگر تو اس کو ٹھیکرا وہ بارہ دیدے سے وہ ہنسنے لگے
گریہ و خندش ندارد اعتبار
اس کا رونا اور ہنسا اعتبار نہیں رکھتا ہے
پس براں مال درد غیس می طپید
اس لئے اس غلط مال پر تڑپتا ہے
ترسد از خوردے کہ بر باید جوال
چوہ سے ڈرتا ہے کہ تھمیا اڑا لے جائے گا
پس ز ترس خویش تسر آیدش
تو اپنے خوف سے اس کو ہنسی آتی ہے
کہ بودشاں علم و عقل ایں جہاں
جن کو اس دنیا کا علم و عقل ہے
گفت ایزد در بے لا یعلمون
قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ نہیں جانتے
خویشتن را علم پندار دے
اپنا علم بہت سمجھتا ہے
خود ندارد روزگار سود مند
حالانکہ خود مفید وقت نہیں رکھتا ہے
غرق بیکاریست جانش تا خلق
حالانکہ اس کی جان خلق تک بیکاری میں غرق ہے
چوں رہا نم دامن ز چنگالِ شاں
ان کے چنگل سے اپنا دامن کس طرح چھڑاؤں
جان خود را می نداند آں ظلوم
وہ ظالم اپنی جان کو نہیں جانتا ہے

۱ چوں۔ کنار۔ اس دنیا دار کی
حالت اس بچہ کی سی ہے جس نے پلو
میں کنکریاں جمع کر رکھی ہوں اور ان کو
دولت سمجھ رہا ہوں ان کنکریوں کے
لٹنے سے ڈرتا ہوں اور اگر کوئی ایک کنکری
لے لے تو رونے لگے اور اس کو واپس
دید تو ہنسنے لگے۔ دثار۔ بالائی لباس۔
۲ مختشم۔ دنیا دار دولت و شہرت
والا۔ عاریت۔ دنیا کی دولت اس کے
باس عارضی ہے خواب۔ یہ دولت
لکھی ہے جیسے کہ کوئی خواب میں
دولت کو دیکھتا ہے۔ چوں۔ جو شخص
اپنے خواب کے مال پر چوروں سے
ڈر رہا تھا بیدار ہونے پر اس کو اپنے نو پر
ہنسی آئے گی یہی حال آخرت میں
دنیا دار کا ہوگا۔ از پے۔ دنیا دار عقلمندوں
کو قرآن نے بے علم کہا ہے۔
ہر یکے۔ ہر دنیا دار اپنے علم کے بارے
میں چوہ سے ڈرتا ہے۔
۳ گوید۔ دنیا دار عالم کہتا ہے کہ
لوگ میرا وقت ضائع کرتے ہیں
جس سے میرے علم کو خطرہ ہوتا ہے
حالانکہ وہ یہ نہیں سمجھتا کہ اس کا وقت
اس کے لئے ت۔ قطعاً غیر مفید
ہے۔ گوید۔ وہ کہتا ہے لوگ آکر مجھے
بیکار بناتے ہیں حالانکہ جو اس کی
مصرف نہیں ہیں وہ خود بیکاری کے
مراوف ہیں۔ غور۔ یہ دنیا دار علوم
آخرت سے خالی ہے لیکن سمجھ رہا
ہے کہ دوسرے اس کے علوم کو برباد کر
رہے ہیں۔ صد ہزاراں۔ دنیا کے
لاکھوں علوم کا عالم ہے لیکن اپنی روح
کے بارے میں وہ ظالم و جلن ہے۔

در بیان جوہر خود چوں خرے
اپنے جوہر کے معاملے میں گدھے کی طرح ہے
خود ندانی تو بھجوزی یا بھجوز
تو خود نہیں جانتا کہ تو بھجوزی ہے یا بڑھیا
توروا یا نا روائی ہیں تو نیک
تو غور کر ' تو خود جائز ہے ' یا ناجائز
قیمت خود را ندانی احمقیست
تو اپنی قیمت نہیں جانتا ' یہ حماقت ہے
نگری سعدی تو یا ناشستہ
تو یہ غور نہیں کرتے کہ تو سعد ہے یا میلہ
کہ بدانی من کیئم در یوم دیں
کہ تو جان لے کہ قیامت کے دن میں کون ہوں
کہ بہ بخشد جملہ را جان ابد
کہ وہ سب کو ابدی جان عطا کر دے
بگر اندر اصل خود کو ہست نیک
اپنی اصل پر غور کر کہ وہ اچھی ہے
کہ بدانی اصل خود اے مردمہ
اے بڑے شخص! کہ تو اپنی اصل کو جان لے

داند اُو خاصیت ہر جوہرے
وہ ہر جوہر کی خاصیت جانتا ہے
کہ ہمیں دانم بھجوز ولا بھجوز
کہ میں بھجوز ' اور لا بھجوز کو جانتا ہوں
اس روا آں ناروا دانی ولیک
تو یہ جانتا ہے یہ جائز ہے وہ ناجائز ہے لیکن
قیمت ہر کالہ میدانی کہ چیست
تو ہر سودے کی قیمت جانتا ہے کہ کیا ہے
سعد ہا ۲ و نحسہا دانستہ
تو سعادتوں اور نحوستوں کو جانتا ہے
جان جملہ علمہا نیست و اس
تمام علوم کی جان حاصل یہی ہے
جان جملہ علمہا نیست خود
خود تمام علوم کی جان یہ ہے
آں اصول ۳ دیں بداستی تو لیک
تو نے دین کے اصول جان لئے لیکن
از اصولیت اصول خویش بہ
تیرے اصولی ہونے سے اپنے اصول بہتر ہیں

۱۔ اقد۔ دنیا کی چیزوں کی اصلیت
کو سمجھتا ہے اپنے جوہر روح کے
بارے میں گدھے پن کا ثبوت دیتا
ہے کہ ہمیں۔ دنیا دار عالم اس کا دعویٰ
کرتا ہے کہ میں مفتی ہوں اور میں
جائز ہونا جائز کو جانتا ہوں۔ خود ندانی۔
یعنی اس مفتی کو خود یہ علم نہیں کہ وہ مفتی
ہے یا نادان بڑھیا۔ بھجوزی۔ یعنی جائز
و ناجائز کا فتویٰ دینے کے قائل۔
بھجوز۔ بوجہ عورت جو عموماً دلائل سے
ناواقف ہوتی ہے۔ اس۔ یعنی فقیر اتنا
تو جانتا ہے کہ یہ بات جائز ہے اور یہ
بات ناجائز ہے لیکن اس کو اپنا کچھ پتہ
نہیں ہوتا کہ وہ کس حالت میں ہے۔
قیمت۔ دوسروں کے احوال سے
واقف ہونا اور اپنے احوال سے غافل
ہونا حماقت ہے۔

۲۔ سعد ہا۔ دنیا دار عالم نجوم
ستاروں اور چیزوں کی نحوست اور
سعادت سے واقفیت رکھتا ہے لیکن
اپنے بارے میں وہ کچھ نہیں سمجھتا کہ
خود نیک بخت ہے یا بد بخت ہے۔
جان جملہ۔ تمام علوم کی اصل تو یہ ہے
کہ انسان اپنے بارے میں یہ علم
حاصل کرے کہ قیامت کے دن اس
کا کیا حال ہونا ہے۔

۳۔ اصول دین۔ دین کے اصول
تو جاننا ضروری ہیں لیکن اس سے زیادہ
یہ ضروری ہے کہ اپنی روح کے بارے
میں غور کرے کہ وہ نیک ہے یا نہیں۔
از اصولیت۔ اصول فقہ کے جانے
سے یہ بہتر ہے کہ انسان اپنی اصل
یعنی روح کو پہچانے۔ خری۔ خوشحالی۔
بقا۔ یعنی ابدی زندگی۔ صاع۔
جائیداد۔ راع۔ چراگاہ۔ فراغ۔ یعنی
فارغ البانی۔

صفتِ حُرّی شہرِ سبا و ناشکری ایشان

سبا شہر کی خوشحالی اور ان کی ناشکری کا بیان

می رمیدندے ز اسباب بقا
وہ بقا کے اسباب سے بھاگتے تھے
از چپ و از راست از بہر فراغ
دائیں اور بائیں سے فراغت کے لئے

اصل شاں بد بود آں اہل سبا
ان اہل سبا کی اصل بری تھی
داو شاں چنداں ضیاع و باغ و راغ
انکو اللہ نے اس قدر جائیداد اور باغ اور چراگاہ دی



بسکہ می افتاد از پُری ۱ شمار
کثرت کی وجہ پھل بہت گرتے تھے
آں شمار میوہ رہ رامی گرفت
پھلوں کی بکھیر راستہ روک دیتی تھی
سَلَمَہ بر سر در درختان شاں
ان کے باغوں میں سر پر کی نوکری
باد آں میوہ فشاندے بے کسے
بغیر کسی شخص کے ' ہوا پھل جھاڑتی
خوشہ ہائے زفت تا زیر آمدہ
موسے خوشے نیچے کو لٹکے ہوئے
مرد کلخن تاب از پُری زرد
بھٹی جلانے والا سونے کی کثرت سے
سنگ کلیچہ ۲ کوفتے در زیر پا
کتے پاؤں کے نیچے قلعے روندتے
گشتہ ایمن و دہ از دُز دو گرگ
شہر اور گاؤں چھوڑ بھڑیئے سے محفوظ ہو گئے ہے
جامہ ایشاں اگر چرکیں شدے
اگر ان کے کپڑے میلے ہو جاتے
در تنور انداختندے جامہ را
وہ کپڑوں کو تنور میں ڈال دیتے
گر بگویم شرح نعمتہائے قوم
اگر میں قوم کی نعمتوں کی شرح کروں
ملع آید از سخنبہائے مہم
تو وہ ضروری باتوں سے منع بنے گی
چوں زحد بُردند ناشکری چُناں
جب انہوں نے اس طرح کی ناشکری حد سے زیادہ کی

تنگ می شد معبرہ بر رہگذار
چلنے والوں پر راستہ تنگ ہو جاتا ہے
از پُری میوہ رہر و در شگفت
پھلوں کی کثرت سے سفر تعجب میں تھے
پُر شدے ناخواست از میوہ فشاں
بغیر خواہش کے پھلوں کے جھڑنے سے بھر جاتی
پُر شدے زال میوہ دا منہا لے
ان پھلوں سے بہت سے دامن بھر جاتے
بر سر و روئے روندہ می زدہ
چلنے والے کے سر اور منہ کو لگتے
بستہ بُودے بر میاں زریں کمر
کمر پر زریں پٹی باندھے رہتا ہے
تخمہ بُودے گرگ صحرا از نوا
غذا کی کثرت سے جنگل کے بھینسوں کو بدبھنی ہو جاتی
بُزتر سیدے ہم از گرگ سترک ۳
موسے بھڑیئے سے بکری بھی نہ ڈرتی تھی
آتش سوزندہ شاں صابون بُدے
جلانے والی آگ ان کا صابون ہوتا
بعد یک ساعت شدے خوش باصفا
تھوڑی دیر کے بعد وہ اچھا صاف ہو جاتا
کہ زیادت می شد آں یوما فیوم
جو روز یہ روز بڑھ رہی تھیں
انبیاء بُردند امر فاسق
انبیاء فاسق کا حکم لے کر گئے
غیرت حق کارگر شد در زماں
اس وقت اللہ تعالیٰ کی غیرت کام میں لگ گئی

۱ پُری۔ کثرت۔ شمار۔ شمرہ کی جمع۔ پھل۔ معبر۔ گزرگاہ۔ راستہ۔ رہگذار۔ سفر۔ شمار۔ بکھیر۔ شگفت۔ تعجب۔ سَلَمَہ۔ نوکری۔ ناخواست۔ بغیر چاہے۔ بیکسے۔ یعنی بغیر جھاڑنے والے کے۔ کلخن۔ تاب۔ حجامی۔ کمر۔ پٹی۔ ۲ کلیچہ۔ قلعہ۔ تخمہ۔ بدبھنی۔ گشتہ۔ مال خوراک کی کثرت کی وجہ سے چور کو چوری کی ضرورت نہ تھی نہ بھڑیئے کو کسی کے پھاڑنے کی ۳ سترک۔ سترگ۔ موٹا۔ چرکین۔ میلہ۔ آتش۔ آگ کے ذریعہ کپڑے دھونے کی کوئی خاص ترکیب ہوگی۔ انبیاء۔ یعنی انبیاء کو حکم ہوا کہ وہ ان کو راستہ دہی کا حکم دیں۔

آمدن پیغمبر اہل بہ نصیحت اہل سب اہل سب کی نصیحت کے لئے پیغمبروں کا آنا

سینر وہ پیغمبر آنجا آمدند

گمراہوں کے سب رہبر بنے

مرکب شکر و بخشید حر کو

اگر شکر کی سواری سو گئی ہے اس کو چلاؤ

ورنہ بکشاید در خشم ابد

ورنہ ابدی ناراضی کا دروازہ کھل جائے گا

کز چنین نعمت بشکرے بس کند

کہ اس قدر نعمتوں پر ایک شکر پر اکتفا کرے

پا بخشد شکر خواہد قعدہ

پاؤں بخشتا ہے بیٹھنے کا شکر چاہتا ہے

صد ہزاراں گل ز خارے سر کند

لاکھوں پھول کانٹے سے سر ابھارتے ہیں

ما شدیم از شکر و از نعمت ملول

ہم تو شکر اور نعمت سے عاجز ہیں

کہ نہ طاعت ماں خوش آیدے خطا

کہ نہ ہمیں عبادت اچھی لگتی ہے نہ گناہ

مانی خواہیم اسباب و فراغ

ہمیں ذرائع اور فراغت کی خواہش نہیں ہے

شکر چہ گوئیم بر گوئید ہیں

کاش کہ شکر کریں ہاں بتاؤ

کہ ازاں در حق شناسی آفتے ست

کہ اس کی وجہ سے حق کے پہچانے میں نقصان ہے

طمعہ در بیمار کے قوت شود

کھانا بیمار میں قوت کب پیدا کرتا ہے

تیسرا پیغمبر وہاں آئے

کہ ہلا نعمت فزوں شد شکر گو

کہ خیر دل! نعمت بہت ہو گئی شکر کر

شکر منعّم واجب آمد در خرد

عقلی اعتبار سے انعام دینے والے کا شکر ضروری ہے

ہیں کرم بینید و ایں خود کس کند

ہاں کرم دیکھو! اور یہ خون کون کرتا ہے؟

سر بہ بخشد شکر خواہد سجدہ

وہ سر عنایت کرتا ہے سجدہ کا شکر چاہتا ہے

شکر نعمت نعمت افزوں تر کند

نعمت کا شکر، نعمت کو زیادہ بڑھاتا ہے

قوم گفتہ شکر مارا برد غول

قوم نے کہا، ہمارا شکر بھوت لے گیا

ما چٹاں یژ مردہ کشتیم از عطا

ہم بخشش سے ایسے پر مردہ ہو گئے ہیں

مانی خواہیم نعمتہا و باغ

ہم نعمتیں اور باغ نہیں چاہتے

نعمتے چہ سیر شد جاں ما ازیں

نعمت کیا چیز ہے اس سے ہماری طبیعت بھر گئی

انبیاء گفتند در دل علتے ست

انبیاء نے فرمایا دل میں بیماری ہے

نعمت ازوے جملگی علت شود

اس کی وجہ سے سب نعمتیں بیماری بن جاتی ہیں

۱۔ خرگو۔ یعنی تم شکر کے گھوڑے کے بیدار کر کے چلاؤ۔ درخورد عقلاً بھی انعام دینے والے کا شکر یہ ضروری ہے۔ ہیں۔ اللہ کا یہ بھی کرم ہے کہ اس قدر نعمتوں پر محض ایک شکر کا طلب ہے۔

۲۔ سر۔ اللہ نے سر عطا فرمایا ہے تو اس کا شکریہ یہ ہے کہ اس سر سے اس کو سجدہ کیا جائے۔ یا۔ اللہ نے پاؤں بخشے ہیں تو ان کا شکریہ یہ ہے کہ اس کے لئے عبادت میں قیام و قعود کیا جائے۔ صد ہزاراں۔ مصائب نعمتوں سے بدل جائے گے غول۔ بھوت، شیطان۔ ماشدیم۔ اہل سب نے کہا ہم تو ان نعمتوں سے متکدل ہیں اور ہمارے لئے اب نہ اطاعت میں لذت رہی نہ گناہ میں۔

۳۔ نعمتے۔ یعنی جب نعمت ہمارے لئے باعث زحمت ہے تو ہم شکر کس چیز کا ادا کریں۔ انبیاء۔ انبیاء نے اہل سب سے کہا تمہارے دل میں مرض پیدا ہو گیا ہے جس نے حق شناسی کو تباہ کر دیا ہے اور تم نعمتوں کو زحمت سمجھنے لگے ہو بیمار کو اگر صحیح غذا بھی دی جاتی ہے تو وہ بیماری میں اضافہ کر دیتی ہے۔

چند خوش پیش تو آمد اے مصر
اے ضدی تیرے سامنے بہت سی اچھی چیزیں آئیں
تو عدو! ایں خوشیہا آمدی
تو ان خوشیوں کا دشمن بن گیا
ہر کہ او شد آشنا و یار تو
جو تیرا واقف اور یار بنا
ہر کہ او بیگانہ باشد با تو ہم
وہ جو تجھ سے بیگانہ بھی ہو
انہم از تاثیر آل بیماری ست
یہ بھی اسی بیماری کی تاثیر ہے
دفع آل علت باید کرد زود
اس بیماری کو فوراً دفع کرنا چاہیے
ہر خوشی ۲ کا کاید بتونا خوش شود
جو اچھی چیز تیرے پاس آتی ہے بری ہو جاتی ہے
کیمیائے مرگ و خشک ست آل صفت
یہ صفت موت اور بے چینی کی کیمیا ہے
بس غذائے کہ زوے دل زندہ شد
بہت سی غذائیں ہیں جن سے دل زندہ ہوتا ہے
بس عزیزے کہ بنائے اشکار شد
بہت سے پیارے ہیں جو لاڈ پیار میں شکار ہوئے
آشنائی ۳ عقل با عقل از صفا
عقل کی عقل سے شناسائی خلوص سے
آشنائی نفس باہر نفس پست
نفس کی ذلیل نفس سے شناسائی
زائک نفسش گرد علت می تند
کیونکہ اس کا نفس کسی غرض کا چکر کاٹا ہے

جملہ ناخوش گشت و صاف او کدر
سب ناقص اور ان میں سے صاف مکدر ہو گئیں
گشت ناخوش ہر چہ بروے کفزدی
جس چیز پر تو نے ہاتھ دھرا وہ ناگوار ہو گئی
شد حقیر و خار در دیدار تو
تیری نظر میں وہ حقیر اور ذلیل ہو گیا
پیش تو اوبس مہ است و محترم
وہ تیرے لئے بہت بڑا اور با عزت ہے
زہر او در جملہ خلقاں ساری ست
اس کا زہر تمام لوگوں میں پھیلا ہوا ہے
شکر با آل ہم حدت خواہد نمود
کہ اس کے ہوتے ہوئے شکر بھی گندی نظر آتی ہے
آب حیواں گر رسد آتش شود
اگر آب حیات آتا ہے آگ بن جاتا ہے
مرگ گردد زان حیات عاقبت
بالآخر اس کی وجہ سے تیری زندگی موت بن جاتی ہے
چوں بیامد در تن تو گندہ شد
وہ جب تیرے جسم میں آتی ہیں گندی ہو جاتی ہیں
چوں شکارت شد بر تو خوار شد
جب تیرا شکار بن گئے تیرے نزدیک ذلیل ہو گئے
چوں شود ہر دم فزون باشد ولا
جب ہو جاتی ہے ہر لمحہ دوستی بڑھتی ہے
تو یقین می داں کہ ہر دم کمریست
تو یقین کر کہ ہر دم کھنتی ہے
معرفت را زود فاسد میکند
جان پہچان کو بہت جلد خراب کر دیتا ہے

۱۔ توعدو۔ اسی لئے تم نعمتوں کے دشمن بن گئے ہو۔ ہر کہ اسی بیماری کا پیار ہے کہ جو تمہارے خیر خواہ ہیں وہ تمہارے نزدیک حقیر اور ذلیل ہیں اور جو بیگانہ ہیں وہ تمہارے پیارے ہیں۔ زہر لو۔ اس بیماری میں پوری قوم مبتلا ہے۔ شکر با آل۔ اسی بیماری کا اثر ہے کہ تم شکر کو گندی چیز سمجھتے ہو۔

۲۔ ہر خوشی۔ اس بیماری سے ہر اچھی چیز بری بن جاتی ہے۔ آب حیات زہر کا کام کرتا ہے۔ کیمیا۔ یہ مرض موت اور درد کا سبب ہے اور اس سے آخرت کی زندگی موت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ بس۔ اس بیماری کی وجہ سے تمہاری یہ حالت ہے کہ جو شخص تمہاری محبت اور پیار کی وجہ سے تمہارا شکار اور گرویدہ ہے تم اس کو ذلیل سمجھتے ہو۔

۳۔ آشنائی۔ جو دوستی عقل کی بنیاد پر ہوتی ہے اس میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اور جو دوستی نفسانی غرض پر مبنی ہے زائک۔ نفسانی دوستی غرض کی وجہ سے ہوتی ہے۔

گر نخواہی دوست را فردا نفیر

اگر تو کل قیامت کو کسی دوست کو قاتل نفرت نہیں دیکھنا چاہتا ہے

از سموم نفس چوں با علتی

چونکہ تو نفس کی زہریلی ہوا سے بیدار ہے

گر بیگری گوہرے سنگے شود

اگر تو موتی لے گا وہ پتھر ہو جائے گا

ور بیگری نکتہ بکر لطیف

اگر تو نیا پاک نکتہ حاصل کریں گا

کہ من ایں را بس شنیدم کہنہ شد

کہ میں نے اس کو بہت سنا ہے پہلا ہو گیا ہے

چیز دیگر تازہ و نو گفتہ گیر

فرض کرو کہ دوسری کوئی تازہ و نو بات کہہ ہوئی ہو

دفع ۲ علت گن چو علت خو شود

کیونکہ بیماری عادت بن جاتی ہے بیماری کو دفع کر

تا کہ از کہنہ بر آرد برگ نو

حتی کہ پرانی بات نئے پتے نکالے گی

ما طیبیانیم و شاگردان حق

ہم اللہ تعالیٰ کے شاگرد ہیں اور طیب ہیں

آں طیبیان طبیعت دیگرند

جسمانی طیب دوسرے ہیں

ما بدل ۳ بے واسطہ خوش بنگریم

ہم بغیر واسطے کے دل کو خوب دیکھتے ہیں

آں طیبیان غذایند و شمار

وہ غذاؤں اور پھلوں کے طیب ہیں

ما طیبیان فعالمیم و مقال

ہم قولوں اور فعلوں کے طیب ہیں

دوستی با عاقل و با عقل گیر

عقلند اور عقل سے دوستی کر

ہر چہ گیری تو مرض را آلتی

تو جو بھی لے گا مرض کا آلہ کار ہے

ور بیگری مہر دل جنگے شود

اگر تو دل کی محبت اختیار کرے گا وہ دشمنی ہو جائیگی

بعد درکت گشت بے ذوق و کثیف

تیرے پالنے کے بعد وہ بے ذوق اور گندہ ہو جائے گا

چیز دیگر بجز ایں اے عہد

اے یارا اس کے علاوہ کچھ کہہ

باز فرد ازاں شوی سیر و نفیر

پھر تو کل کو اس سے بھی دل بھرا اور متغیر ہو گا

ہر حدیث کہنہ پشت نو شود

ہر پرانی بات تیرے لئے نئی ہو جائے گی

بشگفاند کہنہ صد خوشہ زگو

پرانی بات گڑھے میں سے سینکڑوں خوشے کھلائے گی

بحر قلزم دید مارا فانفلق

ہمیں بحر قلزم نے دیکھا تو وہ ٹپٹ گیا

کہ بدل از راہ نبضے بنگرند

جو دل کو نبض کے راستے سے دیکھتے ہیں

کز فراست ما بعالی منظریم

کیونکہ فراست کی وجہ سے ہم بلند مقام پر ہیں

جان حیوان بدیشاں اُستوار

حیوانی روح ان سے ٹھیک ہوتی ہے

ماہم ما پر تو نور جلال

اللہ تعالیٰ کا نور ہم پر الہام کرنے والا ہے

۱۔ اگر نخواہی۔ اگر ایسا دوست بنانا چاہتے ہو جس سے کل کو نفرت نہ ہو تو عقل کی بنیاد پر عقلند سے دوستی کرو۔ ۲۔ سموم۔ انسان جب نفسانی امراض کی بیماری میں مبتلا ہے تو اس کا ہر کام اس کی بیماری میں اضافہ کریگا۔ اور بگری۔ نفسانی مریض کا علمی ذوق فنا ہو جاتا ہے عہد قسم کے علمی نکتے۔ جی اس کو بے لگتے ہیں۔ چیز دیگر۔ اگر اور کوئی نکتہ بھی بیان کیا جائے گا تو کل کو اس سے بھی نفرت ہو جائے گی۔ ۳۔ دفع۔ اگر قلبی بیماری کا علاج ہو جائے تو پرانی باتوں میں نئے نکتے نظر آئیں گے۔ بحر قلزم۔ حضرت موسیٰ کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ طیبیان۔ طبیعت۔ یعنی انسانی مزاج کے طیب۔ نبضے۔ جسمانی طیب نبض دیکھ کر مرض کی تشخیص کرتا ہے۔ ۳۔ ما بدل۔ انبیاء اور اولیاء بلا واسطہ دل کو دیکھ لیتے ہیں۔ فراست۔ مخفی علامتوں سے کسی چیز کو پہچان لینا۔ جان حیوانی۔ جسمانی اطباء کا کام مزاج حیوانی کو ٹھیک کرنا ہے۔ ماہم۔ انبیاء کا مقولہ ہے یعنی ہم انسان کو یہ بتاتے ہیں کہ تیرا کون سا فعل اور قول مہلک ہے اور کون سا نافع ہے۔ ماہم۔ دل میں بات ڈالنے والا۔

و انچنای فعلے زره قاطع شود

اور ایسا فعل رلہ حق سے جدا کرنے والا ہو گا

و انچنای قولے ترا نیش آورد

اور ایسی بات تیرے ذہنک مارے گی

پیش تو بنہیم و بنمائیم جد

ہم تیرے سامنے کھیتے ہیں اور اچھی طرح دکھاتے ہیں

زہر و شکر سنگ و گوہر شد عیاں

زہر اور شکر، پتھر اور جوہر واضح ہو گیا

وین دلیل مابود وجی جلیل

اور ہماری دلیل اللہ تعالیٰ کی وحی ہوتی ہے

دست مزد ما رسد از حق بسے

ہمیں اللہ تعالیٰ سے بہت مزدوری ملتی ہے

داروئے مایک بیگ رنجور را

ہماری دوا ہر ہر بیمار کے لئے ہے

کاچنیں فعلے ترا نفع بود

کہ ایسا فعل تیرے لئے نافع ہو گا

اچنیں قولے ترا پیش آورد

ایسی بات تجھے آگے بڑھائے گی

اچنای و اچنیں از نیک و بد

ایسا اور دیا اچھا اور برا

گر تو خواہی اس گزیر در خواہی آل

اگر تو چاہے اس کو اختیار کر تو چاہے اس کو

واں طبیبیاں را بود بوئے دلیل

ان طبیبوں کو دلیل سے سراغ ملتا ہے

دست مزد می نخواہیم از کسے

ہم کسی سے مزدوری نہیں چاہتے ہیں

ہیں صلا بیماری نا سور را

آگاہ! ناسور کی بیماری کے لئے پکار ہے

معجزہ خواستن قوم از پیغمبران علیہم السلام

قوم کا پیغمبروں سے ان پر سلام ہو معجزہ مانگنا

قوم گفتند اے گروہ مدعی

قوم نے کہا ' اے دعوے دار

چوں شبابستہ ہمیں خواب و خورد

جبکہ تم بھی اسی سونے اور کھانے کے پابند ہے

چوں شمار دام اس آب و گلید

جبکہ تم اسی پانی اور مٹی کے جل میں ہو

حب جاہ و سروری دارد براں

رجہ اور سروری کی محبت اس پر آمادہ کرتی ہے

مانخواہیم اس چنیں لاف و دروغ

ہم اس طرح کی شنی اور جھوٹ نہیں چاہتے

کو گواہ علم و طب نافعی

نفع رساں طب اور علم کا کون گواہ ہے؟

ہمچو مابا شید و در وہ می خرید

ہماری طرح بنو اور گاؤں میں کھاؤ بیو

کے شما صیاد یسرغ ولید

تو تم دل کے یسرغ کے شکری کہہ دو؟

کہ شمارد خویش از پیغمبراں

کہ اپنے آپ کو پیغمبروں میں شمار کرے

کردن اندر گوش و افتادن بدوغ

سننا اور چھانچ میں گرنا

۱۔ اچنیں۔ یعنی انسان کو کونے

افعال و اقوال اللہ سے قریب کرتے

ہیں اور کونے راستے روکتے ہیں۔

اچنیں۔ انسانوں کے لئے نیکی

اور بدی کو خوب واضح کر کے بیان

کرتے ہیں۔ گر تو خواہی۔ اس کے

بعد پھر انسان کو اختیار ہے کہ وہ بدی کا

راستہ اختیار کرے یا بھلائی کا۔ واں

طبیبیاں۔ ہمسائی طبیب عقلی دلائل

سے کام لیتے ہیں ہم وحی الہی سے

رہبری حاصل کرتے ہیں۔

۲۔ دست مزد۔ تمام انبیاء یہی

کہتے ہیں لَا تَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا اِنْ

أَجْرُنَا اِلَّا عَلَىٰ اللّٰهِ۔ یعنی ہم تم سے

اس کام کی مزدوری نہیں مانگتے ہیں

ہماری مزدوری اللہ کے ذمہ ہے۔

ناسور۔ یعنی شہر گزار مرض۔ کو گواہ۔

ان لوگوں نے انبیاء سے کہا اپنے

دعوے پر گواہ لاؤ۔ چوں۔ شہادت کھانے

انبیاء پر ہمیشہ۔ اسی قسم کا اعتراض کیا

ہے۔ مَا لِهٰذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ

وَيَسْأَلُنَا فِي الْاَسْوَاقِ۔ یعنی یہ کیسے

انبیاء ہیں کہ بازاروں میں چلتے

پھرتے ہیں اور کھانا کھاتے ہیں۔

۳۔ چوں شہ۔ یعنی کھانے انبیاء

سے کہا کہ تم خود جبکہ آب و گلید

بنے ہوئے ہو تو تم دوسروں کی کیا

اصلاح کر سکتے ہو۔ خب جلد۔ کھانے

نے یہ بھی کہا کہ بڑا بننے کا شوق

پیغمبری کا دعویٰ کراتا ہے افتاد۔ دن

بدوغ۔ یعنی گھٹیا چیزوں حاصل کرنا۔

انبیاء گفتند کایں زالِ علتِ ست

انبیاء نے کہا یہ باتیں اسی بیماری کی وجہ سے ہیں

دعویٰ مارا شنیدید و شما

تم نے ہماری دعویٰ سن لیا اور تم

امتحان سب ایں گہرِ مرخلاق را

یہ جو ہر لوگوں کی آزمائش ہے

ہر کہ گوید کو گوا گفتش گواست

جو یہ کہے کہ گوا کہاں ہے اس کی بات خود گوا ہے

آفتابے در سخن آید کہ خیز

سورج کے کہے کہ آفتاب گوا

تو بگوئی آفتابا گو گوا

تو کہے 'اے آفتاب! گوا کہاں ہے؟'

روز ۲ روشن ہر کہ او جوید چراغ

جو شخص روشن دن میں چراغ ڈھونڈے

ور نہی بنی گمانے بردہ

اگر تو نہیں دیکھتا ہے تو نے محض ایک گمان کیا ہے

کوری خود را مکن زیں گفت فاش

اس گفتگو سے اپنے اندھے پن کو ظاہر نہ کر

فصل بے علت مگر دریا بدت

شاید بے غرضِ فضل تجھے حاصل ہو جائے

ور نہ ۳ ماندی در چنیں کوری ابد

ور نہ تو ہمیشہ ایسے ہی اندھے پن میں رہے گا

در میان روز گفتن روز کو

دن میں کہنا کہ دن کہاں ہے؟

صبر و خاموشی جذوبِ رحمت

مہر اور خاموشی رحمت کو کھینچنے والی ہے

مایہ گوری حجابِ رویت ست

اندھے پن کا سرمایہ دیدار کا پردہ ہے

می نہ بینید ایں گہر در دست ما

ہمارے ہاتھ میں اس جوہر کو نہیں دیکھتے ہو؟

ماش گردا نیم گرد چشمہا

ہم اس کو آنکھوں کے گرد گھما رہے ہیں

کوی بیند گہر، حبسِ عماست

کہ وہ جوہر کو نہیں دیکھ رہا ہے اندھے پن کا قیدی ہے

کہ برآمد روز و برجہ کم سستیز

دن نکل آیا، اٹھا جا مخالفت نہ کر

گویدت اے کو راز حق دیدہ خواہ

تجھ سے وہ کہے گا اے اندھے اللہ تعالیٰ سے آنکھ مانگ

عین جستن کوریش باشد بلاغ

یہ ڈھونڈنا ہی اس کے اندھے پن کا اعلان ہے

کہ صباح ست و تو اندر پردہ

کہ صبح ہو گئی ہے اور تو پردے میں ہے

خامش و در انتظارِ فضل باش

چپ رہ اور اللہ کے فضل کا انتظار کر

زیں شقاوت روئے دل برتابت

اس بدبختی سے تیرے دل کا رخ موڑ دے

آئینہ پنہاں شد از تو در نمد

آئینہ تجھ سے نمدے میں چھپ گیا ہے

خویش رسوا کردن ست اے شند خو

اسے بد مزاج! اپنے آپ کو رسوا کرنا ہے

ویں نشانِ حستن نشانِ علت است

اور یہ دلیل طلب کرنا بیماری کی علامت ہے

۱۔ انبیاء انبیاء نے کافروں سے کہا کہ تم ہماری نبوت کو نہیں دیکھتے ہو یہ تمہارا اندھا پن ہے۔ دعویٰ۔ یعنی نبوت کا دعویٰ۔ ایں گہر۔ یعنی۔ نبوت و رسالت۔ ماش۔ گردائیم۔ یعنی اپنی نبوت سب کو دیکھا رہے ہیں۔ ہر کہ گوید۔ جو شخص ہماری رسالت کو نہیں دیکھتا ہے اور گواہ طلب کرتا ہے یہ بات خود اس کی گواہ ہے کہ وہ اندھا ہے۔ آفتابے۔ اگر آفتاب کسی سے کہے کہ میں موجود ہوں اور دوسرا کہے کہ اپنے وجود پر گواہ لاتو یہ اس کہنے والے کے اندھے ہونے کی دلیل ہے۔ آفتاب خود اپنے وجود کی دلیل ہوتا ہے۔

۲۔ روز۔ جو شخص دن میں چراغ تلاش کرے۔ مری بنی۔ یعنی اگر کسی کو آفتاب رسالت نظر بھی نہ آئے وہ کم از کم اس قدر کرے کہ یہ گمان کر لے کہ شاید وہ نکلا ہو اور میں خود پردے میں ہوں لے مجھے نظر نہیں آتا ہے۔ فصل بے علت۔ یعنی فضلِ خداوندی۔ زیں شقاوت۔ یعنی آفتاب رسالت کا نظر نہ آنا۔

۳۔ ورنہ۔ اگر علی الاعلان مخالفت کریگا تو ہمیشہ کے لئے بدبختی میں مبتلا ہو جائے گا اور اس کو آئینہ رسالت میں اپنا چہرہ نظر نہ آئے گا۔ در میان۔ اگر کوئی شخص دن میں یہ کہے کہ دن کہاں ہے تو وہ خود اپنے اندھے پن کو ظاہر کر کے رسولی مول لے رہا ہے۔ جذوب۔ کھینچنے والا۔ نشانِ حستن۔ یعنی معجزہ طلب کرنا۔

اَنْصِتُوا بِذِرِ تَابِرِ جَانِ تُو
فَصُوْ كُو قَبول کر لے تاکہ تیری جان پر
گر نحوای نکس پیش اس طبیب
اگر تو بھلی کی پلٹ نہیں چاہتا ہے اس طبیب کے سامنے
گفت افزوں را تو بفروش و بخر
زیادہ گفتگو کر بیچ ڈال اور خرید لے
تا ثنائے تو بگوید فصل ہو
تاکہ اللہ تعالیٰ کا فضل تیری ایسی تعریف کرے
چوں طبیبان را نگہدارید دل
جب تم طبیبوں کے دل کی نگہداشت کرو گے
دفع ۱۲ ایں کوری بدست خلق نیست
اس اندھے پن کو دفع کرنا مخلوق کے ہاتھ میں نہیں ہے
ایں طبیبان را بجاں بندہ شوید
ان طبیبوں کے دل سے غلام بنو

آید از جاناں جزائے اَنْصُوا
محبوب کی طرف سے فصو کا بدلہ آئے
بر زمیں زن زود سر راے لیب
اے ذہن سر کو جلد زمین پر رکھ دے
بذل جان و بذل جاہ و بذل زر
جان کی قربانی اور رتبہ کی قربانی اور مال کی قربانی
کہ حسد آرد فلک بر جاہ تو
کہ تیرے رتبے پر آسمان حسد کرے
خود بہ بینید و شوید از خود نخل
خود دیکھ لو گے اور خود شرمندہ ہو گے
لیک اکرام طبیبان از ہدایت
لیکن طبیبوں کی عزت کرنا اسباب ہدایت میں سے ہے
تا بمشک و عنبر آگندہ شوید
تاکہ مشک اور عنبر سے پر ہو جاؤ

مہتمم داشتن قوم انبیاء را علیہم السلام

قوم کا انبیاء علیہم السلام پر تہمت لگانا

قوم گفتند ۶ ہم زرق ست و مکر
قوم نے کہا یہ سب فریب اور مکر ہے
ہر رسول شاہ باید چنس او
ہر شاہ کا قاصد اس کا ہم جنس ہونا چاہیے
مغز خر خوردیم تا ما چوں شما
ہم نے گدھے کا بھیجا کھلایا ہے کہ ہم تم جیسے
کو ہما گو پشہ کو گل گو خدا
کہا ہا کہاں چھر کہاں مٹی کہاں اللہ
ایں چہ نسبت ایں چہ پیوندی بود
یہ کیا نسبت ہے یہ کیا تعلق ہے

کے خدا نائب کند از زید و بکر
خدا زید اور بکر کو کب قائم مقام بناتا ہے؟
آب و گل گو خالق افلاک گو
پانی اور مٹی کہاں اور آسمانوں کا پیدا کرنے والا کہاں؟
پشہ را داریم ہمراز ہما
چھروں کو ہما کا ہمراہ سمجھیں
ز آفتاب چرخ چہ بود ذرہ را
ذرہ کو آسمان کے سورج سے کیا واسطہ
تا کہ در عقل و دماغ در رود
تاکہ عقل اور دماغ میں آ سکے

۱۔ اَنْصُوا قرآن پاک میں ہے
وَ اِنْ اَقْرَبُ الْقُرْآنِ فَلْتَسْمَعُوْا لَہٗ وَ
فَصُوْا لَکُمْ تَرْحَمُوْنَ یعنی جب
قرآن پڑھا جائے تو تم کان لگاؤ اور
خاموشی سے سنو تاکہ تم پر رحم کر دیا
جائے۔ گر نحوای نکس۔ یعنی اگر تو
مرض کے پلٹنے کا خواہش مند نہیں
ہے طبیب۔ یعنی رسول۔ گفت۔
انبیاء اور رسولوں کے سامنے زیادہ
گفتگو مناسب نہیں۔ جان کے لئے
ہر طرح کی قربانی کرنی چاہیے۔ تا
ثنائے انسان کی قربانیوں پر اللہ تعالیٰ
ایسی تعریف فرمائے گا کہ آسمان کو اس
پر حسد آئے گا۔ چوں۔ جب ان اطباء
کی دلداری کی جائے گی تو انسان پر خود
اپنی حقیقت کھل جائے گی۔
۲۔ دفع۔ رسالت نظر نہ آنے کے
مرض کا ذمہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں
ہے اور ان لوگوں کی تو قیر کرنا اس مرض
کے ذمہ کا سبب ہے۔ قوم۔ یعنی اہل
سب۔ کے خدا۔ بھلا انسان کو اللہ تعالیٰ
اپنا خلیفہ کب بنا سکتا ہے۔ ہر رسول۔
شاہ اور اس کے قاصد کا ہم جنس ہونا
ضروری ہے انسان جو آب و گل سے
بنا ہے اس کو اللہ سے کیا مناسب
ہے۔
۳۔ مغز خر۔ گدھے کا مغز کھانے
سے انسان گدھا بن جاتا ہے۔ پشہ۔
یعنی انسان۔ ہما۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ کو
ہما۔ اللہ تعالیٰ اور انسان میں کیا
نسبت ذرہ کو آفتاب سے کیا نسبت۔
ایں چہ۔ کسی انسان کا اللہ تعالیٰ سے
تعلق ہونا عقل میں نہیں آ سکتا۔

تاجا! ایں گفت بیہودہ کجا
 ایں چذرق ست و چشیدست و دعا
 یہ بیہودہ گفتگو کب تک؟
 یہ کیا کر ہے؟ یہ کیا فریب اور دعا ہے
 خود کجا کو آسمان گو رسیماں
 می نگیرد مغز ما ایں داستاں
 یہ خود کہیں ہے کہیں آسمان کہیں کجا دھاگا؟
 اس افسانے کو ہادی عقل قبول نہیں کرتی
 غالباً ما عقل داریم ایں قدر
 گندنا رامی شناسیم از گزور
 غالباً ہم اتنی تو عقل رکھتے ہیں
 کہ گندنے کو گاجر سے پہچان لیں

حکمت خرگوشاں کہ خرگوشے را بر سالت پیش فیل
 ان خرگوشوں کا قصہ کہ ایک خرگوش کو ہاتھی کے پاس قاصد بنا کر بھیجا
 فرستادند کہ بگو کہ من رسول ماہ آسمانم در پیش تو کہ ازیں
 کہ تو جا کر کہہ کہ میں آسمان کے چاند کا تیرے لئے قاصد ہوں کہ تو پانی کے
 چشمہ آب حذر کن چنانچہ در کتاب گلیلہ و دمنہ آمدہ
 اس چشمے سے پرہیز کر جیسا کہ کلیہ اور دمنہ کتاب میں مذکور ہے

ایں بداں ملکہ کہ خرگوشے بگفت
 یہ تو ایسا ہے کہ ایک خرگوش نے کہا
 کز ۲ رمہ پیلاں ازاں چشمہ زلال
 کیونکہ ہاتھیوں کے جھنڈ سے اس صاف چشمہ پر
 جملہ محروم و زخوف از چشمہ دور
 سب محروم تھے اور ذر کی وجہ سے چشمے سے دور تھے
 از سر گہ بانگ زد خرگوش زال
 ایک بوزے خرگوش نے پہاڑ پر سے آواز دی
 شاہ ۳ پیلاں من رسولم پیش بایست
 اے ہاتھیوں کے بادشاہ! سامنے کھڑا ہو جائیں قاصدوں
 ماہ میگوید کہ اے پیلاں روید
 چاند کہہ رہا ہے کہ اے ہاتھیو! بھاگ جاؤ
 ورنہ من تاں کور گردانم ستم
 ورنہ میں تمہیں اندھا کر دوں گا، ظلم
 من رسول ماہم و با ماہ جفت
 میں چاند کا قاصد ہوں اور چاند کا ساتھی
 جملہ نخیراں بند اندر و بال
 تمام جنگلی جانور مصیبت میں تھے
 حیلہ کردند چوں کم بود فور
 چونکہ طاقت کم تھی انہوں نے تدبیر کی
 سوئے پیلاں در شب غرہ ہلال
 ہاتھیوں کو چاند رات میں
 بر رسولان بند و زجرو خشم نیست
 قاصدوں پر پابندی اور ہموکی اور غصہ مناسب نہیں ہے
 چشمہ آن ماست زیں یکسو شوید
 چشمہ ہادی ملکیت ہے اس سے ہٹ جاؤ
 گفتیم از گردن برون انداختم
 میں نے بتا دیا اپنا فرض ادا کر دیا

۱۔ تاجا! اکل سہانے انبیاء سے یہ
 کہہ رہے ہیں۔ پندیا کا کیا دھاگا۔
 غالباً ہم میں اتنی عقل تو ہے کہ
 گندنے اور گاجر میں فرق کر لیں۔
 گندنا۔ عربی میں اس کو کراٹ کہتے
 ہیں ایک بدبودار پھلی ہے جو کہانی چلتی
 ہے حکایت اکل سہانے یہ قصہ عقل
 کیا کہ تمہاری تو وہی مثال ہے جیسا
 خرگوش چاند کا رسول بنا تھا۔ من
 رسول۔ خرگوش نے کہا میں چاند کا
 قاصد اور پیغامبر ہوں اور چاند کا ہمراز
 ساتھی ہوں۔

۲۔ کہ۔ یہ خرگوش فرضی طہر پر چاند
 کا رسول اس لئے بنا تھا کہ تمام جانور
 چشمے پر ہاتھیوں کے آنے سے بچ
 تھے اور سب نے مل کر یہ ایک سازش
 کی تھی کہ ہاتھی اس چشمے پر آنا چھوڑ
 دیں۔ جملہ۔ جنگل کے سب جانور
 ہاتھیوں کے ڈر سے اس چشمہ کے
 پانی سے محروم ہو گئے تھے چونکہ لڑنے
 میں تو کمزور تھے اس لئے انہوں نے
 یہ تدبیر سوچی تھی۔ زال۔ بڑھیا۔
 غرہ۔ پہاڑی رات کا چاند۔

۳۔ شاہ۔ ہاتھیوں کے بادشاہ
 کو خرگوش نے حکم دیا کہ وہ نمبرے اور
 پھر کہا کہ میں چاند کا قاصد ہوں۔ ماہ
 میگوید۔ میں چاند کی طرف سے
 پیغام لایا ہوں چاند نے کہا ہے کہ یہ
 پانی کا چشمہ میری ملکیت ہے تم اس پر
 نہ آیا کرو۔ گر کہانہ مانو گے تو اندھا بنا
 دوں گا۔ ستم گفتیم۔ یعنی میں نے
 تمہارا عظیم تم کو بتا دیا ہے اور اپنا فرض ادا
 کر دیا ہے۔

ترکِ ایں چشمہ بگوئید و روید
یہ چشمہ چھوڑ دو اور چلے جاؤ
نک انشاں آنست کاندہ چشمہ ماہ
دیگھو علامت یہ ہے کہ چاند پانی میں
کہ بیارابع عشر اے شاہ پیل
اے ہاتھیوں کے بادشاہ! چوہویں کو آ
آں فلاں شب حاضر آئے شاہ پیل
اے ہاتھیوں کے شاہ! فلاں رات کو آجا
چوں دو ہفتہ از مہ نو بگذیدر
جب نئے چاند پر دو ہفتے گذر گئے
چونکہ ز خرطوم پیل آں شب در آب
اس رات کو جب ہاتھی نے پانی میں سونڈ ڈالی
پیل ۲ باور کرد ازوے آں خطاب
ہاتھی نے اس کی بات کا یقین کر لیا
ترس ترساں باز گشتند آں رمہ
وہ جھنڈ خوف کھا کر واپس ہو گیا
مانہ زال پیلان گویم اے گروہ
اے گروہ ہم ان بیوقوف ہاتھیوں میں سے نہیں ہیں

تاز زخم تیغ من لیکن شوید
تاکہ میری تلوار کے زخم سے محفوظ ہو جاؤ
مضطرب گردو ز پیل آب خواہ
پانی پینے والے ہاتھی سے پریشان ہوتا ہے
تا درون چشمہ یابی زیں دلیل
تاکہ چشمے میں تو اس کی دلیل حاصل کر لے
تا درون چشمہ یابی آں دلیل
تاکہ چشمے میں تو وہ دلیل پا لے
شاہ پیل آمد ز چشمہ می چرید
ہاتھیوں کا بادشاہ آیا چشمے سے پانی پینے لگا
مضطرب شد آب و مہ کرد اضطراب
پانی ہلا اور چاند ہلنے لگا
چوں درون چشمہ مہ کرد اضطراب
جب پانی میں چاند ہلا
بعد ازاں نامدیکے زیشاں ہمہ
اس کے بعد ان میں سے کوئی نہ آیا
کا اضطراب ماہ آرد ماں شکوہ
کہ چاند کا ہلنا ہم پر دبدبہ قائم کرے

جواب گفتنِ انبیاء طعنِ ایشاں را و مثل آوردن ایشاں شکوں
انبیاء کا ان کے استغرض کا جواب دینا اور ان کی ایک مثال بیان کرنا

انبیاء ۳ گفتند آوہ پند ماں
انبیاء نے فرمایا افسوس ہماری نصیحت نے
اے دریغا کہ دوا از رنج تاں
ہائے افسوس! تمہارے مرض کی وجہ سے دوا
ظلمت افزو دایں چراغ آں چشم را
یہ چراغ آنکھ کے اندھیرے کو اور بڑھا دیتا ہے

سخت تر کرد اے سفیہاں بندتاں
اے بیوقوفو! تمہاری بڑی کو اور سخت کر دیا
گشت زہر جاں قہر آنج تاں
جان کا زہر، تمہارا قاتل قہر بن گیا
چوں خدا بگماشت پردہ چشم را
جبکہ اللہ تعالیٰ نے غضب کا پردہ ڈال دیا ہے

۱۔ نیک نشان۔ خرگوش نے کہا
میرے بچا ہونے کی علامت یہ ہے
کہ جب کوئی ہاتھی پانی پیتا ہے تو وہ
چاند پریشانی میں ہلنے لگتا ہے کہ
بیلاب اگر یقین نہیں ہے تو چوہویں
شب کو آتا اور میرے اس دعوے کی
دلیل آنکھوں سے دیکھ لیتا۔ چوں دو
ہفتہ۔ جب چاند کے نکلنے پر دو ہفتے
گزرنے کو ہوئے تو ہاتھیوں کا بادشاہ
چشمہ پر پانی پینے آیا۔ خرطوم۔ ہاتھی کی
سونڈ۔

۲۔ پیل۔ جب پانی میں چاند کا
عکس ہلا تو ہاتھی کو خرگوش کی بات کا
یقین آ گیا۔ ترس ترساں۔ ڈر کر
جب ہاتھیوں کا بادشاہ بھاگا تو سارے
ہاتھی بھاگ پڑے اور پھر کوئی ہاتھی
چشمہ پر نہ آیا۔ مانڈاں۔ یہ قصہ سنا کر
انہی سب نے کہا ہم ایسے بیوقوف نہیں
ہیں کہ ہاتھیوں کی طرح تمہاری
باتوں میں آجائیں۔

۳۔ انبیاء ان کی اس تقریر پر انبیاء
نے ان سے کہا کہ ہماری نصیحت سے
تمہارے انکار کی بیڑیاں اور سخت ہو
گئیں۔ اور دوا نے زہر کا کام کیا۔
ظلمت۔ جب کسی پر غضب خداوندی
ہوتا ہے تو نور ہدایت اس کے لئے
مزید اندھیرے کا سبب بن جاتا
ہے۔

کہ ریاست ماں فزون ست از سما
ہماری سرداری تو آسمان سے بڑھی ہوئی ہے
خلصہ کشتی ز سر گیس گشتہ پر
خصوصاً اس کشتی سے جو گور سے بھری ہوئی ہے
کافابے اندر و ذرہ نمود
جس میں سوچ ایک ذرہ نظر آئے
دیدہ ابلیس جز طینے ندید
شیطان کی آنکھ نے مٹی کے علاوہ کچھ نہ دیکھا
زاں طرف جبید کورا خانہ بود
اسی طرف گئی جو اس کا مقام تھا
پیش بے دولت بگردو اوز ارہ
بدبخت کے لئے وہ راستہ سے لوٹ جاتی ہیں
پیش بدبختے نداند عشق باخت
ایک بدبخت کے سامنے جو عشق بازی نہیں جانتا ہے
می نسا ز و گمراہاں را راہ راست
گمراہوں کو سیدھا راستہ موافق نہیں آتا ہے
وہیں مقلب قلب راسو القضاست
اور یہ ہمارے دل کو پھیرنے والی بری تقدیر ہے
لعنت و کوری شمار ظلم شد
لعنت اور اندھا پن تمہارا ساہن بن گیا
چوں نشاید عقل و جاں ہمزای حق
عقل اور روح کو اللہ تعالیٰ کا ہمزای بنانا کیوں نامناسب ہوا
چوں نشاید زندہ ہمزای ملک
زندہ کا اللہ تعالیٰ کا ہمزای ہونا کیوں مناسب نہ ہوا

چہا ریکی جست خواہیم از شما
ہم تم سے کیا سرداری چاہیں گے
چہ شرف یا بدزکشتی مکر در
موتیوں کا سمندر کشتی سے کیا شرافت حاصل کریگا؟
اے دریغ آل دیدہ کور و کبود
اس اندھی اور تاریک آنکھ پر انہوں ہے
کادے گو بود بیشل و فرید
جیسا کہ آدم جو کہ بیشل اور یکتا تھے
چشم دیوانہ بہارش دے نمود
شیطان آنکھ نے موسم بہار کو خزاں دکھایا
اے بسا دولت کہ آید گاہ گاہ
بہت سی دولتیں ہیں جو کبھی کبھی حاصل ہوتی ہیں
اے بسا معشوق کا یہ ناشناخت
بہت سے معشوق ہیں جو بغیر جان پہچان کے جانیں کیلئے
احتمال را ایں چنینی حراماں چہ راست
بیوقوفوں کی ایسی محرومی کیوں ہے؟
ایں غلط وہ دیدہ را حراماں ماست
آنکھ کو غلط دکھانے والی ہماری محرومی ہے
چوں بت سنگیں شمارا قبلہ شد
جب پتھر کا بت تمہارا قبلہ بن گیا
چوں بشاید سنگ تاں انباز حق
تمہارے پتھر کا اللہ تعالیٰ کا شریک ہونا کیسے مناسب ہوا؟
پشہ مردہ ہما را شد شریک
مرا ہوا پتھر ہما کا شریک بن گیا

۱۔ چہ۔ جس کو اللہ کے قریب سے
وہ مرتبہ حاصل ہو جو آسمان سے بھی
بلند ہے وہ تمہاری سرداری کا کیا
خواہشمند ہو سکتا ہے۔ چہ شرف۔
جس سمندر میں موتی بھرے ہوں
اس کو گور بھری کشتی سے کیا شرافت
حاصل ہو سکتی ہے۔ اے دریغ۔ وہ
آنکھ قابل انہوں ہے جس کو آفتاب
ذرہ نظر آئے۔ کادے۔ یہ شیطانی
آنکھ ہے کہ اس نے حضرت آدم کے
پتلے کی مٹی کو دیکھا اور ان کے باطنی
لوصاف کو نہ دیکھا۔

۲۔ چشم دیوانہ۔ شیطان کو شیطانی
آنکھ نے حقیقت کے خلاف دکھایا
حضرت آدم جو بمنزلہ بہار تھے وہ اس کو
خزاں نظر آئے خود ذلیل تھا اس کی نگاہ
ذلیل چیز پر پڑی اے بسا۔ بدبختوں
کو قیمتی دولت حاصل نہیں ہوتی۔
ناشناخت۔ ناقدروں کو دولت ملتی ہے
لیکن وہ اس کی قدر نہیں کرتے۔
حراماں۔ یعنی حقوق کی محرومی کا سبب
ان کی حراماں نصیبی ہے جو اللہ تعالیٰ
کے حکم سے ان پر مسلط ہے۔

۳۔ چوں۔ انبیاء نے اہل سہا سے
کہا چونکہ تم بت پرستی میں مبتلا ہو
گئے ہو اس لئے لعنت اور اندھا پن تم
پر مسلط ہو گیا ہے۔ چوں بشاید۔
تمہارے اندھے پن کی یہ علامت
ہے کہ پتھر کے بت کو اللہ کا شریک
سمجھ رہے ہو لیکن عقل اور جان کو اللہ کا
ہمزای سمجھنے میں تمہیں اشکال پیش آ رہا
ہے۔ پشہ مردہ۔ یعنی پتھر کا بت۔ ہما۔
یعنی اللہ تعالیٰ۔ ملک۔ اللہ تعالیٰ



آل ایتِ مُردہ ترا شیدہ شاست
وہ مردہ بت تمہارا گھڑا ہوا ہے
عاشقِ خودِ شند و صنعتِ کردِ خویش
وہ اپنے اور اپنی دستکاری کے عاشق ہیں
نے دریاں دُمِ دولتے و نعمتے
نہ اس دم میں کوئی دولت اور نعمت ہے
گردِ سرگرداں بُودِ آلِ دُمِ مار
وہ سانپ کی دم سر کے چارو طرف گھومتی رہتی ہے
آپنچاں ۲ گوید حکیم غزنوی
غزنوی دانا ایسا ہی فرماتے ہیں
کمِ فضولی کن تو در حکمِ قدر
تقدیر کے فیصلے میں تو بکواس نہ کر
شد مناسب عضوا وابد انہا
اعضاء اور بدنِ مناسبت سے بنے ہیں
وصف ۳ ہر جانے مناسب باشدش
ہر روز کی صفت اس کے مناسب ہوتی ہے
چوں صفتِ باجاں قرینِ کردست او
جبکہ اس نے صفت کو روح کا ساتھی بنایا ہے
شد مناسب و صفہا در خوب و زشت
اچھائی اور برائی میں مناسب صفتیں پیدا ہوئی ہیں
دیدہ دل ہست بین الاصبغین
آنکھ اور دل دو انگلیوں کے درمیان ہیں
اصح لطف ست و قہرے در میان
مہر اور قہر کی انگلی ہے درمیان میں

پشہ زندہ ترا شیدہ خداست
زندہ مجھ پر خدا کا بنایا ہوا ہے
دُمِ ماراں را سرِ مارست کیش
سانپوں کی دم کا مذہب سانپ کا سر ہے
نے دریاں سرِ راحتِ دلذتے
نہ اس سر میں کوئی راحت اور لذت ہے
لائق اندو در خورند آلِ ہر دو یار
وہ دونوں دوست لائق اور مناسب ہیں
در الہی نامہ گر خوش بشنوی
”الہی نامہ“ میں اگر تو اچھی طرح سنے
در خور آمد شخصِ خربا گوشِ خر
گدھے کا جسم گدھے کے کان کے لائق ہے
شد مناسب و صفہا با جانہا
اوصاف جانوں کے مناسب ہیں
بیگماں باجاں کہ حق بترا شدش
یقیناً اللہ تعالیٰ اس کو روح کے مناسب پیدا کرتا ہے
پس مناسب دانش ہمچوں چشم و رو
تو اس کو چہرے اور آنکھ کی طرح مناسب سمجھ
شد مناسب حرفہا کہ حق نوشت
جو حروف اللہ تعالیٰ نے لکھے وہ مناسب ہیں
چوں قلم در دست کاتبِ اے حسین
اے حسین! جیسا کہ کاتب کے ہاتھ میں قلم
کلک دل با قبض و بسطے زیں بنان
ان سرانگشت سے دل کا قلم تنگی اور کشادگی میں ہے

۱۔ آل بت۔ بت جو تم نے خود
اپنے ہاتھوں سے تراشا وہ اللہ تعالیٰ کا
شریک ہو گیا لیکن تمہارے نزدیک
انسان جو اللہ کا بنایا ہوا ہے اللہ کا ہمارا
نہیں ہو سکتا۔ عاشق۔ تو تم دراصل
اپنے اور اپنی مصنوعات کے عاشق
ہو۔ دُم ماراں۔ سانپ کی دم سانپ
کے سر کی اطاعت کرتی ہے، مثل
مشہور ہے۔ جیسی روح ویسے
فرشتے۔ گردِ سر۔ جس جانب منہ
جائے گا اسی جانب اس کی دم جائے
گی۔ دو یار۔ یعنی سانپ کی دم اور سر۔
۲۔ آپنچاں۔ حکیم سنائی غزنوی
نے الہی نامہ میں جو باتیں سمجھائی
ہیں ان کو بیان کر کے یہ بات بتاتے
ہیں کہ کفار کی محرومی اور ان کی عجیب
عقل پر تعجب کی ضرورت نہیں ہے
اس میں اللہ تعالیٰ کی حکمتیں مضمر ہیں
وہی اپنی حکمتوں کو خوب سمجھتا ہے۔ کم
فضولی۔ اللہ تعالیٰ کے فیصلوں میں
زیادہ باتیں بنانا بیکار ہیں اس نے ہر
کام مناسبت سے کیا ہے۔ عضوا۔
اللہ تعالیٰ نے سارے اعضاء
اور بدنوں میں خاص تناسب رکھا ہے
ہر روح میں اس کے مناسب اوصاف
پیدا فرمائے ہیں۔

۳۔ وصف۔ ہر جان کے اوصاف
اس کے مناسب پیدا فرماتے ہیں
جب اللہ تعالیٰ نے ایک روح کے
لئے صفت کفر پیدا فرمائی ہے تو وہی
صفت اس کے مناسب تھی۔ شد
مناسب۔ قلم تقدیر نے جو حروف
لکھے وہی اس شخص کے مناسب
تھے۔ دیدہ دل۔ انسان کا دل اور آنکھ
قدرت کی دو انگلیوں کے قبضے میں
ہیں وہ جس طرف چاہتی ہے ان کا
رخ موڑ دیتی ہے۔ اصح۔ جن دو
انگلیوں کے درمیان میں قلم دل ہے وہ
ایک قہر کی انگلی ہی دوسری قہر کی انگلی
ہے۔ بنان۔ بنانا، جمع سرانگشت



اے اے قلم بنگر گرا جلا لیتی

اے قلم! اگر تو خدائی ہے تو خیل رکھ

جملہ قصد و جنبشت زیں اصبع ست

تیرا سب ارادہ اور حرکت اس انگلی سے ہے

ایں حروفِ حالہات از نسخِ اوست

تیرے احوالے کے حروف اس کی تحریر کے ہیں

جو نیاز و جزو تضرع راہ نیست

دعا اور عاجزی کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے

ایں قلم داند ولے بر قدر خود

اس کو قلم جانتا ہے لیکن اپنے مرتبہ کی بقدر

انچہ در خرگوش و پیل آویختند

وہ جو کچھ خرگوش اور ہاتھی کی قصہ سے متعلق ہوئے

کہ میان اصبعین کیستی

کہ تو کس کی دو انگلیوں کے درمیان میں ہے

فرق تو بر چار راہ مجمع ست

تیرا فرق مجمع کے چارہاں پر ظاہر ہونے والا ہے

عزم و فسخت ہم ز عزم و فسح اوست

تیرا ارادہ اور اس کو فتح کنا ہی کے واسطے طرح کرنے سے ہے

زیں تقلب ہر قلم آگاہ نیست

اس گردش سے ہر قلم باخبر نہیں ہے

قدر خود پیدا کند در نیک و بد

اچھائی اور برائی میں اپنا مرتبہ سمجھ لیتا ہے

تا ازل را با حیل آمیختند

حتیٰ کہ حکمت ازلی کو دنیوی حیلوں سے ملا دیا

بیان آنکہ ہر کس را نرسد مثل آوردن خلصہ درکارِ الہی

اس کا بیان کہ ہر شخص کو یہ حق نہیں ہے کہ مثل بیان کرے خصوصاً اللہ تعالیٰ کے کام کی

کے رسد تا ایں مثلبا ساختن

ان کو کیا حق تھا کہ انہوں نے یہ مثالیں گھڑیں

آن مثل آوردن آنحضرت ست

مثال دنیا اس جہاد کا حق ہے

توچہ دانی سر چیزے تا توکل

تو کسی چیز کا راز کیا جانے جب تک تو گنجائے

مویٰ آں را کہ عصا دید و بنود

مویٰ نے جس کو عصا اور وہ عصا نہ تھا

سوائے اس کے رسد۔ اہل سہا کو یہ حق نہ

تھا کہ وہ اس طرح کی مثالیں جناب

باری تعالیٰ کے لئے گھڑیں۔ آں

مثل۔ صحیح مثال وہی دے سکتا ہے

جس کو مثال اور جس کے لئے وہ

مثال ہے اس سے اس کو پوری

واقفیت ہو۔ کل۔ گنجائے اگر زلف اور

روح کی مثالیں بیان کرے تو لامحالہ

غلط ہوں گی کیونکہ وہ خود زلف کی

حقیقت سے ناواقف ہے۔ مویٰ

حضرت مویٰ جیسا نبی اپنے عصا کی

حقیقت سے ناواقف تھے وہ اس کو

عن لایحی سمجھے حالانکہ وہ اژدہا تھا

اس نے ہونٹ چلائے تو ان



پر باز منکشف ہوا تو جب حضرت مویٰ کا علم بھی ناقص ہے تو تم ان نفسانی خواہشوں کی حقیقت جو کہ اصل شیطانی داس ہوتا ہے

پس کیا سمجھ سکتے ہو۔

چوں پُچھاں شاہے نداند سرِ چوب
جبکہ ایسا شاہ لکڑی کے راز کو نہ سمجھے
چوں غلط شد چشمِ موسیٰ درِ مثل
جب مثل کے معاملہ میں حضرت موسیٰ کی آنکھ غلط ہوگئی
آں مثالِ راجو اژدہا گند
وہ تیری مثال کو اژدہا جیسا بنا دیتا ہے
ایں مثالِ آورد ابلیس لعین
ملعون شیطان یہ مثال لایا
ایں مثالِ آورد قاروں ۲ از لجاج
قاروں جھگڑے سے یہ مثال لایا
ایں مثالِ آورد نمرود جہول
جہول نمرود یہ مثال لایا
ایں مثالِ آورد فرعون از غلط
فرعون غلطی سے یہ مثال لایا
ایں مثالِ اندیش گشتہ قوم ۳ عَاد
قوم عاد یہ مثال سوچنے والی بنی
ایں مثالِ آورد ہر بدبختِ دوں
ہر بدبخت کمینہ یہ مثال لایا
ایں مثالِ راجو زانغ و لوم داں
تو اس مثال کو کوا اور الو سمجھ

توچہ دانی سرِ این دام و جوب
تو اس جال اور دانوں کے راز کو کیا سمجھے گا
چوں گندِ مویشے فضولی امدِ خل
تو فضولی چوبا اس میں کیا سوراخ بنا سکتا ہے؟
تا پیلخِ جز و جزوت بر گند
تاکہ جواب میں تیرے جزو جزو اکھاڑ دے
تا کہ شد ملعون حق تا یوم دیں
یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے قیامت تک کے ملعون ہو گیا
تا فر و شد در زمینِ با تخت و تاج
یہاں تک کہ تخت و تاج کے ساتھ زمین میں دفن ہو گیا
تا کہ پشہ مغز سر خوردش عَجول
یہاں تک کہ پشہ مغز نے جلدی سے اس کے سر کا مغز کھالیا
تا کہ اندر آبِ دریا شد سقط
یہاں تک کہ دریا کے پانی میں بیکار ہو گیا
کا ستخواںِ شاں خرد مردِ آمد ز باد
کہ ان کی ہڈیاں ہوا سے ریزہ ریزہ ہو گئیں
تا کہ شد در قعرِ دوزخ سرنگوں
یہاں تک کہ دوزخ کی گہرائی میں لوندھا ہو گیا
کہ از یشاں پست شد صد خاندان
کہ ان کی وجہ سے سینکڑوں خاندان تباہ ہوئے ہیں

۱۔ فضولی۔ بغیر اختیار کے کام کرنے والا۔ مدخل۔ سوراخ، گھسنے کی جگہ۔ آن مثال۔ غلط مثالیں دنیا خود مثال دینے والے کی تباہی کا سبب بنتا ہے۔ ابلیس۔ شیطان نے کہا۔ خَلَقْنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَ مِنْ طِينٍ اے اللہ تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اس آدم کوٹی سے لہذا میں اس سے افضل ہوں تو اس کو جعدہ کیوں کر دے۔ ۲۔ قاروں۔ قاروں سے کہا گیا کہ اللہ نے تجھے جو دولت دی اس کے ذریعہ آخرت کا طالب بن تو اس نے کہا انما اوتيتہ علی علم یعنی یہ دولت میرے علم اور تدبیر سے مجھے حاصل ہوئی ہے اس میں کسی کا کیا دخل ہے۔ لجاج۔ جھگڑا۔ نمرود۔ نمود۔ خردی کا دعویٰ کیا اور کہا قسا انجی و نفیث یعنی لوگوں کی موت اور زندگی میرے قبضہ میں ہے۔ عَجول۔ جلد باز۔ فرعون۔ فرعون نے کہا قاتلکم الان غلشی میں تمہارا بڑا خدا ہوں۔

سقط۔ بیکار چیز

۳۔ قوم عاد۔ حضرت ہود کے ساتھ ان لوگوں نے غلط باتیں کیں تو آندھی سے ہلاک ہو گئے۔ دیں۔ مثال۔ یعنی غلط مثالوں اور غلط دلائل سے قومیں تباہ ہوئی ہیں۔ تخر۔ مذاق۔

مثلاً زدن قومِ نوحِ باستہزا در زمانِ کشتی ساختن او
قومِ نوح کا حضرت نوح کے کشتی بنانے کے وقت مذاق میں مثال بیان کرنا
نوح اندر باوہ کشتی بساخت
حضرت نوح نے جنگل میں کشتی بنائی
صد مثل گو از پے تسخرِ بتاخت
سینکڑوں مثال دینے والے مذاق کے لئے دھڑے



در بیا بانی کہ چاہ و آب نیست
اس جنگل میں جہاں کنواں اور پانی نہیں ہے
آن یکے میگفت ایں کشتی بتار
ایک کہتا تھا کہ اس کشتی کو دوڑا
آں یکے میگفت دنباش کر سپت
ایک کہتا تھا کہ اس کا دنبہ میڑھا ہے
آں یکے میگفت پالانش کجاست
ایک کہتا تھا کہ اس کا پالان کہاں ہے؟
آں یکے میگفت کاس مشک تہی ست
ایک کہتا تھا کہ یہ خالی مشکیزہ ہے
آں یکے میگفت بریکاری مکر
ایک کہتا تھا کہ شاید تو بیکار ہے
اُوہمی گفت ایں بفرمان خداست
وہ کہتے تھے کہ یہ خدا کے حکم سے ہے

۱۔ آب نیست۔ کشتی کی وہاں ضرورت ہوتی ہے جہاں دیا ہو پہلی خشک جنگل ہے اس میں نوح کشتی کیوں بند ہے ہیں۔ بتا۔ یعنی یہ کشتی خشکی میں دوڑانے کی ہے لہذا اس کو جنگل میں دوڑا پرش۔ اس کشتی کے پر لگا تاکہ اڑ سکے پانی تو موجود نہیں کہ اس میں چلے گی۔

۲۔ آں یکے مذاق میں کوئی حضرت نوح سے کہتا کہ اس کشتی کا پچھلا حصہ شیڑھا ہے کوئی کہتا کہ اس کی پشت میڑھی ہے کوئی مذاق میں کہتا کہ اس گدھے کا پالان کہاں ہے کوئی کہتا کہ اس کا پایہ میڑھا ہے مشک۔ کوئی کشتی کو مشک بتاتا کوئی اس کو گدھا قرار دیتا۔ لاف۔ حضرت نوح جواب میں فرماتے کہ یہ کشتی خدا کے حکم سے بنا رہا ہوں اور تمہارے مذاق اڑانے سے اس میں کوئی کوتاہی نہ کروں گا۔

۳۔ حکایت۔ حضرت نوح نے قوم سے فرمایا تھا۔ اِن تَنسَخُوْا مِنَّا نَسْخَوْا مِنْكُمْ كَمَا تَنسَخُوْنَ یعنی جس طرح آج تم ہمارا مذاق اڑا رہے ہو آئندہ دیکھنا ہم تمہارا مذاق اڑائیں گے۔ اہی مناسب سے مولانا نے یہ حکایت نقل کی ہے۔ عید۔ جھگڑا۔ حضرت۔ گدھا۔ طقطق۔ کھٹکھٹ۔ گفت۔ لہذا اس بیکار گھروا نے چور سے کہا۔ خیر باشد۔ یعنی خیرت ہے آجی رات کو تو یہ کیا کام کر رہا ہے اور تو کون ہے۔ سنی۔ بزرگ۔

حکایت ۳۔ آں دزد کہ پر سیدند چہ میکنی در نیم شب در زیر
اس چور کی حکایت جس سے دریافت کیا کہ تو آجی رات میں اس دیوار کے
ایں دیوار گفت دُہل می زخم
پاس کیا کر رہا ہے اس نے کہا ڈھول بجا رہا ہوں

اس مثل بشنو کہ شب دزد عید
یہ مثل سن کہ رات میں ایک سرکش چور
نیم بیدارے کہ اور نجور بود
ایک اٹھ کچری نیند ملا جو کہ بیدار تھا
رفت بر بام و فرود آویخت سر
وہ کوٹھے پر چڑھا اور سر کو جھکایا
خیر باشد نیم شب چہ میکنی
خیر تو ہے آجی رات میں تو کیا کر رہا ہے؟

در بن دیوار خفرہ می برید
دیوار کی جڑ میں گڑھا کھود رہا تھا
طقطق آہستہ اش رامی شنود
اس کی آہستہ کھٹکھٹ کو سن رہا تھا
گفت اُورا در چہ کاری اے پدر
اس سے کہا اے بابا! تو کس کام میں لگا ہے؟
تو کئی گفتا دُہل زن اے سنی
تو کون ہے؟ اس نے کہا اے بزرگ ڈھول بجانے ملا ہوں

در چہ کاری گفت می کو بم دہل
اس کام میں معروف ہے اس نے کہا دھول بجا رہا ہوں
گفت فردا بشنودی اس بانگ را
اس نے کہا تو اس آواز کو کل سن لے گا
من چور فتم بشنوی بانگ دہل
میں جب چلا جاؤں گا تو دھول کی آواز سن لے گا
در غلط افتادہ اے نیم خام
اے اوشہ کچرے! تو غلطی میں پڑا ہوا ہے
آن دروغ ست و کثر و بر ساخته
وہ مثل چھوٹی اور شیروں پر بنائی ہے

گفت کو بانگ دہل اے بوسل!
اس نے کہا مختلف طریقوں پر دھول کی آواز کہیں ہے
نعرہ یا حسرتا وا ویلتا
یا حسرتا دلیلا کا نعرہ
آن زماں واقف شوی بر جزو کل
اس وقت تو جزو کل سے واقف ہو جائے گا
پختہ شو در آتش حق و اسلام
اللہ کے عشق کی آگ میں پختہ بن و اسلام
سر آن کثر را تو ہم شناختہ
اس شیروں کے راز کو بھی تو نے نہیں پہچانا ہے

جواب آن منسل کہ منکر ان گفتند از رسالت خرگوش
خرگوش کے قاصد بننے کی مثال جو منکروں نے بیان کی اس کا جواب

سر آں خرگوش داں دیو فضول
اس خرگوش کا راز سمجھ کہ وہ نالائق شیطان ہے
تا کہ نفس گول را محروم کرد
یہاں تک کہ احمق نفس کو اس نے محروم کر دیا
باز گو نہ کردہ معنیش را
تو نے اس کے معنی کو الٹ دیا
اضطراب ماہ گفتی در زلال
صاف پانی میں تو نے چاند کا حرکت کرنا بیان کیا
قصہ خرگوش و پیل آری و آب
تو خرگوش اور ہاتھی اور پانی کا قصہ بیان کرتا ہے
اس چہ ماند آخر اے کوران خام
اے اندھ عقل کے بچو! یہ کیا مشابہت رکھتا ہے

کہ بہ پیش ۲ نفس تو آمد رسول
جو کہ تیرے نفس کے سامنے قاصد بن کر آیا
ز آب حیوانے کہ ازوے خضر خورد
اس آب حیات سے جو خضر نے پیا
گفر گفتی مستعد شونیش را
تو نے کفر کیا، سزا کے لئے تیار ہو جا
کہ بتر سانید پیلاں را شغال
جس سے گیند نے ہاتھیوں کو ڈر لیا
خشیت پیلان زمرہ در اضطراب
چاند کے ہٹنے سے ہاتھیوں کا ڈرنا بیان کرتا ہے
بامہ کہ شد زبوش خاص و عام
اس چاند سے جس کے خاص و عام تابع ہیں

۱۔ بوسل۔ مختلف طریقوں والا
موجھوں والا۔ نعرہ۔ یعنی تیرا سب
لٹ جائے گا اور تو دلیلا کریگا تو وہ
میرے دھول کی آواز ہوگی جو تن سن
لے گا۔ من۔ یعنی جب میں چھڑی کر
کے چلا جاؤں گا تب تجھے سب کچھ
معلوم ہو جائے گا۔ در غلط۔ یہ انبیاء کا
مقولہ ہے کہ تم لوگ غلط مثالیں دے
رہے ہو ایک غلطی تو یہ ہے کہ وہ مثال
خود فرضی ہے پھر غلطی یہ ہے کہ اس
افسانے اور فرضی قصہ کی حقیقت نہیں
سمجھے۔ جواب۔ اب مولانا اس قصہ کا
واقعی مطلب سمجھاتے ہیں۔ خرگوش۔

اس سے مراد شیطان ہے۔
۲۔ پیش نفس۔ ہاتھی سے مراد نفس
انسانی ہے۔ آب۔ پانی سے مراد وہ
آب حیات ہے جو خضر نے حاصل
کر لیا تھا یعنی شیطان نفس کو گمراہ کر
کے آب حیات سے محروم کر دیتا ہے۔
گول۔ احمق۔ باز گو نہ۔ اٹل سنانے
اس قصہ کو الٹ کر خرگوش سے انبیاء مراد
لئے۔ کفر۔ انبیاء کو دھوکہ باز خرگوش
سے تشبیہ دینا کفر ہے۔ نیش۔ یعنی
سزا۔ زلال۔ صاف پانی۔ شغال۔
یعنی لیڈر۔

۳۔ اس چہ۔ یعنی اس قصہ میں تم
نے آسمان کے چاند کو اللہ سے تشبیہ
دی یہ تشبیہ انتہائی غلط ہے آسمان کا
چاند اللہ تعالیٰ سے کیا مشابہ ہو سکتا
ہے۔ جملہ مخلوقات خواجہ چاند ہو یا سورج
یا دیگر مخلوق وہ خالق کے کیسے مشابہ ہو
سکتی ہیں۔ تمام جہاں اس کا محکوم
ہے۔



چہ عقول وچہ نفوس وچہ ملک

کیا عقلیں اور کیا جانیں اور کیا فرشتہ

چہ ملک وچہ گداچہ کیقباد

کیا بادشاہ اور کیا فقیر کیا شہنشاہ

چہ مہ وچہ سال وچہ لیل و نہار

کیا مہینہ اور کیا سال اور کیا رات اور دن

چہ خریف و صیف وچہ دے چہ بہار

کیا جاڑا اور گرمی اور کیا خزاں کیا بہار

ہمچو گوئے در خم چوگان او

جیسا کہ گیند بے کے خم میں

اس چہ میگویم مگر ہستم بخواب

میں یہ کیا رہا ہوں؟ شاید میں نیند میں ہوں

سرنگوں کر دست اے بدگوہراں

اے بدصلا! بوندھے کر دیئے ہیں

آفتابے چوں خراسے در طواف

سورج پن چلی کے گدھے کی طرح چکر میں

خشم دلہا کرد عالمہا خراب

دلوں کے غصہ نے جہانوں کو تباہ کر دیا ہے

در سیاستگاہ شہرستان ٹو

لوط کے شہر کی عذاب گاہ کو

کو فتنہ آں پیلگاں را استخوان

ان ہاتھوں کی بنیا توڑ دیں

پیل رابد رید و نہ پذیرد رفو

ہاتھی کو ایسا پھاڑا جس کا رفو نہیں ہو سکتا

یا مضاف لشکر فرعون و روح

یا فرعون اور حضرت جبریل کا معرکہ

چہ مہ وچہ آفتاب وچہ فلک

کیا چاند اور کیا سورج اور کیا آسمان

چہ وحوش وچہ طیور وچہ جماد

کیا وحشی جانور اور کیا پرندے اور کیا پتھر

چہ بلاد وچہ جبال وچہ بحار

کیا شہر اور کیا پہاڑ اور کیا سمندر

چہ تراب و آب وچہ باد وچہ نار

کیا مٹی اور پانی اور کیا ہوا اور کیا آگ

جملہ اندر حکم و در فرمان او

سب اس کے حکم اور فرمان میں ہیں

آفتاب آفتاب آفتاب

سورج کے سورج کا سورج ہے

صد ہزاراں شہر را خشم شہاں

شہروں کے غصہ نے لاکھوں شہر

کوہ بر خود میثکان صد شگاف

پہاڑ خود سینکڑوں ٹکڑے بن جاتا ہے

خشم مرداں ۲ خشک گرداند سحاب

مردان خدا کا غصہ ابر کو خشک کر دیتا ہے

بنگرید اے مردگان بے کھوپ

اے خوشبو نہ ملے ہوئے مرد دکھ لو

پیل ۳ خود چہ بود کہ سہ مرغ پراں

ہاتھی خود کیا ہے کہ تین چار اڑنے والے پرندوں نے

اخصف مرغاں لبائیل ست و او

لبائیل کمزور ترین پرندہ ہے اور اس نے

کیست گونشید آں طوفان نوح

کون ہے جس نے طوفان نوح کے بارے میں نہ سنا ہو

۱۔ چہ تراب۔ یعنی چاروں عنصر۔

خریف۔ موسم سرما۔ فصل خزاں۔

آفتاب۔ پہلا بمعنی آفتاب حقیقت

دوسرا بمعنی روشنی تیسرا بمعنی خود شید

فلک۔ ہستم۔ بخواب۔ یعنی میرا ذات

حق کو آفتاب سے تعبیر کرنا بھی

دست نہیں ہے۔ صد ہزاراں۔ اب

مولانا اہل سہا کی گستاخی پر ان کو تنبیہ

کرتے ہیں کہ تمہاری تو کیا حقیقت

ہے انبیاء کی ناراضی بہت سے شہروں

کی تباہی کا سبب بنی ہے اس کی وجہ

سے پہاڑ شق ہوئے ہیں سورج پن

چکی کے گدھے کی طرح ان کا طواف

کرتا ہے۔

۲۔ مرداں۔ انبیاء۔ صحاب۔ ابر۔

دلہا۔ یعنی انبیاء کے دل۔ حنوط۔ ایک

مرکب خوشبو ہے جو مردے کے بدن

پر مل دی جاتی ہے۔ لوط۔ حضرت لوط

کی ناراضی سے بستیاں ویران

ہوئیں۔

۳۔ پیل خود چہ۔ ابر سے

ہاتھیوں کا لشکر لبائیلوں کی کنکریوں

سے ہلاک ہوا۔ نوح۔ حضرت نوح

کی ناراضی سے قوم پر پانی کا طوفان

آیا۔ لشکر فرعون۔ حضرت موسیٰ کی

ناراضی سے قوم فرعون کو جبریل نے

ہدیا میں غرق کر دیا۔

ذره ذره آب شال برمی گینخت

پانی کو ذره ذره کرتا تھا

وانکہ صرصر عادیان را می رُود

اور یہ کہ عاد والوں کو آندھی اچک رہی تھی

کہ بُدندے پیل کش اندر وَا

جو ہاتھیوں کو جنگ میں مار ڈالنے والے تھے

زیرِ خشم دلِ میشہ در رُجوم ۲

صاحب دل کے غصہ کے ماتحت ہمیشہ سنگدلی میں ہیں

میروند و نیست غوث و رحمت

جا رہے ہیں اور کوئی فریاد اور رحمت نہیں ہے

جملہ دیدند و شمانا دیدہ اید

سب نے دیکھ لیا ہے اور تم نے نہیں دیکھا ہے

چشمِ تاں را واکشاید مرگِ نیک

موت تمہاری آنکھ کو اچھی طرح کھول دے گی

چوں روی درِ ظلمتے مانند کور

ق جبکہ تو اندھوں کی طرح اندھیرے میں چلے

بستہ روزنِ باشی از ماہِ کریم

اس عظیم چاند کی طرف سے تیرا روشن دان بند رہے گا

چہ گنہ دارد جہانہائے فراخ

وسیع جہانوں کی کیا خطا ہے

چوں بہ بیند روئے یوسف را بگو

بتا وہ یوسف کا چہرہ کیسے دیکھے گی؟

گوشِ آں سنگیں دلانش کم شنید

ان سنگدلوں کے کان نے نہ سنا

ہر زماں وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالرَّشَادِ

ہر دور میں اور خدا ہدایت کو زیادہ جانتا ہے

روح شال بشکست و اندر آب رینخت

حضر جبریل نے ان کو شکست دی اور پانی میں بہا دیا

کیست کوشنید احوالِ شمود ۱

کون ہے جس نے شمود کے احوال نہ سنے ہوں؟

چشمِ بارے در چنای پیل گشا

اب آنکھ ایسے ہاتھیوں میں کھول

آنچنان پیلان و شہانِ ظلوم

ایسے ہاتھی اور ظالم بادشاہ

تا ابد از ظلمتے درِ ظلمتے

ہمیشہ کے لئے ظلم کی وجہ سے اندھیرے میں

نامِ نیک و بد مگر نشنیدہ اید

شاید تم نے نیک اور بد کا نام نہیں سنا ہے

دیدہ رانا دیدہ می آرید ولیک

دیکھتے ہوئے کو ان تصور کر رہے ہو لیکن

گرد و عالم پر بُود خورشید و نور

اگر دونوں جہان سورج اور نور سے پر ہوں

بے نصیبِ آئی ازاں نورِ عظیم

اس عظیم نور سے تو بہرہ ور نہ ہو گا

تو سچِ دورن چاہِ رقتی ز کاخ

تو محل سے گر کر کنویں میں چلا گیا ہے

جاں کہ اندر وصفِ گرگی ماند او

وہ جان جو بھیڑیے پن میں رہی

لحنِ داؤدی بسنگ و گہ رسید

حضرت داؤد کا نغمہ پتھر اور پہاڑ تک پہنچ گیا

آفریں بر عقل و بر انصاف باد

عقل اور انصاف کو شاباش ہے

۱ شمود۔ حضرت صالح کی ٹوٹنی کو
ذبح کرنے کی وجہ سے چچ کے غضاب
سے ہلاک ہوئے۔ عادیان۔
حضرت ہود کی نافرمانی س تباہ
ہوئے۔ پیلاں۔ وہ کفد جو طاقتور
ہاتھیوں کی طرح تھے۔ دغا۔ جنگ۔
۲ رجوم۔ سنگدلی۔ ظلمت۔
ظلم۔ ظلمت۔ تاریکی۔ غوث۔ مدد۔
دیدہ را۔ یعنی تم ان تمام دیکھی بھالی
چیزوں کو ان دیکھا بنا رہے ہو۔ کشاید
نیک۔ اچھی طرح کھول دے گی۔
گرد و عالم۔ جبکہ انسان خود اپنے آپ
کو اندھا بنا لے تو وہ نور سے محروم رہتا
ہے۔ روزن۔ روشن دان۔

۳ تو دروں۔ اگر کوئی خود اپنے
آپ کو کنویں میں گرالے اور دنیا کی
وسعت سے محروم ہو جائے تو اس میں
دنیا کا کیا تصور ہے۔ کاخ۔ محل۔
وصفِ گرگی۔ یعنی نفسانی عیوب
حرص طمع وغیرہ۔ یوسف۔ یعنی انبیاء
و اولیاء۔ لحن۔ داؤدی۔ یعنی انبیاء کے
معجزات سے غیر ذی روح تک متاثر
ہوئے ہیں لیکن سنگدل انسان متاثر
نہیں ہوتا۔ آفریں۔ عقل و انصاف
ہو تو انسان حقیقت کو سمجھ لیتا ہے اہل
سبا عقل و انصاف سے بے بہرہ
ہیں۔

صَلِّقُوا ۱ رُسُلًا كَرَامًا يَلْسَبَا

اے سب والوں شریف رسولوں کی تصدیق کرو

صَلِّقُوا هُمْ هُمْ شُمُوسُ طَالِعَه

ان کی تصدیق کرو وہ طلوع کرنے والے سورج ہیں

صَلِّقُوا هُمْ هُمْ بُلُورُ زَاهِرَه

ان کی تصدیق کرو وہ روشن چاند ہیں

صَلِّقُوا هُمْ هُمْ مَصَابِيحُ الدُّجَى

ان کی تصدیق کرو وہ تاریکی کے چراغ ہیں

صَلِّقُوا مَنْ لَيْسَ ۲ بِرَجُلٍ خَيْرُكُمْ

اس کی تصدیق کرو جو تمہارے مال کا امیدوار نہیں ہے

پاری گویم ہیں تازی بہل

ہم فارسی بولنے والے ہیں خبردار! عربی کو نہ دے

ہیں گواہی ہائے شاہاں بشنود

آگاہ! بادشاہوں کی شہادتیں سنو

یا بحال ۳ اولیناں بنگرید

یا گزشتہ لوگوں کا حال دیکھو

صَلِّقُوا رُوحًا سَبَاهًا مَنْ سَبَا

اس روح کی تصدیق کرو جس کو قید کیا ہے جس نے بھی قید کیا ہے

يَوْمُنُوكُمْ مِّنْ مَّخَازِي الْقَارِعَةِ

وہ تمہیں قیامت کی رسوائیوں سے امن دلائیں گے

قَبْلَ أَنْ يَلْقُواكُمْ بِالسَّاهِرَةِ

اس سے پہلے کرو کہ تم سے میدان قیامت میں ملاقات کریں

اَكْرَمُوهُمْ هُمْ هُمْ مَفَاتِيحُ الرِّجَا

ان کی عزت کرو وہ امید کی کنجیاں ہیں

لَا تَضِلُّوْا لَا تَضِلُّوْا غَيْرُكُمْ

گمراہ نہ بنو! اپنے غیر کو نہ روکو

ہندوی آں ترک باش آب گل

اے پانی لہر مٹی سے بنے ہوئے اس ترک کا غلام بن جا

بگرویدند آسمانہا بگروید

آسمان ان کے گرویدہ ہیں تم بھی گرویدہ بنو

یا سُوئے آخرِ کز مے بر پرید

یا آخرت کی طرف احتیاط سے پرواز کرو

بیان معنی خزم و مثال مرد حازم

۱۔ ختہ کاری کے معنی کا بیان اور پختہ کار انسان کی مثال

از دواں گیری کہ دورست از خباط

تو دواںوں میں سے وہ اختیار کر جو لغزش سے دور ہے

نیست آب و ہست دیگ پائے سوز

پانی نہیں ہے اور پاؤں جلانے والا ریتا ہے

کہ بہر شب چشمہ بنی رواں

کہ تو ہر رات کو بہتا چشمہ دیکھے گا

خزم چہ بود در دو تدبیر احتیاط

پختہ کاری کیا ہوتی ہے دو چیزوں میں احتیاط کی تدبیر

آں یکے گوید دریں رہفت روز

ایک کہتا ہے کہ اس راستہ میں سات روز تک

آں دگر گوید دروغست ایں بدال

دوسرا کہتا ہے جھوٹ ہے یہ سمجھ لے

۱۔ صَلِّقُوا۔ پھر مولانا اہل سب کو خطاب کرتے ہیں کہ ان شرف رسولوں کا کہنا مان لو یہ عاشقانِ خدا ہیں ان کی تصدیق کرو۔ یہ مجسم نور ہیں ان کا اتباع قیامت کی رسوائیوں سے بچائے گا۔ قَبْلَ أَنْ۔ الاحوال قیامت کے دن ہمیں ان لوگوں کا سامنا کرنا ہے اگر دنیا میں کہنا نہ مانو گے تو وہاں کا ہنہ چلے گا۔

۲۔ مَنْ لَيْسَ۔ یہ رسول ہیں قدر مخلص ہیں کہ تم سے کسی رہنما کی دولت نہیں مانگتے ہیں لیکن تم خود گمراہ ہو اور دوسروں کو گمراہ کر رہے ہو۔ پاری۔ تمہارا اعتراض کرو گے کہ ہم فارسی بولنے والے ہیں ہم عربی زبان نہیں سمجھتے تو لو میں عربی میں نصیحت کرنا بتد کرتا ہوں اور فارسی ہی میں نصیحت کرتا ہوں۔ ہندوی۔ ہندو بمعنی غلام۔ ترک۔ معشوق یعنی ذلت حق۔ ہیں۔ انبیاء جو کچھ خدا کے بارے میں گواہی دے رہے ہیں اس کو سنو آسمان تک اس کے تابع فرمان ہے تم بھی اس کے تابع بن جاؤ۔

۳۔ یا بحال۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ پہلے نافرمانوں کا انجام دیکھ لو یا آخرت کے معاملہ میں پختہ کاری احتیاط اور ہوشیاری برتو۔ خزم۔ حواء کے معنی پختہ کاری ہوشیاری احتیاط خباط۔ خطی پن لغزش



حَرمِ آں باشد کہ برگیری تو آب
پختہ کاری یہ ہو گی کہ تو پانی لے لے
گر بُود در راہ آبِ ایں را بریز
اگر رات میں پانی ہو اس کو جہاں دے
اے خلیفہؑ زادگاں دادے کنید
اے خلیفہ زادو! انصاف کرو
آں عدوئے کز پدرتاں کیں کشید
وہ دشمن جس نے تمہارے باپ سے کینہ کشی کی
آں شہِ شطرنجِ دل رلمات کرد
اس نے دل کے شاہِ شطرنج کو مات دیدی
چند جانبِ دش گرفت اندر نبرد
معرکہ میں چند جگہ اس پر پٹخ ڈالا
آچنیں کردست با آں پہلوال
اس بہادر کے ساتھ یہ کیا
مادر و بابائے مارا آں حُود
اس حامد نے مدی ماں اور باپ کا
کردشاں آبخا برہنہ خوار و زار
اس جگہ ان کو ننگا ذلیل اور بد حال کر دیا
کہ زلشکؑ چشم او روید نبت
کہ ان کی آنکھوں کے آنسو سے گھاس اگ آئی
توقیا سے گیر طرّارِیش را
تو اس کی چالاکی کا قیاس کر لے
اَلْحَدِّ رَاے گل پرستل از شرش
اے مٹی کے پھل دیوں اس کے شہر سے بچو

تار ہی از ترسِ او باشی بر صواب
تاکہ تو خوف سے نجات پا جائے اور تو صحیح راستہ پر ہو
ور نہ باشد وائے بر مرد ستیز
اگر نہ ہوا تو جھگڑا کرنے والے پر افسوس ہے
حَرمِ بہر روزِ میعادے کنید
قیامت کے دن کے لئے پختہ کاری سے کام لو
سوئے زندانش ز علیین کشید
علیین سے اس کو قید خانہ میں کھینچ لایا
از بہشتش سحرۂ آفات کرد
اس کو بہشت سے نکالا کر مصیبتوں کا پابند کر دیا
تا بکشتی در فلکندش روئے زرد
یہاں تک کہ روئے کے ساتھ اس کو کشتی میں پھچا دیا
سُست سستش منگرید اے دیگراں
اے بیگانو! اس کو حقیر نہ سمجھو
تاج و پیرا یہ بچالاکِ رُود
تاج اور لباس چالاک سے اچک لیا
سَالِہَا بگریست آدم زار زار
آدم سالوں زار زار روئے
کہ چرا اندر جریدہ لاستِ شبت
کہ کیوں اعمال نامے میں انکار لکھا ہے؟
کہ چُتال سرور گندز و ریش را
کہ ایسا سرور اس کی وجہ سے داغی نوچتا ہے
تیغِ لا حوالے زَنید اندر سرش
اس کے سر پر لاجول کی تلوار مار دو

۱۔ از ترس۔ یعنی پانی نہ ملنے کا خوف۔ گرہ۔ احتیاط اور حزم کا تقاضا یہی ہے کہ آخرت کے لئے اعمالِ صالحہ کا توشہ لے لے اگر نعوذ باللہ آخرت کا معاملہ افسانہ بھی ہے تو اعمالِ صالحہ کر لینے میں کوئی مضرت بہر حال نہیں ہے اور اگر آخرت کا معاملہ حقیقت ثابت ہوا تو یہ اعمالِ صالحہ کام آجائیں گے اور اگر قیامت حقیقتاً ہوئی اور اعمالِ صالحہ نہ ہوئے تو لاجلہ تباہی ہے لہذا حزم یہی ہے کہ نیک کام کر لئے جائیں یہی مضمون حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک دہریہ کے مقابلہ میں پیش کیا تھا۔
۲۔ خلیفہ۔ یعنی حضرت آدم روزِ میعاد۔ روزِ قیامت۔ زنداں۔ یعنی دنیا۔ علیین۔ جنت کے اعلیٰ طبقہ کا نام ہے۔ شہِ شطرنجِ دل۔ یعنی حضرت آدم۔ بند۔ پتھ۔ نبرد۔ جنگ۔ پہلوال۔ یعنی حضرت آدم۔ مادر۔ یعنی حوا۔ حضرت آدم۔ مادر۔ یعنی حوا۔
۳۔ کد زلشک۔ یعنی حضرت آدم اپنی لغزش پر اس قدر روئے کہ آنسو گرنے سے زمین پر گھاس اگ آئی۔ جریدہ۔ عین ثابت یعنی وہ وجود آدم جو قبلِ تخلیق آدم علم الہی میں تھا دفتر یعنی لوح محفوظ۔ لا۔ یعنی کہنا نہ ماننا۔ لاقربا کا حکم۔ طراری۔ جیب تراشی۔ مکاری۔ سرور۔ یعنی حضرت آدم۔ ریش۔ ریش کنڈن۔ عم وغصہ کرنا۔ گل پرست۔ تن پرست۔



کوہمی ۱! بیند شمارا از کمیں کہ شما اُورا نمی بینید ہیں
 کیونکہ وہ تمہیں گھات میں سے دیکھتا ہے خبردار! کہ تم اسے نہیں دیکھتے ہو
 داما صیاد ریزد داناہا دانہ پیدا باشد و پنہاں دعا
 شکری ہمیشہ دانہ ڈالتا ہے اور مکر چھپا ہوا ہوتا ہے
 ہر کجا دانہ بدیدی اُنکذر تانہ بندد دام برتو بال ویر
 تو جہاں دانہ دیکھے فوج تاکہ جال تیرے بال و پر نہ باندھ دے
 چونکہ دیدی دانہ بگریز اے حمام ورنہ چوں خوردی در افتادی بدام
 اے کبوتر جب تو دانہ دیکھے 'بھاگ جا ورنہ جیسے ہی تو نے کھلیا 'جال میں پھنسا
 زانکہ ۲ ہر مرغے کہ ترک دانہ کرد دانہ از صحرائے بے تزویر خورد
 کیونکہ جس پرندے نے دانہ چھوڑا بے مکر جنگل سے دانہ چک لیا
 شاد مرغے کو بہ ترک دانہ گفت در ریاضِ قدس بہر شگل شگفت
 وہ پرندہ بھلا ہے جس نے دانہ چھوڑا اور قدس کے باغوں میں اس کے لئے پھول کھلے
 ہم بدالِ قلنچ شد واز دام جست ہیچ دامے پرو بالش را نہ بست
 اسی دانہ پر کفایت کر لی اور جال سے چھوٹ گیا کسی جال نے اس کے بال و پر نہ باندھے

و خلعتِ حال آں مرغ کہ ترکِ حوم کرد از حرص و ہوا
 اس پرندے کے حال کی تباہی جس نے حرص اور لالچ سے پنختہ کاری چھوڑ دی

باز ۳ مرغے فوق دیوارے نشست دیدہ سوئے دانہ و دام بہ بست
 پھر وہ پرندہ 'جو ایک دیوار پر بیٹھا آنکھ دانہ اور جال پر جمادی
 یک نظر او سوئے صحرا می گند یک نظر حرص بدانہ می کشد
 وہ جنگل کی جانب ایک نگاہ کرتا ہے اور ایک نظر میں اس کو حرص دانہ کی طرف پھینکتی ہے
 ایں نظر با آں نظر چالیش کرد ناگہانی از خرد خالیش کرد
 اس نظر نے اس نظر سے مقابلہ کیا اچانک اس کو عقل سے خالی کر دیا
 رفت دانہ خورد و اندر دام ماند صائدش گشت و بخورد و کام راند
 وہ اڑا دانہ کھلیا اور جال میں پھنس گیا شکری نے اس کو ذبح کیا اور کھالیا اور مقصد کو پورا کیا
 باز مرغے کاں ترود را گذاشت زان نظر برگند و بر صحرا گماشت
 پھر وہ پرندہ جس نے تردد کو چھوڑا اس نے اس سے نظر ہٹائی اور جنگل پر لگا دی

۱ کوہمی بیند۔ چونکہ وہ تمہیں نظر نہیں آتا لہذا اس کے مارنے کے لئے صرف لالچ کی تلواریں کامدے سکتی ہے۔ داما۔ شیطان بھی اسی طرح شکار کھیلتا ہے کہ نفسانی شہوات کیدانے ڈال دیتا ہے اور خود چھپا ہوتا ہے۔ ہر کجا۔ یہاں ممکن ہے کہ دانہ چک لو اور جال میں نہ پھنسلے لہذا دانہ دیکھ کر ہی بھاگ جاؤ۔

۲ زانکہ۔ جو شیطان لذتوں سے بچنے کا وہ جنت کے باغوں سے غذا میں حاصل کرے گا۔ شاد۔ وہ انسان قابلِ مبارکباد ہے جو شیطان کے داناؤں سے بچ گیا۔

۳ باز مرغے۔ اس قصہ میں دو پرندوں کی حالت بیان کی ہے ایک تو وہ جو حرص و لالچ میں عقل کھو بیٹھا اور دانہ کے لالچ میں جال میں پھنس گیا اس کا انجام تو ہے کہ وہ شکری کے پیٹ میں گیا دوسرا وہ پرندہ ہے جس نے دانہ کا لالچ نہ کیا اور جال سے نجات پا گیا لہذا انسان کو اس سے عبرت حاصل کرنی چاہیے ورنہ وہی حال ہو گا جو لالچی پرندہ کا ہوا۔ چالیش۔ چالش۔ جنگ۔ ناز سے چلنا۔ صائد شکری۔

شاد پَرُو بالِ اُو بَخَالِ
اس کے بال و پر بھلے ہیں اس کے لئے خوبی ہے
ہر کہ اُورا مقتدا سازد بَرَسْت
جس نے اس کو مقتدا بنا لیا نجات پا گیا
زانکہ شاہِ حازِ ماں آمدش
کیونکہ اس کا دل پختہ کاروں کا بادشاہ ثابت ہوا
خوم زور اضی واو راضی زخوم
پختہ کاری اس سے خوش اور وہ پختہ کاری سے خوش
بارہا در دام حرص افتادہ
تو بارہا لالچ کے جال میں پھنسا ہے
بازت آں توابِ لطفِ آزاد کرد
پھر تجھے اس مجسم ہر توبہ قبول کرنے والے نے آزاد کر دیا
گفت اِنْ عَلِمْتُمْ کُنَّا عَلٰنَا کُنَّا
فرمایا اگر تم اس طرح پئے ہم اس طرح پلٹیں گے
چونکہ جُفْتے رہے خود آورم
جبکہ ایک جوڑا والے کو اپنے پاس لاتا ہوں
جُفْت کر دیم ایں عمل ربا اثر
ہم نے اس کام کا نتیجہ کے ساتھ چوڑ لگا دیا ہے
چوں اُر باید غارتے از جُفْت شوے
جبکہ کوئی غارتگر جوڑے میں سے زکوہ پکڑ لیتا ہے
بار دیگر سوئے ایں دام آمید
تم پھر اس جال کی طرف آئے
باز تالِ تواب بکشاد آں گرہ
توبہ قبول کرنے والے نے پھر وہ گرہ کھل دی
باز چوں پروانہ نسیاں رسید
پھر جب بھول کا پروانہ آیا

تا امام اِ جملہ آزاداں شد اُو
یہاں تک کہ وہ تمام آزادوں کا امام بن گیا
در مقام امن و آزادی نشست
امن اور آزادی کے مقام پر بیٹھ گیا
تا گلستان و چمن شد منزلش
یہاں تک کہ گلستان اور چمن اس کی منزل بنا
آتچنین گن گر گنی تدبیر و عزم
اگر کرتا ہے تو ایسی تدبیر اور ارادہ کر
حلقِ خود را در بُریدن دادہ
تو نے اپنا گلا کٹنے کے لئے دے دیا ہے
توبہ پذیر رفت و شمارا شاد کرد
اس نے توبہ قبول کر لی اور تمہیں خوش کر دیا
نَحْنُ زَوْجِنَا الْفِعَالِ بِالْجَزَا
ہم نے کاموں کا بدلہ کے ساتھ جوڑ لگا دیا ہے
آید آں جُفْتش دوانہ لا جرم
اس کا جوڑا لا محلہ دھڑتا ہوا آتا ہے
چوں رسد جُفْتے رسد جُفْتے دگر
جب جوڑے میں کا ایک آتا ہے دوسرا آ جاتا ہے
جُفْت می آید پئے اوشوے جوے
ماہ اس کے پیچھے زکوہ تلاش کرتی ہوئی آتی ہے
خاک اور دیدہ توبہ زدید
تم نے توبہ کی آنکھوں میں بھول جھونک دی
گفت ہیں بگریز روایں سو منہ
فرمایا خبردار! بھاگ ادھر کا رخ نہ کر
جانِ تال را جانب آتش کشید
اس نے تمہاری جان کو آگ کی جانب کھینچ لیا

۱۔ تالام۔ پھر یہ نجات پانے والا
پرنہ دوسرے پرندوں کا سردار بن جاتا
ہے ہر کو۔ جو پرند اس ہوشیار پرندہ
کو امام بنا لے گا اس کو امن اور آزادی
حاصل ہوگی۔ زانکہ اس پرندہ کا دل
پختہ کاروں کا شاہ ثابت ہوا۔ پختہ
انسان کو بھی اس محتاط پرندہ کی طرح
کام کرنا چاہیے۔

۲۔ تواب۔ توبہ قبول کرنے والا اللہ
تعالیٰ۔ لطف۔ مہربانی یہ تواب کی
صفت ہے۔ گفت۔ اللہ تعالیٰ کا حکم
ہے جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔
نَحْنُ۔ اللہ تعالیٰ نے ہر کام کے ساتھ
اس کے بدلے کا جوڑ لگا دیا ہے۔
جُفْتے۔ زمرہ میں سے اگر ایک کو بلاؤ
گے دوسرا خود تمہارے پاس آ جائے
گا۔

۳۔ چوں۔ اگر کوئی شخص زکوہ گرفتار
کر لے اس کی مادہ زکوہ تلاش میں
خود پہنچ جاتی ہے۔ بار دیگر۔ انسان
توبہ کرنے کے بعد پھر گناہ کرتا ہے اور
توبہ کو توڑ دیتا ہے۔ باز۔ اللہ تعالیٰ پھر
توبہ قبول کر لیتا ہے۔

م گن اے پروانہ نسیان و شکے
اے پروانے! بھول اور شک نہ کر
چوں زہیدی شکر آن باشد کہ هیچ
جب تو بیخ گیا اس کا شکر یہ ہے کہ کبھی
تاترا چوں شکر گوئی بخشد او
تا کہ جب تو شکر کرے تو وہ تجھے عطا کرے
شکر آں نعمت کہ تاں آزاد کرد
اس نعمت کے شکرے میں کہ تمہیں اس نے آزاد کر دیا
چند اندر رنجہاد در بلا
کتنی بار تکلیفوں اور مصیبت میں
تا چنیں خدمت کنم احساں کنم
تا کہ میں ایسی خدمت کروں احساں کروں
چوں خلاصی داد کفایت ز امتحان
جب اللہ تعالیٰ نے تجھے آزمائش سے نجات دے دی
چوں رہا کردت فراموش کردیش
جب اس نے تجھے رہائی دیدی تو نے اس کو بھلا دیا
در پر سو زیدہ بنگر تو یکے
ایک بار اپنے جلمے ہوئے پر کو دیکھ لے
سوئے آں دانہ نداری پیچ پیچ
اس دانہ کی جانب موڑ توڑ نہ کرے
روزی بے دام و بے خوف عدو
وہ روزی جو بغیر جال اور بغیر دشمن کے خواب کے ہے
نعمت حق را ببايد یاد کرد
اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرنا چاہیے
گفتی از دامن رہا گن اے خدا
تو نے کہا ہے اے خدا مجھے جلی سے چھڑا دے
خاک اندر دیدہ شیطان کنم
شیطان کی آنکھ میں ڈھول جھونکوں
ہیچنا نستی کو بودی ہیچناں
تو ویسا ہی ہے جیسا کہ تھا
جان خود رست و تیش کردیش
اپنی جان کو مست اور بے ہوش کر لیا

۱۔ پروانہ پروانہ روشنی کا عاشق ہوتا ہے۔ اے پروانہ یعنی وہ شخص جو گناہوں پر فریفتہ ہے اس کو تباہ شدہ قوموں کو دیکھ لینا چاہیے۔ چوں زہیدی۔ توبہ کا شکر یہ توبہ ہے کہ پھر کبھی معصیت کی طرف رخ نہ کیا جائے۔ تاترا۔ شکر مزید نعمت کا سبب ہے۔ نعمت۔ سزا سے رہائی کی نعمت کو ہمیشہ یاد رکھنا ہے۔

۲۔ تا چنیں۔ انسان جب توبہ کرتا ہے تو خدا کو پکارتا ہے وہ کہتا ہے کہ میں عبادت کروں گا اور اس میں صفت احساں پیدا کروں گا۔ کہ بودی۔ لیکن جب مصیبت سے نجات مل جاتی ہے پھر پہلے کی طرح بدکار بن جاتا ہے۔ حکایت۔ اس حکایت کا خلاصہ ہے کہ بدکار کی یہ عادت کتے کی عادت کے مشابہ ہے۔

۳۔ سنگ۔ کتے جاڑے میں سردی کی تکلیف سے دبے ہو جاتے ہیں۔ کو۔ جاڑے میں کتا سوچتا ہے کہ اب کی گرمی میں اپنے لئے پتھر کا گھر بنا لوں گا تاکہ آنے والے جاڑے سے محفوظ رہوں۔

حکایت نذر کردن سگاں ہر ز مستاں کہ چوں تا بستاں
حکایت کتوں کا ہر جاڑے میں منت ماننا کہ جب گرمی آئے گی تو ہم
آید خانہ بسازیم از بہر زمستاں
جاوڑوں کے لئے گھر بنائیں گے

سگ زمستاں جمع گردد استخوانش
جاڑے میں کتے کی ہڈیاں اکٹھی ہو جاتی ہیں
کو بگوید کا مقدر تن کہ منم
کہ وہ کہتا ہے کہ ایسے جسم کو جیسا کہ میں ہوں
چونکہ تابستان بیاید من بچنگ
جب گرمی آ جائے گی میں جنگل سے
زخم سرما خورد گرد اند چنانش
جاڑے کی تکلیف اس کو ایسا مختصر بنا دیتی ہے
خانہ از سنگ باید کروم
پتھر کا گھر بنانا چاہیے
بہر سرما خانہ سازم ز سنگ
جاڑے کے لئے پتھر کا گھر بنائوں گا

چونکہ ۱۔ تابستان بیاید از کشاد
جب گرمی آ جاتی ہے، خوشی سے
زفت گردد پاکشد در سایہ
وہ مونا ہو جاتا ہے سایہ میں پاؤں پھیلا دیتا ہے
گوید او چوں زفت بیند خویش را
جب اپنے آپ کو مونا دیکھتا ہے وہ کہتا ہے
گویش دل خانہ ساز اے عمود
اس کا دل کہتا ہے اے چچا! گھر بنا لے
استخوان حرص تو در وقت درد
مصیبت کے وقت تیرے حرص کی ہڈیاں
سازم ۲۔ از توبہ بگوئی خانہ
تو کہتا ہے کہ میں توبہ کا ایک گھر بناؤں گا
چوں بشد در دوشدت آل حرص زفت
جب مصیبت جاتی رہی اور تیری وہ حرص موٹی ہو گئی
شکر سم نعمت خوشتر از نعمت بود
نعمت کا شکر نعمت سے زیادہ اچھا ہوتا ہے
شکر جان نعمت و نعمت چو پوست
شکر، نعمت کی روح اور نعمت کھال کی طرح ہے
نعمت آرد غفلت و شکر انتباه
نعمت غفلت پیدا کرتی ہے اور شکر آگاہی
نعمت شکرت کند پر چشم و میر
نعمت کا شکر تجھے بے نیاز اور بڑا بنا دیگا
سیر نوشی از طعام و نقل حق
اللہ تعالیٰ کے کھانے اور نقل سے تو پیٹ بھر کر جائے گا

استخوانہا پہن گردد پوست شاد
ہڈیاں پھیل جاتی ہیں، کھال کھل جاتی ہے
کاہلے سیرے غرے خود رایہ
کامل پیٹ بھرا، غافل خود رائے ہو جاتا ہے
در کدا میں خانہ نجم اے گیا
اے بزرگ! میں کس گھر میں چل سکتا ہوں
گوید او در خانہ کے نجم بگو
وہ کہتا ہے بتا میں کسی گھر میں کب سا سکتا ہوں؟
در ہم آید خرد گردد در نور
در ہم برہم ہو جاتی ہیں لپٹ کر چھوٹی ہو جاتی ہیں
در زمستان باشدم کاشانہ
جو جاڑوں میں میرا گھر ہو گا
ہمچو سگ سودائے خانہ از تو رفت
کتے کی طرح گھر کا خیال تجھ سے جاتا رہا
شکر بارہ کے سوائے نعمت رود
شکر سوا عذاب کی طرف کب جاتا ہے؟
زانکہ شکر آرد ثراتا کوئے دوست
کیونکہ شکر تجھے دوست کو چہ تک لی جاتی ہے
صید نعمت گن بدام شکر شاہ
شاہ کے شکر کے جل سے نعمت کا شکار کر
تا گنی صد نعمت ایثار فقیر
تاکہ تو سینکڑوں نعمتیں فقیر کو بخشے
تا رود از تو شکم خواری ووق
یہاں تک کہ تجھ سے شکم پری اور سول جاتا رہے گا

۱۔ چونکہ گرمی کے زمانہ میں
جاڑے کی تکلیف ختم ہو جاتی ہے پھر
ہڈیوں اور کھال میں جان پیدا ہو جاتی
ہے۔ زفت۔ گرمی کے زمانہ میں کتا
مونا ہو جاتا ہے تو سایہ میں آرام سے
سوتا ہے۔ غر۔ غافل۔ گوید۔ اب
اس کتے کے خیالات بدل جاتے
ہیں اور سونے لگتا ہے میں تو ایسا مونا
ہوں کہ کسی گھر میں نہ سا سکوں گا۔
استخوان۔ انسان کا ہل بھی اسی کتے کا
سا ہے۔

۲۔ سازم۔ جب انسان مصیبت
میں مبتلا ہوتا ہے تو توبہ کے ذریعہ
آرام گاہ بنانے کی سوچتا ہے۔ چوں
بشد۔ لیکن مصیبت سے نجات پانے
کے بعد پھر اپنی توبہ کو فراموش کر دیتا
ہے۔ شکر نعمت۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں
پر اس کا شکر نہ ادا کرنا نعمت سے بھی
زیادہ اچھا ہے، شکر گزار بندہ اللہ تعالیٰ
کی خوشنودی حاصل کر لیتا ہے۔
۳۔ شکر۔ شکر اور نعمت میں وہی
نسبت ہے جو بدن اور روح میں
ہے۔ نعمت۔ نعمت کا خاصہ تو غفلت
ہے اور شکر کا خاصہ خدا آگاہی ہے۔
صید نعمت۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
وَلَنِّ شُكْرُكُمْ لَا يَنْفَعُكُمْ اَلْزَمُ شُكْرُ
کرو گے ہم نعمتوں میں اضافہ کر دیں
گے، نعمت۔ شکر۔ اللہ تعالیٰ جس کو
شکر کی نعمت عطا فرما دیتا ہے وہ بڑا اور
بے نیاز بن جاتا ہے دولت کو فقروں
پر تقسیم کرتا ہے اللہ کی جانب سے ایسی
غذا میں حاصل کرتا ہے جن کی وجہ
سے وہ تن پروری اور لوگوں کا دروازہ
کھٹکھٹانے سے مبرا ہو جاتا ہے۔
وق۔ یعنی وق الباب دروازہ کھٹکھٹاتا۔



نعمت و تباب را شکرے کدید تا سر منحوس خود را نشکند
 اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرو تاکہ اپنے منحوس سر کو نہ پھوڑو
 شکر! جذبِ نعمت او فرگند کفر نعمت شخص را کافر کند
 شکر زیادہ نعمت کو کھینچتا ہے نعمت کا کفر انسان کو کافر بناتا ہے

منع کردن منکراں انبیا را علیہم السلام از نصیحت کردن
 منکروں کا انبیاء علیہم السلام کو نصیحت کرنے سے روکنا اور جبریوں
 و محبت آوردن بطریقہ جبریاں و نامعقول گفتن انبیاء علیہم السلام
 کی طرح دلیل بیان کرنا اور انبیاء علیہم السلام کو نامناسب کہنا

قوم گفتند اے نصو حال بس بود قوم نے کہا اے نصیحت کرنے والا کافی ہوتا
 انجہ گفتید ار دریں وہ کس بود انجہ گفتید ار دریں وہ کس ہوتا

قفل برد لہائے مابا بہاد حق قفل برد لہائے مابا بہاد حق
 اللہ تعالیٰ نے ہمارے دلوں پر تالے چڑھا دیے ہیں

نقش ۲ ما ایں کرد آں تصویر گر تصویر ساز نے ہماری یہی تصویر بنائی ہے

سنگ را صد سال گوئی لعل شو سنگ را صد سال گوئی لعل شو
 تو پتھر سے سینکڑوں سال کہے کہ تو لعل بن جا

خاک را گوئی صفات آگیر خاک را گوئی صفات آگیر
 تو مٹی سے کہے کہ پانی کی صفات اختیار کر

نار را گوئی کہ نور محض شو نار را گوئی کہ نور محض شو
 تو آگ سے کہے کہ تو خالص نور بن جا

قلب را گوئی کہ عین پاک شو قلب را گوئی کہ عین پاک شو
 تو کھونٹے سے کہے کہ جسم صاف بن جا

ہیچ ازاں اوصاف دیگر گون شوند ہیچ ازاں اوصاف دیگر گون شوند
 تبھی ان اوصاف سے وہ بدلیں گے؟

خالق افلاک وہم افلاکیاں خالق افلاک وہم افلاکیاں
 آسمانوں اور آسمان والوں کے پیدا کرنے والے نے

۱۔ شکر۔ شکر مزید نعمتوں کا سبب ہے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا کفر انسان کو کافر بنادیتا ہے۔ جبریان۔ وہ فرقہ جو انسان کو اپنے افعال میں مجبور و مضطر قرار دیتا ہے نصوح۔ بہت نصیحت کرنے والا۔ بس بود۔ یعنی اگر ہم اپنے اختیار میں ہوتے تو تمہاری نصیحت بہت کافی تھی۔ قفل۔ جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے دلوں پر پھر لگا دی ہے تو اللہ پر کون غالب آسکتا ہے۔ ۲۔ نقش۔ جب خدا نے ہمیں منکر بنایا ہے تو اب ہم کسی کی گفتگو سے مومن کیسے بن سکتے ہیں۔ سنگ۔ اگر کوئی پتھر سے لعل بننے کو کہے پرانے سے نیا بننے کو کہے مٹی کو پانی بن جانے کا حکم دے پانی کو شہد یا دودھ بننے کو کہے کھونٹے کو خالص بننے کو کہے اکسیر اور قیمتی بننے کو کہے یہ سب کہنا بالکل بیکار ہے۔

۳۔ ہیچ ازاں۔ جن صفات پر اللہ نے جن چیزوں کو پیدا فرمایا ہے ان میں تبدیلی ناممکن ہے۔ خالق۔ اللہ نے آسمان میں گھومنے اور صفائی کی صفت پیدا فرمائی ہے پانی اور مٹی میں کدورت اور نشوونما کی صفت پیدا فرمائی ہے۔

آسمان را داد دوران و صفا
آسمان کو گھومنا اور صفائی عنایت کی
کے! تو اند آسمان در دی گزید
آسمان تیری کب اختیار کر سکتا ہے
قسمتے کر دست ہریک را رہے
ہر ایک کے لئے ایک راستہ تقسیم کر دیا ہے
آب و گل را تیرہ روئی و نما
پانی اور مٹی کو گد لا پن اور نمو (عطا فرمایا)
کے تو اند آب و گل صفوت خرید
پانی اور مٹی صفائی کب حاصل کر سکتے ہیں؟
کے گہے گرد و بجمدت چوں گہے
تیری کوشش سے پہاڑ گھاس جیسا کب بن سکتا ہے؟

جواب انبیاء علیہم السلام جبریاں را

جبریوں کو انبیاء علیہم السلام کا جواب دینا

انبیاء گفتند کارے آفرید
انبیاء نے کہا کہ ہاں اس نے پیدا فرمائے
وا فرید او و صفہائے عارضی
اس نے ایسے عارضی اوصاف بھی پیدا فرمائے ہیں
سنگ ۲ را گوئی کہ زر شوبہدست
تو پتھر سے کہے کہ سونا بن 'بیہودہ بات ہے'
ریگ را گوئی کہ گل شاماز دست
توریت سے کہے کہ پھول بن جا وہ عاجز ہے
رنجھا دا دست کانرا چارہ نیست
اس نے ایسے مرض پیدا کئے جن کا کوئی علاج نہیں ہے
رنجھا دا دست کانرا چارہ ہست
یہ دوائیں مخافت کرنے کے لئے بنائی ہیں
ایں ۳ دواہا ساخت بہر اختلاف
کچھ مرض دیئے ہیں جن کا علاج ہے
بلکہ اغلب رنجھا را چارہ ہست
بلکہ عموماً مرضوں کا علاج ہے

وصفہائے کہ نہ تاں زائ سر کشید
ایسے اوصاف کہ تم ان سے روگردانی نہیں کر سکتے
کہ گہے مبعوض میگرد رضی
کہ ناپسندیدہ کبھی پسندیدہ بن جاتا ہے
مس را گوئی کہ زر شورہ ہست
تو تانبے سے کہے کہ سونا بن اس کا راستہ ہے
خاک را گوئی کہ گل شو جاز دست
تو مٹی سے کہے کہ پھول بن جا ممکن ہے
آں بمثل گنگی و فطس و عمی ست
وہ مثلاً گونگا پن 'ناک کا چپنا پن اور اندھا پن ہے
آں بمثل لقوہ و درد سر ست
وہ مثلاً لقوہ اور درد سر ہے
نیست ایں درد و دواہا از گزاف
یہ درد اور دوائیں لغو نہیں ہیں
چوں بجد جوئی بیاید آں بدست
جب تو کوشش سے تلاش کرے گا ہاتھ آ جائے گا
مگر رکردن آں منکر اں جھٹھائے جبریا نہ را
منکروں کا جبریوں کی دلیلوں کو دہرانا

۱۔ کے تو اند آسمان مگرد نہیں ہو سکتا
پانی اور مٹی مصفا نہیں ہو سکتے۔
قسمتے۔ ہر چیز کا ایک حصہ مقرر کر دیا
ہے اس کو وہی حاصل ہوگا تیری کوشش
سے پہاڑ کب بنے گا۔ انبیاء۔ انبیاء
نے فرمایا صفات و قسم کی ہیں ایک
میں تبدیلی ناممکن ہے اور دوسری میں
تبدیلی ممکن ہے کہ گہے ایک چیز
میں مبعوض ہونے کی صفت ہوتی
ہے پھر وہی چیز محبوب بن جاتی ہے تو
یہ اس کی صفت بدل گئی۔
۲۔ سنگ۔ پتھر اپنا پتھر پن چھوڑ کر
سونا بن جائے یہ ممکن نہیں ہے ہاں
تانبہ سونا بن سکتا ہے۔ ریگ۔ ریت
میں گل و گلزار بننے کی صلاحیت نہیں
ہے مٹی گل و گلزار بن سکتی ہے۔
رنجھا۔ اسی طرح بعض امراض لا
علاج ہیں بعض امراض قابل علاج
ہیں پیدا آشی گونگا پن یا چپنی ناک یا
پیدائش اندھا پن ناقابل علاج ہے۔
چارہ ہست۔ لقوہ اور درد سر کا علاج
ہو سکتا ہے۔

۳۔ ایں دواہا۔ یہ دوائیں امراض کا
ازالہ کرنی ہیں ان دواؤں اور مرض میں
ہے چوں۔ بجد۔ حدیث شریف ہے
مَا أَنزَلَ اللَّهُ ذَاہُ إِلَّا قَوْلٌ لَّهٗ قُوَّاءٌ
خدا نے کوئی بیماری ایسی نہیں بنائی
جس کا علاج نہ ہو تلاش اور جستجو
ضروری ہے۔

قوم! گفتند اے گروہ ایں رنج ما
قوم نے کہا، اے جماعت! ہمارا یہ مرض
سالہا گفتید زیں افسون و پند
تم نے سالوں یہ منتر اور نصیحت کی
گر دوا را ایں مرض قابل بدے
اگر یہ مرض دوا کو قبول کرنے والا ہوتا
سُدہ ۳ چوں شد آب ناید در جگر
جب سدہ پڑ جاتا ہے جگر میں پانی نہیں پہنچتا ہے
لا جرم آماں گیر دوست و پا
لا محالہ ہاتھ پاؤں سوچ جاتے ہیں

باز جواب انبیاء علیہم السلام جبریاں را
انبیاء کا پھر جبریوں کو جواب دینا

انبیا گفتند نو میدی بدست
انبیاء نے کہا نا امیدی بری ہے
از چنیں محسن نشاید نا امید
ایسے محسن سے نا امید نہ ہونا چاہیے
اے ۳ بسا کاریکہ اول صعب گشت
بہت سے کام ہیں جو ابتداء سخت بنے
بعد نومیدی بے امید ہاست
ما یوی کے بعد بہت سی امیدیں ہیں
خود گرفتہ کہ شماسنگیں شدید
میں ماننا ہوں کہ تم پتھر بن گئے ہو
ہیج مارا باقبولی کار نیست
ہمیں مان لینے سے سرکار نہیں ہے
فضل و رحمتہائے باری بے حدست
اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمتیں لا انتہا ہیں
دست در فتر اک ایں رحمت زنید
اس رحمت کے شکوکہ بند کو دستلوں بنا لو
بعد از اں بکشاہ شد سختی گذشت
اس کے بعد کھل گئے سختی رفع ہو گئی
از پس ظلمت بے خورشید ہاست
اندھیری کے بعد بہت سے سورج ہیں
قفلہا برگوش و بردل بر زوید
تم نے کان اور دل پر قفل چھائے ہیں
کارما تسلیم و فرماں برد نیست
ہمارا کام ماننا اور حکم بجا لانا ہے

قوم گفتند اہل سہانے کہا کہ اگر
ہم تسلیم بھی کر لیں کہ بعض اوصاف
میں تبدیلی اور بعض مرضوں کا علاج
ممکن ہے تو ہمارا وصف اور مرض
نا قابل علاج ہے۔ سالہا۔ ہمارے
مرض کے لا علاج ہونے کی علامت
ہے کہ سالہا سال سے تم لوگ
تھکتے رہے ہو لیکن ہمارے دل تو
اور زیادہ سخت ہوتے جا رہے ہیں اگر
یہ مرض قابل علاج ہوتا تو کچھ تو فائدہ
ہوتا۔

۳ سدہ۔ جب جگر میں بند لگ
جاتا ہے تو پانی جگر تک نہیں پہنچ پاتا
پانی پینے سے پانی اور طرف چلا جاتا
ہے اور پیاس نہیں بجھتی ہاتھ پاؤں
پرورم آ جاتا ہے تو پانی بجائے پیاس
بجھانے کے اور مرض میں اضافہ کرتا
ہے۔ انبیاء گفتند۔ انبیاء نے اہل سہا
سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے
ناامیدی بری چیز ہے۔ فراق۔ وہ
تھیلا جس میں شکار کر کے رکھا جاتا
ہے۔

۳ اے بسا۔ بہت سے معاملے
شروع میں دشوار نظر آتے ہیں پھر
آسان ہو جاتے ہیں ناامیدی کے
بعد امیدیں پیدا ہو جاتی ہیں
تاریکیوں کے بعد روشنیاں نمودار ہو
جاتی ہیں۔ خود گرفتہ۔ ہمیں بھی تسلیم
ہے کہ تم سنگدل بن گئے ہو اور تم نے
دل اور کان پر قفل لگائے ہیں۔ ہیج۔
لیکن یہ بھی سمجھ لو کہ تبلیغ رسالت میں
ہمیں تمہارے قبول کرنے اور انکار
سے کوئی بحث نہیں ہے ہم تو اللہ تعالیٰ
سے کم کی تعمیل کرتے ہیں۔



اُو بفر مودست ماں ایں بندگی
اں نے اں اطاعت کا ہمیں حکم دیا ہے
جاں اے برائے ہر اُو داریم ما
ہم اں کے حکم کے لئے جیتے ہیں
ہر ۲ حق راما گروہ بے ریا
ہم مخلص لوگ خدا کا حکم
غیر حق جان نبی ریا نیست
خدا کے سوا نبی کی جان کا کوئی دوست نہیں ہے
مزد تبلیغ ر سالاش از دوست
اں کے پیغامات کی تبلیغ کی مزدوری اں کی جانب سے ہے
ماہریں در گہ مملولاں نیستیم
ہم اں بارگاہ پر تھکے ہوئے نہیں ہیں
دل فرد بستہ و مملول آں کس بود
دل گرفتہ اور تھکا ہوا وہ شخص ہوتا ہے
دلبر و مطلوب باما حاضرست
ہمارا دلبر اور محبوب ہمارے ساتھ موجود ہے
در دل مالالہ زار و گلشنی ست
ہمارے دل میں چمن اور گلشن ہے
دائما ترو جوانیم و لطیف
ہم ہمیشہ ترو و تازہ اور جوان اور پاکیزہ ہیں
پیش ماصد سل و یک ساعت یلیست
ہمارے لئے ایک گھنٹہ اور سو سال یکساں ہیں
آں دراز و کوتہی در جسمہاست
لبائی اور چوٹائی جسموں میں ہوتی ہے
سہ صد و نہ سال آں صحاب کہف
تین سو نو سال اصحاب کہف کے

نیست مارا از خود ایں گویندگی
ہمارا کہنا اپنی جانب سے نہیں ہے
گر بریکے گوید اُو کاریم ما
اگر وہ حکم دے ہم ریت میں کھیتی بوئیں گے
می رسانیم ایں رسال با شما
اور یہ پیغام تم تک پہنچا رہے ہیں
با قبول و رد خلقش کار نیست
اں کو مخلوق کے ماننے نہ ماننے سے کوئی واسطہ نہیں ہے
زشت و دشمن رُوشدیم از بہر دوست
ہم دوست کی خاطر برے اور دشمن کے چہرے بدلے بن گئے ہیں
تاز بعد راہ ہر جا بیستیم
کہ راستہ کی دہری کی وجہ سے ہر جگہ ٹھہر جائیں
کز فراق یار در محبس بود
جو دوست کی جدائی سے قید میں ہو
در نثارِ جمتش جاں شاکرست
اں کی رحمت کی بکھیر پر جان شکر گزار ہے
پیری و پڑ مُردگی را راہ نیست
بڑھاپے اور مرجھانے کے لئے اندر راستہ نہیں ہے
تازہ و شرین و خندان و ظریف
تازہ اور میٹھے اور ہنس مکھ اور خوش مزاج ہیں
کہ دراز و کوتہ از ما منفکے ست
کیونکہ لبائی اور چھوٹائی ہم سے جدا ہے
آں دراز و کوتہ اندر جاں کجاست
دازی اور کوتاہی روح میں کہاں ہے؟
پیش شال یک روز بے اندوہ و ہف
ان کے لئے بغیر رنج اور غم کے ایک دن تھا

۱۔ جان ما۔ ہم تو اسی لئے زندہ ہیں
کہ اں کے حکم کی پابندی کریں اگر وہ
ریت میں بیج بوئے کو کبے کا توریت
میں بیج بوئیں گے۔ خواہ وہ نہاگے۔
۲۔ ہر حق۔ چونکہ اللہ کا ہمیں حکم
ہے کہ تمہیں ہم تبلیغ کریں اں کے لئے
بغیر ریا کے تمہیں احکام پہنچا رہے
ہیں۔ با قبول۔ ہمیں اں سے سروکار
نہیں کہ کوئی ہماری بات قبول کرے یا
رد کرے۔ مزد۔ ہم اللہ کے لئے تبلیغ
کرتے ہیں اور اں کام کی مزدوری
اں سے لیں گے ہم تو اسی کی خاطر
لوگوں کی دشمنی مول لے رہے ہیں۔
ماہریں۔ تبلیغ میں ناکامی ہمارے لئے
سدا رہے نہیں وئے دل گرفتہ وہ ہوتا ہے
جو دوست سے مجبور ہو ہمیں ہر وقت
قرب الہی حاصل ہے۔
۳۔ دلبر۔ ہمارا محبوب جو حضرت
حق سے وہ ہمارے ساتھ ہے اں کی
رحمتیں ہم پر ہر وقت نچھاور ہوتی رہتی
ہیں۔ در دل۔ ہمارے دل اں کی
محبت سے گلزار ہیں اور ہم ہر وقت ترو
تازہ رہتے ہیں۔ پیش ما۔ جب
روحانیت کا غلبہ ہو جاتا ہے تو زمان و
مکان کی قید سے رہائی ہو جاتی ہے جسم
زمان و مکان کا پابند ہوتا ہے۔ رصد۔
اصحاب کہف پر روحانیت کا غلبہ تھا تو
ان کے لئے تین سو نو سال ایک روز
کے برابر تھے۔

وانگہے ۱ نمود شاں یک روز ہم
پھر انہیں وہ ایک روز بھی نہ لگا
چوں نباشد روز و شب بامہ و سال
جبکہ دن اور رات مع مہینہ اور سال کے نہیں
در گلسانِ عدم چوں بخودی ست
عدم کے چمنستان میں چونکہ بے خودی ہے
لَمْ يَلْقَ لَمْ يَلْقَ ہر کس کو بخورد
جس نے نہ کھایا وہ نہ چکھنا نہ جانا کا مصداق ہے
نیست موہوم اربدے موہوم آل
وہ موہوم چیز نہیں ہے اگر وہ موہوم ہوتا
دوزخ اندر وہم چوں آرد بہشت
دوزخ بہشت کا کیسے تصور کر سکتی ہے؟
ہیں گلوئے خود مبرید اے مہاں
اے بڑا اپنے گلے نہ پھارو
راہائے ۳ صعب پایاں بردہ ایم
ہم نے سخت راستے طے کر لئے ہیں
ہر کہ مارا گشت پیرو باز رست
جو ہمارا پیرو بن گیا وہ رہائی پا گیا
وانکہ نشید از شقاوت پندما
جس نے بدبختی سے ہماری نصیحت نہ سنی
ہیں بجوسید از نجوم سعد راہ
آگاہ! نیک بختی کے ستاروں سے راستہ تلاش کرو

۱ وانگہے۔ اصحاب کہف نے کاتھا
کہ ہم اس حالت میں ایک دن یا دن
کے کچھ حصے میں رہے ہیں۔ چوں۔
جبکہ روح زمان و مکان سے مقید نہیں
ہے تو اس کے لئے نہ نہ بڑھایا ہے نہ
تھکن گفستان عدم۔ یعنی عالم
ارواح۔ مستی۔ اس عالم کی مستی قرب
اللہ کی ہے۔

۲ لم یلق۔ یعنی جس نے چیز کو
نہ چکھا ہو وہ اس کا ذائقہ نہیں جان
سکتا۔ جعل۔ گہر و گہر کا کینڑا۔
نیست۔ یعنی یہ مستی ذہنی نہیں ہے
ذہنی کیفیت زائل ہو جاتی ہیں۔
دوزخ۔ جس طرح دوزخ اور جنت
میں بعد سے اور دوزخ و جنت کا تصور
بھی نہیں کر سکتی اسی طرح اہل دنیا اور
اس مستی میں بعد سے دنیا اور اس مستی
کو سمجھ ہی نہیں سکتا ہے۔ اے مہاں۔
اہل سبا کو خطاب ہے کہ اپنی جاہی
مول نہ لو ہدایت حاصل کرو۔

۳ راہائے۔ ہدایت کے حصول
میں جس قدر مصائب ہوتے ہیں وہ
انبیاء جمیل چکے ہیں قوم ان سے پلا
مجلدے کے ہدایت حاصل کرنی
ہے۔ ہر کہ انبیاء کی اطاعت کر لینے
والے نجات پاتے ہیں اور جو منکر
ہوتے ہیں وہ ابدی عذاب میں مبتلا
ہو جاتے ہیں۔ نجوم۔ انبیاء نجوم
ہدایت ہیں۔ قوم گفتند۔ انبیاء نے
اپنے آپ کو سعادت کا ستارہ قرار دیا تھا
قوم نے کہا کہ تمہاری سعادت
تمہارے لئے ہوگی ہمارے لئے تو تم
خس ہو۔

مکر رکردن قوم اعتراض بر انبیاء علیہم السلام

قوم کا انبیاء پر مکر اعتراض کرنا

قوم گفتند از شما سعد خودید
قوم نے کہا اگر تم اپنے لئے نیک بخت ہو
خس مائید و ضدید و مرتدید
ہمارے لئے بدبخت اور مخالف اور مرتد ہو

جان! ما فارغ بُد از اندیشہا
ہماری جان فکروں سے خالی تھی
ذوقِ جمیعت کو بود و اتفاق
یگانگت اور اتفاق کا جو مزا تھا
طوطی نقل و شکر بودیم ما
ہم نقل اور شکر کھانے والی طوطی تھے

در غم افگندید مارا و عِنا
تم نے ہمیں غموں اور مشقت میں ڈال دیا
شد ز فال زشت تاں صد افتراق
تمہاری بدشگونی سے سینکڑوں جدائیوں بن گیا
مُرغِ مرگ اندیش کشتیم از شما
تمہاری جہ سے موت کو سوچنے والا پرندہ بن گئے

ہر کجا افسانہ غم گستری ست
جہاں کہیں غم اٹھانے کا قصہ ہے
ہر کجا اندر جہاں فالِ بدیست
جہاں کہیں دنیا میں شگونی ہے

ہر کجا آوازہ مُستکری ست
جہاں کہیں برائی کا شہرہ ہے
ہر کجا مسخے نکالے ماخذیست
جہاں کہیں مسخ، عذاب جائے گرفت ہے

در مثال و قصہ و فالِ شماس
وہ تمہارے مثال اور قصہ اور شگون کی جہ سے ہے

در غم انگیزی شمارا اشتہاست
غم بڑھانے کی تمہاری خواہش ہے

باز جواب گفتنِ انبیاء علیہم السلام ایشاں

انبیاء کا ان کا پھر جواب دینا

انبیاء! گفتند فالِ زشت و بد
انبیاء نے کہا اچھا اور برا شگون
گر تو جائے خفتہ باشی باخطر
اگر تو کسی جگہ خطرے میں سویا ہوا ہو
مہربانے مَر ترا آگاہ کرد
کسی مہربان نے تجھے خبردار کر دیا
تو بگوئی فالِ بد چوں می زنی
تو کہتا ہے کہ کیوں بدشگونی کرتا ہے
از میان فالِ بد من خود ترا
میں تجھے بدشگونی سے
چوں نبی آگہ کنندست از نہاں
نبی کی طرح جو ان پوشیدہ باتوں سے خبردار کرنے والے ہیں

از میان جانِ تال دارد مدد
تمہاری جان سے مدد حاصل کرتا ہے
اژدہا در قصد تو آیدز سر
اژدہا تیرے ارادے سے سر پر آ جائے
کہ بجہ ۳ زود ارنہ اژدہات خورد
کہ بجہ ۳ جلد بھاگ، ورنہ تجھے اژدھے نے کھلیا
فالِ چہ برجہ ببیں در روشنی
بدشگونی کیا ہوتی ہے، اٹھ روشنی میں دیکھ
میر ہانم می برم سوئے سرا
چھڑا رہا ہوں، گھر کی چاب لے جا رہا ہوں
کو بدید اُنچہ ندید اہل جہاں
کیونکہ جو کچھ اس نے دیکھا ہے دنیا والوں نے نہیں دیکھا ہے

۱۔ جان! تمہاری نحوست یہ ہے کہ ہم فکروں سے فارغ تھے تم نے ہمیں فکر مند بنادیا۔ ذوق۔ ہم سب متفق تھے تمہارے وجود سے ہم میں اختلاف ہو گئے۔ طوطی۔ طوطی کو شکر کھلائی جاتی ہے۔ نعل۔ چھینا۔ مستکری۔ برائی مسخ۔ صورت کا بدل جانا۔ نکال۔ عذاب۔ ماخذ۔ گرفت کی جگہ اشتہاء۔ خواہش

۲۔ انبیاء۔ انبیاء نے کہا یہ ساری برائیاں جو تم نے بیان کیں ان کا سبب ہم نہیں ہیں خود تم ہو۔ گرتو۔ ہم تو تمہیں اس عذاب سے ڈرتے ہیں جو واقعہ تم پر نازل ہونے والا ہے ہماری مثال تو اس شخص کی سی ہے جو ایسے شخص کو بیدار کر دے جس پر سانپ حملہ آور ہو رہا ہو۔

۳۔ بجہ۔ کوڑھال۔ تو بگوئی۔ تمہاری مثال یہ ہے کہ وہ شخص جس پر سانپ حملہ آور ہے بیدار کرنے والے کو برائی دینے لگے۔ سرا۔ گھر۔ چوں نبی۔ نبی آنکھوں سے اس عذاب کو دیکھتا ہے جو منکروں پر نازل ہونے والے ہوتا ہے

گر! طیبے گویت غمہ مخور

اگر تجھ سے کوئی طیب کہے کچا انگور نہ کھا

تو بگوئی فال بد چوں میزنی

تو کہے کہ بدشگونی کیوں کرتا ہے

ور مجھ گویت کا مروز چچ

اگر کوئی نجوی تجھ سے کہے کہ آج کوئی

تاگر دی نام و خلسر ازاں

تا کہ تو اس کی وجہ سے شرمندہ اور محروم نہ بنے

صد رہ ۲ ار بنی دروغ اختری

اگرچہ تو سوطر سے نجوی کا جھوٹ دیکھتا ہے

اس نجوم مانشد ہرگز خلاف

ہمارے ان ستاروں میں کبھی خلت نہیں ہوا

آں طیب و آں منجم از گماں

وہ طیب اور نجوی گمان کے ذریعے

دود ۳ می بنیم و آتش از کراں

ہم دیکھتے ہیں کہ دھواں اور آگ ایک کنارے سے

تو ہمیں کوئی خموش گن زیں مقال

تو یہ کہتا ہے کہ ان باتوں سے چب رہ

اے کہ نصیح ناصحان رانشوی

اے وہ کہ تو ہاتھوں کی نصیحت نہیں سنتا ہے

فعیے برہشت تو بری رود

ایک اڑدہا تیرے پیچھے دوڑ رہا ہے

گویش خاموش ممکن مکن

تو اس کو کہتا ہے چپ رہ مجھے ممکن نہ کر

چوں زندا فعی دہاں برگرفت

جب اڑدہا تیری گردن پر منہ ملے گا

کہ چنیں رنجے بر آرد زود سر

کہ فلاں مرض جلد سر اٹھارے گا

پس تو ناصح را مؤتم میکنی

تو تو ایک ناصح کو گنہگار ٹھہرا رہا ہے

آچنناں کارے مکن اور پیچ

دیا کام ارادہ سے نہ کرتا

زانکہ نیکو نیست روز امروز ہاں

کیونکہ آج اچھا دن نہیں ہے

یکد و بارہ راست آیدی خری

ایک دوبارہ سچ ہو جائے تو تو مان لیتا ہے

خستش چوں ماند از تو در غلاف

ان کی صحت تجھ سے کیسے پوشیدہ ہے؟

می کنند آگاہ و ما خود از عیاں

خبر دیتے ہیں اور ہم مشاہدے سے

حملہ می آرد بسوئے منکراں

منکروں پر حملہ آور ہے

کہ زیان ماست قال شوم فال

کیونکہ بدشگونی کی بات میں ہمارا نقصان ہے

فال بد با تست ہر جامی روی

تو جہاں جائے بدشگونی تیرے ساتھ ہے

اوز با مے بیندش آگہ گند

وہ اس کو بالاخانہ سے دیکھ رہا ہو خبردار کرتا ہے

گوید او خوش باش خود رفت اس سخن

وہ کہتا ہے خوش رہ بات ختم ہوئی

تلخ گردد جملہ شادی کرفت

تیری سب خوشیاں منانا تلخ ہو جائیں گی

۱۔ گر طیبے تمہاری مثال اس

مریض کی سی ہے جس کو طیب معر

چیز کھانے سے روکے اور وہ طیب

پر الے الزام دھرے مؤتم۔

گنہگار۔ در منجم تمہاری مثال اس شخص

کی سی ہے جس کو نجوی بری گھڑی

سے بچانا چاہیے اور وہ الٹا نجوی پر الزام

دھرے پیچ۔ قصد ارادہ۔

۲۔ ضد۔ نجوی کی بات سیکڑوں

بار جھوٹی نکلتی ہے لیکن پھر بھی اس

احتمال سے کہ شاید یہ بات سچ ہو تم

نجوی کا کہنا مان جاتے ہو۔ اس نجوم۔

لیکن ہماری پیشین گوئیاں بالکل سچ

ہوتی ہیں ان کو تم تسلیم کرنے کو تیار نہیں

ہو۔ نجوی اور طیب محض گمان سے

بات کہتے ہیں ہم تو مشاہدہ کر کے کہہ

رہے ہیں۔

۳۔ دود۔ انبیاء نے کہا ہم تو عذاب

کا دھواں اور آگ آنکھ سے دیکھ کر بتا

رہے ہیں لیکن تم ہماری ان باتوں کو بد

فالی سمجھ رہے ہو۔ اے کہ منکروں کا

وجود خود فال بد ہے۔ فعیے۔ تمہاری

مثال یہ ہے کہ عذاب کا اڑدہا

تمہارے درے سے ایک شخص

بالاخانہ سے اس کو دیکھ کر تمہیں آگاہ کر

رہا ہے لیکن تم یہ کہتے ہو کہ ہمیں

سانپ کی بات سنا کر ممکن نہ کر۔

گوید۔ مجبور ہو کر وہ بتانے والا یہی

کہے گا کہ اچھا بری بات کو رفت

وگدشت کرو اور تم خوش رہو۔ چوں

زند۔ جب وہ اڑدہا اس لے گا پھر

تیری ساری خوشیاں کڑوی ہو جائے

گی۔

پس ابدو گوئی ہمیں بوداے فلاں
پھر تو اس سے کہے گا اے فلاں ٹھیک تھا
یا ز بالا یم تو سنگے می زدی
یا لوپر سے تو میرے پتھر مارتا
او بگوید زان کہ می آرزوہ
وہ کہے گا کیونکہ تو رنجیدہ ہوتا تھا
گفت من کردم جوانمردی و پند
اس نے کہا میں نے شرافت برتی اور نصیحت کی
از لیمیی حق آن تشاخی
تو نے کمینہ پن سے اس ک قدر نہ کی
اس ۲ بود خوئے لئیمان دنی
کمینہ لئیموں کی یہی عادت ہوتی ہے
نفس رازیں صبری گن مخنیش
نفس کو مہر کے ذریعہ کمزور بنا
با کریمے ۳ گر گنی احسان سزد
اگر تو شریف کے ساتھ احسان کرے تو مناسب ہے
بالیمے چوں گنی قہر و جفا
کمینہ پر جب تو ظلم اور قہر کرے گا
کافراں کارند در نعمت جفا
کافر نعمت کی حالت میں جفا کاری کرتے ہیں
کہ لئیمان در جفا صافی شوند
کیونکہ کہیں ظلم میں مخلص بنتے ہیں

چوں نہ بدریدی گریہاں در فغاں
تو نے نالہ و فریاد سے گریہاں چاک کیوں نہ کیا تھا
تا مرا آں جد نمودے ایں بدی
تاکہ وہ کوشش یہ برلی مجھے دکھا دیتی
تو بگوئی نیک شادم کردہ
تو کہے گا تو نے اب کیا مجھے خوش کر دیا ہے
تارہانم مر ترا زیں خشک بند
تاکہ میں تجھے سخت قید سے رہلی دوں
مایہ ایذا و طغیاں ساختی
اس کو ایذا اور سرکشی کا سرمایہ بنایا
بد گند باتو چو نیکوئی گنی
جب تو نیکی کرے وہ تجھ سے بدی کرتے ہیں
کہ لئیم ست و نسازد نیکویش
کیونکہ کمینہ ہے بھلائی اس کے ساتھ ساز نہیں کرتی ہے
ہر یکے را او عوض ہفصد دہد
وہ ہر ایک کا سات سو گنا بدلہ دے گا
بندہ گردو ترا بس با وفا
وہ تیرا با وفا غلام بن جائے گا
باز در دوزخ ندا شاں رہنا
پھر دوزخ میں لنی کی پکار اے ہمارے رب ہوتی ہے
چوں وفا بیند خود جانی شوند
جب وفا دیکھنے میں جفا کرتے ہیں

حکمت در آفریدن دوزخ دراں جہاں و زنداں دریں
دوزخ کو اس عالم میں اور قید خانہ کو اس عالم میں پیدا کرنے کی حکمت تاکہ
عالم تا معبد منکراں گردد کہ انتیا طوعا و کرہا
وہ کافروں کا عبادت خانہ بنے کیونکہ انتیا طوعا و کرہا ہے

۱۔ پس بدو۔ پھر تو بتانے والے
سے کیجگا کہ تو میرے غم میں کپڑے
پھاڑ کر مجھے آگاہ کرتا تو میں مان لیتا یا
لوپر سے میرے پتھر مارتا تو میں آگاہ
ہو جاتا۔ نو بگوید۔ وہ جواب میں کہہ
دے گا کہ تو میری بات سے آرزوہ ہوتا
تھا تو وہ کہے گا کہ میں اب کونسا خوشی
ہوں۔ گفت۔ وہ آگاہی دینے والا
کہے گا کہ میں نے تو شرافت سے کام
لیا تھا تجھے مصیبت ہے بچانے کے
لئے نصیحت کی تھی۔ از لیمیی۔ لیکن تو
نے کمینہ پن برتا اس نصیحت کی قدر نہ
کی بلکہ اس نصیحت کو ایذا رسانی اور
سرکشی کا سبب بنایا۔

۲۔ ایں بود۔ کمینوں کا یہی طریق
ہے کہ تم ان سے بھلائی کرو۔ تو وہ اس
کے بدلے میں تم سے برائی کریں
گے نفس۔ انسان کا اس ایسا ہی کمینہ
ہے کہ اس کے ساتھ بھلائی کرنا اور اس
کو مضبوط بنانا مناسب نہیں ہے اس
کو مشقتوں اور جھجھکوں سے کمزور بنانا۔

۳۔ با کریمے۔ کسی شریف سے
شرافت برتو گے تو وہ ستر گنا شرافت
برتا۔ بالیمے۔ کمینہ پر جو جفا کرو
گے تو پھر وہ اطاعت کریگا۔
کافراں۔ کافر ایسا ہی کرتے ہیں کہ
دنیا میں ان کو اللہ کی نعمتیں ملیں تو کفر
بڑھا دوزخ کے عذاب میں خدا
مانیں گے اور پکاریں گے۔ کہ
لئیمان۔ کمینے ظالم کے ساتھ ٹھیک
چلتے ہیں شریف پر ظلم کرتے ہیں۔
انتیا۔ اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمان کو
ظلم دیا کہ تم دونوں آؤ خولہ خوشی سے
خولہ جبر سے تو دونوں نے کہا ہم خوشی
سے حاضر ہیں یعنی اس آیت سے
معلوم ہوا کہ اطاعت تو لاجلہ کرنی ہو
گی خولہ خوشی سے نہ دیا مجبوری سے
کفار مجبوری سے اطاعت کریگا۔

۱۔ دوزخ۔ کافر جب دوزخ کے عذاب میں مبتلا ہوئے تو فرما ہر داری کرینگے وحشی جانور خوشی سے نہیں آتا تو جال میں پھنس کر آتا ہے۔ رخ۔ جال۔ زندان۔ جب چور خیل خانہ میں ڈال دیا جاتا ہے تو سبکی شروع کر دیتا ہے۔ چوں۔ جن اور اس کی تخلیق کا باعث عبادت اور اطاعت سے خوشی سے نہ کرینگے تو جبراً کرنی پڑیگی مومن جنت اور دنیا میں اطاعت گزاری کریگا تو کافر دوزخ میں اطاعت کرے گا۔

۲۔ آدمی۔ انسان میں بہت سے کام کرنے کی صلاحیتیں ہیں لیکن اس کی تخلیق کا اصل منشاء عبادت گزاری ہے جیسا کہ اپنے میں مذکور ہے۔ مَا خَلَقْتُ الْإِنْسَانَ إِلَّا لِيَعْبُدَنِی۔ قرآن پاک میں ہے۔ مَا خَلَقْتُ الْإِنْسَانَ إِلَّا لِيَعْبُدَنِی۔ انسانوں اور جنوں کو مگر اس لئے کہ وہ عبادت کریں از کتاب۔ کتاب کی تصنیف و اشاعت کا اصل مقصد اس فن اور علم کو جاننا ہے جس فن کی وہ کتاب سے آگاہ ہو اس کا تکیہ بنائے گا تو وہ تکیہ بن جائے گی لیکن یہ تیری غلطی ہوگی اسی طرح اگر انسان عبادت نہ کرے گا دوسرے کاموں میں لگے گا۔ تو یہاں کی غلطی ہوگی۔

۳۔ گرتو منجے۔ تلوار کا اصل مقصد اس کے ذریعہ فتح پانا ہے وہ کھونا بھی بن سکتی ہے لیکن اگر تو اس سے کھونٹے کا کام لے گا تو بڑی حماقت ہوگی۔ معبد۔ ہر انسان کی تخلیق کا مقصد عبادت ہے لیکن ہر ایک کا عبادت خانہ جدا ہے شریف کا معبد تو اگر متہ کا مقام ہے یعنی میں نے اس کا اکرام کیا اور لئیم کا معبد ۔۔۔ کا مقام ہے۔ یعنی میں نے اس کو بیمار کیا۔ شریف

مسجد و طاعاتِ شال پس ادوزخ ست
ان کی مسجد اور اطاعتوں کی جگہ دوزخ ہے
ہست زنداں صومعہ دُرد لئیم
کینے چور کا عبادت خانہ قید خانہ ہے
چوں عبادت بُود مقصود از بشر
چونکہ انسان کی پیدائش سے مقصود عبادت ہے

آدمی ۲ را هست در ہر کار دست
انسان کو ہر کام پر قدرت ہے
مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيُحْشَا
اس نہیں پیدا کیا ہم نے جن و انسان کو پڑھ
گرچہ مقصود از کتاب آں فن بُود
اگرچہ کتاب کا مقصد وہ فن ہوتا ہے
لیک از مقصود این بالمش بُود
لیکن اس کا مقصد یہ تکیہ ہونا نہ تھا
گر تو منجے ۲ ساختی شمشیر را
اگر تو تلوار کو کھنٹ بنا لے

گرچہ مقصود از بشر علم و ہدایت
اگرچہ انسان کی تخلیق سے مقصود علم ہدایت ہے
معبد مرد کریم اکرمۃ
شریف انسان کی عبادت گاہ مقام اکرمۃ ہے
مر لئیمال را بزن تا سر نہند
کینوں کو پٹ تاکہ اطاعت کریں

لا جرم حق ہر دو مسجد آفرید
لا محالہ اللہ تعالیٰ نے دو مسجدیں بنائیں

پائے بندز مرغ بیگانہ رخ ست
بیگانہ پرندہ کے پاؤں کا پھندا جال ہے
کاند رو ذا کر شود حق را مقیم
اس میں وہ ہمیشہ خدا کو یاد کرنے والا ہوتا ہے
شد عبادت گاہ گرونگش سقر
متکبر کی عبادت گاہ دوزخ بنی

لیکن از مقصود اس خدمت بدست
لیکن اس کی پیدائش سے اصلی مقصود عبادت ہے
خو عبادت نیست مقصود از جہاں
عبادت کے علاوہ دنیا میں کوئی مقصد نہیں ہے
گر توش بالمش گنی ہم می شود
اگر تو اس کا تکیہ بنا لے تو یہ بھی ہو سکتا ہے
علم بود و دانش و ارشاد و سود
علم اور سمجھ اور ہدایت اور نفع تھا
بر گزیدی بر ظفر ابیر را
تو نے کامیابی پر بدختی کو ترجیح دی

لیک ہر یک آدمی را معبد یست
لیکن ہر شخص کی ایک عبادت گاہ ہے
معبد مرد لئیم اسقمۃ
کین انسان کی عبادت گاہ اسقمۃ ہے
مر کریمال را بدہ تا برد ہند
شریفوں کو انعام دے تاکہ پھل دیں

دوزخ آنہارا و لہنہارا مزید
ان کے لئے دوزخ اور ان کے لئے مزید

انعامات الہی کے وقت عبادت گزار بنتا ہے اور کمینہ مصائب میں مبتلا ہو کر۔ مزید۔ یعنی جنت جس کے لئے فرمایا گیا
وللنہا مزید اور ہمارے پاس زیادتی ہے

ساخت اموی قدس در باب صغیر تافر و آرد سر قوم زحیر
حضرت موسیٰ نے بیت المقدس میں چھوٹا دروازہ بنایا تاکہ سرکش قوم سر جھکائے
زائ کہ جباراں بدند و سر فراز دوزخ آں باب صغیر ست و نیاز
کیونکہ وہ جبار اور متکبر تھے دوزخ وہی چھوٹا دروازہ اور نیاز مندی کی جگہ ہے

۱۔ ساخت۔ موسیٰ نے بیت المقدس میں ایک کھڑکی بنائی تھی تاکہ متکبرین اس میں جھک کر داخل ہوں اور ان کی جگہ کی سی حالت ہو جائے دوزخ کو ایک چھوٹی کھڑکی سمجھو کہ اس میں داخل ہو کر یہ متکبر عبادت گزار بن جائیں گے۔

۲۔ بیان۔ جس طرح حضرت موسیٰ نے کھڑکی بنائی تھی اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان متکبروں کے لئے ظالم بادشاہوں کا وجود اور دوزخ بنائی ہے یہ ظالموں کو سجدہ کرتے ہیں اور دوزخ میں خدا کو یاد کرینگے۔ رخص۔ مکانات کا ماحول بکریوں کا باڑہ اَدْخُلُوا قرآن پاک میں ہے اَدْخُلُوا الْاَبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ یعنی بنی اسرائیل کو حکم ہوا کہ اس کھڑکی میں سجدہ کی حالت میں داخل ہو اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ گناہ معاف کر دے۔ شہاں۔ یہ متکبر بادشاہوں کو سجدہ کرتے ہیں۔ ساخت۔ ان کی حرب اور عبادت کا گوبر خانہ ہے اسی کو دوسرے لفظوں میں بادشاہ اور پہلوان کہا جاتا ہے یہ منکران کے سامنے جھکتے ہیں۔

۳۔ لائق۔ ان کے سجدے اللہ تعالیٰ کے لائق نہ تھے کیونکہ ان کو جناب باری س کوئی مناسبت نہیں یہ بصورت انسان ہیں لیکن انسانیت سے خالی ہیں نیکیوں کی اور ان کی مثال وہی ہے جو گئے اور زکل کی ہے آں سگاں۔ یعنی دنیا دار بادشاہ۔ ایں خساں۔ یعنی منکرین۔ شیر۔ یعنی جناب باری تعالیٰ۔ گرب۔ چوہا بلی سے ڈرتا ہے شیر جو کس سے بد جہا افضل ہے اس سے نہیں ڈرتا۔

بیان ۲ آنکہ حق تعالیٰ صورت ملوک را سبب مسخر کردن
اس بیان میں اللہ تعالیٰ نے بادشاہوں کی صورت ان متکبروں کو تابع بنانے کے
جباراں کہ مسخر حق نباشند ساختہ چنانکہ موسیٰ علیہ السلام
لئے بنائی ہے جو کہ اللہ کے تابع نہیں ہوتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
باب صغیر ساخت بر روض قدس جہت رکوع جباران
نے بیت المقدس کے احاطے میں چھوٹا دروازہ بنایا تاکہ بنی اسرائیل کے متکبر آتے
بنی اسرائیل وقت درآمدن کہ اَدْخُلُوا الْاَبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ
وقت جھکیں کیونکہ سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور حطہ کہوں کا حکم تھا

آنچناں کہ حق زخم و استخواں
اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے گوشت اور ہڈیوں سے
اہل دنیا سجدہ ایشاں کنند
دنیا دار ان کو سجدہ کرتے ہیں
ساخت سرگیں دانگی محراب شاں
ان کے لئے گوبر خانے کو محراب بنایا
لائق ۳ ایں حضرت پاکی نہ اید
تم پاک دربار کے لائق نہیں ہو
آں سگاں را ایں خساں خضع شوند
یہ کہنے ان کتوں کے تابعدار ہوتے ہیں
گربہ باشد شخنہ ہر موش خو
ہر موش خصلت کا کو توالت بلی ہوتی ہے

از شہاں باب صغیرے ساخت ہاں
بادشاہوں کا چھوٹا دروازہ بنایا
چونکہ سجدہ کبریا را دشمنند
کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنے کے مخالف ہیں
نام آں محراب میر و پہلواں
اس محراب کا نام حاکم اور پہلوان ہے
نیشکر پا کاں شما خالی نے اید
پاک لوگ گناہیں تم صرف زکل ہو
شیر را عارست گورا بگروند
شیروں کی توہین ہے کہ وہ اس کے گرویدہ ہوں
موش کہ بود تاز شیراں تر سداو
چوہا کس قابل ہے کہ وہ شیروں سے ڈرے



خوفِ شاں کے ز آفتابِ حق بُود

آفتابِ حق سے انہیں ڈر کہاں ہوتا ہے

رَبِّ اَدْنٰی دَر خورِ ایں لَبَہاں

رَبِّ اَدْنٰی اِن یَقُوْنُوْنَ کے لائق ہے

بلکہ اُن آہو تگانِ مُشکِ نَاف

بلکہ وہ آہو قدمِ مشک کی نَاف والے ڈرتے ہیں

تَشِ خِداوند و ولی نِعمتِ نو لیس

تو اس کو آقا اور ولی نِعمت لکھ

تَشِ خِداوند و ولی نِعمتِ بگو

تو اس کو آقا اور ولی نِعمت کہہ

خِشتم گیرِ دَمیر و ہَم داند کہ ہست

حاکمِ غصہ کرے گا اور سمجھے گا کہ وہ کچھ ہے

بِالنِّیْمِاں تہنیدِ گردنِ لَیْم

کینوں کے ساتھ تاکہ کینہِ اطاعت کرے

چوں لَیْمِاں نَفْسِ بَدِ کُفراں گُند

تو وہ بد نفس کینوں کی طرح کفرِ ان کرے گا

اہلِ نِعمتِ طاعی اندو ما کرند

بلکہ سرکش اور مکار ہیں

ہست شاکرِ خستہ و صاحبِ عبا

خستہ حال اور گزری والا شکر گزار ہے

شکرِ می رُوید ز بَلَوِا و سَقَم

شکرِ اہلِاء اور بیماری سے اگتا ہے

خوفِ ایشاں از کلابِ حق بُود

ان کو اللہ تعالیٰ کے کتوں سے خوف ہوتا ہے

رَبِّیْ اَلْاَعْلٰی سِت و دِراں مہاں

سرکاروں کا خلیفہ ربِّیْ اَلْاَعْلٰی ہے

مُوش کے ترسد ز شیرِ انِ مَصاف

جنگ کے شیروں سے چوہا کب ڈرتا ہے

رُوبہ پیش کا سہ لیس اسدِ یک لیس

اسدِ یک جاننے والے پیالہ جاننے والے کے پاس جا

دِیک لیس کا سہ لیسے را بگو

تو دِیک جاننے والا ہے کسی پیالہ جاننے والا کو تلاش کر

بِس اگنِ اشرعے بگویم دور دست

ختم کر اَر میں لمبی تفصیل کروں گا

حاصلِ ایں آمد کہ بد گن اے کریم

خلاصہ یہ نکلا کہ اے شریف! برائی کر

بِالنِّیْمِاں نَفْسِ چوں اِحساں گُند

جب تو کینے نفس کے ساتھ احسان کریگا

زیں سبب بد کابلِ محنت شا کرند

یہی سبب تھا کہ تخی شکر گزار ہیں

ہست طاعی بگر ز زیں قبا

سرورِ زریں قبا والا سرکش ہے

شکرِ س کے رُوید ز اَمَاک و نِعم

نعمتوں اور ملکیتوں سے شکر کہاں اگتا ہے

۱۔ خوف۔ منکرین بھی اللہ کے کتوں سے ڈرتے ہیں اور ان کی اطاعت کرتے ہیں۔ ربی الاعلیٰ۔ میرا خدا بلند ہے۔ مہاں۔ بالا و برتر خدا کو ماننا شریفوں کا کام ہے ان منکرین کے لائق ادنیٰ رب ہے لہذا یہاں کوئی پوچھتے ہیں۔ رب ادنیٰ۔ معمولی وجہ کا خدا۔ موش۔ شیروں سے ڈرنا چوہے کا کام نہیں بلکہ ہرن جیسے شریف اور پاکیزہ جانور کا کام ہے۔ دیک۔ لیس۔ جیسی روح ویسے فرشتے لہذا ان منکرین کی خدائی کے لائق۔ یہی ظالم اور جابر ہیں۔

۲۔ بس گن۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اب منکرین کے معبودوں کی زیادہ بات نہ کرو ورنہ وہ ناراض ہو گئے اور وہ دل کی سمجھیں گے کہ ہم بھی کچھ ہیں جیسا کہ ہمارا اس قدر ذکر کیا جا رہا ہے۔ لَیْم۔ نفس۔ نفس لَیْم۔ زیں سبب۔ جو لوگ محنت اور مشقت کی زندگی گزارتے ہیں عموماً شاکر ہوتے ہیں اور بالدار سرکش ہوتے ہیں۔ بگر۔ بیک۔ لڑ رہا۔

۳۔ شکر۔ ابتلا اور بیماری شکر گزار کی سبب ہے قصہ مولانا نے پہلے سمجھایا تھا کہ فقر اور ابتلا سے شکر کی کیفیت پیدا ہوتی ہے اس کی تائید میں یہ قصہ نقل کرتے ہیں۔ سق۔ کھوئی۔ سفر۔ دسترخوان چرخ زدن۔ گھومنا۔

قصہ عشقِ صوفی بر سفرۂ تہی از خوش

کھانے سے خالی دسترخوان پر ایک صوفی کے عشق کا قصہ

صوفی برتخ روزے سفرہ دید

ایک صوفی نے ایک دن کھوئی پر دسترخوان دیکھا

چرخ می زدجا مہارامی درید

رخس کرتا تھا اور کپڑے پھاڑتا تھا

بانگ می زدنگ نوائے بے نوا
چننا تھا یہ بے سلمان کا سلمان ہے
چونکہ در دو سوزِ او بسیار شد
جب اس کا درد اور سوزِ بڑی
کھلنے وہائے ہوئے می زدند
قیقہ اور نعرے ملتے تھے
بولفصولے گفت صوفی را کہ چیست
ایک لغو انسان نے صوفی سے کہا یہ کیا ہے؟
گفت رو رو نقش بے معنیستی
اس صوفی نے کہا جا جا تو بے روح تصویر ہے
عشق نال بے نال خدائے عاشق ست
عشق جو روئی نہ ہوتے ہوئے روئی دعا شق کی غذا ہے
عاشقان را کار نبود باوجود
عاشقوں کو وجود سے واسطہ نہیں ہوتا ہے
بال ۲ نے و گردِ عالم می پرند
پر نہیں ہیں اور عالم کے چاروں طرف اڑتے ہیں
آں فقیرے گوز معنی بوئے یافت
وہ فقیر جس نے حقیقت کی خوشبو حاصل کر لی
عاشقان اندر عدم خیمہ زدند
عاشقوں نے عدم میں خیمہ لگایا ہے
شیر ۳ خوراک کے شناسد ذوق لوت
دودھ پتا بچہ کھانوں کا ذائقہ کب پہچانتا ہے
آدمی کے بو بردار بوئے او
پدی اس خوشبو کا سراغ کب پا سکتا ہے

قحطہا و دروہا رانک ا دوا
یہ قحطوں اور دروہوں کی دعا ہے
ہر کہ صوفی بود با او یار شد
جو بھی صوفی تھا اس کا ساتھی ہو گیا
تا کہ چندیں مست و بیخود می شدند
یہاں تک کہ بہت زیادہ مست و بیخود ہو جاتے تھے
سفرۂ آویختہ از نال تہی ست
لٹکا ہوا دسترخوان روئی سے خالی ہے
تو بجو ہستی کی عاشق نیستی
تو ہستی کی تلاش کر کیونکہ تو عاشق نہیں ہے
بند ہستی نیست ہر گو صادق ست
جو صادق ہے وہ وجود کا پابند نہیں ہے
عاشقان را ہست بے سرمایہ سود
عاشقوں کا نفع بغیر سرمایہ کے ہوتا ہے
دست نے و گوئے زمیڈاں می برند
ہاتھ نہیں ہے اور میدان سے گیند لے جاتے ہیں
دست بریدہ ہی زمبیل بافت
ہاتھ کھٹا ہوا ہونے پر جھولی بننا تھا
چوں عدم می رنگ و نفس واحدند
عدم کی طرح یکساں اور ایک جان ہو گئے ہیں
مر پری را بوئے باشد لوت پوت
پری کے لئے خوشبو اقسام کا کھان ہوتا ہے
چونکہ خوئے اوست ضدِ خوئے او
کیونکہ اس کی عادت اس عادت کے خلاف ہے

۱۔ تک۔ یعنی یہ دسترخوان چونکہ
اس صوفی کے وجد میں آگئے۔
کھچکھ۔ دونوں کانوں کے گذر کے
ساتھ قیقہ بولفصول۔ یہ وہ نقش
بے معنی۔ یعنی بے جان بت۔ تو بجو
ہستی۔ یعنی تو طالب وجود ہستی یعنی
یعنی عاشق طالب عدم ہوتا ہے لہذا
ہم روئی کے نہ ہونے کے طالب و
عاشق ہیں اور بھوک صدیقین کا
مطلوبہ ہوتا ہے عاشق۔ عاشق
کی غذا عشق ہے جو روئی حشو نہیں ہے
لیکن اس کے لئے روئی کا کام دیتا
ہے عاشقان۔ عاشق ہر چیز کے فنا
کا طالب ہوتا ہے اسی فنا سے اس کو نفع
پہنچتا ہے۔

۲۔ بال نے۔ جس طرح عاشقوں کا
نفع بغیر سرمایہ کے ہے اسی طرح وہ
بغیر پروں کے پرواز کرتے ہیں اور
بغیر ہاتھ کے ہاتھ کا کام کرتے ہیں
آں فقیرے۔ نئے شیخ کا پہلے قصہ
گذر چکا ہے کہ ہاتھ نہ ہوتے ہوئے
وہ زمبیل بنے تھے عاشقان۔ عاشق
ہر چیز کو ختم کر دیتا ہے امتیاز و جودات
میں ہوتا ہے عدموں میں یکسانیت
ہے لہذا عاشقان خدا بھی یک رنگ
ہیں۔

۳۔ شیر خور۔ ہر شخص اپنے سے
مناسب بات کو سمجھتا ہے ورنہ
اعتراض کرتا ہے بولفصول نے صوفی
پر اسی لئے اعتراض کیا کہ وہ فنا کے
ذوق سے ناواقف تھا شیر خور بچہ
صرف دودھ کے مزے سے واقف
ہے وہ اس کی لذت کو سمجھ سکتا ہے
کھانوں کی لذت کو نہیں سمجھ سکتا۔
پری کی غذا محض خوشبو ہے انسان
کھانوں کا عادی ہے وہ محض خوشبو
سے پیٹ بھر جانے کو نہیں سمجھ سکتا۔



یابد از بوئے آل پری بوئے کہ اش
پری اس کی خوشبو سے ایسی رات حاصل کرتی ہے کہ اس کو
پیشِ اقبطی خوں بُود آل آب نیل
قبطی کے لئے نیل کا پانی خون ہے
جاده باشد بحرِ اسرائیلیاں
دریا اسرائیلوں کے لئے رات ہوتا ہے
باد بُد بر عادیاں گرز و تبر
ہوا قوم عاد پر گرز اور کھارڑا تھی
گلستاں ۲ باشد برابر اہیم نار
آگ حضرت ابراہیم پر چمن ہوتی ہے
بر سمندر باشد آتش خانداں
سمندر پر آگ خاندان ہوتی ہے
نزد عاشق درد و غم حلوا بُود
عاشق کے لئے درد اور غم حلوا ہوتا ہے

پیشِ اقبطی۔ اشیاء کے احوال ہر
مخصوص کے اعتبار سے جداگانہ ہیں
جس شخص کے مناسب جو حال ہے وہ
اس کو سمجھ سکتا ہے۔ قبطی۔ فرعون کی سل کا
آدی۔ سبطی۔ اسرائیلی۔ جادہ۔
دریائے نیل حضرت موسیٰ اور ان کی قوم
کے لئے راستہ بن فرعون اور اس کا لشکر
اسی میں ڈوب گیا۔ باد۔ آندھی سے
قوم عاد برباد ہوئی حضرت ہود اور ان
کی قوم کے لئے طغ کا سبب بنی۔
۲۔ گلستاں۔ آگ حضرت ابراہیم
کے لئے گلزار بنی۔ نمود کے لئے
باعث ہلاکت بنی سمندر۔ ایک پرندہ
ہے جو آگ میں پروش پاتا ہے۔
درد۔ درد و غم عاشقوں کی غذا ہے کہینے
حلوا بھی اس طرح کھا جاتے ہیں
جس سال کو بد قسمتی ہو جاتی ہے۔
۳۔ مخصوص۔ اس قصہ سے یہ بتانا
مقصود ہے کہ چیزوں کے احوال
مختلف اشخاص کے اعتبار سے مختلف
ہیں حضرت یوسف کا چہرہ حضرت
یعقوب کے لئے کچھ تاثیر رکھتا تھا
دیہروں کے لئے اس کی تاثیر دوری
تھی۔ انچہ۔ جو خوبیاں حضرت یوسف
میں تھیں وہ حضرت یعقوب کو نظر
آئیں بھائی نہ دیکھ سکے۔ اس۔
حضرت یعقوب یوسف کے غم میں
اپنے آپ کو ہلاک کئے دیر ہے تھے
ان کے بھائی ان کو کنوئیں میں ڈال کر
مارنے کی فکر کر رہے تھے۔

مخصوص ۳ بود یعقوب علیہ اسلام بخشیدن جام حق
حضرت یوسف کے چہرے سے خدائی پیالہ پینے اور حضرت
تعالیٰ از روئے یوسف و کشیدن بوئے حق تعالیٰ از بوئے
یوسف کی خوشبو سے اللہ تعالیٰ کی خوشبو حاصل کرنے میں حضرت یعقوب کی
یوسف و حرمان برادران و غیر ہم ازیں ہر دو صفت
خصوصیت اور بھائیوں وغیرہ کا ان دونوں خوبیوں سے محروم رہنا

انچہ یعقوب از رخ یوسف چشید
حضرت یعقوب نے جو کچھ حضرت یوسف کے رخ سے چکھا
وانچہ او از بوئے او اندر کشید
اور جو کچھ انہوں نے ان کی خوشبو سے باطن حاصل کیا
خاص او بُد او با خواں کے رسید
وہ ان کی خصوصیت تھی بھائیوں کو کب حاصل ہوا؟
واں بکس از بہرا وچہ می گند
وہ کمینہ می سے ان کے لئے کنواں کھود رہے ہیں
ایں ز عشقش خویش در چہ می گند
یہ ان کے عشق سے اپنے آپ کو کنوئیں میں گرا رہے ہیں

سُفْرَہٗ اَوْ پِشِ اِیْسِ اَز نَالِ تہی سَت
ان یوسف کا دسترخوان ان کے لئے روٹی ہے خالی ہے
رُوئے نَاشِستہ نہ بیند رُوئے و حُور
بن دہلا منہ حور کا منہ نہیں دیکھتا ہے
عِشْقِ بَاشد لُوت پُوتِ جَانِہَا
عشق جانوں کے لئے قسم قسم کا کھانا ہے
جُوعِ یُوسُفِ بُود مَرِ یَعْقُوبِ رَا
حضرت یعقوب کو حضرت یوسف کی بھوک تھی
آنکہ بَستد پیر ہن رَا می شَتَا فِت
جس نے پیر ہن حاصل کیا تھا وہ دور رہا تھا
دَانکہ صد فرسنگ زَاں سُو بُود اُو
وہ جو اس جانب سے سینکڑوں فرسخ تھا
اے بَسَا عَالَمِ زَدَانِش بے نصیب
بہت سے عالم ہیں جو سمجھ سے محروم ہیں
مُسْتَمِعِ ۳ اَز وَے ہَمی یَا بَدِ مَشَامِ
سننے والا اس کی خوشبو حاصل کر لیتا ہے
زَانکہ پیرا ہن بَدِ سِتِش عَارِیہ است
کیونکہ اس کے پاس لباس عاری ہے
جَارِیہ پِشِ نَخَاسی سَر سَرِ یَسْت
غلام فروش کے لئے وہ لونڈی تھوڑی دیر کے لئے ہے
قِسْمَتِ حَقِّ سَتِ رُوزِی خَوَاہِ نِے
اللہ تعالیٰ کی تقسیم ہے نہ کہ روزی چاہنے والے کی
یَکِ حِیَالِے نِیکِ بَاغِ آں شُدہ
ایک اچھا خیال اس کے لئے گلزار بن گیا

پِشِ یَعْقُوبِ سَتِ پُر گُو مَشْتِہِیَسْت
حضرت یعقوب کے لئے بھرا ہوا ہے کیونکہ وہ خواہشمند ہیں
لَا صَلْوۃُ کَفْتِ اِلَّا بِالْحُضُورِ
آنحضور نے فرمایا کہ نماز بغیر حضور قلب کے نہیں ہے
جُوعِ اَزِیْسِ رُویسْتِ قُوتِ جَانِہَا
اس لئے بھوک جانوں کی غذا ہے
اِس لَے بھوکِ جانوں کی غذا ہے
بُوءِ نَاشِ مِی رَسِیدِ اَز دُورِ جَا
ان کو ان کی روٹی کی خوشبو دور سے پہنچ رہی تھی
بُوءِ پیرا ہن یُوسُفِ مِی نِیَا فِت
حضرت یوسف کے لباس کی خوشبو محسوس نہیں کر رہا تھا
چُونکہ بُدِ یَعْقُوبِ مِی بُوءِ سِیدِ بُو
چونکہ وہ حضرت یعقوب تھے وہ خوشبو سونگھ رہے تھے
حَافِظِ عَالَمِ سَتِ آں کَسِ نِے حَبِیبِ
وہ عالم علم کا نگہبان ہے نہ کہ محبوب
گِر چہ بَاشدِ مُسْتَمِعِ اَز جَنَسِ عَامِ
خوہ سننے والا عوام میں سے ہو
چولِ بَدِ سَتِ آں نَخَاسی جَارِیہ است
جیسے کہ غلام فروش کے ہاتھ میں لونڈی ہوتی ہے
دَر کَفِ اُو اَز بَرَاے مُشْتَرِی سَتِ
اس کے قبضہ میں خریدار کے لئے ہے
ہر یَکِے رَا سُوئے دِیگر رَاہِ نِے
کسی کے لئے دوسرے کی جانب راستہ نہیں ہے
یَکِ حِیَالِے زِشْتِ رَاہِ اِیْسِ زَوَدَہ
ایک برا خیال اس کے لئے راہزن بن گیا

۱۔ سُفْرَہٗ اُو۔ حضرت یوسف کے چہرے کا دسترخوان حضرت یعقوب کے لئے انوارِ برکات سے پر تھا بھائیوں کے لئے خالی تھا۔ رُوئے نَاشِستہ۔ جن لوگوں کے دل نجاست سے پر ہیں ان کو انوارِ نظر نہیں آتے ہیں اسی لئے کفار کو خدا کا دیدار نہ ہوگا نماز میں کیفیات اس شخص کو میسر آئیں گی جو قلب کو مصفی کر کے حضور قلب کے ساتھ نماز پڑھے گا۔ جانہا۔ عاشقوں کی جانوں کے لئے عشق غذا ہے۔ جُوع۔ مشہور مقولہ ہے اَلْجُوعُ طَعَاءُ الصَّالِحِیْنِ بھوک صدیقوں کی غذا ہے۔

۲۔ جُوع۔ حضرت یعقوب میں حضرت یوسف کی طلبِ صادق تھی اسی لئے انہیں دور سے ان کی خوشبو محسوس ہو گئی۔ آنکہ پستہ۔ وہ شخص جو حضرت یوسف کی تمیض حضرت یعقوب کے پاس لے کر آیا وہ طلبِ صادق سے خالی تھا اس کو اس تمیض میں کوئی خوشبو معلوم نہ ہوئی۔ وَاَنکہ۔ حضرت یعقوب تمیض سے سینکڑوں میل کے فاصلہ پر تھے ان کو اس کی خوشبو محسوس ہو گئی۔ اے بَسَا۔ جو عالم بے عمل ہیں ان کی مثل حضرت یوسف کی تمیض لانے والے کی سی ہے۔

۳۔ مُسْتَمِعِ۔ عالم بے عمل کے وعظ اور علم سے وہ جاہل جن میں طلبِ صادق ہوتی ہے فائدہ اٹھا لیتے ہیں۔ پیرا ہن۔ بے عمل عالم کے پاس علم ایک عارضی چیز ہے اس کی مثل اس غلام فروش کی سی ہے جس کے پاس فروخت کرنے کے لئے کوئی لونڈی

ہو وہ اس سے بے بہرہ رہتا ہے خریدار اس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ نَخَاسی۔ برفروش۔ قسمت حق۔ تمام تقسیم اللہ کی جانب سے ہے جس کا جو حصہ ہے وہ اس کو ملتا ہے طالب کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔ یک حیا۔ ایک شخص کے نصیب میں وہ خیالات ہوتے ہیں جو اس کے لئے موجبِ راحت ہوتے ہیں دوسرے کے وہ خیالات ہیں جو اس کو تباہ کرتے ہیں۔

۱۔ آں خیالے نیک خیال کے نتیجہ میں انسان کو راحت و آرام حاصل ہوتا ہے بد خیال عالم کی تباہی کا سبب بنتا ہے آں خدائے۔ یہ خیالات کی تقسیم اور عطا اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ پس کہ داند۔ انسان یہ نہیں سمجھ سکتا کہ کونسے خیالات آرام دہ ہیں اور کونسے خیالات تباہ کن ہیں۔ دیدہ ہاں۔ انسان کو یہ پتہ نہیں چلتا کہ اس کے دل میں خیالات کس راہ سے آتے ہیں۔ رکن۔ گوشہ

۲۔ جز مگر آں دل کہ دار دعویٰ حق سوائے اس دل کے جس کو اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل ہو اگر تدبیر سے اس کے آنے کی جگہ کو دیکھ سکتا ہے کہ رسد جاسوس را آنجا قدم جاسوس کا وہاں قدم کب پہنچتا ہے دامن فصلش بکف گن کور وار اندھوں کی طرح اس کی رحمت کے دامن کو پکڑ لے دامن او امر و فرمان دست علم اور فرمان اس کا دامن ہے

۳۔ آں یکے در مرغزار و جوئے آب ایک چمنستان اور پانی کی نہر میں ہے او عجب ماندہ کہ ذوق او ز چہست وہ تعجب میں ہے کہ اس کا لطف کس چیز میں ہے ہیں چرا خشکی کہ اینجا چشمہا ست خردار! تو کیوں خشک ہے یہاں چشمے ہیں

وہ خیال نتیجہ کے اعتبار سے باغ ہو گیا آں خدائے کز خیالے باغ ساخت وہ خدا تعالیٰ جس نے ایک خیال سے باغ بنا دیا پس کہ داند راہ گلشنہائے او اس کے باغوں کا راستہ کون جانتا ہے؟ کز کد امیں رکن جاں آید خیال کہ جان کے کونسے گوشے سے یہ خیال آتا ہے کوئی اور انیست کردہ کون حق اللہ تعالیٰ کے وجود نے اس کے وجود کو فنا کر دیا ہے بند کر دے راہ ہر ناخوش خیال تو ہر برے خیال کا راستہ بند کر دیتا کہ بود مرصا دو در بند عدم جو عدم میں محفوظ اور گھات کی جگہ ہو قبض اعلیٰ اس بود اے شہریار اے شاہ! اندھے کا پکڑنا یہ ہوتا ہے نیکی جتنے کہ تقی جان دست وہ نیک بخت ہے جس کی جان متقی ہے واں یکے پہلوئے او اندر عذاب اور ایک اس کی پہلو میں عذاب میں ہے واں عجب ماندہ کہ اس در حبس کیست اور وہ تعجب میں ہے کہ یہ کس پھندے میں ہے ہیں چرا زردی کہ اینجا صد دواست خردار تو کیوں پیلا ہے یہاں سینکڑوں دوا میں ہیں



ہمنشینا ہیں! بیا اندر چمن

اے ساتھی! خبردار چمن میں آجا

ہیں بیا جاناں کہ پایت بستہ نیست

خبردار! آجا کیونکہ تیرے پاؤں بندھے ہوئے نہیں ہیں

یک مثل آمد دریں معنی بگفت

اس سلسلہ میں ایک کہوت کہی گئی ہے

اندر اس معنی بگویم قصہ

اس سلسلہ میں میں ایک قصہ سناتا ہوں

گوید اے جاں من نیام آمدن

وہ کہتا اے دوست! میں نہیں آ سکتا

گویدش نے نے نیتا نم تو باہست

وہ اس سے کہتا ہے انیس نہیں مجھ میں سکت نہیں تو ٹھہر جا

بو کہ یابی زیں بیاں سر نہفت

شاید کہ تو اس بیان سے چپے ہوئے راز کو محسوس کر لے

گوش بکش تا بری زال حصہ

کان کھول لے تاکہ تو اس میں سے حصہ پا لے

حکایت غلام امیر کہ انس عظیم داشت در مناجات و نماز با حق

ایک حاتم کے اس غلام کا قصہ جو اللہ تعالیٰ کی نماز اور سرگوشی سے بہت محبت رکھتا تھا

بود سُقَر نام او را یک غلام

اس کا ایک غلام سُقَر نام کا تھا

بانگ زد سُقَر ہلا بردار سر

اس نے پکارا سُقَر! خبردار اٹھ جا

تا بگرما بہ رویم از نا گو میر

تاکہ ضرورت کی وجہ سے ہم حمام میں جائیں

بر گرفت و رفت با او دوس بدو

لے لیا اور اس کے ساتھ ساتھ چلا

آمد از گوش سُقَر بر ملا

صاف طور پر سُقَر کے کان میں آئی

گفت اے میر من اے بندہ نواز

بولا اے میرے آقا! اے بندہ پرور

تا گزارم فرض و خوانم کم یکن

تاکہ میں نماز ادا کروں اور کم یکن پڑھ لوں

منتظر از بادہ پندار مست

فخر ہو کر غرور کی شراب سے مست

در زمانے بود امیرے از کرام

ایک زمانہ میں بڑے لوگوں میں سے ایک حاتم تھا

میر شد محتاج گرما بہ سحر

صبح کو حاتم کو تمام کی ضرورت ہوئی

طاس و ایزار و گل ازارتوں بگیر

ٹاش اور تہ بند اور ملتان مٹی اتون سے لے لے

سُقَر آں دم طاس و ایزار نکو

سُقَر نے فوراً ٹاش اور اچھا تہ بند

مسجدے برہ بدو بانگ صلا

راتے میں مسجد تھی اور بلاوے کی آواز

بود سُقَر سخت موع در نماز

سُقَر نماز کا بہت فریفتہ تھا

تو بریں دکان زمانے صبر کن

آپ اس دکان پر تھوڑی دیر ٹھہریں

رفت سُقَر میر در دکان نشست

سُقَر چلا گیا آقا دکان پر بیٹھ گیا

۱۔ ہیں بہا۔ تیرے پاؤں میں بیڑی نہیں ہے چلا آ یہ اس سے کہتا ہے کہ تو بھی اصرار نہ جائیگر باغرضیکہ دونوں اپنی اپنی جگہ قائم ہیں نہ یہ اس کا کہنا سنا ہے نہ وہ اس کا ہر ایک تقسیم خداوندی کے مطابق اپنا اپنا حصہ حاصل کر رہا ہے قصہ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ آقا مسجد میں نہیں پہنچے۔ رہا تھا اور غلام باہر نہیں نکل رہا تھا یہی حال مومن اور کافر کا ہے۔

۲۔ سُقَر۔ اس امیر کے غلام کا نام سُقَر تھا۔ محتاج۔ یعنی اس کو نہانے کی حاجت ہو گئی۔ بردار سر۔ یعنی بستر سے اٹھ چل۔ طاس۔ ٹاشلا۔ ایزار۔ ازار۔ تہ بند۔ گل۔ یعنی ملتان مٹی جس کو مل کر نہایا جاتا تھا۔ اتون۔ زرد سرخ اس امیر کی لونڈی کا نام تھا۔

۳۔ دو بدو۔ دو دوں۔ بانگ۔ بانگ صلا۔ دعوت کی آواز۔ یعنی اذان۔ موع۔ فریفتہ م بین۔ یعنی سحر البین۔ بادہ پندار۔ یعنی وہ اپنے غرور میں مست تھا۔

میر از بہر دل آں زندہ جاں

آقا نے اس زندہ روح کی خاطر سے

چوں امام و قوم بیروں آمدند

جب امام اور لوگ باہر آئے

سنقر آں جاماند تا نزدیک چاشت

سنقر چاشت کے وقت تک وہاں رہا

گفت اے سنقر چرنائی بروں

بولا اے سنقر! تو باہر کیوں نہیں آتا ہے

صبر گن نک آدم اے روشنی

صبر کر اے روشنی! میں بھی آیا

ہفت نوبت صبر کرد و بانگ کرد

اس نے سات بار صبر کیا اور آواز دی

پانخش ۲ ایں بود می نگزار دم

اس کا یہی جواب تھا مجھے نہیں چھوڑتا ہے

گفت آخر مسجد اندر کس نمازند

بالآخر اس نے کہا مسجد میں کوئی نہیں رہا

گفت آنکہ بستہ است از بروں

اس نے کہا وہی جس نے تجھے باہر باندھا دیا ہے

آنکہ نگذارو ترا کائی دروں

جو تجھے نہیں چھوڑتا ہے کہ تو اندر آئے

آنکہ نگذارو کنزیں سو پانہی

وہ جو تجھے نہیں چھوڑتا کہ تو اس طرف قدم دھرے

ماہیاں ۳ را بحر نگذارو بروں

سمند مچھلیوں کو باہر نکلنے نہیں دیتا

اصل ماہی ز آب و حیواں از گل ست

مچھلی کی اصل پانی سے ہے اور حیوان کی مٹی سے ہے

کردیک ساعت توقف بردکاں

تھوڑی دیر دکان پر توقف کیا

از نماز و وردہا فارغ شدند

نماز اور وظیفوں سے فارغ ہو گئے

میر سنقر راز مانے چشم داشت

آقا ایک وقت تک سنقر کا منظر رہا

گفت می نگرا روم اے ذوقوں

اس نے کہا اے ہنرمند وہ مجھے نہیں چھوڑتا ہے

نیستم غافل کہ در گوش منی

میں غافل نہیں ہوں تو میرے کان میں ہے

تا کہ عاجز گشت از تیباش مرد

حتی کہ آقا اس کی ٹال منول سے عاجز آ گیا

تا بروں آیم ہنوز اے محترم

اے محترم! تاکہ میں ابھی باہر نکلوں

کیست و امیدارد آنجا کت نشاند

کون روکتا ہے وہاں تجھے کس نے بٹھا دیا ہے؟

بستہ است اوہم مرا از اندروں

اسی نے مجھے اندر باندھا ہے

می نہ بگذارو مرا کاہم بروں

وہ مجھے نہیں سمجھتا ہے کہ میں باہر نکلوں

او بدیں سو بست پائے ایں رہی

اسی نے اس جانب اس غلام کو پابستہ کر دیا ہے

خاکیاں را بحر نگذارو دروں

سمند خشکی کے جانوروں کو اندر نہیں آنے دیتا ہے

حیلہ و تدبیر اینجا بطل ست

اس جگہ کوئی حیلہ اور تدبیر بیکار ہے

۱۔ زندہ جاں۔ یعنی سنقر۔ وردہا۔ یعنی وہ اور اور وظائف جو نماز کے بعد پڑھے جاتے ہیں۔ چشم داشت۔ منظر رہا۔ در گوش منی۔ یعنی میں تیری آواز سن رہا ہوں۔ تیباش۔ ٹال منول۔ انتظار۔

۲۔ پانخش۔ یعنی سنقر ہر مرتبہ حاکم سے یہ کہتا تھا کہ وہ مجھے نہیں چھوڑتا۔ گفت۔ حاکم نے کہا مسجد میں تو کوئی شخص نہیں رہا سب باہر آ گئے تھے کون روک رہا ہے۔ گفت آنکہ۔ سنقر نے جواب دیا جو ذات تجھے اندر آنے سے روک رہی ہے وہی مجھے باہر نکلنے سے روک رہی ہے۔ غلام۔

۳۔ ماہیاں۔ ایک ہی سمند سے جو مچھلیوں کو باہر نکلنے سے روکتا ہے اور خشکی کے جانوروں کو اندر آنے سے روکتا ہے۔ اصل۔ ہر چیز اپنی جنس کو چھٹی ہے غیر جنس کو دفع کرتی ہے۔ رہا اور مچھلی ایک جنس ہے لہذا وہی مچھلی کو کھینچتا ہے خشکی کے جانوروں کی اصل مٹی ہے پانی مٹی کو غیر جنس ہونے کی وجہ سے دفع کرتا ہے۔

قفل ازفت ست و گشایندہ خدا
قفل بھاری ہے اور کھولنے والا اللہ تعالیٰ ہے
ذَرَّہ ذَرَّہ گر شود مفتاحہا
ایک ایک ذرہ اگر کنجیں بن جائیں
چوں فراموش شود تدبیر خویش
جبکہ تجھ سے تیری تدبیر فراموش ہو جائے
چوں فراموش خودی یا دت کنند
جب تو خودی کو فراموش کر دے گا وہ تجھے یاد کرے گی
گر تو خواہی حُرّی و دل زندگی
اگر تو آزادی اور دل کی زندگی چاہتا ہے
از ۲ خودی بگذر کہ تالیابی خدا
خودی سے گزر جانا کہ تو خدا کو پالے
گر ترا باید وصال راتیں
اگر تجھے بچوں کا وصال دکھ ہے

دست در تسلیم زن و اندر رضا
تسلیم اور رضا پر دستگاہ حاصل کرو
ایں کشالیش نیش از جو کبریا
یہ کشادگی بجز خدا کے ممکن نہیں ہے
بخت یابی اے جواں از پیر خویش
اے جوان! تو اپنے پیر سے نصیب حاصل کر لے گا
بندہ گشتی دانگہ آرادت کنند
تو غلام بن جائے گا تو وہ تجھے آزاد کریں گے
بندگی گن بندگی گن بندگی
غلامی کر غلامی کر غلامی
فانی حق شو کہ تالیابی بقا
حق میں فنا ہو جا تا کہ تو بقا حاصل کرے
مُحْشُو وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالْیَقِیْنِ
تو مٹ جا اور اللہ تعالیٰ یقیناً زیادہ جانتا ہے

نومید شدن انبیاء علیہم السلام از قبول و پذیرائی منکران قولہ تعالیٰ حتی اذا استیأس الرُّسُلُ
انبیاء علیہم السلام کا منکروں کے قول اور پذیرائی سے ناامید ہونا اللہ تعالیٰ کا قول ہے یہاں تک کہ جب رسول مایوس ہو گئے

انبیاء گفتند در خاطر کہ چند
انبیاء نے دل میں کہا کہ کتنا
چند ۳ کو نیم آہن سردے زغے
گر اسی سے ٹھنڈے ہوئے لوہے کو ہم کب تک کوئیں؟
وَمُخْرِ پیوون آخر تا چند
گدھے کی دم ٹاپنا آخر کب تک
جَبَشِ خَلْقِ از قضا و وعدہ است
خلق کی حرکت قضا اور وعدہ الہی سے ہے

میدہیم این را و آنرا وعظ و پند
ہم اس اور اس کو وعظ اور نصیحت کریں؟
درد میدان در قفس ہیں تابکے
ہاں پنجرے میں پھونک بھرنا کب تک؟
چوں نیفزاید جوئے جو ریشخند
جبکہ سوائے مذاق کے اس میں ایک جو کا فائدہ نہیں ہے
تیزی دندان ز سوزِ معدہ است
دانتوں کی تیزی معدہ کی سوزش سے ہے

۱ قفل۔ جس مغفرت کا قفل
بہت سخت ہوتا ہے یہ صرف اللہ کے
فضل سے کھلتا ہے لہذا تم راضی برضا
خداوندی ہو جاؤ تب یہ قفل کھلے گا ورنہ
یہ ممکن نہیں ہے کہ ممکن کی وجہ کی
طرف کشش ہو سکے چوں انسان
جب اپنی تدبیر سے یہ قفل نہ کھول
سکے تو شیخ کی طرف رجوع کرے
مرید کو جب خود فراموشی حاصل ہو
جالی ہے تب شیخ اس کو یاد کرتا ہے
جب مرید شیخ کا غلام بن جاتا ہے تو
شیخ اس کو علاقہ دنیوی سے آزادی عطا
کر دیتا ہے گر تو خوبی۔ اگر تمہیں
آزادی کی تمنا ہے اور دل کی زندگی
چاہتے ہو تو عبادت اور اطاعت اختیار
کرو۔

۲ از خودی۔ خودی کو چھوڑ کر فانی
اللہ حاصل کرنے پر بقاء و دام حاصل
ہوتا ہے۔ گر ترا صدیقین سے
وصال اس وقت حاصل ہو گا جب
انسان اپنے آپ کو فنا کر ڈالے گا۔ نومید
شدن اب مولانا نے انبیاء اور منکرین
کا تذکرہ پھر شروع کیا ہے۔ انبیاء
منکرین کے انکار سے انبیاء ان کی
اصلاح سے مایوس ہو جاتے تھے۔

۳ چند۔ انبیاء نے مایوس ہو کر یہ
سوچا کہ ان منکروں کو نصیحت کرنا تو ایسا
بیکار ہے جیسا کہ ٹھنڈے لوہے کو
کوشا یا سوراخ دار پنجرے میں پھونک
بھرنا۔ دم۔ ان لوگوں کو نصیحت کرنا
بیکار اور مذاق اڑانے کا سبب ہے۔
جَبَشِ۔ پھر سوچا یہ سب اللہ تعالیٰ کی
قضا و قدر سے ہے جب تک اللہ سے
کشش نہ ہو ان کی ہدایت ناممکن ہو
بوگ لگتی ہے تو دانت چلتے ہیں۔



انفس اول۔ ان میں اللہ کی ذات
عکسرا ہے جو کچھ ہے ک عالم بالا کی
طرف سے ہے۔ ایک۔ لیکن تضاد
قدر کے پیش نظر عمل و سعی ترک نہیں
کی جاسکتی ہے ہمیں تو پیغام پہنچانے
کا حکم ہے خواہ وہ مفید ہو یا نہ ہو۔ بنی
چستی۔ یعنی یہ تو مرنے کے بعد پتہ
طے گا کہ انسان جہنمی ہے یا جنتی لیکن
زندگی میں اس کو عمل کرتے رہنا
چاہیے۔ چوں کہ دنیا کے تمام
کاروبار توقع اور امید پر مبنی ہیں تاجر
دریائی سفر کرتا ہے تو نفع مومہ کی امید
پر کرتا ہے۔

۲۔ تو نمیدانی۔ تاجر سمندری سفر
کرتا ہے تو اس کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ
وہ ڈوبے گا یا پار ہو جائے گا۔ من
نخواہم۔ اگر کوئی تاجر یہ کہے کہ جب
تک مجھے نہ چننے کا یقین نہ ہو جائے تو
میں تجارت کے لئے سمندری سفر نہ
کروں گا۔ امید خشک۔ یعنی مومہ

امید۔
۳۔ چچ۔ اس طرح کا تاجر کبھی
تجارت نہیں کر سکتا۔ دوز۔ یعنی ڈوبنا
اور پار ہونا۔ تاجر ترسندہ اس طرح کا
ڈرنے والا تاجر نہ نفع کما سکتا ہے نہ
نقصان۔ بل۔ پہلے مصرع میں
نقصان اٹھانے کا انکار کیا تھا اب
فرماتے ہیں کہ نہیں ایسا تاجر نقصان
میں ہے نفع سے محروم رہنا اور ذلیل
ہونا نقصان ہے۔ چونکہ جبکہ دنیا کے
سارے کاروبار مومہ نفع کی بنیاد پر
چلتے ہیں تو دین کا کاروبار اس کو زیادہ
حق ہے کہ مومہ نفع کی بنیاد پر کیا
جائے۔ نیست۔ عبادت رحمت اور
قبولیت کی امید پر کرنا ضروری ہیں۔

نفس اول۔ راند بر نفس دوم
پہلے نفس نے دوسرے نفس پر حکم چلایا
لیک ہم میدان و خر میراں چوتیر
لیکن سمجھ بھی لئے اور تیر کی طرح گدھے کو ہانکتا رہ
تو نمیدانی کزیں دو کیستی
تو نہیں جانتا کہ ان دو میں تو کون ہے؟
چوں کہی بر پشت کشتی بار را
جب تو کشتی پر مال لاہتا ہے
تو نمیدانی ۲ کزیں ہر دو کئی
تو نہیں جانتا کہ تو ان دو میں کونسا ہے

گر بگوئی تا ندانم من کیم
اگر تو کہے کہ جب تک میں نہ جانوں کہ میں کون ہوں
من دریں رہ ناچیم یا غرقہ ام
میں اس راستے میں نہ چننے والا ہوں یا ڈوبنے والا
من نخواہم رفت ایں رہ باگماں
میں اس راستے پر گمان کے ساتھ نہ جاؤں گا

چچ ۳ بازار گانیئے ناید ز تو
تجھ سے کوئی تجارت نہ ہو سکے گی
تاجر ترسندہ طبع شیشہ جاں
ڈرنے والا نازک دل تاجر
بل زیاں دارد کہ محروم ست و خوار
بلکہ نقصان اٹھاتا ہے کیونکہ وہ محروم اور ذلیل ہے

چونکہ بر بوک ست جملہ کارہا
چونکہ تمام کاروبار امید پر ہے
نیست دستور دین جاقرب باب
اس جگہ دوازدہ کھٹکھٹانے کی اجازت نہیں ہے

ماہی از سر گندہ باشد نے زوم
مچھلی سر کی جانب سے سڑتی ہے نہ کہ دم کی جانب سے
چونکہ بلغ گفت حق شد ناگزیر
چونکہ اللہ تعالیٰ نے تبلیغ کر فرمایا لہذا ضروری ہے
جہد گن چند انکہ بنی چستی
کوشش کر حتی کہ تو جان لے کہ تو کیا ہے
بر توکل می گنی آں کار را
اس کام کو تو توکل کی بناء پر کرتا ہے
غرقہ اندر سفر یا ناجی
سفر میں ڈوبنے والا ہے یا بچنے والا ہے
در نخواہم تاخت بر کشتی ویم
میں کشتی اور سمند پر نہ جاؤں گا
کشف گرداں کز کدا میں فرقہ ام
واضح کر دے میں کس فرقے مس سے ہوں
بر امید خشک ہمچوں دیگران
دوسروں کی طرح خالی امید پر
زانکہ در غیب ست سر ایں دورو
کیونکہ ان دونوں رگوں کا ملا غیب میں ہے
در طلب نے سودا رونے زیاں
طلب میں نہ نفع کماتا ہے نہ نقصان
نور او یابد کہ باشد شعلہ خوار
نور وہ حاصل کرتا ہے جو شعلے کو نکلنے والا ہوں
کار دیں اولیٰ کزیں یابی رہا
تو دین کا کاروبار یہ مستحق ہے کہ تو اس سے سکدوش ہو جائے
جز امید اللہ اعلم بالصواب
سوائے امید کے خدا بہتر جانتا ہے

بیان آنکہ ایمان مقلد خوف ست ورجا

اس کا بیان کہ مقلد کا ایمان امید و بیم میں ہے

داعی! ہر پیشہ امید ست و یوک
ہر پیشے کی محترک امید اور تمنا ہے
بامداداں چوں سوئے دکاں رود
صبح کو وہ جب دکان کی جانب جاتا ہے
یوک روزی نبودت چوں میروی
تجھے روزی کی امید نہ ہو تو کیوں جانے؟
خوف حرمان ازل در کسب لوت
روٹی کمانے میں ازلی محرومی کے ڈرنے
گوئی! آئے خوف حرمان ہست پیش
تو کہتا ہے کہ ہاں محرومی کا ڈر پیش نظر ہے
ہست در کوشش امیدم پیشتر
کوشش میں مجھے زیادہ امید ہے
پس چرا درکار دیں اے بدگماں
اے بدگماں! پھر دین کے کام میں کیوں
یا ندیدی کابل ایں بازار ہا
کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اس بازار والے
زیں دکان رفتن چہ کال شال رونمود
اس دکان سے جانے نے ان کو کیسی کان دکھائی
آتش آذر ارام چس خلخاں شد
ان کے لئے آگ پازیب کی طرح فرمانبردار بنی
از دم آل مردہ زندہ شدہ
ان کے پھونک مارنے سے مردہ زندہ ہوا

گرچہ گردن شازں کوشش شد چودوک
اگرچہ ان کی گردن کوشش میں تلکے کی طرح ہو گئی ہے
بر امید و یوک روزی میرود
کمالی کی امید اور تمنا پر جاتا ہے
خوف حرمان ہست تو چونی قوی
محرومی کا ڈر ہے تو تو قوی کیوں ہے؟
چوں نکرودت سست اندر جستجو
تجھے تیری جستجو میں سست کیوں نہ کیا؟
ہست اندر کابل ایں خوف بیش
لیکن سستی میں یہ ڈر زیادہ ہے
دارم اندر کابل افروز خطر
سستی میں مجھے زیادہ خطرہ ہے
وامنت می گیرد ایں خوف زیاں
یہ نقصان کا خوف تیرا دامن پکڑ لیتا ہے؟
درچہ سودند انبیاء اولیا
انبیاء اولیاء کس قدر نفع میں ہیں
اندریں بازار چوں بستند سود
اس بازار میں انہوں نے کس قدر نفع میں ہیں
نحر ایں را رام چوں کھماں شد
سمندر بوجھ اٹھانے والے کی طرح ان کا فرمانبردار ہوا
ابر آترا سائبانے آمدہ
ابر ان کے لئے سائبان بنا



داعی۔ انسان جو ہمیشہ کرتا ہے وہ
محض امید پر کرتا ہے اور اس میں اتنی
مضبوطیتیں جھپٹتا ہے کہ اس کی گردن
تلکے کی طرح ہو جاتی ہے۔ بامداداں۔
صبح سویرے نفع کی امید پر دکان
کھولتا ہے۔ یوک۔ اگر نفع کی امید
نہ ہو تو کبھی دکان نہ کھول۔ خوف
حرمان۔ یہاں بھی محرومی اور نقصان کا
لا محالہ خوف ہے لیکن انسان کی
مستعدی میں کوئی فرق نہیں آتا ہے تو
دین کے معاملہ میں محرومی کے خوف
سے کتنی کیوں برتری جائے۔ لوت۔
کھانا۔ روزی۔
گوئی۔ دنیاوی معاملات میں تو
خود کہتا ہے کہ کام کرنے میں جو محرومی
کا خوف ہے سستی برتنے اور کام نہ
کرنے میں اس سے زیادہ محرومی کا
خوف ہے۔ ہست۔ دنیاوی
معاملات میں انسان کہتا ہے کہ کوشش
میں بہر حال امید ہے اور سستی میں تو
بہت خطرات ہیں۔ پس۔ جب
دنیاوی معاملات میں یہ تقریر ہے تو
دین کے معاملات میں یہ تقریر کیوں
نہیں کی جاتی ہے یا ندیدی۔ دین
کے معاملات میں کوشش کر کے
کامیاب ہونے والوں کی مثالیں دنیا
میں بہت ہیں۔
زیں دکان۔ دنیا کی دکان سے
انبیاء اور اولیاء نے وہ نفع کھلیا ہے کہ
جب وہ اس دکان سے لوٹے ہیں تو
ان کو روپیہ ہی نہیں بلکہ سونے چاندی
کی کانیں ملی ہیں۔ آتش۔ اس دنیا کی
دکان سے حضرت ابراہیم نے وہ نفع
کھلیا کہ آگ گھڑ اور زیور بن گئی۔
نحر۔ حضرت موسیٰ کی دیائے نخل
نے ممالی کی۔ از دم۔ حضرت عیسیٰ
کے پھونک مارنے سے مردے زندہ
ہوئے۔ ابر۔ آنحضرت ﷺ پر ابرنے
سایہ کیا۔

آہن! آنرا رام ہچوں موم شد
لوہا ان کے لئے موم کی طرح فرمانبردار تھا
باد آنرا بندہ و محکوم شد
ہوا ان کی غلام اور محکوم ہوئی
شد براں در دفع دشمن چوب مار
دشمن کھنکھنے کے لئے لکڑی ان کے لئے سانپ بنی
عکبوتے شد مراں را پردہ دار
مکڑی ان کے لئے پردہ کرنے والی بنی

بیان آنکہ رسول علیہ السلام فرمودہ انّ للہ تعالیٰ اولیاء اخفیاء
اس کا بیان کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ کے کچھ پوشیدہ ولی ہیں

قوم دیگر سخت پنہاں میروند
کچھ دوسرے لوگ جو بہت پوشیدہ ملتے ہیں
شہرہ خلقان ظاہر کے شوند
وہ ظاہری مخلوق میں کب مشہور ہوتے ہیں؟
ہم کرامت شاں ہم ایشاں در احرم
ان کی کرامت بھی اور وہ خود بھی حریم میں ہیں
یا نمیدانی کر مہائے خدا
کیا تو نہیں جانتا کہ خدا کے کرم ہیں
شش جہت عالم ہمہ اکرام اوست
عالم کی شش جہت میں اس کے اکرام ہیں
چوں کرے گویدت آتش در آ
جب کریم تجھے کہے کہ آگ میں آ جا
کوز آتش زرگس و نرسین گند
کیونکہ وہ آگ سے زرگس اور نرسین بنا دیتا ہے
در حقیقت آتش از ہیئت چوماست
وہ حقیقت آگ خوف سے پانی کی طرح ہے
اند آ زود و مگو سوزد مرا
جلد اند آ جا اور نہ کہہ کہ وہ مجھے جلا دے گی
و زمیانش غنچہا سر برزند
اس کے اند سے غنچے کھلتے ہیں
گازر دستار خوان انبیاست
وہ انبیاء کے دستار خوان کا ڈھول ہے

حکمت ۳ مندیل در تنور انداختن انس بن مالک و ناسوختن او
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا دھول کو تنور میں ڈالنے اور اس کے نہ جلنے کا قصہ

۱ آہن۔ حضرت داؤد کے لئے
لوہا موم بن۔ باد۔ حضرت سلیمان کا
تخت ہوا کاندھوں پر لئے بھرتی تھی۔
چوب۔ حضرت موسیٰ کی لکڑی اڑ رہا
بنی۔ عکبوت۔ آنحضرت کے لئے غار
ثور میں مکڑی نے جلاتا جس کی جہ
سے آنحضرت کو دشمن نہ پکڑ سکے
بیان۔ انبیاء نے جو نفع کمائے ان کو
ذکر کرنے کے بعد اولیاء کے نفعوں کا
ذکر شروع کیا ہے۔ قوم دیگر۔ اولیاء کی
ایک جماعت وہ ہے جس کو ابدال تک
نہیں پہچان سکتے تو عوام ان کو کیا
سمجھتے۔ ہمہ دارند۔ جو انبیاء کے
نفع ہیں وہ ان کو حاصل ہیں۔

۲ در حرم۔ یعنی وہ اولیاء اور ان کی
کرامتیں اللہ کے حریم میں پوشیدہ
ہیں۔ یا نمیدانی۔ دین کے بارے
میں تیری سستی اس لئے ہے کہ تجھے
یہ خبر نہیں کہ حضرت حق کی رحمتیں تجھے
اپنی طرف بلاتی ہیں۔ شش۔ یعنی
تیرے دائیں بائیں آگے پیچھے اوپر
نیچے اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہیں۔ اعلام۔
علم کی جمع نشانی۔ چون کرے شعر
عاشقان ماگر ہاتش می پسند و لطف دوست
تک چشم گر نظر بر چشمہ کوثر کنم
کو۔ وہ کریم آگ کو گلزار بنادے گا اور
اس میں پھول کھلیں گے۔ ما۔ پانی۔
گازر۔ ڈھول۔

۳ حکایت اس واقعہ سے یہ بتانا
مقصود ہے کہ انبیاء اولیاء کے حکم سے
آگ پانی کا کام کر دیتی ہے۔



از انسؒ فرزند مالک آمدہ است
انسؒ مالک کے بیٹے کی بات منقول ہے
او حکایت کرد کز بعد طعام
انسؒ نے بیان کیا ہے کہ کھانا کھانے کے بعد
چرخ کن و آلودہ گفت اے خادمہ
میلا اور سنا ہوا ' فرمایا اے لونڈی!
در تنور پرز آتش در فگند
آگ بھرے ' تنور میں ڈال دیا
جملہ مہماناں دیاں میراں شدند
سب مہمان اس معاملے میں حیران ہو گئے
بعد یک ساعت بر آورد از تنور
تھوڑی دیر کے بعد اس نے تنور سے نکالا
قوم گفتند اے صحابی عزیز
لوگوں نے کہا اے معزز صحابی!
گفت زانکہ مصطفیٰ دست و دہاں
انہوں نے کہا اس لئے کہ مصطفیٰ نے ہاتھ اور منہ
اے ۳ دل ترسندہ از نار و عذاب
اے آگ اور عذاب سے ڈرنے والے دل!
چوں جمادے را چنینش تشریف داد
جب بے جان کو اس نے اتنی شرافت دیدی
مرگلوخ کعبہ را چوں قبلہ کرد
کعبہ کے ڈھیلے کو جب اس نے قبلہ بنا دیا
بعد ازاں گفتند با آں خادمہ
اس کے بعد انہوں نے اس خادمہ سے کہا
چوں ۳ فگندی زود آں از گفت دے
ان کے کہنے سے تو نے جلدی سے کیوں ڈال دیا

کہ بمہملی او شخصے شدہ است
کہ ایک شخص ان کا مہمان بنا
دید انسؒ دستارِ خواں را زرد قام
حضرت انسؒ نے دسترخوان کو پیلا دیکھا
اندر فلکن در تنوش یک دمہ
ایک دم اس کو تنور میں ڈال دے
آں زماں دستارِ خواں را ہوشمند
فورا دسترخوان کو اس ہوشمند نے
انتظارِ دودِ کندوری بُدند
دسترخوان کے دھویں کے منتظر تھے
پاک و اسپید و ازاں و ساخ دور
پاک اور سفید اور اس میل پکیل سے دور
چوں نسوزید و مُتقی گشت نیز
وہ کیوں نہ جلا اور صاف بھی ہو گیا
بس بمالید اندریں دستارِ خواں
اس دسترخوان سے بہت پونچھا ہے
باچناں دست و لبے گن اقتراب
ایسے ہاتھ اور ہونٹ سے نزدیک ہو جا
جان عاشق را چہا خواہد گشاو
عاشق کی جان کو کس قدر کشادگی دیگا؟
خاکِ مرداں باش اے جاں درنبرد
اے جان! معرکہ میں مردانِ حق کی خاک بن جا
تو گلوئی حال خود با ۴ نہمہ
یہ سب کچھ ہوتے ہوئے تو اپنا حال نہیں بتاتی
گیرم او بر دست در اسرارے
میں نے مانا کہ ان کو رازوں کا پتہ لگ گیا تھا

۱ زرد قام۔ یعنی سان کی چکنائی
وغیرہ اس پر لگی ہوئی تھی۔ یک دمہ
فورا۔ در تنور۔ خادمہ نے اس کو فوراً تنور
میں ڈال دیا۔ کندوری۔ رنوری کے
وزن پر دسترخوان۔ ساخ۔ دھخ کی
جمع، تمیل۔ منقی۔ صف۔ گفت۔
حضرت انسؒ نے فرمایا چونکہ اس سے
بہت سی مرتبہ آنحضرت ﷺ نے ہاتھ
منہ پونچھا ہے اس لئے اس کو آگ
نہیں جلا سکتی ہے۔
۲ اے جو آگ کے عذاب سے
ڈرتا ہے اس کو چاہیے کہ وہ لولیا اور علماء
کی دست بوی کر لے تاکہ آگ اس کو
نہ ستائے۔ چول۔ جماد۔ جب بے
جان دسترخوان اس قدر فیض حاصل کر
سکتا ہے تو اندازہ لگاؤ کہ عاشق کی جان
کو کیا فیض حاصل نہ ہوگا۔ مرگلوخ۔
کعبہ کو باوجود اینٹ پتھر ہونے کے
اس قدر عزت عطا کی گئی ہے تو انسان کو
اس سے زیادہ شرافت حاصل ہو سکتی
ہے۔ بعد ازاں اب پھر اصل قصہ کی
طرف رجوع کیا ہے۔
۳ چوں۔ یعنی حضرت انسؒ کو اس
راز سے واقف تھے لیکن تو واقف نہ تھی
تو نے ان کے کہنے پر بلا تامل
دسترخوان کیوں آگ میں ڈال دیا۔
گفت۔ لونڈی نے جواب دیا کہ مجھے
بزرگوں پر پورا بھروسہ ہے وہ کوئی غلط
بات نہیں کہہ سکتے۔

آنچنین دستار خوان قیمتی چوں فلندی اندر آتش اے ستی

ایسا قیمتی دستار خوان اے بی بی! تو آگ میں کیسے ڈال دیا؟

گفت دارم بر کریمیاں اعتمید از عباد اللہ دارم بس اُمید

اس نے کہا مجھے بزرگوں پر اعتماد ہے میں اللہ کے نیک بندوں سے بہت امید رکھتی ہوں

میزرے! چہ بُود اگر اُو گویدم در رَو اندر عین آتش بے ندم

تو بند کیا ہوتا ہے اگر وہ مجھے کہیں بلا جھجک آگ میں چلی جا

اندر اُفتم از کمال اعتقید نیستم زاکرام ایثاں نا اُمید

میں ان کے کرم سے ناامید نہیں ہوں میں ان کے کرام ایساں نا اُمید

زاعتماد بر کریم راز داں زاعتماد بر کریم راز داں

راز داں کریم کے بھروسے پر راز داں کریم کے بھروسے پر

کم نباید صدق مرد از صدق زن کم نباید صدق مرد از صدق زن

مرد کے اعتقاد کی سچائی عورت کی سچائی ہے مرد کے اعتقاد کی سچائی عورت کی سچائی ہے

آں دلِ مردے کہ از زن کم بُود آن دلے باشد کہ کم از اشکم بُود

وہ مرد کا وہ دل جو عورت کے دل سے کم ہو وہ ایسا دل ہے جو پیت سے کم ہے

۱۔ میزیرے۔ تو بند از اہل اندر۔ چونکہ مجھے رکا اعتقاد ہے میں آگ میں کود پڑوں گی سر۔ یعنی دستار خوان تو معمولی چیز ہے میں خود آگ میں سرگھسا دوں گی اے برادر۔ مولانا نصیحت فرماتے ہیں کہ مردوں کا اعتقاد اس خاموشی سے تم نہ ہونا چاہیے۔ اکسیر۔ یعنی انبیاء اور اولیاء۔ انکم۔ انسان کا پیت ذکیل حصہ ہے۔

۲۔ قصہ۔ چونکہ انبیاء اور اولیاء کی صحبت کو اکسیر قرار دیا تھا اب ایسا واقعہ بیان کرتے ہیں جس سے اس کا اکسیر ہونا ثابت کریں۔ آنحضرت ﷺ کے فیض سے اس قبشی کا رنگ اور روپ بدل گیا۔

۳۔ کارواں۔ قافلہ۔ قرب۔ قرب۔ کی جمع ہے، مشکیزہ۔ مرگ۔ یعنی انہوں نے اپنی موت کو دعوت دے دی تھی۔ مرغیٹ۔ فریاد رس۔ عون۔ مدد۔

قصہ ۲ فریاد رسیدن رسول علیہ السلام کا رواں ۳ عرب را کہ از

آنحضرت ﷺ کو عرب کے قافلہ کی فریاد پہنچنے کا قصہ جو پیاس سے

تشنگی و بے آبی در ماندہ بودند و دل بمرگ نہادہ و شتران

اور پانی نہ ہونے سے عاجز ہو گیا تھا اور مرنے کے قریب تھا اور لونٹ

وخلق زبان را از تشنگی بیروں انداختہ

اور لوگ پیاس سے زبانیں باہر نکالے ہوئے تھے

اند آں وادی گروہی از عرب خشک شد از قحط باراں شاں قرب

اس وادی میں عرب کے ایک گروہ کی خشکیں بادش کے قحط کی وجہ سے خشک ہو گئی تھی

درمیان آں بیاباں ماندہ کار وانے مرگ بر خود خواندہ

اس جنگل میں وہ گیا تھا وہ قافلہ جس نے اپنی موت کو دعوت دی تھی

ناگہانے آں مرغیٹ ہر دو کون مصطفیٰ پیدا شد از رہ بہر عون

اچانک دونوں جہان کے فریاد رس مصطفیٰ مدد کے لئے راستہ سے نمودار ہو گئے

اند آں وادی گروہی از عرب خشک شد از قحط باراں شاں قرب

اس وادی میں عرب کے ایک گروہ کی خشکیں بادش کے قحط کی وجہ سے خشک ہو گئی تھی

درمیان آں بیاباں ماندہ کار وانے مرگ بر خود خواندہ

اس جنگل میں وہ گیا تھا وہ قافلہ جس نے اپنی موت کو دعوت دی تھی

ناگہانے آں مرغیٹ ہر دو کون مصطفیٰ پیدا شد از رہ بہر عون

اچانک دونوں جہان کے فریاد رس مصطفیٰ مدد کے لئے راستہ سے نمودار ہو گئے

دید آنجا کاروانے بس بزرگ

انہوں نے وہاں ایک بڑا قافلہ دیکھا

اُشترِاں شاں را زباں آویختہ

ان کے لٹنوں کی زبانیں لگی ہوئی

رحمش آمد گفت ہیں زوتر روید

ان کو رحم آیا فرمایا ' آگاہ! جلد جاؤ

کہ یہاں بر شتر مشک آورد

کہ ایک حبشی لونٹ پر مشک لا رہا ہے

آں شتر بان سیہ ربا شتر

ان حبشی لونٹ والے کو مع لونٹ کے

سوئے کُتبان آمدند آں طالبان

وہ تلاش کرنے والے نیلوں کی جانب پہنچے

بندہ می شد سیہ با اُشترے

حبشی غلام مع لونٹ کے جا رہا تھا

پس بدو گفتند می خولد ترا

انہوں نے اس سے کہا تجھے بلاتے ہیں

گفت من نشام اُورا کیست او

اس نے کہا ان کو نہیں جانتا وہ کون ہیں؟

سید و سرور محمد نور جاں

سید ' اور سرور محمد جو جان کا نور ہیں

نوعہا ۳ تعریف کردندش کہ ہست

انہوں نے ان کی اس طرح کی تعریف کی جو تھی

کہ گروہے را زلوں کرد او بسحر

اس نے ایک جماعت کو جادو سے مغلوب کر دیا ہے

گشکشان آویدند آں طرف

وہ اس کو کھینچ جان کر کے لہر لے آئے

بر تَف اریگ ورہ صعب و سترگ

ریت کی گرمی اور بڑے سخت راستہ پر

خلق اندر ریگ ہر سوراختہ

لوگ ریت میں ہر جانب بکھرے ہوئے

چند بارے سوئے آں کُتبان دوید

چند بار ان نیلوں کی جانب دوڑو

سوئے میر خود بزدوی می برد

اپنے آقا کی جانب تیزی سے لے جا رہا ہے

سوئے من آرید با فرمان ۲ مر

تختی سے میرے پاس لے آؤ

بعد یک ساعت بدیدند آچنخان

تھوڑی دیر بعد انہوں نے دیکھا ہی

راویہ پر آب چوں ہدیہ برے

ہدیہ لے جانے والے کی طرح مشک بھرے ہوئے

اس طرف فخر البشر خیر اوری

انسانوں کے فخر، مخلوق کے بہترین اس جانب

گفت او آں ماہ روئے قند خو

انہوں نے کہا وہ چاند جیسے چہرے شکر جیسی عدت والے ہیں

مہتر و بہتر شفیع حجر ماں

سب سے بالا اور سب سے اعلیٰ کناہگاروں کے شفیع

گفت مانا او مگر آں سہا رست

اس نے کہا ہاں وہ شاید دینی جادوگر ہے

من نیایم جانب او نیم شیر

میں اس کی جانب آجی بالشت نہ جاؤں گا

او فغاں برداشت در تشنیع وقف

اس نے برا کہنے اور گرم مزاحی میں شو شروع کر دیا

۱ تَف - گرمی - صعب - سخت -

کُتبان - کٹیپ کی جمع ہے - ٹیلہ -

سیاہ حبشی - میرا قافلہ -

۲ فرمان مر - تلخ حکم - آچنخان -

یعنی جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا

تھا می شد می رفت - رلویہ - پانی کی

پکھال - گفت - یعنی غلام نے کہا -

گفت او - صحابہ نے کہا -

۳ نوہا - یعنی صحابہ نے وہ

تعریف کی جو نفس الامری

تھی - گفت - اس غلام نے کہا کہ وہ

دینی شخص ہے جو جادوگر کہلاتا ہے کہ

گرد ہے اس جادوگر نے اپنے جادو

سے ایک جماعت کو اپنے تابع بنا

لیا ہے - شیر - بالشت - تشنیع - برا بھلا

کہنا - تَف - گرمی

گفت نوشید آب و بردارید نیز
انہوں نے فرمایا پانی پی لو اور لے بھی لو
اشتران و ہر کسے زالاں آب خورد
لوگوں اور ہر شخص نے اس سے پانی پیا
ابر گردوں خیرہ شد از رشک او
آسمان کا ابر اس کے رشک سے حیران رہ گیا
سرد گردو سوز چندیں ہاویہ
اتنی دھڑلوں کی سوزش ٹھنڈی ہو جائے
گشت چندیں مشک پر بے خطر اب
بغیر پریشان ہے اتنی مشکیں بھر جائیں
می رسید از ابر او از بحر صل
اس اللہ تعالیٰ کے حکم سے اصل سمندر سے پہنچ رہی تھی
واں ہوا گردو ز سردی آبہا
ہوا ٹھنڈک سے پانی بن جاتی ہے
آب رویانید تگوس از عدم
اللہ کی ایجاد نے عدم سے پانی پیدا کر دیا
در سبب از جہل بر چفیدہ
تو نادانی سے سب سے چٹ گیا ہے
سوئے ایں روپوشہا زالاں مالکی
اس وجہ سے تو ان آڑوں کی طرف مالک ہے
ربنا و ربنا ہامی کنی
اے ہمارے رب اے ہمارے رب بہت کرتا ہے
چوں ز صنعم یاد کردی اے اعجب
تعجب ہے تو نے میری کادگیری کو کیسے یاد کیا؟
تنگرم سوئے سبب وال خدعہ
سبب اور اس فریب کی جانب کروں گا

چوں کشیدندش بہ پیش آل عزیز
جب وہ اس کو ان معزز کے سامنے کھینچ لائے
جملہ رازاں مشک او سیراب کرد
انہوں نے اس مشک سے سب کو سیراب کر دیا
راویہ پر کرد و مشک از مشک او
مشک اور پکھال اس کی مشک سے بھر لی
اس کے دیدست کز یک راویہ
یہ کسی نے دیکھا ہے کہ ایک پکھال ہے
اس کے دیدست کز یک مشک آب
یہ کسی نے دیکھا ہے کہ ایک مشک پانی سے
مشک ۲ خورد و پوش بود و موج فضل
مشک آڑھی اور اللہ کے فضل کے موج
آب از جوش ہمگرد ہوا
پانی اس کے جوش سے ہوا بن جاتا ہے
بلکہ بے اسباب و بیروں زیں حکم
بلکہ بغیر اسباب کے اور ان حکمتوں کے علاوہ
توز طفلی چوں سبہا دیدہ
چونکہ تو نے بچپن سے اسباب پر نظر رکھی ہے
باسبہا ۳ از مسبب غافل
تو اسباب کی وجہ سے سبب پیدا کرنے والے سے غافل ہے
چوں سبہا رفت بر سمری زنی
جب اسباب فنا ہو جاتے ہیں تو پتیتا ہے
رَب میگوید برو سوئے سبب
اللہ تعالیٰ فرما دیتا ہے سبب کی طرف جا
گفت زیں پس من ترا بینم ہمہ
بندہ کہتا ہے اس کے بعد صرف تجھ پر نظر رکھوں گا

۱۔ گفت نوشید اسخضوہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
پاسوں سے کہلہ برارید۔ برتنوں میں
بھی پانی بھراؤ۔ ابر۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
برکت سے پانی اتنا بڑھ گیا کہ ابر کو
مشکیزہ پر رشک آنے لگا۔ اس کے
رشک کی وجہ یہ تھی کہ واقعہ غیر معمولی
تھا۔

۲۔ مشک خورد۔ اصل یہ پانی
مشک کا تھا۔ مشک تو ایک آڑ اور پردہ
تھی اصل پانی غیبی چشمہ سے آرہا تھا
اور اس کی قدرت کا مظاہرہ ہو رہا
تھا۔ آب۔ اس کی قدرت کا یہ حال
ہے کہ پانی کو ہوا میں اور ہوا کو پانی میں
تبدیل کرتی رہتی ہے۔ بلکہ اس کی
قدرت تو بغیر اسباب کے اشیاء کو عدم
سے وجود میں لے آتی ہے۔ تو ز طفلی۔
چونکہ انسان بچپن سے اشیاء کے وجود
کو اسباب سے متعلق کرتا ہے اس
لئے مشک کو آڑ اور سبب بنا دیا گیا۔

۳۔ باسبہا۔ چونکہ ہم مسبب
الاسباب یعنی ذات خداوندی سے
غافل ہیں اس لئے اسباب کی طرف
مائل ہوتے ہیں۔ چوں۔ جب سبب
اسباب منقطع ہو جاتے ہیں تب
انسان خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور
اس کو پکارتا ہے۔ رب میگوید۔ جب
اسباب سے ہاویں ہو کر خدا کی طرف
رجوع کرتا ہے تو اللہ فرماتا ہے کہ تعجب
سبب کیوں میری طرف متوجہ ہو رہا
ہے۔ گفت۔ بندہ کہتا ہے میری توجہ
میں اب اسباب پر سہارا نہ کروں
گا۔

گویش اِ رِثْوَالِ عَفْوَا کَرِ تَسْت

اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا رِثْوَالِ عَفْوَا تیرا کام ہے

لیک من آل ننگرم رحمت گنم
لیکن میں اس کا خیال نہیں کرتا رحمت کرتا ہوں

ننگرم عہد بدت بدہم عطا
میں تیرے بڑے عہد کو نہیں دیکھتا، بخشش کرتا ہوں

از من آید جملہ احسان و وفا
میری طرف سے سراسر احسان اور وفا ہے

حاصل ۲ آنکہ در سبب پیچیدہ
خلاصہ یہ ہے کہ تو سبب میں الجھا ہے

قافلہ حیراں شدند از کارِ او
ان کے کاٹنے سے قافلہ حیراں ہو گیا

کردہ رُو پوش مشک خردا
آپ نے ایک چھوٹی مشک کو آڑ بنایا

اے تو اندر توبہ و میثاق سُست

اے وہ کہ تو توبہ اور عہد میں کمزور ہے

رحمت پرست بر رحمت تنم
میری رحمت وسیع ہے میں رحمت سے کام لیتا ہوں

از کرم ایں دم چو میخوانی مرا
کرم کی وجہ سے جبکہ تو مجھے پکارتا ہے

وز تو بد عہدی و تقصیر و خطا
تیری جانب سے بد عہدی اور کوتاہی اور خطا ہے

لیکن معذوری ہمیں را دیدہ
لیکن تو معذور ہے تو نے ہی دیکھا ہے

یا محمد چیست ایں اے بحرِ خو
اے محمد اے دریا خصلت! یہ کیا ہے؟

غرقہ کردی ہم عرب ہم گردا
آپ نے عربوں کو بھی اور گردوں کو بھی اس میں ڈبو دیا

مشک آل غلام پر شدن از غیب بمعجزہ رسول خدا
آنحضرت ﷺ کے معجزے سے اس غلام کی مشک کا بھرا جانا

و سپید شدن آل غلام سیاہ باذن اللہ تعالیٰ
اور خدا کے حکم سے اس غلام کا سفید ہو جانا

اے غلام! کنوں تو پر میں مشک خود
اے غلام اب تو اپنی مشک کو بھرا ہوا دیکھ لے

آں سیہ حیراں شد از برہان او
وہ جشی ان کے معجزے سے حیراں ہو گیا

چشمہ دید از ہوا ریزاں شدہ
اس نے ایک چشمہ دیکھا جو فضا سے بہہ رہا تھا

زاں نظر رو پوشہا ہم بر درید
اس نے اس نظر سے پردوں کو چاک کر دیا

تا نگونی در شکایت نیک و بد
تاکہ تو شکایت میں برا بھلا نہ کہے

می دمید از لا مکان ایمان او
غیب سے اس کا ایمان اگنے لگا

مشک او رو پوش فیض آل شدہ
اس کی مشک اس کی آڑ بن گئی تھی

تا معین چشمہ غیبی بدید
یہاں تک کہ اس نے غیبی چشمہ کا جلدی پانی دیکھ لیا

۱ گویش۔ اس توبہ کرنے والے سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم جانتے ہیں انسان عہد میں بہت کمزور ہے توبہ کر کے پھر وہی کرنے لگتا ہے جس سے توبہ کی تھی۔ رِثْوَا لِعَفْوَا لقرآن پاک میں ہے جہنمی کہیں گے کہ سب ہمیں دنیا میں لوٹا دے تو ہم نیک کام کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اگر وہ لوٹا دیے جائیں پھر پلٹ جائیں گے۔ تو من۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہمارا کام احسان اور وفا ہے خواہ بندہ بد عہدی اور گناہ کرے۔

۲ حاصل۔ بات کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان نے چونکہ اصل ذات کا مشاہدہ نہیں کیا لہذا اس کی اسباب سے وابستگی قابل معافی ہے۔ قافلہ مشکیزے کے پانی کی کثرت کو دیکھ کر قافلہ حیراں ہو گیا۔ غرقہ کردی۔ آپ نے قافلہ والوں کو خواہ وہ عربی تھے یا کردی سب کو سیراب کر دیا۔

۳ اے غلام۔ سب کو سیراب کرنے کے بعد آنحضرت ﷺ نے غلام سے کہہ دیا۔ برہان۔ معجزہ۔ میدمید۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں ایمانی کیفی پیدا فرما دی۔ چشمہ۔ اب اس کی باطنی آنکھیں روشن ہو گئی تھیں۔ زل نظر۔ اس جشی کی نظر کے سامنے اسباب کی کوئی حقیقت باقی نہ رہی تھی۔ معین۔ جلدی۔

شد فراموشش ز خولجہ وز مقام
اس سے ٹھکانا اور آقا فراموش ہو گیا
زلزلہ افگند در جانش الہ
خدا نے اس کی حالت میں ہلچل پیدا کر دی
کہ بخولیش آ باز رواے مستفید
کہ اے طالب فیض ہوش میں آ جا اور واپس جا
ایں زماں در رہ در آچالاک و چست
اب ہوشیاری اور چستی سے رہ ہدایت پر آ جا
بوسہائے عاشقانہ بس بداد
بہت سے عاشقانہ بو سے دیے
آں زماں مالید و کردا او فرخش
اس وقت ملے اور اس کو بابرکت بنایا
ہمچو بد رو روز روشن شد شبش
چودھویں کے چاند کی طرح اور اس کی رات روشن دن بن گئی
گفتش اکنوں روبدہ واگوئے حال
انہوں نے اس سے فرمایا اب گاؤں چلا جا حال بیان کر دے

پائے می شناخت در رفتن زوست
چلنے میں ہاتھ پاؤں میں امتیاز نہ کرتا تھا
سوئے خولجہ از نواجی کارواں
قافلہ کی جانب سے آقا کی جانب
کاں غلامش دیر می آمدنہ زود
کیونکہ اس کا غلام تاخیر سے آیا تھا نہ کہ جلدی سے

چشمہا پر آب کرد آں دم غلام
اس وقت وہ غلام آنکھوں میں آنسو بھر لایا
دست و پایش ماند از رفتن براہ
اس کے ہاتھ پاؤں راستہ چلنے سے در ماندہ ہو گئے
باز بہر مصلحت باز کشید
آنحضورؐ نے پھر اس کو مصلحت کھینچا
وقت حیرت نیست حیرت پیش تست
یہ حیرت کا وقت نہیں ہے حیرت پیش آنے والی ہے
دستہائے ۲ مصطفیٰ بر رو نہاد
اس نے مصطفیٰ کے ہاتھ اپنے چہرے پر رکھے
مصطفیٰ دست مبارک بر رخش
مصطفیٰ نے بابرکت ہاتھ اس کے چہرے پر
شد سپید آں زنگی و پور حبش
رہ زندگی حبش کی لولاد سفید ہو گیا
یوسف شد در جمال و درد لال
حسن اور ناز و انداز میں یوسف بن گیا

لایمی شد بے سرو بے پایے دست
وہ اندھا دھن اور مست روانہ ہو گیا
پس بیامد با دو مشک پر رواں
وہ دو بھری مشکوں کے ساتھ دوڑتا ہوا آیا
خولجہ بر رہ منتظر بنشتہ بود
آقا راستے پر منتظر بیٹھا تھا

۱۔ چشمہا اس غلام کی آنکھوں میں
آنسو آگئے اور اس کو آقا اور گھر فراموش
ہو گیا۔ ماند۔ چونکہ مقام تحیر میں پہنچ
گیا تھا۔ باز کشید۔ آنحضورؐ اس کو
مقام حیرت سے مقام سحر میں
لائے۔ پیش تست۔ جبکہ اور مقامات
طے ہو گئے۔

۲۔ دستہائے اس نے حضور ﷺ
کا دست مبارک پکڑ کر اپنے چہرے
پر ملا اور دست بوی کی۔ فرخ۔ مبارک
زیبا صورت۔ پور۔ بوزن نور پور۔
بدرو۔ چودھویں کا چاند شبش۔ یعنی
اس کا رنگ جورات کی طرح سیاہ تھا
دن کی طرح منور ہو گیا۔

۳۔ لایمی شد۔ وہ خوشی کی مستی میں
اس طرح روانہ ہوا کہ اس کو اپنے تن
من کی خبر نہ تھی۔ نواجی۔ ناحیہ کی جمع
ہے۔ طرف کندرو۔ دیر آمد۔ چونکہ
قافلہ میں گیا تھا اس لئے تاخیر سے
واپس آ رہا تھا۔

دیدن خولجہ غلام خود را سفید رو و شناختن کہ اوست و با غلام
آقا کا اپنے غلام کو سفید چہرے ملا دیکھنا اور نہ پہنچانا کہ وہ وہی ہے اور غلام سے کہنا کہ تو نے میرے
گفتن کہ تو غلام مرا کشتہ و خون اوترا گرفته و خدا تر لبد ست من انداخت
غلام کو قتل کیا ہے اور اس کے خون نے تجھے گرفتار کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے تجھے میرے ہاتھ میں ڈال دیا ہے

خولجہ از دُورِش بدید و خیرہ اماند
آتا نے اس کو دور سے دیکھا اور حیران رہ گیا
راویہ ما اشتر ما ہست ایں
یہ ہماری پکھال اور ہمارا ہی لونٹ ہے
آں یکے بد رست م آیدز دور
وہ ایک چوڑھویں کا چاند ہے جو دور سے آرہا ہے
گو غلام ما مگر سر گشتہ شد
ہمارا غلام کہیں ہے شاید آوارہ ہو گیا ہے
یا مگر ۲ اورا بکشت ایں بد گھر
یا شاید اس بد ذات نے اس کو قتل کیا
چوں بیاد پیش گفتش کیستی
جب وہ سامنے آیا اس سے کہا تو کون ہے؟
تو غلام راچہ کردی راست گو
میرے غلام کا تو نے کیا کیا؟ سچ بتا
گفت گر گشتم بتو چوں آدم
اس نے کہا اگر میں نے قتل کیا ہے تو میں تیرے پاس کیل آیا ہوں
گفت نے نے در نگیر دبا منت
اس نے کہا نہیں نہیں تیری بات مجھے دت نہیں لگتی
گو غلام من بگفت اینک منم
میرا غلام کہیں ہے اس نے کہا یہ میں ہوں
دیدہ ام صدرے و بدرے گشتہ ام
میں نے صدر کا دید کیا ہے اور میں بدر بن گیا ہوں
ہی چہ میگوئی غلام من کجاست
خبردار! کیا کہتا ہے میرا غلام کہیں ہے؟
گفت ۳ اسرار تربا آں غلام
اس نے کہا اس غلام کے ساتھ تیرے راز

از تحیر اہل آں وہ را بخواند
حیرانی سے اس گاؤں والوں کو بلایا
پس کجا شد بندہ زنگی جبیں
تو کالے چہرے والا غلام کہیں گیا؟
میزند بر نور روز از رُوش نور
اس کے چہرے کا نور دن کے نور پر پڑ رہا ہے
یا بدو گر گے رسید و گشتہ شد
یا اس کو بھیڑیا ملا ' اور ملا گیا
اشترش آورد اینجا از قدر
اور تقدیر سے اس کو لونٹ یہاں لے آیا
از یمن زادی ویا تر کیستی
تو یمن سے پیدا ہوا ہے یا ترک ہے؟
گر بکشتی و انما حیلست جو
اگر تو نے قتل کیا ہے صاف کہہ دے حیل نہ ڈھونڈ
چوں پپائے خود دریں خوں آدم
اپنے پاپوں سے خود اس خون کے معاملہ میں کیل حاضر ہو گیا ہوں؟
راست باید گفت سر دست ایں فنت
سچ کہنا چاہیے یہ تیرا مکر بیکار ہے
کرد دست فصل یزداں روشنم
اللہ کی مہربانی کے ہاتھ نے مجھے منور کر دیا ہے
صاحب فضل و قدرے گشتہ ام
مرتبہ اور بزرگی والا بن گیا ہوں
ہیں نخواہی رست از من جزو براست
خبردار! تو سوائے سچی بات کے میرا ہاتھ سے نہیں بچ سکتا
جملہ وا گویم یکا یک من تمام
میں سب ایک ایک پورے بیان کئے دیتا ہوں

۱۔ خیرہ۔ حیران۔ رلویہ۔ مشکیزہ
پکھال۔ رنگی جبیں۔ کالے رنگ
ولا۔ میزند اس کے چہرے کا نور دن
کی روشنی پر غالب آ رہا ہے۔ سر گشتہ۔
آوارہ۔

۲۔ یا مگر۔ شاید اس نے اس غلام کو
مار ڈالا ہے اور تقریر خود لوندی سے اس کو
لونٹ یہاں لے آیا ہے۔ از یمن۔
ترکی اور یمنی لوگ گھر بے رنگ کے
ہوتے ہیں۔ دریں خوں۔ قتل کر کے
خود آتا تو اپنا خون کرنا ہے۔ سر
دست۔ یعنی حالا کی نہ چلگئی۔ صدر۔
یعنی اس شخص سے مل گیا۔

۳۔ گفت۔ اس غلام نے کہا کہ
اگر وہ تمام سہار کی باتیں تجھے سناؤں جو
کہ میرے خریدنے کے بعد سے
تیرے اور میرے درمیان ہوئیں تو
تجھ کو یقین آ جائے گا کہ میں تیرا وہی
غلام ہوں۔

تا با کنوں باز گویم ماجرا
اب تک کا قصہ دہرائے دیتا ہوں
گرچہ از شہدیزا من صبحے کشود
اگرچہ میری سیانی سے صبح نمودار ہو گئی ہے
فارغ از رنگ سب و از ارکانِ خاک
عنصر اربعہ اور رنگت سے خالی ہے
آب نوشاں ترکِ مشک و خم کنند
پانی پینے والے مشک اور مٹکے کو چھوڑ دیتے ہیں
غرقہ سوریائے بیچوند و پچند
وہ بے مثل اور لامحدود دنیا میں غرق ہیں
یارِ بینش شونہ فرزندِ قیاس
مشا کا یار بن گمں کا پابند نہ ہو
بہرِ حکمت را دو صورت گشتہ اند
حکمت کی وجہ سے دو صورتوں کے بن گئے ہیں
در پے ہم ہچو دُنبال و سر اند
م اور سر کی طرح ایک دوسرے کے پیچھے ہیں
وہیں خرد بگذاشت پَر و فر گرفت
اس عقل نے پروں کو چھوڑا اور شان و شوکت پائی
ہر دو خوش رُو پشتِ ہمدیگر شدند
دونوں بخوبی ایک دوسرے کے رو پشت بن گئے
ہر دو آدم را معین و ساجدے
لہذا دونوں آدم کے مددگار اور سجدہ کرنے والے ہیں

زال زمانے کہ خریدی تو مرا
جب سے تو نے مجھے خریدا ہے
تالبدانی کہ ہمانم در وجود
تاکہ تو جان لے کہ میں وجود میں وہی ہوں
رنگ دیگر شد لیکن جانِ پاک
رنگت بدل گئی ہے لیکن پاک جان
تن شناساں زود مارا گم کنند
جسم کو پہچاننے والے جلد ہمیں گم کر دیتے ہیں
جاں ۲ شناساں از عدو ہا فارِ غند
روح کو پہچاننے والے گنتی سے بے نیاز ہیں
جاں شود از راہ جان جانرا شناس
روح بن جا اور روح کی راہ سے روح کو پہچان
چوں ملک با عقل یک سر رشتہ اند
فرشتے اور عقل کی طرح جو ایک رشتہ میں منسلک ہیں
آں ملک با عقل چوں یک گوہرند
چونکہ فرشتے اور عقل ایک اصل سے ہیں
آں ملک چوں مرغِ بال و پر گرفت
فرشتے نے پرند کی طرح بال اور پر اختیار کر لے
لا جزم ۳ ہر دو مناصر آمدند
لا محالہ دونوں ایک دوسرے کے مددگار بنے
ہم ملک ہم عقل حق را واجدے
فرشتے بھی اور عقل بھی خدا کا ادراک کرنے والے ہیں

۱ شہدیزا۔ تاریک رات یعنی کالا رنگ۔ صبح۔ یعنی میرا رنگ گہرا ہو گیا۔ رنگ۔ رنگت بدل جانے سے روح اور جان میں کوئی تغیر نہیں ہوتا روح رنگ وغیرہ سے مبرا ہے۔ تن شناساں۔ اب مولانا نے یہ مضمون شروع فرمادیا کہ جس طرح اس غلام کے آقا کی نظر محض جسم و رنگ پر تھی اس لئے وہ اس کو نہیں پہچان رہا تھا اسی طرح جو ظاہر میں اور جسم شناس ہیں وہ اولیاء کو نہیں پہچانتے ہیں وہ اولیاء کو نہیں پہچانتے جس کو پیاس ہوتی ہے وہ مٹکے اور مشک پر نظر نہیں کرتا۔ ۲ جاں شناساں۔ جو جان کو پہچانتے ہیں وہ تعدد اور شخص سے بے نیاز ہوتے ہیں وہ دھیائے وحدت میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں۔ جاں شو۔ روح کی پہچان۔ روح کے ذریعہ ہوتی لہذا اپنی روح کے ذریعہ اولیاء کو شناخت کروان کو اپنا دوست سمجھو اور اس آقا کی طرح نہ بنو جس نے اپنے غلام کو گمں سے غیر سمجھا۔ چوں۔ اپنی روح کو اولیاء کی روح کا غیر نہ سمجھو دونوں روحوں میں وحدت ہے محض ان کے قرا لگوہ کی وجہ سے بظاہر اختلاف ہے جیسا کہ حقیقت ملکیہ اور حقیقت عقلی ایک سے دونوں کو جداگانہ صورتیں عطا کر دینے میں کچھ حاکمیتیں ہیں۔ آں ملک۔ حقیقت ملکیہ نے بال و پر اختیار کر لئے لہذا اس میں پرواز کی قوت آگئی عقل نے ادراک حقائق کی شان و شوکت حاصل کر لی۔ ۳ لا جزم۔ چونکہ فرشتے اور عقل میں حقیقی وحدت ہے لہذا ایک دوسرے کا مددگار ہے اور ان دونوں میں اس طرح کا اتحاد ہے جیسا کہ

ایک چیز کی رو اور پشت میں اتحاد ہوتا ہے۔ ہم ملک۔ اسی اتحاد کی وجہ سے دونوں اللہ تعالیٰ کو پہچاننے میں متحد ہیں اور دونوں کے لئے مددگار اور سجدہ کن بن گئے۔

۱۔ نفس و شیطان جس طرح فرشتے اور عقل میں اتحاد ہے اسی طرح نفس اور شیطان میں اتحاد ہے اسی لئے دونوں آدم کے دشمن اور حاسد بنے۔ آنکھ نفس اور شیطان نے حضرت آدم کا صرف جسم دیکھا تو سجدے سے انکار کر دیا عقل اور فرشتے نے ان کے نور باطنی کو دیکھا تو ان کے سامنے جھک گئے۔ آں دو دیدہ عقل اور فرشتہ کی آنکھیں اس نور سے روشن ہو گئیں نفس اور شیطان کی آنکھوں نے صرف مٹی دیکھی۔ ایں بیان۔ یعنی عقل اور فرشتہ کی وحدت اور شیطان اور نفس کی وحدت کا بیان نہیں ہو سکا چونکہ تم اس کے سمجھنے کے اہل نہیں ہو۔ چوں نشاید تمہارے سامنے اس بیان کی تشریح ایسی ہی ہے جیسا کہ یہودی کے سامنے انجیل کی تلاوت یا شیعہ کے سامنے حضرت عمرؓ کے فضائل کا بیان یا بہرے کے سامنے سادگی بجاتا۔

۲۔ ایک۔ کسی میں اہلیت ہے تو اسی مجمل بیان سے شرح و تفصیل سمجھ جائے گا جو مجمل باتیں میں نے کہہ دی ہیں وہ اس کے لئے کافی ہیں۔ مستحق و تفصیل اور تشریح کا مستحق اور اہل ہوتا ہے وہ تو بے زبان چیزوں کو دیکھ کر ان سے حقائق کا ادراک کر لیتا ہے اصل چیز استحقاق اور طلب و حاجت ہے اگر وہ موجود ہے تو خود تفصیل ہو جاتی ہے آگے مولانا نے اسی مضمون کو واضح کیا ہے۔

۳۔ آں نیاز۔ حضرت مریم کو حاجت اور ضرورت ہوئی تو اللہ نے بحجہ کذریہ تشریح کر دی اور حضرت عیسیٰؑ گہوارہ میں ان کی پاکدامنی کے شہد بن گئے۔ جزو بلو۔ جس طرح عسی

بود آدم را عدو و حاسدے
آدم کے دشمن اور حاسد تھے
وانکہ نور مومن دید او خمید
جس نے امانت رکھا ہوا نور دیکھا وہ جھک گیا
ویں دو را دیدہ ندیدہ غیر طیں
ان دونوں کی آنکھوں نے مٹی کے سوا کچھ نہ دیکھا
چوں نشاید بر جہود انجیل خواند
چونکہ یہودی کو انجیل نہیں سنائی جا سکتی
کے تو اں بر بطن زدن در پیش گر
وہ بہرے کے آگے سادگی کہاں بجائی جا سکتی ہے؟
ہائے وہوئے کہ بر آدم بس سست
جو میں نے ہائے اور ہوئی وہ بہت ہے
ناطقے گرد و مشرَح باز سوخ
اچھی طرح تشریح کرنے والا گویا بن جاتا ہے

نفس و شیطان بود از اول واحدے
نفس اور شیطان شروع سے ایک تھے
آنکہ آدم را بدن دید او رمید
جس نے آدم کو محض جسم سمجھا وہ بدک گیا
آں دو دیدہ روشنای بودہ ازیں
وہ دونوں آنکھیں اس سے روشن ہو گئیں
ایں بیایں انکوں چو خر بر تخ بماند
اب یہ بیان برف پر گدھے کی طرح رہ گیا
کے تو اں باشیعہ گفتن از عمر
شیعہ سے حضرت عمرؓ کی بات کب کہی جا سکتی ہے؟
لیک ۲ گرد و بگوشہ یک کس سست
لیکن اگر گاؤں کے گوشہ میں ایک شخص بھی ہے
مستحق شرح را سنگ و کلوخ
شرح کے لائق کے لئے پتھر اور ڈھیلا

در بیان آنکہ حق تعالیٰ ہر چہ داد و آفرید از سموات و ارض و احمیان و
اس بیان میں کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا فرمایا ہے آسمان اور زمین اور جوہر اور
اعراض ہمہ را با استدعا و حاجت آفرید و خود را محتاج چیزے دیگر باید
عرض سب درخواست اور حاجت کی بناء پر کئے ہیں اور اپنے آپ کو دوسری چیزوں کا محتاج بنانا
کردن تالبد بد کہ اھن توجب المضطر اذا دعا و اضطرار گواہ استحقاق سست
چاہیے تاکہ وہ عطا کرے کیونکہ اس نے فرمایا کون ہے جو مجبور کی دعا سے جب کہ وہ اس کو پکارے اور مجبور کو اس نے مستحق ہونے کا گواہ بنایا ہے

آں ۳ نیاز مریمی بودست و درد
وہ حضرت مریم کی نیاز مندی اور درد تھا
جزو او بے او برائے او بگفت
ان کے جزو نے بغیر ان کے کہان کے لئے گفتگو کی
تیرا ہر جزو پیشہ طہر پر بولنے والا ہے



مریم کے جزو بدن تھی اور گواہ بنے اسی طرح تمہارا ہر جزو تمہارا گواہ ہے قیامت میں تمہارے اعضاء تمہارے انحال کی گواہی دیں گے۔

اور نباشی۔ اگر تو تشریح کا مستحق نہیں ہے تو بڑے سے بڑا مقرر بھی ست پڑ جائے گا اور تشریح نہ کرے گا۔ ہرچہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا فرمایا ہے وہ مخلوق کی ضرورت پوری کرنے کے لئے بنایا ہے۔ حق تعالیٰ۔ آسمانوں کی تخلیق بھی مخلوق کی ضرورت اور احتیاج کی وجہ سے ہے۔ ہر کہ جبکہ تمام چیزوں کی تخلیق احتیاج کی وجہ سے ہو جو بھی محتاج ہو گا اور اس میں طلب ہو گی وہ ضرور مقصود حاصل کر لے گا۔ مایہ اش۔ رحمت کی اصل اور سرمایہ انسان کا درد ہے۔ ہر کجا۔ جہاں ضرورت ہوتی ہے وہاں ضرورت کی چیز پہنچ جاتی ہے درد ہو تو وہ حاصل ہو جاتی ہے فقیر ہو تو سامان مل جاتا ہے جواب اشکل کے پاس پہنچ جاتا ہے اور پانی کھیتی کے پاس پہنچتا ہے۔

۲۔ آب کم جو۔ پانی کی تلاش نہ کر پیاس پیدا کر پانی خود بخود تیرے پاس پہنچ جائے گا۔ تانہ اید۔ جب بچہ پیدا ہو جاتا ہے اور اس کو دودھ کی ضرورت ہوتی ہے تو قدرت اس کی ماں کے پستان میں دودھ پیدا فرما دیتی ہے۔

۳۔ رو۔ تو بھی بھاگ دوڑ کر پیاس اور بدن میں گرمی پیدا کر۔ بعد ازاں۔ جب ضرورت پیدا کرے گا غیب سے پانی کی آواز آنے لگی گی غرضکہ مطلوب کی فکر میں نہ پڑو اس کی حاجت پیدا کرو مطلوب خود حاصل ہو جائے گا۔ حاجت تو گھاس کو جب پانی کی ضرورت ہوتی ہے انسان خود اس تک پانی پہنچاتا ہے اسی طرح تم حاجت پیدا کرو خود قدرت مطلوب کو تم تک پہنچا دے گی۔

منکری را چند دست و پا نہی
تو انکار کے کتنے ہاتھ پاؤں لگائے گا
ناطقہ ناطق تراوید و خفت
بولنے والے کی قوت ناطقہ نے تجھے دیکھا اور وہ سوئی
تا بیابد طالبے چیزے کہ جست
تاکہ طلبگار ہر وہ چیز پالے جس کو وہ دھونڈے
از برائے دفع حاجات آفرید
حاجتیں پوری کرنے کے لئے پیدا کیا
مایہ اش در دست واصل مرحمت
اس کا سرمایہ اور رحم کی جڑ درد ہے
ہر گجا فقرے نوا آسجا رود
جہاں فقر ہوتا ہے سلمان وہاں پہنچتا ہے
ہر گجا کشتے ست آب آسجا رود
جہاں کھیتی ہے پانی وہاں پہنچتا ہے
تا بجوشد آبت از بالا و پست
تاکہ تیرے اوپر اور نیچے سے پانی جوش مارے
کے رواں گرد زبستان شیر او
اس کا دودھ پستان سے کہاں جلدی ہوتا ہے؟
تا شوی تشنہ و حرارت را گرو
تاکہ تو پیاسا بنے اور حرارت میں پھنسنے
بانگ آب جو نیوشی اے گیا
اے معزز! تو نہر کے پانی کی آواز سنے گا
آب را گیری سوئے اومی کشیش
تو پانی لیتا ہے اور اس کو اس کی جانب لے جاتا ہے

دست و پا شاید شونت اے رہی
اے غلام! تیرے ہاتھ پاؤں گولہ بین گے
ورائے نباشی مستحق شرح و گفت
اگر تو تشریح اور گفتگو کا مستحق نہیں ہے
ہرچہ روید از پے محتاج رُست
جو کچھ اگا ہے محتاج کے لئے اگا ہے
حق تعالیٰ کایں سموات آفرید
حق تعالیٰ نے جو ان آسمانوں کو پیدا کیا
ہر کہ جو یا شد بیابد عاقبت
جو جستو کرتا ہے بالآخر پا لیتا ہے
ہر گجا دروے دوا آسجا رود
جہاں درد ہوتا ہے دوا وہاں پہنچتی ہے
ہر گجا مشکل جواب آسجا رود
جہاں اشکل ہوتا ہے جواب وہاں جاتا ہے
آب کم جو تشنگی آور بدست
پانی کی تلاش نہ کر پیاس پیدا کر
تانہ زاید طفلک نازک گلو
جب تک نرم لگے والا بچہ پیدا نہیں ہوتا
رو ۳ بدیں بالا و پستیہا بدو
جا اس نشیب و فراز میں روز
بعد ازاں از بانگ زبور ہوا
اس کے بعد ہوا کی بھڑ کی آواز سے
حاجت تو کم نباشد از کشیش
تیری ضرورت گھاس سے کم نہ ہونی چاہیے



گوش گیری آب را تو می گشی
تو پانی کا کان پکڑتا ہے اور اس کو تو کھینچتا ہے

سُوے زرع خشک تیا بد خوشی
خشک کھیتی کی جانب تاکہ وہ تازگی حاصل کرے

زَرعِ اِچال را کش جواہر مُضمَرست
جان کی کھیتی کے لئے جس میں جواہر چھپے ہوئے ہیں

اَبَرِ رَحمت پُرز آبِ کُثرست
رحمت کا بادل کثر کے پانی سے بھرا ہوا ہے

تاسَقاھُم رَبُّھُم آید خطاب
تاکران کو ان کے رب نے سب اب کیا کی بشارت آئے

تَشَنہ بِاشِ اللّٰہِ اَعْلَمَ بالصَّواب
پیا سا بن ' اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

آمدن زنی کا فرہ با طفل شیر خوارہ نزد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
ایک کافر عورت کا وہ بچے کو لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا

وناطق شدن عیسیٰ وار بمعجزۂ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
اور وہ اس کا حضرت عیسیٰ کی طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے سے بولنا

ہم ازالا ۲ وہ یک زنی از کافراں
اسی گاؤں سے ایک عورت کافروں میں سے

سُوے پیغمبر دواں شدز امتحان
امتحان کے لئے پیغمبر کی طرف دوڑی

پیش پیغمبر در آمد با خمار
اور جہنی لوزہ کر پیغمبر کے سامنے آئی

کود کے دو ماہہ زن رادر کنار
دو مہینے کا بچہ عورت کی گود میں تھا

گفت کودک سَلَّمَ اللّٰہُ عَلَیْکَ
بچے نے کہا آپ پر اللہ کا سلام ہو

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ جِئْنَا اِلَیْکَ
اے اللہ کے رسول ہم آپ کے پاس آئے ہیں

مادرش از خشم گفتا ہی خموش
اس کی ماں غصہ سے بولی خبردار! چپ

کیت افگند ایں شہادت ۳ را بگوش
یہ شہادت کس نے تیرے کان میں ڈال دی

اے ننھے بچے یہ تجھے کس نے سکھایا
گفت حق آموخت اے طفل صغیر

کہ زبانت گشت در طفلی جریر
کہ تیری زبان بچپن میں تیز بن گئی

اس نے کہا وہ کہیں ہے کہا تیرے سر پر
ایستادہ بر سر تو جبرئیل

در بیاں با جبرئیل من ریل
میں بیان کرنے میں جبرئیل کا ہم زبان ہوں

می نہ بنی گن بکلا منظرت
تو نہیں دیکھ رہی ہے اپنی نگاہ اوپر کر

مر مرا گشتہ بصد گونہ دلیل
وہ میرے لئے سینکڑوں طریقے سے ادھار بنا دیں گے

ایستادہ بر سر تو جبرئیل
تیرے سر پر جبرئیل کھڑے ہیں

میرے لئے سینکڑوں طریقے سے ادھار بنا دیں گے

میرے لئے سینکڑوں طریقے سے ادھار بنا دیں گے

میرے لئے سینکڑوں طریقے سے ادھار بنا دیں گے

میرے لئے سینکڑوں طریقے سے ادھار بنا دیں گے

میرے لئے سینکڑوں طریقے سے ادھار بنا دیں گے

۱۔ زرع۔ روحوں کی کھیتی کے لئے
ابر رحمت کثر کا پانی لئے ہوئے موجود
ہے تم ضرورت پیدا کرو تو سقاہم
ربہم کا پیغام تمہارے پاس آجائے
گا۔ سقاہم قرآن پاک میں ہے
وَسَقَاھُمْ رَبُّھُمْ غُرُوبًا طَهُورًا اور
پانی ان کو ان کے خدا نے پاک
شراب۔

۲۔ ہم ازالا۔ وہ غلام جس کا پانی
آنحضرت نے لیا تھا جب اپنے گاؤں
میں پہنچا اور آنحضرت کی باتیں اور
معجزے کا اس نے ذکر کیا تو ایک
عورت آنحضرت کے پاس آئی اب اس
کا قصہ بیان کیا جا رہا ہے۔ گفت۔ وہ
بچہ آنحضرت کے معجزے سے بول پڑا
اور اس نے آنحضرت کو سلام کیا اور
آنحضرت کو اللہ کا رسول کہہ کر رکھا۔

۳۔ شہادت۔ یعنی آنحضرت کے
بارے میں اللہ کا رسول ہونے کی
گواہی۔ ایں۔ یہ بات تجھے کس نے
سکھائی کہ تو آنحضرت کی رسالت کی
گواہی دے رہا ہے۔ جریر۔ تیز زبان
نصیح۔ عرب کے مشہور شاعر کا نام۔
ریل۔ ہمزبان۔ دلیل۔ راہنما۔

بر سرت تلباں چو بدرِ کاملے

تیرے سر پر مکمل چوہوں کے چاند کی طرح چمک رہے ہیں

زالِ اعلوٰ مِی رہاند زیں سَقُول

اس بلندی کے ذریعہ وہ مجھے پستی سے چھڑا رہے ہیں

چسیت نلمت باز گود شو مطیع

صاف بتا تیرا کیا نام ہے اور فرمانبردار بن

عبدِ عَزَّیٰ پیشِ حق عبدِ العزیز

ان چند نالائقوں کے نزدیک میرا نام عبد العزیز ہے

حق آنکہ وادت ایں پیغمبری

اس ذات کی قسم جس نے آپ کو پیغمبری دی ہے

درسِ بالغ گفت چوں اصحابِ صدر

صدرِ نقشبند کی طرح پوری تقریر کی

تا دماغِ طفل و ما در بُوکشید

یہاں تک کہ بچہ اور ماں نے خوشبو سونگھی

جاں سپرون بہ بریں بوئے حوٰط

اس حوٰط کی خوشبو پر جان دے دینا بہتر ہے

جامد و نامیش صد مروق زند

بے جان و جاندار اس پر سنکڑوں شادیاں بجاتے ہیں

جامد و نامیش صد صدق زند

بے جان اور جاندار اس کی سنکڑوں تصدیق کرتے ہیں

مُرغ و ماہی مرد ار حارِس شود

پرندہ اور مچھلی اس کے پہرے دار ہوتے ہیں

گفت می بنی تو گفتا کہ بلے

اس نے کہا تو دیکھ رہا ہے کہا کہ ہاں

می بیا موز و مرا وصفِ رسول

وہ مجھے رسول کی صفات بتا رہے ہیں

پس رسولش گفت اے طفلِ رَضِیع

پھر رسول نے اس سے فرمایا اے دودھ پیتے بچے

گفت نامم پیشِ حق عبدِ العزیز

اس نے کہا کہ اللہ کے نزدیک میرا نام عبد العزیز ہے

من زَعَزَّیٰ پاک بیزار و بری

میں عزّی سے پاک، بیزار اور بری ہوں

کودک دو ماہہ ہچکچوں ماہِ بدر

چوہوں رات کے چاند جیسے دو مہینے کے بچہ نے

پس حوٰط ۲ آں دم زحمت در رسید

پھر اسی وقت جنت سے حوٰط آئی

ہر دو می گفتند کز خوفِ سقوط

دونوں خوشبو کے زوال کے ڈر سے کہہ رہے تھے

آنکہ تعریفش شہنشاہِ خود کند

وہ جس کی تعریف خود شہنشاہ کرے

آں ۳ کسے راکشِ معرفِ حق بُود

وہ جس کی تعریف کرنے والا، اللہ تعالیٰ ہو

آں کسے راکشِ خدا حافظ بُود

وہ جس کا خدا نگہبان ہو

۱۔ اعلوٰ۔ بلندی۔ سَقُول۔ پستی۔
رضیع۔ دودھ پیتا بچہ۔ حیز۔ نامرد۔
درسِ بالغ یعنی آنحضرتؐ کی صفت کا مکمل بیان۔ صاحبِ صد یعنی صدرِ نقشبند۔

۲۔ حوٰط۔ ایک مرکب خوشبو ہے۔
جاں سپرون۔ یعنی ان کو خوشبو اس قدر پسند آئی کہ اس کے ختم ہو جانے کے ڈر سے جان دینے پر آمادہ ہو گئے۔
شہنشاہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ مروق۔ خوشی کا آگ۔

۳۔ آں کسے۔ جس ذات کی خدا تعریف فرمائے دینا کی ہر چیز اس کی تعریف کی تصدیق کرتی ہے۔ جامد۔ بے جان۔ نامی۔ جاندار۔ صدق۔ اس نے سچ بولا۔ حارِس۔ محافظ۔

ربودنِ عَقابِ موزہ رسولِ علیہ السلام را و بُردنِ بہو او

باز کا آنحضرتؐ کے موزے کو ہوا میں لے اڑنا اور

نگوں کردن و از موزہ مارے سیاہ افتادن

اوندھا کرنا اور موزے سے سیاہ سانپ گرنا

اندریں بودند کا واز اِ صلا
لوگ اسی انتظار میں تھے کہ اذان کی آواز
خواست آبے و وضو را تازہ کرد
پانی مانگا اور تازہ وضو کیا
ہر دو پاشست و بموزہ کرد رائے
دونوں پاؤں دھوئے اور موزے کا ارادہ کیا
دست سوئے موزہ برد آں خوش خطاب
اس خوش خطاب نے موزے کی جانب ہاتھ کیا
موزہ را اندر ہوا برد او چو باد
وہ موزے کو ہوا کی طرح فضا میں لئے اڑا
درفتا از موزہ یک مار سیاہ
موزے سے ایک کالا سانپ گرا
پس عقاب آں موزہ را آورد باز
پھر باز اس موزے کو واپس لایا
از ضرورت کردم ایں گستاخیئے
میں نے یہ گستاخی مجبوراً کی
وائے کو گستاخ پائے می نہد
انہوں اس پر جو گستاخی سے پاؤں رکھے
پس رسولش شکر یہ گفت و گفت ما
پھر رسول نے اس کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا ہم
موزہ بر بودی و من در ہم شدم
تو موزہ اچک لے گیا اور میں بگزا
گرچہ ہر غیبے خدا مارا نمود
اگرچہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہر غیب دکھا دیا ہے
گفت دور از تو کہ غفلت از تو رست
اس نے کہا یہ بات آپ سے بعید ہے کیونکہ آپ غفلت سے مراد ہیں

مصطفیٰ بشنید از راہ علّا
اونچائی سے مصطفیٰ نے سنی
دست و زور اُشست اوزاں آب سرد
اس ٹھنڈے پانی سے ہاتھ اور منہ دھویا
موزہ را بر بودیک موزہ ربائے
ایک موزہ نے اڑنے والا موزہ لے اڑا
موزہ را بر بود از دستش عقاب
باز ان کے ہاتھ سے موزہ اچک لے گیا
پس نگوں کرد او ازاں مارے فتاد
پھر اس کو اس نے روندھا کیا اس میں سے سانپ گرا
زاں عنایت اشد عقابش نیک خواہ
اس مہربانی کی وجہ سے باز آپ کا خیر خواہ بنا
گفت ہیں بستان و رسوئے نماز
بولا ہاں لے لیجئے اور نماز کو جائے
از ادب دارم شکستہ تاخیئے
میں ادب کی وجہ سے ٹوٹی ہوئی شاخ رکھنا ہوں
بے ضرورت کش ہوا فتویٰ دہد
بغیر ضرورت کے جب کس کو خواہش نفسانی فتویٰ دیدے
ایں ۳ جفا دیدیم و بود آں خود وفا
یہ ظلم سمجھے اور وہ وفا داری تھی
تو غم بر دی و من در غم شدم
تو نے غم بنایا اور میں غمگین ہوا
دل در اں لحظہ بخود مشغول بود
لیکن دل اس وقت اپنے مشغول تھا
دیدم آں غیب را ہم عکس تست
میرا غیب کو دیکھ لینا بھی آپ کا پر تو ہے

۱۔ آواز صلا۔ یعنی حضور کے دل
میں نماز کے لئے الہام ہوا یا موزن کی
اذان کی رائے۔ یعنی موزہ پہننے کا ارادہ
کیا۔ موزہ ربا۔ یعنی عقاب۔
۲۔ عنایت۔ یعنی عقاب کا موزہ
اچک لے جانا۔ شکستہ۔ یعنی اس
گستاخی کی وجہ سے شرمندہ ہو کر مرجھا
گیا ہوں جیسے ٹوٹی ہوئی شاخ مرجھا
جاتی ہے۔ وائے۔ ضرورت کے
وقت گستاخی قابل گرفت نہیں ہے۔
نفسانی خواہش سے گستاخی
افسوسناک ہے۔
۳۔ ایں۔ یعنی موزہ لے اڑانا۔
در ہم شدم۔ میں بگزا غم۔ یعنی سانپ
گفت۔ یعنی آنحضرت کی غفلت خود
بینی کی وجہ سے نہیں ہو سکتی بلکہ تنزل
اختیاری کی وجہ سے بھی ہو سکتی ہے۔ مجھ پر
موزے میں سانپ کے ہونے کا
انکشاف آپ کے کشف کا عکس اور پر
تو ہے۔

مار در موزه بہ بینم در ہوا نیست از من عکس است اے مصطفیٰ

میں فضا سے موزے میں سانپ دیکھ لوں یہ میرا کام نہیں ہے اے مصطفیٰ آپ کا پر تو ہے

عکس نورانی ہمہ روشن بود عکس ظلمانی ہمہ کلخین بود

نورانی پر تو پورا روشن ہوتا ہے ظلمانی پر تو بالکل بھی ہوتا ہے

عکس عبداللہ ہمہ نوری بود عکس بیگانہ ہمہ گوری بود

اللہ کے نیک بندے کا پر تو بالکل نور ہوتا ہے عکس ہر کس را بداں اے جاں میں

ہر شخص کے پر تو کو سمجھ لے اے جان دیکھ لے

عکس ہر کس را بداں اے جاں میں ہر شخص کے پر تو کو سمجھ لے اے جان دیکھ لے

وجہ عبرت گرفتن از ایس حکایت و یقین داشتن اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا

اس حکایت سے عبرت کرنے کا پہلو اور یقینی طہ پر جاننا کہ تنگی کے ساتھ سہولت ہے

عبرت تست ایس قصہ اے جاں مر ترا تا شوی راضی تو در حکم خدا

اے جان! تیرے لئے یہ قصہ باعث عبرت ہے تاکہ تو اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر راضی ہو جائے

تا کہ زیرک باشی و نیکو گماں چوں بہ بنی واقعہ بد ناگہاں

تاکہ تو ہوشیار اور نیک گمان بن جائے جب تو اچانک کوئی برا واقعہ دیکھے

دیگراں گردند زر واز نیم آں تو چو گل خنداں گہ سود و زیاں

دوسرے اس کے ڈر سے پہلے پڑ جائیں تو نفع اور نقصان کے وقت پھول کی طرح کھلے

زانکہ از گل گر تو برگش می گنی خندہ نگذارد نگرود مٹنی

کیونکہ اگر تو پھول کی چٹیاں کر دے وہ مسکراتا نہیں چھوڑتا ہے اور نہ مرجھائے گا

گوید ۳ از خارے چرا افتم بغم خندہ رامن خود زخار آورده ام

وہ کہتا ہے میں کانٹے سے غم میں کیوں پڑوں؟ خندہ رامن خود زخار آورده ام

وہ کہتا ہے میں کانٹے سے غم میں کیوں پڑوں؟ خندہ رامن خود زخار آورده ام

ہرچہ از تو یا وہ گردد از قضا تو عی جہ سے جہ چیز تجھ سے گم ہو جائے

ما الصوف قال وجدان الفرح فی الفواد عند راتیان الترح

تصوف کیا ہے کہا خوش محسوس کرنا دل میں رنج آنے کے وقت

آں عقابش راعقبا بے داں کہ او در ربود آں موزہ رازاں نیک خو

اس سزا کو وہ باز سمجھ لے جو ان نیک خصلت سے موزہ ازا لے گیا

ان نیک خصلت سے موزہ ازا لے گیا

۱۔ عکس۔ اولیاء اللہ کی صحبت سے کشف باطنی حاصل ہوتا ہے تاریک دل لوگوں کی صحبت دل کو لئے نور بنا دیتی ہے۔ عکس۔ اللہ کے نیک بندوں کا پر تو نورانی ہوتا ہے اور خدا سے بیگانوں کا پر تو ظلمانی ہوتا ہے۔

۲۔ جب موزے کے واقعہ سے یہ نصیحت حاصل کرنی چاہیے کہ انسان کی پریشانی راحت کا سبب بنتی ہے تاکہ اچانک جو حادثہ پیش آئے اس سے اللہ کے ساتھ بدگلی چاہیے دیگر۔ عام لوگوں کے لئے جو واقعہ پریشانی کا سبب بنے اس کو بھی تو خنداں پیشانی سے قبول کر۔ زانکہ اگر پھول کی چٹیاں علیحدہ علیحدہ بھی کر دی جائیں تو اس کی مسکراہٹ ختم نہ ہو گی۔

۳۔ گوید۔ پھول یہی سمجھتا ہے کہ میری ہر چیز عدم سے وجود میں آئی ہے لہذا کسی جزو کے عدم کی طرف لوٹنے سے ناخوشی مناسب نہیں ہے۔ خار۔ یعنی مصیبت عدم۔ یاد۔ گم۔ یعنی کسی چیز کے فوت و جانے کو کسی مصیبت سے نجات کا سبب سمجھو۔ ما تصوف۔ تصوف کی حقیقت یہی ہے کہ انسان اس بات کا عادی و جائے ہرچہ از دوست می رسد نیکوست و فرح۔ خوش۔ طرح۔ رنج۔

تارہاند پاش را از زخم مار
تا کہ آپ کے پاؤں کو سانپ کے زخم سے بجائے
گفت لَا تَأْسُوا عَلٰی مَا فَاتَكُمْ
فرمایا جو تم سے جاتا رہے اس پر غم نہ کرو
گفت ہرچہ آں فوت شد عملیں مشو
فرمایا جو چیز فوت ہو جائے اس پر عملیں نہ بن
گر بلا آید ترا لدہ مبر
اگر تجھ پر مصیبت آئے غم نہ کر
کاں ۲ بلا دفع باہائے بزرگ
کیونکہ وہ مصیبت بڑی مصیبتوں کے لئے دفع ہے
راحت جاں آدائے جاں فوت مال
اے عزیز! مال کا فوت ہونا جانا کی حفاظت ہے

استدعائے آل مرد از موسیٰ علیہ السلام زبان بہائم و
حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک شخص کا چوپایوں اور پرندوں کی زبان سیکھنے کی درخواست
طیور و قبول کردن موسیٰ با امر حق
اور ان کا اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اس کو قبول کر لینا

گفت موسیٰ رایکے مردِ جوان
ایک نوجوان نے حضرت موسیٰ سے غرض کیا
تا بود سحر کز بانگ حیوانات وود
ہو سکتا ہے کہ حیوانات اور درندوں کی آواز سے
چوں زبانہائے بنی آدم ہمہ
چونکہ تمام لواد آدم کی زبانیں
بو کہ حیوانات را وود وگر
ہو سکتا ہے کہ حیوانات کا کوئی دھوا معمول
گفت موسیٰ رو گذر گن زیں ہوس
حضرت موسیٰ نے فرمایا جاں ہوس سے دگر کر

۱۔ اے خنک۔ یعنی عقل قابل
مہار کبلا۔ جو قضا پر راضی و اور اس پر
شکوہ و شبہات کا غلبہ بالکل نہ
رہے۔ گفت۔ قرآن میں فرمایا گیا
کے کسی فوت شدہ چیز پر غم نہ کرو۔ ان
آئی۔ اس کا تعلق قرآنی آیت سے
نہیں ہے۔ سرحان۔ بھیڑیا۔
۲۔ کاں بلا۔ انسان کی ایک
مصیبت بت سی بڑی مصیبتوں سے
نجات کا سبب بنتی ہے۔ راحت
جاں۔ مال کی تباہی جان کی راحت کا
سبب بن جاتی ہے۔ استدعا۔ اس
قص سے یہ ثابت کیا ہے کہ مال تباہ
ہونے سے جان بچی ورنہ جان کی
لاکت ہوتی۔

۳۔ ملود۔ جانوروں کی زبان سیکھنے
والے کہ کہا کہ انسانوں کی تمام باتیں تو
دنیا داری کی ہیں شاید۔ جانوروں کی
باتیں آرت سے متعلق ہوں تو میں
ان سے عبرت حاصل کر لوں گا۔ وود۔
عہادت کا معمول۔ ہنگام گذر۔ موت
کا وقت۔

کہ بیا موزم زبان جانوراں
کہ مجھے جانوروں کی زبان سکھا دیجئے
عبرت حاصل کنم در دین حق
اللہ کے دین میں کوئی عبرت حاصل کر لوں
در پئے آبست و نان و دمدمہ
روٹی، اور پانی، اور مکر کے لئے ہیں
باشد از تدبیر ہنگام گذر
ہو، مرنے کے وقت کی تدبیر کا
کایں خطر دارد بسے در پیش و پس
کیونکہ یہ آگے اور پیچھے بہت سے خطرے رکھتا ہے

نہ از کتاب و از مقال و حرف و لب

نہ کتاب اور گفتگو اور حرف اور نون سے

گرم تر گرد وہمی از منع مرد

روکنے سے انسان اور مصر ہو جاتا ہے

ہر چ چیزے بود از تو چیز یافت

جو کچھ بھی تھا اس نے آپ سے کچھ پایا

لائق لطف نباشد اے جواد

اے نئی! آپ کی مہربانی کے مناسب نہیں ہے

یاس باشد ک مرا منع شوی

اگر آپ مجھے منع کریں گے تو مایوسی ہوگی

سخرہ کرد ستش مگر دیو رجم

شاید ملعون شیطان نے اس کو بہکایا ہے

ورنیا موزم دش بد می شود

اگر نہیں سکھاتا تو اس کا دل برا ہوگا

رد نہ کر دیم از کرم ہرگز دعا

کرم سے ہرگز دعا رد نہیں کی ہے

دست خاید جاہلہا ابر و رد

ہاتھ چبائے گا کپڑے پھاڑے گا

عجز بہتر مایہ پرہیزگار

عاجزی پرہیزگار کے لئے بہت اچھا سرمایہ ہے

کہ بتقوئے ماند دست نارساں

نا رسا ہاتھ پرہیزگاری میں رہتا ہے

کہ ز قدرت صیر ہا پدرو شد

کہ قدرت کثرت بہت سے صبر رخصت ہو جاتے ہیں

از بلائے نفس پر حرص و غماں

حرص اور غموں سے کبھرے نفس کی مصیبت سے

عبرت او بیداری از یزداں طلب

عبرت اور آگاہی خدا سے مانگ

گرم تر شد اوز آں منعش کہ کرد

وہ اس روکنے سے اور زیادہ سرگرم ہو گیا

گفت اے موسیٰ چونور تو بتافت

اس نے کہا اے موسیٰ جب سے آپ کا نور نمودار ہوا ہے

مر مرا محروم کردن زیں مراد

اس مقصد سے مجھے محروم کرنا

ایں زماں قایم مقام حق توئی

اس وقت آپ اللہ تعالیٰ کے نائب ہیں

گفت ۲ موسیٰ یارب ایں مرد سلیم

حضرت موسیٰ نے فرمایا اے خدا اس بھولے انسان کو

گر بیا موزم زیاں کارش بود

اگر میں سکھا دوں وہ اس کے لئے نقصان دہ ہوگا

گفت اے موسیٰ بیا موزش کہ ما

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ اس کو سکھا دے کیونکہ ہم نے

گفت یا رب او پشیمانی خورد

موسیٰ نے فرمایا اے خدا وہ شرمندہ ہوگا

نیست ۳ قدرت ہر کسے راسازوار

قدرت ہر ایک کے لئے مناسب نہیں ہے

فقر زیں رو فخر آمد جا و داں

اسی لئے فقر ہمیشہ فخر سے

زاں غنا و زان غنی مردود شد

اسی لئے مالدار اور مالدار مردود ہوا ہے

آدمی را عجز و فقر آمد آماں

آدمی کے لئے عجز اور فقر باعث امن ہے

۱۔ عبرت کتاب اور گفتگو سے حاصل نہیں ہوتی خدا کا عطیہ ہے اللہ سے مانگ۔ گرم۔ حضرت موسیٰ کے انکار سے اس کا اصرار اور بڑھ گیا اس لئے کہ یہی انسان مزاج ہے۔ گفت۔ وہ حضرت موسیٰ سے اصرار میں یہ باتیں کہنے لگا۔

۲۔ گفت۔ اس کے اصرار سے عاجز آ کر حضرت موسیٰ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر عرض کرنے لگے۔ اے موسیٰ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کو سکھا دو۔ گفت یارب۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ اگر اس کو سکھا دوں گا تو وہ اس کے نتائج سے شرمندہ ہوگا اور افسوس کرے گا۔

۳۔ نیست۔ بالاختیار اور با قدرت ہونا ہر شخص کے لئے بغیر نہیں ہوتا ہے قدرت کا نہ ہونا انسان کو پہرہ زگار بناتا ہے فقر میں انسان کو بہت سے گناہوں پر قدرت نہیں ہوتی اسی لئے وہ باعث فخر ہے مالدار اپنی مالدار کی ذریعہ بہت سے گناہوں میں ملوث ہو جاتا ہے اس لئے مردود ہو جاتا ہے۔

ہم ز قوتش زہر شد دروے پدید
اس کی غذا سے بھی اس میں زہر پیدا ہو گیا
اہل تسویل ہوا سُمِ الحِمات
خواہش نفسانی کے طمع والے موت کا زہر ہیں
ز اختیارست و حفاظ و آگے
اختیار اور مروت اور آگاہی کی وجہ سے ہے
مستقی و زائد و حق خوان شوند
مستقی اور پرہیزگار اور اللہ کو پکارنے والے بن جائے گے
ہیں کہ تا سرمایہ نستاند اجل
خبردار! موت سرمایہ کو نہ چھین لے
وقتِ قدرتِ رانگہدار و بہیں
قدرت کے وقت کی نگہداشت کر اور دیکھ لے
در کف در کش عنان اختیار
اس کی عقل کے ہاتھ میں اخید کی باگ ہے
کہ مرادت زرد خواہد کرد چہر
کہ تیری مراد چہرہ پیلا کر دے گی
دیوِ دامت برائے مکر درس
شیطان نے مکر کے لئے تجھے سبق پڑھایا ہے
کایں مرادت افکند در صد تعب
کیونکہ یہ تیری مراد سنکڑوں مشقتوں میں ڈھل دے گی

باز کافر خورد شربت از صدید
پھر کافر نے پیپ کا شربت پیا
اہل الہام خدا عین الحیات
خدا کے الام کے آب حیات کا چشم ہیں
در جہاں ایں مدح و شلباش و زہے
دنیا میں یہ تعریف اور شلباش اور وہ وہ
جملہ زنداں چونکہ در زنداں روند
تمام لوباش جب قید خانے میں جائیں گے
چونکہ قدرت رفت کسب شد عمل
چونکہ قدرت جاتی رہی عمل کھٹا ہو گیا
قدرت سرمایہ سودست ہیں
آگاہ! نفع کا سرمایہ تیری قدرت ہے
آدمی برزخک ۲ کر مٹا سوار
انسان کر مٹا کے گھوڑے پر سوار ہے
باز موسے داد پند اورا بمہر
حضرت موسیٰ نے محبت سے پھر اسے نصیحت کی
ترکِ ایں سودا بگو و زحق تبرس
اس جنون کو چھوڑ اور اللہ تعالیٰ سے ڈر
ہیں برو در بر خود کم طلب
خبردار! اپنا دھار نہ مول لے

۱۔ جہاں۔ دنیا میں جس قدر
تعریفیں ہیں وہ انسان کے اختیاری
افعل پر ہیں۔ جملہ زنداں۔ دوزخ
میں جا کر دوزخی عبادت کرینگے لیکن وہ
ان کی اضطرابی عبادت ہوگی جو غیر
معتبر ہے۔ ہیں۔ انسان کو اس وقت
کی قدر کرنی چاہیے جس میں اس کو
اختیار حاصل ہے وہی اس کے نفع کا
سرمایہ ہے جب قدرت باقی نہ رہے
گی اس وقت کی تنگی بیکار ہے۔
۲۔ بزخک۔ سفید گھوڑا سفید۔
دک۔ اداک عقل۔ عنان۔
بانگ۔ کہ مرادت۔ یعنی اگر تو
جانوروں کی بولی جان گیا تو شرمندہ ہو
گا۔ ہیں۔ جانوروں کی بولی جانتا
تیرے لئے دھار بنے گا۔ تعب۔
مشقت۔
۳۔ قانع۔ پہلے وہ مصر تھا کہ سب
جانوروں کی بولی جان جائے اب اس
پر راضی ہو گیا کہ صرف اپنے گھر کے
مرغ اور کتے کی بولی جان لے

قلع ۳ شدن آل مرد طالب بتعلیم زبان مرغ خانگی و
اس طالب انسان کا گھریلو مرغ اور کتے کی زبان سیکھنے پر قانع
سگ واجابت کردن موسیٰ علیہ السلام اورا
ہو جانا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اس کو مان جانا

گفت بارے نطق سگ کو بردست
اس نے کہا کہ لڑکے کی بولی جو ہلادہ پر ہے
نطق مرغ خانگی کاہل پرست
گھریلو مرغ کی بولی جو پردہ سے

گفت اے موسیٰ ہیں تو دانی زورسید

حضرت موسیٰ نے فرمایا تو جان لے گا اس اللہ سے اجازت آگئی

بامداداں از برائے امتحان

صبح کو آزمائش کے لئے

خادمہ سفرہ بیفشاند و فقاد

خادمہ نے دسترخوان جھانا اور گرا

در ربود آثر اُخرو سے چوں گرو

مرغ اس کو گروی چیز کی طرح اچک لے گیا

دانہ گندم ۲ توانی خورد و من

تو گیہوں کا دانہ کھا سکتا ہے اور میں

گندم و جو را و باقی خوب

گیہوں اور جو اور باقی دانے

ایں لب نانے کہ قسم ماست آں

یہ روٹی کا ٹکڑا جو ہمارا حصہ ہے

نطق ایں ہر دو شود بر تو پدید

ان دونوں کی بولی تجھے معلوم ہو جائے گی

ایستاد او منتظر بر آستان

وہ چوکت پر منتظر گھڑا ہو گیا

پارہ نان بیات آثار زاد

بای روٹی کا ٹکڑا کھانے کا بقیہ

گفت سگ کردی تو بر ما ظلم رو

کتے نے کہا جا ' تو نے ہم پر ظلم کیا

عاجزم از دانہ خوردن در وطن

وطن میں دانہ کھانے سے عاجز ہوں

می توانی خورد و من نے اے طروب

اے مست! تو کھا سکتا ہے اور میں نے کھا سکتا

می ربائی ایں قدر را از سگاں

اتنے کو بھی تو کتوں سے اچک لیتا ہے

جواب خروس سگ را

مرغ کا کتے کو جواب

پس خروش گفت تن زن غم مخور

پھر مرغ نے اس کو چپ ہو جا غم نہ کر

اسپ ایں خواجه سقط خواهد شدن

اس آقا کا گھوڑا مر جائے گا

مر سگاں را عید باشد مرگ اسپ

گھوڑے کا مرنا کتوں کی عید ہوتی ہے

اسپ را بفروخت چوں بشنید مرد

مرد نے جب سنا ' گھوڑا فروخت کر دیا

روز دیگر ہمچنان ناں را رُود

دوسرے دن بھی اسی طرح سے روٹی لے اڑا

کہ خدا بد بد عوض زیں بہ دگر

کیونکہ اللہ تعالیٰ اس سے بہتر دوسرا بدلہ دے گا

روز فرد اسیر خور کم کن خون

کل کو پیٹ بھر کر کھانا غم نہ کر

روزی وافر ۳ بود بے جہد و کسب

بغیر محنت اور کمائی کے بہت خوراک ہوتی ہے

پیش سگ شد آں خرومک دوائے زرد

وہ بیچارہ مرغ کتے کے آگے شرمندہ ہوا

آں خروس و سگ برو لب بر کشود

وہ مرغ ' اور کتے نے اس پر لب کشائی کی

۱۔ گفت موسیٰ۔ حضرت موسیٰ نے

فرمایا کہ اللہ کی جانب سے مجھے اس

کے سکھانے کی اجازت آگئی ہے تو

اب جان جائے گا۔ امتحان۔ اس

آزمائش کے لئے کہ بولی سمجھنا لگا ہے

یا نہیں۔ نان بیات۔ بای روٹی۔

چوں گرو۔ یعنی جس طرح رہن دیکھے

والا رہن کی چیز پر قبضہ کرتا ہے۔

۲۔ دانہ گندم۔ کتے نے کہا تو نے

مجھے پر ظلم کیا۔ روٹی میرا حصہ تھی تو دانہ

چک سکتا ہے میں صرف روٹی کھا سکتا

ہوں۔ در وطن۔ جنگل میں کتا ہر چیز

کھانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ خوب۔

دانے۔ طروب۔ مست۔ لب نان۔

روٹی کا کنارہ۔ سقط۔ قاف کے سکون

کے ساتھ۔ چوپایہ کا مرنا۔ حزن غم۔

۳۔ وافر۔ بھرپور۔ دوائے زرد۔

چونکہ مرغ کی پیشگوئی کے مطابق

کتے کو مردہ گھوڑا کھانے کا نہ ملا تو مرغ

شرمندہ ہوا۔

ظالمی و کا ذبی وبے فروغ

تو ظالم ہے اور تو جھوٹا ہے اور بے اعتبار ہے

کور اختر گوئی محرومی ز راست

تو اندھا نجوی ہے، سچائی سے محروم ہے

کہ سقط شد اسپ او جائے دگر

کہ اس کا گھوڑا دوسری جگہ مر گیا ہے

آں زیاں انداخت او بر دیگران

اس نے وہ نقصان دہروں پر ڈال دیا

مر سگاں را باشد آں نعمت فقط

وہ صرف کتوں کے لئے نعمت ہو گا

یافت از غم و ز زیاں آں دم محیص

اس وقت بھی وہ رنج اور نقصان سے نجات پا گیا

اے امیر کا ذباں باطل و گوس

اے نقادے اور گھٹنے کے ساتھ جھوٹوں کے سردار

دوغی اے نااہل دوغی دوغ دوغ

اے نااہل! تو چھاپچھاپ ہے تو چھاپچھاپ ہے چھاپچھاپ

لیکن فرد ایش غلام آید مَصَاب

لیکن کل کو اس غلام بیمار پڑے گا

بر سگ و خواہندہ ریزند اقربا

کتوں اور مانگنے والوں سے اس کے راستہ دار بہا یٹکے

رست از خسران و رخ ۳ را بر فروخت

نقصان سے بچ گیا اور چہرے کو روشن کر لیا

رستم ارز سہ واقعہ اندر زمن

زمانے میں تین حادثوں سے بچ گیا

دیدہ سوء لقطا را دو ختم

بری قضا کی آنکھ سی دی ہے

کائے خروں عشوہ ادہ چندیس دُرُوغ

کہ اے مرغ! مکار اس قدر جھوٹ

اسپ کش گفستی سقط گرد و گجاست

وہ گھوڑا جس کے بارے میں تو نے کہا تھا کہ وہ مرے گا کہل ہے؟

گفت اُورا آں خروں باخبر

اس باخبر مرغ نے اس سے کہا

اسپ را بفروخت، جست او از زیاں

گھوڑے کو فروخت کر دیا اور نقصان سے بچ گیا

لیک فردا استریش ۲ گرد و سقط

لیکن کل کو اس کا خیر مرے گا

زود استر را فروشید آں حریص

ال لاپچی نے فوراً خیر بیچ ڈالا

روزِ ثالث گفت سگ ہا آں خروں

تیسرے دن کہنے نے اس مرغ سے کہا

تا بکے گوئی دروغے بے فروغ

تو نہ چلنے والا جھوٹ کب تک بونے گا

گفت او بفروخت استر را شتاب

کہا اس نے خیر جلدی سے بیچ دیا

چوں غلام او بمیرد نانہا

جب اس کا غلام مرے گا روٹیاں

ایں شنید آں غلامش را فروخت

سنا اور اس نے اس غلام کو بیچ ڈالا

شکر بامی کرد و شادیہا کہ من

شکریے ادا کرتا تھا اور خوشیاں کہ میں

تا زبان مرغ و سگ آمو ختم

جب سے میں نے مرغ اور کتے کی بولی سیکھ لی ہے

۱۔ عشوہ۔ مکر فریب۔ اختر گو۔ ستاروں کی باتیں کرنے والا نجوی اگر اندھا ہو تو وہ ستاروں کے فائدہ نہیں دیکھ سکتا اس لئے اس کی پیش گوئیاں غلط ہوتی۔

۲۔ استر۔ خیر۔ فقط۔ چونکہ مرغ اس کو نہ کھا سکے گا۔ محض۔ چھٹکارا نجات باطل۔ یعنی ڈنکے کی چوٹ جھوٹ بولنے والا۔ دروغ۔ چھاپچھاپ المصاب بیمار۔

۳۔ رخ۔ یعنی نقصان سے بچنے پر سرخود ہو گیا۔ واقعہ گھوڑے خیر اور غلام کا نقصان۔ دیدہ۔ یعنی اب بری تقدیر میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔

نخل شدن خروس پیش سگ بسبب دروغ شدن سه وعده
تین وعدوں کے جھوٹے ہو جانے سے مرغ کا کتے کے سامنے شرمندہ ہونا

روز دیگر آں سگ محروم گفت
دوسرے دن اس محروم کتے نے کہا
چند چند آخر دروغ و مکر تو
تیرا مکر اور جھوٹ آخر کس قدر
گفت حاشا از من و از جنس من
اس نے کہا مجھ سے اور میری قوم سے بعید ہے
ماخروساں چوں مؤذن راست گو
ہم مرغ مؤذن کی طرح سچ بولنے والے ہیں
پاسبان آتائیم از دروں
ہم اند سے سورج کے نگہبان ہیں
پاسبان آفتاب انداولیا
اولیاء سورج کی نگہداشت کرنے والے ہیں
اصل ما را حق پے بانگ و نماز
ہماری نسل اللہ تعالیٰ نے نماز کی اذان کے لئے
گربنا ہنگام سہو ماں - رود
اگر بے وقت ہم سے بھول ہو جائے
گفت ناہنگام حسی علی الفلاح
بے وقت حسی علی الفلاح کہنا
آنکہ معصوم آمد و پاک از غلط
وہ جو بے گناہ اور غلطی سے پاک ہے
آں غلامش مرد پیش مشتری
اس کا وہ غلام خرید کے پاس مر گیا
او گریزانید ماش را ولیک
اس نے اپنا مل بچلایا لیکن

کائے خروش ترا خاگو طاق او بخت
اے بکواس مرغ! اکہرا اور دہرا کہاں ہے؟
خود نہ پرو جز دروغ از و کر تو
تیرے گھونسلے سے سوائے جھوٹ کے کچھ نہیں آتا ہے
کہ بگردیم از دورغی متخن
کہ ہم کسی جھوٹ میں مبتلا ہوں
ہم رقیب آفتاب و وقت جو
ہم سورج پر نظر رکھنے والے وقت کی جستجو کرنے والے ہیں
گر گنی بالائے ماطشے نگوں
اگر تو ہم پر طشت لوندھا کر دے
در بشر واقف ز اسرار خدا
انسانوں میں خدا کے رازوں سے واقف ہیں
داد ہدیہ آدمی را در جہاز
سلان میں آدمی کو ہدیہ میں دی ہے
در اڈاں آں مقتل مامی شود
اذان میں وہ ہمارے قتل کا سبب بنتی ہے
خون ما را می گند خوار و مباح
ہمارے خون کو ذلیل اور جائز کر دیتا ہے
آں خروس و جی جاں آمد فقط
وہ سرف روح کی وجی کا مرغ ہے
شد زیان مشتری آں یکسری
وہ بالکل خرید کا نقصان بنا
خون خود را بخت آں دریاب نیک
اس نے اپنا خون بہلایا اس کو خوب سمجھ لے

۱ طاق و بخت۔ وہ بہت سی پیشگوئیاں جو تو نے کی تھیں۔ وکر۔ پرند کا گھونسلہ۔ متخن۔ آزمائش میں پڑا ہوا۔ ماخروساں۔ مرغ صبح صادق کے وقت بولتا ہے۔ پاسبان۔ مکر۔ اگر تیرا ایک کٹھری میں بھی ہو تو اس کو صبح صادق کا احساس ہو جاتا ہے۔ اولیاء۔ جس طرح مرغ آسمانی سورج کا پاسبان ہے اسی طرح اولیاء حق تعالیٰ کے پاسبان ہیں اور انسانوں میں جو اسرار خداوندی ہیں ان کو پہچان لیتے ہیں۔

۲ جہاز۔ سلمان یا حضرت نوح کی کشتی یعنی مرغوں کو خدا نے صبح کے نماز کے وقت کی۔ اطلاع دینے کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ گربنا ہنگام۔ جو مرغ بے وقت اذان دیتا ہے اس کو ذبح کر دیا جاتا ہے۔ آنکہ معصوم۔ مرغ سے غلطی ہو جاتی ہے معصوم صرف انبیاء ہیں باجبریل جو وحی لاتے تھے۔

۳ آں غلامش۔ مالک نے مرغ سے غلام کے مرنے کی پیشگوئی سن کر اس غلام کو جلد فروخت کر ڈالا اور وہ خریدار کے پاس جا کر مر گیا۔ او۔ اس مالک نے اپنا مل بچلایا اور نقصانات سے بچ گیا لیکن نتیجہ میں اس کی جان ہلاک ہوئی۔

جسم و مال ماست جانہارا فدے

ہمارا جسم اور مال جانوں کا فدیہ ہے

مید ہی تو مال و سر رامی خری

تو مال دے دیتا ہے اور سر بچا لیتا ہے

می گریزدانی زواور مال را

اللہ تعالیٰ سے تو مال کو چھپاتا ہے

آں زیانے نیست سود تو بود

وہ نقصان نہیں ہے تیرا نفع ہوتا ہے

یک ازیاں دفع زیانہامی شدے

ایک نقصان بہت سے نقصانات کا دفعیہ ہو جاتا

پیش شلہاں در سیاست گستری

بادشاہوں کے دربار 'انصاف کرنے میں

اجمی ۲ چوں گشتہ اندر قضا

چونکہ قضا خداوندی کے معاملہ میں تو بیگانہ ہے

زانکہ مالت بر تو گر صدقہ شود

کیونکہ تیرا مال اگر تجھ پر قربان ہو جائے

خبر دادان	خروس	از	مرگ	آں	خولجہ
مرغ کا	آقا کے	مرنے کی	خبر دینا		

گاؤ خواہد کشت وارث در حنین

اس کے غم میں وارث گائے ذبح کرے گا

روز فردا نک رسیدت لوت زفت

کل کو تجھے ضرور چکنی غذا ملے گی

در میان کوئے پابد خاص و عام

ہر خاص و عام گلی میں پائے گا

برسگان و سائلان ریز و سبک

کتنوں اور بھکاریوں پر بہائے گا

بد قضا گردان ایں مغرور خام

اس متکبر 'نا تجربہ کار کی قضا کو لوٹانے والا تھا

مال افزوں کرد و خون خویش ریخت ۳

اس نے مال بڑھا لیا اور اپنا خون بہلایا

کاں بلا برتن بقائے جہانہاست

اس لئے کہ جسم کی تکلیف جانوں کی بقا ہے

چوں کند تن را سقیم و ہالکے

تو جسم کو بیمار اور فنا کیوں کرے

لیک فردا خواہد او مردن یقین

لیکن وہ کل کو یقیناً مرے گا

صاحب خان بخواہد مردورفت

گھر کا مالک مرے گا اور جائے گا

پار ہائے نان و لالنگ و طعام

روٹی کے ٹکڑے اور لنگر اور کھانا

گا و قربانی و نانہائے تنک

قربان کی گائے اور ہلکی چپاتی

مرگ اسپ و استر و مرگ غلام

گھوڑے اور خچر کا مرنا اور غلام کا مرنا

از زیاں مال و درد آں گریخت

یہ مال کے نقصان اور اس کی تکلیف سے بھاگا

ایں ریاضتہائے درویشاں چراست

یہ درویشوں کے مجاہدے کیوں ہیں؟

تا بقائے خود نہ بیند سالکے

جب تک سالک اپنی بقا نہ سمجھے

۱۔ ایک زیاں۔ ایک نقصان قضا قدر

میں بہت سے نقصانوں کا دفعیہ ہوتا

۲۔ پیش شلہاں۔ دنیاوی عدالتوں

میں انسان مال خرچ کر کے جان

بچاتا ہے

۳۔ اجمی۔ بیگانہ چکنی۔ حنین۔ روٹنا۔

لوت زفت۔ قیمتی غذا لالنگ۔ لنگر

خام۔ نا تجربہ کار۔

۴۔ ریخت۔ اگر مال ضائع ہو جاتا تو

جان بچ جاتی۔ ریاضتہائے۔ یعنی

مجاہدوں کی محنت۔ سالک۔ سلوک

معرفت تے کرنے والا چونکہ فنا جسم

میں بقائے روح سمجھتا ہے اسی لئے

ریاضتوں میں بدن کو گھلاتا ہے۔

دست اے کے جذبہ بایثار و عمل

ایثار اور عمل میں ہاتھ کب ہلے

آنکھ بدہد بے امید و سودہا

جو بغیر امید اور نفع کے دیتا ہے

یا ولی حق کہ خوئے حق گرفت

یا اللہ کا دست جس نے اللہ کے اخلاق حاصل کر لئے ہیں

کو غنی ست و جز او جملہ فقیر

کیونکہ وہ بے نیاز ہے اور اس کے علاوہ سب محتاج ہے

تانہ بیند کوہ کے کہ سیب ہست

جب تک بچہ نہ دیکھ لے کہ سیب ہے

۱۔ ہنمہ بازار بھر ایں غرض

یہ تمام بازار والے ہی غرض سے

صد متاع ۲۔ خوب عرضہ می کنند

سینکڑوں عمدہ سامان پیش کرتے ہیں

یک سلائے نشوئی اے مرد دیں

اے دیندار! تو ایک سلام بھی نہ سنے گا

بے طمع نشنیدہ ام از خاص و عام

میں نے کسی خاص و عام سے بغیر لالچ کے نہیں سنا ہے

جز سلام حق تو ہیں آں راجو

سوائے اللہ تعالیٰ کے سلام کے تو ضرور اس کی جستجو کر

از دہان ۳۔ آدمی خوش مشام

صحیح انداز آدمی کے منہ سے

وین سلام باقیوں بر بوئے آں

بقیہ لوگوں کا سلام بھی اسی کی خوشبو کی وجہ سے

زاں سلام او سلام حق شد دست

اس کا سلام تو اللہ تعالیٰ کا سلام بن گیا ہے

تانہ بیند داوہ را جانش بدل

جب تک کہ دیئے ہوئے کا بدلہ جان کے لئے نہ سمجھ لے

آں خدایت آں خدایت آں خدا

وہ تو خدا ہے، وہ خدا ہے، وہ خدا ہے

نور گشت و تابش مطلق گرفت

جو نور بن گیا ہے اور مطلق چمک حاصل کر لی ہے

کے فقیرے بے عوض گوید کہ گیر

محتاج بغیر بدلے کے کب کہتا ہے کہ لے لے لے

او پیاز گندہ راندہد ز دست

وہ بدوہ پیاز کو نہیں چھوڑتا ہے

برد کاہنا شستہ بر بوئے عوض

بدلے کی امید پر دکانوں پر بیٹھے ہوئے ہیں

واندرون دل عوضہای تنند

اور دل میں بدلوں کی فکر کرتے ہیں

کہ نگیر و آخرت آں استیں

جو بالآخر تیری استیں نہ پکڑے

من سلامے اے برادر و السلام

ایک سلام بھی اے بھائی و السلام

خانہ خانہ جا بجا و کو ہکو

گھر گھر، جگہ جگہ، اور کوپے کوپے

ہم پیام حق شنودم ہم سلام

میں نے سنا ہے اللہ تعالیٰ کا پیغام بھی اور سلام بھی

من ہمی نوشم بدل خوشتر ز جاں

میں دل سے سنتا ہوں جو جان سے زیادہ پیارا ہے

کاش اندر دود مان خود ز دست

کیونکہ اس نے اپنے خاندان کو آگ لگا دی ہے

۱۔ دست۔ انسان جو کچھ کرتا ہے وہ

عوض اور بدلہ کے لالچ میں کرتا ہے۔

آنکھ۔ بے غرض کام کرنا اللہ تعالیٰ کی

صفت ہے یا دلی۔ چونکہ اولیاء اللہ

اخلاق خداوندی حاصل کر لیتے ہیں

لہذا ان کے کام بھی غرض سے خالی

ہوتے ہیں۔ کوئی۔ اللہ کے کام بغیر

غرض کے کس لئے ہیں کہ وہ بے نیاز

ہے اور انسان کے کام غرض پر اس لئے

مبنی ہیں کہ وہ فقیر و محتاج ہے۔ تانہ

پیند۔ بچہ بھی جب تک چھامش نہیں

دیکھ لیتا اپنی چیز نہیں دیتا ہے۔

۱۔ ہنمہ۔ دنیا کے سارے کاہنہ

بدلے عوض کے بنیاد پر چلتے ہیں۔

۲۔ متاع۔ سامان تاجر اپنے عمدہ قسم

کے سامان کا ہک کو بدلے کے لالچ

میں دکھاتے ہیں۔ یک سلائے۔ دنیا

میں جو کسی وقت ایک سلام بھی کرتا

ہے کسی نہ کسی وقت اس کا بدلہ لینے

کے لئے دامن پکڑتا ہے۔ نجو۔ اللہ کی

جانب سے جو سلام پہنچتا ہے وہ غرض

سے خالی ہوتا ہے۔

۳۔ از دہان۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی

زبان سے اللہ کا پیام و سلام سنا ہے

میں اسی سلام کی توقع پر عوام کا سلام

دل و جان سے قبول کرتا اور سنتا ہوں

کہ شاید ان میں کوئی اس طرح کا

سلام ہو۔ زن سلام۔ اللہ تعالیٰ کا

سلام اللہ کا سلام اس وجہ سے ہو گیا

ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو فنا کر دیا

سبب وہ فانی فی اللہ اور بانی باللہ ہیں

اس لئے ان کی زبانوں پر اسرار

خداوندی ہوتے ہیں۔

مردہ است از خود شدہ زندہ برب زال بود اسرار حقش در دو لب

۱۰ فانی بالذات ہے باقی با اللہ ہے

مردن اتن در ریاضت زندگی ست رنج ایں تن روح را پائیدگی ست

ریاضت میں جسم کا مرنا زندگی سے

گوش بنہادہ بد آں مرد خبیث می شنید او از خروش ایں حدیث

و خبیث انسان کان لگائے ہوئے تھا یہ بات وہ اپنے مرغ سے سن رہا تھا

دیدن آں شخص بسوئے موسیٰ بزہنہار چوں خبر مرگ خود بشنید

اس شخص کا حضرت موسیٰ کی طرف پتلہ کے لئے دوڑنا جبکہ اس نے اپنی موت کی خبر سنی

چوں شنید نہنہار واں شد و تیز تفت

جب اس نے یہ سنا تیزی اور تندگی سے دوڑا

روہی تالید بر خاک اوز نیم

وہ خوف سے زمین پر چہرہ رگڑ رہا تھا

گفت رو بفروش خود را و برہ

فرمایا جا اپنے آپ کو بیچ ڈال اور چھٹکارا پالے

بر مسلماناں ۲ زیاں انداز تو

تو مسلمانوں کو نقصان پہنچا دے

من درون خشت دیدم ایں قضا

میں نے اس قضا کو اینٹ میں سے دیکھ لیا ہے

عقل اول بیند آخر را بدل

عقل شروع میں دل سے انجام کو دیکھ لیتا ہے

باز زاری کرد کاے نیکو خصال ۳

وہ پھر رویا کہ اے نیک عادت!

از من آں آمد کہ بودم نا سزا

مجھ سے وی ہوا کیونکہ میں نالائق تھا

گفت تیرے جست ازشت لے پسر

فرمایا اے بیٹا تیرے کمان سے نکل گیا

۱۔ مردن اتن۔ ریاضتوں اور مجاہدوں

سے جسم کو فنا کیا جاتا ہے تو روح زندہ

اور قوی ہوتی ہے اللہ کو یہ دعا ہی

لئے حاصل ہوتا ہے گوش۔

جانوروں کی بولی سیکھ لینے والے نے

مرغ سے جب اپنی موت کی خبر سنی تو

گھبرا کر حضرت موسیٰ کے پاس

بھاگ کر گیا۔ کلیم۔ حضرت موسیٰ کا

لقب ہے کیونکہ وہ طور پر ان کی اللہ

تعالیٰ سے گفتگو ہوتی تھی۔ گفت۔

حضرت موسیٰ نے طنز فرمایا کہ دوسری

چیزوں کو فروخت کر کے جس طرح تو

نقصان سے بچا ہی طرح اپنے آپ

کو بھی فروخت کر دے۔

۲۔ بر مسلماناں۔ مرنے والی چیزیں

دوسروں کے ہاتھ فروخت کر کے تو

نے ان کو نقصان پہنچایا اور اپنی تھیلی

بھری۔ من دہوں۔ یہ باتیں جبکہ

بالکل پردہ خفا میں تھیں میں اسی وقت

سمجھ گیا تو اپنے برے انجام کو اب سمجھا

ہے۔ عقل۔ ناواقف۔

۳۔ خصال۔ خصلت کی جمع ہے

عادت۔ مرمر۔ یعنی مجھے اب زیادہ

شرمندہ نہ کیجئے۔ من۔ میں تو نالائق

تھا مجھ سے نالائقی سرزد ہوئی۔ آپ

مجھے نالائق کو اچھا بدل عطا کر دیں۔

نہیست سنت۔ یعنی عام طور پر سنت

الہی یہی ہے کہ قضا و قدر نہیں ملتی

ہے۔

لیک در خواہم ز نیکو داوری! ہاں بہترین انصاف والے سے میں درخواست کروں گا چونکہ ایماں بردہ باشی زندہ جب تو ایمان کو ساتھ لے جائے گا تو زندہ ہے ہم در اندام حال بر خولجہ بکشت اسی وقت آقا کا حال دگرگوں ہو گیا شورش مرگ ست نے ہیضہ طعام موت کی مٹی ہے نہ کہ کھانے کی بد ہضمی چار کس برودند تا سوئے و ثاق اس کو چار آدمی گھر تک لے گئے پند موسیٰ ۲ نشووی شوخی کین تو حضرت موسیٰ کی فصیح نہیں سنتا ہے گستاخی کرتا ہے شرم ناید تیغ راز از جان تو تیری جان لینے سے تلوار کو شرم نہیں آتی ہے

تا کہ ایماں آں زماں با خود بری تا کہ تو اس وقت اپنے ساتھ ایمان لے جائے چونکہ با ایماں روی پائندہ جبکہ تو ایمان کے ساتھ جائے گا ٹھیک رہے گا تاوش شورید آوردند طشت یہاں تک کہ اس کا دل متلایا، لوگ طشت لائے قے چہ سوت دارد اے بد بخت خام اے بد بخت ناقص! قے تیرے لئے کیا مفید ہے ساق می مالید او بر پشت ساق وہ پنڈلی پر پنڈلی رگڑتا تھا خویشتن بر تیغ پولادی زنی اپنے آپ کو ولاد کی تلوار پر ملتا ہے آن تست ایں اے برابر آن تو اے بھائی! یہی تیرا حصہ ہے تیرا حصہ ہے

دعا کردن موسیٰ علیہ السلام جہت سلامتی ایمان آں شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اس شخص کے ایمان کی سلامتی کی دعا کرتا

گفت موسیٰ در مناجات آں سحر اس صبح کو حضرت موسیٰ نے دعا میں عرض کیا بادشاہی کن بروبخشا کہ او شاہی برت اس کو بخش دے کیونکہ اس نے گفتش ۳ ایں علم نے در خور دست میں نے اس سے کہا تھا کہ یہ علم تیرے لائق نہیں ہے دست را بر اژدہا آں کس زند اژدہے پر وہ شخص ہاتھ ڈالے سر غیب آں را سزد آموختن غیب کا راز سکھانا اس کے لئے مناسب ہے

کاے خدا ایماں از و مستال مبر کہ اے خدا اس کا ایمان نہ لے، نہ چھین سہو کرد و خیر روئی و غلو غلطی نہ شوخی نہ زیادتی کی ہے دفع پیندا رید گفتیم را و ست میری بات کو اس نے ہال منول نہ کمرہ سمجھا کہ عصارا دستش اژدہا کند جس کا ہاتھ لائھی کو اژدہا بنا دے کہ تواند لب ز گفتن دو ختن جو بولنے سے ہونٹ سی سکے

۱۔ دھوری۔ انصاف تاکہ۔ یعنی تو مومن مرے تیرا مومن مرنا ہی اصل زندگی حاصل کرنا ہے ہم دہاں دم۔ حضرت موسیٰ اس سے یہ باتیں کر رہے تھے کہ اس کو مٹی شروع ہو گئی۔ طشت۔ تاکہ وہ طشت میں قے کرے فرش خراب نہ ہو۔ شورش۔ موت کی قے سے آرام حاصل نہیں ہوتا بد ہضمی کی قے باعث سکون ہوتی ہے۔ چار کس۔ یعنی چار پائی پر ڈال کر چار آدمی اٹھا کر لے گئے۔ ساق۔ پنڈلی سے پنڈلی رگڑنا نزع کی کیفیت سے کنایا ہے۔

۲۔ پند موسیٰ۔ مولانا کا مقولہ ہے کہ قضا و قدر سے ٹکرانا اپنی موت مول لینا ہے۔ آن تست۔ ایسے لوگوں کو یہی انجام ہوتا ہے۔ مناجات۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے دعا۔ بادشاہی۔ یعنی اس گنہگار کی خطا پر اس کی گرفت نہ فرما اپنی شہنشاہی کا مظاہرہ فرما کر اس کو معاف کر دے۔

۳۔ گفتش۔ مناجات میں حضرت موسیٰ نے عرض کیا۔ دفع۔ میری بات کو اس نے ٹالنے پر محمول کیا۔ دست۔ یعنی خطرے میں پڑنا شخص کا کام نہیں ہے۔ سانپ پر حضرت موسیٰ جیسا شخص ہاتھ ڈال سکتا ہے خدا کی رازوں سے وہ واقفیت حاصل کرے جس میں ضبط کی طاقت ہو اور ہونٹ نہ ہلائے۔

در خور دریا نشد جز مرغ آب فہم گن وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ
 دیائی پرند کے سوا دیا کے لائق نہیں ہے سمجھ جا ' اور اللہ صحیح بات زیادہ جانتا ہے
 او بد ریا رفت و مرغابی نبود گشت غرقہ دست گیرش اے وودو
 وہ دیا میں گھس گیا اور دیائی پرندہ نہ تھا ڈوب گیا اے خدا اس کی دیکھری فرما

اجابت کردن حق تعالیٰ دعائے موسیٰ علیہ السلام را
 حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کو ' اللہ تعالیٰ کا قبول فرما لینا

گفت بخشیدم بدو ایماں نعم ورتو خواہی ایں زماں زندش کنم
 فرمایا ہاں میں نے اس کو ایمان بخشا اگر تو چاہے تو میں اس کو ابھی زندہ کر دوں
 بلکہ جملہ مردگان خاک را ایں زماں زند کنم بہر تو ما
 بلکہ زمین کے تمام مردوں کو ہم تیرے لئے ابھی زندہ کر دیں
 گفت موسیٰ ایں جہان مردن ست آں جہاں انگیز کا نجا روشن ست
 حضرت موسیٰ نے عرض کیا یہ فنا کا جہان ہے اس جہان میں اٹھالے کیونکہ وہ روشن جگہ ہے
 ایں فنا جا چوں جہان بود نیست باز گشت عاریت پس سود نیست
 یہ فنا کی جگہ چونکہ ہمیشہ رہنے کا جہان نہیں ہے عارضی واپسی ہے تو کوئی فائدہ نہیں ہے
 رحمتے افشاں برایشاں ہم کنون درہا نخانہ لدینا محضرون
 ان پر اب رحمت نازل فرما لدینا مخصرون کے مخفی مقام میں
 تابدانی کہ زیان جسم و مال سود جاں باشد رہاند از و بال
 خبردار سمجھ جا کہ جسم اور مال کا نقصان جان کا نفع ہے اس کی وبال سے رہائی دے دیتا ہے
 پس ریاضت را بجاں شو مشتری چوں سپردی تن بخدمت جانبری
 پس مجاہدے کو دل و جان سے اختیار کر جب تو جسم کو خدمت میں لگا دے گانجات پا جائے گا
 وریاضت آیت بے اختیار سربنہ کثران وہ اے کامیار
 اور اگر بلا ارادہ تجھ سے ریاضت ہو جائے اے کامیاب اطاعت کر شکر ادا کر
 چوں حقت داداں ریاضت شکر کن تو نکر دی او کشیدت زامرکن
 جب اللہ تعالیٰ نے تجھے وہ ریاضت عطا کر دی تو شکر یہ داکر تو نے خود نہیں کی اسنے تجھے کن کے حکم کذریہ کھینچا ہے

۱۔ در خور۔ پانی میں گھسنا آبی جانور کا کام ہے۔ لودریا۔ یہ شخص لال نہ تھا اور راز سے واقفیت حاصل کر کے جتا ہوا۔ وودو۔ بہت محبت کرنے والا خدا کا نام ہے۔ حضرت موسیٰ کی دعا قبول فرما کر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہم نے اس کو ایمان عطا کیا اگر تم چاہو تو ہم اس کو دوبارہ زندگی بخش دیں۔ بلکہ اور صرف اسے ہی نہیں ہم تمام مردوں کو تمہاری دعا سے زندگی بخش دیں۔

۲۔ گفت موسیٰ۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا یہ دنیا تو فنا کی جگہ ہے یہاں اگر آپ دوبارہ بھی زندہ کریں تو آخر فنا ہے عالم آخرت کی زندگی دائمی ہے وہ اس کو بخش دیجئے اور دوسرے مردوں پر جو عدم کے تہ خانے میں ہیں آپ کے دربار میں حاضر ہیں ان پر ہم فرما دیجئے۔ لَدینا۔ قرآن پاک میں مردوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے وَانْ كُلُّ لَمَّا جَمِيعٌ لَّدِنَا مُحَضَّرُونَ۔ یقیناً تمام مخلوق ہمارے سامنے حاضر شدے۔ تابدانی۔ مولانا اس قصہ کے نتیجہ میں فرماتے ہیں یہ سمجھ لو کہ جسم اور مال کا نقصان جان کا نفع اور وبال سے رہائی کا سبب بنتا ہے۔ پس۔ انسان کا فرض ہے کہ وہ مجاہدے کر کے جسم کو گھٹائے تاکہ روح کا بڑھلا حاصل ہو۔

۳۔ در ریاضت۔ جس طرح عمار مجاہدے کر کے جسم کو گھٹانے کا نتیجہ روح کی بلیدگی ہے اسی طرح انسان کو قدرتی طور پر جسمانی تکالیف پہنچتی ہیں وہ بھی اختیاری مجاہدوں کا کام کرنی ہیں ان پر انسان کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ لہذا مصائب مزید شکر کا سبب ہیں۔

بگم خداوندی پہنچے ہیں وہ ریاضت اور مجاہدے کا کام کرتے ہیں تو گویا اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم سے مجاہدے میں لگا دیا ہے لہذا مصائب مزید شکر کا سبب ہیں۔

۱۔ حکایت۔ اس حکایت سے یہ بھی سمجھایا ہے کہ اس عورت کے قدرتی مصائب اس کے مراتب کی بلندی کا سبب تھے۔ وعظی۔ یعنی اس قصہ سے نصیحت حاصل کر لے۔ بیش۔ یعنی اس کا بچہ چھ مہینے سے زیادہ زندہ نہ رہتا تھا۔ یا سہ۔ تین چار مہینے میں مر جاتا۔ نہ ہم اس عورت نے یہ شکوہ کیا کہ نومالہ کی مصیبت جھیلی ہوئی بلکہ صرف تین چار ماہ بچہ سے خوشی حاصل ہوتی ہے۔ تو س قزح۔ دھنک مکھن تھوڑی دیر کے لئے نمودار ہوتی ہے۔ نفیر۔ ناہن فریاد۔ درد نذیر۔ ڈرانے والا درد۔

۲۔ بیست۔ اس عورت کے متواتر بیس بچے اس طرح مرتے تو ان مصائب کا کام کیام اور اس پر اسرار غیب نمودار ہونے لگے۔ تا شبے۔ ایک مدت اسرار غیب اس طرح نمودار ہوئے کہ اس نے خواب میں جنت دیکھی۔

۳۔ لا عین۔ جنت کے متعلق ایک حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ **لَا عَيْنٌ ذَاتُ ظِلٍّ تُؤْنِ سَمْعٌ ظِلٌّ خَطَرٌ** علی قلب بشر میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ چیزیں تیار کی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ وہ کسی انسان کے دل میں گزریں گفت نور اللہ تعالیٰ نے جس طرح اپنے نور کو چرخ غرض انسانوں کی فہم کے لئے فرمادیا ہے اس طرح جنت کا ذکر سچہ جنت کی حقیقت فہم سے بالاتر ہے۔ مثل میم۔ کے کسرہ کے ساتھ کسی چیز کی مثل وہ چیز ہوتی ہے جو تمام صفات میں اس کے برابر ہو مثل کے لئے یہ ضروری نہیں ہے معمولی سی مشابہت بھی اگر ہے تو اس کو مثل کہا جاسکتا ہے۔

حکایت ۱۔ آں زن کہ فرزندش نمی زیست بحق تعالیٰ بنالید
اس عورت کی حکایت جس کی ولاد نہیں جیتی تھی اس نے اللہ تعالیٰ سے شکوہ کیا
و جواب آمدن کہ ایں عوض ریاضت و بجائے مجاہدہ نست
اور جواب آنا کہ یہ تیری ریاضت کا بدل اور مجاہدہ کے قائم مقام ہے

تاگردی خستہ از نقص و ضرر
تاکہ تو نقصان اور تکلیف سے خستہ دل نہ ہو
بیش از شش مہ نبودے عمرور
لیکن وہ چھ ماہ سے زیادہ عمر والا نہ ہوتا
نالہ کرد آں زن کہ افعال اے الہ
وہ عورت روتی کہ اے خدا! فریاد ہے
لعمتم زور رواز قوس قزح
میری نعمت دھنک مکھن سے زیادہ جلدی جانے والی ہے
زیں شکایت آں زن از درد نذیر
وہ عورت اس تکلیف کے ہولناک درد سے
آتش در جان او افتاد و تفت
شورش اور آگ اس کی جان میں لگ گئی
باغک سبزے خوشے بے ضنح
جو ایک سر سبز عمد بے دھنچ باغ تھا
سبز گفتم خلد دارا المصیف را
میں نے دائمی مہمان خانے کو سبز کہہ دیا
گفت نور غیب را یزداں چراغ
اللہ تعالیٰ نے غیبی نور کو چراغ فرمایا ہے
تا برد بو آنکہ او حیراں بود
تاکہ جو حیران ہے وہ کچھ سرخ پالے

ایں حکایت بشنو و عظمی شمر
یہ حکایت سن اور نصیحت حاصل کر
آں زن ہر سال زائیدے پسر
وہ عورت ہر سال لڑکا جنمی
یا سہ مہ یا چار مہ کشتے تباہ
تین مہینے یا چار مہینے میں تباہ ہو جاتا
نہ مہم بارست دسہ ماہم فرح
میرے لئے نو مہینے تکلیف اور تین مہینے خوشی ہے
پیش مردان خدا کر دے نفیر
خاصان خدا کے سامنے شکایت کرتی
بیست ۲ فرزند ایں چنین در گور رفت
اس طرح میں بچے قبر میں گئے
تا شبے بنمود اورا جنتے
یہاں تک کہ اس کو ایک رات جنت نظر آئی
باغ گفتم نعمت بے کیف را
میں نے بے کیف نعمت کو باغ کہہ دیا
ورنہ لا عین سلاآت چہ جائے باغ
وہ باغ کہ نہ کیا سورت ہے وہ تو ایسا ہے کہ کسی نے اس کو نہیں دیکھا
مثل نبود ایں مثال آں بود
مثل ہے یہ اس کی مثل ہے



ز آل تجلی آل ضعیف از دست شد

اس تجلی ہے وہ کمزور عورت مدہوش ہو گئی

آن خود دانستش آل محبوب کیش

اس نیک اطوار نے اس کو اپنا جانا

کو بجا نیازی بجز صادق خواست

جس نے جانبازی سے سوائے خدا کے کچھ نہ چاہا ہو

مر ترا تا بر خوری زیں چاشت خورد

تا کہ تو اس ناشتہ سے فائدہ حاصل کرے

آل مصیبتہا عوض وادت خدا

خدا نے اس کے بدلے میں تجھے وہ مصیبتیں دے دی ہیں

اس چہنیم وہ بریز از من تو خوں

مجھے اسی طرح مصیبتیں دے میرا خون بہا دے

دید دروے جملہ فرزندان خویش

اس نے اس میں اپنے سب بچے دیکھے

بے دو چشم غیب کس مردم نشد

غیب کی دونوں آنکھوں کے بغیر کوئی انسان نہ بنا

خون افروز تاز تپ جانت رہید

بڑھا ہوا دن حتی کہ تیری جان بخدا سے بچ گئی

پوست وال تن را و مغز آل دوستش

قسم کو چھلکا سمجھ لو اس کے دوست کو مغز سمجھ

یکدمے آل را طلب گرز آل دی

تھوڑی دیر کے لئے اس کی طلب کرا کر تو اس خون کا ہے

حاصل آل را دید آل زن مست شد

خلاصہ یہ ہے اس عورت نے اس کو دیکھا وہ عورت مست ہو گئی

دید در قصرے انبشتہ نام خویش

اس نے ایک محل پر اپنا نام لکھا دیکھا

بعد از آل گفتند کایں نعمت وراست

اس کے بعد انہوں نے اس سے کہا کہ یہ نعمت اس کی ہے

خدمت بسیار می بالیست کرد

بہت زیادہ عبادت کرنی چاہیے

چوں تو کابل بودی اندر التجا

چونکہ تو دماغ کرنے میں ست تھی

گفت یارب تا بعد سال و فزوں

اس نے عرض کیا اے خدا! سو سال اور زیادہ تک

اندرال باغ اوچو آمد پیش بیش

اس باغ میں جب وہ زیادہ آگے آئی

گت از من گم شد از تو گم نشد

اس نے عرض کیا مجھ سے گم ہوئے تجھ سے گم نہ ہوئے

تو نکر دی ۲ فصد واز بنی دوید

تو نے فصد نہ کر لی اور ناک سے نکالا

مغز ر میوہ بہ است از پوستش

ہر پھل کا مغز اس کے چھلکے سے بہتر ہے

مغز نگرے دارد آخر آدمی

آخر آدمی بھی عہد مغز رکھتا ہے

۱ قصر محل۔ صادق۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔

خدمت۔ یہ بھی ہاتھ عیبی کا مقولہ

ہے کہ اس مکان کے حاصل کرنے

کے لئے بہت زیادہ عبادت کی

ضرورت ہے۔ چوں۔ یہ مکان تجھے

ملیگا تھا اور چونکہ تو عبادت میں ذرا کامل

تھی خدا نے تیرے لئے مصیبتیں

مقرر کر دی ہیں تاکہ وہ عبادت کے

قائم مقام بن جائیں۔ بے دو چشم۔

یعنی جب تک سر زمین کی دیکھنے والی

آنکھیں میسر نہ آجائیں انسان انسان

نہیں بنتا۔

۲ تو نکر دی۔ جس قدر مصائب ہیں

ان میں حکمتیں ہیں اور وہ مصائب بسا

اوقات انسان کے لے۔ فائدہ کے لئے

نازل کئے جاتے ہیں۔ اس طرح

سمجھو کہ کسی شخص میں خون کی زیادتی

تھی لیکن وہ فصد نہیں کھلوا رہا تھا

قدرت نے اس کی تیسر جلدی کر دی

جس سے وہ بخدا سے بچ گیا۔

۳ مغز۔ ہر پھل میں مغز ہوتا ہے جو

چھلکے سے افضل ہے اسی طرح انسان

میں ایک مغز ہے جو روح ہے اور

چھلکا ہے جو جسم ہے اگر انسان آدم

کی ولاد ہے تو اس کو اپنے باپ کی

طرح روح کا مربی اور طالب بننا

چاہیے۔ مآمن اس حکایت سے یہ

بتاتا ہے کہ حفاظت کی چیز روح ہے جسم

نہیں۔ عم۔ چچا۔ خدام۔ ہمیشہ۔ دعا۔

جنگ

در آمدن حمزہ رضی اللہ

عنہ در حرب بے زرہ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا

لائی میں بغیر زرہ کے آنا

در جوانی حمزہ عم مصطفیٰ

باز رہ می شد مدام اندر دعا

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ جوانی میں

ہمیشہ جنگ میں ' زرہ پہن کر آتے

اندر آخر چونکہ در غز و آمدے
آخر عمر میں جب وہ جہاد میں آتے
اندر آخر حمزہ چوں در صف شدے
آخر عمر میں جب حضرت حمزہ صف میں آتے
سینہ باز و تن برہنہ پیش پیش
سینہ کھلا ہوا ' جسم برہنہ آگے آگے
خلق پر سید کاے غم رسول
لوگوں نے دریافت کیا کہ اے رسول کے چچا!
نے تو لا تُلَقُّوا بِإِيْدِيكُمْ اِلٰی
کیا آپ نے "نہ ڈالو تم اپنے آپ کو
پس چرا تو خویش را در تہلکہ
پھر کیوں اپنے آپ کو ہلاکت میں
چوں جواں بودی وزفت و سخت زہ
جب آپ جوان اور بھاری اور سخت کمان تھے
چوں شدی پیر و ضعیف و منحنی ۲
جب آپ بوڑھے اور کمزور اور کھڑے ہو گئے
لا اُبالی وار باتیغ و سناں
بے پروائی کے ساتھ کمزور اور نیزہ لے کر
تیغ حرمت می ندارد پیر را
کمزور بوڑھے کا احترام نہیں کرتی ہے
کے روا باشد کہ شیرے ہچو تو
کب مناسب ہو گا کہ آپ جیسا شیر
زیں نسق غمخور گان بے خبر
بے خبر ' ہمدرد اس طرح کی

بے زرہ خود را بصفہا برز دے
بغیر زرہ کے اپنے آپ کو صفوں سے بھڑا دیے
بے زرہ سرمست در غز و آمدے
جہاد میں بغیر زرہ کے مست ہو کر آتے
در فگندے در صف شمشیر خویش
اپنے آپ کو تلواروں کی صف میں ڈال دیتے
اے ہز بر صف شکن شاہ فحول
اے صفوں کو شکست دینے والے شیر بہادروں کے بادشاہ
تہلکہ خواندی ز پیغام خدا
ہلاکت میں "اللہ کے پیغام میں نہیں پڑھا ہے؟
می در اندازی چنین در معرکہ
ڈالتے ہیں اس طرح میدان جنگ میں؟
تو نمی رفتی سوئے صف بے زرہ
تو آپ صف کی جانب بغیر زرہ کے نہیں جاتے تھے
پردہائے لا اُبالی می زنی
تو بے پروائی کا راگ لاپتے ہیں
می نمائی دار و گیر و امتحان
جنگ ' اور زور آزمائی کرتے ہیں
کے بود تمیز تیغ تیرا
تلوار ' اور تیر کو تمیز کہہ رہے
کشتہ گرد و زار بردست عدو
دشمن کے ہاتھ سے بری طرح قتل ہوا؟
پند میداند اور از عبر ۳
عبرتوں سے ان کو نصیحت کرتے تھے

۱۔ بصفہائے یعنی دشمن کی صفیں۔
ہزبر۔ بھڑانے والا شیر۔ فحول۔ قتل کی
جمع ہے۔ نز۔ لا تُلَقُّوا۔ بعض مفسرین
نے اس آیت کا مطلب یہی بیان کیا
ہے کہ جان بوجھ کر اپنے آپ کو ہلاکت
میں نہ ڈالو۔ بعض مفسرین نے تہلکہ
کے معنی ترک جہاد کے لئے ہیں جیسا
کہ خدای شریف کی ایک روایت بتاتی
ہے کہ اس صورت میں آیت کا مطلب
یہ ہوگا کہ جہاد چھوڑ کر اپنے آپ کو تباہ
نہ کرو۔
۲۔ منحنی۔ کھڑے پشت۔ لا اُبالی۔ بے
پروا۔ انسان۔ بھلا۔ تیغ۔ یعنی کمزور
کاٹنے میں بڑے چھوٹے میں فرق
نہیں کرتی ہیں۔
۳۔ عبرت۔ عبرت کی باتوں سے
نصیحت کرتے تھے

جواب حمزہ رضی اللہ عنہ مراں خلق را
ان لوگوں کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا جواب

۱ مرگ۔ یعنی آنحضورؐ کے فیض سے قبل میں اس موت کو موت سمجھتا تھا اب اس موت کو ابتدائی زندگی کا سبب سمجھتا ہوں۔ دل سے رخصت کرتا۔ شہر فانی دنیا یعنی اب دنیاوی زندگی آخرت کی زندگی کے مقابلہ میں بالکل حقیر نظر آتی ہے۔ لہٰذا ہوں جس۔ اب عالم غیب کا میدان دیکھتا ہوں جس میں خیمہ و خیمہ اللہ کے نور کے سپاہی مقیم ہیں۔ شکر۔ میں آنحضورؐ کی ذلت کا شکر گزار ہوں جن کی وجہ سے مجھے یہ عالم غیب کے اسرار نظر آتے ہیں۔

۲ آنکہ۔ جو شخص شہادت اور موت کو ہلاکت سمجھتا ہوں کے لئے لا املقوا کا حکم ہے آنکہ مردن۔ جو شخص موت اور شہادت کو اسرار میں کا مدارہ کھلتا سمجھتا ہے اس کے لئے سارعوا کا حکم ہے۔ سارعوا الیٰ مغفورۃ من ربکم قرآن پاک میں ہے وسارعوا الیٰ مغفورۃ من ربکم اور تم جلدی کرو اپنے رب کی جانب سے مغفرت کی طرف فضلا۔ یعنی یہ موت خود ان نعمت کی طرف دعوت بن لوگوں کے لئے جو اس کو اللہ کی مہربانی سمجھتے ہیں۔ لہٰذا جو لوگ موت کو مصیبت سمجھتے ہیں ان کے لئے یہ بلا ہے۔

۳ ہرک۔ جو موت کو یوسفؑ کی طرف محبوب سمجھتا ہے وہ اس پر جان قربان کر دیتا ہے جو اس کو بھیڑنا سمجھتا ہے وہ بھاگتا ہے اور گرہ ہوتا ہے مرگ۔ موت ہر شخص سے وہی معاملہ کرتی ہے جس کی وہ موت سے توقع رکھتا ہے جو اس کو دوست دکھاتا ہے اس کے ساتھ دوستوں کا معاملہ کرتی ہے جو اس کو دشمن سمجھتا ہے اس کے ساتھ وہ دشمن کا معاملہ کرتی ہے۔ پیش ترک۔ موت کی مثال آئینہ کی ہے

گفت حمزہ چونک بودم من جواں
حضرت حمزہؓ نے فرمایا جبکہ میں جوان تھا سوئے مردن کس بر غبت کے رو
موت کی طرف رغبت سے کون جاتا ہے؟
لیک از نور محمدؐ من کنوں
لیکن اب محمدؐ کے نور سے
از برون حس زلشکر گاہ شاہ
وہاں سے بالاتر، شاہ کی لشکر گاہ کو

خیم در خیم طناب اندر طناب
خیمے ہی خیمے، طنابیں ہیں ہی طنابیں ہیں
آنکہ مردن پیش کشم تہلکہ است
جس کی جگہ میں مرنا ہلاکت ہے
آنکہ مردن پیش اوشد فجاب
جس کے لئے مرنا باب رحمت کا کھلنا بن گیا ہے
الْحَزَن اے مرگ بیناں سارعوا
ڈرو اے موت سمجھنے والو، بازی لے جاؤ
الصَّلا اے لطف بیناں افرحوا
دعوت ہے اے مہربانی سمجھنے والو، خوش ہو جاؤ

ہر کہ یوسف دید جاں کر دوش فدا
جس نے یوسفؑ سمجھا اس نے جان قربان کی
مرگ ہر یکے پسر ہر رنگ دوست
اے بیٹا! ہر شخص کی موت اس کے ہر رنگ ہے
پیش ترک آئینہ را خوش رنگی است
ترک کے سامنے آئینہ خوش رنگ ہے

مرگ اے دیدم وداع ایں جہاں
اس دنیا کو چھوڑنا موت سمجھتا تھا
پیش اژدہا برہنہ کے شود
اژدہوں کے آگے کون ننگا ہوتا ہے؟
نیستم ایں شہر فانی را زبوں
میں اس فانی شہر کا پابند نہیں ہوں
پر ہی ینم ز نور حق سپاہ
اللہ کے نور کے سپاہیوں سے بھرا ہوا دیکھتا ہوں
شکر آنکہ کرد بیدارم ز خواب
اس کا شکر یہ جس نے مجھے نیند سے بیدار کر دیا ہے
امر لا تُلْقُوا بکیر واد بدست
وہ "نہ ڈالو" کا حکم ہاتھ میں تھامے
سارعوا آیدم اورا در خطاب
اس کے لئے خاص جلد کرو کا خطاب آیا ہے
الْجَل اے حشر بیناں سارعوا
جلدی کرو، اے حشر سمجھنے والوں پھرتی کرو
الْبَل اے قہر بیناں اترحوا
مصیبت ہے، اے قہر سمجھنے والو، غم کرو
ہر کہ گر گشت دید برگشت از ہدا
جس نے اس کو بھیڑنا سمجھا وہ ہدایت سے برگشتہ ہوا
پیش دشمن دشمن و بر دوست دوست
دشمن کے سامنے دشمن دوست کے لئے دوست ہے
پیش زنگی آئینہ ہم زنگی است
جنگی کے سامنے آئینہ بھی جنگی ہے

انسان جیسا خود سے پہلے اس کے لئے آئینہ ہے اگر ترک دشمن ہے تو آئینہ بھی اس کے لئے حسین ہے اگر جشی ہر کالا ہے تو آئینہ اس کے لئے کالا ہے۔

آنکے امی ترسی زمرگ اندر فرار
تر جو بھاگنے میں موت سے ڈرتا ہے
زشت روئے تست نے رخسار مرگ
تیرا چہرہ بھدا ہے نہ کہ موت کا رخسار
از تو رستست ارنگویست ار بدست
وہ تجھ سے اگی ہے خولہ اچھی ہے خولہ بری ہے
گر بخارے خستہ خود کشتہ
اگر تو کانٹے سے زخمی ہوا ہے تو نے خود بویا ہے
لیک نبود فعل ہمرنگ جزا
لیکن عمل جزا کا ہمرنگ نہیں ہوتا ہے
مزد ۲ مزدورانی نمی ماند بکار
مزدوروں کی مزدوری کام کے مشابہ نہیں ہے
آں ہمہ سختی وز درست و عرق
وہ سب سختی اور طاقت اور پسینہ ہے
گر ترا آید ز جائے تہمت
اگر تجھ پر کسی جگہ تہمت لگے
تو ہی ۳ گوئی کہ من آزادہ ام
تو کہتا ہے کہ میں بے قصور ہوں
تو گناہ ہے کردہ شکل و گز
تو نے دوسری صحت کا گناہ کیا ہے
اوزنا کرد و جزا صد چوب بود
اس نے زنا کیا اور سزا سو دے ہوئے
نے جزائے آں زنا بود ایں بلا
کیا اس زنا کی سزا یہ بلا نہیں ہے؟

ترست از خویش ستلے جاں ہوشدار
اے جان سمجھ لے تیرا ڈر خود اپنے آپ سے ہے
جان تو ہیمچوں درخت و مرگ برگ
تیری جان درخت کی مانند ہے اور موت پتا ہے
ناخوش و خوش بر ضمیرت از خود دست
تیرے دل پر بری اور اچھی تیری وجہ سے ہے
ور حریر و قزوری خود رشتہ
اور اگر تو دشمن اور دشمن کے کپڑے میں ہے تو نے خود کاٹا ہے
ہیچ خدمت نیست ہمرنگ عطا
کوئی خدمت گزاری بخشش کے ہمرنگ نہیں ہے
کاں عرض ویں جوہرست و پائدار
کیونکہ وہ عرض ہے اور یہ پائیدار جوہر ہے
ویں ہمہ سیم ست و ز رست و طبق
یہ سب چاندی ہے اور سونا ہے اور طبق ہے
کرد مظلومت دعا در محنت
مظلوم نے مصیبت میں تیرے لئے بددعا کی ہے
برکے من تہمت نہناوہ ام
میں نے کسی پر تہمت نہیں رکھی ہے
وانہ کشتی وانہ کے ماند بمر
وہ وانہ بویا ہے وانہ پھل کے مشابہ کب ہوتا ہے
گوید او من کے زونج کس را بعوود
وہ کہتا ہے کہ میں نے کسی کے دے کب مدے ہیں
چوب کے ماند زنا را در جزا
دے زنا سے سزا میں کہیں مشابہ ہیں؟

آنک۔ جو موت سے ڈرتا ہے تو وہ
اصل اپنے آپ سے ہی ڈرتا ہے
زشت۔ اگر انسان خود بھیانک ہے تو
موت اس کو بھیانک نظر آئے گی
انسان اور موت کی مثال درخت اور
پتوں کی سی ہے جیسا درخت ہوگا ویسے
ہی پتے ہونگے۔ از تو۔ موت کی
اچھائی اور برائی خود انسان کی اچھائی میں
اور برائی پر موقوف ہے۔ گر بخارے۔
موت ہی نہیں بلکہ جو برائی اور بھلائی
انسان کو پیش آتی ہے وہ خود اس کی
کاشت اور پرورش ہوتی ہے لیکن انسان
کے افعال کی جزا اور سزا صحت کے
اعتبار سے افعال سے مشابہ نہیں ہوتی
۲۔ مزدور دنیا میں انسان کا کام کی جو
اجرت ملتی ہے وہ بھی کام سے مشابہ
نہیں ہوتی ہے اس کا عمل عرض ہوتا
ہے مزدوری جوہر ہوتی ہے عمل محنت
اور مشقت ہوتا ہے مزدوری اور پیسہ
ہوتی ہے گزرا۔ اگر انسان دنیا میں
کسی بڑے سے مجسم ہوتا ہے تو وہ کسی
ایسے مظلوم کی بدعا کا نتیجہ ہوتا ہے جس
پر اس نے ظلم کیا ہو تو وہی گولی مار کر تو
یہ کہنے لگے کہ میں نے تو کسی پر تہمت
نہیں دہری تھی مجھے سزا اور تہمت
کیوں ملی تو یہ تیری غلطی ہے تو مانہ ہوتا
ہے اور اس کا پھل پاتا ہے تو مانہ اور
پھل میں ظاہری کوئی مشابہت نہیں
ہے اور زنا کرد زنا کی سزا سو دے
ہے تو زنا اور سزا میں کوئی مشابہت
نہیں ہے



۱۔ ماد کے مانند ایک چیز جو دھری چیز پر مرتب ہوتی ہے ان میں ظاہری مشابہت ضروری نہیں ہے حضرت موسیٰ کے عصا کا نتیجہ سانپ ہے وہوں میں کوئی مشابہت نہیں ہے۔ صمد ہر وہاں کا ترتب ہے ان میں بھی کوئی مشابہت نہیں ہے۔ یار شد انسان کے نطفہ کے نتیجہ میں جو بچہ پیدا ہوتا ہے وہ بھی یار مدنگار ہوتا ہے۔ بھی سانپ کی طرح موزی تو جب نطفہ سے سانپ بن سکتا ہے تو لاشی سے سانپ بننے میں کیا تعجب ہے۔ ۲۔ بیچ۔ نہ نطفہ اور بچہ میں مشابہت ہے نہ گنے اور شکر میں۔ چوں جمود انسان کی عبادت کا ثمرہ اور نتیجہ بہشت ہے حمد حق۔ انسان اللہ کی جو حمد و ثناء کرتا ہے وہ پرندوں کی شکل میں جنت میں اس کے لئے ہوں گی۔ حمد اور بیچ جو جنت میں شکل پرندہ بنیں اگرچہ ان میں اس قدر مناسبت ہے کہ حمد و بیچ بھی ہوتی چیز ہے اور پرندے کے نطفہ پر بھی بادلوں ہوا کا غلبہ ہے لیکن وہوں میں صحت کوئی مشابہت نہیں ہے۔ چوں زست۔ انسان جو کفار خیر کرتا ہے وہ جنت میں درختوں کی صورت میں نمودار ہوگا۔ ۳۔ آب۔ انسان کے صبر کا پانی پانی کی نہر کی صورت اور انسان کا جذبہ محبت دودھ کی نہر کی شکل کرے گا۔ ذوق۔ عبادت کا ذوق شہد کی نہر اور عشق الہی کی مستی اور شوق شراب کی نہر بنے گا۔ ایں سبہا ایں نہروں کے سبب ان نہروں کے مشابہت نہیں ہیں۔ ایں سبہا ایں چاروں نہروں کے سبب جس طرح بندوں کے اختیار میں تھے یہ نہروں نہر میں بھی جستی کے اختیار میں ہو گئی جس طرف جائے گا وہوں ہو جائے گی۔

مار کے اے ماند عصا را اے کلیم
اے کلیم! سانپ لاشی سے مشابہت کہیں ہے؟
تو بجائے آل عصا آب منی
تو نے اس عصا کی بجائے منی کا نطفہ
یار شد یا ما رشد آل آب تو
تیرا وہ نطفہ یار بنا یا سانپ بنا
بیچ ۲ ماند آب آل فرزند را
نطفہ اس بیٹے سے کوئی مشابہت رکھتا ہے؟
چوں سجودے یار کو عے مرد کشت
جب کسی نے سجدہ یا رکوع بویا
چونک پرید از دہانش حمد حق
جب اس کے منہ سے اللہ کی تعریف نکلی
حمد و تسبیح نماںد مرغ را
تیری حمد اور تسبیح پرندے کے مشابہت نہیں ہے
چوں زست رست ایثار و زکات
جب ایثار اور زکات تیرے ہاتھ سے آگے
آب ۳ صبرت آب جوئے خلد شد
تیرے صبر کا پانی جنت کی نہر کا پانی ہے
ذوق طاعت گشت جوئے اکبیں
عبادت کا ذوق شہد کی نہر بنا
ایں سبہا ایں اثر ہا را نماںد
یہ اسباب ان نتیجوں کے مشابہت نہیں ہیں
ایں سبہا چوں بہ فرمان تو بود
یہ اسباب چونکہ تیرے حکم میں تھے

درد کے ماند دوا را اے حکیم
اے حکیم! درد دوا کے مشابہت کہیں ہے
چوں بیفکندی شد آل شخصے سنی
جب ڈالا تو وہ خوبصورت انسان بنا
زاں عصا چونست ایں اعجاب تو
پھر تیرا یہ تعجب لاشی پر کیوں ہے؟
بیچ ماند نیشکر مر قندارا
گنا، شکر سے کوئی سے مشابہت رکھتا ہے؟
شد وراں عالم سجود او بہشت
اس جہاں میں اس کا سجدہ بہشت بن گیا
مرغ جنت ساختش رب افلق
رب افلق نے اس کو جنت کا پرندہ بنا دیا
گرچہ نطفہ مرغ بادست و ہوا
اگرچہ پرندہ کا نطفہ باد اور ہوا ہے
کشت ایں دست آل طرف نخل و نبات
اس ہاتھ نے اس طرف کچھ اور پودا بو دیا
جوئے شیر خلد مہر تست و ود
جنت کی دودھ کی نہر تیری محبت اور دوستی ہے
مستی و شوق تو جوئے خمر میں
اپنی مستی اور شوق کو شراب کی نہر سمجھ
کس نداند چوںش جائے آل نشاندا
کوئی نہیں جانتا کہ ان کو ان کی جگہ کیوں بٹھا دیا ہے
چار جو ہم مر ترا فرماں نمود
چاروں نہروں نے بھی تیری تابعداری کی



ہر طرف خواہی روائش میکنی

جس طرح تو چاہے ان کو جلدی کرتا ہے

چوں امی تو کہ در فرمان تست

جبکہ تیری منی تیرے حکم میں ہے

می دود بر امر تو فرزندہ تو

تیرا لڑکا تیرے حکم پر دڑتا ہے

آں صفت در امر تو بوداں جہاں

اس دنیا میں یہ سبب تیرے حکم میں تھا

آں درختاں مر ترا فرماں برند

وہ درخت تیرا حکم بجا لائیں گے

چوں بامر تست اینجا ایں صفات

چونکہ اس جگہ یہ صفات تیرے حکم میں ہیں

چوں ز دست زخم بر مظلوم رست

جب تیرے ہاتھ سے مظلوم پر زخم لگا

چوں ز خشم آتش تو در دلہا زوی

چونکہ تو نے لوں میں غصہ سے آگ لگائی

آتش ۳ اینجا چو آدم سوز بود

اس جگہ تیری آگ چونکہ انسان کو جلانے والی تھی

آتش تو قصد مردم میکند

تیری آگ انسانوں کا قصد کرتی ہے

آں سخہائے چو مارو کز دمت

وہ تیری باتیں 'سانپ اور بچھو جی

اولیاء را داشتی در انتظار

تو نے دوستوں کو انتظار میں رکھا

آں صفت چوں بد چنانش میکنی

وہ صفت جی طرح تھی ویسا ہی تو ان سے کرتا ہے

نسل آں در امر تو آئند چست

اس کی نسل تیرے حکم میں چست ہے

ک منم جزوت کہ کردیش گرو

کہ میں تیرا جزو ہوں 'جو تو نے گروی رکھا تھا

ہم در امر تست آں جوہا رواں

وہ جلدی نہریں بھی تیرے حکم میں ہیں

کاں درختاں از صفات بابرند

کیونکہ وہ درخت تیری صفاتوں کی وجہ سے پھلدار ہیں

پس در امر تست آنجا آں جزات

تو تیرے وہ بدلے اس جگہ تیرے حکم میں ہیں

آں درختے گشت ذال ز قوم رست

وہ درخت بنا اس سے تھوڑا آگ

مایہ نار جہنم آمدی

تو جہنم کی آگ کا سرمایہ بنا

انچہ ازوے زاد مروا فروز بود

جو کچھ اس سے پیدا ہوا وہ انسان کو جلانے والا تھا

نار کردے زاد بر مردم زند

جو آگ اس سے پیدا ہوئی انسانوں پر بھڑکتی ہے

مارو کز دم گشت و میکیر دومت

سانپ اور بچھو بنیں اور تیرا دم گھومتی ہیں

انتظار رستخیزت گشت بار

قیامت کا انتظار تیرے لئے بار ہے

۱۔ چوں منی۔ انسان کو اپنے نطفہ پر اختیار ہے اسی طرح اس کا شرع یعنی ولادت بھی حکم کے تابع ہوتی ہے۔ ۲۔ دود۔ ولادت بپا کے حکم کے مطابق عمل کرتی ہے اور سمجھتی ہے کہ ہم بپا کے جزو سے پیدا ہوئے ہیں جو اس نے رحمہما میں رکھا تھا۔

۳۔ آں صفت۔ جن صفات سے وہ نہریں بنیں چونکہ وہ اختیاری تھیں لہذا نہریں پر بھی جتنی کو اختیار حاصل ہوگا۔ ۴۔ درخت۔ جنت کے درخت بھی چونکہ انسان کی اختیاری صفاتوں سے بنے ہیں لہذا وہ بھی اختیار میں ہوں گے۔ چوں ز دست۔ جس طرح جنت کی اشیاء انسان کی نیکیوں سے بنتی ہیں اسی طرح دوزخ کے عذاب انسان کے گناہوں سے بنتے ہیں۔ ز قوم۔ تھوڑا پھل جو جہنمیوں کو کھلایا جائے گا۔ ز خشم۔ غصہ جہنم کی آگ کا سرمایہ بنا ہے۔

۵۔ آتش۔ انسان کے غصہ کی آگ انسانوں کو جلاتی ہے تو دوزخ کی آگ بھی انسانوں کو جلائے گی۔ ۶۔ سخہائے۔ انسان کی وہ باتیں جو دوسروں کے لئے سانپ اور بچھو کا کام کرتی تھیں دوزخ کے سانپ اور بچھو بنیں گی۔ ۷۔ اولیاء۔ انسان دنیا میں دوستوں کو دوسروں کے لئے مشر میں وہ انتظار پیدا ہوگا جو فیصلہ کی تاخیر سے اس کے لئے انتہائی پریشانی کا سبب ہوگا۔



۱۔ وعدہ دوستوں سے جھوٹے وعدے کر کے ان کو انتظار کی تکلیف میں مبتلا کرتا تھا تو حساب کے انتظار میں خود پریشان ہو گا۔ آفتاب سورج سوا نیز سکی بلندی پر اس کے سر پر ہو گا۔ کاسماں عبادت کے جھوٹے وعدے کر کے آسمان والوں کو منتظر بناتا تھا۔ رہ رزم۔ یعنی رلو ہدایت پر چلوں گا۔ خشم۔ انسان کا غصہ دوزخ کا جج ہے اور انسان کے لئے ہلاکت کا جیل ہے۔ جیل۔

۲۔ کشتن۔ انسان غصہ کی آگ کو دین کے نور سے بجھا سکتا ہے۔ نور۔ حدیث شریف میں ہے کہ مومن جب پل صراط پر سے گزرنے کا تو جہنم کہے گی اے مومن تو جلد گزر جا تیر نور نے میری آگ بجھادی ہے۔ مولانا فرماتے ہیں کہ ہم شکر گزار ہیں کہ اے مرشد تیرے نور دین نے ہمارے غصے کی آگ کو بجھا دیا ہے۔ گرتو۔ اگر کوئی شخص اپنی طبعی بربادی سے غصے کی آگ کو بجھانا چاہے گا تو وہ راکھ میں دب جائے گی بالکل نہ بچے گی۔ ریز فاش۔ چونکہ وہ بالکل نہیں بچھی ہے کسی وقت نمودار ہو جائے گی۔ نور دین۔ دین کے نور کو اس آگ کو بجھانے کا پانی سمجھا کر وہ حاصل مہو جائے تو پھر پگ سے خطرہ نہیں ہے۔ ۳۔ آب۔ پانی آگ کو بجھاتا ہے اسی لئے اس کی پیدل کو جلا دیتی ہے۔ فرزندان۔ یعنی نباتات۔ مرغلبیاں۔ یعنی وہ اہل اللہ جو دین کے نور میں غرق ہیں۔ مرغ خاک۔ لیکن یہ سمجھو کہ حقیقی اہل اللہ اور باطنی بظاہر یکساں ہیں لیکن دونوں متضاد ہیں ایک پانی ہے تو دوسرا تیل جو آگ کو بھیرا دیتا ہے۔

وعدہ ۱۔ فردا و پس فردائے تو
تیرا کل اور پسوں کا وعدہ
منتظر مانی دریاں روز دراز
اس لیے دن میں تو منتظر رہے گا
کاسماں را منتظر می داشتی
اس لیے تو آسمان کو منتظر رکھا
خشم تو ختم سعیر و دوزخ ست
تیرا غصہ آگ اور دوزخ کا جج ہے
کشتن ۲۔ ایں نار نبود جز بنور
اس آگ کو بجز نور کے نہیں بجھایا جا سکتا
گر تو بے نور آوری حلے بدست
اگر تو بغیر نور کے بد ہادی اختیار کرے گا
آں تکلف باشد و روپوش ہیں
خبردار! وہ تکلف اور ڈھکن ہو گا
تانہ بنی نور دیں ایمین مباش
جب تک تو دین کا نور نہ دیکھ لے مطمئن نہ ہو
نور آبے دان و ہم بر آب چفس
نور کو پانی سمجھ اور پانی سے وابستہ ہو جا
آب ۳۔ آتش راکشد کاش بخو
پانی آگ کو بجھا دیتا ہے کیونکہ آگ عادتاً
سوئے آں مرغابیاں رو روز چند
کچھ دن ان مرغابیوں کی طرف جا
مرغ خاکی مرغ آبی ہم تن اند
خاکی اور آبی پرندے یکساں جسم کے ہیں

انتظار حشرت آمد وائے تو
تیرا حشر کا انتظار بنا تجھ پر افسوس ہے
در حساب و آفتاب جاں گداز
حساب اور جان کو بکھلانے والے سورج میں
تخم فردا رہ روم می کاشتی
تو نے کل کو روم ہی اختیار کروں گا کا بیج بویا
ہیں بکشی ایں دوزخ کا کایں نخست
آگاہ! اپنی اس دوزخ کو بجھا دے کیونکہ یہ جیل ہے
نورک اطفائے نار نمانحن الشکور
تیرے نور نے ہماری آگ بجھادی ہم شکر گزار ہیں
آتش زندہ ست و در خاکستر ست
تیری آگ زندہ ہے اور راکھ میں دبی ہے
نار رانکشد بغیر نور دیں
آگ کو دین کے نور کے سوا کوئی نہیں بجھا سکتا
کاش پنہاں شود یک روز فاش
کیونکہ دبی ہوئی آگ ایک دن کھل جائے گی
چونکہ داری آب از آتش مترس
جب تو پانی رکھتا ہے آگ سے نہ ڈر
می بسوز و نسل و فرزندان او
اس کی نسل اور اولاد کو جلا دیتی ہے
تا ترا در آب حیوانی کشند
تاکہ وہ تجھے آب حیات میں لے جائیں
لین ضد اند و آب و روغن اند
لیکن ایک دوسرے کی ضد ہیں اور پانی اور تیل ہیں



۱۔ ہر یکے حقیقی شیخ اور مہر شیخ اپنے اپنے راستہ پر چلاتے ہیں۔ بچپناں۔ دونوں کی مثل دوسرے اور الہام ہے دونوں عقلی اور غیر محسوس چیزیں ہیں لیکن دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ یعنی الہام ہست۔ یعنی عہد اُکست کی قسم کا الہام ہر دو دوسرے اور الہام دونوں دل کے بازار میں آ کر اپنے اپنے سامان کی تعریف کرتے ہیں تاکہ انسان ان کی طرف راغب ہو جائے۔ نخاس۔ غلام فروش۔ لاخلاف۔ دھوکا نہ ہو۔ یہ جملہ خریدار اس وقت بولتا ہے جبکہ چیز کی اچھائی برائی کا فوری فیصلہ نہ کر سکا اور اپنے لئے اختیار لے لے کہ تین دن تک مجھے اختیار ہے کہ میں اس معاملہ کو باقی رکھوں یا نہ کروں۔

۲۔ مغبوں۔ وہ شخص جو معاملے میں نقصان میں ہو۔ یارے۔ حدیث شریف میں ہے کہ مقد بن حیان رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ میں کاروباری ہوں اور معاملے میں دھوکا کھا جاتا ہوں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم معاملہ کرتے وقت یہ کہہ دیا کرو۔ لا خلافتہ ولی الخیار ثلاثة ايام دھوکا نہ ہو مجھے تین دن تک کا اختیار ہے۔ غلام دھوکا۔

۳۔ تانی۔ توقف جلد بازی نہ کرنا۔ حدیث شریف میں ہے الثانی من الرخص والعجلة من الشیطان یعنی توقف کرنا اللہ کی جانب سے اور جلد بازی کرنا شیطان کی جانب سے ہے پیش سنگ۔ کتے کو لقمہ ڈالو تو وہ جلدی سے نہیں کھاتا بلکہ اس کو گھٹاتا ہے۔

احتیاطے گن بہم ملندہ اند احتیاط کر۔ دونوں باہمی مشابہ ہیں ہر دو معقول اند لیکن فرق ہست دونوں عقلی ہیں لیکن دونوں میں فرق ہے رختہا رامی ستايندے اے امیر اے امیر! دونوں سامان کی تعریف کر رہے ہیں فرق گن میرد و فکر ت چونخاس برده فروش کی طرح اپنے دونوں فکر کے بھید میں فرق کر لا خلابہ گوئی و مشابہ و مراں دھوکا نہ ہو کہہ دے اور جلدی نہ کر اور آگے نہ بڑھا غبن ناید بر تو و بر خان تو تجھ پر اور تیرے گھر پر ٹوٹا نہ آئے

حیلہ دفع مغبون ۲ شدن در بیخ و شری خرید و فروخت میں دھوکا کھا جانے کے ذریعہ کی تدبیر

کہ منم در بیعہا باغبین جفت ک میں معاملات میں ٹوٹے سے دو چار ہوتا ہوں ہیمجو سحرست وز راہم می برد جادو کی طرح ہے اور مجھے گمراہ کر دیتا ہے شرط گن سہ روز خود را اختیار تین دن کے لئے اپنے خید کی شرط کر لے ہست تعجیل ز شیطان لعین تیری جلد بازی ملعون شیطان کی جانب سے ہے بو گند آنکہ آخورد اے مقتنی اے خوشہ چین! وہ سونگھتا ہے پھر کھتا ہے

ہر یکے اصل خود را بندہ اند ہر ایک اپنی اصلیت پر چلانے والا ہے بچپناں کہ دوسرے و وحی اُکست جیسا کہ دوسرے اور اُکست کا الہام ہر دو دلا لان بازار ضمیر دونوں دل کے بازار کے دلال ہیں گرتو صراف دلی فکر ت شناس اگر تو دل کا صرف ہے اپنے فکر کو پہچان ورنہ اندانی اس دو تفکر از گماں اگر تو ان سے ان دھوکا کو نہ سمجھ سکے تانماند در تفکر جان تو تاکہ تیری جان فکر میں نہ پڑے

آں یکے بارے پیمبر را بگفت ایک صحابی نے پیغمبر سے عرض کیا مگر ہر کس کو فروشد یا خرد جو شخص بیچتا ہے یا خریدتا ہے اس کی مکاری گفت در بیع کہ ترسی از غرار فرمایا کہ جس معاملہ میں تو دھوکے سے ڈرے کہ تانی ۳ ہست از رخص یقین کیونکہ آتہ روی یقیناً خدا کی جانب سے ہے پیش سنگ چوں لقمہ ناں افگنی تو جب کتے کے سامنے روٹی کا ٹکڑا ڈالتا ہے



اَو اے بہ مینی بُوکند ما با خرد
 وہ ناک سے سوگھتا ہے م عقل سے
 باتانی گشت موجود از خدا
 خدا کی جانب سے آہستگی کے ساتھ موجود ہوئے
 ورنہ قادر بود کز کُن فیکون
 ورنہ وہ قادر تھا کُن فیکون کے ذریعہ
 آدمی را اندک اندک آں ہمام
 وہ شہنشاہ آدمی کو رفتہ رفتہ
 گرچہ قادر بود کاندیک نفس
 اگرچہ وہ قادر تھا کہ ایک دم میں
 بود عیسے را دے کز یک دُعا
 حضرت عیسیٰ کی ایسی پھونک تھی کہ ایک دعا سے
 خالق عیسے نہ بتواند کہ او
 کیا حضرت عیسیٰ کا پیدا کرنے والا نہیں کر سکتا کہ وہ
 ایں تانی از بے تعلیم تُست
 یہ آہستہ روی تیری تعلیم کے لئے ہے
 جو یکے کو چک کہ دائم می رود
 وہ چھوٹی سے نہر جو ہمیشہ جڑی رہتی ہے
 زیں تانی زاید اقبال و ہرور
 یہ آہستہ روی اقبال مندی اور خوشی پیدا کرتی ہے
 مرغ ۳ کے ماند بہ بیضہ اے عنید
 اے سرکش! پرندہ انڈے سے کب مشابہ ہے؟
 باش تا اجزائے تو چوں
 ظہر کہ تیرے اجزاء انڈوں کی طرح
 بیضہ مار ارچہ ماند در شبہ
 سانپ کا انڈا اگرچہ مشابہت میں یکساں ہے

رو بُولش خوش بعقل من منتقد
 جاں کو پرکھی ہوئی عقل سے اچھی طرح سوگھ لے
 تالشش روز ایں زمین و چرخہا
 چھ دن میں یہ زمین اور آسمان
 صد زمین و چرخ آوردے بروں
 سینکڑوں زمین اور آسمان پیدا کر دیتا
 تا چہل سالش گند مرد تمام
 اس کے چالیس سال میں پورا مرد بناتا ہے
 از عدم پراں گند چرخاہ گس
 عدم سے پچاس شخص رونہ کر دے
 بے توقف زندہ کر دے مردہ را
 مردے کو بلا توقف زندہ کر دیتے
 بے توقف مردم آرد تو بتو
 بے توقف نہ بہ تہہ انسان پیدا کر دے؟
 کہ طلب آہستہ باید بے شکست
 اس لئے کہ طلب آہستہ اور مسلسل چاہیے
 نے نجس گردونہ گندہ می شود
 وہ نہ تو ناپاک ہوتی ہے نہ گندہ
 ایں تانی بیضہ دولت چوں طُیور
 یہ آہستہ روی انڈا ہے اور دولت پرندوں کی طرح ہے
 گرچہ از بیضہ ہی آید پدید
 اگرچہ وہ انڈے سے پیدا ہوتا ہے
 مرغہا زانید اندر انتہا
 آخر میں پرندہ جنیں
 بیضہ کنجشک را دورست رہ
 چڑیا کے انڈے سے لیکن دونوں میں بہت فرق ہے

۱۔ لو۔ جس طرح کتناک سے
 سوگھتا ہے ہمیں عقل کے ذریعہ اس
 بات کو پرکھنا چاہیے۔ منتقد۔ پرکھی
 ہوئی۔ باتانی۔ اللہ تعالیٰ نے زمین و
 آسمان کو چھ روز میں آہستہ آہستہ بنایا
 ہے۔ کن۔ یعنی امر خداوندی جس
 سے چہر نور وجود میں آجاتی ہے۔
 ۲۔ آدمی۔ انسان کے قوی چالیس
 سال میں مکمل ہوتے ہیں۔ گرچہ۔ خدا
 کو یہ قدرت ہے کہ ایک لمحہ میں
 سینکڑوں مکمل انسان پیدا کر دے۔
 بود عیسیٰ۔ ایک پھونک سے مکمل
 انسان کو زندہ کر دیتے تھے۔ ایں تانی۔
 اللہ کے عمل میں آہستگی انسانوں کی
 تعلیم کے لئے ہے کہ وہ بھی کاموں
 میں یہی طریق اختیار کریں۔ بے
 شکست۔ مشکل۔ جو یک۔ چھوٹی
 سی نہر جو آہستہ آہستہ مسلسل جاری
 رہتی ہے۔ بھی نجس اور گندہ نہیں
 ہوتی۔ زیں۔ آہستہ روی سے اقبال
 اور سرور حاصل ہوتا ہے اور نیک بختی کی
 دولت حاصل ہوتی ہے۔
 ۳۔ مرغ۔ آہستہ روی سے نیک
 بختی کی دولت پیدا ہوتی ہے یہ ایسا ہی
 ہے جیسا کہ انڈے سے پرندہ پیدا
 ہوتا ہے حالانکہ دونوں میں کوئی صورتی
 مشابہت نہیں ہے۔ بیضہ مار۔ جس
 طرح عمل اور اس کے نتیجہ میں
 مشابہت ضروری نہیں ہے اسی طرح
 یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ بظاہر دو عمل
 صورت میں یکساں ہوتے ہیں لیکن
 ان کے نتائج مختلف ہوتے ہیں جیسا
 کہ سانپ اور چڑیا کا انڈا۔

دانی اے عاقل کہ ماند سین ابہ شین
اے نقند تو جانتا ہے کہ سین شین کے مشابہ ہے
دانہ آبی بدانہ سبب نیز
بہی کا جج بھی سبب کے جج سے
برگہا ہمرنگ باشد در نظر
پتے دیکھنے میں ایک رنگ کے ہوتے ہیں
برگہائے جسمہا مانند اند
پتے یعنی جسم باہمی مشابہ ہیں
خلق در بازار یکساں میرویم
لوگ بازار میں یکساں جاتے ہیں
ہچنجاں ۲ در مرگ یکساں میرویم
اسی طرح موت کے بازار میں م یکساں جاتے ہیں
اس سخن پیاں ندارد باز گو
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے پھر کہہ

در نوشتن لیک در نقطہ بہین
لکھنے میں ' لیکن نقطہ پر غور کر لے
گرچہ ماند فرقہا داں اے عزیز
اگرچہ مشابہ ہے لیکن اے عزیز! بہت فرق سمجھ
میوہا ہریک بود نوع دیگر
ہر ایک کا پھل دوسری قسم کا ہوتا ہے
لیکن ہر جانے بریعی زندہ اند
لیکن ہر جان مختلف پیداوار کے ساتھ زندہ ہے
آں یکے در ذوق و دیگر درو مند
لیکن ان میں سے ایک شوق سے دوسرا تکلیف سے
نیم در خسران و نیم خسریم
ہم میں سے نصف نوٹنے میں ہیں اور نصف شاہ ہیں
از بلال و از ہلاک و کار او
حضرت بلال اور ہلال اور ان کے کارنامے کی بات

وفات یاخنین بلال رضی اللہ عنہ باشادی و طرب
حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا خوشی اور مستی کی حالت میں وفات پانا

چوں بلال ارضعف شد ہچوں ہلال
جب حضرت بلال کمزوری سے چاند کی طرح ہو گئے
جفت ۳ او دیدش بگفتا و ا حرب
ان کی بیوی ان کو دیکھا کہا ہائے لٹ گئے
تا کنوں اندر حرب بوزم زریست
اب تک میں زندگی سے مصیبت میں تھا
اس ہی گفت درخش در عین گفت
وہ یہ کہہ رہے تھے اور گفتگو کے درمیان ان کا چہرہ
تاب رو و چشم پر انوار او
چہرے کی رونق اور ان کی پر نور آنکھیں

رنگ مرگ افتاد بر روئے بلال
حضرت بلال کے چہرے پر موت کے آثار آ گئے
پس بلاش گفت نے نے و ا طرب
تو حضرت بلال نے ان سے کہا نہیں خوشی ہے
توچہ دانی مرگ چہ عیش ست و چست
تو کیا جانے موت میں کس قدر عیش ہے اور کیا چیز ہے؟
نرگس و گلبرگ و لالہ می شکفت
نرگس اور گلاب کی پتیوں اور لالہ کی طرح کھل رہا تھا
می گواہی داد بر گفتار او
ان کے قول پر گواہی دے رہی تھیں

۱ سین اور شین۔ بی کا جج اور سبب
کا جج بظاہر یکساں ہیں لیکن نتیجے
مختلف ہیں۔ برگہا۔ بظاہر درختوں
کے پتے یکساں نظر آتے ہیں۔ لیکن
ان پر پھل مختلف آتے ہیں۔ جسمہا۔
اسی طرح انسانوں کے جسم یکساں
ہیں لیکن اعمال کے نتائج روح پر
مختلف مرتب ہوتے ہیں۔

۲ ہچنجاں۔ اسی طرح نیک اور بد
کی موت یکساں نظر آتی ہے لیکن
موت کے نتائج ہر شخص پر مختلف
مرتب ہوتے ہیں ہچوں ہلال۔ یعنی
پہلی رات کے چاند کی طرح زرد اور
کمزور ہو گئے۔ رنگ مرگ۔ موت
کے آثار۔

۳ جفت۔ بیوی۔ و ا حرب۔ یعنی
میں لٹ گئی۔ و ا طرب۔ یعنی خوشی کا
وقت ہے۔ زریست۔ زندگی
مصائب کا سبب تھی موت عیش و
عشرت کا سبب ہے۔ اس ہی
گفت۔ یعنی حضرت بلال کے
حالات ان کی بات کی گواہی دے
رہے تھے اور موت کے بہترین آثار
ان پر مرتب ہو رہے تھے۔

۱۔ جن کا دل سیاہ ہے بلال گویا
رودیکھتے ہیں لیکن کسی چیز کا کالا رنگ
اس کی حقارت کی دلیل نہیں ہے آنکھ
کی پتلی سیاہ ہے لیکن اس کی فضیلت
ظاہر ہے اندھا دوسیاہ ہے اور پتلی والا
جانک کا آئینہ ہے خودک یعنی بلال گو
آنکھ کی پتلی جیسا افضل وہی ذات
گرامی سمجھ سکتی تھی جس کو خود تمام
انسانوں میں وہی مرتبہ حاصل ہے جو
آنکھ کی پتلی کو تمام اعضاء میں حاصل
ہے یعنی آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام۔
چوں۔ حضرت بلالؓ کے حقیقی
اوصاف کو آنحضرت ﷺ اور صحابہ سمجھ
سکتے

۲۔ پس۔ آنحضرت ﷺ اور صحابہ
کے علاوہ دوسرے لوگ ان کے صحیح
مرتبہ کو حقیقی طور پر نہیں جان سکتے
صرف تقلیدی طور پر ان کو جانتے
ہیں۔ خصال۔ خصلت کی جمع ہے
عادت۔ فصال۔ جدائی یعنی موت۔
۳۔ عربیہ۔ یعنی آپؐ عنہا
رخصت ہو کر مسافر بن رہے ہیں۔
تبار۔ خاندان۔ غریبی دنیا مسافرت کی
جگہ۔ وطن۔ عالم آخرت اصل وطن
ہے حلقہ۔ مومنین کے بارے میں
فرمایا گیا ہے فَمِنْهُمْ صِدْقٌ عِنْدَ
مَلِیکٍ مُّقْتَدِرٍ۔ یعنی وہ مقتدر
شہنشاہ کے پاس سچائی کی جگہ میں
ہوئے۔ حلقہ۔ وہ مقام جس میں
مومنین کو جگہ ملے گی ہر مومن دیکھ سکتا
ہے اگر وہ اپنی نظر بلند رکھے اور پستی کی
طرف نہ دیکھے۔ اندراں۔ اس حلقہ
میں اللہ کی خاص تجلی ہوگی۔

ہر سیاہ دل خود سیاہ دیدے دُرا
ہر سیاہ دل ان کا کالا دیکھتا
مردم نادیدہ آمد رو سیاہ
ناہینا انسان رو سیاہ ہوئے
خود کہ بیند مردم دیدہ ترا
آپ کو آنکھ کی پتلی کون سمجھ سکتا ہے
چوں بغیر مردم دیدہ اش ندید
جبکہ ان بلالؓ کو آنکھ کی پتلی کے علاوہ کوئی نہ سمجھ سکا
پس ۲۔ جز او جملہ مقلد آمدند
ان آنکھ کی پتلی کے علاوہ سب مقلد ہیں
گفت خفتش اُفراق اے خوش نصال
ان کی بیوی نے کہا اے خوش خصلت جدائی ہے
گفت خفت مشب غریبے ۳۔ میروی
بیوی نے کہا، آج کی رات مسافر بن کر جا رہے ہو
گفت نے نے بلکہ مشب جان من
انہوں نے فرمایا نہیں نہیں بلکہ آج کی رات میری جان
گفت اے جان و لم و اُخسر تا
انہوں نے عرض کیا ہم آپ کا چہرہ کہاں دیکھیں گے
گفت رُوسیت را گجا یتیم ما
انہوں نے عرض کیا ہم آپ کا چہرہ کہاں دیکھیں گے
حلقہ خاصش بتو پیوستہ است
اس کا خاص حلقہ تجھ سے جڑا ہوا ہے
اندراں حلقہ ز رب العالمین
اس حلقہ میں رب العالمین کا

مردم دیدہ سیاہ آمد چرا
آنکھ کی پتلی کالی کیوں واقع ہوئی ہے؟
مردم دیدہ بود مرآت ماہ
آنکھوں والے چاند کا آئینہ ہوتے ہیں
در جہاں جز مردم دیدہ فزا
دنیا میں سوائے روشنی بڑھانے والی پتلی کے؟
پس بغیر او کہ در نگش رسید
تو اس آنکھ کی پتلی کے سوا کون ان جلال کے رنگ کو پہنچ سکتا ہے
در صفات مردم دیدہ بلند
بلند آنکھ کی پتلی کے صفات کے بارے میں
گفت نے نے اوصال ستاں فصال
انہوں نے فرمایا نہیں نہیں یہ جدائی وصال ہے
از تبار و خویش غائب میشوی
خاندان اور اپنوں سے غائب ہو رہے ہو
میرسد خود از غریبی در وطن
خود مسافرت سے وطن میں جا رہی ہے
گفت نے جان من یا دو تہا
انہوں نے فرمایا نہیں نہیں اے میری جان بڑی خوش نصیبی ہے
گفت اندر حلقہ خاص خدا
فرمایا خدا کے خاص حلقہ میں
گر نظر بالا کنی نے سوئے پست
اگر تو لوہر کو نظر رکھے نہ کہ پستی کی جانب
نوری تابد چور حلقہ نکس
نور اس طرح چمکتا ہے جیسا کہ گنہوں کے حلقہ میں گنہ



گفت ویران گشت این خانہ دروغ گفت اندر مہ نگر منکر بمیغ

انہوں نے عرض کیا فسوس ہے یہ گھر ویران ہو گیا فرمایا چاند کو دیکھ ابر کو نہ دیکھ

حکمت ویران گشتن تن بمرگ

موت کی وجہ سے جسم کے برباد ہونے کی حکمت

کرد ویراں تا گند معمور تر

ویران کیا تاکہ زیادہ آباد کرے

من چو آدم بودم اول حبس کرب

میں شروع میں حضرت آدم کی طرح بے چینی میں تھا

من گدا بودم دریں خانہ چو چاہ

میں اس کنویں جیسے گھر میں فقیر تھا

قصر ہا خود مر شہاں رامانس ست

قلعہ شاہوں کے لئے مانوس ہیں

انبیاء راتنگ آمد ایں جہاں بنمود فر

انبیاء کے لئے یہ جان تنگ ہو گیا

مردگان را ایں جہاں بنمود فر

مردوں کو اس جہان نے شان و شوکت دکھائی

گر نبودے تنگ ایں افعال ز چست

اگر وہ تنگ ہو ہوتا تو یہ چیخ پکار کیوں ہے؟

در زمان خواب چوں آزاد شد

نیند کی حالت میں جب آزاد ہو جاتا ہے

ظالم از ظلم طبیعت باز رست

ظالم طبیعت کے ظلم سے چھوٹ گیا

ایں زمین و آسمان بس فراخ

یہ زمین اور آسمان جو بہت وسیع ہیں

چشم بند آمد فراخ و سخت تنگ

یہ دینا بہت وسیع اور بہت تنگ نظر بندی ہے

قوم لبہ بود و خانہ مختصر

لوگ زیادہ تھے اور گھر مختصر تھا

پُر شد اکنوں نسل جانم شرق و غرب

اب میری جان کی نسل سے مشرق و مغرب بھر گئی

شام گشتم قصر باید بہر شاہ

میں شاہ ہو گیا بادشاہ کے لئے قلعہ چاہیے

مردہ را خانہ و مکاں گورے بس ست

مردے کے لئے ایک قبر گھر اور مکان کافی ہے

چوں شہاں رفتند اندر لامکاں

تو شاہوں کی طرح لامکان میں چلے گئے

ظاہر ز فتن و بمعنی تنگ تر

جس کا ظاہر وسیع ہے اور حقیقتاً بہت تنگ ہے

چوں دو تاشد ہر کہ دوے بیش زیست

جو اس میں زیادہ جیتا ہے دھرا کیوں ہو جاتا ہے؟

زاں مکاں بنگر کہ جاں چوں شاد شد

اس مکان سے دیکھ جان کیسی خوش ہوتی ہے

مرد زندانی ز فکر حبس جست

قیدی قید کی فکر سے نکل گیا

سخت تنگ آمد بہنگام مناخ

ذیرہ ڈالنے کے وقت بہت تنگ نکلے

خندہ او گریہ فخرش جملہ تنگ

اس کی ہنسی رونے اس کا فخر ذلت ہے

۱ خانہ یعنی جسم۔ مہ یعنی

روح۔ میغ ابر یعنی جسم ویراں۔ ویرانی

کے بعد نئی تعمیر ہوتی ہے۔ قوم یعنی

میں اب معارف اور اسرار کا خزانہ بن

گیا تھا اس جسم میں اس کی گنجائش نہ

تھی۔ چو آدم۔ حضرت آدم تہائی سے

گھبرائے تب حضرت ہوا اور اس کی

پیدائش ہوئی۔ نسل جانم۔ یعنی روح

کے ثمرات۔ خانہ چو چاہ جسم

اندھیرے کنویں کی طرح ہے۔

۲ قصر ہا۔ میں جب تک گدا تھا

اس حقیر جسم میں میری روح رہ سکتی تھی

اب جبکہ معارف اور اسرار کی وجہ سے

شاہ بن گیا ہوں تو قصر بلند کی ضرورت

ہے۔ انبیاء۔ انبیاء بھی اسی وجہ سے دنیا

کو ترک کر کے آخرت کی طرف روانہ

ہو جاتے ہیں۔ مردگاں۔ جو مردہ دل

ہیں ان کے لئے یہ دنیا شان و شوکت

والی ہے نہ دنیا اہل دنیا کے لئے وسیع

اور اہل باطن کے لئے بہت تنگ

۳ گر نبودے۔ اگر دنیا تنگ

نہیں ہے تو پھر اس کے باشندوں

میں شور و غل کیوں ہے اور یہ

بڑھاپے میں کیوں جھکے جاتے ہیں

جھکنا اور مکان کی تنگی سے ہوتا ہے اس

دنیا کی تنگی کا احساس اس وقت ہوتا

ہے جب انسان سوتا ہے اور اس کی

روح آزاد ہو جاتی ہے۔ چشم بند۔ دنیا

جو حقیقتاً تنگ ہے محض نظر بندی کی

وجہ سے وسیع معلوم ہوتی ہے اس کی

مسر نہیں اور فخر سب بالعکس ہیں۔

تشبیہ دنیا کہ بظاہر فراخ ست و بمعنی تنگ و تشبیہ خواب کہ
دنیا کی تشبیہ جو بظاہر وسیع ' اور حقیقتاً تنگ ہے اور خواب کی تشبیہ کہ
خلاصی ست از تنگی
وہ تنگی سے نجات ہے

ہمچو گرما بہ دنیا کو وسیع بھی اور
تنگ بھی بتایا اب اس کو مثالوں سے
سمجھاتے ہیں حمام جو گرم ہوتا ہے تو
باوجود وسعت کے وہاں طبیعت
تنگ ہوتی ہے تو وہ وسیع بھی ہے اور
تنگ بھی تھیدہ۔ تھیدن اور تھیدن
گرم ہونا تھیدہ۔ تھیدن پرمردہ
ہونا۔ پاک وسیع جنگل میں اگر کوئی
تنگ جوتہ پہن کر چلے تو وہ جنگل وسیع
بھی ہے اور اس کے لئے تنگ بھی
ہے۔ یہی حال دنیا کا ہے کہ وسعت
کے باوجود تنگ ہے۔

۲ ہر کہ وسیع جنگل میں تنگ
جوتے والے کو جوتہ سمجھا تو سمجھا کہ
بہت آرام سے ہے حالانکہ وہ یہ نہیں
جانتا کہ وہ ظالموں کی طرح ہے جو
بظاہر خوش نظر آتے ہیں مگر ان کی روح
رہ و فعل کرنی ہے۔ خواب۔ انسان
جب نیند میں ہوتا ہے تو گویا اس کے
پاؤں سے تنگ جوتہ اتر جاتا ہے۔
اولیاء۔ اولیاء کی روح حالت بیداری
میں اس طرح آزاد رہتی ہے جس
طرح عوام کی روح نیند کی حالت میں
ان کی مثال اصحاب کہف کی سی ہے
جو دنیا کے لحاظ سے نیند میں تھے اور
آخرت کے اعتبار سے بیدار تھے۔

۳ خواب۔ اولیاء حالت بیداری
میں خواب دیکھتے ہیں اور ملک عدم کی
سیر کرتے رہتے ہیں جس کا کوئی
دروازہ نہیں ہے۔ خانہ تنگ۔ حضرت
بلالؓ نے فرمایا زندگی کی حالت میں
روح اس جسم میں نیز ہی میڑھے
رہتی ہے۔ چنگلوک۔ وہ شخص جس
کے ہاتھ پاؤں نیز ہی میڑھے ہوں
وہاں کالینے کا اثر نہ ہو۔

اندر آئی جانت بخسیدہ بود
تو اند آئے تیری جان پرمردہ ہوتی ہے
زال پیش تنگ آیدت جان و کلیل
اس گرمی سے تیری جان تنگ اور عاجز آ جاتی ہے
پس چہ پر سود آمد فراخی منزلت
تو جگہ کی وسعت سے تجھے کیا فائدہ ہے؟
در بیابان فرانے می روی
اور وسیع جنگل میں تو چلے
بر تو زنداں آمد آں صحرا و دشت
وہ جنگل اور میدان تیرے لئے قید خانہ ہو گا
گو دریاں صحرا چولالہ بر شگفت
وہ اس جنگل میں لائے کی طرح کھلا ہے
از بروں در کشنی جاں در فغاں
باہر سے چمن میں ہے جان فریاد میں ہے
کہ زمانے جانت آزاد از تن سست
کیونکہ اس وقت تیری جان جسم سے آزاد ہے
ہمچوں آں اصحاب کہف اندر جہاں
جس طرح دنیا میں اصحاب کف
در عدم در می روند و باب نے
وہ عدم میں چلے جاتے ہیں اور دروازہ نہیں ہے
کرد ویراں تا کند قصر ملوک
اس کو ویران کیا تاکہ شاہوں کا محل بنائے

ہمچو گرما بہ کہ تھیدہ بود
حمام کی طرح جو گرم ہو
گرچہ گرما بہ عریض ست و طویل
اگرچہ حمام چوڑا اور لمبا ہے
تا بروں نائی نہ بکشاید دلت
جب تک تو باہر نہیں آتا ہے تیرا دل نہیں کھلتا
یا کہ کفش تنگ پوشی اے غوی
یا کہ اے گرہ تو تنگ جوتہ پہنے
آں فراخی بیابان تنگ گشت
جنگت کی وہ وسعت تنگ ہو جائے گی
ہر کہ دید او مر ترا از دور گفت
جس نے تجھے دور سے دیکھا کہا
او نمیداند کہ تو چوں ظالماں
وہ نہیں سمجھتا کہ تو ظالموں کی طرح
خواب تو مآں کفش بیروں کروست
تیری نیند اس جوتے جسم کو اتار دینا ہے
اولیاء خواب ملک ستاے فلاں
اے فلاں! اولیاء کے لئے نیند سلطنت ہے
خواب ۳ می بینند و پنجا خواب نے
وہ خواب دیکھتے ہیں اور وہاں نیند نہیں ہے
خانہ تنگ و دروں جاں چنگلوک
گھر تنگ ہے اور اند جاں انیرن ہے

چترنگلو کم چوں جنین اندر رحم
میں ایڑن ہوں جیسا کہ رحم میں تھ
گر بنا شد درد زہ برما دم
اگر مہری ماں کو درد زہ نہ ہوتا
مادر طبعم ز درد مرگ خویش
میری مادر طبیعت اپنی موت کے درد سے
تلخ درد آں برہ در صحرائے سبز
تاکہ وہ بھیڑ کا بچہ سرسبز میدان میں چلے
درد زہ ۲ گر رنج آستان بود
درد زہ اگرچہ حاملہ کے لئے موجب تکلیف ہوتا ہے
حاملہ گریاں ز زہ کاین المانص
حاملہ درد زہ سے روتی کہ بچاؤ کی جگہ کاں ہے
ہر چہ زیر چرخ ستند اُمہات
جو مائیں آسمان کے نیچے ہیں
ہر یکے ۳ از درد غیرے غافل اند
ہر ایک دوسرے کے درد سے غافل ہے
انچہ کوسہ داند از خان کساں
جو چچی داری والا لوگوں کے گھر کے بارے میں جانتا ہے
انچہ صاحب دل بداند حال تو
صاحب دل جو کچھ تیرے حال کے بارے میں جانتا ہے
انچہ بیند در جہینت اہل دل
صاحب دل جو کچھ تیری پیشانی میں دیکھتا ہے

نہ مہ گشتم شد ایں نقلاں مہم
مجھے نو مینے دگئے ہیں کہ انتقال ضروری ہے
من دریں زنداں میں آذر م
میں اس قید خان میں آگ میں ہوتا
می گند زہ تا رہد برہ زمیش
زہ میں ہے تاکہ بھیڑ کا بچہ بھیڑ سے نکل آئے
ہیں رحم بکشا کہ گشت آں برہ گبز
ہاں رحم کو کھول کیونکہ وہ بھیڑ کا بچہ فریبہ ہو گیا ہے
بر جنیں شکستن زنداں بود
بچے کے لئے قید خان کا ٹوٹنا ہوتا ہے
واں جنیں خنداں کہ پیش آمد خلاص
اور وہ بچہ ہنستا ہے کہ چھٹکارا در پیش ہے
از جما دواز بہیمہ وز نبات
جمادات اور حیوانات اور نباتات سے
جز کسانے ک نبی و عاقل اند
سوائے ان کے جو خبردار اور عقلمند ہیں
بلم از خان خودش کے داند آں
بسی داری والا اپنے گھر کے بارے میں بھی کب جانتا ہے؟
توز حال خود ندانی اے عمو
اے چچا! تو خود ویسا اپنی حالت کو نہیں جانتا ہے
کے ب بنی در خود اے از خود نخل
اس اپنے آپ سے شرمندہ تو خود اپنے بارے میں کب جانتا ہے

۱ جنیں۔ بچہ ماں کے پیٹ میں
نیز حامیڑھا رہتا ہے نہ۔ یہ
موت کی تکلیف ایسی ہی ہے جس
طرح بچہ پیدا ہونے میں ماں کو درد زہ
کی تکلیف ہوتی ہے۔ آذر۔ آگ
برہ۔ بھیڑ کا بچہ یعنی روح۔ میٹش۔
بھیڑ یعنی جسم۔ ان برہ۔ موت کے بعد
روح ملا مٹی کی سیر کرتی ہے۔
۲ درد زہ۔ موت کی تکلیف جسم کو
ہوتی ہے روح اس کی وجہ سے قید سے
آزاد ہوتی ہے۔ المانص۔ بچاؤ کی
جگہ۔ اُمہات۔ یعنی جمادات اور
حیوانات اور نباتات میں سے چلنے
والی مائیں۔
۳ ہر یکے۔ ہر انسان اپنے درد
میں مبتلا ہے اور اسی سے باخبر ہے۔
نبی۔ کوسہ۔ مختصر داری والا جو عموماً
ذہن ہوتا ہے یعنی لولیا باللہ بام۔ بسی
داری والا جو عموماً بے قوف ہوتا ہے
انچہ۔ لولیا۔ اللہ دوسروں کے
احوال سے اس قدر واقف ہوتے ہیں
کہ خود انسان اپنے احوال سے اتنا
واقف نہیں ہوتا۔ انچہ۔ لولیا۔ ماں کے
پیٹ کے بچے کے احوال سے بھی
واقف ہوتے ہیں۔

بیان آنک ہر چہ غفلت و کالی و تاریکی ست ہمہ از
اس کا بیان کہ جو کچھ غفلت اور سستی اور تاریکی ہے سب جسم کی وجہ
تن ست کہ ارضی و سفلی ست
سے ہے کیونکہ ماضی اور سفلی ہے

ببند او اسرار رابے ہیچ بد
وہ یقینی طور پر اسرار کو دیکھتا ہے
نے شب و نسل سلیہ باشد نہ دلگ
نہ رات ہو گی اور نہ سلیہ اور نہ زوال
از زمیں باشد نہ از افلاک و مہ
وہ زمین کی وجہ سے نہ آسمانوں اور چاند سے
نے ز آتشہائے مستحکم بود
نہ کہ روشن کرنے والے شعلوں سے
عقل باشد در اصابہا فقط
درگی میں صرف عقل ہوتی ہے
جال ز خفت جملہ در پردہ یدن ست
جان ہلکے پن سے پوری ازان میں ہے
رؤئے زرد از جنبش صفرا بود
زرد چہرہ صفرے کی حرکت کی وجہ سے ہوتا ہے
باشد از سودا کہ رو او ہم بود
سودا کی وجہ سے ہوتی ہے کہ چہرہ کالا ہوتا ہے
لیکن جز علت نہ ببند اہل پوست
لیکن کھال والے علت کے سوا کچھ نہیں دیکھتے ہیں
از طبیب و علت اور اچارہ نیست
طبیب اور بیدہ سے اس کو مفر نہیں ہے
پائے خود بر فرق علتہا نہاد
اس نے علتوں کے سر پر اپنا پاؤں رکھا دیا ہے
علت آخری ندارد و کین او
آخری علت اس سے دشمنی نہیں رکھتی ہے

غفلت از تن بود چوں تن روح شد
غفلت جسم کی وجہ سے بھی جب جسم روح بنا
چوں زمیں بر خاست از جو فلک
جب زمین آسمان کی فضا سے نکل جائے
ہر گجا سایہ ست و شب یا سا یگہ
جہاں کہیں سایہ اور رات یا سائے کی جگہ ہے
دود پیوستہ ہم از ہیزم بود
دھواں ایندھن سے وابستہ ہوتا ہے
وہم ۲ افتد در خطا و در غلط
وہم خطا اور غلطی میں مبتلا ہوتا ہے
ہر گرانی و کسل خود از تن ست
ہر گرانی اور سستی کی جسم کی وجہ سے ہے
رؤئے سرخ از کثرت خونہا بود
سرخ چہرہ خونوں کی کثرت سے ہوتا ہے
رو سفید از قوت بلغم بود
سفید چہرہ بلغم کی قوت سے ہوتا ہے
در حقیقت ۳ خلق آثار اوست
در حقیقت آثار پیدا کرنے والا وہ ہے
مفر کو از پوستہا آوارہ نیست
مفر جو چمکوں سے جدا نہیں ہے
چوں دُوم بار آدمی زاوہ بزاد
جب انسان بارہ پیدا ہوا
علت اولیٰ نباشد دین او
پہلی علت اس کا دین نہیں ہوتی

۱ غفلت انسان کی سب غفلتیں
ملوی بدن کی وجہ سے ہیں۔ چوں۔
چونکہ زمین فلک کے درمیان میں
ہے لہذا اس کے جس حصہ پہ سورج
پڑتا ہے وہاں دن ہوتا ہے ورنہ رات
اب اگر زمین اس دائرہ سے خارج ہو
جائے اسی طرح اگر مجاہدات کے
ذریعہ جسمانی حجاب رفع کر دیا جائے
تو روح ہمیشہ منور رہے اور اس پر
غفلت کے آثار طاری نہ ہوں۔
ذکر۔ سورج کا زوال۔ دود۔ دھواں
کثیف جسم لکڑی سے پیدا ہوتا ہے
اس طرح کذبات جسم سے پیدا ہوتی
ہیں روح ان کا مخزن نہیں ہے۔
مستند جسم۔ روشن کرنے والا۔

۲ وہم۔ وہم دھواں کی مانند ہے
جو غلطی میں پڑتا ہے عقل نور محض
ہے۔ روی۔ خون چہرے کی سرخی کا
سبب صفر از روی کا سبب بلغم سفیدی کا
سبب سودا کا سبب ہے تو جس
طرح چہرے کے یہ حالات اسباب
کی وجہ سے ہیں اسی طرح روح میں
کدورتیں اسباب کی وجہ سے پیدا
ہوتی ہیں ورنہ سورج چیز ہے۔

۳ در حقیقت۔ آثار کی تخلیق بھی
خدا تعالیٰ فرماتا ہے لیکن ظاہر بین
فلسفی اس کو علت اور مفر کا نتیجہ قرار
دیتا ہے مفر۔ وہ علم جو استدلالی ہے
اس میں غلطی واقع ہوتی ہے علم شفی
اور الہامی غلطی سے مبرا ہے دوم بار۔
پیدا ہونے کی بعد جب انسان
مجاہدات کے ذریعہ دوبارہ فاضل سیات
حاصل کر لیتا ہے تو اسباب پر لات مد
دیتا ہے اور سبب الاسباب ہی کو اثر
حقیقی سمجھتا ہے علت کوئی فاضل خدا
کو علت قرار دیتے ہیں متکلمین اور
اہل مذہب خدا کو قائل عقدا مانتے ہیں

علت سے معلول کا صدور مفطری ہوتا ہے علت آخری ظاہری سبب کو کہہ کر اس کو سبب حقیقی سے غفلت نہیں ہوتی ہے۔

نیست دائم روز و شب او آفلست
مستقل نہیں ہے روز و شب مر و غروب کر جانے والا ہے
غرقہ آں نور باشد و انما
وہ ہمیشہ اس نور میں غرق رہتا ہے
و ارمید او از فراق سینہ کوب
وہ سینہ پینے والی جدائی سے نجات پا گیا
یا مُبدل گشت گر از خاک بود
اگر وہ خاک سے تھا تو تبدیل ہو گیا ہے
کہ زند بروے شعاعش جاو وال
کہ اس پر اس کی شعاع ہمیشہ پڑے
آچنناں سوزد کہ ناید زوثر
ایسی جل جائے کہ اس سے پھل نہ پیدا ہو
مار رابا او کجا ہمرا ہی ست
سانپ کی اس کے ساتھ ہمرا ہی کہیں ہو سکتی ہے
اندریں یم ماہیاں رامی کشند
جو اس سمند میں مچھلیوں کو مار رہے ہیں
ہم ز دریا تاسہ شاں رسوا کنند
لیکن دریا سے ان کی گمراہی ان کو رسوا کرتی ہے
مارا را از سحر ماہی میکند
جو سانپ کو سمیر سے مچھلی بنا دیتی ہیں
تاشوی چوں ماہیا دریم رواں
تاکہ مچھلیوں کی طرح سمند میں چلے
بحر شاں آموختہ سحر حلال
کہ سمند نے ان کو حلال جلاو سکھا دیا ہے

زانکہ اس نورے کہ اندر اسفلست
اس لئے کہ یہ نور جو عالم سفلی میں ہے
وانکہ اندر قرص دارد باش و جا
وہ جو نکیہ میں قیام اور جگہ رکھتا ہے
نے سحابش رہ زند نے خود غروب
نہ ابر اس کے لئے مانع بنتا ہے نہ خود ڈوبتا
آچنیں گس اشلش از افلاک بود
ایسے شخص کی اہل آسمانوں سے ہوتی ہے
زانکہ خاکی را نباشد تاب آں
کیونکہ خاکی میں اس کی طاقت نہیں ہوتی ہے
گر زند بر خاک دائم تاب خور
اگر زمین پر ہمیشہ سورج کی شعاع پڑے
دائم اندر آب کار ماہی ست
ہمیشہ پانی میں رہنا اور مچھلی کا کام ہے
لیک در گہ مارہائے پرفن اند
لیکن پہاڑوں میں بہت سے پرفن سانپ ہیں
مکر شاں گر خلق را شید اگند
ان کی مکاری اگرچہ لوگوں کو فریفتہ کرتی ہے
واندریں یم ماہیاں تو سن اند
اس سمند میں قوی مچھلیاں ہیں
گر تو ماری شو قرین ماہیاں
اگر تو سانپ ہے مچھلی کا ساتھی بن جا
ماہیاں قعر دریائے جلال
دریائے جلال کی گہرائی کی مچھلیاں

۱۔ اندر اسفل۔ دنیا میں جو آثار قدرت ہیں وہ فانی ہیں۔ وانکہ۔ جس کا وصول ذات تک ہو جائے گا روہائی نور میں مستغرق رہے گا۔ نے سحابش۔ ابر کی جسمانی کٹافیں نور سے مانع ہوں گی مظاہر قدرت کا فنا ہونا اس کے لئے فراق کی سینہ کوبی کا سبب بنے گا۔ آچنیں۔ ایسا شخص وہی ہوگا جو لاہوتی ہوگا اگر وہ ناسوتی ہے تو اس نے مچھلیوں کے ذریعے اپنے ناسوتی ہونے کو ختم کر دیا ہے۔ انکہ۔ خاکی اور ناسوتی ذات کی شعاعوں کی تاب نہیں لاتا اس کو اس طرح سمجھو کہ اگر سورج زمین پر ہمیشہ پڑے تو وہ برداشت نہ کرے گی اور اس میں اگانے کی طاقت ہی نہ رہے گی۔ ۲۔ دائم۔ مچھلی چونکہ آبی چیز ہے وہ دائم طور پر پانی کو برداشت کر سکتی ہے سانپ مچھلی کی چیز ہے وہ ہمیشہ سمند میں نہیں رہ سکتا ہے اس طرح لاہوتی اور ناسوتی کو سمجھو۔ مکر شاں۔ کبھی ناسوتی لاہوتی بننے کی کوشش کرتے ہیں لیکن بحر وحدت ان کو رسوا کر دیتا ہے۔ ۳۔ واندریں یم یہاں ایسے لاہوتی انسان ہیں جو ناسوتیوں کو لاہوتی بنا دیتے ہیں۔ گر تو۔ اگر تو ناسوتی ہے تو لاہوتیوں کی صحبت اختیار کر وہ تجھے دریائے وحدت میں تیرا سکھا دیں گے۔ ماہیاں۔ یہ لاہوتی اولیاء جلاو کرتے ہیں جس سے مابیت تبدیل ہو جاتی ہے۔ لیکن ان کا جلاو حلال جلاو ہے۔



بس اجمال از تاب ایشاں حال شد

بہت سے محل ان کی طاقت سے واقعہ بن گئے ہیں

زہر آنجا رفت و شکر شد یقین

وہاں زہر گیا ہے اور یقیناً شکر بن گیا ہے

خاک زر شد سنگ گوہر پائے سر

خاک سونا پتھر جوہر پاؤں سر ہو گیا ہے

تا قیامت ۲ گر بگویم زین کلام

اگر میں یہ بات قیامت تک بیان کروں

خس آنجا رفت و نیکو فال شد

منہوں وہاں پہنچا ہے اور نیک بخت بن گیا ہے

سنگ آنجا رفت گوہر شد شمشین

وہاں پتھر گیا ہے اور قیمتی جوہر بن گیا ہے

می نہ بیند جز بشر چشم بشر

انسان آنکھ ان کو سوائے بشر کے کچھ نہیں سمجھتی ہے

صل و قیامت بگذرد ویں نا تمام

سو قیامتیں گزر جائیں گی اور یہ نا تمام رہے گی

آداب المستمعین والمریدین عند فیض الحکمة من لسان الشيخ

شیخ کی زبان سے حکمت کے فیض کے وقت سننے والوں اور مریدوں کے آداب

برملولان ایں مکرز کردن ست

تنگدلوں پر یہ مکرز کرنا ہے

شمع از برق مکرز بر شود

شمع مکرز نور سے لوہی ہوتی ہے

گر ہزاراں طالب اندو یک ملول

اگر ہزاروں طالب ہوں اور ایک رنجیدہ

ایں ۳ رسولان ضمیر وراز گو

یہ دل کے پیغام رساں اسرار بیان کرنے والے

نخوتے دارند و کبرے پوچوں شہاں

وہ شاہوں کی سی نخوت اور برائی رکھتے ہیں

تا ادبہاں شاں بجا گہ ناوری

جب تک تو ان کے ادب بجا نہ لائے

کے رسانند آں لمانت را بتو

تجھے وہ لمانت کب پہنچائیں گے؟

نزد من عمرے مکرز بردن ست

میرے نزدیک وہ بار زندگی حاصل کرنا ہے

خاک از تاب مکرز زر شود

مٹی مکرز گرمی سے سونا بن جاتی ہے

از رسالت بازمی ماند رسول

پیغام پہنچانے سے رسول رک جاتا ہے

مستمع خواهند اسرافیل خو

حضرت اسرافیل کی عادت والا سننے والا چاہتے ہیں

چاکری خواهند از اہل جہاں

دنیا داروں سے خدمت گاری چاہتے ہیں

از رسالت شکان چگونہ بر خوری

ان کے پیغام سے تو کیسے فائدہ اٹھائے گا؟

تا نباشی پیش شاں رابع دو تو

جب تک کہ ان کے سامنے رکوع میں دھرانہ ہو جائے

۱۔ بس محال۔ بہت سی ناممکن باتوں کو اپنے تصرفات سے ممکن بنا دیتے ہیں۔ زہر۔ ان کی صحبت میں برے اخلاق اچھے اخلاق میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ می نہ بیند۔ لیکن مگر ان کو صرف بشر سمجھتے ہیں۔

۲۔ تا قیامت۔ ان اہل اللہ کی صحبت کی تاثیر کا اثر میں قیامت تک بیان کروں تو وہ ختم نہ ہوگا۔ برملولان۔ جو لوگ میری اس طرح کی باتوں سے ملول ہوتے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ مکرز بیکار مضمون ہے لیکن انہی مضامین کا اعادہ مجھے نئی زندگی بخشتا ہے۔ شمع روشنی کی تکرار جمع کو نئی زندگی بخشتی ہے۔ خاک۔ سورج کی شعاعوں کے مکرز ہونے سے زمین میں سونے کی کان پیدا ہو جاتی ہے۔ گر ہزاراں۔ ہزاروں کی محفل ایک مکدر سے مکدر ہو جاتی ہے اور مضامین عالیہ کی آمد نہ ہو جاتی ہے۔ رسول۔ یعنی عالی مضامین بیان کرنے والا بزرگ۔

۳۔ ایں۔ یعنی اولیاء اللہ اولوں کو پیغام دیتے ہیں اور اسرار الہی سناتے ہیں۔ اسرافیل خود حضرت اسرافیل ہر وقت صبر بچھونکنے کے لئے اللہ تعالیٰ ہر نعمت سننے کے لئے منتظر ہیں۔ نخوت۔ ان اولیاء کا شہانہ مزاج ہوتا ہے اور مریدوں کی اصلاح کے لئے ان سے خدمت گزاری کے خواہش رہتے ہیں۔ تا۔ مرید کے لئے اس ذرا فکر کافی نہیں ہے شیخ کے آداب بجالانا بھی ضروری ہے۔ کے۔ شیخ کی پوری اطاعت ہوتی ہے تب وہ کہیں نسبت کی لمانت مرید کے سپرد کرتا ہے۔



ہر سیمہ دل خود سیمہ دیدے ورا
ہر سیمہ دل ان کا کالا دیکتا
مردم نادیدہ آمد رو سیاہ
نابینا انسان رو سیاہ ہوئے
خود کہ بیند مردم دیدہ ترا
آپ کو آنکھ کی پتلی کون سمجھ سکتا ہے
چوں بغیر مردم دیدہ اش ندید
جبکہ ان ببال کو آنکھ کی پتلی کے علاوہ کوئی نہ سمجھ سکا
پس ۲ جز او جملہ مقلد آمدند
ان آنکھ کی پتلی کے علاوہ سب مقلد ہیں
گفت جفتش المفرق اے خوش خصل
ان کی بیوی نے کہا اے خوش خصلت جدائی ہے
گفت جفت امشب غریبے ۳ میروی
بیوی نے کہا آج کی رات مسافر بن کر جا رہے ہو
گفت نے نے بلکہ امشب جان من
انہوں نے فرمایا نہیں نہیں بلکہ آج کی رات میری جان
گفت اے جان و لم و احسرتا
انہوں نے عرض کیا اے میری جان اور دل افسوس ہے
گفت رویت را کجا بینیم ما
انہوں نے عرض کیا ہم آپ کا چہرہ کہاں دیکھیں گے
حلقہ خاش بتو پیوستہ است
اس کا خاص حلقہ تجھ سے جڑا ہوا ہے
اندر اں حلقہ ز رب العالَمین
اس حلقہ میں رب العالمین کا

مردم دیدہ سیمہ آمد چرا
آنکھ کی پتلی کالی کیوں واقع ہوتی ہے؟
مردم دیدہ بود مرآت ماہ
آنکھوں والے چاند کا آئینہ ہوتے ہیں
در جہاں جز مردم دیدہ فزا
دنیا میں سوائے روشنی بڑھانے والی پتلی کے؟
پس بغیر او کہ در نگش رسید
تو اس آنکھ کی پتلی کے سوا کون ان جلال کے تک لکچھ سکتا ہے
در صفات مردم دیدہ بلند
بلند آنکھ کی پتلی کے صفات کے بارے میں
گفت نے نے اوصال ستاں فصل
انہوں نے فرمایا نہیں نہیں یہ جدائی وصال ہے
از تبار و خویش غائب میشوی
خاندان اور لہجوں سے غائب ہو رہے ہو
میرسد خود از غریبی در وطن
خود مسافت سے وطن میں جا رہی ہے
گفت نے جان من یا دولتاہ
انہوں نے فرمایا نہیں نہیں اے میری جان بڑی خوش نصیبی ہے
گفت اندر حلقہ خاص خدا
فرمایا خدا کے خاص حلقہ میں
گر نظر بالا کنی نے سوئے پست
اگر تو اوپر کو نظر رکھے نہ کہ پستی کی جانب
نوری تابد چوہ حلقہ نکس
نور اس طرح چمکتا ہے جیسا کہ کھنٹی کے حلقہ میں گمبہ

۱۔ جن کا دل سیاہ ہے؟ ببال کو سیاہ رو
دیکھتے ہیں لیکن کسی چیز کا کالا رنگ
اس کی قدرت کی دلیل نہیں ہے
آنکھوں کی پتلی سیاہ ہے لیکن اس کی
فضیلت ظاہر ہے مانند حاد سیاہ سے اور
پتلی والا چاند کا آئینہ ہے خود کہ یعنی
ببال کو آنکھ کی پتلی جیسا افضل
وہی ذات گرامی سمجھ سکتی تھی جس کو خود
تمام انسانوں میں وہی مرتبہ حاصل
ہے جو آنکھ کی پتلی کو تمام اعضاء میں
حاصل ہے یعنی آنحضرت ﷺ اور صحابہ
کرام۔ چوں۔ حضرت ببال کے
حقیقی اوصاف کو آنحضرت ﷺ اور صحابہ
سمجھ سکے

۲۔ پس۔ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کے
علاوہ دوسرے لوگ ان کے صحیح مرتبہ کو
حقیقی طور پر نہیں جان سکتے صرف
تقلیدی طور پر ان کو جانتے ہیں۔
خصل۔ عصلت کی جمع ہے
عادت۔ فصل۔ جدائی یعنی موت۔
۳۔ فریے۔ یعنی آپ عنہا رخصت
ہو کر مسافر بن رہے ہیں۔ تبار۔
خاندان۔ غریبی۔ دنیا مسافت کی
جگہ۔ وطن۔ عالم آخرت اصل وطن
ہے۔ حلقہ۔ مومنین کے بارے میں
فرمایا گیا ہے فَبِیْ قَعْدِ صَنِقْ
عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ۔ یعنی وہ
مقتدر شہنشاہ کے پاس چپائی کی جگہ
میں ہونگے۔ حلقہ وہ مقام جس میں
مومنین کو جگہ ملے گی ہر مومن دیکھ سکتا
ہے اگر وہ اپنی نظر بند کھلے پستی کی
طرف نہ دیکھے اندر اں۔ اس حلقہ
میں ہند کی خاص جگہ ہوگی۔



اَسپ داند بانگ و بُوئے شیر را
گھوڑا شیر کی آواز اور بو کو جانتا ہے
بَل عَدُوّ خویش را ہر جانور
بلکہ ہر جانور اپنے دشمن کو
روز خُفاشک نیارد بر پرید
چمکاز دن میں نہیں اڑ سکتی ہے
از ہمہ محروم تر خُفاش بُود
از ہمہ سے زیادہ محروم چمکاز ہے
نہ تواند مصافح زخم خورد
نہ تو میدان میں اس کا مقابلہ کر سکتی ہے
آنگہ آں خورشید از احسان وجود
پھر بھی وہ سورج احسان اور سخاوت کی وجہ سے
آفتابے کے بگرداند خُفاش
سورج اپنا رخ کب مڑتا ہے؟
غلبت لطف و کمال او بُود
اس کا انتہائی کرم اور کمال ہے
دشمن ار گیری بحدّ خویش گیر
اگر تو دشمن بنائے تو اپنے رتبہ کے اعتبار سے بنا
قطرہ ۳ باقلمزم چو استیزہ گند
قطرہ جب سمندر سے دشمنی کرے
حیلت اواز سبّاش نکدرد
اس کی تدبیر اس کی مونچوں سے آگے نہیں بڑھتی ہے
با عَدُوّ آفتاب ایں بُد خطاب
یہ گفتگو تو سورج کے دشمن سے تھی
اے عَدُوّ آفتابے کز فرش
اے اس سورج کے دشمن جس کی شان و شوکت سے

گرچہ حیوان ست لا نادار
اگرچہ جانور ہے مگر بہت کم
خود بداند از نشان واز اثر
خود علامت اور نشان سے پہچان لیتا ہے
شب بڑوں آید چو دزدان جرید
رات کو اکیلے چوروں کی طرح نکلتی ہے
کہ عَدُوّ آفتاب فاش بُود
کیونکہ وہ روشن سورج کی دشمنی ہے
نے بنفیس تاندش مقہور کرد
نہ نفرت کی وجہ سے اس کو مغلوب کر سکتی ہے
برن دَر اندز قہرش تار و پود
غصہ سے اس کا تانا بانا نہیں پھاڑتا ہے
از برائے غصہ وہ قہر خُفاش
چمکاز کے غصہ اور غضب کی وجہ سے
ورنہ خُفاش کجا منع شود
ورنہ چمکاز کہاں اس کو روک سکتی ہے؟
تلّود ممکن کہ گردانی اسیر
تاکہ یہ ممکن ہو کہ تو اس کو قابو میں کر لے
ابلہ است اوریش خود برمی گند
وہ بیوقوف ہے اپنی دلاہی نوچتا ہے
حجر و خلق قمر چوں بر درو
چاند کا گلا اور سینہ وہ کیسے پھاڑ سکتی ہے؟
اے عَدُوّ آفتاب آفتاب
اے سورج کے سورج کے دشمن!
می بلرزد آفتاب و اخترش
سورج اور اس کے ستارے لرزتے ہیں

۱۔ الانادل بہت کم ہے کہ گھوڑا شیر کی بو
کو نہ پہچانے۔ بلکہ ہر جانور اپنے
دشمن کو پہچان جاتا ہے۔ جو یہ تھا۔
خُفاش۔ چمکاز سب سے زیادہ
بد بخت ہے کہ سورج سے اس کی دشمنی
ہے حالانکہ اس سے اس کو کوئی مفرت نہیں
اسی طرح سب سے زیادہ بد بخت وہ
ہے جو حقیقی آفتاب یعنی دلی سے دشمنی
پر کرتے۔ مصافح۔ میدان جنگ۔
مقہور۔ مغلوب۔

۲۔ آنگہ۔ یہ سورج کا کرم ہے کہ وہ
اس چمکاز کو خاکستر نہیں بناتا ہے اسی
طرح اولیاء کا کرم ہے کہ وہ منکرین کا
تہلو و پریاد نہیں کرتے ہیں۔ قفا۔ یعنی
رخ۔ دشمن۔ اب مولانا سمجھاتے ہیں
کہ اولیاء کے ساتھ دشمنی بری ہے۔
دشمنی اگر کی جائے تو ایسے شخص
سے کی جائے جس کو انسان مغلوب
کر سکے۔

۳۔ قطرہ۔ اولیاء کے ساتھ عام انسان
کی دشمنی ایسی ہے جیسے کہ قطرہ سمندر
سے دشمنی کرے جو محض اس کی حماقت
ہے۔ حیلت۔ عوام کی دشمنی اولیاء کو
کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے۔ قمر۔
یعنی دلی کمال۔ باعد۔ چمکاز جو
آسمانی سورج کی دشمنی ہے اس کی
بات تو ہم نے بتا دی دلی کا دشمن تو
آفتاب کے آفتاب کا دشمن ہے۔
آفتاب آفتاب۔ دلی آفتاب حقیقی
یعنی اللہ تعالیٰ کا آفتاب ہے۔

۱۔ تو عدو۔ ولی کا دشمن اللہ کا دشمن ہے اور یہ دشمنی خود اس کی اپنے ساتھ دشمنی ہے اے عجب۔ اللہ تعالیٰ سے انسان کی دشمنی اللہ میں کوئی نقصان نہیں پیدا کر سکتی۔ رحمتش۔ جس طرح اللہ کا جلال بے پایاں ہے اسی طرح اس کی رحمت بھی خالص رحمت ہے۔ کہ مزاج۔ انسان کا رحم غم سے ملا جلا ہوتا ہے کسی مجبور کو دیکھ کر انسان پر غم طاری ہوتا ہے پھر اس کی رحمت ابھرتی ہے

۲۔ رحمت مخلوق۔ انسانوں کی رحمت و شفقت غصہ سے ملی جلی ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت ان تمام باتوں سے پاک ہے۔ رحمت بے چوں۔ جس طرح اللہ کی ذات کی حقیقت تک رسائی ناممکن ہے اسی طرح اس کی صفات بھی عقل سے بالاتر ہیں صرف ان صفتوں کو ان کے اثرات سے سمجھا جا سکتا ہے

۳۔ فرق۔ کسی چیز کو مثال اور آثار سے جاننا اور بات سے اور حقیقت و مہیت کو جاننا اور بات سے۔ اوصاف۔ کمال۔ حضرت حق تعالیٰ کی صفات کمال۔ غفل۔ ہماری عقلوں میں ان صفات کی حقیقت کو سمجھنے کی صلاحیت نہیں ہے جس طرح بچہ جماع کی حقیقت نہیں سمجھ سکتا ہے۔ طمٹ۔ حیض۔ جماع۔ جو کہ کوئی بچہ کو جماع کی حقیقت اس طرح سمجھائی جاسکتی ہے کہ اس سے کہا جائے کہ وہ ایسا مزیدار ہے جسا کہ حلوا کے بود۔ لیکن ظاہر ہے کہ جماع کی حقیقت اور کچھ ہے اور حلوے کی حقیقت کچھ اور ہے

تو عدو او نہ خصم خودی
تو اس کا دشمن نہیں ہے اپنا دشمن ہے
اے عجب از سوزشت او کم شود
تعب ہے اگر تیرے جلنے سے وہ کم ہو جائے
رحمتش نے رحمت آدم بود
اس کی رحمت انسان کی رحمت نہیں ہے
رحمت ۲ مخلوق باشد غصہ ناک
مخلوق کی رحمت غصہ سے ملی ہوتی ہے
رحمت بچوں چنیں داں اے پسر
اے بیٹا! بے مثال کی رحمت کو یوں سمجھ

چہ غم آتش را کہ تو ہیزم شدی
آگ کو کیا فکر ہے جبکہ تو ایندھن ہو گیا ہے
یاز درد و غصہ ات پر غم شود
یا تیرے درد اور غصہ سے وہ غمگین ہو
کہ مزاج رحم آدم بود
انسان کی رحمت کی ملاوٹ غم ہوتا ہے
رحمت حق از غم و غصہ است پاک
اللہ کی رحمت غم و غصہ سے پاک ہے
ناید اندر و ہم ازوے جز اثر
ک سوائے نشان کے وہ سمجھ میں نہیں آتی ہے

فرق ۳ میان داستن چیزے بمثال و تقلید و میان داستن مہیت آل چیز
کسی چیز کو مثال اور علم تقلیدی سے جاننے میں اور اس چیز کی حقیقت کے جاننے میں فرق

ظاہرست آثار میوہ رحمتش
اس کی رحمت بے پھل کے آثار ظاہر ہیں
ہیچ مہیات او صاف کمال
کمال اوصاف کی مہیاتیں
طفل مہیت نداند طمٹ را
بچہ جماع کی حقیقت نہیں جانتا ہے
طفل را بود زوطی زن خبر
بچہ کو عورت سے جماع کرنے کی لذت کی خبر نہیں ہے
کے بود مہیت ذوق جماع
جماع کی لذت کی حقیقت کب ہوتی ہے؟
لیکن نسبت کرد از روئے خوشی
لیکن لذت کی حیثیت سے نسبت دیدی

لبک کہ داند جز او مہیتش
لیکن اس کی حقیقت سوائے اس کے اور کون جانتا ہے
کس نداند جز باآثار و مثال
کوئی شخص سوائے نشانات اور مثال کے نہیں جانتا ہے
جز کہ گوئی ہست چوں حلوا ترا
سوائے اس کے کہ تو کہدے کہ تیرے لئے حلوا جیسا ہے
جز کہ گوئی ہست آں خوش چوں شکر
سوائے اس کے تو کہدے وہ شکر جیسا خوش ذائقہ ہے
مثل مہیات حلوا اے مطاع
اے جناب! حلوے کی مہیاتوں جیسی
ہاتو آں عاقل کہ تو کو دکوشی
اس عقلمند نے تیرے لئے چونکہ تو بچہ کی طرح ہے



تابداند کُودک آں را از مثال
تا کہ بچہ آں کو مثال سے سمجھ لے
پس اگر گوئی بدانم دُور نیست
پس اگر تو کہے کہ میں جان گیا تو بھی بعید نہیں ہے
گر کے ۲ گوید کہ دانی نوح را
اگر کوئی کہے کہ تو نوح کو جانتا ہے
گر بگوئی چوں ندانم کال قمر
اگر تو کہے کہ میں کیوں نہیں جانتا ہوں کیونکہ چاند ہیں
کود کان خرد در کُتا بہا
چھوٹے بچے مکتبوں میں
نام او خوانند در قرآن صریح
ان کا نام صاف طور پر قرآن میں پڑھتے ہیں
راست کُودانیش تو از رُوی وصف
سچ ہے کہ تو ان کو اوصاف کے اعتبار سے جانتا ہے
وَر بگوئی من چه دانم نوح را
اگر تو کہے کہ میں حضرت نوح کو کیا جانوں؟
من ۳ گجاد استن او از گجا
میں رکھوں اور ان کا جانتا کہیں
مور لنگم من چه دانم فیل را
میں لنگری چھوٹی ہوں میں ہاتھی کو کیا جانوں؟
ایں سخن ہم راست ست از رُوی آں
یہ بات بھی صحیح ہے اس لئے کہ
عجز از ادراکِ مہیتِ عمو
اے چچا! مہیتوں کے ادراک سے عجز
زانکہ مہیات و سرِ سرِ آں
کیونکہ مہیتیں اور ان کے راز کا راز

گرداند مہیتِ باعینِ حال
اگر اس کی واقعی حقیقت نہیں سمجھ سکتا ہے
در بگوئی کہ ندانم زور نیست
اور اگر تو کہے کہ میں نہیں جانتا ہوں تو بھی جھوٹ نہیں ہے
واں رسولِ حق و نورِ روح را
اس اللہ کے رسول اور روح کے نور کو
ہست از خورشید و مہ مشہور تر
جو سورج اور چاند سے زیادہ مشہور ہیں
واں اماماں جملہ در محرابہا
اور تمام امام محرابوں میں
قصہ اش گویند از ماضی فصیح
ان کا گذشتہ قصہ وضاحت سے بیان کرتے ہیں
گرچہ مہیت نشد از نوح کشف
اگرچہ حضرت نوح کی حقیقت واضح نہیں ہوئی ہے
آں گزیدہ حق و محض روح را
اس اللہ کے برگزیدہ اور خالص روح کو
ہمچو اوئے داند اُورا اے فتنی
اے نوجوان! ان کو جیسا ہی جان سکتا ہے
پشہ کے داند اسرائیل را
پتھر حضرت اسرائیل کو کیا جانے؟
کہ بمہیتِ ندانیش اے فلاں
اس فلاں کی حقیقت کے اعتبار سے تو ان کو نہیں جانتا ہے
حالتِ عامہ بود دریاب تو
عوام کی حالت ہوتی ہے تو حاصل کر لے
پیش چشمِ کاملان باشد عیاں
کالموں کی آنکھ کے سامنے کھلا ہوا ہوتا ہے

۱ تابداند۔ جب حقیقت کو سمجھنا
مشکل ہوتا ہے تو اس چیز کو مثالوں
سے سمجھایا جاتا ہے۔ پس۔ یہ علم جو
مثال سے حاصل ہوا ہے اس کو
آگ چیز کا علم بھی کہا جاسکتا ہے۔
چونکہ مثال سے بہر حال کچھ علم حاصل
ہوا ہے اور اس چیز کا جہل بھی کہا جا
سکتا ہے کیونکہ حقیقت تو نامعلوم

۲ گر کے۔ اگر کسی کو حضرت
نوح کا علم ان کی بعض صفات سے
حاصل ہے اور کما حقہ ان کی حقیقت
معلوم نہیں ہے تو اس کا یہ کہنا بھی صحیح
ہے کہ میں حضرت نوح کو جانتا
ہوں اور یہ بھی کہنا درست ہے کہ میں
ان سے واقف نہیں ہوں۔ قمر۔ یعنی
حضرت نوح۔ کتاب۔ مکتب مدرسہ۔
کشف۔ مکشوف، معلوم۔ گزیدہ۔
برگزیدہ۔

۳ من گجا۔ یعنی میں اس قابل
کہاں کہ ان کی حقیقت سے
ناواقف ہو سکوں۔ عجز۔ اب مولانا
نصیحت فرماتے ہیں کہ حقیقت سے
ناواقفیت عوام کے شلیان شان ہے
انسان کو چاہیے کہ اپنے اندر وہ
صلاحیت پیدا کرے جس کے ذریعہ
چیزوں کی حقیقت معلوم کر سکے
زانکہ کامل لوگ مہیتوں اور ان کے
راز کے راز سے بھی واقف ہوتے
ہیں مہیات سے اعیان ثابتہ مراد
ہیں اور سر مہیات سے مراد مالاہی ہیں
اور سر مہیات کے سر سے مراد حقیقت
الہیہ ہے

درو جود از سر حق و ذات اُو
اللہ تعالیٰ اور اس کی ذات کے راز سے وجود میں
چونکہ آل مخفی نماند از محر ماں
جبکہ محرموں سے وہ پوشیدہ نہیں رہتا
عقل ۲ بخشی گوید ایں دورست و کو
بحث کرنے والی عقل کہتی ہے یہ بعید ہے اور کہاں ہے؟
قطب گوید مر تر اے سُست حال
قطب تجھے کہتا ہے کہ اے ست حال
واقعاتے کہ کنونت بر کشود
وہ واقعات جو تجھ پر اب کھلے ہیں
چوں ۳ رہانیدت زده زنداں کرم
جب تجھے کرم خداوندی نے دس قید خانوں سے آزاد کر دیا ہے
چوں خلاصی یافتی از صد بلا
جب تو سینکڑوں مصیبتوں سے نجات پا گیا ہے
سہل گیرش تا نگرود مشکلت
اس کو آسان سمجھ تا کہ وہ تیرے لئے مشکل نہ بنے
سوئے بحث خویش تازاے بواحسن
اے اہل حسن! اپنی بحث کی جانب آ
نسبت اثبات بانفی از نخست
اثبات اور نفی کی نسبت کا شروع سے

جمع و تفریق میان نفی و اثبات یک چیز از روئے نسبت و اختلاف جہت
ایک چیز کے بارے میں اقرار اور انکار کا جمع ہونا اور نہ ہونا جہت اور نسبت کے اختلاف کی وجہ سے ہے



ہاک کی بحث۔ بواحسن۔ اس سے کوئی خاص شخص مراد نہیں ہے ہر مخاطب مراد ہے جمع و تفریق نفی اور اثبات ایک جگہ
جمع بھی دجائے ہیں اور ان میں تفریق بھی ہے حیثیت اور جہت بدل جانے سے حکم بدل جاتا ہے ایک ہی چیز کے ایک
حیثیت اور جہت سے دوسری حیثیت اور جہت سے دوسرا معلوم ہے۔

۱۔ وجود۔ اللہ کی ذات اور اس کی
صفات عقل اور سمجھ سے دور تر ہیں پھر
بھی کامل اولیا میں سے واقف ہوتے
ہیں۔ ذات دوصفے۔ جبکہ اولیاء
ذات و صفات احدیت کا علم حاصل کر
لیتے ہیں تو کائنات کی ذات و صفات
ان پر کیسے غلبہ سکتی ہے۔
۲۔ عقل۔ بخشی۔ یعنی فلسفی کی
عقل یہ کہتی ہے کہ ذات و صفات
کے بارے میں جو الفاظ ہیں وہ حقیقی
معنی پر محمول ہونا محال ہیں لہذا انہیں
تاویل کی جائے گی اور ان کو تاویل معنی
میں سمجھنا ضروری ہے۔ قطب۔ ولی
جو واقف حال سے وہ کہتا ہے کہ چونکہ
یہ باتیں فلسفی کی عقل سے بالاتر ہیں
لہذا اس کو محال نظر آتی ہیں۔
واقعاتے۔ فلسفی کی عقل کا حال تو یہ
ہے کہ جب تک چیز وقوع میں نہ
آئے اس کو محال قرار دیتا ہے جب
اس کا وقوع ہو جاتا ہے تو ممکن سمجھتا
ہے۔ زمین کے کت کو محال سمجھا جاتا تھا
اور آسمان کو متحرک مانا جاتا تھا اب
زمین کو متحرک مان لیا گیا ہے۔

۳۔ چوں۔ رہبانیت۔ جب
انسان مجاہدے کرتا ہے تو وہ پانچوں
ظاہری حواس اور پانچوں باطنی حواس
کی قید سے آزاد ہو جاتا ہے اور کشف
شہود کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ تہودہ
میدان تھا جس میں بنی اسرائیل
چالیس سال تک سرگرداں رہے۔
چوں خلاصی۔ جب اللہ کے کرم نے
سینکڑوں مصیبتیں مٹا دیں تو افلاس
اور فقر کی مصیبت کو بھی ڈال دے گا
جب دواں اور حواسوں سے آزادی مل
گئی تو کشف و شہود بھی میسر آ جائے
گا۔ بحث خویش۔ یعنی نفی اور اثبات
کی بحث۔ ایں سخن۔ یعنی مباحثوں کے

نفی آل یک چیز و اثباتش رواست
ایک ہی چیز کی نفی اور اثبات درست ہے
مَلَمِيتٍ اِذْ رَمِيتٍ اِنْ نَسَبْتَ اسْتَ
تو نے نہیں پھینکا جبکہ تو نہ پھینکا نسبت کے اعتبار سے
آل تو افگندی چو بروست تو بود
تو نے پھینکا چونکہ تیرے ہاتھ سے ہوا
زورِ آدم زادہ را حدے بود
انسان کی طاقت کی ایک حد ہے
مُشْتِ مُشْتِ تَسْتِ وَا فَلَکُنْدِن زِمَا سْتِ
مٹھی تو تیری مٹھی ہے اور پھینکنا ہمارا ہے

يَعْرِفُونَ الْاَنْبِيَاءَ اضْذَا ذُهُمْ
انبیاء کو ان کے مخالفین پہچانتے ہیں
ہمچوں فرزندان خود دانند شال
ان کو اپنی اولاد کی طرح پہچانتے ہیں
لیک از رشک و حسد پنہاں کنند
لیکن رشک اور حسد سے چھپا جاتے ہیں
پس چو یعرفِ گفت چوں جائے دگر
پس جبکہ وہ پہچانتا ہے، فرمایا دوسری جگہ کیوں
اَنْهَمْ تَحْتَ قُبَائِي كَلِهْنُونِ
وہ میری قبا کے نیچے چھپے ہوئے ہیں
ہم ۳ بہ نسبت گیر اس مثنوح را
اس کلی ہوئی بات کو بھی تو نسبت کی وجہ سے سمجھ لے
زیر نمط بسیار آمد در خبر
اس طرح کی بات حدیث میں بہت آئی ہے

چوں جہت شد مختلف نسبت و توانست
جب جہت بدل گئی نسبتیں دور ہو گئیں
نفی و اثبات ست ہر دو مثبت است
نفی اور اثبات ہے دونوں درست ہیں
تو نیفگندی کہ قوت حق نمود
تو نے نہیں پھینکا چونکہ طاقت اللہ نے دی ہے
مُشْتِ خَاکِ اِشْکِ سْتِ لَشْکَرِ کِ شُود
مٹت خاکِ لشکر کی شکست کا سبب ہو سکتی ہے
زیر دو نسبت نفی و اثباتش رواست
ان دو نسبتوں کی وجہ سے اس کی نفی اور اثبات درست ہے

مِثْلَ مَا لَا يَشْتَبِهَ اَوْلَادُهُمْ
اس طرح جس طرح کہ ان کو اپنی اولاد میں شبہ نہیں ہوتا ہے
مُنْکَرِ اِل بِلْصَدِّ دِلِيلِ و صَدِّ نِشَالِ
منکر لوگ دلیلوں اور سینکڑوں علامتوں سے
خویشتن را برندانم می زنند
اپنے آپ کو ہم نہیں جانتے، کا مصداق بناتے ہیں
گفت لَا يَعْرِفُهُمْ غَيْرِي فَلَرُ
ان کو میرے سوا کوئی نہیں جانتا پس رہنے دے فرمایا
جُزْ کہ یزداں شال نداندز آزمون
ان کو خدا کے سوا آزمائش سے کوئی نہیں جانتا ہے
کہ بدانی و فدانی نوح را
کہ تو نوح کو جانتا بھی ہے اور نہیں جانتا ہے
کال بہ نسبت باشد اے جاں معتبر
اے جان! کہ وہ نسبت کی وجہ سے خبر ہوتی ہے

۱۔ مازنیٹ۔ جنگ بدر میں
آنحضور نے ایک مٹھی مٹی دشمنوں کی
طرف پھینکی جس سے داندھے اور
شکست یاب ہو گئے چونکہ آنحضور
نے اپنے ہاتھ سے وہ مٹی پھینکی تو
پھینکنے کی نسبت آنحضور کی طرف کی
گئی اور چونکہ اس پھینکنے نے وہ کام کیا
جو آنحضور کا ذاتی نہ تھا اس لئے پھینکنے
کی آنحضور سے نفی کر دی گئی۔

۲۔ یغرفون۔ انبیاء کے بارے
میں فرمایا گیا ہے جو اولیاء پر بھی صادق
ہے کہ منکرین ان کو ایسا ہی جانتے
ہیں جیسا کہ وہ اپنی اولاد کو جانتے ہیں
پھر فرمایا گیا ہے کہ اولیاء میرے دامن
میں چھپے ہوئے ہیں ان کو میرے سوا
کوئی نہیں جانتا ہے۔ چونکہ جانا اور
نہ جانا ہے چونکہ جانا اور نہ جانا وہ
حیثیتوں سے ہے لہذا دونوں باتیں
درست ہیں۔

۳۔ ہم بہ نسبت۔ حضرت نوح
کو جانا اور نہ جانا بھی اسی اعتبار سے
سمجھ لے۔ زیر نمط۔ حیثیت اور
جہت بدل جانے سے دو متضاد حکم
بہت سی چیزوں پر لگائے گئے ہیں۔
مسئل۔ کسی کی فنا و بقا کا مسئلہ بھی اسی
نوعیت کا ہے کہ مختلف حیثیتوں کے
اعتبار سے اس کو فانی اور باقی کہا جاتا
ہے۔

مسئلہ فنا و بقائے درویشِ کامل

کامل درویش کی فنا اور بقا کا معاملہ

۱۔ در بود۔ یعنی اگر وہ موجود ہے تو اپنی ذات کے اعتبار سے نہیں ہے بلکہ اپنی ذات کے اعتبار سے فانی ہے اور اس کو بقا اللہ حاصل ہے۔ چون زبانہ دن میں سورج کے سامنے اگر شمع روشن کرو تو اس پر متضاد حکم لگ سکتے ہیں چونکہ آفتاب کی روشنی کے سامنے اس کی روشنی ماند پڑ گئی ہے تو کہہ سکتے ہو کہ وہ روشن نہیں ہے اور اس حیثیت سے کہ اس کی لو پر روشنی رکھو وہ جل جائے گی تم یہ کہہ سکتے ہو کہ شمع روشن ہے۔

۲۔ در و صد۔ اگر دو سو من شہد میں ایک سیر سر کہ ملا دو تو کہہ سکتے ہو کہ سر کہ معدوم ہے چونکہ اس کا کوئی مزہ چکھنے میں معلوم نہیں ہوتا اور یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ سر کہ موجود ہے اس لئے کہ وزن کرو گے تو وہ دو سو من ایک سیر ہو گا۔ لوقیہ۔ چالیس درہم کا وزن ہمزہ کو حذف کر کے قیہ بھی کہہ دیتے ہیں۔

۳۔ پیش۔ ہرن جب شیر کے سامنے ہوش ہو گیا تو وہ فانی بھی ہے اور باقی بھی ہے۔ اس قیاس۔ فنا و بقا میں یہ مثالیں جودی گئی ہیں وہ حضرت حق کی شمایاں شان نہیں ہیں لیکن ان کا بیان کرنا عشق و محبت کے جوش میں ہوا ہے ترک ادب مقصود نہیں ہے۔ نبض عاشق۔ عشق الہی کا دعویٰ ایک وجہ میں برابری کا دعویٰ ہے اس لئے کہ عاشق و معشوق میں لاحالہ کوئی نسبت ہوتی ہے بلکہ ممکن واجب کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں رکھتا ہے۔ بے ادب۔ عاشق و عشق کی مستی میں گستاخانہ باتیں بول جاتا ہے لیکن وہ گستاخی اس وقت گستاخی ہے جب اس کی نسبت عاشق کی طرف ہو لیکن چونکہ اس کو فنا کا وجہ حاصل ہے اور وہ باتیں اس کی ذات سے منسوب نہیں ہیں لہذا وہ گستاخی نہیں ہے۔

گفت قائل در جاں درویش نیست
ایک کھنے والے نے کا دنیا میں کوئی درویش نہیں ہے
ہست از روئے بقائے ذات او
اس کی ذات کی بقا کے اعتبار سے وہ ہے
چوں زبانہ شمع پیش آفتاب
جیسا کہ شمع کا شعلہ سورج کے بالمقابل
ہست باشد ذات اوتا تو اگر
اس کی ذات موجود ہوتی ہے کہ حتیٰ کہ اگر تو
نیست باشد روشنی نبد ترا
معدوم ہوتا ہے تجھے روشنی نہیں دیتا ہے
دروا و صد من شہید یک و قیہ زخل
دو سو من شہد میں ایک لوقیہ سر کہ
نیست باشد طعم خل چوں می پشی
جب تو چکھے گا سر کہ کا مزہ معدوم ہو گا
پیش شیرے آہوئے بیہوش شد
ایک ہرن شیر کے سامنے بے ہوش ہو گیا
اس قیاس ناقصاں بر کار رب
اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں ناقصوں کا یہ قیاس
نبض عاشق بے ادب برمی جہد
عاشق کی نبض بلا لحاظ ادب تڑپتی ہے
بے ادب تر نیست زو کس در جہاں
دنیا میں اس سے زیادہ بے ادب کوئی نہیں ہے

در بود درویش آل درویش نیست
اور اگر درویش ہو گا تو وہ درویش نہیں ہے
نیست گشتہ وصف او در وصف ہو
اس کا وصف ال کے وصف میں نیست ہو گا
نیست باشد ہست باشد در حساب
نہیں ہے ہوتا ہے لیکن حساب میں ہے ہوتا ہے
بر نہی پنبہ بسوزد زان شرر
روٹی رکھ دے وہ اس شعلہ سے جل جائے گی
کردہ باشد آفتاب اورا فنا
سورج نے اس کو فنا کر دیا ہوتا ہے
چوں در افگندی و دروے گشت حل
جب تو نے ذال دیا اور وہ اس میں حل ہو گیا
ہست یک و قیہ فزوں چوں میکشی
جب تو وزن کرے گا ایک لوقیہ بڑھا ہوا ہے
ہستیش در ہست اورو پوش شد
اس کی ہستی اس کی ہستی میں چھپ گئی
جوشش عشق ست نر ترک ادب
ادب کو ترک کرنے کی وجہ سے نر عشق کا جوش ہے
خویش را در کفہ شہ می نہد
اپنے آپ کو شاہ کے پلڑے میں رکھتی ہے
با ادب تر نیست زو کس در نہاں
وہ اس سے زیادہ با ادب کوئی نہیں ہے



ہم بہ نسبت اداں دفاق اے منتخب

اے برگزید جمع ہونا بھی نسبت کی وجہ سے سمجھ

بے ادب باشد چو ظاہر بنگری

جب تو دیکھے گا وہ بظاہر بے ادب ہو گا

چوں بہا طین بنگری دعویٰ کجاست

جب تو حقیقت کو دیکھے گا دعویٰ کہاں ہے؟

مات ۲ زید زید اگر فاعل بود

”زید مر گیا“ زید اگرچہ فاعل ہے

او زوئے لفظ نحوی فاعل ست

وہ نحوی اصطلاح کے اعتبار سے فاعل ہے

فاعلیٰ چہ کو چناں مقہور شد

وہ فاعل کیسا دایا مغلوب ہے

ایں دو ضد با ادب با بے ادب

با ادب ‘ اور بے ادب ان دو ضدوں کا

کہ بود دعویٰ عشقش ہمسری

کیونکہ اس کا عشق کا دعویٰ برابری ہے

اوود دعویٰ پیش آں سلطان فناست

وہ اور اس کا دعویٰ شاہ کے سامنے معدوم ہیں

لیک فاعل نیست کو عاقل بود

لیکن وہ کرنے والا نہیں ہے ‘ کیونکہ وہ بیکار ہے

ورنہ او مفعول و موش قاتل ست

ورنہ وہ مفعول ہے ‘ اور موت اس کی قاتل ہے

فاعلیہا جملہ ازوے دور شد

تمام فاعل اس سے دور ہو گئی ہے

۱۔ ہم بہ نسبت۔ اس کا با ادب ہونا اور بے ادب ہونا بھی نسبت کے اختلاف سے صحیح ہے اگر وہ باتیں اس کی ذات کی طرف منسوب ہوں تو بے ادب ہے ‘ اگر ذات باری کی طرف ہوں تو یہ با ادب ہے۔ چوں بہا طین۔ چونکہ اس کو فنا فی الذات کا مرتبہ حاصل ہو گیا ہے لہذا اس کا اپنانہ کوئی دعویٰ ہے نہ کوئی ذات۔

۲۔ مات زید۔ نحوی ترکیب کے اعتبار سے مات فاعل ہے اور زید اس کا فاعل ہے یہ محض لفظی بات ہے ورنہ زید میں موت کی حالت میں فاعلیت اور کرنے کی صلاحیت کہاں ہے وہ اصل مفعول اور مقتول ہے۔ موت اس کی قاتل ہے۔ فاعلیٰ چہ۔ فاعل بننے کی صلاحیت ہی باقی نہیں ہے لہذا فاعل کی اس کی طرف نسبت نہیں کی جاسکتی۔

۳۔ قصہ۔ اس قصہ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ وہ دلیل اپنی جان سے قطع نظر کر کے بادشاہ کے سامنے پیش ہوا اسی طرح عاش اپنی ذات و صفات سے قطع نظر کر لیتا ہے۔ صدرش۔ یعنی وہ غلام صدر جہاں کے ہر بار سے روپوش ہو گیا۔ کہستان۔ ایک شہر کا نام ہے۔ خلاعت۔ مرض یا فراق سے رونا۔

قصہ ۳ وکیل صدر جاں کہ متہم شد و از بخارا گریختہ از

صدر جہاں کے وکیل کا قصہ جو متہم ہو گیا تھا ‘ اور جان کے ڈر سے بخدا سے بھاگ گیا

بیم جاں ‘ باز عشقش گریباں گرفت کہ کار جاں بہر

تھا پھر عشق نے اس کا گریبان پکڑا کہ محبوب کے لئے جان کا معاملہ

جاناں سہل باشد عاشقاں را

عاشقوں کے لئے آسان ہوتا ہے

متہم شد گشت از صدرش نہاں

متہم دگیا ‘ اس کے ہر بار سے غائب ہو گیا

کہ خراسان گہ کہستان گاہ وشت

کبھی خراسان میں کبھی کہستان میں ‘ کبھی جنگل میں

گشت بے طاقت ز یام فراق

جدائی کے زمانہ سے ‘ بے بس ہو گیا

صبر کے داند خلاعت را نشاند

صبر ‘ فراق کے ڈر کو کہیں فرد کر سکتا ہے؟

در بخارا بندہ صدر جہاں

بخدا میں ‘ صدر جہاں کا ایک غلام

مدت وہ سال سرگرداں بکشت

دس سال تک لانا پھرا

از پس وہ سال او از اشتیاق

دس سال کے بعد و عشق کی وجہ سے

گفت تاب فرتم زیں یس نمائد

اس نے کہا اس کے بعد جدائی کی طاقت مجھ میں نہیں رہی ہے

آب زرد و گندہ و تیرہ شود
پانی زرد اور گندہ اور گدلا ہو جاتا ہے
آتشی خاکسترے گرود ہبا
آگ ' راکھ فضا کے ذرے بن جاتی ہے
زرد و ریزاں برگ او اندر حرص
خرابی ساس کے پتے زرد اور چھڑنے والے ہوتے ہیں
ہمچو تیر انداز اشکتہ کماں
ٹوٹی ہوئی کمان والے تیر انداز کی طرح ہے

بید از فرقت چنل لرزاں شدہ است
بید ' فراق سے اس قدر لرزناے والی بن گئی ہے
تا قیامت یک بود از صد ہزار
قیامت تک ایک ہو گا
رَبِّ سَلِّمْ رَبِّ سَلِّمْ گوئی و بس
بس خدا بچا خدا بچا کہتا رہ
از فراق او بیندیش آں زماں
اسی وقت اس کی جدائی کو سوچ لے

آخر از وے جست و ہمچوں باد شد
بالآخر اس سے د چیز چلی گئی اور ہوا جیسی ہو گئی
پیش از اں کو بچہد از تو تو بچہ
اس سے پہلے کہ وہ تجھ سے بھاگے تو اس سے بھاگ جا
نفس را کَلْعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْکِ
نفس سے ہیں تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتا ہے

از ا فراق ایں خاکہا شورہ شود
فراق سے یہ زمینیں شور بن جاتی ہے
بادِ جاں افزا و خم کرد و با
روح پرور ہوا ' ناموافق و با بن جاتی ہے
باغِ چوں بخت شود دازا لمرض
جنت جیسا باغ ' بیماری کا گھر بن جاتا ہے
عقلِ دَرَاک از فراق دوستان
دوستوں کی جدائی ہے ' حساس عقل

دوزخ از فرقت چنل سوزاں شدہ است
دوزخ فراق سے اس قدر جلانے والی بن گئی ہے
گر بگویم از فراق چوں شرار
اگر میں چنگاریوں جیسے فراق کے متعلق کہوں
پس ز شرح سوز او کم زن نفس
لہذا اس کی سوزش کی تشریح نہ کر
ہر چہ از وے شاد گردی در جہاں
تو دنیا میں جس چیز سے خوش ہو

زانچہ گشتی شاد بس گس شاد شد
جس چیز سے تو خوش ہوا ہے بہت سے خوش ہو چکے ہیں
از تو ہم بچہد تو دل بروے منہ
وہ تجھ سے بھی نکل بھاگے گی اس سے دل نہ لگا
ہمچو مریم گوئی پیش از فوت ملک
ملک گفت ہونے سے پہلے ہی حضرت مریم کی طرح کہہ دے

۱۔ از فراق زمین پانی کی جدائی
سے بنجر بن جاتی ہے اور پانی روٹی کی
جدائی ہے گدلا اور گندہ بن جاتا ہے
باد ہوا صفائی کی جدائی سے ناموافق
اور دبا بن جاتی ہے آتش آگ
ایندھن کی جدائی سے راکھ بن جاتی
ہے باغ موسم بہار کی جدائی باغ کو
مرض کا گھر بناتی ہے اور مرض کی جد
سے اس کے پتے زرد ہو کر گر کرنے
لگتے ہیں عقل دوستوں کی جدائی
عقل کو ایسا مہبوت کر دیتی ہے جس
طرح تیر انداز کمان ٹوٹ جانے سے
مہبوت بن جاتا ہے۔

۲۔ دوزخ خدا کی رحمت کی جدائی
میں جہنم پر سوز بنی ہوئی ہے بید کا
درخت طاقت کے فراق سے لرزتا
ہے گر بگویم فراق کے اثرات کا
بیان قیامت تک مکمل نہیں ہو سکتا۔
پس فراق کے اثرات کی تفصیل میں
پڑنے کی بجائے الامان الامان کہنا
چاہیے۔

۳۔ ہر چہ دنیا کی خوشن چیز فراق
کا داغ دینے والی ہے زانچہ دنیا کی
خوشن چیزوں نے بہت سوں کو فراق
میں مبتلا کیا ہے پیش از اں اس چیز
کے جدا ہونے سے پہلے ہی اگر تو اپنا
دل اس سے ہٹا لے گا تو فراق کی
تکلیف نہ ہوگی۔ ہمچو مریم۔ جس
طرح مریم نے خدا کی پناہ حاصل کی
تھی تو بھی دنیا کی خوشن چیزوں سے
خدا کی پناہ حاصل کر لے اور ان کے
فوت ہونے سے قبل ہی خدا کی
طرف رجوع کر لے۔

پیدا شدن روح لقدس بصورت آدمی بر مریم بوقت
حضرت جبریل کا آدمی کی صورت میں غسل اور برہنگی کی حالت میں حضرت
غسل و برہنگی و پناہ گرفتن او بحق تعالیٰ
مریم کے سامنے رونما ہوتا اور ان کا اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنا

دید مریم صورتے بس جانفزا
حضرت مریم نے ایک روح پر صہت دیکھی
پیش او بر رُست از روئے زمین
ان کے سامنے زمین سے نکل آئے
از زمین بر رُست خوبے بے نقاب
ایک حسین بے نقاب زمین سے نمودار ہوا
لرزہ ۲ بر اعضائے مریم او فقاد
حضرت مریم کے اعضاء پر کچکی طاری ہو گئی
صورتے کہ یوسف اردیدے عیاں
وہ ایسی صورت تھی کہ اگر حضرت یوسف اس کو دیکھ لیتے
ہمچو گل پیشش بروید او ز گل
وہ زمین سے پھول کی طرح ان کے سامنے آگئے
گشت مریم بیخود و در بیخودی
حضرت مریم بے اختیار ہو گئیں اور بیخودی میں
زانکہ عبادت کردہ و دال پاک جیت
کیونکہ ان پاکدامن نے عادت ڈال رکھی تھی
چوں جہاں را دید ملکہ بیقرار
چونکہ انہوں نے دنیا کو بے نکاو ملک سمجھ لیا تھا
تا بگاہ مرگ حصے باشدش
تاکہ موت کے وقت وہ ان کا قلعہ بنے
از پناہ حق ہزارے بہ ندید
انہوں نے اللہ کی پناہ سے زیادہ بہتر کوئی قلعہ نہیں دیکھا
چوں بدید آں غم زبائے عقل سوز
جب انہوں نے وہ عقل سوز لادائیں دیکھیں
شاہ و لشکر خلقہ در گوشش شدہ
شاہ اور لشکر اس کے حلقہ بہ گوش بن گئے تھے

جانفزائے لربائے در خلا
خلوت میں جو بڑی روح پرور اور لربا تھی
چوں مہ و خورشید آں روح الامیں
جبرئیل چاند اور سورج جیسے
آنچناں کنز شرق روید آفتاب
جس طرح مشرق سے سورج نمودار ہوتا ہے
کو برہنہ بود ترسید از فساد
کیونکہ وہ تنگی تھیں اور خرابی سے ڈریں
دست از حیرت دیدے چوں زناں
عورتوں کی طرح حیرت سے ہاتھ کاٹ لیتے
چوں خیالے کہ بر آرد سر ز دل
جس طرح خیال دل سے سر اٹھاتا ہے
گفت بیکم در پناہ ایزدی
فرمایا میں خدا کی پناہ میں آتی ہوں
دہریمت درخت بر دلن سوئے مغیب
عاجزی میں غیب کی طرف رجوع کرنے کی
حازمانہ ساخت زان حضرت حصار
پختہ کاری سے اس دہار کو قلعہ بنا لیا تھا
کہ نیابد خصم راہ مقصدش
تاکہ شیطان اپنے مقصد کا راستہ نہ پائے
یورتگہ نزدیک آں دژ برگزید
اس قلعہ کے نزدیک انہوں نے قیامگاہ منتخب کی
کہ از وی شد جگر ہاتیر دوز
جنس سے جگر زخمی ہوتے تھے
خسروان ہوش بیہوش شدہ
عقل کے شہنشاہ بیہوش ہو گئے تھے

۱۔ در خلا۔ حضرت مریم نے لوگوں سے گوشہ تہائی اختیار کر لیا تھا۔ روح الامیں۔ حضرت جبرئیل زمین سے نمودار ہوئے تھے بے نقاب۔ حضرت جبرئیل بے حجاب اس طرح نمودار ہوئے جس طرح مشرق سے سورج طلوع کرتا ہے۔

۲۔ لرزہ۔ حضرت جبرائیل کے نمودار ہونے سے حضرت مریم گھبرا گئیں برہنہ تھیں سمجھیں کوئی خرابی پیش نہ آجائے۔ صورت۔ حضرت جبرئیل ایسی حسین صورت میں نمودار ہوئے کہ اگر حضرت یوسف ان کو دیکھتے تو ان کے حسن سے مہبوت ہو کر اسی طرح اپنا ہاتھ کاٹ لیتے جس طرح ان کے حسن سے مہبوت ہو کر زنان مصر نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے۔ گفت۔ حضرت مریم نے گھبرا کر فرمایا تھا۔ قبی اغوذ باللہ عن۔ میں خدا کی پناہ پکڑتی ہوں۔

۳۔ زانکہ۔ حضرت مریم کی یہ عادت تھی کہ ہر پریشانی میں وہ خدا کی پناہ چاہ لیتی تھیں۔ بے قرار۔ ناپائیدار۔ حازمانہ۔ پختہ کاری۔ حصار۔ قلعہ۔ یورتگہ۔ قیام کی جگہ۔ دژ۔ قلعہ۔ غمزہ۔ یعنی حضرت جبرئیل کے ناز و لاشاہ و لشکر۔ یہ اشعار حضرت جبرئیل کی تعریف میں ہیں۔

صد ہزاراں شاہ مملوکش برق لاکھوں بادشاہ غلامی کی وجہ سے اس کے مملوک ہو گئے تھے

زہرہ نے مر زہرہ را تا دم زند زہرہ کے پتہ نہیں کہ م من چہ گویم چوں مرا بروخت است میں کیا بتاؤں جبکہ اس نے مجھے چھٹی کر دیا ہے

دود آں نارم ولیم من برو میں اس آگ کا دھواں ہوں میں اس کی نشانی ہوں

خود نباشد آفتابے را دلیل سورج کے لئے کوئی دلیل نہیں ہوتی

سایہ کہ بود تا دلیل او بود سایہ کیا ہوتا ہے جو اس کی دلیل بنے

ایں جلالت در دالت صادق ست یہ بڑائی اپنی دولت میں سچی ہے

جملہ ۳ ادراکات بر خربائے لنگ تمام ادراکات لنگڑے گدھوں پر سوار ہیں

گر گریز دس نیابد گردشہ اگر شاہ بھاگے کوئی اس کی گرد نہیں پا سکتا

جملہ ادراکات را آرام نے جملہ ادراکات کو سکون نہیں ہے

آں یکے وہے چو بازے می پرد ایک خیال باز کی طرح اڑتا ہے

واں دگر چوں کشتی بابا دباں اور دوسرا بادبان والی کشتی کی طرح ہے

صد ہزاراں بدر را دادہ بدق لاکھوں چوہویں کے چاندوں کو اس نے گھٹاؤ میں مبتلا کر دیا تھا

عقل گلش چوں بہ بیند کم زند جب اس کو عقل کل دیکھ لے کاروبار چھوڑ دے

و ملہم را د مگہ او سوخت است اس کے مظاہر نے میرا گلا جلا دیا ہے

دورازاں شہ باطل ما عبروا اس شاہ سدھ ہے لوگوں نے جو تعبیر کی ہے وہ باطل ہے

جو کہ نور آفتاب مستطیل سورج کے لیے نور کے سوا

ایں بستش کہ ذلیل او بود اس کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اس کا تابع ہو

جملہ ادراکات پس او سابق ست تمام ادراکات پیچھے ہیں وہ آگے ہے

او سولہ باد پرآں چوں خدنگ وہ تیر کی طرح اڑنے والی ہوا پر سوار ہے

ور گریزند او بگیرد پیش رہ اور اگر لوگ بھاگیں تو وہ شاہ آگے کا راستہ روک دے

وقت میدانست وقت جام نے میدان کا وقت ہے جام کا وقت نہیں ہے

واں یکے چوں تیر مغفری درو اور ایک تیر کی طرح خود کو پھلاتا ہے

واں دگر اندر ترا جمع ہر زماں اور دوسرا ہر وقت تردد میں ہے

۱۔ برق۔ غلامی۔ دق۔ گھاؤ۔ کمزوری۔ زہرہ زاکہ زبر سے پتہ زاکے پیش سے ستارے کا نام ہے۔ عقل کل۔ عقل لول۔ من چہ گویم۔ یہاں سے مولانا نے حضرت جبریل کی حسن کے ذکر سے اللہ کے جمال کی طرف گریز کیا ہے۔ دگہ۔ گھا۔ صنعت۔ دود۔ یعنی میں اور تمام مخلوق اس کے آثار ہیں اور اثر موثر کے وجود کی دلیل ہوتا ہے لہذا میں اس کے وجود دلیل ہوں اس کے علاوہ ذات باری کی جو تعبیرات ہیں وہ صحیح تعبیریں نہیں ہیں۔

۲۔ خود۔ سورج کا وجود کسی دلیل کا محتاج نہیں ہے۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب سایہ مولانا نے اپنے آپ کو دھواں فرار دے کر خود کو دلیل کہا تھا اب فرماتے ہیں کہ یہ درست نہیں ہے۔ سایہ کیا حقیقت ہے کہ وہ سورج کی دلیل بن سکے جملہ ادراکات۔ یعنی وہ تمام ادراکات سے جدا اور ہے۔

۳۔ جملہ ادراکات۔ ہمارے دلیل اور ادراک کی وجود باری سے ہی نسبت ہے جو خربائے لنگ اور ہوا پر سوار کی نسبت۔ خربائے لنگ اس کو بھی نہیں پکڑ سکتا۔ گر گریزند۔ ذات حق انسان سے قریب بھی ہے اور اس کے ادراک سے بعید بھی ہے۔ جملہ ادراکات۔ انسان کے جس قدر ادراکات ہیں وہ کوئی بھی اس کی حقیقت تک پہنچ کر مطمئن نہیں ہے پھر بھی جستجو جلدی دینی ضروری ہے۔ آں یکے انسان کے ادراکات مختلف ہیں کسی کا ادراک تیز ہے اور کسی کا ادراک مولف اور حجابات کو دور کرنے اور ہٹانے والا ہے۔ واں دگر۔ ایک کے ہم خیال کی روٹی کشتی کی سی ہے ترا جمع۔ تردد



چوں شکارے امی نماید شاں ز دور
جب ان کو کوئی شکار وہ سے نظر آتا ہے
چونکہ ناپیدا شود حیراں شوند
جب وہ غائب ہو جاتا ہے سب حیران ہوتے ہیں
منتظر چشمے بہم یک چشم باز
اس طہر پر منتظر کہ ایک آنکھ کھلی ہوئی ایک آنکھ بند
چوں بماند دیر گویند از ملال
جب وہ دیر تک مٹھی رہتا ہے تھک کر کہتے ہیں
مصلحت ۲ آنست تا یک ساعت
مصلحت یہ ہے کہ تھوڑی دیر
گر نبودے شب ہمہ خلاقاں ز آرز
اگر رات نہ ہوتی تمام لوگ حرص کی وجہ سے
از ہوں وز حرص سود اند و ختن
ہوں اور نفع کمانے کی حرص سے
شب پدید آید چون رخ رخت
رحمت کے خزانے کی طرح رات ہو جاتی ہے
چونکہ ۳ قبضے آیدت اے را ہرو
اے سالک! جب تجھ پر قبض طاری ہو
زانکہ در خرجی وراں بسط و کشاد
کیونکہ تو اس قبض و بسط میں صرف کرنے میں ہے
گر ہمارہ فصل تابستاں بدے
اگر ہمیشہ گرمی کا موسم ہوتا
مبتش را سوختے از بنخ و بن
اس کی کید یوں کو جڑ اور بنیاد سے ایسا جلا دیتی
گر تر شروست آں وے مشفق ست
اگر وہ خزاں تر شرو ہے تو مہربان بھی ہے

جملہ حملہ می فزایند آں طور
وہ سب پرند حملہ کرتے ہیں
ہمچو پند خدایاں سوئے ہر ویراں شوند
اویں کی طرح ہر دیرانے میں چلے جاتے ہیں
تا کہ پیدا گردد آں صید نیاز
تا کہ وہ نیاز مندی کا شکار نظر آ جائے
صد بود آں خود عجب یا خود خیال
تعب ہے وہ شکار تھا یا خود خیال تھا
قوتے گریند و زور از راحت
آرام کے ذریعہ قوت اور طاقت پیدا کر لیں
خوشتن را سوختندے زا ہتر از
بھاگ دوڑ میں اپنے آپ کو جلا ڈالتے
ہر کسے داداے بدن راستوختن
ہر شخص جسم کو پھونک ڈالتا
تا رہند از حرص خود یک ساعت
تا کہ تھوڑی دیر کے لئے حرص سے نجات پا جائیں
آں صلاح تست آئس دل مشو
وہ تیری بھلائی ہے مایوس دل نہ بن
خرج را دخلے بباید ز اعتد او
خرج کے لئے ذخیرے میں سے آمد چاہیے
سوزش خورشید در بستاں زدے
سورج کی گرمی باغ کو پھونک دیتی
کہ دگر تاز لکشتے آں گہن
کہ وہ پرانا کبھی تر و تازہ نہ بننا
صیف خندانست و لما حرق ست
گرمی کا موسم مسکرانے والا ہے لیکن جلانے والا ہے

۱ شکار۔ کوئی چلی۔ آں طور۔
یعنی حواس پندھاں۔ یعنی اس چلی کے
ادراک سے محروم ہو کر بیٹھ جاتے
ہیں۔ منتظر۔ انسان شکار پر تیر وغیرہ
چلانے کے وقت ایک آنکھ بند کر لیتا
ہے ایک آنکھ سے نشانہ باندھتا ہے۔
کلید۔ یعنی کھلی۔ چوں۔ مایوس میں
سوئے لگتا ہے کہ وہ کوئی چلی بھی یا محض
غیر واقعی خیال تھا۔

۲ مصلحت۔ ان حالات میں
سالک اور مجاہد کے لئے مناسب ہے
کہ وہ آرام کرے تاکہ اس میں طاقت
پیدا ہو جائے۔ گر نبودے۔ اللہ تعالیٰ
نے رات کو اسی لئے پیدا کیا ہے کہ
انسان اس میں آرام کر لے اور تھکن
دور کر لے۔ ہتر از۔ حرکت کرنا۔ از
ہوں۔ اگر رات نہ ہوتی تو کمالی کے
لاج میں ہر وقت مصروف کار رہ کر
بدن کو تباہ کر لیتا شب۔ رات کا وجود
انسانوں کے لئے اللہ کی رحمت ہے۔
۳ چونکہ۔ قبض کی حالت میں
وہ تمام قوائے باطنی مجتمع ہو جاتے ہیں
جو بسط کی حالت میں خرج ہو رہے
تھے۔ آئس۔ مایوس۔ دخل۔ آمدنی۔
اعتد او۔ جمع کرنا۔ گر ہمارہ۔ موی
تغیرات رحمت خداوندی ہیں۔
مبتش۔ کھیت کیاری۔ دے خزاں کا
موسم اگر چہ ناگوار ہے لیکن اس میں
بھی خوبی ہے۔ صیف۔ موسم گرمی میں
اگر چہ انسان کو تکلیف ہوتی ہے لیکن
پھول بھی کھلتے ہیں۔

چونکہ قبض آمد تو دروے بسط ہیں

جب قبض طاری ہو تو اس میں بسط کا مشاہدہ کر

کو دکاں خندان و دانایاں ترش

بچے خوش ہیں اور عقلمند غمگین ہیں

چشم کودک ہمو خور در آخر ست

بچے کی نظر گدھے کی طرح آخور پر ہے

او در آخر چرب می بیند علف

وہ آخور میں لذیذ گھاس دیکھتا ہے

آں مہلف تلخ ست کیس قصاب داو

جو گھاس قصابی نے دی ہے وہ کڑوی ہے

روز حکمت خور علف کاں را خدا

چا دانائی کی گھاس کھا جو خدا نے

فہم ناں کردی نہ حکمت اے رہی

اے بندے! تو رونی سمجھا نہ کہ حکمت

رزق حکمت بہ بود در مرتبت

رہنے میں حکمت کا رزق بہتر ہوتا ہے

ایں ۳ وہاں بستی دہانے باز شد

تو نے یہ منہ بند کیا تو ایسا منہ کھلا

گرز شیر ایں دیوتن را و ابری

اگر تو اس جسم کے شیطان کو دودھ پٹالے گا

ترک جو شے کردہ ام من نیم خام

میں نے اہل کچرے کو جوش نہیں دیا ہے

در الہی نامہ گوید شرح ایں

اس کی شرح الہی نامہ میں بیان کی ہے

غم خور و نان غم افزایاں مخور

غم کھالے اور غم بڑھانے والوں کی رونی نہ کھا

تازہ باش و چیں میفکن بر جبین

تازہ رو پیشانی پر شکن نہ ڈال

غم جگر را باشد و شادی ز شش

غم جگر کے لئے ہے اور خوشی پیچہ پودے سے ہے

چشم عاقل در حساب آخر ست

عقلمند کی نظر آخرت کے حساب پر ہے

وین ز قصاب آخرش بیند تلف

اور یہ قصابی سے بالآخر اپنی ہلاکت دیکھتا ہے

بہر لحم ما ترازوے نہہاد

اس نے ہمارے گوشت کیلئے ترازو تیار کر لی ہے

بے عوض دادست و از محض عطا

مفت عنایت کی ہے اور خاص عطیہ ہے

چونکہ حق گفت کُلُوا مِنْ رِزْقِهِ

جبکہ اللہ نے تجھ سے فرمایا اس کا رزق کھاؤ

کاں گلو گبرت نباشد عاقبت

اس لئے کہ انجام میں وہ تیرا لگا پکڑنے والا نہ ہوگا

کو خورندہ لقمہائے راز شد

جو اسرار کے لقمے کھانے والا بنا

در فطام او بے نعمت خوری

اس کا دودھ چھڑانے میں بہت سی نعمتیں کھائے گا

از حکیم غزنوی بشنو تمام

حکیم غزنوی سے مکمل سن لے

آں حکیم غیب و فخر العارفین

اس اسرار کے داند اور عارفوں کے فخر نے

زانکہ عاقل غم خور و کودک شکر

کیونکہ عقلمند کھاتا ہے بچہ شکر کھاتا ہے

۱۔ چونکہ قبض۔ اگر سالک پر قبض

کی کیفیت طاری ہو تو اس سے بھی

عملگین نہ ہونا چاہیے اس کو مفید سمجھے۔

کو دکاں۔ بسط کی کیفیت بھی ایک

طفوانہ حرکت ہے اس کے زیادہ

خواہشمند نہ بنو۔ چشم کودک۔ بچہ

عارضی خوشیوں سے خوش رہتا ہے۔

چشم عاقل۔ عقلمند کے پیش نظر

آخرت رہتی ہے تو وہ اس کے حساب

و کتاب سے مغرور ہوتا ہے۔

۲۔ آں علف۔ دنیاوی لذتوں کو

قصابی کی گھاس سمجھو۔ اصل خوراک

دین کا تقاضہ اور اہل یقین کا طریقہ

ہے۔ کُلُوا مِنْ رِزْقِهِ۔ تم اس کا رزق

کھاؤ اس رزق سے مراد حکمت ہے نہ

کہ دنیاوی غذا میں۔ رزق

حکمت۔ یہ رزق ایسا ہے جس پر کوئی

اخری مواخذہ نہیں ہے۔

۳۔ ایں دہان۔ حضرت سعدی

نے فرمایا ہے شمر

اندروں از طعام خالی در

تا مرد نور معرفت بینی

گر دنیوی لذتیں ترک کرنے سے

اسرار خداوندی کا رزق حاصل ہونے

لگے گا۔ ترک۔ میں نے یہ مضمون پورا

نہیں سمجھایا اگر پورا سمجھنا ہو تو الہی نامہ

پڑھ لو جو حکیم سنائی غزنوی رحمۃ اللہ

علیہ کی تصنیف ہے غم خور۔ انسان کو

آخرت کی فکر کرنی چاہیے شکر کھاتا

طفوانہ حرکت ہے۔

قند شادی! میوہ باغ غم ست
خوشی کی شکر غم کے باغ کا میوہ ہے
غم چو بنی در کنارش گش بعشق
تو جب غم دیکھے اس کو محبت سے بغل میں لے لے
عاقل از انگورے بیند ہی
عقل مند اور میں شراب دیکھتا ہے
جنگ میگردند حمالاں پریر
پرسوں ' بوجھ اٹھانے والے جھگڑ رہے تھے
زانکہ زان رنجش ہی دیدند سود
کیونکہ انہوں نے اس تکلیف کو مفید سمجھا تھا
مزد حق ۲ کو مزد آں بے مایہ کو
کہیں اللہ تعالیٰ کی مزہدی کہیں اس مفلس کی مزہدی
رنج زرے کہ چو خسی زیر ریگ
سونے کا ایسا خزانہ کہ جب تو مٹی کے نیچے سوئے گا
پیش پیش آں جنات میرود
وہ تیرے جنازے کے آگے آگے چلے گا
بہر ۳ روز مرگ اس دم مردہ باش
موت کے دن کے لئے اس وقت مردہ بن جا
صبر می بیند ز پردہ احتہاد
صبر مجاہدے کے پردے میں سے دیکھتا ہے
غم چو آئینہ ست پیش مجتہد
مجاہدہ کرنے والے کے لئے غم آئینہ جیسا ہے
بعد ضد رنج آں ضد دگر
مقابل رنج کے بعد دھرا مقابل

ایں فرح زخم ست و آں غم مرہم ست
یہ خوشی زخم ہے اور غم مرہم ہے
از سر زوہ نظر گن در دمشق
دمشق کو نیلے سے دیکھ
عاشق از معدوم شی بیند ہی
عاشق ' معدوم میں موجود کو دیکھتا ہے
تو ملکش تا من گشم حملش چو شیر
تو نہ اٹھاتا کہ میں شیر کی طرح اس کا بوجھ اٹھا لوں
حمل را ہر یک زدگیری زود
اس لئے بوجھ کو ایک دوسرے سے اچکتا تھا
ایں وہ گنجیت مزدو آں تسو
یہ تجھے مزہدی میں خزانہ دے گا وہ کوڑی
باتو باشد آں نباشد مردہ ریگ
وہ تیرے پاس ہو گا وہ موٹی مٹی نہ ہو گا
مونس گور و غیر بی می شود
مسافت اور قبر میں غم خود ہو گا
تاشوی با عشق سرمد خولجہ تابش
تاکہ تو سرمدی عشق کا ساتھی بنے
روئے چوں گلزار و زلفین مراد
مقصود کا گلزار جیسا چہرہ اور دو زلفیں
کاندراں ضد می نماید روئے ضد
کہ اس ضد میں اس کی ضد کا چہرہ نظر آتا ہے
رو دہد یعنی کشادو کر وفر
نظر آتا ہے یعنی کشادگی اور شان و شوکت

۱۔ قند شادی آخرت کا غم خوشی کی قند
عنایت کرے گا دنیا کی خوشی تو زخم ہے
دمشق۔ ملک شام کا مشہور شہر ہے
اور وہ نیلا ایک خاص نیلا ہے جو دمشق
کے قریب ہے جو شخص دمشق کے حسن کا
قابل نہیں ہوتا اس کو کہا جاتا تھا کہ اس
نیلے پر چڑھ کر دمشق کا منظر دیکھ لے تو
حسن کا قابل ہو جائے گا۔ عاقل۔ عقل مند
انسان ہر چیز کے آغاز سے انجام کو دیکھ
لیتا ہے تم بھی غم امروہ سے سرت فرماؤ
دیکھو کہ حمالاں۔ مزہد بوجھ کی مصیبت
انجام یعنی مزہدی کے لالچ میں
برداشت کرتا ہے۔

۲۔ مزد حق۔ جب بے مایہ انسان
سے مزہدی حاصل کرنے کے لئے
مشقت اٹھاتی جاتی ہے تو اللہ کی جانب
سے جو مزہدی ملے گی اس کے لئے
کیوں نہ مشقت برداشت کی جائے۔
تسو۔ چار سو کے وزن کا سکہ تھا۔ وہ
ایسا خزانہ ہو گا جو قبر میں کام آئے گا۔ مرد
ریگ۔ ویرانہ کا مٹی۔ پیش نیکیاں
مردے سے پہلے ہی راحت رسائی
کے لئے قبر میں لٹائی جاتی ہیں۔

۳۔ بہر روز مرگ۔ حکم ہے مومنو!
قبل ان تم مومنو! یعنی موت سے قبل
ہی دنیا اور اس کی لذتوں کو خیر باد کہہ
دو۔ خولجہ تاش۔ ایک آقا کے دو
غلاموں میں سے ہر ایک دوسرے کا
خولجہ تاش کہلاتا ہے۔ گلزار۔ انار کی
درخت کی ایک قسم ہے جس پر پھل
نہیں آتا وہ صرف پھولوں سے لدھ
جاتا ہے۔ غم۔ مجاہدہ کرنے والا غم میں
خوشی دیکھتا ہے۔ ضد رنج۔ رنج اور
خوشی دونوں ایک دوسرے کی ضد نہیں
جس ایک ضد یعنی رنج نمودار ہوتا ہے
تو اس کے بعد کشادگی اور خوشی نمودار ہو
جاتی ہے ان مع العسر یسرا بیشک
خوشی کے ساتھ فراخی ہے۔



ایں دو وصف از پنجه و دست بہ میں
ان دونوں باتوں کو اپنے ہاتھ اور پنچے سے سمجھ لے
پنجه را گر قبض باشد دائما
اگر منہی ہمیشہ بند رہے
زیں دو وصفش کار و ملکب منتظم
اس کے ان دونوں وصفوں سے کاروبار باقاعدہ ہے
بعد قبض مشت بسط آید یقین
منہی بند کرنے سے یقیناً فراخی آتی ہے
یا ہمہ بسط او بود چوں مبتلا
یا ہمہ وقت کھلی رہے اور مصیبت میں رہے گا
چوں پر مرغ ایں دو حال او را مہم
جس طرح پرندے کے بازوؤں کے لئے یہ دونوں باتیں ضروری ہیں

۱۔ ایں دو وصف۔ یعنی تنگی کے بعد کشادگی آنے کو اپنے ہاتھ کی منہی سے سمجھ لو ہاتھ کی منہی بند رکھو گے تو فارغ البالی اور کشادگی میسر آئے گی۔ پنجه ہاتھ کی منہی کا نہ ہمیشہ کھلا رہنا چاہیے نہ بند رہنا۔ زیں دو وصف۔ منہی کا نہ ہر وقت بند رکھنا مناسب ہے اور نہ ہر وقت کھلنا جس طرح کہ پرندہ کی پرواز اسی وقت صحیح رہتی ہے جبکہ بازو ہر وقت کھلیں اور ہر وقت بند ہوں۔

۲۔ چونکہ حضرت مریم حضرت جبرئیل کے اچانک رونما ہو جانے سے ایسی تڑپیں جیسا کہ مچھلی خشکی پر تڑپتی ہے۔ امین۔ حضرت جبرئیل کو روح الامین کہا جاتا ہے۔ حضرت۔ دوبار خداوندی۔ مرم۔ نہ بھاگ۔ سر افراز۔ با عزت۔ موبالہ۔ چراغ کی جلی۔ ساک۔ ایک ستارہ کا نام ہے۔ عدم۔ عالم آخرت۔

۳۔ نہ ونگاہ۔ نہ سالن۔ بنگاہ۔ سالن رکھنے کی جگہ۔ سنی۔ معزز عورت۔ ہم ہلالم۔ یعنی میرا شہودی وجود بھی ہے اور مثالی وجود بھی ہے۔ خود مثالی مثل خیال کے ہے خیال سے انسان بھاگ کر نہیں بچ سکتا۔

گفتن روح اقدس مریم را علیہا السلام کہ من رسول
حضرت جبرئیل کا حضرت مریم سے کہنا ان دونوں پر سلام ہو کہ میں اللہ تعالیٰ
ہم آشفته و پنہاں از من مشو
کا قاصد ہوں مجھ سے پریشان نہ ہو اور نہ چھپ

چونکہ ہریم مضطرب شد یکذماں
جب تھوڑی دیر کے لئے حضرت مریم تڑپیں
بانگ بروے زد نمودار کرم
کرم خداوندی کے جلوے نے انہیں پکارا
از سر افرازان عزت سر ملکش
بارگاہ عزت کے معززین سے سر نہ پھیرے
ایں ہی گفت و ذبالہ نور پاک
وہ یہ کہہ رہے تھے اور پاک نور کی شعاع
از وجودم می گریزی در عدم
آپ میرے وجود سے علیحدہ کیوں بھاگتی ہیں؟
خود بنسب و بنگاہ من در نیستی ست
میرا سالن اور گھر ملک عدم میں ہے
مریم! بنگر کہ نقش مشکم
اے مریم! دیکھ میں ایک مشکل نقش ہوں
چوں خیالے در دلت آمد نشست
خیال جب تمہارے دل میں آیا بیٹھ گیا
ہچنماں کہ بر زمیں آں ماہیاں
جیسے کہ خشکی پر مچھلیاں
کہ امین حضرت تم از من مرم
کہ میں خدا کا امین ہوں مجھ سے نہ بھاگیے
از چنین خوش حرماں دم در ملکش
اتنے بہترین راز داروں سے سراپہ نہ ہو
از لبش می شد پیاپے بر سماک
ان کے ہونٹوں سے پے در پے ساک ستارہ پر پہنچ رہی تھی
در عدم من شاہم و صاحب علم
میں آخرت کا شاہ اور علمبردار ہوں
یک سوارہ نقش من پیش سستی ست
تھوڑی دیر کے لئے میری صورت جناب کے سامنے ہے
ہم ہلا لم ہم خیال اندر لم
میں چاند بھی ہوں اور میں دل کے اندر خیال بھی ہوں
ہر گجا کہ میگریزی باتو ہست
جہاں بھی جاؤ وہ تمہارے ساتھ ہے

جو خیالے! عارضی باطلے
سوائے عارضی باطل خیال کے
من چو صبح صادق از نور رب
میں اللہ تعالیٰ کے نور سے صبح صادق کی طرح ہوں
ہیں ممکن لاحول عمراں زادہ ام
اے عمران کی بیٹی! مجھ پر لاحول نہ پڑھو
مر مرا اصل و غذا لاکول بود
میری اصل اور غذا لاحول ہے
تو ہی گیری پناہ از من بحق
آپ مجھ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہ رہی ہیں
آں پناہم من کہ مخلصات بود
میں وہی پناہ ہوں جو آپ کی نجات کی جگہ ہے
آفتے نہ بود بتر از نا شناخت
نہ پہچاننے سے زیادہ بڑی کوئی مصیبت نہیں ہے
یارا را اغیار پنداری ہی
تو معشوق کو غیر سمجھ رہا ہے
اس چنیں لطفے کہ دارد یار ما
اس مہربانی کے ہوتے ہوئے ہمارا یار رکھتا ہے
اس چنیں نخلے کہ لطف یار ماست
مجھ کا ایسا درخت جو ہمارے یار کی مہربانی ہے
اس چنیں مشکیں کہ لطف میر ماست
ایسی خوشبو دار چیزیں جو کہ ہمارے آقا کی رائیں ہیں
اس چنیں لطفے چونیلے میرود
ایسی مہربانی جو نیل دیا کی طرح جلدی ہے
خوں ہی گوید من آبم ہیں مرز
خون کہتا ہے کہ میں پانی ہوں خبردار! مجھے نہ بہا

گو بود چوں صبح کاذب آفلے
جو صبح کاذب کی طرح غائب ہو جانے والا ہے
کہ نگرود گرد روزم ہیچ شب
کہ میرے دن کے پاس کوئی رات نہیں آتی ہے
کہ زلا حول اس طرف افتادہ ام
میں لاحول سے ہی اس طرف آیا ہوں
نور لاکولے کہ پیش از قول بود
اس لاحول کا وہ نور جو لفظ سے پہلے ہے
من نگاریدہ پناہم در سبق
میں ازل میں اسی کی پناہ کی تحریر ہوں
تو اعوذ آری ومن خود آں اعوذ
آپ اعوذ پڑھتی ہیں میں خود ہی اعوذ ہوں
تو بر یاری ندانی عشق باخت
تو معشوق کے پاس ہے اور عشق بازی نہیں جانتا
شادی را نام بہادی عمی
تو خوشی کو غمی کا نام دیتا ہے
تو گریزانی ازو اے بیوفا
اے بے وفا بتر اس سے بھاگتا ہے
چونکہ مازدیم خلش دار ماست
جبکہ ہم چھ نہیں اس کا مجھ کا درخت ہمارے لئے سول بنے
چونکہ بے عقلیم آں زنجیر ماست
جبکہ ہم بے عقل کریں وہ ہماری بیڑیاں ہیں
چونکہ فرعونیم چوں خوں می شور
جبکہ ہم فرعون ہیں خون جیسی ہو جاتی ہے
یوسف ہم گرگ از تو ام اے پرستیز
میں یوسف ہوں اے جھگڑاوا تیری وجہ سے بھیڑیا ہوا

۱۔ جو خیالے عارضی بہ عمل خیال
سے جدائی ممکن ہے صبح کاذب۔ یہ
صبح نمودار ہو کر غائب ہو جاتی ہے۔
صبح صادق یہ صبح نمودار ہو کر غائب
نہیں ہوتی ہیں۔ ممکن۔ لاحول کے
معنی ہیں کہ طاقت صرف اللہ کی ہے تو
جو چیز خود اللہ کی طاقت سے نمودار ہوئی
ہو اس پر لاحول پڑھنا بیکار ہے۔
۲۔ لاکول۔ یعنی خدائی طاقت
قول۔ یعنی لاحول پڑھنے والے کا
تلفظ۔ نگاریدہ اللہ کی پناہ کی تحریر سے
پناہ پڑنے کے کوئی معنی نہیں ہیں۔
آں پناہم۔ جبکہ میں خود تمہاری پناہ اور
بیجاؤ کی جگہ ہوں اور اعوذ سے وہی چیز
تمہا نگد ہی ہو تو پھر مجھ پر اعوذ
پڑھنا مناسب نہیں ہے۔ بود۔ وہاں
مجموعہ ہے سمائی میں جا میں۔
۳۔ آفتے۔ مولانا حضرت
جبرئیل کو نہ پہچاننے کا بیان کر رہے
تھے یہاں سے خدا کو نہ پہچاننے کا
مضمون شروع فرما دیا ہے۔ فرماتے
ہیں کہ نہ پہچانا سب سے بڑی
مصیبت ہے اے مخاطب تیرا محبوب
حقیقی تیرے پاس ہے تو اس کو نہیں
پہچانتا ہے نہ اس سے محبت کرتا ہے۔
یار۔ خدا کے ساتھ تیرا معاملہ غیروں کا
سامعہ ہے۔ اس چنیں۔ خدا کی
اس قدر مہربانیوں کے ہوتے ہوئے
اس سے گریز بڑی بیوفائی ہے۔ اس
چنیں۔ یعنی اللہ کی رحمت کے اسباب
ہماری نافرمانی کی وجہ سے رحمت کے
اسباب بن گئے ہیں۔ مشکیں خوشبو
دار چیز۔ سیر۔ آقا۔ زنجیر۔ زلف۔ یعنی
نعتیں زینتیں بن جاتی ہیں۔ خوں۔
جو پانی بن گیا تھا وہ کہتا ہے مجھے ضائع
نہ کر اور پانی بنا کر مجھ سے فائدہ اٹھا
لے۔

تو نمی آ بینی کہ یار بُرد بار
چونکہ با اُو ضد شدی گردو چومار
تو نہیں دیکھتا ہے کہ بردبار دوست
جب تو اس کی ضد بنا وہ سانپ جیسا بن جاتا ہے
لحم اُو و لحم اُو دیگر نشد
برقرار اولست آنساں کہ بد
اس کا گوشت اور چربی نہیں بدلی
پہلے ہی کی طرح ہے جیسا کہ تھا

عزم کردن آں وکیل از عشق کہ رُجوع کند بہ بخارا لا ابالی وار
محبت کی وجہ سے اس وکیل کا ارادہ کر لینا کہ لاپرواہ ہو کر بخارا میں واپس آ جائے گا

سمع مریمؑ را بہل افروختہ
کہ بخارا میروداں سوختہ
حضرت مریمؑ کی شمع جلتی چھوڑ
کیونکہ وہ دل جلا بخارا کو جا رہا ہے
سخت بے صبر و در آتشدان تیز
رُوسوئے صدر جہاں گن می گریز
سخت بے صبری اور تیز بھنی میں
کہتا تھا صدر جہاں کا رخ کر بھاگ
ایں بخارا منبع دانش بود
بس بخارا نیست ہر کاش بود
یہ بخارا عقل کا مخزن ہوتا ہے
جو اس طرح کا ہو وہ بخاری ہے

پیش ۲ شیخے در بخارا اندری
تا بخواری در بخارا ننگری
شیخ کے سامنے تو بخارا میں ہے
تو بخواری در بخارا ننگری
بخارا کو ذلت سے ہرگز نہ دیکھنا
راہ ندید جزر و مد مشکلیش
اس کی مشکلات کا مد و جزر راستہ نہیں دیتا ہے

اے خنک آں را کہ ذلت نفسہ
خوش نصیب ہے وہ جس کا نفس فرمانبردار ہو گیا ہے
فرقت صدر جہاں در جان اُو
پارہ پارہ کردہ بود ارکان اُو
اس نے اس کا عضاء کو پارہ پارہ کر دیا تھا
کافر آر گشتم و گر رہ بگردم
اگر میں کافر ہو گیا ہوں تو دوسری راہ اختیار کرتا ہوں

پیش ۳ ہما نجا و آردم
اے خنک آں را کہ ذلت نفسہ
خوش نصیب ہے وہ جس کا نفس فرمانبردار ہو گیا ہے
فرقت صدر جہاں در جان اُو
پارہ پارہ کردہ بود ارکان اُو
اس نے اس کا عضاء کو پارہ پارہ کر دیا تھا
کافر آر گشتم و گر رہ بگردم
اگر میں کافر ہو گیا ہوں تو دوسری راہ اختیار کرتا ہوں

۱۔ تونی۔ دنیا کا یہی دستور ہے کہ اگر دوست سے دوستی نہ ہو تو وہ دشمنی پر اتر آتا ہے۔ لحم۔ یعنی اس دوست کا جسم جو تمہارا دشمن بن گیا ہے۔ اسی طرح سے ہے جیسا کہ پہلے تھا تمہاری نازیبا حرکات کی وجہ سے اس کے مزاج میں تغیر آیا ہے۔ لا ابالی۔ لاپرواہ آں سوختہ۔ یعنی وکیل۔ بخارا۔ یہ بخارا بنا ہے جو جمع علوم کے معنی میں ہے۔ منبع۔ چشمہ۔ دانش۔ علم و عقل۔ بخارائی۔ بخارائی۔ لہذا بخارائی اور بخاری وہ شخص ہوگا جس میں علم و دانش ہوگی۔

۲۔ پیش شیخے۔ شیخ کا دل بھی ان معنی کے اعتبار سے بخارا ہے لہذا اس کی عزت کرو۔ بخاری۔ شیخ کے دل میں اس وقت جگہ پاؤ گے جبکہ خواری اور ذلت اختیار کرو گے۔ رفتہ۔ یعنی اس کی گستاخی رفتہ یعنی شہوت۔ انگیزاتیں۔ اعضاء۔ اعضاء۔ ۳۔ گفت۔ یعنی وکیل نے کہا۔ ہما نجا۔ یعنی بخارا۔ نکو اندیش۔ معشوق جو کچھ بھی عاشق کے بارے میں سوچے وہ عاشق کے نزدیک بھلا ہی ہے۔ پیش۔ بھیڑ۔

گشتی و مُردہ بہ پشت اے قمر

اے چاند! تیرے سامنے مقتول اور مردہ ہوتا

آز مودم من ہزاراں بار پیش

میں نے لاکھوں بار پہلے آزما لیا

غَنِّ لِي يَا مُنَيَّتِي لَحْنُ النُّشُورِ

اے میری تمنا! میرے دوبارہ زندہ ہونے کا گانا گا

اِبْلَعِي يَا اَرْضُ دَمْعِي قَدْ كَفَى

اے زمین میرے آنسو نگل جا جو کافی ہیں

عُدَّتْ يَا عَيْدِي اِلَيْنَا مَرْحَبًا

اے میری عید! ہماری طرف لوٹ آئی ہے، مرحبا

گفت اے یاراں رواں گشتم و دواع

اس نے کہا اے دوستو! میں چلا اوداع

و مبدم در سوز بریاں می شوم

میں طہم سوزش میں بھن رہا ہوں

گر چہ دل چوں سنگِ خدا میکند

اگر وہ اپنا دل سنگِ خدا کی طرح بنا رہا ہے

مَسْكَنِ يَارِست و شہرِ شاہِ من

وہ میرے یار کا وطن اور میرے شاہ کا شہر ہے

بہ کہ شاہِ زندگاں جائے دگر

دوسری جگہ زندوں کا شاہ ہونے سے بہتر ہے

بے تو شیریں می نہ بینم عیشِ خویش

میں تیرے بغیر اپنی زندگی میٹھی نہیں سمجھتا ہوں

اُبْرُكِي يَا نَاقَتِي تَمَعِ السُّرُورِ

اے میری اونٹنی بیٹھ جا، سرورِ ملن ہو گیا ہے

اِشْرَبِي يَا نَفْسُ وُدًا قَدْ صَفَا

اے نفس! وہ دوستی پی لے جو صاف ہو گئی ہے

نِعْمَ مَا رَوْحَتِ يَا رِيحِ الصَّبَا

اے بادِ صبا بہت عمدہ خوشبو ہے جو تو نے مہکائی ہے

سُوئے آلِ صَدْرِیکَ میرِست و مطاع

اس صدر کی جانب جو سردار اور واجبِ اطاعت ہے

ہرچہ بادا بادِ آنجا می روم

جو کچھ ہوتا ہے ہو، میں وہاں جاتا ہوں

جانِ من عَزَمِ بَخَارِا می گند

میری جان بخدا کا قصد کر رہی ہے

پیشِ عاشقِ اِس بُودُ حُبِ الوطن

عاشق کے لئے یہی وطن کی دوستی ہے

پُرسیدن معشوقے از عاشق کہ از شہر ہا کدام بہتر است

ایک معشوق کا عاشق سے دریافت کرنا کونسا شہر بہتر ہے

و انبوه ترو پُر نعمت ترو دلکشاتر و جواب دادنِ عاشق اورا

اور زیادہ آباد اور زیادہ نعمتوں سے پر اور زیادہ دلکشا اور اس کو عاشق کا جواب دینا

تو بَغْرَبَتِ دیدہ بس شہر ہا

تو نے مسافت میں بہت سے شہر دیکھے ہیں

گفت آلِ شہرے کہ وہوے طبرست

اس نے کہا وہ شہر جس میں معشوق ہے

گفت معشوقے بعاشق کاے فتی

ایک معشوق نے عاشق سے کہا اے نوجوان!

پس کد میں شہر زانہا خوشتر است

ان میں سے کونسا شہر بہتر ہے

۱۔ گشت۔ معشوق کے

قدموں میں مر جانا دوسری جگہ کی

شہنشاہ سے بہتر ہے غنی۔ تو گا۔

منیتی۔ میری تمنا۔ النشور۔ دوبارہ زندہ

ہونا۔ تم اسرور۔ سرورِ مکمل ہو گیا ہے

یعنی سفر کے لہذا سے سرورِ مکمل ہو گیا

لہذا میرے اونٹ تو بیٹھ جاتا کہ میں

تیرے اوپر بیٹھ کر معشوق کی طرف

کوچ کروں۔

۲۔ ابلعی۔ یعنی اے زمین فراق

میں جو میرے آنسو بہہ رہے ہیں تو

ان کو نگل لے۔ وہ دوستی۔ گفت۔

وکیل نے کہا۔ و دواع۔ رخصت

مطاع۔ جس کی اطاعت کی جائے۔

آنجا۔ یعنی بخدا۔

۳۔ میکند۔ یعنی صدر جہاں نے

اگرچہ دل اپنا دل سنگِ خدا کی طرف

بنالیا ہے۔ حُبِ الوطن۔ عاشق کے

نزدیک وطن کی محبت کے یہ معنی ہیں

کہ جہاں اس کا محبوب ہو اس شہر سے

محبت کرے۔ غربت۔ مسافت۔

ہر کجا باشد شہ مارا بساط ۱
جہاں ہمارے شاہ کا ڈیرا ہو
ہر کجا کہ یوسف باشد چو ماہ
جہاں چاند جیسا یوسف ہو
باتو ۲ دوزخ سخت ست اے جاں فزا
اسد جہاں تیرے ہوتے ہوئے دوزخ جنت ہے
شد جہنم باتو رضوان و نعیم
تیرے ساتھ جہنم رضوان اور نعمت بن گئی
ہر کجا تو باہمی من خوشدلم
جہاں تو میرے ساتھ ہیں خوش دل ہو
خوشر از ہر دو جہاں آنجا بود
دونوں جہاں سے زیادہ اچھی وہ جگہ ہے
بس درازست ایس سخن از انتظار
ی بات بہت لمبی ہے انتظار کی وجہ سے

ہست حصرا گر بود سم الخیاط
وہ جنگل ہے خولہ سوئیں کا ناکہ ہو
جنت ست آل ارچہ باشد قعر چاہ
وہ جنت ہے خولہ کنویں کی گہرائی ہو
باتو زنداں گلشن ست اے لہربا
اے لہربا! تیرے ساتھ قید خانہ چمن ہے
بے توشد ریحان گل ناز جیم
تیرے بغیر ریحان اور پھول دوزخ کی آگ بن گیا
ور بود ور قعر گودے منزلم
خولہ میری منزل قبر کے گڑھے میں ہو
کہ ترا باہن سرو سودا بود
جہاں تجھے میرا خیال ہو
عاشق صدر جہاں شد بیقرار
صدر جہاں کا عاشق بے قرار ہو گیا ہے

۱۔ بساط۔ بستر یعنی محبوب کے پرانوں کی جگہ۔ ہست صحرا۔ یعنی وہ جگہ خولہ کتنی ہی تنگ ہو لیکن وہ عاشق کے لئے وسیع صحرا ہے۔ سم الخیاط۔ سوئی کا سوراخ۔ ہر کجا۔ اگر معشوق کنویں میں بھی ہو تو عاشق کے لئے وہی جنت ہے۔

۲۔ باتو۔ محبوب کے ساتھ تکلیف وہ مقام بھی راحت کا سبب ہے۔ شد۔ جہنم۔ محبوب کی موجودگی میں دوزخ بھی جنت ہے۔ اور محبوب کے فراق کی حالت میں چمن بھی دوزخ ہے۔ کہ ترا۔ یعنی محبوب کو عاشق سے تعلق ہو۔ اور۔ یعنی وکیل کو۔ ہنر۔ لیاقت۔ درگزر۔ یعنی حالات کا جائزہ لے لے

۳۔ چوں۔ ہم نے چوں کو استفہام کا قرار دیکر ترجمہ کیا ہے اگر اس کو شرط مانا جائے تو ترجمہ یہ ہوگا جب تو بخدا کو جا رہا ہے تو تو دیوانہ ہے۔ ہست چشم۔ یعنی تیرے نگاہیا بہت سے جاسوسوں کی آنکھ

منع کردن دوستاں اورا از مراجعت بہ بخارا و تہدید کردن والا ابالی
دوستوں کا اس کو بخدا واپس ہونے سے منع کرنا اور ڈرانا اور اس کا کہنا

گفتن او

کہ مجھے کوئی پروا نہیں ہے

گفت او را نصیحت کاے بنجر
اس سے ایک نصیحت کرنے والے نے کہا اے بنجر!
در نگر پس را بعقل و پیش را
عقل سے آگے پیچھے دیکھ لے
چوں ۳ بخارا می روی دیوانہ
بخدا کو کیوں جاتا ہے تو دیوانہ ہے
او ز تو آہن ہمی خاید ز چشم
وہ تجھ سے غصہ میں لوہا چبا رہا ہے

عاقبت اندیش اگر داری ہنر
اگر تو لیاقت رکھتا ہے، انجام سوچ لے
ہمچو پروانہ مسوزاں خویش را
اپنے آپ کو پھانے کی طرح نہ جلا
لائق زنجیر و زنداں خانہ
قید خانہ اور بیڑی کے لائق ہے
او ہمی جوید ترابا بیست چشم
وہ تجھے ہمیں آنکھوں سے تلاش کر رہا ہے

میکند او تیز از بہر تو کارو
وہ تیرے لئے چھری تیز کر رہا ہے
چوں رہیدی و خدایت راہ داد
جبکہ تو بچ گیا لہ خدا نے تجھے موقع دیا
بر تو گردہ گوں موکل آمدے
اگر تیرے پاس دس قسم کے سپاہی پہنچے
چوں موکل نیست بر تو ہیچ کس
جب کہ تجھ پر کوئی شخص مقرر نہیں ہے
عشق پنہاں کردہ بود اورا اسیر
خفی عشق نے اس کو قید نہ لیا تھا
ہر موکل را موکل خفی ست
ہر سپاہی پر ایک چھپا ہوا سپاہی ہے
خشم شاہ ۲ عاشق بر جانش نشست
شاہ عشق کا غصہ اس کی جان پر نازل ہوا ہے
می زند او را کہ ہیں اورا بزن
وہ اس کو مارتا ہے کہ ہاں اس کو مد
ہر کہ بنی در زیانے می رود
جس کو تو دیکھے کسی تباہی میں جا رہا ہے
گراز و واقف بدے افغان زوے
اگر وہ اس سے واقف ہوتا فریاد کرتا
رتختے بر سر بہ پیش شاہ خاک
شاہ کے سامنے سر پر خاک ڈالتا
میر ۳ دیدی خویش را اے کم زور
اے چوٹی سے کم تو نے اپنے آپ کو سردار سمجھا ہے
غزہ گشتی زیں دروغیں پر و بال
تو مصنوعی پرو بال سے مغرور بن گیا ہے

او سگ قحطست و تو انبان آرد
وہ قحط زدہ کتا ہے اور تو آنے کی بھڑی ہے
سوئے زنداں میر وی چونت فدا
تو قید خانہ کی طرف جا رہا ہے تجھے کیا پڑی ہے
عقل بایستہ کز ایشاں کم زدے
عقل کا تقاضہ ہے کہ تو ان سے نہ ملتا
از چہ بستہ گشت بر تو پیش و پس
تیرا اگل پیچھا کیوں بندھ گیا؟
آں موکل رانی دید آں نذیر
وہ ڈرانے والا اس سپاہی کو نہیں دیکھتا تھا
ورنہ او در بند سگ طبعی ز چہست
ورنہ کتے پن کا پابند کیوں ہے؟
بر عوانی وسیہ رویش بست
اس کو سپاہ گری اور رو سپاہی سے وابستہ کر دیا ہے
زاں عوانی نہاں افغان من
ان خفی سپاہیوں سے میری فریاد ہے
گرچہ تنہا با عوانے میرود
اگرچہ وہ اکیلا ہے کسی سپاہی کے ساتھ جا رہا ہے
پیش آں سلطان سلطاناں شدے
شاہوں کے شاہ کے سامنے چلا جاتا
تا اماں دیدے ز دیو سہمناک
یہاں تک کہ خوفناک شیطان امن پا جاتا
زاں ندیدی آں موکل را تو کور
اسی لئے تجھ اندھے نے وہ سپاہی نہیں دیکھا ہے
پر و بالے گو کشد سوئے و بال
وہ پرو بال جو تجھے مصیبت کی طرف کھینچ رہے ہیں

۱۔ کار۔ چھری۔ انبان۔ تھیلا۔
آرد۔ آتا۔ وہ گوں۔ دس طرح۔
موکل۔ یعنی سپاہی۔ کم زدے۔ عقل کا
تقاضہ تھا کہ تو ان سپاہیوں سے گریز
کرتا۔ چوں موکل۔ یعنی تو بغیر سپاہی
کے قیدی بن گیا ہے۔ عشق مولانا
فرماتے ہیں کہ اس وکیل کو عشق نے
قید کر رکھا تھا جس کو ڈرانے والا نہیں
دیکھ رہا تھا۔ ہر موکل۔ مولانا فرماتے
ہیں جس طرح اس وکیل پر ایک غیبی
موکل مسلط تھا اسی طرح سے ہر سپاہی
پر ایک غیبی سپاہی مسلط ہوتا ہے جو
اس کو کتے کی طرح کنگھٹا دیتا ہے۔
۲۔ شاہ عشق۔ یعنی اللہ تعالیٰ عوانی۔
سپاہی پن۔ زان۔ مولانا ان غیبی
سپاہیوں سے پناہ چاہتے ہیں۔ ہر
کے انسان اپنی تباہی اسی خفی سپاہی
کی وجہ سے کرتا ہے۔ گر۔ انسان اس
برباد کرنے والے سپاہی سے غافل
ہے ورنہ وہ اللہ سے دعا کرتا اور اپنی
نجات چاہتا۔
۳۔ میر۔ انسان اپنے آپ کو آزاد
سمجھتا ہے اسی لئے اس غیبی سپاہی کو
نہیں دیکھ پاتا ہے۔ غرہ۔ انسان
زوال پذیر دولت اور رتبے سے
دھوکے میں پڑتا ہے اور وہی دولت اور
رتبہ اس کو تباہ کرتا ہے۔

۱۔ پر سبک۔ اگر انسان دولت اور غرور سے نجات پا جائے تو وہ عالم بالا کی طرف پرواز کر سکتا ہے۔ گوشت۔ گوشت تو عاذل۔ ملائکہ۔ قفس۔ یہ قفس کی تخفیف ہے یونانی لفظ ہے ایک پرندہ کا نام ہے اسی کو فارسی میں آتش زن کہتے ہیں اس پرندہ کی چونچ میں بہت سے سوراخ ہیں جب یہ بولتا ہے تو ہر سوراخ سے ایک سرور پیدا ہوتا ہے حکماء نے موسیقی کا فن اسی پرندے سے لیا ہے اس کی عمر ایک ہزار سال کی ہوتی ہے اور اس میں ز باد نہیں ہوتا ہے جب یہ پرندہ اپنی عمر طبعی کو پہنچ جاتا ہے تو لکڑیاں جمع کر کے اپنے چاروں طرف جمالیتا ہے اور پیک راگ شروع کر دیتا ہے جس سے ان لکڑیوں میں آگ لگ جاتی ہے اور یہ پرندہ جل کر راکھ ہو جاتا ہے پھر کسی موسم کی بارش سے قدرت اس راکھ سے اٹھنا دیتی ہے اور اس میں سے پھر یہ پرندہ پیدا ہو جاتا ہے۔
۲۔ حنیف۔ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کامل عاشق تھے اور دس کے بھی ماہر تھے لیکن دردِ عشق کا انہوں نے بھی دس نہیں دیا تو معلوم ہوا یہ کیفیت کتنی نہیں ہے تو ممکن۔ عاشقوں کو موت سے نہیں ڈرایا جاسکتا وہ خود اپنی موت کے خواہاں ہوتے ہیں۔ عاشق۔ عاشقوں کی صرف وہی موت نہیں ہے جو زندگی ختم ہونے پر آتی ہے بلکہ ان کی موت کی بہت سی قسمیں ہیں سرخ موت ہے جو نفس کشی سے حاصل ہوتی ہے سبز موت ہے جو پیوند لگی گری سے حاصل ہوتی ہے ایک سیاہ موت ہے جو مخلوق کی اذیت سے حاصل ہوتی ہے اس لئے فرمایا گیا ہے مَوْتُوا اَبْلَ لَنْ تَمُوتُوا۔ یعنی مرے پہلے مر جاؤ۔

پر سبک ۱۔ دارد رہ بالا گند
بلکہ پر رکھتا ہے لو پر جاتا ہے
جہد گن پر را گل آلودہ ممکن
کوشش کر پروں کو مٹی میں نہ سان
پند داد القصہ عاشق را سے
القصہ عاشق کو بہت نصیحت کی
چوں گل آلودش گر لہ نہا گند
جب مٹی میں سن جاتے ہیں بھاری پن دکھاتے ہیں
لیکن گوشت گر شد و پندم کہن
لیکن تیرے کان بہرے ہو گئے ہیں میری نصیحت پرانی ہو گئی ہے
عاذل بید رو ہنجوں قفسے
قفس جسے بیدار ملامت کرنے

لا ابالی گفتن عاشق ناصح و عاذل را از سر عشق
عاشق کا عشق کی وجہ سے لاپرواہی کے ساتھ ناصح اور ملامت گر کو جواب دینا

گفت اس ناصح حمش گن چند چند
اس نے کہا اے ناصح چپ ہو جاں قدر
سخت تر شد بند من از پند تو
تیری نصیحت سے میری قید اور سخت ہو گئی ہے
آں طرف کہ عشق می افزود درد
جس پہلو سے عشق نے درد بڑھایا ہے
تو ممکن تہدید از گشتن کہ من
تو قتل سے نہ ڈرا کیونکہ میں
عاشق را ہر زمانے مرد نیست
عاشقوں کی ہر گھڑی ایک موت ہے
اوس دو صد جاں دارد از جان ہدی
وہ نور ہدایت سے دو سو جانیں رکھتا ہے
ہر یکے جاں راستاند وہ بہا
ہر ایک جان کے دس عوض لیتا ہے
گر بریز و خون من آں دوست رو
وہ محبوب چہرے والا اگر میرا خون بہائے
پند کم وہ زانکہ بس سخت ست بند
نصیحت نہ کر کیونکہ قید بہت سخت ہے
عشق را شناخت دانشمند تو
اے دانشمند تو عشق کو نہیں جانتا ہے
بو حنیفہ ۲ و شافعی در سے نکرود
ابو حنیفہ اور شافعی نے سبق نہیں پڑھایا
تشہ زارم بخون خویشستن
اپنے دن کا بہت پیاسا ہوں
مردن عشاق خود یک نوع نیست
عاشقوں کی موت ایک قسم کی نہیں ہے
واں دو صد رامی کند ہر دم فدا
اور ان دو سو کو ہر وقت قربان کرتا ہے
از نے بر خواں تو عشر امثالہا
اس کے دس گناہ قرآن میں پڑھ لے
پائے کو باں جاں بر افشاند برو
میں ناچتا ہوا اس پر جان نثار کر دوں

۳۔ عاشق سینکڑوں جانیں رکھتا ہے اور ہر وقت ایک جان قربان کرتا ہے اور اس کو ہر جان قربان کرنے پر دس جانیں حاصل ہوتی ہیں۔ حشر۔ قرآن میں ہے مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ مِثَالِهَا یعنی جس نے ایک نیکی کی اس کو دس جیسی دس حاصل ہوتی ہیں۔ گر بریزد اگر محبوب عاشق کو دل کر دے تو عیاں کے لئے انتہائی خوشی کا موقع ہے۔

آزمودم امرگ من در زندگی ست

میں نے آزما لیا میری موت زندگی میں ہے

اُقْتُلُونِي اُقْتُلُونِي يَا ثِقَات

اے مقتدا! مجھے قتل کر دو مجھے قتل کر دو

يَا مُنِيرَ الْخَلْدِ يَا رُوحَ الْبَقَاءِ

اے روشن روا اے بقا کی جان!

لِي حَبِيبٌ حُبُّهُ يَشْوِي الْحَشَا

میرا ایک محبوب ہے جس کی محبت باطن کو جلائے ذاتی ہے

پاری گو گرچہ تازی خوشترست

فاری میں کہہ اگرچہ عربی بہتر ہے

بُوئے آل دلبر چوپڑاں می شود

جب اس دلبر کی خوشبو مہکتی ہے

بس کنم دلبر در آمد در خطاب

میں ختم کرتا ہوں دلبر نے بات شروع کر دی

چونکہ عاشق توبہ کردا کنوں بترس

چونکہ اب ڈر سے عاشق نے توبہ کر لی

گرچہ ۳ ایں عاشق بخارا میرود

اگرچہ یہ عاشق بخارا کو جا رہا ہے

عاشقاں را شد مدّرس حسن دوست

محبوب کا حسن عاشقوں کا مدرس بن گیا ہے

خامش اندو نعرہ تکرارِ شاں

وہ چپ ہیں اور ان کی تکرار کی آواز

درس شاں آشوب و چرخ و زلزلہ

ان کا سبق شور اور رقص اور جوش ہے

چوں رہم زیں زندگی پابندگی ست

جب میں اس زندگی سے نجات پا جاؤں گا تو ہمیشگی ہے

اِنَّ فِي قَتْلِي حَيَاتًا فِي حَيَات

ہیشک میرے قتل میں زندگی در زندگی ہے

اجْتَذِبْ رُوحِي وَ جُدْلِي بِاللِّقَا

میری روح کو جذب کر لے اور مجھے ملاقات بخش دے

لَوْ يَشَاءُ يَمْشِي عَلَى عَيْنِي مَشَا

اگر وہ میری آنکھوں پر چلنا چاہے چلے

عشق را خود صد زبان دیگرست

خود عشق کی دھری سینکڑوں زبانیں ہیں

اِس زبانہا جملہ حیراں می شود

یہ سب زبانیں حیران ہو جاتی ہیں

گوش شو وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

کان بن جا اور اللہ درست بات زیادہ جانتا ہے

گو چو عیاراں گند بردار درس

وہ مکاروں کی طرح سولی پر عشق کا سبق پڑھائے گا

نے بدرس ونے باستا میرود

لیکن سبق اور استاد کے لئے نہیں جا رہا ہے

دفتر و درس و سبق شاں روئے اوست

ان کی کتاب اور درس اور سبق اس کا چہرہ ہے

میرود تا عرش و تخت یارِ شاں

عرش اور ان کے دوست کے تخت تک جا رہی ہے

نے زیادات ست و باب و سلسلہ

نہ کہ زیادات اور باب اور سلسلہ

۱۔ آزمودم۔ عاشق کی یہ زندگی

در اصل موت ہے اور موت ہی حقیقی

زندگی ہے ثقات۔ ثقہ کی جمع ہے

یعنی معتمد علیہ۔ خد۔ رخسار۔ حشا۔

باطن۔ پاری۔ چونکہ اہل وطن فارسی

واں ہیں لہذا فارسی میں اظہار خیال کر

اگرچہ فصاحت و بلاغت میں عربی

زبان بڑھی ہوئی ہے عشق۔ داستان

عشق کے اظہار کے لئے سینکڑوں

زبانیں ہیں لیکن ان کو سمجھنے والے کم

ہیں۔

۲۔ بُوئے۔ معشوق کی صفات کا

بیان کسی زبان سے بھی مکمل نہیں ہو

سکتا۔ بس کنم۔ اب میں اپنی تقری

ختم کرتا ہوں عاشق کی زبان سے

عشق کی داستان سنو۔ چونکہ عاشق

اگر داستان عشق بیان کرنے سے کسی

مجبوری سے توبہ بھی کر لے تو اس کا

اعتبار نہیں وہ پھر اپنی توبہ سے توبہ کر لیتا

ہے اور سولی پر داستان عشق بیان کرنی

شروع کر دیتا ہے عیاراں۔ دھوکے

باز۔

۳۔ گرچہ اس عاشق کی بخارا کی

طرف رواگئی۔ درس۔ سبق اور استاد

کے لئے نہیں ہے یہ تو جان قربان

کرنے جا رہا ہے عاشقاں۔ عاشق

کا استاد تو حسن دوست ہے اور اس کی

کتاب معشوق کا چہرہ ہوتا ہے۔

تکرار۔ سبق کا دہرائنا۔ آشوب۔ شور

غوغا۔ چرخ۔ رقص۔ زیادات۔ امام

محمد کی فقہ کی مشہور کتاب ہے۔

باب۔ کتاب کا نام ہے فقہ کے

ابواب۔ سلسلہ۔ کتاب کا نام ہے لا

انتہا چیزوں کا ایک دوسرے پر موقوف

ہو کر موجود ہونا سلسلہ حدیث۔



۱۔ بعد۔ گنگریالے بال۔ دور کسی چیز کا اپنے آپ پر موقوف ہونا ایک چیز کا کسی چیز پر موقوف ہونا جو خود اس چیز پر موقوف ہو۔ کیس۔ تھیل یعنی اگر کوئی یہ مسئلہ پوچھے کہ تھیل کو لانت میں رکھتے وقت تھیل کی رقم گن کرنے دی گئی وہی کسی کے وقت کی شکایت کر کے زیادہ رقم کا دعویٰ کرنے لگے تو لانت رکھنے والا ذمہ دار ہو گا یا نہیں۔ گو۔ یعنی مسائل فقہیہ دریافت کرنے والے کو گول مول جواب دینے کہ اللہ کے خزانے تھیل میں نہیں ماسکتے ہیں اور اس کو ہل دے۔ خلع۔ عورت کا اپنے شوہر سے مل کے عوض میں جدلی کا مطالبہ کرنا۔ مبارزہ۔ مبارزات یعنی بیوی اور شوہر کی باہمی ناجانی کی وجہ سے جدلی۔ بدبین۔ یعنی اگر فقہ کے ظاہری مسائل پر بحث ہو رہی ہے تو بھی اس کو روحانی احوال پر محمول کر لے میاں بیوی کی جدلی کے مسئلہ کو جسم اور روح کی جدلی کے معنی پہنا لے۔

۲۔ ذکر ہر چیز سے۔ یعنی ہر چیز کا ذکر عاشق میں ایک خاصیت پیدا کرتا ہے اور اس سے عاشق بہت سے معنی اخذ کر لیتا ہے کیونکہ ہر صفت ایک ماہیت رکھتی ہے اور اس سے عاشق اپنے مقصود کی طرف پہنچ جاتا ہے چنانچہ بہت سے لواہ کے قصے مشہور ہیں کہ معمولی الفاظ سے جن کے بظاہر کوئی خاص معنی نہیں ہیں ان پر وجد کی کیفیت طاری ہوتی ہے مشہور ہے بجاورد اللاب مستی کفند یعنی رہٹ کی آواز سے وجد کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ بخدا۔ بخدا میں بہت سے علوم، ہنر ہیں جو تم سمجھ سکتے ہو لیکن مکمل جب بنو گے کہ خولوی جو لوہرام

سلسلہ اس قوم بعد ۱۔ مشکبار اس قوم کا سلسلہ مشک برسانے والے گنگریالے بال ہیں مسئلہ کیس اور پرسد کس ترا اگر کوئی تجھ سے تھیل کا مسئلہ پوچھے گزروم خلع و مبارا میرود اگر خلع اور مہدات کی بات چل رہی ہے ذکر ۲۔ ہر چیز سے دیہد خاصیت ہر چیز کا ذکر ایک خاصیت پیدا کرتا ہے در بخارا در ہنر ہا با لغی تو بخدا میں بہت سے ہنروں کو پہنچنے والا ہے آں بخاری غصہ دانش نداشت اس بخدا کو جانے والے کو علم کا اچھو نہ لگا تھا ہر کہ در خلوت بہ بینش یافت راہ جس نے خلوت میں بصیرت کا راستہ پایا با جمال ۳۔ جاں چوشد ہم کلسہ جو روح کے حسن کا ہم پیلا بن گیا دید بر دانش بود غالب فرا آنکھوں سے دیکھ لیتا عقل پر غالب ہوتا ہے زانکہ دنیا راہمی بیند عین کیونکہ وہ دنیا کو اصل اور حقیقت سمجھتے ہیں

مسئلہ دُورست لیکن دُور یار دور کا مسئلہ ہے لیکن محبوب کے دور کا گو نکلند گنج حق در کیسہا کہہ دے اللہ تعالیٰ کا خزانہ تھیلوں میں نہیں جاتا ہے بد مبیں ذکر بخارا می رود برما نہ سمجھ وہ بھی بخدا کی بات چل رہی ہے زانکہ دارد ہر صفت مایعہ کیونکہ ہر صفت ایک ماہیت رکھتی ہے پیوں بخواری رُونہی زو فارغی جب خولوی کے ساتھ رخ کرے گا تو ان کا فائدہ تحصیل بنے گا چشم بر خورشید بینش می گماشت اس نے بصیرت کے سورج پر نگاہ جمالی تھی او زد انشہا بخوید دستگاہ وہ علوم میں مہدات کا طلب گار نہیں ہوتا ہے باشدش ز اخبار و دانش تلسہ اس کو خبروں اور علم سے نفرت ہوتی ہے زان ہی دنیا نچر بد علمہ را اسی لئے دنیا عوام پر چھا جاتی ہے واں جہانے را ہی دانند دین اور اس عالم کو اوحاد سمجھتے ہیں



عشق میں سے جانتیاد کر لو۔ غصہ۔ گلے کا اچھو غم، یعنی اس وکیل کو صرف علم البقین کی فکر نہ تھی بلکہ وہ مشاہدہ اور عین البقین حاصل کرنا چاہتا تھا۔ ہر کہ در خلوت جس کو مشاہدہ حاصل ہو جاتا ہے وہ محض ذکر اسما و صفات کا متنی نہیں رہتا ہے ۳۔ باجمال۔ جس کو مشاہدہ حاصل ہو جاتا ہے اس کے لئے خبریں اور عقلی دلائل بیکار ہو جاتے ہیں۔ دید۔ خبر کی بہ نسبت مشاہدہ سے حاصل ہونے والا علم قوی ہوتا ہے اس وجہ سے عوام پر دنیا کا غلبہ ہوتا ہے۔ کیونکہ ان کو دنیا کا مشاہدہ حاصل ہے اور آخرت کا علم محض خبروں کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ واں جہانے۔ یعنی عالم آخرت۔ دین۔ اولاہ۔

باز رو سوئے حدیثِ آں جواں کز غمِ صدرِ جہاں شد ناتواں
اس نوجوان کے قصہ کی طرف واپس لوٹ کیونکہ وہ صدرِ جہاں کے غم سے کمزور ہو گیا ہے

رُوئے نہادِ نِ آں عاشقِ سوئے بخارا

اس عاشق کا بخارا کی جانب رخ کرنا

رُو نہادِ آں عاشقِ خونباہِ ریز
اس خون بہانے والے عاشق نے رخ کیا
ریگِ ہاموں پیش او ہچموں حریر
جنگلِ کادیت اس کے لئے ریشمین کپڑے کی طرح تھا

آں بیباں پیش او چوں گلستاں
وہ جنگل اس کے سامنے جن کی طرح تھا
در سمر قندست قند آما لبش
قد اگر چہ اسر قند میں ہے لیکن اس کے ہونٹوں نے
اے بخارا عقل افزا بودہ
اے بخارا تو عقل بڑھانے والا تھا
بدر می جویم از انم چوں ہلال
میں جو ہر بات کے پتہ دکھائوں گا میں اس سے جس ہلال جیسے ہوں گا میں

چوں سواۓ آں بخارا را بدید
جب اس نے اس بخارا کے اطراف کو دیکھا
ساعتِ افتادِ بہوش و دراز
تھوڑی دیر وہ لبا لبر ہے ہوش پڑا رہا
بر سر و رویش گلابے میزدند
لوگوں نے اس کے منہ پر سر پر عرق گلاب چھڑکا
او گلستانے نہانی دیدہ بود
اس نے ایک مخفی باغ دیکھا تھا
تو فردہ سے در خورِ ایندم نہ
تو مختصراً ہوا اس بات کے لائق نہیں ہے

دل طپاں سوئے بخارا گرم و تیز
جلتے ہوئے دل کے ساتھ بخارا کی جانب تیزی سے
آبِ جیموں پیش او چوں آبِ بکیر
جیموں کا پانی اس کے سامنے تالاب کی طرح تھا

می فناد از خندہ او چوں گلستاں
وہ مسرت سے پھول چنے والے کی طرح گرتا تھا
از بخارا یافت واں شد مذہبش
بخارا سے حاصل کی وہی اس کا مذہب ہو گیا
لیک از من عقل و دیں بر بودہ
لیکن تو نے مجھ سے عقل اور دین چھین لیا
صدر می جویم دریں صفِ نعال
ان جوتیوں کی صف میں میں صدر کو تلاش کر رہا ہوں

در سواۓ غمِ بیاضے شد پدید
غم کی سیاسی میں سفیدی نمودار ہو گئی
عقل لو پرید در بُستانِ راز
اس کی عقل اسرار کے باغچے میں پرواز کر گئی
از گلابِ عشق او غافل بُدند
وہ لوگ عشق کے گلاب سے بے خبر تھے
عارتِ عشقش ز خود بربیدہ بود
عشق کی عادت گری نے اس کو اپنے آپ سے جدا کر دیا تھا
باشکرِ مَقْرُوۓ نہ گرچہ نئی
تو شکر سے وابستہ نہیں ہے اگرچہ تو گناہ ہے

۱۔ ہاموں۔ صحر۔ جنگل۔ حریر۔
ریشمین کپڑا۔ جیموں۔ دریا کا نام
ہے۔ آبگیر۔ تالاب۔ گلستاں۔
پھول چنے والا۔ مذہب۔ یعنی اس کو
بخارا کے قدیم عادت ہو گئی تھی۔ اے
بخارا۔ وہ عاشق بخارا کو خطاب کرتا
ہے۔ بدر۔ چوہوئیں کا چاند۔ ہلال۔
پہلی رات کا چاند جو کمزوری میں
ضربِ اشعل ہے۔ صفِ نعال۔ یعنی
میری جگہ تو جوتیوں کی صف ہے اور
صدر جہاں کا مقام بلند ہے تو وصال
کی نیت مشکل ہے۔

۲۔ سواۓ۔ شہر کے اطراف گلابے
بہوش کر ہوش میں لانے کے لئے
عرق گلاب چھڑکا جاتا ہے۔ غافل۔
لوگوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ مرض کی
بے ہوشی تھی ہے بلکہ عشق کی بہوشی
ہے۔ یہ بہوشی تو معشوق کی خوشبو سے
رفع ہوتی ہے۔ اے کہ عرق گلاب سے
عارت۔ یعنی اس کو عشق کے حملہ نے
بہوش بنایا تھا۔

۳۔ تو فردہ۔ مولانا مخاطب کو
خطاب کرتے ہیں کہ تجھ میں بہوشی
کے راز سے واقفیت کی قابلیت نہیں
ہے تو بظاہر انسان ہے لیکن تجھ میں
اس کا مادہ نہیں ہے۔

رخت اعقلت با تو هست و عاقلی کر جنودا لم تروها غافل
عقل کا سامان تیرے ساتھ ہے اور تو صاحب عقل ہے کیونکہ تو ان لشکروں سے جن کو تم نے نہیں دیکھا غافل ہے
ایں سخن پایاں ندارد تیز راں تا رود سوئے بخارا آں جوان
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے تیزی سے چل تاکہ وہ جوان بخارا کی جانب روانہ ہو

در آمدن آں عاشق لا ابالی در بخارا و تخدیر کردن دوستاں اور از پیداشدن

اس بے نیاز عاشق کا بخارا میں آنا اور دوستوں کا اس کو نمودار ہونے سے ڈرنا

اندر آمد در بخارا شادماں شہر معشوق خود و دارالامان
وہ خوش خوش بخارا میں آ گیا اپنے معشوق کے شہر اور دارالامن میں
ہمچوں آں مستے کہ پرد بر اثیر مہ کنارش گیرد گوید کہ گیر
اس مست کی طرح جو آسمان پر پرواز کرے چاند اس سے بغل گیر ہو لو کہے کہ تو بھی بغل گیر ہو
ہر کہ دیدش در بخارا گفت خیز پیش از پیداشدن منشیں گریز
جس نے بھی اس کو بخارا میں دیکھا کیا اٹھ جا ظاہر ہونے سے پہلے مت بیٹھ بھاگ جا
کہ ترائی جوید آں شہ خشمگین تا گشد از جان تو وہ سالہ کیں
کیونکہ وہ غضبناک بادشاہ تھے تلاش کر رہا ہے تاکہ تیری جان سے دس سالہ انتقام لے
اللہ ۲ درمیا در خون خویش تکیہ کم گن بر دم افسون خویش
خدا کے لئے اپنے خون کے دپے نہ ہو اپنے دم کرنے اور منتر پر بھروسہ نہ کر
شحنہ صدر جہاں بودی و راو تو معتمد بودی مہندس اوستا
تو صدر جہاں کا کو تو ال تھا اور عقلمند تھا تو معتمد تھا اوستا انجینئر تھا
ہم مشیرش بودی وہم محترم گشتی از بہر گناہے متہم
تو اس کا مشیر بھی تھا اور باعزت بھی تھا ایک قصور میں تو متہم ہو گیا
غذر کردی وز جزا بگریختی رستہ بودی باز چوں آونختی
تو نے غداری کی اور سزا سے بھاگ گیا تو بچ گیا تھا پھر کیوں آ پھنسا؟

از بلا ۳ بگریختی بلصد حیل اہل آدوت اینجا یا اہل
تو سودیروں سے مصیبت سے بھاگ نکلا تھا تجھے یہاں بے قونی یا موت لائی ہے
اے کہ عقلت بر عطار و دق گند عقل و عاقل را قضا احمق گند
اے وہ کہ تیری عقل عطار پر نکتہ چینی کرتی ہے

۱ رخت۔ تو اپنی عقل پر بھروسہ کرتا ہے عوام اس غیبی سے غافل ہے قرآن پاک میں ہے و قزل جنودا لم تروها غافل اور اس نے وہ لشکر اتارا جس کو تم نہیں دیکھتے تھے۔ یہ اگرچہ فرشتوں کی جماعت کے بارے میں فرمایا گیا ہے لیکن مولانا نے اس سے لشکر عشق مراد لیا ہے۔ تخدیر۔ ڈرانا۔ دارالامان۔ امن کی جگہ۔ اثیر۔ آسمان۔ گیر۔ یعنی معشوق سے کہے کہ بغل گیر ہو جا پیدا ہوں۔ یعنی یہ ظاہر ہونے سے پہلے کہ تو بخارا میں آ گیا جدہ سالہ کیں۔ دس سالہ دشمنی۔

۲ اللہ اللہ۔ یعنی خدا کے لئے تکیہ۔ یعنی یہ نہ سمجھ کہ لوگ تجھے بچا لیں گے نہ یہ سمجھ کہ خود اپنی تدبیر سے بچ سکے گا۔ شحنہ۔ کٹوال مہندس انجینئر۔ بگریختی۔ یعنی سزا سے بچ کر بھاگ گیا۔

۳ از بلا۔ یعنی سزا سے بچ کر بھاگ گیا تھا بل تجھے بیوقوفی یا موت لائی ہے۔ عطار۔ دیر فلک۔

نخس! خرگوشی کہ باشد شیر جو
تو وہ نخس خرگوش ہے جو شیر کی جستجو کرے
ہست صد چندیں فسوہائے قضا
قضا کے سینکڑوں حیلے ہیں
صدرہ و مخلص بود از چپ و راست
دائیں بائیں سینکڑوں راستے تیرے بچلے کی جگہیں ہوتی ہیں

زیر کی و عقل و چالاکیست گو
تیری زہانت اور عقل اور چالاکی کہاں گئی؟
گفت اذا جاء القضا ضاق القضا
فرمایا: جب قضا آتی ہے قضا تنگ ہو جاتی ہے
از قضا بستہ شود گر اثر دہاست
قضا سے بندھ جاتا ہے 'خولہ' اثر دہا ہو

۱۔ نخس۔ جو خرگوش شیر کی جستجو کرے تو وہ اپنی موت کو تلاش کرتا ہے۔ اذ۔ یہ حدیث نہیں ہے کی کا مقولہ ہے کہ جب قضا آتی ہے تو بھاگنے کا موقع نہیں رہتا قضا تنگ ہو جاتی ہے از قضا۔ اثر دہے کی جب موت آتی ہے تو ایسا ہو جاتا ہے جیسے کسی نے اس کو باندھ دیا ہو۔ عاذلاں۔ عاذل کی جمع ہے ملائکہ۔ مستقی۔ استقاء کا مریض جس کی کبھی پیاس نہیں بجھتی۔ کشد۔ پانی پینا اس کے لئے سخت مسخر ہوتا ہے۔ کند۔ یعنی وہ پانی اس کو تباہ کرتا ہے اور مرض میں اضافہ کر دیتا ہے اس کے ہاتھ پاؤں پانی پینے سے پھول جاتے ہیں۔

۲۔ گویم۔ اس مریض سے اگر باطن کے احوال دریافت کرو تو وہ تمنا کرے گا کاش پیٹ میں دیبا جلدی ہوتا۔ بطون۔ اندرون۔ خیک۔ مشک۔ مشتطاب۔ پاکیزہ۔

۳۔ دست۔ استقاء کی بیماری میں ہاتھ اور پیٹ وغیرہ پھول جاتے ہیں۔ ذہل۔ ڈھول۔ گل۔ پھول کی تروتازگی پانی سے ہے تو گویا وہ پانی کا عاشق ہے روح الامین۔ اس سے مراد حضرت جبریل ہوتے ہیں لیکن یہاں محبوب صدر جہاں مراد ہے۔ چوں۔ زمین۔ زمین اور پیٹ کا بچہ خون پیتا ہے عاشق بھی خون جگر پیتا ہے۔

جواب گفتن عاشق عاذلاں و تہدید کنندگان را
عاشق کا ملامت گروں اور ڈرانے والوں کو جو دینا

گفت من مستقیم آبم گشد
اس نے کہا میں استقاء کا بیمار ہوں پانی مجھے کھینچتا ہے
ہیچ مستقی نہ بگریزد از آب
کوئی استقاء کا بیمار پانی سے نہیں بھاگتا ہے
گریبا ملد مرادست و شکم
اگرچہ میرے ہاتھ اور پیٹ پھول جائیں
گویم ۲۔ انگہ کہ پرسند از بطون
جب اندرون کے بارے میں مجھ سے پوچھے گے تو میں کہوں گا
خیک اشکم گو بدر از موج آب
میرے پیٹ کی مشک کو کھدو کہ پانی کی موج سے پھٹ جائے
من بہر جائے کہ ینم آب جو
میں جس جگہ نہر کا پانی دیکھتا ہوں
دست ۳۔ چوں دف و شکم ہچوں دہل
ہاتھ دف کی طرح اور پیٹ ڈھول کی طرح ہے
گر بریزد خونم آں روح لا میں
اگر وہ روح الامین میرا خون بہا دے
چوں زمین و چوں جنیں خونخوارہ ام
میں زمین اور پیٹ کے بچے کی طرح خون پینے والا ہوں

گرچہ میدانم کہ ہم آبم گشد
اگرچہ میں جانتا ہوں کہ پانی ہی مجھے ملامت لے گا
گر دو صد بارش کند مات و خراب
اگرچہ وہ اس کو دو سو بار مسلسل اور تباہ کرے
عشق آب از من نخواہد گشت کم
پانی کا عشق مجھ میں سے کم نہ ہو گا
کاشکے بحر رواں بوی دوروں
کاش میرے اندر سمندر جلدی ہوتا
گر بمیرم ہست مرگم مشتطاب
اگر میں مر گیا تو میری پاکیزہ موت ہو گی
ر شکم آید بودے من جائے او
مجھے رشک آتا ہے کاش میں اس کی جگہ ہوتا
طبل عشق آب می کویم چو گل
میں پھول کی طرح پانی کے عشق کا ڈھول پیٹتا ہوں
جرعہ جرعہ خوں خورم ہچوں زمیں
میں زمین کی طرح گھونٹ گھونٹ خون پی جاؤں
تا کہ عاشق گشتہ ام ایں کارہ ام
جب سے میں عاشق بنا ہوں میرا یہی کام ہے

۱۔ من پشیمانم میں اپنے محبوب
صدر جہاں سے بھاگ جانے پر شرمندہ
ہوں۔ گو محبوب سے کہہ دو کہ میرے سوا
اپنا غصہ ادا لے گاؤ میٹھیں۔
گاؤ گائے کا خوب دودھ سب عید قرباں
میں قرباں ہونے کے لئے ہوتا ہے گاؤ
موسیٰ قرآن پاک کے اس قصہ کی طرف
اشادہ ہے کہ موسیٰ نے ایک گائے ذبح کر
کے اس کا کچھ حصہ مقتول پر ملا تھا تو وہ
مقتول زندہ ہو گیا تھا البتہ میرے مرنے کو
موت نہ سمجھو تو دوسروں کی زندگی ہے
جزو اسی طرح میں مقتول ہو کر ہر عاشق
کی حیات کا سبب بنوں گا۔ افسوس ہوا
قرآن میں ہے فَقَطَّاعُ نَفْسٍ يَنْفَعُهَا
یعنی ہم نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ
مقتول کو اس گائے کے بعض سلا
یا کراہی لب عاشق تعلیم دیتا ہے
کہ تم جو کچھ جو عزت لگائے کے ہے جہالت
کے ذریعہ فنا کرو تو تمہاری نظری دہیں جو
حواس کے ذریعہ غیر محسوس ہیں۔ زندہ ہو
جائے گی و حسی عاشق جسم کے تغیرات
بتا کر اس کا غفلت و غایت کرتا ہے کہ سمجھتا
ہے کہ غفلت کی فنا سے گھبراؤ غولبت ہے
انسانی جسم کے تغیرات یہ ہیں کہ اس کی
ساخت اس طرح ہوتی ہے کہ نباتات پانی
غذا و حرارت سے حاصل کرتی ہے تو وہ جزو
اپنی جماعت چھوڑ کر نباتیت اختیار کر لیتے
ہیں پھر حیوان پانی غذا نباتات سے حاصل
کرتا ہے تو وہ جزو نباتات اپنی نباتیت چھوڑ
کر حیوانیت اختیار کر لیتے ہیں پھر انسان
اپنی غذا جزو حیوان سے حاصل کرتا ہے
جزو حیوان اپنی حیوانیت چھوڑ کر جسم انسانی
بن جاتا ہے۔

۳۔ حملہ دیگر۔ جب انسان مرتا ہے تو یہ
ملکی جسم سمٹ کر بن جاتا ہے وہ انسان
ملک کی صف میں آ جاتا ہے وہ ملک
پھر مجھے ملکیت کو بھی ختم کرتا ہے کیونکہ
بھی غفلت ہے اور عدم انسانی اختیار کر کے
بحر وحدت میں شامل ہو جاتا ہے۔

شب ہی جو شرم در آتش ہمجو دیک
میں رات کو آگ میں دیک کی طرح جوش مایا ہوں
من پشیمانم ۱ کہ مکر اسختم
میں شرمندہ ہوں کہ میں نے مکر برپا کیا
گو براں برجان مستم ششم خویش
کہ دے میری مست جان پر اپنا غصہ جلدی کر دے
گاؤ اگر خسید و گر چیزے خورد
گائے اگر سوتی ہے اور اگر کوئی چیز کھاتی ہے
گاؤ موسیٰ داں مرا جان دادہ
مجھے حضرت موسیٰ کی گائے سمجھ جس نے جان عطا کی
گاؤ موسیٰ بود قرباں گشتہ
حضرت موسیٰ کی گائے قربانی شدہ تھی
برجہید آل گشتہ ز اسپیش زجا
اس کی چوٹ سے مردہ جگہ سے اٹھ گیا
یا کرہمی ۲ اذبحوا ہذا البقر
اے میرے بزرگوا اس گائے کو ذبح کر دو
از جمادی مردم و ندی شدم
پیش جماعت سے مرا اور ندی بن گیا
مردم از حیوانی و آدم شدم
میں حیوانیت سے مرا اور آدمی بن گیا
حملہ ۳ دیگر بمیرم از بشر
دوسری مرتبہ میں بشریت سے فنا ہو جاؤں گا
وز ملک ہم بایدیم جستن زجو
فرشتے سے بھی مجھے نہر کو کوٹنا چاہیے
بار دیگر از ملک قرباں شوم
دوسری مرتبہ ملکیت سے میں قربان ہوں گا

روز تاشب خوں خورم مانند ریگ
دن سے رات تک ریت کی طرح خون پیتا ہوں
از مراد و ششم او بگر ختم
میں نے اس کے غصہ اور مقصد سے گزر کیا
عید قرباں اوست عاشق گاؤیش
وہ عید قرباں ہے اور عاشق بھیجیں ہے
بہر عید و ذبح او می پر ورد
عید اور ذبح کے لئے وہ پرورش پاتی ہے
جزو جزوم حشر ہر آزا دہ
میرا جزو جزو ہر ہر آزاد کا حشر ہے
کمتریں جزو ش حیات گشتہ
اس کا معمولی جزو مقتول کی زندگی تھی
در خطاب اضربوہ بعضہا
اس کو اس کے بعض سے مارو کے حکم کے مطابق
ان ارفتم حشر ارواح النظر
اگر تم نظری دعوں کی زندگی چاہتے ہو
وز نما مردم کیواں سرزوم
اور نباتیت سے مرا حیوان بن گیا
پس چہ ترسم کے زمر دن کم شدم
تو میں کیا ڈروں میں مرنے سے کب گھٹا؟
تا بر آرم از ملائک بال و ہر
تاکہ فرشتوں میں ہو کر بال و پر نکالوں
کل شے ہالک الا وجہہ
کیونکہ ہر اس کی ذات کے ہر چیز فنا ہونے والی ہے
آنچہ اندر وہم ناید آل شوم
وہ جو عقل نہیں آ سکتا وہ ہو جاؤں گا

پس عدم گرم عدم چوں ارغنون!

پھر عدم بن جاؤں گا عدم ارغنون باجے کی طرح

مرگ داں آں کا اتفاق اُمت ست

موت کو سمجھ لے کیونکہ تمام لوگوں کا اتفاق ہے

ہمچو نیلوفر بروزیں طرف جو

نیلوفر کی طرح اس نہر کے کنارے پر آگ جا

مرگ او آبست و او جویائے آب

اس کی موت پانی ہے اور وہ پانی کا جویاں ہے

اے فُسرده عاشق ممکنیں نمد

اے بھیجے ہوئے نمدے والے گھٹھرے ہوئے عاشق!

سوئے تیغ عشقش اے سنگ زماں

سنگ کے لئے ہاشم ذلت اس کے عشق کی تلوار کی جانب

جوئے دیدی کوزہ اندر جوئے ریز

تو نے نہر دیکھ لی، پیلا نہر میں بہا دے

آب کوزہ چوں در آب جو شود

پیلے کا پانی جب نہر کے پانی میں مل جاتا ہے

وصف او فانی شود ذآش بقا

اس کا وصف فانی اور اس کی ذات باقی بن جاتی ہے

گویدم کہ انا الیہ راجعون

مجھ سے کہتا ہے کہ ہم سب اس کی طرح لوٹنے والے ہیں

کاب حیوانی نہاں در ظلمت ست

کہ آب حیات، تاریکی میں پوشیدہ ہے

ہمچو مستسقی حریص و آب جو

استقام کے مریض کی طرح پانی کا حریص اور تلاش کرنے والا

می خورد واللہ اعلم بالصواب

اس کو پیتا ہے اور اللہ زیادہ بہتر جاننے والا ہے

گوز بیم جاں ز جاناں می رمد

کہ وہ جان کے ڈر سے محبوب سے بھگتا ہے

صد ہزاراں جاں نگر در ستک زماں

لاکھوں جانوں کو تالیاں بجاتا ہوا دیکھ

آب را از جوئے کے باشد گریز

پانی نہر سے کب گریز کرتا ہے؟

محو گردد دروے و چوں او شود

اس میں فنا ہو جاتا ہے اور اس جیسا ہو جاتا ہے

زیں سپس نے کم شود نے بد لقا

اس کے بعد نہ وہ گھٹتا ہے نہ بد صورت بنتا ہے

رسیدن آں عاشق بمعشوق چوں دست از جاں بشت

عاشق کا معشوق کے پاس پہنچنا جبکہ اس نے جان سے ہاتھ دھو لئے

عذر آں را کہ از و بگر ختم

اس معذرت میں کہ میں اس سے بھاگا تھا

جانب آں صدر شد با چشم تر

پرم آنکھوں کے ساتھ اس صدر جہاں کی طرف دھنسا ہو گیا

رفت آں بیدل سوئے صدر جہاں

وہ بیدل، صدر جہاں کی جانب چلا

خویش را بر نخل آو او ختم

میں نے اپنے آپ کو اس کے کھجور کے درخت پر لٹکا دیا

ہمچو گوئے سجدہ گن برزوئے و سر

سر اور چہرے کے بل سجدے کرتا ہوا گیند کی طرح

بر رُخ چوں زعفران لبک رواں

زعفرانی چہرے پر آنسو بہاتا ہوا

۱۔ ارغنون۔ ایک بابہ کا نام ہے

جس کا موجد افلاطون ہے۔ مرگ۔

موت۔ بمنزل اس تاریکی کے ہے جس

کو عبور کر کے آب حیات حاصل ہوتا

ہے۔ نیلوفر۔ گھاس دھیا کے کنارے

پر پیدا ہوتی ہے اور وہ پانی کی بہت

حریص ہوتی ہے۔ مرگ۔ استقام

کا مریض پانی کا حریص ہوتا ہے اور

وہی پانی اس کی موت کا سبب بنتا

ہے۔ اے فُسرده۔ عاشق تو عشق کا

ڈھوئی کرتا ہے اور پھر جان کے ڈر سے

محبوب سے بھاگتا ہے یہ نہیں دیکھتا

کہ لاکھوں عاشقوں کی جانیں خوشی

میں اس کی تیغ عشق کے سامنے

تالیاں بجا رہی ہیں اور مرنے کی

مشتاق ہیں۔

۲۔ جوئے۔ جب دھیائے

احدیٰ نظر آجائے اپنے فطرۂ حیات

کو اس میں ڈال دے تو اس کا اپنا

تخصّص ختم ہو جائے گا اور وہ باقی بہ

بقائے حق ہو جائے گا پھر اس میں نہ

کمی آئے گی نہ کوئی اخیر پیدا ہوگا۔

۳۔ بر نخل۔ چونکہ میں اس سے

بھاگا تھا اب اس کے قد پر قربان ہو

جاؤں گا۔ ہمچو۔ وہ گیند کی طرح لڑھکتا

ہو رہا ہوا صدر جہاں کی جانب روانہ

ہو رہا زعفران۔ فراق میں اس کے

چہرے کا رنگ زرد ہو گیا تھا۔

ہم کفن ہم تیغ اندر دست او
کفن کبھی اور تلوار بھی اس کے ہاتھ میں
جملہ خَلْقِال مُنْتَظِرِ سَرِ در ہوا
تمام لوگ سروں کو لوہے کے منتظر تھے
ایں زماں ایں احمق یک لخت را
اب اس پورے احمق کے ساتھ
ہمچو پروانہ شرر را نور دید
اس نے پروانے کی طرح پنکھڑیوں کو نور سمجھا
لیک شمع عشق چوں آں شمع نیست
لیکن عشق کی شمع اس شمع کی طرح نہیں ہے
او بعکس شمعہائے آتشی ست
وہ آگ کی شمعوں کے بالعکس ہے

صفت کردن آں مسجد کہ مہمان کش بود و آں عاشق مرگ
اس مسجد کی بات جو مہمان کو مدد داتی تھی اور اس لاپرواہ موت
جوئے لا ابالی کہ در آں مسجد مہمان شد
کی جستجو کرنے والے مہمان کا بیان

یک حکایت گوش کن ابے نیک پے
ایک نیک فصلت! ایک قصہ سن
ہیچکس دروے نختے شب زبیم
کئی شخص رات کو اس میں نہ سوتا کہ ذکر کی وجہ سے
ہر کہ دروے بیخبر چوں کور رفت
جو بے خبر اندھے کی طرح اس میں چلا گیا
خویشستن را نیک ازیں آگاہ کن
اپنے آپ کو اس سے اچھی طرح باخبر کر لے
ہر کسے گفتے کہ پر یائند شند
ہر شخص کہتا کہ بد مزاج پریاں ہیں

۱۔ ہم کفن۔ یعنی مرنے کی پوری تیاری کر لی تھی۔ سرور ہوا۔ یعنی سر اٹھارے ہوئے کش۔ یعنی صدر جہاں اس کو کس قسم کی سزا دے گا۔ اس زماں۔ اب اس کو ایسی سزا ملے گی جو زمانہ کسی بد بخت کو دیتا ہے۔ ہمچو۔ تمثالی یہ کہہ رہے تھے کہ یہ احمق بھی پروانہ کی طرح تار کٹور سمجھا۔

۲۔ لیکن۔ لیکن ان کا یہ سمجھنا غلط تھا وہ شمع عشق کو معمولی شمع سمجھ رہے تھے جس کی تار نور نظر آتی ہے۔ معمولی شمع پر قربان ہونے سے سوزش پڑا ہوتی ہے اس شمع پر قربان ہونا مجسم خوشی ہے۔ مسجد۔ مسجد کے واقعہ سے مولانا سمجھاتے ہیں کہ عوام جس چیز کو ہلاکت کا سبب سمجھتے ہیں وہ کامیابیوں کا سبب ہوتی ہے۔

۳۔ رے۔ یہ وہی شہر ہے جس کی طرف منسوب ہو کر لام فخر الدین رازی کہلاتے ہیں۔ تیم ہو جاتے۔ آخر میں۔ صبح ستاروں کی موت ہے۔ خویشستن۔ مخاطب کو نصیحت ہے کہ اس کہانی سے عبرت حاصل کر لے صبح قیامت نزدیک ہے خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ۔ یعنی بد مزاج۔ پریاں تکلیف دے کر مدد داتی ہیں۔

مسجدے بد بر کنار شہر رے
رے شہر کے کنارے پر ایک مسجد تھی
کہ نہ فرزندش شدے آں شب تیم
اس رات میں اس کے بچے تیم نہ ہو جاتے
صمد چوں اختر آں در گور رفت
صبح ہوتے وہ ستاروں کی طرح قبر میں چلا گیا
صبح آمد خواب را کوتاہ کن
صبح ہو گئی نیند کو مختصر کر
اندر و مہماں کشاں با تیغ گند
اس میں مہمان کو کند تلوار سے مدد ڈالنے والی

آں دگر گفتمے کہ سحرست او طلسم
کوئی کہتا ہے کہ جادو اور طلسم ہے
آں دگر گفتمے کہ بر نہ نقش فاش
دورا کہتا کہ کھلا اعلان لگا دے
شب خُشپ اینجا اگر جاں بایدت
اگر تو جاں بجلی چاہتا ہے یہاں رات کو نہ سونا
واں یکے گفتمے کہ شب قفلے نہید
ایک کہتا کہ رات کو تالا نہ دے

کہ رصدا باشد عذو جان و جسم
جو جان اور جسم کے دشمن کی طرح گھات میں رہتا ہے
بر درش کالے مہماں اینجا مباحش
اس کے دروازے پر کہ اے مہمان! یہاں نہ ٹھہر
ور نہ مرگ اینجا کمیں بکشایدت
ورنہ اس جگہ موت تجھ پر گھات لگائے گی
غافلے کا یہ شمارہ کم وہید
کوئی اینجان آئے تو تم داخل نہ ہونے دو

۱۔ سحر۔ کوئی کہتا مسجد میں کوئی جادو
ہے جو ماڈالتا ہے۔ گفتمے۔ یعنی مسجد
کے متولی کہ کہتا ہے کہ اس مسجد پر
رات کو سونے کی ممانعت کا اعلان لگا
دے۔ واں یکے کسی کی یہ رائے
ہوتی کہ مسجد پر تالا ڈال دو۔ صیت۔
شہرت۔ گفتمے۔ اس مہمان نے دل
میں یہ سوچا کہ اگر مر بھی گیا تو صرف
اتنا نقصان ہے جیسا کہ خزانہ میں
سے ایک حبہ ضائع ہو جائے انسان کا
جسم مجموعہ میں بحرِ لہجہ کے ہے۔

۲۔ صورت۔ اگر جسم ہلاک بھی ہو
جائے گا تو کیا مضائقہ ہے اصل تو
روح ہے جو باقی رہے گی۔ تخت۔
قرآن میں فرمایا گیا ہے وَتَفْخُثُ فِيهِ
مِنْ رُوحِي یعنی آدم میں میں نے
اپنی روح پھونک دی تو اگر جسم فنا بھی
ہو گیا تو اللہ کی پھونک باقی رہے گی۔
تاجید۔ یعنی میں جسم سے جدا ہو کر
صرف حق رہوں گا جب تک کہ
اس کے صور کا نقش اس عالم میں نہ آئے
گا جب نقش صمد ہو گا تب پھر وہ نقش
حق میرے نائے تن سے وابستہ ہو
جائے گا۔ تارید۔ میں نقش حق کو تن
سے اس لئے جدا رکھنا چاہتا ہوں
کیونکہ اس گوہرِ حق کے لئے یہ
صدف جسم تنگ ہے۔

۳۔ چوں۔ قرآن پاک میں یہود کو
خطاب کر کے فرمایا گیا فَمَنْ سَوَّا
فَمَنْ سَوَّا ان كُنتُمْ صَادِقِينَ تم
موت کی تمنا کرو اگر سچے ہو یہود
چونکہ دعوے میں جھوٹے تھے اس
لئے انہوں نے تمنا نہ کی میں اللہ کی
محبت اور ولایت میں سچا ہوں لہذا
موت کا متمنی ہوں۔ تہدید۔ دھمکی
دینا۔

آمدن مہمان در آں مسجد

ایک مہمان کا مسجد میں آنا

کو شنیدہ بود آں صیت عجب
جس نے وہ عجیب شہرت سنی تھی
زانکہ بس مردانہ و جانباز بود
کیونکہ وہ بہت بہادر اور جاں باز تھا
رفتہ گیر از گنج جاں یک حَبّہ
فرض کر لے خزانہ سے ایک حبہ ضائع ہو گیا
نقش کم ناید چو من با قیستم
صورت کی کمی نہ ہو گی جب میں باقی ہوں
نفخ حق باشم زنائے تن جدا
میں اللہ تعالیٰ کی پھونک ہوں گادین کی بانسری سے علیحدہ
تار ہداں گوہر از تنگیں صدف
حتی کہ وہ جو ہر تنگ سیپ سے رہائی پائے
صافم جاں را بر افشام بریں
میں سچا ہوں اس فرمان پر جان غدا کروں گا

تایکے مہماں در آمد وقت شب
حتی کہ ایک مہمان رات کو آ گیا
از برائے آزمون می آز مود
امتحان کے لئے وہ آزما رہا تھا
گفت کم گیرم سر و اشکبہ
اس نے کہا میں سر اور معہ کو کبہ سمجھتا ہوں
صورت ۲ تن گو برو من کیسنم
جسم کی صورت کو کہہ دے چلی جائے اور میں کون ہوں
چوں نفخت بودم از لطف خدا
جب میں اللہ تعالیٰ کے مہربانی سے تخت تھا
تاہفتد بانگ فحش ایں طرف
جب تک کہ اس کے صور کی آواز اس طرف نہ آئے
چل ۳ تاہو لوت گفت صلیق
جبکہ اس نے فرمایا ہے موت کی تمنا کرو اے چو!

ملاست اہل مسجد مہمان عاشق را از شب خفتن در آنجا و تہدید کردن

مسجد والوں کا عاشق کو رات میں اس جگہ پر سونے میں ملامت کرنا اور ڈرانا

تاکو بدجا نستانت ہچو کسب
تاکہ جان نکالنے والا تجھے کلی کی طرح نہ کوئے
کاندیس جاہر کہ خفت آمد زوال
کہ اس جگہ جو سویا ہے اس پر زوال آیا ہے
دیدہ ایم و جملہ اصحاب نہی
دیکھا ہے ' اور سب عقلمندوں نے
نیم شب مرگ ہلاہل آمدش
اس کو آدھی رات میں قاتل موت آئی ہے
نے بہ تقلید از کسے بشیدہ ام
نہ کہ تقلید ہم نے کسی سے سنا ہے
آں نصیحت در لغت ضد غلول
خیر خواہی لغت میں خیانت کی ضد ہے
در غلولی خائن و سگ پوستی
خود غرضی میں خیانت اور کتا پن ہے
می نمایمت مگر از عقل و داد
ہم تجھے کر رہے ہیں عقل اور انصاف سے دو گردانی نہ کر

قوم گفتندش کہ ہیں اینجا محسب
لوگوں نے اس سے کہا خبردار! یہاں نہ سونا
کہ غرتبی و نمیدانی تو حال
اس لئے کہ تو مسافر ہے اور طو حالت نہیں جانتا ہے
اتفاقے نیست ایں مابا رہا
اتفاقا نہیں ہے ' یہ ہم نے بہت سی مرتبہ
ہر کہ آں مسجد شے مسکن شدش
وہ مسجد جس کا ایک رات مسکن بنی ہے
ازیکے تاپا نصداں را دیدہ ام
ایک سے پانچ سو تک ہم نے یہ دیکھا ہے
گفت اللین النصیحة آں رسول
رسول ﷺ نے دین خیر خواہی ہے فرمایا ہے
ایں نصیحت راسی در دوستی
یہ خیر خواہی دوستی میں سچائی ہے
بے خیانت ایں نصیحت از و داد
یہ نصیحت بغیر خیانت کے دوستی کیا چیز ہے

۱۔ کسب۔ کاف کے ضمہ کے ساتھ کلی۔ نمی۔ نہیہ کی جمع ہے عقل

۲۔ ہلاہل۔ چین میں ایک پہاڑ ہے جس میں ایک گھاس اُٹی ہے جو قاتل ذہر ہے پھر ہلاہل مطلقاً قاتل زہر اور قاتل کے معنی میں آنے لگا ہے۔ ایں۔ یعنی اس مسجد میں سونے والے کا مرنا۔ انصیہ۔ خلوص۔ غلول۔ خیانت۔ و داد۔ دوستی۔ و داد۔ انصاف

۳۔ مذم۔ ندامت۔ منبل۔ ست۔ بے حس برگ۔ سادہ و سمان۔ پول۔ نقدی۔ لڑیں پل۔ یعنی دنیا۔ طلبی۔

جواب گفتن عاشق ناصحاں و ملامت گویاں را
عاشق کا نصیحت کرنے والوں اور ملامت گروں کو جواب دینا

از جہان زندگی سیر آدم
زندگی کی کس دنیا سے پیٹ بھر چکا ہوں
عافیت کم جوئے از منبل براہ
میں بے حس آدمی سے سادہ زندگی میں عافیت کی تمنا نہ کر
منبلے ام لا ابالی مرگ جو
میں وہ بے حس ہوں جو لا پرواہ موت کا تلاش کرنے والا ہے
عاشق بر زخمیا برمی تنم
میں عاشق ہوں زخموں کے چکر کاٹا ہوں
منبلے جسے کزیں پل بگذرد
وہ بے حس چلاک ہوں جو اس پل سے گذر جائے

گفت او اے ناصحاں من بے مذم
اس نے کہا اے نصیحت کرنے والو! میں بغیر کسی ندامت کے
منبلے ام زخم جو و زخم خواہ
میں بے حس زخم کو تلاش کرنے والا اور زخم کا خواہشمند ہوں
منبلے نے کو بود خود برگ جو
میں وہ بے حس نہیں ہوں جو سمان تلاش کرے
منبلے بے زخم نلساید تنم
میں وہ بے حس ہوں کہ بغیر زخم کے میرا جسم آنا نہیں پاتا ہے
منبلے نے کو بکف پول آورد
میں وہ بے حس نہیں ہوں جو نمی میں دو پیچ کر لے

آں نہ کو برہر فکانے برزند
نہ وہ کہ جوہر فکان پر لدا لدا پھر سے
مرگ شیریں گشت و نقلم زیں سرا
اس مرے سے نقل ہو موت میرے لئے شیریں ہوگی ہے
آں قفص کو ہست عین باغ در
وہ پنجرہ جو عین باغ میں ہے
جو قمرغاں از بروں گرد قفص
پندوں کا جھنڈ باہر پنجرے کے چاروں طرف
مرغ را اندر قفص زان سبزہ زار
پنجرے کے اندر پند کے لئے سبزہ زار کی وجہ سے
سر زہر سوراخ بیروں می کند
وہ ہر سوراخ سے سر باہر نکالتا ہے
چوں دل و جان چنیں بیروں بود
جب اس کا دل اور جان اس طرح باہر کی مشتاق ہو
نے پتاں سے مرغ قفص در اند ہاں
وہ پنجرے کے اس پند کی طرح نہیں ہے جو غم میں ہو
کے بود اورا دریں خوف و حزن
اس کو اس ڈر اور رنج میں کب ہو گی
اوہی خواہد کزیں ناخوش حفص
وہ چاہے گا کہ اس ناگوار ذلیل کی بجائے

بل جہد از گون وکانے ابرزند
بلکہ دنیا کو کدو جائے اور کان پر پہنچ جائے
چوں قفص ہشتن پریدن مرغ را
جیسا کہ پندے کے لئے پنجرہ چھوڑنا اور اڑ جانا
مرغ می بیند گلستان و شجر
پند باغ اور دشت دیکھ رہا ہے
خوش ہمی خوانند ازادی قصص
آزادی کے قصے خوشی سے پندہ رہے ہیں
نے خورش ماندست و نے صبر و قرار
نہ بھوک رہی اور نہ صبر و قرار رہا
تا بود کایں بند از پا برگند
کہ شاید اس بیزی کو پاؤں سے نکل دے
آں قفص را در کشائی چوں بود
اس پنجرے کا دروازہ کھلنا کیسا ہو گا؟
گرد بر گردش بخلقہ گر بگاں
اور اس کے ارد گرد بلیاں حلقہ کئے ہوں
آرزوئے از قفص بیروں شدن
پنجرے سے باہر نکلنے کی آواز
صد قفص باشد بگرد اس قفص
اس پنجرے کے چاروں طرف سو پنجرے ہوں

۱۔ کانے۔ یعنی معرفت خداوندی
کی کان۔ نقلم۔ یعنی اس دنیا سے
نقل ہونا۔ چو قفص۔ یعنی جس طرح
سے پند کو پنجرہ چھوڑ کے اڑ جانا
شیریں ہوتا ہے۔ باغ وہ۔ یعنی وہ
باغ
۲۔ قصص۔ قصے کی جمع ہے۔
نے خورش۔ پند کو پنجرے میں زندہ
اچھا لگتا ہے اور نہ اس کو صبر و قرار ہوتا
ہے۔ چوں۔ جب پند یہ کاحل ہوتا
پنجرے کا دروازہ کھولنے سے اس کو کس
قدر خوشی ہوگی۔
۳۔ نے چناں۔ البتہ وہ پند جو
پنجرے کے چاروں طرف بلیاں
دیکھے تو وہ بیشک پنجرے ہی میں بند
رہنا پسند کرے گا۔ حفص۔ فاسکون
کے ساتھ ذلیل۔ جھولا ضرورت۔
شعری کی وجہ سے فاء پر زبردے دیا
گیا ہے۔ جالینوس۔ یونان کا مشہور
حکیم ہے چونکہ وہ محض علوم عقلیہ
سے واقف تھا اور آخرت کا اس کو کوئی
علم نہ تھا لہذا وہ دنیا میں جینے کا متمنی
تھا۔

بیان آنکہ عشق جالینوس بریں حیات دنیا بود کہ فن او
اس کا بیان کہ جالینوس کا عشق اس دنیاوی زندگی پر اس وجہ سے
ہم اینجا بکار می آید و ہنرے نور زیدہ است کہ در آن بازار
تھا کہ اس کا فن اس جگہ کام آتا تھا اور اس نے وہ ہنر نہ اختیار کیا تھا
بکار آید آنجا خور ابوام یکساں می بیند والامر یومئذ للہ
جو اس بازار میں کام آئے وہی وہ اپنے آپ کو عوام کے برابر سمجھتا تھا اور علم اس دن خدا کے لئے ہے

آنچنان کہ گفت جالینوس راد۱
 جیسا کہ حکیم جالینوس نے کہا
 راضیم کرمن بماند نیم جال
 کہ میں راضی ہوں اگر آدمی جان بھی رہے
 گربہ می بیند بگرد خود قطار
 قطار میں اپنے چاروں طرف بلایا دیکھتا ہے
 یا عدم دیدست غیر ایں جہاں
 یا اس نے اس جہان کے علاوہ کو معدوم سمجھا ہے
 چوں چنین۲ کش میکشد بیروں کرم
 جیسا کہ پیٹ کا بچہ کہ اس کو کرم خدوئی باہر کو کھینچتا ہے
 لطف رویش سوئے مصدر میکند
 مہربانی اس کا رخ نکلنے کی جگہ کی طرف کرتی ہے
 کہ اگر بیروں نہم زیں شہر گام
 کہ میں اگر اس شہر سے قدم باہر رکھوں گا
 یا درے بودے دریں شہر و خم
 یا اس گندے شہر میں بکڑی ہوتی
 یا چو چشم سوزنے را ہم بدے
 یا سوئیں کے ٹکڑے کی برابر میرے لئے راستہ ہوتا
 آنچنین ہم غفل ست از عالمے
 وہ بھی دنیا سے اسی طرح غافل ہے
 او نداند گور طوباتے کہ ہست
 وہ نہیں سمجھتا کہ وہ رطوبتیں جو ہیں
 آنچنان کہ چار عنصر در جہاں
 جس طرح سے دنیا میں چاروں عنصر
 آب ودانہ در قفس گریافتہ است
 اگر انجھرے میں پانی اور دانہ موجود ہے
 از ہوائے ایں جہاں و از مراد
 اس دنیا کی محبت اور مراد میں
 کہ زگون استرے بینم جہاں
 تاکہ خچر کی دیر سے دنیا کو دیکھوں
 مرغش آئیں گشتہ بودست از مطار
 اس کا پرند روح پرواز سے باہر ہو گیا ہے
 در عدم نا دیدہ او خسر نہاں
 اس نے عدم میں چھپا ہوا خسر نہیں دیکھا ہے
 می گریزد او سپس سوئے شکم
 وہ پیٹ کی جانب پیچھے کو بھاگتا ہے
 او مقرر پشت مادر می کند
 وہ ماں کی کمر میں ٹھکانا بناتا ہے
 اے عجب دیگر نہ بینم ایں مقام
 ہائے عجب! پھر یہ جگہ نہ دیکھوں گا
 کہ نظارہ کردے اندر رحم
 کہ میں رحم میں سے نظارہ کرتا
 کہ زیرون رحم دیدہ شدے
 کہ رحم کے باہر کی چیز دیکھ لی جاتی
 ہچموں جالینوس اونا محرمے۳
 وہ جالینوس کی طرح نادانف ہے
 آل مدد از عالم بیرونی است
 وہ بیرونی دنیا کی مدد سے ہیں
 صد مدد دارد ز شہر لامکان
 لامکان کے شہر سے سینکڑوں مددیں پاتے ہیں
 آل زباغ و عرصہ در تافتہ است
 وہ باغ اور میدان سے رونما ہوا ہے

۱ راد۔ عقلمند۔ ہول خواہش۔
 محبت۔ کون استرے۔ یعنی ذلیل
 مقام۔ آئیں۔ باہر مطار۔ اڑنے کی
 جگہ اڑان

۲ جنیں۔ ماں کے پیٹ کا بچہ
 سپس۔ واپس۔ مصدر۔ نکلنے کی جگہ
 مقرر۔ قیام گاہ۔ گام۔ قدم۔ خم۔
 ناموافق۔ مقام۔ چشم سوزن۔ سوئیں
 کا ٹکڑا

۳ تا محرم۔ تا واقف باز۔
 رطوبات۔ یعنی پیٹ کے بچے کی غذا
 جو رطوبتیں ہیں وہ ماں کی فن غذاؤں
 سے حاصل ہوتی ہیں جو باہر سے
 اسے حاصل ہوتی ہیں۔ لامکان۔
 عالم اسما عالم ملکوت

جانہائے انبیاء بیند باغ
انبیاء کی جائیں باغ کو دھلتی ہیں
پس ز جالینوس و عالم فارغند
اس نے وہ جالینوس اور دنیا سے بے نیاز ہیں
ورز جالینوس اس گفت افتریست
اگر یہ بات جالینوس پر بہتان ہے
اس جواب آئس آمد کاس بگفت
پھر یہ اس کے لئے جواب ہے جس نے یہ کہا ہے
مرغ ۲ جانش موش شد سوراخ جو
اس کی جان کا پرند سوراخ دھونڈنے والا چوہا بن گیا
زاں سبب جانش وطن دید و قرار
اس لئے اس کی جان نے وطن اور ٹھکانا دیکھا
ہمدیس سوراخ بتائی گرفت
اسی سوراخ میں اس نے تعمیر سازی کی
پیشہائے کہ مرا ورا در مزید
وہ پیشے جو اس کے لئے اضافے میں
زانکہ دل برگند از بیروں شدن
کیونکہ اس نے باہر نکلنے سے دل پھیر لیا
عنکبوت ۳ ار طبع عنقاد اشته
کڑی اگر عنقا کا مزاج رکھتی
گڑبہ کردہ چنگ خود اندر قفص
لی نے اپنا بچہ بچرے میں ڈال دیا
حب و قونج و مایخولیا
چکے اور قونج اور مایخولیا

زس قفص در وقت نفلان و فراغ
اس بچرے سے نفل اور فارغ ہونے کے وقت
بچو ماہ اندر فلکھا بازغ اند
وہ چاند کی طرح آسمانوں پر روشن ہیں
پس جوابم بہر جالینوس نیست
تو میرا جواب جالینوس کے لئے نہیں ہے
کہ نبودش دلے با نور جفت
کیونکہ اس کا دل نور کا ساتھی نہیں ہے
چوں شنید از گربگاں او عز جو
جب اس نے بلیوں سے گھیر لو سنا
اندریں سوراخ دنیا موش وار
چوہے کی طرح اس دنیا کے سوراخ میں
در خور سوراخ دانائی گرفت
سوراخ کے مناسب عقل اختیار کی
اندریں سوراخ کار آید گزید
اس سوراخ میں کام آئیں اس نے اختیار کئے
بستہ شد راہ رہیدن از بدن
اور بدن سے نجات کا راستہ بند ہو گیا ہے
از لعابے خیمہ کے افراشته
لعاب سے خیمہ کب بلند کرتی
نام چکش صرع و سرسام و مغص
اس کے بچہ کا نام مرگی سرسام اور پچش ہے
سکتہ و سُدہ و جذام و ما شرا
سکتہ اور سدہ اور کھڑھ اور منہ کا دم ہے

۱۔ جانہائے انبیاء اور اولیاء دنیا
میں رہتے ہوئے آخرت کے باغات
کی سیر کر لیتے ہیں تو وہ جالینوس کی
خواہش اور عالم سے بے نیاز اور فارغ
البال ہیں۔ آخرت یعنی جہات میں
نے جالینوس کی نقل کی ہے اگر وہ
جھوٹ ہے تو میرا حکام جالینوس کے
لئے نہیں ہے بلکہ اس کے لئے ہے
جو اس عقیدے کا ہے اور اس کا دل نور
سے منور نہیں ہے۔
۲۔ مرغ جانش۔ جس کے دل
میں نور نہیں وہ ایسا چوہا ہے جس نے
بلیوں کی آواز سن لی اور بھٹ کی جستجو
کرے زان۔ اسی لئے وہ اس دنیا کو
پسند کرتا ہے جو چوہے کے بھٹ کی
طرح ہے۔ ہمدیس۔ وہ اس دنیا میں
دنیا کے ہنر سیکھنے پر اور دنیا کو سنوارنے
پر اکتفاء کرتا ہے۔ پیشہائے۔ وہ وہی
پیشے اختیار کرتا ہے جو اس کی دنیا
بنائیں۔ زانکہ۔ چونکہ اس کو عالم
آخرت کی طرف رغبت نہیں ہے۔
۳۔ عنکبوت۔ اس کی مثال کمزری
کی ہے جو اپنے لئے ایک کمزور جلا
تختی ہے۔ گرب۔ موت اپنے بچے
بصورت امراض اس سے وابستہ کرتی
ہے۔ صرع۔ مرگی۔ سرسام۔ وہ مرض
ہے جس میں دماغ پرورم آ جاتا ہے اور
مریض ہلکی ہلکی باتیں کرتا ہے۔
مغص۔ پچش۔ حب۔ کسر قونج۔
آنتوں کا درد جو سدہ پنہ جانے سے
ہوتا ہے۔ مایخولیا۔ دیوانگی کی ایک قسم
ہے۔ سکتہ۔ دماغی مرض ہے جس میں
مریض بالکل مردے کی طرح ہو جاتا
ہے۔ سُدہ۔ آنتوں میں کسی چیز کا جم
جانا۔ جذام۔ کھڑھ۔ ماشر۔ چہرے کا
دم جو خون کے جوش کی وجہ سے پیدا
ہوتا ہے۔



میزند بر مرغ قہر و بالی او

جو وہ پرند اور اس کے بال و پر پر چلاتی ہے

مرگ چوں قاضی و ر بجوری گوا

موت قاضی کی طرح ہے اور مرض گوا ہے

کہ ہی خولہ ثراتا حکم گاہ

کہ وہ تجھے عدالت میں بلاتا ہے

گر پذیر شد و گرنہ گفت خیز

اگر اس نے مان لیا تو وہ مہلت ملی ورنہ کہے گا اٹھ جا

کہ زنی بر خرقہ تن پارہا

تاکہ تو جسم کے چیتھروں کو پھیند لگا لے

چند باشد مہلت آخر شرم دار

آخر مہلت کتنی ہو گی ' شرم کر

پیش از انکہ آنچنان روزے رسد

اس سے قبل کہ ایسا دن آئے

برگند زان نور دل یکبارگی

اس نور سے یک لخت دل کو ہناتا ہے

کاں گوا سوئے قضا میخواندش

کیونکہ وہ گواہ اس کو موت کی طرف بلاتا ہے

کش کشاں تا پیش قاضی شرمسار

شرمندگی کی حالت میں قاضی کے سامنے کھجے لجاؤں گے

کوہ مسجد آمد آں شب میہماں

جو اس رات کو مسجد میں مہمان بن کر آیا

گر پہا مرگ ست و مرض چنگال او

موت بلی ہے اور مرض اس کا پنجہ ہے

گوشہ گوشہ می دوو سوئے دوا

وہ دوا کی جانب اور اور دوڑتا ہے

چوں پیادہ قاضی آمد اس گواہ

یہ گواہ قاضی کے پیادے کی طرح آیا ہے

مہلتے خواہی تو از وے دگریز

تو بچاؤ کے لئے اس سے مہلت مانگتا ہے

جستن مہلت دوا و چارہا

مہلت طلب کرنا دوا اور تدبیریں ہیں

عاقبت آید صبا حے خشم وار

بالآخر وہ کسی صبح کو غضبناک ہو کر آتا ہے

عذر خود از شہ بخواہ اے پر حسد

اے حاسد! بادشاہ سے عذر خواہی کر لے

وانکہ در ظلمت براند بارگی

اور جو اندھیرے میں گھوڑا دوڑاتا ہے

میگریزد از گواہ و مقصدش

وہ گواہ اور اس کے مقصد سے بھاگتا ہے

ناگہاں گیرند اورا خوار و زار

اس کو ذلیل اور عاجز بنا کر اچانک پکڑیں گے

زیں گذر گن جالب آں شخص راں

اس کو چھوڑ اس شخص کی جانب چل

۱۔ گرب۔ موت بلی ہے اور یہ امراض اس کے پنجے ہیں۔ مرگ۔ موت فیصلہ کرتی ہے رنجوری۔ بیداری کی نوعیت پر فیصلہ ہوتا ہے پیادہ۔ موت امراض کے ذریعہ اپنی طرف بلاتی ہے حکم گاہ۔ عدالت محکمہ۔ مہلتے۔ تو دوا کرنے کے لئے مہلت چاہتا ہے اگر مرض نے مہلت دیدی تو دوا کے ذریعے بچنے کی کوشش کرتا ہے اور اگر اس نے مہلت نہ دی تو وہ فوراً موت کے سپرد کر دیتا ہے نیز۔ یعنی اٹھ اور موت کی جانب چل۔ کہ زنی۔ مرض کی وجہ سے جو تیرے بدن کو نقصان پہنچا ہے تو دوا کے ذریعہ اس کو درست کرنا چاہتا ہے

۲۔ عاقبت۔ انجام کا مرض کا پیادہ آئے گا اور پھر وہ مہلت نہ دے گا۔ عذر۔ لہذا مناسب ہے کہ اس دربار میں حاضری کے لئے قبل از وقت تیاری کرنی چاہیے۔ ظلمت۔ یعنی خواہشات نفسانی کی ظلمت۔ ہارگی۔ گھوڑا۔ برگند۔ خواہشات کا انہماک نور خداوندی سے جدا کر دیتا ہے گواہ۔ یعنی مرض۔ مقصدش۔ مرث کا مقصد موت ہے

۳۔ ناگہاں۔ لیکن موت سے فرار ممکن نہیں ہے قاضی۔ یعنی موت۔ زیر۔ اب دوبارہ اس مسجد کے مہمان کا قصہ شروع کرتے ہیں۔ جلدی۔ بے ہوشی۔ گرو۔ یعنی موت کے ہاتھوں گروی۔

ملا مت کردن اہل مسجد مہمان را از شب خفتن دراں مسجد

مسجد والوں کا مہمان کو رات میں مسجد میں سونے پر ملا مت کرنا

قوم گفتندش ملکن جلدی برو

لوگوں نے اس سے کہا بے ہوشی نہ دکھا چلایا

تا نگرود جامہ و جانت گرد

تاکہ تیری جان اور کیز نہ گروی نہ ہو جائیں

آں از دُور آساں نماید بہ نگر
وہ دور سے آساں نظر آتا ہے اچھی طرح دیکھ لے
بس گساں کاویخت خود را از نخست
بہت سنان میں جنہوں نے شروع میں اپنے آپ کو لگا دیا
پیشتر از واقعہ آساں بود
واقعہ سے پہلے آساں ہوتا ہے
چوں در آید اندرون کارزار
جب میدان جنگ میں آ جاتا ہے
چوں نہ شیری ہیر منہ تو یائے پیش
جبکہ تو شیر نہیں ہے رہا! اگے قدم نہ رکھ
وراز ابدالی ۲ و میش شیر شد
اگر تو ابدال میں سے ہے اور تیری بھیڑ شیر ہو گئی ہے
کیست ابدال آنکہ او مُبدل شود
ابدال کون ہے؟ وہ جو تبدیل ہو جائے
لیک مسّت شیر گیری وز گماں
لیکن تو نیم مسّت ہے اور گمان سے
گفت حق زابل نفاق ناسدید
اللہ تعالیٰ نے گمراہ منافقوں کے بارے میں فرمایا ہے
در میان ہمدگر مردانہ اند
ایک دوسرے کے لئے بہادری ہیں
گفت ۳ پیغمبر سپہدار غیوب
غیب کے سپہ سالار پیغمبرؐ نے فرمایا
وقت لاف غزو مستال کف زنند
جہاد کی کٹنی بگھڑتے وقت مستوں کی طرح سینہ ٹھوکتے ہیں
وقت ذکر غزو شمشیرش دراز
جہاد کے ذکر کے وقت اس کی تلوار صاف ہے

کہ باخر سخت باشد رہگذر
کہ انجام کار راستہ دشوار ہو گا
وقت پیچا پیچ دستاویز جست
پہچیدگی کے وقت سہلا دھونڈا
در دل مردم خیال نیک و بد
انسانوں کے دل میں اچھے برے کا خیال
آں زماں گردو برآں کس کارزار
اس وقت اس شخص پر کام دشوار ہو جاتا ہے
کال اجل گر گست و جان تست پیش
کیونکہ موت بھیڑتا ہے اور تیری جان بھیڑ ہے
ایمن آ کہ مرگ تو سر زیر شد
مطمئن ہو کر آ کیونکہ تیری موت سرنگوں ہو گئی ہے
خمرش از تبدیل یزداں خل شود
اللہ تعالیٰ کے تبدیل کرنے سے اس کی شراب سرکہ ہو جائے
شیر پنداری تو خود راہیں مراں
اپنے آپ کو شیر سمجھتا ہے خبردار! آگے نہ بڑھ
بأسُہم ما بینہم بأسُ شدید
ان کی بہادری آپس میں سخت بہادری ہے
در غزا چوں عورتل خانہ اند
جہاد میں گھر کی عورتوں کی طرح ہیں
لا شجاعة یافنی قبل الحروب
اے نوجوان! لڑائیوں سے پہلے بہادری کچھ نہیں ہے
وقت جوش و جنگ چوں کف می فتنند
جوش اور جنگ کے وقت جھاگ کی طرح گر پڑتے ہیں
وقت گزرفر تیغش چوں پیاز
کرفر کے وقت اس کی تلوار پیاز کی طرح

۱۔ آں۔ یعنی مسجد کا سونا۔ بس
کساں۔ نا تجربہ کار مصیبت میں
پھنس کر بچنے کی تدبیر کرتا ہے جو
دشوار ہوتی ہے۔ پیشتر۔ مصیبت کے
آنے سے پہلے اچھا برا سوچا جاسکتا
ہے۔ چوں۔ نا تجربہ کار مصیبت میں
پھنس کر پریشان ہوتا ہے۔ چوں نہ
شیری۔ موت بھیڑتا ہے اگر تو شیر ہے
تو اس کا مقابلہ کر سکتا ہے اگر تو بھیڑ
ہے تو وہ پھاڑ کھائے گا۔

۲۔ دراز ابدال۔ اولیاء اللہ موت
سے خائف نہیں ہوتے ہیں۔
ابدال۔ اولیاء اللہ ہیں جن کی بری
صفات اچھی صفات میں تبدیل ہو
چکی ہیں۔ خمر۔ یعنی بری صفات سرکہ
یعنی اچھی صفات مست شیر گیری۔ وہ
مست جس کا نشہ اٹھو رہا ہو۔ باسہم۔
قرآن پاک میں منافقوں کے
بارے میں فرمایا گیا ہے بَأْسُہُمْ بَیْنَہُمْ
شَدِیدٌ تَخْشَیْہُمْ جَمِیعًا وَ قُلُوبُہُمْ
شُتِبَہُمْ آپس میں ان میں بڑی دھماک
ہے تو ان کو انکھا سمجھتا ہے اور ان کے
دل متفرق ہیں۔ غزا۔ جنگ۔ جہاد۔

۳۔ گفت۔ یہ حدیث کتابوں
میں منقول نہیں ہے۔ لا شجاعة۔
شجاعت کا یہ میدان جنگ میں چلتا
ہے۔ کف۔ زنند۔ یعنی سینہ ٹھوکتے کر
بہادری جتاتے ہیں۔ کف۔ جھاگ
دوسرے مصرعے میں۔ کسرا آگے
بڑھ کر حملہ کرنا۔ فر۔ پیچھے ہٹ کر حملہ
کرنا۔ چوں پیاز۔ یعنی نرم۔

وقت اندیشہ دل او غزو جو

خیال کے وقت اس کا دل جنگجو ہے

من عجب دارم زہویائے صفا

مجھے صفائی کے اس طالب پر تعجب ہے

عشق چوں دعویٰ جفا دیدن گواہ

عشق دعویٰ ہے تکلیف برداشت کرنا گواہ ہے

چوں گواہت خواہد ایں قاضی مرنج

جب یہ قاضی گواہ مانگے تو رنجیدہ نہ ہو

آں جفا باتو نباشد اے پسر

اے صاحبزادے! وہ سختی تجھ پر نہیں ہے

برنمد چو بے کہ آں را مرد زد

اس شخص نے نمدے پر جو لکڑی مادی

گر بزدل ہر اسپ را آں کینہ کش

اگر سزا دینے والے نے گھوڑے کو مارا

تاز سسک و ارہد خوش پے شود

تاکہ ست فدی سے نجات پا جائے خوش رفتار ہو جائے

آں یکے میزد یتیم را قہر

ایک شخص غصہ سے ایک یتیم کو ملتا تھا

دید مردے آنچنانش زار زار

ایک شخص نے اس کو ایسا زار زار دیکھا

گفت چنداں آں یتیمک رازدی

اس نے کہا تو نے اس یتیم بچے کو اتنا مارا

گفت اورا کز دمے جان دوست

اس نے کہا اے پیارے! میں نے اس کو کب مارا ہے

مادرار گوید ترا مرگ تو باد

اگر تجھے ماں کہے ' خدا کرے تو مرے

پس ایک سوزن تہی شد حیک او

پھر ایک سوئیں سے اس کی مشک خالی ہو گئی

گورمد در وقت صیقل از جفا

جو صیقل کے وقت تکلیف سے بھاگ جائے

چوں گواہت نیست شد دعویٰ تباہ

جب تیرے پاس گواہ نہیں ہے تو دعویٰ برباد ہے

بوسہ وہ بر مار تابی تو گنج

سانپ کو چوم لے تاکہ تو خزانہ پائے

بلکہ با وصف بدی اندر تو در

بلکہ اس بری صفت پر ہے جو تیرے اندر ہے

بر نمد آں را نزد بر گرد زد

وہ نمدے پر نہیں مادی ' گرد پر مادی ہے

آں نزد بر اسپ زد بر سسک کش

اس نے گھوڑے کو نہیں مارا اس کی ست رفتاری کو مارا

شیرہ را زنداں گنی تارے شود

تو شیرہ کو قید کرتا ہے تاکہ شراب بن جائے

قد بود آں لیک بنمودہ چوز ہر

وہ شکر تھا لیکن زہر جیسا نظر آتا تھا

آمد و بگرفت زووش در کنار

کہ وہ آیا اور فوراً اس کو بغل میں لے لیا

چوں نتر سیدی ز قہر ایزدی

تو خدا کے قہر سے کیوں نہ ڈرا

من براں دیوے زدم گواندروست

میں نے اس شیطان کو مارا ہے جو اس کے اندر ہے

مرگ آں خو خواہد و مرگ فساد

تو وہ عادت کی موت اور فساد کی موت چاہتی ہے

۱۔ پس۔ پھونک بھری ہوئی مشک میں ایک سوئیں چھو دی جائے تو ہوا خارج ہو جاتی ہے یعنی ادنیٰ تکلیف کو برداشت نہیں کرتے ہیں۔ من عجب۔ جو شخص صفا قلب چاہتا ہے اس کے لئے مجاہدے ضروری ہیں۔ عشق۔ خدا سے عشق و محبت ایک دعویٰ ہے اور مجاہد اس کا گواہ ہے۔ دعویٰ بغیر گواہ کے ناقابل اعتبار ہے۔ بوسہ۔ خزانہ پر سانپ ہوتا ہے اس کو مانوس کر کے خزانہ تک پہنچا جاسکتا ہے۔ آں جفا۔ مجاہدے کی جفا واصل اس برائی پر ہے جس کے ازالہ کے لئے مجاہدہ کر لیا جاتا ہے۔

۲۔ برنمد۔ محسوسات میں اس کی مثال یہ ہے کہ کھل جھاڑنے کے لئے اس پر لکڑی مادی چلتی ہے تو وہ واصل کھل پر نہیں بلکہ گرد پر مادی چلتی ہے۔ گرد۔ ست گھوڑے پر ہنر مارا جاتا ہے تو واصل اس کی سستی پر مارا جاتا ہے۔ سسک۔ ست رفتاری۔ شیرہ۔ انگور کے شیرہ کو مٹکے میں اسی لئے بند کیا جاتا ہے کہ اس سے شراب بنے۔ آں یکے۔ استاد بچہ کو ملتا ہے تو بظاہر ظلم ہے حقیقتاً اس میں اس کی اصلاح اور خوبی ہے۔

۳۔ گفت۔ اس شخص نے استاد کو ڈانٹا تو استاد نے یہی کہا کہ مقصد اس بچہ کو مارنا نہیں ہے بلکہ اس شیطان کو مارنا ہے جو اس میں گھسا بیٹھا ہے۔ ماہ۔ ماں بچہ کو قتی ہے اور مرنے کی بدو عادت ہے تو اس کا مقصد اس کی بری عادت کی موت ہوتی ہے۔

آل گرد ہے کز ادب بگریختند
وہ لوگ جو ادب حاصل کرنے سے بھاگے
عاذلال شاں ازوغا وا راندند
ملامت کرنے والوں نے انہیں جنگ سے باز رکھا
لاف و غرہ تراژ خارا کم شنو
بکواس کرنے والے کی شیخی اور گھمنڈ کو نہ سن
زانکہ زافو کُم خبالا گفت حق
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے وہ تم میں زیادہ خدیں ڈالتے ہیں فرمایا ہے
کہ گرایشال باشما ہمرہ شوند
کیونکہ وہ اگر تمہارے ساتھ ہوں گے
خویششتن ۲ ربا شہام صف کنند
وہ اپنے آپ کو تمہارے ساتھ ہم صف کریں گے
پس سپاہے اند کے بے اس نفر
تو تھوڑے سپاہی اس جماعت کے بغیر
ہست بادام کم خوش بیختہ
خوش ذائقہ تھوڑے بادام چنے ہوئے
تلخ و شیریں گر بصورت دیکشتی اند
کڑوا اور میٹھا اگرچہ بظاہر ایک چیز ہیں
گبر ۳ ترساں دل بودگو ازگماں
کافر خوفزدہ دل والا ہوتا ہے کیونکہ وہ گمان
میرود درہ نداند منزلی
وہ راستہ چلتا ہے منزل کو نہیں جانتا ہے
چوں نداند رہ مسافر چوں رود
جب مسافر نہیں جانتا ہے وہ کیسے راستہ چلے

آب مردی و آب مرداں ریختند
انہوں نے انسانیت اور انسانوں کی آمیز ریزی
تاختیں حیز و تخت ماندند
یہاں تک کہ وہ ایسے نامرد اور مخت رہ گئے
باچنہا در صف ہیجا مرد
ایسے لوگوں کے ساتھ جنگ کی صف میں نہ جا
کز رفاق سست برگرداں ورق
تاکہ تو ست ساتھیوں سے ورق پلٹ دے
غازیاں نیمغز ہچچوں کہ شوند
غازی تنکے کی طرح بیکار ہو جائیں گے
پس گریزند و دل صف بشکند
پھر بھاگیں گے اور صف کا دل توڑ دیں گے
بہ کہ باہل نفاق آید خشر
بہتر ہیں نسبت اس کے کہ منافقوں کے ساتھ اجتماع ہو
بہ زبیرے ریح آمیختہ
بہت سے کڑوے ملے ہوؤں سے بہتر ہیں
نقص از اں افتاد کہ ہمدل نے اند
خرابی اس وجہ سے واقع ہوئی کہ باطن میں یکساں نہیں ہیں
می زید در شک ز حال آنجہاں
میں جی رہا ہے اس جہان کے حال کے شک میں
گام ترساں می نہدا عمی دلے
اندھے دل والا ڈرتے ہوئے قدم رکھتا ہے
باترودہا و دل پرخوں رود
مشکوٰۃ اور پر خون دل کے ساتھ چلتا ہے

آل گرد ہے جو لوگ مجاہدیت
کی سختی سے بھاگتے ہیں وہ انسانیت کو
تجہ کرتے ہیں۔ عاذلال۔ ان
منافقوں کو فن کے دوستوں نے جہاد
میں شریک ہونے سے روک دیا تو یہ لوگ
نامرد بن کر رہ گئے آئندہ اشعل میں
مولانا ان لوگوں کی مصاحبت اور ہمراہی
سے روکتے ہیں۔ غرہ گھمنڈ۔ ذافو
کُم خبالا۔ قرآن پاک میں ان
منافقوں کے بارے میں فرمایا گیا
ہے لَوْ خَرَجُوا فِیْکُمْ مَلًا فَوَکُمُ
الْاِخْبَالُ۔ اگر وہ تم میں مل کر نکلتے تو
زیادہ خدیں ڈالتے رفاق۔ دوست کی جمع
ہے سفر کا ساتھی۔ گریں ہرق۔ یعنی ان
کی بات ہی نہ کروں سے قطع نظر کرو۔
غازیاں۔ یعنی ان کی بزدلی مجاہدوں کو
بھی ناکام رہنے لگی۔

۲ خویششتن۔ منافق جب صفوں
میں سے بھاگیں گے بہادروں کے
دل ٹوٹیں گے۔ پس۔ ٹھوڑے بہادر
بزدلوں کے مجمع سے بہتر ہیں۔
ہست۔ اگر چنے گئے تھوڑے سے
میٹھے بادام ہوں تو وہ زیادہ باداموں
سے جن میں ریح بھی ہوں بہتر ہیں۔
نقص۔ کڑوے اور شیریں بادام
اگرچہ صورت میں یکساں ہیں لیکن
ان کے باطن میں بہت فرق ہے یہی
حال مومنوں اور منافقوں کا ہے۔
۳ گبر۔ چونکہ کافروں کو اگر
زندگی کے بارے میں شکوک و شبہات
ہیں اس لئے ان کے دل ہمیشہ خوفزدہ
رہتے ہیں۔ میرود۔ چونکہ یہ آخرت
کے بارے میں اندھے ہیں لہذا
آخرت کی روٹے کرنے میں ست
ہیں اندھا ڈرتے ڈرتے قدم بڑھاتا
ہے۔ چوں نداند۔ جو شخص راستہ سے
ناواقف ہوتا ہے وہ تیزی سے منزل
طے نہیں کر سکتا معمولی سے اندیشہ
سے ٹھہر جاتا ہے۔



او گند از بیم آنجا وقف و ایست
وہ اسی جگہ خوف سے توقف کر دکھاتا ہے
کے رَوَد ہر ہائے و ہودر گوش او
تو ہر ہائے و ہواں کے کان میں کہیں پہنچتی ہے
زانکہ وقت ضیق و بیم اند آفلاں
کیونکہ تنگی اور خوف کے وقت غائب ہو جانے والے ہیں
گرچہ اندر لاف سحر بابل اند
اگرچہ وہ شجی مدنے میں بابل کا جلا ہیں
توز طاووساں مجو صید و شکار
تو مہروں سے صید و شکار کا طالب نہ بن
دم دہد از تا مقامت برگند
وہ فریب دیتی ہے تاکہ تجھے بلند مقام سے ہٹا دے

ہر کہ گوید ہائے ایں سوراہ نیست
جو کوئی کہہ دے کہ ہائے اس طرف راستہ نہیں ہے
در بداند! رہ دل باہوش او
اگر اس کا باہوش دل راستہ جانتا ہے
پس مشو ہمراہ ایں اشتر دلاں
تو ان لوٹ کے دل والوں کا ہمراہی نہ بن
پس گریزند و ترا تنہا ہلند
وہ بھاگ جائیں گے اور تجھے تنہا چھوڑ دیں گے
تو زر عنایاں مجو ہیں کار زار
خبردار! تو نازنیوں سے جنگ کی توقع نہ رکھ
طبع طاووسیت و سواست گند
تیری مہر والی طبیعت تیرے اندر دوسے ذاتی ہیں

۱۔ در بداند! رہ دل باہوش او
شبہ ڈالنے سے ست نہیں پڑتا ہے
پس مشو۔ لہذا ان منافقوں کو شریک
سفر نہ کرنا چاہیے۔ اشتر دلاں۔ لوٹ
ڈر پوک ہوتا ہے آفلاں۔ اُفل کی
جمع ہے غائب ہو جانے والا۔ سحر
بابل۔ بابل کے جلاؤ کی تاثیر سخت مانی
جلاں ہے۔ رعنا۔ نازک اندام۔ طبع
طاووسیت۔ انسان کی طبیعت کی رنگینی
انسان میں شکوک و شبہات پیدا کرتی
ہے اور اس کو بلند مقام سے نیچے گرا

دیتی ہے۔
۲۔ گفتن۔ جنگ بد کے موقع پر
شیطان نے سراقہ نجدی کی صورت
میں ظاہر ہو کر ابو جہل وغیرہ کو غلامیا
تھا۔ جیش۔ یعنی جنگ بد کے لئے
لشکر جمع کر لو۔ صدیکم۔ یعنی سو پر ایک
کا اضافہ۔ فسوں۔ منتر۔

۳۔ جلاؤ لکم۔ قرآن پاک میں
يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا الشَّيْطٰنَ
اِنَّهٗ يَدْعُوْا لِيْغْلِبَ لَكُمْ
قُلُوْبُكُمْ مِّنْ فِئْسٍ وَّ قَدْ جَازَ لَكُمْ قُلُوْبُكُمْ
اِنَّهٗ يَدْعُوْا لِيْغْلِبَ لَكُمْ قُلُوْبُكُمْ
عَقِيْبَهٗ وَقَالَ فِئْسَ بَرِيْءٌ مِّنْكُمْ فِئْسَ
لَوْى مَا لَا تَرْوُوْنَ فِئْسَ اَنۡفَعُ اللّٰهِ
اور جب شیطان نے ان کی حرکتوں کو
ان کو اچھا کر کے رکھ لیا اور کہا آج
لوگوں میں سے کوئی ایسا نہیں جو تم پر
غالب آ سکے اور میں تمہارا پشت پناہ
ہوں پھر جب دونوں جماعتیں آمنے
سامنے آئیں تو وہ اُلٹے پاؤں چلتا بنا
اور کہا مجھے تم سے کوئی سروکار نہیں۔
میں وہ چیز دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں
دیکھتے ہو میں غمزدہ ہوں۔

گفتن ۲ شیطان قریش را کہ بجنگ احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام آئید کہ
شیطان کا قریش کو احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جنگ کے لئے کہنا کہ آؤ میں مددیں کروں گا
من یاریہا کنم و قبیلہ خود را بیاری خوانم و گریختن او در ملاقات صفیں
اور اپنے کنبہ کو مدد کے لئے بلاؤں گا اور دونوں صفوں کی ٹڈ بھیز کے وقت اس کا بھاگ جانا

دم دمید و گفت گرد آرید جیش
منتر پھونکا اور کہا لشکر جمع کر لو
بیخ و بنیاد از زمینش بر کنیم
زمین سے اس کی بیخ و بنیاد اکھاڑ دیں
خواند فسوں گفتنی جلاؤ لکم
اس نے منتر پڑھا کہ میں تمہیں پناہ دینے والا ہوں
کرد با ایشاں بحیلت گفتگو
تو ان سے چالاکی سے گفتگو کی

ہمچو شیطان کز و سادس بر قریش
شیطان کی طرح جس نے قریش پر دھوکے دے دیے
تاکہ در احمد ہزیمت اقلنیم
تاکہ احمد کی صفوں میں ہم شکست ڈال دیں
چونکہ شیطان در سپہ شد صدیکم
جب شیطان سپاہیوں میں ایک سو ایک واں بن گیا
چوں سپہ گرد آمدند از گفت او
جب اس کی بات سے سپاہی جمع ہو گئے



کہ بیارم من قبیلہ خویش را
کہ میں اپنے خاندان کو لے آؤں گا
من شمارا عون دیار یہا کنم
میں تمہاری مدد اور اعانتیں کروں گا
چوں قریش از گفت او حاضر شدند
قریش جب اس کی باتوں کی وجہ سے جمع ہو گئے
دید شیطان از ملائک اسے
شیطان نے فرشتوں کا ایک لشکر دیکھا
آل جنودا لم تروها صف زده
اس لشکر نے جس کو تم نے نہ دیکھا
پائے خود واپس کشیدہ می گرفت
اپنے پاؤں واپس کھینچ کے روکتا تھا
کہ اخاف اللہ مالی منه عون
میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں میری اس کی جانب سے کلمہ نہیں ہے
گفت ۲ حارث اے سراقہ شکل ہیں
حارث نے کہا اے سراقہ کی شکل والے ہائیں!
گفت ایس دم من ہم یبنم حرب
اس شیطان نے کہا اب میں خنثی دیکھ رہا ہوں
می نہ بنی غیر اس لیک اے تو شنگ
اس کے علاوہ تو کچھ نہیں دیکھ رہا ہے لیکن اے شوخ
دی ہم ی گفتم کہ پابند اس خدم
کل تو کہتا تھا کہ میں ذمہ دار ہوں
دی زعمیم آبیش بودی اے لعین
اے ملعون! کل تو لشکر کا سردار تھا
تا بخوردیم آل دم تو و آمدیم
یہاں تک کہ ہم تیرا جھانسا کھا گئے اور ہم آ گئے

تا کہ در میجا بود پشت شما
تا کہ جنگ میں تمہاری طاقت ہو
تا سپاہ دشمنان تال بشکنم
تا کہ تمہارے دشمنوں کے لشکر کو شکست دیدوں
ہر دو لشکر در ملاقات آمدند
اور دونوں لشکروں میں مدد بھیڑ ہوئی
سوئے صف مؤمنان اندر رہے
مومنوں کی صف کی جانب آتا ہوا راستہ میں
گشت جان او ز بیم آتشکده
اس کی جان خوف سے بجھنی بن گئی
کہ ہم یبنم سپاہ بس شگفت
کہ میں عجیب فوج دیکھ رہا ہوں
اذ هبوا انسی اری مالا ترون
بھاگ جاؤ میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے ہو
دی چرا تو می نلفتی آتچنین
کل تو نے اس طرح کیوں نہ کہا؟
گفت می بنی جعاشیش عرب
اس حارث نے کہا تو عرب کے غریبوں کو دیکھ رہا ہے
آل زمان لاف بوداں وقت جنگ
وہ شیخی کا وقت تھا یہ جنگ کا وقت ہے
کہ بودتاں فتح و نصرت دمدم
کہ تمہیں دم بدم فتح اور نصرت ہو گی
ویں زماں نامرد و ناچیز و مہمیں
اب نامرد اور ناچیز اور ذلیل ہے
تو بتوں رفتی و ما ہیزم شدیم
تو بھٹی میں گیا اور ہم ایندھن بن گئے

۱۔ میجا۔ جنگ۔ عون۔ مدد۔
چوں قریش۔ جنگ بدر میں جب
دونوں صفیں ہاتھ ملاتے ہوئی تھیں تو
یہاں بھی مسلمانوں کی مدد کے لئے۔
زاتکہ کی جماعت نازل ہوئی تھی۔
جنودا لم تروها۔ قرآن پاک میں
جو آتزل جنودا لم تروها اور
اس کے لیے لشکر جن کو تم نے نہ دیکھا
یہ آیت اگرچہ غزوہ خندق کے سلسلہ
میں ہے مولانا نے بطور اقتباس غزوہ
بدر کے بارے میں استعمال فرمایا
ہے۔

۲۔ گفت۔ حارث۔ شیطان
نے حارث بن ہشام کو سراقہ کی شکل
میں آکر بھوکا تھا۔ حرب۔ راء کے فوج
سے خنثی۔ جعاشیش۔ جعاشوش کی جمع
ہے گدا فقیر۔ شنگ۔ شریر شوخ۔

۳۔ پابند اس خدم۔ میں ذمہ دار
ہوں۔ زعمیم آبیش۔ لشکر کا سردار۔
تا بخوردیم ہم تیرے مکر میں پھنس کر
میدان بدر میں آ گئے۔ توں۔ بھٹی۔
حما۔ ہیزم۔ ایندھن

از عتابش خشمگین شد آل لعین!

وہ ملعون اس کے غصہ سے غضبناک ہو گیا

چوں زگفت اوش درد دل رسید

چونکہ اس کی گفت گو سے اس کو دل کا درد ہوا

خون آں بیچارگاں زیں مکر ریخت

اس مکاری سے ان بیچاروں کا خون بہا دیا

پس بگفت اِنِّیْ بَرِّیْ مِنْکُمْ

تو بولا میں تم سے بیگانہ ہوں

پس گریزاں شد چوہیت تا خفتش

پھر بھاگ گیا جبکہ اس پر ہیت طاری ہو گئی

در دو صورت خویش را نمودہ اند

انہوں نے دو صورتوں میں اپنے آپ کو دکھایا ہے

بہر حکمتہاش دو صورت شدند

اس اللہ کی حکمتوں کی وجہ سے دو صورت ہو گئے ہیں

منع عقل ست و حصم جان و کیش

جو عقل کے لئے مانع اور جان و حصم کا دشمن ہے

پس بسورائے گریزد در فرار

پھر بھاگتا ہوا سورخ میں گھس جاتا ہے

سر زہر سورخ می آرد بروں

اور ہر سورخ سے سر باہر نکالتا ہے

واندراں سورخ رفتن شد خوس

اور سورخوں میں گھس جانے سے خوش ہو گیا ہے

چوں سر قنفذ را آمد شد ست

سی کی کے سر کہ طرح اس کی آمد و رفت ہے

کو سر آں خار پشتک را بماند

کیونکہ وہ سی کی کے سر کی مانند ہے

چونکہ حارث با سراقہ گفت اس

جب حارث نے سراقہ سے یہ بات کہی

وست خود خشمیں زدست او کشید

غصہ میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے چھڑا لیا

سینہ اش را کوفت شیطان و گریخت

شیطان نے اس کے سینہ پر دو ہتھ مارا اور بھاگ گیا

چونکہ وریاں کرد چندیں عالم او

جب اس نے اتنی دنیا دیران کر دی

کوفت اندر سینہ و انداختش

اس کی چھاتی پٹی اور اس کو گرا دیا

نفس و شیطان ہر دو یک تن بودہ اند

نفس اور شیطان دونوں ایک تھے

چوں ۲ فرشتہ و عقل کایشاں یک بند

جیسے کہ فرشتہ اور عقل کہ وہ ایک تھے

دشمن داری چنین در سر خویش

تو اپنے اند ایسا دشمن رکھتا ہے

یک نفس حملہ کند چوں سوسمار

وہ گویا کی طرح ایک دم حملہ کرتا ہے

در دل او سوراخا دار و گنوں

وہ انسان کے دل میں بہت سے سوراخ بنائے ہوئے ہیں

نام ۳ پنہاں گشتن دیواز نفوس

شیطان کا نام انسانوں سے چھپ جانے

کہ خوش چوں خوش قنفذ ست

اس کا گھس جانا سی کی کے گھسنے کی طرح ہے

کہ خدا آں دیوار ختاس خوا

اللہ تعالیٰ نے اس شیطان کو خناس کہا ہے

۱۔ لعین یعنی شیطان جو بصورت سراقہ تھا۔ خشمیں۔ خشمگین۔ چونکہ۔ جب بد میں ان کو تباہ کر چکا تو پھر یہ کہنے لگا کہ میرا تمہارا کیا واسطہ ہے۔ نفس۔ مولانا فرماتے ہیں کہ نفس اور شیطان ایک ہی طاقت کے نام ہیں تو نفس کا دھوکا دینا شیطان ہی کا دھوکا دینا ہے۔

۲۔ چوں۔ فرشتہ اور عقل بھی واسطہ ایک چیز ہے۔ نام علیحدہ علیحدہ ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمتوں کی وجہ سے ان کو دو صورتوں میں نمودار فرمایا ہے۔ دشمن جس طرح ہم نے شیطان کی دشمنی کا قصہ سنایا ایسا ہی دشمن خود تیرے اندر نفس موجود ہے۔ ایک نفس۔ وہ دشمن یکبارگی گویا کی طرح حملہ کر کے بھٹ میں گھس جاتا ہے۔ در دل۔ انسان کے دل میں اس کے رہنے کے بہت سے سوراخ ہیں۔

۳۔ نام پنہاں۔ چونکہ شیطان کا کام دھوکا دے کر گھس جانا اور چپ جاتا ہے اسی لئے قرآن میں اس کو خناس کہا گیا ہے جس کے معنی بہت چھپنے والا ہیں۔ قنفذ۔ سی کی جو بلی سے چھوٹا ایک جنگلی جانور ہے اس کے بدن پر لمبے لمبے خد ہوتے ہیں خطرے کے وقت وہ اپنے خار کھڑے کر لیتا ہے اور اپنا منہ اندر کو گھسالتا ہے۔ خار پشتک۔ اسی قنفذ کو کہا جاتا ہے۔

می نہاں گرد و سر آں خلد پشت

اس سبکی کا سر چھپ جاتا ہے

ناچو فرصت یافت سر آرد بروں

جب اس نے موقع پلا سر باہر نکلا

گر نہ نفس از اندروں راہت زدے

تو نفس اللہ سے تیری راہزنی نہ کرتا

ز آل عوالم مقتضی کہ شہوت ست

اس تقاضہ کرنے والے سپاہی کی وجہ سے جو کہ شہوت ہے

ز آل عوالم سر شدی دزد و تباہ

اس پوشیدہ سپاہی کی وجہ سے تو چور اور تباہ بنا

در خبر ۲ بشنو تو ایں پند نکو

حدیث میں تو اس نیک نصیحت کو سن لے

طعمراتی ایں عدو مشو گریز

اس دشمن کی شان و شوکت کی باتیں نہ سن بھاگ جا

بر تو او از بہر دنیا و نبرد

تجھ پر اس نے دنیا اور دشمنی کی خاطر

چہ عجب ۳ گر مرگ را آساں کند

کیا تعجب ہے اگر وہ موت کو آسان کر دے

سحر کا ہے را بضرعت کہ کند

جادو کارگیری سے تنکے کو پہاڑ بنا دیتا ہے

زشتہا را تغیر گردد بفسن

فریب سے برائیوں کو بھلا کر دیتا ہے

آدمی را خر نماید ساعتی

ایک گھڑی میں آدمی کو گدھا بنا دیتا ہے

دمدم از بیم صیاد ۱ درشت

فورا سخت شکلی کے ڈر سے

زیں چنین مکرے شود بارش زوں

ایسے مکر سے اس سے سانپ مغلوب ہو جاتا ہے

رہزناں را بر تو دستے کے بدے

رہزنوں کو تجھ پر کب قابو ہوتا

دل اسیر حرص و آرز و آفت ست

دل حرص اور لالچ اور مصیبت کا قیدی ہے

تا عوالم را بقیہر تست راہ

یہاں تک کہ سپاہیوں کو تیرے لو پر ظلم کا موقع ملا

بین جنیکم لکم أعداء عدو

کہ تمہارا سب سے بڑا دشمن تمہارے دونوں پہلوؤں میں ہے

کوچو ابلیس ست ورنج و ستیز

کیونکہ وہ جھگڑے اور لڑائی میں شیطان کی طرح ہے

آں عذاب سرمدی را سہل کرد

اس دائمی عذاب کو آسان کر دیا ہے

اوز سحر خویش صد چنداں کند

وہ اپنے جادو سے اس سے سو گناہ کر دیتا ہے

باز کوے را چو کاہے می تند

پھر پہاڑ کو تنکا جیسا کر دیتا ہے

نغر ہارا زشت گرداند بظن

بد گمانی سے بھلائیوں کو برا بنا دیتا ہے

آدمی ساز و خرے راز آیتے

فن سے گدھے کو آدمی بنا دیتا ہے

۱۔ صیاد۔ شکلی۔ تاجو۔ سبکی موقع پا کر حملہ کرتا ہے اور ایسا مکر کرتا ہے کہ سانپ بھی اس سے عاجز آ جاتا ہے۔ گرنہ انسانی بری نفسانی خواہش کی وجہ سے ہی اس پر برے لوگ غالب آ جاتے ہیں۔ زل عوالم۔ انسان کے اندر جو سپاہی ہے جس کو شہوت کہا جاتا ہے۔ وہ انسان کو برائیوں پر مجبور کرتا ہے۔ وہ چوری کرتا ہے تب ہی چوری کی سپاہیوں کو اس پر ظلم کرنے کا موقع ملتا ہے۔

۲۔ در خبر۔ حدیث شریف میں ہے۔ تمہارا سب سے بڑا دشمن تمہارے دونوں پہلوؤں کے نہج میں ہے۔ طعمراتی۔ نفس اور شیطان ایک ہی چیز ہیں ان کی شان و شوکت پر توجہ نہ کر۔ دونوں بڑے جھگڑاؤں میں۔ برفو۔ یہ دنیا کے لالچ میں پھنسا کر انسان کو ویسا گمراہ کرتے ہیں کہ وہ آخرت پر دائمی عذاب کو سہل سمجھنے لگتا ہے۔

۳۔ چہ عجب اس نفس سے یہ بھی بعید نہیں ہے کہ وہ انسان کے لئے اس کی ابدی موت کو آسان کر دے وہ اپنے جادو سے اس طرح کے سیکڑوں کام کر جاتا ہے۔ سحر۔ جادو تنکے کو پہاڑ اور پہاڑ کو تنکا بنا دیتا ہے اسی طرح شیطان تھوڑی عبادت کو بہت زیادہ اور بہت سے گناہوں کو بہت تھوڑا کر کے دکھا دیتا ہے زشتہا۔ شیطانی فریب میں انسان بھلائیوں کو برائی اور برائیوں کو بھلائی سمجھنے لگتا ہے۔ آدمی شیطان نیکیوں کو بد اور بد کو مغلطہ میں ڈال کر نیک ظاہر کہہ دیتا ہے۔



ہر نفس قلب حقائق می کند

ہر وقت حقیقتوں کو تبدیل کر دیتا ہے

إِنَّ فِي الْوَسْوَاسِ سُحْرًا مُسْتَمِرًّا

بیشک وسوسوں میں مستقل جادو ہے

سلاہراں ہستند جادوئے گشا

وہاں جادو کا توڑ کرنے والے جادوگر بھی ہیں

نیز روئیدست تریاق اے پسر

اے صاحبزادے! وہاں تریاق بھی آگاہ ہے

کہ زہر ہرم من بٹو نزدیک تر

کیونکہ میں تجھ سے زہر سے زیادہ نزدیک ہوں

گفت من سحرست و دفع سحر او

میری باتیں جادو ہیں اور اس کے جادو کا توڑ ہیں

سحرا حق گفت آں خوش پہلواں

جادو ہے ' اس اچھے سردار نے صحیح فرمایا

مایہ تریاک باشد در جہاں

اور دنیا میں تریاق کا سرمایہ ہوتا ہے

کز ہمہ اغراض نفسانی جداست

جو تمام نفسانی غرضوں سے جدا ہے

نوش گن تریاق مرشد چست و تیز

چستی اور تیزی سے مرشد کا تریاق پی لے

سوئے نج پیر کامل نقب زن

کامل شیخ کے خزانے کی طرف سوراخ کرے

جانب مہمان و مسجد بازاراں

مہمان اور مسجد کی طرف پھر چل

قصہ مہمان بگوو آں ماجرا

مہمان کا قصہ اور وہ سرگذشت بیان کر

کار! سحر نیست گو دم میزند

جادو کا یہ کام ہے کہ وہ پھونک ملتا ہے

آنچنین سحر درون تست سر

ایسا جادوگر تیرے اندر پوشیدہ ہے

اندر اں عالم کہ ہست ایں سحر ہا

جس دنیا میں یہ جادو ہیں

اندر اں صحرا کہ رست ایں زہر تر

جس جنگل میں یہ تازہ زہر آگاہ ہے

گویدت تریاق از من جو سپر

تریاق تجھ سے کہتا ہے مجھ سے ڈھال لے لے

گفت او سحرست وریفی تو

اس کی گفتگو جادو ہے اور تیری بتائی ہے

گفت پیغمبر کہ ان فی الیساں

پیغمبر نے فرمایا بے شک بیان میں

لیک سحرے دفع سحر سلاہراں

لیکن وہ جادو جو جادوگروں کے جادو کا توڑ ہے

آں بیان اولیاء و اصفیاء

وہ اولیاء اللہ اور برگزیدہ لوگوں کا بیان ہے

حاصل آں کز زہر نفس دوں گریز

خلاصہ یہ ہے کہ کمینہ نفس کے زہر سے بھاگ

ایں طلسم سحر نفس اندر شکن

نفس کے جادو کے اس طلسم کو توڑ دے

بس درازست ایں سوئے آغازاں

یہ بہت لمبی بات ہے ' شروع کی طرف چل

زیں گذر گن باز تا مسجد بیا

اس کو چھوڑ پھر مسجد کی طرف آ

۱۔ کار سحر۔ جس طرح جادو بظاہر تبدیل حقائق کرتا ہے اسی طرح شیطان حقائق کو نفس الامر میں بدل ڈالتا ہے۔ آنچنین۔ نفس اللہ وسوسے ڈال کر انسان میں جادوگری کرتا ہے۔ اندر اں۔ نفس کی اس جادوگری کا یہ علاج ہے کہ بزرگوں سے تعلق پیدا کر لے۔ اندر اں۔ اللہ تعالیٰ نے جو مرض پیدا فرمایا ہے اس کا تریاق بھی پیدا فرما دیا ہے۔

۲۔ گویدت۔ وہ اولیاء اللہ تجھے اپنی طرف ہمارے ہیں۔ گفت۔ اور تجھ سے کہہ رہے ہیں کہ نفس کی باتیں جادو اور ویرانی ہیں ہماری باتیں نفس کے جادو کا توڑ ہیں۔ گفت۔ آنحضرت نے گفتگو کو جادو سے تعبیر فرمایا ہے۔

۳۔ لیک۔ بیان بھی جادو ہے لیکن اصل جادو وہ ہے جو جادوگروں کے جادو کا توڑ کر دیتا ہے اور وہی دراصل تریاق ہے۔ آں بیان۔ یہ تریاق اولیاء اور بزرگان دین کا بیان ہے جو تمام نفسانی غرضوں سے پاک ہوتا ہے۔ نج پیر۔ یعنی مرشد کے باطنی علوم سے تعلق پیدا کر لے۔

مکرر کردن عاذلاں پندرا براں مہمل مسجد مہاں گش
مہمان کو مار ڈالنے والی مسجد کے مہمان کو ملامت گروں گا مکر نصیحت کرنا

ہیں ملکن جلدی! برواے بوالکرم مسجد و مارا ملکن زیں متہم

خبردار اے بھلے آدمی! بہادی نہ دکھا ہمیں اور مسجد کو متہم نہ بنا

گر بگوید دشمنی از دشمنی آتشے درما زند فردا دنی

اگر دشمنی سے کوئی دشمن کہہ دے گا تو کمینہ کل کو ہمیں آگ میں پھونک دے گا

کہ بتا سانید اُورا طلبے بر بہانہ مسجد او بُد سلجے

کہ اس کا کسی ظالم نے گھلا گھوٹا ہے مسجد کے بہانے سے وہ اچھا خاصہ تھا

تا بہانہ قتل بر مسجد نہد چونکہ بدنام ست مسجد او جہد

تاکہ موت کا بہانہ مسجد پر رکھ دے چونکہ مسجد بدنام ہے وہ چھوٹ جائے گا

تہمتے بر ملکہ اے سخت جال کہ نہ ایم ایمن ز مکر دشمنیاں

اے جفاکش! ہم پر تہمت نہ رکھ کیونکہ ہم دشمنوں کے مکر سے مطمئن نہیں ہیں

ہیں برو جلدی ملکن سود امیز کہ نیاں ۲ پیمود گردوں را بگز

خبردار! بہادی نہ کر خیالی پلاؤ نہ پکا کیونکہ آسمان کو گز سے نہیں ناپا جا سکتا

چوں تو بسیاراں بلا فیدہ ز بخت ریش خود برگزند یک یک لخت لخت

تجھ جیسے بہت سوں نے نصیب دی کی شنی مادی ہے ہر ایک نے اپنی داڑھی کا ایک ایک بال نوچا ہے

ہیں برو کوتاہ گن ایں قیل ۲ وقال خویش و ما را در میفلکن در و بال

خبردار! چلا جا اس بحث و مباحثہ کو مختصر کر اپنے آپ کو اور ہمیں مصیبت میں نہ پھنسا

جواب گفتن مہماں ایشاں را و مثل آوردن بدفع حارس

مہمان کا ان کو جواب دینا اور مثال دینا کھیتی کے رکھ والے کی

کشت بباگک دُف از کشت آل اُشرے را کہ کوس کشت بباگک دُف از کشت آل اُشرے را کہ کوس

دھول کی آواز سے اس لوث کو کھیتی سے بھاگانے کی جس کی پشت پر

محمودی بر پشت اُوز دندے

رکھ کر محمودی نقارے کو بچاتے تھے

گفت اے یاراں از اں دیواں نیم کہ ز لاهولے ضعیف آید نیم

اس نے کہا دوستو! میں نے بھوتوں میں سے نہیں ہوں کہ ایک لاهول سے میرا قدم کمزور پڑے

۱۔ جلدی۔ بہادی بگوید۔ یعنی قاضی کے یہاں شکایت کر دے گا۔ دنی۔ کمینہ۔ تاسانید۔ تاسانیدن۔ گھا کھوٹنا۔ یہ شعر اور اگلا شعر چغل خور کا مقولہ ہے۔

۲۔ کہ نیاں۔ جس طرح آسمان کی گزروں سے پیمائش کرنا۔ بیہودہ خیال ہے اسی طرح تیرا مسجد میں سونے کا خیال۔ بیہودہ ہے۔ چوں تو نصیحت کرنے والوں نے مہمان سے کہا کہ تجھ جیسے بہت سوں نے اپنی خوش نصیبی کی شنی مادی ہے اور پھر شرمندہ ہوئے ہیں۔

۳۔ قیل وقال۔ بحث و مباحثہ۔ حارس۔ نگہبان۔ رکھوالا۔ کوس محمودی۔ یعنی سلطان محمود غزنوی کا نقاد۔ نیم۔ پائے ام۔

کود کے کو حارس کشتے ابدے

ایک بچہ جو کھیتی کا رکھلا تھا

تارمیدے مرغ لڑاں طبلک ز کشت

حتی کہ پرند اس ڈفلی سے کھیتی سے اڑ جاتے

چونکہ سلطان شاہ محمود کریم

جب شاہ سلطان محمود کریم

با سپاہے ہیمجو استارہ اشیر

ایسے لشکر کے ساتھ جو آسمان کے ستاروں کی طرح تھا

اشترے بُد کو بُدے خمال کوس

ایک لونٹ تھا جو نقادہ اٹھانے والا تھا

بانگ کوس و طبل بروے روز و شب

رات دن نقادہ اور ڈھول اس پر

اندر اں مزرع در آمد آں شتر

وہ لونٹ اس کھیت میں آ گیا

عاقلے ۲ گفتن مزَن طبلک کہ او

ایک عقلمند نے اس سے کہا ڈفلی نہ بجا کیونکہ وہ

پیش اوچہ بُود تبوراک تو طفل

اس کے سامنے تجھ لڑکے کی ڈفلی کیا ہے

عاقلم من کشتہ د قربان لا

میں عاشق ہوں اور لا کا مقتول اور قربان ہوں

خود ۳ تبوراک سب اس تہدید ہا

یہ ذرا لے ڈفلی ہیں

اے حریفان من از انہا نیستم

اے دوستو! میں ان میں سے نہیں ہوں

من چو اسمعیلیا نم بے حذر

میں اسمعیلیوں کی طرح غدر ہوں

طبلکے در دفع مرغال میزدے

پرندوں کو اڑانے کے لئے ایک ڈفلی بجاتا تھا

کشت از مرغال بد بخوف گشت

کھیتی شریر پرندوں سے بے خوف ہو جاتی

برگذر ز دآں طرف خیمہ عظیم

گذرا وہاں اس نے بڑا خیمہ لگایا

اُبہ و فیروز صفدر مُلک گیر

دیکھا اور کھلیا بے مغول کو چاک کرنے والا ملک کو فتح کرنے والا

بختی بُد پیشتر و ہیمچوں خروس

آگے چلے والا بختی نسل کا تھا مرغ کی طرح

می زدند اندر رُجوع و در طلب

بجاتے تھے 'رواگی اور واپسی پر

کودک آں طبلک بزد در حفظ بر

دیکھیں کی حفاظت کے لئے بچہ نے وہ ڈفلی بجاتی

بختی طبل ست وبا آنت خُو

نقادے کا لونٹ ہے اور اس کو اس کی عادت ہے

کہ گشد او طبل سلطان بیست کفل

کیونکہ وہ بادشاہ کا بیس گنا نقادہ اٹھاتا ہے

جان من نوسگہ طبل بلا

میری جانب مصیبت کے نقادہ کی نقادہ خانہ ہے

پیش اُنچہ دیدہ است ایں دیدہا

اس کے سامنے جو کچھ ان آنکھوں نے دیکھا ہے

کز خیالاتے دریں رہ بیستم

کہ خیالات کی وجہ سے اس راستہ سے باز ہوں

بل چو اسماعیل آزادم ز سر

بلکہ حضرت اسماعیل کی طرح سر سے بے نیاز ہوں

۱۔ کشت۔ کھیتی۔ طبلک۔ چھوٹا
طبل۔ ڈفلی۔ اشیر۔ اجرام فلکیہ
آسمان۔ صفدر۔ صف شکن۔ بختی۔
اس نسل کا لونٹ جو بخت نصیر نے عربی
لونٹی اور جمی لونٹ سے بنائی تھی یہ سرخ
رنگ کا عظیم الجثہ لونٹ ہوتا ہے۔
خمال۔ اٹھانے والا۔ مزرع۔ کھیت۔
بُ۔ گھوڑے

۲۔ عاقلے۔ ایک عقلمند نے بچہ کو
سنبھالیا کہ اس لونٹ کے بھانگنے کے
لئے ڈفلی بجاتا بیکار ہے یہ نقادے کا
لونٹ ہے اور نقادہ سننا اس کی عادت
ہے۔ تبوراک۔ کھٹکھٹا جو باغ میں
چڑیوں کو اڑانے کے لئے باندھا جاتا
ہے ڈفلی۔ کفل۔ حصہ۔ عاقلم۔ یہ
عاشق کا مقولہ ہے۔ لا۔ یعنی عدم۔
نوسگہ۔ نقادہ خانہ

۳۔ خود۔ یعنی تمہاری یہ دھمکیاں
جو مسجد میں سونے پر مجھ سے مدد ہے
ہوں مصائب کے مقابلہ میں دو
میں جھیل چکا ہوں شاہی نقادہ کے
مقابلہ میں ڈفلی جیسی ہیں۔ کز۔
خیالاتے۔ مسجد کے سونے میں جو
خیالات تم پیش کر رہے ہو۔
اسماعیلیاں۔ یعنی وہ عاشقانِ خدا جو راہ
خدا میں حضرت اسماعیل کی طرح
جان دیدنے سے لطف نہ کریں۔

فار غم از طمطراق ۱ واز ریا
 میں شان و شوکت اور دکھا دے سے خالی ہوں
 گفت پیغمبر کہ جادفی السلف
 پیغمبر نے فرمایا ہے کہ اچھا کیا قرض
 ہر کہ بیند مر عطارا صد عوض
 جو دینے میں سو بدلے دیکھتا ہے
 مج ملے در بازار زان گشتند بند
 تمام لوگ بازار میں اسی لئے پھنسے ہیں
 زر در انبا نہا نشسته منتظر
 ہر شخص روپیہ تھیلوں میں لئے منتظر بیٹھا ہے
 چوں بہ بیند کالہ در رخ بیش
 جب کسی سلمان کو نفع میں بڑھا ہوا دیکھتا ہے
 گرم زان ماندست با آں گوندید
 ہر گرم اس لئے رہا ہے کہ اس نے نہیں دیکھا
 چنیں علم و ہنر ہائے و حرف
 یہی حال علم اور ہنروں اور پیشوں کا ہے
 تابہ از جاں نیست جان باشد عزیز
 جب تک وہ جان سے زیادہ پیادے نہ ہوں جان پرانی ہوتی ہے
 لعبت مردہ بود جاں طفل را
 مردہ گزیا بچے کی جان ہوتی ہے
 ایں تصویریں تخیل لعبت ست
 یہ تصویر اور یہ تخیل گزیا ہے
 چوں ز طفلی رست جاں شد در وصال
 جب جان بچہن سے نجات پا گئی واصل ہو گئی

قُلْ تَعَالَوْا گفتم جانم رابیا
 اس نے قُلْ تَعَالَوْا میری جان کے لئے کہا ہے کہ آ جا
 بِالْعَطِيَّةِ مَنْ تَيَقَّنَ بِالْخَلْفِ
 دینے میں جس نے اجر کا یقین کیا
 زود در بازو عطار ازیں غرض
 اس غرض سے دینے کی بازی جلد کھیلتا ہے
 تلخو سود افتاد مال خود و مند
 تاکہ جب نفع ہو اپنا مال دیدیں
 تاکہ سود آید ببدل آید مضر
 خرچ کر دینے پر مصر ہے تاکہ نفع آئے
 سن زد گردد عشقش از کالائے خویش
 اپنے سلمان سے اس کا عشق ٹھنڈا پڑ جاتا ہے
 کالہائے خویش را رخ و مزید
 اپنے سلمان کا نفع اور بڑھاؤ
 چوں ندید افزوں از انہا در شرف
 جبکہ اس نے فضیلت میں ان سے زیادہ کچھ نہ دیکھا
 چوں بہ آمد نام جاں شد چیز لیز
 جب وہ بہتر ہوں جان کا نام ناچیز ہو جاتا ہے
 تا نکشت او در بزرگی طفل را
 جب تک کہ وہ بڑائی میں بچہ پیدا کرنے والا نہ بن جائے
 تا تو طفلی پس بدانت حاجت ست
 جب تک تو بچہ ہے اس کی تجھے ضرورت ہے
 فارغ از حس ست و تصویر و خیال
 حس اور تصویر اور خیال سے فارغ ہو گئی

۱ طمطراق۔ شان و شوکت۔ قُلْ
 تَعَالَوْا آپ کہہ دیجئے آ جاؤ۔ یہ آیت
 قرآن میں گئی جگہ آئی ہے اور ہر جگہ آ
 جاؤ کا خطاب مختلف لوگوں کے لئے
 ہے لیکن اس عاشق نے اپنے لئے
 قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ خطاب
 میری جان کے لئے ہے کہ تو آ جاؤ
 جاؤ۔ انسان جو کچھ کسی غریب کو بتاؤ
 بسا اوقات اس کے دینے میں اس
 کے پیش نظر صرف اس غریب کی
 حاجت کو رفع کرنا ہوتا ہے اور بسا
 اوقات اس کے پیش نظر یہ بھی ہوتا
 ہے کہ خدا مجھے اس کا عوض اور بدلہ
 آخرت میں عطا فرمائے گا یہ دوسری
 صورت پہلی صورت سے بہتر ہے
 حدیث شریف میں ہے جَوُودُ
 بِالْأَسْلَفِ مَنْ تَيَقَّنَ بِالْخَلْفِ یعنی
 قرض دینے میں اس شخص نے جو د
 کرم کیا جس نے آخرت کے اجر کا
 یقین کر کے قرض دیا۔ ہر کہ جس
 شخص کو اجر اخروی پر یقین ہوتا ہے وہ
 بہت جلد عطا بخش کرتا ہے۔
 ۲ جملہ دنیاوی کاموں میں بھی نفع
 کی خاطر لوگ اپنا مال خرچ کرتے
 ہیں۔ زہر تاجر تھیل میں روپیہ بھرے
 ہوئے نفع کی خاطر خرچ کرنے کا
 خطرہ رہتا ہے چوں بہ بیند کالہ
 آدمی کو جب نفع نظر آتا ہے تو اپنا سرمایہ
 خرچ کرنے میں اس کو کوئی تامل نہیں
 رہتا ہے گرم۔ اپنا مال جمع کرنے میں
 اس وقت تک ہر گرم ہے جب تک کہ
 اس نفع کی امید نہیں ہے۔
 ۳ چنیں۔ علم و ہنر میں جب
 انسان کو شرف نظر آتی ہے تو انسان جان
 پر کھیل کر اگر حاصل کرتا ہے لیز۔ تلخ
 ہے یعنی تھوڑے نفع۔ کھلنا گزیا۔ تلخ
 گشت یعنی انسان جب مایوس چیز

سے بچ رہتا ہے تو اپنی چیز پر اتنا فکر لیتا ہے طفل ذرا بچہ کو جننے والا اس تصور۔ یہ تصورات کی دنیا جب تک ہی پیدایں ہے
 جب تک وصال حاصل نہیں ہے وصال کے بعد یہ چیزیں بے حقیقت ہیں۔

۱۔ نیست۔ یہ خالق محرم ہاں ہی کی سمجھ میں آسکتے ہیں جس کا فقدان ہے۔ وفاق۔ یعنی وہ لوگ جو میرے اس بیان کے موافق ہوں۔ مال و تن۔ یہ پھر اس عاشق مہمان کا مقولہ شروع ہوا ہے۔ اللہ قرآن پاک میں ہے **إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ** اللہ تعالیٰ نے مؤمنین سے ان کی جانیں خرید لی ہیں۔ برفہا۔ یعنی انسان کو اپنی جان اور مال اس وقت تک پیدا ہے جب تک اس کو ان کی اس قسمت کا یقین نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔

۲۔ ویں غیب۔ حقیقی چیز کے بارے میں گمان ترقی کر کے یقین کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے لیکن بعض انسان صرف اجر اخروی کے بارے میں گمان کے درجہ پر رہتے ہیں اور ان کو یقین کا درجہ حاصل نہیں ہوتا۔ حالانکہ دنیاوی امور میں ہر گمان ترقی کر کے یقین تک پہنچ جاتا ہے۔ چوں رسد۔ مولانا کی تحقیق کے مطابق ابتدا کی چیز کا ظن حاصل ہوتا ہے پھر وہ ترقی کر کے علم بنتا ہے پھر علم ترقی کے لئے یقین کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔ مفتن آدم۔ علم۔ کسی چیز کے وقوع اور لا وقوع میں سے کسی ایک جانب کو عقلاً ترجیح حاصل ہو جائے تو ظن کہا جاتا ہے علم سے مراد وہ جازم اعتقاد ہے جو واقعہ کے مطابق ہو یقین اس علم ثابت کو کہیں گے جس کے ازالہ کی کوئی راہ باقی نہ رہے عیاں مشاہدے کو کہا جاتا ہے تو ابتدائی درجہ ظن ہے کا ہے پھر علم کا مرتبہ ہے اور اس کے بعد یقین کا مرتبہ ہے اور یقین کے بعد مشاہدے کا درجہ ہے۔

نیست! محرم تا بگویم بے نفاق
محرم نہیں ہے تاکہ بغیر تصنع کہہ دوں
مال و تن برف اند ریزان فنا
مال اور جسم برف ہیں جو فنا ہے پگھل رہے ہیں
برفہا زالا از ثمن اولیست
تیرے لئے برف عوض سے زیادہ بہتر ہے
ویں! عجیب ظن ست و تلوی مہیں
اے ذلیل! تجھ میں یہ عجیب ظن ہے
ہر گماں تہنہ یقین ست اے پسر
اے بیٹا! ہر گمان یقین کا پیاسا ہے
چوں رسد در علم پس برپا شود
جب وہ علم کے درجہ میں پہنچتا ہے قائم ہو جاتا ہے
زانکہ ہست اندر طریق مفتن
چونکہ آزمائے ہوئے طریقے میں
علم جو یائے یقین باشد بدال
سمجھ نے علم یقین کا طالب ہوتا ہے
اندر ۳ الہکم بخواس راگونوں
سوۃ الہکم میں اس کو تلاش کر لے
می کشد دانش بہ بنیش اے علیم
اے علم والے! علم مشاہدے کی طرف لے جاتا ہے
دید زاید از یقین بے امتہال
مشاہدہ یقین سے بغیر توقف کے پیدا ہوتا ہے

تن زدم واللہ اعلم بالوفاق
میں خاموش ہو گیا اور خدا سہولت کرنے والوں کو زیادہ جانتا ہے
حق خریدارش کہ اللہ اشتری
اللہ تعالیٰ ان کا خریدار ہے کیونکہ اللہ نے خرید لیا ہے
کہ توئی در شک یقینے نیست
کیونکہ تو شک میں ہے تجھے یقین نہیں ہے
کہ نمی پرد بہ بستان یقین
جو یقین کے باغ کی طرف پرواز نہیں کرتا ہے
می زند اندر تزئید بال و پر
جو بڑھاؤ کی طرف بال و پر پھڑ پھڑاتا ہے
مر یقین را علم اوپو یا شود
اس کا علم یقین کی طرف دوڑتا ہے
علم کمتر از یقین و فوق ظن
علم یقین سے کم اور ظن سے اوپر ہے
وال یقین جو یائے دیدست و عیاں
اور یقین دید اور مشاہدے کا طالب ہے
از پس کلا پس لو تعلمون
کلا کے پیچھے لو تعلمون کے پیچھے
گر یقین بودے بدیدندے حکیم
اگر ان میں یقین ہوتا تو وہ دوزخ کا مشاہدہ کر لیتے
آنچناں کر ظن ہی زاید خیال
جس طرح ظن سے خیال پیدا ہوتا ہے

۳۔ اند۔ انہا کم۔ سوۃ نکاح میں فرمایا ہے **كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ لَسَرُّونَ فَبِحَیْمٍ ثُمَّ لَسَرُّونَهَا عَنِ الْيَقِينِ**۔ تم ضرور جان لو گے پھر تم ضرور جان لو گے کہ تم یقینی طور پر جان لو گے تو ضرور دوزخ کو دیکھ لو گے پھر تم عین یقین سے اس کو دیکھ لو گے اس آیت سے ثابت ہوا ہے کہ شک اور ظن کے بعد علم کا درجہ آتا ہے اور علم کے بعد یقین کا مرتبہ ہے اور علم یقین کے بعد مشاہدے کا درجہ ہے۔ یعنی کلا سَوْفَ تَعْلَمُونَ۔ پس۔ لَوْ تَعْلَمُونَ۔ یعنی کلا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ۔

اندر اَلْهٰکُمْ بیاں ایں ہیں
 سورہ اَلْهٰکُمْ میں ایں کا بیان دیکھ لے
 از گماں و از یقین بالا ترم
 میں گمان اور یقین سے بالاتر ہوں
 چوں دہانم خورد از حلوائے او
 جبکہ میرا منہ اس کا حلوا کھا چکا ہے
 پانہم گستاخ چوں خانہ روم
 میں جب گھر کو جاتا ہوں تو بعد والی سے قدم رکھتا ہوں
 آنچہ گل را گفت حق خنداش کرد
 جو کچھ اللہ نے پھول سے کہا اور اس کو شگفتہ کر دیا
 آنچہ زد بر سر ۲ و قدش راست کرد
 وہ جو سر پر نازل کی اور اس کا قد سیدھا کر دیا
 آنچہ نے را کرد شیریں جان و دل
 وہ جس نے گنے کی جان اور دل کو شیریں کر دیا
 آنچہ لہو را چنناں طبرار ساخت
 جس نے اہل کو ایسا ٹوکیلا بنایا
 مر زباں را داد صد افسونگری
 جس نے زبان کو سو جادو سکھائے
 چوں در زراد خانہ باز شد
 جب اٹھ خانہ کا دروازہ کھلا
 برلم ۳ زد تیر و سودائیش کرد
 اس نے میرے دل پر تیر ملا اس کو بخون بنا دیا
 عاشق آنم کہ ہر آن آن اوست
 میں اس کا عاشق ہوں کہ ہر ملکیت اس کی ملکیت ہے
 من نلامم و ز بلانم ہچو آب
 میں شئی نہیں مانتا ہوں اور اگر مانتا ہوں تو پانی کی طرح

کہ شہر علم اَلْیَقِیْن عَنِ اَلْیَقِیْن
 کہ علم اَلْیَقِیْن عَنِ اَلْیَقِیْن ہو جاتا ہے
 وز ملامت بر نمیکرد و سرم
 ملامت سے میرا سر نہیں چکراتا ہے
 چشم روشن گشتم و بینائے او
 میں روشن چشم اور اس کو دیکھنے والا بن گیا ہوں
 پانہ لوزانم نہ کورانہ روم
 نہ پاؤں کو لڑاتا ہوں نہ اندھا دھند چلتا ہوں
 بادل من گفت صد چنداش کرد
 میرے دل سے کہا اور اس کو سو گنا کر دیا
 و آنچہ ازوے نرگس و نسریں خورد
 اور وہ جو اس سے نرگس اور نسریں نے حاصل کی
 و آنچہ خاکی یافت زو نقش چگل
 اور وہ جس سے خاکی نے چگل کا نقش حاصل کر لیا
 چہرہ را گلگونہ و گلنار ساخت
 چہرے کو سرخ اور گلنار بنایا
 وانکہ کال را داد زر جعفری
 جس نے کان کو جعفری سونا عطا کیا
 غمزہائے چشم تیر انداز شد
 آنکھ کے غمزے تیر انداز بنے
 عاشق شکر و شکر خائیش کرد
 شکر اور شکر خوری کا عاشق کر دیا
 عقل و جاں جاندار یک مرجان اوست
 عقل اور جان اس کے لب سے جاندار ہے
 نیست در آتش گشی ام خطر اب
 آگ بجھانے میں مجھے کوئی پریشانی نہیں ہے

۱۔ کہ شہر یعنی تَسْرُوْنَ الْجَحِیْم
 تَسْرُوْنَ تَسْرُوْنَ عَنِ اَلْیَقِیْن - بالاتر -
 یعنی مشاہدے کا وجہ حاصل ہے۔ وز
 ملامت اب کی شبہ و شک سے اس
 کا ازالہ نہیں ہو سکے گا۔ چوں
 دہانم۔ جبکہ مجھے مشاہدہ حاصل ہو گیا
 ہے۔ پانہم۔ جبکہ انسان کو اپنے مکان
 کے بارے میں علم مشاہدہ حاصل ہوتا
 ہے وہ کسی شک و شبہ کی بنیاد پر اس
 میں داخل ہونے سے نہیں رک سکتا۔
 آنچہ۔ اللہ تعالیٰ کی جو تجلیات ان
 چیزوں پر پڑی ہیں وہ مجھ پر پڑ چکی
 ہیں۔

۲۔ بر سر۔ اب مجھ میں سردی
 سیدھا کی اور نرگس کا سا مشاہدہ اور
 نسریں جیسی خوشبو پیدا ہو گئی ہے۔
 نے۔ میرا دل گنے کی طرح شیریں
 ہے۔ چگل۔ ترکستان کا مشہور شہر
 ہے جس کے باشندوں کا حسن اور تیر
 اندازی مشہور تھی طبرار۔ تیز زبان گروہ
 کٹ۔ زر جعفری۔ جعفر برکی کے
 زمانے کا سونا خالص تھا۔ زراد خانہ۔

اسلمہ خانہ

۳۔ برلم۔ جبکہ اس قدر تجلیات مجھ
 پر ہیں تو اب میں اس کا عاشق ہوں۔
 کہ ہر آن۔ تمام ملکیتیں اللہ کی ہیں
 اور ہر جان و عقل اس کے ہونٹ کا
 عطیہ ہے۔ مرجان۔ مونگا پہاڑ لب
 معشوق مراد ہے۔ و بلانم۔ اگر میں
 شئی بگھاؤں تو وہ بھی دائمی ہے۔

چول بند زدم چول حفیظ مخزن اوست

میں کلڑا کیوں نہ ہوں جبکہ وہ میری پشت پناہ ہے
سخت روبا شد نہ نیم اورا نہ شرم
وہ ہیکل ہو گا ' اس کو نہ ڈر ہو گا نہ شرم

گشت رولیش خصم سوز و پردہ در
اس کا چہرہ دشمن کو جانے والا اور پردہ صی کرنے والا ہوتا ہے

یک سوارہ کوفت بر جیش شہاں
اس نے بادشاہوں کے لشکروں کو تنہا شکست دی ہے

یک تنہ تنہا بزد بر عالمے
تنہا ایک جہاں پر ٹوٹ پڑا ہے

اوتر سد از جہاں پر کلوخ
وہ ڈھیلوں بھرے جہاں سے نہیں ڈرتا ہے

سنگ از صنع خدائی سخت شد
پتھر خدائی کارگیری سے سخت ہوا ہے

زانہے شاں کے بترسد آنقصاب
قصائی ان کی کثرت سے کب ڈرتا ہے

خلق مانند رمہ او ساعی ست
مخلوق ریوڑ اور وہ ان کی بھلائی کے لئے کوشش ہے

لیک شاں حلف بود از گرم و سرد
ہاں وہ اچھے برے سے ان کا نگہبان ہوتا ہے

وال ز مہرست آنکہ دارد برہمہ
وہ اس محبت کی وجہ سے ہے جو اس کی سب پر ہے

گر ترا غمگین گنم غمگین مشو
اگر میں تجھے غمگین کروں ' تو غمگین نہ بن

تاکت از چشم بدایاں پنہاں گنم
تا کہ تجھے بدوں کی نگاہ سے پوشیدہ کر دوں

تا کہ تجھے بدوں کی نگاہ سے پوشیدہ کر دوں

چول بند زدم چول حفیظ مخزن اوست

میں کیسے چڑا سکتا ہوں جبکہ وہ خزانہ کا محافظ ہے
ہر کہ از خورشید باشد پشت گرم
جو سورج کی وجہ سے گرم کر والا ہو

ہمچو رُوئے آفتاب بخذر
نذر سورج کے چہرے کی طرح

ہر پیہر سخت رُو بد در جہاں
دنیا میں ہر پیہر بہادر ہوا ہے

رُو نگر و انید از ترس و غم
اس نے کسی غم اور ڈر سے منہ نہیں موڑا ہے

سنگ باشد سخت رُو چشم شوخ
پتھر سخت رو ' اور نذر ہوتا ہے

کال کلوخ از رخت زن یک لخت شد
ڈھیلا اینٹ پاتھنے والے سے مجسم بنا ہے

گوسفنداں اگر بروں انداز حساب
بکریاں اگرچہ شد سے باہر ہوں

کُلکُم راع نبی چول داعی ست
تم سب روز ہو گئی گاہ بان کی طرح ہے

از رمہ چوپاں نترسد در نبرد
مقابلے میں گڈریہ ریوڑ سے نہیں ڈرتا ہے

گرزند با نگی ز قہر او بر رمہ
اگر وہ غصہ سے ریوڑ پر چلتا ہے

ہر زماں گوید بگو شمع بخت نو
نئی خوشی ہر وقت میرے کان میں کہتی ہے

من ترا غمگین و گریاں زان گنم
میں تجھے غمگین اور رونے والا اس لئے کہتی ہوں

میں تجھے غمگین اور رونے والا اس لئے کہتی ہوں

۱۔ چول بند زدم۔ جبکہ مجھے اللہ تعالیٰ سے قربت حاصل ہے تو ب مجھ میں نہ خوف ہے نہ کسی کا ڈر ہے۔ ہر پیہر۔ انبیاء کو چونکہ قرب الہی حاصل ہوتا ہے اس لئے وہ نذر ہوتے ہیں شاہوں کے لشکروں پر حملہ آور ہو جاتے ہیں۔ سنگ انبیاء۔ پتھر کی طرح ہیں اور مخالفین ڈھیلوں کی طرح ہیں۔ کلوخ۔ ڈھیلے کی تختی انسان کی۔ کارگیری ہے پتھر کی تختی خدا کی کارگیری ہے۔

۲۔ گوسفنداں۔ مخالفین۔ بکریاں ہیں اور انبیاء۔ بمنزلہ قصاب کے قلم۔ نبی بمنزلہ چوہے کے ہے جو بکریوں کی حفاظت کرتا ہے صرف سرکشی کے وقت وہ قوم کی ہلاکت کا سبب بنتا ہے یہی حل ہر ذمہ دار کا ہے اور ہم اگر بکریاں سرکشی کریں تو قصائی ان سے خوف نہیں کھاتا ہے۔

۳۔ گرزند۔ اگر نبی قوم پر ناراض بھی ہوتا ہے تو اس کا سبب قوم کی محبت ہوتی ہے ہر زماں۔ یہاں سے مولانا نے پھر عاشق کا مقولہ شروع کیا ہے کہ مجھے اللہ بشارت دیتا ہے کہ غم سے ممکن نہ ہوا اس میں تیرے مفاد مضر ہیں تاکہ تیرا۔

تلخ گردانم زغمہا خُوئے تو
غموں کی جہ سے میں تجھے بد مزاج بناتی ہوں
نے! تو صیادی نہ جو یائے منی
کیا تو میرا شکلی اور میرا طالب نہیں ہے
حیلہ اندیشی کہ درمن در سی
تو تدبیر سوچتا ہے کہ مجھ تک پہنچے
چارہ می جوید پئے من درد تو
تیرا درد میرے وصل کی تدبیر تلاش کرتا ہے
من تو انم ہم کہ بے ایں انتظار
میں یہ بھی کہ سنتا ہوں کہ بغیر اس انتظار کے
تا ازیں گردابِ دَوراں دارھی
تاکہ تو زمانے کے اس بھنور سے نکل جائے
لیک ۲ شیرینی و لذات مقر
لیکن منزل کی مٹاس اور لذتیں
ہرچہ آساں یافتی آساں وہی
تو جو آسانی سے پاتا ہے آسانی سے دے دیتا ہے
آنگہ از شہر وز خویشاں بر خوری
انہوں اور شہر سے تو اس وقت فائدہ اٹھائے گا
وز بلاہا رُو مگرداں اے جواں
اے جواں! مصیبتوں سے منہ نہ موڑ

تا بگرد چشم بد از رُوئے تو
تاکہ نظر بہ کو تیرے چہرے سے واپس کر دوں
بندہ و افگندہ رائے منی
تو میرا بندہ اور میری رائے کا تابع نہیں ہے؟
در فراق و جستن من بیکسی
تو میری جدائی اور جستجو میں بیکس ہے
می شہودم دوش آہ سرد تو
میں کل رات تیری ٹھنڈی آہ سن رہا تھا
رہ دہم بنمایمت راہ گزار
راستہ دیدوں تجھے آنے کا راستہ دکھا دوں
بر سر رنج و صالم پانہی
میرے وصل کے خزانے پر قدم رکھ دے
ہست بر اندازہ رنج سفر
سفر کی تکلیف کے اندازے کے مطابق ہیں
درد مشکل یاب را بر جاں نہی
مشکل سے حاصل ہونے والی چیز کا مدد مل پر رکھتا ہے
کز غریبی رنج و محسجا بری
جبکہ مسافت کی تکلیف اور مشقتیں اٹھالے گا
بشنو ایں تمثیل و قدر خود بدال
یہ مثال سن لے اور اپنا مرتبہ پہچان لے

۱۔ نے تو۔ عاشق کہتا ہے کہ خدا مجھ
سے فرماتا ہے کہ جب تو میرا عاشق
ہے تو تجھے میری مرضی پر راضی رہنا
ہے حیلہ۔ تو میرے وصل کی تدبیر
میں کرتا ہے اور وصل کے لئے
تکلیف میں مبتلا ہو کر ٹھنڈی آہیں
بھرتا ہے من تو انم۔ میں یہ بھی کر سکتا
ہوں کہ تکلیف اٹھائے بغیر تجھے اپنا
وصل عطا کر دوں۔

۲۔ لیک۔ تجھے جو تکالیف پہنچ رہی
ہیں وہ تیرے نفع کے لئے ہیں۔ سفر
میں انسان زیادہ تھکتا ہے تو اقامت کی
لذت میں اضافہ ہوتا ہے۔ ہرچہ جو
مقصد بلاحت حاصل ہوتا ہے اس کی
انسان قدر نہیں کرتا۔ آنگہ۔ ظن اور
عزیزوں کی لذت سفر کی تکلیفوں سے
پرہت ہے۔ وز بلاہا۔ لہذا وصل کے
حاصل کرنے میں جس قدر زیادہ
مصائب برداشت کرے گا اسی قدر
وصل کی لذت میں اضافہ ہوگا۔

۳۔ تمثیل۔ اس مثال سے یہ
سمجھنا مقصود ہے کہ مصائب اور
مجاہدات سے ہی تکمیل ہوتی ہے
کدبانو۔ گھری مالک۔

تمثیل ۳ گرتختن مومن و تعجیل و بے صبری او در بلا باضطراب
مصیبت میں مومن کے بھاگنے اور اس کی عجلت اور بے صبری کی مثال دینا چنے
و بیقراری نخود دیگر حوانج در جوش دیگ و بر دیگ بر دویدن
اور دھری چیزوں کے دیگ کے جوش میں بے قراری کے ساتھ اور دیگ کے اوپر کو بھاگنے
تا بیدوں جہد و منع کردن کدبانو اورا
کے ساتھ تاکہ وہ باہر کو نکل پڑے اور بی بی کے اس کو روکنے کے ساتھ

در نخود بنگر کہ اندر دیگ پُوں

پنے کو دیکھ کر ' وہ دیگ میں کیسا

ہر زمانے می برآید وقت جُوش

جوش کے وقت ہر وقت باہر کو نکلتا ہے

کہ چرا آتش بمن درمی زنی

کہ تو کیوں مجھ میں آگ لگائی ہے

می زند کفلیر کدبانو کہ نے

بی بی کفلیر چلائی ہے ' کہ نہیں

زاں نجو شام کہ مکروہ منی

میں تجھے اس لئے جوش نہیں دے رہی ہوں کہ تو مجھے پسند ہے

تا غذا گروی بیامیزی بجاں

تاکہ تو غذا بنے ' جان میں گھل مل جائے

آب می خوردی بہ بستاں سبز وتر

تو سبز و تر رہ کر باغ میں پانی پیتا تھا

رحمتش سلیق بدست از قہر زاں

اس کی رحمت قہر سے اسی لئے پہلے ہے

رحمتش بر قہر زاں سابق شدست

اس کی رحمت اس کے قہر سے اسی لئے پہلے ہے

زانکہ بے لذت نرود لحم و پوست

کیونکہ گوشت و پوست بغیر لذت کے پیدا نہیں ہوتا ہے

زاں ۳ تقاضہ گر بیاید قہر ہا

اگر اس عشق کے تقاضے سے مصیبتیں آئیں

باز لطف آید برائے عذر او

پھر اس کی غدر خواہی کے لئے مہربانی آتی ہے

باخود گوید چریدی در بہار

وہ اپنے سے کہتی ہے تو نے موسم بہار میں خوب چرا ہے

می جہد بالا چو شد ز آتش زبوں!

لوپر کو اچھلتا ہے جب آگ سے عاجز آ جاتا ہے

بر سر دیگ و بر آرد صد خرّوش

دیگ پر ' اور سینکڑوں چھیں ملتا ہے

پُوں خریدی پُوں نگوںم میکنی

جبکہ تو نے مجھے خریدا ہے کیس مجھے لوندا کرتی ہے

خُوش بخُوش و بر مجہ ز آتش گئے

خوب جوش کھا اور آگ چلانے والے سے نہ بھاگ

بلکہ تاگیری تو ذوق و چاشنی

بلکہ اس لئے کہ تجھ میں ذائقہ اور لذت پیدا ہو جائے

بہر خواری نیستت ایں امتحال

یہ آزمائش تیرے ذلیل کرنے کے لئے نہیں ہے

بہر ایں آتش بدست آل آخور

وہ پانی پینا ہی آگ کے لئے تھا

تا ز رحمت گردد اہل امتحال

تاکہ رحمت کے ذریعہ وہ آزمائش کے قابل بن جائے

تاکہ سرمایہ وجود آید بدست

تاکہ وجود کا سرمایہ ہاتھ آ جائے

چوں نرود چہ گداز و عشق دوست

جب وہ نہ پیدا ہو تو دوست کا عشق کس چیز کو پکھلائے گا

تا گنی ایشار آل سرمایہ را

تاکہ تو اس سرمایہ کو قربان کر دے

کہ بکردی غسل و بزجستی زجو

کہ تو نے غسل کر لیا ہے اور تو نہر کو کدو گیا ہے

رنج مہمان تو شد نیکوش دار

رنج ' تیرا مہمان بنا ہے اس کی دیکھ بھال کر

۱۔ زبوں۔ یعنی آگ کی گرمی سے

عاجز ہو کر اچھلتا ہے۔ ضد خرّوش۔

ہانڈی میں کھدا بھر کی آدایں آتی

ہیں۔ کہ چرا۔ گویا زبان حال سے

بالکے سے کہتا ہے کہ تو مجھے خرید کر لائی

تھی اب تو مجھے ذلیل کر رہی ہے۔

کفلیر۔ کفلیر۔ آتش گن۔ آگ

چلانے والا۔ زان۔ یعنی میں تیرے

بھلے کے لئے تجھے جوش دے رہی

ہوں۔ تاغدا۔ تجھے اس لئے جوش

دے رہی ہوں کہ تو انسان کی غذا بن

کر انسان کی جان بن جائے۔

۲۔ آب۔ یعنی تجھے اس مقصد

کے لئے اگلیا گیا تھا۔ رحمتش۔

حدیث قدسی ہے۔ رَحْمَتِيْ سَبَقَتْ

غَضَبِيْ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

کہ میری رحمت میرے غضب سے

پہلے ہے تو رحمت غضب سے اسی

لئے پہلے ہے کہ اس رحمت کی وجہ

سے اس کی پرورش ہو کر وہ امتحان کے

قابل بن جائے۔ تاکہ رحمت ہی

کے سبب انسان کے وجود کی تکمیل

ہوتی ہے۔ زانکہ۔ رحمت کے ذریعہ

جو گوشت و پوست بنا ہے ہمارا گروہ نہ ہو تو

عشق کس چیز کو پکھلائے گا۔

۳۔ زان۔ اگر عشق کی بنیاد پر

انسان پر مصیبتیں آتی ہیں اور وہ ان

مصائب میں ثابت قدم اور امتحان

میں پورا اترتا ہے تو پھر خدا کی مہربانی

اس سے غدر خواہی کرتی ہے اور اس کو

قرب و وصال کی بشارت دیتی ہے۔

باخو۔ گھر کی مالکہ اپنے سے کہتی ہے

کہ نو نے رحمت خداوندی سے فیض

حاصل کیا ہے تو رنج بھی بخوشی

برداشت کر۔

تا کہ امہمان باز گردو شکر ساز
تا کہ مہمان شکر یہ ادا کہتا ہوا لوٹے
تا بجائے نعمت منعم رسد
تا کہ تیرے پاس نعمت کی بجائے نعمت دینے والا آجائے
من خلیل تو پسر پیش بچک
من خلیل اللہ ہوں تو فرزند ہے چھری کے سامنے
سر بہ پیش قہر نہ دل برقرار
اٹمینان قلب کے ساتھ تکلیف کے سامنے رکھتے
سریرم لیک ایں سرآں سریرست
میں سر کاٹ رہی ہوں لیکن یہ سرور سر ہے
لیک مقصودم ازاں تعلیم تست
لیکن اس سے میرا مقصد تیری تعلیم ہے
اے نخود می جوش اندر ابتلا
اے چنے! آزمائش میں جوش کھا
اندر اں بستان اگر خندیدہ
اگر تو اس باغ میں مسکریا ہے
گر جدا ۳ از باغ آب و گل شدی
اگر تو پانی اور مٹی کے باغ سے جدا ہو گیا ہے
شو غذا و قوت اندہ شہا
خیالات کی غذا اور روضی بن جا
از صفاتش رستہ واللہ نخست
خدا کی قسم تو پہلے اس کی صفات کے ذریعہ سے آگاہ ہے
زابر و خورشید وز گردوں آمدی
اب اور سورج اور آسمان کے ذریعہ تو آیا ہے

پیش شہ گوید ز ایشان تو باز
بادشاہ کے سامنے تیرے اہل کو کھل کر بیان کرے
جملہ نعمتہا برد بر تو حسد
اور تمام نعمتیں تجھ پر حسد کرنے لگیں
سر بہ ائسی ارائسی اذ بحک
سر رکھنے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں
تا بیرم خلقت اسماعیل وار
تا کہ اسماعیل کی طرح میں تیرا گلا کاٹ دوں
کز بریدہ گشتن و کشتن بریرست
جو کتنے اور مرنے سے بری ہے
اے مسلمان بایست تسلیم جست
اے مسلمان! تجھے سر رکھ دینا چاہیے
تانہ ہستی و نہ خود ماند ترا
تا کہ تجھ میں اپنی ہستی اور خودی باقی نہ رہے
تو گل بستان جان و دیدہ
اب تو جان اور آنکھ کے باغ کا پھول ہے
لقمہ گشتی و اندر احیا آمدی
تو لقمہ بن گیا ہے اور زندوں کے اندر آ گیا ہے
شیر بودی شیر شودر پیشہا
تو دودھ تھا اب کچھاروں کا شیر بن جا
در صفاتش باز و چالاک و جست
پھر تیری اور چستی سے اس کی صفات کی طرف لوٹ جا
پس شدی اوصاف و گردوں بر شدی
پھر تو لوصاف میں داخل ہو گیا اور آسمان بالا ہو گیا

۱۔ تاکہ۔ رنج بھی ملنے کا سبب۔
مہمان۔ اس کے اہل و عیال۔
قربانی کی جائے گی تو وہ شاہ کے دربار
میں جا کر تعریف کرے گا۔ بجائے۔
رنج پر شکر گزاری سے نعمتوں ہی سے
نہیں۔ منعم سے وصال ہو گا اور یہ اتنی
بڑی نعمت ہے کہ دوسری نعمتیں اس
کے مقابلے میں قیچ ہیں۔ من خلیل۔
بی بی کہتی ہے کہ جب تو میرا ہے تو
میری طرح ہر حالت میں شکر گزاری
کر حضرت اسماعیلؑ نے حضرت
ابراہیمؑ کی اطاعت کی تھی۔ قہر۔ قرآن
پاک میں حضرت ابراہیمؑ کا مقولہ
منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا تھا اے
اسماعیلؑ میں نے خواب میں دیکھا
ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں اس پر
حضرت اسماعیلؑ نے فرمایا تھا کہ جو
آپ کو حکم ہوا ہے اس کی تعمیل کیجئے اور
وہ اپنے آپ کو ذبح کرانے پر آمادہ ہو
گئے تھے۔ سریرم۔ میں تجھے فنا کر
رہی ہوں لیکن یہ بظاہر فنا ہے اور
حقیقت بقا ہے۔
۲۔ لیکن۔ یہ سر اگرچہ نفس الامر
میں کٹ نہیں رہا ہے۔ با۔ انہرہ۔
ظاہری طور پر سر کاٹنے سے روضا و
تسلیم کی تعلیم دینا مقصود ہے۔ اے
نخود۔ اس ابتلا کے نتیجہ میں تیری اپنی
ہستی اور وجود ختم ہو جائے گا پھر بقا
باللہ حاصل ہو گا۔ اندر اں۔ جسے کی پہچان
حالت اگرچہ اس کے لئے خوشنکھ بھی
لیکن ابتلا کے بعد کی حالت اس سے
بدتر ہے۔ غذا بن جانے کے
بعد وہ انسانی جان و دل کے باغ کا
گل ہو جائے گا۔

۳۔ گر جدا لب چناتری کر کے
نباتات سے حیوانات میں داخل ہو گیا
کیونکہ جز حیوان بن گیا ہے۔ شلب

غذا انسانی بن کر انسانی افکار کی غذا بن جا۔ شو خدا۔ چنا پک کر انسانی افکار کی غذا بن جاتا ہے
انسانی جزو ہو جانے کی وجہ سے اپنے وجود سے اعلیٰ وجود حاصل کر لیتا ہے۔ از صفاتش۔ چنا
انسانوں کی صفات کی پیداوار تھا غذا بن جانے کے بعد وہ پھر انسانی صفات اختیار کر لیتا ہے۔
زابر۔ نباتات کی پیداوار میں ان تینوں چیزوں کے اثرات ہیں۔

۱۔ صفات مستطاب۔ عمدہ صفات
یعنی انسانی صفات۔ ہستی حیوان
حیوان نباتات سے خواہاں حاصل کر
لیتا ہے لہذا نباتات کی موت ان کی
ترقی کا سبب بنتی ہے قتلونہ یہ
منصور علاج کا قول ہے انہوں نے
فرمایا کہ اے یاد مجھے قتل کر دو کہ
میرے قتل ہونے میں ہی میری زندگی
ہے جبکہ یہ ثابت ہو گیا کہ موت ترقی کا
سبب ہے لہذا ان کا قول صحیح ثابت
ہو۔ بزد۔ شطرنج کی وہ بازی جس
میں مقابل کے سب مہرے پٹ
جائیں صرف شاہ باقی رہ جائے یہ
نصف مات ہے۔ مات۔ بازی میں
شاہ شطرنج کا اس طرح گھر جاتا کہ وہ
زوج ہو جائے یہ پوری ہل ہے۔ راست
آمد۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ موت
کے بعد اہل زندگی ہے تو ثابت ہو گیا
کہ قتل ہی میں زندگی مضمر ہے
۲۔ فعل وقول۔ سچا فعل وقول
فرشتے کی غذا بن کر بلندی حاصل کر
لیتا ہے۔ آنچناں۔ اسی طرح نباتات
انسان کا جزو بن کر بلندی حاصل کر
لیتی ہے۔ ایں سخن۔ یعنی یہ کنوئے کوئی
فنا کے بعد اہل مقام حاصل کر لیتی
ہے۔ کارواں۔ انسانی رگوں کے
قافلے عالم بالا سے دنیا میں کاروبار
کے لئے آتے ہیں اور نفع نقصان کا
کر واپس جاتے ہیں تو اصل مقام
عالم بالا ہے۔ پس۔ جب دنیا سے
جائنا ہی ہے تو خوشی ہے سرخوردہ ہو کر جا۔
۳۔ زل۔ بلی نے نے سے یہ
بھی کہا کہ میں تجھے تپا تپا میں اس
لئے کہتی ہوں تاکہ تیری تپا ہو
جائے۔ زاب۔ جب انکو کاہرخت
افسردہ ہو جاتا ہے تو ٹھنڈا پانی اس کو دیا
جاتا ہے اس میں جوش آ جاتا
ہے اس کی افسردگی سردی ختم ہو

آمدی در صورت باراں و تاب
تو بادشہ اور چوہ کی صورت میں آیا
جزو شمس و ابر و انجم ہا بیدی
تو سورج اور ابر اور ستاروں کا جزو تھا
ہستی حیواں شد از مرگ نبات
نباتات کی موت سے حیوانات وجود میں آئے
چوں چنین بر دیست مارا بعد مات
جبکہ ہادی ہل کے بعد اس طرح کی جیت ہے
فعل وقول بصدق شد قوت ملک
سچا قول فعل فرشتے کی رزقی بنا
آنچناں کاں طمعہ شد قوت بشر
اسی طرح کہ وہ لقمہ جو انسان کی غذا بنا
اس سخن را ترجمہ پہنا ورے
اس بات کا مفصل بیان
کارواں دائم ز گردوں می رسد
قافلہ ہمیشہ آسمان سے آتا ہے
پس بزو شیریں و خوش با اختیار
پس تو اپنے اختیار سے عمدگی اور خوشی سے جا
زال ۳ حدیث تلخ میگویم ترا
میں تجھے کڑوی بات اس لئے کہتی ہوں
ز آب سرد انگور افسردہ زہد
ٹھنڈے پانی سے ٹھنڈا ہوا انگور جوش مہلے لگتا ہے
تو زنجی چونکہ دل پر خون شوی
تو چونکہ کڑواہٹ سے پر خون دل والا ہوتا ہے

می روی اندر صفات مستطاب
لب تو پاکیزہ صفات میں داخل ہو رہا ہے
نفس و فعل وقول و فکر تھا خدی
روح اور فعل اور قول اور فکر بن گیا
راست آمد اقتلونہ یاتقات
سچ ثابت ہوا اے معتمد لوگو! مجھے قتل کر دو
راست آمد ان فی قتل حیات
سچ ثابت ہوا بیشک میرے قتل میں زندگی ہے
تا بدیں معراج شد سوئے فلک
یہاں تک کہ وہ آسمان کی جانب اس بلندی پر پہنچا
از جمادی بر شد و شد جانور
جمادیت سے بلند ہو گیا اور جانمید بن گیا
گفتہ آید در مقام دیگرے
دوسرے مقام پر کیا جائے گا
تا تجارت میکند وای رود
تاکہ تجارت کرے اور واپس جائے
نے بتلخی و کراہت دزد وار
نہ کہ چھوٹی کی طرح کڑواہٹ اور ناگہلی سے
تاز تلخیہا فرو شویم ترا
تاکہ تجھ سے کڑواہٹیں دو دوں
سردی و افسردگی بیروں نہد
پھر سردی اور ٹھنڈے کو باہر نکال ڈالتا ہے
پس ز تلخیہا ہمہ بیروں شوی
پھر تلخیوں سے پوری طرح جدا ہو جائے گا



ہر کس او اندر بلا صابر نشد مقبل ایں درگہ فلاخر نشد

جو مصیبت میں صابر نہ بنا اس قابل فخر درگاہ میں مقبول نہ بنا

فارغ آئی گر بٹو ریزند خل آں زماں شیریں شوی ہچوں عسل

اگر تجھ پر سر کہ ڈالیں اور تو بے فکر رہے اس وقت تو شہد کی طرح بیٹھا ہو گا

سنگ شکری نیست اور اطوق نیست خام و نا جوشیدہ جز بے ذوق نیست

جس کے گلے میں پینہیں ہے وہ شکری کتنا نہیں ہے کچا اور جوش بندیا ہوا سوائے بے ذائقہ کے کچھ نہیں ہے

سمیل صابر دُردن، مومن چوں او بر سرِ بلا واقف شود

مومن کے صابر ہونے کی مثال جبکہ وہ مصیبت کے راز سے واقف ہو جائے

آں انخود گفت چنیں ستلے ستی خوش بجوشم یاریم دہ راسی

اس چنے نے کہا اے بی بی! اگر ایسا ہے مجھے خوب جوش دے، میری مدد کر تو سچ کہتی ہے

تو دریں جوش چو معمار منی کچلچلم زن کہ بس خوش میزنی

چونکہ تو اس جوش دینے میں میری تعمیر کرنے والی ہے میرے کفگیرِ مذ کیونکہ تو اچھا ملتی ہے

ہچو پیلم بر سرم زن زخم و داغ تانہ پنم خواب ہندستان و باغ

میں ہاتھی کی طرح ہوں میرے سر پر زخم اور داغ تاکہ میں ہندوستان اور باغ کا خواب نہ دیکھو

تا کہ ۳ خود را درد ہم در جوش من تا رہے یابم دریں آغوش من

تاکہ میں اپنے جوش کھانے میں خودی کو دیدوں تاکہ میں اس آغوش میں راستہ پا لوں

ہچو پیل خواب میں باغی شود ہچو پیل دیکھنے والے ہاتھی کی طرح باغی بن جاتا ہے

زائکہ انسان در غنا طاشی شود کیونکہ انسان بے فکری میں سرکش بن جاتا ہے

پیل چوں در خواب بیند ہندرا پیل چوں در خواب میں ہندوستان کو دیکھتا ہے

عذر گفتن کدبانو بانخود و حکمت بی بی کا چنے سے عذر کرنا اور بی بی کا چنے کو جوش دینے کی حکمت بیان کرنا

من چو تو بوم ز اجزائے زمیں عذر گفتن کدبانو بانخود و حکمت

میں تیری طرح زمین کے اجزاء میں سے تھی بی بی کا چنے سے عذر کرنا اور بی بی کا چنے کو جوش دینے کی حکمت بیان کرنا

پس پذیرا گشتم و اندر خوری آں سستی گوید و را کہ پیش ازیں

تب میں مقبول اور لائق بنی جب میں نے آتش لباس پہنا

چوں پوشیدم جہاز آوری آں سستی گوید و را کہ پیش ازیں

جب میں نے آتش لباس پہنا

۱۔ ہر کہ مصائب پر صبر مقبولیت کا سبب ہے۔ فارغ انسان میں جب یہ برداشت پیدا ہو جائے کہ ہاتھوں سے اس میں کئی پیدا نہ ہو تو وہ شہد کی طرح شیریں بن جاتا ہے۔ سنگ۔ کتا۔ بے کی مصیبت جھیل کر شکری بناتا ہے انسان مصائب کے ذریعہ پختہ ہو کر خوش ذائقہ بنتا ہے۔

۲۔ آں نخود۔ جب چنے کو یہ احساس ہو گیا کہ مصائب جمیل کا ذریعہ ہیں تو وہ مصائب برداشت کرنے پر خندہ پیشانی سے راضی ہو گیا۔ تو دریں۔ تیری تکلیف رسائی میری تکمیل کا سبب ہے تیری ایذا رسائی اب میرے لئے راحت کا سبب ہے۔ ہچو۔ ہاتھی ہندستان کا جانور ہے دوسرے ملک میں پہنچ کر جب وہ خواب میں ہندوستان کو دیکھتا ہے تو مست ہو کر سرکش ہو جاتا ہے پھر اس کو اور راستہ پر لاتا ہے۔

۳۔ تاکہ۔ یعنی ان مصائب اور مجاہدوں کے ذریعے سے میں آغوشِ رحمت میں راہِ یاب ہو جاؤں۔ آں سستی۔ اس بی بی نے چنے سے کہا کہ میں بھی نبلی اجزاء سے بنی ہوں۔ چوں۔ میں نے تکالیف اور مصائب برداشت کئے تب کچھ بنی ہوں۔

مُدّتے! جوشیدہ اُم اندر زَمَن مُدّتے دیگر درون دیگ تن

ایک مدت تک میں نے زمنے میں جوش کھلیا ہے
زیر دو جوشش قوتِ حسہا شدم
ان دو جوشوں سے میں حسوں کی طاقت بنی ہوں
درِ جمادی گفتے زال می روی
میں جمادی نے کہا میں کہتی تھی کہ اس سے نفل ہو رہی ہے

چوں شدی تو روح پس بارِ دگر
جب تو روح ہو گئی پھر دوبارہ
از خدا ۲ می خواہ تازیں نلغہا
خدا سے دعا کر تاکہ ان ملکوتوں سے
زانکہ از قرآن بے گمرہ شدند
اس لئے کہ بہت سے لوگ قرآن سے گمراہ ہوتے ہیں

مرسن رانیست جرے اے عنود
اے سرکش! ری کا کوئی قصور نہیں ہے
جانب آں عاشق بخویش راں
اس بے خود عاشق کی جانب چلا

باقی قصہ مہمان آں مسجد مہمان گش و ثبات و صدق عزم او
اس مہمان کو مد ڈالنے والی مسجد کے مہمان کا قصہ اور اس کے ملائکہ کی سچائی اور جماد کا قصہ

آں ۳ غریبے شہر سر بالا طلب
اس شہر کے پوری عالم بالا کے طالب نے
مسجد اگر کر بلائے من شوی
اے مسجد! اگر تو میری کربلا بنے گی
ہیں مرا بگذار اے بگزیدہ یار
اے منتخب دوست! خبردار! مجھے اجازت دے
گر شدید اندر نصیحت جبرئیل
اگر تم نصیحت کرنے کی جبرئیل ہو

۱ مدّتے۔ ایک عرصہ تک خلدی
مصائب اٹھائے اور بدنی مجاہدے
کئے ہیں۔ دایں۔ ان مصائب کے
بعد میرے حواس باطنی بیدار ہوئے
ہیں اور میں صاحبِ روح بن کر تیری
استاد بنی ہوں۔ در جمادی۔ یعنی میں
جب جمادی سے ترقی کر رہی تھی تو
کہتی تھی کہ یہ ترقی اس لئے ہے کہ
میں انسان کا علم و صفت بنوں۔
معنوی۔ یعنی انسان۔ چوں شدی۔
اب جبکہ روح بن گئی ہوں تو روح
حیوانی سے بلند مرتبہ حاصل کرنا
چاہیے۔

۲ از خدا۔ ترقیوں کے اس ذکر
سے یہ شبہ ہوا کہ ان کے ذکر سے اللہ
کے ساتھ اتحادِ ذاتی تک ترقی نہ سمجھ لی
جائے اس لئے فرماتے ہیں کہ خدا
سے دعا کرتا کہ توحیح مطلب سمجھ سکے
اور گمراہ نہ ہو جائے اللہ کے ساتھ اتحادِ
ذاتی کا عقیدہ گمراہی ہے۔ زانکہ جس
طرح قرآن نے کچھ کچھ فہم گمراہ
ہوتے ہیں مثنوی سے بھی ہو سکتے
ہیں۔ مرسن۔ اس میں قرآن کا قصور
نہیں بلکہ ان کی کھ باطنی کا قصور
ہے۔

۳ آں۔ وہ مہمان اس شہر میں
مسافر تھا اور عالم آخرت کا طالب تھا۔
کربلا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ
عنہ کا مشہد ہے۔ حاجت روا چونکہ اس
کا صل مقصد فنا فی الذات تھا۔
منصور۔ حضرت حلاج کو سولی دی
گئی۔ گر شد۔ ممکن ہے یہ ہوا ہو کہ
حضرت ابراہیم کو جب نمرود نے
آگ میں ڈالا تو حضرت جبرئیل نے
آکر مدد کرنے کی خواہش ظاہر کی ہو۔

جبریلَا رَو کہ من افر وختہ
اے جبرئیل! جا کہ میں جلا ہوا
جبریلَا گرچہ یاری میکنی
اے جبرئیل! اگرچہ تو مدد کر رہا ہے
اے برادر من بر آذر چاہکم
اے بھائی! میں آگ پر تیز رہا ہوں
جان حیوانی فزاید از علف
حیوانی جان جو چارے سے بڑھتی ہے
گر نکشتے ۲ ہیزم او مٹم بُدے
اگر وہ ایندھن نہ بنتی، تو پھلتی
بادِ سوزان ست ایں آتش بداں
سمجھ لے یہ آگ مشتعل ہوا ہے
عین آتش در اشیر آمد یقیں
اصل آگ یقیناً کہ آتش میں ہے
لا جرم پر تو نپایذ اضطراب
لا محالہ پر تو بے چینی کی وجہ سے ناپائیدار ہے
قلمت ۳ تو برقرار آمد بساز
تیرا قد سکون کی وجہ سے برقرار ہے
زانکہ در پر تو نباید کس ثبات
اس لئے کہ سایہ میں کوئی شخص لگاؤ نہیں پاتا ہے
ہیں وہاں بر بند فتنہ لب گشاد
خبر وہ منہ بند کر لے فتنہ نے لب کشائی کی ہے
فتنہ زادو کرد عالم را خراب
فتنہ پیدا ہو گیا ہے اور اس نے دنیا کو تباہ کر دیا ہے
چوں مراتب گردِ دلہا تنگ شد
جب حقیقتیں دلوں کے چاروں طرف تنگ ہو گئی ہیں

بہترم چوں اعود و عنبر سوختہ
بہتر ہوں جیسا کہ جلا ہوا عود اور عنبر
چوں برادر پاسداری میکنی
اور بھائی کی طرح میری حفاظت کر رہا ہے
من نہ آں جانم کہ گرد و بیش و کم
میں وہ جان نہیں ہوں جو گھٹ بڑھ سکے
آتشے بود اوچو ہیزم شد تکلف
آگ ہے وہ ایندھن کی طرح ختم ہو جاتی ہے
تا ابد معمور وہم علمر بُدے
اب تک آباد اور آباد کرنے والی بھی ہوتی
پر تو آتش بودنے عین آں
آگ کا پر تو ہے نہ کہ بعینہ آگ
پر تو و سایہ قیست اندر زمیں
زمین میں اس کا پر تو، اور سایہ ہے
سوئے معدن باز میگردد شتاب
جلد معدن کی طرف لوٹ جاتا ہے
سایہ ات کوتہ دے یک دم وراز
تیرا سایہ کبھی چھوٹا ہے، کبھی ہلکا ہے
عکسها واگشت سوئے اُمہات
عکس، اصلوں کی طرف لوٹ جاتا ہے
خُشک آر اللہ اعلم بالرشاد
تفائل برت، خدا راسخی کو زیادہ جانتا ہے
شرق و غرب افتاد اندر اضطراب
مشرق اور مغرب بے چینی میں مبتلا ہو گئے ہیں
ہر یکے بادِ مگرے در جنگ شد
ہر ایک دوسرے کے ساتھ لڑائی میں لگ گیا ہے

۱۔ چوں عود اگر اور عنبر کے جلنے
پر خوشبو مہکتی ہے۔ جبریلَا۔ جبرئیل
سے اس جان کو نصیحت کرنے والے
مراد ہیں اور غیل سے مراد خود وہ مہمان
ہے۔ اے برادر۔ مہمان نصیحت
کرنے والے سے کہتا ہے کہ میری
روح حیوانی روح نہیں ہے جس میں
مکھنوا اور بڑھاؤ ہوتا ہے۔ جان
حیوانی۔ حیوانی روح غذا سے بڑھتی
ہے اور صرف ایک شعلہ ہے جو
ایندھن کی طرح ختم ہو جاتا ہے۔

۲۔ گر نکشتے۔ اگر انسانی جان آتش
شہوت اور غضب کا ایندھن نہ بنے تو
وہ خوب پھلے پھولے خود بھی منور بنے
اور دوسروں کو بھی منور بنائے۔ باد۔
مولانا آتش غضب و شہوت کے فانی
ہونے کو حسی آتش کے فانی ہونے
سے سمجھاتے ہیں کہ یہ دنیا کی آگ
کہ آتش کا پر تو ہے پر تو اور سایہ
ناپائیدار ہوتا ہے۔ معدن۔ یعنی کرۃ
آتش۔

۳۔ قلمت۔ تو۔ اس دنیا کی آگ کا
آتش کہہ کر پر تو اور ناپائیدار ہونا اسی
طرح سمجھو جیسا کہ انسان کا قد اور اس
کا سایہ عکسها۔ پر تو اور سایہ اصل کی
طرف لوٹ جاتے ہیں۔ مولانا کی
مثنوی پر کچھ لوگوں نے اعتراضات
کئے یہاں سے مولانا اس کی طرف
رخ کرتے ہیں۔ فتنہ۔ اعتراضات
کا فتنہ۔ چوں مراتب۔ مثنوی کے
عالی مضامین تک لوگوں کی رسائی
نہیں ہے اس لئے جنگ و جدل میں
مبتلا ہو گئے ہیں۔

گفتگو بسیار شد خامش شدم مسئلہ تسلیم کرم تن زوم

بیان بہت ہو گیا میں چپ ہو گیا میں نے بات مان نی میں خاموش ہو گیا
ور تو گوئی موجب فتنہ چہ بود باز گویم گوش گن پچوں غم فرود
اگر تو کہے کہ فتنے کا سبب کیا تھا چونکہ غم بڑھا ہوا ہے پھر بتاتا ہوں سن

ذکر خیال بد اندیشی قاصر فہماں

کم سمجھ لوگوں کی بد اندیشی سے خیال کا ذکر

پیش از اں کایں قصہ تا تخلص رسد دود و گندے آمد از اہل حسد

اس سے پہلے ہی کہ یہ قصہ خاتمے تک پہنچے حاسدوں کی جانب سے دھواں اور بدلوں پیدا ہو گئی

من نمی رنجم ازیں لیک ایں لکد خاطر سادہ دلے رپے گند

میں اس سے رنجیدہ نہیں ہوتا ہوں لیکن یہ دوست کسی سادہ دل کی طبیعت کا پیچھا کرے گی

خوش بیاں کرد آں حکیم غزنوی بہر مجوہاں مثال معنوی

اس غزنوی ملتا نے بہت اچھی بات کہی ہے بہر معنوں کے لئے ایک باہمی مثال

کہ زقرآن گرنہ بیند غیر قال اس عجب نبوذ اصحاب ضلال

کہ اگر قرآن میں سوائے لفظوں کے کچھ نہ دیکھیں تو گمراہوں سے یہ تعجب کی بات نہیں ہے

کز شعاع آفتاب پُر نور غیر گرمی می نیابد چشم کور

کیونکہ نور سے بھرے ہوئے سورج کی شعاعوں سے اندھی آنکھ گرمی کے سوا کچھ محسوس نہیں کرتی

خر بلے ناگاہ ار خر خانہ سر بروں آورد چوں طعنے

گدھوں کے طویلے سے ایک احمق نے اچانک طعنہ باز کی طرح سر اجماعا

کایں سخن پست ست یعنی مثنوی قصہ پیغمبرست و پیروی

یہ بات یعنی مثنوی گھٹیا بات ہے پیغمبر اور ان کی پیروی کا قصہ ہے

نیست ذکر و بحث اسرار بلند کہ دواند اولیا زان سو سمند

بلند اسرار کی بحث اور ذکر نہیں ہے کہ دو اند اولیا اس طرف گھڑا دھڑائیں

از مقامات تبث تا فنا پایہ پایہ تا ملاقات خدا

خلوت سے فنا تک کے مقامات حجب بلجہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات تک

شرح وحد ہر مقام و منزله کہ بہ پرزد بر پرد صاحب دلے

ہر مقام اور ہر منزل کی شرح اور حد ہوتی تاکہ پروں کے ذریعہ صاحب دل اس سے پرواز کرتا

۱۔ گفتگو۔ یعنی اعتراضات اور جوابات۔ غم فرود۔ چونکہ مجھ طبعاً بہت غم سے اس لئے فتنہ کا سبب بیان کرنے پر مجبور ہوں ورنہ خاموشی اختیار کر لیتا۔ کایں قصہ۔ یعنی مسجد کے مہمان کا قصہ۔

۲۔ من نمی رنجم۔ مجھے معترضین پر عقلاً کوئی رنج نہیں ہے لہذا میں جواب نہ دیتا لیکن یہ خیال ہے کہ اگر جواب نہ دوں گا تو معترضین کی دہشتیں سادہ دل لوگوں کو گمراہ کر دیں گی۔ حکیم غزنوی۔ حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ۔ مجوہاں۔ وہ لوگ جو نور معرفت سے محروم ہیں۔ کہ زقرآن۔ یعنی گمراہوں کی پہنچ محض قرآن کے لفظوں تک ہے۔ کز شعاع۔ ان کی مثال چمکاؤں کی سی ہے جو سورج کے نور سے محروم ہے اور صرف گرمی کا احساس کرتی ہے۔

۳۔ خر بلے۔ بڑی تلخ۔ احمق۔ طعنہ یعنی طعن کرنے والا۔ کہ دو اند۔ اس میں اصحاب معرفت کی توجہ کی کوئی چیز نہیں ہے۔ از مقامات۔ یعنی مثنوی میں ابواب اور فصول قائم کر کے تصوف کے مراتب کا ذکر ہونا چاہیے تھا اور سالک کے لئے ہر منزل اور مقام کی نشاندہی ہونی چاہیے تھی۔ تبث۔ لوگوں سے اقطار خلوت۔

جملہ اسر تا سر فسانہ است و فسوں

سب سراسر افسانہ اور گھوکھ دھندا ہے
چوں کتاب اللہ بیامد ہم براں
جب اللہ کی کتاب آئی اس پر بھی
کی اساطیرست و افسانہ نرشد
کہ پرانی کہانیاں اور افسانہ ہے

کو دکان خرد ہمیش می کنند

اس کو چھوٹے بچے سمجھتے لیتے ہیں
ذکر آدم گندم و ابلیس و مار
آدم گے ہیں شیطان اور سانپ کا ذکر ہے
ذکر نوح و کشتی و طوفان تن
نوح کشتی اور جسم کے طوفان کا ذکر ہے
ذکر اسمعیل ذبح جبریل
اسماعیل ذبح اور جبریل کا ذکر ہے

ذکر یوسف ذکر زلف پر خمش

یوسف کا ذکر ہے ان کی بل کھائی ہوئی زلف کا ذکر ہے
ذکر بلقیس و سلیمان و سبا
بلقیس اور سلیمان اور سبا کا ذکر ہے

ذکر طالوت و شعیب و صوم او

طالوت اور شعیب اور اس کے روزے کا ذکر ہے
ذکر حمل مریم و نخل و مخاض
مریم کے حمل کعبہ اور ہود زہ کا ذکر ہے

ذکر صالح ناقہ و تقسیم آب

صلح ان کی ٹوٹی اور پانی کی تقسیم کا ذکر ہے
ذکر الیاس و عزیز و موت او
الیاس اور عزیز اور ان کی موت کا ذکر ہے

کو دکانہ قصہ بیرون و دروں

اند اور باہر سے بچکانہ قصہ
اس چنیں طعنہ زنداں کافراں
ان کافروں نے اس طرح کے طعنے دیے
نیست تحقیق و تعمقے بلند
کوئی تحقیق اور بلند گہرائی نہیں ہے

نیست جز امر پسند و ناپسند

اس میں پسندیدہ اور ناپسندیدہ احکام کے سوا کچھ نہیں ہے
ذکر ہود و باد و ابراہیم و نار
ہود اور ہوا اور ابراہیم اور آگ کا ذکر ہے

ذکر کنعان و سر از خط تافتن

کنعان اور حکم سے منہ موڑنے کا ذکر ہے
ذکر قصہ کعبہ و اصحاب فیل
کعبہ کے ارادے اور ہاتھی والوں کا ذکر ہے

ذکر یعقوب و زلیخا و غمش

یعقوب اور زلیخا اور اس کے غم کا ذکر ہے
ذکر داؤد و زبور و اوریہ
داؤد اور زبور اور اوریہ کا ذکر ہے

ذکر یونس ذکر لوط و قوم او

یونس کا ذکر ہے لوط اور ان کی قوم کا ذکر ہے
ذکر زکریا و یحییٰ و ریاض
زکریا اور یحییٰ اور باغوں کا ذکر ہے

ذکر ادریس و مناجات و جواب

ادریس اور ان کی سرگوشی اور جواب کا ذکر ہے
ذکر قارون و زمیں رفتن فرو
قارون اور زمین میں ڈھنسنے کا ذکر ہے

قارون اور زمین میں ڈھنسنے کا ذکر ہے

۱۔ جملہ۔ معترضین نے کہا کہ اس
مثنوی میں تو صرف قصے اور کہانیاں
ہیں اور یہ مثنوی ظاہری و باطنی اعتبار
سے طفانہ قصوں سے لبریز ہے۔
چوں کتاب اللہ معترضین نے قرآن
پر بھی اسی طرح کے اعتراضات کئے
تھے کہ وہ محض پہلے قصے ہیں اس میں
کوئی بلند پایہ مضمون نہیں ہے۔
۲۔ امر پسند۔ یعنی حلال و حرام۔
تافتن۔ یعنی ان کی حکم عدولی کا بیان۔
ذکر۔ یعنی قرآن میں ان چیزوں کا ذکر
ہے جو آئینہ تیرہ شعروں میں مذکور
ہیں۔

ذکرِ یُؤُبَّ و صُورِی و رِ بِلَا
ایوب اور مصیبت میں ان کے صبر کرنے کا ذکر ہے
ذکرِ موسیٰ و شجرِ طُور و عَصَا
موسیٰ اور درخت طور اور عصا کا ذکر ہے
ذکرِ عیسیٰ و عُروِش بر سَمَا
عیسیٰ اور ان کے آسمان پر چڑھنے کا ذکر ہے
ذکرِ فصلِ اَہْمَد و خُلُقِ عَظِیم
اہمہ کی فضیلت اور اس کے بلند اخلاق کا ذکر ہے
ظاہرِ ستار و ہر کسے پے می برد
یہ سب ظاہر ہے اور ہر شخص جانتا ہے
گفت اگر آساں نماید ایں بُو
فرمایا اگر تجھے یہ آسان نظر آتا ہے
چٹیان و انسیان و اہل کار
جن اور انسان اور کام کے لوگ
ذکرِ اسرائیلیاں و رِ تِیہ لَکَا
نجر تہ میں اسرائیلیوں کا ذکر ہے
خَلعِ تَعْلِین و خِطَابَات و عَطَا
جوتے اتارنے اور خطابات اور بخشش کا ذکر ہے
ذکرِ ذوالقرنین و خِضر و اَرْمِیَا
ذوالقرنین اور خضر اور ارمیا کا ذکر ہے
کہ قمر از مُعْجَزِ آتش شد دو نیم
کہ چاند ان کے معجزے سے دو ٹکڑے ہو گیا
کو بیایاں کو کہ شود دروے خرد
وہ بیان کہیں ہیں جن میں عقلیں گم ہو جائیں؟
اِچْنِیں یک سورہ گواے سخت گو
اے بھاری بات کرنے والے ایس ایک سوت
گو یکے آیت ازیں آساں بیار
کہ دے اس آسان کی ایک آیت لے آئیں

تفسیر حدیث اِنَّ لِلْقُرْآنِ ظَهْرًا وَ بَطْنًَا وَ لَبَطْنَهٗ

اس حدیث کی تفسیر کہ قرآن کا ظاہر اور باطن ہے اور اس کے باطن کا

بَطْنٌ اِلٰی سَبْعَةِ اَبْطُنٍ

باطن ہے سات باطنوں تک

حرفِ قرآن را بداں کہ ظاہرِ ست
سمجھ لے کہ قرآن کے لفظ اس کا ظاہر ہیں
زیر آں باطن یکے بَطْنِ دگر
اس باطن کے نیچے ایک دوسرا باطن ہے
زیر آں باطن یکے بَطْنِ سُوْم
اس باطن کے نیچے ایک تیسرا باطن ہے
بَطْنِ چارم از بُنے خود کس ندید
قرآن کا چوتھا باطن کسی نے نہیں دیکھا
زیر ظاہرِ باطنے بس قلبِ ست
اور ظاہر کے نیچے ایک مضبوط باطن ہے
خیرہ ۳ گرد اندر و فکر و نظر
جس میں فکر و نظر حیران ہو جاتی ہے
کہ درو گرد و خرد ہا جملہ گم
کہ اس میں تمام عقلیں گم ہو جاتی ہیں
جو خدائے بے نظیر و بے ندید
لامثل اور لاشریک خدا کے سوا

۱۔ ظاہرِ ست۔ یہ ساری باتیں
سب کو معلوم ہیں قرآن میں وہ
مضامین کہیں ہیں جن سے عقلیں
دنگ ہو جائیں۔ گفت۔ معترضوں
کے جواب میں قرآن نے کہا ہے کہ
اگر قرآن تمہیں ایسا ہی آسان نظر آتا
ہے تو تمام جن واس اور دیگر مدعا گراں
کر ایک آیت قرآن جیسی بنلاؤ۔

۲۔ اِنَّ لِلْقُرْآنِ ظَهْرًا وَ بَطْنًَا وَ لَبَطْنَهٗ
لفظی ترجمہ اور معنی ہیں پھر ان معنی
میں معنی ہیں اسی طرح تہ و تہ سات
معنی تک یہ سلسلہ ہے ان معانی کے
کچھ مرتبوں تک فہم و فراست کے
تفاوت کے اعتبار سے مجتہدین اور
علماء کی پہنچ ہے اور کچھ مراتب سے
صرف علم اللہ کا تعلق ہے واضح رہے
کہ اسرار و حکم کے بیان میں وہی معنی
معتبر ہونگے جو الفاظ قرآن اور ظاہر
کے خلاف نہ ہوں۔

۳۔ خیرہ گرد۔ حضرت علی کرم اللہ
وجہہ اے اسرار تک پہنچ جاتے تھے کہ
دوسرے صحابہ میں حیران ہو جاتے
تھے۔ بطنِ سوم۔ معانی کی اس تہ
میں سب کی عقلیں گم ہو جاتی ہیں۔
باطنِ چہارم۔ معانی کی چوٹی منزل تک
عقل انسانی کی رسائی نہیں ہے۔

۱۔ حدیث مختصم۔ یہی حدیث جو عنوان میں مذکور ہے اور جو عظمیٰ نے محفوظ ہے۔ تو قرآن۔ قرآن محض الفاظ کہ نہ سمجھو بلکہ قرآن ان تہ بہ تہ معانی اور الفاظ کا مجموعہ ہے۔ دیو۔ محض ظاہر پر نظر کرنا شیطانی کام ہے۔ ظاہر قرآن۔ قرآن کے الفاظ اور ان میں پوشیدہ معانی کی مثال انسان کی صورت اور اس کے باطنی اور روحانی لوصاف کی سی سمجھو۔ مرور۔ ایک انسان خواہ وہ تمہارا کتنا ہی قریبی عزیز ہو تم اس کے باطنی لوصاف سے غافل رہتے ہو۔

۲۔ بیان۔ مولانا نے یہ سمجھایا کہ باوجود قرب کے انسان کے باطنی احوال عوام سے مخفی ہیں تو اب اس خیال کی تقلید کرتے ہیں کہ اولیاء اپنے آپ کو چھپانے کے لئے جنگلوں اور پہاڑیوں میں چلے جاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ بزرگوں کی خلوت یعنی اپنے آپ کو چھپانے کے لئے نہیں ہے ان کے لوصاف تو بہر حال عوام پر چھپے رہتے ہیں بلکہ لوگوں کو ترک دنیا کی تعلیم دینے کے لئے ہے۔

۳۔ کہ۔ کہ پہاڑ۔ فراصد۔ یعنی اولیاء عوام میں رہتے ہوئے بھی ان سے سو پہاڑوں کی بلندی پر ہیں ان کے لوصاف تک عوام کی پہنچ نہیں ہے۔ پس۔ جبکہ ان میں اور عوام میں سینکڑوں پہاڑوں اور دیوؤں کی دھڑی جتلون کو چھپنے کی کیا ضرورت ہے۔ کز پیش۔ ان کے بلند مقام تک تو آسمان کی تک پہنچ بھی نہیں ہے۔ تعزیت۔ شاعرانہ خیال ہے کہ آسمان نے کالانیا لباس ہی تم میں پہنا ہے کہ اولیاء کے مراتب تک پہنچ سکا۔

می شمر تو زیں حدیث ۱۔ مختصم
تو اس محفوظ حدیث سے گن لے
دیو آدم را نہ بیند جو کہ طیس
شیطان نے آدم کو سوائے منی کے کچھ نہ دیکھا
کہ نقوشش ظاہر و جانش بھی ست
کہ اس کے نقش ظاہر ہیں اور اس کی روح پوشیدہ ہے
یک سر موئے نہ بیند حال او
اس کی حالت کا بال برابر نہیں دیکھ سکتے ہیں

بیان ۲۔ آنکہ رفیق انبیاء و اولیاء علیہم السلام بکوسہا و غارہا
اس کا بیان کہ انبیاء اور اولیاء علیہم السلام کا پہاڑوں اور غاروں میں جانا اپنے
جہت پنہاں کردن خویش نیست و جہت خوف و تشویش خلق نہ بلکہ
آپ کو پوشیدہ کرنے کے لئے ہے اور نہ مخلوق کے پریشان کرنے اور ذر کی جہ سے ہے بلکہ دنیا سے
جہت ارشاد خلق ست و راہ نمودن و تحریض انقطاع از دنیا بقدر ممکن
بقدر امکان منقطع رہنے کے بارے میں لوگوں کی ہدایت اور راہنمائی اور براہیختہ کرنے کے لئے ہے

تاز چشم مرد ماں و پنہاں شوند
تاکہ لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہیں
گام خود بر چرخ ہفتم می نہند
اپنا قدم ساتویں آسمان پر رکھتے ہیں
کوز صد دریا و گہ آں سو بود
وہ جو سو صدیوں اور پہاڑوں سے اوپر ہو
کز پیش گزہ فلک صد فعل ریخت
جس کے پیچھے مائیں آسمان کے پیرے سے پہنچ کر تھکتے ہیں
تعزیت جامعہ پوشیدہ آں زماں
اس وقت اس نے مائی لباس پہن لیا

پنچیں تافت بطن اے ذوالکرم
اے بھلے اسی طرح سات باطن تک
توز قرآن اے پسر ظاہر مبیں
اے بیٹا! تو قرآن کے صرف ظاہر کو نہ دیکھ
ظاہر قرآن چو شخص آدمی ست
قرآن کا ظاہر آدمی کے وجود کی طرح ہے
مرد را صد سال عم و خالی او
سو سال تک انسان کے چچا اور ماموں

آنکہ گویند اولیاء در گہ ۳۔ بوند
لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اولیاء پہاڑوں میں ہوتے ہیں
پیش خلق ایشان فرا صد گہ اند
مخلوق کے سامنے جہے ہوئے بھی سو پہاڑوں کی بلندی پر ہیں
پس چرا پنہاں شود گہ جو بود
تو کیوں چپے پہاڑیوں کو کیوں تلاش کرے
حاجتش نبود بسوئے گہ گریخت
اس کو پہاڑوں کی جانب بھاگنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے
چرخ گردید و ندید او گرد جاں
آسمان گھوما اور اس نے گرد کو بھی نہ دیکھا



گر بظاہر آل پری پنہاں بُود
آدمی پنہاں ترا ز پریاں بُود
آرچہ بظاہر پری پوشیدہ ہوتی ہے
آدمی پریوں سے زیادہ پوشیدہ ہوتا ہے
نزدِ عاقل ز آل پری کہ مضمرست
آدمی صد بار خود پنہاں ترست
عقلند کے نزدیک اس پری سے جو پوشیدہ ہے
آدمی سو گناہ زیادہ پوشیدہ ہے
آدمی نزدیکِ عاقل چوں خفیست
چوں بُود آدم کہ در غیب اوصفیست
جبکہ عقلند کے نزدیک آدمی پوشیدہ ہے
تو ان آدم کا کیا حال ہوگا جو عالم غیب کے برگزیدہ ہیں

تشبیہ ۲ صورتِ اولیاء و صورتِ کلامِ اولیاء بصورتِ عصائے
اولیاء کی صورت اور اولیاء کے کلام کی صورت کی تشبیہ حضرت موسیٰ
موسیٰ و صورتِ فسون عیسیٰ
کے عصا اور حضرت عیسیٰ کے دم کرنے کی صورت سے

آدمی ہچمو عصائے موسیٰ ست
آدمی ہچمو فسون عیسیٰ ست
آدمی حضرت موسیٰ کے عصا کی طرح ہے
آدمی حضرت عیسیٰ کے دم کرنے کی طرح ہے
درِ کف حق بہر داد و بہر زین
عطا اور زینت کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں
ظاہر چوبے و لیکن پیش او
اس کا ظاہر لکڑی ہے، لیکن اس کے سامنے
تو میں ز فسون عیسے حرف و صوت
حضرت عیسیٰ کے دم کرنے میں تو حرف اور آواز کو دیکھ
تو میں ز فسونش آل لہجاست
ان کے دم کرنے میں تو دیکھ لہجہ کو نہ دیکھ
تو میں مراں عصا را سہل یافت
تو اس عصا کو آسانی سے حاصل ہو جانے والا نہ دیکھ
توز دوری دیدہ چتر سیاہ
تو نے دور سے سیاہ چتر دیکھا ہے
توز دوری می نہ بینی جو کہ گرد
تو دوری سے سوائے گرد کے کچھ نہیں دیکھتا ہے
تو دوری سے گرد کو دیکھ

۱۔ گر بظاہر۔ پری تو ظاہر میں بھی
انسانوں کی نظر سے پوشیدہ ہے تو اس
کے اوصاف کا پوشیدہ رہنا اس قدر
عجب خیر نہیں ہے جس قدر انسانوں
کے اوصاف کا پوشیدہ رہنا کیونکہ وہ
نگاہوں سے پوشیدہ بھی نہیں ہیں۔
آدمی۔ جب عام آدمیوں کے
اوصاف تک پہنچنا دشوار ہے تو
حضرت آدم کے اوصاف تک کیسے
پہنچا جاسکتا ہے۔

۲۔ تشبیہ اولیاء اور اولیاء کے کلام کو
حضرت موسیٰ کے عصا اور حضرت عیسیٰ
کا پھونکنا مانا سمجھ جو بظاہر معمولی
چیزیں تھیں لیکن ان کے باطنی کمال و
اوصاف حیرت انگیز تھے۔ در کف
حق۔ حدیث شریف ہے اِنَّ قُلُوبَ
بَنِي اٰدَمَ كُلَّهَا بَيْنَ اَصْبَعَيْنِ مِنْ
اَصْبَعِ الرَّحْمٰنِ كَقَلْبٍ وَاحِدٍ
يُّصَرِّفُهُ كَيْفَ يَشَاءُ۔ یعنی تمام نبی
آدم کے قلوب ایک قلب کی طرح
اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان
ہیں ان کو جس طرح چاہتا ہے پلٹاتا
ہے یعنی جس طرح عصا موسیٰ اور دم
عیسیٰ میں حضرت حق تعالیٰ کے خاص
تصرفات ہیں اس طرح مومن کے
دل پر بھی حضرت حق تعالیٰ کے
خصوصی تصرفات ہیں۔

۳۔ موت۔ حضرت عیسیٰ کے
پھونکنے سے مردہ زندہ ہو جاتا تھا۔
سہل یافت۔ یعنی یہ نہ سمجھ کہ معمولی
لکڑی ہے آسانی سے حاصل ہو
جائے گی۔ شکافت۔ حضرت موسیٰ
کے عصا کی ضرب سے نخل و کلاوں
میں بٹ گیا تو ز دوری۔ تو نے دور
سے صرف کالا چھتر دیکھا ہے اند
کھس کر دیکھ کس قدر لشکر موجود ہے
گرد تو نے دور سے صرف گرد دیکھی
سے قریب جا تو اس میں مرد کو بھی
دیکھ لگے۔ یعنی تیری نظر صرف اوصاف
ظاہری پر ہے باطنی اوصاف کو دیکھ

دیدہا را گردِ او روشن گند
اس کی گرد آنکھوں کو روشن کر دیتی ہے

کوہہا را مردی او بر گند
اس کی بھادی پہاڑوں کو اکھاڑ دیتی ہے

چوں برآمد موسیٰ از اقصائے دشت
جب حضرت موسیٰ جنگل کے آخر سے برآمد ہوئے

کوہ طور از مقدمش رقا ص گشت
ان کی تشریف آوری سے کہ طہر رقص کرنے لگا

تفسیر قولہ تعالیٰ یاجبال اوبی معہ والطیر

اللہ تعالیٰ کے قول اے پہاڑ اور پرندو اس کے ساتھ جوہلی بنو کی تفسیر

رَوئے داؤد از فرشِ تاباں شدہ
حضرت داؤد کا چہرہ اس اللہ کی شان سے روشن ہوا

کوہ با داؤد گشتہ ہمر ہے
پہاڑ حضرت داؤد کے ساتھی بنے

یاجبال اوبی امر آمدہ
اے پہاڑ! جوہلی بنو کا حکم آیا

گفت داؤد تو ہجرت دیدہ
اللہ نے فرمایا اے داؤد تو نے ہجر دیکھا ہے

اے غریب فرد بے مؤنس شدہ
اے اکیلے مسافر! تو بے یار بنا ہے

مطرباں ۳ خواہی و قوال و ندیم
تو گویے اور قول اور ہم مجلس چاہتا ہے

تا کہ قوالی و سرنائی کنند
تا کہ وہ تیرے لئے قوالی اور شہنائی بجائیں

تا کہ وہ تیرے لئے قوالی اور شہنائی بجائیں

تا بدانی نالہ چوں کہ را رواست
تا کہ تو سمجھ لے کہ جب پہاڑ کا نالہ ہو سکتا ہے

نغمہ اجزائے آل صافی جسد
اس صاف جسم کے اجزاء کا نغمہ

ہمنشیناں نشو و او بشو و
ہمنشین نہیں بنتے " شتا ہے

بے لب و دندان ولی رانا لہاست
تو ولی کے نالے بغیر ہونٹ اور دانتوں کے ہیں

ہر شے در گوشِ حش میرسد
ہر بات کو اس کے حس کے کان میں پہنچتا ہے

اے تحک جاں کو بغیرش بگرود
"جان قابلِ مبد کہ ہے جو اس کی تدبیر باتوں کی گریہ ہو

۱ دیدہ۔ ان کے باطنی بوصاف
ایسے ہیں کہ ان کی گرد بھی آنکھوں کو
روشن کر دیتی ہے اور ان کی ہمت مردانہ
پہاڑوں کو ہلا دیتی ہے۔ موسیٰ حضرت
موسیٰ کے قدم میں سنت لڑم سے کہ
طہر رقص کرنے لگا تھا۔ یا جبیل۔
حضرت داؤد کے بارے میں
پہاڑوں اور پرندوں کو حکم ہوا تھا کہ وہ
ان کے ہر نغمہ بنیں۔

۲ ہر دور۔ حضرت داؤد اور پہاڑ اللہ
کے عشق میں ہم نغمہ بن گئے تھے
پردہ۔ ناگ۔ گفت۔ حضرت داؤد
سے فرمایا تھا تو میرے فرق میں جتلا
جہاد ستوں سے جدا ہے۔

۳ مطرباں۔ فریق کاظم فرد کرنے
کے لئے محفل اور قوالی کی ضرورت ہے لہذا
میں پہاڑوں میں یہ کیفیت پیدا کئے
دیتا ہوں۔ سرنائی۔ سونائی۔ یعنی خوشی
کی نغمہ شہنائی۔ باو پیائی۔ چونکہ
مضامیر میں پھونک سے آواز پیدا
ہوتی ہے لہذا اس کے بجائے کو باو
پیائی کہا جاتا ہے۔ تابانی۔ پہاڑوں کو
نالے میں جتلا کرنے میں یہ بھی
حکمت ہے کہ تم یہ سمجھ لو کہ بے لب و
دندان بھی نالہ ہوتا ہے جو لایا کسل
کے نالوں کو ان کے کان سنتے ہیں تم
نہیں سن سکتے لیکن ان کی اس کیفیت
پر یقین کرنا سمجھادی سعادت ہے۔

بنگرد! در نفس خود صد گفتگو
وہ اپنے نفس میں سینکڑوں گفتگوئیں دیکھتا ہے
ہمنشین او نبرده هیچ بو
اور اس کے ہمیشین کو کچھ پہنچ نہیں ہے
صد سوال و صد جواب اندر دلست
تیرے دل میں سینکڑوں سوال اور سینکڑوں جواب
بشنوی تو نشود زان گوشہا
تو سنتا ہے وہ ان کانوں سے نہیں سنتا
گیرم اے کر خود تو آں را نشنوی
اے بہرے میں مانتا ہوں تو اس کو نہیں سنتا ہے

جواب طعنہ زندہ بر مثنوی از قصور فہم خود
اپنی سمجھ کی کتابی کی جہ سے مثنوی پر اعتراض کرنے والوں کا جواب

اے سگ طاعن تو عموماً مینکی
اے طعنہ دینے والے کتے! تو بھول بھول کرتا ہے
ایں نہ آں شیرست کز وے جانبری
یہ وہ شیر نہیں ہے جس سے تو جان بچا سکے
تا قیامت میزند قرآن ہدا
قیامت تک کے لئے قرآن آواز دے رہا ہے
مر مرا افسانہ می پنداشتید
تم نے مجھے ایک افسانہ سمجھا
خود بدیدید آنکہ طعنہ می زدید
تم جو طعنہ زنی کرتے تھے تم نے خود دیکھ لیا
من ۳ کلام حق و قائم بذات
میں اللہ کا کلام اور اللہ کی ذات سے قائم ہوں
نور خورشیدم فتادہ بر شما
میں سورج کا نور ہوں جو تم پر پڑ رہا ہے
نک منم ینبوع آں آب حیات
یہ میں اس آب حیات کا چشمہ ہوں

۱ بنگرد۔ لولیا کے روحانی مکالمات جاری رہتے ہیں۔ پاس بیٹھنے والے ان سے بے خبر رہتے ہیں۔ لامکاں۔ عالم غیب۔ زان گوشہا۔ روحانی مکالمہ جسی کانوں سے نہیں سنا جاسکتا۔ گیرم۔ عوام بہرے ہیں جو ان کو نہیں سنتے ہیں لیکن جبکہ وہ مختلف کلمات دیکھ چکے ہیں تو ان کو ان کا معتقد ہو جانا چاہیے۔

۲ عمو۔ کتے کے بھونکنے کی آواز۔ طعن قرآن۔ یعنی مثنوی جو کہ بزبان پہلوی قرآن ہے اس پر اعتراض حاصل قرآن پر اعتراض ہے لیکن براہ راست قرآن پر اعتراض کرنے کی ہمت نہیں اس لئے بجائے اس کی یہ صحت اختیار کی گئی ہے کہ مثنوی پر اعتراضات کئے جائیں۔ ہوں شو۔ غلط۔ گریز لگا۔ اس۔ لیکن قرآن پر اعتراض کرنا آسان بات نہیں ہے یہ صریحی کفر ہے۔ تا قیامت۔ قیامت تک یعنی قرآن کا اعلان ہے کہ قرآن کو افسانہ اور اساطیر کہنے والے خود تباہ و برباد ہوں گے اور ان کا جو خود افسانہ بن کر رہ جائے گا۔ ۳ من۔ کلام اللہ کی ذاتی صفت ہے جو ذات باری کے ساتھ قائم ہے۔ نور خورشید۔ ذات خداوندی بمنزلہ سورج کے اور صفات بمنزلہ نور کے ہیں جو سورج کی ذات کے ساتھ قائم ہیں۔ ینبوع۔ چشمہ یعنی قرآن آب حیات کا ایسا سرچشمہ ہے کہ جو اس سے سیراب ہو جائے گا۔ اس کو ابدی زندگی حاصل ہو جائے گی۔

قوت جان جان و یا قوت زکات
روح کی رح کی غذا اور پاک یا قوت ہوں
لیکن از خورشید ناگشتہ جدا
لیکن سورج سے جدا نہیں ہوا ہے
تارہانم عاشقان رازیں ممت
تاکہ عاشقوں کو اس موت سے نجات دیدوں

گر چہ ناں! گند آری تاں تنگینے جُرمِ بر گورتاں حق رتختے

اگر تمہاری حرص ایسی گندگی نہ اچھاتی اللہ تعالیٰ تمہاری قبر پر ایک گھونٹ پہا دیتا
نے بگیرم گفت ویند آں حکیم دل نگر و انم بہر طعنِ سقیم
نہیں میں اس دانا کا قول اور نصیحت اختیار کرتا ہو ہر کز وہ طعن کی وجہ سے دل نہیں پھیرتا ہوں

مثل زدن در رمیدن گزہ اسپ از خوردن آب بسبب
سایسوں کے سینے بجانے سے گھوٹے کے پچھیرے کے پانی

شخولیدن سائیسوں

سے بھرنے کی مثال دینا

آنکہ فرمودست او اندر خطاب گزہ سچ مادر ہی خور دند آب

جو گفتگو میں انہوں نے فرمایا پچھیرا اور ماں پانی پی رہے تھے

می شخولیدن ہر دم آں نفر بہر اسپاں کہ ہلازیں آب خور

وہ جماعت ہر وقت سیٹی بجا رہی تھی گھوڑوں کے لئے کہ پانی کی طرف متوجہ رہو

آں شخولیدن بکرہ می رسید سر ہی برداشت وز خود می رمید

وہ سیٹی بجاتا پچھیرے کو پہنچتا تھا وہ سر اٹھا لیتا تھا اور خود بخود بھاگتا تھا

مادرش پر رسید کالے گزہ چرا می رمی ہر ساعت زیں استقا

اس کی ماں نے دریافت کیا اے پچھیرے! کیوں تو پانی پینے سے ہر وقت بھاگتا ہے؟

گفت گزہ می شخولند ایں گروہ ز اتفاق بانگ شاں دارم شکوہ

پچھیرے نے کہا یہ لوگ سیٹی بجاتے ہیں مجھے ان کی آواز کے اکٹھا ہونے سے ڈر لگتا ہے

پس دم می لرزد از جامی رود ز اتفاق نعرہ خوم می رسد

تو میرا دل لرزتا ہے بے قابو ہو جاتا ہے ان کے نعروں کے ملنے سے مجھے ڈر لگتا ہے

گفت مادر تاجہاں بودست ایں کار سچ افزایاں بدند اندر زمیں

ماں نے کہا جب سے یہ دنیا بسی ہے فضول کام کرنے والے زمین میں ہوئے ہیں

ہیں تو کار خویش گن اے از جمند زود کایشاں ریش خود برمی کنند

اے اقبل مندا! خبردار! تو اپنا کام کر عفریب وہ خود اپنی داڑھی نوچیں گے

وقت تنگ و میرود آب فراخ پیش از اں کز ہجر گردی شاخ شاخ

وقت تنگ ہے اور پانی تیزی سے جا رہا ہے اس سے پہلے کہ فراق میں تیرا جوڑ جوڑ جدا ہو جائے

۱۔ گر چہ ناں! اگر مکرین قرآن پر اعتراض نہ کرتے تو ان کی قبروں پر بھی رحمت کا نزول ہوتا۔ نے اب مولانا فرماتے ہیں کہ معترضین کے اعتراضات سے میں مثنوی لکھانا بند نہ کروں گا اور اعتراضات کی طرف توجہ نہ دوں گا۔ مثل۔ پچھیرے کو اس کی ماں نے سمایا تھا کہ سیٹیوں سے نہ بدک پانی پینے میں مشغول رہ اسی طرح میں اعتراضات سے قطع نظر کر کے اپنے کام میں لگا رہوں گا۔ یعنی حکیم مثل غزنوی۔

۲۔ گزہ۔ پچھیرا جس پر سولی نہ کی جاتی ہو۔ شخولیدن سیٹی بجانا۔ بہر اسپاں۔ سائیس گھوڑوں کو پانی پلاتے وقت سیٹی بجاتے ہیں تاکہ وہ پانی پینے میں مشغول رہیں۔ آں۔ یعنی سیٹی بجانے سے پچھیرا چونک کر پانی سے بھاگتا تھا۔ استقا۔ سیرابی حاصل کرنا۔

۳۔ کار خزل۔ کام کو پھیلا دے میں ڈالنے والے بیکار کام کرنے والے۔ ریش کندن۔ اپنا نقصان کرنا۔ شرمندہ ہونا۔ آب فراغ۔ یعنی زندگی کی نہر۔ ہجر۔ یعنی موت کی وجہ سے تیرا جوڑ جوڑ جدا ہو جائے۔

شہرہ کاریز کے استبر آب حیات

آب حیات سے بھری مشہور نہر ہے

آب خضر از جوئے نطق اولیا

ولایہ کی گفتگو کی نہر سے خضر والا پانی

گرنہ بنی آب کورانہ بفسن

اگر تاندھے پن سے پانی کو نہیں دیکھتا تدبیر کے ساتھ

چوں شنیدی کاندریں جو آب ہست

جب تو نے سن لیا کہ اس نہر میں پانی ہے

جو فرو بر مشک آب اندیش را

پانی میں مشک کرنے والی مشک کو نہر میں ڈبو دے

چوں گراں دیدی شوی تو مستدل

جب تو بھاری دیکھ لے گا تو صاحب دلیل بن جائے گا

گرنہ ۲ بیند کور آب جو عیاں

اگرچہ اندھا نہر کے پانی کا مشاہدہ نہیں کرتا ہے

کہ زجو لدر سیو آبے برفت

کیونکہ نہر سے، ٹھیلیں میں پانی پہنچ گیا

زانکہ ہر بادے مراد می رود

کیونکہ ہر ہوا مجھے پھسلا دیتی تھی

مر سفیہاں را رباید ہر ہوا

بیوقوفوں کو ہر ہوا پھسلا دیتی ہے

کشتی ۳ بے لنگر آمد مرد شر

شر آدمی بے لنگر کی کشتی ہے

لنگر عقل ست عاقل را لماں

عقل کے لئے عقل کا لنگر باعث امن ہے

او مدد ہائے خرد چوں در رود

جب وہ عقل کی مددیں حاصل کر لیتا ہے

آب گش تا بردہد از تو نبات

پانی ڈال تاکہ تیرے پودے پھل دیں

می خوریم اے تشنہ غافل بیا

ہم پیتے ہیں اے غافل پیاسے آ جا

سوئے جو آور سیو در جوئے زن

ٹھیلیں نہر کی جانب لا اور نہر ڈبو دے

کور را تقلید باید کار بست

اندھے کو تقلید کو کام میں لانا چاہیے

تا گراں بینی تو مشک خویش را

تاکہ تو اپنی مشک کو بھاری دیکھے

رست از تقلید خشک آ نگاہ دل

اس وقت دل خشک تقلید سے نجات پا جائے گا

لیک داند چوں سیو بیند گراں

لیکن سمجھ لیتا ہے جب ٹھلیا کو بھاری دیکھتا ہے

کایں سبک بود و گراں شد ز آب ذفت

اس لئے کہ یہ ہلکی تھی بھاری پانی سے بھاری ہو گئی

بادی زبا یدم نقلم فرود

اب ہوا مجھے نہیں پھسلاتی ہے میرا بوجھ بڑھ گیا

زانکہ نبود شاں گرانی و قوی

کیونکہ ان میں بھاری پن اور قوتیں نہیں ہوتی ہیں

کہ زباو کر نیابد او حذر

کہ مخالف ہوا سے اس کا بچاؤ نہیں ہوتا ہے

لنگرے در یوزہ گن از عاقلان

عقل مندوں سے لنگر مانگ لے

از خزینہ در آں دریائے جود

اس سخاوت کے دریا کے موتیوں کے خزانے سے

۱۔ کاریز۔ یوزن فالیز پانی کی نالی کو کہتے ہیں جو اس طرح بنائی جاتی تھی کہ زمیں میں سے پانی اس کے ذریعہ سے سطح زمین پر بہنے لگتا تھا اور باغوں اور کھیتوں کو سیراب کرتا تھا یہاں کاریز سے شیخ اور بزرگ مراد ہے۔ آب خضر۔ یعنی آب حیات۔ گرنہ بنی۔ اگر تجھے اس دلی کی کوئی کرامت نظر نہیں آتی ہے تو بے دیکھے ہی تعلق پیدا کر لے پھر تجھے اس کی بزرگی کا یقین آ جائے گا۔ اگر اندھے کو نہر کا پانی نظر نہ آئے تو اس کو چاہیے کہ اس نہر میں ٹھلیا ڈبو کر دیکھے پانی سے بھر جائے گی تو پانی کے ہونے کا یقین آ جائے گا۔ از تقلید۔ پہلے تو اس کا فعل محض دیکھا دیکھی تھا اب اس کے دل کو یقین حاصل ہو جائے گا۔

۲۔ گرنہ بیند۔ اندھے کو ٹھلیا بھر جانے سے پانی کا یقین ہو جائے گا۔ زانکہ اس کو اپنا بھاری پن اور اپنی مشک کا بھرا ہوا ہونا اس وقت معلوم ہو گا جب وہ دیکھے گا کہ نفسانی ہوا اس کو نہیں اڑا سکتی اور وہ بھاری بھر کم بن گیا۔ مر سفیہاں۔ جو لوگ بیوقوف ہیں اور بزرگوں سے فیضیاب نہیں ہیں ان کی ٹھلیا ہلکی ہوتی ہے خواہش کی ہوا ان کو اڑائے پھرتی ہے۔ ۳۔ کشتی۔ شیخ کا تعلق کشتی کے لنگر کی طرح ہے جو کشتی کو باد مخالف کے ساتھ ہو جانے سے روکتا ہے۔ عاقلان۔ چونکہ تجھ میں عقل کو لنگر نہیں ہے تو بزرگوں کی عقل سے نہ لنگر حاصل کر لے از خزینہ۔ یعنی شیخ کا لقب۔

زیں اپنیں امداد دل پُرفن شود
اس طرح کی مدد سے دل صاحب تدبیر ہو جاتا ہے
زانکہ نور از دل بریں دیدہ نشست
کیونکہ نور دل سے ان آنکھوں میں آتا ہے
دل چو بر انوارِ عقلی برزند
جب دل عقلی نوروں پر قابو پا لیتا ہے
پس بدال کا بے مبارک ز آسمان
پھر جان لے کہ آسمان سے بابرکت پانی
ماچواں گزہ ہم آب جو خوریم
ہم بھی اس پتھر کے کی طرح نہر کا پانی پیں گے
پیرو ۲ پیغمبرانی رہ سپر
تو پیغمبروں کا پیرو ہے راستہ طے کر
آں خداوندان کہ رہ طے کردہ اند
جن آقاؤں نے راستہ طے کیا ہے
باز گولکاں باکباز و شیر مرد
پھر بتا اس پاکباز شیر مرد کو

بجھد از دل چشم ہم روشن شود
دل سے آگے بڑھتا ہے آنکھیں بھی روشن ہو جاتی ہیں
تاچو دل شد دیدہ تو عدل ست
جب دل ضائع ہو گیا تیری آنکھ بیکہ ہے
زاں نصیبے ہم بدو دیدہ دہد
وہ دونوں آنکھوں کو بھی اس سے حصہ دے دیتا ہے
وجی دلہا باشد و صدق بیاں
دلوں کی وجی نور بیان کی سچائی بنتا ہے
سوئے آل و مواس طاعن ننگریم
اس طعنہ دینے والوں کے دلوں کی طرف نظر نہ کریں گے
طعنہ خلقاں ہمہ بادی شمر
لوگوں کے طعنہ کو بالکل ہوائی سمجھ
گوش بابانگ سگاں کے کردہ اند
انہوں نے کتوں کے بھونکے پر کب کان دھرا ہے؟
اندرال مسجد چہ بنمودش چہ کرد
اس مسجد میں اس کو کیا نظر آیا اس نے کیا کیا؟

بقیہ قصہ مہمان و مسجد مہمان کش

مہمان اور مہمان کو قتل کرنے والی مسجد کے قصے کا بقیہ

خفتہ ۳ در مسجد خود اورا خواب کو
وہ مسجد میں لیٹ گیا اس کو نیند کہی
خواب مرغ دلایاں باشد ہمے
پرنوں اور مچلیوں کی نیند ہوتی ہے
نیم شب آواز با بہولے رسید
اسی رات کو خوفناک آواز آئی
پنج گزرت ایں چنیں آواز سخت
اس طرح کہ سخت آواز پانچ مرتبہ

مرد غرقہ گشتہ چوں خسد بگو
ڈوبا ہوا انسان نہر میں کیسے سوئے؟
عاشقاں را زیر غرقاب غمے
عاشقوں کے لئے غم کے ڈباؤ پانی میں
کایم آیم برسرت اے مستفید
اے فائدہ مند! میں آتا ہوں میں آتا ہوں تیرے سر پر
می رسید و دل ہی شد لخت لخت
آئی اور دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا تھا

۱۔ زیں چنیں۔ یہ مدد پہلے دل کو حاصل ہوتی ہے پھر اس سے آنکھیں منور ہوتی ہیں۔ زانکہ نور حسی اور نور باطنی کا اصلہ لعل دل سے ہوتا ہے اس سے آنکھ میں منظر ہوتا ہے اس لئے جب حرکت قلب بند ہو جاتی ہے تو آنکھوں کی روشنی بھی ختم ہو جاتی ہے۔ پس بدال۔ تجلیات۔ رب کا نزول دل پر ہوتا ہے۔ ماچو۔ جبکہ آسمانی پانی کا نزول دل پر ہوتا ہے تو ہمیں اس پتھر کے کی طرح پانی پینے میں لگا رہنا چاہیے۔ اور معرتر شمس کی سیڑیوں سے نہ بد کرنا چاہیے۔

۲۔ پیرو۔ سالک پیغمبروں کا پیرو ہے تو جس طرح پیغمبروں نے طعنہ زنی کی وجہ سے اپنا کام نہیں چھوڑا سالک کو بھی نہ چھوڑنا چاہیے۔ بانگ سگاں۔ یعنی مخالفوں کے اعتراضات۔

۳۔ خفتہ۔ یعنی وہ عاشق مسجد میں لیٹ گیا لیکن اس کو نیند نہ آئی اس لئے کہ وہ عشق میں ڈوبا ہوا تھا اور ڈوبے ہوئے کو نیند سے کیا واسطہ۔ خواب۔ عاشق کی نیند تو اسی طرح کی ہے جیسے اڑتے پرندے کی یا تیرتی چھلی کی۔ مستفید۔ فائدہ اٹھانے والا۔

تفسیر! آیہ وَاجْلِبْ عَلَيْهِم بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي

اس آیت کی تفسیر اور ان پر اپنے سوار اور پیادے چڑھا اور ان کے ساتھ ساجھا لگا

الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعِدَّتْهُمْ وَمَا يَعِدُّهُمْ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا

مالوں میں اور اولاد میں اور ان سے وعدہ کر اور نہیں وعدہ کرتا ہے ان سے شیطان مگر دھوکے کا

۱۔ تفسیر۔ غیبی آواز نے اس مہمان کو صرف ڈر لیا اور اس کا ڈرانا غیر واقعی تھا اسی طرح شیطان سالک کو ڈراتا ہے جو محض دھمکی ہوتی ہے آئندہ اشعار میں اس کی تفصیل ہوگی۔ تو چو۔ جب انسان دینداری اختیار کرنے کا عزم کرتا ہے تو شیطان اس کو فقر و فاقہ سے ڈراتا ہے۔ بیوا۔ دین کے کاموں میں لگے گا تو کمائی سے محروم ہو کر مفلس بن جائے گا۔ مفلس کا نہ کوئی دوست رہتا ہے اور نہ کوئی مددگار وہ پشیمان اور ذلیل بن جائیگا۔

۲۔ واگریزی۔ دینداری کا ارادہ کرنے والا گمراہی کی طرف لوٹ پڑتا ہے اور دنیا میں لگ جاتا ہے کہ ہلا۔ اور دل میں سوچنے لگتا ہے کہ نیکی کرنے کا بہت وقت ہے آئندہ نیکی کر لوں گا مرگ۔ پڑوسی کی موت سے کچھ تنبیہ ہوتی ہے اور پھر دین کی طرف دوڑتا ہے اور علم و حکمت سے کام لے کر کہتا ہے کہ میں فقر کے خوف سے دین سے منہ موڑوں گا۔

۳۔ باز۔ شیطان پھر اس کو دھوکے دیتا ہے۔ باز بگریزی۔ انسان پھر اس کے دھوکے میں آکر دین سے منہ موڑتا ہے۔ سالہا۔ سالہا سال انسان اسی کشش میں گزرتا رہتا ہے اور معصیت کی تارکی میں بسر کرتا ہے۔

دیو بانگت برزند لندر نہاد

جسم کے اندر شیطان، تجھے آواز دیتا ہے

کہ اسیر رنج و درویشی شوی

کہ تو تکلیف اور افلاس کا قیدی بن جائے گا

خوار گردی و پشیمانی خوری

ذلیل ہو جائے گا اور پریشانی اٹھائے گا

واگریزی ۲۔ در ضلالت از یقین

یقین سے گمراہی میں لوٹ جاتا ہے

راہ دیں پویم کہ مہلت پیش ماست

دین کے راستہ پر پڑھ پڑوں گا کیونکہ مہلت ہلے سائے ہے

می گشد ہمسایہ راتا بانگ خاست

پڑوسی کو کھینچ رہی ہے حتیٰ کہ آواز بلند ہوئی

مردہ سازی خویشتن رایک زماں

تھوڑی دیر کے لئے اپنے آپ کو مردہ بنا لیتا ہے

کہ من از خوف نیارم پائے کم

کہ میں ڈر کی وجہ سے ست رفتار نہ رہوں گا

کہ بترس وباز گرد از تیغ فقر

کہ افلاس کی تلوار سے ڈر اور باز آ جا

آں سلاح علم فن را بفگنی

علم اور فن کے ہتھیار پھینک دیتا ہے

در چتیں ظلمت نمد افگندہ

ایسی تاریکی میں تو متیم ہے

تو چو عزم دیں کنی با اجتہاد

جب تو کوشش سے دین کا غصہ کرتا ہے

کہ مر و زال سو بیندیش اے غوی

کہ اے گمراہ! اس طرف نہ جا، سوچ لے

بینوا گردی زیاراں وا بری

تو مفلس بن جائے گا یادوں سے چھوٹ جائے گا

تو زیم بانگ آں دیو لعین

تو اس ملعون شیطان کی آواز کے ڈر سے

کہ ہلا فرد او پس فردا مر است

کہ ہاں کل اور پرسوں میرے لئے ہے

مرگ را بنی کہ اواز چپ و راست

تو موت کو دیکھتا ہے کہ وہ بائیں دائیں سے

باز عزم دیں کنی از نیم جاں

جان کے ڈر سے تو پھر دین کا ارادہ کرتا ہے

پس سلاح از علم سازی و حکم

پھر تو علم اور حکمتوں کے ہتھیار باندھتا ہے

باز ۳ بانگے برزند بر تو زکر

وہ پھر مکاری سے تجھے پکارتا ہے

باز بگریزی زراہ روشنی

پھر تو نور کے راستہ سے واپس بھاگ پڑتا ہے

سالہا اُورا ببا نگے بندہ

تو آواز کی وجہ سے سالوں سے اس کا غلام بنا ہوا ہے

بیت۔ شیطانی آواز نہ دین کی
رہ پر چلنے دیتی ہے نہ غذا روحانی
کھانے دیتی ہے۔ تلخاں۔ ان کی
روحوں پر ایسی ہی مایوسی طاری ہے
جیسی کی کافروں کی روحوں پر مرنے
کے بعد طاری ہوگی۔ اس۔ شیطانی
آواز کے جب یہ اثرات میں تو خدائی
آواز کے اثرات اس سے بہت
بڑھے ہوئے ہونگے۔ بیت۔ خدائی
آواز اگرچہ شیطانی آواز سے بڑھی
ہوئی ہے لیکن تم پر اس کے اثرات اس
لئے مرتب نہیں ہوتے کہ تم اس کے
اثرات نہیں ہو جس طرح کہ باز کی آواز
کی ہیئت لاجلہ مکڑی کی آواز کی ہیئت
سے بڑھی ہوئی ہے لیکن اس سے کبھی
متاثر نہیں ہے۔

۲۔ زانگ اگر تم خدائی آواز کے
اثرات ہوتے تو محالہ اس سے متاثر
ہوتے جس طرح کہ کبک اس کی آواز
سے متاثر ہوتی ہے۔ کبھی چونکہ باز کا
شکار نہیں ہے لہذا وہ متاثر نہیں ہوتی
ہے۔ عنکبوت۔ تم خود بمنزلہ کبھی کے
ہو اس لئے مکڑی شیطان کی آواز تم پر
اثر انداز ہے۔ بانگ شیطان۔ خدائی
آواز کے اثرات لولیا، بھندہ ہیں لہذا ان پر
وہ اثر انداز ہے، مکڑی شیطان کی آواز کا
ان پر کوئی اثر نہیں ہے اسی لئے قرآن
میں شیطان کو خطاب کر کے فرما دیا
گیا ہے اِنْ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ
عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ بِشَيْءٍ مِّمَّنْ
يُرْسِلُوْنَ۔ یہ امتیاز اسی لئے رکھا گیا
ہے کہ لولیا، اللہ اور غیر لولیا، اللہ باہمی
ممتاثر ہیں۔

۳۔ رسیدن۔ خدائی اور شیطانی
آواز کے اثرات کے بعد اس آواز
کا ذکر کرتے ہیں جو مہمان نے مسجد
میں سنی اس آواز نے اس کو خوفزدہ نہ

بند کردست و گرفتہ خلق را
بانگہ دیا ہے اور گلا دبا دیا ہے
کہ روان کافراں ز اہل قبور
جس طرح کہ مردہ کافروں کی جان
بیت بانگ خدائی چوں بود
تو خدائی آواز کی ہیئت کیا ہو گی؟
مرگس را نیست ز اہل بیت نصیب
اس ہیئت میں کبھی کا حصہ نہیں ہے
عنکبوتوں می گس گیرند و بس
مکڑیاں صرف کبھی پکڑتی ہیں

کرد فرد اردنہ بر گبک و عقاب
دبہ رکھتی ہے نہ کہ چکور اور شاہن پر
بانگ سلطان پاسبان اولیاست
شاہ کی آواز، اولیاء کی محافظ ہے
قطرہ از بحر خوش با بحر شور
مینے سمندر کا قطرہ کھلے سمندر سے

رسیدن ۳ بانگ طلسم نیم شب مہمان مسجد را

مسجد کے مہمان کو آدھی رات میں جادو کی آواز کا پہنچنا

کہ زلفت از جالداں آں نیک بخت
اس سے وہ نیک بخت جگہ سے نہ ہلا
تاوہل ترسد کہ زخم اُورا رسید
ڈھول ڈرے، کیونکہ چوٹ اس پر پڑی ہے
قسمتوں از عید جاں شد زخم چوب
جان کی عید میں سے تمہارا حصہ لکڑی کی چوٹ سے

بیت! بانگ شیاطین خلق را
شیطانوں کی آواز کے ڈرنے مخلوق کو
تلخاں نومید شد جاں شاں ز نور
یہاں تک کہ نورانی سے ان کی جان اس طرح ناامید ہو گئی ہے
اس شکوہ بانگ آں ملعون بود
یہ اس ملعون کی آواز کا دبہ ہے
بیت بازست بر کبک نجیب
باز کا خوف شریف چکر کو ہے
زانکہ ۲ نبود باز صیاد مگس
کیونکہ باز کبھی کا شکاری نہیں ہوتا
عنکبوت دیو بر چوں توذ باب
شیطان کی کبھی تجھ جیسی کبھی پر
بانگ دیواں گلہ بان اشقیاست
شیطانوں کی آواز بد بختوں کی گلہ بان ہے
تانیا میزد بہم بینا و کور
تاکہ بینا اور نابینا آپس میں نہ مل جائیں

بشوقا کنوں قصہ آں بانگ سخت
اب اس سخت آواز کا قصہ سن
گفت چوں ترسم چوہست اس طبل عید
اس نے کہا میں کیوں ڈروں جبکہ یہ عید کا نفاذ ہے
اے دہلہائے تہی بے قلوب
اے خالی ڈھولو، بے دلو

کیا۔ طبل۔ عید۔ موت کی علامت اہل اللہ کے لئے خوشی کا سبب ہیں۔ ڈھول۔ یعنی اہل دنیا جو نور باطنی سے خالی
ہیں۔ عید جاں۔ یعنی موت جو اہل اللہ کی خوشی کا باعث ہے وہ اہل دنیا کے لئے تکلیف کا سبب ہے۔

شد قیامت عید و بیدیناں دُہل

قیامت عید ہے اور بے دین ڈھول ہیں

بشنو اکنون ایں دُہل چوں بانگ زد

اب سن! اس ڈھول نے جب آواز دی

چونکہ بشنود آں دُہل آں مرد دید

جب اس ڈھول کو اس دیدہ دہنے سنا

گفت باخود ہیں ملرزاں دل کزیں

اس نے اپنے آپ سے کہا خبر ملادل کونہ رزا کیونکہ اس سے

وقت آں آمد کہ حیدر وار من

وہ وقت آ گیا ہے کہ میں حیدر کی طرح

بر جہید و بانگ برزد کاے کیا

وہ کونا اور چیخا ' اے پہلوان!

در زماں ۲ شکست ز آواز آں طلسم

وہ طلسم آواز سے فوراً ٹوٹ گیا

ریخت چنداں زر کہ ترسید آں پسر

اس قدر سونا بہا ' کہ وہ لڑکا ڈرا

پُر شد آں مسجد زر ہر جا نگاہ

ہر جگہ سے وہ مسجد سونے سے بھر گئی

بعد ازاں برخاست آں شیر عنید

اس کے بعد وہ بہادر شیر اٹھا

فن میکرد وہی آمد بزر

فن کرتا اور سونا نکالتا

گنجہا بنہاد آں جانباز ازاں

اس سے اس بہادر نے خزانے بھرے

ایں زرِ ظہر بخاطر آمدست

یہ ظاہری سونا دل میں آیا ہے

ماچو اہل عید! خنداں ہچو گل

ہم چونکہ عبدوالے ہیں پھول کی طرح مسکرا رہے ہیں

دیگ دولت باچکو نہ می پزد

دولت کے شوبے کی دیگ کس طرح پکتی ہے

گفت چوں ترسد ولم از طبل عید

اس نے کہا میرا دل عید کے نقارے سے کیوں ڈرے

مرد جان بدولان بے یقین

بے یقین ' بدلوں کی جان مری ہے

ملک گیرم یا پرد ازم بدن

ملک فتح کروں یا جسم کو خالی کر دوں

حاضرم اینک اگر مردی بیا

میں حاضر ہوں ' اگر تو بہادر ہے آ جا

زر ہی ریزید ہر سو قسم قسم

طرح طرح کا سونا ہر طرف بکھرنے لگا

تا نگیرد زر ز پڑی راہ در

کہ سونا کثرت کی وجہ سے ہڈیوں کا راستہ بند نہ کرے

مرد حیراں شدز تقدیر الہ

اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے مرد حیران ہو گیا

تا سحر گہ زر بہ بیروں می کشید

اور صبح تک سونا باہر نکالتا رہا

بہاول ۳ و تو برہ بارِ دگر

تھیلے ' اور توبرے سے دوبارہ

کورسی و ترسانی واپس خزاں

واپس بھاگنے والوں کے اندھے پن اور خوف کے لئے

دردِ ہر کور دون زر پرست

ہر کینے زر پرست اندھے کے دل میں

۱۔ اہل عید۔ عید کا نقارہ بجاتا ہے تو عید منانے والے خوش ہوتے ہیں۔ بشنو۔ اس طلسم کے ڈھول نے جب خوفناک آواز دی تو اس دلی کو کس قدر فائدہ پہنچا۔ دیگ دولت ہا۔ یعنی دیگ دولت شوبہ ہا۔ چگونہ۔ یعنی اہل عید کے لئے کس قسم کے کھانے تیار کرتی ہے۔ حیدر۔ حضرت علیؑ کا لقب ہے حیدر وار یعنی بہادرانہ کیا۔ پہلوان۔

۲۔ در زماں۔ اسی مہمان کی آواز سے وہ طلسم ٹوٹ گیا اور زر پاشی شروع ہو گئی۔ ریخت۔ اتنا سونا بر ما کہ اس کو دروازے کا راستہ بند ہو جانے کا خیال پیدا ہو گیا۔ عید۔ اگر تازے سے تو بمعنی حاضر اور مہیا ہے اور اگر نون سے عید ہے تو سرکش اور باہر کے معنی میں ہے۔

۳۔ بہاول۔ بھرا جس میں سامان بھر کر لوٹ پر لا دھا جاتا ہے۔ توبرہ۔ وہ تھیلا جس میں دانہ بھر کر گھوڑے کے منہ پر باندھ دیا جاتا ہے۔ کوری۔ یعنی بھر کوری۔ ایں۔ اس قصہ میں جو سونا برسنے کی بات آئی ہے اس سے اہل ظاہر اور دنیا دار زر پرست دنیاوی سونا سمجھے گا۔ حالانکہ اس سے مراد انوار و برکات خداوندی ہیں۔

کودکوں کے اُسفاہیا را بشکند
بچے ٹھیکروں کو توڑتے ہیں
اندراں بازی چہ گوئی نام زر
اس کھیل کو میں جب تو سونے کا پیم لے گا
بیل زرِ مضروب ضربِ ایزدی
بلکہ خدائی نکل کا ڈھلا ہوا سک
آں زرے کیس زر از ایں زرتاب یافت
وہ سونا کہ اس سونے نے اس سے رونق حاصل کی ہے
آں زرے کہ دل از و گرد غنی
وہ سونا کہ دل اس کی جہ سے غنی ہے
شمع ۲ بود آں مسجد و پروانہ او
وہ مسجد شمع تھی اور وہ پروانہ تھا
سوخت پرش را و لیکن ساختش
اس نے اس کے پر جلائے لیکن اس کو بنا دیا
ہمچو موی بود آں مسعود بخت
وہ نیک بخت حضرت موی کی طرح تھا
چوں ۳ عنہما ہما برو موفور بود
چونکہ ان پر خدائی عنایتیں بھر پور تھیں
مرد حق را چوں بہ بنی اے پسر
اے بیٹا جب تو مرد خدا کو دیکھتا ہے
تو ز خود می آئی دآں در تو است
تو اپنے لوہے پر جاتا ہے اور وہ تجھ میں ہے
او درخت موی ست و پر ضیا
وہ حضرت موی کا درخت ہے اور پر نور ہے

نام زر بنہند و در دامن کنند
سونا کہتے ہیں اور دامن میں کر لیتے ہیں
آں گند در خاطرِ گودک گذر
بچے کے خیال میں وہی آئے گا
گو نگرود کلسد آمد سمرمدی
جو کھٹا نہیں ہوتا ہے، دائمی ہے
گوہر و تاپندگی و آب یافت
جوہر اور چمک اور رونق پائی ہے
غالب آید بر قمر در روشنی
روشنی میں چاند پر غالب آ جائے
خوشتن در باخت آں پروانہ خو
وہ پروانہ مزاج اپنی جان پر ٹھیل گیا
بس مبارک آمد آں انداختش
اس کا جان پر کھیلنا بہت مبارک ہوا
کالتش دید او بسوئے آں درخت
کہ انہوں نے اس درخت کی جانب آگے دیکھی
نارمی پنداشت آں خود نور بود
وہ آگ سمجھ رہے تھے حالانکہ وہ خود نور تھا
تو گماں داری برو نار بشر
تو اس پر انسانی آگ کا گمان کرتا ہے
نار و خار و ظن و باطل ایں سوست
آگ اور کانٹا اور گمان اور باطل اسی جانب ہے
نور خواں نارش مخواں بارے بیا
نور کہہ اس کو نار نہ کہہ، اب آ جا

۱۔ گودکوں۔ جس طرح بچے
ٹھیکروں کو سونا سمجھتے ہیں اسی طرح
اہل دنیا اس سونے کو جو حقیقتاً ٹھیکرا
ہے سونا سمجھتے ہیں۔ اندراں۔ بچوں
کے سامنے جب سونے کا ذکر کرو
گے تو وہ ٹھیکرے مرالے گے اسی
طرح دنیا داروں کے سامنے سونے کا
ذکر کرو گے تو وہ دنیاوی سونا سمجھیں
گے۔ بل زر۔ اس سونے سے مراد
تجلیات رب ہیں۔ مضروب۔ ٹھپکا
ہوا۔ ضرب۔ نکل۔ دل۔ دل اس
چاندی سونے سے اور جڑیں بنتا ہے
جب اس پر رب کی تجلی پڑتی ہے تب
اس کو فنا حاصل ہوتی ہے۔

۲۔ شمع بود۔ اس مہمان کے لئے
مسجد بمنزل شمع کے ہوئی اور یہ اس کا
پروانہ تھا۔ سوخت پرش۔ ابتدا اس
ظلمت کی آواز سے دہشت ہوئی تھی۔
انداختش۔ لیکن جب اس نے جان
ناری سے کام لیا تو اس پر تجلیات کا
نزدول ہوا۔ ہمچو موی۔ اس مہمان کے
لئے یہ آواز ایسی ہی ثابت ہوئی جیسی
کہ حضرت موی کے لئے وہ آگ تھی
جو درخت کے پاس انہیں نظر آئی تھی
وہ آگ نہ تھی نور تھا۔

۳۔ چوں۔ حضرت موی پر اللہ تعالیٰ
کی بھرپور عنایتیں تھیں ان کو آگ کی
ضرورت تھی تو اللہ تعالیٰ نے نور بہ شکل
نار نمودار فرمایا کہ رغبت سے لہر متوجہ
ہوں۔ مرد حق۔ جب کوئی عام انسان
کسی ولی کو دیکھتا ہے تو اس کو اس میں
صرف بشری اوصاف نظر آتے ہیں۔
تو ز خود۔ اس ولی میں اوصاف بشری کا
نظر آنا خود اس کی طبیعت کا عکس ہے
چونکہ وہ خود صرف انہی اوصاف سے
متصف ہے لہذا اس کو صرف وہی
نظر آتے ہیں حالانکہ وہ ولی

ان سے پاک و صاف ہوتا ہے اور درخت موی ولی کو حضرت موی والا درخت سمجھو جس پر بظاہر آگ تھی۔ لیکن وہ دراصل نور
تھا۔ بارے بیا۔ اس ولی سے اتصال پیدا کرتے تھے پر اس کی حقیقت کھلی۔

نے فطام! ایں جہاں نارے نمود
کیا اس دنیا کا چھوڑنا نار نظر نہیں آتا
پس بدانکہ شمع دیں برمی شود
بس تو جان لے کہ دین کی شمع بلند ہوتی ہے
ایں نماید نور و سُوزد یار را
یہ دنیاوی شمع نور نظر آتی ہے اور یار کو جلا دیتی ہے
ایں ۲ چو سازندہ دلے سو زندہ
یہ بظاہر سازگار جیسی ہے لیکن جلانے والی ہے
شکل شعلہ نور پاک ساز دار
شعلہ کی شکل ہے ساز کرنے والی پاک نور ہے
ایں سخن را نیست پایا نے پدید
اس بات کا خاتمہ نظر نہیں آتا ہے
سایکال رفتند آں خود نور بود
سایک چل پڑے وہ نور تھا
ایں نہ ہیمچوں دیگر آتشہا بود
یہ دوسری آگوں کی طرح نہیں ہوتی ہے
واں بصورت ناروں گل زوار را
وہ بظاہر نار ہے اور زیادت کرنے والوں کیلئے پھول ہے
واں گہ وصلت دل افزو زندہ
اور وہ مل جانے پر دل کو روشن کرنے والی ہے
حاضراں رانور و دُوراں راچو نار
پاس والوں کیلئے نور ہے اور دور والوں کیلئے آگ جیسی ہے
گو حدیث عاشق و صدر مجید
عاشق اور بزرگ صدر کی بات کر

ملاقات آں عاشق بصد ر جہاں

اس عاشق کا صدر جہاں سے ملنا

آں ۳ بخاری نیز خود بر شمع زد
اس بخاری نے بھی اپنے آپ کو شمع سے بھڑا دیا
آہ سوزاش سُوئے گردوں شدہ
اس کی گرم آہ آسمان پر پہنچ گئی تھی
گفت باخود در سحر گہ کائے احد
اس نے صبح کے وقت اپنے آپ سے کہا اے خدا!
او گناہے کرد و ماییدیم لیک
اس نے قصور کیا اور ہم نے دیکھ لیا لیکن
خاطر مجرم زما ترساں شود
خطا واد کا دل ہم سے خوف کھاتا ہے
من بترسانم و توح دیا وہ را
میں بے شرم اور لغو آدمی کو ڈراتا ہوں
گشتہ بود از عشق آساں آں کبد
وہ مشقت عشق کی وجہ سے آسمان ہو گئی تھی
در دل صدر جہاں مہر آمدہ
صدر جہاں کے دل میں محبت آگئی تھی
حال آں آوارہ ماچوں بود
اس ہمارے آلودہ کا کیا حال ہو گا؟
رحمت مارا نمید انست نیک
وہ اچھی طرح ہماری رحمت کو نہ جانتا
لیک صدر امید در ترش بود
لیکن اس کے خوف میں سینکڑوں امیدیں ہوتی ہیں
آنکہ ترسد من چہ ترسانم و را
جو خود ڈرے میں اس کو کیا ڈراؤں؟

۱۔ نے فطام۔ ایک چیز کا بظاہر نار
اور حقیقتاً نور ہونا اس بات سے بھی
سمجھو کہ سایک کو ترک دینا نار معلوم
ہوتی ہے لیکن جب وہ راہ سلوک پر
چل پڑتا ہے تو اس کو معلوم ہوتا ہے کہ
ترک دنیا حاصل نور ہے۔ پس
بدانکہ شمع دین یعنی عشق روشن ہوتا
ہے لیکن وہ دوسری آگوں کی طرح
نہیں ہے دوسری آگیں بظاہر نور ہیں
لیکن قریب ہوں تو جلا داتی ہیں اور
عشق کی آگ دور سے آگ ہے لیکن
عاشقوں کے لئے پھول ہے۔

۲۔ ایں چو سازندہ دنیا کی آگ
بظاہر چمکی ہے لیکن جلانے والی ہے وہ
آگ جب حاصل ہو جاتی ہے تو دل
روشن ہو جاتا ہے شکل شعلہ۔ عشق
کی آگ بظاہر شعلہ ہے لیکن طبیعت
کے موافق پاک نور ہے۔ جو قریب آتا
ہے اس پر یہ حقیقت کھلتی ہے۔

۳۔ آں بخاری۔ جس طرح ہے
مسجد کے مہمان نے اپنے آپ کو شمع
عشق پر قربان کرنے کی ٹھان لی تھی
اس طرح صدر جہاں کے اس عاشق
نے بھی اپنے آپ کو شمع عشق کا پروانہ
بنادیا تھا۔ کبد۔ محنت مشقت۔ آہ۔
صدر۔ جہاں کے عشق میں جوہ جلی
ہوئی آہیں بھرتا تھا وہ صدر جہاں کے
دل میں محبت کا سبب بن گئیں۔
گفت۔ صدر جہاں نے اپنے دل
میں خدا سے کہا لو گناہ ہے اس نے
اپنی خطا کی طرف دھیان کیا ہماری
رحمت اور محبت پر غور نہ کیا اور ذکر
بھاگ گیا۔ خاطر مجرم۔ خطا واد اپنے
دل کے چور کی وجہ سے ہم سے ڈرتا
ہے لیکن اس کے خوف میں بھی
سینکڑوں امیدیں پوشیدہ ہوتی ہیں۔
من بترسانم۔ ہم غدروں کو ڈراتے
ہیں جو خود ڈر رہا ہے کیا ڈرائیں۔
و توح بے شرم۔ یا ہ۔ یہ ہودہ

بہر دیگ اے سرد آذر می رود
 ٹھنڈی دیگ کے لئے آگ جلتی ہے
 لیمنال را من بتر سائیم بخلم
 میں بتر لوگوں کو غصہ سے ڈراتا ہوں
 پارہ دوزم پارہ در موضع نہم
 پیوند سیتا ہوں پیوند جگہ پر لگاتا ہوں
 ہست سر مرد چوں شیخ درخت
 انسان کا باطن درخت کی جڑ کی طرح ہے
 در خور آں شیخ رستہ برگہا
 اس جڑ کے مناسب پتے آگے ہیں
 ۲ بر فلک برہاست ز اشجار وفا
 وفا کے درختوں کے آسمان پر پھل ہیں
 چوں برست از عشق بربر آسمان
 جبکہ آسمان پر عشق کا پھل اگا ہے
 موج می زد در دلش عفو گنہ
 خطا کی معافی اس کے دل میں موجیں مارتی تھی
 کہ ز دل تا دل یقین روزن بود
 دل سے دل تک یقینا رلہ ہوتی ہے
 متصل نبود سفال دو چراغ
 دو چراغوں کے دیو لے ملے ہوئے نہیں ہوتے ہیں
 ہج ۳ عاشق خود نباشد وصل جو
 کوئی عاشق خود بخود وصل کا طالب نہیں ہوتا؟
 لیک عشق انتقال تن زہ گند
 لیکن عاشقوں کا عشق جسم کو لایق بناتا ہے

نے بدال کہ جوشش از سر میرود
 نہ کہ اس کیلئے جس کا بال اوپر سے نکلے
 خائفان را ترس بردارم ز حلم
 ڈرنے والوں کا بردباری کے ذریعہ خوف دور کرتا ہوں
 ہر کسے را شربت اندر خورد ہم
 ہر کسی کے لئے مناسب شربت دیتا ہوں
 ز ال بر دید برگہاں از چوب سخت
 اس سے اس کے پتے آگے ہیں جس طرح سخت لکڑی سے
 در درخت و در نفوس و در نہا
 درختوں میں اور نفوس میں اور عقول میں
 اصلہا ثابت و فرغہا فی السما
 ان کی جڑ قائم ہے اور اس کی شاخیں آسمان پر ہیں
 چوں نروید در دل صدر جہاں
 تو صدر ہاں کے دل میں کیوں نہ آگے گا؟
 زانکہ از دل تا دل آمد روز نہ
 کیونکہ دل سے دل تک سوراخ ہے
 نے جدا و دور چوں دوتن بود
 نہ کہ دو جسموں کی طرح دور دور جدا ہوتے ہیں
 نور شاں مزوج باشد در مساع
 ان کی روشنی پھیلاؤ میں ملی ہوئی ہوتی ہیں
 کہ نہ معشوقش بود جویائے او
 جب تک کہ اس کا معشوق اس کا طالب نہ ہو
 عشق معشوقاں خوش فر بہ گند
 معشوقوں کا عشق ان کو مونا تازہ بناتا ہے

۱۔ بہر دیگ۔ سرد۔ ٹھنڈی ہلاڑی
 کے نیچے ٹپک جلتی جلتی ہے جو
 ہانڈی خود جوں مار رہی ہو اس کے
 نیچے سے تو آگ کھینچ لی جاتی ہے۔
 قائم۔ غصہ۔ حلم۔ بردباری۔ پارہ
 دوزم۔ جہاں جیسی ضرورت ہوتی ہے
 ویسا ہی عمل کرتا ہوں۔ سر مرد۔ انسان
 کا باطن درخت کی جڑ کی طرح ہے
 جس طرح کی جڑ ہوتی ہے ویسے ہی
 پتے نکلتے ہیں درختوں اور نفوس اور
 عقول کی یہی صورت ہے جیسی
 جڑیں ہوں گی وہ پتے ہی پتے نکلیں
 گئے نہا۔ نہیہ کی جمع ہے عقل۔
 ۲۔ بر فلک۔ جن دلوں میں وفا کے
 درخت کی جڑیں ان کے پھل آسمان
 پر ہیں اس لئے کہ وہ ان درختوں میں
 سے ہے جن کی جڑ تو زمین پر قائم ہے
 اور شاخیں آسمان پر پہنچی ہوئی ہیں۔
 چوں۔ جبکہ عشق کا پھل آسمان پر پیدا
 ہوتا ہے تو صدر۔ جہاں کے دل میں
 کیوں نہ پیدا ہوگا۔ زانکہ۔ دل سے
 دل تک رلہ ہوتی ہے۔ نے جدا۔ دو
 دو جسموں کی طرح بالکل جدا نہیں
 ہوتے ہیں۔ ان میں باہمی اتصال ہوتا
 ہے۔ متصل۔ جسموں کی جدائی اور
 دلوں کے اتصال کی مثال یہ ہے کہ دو
 چراغوں کے دیوے علیحدہ علیحدہ
 ہوتے ہیں لیکن ان کے نور میں باہمی
 اتصال ہے۔
 ۳۔ ہج۔ عاشق ہم نے یہ بتایا تھا
 کہ صدر جہاں کے دل کی محبت اس
 وکیل کے دل کی محبت کا اثر تھا تو سر
 سری بات تھی غور کیا جائے تو حقیقت
 یہ ہے کہ عاشق کے دل کی محبت
 معشوق کے دل کی محبت کا اثر اور اثر
 ہے عاشق کے دل میں محبت جب
 ہی پیدا ہوتی ہے جبکہ پہلے معشوق
 کے دل میں محبت پیدا ہو چکی ہو۔
 لیک۔ بہر حال

عشق کا اثر دونوں کے دلوں میں ہوتا ہے لیکن عشق کے اثرات چونکہ دونوں پر جدا گانہ ہیں عشق
 عاشق کو کمان بنا دیتا ہے اور معشوق کو تر و تازہ بناتا ہے تو اس سے شبہ ہو جاتا ہے کہ معشوق کے دل میں
 عشق نہیں ہے۔

۱۔ دل تو اسے بھی سمجھ لو کہ بندے
کدیل میں عشق لگی کاٹھوس محبت
کا اثر ہے جو اس بندے کی خدا تعالیٰ
میں ہے۔ رنج۔ تالی ہمیشہ دونوں
ہاتھوں سے بچتی ہے تشنہ پیاسا اگر
پانی کا طالب ہے تو پانی بھی پینے
والے کا طالب ہے۔
۲۔ جذب۔ پیاسے کی پیاس پانی کے
دل کے جذبہ کا اثر ہے۔ حق۔
حکمت۔ جس طرح خالق و مخلوق
میں باہمی محبت و عشق کا رشتہ ہے اسی
طرح کائنات میں آپس میں بھی
جذبہ و عشق ہے۔ جملہ اجزاء دنیا کی
اشیا جوڑا جوڑا ہیں اور ہر ایک اپنے
جوڑے کا عاشق ہے کہہ رہا۔ ایک
پتھر ہے جو گھاس کے تنکے کو اپنی
طرف کھینچتا ہے۔ آسمان۔ اسی طرح
آسمان اور زمین میں باہمی عشق و
محبت ہے۔ آہن۔ مقناطیس اور
لوہے میں باہمی کشش ہے۔
۳۔ آسمان۔ آسمان اور زمین میں ذن
و شوہر کا عاشق و جذب ہے آسمان
بمزلہ شوہر اور زمین بمزلہ بیوی کے
ہے آسمان جو کچھ زمین کے سپرد کرتا
ہے زمین اس کی جان کی طرح پرورش
کرتی ہے آسمان ہی زمین کو گرمی تری
اور نمی پہنچاتا ہے۔ برج خاکی۔ آسمان
کے مختلف حصہ زمین کو مختلف قسم کے
فائدے پہنچاتے ہیں آسمان کا خاکی
کی برج زمین کو خاک عنایت کرتا
ہے آبی برج پانی عطا کرتا ہے ہوائی
برج ہوا کو بھیجتا ہے مٹی کی برج سونچ
کھڑے زمین کو گرماتا ہے۔

چوں دریں دل برق مہر دوست جست
جب اس دل میں دوست کی محبت کی بجلی کوئی
درا دل تو مہر حق چوں شد دو تو
جب تیرے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت دو گئی ہو گئی
ہیج بانگ کف زدن آید بد
پیشانی بجانے کی آواز کبھی باہر آتی ہے
تشنہ می نالد کہ اے آب گوار
پیاسا رہتا ہے کہ ہائے خوشگوار پانی
جذب آب ست اس عطرش در جان ما
ہماری جان میں یہ پیاس پانی کی کشش ہے
حق حکمت در قضا و در قدر
قضا و قدر میں اللہ تعالیٰ نے حکمت سے
جملہ اجزائے جہاں زان حکم پیش
اس لڑی حکم کی وجہ سے دنیا کے تمام اجزاء
ہست ہر جزوے بعالم جفت خواہ
دنیا میں ہر چیز جوڑے کی خواہشمند ہے
آسمان ۳ گوید زمیں را مرجبا
آسمان 'زمین کو کہتا ہے' خوش آمدید
آسمان مرد و زمیں زن در خرد
عقل آسمان شوہر اور زمین بیوی ہے
چوں نماںد گرمیش بفرستد او
جب اس میں گرمی نہیں رہتی وہ بھیجتا ہے
برج خاکی خاک ارضی را مدد
خاکی برج 'زمین کی خاک کے لئے مدد ہے
برج بادی ابر سوئے او برد
بادی سرج اس کے جانب ابر لے جاتا ہے

اندر اس دل دوستی میداں کہ هست
سمجھ لے کہ اس دل میں بھی محبت ہے
ہست حق را بے گماں مرے بتو
یقیناً اللہ تعالیٰ کو تجھ سے محبت ہے
از یکے دست تو بے دست دگر
تیرے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کے بغیر
آب ہم نالد کہ کوآں آبخوار
پانی بھی رہتا ہے کہ پینے والا کہیں ہے
ما از آن او و او ہم زان ما
ہم اس کے ہیں 'اور وہ بھی ہمارا ہے
کردہ مارا عاشقان ہمدگر
ہمیں ایک دوسرے کا عاشق بنا دیا ہے
جفت جفت و عاشقان جفت خویش
جوڑ جوڑ ہیں اور اپنے جوڑے کے عاشق ہیں
راست ہچوں کہر با و برگ کاہ
بالکل اسی طرح جیسے کہہ رہا اور گھاس کا تنکا
باتوأم چوں آہن و آہن ربا
میں تیرے لئے ایسا ہی ہوں جیسے لوہا اور مقناطیس
ہرچہ او انداخت اس می پرورد
جو وہ ڈالتا ہے 'یہ پاتی ہے
چوں نماںد تری و نم بدہد او
جب تری اور نمی نہیں رہتی وہ عطا کرتا ہے
برج آبی تریش اندر دہد
آبی برج 'اس میں تیری پیدا کرتا ہے
تا بخارات و خم را برگشد
یہاں تک کہ ناموافق بخارات کو کھینچ لیتا ہے

بُرج آتش گرمی خورشید ازو
 آتشی برج کی سوج کی گرمی اس سے ہے
 ہست اس سرگرداں فلک اندر زمن
 زمانے میں آسمان سرگرداں ہے
 دیں زمین کدبانو یہاں گند
 اور یہ زمین بیگم پن کرتی ہے
 پس زمین و چرخ را داں ہوشمند
 پس زمین اور آسمان کو ہوشمند سمجھ
 گرنے ۲ از ہم ایں دو دلبر می مزند
 اگر یہ دونوں دلبر ایک دوسرے سے مزا نہیں اڑا ہے
 بے زمیں کے گل بر وید و ارغواں
 زمین کے بغیر گل اور ارغواں کب اگتا ہے
 بہر آں میل ست در مادہ زغر
 اسی لئے مادہ میں نہ کی جانب جھکاؤ ہے
 میل اندر مرد وزن حق زان نہباد
 مرد اور عورت میں اللہ تعالیٰ نے اس لئے میلان دکھا ہے
 میل ۳ ہر جزوے تجزوے ہم نہد
 ہر جزو میں دوسرے جزو کی طرف میلان رکھا ہے
 شب چنیں بار و زاند اعتناق
 گلے لگانے میں مدت دن کے ساتھ اس سے طرح ہے
 روز و شب ظاہر دو ضد و دشمن اند
 بظاہر رات اور دن دو مخالف اور دشمن ہیں
 ہر یکے خواہاں دگر را ہچو خویش
 ہر ایک دوسرے کو اپنی جان کی طرح چاہتا ہے
 زانکہ بے شب خل نبود طبع را
 کیونکہ رات کے بغیر طبیعت کو آمدنی نہیں ہوتی ہے

ہچو تابہ سُرخ ز آتش پیش و رو
 توے کی طرح آگ سے اس کی دودھ پشت سرخ ہے
 ہچوں مرداں گرد و مکسب بہر زن
 شوہروں کی طرح بیوی کے لئے کمائی کے گرد
 بر ولادات و رضا عیش می تند
 جننے اور اس کو دودھ پلانے میں لگی ہے
 چونکہ کار ہوشمنداں می کفند
 کیونکہ وہ ہوشمندوں سے کام کرتے ہیں
 پس چرا چوں جفت در ہم می خزند
 تو جوڑے کی طرح ایک دوسرے میں کیوں گھستے ہیں؟
 پس چہ زاید ز آب و تاب آسماں
 آسمان کی آب و تاب سے کیا اگتا ہے
 تلوود تکمیل کار ہمدگر
 تاکہ ایک کا کام دوسرے سے مکمل ہو سکے
 تا بقایا بد جہاں زیں اتحاد
 تاکہ اس اتحاد سے دنیا بقا حاصل کر لے
 ز اتحاد ہر دو تولیدے جہد
 دونوں کے اکٹھا ہونے سے تولید ہوتی ہے
 مختلف در صورت لکما اتفاق
 بظاہر مختلف ہیں لیکن باہمی اتفاق ہے
 لیکن ہر دو یک حقیقت می تند
 لیکن دونوں ایک حقیقت پر عمل کرتے ہیں
 از بے تکمیل فعل و کار خویش
 اپنے فعل اور کام کے مکمل کرنے کے لئے
 پس چہ اند خرج آرد و زہا
 تو دن میں کیا خرچ کریں گے؟

۱ ہست سرگرداں۔ جس طرح شوہر
 بیوی کے لئے کمائی میں سرگرداں رہتا
 ہے اسی طرح آسمان زمین کے لئے
 سرگرداں ہے۔ دیں زمین۔ یہ زمین
 آسمان کے لئے وہی کام کرتی ہے جو
 بیوی شوہر کے لئے کرتی ہے۔ بچہ
 جنتی ہے اس کو دودھ پلاتی ہے۔ پس
 زمین۔ زمین اور آسمان چونکہ فی حد
 چیزوں کی طرح عمل کرتے ہیں ان کو
 بھی حساس سمجھو۔

۲ گرنے۔ ایک دوسرے سے لطف
 اندوز نہیں ہوا آپس میں کیوں گھستے
 رہتے ہیں۔ بے زمیں۔ جیسا کہ
 بیوی کے بغیر شوہر لا ولد ہوتا ہے اسی
 طرح اگر زمین نہ ہوتی تو آسمان
 پیداوار سے محروم ہوتا۔ بہر آں۔ زو مادہ
 میں ایک دوسرے کی طرف میلان اور
 جھکاؤ اسی لئے ہے کہ ہر ایک کے کام
 کی تکمیل دوسرے کے بغیر ممکن نہیں
 ہے۔ اتحاد۔ بقاء عالم عورت اور مرد
 کے اتحاد سے ہے۔

۳ میل ہر جزوے۔ عالم کے اجزا
 میں باہمی میلان تو مادہ کا سبب ہے۔
 شب۔ رات اور دن بظاہر دو مختلف
 چیزیں نظر آتی ہیں لیکن ان میں باہمی
 اتحاد ہے۔ کار خویش۔ رات اپنی
 کاموں کی تکمیل میں دن کی محتاج اور
 دن اپنے کاموں کی تکمیل میں رات کا
 محتاج ہے۔ زانکہ۔ انسان رات کو سوتا
 ہے تو اس کے قویٰ مجتمع ہوتے ہیں
 جن کو وہ دن میں صرف کرتا ہے اگر
 رات کی آمدنی نہ ہو تو دن کا خرچ کیسے
 چلے۔

جذبِ اہر عنصرے جنسِ خود را کہ در ترکیبِ آدمی مختبس شدہ بغیر جنس
ہر عنصر کا اپنی اس جنس کو کھینچتا جو دوسری جنس کے ساتھ آدمی کے بننا میں پھنسی ہوئی ہے

۱ جذب۔ حیوانی جسم چار عضروں
خاک آب باد آتش سے مرکب ملتا
جاتا ہے ان عضروں میں سے ہر ایک
کا کرہ ہے جو ان کا مخزن اور معدن
ہے انسان کے جسم کے چاروں عنصر
ہر وقت اپنے اپنے کرہ کی طرف لوٹنا
چاہتے ہیں ان عناصر کا متفرق ہو جانا
موت ہے زندگی کیا ہے عنصر میں
ظہور ترغیب موت کیا ہے انہی اجزا کا
پریشاں ہونا۔ (چکبست)

خاک گوید۔ کرہ خاکی انسان کے
خاکی اجزا کو اپنی طرف آ جانے کی
دعوت دیتا ہے۔

۲ گوید۔ انسانی بدن کا خاکی عنصر
اس خاکی کرہ کو جواب دیتا ہے کہ
اگرچہ مجھ پر مرکز سے جدا رہنا دیکھ رہا
ہوں لیکن میں مجبور ہوں ابھی اسی
جسم کا پابند ہوں ہے۔ اشیر۔ یعنی کرہ
نار۔ زکشا۔ یعنی ان چاروں
عضروں کی باہمی کشش۔ رسن۔
ری۔ علت۔ بیماری عناصر کی جدائی کا
سبب بنتی ہے جس سے موت واقع ہو
جاتی ہے۔

۳ چار مرغ۔ یہ چاروں عنصر زندگی
میں پابستہ پرندوں کی طرح ہیں
موت اور بیماری ان کے پاؤں کھول
دیتی ہے اور یہ عناصر اپنے مراکز کی
طرف پرواز کر جاتے ہیں۔ اصلہا۔
یعنی چاروں کرے فرمہا۔ بدن کے
چاروں عنصر۔ حکمت۔ ان عناصر کی
پرواز کے لئے حکمت خداوندی موت
کو وقت تک مانع نہیں دیتی ہے۔

ترکِ جاں گو سُوئے ما آہمچو گرد
جان کو چھوڑ دے گرد کی طرح ہماری جانب آ جا
بہ کہ زان تن وار ہی زیں سو پری
بہتر ہے کہ اس جسم کو چھوڑ دے اس جانب اڑ آ
گرچہ ہمچوں تو زہجراں خستہ ام
اگرچہ تیری طرح فراق سے غمگین ہوں
کالے تری باز آ ز غربت سُوئے ما
کہ اے تری مسافت سے ہماری جانب لوٹ آ
کہ زناری راہ اصل خویش گیر
کہ تو آگ سے ہے اپنی اصل کا راستہ اختیار کر
از کششہائے عناصر بے رسن
عضروں کی بغیر ری کی کھینچ تان کی وجہ سے
تا عنصر ہمد گرد را و اہلد
تاکہ عنصر ایک دوسرے کو چھوڑ دے
مرگ و نجواری و علت پاکشا
موت اور بیماری اور تکلیف پاؤں کھولنے والی ہے
مرغ ہر عنصر یقیناً پرواز کر د
ہر عنصر کا پرندہ یقیناً اڑ جائے گا
ہر دے رنجے نہد در جسم ما
ہر وقت ہمارے جسم میں مرض پیدا کرتی ہے
مرغ ہر جزوے باصل خود پرد
ہر جزو کا پاندہ اصل کی جانب اڑ جائے
جمع شال وار و بصحت تا اجل
موت تک ان کو صحت کے ساتھ جمع رکھتی ہے

خاک گوید خاک تن را باز گرد
جس کی مٹی کو مٹی کہتی ہے واپس آ جا
جنس مائی پیش ما اولی تری
تو ہماری جنس ہے تیرا ہمارے سامنے رہنا بہتر ہے
گوید ۲ آرے لیک من پابستہ ام
وہ کہتی ہے میں لیکن میں پابند ہوں
تری تن را بخویند آہیا
پانی جسم کی تری کو تلاش کرتے ہیں
گرمی تن را ہمی خواند اشیر
کرہ نار بھی جسم کی گرمی کو پکارتا ہے
ہست ہفتا دو دو علت در بدن
بدن میں بہتر بیماریاں ہیں
علت آید تا بدن را بکسلد
بیماری آتی ہے تاکہ جسم کو متفرق کر دے
چار مرغ اند ایں عناصر بستہ پا
یہ عناصر چار پاؤں بندھے پرند ہیں
پائے شال از ہمد گرد چوں باز کرد
جب اس نے ایک دوسرے کے پاؤں کو کھول دیا
جذبہ ایں اصلہا و فرعہا
ان اصولوں اور فرعوں کی کشش
تاکہ ایں ترکیبہا را بر درد
تاکہ ان بندھنوں کو توڑ دے
حکمت حق مانع آید زیں عمل
اللہ تعالیٰ کی حکمت اس عمل سے مانع رہتی ہے

گوید ۱۱ اجزا اجل مشہود نیست

وہ حکمت کہتی ہے اے اجزا موت معلوم نہیں ہے

چونکہ جزوے بجوید ار تفاق

جبکہ ہر جزو رفاقت چاہتا ہے

پرزدن پیش از اجل تاں سود نیست

موت سے پہلے تمہارا بھڑ پھڑانا مفید نہیں ہے

چوں بود جان غریب اندر فراق

تو مسافر جان کا فراق میں کیا حال ہو گا؟

مُنَجِّدِ شَدَنِ جَاں نِیز بَعَالِمِ اَرواح

جان کا بھی عالم ارواح کی جانب کھینچنا

گوید اے اجزائے پستِ فرشتیم

وہ کہتی ہے کہ اے میرے زمینی پست اجزاء

میلِ تن در سبزہ و آبِ رواں

جسم کا میلان سبزے اور بہتے پانی کی جانب

میلِ جاں اندر حیات و درجی ست

جان کا میلان زندگی اور حی و قیوم کی جانب ہے

میلِ جاں در حکمت ست و در علوم

جان کا میلان اور علوم کی جانب ہے

میلِ جاں اندر ترقی و شرف

جان کا میلان ترقی اور شرافت کی طرف ہے

میلِ و عشق آلِ شرف ہم سوئے جاں

شرافت کا میلان اور عشق بھی جان کی جانب ہے

گر بگویم شرحِ ایں بیحد شود

اگر میں اس کی شرح کروں لامحدود ہو جائے گی

حاصل آنکہ ہر کہ او طالب بود

خلاصہ یہ ہے کہ جو طالب ہو گا

آدمی حیواں نباتی و جماد

آدمی حیوان نباتات اور جماد

بے مرادوں بر مرادے می تنند

نامراد عاشق محبوب کا چکر کانتے ہیں

غربت من تلخ تر من عریشم

میری مسافرت زیادہ کڑوی ہے میں عرش ہوں

زاں بود کہ اصل او آمد از ازل

اسی لئے ہے کہ اس کی اصل وہاں سے آئی ہے

زانکہ جان لامکاں اصل وے ست

کیونکہ اس کی اصل لامکانی جان ہے

میلِ تن در باغِ باغِ ست و کرم

جسم کا میلان باغِ چمن اور گلدستہ کی بیلوں کی جانب ہے

میلِ تن در کسبِ اسبابِ علف

جسم کا میلان چارے کے اسباب حاصل کرنے کی طرف ہے

زیں تکیب را و تکیبوں را بدال

اس کو وہ محبت کرتا ہے اور وہ محبت کرتے ہیں سے سمجھ لے

مثنوی ہشاد من کاغذ شود

مثنوی اسی سیر کاغذ ہو جائے گی

جانِ مطلوبش بر و راغب بود

مطلوب کی جان کی طرف راغب ہو گی

ہر مرادے عاشق ہر بے مراد

ہر معشوق ہر نامراد عاشق کا عاشق ہے

واں مرادوں جذبِ ایشاں میکند

وہ محبوب ان کو کھینچتے ہیں

گوید اللہ نے قیامت کے وقت کا

علم لئے لے مخصوص فرما دیا ہے۔

ارتفاق یعنی ہر عنصر اپنے کردار کی رفاقت

چاہتا ہے۔ چوں بود جبکہ عناصر اپنی

اصل کے لئے بے چین ہیں تو روح جو

کہ حساس بھی ہے اپنی اصل سے علیحدہ

رہنے میں کس قدر بے چین ہوگی۔

گوید روح جسم کے اجزا عنصری سے

کہتی ہے کہ میں عرش ہوں اور تم فرشی ہو

مجھ سے مرکز سے جدا رہنا سخت ناگوار

ہے میل تن۔ چونکہ جسم فرشی اجزاء سے

بنا ہے لہذا اس کا میلان فرشی چیزوں کی

طرف ہوتا ہے۔

۲ میلِ جاں۔ روح انسان کی اصل

روح اعظم ہے لہذا روح کا میلان

ابدی زندگی اور حی و قیوم کی طرف سے

ہے روح کا میلان ترقی اور شرف کی

طرف ہے اور جسم کا میلان صرف

کھانے پینے کی طرف ہے۔ میل۔

جس طرح روح شرف کی طرف مائل

ہے اسی طرح شرف روح کی طرف

مائل ہے۔ عجب قرآن پاک

میں مومنوں کے بارے میں فرمایا گیا

ہے عَجَبُكُمْ وَ یُحْیَوْنَهُ یعنی خدا ان

سے محبت کرتا ہے اور وہ خدا سے محبت

کرتے ہیں لہذا معلوم ہوا کہ جس

طرح روح روح اعظم کی طرف مائل

ہے اسی طرح روح اعظم بھی روح کی

طرف مائل ہے۔

۳ گر بگویم۔ یعنی اگر اس روح اور

روح اعظم کے اتحاد کی بات کروں گا تو

یہ مینوث بہت مخفی ہو جائے

گی۔ من۔ سیر۔ حاصل۔ خلاصہ یہ

ہے کہ ہر معشوق اپنے عاشق کا عاشق

ہوتا ہے۔ مراد۔ معشوق بے

مراد۔ عاشق۔ بے مرادوں جبکہ عاشق

طرفین میں ہوتا ہے تو عاشق کا عاشق

معشوق کے چکر کھاتا ہے معشوق کا

عشق عاشق کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔

۱۔ ایک۔ دونوں عاشقوں کا اثر اکٹھے ہے
عاشق کا عشق اس کو لاغر اور کمزور بناتا ہے
معتوق کا عشق اس میں حسن کا
اضافہ کرتا ہے معتوق کا عشق اس کے
رخساروں کو گلند بناتا ہے عاشق کا
عشق اس کو جلاتا ہے۔ کہریا۔ کہریا
میں بھی عشق ہے لیکن بے نیازی
کے ساتھ لہذا وہ اپنی جگہ پر قائم رہتی
ہے تنکے میں بھی عشق ہے جو اس کو
کہریا کی طرف کھینچ کر لاتا ہے
۲۔ اس۔ یعنی کائنات کے باہمی عشق
کے ذکر کو چھوڑ کر صدر جہاں کے
عاشق کا ذکر کرو اس کے عشق کا اثر
صدر جہاں پر پڑا۔ وہ اس عاشق کی
آہوں کا اثر صدر جہاں پر ہوا اور وہ اس
پر مہربان ہو گیا۔ ایک۔ لیکن صدر
جہاں کے عشق کے لئے اس کی
عزت و آبرو معتوق کی تلاش میں مانع
نہیں۔ رحمتش۔ صدر جہاں کی رحمت تو
اس کی مشتاق تھی لیکن اس کی سلطنت
عشق کے لئے مانع بن رہی تھی۔
۳۔ عقل حیران۔ کشش دونوں میں
تھی لیکن کسی کی کشش دوسرے کی
کشش کا اثر بھی اس میں عقل حیران
ہے۔ جلدی۔ بہلادی۔ ناواقفی۔ یعنی
ناواقف ہستی تو ناواقف ہے۔ لب۔
بہ بندم۔ حضرت حق تعالیٰ اپنی
محبوبیت کے اظہار کے لئے
عاشقوں میں جذبہ عشق پیدا کرتا ہے
لیکن یہ ایک تقریر ہے کہ عوام اس سے
اللہ تعالیٰ کی احتیاج اور ضرورت کا نتیجہ
نکال لیں گے لہذا اس کا بیان
مناسب نہیں ہے۔ وہاں کشندہ۔
حضرت حق تعالیٰ اجازت نہیں دیتا
ہے کہ اس امر کی وضاحت کی جائے
کیست مجھے اس لڑاۓ سے دو کئے والی
وہی ذات ہے جو انسان کے پختہ عزم
کو کھداتی ہے۔

لیک۔ ۱۔ میل عاشقاں لاغر گند

لیکن عاشقوں کا عشق ان کو لاغر کرتا ہے

عشق معشوقاں دو رخ افروختہ

معتوقوں کے عشق نے دونوں رخساروں کو روئے ہیں

کھر با عاشق بشکل بے نیاز

کہریا لاہریائی کے ساتھ عاشق ہے

۲۔ رہا گن عشق آل تشہ دہاں

اس کو چھوڑ اس پیارے کا عشق

دوواں عشق و غم آتشکدہ

اس عشق کا دھواں اور بجھنی کا غم

لیک از ناموس و بوش و آبرو

لیکن عزت اور فخر اور آبرو کی وجہ سے

رحمتش مشتاق آل مسکین شدہ

اس کی رحمت اس مسکین کی مشتاق ہو گئی

عقل ۳۔ حیراں کایں عجب اورا کشید

عقل حیران ہے، تعجب ہے کہ یہ اس کو کھینچ رہا ہے

ترک جلدی گن کزین ناواقفی

بہلادی چھوڑ کیونکہ تو اس سے ناواقف ہے

لب بہ بندم ہر دمے زینساں سخن

میں اسی طرح کی باتوں سے ہر وقت ہونٹ بند کرتا ہوں

کایں سخن را بعد ازین مدفوں کنم

کہ اس بات کو میں اس کے بعد دفن کر دوں گا

کیست آں کت میکشدے منتقنی

اے ذخیرہ اندوز! وہ کون ہے جو تجھے کھینچتا ہے؟

میل معشوقاں خوش و بافر گند

معتوقوں کا عشق ان کو حسین اور باشوکت بناتا ہے

عشق عاشق جان او را سوختہ

عاشق کے عشق نے اس کی جان جلا ڈالی ہے

کاہ می کوشد دریاں راہ دراز

تنکا اس عشق میں ہزار راستے طے کرتا ہے

تافت اندر سینہ صدر جہاں

صدر جہاں کے سینے میں چمک اٹھا

رفتہ در مخدوم او مشفق شدہ

مخدوم کو پہنچا وہ مہربان ہو گیا

شرم می آید کہ وا جوید ازو

اس کو شرم آئی تھی کہ وہ اس کی جستجو کرے

سلطنت زین لطف مانع آمدہ

سلطان اس مہربانی سے مانع بنی

یا کشش زال سو بدیں جانب سید

یا کشش اس جانب سے اس جانب پہنچی ہے

لب یہ بند واللہ اعلم بالخفی

ہونٹ بند کر لے اور اللہ راز کو زیادہ جانتا ہے

توبہ آرم ہر زماں صد بار من

ہر وقت سو بار توبہ کرتا ہوں

واں کشندہ میکشد من چوں کنم

وہ کھینچنے والا کھینچتا ہے میں کیا کروں؟

آنکہ می نکذاردت کہ دم زنی

وہ ہے جو تجھے نہیں چھوڑتا کہ تو دم مارے



صد عزیمت! میکنی بہر سفر

تو سفر کے لئے سو پختہ ارادے کرتا ہے

زاں بگرداند بہر سواں لگام

وہ لگام کو ہر جانب اس لئے موڑ دیتا ہے

اسپ زیرک سارزاں نیکو پے ست

سمجھتا گھوڑا اس لئے عمدہ رفتار پر ہے

او دلت را بردو صد سودا بہ بست

اس نے تیرے دل کو دو سو خیالات سے وابستہ کر دیا

چوں شکست اوبال آں رائے نخست

جب اس نے پہلی رائے کا بازو توڑ دیا

چوں قضائش جبل تدبیرت شکست

جب اس کے فیصلے نے تیری تدبیر کی ری توڑ دی

می کشاند مر ترا جائے دگر

وہ تجھے دوسری جگہ کھینچ لے جاتا ہے

تا خبر یا بدز فارس اسپ خام

تاکہ تا خبر یہ کار گھوڑا سولہ کو جان جائے

کوہمی داند کہ فارس بروے سست

کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس پر سولہ موجود ہے

بے مرادت کرد و پس دل را شکست

تجھے نامراد کیا اور پھر دل کو توڑ دیا

چوں نشد ہستی بال اشکن درست

تو باز توڑنے والے کی ذات کیسے ثابت نہ ہوئی؟

چوں نشد بر تو قضائے او درست

تو اس کا فیصلہ تیرے لئے کیسے ثابت نہ ہوا؟

۱۔ صد عزیمت۔ انسان سینکڑوں پختہ ارادے کرتا ہے لیکن پھر اس ارادے کو پورا نہیں کرتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ روکنے والی کوئی خاص ذات ہے۔ زان۔ اللہ تعالیٰ ان عزائم کو اس لئے فتح کراتا ہے کہ لوگوں کو اس کی معرفت حاصل ہو جائے۔ مشہور مقولہ ہے عرففت ربی بفسخ العزم میں نے اپنے خدا کو ارادوں کے فتح ہونے سے سمجھا ہے۔ او۔ اللہ تعالیٰ دل میں سو ارادے پیدا فرماتا ہے پھر ان میں ناکام بھی بنادیتا ہے۔

۲۔ چوں شکست۔ جب پہلا ارادہ فتح ہوتا ہے تو انسان سمجھتا ہے کہ کوئی ذات فتح کرنے والی ہے۔ چوں قضائے۔ جب انسان کی تدبیر ناکام ہوتی ہیں تو اس کو قضاء خداوندی اور خدا کی وجود کا یقین ہو جاتا ہے۔ عزائم۔ عزیمت کی جمع ہے پختہ ارادہ۔

۳۔ عزمیا۔ یعنی بھی ارادے کی تکمیل ہو چلی ہے وہ اس لئے کہ انسان بالکل مایوس نہ ہو جائے اور ارادے اور نیت کو بالکل نہ چھوڑ بیٹھے۔ درکاریدے۔ اگر بالکل ارادہ کرنا چھوڑ دیا تو ارادے کے فتح ہونے سے جو معرفت خداوندی حاصل ہوتی ہے وہ نہ ہوگی۔

فسخ عزائم و نسخا چہیت با خبر کردن آدمی را از انکہ مالک و

ارادوں کا نسخ کرنا اور ان کو منسوخ کرنا انسان کو باخبر کرنے کے لئے ہے کہ مالک اور

قلبر اوست و گاہ گاہ عزم اورا فسخ نا کردن و نا فذ داشتن تا

ظاہر موجود ہے اور کبھی کبھی اس کے ارادے کو نہ توڑنا اور جاری رکھنا اس لئے ہے کہ

طبع اورا بر عزم کردن دارد تا با ز عزمش بشکند تا تنبیہ بر تنبیہ بود

اس کی طبیعت کو ارادہ کرنے کا عادی بنائے تاکہ پھر اس کے ارادے کو توڑے اور تنبیہ پر تنبیہ ہو جائے

عزمہا ۳ و قصد ہا درما جرا

معاملے میں ارادے اور قصد

تا بطمع آں دلت نیت گند

تاکہ اس کے لالچ میں تیرا دل ارادہ کرے

ور بگلی بے مرادت داشتے

اگر وہ تجھے لکھ نامراد رکھنا

ورنکا ریدے امل ار غوریش

اگر وہ اپنے اندھے پن سے امید کا بیج نہ بوتا

گاہ گاہ راست می آید ترا

کبھی کبھی تیرے لئے ٹھیک ہوتے ہیں

بار دیگر نیت را بشکند

دوبارہ وہ تیرے ارادے کو توڑ دیتا ہے

دل شدے نومید امل کے کاشتے

دل ناامید ہو جاتا امید کا بیج کب بوتا؟

کے شدے پیدا برو مقہوریش

تو اس پر اپنا عاجز ہونا کب ظاہر ہوتا؟

۱. عاقلان۔ اہل عقل باوجود ادا کے کی چٹکی کے پھر محرومی سے ذات خداوندی کی معرفت حاصل کرتے ہیں۔ بے مرادی۔ مقصد سے محرومی بہشت کی راہ پر ہوتی ہے اسی لئے حدیث شریف میں ہے خُفْتُ الْجَنَّةَ بِالْمَكْرِهِ جنت کو ناپسند یہ گیوں سے گھیر دیا گیا ہے نہ یعنی جنت میں جانے کے وہ سبب ہیں جو انسان کو ناگوار گزرتے ہیں۔ پس۔ اپنی محرومی سے انسان اس ذات کو پہچانتا ہے جس کے ادا کے سے مراد محالہ حاصل ہوتی ہے یعنی ذات خداوندی۔ پس۔ اہل عقل کی نامرادی چری اور خطراری عاشقان حق کی کسر لگی اور نامرادی اختیار ہے۔

۲. عاقلان۔ اہل عقل مجبوری کے بندے ہیں عاشقان خدا اس محرومی میں وصل حق کی نعمتیں حاصل کرتے ہیں۔ لہذا۔ قرآن پاک میں ہے ثُمَّ لَمْ يَسْتَوِ فِي السَّمَاءِ وَهِيَ ذُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ لِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا یعنی پھر حضرت حق تعالیٰ آسمان پر مستوی ہوا اور وہ ایک دھواں تھا پھر اس سے اور زمین سے کہا تم دونوں فرما میری کرو خوشی سے یا جبراً کُورْہَا کی مصداق ہے اور عاشقوں کی اطاعت طوعاً کی مصداق ہے۔

۳. نظر کردن۔ اس قصہ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ کچھ لوگ اطاعت کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں جیسے کہ کفار جو جنگ میں قید ہو کر آئے اور پھر اسلام لا کر اطاعت خداوندی میں لگے۔ جوق۔ جماعت۔ نفیر۔ آہ و آکا۔ آگاہ شیر۔ آنحضرت ﷺ۔ زیر۔ یعنی وہ قیدی آنحضرت کو زندہ نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ تاہم۔ وہ لوگ آنحضرت پر غضبناک تھے۔

باخبر گشتند از مولائے خویش
اپنے مولا سے باخبر ہوتے ہیں
خُفْتُ الْجَنَّةَ شَتَوَاے خوش مرشت
اے خوش مزاج! جنت کو گھیرا گیا ہے سن لے
پس کسے باشد کہ کام اور واست
تو کوئی تو ہو گا جس کا مقصود پورا ہوتا ہو گا
لیک کو خود آں شکست عاشقان
لیکن عاشقوں کی اسی شکستی کہیں ہے
عاشقانِ اشکستہ بصد اختیار
عاشق سو اختیاروں کے باوجود شکست پا ہیں
عاشقانِ شکر و قندی اند
اس کے عاشق شکر اور قند کھانے والے ہیں
ایٹا طوعاً مہارِ بیدلاں
عاشقوں کی مہر تم دونوں خوشی سے آدھے

عاقلان از بے مرادیہائے خویش
سمجھدار لوگ اپنی نامرادی کی وجہ سے
بے مرادی شد قلاؤ وز بہشت
نامرادی بہشت کا پیشرو بنی ہے
چوں مرادات ہمہ اشکستہ پاست
جبکہ سب انسانوں کے مقاصد شکستہ پا ہیں
پس شدند اشکستہ پاش ایں صادقان
پس یہ سچے انسان اس کی وجہ سے شکستہ پا ہوئے ہیں
عاقلان اشکستہ آں از اضطراب
اہل عقل مجبوری سے اس کے شکستہ پا ہیں
عاقلانِ ۲ بندگانِ بندی اند
عقلند اس کے قیدی غلام ہیں
ایٹا کورہ مہارِ عاقلان
تم دونوں جبراً آہل عقل کی مہر ہے

نظر کردن ۳ پیغمبر علیہ السلام باسیراں و تبسم کردن و گفتن کہ
آنحضرت ﷺ کا قیدیوں کو دیکھنا اور مسکراتا اور فرماتا کہ مجھے اس قوم پر
عَجِبْتُ مِنْ قَوْمٍ يُجْرُونَ إِلَى الْجَنَّةِ بِالسَّلَاسِلِ وَالْأَغْلَالِ
تعجب آتا ہے جو جنت کی جانب بیڑوں اور طنطوں کے ذریعہ پہنچی جاتی ہے

کہ ہمیں بُروند وایشاں در نفیر
کہ وہ ان کو لے جا رہے ہیں اور وہ رو رہے ہیں
می نظر کردند دروے زیر زیر
وہ قیدی نیچی نظروں سے ان آنحضرت کو دیکھ رہی تھی
بر رسول صدق دندانہا و لب
دانت اور ہونٹ سچے رسول پر

دید پیغمبر کے جوقِ اسیر
پیغمبر نے قیدیوں کی ایک جماعت دیکھی
دید شاں در بند آں آگاہ شیر
اس بیدار شیر نے ان کو قید میں دیکھا
تاہم خائید ہر یک از غضب
حتی کہ ہر ایک غصے سے چبا رہا تھا



زہرہ نے با آں غضب کہ دم زنند
 باوجود اس غصہ کے کسی کی طاقت نہ تھی کہ دم مارے
 میں گشاند شاں موکل اسوئے شہر
 سپاہی ان کو شہر کی جانب لے جا رہا تھا
 نے فدائے می ستاند نے زرے
 وہ فدیہ لیتا ہے نہ روپیہ
 رحمت عالم ہی گویند و او
 اس کو رحمت عالم کہتے ہیں ' اور وہ
 باہزار انکار می رفتند راہ
 وہ ہزار انکار کے ساتھ راستہ طے کر رہے تھے
 چارہاۓ کریم و اینجا چارہ نیست
 ہم نے بہت تدبیریں کیں اور یہاں کوئی تدبیر کارگر نہیں ہے
 ما ہزاراں مرد کار الپ ارسلان
 ہم ہزاروں بہادر شیر
 اچنہیں در ماندہ ایم از کجرو نیست
 ہم ایسے عاجز میں یہ ہمارا میزھا پن ہے
 تخت ما را بر درید آں تخت او
 ہمارے نصیب کو اس کے نصیب نے چاک کر دیا
 کار او۳ از جادوئی گر گشت زفت
 اگر اس کا معاملہ جادوگری کی وجہ سے بھاری پڑ گیا ہے

زانکہ در زنجیر قہر وہ من اند
 کیونکہ وہ قہر کی دس سیر دہنی زنجیر میں تھے
 می بردار کافرستان شان قہر
 ان کو کافرستان سے جبراً لے جا رہا تھا
 نے شفاعت میر سدا ز سرورے
 نہ کسی سرور کی سفارش آتی ہے
 عالمے را می برد خلق و گلو
 ایک جہان کا گلا اور خلق کا نٹا ہے
 زیر لب طعنہ زناں بر کار شاہ
 شاہ کے کام پر چپکے چپکے طعنہ زنی کرتے ہوئے
 خود دل ایں مرد کم از خارہ نیست
 خود اس شخص کو دل ' پتھر سے کم نہیں ہے
 بادوسہ عریاں و سست و نیم جاں
 وہ تین ٹنگوں ' ست اور کمزوروں کے ساتھ ہیں
 یاز اختر ہاست یا خود جادوئی ست
 یا ستاروں کی وجہ سے یا جادو گری ہے
 تخت ماشد سرنگوں از تخت او
 ہمارا تخت اس کے تخت سے لوندھا ہو گیا
 جادوئی کر دیم ما ہم چوں زرفت
 ہم نے بھی جادو کیا وہ کیوں نہ چلا؟

۱۔ موکل۔ سپاہی۔ کافرستان۔ یعنی
 ان کا وطن۔ نے فدائے۔ آنحضرت
 قیدیوں کا نہ فدیہ قبول کر رہے تھے اور
 نہ روپیہ پیسہ اور نہ آنحضرت کے پاس
 کوئی سفارش پہنچ سکتی تھی۔
 رحمت عالم۔ وہ قیدی دل میں یہ بھی
 کہہ رہے تھے کہ ان کو لوگ رحمت
 عالم کہتے ہیں حالانکہ یہ لوگوں کا گلا
 کاٹ رہے ہیں۔ باہزار انکار۔ وہ دل
 دل میں آنحضرت پر طعنہ زنی کر رہے
 تھے۔

۲۔ چارہاۓ۔ ہم نے اپنی کامیابی کی
 بہت تدبیریں کیں لیکن کوئی تدبیر
 کارگر نہیں ہوئی۔ خارہ۔ ایک قسم کا پتھر
 ہے جو بہت سخت ہوتا ہے۔ مرد کار
 بہادر۔ الپ ارسلان۔ الپ بہادر
 ارسلان درندہ شیر۔ بادوسہ۔ یعنی چند
 بے سرد سلمان کمزور لوگوں سے
 شکست کھا کر قیدی بنے ہوئے جا
 رہے ہیں۔ آچنہیں۔ اس کی وجہ
 ہماری غلط روی ہے یا ہم پر ستاروں کی
 نحوست ہے یا جادو ہوا ہے۔

۳۔ کارلو۔ پھر دل میں کہتے تھے
 کہ اگر ان کا جادو چلائے تو ہم نے بھی
 جادو کیا وہ کیوں نہ چلا۔ اِنْ تَسْتَخُوا
 فَقَدْ جَاءَ كُمْ الْفَتْحُ وَاِنْ تَنْتَهُوا
 فَهِيَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاِنْ تَعُوْذُوا نَعُوْذُ وَاِنْ
 تَعْبَسْ غَشَّكُمْ فَتَكْنُمُ شَيْئًا وَّلَوْ
 كُنْتُمْ وَاَنْ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔
 "یعنی اے مکہ والو! تم فتح مانگتے تھے
 کہتے تھے کہ حق پر اس کو فتح ہو تو
 فتح آگئی اب اگر تم باز رہ گئے تو
 تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر تم ملے
 سے اور اگر تم ملے تو ہم بھی پلٹیں گے
 اور تمہارا جھنڈا ہمیں فائدہ نہ پہنچا سکے
 کا خوف وہ کتنا ہی زیادہ ہو اور بیشک اللہ
 مومنوں کے ساتھ ہے۔"

تفسیر ایں آیه اِنْ تَسْتَخُوا فَقَدْ جَاءَ كُمْ الْفَتْحُ طاعناں میگفتند
 اس آیت کی تفسیر اگر تم فتح طلب کرتے تھے تو بیشک فتح ہو گی ' معترضین کہتے تھے
 کہ از ما و محمد آنکہ برحق ست فتح و نصر تشن بدہ و ایں سخن بدال میگفتند کہ
 کہ ہم میں اور محمد میں جو حق پر ہے اس کی فتح اور مدد کر ' اور وہ یہ بات اس لئے کہتے تھے
 گماں داشتند خود برحق اند و طلب حق بے غرض انکوں محمد منصور شد
 کہ ان کا گمان تھا کہ وہ خود حق پر ہیں اور اب حق کا بے غرض طلب گار محمد فاتح بن گیا

از بُتائے واز خدا در خواستیم
ہم نے بتوں اور خدا سے درخواست کی
وانکہ حق و راست ست از ماو او
ہم میں اور اس میں سے جو حق اور سچائی پر ہے
ایں دعا بسیار کر دیم و صلوات
ہم نے یہ دعا و درود بہت کیے
کہ اگر حق ست او پیداش گن
کہ اگر وہ برحق ہے اس کو نمایاں کر دے
چونکہ وا دیدیم او منصور بود
جبکہ ہم نے کھلا دیکھ لیا کہ وہ فاتح رہا
ایں جواب ماست کا نچہ خواستید
یہ ہمارے لئے جواب ہے کہ جو تم نے چاہا
باز ایں اندیشہ را از فکر خویش
وہ پھر اس خیال کو اپنے فکر سے
کایں تفکر ماہم از ادبار رُست
کہ ہمارا یہ خیال بھی بدبختی سے پیدا ہوا ہے
خود چہ شد گر غالب آمد چند بار
اگر وہ چند مرتبہ غالب ہو گیا تو کیوں ہوا؟
ماہم از لیام بخت آور شدیم
ہم بھی زمانے سے نصیب و رہے ہوئے ہیں
باز می گفتند اگر چہ او شکست
وہ پھر کہتے کہ اگر اس نے شکست کھائی ہے
زانکہ بخت نیک او را در شکست
کیونکہ نیک نصیب نے اس کو شکست میں
کو با شکستہ نمی مانست هیچ
وہ کبھی شکست خوردہ کی طرح نہیں بنا

کہ بکن مارا اگر نارا ستیم
کہ اگر ہم غلط ہیں تو ہمیں جز سے اکھاڑ دے
نُصرتش ده نُصرت او را بجو
اس کی مدد کر، اس کا مددگار بن
پیش لات و پیش عزّی و منات
لات کے آگے عزّی اور منات کے آگے
گر بنا شد حق زبون ماش گن
اور اگر وہ حق پر نہیں ہیں ہم سے مغلوب کر دے
ماہمہ ظلمت بدیم او نور بود
اور ہم سب تاریکی تھے، وہ نور تھا
گشت پیدا کہ شما نار استید
واضح ہو گیا کہ تم غلط ہو
کوری کردند دفع از ذکر خویش
بے فروغ بناتے تھے اور اپنی یاد سے دفع کرتے تھے
کہ صواب او شود در دل درست
تاکہ ان کی حقانیت دل میں بیٹھ جائے
ہر کسے را غالب آرد روزگار
زمانہ کسی کو بھی غالب کر دیتا ہے
بارہا بروے منظر آمدیم
کئی بار اس پر فتح مند ہوئے ہیں
چوں شکست یا نبود اوزرشت و پست
وہ ہماری شکست کی طرح بری اور ذلیل نہ تھی
داد صد شادی پنہاں زیر دست
سو پوشیدہ خوشیاں قبضے میں دیدیں
کہ نہ عم بودش دراں نے پیچ پیچ
کیونکہ اس کو اس میں نہ کوئی غم ہوا نہ پریشانی

۱۔ از بُتائے۔ کفار کہتے تھے کہ ہم نے بتوں اور خدا سے دعائیں مانگی تھیں کہ جو حق پر ہو اس کو فتح دے دے۔ پیش۔ لات اور منات اور عزّی بتوں کے نام ہیں۔ چونکہ۔ اب جبکہ مسلمانوں کو فتح ہو رہی ہے تو یقیناً یہ لوگ حق پر ہیں۔

۲۔ ایں۔ مسلمانوں کی فتح مندی ہماری دعاؤں کی قبولیت ہے۔ باز۔ پھر اس خیال کو اپنے دل سے نکالنے کی کوشش کرتے کہ اگر غلبہ حقانیت کی دلیل ہے تو ہم بھی کئی بار غالب آچکے ہیں۔

۳۔ باہمی گفتند۔ پھر اپنے اس خیال کی تردید کرتے اور سوچتے کہ ہماری شکست اور مسلمانوں کی شکست میں بہت فرق ہے، ہم شکست سے پست ہوتے ہیں اور مسلمانوں کی شکست کھانا کر اور ابھرتے ہیں۔ زانکہ۔ مسلمان شکست سے پست ہمت نہیں بنے ہیں بلکہ ان میں قوت ایمانی اور بڑھ چلی ہے۔ کہ۔ آنحضرتؐ شکست سے کبھی شکستہ خاطر نہیں ہوئے۔

چوں نشان مومنوں مغلوبی ست

چونکہ مومنوں کی پہچان مغلوب ہونا ہے

گر تو مُشک و عنبرے را بشکنی

اگر تو مُشک اور عنبر کو توڑے گا

در شکستی ناگہاں بسرگینِ خر

اگر تو اچانک گدھے کی لید کو توڑے گا

کہ گند خود مُشک باسرگیں قیاس

مُشک کو لید پر کوئی قیاس کرے گا؟

لیک در اشکست مومن خوبی ست

لیکن مومن کی شکست میں بھلائی ہے

علکے از شیخ رتھال پر کنی

ایک جہان کو خوشبو کی مہک سے بھر دے گا

خانہا پر گند گردد سر بسر

سارے مکانات بدبو سے بھر جائیں گے

آب ربا بول و اطلس باپلاس

پانی کو پیشاب پر اور اطلس کو ناٹ پر کوئی قیاس کرے گا

سر آنکہ بے مراد باز کشتنِ رسول علیہ السلام از حدیبیہ حق تعالیٰ

اس کا راز کہ بغیر مقصد پورا کئے ہوئے آنحضورؐ کے حدیبیہ سے واپس آنے کو اللہ تعالیٰ

لقب آں فتح کرد کہ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا بصورت غلق بود

نے فتح کا لقب دیا کہ بیشک ہم نے آپ کو کھلی فتح دی بظاہر بندش تھی اور

و بمعنی فتح چنانچہ شکستنِ مُشک بظاہر شکستنِ ست و بمعنی

حقیقتاً فتح جیسے کہ مُشک کی شکست بظاہر شکست ہے اور حقیقتاً اس کے

درست کردنِ ست مُشکی اُورا و تکمیل فوائد اُو ست

مُشک پن کو ٹھیک کرنا ہے اور اس کے فائدوں کو مکمل کرنا ہے

وقتِ برکشتِ حدیبیہ رسول

حدیبیہ سے واپسی پر رسول

ناگہاں سِ اندر حق شمعِ رسل

رسول کی شمع کے حق میں اچانک

آمدش پیغام از دولت کہ رو

دولت کی جانب سے ان کو پیغام آیا کہ چلے جائے

کاندریں خواری بنقدتِ فتحہاست

اس ذلت میں آپ کی فوری فتوحات ہیں

نک فلاں قلعہ فلاں بقعہ تراست

یہ فلاں قلعہ فلاں علاقہ آپ کا ہے

یہ فلاں قلعہ فلاں علاقہ آپ کا ہے

۱۔ چوں نشان۔ مسلمان کی بے سرو

سملی اس کے ایمان کی علامت ہے

اور مومن کی شکست اس کے اعمال و

اخلاق کی اصلاح کر دیتی ہے۔ گرتو۔

مولانا مسلمانوں کی شکست میں مضمر

خوبی کو ایک مثال سے سمجھاتے ہیں

کہ مُشک و عنبر کی ڈلی کو اگر توڑ دیا جائے

تو اس کی خوشبو زیادہ مہکے لگتی ہے۔

فتح۔ مہک لپٹ۔ سرنگیں خر۔ کافروں

کی شکست کی مثال یہ ہے کہ گدھے

کی لید کو اگر کرید دیا جائے تو اس کی

بدبو اور پھیل جاتی ہے۔ کہ گند۔

مسلمانوں کی شکست اور کافروں کی

شکست کو ایک سمجھنا ایسا ہے جیسے کہ

کوئی لید اور مُشک کو میانی اور پیشاب کو

یا طلس اور ناٹ کو ایک سمجھے۔

۲۔ اِنَّا فَتَحْنَا۔ مسلمانوں کی

شکست چونکہ مزید تقویت کا باعث

ہے اسی لئے قرآن نے حدیبیہ کی

ناکامی کو فتح قرار دیا تھا۔ حدیبیہ

آنحضورؐ اور صحابہؓ کی جماعت مدینہ

سے عمرہ کی نیت سے مکہ معظمہ سے

لئے روانہ ہوئی۔ مکہ کے قریب

حدیبیہ کے مقام پر پہنچ کر پڑاؤ کیا۔

مکہ کے کفار مکہ میں داخلہ سے منع

آئے تو حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر عمرہ کئے

واپس آ گئے تھے یہ صلح بظاہر مسلمانوں

کی شکست تھی لیکن حقیقتاً یہ فتح تھی

جیسے کہ آئندہ کے واقعات نے ثابت

کر دیا تھا۔

۳۔ ناگہاں۔ حدیبیہ سے ناکام

واپسی کو قرآن نے فتح مبین سے تعبیر

کیا ہے آمدش۔ حضورؐ کو حکم ہوا کہ عمرہ

کے بغیر واپس ہو جاؤ اور اس ناکامی

سے نادم نہ ہو۔ کاندریں۔ یہ ناکامی

بہت سی فتوحات کا سبب بنے گی۔

بقعہ۔ زمین کا علاقہ۔



۱۔ بنگر۔ بنی قریظہ اور بنی انصیر یہود کے دو قبیلے تھے جو مدینہ کے اطراف میں آباد تھے ان کی معاہدہ شکنی کی وجہ سے آنحضرتؐ ان کو حدیبیہ کے واقعہ سے پہلے ہی چلا وطن کر چکے تھے بنی انصیر ۳۲ میں اور بنی قریظہ ۳۵ میں غزوہ خندق کے فوراً بعد چلا وطن کر دیئے گئے تھے۔ حدیبیہ کا واقعہ ۶ کا ہے البتہ ان میں سے کچھ لوگ خیبر میں جا کر آباد ہو گئے تھے اور خیبر میں آج ہولاب اگر مولانا کی مراد آج خیبر ہے تو مولانا کا فرمانا سیرت کی کتب کے مطابق ہے ورنہ مخالف ہے۔

۲۔ ورنہ باشد اگر فتوحات اور غنیمتیں نہ بھی ہوں تب بھی یہ جماعت وہ ہے جس کو رضا کا وہ مقام حاصل ہے کہ جس میں بھی اسی طرح خوشگوار ہوتا ہے جس طرح خوشی حضرت رابعہ بصریہؒ نے فرمایا کہ سالک کو رضا کا مقام اس وقت حاصل ہوتا ہے جبکہ غم بن اس کے لئے ایسا ہی خوشگوار ہو جیسا کہ خوشی۔ بہرغم۔ یعنی غم ان کو اس لئے خوشگوار نہیں ہے کہ وہ کسی خوشی کا پیش خیمہ ہے۔ قعر چاہے ذلت ان کو اس قدر پیدی ہوئی ہے کہ اس کے زوہل اور تخت شاہی حاصل ہو جانے سے ڈرتے ہیں۔ وہ فقیری۔ یہ لوگ فقر میں شہنشاہی اور خزاں میں باد کے لطف اٹھا۔ تہ ہیں۔ ہر کجا۔ جبکہ کنویں کی گہرائی میں ان کو میت حق حاصل ہے تو وہ آسمان کی بلندی سے بہتر ہے۔

۳۔ تفسیر۔ اس حدیث کی تفسیر سے مولانا یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اصل معیت حق ہے اور نیچائی نیچائی میں خود کوئی فضیلت اور بڑائی نہیں ہے۔ معراج یونسؑ۔ حضرت یونسؑ کو پھنسی

بنگر! آخر چونکہ وا گردید تفت دیکھ جب وہ جلدی سے واپس آ گئے قلعہ ہام گرداں دو بقعہ ان دونوں کے علاقوں کے آس پاس کے قلعے بھی ورنہ باشد آں تو بنگر کایں فریق اگر یہ بھی نہ ہو تو دیکھ لے یہ لوگ زہر خواری را چو شکر می خوردند وہ ذلت کے زہر کو شکر کی طرح کھاتے ہیں بہر عین غم نہ از بہر فرج صرف غم کے لئے نہ کہ خوشی کے لئے آنچنان شاداند اندر قعر چاہ وہ کنویں کی گہرائی میں ایسے خوش ہیں در فقیری ہر یکے صد شہر یار ہر ایک فقیری میں سینکڑوں شاہوں کی طرح ہے ہر کجا دلبر بود خود ہم نشین جہاں کہیں محبوب خود ساتھی ہو

بر قریظہ بر نصیر ازوے چہ رفت ان کی جانب سے قریظہ اور نصیر پر کیا گزری شد مسلم وز غنائم نفعہا فتح ہو گئے اور غنیمتوں کے سبب نفعے ہوئے برغم و رنج اند مفتون و عشیق رنج و غم کے شیدا اور فریفتہ ہیں خار غمہارا چو اُشتری چزند غموں کے کانٹے کو لذت کی طرح چرتے ہیں ایں تسافل پیش ایشاں چوں درج یہ تنزل ان کے لئے مراتب کی طرح ہے کہ ہمی ترسند از تخت و گاہ کہ تخت و تاج کے حاصل ہونے سے ڈرتے ہیں در خزان فاقہ صد ہمچو بہار فاقے کی خزاں میں سینکڑوں بہاروں کی طرح ہے فوق گردون ست نے زیر زمیں وہ آسمان پر ہے نہ کہ زمین کے نیچے

تفسیر ۳ حدیث آنحضرت ﷺ کہ لَا تَفْضِلُونِي عَلَى يُونُسَ بْنِ مَتَّى

آنحضرت ﷺ کی تفسیر کہ مجھے یونس بن متی پر فضیلت نہ دو

گفت پیغمبر کہ معراج مرا پیغمبر نے فرمایا کہ میری معراج آن من بر چرخ و آن اوشیب حالانکہ میرا مقام آسمان پر اور ان کا مقام پستی میں ہے قرب نے بالا نہ پستی رفتن ست قرب نہ اوپر جانا ہے نہ نیچے جانا ہے نیست بر معراج یونس اجتبا یونس کی معراج سے پسندیدہ نہیں ہے زانکہ قرب حق بر و نست از حسیب کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کا قرب اس حساب سے بالاتر ہے قرب حق از حبس ہستی رستن ست اللہ کا قرب وجود کی قید سے چھوٹا ہے

کے پیٹ میں سمندر کی گہرائی میں معراج حاصل ہوئی۔ آن من۔ حضورؐ کو معراج آسمانوں کی بلندی پر حاصل ہوئی۔ قرب حق۔ قرب حق حاصل ہوتے ہوئے اونچائی نیچائی کوئی چیز نہیں ہے۔ قرب۔ اللہ تعالیٰ کا قرب بلندی اور پستی سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ ترک ہستی سے ہوتا ہے۔

نیست اراجہ جائے بالا یست وزیر
فنائیت کے لئے کیا اونچائی کیا نیچائی
کارگاہِ رنج حق در نیسی ست
اللہ کے خزانہ کا کارخانہ فنائیت میں ہے
حاصل ایں اشکست ایشاں اے کیا
غلام یہ ہے ' اے بزرگ! ان کی شکست
آنچنان شاداند در ذل و تکلف
وہ ذلت اور جہاں میں اس طرح خوش ہیں
برگ بے برگی نہ اذیع اوست
پوری بے سرو سامانی کا سامان اس کی جاگیر ہے
آں یکے گفت ارجحان ست آں فرید
ایک نے کہا ' اگر وہ یکتا ایسا ہے
چونکہ او مبدل شد ست و شادیش
جبکہ اس کی تبدیلی ہو چکی ہے اور اس کی خوشی
پس بقیہ دشمنان چوں شاد شد
تو وہ دشمنوں کے مغلوب ہونے سے کیوں خوش ہوا ہے؟
شاد شد ۳ جانش کہ بر شیران نر
اس کی جان خوش ہوئی کیونکہ بہادر شیروں پر
پس بد استیم کو آزاد نیست
تو ہم جان گئے کہ وہ آزاد نہیں ہے
ورنہ چوں خند کہ اہل آن جہاں
ورنہ کیوں ہنستا جبکہ اس جہان والے
ایں ہمی گفتند در زیر زباں
وہ آہستہ سے یہ کہہ رہے تھے
تا موکل نشود در ما جہد
تاکہ سپاہی نہ سن لے اور ہم پر کد پڑے

نیست رانے زود و نے دور ست و دیر
فنائیت کے لئے نہ جلدی ہے نہ دور اور دیر ہے
غزہ ہستی چہ دانی نیست چیست
تو ہستی کے گھوکے میں چلو کیا سمجھے کہ فنائیت کیا ہے؟
می نہماند هیچ با اشکست ما
ہماری شکست سے کسی طرح مشابہ نہیں ہے
ہمچو ما در وقت اقبال و شرف
جس طرح ہم اقبال مندی اور بڑائی میں
فقر و خواری افتخار ست و علو ست
فقر اور ذلت ' فقر اور بڑائی ہے
چوں بخندید او چو مارا بستہ دید
تو وہ کیوں ہنسا جبکہ اس نے ہمیں بندھا ہوا دیکھا؟
نیست زیں زندان وزیں آزادیش
اس قید اور اس آزادی سے متعلق نہیں ہے
چوں ازیں فتح و ظفر پر باد شد
اس فتح اور کامیابی سے کیوں مغرور بنا ہے؟
یافت آساں نصرت و دست و ظفر
آسانی سے فتح اور قابو اور ظفر پالی
جُو بد نیاد لُخوش و دل شاد نیست
دنیا کے سوا کسی چیز سے خوش دلی اور مسرور نہیں ہے
بر بد و نیک اند مشفق مہر باں
اچھے اور برے پر مشفق اور مہربان ہیں
آں اسیراں باہم اندر بحث آں
وہ قیدی آپس میں اس کی بحث میں
ایں سخن در گوش آں سلطان نہد
یہ بات اس بادشاہ کے کان میں رکھ دے

۱۔ نیست۔ جب مقام فنا
حاصل ہو جائے تو زمان مکان کی اونچ
نیچ سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔
کارگاہ۔ فائنات۔ کے بعد اسرار
خداوندی ظاہر ہوتے ہیں جو شخص
ہستی میں پھنسا ہے وہ فنائیت کو نہیں
سمجھ سکتا۔ حاصل۔ یہاں سے پھر ان
قیدیوں کا مقولہ شروع ہوتا ہے انہوں
نے کہا ہماری اور مسلمانوں کی شکست
میں بہت فرق ہے۔ آنچنان۔ وہ
شکست میں بھی اس قدر خوش ہوتے
ہیں جس طرح کہ ہم فتح میں۔
برگ۔ بے سرو سامانی ان کا سامان
ہے فقر اور ذلت میں فقر سمجھتے ہیں۔
۲۔ آں یکے۔ آنحضرت کی فنائیت
پر اس شخص نے اعتراض کیا کہ اگر ان
کو مقام فنائیت حاصل ہے اور وہ اللہ
کے مقرب ہیں تو ہماری جہاں پر کیوں
خوش ہو رہے ہیں۔ اگر ان میں بالکل
تبدیلی آگئی ہے اور ان کی خوشی ہماری
قید اور اپنی آزادی سے متعلق نہیں ہے
تو پھر ہمیں قید میں دیکھ کر کیوں ہنسے
اور اپنی کامیابی پر کیوں مغرور ہیں۔
۳۔ شاد شد۔ یقیناً ان کی خوشی اسی
بنا پر ہے کہ ہم جیسے شیروں پر انہوں
نے رخ پالی ہے۔ پس۔ اس بات
سے میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہستی سے
آزاد نہیں ہیں اور وہ ایک دنیا دار ہیں۔
اہل آن جہاں۔ اللہ والے تو سب
انسانوں پر مہربان ہوتے ہیں خواہ
انسان بھلے ہوں یا برے ہوں۔
ایں۔ یہ باتیں وہ قیدی آہستہ آہستہ
آپس میں کر رہے تھے تاکہ سپاہی نہ
سن پائے۔

آگاہ! شدن پیغمبر علیہ السلام از طعنِ ایشان بر شِماتِ او
خوشی پر ان کی طعنہ زنی سے آنحضرت ﷺ کا واقف ہو جانا

رفت در گوشے کہ بد آں من لدن
اس کان میں پہنچ گئی جو کہ اللہ کی جانب سے تھا
آنکہ حلقہ بود یعقوبش شنید
اس نے جو محافظ تھا اس کو یعقوب نے محسوس کیا
نشوند آں سرِ لوحِ غیبِ داں
غیب کے جاننے والے کی لوح کے راز کو نہیں سنتے ہیں
آمدہ سرِ گردِ او گرداں شدہ
راز آیا اور اس نے ان کے گرد چکر لگائے
آں نہ کانگشتانِ او باشد دراز
نہ کہ وہ جس کی انگلیاں لمبی ہوں
کہ بہلِ دُزدی ز احمد سرِ ستاں
کہ چھٹی چھوڑ احمد سے راز حاصل کر
ہیں بمسجدِ رو بجو رزقِ ماز الہ
خبردار! مسجد میں جا، اللہ سے روزی مانگ

گرچہ نشید آں موکلِ ایں سخن
اگرچہ اس سپاہی نے یہ بات نہ سنی
بُوئے پیراہانِ یوسف را ندید
حضرت یوسفؑ کے لباس کی خوشبو نہ محسوس کی
آں شیاطینِ بر عنانِ آسمان
وہ شیاطین آسمان کی بلندی پر
آں محمد خفته و تکیہ زدہ
محمدؐ سوئے ہوئے اور تکیہ لگائے ہوئے ہیں
آں خورِ دحلوا کہ روزیش ست باز
جلوا وہ کھاتا ہے جس کی روزی کشادہ ہو
نجمِ ثاقب گشتہ حارسِ دیوراں
نوشے والا ستارہ نگہبان اور شیطان کو بھاگنے والا بن گیا
اے دویدہ سوئے دُکاں از پگاہ
اے صبح سے دکان کی جانب دوڑے ہوئے

فہم کردنِ رسولِ علیہ السلام ضمیرِ آں اسیرِ اں را

آنحضرت علیہ السلام کا ان قیدیوں کے دل کی بات سمجھ جانا

گفت آں خندہ نبوم از نبرد
فرمایا وہ میرا ہنسا، جنگ کے معاملہ میں نہ تھا
مردہ کشتن نیست مردی پیشِ ما
مردے کو ملنا ہمارے نزدیک بہادی نہیں ہے
چونکہ من پا بفشرم اندر مَصاف
جب میں میدانِ جنگ میں قدم جما لوں
من شمارا بستہ می دیدم چہیں
میں تمہیں ایسا ہی بندھا ہوا دیکھ رہا تھا

پس رسولِ آں گفت شاں را فہم کرد
پس رسول ان کی وہ گفتگو سمجھ گئے
مردہ اندایشاں و بوسیدہ فنا
وہ مردہ ہیں اور فنا سے گلے ہوئے ہیں
خود کیند ایشان کہ مہ گرد و شگاف
وہ کیا ہیں، بلکہ چاند پھٹ جاتا ہے
انگہے کا زادِ بودید و مکس
جس وقت کہ تم آزاد اور مقیم تھے

۱۔ آگاہ! آنحضرت نے ان کی یہ خفیہ باتیں سن لیں اس لئے کہ آپ کے کان اس جہان کے کان نہ تھے بلکہ خدا کی کان تھے جن کے لئے آہستہ بات اور بلند آواز کی بات یکساں ہے۔ بُوئے جن لوگوں کو قرب الہی حاصل ہو جاتا ہے وہ صفات حق سے متصف ہو جاتے ہیں۔ حضرت یوسفؑ کی قمیص کی خوشبو اس محافظ کو نہ پہنچی جو قمیص لئے جارہا تھا باوجود دور ہونے کے حضرت یعقوبؑ کو پہنچ گئی۔ آں شیاطین۔ لوح محفوظ کے سرِ شیاطین آسمانوں پر پہنچ کر بھی نہیں سن پاتے ہیں آنحضرتؐ اپنی جگہ رہتے ہوئے سن لیتے تھے۔

۲۔ آں خور۔ یعنی حلوا درست ہزاری سے نہیں ملتا ہے مقدور سے ملتا ہے یہی حال اسرارِ خداوندی کا ہے۔ نجمِ ثاقب۔ جب شیاطینِ آسمانی راز معلوم کرنے کے لئے آسمان پر چڑھتے ہیں تو ستارے ان پر ٹوٹتے ہیں اور وہ ان کو بھگا دیتے ہیں۔ زاحم۔ اسرارِ خداوندی حضورؐ سے حاصل کرو۔ اے دویدہ۔ روزی دینے والا اللہ تعالیٰ جس دکان نہیں ہے لہذا اس سے روزی مانگو۔

۳۔ فہم کرو۔ یعنی آنحضرتؐ کو بطور وحی کے ان کی گفتگو کا علم ہو گیا۔ نبرد۔ یعنی میں جنگ کے معاملہ میں نہیں مسکرا رہا تھا۔ مردہ۔ یعنی یہ کفارہ وہ حقیقت مردہ ہیں اور مردے کو ملنا کوئی بہادی ہے کہ اس پر خوشی کی کا کا زلو۔ یعنی جبکہ وہ جنگی قیدی نہ تھے اور اپنے وطنوں میں مقیم تھے۔

اے! بنائیدہ بملک و خاندان

اے وہ جو سلطنت اور خاندان پر نازاں ہیں

نقشِ تن راتا فدا از بام طشت

جب سے جسم کا طشت بام سے گرا ہے

فنگرم در غورہ می بینم عیاں

میں انگور کا کچا خوشہ دیکھتا ہوں تو شراب دیکھ لیتا ہوں

ہنگرم سر عالمے بینم نہاں

میں عالمِ غیب کو دیکھتا ہوں تو ایک پوشیدہ جہاں دیکھ لیتا ہوں

من شمارا وقت ذراتِ اَلست

میں نے تمہیں اَلست کی چوٹیوں کے وقت

از حدوثِ آسمان بے عمد

بے ستون کے آسمان کے پیدا ہونے کے بارے میں

من شمارا سرنگوں می دیدہ ام

میں نے تمہیں سرنگوں میں دیدہ دیکھا ہے

نوندیم تا کنم شادی بداں

میں نے نئی بات نہیں کہی کہ اس پر خوشی مناؤں

بستہ ۳ قہرِ خھی وانگہ چہ قہر

خفی قہر میں بندھے ہوئے پھر قہر بھی کیا؟

ایں چنیں قندے پر از زہر اَرعدو

اگر دشمن زہر سے بھری ہوئی ایسی شکر

بانشاط آں زہر می کردید نوش

تم خوشی سے وہ زہر پی رہے تھے

من نمی کردم غزا از بہرِ آں

میں اس لئے جہاد نہیں کرتا

کایں جہاں حیفہ است و مردارِ حیص

یہ دنیا مراد ہے اور سستا مردار

نزدِ عاقل اُشرے برِ نردِ باں

یہ عقلمند کے نزدیک سڑھی پر لوث ہے

پیشِ چشمِ کلِ آتِ آتِ گشت

ہر آنے والی بات میری آنکھ کے سامنے آگئی ہے

ہنگرم در نیست شی بینم عیاں

میں عدم میں نظر کرتا ہوں تو وجود دیکھ لیتا ہوں

آدم و حوا نرستہ از جہاں

جبکہ آدم اور حوا دنیا میں نہ پیدا ہوئے تھے

دیدہ ام پاستہ و منکوس و پست

پابزنجیر اور اوندھا اور ذلیل دیکھا ہے

اُنچہ دانستہ بدم افزوں نشد

جو کچھ میں جان چکا تھا اس سے نہ بڑھا

پیشِ ازاں کز آب و گل پالیدہ ام

اس سے پہلے کہ میں نے آب و گل سے پرورش پائی ہے

ایں ہی دیدم دراں اقبالِ تاں

یہ تو میں تمہارے مقدمہ میں دیکھ رہا تھا

قندمی خوردید دروئے درجِ زہر

تم شکر کھا رہے تھے اور اس میں زہر داخل تھا

خوش بنوشید چتِ حسدِ آید برو

خوشی سے کھائے تو اس پر کیا حسد ہو سکتا ہے؟

مرگِ تاں خفیہ گرفتہ ہر دو گوش

تمہاری موت نے مخفی طور پر دونوں کان بند کر دیئے تھے

تا ظفرِ یابم فرو گیرم جہاں

کہ فتح مند دنیا پر قبضہ کروں

بر چنیں مردارِ چوں باشم حریص

ایسے مردار پر میں کیسے لالچی بن سکتا ہوں؟

۱۔ اے خاندان اور سلطنت پر ناز

کرتا ایسا ہی تلخیدار ہے جس طرح

کہ لوث کا سڑھی پر نکاو۔ نقشِ تن

جب سے کہ میں جسم کی مادیت سے

آزاد ہو گیا ہوں ہر آنے والے واقعہ کو

اس طرح دیکھ لیتا ہوں جیسے کہ وہ

میرے سامنے ہے ہنگرم ہنگور سے

بننے والی شراب کو اس کے کچے خوشہ

میں دیکھ لیتا ہوں۔ کسی چیز کے

معدم ہونے کی حالت میں اس کے

وجود کو دیکھ لیتا ہوں۔

۲۔ ہنگرم پہلے اشعار میں ہونے

والی باتوں کے بارے میں علم کی

وسعت کا بیان تھا اس شعر میں گزشتہ

واقعات پر علم کی وسعت کا بیان ہے

یعنی ازلی واقعات پر بھی میرا علم محیط

ہے۔ من شملہ ازل میں جبکہ حضرت

آدم کی پست سے ان کی ولادت کو

چوٹیوں کی شکل میں نکال کر ان سے

عہدِ اَلست لیا گیا تھا میں نے اس

وقت تمہیں اوندھا دیکھ لیا تھا۔ از

خُذوٹ۔ کائنات کے بارے میں جو

علم مجھے ازل میں حاصل ہوا تھا

کائنات کے وجود کے بعد اس میں

کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ من شملہ میں نے

اپنے عالمِ ناسوت میں آنے سے قبل

ہی تمہیں اوندھا دیکھا تھا۔ نوندیم۔

تمہاری شکست میرے لئے کوئی نئی

بات نہیں ہے جس پر میں ہنسوں۔

۳۔ بستہ۔ میں نے ازل ہی میں

تمہیں قہر الہی میں مبتلا دیکھا تھا اور قہر

بھی ایسا جس کو تم مہر سمجھتے ہو۔ ایں

چنیں۔ اگر کسی کا دشمن وہ وہ شکر کھائے

جس میں زہر ہو تو اس پر حسد کا کوئی

موقع نہیں ہے۔ مرگ۔ تمہاری

روحانی موت ہے تمہارے کان

بہرے کر دیئے ہیں۔ من نمی کردم غزا

کایں جہاں۔ اس دنیا کی مثل

سڑے ہوئے مردار کی سی ہے۔

۱۔ سگ نیم۔ کتا مردہ کھاتا ہے۔
پُرچم۔ دم کے بال۔ عیسیٰ۔ میرا کام
لوگوں کو حیات ابدی عطا کرنا ہے۔
زلاں۔ میرا جنگ کرنا بھی عالم سے
فساد کو رفع کرنے کے لئے ہے۔
تاہر۔ میں اپنی شان و شوکت کے
لئے جہاد نہیں کرتا ہوں۔ گلوئے
چند۔ مفسدین کو ختم کر کے عالم میں
امن پیدا کرنا چاہتا ہوں۔

۲۔ گر شما۔ حدیث شریف ہے
مَنْ لِي كَمَنْ رَجُلٍ مَسُوْقًا نَارًا
فَلَمَّا اَضَاءَتْ مَا حَوْلَهَا جَعَلَ
لِفِرَاشِ رَهْلِهِ النَّوَابِ الثَّلَاثِي نَفْعَ
فِي النَّارِ بَقْنٍ فِيهَا وَجَعَلَ يَحْجَرُ
مِنْ وَيَغْلِيْنَهُ فَيَقْضَمْنَ فِيهَا فَمَا
اَخَذْتُمْ يَحْجَرُكُمْ عَنِ النَّارِ وَاتَمَّ
تَحْتَمُونَ فِيهَا۔ یعنی میری مثال اس
فحش کی سی ہے جس نے آگ روشن
کی پس جب آگ نے اپنا ماحول
روشن کر دیا تو پروانوں اور ان جانوروں
نے جو آگ میں گرتے ہیں اس میں
گنا شروع کر دیا اور آگ روشن
کرنے والے نے ان کو روکنا شروع
کر دیا اور وہ اس پر غالب آتے ہیں
پھر آگ میں جا گرتے ہیں۔ پس
میں تمہاری کمر پڑتا ہوں کہ تم کو آگ
سے بچاؤں اور تم اس میں گھے پڑتے
ہو۔ آگ۔ جس کو تم اپنی فتح سمجھتے ہو۔
یہی تمہاری نخوست ہے تم ایک
دوسرے اور دھم کے منہ میں جانے
کی دعوت دیتے ہو۔

۳۔ قہری۔ کرید۔ یعنی تمہارا ظلم
خود اپنے اوپر ظلم تھا اور تم خود اس سے
مغلوب ہو۔ بیان اس مثال سے یہ
سمجھایا ہے کہ چور خولہ کو مغلوب کر رہا
تھا اور اس میں خود اس کی مغلوبیت
تھی۔ ماسور قیدی والی۔ یعنی حاکم

سگ ۱۔ نیم تا پرچم مردہ کنم
میں گتا نہیں ہوں کہ مردہ کی دم کے بال نوچوں
زلاں ہمیں کرم صفوف جنگ چاک
میں نے جنگ کے صفوں کو اس لئے چاک کیا ہے
زلاں نمی بُرم گلوہائے بشر
میں انسانوں کے گلے اس لئے نہیں کاٹتا ہوں
زلاں ہمیں بُرم گلوئے چند تا
میں چند انسانوں کا گلا اس لئے کاٹتا ہوں تاکہ
گر شما ۲۔ پروانہ وار از جہل خویش
اگر تم نے اپنی نادانی سے پروانوں کی طرح
من ہمیں رانم شمارا ہچمو مست
میں مست کی طرح تمہیں ہناتا ہوں
آنکہ خود را فتحیا پند اشتید
جس کو تم نے اپنی فتوحات سمجھا
یکد گر راجد جد می خواندید
تم ایک دوسرے کو بڑے اصرار سے بلاتے تھے
قہر ۳۔ می کرید و اندر عین قہر
تم ظلم کرتے تھے اور عین ظلم میں

بیان آنکہ طاعی در عین قہری مقہورست و در عین منصور می ماسور
اس کا بیان کہ سرکش عین غلبہ ہیں مغلوب ہے اور عین فتح مندگی میں قیدی ہے

دُزد قہر خولہ کرد و زر کشید
چور نے خولہ کو مغلوب کیا اور سونا اکٹھا کیا
اُو دراں مشغول خود والی رسید
وہ اس میں مشغول تھا کہ خود حاکم آ گیا
گر ز خولہ آں زماں بگریختے
اگر وہ اس وقت خولہ کے پاس سے بھاگ جاتا
تو حاکم اس پر کب قیامت برپا کرتا؟



اس سے ملنے آ گیا۔ بگریختے۔ اگر وہ چور خولہ کو چھوڑ کر بھاگ جاتا تو حاکم کی مزا سے بچ جاتا اور مغلوب نہ ہوتا۔

قاہری ۱ دُز و مقہوریش بُود
چہ کا غلبہ اس کی مغلوبیت تھی
غالبی بر خولجہ دام او شود
خولجہ پر غلبہ اس کا جل بن جاتا ہے
اے کہ تو بر خلق چیرہ گشتہ
اے وہ کہ تو مخلوق پر غالب آ گیا ہے
آں بقاصد منہزم کردست شال
اس نے قصداً ان کو ہٹا دیا ہے
ہیں ۲ عنان درکش پئے ایں منہزم
اس ہٹا کا پیچھا کرنے سے باگ تھام
چوں کشاندت بدیں شیوہ بدام
جب تجھے اس طریقہ پر جل میں کھینچ لائیں گے
عقل ازیں غالب شدن کے گشت شلا
اس غالب آنے سے عقل کب خوش ہوتی ہے؟
تیز چشم آمد خرد بینائے پیش
پیش بین عقل تیز آنکھیں والی ہے
گفت پیغمبر کہ ہستند از فنون
پیغمبر نے فرمایا حکمتوں کی وجہ سے ہیں
از کمال ۳ حزم و سوء نظن خویش
پوری ہوشیاری اور اپنے ساتھ بدگمانی کی وجہ سے ہے
در فرہ دادن شنیدہ در کمون
غلبہ دینے کے بارے میں در پردہ سنئے ہوئے تھے

زانکہ قہر او سر او را ربود
اس لئے کہ اس کے غلبہ نے اس کا سر اڑایا
تارسد والی و بستاند قود
تاریک حاکم آپہنچے اور قصاص لے لے
در نبرد و غالبی ہشتہ
جنگ اور غلبے میں ڈوبا ہوا ہے
تا ترا در حلقہ می آرد گشاں
تاکہ تجھے حلقے میں کھینچ لائے
در مراں تا تو نگر دی منخرم
نہ چلا تاکہ تو نکلتا نہ بن جائے
حملہ بینی بعد ازاں اندر زحام
اس کے بعد مجمع میں تو اپنے اوپر حملہ دیکھے گا
چوں دریں غالب شدن دید افساد
جبکہ اس غالب آنے میں اس نے تباہی دیکھ لی ہے
کہ خدائش سر مہ کرواز کل خویش
کیونکہ خدا نے اپنے سرے سے اس کے سر مٹا دیا ہے
اہل جنت در خصومتہا زبوں
جنتی جھگڑوں میں مغلوب
نے ز نقص و بد دلی وضع کیش
نہ عقل نقصان اور بزدلی اور مذہب کی کمزوری کی وجہ سے
حکمت لولا رجال مؤمنون
لولا رجال مؤمنون کی حکمت

۱ قاہری۔ چہر کا خولجہ پر غالب آنا
ہی اس کی مغلوبیت کا سبب بن گیا۔
سر لو۔ چہ نے خولجہ کو کل کیا تھا اس
کے بدلے میں حاکم نے اس کو کل کرا
دیا۔ قود۔ قصاص جان کے بدلے
میں جان لینا۔ اے کہ۔ اللہ تعالیٰ
قصداً کفار کو غلبہ عطا فرماتا ہے تاکہ
وہ غلبے کے غرور میں مبتلا ہو کر جہل میں
آپھنس۔ چہرہ غلبہ کا قصد۔ یعنی
قصداً منہزم۔ ہٹا۔

۲ ہیں۔ جبکہ غلبہ کا غرور تباہی کا
سبب بناتا ہے تو اس غرور میں مبتلا ہو کر
ہٹا کا پیچھا نہ کرنا چاہیے۔ منخرم۔
سرخوں تک کٹا۔ چوں۔ جب غلبہ
کا لہو کدے کر تجھے میدان میں لے
آئے گے تو پھر تجھ پر سخت حملہ ہوگا۔
عقل۔ ایسا غلبہ خوشی کا سبب نہیں
ہے۔ کل۔ سرمہ۔ فنون۔ ہنرمندیاں
۔ زبوں۔ حدیث شریف ہے۔ الا
خیرکم بغل الجحۃ کل ضعیف
مُتَضَعِفٌ لِّوَالْتَمُوْا عَلٰی اللّٰہِ
لَا بُرَہَ، یعنی کیا تمہیں ضعیفوں کا پتہ نہ
بتاؤں؟ ہر وہ کمر ہے جس نے کمزوری
اختیار کی ہو وہ اللہ کے بھروسے سم
کہاے تو اللہ اس کی قسم ضرور پوری کر
دے گا۔

۳ از کمال۔ اہل جنت کی کمزوری
کمال ہوشیاری اور اپنے افعال سے
بطاعت کی بنا پر ہوتی ہے۔ کمزوری
بھی عقل کی کمی سے آتی ہے بھی
بزدلی کی وجہ سے بھی مذہب پر یقین
نہ ہونے سے اہل جنت کی کمزوری
ان وجوہ سے نہیں ہے۔ در فرہ۔
حدیبیہ کے موقع پر مومنوں کی ظاہری
مغلوبیت اور کفار مکہ کے غلبہ کی
حکمت قرآن پاک میں بیان کی
فرمائی گئی ہے۔ وَلَوْ لَا رِجَالٌ
الْمُؤْمِنُونَ وَنِسَاءُ الْمُؤْمِنَاتِ لَمْ
تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَعْلُوْهُمْ فَيَقْبِضَکُمْ مِنْهُمْ

مَقْرُوۃً بِغَيْرِ عَلٰمٍ لِّئَلَّا يَحِلَّ فِي رَحْمَتِهِ مَنْ يُّشَاءُ لَوْ تَرٰ اُولَٔاۤئِکَ اَلْعَلْبٰنَ الْبٰنِیْنَ کَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِیًّا۔ اور اگر
شہر مکہ میں کچھ مسلمانوں مرد اور مسلمانوں عورتیں نہ ہوتیں تو ان کے حال سے واقف نہ تھے اور تم ان کو پامال کر ڈالتے اور
نادانستہ تم کو ان کی طرف سے نقصان پہنچ جاتا تھا۔ ابھی معاملہ یکسو کر دیا جاتا مگر خدا نے صلح حدیبیہ کے وقت اس حکمت سے
اڑائی نہ دے دی کہ خدا اس عرصہ میں جس کو چاہتا تھا اپنی رحمت اسلام میں داخل کرے اگر مکہ کے خدا نے مسلمان کہیں
کوئل مئے ہوتے تو اہل مکہ کو جس جس نے کفر کیا سب کو ہی ہذا تک عذاب کی سزا دیتے۔ کمون۔ پردہ کھینچنے کی جگہ۔

فرض شد بہر خلاص! مومنین
مومنوں کی خلاصی کے لئے فرض ہوا
كُفَّ اَيْدِيَكُمْ تَمَامَتِ اِلْاِ بَدَا
اس نے تمہارے ہاتھ کو روکا پورا اس سے سمجھ لے
وید او مغلوب دام کبریا
اس نے اللہ کی چال میں مغلوب سمجھا
گم شد او واللہ اعلم بالصواب
تو وہ فنا ہو گیا اور اللہ درگاہ کو زیادہ جانتا ہے
کہ بگروم ناگہاں شبکیر تان
کیر میں نے تمہیں اچانک رات میں گرفتار کر لیا
می کشم تان سوئے سردستان و گل
میں تمہیں لے جا رہا ہوں سرد اور گل کے باغچہ میں
بستہ می آریم تان تا سبزہ زار
تم کو سبزہ زار کی طرف باندھ کر لا رہا ہوں
می کشم تان تا بہشت جادواں
ابدی جنت کی طرف میں تمہیں کھینچ رہا ہوں
ہمچناں بستہ بحضرت می کشد
ای طرح باندھ کر دھار میں کھینچتا ہے
می روند ایں رہ بغیر اولیا
اولیاء کے علاوہ اس راستہ پر چلتے ہیں
جو کسانے واقف از اسرار کار
سوائے ان کے جو کام کے مجیدوں سے واقف ہیں
تا سلوک و خدمت آسماں شود
تاک تیرے لئے چلنا اور حضوری آسمان ہو جائے

دست کوتاہی ز گفار لعین
ملعون کفار سے ہاتھ روکنا
قصہ عہد حدیبہ بخوال
حدیبہ کی صلح کا قصہ پر جو
نیز اندر ۲ غلبی ہم خویش را
غلبے میں بھی اپنے آپ کو
ما رمیت اذ رمیت آمد خطاب
تو نے نہیں پھینکا جبکہ تو نے پھینکا خطاب آیا
زاں نمی خندم من از زنجیر تان
میں تمہاری زنجیر سے اس لئے نہیں ہنستا ہوں
زاں ہمی خندم کہ بازنجیر و غل
میں اس لئے ہنس رہا ہوں کہ زنجیر اور طوق کے ساتھ
اے عجب کز آتش بے زہنہار
کس قدر عجیب بات ہے کہ بے پنہ آگ سے
از سوئے دوزخ بزنجیر گراں
بھاری زنجیر کے ساتھ دوزخ سے
ہر مقلد ۳ را دیں رہ نیک و بد
ہر مقلد کو اس راستہ میں اچھائی سے یا برائی سے
جملہ در زنجیر نیم و ایتلا
سب خوف اور آزمائش کی زنجیر میں
می کشند ایں راہ را پیکار وار
اس راستہ پر جنگی طریقہ پر کھینچتے ہیں
جہد گن تانور تو رخشاں شو
مجاہد کر تاکہ تیری روشنی چمک اٹھے



کرے تو اس کفر باطنی حاصل ہو جاتا ہے جس سے ہدایت اس کے لئے آسان ہو جاتی ہے۔

۱ خلاص۔ یعنی مومنوں کے چلاؤ
کے لئے جو کم میں مقیم تھے کفار
حدیبہ کے بارے میں قرآن پاک
میں ہے وَهُوَ الَّذِي كَفَّ اَيْدِيَكُمْ
عَنْكُمْ وَابْلَيْكُمْ عَنْهُمْ بِضَرْبٍ مِّنْ
عَدُوِّكُمْ لَنْ اَنْظُرَكُمْ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا
تَعْمَلُونَ بَصِيرًا۔ یعنی وہ خدا ہی تو ہے
جس نے تمہیں کافروں پر فتح دی پیچھے
ان کے ہاتھوں کو تم سے روک دیا اور
تمہارے ہاتھوں کو ان سے روک دیا اور
اس وقت جو کچھ تم کرتے تھے اللہ سب
دیکھتا تھا۔

۲ نیز اندر غلبہ کے وقت بھی
آنحضرتؐ اپنے آپ کو عاجز سمجھتے تھے
اور غلبہ محض تائید خداوندی سے جانتے
تھے مَا رَمَيْتَ۔ جنگ بدر میں جبکہ
آنحضرتؐ نے ایک مٹی پھینکی اور اس
کفار مغلوب ہوئے تو اس بارے
میں قرآن میں فرمایا گیا۔ وَمَا رَمَيْتَ
اِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمٰی۔ یعنی
جبکہ تم نے مٹی پھینکی تو تم نے نہیں
پھینکی اللہ تعالیٰ نے پھینکی۔ زان۔
میری ہنسی اس وجہ سے نہ تھی کہ تم پابہ
زنجیر تھے۔ خندم۔ میں تو اس لئے ہنستا
تھا کہ میں تمہیں قید کر کے جنت کی
طرف لے جا رہا تھا۔ اے عجب۔ اس
پر تعجب کر رہا تھا کہ باوجود دشمنی کے
تمہیں آگ سے بچا کر جنت کے
سبزہ زار میں لے جا رہا ہوں۔

۳ ہر مقلد۔ جب تو بقی شامل
حال ہوئی ہے تو وہ انسان کو خوشی باجبراً
راہ راست پر لے آتی ہے۔ جملہ۔
عام انسان خوف اور ڈر سے راہ ہدایت
پر چلتے ہیں اولیاء اللہ اپنی خوشی اور
بصیرت سے راہ راست پر چلے ہیں۔
پیکار وار۔ یعنی جبراً واقف۔ یعنی جن
کو بصیرت قلبی اور نور باطن حاصل ہو
گیا ہے۔ جہد کن۔ انسان مجاہد

کو دکال ارامی بری مکتب بزور
تو بچوں کو کتب میں جبراً لے جاتا ہے
چوں شود واقف بمکتب می دود
جب وہ جان جاتا ہے کتب میں دودھا جاتا ہے
می رود کو دک بمکتب پیچ پیچ
بچہ کتب میں پیچ و تاب سے جاتا ہے
چوں گند در کیسہ دانگے دست مزد
جب ایک دانگ مزدی تھیلی میں ڈال لیتا ہے
جہد کن تا مزد طاعت در رسد
کوشش کرتا کہ بندگی کی مزدی مل جائے
ایتیا کرہ مقلد گشتہ را
مقلدوں کے لئے تم دونوں جبراً آؤ ہے
ایں محبت حق زہر ۲ علتے
یہ خدا کا دوست کسی فرض سے ہے
ایں محبت دایہ لیک از بہر شیر
یہ اتا کا عشق ہے لیکن دودھ کی خاطر
طفل را از حسن او آگاہ نے
بچے کو اس کے حسن سے واقفیت نہیں ہے
واں دگر خود عاشق دایہ بود
دوسرا خود اتا کا عاشق ہوتا ہے
پس ۳ محبت حق باتید و بترس
لاچار اور ڈر سے اللہ کا دوست
واں محبت حق زہر حق کجاست
وہ اللہ کے کئے اللہ کا دوست کہاں ہے؟
گر چہیں و گر چہیں چل طالب ست
خولہ ایسا ہے خولہ دیا ہے جبکہ وہ طلب گار ہے

زانکہ ہستند از فوائد چشم کور
اس لئے کہ وہ فائدوں سے اندھے ہیں
جانش از رفتن شکفتہ می شود
اس کی روح جانے سے کھلتی ہے
چوں ندید از مزد کار خویش پیچ
کیونکہ اس نے اپنے کام کا کوئی پلندہ نہیں دیکھا ہے
انگہے بخواب گردد شب چو دزد
تب چھ کی طرح رات کو جاگتا ہے
بر مطعیاں انگہت آید حسد
تب تجھے فرماہر دلوں پر حسد ہو گا
ایتیا طوعاً صفا بسرشتہ را
غلطوں کی سرشت دلوں کے لئے ظہورِ ضامنہ سے ہے
واں دگر را بے غرض خود خلعتے
اس دوسرے کی خود بے غرض دیتی ہے
واں دگر دل دادہ بہر ایں ستیر
وہ دوسرا اس پردہ نشین کا دلدادہ ہے
غیر شیر اُورا از و دخواہ نے
اس کے دودھ کے علاوہ اس کو کچھ مرغوب نہیں ہے
بے غرض در عشق یک رایہ بود
بلا کسی غرض کے عشق میں ایک رائے والا ہوتا ہے
فتر تقلید می خواند بدلس
تقلید کی کتاب کو دس کے ساتھ پڑھ رہا ہے
کہ ز اغراض وز علتہا جد است
جو غرضوں اور علتوں سے جدا ہے
جذب حق اور اسوئے حق جاذب ست
اللہ تعالیٰ کی کشش اس کو اللہ کی جانب کھینچنے والی ہے

۱۔ کو دکال۔ مقلد۔ بچوں کی طرح
ہیں جن کو اپنے عمل کی مزدی نظر
نہیں آتی ہے۔ چوں شود۔ بچہ کو جب
کتب جانے پر انعام ملے تو کتب
کے جانے کی خوشی میں اس کی رات
کی نیند اڑ جاتی ہے تا مزد۔ اگر عمل کا
ثواب آنکھوں سے نظر آنے لگے تو
پھر عبادت گزروں کو دیکھ کر رشک
آنے لگتا ہے۔ ایتیا۔ مقلد کی اطاعت
جبری ہے اہل صفا کی اطاعت دل و
جان سے ہے۔
۲۔ زہر۔ علتے۔ مقلد کی عبادت
اپنی غرض پر مبنی ہوتی ہے۔ واں دگر۔
اہل اللہ کی عبادت محض عشق کی بنیاد پر
ہوتی ہے۔ ایں محبت۔ عام انسان کی
مثال اس بچے کی سی ہے جو اتا سے
دودھ کے لالچ میں محبت کرتا ہے۔
واں دگر۔ بالغ مرد و عورت کے عشق کی
بنیاد پر گرویدہ ہوتا ہے۔ یہ اہل اللہ کی
مثال ہے۔
۳۔ پس۔ جو لوگ جنت کے لالچ
یا دوزخ کے ڈر سے اللہ کے عاشق
ہیں وہ تقلیدی سبق پڑھ رہے ہیں۔
واں۔ ایسے عاشق جو محض ذات کی وجہ
سے اللہ کے عاشق ہوں اور ان کے
عشق میں کوئی غرض نہ ہو بہت نادر
ہیں۔ گر چہیں۔ عاشق خولہ مقلد ہو یا
مخدور دل والا اللہ ہی کی کشش اس کو
اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔

گر محب حق بُود لِغَيْرِهِ كَرِيْهٌ يَنْالُ دَائِمًا مِّنْ خَيْرِهِ

خوہ ماسوائے اللہ کے لئے اللہ کا دوست ہے تاکہ ہمیشہ اس کی خیر حاصل کرے

يَا مُحِبَّ حَقِّ بُودِ لِعَيْنِهِ

یا اس کی ذات کی وجہ سے اس کا دوست ہے وہ اس کے سوائے خائفِ اَمِّنِ عَيْنِهِ

ہر دورِ اِیں جستجو ہا زائِ سَرست

یہ دل کی مجبوری اس کی طہر کی جانب سے ہے

جَذْبِ ۲ مَعشوقِ عاشقِ رَامِنِ حَيْثُ لَا يَعْلَمُهُ الْعَاشِقُ وَلَا يَرْجُوهُ

مَعشوق کا عاشق کو جذب کرنا اس طریقہ پر کہ عاشق نہ اس کو جانتا ہے اور نہ اس کی امید رکھتا ہے

وَلَا يَخْطُرُ بِيَالِهِ وَلَا يَظْهَرُ مِنْ ذَلِكَ الْجَذْبُ أَثَرُ فِي الْعَاشِقِ

اور نہ اس کے دل میں آتا ہے اور اس کشش کا اثر عاشق میں کچھ ظاہر نہیں ہوتا ہے

إِلَّا الْخَوْفُ الْمَمْزُوجُ بِالْيَاسِ مَعَ دَوَامِ الطَّلَبِ

سوائے خوف سے ملی ہوئی ملائسی کے مع طلب کی بیوقوفی کے

آدمیم اینجا کہ در صدرِ جہاں

ہم یہاں آ گئے کہ صدرِ جہاں میں

ناشیکبا کے بُدے اُو از فراق

وہ جدائی سے بے صبر کب ہوتا

میل ۳ مَعشوقاں نہانست و ستر

مَعشوقوں کا میلان پوشیدہ اور چھپا ہوا ہے

یک حکایت ہست اینجا ز اعتبار

عبرت کے لئے یہاں ایک قصہ ہے

ترکِ آں کردیم کو در جستجو ست

ہم نے وہ چھوڑ دیا کیونکہ وہ تلاش میں ہے

تا رہد از مرگ و یا بد اُو نجات

تاکہ وہ موت سے چھٹکارا لے اور نجات حاصل کر لے

ہر کہ دید اُو نباشد دفعِ مرگ

جس کا دیدار موت کا دفعیہ نہ ہو

وہ نجات نہ ہوگا کیونکہ نہ اس پر پھل ہیں نہ پتے

۱۔ گر۔ خوہ وہ عشق میں مقلد ہے

اور اس کی جنت کا امیدوار بن کر اس کا

عاشق بناتا ہے خوہ اس کی ذات کا عشق

ہے اور وہ صرف ہجر سے ڈرتا ہے اور

صرف وصال کا طالب ہے دونوں کی

طلب منجانب اللہ ہے اور دونوں کا

عشق خدا کا پیدا کردہ ہے

۲۔ جذبِ مَعشوق۔ مَعشوق کی

کشش ایسی ہوتی ہے کہ عاشق کو وہ

محسوس نہیں ہوتی ہے اور عاشق میں

اس کا کوئی نشان نہیں ہوتا ہے

آدمیم۔ جبکہ مَعشوق عاشق کی کشش

کرتا ہے تو اب سنوں۔ بخدا کی

لئے اگر صدرِ جہاں مَعشوق کی طرف

سے کشش نہ ہوتی تو وہ بخدا عاشق

کیسے سزا کی طرف کھینچتا۔

۳۔ میلِ مَعشوقاں۔ میلان

دونوں طرف ہوتا ہے لیکن مَعشوق کا

پوشیدہ میلان ہوتا ہے اور عاشق کا کھلم

کھلا ہوتا ہے۔ یک حکایت۔ اس

موقع پر ایک اور قصہ سننا چاہتا تھا

لیکن بخدا عاشق کو کب تک منتظر

رکھوں اس کی خواہش ہے کہ موت

سے پہلے مَعشوق کا چہرہ دیکھ لے

تا رہد مَعشوق۔ کا دیدار آبِ حیات

ہے اس کے بعد موت نہیں آسکتی۔

ہرک۔ جس مَعشوق کا دیدار موت کا

دافع نہ ہو وہ حاصلِ مَعشوق ہی نہیں

ہے۔

کلے آں کلاست لے مشتاقِ مست
اے مست مشتاق! کام تو حاصل وہ ہے
شُد نشانِ صدقِ ایمان اے جواں
اے جوان! ایمان کی سچائی کی علامت ہے
گر نشد ایمان تو اے جاں چنیں
اے جان! اگر تیرا ایمان ایسا نہیں ہے
ہر کہ اندر کار تو شد مرگِ دوست
جس دوست کی موت تیرے کام میں ہو
چولے کراہت رفت آں خود مرگ نیست
جب ناگہری ختم ہو گئی تو وہ موت ہی نہیں ہے
چول کراہت رفت مردن نفع شد
جب ناگہری جاتی رہی موت مفید ہوئی
دوست حق ست کسے و کش گفت او
دوست اللہ ہے اور وہ جس کو اس اللہ نے کہہ دیا ہے
گوش دارا کنوں کہ عاشق میرسد
اس سن ' کہ عاشق پہنچتا ہے

کانداں کلا رسد مرگت خوش ست
کو اس کام میں اگر تجھے موت آجائے تو بہتر ہو
آنکہ آید خوش تر امرگ اندراں
کہ تجھے اس میں مر جانا اچھا لگے
نیست کامل رو بجو اکمال دیں
تو وہ کامل نہیں ' جا ایمان کی تکمیل چاہ
بر دل تو بے کراہت دوست دوست
کسی ناگہری کے بغیر وہ تیرا دوست ہے
صورت مرگ ست و قلاں کرف نیست
بظاہر موت ہے اور حقیقتاً نفل ہوتا ہے
پس درست آمد کہ مردن دفع شد
تو ثابت ہو گیا ' کہ موت دفع ہو گئی
کہ توئی آن من و من آن تو
کہ تو میرا اور میں تیرا ہوں
بستہ عاشق اورا بحبلِ من مسد
عشق نے اس کو مونج کی رسی سے باندھا ہے

۱۔ کار عشق کا صحیح کارنامہ تو یہی ہے کہ اس میں موت آجائے۔ شد صحیح ایمان کی علامت یہی ہے کہ اس میں قربان کرنا اچھا معلوم ہو۔ گر نشد مگر ایمان میں یہ کیفیت نہیں ہے تو وہ ناقص ایمان ہے اس کی تکمیل کرنی چاہیے۔ ہر کہ تم اپنا صحیح دوست اسی کو سمجھو گے جو تمہارے لئے جان دیدے۔

۲۔ چول کراہت۔ جبکہ وصال کے شوق میں مرنا آسان ہو جائے تو پھر وہ موت موت ہی نہیں ہے محض ایک نقل مکانی ہے۔ مردن دفع شد۔ موت تو ایک ناگہر چیز ہے جب ناگہری ختم ہو گئی تو موت موت نہ رہی دوست صحیح معنی میں تو دوست اللہ کا ہے اور دنیا میں وہ دوست دوست ہے جو اللہ والا ہو۔ بحبلِ من مسد۔ مونج کی رسی۔

۳۔ چول بدید۔ جب اس بخدا عاشق نے صدر جہاں کو دیکھا تو بے حس و حرکت ہو گیا اور خشک لکڑی کی طرح زمین پر گر پڑا اور سر سے پاؤں تک ٹھنڈا پڑ گیا۔ ہرچہ ہوش میں لانے کی سب تدبیریں بے کار ہوئیں۔ کارنا بد۔ عاشق تو بوئے معشوق سے ہوش میں آتا ہے۔

رسیدن بخاری عاشق در بندگی صدر جہاں

عاشق بخاری کا صدر جہاں کی خدمت میں پہنچنا

گو سیا پزیدش از تن مرغِ جاں
گواہ اس کے جسم سے مرغِ جاں پر پڑ کر گیا
سر دشد از فرقِ سر تانا خنش
سر کی مانگ سے اس کے ناخن تک ٹھنڈے پڑ گئے
نے بجنبد و نے آمد در خطاب
وہ نہ حرکت میں آیا نہ بولا
جو کہ بوئے آں شہِ بلر و نور
اس پر شوکت اور منور شاہ کی خوشبو کے علاوہ

چول ۳ بدید او چہرہ صدرِ جہاں
جب اس نے صدر جہاں کا چہرہ دیکھا
ہچو چوب خشک افتاد آں تنش
اس کا جسم خشک لکڑی کی طرح گر پڑا
ہرچہ کردند از بخور و از گلآب
انہوں نے جو کچھ بھی دھوئی اور گلآب سے کیا
کار نادید در بخارا ہر بخور
بخارا میں کوئی دھوئی کارآمد نہ ہوئی

شاہ اچوں دید آں مَرُ عَفْرُ رُوئے اُو
پس فرود آمد ز مَر کب سُوئے اُو

بادشاہ نے جب اس کا زعفرانی چہرہ دیکھا
تو اس کی جانب سوری سے اتر آیا

گفت عاشق دوست جوید تیز و تفت
چونکہ معشوق آمد آں عاشق برفت

بولا عاشق معشوق کو تیزی اور گرمجوشی سے تلاش کرتا ہے
جب معشوق آیا ، وہ عاشق چلا گیا

عاشق تھی وَحِیِ آنست کُو
چوں بیاید از تو بُود تارِ مُو

تو اللہ کا عاشق ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ
جب آئے تو تیرے بدن کا بال بھی نہ رہے

صد چو تو فانی ست پیش آں نظر
عاشقی بر نفی خود خوارجہ مگر

اس کی نگاہ کے سامنے تجھ جیسے سیکندروں فانی ہیں
عاشقی بر نفی خود خوارجہ مگر

سایہ ۲ و عاشقی بر آفتاب
اے خوبا شاید تو بھی اپنی فنا کا عاشق ہے

سورج نکلا ہے تو سایہ فوراً فنا ہو جاتا ہے
شمس آید سایہ لا اگر دو شتاب

نہ کسی ستارے کا نشان رہا نہ رات کا
سورج نکلا ہے تو سایہ فوراً فنا ہو جاتا ہے

عقل رَحمتِ خویش انداز و بُروں
نہ کسی ستارے کا نشان رہا نہ رات کا

عقل اپنا بھید بسترِ باہر لا ڈالتی ہے
عقل رَحمتِ خویش انداز و بُروں

گشت آہو بیخبر اُفتاد زار
عقل اپنا بھید بسترِ باہر لا ڈالتی ہے

تو ہر بہوش ہو کر بحالت زار گرا
گشت آہو بیخبر اُفتاد زار

فہم کُن وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالسَّادَاتِ
تو ہر بہوش ہو کر بحالت زار گرا

سمجھ لے ، اللہ مددگی کو زیادہ جانتا ہے
فہم کُن وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالسَّادَاتِ

داو ۳ خواستینِ پشہ از دستِ بادِ حضرتِ سلیمان علیہ السلام
سمجھ لے ، اللہ مددگی کو زیادہ جانتا ہے

مچھر کا حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہمارے ہوا کی فریاد کرنا
داو ۳ خواستینِ پشہ از دستِ بادِ حضرتِ سلیمان علیہ السلام

پشہ آمد از حدیقہ وز گنیاہ
مچھر کا حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہمارے ہوا کی فریاد کرنا

بارغ اور گھاں سے مچھر آیا
پشہ آمد از حدیقہ وز گنیاہ

کالے سلیمان معدلت می گستری
بارغ اور گھاں سے مچھر آیا

کہ اے سلیمان! آپ انصاف کرتے ہیں
کالے سلیمان معدلت می گستری

مُرغ و ماہی در پناہِ عدلِ تُست
کہ اے سلیمان! آپ انصاف کرتے ہیں

پرند اور مچھلیاں آپ کے انصاف کی پناہ میں ہیں
مُرغ و ماہی در پناہِ عدلِ تُست

کیست آں گم گشتہ کشِ فضلتِ نجست
پرند اور مچھلیاں آپ کے انصاف کی پناہ میں ہیں

وہ کونسا گمراہ ہے جس کو آپ کی عنایت نے تلاش نہیں کیا
کیست آں گم گشتہ کشِ فضلتِ نجست

۱۔ شاہ صفد جہاں نے جب اس کی یہ حالت اور اس کا زرد چہرہ دیکھا تو سوری سے اتر کر اس کے پاس آ گیا۔ گفت۔ صد جہاں نے کہا عاشق کا معاملہ بھی عجیب ہے عاشق معشوق کو ڈھونڈتا ہے اور اس کے سامنے آنے پر فنا ہو جاتا ہے۔ عاشق حقی۔ خدا کے عاشق کا بھی یہی حال ہونا چاہیے کہ عاشق کو فنا کا حصہ حاصل ہو۔ صد چلو۔ اپنی اس فنا کو بھی کچھ نہ سمجھ رہا ہزاروں فانی ہیں۔

۲۔ سایہ وصال کے وقت فنا لازمی ہے سایہ ہوا وہ سورج پر عاشق ہو تو سورج کے نمودار ہوتے ہی سایہ غائب ہو جائے گا۔ چونکہ محبوب سورج ہے اور عاشق ستارہ اور شب ہے سورج کے نمودار ہونے سے شب اور ستارے غائب ہو جاتے ہیں۔ از مدلل۔ عشق کا تقاضہ ہے جنون جنون اور عقل میں ہر ہے ہچو شیر۔ عشق شیر ہے اور عقل ہرن ہے ہچو زور۔ عشق تیز آمدی ہے اور عقل مچھر ہے۔

۳۔ داو اس قصہ سے مچھر کی ہوا کے مقابلہ میں بے بسی کو ظاہر کرنا ہے۔ حدیقہ۔ باغ۔ سلیمان۔ حضرت سلیمان کی جن و انس پر حکومت تھی اور ہوا بھی ان کے حکم کے تابع تھی۔ کیست۔ تفصیل مشکل ہے مختصر یہ کہ ہر چیز آپ کے فضل کی طالب ہے۔

داد وہ! مارا کہ بس زاریم ما
ہمارا انصاف کیجئے کیونکہ ہم عاجز ہیں
مشکلات ہر ضعیفے از تو حل
ہر کمزور کی مشکلیں آپ سے حل ہوتی ہیں
شہرہ مارو ضعف و اشکستہ پری
ہماری شہرت کمزوری اور نوٹے ہوئے پروں میں ہے
اے تو در اطباق قدرت منتہی
اے وہ کہ آپ قدرت کے مرتبوں کی انتہا پر ہیں
داد وہ مارا از غم گن جدا
ہمارا انصاف کیجئے غم سے جدا کر دیجئے
پس سلیمان گفت لے انصاف جو
تو حضرت سلیمان نے فرمایا اے انصاف کے طالب!
کیست آں ظالم کہ از باد بروت
وہ ظالم کون ہے کہ جس نے غرہ سے
اے عجب در عہد ما ظالم کجاست
تعب ہے! ہمارے زمانے میں ظالم کہاں ہے
چونکہ مازادیم ظلم آں روز مرد
جب ہم پیدا ہوئے اس دن ظلم مر گیا
چوں آمد نور ظلمت نیست شد
جب نور آیا تاریکی معدوم ہوئی
نک شیطاں کسب و خدمت می کنند
یہ شیطاں کسب و خدمت کر رہے ہیں
اصل ظلم ظالماں از دیو بود
ظالموں کے ظلم کی جڑ شیطان سے تھی
ملک زال دادوست مارا گن فکان
خدا کی قدرت کن فکان نے ہمیں ملک ہی لئے دیا ہے

بے نصیب از باغ و گلزاریم ما
ہم باغ اور چمن سے بے نصیب ہیں
پشہ باشد در ضعیفی خود مثل
چمچر خود کمزوری میں ضرب المثل ہے
شہرہ تو در لطف و مسکین پردری
آپ کی شہرت مہربانی اور غریب پردری میں ہے
منتہی ما در کمی و گمراہی
ہم کمزوری اور گمراہی میں انتہا پر ہیں
دستگیر اے! دست تو دست خدا
اسد کہ آپ کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے ہماری دستگیری کیجئے
داد و انصاف از کہ میخوانی بگو
بتا تو کس سے فریاد اور انصاف چاہتا ہے؟
ظلم کردست و خراشیدہ است روت
ظلم کیا ہے اور تیرا چہرہ زخمی کیا ہے؟
کو نہ اندر حبس و در زنجیر ماست
جو ہماری قید اور زنجیر میں نہیں ہے؟
پس بعہد ما کہ ظلم پیش برد
تو ہمارے زمانے میں کون ہے جس نے ظلم کیا ہے؟
ظلم را ظلمت بود اصل و عضد
ظلم کی اصل اور بازو 'تاریکی' ہے
دیگراں بستہ باصفادند و بند
دوسرے بیڑیوں اور قید میں بندھے ہوئے ہیں
دیو در بندست استم چوں نمود
شیطان بند ہے 'ظلم' کیسے ہوا؟
تا نالہ خلق سوئے آسمان
تاکہ مخلوق آسمان کی جانب فریاد نہ کرے

۱۔ داد۔ چمچرنے ہوا کے ظلم کی یہ
تفصیل کی کہ وہ ہی باغ و گلزار میں
نہیں ٹھرنے دیتی۔ اطباق۔ طبق کی
جمع سے مرتبہ یعنی آپ کو ہر چیز پر اعلیٰ
سے اعلیٰ اقتدار حاصل ہے اور ہماری
کمزوری اور عقارت پر ب المثل
ہے۔

۲۔ اسد دست تو۔ نبی کا ہاتھ خدا کا
ہاتھ ہے۔ باد بروت۔ غرہ تکبر۔ کونہ۔
حضرت سلیمان نے سرکش شیطانوں
کو قید کر دیا تھا۔

۳۔ چوں۔ عدل نور ہے اور ظلم
تاریکی ہے۔ نک۔ شیطاں اور جن
حضرت سلیمان کی خدمت گداری
کرتے تھے۔ دیگران۔ جو سرکش
ہے۔ قیدی ہیں اسفلا صغدی جمع ہے
بیڑی اس ظلم کا سرچشمہ شیطاں ہیں
اور وہ مقید ہیں۔ کن فکان۔ یعنی ہمارے
خداوندی۔

۱۔ دُوبلا۔ یعنی مظلوموں کی فریادیں۔ تاکرود۔ مضطرب ہو جاتا ہے۔ عرش۔ مظلوم کی آہ عرش کو لرزادیتی ہے۔ مذہب۔ یعنی قانون انصاف۔ یاربے۔ یعنی مظلوم کو فریاد میں یارب کہنا۔ آسمانی شہد۔ شہد برحق اللہ کا خلیفہ ہوتا ہے۔
 ۲۔ گفت۔ مجھرنے کہا ہوانے ہم پر ظلم کیا ہے۔ خون۔ یعنی اپنا خون جگر پیچے ہیں۔ صریح۔ اس ظلم کے ثبوت کے لئے کسی شہادت کی بھی ضرورت نہیں ہے۔
 ۳۔ مظلوم۔ ظلم سہنے والا فریادی۔ دیوان۔ کچہری۔ دوی۔ جھمنہ ہٹ۔ مشو۔ یعنی مدعی کا بیان مدعیہ کی موجودگی میں ہونا چاہیے۔ ستانیاد۔ مدعی اور مدعیہ دونوں کی یہ بات سننے سے حق واضح ہوتا ہے۔

تا ببالا بر نیاید دودہا لے تاکہ دھویں لوپر نہ جائیں
 تانہ لرزد عرش از نلہ یتیم تاکہ یتیم کی فریاد سے عرش نہ لرزے
 زال نہادیم از ممالک مذہبے اسی لئے ہم نے ممالک میں ایک قانون بتلایا ہے
 منگر اے مظلوم سوئے آسمان اے مظلوم تو آسمان کی طرف نہ دیکھ
 گفت ۲۔ یقہ داد من از دست باد مجھرنے کہا میری فریاد ہوا کے ہاتھوں سے ہے
 ماز ظلم او بہ تنگی اندریم ہم اس کے ظلم سے تنگی میں ہیں
 ظلم او بر ما صریح ست و عیاں اس کا ظلم ہم پر صاف اور کھلا ہوا ہے
 داو ما و انصاف استاں ازو اس سے ہمارا عدل اور انصاف کیجئے
 اے شریف مزاج کریم متصف
 نیست مارا چارہ کردن جزو بیایاں سوائے بتا دینے کے ہمارے پاس کوئی تدبیر نہیں ہے
 اے کریم عادل اکرام خو
 امر کردن سلیمان علیہ السلام پشہ مظلوم ۳۔ را
 مظلوم مجھ کو حضرت سلیمان علیہ السلام کا حکم دینا کہ مدعی علیہ کو
 با حضار خصم بدیوان حکم
 کچہری میں حاضر کرے

پس سلیمان گفت اے زیبا دوی پھر حضرت سلیمان نے فرمایا اچھی بھمنہ ہٹا لے
 حق بمن گفت ست ہاں اے دادور حق بمن گفت ست ہاں اے دادور
 اللہ نے مجھ سے فرمایا ہے کہ خبردار اے منصف
 تانیاید ہر دو خصم اندر حضور تانیاید ہر دو خصم اندر حضور
 جب تک دونوں فریق کچہری میں نہ آجائیں
 امر حق باید کہ از جاں بشوی تجھے اللہ کا حکم دل و جان سے سننا چاہیے
 مشو از خصمے تو بے خصمے دگر مشو از خصمے تو بے خصمے دگر
 کسی فریق کی دوسرے فریق کے بغیر بات نہ سننا
 حق نیاید پیش حاکم در ظہور حاکم کے لئے حق ظاہر نہیں ہوتا ہے

خصم! تنہا گر بر آرد صد نفیر
 ایک فریق اگر سو چیچ پکد کرے
 من نیارم روز فرماں تافتن
 میں اللہ کے حکم سے منہ نہیں موڑ سکتا
 گفت قول تست برہان درست
 اس نے کہا آپ کا فرمانا صحیح دلیل ہے
 بانگ زد آں شہ کہ اے بادِ صبا
 ان شہ نے آواز دی اے بادِ صبا!
 ہیں مقابل شوخصمت روبرو
 خبردار اپنے مدی کے روبرو مقابل ہو جا
 بادِ چوں بشنید آمد تیز تیز
 ہوا نے جب سنا وہ بہت تیز آئی
 پس سلیمان گفت اے پشہ کجا
 حضرت سلیمان نے فرمایا تو مجھ کہاں جاتا ہے
 گفت لے شہ مرگ من از نو و اوست
 اس نے کہا لے شہ اس کو جو دے میری موت ہے
 او چو آمد من کجایا بم قرار
 جب وہ آگئی میں کہاں ٹھہروں؟
 چمنیں جویائے درگاہِ خدا
 اسی طرح اللہ کے مبارک کی جستجو کرنے والا
 گرچہ وصل بقا اندر بقا ست
 اگرچہ تیرا وہ وصل بقا وہ بقا ہے
 سایہائے کہ بود جویائے نور
 وہ سامنے جو نور کے جویاں ہوں
 عقل کے ماند چو باشد سرور
 عقل کہاں ٹھہرتی ہے جب اس کو جو میں لانے والا موجود ہو

ہاں وہاں بے خصم قول او مکیر
 خبردار خبردار! بغیر دوسرے فریق کے اس کی بات نہ مان
 خصم خود را رویا و رسوئے من
 جا اپنے مدی علیہ کو میرے پاس لا
 خصم من بادست و اودر حکم تست
 میرا مدی علیہ ہوا ہے اور وہ آپ کے حکم میں ہے
 پشہ افعال کرد از ظلمت بیا
 پشہ نے تیرے حکم کی شکایت کی ہے؟
 پاش گوو بکن دفع عدو
 اس کا جواب دے اور دشمن کی مدافعت کر
 پشہ بگرفت آں زما راہ گریز
 اس وقت مجھ نے راہ فرار اختیار کی
 باش تاہر ہر دورانم من قضا
 ٹھہر تاکہ میں دونوں کا فیصلہ کروں
 خود سیاہ ایں روز من از دو دوست
 میرا یہ دن اس کے دھویں سے کالا ہے
 کوہر آرد از نہاد من دمار
 کیونکہ وہ مجھے مدد ذاتی ہے
 چوں خدا آید شود جویندہ لا
 جب خدا آجاتا ہے وہ فنا کی جستجو کرتا ہے
 لیک ز اول آں بقا اندر فنا ست
 لیکن شروع میں وہ بقا فنا میں ہے
 نیست گردد چوں کند نورش ظہور
 فنا ہو جاتے ہیں جب اس کا نور ظاہر ہوتا ہے
 کل شیء ہالک الا وجهہ
 اس کی ذات کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے

۱۔ خصم۔ مدعالیہ کی غیر حاضری
 میں مدی کے قول پر فیصلہ نہیں کیا جا
 سکتا۔ من نیارم۔ چونکہ فریقین کی
 موجودگی ضروری ہے تو مدعالیہ کو حاضر
 کر۔ گفت۔ مجھ نے حضرت
 سلیمان کی بات تسلیم کرتے ہوئے
 عرض کیا کہ مدعالیہ آپ کے زیر فرمان
 ہے اس کو حاضری کا حکم دیدیتے
 ہوں۔ بانگ زد۔ حضرت سلیمان نے ہوا کو
 طلب کر لیا۔ راہ گریز۔ جب
 ہوا تیزی سے چلی مجھ بھاگ نکلا۔
 ۲۔ پس سلیمان۔ حضرت سلیمان
 نے مجھ سے کہا تو یہاں ٹھہر تاکہ
 دونوں کی موجودگی میں فیصلہ کیا جا
 سکے۔ بودان۔ اس کا وجود و دلو۔
 یعنی اس کا ظہور نہاد۔ بنیاد اصل۔
 دمار۔ ہلاکت۔ چمنیں۔ جس طرح ہوا
 کا وجود مجھ کی فنا ہے اسی طرح وصل
 حق و اصل کی فنا ہے۔
 ۳۔ گرچہ وصل۔ اگرچہ بقا
 باللہ حاصل ہوتی ہے لیکن اس سے
 پہلے مقام فنا طے کرنا پڑتا ہے۔
 سایہائے۔ ممکن کا وجود غل اور سایہ
 ہے ذات باری نور ہے نور کے ظہور
 کے وقت سایہ معدوم ہو جاتا ہے۔
 سرور۔ وجود میں لانے والا۔ کل۔
 شے۔ ذات باری کے علاوہ ہر شے
 فانی ہے۔

ہالک آمد پیش و چشم ہست نیست ہستی اندر نیستی خود طرفہ ایست

اس کی ذات کے سامنے یہ فانی فانی اور باقی ہے
اندریں محضر خرد ہا شد ز دست
اس مقام میں عقلیں ہاتھ سے جاتی رہیں
چوں قلم اینجا رسیدہ شد شکست
جب قلم اس جگہ پہنچا ٹوٹ گیا

نواختن معشوق عاشق بیہوش خود را تا بہوش باز آید
معشوق کا اپنے بے ہوش عاشق کو نوازنا تاکہ وہ ہوش میں آ جائے

باز گرم جانب صدر جہاں در نوازش عاشق خود را نہاں

میں پھر صدر جہاں کی طرف پلٹتا ہوں
بر رخس می کرد اشک تر نثار
اس کے چہرے پر تر آنسو نچھاور کر رہا تھا
انک اندک از کرم صدر جہاں
صدر جہاں تھوڑا تھوڑا کرم کر کے
زر نثار آرد دمت دامن کشا
میں تیرے لوہے نچھاور کرنے کو سونالایا ہوں دامن پھیلا

می کشید از مینہشی اش در بیاں
اس کو بے ہوشی سے باتوں کی طرف لایا
بانگ ۳ ز در گوش اوشہ کاے گدا
شلہ نے اس کے کان میں کہا ' اے فقیر!

جان تو کاندہ فرام می طپید
تیری جان جو میری جدائی میں تڑپ رہی تھی
اے بدیدہ در فرام گرم و سرد
اے وہ کہ جس نے میرے فراق میں گرم و سرد دیکھے

مرغ ۳ خانہ اشترے را بے خرد
گھریلو مرغ بے عقلی سے ایک لونٹ
چوں بخانہ مرغ اشتر پانہاد
جب مرغ کے ڈبہ پر لونٹ نے پاؤں رکھا

خانہ مرغ ست عقل و ہوش ما
ہماری عقل اور ہوش مرغ کا ڈبہ ہے
چوں مہمانش بخانہ می برد
مہمان بنانے کے لئے اپنے گھر لے جاتا ہے
خانہ ویراں گشت و سقف اندر فتاد
ڈبہ ٹوٹ گیا اور حجت اندر گر گئی
ہوش صالح طالب ناقہ خدا
ہوش حضرت صالح ہے جو اللہ کی لوثنی کا طالب ہے

ہالک آمد۔ فانی فی اللہ موجود بھی ہے معدوم بھی وہ اپنی ذات کے اعتبار سے معدوم ہے اور چونکہ اس کو بقایا اللہ حاصل ہے اس لئے موجود ہے اس مالک میں ہستی اور نیستی کا اجتماع غیر ان کن ہے اندر میں محضر۔ یعنی وجود و عدم کا اجتماع اور عظمت باری کا بیان۔

در نوازش۔ صدر جہاں وہ پردہ اس پر عنایت کر رہا تھا۔ بر رخس۔ اس بیہوش کے جذباتوں پر صدر جہاں کے آنسو گر رہے تھے می کشید۔ اس کو بے ہوشی سے ہوش میں لا رہا تھا تاکہ وہ باتیں کرنے لگے۔

۳ بانگ۔ صدر جہاں نے اس کے کان میں کہا کہ میں تیرا مطلوب زرد لایا ہوں دامن پھیلا۔ جان تو فراق میں تیری جان بے چین تھی اب جبکہ میں مدد کو آیا ہوں تو وہ کیوں بھاگ گئی ہے۔

۳ مرغ۔ مولانا اب اس قصہ سے نتیجہ نکالتے ہیں اور اس سے پہلے سمجھاتے ہیں کہ انسان کے عشق خداوندی میں جتلا ہونے کی یہ مثال ہے کہ یا مرغ لونٹ کو اپنا مہمان بنالایا جب اس لونٹ نے اس کے گھر میں قدم رکھا تو گھر پر باد ہو گیا اور بیٹھ گیا۔ یہی حال انسان اور عشق الہی کا ہے کہ جب وہ مہمان بن کر آتا ہے تو خانہ مرغ جو عقل و ہوش میں ہیں وہ ختم اور فنا ہو جاتے ہیں۔ ہوش صالح۔ ہوش یا مثال حضرت صالح کی سی ہے جس نے اللہ کی ناقہ طلب کی اور عشق یا مثال نافتہ کی ہے جس نے قوم کا گھاس پانی سب ختم کر دیا تھا۔



اے خود ما بخودتی و مستیت

اے اہل وجود تیری بے خودی اور مستی ہے

باتو بے لب این زماں من نو بنو

میں اس وقت تجھ سے بغیر ہونوں کئے تازہ تازہ

زماں کہ آں لبہا ازیں دم می رمد

کیونکہ وہ ہونٹ اس بات سے گریز کرتے ہیں

گوش بے گوش دریں دم برگشا

بے گوش کے گوش اس بات میں کھول

چوں صلّائے وصل بشعیدن گرفت

جب وصل کی دعوت سنی شروع کی

نے کم از خاک ست کز عشوہ صبا

وہ مٹی سے گیا گز نہیں ہے کہ باد صبا کے تازہ انداز سے

کم ز آب نطفہ نبود کز خطاب

وہ نطفہ سے گم نہیں تھا کہ وہ اللہ کے حکم سے

کم ز بادے نے کہ شد از امر گن

وہ ہوا سے کم نہیں ہے کہ وہ کن کے حکم سے بن گئی

کم ز نارے نیست کز امر سلام

وہ آگ سے کم نہیں کہ سلامتی کے حکم سے

کم ز چوبے نیست در دفع عدو

وہ لکڑی سے کم نہیں ہے کہ دشمن کی ممانعت کے لئے

کم ز سنگ کوہ نبود کزو لاد

وہ پہاڑ کے پتھر سے کم نہیں جن سے ولادت کے طریقہ پر

زیں ہمہ بگذر نہ آں مایہ عدم

اس سب کو چھوڑ کیا عدم کی مادہ نے

بر جہید و بر طہید و شاد شاد

وہ کوہ اور اچھل پڑا ' اور خوش خوشی

اے خود ما بخودتی و مستیت

اے اہل وجود تیری بے خودی اور مستی ہے

باتو بے لب این زماں من نو بنو

میں اس وقت تجھ سے بغیر ہونوں کئے تازہ تازہ

زماں کہ آں لبہا ازیں دم می رمد

کیونکہ وہ ہونٹ اس بات سے گریز کرتے ہیں

گوش بے گوش دریں دم برگشا

بے گوش کے گوش اس بات میں کھول

چوں صلّائے وصل بشعیدن گرفت

جب وصل کی دعوت سنی شروع کی

نے کم از خاک ست کز عشوہ صبا

وہ مٹی سے گیا گز نہیں ہے کہ باد صبا کے تازہ انداز سے

کم ز آب نطفہ نبود کز خطاب

وہ نطفہ سے گم نہیں تھا کہ وہ اللہ کے حکم سے

کم ز بادے نے کہ شد از امر گن

وہ ہوا سے کم نہیں ہے کہ وہ کن کے حکم سے بن گئی

کم ز نارے نیست کز امر سلام

وہ آگ سے کم نہیں کہ سلامتی کے حکم سے

کم ز چوبے نیست در دفع عدو

وہ لکڑی سے کم نہیں ہے کہ دشمن کی ممانعت کے لئے

کم ز سنگ کوہ نبود کزو لاد

وہ پہاڑ کے پتھر سے کم نہیں جن سے ولادت کے طریقہ پر

زیں ہمہ بگذر نہ آں مایہ عدم

اس سب کو چھوڑ کیا عدم کی مادہ نے

بر جہید و بر طہید و شاد شاد

وہ کوہ اور اچھل پڑا ' اور خوش خوشی

اے زہست ما ہمارہ ہستیت

اے تیری ہستی ہمیشہ ہماری ہستی سے ہے

راز ہائے کہنہ میگویم شنو

پرانے راز کہتا ہوں ' سن

بر لب جوئے نہاں برمی دمد

وہ بات مخفی نہر کے کنارے پر آگئی ہے

بہر راز یفعل اللہ مایشا

اس راز کے لئے کہ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے

اندک اندک مردہ جُنبیدن گرفت

مردے نے تھوڑا تھوڑا بننا شروع کر دیا

سبزہ پوشد سر برآرد از فنا

سبزہ پہن لیتی ہے ' عدم سے سر اٹھاتی ہے

یوسفال ز ایند رخ چوں آفتاب

آفتاب جیسے چہرے والے یوسفوں کو جتنا ہے

در رحم طاووس و مرغ خوش سخن

رحم میں مور خوش الحان پرند

گلستاں شد بر خلیل خوش کلام

خوش کلام خلیل اللہ پر گلستان بن گئی

گشت از تو درہائے منکر ز امر ہو

اللہ کے حکم سے وہ خوفناک اڑھلا بن گئی

ناقہ کاں ناقہ ناقہ زاد زاد

اس ٹوٹنی کو جتنا جس نے ٹوٹنی کو جتنا

علی زاد و بزیاید دمبدم

عالم کو نہیں جتنا مور دمبدم جن رہی ہے

یکدو چرخے زد سجود اندر فتاد

اس نے ایک دو بار رقص کیا اور سجدے میں گر پڑا

بشکفید از رُوئے او و شاد شد در وصال از بندِ ہجر آزاد شد
وہ اس کا چہرہ دیکھ کر کھل گیا اور خوش ہو گیا وصال میں فراق کی قید سے آزاد ہو گیا

باخویش آمدن عاشقِ بیہوش و رُوئے باز آوردن
بے ہوش عاشق کا ہوش میں آنا اور معشوق کی تعریف
یہ ثنا و شکرِ معشوق

اور شکر کی طرف متوجہ ہونا

گفتے معقائے حق جل جلالہ

بولے اے خدائی عقاء ۱۰ جن کی طواف گاہ ہے

اے سرافیل نیامت گاہِ عشق

اے عشق کے میدانِ حشر کے اسرائیل

اولیں خلعت کہ خواہی دادم

سب سے پہلی خلعت جو آپ مجھے دیں

گرچہ میدانِ بصفوتِ حالِ من

اگرچہ باطن کی صفائی کی جہ سے آپ میرا حل جانتے ہیں

صد ہزاراں بار اے صدرِ فرید

اے یکتا صدرا لاکھوں بار

آں سمعی ۲ تو وَاں اصفائے تو

وہ آپ کا سننا اور آپ کا کان دھرنا

آں نیوشیدن کم و بیش مرا

وہ میرے کم و بیش کو سننا

قلبہائے ۳ من کہ آں معلوم تست

میرے کھولنے سکے جو آپ جانتے تھے

بہر گستاخ و شوخِ غرہ

ایک گستاخ اور شوخ ہے ہوئے کے لئے

اولاً بشنو کہ چوں ماندم ز شست

اولاً سنئے کہ جب میں کند سے نکل گیا

اولاً بشنو کہ چوں ماندم ز شست

اولاً سنئے کہ جب میں کند سے نکل گیا

شکر کہ باز آمدی زان کوہِ قاف

شکر ہے کہ تو کوہِ قاف سے واپس آ گیا

اے تو عشقِ عشق وَاے لخواہِ عشق

اے وہ کہ تو عشق کا عشق اور عشق کا محبوب ہے

گوشِ خواہم کہ نہی بر رُوزِ نم

میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے منہ پر کان رکھ دیں

بندہ پرور گوشِ گن اقوالِ من

بندہ پرور یا میری باتیں بھی سن لیجئے

ز آرزوئے گوشِ تو ہوشم پرید

آپ کے کان کی آرزو میں میرے ہوش اڑے ہیں

داں تبسمہائے جاں افزائے تو

وہ آپ کی جان بڑھانے والی مسکراہٹیں

عشوۂ جانِ بد اندیشِ مرا

میری بداندیش جان کے مکر کو سننا

پس پذیرفتی تو چوں نقدِ درست

کھرے نقد کی طرح آپ نے بہت قبول کئے ہیں

حلمہا در پیشِ حلمتِ ذرہ

بہمتی بردباری آپ کی بہمدی کے ساٹھ ایک ذرہ ہیں

اول و آخر بہ پیشِ من بجست

تو آغاز و انجام میرے سامنے سے چل دیا

اول و آخر بہ پیشِ من بجست

تو آغاز و انجام میرے سامنے سے چل دیا

۱۔ گفت۔ اس مدہوش نے ہوش

میں آ کر صدرِ جہاں کو خطاب کیا اور کہا

آپ کی ذات میرے لئے عقاء ہو گئی

تھی خدا کا شکر ہے کہ وہ کوہِ قاف سے

واپس آ گئی۔ طواف کی جگہ۔

اے تو۔ آپ پر عشق عاشق ہے اور

آپ عشق کے محبوب ہیں۔ خلعت۔

شاہی عطیہ کا لباس۔ انعام۔ روزن۔

یعنی منہ کا سوراخ صفوت۔ یعنی قلب

کی صفائی۔ ز آرزوئے۔ یعنی اس آرزو

میں بیہوش ہوا ہوں کہ آپ کے کان کو

اپنا دروغ سناسکوں۔

۲۔ آں سمعی۔ کان کے شوق میں

مدہوشی اس لئے طاری ہوئی تھی کہ

آپ کے کان کی مہربانیاں یاد آتی تھیں

اصغائے۔ کان دھرنا۔ توجہ کرنا۔ عشوہ۔

میری ناقص جان جو مکر کرتی تھی وہ

میں آپ سے کہتا تھا اور آپ اس کو سن

لیتے تھے۔

۳۔ قلبہائے۔ مصنوعی احوال

آپ کو سناتا تھا آپ ان کو صحیح احوال کی

طرح قبول کر لیتے تھے۔ حلمہا۔ میری

بتولی حالت پر آپ ایسی بردباری

برتتے تھے کہ اس پر سینکڑوں

بردباریاں قربان ہیں۔ اولاً۔

بجاءِ صدرِ جہاں سے اپنے احوال

بیان کرتا ہے۔ اول۔ یعنی میں اپنے

انجام و آغاز سے بے خبر ہو گیا۔

کہ بے جستم ترا ثانی نبود

کہ میں نے بہت ڈھونڈا آپ کا کوئی ثانی نہ تھا
گوئیَا ثالثِ ثلاثہ گفتہ ام

گویا کہ میں تین میں سے تیسرے کا قاتل ہو گیا ہوں
می ندانم خالصہ از رابعہ

میں پانچویں کو چوتھے سے ممتاز نہیں کر سکتا
از حواسِ خمسہ بوم در زیاں

میں پانچوں حواس سے ' نقصان میں تھا
گوئیَا بارید بر من غم دو تو

گویا مجھ پر دہرا غم برسا
خوں ہی گرید فلک از نالہ ام

میرے رونے سے آسمان خون کے آنسو روتا ہے
پے بری باشد یقین از چشم ما

کھوج لگا لیجئے وہ یقیناً ہماری آنکھ کا ہو گا
زابر خواہد تلبارد بر زمیں

وہ ابر سے چاہتا ہے کہ زمین پر برسے
یا بگریم یا بگویم چوں گنم

روں یا بات کروں کیا کروں
ور بگویم چوں گنم شکر و ثنا

اگر روں شکر یہ اور تعریف کیسے کروں
میں چہ افتادست از دیدہ مرا

دیکھ آنکھوں سے مجھ پر کیا افتاد پڑی ہے
کہ بزد و بگریست ہم دوں ہم شریف

کہ اس پر بذیل بھی اور شریف بھی رونے لگا
حلقہ کرد لیل بخارا گرد او

کہ بخدا والوں نے اس کے گرد حلقہ کر لیا

ثانیاً بشنو تو اے صدرِ ودود

دوسرے سینے ' اے محبوبِ صد
ثلاثاً تا از تو بیرون رفته ام

تیسرے جب سے کہ میں آپ کے پاس سے باہر نکلا ہوں
رابعاً چوں سوخت ما را مزرعہ

چوتھے ' جب میرا کھیت جل گیا
خامساً در ہجرت اے صدرِ جہاں

پانچویں ' اے صدرِ جہاں! تیرے فراق میں
سادماً از شش جہت بے رُوئے تو

چھ ' تیرے چہرے کے بغیر چھ جانبوں سے
سابع از ثامن ندانم ضالہ

مجھے ساتویں آٹھویں میں تمیز نہ رہی میں گمشدہ ہوں
ہر کجایی تو خوں بر خاکہا

زمینوں پر جہاں بھی آپ خون پائیں گے
گفت رعدست وایں بانگ و حنین

میری گفتگو اور یہ آواز اور دنا ' کڑک ہے
من میان گفت و گریہ می تنم

میں بولنے اور رونے کے درمیان کشمکش میں ہوں
گر بگویم فوت می گردد بُکا

اگر بولتا ہوں ' دنا چھوٹا ہے
می فتد از دیدہ خون دل شہا

اے شہا! آنکھوں سے دل کا خون بہ رہا ہے
ایں بکفت و گریہ در شد آں نحیف

یہ کہا اور وہ لاغر رونے لگا
از دلش چنداں بر آمد ہائے و هو

اس کے دل سے ایسی ہائے و ہو نکلی

۱۔ ودود۔ دوست۔ ثالث۔ ثالث ثلاثہ
یعنی میں عیسائیوں کے شرک میں
جلا ہو گیا۔ مزرعہ۔ یعنی اعمال کی
کھیتی۔ خامساً۔ یعنی اپنے حواس کھو
بیٹھا۔

۲۔ ضالہ۔ بھٹکا ہوا۔ گفت۔ اس
نے کہا کہ میری بات اور آواز دنا بھول
کڑک کے ہے جو میری آنکھوں کے
ابر سے آنسو بہانا چاہتی ہے۔ من
میان۔ میں دوتا ہوں تو زبانی شکرے
سے محروم ہو جاتا ہوں شکوہ کرتا ہوں تو
پھر رو نہیں سکتا۔

۳۔ می فتد۔ دیکھئے اب میری
آنکھوں سے خون کے میری آنکھوں
سے خون کے آنسو گرنے شروع ہو
گئے ہیں۔ نحیف۔ لاغر۔ وں۔ کہینہ

خیرہ! گویاں خیرہ گریاں خیرہ خندہ
بہت بولتے ہوئے بہت دتے ہوئے بہت ہستے ہوئے
شہر ہم ہمرنگ اوشد اشک ریز
شہر بھی آنسو بہاتے ہوئے اس جیسا ہو گیا
آسمان میگفت آل دم باز میں
اس وقت آسمان زمین سے کہہ رہا تھا
عقل حیراں کہ چہ عشقت و چہ حال
عقل حیراں تھی کہ عجب عشق ہے اور عجب حال ہے
چرخ ۲ بر خواندہ قیامت نلمہ را
آسمان نے قیامت نامہ پڑھ لیا ہے
با دو عالم عشق را بیگانگی
عشق کو دونوں جہان سے اجنبیت ہے
سخت پنہان ست و پیدا حیرتش
وہ ایک سخت پوشیدہ چیز ہے جس کی حیرانی کھلی ہوئی ہے
غیر ہفتادو دو ملت کیش او
بہتر ملتوں کے علاوہ اس کا مذہب ہے
مطرب ۳ عشق ایں زند وقت سماع
عشق کا گویا 'سماع' کے وقت یہ بجاتا ہے
پس چہ باشد عشق دریائے عدم
تو عشق کیا ہے؟ فنا کا دیا ہے
بندگی و سلطنت معلوم شد
غلامی اور حکومت اگر محسوس ہوئی

مردوزن خرد و کلاں حیراں شدند
مرد و عورت چھوٹے اور بڑے حیراں ہو گئے
مردوزن در ہم شدہ چوں رستخیز
قیامت کی طرف مرد و عورت گڈمڈ ہو گئے
گر قیامت راندیدی بہ میں
اگر تو نے قیامت نہیں دیکھی ہے تو دیکھ لے
کہ فراق او عجب تریا وصال
کہ اس میں ہجر زیادہ تعجب خیز ہے یا وصل
تا حجرہ بر دریدہ جلمہ را
کھکشاں نے کپڑے پھاڑ لئے ہیں
اند و ہفتاد و دو دیوانگی
اس میں بہتر دیوانگیاں ہیں
جان سلطانان جاں در خسرش
جان کے شہنشاہوں کی جان اس کی حسرت میں ہے
تخت شاہاں تختہ بندی پیش او
اس کے سامنے شاہوں کا تخت کانٹہ کا ہے
بندگی بند و خداوندی صداع
غلامی قید اور آقا کی حریت ہے
در شکستہ عقل را آنجا قدم
وہاں عقل کے پاؤں شکستہ ہیں
زیں دو پرودہ عاشقی مکثوم شد
ان دونوں پرووں میں عاشقی چھپ گئی



۱۔ خیرہ اب اس کی یہ حالت تھی
کبھی شکوے کرتا کبھی روتا کبھی ہنستا
ان جوانانہ حرکات پر سب حیراں تھے۔
شہر۔ اس کی یہ حالت زار دیکھ کر پورا
شہر رونے لگا۔ ذخیر۔ قیامت کے
میدان میں مردوزن سب باہم مخلط
ہو جائیں گے۔ آسمان۔ آسمان زمین
سے کہتا تھا کہ اگر قیامت نہ دیکھی ہو
تو۔ اس کا نمونہ ہے دیکھ لے کہ
فراق۔ یعنی یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس
عاشق کا ہجر زیادہ دھناک ہے یا
وصل زیادہ دھناک ہے۔

۲۔ چرخ۔ آسمان قیامت کا بیان
پڑھ کر اس حالت پر اس کو مطمئن کر رہا
تھا۔ حجرہ۔ کھکشاں۔ بادو عالم۔ یہاں
سے مولانا نے عشق کے صفات بیان
کرنے شروع کئے ہیں یعنی عشق کے
احوال دونوں جہان کے احوال سے جدا
ہیں۔ اندو۔ دنیا کے ہر پاگل میں
ایک قسم کی دیوانگی ہوتی ہے عاشق میں
بہتر دیوانگیاں ہوتی ہیں۔ سخت۔ عشق
خود ایک پوشیدہ چیز ہے لیکن اس کے
آجڑ بہت کھلے ہوئے ہوتے ہیں
انبیا مباد جو اپنی بندگیوں کے اس کی تمنا
کرتے رہے۔ غیر ہفتادو۔ عشق کا
مسکراہ مذہب دنیا کے تمام مسلکوں
اور مذہبوں سے جدا گانہ ہے یہ شاہی
تخت کو پاؤں کی بڑی خیل کرتا ہے۔
تختہ بندی۔ پہلے زمانے میں قیدی کا
پاؤں کاٹ میں بچھلایا جاتا تھا۔

۳۔ مطرب۔ عشق عشق کی یہ صدا
ہے کہ غلامی اس کے لئے قید ہے اور
آقا کی اس کے لئے حریت ہے۔
پس۔ ہم نے جو حال بیان کیا ہے تو
عشق مجازی کی کیفیات میں اب اگر
عاشق خداوندی ہو تو اس کی صفات کو
اس پر قیاس کر لو لیکن اس کے معاملے

میں عقل کام نہیں کرتی ہے لہذا قیاس بھی نہ کر سکو گے۔ بندگی۔ کوئی انسان بندگی اختیار کرتا ہے کوئی تخت سلطنت پسند کرتا
ہے لیکن یہ دونوں باتیں عشق کے لئے پرواہ و حجت میں عشق ان کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا۔

تاز مستان پردہا بر داشتے
تا کہ عاشقوں کے پردے اٹھا دیتا
پردہ دیگر برو بستی پداں
سمجھ لے اس پر ایک دمرا پردہ تو نے ڈال دیا
خون بخون شستن محالست و محال
خون کو خون سے دھونا محال و محال ہے
روز و شب اندر قفص درمی دم
دن رات پنجرے میں پھونک بھر رہا ہوں
دوش ایجاں برجہ پہلو خفتہ
اے جان! تو کل رات کس پہلو پر سوئی تھی؟
اولاً برجہ طلب گن محرمے
پہلے اٹھ کسی محرم راز کو تلاش کر
اللہ اللہ اُسترے برزرو باں
اللہ اللہ گویا سیڑھی پر لوٹ ہے
یا جمیل اُستر خواند آسماں
آسمان پکارتا ہے اے عمدہ پردہ پوشی کرنے والے
تاہمی پوشیش او پیدا ترست
کہ تو اس کو چھپاتا ہے وہ زیادہ ظاہر ہوتا ہے
سر برآرد چوں علم کاینک منم
وہ عشق جھنڈے کی طرح سر اٹھاتا ہے کہ میں رہوں
کائے مد مغ چوںش می پوشی بیوش
اے بدماغ! تو اس کو کیسے چھپاتا ہے چھپا

کاشکے! مستی زبانے داشتے
کاش عشق زبان رکھتا
ہرچہ گوئی ایدم ہستی ازاں
اے انسانی وجود کی گفتگو تو جو کچھ بتاتی ہے
آفت ادراک آں قال ست و حال
اس عشق کے علم کے لئے قول اور حال بتاتی ہے
من ۲ چوبا سودا یانش محرم
میں چونکہ اس عشق کے سودا یوں کا محرم راز ہوں
سخت و مست و بنجود و آشفہ
تو بہت ست اور مدہوش اور پریشان ہے
ہاں وہاں ہمدار بر ناری دے
خبر دہ! خبر دہ! سانس نہ لے
عاشق و مستی و بکشاہ زباں
تو عاشق اور مست ہے اور زبان کھولے ہوئے ہے
چوں ۳ ز راز و ناز او گوید زباں
جب زبان اس عشق کا راز اور انداز بیان کرتی ہے
سترچہ در پیشم و پنبہ آذرست
پردہ پوشی کیسی! لون اور روئی میں آگ ہے
چوں بکوشم تا سرش پنہاں کنم
میں جب کوشش کرتا ہوں کہ اس عشق کے دروں کی چھپوں
غم انغم گیر دم ناگہ دو گوش
وہ عشق میری دھڑکی کے لئے میرے دھڑکوں کا پکارتا ہے

۱۔ کاشکے۔ کوئی دمرا عشق کی حقیقت نہیں بیان کر سکتا اگر عشق کے خود زبان ہوتی تو وہ اپنا اور عاشقوں کا حل بیان کر سکتا ہرچہ گوئی۔ انسان عشق کے جو اوصاف گناتا ہے اس سے اس کی معرفت کی بجائے اور جہالت پیدا ہوتی ہے آفت۔ انسان کا قول و فعل تو اس کی حقیقت سمجھنے میں مانع ہے لہذا اس کے ذریعہ اس کی حقیقت کو واضح کرنا ایسا ہے جیسے کہ کوئی خون کو خون کے ذریعہ دھوئے۔
۲۔ من چہ۔ مولانا فرماتے ہیں چونکہ میں عاشقوں کا محرم راز ہوں لہذا عشق کی حقیقت سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں لیکن وہ کوشش ایسی رازگاہاں ہے جس طرح پنجرے میں پھونک بھرنا رازگاہاں ہوتا ہے سخت۔ اب مولانا اپنے آپ کو خطاب کر کے فرماتے ہیں کہ تیرا عشق کی حقیقت کو بیان کرنے کا دعویٰ تیرے پرانہ خیال ہے جو شب کی بے چینی کے اثرات ہوتے ہیں۔ ہاں۔ اپنے آپ کو تعبیر کرتے ہیں کہ عشق کی حقیقت کے بیان کو چھوڑ پہلے کوئی محرم تلاش کر بھر اس سے بات کرنا۔ ہاں۔ نہ آری بعض کسوں میں ناہدے ہے۔ عاشق۔ مولانا اپنے آپ کو فرماتے ہیں کہ تو عاشق اور مست ہے اور پھر زبان چلاتا ہے یہ تو اس قدر حیرت انگیز بات ہے جیسے کہ لائٹ سیڑھی پر چڑھے۔
۳۔ چوں۔ جب میری زبان عشق کے ناز و انداز کا بیان شروع کرتی ہے تو آسمان خدا کو پکارا کہ ان رازوں کے مخفی رہنے کی دعا کرتا ہے جمیل اُستر۔ بہترین پردہ پوش۔ ستر۔ عشق کے راز کو چھپانا ایسا ہی ہے کہ جیسے کوئی چنگاری کو روٹی میں چھپائے۔ چوں



بکوشم۔ جب میں عشق کو چھپانے کی کوشش کرتا ہوں تو وہ اور سر اٹھاتا ہے اور مجھ کو لیل کرنے کے لئے میرے دھڑکوں کا پکار کر کہتا ہے کہ مجھے چھپا کر دیکھو کیسے چھپا سکتا ہے غم انف۔ ناک کا خاک آلودہ ہونا۔ لیل ہونا۔

گویمش! رو گرچہ بر جو شیدہ
میں اس سے کہتا ہوں جا، تو اگرچہ جوش میں ہے
گوید او محبوسِ خبستِ اس تنم
وہ کہتا ہے کہ میرا یہ جسم مکے میں مقید ہے
گویمش زال پیش کہ گردی گرد
میں اس سے کہتا ہوں اس سے پہلے کہ تو گردی ہو چھپ جا
گوید از جام لطیفِ آشام من
وہ کہتا ہے کہ میں لطیفِ آشام جام کے ذریعہ
چوں بیاید شام و دزد جام من
جب شام ہو جائے گی اور وہ میرا جام چرائے گی
زالِ عَرَبِ بنہاد نامِ مدام
اسی لئے عربوں نے شراب کا نام مدام رکھا ہے
عشق جوشد بادۂ تحقیق را
عشق تحقیق کی شراب کو جوش دیتا ہے
چوں بجوئی تو بتوفیق حسن
جب تو اچھی توفیق کے ذریعہ تلاش کرے گا
چوں بیفزاید توفیق را
جب وہ عشق توفیق کی شراب کو بڑھاتا ہے
آبِ گرد و ساقی دہم مست آب
پانی ساقی بن جاتا ہے اور پانی ہی مست بن جاتا ہے

ہمچو جاں پیدائی و پوشیدہ
تو جان کی طرح ظاہر ہے اور پوشیدہ ہے
چوں مے اندر بزمِ خنکِ میز نم
شراب کی طرح میں مجلس میں ہتھیلیں بجاتا ہوں
تانیاید آفتِ مستی برد
تاکہ اس پر مستی کی مصیبت نہ آجائے
یارِ روزم تا نمازِ شام من
دن کا شام کی نماز تک تیرا ساتھی ہوں
گویمش دادہ کہ نامد شام من
میں اس سے کہوں گا واپس دیدے کیونکہ میری شام نہیں ہوئی ہے
زانکہ سیری نیست مے خور و رلہ دام
کیونکہ شراب نوش کو کبھی سیری نہیں ہوتی ہے
او بود ساقی نہاں صدیق را
وہ دوست کے لئے مخفی ساقی ہوتا ہے
ہادہ آبِ جاں بودا بریق تن
تو شرابِ روح کے لئے آبِ حیات اور جسمِ جام بن جائے گا
قوتِ مے بشکند ابریق را
شراب کی تیزی جام کو توڑ دیتی ہے
خود بگو اللہ اعلم بالصواب
خود کہہ دے اللہ صحیح بات زیادہ جانتا ہے



۱ گویمش۔ میں اس عشق سے
کہتا ہوں کہ آپ کو جوش آ گیا ہے
آپ اس وقت طے جائے اور خود
آپ نے آپ کو پوشیدہ کر لیجئے آپ
تو جان کی طرح پوشیدہ بھی ہیں اور
ظاہر بھی۔ گوید وہ عشق کہتا ہے کہ میرا
اپنے آپ کو پوشیدہ رکھنا ممکن نہیں
ہے میری مثال اس شراب کی سی ہے
جو مکے میں مقید ہے اور اس کے آثار
سر محفل نہیں ہیں میں بھی روح میں
مقید ہوں لیکن آثار کھلے ہوئے
ہیں۔ خنک۔ غم۔ گولش میں اس
عشق سے کہتا ہوں کہ مصیبت میں
پھسلنے سے پہلے چھپ جا ورنہ میری
ہستی کوئی ظلم ڈھائے گی اور مجھ پر
مصیبت آ جائے گی اور وہ میری
مصیبت تیری مصیبت ہے۔ گوید۔
تو وہ اس کے جواب میں کہتا ہے کہ تم تو
میرے لطیفِ جام سے سیراب ہو
میں تمہارا ساتھ نہ چھوڑوں گا تمہارے
ذریعہ میری رسوائی نہ ہوگی تم کم ظرف
نہیں ہو کہ پی کر بہک جاؤ۔ روز یعنی
زندگی۔ شام۔ یعنی موت کا وقت۔
۲ چوں بیاید۔ عشق نے شام تک
ساتھ نہ چھوڑنے کی بات کہی تھی تو
گوید وہ شام کے بعد جدا ہو جائے گا
اب مولانا فرماتے ہیں کہ شام کا وقت
جب جامِ عشق کو مجھ سے جدا کرنے
لگے گا تو میں اس سے کہوں گا کہ ابھی
شام نہیں ہوئی ہے مجھ سے جام نہ
چلے۔ زالِ عرب۔ شراب کو عربی زبان
میں مدام کہا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے
کہ شرابی اس سیر نہیں ہوتا ہے اور
اس کی بیعتی کا خواہشمند رہتا ہے تو
جب شراب ظاہری کی یہ صہوت ہے
تو شرابِ عشق سے کیسے سیری ہو سکتی
ہے۔ مدام۔ ہمیشہ۔ عشق جوشد۔

اب مولانا نے پھر عشق کے لوصاف بیان کرنے شروع کر دیے ہیں فرماتے ہیں عشق ہی حقیقت تک پہنچاتا ہے اور وہ
عشق عاشق کے لئے ساقی بنتا ہے۔ چوں بخوئی اگر تو اللہ کی توفیق سے عشق کی جستجو کرے گا تو وہ تیری روح کے لئے آبِ
حیات کا کام کرے گا اور تیرا بدن اس کے لئے جام بن جائے گا۔
۳ چوں بیفزاید۔ جب عشق توفیق کی شراب کو جوش دے دیتا ہے تو پھر ابریق بدن پارہ پارہ ہو جاتا ہے اور وہ علائقِ جسمانی
سے آزاد ہو جاتا ہے۔ آبِ گرد و ساقی یہ کیفیت ہوگی کہ عشق اور عاشق و معشوق میں اتحاد ہو جائے گا پانی اور ساقی اور مست
ایک ہو جائیں گے۔ خود بگو اگر تیری سمجھ میں یہ اتحاد نہ آئے تو تردید نہ کر اور معاملہ اللہ کے سپرد کر دے۔

پرتو اساقی ست کاند شیرہ رفت
شیرہ بر جوشید رقصاں گشت تفت
ساقی کا عکس ہے جو شیرے میں پہنچا
شیرہ جوش مدنے لگا تیز تپنے لگا
اندیس معنی پرس آل خیرہ را
کہ چنیں کے دیدہ بودی شیرہ را
اس بیہوش سے یہ بات صیانت کر
تو نے شیرے کو ایسا بھی دیکھا تھا
بے تفکر پیش ہر داندہ ہست
آنکہ باگر دندہ گرداندہ ہست
بغیر سوچے ہر جانے والے کے پیش نظر ہے
کہ گھونے والے کے لئے کوئی گھمانے والا ہے

حکایت آل عاشق دراز ہجر بسیار امتحان

لبے ہجر والے بہت امتحان میں مبتلا عاشق کا قصہ

یک جوانے برز نے مجنوں بدست
روز و شب بخواب و بخور آمدست
ایک جوان ایک عورت پر عاشق ہوا تھا
شب و روز بغیر نیند اور بغیر کھائے رہتا تھا
بیدل شو ریدہ ہم مجنون دست
می نداش روزگار وصل دست
بے دل اور پریشان تیز دیوانہ اور مست
می نداش روزگار وصل دست
بس شکنجہ کرد عشقش برز میں
خود چرا دا روز اول عشق کیں
اس کو عشق نے زمین پر شکنجے میں کس دیا تھا
خود چرا دا روز اول عشق کیں
عشق شروع سے خونی کیوں ہوتا ہے؟
چوں فرستائے رسولے پیش زن
جب وہ عورت کے پاس کوئی قاصد بھیجتا
ور بسوے زن نبشتے کا تبش
اگر اس کا مثنی عورت کو لکھتا
ور صبا ۳ را پیک کردے در وفا
اگر وفا کے بارے میں وہ صبا کو قاصد بناتا
رُقعہ گر بر پر مرغے دوختے
اگر وہ خط پرند کے پروں پر سیتا

۱۔ پرتو گھو کے شیرے کے تمام
خواس ساقی کا پرتو ہیں۔ اندیس۔ اگر
کوئی انگار کرے تو اس سے صیانت
کر کہ گھو کے شیرے میں یہ خواص
کہیں سے آئے ہیں ہیں۔ بے
تفکر۔ ہر انسان کھلے طور پر جانتا ہے
کہ کوئی کام کرنے والے کے
بغیر وجود میں نہیں آتا تو لامحلہ ایک
ذات ہے جو ان تمام چیزوں میں
متصرف ہے اور وہ حق تعالیٰ کی ذات
ہے حکایت اس قصہ سے بھی یہ بتاتا
ہے کہ اسباب میں ہیبت بھی اللہ
تعالیٰ کے تصرف سے ہے ورنہ
اسباب خود کوئی چیز نہیں ہیں۔ یک
جوانے ایک عورت پر عاشق
ہو گیا لیکن اس کو کسی طرح وصل میسر
نہ آتا تھا۔ بس شکنجہ عشق نے اس کو
طرح طرح کی سزا میں دی۔
۲۔ خود چرا۔ عشق عاشق کس لئے
ستاتا ہے تاکہ ہر بولابول حسن پرستی کو
شعلہ نہ بنالے اور نا اہل اس میدان کو
چھوڑ کر بھاگ جائے۔ چوں
فرستائے وہ عاشق کسی کو قاصد بناتا
تو وہ قاصد اس کا رقیب بن جاتا۔ ورنہ
گر وہ پیام محبت تحریر کر کر بھیجتا تو اس
معتوق کا مثنی اس کو غلطی پڑھ کر سناتا۔
۳۔ صبا۔ اگر وہ صبا کے ذریعہ
پیغام بھیجتا تو وہ صبا اگر وہ بوجہ جانی اور
صحیح پیغام نہ پہنچتی۔ رقعہ۔ اگر کوئی
کے پروں سے باندھ کر خط بھیجتا تو
سورس سے کبوتر کے پر چل جاتے۔



لاہمائے اچارہ را غیرت بہ بست
تدبیر کے راستے غیرت نے بند کر دیے
بُودِ اولِ مونسِ غمِ انتظار
پہلے انتظارِ غم کا ٹکسلا تھا
گاہِ گفتے کایں بلائے بے دواست
کبھی وہ کہتا کہ یہ لا علاج مرض ہے
گاہِ ہستی ۲ زو بر آوردے سرے
کبھی ہستی اس میں سر ابداتی
گاہِ فریادش بگردوں بر شدے
کبھی اس کی فریاد آسمان پر پہنچتی
چونکہ بروے سر دکشتے اس نہاد
جب یہ مزاج اس پر ٹھنڈا پڑ جاتا
چونکہ بابے برگی غربت بساخت
جبکہ مسافت کی بے سرو سامانی سے اس نے ساز کیا
خوشہائے فکرش بریکاہ شد
اس کی فکر کے خوشے بغیر تنکے کے ہو گئے
اے ۳ بسا طوطی گویائے خموش
بہت سے طوطی کی طرح چپکنے والے خاموش ہیں
رو بگور ستاں دے خاموش نشین
تھوڑی دے کے لئے قبرستان میں جا خاموشی سے بیٹھ
لیک اگر یگرنگ بنی خاکِ شاں
لیکن اگر تو ان کی قبر کو یکساں دیکھتا ہے
ختم و ختم زندگاں یکساں بُود
زندوں کا گوشت اور چربی یکساں ہوتی ہے

لشکرِ اندیشہ را رایت شکست
سوچ کے لشکر کا جھنڈا توڑ دیا
آخرش بشکست کہ ہم انتظار
آخر میں وہ درہم برہم ہو گیا کون انتظار بھی
گاہِ گفتے نے حیاتِ جانِ ماست
کبھی کہتا نہیں ہماری جان کی زندگی ہے
گاہِ او از نیستی خوردے برے
کبھی وہ نیستی کا پھل کھاتا
گہ خیالِ دلبرش ہمدم بُدے
کبھی معشوق کا خیال اس کا ساتھی ہوتا
جوش کر دے گرم چشمہ اتحاد
اتحاد کا گرم چشمہ جوش ملتا
برگِ بے برگِ بسوئے او بتاخت
بے سر سامانی کا سلمان اس کی طرف بڑھا
شبرِ داں را رہنما چوں ماہ شد
وہ رات کے مسافروں کا چاند کی طرح راہنما ہو گیا
اے بسا شیریں روانِ رُو ترش
بہت سے خوش و دلی غمگین ہیں
آں خموشانِ سخن گورا بہیں
ان بولنے والے خاموشوں کو دیکھ
نیست یکساں حالتِ چالاکِ شاں
ان کی چالاک حالت یکساں نہیں ہے
آں یکے غمگین و گر شاداں بُود
لیکن ایک غمگین دوسرا خوش ہوتا ہے

۱۔ لاہمائے۔ غرضیکہ کوئی سب اور
تدبیر کام نہ دیتی تھی اور پیغامِ رسائی
کے جس قدر اسباب تھے وہ سب
ناکارہ ہو گئے تھے۔ بود پہلے اس کے
لئے معشوق کا انتظارِ غم کا مونس بننا ہوا
تھا آخر میں وہ انتظار بھی ختم ہو گیا اور
اس پر بالکل مایوسی طاری ہو گئی۔ گاہ
گفتے۔ کبھی وہ عشق کو بلائے بے
دواست سمجھتا کبھی کہتا کہ یہی تو مدار
زندگی ہے۔
۲۔ گاہِ ہستی۔ کبھی اس پر خودی کا
غلبہ ہوتا اور خواہشات پیدا ہوتیں کبھی
بالکل فنا کا حجاب اختیار کرتا اور اپنے وجود کو
بھلا بیٹھتا۔ گاہِ فریاد کی وحشت
میں گریہ و زاری کرتا کبھی محبوب کے
خیال سے دل بہلاتا۔ چونکہ کبھی
اپنے وجود کو فراموش کر دیتا تو محبوب
سے اتحاد کا چشمہ جو ٹھنڈے لگا۔
چونکہ اب بے سرو سامانی اس کے
لئے موجب راحت بن گئی تھی۔
خوشہائے۔ جبکہ اس کا عشق خواہشات
کے خس و خاشاک سے پاک ہو گیا تو
وہ عاشقوں کا راہنما بن گیا۔
۳۔ اے بسا۔ مولانا اہل اللہ اور
مدعیانِ ولایت کا فرق سمجھاتے ہیں
بہت سے وہ لوگ بظاہر طوطی کی طرح
خوش بیان ہیں لیکن ان کا باطن بالکل
خاموش ہے کچھ وہ لوگ ہیں جن کی
روح خوش و ترور تاتا ہے بظاہر ترش و
ہیں۔ حقیقی دلی اور بھلوی کا
ظاہر ایسا ہی یکساں ہے جس طرح
کہ قبرستان کی قبریں یکساں ہیں اور
حقیقت میں ایسا ہی فرق ہے جیسا کہ
مردوں میں ہے ہر قبر والے کی حالت
جداگانہ ہے۔ ختم۔ مردوں میں کیا
زندوں میں بھی بظاہر یکسانیت ہے
لیکن اندرونی حالات مختلف ہیں۔



تو چہ! دانی تانوشی قالِ شال

تو کیا سمجھے جب تک ان کی بات نہ سن لے

بشنوی از قالِ ہائے و ہوے را

تو زبان سے ہائے وہو کو سن لیتا ہے

نقش ما یکساں بصد ہا متصف

پہلی سمتیں یکساں ہیں متضاد صفت سے متصف ہیں

چنیں یکساں بود آواز ہا

اسی طرح آوازیں بھی یکساں ہوتی ہیں

بانگِ ۲ اسپاں بشنوی اندر مصاف

میدانِ جنگ میں تو گھوڑوں کی آواز سنتا ہے

آں یکے از رنج و دیگر از نشاط

ایک دشمنی سے ہے اور دوسری تعلق کی

ہر کہ دور از حلتِ ایشاں بود

جو ان کے احوال سے دور ہو

آں درختِ جُبد از زخمِ تبر

ایک درخت کھڑے کی چوٹ سے ہلتا ہے

بس غلطِ گشتم زدیکِ مردہ ریگ

میں بہت سی مرتبہ بیکار دیگ سے غلطی میں پڑ گیا

جوشِ ۳ و نوشِ ہر گست گوید بیا

تجھ سے ہر شخص کا جوش اور ذائقہ کہتا ہے آ جا

گرنداری دید ہائے رُو شناس

اگر تو پہچاننے والی آنکھیں نہیں رکھتا ہے

آں دماغِ کہ براں گلشنِ تند

وہ دماغ جو اس چمن سے تعلق رکھے

زانکہ چنہاں ست بر تو حالِ شال

کیوں کہ تجھ پر ان کی حالت مخفی ہے

کے بہ بنی حلتِ صد توے را

تو سینکڑوں تہوں کی حالت کو کب دیکھ سکتا ہے

خاک ہم یکساں رواں شال مختلف

مٹی بھی یکساں ہیں ان کی رو جس مختلف ہیں

آں یکے پر درد و آں پر ناز ہا

ایک درد سے بھری ہے اور ایک نازوں سے بھری ہے

بانگِ مرغاں بشنوی اندر مطاف

چکر کاٹنے میں تو پرندوں کی آواز سنتا ہے

آں یکے از رنج و دیگر از نشاط

ایک رنج سے ہوتی ہے دوسری خوشی سے

پیشش آں آواز ہا یکساں بود

اس کے لئے وہ آوازیں یکساں ہوتی ہیں

واں درختِ دیگر از بادِ سحر

دوسرا درخت صبح کی ہوا سے

زانکہ سر پوشیدہ میجو شیدِ دیگ

کیونکہ دیگ منہ ڈھکے ہوئے جوش مار رہی تھی

جوشِ صدق و جوشِ تزویر و ریا

سچائی کا جوش اور طمع سازی اور ریا کا جوش

رو دماغِ دستِ آورِ بُو شناس

جا کوئی خوشبو پہچاننے والا دماغ حاصل کر

چشمِ یعقوبانِ ہمو روشن گند

یعقوبوں کی آنکھ کو بھی روشن کرے

۱۔ تو چہ دانی۔ انسان اور انسان میں

فرق جب ظاہر ہوتا ہے جب وہ بولتا

ہے بشنوی۔ بولنے سے بھی پوری

حقیقت واضح نہیں ہوتی ہے اصل

حالت کا یہ لگانا مشکل ہے نقش۔

انسانوں کی صورتیں یکساں ہیں۔

لیکن اوصاف میں بہت فرق ہے جسم

یکساں ہیں رو جس مختلف ہیں۔

چنیں۔ آوازیں۔ بھی یکساں معلوم

ہوں گی لیکن ان آوازوں میں مخفی درد

اور زمانہ کی وجہ سے فرق ہے۔

۲۔ بانگ۔ گھوڑوں اور چندوں کی

آوازوں میں بھی یکسانیت ہوتی ہے

لیکن ان آوازوں کی باطن کی کیفیات

میں فرق ہے ہر کہ جو شخص اصل

حالت سے واقف نہ ہو گا وہ آوازوں کو

یکساں سمجھے گا۔ آں درخت۔ درختوں

کا ہلنا بھی یکساں ہے لیکن ایک کے

ہلنے کا سبب کھڑے کی چوٹ ہے

اور دوسرے کے ہلنے کا سبب بادِ صبا

ہے۔ بس غلط۔ سر پوش سے دھکی

ہوئی دیگ کے جوش مارنے سے ٹھوکا

ہوتا ہے۔

۳۔ جوش۔ ہر انسان کا جوش و خروش

تجھے دعوت دیتا ہے۔ گرنداری۔ اگر

انسان میں خود اختیار کرنے کی

طاقت نہیں ہے تو کسی صاحب

بصیرت سے مشورہ کر لے۔ آں

دماغ۔ پہچاننے کے لئے اس آدمی

کا سہارا لے ل جو اس گلشن کا دماغ

رکھتا ہو اور وہ عاشقوں کا نور دیدہ ہو۔

یعقوبان۔ عاشقان۔



ہیں! بگو احوالِ آں خستہ جگر کز بخاری دور ماندیم اے پسر
خبردار! اس خستہ جگر کے احوال بنا کیونکہ اے لڑکے! ہم بخاری سے دور جا پڑے

یا فتن عاشق معشوق را و بیان آنکہ جویندہ یا بندہ
عاشق کا معشوق کو پا لینا ، اور اس کا بیان کو جستجو کرنے والا
بُود کہ مَنْ طَلَبَ شَيْئًا وَجَدَ وَجَدَ صَدَقَ رَسُولُ
پانے والا ہوتا ہے جس نے کسی چیز کو طلب کیا اور کوشش کی اس نے اس کو
اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وَمَنْ یَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ
پا لیا رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا ہے ، جو شخص ایک ذرہ کے وزن
خَيْرًا یَرَهُ وَمَنْ یَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَرَهُ
کی نیکی کرتا ہے وہ اس کو دیکھے گا اور جو ایک ذرہ برابر شر کرے گا وہ اس کو دیکھے گا

۱۔ ہیں۔ اس قصہ کی وجہ سے ہم
بخاری کے قصہ سے دور بہ پڑ سب
اس کا ذکر کرنا چاہیے۔ یا فتن۔ اس
قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت حق
تعالیٰ اسباب ظاہری کے بغیر بھی
مقصد پورا فرمادیتا ہے اور عالم اسباب
میں سمیت پیدا کرنے والا حق تعالیٰ
ہی ہے لیکن انسان کی کوشش شرط ہے
اور انسان کی کوشش رائیگاں نہیں جلی
ہے۔ چوں خیال۔ یعنی اس کا وجود
ایک خیالی چیز بن گیا تھا۔ عاقبت۔
انسان کی کوشش رائیگاں نہیں جلی
ہے۔

۲۔ چوں۔ محبوب کی جستجو میں جب
تم اس کے کوچے پر دھڑا دیدو گے تو
ضرور اس کا دیدار کر لو گے۔ چاہیں۔
مٹی کھودتے رہو گے تو کنویں سے
ضرور پانی نکل آئے گا۔ جملہ تمام
دنیا کا یہ عقیدہ ہے خواہ تو انکار کرے کہ
کھیتی کا پھل ضرور ملتا ہے اور جو پھل
سجھ کاٹتا ہے
۳۔ سنگ۔ لوہے پر پتھر مارو گے تو
سنت اللہ ہے کہ اس سے آگ پیدا ہو
جائے گی عموماً ایسا ہی ہوتا ہے اس کے
خلاف بہت کم ہوتا ہے۔ آنک۔ جو
بد بخت ہوتے ہیں وہ سنت الہی کو
پیش نظر نہیں رکھتے تاہم اللہ تعالیٰ باتوں
کی طرف حیا کرتے ہیں۔

کالِ جواں در جستجو بدہفت سال
وہ جوان سات سال تلاش میں رہا
سایہ حق بر سر بندہ بُود
بندے پر اللہ کا سایہ ہوتا ہے
گفت پیغمبر کہ چوں کوئی درے
پیغمبر نے فرمایا! جب تو صراطِ نمکھنائے گا
چوں ۲ نشینی بر سر کئی کسے
اگر تو کسی کے کوچے کے سرے پر بیٹھے گا
چوں ز چاہے میکنی ہر روز خاک
جب تو کنویں سے روز مٹی نکالے گا
جملہ داند ایں اگر تو نگروی
سب جانتے ہیں خواہ تو نہ مانے
سنگ ۳ آہن زردی آتش بجست
تو نے لوہے پر پتھر مارا آگ نکل
آنکہ روزی نیستش بخت و نجات
جس کا مقصد نصیب اور نجات نہیں ہے
از خیال وصل گشتہ چوں خیال
وصل کے خیال سے خیال کی طرح ہو گیا
عاقبت جویندہ یا بندہ بُود
انجام کار تلاش کرنے والا پانے والا ہوتا ہے
عاقبت زال در بروں آید سرے
انجام کار اس صراط سے سر باہر نکلے گا
عاقبت بنی تو ہم رُہی کسے
انجام کار کسی کا چہرہ دیکھ لے گا
عاقبت اندر سی در آب پاک
انجام کار پاک پانی میں پہنچ جائے گا
ہر چہ می کاریش روزے بدروی
جو تو بوئے گا ، ایک دن کاٹے گا
ایں باشد در نہ باشد نادرست
یہ ہو گا ، اگر نہ ہو تو تاہ ہے
نگر و عقلش مگر درنا درات
اس کی عقل تاہ کے ساتھ نہیں رکھتی ہے

وال صدق بر دھنداشت

وہ سیپ لے گیا اور سیپ میں موتی نہ تھا
سود نامہ شاں عبادتہا و دیں
ان کو عبادتیں اور دین مفید نہ پڑا
ناید اندر خاطر آں بد گماں
اس بدگمان کے دل میں نہ آئے

درویش ادبار جزاں کے نہند
بد نصیبی اس کے دل میں اس کے علاوہ کیا رکھے؟
مرگ او گرود بگیرد در گلو
وہ ان کی موت بنتی ہے اور ان کا گلا پڑتی ہے
تا نیفتی پہچو او در شور و شر
تاکہ اس کی طرح شور و شر میں مبتلا نہ ہو

زور می یابند و جاں می پرورند
طاقت حاصل کرتے ہیں اور جان کی پرورش کرتے ہیں
گر نہ محرومی و ابلہ زادہ
اگر تو محروم اور بے قوف کا بچہ نہیں ہے
تو بہشتہ سر فرد بردہ بچاہ
تو سر کا لٹکائے ہوئے کنویں میں گھسا ہے
سر زچہ بردار و بنگر اے دنی
اے کینے! کنویں سے سر اٹھا اور دیکھ

تا تو در چاہی نخواہد بر تو تافت
جب تک تو کنویں میں ہے وہ تجھ پر نہ چمکے گا
کم ستیز اینجا بداں گانج شوم
یہاں کج بحثی نہ کر سمجھ لے چنانچہ پنہنتی ہے
در فلاں سال و ملخ کشتش بخورد
فلاں سال میں وہ نڈی اس کی کھیتی کھا گئی

کال افلاں گس کشت کردور نداشت

کہ اس فلاں نے کھیتی کی اور پھل نہ پلا
بلعم باعور و ابلیس لعین
بلعم باعور اور ملعون شیطان
صد ہزاراں انبیاء و ہبراں
لاکھوں نبی اور راہبر

اس دو راگیرد کہ تاریکی دہد
ان دو کو اس نے کجرا جو تاریکی پیدا کرتے ہیں
بس کسا کہ ناں خورد دل شاد او
بہت سے وہ ہیں کہ جو خوش دلی سے روٹی کھاتے ہیں
پس تو اے ادبار رو ہم ناں مخور
تو اے منحوس صحت تو بھی روٹی نہ کھا

صد ہزاراں خلق نا نہامی خورند
لاکھوں انسان روٹی کھاتے ہیں
تو بداں نادر کیا افتادہ
تو اس ناہ میں کیوں مکس گیا

اس جہاں پر آفتاب و نور ماہ
یہ دنیا دھوپ اور چاند کی روشنی سے بھری ہوئی ہے
کہ اگر حق ست پس کو روشنی
کہ اگر صحیح ہے تو روشنی کہاں ہے؟

جملہ عالم شرق و غرب آں نور یافت
مشرق اور مغرب میں تمام جہاں نے نور محسوس کیا
چہ رہا گن رو با یوان و کرم
کنویں کو چھوڑ مملات اور باغات میں جا
ہیں مگو کاینک فلانے کشت کرد
خبردار! یہ نہ کہہ کہ فلاں نے کھیتی کی

۱۔ کال۔ ناہ باتوں کی یہ مثالیں ان کے پیش نظر ہوتی ہیں کہ فلاں شخص نے کھیتی کی وہ محل گئی اس کو کھنڈا اس نے صیا میں غوطہ لگایا سیپ نکالا اس میں موتی نہ نکلا، بلعم اور شیطان نے عبادتیں کیں ان کو کبھی فائدہ نہ ہوا۔

۲۔ صد ہزاراں۔ وہ بد بخت لاکھوں انبیاء اور اولیاء کو نہیں دیکھتا کہ عبادت سے ان کو کتنے بڑے رتے ملے۔ اس دو۔ بلعم اور شیطان کو پکڑے ہوئے ہے یہ اس کی بد بختی کی علامت ہے بس کسا۔ ناہ اور اتفاقات کی مثالیں لاکر عبادتوں سے گریز کرتا ہے اگر ناہ ہی دلیل ہے تو اتفاقاً یہ بھی ہوا ہے کہ روٹی کھانے سے انسان مرے تو روٹی کھانا کیوں نہیں چھوڑ دیتا۔

۳۔ تو بدیں۔ ناہ الوقوع حادثوں کو پیش رکھنا بڑی بد بختی ہے اس جہاں۔ ناہ چیزوں سے استدلال کرنے والے کی مثال یہ ہے کہ عالم میں دھوپ اور چاندنی پھیل چکی ہوئی ہو اور ایک شخص کنویں میں منہ جھکائے ان کا انکار کرتا رہے۔ جملہ عالم۔ اس کے لئے یہی جواب ہے کہ عالم تو نور سے بھرا ہے تو خود اس سے محروم ہے۔ الملخ شوم۔ کج بحثی اور محکڑا لوپان بد بختی کی دلیل ہے۔

پس چرا کارم کہ اینجا خوف هست
تو میں کھیتی کیوں کروں کہ یہاں خوف ہے
ہیں! ممکن استیزہ رور کار گن
خبردار! جھگڑا نہ کر جا جا کام کر
ہر کہ استیزہ گند بر سر قند
جو کج بخشی کرتا ہے سر کے بل کرتا ہے
وانکہ او نگداشت کشت و کار را
اور جس نے کھیتی اور کام کو نہ چھوڑا
زیں بیاں بگذر زمانے باز راں
تھوڑی دیر کے لئے اس بیان سے گذر جا پھر چل
چوں درے می کونفت اواز سلوتے
جب وہ لا پہلے سے دھواڑہ کھٹکھٹاتا رہا
جست لگ نیم عس اوشب بباغ
وہ رات کو کتول کے ڈر سے باغ میں گھس گیا
گفت! سازندہ سبب را آل نفس
اس وقت اس نے مسبب الاسباب سے کہا
اشناسا تو سیمہا کردہ
نامعلوم کو تو نے سبب بنا دیا
بہر آں کر دی سبب اس کار را
تو نے اس لئے اس کو اس کام کا سبب بنایا
در شکست پائے بخشد حق پرے
اللہ تعالیٰ پاؤں ٹونے کے بدلے میں پر عینیت کردیتا ہے
ہرچہ آں بر تو کرہ میت بود
وہ چیز جو تجھے ناگلد ہوتی ہے

پس چرا افشانم اس گندم زد دست
میں پاہ سے اس کمیوں کو کیوں بکھیروں؟
باتو گل کشت گن بشنو سخن
تو گل کے ساتھ کھیتی کر بات سن لے
آچنناں کو بر نخیز دتا ابد
اس طرح کہ قیامت تک نہیں اٹھ سکتا
پر گند کورسی تو انبار را
وہ تیرے اندھے پن پر ابد بھر لے گا
جلب احوال آں عاشق جواں
اس جوان عاشق کے احوال کی جانب
عاقبت دریافت روزے خلوتے
انجام کار اس نے ایک روز محبوب کی خلوت حاصل کر لی
یار خود رایافت باشمع و چراغ
اس نے اپنے یار کو شمع اور چراغ کے ساتھ پایا
اے خدا تو رحمت گن بر عس
اے خدا! کتول پر رحمت نازل فرما
از در دوزخ بہشتم برودہ
تو دوزخ کے دھواڑے سے مجھے بہشت میں لے گیا
تاندام خوار من یک خار را
تاکہ میں ایک کانٹے کو بھی ذلیل نہ سمجھوں
ہم زقر چاہ بکشاید درے
کنویں کے اندر بھی وہ دھواڑہ کھول دیتا ہے
چوں حقیقت بنگری رحمت بود
جب تو حقیقت کو دیکھتا ہے وہ رحمت ہوتی ہے

۱۔ ہیں۔ انسان کو کج بخشی چھوڑ کر
مل میں لگ جانا چاہئے اور اللہ کے
بھروسے پر مل کرنا چاہئے یقیناً وہ اس
کے فوائد سے مستفید ہوگا۔ ہر کج
بخشی کرنے والا اس طرح کوندھے منہ
گرتا ہے کہ قیامت تک نہیں سنبھالتا
ہے۔ زیں بیاں۔ یعنی انسان کو اس
کے عمل کا پھل ضرور ملتا ہے۔
سلوتے۔ بنی بے فکری خلوت۔
یعنی محبوب کے ساتھ تنہائی۔
عس۔ کتول یعنی وہ عاشق کتول
کے ڈر سے باغ میں چھپنے کے لئے
گھس گیا وہاں اس کی تجویز مع شمع
کے موجود تھی۔

۲۔ گفت۔ چونکہ کتول وصال کا
سبب بنا اس لئے اس نے کتول کو
دعا میں دیں۔ سازندہ سبب۔ سبب
بنانے والا یعنی اللہ تعالیٰ ناشناسا۔ غیر
معروف نامعلوم۔ دوزخ۔ یعنی
فرق۔ بہشت۔ یعنی وصال۔
بہر آں۔ کتول کو سبب وصال بنا کر تو
نے یہ تنبیہ کی ہے کہ کسی چیز کو انسان
ذلیل نہ سمجھے کسی نہ کسی وقت وہ مفید
ہو سکتی ہے۔

۳۔ در شکست۔ جب اللہ کا کرم
ہوتا ہے تو پاؤں کا ٹوٹنا پر حاصل ہو
جانے کا سبب بن جاتا ہے یعنی اللہ
تعالیٰ ایک ضد کو دوسری ضد کے حصول
کا سبب بنا دیتا ہے کنویں کی گہرائی
نجات کا سبب بن جاتی ہے ہرچہ
قرآن پاک میں ہے عسی ان تکر
هوا شینا وهو خیر لکم یعنی بسا
اوقات تم ایک چیز کا ناپسند کرتے ہو اور
وہی تمہارے لئے بہتر ہوتی ہے۔



اے تو ہمیں! کہ بر درختی یا بچاہ
تو مراہیں کہ منم فتاح راہ
یہ نہ دیکھ کہ تو درخت پر یا کنویں میں ہے
تو مجھے دیکھ میں راستے کی کجی ہوں
گر تو خواہی باقی اس گفتگو
اے انہی در دفتر چارم بگو
اگر تو اس گفتگو کا بقیہ چاہتا ہے
اے بھیا! چوتھے دفتر میں تلاش کر لے

اے تو ہمیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ منم۔ تمام راستوں کی کشادگی کا ذریعہ اور سبب اللہ تعالیٰ ہے۔ گر تو خواہی۔ اس عاشق کا بقیہ قصہ دفتر چہارم میں مذکور ہوگا۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

دفتر چہارم

اسلامی کتب خانہ

فضل الہی مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور

فون: ۶۲۲۳۵۰۶

فہرست مثنوی مولانا روم دفتر چہارم

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر	نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۱۔	مقدمہ	۶	۱۹۔	شرح انما المؤمنون اخوة	۵۵
۲۔	آغاز مثنوی	۱۷	۲۰۔	بقصہ قصہ بنای مسجد اقصیٰ	۶۰
۳۔	تمامی حکایت آل عاشق کہ از عس بگریخت	۲۰	۲۱۔	قصہ آغاز خلافت عثمان	۶۲
۴۔	حکایت آل واعظ	۲۴	۲۲۔	در بیان آنکہ حکمای طبعی گویند	۶۵
۵۔	سوال کردن شخص از عیسیٰ	۲۷	۲۳۔	تفسیر ایں حدیث کہ مثل اُفتنی	۶۷
۶۔	قصہ خیانت کردن عاشق	۲۷	۲۴۔	قصہ ہدیہ فرستادن بلقیس	۶۹
۷۔	قصہ صوفیہ کہ بخانہ آمد	۳۱	۲۵۔	کرامات نورش عبداللہ	۷۲
۸۔	حکایت بر سبیل تمثیل	۳۱	۲۶۔	باز گردانیدن سلیمان رسولان بلقیس را	۷۳
۹۔	معشوق راز پر چادر نہاں کردن	۳۳	۲۷۔	قصہ عطارے کہ سنگ تر از وئے او	۷۵
۱۰۔	گفتن زن کہ او در بند جہاز نیست	۳۵	۲۸۔	دلداداری کردن و فوافتن سلیمان مرآں رسولان را	۷۷
۱۱۔	بیان آنکہ غرض از بصیر و سبع و عظیم گفتن	۳۶	۲۹۔	دیدن درد دیشی جماعت مشائخ را	۸۰
۱۲۔	مثل آنکہ دنیا کلخن و تقویٰ حمام	۳۸	۳۰۔	نیست کردن او کہ ایں زر بدین ہیزم	۸۱
۱۳۔	قصہ آل دباغ کہ در بازار عطاران	۴۰	۳۱۔	تخریض کردن سلیمان رسولان را	۸۳
۱۴۔	معالجہ کردن برادر دباغ دباغ را	۴۳	۳۲۔	سبب ہجرت سلطان ابراہیم	۸۴
۱۵۔	عذر خواستن عاشق گناہ خود را	۴۵	۳۳۔	حکایت آل مردقشہ	۸۶
۱۶۔	رد کردن معشوق عذر عاشق را	۴۶	۳۴۔	در بیان نائے کہ از مقعدش	۸۸
۱۷۔	گفتن جمودے امیر المؤمنین علی را	۴۹	۳۵۔	در بیان تحمل کردن از ہر بے ادبی	۸۹
۱۸۔	قصہ مسجد اقصیٰ و خوب رستن	۵۳	۳۶۔	تہدید فرستادن سلیمان پیش بلقیس	۹۰

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۳۷	پیدا کردن سلمان بلقیس را	۹۲	۵۸	بیان آنکہ حصول علم و مال و جاہ	۱۴۷
۳۸	بقیہ قصہ سلطان ابراہیم	۹۳	۵۹	بیان تفسیر آیہ شریفہ	۱۴۹
۳۹	بقیہ قصہ اہل سبا و نصیحت و ارشاد سلیمان مرآں بلقیس را	۹۵	۶۰	در بیان آنکہ ترک الجواب جواب	۱۵۲
۴۰	آزاد شدن بلقیس از مملکت و مست شدن	۹۷	۶۱	در تفسیر ایں حدیث نبوی	۱۵۳
۴۱	چارہ کردن سلیمان در احضار تخت	۱۰۱	۶۲	چالش عقل بانفس	۱۵۷
۴۲	قصہ یاری خواستن حلیمہ از بتاں	۱۰۲	۶۳	بنشستن آن غلام قصہ شکایت	۱۵۹
۴۳	حکایت آن پیر عرب کہ ولادت کرد	۱۰۴	۶۴	حکایت آن فقیہ بادرستار بزرگ	۱۶۱
۴۴	خبر یافتن جد مصطفیٰ عبدالمطلب از گم کردن حلیمہ مصطفیٰ را	۱۰۷	۶۵	نصیحت دنیا مرآں و دنیا را	۱۶۲
۴۵	نشان خواستن عبدالمطلب	۱۱۱	۶۶	بیان آنکہ عارف را غذا نیست	۱۶۶
۴۶	بقیہ قصہ دعوت سلیمان بلقیس را با ایمان	۱۱۲	۶۷	خطاب با مغروران دنیا گرفتاران نفس	۱۶۷
۴۷	مثل قانع شدن آدمی بدینا	۱۱۳	۶۸	تفسیر آیہ فَأَوْجَسَ فِیْ نَفْسِہِ	۱۶۹
۴۸	بقیہ دعوت سلیمان بلقیس را	۱۱۷	۶۹	زجر کردن مدعی را از دعوی و امر کردن	۱۷۱
۴۹	بقیہ قصہ عمارت کردن سلیمان مسجد اقصیٰ را	۱۱۹	۷۰	بقیہ قصہ آن نوشتن غلام رقد را	۱۷۳
۵۰	قصہ شاعر و صلہ دادن	۱۲۳	۷۱	حکایت اں مداح کہ از جہت ناموس	۱۷۵
۵۱	باز آمدن شاعر بعد چنان سال	۱۲۳	۷۲	در یافتن طہیمان الہی امراض دل	۱۸۰
۵۲	مانستن بدرائی ایں وزیر دون	۱۳۰	۷۳	مژدہ دادن بایزید قدس سرہ	۱۸۱
۵۳	نشستن دیو بر مقام سلیمان	۱۳۲	۷۴	جواب سلطان بایزید قدس سرہ	۱۸۳
۵۴	در آمدن ہر روز سلیمان در مسجد اقصیٰ	۱۳۳	۷۵	زادن شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ	۱۸۵
۵۵	آموختن پیشہ گورکنی قاتیل از زراغ	۱۳۶	۷۶	رجوع بحکایت کمی اجرائے آن غلام	۱۸۶
۵۶	قصہ صوفی کہ در میان گلستان شریز انونہادہ	۱۴۱	۷۷	آشفتن آن غلام از نارسیدن جواب نامہ	۱۸۹
۵۷	قصہ رستن خروب در گوشہ مسجد اقصیٰ	۱۴۲	۷۸	کژو زیدن باد بر تخت سلیمانہ	۱۸۹

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۷۹۔	شنیدن شیخ ابوالحسن خرقانی خبر دادن بایزید را	۱۹۲	۱۰۱۔	نفی کردن موسیٰ جادوئی و سحر را از خود	۲۳۲
۸۰۔	رقعه دیگر نوشتن آن غلام	۱۹۳	۱۰۲۔	بیان آنکه ہر حس مدرک را از آدمی	۲۳۴
۸۱۔	ستودن پیغمبر عاقل را	۱۹۳	۱۰۳۔	حملہ آوردن ایں جہانیاں و تاخت بردن	۲۳۹
۸۲۔	قصہ شخصیکہ با شخصے مشورت می کرد	۱۹۶	۱۰۴۔	بیان آنکہ خاکی آدمی زاد	۲۴۱
۸۳۔	امیر گردانیدن رسول جوان ہذیلی را	۱۹۸	۱۰۵۔	باز گفتن موسیٰ اسرار فرعون را	۲۴۳
۸۴۔	اعتراض کردن معترضے بر رسول	۲۰۱	۱۰۶۔	در بیان آنکہ در توبہ و استغفار باز ست	۲۴۴
۸۵۔	جواب گفتن پیغمبر آن اعتراض کنندہ را	۲۰۶	۱۰۷۔	گفتن موسیٰ مرفرعون را	۲۴۵
۸۶۔	قصہ سُبْحَانِیْ نَا اَعْظَمُ شَانِیْ گفتن	۲۰۸	۱۰۸۔	شرح کردن موسیٰ آن چار فضیلت را	۲۴۷
۸۷۔	سبب فصاحت و بسیار گفتن	۲۱۲	۱۰۹۔	تفسیر کُنْتُ کُنْزًا مَخْفِیًّا فَاحْیِیْتُ اَنْ اُعْرِفَ	۲۴۸
۸۸۔	بیان کردن رسول سبب تفصیل و اختیار کردن	۲۱۳	۱۱۰۔	غره شدن آدمی بہ ذکاوت و تصورات طبع خویش	۲۵۰
۸۹۔	علامت عاقل تمام و نیم عاقل	۲۱۵	۱۱۱۔	تمامی شرح کردن موسیٰ با فرعون فضیلت چہارگانہ	۲۵۱
۹۰۔	قصہ آگیر و صیادان و آن سہ مائی	۲۱۷	۱۱۲۔	بیان ایں خبر کہ کَلِمُوا النَّاسَ عَلٰی قَلْبِ عَقُولِهِمْ	۲۵۲
۹۱۔	سرحدیث حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِيْمَانِ	۲۱۸	۱۱۳۔	معنی حدیث مَنْ بَشَّرَنِيْ بِخُرُوجِ الصَّفْرِ	۲۵۳
۹۲۔	واقف شدن آن مائی عاقل و سرخپیش رفتن	۲۲۰	۱۱۴۔	مشورت کردن فرعون با آسیہ خاتون	۲۵۴
۹۳۔	قصہ آن مرغ گرفته کی وصیت کرد	۲۲۱	۱۱۵۔	قصہ باز پادشاہ و کم ہیز زن	۲۵۷
۹۴۔	چارہ اندہ شدن آن مائی	۲۲۳	۱۱۶۔	قصہ آن زن کہ طفل او بر تادوان غویدہ بود	۲۶۰
۹۵۔	بیان آنکہ عہد کردن احمق	۲۲۵	۱۱۷۔	صدیق حدیث رسول جَزَا مُؤْمِنٍ فَاِنْ نُورِكَ اِحْقَاقُ نَفْسِيْ	۲۶۴
۹۶۔	در بیان آنکہ وہم قلب عقل ست	۲۲۶	۱۱۸۔	مشورت کردن فرعون با وزیرش	۲۶۵
۹۷۔	مجادبات موسیٰ کہ صاحب عقل بود	۲۲۷	۱۱۹۔	تزئین غن ہامان با فرعون	۲۶۶
۹۸۔	بیان آنکہ عمارت در دیرانی است	۲۳۰	۱۲۰۔	نومید شدن موسیٰ از ایمان آوردن فرعون	۲۶۹
۹۹۔	جواب دادن موسیٰ فرعون را	۲۳۱	۱۲۱۔	منازعت کردن امیران عرب	۲۷۰
۱۰۰۔	جواب فرعون موسیٰ را	۲۳۱	۱۲۲۔	سیل آمدن و قضیب انداختن امرا و غالب شدن مصطفیٰ بر امیران	۲۷۱

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۲۳-	در تہامی حدیث موسیٰ و قریح و توخ فرعون	۲۷۲	۱۲۲-	در تفسیر حدیث انی لا استغفر اللہ	۳۱۸
۱۲۴-	در بیان آنکہ شناسائے قدرت حق تعالیٰ نہ پرسد	۲۷۳	۱۲۳-	بیان آنکہ عقل جزوی تا بگور پیش نہ بیند	۳۱۹
۱۲۵-	بحث کردن سنی و فلسفی و جواب دہری	۲۷۵	۱۲۴-	بیان آیہ یٰٰٓأَیُّهَا الَّذِیْنَ لَا تُقَدِّمُوا	۳۲۲
۱۲۶-	تفسیر آیہ کریمہ مَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ	۲۸۰	۱۲۵-	قصہ شکایت استر با شتر	۳۲۵
۱۲۷-	وحی کردن حق تعالیٰ بموسیٰ	۲۸۳	۱۲۶-	تصدیق کردن استر جوابہائے اشتر را	۳۲۸
۱۲۸-	خشم کردن پادشاہ بر ندیم خود	۲۸۵	۱۲۷-	لاپہ کردن قبلی مرسل را	۳۳۰
۱۲۹-	گفتن جبرئیل خلیل را	۲۸۸	۱۲۸-	در خواستن قبلی دعائے خیر و ہدایت از سبطی	۳۳۵
۱۳۰-	مطالبت کردن موسیٰ - حضرت عزت	۲۹۱	۱۲۹-	حکایت آں زن پلید کار	۳۴۰
۱۳۱-	بیان آنکہ روح حیوانی و عقل جزوی	۲۹۳	۱۳۰-	باقی قصہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام	۳۴۲
۱۳۲-	مثال دیگر ہمدریں معنی	۲۹۵	۱۳۱-	سخت شدن کار بر قبلیاں	۳۴۴
۱۳۳-	حکایت آں پادشاہزادہ کہ بادشاہی حقیقی بوسعدوی نمود	۲۹۸	۱۳۲-	دعا کردن موسیٰ علیہ السلام و سبز شدن	۳۴۶
۱۳۴-	عروس خواستین پادشاہ از بہر پسر	۳۰۱	۱۳۳-	بیان اطوار و منازل خلقت آدمی	۳۴۸
۱۳۵-	اختیار کردن پادشاہ دختر زاہد را	۳۰۳	۱۳۴-	بیان آنکہ خلق دوزخ گرسنگان اند	۳۵۱
۱۳۶-	جادوئی کردن کمپیر کابلی شاہزادہ را	۳۰۴	۱۳۵-	رفتن ذوالقرنین بکوه قاف	۳۵۴
۱۳۷-	مستجاب شدن دعای پادشاہ در خلاص پسر	۳۰۶	۱۳۶-	بیان آنکہ مور کے بر کاغذ میرفت	۳۵۵
۱۳۸-	در بیان آنکہ شاہزادہ آدمی زادہ است	۳۰۸	۱۳۷-	باز التماس کردن ذوالقرنین از کوه قاف	۳۵۶
۱۳۹-	حکایت آں زاہدے کہ در سال قحط خندن و شاد	۳۱۳	۱۳۸-	نمودن جبرئیل خود را بمصطفیٰ	۳۵۸
۱۴۰-	در بیان آنکہ مجموع عالم صورت عقل کل است	۳۱۴	۱۳۹-	در بیان اعتقاد یہود و نصاریٰ	۳۶۵
۱۴۱-	قصہ فرزندان عزیر				



قونیہ کا سفر:

۱۴ دسمبر ۱۹۷۱ء سے مولانا نے رومؒ پر ایک سہ روزہ سیمینار کی حکومت قونیہ میں منعقد کر رہی تھی اس کا دعوت نامہ حکومت ہند کی معرفت مجھے موصول ہوا ہے میں نے اس دعوت نامہ کو منظور کیا اور حکومت ہند نے آمد و رفت کے مصارف کی ذمہ داری قبول کی۔

میں نے یہ بھی طے کیا کہ میرا یہ سفر صرف قونیہ تک کا نہ ہو بلکہ اس سفر میں دیگر مقدس مقامات کی زیارت بھی کروں اور اس کے مصارف میں خود برداشت کروں۔ چنانچہ دہلی، بمبئی، تہران، استنبول، قونیہ، مصر، سعودیہ عربیہ اور عراق کا ہوائی جہاز کانٹکٹ بن کر میرے پاس آ گیا۔

میں ۱۰ کی صبح کو دہلی سے بمبئی کے لئے روانہ ہوا اور ۱۰ کا پورا دن بمبئی میں گزار کر ۹ بجے شب کے جہاز سے تہران کے لئے روانہ ہوا۔ یہ جہاز کراچی ہوائی اڈے پر ٹھہرتا ہوا تقریباً ۱۲ بجے شب تہران ہوائی اڈے پر جا اترا۔ ۱۱ کا سارا دن تہران اور اس کے اطراف شوش، رے، شاہ عبدالعظیم اور مشہور مقامات کے دیکھنے میں گزرا۔ شب ایک انٹر کونٹیننٹل ہوٹل میں گزار کر ۱۲ کی صبح کو ۴ بجے کے جہاز سے استنبول کیلئے روانہ ہو گیا۔ ۱۲ کو استنبول کے مقدس مقامات کی زیارت کی۔

حضرت ابوالیواب انصاری رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضر ہوا اور دیگر جامعات اور آثار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ ۱۳ کی صبح کو بھی بعض مقامات دیکھے اور بعد ظہر استنبول سے قونیہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ تقریباً ایک گھنٹہ پرواز کے بعد جہاز قونیہ کے ہوائی اڈے پر جا اترا۔ قونیہ پہنچ کر میں سیمینار کے دفتر استقبال میں پہنچ گیا۔ میزبانوں نے میرا قیام درگاہ ہوٹل میں کرا دیا۔ یہ ہوٹل بہت ہی آرام دہ تھا اس کے سامنے وسیع سڑکیں اور چمن زار تھے اور ان کے دوسری

جانب حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا مزار اقدس تھا اور مزار اقدس کے قریب ہی نہایت شاندار شاہ سلیم کی مسجد تھی۔

میں ۱۳ کو قونیہ پہنچ گیا جبکہ سیمنا ۱۵ کی صبح سے شروع ہو رہا تھا۔ میں نے ۱۴ کو آرام کیا اور ۱۵ سے سیمنا میں شرکت شروع کر دی۔ یہ سیمنا تین روز مسلسل چلا اس میں زیادہ تر مستشرقین شریک تھے اور اس کی تمام کارروائی ترکی زبان میں ہو رہی تھی مقالات زیادہ تر ترکی اور انگریزی میں تھے۔

میں نے ۱۶ کو اپنا مقالہ پڑھا یہ فارسی میں تھا اور اس کا موضوع روح اور بقائے عالم تھا اور اس کے آخر میں میں نے علامہ اقبال کے وہ اشعار ذکر کئے تھے جن میں علامہ نے مولانا روم اور ان کے بعض خیالات کا ذکر کیا ہے۔ قونیہ کے قیام۔ سیمنا کی شرکت کے علاوہ میرا معمول مولانا روم کے مزار پر حاضری اور قونیہ کے مشہور مقامات کی سیر رہی۔ مولانا صدر الدین قونوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بھی حاضری دی۔ شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بھی حاضر ہوا۔ مشہور مفسر علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بھی فاتحہ پڑھی اور شب کے اوقات میں مثنوی کے ترجمہ اور تفسیر میں مصروف رہتا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ دفتر پنجم کا بیشتر حصہ میں نے اسی ہوٹل میں مکمل کر لیا۔ حضرت مولانا کے مزار پر حاضری کے وقت میں نے ان تمام اشخاص کی قبروں پر بھی فاتحہ پڑھی جن کا ذکر مولانا نے اپنی مثنوی میں کرتے ہیں۔ سلطان ولد، مولانا حسام الدین چلبی، زرکوب رحمہم اللہ ان سب بزرگوں کی قبریں مولانا کے مزار مبارک کے قریب ہی ایک گنبد کے نیچے ہیں۔

میں نے مولانا کے میوزم میں مثنوی کا ایک قدیم نسخہ بھی دیکھا جو سلطان ولد کی طرف منسوب ہے۔ مثنوی کے مشہور نسخوں میں اختلاف ہے۔ مثنوی کا پہلا شعر عام نسخوں میں اس طرح ہے۔

بشنوا ز نے چوں حکایت میکند وز جدایہا شکایت می کند

اس نسخہ میں یہ شعر اس طور پر ہے۔

بشنوا میں نے چوں شکایت میکند از جدایہا حکایت می کند

اسی طرح مثنوی کے مروج نسخوں اور اس نسخہ میں ابتدائی ۱۶ شعروں میں جو اختلافات ہیں میں نے ان کو نوٹ کیا۔ اس موضوع پر انشاء اللہ عنقریب رسالۃ جامعۃ میں ایک مفصل مضمون شائع ہو جائے گا۔

یہ موقع نہیں ہے کہ میں قونیہ کے دوران قیام کے واقعات تفصیل سے لکھوں۔ خصوصاً مواویہ فرقہ کے رقص کی روداد تفصیل طلب ہے۔ قونیہ کے آٹھ روز قیام کے بعد میں استنبول کے لئے روانہ ہو گیا اور وہاں سے ۲۳ دسمبر کو سہ پہر کے وقت میں مصر پہنچ گیا۔

قاہرہ میں تقریباً ایک ہفتہ مقیم رہا۔ قدیم اور جدید قاہرہ کو دیکھا۔ جامع الازہر، دیکھی اور اس کے شیخ علامہ عبدالحلیم محمود سے ملا دیگر اساتذہ سے ملاقاتیں کیں۔ حسین دیکھا۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوا۔ امام شافعیؒ امام لیث بن سعدؒ زابعہؒ بصریہؒ حضرت زینبؒ حضرت عائشہؒ حضرت نفیسہؒ کے مزاروں اور مسجدوں میں حاضری دی۔ جامع محمد علی اور قلعہ دیکھا۔ اہرام اور ابوالہول دیکھا۔ قاہرہ کا مشہور میوزیم دیکھا اور ۳۰ دسمبر کو مصر سے روانہ ہو کر جدہ جا ترا۔ جناب محمد انعام الرحمان صاحب تدوینی فرسٹ سکریٹری انڈین امپرسی میرے منتظر تھے۔ شب میں ان کے یہاں قیام کر کے ۳۱ دسمبر روز جمعہ صبح سویرے مکہ معظمہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ عمرہ سے فارغ ہوا اور جمعہ کی نماز مسجد حرام ہی میں ادا کی۔ سارے دن طواف اور بیت اللہ شریف کی زیارت سے مشرف ہوتا رہا۔ شام کو جناب انعام الرحمن مجھے جدہ واپس لے آئے۔ شب میں قیام کرنے کے بعد میں نے یکم جنوری ۱۹۷۱ء کو مدینہ طیبہ کے لئے روانگی شروع کر دی ظہر کے بعد روانہ ہوا۔ عصر اور مغرب کی نمازیں راستہ میں ادا کیں اور عشاء کی نماز کے وقت میں مقام بدر میں پہنچ گیا۔ مسجد عریش میں عشاء کی نماز باجماعت ادا کی اور شہداء بدر پر فاتحہ پڑھنے کے بعد مدینہ طیبہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ تھوڑے وقفہ کے بعد مدینہ طیبہ کا گنبد خضراء جو آقائے نامدار تاجدار مدینہ کی آخری آرامگاہ ہے، نظر آنے لگا۔ مدینہ طیبہ پہنچ کر محبت مکرم مولانا انعام کریم صاحب مہاجر مدنی کی قیام گاہ پر پہنچا۔ موصوف میری آمد کے منتظر تھے۔ کافی رات گزر چکی تھی۔

تھوڑی دیر کے لئے آرام کیا اور شب کے آخری حصہ میں روضہ اقدس پر حاضری دی۔ فجر کی نماز سے فارغ ہو کر قیام گاہ پر آ گیا۔

مدینہ طیبہ کے دس روزہ قیام میں اکثر وقت مسجد اور روضہ اطہر پر گزارنا۔ احباب اور بزرگوں سے بھی ملاقاتیں کرتا رہا۔ عصر کے بعد مخدومی حضرت مولانا زکریا صاحب قبلہ کی مجلس میں حاضر ہو جاتا تھا۔ بالآخر زندگی کے یہ دس روز انہی سعادتوں میں گزار کر جدہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ میں نے طے کیا تھا کہ میں جدہ میں قیام نہ کروں گا بلکہ سیدھا مکہ معظمہ پہنچوں گا۔

۱۰ جنوری ۱۹۷۷ء کی شام کو مدینہ ایر پورٹ سے روانہ ہو کر جدہ پہنچا اور جدہ سے سیدھا مکہ معظمہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ بیت اللہ شریف میں حاضری دی۔ عمرہ سے فراغت ہوئی اور پھر شب کا اکثر حصہ طواف اور نوافل میں گزار کر ۱۱ کی شام کو جدہ واپس آ گیا۔ ۱۲ کی شام کو جدہ سے عراق کے لئے روانہ ہو گیا۔

عراق کے ہوائی اڈے پر جناب شفاعت احمد صاحب سیکنڈ سکرٹری انڈین امبیسی اور امبیسی کے ایک دوسرے کارکن ہوائی اڈے پر پہنچ گئے تھے۔ انہوں نے میرا قیام بغداد میں کسی ہوٹل کی بجائے فیض حسینی میں کرانا مناسب سمجھا۔ میں نے بھی اس کو پسند کر لیا۔ دجلہ کے کنارے اچھی جگہ تھی۔ اب میں بغداد شریف کے مشہور مقامات کی زیارتوں میں مصروف ہو گیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مزار کی زیارت کی۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضر ہوا۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف کے مزارات پر حاضر ہوا۔ شیخ جنید بغدادیؒ، شیخ معروف کرخیؒ، شیخ شہروردیؒ، امام غزالیؒ رحمہم اللہ کے مزاروں کی زیارت سے مشرف ہوا۔ پھر کوفہ پہنچ کر مسجد کوفہ میں نماز پڑی۔ حضرت عقیل ابن ابی طالب کے مزار پر حاضری دی۔ مختار ثقفی کی قبر بھی دیکھی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مقام شہادت بھی دیکھا۔

وہاں سے رخصت ہو کر مدائن کسریٰ پہنچا اور کسریٰ کے قلعہ کی اس محراب کو بھی دیکھا جس میں آنحضور ﷺ کی ولادت کے وقت شکاف پڑ گیا تھا۔

مدائن کسریٰ سے میں نجف اشرف پہنچا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مزار اقدس پر حاضری دی۔ چند گھنٹے وہاں گزار کر کر بلا معلیٰ پہنچا۔

حضرت امام حسینؑ شہید کر بلا کے مزار پر حاضر ہوا۔ حضرت عباس علمداد حضرت علی اصغرؑ حضرت علی اکبرؑ اور حضرت قاسمؑ اور کر بلا کے دوسرے ۷ شہداء پر فاتحہ کی شعادت حاصل کی۔

۱۸ کی شام کو بغداد سے روانہ ہو کر کراچی پہنچا اور پانچ روز عزیز مکرم جناب حکیم محمد سعید صاحب کے پاس گزار کر دہلی واپس آ گیا۔

اس سفر کی تفصیلی واقعات انشاء اللہ سفر نامہ کی صورت میں پیش کروں گا۔

دفتر سوم کے بارے میں:

خدا کے فضل و کرم سے دفتر سوم میرے سفر سے پہلے ہی اس مرحلہ پر آچکا تھا کہ اگر سفر نہ ہوتا تو میں اس کا دسمبر ہی میں اجراء کر دیتا لیکن یہی طے کیا کہ سفر سے واپسی پر ۲۸ مارچ کو ہی حسب سابق یوم رومی کے موقع پر اس کا اجراء کرایا جائے۔ میرے سفر کے دوران ہی ہندوستان میں پارلیمنٹ کے انتخابات کا اعلان ہو گیا۔ واپسی پر انتخابات کی ہنگامہ آرائی شروع ہو گئی اور ان انتخابات کے نتیجہ میں ہندوستان میں ایک عظیم انقلاب رونما ہو گیا۔ کانگریس جس کی کوششوں سے ہندوستان آزاد ہوا تھا اور وہی تیس سال سے ہندوستان پر حکومت کر رہی تھی اس کی ناقابت اندیشوں کی وجہ سے اس کو مکمل شکست ہو گئی اور نظام حکومت یکسر بدل گیا۔ ایسے حالات میں یہ ممکن نہ ہو سکا کہ ۲۸ مارچ ۷۷ء کو یوم رومی منایا جاسکے اور دفتر سوم کا اجراء عمل میں آسکے مجبوراً اس کی فروختگی شروع کر دی گئی۔

اب جبکہ میں دفتر چہارم کے مقدمہ کی یہ چند سطور لکھ رہا ہوں دفتر چہارم کتابت کے مرحلہ سے گزر کر طباعت کے مراحل طے کر رہا ہے خدا سے توقع ہے کہ چند ماہ بعد اجراء عمل میں آجائے گا۔

میں بفضلہ تعالیٰ دفتر پنجم کا اکثر حصہ لکھ چکا ہوں اور اب اس کی کتابت شروع کر رہا ہوں۔
دفتر چہارم سے متعلق:

طی الارض۔ زمین کا لپٹ جانا اولیاء اللہ کے لئے بسا اوقات زمین لپیٹ دی جاتی ہے اور وہ مہینوں کا سفر سیکنڈوں میں طے کر لیتے ہیں ان کا جسم ان کے دل کی خاصیت قبول کر لیتا ہے جس طرح دل ایک سیکنڈ میں لاکھوں میل پہنچ جاتا ہے۔ ایک مومن کا دل لاکھوں میل دور ہوتے ہوئے ایک سیکنڈ میں کعبہ اللہ میں پہنچ جاتا ہے۔ اسی طرح اولیاء کا جسم بسا اوقات بطور کرامت بڑی سے بڑی مسافت کو ایک لمحہ میں طے کر لیتا ہے۔ آنحضور ﷺ کے بارے میں صحابہ کرام بیان کرتے ہیں کہ آنحضور کی رفتار کی یہ حالت ہوتی تھی گویا کہ آپ کے لئے زمین لپٹتی چلی جا رہی ہے۔ مولانا نے ایک شعر میں فرمایا ہے۔

دل بکعبہ می رود در ہر زماں جسم طبع دل بگیرد ز امتنان
دل ہر لمحہ کعبہ میں پہنچ جاتا ہے اللہ کے کرم سے جسم دل کی خاصیت حاصل کر لیتا ہے
لطائف عشرہ:

دس لطیفے صوفیاء کے نزدیک انسان کی ترکیب دس جزوں سے ہے جن کو وہ لطائف عشرہ کہتے ہیں۔ ان دس لطیفوں میں سے پانچ کا تعلق عالم ملکوت سے ہے اور وہ یہ ہیں۔ قلب، روح، سر، خفی، مخفی، اور پانچ کا تعلق عالم ناسوت سے ہے اور وہ یہ ہیں۔ نفس، آگ، پانی، مٹی، ہوا، مکمل مومن وہ ہے جس کے یہ دسوں اجزاء ذکر الہی میں منہمک رہیں۔
تجدد امثال:

ہر چیز کا اسی جیسا ہر آن نیا ہو جانا، حکماء صوفیہ ہر چیز کا منبع و مخرج اور مرجع ذات واحد کو مانتے ہیں اور کائنات کی ہر چیز ہر آن اسی ذات واحد سے کسب فیض کر رہی ہے، ہر چیز کے تمام قویٰ اور وجود کا منبع ذات واحد ہے۔ چونکہ کائنات کی ہر چیز فانی ہے اس کے قویٰ اور وجود ہر آن فنا ہو رہا ہے اور جدید قوت اور وجود اس ذات واحد سے حاصل کر رہی ہے تو گویا کائنات کی ہر چیز

ہر آن اپنے موجودہ وجود اور قوت کو فنا کر دیتی ہے اور اسی جیسا ایک جدید وجود اور قوت حاصل کر لیتی ہے۔ محسوسات میں اس کی مثال اس طور پر سمجھ لی جائے کہ بجلی کے ایک منبع سے وابستہ تمام قمقمے ہر آن ایک نیا کرنٹ منبع سے حاصل کرتے ہیں اور ان میں ہر آن پہلا کرنٹ ختم ہو کر نیا کرنٹ مرکز سے پہنچ جاتا ہے اور آیت اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہم سب خدا ہی کے ہیں اور اسی کی جانب لوٹنے والے ہیں سے اسی کی طرف اشارہ ہے۔

کشتگان خنجر تسلیم را
ہر زباں از غیب جانے دیگرست

مولانا رومؒ نے فرمایا ۔

حاصل اندر یک زماں از آسماں
می رود می آید ایدر کارواں

مسئلہ سماع:

یعنی مزامیر اور آلات کے ساتھ گانا سننا۔ یہ مسئلہ بزرگوں میں ہمیشہ سے زیر بحث رہا ہے۔ مولانا۔ بحر العلوم لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔

نعمات کا سماع دل میں ورقت اور نرمی پیدا کرتا ہے اور اس جذبہ کو ابھارتا ہے جو دل میں پیوست ہوتا ہے۔ اگر کسی کو تعلق مع اللہ ہے اور اس کے دل میں عشق خداوندی جاگزیں ہے تو سماع سے اس کا یہ جذبہ مزید قوت حاصل کر لیتا ہے اور آتش عشق تیز ہو جاتی ہے لیکن اگر دل میں شہوانی جذبات ہیں تو سماع فسق و فجور کی دعوت دیتا ہے۔ اسی لئے چشتیہ سلسلہ کے بزرگ اہل کے لئے سماع کو جائز اور نا اہل کے لئے حرام قرار دیتے ہیں۔ شیخ اکبر قدس سرہ نے فتوحات مکیہ میں ذکر فرمایا ہے کہ کسی شخص نے سماع کے بارے میں شیخ ابو مسعود رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا۔ مبتدی سالک کے لئے حرام ہے اور منتہی کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اس شخص نے پھر دریافت کیا کہ پھر کس کے لئے سماع جائز ہے تو فرمایا متوسط صاحب دل کے لئے جائز ہے۔ شیخ

اکبرؒ نے ایک دوسرے مقام پر ذکر فرمایا ہے کہ سماع اگرچہ جائز ہے لیکن بزرگوں کے نزدیک اس سے بچار ہنا بہتر ہے اور حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سماع کے قائل نہ تھے اور اس کو مکروہ قرار دیتے تھے۔ ب بہر حال موجود زمانے میں عرسوں کے موقع پر عوام کے مجمع میں مزامیر کے ساتھ قوالی سننا کسی اعتبار سے بھی درست نہیں ہے۔

مسجد اقصیٰ:

یہ مسجد بیت المقدس میں واقع ہے۔ آنحضور ﷺ کی معراج یہاں سے ہی شروع ہوئی تھی۔ ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ پہنچ کر آنحضور ﷺ نے ۱۶، ۱۷ مہینے اسی کی طرف رخ کر کے نمازیں پڑھیں۔ اس اعتبار سے اس کو مسلمانوں کا قبلہ اولیٰ بھی کہا جاتا ہے۔ بنی اسرائیل کا ہمیشہ یہی قبلہ رہا۔ حضرت داؤد کے بعد حضرت سلیمانؑ نے اسی جگہ ہیکل کی تعمیر کی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بیت المقدس کا علاقہ اسلامی قلمرد میں شامل ہوا۔

مسجد حرام:

مکہ معظمہ میں بیت اللہ کے چاروں طرف کا ایک خاص علاقہ مسجد حرام کہلاتا ہے۔ آنحضور ﷺ کے زمانے میں اس کی کوئی خاص چہاردیواری نہ تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں اس کے اندر کی آبادی کو منتقل کر کے اس کی چہاردیواری بنوائی۔ پھر مختلف دوروں میں اس مسجد کی توسیع ہوتی رہی ہے۔

حلیمہ سعدیہ:

یہ نبو سعد قبیلہ کی خاتون ہے۔ آنحضور ﷺ کے بچپن میں انہوں نے آنحضور ﷺ کو دودھ پلایا ہے۔ لہذا یہ آنحضور ﷺ کی رضاعی ماں ہیں۔ آنحضور ﷺ آپ کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے۔ یہ تشریف لائیں تو آنحضور ﷺ نے اپنی چادر ان کے لئے بطور فرش کے بچھادی۔

بایزید بسطامیؒ:

بڑے اولیاء اللہ میں سے ہیں ان کا اصل نام طیفور تھا۔ اسی لئے ان کا تصوف کا سلسلہ طیفور

یہ کہلاتا ہے۔ طریقت اور تصوف کے دیگر سلسلے بھی ان تک پہنچتے ہیں۔ ریاضتوں اور مجاہدوں اور کرامات میں یکتا اور فرد تھے۔ حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے تھے کہ اولیاء اللہ میں آپ کا وہی مقام ہے جو فرشتوں میں حضرت جبرئیلؑ کا۔ شہر بسطام میں ۱۴ شعبان ۲۳۲ھ کو وفات پائی۔ ابوالحسن خرقانیؒ:

ان کی اگرچہ بایزید بسطامیؒ سے ملاقات نہیں ہوئی ان کے بہت بعد پیدا ہوئے ہیں لیکن بطور اویسیت ان کو فیض انہیں سے حاصل ہوا ہے۔ مشہور ہے کہ آپ نے چالیس سال تک عشاء کی نماز کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی ہے۔ آپ کا زمانہ سلطان محمود غزنوی کا زمانہ ہے۔ سلطان آپ کا بہت معتقد تھا۔ ان کی وفات ۱۰ محرم الحرام ۲۳۴ھ کو خرقان میں ہوئی۔
شق صدر:

یعنی آنحضور ﷺ کے سینہ کو چاک کیا جانا۔ یہ واقعہ آنحضورؐ کی زندگی میں کئی بار پیش آیا ہے۔ مولانا نے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے جو حضرت حلیمہ کے یہاں پیش آیا تھا۔ حضرت حلیمہ دودھ چھڑانے کے بعد بھی آنحضورؐ کی برکات کی وجہ سے آپ کو اپنے پاس رکھنا چاہتی تھیں۔ اسی زمانہ میں ایک روز آنحضور ﷺ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ کو زمین پر لٹا کر آپ کا مبارک سینہ چاک کیا، قلب کو نکالا اور اس کو چیر کر اس میں سے منجمد خون کا ایک ٹکڑا نکالا اور پھر قلب مبارک کو ایک سنہرے طشت میں رکھ کر دھویا اور اس کو سینہ مبارک میں رکھ کر پھر سینہ کو سی دیا۔ ساتھ کھیلنے والے بچوں نے جب یہ سارا قصہ دیکھا تو وہ دوڑ کر حضرت حلیمہؓ کے پاس آئے اور سارا واقعہ سنایا۔ حضرت حلیمہ دھڑکتی ہوئی آنحضورؐ کے پاس پہنچیں اور آنحضورؐ کو گود میں اٹھالیا۔ پھر حضرت حلیمہؓ آپ کی بہت زیادہ حفاظت کرنے لگیں اور چاہا کہ بہت جلد آپ کو لے جا کر آپ کے دادا عبدالمطلب کے سپرد کر دیں۔ اس واقعہ کے وقت آنحضور ﷺ کی عمر چار سال کی تھی۔

دوسری بار شق صدر کا واقعہ جب پیش آیا تو آنحضورؐ کی عمر مبارک دس سال کی تھی۔ حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس کے راوی ہیں اور محدثین نے اس روایت کی تصحیح کی ہے۔
 تیسری بار یہ واقعہ آنحضورؐ کی بعثت کے وقت پیش آیا جبکہ آپ کی عمر چالیس سال کی تھی۔
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کی راویہ ہیں۔
 چوتھی بار یہ واقعہ معراج کے وقت پیش آیا جبکہ آپ کی بعثت ہو چکی تھی۔ اس واقعہ کے سلسلہ
 میں احادیث کی کتابوں میں مشہور اور متواتر روایات موجود ہیں۔
 حطیم:

آنحضور ﷺ کے بچپن میں ایک بار مکہ معظمہ میں بہت زیادہ بارش ہوئی چاروں طرف کے
 پہاڑوں کے پانی کے بہاؤ نے بیت اللہ کی تعمیر کو برباد کر دیا تب قریش میں مشورہ ہوا کہ بیت اللہ
 کی از سر نو تعمیر کی جائے۔ لیکن یہ بھی طے ہوا کہ بیت اللہ کی تعمیر میں صرف پاک کمائی صرف کی
 جائے گی اس بناء پر چندہ نا کافی ہوا تو طے ہوا بیت اللہ کی اصل ابراہیمی بنیادوں کو چھوڑ کر تعمیر کو
 چھوٹا کر لیا جائے۔ چنانچہ بیت اللہ کی تینوں دیواریں تو اصل بنیادوں پر اٹھائی گئیں اور ایک دیوار
 اصل بنیاد سے ہٹا کر اندر کی جانب تعمیر کی گئی۔ بناء ابراہیمی کا یہ حصہ جو تعمیر سے باقی رہ گیا اس
 کو حطیم کہا جاتا ہے۔ آنحضورؐ کی تمنا تھی کہ اپنے زمانہ میں بیت اللہ کو از سر نو حضرت ابراہیمؑ کی
 بنیادوں پر تعمیر کرائیں لیکن دینی مصلحتوں کی بناء پر آپ نے اپنے اس ارادہ کی تکمیل نہ فرمائی۔
 حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ میں آنحضورؐ کی یہ تمنا پوری کی اور حطیم کے
 حصہ کو بھی بیت اللہ کے اندر شامل کر لیا۔ لیکن جب وہ عبدالملک ابن مردان کے ہاتھوں شکست کھا
 کر شہید ہو گئے تو حجاج ابن یوسف ثقفی نے ان کی تعمیر کردہ عمارت کو گرا دیا اور پھر بیت اللہ کو اسی
 حالت میں کر دیا جس حالت میں آنحضور ﷺ کے زمانہ میں تھا۔ چنانچہ آج بھی حطیم کا حصہ بیت
 اللہ کی عمارت سے باہر ہے۔

ہابیل و قابیل:

یہ دونوں حضرت آدمؑ کے لڑکے ہیں۔ قابیل کے ساتھ جو جڑواں لڑکی پیدا ہوئی اس کا نام

اقلیما تھا۔ ہانیل کے ساتھ جو جڑواں لڑکی پیدا ہوئی اس کا نام لبودا تھا۔ اس زمانہ کی شریعت کے اعتبار سے قابل کی شادی لبودا کے ساتھ ہونی چاہیے تھی جو اتفاقاً بد صورت تھی۔ اور ہانیل کی شادی اقلیما سے ہونی چاہیے تھی جو حسین تھی۔ اس رشک و جلن میں قانیل نے ہانیل کو قتل کر ڈالا تاکہ اس کی منسوبہ سے اس کی شادی ہو جائے۔ قرآن پاک نے اس واقعہ کو مجملاً ذکر کیا ہے۔ قانیل نے جب ہانیل کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو ہانیل نے کہا میں تیرے قتل کے ارادہ سے ہاتھ بھی نہ اٹھاؤں گا۔ چنانچہ قانیل نے ہانیل کو قتل کر ڈالا۔ حدیث شریف میں ہے کہ اب دنیا میں جو بھی ناجائز قتل ہوتا ہے اس کا گناہ قاتل کے علاوہ قانیل کو بھی ہوتا ہے چونکہ قتل کی یہ رسم اس دنیا میں سب سے پہلے اس نے جاری کی ہے۔

سجاد حسین

۱۰ جمادی الاول ۱۳۹۷ھ م ۲۹ اپریل ۱۹۷۷ء



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۱۔ اے ضیاء الحق حسام الدین چلیسی مولانا کے وہی خلیفہ ہیں جو مثنوی کی تحریر کا سبب بنے ہیں۔ کہ گذشت۔ چاند کا نور باہم پر پڑتا ہے۔ امت۔ مرید کی توجہ رخ کے معارف کی کشش کا باعث ہوتی ہے۔ مرغی۔ وہ شخص جس سے امید وابستہ ہو۔ گردن۔ مثنوی کے معارف کا رخ تو جہر چاہتا ہے اور کاموڑ دیتا ہے۔

۲۔ مثنوی۔ بظاہر مولانا احسام الدین مثنوی کی کشش کا سبب ہیں لیکن حقیقتاً اس کی کشش منجانب اللہ ہے۔ مبدل ظاہری سبب چونکہ کشندہ۔ یعنی حضرت حق۔ ناپدید ہو اسباب بصیرت ہیں وہ دیکھ رہے ہیں کہ مثنوی کے بیانات منجانب اللہ مولانا حسام الدین ہیں لہذا مثنوی طوالت انہی کی جانب سے سمجھی جائے گی۔

۳۔ چوں چنیں۔ جبکہ فنا کے بعد بقا اللہ کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے تو بندہ کی مرضیات بعینہ اللہ کی مرضیات بن جاتی ہیں۔ گمان اللہ۔ یعنی مقام فنا۔ گمان اللہ۔ بقا اللہ کے بعد انسانی فعل خدائی فعل متصف ہوتا ہے۔

کہ گذشت از مرہ بنورت مثنوی کہ تیرے نور سے مثنوی چاند سے بڑھ گئی ہے می کشد ایں را خدا داند گجا خدا جانے اس کو کہیں لے جائے گی؟ می کشی آں سو کہ تو دانستہ اس کو اس جانب کھینچ رہا ہے جس کو تو جانتا ہے ناپدید از جا بلے کش نیست دید پوشیدہ اس ناواقف کے لئے ہے جس کی نظر نہیں ہے گرفتروں گردد تو اش افزودہ اگر وہ بڑھتی ہے تو تو نے اس کو بڑھایا ہے می دہد حق آرزوئے متقیں اللہ تعالیٰ پرہیز گاروں کی تمنا پوری کرتا ہے تاکہ گمان اللہ لہ آمد جزا

یہاں تک کہ گمان اللہ لہ بنا آیا

اے ضیاء الحق حسام الدین توئی اے ضیاء الحق حسام الدین! تو ہی ہے ہمت عالی تو اے مرغی اے امیر گوا تیری بلند ہمت گردن ایں مثنوی را بستہ تو نے اس مثنوی کی گردن باندھ رکھی ہے مثنوی ۲ پویاں کشندہ ناپدید شئی دور رہی ہے کھینچنے والا پوشیدہ ہے مثنوی را چوں تو مبدا بودہ جبکہ مثنوی کی ابتدا تو ہے چوں چنیں خواہی خدا خواہد چنیں تو جیسا چاہتا ہے خدا ویسا چاہتا ہے گمان لہ بودہ در ما مضی

تو پہلے گمان اللہ بنا

در دُعا و شکر کفہا بر فراشت
دعا وہ شکرے میں ہاتھ اٹھائی تھی
فضل کرد و لطف فرمود و مزید
اس نے فضل فرمایا مہربانی کی اور اضافہ کر دیا
آنچناں کہ قُرب مَزِدِ سجدہا ست
جیسا کہ سجدوں کی اجرت اللہ سے نزدیکی ہے
قُرب جاں شدہ سجدہ ابدانِ ما
ہمارے جسموں کا سجدہ روح کے قرب کا سبب بنا
نَزِ برائے بَوش و ہای و ہو بُود
نہ کہ شان و شوکت کی اور وہ وہ کی وجہ سے
حکم دادی ہیں بکُش مامی کشیم
تو نے حکم دیا کہ ہاں کھینچ ہم کھینچتے ہیں
اے امیر صبر و مفتاحِ افرج
اے مہر کے امیر اور کشاوی کی کنجی؟
حج رُبُ الیْتِ مردانہ بُود
بیت اللہ کے مالک کا حج مردوں کا ہوتا ہے
کہ تو خورشیدی وایں دو و صفہا
کہ تو سورج ہے اور یہ دونوں اس کی صفتیں ہیں
تیغِ خورشید از ضیاء باشد یقیں
سورج کی تلوار یقیناً روشنی کی ہوتی ہے
آنِ خورشید ایں فرو خواں از نُبَا
سورج کی ملکیت ہے اس کو قرآن میں پڑھ لے

مثنوی! از تو ہزاراں شکر داشت
مثنوی تیرے ہزاروں شکرے ادا کرتی تھی
وَر لَب و کفشِ خدا شکر تو دید
خدا نے اس کے ہاتھ اور منہ میں تیرا شکر یہ دیکھا
زانکہ شا کر را زیادت وعدہا ست
کیونکہ شکر کرنے والے کے لئے زیادتی وعدے ہیں
گفت و انسجُد و اقرب یزدانِ تا
ہمارے خدا نے فرمایا ہے اور سجدوں کو اور قرب ہو جا
گر زیادتِ ۲ می شود زیں رُو بُود
اگر مثنوی میں اضافہ ہو رہا ہے تو اس وجہ سے ہے
باتو ما چوں رَز بتابستاں خویشم
ہم تجھ سے اس طرح خوش ہیں جیسا کہ گوہ کی تل میں موسم گہا میں
خوش بکُش ایں کارواں راتا نَج
اس قافلہ کو حج تک عمرگی سے لے جا
حج زیارت کردنِ خانہ بُود
حج خانہ کعبہ کی زیارت ہوتی ہے
جال ۳ ضیاء کفتم حُسام لَدین ترا
اے دین کی تلوار میں نے تجھے روشنی اس لئے کہا ہے
کایں حُسام و ایں ضیا یک ست ہیں
کیونکہ یہ تلوار اور یہ روشنی یقیناً ایک ہے
نور از آنِ ماہ باشد ویں ضیا
نور چاند کی ملکیت ہے اور یہ ضیا

۱ مثنوی۔ مثنوی چونکہ حُسام
الدین سے فیض حاصل کر رہی ہے تو
گویا اس کے لہذا اس کے ہاتھ میں
جو شکر گزاری میں اٹھے ہوئے ہیں۔
مزید۔ شکر پر مزید احسان کا وعدہ ہے
چنانچہ فرمایا گیا۔ لَنْ يَنْفَكَنَّكُمْ
لَا زَيْلَ لَكُمْ اور اگر تم شکر کرو گے ہم
ضرور زیادہ دیں گے۔ وَاَنْسُجُدْ
وَاَقْرَبْ اور سجدہ کرو اور قرب حاصل
کر یعنی سجدہ قریب خداوندی کا سبب
ہے۔ قُرب حال۔ جسمانی سجدہ
روحانی اقرب کا سبب ہے۔

۲ گزیرات۔ مثنوی کی طوالت
کا سبب مولانا حُسام الدین کا جذب
ہے نہ کہ عوام میں اس کی پسندیدگی۔
بَوش۔ با کے زیر کے ساتھ نشان
شوکت۔ باتو۔ تابستاں یعنی موسم بہار
میں انگور کی پھل خوب پھیلتی ہیں اسی
طرح مثنوی کے نشوونما کا سبب مولانا
حُسام الدین ہیں۔ خوش بخش جس
طرح کارواں حج کے لئے جاتا ہے
اور اس کے لئے ایک امیر حج ہوتا ہے
جو اس کی رہنمائی کرتا ہے اسی طرح
ان معارف کا کارواں رب کعبہ کی
زیارت کے لئے رہا ہے اور مولانا
حُسام الدین اس کے سالار ہیں۔
حج۔ جو قافلہ حج کو جاتا ہے اس کا
مقصد خانہ کعبہ کی زیارت ہوتی ہے
لیکن اس قافلہ کا مقصد رب کعبہ کی
زیارت ہے۔

۳ زال ضیاء۔ ضیاء روشنی کو کہتے ہیں
اور حُسام قاطع تلوار کو کہتے ہیں تہلہ کی
ذات سورج ہے اور یہ دونوں اس کی
صفتیں ہیں۔ سورج کی تلوار روشنی کی
ہوتی ہے جس سے جانہ حیرے کو کھاتا
ہے لہذا تم جس طرح حُسام ہوا
طرز ضیاء ہو۔ نور قرآن پاک میں
ہے۔ هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسُ



ضیاء وَالْقَمَرَ نُورًا۔ اللہ تعالیٰ نے چاند کی روشنی کو نور اور سورج کی روشنی کو ضیا سے تعبیر فرمایا ہے۔
نبا۔ نئے قرآن پاک۔

شمس ارا قرآن ضیا خواندے پدر
اے بابا! سورج کو قرآن نے ضیا فرمایا ہے
شمس چوں عالی تر آمد خود زماہ
چونکہ سورج کا چاند سے اونچا ہے
بس کس اندر نورِ مہ منہج ندید
بہت سے لوگ چاند کے نور میں راستہ نہیں دیکھ پاتے ہیں
آفتاب اعراض را کامل نمود
سورج سالن کو مکمل دکھاتا ہے
تا کہ قلب و نقد نیک آید پدید
تا کہ کھٹا اور کھرا خوب ظاہر ہو جائے
نتا کہ نورش کامل آید در زمیں
یہاں تک کہ اس کی مکمل روشنی زمین پر آتی ہے
لیک بر قلاب مبغوض ست سخت
لیکن وہ دھوکے باز کو سخت ناپسند ہے
پس سجد و جانِ صراف ست قلب
تو کھٹا صراف کی جان کا دشمن ہوتا ہے
انبیا با دشمنان بری تنند
انبیاء دشمنوں کے ساتھ بھڑتے ہیں
کایں چراغے را کہ ہست اُلوں دار
کہ اس چراغ کو جو روشن ہے
دزد و قلاب است خصم نور و بس
چھ اور طمع ساز روشنی کا دشمن ہے
روشنی بر دفتر چارم بریز
چوتھے دفتر پر روشنی ڈال

واں قمر را نور خواند ایں را نگر
اور اس چاند کو نور فرمایا ہے اس پر غور کر
پس ضیاء از نور افزوں داں بجاہ
پس مرتبہ میں ضیا کو نور سے بڑھا ہوا سمجھ
چوں بر آمد آفتاب آں شد پدید
جب سورج نکل آتا ہے وہ راستہ نظر آ جاتا ہے
لاجرم بازار ہا در روز بود
لاحالہ بازار، دن میں لگتے ہیں
تلوؤد از غبن و از حیلہ بعید
تا کہ ٹوٹے اور مکر سے بچاؤ ہو
تاجراں را رحمتہ للعالمین
تاجروں کے لئے رحمتہ للعالمین بن کر
زانکہ زوشد کاسد اُور نقد و رخت
کیونکہ اس کی وجہ سے اس کا نقد اور سالن کھٹا ہوتا ہے
دشمن درویش کہ بود غیر کلب
دشمن کے سوا درویش کی جان کا دشمن کون ہوتا ہے؟
پس ملائک ربّ سلّم می زنند
تو فرشتے خدا سلامت رکھنے کا نعرہ لگاتے ہیں
از لپ و دمہائے دُرداں دُور دار
چھوٹوں کی پھونک اور سانس سے دور رکھ
زیں دو اے فریاد رس فریاد رس
اے فریاد کو پہنچنے والے ان دونوں سے فریاد کو پہنچ
کافتاب از چرخ چارم کرد خیز
کیونکہ سورج چوتھے آسمان سے طلوع کر رہا ہے

۱ شمس۔ جس طرح سورج
اضافہ میں بڑھا ہوا ہے تو تم چونکہ ضیاء
ہو لہذا تم بھی اضافہ میں بڑھے
ہوئے ہو۔ بس کس۔ چاند کی روشنی
میں بہت سے لوگوں کو راستہ نظر نہیں
آگاتا سورج کی روشنی میں نظر آ جاتا
ہے منہج۔ راستہ۔ آفتاب۔ سورج
ہر حال کے کھونے اور کھرے پن کو
واضح کر دیتا ہے اسی لئے بازاروں میں
لگتے ہیں۔

۲ تاکہ سورج کی روشنی میں کھٹا
کھرا نظر آ جاتا ہے اور خریدار دھوکے
سے بچ جاتا ہے رحمتہ تاجروں کے
لئے سورج کی روشنی رحمت کامل ہے
اسی طرح مولانا حسام الدین چونکہ
ضیاء ہیں لہذا وہ بھی سالکوں کے لئے
رحمت ہیں۔ لیک۔ جس طرح
دھوکے باز سورج کی روشنی سے نفرت
کرتے ہیں اسی طرح بددلی شیوخ
مولانا حسام الدین سے نفرت کرتے
ہیں۔

۳ پس۔ کھٹا مال پر کھٹا دل کی
جان کا دشمن ہوتا ہے دشمن۔ اسی
طرح جو دنیا کے کتے ہیں وہ بزرگوں
کے دشمن ہوتے ہیں۔ انبیاء۔ انبیاء کا
مقابلہ دنیا داروں سے ہوتا ہے جو ان
کے دشمن ہوتے ہیں فرشتے ان انبیاء
کی سلامتی کے لئے دعا کرتے رہتے
ہیں۔ کایں۔ یعنی فرشتے دعا کرتے
ہیں کہ جو چراغ ہدایت ایسا لے کر
آئے ہیں اس کو دشمن نہ بن جائیں۔
روشنی۔ مولانا دعا فرماتے ہیں کہ اب
جبکہ خوش بیان کا آفتاب چرخ چہلم
سے طلوع کر رہا ہے تو اے خدا اس
چہارم دفتر پر انوار معرفت کی روشنی ڈال



ہیں ز چارم! نوردہ خورشید وار
ہاں چوتھے دفتر سے سورج کی طرح روشنی عطا فرما
ہر کش افسانہ بخواند افسانہ است
جس نے اس کو قصہ سمجھا وہ خود قصہ ہے
آب نیل ست و بقبیطی خوں نمود
دیہ نیل پانی ہے اور قبطی کو خون نظر آتا
دشمنِ ایں ۲ حرفِ ایں دم در نظر
اس وقت اس مثنوی کا دشمن ہماری نظر میں
اے ضیاء الحق تو دیدی حالِ او
اے ضیاء الحق تم نے اس کی حالت دیکھی ہے
دیدہ غیبت چو غیب ست اوستاد
تمہاری غیب کو دیکھنے والی آنکھ غیب کی طرح ماہر ہے
ایں حکایت را کہ نقدِ وقت ماست
یہ حکایت جو ہمارا ما حاضر ہے
ناکساں را ترک گن بہر کساں
نالائقوں سے لائقوں کی خاطر قطع نظر کر لو
ایں حکایت گر نہ شد آنجا تمام
یہ قصہ اگر اس جگہ (دفتر سوم) میں مکمل نہیں ہوا ہے
تاتبا بدر بلاد و برویار
تاکہ وہ ملکوں اور شہروں پر چمک اٹھے
وانکہ دیدش نقدِ خود مردانہ است
اور جس نے اس کو اپنی دولت سمجھا وہ مرد ہے
قومِ موسیٰ را نہ خوں بود آب بود
حضرت موسیٰ کی قوم کے لئے پانی تھانہ کر خون
شد ممثل سرنگوں اندر سقر
دوزخ میں سرنگوں بنا ہوا ہے
حق نمودت پلخِ افعالِ او
اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس کے کارناموں کا جواب دکھادیا جائے
کم مباد ازیں جہاں ایں دید و داد
خدا کرے یہ مشاہدہ اور عطا اس دنیا سے ناپید نہ ہو
گر تماش می کنی اینجا رواست
اگر تم اس کو اس جگہ پورا کرو تو مناسب ہے
قصہ را پایاں برد مخلص رساں
قصہ کو پورا کرو اور انجام کو پہنچا دو
چار میں جلد ست آرش در نظام
یہ چوتھا دفتر ہے اس کو لڑی میں پورو

۱۔ ز چارم۔ یعنی دفتر چہارم سورج کو
بھی چوتھے آسمان پر ملنا جاتا
ہے۔ ہر کش۔ جو اس مثنوی کو افسانہ
سمجھے وہ خود مثنوی کو افسانہ اور مہمل
ہے۔ آب نیل۔ ایک چیز دو
شخصوں کے اعتبار سے دو جداگانہ حکم
رکھتی ہے۔ دیہ نیل حضرت موسیٰ
کے لئے پانی تھا اور قبطیوں کے لئے
خون تھا۔ اسی طرح یہ مثنوی بعض
لوگوں کے لئے افسانہ ہے اور بعض
لوگوں کے لئے محبتِ معرفت ہے۔
۲۔ ایں حرف۔ یعنی مثنوی۔ سقر۔
جہنم۔ اے ضیاء الحق مولانا حسام
الدین کا کشف تھا کہ مثنوی کے منکر
ایمان سے محروم ہیں۔ پانخ۔ جواب۔
دیدہ۔ مولانا حسام الدین کے کشف
کی طرف اشارہ ہے۔ ایں۔ یعنی اس
عاشق کا قصہ جو دفتر سوم میں اظہور
چھوڑا تھا۔ ناکساں۔ یعنی مثنوی پر
اعتراض کرنے والے۔ چار میں
جلد۔ یعنی مثنوی کا چوتھا دفتر۔

۳۔ تمامی۔ یہ عاشق رات کو
معتشوق کے فراق میں گھوم رہا تھا
راستہ میں اس نے کتوال کو دیکھا تو
اس سے ڈر کر وہ ایک باغ میں گھس گیا
وہاں دیکھا کہ اس کی معشوقہ موجود
ہے تو وہ اس کتوال کو دعائیں دینے
لگ۔ عسی۔ انسان کی چیز کو اپنے لئے
ناپسند کرتا ہے اور اسی میں اس کی
بہتری ہوتی ہے۔

تمامی ۳ حکایتِ آں عاشق کہ از عسّس بگریخت در باغِ مجہول
اس عاشق کی حکایت کا باقی قصہ جو انجام باغ میں کتوال سے بھاگا اور
و معشوق در آں باغ یافت و عسّس را از شادی دعائے خیر میگرد
اس نے معشوق کو اس باغ میں پایا اور خوشی کی وجہ سے کتوال کے لئے دعائے خیر کرتا تھا
ومی گفت کہ عسیٰ اَنْ تَکُ رَہُوا شَیْنًا وَ هُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ
اور کہتا تھا کہ بسا اوقات تم ایک چیز کو ناپسند کرتے ہو اور وہ تمہارے لئے بہتر ہے

اندریں بودیم کالِ شخص از عسّس
ہم یہ کہہ رہے تھے کہ اس شخص نے کتوال کی وجہ سے
راہِ اندر باغ از خوفِ او فرس
دور کے مارے گھوڑا باغ میں گھسا دیا

یود اندر باغ آل صاحب جمال
وہ حسینہ باغ میں تھی

سایہ او را نبود امکان دید
اس کے سایہ کو بھی دیکھنے کا امکان نہ تھا

جو یکے لقیہ کہ اول از قضا
سوائے ایک ملاقات کے جو شروع میں حقدار سے

بعد از اس چند آنکہ می کوشید او
اس کے بعد اس نے جتنی بھی کوشش کی

نے بہ لایہ چارہ بوش نے بمال
نہ خوشامد سے اس کی کوئی تدبیر تھی نہ مل سے

عاشق ہر پیشہ و ہر مطلبے
ہر مقصد اور ہر پیشے کے

چوں بدال آسیب در جست آمدند
جب اس معاملہ میں وہ بڑھنے لگتے ہیں

چوں در افتادند اندر جستجو
وہ جب جستجو میں لگ جاتے ہیں

چوں در افگندش بجست جوئے کار
جب اس کو معاملہ کی جتلا کر دیا

ہم ۳ براں بومی تنند و می روند
وہ اسی خوشبو کے مپے ہوتے ہیں اور چلتے ہیں

ہر کسے را ہست امیدے برے
ہر شخص کے لئے امید کا پھل ہوتا ہے

باز در بستندش و آل در پرست
پھر اس کا موازہ بند کر دیتے ہیں وہ مہر کا پجاری

چوں در آمد خوش در آل باغ آنخواں
جب وہ نوجوان خوشی سے اس سے باغ میں آیا

کز غمش اس در عنایا بد ہشت سال
جس کے غم میں یہ آٹھ سال سے مصیبت میں تھا

ہمچو عنقا وصف او را می شنید
عنقا کی طرح اس کی خوبیاں سنتا تھا

بروے افتاد و شد او را دربا
اس سے ہو گئی تھی اور وہ اس کی دربار ہو گئی تھی

خود مجالش می نداد آل شند خو
اس کو اس بد مزاج نے موقع نہ دیا

سیر چشم و بے طمع یود آل نہال
وہ بونا سیر چشم اور بے طمع تھا

حق بیالود اول کارش لے
ابتداء میں اللہ تعالیٰ اس کے ہونٹ آلودہ کر دیتے ہیں

پیش پاشاں می نہد ہر روز بند
ان کے پاؤں میں ہر روز بیڑی ڈال دیتے ہیں

بعد از اس در بست و کاہیں جست او
اس کے بعد وہ بند کر دیتا ہے اور مہر کا مطالبہ کرتا ہے

بعد از اس در بست کہ کاہیں بیار
اس کے بعد موازہ بند کر دیا کہ مہر لا

ہر دے را جی و آس می شوند
ہر سانس میں امید اور ناامید ہوتے ہیں

کہ کشادندش در اس روزے درے
جی کاس معاملہ میں ایک روز اس کے لئے موازہ کھول دیتے ہیں

بر ہماں امید آتش پاشد دست
اس امید پر جھج چین ہوتا ہے

خود فرو شد پانچش ناگہاں
اچانک اس کا پاؤں خزانے میں دھنس گیا

۱۔ عنقا۔ مشقت۔ سایہ۔ محبوبہ کا
وجود اور کناریہ اس کا سایہ بھی نہ دیکھ
سک رہا تھا۔ عنقا۔ لوگوں نے عنقا کی
صرف خوبیاں سنی ہیں کسی نے اس کو
دیکھا نہیں ہے۔ لقیہ۔ ملاقات۔
کے بعد آٹھ سال تک ملاقات کا کوئی
موقع نہ ملا۔ شند خو۔ یعنی محبوبہ۔ لایہ۔
خوشامد۔ بہل۔ یعنی معشوقہ۔
عاشق۔ عاشق کا یہی معاملہ ہوتا ہے وہ
ابتداء پھنساتا ہے پھر تڑپاتا ہے۔
در بست۔ یعنی وصال کا موازہ بند ہو
جاتا ہے۔ کاہیں۔ مہر یعنی عشق کے
مصائب جھیلتا۔

۳۔ ہم براں۔ ابتداء ہونٹوں کو جو
چسکا لگا ہے اس کی وجہ سے امید و بیم
میں جتلا رہتے ہیں۔ دلجی۔ امیدوار۔
آس۔ مایوس۔ ہر کسے۔ ہر شخص
مقصود حاصل کرنے کی فکر میں آتش
زیر پا رہتا ہے۔ چوں۔ جب وہ
عاشق کو قول کے ذریعے بھاگ کر
باغ میں گھسا تو اس کو محبوبہ کا دیدار ہو
گیا۔ فرو شد۔ یعنی محبوبہ کا دیدار حاصل
ہو گیا۔

مرعس را ساخته یزداں سبب

اللہ تعالیٰ نے کتوال کو سبب بنا دیا

بیند آں معشوقہ را او با چراغ

وہ اس معشوقہ کو دیکھتا ہے کہ وہ چراغ لئے

پس قریں میکرد از ذوق آں نفس

اس وقت وہ ذوق و شوق سے بلاتا تھا

گریاں کردم عس را از گریز

اگر میں نے بھاگ کر کتوال کا نقصان کیا ہے

از عوانی مر ورا آزاد گن

اس کو سپاہی پن سے آزاد کر دے

سعد دانش ایں جہان و آں جہاں

اس جہان اور اس جہان میں اس کو نیک بخت بنادے

گرچہ خوی آں عواں ہست اے خدا

اے خدا اگرچہ اس کتوال کی عادت ہے

گر خبر آید کہ شہ جرے نہاد

اگر خبر آئے کہ بادشاہ نے جرم قائم کیا

ور خبر آید کہ شہ رحمت نمود

اور اگر خبر آئے کہ بادشاہ نے رحم کیا

ماتمی در جان او افتد ازاں

اس سے اس کی جان غم میں مبتلا ہو جاتی ہے

صد چنیں ادبار ہاں دارد عواں

سپاہی اس طرح کی سینکڑوں خرابیاں رکھتا ہے

او عواں را در دعا در می کشید

وہ کتوال کو دعا میں شل کر رہا تھا

برہمہ زہر و بر او تریاق بود

وہ کتوال سب پر زہر اس کے تریاق تھا

تاز نیم او دود در باغ شب

تاکہ اس کے ڈر سے رات کو باغ میں دود جائے

طلب انگشتی در جوی باغ

باغ کی گتھی نہر میں انگشتی تلاش کر رہی ہے

بنا شائے حق دُعائے آں عس

اللہ تعالیٰ کی تعریف کے ساتھ کتوال کے لئے دعا کو

بیست چنداں سیم و زر بروے بریز

بیس گنا سونا اور چاندی اس بے بہا دے

آچنناں کہ شام اورا شاد گن

جیسا میں خوش ہوں اس کو خوش کر دے

از عوانی و سگی اش وار ہاں

سپاہی پن اور کتے پن سے اس کو نجات دیدے

کہ ہمارہ خلق را خواہد بلا

کہ ہمیشہ مخلوق کی مصیبت کی تمنا کرتا ہے

بر مسلماناں شود او زفت و شاد

مسلمانوں پر وہ پھولتا اور خوش ہوتا ہے

از مسلماناں فگند او را بخود

مسلمانوں سے کسی پر بخشش و عطا کی

گیرش قونج زیں غم در زماں

فورا اس غم سے اس کے درد قونج ہو جاتا ہے

زیں بلا فریاد رس اے مستعال

اے مددگار! اس مصیبت سے فریاد رہی کر

کز عواں اورا چنناں راحت دسید

کیونکہ کتوال سے اس کو ایسی راحت ملی تھی

آں عواں پیوند آں مشتاق بود

وہ کتوال اس عاشق کا دوست تھا

۱۔ بیند وہ اپنی معشوقہ کو دیکھتا ہے کہ وہ چراغ لئے ہوئے نہریں اپنی انگشتی تلاش کر رہی ہے۔ قریں۔ ساگی۔ ہائند یعنی اللہ کی تعریف کے ساتھ کتوال کو دعائیں دینے لگا۔ گر۔ کتوال اگر اس کو گرفتار کر لیتا تو رشوت میں کچھ حاصل کرتا۔ از عوانی۔ پولیس کے آدمیوں میں ظلم و ستم کا مادہ ہوتا ہے۔ سگی۔ سپاہیوں میں کتوں کی سی دنگی ہوتی ہے۔ کہ ہمارہ پولیس کو خواہش ہوتی ہے کہ لوگ جرائم میں مبتلا ہوں تاکہ ان سے منافع حاصل کر سکے۔

۲۔ گر خبر آید۔ اگر پولیس کو معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ نے کسی قوم کو مجرم قرار دیا ہے تو اس کو خوشی ہوتی ہے اور بادشاہ سے معاف کرنے سے پولیس رنجیدہ ہوتی ہے۔ فگند۔ یعنی وہ جرم معاف کر دیا ہے۔

۳۔ ادبار۔ بھلائی سے دو گردانی۔ عواں۔ چونکہ کتال کی وجہ سے اس کو محبوب کا دیدار میسر آیا تھا اس لئے اس کو دعائیں دے رہا تھا۔ برہمہ۔ کتوال وہوں کے لئے باعث مصیبت تھا لیکن اس کے لئے باعث راحت بنا۔ پیوند۔ عزیز اقرب دوست۔

پس ابد مطلق نباشد در جہاں
پس دنیا میں بالکلیہ کوئی برا نہیں ہے
در زمانہ هیچ زہر و قند نیست
زمانے میں کوئی زہر اور شکر نہیں ہے
مریکے را پادگر را پائے بند
مَرِیکے کے لئے پاؤں ہے دوسرے کے لئے پاؤں کی پیزی
زہر مارے آل مار را باشد حیات
سائگ کا زہر سانپ کی زندگی ہے
خلقِ آبی را بود دریا چو باغ
پہیلی مخلوق کے لئے دریا باغ جیسا ہے
چمنیں برمی شمر اے مردِ کار
اے کام کے آدمی! اسی طرح شد کر لے
زید اندر حق آل شیطان بود
زید اس کے حق میں شیطان ہے
آں بگوید زید صدیق و سنی ست
وہ کہتا ہے زید بہت سچا اور بھلا ہے
زید یک ذات است برآں یک جہاں
زید ایک ذات ہے جو ایک پر بہشت ہے
گر سچ تو خواہی کو ترا باشد شکر
اگر تو چاہتا ہے کہ وہ تیرے لئے شکر ہو
منگر از چشم خودت آں خوب را
اس محبوب کو اپنی آنکھ سے نہ دیکھ
چشم خود بر بند زان خوش چشم تو
اس اچھی آنکھ والے سے اپنی آنکھ بند کر لے
بلکہ زو گن عاریت چشم و نظر
بلکہ آنکھ اور نگاہ اس سے مانگ لے

بد بہ نسبت باشد ایں را ہم بدال
برا نسبت سے ہوتا ہے اس کو بھی سمجھ لے
کہ یکے را پا دگر را بند نیست
کہ ایک کے پاؤں اور دوسرے کے لئے قید نہیں ہے
مریکے را زہر و دیگر را چو قند
مَرِیکے کے لئے زہر ہے اور دوسرے کے لئے شکر ہے
نسبتش با آدمی باشد ممات
اس کی آدمی کے ساتھ نسبت موت ہے
خلقِ خاکی را بود آں مرگ و داغ
خشتی کی مخلوق کے لئے وہ موت اور باغ ہے
نسبت ایں را زیک تلحد ہزار
اس کی نسبت ایک سے لاکھ تک
در حق شخص دگر سلطان بود
دوسرے کے حق میں شاہ ہے
دیں بگوید زید گبر و گشتنی ست
اور یہ کہتا ہے کہ زید کافر اور گردن زونی ہے
او بریں دیگر ہمہ رنج و زیاں
اور وہ دوسرے کے لئے مجسم رنج اور بربادی ہے
پس و را از چشم عشاقش نگر
تو اس کو اس کے عاشقوں کی نظر سے دیکھ
میں چشمِ طالبان مطلوب را
مشتوق کو عاشقوں کی آنکھ سے دیکھ
عاریت گن چشم از عشاق او
اس کے عاشقوں سے آنکھ مانگ لے
پس ز چشم او بروی او نگر
پھر اس کی آنکھ سے اس کے چہرے کو دیکھ

۱۔ پس۔ مولانا فرماتے ہیں کہ دنیا کی کوئی بری چیز یہ ہمہ وجود بری نہیں ہے کسی خاص نسبت سے اس میں برائی ہوتی ہے۔ زہر و قند۔ یہ دونوں چیزیں بھی مفید اور مضر خاص خاص نسبت سے ہیں۔

۲۔ زہر مار۔ سانپ کا زہر سانپ کے لئے باعث زندگی ہے انسان کی موت کا سبب ہے خلق۔ پانی، آبی جانور کی زندگی ہے خاکی گھر کے لئے موت ہے۔ ہم چمنیں۔ کسی چیز کا نسبت کے اعتبار سے صرف مفید اور مضر ہونا ہی نہیں ہے بلکہ نسبت کے اعتبار سے اس کے مفید اور مضر ہونے کے ہزاروں مدارج ہیں۔ زید۔ زید کسی کے اعتبار سے سلطان ہے۔ آں۔ جس کے لئے زید سلطان ہے وہ زید کی تعریفیں کرے گا جس کے لئے وہ شیطان ہے وہ اس کا کافر اور گردن زونی کہے گا۔

۳۔ گر۔ اگر تو زید کو اپنے لئے شکر بنانا چاہتا ہے تو اس کے عاشقوں کی نظر سے اس کو دیکھ پھر تجھے اس سے کوئی شکوہ نہ رہے گا۔ منگر۔ مٹی را چشم مجنون باید دید۔ چشم خود محبوب کو اپنی نگاہ سے نہ دیکھ اس کے عاشقوں کی نگاہ سے دیکھ بلکہ محبوب کا عاشقوں کی نگاہ سے بھی نہیں بلکہ خود اس کی نگاہ سے دیکھنا چاہئے۔

گفت كَانَ اللّٰهُ لَهُ زِيْسٌ ذُو الْكُلَالِ

اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ اس کا ہو گیا

تارم از مُد بریہا مقبلش

تاکہ اس کی نرش نصیبی بد نصیبوں سے نجات پا جائے

سُوِی محبوبت حبیب ست و خلیل

تیرے محبوب کی جانب وہ محبوب اور دوست ہے

مثنوی! ایمن زسیری و ملال

تاکہ تو نفرت اور انتہا سے محفوظ ہو جائے

چشم او من باشم و دست دولش

میں اس کی آنکھ اور ہاتھ اور اس کا دل ہو جاتا ہوں

ہر چہ مکروہ است چوں اوشد دلیل

میرا پسندیدہ ہے جب وہ راہنما ہوتا ہے

۱۔ مثنوی۔ جب انسان محبوب کو

محبوب کی نگاہ سے دیکھے گا اور وہ مطلق

باخلاق اللہ ہو جائے گا اور اپنے

احساس کو فنا کر دے گا تو اس کو کان اللہ

لہ کا مقام حاصل ہو جائے گا اور اس

میں بقا باللہ کی کیفیت پیدا ہو جائے

گی۔ چشم لو حدیث میں ہے۔ فَاذَا

اَجَبْتُهُ كُنْتُ مَسْمُوعًا الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ

وَبَصَرُهُ الَّذِي يَبْصُرُ بِهِ۔ یعنی جب

میں اپنے بندے سے محبت کرتا ہوں

تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس

سے وہ سنتا ہے اور جس سے وہ سنتا

ہے اور اس کی بینائی بن جاتا ہوں

جس سے وہ دیکھتا ہے۔ ہر چہ

نا پسندیدہ چیز جب کسی مرغوب چیز کا

ذریعہ بن جات ہے تو وہ بھی مرغوب

ہو جاتی ہے۔ کو تو اس معشوقہ کے

وصال کا ذریعہ تھا لہذا وہ محبوب ہو گیا۔

۲۔ واعظ۔ منقول ہے کہ یہ واعظ

ایک تاجر تھا ڈاکوؤں نے اس کا مال لوٹا

تو اس نے خدا سے دعائیں اور گریہ و

زاری شروع کر دی اس پر اس کو ہاتف

غیبی نے کہا مال کے لٹ جانے پر تو

اس قدر گریہ و زاری کرتا ہے اور عمر کے

برباد ہونے کا کوئی خیال نہیں۔ اس

تنبیہ سے یہ تاجر اللہ تعالیٰ کی طرف

متوجہ ہو گیا تھا۔ قاطعان راہ۔ ڈاکو۔

دست۔ چونکہ یہ ڈاکو اللہ تک پہنچنے کا

سبب بنے تو وہ اس کو محبوب ہو گئے

تھوڑے دن کا دعا گو ہو گیا تھا۔

۳۔ برہمہ۔ یعنی دینا کے برے

انسانوں کے لئے دعا خیر کرتا تھا اور

نیکوں کے لئے دعا نہ کرتا تھا۔ مرد۔

لوگوں نے اعتراض کیا کہ برے لوگ

دعا کے مستحق نہیں ہیں تم ان کے لئے

دعا کیوں کرتے ہو۔ گفت۔ اس نے

جواب دیا کہ ان لوگوں کا مجھ پر بہت

حکمتِ آل واعظ کہ در آغازِ ہر وعظ و تذکیرے دعائے خیر بر

اس واعظ کی حکایت جوہر وعظ اور نصیحت کے شروع میں خالوں

ظالماں و سخت دلاں حیثاں و مُفسداں و بے اعتقاداں کر دے

اور سخت دلوں اور خبیثوں اور مفسدوں اور بد اعتقادوں کے لئے دعائے خیر کرتا تھا

قَطَّاعَانِ رَاہِ رَا دَاعِی شَدُّے

ڈاکوؤں کا دعا گو ہوتا

بَرَبْدَانِ و مُفْسِدَانِ و طَاغِیَاں

بروں اور مفسدوں اور سرکشوں پر

بَرہمہ کافر دلاں و اہلِ دیر

سب کافروں اور بت خانہ والوں پر

مِی نکر دے جُو حیثاں رَا دُعَا

خبیثوں کے علاوہ کسی کے لئے دعا نہ کرتا

دُعوتِ اہلِ ضلالتِ جُودِ نیست

مراہو کو دعا دینا سزا نہیں ہے

مَنْ دَعَا شَاں زِیْسِ سَبَبِ بَکْزِیدِہ ام

اس لئے میں نے ان کو دعا دینا اختیار کیا ہے

آں یکے واعظ چو بر تخت آمدے

ایک واعظ جب تخت پر آتا

دَسْتِ بَرْمِی داشت یارب رحم راں

ہاتھ اٹھاتا تھا اے خدا رحم فرما

بَرہمہ سحر گنان و اہلِ ضیر

سب مذاق اڑنے والوں اور نقصان پہنچانے والوں پر

مِی نکر دے اُو دُعَا بر اصفیا

وہ برگزیدہ لوگوں کے لئے دعا نہ کرتا

مَرُورَا گفتند کایں معبود نیست

لوگس نے اس سے کہا یہ معمول نہیں ہے

گفت نیکوئی از مینہا دیدہ ام

اس نے کہا میں نے ان سے بھلائی دیکھی ہے



احسان ہے میں ان کے مظالم سے پریشان ہو کر رولیا ہوا ہوں اور ان کے مظالم نے مجھ کی میں لگا دیا ہے

تُجِبْث و ظلم وجود چنداں ساختند
انہوں نے ایسا ظلم اور خباثت کی
ہر گہی ۱ کہ رُو بدنیا کر دے
جب کبھی میں دنیا کا رخ کرتا
کردے از زخم آں جانب پناہ
تکلیف سے میں اس جانب پناہ پکڑتا
چوں سبب ساز صلاح من شدمند
جب وہ میری کمی کا سبب بنانے والے ہوئے
بندہ می نالد بحق از در دوش
بندہ خدا کے سامنے درد اور زخم سے آہ و زاری کرتا ہے
حق ہی گوید کہ آخر رنج و درد
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آخر تکلیف اور درد نے
اس ۲ گلہ زان نعمتے گن کت زند
یہ شکوہ اس نعمت کا کر جو تجھے راہ سے بھٹکائے
در حقیقت ہر عُدو دار دی تست
حقیقتاً ہر دشمن تیری دا ہے
کہ از و اندر گریزی در خلا
کیونکہ تو اس کی وجہ سے تنہائی کی طرف بھاگتا ہے
در حقیقت دوستان و دشمنند
حقیقتاً تیرے دوست و دشمن ہیں
ہست حیلے کناش اُسُرس ۳
ایک جانور ہے جس کا نام اسر ہے
تا کہ چوبش میزنی بہ می شود
تو اس کے لکڑی ملتا رہے گا وہ بہتر ہو گا
نفس مومن اُسُرس آمد یقین
مومن کا نفس یقیناً اسر ہے

کہ مرا از شر بخیر انداختند
کہ مجھے برائی سے بھلائی میں لاڈ لا
من زایش زخم و ضربت خوردے
میں ان سے تکلیف اٹھاتا اور مدد کھاتا
باز آوردندے گر گاں براہ
بھیز کے پیچھے لوہر لگا دیتے
پس دعا شل بر من مستلے ہوشمند
تو اے ہوشمند! ان کو دعا دینا میرا فرض ہے
صد شکایت می گند از در خویش
اپنی تکلیف کی سو شکایتیں کرتا ہے
مر ترا لبہ گناں و راست کرد
تجھے خوشامد کرنے والا اور سیدھا کر دیا ہے
از در ما دور و مطرودت گند
تجھے ہمارے دورے سے دور اور مردود کرے
کیمیائے نافع و دلجوی تست
تیرے لئے مفید کیمیا اور پسندیدہ ہے
استعانت جوئی از لطف خدا
اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے مدد چاہتا ہے
کہ ز حضرت دور و مشغولت گند
کیونکہ تجھے خدا کے بارے میں دور رہنے کی ضرورت ہے
گو بزخم چوب زفت و لُمرست
جو مکڑی کی مد سے مونا اور قوی ہوتا ہے
اُوز زخم چوب فربہ می شود
وہ لکڑی کی چوٹ سے مونا ہو گا
کو بزخم ورنج زفت ست و سمن
جو چوٹ اور رنج سے قوی اور مونا ہوتا ہے

۱ ہر گہی جب میں ان کے
ساتھ دنیا میں لگتا تھا تو یہ اس قدر ظلم
کرتے تھے کہ میں خدا کی طرف
رجوع کرتا تھا۔ بارہ تو ان کا ظلم مجھے
دنیا سے ہٹا کر اللہ کی راہ کی طرف لگا
دیتا تھا۔ بندی نالد۔ تالاب مولانا
فرماتے ہیں کہ جب انسان کسی رنج
اور مصیبت کا اللہ سے شکوہ کرتا ہے تو
اللہ فرماتا ہے کہ اس مصیبت کا شکوہ
یہاں ہے یہ مصیبت تو تجھے میری طرف
متوجہ کر رہی ہے۔

۲ ایں۔ شکوہ تو میری اس نعمت
سے ہونا چاہیے جو تجھے مجھ سے بے
نیاز بناتی ہے۔ حقیقت۔ چونکہ دشمن
اللہ کی طرف رجوع کا سبب بنتا ہے تو
وہ حاصل تیرے لئے نافع۔ اور کیمیا
ہے۔ دوستان۔ انسان کے دوست
اس کے حقیقی دشمن ہیں کیونکہ وہ خدا
سے غافل بناتے ہیں۔

۳ اسر۔ باقسم و غیر مجرمہ مضموم
خدا پشت۔ اسی کو درد میں ہی کہا جاتا
ہے اس پر اگر لاٹھی ماری جاتی ہے تو وہ
بدن کو زیادہ مضبوط اور مونا کر لیتا ہے۔
دختر۔ قوی۔ نفس مومن۔ مومن کی
روح مصائب جمیل کر زیادہ قوی ہوتی
ہے۔ سمن۔ مونا۔

۱۔ زس سبب۔ چونکہ انبیاء کی روح کو زیادہ مضبوط بنانا ہوتا ہے لہذا ان کو زیادہ مصائب میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ پوست۔ کچے چمڑے پر دوا میں لگا کر جب اس کو مالیدہ کیا جاتا ہے تو وہ تری بن کر بہت مضبوط ہو جاتا ہے۔ ادیم طائفی۔ طائف کی بنی ہوئی نری مشہور تھی۔ ورنہ۔ کچے چمڑے پر تیز دوا میں نہ ملی جائے تو وہ سڑ جائے۔ آدمی۔ کو بھی کچے چمڑے کی طرح سمجھو جو فاسد رطوبتوں کی وجہ سے بد صورت اور پوٹھل ہے۔

۲۔ تلخ و تیز۔ انسانی بدن کی اصلاح کے لئے بھی تلخ و تیز مجاہدے اور عبادت کی ماش کی ضرورت ہے تب وہ پاک اور صاف بنے گا۔ ورنہ تانی۔ اگر انسان اپنے اختیار سے مجاہدے نہیں کر سکتا ہے تو اسے آسمانی مصائب پر مجبور کرنا چاہیے وہ مصائب اس کے لئے مجاہدوں کے قائم مقام بن جائیں گے کہ بلائے انسان کو سمجھ لینا چاہیے کہ خدا کی طرف سے اس کا امتحان اس کی تطہیر کی تدبیر ہے۔ چوں صفا۔ جب آسمانی مصائب سے انسان اپنی باطنی صفائی محسوس کرتا ہے تو وہ مصیبت اس کے لئے شریں بن جاتی ہے یہی کڑوی دوا کا حال ہے۔ برو بند۔ پھر اپنی تخریب میں اپنی تعمیر سمجھتا ہے اور دوستی سے قتل تک کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔

۳۔ اس عواں۔ یہ حکمت خداوندی ہے کہ ظالموں کو ان کے ظلم کی پاداش میں عذاب بنا دیتی ہے اور ان کے حق کی طلب کو نیک بندوں کے لئے درجات کی ترقی کا سبب بنا دیتی ہے۔ رحم ایمان کا تقاضا پر رحم ہے جو ساری میں نہیں رہتا ہے لہذا اس میں خلق اللہ سے کینہ پیدا ہو جاتا ہے جو کفر اور گمراہی کی جڑ ہے۔

زس اس سبب بر انبیاء رنج و شکست اسی وجہ سے انبیاء پر رنج اور تکلیف تاز جانہا جان شاں شد زفت تر حتی کہ ان کی روح تمام رگوں سے زیادہ قوی ہو گئی پوست از دا رو بلا کش می شود چہرا دوا سے مصیبت جھیلنے والا بن جاتا ہے ورنہ تلخ و تیز مالیدی درو اگر تو تلخ اور تیز مسالے اس پر نہ ملتا

آدمی را پوست نالہ بوغ داں آدمی کو بغیر دباغت کی کھل سمجھ تلخ و تیز و ماش بسیار دہ اس کو تلخ اور تیز دوا دے اور بہت مل ورنہ تانی رضادہ اے عیار اے کھرے اگر تو نہیں کر سکتا ہے تو راضی ہو جا کہ بلائے دوست تطہیر شماسٹ کیونکہ دوست کی مصیبت تمہاری پاکیزگی ہے

چوں صفا بیند بلا شیریں شود جب صفائی دیکھتا ہے مصیبت شیریں ہو جاتی ہے برو بند خویش را در عین مات وہ بعینہ ہار میں اپنی جیت سمجھتا ہے

اس سوعواں در حق غیرے سود شد یہ سپاہی دوسرے کے لئے مفید بنا رحم ایمانی از و بریدہ شد ایمانی رحم اس سے منقطع ہو گیا کار گاہ خشم گشت و کیس وری وہ غصہ اور کینہ کا کارخانہ بن گیا

از ہمہ خلق جہاں افزوں ترست دنیا کی تمام مخلوق سے زیادہ ہوتی ہے کہ ندیدند آں بلا قومے دگر کیونکہ وہ مصیبت کسی دوسری قوم نے نہیں دیکھی ہے چوں ادیم طائفی خوش می شود طائف کی نری کی طرح عمدہ ہو جاتا ہے گندہ گشتے ناخوش او ناپاک بو گندہ اور برا اور بدبودار ہو جاتا

از رطوبت ہاشدہ زشت و گراں جو رطوبتوں سے بھدا اور بھاری ہو رہا ہے تا شود پاک و لطیف و بامزہ تاکہ پاک اور پاکیزہ اور شاندار ہو جائے کہ خدا رنجت دہد بے اختیار کہ خدا تجھے مجبوراً تکلیف میں مبتلا کر دے علم او بالائے تدبیر شماسٹ اس کا علم تمہاری تدبیر سے بڑھا ہوا ہے

خوش شود دار و چو صحت میں شود جب صحت کو دیکھتا ہے تو دوا اچھی لگتی ہے پس بگوید اُقتلونی یا ثقات تو کہتا ہے اے بھروسہ والا مجھے قتل کر دو

لیک اندر حق خود مردود شد لیکن اپنے حق میں مردود ہو گیا کین شیطانی برو پیچیدہ شد شیطانی کینہ اس پر لٹ گیا کینہ داں اصل ضلّاں و کافری کینہ کو گمراہی اور کافری کی جڑ سمجھ

سوال کردنِ شخصے از عیسیٰ کہ یا روح اللہ در وجود از ہمہ صعبہا
ایک شخص کا حضرت عیسیٰ سے دریافت کہ اے روح اللہ وجود میں سب سے زیادہ
صعب تر چیست و جواب گفتن عیسیٰ علیہ السلام
سخت کیا چیز ہے اور حضرت عیسیٰ کا جواب دینا

۱۔ ہشیار سر۔ عقلمند۔ ہستی۔ وجود
صعب تر۔ زیادہ سخت کہ ازال۔
غضب خدوندی سے دوزخ بھی
کا نہتی ہے۔ گفت۔ خدا کے غضب
سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ انسان
اپنی ذاتِ غصبیہ پر قابو پالے۔
۲۔ نظم غلط۔ غصہ کو پی جانا خط
ماں۔ اس کا حکم نامہ۔ دوش۔
قرآن پاک میں مومنوں کی صفت میں
بیان فرمایا گیا ہے۔ وَالْكَافِرِينَ
الْغَافِلِينَ وَالْعَاقِلِينَ غنِ فلفس۔ اور
جو غصہ کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کو
معاف کرتے ہیں۔ سچ۔ دند۔ چہ
امید۔ حدیث شریف ہے۔ مَنْ
لَا يُؤْخَمُ لَا يُؤْخَمُ۔ جو شخص دوسروں پر
رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔
۳۔ اگرچہ۔ انتظام قائم کرنے
کے لئے سپاہیوں کا وجود ضروری اور
یہی بات ان کے لئے اور گمراہی کا
سبب ہے کہ اپنے وجود کو ضروری سمجھ کر
ظلم پر جرات کرتے ہیں۔ لیکن اس
کی ضرورت ان کے لئے تعریف کا
سبب نہیں ہو سکتی ہے بہت سی گندی
چیزوں کو بھی دنیا کو ضرورت ہے لیکن
اس ضرورت کی وجہ سے ان کو پاک
قرار نہیں دیا جاسکتا۔ چمیں۔
پیشاب۔ ماءِ معین۔ جاری پانی۔
قصبہ خیانت یعنی اس عاشق کا اس
میں سے بوسہ کنار کا ارادہ کرنا۔ سادہ
مرد۔ یعنی بھولا عاشق۔

گفت عیسیٰ را یکے ہشیار سر
ایک بیدار مغز نے حضرت عیسیٰ سے کہا
گفتن اے جاں صعب تر خشم خدا
انہوں نے اس سے فرمایا جان خدا کا غصہ سب سے سخت ہے
گفت زیں خشم خدا چہ بود اماں
اس نے کہا خدا کے غصہ سے بچاؤ کی کیا صورت ہے؟
نظم غیظ ست اے پسر خط اماں
اے بیٹا! غصہ کا پی جانا ان کا فرمان ہے
پس عوان کہ معدن ایں خشم گشت
تو سپاہی جو اس غصہ کی کان بن گیا ہے
چہ امید ستش برحمت جو مگر
اس کو رحم کی کیا امید ہے؟ سوائے اس کے
گرچہ عالم را ازیشاں چارہ نیست
اگرچہ دنیا کو آن سے بے نیازی نہیں ہے
چارہ نبود ہم جہاں را از چمیں
دنیا کو پیشاب سے بھی بے نیازی نہیں ہے
باز گو احوال آں خستہ جگر
اس خستہ جگر کے احوال پھر بیان کر

قصہ خیانت کردنِ عاشق و بانگ زدنِ معشوق
عاشق کا خیانت کرنے کا ارادہ کرنا اور معشوق کا چیخ پڑنا

چونکہ تنہائیش بدید آں سادہ مرد
چونکہ اس سادہ لوح انسان نے اس کو اکیلا دیکھا
زود او قصہ کنار و بوسہ کرد
جلد اس سے بغل گیر ہونے اور اس کا بوسہ لینے کا ارادہ کیا

بانگ ابروئے زد بہیمت آں نگار

وہ معشوق کڑک کو اس پر چینی

گفت آخر خلوت ست و خلق نے

اس نے کہا آخر تنہائی نہیں چاہتا ہے

کس نمی جُبد درینجا جزو کہ باد

یہاں ہوا کے سوا کوئی نہیں چلتا ہے

گفت اے شیدا کہ ابلہ بودہ

اس نے کہا اے دیوانے! تو بیوقوف ہوا ہے

باد را دیدی کہ می جُبد بداں

تو نے ہوا کو دیکھا ہے کہ وہ حرکت کرتی ہے کچھ لے

مروءہ تصریف صُنع ایزدش

اللہ تعالیٰ کی کاریگری کے تصرف کا پنکھا

جزو بادے کہ حکم مادرست

تھوڑی سی ہوا جو ہمارے ماتحت ہے

جُبش ایں جزو باداے سادہ مرد

اے سادہ مزاج انسان! ہوا کے اس جزو کی حرکت

جُبش بادِ نفس کاندرب لب است

سانس کی ہوا کی حرکت جو ہونٹ میں ہے

گاہ دمِ رامدح و پیغامے گند

کبھی وہ روح جسم سانس کو مدح اور پیغام بناتا ہے

پس بداں احوال دیگر بادہا

تو دوسری ہواؤں کے احوال سمجھ لے

باد را حق گہ بہاری می گند

اللہ تعالیٰ کبھی ہوا کو بہاری بنا دیتا ہے

کہ مرد گستاخ ادب را ہوش دار

گستاخی سے آگے نہ بڑھ ادب کا خیال کر

آب حاضر تشنہ ہچموں منے

پانی موجود ہے پیاسا مجھ جیسا ہے

کیست حاضر چیست منع زیں گشاو

کون موجود ہے؟ اس بے تکلفی سے کون منع ہے؟

اہلی وز عافلاں نشودہ

تو اہل حق ہے اور تو نے عقلمندوں سے کچھ نہیں سنا ہے

باد جُبنایست اینجا باد راں ۲

یہاں کوئی ہوا کو چلانے والا ہوا کو حرکت دینے والا ہے

زد بریں باد و ہمی جُبناندش

اس ہوا پر لگتا ہے اور اس کو حرکت دیتا ہے

باد بیزن تاجنبانی نجست

جب تک تو پنکھا نہ ہلائے وہ حرکت نہیں کرتی ہے

بے تو و بے باد بیزن سرنگرد

تیرے بغیر اور پنکھے کے بغیر نہ ہوئی

تابع تصریف جان و قالب است

وہ روح اور جسم کے تصرف کے تابع ہے

گاہ دمِ راہجو و دُشنایے گند

کبھی سانس کو جھو اور گالی بنا دیتا ہے

کہ ز جزوے کل ہمی بیند نہا

کیونکہ عقلیں جزو سے کل سمجھ لیتی ہیں

دردیش زیں لطف عاری می گند

ناگھ کے مہینہ میں اس کو اس لطف سے خالی کر دیتا ہے

۱ بانگ۔ یعنی معشوق نے اس

عاشق کو اس پیما کی پر ڈانٹا۔ گفت۔

عاشق نے کہا تنہائی ہے اور میں وصل

کا پیاسا ہوں صبر کی طاقت کہاں

ہے۔ گشاو۔ خوشی، کامیابی۔ اے

شیدا۔ معشوق نے کہا۔ بددا دیدی۔

جب تو ہوا کو چلتا دیکھ رہا ہے تو سمجھ

لے کہ ہوا کو چلانے والا موجود ہے۔

۲ راں۔ یعنی اللہ تعالیٰ قرآن

پاک میں فرماتا ہے۔ وَهُوَ الَّذِي

يُرْسِلُ الرِّيَّاحَ بُشْرًا تَبْتَغِي

رِزْقَهُ۔ یعنی وہی قادر مطلق ہے جو

بارانِ رحمت سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا

ہے کہ لوگوں کو بارش کی آمد کی خوشخبری

دیں۔ مروءہ۔ پنکھا۔ جزو۔ انسان

کے پاس جزوی ہوا ہے وہ بغیر چلانے

والے اور پنکھے کے حرکت نہیں کرتی

ہے تو اسی طرح کل ہوا کو سمجھو وہ

قدرت کے پیچھے کے بغیر کب حرکت

کرے گی۔ بادِ نفس۔ یہ اس بات کی

دوسری مثال ہے کہ ہوا بغیر چلانے

والے کے نہیں چلتی ہے۔ سانس کی

ہوا کو بھی روح اور جسم حرکت میں

لائے ہیں۔

۳ گاہ۔ یہی روح اور جسم سانس

کی ہوا میں اچھالی اور برلی کا تصرف

کرتے ہیں کبھی حس کو گالی بنا دیتے

ہیں کبھی تعریف کے الفاظ بنا دیتے

ہیں۔ نہا۔ عقلیں۔ باد۔ عالم کی ہوا

میں بھی اللہ کے تصرفات ہیں۔ کبھی

اس کو باد بہاری بنا دیتا ہے کبھی باد

سوم۔ عاری۔ نزکا۔ خالی



برگروہ عادۃ صرصر می کند

قوم عاد پر آندگی بنا دیتا ہے

می کند یک باد راز ہر و سموم

ایک ہوا کو وہ زہر اور لو بنا دیتا ہے

باد دم را بر تو بنہاد او اساس

سانس کی ہوا کو اس نے تیری بنیاد بنا دیا

دم نمی گردد سخن بے لطف و قہر

سانس مہربانی اور قہر کے بغیر کام نہیں بنتا ہے

مرواحۃ جنباں پے انعام کس

پنگھا کسی کی نعمت رسائی کے لئے ہوتا ہے

مرواحۃ تقدیر ربانی چرا

خدائی تقدیر کا پنگھا کیوں

چونکہ جزو باد دم یا مرواحۃ

چونکہ سانس یا پگھے کی جزوی ہوا

ایں شمال و ایں صبا و ایں دیور

یہ شمالی ہوا اور یہ پروا اور یہ چچھوا

پک کف گندم ز انبارے ہیں

ذخیر میں سے ایک مٹھی گیہوں دیکھ لے

کل باد از برج باد آسماں

آسمان کے ہوائی برج سے کل ہوا

بر سر خرمن بوقت انتقاد ۳

گہانے کے وقت کھیل پر

تا جدا گردد ز گندم کلہا

تاکہ گیہوں سے بھوسا جدا ہو جائے

چوں بماند دیر آں باد و زال

جب چلنے والی ہوا میں دیر ہوتی ہے

باز بر ہودش معطر می کند

پھر ہود کے لئے اس کو خوشبو دار بنا دیتا ہے

مرصبا را می کند خرم قدم

پروا کو بابرکت آمد بنا دیتا ہے

تا گنی ہر باد را بروے قیاس

تاکہ تو ہر ہوا کو اس پر قیاس کر لے

برگروہ شہد و برقوے ست زہر

وہ ایک قوم پر شہد اور ایک قوم پر زہر ہے

وز برائے قہر بر پشہ و مکس

مجھ اور مکھی پر قہر کے لئے ہوتا ہے

پر نہا شد ز امتحان وز ابتلا

امتحان اور آزمائش سے پر نہ ہو گا؟

نیست لا مفیدہ یا مصلحہ

نہیں ہے مگر خراب کرنے والی یا ٹھیک کرنے والی

کے بود از لطف و از انعام دور

مہربانی اور انعام سے دور کب ہو گی؟

فہم گن کاں جملہ باشد ہمچنین

سمجھ لے کہ سب ایسے ہی ہوں گے

کہ جہد بے مرواحۃ آں بادراں

اس ہوا چلانے والے کے بے لطفی کے بغیر کب چلتی ہے؟

نے کہ فلاحاں ز حق جویند باد

کیا کاشتکار خدا سے ہوا نہیں مانگتے ہیں؟

تا بانبارے رود یا چاہہا

تاکہ گیہوں ذخیر میں جائے یا کھیتوں میں

جملہ را بنی بحق للہ گناں

تو سب کو خوشامد کرتے ہوئے دیکھتا ہے

۱۔ عاد قوم عاد کے لئے دید آمدگی
بنی اور اس نے ان کو ہلاک کیا۔
حضرت ہود کے لئے وہ خوشگوار بنی۔
سموم۔ لو خرم۔ مہلک ہارم سانس
کی ہوا سے تم دوسری ہوا کی باتیں سمجھ
لو دم انسان کے سانس کی ہوا میں
بھی وہ موثر ہے کہ کسی کے لئے اس کو
شہد بنا دیتا ہے اور کسی کے لئے زہر
اسی طرح عام ہوا کو سمجھ لو کہ اس کو کسی
کے لئے انعام بنا دیتا ہے کسی کے
لئے اس کو قہر بنا دیتا ہے۔

۲۔ مرواحۃ قدرت کا پنگھا جو اس
ہوا کو حرکت دیتا ہے اس میں بھی
قوموں کا امتلا اور امتحان ہے۔ چونکہ
جبکہ سانس اور پگھے کی ہوا میں راحت
رسائی یا ایذا رسائی ہے تو لامحالہ کل ہوا
میں بھی یہ تاثیر ہوگی اور اس کی یہ
تائثریں اللہ کے پگھے کی پیدا کردہ
ہیں۔

۳۔ انتقاد۔ یعنی دانوں کو بھوسے
سے جدا کرتا۔ فلاحاں۔ کاشتکار۔
کلہا۔ بھوسہ۔ چاہہا۔ یعنی غلہ کی
کھیتیں

بچنیں در طلق آں بادِ ولاد

اسی طرح دردِ زہ میں وہ پیدائش کی ہوا

گرمی داندکش رانندہ اُو سست

اگر لوگ نہیں جانتے کہ کوئی اس کا چلانے والا ہے

اہل کشتی ہچمناں جویائے باد

ایک طرح کشتی والے ہوا کے طالب ہیں

بچنیں بر دردِ دندانہا زیاد

اسی طرح دانتوں کی چیس میں دم کے ذریعہ

از خدا لائے گناں آں جُندیاں

خدا سے لشکرِ خوشامد کرتے ہیں

رُقعہ تعویذ می خواہند نیز

نیز تعویذ کا کاغذ مانگتے ہیں

پس ۲ ہمہ دانستہ اندایں را یقین

تو اس کو یقین کے ساتھ سب جانتے ہیں

پس یقین در عقل ہر دانندہ ہست

پس ہر جانکد کی عقل کو یقین ہے

گر تو اُو را می نہ بینی در نظر

اگر تو اس کو نظر سے نہیں دیکھتا ہے

تن بجاں جُند نمی بینی تو جاں

جسمِ روح کے ذریعہ حرکت کرتا ہے تو دیکھتا ہے

گفت ۳ او گر اہلہم من در ادب

اس نے کہا اگر میں اب کے سلسلے میں بیوقوف ہوں

گفت ادب ایں بود کہ خود دیدہ شد

اس نے کہا ادب تو یہ تھا جو دیکھ لیا گیا

گرنیابد بانگ درد آید کہ داد

اگر نہ آئے درد کی آواز آئے کہ فریاد ہے

بادِ اہل پس کردن زاری چہ خوست

تو ہوا کے سامنے عاجزی کا کیا مطلب

جُملہ خواہش از اں رب العباد

اس رب العباد سے اس کے خواہش ہیں

دفع میخوای بسوز و اعتقاد

سوز اور اعتقاد کے ساتھ مدافعت چاہتا ہے

کہ بدہ بادِ ظفر اے کامراں

کہ اے کار ساز کامیابی کی ہوا چلا دے

در شکنجہ طلق زن از ہر عزیز

عشرت کے دردِ زہ کی تکلیف کے وقت ہر عزیز ہے

کہ فرستد بادِ ربِّ العالمین

کہ دونوں جہان کا رب ہوا کو بھیجتا ہے

اینکہ با جُندہ جُبانندہ ہست

کہ تلخے والی ہوا کا کوئی چلانے والا ہے

فہم کن آں را باظہار اثر

اثر کے ظاہر کرنے سے تو اس کو سمجھ لے

لیکن از جُندین تن جاں بدال

لیکن جسم کے ٹپنے سے روح کو سمجھ لے

زیر کم اند و وفا و در طلب

تو جستجو اور وفا و در میں عقلمند ہوں

آں دگر را خود ہمیدانی تولد

دوسرے کو تو جھگڑاؤ خود جانتا ہے

۱۔ طلق۔ دردِ زہ۔ ولادت کے

وقت اللہ تعالیٰ پر رحم اور کھوا سے پھیلا

دیتا ہے تب بآسانی ولادت ہوتی

ہے گرمی داند۔ جب کہ یہ تصور ہوتا

ہے کہ اس ہوا کا چلانے والا خدا ہے تو

اس کے سامنے گریہ و زاری کی جلی

بے اثر نہ محض ہوا کے سامنے کون گریہ

زاری کرے۔ لہل کشتی۔ کشتی والے

بھی بادِ موافق کے لئے خدا سے دعا

مانگتے ہیں۔ دردِ دندان۔ دانتوں میں

درد کے وقت لوگ بزرگوں سے دم

کراتے ہیں۔ جُند پاں۔ فوج کامیابی

کی ہوا کی دعا کرتی ہے۔

۲۔ پس ہمہ۔ ان تمام واقعات

سے معلوم ہوا کہ سب لوگ ہوا کا

چلانے والا خدا کو مانتے ہیں۔ پس۔

یقین سب عقلمندوں کا یقین ہے کہ

حرکت والے کرنے کے لئے کوئی

ذات حرکت میں لانے والی ہے۔ گر

تو۔ اگر تو حرکت دینے والے کو نہیں

دیکھ سکتا ہے تو اس کے حرکت دینے

سے اس کے موجود ہونے کو سمجھ لے

تن بجاں۔ انسان کے جسم کو روح

حرکت دیتی ہے لیکن انسان اس روح

کو نہیں دیکھ سکتا ہے۔

۳۔ گفت۔ عاشق نے کہا کہ

اگر ادب کے سلسلہ میں مجھ سے حقیق

ہوتی ہے تو اس سے مدد کر کے

میری وفا داری اور جستجو کی قدر کر کے

مجھے مغرب بنا لیجئے۔ ادب ایں بود۔

محبوبہ نے کہا کہ تیرے ادب کی

حالت تو یہ تھی جو دیکھ لی گئی اب ہاتیرا

وفا اور جستجو کا دعویٰ تو اس کو بھی اس پر

قیاس کیا جاسکتا ہے۔ لہذا۔ لہذا کی جمع

ہے۔ جھگڑاؤ۔



خود ادب ایں بود و آں دیگر دینس
زیں بتر باشد کہ دیدیمش یقینس
خود ادب تو یہ تھا دوسری پوشیدہ باتیں
اس سے بتر ہوں گی کیونکہ ہم نے یقین کے ساتھ اس کو کچلایا ہے
ہر چہ زیں کوزہ تراود بعد ازیں
یک نمط خواہد بدن جملہ چہیں
اس پیالے سے جو نکلتا ہے اس کے بعد
سب اسی طرح کا ہو گا

قصہ ۱ صوفی کہ بخانہ آمد وزن را با بریگانہ دید
اس صوفی کا قصہ جو گھر پر آیا اور اس نے بیوی کو ایک اجنبی کے ساتھ دیکھا

صوفی آمد بسوئے خانہ روز
دن میں ایک صوفی گھر میں آیا
بحفت گشتہ با حریف خویش زن
بیوی اپنے یاد کے ساتھ ہم بستر تھی
چوں بزد صوفی بجدہ در چاشتگاہ
جبکہ چاشت کے وقت صوفی نے سختی سے دروازہ پٹا
ہیچ معبودش نہ بد کو آں زماں
اس کا یہ کبھی معمول نہ تھا کہ وہ اس وقت
قاصد آں روز بیوقت آں مروع
اس روز اس خوفزدہ نے قصداً بے وقت
اعتماد زن براں کو ہیچ بار
بیوی کو اس پر بھروسہ تھا کہ وہ کبھی بھی
آں قیاس راست نامہ از قضا
تقدیر سے اس کا وہ قیاس درست نہ ہوا
چونکہ بد کری بترس ایمن مباش
جبکہ تو نے بدی کی تو ڈر مطمئن نہ ہو
چند گاہے او پو شانہ کہ تا
بہت سی مرتبہ وہ پردہ پوشی کرتا ہے تاکہ
بالآخر اس شرمندگی سے حیا پیدا ہو جائے

۱۔ قصہ صوفی اس عاشق نے جس
طرح اپنے جرم کے باوجود ڈھٹائی
ثبوت دیا اسی طرح صوفی کی اس بیوی
کی حالت ہے۔ خانہ یعنی گھر کا
ایک دروازہ تھا یہ ممکن نہ تھا کہ موچی
کو وہ دوسرے دروازے سے نکل
دیتی۔ کفش دوز۔ موچی۔ حریف۔ ہم
پیشہ دوست دشمن۔ دوسواں تن۔ یعنی
جسمانی شہوت۔ معبود۔ یعنی صوفی کا
اس وقت گھر واپس آنے کا دستور نہ
تھا۔

۲۔ قاصد۔ صوفی جان بوجھ کر
بے وقت گھر پر آیا۔ مروع۔ خوفزدہ
یعنی اس کو بیوی کی بد چلتی کا اندیشہ
تھا۔ اعتماد۔ بیوی کو مطمئن تھا کہ صوفی
دکان سے شام کو ہی لوٹتا ہے۔ گرچہ
حضرت حق اسان کی پردہ پوشی کرتا
ہے لیکن کبھی سزا کے طہ پر سوا بھی کر
دیتا ہے۔

۳۔ چند گاہے خدا کی ستاری اس
لئے ہوتی ہے کہ شاید بندہ شرما کر خود
برائی کو چھوڑ دے۔ حکایت۔ اس کا
خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عموماً چہل
مرتبہ خطا پر پردہ پوشی کرتا ہے اور نہ
کے بار بار کرنے پر گرفت کرتا ہے۔

حکایت بر سبیل تمثیل

مثلاً حکایت

چوں عمر آں شاہ و میر مومنوں

جبکہ مومنوں کے شاہ اور امیر عمرؓ نے

بانگ زداں دزد کاے میر دیار

وہ چور چینا کہ اے ملک کے حاکم!

گفت امیرش حاش اللہ کہ خدا

اس سے امیر نے فرمایا خدا بچائے کہ خدا

بارہا پوشد پے اظہارِ فضل

وہ فضل کے اظہار کے لئے بارہا پردہ پوشی کرتا ہے

تا کہ ۲ ایں ہر دو صفت ظاہر شود

تا کہ دونوں صفتیں ظاہر ہو جائیں

بارہا رن نیز آں بد کردہ بود

صوفی کی بیوی نے بھی بارہا وہ بدی کی تھی

آں نمی دانست عقل پی سست

وہ کزہ عقل والی یہ نہ جانتی تھی

آچنانش ۳ تنگ آورد آں قضا

اس کو قضا نے ایسا تنگ کیا

نے طریق و نے رفیق دے لہاں

نہ راستہ اور نہ ساتھی اور نہ لہاں

آچنوں کہ زن دریاں حجرہ خفا

جیسا کہ عورت اس خلوت کے حجرے میں

گفت صوفی بادل خود کائے دو گبر

صوفی نے اپنے دل میں کہا کہ اے دو کافرو!

لیک نادانستہ آرم ایں نفس

لیکن اس وقت ناواقف بن جاؤں گا

از شما کینہ گشد پنہاں محق

حقہ تم سے خفیہ بدلے گا

داد دزدے را بجلاد و عواں

ایک چور کو جلاو اور سپاہی کے سپرد کیا

اولیں بارست جرم زہنہار

میری خطا پہلی بار ہے معاف کیجئے

بار اول قہر راند ورجوا

پہلی مرتبہ بدلے میں قہر فرمائے

باز گیرد از پے اظہارِ عدل

پھر عدل ظاہر کرنے کیلئے گرفت کرتا ہے

آں مبشر گرود ایں منذر شود

وہ خوشخبری دینے والی اور یہ ڈرانے والی بن جائے

سہل بگذشت آں وسہلش می نمود

جو آسانی سے گزر گئی اور اس کو آسان نظر آئی

کہ سبودانم ز جوناید درست

کہ ٹھیک نہر سے ہمیشہ سالم نہیں ہوتی ہے

کہ منافق را گند مرگ فنا

جس طرح اچانک موت منافق کو کرتی ہے

دست کردہ آں فرشتہ سوی جاں

فرشتہ نے جان کی طرف ہاتھ بڑھا دیا

خُشک شد او و حریفش زابتلا

وہ اور اس بار مصیبت میں مبتلا ہونے سے خشک ہو گئے

از شما کینہ کشم لیکن بصر

میں تم سے بدلہ لوں گا لیکن سہ کے ساتھ

تاگرود مطلع زیں حال گس

تا کہ اس حالت سے کوئی واقف نہ ہو

اندک اندک ہیمو بہاری دق

آہستہ آہستہ بیسا کہ ہمارے بیماری

۱ جلاو وہ شخص جو مجرموں کو سزا دیتا ہے۔ دیار۔ یعنی ملک۔ اولیں۔ یہ میں نے پہلی بار چوری کی ہے معاف کر دیجئے۔ بارہا۔ اللہ تعالیٰ اپنی صفت فضل کے اظہار کے لئے پردہ پوشی کرتا ہے اور پھر اظہارِ عدل کے لئے گرفت کرتا ہے۔

۲ تاکہ اللہ تعالیٰ کا یہ معاملہ اپنی دونوں صفتوں کے اظہار کے لئے ہے اللہ کا فضل انسان کو خوشخبری دینے والا ہے اور اس کا عدل مجرم کو خوف دلانے والا ہے۔ بارہا۔ بیوی اس سے پہلے بھہ یہ گناہ کر چکی تھی اور اللہ کی ستادی نے اس کی پردہ پوشی کی تھی لیکن وہ یہ نہ سمجھی کہ غلطی ہر بار معاف نہیں کی جاتی ہے۔

۳ آچنانش۔ اس بیوی کو قضا خداوندی نے اس طرح لاچار کر دیا جس طرح اچانک موت منافق کو کرتی ہے اور اس کو تو یہ کاموقع بھی نہیں دیتی ہے۔ فنا۔ فنا (۴) اچانک۔ نے طریق۔ موت کے منافق کو لاچار کرنے کا بیان ہے۔ حجرہ خفا۔ وہی حجرہ جس میں وہ چھپے ہوئے تھے کینہ کشم۔ یعنی تم دونوں سے بدلہ لوں گا لیکن سہ کے ساتھ لوں گا۔ نادانستہ۔ یعنی تمہارے اس فعل کو ان دیکھا بتاؤں گا تاکہ شہد و شہر نہ ہو اور حملہ والوں کو اس کا پتہ نہ چلے۔ از شما۔ حق کی پہلی مریض کو گھلا دیتی ہے اور مریض کو اس کا احساس نہیں ہوتا۔

مردِ دق باشد چو تخیل ہر لحظہ کم
مذوق برف کی طرح ہر لحظہ گھٹتا ہے
ہمچو کفتارے بھی گیرندش او
بجو کی طرح جس کو گرفتار کرتے ہیں وہ
نیست در سوراخ کفتارے عمو
اسے پچا جھٹ میں بجو نہیں ہے
اسی ہی گویند و بندش می نہند
وہ یہ کہتے ہیں اور اس کو پکڑ لیتے ہیں
پہچ پنہاں خانہ آل زن را نبود
اس عورت کے چھپنے کی کوئی جگہ نہ تھی
نے تنورے کہ درد پنہاں شود
نہ کوئی تنور کہ اس میں چھپ جائے
ہمچو عرصہ پہن روز رستخیز
حشر کے دن میدان کی طرح سپاٹ
گفت یزید صفی آل جلے حرج ۳
اس جنگی کی جگہ کے لئے خدا نے فرمایا

لیک پندارو بہر دم بہترم
لیکن ہر وقت سمجھتا ہے کہ میں اچھا ہوں
غرہ آل گفت کایں کفتار گو
وہ اس بات سے دھوکے میں ہے کہ بجو کہیں ہے؟
گشتہ او مغرور ترزیں گفتگو
وہ اس گفتگو سے اور زیادہ دھوکے میں پڑ گیا
او خوش و آسودہ کرمن غافل اند
وہ خوش اور مطمئن ہے کہ مجھ سے غافل ہیں
سج ۲ و ولینر و رہ بالا نبود
تہ خانہ اور ڈیوہی اور لوہر کا راستہ نہ تھا
نے جوالے کہ حجاب آل شود
نہ کوئی بھرا کہ اس کا پردہ بن جائے
نے گود نے پشتہ نے جائے گریز
نہ گڑھا اور نہ دیوار نہ بھاگنے کی جگہ
بہر محشر لا تری فیہا عوج
محشر کے لئے تو اس میں کبھی نہ دیکھے گا

۱۔ تخیل برف آہستہ آہستہ پکھل کر
ختم ہو جاتی ہے کفتارے بجو کے
شکاری بجو کے بھٹ کے پاس آپس
میں زور زور سے کہنے لگتے ہیں کہ بجو
بھٹ میں نہیں ہے۔ بجوان کی باتوں
سے مطمئن ہو کر بیٹھ جاتا ہے اور گرفتار
ہو جاتا ہے۔ پچا۔ اس گھر میں بیوی
کے چھپنے کے لئے کوئی جگہ نہ تھی۔
۲۔ سمج۔ پہاڑ کی کہنہ خاندہ
بالا۔ زینہ۔ جوال۔ بھرا گو۔ گڑھا۔
پشتہ۔ یعنی دیوار۔ گریز۔ قرآن پاک
میں ہے وَیَسْتَلُونَكَ عَنِ
الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا
فَيَسْخَرُهَا قَوْمًا صَفْصَفًا لَا تَرَى فِيهَا
عِوَابًا وَلَا ثَمَرًا۔ اور اسے بحیرہم سے
پہاڑوں کے بارے میں دریافت
کرتے ہیں تو کہہ دو میرا پروردگار اس کو
اڑا دے گا اور زمین کو ہموار میدان کر
دے گا کہ جس میں تو نہ تو موز دیکھے گا
اور نہ لوت ۲۔

۳۔ حرج۔ جنگی، گناہ۔ عوج۔
نیزہ۔ چادر۔ یعنی بیوی نے اس
موجی کو چادر اڑھا دی تاکہ صوفی اس کو
مرد کی بجائے عورت سمجھے اور ہزارہ
کھول کر اس کو نکال دیا۔ زیر چادر۔
چادر میں وہ مرد نہ چھپ سکا اور اس
طرح اس کا سر دھونا ظاہر تھا جیسا کہ
سیرمی پر لوث پوشیدہ نہیں بلکہ ظاہر
ہوتا ہے۔ از تعجب۔ چونکہ صوفی نے
طے کر لیا تھا کہ اس واقعہ کو ان دیکھا بنا
دے گا تو تعجب ہے بیوی سے
دریافت کیا یہ کون عورت تھی۔

معشوق را زیر چادر پنہاں کردن جہت تلخیص و بہانہ
تلخیص اور بہانہ اور مکر کے لئے معشوق کو چادر کے
و مکر کہ ان کی ذہن عظیم
نچے چھپا، کیونکہ بیشک تمہارا مکر بڑا ہے

چادر خورا برو افگند زود
اس نے جلدی سے اس پر چادر ڈال دی
زیر چادر مرد رسوا و عیاں
چادر میں مرد رسوا اور کھلا ہوا
از تعجب گفت صوفی چیست ایں
صوفی نے تعجب سے کہا یہ کیا ہے؟
مردار زن کردو در را بر کشود
مرد کو عورت بٹایا اور دروازہ کھول دیا
سخت پیدا چوں شتر بر نزد باں
پورا ظاہرہ جیسا کہ سیرمی پر لوث
ہرگز ایں را من ندیدم کیست ایں
میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا یہ کون ہے؟

مَرُور از مال و اقبال ست بہر
جس کا مال اور خوش نصیبی میں حصہ ہے
در نیاید زود نا دانا نہ
ناہنگی میں جلدی سے اند نہ آ جائے
تاہر آرم بے سپاس و منتے
تاکہ میں بغیر شکر گزاری اور احسن کے کروں
نیک خاتونے ست حق داند کہ کیست
بھلی بی بی ہے خدا جانے کون ہے
خوب وزیرک چابک و ملکب کیست
خوبصورت اور عقلمند اور چست اور کملا ہے
اتفاقا دختر اندر ملکب ست
اتفاقاً لڑکی کتب میں ہے
می کنم اورا بجان و دل عروس
میں اس کو جان و دل سے لہن مہتا لوں گی
قوم خاتون ملدار و خستہ
بی بی کی قوم ملدار اور باعزت ہے
یک دراز چوب و در دیگر زعاج
ایک پٹ لکڑی کا اور دو سراہٹ ہاتھی دانت کا
ورنہ س ننگ آید نماند ار تیاہ
ورنہ شرم آئے گی آسوی ہو گی
چوں شود ہم جنس یا قوت و خام
یا قوت اور سنگ مرمر ہم جنس کہیں ہیں؟
عجیب باشد نزد اصحاب شناس
پہچان والوں کے نزدیک عجیب ہے
کے شود ہم از عنقا و باگس
عنقا، کبھی کا ہمارا کب ہوا ہے؟

گفت خاتون نیست از اعیان شہر
اس نے کہا شہر کے بڑے لوگوں میں سے ایک بی بی ہے
در بہ بستم تا کسے بیگانہ
میں نے دروازہ بند کر دیا تھا تاکہ کوئی غیر
گفت صوفی چیستش ہیں خدمتے
صوفی نے کہا ہیں اس کا کام کیا ہے؟
گفت میلش ۲ خویش و پیوستگی ست
اس نے کہا اس کی خواہش اپنائیت اور رشتہ ہے
یک پسر دارد کہ اندر شہر نیست
اس کے ایک لڑکا ہے جو شہر میں نہیں ہے
خواست دختر را بہ بیند زیر دست
اس نے چاہا کہ لڑکی کو چھپ کر دیکھ لے
باز گفت ار آرد باشد یا سیوس
پھر اس نے کہا وہ آتا ہے یا بھوی
گفت صوفی مافقر و زاد کم
صوفی نے کہا ہم فقیر ہیں اور مال کم ہے
کے بود ایں کفو ایشان در زواج
یہ لڑکی نکاح میں ان کا جوڑ کہیں ہے؟
گفتو باید ہر دو بخت اندر نکاح
نکاح میں دونوں کا جوڑ ہونا چاہیے
کے بود ہمرنگ فقر و احتشام
دوستندی اور فقر ہمرنگ کب ہوتے ہیں؟
جامہ نئے اطلس وی نئے پلاس
آدھا کپڑا اطلس اور آدھا پلاس
با کبوتر باز کے شد ہم نفس
باز، کبوتر کا ساتھی کب ہوا ہے؟

۱۔ اعیان شہر۔ شہر کے بڑے لوگ۔ مَرُور۔ یعنی بہت مالدار اور باعزت عورت ہے۔ در۔ میں نے۔ دروازہ بند کر دیا تھا تاکہ چابک کوئی گھر میں نہ آجائے اور اس کی بے پردگی اور بے عزتی نہ ہو۔ گفت۔ صوفی نے کہا۔ دلکی معزز عورت ہے تو وہ کس کام کو آئی گی۔ مجھے بتانا کہ جلد اس کا کام کروں۔

۲۔ میلش۔ بیوی نے کہا وہ رشتہ لے کر آئی گی۔ خواست۔ اس کے آنے کا مقصد ہماری لڑکی کو بچھنا تھا۔ باز گفت۔ چونکہ لڑکی مدرسہ کی تھی اور وہ لڑکی کو نہ دیکھ سکی تو کہنے لگی خولہ بچی کی صورت کسی ہی ہو میں تو اس کو اپنی لہن بناؤں گی۔ گفت صوفی صوفی نے بیوی سے کہا لڑکی بہت غریب گھرانے اور لڑکائیں گھرانے کا ہے یہ بے جوڑ بات ہے یہ تو ایسا ہی ہے کہ دروازے کا ایک کواڑ لڑکا چکا اور ایک کواڑ بچی دانت کا ہو۔

۳۔ ورنہ۔ اگر میں بیوی یکساں نہ ہوں تو اختلاف ہوتا ہے۔ تیاہ۔ راحت مانا۔ کے بود۔ یہ جوڑ تو ایسا ہی ہے جیسا کہ فقیر اور دولت مندی کا جوڑ بابائوت اور سنگ مرمر کا جوڑ۔ جامہ۔ اطلس۔ میں ناٹ کا چونکہ عقلمندوں کے نزدیک ہر ایک برابر ہے۔ کبوتر اور باز کا جوڑ۔ کبوتر بھی کا کوئی جوڑ نہیں ہے۔

گفتن زن کہ او در بندِ جہاز نیست مُرادِ اوستَر و صلاح ست

بیوی کا کہنا کہ وہ جہیز کے فکر میں نہیں ہے اس کا مقصد پردہ پوشی اور نیکی ہے

و جواب گفتن صوفی آلِ سرِ پوشیدہ را

اندر صوفی کا اس پوشیدہ راز کا جواب دینا

گفت گفتم من چہیں عذرے و او

اس بیوی نے کہا میں نے اس طرح کا عذر کیا اور اس نے

ماہولیم از قماش و زرِ رویم

ہم تو کپڑے اور سونے اور چاندی سے اکتا گئے ہیں

ماز مال و زرِ ملول و تخمہ ایم

ہم مل سونے سے اکتائے ہوئے اور پیٹ بھرے ہیں

قصیدۂ ماسترست و پاکسی و صلاح

ہمارا مقصد پردہ پوشی اور پاکگی اور نیکی ہے

باز صوفی عذرِ درویشی بگفت

صوفی نے پھر افلاس کا عذر کیا

گفت زن من ہم مکرر کردہ ام

بیوی نے کہا میں بھی دہرا چکی ہوں

اعتمادِ اوست رنجِ ترز کوہ

اس کا ارادہ پہاڑ سے بھی زیادہ مضبوط ہے

اوہمی گوید مُرادِ عفت است

وہ یہی کہتی ہے کہ میرا مقصد پاکدامنی ہے

گفت صوفی خود جہاز و مالِ ما

صوفی نے کہا اس نے ہمارا سامان اور مال

خانہ تنگے مقامِ یک تنے

تنگ گھر، ایک شخص اس جگہ

گفت نے من نیستم اسباب جو

کہا، نہیں میں سامان کی جستجو میں نہیں ہوں

فارغیم و تخمہ از مالِ عظیم

ہم بے نیاز ہیں اور زیادہ دولت سے پیٹ بھرے ہیں

ما بخص و جمع نے چوں عامہ ایم

ہم عوام کی طرح لالچ اور جوزنے میں نہیں ہیں

در دو عالم خود بداں باشد فلاح

دونوں جہان میں اسی سے نجات ہے

وآں مکرر کردمانہ بود نہفت

اور اس کو دہرا تاکہ چھپا نہ رہے

بے جہازی را مکرر کردہ ام

بے سرو سامانی کو مکرر کر چکی ہوں

کہ زصد فقرش نمی آید شکوہ

سو افلاس سے بھی اس کو ڈر نہیں ہے

از شما مقصود صدق و ہمت است

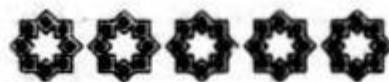
تم سے میرا مقصد سچائی اور باطنی توجہ ہے

دید و می بیند ہویدا لے خفا

دیکھ لیا ہے اور صاف بغیر کسی پوشیدگی کے دکھتی ہے

کہ دُر و پنہاں نماوند سوزنے

کہ جس میں ایک سوئیں بھی نہ چھپ سکے



۱ گفتن زن۔ عورت نے کہا کہ

وہ لوگ جہیز کے طالب نہیں ہیں وہ تو

پردہ پوشی اور نیکی کے طالب گار ہیں اور

صوفی نے اس کو طنزاً جواب دیا۔

ماہولیم۔ بیوی نے کہا وہ عورت کہتی تھی

کہ ہم تو دولت سے عاجز آ گئے ہیں

ہمارے یہاں جو دولت ہے وہی

بھاری پڑھ رہی ہے۔ ماز مال۔ بیوی

نے کہا وہ عورت یہ بھی کہہ رہی تھی کہ

ہم عوام کی طرح سال کے لاپچی اور

حریص میں ہیں۔

۲ قصیدہ۔ ہم تو ایسی لڑکی چاہتے

ہیں جو پردہ نشین اور نیک ہو دونوں

جہانوں میں انہی چیزوں سے بھلائی

حاصل ہوئی ہے۔ باز صوفی۔ صوفی

نے پھر اپنی تنگدستی کا اظہار کیا تاکہ

بات چھیپ نہ ہے۔ گفت زن۔ بیوی

نے صوفی سے کہا میں اپنی غربت

خوب بیان کر چکی ہوں لیکن وہ اپنی

بات پر چمکی ہوئی ہے اور ہماری غربت

سے نیکی گھبرائی ہے۔ لہٰذا یہی گویا۔ وہ

برابر یہی کہتی ہے کہ ہم تمہارے مال

کے پیش نظر رشتہ نہیں کر رہے ہیں

بلکہ تمہاری سچائی اور دعاؤں کی وجہ

سے کر رہے ہیں۔

۳ گفت صوفی۔ صوفی نے اب

تک تو ایسا طرزِ کاہم اختیار کر رکھا تھا

جس سے بیوی یہ نہ سمجھے کہ وہ اس کی

خفاست سے باخبر ہو گیا۔ جلبا سندہ

گفتگو میں اس نے ایسے طرز یہ

فقرے استعمال کئے جس سے یہ

ظاہر ہو جائے کہ وہ بیوی کی بد چلتی

سے واقف ہو گیا ہے۔ خانہ۔ یعنی

اس نے یہ تو دیکھ ہی لیا ہے کہ ہمارا گھر

ایسا مختصر ہے کہ اس میں سوتی بھی نہیں

چھپ سکتی ہے۔

اُو زما بہ داند اندر انتصاح
نصیحت پکڑنے میں وہ ہم سے بہتر جانتی ہے
وزپس و پیش و سر و دُنبالِ ستر
لور پردہ پوشی کا آگاہ چچھا لور سر لور پیر
وز صلاح و ستر اُو واقف ترست
ننگی لور پردہ پوشی سے وہ زیادہ واقف ہے
وز صلاح و ستر اُو خود عالمِ ست
لور اس کی ننگی لور پردہ پوشی کو وہ بی بی خود جانتی ہے
چوں بر اُو پیدا چو روزِ روشنت
چونکہ اس بی بی پر روزِ روشن کی طرح واضح ہے
لاف کم بانی چو رسوا شد خطا
جب غلط کاری رسوا ہو گئی ہے تو شرم نہ بھارے
ایں بدستت اجتہاد و اعتقاد
یہی اجتہاد لور اعتقاد تیرے پاس ہے
دام مکر اندر دغا بکشودہ
تو نے دغا بازی میں مکر کا جہل پھیلایا ہے
شرم داری وز خدلی خویش نی
تو شرم کرتا ہے لور اپنے خدا سے نہیں کرتا ہے

باز اُسترو پاکی و زہد و صلاح
پھر پردہ پوشی اور پاکی اور زہد اور نیکی
بہ زما می داند اُو احوالِ ستر
پردہ پوشی کے احوال وہ ہم سے بہتر جانتی ہے
بے جہازی خود عیاں ہچکوں خورست
بے سروسامانی سوج کی طرح خود ظاہر ہے
ظاہراً اُو بے جہاز و خادمِ ست
ظاہر ہے کہ وہ لڑکی 'بغیر جہیز لور خادم' کے ہے
شرح ۲: مستوری زبانا شرط نیست
اس لڑکی کی پردہ پوشی کی تشریح باپ کی جانب ضروری نہیں ہے
ایں حکایت را بدالِ گفتم کہ تا
یہ قصہ میں نے اس لئے کہہ دیا ہے تاکہ
مَر تُرا ہم اے بد عویٰ مُستزاد
اے بلند بانگ دعوے والے تیر بھی
چوں زنِ صوفی تو خائنِ بودہ
صوفی کی بیوی کی طرح تو بھی خائن ہے
کہ زہرِ ناشستہ رویِ گپ زنی
کہ ہر برائی کے بارے میں تو گپیں ملتا ہے

بیان ۳: آنکہ غرض از بصیر و سمیع و علیم گفتن حق را چست

اس کا بیان کہ اللہ تعالیٰ کو بصیر اور سمیع اور علیم کہنے کا مقصد کیا ہے

کہ بُود دید ویت ہر دم نذیر
تاکہ اس کا تجھے دیکھنا ہر وقت نذیر ہے
تا بہ بندی لب ز گفتارِ شنیع
تاکہ تو بری گفتگو سے ہونٹ بند کر لے

از پے آں گفت حق خود را بصیر
اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو بصیر ہی لئے فرمایا ہے
از پے آں گفت حق خود را سمیع
اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو سننے والا اس لئے فرمایا ہے

بدیہ نام موجود ہے۔ سمیع اللہ کا نام سمیع ہے وہ سب کچھ سنتا ہے تو اس کا تقاضہ ہے کہ انسان اپنی زبان سے کوئی بری بات نہ
نکالے لاریہ سمجھے کہ کچھ کہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو سنتا ہے۔

۱۔ اب اس بے بی پاکی اور نیکی کی بات
تو اگر اس کو نصیحت حاصل کرنی چاہو وہ
ہم سے بھی زیادہ جانتی ہے سی داند۔
اس کو ہمارے پردے کا حل تو بہت
اچھی طرح معلوم ہو گیا ہے۔ بے
جہازی۔ ہماری بے سروسامانی اور نیکی
لور پردے سے اچھی طرح واقف ہو
چکی ہے ظاہر لڑکی کا بے جہیز لور بغیر
خادم کے ہونا تو ظاہر تھا ہی لب و ننگی
لور پردہ پوشی سے بھی واقف ہو گئی ہے۔
۲۔ شرح مستوری۔ لڑکی کی پردہ
پوشی کو باپ کی بیان کرے اس سے وہ
خود واقف ہو چکی ہے لور یہ بات روز
روشن کی طرح اس پر کھل گئی ہے اس
حکایت۔ باغ والی مشوقہ نے عاشق
کو یہ قصہ بنا کر کہا کہ یہ قصہ میں نے
تجھے اس لئے سنایا ہے کہ جب تیری
بے ادبی کھل گئی ہے تو وفا داری وغیرہ
کے دعوے نہ کر۔ مَر تُرا۔ اس معشوقہ
نے اس عاشق سے کہا کہ تیری
حالت اسی صوفی کی بیوی کی سی ہے
لور صوفی کی بیوی کی طرح تو بھ خائن
ہوتے ہوئے مکر اور دغا کا جہل بچا رہا
ہے لور ہر عیب سے اپنے آپ کو بری
ظاہر کر رہا ہے تو لوگوں سے شرماتا ہے
لور خدا سے نہیں شرماتا ہے۔

۳۔ بیان۔ چونکہ عاشق نے
معشوقہ کو تنہا ڈھونڈ لیا اور اس کو یہ محسوس نہ
ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے لور وہ
علیم ہے اس کے احاطہ علمی سے کوئی
واقعہ باہر نہیں رہ سکتا وہ بصیر ہے اس کی
بصارت سے کوئی چیز نہیں چھپ سکتی
ہے تو اب اللہ تعالیٰ کے صفاتی اسماء کی
بحث شروع کر کے کیستنا چاہتے ہیں
کہ اسماء صفاتی جن صفات سے بنے
ہیں وہ صفت حضرت حق تعالیٰ میں

از پے آں گفت حق خود را علیم
 اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو جاننے والا اسی لئے فرمایا ہے
 نیست لہٰ نہا بر خدا اسم علم
 یہ نام خدائی محض شناخت کے لئے نہیں ہیں
 اسم مشتق ست زا اوصاف قدیم
 یہ نام قدیم صفات سے بنے ہیں
 ورنہ ۲ تسخر باشد و طنز و دہا
 ورنہ مذاق اور طنز اور شکر ہو گا
 یا علم باشد حی نام و فتح
 یا کسی بے شرم کا نام حیاء ہو
 طفلك نوزادہ را حاجی لقب
 نئے پیدا ہوئے ننھے بچے کا حاجی لقب
 گر گویند ایں لقبہا در مدح
 لیکن اگر تعریف کے موقع پر یہ القاب بیان کریں
 تسخر و طنزے بو داں یا جنوں
 مذاق اور طنز یا پاگل پن ہو گا
 من ہی دانستمت پیش از وصال
 میں ملنے سے پہلے ہی تجھے سمجھ گئی تھی
 من ۳ ہی دانستمت پیش از لقا
 میں تیرے بارے میں ملاقات سے پہلے جان گئی تھی
 چونکہ چشم سرخ باشد در عیش
 جب آنکھیں دکھنے میں میری آنکھیں سرخ ہوں

تائیدیشی فسادے توز بیم
 تاکہ ڈر کر تو کوئی بری بات نہ سوچے
 کہ سیہ کا نور دارو نام ہم
 کیونکہ حبشی کا نام کافور بھی ہوتا ہے
 نے مثال علت اولیٰ سقیم
 اللہ تعالیٰ علت اولیٰ کی طرح ناقص نہیں ہے
 گز را سماع ضریراں را ضیا
 بہرے کو سننے والا اور اندھوں کو روشنی والا کہنا
 یا سیاہ و زشت را نام صبیح
 یا کالے اور بد صورت کا نام حسین ہو
 یا لقب غازی نہی بہر نسب
 یا غازی لقب نسب کی وجہ سے تو رکھ دے مناسب ہے
 چوں ندارد آں صفت نبود صحیح
 جبکہ اس میں وہ خوبی نہیں ہے تو درست نہیں ہے
 پاک حق عما یقول الظالمون
 اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے جو ظالم کہتے ہیں
 کہ نکو روئی و لیکن بد خصال
 کہ تو اچھی صورت والا ہے لیکن بدعات ہے
 کز ستیزہ را سخا اندر شقا
 کہ تو جھگڑانلو ہونے کی وجہ سے بدبختی میں پختہ ہے
 دانش زان درد گر کم بینمش
 میں اس کو اس درد سے جان جاتی ہوں اگرچہ اس کو کم بینمش

۱۔ اسم علم۔ وہ نام ہوتا ہے جو محض
 مسکمی کی شناخت کے لئے رکھ دیا جاتا
 ہے قطع نظر اس سے کہ اس مسکمی میں وہ
 صفت موجود ہے یا نہیں جس سے وہ
 اسم بنا ہے۔ پیہ۔ جس کے رہنے
 والے کا نام کافور رکھ دیا جاتا ہے حالانکہ
 اس حبشی میں نہ کافور کی سی سفیدی ہے
 نہ خوشبو۔ اسم مشتق است۔ اللہ تعالیٰ
 کے اسماء کی قدیم صفات سے بنے
 ہیں جن میں ان صفات کے معانی
 موجود ہیں سمیع صفت سمع سے بنا ہے
 اور اس میں قوت سماع موجود ہے اسی
 طرح علیم صفت علم سے بنا ہے اللہ
 تعالیٰ صفت علم سے متصف
 ہے مثلاً۔ فلاسفہ حضرت حق
 سبحانہ کو علت اولیٰ قرار دیتے ہیں اور
 اس سے صرف معلول تول کا ثبوت
 بطریق وجوب مانتے ہیں۔ مولانا
 فرماتے ہیں کہ حضرت حق علت اولیٰ
 کی طرح نہیں ہے کہ اس سے صرف
 معلول اولیٰ کا تعلق ہو اور وہ بھی برکت
 وجوب بلکہ تمام اشیاء کا صرف وہی
 خالق ہے اور اپنی تمام صفات سے
 متصف ہے اور وہ تمام کائنات کی
 علت ہے اور اس کی صفات کا تعلق
 بھی تمام کائنات سے ہے۔

۲۔ درد۔ اگر اللہ تعالیٰ کو اس صفت
 سے متصف نہ مانا جائے جس سے
 اسم وضعی بنا ہے تو یہ محض تمسخر ہو گا
 بہرے کو مسخر کہنا اندھے کو ضیاء کہنا
 مذاق ہے۔ حی۔ حیاء دار۔ و فتح۔ بے
 حیاء۔ فتح۔ حسین۔ طفلك۔ باپ
 کے حاجی یا غازی ہونے کی وجہ سے
 کسی بچہ کا نام حاجی یا غازی محض
 پہچان کے لئے رکھ دینے میں کوئی
 حرج نہیں ہے۔ گر گویند۔ اگر یہی
 الفاظ اس بچہ

کی تعریف میں بولے جائیں جس میں وہ صفت نہیں ہے تو یہ محض ایک مذاق ہو گا۔
 ۳۔ من ہی۔ معشوقہ نے اس عاشق سے کہا میں ملاقات سے پہلے سمجھ گئی تھی کہ تو پکا شقی ہے۔ چونکہ
 کسی چیز کا مشاہدہ ہی علم کے لئے ضروری نہیں ہے۔ اس چیز کے آثار سے بھی علم حاصل ہوتا ہے
 آنکھیں دکھنے میں جب سرخ ہو جاتی ہیں اگرچہ سرخی کو انسان نہیں دیکھتا ہے لیکن درد سے سمجھ جاتا
 ہے کہ آنکھیں سرخ ہیں۔

تو گماں بُردی ندارم پاسباں
تو نے خیال کیا کہ میرا کوئی نگہبان نہیں ہے
کہ نظر نا جاگہ مالیدہ اند
کہ بے موقع نظر بازی کرتے ہیں
رانگاں دانستہ اند آں سعی را
انہوں نے اس قیدی کو مفت جانا
کہ منم حارس گزافہ کم نگر
کہ میں نگہبان ہوں، بیہودہ نگاہ نہ ڈال
کہ نباشد حارس از دُنبالہ ام
کہ میرے پیچھے نگہبان نہ ہو گا
داند آں بادے کہ برمن می دزد
وہ اس ہوا کو بھی جانتا ہے جو مجھ پر چلتی ہے
نیست غافل نیست غائبے سقیم
اے بیمار! وہ نہ غافل ہے، نہ غائب ہے
من بدل کوریت می دیدم عیاں
میں نے دل کے ذریعہ تیرے اندھے پن کا مشاہدہ کر رہی تھی
من بدل کوریت می دیدم ز دور
میں نے دل کے ذریعہ دور سے تیرا مشاہدہ کیا تھا
کہ پُرت دیدم ز جہل و پیچ پیچ
کیونکہ میں نے تجھے نادانی اور پیچ پیچ سے پردہ لکھ لیا تھا
کہ تو چونی چوں بود او سرنگوں
کہ تو کیسا ہے؟ جبکہ وہ اندھا ہے

تو مرا اپوں برہ دیدی بے شبان
تو مجھے بلا گذرے والی بکری کا بچہ سمجھا
عاشقال از درد زان نالیدہ اند
عاشق درد میں اسی وجہ سے روتے ہیں
بے شبان دانستہ اند آں ظمی را
انہوں نے اس بہرنی کو بے محافظ سمجھا
تاز غیرت تیر آمد بر جگر
یہاں تک کہ غیرت خدوندی سے جگر پر تیز لگا
کے کم از برہ کم از بز غالہ ام
میں بکری اور بھیڑ کے بچے سے کم کب ہوں
حارسے دارم کہ مُلکش می سزد
میں وہ نگہبان رکھتی ہوں جس کو حکمت سزاوار
سرد بوداں بادیا گرم آں علیم
وہ جانتا ہے کہ وہ ہوا ٹھنڈی تھی یا گرم
نفس شہوانی ندارد نورِ جاں
شہوت والا نفس روح کا نور نہیں رکھتا ہے
نفس شہوانی ز حق کُرسست و کور
شہوت والا نفس اللہ تعالیٰ سے بہرا اور اندھا ہے
ہشت ۳ سالت زان پر سیدم پیچ
اسی وجہ سے آٹھ سال سے میں نے تجھے نہیں پوچھا
خود چہ پرسم زانکہ او باشد تبوں
جو بھی میں ہو اس کے بارے میں کیا پوچھوں

۱۔ تو مرا معشوقہ نے اس عاشق سے کہا کہ تو نے مجھے بے رکھوالا۔ بکری کا بچہ سمجھا اور مجھے بغیر نگہبان کے جانا۔ کہ نظر۔ نظر بازوں کا ردنا دھونا ان کے گناہ کی سزا ہے ظمی۔ یعنی معشوقہ۔ سب۔ قیدی عورت۔ غیرت۔ یعنی غیرت خدوندی۔ حارس۔ نگہبان۔ برہ۔ بکری کا بچہ۔ بز۔ غلہ۔ پہاڑی کی بکری

۲۔ حارسے۔ یعنی میرا محافظ وہ خدا ہے جو علیم و خبیر ہے وہ اس ہوا کو بھی جان لیتا ہے جو میرے اوپر سے گزرتی ہے۔ نفس شہوانی۔ تیرا نفس شہوت پرست ہے جس میں روح کا کوئی نور نہیں ہوتا ہے اور وہ اللہ کے معاملہ میں اندھا بہرا ہوتا ہے۔

۳۔ ہشت۔ تو آٹھ سال سے میرے فراق میں ہے چونکہ میں بھتی تھی کہ تو جہل اور نادانی سے پرے ملے گا میں نے تیری کوئی پروا نہیں کی۔ خود۔ جو شخص خود بتائی کی بھٹی میں گرا ہو اس کے احوال معلوم کرنا بے فوٹی ہے۔ تون۔ بھٹی کا اوندھ لکا۔ مثل۔ حمام میں پانی گرم کرنے کے لئے بھی بٹلی جلی ہے جس میں گوبر اور کوڑا کرٹ جلا یا جاتا ہے حمام کے خدمت گار اس بھٹی میں گوبر وغیرہ لا کر ڈالتے ہیں اور گند سے جتنے ہیں حمام میں نہانے والے اپنے بدن کا میل چیل صاف کر کے نکلتے ہیں تو دنیا کا مال بھٹی کے ایندھن کی طرح ہے اور دنیا دار بھی روشن کرنے والوں کی طرح اور متقی حمام میں نہانے والوں کی طرح ہیں۔

مثل آنکہ کلخن و تقویٰ حمام و تو انکراں سرگیں کشانند
اس کی مثال کہ دنیا بھی اور تقویٰ حمام اور مالدار اپنے ڈالنے والے ہیں



شہوت دنیا مثال کلخن ست
دنیا کی شہوت بھی جیسی ہے
لیک قسم مثنیٰ زیں توں صفاست
لیکن اس بھی سے مثنیٰ کا حصہ صفائی ہے
اغنیاء مانندہ سرگیں کشاں
مالدوں کو اپنے لانے والوں کی طرح
اندر ایشان حرص بہادہ خدا
اللہ تعالیٰ نے ان میں حرص رکھ دی ہے
ترکِ ایں توں گیر و در گرما بہ راں
اس بھی کو چھوڑ لو حمام میں جا
ہر کجہ دتوں ست اوچوں خلام ست
جو بھی میں ہے وہ خلام جیسا ہے
ہر کہ در حمام شد سیمائے او
جو شخص حمام میں چلا گیا اس کی علامت
تونیاں را نیز سیماء آشکار
بھی والوں کی علامت بھی ظاہر ہے
ورنہ بنی رُوش بُولِش را بگیر
اگر تو اس کا چہرہ نہیں دیکھتا ہے اس کی بولے لے
گرنداری ۳۲ بود آرش در سخن
اگر تجھے سونگھنا نہیں آتا اس سے بات کرا
پس بگوید تونی صاحب ذنب
سونے کا مالک ' بھی والا کہتا ہے
حرص توچوں آوش ست اندر جہاں
دنیا میں تیری حرص آگ کی طرح ہے
پیش عقل ایں مذہب سرگیں ناتخش ست
عقل کے نزدیک یہ سنا گوہر کی طرح برا ہے

کہ ازو حمام تقویٰ روشن ست
جس سے پرہیزگاری کا حمام روشن ہے
زانکہ در گرما بہ است و در تقاست
کیونکہ وہ حمام میں ہے اور پرہیزگاری میں ہے
بہر آتش کردن گرما بہ داں
حمام کو گرمانے کے لئے سمجھ
تلوود گرما بہ گرم و بانوا
تاکہ حمام گرم اور پر رونق ہو
ترک توں راعین آں گرما بہ داں
بھی کو چھوڑنا بعینہ حمام سمجھ
مرو را کہ صبر ست و حازم ست
اس شخص کے لئے جو صابر اور مستحیاط ہے
ہست پیدا بر رُخ زیبائے او
اس کے حسین چہرے پر ظاہر ہے
از لباس واز دُخان واز غبار
پکڑوں اور دھوئیں اور غبار سے
بوعصا آمد برائے ہر ضریر
بو ' ہر اندھے کی لاشی ہے
از حدیث نو بداں راز کہن
نئی بات سے پرانا راز سمجھ لے
دست سلتہ چرک بر دم تا شب
میں رات تک گوہر کے میں نوکرے گھر لے گیا ہوں
باز کردہ ہر زبانہ صد دہاں
ہر شعلہ نے سو منہ پھیلا رکھے ہیں
گر چہ چوں سرگیں فروغ آتش ست
اگرچہ وہ گوہر کی طرح آگ کی چمک والا ہے

۱۔ نیک۔ مثنیٰ اس دنیا کے حمام
سے پاک و صاف بن کر نکلتا ہے۔
گرما بہ حمام۔ اندر ایشان۔ دنیا
داروں میں دولت کی حرص نہ ہوتی تو یہ
بھی گرم نہ ہوتی۔ ترک۔ ایک
مسلمان کا کام یہ ہے کہ وہ بھی کارخ
نہ کرے حمام میں داخل ہو۔
۲۔ ہر کہ دنیا داروں نے لال
تقویٰ کو دنیا کے کاموں سے فارغ کر
دیا ہے۔ نہ ان کو خود معروف ہونا پڑتا تو
گویا دنیا دار مثنیوں کے خدمت گزار
اور خادم ہیں۔ در حمام شد۔ تقویٰ کے
آثار چہرے پر نمایاں ہوتے ہیں۔
تونیاں۔ دنیا داروں کے احوال ان کی
علامتوں سے پہچان لئے جاتے
ہیں۔ ورنہ اگر تم میں یہ استعداد نہیں
ہے کہ دنیا داروں کے چہرے سے ان
کے احوال پڑھ لو۔ بُولِش۔ یعنی ان
کی علامتوں سے ان کے احوال سمجھ لو۔
۳۔ اندھا چونکہ نہیں دیکھ سکتا ہے وہ
خوشبو سے چیز کی حقیقت سمجھ لیتا
ہے۔
۴۔ گرنداری ۳۲۔ اگر تم ان کی
علامتوں سے ان کے احوال سمجھنے کی
استعداد نہیں رکھتے ہو تو ان کی گفتگو
سے ان کے احوال سمجھ لو۔ پکر۔
بگوید۔ مالدہ دنیا دار کہے گا کہ آج
میں نے میں نوکرے کو برکھلیا۔ حرص
تو۔ حرص سے بھی ایسے ہی شعلے پیدا
ہوتے ہیں جیسا کہ گوہر کے اہلوں
سے۔ پیش عقل۔ عقلمند گوہر ہوسونے
کو برابر سمجھتا ہے کیونکہ وہ بھی آتش
حرص کو اس طرح فروغ دیتا ہے جس
طرح گوہر آگ کو فروغ دیتا ہے
اور اس کا آتش حرص کو فروغ دیتا دنیا
داروں کی کشش کا سبب ہے۔

چرک تر را الاق آتش کند
تر گور کو آگ کے قابل بناتا ہے
تا بتوں حرص اُفتد صد شرر
تا کہ لالچ کی بھی میں سو چنگریاں پیدا ہوں
چسپت یعنی چرک چندیں بردہ ام
کیا ہے؟ یعنی اتنا گور حاصل کیا ہے
درمیان تونیاں زیں فخر ہاست
بھنی دالوں میں اس پر بڑا فخر کیا جاتا ہے
من کشیدم بست سَلّہ بے کرب
میں نے آسانی سے میں نوکرے کمائے
بُوئے مُشک آرد برو رنجے پدید
مُشک کی خوشبو اس میں مرض پیدا کر دے گی
زیں زیاں ہرگز نہ بنی سود تو
اس نقصان کی بجائے تو کبھی نفع نہ حاصل کرے گا

آفتابے کہ دم از آتش زند
سورج جو آگ کا دم بھرتا ہے
آفتاب آں سنگ را ہم کرد زر
سورج نے پتھر کو بھی سونا بنایا ہے
آنکہ گوید مال گردد آورده ام
جو یہ کہتا ہے کہ میں نے مال جمع کیا ہے
جو یہ کہتا ہے کہ میں نے مال جمع کیا ہے
اس سخن گرچہ کہ رسوائی فزاست
یہ بات اگرچہ رسوائی میں اضافہ کرنے والی ہے
کہ توشش سَلّہ کشیدی تابشب
کہ تو نے رات تک چھ نوکرے حاصل کئے
آنکہ ۲ دتوں زاد و پاکی را ندید
جو بھنی میں پیدا ہوا اور ان نے پاکی نہیں دیکھی
گربتوں لباز خواہی بود تو
اگر تو بھنی کا شریک بنے گا

۱۔ آفتاب۔ سورج کی گرمی تو گور کو خشک کر کے آگ سے ملنے والا بناتی ہے۔ سورج ہی پتھر کا گرما کر اس کی رگوں میں سونا پیدا کرتا ہے۔ تا کہ وہ سونا حرص کی۔ بھنی میں پہنچ کر حرص کی چنگریوں کو فروغ دے۔ آنکہ۔ جو دنیا دار یہ کہہ رہا ہے کہ اس نے مال جمع کیا ہے تو اس نے حاصل آتش حرص کے لئے گور جمع کیا ہے۔ اس سخن۔ گور جمع کرنا اگرچہ کوئی فخر کی بات نہیں ہے لیکن بھنی دالوں میں یہ فخر ہے۔ وہ فخر یہ ایک دوسرے کے مقابلہ میں کہتے ہیں کہ تو نے چھ نوکرے گور جمع کیا ہے تو میں نے بیس نوکرے جمع کئے ہیں۔ یہی دنیا داروں کی حالت ہے۔ ۲۔ آنکہ۔ جس شخص کا نشوونما بھنی کے ماحول میں ہوا ہے اس کے لئے گور کی بدبو خوش کن ہوگی اگر تم اس کو مُشک سنبھالو گے تو اس سے اسے تکلیف پہنچے گی۔ مگر اہوں۔ اگر تم بھی اس کے ساتھ بھنی کے کاروبار میں شریک ہو جاؤ گے تو سوائے نقصان کے کچھ فائدہ حاصل نہ کر سکو گے۔ دنیا داروں کی صحبت میں تمہاری بھی وہی حالت ہو جائے گی جو ان دنیا داروں کی ہے۔ ۳۔ قصہ۔ اس قصہ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ جیسی صحبت ہوتی ہے اسی طرح کی عادتیں پڑ جاتی ہیں۔ دبّاغ۔ کچا چھڑا رنگنے والے عطار۔ عطر فروش۔ راد۔ حکیم۔ مثنوی۔ غنیم۔ نیم۔ روز۔ ۱۲۔ پیر۔

قصہ ۳ آں دبّاغ کہ در بازار عطا راں از بُوئے عطر بیہوش شد
اس کھل رنگنے والے کا قصہ جو عطر فروشوں کے بازار میں عطر کی خوشبو سے بیہوش ہو گیا

تا خرو آنچه ورا درکار بُد
تا کہ جو اسے دیکھ کر وہ خریدے
چونکہ در بازار عطاراں رسید
جیسے ہی وہ عطر فروشوں کے بازار میں پہنچا
تا بگر دیدش سرو برجا فتاد
یہاں تک کہ اس کا سر چکریا اور وہیں گر گیا
نیم روز اندر میان را بگذر
دوپہر میں سڑک کے درمیان

آں کے دبّاغ در بازار شد
ایک چڑا رنگنے والا بازار گیا
ناگہاں اُفتاد بیہوش و خمید
اجانک۔ بے ہوش ہو کر گر گیا اور جھک گیا
بُوئے عطرش ز در عطاراں راد
نئی عطاردوں کی طرف سے اس کو عطر کی خوشبو لگی
ہمچو مُردار اُفتاد و بے خبر
مردے کی طرح گر گیا اور بیہوش



جمع آمد خلق بروے آں زماں

اں وقت لوگ اں کے پاس جمع ہو گئے

زں یکے کف بردل اومی براند

ایک اں کے دل پر ہاتھ پھیرتا تھا

اُو نمی دانست کاندہ مرتعہ

وہ یہ نہ جانتا تھا کہ چراگاہ میں

آں یکے دستش ہی مالید و سر

ایک اں کا ہاتھ لہر سر ملتا تھا

آں بخور و غُود و شکر زد بہم

ایک دھونی لہر اگر لہر شکر ملاتا تھا

واں شدہ خم تا نفس چوں می کشد

دوسرا جھکا ہوا تھا کہ وہ سانس کیسے لے رہا ہے

واں ۲ دگر نبضش گرفتہ از خرد

دوسرا عقلمندی سے اں کی نبض پکڑے ہوئے

تا کہ مے خور دست یا بنگ و خیش

تا کہ معلوم کر سانس نے شرب پی ہے یا بھنگ خیش

پس خبر بُردند خویشاں را شتاب

تو انہوں نے فوراً رشتہ داروں کو خبر دی

گس نمی داند کہ چوں مضروع گشت

کوئی نہیں سمجھ رہا ہے کہ کیوں بیہوش ہوا ہے

یک بردار داشت آں دباغ زفت

اں چڑا رنگنے والے کا ایک مونا بھائی تھا

اند کے سرگین ۳ سنگ در آستین

تھوڑا سا کتے کا پاخانہ آستین میں

گفت من زنجش ہمید انم ز چیست

بولتا میں اں کا مرض جانتا ہوں کس وجہ سے ہے؟

جملگاں لاحول خواں درماں اگناں

سب لاحول پڑھتے ہوئے علاج کرتے ہوئے

وز گلاب آں دیگرے بروے فشاند

دوسرا اں پر گلاب چھڑکتا تھا

از گلاب آمد ورا آں واقعہ

یہ حادثہ اں کو گلاب سے پیش آیا ہے

واں دگر کہگل ہی آورد تر

دوسرا من تر کر کے لاتا تھا

واں دگر از پوششش می کرد کم

دوسرا اں کے کپڑے کم کرتا تھا

واں دگر بو از دہانش می شمد

دوسرا اں کے منہ کی خوشبو سونگھتا تھا

منتظر تا نبض او چوں می جہد

منتظر تھا کہ اں کی نبض کیسی چل رہی ہے

خلق در مانند اندر ہمیشیش

لوگ اں کی بیہوشی کے سبب میں عاجز آ گئے

کہ فلاں افتادہ است آنجا خراب

کہ فلانہ اں جگہ بے ہوش پڑا ہے

یا چہ شد گورا فتاد از بام طشت

یا کیا ہوا ہے کہ اں کا راز فاش ہو گیا ہے

گر پزد دانا بیامد زو تفت

چالاک اور سمجھدار وہ جلد سرگرمی سے آیا

خلق را بشکافت و آمد با حنین

لوگوں کو چرا روتا ہوا آیا

چوں سبب دانی دوا کردن جلی ست

جب تو سبب جان لے دوا کرنا آسان ہے

۱۔ درماں۔ علاج۔ مرتعہ۔ چراگاہ

یہاں عطاردوں کا باز مراد ہے واقعہ یعنی بے ہوشی۔ کہگل۔ کاہ لہر گل سے مرکب ہے وہ مٹی جس میں بھوسہ یا کوئی گھاس ملا کر اں سے دیواریں کو لپٹا جاتا ہے۔ تر۔ تر مٹی سونگھانے سے بیہوش کو افادہ ہو جاتا ہے۔ بخور۔ دھونی پوشش۔ کپڑے کم کر دینے سے فرحت کے سبب بیہوش ہوش میں آ جاتا ہے۔ دہانش۔ تاکہ منہ کو کھل کر سمجھ لے کہ بیہوشی کس نشا اور چیز کی وجہ سے ہو نہیں ہے۔

۲۔ داں دگر۔ نبض کے ذریعہ سے بیہوشی کے سبب کا علم ہو سکتا ہے۔ بنگ۔ بھنگ۔ خیش۔ گھاس۔ بھنگ۔ خویش۔ یعنی دباغ کے راشتہ دار۔ مصروع۔ مرگی کا بیہوش بے ہوش۔

۳۔ سرگین۔ سگ۔ کتے کا پاخانہ۔ حنین۔ رونے کی آواز۔ جلی۔ واضح۔ یعنی مرض کا سبب معلوم ہو جانے پر وہ آسان ہو جاتی ہے اور اگر مرض کی تشخیص نہ ہو تو علاج بہت مشکل ہوتا ہے۔

۱۔ گفت۔ اس کہ باغ کے بھائی
نے سوچا کہ اصل اس کا دماغ بدبو کا
عادی ہے چونکہ یہ رات دن سڑے
ہوئے چمڑے رنگتا ہے۔ بالحدث۔
جبکہ اس کو بدبو کی عادت ہے تو خوشبو
اس کو لاعمل تباہ کرے گی۔ جالیوں۔
یونان کا مشہور طبیب ہے اس نے کہا
ہے کہ مریض کے مزاج کے موافق دوا
تجویز کرو۔

۲۔ کز۔ عموماً خلاف عادت حادث
سے مرض پیدا ہوتا ہے تو مزاج کے
مطابق دوا دیدینے سے زائل ہو
جائے گا۔ معتاد۔ جس چیز کی عادت
ہو۔ جعل۔ گہر دغا گہر دغے کو اگر
گلاب سکاھاؤ گے وہ بیہوش ہو جائے
گا۔ داری انوسٹ۔ گہر دغے کا علاج
گوبر سے ہی کیا جاسکتا ہے۔

۳۔ الخیثات۔ قرآن میں ہے
الْخَيْثَاتُ لِلْخَيْثِ وَالْخَيْثُ لِلْخَيْثِ
وَالْخَيْثُ لِلْخَيْثِ وَالْخَيْثُ لِلْخَيْثِ
وَالْخَيْثُ لِلْخَيْثِ عام طور مفسرین
نے فرمایا ہے کہ خبیث عورتیں
خبیث مردوں کے لئے ہیں اور
خبیث مرد خبیث عورتوں کے لئے
پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لئے
ہیں اور پاکیزہ مردوں کے لئے اور
پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لئے۔
مولانا نے الخیثات سے بری
عادتیں اور الخیثات سے پاکیزہ
اخلاق مراد لئے ہیں۔ ناصحان۔
بدطینت لوگوں کی نصیحت میں ناصح
بھی باتیں سناتے ہیں جو ان کی
عادت کے مطابق نہیں ہیں لہذا ان کی
نصیحت کارگر نہیں ہوتی ہے

چوں سبب معلوم نہ ہو مشکل ست

جب سبب معلوم نہ ہو مشکل ہے

چوں بدالستی سبب را سہل شد

جب تو نے سب جان لیا آسان ہو گیا

گفت ایما خود ہستش اندر مغز و رگ

اس نے دل میں کہا اس کے دماغ اور رگ میں ہے

تامیاں اندر حدث او تا شب

یہاں تک کہ وہ بدبو میں رات تک

بالحدث کردست عادت سال و ماہ

اس نے سالوں اور مہینوں بدبو کی عادت ڈالی ہے

پس چنین گفت ست جالیوں مہ

تو اسی لئے جالیوں اعظم نے کہا ہے

کز ۲ خلاف عادتست آل رنج او

کیونکہ اس کا مرض عادت کے خلاف ہونے سے ہوا ہے

چوں جعل گشت است از سر گیس کشی

وہ گوبر جمع کرنے سے گہر دغے کی طرح ہو گیا ہے

ہم ازاں سر گین سگ دارہی اوست

کتے کے پاخانے سے ہی اس کی دوا ہے

الخیثات ۳ الخیثین را بخوال

الخیثات اور الخیثین کو پڑھ

ناصحان اورا بعنبر یا گلاب

نصیحت کرنے والے عنبر یا گلاب سے اس کا

دارہی رنج دور و صد حمل ست

مرض کی دوا اور اس میں سو حمل ہیں

دانش اسباب دفع جہل شد

اسباب کا جاننا ناواقیت کا ذمیہ ہو گیا

توئے بر تو بھی آں سر گین سگ

کتے کے پاخانے کی بو تہ تہ

غرق دباغی ست اور روزی طلب

چمڑے رنگنے میں ڈوبا ہوا ہے روزی کمانے والا

بوئے عطرش لاجرم ساز و تباہ

اس کو عطر کی خوشبو لا محالہ تباہ کر دے گی

انچہ عادت دانشت بیمار آتش وہ

جس چیز کی بیمار کو عادت تھی وہ دے

پس دوائے رنجش از معتاد و جو

تو اس کے مرض کی دوا اس کی عادی چیزوں سے کر

از گلاب آید جعل را بیہشی

تو گہر دغے کو گلاب سے بے ہوش ہو گی

کہ بدال اورا ہی معتاد و خوست

کہ اس ہی کی اس کو عادت اور خو ہے

ژوو پشت ایں سخن رلباز وال

اس بات کے ظاہر اور باطن کو خوب سمجھ لے

می دوا سازند بہر فتح باب

علاج کرتے ہیں ہدایت کے دروازے کی کشادگی کیلئے



مر خبیثاں را سازد طبیات
بھی باتم خبیثوں کے موافق نہیں پڑتی ہیں
چوں ز عطر وحی کز گشتند و گم
وہ جب وحی کے عطر سے نیرھے اور مبہوت ہو گئے
رنج و بیماریست مارا ایں مقال
ہمارے لئے یہ گفتگو مرض اور بیماری ہے
گریبا غازیذ نصیح آشکار
اگر تم نے علی الاعلان نصیحت شروع کی
ماہر لہو و لعب فرہ گشتہ ایم
ہم کھیل کود سے مومنے ہوئے ہیں
ہست قوت مادی و غولاف و لاغ
ہماری غذا جھوٹ اور شنی اور مذاق ہے
رنج را صد تووا فزوں می کنند
مرض سو گنا اور زیادہ کرتے ہیں
گند کفر و شرک ایشاں بجدست
ان کے شرک اور کفر کی گندگی بجد ہے

در خور و لائق نباشد اے ثقات
اے معتدلیہ باتمیں کے مناسب ملائیں نہیں ملتی ہیں
بد فعاں شاں کہ تطیرونا بکم
ان کا نعرہ تھا ہم تم سے بد فاعلی پکڑتے ہیں
نیست نیکو وعظ تاں مارا بقال
تمہارا وعظ ہمارے لئے اچھی فال نہیں ہے
ما کنیم آل دم شمارا سنکسار
تب ہم تمہیں سنگد کر دیں گے
در نصیحت خویش را سرشتہ ایم
ہم نے اپنے آپ کو نصیحت سے وابستہ نہیں کیا ہے
شورش معدہ ست مارا زیں بلاغ
ہمیں اس تبلیغ سے متلی ہوتی ہے
عقل را دار و بافیوں می کنند
عقل کا علاج افیون سے کرتے ہیں
ہیں کہ دبّاغ او فتادہ بخودست
خبردار! وہ چڑا رنگنے والا بے ہوش ہے

معالجہ کردن برادرِ دبّاغ را بخفیہ ہوئے سرگیں

کتے کے پاخانہ کی بو سے پوشیدہ طور پر چڑا رنگنے والے کے بھائی کا چڑا رنگنے والے کا علاج کرنا

خلق ۳ رامی رانداز وے آنجواں
اس نوجوان نے لوگوں کو اس سے بھگا دیا
سر بگوشش برد ہچوں را زگو
اس نے در کینہ لکڑی طرح سر اس کے کان کے قریب کیا
کو بکف سرگین سگ سائیدہ بود
اس لئے کہ اس نے بھیلی پر کتے کا پاخانہ ملا تھا
چونکہ بوی آل حدث را واکشید
جب اس نے اس ناپاکی کی بو سونگھی

تا علاش را نبیند آل گساں
تاکہ وہ لوگ اس کا علاج نہ دیکھ سکیں
پس نہاد آل چیز بر بینی او
پھر اس نے وہی چیز اس کی ناک پر رکھ دی
دار ہی مغز پلیداں دیدہ بود
ناپاک دماغ کا علاج اس کو سمجھا تھا
مغز شتش بوی ناخوش را سزید
اس کا گندا دماغ بدبو کے لائق تھا

۱۔ مر خبیثاں۔ عمدہ نصیحتیں خبیثوں
کے مزاج کے مطابق نہیں ہیں۔
چوں۔ جبکہ وحی کا عطر ان کے دماغ
کے موافق نہیں ہے تو وہ اس سے
گھبراتے ہیں اور ان کو وہ وعظ و
نصیحت گراں گزرتی ہے۔ گریبا
غازیذ۔ انبیاء کو دھمکیاں دینی شروع کر
دیتے ہیں۔

۲۔ تا۔ کفار نے انبیاء سے کہا کہ
ہمارے پرورش کھیل کود میں ہوئی ہے ہمارا
مزاج نصیحت سے میل نہیں کھاتا
ہے۔ بلاغ۔ کسی مذاق۔ شورش۔ یعنی
اس نصیحت سے ہمارا جی متلاتا ہے۔
رنج۔ ان کفار پر افسوس ہے یہ اپنے
مرض میں اور اضافے کرتے ہیں
عقل کا علاج افیون سے کرتے ہیں
جو خود عقل کو خراب کرتی ہے۔
مولانا فرماتے ہیں ان کفار کی حالت
کو چھوڑ دو دبّاغ۔ بیہوش پڑا ہے اس کے
قصہ کی تکمیل کرو۔

۳۔ خلق را۔ دبّاغ کے بھائی نے
لوگوں کو وہاں سے ہٹا دیا تاکہ کوئی اس
کے معاملہ سے واقف نہ ہو سکے۔ بر
بگوشش۔ اس نے اپنا سر کان کی
طرف کیا تاکہ لوگ سمجھیں کہ کان
میں کوئی دعا پڑھ رہا ہے اور چپکے سے
اس کی ناک پر کتے کا پاخانہ ملا دیا۔

لج سائے۔ جب اس دباغ نے بدبو گھسی تو اس کو ہوش آنا شروع ہو گیا لوگ حیران ہو گئے کہ جب منتر تھا کہ کان میں پھونکتے ہی اس کو ہوش آنے لگا۔ حبش۔ بدکاروں کو بزرگوں کے قصص و تواریخ کو مزہ نہیں آتا ہے ہاں زنا اور عشق و محبت کی داستان سے خوش ہوتے ہیں۔ ہر کرار بھلی باتیں جس کے مانع کے موافق نہ ہوں تو یقیناً اس نے بری باتوں کی عادت ڈال رکھی ہے۔

۲. مشرکوں۔ قرآن پاک میں **بَعَثْنَا الْمُسْلِمِينَ كُنْ نَجَسٌ** مشرک نجس میں چونکہ لوگوں کی نشوونما گندے ماحول میں ہوئی ہے اسی لئے قرآن نے ان کو نجس کہا ہے کرم۔ جو کیزا گور میں پیدا ہوا ہے غیر نکھانے سے اس کا مزاج نہ بدلے گا۔ چوں۔ حدیث شریف ہے **إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْفَخْرَ فِي ظِلْمَةٍ ثُمَّ رَشَّ عَلَيْهِمْ مِنْ نُورِهِ فَمَنْ أَصَابَ مِنْ رَيْكِ النُّورِ فَقَدْ فَتَنَ لِي وَمَنْ أَخْطَا فَقَدْ غَوَى** بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اندھیرے میں پیدا فرمایا ہے پھر ان پر اپنا نور چھڑکا تو جس پر وہ نور پڑا اس نے ہدایت پائی اور جس پر نہ پڑا وہ گمراہ ہو گیا۔

۳. ام مصر۔ مصری لوگ انڈے کو گوبر میں باکریاں سے بچ نکال لیتے تھے یہ ان کا ایک تعجب انگیز طریقہ تھا تو گندے ماحول میں کسی بھلے کا پیدا ہونا بھی ایسا ہی تعجب خیز ہے۔ ایک۔ گندے ماحول میں پیدا شدہ نیک انسان بڑا راسخ عمل ہوتا ہے۔ تو بدماں۔ معشوقہ نے عاشق سے کہا تو بھی اس دباغ کی طرح ہے اسی لئے گندے اخلاق کا عادی ہے۔ از فراق۔ فراق کی گرمی سے تو زرد پتہ بن گیا لیکن پختہ پھل نہ بنا۔

ساعتی اشد مُردہ جبیدن گرفت

تھویدیر گزری کہ مردے نے حرکت کرنی شروع کردی

کایں بخواند افسوں بگوش او دمید

کہ اس نے منتر پڑھا اس کے کان میں پھونکا

حبش اہل فساد آل سو بود

مفسدوں کی حرکت اس جانب کو ہوتی ہے

ہر کرا مُشک نصیحت سو نیست

جس کو نصیحت کے مشک سے فائدہ نہیں ہے

مشرکاں ۲ ارازاں نجس خواندست حق

اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو اسی لئے نجس کہا ہے

کرم گوز ادست از سرگیں ابد

وہ کیزا جو گوبر سے پیدا ہوا ہے کبھی

چوں نزد بروے نثار ریش تور

کیونکہ اس پر نور کے چھڑکاؤ کلچیننا نہیں لگا ہے

ور زرش نور حق فسمش واد

اگر اللہ تعالیٰ نے اس کو نور کے چھڑکاؤ میں حصہ دیا

لیک نے مرغِ حسین خانگی

لیکن گھریلو کمینہ مرغ نہیں

تو بدماں مانی کزماں نور تہی

تو بھی اس دباغ کی طرح ہے کہ اس نور سے خالی ہے

از فراق زر و شد رخسار و رو

فراق میں تیرا رخسار اور چہرہ زرد ہو گیا ہے

خلق گفتند ایں فسو نے بد شگفت

لوگوں نے کہا یہ منتر بھی عجیب تھا

مردہ بود افسوں بفریادش رسید

وہ مردہ تھا منتر اس کی مدد کو آ گیا

کہ زنا و غمزہ و ابرو بود

جہاں زنا اور نازد ادا اور ابرو کا اشارہ ہو

لاجرم بلاوی بد خو کرد نیست

لاحالہ بدبو کی عادت ہے

کاند رونِ پُشک زاند از سبق

کیونکہ وہ ازل سے پیشانیوں میں پیدا ہوئے ہیں

می نگرداند بغیر خوی خود

اپنی عادتِ غیر کی نہیں ڈال سکتا

او ہمہ جسم ست نے دل چوں قشور

وہ چھلکوں کی طرح مجسم جسم ہے نہ کہ دل

ہمچو رسم ۳ مصر سرگیں مرغ زاد

تو مصریوں کے رواج کے مطابق گوبر نے مرغ پیدا کیا

بلکہ مرغِ دانش و فرزانی

بلکہ عقل و دانش کا مرغ

زانکہ بنی بر پلیدی می نہی

کیونکہ تو نجاست پر ناک رکھتا ہے

برگ زردی میوہ ناپختہ تو

تو پیلا پتہ ہے تو کچا پھل ہے



دیگ ز آتش شد سیاہ و دود فام
دیگ آگ سے کالی اور دھوئیں کی طرح ہو گئی
ہشت سالت جوش دادم در فراق
میں نے آٹھ سال فراق میں تجھے جوش دیا
خامی و ہرگز نخواہی پخت تو
تو کچا ہے اور ہرگز نہ پکے گا
غورۂ تو سنگ بستہ از سقام
بیماری سے تیرا آنکھوں کا کچھا پتھر اگیا ہے

گوشت از سختی پختیں ماندست خام
گوشت سختی کی وجہ سے اسی طرح کچا ہے
کم نشد یک ذرہ خامیت از نفاق
نفاق کی وجہ سے تیری خای ایک ذرہ کم نہ ہوئی
گر ہزاراں بار جوشی اے عتو
اے سرکش! خواہ ہزاروں بار جوش کھائے
غورہا انکوں مویزند و تو خام
خوشے مفتی بن گئے اور تو کچا ہے

عذر ۲ خواستن عاشق گناہ خود را بتلبیس و روپوش و فہم
مکاری اور تلبیس سے عاشق کا خطا کی عذر خواہی کرنا اور معشوقہ کا
کردن معشوق آل رانیز

اس کو بھی سمجھ جانا

گفت عاشق امتحان کردم مکیر
عاشق نے کہا معاف کر ' میں آزما رہا تھا
من ۳ ہی دانستمت بے امتحان
میں تجھے بغیر امتحان کے بھی جانتا تھا
آفتابی نام تو مشہور و فاش
تو سورج ہے تیرا نام مشہور اور ظاہر ہے
تو منی من خوشتن را امتحان
تو میں ہوں ' میں اپنا امتحان
انبیاء را امتحان کردہ عدات
دشمنوں نے انبیاء کا امتحان لیا ہے
امتحان چشم خود کردم بہ نور
میں نے روشنی کے ذریعہ اپنی آنکھ کا امتحان کیا

تابہ بینم ت حریفی یا ستر
تا کہ سمجھ لوں کہ تو یاد مجلس ہے یا پردہ نشین
لیک باشد کے خبر ہمچو عیاں
لیکن خبر مشاہدہ کی طرح کب ہوتی ہے
چہ زیانست از بکرم ابتلاش
کیا نقصان ہوا اگر میں نے اس کو آزما لیا؟
می کنم ہر روز در سود و زیاں
نفع اور نقصان میں روز کرتا ہوں
تلاشدہ ظاہر از ایشاں معجزات
حتی کہ ان سے معجزے ظاہر ہوئے
ایکہ چشم بدز چشمان تو دور
اے وہ محبوبہ! کہ تیری آنکھوں سے چشم بد دور ہے

۱۔ دیگ۔ تیری مثال تو یہ ہے کہ
دھوئیں سے دیگ تو کالی پڑ گئی لیکن
گوشت کچا رہا۔ ہشت۔ میں نے
تجھے آٹھ سال تک آتش فراق سے
جوش دیا لیکن تیری خای میں کوئی
پختگی نہ پیدا ہوئی۔ خامی۔ اگر ہزار
مرتبہ بھی تجھے جوش دیا جائے گا پھر بھی
تیری خای دور نہ ہوگی۔ غورہ۔ آنکھ کا جو
خوشے پتھر آگیا ہے۔ مویزند۔ آنکھ پر پختہ ہو
نہیں پکتا ہے۔ مویزند۔ آنکھ پر پختہ ہو
جانے کے بعد مفتی بنتا ہے۔

۲۔ عذر۔ اب عاشق نے مکاری
سے عذر خواہی کی اور اپنے فعل کی غلطی تو
جسبہ شروع کر دی۔ گفت۔ عاشق
نے کہا میں نے بوسہ لینے کا ارادہ اس
لئے کیا تھا کہ تجھے آزمائش کو تویر لگی پر
راضی ہوتی ہے یا پاک دامن ہے۔
حریف۔ یاد۔ ستر۔ مستور۔ پردہ
نشین۔

۳۔ من۔ اگرچہ میں تجھے نیک
ہی سمجھتا تھا لیکن مزید اطمینان کے
لئے ایسا کر رہا تھا۔ آفتابی۔ تیری نیکی
روز روشن کی طرح ظاہر ہے آزمائش
سے اس میں کوئی فرق نہیں پڑ سکتا۔
انبیاء۔ دشمنوں نے انبیاء کو آزمایا اور ان
سے معجزے طلب کئے تو ان کی نبوت
اور پختہ ہو گئی۔ تو منی۔ تجھ اور مجھ میں
اتحاد ہے۔ تیرا امتحان دراصل میرا
امتحان ہے اس میں تیرے بگڑنے کی
کوئی بات نہیں ہے۔ امتحان۔ میں
نے دراصل اپنی آنکھ کو آزمایا اس میں
تیری تاراضی اپنے موقع ہے۔



ایں جہاں ہمو خرابہ است و تو گنج

یہ دنیا کھنڈ کی طرح ہے اور تو خزانہ ہے

زائ پُتھاں بے خردگی کرم گزاف

میں نے اس لئے ایسی لغو بے عقلی کی

تاز بانم چوں ثرا نامے نہد

تاکہ میری زبان جب تیرا نام لے

گر شد م ۲ در راہ حرمت را ہزن

اگر میں تیری رحمت کا ڈاکو بن جاؤں

جو بشمشیر خود اے شاہم مکش

اے میرے شہلا بھائی تلوار کے علاہ کسی چیز سے قتل نہ کر

جو بدست خود مہر م پاو سر

میرے پاؤں اور سر اپنے ہاتھ سے کاٹنا

از جدائی باز می رانی سخن

تو پھر فراق کی بات کر رہی ہے

در سخن آبادم ایندم راہ شد

بات کرنے کا اب رات نکل آیا

پوستہا ۳ گفتیم و مغز آمد دہیں

ہم نے چٹکے بیان کر دیے اور مغز چھپا رہ گیا

گز خطائے آمد از ما در وجود

اگر ہم سے کوئی غلطی وجود میں آئی ہے

امتحاں کرم مرا معذور دار

میں نے امتحان لیا مجھے معذور سمجھ

رَد کردن معشوق عذر عاشق را و تلبیس اورا

معشوق کا عاشق کے عذر اور مکر کو رد کر دینا

در جوابش برگشا داں ماہ لب

اس کے جواب میں اس چاند نے لب کشائی کی

کہ سُوئے ماروز دُوئے توست شب

کہ ہماری جانب دن اور تیری جانب رات ہے

۱۔ ایں جہاں عالم خراب میں تو
خزانہ اگر خزانہ کی جستجو کی جائے تو اس
میں کوئی عیب نہیں ہے۔ زائ۔ یہ
میری بہوگی اس لئے بھی کہ امتحان
کے بعد دشمنوں کے سامنے تیری نیکی
کا اظہار کر سکوں۔ تاز بانم۔ یعنی جب
میں زبان سے تیری تعریف کروں تو
آنکھ چشم دید گواہی دے۔

۲۔ گر شد م۔ اگر میں نے آپ کی
آبروریزی کی ہے تو تلوار حاضر ہے اور
کفن پہنے ہوئے ہوں مجھے قتل کر
دیجئے۔ جز۔ تلوار سے قتل کر دیجئے
جدائی کے ذریعہ قتل نہ کیجئے۔ بدست
خود۔ اور اپنے ہاتھ سے قتل کرنا
دوسرے سے قتل نہ کرنا کیونکہ میں
تمہارے ہاتھ کا مملوک نہیں ہوں۔ از
جدائی۔ خدا کے لئے جدائی کی بات نہ
کر اور جو چاہے کر۔ در سخن۔ یعنی میں
اپنے اور عذر بھی بیان کر سکتا ہوں لیکن
وقت تنگ ہے۔

۳۔ پوستہا۔ عاشق کہتا ہے کہ
معذرت میں کچھ ظاہری باتیں میں
نے کہی ہیں۔ لیکن ابھی حقیقت کا
پورا اظہار نہیں کر سکا ہوں۔ گز
خطائے۔ اگر یہ میری غلطی بھی ہے تو
اب اس کو معاف کر دے۔ چوں۔
اب میں اپنے فعل پر ندامت کا اظہار
کرتا ہوں مجھے معاف کر دے کہ
سوئے۔ یعنی چٹائی میرے ساتھ ہے
اور تو جھوٹا ہے۔

عاشق را و تلبیس اورا

عشق کا عاشق کے عذر اور مکر کو رد کر دینا

کہ سُوئے ماروز دُوئے توست شب

کہ ہماری جانب دن اور تیری جانب رات ہے

حیلہ! ہائے تیرہ اندر داوری
غلط حیلے انصاف کے موقع پر
ہرچہ در دل داری از مکر و رموز
تو جو کچھ مکر اور اشدے دل میں دیکھتا ہے
گر بہ پوشیمش زندہ پروری
اگر ہم اس کو بندہ پروری کی وجہ سے چہار ہے ہیں
از پدر آموز کا دم در گناہ
باپ سے سیکھ لئے کیونکہ حضرت آدم گناہ کے بدلے میں
چوں بدیدہ آل عالم لا سرار را
جب انہوں نے اس رازوں کے جاننے والے کو دیکھا
بر سر خاکستر لڈہ نشست
”غم کی راکھ پر بیٹھ گئے
رَبَّنَا اِنَّا ظَلَمْنَا گفت و بس
بس انہوں نے اے خدا ہم نے ظلم کیا“ کہا
دیدہ جانداران پنہاں ہچو جال
انہوں نے روح کی طرح پوشیدہ فرشتوں کو دیکھا
کہ ہلا س پیش سلیمان مور بارش
کہ خبردار! سلیمان کے سامنے چیونٹی بن جا
جز مقام راتی یکدم مایست
سچائی کے مقام کے علاوہ بالکل نہ ٹھہر
کور اگر از چند پالودہ شود
اندھا اگر نصحت سے پاک و صاف بن جائے
آدم تو نیستی کو راز نظر
اے آدم! تم نظر کے اندھے نہیں ہو
عمر ہا باید بنادر گاہ گاہ
عمریں چائیں بہت کم ہوتا ہے اور کبھی کبھی

پیش بینایاں چرا می آوری
ظلمندوں کے سامنے تو کیوں پیش کرتا ہے؟
پیش ما رسوا و پیدا ہچو روز
ہمارے سامنے دن کی طرح کھلے اور ظاہر ہیں
تو چرا بے رُوئی از حد می بری
تو کیوں حد سے زیادہ بے لافٹی کر رہا ہے؟
خوش فرود آمد بسوئے پانگاہ
خوشی سے جتوں کی جگہ از آئے
بر دوپا استاوا استغفار را
تو معافی کے لئے دونوں پاؤں پر کھڑے ہو گئے
وز بہانہ شاخ تاشانے نجست
اور بہانہ کے لئے ایک شاخ سے دوسری شاخ پر چلائے ننگل
چونکہ جانداروں بدیدہ از پیش و پس
جبکہ فرشتوں کو آگے پیچھے دیکھا
دور باش ہر یکے تا آسمان
ہر ایک کا ”و شاخ نیزہ آسمان تک تھا
تانہ بشگافد ترا ایں دور باش
تاکہ تجھے یہ ”و شاخ نیزہ نہ پہاڑ دے
بیچ لالا مرد را چوں چشم نیست
انسان کا کوئی خادم آنکھ جیسا نہیں ہے
ہر دمے او باز آلودہ شود
”و پھر ہر وقت گندہ ہو جائے گا
لیک اِذَا جَاءَ الْقَضَاءُ عَمِيَ الْبَصَرُ
لیکن جب قضا آتی ہے نظر اندھی ہو جاتی ہے
تاکہ مینا از قضا افتد بچاہ
کہ آنکھوں والا گناہ میں بہت کم مبتلا ہوتا ہے

۱۔ حیلہ ظلمندوں کے سامنے عقلی
دلائل پیش کرنا بیوقوفی ہے۔ ہرچہ
تیرے ہر مکر سے ہم واقف ہیں۔ اگر
اگر ہم بندہ نوازی کی وجہ سے چشم پوشی
کر رہے ہیں تو تجھے بے حیالی سے
کام نہ لینا چاہیے۔ از پدر آموز کا
اپنے باپ حضرت آدم سے معافی کا
طریقہ دیکھنا چاہیے۔

۲۔ چوں۔ حضرت آدم سے جیسے
ہی غلطی کا ارتکاب ہوا تو حیلہ بہانہ
کرنے کی بجائے فوراً معافی کے
لئے کھڑے ہو گئے اور غم کے خاکستر
پر بیٹھ گئے۔ وز بہانہ۔ بہانہ بازی میں
ایک بہانہ سے دوسرے بہانہ کی
طرف منتقل نہ ہوئے۔ جانداران۔
یعنی ملائکہ۔ دور باش۔ دو شاخ نیزہ۔ جو
چادوش ہاتھ میں لے کر بادشاہ کے
آگے چلتا تھا۔

۳۔ کہ حلا۔ فرشتے کہتے تھے کہ
سلیمان یعنی خدا کے سامنے چیونٹی
یعنی حقیر بن جاؤ ورنہ یہ نیزہ ہلاک کر
دے گا۔ لالا غلام۔ چوں چشم۔ چونکہ
انجام پر نظر کر کے معافی کے لئے آیا وہ
کر دے کہ۔ یعنی جسے چشم بصیرت
حاصل نہیں ہے اگر وہ تو یہ بھی کرتا ہے
تو اس پر قائم نہیں رہتا ہے۔ آدم۔
حضرت آدم کو چشم بصیرت حاصل تھی
لیکن قضاء خداوندی کے سامنے مجبور
ہو گئے اور گناہ کر بیٹھے۔ عمر ہا چشم۔
بصیرت والا گناہ میں بہت کم مبتلا ہوتا
ہے۔

کہ مر اورا افتادن طبع و خوست
کیونکہ گنا اس کا مزاج اور عادت ہے
از من ست اس بودنیاز آلودگیست
یہ بدبو مجھ میں سے ہے یا سننے کی وجہ سے ہے
ہم ز خود داند نہ از احسان یار
وہ اپنی جانب سے سمجھے گا نہ دوست کے احسان سے
بہتر از صد ما درست و صد پدر
سینکڑوں ماؤں اور سینکڑوں باپوں سے بہتر ہیں
وہ دو چشم حس خوشہ چین اوست
اور جس کی یہ دونوں آنکھیں اس کی خوشہ چین ہیں
صد گرہ زیر زبانی بستہ اند
جنہوں نے میری زبان کے نیچے سینکڑوں گرے ہیں لگادی ہیں
بس گراں بند لیست اس معذور دار
معذور رکھ یہ بہت بھاری بیزی ہے
کایں سخن درست و غیرت آسیا
کیونکہ یہ بات ہوتی ہے اور اللہ کی غیرت چکی ہے
توتیلی دیدہ خستہ شود
پیدا آنکھ کا توتیا ہوتا ہے
کز شکستن روشنی خواہی شدن
اس لئے کہ تو نونے سے روشنی بنے گا
حق کند آخر درستش کو غنی ست
بالا خر اللہ تعالیٰ اس کو درست کر دے گا وہ بے نیاز ہے

کور را خود اس قضا ہمراہ اوست
اندھے کی یہ قضا خود اس کے ساتھ ہے
در حدث افتد ناند بوی چست
وہ ناپاکی میں گرتا ہے نہیں سمجھتا کہ بدبو کس چیز کی ہے
ور کسے بروے کند مشکے نثار
اگر کوئی اس پر مشک چھڑکے
پس دو چشم روشن اے صاحب نظر
اے صاحب نظر! دو روشن آنکھیں
خاصہ چشم دل کہ آں ہفتاد پو ست
خصوصاً دل کی آنکھ جس کی ستر نہیں ہیں
اے دریغا ہر ناں بنشتہ اند
ہائے افسوس! ڈاکو بنیٹے ہوئے ہیں
پای بستہ چوں رود خوش را ہوار
عمدہ گھوڑا پاؤں بندھا ہوا کیسے اچھا چل سکتا ہے؟
ایں سخن اشکتہ می آید دلا
اے دل یہ بات نونی پھونپی ہو رہی ہے
دور اگرچہ خرد و اشکتہ شود
موتی خولہ ریزہ ریزہ اور ٹوٹا ہوا ہو
اے دراز اشکت خود بر سر مزین
اے موتی! اپنے نونے پر سر نہ پینٹ
پچنیں اشکتہ بستہ گفتی ست
اسی طرح ٹوٹا ہوا 'جوز' کر کہتا ہے

۱۔ کہہ اگر چشم بصیرت نہیں ملے تو
پھر اس کا اندھا پن ہر وقت اس کو
معصیت میں مبتلا کرتا رہتا ہے
در حدث۔ پھر اس کی یہ حالت ہوتی
ہے یہ بھی نہیں سمجھتا کہ اس معصیت
کا سبب اندھونی ہے یا برونی۔ در
کسے اندھے پر مشک چھلا کر تو بھی
یہی سمجھے گا کہ وہ میرے بدن کی خوشبو
ہے کسی کا کوئی احسان نہیں ہے۔
۲۔ پس۔ خدا کی کو آنکھیں عطا
فرمادے تو وہ اس کی تربیت کرنے
میں سینکڑوں ماں باپ سے بھی بہتر
ہیں ہر مضر اور برائی سے اس کو بچا سکتی
ہیں۔ خاصہ دل کی آنکھیں جسمانی
آنکھوں سے بدرجہا افضل ہیں۔
اسد یغا۔ یہاں پہنچ کر مولانا پرایک
کیفیت طاری ہو گئی ہے اور باوجود
اسرہ کے بیان کے اس کو نا کافی سمجھتے
ہیں فرماتے ہیں کہ افسوس اسرار کے
بیان کے لئے بہت سے مولع پیش آ
گئے ہیں۔ ہائے بستہ۔ نیز رو
گھوڑے کے اگر پاؤں باندھ دیئے
جائیں تو اس کی خوش رفتاری ختم ہو
جلی ہے اس سخن۔ اسرار و حکم بمنزل
موتی کے ہیں اور اللہ کی غیرت ان
کے لئے بمنزل چکی کے ہے غیرت
خداوندی ان کو پیش ذاتی ہے۔
۳۔ دور۔ موتی اگر ٹوٹ بھی جائے
اور پس جائے تو بھی اس کا سرمہ
آنکھوں کو روشن کر دیتا ہے اسی طرح
اسرار و حکم اگر پورے طور پر بیان نہ ہو
سکیں تو بھی قائمہ سے خالی نہیں
ہیں۔ اے دور۔ موتیوں کا ٹوٹ جانا
زیادہ قابل افسوس نہیں ہے کیونکہ
پھر حال وہ مفید رہتے ہیں۔
پچنیں۔ دیکھے نونے ہوئے اسرار و
حکم کو جو کر کہنا ہی ہے خدا ان کو صحیح
حالت میں کر دے گا۔



گندم از بشکست وز ہم د شکست
گیہوں اگر ٹوٹا اور ریزہ ریزہ ہو گیا
تو ہم اے عاشق چو جرمت گشت فاش
اے عاشق! تو بھی جبکہ تیری خطا واضح ہو گئی
آنکہ فرزندان خاص آمدند
جو حضرت آدم کی مخصوص اولاد ہیں
حالت خود عرضہ کن حجت جو
اپنی ضرورت پیش کہ دلیل نہ تلاش کر
سخت روئی گرو رشد عیب پوش
اگر ہٹائی اس کی عیب پوش بنی ہے
آں ۳ ابو جہل از پیغمبر معجزے
اس ابو جہل نے پیغمبر سے معجزہ
از ستیزہ خواست ابو جہل لعین
ملعون ابو جہل نے مجھڑے سے چاہے
معجزہ جست از نبی ابو جہل سگ
ابو جہل کتے نے نبی سے معجزہ طلب کیا
لیک آں صدیق خود معجز خواست
لیکن صدیق نے کوئی معجزہ نہ مانگا
کے رسد ۳ ہچو توئی راکز منی
تجھ جیسے کہ کب حق پہنچتا ہے؟

بر دکان آمد کہ نک نان درست
دکان پر آیا کہ یہ اب تم روٹی ہے
آب و روغن ترک کن اشکستہ باش
چکنی چپڑی بات چھوڑ شکستہ بن
فخہ انا ظلمنا می دمند
وہ بیشک ہم نے ظلم کیا کام بھرتے ہیں
ہچو ابلیس لعین سخت رو
ذہیت ملعون شیطان کی طرح
در ستیز و سخت روئی تو بکوش
تو جھگڑے اور دھنائی میں کوشش کر
خواست ہچوں کینہ در ترک غزے
کینہ در ترک غز کی طرح مانگا
معجزات از مصطفی شاہ مہیں
معجزے شاہ اعظم مصطفی سے
دید و نفرویش ازاں لا بہ شک
اس نے دیکھا اس نے اس میں جڑ شک کے کچھ اضافہ کیا
گفت ایں رو خود نہ گوید جز کہ راست
اس نے کہا یہ چہہ بجز ج کے کچھ نہیں کہتا ہے
امتحان ہچو من یارے کنی
کہ مجھ جیسے دوست کا امتحان کرے

۱۔ گندم۔ یہ گیہوں پس جانے
کے بعد بھی قیمتی ہے آنا بن کر روٹی
پکانے کے کام میں آ جاتا ہے۔ تو ہم۔
عاشق کا فرض ہے کہ وہ اپنی خطا پر
ندامت کا اظہار کرے اور چکنی چپڑی
باتیں نہ بنائے۔ آنکہ۔ صحیح اولاد کا
فرض ہے کہ وہ باپ کی بہترین سیرت
اختیار کرے۔ حضرت آدم نے اپنی
خطا پر قاضی ظلمنا کہنا شروع کر دیا تھا
یہی بنی آدم کے لئے بھی مناسب
ہے۔ ابلیس۔ شیطان نے اپنی غلطی
پر اصرار شروع کر دیا تھا۔ سخت روئی۔
یعنی شیطان کا یہ کہنا حلقہ من نلار
و خلقہ من طین۔ تو نے مجھے گ
سے پیدا کیا ہے اور اس کو مٹی سے اگر
تیرے نزدیک اس شیطان کا عیب
چھپانے والا بنائے تو بھی ایسا کر پھر
دیکھا لینا تیرا انجام بھی وہی ہوگا جو اس
کا ہوا ہے۔

۲۔ آں ابو جہل۔ ابو جہل نے
آنحضرت سے معجزہ طلب کیا تھا اس پر
آنحضرت طلب کیا تھا اس پر آنحضرت
سے شق اقرار کا معجزہ رو دنا ہوا تھا۔ غز۔
ترکوں کو ایک خون ریز قوم ہے۔ دید۔
ابو جہل کو معجزہ دیکھنا بھی مفید نہ ہوا۔
لیک۔ حضرت ابو بکر صدیق نے کبھی
معجزہ طلب نہ کیا اور کہا کہ یہ منہ بھی
جھوٹ نہیں بولتا ہے اور تصدیق کر
دی۔

۳۔ کے رسد۔ غرضیکہ امتحان لینا
عاشقوں کا کام نہیں ہے یہ تو مخالفت
کی دلیل ہے۔ لفظ۔ اس یہودی کی
بات کا منشاء بھی یہی تھا کہ حضرت علی
اللہ تعالیٰ کو آزمائش میں تو انہوں نے ہی
جواب دیا کہ ہمیں اللہ کو آزمائش کا کوئی
حق نہیں ہے۔

گفتن جہودے امیر المومنین علیؑ را کہ اگر اعتماد بر حفظ اللہ
ایک یہودی کا حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے کہنا کہ اگر آپ کو اللہ کی حفاظت پر بھروسہ
داری از سر اس کو شک خود را بیند از جواب آں حضرت علی رضی اللہ عنہ اورا
ہے تو اس لوٹنے قلعہ پر سے اپنے آپ کو گرا دیجئے اور اس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جواب دینا



مرتضیٰ را گفت روزے یک عنود

ایک سرکش نے ایک روز مرتضیٰ سے کہا

برسرِ بامے وقصرے بس بلند

بالاخانہ اور بہت بلند قلعہ پر

گفت آری او حفیظ ست غنی

فرمایا ہاں وہ تمہارا بہت عزیز ہے

گفت خود راہیں در فلک تو ز بام

اس نے کہا ہاں اپنے آپ کو بالاخانہ سے گرا دیجئے

تایقین گردو مرا ایقان تو

تاکہ مجھے آپ کے یقین کا یقین ہو جائے

پس ۱ امیرش گفت خامش کن برو

تو امیر نے اس سے کہا خاموش ہو جا چلا جا

کے رسد مر بندہ را گو با خدا

بندے کو کیا حق ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی

بندہ را کے زہرہ باشد کز فضول

بندہ کیا مجال ہے کہ وہ بیہوشی سے

آں ۲ خدا را می رسد کو امتحان

یہ خدا کا حق ہے کہ وہ آزمائے

تا بما مارا نماید آشکار

تاکہ ہمیں اپنے آپ کو نمایاں کر کے دکھا دے

یچ آدم گفت حق را کہ ترا

حضرت آدم نے کبھی اللہ تعالیٰ سے کہا کہ تیرا

تابہ ینم غلبت حِلْمَتِ شہا

اے شہا تاکہ میں تیری بردباری کی انتہا دیکھ لوں

عقل تو از بس کہ آمد خیرہ سر

چونکہ تیری عقل گستاخ ہے

کوز تعظیم خدا آگہ نمود

جو خدا کی تعظیم سے واقف نہ تھا

حفظ حق را واقفی اے ہوشمند

اے ہوشمند! آپ اللہ کی تمہائی سے واقف ہیں

ہستی مارا ز طفلی و منی

بچپن اور نطفہ کی حالت سے ہمارے وجود کا

اعتمادے کن بحفظ حق تمام

اللہ تعالیٰ کی تمہائی پر مکمل بھروسہ کیجئے

و اعتقاد خوب با برہان تو

اور دلیل کے ساتھ آپ کے اچھے اعتقاد کا

تا نگرد و جانت زیں جرأت گرو

تاکہ تیری جان اس جرأت سے بچس نہ جائے

آزمایش پیش آرد ز ابتلا

امتحان کے ذریعہ آزمائش کرے

امتحان حق کند اے گنج گول

اے حق بے خوف! اللہ کا امتحان کرے

پیش آرد ہر دمے بابتلا

ہر وقت بندوں کو

کہ چہ داریم از عقیدہ در سرار

کہ ہم مخفی کیا عقیدہ رکھتے رہیں

امتحان کرم دریں جرم و خطا

اس غلطی اور خطا میں میں نے امتحان لیا ہے

وہ کرا باشد مجال ایں کرا

ہاں یہ مجال کس کو ہے

ہست عذرت از گناہ تو بر

تیرا عذر گناہ سے بھی بدتر ہے

۱ عنود۔ سرکش۔ برسرِ بامے یعنی حضرت علیؑ سے کہا کہ اگر تمہیں یہ یقین ہے کہ اللہ تمہاری حفاظت کرتا ہے تو کسی بلند قلعہ یا مکان سے اپنے آپ کو گرا کر دیکھو۔ حضرت علیؑ نے فرمایا ہاں مجھے یقین ہے کہ وہ میرا محافظ ہے۔ منی۔ یعنی لطفہ۔ خود۔ یہودی نے کہا کہ اپنے آپ کو بلند جگہ سے گرو تاکہ مجھے بھی اس کا یقین آجائے کہ تمہیں اپنے اعتقاد پر بھروسہ ہے۔

۲ پس۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو آزمائے اللہ تعالیٰ کی جناب میں گستاخی ہے جو تباہی کا سبب بن جاتی ہے۔ ابتلا۔ آزمائش۔ گول۔ گنج۔ گول۔ گنج۔

۳ آں خدا را آزمائے کا حق خدا کو جتنا کہ وہ بندوں کو یہ دکھا دے کہ تمہارا عقیدہ ماضی کیا ہے حضرت آدمؑ نے جب غلطی کی تو یہ نہیں فرمایا کہ میں نے تو اپنے خدا تیرے علم کو آزمائے کے لئے غلطی کی ہے۔ تابہ ینم۔ حضرت آدمؑ نے تو غلطی اس لئے نہیں کہا کہ میں نے تو غلطی اس لئے کی ہے کہ تیری بردباری کو آزمائوں۔ خیرہ سر۔ بیہوش۔

آنکے او افراشت سَقَفِ آسمان
وہ ذات جس نے آسمان کی چھت بلند کی ہے
اے ندانستہ تو شر و خیر را
اے وہ کہ تو شر اور خیر کو نہیں جانتا ہے
امتحان خود چو کر دی اے فلاں
اے فلاں! جب تو نے اپنا امتحان کر لیا
چوں بد استی کہ شکر دانہ
چوں بد استی کہ شکر دانہ ہے
جب تو جان لے گا کہ تو شکر کا دانہ ہے
پس بدایا بے امتحانے کہ آگہ
پس بدایا بے امتحانے کہ آگہ
پس جان لے کر امتحان لئے بغیر خدا
پس جان لے کر بغیر امتحان کے جبکہ تو اللہ کے علم میں
ہج ۳ عاقل افگند در شمیم
کیا کوئی عقلمند قیمتی موتی پھینکتا ہے
زانکہ گندم را حکیمے آگہے
کیونکہ کوئی باخبر دانا گیہوں کو
شیخ را کہ پیشوا در ہبرست
وہ شیخ جو پیشوا اور رہبر ہے
امتحان گر گنی در راہ دیں
اگر تو دین کے راستہ میں اس کا امتحان کرے گا
جرات جہلت شود عریان و فاش
تیری بیباکی اور جہالت نکلی اور خلد ہو جائے گی
گر بیاید ذرہ سنجہ کوہ را
اگر ذرہ پہاڑ کو تولے
کز قیاسے خود ترازو می تند
کیونکہ وہ اپنے اندازے سے ترازو بناتا ہے

تو چہ دانی کردن اُورا امتحان
تو اس کا امتحان لینا کیا جائے؟
امتحان خود را گن آنکہ غیر را
پہلے اپنا امتحان کر پھر دوسرے کا کرنا
فارغ آئی ز امتحان دیگران
تو دوسرے کے امتحان سے بے نیاز ہو جائے گا
پس بدانی کابل شکر خانہ
تو تو جان لے گا کہ تو شکر خانہ جنت کا لعل ہے
شکرے نفرستد نا جانگاہ
بے موقع تیرے لئے شکر نہیں بھیجے گا
چوں سری نفرستد در پارگاہ
سرور ہے تجھے جوتیوں کی جگہ نہ بھیجے گا
در میان مُستراح پر چمیں
نجاست سے بھرے ہوئے بیت الخلا میں
ہج نفرستد بانبار کہے
تجھے بھی بھوسے کے انبار میں نہیں ڈالتا ہے
گر مریدے امتحان کرد او خرسست
اگر مرید اس کو آزمائے تو وہ مرید گدھا ہے
ہم تو گردی محتج اے بے یقین
اے شکلی! تو خود امتحان میں پڑ جائے گا
او برہنہ کے شود زیں افتاش
وہ اس تفتیش سے ننگا کب ہو گا؟
بر در دِ زان مگر ترازویش اے فتی
اے نوجوان! اس پہاڑ سے اس کی ترازو ٹوٹ جائے گی
مرد حق را در ترازو می کند
اللہ تعالیٰ کے دلی کو ترازو میں رکھتا ہے

۱ آنکہ ایک عاجز بندہ اللہ کا کیا
امتحان لے سکتا ہے۔ اے ندانستہ۔
انسان کو خود اپنے بارے میں کچھ معلوم
نہیں پہلے خود اس کو اپنا امتحان لینا
چاہیے۔ امتحان خود جب انسان خود اپنا
امتحان لے گا تو اس کو دوسروں کے
امتحان لینے کی فرصت نہ ملے گی۔
۲ چوں بد استی۔ جب تو جان
لے گا کہ تو جنت کے قابل ہے تو سمجھ
جائے گا کہ تو جتنی ہے۔ پس بدایا۔
اللہ تعالیٰ امتحان کے بعد انعام کا حق
قرار دیتا ہے۔ اس بدایا۔ اللہ تعالیٰ
بغیر امتحان کے کسی باعزت کو ذلیل
نہیں کرتا ہے۔
۳ ہج عاقل۔ قیمتی موتی کو کوئی
عقلمند بھی پانخانہ میں نہیں پھینکتا ہے تو
اللہ تعالیٰ نیکوؤں کو دوزخ میں کیسے بھیج
دے گا۔ مستراح۔ بیت الخلا۔
زانکہ۔ گیہوں کو کوئی عقلمند بھوسے میں
نہیں ڈالتا ہے۔ شیخ جبکہ بڑوں کا
امتحان لینا بڑی بات ہے تو مرید کا شیخ
کا امتحان لینا گدھا پن ہے۔
امتحان۔ شیخ کا امتحان لے گا تو مرید
خود ذلیل ہو جائے گا۔ افتاش۔
تفتیش کرنا۔ گریبا۔ مرید شیخ کے
سامنے ایک ذرہ ہے۔ کز قیاسے۔
مرید اپنے اندازے سے ترازو بناتا
ہے شیخ اس ترازو میں کیسے ما سکتا ہے
احمالہ ترازو ٹوٹ جائے گی۔

پس ترازوئے خرد را بر درد
تو عقل کی ترازو کو توڑ ڈالتا ہے
رو تصرف بر چنناں شاہے مجو
جا ' ایسے شاہ پر تصرف نہ کر
بر پختاں نقاش بہر ابتلا
ایسے نقاش پر آزمانے کے لئے
نے کہ ہم نقاش آں بروے کشید
کیا نقاش ہی ان کو اس پر نقش نہیں کیا ہے؟
پیش صورتہا کہ در علم و لیست
ان صیقلوں کے بالمقابل جو اس کے علم میں ہیں
بخت بدواں کاملہ و گردن زدت
تو سمجھ کہ بد نصیبی آئی اور اس نے تیری گردن مددی ہے
با خدا گردو درآ اندر سجود
خدا سے رجوع کر اور سجدے میں گر
کہ خدا یا وارہانم زیں گماں
کہ اے خدا مجھے اس گمان سے نجات دیدے
مسجد دین تو پر خروب شد
تیرے دین کی مسجد خروب گھاس سے بھر گئی
باز گردو رو بحق آر آں زماں
پلٹ جا اور فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف رخ کر لے
از گمان و امتحان انس و جن
انس و جن کے گمان اور امتحان سے
قصہ داؤد برگو و پنا
حضرت داؤد اور تعمیر کا قصہ سنا

چوں گلنجد او بمیزان خرد
جب کہ وہ عقل کی ترازو میں نہیں ماتا ہے
امتحان! ہچوں تصرف دال درو
امتحان لینا اس میں تصرف کرنے کی طرح سمجھ
چہ تصرف کرد خوالد نقشہا
نقش کیا تصرف کر ٹھیک ہے
امتحانے گر بدانت و بدید
اگر ان نقوش نے امتحان لینا جانا اور سمجھا ہے
چہ قدر باشد خود ایں صورت کہ بست
یہ صورت جو اس نے قائم کی ہے خود کیسی ہوگی
دوسرے ایں امتحان چوں آمدت
جبکہ اس امتحان کا تجھے دوسرے آیا
چوں چنیں دسواں دیدی زود زود
جب تو ایسے دوسرے محسوس کرے بہت جلد
سجدہ گہ را تر گن از لشک رواں
سجدوں کی جگہ کو اپنے آنسوؤں سے ترک کر دے
آں زماں رکت امتحان مطلوب شد
جس وقت امتحان کرنا تیرا مقصود بنا
ہیں چو دسواں آمدت در امتحان
خبردار جب آزمانے کے سلسلہ میں تجھے دوسرا آئیں
تانگہ دارد ترا آں ممحن
تاکہ وہ امتحان لینے والا تجھے محفوظ رکھے
اے ضیاء الحق حُسام لدین بیا
اے ضیاء الحق حُسام الدین آ جا

۱۔ امتحان۔ شیخ کا امتحان لینا گویا
شیخ پر تصرف کرنا ہے شیخ نے ہی اس
کو کشف و تصرف سکھایا ہے اور اس
میں قوت تصرف اور کشف شیخ کے
نقوش ہیں نقوش نقاش کا کیا امتحان
لے سکتے ہیں۔ امتحانے۔ اگر کشف
کے ذریعہ اس کے مقام کو آزماتا ہے تو
یہ کشف بھی شیخ ہی کا عطا کردہ ہے۔
۲۔ چہ قدر۔ یہ کشف شیخ کے
کشف کے بالمقابل بیچ ہے۔
دوسرے شیخ کو آزمانے کا دوسرے بھی
دل میں آتا مرید کی تباہی کا سبب
ہے۔ چوں چنیں۔ جب مرید کے
دل میں پیدا ہوں گے دسواں پیدا
ہوں تو مرید کو فوراً تو بہ کرنی چاہیے اور
اللہ تعالیٰ سے اپنی اس گستاخی کی
معافی مانگی چاہیے۔

۳۔ آں زماں۔ جب مرید میں
ایسے ساواں آئیں تو وہ سمجھ لے کہ اس
کے دین پر تباہی کے آثار نمودار ہو گئے
ہیں۔ خروب۔ ایک گھاس و جس کا
مکان پر اگنا مکان کی بربادی کی
علامت ہے۔ اے ضیاء الحق۔ چونکہ
پہلے اشعار میں مولانا نے فرمایا تھا کہ
تیرے دین کی مسجد میں خروب گھاس
آگ آئی ہے تو اب مولانا کا ذہن مسجد
اقصیٰ کی طرف منتقل ہو گیا جس میں
خروب گھاس آگ آئی تھی۔ پنا۔ یعنی
حضرت داؤد کا مسجد اقصیٰ تعمیر کرنے کا
قصہ۔



قصہ مسجد اقصیٰ و خروب رستن و عزم کردن داؤد علیہ السلام

مسجد اقصیٰ اور خروب اگنے کا بیان اور حضرت داؤد علیہ السلام کا حضرت سلیمان
پیش از سلیمان بر بنائے آل مسجد و مقوف شدن آل
سے پہلے اس مسجد کو تعمیر کرنے کا قصد اور اس کا رک جانا

۱۔ چوں۔ حضرت سلیمان سے
پہلے حضرت داؤد نے مسجد اقصیٰ کی
تعمیر کا ارادہ کیا۔ وحی۔ اللہ تعالیٰ نے
حضرت داؤد کو مسجد اقصیٰ کی تعمیر سے
روک دیا اور فرمایا کہ ہماری تقدیر میں تم
اس کو تعمیر نہ کر سکو گے۔

۲۔ گفت۔ حضرت داؤد نے اللہ
تعالیٰ سے عرض کیا میری کیا خطا ہے
کہ مجھے مسجد کی تعمیر سے روکا جا رہا
ہے۔ بے جرم۔ حضرت داؤد
جب خوش الحانی سے زبور پڑھتے تھے
تو بہت سے سننے والے جاں بحق ہو
جاتے تھے۔

۳۔ گفت مغلوب۔ حضرت داؤد
نے فرمایا کہ میں زبور پڑھتے وقت
جوش اور عشق خدائے میں مغلوب
ہوتا ہوں۔ اور دست قدرت سے
میرے ہاتھ بندھے ہوئے ہوتے
ہیں۔ جو شاہ کا مجنون ہوتا ہے وہ
قابل رحم اور فانی ہوتا ہے اس پر کوئی
مواخذہ نہیں ہوتا ہے۔ گفت۔ اللہ
تعالیٰ نے فرمایا اے مغلوب تو بلکہ
معدوم نہیں ہے صرف اے لوصاف
کو اللہ کے لوصاف میں گم کر دینے
کا اعتبار ہے۔ معدوم ہے۔ انصوا
۔ یہ سن لے آنجناب۔ جو اس طرح
کا معدوم ہو وہ تو اشرف الموجودات
ہے۔

کہ بسازد مسجد اقصیٰ بسنگ

کہ مسجد اقصیٰ کی پتھر سے تعمیر کریں

کہ ز دستت بر نیاید ای مکاں

کیونکہ تیرے ہاتھ سے یہ مکان تعمیر نہ ہو گا

مسجد اقصیٰ بر آری اے گزریں

مسجد اقصیٰ کو اے منتخب! بلند کرے

کہ مرا گوئی کہ مسجد را مساز

کہ آپ مجھ سے فرماتے ہیں کہ مسجد نہ بنا

خون مظلوماں بگردن بردہ

مظلوموں کے خون گردن پر لئے ہیں

جاں بداند و شدند آنرا شکار

جان دیدی اور وہ اس کے شکار بن گئے

بر صدائے خوب جاں پرداز تو

تیری حسین جان کو مشغول کرنے والی آواز کی وجہ سے

دست من بر بستہ بود از دست تو

میرا ہاتھ تیرے ہاتھ سے بندھا ہوا تھا

نے کہ المَغْلُوبُ كَالْمَعْدُومِ بُوْد

کیا ایسا نہیں ہے کہ مغلوب معدوم کی طرح ہوتا ہے؟

جز بہ نسبت نیست معدوم انصوا

معدوم ہونا محض نسبتی ہوتا ہے، سنو

بہترین ہستیا افتاد و زفت

وہ تو فرہ اور بہترین موجودات میں سے ہے

چوں! درآمد عزم داؤدی بہ تنگ

جب داؤدی ارادہ سخت ہو گیا

وحی گردش حق کہ ترک ایں بخواں

اللہ نے ان کو وحی بھیجی کہ یہ چھوڑ

نیست در تقدیر ما آنکہ تو ایں

ہماری تقدیر میں یہ نہیں ہے کہ تو اس

گفت ۲ جرم چیست اے دانلی راز

انہوں نے کہا اے خداوند! میری کیا خطا ہے

گفت بے جرمے تو خونہا کردہ

فرمایا تو نے بغیر کسی کی سی جرم کے بہت خون کئے ہیں

کہ ز آواز تو خلقے بے شمار

کیونکہ بے شمار لوگوں نے تیری آواز سے

خوں بسے رفت ست بر آواز تو

تیری آواز پر بہت خون ہوئے ہیں

گفت ۳ مغلوب تو بوم مسیت تو

انہوں نے عرض کیا میں تجھ سے مغلوب اور تیرا مست تھا

نے کہ ہر مغلوب شہ مرحوم بُوْد

کیا ایسا نہیں کہ شہ کا مغلوب قابل رحم ہوتا ہے؟

گفت اے مغلوب معدومیت کو

اللہ نے فرمایا اے مغلوب! تیرا معدوم ہونا کہاں ہے؟

آنجناب معدوم کو از خویش رفت

ایسا معدوم جو اپنے آپ سے جدا ہو گیا ہو

اَوَابَ نَسَبَتِ مَاصِفَاتِ حَقِّ فَنَاسْتِ

اس کو خدا کی صفات کی نسبت سے فنا حاصل ہے

جملہ ارواح در تدبیر اوست

تمام روحیں اس کے انتظام میں ہیں

آنکہ اُو مغلوب اندر لطف ماست

جو ہماری مہربانی میں مغلوب ہے

مُنْتَبِہی ۲ اختیار آنت خود

خود اختیار کا اخیر یہ ہے

اختیارش گر نبودے چاشنی

اگر اس کا اختیار لذت نہ ہوتا

در جہاں گر لقمہ و گر شربت است

دنیا میں خولہ کوئی لقمہ یا کوئی گھونٹ ہے

گرچہ از لذات بے تاثیر شد

اگرچہ وہ لذتوں سے بیگانہ ہو گیا ہے

ہر کہ اُو مغلوب شد مرحوم گشت

جو مغلوب ہوا وہ مرحوم ہو گیا

نے چناں معدوم کز اہل وجود

ایسا معدوم نہیں کہ موجود میں سے

بلکہ والی گشت موجودات را

بلکہ وہ موجودات کا والی بن گیا ہے

بے مثال و بے مکان و بے نشان

بے مثال کے اور بے مکان اور بے نشان کے

بے شکل و بے سوال و بے جواب

بغیر شکل اور بغیر سوال اور بغیر جواب کے

در حقیقت در فنا اُورا بقاست

حقیقتاً فنا میں اس کی بقا ہے

جملہ اشباح ہم در تیر اوست

تمام اجسام بھی اس کی قدرت میں ہیں

نیست مضطر بلکہ مختار ولاست

وہ مجبور نہیں ہے بلکہ دوستی کی وجہ سے با اختیار ہے

کا اختیارش گر وہ اینجا مُفْتَقَد

کہ اس کا اختیار اس جگہ کم ہو جائے

کے بکشتے آخر اُو محو از منی

تو وہ خودی سے محو کیوں ہوتا؟

لذت اُو فرع محو لذت است

اس کی لذت محو کی لذت کی شاخ ہے

لذتے بُود اُو و لذت گیر شد

وہ بھی ایک لذت تھی جس لذت کو اس نے حاصل کر لیا

در بحارِ رحمتش معدوم گشت

وہ اس کی رحمت کے سمندروں میں معدوم ہو گیا

ہیچ بروے چربد اندر گاہِ جُود

کوئی سخاوت کے وقت اس پر غالب آسکے

بے گمان و بے نفاق و بے ریا

بغیر گمان اور بغیر نفاق اور بغیر ریاکاری کے

بے زمان و بے چنین و بے چناں

بغیر زمانہ اور بغیر ایسے اور دیسے کے

م مزن وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

م نہ مار اور خدا زیادہ بہتر جانتا ہے

۱۔ اُو۔ اس نے اپنے آپ کو اللہ کی

صفات میں فنا کر دیا ہے تو اس کی فنا تو

در اصل بقا ہے۔ جملہ اب اس فانی

فی اللہ اور باقی باللہ کو وہ مقام حاصل

ہے کہ تمام روحیں اس کے زیر تصرف

ہیں اور تمام اجسام اس کے زیر تکلیف

ہیں۔ اشباح۔ یعنی اجسام۔ آنکہ۔ جو

ہم میں فنا ہو گیا وہ مضطر نہیں ہے بلکہ

وہ محبوب ہونے کی وجہ سے با اختیار

رہے۔ ولا۔ دوستی۔

۲۔ مُنْتَبِہی۔ بندہ کا اعلیٰ درجہ کا

اختیار تو یہی ہے کہ وہ ہماری مرضیات

میں کم ہو جائے۔ اختیارش۔ اس کو

اگر اس اختیار میں لطف نہ آتا تو اپنے

آپ کو کیوں فنا کرتا۔ منی۔ خودی۔ وہ

جہاں۔ دنیا کی تمام تر لذتیں خولہ

کھانے کی ہوں یا پینے کی وہ اس پر ہی

مبنی ہیں کہ اس چیز کی لذت کو منادیا

جائے۔ گرچہ۔ فانی فی اللہ اگرچہ

دنیاوی لذتوں کو منادیتا ہے لیکن یہ

ترک لذت اس کے لئے لذت بن

جاتی ہے۔

۳۔ ہر کہ۔ جو صفات باری سے

مغلوب ہو گیا اور وہ اللہ کی رحمتوں کے

سمندر میں غرق ہو کر رحمتوں کا مستحق

ہو گیا ہے۔ نے چناں معدوم لیکن وہ

ایسا معدوم نہیں ہے کہ کوئی بھی موجود

اس پر غالب آسکے۔ بلکہ۔ ایسا فانی فی

اللہ موجودات پر حکمران بن جاتا ہے۔

بے مثال۔ اب نہ اس کی کوئی مثال

ہے نہ اس کا مکان ہے اور نہ نشان وہ

لازمی ہے اور کم و کیف سے بھی جدا

ہے اس معاملہ میں نہ کوئی اشکال اور نہ

سوال و جواب کا موقع ہے بس خاموشی

اختیار کر لے۔



شرح انما المؤمنون اخوة والعلماء کفیس واحلة خاصة

اسی کی شرح کہ مؤمنین بھائی بھائی ہیں اور علماء ایک جان کی طرح ہیں اتحاد داؤد و سلیمان و سائر انبیاء علیہم السلام کہ اگر یکے خصوصاً حضرت داؤد اور سلیمان اور بقیہ انبیاء کا اتحاد ان پر سلام ہو کہ اگر تو ان میں سے ایک کا منکر ہو ازیشاں را منکر شوی ایمان تو بیچ نمی درست نباشد و تو تیرا کسی نبی پر ایمان درست نہ ہو گا اور یہ اتحاد کی علامت گئی ایں علامت اتحاد است کہ اگر یکے خانہ ازاں ہزار خانہ ویراں گئی ہے کہ اگر ہزار گھروں میں سے تو ایک کو ویراں کرے گا تو سب ویراں ہمہ ویراں شود ویک دیوار قائم نماند کہ لانفرق بین احد ہو جائیں گے اور ایک دیوار بھی قائم نہ رہے گی کیونکہ ہم اس کے رسولوں میں سے کسی میں من رسلہ والعقل تکفیه الاشارة و ایں خود از اشارت گذشت تفریق نہیں کرتے ہیں عقلمند کے لئے اشارہ کافی ہے اور یہ تو اشارہ سے بڑھ گیا ہے

۱۔ انما قرآن پاک میں ہے فَمَا
فَمُؤْمِنُونَ اخوة یعنی مؤمنین آپس
میں بھائی بھائی ہیں اور مشہور مقولہ
ہے الْعُلَمَاءُ کَفِیْسٌ وَاحِدَةٌ یعنی
علماء ایک جان ہیں یہ اخوة اور اتحاد
ایمان کی وحدت کی بنیاد پر ہے قرآن
پاک میں فرمایا گیا ہے لَا تَفْرُقْ بَيْنَ
اَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ ہم اس کے رسولوں
میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے
ہیں اس بنا پر یہ حکم ہے کہ ایک نبی کا
کفر تمام انبیاء کا کفر ہے

۲۔ زیں خبر یعنی اس خبر سے کہ تم
مسجد اُسی کی تعمیر نہ کر سکو گے اور
حضرت سلیمان مومنان یعنی
مؤمنین اگرچہ کثرت میں متحد ہیں لیکن
ان میں وحدت ایمانی ہے۔ جب
ایکے روح انسانی جو ایک لطیفہ ربانی
ہے اور وہ روح حیوانی کے علاوہ ہے
۳۔ غیر ہم۔ حیوانات میں صرف
روح حیوانی ہے جو اطبا کے نزدیک
ایک جسم لطیف بخلدی ہے جو غذاؤں
سے پیدا ہوتی ہے چونکہ یہ بخلد ہے
اسی لئے مولانا نے اس کو روح باد کہا
ہے

پس خطاب آمد بدادؤد از خدا
تو خدا کی جانب سے حضرت داؤد کو خطاب ہوا
دل مدار اندر تفکر زیں ۲ خبر
اس بات سے دل کو فکر میں مبتلا نہ کر
گرچہ برناید بجہد وز ور تو
اگرچہ وہ مسجد تیری کوشش اور طاقت سے نہ بنے گی
رگچہ برناید بجہدت ایں مقام
اگرچہ تیری کوشش سے یہ جگہ نہ بنے گی
کردہ او کردہ تست اے حکیم
اے دانا! اس کا کیا ہوا تیرا کیا ہوا ہے
مومنان معدود لیک ایماں یکے
مؤمنین متعدد ہیں لیکن ایمان ایک ہے
غیر ۳ فہم و جاں کہ درگاؤ و خرسٹ
عقل اور جان جو تکمل اور گدھے میں ہے اس کے علاوہ

کالے گزیں پیغمبر نیکو لقا
کہ اے منتخب پیغمبر نیک صحت
رہ مدہ درخود ملال و غم مخور
رنج کو اپنے اندر راستہ نہ دے اور غم نہ کر
لیک مسجد را بر آرد پور تو
لیکن تیرا لڑکا اس کو بنائے گا
لیک پور تو گندآں را تمام
لیکن تیرا لڑکا اس کو مکمل کرے گا
مومنان را اتصاے داں قدیم
مؤمنوں کا باہمی قدیم اتحاد سمجھ
جسم شاں معدود لیکن جاں یکے
ان کے جسم چند ہیں لیکن جان ایک ہے
آدمی را عقل و جان دیگرست
انسان کی عقل اور جان دوسری ہے

باز غیر عقل و جان آدمی
پھر انسان کی عقل اور جان کے علاوہ
جان حیوانی ندارد اتحاد
حیوانی جان اتحاد نہیں رکھتی ہے
گر خورد اس ناں نگرود سیر آل
اگر یہ دلی کھانے میں دوسری کا پیٹ نہیں بھرتا
بلکہ اس شادی کند از مرگ او
بلکہ یہ اس کے مرنے سے خوشی منائی ہے
جان گرگان و سگاں ہر یک جداست
بھیر بولس اور کتوں کی جان ہر ایک جداگانہ ہے
جمع ۲ قسم جانہا شاں من باسم
میں نے ان کی جانوں کے لئے اسم جمع کا لفظ بولا
ہمچوں آل یک نور خورشید سما
جیسا کہ آسمان کے سورج کا ایک نور
لیک یک باشد ہمہ انوار شاں
لیکن ان سب کا نور ایک بن جاتا ہے
چوں نماںد جاہا را قاعدہ
جبکہ جانوں کی بنیاد نہ رہے گی
فرق و اشکالات آید زیں مقال
اس گفتگو سے اختلاف اور اشکال پیدا ہوتے ہیں
فرقہا بجد بود از شخص شیر
شیر کے وجود میں بہت فرق ہیں
لیک در وقت مثال اے خوش نظر
لیکن اے خوش نظر! مثال کے وقت

ہست جانے در ولی و در نبی
ولی اور نبی میں ایسا جان ہے
تو مجوای اتحاد از روح باد
تو یہ اتحاد ہوائی روح میں نہ تلاش کر
ور گشد بار اس نگرود آل گراں
اگر یہ بوجھ اٹھائے تو وہ بوجھل نہیں ہوتی
از حسد میر و چو بیند برگ او
اگر اس کا سزا و سامان رکھتی ہے تو حسد سے مرنے سے
مُتحد جانہائے شیران خداست
خدا کے شیروں کی جان متحد ہے
کاں یکے جاں صد بود نسبت بحکم
کیونکہ جسم کی نسبت سے وہ ایک سو بن جاتی ہے
صد بود نسبت بصحن خانہا
گھروں کے صحن کے اعتبار سے سو بن جاتا ہے
چونکہ بر گیری تو دیوار از میاں
جبکہ تو درمیان سے دیوار اٹھا دے
مومنّاں باشند نفس واحدہ
مومن ایک جان بن جائے گے
زانکہ نبود مثل ۳ باشد اس مثال
کیونکہ یہ مثل نہیں ہے مثال ہے
تائبہ شخص آدمی زاو دلیر
بہادر آدمی کے وجود کے اعتبار سے
اتحاد از رہی جلبازی نگر
بہادری کے اعتبار سے اتحاد سمجھ

اور نبی۔ انبیاء اور اولیاء کی روح انسانی
ایک قوی تر لطیفہ آبائی ہے۔ جان
حیوانی۔ روح حیوانی ہر حیوان میں
جداگانہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک روح
حیوانی اگر غذا حاصل کرتی ہے تو
دوسری روح کو وہ غذا نہیں پہنچتی ہے
ان میں سے اگر ایک کراں بار ہوتی
ہے تو دوسری کو اس سے گرانی نہیں
ہوتی ہے۔ بلکہ ایک روح حیوانی کی
خوشی دوسری کے رنج کا سبب ہے۔
شیران خدا یعنی اولیاء اور انبیاء۔

۲ جمع کفتم۔ ہم نے انبیاء اور
اولیاء کی روح کے لئے جمع کا صیغہ بولا
ہے حالانکہ وہ ایک ہے اس کا تعدد
ضجسموں کے تعدد کے نسبت سے
ہے۔ ہجوم سورج کی دھوپ جبکہ
مختلف صحنوں اور مکانوں پر پڑتی ہے تو
اس میں تعدد ہے ورنہ وہ ایک چیز
ہے۔ قاعدہ۔ بنیاد یعنی جسم۔ زیں
مقال۔ یعنی روح انسانی کو سورج کے
نور سے تشبیہ دینے سے بہت سے
اشکالات پیدا ہو جائے گے۔

۳ مثل۔ مثل اور شاہ میں یہ
فرق ہے کہ مثل شے وہ کہلاتی ہے جو
اس شے سے ہر بات میں متحد ہو اور
مثال کا ہر صفت میں یکساں ہونا
ضروری نہیں ہے اگر ایک ضروری نہیں
ہے اگر ایک وصف میں بھی اتحاد ہے
تو اس کو اس شے کی مثال کہہ سکتے
ہیں۔ فرقہا۔ بہادر شخص کی شیر مثال
ہے حالانکہ دونوں میں بہت سی باتوں
میں فرق ہے صرف بہادری میں
یکسانیت ہے۔



کاں دلیر آخر مثال شیر بود
کہ وہ بہادر شیر کی مثال ہے
مُتَحَدِ نَقَشِ نَدَارِدِ ایں سَرَا
یہ دنیا کوئی چیز روح کے ساتھ متحد نہیں رکھتی ہے
ہم مثال ناقصے دست آدم
نیز ایک ناقص مثال بیان کرتا ہوں
شب بہر خانہ چراغی می نہند
رات کو ہر گھر میں چراغ رکھتے ہیں
آں چراغ ایں تن یو دلورش چو جاں
وہ چراغ یہ جسم ہے اس کی روشنی جان کی طرح ہے
واں فتلہ پنج دار داز حواس
وہ بتی پانچ حواس رکھتی ہے
بے ۲ خور و بے خواب نرید نیم دم
بغیر کھائے اور سوئے آدھا بل بھی نہیں جی سکتا
بے فتل در و غش نبود بقا
اس کی بغیر بتی اور تیل کے بقا نہیں ہے
زانکہ نورِ علتی اش مرگ جوست
کیونکہ اس کی بیدار روشنی موت کی مقتضی ہے
جملہ سہجہائے بشر ہم بے بقاست
انسان کے تمام حواس فانی ہیں
نورِ حس و جان ناپایان ما
ہمارے فانی حس اور جان کا نور
لیک ملند ستارہ و ماہتاب
لیکن ستاروں اور چاند کی طرح

نیست! مثل شیر در جملہ حدود
تمام باتوں میں شیر کی مثل نہیں ہے
تا کہ مثلے وَا نمام مر ترا
تا کہ تجھے مثل دکھا دوں
تاز حیرانی خرد را وَا خرم
تا کہ عقل کو پریشانی سے نجات دوں
تا بنور آں ز ظلمت می رہند
تا کہ اس کی روشنی کی بجائے اندھیرے نجات حاصل کر لیں
نیست محتاج فہیل و این و آں
جو بتی اور اس اور اس کا محتاج نہیں ہے
جملگی بر خواب و خورد ارد اساس
ان سب کی کھانے اور سونے پر بنیاد ہے
با خورد با خواب نرید نیز ہم
کھانے اور سونے کے ساتھ بھی نہیں جیتا ہے
با فتل و روغن اوہم بیوفا
بتی اور تیل کے ہوتے ہوئے بھی بے وفا ہے
چوں زید کہ روز روشن مرگ اوست
کیسے جنے کیونکہ روشن دن اس کی موت ہے
زانکہ پیش نور روز حشر لاست
کیونکہ حشر کے دن کے نور کے سامنے معدوم ہے
نیست کھلی فانی ولا چوں گیا
گھاس کی طرح بالکلیہ فانی اور معدوم نہیں ہے
جملہ مخواند از شعاع آفتاب
سورج کی شعاع سے سب محو ہیں

۱۔ نیست مثل۔ بہادر شیر کی مثل
نہیں ہے مثال ہے متحد۔ اس دنیا
میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو روح کی
مثل ہو تا کہ اس کے ذریعہ روح کو
سمجھایا جاسکے ہم مثال۔ اگرچہ کوئی
چیز روح کی مثل نہیں ہے جس کے
ذریعہ اس کو سمجھایا جائے لیکن ایک
ناقص مثال پیش کی جاتی ہے۔ آں
چراغ۔ جسم کو بمنزلہ چراغ کے اور روح
کو اس کی روشنی جیسا بجھو روشنی جب
ہو سکے گی۔ جبکہ چراغ میں بتی ہو تیل
ہو اسی طرح جسم غذا وغیرہ کا محتاج
ہے۔ فتلہ۔ چراغ کی بتی۔ حواس۔
یعنی حواس خمسہ اساس۔ بنیاد۔ یعنی
حواس خمسہ جب کام کرتے ہیں جبکہ
حواس ضروری پورے ہونے پر بھی
موقوف ہے اور ایک وقت ایسا آتا ہے
کہ حواس کچھ بھی پورے ہوتے رہیں
تب بھی وہ فنا ہو جاتے ہیں۔ زانکہ۔
جس طرح چراغ باوجود بتی اور روغن
کے سورج نکلنے پر اپنے وجود کو گویا
معدوم کر دیتا ہے اسی طرح جب
موت کا وقت آتا ہے تو یہ روح حیوانی
اور حواس معدوم ہو جاتے ہیں ان کے
لئے موت کا وقت ایسا ہی ہے جیسا
کہ چراغ کے لئے دن کا نکلنا۔
۲۔ جملہ سہجہائے بشر۔ جس طرح
روح حیوانی کا بقا نہیں ہے اسی طرح
روح انسانی کا بھی بقا نہیں ہے حشر
میں کچھ رتب کے سامنے اس کا بھی بقا
نہ رہے گا۔ لا۔ یعنی معدوم۔ چوں
گیا۔ اس روح انسانی کی فنا گھاس
پھوس کی فنا کی طرح کی نہیں ہے
لیک۔ روح انسانی کی فنا ایسی ہے
جیسی کہ ستارہ کی فنا سورج کی موجودگی
میں ہوتی ہے۔



۱۔ آنچنانکہ روح انسانی کی فنا کی
دوسری مثال یہ ہے کہ پسو کے کانٹے کا
دوسرا پسو کے حملہ کے وقت محو ہو جاتا
ہے۔ ایک۔ تیری جانب۔ عموماً
تیسری مثال یہ ہے کہ روح انسانی کی
محویت ایسی ہے جیسا کہ نگاہ شہد کی
کھینچوں کے ڈر سے پانی میں محو ہو جاتا
ہے۔ میکند۔ شہد کے محال کی بڑی
کھینچیں اس قدر تعاقب کرتی ہیں کہ
پانی میں اگر غوطہ لگا جائے تو وہ انتظار
کرتی ہیں کہ باہر نکلے پھر کائیں۔

۲۔ آب مولانا روم شادی بات
کی طرف متغزل ہو کر فرماتے ہیں کہ
دروازوں حل شہد کی کھینچوں کا سا ہے
وہ سے بچو ذکر اللہ کے پانی کے
ذریعہ ہو سکتا ہے بعد ازاں۔ جب
انسان ترقی کرتا ہے تو خود اس کی
طبیعت ذکر اللہ کی صفائی حاصل کر لیتی
ہے اور طبیعت دروازوں کو دور کرنے لگتی
ہے اور اس کو جس دم بعد ذکر خفی وغیرہ کی
ضرورت نہیں رہتی ہے کہ سرسب
خود سارے کی طبیعت میں وہ خواص پیدا
ہو جاتے ہیں جو اکل میں تھے۔

۳۔ بس کسانے۔ جس طرح
روح انسانی بالکل فانی نہیں ہے اسی
طرح بہت سے بزرگ وہ ہیں جن کی
موت فنا محض نہیں ہے بلکہ ان کے
لئے موت کے معنی یہ ہیں کہ وہ
صفات باری میں مستغرق ہیں۔ وہ
صفات۔ اللہ کی صفات میں وہ اسی
طرح معدوم ہیں جس طرح ستارہ
سورج کے سامنے معدوم ہوتا ہے۔
گز قرآن۔ قرآن پاک میں ہے اِنَّ
كَفَتْ الْاَصْبَحَةَ وَاجِلَةً فَلَمَّا هُمْ
جَمِيعٌ لَّنَا مَحْضَرُونَ۔ بس ایک
زور کی آواز ہوگی تو ایک دم سے سب
لوگ ہمارے حضور میں لا حاضر کئے
جائے گئے محضرون۔ حاضر کئے جائے
گئے کا لفظ اس بات کو پتا ہے کہ
روحیں موجود ہیں معدوم نہیں۔

آنچنانکہ اس سوز و درد زخم کیک

جیسا کہ پسو کے زخم کی سوزش اور درد

آنچنانکہ عوور اندر آب جست

جیسا کہ نگاہ پانی میں گھس جائے

میکند ز نبور بر بالا طواف

شہد کی کھینچیں اور چکر کانتی ہیں

آب ذکر حق و زنبور اس زماں

اللہ کی یاد پائی ہے اور شہد کی کھینچیں اس وقت

دم بخور در آب ذکر و صبر گن

ذکر حق کے پانی میں سانس گھونٹ لے اور صبر کر

بعد ازاں تو طبع آں آب صفا

اس کے بعد اس صاف پانی کی طبیعت

آنچنان کہز آب آں زنبور شر

جس طرح وہ شریر شہد کی کھینچیں پانی سے

بعد ازاں خواہی تو دور از آب باش

اس کے بعد اگر تو چاہے پانی سے جدا ہو جا

بس کسانے کز جہاں بگذشتہ اند

بہت سے وہ لوگ جو دنیا سے چلے گئے ہیں

در صفات حق صفات جملہ شاں

ان سب کی صفات اللہ تعالیٰ کی صفات میں

گز قرآن نقل خواہی اے خروں

اے سرکش! اگر تو قرآن سے ثبوت چاہتا ہے

محضرون معدوم نبود نیک میں

اچھی طرح سمجھ لے حاضر کئے ہوئے معدوم نہیں ہوتے

محو گردد چوں در آید مارا لیگ

محو ہو جاتا ہے جب سانپ تیری جان آ جائے

تا در آب از زخم زنبورال برست

تاکہ پانی میں شہد کی کھینچوں کے کانٹے سے نجات ملے

چوں بر آرد سر ندرندش معاف

وہ جب سر اٹھاتا ہے اس کو معاف نہیں کرتی ہیں

ہست یاد ایں فلاں و آں فلاں

اس فلاں اور اس فلاں کی یاد ہے

تا رہی از فکر و سواں کہن

تاکہ تو فکر اور پرانے خیالات سے نجات پالے

خود بگیری جملگی سر تابیا

سر سے پاؤں تک خود اختیار کر لے گا

میگر یزد از تو ہم گیرد حذر

بھاگتی ہے تجھ سے بھی ڈرے گی

کہ بسر ہم طبع آبی خولجہ تاش

کیونکہ باطن کے اعتبار سے تو پانی کی طبیعت کا خولجہ تاش ہو گیا ہے

لانیندو در صفات آہستہ آمد

معدوم نہیں ہیں اور وہ اللہ کی صفات میں غرق ہیں

ہچو اختر پیش آں خور بے نشان

ایسی ہی بے نشان ہیں جیسا کہ ستارے سورج کے سامنے

خواں جمیع ہم لئنا محضرون

پڑھ لے وہ سب ہمارے پاس حاضر کئے ہوئے ہیں

تا بقائے روحا دانی یقین

تاکہ تو روحوں کے باقی رہنے کو یقینی طور پر جان لے



روح مجبوب از بقایش در عذاب
اس کی بقا سے رکی ہوئی روح عذاب میں ہے
زیں چراغ حسن حیواں المراد
خلاصہ یہ ہے کہ اس حیوانی حس کے چراغ سے
روح خود را متصل گن اے فلاں
اے فلاں! اپنی روح کو وابستہ کر دے
صد چراغیت از مرندار بیستند
تیرے سو چراغ خولہ وہ مرے یا قائم رہیں
زال ۳ ہمہ جتکند ایں اصحاب ما
اسی لئے ہمارے یہ سب ساتھی لڑتے ہیں
زانکہ نور انبیاء خورشید بود
کیونکہ انبیاء کا نور سورج سے تھا
یک بمیردیک بماند تا بروز
ایک بجھ جاتا ہے ایک دن تک رہتا ہے
جان ۳ حیوانی بود حتی از عذے
حیوانی روح غذا سے زندہ رہتی ہے
گر بمیرد ایں چراغ و طی شود
اگر یہ چراغ بجھ جائے اور لپٹ جائے
نور آں خانہ چوبے ۶ نہم پیاست
جب اس گھر کی روشنی اس کے بغیر بھی قائم ہے
اس مثال جان حیوانی بود
یہ روح حیوانی کی مثال ہے
باز از ہندوی شب چوں ماہ زاد
پھر رات کی تاریکی سے جب چاند نکلا

روح واصل در بقا پاک از حجاب
جو روح بقا اللہ میں واصل بحق ہووے پروے سے پاک ہے
گفتمت ہاں تانجوئی اتحاد
میں نے تجھے بتا دیا خبردار اتحاد کا طالب نہ بننا
زود با ارواح قدس سالکال
بہت جلد سالکوں کی پاک روحوں کے ساتھ
بس جدا یندو یگانہ نیستند
آپس میں بہت جدا ہیں اور ایک نہیں ہیں
جنگ کس نشنید اندر انبیا
کسی نے انبیاء میں لڑائی کی بات نہیں سنی ہے
نور حسن ما چراغ و شمع و دود
ہمارے حواس کا نور چراغ اور شمع اور دھواں ہے
یک بود پرشمرده دیگر با فروز
ایک ٹٹمٹاتا ہے دوسرا روشن ہے
ہم بمیرد او بہر نیک و بدے
وہ اچھائی اور برائی کے ساتھ مر بھی جاتی ہے
خانہ ہمسایہ مظلم کے شود
پڑوسی کا گھر تاریک کب ہو گا
پس چراغ حسن ہر خانہ جداست
تو حس کا چراغ ہر گھر کا جدا ہے
نے مثال جان ربانی بود
نہ کہ ربانی روح کی مثال
در سر ہر روز نے نورے فتاد
ہر سواری پر روشنی پڑی

۱ روح مجبوب۔ روح حیوانی کو
بقا اللہ حاصل نہیں ہے لہذا وہ عذاب
میں ہوگی جو روح انسانی بقا اللہ حاصل
کرے گی اس کو عدت باری حاصل
ہوگی۔ زیں چراغ حسن۔ روح حیوانی
سے اتصال اور اتحاد عذاب کا سبب
ہے۔ روح خود اپنی روح کو سالکوں
کی روح سے وابستہ کر لیتا دیکر رب
حاصل ہو گا صد چراغیت۔ ارواح
حیوانی سے قطع نظر کر کے ان روحوں میں
کوئی یکا گنت نہیں ہوتی ہے۔
۲ زال۔ چونکہ عوام روح انسانی
سے محروم ہیں ان میں صرف روح
حیوانی ہے جس میں یکا گنت نہیں
ہے اسی لئے باہمی مختلف اور جنگ
و جدل میں رہتے ہیں انبیاء کی روح
روح انسانی ہے جس میں وحدت
ہے۔ زانکہ انبیاء کی روحيں خورشید
وحدت کا نور ہیں جو باہمی متحد ہیں۔
نور جس ما۔ روح حیوانی وہی چراغ
والی روشنی ہے۔ یک بمیرد۔ چونکہ ان
میں اتحاد نہیں ہے اس لئے کوئی انسان
دوسرے انسان کے اصول سے متاثر
نہیں ہوتا ہے۔
۳ جان حیوانی۔ روح حیوانی
غذاؤں سے زندہ ہے اور پھر اس کے
لئے فنا ہے۔ گر بمیرد۔ روح حیوانی کی
مثال چراغ کی روشنی کی سی ہے اگر
ایک چراغ بجھ جائے تو دوسرے گھر کا
چراغ جلتا رہتا ہے۔ نور آں خانہ۔ جب
ایک گھر کے چراغ کے بجھنے سے
دوسرے گھر پر اندھیرا نہیں ہوتا ہے تو
معلوم ہوا کہ دونوں جدا گانہ ہیں۔ ایں
یعنی چراغ کی مثال۔ باز۔ روح انسانی
کی مثال چاند کی روشنی کی سی ہے جب
چاند طلوع کرتا ہے گھروں میں نور پڑتا
ہے تو سب گھروں میں نور پھیلتا ہے تو
ان سب گھروں کے نور میں وحدت
ہے۔



۱۔ تِلْوَ د۔ روح انسانی میں چونکہ وحدت ہے اس لئے شیخ کامل اپنی زندگی میں چاند کی طرح ہر مرید کو ہوشی عطا کرتا رہتا ہے۔ باز۔ جب وہ شیخ اپنی توجہ ہٹا لیتا ہے تو مریدوں میں استغاضہ کی وہ پہلی سی کیفیت نہیں رہتی ہے۔ اس مثال میں نے ذات مقدس اور اس کے نور کی مثال صوح اور اس کی روشنی سے دی ہے یہ مثال ہے جو تمام حیثیتوں سے مثل نہ کی طرح نہیں ہوتی ہے تیرے لئے یہ مثال ہدایت کا کام کرے گی اور دشمن یعنی فلسفی کے لئے جو اسرار معرفت میں قیاس کو دخل دیتا ہے ہد ہزن بنے گی اور اس کو مزید گمراہ کر دے گی۔ عنکبوت۔ فلسفی کی مثال کڑی کی سی ہے جو خود اپنے لو پر اپنے لعاب سے نور کو کھینچ کر لیتا ہے۔

۲۔ الغاب۔ کڑی اپنے لعاب سے اپنے آپ کو روشنی سے محروم کرتی ہے اسی طرح منکر اور معترض اپنے اعتراضات کو ذرا لے کر اپنے لہاک کھور سے محروم کر دیتا ہے۔ گردن اسب۔ گھوڑے پر قاعدہ سے سوار ہوگا تو فائدہ اٹھائے گا لہا اگر اس کے باؤ پکڑنے کی کوشش کرے گا تو لات گھمائے گا یہی مثل کلام حق اور اسرار معرفت کی ہے کہ اس پر صحیح طریقہ سے غور کرے تو فائدہ اٹھاوے اور مقرر زمانہ نگاہ ڈالو گے تو تباہی ہی ہوگی۔

۳۔ اسب تو سن۔ سرکش گھوڑا یعنی نفس۔ آہنگ۔ رلہ حق رلہ سلوک کو آسان اور حقیر نہ سمجھ اس راستہ میں بہت صبر و استقامت کی ضرورت ہے جو نفس پر بہت شائق و مگراں ہے۔ بنا۔ یعنی مسجد اقصیٰ کی تعمیر۔ منی۔ وہ مقام پاک ہے جہاں حاجی رلی جمار کرتے ہیں۔

کہ نمقہ نورِ ایں بے آں دگر
کیونکہ اس کا نور اس دوسرے کے بغیر نہیں رہتا ہے
ہست در ہر خانہ نورِ او قنق
ہر گھر میں اس کا نور مہمان ہے
نورِ جملہ جاہل زایل شود
تمام جانوں کا نور زائل ہو جاتا ہے
مر ترا ہادی عدو را رہزنی
تیرے لئے ہادی ہے دشمن کے لئے رہزن ہے
پرد ہائے گندہ را بر باند او
گندے پردے بنتا ہے

دیدہ ادراک خود را کور کرد
اپنے احساس کی آنکھ کو اندھا بنا لیا
ور بگیرد پاش بستاند لکد
اور اگر اس کے پاؤں پکڑے گا لاتیں کھائے گا
عقل و دیں را پیشوا گن و اسلام
عقل اور دین کو پیشرو بنا لے والسلام
کاندریں رہ صبر شق انفسُست
کیونکہ اس راستہ میں صبر کرنا جانوں کے لئے شاق ہے
با سلیمان نبی نیک خو
نیک خصلت نبی کے ساتھ جو ہوا

نورِ آں صد خانہ را تو یک شمر
ان سو گھروں کی روشنی کو تو ایک سمجھ
تِلْوَ د۔ خورشید تاباں بر افق
جب تک سورج افق پر روشن ہے
باز چوں خورشید جاں آفل شود
پھر جب سورج کا غروب کر جاتا ہے
اس مثال نور آمدِ مثل نے
یہ نور کی مثال ہے مثل نہیں ہے
بر مثال عنکبوت آں زشت خو
” بد خو کڑی کی طرح

از لعاب ۲ خولیش پردہ نور کرد
اپنے لعاب سے اس نے نور پر پردہ ڈال دیا
گردن اسب ار بگیرد بر خورد
اگر گھوڑے کی گردن پکڑ لے گا فائدہ اٹھائے گا
کم نشیں بر اسب ۳ تو سن بے لگام
سرکش گھوڑے پر بے لگام نہ چڑھ
اندریں آہنگ منکرُست و پست
اس راستہ کو ست اور پست نہ سمجھ
باز گرد و قصہ مسجد بگو
واپس چل اور مسجد کا قصہ کہہ

بقیہ قصہ بنائے مسجد اقصیٰ از دست سلیمان علیہ السلام
حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاتھ سے مسجد اقصیٰ کی تعمیر کے قصہ کا بقیہ

چوں سلیمان کرد آغاز بنا
چوں پاک چوں کعبہ ہمایوں چوں منی
جب حضرت سلیمان نے تعمیر ابتدا کی
جو کعبہ کی طرح پاک اور منی کی طرح بابرکت ہے



در بنایش دیدہ می شد کز فر
اس کی تعمیر میں شان و شوکت نظر آتی تھی
در بنا ہر سنگ کز گہ می شکست
تعمیر میں جو پتھر پہاڑ سے نونما تھا
ہمچو از آب و گل آدم کدہ
آدم کے مجسمہ کے پانی اور مٹی کی طرح
سنگ ۲ بے جمال آئندہ شدہ
پتھر اٹھانے والوں کے بغیر آنے لگے
حق ہی گوید کہ دیوار بہشت
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بہشت کی دیواریں
چوں درو دیوار تن با آگہی ست
جیسے کہ جسم کے درو دیوار حساس ہیں
ہم ۳ درخت و میوہ ہم آب زلال
درخت می اور پھل بھی صاف پانی بھی
زانکہ جنت رانہ ز آلت بستہ اند
کیونکہ جنت کو درختوں سے تعمیر نہیں کیا ہے
ایں بنا ز آب و گل مردہ بدست
یہ عملت مردہ پانی اور مٹی سے بنی ہے
ایں باصل خویش ماند پر خلک
یہ اپنی اصل کی طرح پر خلل ہے
ہم سریر و قصر و ہم تاج و ثیاب
تخت اور قلعہ بھی اور تاج اور کپڑے بھی
فرش بے فرش پیچیدہ شدہ
فرش بغیر فرش کے پلٹا ہوا ہو گا

نے فسردہ چوں بناہائے دگر
دوسری عمارتوں کی طرح ٹھنری ہوئی نہ تھی
فاش سیر و ابی اہمی گفت از نخست
وہ پہلے ہی سے ”مجھے لے چلو“ علی الاعلان کہتا تھا
نور زال گہ پارہا تاباں شدہ
پہاڑ کے ان ٹکڑوں سے نور چمکتا تھا
وال درو دیوارہا زندہ شدہ
وہ درو دیواریں زندہ ہو گئیں
نیست چوں دیوارہا بیجان وزشت
اور دیواروں کی طرح بے جان اور مجھے دی نہیں ہیں
زندہ باشد خانہ چوں شاہنشہی ست
چونکہ وہ شاہنشاہی گھر ہے زندہ رہے گا
باہشتی در حدیث و در مقال
بہشتی کے ساتھ بات چیت اور گفتگو میں ہوں گے
بلکہ از اعمال دینت بستہ اند
بلکہ تیرے لئے دین کے اعمال سے بتایا ہے
آں بنا از طاعت زندہ شد ست
وہ عملت زندہ عبادت سے بنی ہے
وآں باصل خود کہ علم ست و عمل
وہ اپنی اصل کے ساتھ مشابہ ہے جو علم اور عمل ہے
باہشتی در سوال و در جواب
بہشتی کے ساتھ سوال و جواب میں ہوں گے
خانہ بے کتاس رو بیدہ شدہ
گھر بغیر جھاڑو دینے والے کے جھڑا ہوا ہو گا

۱۔ سیر و ابی۔ مجھے لے چلو یعنی وہ
پہاڑ کا پتھر خود بول پڑتا تھا کہ مجھے
لے جا کر تعمیر میں لگاؤ۔ ہمچو۔ جیسے
طرح آدم کے مجسمہ کی مٹی اور پانی پر
نور تھا اسی طرح اس مسجد اقصیٰ کے
پتھر پانی اور مٹی پر نور تھے۔

۲۔ سنگ۔ حضرت سلیمان کے
معجزے سے وہ پتھر خود بخود تعمیر میں
لگنے کے لئے آنے لگے اور اس مسجد
کے درو دیوار میں زندگی پیدا ہو گئی۔
بہشت۔ بہشتی درو دیوار میں بھی زندگی
ہو گئی قرآن پاک میں ہے۔ إِنَّ الْمَلَائِکَ
الْأَخْبَرَةَ لَهِيَ الْخِیَوَانُ بے شک
آخرت کا گھر زندہ ہے۔ چوں۔
انسان کا جسم پانی مٹی سے بنا ہے اور
اس میں زندگی ہے تو جنت کے درو
دیوار میں زندگی کیوں نہ ہوگی۔

۳۔ ہم درخت۔ جنت کی ہر چیز
میں حیات اور زندگی ہوگی اور وہ
جنتیوں سے گفتگو کرے گی۔
زالت۔ جنت کی تعمیر انسانوں کے
نیک عملوں سے ہوگی۔ ایں بنا۔
دنیاوی مکانات مردہ مٹی پانی سے بنے
ہیں لہذا وہ مردہ ہوتے ہیں۔ جنت
زندہ عمارتوں سے تعمیر ہوگی تو اس میں
زندگی ہوگی۔ ہم سر پر۔ جنت کے
تخت و قلعہ اور لباس اور تاج سب زندہ
ہوں گے۔ فرش۔ چونکہ وہاں کے
فرش میں بھی زندگی ہوگی لہذا وہ خود
بوجھے گا اور لپٹ جائے گا۔ خانہ۔
چونکہ گھر میں بھی زندگی ہوگی لہذا وہ خود
اپنے آپ کو صاف کرے گا۔



۱۔ تخت۔ جنت کا تخت خود بخود چلے گا۔ حلقہ۔ جنتی کی خواہش کے مطابق جہاز سے کی زنجیریں اور جہاز خود مطرب اور قوال کا کام کرنے لگیں گے۔ خانہ دل۔ جہاز دینے والے کے بغیر جنتی گھر کے صاف ہو جانے پر تعجب نہ کرو خود اپنے دل کو دکھو گناہوں سے آلودہ ہوتا ہے اور توبہ سے خود بخود صاف ہو جاتا ہے۔ مذہب ہمہ مل کی زندگی کی پوری کیفیت سمجھانے سے زبان کا صبر ہے۔

۲۔ چوں سلیمان۔ مسجد اقصیٰ کے مکمل ہو جانے پر حضرت سلیمان روانہ صبح کو مسجد میں تشریف لے جاتے اور لوگوں کو روضہ حق کی ہدایت کرتے۔ پند و نصیحت۔ حضرت سلیمان لوگوں کو کبھی زبان سے نصیحت فرماتے اور کبھی عملی طور پر عبادت کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت کرتے۔ پند فعلی۔ عمل نصیحت زیادہ کارگر ہوتی ہے۔

۳۔ واندراں۔ عملی نصیحت میں ایچہ کا حکم بھی نہیں ہوتا ہے لہذا انھوں پر زیادہ اثر کرتی ہے۔ ناصح فعل۔ وہ ناصح جس کا عمل دوسروں کی نصیحت کا سبب بنے۔ قول۔ جو شخص زبانی نصیحت کرے۔ مہتر۔ آنحضرت ﷺ کے منبر کے تین درجے تھے۔ بوکر خطبہ کے درمیان میں آنحضرت ﷺ سے اوپر کے درجے پر بیٹھتے تھے حضرت ابو بکرؓ نے دوسرے درجہ پر بیٹھنا شروع کر دیا تھا۔ برسوم حضرت عمرؓ نے اپنے درمیان میں منبر کے تیسرے آخری درجہ پر بیٹھنا شروع کر دیا تھا۔

حلقہ و در مطرب و قوال شد

حلقہ اور در مطرب اور قوال ہو گیا

بے کتاس از توبہ رو بیدہ شد

بغیر جہاز کے توبہ سے صاف ہو جاتا ہے

در زبانی چوں نمی آید چہ سود

جبکہ میری زبان سے آتا نہیں ہو سکتی تو کیا فائدہ؟

ز اہتمامات سلیمان والسلام

حضرت سلیمان کے اہتمام سے اور سلام ہو

مسجد اندر بہر ارشاد عباد

مسجد کے اندر بندوں کی ہدایت کے لئے

کہ بفعل اعنی رکوع پر نیاز

کبھی فعل یعنی پر نیاز رکوع کے ذریعہ

کہ رسد در جان ہر باگوش و کر

کیونکہ وہ کان والے اور بہرے کے دل میں پہنچتی ہے

در شمس تاثیر آں محکم بود

ماضیوں میں اس کی تاثیر مضبوط ہوتی ہے

تخت او سیار بے خمال شد

اس کا تخت بغیر کسی اٹھانے والے کے چلنے والا ہو گیا

خانہ دل میں زخم ثولیدہ شد

دل کے گھر کو دکھ جو گناہوں کے غم سے الجھا ہوا ہے

ہست در دل زندگی دارالخلود

دل میں جنت کی زندگی ہے

چونکہ گشت آں مسجد اقصیٰ تمام

جب مسجد اقصیٰ مکمل ہو گئی

چوں سلیمان در شدے ہر بامداد

جب حضرت سلیمان ہر صبح کو آتے

ہند داوے کہ بگفت و سخن و ساز

کبھی گفتگو اور لہجہ اور بناؤ سے نصیحت کرتے

پند فعلی خلق را جذاب تر

عملی نصیحت لوگوں کو زیادہ کھینچتی ہے

واندراں ہم امیری کم بود

اور اس میں حکمت کا وہم نہیں ہوتا ہے

قصہ آغاز خلافت عثمان و خطبہ وے در بیان آنکہ ناصح

حضرت سلیمان کی خلافت کی ابتداء کا قصہ اور ان کا خطبہ اس بات میں کے حال اپنے

فَعَالُ بِفَعْلٍ بہ از ناصح قوال بقول

عمل سے نصیحت کرنے والا زبانی بات کے ذریعہ نصیحت کرنے والے سے بہتر ہے

چوں خلافت یافت بشتابید تفت

جب خلافت پائی تیزی سے عمل کیا

رفت بو بکر و دوم پایہ نشست

ابوبکرؓ چلے اور دوسرے درجہ پر بیٹھ گئے

از برائے حرمت اسلام و کیش

اسلام اور مذہب کی حرمت کے لئے بیٹھے

قصہ عثمان کہ بر منبر برفت

حضرت عثمانؓ کا قصہ کہ منبر پر پہنچے

منبر مہتر کہ سہ پایہ بدست

سرور کا منبر جو تین درجوں کا تھا

برسوم پایہ عمر در دور خویش

حضرت عمرؓ اپنے درمیان میں تیسرے درجہ پر

دور عثمان آمد و بالائے تخت
حضرت عثمانؓ کا زندہ آیا وہ تخت کے اوپر
پس سواش کرد شخصے بو الفضول
ان سے ایک ساہ لوج فخص نے دریافت کیا
پس توچوں جستی ازیشاں برتری
تو آپ نے ان سے برتری کیوں چاہی؟
گفت اگر پایہ سوم را بسپر
انہوں نے فرمایا اگر میں تیسرے درجے پر بیٹھوں
وَر دُوم پایہ شوم من جائے جو
اور اگر میں دوسرے درجے پر جگہ تلاش کروں
ہست ۲ ایں بالا مقام مصطفیٰ
یہ اونچا درجہ مصطفیٰ کی جگہ ہے
بعد ازاں بر جائے خطبہ آن و دود
اس کے بعد وہ مہربان خطبہ پڑھنے کی جگہ
زہرہ نے کس را کہ گوید ہیں بخواں
کسی کی ہمت نہ تھی کہ کہے پڑھئے
ہمیت ۳ بنشستہ بد بر خاص و عام
ہر خاص و عام پر ہمت بیٹھی ہوئی تھی
ہر کہ بینا ناظر نورش بدے
جو بینا تھا وہ اس کے نور کو دیکھنے والا تھا
پس ز گرمی فہم کردے چشم کور
گرمی کی وجہ سے اندھا بھی سمجھ رہا تھا
لیک ایں گرمی کشاید دیدہ را
لیکن یہ گرمی آنکھ کو کھول دیتی ہے
گر میش را ضجرتے وحالتے
اس کی گرمی میں ایک تنگدلی اور ایک حالت ہے

بر شد و بنشست آل محمود بخت
چڑھے اور وہ خوش نصیب بیٹھ گئے
کاں دو نشستند بر جلی رسول
کہ وہ دونوں رسولؐ کی جگہ پر نہ بیٹھے
چوں برتبت تو ازیشاں کمتری
جبکہ آپؐ رتبے میں ان سے کم ہیں
وہم آید کہ مثال عمرؓ
شبہ ہو گا کہ میں عمرؓ جیسا ہوں
گویم مثل ابوبکرؓ ست او
لوگ مجھے کہیں گے کہ وہ ابوبکرؓ جیسا ہے
وہم مثلی نیست باآں شہ مرا
میرے متعلق ان شاہ جیسا ہونے کا وہم نہیں ہو سکتا
تلقرب عصر لب خاموش بود
عصر کے قریب تک خاموش تھے
یا بروں آید مسجد آل زماں
یا اس وقت مسجد سے باہر نکل آئے
پر شد از نور خدا آل صحن و بام
اللہ تعالیٰ کے نور سے صحن اور بالا خانہ پر تھا
اندھا بھی اس نور سے گرم ہو رہا تھا
کہ برآمد آفتابے بے فتور
کہ مکمل سورج نکل آیا ہے
تابہ بیند عین ہر بشیدہ را
تاکہ آنکھ ہر سنی ہوئی بات کو دیکھ لے
زاں پیش دل را کشادے فسحتے
اس گرمی سے دل میں ایک کشادگی اور وسعت ہے

۱۔ دور عثمانؓ۔ حضرت عثمانؓ نے پھر آنحضرتؐ والے درجے پر بیٹھنا شروع کیا۔ دو۔ یعنی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کمتری۔ صحابہ کے مراتب میں حضرت عثمانؓ کا تیسرا مرتبہ ہے۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ اگر تیسرے درجے پر بیٹھوں گا تو لوگ سمجھیں گے کہ میں عمرؓ جیسا ہوں۔ دوسرے درجے پر بیٹھوں گا تو لوگ حضرت ابوبکرؓ جیسا سمجھیں گے۔

۲۔ ہست۔ ہستاب میں نے آنحضرتؐ کے درجے پر اس لئے بیٹھنا شروع کر دیا کہ مجھ کو جیسا کوئی سمجھ ہی نہیں سکتا ہے۔ دو۔ یعنی حضرت عثمانؓ۔ خاموش۔ حضرت عثمانؓ منبر پر خاموش بیٹھے رہے اور پھر یہ کہہ کر نیچے اتر آئے تھے کہ تہا امیر فعل ہو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ قول ہو۔

۳۔ ہمیت۔ حضرت عثمانؓ منبر پر خاموش بیٹھے تھے اور کسی کی یہ بے عمل نہ تھی کہ ان سے خطبہ دینے کو کہے یا اٹھ کر چلا جائے اور اس وقت وہ مظہر نور خداوندی بنے ہوئے تھے۔ ہر کہ بینا۔ وہ لوگ جن میں اس نور کے مشاہدہ کی صلاحیت تھی وہ اس کا مشاہدہ کر رہے تھے بقیہ لوگ بھی اس کے اثرات محسوس کر رہے تھے۔ پس۔ اندھا۔ سورج کی گرمی سے سورج کے طلوع کو سمجھتا ہے۔ لیکن اس نور کی گرمی انسان کو بینا بنا دیتی ہے۔ گرمیش۔ اس نور کی گرمی سے اگرچہ ایک بے چینی محسوس ہوتی ہے لیکن دل میں اس سے کشادگی اور وسعت پیدا ہوتی ہے۔

۱۔ کور۔ جس میں مشاہدہ کی صلاحیت نہیں ہوتی وہ بھی جس وقت اس نور سے متاثر ہوتا ہے تو اپنے آپ کو دینا سمجھے لگتا ہے سخت۔ جس کو مشاہدہ حاصل نہیں ہے وہ خوشامیں مست ہو کر سمجھتا ہے کہ مشاہدہ حاصل ہو گیا اس کو خطاب ہے کہ تھوڑی سی اور محنت کر لے تب اس مقام پر پہنچے گا۔ اس نصیب۔ یہ تو اس شخص کی حالت تھی جس کو مشاہدہ حاصل نہیں جس کو حاصل ہوتا ہے اس کی حالت اس سے سونے ہوگی۔

۲۔ وانکہ۔ اس نور کے مشاہدے سے جو کیفیت حاصل ہوگی اس کی تشریح شیخ بوعلی سینا بھی اپنی عقل اور فلسفہ کے زور سے نہیں کر سکتا کر شود۔ مقام مشاہدہ مجاہدہ سے حاصل ہوگا مشاہدہ کا پردہ دلائل سے نہ بنے گا۔ دئے۔ جو شخص نبوت کے واسطے کے بغیر محض عقلی دلائل سے وصول الی اللہ کی کوشش کرے گا اس کے لئے ہلاکت ہے اس۔ یہ بات کمال کر کوئی شخص عقل کے ہاتھ سے پردے کو ہٹانے کی کوشش کرے گا تو خدائی تلواریں اس کا ہاتھ کاٹ دے گی یہ بات میں نے بطور فرض کے کہہ دی ہے ورنہ یہ ہاتھ سے پردہ ہٹانے کی کوشش ممکن ہی نہیں ہے۔

۳۔ خلف۔ یہ اسی طرح کی فرضی بات ہے جیسے لوگ کہہ دیتے ہیں کہ اگر خلد کے نصیب ہوتا تو وہ خالوں بن جاتی۔ تو زبان۔ زبانی دلائل سے مشاہدہ تک پہنچنے میں اگر میں لاکھوں سال کا فاصلہ بتاؤں تو وہ بھی کم ہے ہیں۔ اب مولانا فرماتے ہیں کہ مشاہدہ کی بھٹی سے گھبرا کر اس کی کوشش نہ چھوڑ بیٹھنا جب اللہ تعالیٰ اس فاصلہ کو

کور۔ چوں شد گرم از نورِ قدم جب قدیم نور سے اندھا گرم ہو جاتا ہے سخت خوشی مستی ولے اے بواکسن تو بہت اچھا مست ہے لیکن اے بھلے مانس اس نصیب کور باشد از آفتاب سورج سے تابینا کا یہ حصہ ہے وانکہ۔ ۲۔ او آں نور را بینا بود وہ شخص جو اس نور کو دیکھنے والا ہے

گر شود صد تو کہ باشد اس زباں اگر زبان سوگنا ہو جائے تو یہ کون ہوتی ہے؟ وائے بروے گر بساید پردہ را اس پر افسوس ہے اگر وہ پردے کو ہٹائے دست چہ بود خود سرش را بر کند ہاتھ کیا ہوتا ہے خود اس کے سر کو کاٹ دے گی اس بتقدیر سخن گفتن ترا یہ میں نے تجھ سے فرضی بات کہہ دی

خالہ۔ ۳۔ را خالیہ بدے خالو بدے خلد کے اگر خضیہ ہوتا وہ خالو ہوتی از زباں تا چشم کو پاک از شکست زبان کے کڑے لکھ کے مشابہت کہ شک سے پاک ہے

ہیں مشو نومید نور از آسمان خبردار مایوں نہ ہو آسمان سے نور صد اثر در کانہا از اختراں ستاروں کے سینکڑوں اثرات کانوں میں

از فرح گوید کہ من بینا شدم وہ خوشی سے کہتا ہے کہ میں بینا ہو گیا ہوں پارہ راہ است تابینا شدن بینا ہونے تک تھوڑا سا راستہ ہے صد چنین واللہ اعلم بالصواب اس سے سوگنا اور خدا زیادہ بہتر جانتا ہے شرح او کے کارِ بوسینا بود اس کی تشریح کرنا شیخ بوعلی سینا کا کام کہہ ہے

کہ بکباند بکف پردہ عیاں کہ ہاتھ ہے مشاہدے کے پردے کو ہٹا دے تیغ الہی گند سستش جدا خدائی تلواریں اس کے ہاتھ کو جدا کر دے گی آں سرے کز جہل شرہامی گند اس سر کو چو جہالت سے شراوتیں کرتا ہے ورنہ خود سستش کجا و آں کجا ورنہ اس کا ہاتھ کہہ اور وہ پردہ کہہ

ایں بتقدیرست یعنی گر بدے یہ فرضی بات ہے یعنی اگر ہوتا صد ہزاراں سال گویم اندک ست اگر میں لاکھوں سال کی مسافت کہوں تو کم ہے حق چو خواہدی رسد در یک زماں جب خدا چاہتا ہے فوراً پہنچ جاتا ہے می رساند قدرش در ہر زماں اس کی قدرت ہر وقت پہنچاتی ہے

کم کرنا چاہیں گے تو فوراً کم ہو جائے گا چاند ستاروں زمین سے فاصلہ کھڑوں سال کی مسافت کا ہے لیکن قدرتِ حق کی روشنی فوراً زمین تک پہنچا دیتی ہے صدائے سخن اور چاند کی شعاعیں کانوں میں ہیرے جواہر پھلتی ہیں اور وہ اثرات ان سے کانوں تک فوراً پہنچ جاتے ہیں۔

۱۔ اختر گروں۔ جب چاند سورج وغیرہ اپنی روشنی سے زمین کی تاریکیوں کو مٹاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں ان سے بہت زیادہ مضبوط ہے۔ چرخ۔ آسمان کا زمین سے پانچ سو سال کی مسافت کا فاصلہ ہے لیکن زمین پر اثر انداز ہونے میں وہ فاصلہ کچھ بھی نہیں ہے۔ ہزاروں۔ زحل ستارہ جو کہ ساتویں آسمان پر ہے اس میں ہزار زمین میں ساڑھے تین ہزار سال کی مسافت کا فاصلہ ہے لیکن ہر وقت زمین پر اثر انداز ہے۔ ہمیش۔ اللہ کی یہ قدرت ہے کہ اس زحل کے اثرات کو جبکہ وہ زمین کی طرف لوٹ رہے ہوں ہم پر ہم کر دے آفتاب حق کے سامنے ان الزامات کی جو سایہ کی طرح ہیں کیا حقیقت ہے۔

۲۔ وز نفوس پہلے یہ کہا تھا کہ آسمان کے ستارے ہم پر اثر ڈال رہے ہیں اب فرماتے ہیں کہ جس طرح ستارے اثر انداز ہوتے ہیں اسی طرح انبیاء اور اولیاء کا وجود ستاروں پر اثر انداز ہے۔ قوام۔ وہ چیز جو کسی چیز کی مائی بنائے۔ حکماء۔ فلاسفہ انسان کو چھوٹا جہان اور دنیا کو بڑا جہان مانتے ہیں اور صوفیاء انسان کو بڑا عالم اور دنیا کو چھوٹا حاکم مانتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ فلاسفہ کی نظر انسان کے ظاہر پر ہے۔

۳۔ پس بصورت۔ یعنی انسان تمام کائنات عالم کے نمونوں کا ایک چھوٹا سا مجموعہ ہے عالم کبریٰ۔ چونکہ حقیقت اسما الہی اور حقائق کونیہ کا جامع ہے۔ شاخ۔ یعنی عالم کبر۔ یعنی انسان۔ گر نبودے اگر انسان کی تخلیق قدرت کا نشانہ ہوتی تو عالم کو نہ پیدا کیا جاتا۔

اختر حق در صفاتش راسخ است
اللہ تعالیٰ کا ساتھ اپنی صفات میں مضبوط ہے
در اثر نزدیک آمد باز میں
اثر کرنے میں زمین کے نزدیک ہے
و مبدم خاصیتش آرد عمل
اس کی خاصیت ہر وقت عمل کر رہی ہے
طول سایہ چیست پیش آفتاب
سورج کے سامنے سایہ کی مدد کیا چیز ہے؟
سوئے اختر ہائے گروں می رسد
آسمان کے ستاروں کی جانب پہنچتی ہے
باطن ماگشتہ قوام سما
ہمارا باطن آسمان کی ماہیت بنائے والا ہے

اختر گروں ظلم راسخ است
آسمان کا ساتھ تاریکیوں کو دہہ کرتا ہے
چرخ پانصد سالہ راہ اے مستعین
اے مدد کے طالب! آسمان پانچ سو سال کی مسافت پر
سہ ہزار سال و پانصد تاز حل
زحل ستارے تک ساڑھے تین ہزار سال کا راستہ ہے
در ہمیش آرد چو سایہ در لیاب
آنے میں اس کو سایہ کی طرح ہم ہم کر دے
وز نفوس پاک اختر و شمد
پاک نفوس کی جانب سے مدد ستاروں کی طرح
ظاہراً آں اخراں قوام ما
بظاہر وہ ستارے ہمارے وجود کا باعث ہیں

در بیان آنکہ حکمائے طبعی گویند آدمی عالم صغیرست و
اس بیان میں کہ حکماء فلسفہ کہتے ہیں کہ آدمی عالم صغیر ہے اور خدائی حکماء
حکمای الہی گویند آدمی عالم کبیرست زیرا کہ علم آں حکماء بر
کہتے ہیں کہ پنی عالم کبیر ہے کیونکہ ان حکماء کا علم آدمی کی صحت
صورت آدمی مقصور بود و علم لہنہا بر باطن آدمی موصول
ہے منحصر تھا اور ان کا علم آدمی کے باطن سے وابستہ ہے

پس صورت عالم صغری توئی
صورت کے اعتبار سے تو چھوٹا جہان ہے
ظاہراً آں شاخ اصل میوہ است
بظاہر نہیں پھل کی جڑ ہے
گر نبودے میل و امید شمر
اگر پھل کی خواہش اور امید نہ ہوتی
پس معنی عالم کبری توئی
باطن کے اعتبار سے تو بڑا جہان ہے
باطناً بہر شمر شد شاخ ہست
حقیقتاً نہیں پھل کے لئے وجود میں آئی ہے
کے نشاندے باغبان شیخ شجر
تو باغبان دخت کے جڑ کب بختا



۱۔ آل شجر تو گویا عالم انسان سے پیدا ہوا ہے۔ مصطفیٰ زحدریث شریف
وَقَدْ حَامِلٌ لِّوَاءِ الْفَحْمِ يَوْمَ وَقَا
الْفَيْضَةَ نَحْنُ أَعْمَ وَمَنْ فُؤْنَهُ وَلَا
فخر یعنی میں قیامت کے روز ہوائے
حمد اٹھانے والا ہوں جس کے نیچے
حضرت آدمؑ اور ان کے علاوہ تمام انبیاء
ہوں گے اور اس پر کوئی فخر نہیں ہے یہ
اسی لئے فرمایا ہے کہ آدمؑ اور ان کی اولاد
کی تخلیق سے مقصود آنحضرتؐ کی
ذات ہے۔ لہذا جہنم۔

۲۔ بہر اس۔ چونکہ مقصود
آنحضرتؐ کی تخلیق تھی اسی لئے
آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں اگرچہ
آخر میں بھیجا گیا ہوں۔ لیکن چونکہ
مقصود اصلی میں ہوں لہذا میں پہلے
ہوں کسی چیز کی علت غائی وجود خلد
میں اگرچہ موخر ہوتی ہے لیکن جو حقیقت
میں وہ اس چیز سے پہلے وجود ہوتی
ہے۔ جد جہد۔ چونکہ حقیقت آدمؑ کا ظہور
حقیقت محمدیہؐ سے ہوا ہے کہ
برائے۔ حضرت آدمؑ سمجھو ملائکہ اسی لئے
بنے کہ ان کی پشت میں نور محمدی تھا۔
رفت ان کو معراج اسی لئے کر لی گئی
تا کہ وہ نور محمدی سے فیض حاصل کر
سکیں۔ پھر حضرت آدمؑ

۳۔ اول فکر۔ ہونے والی ہر چیز کا
فکر اور تصور اس کے وجود خلدی سے
پہلے ہوتا ہے مگر رہنے کے لئے اور
درخت پھل کے لئے وجود میں آتا
ہے تو ان کے تصورات ان کے وجود
خلدی سے پہلے ہوتے ہیں۔
حاصل۔ یہاں سے مولانا نے پھر
اصل مضمون کی طرف رجوع کیا ہے
کہ ذکر اور مشاہدہ کے فاصلہ سے
دل کو گھبراتا نہ چاہیے قدرت ان
فصلوں کو کم کر دیتی ہے ایسا۔ اب
کے مفازہ اگر کامیابی ہوتی ہے تو راء
کا فاصلہ و شہدی معدوم ہو جاتی ہے

پس بمعنی آل شجر از میوہ زاد
پس درخت حقیقتاً پھل سے پیدا ہوا ہے
مصطفیٰ زیں گفت کادّم و انبیاء
مصطفیٰؐ نے اسی لئے فرمایا ہے کہ حضرت آدمؑ اور انبیاء
بہر ایں فرمودہ است آل ذوفنون
اسی لئے ان جامع کمالات نے فرمایا ہے
گر بصورت من ز آدم زادہ ام
اگرچہ بظاہر میں آدمؑ سے پیدا ہوا ہوں
کنز برائے من بدش سجدہ ملک
کیونکہ فرشتوں کا آپ کو سجدہ میرے لئے ہی تھا
پس زمن زاسید در منی پدر
پس حقیقتاً باپ تجھے سے پیدا ہوا
اول ۳ فکر آخر آمد در عمل
ابتدائی فکر عمل وجود میں آخر میں آتا ہے
حاصل اندر یک زماں از آسماں
خلاصہ یہ ہے کہ آسمان سے تھوڑے وقفہ میں
نیست برائیں کارواں ایں رہ دراز
اس قافلہ پر یہ راستہ دور نہیں ہے
دل بکعبہ میرود در ہر زماں
ہر وقفہ میں دل کعبہ کو جاتا ہے
ایں دراز و کوتہی مر جسم راست
یہ درازی اور کوتاہی جسم کے لئے ہے

گر بصورت از شجر بودش ولاد
اگرچہ بظاہر درخت سے اس کی پیدائش ہے
خلف من باشند در زیر لوا
میرے پیچھے جہنم کے نیچے ہوں گے
رَمَزِ نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ
”ہم آخر میں ہیں اور پہلے ہیں“ کا اشارہ
من بمعنی جد جد افتادہ ام
میں حقیقتاً پر دانا واقع ہوا ہوں
وز پے من رفت بر ہفتم فلک
اور میرے لئے ہی وہ ساتویں آسمان پر گئے
پس زمیوہ زاد در معنی شجر
اور لفظاً درخت پھل سے پیدا ہوا
خاصہ فکرے گو بود وصف ازل
خصوصاً وہ ملاکہ جو ازل کی صفت ہو
میر دو می آید ایدر کارواں
اب قافلہ آتا جاتا ہے
کے مفازہ زفت آید با مفاز
کامیابی کے ہوتے ہوئے جنگل کب بھاری پڑتا ہے
جسم طبع دل بگیر وز امتناں
جسم احسن خلقتی سطح کی طبیعت اختیار کرتا ہے
چہ دراز و کوتہ آنجا کہ خداست
جہاں خدا ہے وہاں ملاکہ دکھایا گیا ہوتا ہے؟



دل انسان کا دل ہزاروں میل کا صلہ طے کر کے کعبہ میں پہنچ جاتا ہے۔ جسم اللہ کا کرم بہتو جسم بھی دل کی رفتار اختیار کر
لیتا ہے اور ہزاروں سے طسی الارض کی کرامت ظاہر ہو جاتی ہے اس دراز راستہ کی درازی اور کوتاہی جسم کے لئے ہے
روح کے لئے نہیں ہے

چوں! خدا مر جسم را تبدیل کرد
جب خدا نے جسم کو بدل دیا

صد امیدست این زماں بردار گام
اب سو امیدیں ہیں قدم بڑھا
گرچہ پیلہ چشم برہم می زنی
اگرچہ تو پلکیں جھپکا رہا ہے

تفسیر ایں حدیث کہ مثل اُمّی گمشل سفینۂ نوح من
اس حدیث کی تفسیر کہ میری امت کی مثل حضرت نوح کی کشتی کی سی ہے جو
تَمَسَّکَ بِهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرِقَ

اس سے وابستہ ہوا وہ بچا اور جو اس سے چھڑا وہ ڈوبا

بہر ایں! فرمود پیغمبر کہ من
اسی لئے پیغمبر نے فرمایا ہے کہ میں
ماو اصحابیم چوں کشتی نوح

ہم اور ہمدے ساہی حضرت نوح کی کشتی کی طرح ہیں
چونکہ باطنی تو دور از زشتی
جبکہ تو شیخ کے ساتھ ہے برائی سے دور ہے

در پناہ جانِ جاں بخشے توئی
تو جان بچنے والے کی جان کی پناہ میں ہے
مکسل از پیغمبر لیا م خویش

اپنے زمانے کے پیغمبر سے جدا نہ ہو
گرچہ شیریں چوں روی رہ بلیل
اگرچہ شیرین ہے جب تو بغیر رہنما کے راستہ طے کرے گا

ہیں مہر لا کہ بایر ہائے شیخ
خبردار شیخ کے ہول کے بغیر پرواز نہ کر
یک زمانے موج لطفش بل تست

ایک وقت اس کی مہربانی کی موج تیرا بازو ہے

۱۔ چوں خدا معراج میں انبیاء کے
لئے یہی صورت پیش آتی ہے۔
فرخ۔ تین میل کا فاصلہ۔ صدرا
میدست۔ مجاہدہ کرنے والے کو قیل و
قال کو ترک کر کے عمل میں لگ جانا
چاہیے خدا سے امید ہے کہ وہ مشاہدہ
کی منزل تک پہنچا دے گا۔ گرچہ
سالک بھی آنکھیں بند کر کے قیل
کرے تو منزل تک پہنچ جاتا ہے۔
چشم۔ پلکیں۔ سفینہ۔ کشتی انسان
کشتی میں بیٹھا ہوا ہو تو اگر وہ سو بھی
جائے تب بھی منزل تک پہنچ جائے
گا۔

۲۔ بہر ایں۔ آنحضرت اور صحابہ کرام
کی سیرت پر عمل کر کے ایک انسان
نجات حاصل کر سکتا ہے۔ نوح
کامیابی۔ چونکہ سالک کے لئے شیخ
کی صحبت حضرت نوح کی کشتی کا کام
کرتی ہے۔ سیر۔ طے والا۔ جان
بخشے۔ یعنی شیخ پیغمبر یعنی اس زمانہ
کا شیخ۔

۳۔ گرچہ سالک خواہ کیسا ہی ہو
سلوک بغیر شیخ کے مشکل ہے۔
بائے شیخ۔ یعنی شیخ کی توجہ۔ عون۔
شیخ کی توجہات سے منزل طے ہو
گی۔ یک زمانے۔ شیخ بھی اپنی
صفت جمال کے ساتھ تربیت کرتا
ہے کبھی صفت جلال کے ساتھ تو شیخ
کی نری اور نختی دونوں مدارج کی ترقی کا
سبب ہوتی ہے۔

ہمچو کشتی ام بطوفان زمن
زمانہ کے طوفان میں کشتی کی طرح ہوں
ہر کہ دست اندر زند یا بد قنوح

جو سہذا پلا لے گا، نجات پا جائے گا
روز و شب سیاری و در کشتی
تو دن رات چل رہا ہے اور تو کشتی میں ہے

کشتی اندر خفتہ رہ میروی
تو کشتی میں سویا ہوا ہے راستہ طے کر رہا ہے
تکیہ کم گن برن و برگام خویش

اپنی تدبیر اور اپنے قدم پر بھروسہ نہ کر
ہمچو رو بہ در ضلالی و ذلیل
لہڑی کی طرح گمراہی میں ہیں؟ اور ذلیل ہے

تابہ بنی عون لشکر ہائے شیخ
تاکہ تو شیخ کے لشکروں کی مدد دیکھے
آتش قہرش دی کمال تست

کسی وقت اس کے قہر کی آگ تیری بار بردار ہے

۱۔ قبر و شمع کی محبت اور غصہ دونوں کے اثرات مروت کے لئے مفید ہیں لہذا اثر کے اعتبار سے ایک دوسری کی ضد نہیں ہے چوں خاک یعنی شمع اپنے قبر سے مرید کو متواضع بناتا ہے اور اس میں اخلاق حسنة کا سبزہ اگاتا ہے۔ پر باد یعنی شان و شوکت ملا۔ گبر۔ مثلاً فربہ وصف جلد یعنی خاکساری ایک مرید کی اس روحانی شہابی کو شمع دیکھتا ہے۔ مغز۔ شمع کے ساتھ بے اعتقالاتی فیض سلتا ہے۔

۲۔ چوں۔ یہ حضرت لوئیس قرنی کے قصہ کی طرف اشارہ ہے۔ حضرت لوئیس یمن میں رہتے تھے اور بڑے عاشق رسول تھے لیکن بعض مجبور یوں کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکے تھے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا۔ فینی لا جلد رینح المؤمنین من قبل فینہم نہیں یمن کی جانب سے خدا کی خوشبو سونگھتا ہوں۔ یہ آنحضرت کا فرمان حضرت لوئیس کی خوشبو کے بارے میں تھا۔ نیستی۔ یعنی مقام فنا۔ نے چو معراج۔ بزرگوں کی صحبت میں جو معراج ہوگی وہ ایسی معراج نہ ہوگی جیسی کہ ہوس یا غلبہ کی معراج آسمان تک ہے بلکہ ایسی با معنی معراج ہوگی جیسی کرنے کو معراج حاصل ہو کر اس میں شکر پیدا ہو جاتی ہے۔

۳۔ خوش۔ یعنی یہ فنا کا برحق ایسا ہے کہ اگر تم فنا کا مقام حاصل کر چکو گے تو تمہیں بقا کی طرف لے آئے گا۔ یعنی سیر عروجی کے بعد سیر نزولی ہوگی اور تم پھر اپنی ہستی میں آ جاؤ گے۔ کہو فنا کا مقام حاصل ہو جانے پر سالک دنیا سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ پاکش۔ شمع کی صحبت میں جو سیر ہوتی ہے وہ ایسی ہی ہوتی ہے جس طرح جان معشوق کی طرف پہنچتی ہے۔

قبر! او را ضد لطفش کم شمر
اس کے قبر کو اس کی مہر کی ضد نہ سمجھ
یکدم چوں خاک سبزی می کند
ایک وقت میں وہ تجھے مٹی کی طرح سرسبز کر دیتا ہے
جسم عارف را دہد وصف جماد
سالمک کے جسم کو مٹی کی خاصیت عطا کر دیتا ہے
لیک او بیند نہ بیند غیر او
لیکن وہی اس کو دیکھتا ہے اس کا غیر نہیں دیکھتا ہے
مغز را خالی گن از انکار یار
دست کے انکار سے دماغ کو خالی کر لے
تا یابی بوی خلد از یار من
تا کہ میرے صومٹ کے ذریعہ بہشت کی خوشبو حاصل کر لے
در صف معراجیاں گر بیستی
اگر تو معراج والوں کی صف میں کھڑا ہو گیا
نے چو معراج زمینے تا قمر
گرد کی قمر تک کی معراج کی طرح نہیں
نے چو معراج بخارے تا سما
دھویں کی آسمان تک کی معراج کی طرح نہیں
خوش براتے گشت خجک نیستی
فنا کا گھڑا بہت اچھا برحق بنا
کوہ و دریا ہا مشمس می کند
اس کے سم پہاڑ اور دریاؤں کو چھوتے ہیں
یا بکشد در گشتی و می رو رواں
گشتی میں قدم رکھ اور چلا چل

اتحاد ہر دو میں اند اثر
اثر میں دونوں کی یکسانیت دیکھ
یک زماں پر باد و گزرت می کند
ایک وقت میں ہر شوکت اور عالی قدر بنا دیتا ہے
تا برو روید گل و نسرتین شاد
تا کہ اس پر پھول اور عمدہ گل سیوتی آگے
جو بمغز پاک ندمد خلد بو
بہشت پاک مغز والے کے علاوہ کسی کو خوشبو نہیں دیتی ہے
تا کہ ریحان یابی از گلزار یار
تا کہ تو دست کے چمن سے خوشبو سونگھے
چوں ۲ محمد بوی رحماں از یمن
جیسا کہ آنحضرت نے یمن سے خدا کی خوشبو حاصل کی
چوں بر اوقت پر کشاید نیسی
فنا تیرے لئے برحق کی طرح پر پھیلا دے گی
بلکہ چوں معراج کلکے تا شکر
بلکہ نئے کے شکر بننے تک کی معراج کی طرح
بل چو معراج جینے تا نہا
بلکہ پیٹ کے بچہ کی عقل تک معراج کی طرح
سوئے ہستی آردت گریستی
اگر تو فنا ہے تجھے بقا کی جانب لے آتا ہے
تا جہان حسن را پس می کند
یہاں تک کہ وہ محسوس دینا کو پیچھے چھوڑ دیتا ہے
چوں سوئے معشوق جان جان رواں
جیسا کہ جان معشوق کی طرف جاتی ہے جو روح کی روح ہے



دستِ اِنے وپائے نے رَدِ قَدَم
بغیر ہاتھ اور بغیر پاؤں کے قدیم کی طرف چل
بَر دریدے در سخن پردہ قیاس
یہ تقریر بات میں قیاس کا پردہ پاک کر دیتی
اے فلک برگفت او گوہر بہار
اے آسمان! اس کی گفتگو پر موتی برسا
گر بہاری ۲ گوہر تَشش تا شود
اگر تو موتی برسائے وہ چھ گنا ہو جائے گے
پس نثارے کر: باشا بہر خود
تو تیرا نچھارہ پر خود تیرے لئے ہو گا
ہچمو آں ہدیہ کہ بلیقیس از سبّا
اس ہدیہ کی طرح جو بلیقیس نے سبّا سے

آنچناں کہ تاخت جانہا از عَدَم
جس طرح کہ روحیں عَدَم سے دھڑ آئیں
گر بُودے سَمْعِ سَمْعِ رَا نَعّاس
اگر سننے والے کی سماعت پر لگھ نہ طاری ہوتی
از جہانِ اُو جہانِ شرم دار
اے دنیا! تو اس کے جہان سے شرم کر
جلالت گوئندہ و بینا شود
تیرا بے جان بولنے والا اور دیکھنے والا ہو جائے گا
چونکہ ہر سرمایہ تو صَد شود
بلکہ تیرا ہر سرمایہ سو گنا ہو جائے گا
بر سلیمان می فرستاد اے کیا
حضرت سلیمان کے پاس بھیجا اے عظیم

قصہ ہدیہ فرستادن بلیقیس ۳ از شہر سبّا بسوئے
بلیقیس کا شہر سبّا سے سلیمان کو ہدیہ بھیجنے کا قصہ

سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام

ان پر اور ہمارے نبی پر سلام ہو

ہدیہ بلیقیس چل اُشتر بُدست
بلیقیس کا ہدیہ چالیس لوٹ تھے
چوں بصری سلیمانی رسید
جب وہ قافلہ حضرت سلیمان کے علاقہ میں پہنچا
برسرِ زر تا چہل منزل براند
چالیس منزل تک سونے پر چلتا رہا
بارہا گفتند زر را وا بریم
انہوں نے بارہا کہا سونے کو واہیں لے جائیں
عَرصہ کش خاک زرّہ وہی ست
وہ علاقہ جس کی زمین خالص سونا ہے

بارِ آنہا جملہ خشت زر بُدست
جن کا بوجھ سب سونے کی اینٹیں تھیں
فرشِ آں را جملہ زرِ پختہ دید
اس کا تمام فرش خالص سونے کا دیکھا
تا کہ زر را در نظر آئے نہماند
یہاں تک کہ اس کی نظر میں سونے کی وقعت نہ رہی
سوی مخزن، ماچہ بیکار اندریم
خزانے میں ہم کس بیکار کام میں لگے ہیں؟
زر بہدیہ بردن آنجا ابلیہی ست
وہاں تحفہ میں سونا لے جانا بیوقوفی ہے

۱۔ دست نے۔ اس سیر میں
ہاتھ پاؤں کام میں نہیں آتے اور
یہ سیر ایسی ہے جیسے روح کی سیر
عَدَم سے وجود کی طرف ہوتی
ہے۔ بر دریدے۔ مولانا فرماتے
ہیں کہ یہ عروج و نزول اور فنا و بقا
کی تقریر اس درجہ کی ہے کہ اس
کے بعد کسی عقل و دلیل کی ضرورت
نہ ہو اگر سننے والا ہوش و حواس
سے اس کو سن لے۔ نَعّاس۔
ادگھ۔ اے فلک۔ یہ اس قدر پر
حقائق تقریر ہے کہ اس پر آسمان کو
موتی برسانے چاہیں اور عالم
ظاہر کو اس عالم معنی سے شرم آتی
چاہیے۔

۲۔ گر بہاری۔ گوہر شاری میں
خود آسمان کا فائدہ ہے اس کے
موتی چھ گنا ہو جائے گا اور اس کی
بے جان مخلوق گویا اور بینا بن
جائے گی۔ پس۔ مرید جس قدر
بھی اعتقاد کے موتی برسائے گا
اس میں خود اس کا فائدہ ہے اب
اسی مناسبت سے مولانا بلیقیس کا
قصہ نقل کرتے ہیں۔

۳۔ بلیقیس۔ یہ یمن میں شہر سبّا
کی ملکہ تھیں حضرت سلیمان کو
انہوں نے ہدیہ بھیجا تھا۔ چل۔
چالیس۔ خشت زر۔ سونے کی
اینٹیں۔ زر پختہ۔ خالص سونا۔
برسرِ زر۔ حضرت سلیمان کے
معجزے سے ایسا ہوا تھا۔ آب۔
روغن۔ گفتند۔ یعنی ہدیہ لانے
والوں نے کہا۔ مخزن۔ یعنی
حضرت بلیقیس کا خزانہ۔ زرہ۔
دہی۔ خالص سونا۔ ابلیہی۔
بیوقوفی۔

۱ عقل ہدیہ۔ یعنی اللہ کے معاملہ میں عقلی باتیں اپنی ہی بیکار ہیں جیسا کہ حضرت بلقیس کا ہدیہ۔ واپس کشید۔ یعنی ہدیہ لانے والے شرمندہ ہوئے اور انہوں نے ہدیہ واپس لے جانا چاہا۔ باز گفتند۔ یعنی پھر انہوں نے آپس میں کہا کہ ہمیں ہدیہ کے اچھے اور برے ہونے سے کوئی بحث نہ ہونی چچا ہے ہم تو حکم کے تابع ہیں۔ فرماندہ۔ حاکم۔ گر بفرمائید۔ یعنی اگر حضرت سلیمان قبول نہ کریں گے۔ رواں۔ دوسرا لفظ پہلے لفظ کی تاکید ہے۔ سلیمان جہاں۔ یعنی شاہ جہاں

۲ خندہ۔ حضرت سلیمان اس مال کو دیکھ کر ہنسے اور فرمایا میں نے صرف ایمان طلب کیا ہے مال طلب نہیں کیا ہے۔ مزید۔ یعنی مال۔ من نمی گویم۔ حضرت سلیمان نے فرمایا اَنَسُونَسْنِ مُسْلِمِیْنِ میرے پاس مسلمان ہو کر آ جاؤ گے تو ہدیہ یعنی مسلمان ہو جاؤ گے تو ہدیہ دینے کے قابل بن جاؤ گے۔ کہ۔ میں دنیا کی دولت کے ہدیوں سے بے نیاز ہوں خدا نے مجھے ایسی دوئیں عنایت کر دی ہیں کہ کوئی انسان حاصل کرنا تو درکنار ان کی آرزو بھی نہیں کر سکتا۔

۳ می پرستید۔ چونکہ سورج کی شعاعوں سے کانوں میں سونا بنتا ہے اس لئے تم سورج کی پرستش کرتے ہو۔ تمہیں تو اس خدا کو پوجنا چاہیے جس نے سورج کو بنایا ہے۔ خوار کردہ۔ تمام کائنات اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے بنائی ہے تو وہ انسان کی خادم ہے نہ کہ معبود ایسی چیزوں کو پوجنا انسان کا اپنے آپ کو ذلیل کرنا ہے۔

اے بے بردہ عقل! ہدیہ تا الہ
اے عقل کا ہدیہ اللہ کی جانب لے جانے والے
چوں کساد ہدیہ آنجا شد پدید
جب تحفہ کا گھٹیا پن وہاں کھل گیا
باز گفتند از کساد و از روا
پھر انہوں نے کہا گھٹیا پن اور بڑھیا پن سے
گر زرو گر خاک مارا بردنی ست
خولہ سونا ہے خولہ مٹی ہمیں لے جانا ہے
گر بفرمائید کہیں واپس برید
اگر وہ حکم دیں کہ اس کو واپس لے جاؤ
امر و فرماں را ہی باید شنید
حکم اور فرمان کو سننا چاہیے
خوش رواں گشتند با ہدیہ رواں
ہدیہ کے ساتھ تیزی سے روانہ ہو گئے
خندہ آتش آمد چوں سلیمان آں بدید
جب حضرت سلیمان نے وہ دیکھا ان کو ہنسی آئی
من نمی گویم مرا ہدیہ دہید
میں نے نہیں کہا کہ مجھے ہدیہ دے
کہ مرا از غیب نادر ہدیہ ہاست
کیونکہ میرے لئے غیب سے انوکھے ہئے ہیں
می پرستید اخترے کو زر گند
تم ستارے کو پوجتے ہو کیونکہ وہ سونا بناتا ہے
می پرستید آفتاب چرخ را
تم آسمان کے سورج کو پوجتے ہو

عقل آنجا کمترست از خاک راہ
وہاں عقل راستہ کی مٹی سے بھی کم ہے
شرمساری شاں ہی واپس کشید
شرمنگی نے ان کو واپس لوٹایا
چست بر ما بندہ فرمانیم ما
ہمیں کیا ہم تو حکم کے غلام ہیں
امر فرماندہ بجا آورد نیست
حاکم کا حکم بجا لانا ہے
ہم بفرماں تحفہ ربار آورید
حکم ہی سے تحفہ واپس لے آؤ
تا بد آنجا ہدیہ را باید کشید
وہاں تک ہدیہ کو لے جانا چاہیے
تا تحت آں سلیمان جہاں
اس شہ جہاں کے تخت کی جانب
کز شام من کے طلب کردم مزید
میں شام سے مزید ایمان کے علاوہ کب طلب کیا تھا؟
بلکہ گفتم لائق ہدیہ شوید
بلکہ میں نے کہا کہ ہدیہ کے لائق بنو
کہ بشر آں را نیارد نیز خواست
کہ انسان کی ان کی تمنا بھی نہیں کر سکتا
رُو باو آرید کو اختر گند
تم اس کی طرف رخ کرو جو ستارہ بناتا ہے
خوار کردہ جان عالی نرغ را
تم نے گرافندہ جان کو ذلیل کر دیا



آفتاب از اُسر حق طَبَاحِ اِماست
سورج خدا کے حکم سے اُسر ہوا چمک رہا ہے
آفتاب گر بگیرد چوں گنی
تیرا سورج گہن میں آ گیا تو تو کیا کرے گا؟
نے بدرگاہِ خدا آری صُدا
کیا خدا کے دربار میں اس دوسرے کو پیش نہ کرے گا؟
گر گُشندت نیم شب خورشید گو
اگر تجھے آئی رات میں قتل کریں سورج کہہ ہے؟
حادثاتِ اغلبِ شب وقع شود
حادثے عموماً رات میں ہوتے ہیں
سوی حق گر راستانہ خم شوی
گو اگر سچائی ہے اللہ تعالیٰ کی جانب جھکے
چوں شوی محرم کشایم با توجب
جب تو محرم بن جائے میں تیرے سامنے لب کشائی کروں گا
جو روانِ پاک اورا شرق نے
پاک روح کے سوا اس کا مشرق نہیں ہے
روزِ آں باشد کہ او شارِق شود
دن وہ ہوتا ہے جب وہ طلوع کر آئے
چوں نماید ذرّہ پیشِ آفتاب
جس طرح ذرہ سورج کے سامنے نظر آتا ہے
آفتابے را کہ رُخشاں می شود
وہ سورج کہ جب وہ چمکتا ہے
ہمچو ذرّہ بینیش در نورِ عرش
تو عرش کے نور میں اس کو ذرہ جیسا دیکھے گا

اہلبی باشد کہ گویم او خداست
میں اس کو خدا کہوں تو حماقت ہو گی
آں سیاہی زو تو چوں بیروں گنی
تو اس کالک کو اس سے کیسے ہٹائے گا؟
اِس سیاہی را بَر وا دہ شُعاع
کہ اس کالک کو دور کر دے شعاع واپس کر دے
تا بنالی یا اَماں خواہی ازو
تاکہ تو اس سے فریاد کرے یا امان چاہے
واں زماں مَعْبودِ تو غائب یو
اس وقت تیرا خدا غائب ہوتا ہے
وارہی از اختراں محرم شوی
تو ستاروں سے نجات پا جائے محرم راز بن جائے
تابہ بنی آفتابے نیم شب
تاکہ تو آئی رات میں سورج دیکھ لے
در طلعش روز و شب را فرق نے
اس کے طلوع کے لئے دن رات کا فرق نہیں ہے
شب نماند شب چو اُوبارِق شود
جب وہ چمکتا ہے رات رات نہیں رہتی ہے
خود چُخاں باشد دراں اَنوارِ پاک
ان پاک تجلیوں میں سورج ایسا ہی ہوتا ہے
دیدہ پیشش کند و حیراں می شود
آنکھیں اس کے سامنے خیرہ اور حیران ہو جاتی ہیں
پیشِ نورِ بیحدِ موفورِ عرش
عرش کے بے حد اور گھنے نور کے مقابلہ میں

۱۔ طباخ۔ پکانے والا سورج
کی شعاعوں سے کھیتیاں اور تمام
پھل پکتے ہیں۔ گر بگیرد۔ سورج
گرہن میں آتا ہے تو ایسی ناقص
اور مجبور چیز کو پوجنا کیا عقلمندی
ہے۔ نے بدرگاہ۔ گرہن کے دور
کرنے کے لئے تو خدا سے دعا
کرتا ہے تو ایسی بے بس مخلوق کو
پوجنے سے کیا فائدہ۔

۲۔ گر گُشندت۔ رات کو
سورج غائب ہوتا ہے تو رات
میں اگر مصیبت آئی تو کس کو
پکارے گا۔ رات ہی میں عموماً
حوادث پیش آتے ہیں۔ سوی
حق۔ مخلوق کو چھوڑ کر اگر تو خالق
کے سامنے سجدہ ریز ہو گا تو
مصائب سے نجات پالے گا اور
کائنات کا محرم راز بن جائے
گا۔ چوں شوی۔ جب تو محرم راز
بن جائے گا تو میں تجھے اسرار
بتاؤں گا پھر تجھے اس سورج کا
مشاہدہ ہو گا جو آدمی رات میں بھی
موجود ہے۔ جز۔ اس کا مظہر
صرف پاک روح ہے اور وہ ہر
وقت موجود ہے۔

۳۔ روز۔ دنیاوی دن کوئی چیز
نہیں دن تو وہ ہے جب وہ
آفتاب حقیقت طلوع کرے اگر
وہ رات میں بھی تجلی ڈال دے تو
رات رات نہیں رہتی۔ چوں۔
جس طرح دنیاوی سورج کے
مقابلہ میں ذرہ بے حقیقت ہے
اسی طرح آفتاب حقیقت کے
مقابلہ میں یہ سورج بے حقیقت
ہے۔ آفتابے۔ یہ دنیاوی سورج
جو نگاہوں کو خیرہ کرتا ہے نور عرش
کے مقابلہ میں ذرہ اور خوار و
مسکین اور ناچیدار ہے۔



دیدہ را قوت شدہ از کر دگار
آنکہ کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے قوت حاصل ہو گئی ہے
بر دُ خاں افتاد و گشت آں اخترے
ہوئیں پر پڑی اور وہ ستارہ بن گیا
بر ظلامے زد بگردش آفتاب
تاریکی پر پڑی اس کو سورج بنا دیا
بست چندیں خاصیت را بر زحل
زحل ستارے میں اس قدر خاصیتیں پیدا کر دیں
ہم بریں مقیاس اے طالب بدال
اے طالب! اسی پیمانے سے سمجھ لے
دیدہ ربانی جوی و بیاب
خلیٰ آنکہ تلاش کر اور حاصل کر لے
شعشعات آفتاب با شرر
چنگاریوں بھرے سورج کی شعاعیں
نار پیش نور بس تازی بُود
آگ نور کے سامنے بہت تاریک ہو جاتی ہے

خوار و مسکین بنی اورا بے قرار
تو اس کو ذلیل اور مسکین اور نہ ٹھہرنے والا دیکھے گا
کیمیائے کہ از ویک مائرے
وہ کیمیا جس کا ایک اثر ہے کہ
نادر اکسیرے کہ از وے نیم تاب
وہ عجب اکسیر کہ اس کی آگهی چمک
بوالعجب مینا گرے کز یک عمل
وہ کیمیا گر عجیب ہے کہ ایک عمل سے
باقی ۲ اختر ہائے و گوہر ہائے جاں
بقیہ ستاروں اور جان کے جواہر کو
دیدہ حسی زبون آفتاب
حسی آنکہ سورج سے مغلوب ہے
تا زبوں اگر دود بہ پیش آں نظر
تاکہ اس نظر کے سامنے مغلوب ہو جائیں
کاں نظر نوری وایں ناری بُود
کیونکہ وہ نظر نوری اور یہ ناری ہوتی ہے

۱ دیدہ۔ اس قدر شدید نور کو دیکھنے کی خدا طاقت عطا فرمادیتا ہے اور انسان اس کا مشاہدہ کر لیتا ہے۔ کیمیائے۔ وہ آفتاب حقیقت ایسی کیمیا ہے کہ اس کے اثر سے دھواں سورج بن گیا۔ قرآن پاک میں مذکور ہے کہ ایک مادہ دھوئیں کی شکل میں تھا جس سے آسمان بنایا گیا ہے تو ظاہر ہے اسی سے آسمانی کائنات بھی بنی ہے۔ نادر۔ یہ خدا کی کیمیا گری ہے کہ اس نے دھوئیں سے سورج بنادیا۔ مینا گر۔ کچھ بنانے والا چونکہ آسمان کالج کی طرح صاف و شفاف ہے اس لئے یہاں لفظ مینا گر سے اللہ تعالیٰ کا استعارہ کیا ہے۔ زحل۔ یہ ستارہ سب ستاروں سے بلند سا تو اس آسمان پر ہے۔ ۲ باقی۔ جس طرح آسمان اور سورج اللہ تعالیٰ کی کارگیری سے بنے ہیں اسی طرح روح کے موتیوں کو بھی سمجھ لو۔ دیدہ حسی۔ جسمانی آنکہ تو اس سورج کو بھی نہیں دیکھ پاتی ہے۔ مشاہدہ حق کے لئے ربانی آنکہ کی ضرورت ہے۔ تازیوں۔ جسمانی آنکہ سورج سے مغلوب ہے ربانی آنکہ سے سورج مغلوب ہو جاتا ہے۔ شعشعات۔ شعاعیں۔ کاں نظر۔ ربانی آنکہ نورانی ہے اور جسمانی آنکہ تاریک ہے نار نور کے بالمقابل تاریک ہو جاتی ہے۔

۳ کرامات۔ شیخ عبد اللہ مغربی نے فرمایا

مغربی کی اس کرامت سے ربانی آنکہ کے حالات بیان کئے ہیں۔ شعی۔ یعنی رات پنا اور اندھیرا۔ اعتدال۔ یعنی روحانی اعتدال۔ صوفیوں نے بیان کیا ہے کہ ان کو آزمانے کے لئے ہم آدھی رات میں ان کے پیچھے چل پڑے۔ دنبال۔ پیچھے۔

کرامات ۳ و نور شیخ
عبد اللہ مغربی قدس سرہ

کرامات ۳ و نور شیخ
عبد اللہ مغربی قدس سرہ

شصت سال از شب ندیم من شعی
ساٹھ سال سے میں نے رات کی تاریکی نہیں دیکھی
نے بروز و نے بہ شب از اعتدال
اعتدال کی بدولت نہ دن میں نہ رات میں
شب ہی رفیم در دُنبال او
ہم رات کو ان کے پیچھے چلے

گفت عبد اللہ شیخ مغربی
شیخ عبد اللہ مغربی نے فرمایا
من ندیم ظلمتے در شصت سال
میں نے ساٹھ سال میں کوئی تاریکی نہیں دیکھی
صوفیاں گفتند صدق قال او
صوفیوں نے کہا ہے کہ ان کی بات کی تصدیق کے لئے



دربیا بانہائے پُر از خار و گوا
گرمیوں اور کانٹوں سے بھرے جنگلوں میں
رُوی پس ناکردہ میگفتے شب
رات میں منہ موڑے بغیر کہتے تھے
باز گفتم بعد یک دم سُوئی است
پھر تھوڑی دیر کے بعد کہتے دایں جانب
روز گشتہ پلّی بوش گشتہ ما
دن نکلے ہم ان کے پاؤں چومنے والے ہو گئے؟
روز گشتہ پاش را پائے بوس
دن نکلے ان کے پاؤں چومنے کی وجہ سے
نے ز خاک ہونے ز گل بروے اثر
ان پر نہ خاک کا نشان تھا نہ مٹی کا نشان
مغربی را مشرقی کردہ خدای
اللہ تعالیٰ نے مغربی کو مشرقی بنا دیا تھا
نورِ ایں شمسِ شمسِ فارسِ ست
ستاروں کے اس سورج کا نور تیز رہا ہے
چوں نباشد حارسِ آں نورِ مجید
وہ نورِ اعظم کیوں نگہبان نہ ہو گا؟
تو بنورِ او ہمیں رو در اماں
تو اہمینان سے اس کے نور کے ساتھ چلا جا
پیشِ سپہشتِ می رو و آں نورِ پاک
وہ پاک نور تیرے آگے آگے چلے گا
یَوْمَ لَا يَخْزِي النَّبِيَّ رَأْسُ دَال
یَوْمَ لَا يَخْزِي لَبْسِي کو ج سمجھ

اُوچو ماہ بدر مارا پیش رو
وہ چودھویں کے چاند کی طرح ہم سے آگے تھے
ہیں گو آمد میل گن در سُوئی چپ
خبردار! گڑھ آگیا بائیں جانب مڑ جا
میل گن زیرا کہ خلدے پیشِ پاست
مڑ جا کیونکہ پاؤں کے نیچے کانٹا ہے
زانکہ بُو دَش پاک از گل ہر دوپا
کیونکہ ان کے دونوں پاؤں مٹی سے صاف تھے
گشتہ پاپائش چو پاپائے عروس
ان کے پاؤں لہن کے پاؤں کی طرح تھے
نَز خراش خار و آسیبِ حجر
نہ کانٹے کی خراش کا (نشان تھا) اور نہ پتھر کی چوٹ کا
کردہ مغرب را چو مشرقِ نورِ زای
مغرب کو مشرق کی طرح نور پیدا کرنے والا بنایا تھا
روزِ خاص و عام را اُو حارسِ ست
عوام و خواں کے دن کا وہ نگہبان ہے
کہ ہزاراں آفتاب آرد پدید
جو ہزاروں سورج پیدا کر دے
درمیلِ اژدہا و کژدماں
اژدہوں اور پچھوؤں میں
می گند ہر رہزن نے را چاک چاک
وہ ہر رہزن کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے
نورِ یَسْعٰی بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ بَخْوَال
نورِ یَسْعٰی بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ پڑھ لے

۱۔ گو۔ گڑھا۔ بدر۔ چودھوی کا
چاند۔ رُوی۔ یعنی وہ تاریک
رات میں آگے آگے چل رہے
تھے اور بغیر منہ موڑے پیچھے چلنے
والوں کو گڑھے اور کانٹے سے
بچنے کی ہدایت کر رہے تھے یعنی
ان کو نیچے کی چیزیں بھی
اندھیرے میں نظر آ رہی تھیں۔
روز گشتہ۔ یعنی دن نکلنے پر ہم نے
ان کی مزید کرامت یہ دیکھی کہ ان
کے پاؤں پر مٹی بھی نہ لگی تھی تو ہم
نے ازراہ عقیدت اس کے پاؤں
چومے۔

۲۔ نے ز خاک۔ ان کے
پاؤں پر کانٹے اور پتھر کا کوئی
نشان نہ تھا حالانکہ وہ کانٹوں اور
پتھروں پر چلے تھے۔ مغربی۔ یعنی
مغرب کا رہنے والا جہاں سورج
کی روشنی نہیں ہے۔ مشرقی۔ یعنی
مشرق کا رہنے والا جہاں سورج
کی روشنی پھیلی ہوئی ہے۔
مغرب۔ غروب آفتاب کے صدا
اندھیرا ہو جاتا ہے۔
مشرق۔ طلوع آفتاب کے بعد
روشنی پھیل جاتی ہے۔ شمس۔
یعنی ستارے۔ فارس۔ تیز و
حارس۔ نگہبان۔ نور مجید۔ ذات
حق۔ بنور او۔ یعنی نور حق

۳۔ پیش۔ خدائی نور سالک
کے آگے آگے چلتا ہے اور اس کو
مہلکات سے بچاتا ہے۔ یوم۔
قرآن پاک میں ہے یَوْمَ
لَا يَخْزِي اللّٰهَ النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا مَعَهُ نُوْرٌ هُمْ يَسْعٰوْنَ
بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ
يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اٰتِنَا نُوْرًا
یہ وہ دن ہوگا جبکہ اللہ پیغمبر کو اور

ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے رسوا نہ کرے گا ان کے ایمان کی روشنی ان کے آگے آگے اور ان کے
دائیں جانب چل رہی ہوگی وہ دعائیں کرتے جاتے ہوں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہماری اس روشنی کو ہمارے لئے
آخر دم تک قائم رکھ

گر چہ اگر دد در قیامت آں فزوں
از خدا اینجا بخواہید آز موں
وہ نور اگرچہ قیامت میں بڑھ جائے گا
آزمائے کے لئے یہاں بھی خدا سے مانگ لو
کو بہ بخشد ہم بمیخ وہم بماغ
نورِ جاں واللہ اعلم بالبلاغ
کیونکہ وہ اند کو بھی اور کبر کو بھی بخشتا ہے
جان کا نور اور خدا پہچانے کو زیادہ جانتا ہے

باز گردا نیدن سلیمان علیہ السلام رسولان بلقیس را با آں
حضرت سلیمان علیہ السلام کا بلقیس کے قاصدوں کو مع ان بدیوں کے جو وہ
بدیہا کہ آورده بودند سوئے بلقیس و دعوت سلیمان بلقیس
لائے تھے واپس کر دینا بلقیس کی جانب اور حضرت سلیمان کا بلقیس کو ایمان لانے
رہا ایمان و ترک آفتاب پرستی
اور سورج پرستی کے چھوڑنے کی دعوت دینا

۱۔ گرچہ۔ اگرچہ اس نور میں
قیامت میں اضافہ ہو گا لیکن
یہاں بھی اس کے اضافہ کی دعا
کر کے دیکھو۔ کو۔ کیونکہ جب وہ
غیر جان دار چیزوں کو نور عنایت
کر دیتا ہے تو اشرف والمخلوقات کو
کیوں عطا نہ کرے گا۔ نخل۔
شرمندہ ہدیہ لانے والے حضرت
سلیمان کے یہاں سونے کی ار
زانی کو دیکھ کر سونے کا ہدیہ دینے
پر شرمندہ ہو رہے تھے۔ دل۔ اللہ
تعالیٰ کے دربار میں سونے
اور چاندی سے کام نہ چلے گا دل
کی سلامتی کام آئے گی۔

۲۔ ایں زر من۔ یعنی یہاں سے
اور سونا لے جاؤ تا کہ تمہاری حرص
کی تسکین ہو۔ کوری تن۔ جسم کی
بے بصیرتی کو اپنے آپ سے دور
کر کے کسی گندی جگہ پھینک دو۔
فرج استر۔ نخری اگر حاملہ ہو
جائے تو بچہ کی پیدائش میں عموماً
مر جاتی ہے لہذا اس کی شرمگاہ پر
سونے کا حلقہ ڈال دیا جاتا تھا
تا کہ وہ حاملہ نہ ہو سکے۔ عاشق۔
عاشق کی کمزوری اور چہرے کی
زردی اس کی زینت ہے۔ کو۔
عاشق کے چہرے کی زردی خدا
کی نظر گاہ ہے اور سونے کی کان
سورج کی نظر گاہ ہے جس کی وجہ
سے کان میں سونا تیار ہوتا ہے لہذا
عاشق کے چہرے کی زردی بدر
جہا افضل ہے۔

۳۔ گرفت من۔ ایمان کی پابندی
جہاد کا حملہ ان دونوں معنی کے اعتبار
سے شعر کا ترجمہ کیا جاسکتا ہے۔ فتنہ
دانہ دانہ کا دیوانہ یعنی وہ پرند جو دانہ
کے لالچ میں ہے اگرچہ وہ

باز گر دیدای رسولان نخل
اے شرمندہ قاصد! واپس ہو جاؤ
ایں زر من بر سر آں زر نہید
میرے اس سونے کو اس سونے پر رکھ دو
فرج استر لائق حلقہ زر ست
نخری کی شرمگاہ سونے کے کڑے کے لائق ہے
کہ نظر گاہ خداوندست آں
کیونکہ وہ خدا کی نظر گاہ ہے
گو نظر گاہ شعاع آفتاب
کجا سورج کی شعاع کی نظر گاہ؟
از گرفت من ز جاں اسپر کنید
میری گرفت سے جان کی ڈھل بنا لو
مرغ فتنہ دانہ بر بام ست او
دانہ کا عاشق پرند بالاخانہ پر ہے
زر شمار دل بما آرید دل
سونا تمہارا ہے ہمارے لئے دل لاؤ دل
کوری تن فرج استرا وہید
جسم کے اندھے پن کو نخری کی شرمگاہ کے حوالے کر دو
زر عاشق زوی زرد و صفرست
عاشق کا سونا زرد اور پیلا چہرہ ہے
کہ نظر انداز خورشیدست کان
کان سورج کی نظر گاہ ہے
کو نظر گاہ خداوند لباب
کجا علقوں کے آقا کی نظر گاہ؟
گرچہ اکنوں ہم گرفتار منید
اگرچہ اب بھی تم میری گرفت میں ہو
پر گشادہ بستہ دام ست او
پر کھلے ہوئے وہ جال میں پھنسا ہوا ہے

بالا خانہ پر پرکھلا بیٹھا ہے لیکن انجام کے اعتبار سے وہ جال میں پھنسا ہوا ہے یہ شعر پہلے شعر کے دوسرے
مصرع کی تشریح ہے۔

چوں بداندہ داد او دل را بجاں
چونکہ اس نے دل کو جان سے دانہ کو دیدیا ہے
آں نظر کہ سوئے دانہ می گند
وہ نگاہ جو وہ دانہ پر ڈالتا ہے
دانہ گوید گر تو می دزدی نظر
دانہ کہتا ہے کہ اگرچہ د نظریں چراتا ہے
چوں کشانید آں نظر ایں سو ترا
جب تجھے اس نظر کے اس جانب کھینچ لیا
چوں کشیدت آں نظر اندر نیم
جب تجھے وہ نظر میرے پیچھے لگا دی ہے

۱۔ آں نظر۔ اس کی لپٹائی ہوئی نظر
داصل اس کے پاؤں کی گرہ ہے۔
دانہ۔ وہ دانہ کو زردیدہ نظروں سے دیکھ
رہا ہے۔ اور وہ دانہ اس کے صبر و قرار کو چرا
رہا ہے۔ چوں۔ جب لپٹائی نظر پرند کو
دانہ کی جانب کھینچ لائی ہے تو پرند کو سمجھنا
چاہیے کہ شکری اس سے غافل نہیں
ہوگا۔ اس کو چھاس لگا۔

۲۔ قصہ۔ پرند جس طرح یہ سمجھتا
ہے کہ وہ شکری کی غفلت سے فائدہ
اٹھا کر دانہ کھا جائے گا اور خود بچھس جاتا
ہے اسی طرح اس قصہ میں خریداریہ
سمجھ رہا ہے کہ وہ کاندلہ کی غفلت سے
فائدہ اٹھا رہا ہے حالانکہ وہ خود اپنا
نقصان کر رہا ہے۔ گل سرشوی۔ وہ مٹی
جسے مل کر سرسویا جاتا ہے جیسا کہ
ہندوستان میں ملاتی مٹی ہے۔ گل خواہ
وہ مٹی کھانے والا۔ ابلوچ۔ سفید شکر

۳۔ طراز۔ زبان ہزار جیب تراش
ٹھک۔ وہ دل۔ منافق چونکہ وہ مٹی
کے پاؤں کے ذریعہ کم تولتا تھا۔
گفت۔ عطار نے کہا ترازو کے بڑے
پتھر کی بجائے مٹی کے ہیں۔ ہنکے۔
خریدار نے کہا مجھے قند کی ضرورت
ہے۔ مجھے منوں سے کیا بحث ہے جیسے
بھی ہوں۔

قصہ ۲ عطارے کہ سنگ ترازوی او از گل سرشوی بود و
اس عطار کا قصہ کہ جس کی ترازو کا ہات ملانی مٹی کا تھا اور
دزدیدن مشتری گل خواراں گل ہنگام سنجیدن شکر و
شکر تولنے کے وقت مٹی کھانے والے خریدار کا اس مٹی میں سے چوری کرنا
دیدن عطار آں را و نادیدہ کردن

اور عطار کا اس کو نہ تھانوان دیکھا کر دینا

پیش عطارے کیے گلخوار رفت
ایک عطار کے پاس ایک مٹی خود گیا
پس بر عطار طراز دو دل
اس منافق چالاک عطار کے پاس
گفت عطارے جواں ابلوچ من
عطار نے کہا اے جوان! میری شکر
لیگ گل سنگ ترازوی منست
لیکن میری ترازو ہات مٹی کے ہیں
گفت ہستم در مئے قند جو
اس نے کہا میں ایک ضرورت میں شکر کی جستجو میں ہوں

تاخرد ابلوچ و قند خاص وزفت
تاکہ سفید خاص قند عمدہ خریدے
موضع سنگ ترازو بود گل
ہات کی بجائے مٹی تھی
ہست نیکو بے تکلف بے سخن
بلا مبالغہ لا کلام عمدہ ہے
گر ترا میل شکر بخردن مست
اگر تجھے خریدنے کی خواہش ہے
سنگ میزاں ہر چہ خواہی باش گو
ترازو کے ہات جو بھی ہو

گفت با خود پیش آنکہ گل خورست

پھر اس نے اپنے دل میں کہا مٹی کھانے والے کتے

ہمجو آں دلالہ کو گفت اے پسر

اس دلالہ کی طرح جس نے کہا اے بیٹا!

سخت زیبا لیک ہم یک چیز ہست

بہت خوبصورت ہے لیکن ایک بات یہ بھی ہے

گفت بہتر آنچنین خود گر بود

اس نے کہا اگر ایسا ہے تو بہت بہتر ہے

گر نداری سنگ و سنگت از گل ست

اگر تیرے پاس پتھر نہیں ہے وہ تیرا باٹ مٹی کا ہے

اندر آں کفہ ۲ تر ازو ز احداد

تر ازو کے پلڑے میں اعتاد کے ساتھ

پس برائے کفہ دیگر بدست

پھر دوسرے پلڑے کے لئے ہاتھ سے

چوں نبودش تیشہ او دیر ماند

چونکہ اس کے پاس کھریا نہ تھا وہ دیر تک ٹھہرا رہا

رویش آں سو بود گل خورنا شکفت

اس کا رخ اس طرف تھا بے صبری خود نے

ترس ۳ ترساں کہ نیاید ناگہاں

ڈرتے ڈرتے کہ وہ اچانک نہ آ جائے

دید عطار آن و خود مشغول کرد

عطار نے اس کو دیکھا اور اپنے آپ کو مشغول کر دیا

گر بدزدی از گل من می بری

اگر تو چرا کر میری مٹی میں سے لے جا رہا ہے

تو ہی ترسی زمن لیک از خری

تو مجھ سے ڈر رہا ہے لیکن گدھے پن سے

سنگ چہ بود گل ز شکر بہتر ست

پتھر کیا ہوتا ہے مٹی شکر سے بھی بہتر ہے

نو عرو سے یاقم بس خوب فر

میں نے ایک نئی لہن بہت شاندار ڈھونڈ لی ہے

کاں ستیرہ دختر حلوا گریست

کہ وہ پردہ نشین حلوائی کی بیٹی ہے

دختر او چرب و شیریں تر بود

اس کی لڑکی خوب چکنی اور مینھی ہو گی

ایں بہ وہ گل مرا میوہ دل ست

یہ بہتر اور خوب مٹی میرے دل کا میوہ ہے

او بجائے سنگ آں گل را نہاد

اس نے پتھر کے بجائے وہ مٹی رکھ دی

ہم بقدر آں شکر را می شکست

اس مٹی کی بقدر شکر توڑنے لگا

مُشری را مُنظر آنجا نشاندا

اس نے خریدار کو اس جگہ انتظار میں بٹھا دیا

گل ازو پوشیدہ دزدیدن گرفت

اس سے چھپا کر مٹی چرائی شروع کر دی

چشم او بر من قند از امتحاں

اور اس کی نظر بطور آزمائش مجھ پر پڑ جائے

کہ فزوں تر دزد ہیں اے روی زرد

کہ اے زرد رو! اور زیادہ چرا لے

رو کہ ہم از پہلوی خودی خوری

جا کہ تو اپنا ہی نقصان کر رہا ہے

من ہی خرسم کہ تو کمتر خوری

میں ڈر رہا ہوں کہ تو بہت کم کھا رہا ہے

گل۔ مٹی کھانے والے کے لئے

تو مٹی شکر سے بھی زیادہ مزیدار ہوتی

ہے۔ ہمجو۔ عطار کا ہنوں کی خرابی کو

ظاہر کرنا ایسا ہی تھا جیسا کہ دلالہ نے

لڑکی میں خرابی ظاہر کی جو اس نوجوان

کے لئے اور زیادہ دلچسپی کا باعث بنی۔

حلوا گر۔ حلوائی۔ چرب۔ چونکہ حلوائی

کے یہاں مٹی اور شکر کی کثرت ہوتی

ہے۔ میوہ۔ مٹی کھانے والے کے

لئے مٹی دل پسند چیز ہے۔

۲۔ کفہ۔ ترازو کا پلڑا۔ اعتداد

تیاری کرنا۔ بقدر آں۔ یعنی مٹی کے

وزن کی۔ تیشہ۔ شکر جم گئی ہوگی جس

کے توڑنے کے لئے تیشہ کی ضرورت

ہوتی۔ آنجا۔ یعنی دکان کے اگلے حصہ

میں۔ رویش۔ یعنی دکاندار کا رخ۔

۳۔ ترس ترساں۔ یعنی مٹی خود

دکاندار سے ڈرتا ہوا۔ مٹی چرا رہا تھا۔

دید۔ دکان دار نے اس کو دیکھ لیا لیکن

خود کو اور زیادہ مشغول کر دیا تاکہ وہ مٹی

زیادہ چرائے۔ کیونکہ جس قدر مٹی چرا

لے گا اسی قدر شکر کم چڑھے گی۔ از

پہلوئے خود۔ یعنی اپنا ہی نقصان کر رہا

ہے اس کو شکر کم ملے گی۔

گر چہ مشغول چٹاں احمق نیم
اگرچہ میں مصروف ہوں ایسا بیوقوف نہیں ہوں
چوں بہ بنی مرشکر راز آرمود
جب تو آزا کر شکر کو دیکھے گا
مرغ ازاں دانہ نظر خوش می کند
پند اس دانہ سے نظر کو خوش کر رہا ہے
گر زنی چشم کھلے می بری
اگرچہ تو آنکھ کے گلے سے مزا اٹھا رہا ہے
ایں نظر از دور چوں تیرست و سم
یہ نظر بازی دور سے ہی تیر اور زہر ہے
مال دنیا دام مرغان ضعیف
دنیا کا مال کمزور پرندوں کا جال ہے
تا بدیں ملکہ کہ اودامے ست ثرف
یہاں تک کہ اس سلطنت میں جو کہ ایک گہرا جال ہے
من سلیمان می خواہم ملک تال
میں سلیمان تمہارا ملک نہیں چاہتا ہوں
کایں زماں ہستید خود مملوک ملک
کیونکہ تم اس وقت خود ملک کے غلام ہو
باز گوئے اے اسیر ایں جہاں
اے اس دنیا کے قیدی! انا
اے تو بندہ ایں جہاں محبوب جال
اے تو اس جہاں کا غلام جان کا قیدی ہے

کہ شکر افزوں گشتی تو از نیم
کہ تو مجھ سے بڑھتی شکر لے جائے
پس بدانی احمق و غافل کہ بود
تو سمجھ لے گا احمق اور غافل کون تھا؟
دانہ ہم از دور را ہش می زند
دانہ بھی دور سے اس پر ڈاکہ ڈال رہا ہے
نے کباب از پہلوی خود میخوری
کیا اپنے پہلو کے کباب نہیں کھا رہا ہے؟
عشقت افزوں می شود صبر تو کم
تیرا عشق بڑھتا ہے صبر کم ہوتا ہے
ملک عشقی دام مرغان شریف
آخرت کی سلطنت شریف پرندوں کا جال ہے
در شکار آیند مرغان شگرف
عجیب پرند شکاری میں آتے ہیں
بلکہ من برہانم از ہر ہلک تال
بلکہ میں تمہیں ہر ہلاکت سے چھڑاتا ہوں
مالک الملک آنکہ او بچید ز ہلک
ملک کا مالک وہ ہے جو تباہی سے نجات پا جائے
نام خود کردی امیر ایں جہاں
تو نے اپنا نام شاہ جہاں رکھ دیا ہے
چند گوئی خویش را خواجه جہاں
تو اپنے آپ کو جہاں کا آقا کہہ کرے گا؟

۱۔ گرچہ یعنی میرا دیر کرنا میری
بیوقوفی نہیں ہے بلکہ فائدہ مند ہے۔
چوں۔ جب تو گھر جا کر شکر تو لے لگا تو
پت چلے گا کہ بیوقوف کون تھا۔
مرغ۔ پرندہ دانہ چکنے میں اپنا فائدہ سمجھ
رہا ہے حالانکہ وہی اس کی ہلاکت
جسٹائی لگا۔ چونکہ مصرے مصرع
میں کباب کا ذکر ہے اس لئے اس
مصرع میں آنکھ کے لئے گلے کا
استعمال کیا ہے یعنی ایک شخص کسی
حسین کے ساتھ نظر بازی کرتا ہے تو
بظاہر۔ لطف اندوز ہے لیکن ہمیشہ
کے لئے اپنے لئے پریشانی مول
لیتا ہے۔

۲۔ ایں نظر۔ نظر بازی کا تیر خود نظر
بازی کے لئے تیر ستم ہے اور وہ بھی
زہر بلا حدیث ہے قسطر سہم
مسموم من سہم ایلیس۔ نظر
بازی شیطان کے تیروں میں سے
زہر بلا تیرے۔ مل دنیا۔ دنیا کی
زیر و زنت ضعیف ایمان لوگوں
کا جال ہے مومن آخرت کے دلدادہ
ہوتے ہیں۔ مرغان شگرف۔ یعنی
انہی اوروں کا لالچ۔

۳۔ من سلیمان۔ یہ حضرت
سلیمان کا قصص کو خطاب ہے۔
از ہر ہلک۔ چونکہ ستارہ پرستی میں
ہلاکت ہے کایں زماں۔ دنیا دارانی
دلت کا غلام ہوتا ہے شاہ تو وہ ہے جو
اس کی ہلاکت سے بچ سکے۔ باز
گوئے دنیا دار اپنے آپ کو حاکم اور شاہ
کہتا ہے۔ یہ ایسا ہے جیسا کہ برعکس
نہدائنگی کا نور۔

دلداری کردن و نواختن سلیمان مرآں رسولان را و دفع وحشت و
حضرت سلیمان کا ان قصص کی دلداری کرنا اور نوازنا اور ان کے دل سے تکلیف اور وحشت
آزار از دل ایشان و عذر قبول ناکردن ہدیہ و شرح کردن ایشان
کو دور کرنا ہدیہ قبول نہ کرنے کا عذر اور اس کی ان سے تشریح کرنا

رَدِّ مَنْ بہتر شمارا از قبول
میرا دو کنا تمہارے لئے قبول کرنے سے اچھا ہے
باز گوئید از بیابانِ ذہب
سونے کے جنگل کی بات کہو
وز چنیں ہدیہ چل چوں می شُدید
لو ایسے ہدیہ سے تم کس طرح شرمندہ ہوئے
ما زَر از زَر آفریں آوردہ ایم
ہم سونا پیدا کرنے والے سے سونا لے آئے ہیں
سَر بسر زَر گردد دُر شمیم
پوری سونا اور قیمتی موتی بن جائے
روزِ محشر ایں زمیں را نقرہ گیس
اس زمین کو محشر کے دن چاندی جیسی
خاکیاں را سَر بسر زَریں کنیم
ہم مٹی والوں کو مجسم سونے کا بنا دیتے ہیں
ما شمارا کیسا گرمی کنیم
ہم تمہیں کیسا گرم کر بناتے ہیں
کہ درونِ آبِ گل بس مُلکہاست
کیونکہ دنیا سے باہر بہت سے ملک ہیں

صَدْر پنداری و بر در ماندہ
تو نے صدر مقام سمجھا ہے اور تو دواڑہ پر پڑا ہے
پادشاهی چوں گنی برنیک و بد
ہر اچھے اور برے پر تو پادشاهی کا دعویٰ کیوں کرتا ہے؟
شرم دار از ریش خود اے کثر امید
اے تیری تمنا والے! اپنی داڑھی سے شرما
بے جہانِ خاک صد مُلکش و بد
خدا کی دنیا کے علاوہ اس کو ستمگروں سلطنتیں عطا کرتا ہے

اے رسولائے فرستہ تالِ رسول
اے قاصد! میں تمہیں قاصد بنا کر بھیجتا ہوں
پیشِ بلیقیس اُنچہ دید از عجب
بلیقیس کے سامنے جو تم نے عجب بات دکھی
کہ چل منزل بروی زَر بُدید
کہ چالیس منزل تک تم سونے پر تھے
تا بدانکہ کہ بَزَر طامع نہ ایم
تاکہ وہ سمجھ جائے کہ ہم سونے کے لالچی نہیں ہیں
آنکہ گر خواہد ہمہ خاکِ زمیں
وہ کہ اگر وہ چاہے زمین کی تمام مٹی
حقِ ابرائے آلِ گند اے زَر گزین
اے سونا کو پسند کرنے والے! اللہ تعالیٰ اسی لئے کر دے گا
فارغیم از زَر کہ مائس پر فہیم
ہم سونے سے بے نیاز ہیں کیوں کہ ہم ماہرین ہیں
از شُما کے گدیہ زَر می کنیم
ہم تم سے سونے کی بھیک کب مانگتے ہیں؟
تُرک آں گیرید گر مُلکِ سباست
اس کو چھوڑ دو خولہ سب کا ملک ہو

تختِ پندست آنکہ تختِ خواندہ
جس کو تو نے تخت کہا ہے اور وہ کاٹھ ہے
پادشاهی نیستت بر ریش خود
تیری اپنی داڑھی پر بھی حکومت نہیں ہے
بے مُراد تو شود ریشِ سفید
تیری ریش کے خلاف تیری داڑھی سفید ہو جاتی ہے
مالکِ المُلک ست ہر گش سر نہد
جو اس خدا کے سامنے سر رکھ دے وہ بادشاہ ہے

۱۔ تالِ رسول۔ یعنی اب تم میری
جانب سے قاصد بن کر جاؤ۔
بذمن۔ یعنی میرا ہدیہ کو واپس کرنا
تمہارے لئے مفید ہے تم ایمان لے
آؤ گے۔ پیشِ بلیقیس۔ تم اپنے
واقعات جا کر بلیقیس کو سناؤ اور بتاؤ کہ
چالیس منزل تک تم سونے کی زمین
پر چل کر میرے پاس پہنچے تھے
وز چنیں۔ اور یہی کہو کہ ہمیں سونے کا
ہدیہ پیش کرنے میں شرمندگی ہوئی
تھی۔ تا بدانکہ۔ تاکہ بلیقیس یہ سمجھ
جائے کہ ہم اس کی دولت کے طالب
نہیں ہیں۔

۲۔ حق۔ محشر کے دن زمین
چاندی جیسی کر دی جائے گی اور یہاں
جہ سے ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ظاہر فرمادے
گے کہ ان کے یہاں سونے چاندی
کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔
فارغیم۔ ہم سونے سے بے نیاز ہیں
ہم تو انسان کو ایمان عطا کر کے زریں
بنادیتے ہیں۔ کیسا گرمی مومن مختص
بن جاؤ گے کیسا گرم بن جاؤ گے شعر
کیسا و سیمیا و ریمیا
کس نہاند جز بذاتِ لولیا
تُرک۔ آخرت کے ملکوں کی خاطر دنیا
کی سلطنت کو خیر باد کہو۔

۳۔ تختِ پند۔ قید خانہ لکڑی کا وہ
کند جس میں پاؤں پھنسا کر قید کر
دیتے تھے صدر جس مقام کو صدر
مقام سمجھا ہے وہ دہان کی جگہ ہے۔
ریش۔ تراشہ خود تیری داڑھی پر نہیں
چلا ہے ورنہ تیری منشا کے خلاف
سفید نہ ہوتی۔ مالکِ المُلک۔ اصل
بادشاہت اس کی ہے جو اللہ کے ہمارے
میں سرنیزہ جمکا دے وہ اس کو اس دنیا
کی حکومت کے علاوہ اور حکومتیں عطا
فرماتا ہے۔

لیک ! ذوقِ سجدہ پیشِ خدا
لیکن خدا کے سامنے ایک سجدہ کا ذوق
پس بنالی کہ خواہم مُلکہا
پھر تو رونے لگا کہ میں سلطنتیں نہیں چاہتا ہوں
بادِ شہانِ جہاں از بدرگی
دنیا کے بادشاہوں نے بدطنی کی وجہ سے
ورنہ ادہم وارِ سرگردان و دنگ
ورنہ حضرت ابراہیمؑ کی طرح حیران اور پریشان ہو کر
لیک حق بہرِ ثباتِ ایں جہاں
لیکن اللہ تعالیٰ نے اس جہان کے بقا کے لئے
تاشو و شیریں برایشالِ تختِ دتاج
تاکہ ان کے لئے تخت و تاج شیریں بن جائے
از خراجِ ارجع آری زرِ چوریک
اگر تو خراج سے ریت کی طرح سونا جمع کرے گا
ہمرہ ۲ جانتِ نگر و ملک و زر
سلطنت اور سونا تیری روح کا ساتھی نہ بنے گا
تابہ بنی کایں جہاں چاہیست تنگ
تاکہ تو دیکھ لے کہ یہ دنیا تنگ کنویں ہے
تا بگوید ۳ چوں ز چاہِ آبِی بام
تاکہ جب تو کنویں سے بالا خانہ پر آئے کہے
ہست درچہ انعکاساتِ نظر
کنویں میں نظر کے عکس ہیں
وقتِ بازی کو دکاں را از اختلال
خللِ دماغ سے کھیل کود کے وقت بچوں کو

خوشر آید از دو صد دولتِ ترا
تجھے ۱ سو سلطنتوں سے بھلا معلوم ہو گا
مُلکِ آلِ سجدہِ مسلم گن مرا
اس سجدہ کی سلطنت میرے لئے مقرر فرما دے
یو نبروند از شرابِ بندگی
بندگی کی شراب کی خوشبو نہیں سونگھی
مُلکِ را برہم زدندے بے درنگ
فورا سلطنت کو چھوڑ دیتے
مہرِ شالِ بنہادِ برچشم و دہاں
ان کی آنکھ اور منہ پر مہر لگا دی ہے
کہ ستانیم از جہاں داراںِ خراج
کہ ہم دنیا داروں سے خراج لے رہے ہیں
آخر آں از تو بماندِ مردہ ریک
بالآخر وہ تجھ سے وراثت میں رہ جائے گا
زرِ بدہ سُرْمہ ستالِ بہرِ نظر
سونا دیدے نگاہ کے لئے سرمہ لے لے
یوسفانہ آں رسن آری بچنگ
یوسف اور وہ ری ہاتھ میں پکڑ لے
جان کہ یلبشراہی لیٰ ہذا غلام
روح میرے لئے بشارت ہے یہ لڑکا ہے
کترین آنکہ نماید سنگِ زر
سب سے کم یہ ہے کہ پھر سونا نظر آتا ہے
می نماید آں خوفِ زار و مال
”ٹھیکریاں سونا اور مال نظر آتی ہیں

۱۔ ایک لیکن جب سجدہ کا ذوق
پیدا ہو جائے گا تو سلطنتوں سے بیزار
ہو جائے گا اور خدا سے دعا کرے گا کہ
بس یہی دولت کافی ہے بادشاہان۔
دنیاوی بادشاہ چونکہ بندگی کی مستی سے
ناواقف ہیں اس لئے وہ سلطنت کے
شوق میں مبتلا ہیں اگر وہ واقف ہو
جائے تو حضرت ابراہیمؑ کی طرح
سلطنت پر لات مار دیں ایک حق۔
لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کو دنیا کا نظام
چلانا ہے اس لئے ان کو اس لذت
سے محروم کر دیا ہے اور وہ مکن ہیں کہ ہم
دنیا سے خراج وصول کرتے ہیں۔
خراج ٹیکس۔ مردہ ریک۔ وہ مال جو
ورش میں ملے۔

۲۔ ہمرہ دنیا کی دولت دنیا میں رہ
جانی ہے روح بھڑک جاتی ہے
سرمہ وہ سرمہ حاصل کر لے جس
سے یہ چیزیں بے حقیقت نظر
آئیں۔ یوسفانہ حضرت یوسفؑ کی
کے ذریعے کنویں سے باہر آئے
تھے تو بھی عیالات کی دی کے ذریعہ
دنیا کے کس کنویں سے باہر نکل آ۔
۳۔ تا بگوید جس وقت حضرت
یوسفؑ کنویں سے برآمد ہوئے تھے
تو ذیل نکالنے والی جج اٹھا تھا کہ
خوشخبری ہے یہ تو لڑکا ہے اسی طرح
تیری روح تیرے کنویں میں سے
نکل آنے پر خوش خبری دے گی۔
۴۔ چہ دنیا میں نظر کا فریب ہے کہ دنیا
کی بے حقیقت دولت کو قیمتی دیکھا جاتی
ہے وقت بازی۔ بچے کھیل کود میں
ٹھیکریوں کو روپیہ چیرہ تصور کر لیتے
ہیں۔



عاز فاش! کیمیا گر گشتہ اند تا کہ شد کانہا بر ایشاں توشند
اس خدا کو پہچان جانے والے کیمیا گر بن گئے ہیں حتی کہ ان کے لئے کانیں حقیر ہو گئی ہیں

دیدن درویشے جماعت مشائخ را در خواب و درخواست کردن
ایک درویش کا بزرگوں کے گروہ کو خواب میں دیکھنا اور ان سے بغیر کمالی ک مشغولیت
روزی حلال از ایشاں بے مشغول شدن بکسب کہ از عبادت
کے حلال روزی کی درخواست کرنا کہ میں عبادت کرنے سے رہ جاتا ہوں اور ان کی
می مانم وارشاد کردن ایشاں اُورا بمیوہائے تلخ و ترش کوہی
اس کو کڑوے اور کٹھے پہاڑی پھلوں کی جانب رہنمائی کرنا اور ان بزرگوں
و بروے شیریں شدن آں میوہا بدلت آں مشائخ
کی رہنمائی سے اس کے لئے ان پھلوں کا شیریں بن جانا

آں یکے درویش گفت اندر سمر
ایک درویش نے قصہ میں بتایا
گفتم ایشاں را کہ روزی حلال
میں نے ان سے کہا کہ حلال روزی
مر مرا ۲ سوئے کہستان را ندند
وہ مجھے پہاڑ کی جانب لے گئے
کہ خدا شیریں بکرد آں میوہ را
کہ خدا نے وہ پھل میٹھے کر دیئے ہیں
ہیں بخور پاک و حلال و بے حسد
ہاں پاک اور حلال اور بے حساب کھا
پس مرازاں رزق نطقے رُو نمود
پھر اس رزق سے مجھ میں ایسی قوت گویائی رُضا ہوئی
گفتم میں فتناست سب جہل
میں نے کہا اے دنیا کے پلن ہدا! یہ فتنہ ہے

شد سخن از من دل خوش یافتم
میری قوت گویائی جاتی رہی میں نے مطمئن دل پالیا
چوں انار از ذوق می بشگافتم
ذوق لطف سے میں انار کی طرح کھلتا تھا

۱۔ عارفان۔ جو عارف باللہ ہیں وہ
خود کیمیا گر ہیں ان کی نگاہ میں سونے
کی کوئی وقعت نہیں ہے
آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند
آبا بود کہ گوشہ چشمے بہا کنند
دیدن۔ اس قصہ سے یہ بتانا مقصود
ہے کہ کل اللہ کی نظر میں دنیا کا مال بیچ
ہے اور ان کی ہمت کیمیا کا کام کرتی
ہے۔ سمر۔ قصہ۔ خضریاں۔ وہ لہلہ
جو حضرت خضرؑ کی طرح نگاہوں سے
پوشیدہ ہیں۔ گفتم۔ میں نے ان لہلہ
سے کہا کہ کھانا کھانا تو وہاں ہے ایسی
تدبیر بتا دیجئے کہ مجھے بلا کماے حلال
روزی حاصل ہو جائے۔

۲۔ مر مر۔ وہ لوگ مجھے جنگل میں
لے گئے اور انہوں نے جنگلی پھل
جھاڑے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ
میرے لئے وہ کڑوے کیے پھل
میٹھے ہو جائیں۔ صداع۔ صد
سر۔ ان پھلوں کے کھانے سے
میرے کلام میں وہ شیرینی پیدا ہو گئی
کہ لوگوں پر فریفتہ ہونے لگے۔
۳۔ گفتم۔ لولیا! اللہ کو اپنی شہرت
اور عوام میں مقبولیت ناگوار ہوتی ہے۔
خند خن۔ یعنی وہ لطف کلام کی کیفیت
زکھل ہو گئی جو عوام کی گردید کی کا سبب
تھی اور دل میں ایک جذبہ مسرت پیدا
ہو گیا۔

گفتم ار چیزے نباشد در بہشت! میں نے کہا اگر جنت میں اور کوئی چیز نہ ہوگی
غیر ایں شای کہ دارم در سرشت اس مسرت کے علاوہ جو طبیعت نہ رکھتی ہے
ہیچ نعمت آرزو ناید وگر زیں نپر دازم بجوز و نیشکر اس کو چھوڑ کر میں اخروٹ اور گنے کی طرف توجہ نہ کروں گا
چخے کسی دوسری نعمت کی تمنا نہ ہوگی ماندہ بود از گسب یک دو جبہ ام دوخت در آستین جبہ ام
کمالی میں سے میری ایک دوسری خچ گئی تھی جس کو میں نے جبہ کی آستین میں سی لیا تھا

۱۔ در بہشت۔ وہ قلبی کیفیت اس قدر پر مسرت تھی کہ اگر جنت میں صرف وہی حاصل ہو تو اور کسی چیز کی تمنا کی ضرورت نہیں ہے۔ در آستین۔ جیب آستین میں بنائی جاتی تھی۔

۲۔ ہیزم۔ سوختہ جلانے کی لکڑیاں۔ بیش۔ جنگل۔ فارغ۔ میں تو جنگلی پھلوں پر گزارہ کر لیتا ہوں لہذا مجھے اب کھانے پینے کی کوئی فکر نہیں ہے۔ رزق خاص۔ شای دسر خوان کی خوراک۔ چونکہ اب مجھے اپنے خلق اور کھانے کی فکر نہیں ہے۔ جبہ۔ ایک رتی کا وزن تکلیف کش یعنی لکڑی ہلا۔ ۳۔ تا دوستانہ۔ وہ دو تین دن میرے اس عطیہ سے اپنا کام چلا لے گا۔ ضمیر۔ دل کی پوشیدہ بات۔ زانکہ اس کے قلب کو اللہ تعالیٰ کے نور کی روشنی حاصل تھی۔ بود۔ وہ لکڑی ہلا روشن ضمیر تھا دل کی بات اس پر اس طرح ظاہر ہو جاتی تھی جس طرح چراغ شیشہ کے لیمپ میں سے نظر آ جاتا ہے۔

نیت کردن او کہ ایں زردیں ہیزم کش وہم چوں من اس کا سوچنا کہ یہ سونا میں اس لکڑی کے دیدوں جبکہ میں نے بزرگوں کی روزی حلال یا تم بکرمات مشائخ و رنجیدن آں ولی کرمات سے حلال روزی پالی ہے اور اس لکڑی کے دلی کا اس ہیزم کش از ضمیر و نیت او کمال کی بات اور نیت سے بخیدہ ہونا

آں یکے درویش ہیزم ۲ می کشید ایک مہربان لکڑیاں لا رہا تھا
پس بگفتم من زردی فارغ میں نے سوچا کہ میں روزی سے بے نیاز ہوں
میوہ مکروہ بر من خوش شد دست تاکہ پھل میرے لئے عمدہ ہو گئے ہیں
چونکہ من فارغ شد ستم از گلو چونکہ میں طلق کے معاملہ سے فارغ ہو گیا ہوں
بدہم ایں زرد را بدیں تکلیف کش بدہم ایں زرد را بدیں تکلیف کش
اس مصیبت بھرنے والے کو یہ سونا دیدوں خود ضمیرم را ہی دانست او اس نے خود میرے دل کی بات جان لی
بود پس پیشش ہر ہر اندیشہ اس کے لئے ہر خیال کا رد

نکتہ و ماندہ زبیشہ در رسید تھکا ہوا جنگل سے آیا
زیں سپس از بہر رزق نیست غم زیں سپس از بہر رزق نیست غم
اس کے بعد مجھے روزی کی فکر نہیں ہے اس کے بعد مجھے روزی کی فکر نہیں ہے
رزق خالصہ جسم را آمد بدست خاص رزق جسم کو حاصل ہو گیا ہے
جبہ چندست ایں بدہم بدو جبہ چندست ایں بدہم بدو
چند رتیاں ہیں یہ میں اس کو دیدوں تا دوستانہ روزک شود از قوت خوش
تا کہ دو تین دن کے لئے وہ خوراک سے مطمئن ہو جائے زانکہ شمعش داشت نور از شمع ہو
کیونکہ اس کی شمع میں اللہ تعالیٰ کی شمع کا نور تھا چوں چراغے در رون شیشہ
آئینہ کے اند کے چراغ کی طرح تھا

بود بر مضمون دلہا او خیر
 وہ دلوں کے مضمون سے واقف تھا
 در جواب فکر تم آں بوالعجب
 وہ عجب احوال والا میرے خیال کے جواب میں
 کَیْفَ تَلْقَى الرَّزْقَ اِنْ لَّمْ یَزِدْهُوْکَ
 اگر وہ تجھے رزق نہ دیں تجھے رزق کیسے ملے
 برلم میز و عتابش نیک نیک
 لیکن اس کے غصہ کا اثر میرے دل پر بہت زیادہ پڑا
 تنگ ہیزم را نہاد از پشت زیر
 ایندھن کا گھڑ کر سے نیچے رکھ دیا
 لرزہ بر ہفت عضو من فدا
 میرے ساتوں اعضاء پر لرزہ طاری ہو گیا
 کہ مبارک دعوت و فرخ پے اند
 جو بابرکت دعا والے لہر مبارک قدم ہیں
 ایں زماں ایں تنگ ہیزم زر شود
 اسی وقت یہ ایندھن کا گھڑ سونا بن جائے
 ہچو آتش بر زمیں می تافت خوش
 عمدگی سے زمین پر آگ کی طرح چمک رہا تھا
 چونکہ با خویش آدم من از ولہ
 جب میں حیرانی کے بعد ہوش میں آیا
 بس غیورند و گریزاں ز لشہار
 بہت غیرت مند لشہریت سے بھاگنے والے ہیں
 بے توقف ہم براں حالے کہ بود
 بلا تاخیر اسی حالت پر جیسا کہ تھا
 مست شد درکار او عقل و نظر
 اس کے معاملہ میں عقل و نظر مست ہو گئی

تیج پنہاں می نشد از وے ضمیر
 دل کی کوئی بات اس سے نہ چھپتی تھی
 پس ہی منکید با خود زیر لب
 تو خود بخود آہستہ بڑ بڑایا
 کہ چنیں اندیشی از بہر ملوک
 تو شاہوں کے بارے میں ایسا سوچتا ہے
 من نمی کردم سخن را نہم لیک
 میں بات اچھی طرح نہ سمجھا
 سوئے من آمد بہیبت ہچو شیر
 وہ شیر کی طرح ہیبت سے میری جانب آیا
 پر تو حالے کہ او ہیزم نہاد
 اس حالت کے اثر سے کہ اس نے ایندھن کا گھڑ رکھا
 گفت یارب گر خرا خصال حی اند
 اس نے کہا اے خدا اگر تیرے مخصوص بندے زندہ ہیں
 لطف تو خواہم کہ مینا گر شود
 تیری وہ مہربانی چاہتا ہوں جو کیمیا گر بن جائے
 در زماں دیدم کہ ز رشد ہیزم مش
 میں نے اسی وقت دیکھا کہ ایندھن سونا ہو گیا
 من دراں بنخود شدم تا دیر گہ
 میں اس اثناء میں دیر تو بیہوش رہا
 بعد ازاں گفت اے خدا گراں کبار
 اس کے بعد اس نے کہا اے خدا اگر وہ بڑے لوگ
 باز ایں داند ہیزم ساز زود
 اس کو پھر جلد ایندھن کا گھڑ بنا دے
 در زماں ہیزم شد آں انحصان زر
 اسی وقت وہ سونے کی شاخیں ایندھن کا گھڑ بن گئیں

۱ منکید۔ وہ بڑ بڑایا۔ بوالعجب۔
 چونکہ اس سے کلمات ظاہر ہو رہی
 تھیں۔ ملوک۔ یعنی اولیاء اللہ۔
 کیف۔ رزقوں کا انتظام ابدال کے
 پر دہوتا ہے۔ من۔ میں ان کی بات
 تو نہ سمجھا لیکن ان کے غصہ کا اثر
 میرے قلب پر ظاہر ہوا۔
 ۲ سوی من۔ وہ لکڑی ہلا بزرگ
 لکڑیوں کا گھڑ زمین پر ڈال کر شیر کی
 طرح میری طرف آیا تو میں اس کی
 ہیبت سے کانپنے لگا ہفت عضو۔ ہفت
 اعضاء۔ دونوں ہاتھ دونوں پاؤں۔ سینہ
 پشت سر۔ گفت۔ اس لکڑی ہلا نے
 کہا اے خدا اگر تیرے مقرر یاں بارگاہ
 زندہ ہیں جن کی دعا مقبول ہوتی ہے تو
 میں تیری وہ مہربانی چاہتا ہوں جس
 سے یہ سب لکڑیاں سونے کی بن
 جائیں۔
 ۳ در زماں۔ اس کی دعا سے وہ
 لکڑیاں سونے کی ہو گئیں۔ ولہ۔
 حیران۔ بعد ازاں لکڑیاں کا سونا بن
 جانے کے بعد اس نے دعا شروع کر
 دی کہ تیرے مقبول بندے چونکہ
 شہرت سے بھاگتے ہیں لہ میری
 کرامت شہرت کا باعث بن جائے
 گی لہذا تو ان لکڑیوں کو اصل حالت پر
 کر دے تاکہ میری شہرت نہ ہو
 مٹاؤ۔ وہ لکڑیاں پھر اصل حالت پر ہو
 گئیں۔ در زماں۔ اس کی دعا سے وہ
 لکڑیاں پھر اصل حالت پر آ گئیں۔
 عسان۔ غصن کی جمع۔ شہنہ۔
 شاخ۔

بعد ازاں ایرداشت میزوم را درفت

اس کے بعد اس نے ایندھن کا گھر اٹھایا اور چل دیا

خواستم تا درپے آں شہ روم

میں نے چاہا کہ اس شہ کے پیچھے جاؤں

بستہ کرد آں بہت او مر مرا

اس کی اس بہت نے مجھے باندھ دیا

ور کے را رہ شود گو سر فشاں

اور اگر کسی کے لئے راستہ ہو کہ وہ سر قربان کرے

بس غنیمت دار آں توفیق را

اس توفیق کو بہت غنیمت سمجھ

نے چو آں ابلہ کہ یلبد قرب شاہ

نہ کہ اس بیوقوف کی طرح جس کو شہ کا قرب حاصل ہو

چوں ز قربانی دہندش بیشتر

جب وہ اس کو قربانی کا زیادہ حصہ عطا کریں

نیست اس از ران گاواے مفتری

اے جھوٹے! یہ گائے کی ران نہیں ہے

بذل شاہان ست اس بے رشوتے

یہ بغیر رشوت کے شاہوں کا تحفہ ہے

سوی شہر از پیش من اوتیز و تفت

شہر کی جانب میرے سامنے سے تیز اور گرم

پرسم ازوئے مشکلات و بشنوم

اس سے مشکل باتیں پوچھوں اور سنوں

پیش خاصاں رہ نہ باشد عامہ را

عوام کے لئے خواص کے سامنے کوئی راستہ نہیں رہتا ہے

کال بود از رحمت و از جذب شاں

کیونکہ وہ ان کی رحمت اور کشش سے ہوتا ہے

چوں بیابی صحبت صدیق را

جب تو کسی صدیق کی صحبت حاصل کر لے

سہل و آساں درخت آں دم زراہ

اسی وقت آہستگی اور آسانی سے راہ سے بھٹ جائے

پس ۲ بگوید ران گاوست اس مگر

تو وہ کہنے لگے کہ شاید گائے کی ران ہے

ران گاوت می نماید از خری

مجھے گدھے پن سے گائے کی ران دکھائی دے رہی ہے

بخشش محض ست اس از رحمتے

یہ شفقت سے خالص بخشش

تخریس ۳ کردن سلیمان رسولان را بر عجیل کردن

حضرت سلیمانؑ کا تیسوں کو ایمان لانے کے لئے بلقیس کی

ہجرت بلقیس بہر ایمان

ہجرت میں جلدی کرنے کی ترغیب دینا

جذب خیل و لشکر و بلقیس کرد

بلقیس کی جماعت اور لشکر کو کھینچ لیا

کہ برآمد موجہا از بحر جود

کیونکہ خلاوت کے سمندر میں موجیں اٹھنے لگی ہیں

ہچناں کہ شہ سلیمان در نبرد

جیسا کہ شہ سلیمانؑ نے جنگ میں

کہ بیاید اے عزیزاں زود زود

کہ اے عزیزو! جلد جلد آ جاؤ

۱۔ بعد ازاں۔ جب لکڑیاں اصل

حالت پر ہو گئیں تو وہ ان کو لے کر چل

دیا۔ مشکلات۔ یعنی سلوک کے

مشکل مسائل۔ بستہ میں اس قدر

مرغوب ہوا کہ میرے پاؤں نہ اٹھے

جو اللہ تعالیٰ کے مخصوص بندے ہوتے

ہیں عوام کی وہاں تک رسائی نہیں ہوتی

سے اگر ہوتی بھی ہے تو یہ ان بزرگوں

کی کشش ہوتی ہے لہذا اس پر قربان

ہو جانا چاہیے صدیق۔ وہ شخص جو وہ

ولایت کے آخری مراتب پر ہو۔

نے۔ یہ نہ ہونا چاہیے کہ قرب حاصل

ہوتے ہی اگر اسی اعتبار کر لے

۲۔ پس بگوید۔ مشہور ہے کہ کسی

بادشاہ نے اعلیٰ درجہ کے ذہنوں کی قربانی

کی اور فقرا میں تقسیم کی ایک فقیر کو ایک

ران ملی اس نے ذہن کی ران اس قدر

غریب بھی نہ دیکھی تھی تو بولا یہ گائے کی

ران ہے یعنی اس نے انعام کو نہ پہچانا

اور قدر نہ کی۔ نیست۔ وہ فقیر جھوٹا تھا

وہ ران اعلیٰ قسم کے ذہن کی تھی یعنی اس

صحبت کی قدر و قیمت کو پہچانا چاہیے

اور اس کی ناقدری نہ کرنی چاہیے۔

خری۔ گدھا پن۔

۳۔ تخریس۔ پہلے بتایا تھا کہ

بزرگوں کی صحبت ان کی کشش سے

حاصل ہوتی ہے اب حضرت سلیمانؑ

کے واقعہ سے سمجھاتے ہیں کہ بلقیس

اور اس کی قوم کا حضرت سلیمانؑ تک

پہنچنا یہ حضرت سلیمانؑ کی کشش

سے تھا۔ جذب۔ کشش۔ کہ برآمد۔

اس وقت رحمت خداوندی کا سمندر

جوش میں ہے جلد آ کر فیضیاب ہو

جاؤ۔

جوشِ موحش ہر زمانے صد گہر

ہر وقت اس کی موج کا جوش سینکڑوں موتی

کایں زماں رضواں درِ جنت کشاد

کیونکہ اس وقت رضوان نے جنت کا دروازہ کھول دیا ہے

سوی بلیقیس و بدیں دیں بگروید

بلیقیس کی جانب اور اس دین کے گرویدہ ہو جاؤ

زود کان اللہ یدعوا بالسلام

جلد کیونکہ اللہ تعالیٰ سلامتی کی طرف بلاتا ہے

کہ فتوحست اس زماں و فتح باب

کیونکہ اس وقت انعامات اور دروازے کی کشادگی ہے

مطلب یابی ازاں یارِ وفا

تاکہ تو اس با وفا دوست سے طلب حاصل کر لے

تا بیابی ہچو او ملک خلود

تاکہ تو اس کی طرح ہمیشگی کی سلطنت حاصل کر لے

سوی اساعل می فشند بے خطر

بغیر کسی خطرے کے ساحل کی جانب پھینک رہا ہے

المصلا لفقیم اے اہل رشاد

اے ہدایت پانے والا ہم نے دعوت دیدی

پس سلیمان گفت اے پریکاں روید

پھر سلیمان نے کہا اے قاصدو! جاؤ

پس بگوئدش بیا اینجا تمام

پھر اس سے کہو مکمل طوطا پر یہاں آ جائے

ہیں بیا اے طالب دولت شتاب

ہاں اے دولت کے طالب جلد آ جا

اے کہ تو طالب نہ تو ہم بیا

اے وہ کہ جو طالب نہیں ہے! تو بھی آ جا

ملک برہم زن تو اوہم وار زود

تو اوہم کی طرح جلد ملک کو خیر باد کہہ دے

۱۔ سوی ساحل۔ وہ سمندر جوش میں ہے اور کنارے پر سینکڑوں موتی پھینک رہا ہے جلد آ کر ان کو حاصل کر لو۔ المصلا۔ حضرت سلیمان نے فرمایا اس وقت جنت کے دروازے کھل گئے ہیں اور دعوت عام ہے۔ رضوان۔ دروازہ جنت دیں بگروید۔ یعنی میرا پیش کردہ دین اختیار کر لو اور سترہ برکتی چھوڑ دو۔

۲۔ پس۔ حضرت سلیمان نے قاصدوں سے کہا کہ تم بلیقیس سے جا کر کہو کہ سب یہاں آ جائیں اور سلامتی اختیار کر لیں۔ دولت۔ یعنی آخرت۔ فتوح۔ غلبی انعامات۔ فتح باب۔ یعنی رحمت کے دروازے کی کشادگی۔ اے کہ جواب طالب بھی نہیں وہ بھی آ جائے یہاں آ کر طالب صادق پیدا ہو جائے گی۔ اوہم وار۔ حضرت ابراہیم اوہم نے خراسان کی سلطنت چھوڑ کر تقیری اختیار کر لی تھی۔

۳۔ سریر۔ تخت۔ حارساں۔ حارس کی جمع ہے نگہبان۔ واروگیر۔ یعنی فراغ۔ رنود۔ رند کی جمع ہے مفید۔ بد معاش۔ عداوت۔ عادل۔ بادشاہ کو پہرہ داروں کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ کامہا۔ یعنی مقاصد۔ چوبک زن۔ فقہ جی کوتوں۔ ہچو۔ صوفیاء کو باب کی آواز اس عہد کی یاد دلاتی ہے جو ازل میں بنی آدم سے لیا گیا تھا جس کو عہد است کہا جاتا ہے۔

سبب ہجرت سلطان ابراہیم اوہم و ترک کردن ملک خراسان

حضرت ابراہیم اوہم کی ہجرت کا سبب اور خراسان کی سلطنت کو چھوڑ دینا

حارساں برہام اندر وار و گیر

محافظ بالاخانہ پر نگہبانی میں تھے

کہ گند زان دفع دُرداں و رنود

کہ ان کے ذریعہ رندوں اور چوروں کو دفع کریں

فارغ ست از واقعہ ایمن دل ست

حادثہ سے بے نیاز ہے مطمئن دل ہے

نے شب چوبک زماں برہا مہا

نہ کہ رات کو بالاخانہ پر ڈنکا پینے والے

ہچو مشتاقاں خیال آں خطاب

جو اس خطاب کے خیال کے مشتاقوں کا ہوتا ہے

خفتہ بود آں شہ شبانہ بر سریر

وہ شہ رات کو تخت پر سوئے ہوئے تھے

قصہ شہ از حارساں آنہم نبود

شہ کا مقصد محافظوں سے یہ بھی نہ تھا

اوہمی دانست کاں گو عادلست

وہ جانتا تھا کہ وہ منصف ہے

عدل باشد پاسبان کامہا

مقاصد کا محافظ انصاف ہوتا ہے

لیک بد مقصودش از بانگ رباب

لیکن رباب کی آواز سے ان کا مقصد وہ تھا

۱۔ نالہ۔ یعنی نفیری اور دھول کی
آواز حضرت اسرافیل کے نغمہ صحر کی
آواز سے مشابہ ہے۔ سرنا۔ نصیری۔
دھول۔ دھول۔ ناؤر کل۔ صحر جو
قیامت میں پھونکا جائے گا۔
حکیموں۔ حکیمینا غورٹ نے کہا ہے
کہ موسیقی کے بارہ مقام آسمان کے
بارہ برجوں سے سات آوازیں سات
سیاروں سے چوبیس شعبے دن رات
کے چوبیس گھنٹوں سے اور اڑتالیس
ترکیبیں سال کے اڑتالیس ہفتوں
سے بنائے گئے ہیں۔ بانگ۔ ان
حکماء کے نزدیک آسمانوں کے
درمیان ہوا ہے اور اس سے آوازیں
پیدا ہوتی ہیں اسی کی فعل طبعورے اور
گلے کے ذریعہ کی گئی ہے۔ مومن۔
مومن کہتے ہیں کہ یہ سارے لاپ
اور نغمے حوران بہشتی کے گلے اور
جنت کی نہروں کے چلنے کی آوازیں
اور جنت کے درختوں کے پلنے کی
آوازیں سے بنے ہیں۔ ماہمہ۔ ہم
اگرچہ براہ راست جنت میں نہ تھے
کہ وہاں سے ان کو سنتے لیکن چونکہ
ہمارے باؤ آدم وہاں تھے اور ہم انہیں
کے اجزاء ہیں لہذا ہم نے بھی وہاں
سے تھے۔

۲۔ گرچہ اس آب و گل کی دنیا
نے ہمیں جنت کی پوری باتیں بھلا دی
ہیں پھر بھی کچھ یاد باقی ہے۔ ایک۔
چونکہ اب وہ نغمے ہمارے جسم سے پیدا
ہو رہے ہیں جو آب و گل سے بنا ہے
اس لئے اب اس زبردوم سے وہ مستی
پیدا نہیں ہوتی جو جنت میں طاری
ہوتی تھی۔ کرب۔ کربہ جمع ہے
مصیبت۔ طرب۔ مستی۔ آب۔
جنت کے کھن جب انسان ادا کرتا ہے
تو ان کی مثال یہ ہے کہ پاک پانی
پیشاب میں مل جائے تو ظاہر ہے کہ

چیز کے ملنے بدلاں ناؤر کل
اس بڑے صحر سے کچھ مشابہت رکھتی ہے
از دوار چرخ بگر قہیم ما
ہم نے آسمان کی گردش سے لئے ہیں
می سر ایشدش بطور و خلق
طبعورے اور گلے سے گاتے ہیں
نغز گردانید ہر آواز زشت
ہر بھدی آواز کو حسین بنا دیا ہے
در بہشت آں لکھا بشنودہ ایم
ہم نے وہ راگ بہشت میں سنے ہیں
یاد ماں آید از آہنا اند کے
ان سے ہمیں ان کی کچھ یاد آ جاتی ہے
کے دہدایں زیر و ایں بم آتظرب
تو یہ نیچے لوچے سر وہ مزا کہیں دیتے ہیں؟
گشت زامیر بش مزاحش تلخ و تیز
ملاوٹ سے اس کا مزاج تلخ و تیز ہو گیا
بول ازاں رو آتشی را می گشد
پیشاب اسی وجہ سے آگ کو بجھا دیتا ہے
کاتش غم را بطبع خود نشانده
کہ وہ غم کی آگ کو اپنے مزاج سے بجھا دیتا ہے
کہ در و باشد خیال اجتماع
کیونکہ اس میں وصل کا خیال ہوتا ہے

نالہ ۱۔ سرنا و تہدید و نل
نفیری کی فریاد اور دھول کی دھک
پس حکیموں گفتہ اندایں لکھا
حکماء نے کہا ہے کہ یہ راگ
بانگ گردشہائے چرخ است اینکہ خلق
یہ آسمان کی گردشوں کی آواز جس کو لوگ
مومنوں گویند کا ثار بہشت
مومن کہتے ہیں کہ بہشت کے آثار نے
ماہمہ اجزائے آدم بودہ ایم
ہم سب حضرت آدم کے اجزاء تھے
گرچہ ۲۔ ہر مار بخت آب و گل شکے
اگرچہ پانی اور مٹی نے ہمیں شک میں ڈال دیا ہے
لیک چوں آمیخت با خاک کرب
لیکن چونکہ وہ نغمے مصیبتوں کی مٹی میں مل گئے ہیں
آں چوں آمیخت بابل و گمیز
جب پانی پیشاب اور گندگی سے مل گیا
چیز ۳۔ کے از آب ہستش در جسد
اس کے وجود میں کچھ پانی ہے
گر نجس شد آب ایں طبعش بماند
پانی اگرچہ ناپاک ہو گیا اس کا مزاج باقی رہ گیا
پس غذائے عاشقان آمد سماع
سماع عاشقوں کی غذا بن گئی



اس کی پاکیزگی اور لطافت ختم ہو جائے گی۔ گمیز۔ پیشاب۔

۳۔ چیز کے۔ پیشاب میں ملے ہوئے پانی میں بھی پانی کے خواص کچھ نہ کچھ باقی رہ جاتے ہیں اس کو آگ پر ڈالا جائے تو وہ
آگ کو بجھا دے گا اسی طرح ان گھون میں کچھ نہ کچھ اثرات باقی ہیں اور یہ جن آتش غم کو بجھا دیتے ہیں۔ پس۔ ان نغموں کا
سماع چونکہ وصل محبوب کا تصور پیدا کرتا ہے اس لئے یہ عاشقوں کی غذا ہے۔

قوتے ۱ گیرد خیالات ضمیر
دل کے خیالات قوت حاصل کرتے ہیں
بلکہ صورت گردد از بانگ و صفر
بلکہ آواز اور نغمہ سے مجسم بن جاتے ہیں
آتش عشق از نوہا گشت تیز
آتش عشق کی آگ نغموں سے تیز ہو جاتی ہے
آپنا نکلے آتش آں جود ریز
جس طرح سے اس اخروٹ گرانے والے کی آگ

۱ قوتے۔ اگر سامع میں عالی جنہات ہوتے ہیں تو ان میں ابھار پیدا ہوتا ہے اور خیال مجسم اختیار کر لیتا ہے آتش عشق۔ عشق کی آگ ان نغموں سے تیزی پکڑ لیتی ہے جس طرح اس پیاسے شخص کی پیاس ان اخروٹوں کے گرنے سے تیز ہو رہی تھی جو پانی میں گر کر آواز پیدا کر رہے تھے۔ آئندہ حکایت میں مولانا اس کی تفصیل کرتے ہیں۔

۲ حکایت۔ یہ شخص پیاسا تھا پانی گہرے گڑھے میں تھا یہ پانی تک پہنچ نہ سکتا تھا تو اس نے اخروٹ کے دخت پر چڑھ کر اخروٹ توڑ کر پانی میں پھینکنے شروع کر دیئے اخروٹ کے پانی میں گرنے سے جو آواز پیدا ہو رہی تھی یہ اس سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ نغموں گڑھا۔ جود۔ اخروٹ۔ حباب۔ بلبل۔ جو زہل۔ عاقل اس پیاسے کا فشانہ سمجھا اور اس نے دیکھا کہ اخروٹ پانی میں ضائع ہو رہے ہیں تو کہنے لگا کہ اخروٹوں کا ضائع ہونا تیری خواہش کو بڑھا دے گا۔

۳ ثمر۔ یعنی اخروٹ۔ می برد۔ پانی ان اخروٹوں کو اپنے اند لے لیتا ہے۔ آب۔ تیرے اخروٹ پانی کے اند ڈوب کر غائب ہو جائیں گے گفت۔ اخروٹ پھینکنے والے پیاسے نے اس عقلمند سے کہا کہ میرا مقصد اخروٹ توڑنا نہیں ہے غور کر مقصد دوسرا ہے۔

حکایت ۲ آں مرد تشنہ کہ از سر جود بن جود در آب می ریخت کہ
اس پیاسے کی حکایت جو اخروٹ کے دخت سے اخروٹ پانی میں گراتا تھا جو پانی
در گو بود و در آب نمی رسید تا بافتادن جود بانگ آب شنود
گڑھے میں تھا اور وہ پانی تک نہ پہنچ سکتا تھا تاکہ اخروٹ کے گرنے سے پانی کی آواز سن لے
اور اچوں سماع بانگ آب در طرب می آورد
اور اس کو پانی کی آواز کا سننا مستی میں لاتا تھا

در نغو لے بود آب تشنہ راند
پانی گہرے گڑھے میں تھا وہ تشنہ چڑھ گیا
می فتاد از جود بن جود اندر آب
اخریٹ کے دخت سے اخروٹ پانی میں گرتا تھا
عاقلے گفتش کہ بگذار اے فتا
ایک عقلمند نے کہا اے نوجوان! رہنے دے
بیشتر در آب می افتد ثمر ۳
اکثر پھل پانی میں گرتے ہیں
بیشتر در آب می افتد بہیں
دیکھا! اکثر پانی میں گرتے ہیں
تا تواز بالا فرود آئی بزیر
جب تک تو اوپر سے نیچے اترے گا
گفت قصد من پس فشاندن جود نیست
اس نے کہاں جھانسنے سے میرا مقصد اخروٹ نہیں ہے
در دخت جود جودے می فشانند
اخریٹ کے دخت پر اخروٹ گراتا تھا
بانگ می آمد ہی دید او حباب
آواز آتی تھی وہ بلبلے دیکھتا تھا
جودہا خود تشنگی آرد ترا
خود اخروٹ تجھے پیاسا کر دیں گے
آب در پستی ست از تو دور تر
پانی گہرائی میں تجھ سے دور ہے
می برد آبش ترا چہ سود زیں
ان کو پانی لے جاتا ہے تجھے اس سے کیا فائدہ؟
آب جودت بردہ باشد اے دلیر
اے بہادر! پانی سے اخروٹ غائب ک چکا ہوگا
تیز تر بنکر بریں ظہر مالیست
غور سے دیکھو اس ظاہر پر نہ شہر

قصہ من آنست کاہد بانگ آب
میرا مقصد یہ ہے کہ پانی کی آواز آئے
تشنہ را خود شغل چہ بود در جہاں
دنیا میں پیاسے کا خود کیا کام ہوتا ہے؟
گردجوی و گرد آب و بانگ آب
نہر کے گرد اور پانی کے گرد اور پانی کی آواز کے گرد
ہیچناں مقصود من زیں مثنوی
اسی طرح اس مثنوی سے میرا مقصد
مثنوی ۲ اندر اصول و ابتدا
مثنوی بنیادوں اور ابتداء میں
التجا برتست و بر امداد تو
تجھ سے اور تیری امداد سے درخواست ہے
مثنوی اندر اصول و در فروع
مثنوی اصول اور فروع میں
مثنوی در استواء و افول
مثنوی عروج اور غروب میں
در قبول تست عز و مقبلی
تیرے قبول کر لینے میں عزت اور نصیب دہی ہے
در قبول آرند شاہاں نیک و بد
بادشاہ اچھے اور بڑے کو قبول کر لیتے ہیں
چوں نہا لے کاشتی آبش بدہ
جب تو نے پودا لگایا ہے اس کو پانی دے
قصم از الفاظ او راز تو است
میرا مقصد اس کے الفاظ سے تیرا راز ہے

ہم بہ ینم بر سر آب ایں جناب
میں یہ بلبلے بھی پانی پر دیکھوں
گرد پائے حوض گشتن جادواں
ہمیشہ حوض کے چاروں طرف چکر کاٹنا
ہیچو حاجی طائف کعبہ صواب
اس حاجی کی طرح صحیح کعبہ کا طواف کرنے والا ہے
اے ضیاء الحق حسام الدین توئی
اے ضیاء الحق حسام الدین تو ہی ہے
جملہ بہر تست و برتست انتہا
سب تیرے لئے ہے اور تجھ پر ہی اس کی انتہا ہے
تکیہ بر اشفاق و برا سعاد تو
تیری مہربانیوں اور مدد پر بھروسہ ہے
میکند زیر لوی تو رجوع
تیرے جھنڈے کی طرف رجوع کرتی ہے
جملہ آن تست و کردتی قبول
پوری تیری ملکیت میں ہے اور تو نے قبول کر لیا ہے
زانکہ شاہ جان و سلطان دلی
کیونکہ تو جان کا حاکم اور دل کا شاہ ہے
چوں قبول آرند نبود ہیچ رد
جب قبول کر لیتے ہیں پھر کبھی رد نہیں ہوتا
چوں کشاوش دادہ بکشا گرہ
جب تو نے کشادگی دی ہے، گرہ کھول دے
قصم از انشاش آواز تو است
میرا مقصد اس کے لکھانے سے تیری آواز ہے

۱۔ قصم من اخروٹ توڑ کر اس
لئے پھینک رہا ہوں کہ اس کے
گرنے سے پانی کی آواز سن سکوں اور
پانی کے بلبلوں کو دیکھ سکوں۔ حباب۔
پانی کا بلبل۔ تشنہ پیاسے کا بھی شغل
ہوتا ہے کہ وہ حوض کے چکر کاٹنے پانی
اور نہر کے چکر لگائے اور پانی کی آواز
سنے اور یہ اس کا گھومنا ایسا ہی ہے جیسا
کہ حاجی کعبہ کا یا مرید شیخ کا طواف
کرتا رہتا ہے۔ ہیچناں۔ جس طرح
پیاسے کا مقصود پانی کا طواف اور حاجی
کا مقصود کعبہ کا طواف ہے اسی طرح
مثنوی سے میرا مقصود اے حسام
الدین تم ہو۔

۲۔ مثنوی۔ میری اس مثنوی کی
ابتداء اور انتہا اور سب کچھ تمہارے
لئے ہے۔ التجا۔ اس میں تمہاری مدد
شامل حال ہے اور مجھے اس کی تکمیل
میں تمہاری مہربانیوں اور امداد پر بھروسہ
ہے۔ اصول۔ اصل کی جمع ہے جڑ۔
فروع۔ فرع کی جمع ہے شاخ۔ یوا۔
جھنڈا، استوار۔ یعنی سورج کی سی
بلندی۔ افول۔ غروب۔ ان۔
ملکیت۔ در قبول۔ اگر تم نے یہ مثنوی
پسند کر لی تو میری نصیب دہی اور عزت
افزائی ہوگی کیونکہ تم میرے دل و جان
کے سلطان اور شاہ ہو۔ در قبول۔ بڑے
لوگوں پر اچھی بری چیز قبول کر لیتے ہیں
اور پھر کبھی اس کو نہیں کرتے ہیں۔

۳۔ چوں اے حسام الدین جب
تم نے مثنوی کا پودا لگایا ہے تو اب اس
کی آبیاری کرتے رہو۔ قصم۔ میں
مثنوی کے الفاظ میں تمہارے راز اور
احوال بیان کر رہا ہے اور اس کے
بولنے میں میری آواز نہیں بلکہ تمہاری
آواز کام کر رہی ہے۔



عاشق از معشوق حاشا کے جداست

توبہ توبہ ' عاشق معشوق سے کب جدا ہے؟

ہست ربُّ الناس ربا جانِ ناس

لوگوں کے رب کا لوگوں کی جان سے

ناس غیر جانِ جاں اشناس نے

انسان خان کی جان کو پہچاننے والے کے علاوہ نہیں ہے

تو سرِ مردم ندیدستی دے

تو نے تھوڑی دیر کے لئے بھی انسان کا در نہیں دیکھا ہے

لیک جسمی در تحرّی ماندہ

لیکن تو ایک مجسمہ ہے اُنکل میں پھنسا رہ گیا ہے

ترک گن بہر سلیمان نبی

سلیمان نبی کے لئے چھوڑ دے

بلکہ از دسواس آں اندیشہ کیش

بلکہ شبہ کرنے والے کے دوسرے

در دل از دسواس و انکارات و ظن

دل میں دسوس اور انکاروں اور بدگمانی کے

چوں ترا در دل بھدم گفتنی ست

جبکہ تیرے دل میں میرے خلاف باتیں ہیں

من خمس کرم تو آں را خود بگو

میں چپ ہو گیا تو اس کو خود کہہ

پیشِ امن آوازِ خداست

میرے نزدیک تیری آواز خدا کی آواز ہے

اتصالے بے تکلیف بے قیاس

ناقابلِ بیان عقل میں نہ آنے والا اتصال ہے

لیک کفتم ناس من ناس نے

لیکن میں نے انسان کہا ہے، بن مانس نہیں کہا؟

ناس ۲ مردم باشد و گو مردے

انسان، انسان ہوتا ہے، لیکن انسان کہل ہے؟

ماریت اذ رمیت خواندہ

تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا تو نے پڑھا ہے

ملک جسمت را چو بلیقں ای غبی

یہ قوف اپنے جسم کے ملک کو بلیقں کی طرح

میکنم لاحول نے از گفت خویش

میں لاحول پڑھتا ہوں لیکن اپنی گفتگو پر نہیں

گو خیالے می گزند در گفت من

کیونکہ وہ میری گفتگو پر خیالات لا رہا ہے

می کنم لاحول یعنی چارہ ۳ نیست

میں لاحول پڑھتا ہوں یعنی کوئی علاج نہیں ہے

چونکہ گفت من گرفت در گلو

چونکہ میری گفتگو تیرے گلے میں پھنس گئی ہے

۱ پیش من۔ یہ آواز اگرچہ تیرا ہے

حلقوم سے نکل رہی ہے لیکن یہ

اصلِ خدائی آواز ہے تم عاشقِ خدا ہو

لہذا خدا سے کب جدا ہو۔ اتصالے

اللہ تعالیٰ کا اپنے نیک بندوں سے وہ

اتصال ہے جس کی کیفیت ناقابلِ

بیان ہے اور وہ اتصال کی قیاس میں

نہیں آ سکتا ہے۔ لیکن یہ خدائی

اتصال انسانوں کے ساتھ ہے بن

مانسوں کے ساتھ نہیں اور انسان وہی

ہے جو اپنے خالق کو پہچان لے

۲ ناس۔ بہت سے انسان بظن

انسان ہیں لیکن ان میں انسانیت

نہیں ہے غلامیت۔ جنگِ بدر میں

آنحضرتؐ نے ایک مضمی خاک دشمنوں

کی طرف پھینکی جس سے وہ مہبوت

ہو گئے قرآن پاک نے اس کے

بارے میں فرمایا وہ خاک تم نے نہیں

پھینکی ہم نے پھینکی یہ وہ اتصال ہے

جو میں سمجھا رہا ہے۔ لیکن جسمی

تو صرف جسم بلا روح ہے اور مرتبہ

یقین کو نہیں پہنچ سکتا ہے۔ ملک۔ تو

اپنے جسم کی سلطنت کو اسی طرح

خیر باد کہہ دے جس طرح بلیقں نے

حضرت سلیمانؑ کی خاطر سلطنت کو

خیر باد کہہ دیا تھا۔ میکنم۔ یہاں آ کر

مولانا کو مثنوی کے معترضین کا خیال آ

گیا فرماتے ہیں میں اپنی گفتگو پر

لاحول نہیں پڑھتا ہوں بلکہ ان لوگوں

پر پڑھتا ہوں جن کے دلوں میں

مثنوی کا انکار اور اس کے متعلق بد

گمانیاں ہیں۔

۳ چارہ نیست۔ جبکہ مخالفت کی

ٹھان لی ہے تو بجز لاحول کے اور کوئی

تدبیر نہیں ہے۔ چونکہ اچھا اگر میری

گفتگو تم لوگوں کے گلے سے نہیں

اترتی ہے تو پھر اس جیسی مثنوی کہ دو

در بیان نائی کہ از مقدّش بادے بجست نے رابر زمیں نہاد

اس نے نواز کے بیان میں جس کی مقادے سے گزرا نکلا اس نے بانسری زمین

کہ اگر تو از من بہتری زنی بگیر

پرکھدی کہ اگر تو مجھ سے بہتر جانتا جانتی ہے تو لے

اس پر ایک قصہ سناتے ہیں کہ نے نواز کا نے بجاتے ہوئے گزرا خدج ہو گیا تو اس نے بانسری اپنی مقادے کے حوالہ کر دی اور

کہا کہ اگر تو اچھا جانتا جانتی ہے تو لے

آں یکنائی کہ خوش نے میز دست ناگہاں از مقعدش بادے بجست

ایک بانسری بجانے والا جو اچھی بانسری بجاتا تھا
نائے را بر کون نہاد او کہ زمن اس نے بانسری مقعد پر رکھ دی کہ مجھ سے
اچانک اس کی مقعد سے گھر خارج ہو گیا
گر تو بہتر می زنی بستاں بزن اگر تو بہتر بجائی ہے لے لے لے اور بجا

در بیان حمل کردن از ہر بے ادبے و طریق رفت و مدارات سپردن

ہر بے ادب کی برداشت اور نرمی اور خاطر تواضع کی رو اختیار کرنے کا بیان

اے مسلمان خود ادب اندر طلب اے مسلمان! رو طلب میں خود ادب

ہر کرا بنی شکایت می کند تو جسے دیکھے کہ وہ شکایت کرتا ہے

اس شکایت گوید آں کہ بد خوئیست یہ شکایت وہ کرتا ہے جو خود بد عادت ہے

زانکہ خوشو آں بود گو در خمول ۲ کیونکہ اچھی عادت والا وہ ہے جو گوشہ تنہائی میں

لیک در شیخ آں گلہ ز امر خداست لیکن شیخ کا یہ شکوہ خدا کے حکم سے ہے

آں شکایت نیست است اصل جبل یہ شکوہ نہیں ہے روح کی اصلاح ہے

ناحمولی ۳ انبیاء از امر داں نبیوں کی عدم برداشت حکم سے سمجھ

طبع را گشتند در حمل بدی انہوں نے بھلی کے برداشت کرنے میں طبیعت کو ملا ہے

اے سلیمان در میان زانغ و باز اے سلیمان! کوئے اور باز میں

بلبل بسیار گورا پر مکن بہت بولنے والی بلبل کے پر نہ نوج

باز را و کبک را بر ہم مزن باز اور کچھ کو نہ

باز اور کچھ کو نہ

۱۔ نائی۔ بانسری بجانے والا۔ باد۔ یعنی گوز۔ کون۔ مبرز۔ محل۔

برداشت۔ مدارات۔ خاطر تواضع۔ اے مسلمان۔ چونکہ مثنوی کے

معتبر ضمیمہ نے روئے ادبی اختیار کیا اس پر برداشت کا مضمون شروع کیا

ہے۔ طلب۔ یعنی ایک طالب اور

سالک کا طریقہ یہ ہے کہ وہ ہر ناگواری کو برداشت کرے۔ ہر کرا۔

جس کو تو دیکھے کہ وہ دوسرے کی برائی اور شکایت کر رہا ہے تو سمجھ لے کہ وہ

خود بد عادت ہے کیونکہ بد گوئی میں مبتلا ہو گیا ہے۔ خوشو۔ اچھی عادت تو

اس شخص کی ہے جو بروں کو برداشت کرے۔

۲۔ خمول۔ گمنامی۔ خمول۔ برداشت کرنے والا۔ لیک۔ شیخ بھی

مرید کا شکوہ کرتا ہے لیکن اس کا شکوہ لڑائی دگنے اور نفس کے تقاضے کے

بنیاد پر نہیں ہوتا ہے بلکہ خداوندی حکم سے مرید کی اصلاح کے لئے ہوتا

ہے اور شیخ کا شکوہ ایسا ہی ہے جیسا کہ انبیاء نے تو مولوں کا شکوہ کیا ہے۔

۳۔ ناحمولی۔ انبیاء کا غصہ اور شکوہ خداوندی حکم سے ہوتا ہے۔ طبع را۔ وہ تو

نفس امارہ کو مدد چکے ہیں لہذا ان کا غصہ نفس کی وجہ سے نہیں ہے حکم

ایزدی سے ہوتا ہے۔ سلیمان۔ یعنی شیخ حضرت سلیمان چونکہ پرندوں کی

بولیاں سمجھتے تھے اس لئے اس مناسبت سے اچھے اور برے انسانوں

کو پرندوں کے ناموں سے ذکر کیا گیا ہے۔ زانغ و باز۔ یعنی اچھے اور برے

انسان۔ بلبل۔ پر گو انسان کو بھی معاف کر۔

اے دوسدے بلقیس حمت راز بول
کَلْهَدِ قَوْمِيْ اِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ

اسو کہ دوسدے بلقیس تیری رہداری کے مقابلہ میں بچ ہیں
کیونکہ میری قوم کو ہدایت دے بیشک وہ نہیں پہنچاتی ہے

تہیذ فرستادن سلیمان پیش بلقیس کہ ہر ار میندیش بر شرک و
حضرت سلیمان کا بلقیس کی جانب دھمکی بھیجنا کہ شرک پر اصرار نہ کر اور ایمان
تاخیر ملکن در ہجرت بہر ایمان
لانے کے لئے وطن چھوڑنے میں تاخیر نہ کر

ہیں بیاد بلقیس ورنہ بد شود
لشکرت نصمت شود مُرد شود

خبردار! بلقیس آ جا ورنہ برا ہو گا
تیرا لشکر تیرا دشمن ہو جائے گا باقی ہو جائے گا

پردہ دار تو دَر ت را بر کند
جان تو باتو بجال خصمی کند

تیرا پہرے دار تیرا دروازہ اکھاڑ دے گا
تیری جان جان (دل) سے تجھ سے دشمنی کرے گی

جملہ ذرات زمین و آسمان
لشکر حق اندگاہ امتحان

زمین اور آسمان کے سارے ذرے
آزمائش کے وقت اللہ تعالیٰ کے لشکر ہیں

باد را دیدی کہ با عداآں چه کرد
آب را دیدی کہ در طوفاں چه کرد

تو نے ہوا کو دیکھا اس نے قوم عدا کے ساتھ کیا کیا؟
تو نے پانی کو دیکھا اس نے طوفان نوح میں کیا کیا؟

آنچه بر فعون زد آں بحر کیس
وانچه با قاروں نمود دست ایں زمیں

جو اس غضب کے دریا نے فعون پر جو حملہ کیا
اور وہ اس زمین نے قاروں کو دکھایا

وانچه آں بانیل با آں پیل کرد
اور وہ جو بانیل نے اس ہاتھی کے ساتھ کیا

وانکہ سنگ انداخت داؤدے بدست
اور وہ کہ حضرت داؤد نے ہاتھ سے پتھر پھینکا

سنگ می بارید بر اعدائے لوط
حضرت لوط کے دشمنوں پر پتھر برستے تھے

ما بگویم از جمادات جہاں
اگر میں دنیا کی بے جان چیزوں کے بارے میں بتاؤں

عاقلانہ یاری پیغمبراں
بجھداری کے ساتھ پیغمبروں کی مدد

تا کہ در آب سیاہ خوردند غوط
حتی کہ انہوں نے کالے پانی میں غوط کھایا

سنگ قوم لوط سنگسار کے لئے قرآن پاک میں ہے
برسائیں۔ ما بگویم اگر تشریح کی جائے کہ جمادات کے انبیاء کی کیا کیا مدد کی ہے تو مثنوی کی ضخامت چالیس اذخوں کے

بوجھ کی ہو جائے گی۔

۱۔ دوسدے بلقیس۔ یعنی وہ مریدین

جو ابھی رولہ سلوک پر نہیں لگے ہیں۔

ابہ۔ جس وقت جنگ احد میں

آنحضورؐ کو مشرکین نے زخمی کر دیا تو

آپؐ نے یہ دعا کی اَللّٰهُمَّ بَعْدِ قَوْمِيْ

فَقَوْمٌ لَا يَتْلُوْنَ اِلَّا سَمْعَ مِیْرِ قَوْمِ

کو ہدایت دے وہ میرے مرتبہ کو نہیں

جانتے ہیں۔ تہذیب حضرت سلیمان

نے بلقیس کو پیغام بھیجا کہ جلد آ کر

مسلمان ہو جاوے نہ خرابی پیدا ہو جائے

گی۔ لشکرت۔ یعنی تیرا لشکر خود تیرا

دشمن ہو جائے گا۔ مرد۔ یعنی اطاعت

سے پھر جائے گا۔ پردہ دار۔ چوکیدار

خود دروازہ توڑ ڈالے گا۔ جان تو۔ تیری

جان خود تیری دشمن ہو جائے گی۔

جملہ۔ اللہ تعالیٰ جب کسی کو تہہ کرنا

چاہتا ہے تو کائنات کا ذرہ ذرہ اس کا

دشمن ہو جاتا ہے۔

۲۔ باد۔ قرآن میں ہے لَمَّا عَاذَ

فَخَلَّكُمَا بِوَيْحٍ صَرَّصَهُ قَوْمُ عَادٍ

آدمی سے ہلاک کر دی گئی۔ آب۔

قرآن میں ہے وَ اغْرَقْنَا الْفَلِیْنِ

کُتِبُوا ابْنِیْنِ جن لوگوں نے ہماری

آیتوں کی تکذیب کی ان کو ہم نے

پانی میں ڈوبو دیا۔ فعون۔ قرآن میں

ہے فَغَشَّیْهُمْ مِنْ فِیْہِمْ مَا غَشَّیْهُمْ۔

اس ان کو سمندر نے ڈھانپ لیا۔

قارون۔ قرآن میں ہے فَخَسَفْنَا

بِہِ وَیَلَدَا الْاَرْضَ اِنَّمَا سَمْعَ مِیْرِ قَوْمِ

اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا۔

بانیل۔ قرآن پاک میں ہے

فَجَعَلْنٰهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُوْلٍ۔ پھر کر

ڈالا ان کو جیسے بھس کا کھایا ہوا۔ داؤد

حضرت داؤد نے تین پتھر دشمنوں کی

طرف پھینکے تو ان کے صد ہا ٹکڑے

ہو کر دشمنوں کے لگے اور وہ ہلاک ہو

گئے۔

مثنوی چنداں شود کہ چل شتر

مثنوی اس قدر ہو جائے گی کہ چالیس لوث

دست ۱ بر کافر گواہی می دہد

ہاتھ کافر کے خلاف گواہی دے دیتا ہے

اے نمودہ ضد حق در فعل و درس

اے قول و فعل میں اللہ کی مخالفت کرنے والے

جوز ۲ جڑوت لشکر حق در وفاق

تیرا جوز جڑ بالا اتفاق اللہ کا لشکر ہے

گر بگوید چشم را گو را فشار

اگر وہ آنکھ کو کہہ دے کہ اس کو تنگ کر

ور بدنیاں گوید او بنما و بال

اگر وہ دانتوں کو کہہ دے کہ تکلیف پہنچاؤ

باز گن طب را بخواں باب اعلل

طب کو کھول بیداریوں کا باب پڑھ لے

چونکہ جان جان ہر چیزے ویست

چونکہ ہر چیز کی جان کی جان وہی ہے

خود رہا گن لشکر دیو و پری

دیو اور پری کے لشکر کو جانے دے

ملک ۳ را بگذار بلیس از نخست

اے بلیس! پہلے سلطنت کو چھوڑ دے

خود بدانی چوں برمن آمدی

جب تو میرے پاس آجائے گی خود جان لے گی

نقش اگر خود نقش سلطان یا غنی ست

تصویر خولہ بادشاہ کی ہے یا مالدار کی

نہنت اواز برائے دیگران

اس کی رنق دھڑوں کے لئے ہے

گر گشد عاجز شود از بار پر

اگر اٹھائیں پورے بوجھ سے عاجز آجائیں گے

لشکر حق می شود سر می نہد

اللہ کا لشکر بن جاتا ہے اطاعت کرتا ہے

در میان لشکر اوی بترس

تو اس کے لشکر کے درمیان ہے خوف کھا

مر ترا کنوں مطیع انداز نفاق

اب نفاق سے تیرے فرمانبردار ہیں

در چشم از تو برآرد صد دمار

آنکھ کا مد تیری سو ہلاکتیں پیدا کر دے گا

پس بہ بنی توز دنداں گو شمال

تو تو دانتوں سے سزا پائے گا

تابہ بنی لشکر تن را عمل

تاکہ تو جسم کے لشکر کا عمل دیکھ لے

دشمنی با جانِ جاں آساں کے ست

جان کی جان کے ساتھ دشمنی کب آسان ہے؟

کز میانِ جاں کندم صفدری

کیونکہ جان کے گندم سے میری جانب سے صف لگائی کر دیے ہیں

چوں مرلیابی ہمہ ملک آن تست

جب تو مجھے حاصل کر لے گی سب ملک تیری ملکیت ہیں

کہ تو بے من نقش گرما بہ بُدی

کہ تو میرے بغیر حمام کی تصویر تھی

صورتست از جان خود بے چاشنی ست

تصویر ہے اپنی جان سے بے لذت ہے

باز کردہ بیہدہ چشم و ہاں

خولہ خولہ اس نے آنکھ اور منہ کھول رکھا ہے

۱ دست۔ قرآن میں ہے

وَتَكَلَّمْنَا إِلَيْنِهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ

بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ۔ اور ان کے

ہاتھ ہم سے کلام کرینگے اور ان کے

پاؤں گواہی دے گئے گناہ کاموں کی جو

انہوں نے کئے۔ اے نمودہ اللہ تعالیٰ

کے مخالف کو ڈرنا چاہیے وہ اس کی

کائنات کے لشکروں میں گھرا ہوا

ہے۔ یعنی قول۔

۲ جوز۔ انسان کا ہر ہر جزو اللہ کا

لشکر ہے فی الحال نفاق سے منکروں کا

ساتھ دے رہا ہے۔ دمار۔ ہلاکت۔

دنداں۔ دانتوں کا درد انسان کو مصیبت

میں مبتلا کر دیتا ہے۔ باب اعلل۔

طب کی کتابوں کا وہ باب جس میں

بیماریوں کا ذکر ہے اس سے معلوم ہو

جائے گا کہ انسان کے بدن میں کس

قدر امراض چھپے ہوئے ہیں۔ دشمن۔

جان کی جان سے دشمنی آسان نہیں

ہے۔ خود۔ اللہ کے بیرونی لشکروں

کے ذکر کو چھوڑ دو خود انسان کے اندر

ایسے امراض ہیں جو مخالفوں کے صف

میں ہیں۔

۳ ملک را۔ بلیس کو خطاب ہے

کہ ظاہری سلطنت کو چھوڑ کر آجائے

تو ایمان لے آئے گی تمام کائنات

تیری حکومت ہوگی۔ نقش گرما بہ۔ حماموں

میں تصویریں بنانے کا رواج تھا جو

بے جان ہوتی ہیں۔ نقش۔ تصویر خولہ

شلہ کی ہو یا مالدار کی۔ بہر حال بے

جان چیز ہے۔

۱۔ اسلوب انسان اپنے بارے میں بہت سی غلط فہمیوں میں مبتلا رہتا ہے اور دوسروں سے اپنے آپ کو ممتاز سمجھنے لگتا ہے حالانکہ اس کے وہ تصورات بالکل خلاف واقعہ ہوتے ہیں۔ ایک زمانہ انسان اپنے آپ کو مقرب بارگاہ اور مخلوق سے دور سمجھتا ہے لیکن ذرا ٹھوڑی دیر کے لئے مخلوق سے علیحدہ ہو کر دیکھے پھر اس کو معلوم ہو جائے گا کہ مخلوق سے اس کو کیسا انس ہے۔ اس تو یعنی تو نے یہ سمجھا ہے کہ تو عابد اور وہ معبود ہے اور دونوں جدا گانہ چیزیں ہیں یہ غلط خیال ہے۔ اوحدی تو ذات باری کا مظہر ہے اور حق تعالیٰ اپنے وحدت کے ساتھ تجھ میں ظاہر ہے اور ان مظاہر اور تعینات کی کثرت اس کی وحدت کے منافی نہیں ہے۔

۲۔ مرغ خوشی۔ خود کدہ و خود کدہ گر و خود گل کدہ خود بر سر آں کدہ خریدہ برآمد جوہر۔ حضرت حق تعالیٰ قائم بنفسہ ہے وہی میں موجود ہے بانی موجودیت اس کی شعور ہیں جو اس کے ساتھ قائم ہیں۔ آدم۔ حضرت آدم تمام ذات عالم کا پانی ذات میں مشہود کرتے تھے کیونکہ ان کی حقیقت تمام حقائق الہیہ اور کونیہ کی جامع تھی ان کی ولاد کو بھی ایسا ہی ہونا چاہیے۔

۳۔ چیت۔ اس شعر میں عالم کو ختم اور خانہ سے تعبیر کیا ہے اور قلب انسانی کو نہر اور شہر سے تعبیر کیا ہے یعنی جو کچھ عالم میں ہے وہ قلب انسانی میں اس کی وسعت کی وجہ سے بچہ اولیٰ ہے انسان عالم کبیر ہے اور دنیا عالم صغیر ہے۔ پیدا کر دین۔ حضرت سلیمان نے بلقیس پر واضح کیا کہ اس کو طلب کرنے میں ان کی کوئی ذلی غرض نہیں ہے محض عجب اللہ اس کو طلب کر رہے ہیں۔

اے! تو در پیکار خود را باختہ خبر دہا تو نے اپنے آپ کو جنگ جہل میں مصروف کر رکھا ہے تو بہر صورت کہ آئی بیستی تو جس صورت میں ہوتا ہے جم جاتا ہے یک زماں تنہا بمائی تو ز خلق اگر تو وہ مخلوق سے ٹھوڑی دیر کے لئے اکیلا رہ جائے اس تو کے ہاشی کہ تو آں اوحدی تو یہ کب ہے؟ کیونکہ تو وہ مظہر وحدت ہے مرغ خوشی صید خوشی دام خوشی تو اپنا پرندہ ہے تو اپنا شکار ہے تو اپنا جیل ہے جوہر آں باشد کہ قائم با خود دست جوہر تو وہی ہے جو خود قائم ہو گرتو آدم زادہ چوں اوشیش اگر تو آدم کی ولاد ہے اس کی طرح بیٹھ چیت اندر خم کہ اندر نہر نیست مکے میں کیا ہے جو نہر میں نہیں ہے؟ انجہاں خم دست و دل چوں خوی آب یہ دنیا مٹکا ہے اور دل پانی کی نہر کی طرح ہے

دیگراں را تو ز خود شناختہ تو نے دوسروں کو اپنے آپ سے جدا کر کے نہیں پہچانا ہے کہ منم ایں واللہ آں تو نیستی کہ میں یہ ہوں خدا کی قسم تو وہ نہیں ہے در غم و اندیشہ مانی تا خلق غم اور فکر میں گلے تک رہ جائے کہ خوش و زیبا و سرمست خودی جو اچھا اور حسین اور اپنے آپ کا عاشق ہے صدر خوشی فرش خوشی بام خوشی تو اپنا صدر ہے تو اپنا فرش ہے تو اپنا بالا خانہ ہے واں عرض باشد کہ فرع اوشد دست جو اس کی فرع ہے وہ عرض ہوتا ہے جملہ ذرات را در خود ہمیں تمام ذروں کو اپنے اندر دیکھ چیت اندر خانہ کا اندر شہر نیست گھر میں کیا ہے جو شہر میں نہیں ہے؟ انجہاں حجرہ است و دل شہر عجب یہ دنیا حجرہ ہے اور دل عجب کا شہر ہے

پیدا کردن سلیمان بلقیس را کہ خلاصاً لا امر اللہ ست جہد در حضرت سلیمان کا بلقیس پر واضح کرنا کہ تیرے ایمان کے بارے میں کوشش خلاصاً اللہ کے ایمان تو یکذره غرضے نیست مرانہ در نقش تو وہ نہ در حسن تو وہ نہ در حکم سے ہے میری ایک ذرہ غرض نہیں ہے نہ تیرے نقش و نگار میں تیرے حسن میں نہ تیری ملک تو خود بینی چوں چشم جانت باز شود بنور اللہ تعالیٰ کہ بے غرضی ست سلطنت میں جب تیری روح کی آنکھ اللہ کے نور سے کھلے گی تو خود جان لے گی کہ سب بے غرضی سے ہے



ہیں بیا کہ من رسول دعوتی ۱

خبردار! آج کیونکہ میں دعوت دینے والا رسول ہوں
اور بُود شہوت امیر شہوتم
اور اگر شہوت ہو تو میں شہوت پر حکمراں ہوں
بُت شکن بُودست اصل اصل ما
ہماری اصل کی اصل بت شکن تھی
گرد آیم از رہے در بتکدہ
اگر میں کسی راستہ سے بت خانہ میں جاؤں
احمد و بوجہل در بتخانہ رفت
محمد اور بوجہل بت خانہ میں گئے
ایں در آمد سر نہند اورا بتاں
یہ اند آئے بتوں نے ان کے سامنے رکھ دیا

ایں ۲ جہل شہوتی بت خانہ ایست

یہ شہوت کی دنیا ایک بت خانہ ہے
لیک شہوت بندہ پا کاں بُود
لیکن شہوت پاک لوگوں کی غلام ہوتی ہے
کافراں قلب اندو پا کاں ہمجوزر
کافر کھوٹے ہیں اور پاک لوگوں کو سونے کی طرح ہیں

قلب ۳ چوں آمد یہ شد در زماں

کھٹا جب داخل ہوا فوراً کالا ہو گیا
دست و پا انداخت اندر بُوتہ زر
سونے نے ہاتھ پاؤں کو ٹھلائی میں ڈالے

جسم مار و پوش باشد در جہاں

دنیا میں ہمارا جسم پردہ ہے
شاہ دیں را منکر اے نادان بطین
اے بیوقوف! دین کے شلہ کو مٹی کا نہ سمجھ

چوں اجل شہوت کُشم نے شہوتی

موت کی طرح میں شہوت کو کٹا رہا شہوت طائیں ہوں
نے اسیر شہوت و رُہی بتم
نہ کہ شہوت اور بت کے چہرے کا قیدی
چوں خلیل حق و جملہ انبیا
مثلاً خلیل اللہ اور تمام نبی

بُت سجود آرد بمن در معبدہ

عبادت خانہ میں بت مجھے سجدہ کریں
زیں شدن تا آل شدن فرقیست رفت
اس جانے میں اور اس جانے میں بھدی فرق ہے
آں در آید سر نہند چوں اُمتاں
وہ آتا ہے تو امتیوں کی طرح سر رکھ دیتا ہے

انبیا و کافراں رالا نہ ایست

نبیوں اور کافروں کا گھونٹلا ہے
زر نسوزد زانکہ نقد کاں بُود
سونا نہیں جلتا کیونکہ وہ کان کا خالص ہوتا ہے
اندریں بُوتہ درند ایں دو نفر
دونوں شخص اس بھٹی میں ہیں

زرد آمد شد زری او عیاں

سونا داخل ہوا اس کا سونا پن واضح ہو گیا
در رُخ آتش ہی خندو چو خور
وہ سورج کی طرح آگ کے سامنے ہنستا ہے

ماچو دریا زیر ایں گہ در نہاں

ہم اس گہاس کے نیچے دریا کی طرح پوشیدہ ہیں
کیں نظر کردہ است ابلیس لعین
کیونکہ یہ نظر ملعون شیطان نے کی ہے

۱ دعوتی۔ یعنی میں ایسا رسول ہوں
جو لوگوں کو اپنے ذین کی دعوت دے۔
اجل۔ موت۔ قاطع شہوت ہے۔
نے شہوتی۔ میں شہوت کی بنیاد پر
تھے آنے کی دعوت نہیں دے رہا
ہوں۔ در بود۔ رسول میں اگرچہ
عورتوں کی شہوت ہوتی ہے لیکن وہ
شہوت سے مغلوب نہیں ہوتا بلکہ
شہوت پر غالب رہتا ہے۔ رُہی بتم۔
یعنی میں کسی حسین کی محبت کا قیدی
نہیں ہوں۔ بت شکن۔ حضرت
خلیل اللہ اور دوسرے نبیوں کا کام
بت شکنی تھا۔ گرد آیم۔ رسول اگر بت
کدہ میں جاتا ہے تو بت سرخوں ہو
جاتے ہیں۔ احمد۔ آنحضرت خان کعبہ
میں گئے تو بت سرخوں ہوئے گئے
بوجہل جاتا تھا تو خود ان کے سامنے
سرخ ہو جاتا تھا۔

۲ ایں جہاں۔ دنیا شہوت کا گھر
ہے اور نبی اور کافروں اس میں مقیم
ہیں۔ لیک۔ شہوت پاک لوگوں کی
غلام ہوتی ہے ان کی مثال سونے کی
سی ہے سونا بھٹی میں جا کر اور کھرا بن
جاتا ہے۔ کافراں۔ کافروں کی مثال
ملع شدہ چیز کی سی ہے جو بھٹی میں جا
کر کالی اور سوا ہو جاتی ہے۔

۳ قلب۔ کھر امتحان میں پڑ کر
اور کھر ابن جاتا ہے کھوٹے کا کھوٹ
پن نمایاں ہو جاتا ہے۔ بوتہ سار کی
گٹھالی۔ خور۔ خورشید۔ جسم نبیوں کا
عادی جسم ان کا حجاب بن جاتا ہے۔
شلہ دیں۔ مومن کا کام نبیوں کی
روحانی طاقت کو دیکھنا ہے شیطان
نے حضرت آدم کے مٹی کے جسم کو
دیکھا تو ان کا منکر بن گیا۔

کے اے تو! اُن دو ایں خورشید را
اس سورج کو کہیں لپکا جا سکتا ہے؟
گر بریزی خاک و صد خاکسترش
اگر تو اس پر مٹی لوور سو را کہیں ڈالے
کہ کہ باشد گو پوشد روی آب
تکا کیا ہوتا ہے کہ پانی کا چہرہ چھپائے؟
خیز بلقیسیا چو ادہم شاہ وار
اے بلقیس! شاہ لوہم کی طرح اٹھ کھڑی ہو
باز گو احوال ابراہیم زود
ابراہیم کے احوال پھر جلد کہہ
بالے گل تو بگو آخر مرا
ایک مٹی مٹی سے آخر تو مجھے بتا
برسر نور، او برآید سرش
اس کے نور پردہ نور اس خاک کے لوپر آ جائے گا
طین کہ باشد گو پوشد آفتاب
مٹی کیا ہوتی ہے کہ سورج کو چھپانے؟
دود ازیں ملک دوسہ روزہ برآر
اس دو تین روز کی حکومت میں سے دھول اٹھا دے
ترک ملکش را بگو موجب چہ بود
بتا ان کے سلطنت چھوڑنے کا کیا سبب تھا؟

بقیہ قصہ سلطان ابراہیم ادہم روح اللہ روحہ

حضرت شاہ ابراہیم لوہم کے قصہ کا بقیہ خدا ان کی روح کو تازہ کرے

برسر ۲ تختہ شدید آں نیک نام
اس نیک نام نے تخت پر سے سنا
گا مہلی شند بر بام سرا
محل کی چھت پر بھاری قدم
با ننگ زد بر روزن قصر او کہ کیست
انہوں نے محل کی کھڑکی پر پکھا کون ہے؟
سر ۳ فرو کردند قوے یو العجب
کچھ عجب لوگوں نے سر نیچے کر کے کہا
ہیں چہ می جوئید؟ گفتند اشتراں
ہیں کیا تلاش کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا لوٹ
پس بگفتندش کہ تو بر تخت و جاہ
پھر انہوں نے ان سے کہا آپ تخت اور رتبہ میں
خود ہماں بد دیگر اُورا کس ندید
یہ واقعہ ہوا پھر آپ کو کسی نے نہ دیکھا
طقطقے وہاں وہوی شب ز بام
را نکو بالاخانہ پر کھٹکا اور شور و غل
گفت با خود آتچنیں زہرہ کرا
دل میں کہا ایسا پتہ کس کا ہے
ایں نباشد آدمی مانا پر رست
یہ یقیناً کوئی انسان نہیں ہے بھوت ہے
ماہمی گردیم شب بہر طلب
ہم رات میں تلاش میں پھر رہے ہیں
گفت اشتر بام بر کہ جست ہاں
ان (ابراہیم لوہم) نے کہا کہ لوٹ لوچت پر کس نے دھونڈا ہے
چوں ہمی جوئی ملاقات الہ
اللہ تعالیٰ کی ملاقات کیوں تلاش کر رہے ہیں؟
چوں پری از آدمی شد نا پدید
پری کی طرح انسانوں سے غائب ہو گئے

۱۔ کے تو!۔ انبیاء کی روحانی طاقت اور لوصاف خدا کی جسم میں نہیں چھپ سکتے ہیں۔ گر بریزی۔ سورج پر خاک ڈالنے سے وہ نہیں چھپ سکتا۔ کہ دیا کہ سطح پر اگر گھاس آ جائے تو وہ یا کب چھپ سکتا ہے۔ خیز بلقیسیا۔ مولانا کا بلقیس کو خطاب ہے کہ ابراہیم ادہم کی طرح تو بھی ملک اور سلطنت کو خیر باد کہہ دے۔ یعنی اس دنیاوی سلطنت کو بھونک ڈال۔

۲۔ برسر۔ حضرت ابراہیم لوہم کے وقت اپنے تخت شاہی پر سو رہے تھے کہ چھت پر سے ملنے پھرنے کی آوازیں آئیں۔ طقطق۔ کھٹ کھٹ۔ بام سرا۔ قلعہ کا بالاخانہ۔ زہرہ۔ پتہ۔ اہم۔ روزن قصر۔ کھڑکی۔ مانا پر رست۔ انسان کی تو یہ مجال نہیں کہ شاہی بالاخانہ پر رات میں چڑھ آئے۔ یقیناً کوئی بھوت پریت ہے۔

۳۔ سر فرو کردند۔ پرستان لوگوں نے جھانک کر کہا اہم تلاش میں پھر رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم نے کہا کیا دھونڈتے ہو انہوں نے کہا لوٹ دھونڈ رہے ہیں۔ کہ جست۔ یعنی لوٹ کو بالاخانہ پر آج تک کسی نے نہیں تلاش کیا۔ پس۔ ان لوگوں نے حضرت ابراہیم سے کہا کہ اگر لوٹ چھت پر تلاش کرنا غلط ہے تو خدا کو تخت و تاج پر تلاش کرنا کوئی درست بات ہے۔ خود ہماں۔ بس اس واقعہ کے بعد ان کے حالات بدل گئے اور وہ لوگوں کی نظروں سے غائب ہو گئے۔

معنیش اپنہاں و او در پیش خلق
ان کا باطن پوشیدہ تھا اور وہ لوگوں کے سامنے تھے
چوں ز چشم خویش و خلقاں دور شد
جب وہ اپنی اور لوگوں کی نگاہ سے دور ہو گئے
جان سیر مرغی کہ آمد سوی قاف
سیر مرغ کی جان جو (کوہ) قاف کی طرف چلی آئی
چوں رسید اندر سبا ایں نور شرق
یہ مشرق کی روشنی جب سبا میں پہنچی
رو جہائے مردہ جملہ پر زوند
سب مردہ رو جس اڑنے لگیں
یکدگر را مرده می دادند ہاں
ایک دوسرے کو خوشخبری دیتا تھا کہ ہاں
زاں نداد وینہا ہمی گردند گبز
اس آواز سے سب دین قوی ہوتے ہیں
از سلیمان آل نفس چوں نفخ صور
حضرت سلیمان کے سامنے صور پھونکنے کی طرح
مر ترا بادا سعادت بعد ازیں
اس کے بعد تیرے لئے نیک بختی ہو

خلق کے بیند غیر ریش و دلق
لوگ داڑھی اور گدڑی کے سوا کب دیکھتے ہیں؟
ہمچو عنقا در جہاں مشہور شد
عنقا کی طرح دنیا میں مشہور ہو گئے
جملہ عالم از اولا فندلاف
تمام لوگ ان پلٹاپلٹاپ کی باتیں کرتے ہیں
غلغلے افتاد در بلیقیں و خلق
لوگوں اور بلیقیں میں شور مچ گیا
مردگاں از گورتن سر بر زوند
مردوں نے جسم کی قبر سے سر ابھارا
نک ندائے می رسد از آسمان
یہ آواز آسمان سے آ رہی ہے
شاخ و برگ دل ہمی گردند سبز
دل کی شاخ اور پتے سبز ہو جاتے ہیں
مردگاں را وارہانید از قبور
مردوں کو قبروں سے رہائی دے دی
ایں گذشت واللہ اعلم بالیقین
یہ گزر گیا، یقیناً اللہ زیادہ جانتا ہے

بقیہ ۳ قصہ اہل سبا و نصیحت و ارشاد سلیمان علیہ السلام مر
سبا والوں کے قصہ کا بقیہ اور حضرت سلیمان کی نصیحت اور راہنمائی بلیقیں کی رعایا کو
آل بلیقیں را ہر یکے اندر خور خود و مشکلات دین و دل او
ہر ایک کو اس کے اور اس کے دل اور دین کی مشکلات کے مناسب اور ہر شخص کے
وصید کردن ہر جنس مرغ ضمیرے بصفیران آل جنس مرغ و طعمہ او
دل کے پرند کی جنس کو اس کی جنس کے پرندوں کی آواز اور خوراک سے شکار کرنا

۱۔ معنیش۔ حضرت ابراہیم کا
لوگوں کی نظروں سے غائب ہونا یہ
ہے کہ ان کے لوصاف باطنی اور
مدارج کو لوگ نہ سمجھ سکا اگرچہ وہ ان
کے سامنے تھے اس لئے کہ ظاہر
بینوں کی نگاہ تو محض ظاہر پر ہوتی
ہے۔ چوں ز چشم اپنی آنکھوں سے
اسراف کی وجہ سے دور ہو گئے اور
دوسرے لوگوں کی نگاہوں سے دور ہو
گئے تو عنقا کی طرح ان کی شہرت ہو
گئی۔ سیر مرغ۔ یہ جانور بھی لوگوں
نگاہوں سے دور ہے لہذا اس کا بھی
بہت چرچا ہے۔ نور شرق۔ یعنی
حضرت سلیمان کی دعوت۔ خلق یعنی
بلیقیں کی رعایا۔ مردہ۔ مردہ
روح نے سر ابھارا۔

۲۔ یکدگر۔ وہ لوگ آپس میں
ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے تھے اور
کہتے تھے کہ آسمانی دعوت ہے
زاں۔ اس دعوت کا تو خاصہ یہی ہے
کہ اس سے لوگوں کے ایمان بڑھتے
اور توبہ تازہ ہو جاتے ہیں۔ نفس۔ یعنی
حضرت سلیمان کی دعوت۔ مردگاں۔
یعنی مردہ دل۔ قبور۔ یعنی دنیاوی
زندگی۔ ایں گزشت۔ حضرت
سلیمان کا واقعہ جو ہم نے بیان کیا ہے
اس کی یعنی باتیں خدا کو معلوم ہیں جو
کچھ مشہور تھا وہ کہہ دیا گیا ہے بہر حال
اس قصہ کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

۳۔ بقیہ۔ حضرت سلیمان نے
بلیقیں کو اس کے مناسب اور اس کے
ملک والوں کو ہر ایک کی استعداد کے
مطابق راہنمائی کی۔ صید کردن۔
شکاری جس قسم کے پرندوں کا شکار کرتا
ہے اسی قسم کی سیٹی بجا کر ان کو جمع کرتا
ہے اور ان کے مناسب دانہ ڈالتا
ہے۔



۱ صبا۔ یعنی دعوت سلیمانی۔ لالہ زار۔ ملک سہلاقت۔ یعنی جوجسام رعوں سے محروم تھے وہ ان سے مل گئے۔ عادت۔ یعنی اجسام روحانیت کے غلبہ سے ارواح بن گئے۔ مُت۔ عاشق عوام میں جیسے ہوئے ہوتے ہیں۔ جو۔ لوگ نئی کوفضل خرچ کرتے ہیں اور اس کی خلوت سے اس کو طرح طرح سے ڈراتے ہیں اس طرح ان کی نظیروں سے اس کی خلوت پوشیدہ ہو جاتی ہے۔ السقم۔ یعنی خلوت پر ملامت اور افلاس وغیرہ کا خوف دلانا۔ ۲ خَلَقَ۔ جب تک روح جسم میں دبی ہوئی ہے وہ ذلیل ہے جب روح کا غلبہ ہو جاتا ہے تو جسم میں بھی شرافت پیدا ہو جاتی ہے۔ العشق۔ ہرگز نہیں دنگہ دش زلفہ شد عشق۔ السالون۔ جو عشق سے خالی ہیں۔ ذک۔ پیغام سلیمانی۔ منطق الطیر۔ حضرت سلیمان تمام پرندوں کی زبان جانتے تھے۔ بانگ۔ یعنی ہر ایک کو ان کی صلاحیت اور استعداد کے مطابق تعلیم دے۔ مرغ جبری۔ جو لوگ جبر کے قائل ہیں وہ ترک عمل کر بیٹھے ہیں ان کو اس عقیدہ کا نقصان سمجھاؤ۔ ۳ پراشت۔ وہ لوگ جو ناقص اختیار کے قائل ہیں ان کو صبر عن المعاصی کی تعلیم دے۔ مرغ غصہ۔ جو لوگ مصیبت سے دے ہوئے ہیں۔ مرغ عنقا۔ جو لوگ عالم غیب سے تعلق رکھتے ہیں ان کو عالم غیب کی باتیں بتا۔ کبوتر۔ یعنی مظلوم۔ باز۔ یعنی ظالم۔ وہ خفاشے جو لوگ نور سے محجوب ہیں ان کو نور عطا کر۔ کب۔ لڑنے والوں کو صلح پر آمادہ کر۔ خروسل۔ یعنی اہل حق اگر غلط بحثوں میں ہیں ان کو اہل حق کی علامات دکھاؤ۔

قَصَّہ گویم از سبّا مُشتاق وار
میں مشتاقانہ سبّا کا قصہ سناتا ہوں
لَا قَتِ الْأَشْبَاحُ يَوْمَ وَصِلَهَا
جسم اپنے وصل کے دن سے وابستہ ہو گئے
أُمَّةُ الْعِشْقِ خَفِيٌّ فِي الْأُمَمِ
عشق کی امت امتوں میں پوشیدہ ہے
ذِلَّةُ ۲ الْأَرْوَاحِ مِنْ أَشْبَاحِهَا
روحوں کی ذلت ان کے جسموں سے ہے
أَيُّهَا الْعُشَّاقُ السُّقْيَا لَكُمْ
اے عاشقو! سیرابی تمہارے لئے ہے
أَيُّهَا السَّالُونَ قَوْمُوا وَاعْشِقُوا
اے بے فکر! کھڑے ہو جاؤ اور عشق کرو
مَنْطِقُ الطَّيْرِ سَلِيمَانِي بَيَا
اے سلیمانی منطق الطیر آ جا
چوں بَمُرْغَانَتِ فَرَسْتَادِستِ حَق
جبکہ تجھے اللہ تعالیٰ نے پرندوں کی جانب بھیجا ہے
مُرْغِ جَبْرِی رَا زِیْلِ جَبْرِ گُو
جبری پند کو جبر کا نقصان سمجھا
مُرْغِ صَابِرِ رَا تُو خُوشِ دَارِ وَمَعَا فِ
صابر پند کو تو اچھا رکھ اور معاف کر
مَر کَبُوتَرِ رَا حَذَرِ فَرَمَا زِبَا زِ
کبوتر کو باز سے بچنے کا حکم دے
وَالِ خَفَاشَةِ رَا کِه مَانِدِ اُو بِنِیوَا
واں خفاشے را کہ ماند او بینوا
اس چکاؤ کو جو بے ساز و سامان ہے
کَبِکِ جَنْگِی رَا بَیَا مَوْزَا لِ تُو صُلُحِ
کبک جنگی را بیبا موزاں تو صلح
لڑکا چکور کو تو صلح سکھا

چوں صبا آمد بسوئے لالہ زار
جب لالہ زار کی جانب (باد) صبا پہنچی
عَادَتِ الْأَوْلَادُ صَوْبَ أَصْلَہَا
اولاد اپنی اصل کی جانب لوٹ گئی
مِثْلَ جُودِ حَوْلِهِ يَوْمَ السَّقَمِ
اس خلوت کی طرح جس کے چاند طرف یلک کلن ہے
عَزَّةُ الْأَشْبَاحِ مِنْ أَرْوَاحِهَا
جسم کی عزت ان کی رعوں سے ہے
أَنْتُمْ الْبَاقُونَ وَالْبَقِيَا لَكُمْ
تم باقی رہنے والے ہو اور بقا تمہارے لئے ہے
ذَاكَ رِيحُ يَوْسُفَ فَاسْتَشِقُّوَا
یہ حضرت یوسف کی خوشبو ہے سگھ لو
بَانِگِ ہر مُرْغِی کِه مِی آید سَرَا
جو مرغ آئے اس کی بولی بول
کُنِ ہر مُرْغِی بَدَا مَسْتِ سَبَقِ
تجھے ہر پرند کے لہجہ کا سبق پڑھا دیا ہے
مُرْغِ پَرِ سِی اِشْکِستِ رَا اَز صَبْرِ گُو
پر نوٹے ہوئے پرند کو صبر کی تعلیم دے
مُرْغِ عَنقَارِ اِنْخَوَالِ اَوْصَافِ قَافِ
عنقا پرند کو قاف کے اوصاف پڑھا
بَا زِ رَا اَز حِلْمِ گُو ی وَ اَحْتِرَازِ
باز کو بردباری اور پرہیزگاری سکھا
مِی کُنَشِ بَانُورِ بَحْفَتِ وَ آشِنَا
اس کو نور کا ساتھی اور آشنا بنا
مَر خُروِسا لِ رَا نُمَا اَشْرَاطِ صَبْحِ
مرغوں کو صبح کی علامات بتا

ہمچنیں! میر و زہد ہد تا عقیاب رہ نما واللہ اعلم بالصواب

اسی طرح چلا چل رہا ہے سے عقیاب تک راہنمائی کر اور اللہ صواب کو زیادہ جانتا ہے

آزاد شدن بلیقہ از ملک و مست شدن او از شوق ایمان و التفات
بلیقہ کا ملک سے آزاد ہو جانا اور میان کے شوق سے اس کا مست ہو جانا اور
ہمت او از ہمہ ملک منقطع شدن بوقت ہجرت لا از تخت
ہجرت کے وقت تمام ملک سے بجز تخت کے اس کی باطنی توجہ کا منقطع ہو جانا

چوں سلیم سویی مرغان سبا
جب سلیم نے سبا کے پرندوں کے لئے
جو مگر مرغے کہ بد بے جان و پر
سوا! اس پرندے کے جو بے جان اور بے پر تھا
نے غلط گفتیم کہ کر گر سر نہد
ہیں میں نے غلط کہہ دیا، اگر بہر سر رکھ دے

چونکہ بلیقہ از دل و جاں عزم کرد
چونکہ بلیقہ نے دل و جان سے پختہ ارادہ کیا
ترک سال و ملک کرد او آنچنان
اس نے سال اور ملک کو اس طرح چھوڑ دیا

آں غلامان و کنیزان بنار
وہ ناز پر مرد غلام اور باندیاں
باغبا و قصر ہا و آب رود
باغات اور قلعے اور نہر کا پانی
عشق در ہنگام استیلا و خشم
عشق اور غصہ غلبہ کے وقت
مر ز مرد را نماید گندنا
مرد کو گندنا دکھا دیتی ہے
لا الہ الا ہوا نیست اے پناہ
اے پناہ (کے طالب) نہیں ہے کوئی معبود مگر وہ

۱ ہمچنیں۔ غرضیکہ ہر آدمی کی اس
کے مناسب حال اصلاح کر دے۔
لا از تخت۔ یعنی دعوت سلیمانی پر
بلیقہ ایمان کے شوق سے مست ہو
گئی اور اپنے ملک و سلطنت کی ہر چیز
کی محبت دل سے نکال دی البتہ اس کو
اپنے تخت شاہی سے جو بہت قیمتی تھا
تعلق خاطر رہا۔ صفر۔ یعنی پیغام
حق۔ جڑ۔ یعنی سب لوگ حضرت
سلیمان پر ایمان لائے البتہ وہ لوگ
جن میں استعداد اور قابلیت ہی نہ تھی
وہ محروم رہے۔

۲ نے غلط۔ یعنی میرے کلام
سے یہ شبہ نہ ہو کہ وحی میں یہ صلاحیت
ہی نہیں ہے کہ وہ بد فطرت کو متاثر کر
سکے بلکہ وہ بھی اگر توجہ کرے اور طلب
پیدا کر لے تو خدا اس کی مدد کر دیتا ہے
اور اس میں صلاحیت پیدا فرما دیتا
ہے۔ ہر زمان رفت۔ جو وقت ستارہ
پرستی میں گزرا تھا ترک۔ بلیقہ مل
دولت سے ایسی بے نیاز ہوئی جس
طرح عاشق نام و تنگ سے بے نیاز
ہوتا ہے۔

۳ آں غلامان۔ جن غلاموں اور
کنیزوں کو ناز سے پالا تھا وہ اس کے
لئے سڑی ہوئی پیاز بن گئی۔ باغبا۔
یعنی تفریح کے اسباب اس کے لئے
باعث تکلیف بن گئے۔ عشق۔ عشق
اور غصہ کی خاصیت یہی ہے کہ جو
چیزیں محبوب ہوتی ہیں اس حالت
میں وہ مردود بن جاتی ہیں۔ معنی لا۔
یعنی جب انسان لا الہ کا قائل ہو جاتا
ہے تو اس کے لئے غیر اللہ کیج ہو جاتا
ہے لا الہ۔ کلمہ طیبہ کا حقیقی اثر یہی
ہے کہ ماسوی اللہ نظروں میں بے
وقت ہو جاتا ہے۔

کہ نماید مہ ترا دیگ سیاہ
کہ تجھے چاند کالی دیگ نظر آئے

می در یغش نامد لا جزو کہ تخت
بجز تخت کے اس کو افسوس نہ ہوا
کز دل او تا دل او راہ بُد
کیونکہ ان کے دل سے اس کے دل تک راستہ تھا
ہم ز دوراں ہر دوراں بشنود
دور سے دور رہنے والوں کا راز سن لے
ہم بدانند رازِ اس طاق کہن
یہاں پرانی محراب کا راز بھی جان لے
نخس آمد فرقت آں تخت نویش
اپنے تخت کی جدائی گری ہوئی ہے
کہ چرا بوشِ تخت آں عشق و باز
کہ اس کو تخت سے عشق اور محبت کیوں نکلے
نیست جنس کاتب اور مونس است
وہ کاتب کا ہم جنس نہیں ہے اس کے لئے مونس ہے
ہست بیجاں مونس ہر جانورے
بے جان ہے اور جاندار کے لئے مونس ہے
ہست بیجاں لیک مونس شد بیجاں
بے جان ہے لیکن جاندار کے لئے مونس ہے
گر نبودے چشم فہمت رانے
اگر تیری سمجھ کی آنکھ میں نمی نہ ہوتی
نقل کردن ہیچ نوع امکان نبود
اس کا منتقل کرنا کسی طرح ممکن نہ تھا
ہمچو اوصال بدن باہمہ گر
جیسا کہ آپس میں بدن کے جوڑ

ہیچ مال و ہیچ مخزن ہیچ رخت
کسی مال اور کسی خزانہ اور کسی سامان پر
پس سلیمان از دلش آگاہ شد
سلیمان اس کے دل کے خیال سے واقف ہو گئے
آں کسے کو بانگِ موراں بشنود
جو شخص چیونٹی کی آواز سن لے
آنکہ گوید رازِ قالتِ نملة
جو ”چیونٹی نے کہا“ کہ راز بتا دے
دید از دورش کہ آں تسلیم کیش
اس نے دور سے دیکھا لیا کہ اس تسلیم اور رضا والی کو
گر بگویم آں سبب گرود دراز
اگر میں اس کا سبب بتاؤں لمبا ہو جائے گا
گرچہ ایں کلک و قلم خود بخیر است
اگرچہ یہ پورا اور قلم خود بے حس ہے
ہمچنین ۳ ہر آلتِ پیشہ ورے
اسی طرح سے ہر پیشہ ور کا لوازم
آلتِ ہر پیشہ کارے ہمچنان
اسی طرح سے ہر پیشہ ور کا لوازم
اس سبب را من معین گفتے
تخت کی بڑائی کی وجہ سے جو حد سے زیادہ تھی
از بزرگی تخت کز حد می فرزد
تخت کی بڑائی کی وجہ سے جو حد سے زیادہ تھی
خرودہ کاری بود تفریقش خطر
باریک کام تھا، اس نکلے کرنا خطرناک تھا

۱۔ ہیچ۔ بلقیس کو سلطنت کی کسی چیز
کے چھوڑنے پر افسوس نہ تھا البتہ تخت
کے چھوڑنے کا افسوس تھا۔ پس۔
حضرت سلیمان بلقیس کی اس قلبی
کیفیت سے باخبر ہو گئے چونکہ دل
سے دل تک رابطہ پیدا ہو چکی تھی اور
باہمی تعلق استوار ہو چکا تھا۔ آں
کسے حضرت سلیمان چیونٹی کی بات
سن لیتے تھے اور دور کے انسانوں کے
دلی راز سمجھ لیتے تھے۔ قالت۔ قرآن
پاک میں ہے کہ جب سلیمان
چیونٹیوں کے جنگل میں پہنچے تو ایک
چیونٹی نے کہا کہ اے چیونٹیوں اپنے
بلوں میں گھس جاؤ ہمیں سلیمان اور
اس کا لشکر پاہن نہ کر دے تو حضرت
سلیمان اس کی بات سن کر ہنس
پڑے۔ طاق کہن۔ آسان
۲۔ تسلیم کیش۔ وہ جس نے تسلیم
ورضا کا راستہ اختیار کر لیا ہے یعنی
بلقیس۔ گر بگویم۔ اگر میں اس کی
تفصیل کروں کہ بلقیس کو تخت سے
کیوں محبت تھی تو گفتگو دراز ہو جائے
گی پھر بھی مجھلا بیان کرتا ہوں۔
گرچہ قلم کاتب کا آگے اور وہ اس کے
لئے باعثِ محبت ہوتا ہے۔
۳۔ ہمچنین۔ غرضیکہ ہر کارِ بیکر کا
اس کے لئے مونس ہوتا ہے۔ مونس۔
محبت پیدا کرنے والا۔ نے۔ یعنی
آنکھیں دکھنے کی نمی۔ از بزرگی۔
محبت کا تقاضہ تو تھا کہ بلقیس تخت کو
ساتھ لے کر آتی لیکن چونکہ اس کی
لمبائی چوڑائی بہت تھی اس کو منتقل کرنا
ممکن نہ تھا۔ خرودہ کاری۔ اس کو توڑ کر
اس وجہ سے ننلا سکتی تھی کہ اس پر بہت
رک اور باریک کام تھا وہ خراب ہو
جاتا۔ اوصال۔ وصل کی جمع۔ جوڑ۔



پس اسلیماں گفت گر چہ فی الآخر
حضرت سلیمان نے فرمایا اگرچہ اخیر میں
چوں زوحدت جاں بروں آرد سرے
جب وحدت سے جان برآمد ہو گی
چوں برآید گوہر از قعر زحار
جب موتی سمندوں کی گہرائی سے باہر آئے گا
سر بر آرد آفتاب با شرر
جب شعلہ باد سورج لگتا ہے
لیک خود با ایں ہمہ در نقدِ حال
لیکن با ایں ہمہ اس وقت
تا نگردد خستہ ہنگام لقا
تاکہ ملاقات کے وقت خستہ دل نہ ہو
ہست برما سہل و اورا بس عزیز
ہمارے لئے آسان اور اس کو بہت پیدا ہے
عبرتِ جانِ شود آں تخت باز
پھر وہ تخت اس کی جان کے لئے باعثِ عبرت بنے
تا بداند درجہ بوداں مبتلا
تاکہ اسے پتہ چل جائے وہ کس چیز میں پھنسی تھی
خاک ۳ را و نطفہ را و مضغہ را
خاک اور نطفہ کو اور مضغہ کو
از کجا آورد مت اے بدنیت
کے بدنیت میں تجھے کہاں سے لایا ہوں؟
تو بدایا عاشق بُدی در دوراں
تو اس کے زمانہ میں اس کا عاشق تھا

سرد خواہد شد برو تاج و سریر
اس کے لئے تاج و تخت بے وقت ہو جائے گا
جسم ربا فر او نبود فرے
اس کی شان کے مقابلہ میں جسم کی شان نہ رہے گی
نگری اندر خس و خاشاک و خار
تو کوڑے کرکٹ اور کانٹے کی طرف نظر نہ کرے گا
وَمِ عَقْرَبِ رَا کہ سازد مُستقر
م عقرَب ستارے کون ٹھکانا بناتا ہے
جست باید تخت اُورا اِنتقال
اس کے تخت کو منتقل کرنا چاہیے
کو دکانہ ۲ حاجتش گردد روا
اس کی بچکانہ خواہش پوری ہو جائے
تا بُود بر خوانِ خوراں دیو نیز
تاکہ پریوں کے دستِ خون پر دیو بھی ہو
ہمچو دلق و چار قے پیش ایاز
جیسا کہ ایاز کے لئے گدڑی اور چپل
از کجا ہار رسید او تا کجا
وہ کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہے
پیش چشم ماہمی دارد خدا
خدا ہماری نظروں کے سامنے رکھتا ہے
کہ ازاں آید ہمی خضر یقینیت
کہ اس سے تجھے شرم آتی ہے
منکر ایں فضل بودی آں زماں
اس وقت اس فضیلت کا منکر تھا

۱۔ پس سلیمان۔ جب حضرت
سلیمان پر بقیس کے قلب کی حالت
واضح ہوئی تو انہوں نے سوچا کہ وہ جانی
عروج کے بعد اگرچہ تخت وغیرہ کی
محبت مٹ جائے گی لیکن فی الحال
چونکہ اس کو تخت کے رہ جانے کا رنج
ہے لہذا اس کو منگولنا چاہیے۔ چوں ز
وحدت۔ فنا کے بعد جب بقا حاصل
ہو جائی ہے تو تمام مادیات بے وقعت
ہو جاتی ہیں۔ چوں۔ جب سمندر
سے موتی حاصل ہو جاتا ہے تو پھر
انسان اس کے خس و خاشاک کی
طرف نظر نہیں کرتا ہے۔ سر برآمد۔
جب سورج طلوع کرتا ہے تو وہ
ستارے جو برجِ عقرَب میں م
عقربت کی طرح جمع ہو جاتے ہیں ان
کی طرف کوئی نگاہ نہیں کرتا ہے۔
مستقر۔ ٹھکانا انتقال۔ یعنی اپنے
یہاں اس کو منتقل کر لیتا چاہیے۔
۲۔ کو دکانہ۔ بقیس کی تخت سے
محبت بچکانہ فعل تھا۔ بہل۔ جون کے
ذریعہ اس کو باسانی منتقل کیا جاسکتا
ہے یا وہ ہمارے نزدیک بے وقعت
ہے۔ تلو۔ اخروی نعمتوں کے ساتھ
یہ دنیاوی نعمت بھی موجود رہے۔
عبرت۔ مشہور ہے کہ ایاز نے اپنی
اصلی گدڑی اور جنگلی چپل خزانہ میں
محفوظ کر رکھے تھے اور ان کو جا کر دیکھ
کر وہ اپنی اصلی حالت یاد کرتا تھا اسی
طرح تخت بقیس کے لئے باعث
عبرت ہوگا کہ اس کی پہلی حالت کس
قدر خراب تھی کہ وہ تخت جیسی چیزوں
سے محبت کرتی تھی۔ از کجا۔ پہلے دنیا
کی مخرقات میں پھنسی ہوئی تھی اب
روحانیت کے اعلیٰ مقام پر فائزہ

۳۔ خاک۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی
خاقت کے مراتب بیان فرما کر یہ

ظاہر فرمایا کہ انسان کو اللہ نے اپنے فضل سے کہا ہے کہ میں نے انسان کو کونسی سے بنایا پھر اس کو نطفہ کیا پھر جسے نطفہ سے مضغہ پھر مضغہ سے گوشت کا لکڑا تو بدایا۔ انسان زبان حال سے اپنی ابتدائی حالت سے ترقی کرنے کا منکر تھا۔

۱۔ ایں کرم۔ انسان کو اس قدر

فضیلت دنیا اس انکار کا ذمہ ہے جو

اس کی فطرت کر رہی تھی۔ حجت انکار۔

یعنی انکار کے خلاف دلیل۔ انکار۔ نشر

کرتا پیدا کرتا۔ از خود۔ جس انکار کو تو

اپنے مدعی کی تائید سمجھتا تھا وہی انکار

تیرے مدعی کی تردید بن گیا۔ یعنی جس

چیز کو تو اپنے موافق سمجھے ہوئے تھا وہی

مخالف پڑی۔ خاک۔ مٹی میں یہ

حیات اور استعداد صرف اللہ کی قدرت

ساتی ہے۔ نطفہ۔ یہ انسان نطفہ تھا

آن وہ اس حالت میں ہے کہ حشر و نشر

کا انکار کر دیتا ہے یہ اللہ تعالیٰ ہی کی

قدرت کا کرشمہ نہ تو دوبارہ اس کا حشر

و نشر اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کیسے

خارج ہو سکتا ہے۔ دہ۔ یعنی

نطفہ ہونے کی حالت میں تجھ میں اس

انکار کی صلاحیت نہ تھی۔

۲۔ از جمادی۔ جبکہ یہ ثابت ہو گیا

کہ تو جمادیت سے اس مرتبہ پہنچا

ہے کہ تجھ میں انکار کی صلاحیت پیدا

ہو گئی ہے تو تیری یہ انکار کی صلاحیت

اس بات کی دلیل ہو گئی کہ تیرا دوبارہ

حشر ہو سکتا ہے۔ حلقہ زن۔ تیرا انکار

خود حشر کا اقرار ہی طور پر ہے کہ جیسا

کوئی زید کو بلانے اس کے گھوڑے

جائے اور خود زید اندر سے یہ کہے کہ

زید یہاں نہیں ہے تو اس کا یہ اپنے

ہونے کا انکار خود ہونے کا اقرار ہے

پس انکار۔ جمادیت سے ترقی کر کے

اس مرتبہ تک پہنچنا کہ حشر کا انکار کرتا

ہے خود حشر کو دلائل سے ثابت کر رہا

ہے۔

۳۔ چند۔ انسان بننے تک مختلف

مراتب میں اللہ کی کس قدر کارگیریاں

ہیں ان کے ہوتے ہوئے حشر کا

کہ میان خاک می کردی نخست

جو تو نے خاک ہوتے ہوئے پہلے کیا تھا

از دوا بد تر شد ایں بیمار تو

تیرا یہ بیمار دوا سے اور بگڑ گیا

نطفہ را خصمی و انکار از کجا

نطفہ میں بھگڑاؤ پن اور انکار کہاں؟

فلکت و انکار را منکر بدی

تو فکر اور انکار کا منکر تھا

ہم از ایں انکار خشرت شد درست

تیرے اسی انکار سے تیرا خسر ثابت ہو گیا

کز درویش خولجہ گوید خولجہ نیست

کہ اس کے اندر سے مالک کہے کہ مالک نہیں ہے

پس ز حلقہ بر ندارد پیچ دست

تو حلقہ سے کبھی دست بڑھ نہ ہو گا

کز جماد او حشر صد فن می کند

کہ وہ مٹی سے سو طرح حشر کر دے گا

آب و گل انکار زا طرہاں لقی

مٹی اور پانی سے "گل آتی" کا انکار سرزد ہوا

بانگ می زد بے خبر کا خبر نیست

بے خبر پکارتا ہے کہ خبر دینا نہیں ہے

لیک خاطر لغزد از گفت دقیق

لیکن باریک بات سے طبیعت تغرض کھا جاتی ہے

انکار کب تک ہو سکے گا، مٹی اور پانی میں یہ استعداد آگئی کہ اس نے سورہ ہل آتی کے مضمون کا جو

کہ حشر و نشر سے متعلق ہے انکار کیا تو آب و گل کا مرتبہ انکار تک ترقی کرنا خود حشر کے انکار کی نفی کرتا

ہے بلکہ اندر سے خود اپنے نہ ہونے کی خبر دینے کو خبر دینا نہیں سمجھ رہا ہے۔ عن گویم۔ میں اس مضمون

کو کے انکار خود اقرار ہو جاتا ہے مختلف طریقوں سے سمجھا سکتا ہوں لیکن وقایق کا سمجھنا بعض کم فہموں

کے لئے لغزش کا سبب بن جاتا ہے لہذا میں خاموشی اختیار کرتا ہوں اور بلیقیس کے تحت کے منتقل

ہونے کی بات شروع کرتا ہوں۔

شرح آل رالب بہ بستم اے کیا بہر نقل تخت بلیقیس از سبا
لے بزرگ میں نے اس کی اثر سے غماش عقید کر لی سب سے بلیقیس کے تخت کے منتقل ہونے کے قصہ کیلئے

چارہ کردن سلیمان در اصرار تخت بلیقیس از سبا پیش از قدوم بلیقیس
حضرت سلیمان کا تدبیر کرنا بلیقیس کے تخت کو حاضر کرنے کے لئے بلیقیس کے آنے سے پہلے

۱۔ عفریتے۔ جنوں میں سے ایک بہت سرکش جن نے کہا کہ مجلس ختم ہونے سے پہلے حاضر کروں گا۔ آصفؑ اس پر خیا جو حضرت سلیمان کے وزیر تھے انہوں نے کہا میں ام اعظم کی برکت سے فوراً حاضر کروں گا۔ اگرچہ اگرچہ وہ جن بھی جادو کا استاد تھا لیکن تخت کی آمد حضرت آصف کے دم کرنے کی برکت سے ہوئی۔

۲۔ گفت۔ حضرت سلیمان نے اس نعمت اور دوسری نعمتوں کے حصول پر اللہ تعالیٰ کی تعریف کی۔ اے درخت۔ چونکہ تخت لکڑی کا بنا ہوا تھا اس کو درخت کے لفظ سے خطاب کر کے فرمایا کہ تو امتوں کو اپنی محبت میں پھنساتا ہے۔ پیش چوب۔ احمق لوگ تراشیدہ لکڑی اور پتھر کے بتوں کو سجدے کرتے ہیں۔

۳۔ ساجد۔ یہ بت کے پجاری اور بت دونوں روح سے بے خبر ہیں ان بتوں میں روح کا تھوڑا سا اثر آ جاتا ہے جس کی وجہ سے کبھی ان سے حرکت یا بات کا صدور ہو جاتا ہے۔ نزد خدمت۔ یہ لوگ عبادت کی بازی بے موقع کھیلتے ہیں پتھر کے بت کو حقیقی شیر سمجھ بیٹھتے ہیں۔

تخت اورا حاضر آرید ایں زماں
اس کے تخت کو فوراً حاضر کرو
حاضر آرم تا تو زیں مجلس شدن
آپ کے اس مجلس سے اٹھنے سے پہلے حاضر کروں گا
حاضر آرم پیش تو در یک دَمش

اس کو آپ کے سامنے ایک دم حاضر کروں گا
لیک آل از نفخ آصف رُو نمود
لیکن وہ آصف کے دم کرنے سے آیا

لیک آصف نز فن عفریتیاں
لیکن آصف کی وجہ سے نہ جنوں کے ہنر سے
کہ بدید ستم ز رب العالمین
جو میں نے رب العالمین کی جانب سے دیکھی ہیں

گفت آرے گول گیری اس درخت
فرمایا اے درخت! تو احمق کو پھنسانے والا ہے
اے بسا گولاں کہ سر ہامی نہند
بہت سے احمق ہیں جو سجدے کرتے ہیں

دیدہ از جاں جنبشے و اندک اثر
اس سے جان کی تھوڑی سی حرکت تھوڑا سا اثر دیکھا ہے
کہ خن گفت و اشارت کرد سنگ
کہ پتھر نے بات کی اور اشارہ کیا
شیر سنگی راشقی شیرے شناخت
پتھر کے شیر کو بدبخت، شیر سمجھا

پس سلیمان گفت بالشکر عیاں
پھر حضرت سلیمان نے صاف طور پر لشکر سے کہا
گفت عفریتے! کہ کخش را بفن
ایک جن نے کہا کہ اس کے تخت کو ہنر سے
گفت آصف من با هم اعظمش
آصف نے کہا میں ۱۔ ۶۔ اعظم کے ذریعہ

گرچہ عفریت اوستاد سحر بود
اگرچہ وہ جن جادو کا استاد تھا
حاضر آمد تخت بلیقیس آل زماں
بلیقیس کا تخت فوراً آ گیا

گفت ۲ حمد اللہ برین و صد چنیں
حضرت سلیمان نے فرمایا اس پر اور اس میں بھی پکڑوں انہوں پر اللہ کی تعریف ہے
پس نظر کرد آل سلیمان سوی تخت
پھر حضرت سلیمان نے تخت کی جانب دیکھا

پیش چوب و پیش سنگ نفس کند
پیش چوب و پیش سنگ نفس کند
لکی اور تراشے ہوئے پتھر کے سامنے

ساجد ۳ و مسجود از جاں بے خبر
سجدہ کرنے والا اور مسجود جان سے بے خبر ہیں
دیدہ در وقتیکہ شد حیران و دنگ
جس وقت وہ حیران اور دنگ ہوا تو اس نے دیکھا
نزد خدمت چوں بنا موضوع عباخت
چونکہ اس نے خدمت کی نزد بے موقع کھلی

از گرم شیر حقیقی کرد جود استخوانے سوی سگ انداخت زود
حقیقی شیر نے گرم سے سخوت کر دی فوراً کتے کے سامنے ہڈی ڈال دی
گفت گرچہ نیست آں سگ بر قوام لیکن مارا استخوان لطفے ست عام
کہا اگرچہ وہ کتا بلا راست پر نہیں ہے لیکن ہمارا ہڈی ڈالنا عام مہربانی ہے

قصہ یاری خواستن ۲ حلیمہ رضی اللہ عنہا از بتاں چوں عقیب فطام
حلیمہ رضی اللہ عنہا کا بتوں سے منہ چانے کا قصہ جبکہ دودھ چھڑانے کے بعد
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم را گم کردہ بود و لرزیدن و سجدہ بتاں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گم کر دیا تھا اور لرزنا اور بتوں کا سجدہ کرنا
و گواہی دادن ایشان بر عظمت کار محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کام کی بڑائی پر گواہی دینا

قصہ راز حلیمہ گوئمت تا زواید داستان او غمت
میں تجھ سے حلیمہ کے راز کا قصہ کہتا ہوں تاکہ اس کی داستان تیرے غم کو دور کر دے
مصطفیٰ را چوں ز شیر او باز کرد بر گفش برداشت چوں ریحان و ورد
حضرت مصطفیٰ کا جب انہوں نے دودھ چھڑایا ان کو ریحان اور گلآب کی طرح تھیلی پر رکھا
می ۳ گریز ایندش از ہر نیک و بد تا سپاروآں شہنشاہ را بجد
وہ ان کو ہر اچھے برے سے بچاتی تھی تاکہ ان شہنشاہ کو دانا کے سپرد کر دے
چوں ہمی آورد امانت راز بیم شد بکعبہ و آمد او اندر حطیم
جب وہ خوف کی وجہ سے امانت کو لائی کعبہ میں پہنچی اور وہ حطیم میں آئی
از ہوا بشنید بانگے کاع حطیم تافت بر تو آفتابے بس عظیم
ہوا کی جانب سے آواز سنی کہ اے حطیم! تجھ پر بہت بڑا سورج چکا ہے
اے حطیم امروز آید بر تو زود صد ہزاراں نور از خورشید جود
اے حطیم! آج تجھ پر بہت جلد آئے گے ہزاروں نور سخوت کے سورج سے
اے حطیم امروز آرد در تو رخت خشم شاہے کہ یک لوست بخت
اے حطیم! آج تجھ میں سلان لا رہا ہے وہ ہاشمت شاہ، نصیب جس کا قاصد ہے
اے حطیم امروز بیشک از نوی منزل جانہائے بالائی شوی
اے حطیم! بے شک آج از سر نو تو بالائی رحوں کی منزل بنے گا

۱۔ از گرم۔ شیر حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ
ان کے استدراج کے لئے بتوں سے
اس طرح کی کرامات ظاہر کر دیتا ہے
یعنی کتے کو ہڈی ڈال دیتا ہے
گفت۔ اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے
لہذا کتے جیسے بد نظر کو بھی غذا مہیا فرما
دیتا ہے۔ چونکہ اس قصہ میں
بھی بتوں کی گفتگو کا ذکر ہے اس لئے
اس قصہ کو ذکر کیا ہے۔ فطام۔ دودھ
چھڑانا۔

۲۔ حلیمہ۔ سعدیہ جو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی رضاعی ماں ہیں۔ راز۔
یعنی بتوں کی زبانی آنحضرت کے
فناں سننا۔ بر گفش۔ چونکہ اس سے
پہلے شق صدر کا واقعہ ہو چکا تھا اس
سے خائف تھیں اور آنحضرت بہت
زیادہ مگرانی کرتی تھیں۔

۳۔ می گریز ایندش۔ آنحضرت کی
بہت حفاظت کرتی تھیں تاکہ آنحضرت
کو صحیح حالت بران کے دوا یعنی خولجہ
عبدال مطلب۔ حطیم۔ بیت اللہ کی
زمین کا وہ حصہ جو تعمیر سے باہر ہے۔
از ہوا۔ حضرت حلیمہؓ نے غیب سے یہ
آواز سنی۔ نور۔ یعنی آسمانی برکتیں۔
رخت۔ سلمان۔ خشم ہڈی شان سے
نوی۔ فرت کے زمانہ میں حضرت
جبرائیل وغیرہ کے نزول کا سلسلہ ختم
ہو گیا تھا بلکہ سر نو شروع ہو گا۔

جانِ پاکِ طلبِ اطلبِ وُجُوحِ

پاک لوگوں کی روئیں جماعت جماعت گروہ گروہ

گشتِ حیراں آں حلیمہ زانِ صدا

حلیمہ اس آواز سے حیران ہو گئی

شش جہتِ خالی ز صورتِ ویں ندا

چھوڑیں جانبِ انسان سے خالی اور یہ آواز

مصطفیٰؐ را بر زمینِ بنہادِ او

اس نے حضرت مصطفیٰؐ کو زمین پر بٹھا دیا

چشمِ می انداختِ آں دمِ سو سو

وہ اس وقت ہر جانب نظر ڈال رہی تھی

کانشینِ بانگِ بلند از چپِ و راست

کہ ایسی بلند آواز دائیں اور بائیں سے

چوں ندیدِ او خیرہ و نومید شد

جب انہوں نے نہ دیکھا حیران اور ناامید ہو گئیں

باز آمدِ سوئے آں طفلِ رشید

وہ اس بھلے بچے کی طرف لوٹ آئیں

حیرتِ اندرِ حیرتِ آمدِ بردش

اس کے دل پر حیرانی و حیرانی آ گئی

سویٰ منزلِ لها ۳ دوید و بانگِ داشت

مکانات کی جانب دوڑی اور چیخی

مکلیاں گفتند مارا علم نیست

کہ والوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں ہے

ریختِ چنداں اشک و کرا و بس فغاں

اس نے اس قدر آنسو بہائے اور فریاد کی

سینہ کو باں آ پنخاں بگریست خوش

چھلتی پیٹتے ہوئے اتنا زیادہ روئی

آیدت از ہر نواجی مستِ شوق

شوق سے مست ہو کر ہر جانب سے تیرے اندر آئے گی

نے کسے در پیش نے سہی قفا

نہ کوئی سازنے تھا نہ گدی کی جانب

شد پیایے آں ندا را جاںِ فدا

پے درپے آئی اس آواز پر جان قربان ہے

تا گند آں بانگِ خوش را جستجو

تاکہ وہ اس اچھی آواز کی جستجو کرے

کہ کجا است آں شبہِ اسرارِ گو

کہ وہ رازوں کو بتانے والا شاہ کہاں ہے؟

می رسد یارب ۲ رسالتندہ کجا است

آ رہی ہے اے خدا پہنچانے والا کہاں ہے؟

جسمِ لرزاں ہمچو شاخِ بید شد

بدن بید کی شاخ کی طرح لرزنے والا ہو گیا

مصطفیٰؐ را بر مکانِ خود نہ دید

مصطفیٰؐ کو اپنی جگہ نہ دیکھا

گشت بس تاریک از غمِ منزلش

غم سے اس کی جگہ بہت تاریک ہو گئی

کہ کہ بردردانہ ام غارت گماشت

کہ میرے موتی کی کس نے لوٹ چلائی ہے؟

ملندا ۱ نستیم کانشا کوؤ کے ست

ہمیں یہ بھی معلوم نہ تھا کہ وہاں کوئی بچہ ہے

کہ از و گریاں شدند آں دیگر اں

کہ اس سے دوسرے رونے لگے

کاخر آں گریاں شدند از گریہ اش

کہ اس کے رونے سے دوسرے رونے لگے

۱ طلب۔ طلب۔ جماعت۔

جوق۔ گروہ۔ نواجی۔ اطراف۔ صدا۔

یعنی یہی آواز۔ مصطفیٰؐ کی جستجو میں

حضرت حلیمہؓ نے آنحضرتؐ کو گود سے

اتار کر زمین پر بٹھا دیا۔ آں شبہ۔ جس

کی آواز آ رہی ہے جس سے آنحضرتؐ

کی بعثت کے سر رکھ رہے ہیں۔

۲ رسالتندہ۔ یعنی آواز دینے والا۔

خیرہ۔ حیران۔ شاخِ بید۔ بید کے

درخت کی شاخ لچک میں مشہور

بے طفل رشید۔ یعنی آنحضرتؐ کو غم۔

یعنی آنحضرتؐ کے کم کرنے سے۔

۳ منزلِ لها۔ یعنی مکہ کے مکانات

دردانہ۔ موتی۔ گفتند۔ ہمیں تو اس بچہ

کے ہونے کا بھی علم نہیں چہ جائیکہ یہ

معلوم ہو کہ اس کو کون لے گیا۔

ریخت۔ حضرت حلیمہؓ اس رنج میں

اس قدر پھوٹ پھوٹ کر روئیں کہ

سب کھلا دیا۔

حکایت آل پیر عرب کہ دلالت کرد حلیمہؑ ربا ستعانت از بُتاں
اس بوڑھے عرب کی حکایت جس نے حلیمہؑ کی بتوں سے مدد مانگنے کی طرف راہنمائی کی

پیر مردے پیشش آمد با عصا
ایک بوڑھا شخص لاٹھی تھامے سامنے آیا
کہ چنیں آتش ز دل افروختی
کہ تو نے دل سے ایسی آگ بھڑکائی ہے
گفت احمدؑ را رَضِیم مُعْتَمِدٌ
اس نے کہا میں احمدؑ کی معتمد دلیہ ہوں
چوں رسیدم در حطیم آوازها
جب میں حطیم میں پہنچی بہت سی آوازیں
من چوآں الحان شنیدم از ہوا
جب میں نے ہوا میں سے وہ آوازیں سنیں
تابہ بینم ایں ندا آواز کیست
تاکہ میں دیکھوں کہ یہ کس کی آواز ہے؟
نزع کسے دیدم بگرد خود نشان
نہ میں نے اپنے چاروں طرف کسی کا نشان پایا
چونکہ وا گشتم ز حیرتہائے دل
جب میں دلی حیرتوں کے ساتھ واپس لوٹی
گفتش اے فرزند تو لَدُہ مدار
اس نے اس سے کہا اے بیٹا! غم نہ کر
کہ بگوید گر بخوابد حال طفل
اگر وہ چاہے گا تو بچہ کا حال بتا دے گا
پس حلیمہؑ گفت اے جانم فدا
تو حلیمہؑ نے کہا میری جان قربان ہو
ہیں مرا بنمائی آل شاہ نظر
ہاں ' اس شاہ نظر کو مجھے دکھلاے

۱۔ استعانت۔ مدد۔ با عصا۔ بوڑھا لاٹھی کے سہارے چل رہا تھا۔ کہ چنیں۔ تیرے اس غم سے دوسروں کے جگر کیاب ہو رہے ہیں۔ ماہم۔ سوگ۔ رَضِیم۔ یعنی مرضعہ، دودھ پلانے والی آٹا۔

۲۔ مُعْتَمِدٌ۔ فہموس ہے کہ آج اس اعتماد کو تھیس لگ رہی ہے۔ الحان۔ نغمہ۔ طفل۔ یعنی آنحضرتؐ آنجا۔ یعنی حطیم کہند۔ کیونکہ وہ پر لطف اور دلکش آواز تھی۔

۳۔ نیز کسے۔ چونکہ وہ غیبی آواز تھی لہذا پکارنے والا نظروں سے غائب تھا۔ گفتش۔ اس بوڑھے نے حضرت حلیمہؑ سے کہا۔ شہریار۔ شاہ۔ بر الحال۔ سفر۔

کالے حلیمہؑ چہ فتاد آخر ترا
کہ اے حلیمہؑ! آخر تجھے کیا ہوا ہے؟
ویں جگرہا را زاتم سوختی
اور ماتم سے جگروں کو جلا دیا ہے
پس بیاورم کہ بسپارم بجد
میں ان کو لائی تھی کہ دانا کے سپرد کر دوں
می رسیدوی شنیدم از ہوا
آئیں اور میں نے ہوا میں سے سنیں
طفل را بنہام آنجا زان صدا
اس آواز کی وجہ سے میں نے بچہ کو زمین پر بٹھا دیا
کہندے بس لطیف و بس شہی ست
کیونکہ بڑی لطیف اور بہت پسندیدہ آواز ہے
نہ ندی منقطع شد یک زماں
نہ ایک لمحہ کے لئے آواز بند ہوئی
طفل را آنجا ندیدم وائے دل
میں نے بچہ کو وہاں نہ دیکھا، ہائے دل
کہ نمائیم مر ترا یک شہر یار
میں تجھے ایک شاہ کا پتہ بتاتا ہوں
او بدانند منزل و تر حال طفل
کیونکہ وہ بچہ کی منزل اور سفر کو جانتا ہے
مر ترا اے شیخ خوب خوش ندا
تجھے پر ' اے بہتر اور اچھی آواز والے بزرگ
کش بود از حال طفل من خبر
جس کو میرے بچہ کے حال کی خبر ہو

بُرد اورا پیش عزیٰ کایں صنم
وہ اسکو عزیٰ کے سامنے لے گیا کہ یہ بت
ماہزراں گم شدہ زو یا فقیم
ہم نے ہزاروں گشتہ اس کی جد سے پائے ہیں
پیر کرد اورا سجود و گفت زود
بڑھے نے اس کو سجدہ کیا اور فوراً کہا
گفت اے عزیٰ تو بس اکرامہا
اس نے کہا اے عزیٰ تو نے بہت سے کرم
بر عرب حق ست ازا کرام تو
تیری مہربانی کا عرب پر حق ہے
ایں حلیمہ سعدی از اُمید تو
یہ حلیمہ سعدیہ تیری امید پر
کہ ازو فرزند طفلے گم شدہ ست
کہ اس کا ایک چھوٹا بچہ گم ہو گیا ہے
چوں ۲ محمد گفت آں جملہ بتاں
جب اس نے محمد ﷺ کہا وہ سب بت
کہ برواے پیراں چہ جستجو ست
کہ اے بڑھے! جا یہ کیا تلاش ہے؟
مانگون و سنکسار انیم ازو
ہم اس کی جد سے اندھے اور سنگدل ہیں
آں ۳ خیالاتے کہ دیدیندے زما
وہ خیالی باتیں کہ جو ہم سے دیکھی ہیں
گم شود چوں بارگاہ او رسید
گم ہو جائیں گی کیونکہ ان کا دہار کا وقت آ گیا ہے
دور شو اے پیر، فتنہ کم فروز
لو بڑھے! دور ہو جا فتنہ نہ بھڑکا

ہست در اَجبارِ غیبی مُغتنم
غیبی خبریں دینے میں غنیمت ہے
چوں بخدمت سُوئی او بشتا فقیم
جب ہم عقیدت سے اس کی طرف دوڑے ہیں
اے خداوندِ عرب وے بحرِ جود
اے عرب کے خدا، اے سخاوت کے دریا!
کردہ تارستہ ایم از دا مہا
کئے ہیں حتیٰ کہ ہم نے چالوں سے رہائی پائی ہے
فرض گشتہ تا عرب شد رام تو
جو فرض بن گیا ہے حتیٰ کہ عرب تیرا فرمانبردار ہو گیا ہے
آمد اندر ظِلّ شاخ بید تو
ترے بید کی شاخ کے سایہ میں آئی ہے
نام آں کوک محمد آمدہ ست
اس بچے کا نام محمد ہے
سرنگوں گشتند و ساجد آں زماں
فوراوندھے منہ اور سجدہ کرنے والے ہو گئے
آں محمد را کہ عزل ما از و ست
اس محمد کی کہ اس کی جد سے ہماری معزولی ہے
ما گسا دو بے عیارا نیم ازو
ہم اس کی جد سے کھوئے اور بے رونق ہیں
وقتِ فترت گاہ گاہ اہل ہوا
اہل ہوا نے فترت کے زمانہ میں کبھی کبھی
آب آمد مر تیمم را درید
پانی آ گیا، اس نے تیمم کو توڑ دیا ہے
ہیں زر شک احمدی مارا مسوز
خبردار! احمدی رشک سے ہمیں نہ جلا

۱۔ عزیٰ۔ مکہ کا مشہور بت تھا۔
اخذ۔ غیبی۔ غیبی باتیں۔ ماہزراں۔
ہم نے اس کے بتانے سے بہت سی
گشتہ چیزیں پائی ہیں۔ اے یعنی
عزیٰ۔ ہرست۔ تیرے بتانے سے
بہت سی ہلاکتوں سے نجات پائی
ہے۔ فرض گشتہ۔ تیرا حق ادا کرنا عرب
پر فرض ہو گیا ہے اسی لئے تمام عرب
تیرا مطیع ہے۔

۲۔ چوں۔ یعنی بڑھے کی زبان پر
لفظ محمد آیا۔ جملہ بتاں۔ عزیٰ اور اس
کے ماحول میں جو بت تھے کہ برو۔
ان بتوں نے کہا کہ اس بچے کی تلاش
کیوں کرتا ہے جس کی بعثت ہماری
معزولی کا سبب ہے۔ مانگون اس کے
ظہور کے بعد ہماری کوئی عزت اور
وقت نہ رہے گی۔

۳۔ آں خیالاتے۔ بت پرستوں
نے جو کچھ ہمارے حیرت انگیز
واقعات دیکھے ہیں وہ سب ختم ہو
جائیں گے۔ فترت۔ وہ زمانہ جو
حضرت عیسیٰ کے آسمان پر اٹھانے
کے بعد سے آنحضرت کی بعثت تک کا
ہے۔ آب آمد۔ تیمم برخواست۔
دور شو۔ اس عزیٰ بت نے بڑھے
سے کہا۔ رشک۔ آنحضرت کی بعثت
سے ان کی شان و شوکت ختم ہو گئی
تھی۔

دُور شو بہر خدا اے پیر تو
لو بڑھا خدا کے لئے تو دفع ہو
انچہ دُم اژدہا افشردن است
یہ کیا اژدہ کی دم دہانا ہے؟
زیں خبر خوں شد دل دریا و کلاں
اس خبر سے دریا اور کان کا دل خون ہو گیا ہے
چوں شنید از سنگہار پیر اس سخن
جب بڑھے نے پتھروں سے یہ باتیں سنیں
پس زلزلہ و خوف و بیم آں ندے
اس آواز کے لرزے اور خوف اور ڈر سے

آنچناں کاند رز مستال مردِ عور
جس طرح کہ جاڑوں میں ننگا انسان
چوں درآں حالت بدید آں پیر را
جب اس حلیمہ نے بڑھے کو اس حالت میں دیکھا
گفت پیر اگرچہ من در حستم
بولی اے بڑھے اگرچہ میں مصیبت میں ہوں
ساعتے بادمِ خطیبی می کند
کسی وقت ہوا مجھ سے باتیں کرتی ہے
باد با حرمِ سخنہا می دہد
ہوا محروم کے ذریعہ مجھ سے باتیں کرتی ہے

گاہ سہ طفلِ م را ربودہ غیبیاں
کبھی میرے بچے کو غیبی لے جاتے ہیں
از کہ نالم با کہ گویم ایں گلہ
کس سے فریاد کروں، کس سے شکوہ کروں؟
غیرتش از شرحِ غیم لب بہ بست
الکافرت نے غیب کی شرح کرنے سے لب بہ بست

تانسوزی از آتش تقدیر تو
تاکہ تو تقدیر کی آگ سے نہ جل جائے
پہچ دانی چہ خبر آوردن است
تو جانتا ہے کہ کیسی خبر لانا ہے؟
زیں خبر لرزاں شود ہفت آسماں
اس خبر سے ساتوں آسمان لرز جائیں گے
پس عصا انداخت آں پیر کہن
اس پرانے بڑھے نے لاٹھی پھینک دی
پیر دندانہا بہم برمی زدے
بڑھے کے دانت بچنے لگے

اوہمی لرزیدومی گفت اے شہور
وہ کانپ رہا تھا اور کہتا تھا ہائے ہلاکت
زاں عجب گم کرد زن تدبیر را
اس عجب بات سے عورت نے تدبیر کو گم کر دیا
حیرت اندر حیرت اندر حیرتم
لیکن حیرت و حیرت و حیرت میں ہوں
ساعتے سنگم ادبی می کند
کسی وقت پھر مجھے ادب سکھاتے ہیں
سنگ و کوہم فہمِ اشیاء می دہد
مجھے پتھر اور پہاڑ چیزیں سمجھاتے ہیں

غیبیان سبز پوش آسماں
آسمان کے سبز پوش غیبی
من خدومِ سودائی اکنون صد دلہ
میں اب دیوانی اور پریشان ہو گئی ہوں
ایں قدر گویم کہ طفلِ م گم شدست
بس اتنا کہتی ہوں کہ میرا بچہ گم ہو گیا ہے

۱۔ تانسوزی: ہم تو جل گئے ہیں۔
تو بھی نہ جل جائے۔ دم اژدہا: کوئی
انسان اژدہ کی دم کو مسلتو یہ انتہائی
خطرناک کام ہے۔ دریا و کلاں: چونکہ
اب آنحضرت کی آب و تاب کے
سامنے ان کی آب و تاب ماند پڑ
جائے گی ہفت: چونکہ مہر و ماہ ماند پڑ
جائیں گے۔

۲۔ پخول شنید: بڑھے نے بت
کی یہ باتیں سن کر گھبرا کر اپنی لاٹھی
پھینک دی۔ ہذا: آواز۔ دندانہا: دانت
خوف میں دانت بچنے لگتے
ہیں۔ عور: ننگا۔ زان عجب: یعنی
عزیز کی باتیں۔ گفت: حضرت
حلیمہؓ نے فرمایا اے بڑھے اگرچہ
آنحضرت کے معاملہ میں پریشان ہوں
لیکن عجائب کے ظہور سے حیرت
میں ہوں۔ بادم: حضرت حلیمہؓ نے
ہوا سے باتیں کی تھیں۔

۳۔ گاہ: کبھی۔ بچن میں شق: صدمہ کے
واقعہ میں آنحضرتؐ کو غم و غصہ اٹھا کر لے
گئے تھے۔ صدمہ: پریشان۔
غیرتش: یعنی غیبی حالات اور اشکات
کو میں دماغ میں رکھنا چاہتی ہوں۔

گر بگویم اچیز دیگر من کنوں
اب آر میں کوئی دہری بات کہوں
گفت پیرش اے حلیمہ شادباش
بڑھے نے ان سے کہا اے حلیمہ خوش ہو جا
تو مخور غم کہ نگرود یا وہ او
تو فکر نہ کر، کیونکہ وہ گم نہ ہو گا
ہر زماں از رشک و غیرت پیش و پس
ہر وقت رشک و غیرت کی جہ سے اس کا گلہ پیچھے
آں ندیدی کال بتان ذوقنوں
تو نے یہ نہیں دیکھا وہ ہنر مند بت
اس عجب کرنے ست بروئے زمیں
یہ روئے زمین پر عجب زمانہ ہے
زیں رسالت سنگہا چوں نالہ داشت
اس رسالت سے جبکہ پھر فریاد کرنے لگے
سنگ بے جرم ست در معبودیش
اپنے معبود ہونے میں پھر بے قصور ہیں
آنکہ مضطر انچنین ترساں شدست
جو مجبور ہے وہ ایسا خوفزدہ ہے
خبر یاھن جد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عبدالمطلب از گم
آنحضرت کے دادا عبدالمطلب کو حلیمہ سعدیہ کے آنحضرت کو گم کر دینے کی
کردن حلیمہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم را و طالب شدن او گرد
خبر ملنا کہ ان کا شہر کے چاروں طرف ڈھونڈنا اور کعبہ کے
شہر و نالیدند او بر در کعبہ و از حق درخواست کردن و آواز از
مدافہ پر رونا اور اللہ تعالیٰ سے درخواست کرنا اور کعبہ کے اندر
درون کعبہ شہودن و یاھن او محمد صلی اللہ علیہ وسلم را
سے آواز کا سننا اور ان کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پا لینا

اگر بگویم۔ اگر وہ نہیں باتیں لوگوں
سے کہوں گی وہ مجھے دیوانہ سمجھیں
گے۔ رو۔ عورتیں ماتم میں چہرے کو
چھتی ہیں۔ تو مخور۔ آنحضرت کی طرف
سے فکر نہ کرو گم نہ ہوں گے بلکہ عالم
ان کی عقلیت میں گم ہو جائے گا۔
۲۔ صد ہزاراں۔ فرشتے آنحضرت
کی حفاظت کرتے تھے۔ آں
ندیدی۔ عزیزی بت سرنگوں ہو گیا تھا۔
زیں رسالت۔ رسال کو تسلیم نہ کرے
واوں کا انجام برا ہوگا۔
۳۔ سنگ۔ بت غیر اعتقادی طور
پر معبود بنے ہیں جب ان کا یہ حال
ہے تو ان کے بچاری جو بالاعتقاد ہیں
اور پوجنے میں مضطر نہیں ان کا انجام تو
بہت ہی برا ہوگا۔ مضطر۔ یعنی بت۔
جد مصطفیٰ۔ جناب عبدالمطلب

چوں خبر یابید جد مصطفیٰ

جب مصطفیٰ کے دلا نے خبر پائی

وز اچٹاں بانگ بلند و نعر ہا

اور ایسے زور کی آواز اور نعروں سے

زود عبدالمطلب دانست چیست

فورا عبدالمطلب سمجھ گئے کیا ہوا ہے

آمد از غم بردر کعبہ بسوز

رنج سے کعبہ کے دروازہ پر سوزش کے ساتھ آئے

خوشتن را من نمی بینم فنی

میں اپنے لئے کوئی ایسا ہنر نہیں دیکھتا ہوں

خوشتن را من نمی بینم ہنر

میں اپنے آپ میں کوئی ہنر نہیں دیکھتا ہوں

یا سر و سجدہ مرا قدرے بود

یا میرے سر اور سجدے کی کوئی قدر ہو

لیک ۲ در سیمائے آل در یتیم

لیکن اس در یکتا کی پیشانی میں

کہ نمی ملد بما گرچہ زماست

کہ جو ہم جیسا نہیں ہے اگرچہ ہم میں سے ہے

آں عجبہا کہ من دیدم درو

وہ عجائب جو میں نے اس میں دیکھے ہیں

انچہ ۳ فصل تو دریں طفلیش داد

تیری مہربانی نے حواس کو بچپن میں عطا کیا ہے

چوں یقین دیدم عندہ تہائے تو

جب میں نے یقینی طور پر تیری عنایتیں دیکھ لی ہیں

من ہمورا می شفیع آرم بتو

میں اسی کو تیرے پاس سفارشی لایا ہوں

از حلیمہ وز فغانش بر ملا

حلیمہ اور ان کے بر ملا رونے کی

کہ بہ میلے می رسید ازوے صدا

کہ جن کی آواز ایک میل تک پہنچ رہی تھی

دست بر سینہ ہی زومی گریست

سینہ کو پی کرتے تھے اور روتے تھے

کائے خیر از سر شب وز راز روز

کہ اے رات کے راز اور دن کے بھید گے جانکار

تا بود ہمزای تو ہچوں منے

کہ جس میں مجھ جیسا تیرا ہمزای بنے

تا شوم مقبول ایں مسعود در

کہ اس مہلک صودہ پر میں مقبول ہوں

یا باشکم دولتے خنداں شود

یا میرے آنسوؤں سے قسمت جاگ اٹھے

دیدہ ام آثار لطف اے کریم

اے کریم! میں نے تیری مہربانی کے بڑے آثار دیکھے ہیں

ماہمہ مسیم و احمد کیماست

ہم سب تائب ہیں اور احمد کیما ہیں

من ندیدم بروی و بر عدو

میں نے کسی دوست اور دشمن میں نہیں دیکھے ہیں

گس نشان ندمد بصد سالہ جہاد

کسی نے سولہ کے چہلے کے بعد بھی اس مثل پیش نہیں کی

بروے او در یست از دریائے تو

اس پر تو وہ تیرے دریا کا ایک منہ ہے

حال او اے حال داں باما بگو

اے حال کے جاننے والے اسکا حال میں بتادے

۱۔ وز چٹاں۔ حضرت حلیمہ کے رونے کی آواز ایک میل تک جاری تھی۔ زود۔ عبدالمطلب فوراً سمجھ گئے کہ حلیمہ نے آنحضرت کو کم کر دیا ہے۔ خوشستن۔ عبدالمطلب نے کہا کہ مجھ میں کوئی ایسی خوبی نہیں ہے جس کی وجہ سے تیرا ہمزای ہوں۔ مسعود۔ یعنی در کعبہ۔

۲۔ لیکن۔ میں نے آنحضرت کے چہرے پر تیری مہربانی کے آثار دیکھے ہیں۔ کہ نمی ملد۔ اگرچہ وہ ہم میں سے ہیں لیکن یہ آثار میں سے کسی کے اندر نہیں ہیں۔

۳۔ انچہ۔ ان کے بچپن میں جو فضیلت تو نے ان کو عطا کر دی ہے سو سال کے چہلہ سے بھی کسی کو حاصل نہیں ہو سکی۔ من ہمورا۔ میں ان کو سفارشی بناتا ہوں ان کے طفیل ان کا حال ہمیں بتا دے کہہاں ہیں۔

از درون کعبہ آمد بانگ زود
 فوراً کعبہ کے اندر سے آواز آئی
 بادو صد اقبال او محفوظ ماست
 وہ دو سو اقبالندوں کے ساتھ ہلکی جانب سے نصیب ہے
 طاہر شہ را شہرہ گہاں کنیم
 ہم اس کے ظاہر کو عالم میں مشہور کریں گے
 زر کاں بود آب و گل مازر گریم
 پانی اور مٹی سونے کی کان تھی ہم زر گر ہیں
 گہ حمالہائے شمشیر کنیم
 کبھی ہم اس کو تلواروں کے پرتے بناتے ہیں
 گہ تخرج تخت بر سازیم ازو
 ہم کبھی اس سے تخت کے پھول بناتے ہیں
 عشقا داریم بایں خاک ما
 ہم اس مٹی سے بہت محبت کرتے ہیں
 گہ چنیں شاہے ازو پیدا کنیم
 کبھی ہم اس سے ایسا شاہ پیدا کر دیتے ہیں
 صد ہزاراں عاشق و معشوق ازو
 اس سے لاکھوں عاشق اور معشوق
 کارما نیست بر کوری آل
 ہمارا یہ کام ہے اس شخص کے اندھے پن کے خلاف
 ایں فضیلت خاک رازاں رود ہم
 یہ بزرگی ہم مٹی کو اس لئے دیتے ہیں
 زانکہ دارد خاک شکل انگری
 کیونکہ مٹی غبارِ آلودہ شکل رکھتی ہے
 طاہر شہ بابا طنش گشتہ بجنگ
 اس کا ظاہر اس کے باطن کے ساتھ جنگ میں مصروف ہے

کہ ہم اکنون رخ بتو خواہد نمود
 کہ وہ ابھی اپنا چہرہ تجھے دکھا دے گا
 بادو صد طلب ملک محفوظ ماست
 وہ دو پشتوں کی جماعت کے ذریعہ ہمارے پاس محفوظ ہے
 باطنش را از ہمہ پنہاں کنیم
 اس کے باطن کو سب سے پوشیدہ رکھیں گے
 گہ گہش خلخاں و گہ خاتم بریم
 ہم کبھی اس کو بازیب اور کبھی انگلی تراشتے ہیں
 گاہ بند گردن شیر کنیم
 کبھی اس کو شیر کی گردن کا پٹا بناتے ہیں
 گاہ تاج فرہائے ملک جو
 کبھی کشہ کشا سروں کے تاج
 زانکہ افتادست در قعدہ رضا
 کیونکہ وہ تسلیم و رضا کی نشست پر واقع ہوئی ہے
 گہ ہم اورا پیش شہ شید کنیم
 کبھی ہم اس کو شاہ کے سامنے عاشق بنا دیتے ہیں
 در فغان و در نفیر و جستجو
 نالہ و فریاد اور جستجو میں ہیں
 گو بکار ما ندارد میل جاں
 جہاں ہمارے کام کے ساتھ جان کا میلان نہیں رکھتا ہے
 زانکہ نعمت پیش بے برگاں نہیم
 کیونکہ ہم بے سولگانوں کے سامنے نعمت پیش کرتے ہیں
 وز دروں دارد صفات النوری
 اور باطن میں نورانی صفات رکھتی ہے
 باطنش چوں گوہر و طاہر چو سنگ
 اس کا باطن موتی کی طرح ہے اور ظاہر پتھر کی طرح ہے

از درون کعبہ۔ خولجہ عبدالمطلب
 کو کعبہ کے اندر سے جواب ملا تم
 عنقریب ان کا چہرہ دیکھ لو گے۔
 محفوظ۔ نصیب۔ تلب۔ جماعت۔
 طاہر شہ حضور کے ظاہری احوال عالم پر
 کھلے۔ باطنی احوال کو اللہ سے ان کو
 کونسا قرب حاصل ہے اس تک
 رسائی نہیں ہو سکی۔ گہاں۔ جہاں۔
 زر۔ پانی اور مٹی سے اللہ نے جو
 مخلوق بنائی ہے اس کے مختلف
 مراتب ہیں۔ خلخاں۔ بازیب۔
 تخرج۔ لیموں، مصر میں کپڑوں کی
 چھپائی اور کڑھائی کی چھپائی اور
 کڑھائی میں لیموں کی شکل بنائی جاتی
 تھیں۔ ہر قعدہ سعدو کے بعد بیٹھنے
 کی ہیئت۔ گہ ہم۔ یعنی کبھی اس جیسے
 شاہ کو خدا کا عاشق بنا دیتے ہیں۔
 صد ہزاراں۔ اسی خاک سے
 لاکھوں عاشق و معشوق پیدا ہوتے
 ہیں جو عشق دیوہ سے نالہ و فریاد میں
 مصروف ہیں۔ کارما۔ ہمارے یہ
 کارنامے مکروں کے انکار کے باوجود
 جاری ہیں۔ ایں فضیلت۔ مٹی کو فروتنی
 کی وجہ سے یہ فضیلت حاصل ہوئی
 ہے کہ اس سے اس طرح کے لوگ
 پیدا ہوتے ہیں۔ زانکہ زمین کا ظاہر
 غبارِ آلودہ ہے لیکن اس کا باطن پرانور
 ہے جسے لالہ و گل رونما ہوتے ہیں۔
 باطنش۔ زمین کا باطن موتی اور ظاہر
 پتھر ہے۔

ظاہر ش! گوید کہ ما اینیم و بس
 اس کا ظاہر کہتا ہے کہ ہم صرف یہی ہیں
 ظاہر ش منکر کہ باطن ہیچ نیست
 اس کا ظاہر منکر ہے کہ باطن ہیچ نہیں ہے
 ظاہر ش بابا ظنش در چالش اند
 اس کا ظاہر اس کے باطن کے ساتھ جنگ میں مصروف ہے
 زیں تر شر و خاک صورتہا کنیم
 اس تر شر و خاک سے ہم صورتیں بناتے ہیں
 زانکہ ۲ ظاہر خاک اندوہ و نکاست
 کیونکہ مٹی کا ظاہر غم لوروتا ہے
 کخف اسریم و کار ما ہمیں
 ہم رازوں کو کھولنے والے ہیں ہمارا یہی کام ہے
 گرچہ دزد از منکری تن میزند
 چہ اگرچہ نکلی ہونے کی وجہ سے خاموش ہے
 فصلہا دزدیدہ اند ایں خاکہا
 ان مٹیوں نے بہت سی فصلیتیں چھار رکھی ہیں
 بس ۳ عجب فرزند کور اودہ است
 اس کے بہت سے عجب فرزند ہوئے ہیں
 شد زمین و آسمان خندان و شاد
 زمین اور آسمان شاد و فرحان ہوئے
 شد زمین چوں آسمان از شادیش
 ان کی خوشی سے زمین آسمان کی طرح ہو گئی
 ظاہر ت بابا طنت اے خاک خوش
 اے بہترین مٹی تیرا ظاہر باطن کے ساتھ
 ہر کہ باخو بہر حق باشد جنگ
 جو اپنے ساتھ اللہ کے لئے لڑائی میں مصروف ہو

۱۔ ظاہر ش! اس کی ظاہری صورت کمالات باطن کو چھپائے ہوئے اور منکر ہے باطن پر کمالات ہے ظاہر ش! ظاہر اور باطن کی یہ جنگ جاری ہے مٹی ظاہر کا غلبہ ہوتا ہے مٹی باطن کو فتح حاصل ہو جاتی ہے زیں تر شر و بد صورت مٹی حسین و جلیل مخلوق کا پیدا کرتا اس کے باطنی حسن کا اظہار ہے

۲۔ زانکہ زمین بظاہر روتی صورت ہے لیکن اس کے باطن میں مسرتیں موجزن ہیں۔ کاشف اسریم۔ اللہ تعالیٰ چھپے رازوں کی چھپی ہوئی خوبیاں ظاہر کر دیتا ہے۔ گرچہ چور۔ چور کر جانے کا منکر ہو جاتا ہے اور خاموشی اختیار کرتا ہے کھولیں اس کو دبا کر اقرار کر لیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی آزمائش میں ذل کر انسانوں کی باطنی خوبیاں واضح کر دیتا ہے

۳۔ بس عجب۔ زمین نے جہت سے ہر اکمل فرزند بنے لیکن سید الانبیاء جیسا کوئی نہ جلد شدہ زمین ہوا آسمان کے ملاپ سے جب سید الکونین کا ظہور ہوا تو دونوں نے مسرت کا اظہار کیا۔ شد زمین۔ آنحضرت کی پیدائش سے زمین کو عروج حاصل ہوا۔ خاک۔ زمین نے آنحضرت کو جتنا تو سون کی طرح سوزبان بن کر اظہار مسرت کیا۔ آزلویش۔ یعنی آنحضرت کی پیدائش۔ ظہرت۔ جس کا ظاہر اور باطن خدا کے لئے ہی جنگ میں ہو اس کی روح پر نور ہوئی ہے اور اس کا نور ناقابل ذہل ہوتا ہے

باطن ش گوید نکو بین پیش و پس
 اس کا باطن کہتا ہے آگے اور پیچھے اچھی طرح دیکھ
 باطن ش گوید کہ بنمایم بایست
 اس کا باطن کہتا ہے کہ میں دیکھتا ہوں ظہر
 لا جرم زیں صبر نصرت می کنند
 لا محالہ اس صبر سے وہ فتح پاتے ہیں
 خندہ پنہانش را پیدا کنیم
 ہم اس کی چھپی مسکراہٹ کو ظاہر کرتے ہیں
 در درویش صد ہزاراں خندہ باست
 اس کے اند لاکھوں مسکرائیں ہیں
 کایں نہا نہارا بر آرم از کمیں
 کہ ان رازوں کو پوشیدگی سے بار لے آئیں
 شخنہ آں از عصر پیدا می کند
 کھول دبا کر ظاہر کر دیتا ہے
 ما مقر آرم شال از لوتلا
 ہم آزمائش کے ذریعہ ان کو قرار کرنے والا کر دیتے ہیں
 لیک احمد بر ہمہ افزودہ است
 لیکن احمد سب سے بڑھے ہوئے ہیں
 کاچنیں شاہے زما دو جفت زاد
 کہ ایسا شاہ ہمارے جوتے سے پیدا ہوا
 خاک چوں سون شدہ ز آزلویش
 ان کی پیدائش سے مٹی سون کی طرح ہو گئی
 چونکہ در جنگ ست و اندر کشمش
 چونکہ جنگ اور کشمکش میں ہے
 تا شود معنیش خصم یو و رنگ
 حتی کہ اس کا باطن یو اور رنگ کا مخالف ہو

ظلمتش بانور او شد در قتال

اس کی تاریکی اس کے نور کے ساتھ جنگ میں لگی

ہر کس کو شد بہر مادر امتحاں

جو شخص ہمارے لئے امتحان دینے میں کوشش کرے

ظاہرت از تیرگی افغاں کناں

تیرا ظاہر تاریکی کی وجہ سے فریادی ہے

قاصداً ۲ چوں صوفیان روترش

وہ صوفیوں کی طرح بالا لہادہ تر شرو ہے

عارفان روترش چوں خار پشت

تو شرو عارف کسی کی طرح ہیں

باغ پنہاں کرد ورد آں خارفاش

باغ نے پھول کو چھپا لیا ہے کانٹا گھلا ہوا ہے

خار پشتا خار خاں کردہ

اے سی! تو نے کانٹوں کو تمبیان بنایا ہے

تا کہ در چار دانگ عیش تو

تاکہ کوئی تیرے وسیع عیش میں

طفل ۳ تو گرچہ کوک خوب دست

تیرا بچہ اگرچہ بچپن کی علالت والا ہے

ماتہاں را بدو زندہ کنیم

ہم دنیا کو اس کے ذریعہ حیات بخشیں گے

آفتاب جانش را نبود زوال

اس کے جان کے سورج کے لئے زوال نہیں ہے

پشت زیر پاش آرد آسماں

آسمان کمر اس کے پاؤں کے نیچے لے آتا ہے

باطن تو گلستاں در گلستاں

تیرا باطن باغ باغ ہے

تانیا میزند باہر نور گش

تاکہ وہ کسی نور بجھانے والے سے میل جول نہ کریں

عیش پنہاں کردہ در خار دُرشت

سخت خدوں میں عیش کو چھپائے ہوئے ہیں

کائے عدو دُر دازیں در دور باش

کہ اے چھ دشمن! اس دورہ سے دور رہ

سر چو صوفی در گریباں بردہ

صوفی کی طرح سر کو گریبان میں ڈال لیا ہے

گم شود زیں گلر خان خار خو

ڈال نہ دیں پھل سے چہرے کانٹوں کی طبیعت اس میں سے

ہر دو عالم خود طفیل او بدست

وہ جہاں اس کے طفیل پیدا ہوئے ہیں

چرخ را در خدمتش بندہ کنیم

آسمان کو اس کی خدمت میں غلام بنادیں گے

۱ ہر کہ جو شخص بارگاہ خداوندی میں امتحان دینے کے معاملے میں کوشش ہے اس کا مرتبہ آسمان سے بلند ہے۔ ظاہرت۔ بظاہر پراگندگی ہے لیکن باطن پاش ہے۔

۲ قاصداً۔ یہ شخص اپنے ظاہر کو اس لئے پراگندہ کرتا ہے کہ دنیا داروں سے میل جول نہ پیدا کریں۔ عارفان۔ بزرگوں کی ترشروی اس لئے ہوتی ہے کہ عوام سے اپنی روحانی لذت کو بچائے رکھیں۔ باغ۔ ان کی مثال اس باغ کی ہے جس نے پھولوں کو چھپا لیا، اور کانٹوں کو ظاہر کر رکھا ہوتا کہ پھول دشمن کی دست برد سے محفوظ رہیں۔ گلر خان۔ یعنی دنیا دار۔

۳ طفیل۔ بچہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تخلیق عالم ہیں۔ زندہ و نیم۔ یعنی ہم روحانی زندگی عطا کرے گئے۔ کجاست۔ یعنی آنحضرت اس وقت کہاں ہیں ان کا سیدھا راستہ بتا دے۔

نشان خواستن عبدالمطلب از موضع محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

خوبہ عبدالمطلب کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کے بارے میں پتہ معلوم کرنا

کہ کجایش یابم و جواب آمدن از درون کعبہ و نشان یافتن

کہ ان کو میں کہاں پاؤں گا؟ اور کعبہ کے اندر سے جواب آتا اور پتہ معلوم ہوتا

گفت عبدالمطلب کا یندم کجاست

اے علیم! تیرا نشان وہ راہ راست

خوبہ عبدالمطلب نے کہا اس وقت کہاں ہے؟ اے راز کو جاننے والے! سیدھے راستہ کا پتہ بتا دے

گفت اے جویندہ طفلِ رشید

اس نے کہا اے رولویاب بچے کے تلاش کرنے والے

باتو زالاں شاہِ جہاں بد ہم نشاں

میں تجھے اس شاہجہاں کا پتہ بتاتا ہوں

پس رواں شد زود پیر نیکیخت

تو وہ نیک نصیب بڑے میاں فوراً روانہ ہو گئے

زانکہ جدش بود اعیان قریش

کیونکہ ان کے دادا قریش کے سرداروں میں سے تھے

مہترانِ رزم و بزم و ملحمہ

رزم و بزم اور میدانِ جنگ کے سردار ہوئے ہیں

کز شہنشاہانِ مہ یالودہ است

کیونکہ وہ عظیم بادشاہوں سے بھی برگزیدہ ہیں

نیست جنبش از سمک کس تلمماک

سمک سے تاک تک کوئی ان جیسا نہیں ہے

خلعت حق را چہ حاجت تار و پود

اللہ کی خلعت کو تانے بانے کی کیا ضرورت ہے؟

بر فزاید بر طراز آفتاب

وہ سورج کے نقش و نگار سے بڑھ جاتی ہے

از دورن کعبہ آوازش آ رسید

کعبہ کے اندر سے ان کو آواز آئی

بافش گفتا مخور غم کایں زماں

نبی آواز نے ان سے کہا غم نہ کر ابھی

در فلاں وادیست زیر آں درخت

فلاں میدان میں درخت کے نیچے ہے

در رکاب او امیران قریش

قریش کے سردار ان کی ہمراہی میں تھے

تابہ پشت آدم اسلاش ہمہ

ان کے تمام بزرگ حضرت آدم کی پشت تک

ایں نسب خود پوست اور ابودہ است

یہ نسب بھی ان کے لئے چھلکا ہے

مغز او خود از نسب دورست و پاک

ان کا جوہر خود نسب سے دور اور پاک ہے

نور حق را کس نجوید زاد و بود

اللہ کے نور کے لئے کوئی پیدائش اور جو کو نہیں دھونڈتا ہے

مکتریں خلعت کہ بدہد و ثواب

وہ جو اولیٰ درجہ کی خلعت ثواب میں دیتا ہے

بقیہ قصہ دعوتِ سلیمان و بلقیس را با ایمان

حضرت سلیمان کا بلقیس کو ایمان کی دعوت دینے کا قصہ کا بقیہ

۱۔ آوازش۔ یعنی عبدالمطلب کو

آواز آئی۔ پیر نیکیخت۔ یعنی

عبدالمطلب کے ساتھ قریش کے

دوسرے سردار بھی آنحضرت کو تلاش

کرنے چلے۔ اعیان۔ عین کی جمع

سردار۔ رزم۔ میدان۔ جنگ۔ بزم۔

محل نشاط۔ ملکہ۔ میدان قتال۔

۲۔ ایں نسب۔ آنحضرت کے ذاتی

فضائل کے مقابلہ میں کسی فضیلت

تج ہے۔ مغز۔ آنحضرت کا لبی جو ہر نسب

سے بے نیاز ہے۔ آنحضرت خیر الخلق

ہیں۔ سمک۔ مچھلی یعنی تحت بشری

عوام کا خیل ہے کہ زمین مچھلی کی

پشت پر قائم ہے۔ سماک۔ یعنی

آسمان کی انتہائی بلندی۔ تاک۔ اعراب

اور تاک راجہ دو ستارے ہیں جو

انتہائی بلندی پر ہیں۔ زلف۔ یعنی

نسب۔ خلعت۔ لباس کا شای جوڑا

جو کسی کو انعام میں دیا جائے۔ تار و پود۔

تاننا۔ باننا۔

۳۔ مکتریں۔ اللہ کی جانب سے

جو معمولی جوڑا ثواب میں ملتا ہے وہ

نقش و نگار میں سورج سے بھی بڑا ہوا

ہوتا ہے۔ طراز۔ نقش و نگار۔ ملک۔

یعنی روحانی سلطنت۔ خواہرانت۔ وہ

عورتیں جو مقررات بارگاہِ خداوندی

ہیں جیسے حضرت آسیا فرعون کی بیوی

و غیرہ۔ سنی۔ بلند۔ سردار۔ حدیث

میں ہے۔ فلنیا جیفہ۔ دنیا سردار ہے؟

بر لب دریای یزداں در بچیں

اللہ کے دریا کے کنارے سے موتی چن لے

تو بمر دارے چہ سلطانی گنی

تو مردہ پر کیا سلطنت کر رہی ہے؟

جاوداں از دولت مایہ مخور

ہمیش ہماری دولت کے پھل کھا

خیز و بلقیسا بیا و ملک ہیں

اے بلقیس! اٹھ! آ جا سلطنت کو دیکھ

خواہرانت ساکنِ چرخِ سنی

تیری بہنیں! بلند آسمان پر مقیم ہیں

خیز بلقیسا بیا دولتِ نگر

اے بلقیس! اٹھ! آ جا اس بادشاہی کو دیکھ

خواہر انت راز بخششہلی راد
تیری بہنوں کو سخاوت کی بخششوں میں سے
خیز بلقیسا بیاد بحر جود
اے بلقیس! اٹھ سخاوت کے سمندر میں آ جا
خواہر انت جملہ در عیش و طرب
تیری بہنیں سب عیش اور مستی میں ہیں
خیز و بلقیسا سعادت یا رشو
اے بلقیس! اٹھ نیک بختی کی یاد بن جا
توز شادی چوں گدائے طبل زن
تو خوشی میں اس فقیر کی طرح ہے جو فقاہہ پیٹ رہا ہے

ہیچ میدانی کہ آں سلطان چہ داد
تو کچھ جانتی ہے کہ اس شاہ نے ان کو کیا دیا ہے؟
ہر دے بر دار بے سرمایہ سود
ہر وقت بغیر سرمایہ کے نفع کما
بر تو چوں خوش گشت اس رنج و تعب
یہ رنج اور مشقت تیرے لئے کیسے بھلی بن گئی
وز ہمہ ملک سبا بیزار شو
اور سبا کی پوری سلطنت سے بیزار ہو جا
کہ منم شاہ و رئیس گو سخن
کہ میں بھی شاہ اور رئیس ہوں

۱۔ اس رنج۔ یہ دنیاوی سلطنت۔
چوں گدائی۔ چونکہ تیری یہ سلطنت
بے حقیقت ہے لہذا تو شاہ نہیں گدا
ہے اور اس خس و خاشاک کی بھٹی کو
سلطنت سمجھ کر اس پر اپنی شاہی کا
اعلان کرتی ہے۔ پلاٹ قومی۔ جتنی
خوش ہو کر کہے گا کہ کاش میری قوم
جان لیتی کہ مجھ پر کیا کرم ہو رہا ہے۔
۲۔ آں سکے دنیا دار کی مثال گل
کے اس کتے کی سی ہے جو اچھے
شکاروں کو چھوڑ کر گدا اور فقیر پر لپکتا
ہے۔ گفتہ ایم۔ اندھے اور کوچے کے
کتے کا قصہ ہم پہلے بھی بیان کر چکے
ہیں، لیکن بات کو مضبوط کرنے کے
لئے مکرر کہہ رہے ہیں۔

۳۔ کوہ۔ اندھے نے کتے سے
کہا دوسرے کتے تو پہاڑ پر گور خر کا شکار
کر رہے ہیں۔ تو اندھے کو چٹ رہا
ہے ترک۔ کتے کے قصہ سے مولانا
نے بے یلوثی پیروں کو غیرت دلائی ہے۔
آب شوری۔ تو کھادی پانی ہے تو نے
اپنے اندھے مریدوں کو اپنے
چاروں طرف جمع کر لیا ہے۔

مثل قانع شدن آدمی بدینا و حرص او در طلب دنیا و
انسان کے دنیا میں قانع ہونے اور دنیا کی طلب میں اس کی حرص اور روحانوں
غفلت او از دولت روحانیاں کہ ابنائے جنس وے اند
کی دولت سے اس کی غفلت کی مثال جو روحانی اسی جسے ہیں اور
و نعرہ زناں کہ یالیت قومی یعلمون
نعرہ لگا رہے ہیں کاش میری قوم جان لیتی

آں سکے در کو گدائے کورید
ایک کتے نے گلی میں ایک اندھے فقیر کو دیکھا
گفتہ ایم اس را ولے بار دگر
ہم یہ قصہ کہہ چکے ہیں لیکن دوبارہ
کورس گفتش آخر آں یاران تو
اندھے نے اس سے کہا آخر تیرے دوست
قوم تو در کوہ می گیرند گور
تیری قوم پہاڑ میں گور خر پکڑ رہی ہے
ترک اس تزویر کن شیخ نفور
وائے متفرح! اس مکر کو چھوڑ دے

حملہ می آورد و لقصش می درید
اس پر حملہ کر دیا اور اس کی گدڑی پھاڑ دی
شد مکرر بہر تاکید خبر
بات کی تاکید کے لئے مکرر ہوا ہے
برگہ اندر ایندم شکار و صید جو
اس وقت صید شکار کی جستجو میں پہاڑ پر ہیں
در میان کوی می گیر تو گور
تو کوچے میں اندھے کو پکڑتا ہے
آب شوری جمع کردہ چند گور
تو کھادی پانی ہے تو نے چند اندھے جمع کر لئے ہیں

۱۔ آب خود۔ باطنی کمال حاصل کر
اور اس کے بذریعہ مریدوں کو فیض
پہنچا۔ بحر لدن۔ یعنی خدائی فیض۔
خیز۔ مردان حق نہیں فیض ہے بہرہ
مند ہیں تو صرف مریدوں کو لوٹنے پر
لگا ہے۔ گھر چہ۔ مردان حق کو گھر گر کہا
تھاب کہتے ہیں کہ حقیقی مشائخ تو
صرف طالب خدا ہیں وہ مجسم شیر ہیں
اور صرف شیر کا شکار کرتے ہیں۔ وہ
نظارہ وہ اللہ تعالیٰ کے مشابہ میں
مستغرق رہتے ہیں اور ان کو عشق میں
فنا کا حجب حاصل ہے۔

۲۔ ہچو۔ کھڑے۔ شکاری جس طرح
کا شکار کھیلتے ہیں اس قسم کے مردہ
جانور کو بھس وغیرہ بھر کر اپنے ساتھ
رکھتے ہیں تاکہ اس کے ذریعہ اس
کے ہم جنسوں کا شکار کریں اسی طرح
یہ بزرگ گویا کہ وہ مردہ جانور ہیں اور
اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ ان کے ہم
جنسوں کا شکار کرتا ہے۔ مرغ مردہ
ظاہر ہے کہ وہ مردہ جانور بالکل شکاری
کے اختیار میں ہوتا ہے شکاری سے
وصل اور جدائی میں مجبور محض ہوتا ہے
یہی حال ان بزرگوں کا ہوتا ہے یہی
معنی اس حدیث کے ہیں جس میں
فرمایا گیا کہ دل اللہ کی دو انگلیوں کے
درمیان ہے اللہ جس طرف چاہتا ہے
ان کو لٹکا دیتا ہے مرغ مردہ اس
مردہ جانور کے ذریعہ جو شکار ہوا وہ
اصل شکاری کا شکار بنا ہے ہر کہ
نواں اس مردہ جانور سے کنہہ کشی کے
وہ صیاد کے ہاتھ سے مرے گا۔

۳۔ گوئیہ۔ فانی فی اللہ کہتا ہے
ظاہر میرے مردہ ہونے کو نہ کچھ خدائی
عشق مجھے بچس ہونے سے بچائے
نئے ہے صحت من۔ فقر و فاقہ کی
مرے میں مردے کی صحت میں
۱۔ جبشم۔ حرکت جو کہ زندگی کا اثر
بہ پہلے میرے بذاتی املاہ سے تھی۔
ابدست قدرت کے ذریعہ ہے۔

کایں مریدان من و من آب شور
کہ یہ میرے مرید ہیں اور میں کھادی پانی ہوں
آب خود شیریں گن از بحر لدن
لدن کے مہیا سے اپنے پانی کو شیریں بنا لے
خیز شیران خدا ہیں گور گیر
اٹھ خدا کے شیروں کو گور پر پکڑنے والا دیکھ
گور چہ از صید غیر دوست دور
گور کیا ہوتا ہے دوست کے علاوہ کے شکار سے دور ہیں

در نظارہ صید و صیادی شہ
شکار اور شکار کو شکار کرنے کے نظارے میں
ہچو ۲ مرغ مردہ شاں بگرفتہ یار
ان کو دوست نے مردہ پرند کی طرح پکڑ رکھا ہے
مرغ مردہ مضطر اندر وصل و بین
مردہ پرند وصل اور جدائی میں مجبور ہے
مرغ مردہ اش راہر آں گوشد شکار
اس کے مردہ پرند کو جو شکار ہوا
ہر کہ اوزیں مرغ مردہ سربتافت
جس نے اس مردہ پرند سے روگردانی کی
گوید ۳ او منکر بمر داری من
وہ کہتا ہے میری مردہ پرند پر نظر نہ کر
من نہ مردارم مراشہ گشتہ است
ہیں مردہ نہیں ہوں مجھے شکار نے ملا ہے
جبشم زیں پیش بود از بال و پر
اس سے پہلے میری حرکت بال اور پر کے ذریعہ تھی

می خورند از من ہمی گردند گور
وہ مجھ سے پیتے ہیں اور اندھے ہوئے جاتے ہیں
آب بدرا دام اس گوراں ممکن
برے پانی کو ان اندھوں کے لئے جل نہ بنا
تو چوسگ چونی بزرقتی کور گیر
تو کتے کی طرح مکلی سے اندھے کو پکڑنے والے کیوں ہے
جملہ شیر و شیر گیر و مست نور
مجسم شیر ہیں شیر پکڑنے والے ہیں ہلوسے مست ہیں
کردہ ترک صید و مردہ دروٹہ
شکار کرنا چھوڑ دیا ہے اور عشق میں فنا ہیں
تا گند او چنس ایشاں راشکار
تاکہ وہ دوست ان کے ہم جنسوں کو شکار کرے
خواندہ القلب یسن الاصبین
تو نے پڑھا ہے کہ دل دو انگلیوں کے درمیان میں ہے
چوں بہ بیند شد شکار شہر یار
جب وہ غور کرے گا تو شکار کا شکار ہوا ہے
دست آں صیاد راہر گزنیافت
اس نے شکاری کے ہاتھ کو کبھی نہ پایا
عشق شہ ہیں در نگہداری من
میری حفاظت کے بارے میں اللہ کے عشق کو دیکھ
صورت من شبہ مردہ گشتہ است
میری صورت مردے کے مشابہ ہو گئی ہے
جبشم اکنوں ز دست دلاگر
اب میری حرکت منصف کے ہاتھ سے ہے



جَبَشِ اِفَانِیم بیروں شد ز پوست
میری فنا ہونے والی حرکت کھل سے باہر ہو گئی ہے
ہر کہ کج جُنبد بہ پیش جَبَشِمْ
جو کوئی میری حرکت کے سامنے میری حرکت کرتا ہے
ہیں مرا مُردہ میںیں گر زندہ
خبردار اگر تو زندہ ہے مجھے مردہ نہ سمجھ
مُردہ زندہ کرد عیسیٰ از گرم
حضرت عیسیٰ نے گرم سے مردہ کو زندہ کر دیا
کے ۲ بمقام مُردہ در قبضہ خدا
میں خدا کے قبضہ میں رہ کر مردہ کب رہ سکتا ہوں
عیسیٰ لیکن ہر آنکویافت جاں
میں عیسیٰ ہوں لیکن جس نے جان حاصل کر لی
شد عیسیٰ زندہ لیکن باز مُرد
حضرت عیسیٰ سے زندہ ہوا لیکن پھر مر گیا
من عصایم در کف موسیٰ خویش
میں اپنے موسیٰ کے ہاتھ میں لائی ہوں
بر مسلماناں پُل دریا شوم
میں مسلمانوں کے لئے دریا کا پُل ہو جاتا ہوں
ایں عصا را اے پسر تنہا میںیں
اے بیٹا اس لائی کو اکیلا نہ سمجھ
موج طوفاں ہم عصا بد گوز درو
طوفان کی موج بھی لائی تھی جس نے مدد کے ساتھ
ہم عصا بد باد بر اعدائے ہوڈ
حضرت ہوڈ کے دشمنوں پر ہوا بھی لائی تھی
ہم عضلی بود پتہ در نبرد
مچھر بھی مقابلے میں لائی تھا

جَبَشِ باقیست اکنول چول دوست
بہتلی پہنچ کر ہے کیونکہ اس کی جانب سے ہے
گر چہ سیر مرغ است زارش می کشم
خولہ وہ سیر مرغ ہو میں اس کو بری طرح مارتا ہوں
در کف شاہم نگر گر بندہ
اگر تو بندہ خدا ہے تو مجھے شاہ کے ہاتھ میں سمجھ
من بکف خالق عیسیٰ درم
میں حضرت عیسیٰ کے خالق کے ہاتھ میں ہوں
بر کف عیسیٰ مداراں ہم روا
حضرت عیسیٰ کے ہاتھ پر بھی یہ روا نہ رکھ
از دم من او بماند جاوداں
میرے دم سے وہ ہمیشہ زندہ رہے گا
شاد آنکو جاں بدیں عیسیٰ سپرد
وہ قاتل مہد کہلا ہے جس نے اس عیسیٰ کو جان پر دے دی
موسیم پنہاں و من پیدا بہ پیش
میرا موسیٰ پوشیدہ ہے اور میں سامنے ظاہر ہوں
باز بر فرعون اژدہا شوم
پھر فرعون پر اژدہا بن جاتا ہوں
کہ عصا بے کف حق نبو و چمنیں
کیونکہ بغیر خدا کے ہاتھ کے لائی لکئی نہیں ہوتی ہے
طعنہ جادو پرستوں را بخورو
جادو پرستوں کے دہبہ کو نگل لیا
کہ بر آورد از بقیہ عاد و نو
جس نے عاد کے بقیہ لوگوں کے دھوئیں اڑا دیے
گو بر آورد از سرِ نمرود گرد
جس نے نمرود کے سر سے دھول اڑا دی

۱ جَبَشِ فانیم۔ جب انسان
اپنے فرائض اور نوافل کے ذریعہ اللہ
تعالیٰ کا تقرب حاصل کر لیتا ہے تو اس
کے تمام صفوں اللہ کی طرف منسوب
ہو جاتے ہیں۔ ہر کہ فقراء کا انتقام
بڑے سے بڑے انسان کو خاک میں
ملا دیتا ہے۔ فانی فی اللہ صرف
اپنے افعال کے اعتبار سے بے حس و
حریت ہوتا ہے۔ دست قدرت اس
سے افعال کا صدور کرتا ہے۔ مردہ
حضرت عیسیٰ مردے کو زندہ کر دیتے
تھے تو حضرت عیسیٰ کا خالق مردے کو
کیسے زندہ نہ کر دے گا۔
۲ کے بمقام۔ حضرت عیسیٰ کی
حیات بخشی کا انکار بھی جائز نہیں
ہے۔ چہ جائیکہ خدا کی حیات بخشی
عیسیٰ میں خود ہی زندہ نہیں ہوں
بلکہ دوسروں کو بھی ابدی زندگی عطا کرتا
ہوں۔ شد عیسیٰ۔ حضرت عیسیٰ کے
جس معجزے کا ذکر ہے اس سے
عارضی زندگی حاصل ہوتی تھی۔ بدیں
عیسیٰ۔ اگر اس سے مراد اللہ تعالیٰ ہے تو
کوئی اشکال نہیں اگر خود فانی فی اللہ مراد
ہے تو مراد یہ ہے کہ ان کے معجزے کا
تعلق دنیاوی زندگی سے تھا اگرچہ وہ
بھی روحانی ابدی زندگی عطا کرتے
تھے اس کا ذکر نہیں ہے۔
۳ من عصایم۔ یعنی اب میں
اپنے تمام افعال میں اللہ تعالیٰ کی
قدرت کا مظہر ہوں۔ مسلماناں۔
یعنی میں مل حق کے لئے باعث
نجات اور کفار کے لئے باعث عذاب
ہوں۔ ہوا۔ یعنی مصر کا ہوائے نمل۔
موج۔ حضرت نوح کی بدعا سے ان
کی قوم پانی کے طوفان سے ہلاک
ہوئی۔ جادو پرستوں۔ یعنی فرعون کی
قوم۔ عاد۔ یہ حضرت ہود کی قوم تھی۔

زُرَقِ ایں فرعونیاں را بر دَرَم
ان فرعونوں کی مکاری کا پردہ چاک کر دوں
تُرک گن تا چند روزے می چَرند
رہنے دے ، تاکہ چند روز چرلیں
از کجا یابد جہنم پرورے
تو جہنم کہیں سے پرورش پائے؟
زانکہ بے برگند در دوزخ کلاب
کیونکہ دوزخ میں کتے بے سرد سلمان ہیں
پس بمر دے خشم اندر مرد ماں
تو انسانوں میں غصہ مردہ ہو جاتا
کے زید ، میرد ز نور مومنوں
کب زندہ رہے ، مومنوں کے نور سے بجھ جائے
تا زید ورنہ رجمی بکشدش
تاکہ زندہ رہے ورنہ رجمی اس کو بجھا دے
پس کمال بادشاہی کے شدے
تو بادشاہی کا کمال کب ہوتا؟
بر مشہاو بیان ذاکراں
تل ذکر کی مثالوں اور بیان کی
چند خواہی زیست اے مردار چند
اے مردار تو کب زندہ رہے گا؟
بر ہمیں در کہ شود امروز باز
اس دوزخ پر جو آج کھلا ہوا ہے
در میان باغ از سیر و گبر
باغ میں کہیں اور گبر کی

گر عَصا ہائے خدا را بشمرم
اگر میں خدا کی لٹھیوں کا شمار کروں
لیک زیں شیریں گیا ہے زہر مند
لیکن اس زہری شیریں گھاس کو
گر بنا شد جاہِ فرعون و سرے
اگر فرعون کا رتبہ اور سرداری نہ ہو
فریش گن استگاہش کُش لے قصب
اے قصب! اس کو مونا کر پھر ذبح کر
گر نبودے خصم و دشمن در جہاں
اگر دنیا میں مخالف اور دشمن نہ ہوتے
دوزخ آں خشم ست لے خصم فلاں
اے فلاں! دوزخ وہ غصہ ہے بغیر مخالف کے
دوزخ آں خشم است و حصے بایش
دوزخ وہ غصہ ہے اور اس کو مخالف چاہیے
گر بماندے لطف بے قہر و بدے
اگر مہربانی بغیر قہر اور بدی کے نہ جاتی
ریشندے کردہ انداں منکراں
ان منکروں نے مذاق اڑائی ہے
تو اگر خواہی بگن ہم ریشندے
اگر چاہے تو بھی مذاق اڑا
شاد ۳ باشید اے محباں در نیاز
اے دوستو نیاز مندی میں خوش رہو
ہر خوبی باشدش گردے و گر
ہر ضرورت کی ایک دوری کیادی ہوتی ہے

۱۔ غصہ ۲۔ یعنی میں اگر خدائی
عذاب کی تفصیل بیان کروں تو فرعون
طبع انسانوں کے مکر کا پردہ چاک کر
دوں۔ لیک۔ ان فرعونوں کو دنیاوی
لذتوں میں جو کہ حقیقتاً زہر ہیں جتلا
رہند۔ گر بنا شد۔ نظام قدرت کی بقا
کے لئے گنہگار کی بھی ضرورت
ہے۔ از کجا۔ یہ لوگ جہنم کی خداک
ہیں جس سے اس کی پرورش ہوتی ہے
فریش۔ قرآن پاک میں ہے فَرِشْہُمْ
يَا كُلُوْا وَتَشْتَبُوْا وَلِيْلَهُمْ لَا مَلْ
فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ اے نبیوں کو
چھوڑے رکھو وہ کھاتے اور نفع اٹھاتے
ہیں اور ان کو تمنا غفلت میں ڈالے
رکھے پھر غریب وہ جان لے گے۔
کلاب۔ دوزخ کے کتے ان کے
گوشت کے منتظر ہیں۔ گر نبودے۔
غصہ کی بقا کے لئے مخالفت اور دشمنی کا
وجود ضروری ہے ورنہ غصہ مر جائے۔
۲۔ دوزخ۔ دوزخ اللہ تعالیٰ کے
غصہ کا مظہر ہے اس کے لئے ان
دشمنوں کی ضرورت ہے۔ رجمی۔
اگر صفت غصب نہ رہے تو دوزخ
نہ بنی ہو جائے۔ گر بماندے۔ اگر
صرف صفت رحمت ہو اور صفت
غصب نہ ہو تو بادشاہی کا کمال نہیں
ہے لہذا الوہیت کے لئے دونوں
صلتیں ضروری ہیں۔ ریشندے۔
منکر لعل ذکر کا مذاق اڑاتے ہیں تو بھی
اگر چاہے مذاق اڑا لے پھر درمیان انجام
کیا ہوتا ہے۔

۳۔ شاد۔ جو لوگ آیات الہیہ کے
ذکر سے محبت رکھتے ہیں اور اس کی
نیاز مندی اختیار کئے ہوئے ہیں وہ
قابلِ مبارکباد ہیں۔ خوش۔ مولانا نے
اس لفظ کو ضروریات زندگی کے معنی

میں بولا ہے۔ کرو۔ کاف کے ثمر سے کیادی۔ سیر۔ لہسن۔ گبر۔ ایک بھل کا نام ہے جو فراسان میں پیدا ہوتا ہے اس کا چار
ڈالا جاتا ہے مولانا مخلص اور منافق کے مسلک کو جدا گانہ کر کے سمجھا رہے ہیں۔

ہر یکے ابا جنس خود در گرد خود
ہر ایک چیز ہم جنس کے ساتھ اپنی کیادی میں
تو کہ گرد زعفرانی زعفران
تو جو کہ زعفران کی کیادی ہے زعفران
آب می خود زعفرانا تارسی
اے زعفران! سیرابی حاصل کرتا کہ تو پک جائے
تو ممکن در گرد شلغم پوز خویش
تو شلغم کی کیادی میں اپنا منہ نہ ڈال
تو بگردے او بگردے مودعہ
تو ایک کیادی میں اور وہ وہ کیادی میں دکھا ہوا ہے
خلصہ آل ارضے کہ از پہناوری
خصوصاً وہ زمین جس میں وسعت کی وجہ سے
اندر اس بحر و بیابان و جبال
ان سمندوں اور جنگلوں اور پہاڑیوں میں
اس بیاباں دریا با نہائے او
یہ جنگل اس کے جنگلوں میں
آب استادہ کہ سیر ستش نہاں
پانی ظہر ہوا ہے کیونکہ اس کی رفتار پوشیدہ ہے
گو دورن خویش چوں جان و رواں
کیونکہ وہ اپنے اندر جان اور روح کی طرح
مستمع خفته است کوتہ گن خطاب
سننے والے سو گیا ہے تقریر مختصر کر

از برائے چنگلی نم می خورد
چنگلی کے لئے سیرابی حاصل کرتی ہے
باش و آمیزش ممکن بادگیراں
وہ اور دھروں کے ساتھ نہ مل
زعفرانی اندریں حلوا رسی
تو زعفران ہے اس حلوی میں لے گا
کہ نگرود باتو اوہم طبع و کیش
تاکہ وہ تیرا ہم مزاج اور ہم مذہب نہ ہو جائے
زانکہ ارض اللہ آمد ولسعہ
کیونکہ اللہ کی سرزمین وسیع ہے
در سفر گم می شود دیو و پری
دیو اور پری سفر میں گم ہو جاتے ہیں
منقطع می گردد اوہام و خیال
اوہام اور خیالات ختم ہو جاتے ہیں
ہمچو اندر بحر و بریک تارِ مو
اس طرح ہیں جیسے سمندر اور خشکی میں ایک بال
تازہ تر خوشتر زجو ہائے رواں
جاری نہروں سے تازہ تر اور اچھا ہے
سیر پنہاں دارد و پائے رواں
پوشیدہ سیر اور رواں پاؤں رکھتا ہے
اے خطیب اس نقش را کم زن بر آب
اے مقرر اس نقش کو پانی پر نہ کھینچ

بقیہ دعوت سلیمان بلیقیس را کہ فرصت غنیمت است

حضرت سلیمان کی بلیقیس کو دعوت کا بقیہ کی فرصت غنیمت ہے

خیز بلیقیسا کہ بازار است تیز
اے بلیقیس! اٹھ کیونکہ بازار تیزی پر ہے
زین تحسیان گساد فلکن گریز
ان نوٹوں میں جتنا کرنے والے کینوں سے بھاگ

۱ ہر ایک ہر ترکاری اپنی کیادی میں
پرورش پاتی ہے اور سیرابی حاصل کر
کے پختہ ہوتی ہے۔ تو کہ تخلص کو
منافع کے ساتھ میل جول نہ چاہیے
آب می خورد۔ اے مسلک پر قائم رہ
کر چنگلی پیدا کرتا کہ اہل مقام شال
ہو جائے۔ تو ممکن۔ زعفران کو اپنی
کیادی میں دھنا چاہیے شلغم کی کیادی
کا رخ کرے گا تو اس میں اس کی
خاصیت آجائے گی۔ تو بگردے۔
اللہ نے مومن کا ایک مقام اور منافق کا
دوسرا مقام بتلایا ہے خدا کی زمین وسیع
ہے غلط و سلط کی ضرورت نہیں ہے۔
خاصہ عالم غیب کی سرزمین تو اس
قدر وسیع ہے کہ اس میں دیو اور پری
بھی راستہ گم کر بیٹھتے ہیں۔

۲ انداز۔ عالم غیب کے سمندوں
اور جنگلوں اور پہاڑوں کی وسعت
تک وہم اور خیال بھی نہیں پہنچ سکتا۔
اس بیاباں۔ دنیاوی زمین کی کائنات
اس غیب کی زمین کے اعتبار سے ایسی
ہے جیسا کہ بحر و بر کے مقابلہ میں
ایک بال۔ آب استادہ۔ سالک کے
باطن کا کار کا ہوا پانی جس کا بہاؤ پوشیدہ
ہے جاری پانی سے بدرجہا بہتر ہے۔

۳ کو۔ سالک کی سیر جان اور روح
کی سیر کی طرح مخفی اور پوشیدہ ہوتی
ہے۔ مستمع۔ چونکہ سامعین کی توجہ
نہیں ہے لہذا فنا کے مقام کی باتیں
بند کر دوں۔ نقش پر آب ہوں گی۔
خیز۔ حضرت سلیمان نے بلیقیس کو عمل
کی دعوت دی اور فرمایا بدکرداروں کی
صحبت سے بچ۔

خیز بلقیسا گنوں باختیار ۱

اے بلقیس! اب اٹھ جبکہ اختیار ہے

خیز بلقیسا بیابیش از اجل

اے بلقیس! اٹھ 'موت سے پہلے آ جا

خیز بلقیسا بجاہ خود مناز

اے بلقیس! اٹھ اپنے مرتبہ پر ناز نہ کر

خیز بلقیسا و مستہ باقضا

اے بلقیس! اٹھ اور قضا خداوندی سے نہ بھڑ

بعد از اں گوشت گشد مرگ آنچنان

اس کے بعد موت تیرے ایسے کان کھینچے گی

زیں خراں تا چند باشی نعل دزد

تو ان گدھوں کے نعل کب تک چرائے گی؟

خواہر انت یافتہ مُلک خلود

تیری بہنوں نے ہمیشہ گی کی سلطنت حاصل کر لی

لے خاک آسجد کزین مُلک بحسب

وہ جان قابلِ مبارکہ ہے جس نے اس سلطنت کو چھوڑ دیا

خیز بلقیسا بیا بارے بہیں

اے بلقیس! اٹھ آ جا اب دیکھ

شستہ در باطن میان گلستاں

وہ حقیقتاً باغ میں بیٹھا ہوا ہے

یوستاں ۳ با او رواں ہر جا رود

جہاں وہ جاتا ہے باغ اس کے ساتھ جاتا ہے

میوہا لایہ گناں کز من بچر

بھل خوشدل کرتے ہیں کہ ہمیں کھا

طوف می گن بر فلک بے پروبال

بغیر بال و پر کے آسمان کا طواف کر

پیش از اں کہ مرگ آرد گیر و دار

اس سے قبل کہ موت پکڑ دھکڑ شروع کرے

در نگر شاہی و مُلک بے دخل

بادشاہی اور بغیرِ فساد کی سلطنت دیکھ لے

اندریں در گہ نیاز آور نہ ناز

اس بارگاہ میں نیاز پیش کر نہ کہ ناز

ور نہ مرگ آید گشد گوش ترا

ورنہ موت آئے گی تیرے کان کھینچے گی

کہ چو دزد آئی بشنہ جاں گناں

کہ تو چھ کی طرح کٹوں کے پاس جان کی حالت میں آئے گی

گر ہمی دزدی بیا و لعل دزد

اگر چوری ہی کرنی ہے تو آ اور نعل چما

تو گرفتہ مُلکت گور و کبود

تو بے نور ہو تاریک سلطنت کو پکڑے ہوئے ہے

کہ اجل اس مُلک را ویراں گرسست

کیونکہ موت اس سلطنت کو ویراں کر دینے والی ہے

مُلکتِ شاہان و سلطانان دیں

دین کے امراء اور شاہوں کی سلطنت

ظاہراً خارے میان دوستاں

بظاہر دوستوں کے درمیان ایک کانٹا ہے

لیک آں از خلق پنہاں می شود

لیکن وہ باغ مخلوق سے پوشیدہ ہوتا ہے

آب حیواں آمدہ کز من بخور

آب حیات آیا ہوا ہے کہ مجھے پی

ہمچو خورشید و چوبدر و چون ہلال

سورج اور چاند کی طرح

۱ باختیار۔ انسان جب تک زندہ ہے اختیار ہے۔ مرگ۔ یعنی عالم آخرت کی شے جو لازماً ہے۔ مرگ۔ یعنی مگاہ خداوندی میں صرف نیاز کا آنا ہے۔ مستہ۔ مستیز کا مخفف ہے۔ جھگڑا نہ کر۔ بعد ازاں۔ مرنے کے بعد مجرم کی سی اضطراری حاضری ہوگی۔ شختہ۔ کٹواں۔ خراں۔ دولت کے لئے دنیا والوں کی پابوسی نہ کر۔ فعل۔ حکمت کے لعل و گوہر۔ خواہر انت۔ یعنی دنیا کی نیک عورتیں۔

۲ اے خاک۔ جو شخص ناپائیدار حکومت سے دستبردار ہو کر ابدی سلطنت حاصل کر لے وہ مبارکبادی کے قابل ہے۔ شستہ۔ نشست کا مخفف ہے یعنی جس نے آخری سلطنت حاصل کر لی وہ باطنی کمالات کے باغ میں بیٹھا ہوا ہے لیکن بظاہر وہ اپنے ملنے والوں کو ایک کانٹا نظر آ رہا ہے۔

۳ یوستاں۔ اس کے کمالات کا باغ اس کے ساتھ رہتا ہے لیکن عوام کی نظر سے مخفی ہے۔ میوہ۔ وہ اس باغ کے پھلوں سے قطع انداز ہے اور اس باغ کی نہروں سے آب حیات پی رہا ہے۔ طوف۔ عالم ملکوت کی سیر کر۔

چوں اِرواں باشی رِواں و پائے نہ
تو روح کی طرح چلے گی اور پاؤں نہیں ہے
نے نہنگ غم زند بر کشتیت
نہ تیری کشتی پر غم کا مگر چھ حملہ کرے گا
ہم ۲ تو شاہ و ہم تو لشکر ہم تو تخت
تو ہی شاہ ہوگی تو ہی لشکر ہوگی تو ہی تخت ہوگی
گر تو نیکو بختی و سلطان زفت
اگر تو نیک بخت ہے اور سلطان اعظم
تو بماندی چوں گدایاں بے نوا
تو فقیر دن کی طرح بے سرو سامان رہ جائے گی
چوں تو باشی بخت خود اے معنوی
اے معنوی! جب تو خود اپنا نصیب ہوگی
تو ز خود کے گم شوی اے خوشحال
اے خوشحال! تو اپنے آپ سے کب گم ہوگی؟

می خوری صد لُوت و لقمہ خائے نہ
تو سو غذائیں کھائی گی اور لقمہ چبانے والی نہیں ہے
نے پدید آید ز مردن زشتیت
نہ مرنے کی وجہ سے تیرے اوپر بد نمائی آئے گی
ہم تو نیکو بخت باشی ہم تو بخت
تو ہی نیک بخت ہوگی تو ہی نصیب ہوگی
بخت غیر تست روزے بخت رفت
نصیب تیرا غیر ہے ایک دن نصیب روانہ ہو جائے گا
دولت خود ہم تو باش اے مجتبیٰ
بے برگزیدہ اور خود تو دولت بن جا
پس تو کہ بختی ز خود کے گم شوی
تو پھر جبکہ تو خود نصیب ہے اپنے آپ سے کب گم ہوگی
چونکہ عین تو ترا شد مُلک و مال
جبکہ تیرا وجود خود تیرا ملک و مال بن گیا

۱۔ چوں۔ یہ سیر روحانی ہوگی جس میں
پاؤں اور بال و پر کی ضرورت نہیں ہے
می خوری۔ معارف خداوندی سے
لذتیں حاصل ہوں گی اس خوراک
کے لئے لقمے چبانے کی ضرورت
نہیں ہے۔ نہنگ۔ تیری اس
کشتی کو غم کا مگر چھ نقصان نہیں پہنچا
سکتا۔

۲۔ ہم تو شاہ۔ عالم ملکوت میں تو خود
ملک ہوگی تو خود نصیب ہوگی اور خود ہی
نیک بخت ہوگی۔ گرتو۔ اس عالم میں
اگر تو نصیب در بھی ہے تو بخت اور چیز
بے لور تو اور چیز مغفرت کی وجہ سے
کسی وقت تجھ سے تیرا بخت جدا ہو
جائے گا اور تو فقیر بن جائے
گی۔ چوں تو باشی۔ جب مجھ میں اور
نصیب میں امتحان ہو جائے گا تو پھر بخت
کو تو گم نہ کرے گی کیونکہ کوئی اپنے
آپ کو گم نہیں کرتا ہے۔

۳۔ بقیہ قصہ۔ حضرت سلیمان کا ذکر
چل رہا تھا اور میان بلیقوس کا قصہ آگیا
تھا بہر حال وہ حضرت سلیمان کے
پاس آ کر ان پر ایمان لے آئی تھی اب
حضرت سلیمان کے قصہ کا پورا
کرتے ہیں اور مسجد اقصیٰ کی تعمیر اور
سلیمان کا ذکر شروع کرتے ہیں۔
بعد ازاں۔ یعنی جب بلیقوس کی دعوت
کی تکمیل ہو گئی۔ تخت۔ یعنی تخت
سلیمان کے سامنے سے ہاتھ نہیں
کی آواز آئی۔ لشکر۔ بلیقوس یعنی بلیقوس
کا لشکر عبادت کرنے لگا۔ سب ایک
وسیع مسجد کی ضرورت ہے۔ چونکہ اور۔
یعنی حضرت سلیمان۔ آں مسجد یعنی
اقصیٰ۔ جن و انس۔ حضرت سلیمان کی
حکومت پر جن و انس پر تھی۔

بقیہ ۳ قصہ عمارت کردن سلیمان مسجد اقصیٰ را بہ تعلیم و
حضرت سلیمان کا مسجد اقصیٰ کو حکمتوں کی وجہ سے خدا کی تعلیم اور وحی کے ذریعہ
وحی خدا جہت حکمتہا و معاونت ملائکہ و دیو و پری
تعمیر کرنے کا بقیہ قصہ اور فرشتوں اور جنوں اور پریوں کی مدد

بعد ازاں آمدندا از پیش تخت
اس کے بعد تخت کے سامنے سے آواز آئی
اے سلیمان مسجد اقصیٰ بساز
اے سلیمان! مسجد اقصیٰ بنا
چونکہ او بنیاد آں مسجد نہاد
جب انہوں نے اس مسجد کی بنیاد رکھی

بر سلیمان آں نبی نیک بخت
ان نیک بخت نبی سلیمان کے پاس
لشکر بلیقوس آمد در نماز
بلیقوس کا لشکر نماز کا عادی ہو گیا ہے
جن و انس آمد بدن در کار داد
جن و انس آ گئے اور کام میں لگ گئے



ہمچنان کہ در رہ طاعت عباد
جس طرح کہ لوگ رہ عبادت میں
می کشد شاں سوی دکان و غلہ
وہ ان کو دکان اور آمدنی کی طرف کھینچتی ہے
تو ہمیں اس خلق را بے سلسلہ
تو ان لوگوں کو بلا زنجیر نہ سمجھ
نیستند اس خلق بے بند نہاں
یہ لوگ پوشیدہ بند کے بغیر نہیں ہیں
می کشاند شاں سُوئے کان و بحار
وہ ان کو کانوں اور سمندروں کی جانب کھینچتا ہے
گفت حق فی جبلہا جبل المسد
اللہ نے فرمایا اس کے گلے میں مونج کی رسی ہے
وَأَخْلَنَّا الْجَبَلَ مِنْ أَخْلَاقِهِمْ
اور ہم نے رسی ان کے اخلاق سے بٹائی ہے
قَطُّ الْأَطِيرَةِ فِي عُنُقِهِ
ہرگز، مگر اس کا اعلاننامہ اس کی گردن میں ہے
اُخْلَرَ از رنگ خوش آتش خوش ست
انگہ آگ کے خوشنارنگ کی جہ سے حسین ہے
چونکہ آتش شد سیاہی شد عیاں
جب آگ ختم ہوئی کالک کھل گئی
حرص چوں شد ماند آں خم تباہ
حرص جب ختم ہوئی وہ تباہ کولہ رہ گیا
آں ز حسن کارِ نارِ حرص بُود
وہ حرص کی آگ کے کارنامہ حسن کی جہ سے تھا
حرص رفت و ماند کارِ تو گبود
حرص ختم ہو گئی وہ تیرا کام بد نما ہو گیا

ایک اگر وہ از عشق وقوے بے مراد
ایک گروہ عشق کے ساتھ اور کچھ لوگ باطل ناخواستہ
خلق دیوانند و شہوت سلسلہ
لوگ دیو ہیں اور خواہش نفسانی زنجیر ہے
ہست اس زنجیر از خوف و ولہ
یہ زنجیر ڈر اور عشق کی ہے
ہست اس بند و کند آں خوفِ شاں
یہ پھندہ اور کند ان کا وہ خوف ہے
می کشاند شاں سُوئے کسب و شکار
وہ ان کو کمائی اور شکار کی جانب کھینچتا ہے
می کشاند شاں بسُوئے نیک و بد
وہ ان کو نیک و بد کی طرف کھینچتا ہے
قَدْ جَعَلْنَا الْجَبَلَ فِي أَعْنَاقِهِمْ
بیشک ہم نے ان کی گردنوں میں رسی ڈال دی ہے
لَيْسَ مِنْ مُسْتَقْلِرٍ مُسْتَقِفِهِ
نہیں کوئی بھی گنہگار (یا) پاک
حرص تو درکارِ بد چوں آتش ست
برے کام میں تیری حرص آگ جیسی ہے
آں سیاہی خم در آتش نہاں
کولے کی کالک آگ میں پوشیدہ ہے
اُخْلَرَ از حرص تو شد خم سیاہ
کالا کولہ تیری حرص کی جہ سے انگھا تھا
آں زماں آں خم اُخْلَرَ می نمود
اس وقت وہ کولہ انگھا نظر آیا
حرص کارت را بیا رابندہ بُود
لاچ نے تیرے کام کو آراستہ کیا تھا

۱۔ ایک گروہ۔ کچھ لوگ دل و جان
سے کام کر رہے تھے کچھ بدلی سے
جیسا کہ عبادت میں انسانوں کا حال
ہے خلق۔ جس طرح مسجد کے کام
میں جن لگے ہوئے تھے اسی طرح ہر
انسان کو دیو سمجھو اور ان کا قلبی رجحان
ان کے لئے بمنزلہ زنجیر کے ہے وہ
اس زنجیر کے ذریعہ اپنے ہر شب کام
میں لگا ہوا ہے غلہ آمدنی پیدا کر۔
خوف و ولہ۔ زنجیریں دو قسم کی ہیں
ایک ڈر کی ایک عشق اور محبت کی۔ بے
سلسلہ قرآن پاک میں ہے مَلْعُونٌ
ذَلِئِلٌ إِلَّا هُوَ أَخَذَ بِنَاصِيئِهِمْ
کوئی زمین پر چلنے والا مگر اللہ تعالیٰ اس
کی پیشانی کے بال پکڑے ہوئے
۲۔ من کشاند۔ وہ مخفی زنجیر اس کو
مختلف کاموں کی طرف کھینچتی ہے
فی جذبہ۔ قرآن میں ابولہب کی پیروی
کے بارے میں فرمایا گیا ہے اس کے
گلے میں مونج کی رسی ہے مولانا
نے یہاں رسی سے وہی خواہش
نفسانی جس کو زنجیر سے تعبیر کر رہے
ہیں مراد لی ہے مشتقد یہ پلید
گنہگار۔ مستفہ۔ اصل میں مستقی تھا
پاک و صاف۔ طائرہ۔ پرند یعنی
اعمال نامہ حرص۔ انسان کی حرص اس
کے برے گل کو خوشنارنگ کر کے پیش کر
دیتی ہے جس طرح آگ کالے کو
لے کو حسین انگھا بنا دیتی ہے
۳۔ آں سیاہی۔ کولہ کالا ہوتا ہے
آگ اس کو سرخ بنا دیتی ہے جب
آگ بجھ جاتی ہے کولہ کا کالا پن
نمودار ہو جاتا ہے۔ برا عمل حرص
کی جہ سے حسین بناتا ہے جب حرص
جلی رہتی ہے اس عمل کی برائی نظر
آنے لگتی ہے خم۔ کولہ۔

غورۂ را کہ بیا را بند غول
جس کے خوشے کو بھوت نے آراستہ کیا ہے
آزمایش چوں نماید جان او
جس ای کی جان آزمائش کرتی ہے
از ہوں آں دام دانہ می نمود
ہوں کی وجہ سے اس جال کو دانہ دکھا دیا
حرص اندک کار دین و خیر جو
خیر اور دین کے کام میں حرص کو دیکھ
خیر ہا نغزند نہ از عکس غیر
نیک کام خود خوبصورت میں نہ کہ غیر کے عکس سے
تاب حرص از کار دنیا چوں برفت
دنیا کے کام سے جب حرص کی چمک چلی جائے
کو دکان را حرص می آرد غرار
بچوں کو حرص دھوکا دیتی ہے
چوں ز کو دکان رفت آں حرص بدش
جب بچہ میں اس کی وہ بری حرص جلتی رہی
کہ چہ می کردم چہ می دیدم دریں
کہ میں نے کیا کیا تھا اس میں کیا سمجھا تھا؟
آں بنائے انبیاء بے حرص بود
انبیاء کی تعمیر بغیر لالچ کے تھی
اے بسا مسجد برآوردہ کرام
شرفاء نے بہت سی مسجدیں بنائیں
کعبہ را کش ہر دم عزتے فرود
کعبہ جس کی عزت ہر وقت بڑھتی ہے
فصل آں مسجد خاک سنگ نیست
اس مسجد کی فضیلت مٹی اور پتھر کی وجہ سے نہیں ہے

نختہ پندارد کے گوہست گول
وہ شخص کو پختہ سمجھے گا جو احمق ہے
گند گردوز آزمویں دندل او
آزمائش سے اس کے دانت کھٹے ہو جاتے ہیں
عکس غول حرص و آں خود دام بود
حرص کے بھوت کے عکس نے اور وہ خود جال بنا لیا
چوں نماند حرص ماند نغز او
جب حرص نہیں رہتی وہ خوبصورت رہتا ہے
تاب حرص از رفت ماند تاب خیر
حرص کی چمک اگر چلی جائے نیکی کی چمک رہتی ہے
حم باشد ماندہ از اخگر بہ تفت
ہر حرارت انگڑے کی بجائے کوئلہ رہ جاتی ہے
تا شوند از ذوق دل دامن سوار
یہاں تک کہ دل لذت کے دامن کے سوا بننے ہیں
برادر اطفال خندہ آیدش
دوسرے بچوں پر اس کو ہنسی آتی ہے
خل حرص عکس حرص بنمود انبیین
حرص کے پرتو سے سر کہ شہد نظر آیا تھا
زا پنجاں پیوستہ رفقا ہا فرود
اسی وجہ سے ہمیشہ ایسی رفقیں بڑھیں
لیک نبود مسجد اقتضاش نام
لیکن ان کا مسجد اقتضی نام نہ ہوا
آں زا خلاصات ابراہیم بود
یہ حضرت ابراہیم کے غلوں کی وجہ سے ہے
لیک در بناس حرص و جنگ نیست
لیکن اس کے بنانے والے میں حرص اور مقابلہ نہیں ہے

۱ غورہ کا خوش غول۔ چھلواؤ
بھوت۔ گول۔ بیوقوف آزمائش۔
جب کے پھل کو کھلاؤ گے تو پتہ چلے گا
اور دانت کھٹے ہو جائیں گے اور
ہوں۔ انسان کی حرص جال کو دانہ دکھا
دیتی ہے حرص۔ کل خیر میں اگر حرص
ہو اور وہ حرص جلتی رہے تب بھی وہ عمل
بہتر دکھائی دے گا۔ تاب۔ چمک
۲ تاب حرص۔ دنیا کے کاموں
میں لالچ کی چمک ہٹ جانے کے
اندان کاموں کی بدنامی واضح ہو جاتی
ہے۔ کو دکان۔ بچے کھڑے کی حرص
میں اپنے دامن کو گھوڑا بنا کر سوار
ہوتے ہیں۔ چوں۔ جب بڑا ہو
جانے پر وہ حرص ختم ہو جاتی ہے تو پھر
وہی بچہ دوسرے بچوں کی اس حرکت
پر ہنستا ہے۔
۳ خل۔ غرض کہ انسان کی حرص
اور لالچ بڑے کو بھلا دکھائی ہے ہر کہ
شہد نظر آتا ہے۔ آں بنائے۔ جو تعمیر
انبیاء کرتے ہیں اس میں چونکہ کوئی
لالچ اور طمع شامل نہیں ہوتی ہے لہذا
ان کی تعمیروں کی رونق میں اضافہ ہوتا
رہتا ہے۔ اے بسا۔ دوسرے بھلے
لوگوں نے بھی مسجدیں بنائیں لیکن
ان کو وہ مرتبہ حاصل نہ ہوا جو مسجد اقصیٰ
کا ہے۔ کعبہ۔ کعبہ کی روز افزوں
عزت حضرت ابراہیم کے اخلاص کی
وجہ سے ہے۔ فصل آں مسجد۔ یعنی
مسجد حرام۔ حرص و جنگ۔ حضرت
ابراہیم نے اخلاص سے مسجد حرام کی
تعمیر کی تھی کسی کی حرص اور مقابلہ میں
تعمیر نہ کی گئی۔

نے اکتب شل چوں کتاب دیگر

نہ ان کی کتابیں دھروں کی کتاب کی طرح ہیں

نلب شل نے غضب شل نے نکل

نہ ان کا لب نہ ان کا غصہ نہ عذاب

ہر یکے را دادہ حق در مرتبت

ان میں سے ہر ایک کا اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے وجہ میں

ہر یکے شال را یکے فر دگر

ان میں سے ہر ایک کے لئے ایک دھری شان ہے

دل ہی لرزد و ذکر حال شال

ان کے حال کے ذکر سے دل لرزتا ہے

مرغ شال را بیضہا زریں بدست

ان کے مرغ کے سونے کے انڈے ہوتے ہیں

ہر چہ گویم من بجا نیکوئے قوم

میں ہر کچھ کہوں تو سچ کی جو کچھ بھلائی بیان کرتا ہوں

مسجد اقصیٰ ۲ بسازید اے کرام

اے شریفو! مسجد اقصیٰ بنادو

ور ازیں دیوان و پریاں سرکشند

اگر اس سے دیوار اور پری سرکشی کریں گے

دیو یک دم کثر رود از مکر و زرق

اگر مکاری اور فریب سے دیو کچھ کج رفتاری اختیار کرتا ہے

چوں سلیم شاکہ تا دیوان تو

تو سلیم بن جا تا کہ تیرے دیو

چوں سلیم باش بے دواس و ریو

تو بے شک و شبہ سلیم کی طرح بن جا

خاتم ۳ تو ایں دست و ہوش دار

تیری آنکھی یہ دل ہے اور ہوش رکھ

نے مساجد شال نہ کسب و خانماں

نہ ان کی مسجدیں نہ کلابارہ گھر

نے نعل اس و نے قیاس و نے مقال

نہ لنگھ اور نہ قیاس اور نہ مقال

صد ہزاراں حشمت و ہم مکرمت

لاکھوں شوکتیں اور عزتیں

مرغ جاں شال طائر از پر دگر

ان کی جان کا پرند دوسرے قسم کے پر سے پرواز کرتا ہے

قبلہ افعال ما افعال شال

ان کے افعال ہمارے افعال کا قبلہ ہیں

نیم شب جان شل سرگشیں خدست

ان کی جان آدھی رات میں صبح کو دیکھتی ہے

نقص گفتم گشتہ ناقص گوی قوم

گویا اس قوم کا ناقص گو بن کر ان کی برائی بیان کرتا ہوں

کہ سلیم باز آمد و السلام

کیونکہ سلیم آ گیا ہے والسلام

جملہ را املاک در چنبر گشند

فرشتے سب کو شکنجے میں کس دے گے

تازیانہ آیدش بر سر چو برق

اس کے سر پر بجلی کی طرح کوڑا پڑتا ہے

سنگ برند از بے ایوان تو

تیرے محل کے پتھر ڈھو کر لائیں

تا ترا فرماں برد جتی و دیو

تا کہ جن اور دیو تیری فرمانبرداری کریں

تا نگرود دیوار خاتم شکار

تا کہ آنکھی دیو کا شکار نہ بنے

اپنے کتب۔ انبیاء کی ہر چیز انوکھی

ہوتی ہے۔ ہر یکے را۔ ہر نبی کو اللہ

تعالیٰ نے وہ مرتبہ عطا فرمایا ہے جس

میں لاکھوں حشمتیں اور عزتیں

پہنایا ہیں۔ فردگر۔ ہر نبی کی خاص

صفت کا مظہر ہوتا ہے۔ دل ان کے

فضائل بیان کرنے سے بھی دل اس

خوف سے لرزتا ہے کہ اس میں کتنا ہی

نہ ہو جائے۔ بیضہا۔ یعنی اچھے

نتیجے۔ نیم شب۔ یعنی چشم باطن سے

اندھیری رات میں نور کا مشاہدہ کرتے

ہیں۔ ہر چہ گویم۔ چونکہ میں کما حقہ

تعریف نہیں کر سکتا ہوں لہذا میرا

تعریف کرنا ناقص ہے۔

۲ مسجد اقصیٰ۔ یعنی درمیان میں

اور بائیں شروع ہوتی تھیں اب پھر

مسجد اقصیٰ اور حضرت سلیمان کا ذکر

شروع کرو۔ مسجد اقصیٰ کی تعمیر میں

دیو اور پری مصروف کار ہیں اگر وہ

سرکشی کرتے ہیں تو فرشتے ان کو سزا

دیتے ہیں۔ دیو۔ جو دیو بجز دی اختیار

کرتا ہے اس پر برق کا تازیانہ آگتا

ہے۔ چوں سلیم۔ یہ ارشادی

مضمون ہے کہ مخاطب تو بھی حضرت

سلیمان کی طرح بن جائے تو جن اور

پریاں تیرے بھی خدمت گزار بن

جائیں گے۔

۳ خاتم تو۔ حضرت سلیمان

جنوں پر ایک آنکھی کی تاثیر سے

حکومت کرتے تھے۔ ختم نامی ایک جن

نے وہ آنکھی چلائی تھی اور اسکے ذریعہ

حکومت کرنے لگا تھا۔ مولانا فرماتے

ہیں تیری آنکھی تیرا دل ہے تو اس کی

حفاظت کر شیعہ طاعن اس کو نہ چالے اور

وہ تجھ پر حکومت نہ کرنے لگے۔

پس سلیمانی کند بر تو مدام
پھر تجھ پر ہمیشہ حکومت کرے
آں سلیمانی دلا منسوخ نیست
اے دل وہ سلیمانی ختم نہیں ہوئی ہے
دیو ہم وقتے سلیمانی کند
دیو بھی ایک وقت سلیمانی کرتا ہے
دست ۲ جُبداند چو دست او ولیک
وہ اس کی طرح ہاتھ چلاتا ہے لیکن
در بیان ایں حدیث معنوی
اس باطنی بات کے بیان میں

دیو با خاتم حذر کن و السلام
دیو 'انگوئی کے ذریعہ فح و السلام
در سر و سرست سلیمانی اگنی ست
تیرے باطن اور سر میں سلیمانی کرنے والا ہے
لیک ہر جولاہہ اطلس کے تند
لیکن ہر جولاہہ اطلس کب بن سکتا ہے؟
در میان ہر دو مثال فرقے ست نیک
ان دونوں میں بہت فرق ہے
یک حکایت بشنواںدر مثنوی
مثنوی میں ایک حکایت سن لے

قصہ شاعر وصلہ دادن شاہ و مصاعف کردن آں صلہ را وزیر حسن نام
شاعر کا قصہ اور شاہ کا اس کو عطیہ دینا اور وزیر 'حسن نامی کا اس کو دنگنا کر دینا

شاعرے آورد شعرے پیش شاہ
ایک شاعر نے شاہ کے سامنے اشعار پیش کئے
شاہ مکرم بود فرمودش ہزار
شاہ صاحب کرم تھا اس کے لئے حکم دیا ایک ہزار
پس وزیرش گفت کایں اندک بود
وزیر نے اس سے کہا کہ یہ تھوڑا ہے
از ۲ چو او شاعر و از تو بحر دست
اس سے شاعر کے لئے آپ جیسے خلی سے
قصہ گفت آں شاہ را و فلسفہ
اس نے بادشاہ کو قصہ اور فلسفہ سنایا
وہ ہزارش داد و خلعت در خورش
اس کو پچیس ہزار اور اس کے مناب خلعت دی
پس فحش کرد کایں سعی کہ بود
پس اس نے جمو کی کہ یہ کس کی کوشش تھی

بر امید خلعت و اکرام و جاہ
خلعت اور اعزاز اور مرتبہ کی امید پر
از زب سرخ و کرامات و ثمار
اشرفیوں اور عطیات اور انعام کا
وہ ہزارش ہدیہ دہ تا وا رود
دس ہزار کا ہدیہ دیجئے تاکہ واپس ہو
وہ ہزارے کہ بکفتم اندک ست
میں نے جو دس ہزار کہے تھوڑے ہیں
تا بر آمد عشر خرمن از کفہ
یہاں تک کہ کچے کچے بل میں سے خرمن کا دس حصہ نکال دیا
خانہ شکر و ثنا گشت آں سرش
اس کا دماغ شکر و ثناء کا گھر بن گیا
شاہ را اہلیت من کہ نمود
بادشاہ کو میری قابلیت کس نے دکھائی

۱۔ سلیمانی کند۔ یعنی تیری روح
تیرے اندر ہے اگر تو اس کی اصلاح
کر لے گا وہ سلیمانی کرے گی۔ دیو
مزد شیخ کی مثال اس دیو کی ہی ہے
جس نے حضرت سلیمان کی انگوئی چما
کر اس کے ذریعہ حکومت شروع کر
دی تھی۔

۲۔ دست جُبداند۔ معمولی جولاہہ
اطلس بننے والے کی طرح ہاتھ چلاتا
ہے لیکن دونوں کے کام میں بہت
فرق ہے یہی حال شیخ اور مزد شیخ
کا ہے۔ ایک حکایت۔ اس حکایت
میں دو درویشوں کا ذکر ہے جن دونوں کا
نام حسن تھا لیکن کام میں بہت فرق
تھا۔ شاعر۔ شاعر نے جب قصیدہ
سنایا تو بادشاہ نے ایک ہزار اشرفیوں
دینے کا حکم دیا اس کے حسن نامی وزیر
کے سفارش کر کے دس ہزار اشرفیوں
دوا دیں کرم۔ بخشش کرنے والا۔

۳۔ از چو۔ ایسے عمدہ اشعار اور تجھ
جیسا انعام دینے والے لیکن نسبت سے
دس ہزار بھی کم ہیں۔ قصہ۔ یعنی شاعر
کی ضرورت کا قصہ یا دوسرے سخنوں
کا قصہ۔ فلسفہ۔ یعنی بخشش و عطا کا
فلسفہ تا بر آمد۔ یعنی بادشاہ کے
خزانے اس قدر تھے کہ یہ دس ہزار اس
کے بچھے بل کا دسواں حصہ تھا۔
خانہ۔ یعنی شاعر کا سر بادشاہ کے شکر و ثنا
سے بھر گیا۔ فحش۔ تجو یعنی شاعر
نے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ
بادشاہ کو اس بڑے عطیہ پر کس نے
لادہ کیا ہے۔

پس ابگفتندش فلان الدیں وزیر
آں حسن نام و حسن خلق و ضمیر
لوگوں نے اس سے کہا فلان الدیں وزیر نے
جس کا نام حسن ہے اور جس کا اخلاق اور دل اچھا ہے
در ثنائے او یکے شعر دراز
بر نوشت و سوائے خلعت رفت باز
اس نے اس کی تعریف میں ایک لمبا قصیدہ
لکھا اور گھر کو واپس ہو گیا
بے زبان و لب ہماں نعمائے شاہ
مدح شہ می کرد و خلعت ہائے شاہ
بادشاہ کی وہی نعمتیں بغیر زبان اور ہونٹ کے
بادشاہ اور اس کی خلعت کی تعریف کر رہی تھیں

ایسے بگفتند۔ لوگوں نے اس شاعر کو بتایا کہ فلان وزیر جس کا نام بھی حسن ہے اور وہ دل کا حسن ہے اس نے یہ عطیہ دلویا ہے شعر دراز۔ یعنی بڑا قصیدہ۔ بے زبان۔ شاہ کی عطیہ زبان حال سے شاہ کی تعریفیں کر رہی تھیں۔ برقعہ خویش اس مرتبہ بھی شاہ نے ایک ہزار اشرفیاں دینے کا حکم دیا تھا۔

۲ بدھ یک۔ یعنی دسویں حصہ۔ بعد سالے اس شعر کے مصرع اول میں گشت بمعنی گشتن اور دوسرے مصرع کے اخیر میں گشت بمعنی شد سمجھ کر ہم نے ترجمہ کیا ہے۔ عذر۔ ناہاری۔ گفت۔ اس شاعر نے سوچا کہ جس دہارے پہلے عطا حاصل ہوئی۔ سو وہی ہی چلنا چاہیے۔

۳ معنی اللہ۔ یہاں سے مولانا نے ایک ارشادی مضمون شروع کر دیا۔ سیبویہ نے لفظ اللہ کی جو تحقیق کی ہے اس میں کہا ہے کہ یہ ایم شائق ہے اور لہ سے بنا ہے جو اصل طہ تھا جس کے معنی سرگشتہ ہونا اور گھبراہٹ ظاہر کرنا ہیں تو اللہ سیبویہ کے نزدیک اللہ اللہ تھا پہلی بار دوسرے ہمزہ کو حذف کر کے لام کو لام میں مدغم کر دیا ہے اور یا کو الف سے بدل دیا ہے تو اللہ کو اللہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ مخلوق اپنی ضروریات میں اس کے سامنے تضرع زاری کرتی ہے دوسرا مصرع سیبویہ کا مقولہ ہے اس میں اللہ کی جہ تسمیہ ظاہر کی ہے۔ گفت۔ سیبویہ نے کہا کہ ہم نے ضروریات میں اللہ سے تضرع زاری کی اور ہماری ضرورتیں پوری ہوئی ہیں۔

باز آمدن شاعر بعد چند سال بامید ہماں صلہ و ہزار دنیا
چند سال کے بعد شاعر کا واپس آنا اسی عطیہ کی اسیر پر اور بادشاہ کا
فرمودن شاہ بر قاعدہ خویش و گفتن وزیر دیگر کہ بعد از وفات
اپنی عادت کے مطابق ایک ہزار اشرفیوں کا حکم دینا اور دوسرے وزیر کا
وزیرے نصب کردہ بودند ہم حسن نام شاہ را کہ امیقدر صلہ
بادشاہ سے کہنا جو پہلے وزیر کے مرنے کے بعد مقرر کیا گیا تھا اور اس کا نام بھی حسن
سخت بسیارست و ما را خزجہاست و خزینہ خلیست
تھا کہ یہ عطیہ بہت زیادہ ہے اور ہمیں بہت سے خرچہ پیش ہیں اور خزانہ خالی ہے اور
ومن اور ابده ۲ یک اس راضی کنم
میں اس کو دسویں حصہ پر راضی کر لوں گا

بعد سالے چند بہر رزق و گشت
چند سال کے بعد رزق اور سفر کے لئے
گفت وقت فقر و تنگی دو دست
اس نے سوچا دونوں ہاتھ کی تنگی اور فقر کے وقت
در گہے را کار موم از کرم
جس دہار کو کرم میں میں آزما چکا ہوں
معنی ۳ اللہ گفت آں سیبویہ
سیبویہ نے اللہ کی معنی بتائے ہیں
گفت الہنا فی حوائجنا الیک
اس نے کہا ہم ضروریات میں تیری طرف رجوع ہوئے
شاعر از فقر و عوز محتاج گشت
شاعر فقر اور تنگدستی کی وجہ سے محتاج ہو گیا
جستجوئے آزمودہ بہترست
آزمائے ہوئے کی تلاش مناسب ہے
حاجت نو را ہماں جانب برم
نئی ضرورت کو وہیں لے جاؤں
یولہون فی الحوائج ہم لیدیہ
وہ ضرورتوں میں اس کی طرف رجوع کرتے ہیں
والتمسناھا و جدنا ہالذیک
ان کو ہم نے تلاش کیا ان کو تیرے پاس پایا

صد ہزاراں عاقل اندر وقتِ درو
لاکھوں عقلمند مد کے وقت
ہج دیوانہ فلیوے ایں گند
کوئی احمق دیوانہ یہ کرتا ہے
گرندیدندے ہزاراں بار پیش
اگر ہزاروں بار پہلے نہ دیکھتے
بلکہ جملہ ملیاں در موجدہا
بلکہ موجوں میں عام مچھلیاں
بلکہ جملہ ۲ موجدہا بازی گناں
بلکہ کھیتی ہوئی تمام موجیں
پیل و گرگ وحید و اشکار نیز
ہاچی اور بھیڑیا اور شیر اور شکار بھی
بلکہ خاک و باد و آب و ہم شرار
بلکہ مٹی اور ہوا اور پانی اور چنگاریوں بھی
ہر دُش لبہ گندایں آسمان
یہ آسمان ہر وقت اس کی خوشامد کرتا ہے
استن من عصمت و حفظ تو است
میرا ستون تیرا بچاؤ اور حفاظت ہے
وہیں ۳ زمیں گوید کہ دارم برقرار
یہ زمین کہتی ہے کہ مجھے یہ قرار رکھ
جملگاں کیسہ از و بر دو ختمند
سب نے قہیلی اسی سے سی ہے
ہر نبی ازوئے بر آورده برات
ہر نبی نے اسی سے حکم نامہ حاصل کیا ہے

جملہ نالاں پیش آں دیان فرد
سب اس یکتا حاکم کے سامنے روتے ہیں
بر بخیلے عاجزے گدیہ تند
کہ عاجز 'بخیل' سے بھیک مانگے
عاقلاں جاں کے کشیدندیش پیش
عقلمند کب اس کے سامنے جان کو پیش کرتے؟
جملہ پرندگان بر او جہا
بلندیوں پر تمام پرندے
ذوق و شوق راحیاں اندر عیاں
اس کے ذوق اور شوق کو پوری طرح ظاہر کر رہی ہیں
اژدہائے زفت مور و مار نیز
مونا اژدہا چیونٹی اور سانپ بھی
مایہ زو یابند ہم دے ہم بہار
اسی سے سرمایہ حاصل کرتے ہیں خزاں بھی بہار بھی
کہ فرومگذارم اے حق یک زماں
کہ اے خدا! مجھے ایک لمحہ کے لئے بھی نہ چھوڑ
جملہ مطوی یمین آں دو دست
سب چیزیں ان دونوں دائیں ہاتھوں میں لپی ہوئی ہیں
اے کہ براجم تو کردتی سوار
اے وہ ذات! کہ تو نے مجھے پانی پر سوار کیا ہے
دا دن حاجت ازو آموختند
ضرورت پوری کرنا اس سے سیکھا ہے
استعینوا منه صبرا و الصلا
کہ اس سے صبر اور نماز کے ذریعہ مدد چاہو

۱۔ صد ہزاراں۔ لاکھوں عاقل
مصیبت میں اس اللہ کی طرف رجوع
کرتی ہے۔ دیان۔ بدلہ دینے والا۔
فلیوے۔ احمق۔ گدیہ۔ بھیک۔
گرندیدندے۔ اگر عقلمندوں کی
ضروریات وہاں سے پوری نہ ہوتی
ہوتی تو کیوں اس کی طرف رجوع
کرتے۔ بلکہ صرف عقلمند انسان ہی
نہیں بلکہ تمام کائنات اپنی ضروریات
اسی اللہ سے پوری کرتی ہے۔
۲۔ جملہ موجدہا۔ عقلمند انسانوں کے
علاوہ صرف جاندار ہی نہیں بلکہ بے
جان کائنات بھی اسی اللہ سے سرمایہ
حاصل کرتی ہے۔ حیدر۔ شیر۔ مایہ
زویا۔ غرضیکہ جملہ کائنات اسی
سے بہرہ اندوز ہے۔ آسمان۔ آسمان
اپنے وجوں میں اسی سے مستفید
ہے۔ مطوی۔ قرآن پاک میں ہے۔
وَالْمَطُورُ مَطُورًا بِمِثْقَلِ
آسمان لئے ہوئے ہیں اس اللہ کے
دائے ہاتھ میں۔ دوست۔ یعنی اللہ
تعالیٰ کے اسماء جلالہ اور جمالیہ جو کائن
آسمانوں کی ترتیب کرتے ہیں۔
یمین۔ حدیث میں آیا ہے۔ کُنْصَا
یَنْتَی زَمْنِی یَمِینَ۔ میرے رب کے
دونوں ہاتھ دائیں ہیں انسان کا بایاں
ہاتھ کمزور ہوتا ہے۔
۳۔ وہیں۔ زمین۔ اللہ تعالیٰ نے
زمین کو پانی پر قائم کیا ہے۔ جملگاں۔
دوسرے جو بخشش کرتے ہیں وہ بھی
خدا کے عطا کردہ مال میں سے بخشتے
ہیں تو ان کا دینا بھی مصل اللہ کا دینا
ہے۔ ولان۔ یہ صفت بندوں میں خدا
کی صفت کا مظہر ہے۔ برات۔ شاہی
حکمانہ ستلوں۔ منجیوں اور ضروریات
میں صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو۔ یعنی
صبر کے ساتھ نمازوں میں اس سے دعا
کرو۔ عاقل اور ہوا جائے گا۔



ہیں از و خواہید نے از غیر او
خبر دہا اسی سے چاہو نہ کہ اس کے غیر سے
وز بخوای از دگر ہم او دہد
اگر تو دوسرے سے چاہے گا وہی دے گا
آنکہ معرض راز زر قاروں کند
جو عرض کرنے والے کو سونے سے قاروں بنادیتا ہے
بار دیگر شاعر از سودی داد
شاعر نے دوبارہ عطیہ کے خیال سے
ہدیہ شاعر چہ باشد شعر نو
شاعر کا ہدیہ کیا ہوتا ہے؟ نیا شعر
حسنایا بلصد عطا و جود و بر
محسن سیکڑوں عطاؤں اور سخاوت اور احسان ہے
پیش ایشال شعرے باز صد تنگ شعر
ان کے نزدیک شعر ان کے گونگھروں سے بہتر ہو جاتا ہے
آدمی اول حریص ناں بود
انسان پہلے روٹی کا حریص ہوتا ہے
سوے کسب و موے غصب صد حیل
کمانی کی جانب جمیع اور سیکڑوں تدبیروں کی جانب
چوں بنادر گشت مستغنی ز ناں
جب اتفاقاً روٹی سے بے نیاز ہو گیا
تاکہ اصل و نسل اورا بر دہند
تاکہ اس کی اصل و نسل کو وہ پھلدار کریں
تاکہ کرو فرو زر بخشی او
تاکہ اس کی شان و شوکت اور سخاوت
خلق مابر صورت خود کرد حق
اللہ تعالیٰ نے ہماری تخلیق اپنی صورت پر کی ہے

۱۔ آب۔ اللہ تعالیٰ عطا کا سمندر
ہے دوسرے خشک نہر ہیں۔ وہ
بخوای۔ دوسروں کی عطا بھی حاصل
اللہ کی عطا ہے اس لئے کہ ان میں
سخاوت کا مادہ اسی نے رکھا ہے۔
معرض۔ جب وہ منکروں کو بھی نوازتا
ہے تو عبادت گزاروں کو کیوں نہ
نوازے گا۔ سوط۔ خیال۔ بہند۔ گروہ۔
شاعر شعر پیش کر کے انعام چاہتا
ہے۔ محسن۔ نئی داد دینے کے لئے
ہدیہ لئے ہوئے شاعروں کے فخر
رہتے ہیں کہ وہ آئیں تو ان کو انعام
دیں۔

۲۔ پیش شال۔ جو لوگ ان کے
نزدیک ایک شعر رشتہ میں کپڑے
کے سیکڑوں ٹھکروں سے بڑھا ہوا ہوتا
ہے۔ خاصہ۔ خصوصاً اس شاعر کے
اشعار جو نئے عمدہ مضامین شعر میں
کئے آئی۔ انسانی فطرت ہے کہ وہ
روٹی کی فکر کرتا ہے جب اس سے
مستغنی ہوتا ہے تو مدح و ثنا کا طالب
بنتا ہے۔ سوئے۔ پیٹ کے لئے جائز
نا جائز سوچندے کرتا ہے۔

۳۔ تاکہ اب اس کی خواہش
ہے کہ شہاء اس کے حسب و نسب کی
مدح و ثنا کریں اور منبروں پر بیٹھ کر
مدحہ اشعار پڑھیں۔ ہچو۔ عزیر۔ تاکہ
اس کی شان و شوکت کی خوشبو میں
پھل جائیں۔ خلق۔ اللہ نے انسان کو
اپنی صورت اور صفات پر پیدا فرمایا
ہے۔ اللہ تعالیٰ شکر حمد کا طالب ہے لہذا
انسان میں بھی یہ صفت ہے۔

آب دریم جو مجو در خشک جو
پانی سمندر میں تلاش کر خشک نہر میں تلاش نہ کر
برکف میلش سخا ہم او نہد
اس کے میلان کی ہتھیلی پر سخاوت وہی رکھے گا
رُوبد و آری بطاعت چوں کند
اس کی طرف رخ کر و فرما تیرہوی کے ساتھ کیا کرے گا؟
رُو بسوئے آل شہ حسن نہاد
اس محسن بادشاہ کی جانب رخ کیا
پیش حسن آردو بہند گرو
محسن کو پیش کرتا ہے اور گرو رکھ دیتا ہے
زر نہادہ شاعراں را منظر
سونا رکھے ہوئے شاعروں کے منظر رہتے ہیں
خلصہ شاعر کو گہر آردز قعر
خصوصاً وہ شاعر جو گہرائی سے موتی نکال کر لاتا ہے
زانکہ قوت ناں ستون جاں بود
کیونکہ روٹی کی دوزی جان کا ستون ہے
جاں نہادہ برکف از حرص وائل
لاالچ اور امید سے ہتھیلی پر جان رکھے ہوئے ہے
عاشق نام ست و مدح شاعراں
تو نام آدمی اور شاعروں کی تعریف کا عاشق ہے
در بیان فضل او منبر نہند
اس کی فضیلتوں کے بیان میں منبر رکھیں
ہچو عنبر بود بد در گفتگو
بات چیت میں عنبر کی طرح خوشبو مہکائے
وصف ما از وصف او گیر و سبق
ہمارے لوصاف اس کے لوصاف سے سبق لیتے ہیں

چونکہ آل خلاق شکر و حمد جوست
چونکہ وہ خلاق شکر اور حمد کا طالب ہے
خاصہ امر حق کہ فضل مست جست
خصوصاً مرد حق جو بزرگی میں جست ہے
وَر نہ باشد اہل زالاں بادِ دورغ
اور اگر اہل نہ ہوئے اس جمعی ہوا سے
ایں مثل از خود تلفتم اے رفیق
اس سے ایسی مثال میں نے اپنی طرف سے نہیں کہی ہے
ایں پیغمبر گفت چوں بشدید قدح
یہ بات پیغمبر نے فرمائی جبکہ انہوں نے اعتراض سنا
رفت شاعر سوئے آل شاہ و بیرو
شاعر اس بادشاہ کی جانب چلا اور لے گیا
محسناں ۲ مردند و احسانہا بماند
احسان کرنے والے مر جاتے ہیں اور احسان مند بنتے ہیں
ظالماں مردند و ماندآں ظلمہا
ظالم مر گئے اور وہ مظلوم باقی رہ گئے
گفت پیغمبر خٹک آں را کہ او
پیغمبر نے فرمایا کہ وہ شخص قابل مبارکباد ہے
مرد محسن لیک احسانش نمود
احسان کرنے والا مرا لیکن اس کا احسان نہ مرا
نام ۳ نیک اوز فعل نیک داں
اس کی نیکنائی نیک کام سے سمجھ
وائے آنکو مرد و عصیانِ نمود
اس پر افسوس ہے جو مر گیا اور اس کا گناہ نہ مرا
ایں رہا گن زانکہ شاعر برگذر
اس کو چھوڑ کیونکہ شاعر راستہ پر

آدی را مدح جوئی نیز خوست
تعارف کی تلاش انسان کی بھی عادت ہے
پُر شود زالاں باد چوں خیک درست
صحیح مشکیزہ کی طرح اس ہوا سے پر ہو جاتا ہے
خیک بد ریدست کے گیر و فروغ
پھٹا ہوا مشکیزہ ہے وہ کب اہل حاصل کرے گا؟
سرسری مثنو چو اہلی و مضیق
اگر تو ہوشمند اور اہل ہے اس کی سرسری نہ سن
کہ چرا فربہ شود احمد بمدح
کہ احمد تعریف سے موٹے کیوں ہوئے ہیں؟
شعر اندر شکر احساں کاں نمود
احسان کے شکر میں شعر کیونکہ وہ احسان نہ مرا تھا
اے خٹک آنرا کہ اس مرکب براند
قابل مبارکباد ہے وہ جس نے یہ سواری چلائی
وائے جانے گو گند مکرو و عا
اس جان پر افسوس ہے جو مکر اور دغا کرے
شد ز دنیا ماندا زو فعل نگو
جو دنیا سے گیا اور اس کا نیک کام باقی رہا
نزد یزداں دین و احساں نیست خرد
اللہ کے نزدیک دین اور احسان معمولی چیز نہیں ہے
پس نمود دست او یقین بنگر میاں
وہ یقیناً نہیں مرا ہے اچھی طرح غور کر لے
تانہ پنداری بمرگ او جاں بیرو
تو ہرگز یہ خیال نہ کر کہ مر کر وہ جان بچا لے گیا
وام دارست و قوی محتاج زر
مقروض ہے اور سونے کا بہت محتاج ہے

۱ خاص یعنی اہل اللہ جب اپنی
تعارف سنتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ لوگ
ان کے مدح بن کر سیدھے راستہ پر
لگدے ہیں تو ان کو بہت خوشی ہوتی
ہے خیک درست اگر درست
مشک میں پھونک بھرتا وہ پھول جلی
گی باد ہورنگ اگر غیر واقعی تعریف
ہو تو اس کی مثال یہ ہے کہ پھٹی ہوئی
مشک میں پھونک بھری جائے۔
مضیق ہوشندان پیغمبر گفت اس
مفہم کی کوئی حدیث کتابوں میں
وجہیاب نہیں ہو سکی مگر فاضل احسان اور
عمل خیر مر جاتے ہیں۔
۲ محسناں محسن مر جاتا ہے لیکن
اس کا احسان زندہ رہتا ہے
ظالماں اس طرح ظلم زندہ رہتا ہے
اور ظالم مر جاتا ہے۔ گفت ان الفاظ
کی کوئی حدیث کتب حدیث میں
نہیں ہے البتہ ایک حدیث ہے اِنَّا
عَمَّا الْاِنْسَانَ اَقْتَطَعْنَا عَمَلَهُ الْاَلَا
مِنْ قَلْبِهِ مِنْ صَلَوةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ
يُتَّقِعُ بِهِ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ۔
جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل
منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں
صدقہ جاریہ علم جس سے نفع حاصل
کیا جائے اور نیک اولاد جس کو اس
کے لئے دعا کرے۔
۳ نیک نام نیک نامی بھی ایک
نہ مرنے والا عمل ہے۔ وائے وہ
انسان بد بخت ہے جو مر گیا اور اپنے
پیچھے ایسے بدل چھوڑ گیا جو نہ مرنے
والے میں اس شخص کے مرنے سے
اس کی جان نہ چھوٹے گی بلکہ اس بد
عمل کی وجہ سے اس کے گناہوں میں
اضافہ ہوتا رہے گا۔ ایں رہا کنساب
اس ذکر کو ختم کر کے شاعر کی بات کی
تکمیل کرو۔

بُردِ شاعرِ شعرِ سوئے شہرِ یار
 شاعر، شعرِ بادشاہ کے پاس لے گیا
 نازِ نہیں شعرے پر از دُرِ درست
 نازک اشعار عمدہ موتیوں سے پر
 شاہ ہم بر خوبیِ خود گفتش ہزار
 بادشاہ بھی اپنی صلت کے مطابق اس کے لئے ایک ہزار لکھیا
 لیک ایں بار آں وزیرِ پُرز جود
 لیکن اس بار وہ سخاوت سے پر وزیر
 بر مقام او وزیرِ نورِ نیکس
 اس کی جگہ پر نیا وزیرِ حاکم
 گفت اے شہِ خرچہا دارِ کم ما
 کہا اے بادشاہ! ہمیں بہت سے اخراجات پیش ہیں
 من سے برقعِ عشرِ ایں مُعْتَمِ
 اے معتمد! میں اس کے چالیسویں حصہ پر
 خلقِ گفتندش کہ او از پیش دست
 لوگوں نے اس سے کہا کہ وہ پہلے
 بعدِ شکرِ کلاکِ خانی چوں گند
 شکر کے بعد زکھل چبانا کیسے گوارا کرے گا
 گفت بفشارم اُورا اندر فشار
 اس نے کہا میں اس کو تنگی میں دباؤں گا
 آنکہ سے ارِ خاکش وہم از راہ من
 تب اگر میں اس کو راستہ کی خاک بھی دوں گا
 ایں بمن بگذار کا ستلام دریں
 یہ مجھ پر چھوڑ دے کہ میں اس معاملہ میں استاد ہوں
 از ثریا گر پر د تا ثری
 اگر وہ ثریا سے ثری تک پرواز کرے

بر اُمید بخشش و احسان پارا
 گزشتہ سال کی بخشش اور احسان کی امید پر
 بر اُمید و بُوئے اکرامِ نخست
 پہلے جسے اکرام کی امید اور آرزو پر
 چوں چہیں بد عادتِ آں شہرِ پار
 کیونکہ اس بادشاہ کی یہی عادت تھی
 بر براقِ عزّزِ دُنیا رفتہ بُود
 عزت کے براق پر دنیا سے روانہ ہو چکا تھا
 گشتہ لیکن سخت بے رحم و حسّیس
 بن گیا تھا، لیکن بہت بے رحم اور کمینہ تھا
 شاعرے را بُود ایں بخشش سزا
 ایک شاعر کے لئے یہ بخشش مناسب نہیں ہے
 مردِ شاعر را خوش و راضی کنم
 شاعر کو خوش اور راضی کر لوں گا
 وہ ہزارے زیں دلاورِ بردہ است
 اس دلاور بادشاہ سے دس ہزار لے گیا ہے
 بعدِ سُلطانی گدائی چوں گند
 شاہی کے بعد فقیری کیسے کرے گا؟
 تا شود زار و زوار از انتظار
 تاکہ وہ انتظار سے بولنے لگے اور لاغر ہو جائے
 در زباید ہچو گلبرگ از چمن
 چمن سے پھول کی پتیوں کی طرح لے جائے گا
 گر تقاضا گرود ہم آتشیں
 خواہ تقاضا کرنے والا گرم مزاج بھی ہو
 نرم گرود چوں بہ بیند او مرا
 جب مجھے دیکھ لے گا نرم پڑ جائے گا

۱۔ پار۔ گزشتہ تازمین۔ یعنی جو
 قصیدہ شاعر نے پیش کیا وہ بہت عمدہ
 تھا اس کے موتی جیسے الفاظ تھے۔
 ہزار۔ شاہ کی عادت تھی کہ وہ عموماً
 شاعروں کو ایک ہزار شریفی انعام
 میں دیتا تھا۔ ایں بار۔ اس بار جب
 شاعر آیا تو پرانا وزیر دنیا سے باعزت
 رخصت ہو چکا تھا۔ بر مقام اُور۔ اس
 کے قائم مقام جو نیا وزیر بنا تھا وہ بے
 رحم اور کمینہ تھا۔ گفت۔ اس دورے
 وزیر نے بادشاہ سے کہا ہمیں خود
 اخراجات پیش ہیں ایک شاعر کو اس
 قدر زیادہ دینا مناسب نہیں ہے۔

۲۔ من سے برقعِ عشر۔ اس وزیر نے
 کہا کہ میں ایک ہزار کے چالیسویں
 حصہ پر شاعر کو راضی کر لوں گا۔ خلق۔
 لوگوں نے اس وزیر سے کہا۔ بعد
 شکر۔ یعنی شکر کھانے کے بعد زکھل کو
 کیسے چبائے گا۔ گفت۔ وزیر نے
 لوگوں سے کہا میں اس کو اتنا انتظار
 کروں گا کہ وہ عاجز اور پریشان ہو
 جائے گا۔

۳۔ آنکہ۔ جب وہ انتظار میں
 پریشان ہو گا تو معمولی انعام کو بھی
 قیمت سمجھے گا۔ ایں من۔ وزیر نے
 بادشاہ سے کہلید معا میرے پورے چھوڑ
 دیجئے میں ایسے کاموں میں استاد
 ہوں تقاضہ کرنے والا خواہ گرم مزاج ہو
 میں اس کو شفا کر دیتا ہوں۔ از ثریا۔
 خواہ اس کی دور دوری کچھ ہی ہو مجھے
 دیکھ کر نرم پڑ جائے گا اور راضی ہو
 جائے گا۔

گفت سلطانِش بر فرماں تراست
 بادشاہ نے اس سے کہا جا تجھے اختیار ہے
 گفت اُورا و دو صد چوں اُو گدا
 اس نے کہا اسکو اور اس جیسے دو سو فقیروں کو
 پس فلندش صاحب اندر انتظار
 پھر اس کو وزیر نے انتظار میں مبتلا کر دیا
 شاعرش چند آنکہ حاجت می نمود
 شاعر جتنی بھی اس کے سامنے ضرورت پیش کرتا
 شاعر ۲ اندر انتظارش پیر شد
 اس کے انتظار میں شاعر بوڑھا ہو گیا
 گفت اگر زر نہ کہ دشنام دہی
 اس نے کہا اگر سونا نہیں تو مجھے گالی ہی دیدے
 انتظام گشت بارے گو برو
 مجھے انتظار نے مددِ اِلا اب کہہ دے کہ چلا جا
 بعد از انش داد رُبع عشر آں
 اس کے بعد اس نے اس کا چالیسواں حصہ دیا
 کا پنجاں نقد و پُچاں بسیار بُود
 کہ وہ ایسا نقد اور اتنا زیادہ تھا
 پس بگفتندش کہ آں دستورِ راد
 لوگوں نے اس سے کہا وہ عقلمند وزیر
 کہ مُصاعف زوہمی شد آں عطا
 کہ اس کی وجہ سے عطا دو گنی ہو جاتی تھی
 ایں زماں اُورفت و احساں را ببرد
 اب وہ چلا یا اور احسان کو بھی لے گیا
 رفت از ما صاحب را دو رشید
 ہم سے داتا اور کو کا وزیر رخصت ہو گیا

لیک شادش گن کہ نیکو گئی ماست
 لیکن اس کا خوش گردنا کیونکہ ہماری بھلائی بیان کرنے والا ہے
 تو بمن بگذار و فارغ شوشہا
 تو اے شادامیرے اوپر چھوڑ دے اور مطمئن ہو جا
 شد زمستان و دے و آمد بہار
 جازا اور موسم خزاں ختم ہوا اور موسم بہار آ گیا
 صاحبش در و عدہ حیلہ می فرود
 وزیر اپنے وعدہ میں حیلوں کا اضافہ کر دیتا
 بس زبونِ ایں غم و تدبیر شد
 اس غم اور تدبیر سے بہت عاجز آ گیا
 تارہد جانم، ترا باشم رہی
 تاکہ میری جان چھوٹے میں تیرا غلام بن جاؤں گا
 تارہد ایں جانِ مسکین از گرو
 تاکہ یہ مسکین جان قید سے نجات پالے
 ماند شاعر اندر اندیشہ گراں
 شاعر بھاری فکر میں پڑ گیا
 ایں کہ دیر اشگفت دستہ خار بُود
 یہ جو دیر میں کھلا کانٹوں کا مٹھا تھا
 رفت از دُنیا خدا مُزدش دہاد
 دنیا سے چلا گیا خدا اس کو اجر دے
 کم ہمی افتاد در بخشش خطا
 عطا کے معاملہ میں اس سے غلطی نہ ہوتی تھی
 او بمرد الحق و لے احساں نمود
 وہ یقیناً مر گیا لیکن احسان نہیں مرا
 صاحب سلاخ در ویشاں رسید
 فقیروں کی کھال کھینچنے والا وزیر آ گیا

۱ گفت سلطانِش۔ بادشاہ نے وزیر
 سے کہا تجھے اختیار ہے جو چاہے کر
 لیکن اس کو خوش گردینا۔ گفت اور
 وزیر نے بادشاہ سے کہا میں اس جیسے
 لاکھوں سے نمٹ لوں گا یہ معاملہ
 میرے اوپر چھوڑ دیجئے۔ پس
 فلندش۔ وزیر نے انعام دینے میں
 بال مثول شروع کر دی اور موسم پر موسم
 گزرنے لگے۔ شاعر جس قدر بھی
 اپنی ضروریات ظاہر کرتا وزیر حیلہ بازی
 میں اضافہ کرتا۔

۲ شاعر۔ شاعر وعدہ کے ایفاء کے
 انتظار میں بوڑھا ہو گیا اور وزیر کی مکاثر
 سے عاجز آ گیا۔ گفت۔ شاعر نے
 وزیر سے کہا کہ اگر تو انعام نہیں دے
 دیتا تاکہ یہ انتظار تو ختم ہو میں تیرا شکر
 گزار ہوں گا۔ انتظام۔ شاعر نے
 وزیر سے کہا۔ ربع عشر۔ چالیسواں
 یعنی پچیس اشرفیاں۔

۳ کا پنجاں۔ یعنی پہلے فوراً اور
 بہت ملا۔ دستہ خار۔ کانٹوں کا مٹھا۔
 آں دستور۔ پہلا حسن نامی وزیر۔
 مُصاعف۔ دو گنا۔ ایں زماں۔ یعنی
 پہلا وزیر حسن اگرچہ مر گیا لیکن اس
 کے احسانات زندہ ہیں۔ سلاخ۔ کھال
 کھینچنے والا۔

رو بگیر ایں را وز پنجشب گریز
جلیلے لے لے اور یہاں سے رات میں نکل جا
تا نگیرد ابا تو ایں صاحب ستیز
تا کہ یہ جھگڑاؤ تجھے گرفت میں نہ لے لے
بلصد حیلست ازو ایں ہدیہ را
ہم نے سنگڑوں تدبیروں سے یہ بخشش
رو بدیشاں کرد و گفت اے مشفق
اس نے ان کی طرف رخ کیا اور کہا اے مشفق!
چہست نام ایں وزیر جامہ گن
اس کپڑے اتارنے والے وزیر کا نام کیا ہے؟
گفت یارب نام آن و نام ایں
اس نے کہا اے خدا! اس کا نام اور اس کا نام
آں حسن نامی کہ از یک کلک او
وہ حسن نام والا کہ اس کے ایک قلم کی جنبش سے
اس حسن کز ریش زشت ایں حسن
یہ حسن کہ اس حسن کی بدنامی دھڑی سے
بر چنین صاحب چوشہ اصغا گند
اپنے وزیر کی بات پر جب بادشاہ کان دھرتا ہے

۱۔ تا نگیرد یعنی یہ عطا لے کر چلا جا
ورنہ کوئی الزام رکھ کر یہ بھی چھین لے
گا۔ ما۔ وزیر سے متعلق لوگوں نے یہ
بھی کہا کہ تجھے تو خبر نہیں ہم نے اتنا
بھی تجھے بہت کوششوں سے دلویا
ہے۔ رو۔ یعنی شاعر نے ان لوگوں
سے کہا کہ یہ وزیر نہیں بلکہ قلم پیشہ
سپاہی ہے یہ کہاں سے آیا ہے۔ جامہ
گن۔ کپڑے اتار لینے والا۔ گفت۔
شاعر نے جب یہ سنا کہ اس وزیر کا نام
بھی حسن ہے تو اس نے افسوس کا
اظہار کیا کہ ایسے بھلے وزیر اور ایسے
برسر وزیر کا نام یکساں حسن ہو۔
۲۔ آں حسن۔ پہلا وزیر جس کا نام
حسن تھا اس کے قلم سے تو سخاوت
ہوتی تھی اور یہ حسن اس قائل ہے کہ
اس کی دھڑی سے رسیاں بٹلی
جائیں۔ بر چنین۔ لیا بد فطرت وزیر
شاہ اور سلطنت کے لئے رسولی کا
باعث ہے۔ ماستن۔ شاہ کا یہ دوسرا
وزیر ایسا ہی تھا جیسا کہ فرعون کا وزیر
ہلان۔

ماستن بدرای ایں وزیر دون در فساد مروت شاہ بوزیر فرعون یعنی
اس کمینہ وزیر کی شاہ کی انسانیت کو برباد کرنے میں فرعون کے وزیر یعنی
ہلمان در فساد قابلیت فرعون پند موسیٰ را علیہ السلام
ہلمان کے ساتھ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نصیحت کو قبول کرنے کے فساد میں مشابہت

۳۔ چند۔ فرعون کئی بار حضرت
موسیٰ کی گفتگو سے نرم ہو گیا تھا لیکن
اس کا وزیر پھر اس کو حضرت موسیٰ کے
مد مقابل کر دیتا تھا۔ سنگ شیر۔ یعنی
حضرت موسیٰ کا کلام ایسا پرتا شیر تھا کہ
اس کو سن کر پتھر سے بھی دودھ ٹپک
جاتا۔ کینش۔ ہلمان کی طبیعت بہت
کینہ جو تھی۔

چند آں فرعون می شد نرم و رام
بہت سی مرتبہ فرعون نرم اور مطیع بنا
آں کلامے کہ بدادے سنگ شیر
وہ کلام کہ پتھر دودھ دے دیتا
چوں بہاماں کہ وزیرش بود او
جب ہلمان سے جو کہ اس کا وزیر تھا
چو شنیدے اوز موسیٰ آں کلام
جب وہ موسیٰ سے وہ کلام سنتا تھا
از خوشی آں کلام بے نظیر
اس بے نظیر کلام کی خوبی سے
مشورت کردے کہ کینش بود او
وہ مشورہ کرتا جس کی خصلت کمینہ پن تھی

چوں اہل ماں مشورت کردے دران
جب وہ اس میں ہلان سے مشورہ کرتا
پس بگفتے تا کنوں بودی خدیو
وہ کہتا کہ آپ اب تک شہ مصر تھے
ہچو سنگ منجھتے آمدے
گیمین کے پتھر کی طرح آتی
ہر چہ صد روزاں کلیم خوش خطاب
وہ خوش کلام کلیم اللہ جو سو دن میں
عقل ۲ تو مغلوب دستور ہواست
تیری عقل خواہ نفسانی کے وزیر سے مغلوب ہے
ناتھی ربانی پندت دہد
کوئی اللہ ولا نصیحت کرنے والا تجھے نصیحت کرتا ہے
کایں نہ رجالیست ہیں از جا مشو
کہ یہ بات باموقع نہیں ہے خبر دہد جگہ سے نہ مل
وایں آں شہ کہ وزیرش ایں بود
اس بادشاہ پر افسوس ہے جس کا ایسا وزیر ہو
شاداں شاہ ہے کہ اورا دستگیر
وہ بادشاہ قاتل مہد کباد ہے کہ اس کا ایسا وزیر ہو
شاہ ۳ عادل چوں قرین او شود
منصف بادشاہ جب اس کا ساتھی ہو
چوں سلیمان شاہ و چوں آصف وزیر
سلیمان جیسا بادشاہ اور آصف جیسا وزیر
شاہ فرعون و چوہا مانس وزیر
شاہ فرعون ہو اور ہلان جیسا اس کا وزیر
پس بود ظلمات بعضے فوق بعض
تاریکیاں ہوں گی بہ بہ

مانعش گشتے مدام آں سخت جاں
وہ سخت جان ہمیشہ اس کے لئے مانع بنا
بندہ گردی زندہ پوشے را بریو
مگر سے ایک گدڑی پوش کے غلام بن گئے
آں سخن بر شیشہ خانہ او زدے
یہ بات ' اور اس کے شیش محل پر لگتی
ساختے در یک دم او کردے خراب
بناتے وہ ایک دم میں اس کو برباد کر دیتا
در وجودت رہزن راہ خداست
تیرے وجود میں راہ خدا کا ڈاکو ہے
آں سخن را او بفن طرح نہد
وہ اس بات کو چلاکی سے ٹال دیتی ہے
نیست چنداں باخود آشید امشو
یہ بات ایسی نہیں ہے ہوش میں آ دیوانہ نہ بن
جائے ہر دو دوزخ پر کیس بود
دونوں کا مقام غضبناک دوزخ ہے
باشد اندر کار چوں آصف وزیر
دونوں مقام غضبناک دوزخ ہے
نام او نور علی نور ایں بود
تو اس کا نام نور علی نور ہو
نور بر نورست عنبر بر عنبر
نور بالائے نور ' عنبر پر عنبر ہے
ہر دورانہ بود زبد نخست گزیر
تو دونوں کے لئے بدبختی کے سوا چاہہ نہیں ہے
نے خرد یار و نہ دولت روز عرض
قیامت کے روز نہ عقل یار ہو گی نہ دولت

۱۔ چوں۔ فرعون جب ہلان سے مشورہ کرتا تو وہ فرعون کو حضرت موسیٰ کی پیروی سے روک دیتا۔ پس بگفتے۔ ہلان فرعون کو بھڑکانے کے لئے کہتا کہ اب تک تو آپ شہ مصر ہیں حضرت موسیٰ کی پیروی کے بعد آپ غلام بن جائے گے۔ خدیو مصر کے بادشاہوں کا لقب ہے۔ زندہ پوشے۔ یعنی حضرت موسیٰ۔ کلیم۔ حضرت موسیٰ۔

۲۔ عقل۔ تو۔ اب مولانا نے نصیحت شروع کی ہے کہ اس مخاطب تیری عقل تیری خواہش سے مغلوب ہے جس طرح فرعون ہلان سے مغلوب تھا۔ لوفتن۔ یعنی خواہش نفسانی مکاری سے اس نصیحت کو ٹال دیتی ہے۔ کایں۔ ہوائے نفسانی عقل سے کہتی ہے کہ یہ بات باطل نہیں ہے اس پر فریضہ نہ ہو۔ وایں۔ اس شہ پر افسوس ہے کہ جس کا وزیر ہلان جیسا ہو ان دونوں کا ٹھکانا جہنم ہے۔ شاداں۔ وہ شہ قاتل مہد کباد ہے جس کا صف جیسا وزیر شیر کار ہو۔

۳۔ شاہ عادل۔ جب بادشاہ بھی منصف ہو اور وزیر بھی بھلا ہو تو نور بالائے نور ہے۔ چوں سلیمان۔ حضرت سلیمان اور ان کا وزیر آصف نور بالائے نور کا مصداق تھے۔ شاہ فرعون۔ شاہ فرعون اور وزیر ہلان تو بدبختی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ پس۔ ایسے شہ کے لئے قیامت میں تاریکی بالائے تاریکی ہو گی نہ وہیں عقل کام آئے گی نہ دولت۔

۱۔ اگر تو اگر کینوں میں تجھے کوئی سعادت نظر آئے تو اس سے میرا سلام کہہ دے۔ بچو جاں۔ شلہ بمنزلہ اور وزیر بمنزلہ عقل کے ہے اگر عقل خراب ہو جائے تو روح جانی نہیں رہتی ہے عقل۔ عقل جو بمنزلہ فرشتہ ہے اگر وہ فطرت اختیار کر لئے تو اس کے کاناے خراب ہوتے ہیں۔ طاغوت۔ ہر وہ طاقت جو اللہ سے سرکشی کرے عقل جو دی۔ عام انسانی عقل۔ عقل کل۔ وہ عقل جو ہوا وہوں سے آزاد ہو۔ ہوا۔ انسان کی خواہش نفسانی حریص ہوتی ہے اور حالی یعنی نیلوی معاملات کی فکر کرتی ہے عقل آخرت کے معاملہ کو سوچتی ہے

۲۔ عقل را عقل کی دو آنکھیں انجام پر نظر رکھتی ہیں۔ کل۔ یعنی آخرت۔ خدا۔ یعنی دنیاوی مصائب۔ کہ وہ پھول نہ بکھرتا ہے نہ جھڑتا ہے۔ انشم۔ وہ انسان جس میں سوکھنے کی قوت نہ ہو۔ وہ چہ خواہ انسان میں خود بھی عقل ہو لیکن عقل کامل کو ضرور شریک مشورہ کرے۔ باو عقل۔ خود انسان کی عقل اور عقل کامل دونوں مل کر مصائب سے نجات دلائے گی۔

۳۔ نشستن۔ یہ قصہ کہ ضرغ نامی دیو نے حضرت سلیمان کی انگشتی چرائی تھی اور خود حضرت سلیمان کی جگہ بیٹھ گیا تھا متعین کے نزدیک یہ شخص افسانہ ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں مولانا نے شخص تمثیل اس کو بیان فرمادیا ہے۔ بہر حال مولانا یہ بتانا چاہتے ہیں کہ انسان کا دل بمنزلہ سلیمان کی انگشتی کے ہے شیطان سے اس کی حفاظت ضروری ہے

من ندیدم جو شقاوت در لہام میں نے کینوں میں سوائے بدبختی کے کچھ نہ دیکھا ہچو جاں باشد شہ و صاحب چو عقل شلہ بمنزلہ جان کے اور وزیر عقل جیسا ہوتا ہے آل فرشتہ عقل چوں ہدوت شد عقل کا فرشتہ جب ہدوت بن جاتا ہے عقل جو دی را وزیر خود مکیر ناقص عقل کو اپنا وزیر نہ بنا مر ہوا را تو وزیر خوب مساز تو ہوا (وہوں) کو اپنا وزیر نہ بنا کایں ہوا پر حرص و حالی میں بود کیونکہ خواہش حرص بھری ہوئی ہوگی کیونکہ عقل ہوتی ہے

عقل ۲ را دو دیدہ در پائیان کار عقل کی دونوں آنکھیں انجام کار پر ہوتی ہے کہ نہ فرساید نہ ریزد در خزاں کیونکہ وہ خزاں میں نہ شکستہ ہوتا ہے نہ جھڑتا ہے ورنہ عقلت ہست با عقل دگر اگرچہ تیری بھی عقل ہے لیکن دوسری عقل کا باو عقل از بس بلا ہوا رہی تو وہ عقلوں کے ذریعہ بہت سی بلاؤں سے نجات پالے گا

اگر تو ا دیدتی رساں از من سلام اگر تو نے دیکھا ہے تو ان کو میرا سلام پہنچا دے عقل فاسد روح را آرد بہ نقل خراب عقل روح کو نکال دیتی ہے سحر آموز دو صد طاغوت شد دو سو شیطانوں کو جادو سکھانے والا ہو جاتا ہے عقل کل را سازاے سلطان وزیر اے شلہ! عقل کل کو اپنا وزیر بنا کہ بر آید جان پاکت از نماز کیونکہ تیری پاک جان عبادت سے خلدن ہو جائے گی عقل را اندیشہ یوم لدیس بود عقل کو قیامت کی فکر ہوتی ہے بہر آں کل می گشد اوج خار وہں پھول کے لئے کانٹے کی تکلیف بڑھات کرتی ہے باد ہر خطوم انشم دور ازاں خدا کرے نہ سگھ سکھائے لکی ناکس سے دور ہے یار باش و مشورت گن اے پدر دوست بن جا اے باو! مشورہ کر لے پائے خود بر اوج گرد و نہا نہی اپنا پاؤں آسمانوں کی بلند پر رکھے گا

نشستن ۳ دیو بر مقام سلیمان و شبہ گردن او بکار ہائے سلیمان و فرق طاہر حضرت سلیمان کی جگہ پر دیو کا بیٹھنا اور اس کا حضرت سلیمان کے کاموں کی نقل اتنا شدن میل دیو و سلیمان و دیو خود را سلیمان بن داؤد نام کردن اور دیو اور حضرت سلیمان میں فرق ظاہر ہو جانا اور دیو کا اپنا نام سلیمان بن داؤد مقرر کرنا



دیو! گر خود را سلیمان نام کرد
دیو نے اپنا نام سلیمان رکھ لیا
صورتِ کارِ سلیمان دیدہ بود
اس نے حضرت سلیمان کے کام کا ظاہر دیکھا تھا
خلقِ گفتند سلیمان بصفات
لوگوں نے کہا یہ سلیمان بے نور ہے
او چو بیداریست این ہچو و سن
"بیداری کی طرح" یہ نیند کی طرح ہے
دیو ۲ میگفتے کہ حق بر شکل من
دیو کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے میرا صورت پر
دیوِ راقص صورتِ من دادہ است
اللہ تعالیٰ نے دیو کو میری صورت دیدی ہے
گر پدید آید بدعوئی زہنہار
اگر وہ دعوے کے ساتھ نمود ہو "ہرگز
دیو شاں از مکر می گفتے ولیک
دیو مکاری سے ان سے کہتا تھا "لیکن
نیست بازی با ممیزِ خلصہ او
وہ کاتیز کر لینے والے کے ساتھ ممکن نہیں ہے خصوصاً وہ
ہچ سحر و ہچ تلبیس و دغل
کوئی جادو اور کوئی مکاری اور کوئی فریب
پس ۳ ہی گفتند با خورد در جواب
پھر وہ جواب میں اپنے دل میں کہتے
باز گونہ رفت خواہی چنیں
تو اسی طرح لٹا جائے گا
او اگر معزول گشتہ است و فقیر
وہ سلیمان اگرچہ معزول اور فقیر ہو گئے ہیں

ملک بُرد و مملکت را رام کرد
ملک لے لٹا اور سلطنت کو مسخر کر لیا
صورت اندر سرِ دیوی می نمود
شیطانی باطن میں صورتِ رومیا تھی
از سلیمان تا سلیمان فرقہا است
سلیمان سے سلیمان تک بہت فرق ہیں
ہچناں کہ آں حسن تا ایں حسن
جیسا کہ اس حسن اور اس حسن میں
صورتِ کدوست خوش برا ہر من
شیطان کی خوبصورت صورت بنا دی ہے
تا بیند از دشمارا او بشست
تاکہ وہ تمہیں کند میں پھنسا لے
صورتِ اُورا مدارید اعتبار
اس کی صورت کا اعتبار نہ کرنا
می نمود آں عکس بر دلہائے نیک
اس کا نیک دلوں پر عکس ظاہر ہوتا تھا
کہ بود تمیز و عقلش غیب گو
کہ جس کی تمیز اور عقل غیب کو بتا دے
می نہ بندد پردہ بر اہل دُول
پردہ نہیں ڈال سکتا دولت والوں پر
باز گونہ می روی اے کج خطاب
اے نیک بات کرنے والے! تو اپنی چال چل رہا ہے
سوی دوزخ اسفل اندر سافلین
دوزخ کی جانب نیچے طبقوں میں سے نچلے میں
ہست در پیشا نیش بدرِ منیر
ان کی پیشانی میں چھوہیں کا چاند ہے

۱ دیو۔ سحر۔ رام۔ فرمانبردار۔
صورت۔ وہ دیو حضرت سلیمان کے
ظاہر کار سے واقف تھا حقیقت سے
واقف نہ تھا تو اس نے ظاہری کار کی
نقل اتارنی شروع کر دی لیکن ان
کاموں کا باطن شیطانی تھا۔ خلق۔
جب سحر نے سلیمان ہونے کا دعویٰ
کیا اور اپنا نام بھی سلیمان ظاہر کیا تو
لوگوں نے کہا کہ یہ سلیمان تو بے نور
ہے اور اس سلیمان اور ان دونوں بہت
فرق ہے اور ان دونوں میں ایسا ہی
فرق بتایا جیسا کہ پہلے وزیر حسن اور
دوسرے وزیر حسن میں فرق تھا۔
۲ دیو میگفتے۔ سحر کو جب شبہ ہوا
کہ لوگ مجھ سے بدظن ہو کر اسل
سلیمان کی تلاش میں نہ لگ جائیں تو
ان کو بہکانے کے لئے کہنے لگا کہ اللہ
نے ایک شیطان بھی میری صورت پر
پیدا کیا ہے بھی وہ آکر کچھ کام کر دیتا
ہے تو اس کی وجہ سے مجھ پر بدگمانی نہ
کرتا۔ دیو۔ وہ سحر اس نے یہ باتیں
کہتا تھا لیکن نیک لوگوں پر اس کی
اصلیت کا عکس پڑ رہا تھا۔ نیست
نیک لوگوں کے ساتھ مکر کرنا آسان
نہیں ہے۔ ہچ جو لوگ آخرت کی
دولت کے مالک ہیں ان کے علقوں
پر کوئی جادو مکاری اور فریب پردہ نہیں
ڈال سکتا۔
۳ پس اس سحر کی تقریر پر وہ جواب
نہیں کرتے اور کہتے کہ تیری سب
باتیں غلط ہیں اور تیری چال اپنی
ہے۔ باز گونہ تو دوزخ کے سب
سے نچلے طبقہ میں لٹا کرے گا۔
حضرت سلیمان اگرچہ اس وقت
سلطنت سے معزول ہیں اور گدا ہیں
لیکن ان کی پیشانی میں نور نبوت
ہے۔

تو اگر اَنگشتی را بُردہ
تو نے اگر انگلی اٹالی ہے
مابوش و عارض و طاق و طرب
ہم کو فرمود لشکر و شان و شوکت کی وجہ سے
وَر بغفلت ماہیم اُورا جبیں
اگر ہم غفلت سے اس کے سامنے پیشانی رکھ دیں
کہ منہ آں سر مَرایں سر زیر را
کہ اس اندھے کے لئے سر نہ جھکا
کردے من شرح ایں بس جانفزا
میں اس کی پر لطف تشریح کرتا
ہم قناعت گن تو پذیر ایں قدر
تو بھی قناعت کر اور اس مقدار کو قبول کر لے
نام خود کردہ سلیمان نبی
اپنا نام سلیمان نبی رکھ کر
در گذر از صورت و از نام خیز
صورت سے آگے بڑھ اور محض نام سے تدبیر دار ہو جا
پس ۳ پُرس از خلق و ز افعال او
اس کے اخلاق اور افعال دریافت کر
کار ہر کس نیست ہیں در کش زمام
خبردار یہ ہر شخص کا کام نہیں ہے لگام کھینچ لے
شد تمام القصد مسجد بے فتور
قصہ مختصر بے عیب مسجد مکمل ہو گئی
حضرت سلیمان چوں ز مہر ہر افسردہ
تو دوزخ ہے، ز مہر کی طرح ٹھنڈا ہوا ہے
سر کجا کہ خود ہی نہ نہیم سُب
سر کجا ہم پاؤں بھی نہ رکھیں گے
پنجہ مانع برآید از زمیں
لوگنے والا پنجہ زمین سے برآمد ہو گا
ہیں مکن سجدہ مَرایں ادبیرا
خبردار اس بدبخت کے لئے سجدہ نہ کر
گر نبودے غیرت و رشک خدا
اگر خدا کی غیرت اور رشک مانع نہ ہوتی
تا بگویم شرح ایں وقتِ دگر
جب تک کہ میں اس کی دوسرے وقت شرح کروں
رُہی پوشی می گند بر ہر صبی
ہر بچے کے لئے اپنی روپوشی کر لیتا ہے
از لقب وز نام در معنی گریز
لقب اور نام کی بجائے باطن کی طرف جا
در میانِ خلق و فعل او را بچو
اخلاق اور افعال کے درمیان اس کو تلاش کر
مسجد اقصی بسازو گن تمام
مسجد اقصی تعمیر کر اور مکمل کر
بد سلیمان زائر و مسجد مزور
حضرت سلیمان زیدت کرنے والے اور مسجد زیادۃ کا تھی

۱۔ تو اگر۔ ان لوگوں نے دل میں یہ بھی کہا کہ اگرچہ تو نے انگلی چرا کر حضرت سلیمان کے تخت پر قبضہ کر لیا ہے لیکن تو دوزخ کا زمہری حصہ ہے۔ پوش۔ کفر۔ عارض۔ لشکر۔ رخسار۔ طاق و طرب۔ طاق و طرم ہی کی بدلی ہوئی صورت ہے شان و شوکت۔ سُب۔ ہم۔ پاؤں۔ و۔ بغفلت۔ اگر بھولے سے تعظیم بھی کریں تو بھی پنجہ ہمارے لئے مانع آتا ہے سر زیر۔ لوندھا۔ ادبیر۔ لادار۔ کالہ ہے۔

۲۔ شرح ایں۔ یعنی اس کی تشریح کہ اللہ تعالیٰ نے شیاطین کو کیوں مواقع عنایت کرتا ہے اور ان کو ڈھیل دینے میں کیا اسرار ہیں، غیرت خداوندی اس تشریح کے لئے مانع ہے۔ نام خود۔ شیطان اپنا چھانا سرکہ کر لوگوں کو دھوکے دیتا ہے۔ صبی۔ یعنی ناجریمہ۔ کار۔ درگز۔ انسان کو چاہیے کہ مقطع صورت اور بڑے القاب سے دھوکہ نہ کھائے بلکہ باطنی اوصاف کو دیکھے۔

۳۔ پس۔ انسان کو اس کے اخلاق اور اس کے کاموں سے پہچان محض صورت اور نام سے دھوکہ نہ کھلا۔ کار۔ ہر کس نیست۔ اس طرح مردم شناسی ہر پدی کا کام نہیں ہے۔ کش زمام۔ یعنی اب یہ بات ختم کر اور مسجد اقصیٰ کی تعمیر کی بات کر۔ فتور۔ خرابی۔ مزور۔ جس کی زیارت کی جائے۔ عقاقیر۔ عقد کی جمع ہے دلوں کی جڑی بوٹیاں۔

در آمدن ہر روز سلیمان علیہ السلام در مسجد اقصیٰ بعد از تمام شدن بجہت عبادت و مکمل ہو جائے کے بعد ہر روز حضرت سلیمان کا مسجد میں تاعبدت کے لئے اور عبادت کرنے والوں کی ارشاد عابداں و معکفاں و رستن عقاقیر در مسجد و با حضرت علیہ السلام سخن در آمدن کی رضائی کے لئے اور بوٹیوں کا مسجد میں آگنا اور آنحضرت علیہ السلام کے ساتھ باتیں کرنا

چوں سلیمان نبی شاہِ اَنام۔
جب شاہِ عالم سلیمان نبی نے
ہر صَباح اُورا وظیفہ ایں بُدے
ہر صبح کو ان کا یہ معمول تھا
نو گیا ہے رُستہ دیدے اندر
اس میں نیا ہوتا اگا ہوا دیکھتے
تو چہ داروی چہ نَمَت چہ است
تو کس مرض کی کیا دوا ہے تیرا کیا نام ہے؟
پس بگفتے ہر گیا ہے فعل و نام
تو ہر بوئی کام اور نام بتاتی
مَن مَرا ایں راز ہرم وَاں را شکر
میں اس کے لئے ہر اور اس کے لئے شکر ہوں
پس سلیمان با حکیمان ز اں گیا
پھر حضرت سلیمان طیبوں سے اس بوئی کے
پس ۲ طیبیاں از سلیمان ز اں گیا
تو طیب حضرت سلیمان کی جہ سے اس بوئی کے بدلے میں
تا کتبہائے طیبی ساختند
یہاں تک کہ انہوں نے طب کی کتابیں تصنیف کیں
ایں نجوم و طب و جی انبیاست
یہ نجوم اور طب نبیوں کی وحی ہے
عقل سہج و جی عقل اتخران نیست
ناقص عقل ایجاد کرنے والی عقل نہیں ہے
قابلِ تعلیم و فہم ست ایں خرد
یہ عقل تعلیم اور سمجھ کے قابل ہے
جملہ حرفتہا یقین از وحی بود
یقیناً تمام پیشے وحی کے ذریعہ ہوتے ہیں

ساخت مسجد را و فارغ شد تمام
مسجد بنائی اور بالکل فارغ ہو گئے
کامدے در مسجد اقصی شدے
کہ آتے، مسجد اقصیٰ میں جاتے
پس بگفتے نام و نفع خود بگو
تو فرماتے اپنا نام اور فائدہ بتا
تو زیاں بر کہ و نفعَت بر کہ است
تو کس کے لئے مضر اور کس کے لئے نفع رسا ہے؟
کہ مَن آنرا جانم و ایں را حمام
کہ میں اس کے لئے جان اور اس کے لئے موت ہوں
نام مَن انیست بر لوحِ قدر
لوح محفوظ میں میرا یہ نام ہے
شرح کردے نفع و ضرر ش اے کیا
نفع اور نقصان کی شرح کرتے اے بڑے
عالم و دانا شدند و مقتدا
عالم اور دانا اور مقتدا بنے
جسم را از رنج می پرداختند
بدن کو مرض سے نجات دلائی
عقل و جس را سوی بے سورہ کجاست
عقل و جس کے لئے لاسکان کی جانب راستہ کہاں ہے؟
جو پذیرائے فن و محتاج نیست
ضرورت مند و فن کو قبول کر لینے والی کے علاوہ کچھ نہیں ہے
لیک صاحبِ وحی تعلیمش دہد
لیکن اس کو صاحبِ وحی تعلیم دیتا ہے
اولی او لیک عقل آں را فرود
ان کی ابتداء لیکن عقل نے ان کو بڑھایا ہے

۱۔ اَنام۔ مخلوق۔ وظیفہ۔ معمول۔ نو
گیا ہے۔ یعنی حضرت سلیمان کوئی نئی
بوئی آگئی ہوئی دیکھتے تو اس سے اس کا
نام اور نفع و نقصان دریافت کرتے۔
پس بگفتے۔ وہ جڑی بوئی اپنا نام اور
اپنے افعال و خواص حضرت سلیمان کو
بتا دیتی۔ لوح۔ تختی۔ قدر قضا و قدر
گیا۔ بوئی۔

۲۔ پس۔ طیب حضرت سلیمان
سے اس بوئی کے افعال و خواص یکھ
لیتے تھے تا کتبہائے اس کے بعد
طبی کتابیں تصنیف ہوئیں۔ جسم را
جسمانی بیماریوں کے علاج کرنے
لگے۔ ایں نجوم۔ غرضکہ سب علوم کی
ابتدائی کے ذریعہ ہوئی ہے۔ حدیث
شریف ہے۔ اِنَّ نِیْسًا مِنْ الْاَنْبیاءِ
مَنْ یَخْطُ خَطَا فَعَنْ وَاَلَوْ خَطَا
خَطَا صَلَی وَاَمِنْ لَمْ یُؤْفَقِ
تَكْذِبُ یعنی ایک نبی لکیر کھینچتے تھے
جس سے آئندہ کے واقعات معلوم ہو
جاتے تھے۔ پس جس رمال اور جہاد اور
حجیم کی لکیر ان کی لکیر کے مطابق ہوئی
بے دودھ درست ہے اور جس کی مخالف
ہوئی بے دودھ غلط ہے۔

۳۔ عقل سہج و جی۔ عام انسانی
عقل۔ ۱۔ استخراج۔ یعنی علم کا ایجاد
کرنہ۔ قابلِ تعلیم۔ یعنی عام عقل
انسانی میں سمجھنے کی صلاحیت ہے اور
صاحبِ وحی اس کو سکھا دیتا ہے۔
لیک عقل۔ حکماء اور فلاسفہ نے ان
علوم پر افسانے کئے ہیں۔

ہیچ حرفت را بہیں کای عقل ما تاند او آموختن بے اوستا
 دیکھا ہمیں یہ عقل کوئی پیش کیا وہ بغیر استاد کے سیکھ سکتی ہے
 گرچہ اندر مکر موی اشکاف بد ہیچ پیشہ رام بے اُستاشد
 اگرچہ وہ عقل تدبیر میں بال کو چیرنے والی تھی کوئی پیشہ استاد کے بغیر قابو میں نہ آیا
 دانش پیشہ ازیں عقل اربدے پیشہ بے اوستا حاصل شدے
 پیشہ کا علم اگر عقل سے ہوتا ہے تو پیشہ بغیر استاد کے حاصل ہو جاتا

آموختن ۲ پیشہ گور کنی قاتیل از زانغ پیش از انکہ در عالم
 قاتیل کا قبر کھودنے کا پیشہ گوے سے سیکھنا اس سے پہلے کہ دنیا میں
 علم گور کنی بود
 قبر کھودنے کا علم ہوا

گندن گورے کہ مکر پیشہ بود کے ز فکر وحیلہ و اندیشہ بود
 قبر کھودنا جو معمولی پیشہ ہے کب غور اور تدبیر اور خیال سے ہوا؟
 گر بُدے ایں فہم مر قاتیل را کے نہادے بر سر او ہاتیل را
 اگر یہ سمجھ قاتیل میں ہوتی تو وہ ہاتیل کی نعش کو سر پر کب رکھتا؟
 کہ کجا غائب گنم ایں گشتہ را ایں بخون و خاک در آہستہ را
 کہ میں اس مقتول کو کہاں چھپاؤں؟ ایں خون اور مٹی میں آہستہ ہوئے کو
 دید ۳ زانغے زانغے مردہ درد ہاں گر گرفتہ تیزی آمد پراں
 اس نے دیکھا کہ ایک کا مردہ کوے کو منہ میں لئے تیزی سے اڑا آ رہا ہے
 اس نے دیکھا کہ ایک کا مردہ کوے کو منہ میں لئے تیزی سے اڑا آ رہا ہے
 از ہوا زیر آمد و شد او بفسن درپے تعلیم اورا گور گن
 وہ ہوا سے نیچے اڑا اور ہنرمندی سے بنا درپے تعلیم اورا گور گن
 وہ ہوا سے نیچے اڑا اور ہنرمندی سے بنا درپے تعلیم اورا گور گن
 پس بجزگال از زمیں تلخیت گرد زود زانغے مردہ را درگور کرد
 پھر اس نے زمین سے بچہ کے ذریعہ مٹی کھودی زود زانغے مردہ را درگور کرد
 پھر اس نے زمین سے بچہ کے ذریعہ مٹی کھودی زود زانغے مردہ را درگور کرد
 فن کردش پس پو شیدش بن خاک جلدی سے مرے ہوئے کوے کو قبر میں رکھ دیا
 فن کردش پس پو شیدش بن خاک جلدی سے مرے ہوئے کوے کو قبر میں رکھ دیا
 فن کردش پس پو شیدش بن خاک جلدی سے مرے ہوئے کوے کو قبر میں رکھ دیا
 گفت قاتیل آہ شہ بر عقل من زانغے زانغے زمین افزوں بفسن
 قاتیل نے کہا آہ میری عقل پر افسوس ہے کہ کاہر میں مجھ سے بڑھا ہوا ہے

۱. ہیچ حرفت۔ کوئی دستکاری بغیر استاد کے نہیں سیکھی جاسکتی۔ گرچہ عقل اگرچہ موشگافیاں کرتی ہے لیکن بغیر استاد کے کوئی پیشہ نہیں سیکھ سکتی۔ دانش پیشہ کسی پیشہ کا جاننا اگر محض عقل کی وجہ سے ہو گرتا تو وہ بغیر استاد کے حاصل ہو جاتا۔

۲. آموختن۔ قاتیل نے قبر کھودنے کا پیشہ گوے سے سیکھا۔ گور کنی۔ قبر کھودنے کے ز فکر۔ خود قاتیل کے غور فکر سے اس کو حاصل نہ ہو سکا۔ قاتیل۔ حضرت آدم کا لڑکا جس نے اپنے بھائی ہاتیل کو قتل کر دیا تھا۔ کے نہادے۔ قاتیل کے بعد اس کی نعش سر پر لئے پھر رہا تھا۔ ایں۔ یعنی ہاتیل۔

۳. دید۔ اس قاتیل نے دیکھا کہ ایک مردہ کوے کو لایا اور اس نے زمین کھود کر اس کو دفن کیا تو اس کوے سے قاتیل کو قبر کھودنے کا ہنر آیا۔ گور گن۔ قبر کھودنے والا۔ بجزگال۔ بچہ۔ علمناک۔ عالم شہ۔ تف۔

عقل کل را گفت مازاغ البصر

عقل کل کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "نگاہ بھٹکی نہیں"

عقل مازاغ ست نور خصلگاں

"مازاغ" والی عقل خاصانِ خدا کا غور ہے

جاں کہ او دُنبالہ زاعاں پرد

وہ جان جو کوؤں کے پیچھے اڑے

ہیں ۳ مروند پئے نفس چوزاغ

خبردار کو جسے نفس کے پیچھے نہ لگ

گر زوی رو در پئے عنقلی دل

اگر لگتا ہے تو دل کے عقاب کے پیچھے لگ

نو گیا ہے ہر دم از سودلی تو

تیرے خیال کی نئی کھاس ہر وقت

تو سلیمان وار داد او بدہ

تو حضرت سلیمان کی طرح اس کی قدر کر

زانکہ حالِ ایں زمینِ باغبات

کیونکہ اس پائید زمین کی مٹی کا حل

در زمیں ۳ گرنے شکر در خود نیست

زمین میں خولہ گنا ہو خولہ نکل

پس زمینِ دل کہ نہتش فکر بود

تو دل کی زمین جس کا ہونا خیانت تھا

گر سخن گش بینم اندر انجمن

اگر میں مجلس میں سخن فہم دیکھوں

ور سخن گش یا ہم آں دم زن بمزد

اگر میں اس وقت بھڑوے کو بات نہ سمجھنے والا پاؤں

عقل جزوی می گند ہر سو نظر

جزوی عقل ہر جانب نظر دھڑاتی ہے

عقل زاغ اُستاد گور مُردگاں

کوئے کی عقل مردوں کی قبر کی استاد ہے

زاغ اُورا سُوی گور ستاں برد

کو اس کو قبرستان کی جانب لے جائے گا

کو بگور ستاں برد نے سُوی باغ

جو قبرستان کی طرف لے جاتا ہے نہ کہ باغ کی جانب

سُوی قاف و مسجد اقصی دل

دل کی مسجد اقصیٰ اور کوہ قاف کی جانب جا

می دم در مسجد اقصی تو

تیری مسجد اقصیٰ میں اتنی ہے

پے براز وے پئی ردے برومنہ

اس سے پتہ لگا انگار کا قاف اس پر نہ رکھ

باز گوید باتو انواع نبات

بونوں کی قسمیں تجھ سے پھر کہہ دیں گی

ترجمان ہر زمیں نبت و یست

ہر زمین کی پیداوار اس کی ترجمان ہے

فکر ہا اسرارِ دلہا را نمود

خیالات نے دل کے راز ظاہر کر دیئے

صد ہزاراں گل برویم در چمن

چمن میں لاکھوں پھول اگا دوں

میگزیزد نکتہا از دل چو دُزد

تو چہ کی طرح نکتے دل سے بھاگتے ہیں

عقل کل اسخضو کی عقل کل

مثنوی قرآن میں آپ کے بارے میں

فرمایا گیا ہے مازاغ البصر و ما

طغی یعنی اسخضو کی نگاہ نہ ہوگی نہ

اس نے سرکشی کی۔ عقل جزوی۔ عام

انسانی عقل۔ عقل مازاغ۔ جو عقل

صحیح کام کرتی ہے وہ خاصانِ خدا کا غور

ہے جو ان کو عطا کر دیا گیا ہے۔ عقل

زاغ۔ کو جس کی عقل تو اتنی ہی ہے کہ وہ

قافیل کو گمراہی سکھا سکی۔ زاعاں۔

شیاطین، بدلی شیون۔

۲۔ ہیں مرد۔ تیرا نفس بھی چالاکی

میں کوا ہے اس کے پیچھے نہ لگ۔ ورنہ

تجھے گھرستان میں پہنچا دے گا۔

عقباتی دل۔ دل چونکہ اسرار کا مرکز

ہے اس کے پیچھے چل۔ قاف۔ پہاڑ

کا نام ہے جو عقاب کا مقام مانا گیا

ہے۔ نو گیا ہے۔ تیرا دل مسجد اقصیٰ

جس کے خیالات وہ بونیوں ہیں جو

مسجد اقصیٰ میں آگئی تھیں۔ تو سلیمان

دل۔ جس طرح حضرت سلیمان ان

بونوں سے علم حاصل کرتے تھے تو

بھی اپنے خیالات سے دل کا علم

حاصل کرتا تھا۔ انک۔ جس طرح کے

خیالات پیداو گئے اس سے قلب

کی حالت کا اندازہ لگا لے۔

۳۔ ہڈ میں۔ زمین کی اچھلی اور

بریلی کا معیار اس کی پیداوار ہے جو

زمین کنا اگائے وہ بہتر ہے اور جو

زمین نکل اگائے وہ خراب ہے۔

زمین دل۔ خیالات دل کی زمین کی

پیداوار ہیں ان سے دل کب اچھلی

برلی معلوم ہو جائے گی۔ گر سخن کش۔

اگر مجلس میں سخن فہم ہوتے ہیں تو

کہنے والے کا دل کھلتا ہے۔ و سخن

کش۔ اگر سامعین نا فہم ہوں تو نکلتے

فرما اختیار کر لیتے ہیں۔



مستمع اچوں نیست خاموشی باست

جب سننے والا نہیں ہے، چپ رہنا بہتر ہے

جنبش ہر کس بسوی جاذب ست

ہر شخص کی حرکت کھینچنے والے کی طرف ہے

می روی گہ گمرہ وگہ در رشد

تو کبھی گمراہ ہو کر چلتا ہے اور کبھی راہِ راست پر

اشترے گوری مہار تور ہیں

تو اندھا لونٹ ہے، تیری مہل گروی ہے

گر شدے محسوس جاذب مہار

اگر مہل کھینچنے والا ظاہر ہو جاتا

گبر دیدے گو پے سگ می رود

کافر دیکھ لیتا کہ وہ کتے کے پیچھے جا رہا ہے

در پے او کے شدے ہنجوں اسیر

قیدی کی طرح اس کے پیچھے کب جاتا؟

در پے او کے شدے ملند حیر

ہنجوے کی طرح اس کے پیچھے کب جاتا؟

گاؤ ۳ اگر واقف ز قصا باں بدے

اگر گائے قصائیوں سے واقف ہوتی

یا بخور دے از کف ایشاں سبوس

یا کب ان کے ہاتھ سے بھوسی کھائی؟

در نحمدے کعلف ہضمش شدے

اور اگر کھاتی تو چارہ اس کو کب ہضم ہوتا؟

پس ستون ۶ انجہاں خود غفلت ست

تو اس دنیا کا ستون خود غفلت ہے

اولش دو دو باخرلت بخور

اس کی ابتدا بھاگ دوڑ آخر مار کھا ہے

نگتہ از نااہل گر پوشی بہ است

اگر نکتہ کو تو نااہل سے چھپائے تو بہتر ہے

جذب صلق نے چو جذب کلاب ست

جی کشش جھونی کشش کی طرح نہیں ہے

رشتہ پیدانے والے رکت می کشد

نہ دور ظاہر ہے اور نہ وہ جو تجھے کھینچتا ہے

تو کس می میں مہارت رامیں

تو کشش کو دیکھ، اپنی مہل کو نہ دیکھ

پس نمائندے ایں جہاں دارالغرار

تو یہ دنیا دھوکے کا گھر نہ رہتی

سحرہ دیو سیہ رو می شود

سیاہ رو شیطان کافر نیروار بن رہا ہے

پائے خود راوا کشیدے طفل پیر

یہ بوڑھا لڑکا اپنا پاؤں کھینچ لیتا

پائے خود را وا کشیدے گبرنیر

کافر بھی اپنا پاؤں کھینچ لیتا

کے پئے ایشاں بدال کاں شدے

تو کب ان کے پیچھے اس دکان تک جلتی

یا بدادے شیر شاں از چا پلوس

یا پید سے کب ان کو دودھ دیتی؟

گر ز مقصود علف واقف بدے

اگر چارے کے مقصد سے وہ واقف ہوتی؟

چیت دولت کاس دلو و بالت است

دولت کیا ہے؟ یہ بھاگ دوڑ ہے مار پیٹ کے ساتھ

جو دریں ویرانہ نبود مرگ خر

اس ویرانہ گدھے کی موت کے سوا نہیں ہے

۱۔ مستمع۔ جب سننے والوں میں

اہلیت نہ ہو تو خاموشی بہتر ہے اسرارو

عکس نا اہلوں کو نہ سنانے چاہئیں۔

جنبش۔ سننے والے کا جذبہ مضامین

کی کشش کا سبب ہے اور جذبہ بھی

صادق ہونا ضروری ہے می روی۔

جس طرح ظاہری کشش ہے اسی

طرح پوشیدہ کشش ہے جو بھی سیدھا

چلائی ہو کبھی نیز حالور اسباب بندھا ہوا

ہے لیکن نہ بندش نظر آتی ہے اور نہ

کھینچنے والا۔ اشتر۔ انسان کی مثل

اندھے لونٹ کی سی ہے جس کی مہل

دوسرے کے قبضہ میں ہوتی ہے

انسان کو کھینچنے والے کی طرف دھیان

دینا چاہیے۔

۲۔ گر شدے۔ اگر انسان کا غیر

محسوس مہل کھینچنے والا ظاہر ہو جائے تو

دنیا دھوکے کا گھر نہ رہے جاذب۔

کھینچنے والا۔ دارالغرار۔ دار غور دھوکے کا

گھر۔ گبر۔ کافر کو گمراہی کی طرف

کھینچنے والا دوسرا کتا شیطان ہے

در پے۔ پھر وہ کافر بھی اس کا اتباع نہ

کرتا۔ چیز نامرد۔ گبر۔ یعنی کافر۔

۳۔ گاؤ۔ گائے اگر قصائی کی

حقیقت سے واقف ہو جائے تو بھی

بھی اس کے پیچھے اس کی دکان تک نہ

جائے نہ اس کے ہاتھ سے چارہ

کھائے نہ اس کو دودھ پلائے۔ در

بخور دے۔ اگر مجبوری میں قصائی کے

ہاتھ کی گھاس کھاتی تو کبھی ہضم نہ

ہوتی علف۔ چارہ۔ پس دنیا کا بقا اور

کاروبار اسی غفلت سے چل رہا ہے

ورنہ دنیا کی دولت کا خلاصہ بھاگ دوڑ

اور مار پیٹ کے سوا کچھ نہیں ہو۔ دو۔

دو بھاگ دوڑ۔ لت مارنا۔ خر۔ یعنی

دنیا وار۔

تو بچہ! کارے کہ بگرتی بدست
تو نے جس کام کو کوشش سے ہاتھ میں پکڑا ہے
ز الہی تانی بدادن تن بکار
ای جہ سے تو اس میں مصروف ہو سکا ہے
پچھنیں ہر فکر کہ گرمی وراں
اسی طرح ہر وہ خیال جس میں تو سرگرم ہے
بر تو گرسیدہ شد ز الہی عیب و شین
اگر اس کا عجب اور نقصان تجھ پر عیاں ہو جاتا
حال ۲ کا خرزو پشیمای می شوی
وہ حال جس سے تو آخر میں شرمندہ ہوتا ہے
پس پوشیدہ اول آں بر جان ما
اللہ نے شروع میں اس کو ہم پر پوشیدہ کر دیا ہے
چوں قضا آورد حکم خود پدید
جب قضا نے اپنا حکم ظاہر کر دیا
ایں پشیمانی قضای دیگرست
یہ شرمندگی ایک دوسری قضا ہے
وَر گنی عادت پشیمای خود شوی
اگر تو عادت ڈال لے گا شرمندگی خود بن جائے گا
نیم ۳ عمرت در پریشانی شود
تری آدھی عمر پریشانی میں صرف ہو جائے گی
ترکِ ایں فکر و پشیمانی بگو
اس فکر اور شرمندگی کو چھوڑ
وَر نہ داری کارنیکو تر بدست
اگر تیرے پاس کوئی اچھا کام نہیں ہے

عمیش ایں دم بر تو پوشیدہ شد دست
اس وقت تجھ پر اس کا عیب پوشیدہ ہے
کہ پوشیدہ از تو عمیش کردگار
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تجھ سے اس کا عیب پوشیدہ کھا ہے
عیبِ آں فکر شد دست از تو نہاں
تیرے اس فکر کا عیب تجھ سے پوشیدہ ہے
زورِ میدے جانت بعد المشرقیں
تیری جان اس سے مشرق و مغرب کی دہری پر بھاگتی
گر شود ایں حالت اول کے دوی
اگر تیری یہ حالت شروع میں ہو جاتی تو کب دوڑتا؟
تا کنیم آں کار بر وفقِ قضا
تاکہ ہم قضا کے مطابق وہ کام کریں
چشم و اگشت و پشیمانی رسید
آنکھ کھلی اور شرمندگی ہوئی
ایں پشیمانی بہل حق را پرست
اس شرمندگی کو رہنے دے اللہ کی عبادت کر
زیں پشیمانی پشیمای تر شوی
اس شرمندگی سے اور زیادہ شرمندہ ہو گا
نیم دیگر در پریشانی رود
باقی آدھی شرمندگی میں چلی جائے گی
حال دیار و کارنیکو تر بگو
اچھا حال اور یاد اور کام تلاش کر
پس پشیمانی بر فوت چہ است
تو تیری شرمندگی کس چیز کے کھو جانے پر ہے؟

۱۔ توجہ۔ آدمی جس کام میں
محنت اور کوشش سے لگتا ہے خدا اس
کام کے عیب اس سے مخفی رکھتا ہے
تب ہی وہ لگا رہتا ہے۔ پچھنیں۔ یہ
بات صرف کام میں ہی نہیں ہے فکر و
خیال میں بھی ہے۔ بر تو۔ اگر اس
خیال کا عیب ظاہر ہو جائے تو آدمی اس
سے کھو جائے گا۔ بعد المشرقیں۔
وہ فاصلہ جو مشرق اور مغرب میں ہے۔
۲۔ حال۔ جس حال اور کیفیت
سے انسان آخر میں شرمندہ ہو گا اگر
ابتداء میں اس کی کیفیت معلوم ہو جائے تو
اس میں بھی نہ لگے۔ قضا۔ قضاء
خداوندی کا قضا۔ یہی ہے کہ کام اور
خیال کی برائی انسان پر ظاہر نہ ہو ورنہ
قضا کے مطابق کام نہ کر سکے گا۔ ایں
پشیمانی۔ ایک تو وہ کام مقدور میں تھا پھر
یہ پریشانی ایک دوسری قضا خداوندی
ہے۔ ایں پشیمانی۔ گناہ پر شرمندہ ہونا
زیادہ مفید نہیں ہے بلکہ اعمالِ صالحہ
میں لگنا زیادہ مفید ہے۔ ورنہ۔ اگر
انسان گناہوں پر شرمندگی میں پھنس
کر رہ گیا تو انجام کام اس شرمندگی
سے اس کو اور شرمندگی ہوگی۔
۳۔ نیم عمرت۔ اگر انسان گناہوں
پر شرمندگی ہی اپنا شیوہ بنالے گا نتیجہ
یہ ہوگا کہ آدمی عمر تو کاموں کی پریشانی
میں گزری اور آدھی شرمندگی میں
گزری کوئی نیک عمل اس کے ہاتھ نہ
آیا۔ ترک۔ پشیمانی کی عادت چھوڑ کر
انسان کو اچھے عمل اچھی صحبت اختیار
کرنی چاہیے۔ ورنہ داری۔ اگر یہ ہے
کہ تیرے پاس کوئی نیک کام موجود
ہی نہیں ہے اس لئے تو برے کام کی
شرمندگی میں وقت گزار رہا ہے تو پھر
یہ تاکہ تو شرمندہ کس کام کے چھوٹنے
پر رہا ہے۔



اگر ہی دانی۔ اگر تجھے نیک راستہ معلوم ہے تو اس پر چل اور اگر تجھے نیک راستہ معلوم ہی نہیں ہے تو تو نے یہ کیسے سمجھا کہ تو غلط راستہ پر تھا۔ بداندانی۔ جو شخص بدی کو نہیں سمجھتا ہے وہ نیکی کو نہیں سمجھ سکے گا اس لئے کہ ایک چیز کو اس کی ضد سے جانا جاسکتا ہے۔ چوں ز ترک۔ ہمدی نصیحت ہے کہ شرمندگی ختم کر کے عمل شروع کر اگر تو یہ کہے کہ شرمندگی ختم کرنے سے میں عاجز ہوں تو ایسا بجز تو گناہ چھوڑنے پر بھی تھا لہذا تیرا گناہ خطروی ہوا اور خطروی فعل پر شرمندگی لغو بات ہے عاجزی۔ تیری عاجزی قضائے خداوندی سے اقتدار کے سلب ہو جانے کی وجہ سے نہیں ہے۔ عاجزی۔ انسان کا عاجز قدرت سلب ہونے کی وجہ سے نہیں ہے۔

۲۔ چنیں۔ مولانا پھر پہلے مضمون کو بیان کرتے ہیں کہ انسان کی ہر تمنا اس بنا پر ہے کہ اس کا عیب اس سے پوشیدہ ہے۔ علت۔ عیب۔ کس نبرد سے اس آرزو کا عیب واضح ہو جائے تو پھر انسان کچھنے سے بھی ادھر نہ جائے۔ وہ دگر۔ جس کام سے انسان کلفت ہوتی ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ اس کا عیب انسان پر ظاہر ہو جاتا ہے۔

۳۔ اے خدا مولانا نے یہاں سے مناجات شروع کر دی ہے کہ اے اللہ برے کاموں کے عیب کو ہم سے مخفی نہ رکھ اور نیک کام میں کوئی عیب رونما نہ کر۔ ہبا۔ ذرہ۔ یعنی ناچیز۔ ہم برآں۔ حضرت سلیمان اپنی عادت کے مطابق صبح صادق کے بعد مسجد اقصیٰ جاتے تھے اور نئی بونی تلاش کرتے تھے تاکہ اس سے اس کے فوائد اور مضرات معلوم کر لیں۔

گر ہی دانی رہ نیکو پرست
اگر تو اچھا راستہ جانتا ہے عبادت کر
بداندانی چوں ندانی نیک را
جب تک تو نیکی کو نہیں سمجھے گا بدی کو نہ سمجھے گا
چوں ز ترک فکر اس عاجز شدی
جبکہ تو اس فکر کے چھوڑنے سے عاجز ہو گیا ہے
چوں بدی عاجز پشیمانی ز چیست
جب تو عاجز تھا تو شرمندگی کا ہے کی ہے
عاجزی بے قادری اندر جہاں
عاجزی بغیر قدرت کے دنیا میں
چنیں ۲ ہر آرزو کہ می بری
اسی طرح جو آرزو تو کرتا ہے
وَر نمودے علتِ آں آرزو
اگر اللہ تعالیٰ اس آرزو کا عیب نمودار کر دیتا
گر نمودے عیبِ آں کار او ترا
اگر اس کام کا عیب وہ خدا ظاہر کر دیتا
واں دگر کارے کز اں ہستی نفور
وہ دوسرا کام جس سے تو متنفر ہے
اے ۳ خدائے راز دان خوش سخن
اے رازوں شیریں کلام خدا
عیبِ کارِ نیک را منما بما
ہمیں اچھے کام میں عیب نہ دکھا
ہم برآں عادتِ سلیمانِ سنی
بزرگ سلیمان اسی عادت کے مطابق

وَر ندانی چوں بدانی کایں بدست
اور اگر نہیں جانتا ہے تو کیسے جانے گا کہ یہ برا ہے؟
ضد را از ضد تو اں دید اے فتنی
اے نوجوان! ضد کو ضد سے پہچانا جاسکتا ہے
از گنہ آنگاہ ہم عاجز بدی
اس وقت گناہ چھوڑنے سے عاجز تھا
عاجزی را باز جو کز جذب کیست
عاجزی کی جستجو کر کہ وہ کس کی کشش سے ہے
کس ندیدست و نباشد ایں بد اں
یہ سمجھ لے کسی نے نہیں دیکھی اور نہ ہوگی
تو ز عیبِ آں حجابے اندری
تو اس کے عیب سے پردہ میں ہے
خود رمیدے جانِ تواز جستجو
تو تیری جان جستجو سے خود بھاتی
کس نبردے کش کشاں آںسو ترا
کوئی کھینچ جان سے تجھے ادھر لے جاسکتا
زاں بود کہ عیشِ آمد در ظہور
اس وجہ سے ہے کہ اس کا عیب ظاہر ہو گیا ہے
عیبِ کارِ بد زما پنہاں مکن
برے کام کا عیب ہم سے پوشیدہ نہ رکھ
تا نگریم از روشِ سر د و ہبا
تاکہ ہم رفتہ میں ٹھنڈے اور ناچیز نہ بنیں
رفت در مسجد میانِ روشنی
صبح کی روشنی میں مسجد میں گئے



قاعدہ ہر روز رومی جست شاہ کہ بہ بیند مسجد اندر نو گیا
روزانہ کا قاعدہ تھا کہ شاہ تلاش کرتے تاکہ مسجد میں کوئی نئی بوٹی دیکھیں
دل بہ بیند سرِ بدال چشم صفی آں کشایش کہ شد از عامہ خفی
مصطفیٰ آنکھ سے دل دیکھ لیتا ہے راز ان بوٹیوں کا جو عوام سے پوشیدہ ہیں

قصہ صوفی کہ در میان گلستاں سر بزانو نہادہ مراقب بود یا رانش
اس صوفی کا قصہ جو باغ میں زانو پر سر رکھے ہوئے مراقبہ میں تھا اس کے دوستوں
گفتند سر برآر و تفریح گن گلستاں و ریا حین و مرغان را کہ
نے کہا کہ سر اٹھا باغ حمزہ پھولوں اور پرندوں کی سر کر کیونکہ حکم ہے اللہ کی
فَظُنُّوا إِلَيَّ اَتُّر رَحْمَةً اللّٰهِ و جواب گفتن صوفی یاراں را
رحمت کی نشانیوں پر نظر کرو اور صوفی کا دوستوں کو جواب دینا

صوفی در باغ از بہر کشادہ صوفیانہ روی بر زانو نہاد
ایک صوفی نے باغ میں مشاہدہ کے لئے صوفیوں کے طریقہ پر منہ زانو پر رکھ دیا
پس فرورفت او بخود اندر نغول شد ملول از صورتِ خوابش فصول
پس گہرائی میں گرہا گیا ایک انسان اس کی نیند کی صحت سے پریشان ہو گیا
کہ چہ چہسی آخر اندر رز نگز ایں درختاں مین و آثارِ خضر
کہ کیوں بہتا ہے؟ آنکھوں کو دیکھ ان درختوں اور سبزے کے آثار کو دیکھ
امر حق بشنو کہ گفت ست اظہر او سوی ایں آثارِ رحمت آر رو
اللہ تعالیٰ کا حکم سن اس نے فرمایا ہے اس کو دیکھ رحمت کے ان آثار کی جانب رخ کر
گفت آثارش دست اے بوالہوس آں بروں آثارِ آثارست و بس
اس نے کہا اے بوالہوس اس کے آثار دل ہے وہ باہر فقط آثار کے آثار ہیں
باغیا و سبز ہا در عین جال بر بروں عکس چو در آب رواں
باغات اور سبزے جان میں ہیں باہر اس کا عکس ہے جیسا کہ روں پانی میں
آں خیال باغ باشد اندر آب کہ گند از لطف آب آں اضطراب
پانی میں باغ کا عکس ہوتا ہے جو پانی کی لطافت کی وجہ سے ہلتا رہتا ہے
باغیا و میوہا اندر دل ست عکس لطف اوبریں آب گلست
باغات اور پھل دل کے اندر ہیں اس کی لطافت کا عکس اس پانی اور مٹی پر ہے

۱۔ دل بہ بیند جس طرح حضرت سلیمان بوٹیوں سے ان کے حالات معلوم کر لیتے تھے اسی طرح صوفی اپنے دل کی مصطفیٰ آنکھوں سے معارف کا راز دیکھ لیتا ہے۔ حشیش حشیش کی جمع ہے گھاس۔ تفریح۔ تفریح۔ ریا حین۔ ریحان کی جمع ہے ہر خوشبودار پھول کشادہ کشادگی تفریح طبع نغول۔ گہرائی۔ ۲۔ چہ چہسی اس شخص نے مراقبہ کو سونے سے تعبیر کیا۔ رز۔ نگز۔ خضر۔ سبز۔ امر حق۔ قرآن پاک میں ہے فَظُنُّوا إِلَيَّ اَتُّر رَحْمَةً اللّٰهِ كَيْفَ يَخْفَى الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا۔ پس تم دیکھو اللہ کی رحمت ہارش کے آثار نباتات کو وہ کس طرح زمین کو زندہ کر دیتا ہے۔ اس کے مردہ ہو جانے کے بعد۔ گفت۔ اس صوفی نے کہا کہ حاصل رحمت کے آثاروں کے آثار ہیں جن کا مراقبہ میں مشاہدہ ہوتا ہے اور یہ دنیا کے باغ و بہار دل کی نشانیوں کے نشانات ہیں اور جس طرح اس باغ و بہار کا عکس اس نہر میں نظر آتا ہے جو باغ میں رواں ہے اسی طرح یہ باغ و بہاروں کے آثار کا عکس ہیں۔ ۳۔ آں خیال۔ جو پانی میں نظر آتا ہے وہ اصل نہیں ہوتا بلکہ صرف عکس ہوتا۔ باغیا۔ کائنات میں ہر چیز کی صفت خداوندی کا مظہر ہے اور قلب انسانی تمام صفات کا مظہر ہے لہذا حاصل وہ آثار ہیں جو دل میں نمایاں ہوتے ہیں اور یہ کائنات اس سے صحت دوم کی چیز ہے لہذا اس کا عکس ہے جیسا کہ اس کا عکس پانی میں پڑتا ہے۔

گر نبودے عکسِ آں سرِ دِ سرور
اگر یہ اس سرور کے سر کا عکس نہ ہوتا
ایں غرورِ آنست یعنی آں خیال
یہ ہو کہ وہی ہے یعنی وہ عکس
جملہ مغرورِاں بریں عکسِ آمدہ
سب ہو کے میں پڑے ہوئے اس عکس پر جمع ہیں
می گریزیند از اصولِ باغِبا
وہ باغوں کی اصولوں سے بھاگتے ہیں
چونکہ خوابِ غفلتِ آیدِ شاںِ بسر
جب ان کی غفلت کی نیند ختم ہو گی
پس بگورستانِ غریو افتادِ وَاہ
قبرستان میں بہت شور اور آہ ہے
اے خنکِ سنکس کہ پیشِ مرگِ مرد
وہ شخص قابلِ مہدِ کبوتہ ہے جو مرنے سے پہلے مر گیا

۱۔ دلا مغرور۔ دھوکے کا گھر۔ اس غرور۔ اس دنیا کو دھوکے کا گھر اسی بنیاد پر فرمایا گیا ہے کہ یہ کائناتِ دل کے آثار کا عکس ہے۔ مغرور۔ جو لوگ دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں اسی کائنات کو اصل اور جنت کہہ سکتے ہوئے ہیں۔ می گریزیند۔ جوان باغوں کی اصل ہے یعنی دل کی باغ و بہار اس سے بھاگتے ہیں اس عکس کے حصول پر سعی بھگاتے ہیں۔ چونکہ جب اس خوابِ غفلت سے بیدار ہوں گے اصل حقیقت نظر آئے گی لیکن اس وقت کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ بگورستان۔ اس وقت یہ لوگ قبرستان میں ہوں گے۔ اور دلا غریو۔ جا چکے ہوں گے تو سوائے آہیں بھرنے اور داحسرتا کہنے کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

۲۔ اے خنک۔ اس شخص نے موت سے پہلے فنا حاصل کر لی اور اصل باغوں کا لازماً پایادہ قابلِ مہدِ کبوتہ ہے۔ قصہ۔ یہاں سے پھر حضرت سلیمان کا بونٹوں سے ہمکلام ہونا بیان کیا ہے۔ خوب۔ برباد کرنے والا۔ ایک گھاس کا نام ہے جس کا اگنا مکان کی پرہیزی کی نشانی ہے۔ مسجد۔ یعنی مسجدِ اقصیٰ۔ خوش۔ یعنی اس کے اوپر خوشی کی طرح کچھانے تھے۔

۳۔ دید۔ حضرت سلیمان نے یہ نئی بولی دیکھی جو بہت ہی سربسز و شادبھی۔ کہ۔ یعنی بولی نے حضرت سلیمان کو سلام کیا۔ شکفت۔ یعنی اس بولی کی خوشنمائی سے حضرت سلیمان کی طبیعت شکفت ہوئی۔

قصہ رستنِ خروب در گوشہ مسجدِ اقصیٰ و تمکینِ شدنِ سلیمان
مسجدِ اقصیٰ کے کنارے پر خوب اگنے کا قصہ اور اس سے حضرت سلیمان علیہ السلام علیہ السلام ازاں چوں بہ سخن در آمد و نام و خاصیتِ خود گفت
کا رنجیدہ ہونا جبکہ اس نے بات کی اور اپنا نام اور خاصیت بتائی

چنیں روزے سلیمان از قضا
تقدیر سے ایک روز حضرت سلیمان
نو گیا ہے دید اندر گوشہ
ایک گوشہ میں ایک نئی بوٹی دیکھی
دید بس نادر گیا ہے سبز و تر
انہوں نے ایک بہت کیاب سبز اور تر بوٹی دیکھی
پس سلامش کرد و حالِ آں حشیش
اس بوٹی نے فوراً ان کو سلام کیا

شد بعاقبت مسجد اندر اے قتی
اے نوجوان! عادت کے مطابق مسجد کے اندر گئے
رستہ بروے دانہ ہچموں خوشہ
خوشہ کی طرح اس پر دانے اگے ہوئے تھے
می ریزد آں سبزیش نور از بصر
اس کی سبزی آنکھ کی روشنی کو اپک رہی تھی
اوجوا بش گفت و شکفت از حشیش
انہوں نے جواب دیا اور اس کی خوشنمائی سے کل گئے

گفت نامے چست برگوئید ہاں
انہوں نے فرمایا ہاں بتا تیرا کیا نام ہے؟
گفت اندر توچہ خاصیت بود
فرمایا تیرے اندر کیا خاصیت ہے
من کہ خروم خراب منزل
من میں چونکہ خوب ہوں مکان کی خرابی ہوں
پس سلیمان آں زماں دانست زود
تو سلیمان اس وقت جلد سمجھ گئے
گفت تا من ہستم ایں مسجد یقین
انہوں نے دل میں کہا جب تک میں زندہ ہوں یہ مسجد یقیناً
تا کہ من باشم وجود من بود
جب تک میں ہوں اور میرا وجود ہے
پس خرابی مسجد مابے گماں
تو یقیناً ہمدی مسجد کی جانی
مسجد ست آلہ کہ جسمش ساجدست
وہ دل مسجد ہے جس کا جسم نمازی ہے
یار بد چوں رُست در تو مہر او
تیرے اندر جب برے دوست کی محبت آگے
برگن از بنجیش کہ گر سر بر زند
اس کو جڑ سے اکھاڑ دے اس لئے کہ اگر ابھرے گی
عاشقا خروب تو آمد کثری
اے عاشق! کبھی تیری خوب ہے
خویش رانا دان و مجرم گو بترس
اپنے آپ کو نادان اور مجرم کہہ ڈر
چوں بگوئی جہلم تعلیم وہ
جب تو کہے گا میں جاہل ہوں، سکھا دے

گفت خروب ست اے شاہ جہاں
اس نے کہا اے شاہ جہاں! میرا نام خوب ہے
گفت من اُرستم مکاں ویراں شود
اس نے کہا میں آگوں تو مکان ویران ہو جائے
ہلام بُنیاد ایں آب و گلم
میں اس پانی اور مٹی کو ڈھانے والی ہوں
کہ اجل آمد سفر خواہد نمود
کہ موت قریب آگئی وہ سفر آخرت کریں گے
در خلل نایدز آفات زمیں
زمین کی آفتوں سے خلل میں نہ آئے گی
مسجد اقصیٰ مختل کے شود
مسجد اقصیٰ کب تباہ ہو سکتی ہے؟
نبود الا بعد مرگ ملبداں
ہمارے مرنے کے بعد ہی ہو گی، سمجھ لے
یار بند خروب ہر جا مسجدست
جس جگہ مسجد ہے برا دوست خوب ہے
ہیں از و بگریز و کم گن گفتگو
خبردار! اس سے بھاگ، بات نہ کر
مر ترا و مسجدت را بر کفند
تجھے اور تیری مسجد کو اکھاڑ دے گی
ہمچو طفلان سوی کثرچوں می غوی
تو کبھی کی طرف گھنوں کے بل بچوں کی طرح کیل جلاہے؟
تانا دزد داز تو آں اُستاد درس
تاکہ درس کا استاد تجھ سے آنکھ نہ چمائے
انچنین انصاف از ناموس بہ
ایسا انصاف بڑائی سے بہتر ہے

۱۔ من رستم۔ اس بوٹی نے کہا
جہاں میں آگئی ہوں وہ جگہ ویران ہو
جانی ہے خروب۔ چونکہ میرا نام ہی
خراب کسندہ ہے لہذا میں مکان کی
بربادی کی علامت ہوں۔ آب و گل۔
یعنی مکان۔ پس سلیمان۔ مسجد کی
جانی سے حضرت سلیمان سمجھ گئے کہ
ان کی وفات کا وقت آگیا ہے کیونکہ
ان کی زندگی میں اس مسجد کی بربادی نہ
ہو سکتی تھی۔ خلل۔ خلل یافتہ۔ پس
خرابی۔ مسجد کی بربادی تو میرے
مرنے کے بعد ہو سکتی۔

۲۔ مسجدست۔ یہاں سے مولانا
نے ایک ارشادی مضمون شروع فرمایا
ہے کہ جس دل کا جسم نمازی ہو وہ دل
مسجد ہے اور بری صحبت اس کے لئے
خروب بوٹی ہے۔ یارب۔ جب
برے دوست کی محبت دل میں آگے
گی تو مسجد دل برباد ہو جائے گی اور تو
مسجد دل برباد ہو جائے گی اور تو تباہ ہو
جائے گا۔ عاشقا۔ سالک کے دل کی
خروب اس کمال کی کمی ہے جو اس کو
مرشد سے دور کر دیتی ہے۔ غوی۔
غویان گھنوں کے بل چلنا۔

۳۔ خویش رانا دان۔ شیخ کے سامنے
اپنے آپ کو نادان اور مجرم سمجھنا تاکہ وہ
تعلیم دینے میں مدد نہ کرے۔ چوں
بگوئی۔ جب تو اپنے جاہل اور خطا کا
اقرار کرے گا تو شیخ تجھے تعلیم دے گا۔
انصاف۔ یہ جہالت کے اقرار کی
ذلت جو واقعی ہے جہالت کے فخر
سے بہت بہتر ہے۔

از پدر آموز اے روشن جبین

اے روشن جبین! باپ سے سیکھ لے

نے بہانہ کر دینے تر ویر ساخت

نہ بہانہ کیا نہ مکر کیا

باز آں ابلیس بحث آغاز کرد

پھر اس شیطان نے بحث شروع کر دی

رنگ رنگ تست صبا عم توئی

رنگ تیرا ہی رنگ ہے تو ہی مجھے رنگنے والا ہے

ہیں بخوال رب بما اغویٰ

خبردار رب! رب! بما اغویٰ کو پڑھ لے

بر درخت ۲ جبرتا کے بر جہی

جبر کے درخت پر کب تک کھڑے پھرے گا؟

ہمچوں آں ابلیس و ذریات او

شیطان اور اس کی اولاد کی طرح

چوں بود اکراہ باچندیں خوشی

اتنی خوشی کے ساتھ جبر کیسے ہو سکتا ہے؟

آنچناں خوش کش دود در مکر ہی

جبر کی حالت میں اس طرح خوشی سے کون روڑتا ہے؟

پیست مردہ جنگ می کردی دراں

تو نے اس معاملہ میں بیس انسانوں کی طرح جنگ کی

کہ صاحب نیست و نیست و س

کہ صحیح یہی ہے اور بس راست یہی ہے

کے چنیں گوید کسے کو مکرہ ست

جو مجبور ہے وہ کب اس طرح کہتا ہے؟

ہر چہ نفست خواست داری اختیار

جس چیز کو تیرا جی چاہے تو اس میں اختیار رکھتا ہے

ربنا گفت و ظلمنا پیش ازیں

اس نے اس سے پہلے ربنا اور ظلمنا کہا ہے

نے لواء مکر و حیلست بر فراخت

نہ مکر اور حیلہ کا جھنڈا بلند کیا

کہ بدم من سر خرو کردیم زرد

کہ میں سرخرو تھا تو نے مجھے شرمندہ کیا

اصل جرم و آفت و دغم توئی

میرے جرم اور آفت اور داغ کی جز تو ہے

تاگردی جبری و کثر کم تنی

تاکہ تو جبری نہ بنے اور نیز حانہ چلے

اختیار خویش رایک سونہی

اپنے اختیار کو ایک طرف رکھے گا

با خدا در جنگ و اندر گفتگو

اللہ تعالیٰ کے ساتھ لڑائی اور گفتگو میں ہے

کہ تو در عصیاں ہمی دامن کشی

کہ تو گناہوں میں دامن گھسیتا ہے

کس پختاں رقصاں رود در گمر ہی

کون ہے جو اس طرح گمراہی میں پانچتا ہوا جائے؟

کت ہمی داوند پند آں دیگر اں

وہ دوسرے جبکہ تجھے نصیحت کرتے تھے

کہ زند طعنہ مرا جز بیج کس

مجھے تالاق کے سوا کون طعنہ دے سکتا ہے؟

چوں چنیں جنگد کسے کو بدہ ست

ایسی لڑائی کب لڑ سکتا ہے وہ جو کہ جبراً ہے روا ہے

ہر چہ عقلت خواست آری اضطرار

جو تیری عقل چاہتی ہے اس پر مجبوری کو پیش کرتا ہے

۱۔ از پدر۔ حضرت آدم نے فوراً اعتراف کر لیا تھا شیطان کی طرح عذر اور بہانے نہ بنائے تھے۔ لواء۔ جھنڈا۔ باز شیطان نے اپنی خطا کے سلسلہ میں خدا سے بحث شروع کر دی اور طرح طرح کے عذر تراشے کر دیے۔ کردی۔ ام۔ رنگ۔ یہ بدبختی کا رنگ تیرا چھلکا ہوا ہے۔ رب۔ ہما۔ لغویٰ یعنی خدا تو نے کس چیز سے مجھے گمراہ کیا یہ شیطان نے کہا تھا۔ جبری۔ یعنی شیطان نے اپنے آپ کو مجبور محض بن کر پیش کیا تھا۔

۲۔ بر درخت۔ گناہ پر اپنے چہرے کو بہانہ بناتا ہے اور اپنے اختیار سے قطع نظر کر لیتا ہے۔ ہچمو۔ شیطان نے بجائے عذر کے اللہ تعالیٰ سے بحث و مباحثہ شروع کر دیا۔ چوں۔ چونکہ انسان گناہ خوشی خوشی کرتا ہے تو اس کے ہوتے ہوئے جبر کا عذر غلط ہے۔ آنچناں۔ گناہوں کی طرف رقص کرتے ہوئے جانے کے ساتھ جبر اور اکراہ کہل جمع ہو سکتا ہے۔ پیست۔ مرنے نصیحت کرنے والوں کے ساتھ تو بیس انسانوں کی سی لڑائی لڑتا ہے تو گناہوں میں تو مجبور کیسے ہے؟

۳۔ کہ صاحب نیست و نیست و س۔ کہ صحیح یہی ہے اور بس راست یہی ہے۔ کے چنیں گوید کسے کو مکرہ ست۔ جو مجبور ہے وہ کب اس طرح کہتا ہے؟ ہر چہ نفست خواست داری اختیار۔ جس چیز کو تیرا جی چاہے تو اس میں اختیار رکھتا ہے۔

وانداں اگو نیک بخت و محرم ست
جو نیک بخت اور مولائے راز ہے وہ جانتا ہے
زیر کی آمد سباحت در زحار
چالاکی سمندوں میں تیرنا ہے
ہل سباحت رارہا گن کبر و کیس
تیرنا چھوڑ ' تکبر اور کینہ ترک کر دے
وانگہاں دریائے ژرف بے پناہ
اور پھر گہرا اور بے پناہ سمند
عشق چوں کشتی بود بہر خواص
خاصان (خدا) کے لئے عشق بمنزلہ کشتی کے ہے
زیر کی بفروش و حیرانی بحر
چالاکی فروخت کر دے اور حیرانی خرید لے
عقل قرباں گن بہ پیش مصطفیٰ
عقل کو حضرت مصطفیٰ پر قربان کر دے
ہمچو کنعال سرز کشتی و امکش
کنعان کی طرح کشتی سے سربل نہ کر
کہ برآیم بر سر کوہ مشید
کہ میں مضبوط پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا
چوں رہی از منتش اے بے رشد
اے گمراہ! تو اس کے احسان سے کیسے بچ سکتا ہے؟
چوں نباشد منتش بر جان ما
ان کا احسان ہماری جان پر کیوں نہ ہو؟
توچہ دانی اے غرارہ پر حسد
اے حاسد مغرور! تو کیا جانتا ہے؟

زیر کی زابلیس و عشق از آدم ست
چالاکی شیطان کا اور عشق حضرت آدم کا کام ہے
کم ربد غرق ست او پایان کار
وہ تجارت نہیں پاتا آخر کار ڈوبتا ہے
نیست جیچوں نیست خودیاست ایں
جیچوں نمی ہے ' نہر نہیں ہے ' یہ سمندر ہے
در رُباید ہفت دریا را چو کاہ
جو ساتوں سمندوں کو تنکے کی طرح بہا لے جائے
کم بود آفت بود اغلب خلاص
(جس میں) آفت کم ہوتی ہے عموماً نجات ہوتی ہے
زیر کی ظن و حیرانی نظر
چالاکی ' گمان ہے اور حیرانی مشاہدہ ہے
حسبی اللہ گو کہ اللہ ام کفی
جسی اللہ کہہ دے کہ اللہ مجھے کافی ہے
کہ غرورش داد نفس زیر کش
کیونکہ چالاک نفس نے اس کو دھوکا دیا
منت نوحم چرا بلید کشید
میں حضرت نوح کا احسان کیوں اٹھاؤں؟
کہ خدا ہم منت او می کشد
جبکہ اللہ تعالیٰ ان کا شکر یہ اور احسان مانتا ہے
چونکہ شکر و منتش گوید خدا
جبکہ خدا بھی اس کی ناز برداری کرتا ہے
منت اورا خدا ہم می کشد
اس کا احسان خدا بھی مانتا ہے

۱۔ دانہ نیک بخت خوب سمجھتا
ہے کہ گناہ کر کے چالاکی سے اس کے
عذر پیش کرنا شیطانی کام ہے اور عشق
و محبت جس کا تقاضا اطاعت ہے یہ
حضرت آدم کا کام ہے۔ زیر کی۔ اس
طرح کی چالاکی سمندر کو تیر کر پار کرنا
ہے جس کا انجام ہلاکت ہے۔
۲۔ مل سباحت۔ اللہ کے معاملہ
میں چالاکی سے کامیابی ناممکن ہے۔
کبر و کیس۔ اس معاملہ میں شیطان
نے کبر و کینہ اختیار کیا۔ جیچوں۔ تنکے کے
قریب ایک دریا کا نام ہے۔ عشق۔
اس ناپیدار کندہ دریا کو عبور کرنے کے
لئے عشق بمنزلہ کشتی ہے۔ زیر کی۔
انسان کو چلائی چھوڑ کر عشق کی حیرانی
اختیار کرنے چاہیے تب مشاہدہ
حاصل ہوگا۔ عقل قربان گن۔ انحضرت
کی تعلیمات پر عقل کو قربان کر دے
اور ان کے بتائے ہوئے راستے پر خدا
کے بھروسہ پر چل پڑ۔
۳۔ ہمچو۔ حضرت نوح کے
نافرمان لڑکے کنعان نے طوفان
کے وقت حضرت نوح کے ساتھ کشتی
میں سوار ہونے سے انکار کر دیا تو عشق
کی کشتی سے انکار کنعانی کام ہے۔ کہ
برآیم۔ قرآن پاک میں کنعان کا
مقولہ منقول ہے۔ سنائی الہی جبل
یخصنی میں عنقریب پہاڑ پر ٹھکانا
بنالوں گا جو مجھے بچا دے گا۔ اس نے
یہ بھی کہا کہ میں حضرت نوح کا
احسان نہ لوں گا۔ چوں رہی۔ کنعان کو
خطاب ہے کہ خدا جس ذات کی مدح
و ثنا کرتا ہے تو اس کا احسان لینے سے
کیوں گریز کرتا ہے۔ چوں۔ جبکہ وہ
خدا کے محبوب ہیں تو احسان ہماری
جانوں کو برداشت کرنا چاہیے۔ غرارہ۔
دھوکہ میں مبتلا۔



کاشکے۔ کاش اس بد بخت
کنعان کو تیر نہ آتا تو وہ حضرت نوح
کے ذریعہ نجات کا طالب بن جاتا۔
کاش۔ بچے کو چونکہ حیلہ اور تدبیریں
نہیں آتیں وہ ہر مصیبت کے وقت
ماں کی پٹلا پکڑتا ہے۔ یا بعلم۔ وہ
کنعان کی علوم سے محروم ہوتا تو عقلی
تدبیریں چھوڑ کر کسی با خدا سے الہامی
علوم سیکھ لیتا۔ باچینس۔ وہی علوم کے
مقابلہ میں دی علوم بچ ہیں۔

۲۔ چوں تیمم۔ وہی علوم اور دی علوم
میں وہی نسبت ہے جو تیمم اور وضو
میں وضو برا اگر قدرت ہے تو تیمم بیکار
ہے۔ خویش۔ شیخ اور ولی کے سامنے
اپنے آپ کو نادان بنانے کی تبدیلی علوم
کی حماقت سے نجات ملے گی۔
گفت۔ حدیث شریف ہے۔ لَعَلَّ
الْجَنَّةَ بُلْدٌ جَنَّتِي بَهْوَلِي بَهْوَلِي
ہیں۔ ابلہے شو۔ ابلہ سے مراد وہ شخص
ہے جو عشق خداوندی میں غافل اور
دنیا سے بے خبر ہو۔

۳۔ ابلہے۔ نادان سے وہ نادان مراد
نہیں ہے جس میں مسخرہ پن ہو نہ وہ
مراد ہے جو اپنی نادانی سے دنیا کی
دولت جمع کرنے کا شوقین ہو۔ ابلہے
کو۔ وہ نادان مراد ہے جو عشق
خداوندی میں مقام حیرت میں ہو اور
خدا کے عشق ان کا اس کے گلے میں
طوق ہو۔ لبہا نند۔ ابلہ سے وہ مراد
ہے جو عشق خداوندی میں اس طرح
مداوش ہو جس طرح کہ مصری عورتیں
حضرت یوسف کے عشق میں محو ہو گئی
تھیں اور انہوں نے اس محویت میں
اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے اور ان کو سری
رخ یوسف کا ہوش تھا۔ نذر۔ نذر کی
جمع ہے خبر دہندہ۔ ازاں سو۔ عقلیں
اللہ کا عطیہ ہیں تو اس کی راہ میں ہی
صرف ہونی چاہیں۔

تا طمع در نوح و کشتی دوختے
تاکہ نوح اور کشتی سے تمنا وابستہ کرتا
تا چو طفلان چنگ در مار در زدے
تاکہ بچوں کی طرح ماں کا سہارا پکڑتا
علم و جی دل ربودے از ولی
کسی ولی سے دل کی وجی کا علم حاصل کرتا
جان و جی آسلی تو آرد عتاب
تیری وجی سے مانوس جان ناراض ہو گئی
علم نقلی بادم قطب زماں
قطب زماں کے قول کے سامنے رہی علم کو
رستگی زیں ابلہی یابی و بس
اس حماقت سے بس نجات پالے گا
بہر اس گفت ست سلطان بشر
سرور عالم نے اسی لئے فرمایا ہے
ابلہے شوتا بماند دیں درست
نادان بن تاکہ ایمان سلامت رہے
ابلہے نے کز شقاوت مال جوست
ایسا نادان نہیں جو بد بختی سے مال کی جستجو میں ہے
باشد اندر گردن او طوق دوست
اس کی گردن میں دوست کا طوق ہے
از کف ابلہ وز رخ یوسف نذر
جو ہاتھ سے خبر نہ حضرت یوسف کی رخ کی خبر نہ لے سکی تھیں
عقلہا بارے ازاں سویست کو دست
بہر حال عقلیں بھی اسی جانب کی ہیں جہاں کا وہ ہے

کاشکے ۱۔ او آشنا ناموختے
کاش کہ وہ تیرنا نہ سیکھتا
کاش چوں طفل از حیل جلال بدے
کاش وہ بچوں کی طرح حیلوں سے جلال ہوتا
یا بعلم نقل کم بودے ملی
یا وہ رہی علم سے پر نہ ہوتا
باچینس نورے چو پیش آری کتاب
ایسور کے ہوتے ہوئے جب تو کتب سامنے لائے گا
چوں ۲۔ تیمم باوجود آب داں
پانی ہوتے ہوئے تیمم کی طرح سمجھ
خویش ابلہ گن تبع میر و سپیش
اپنے آپ کو نادان بنانے کا تابع بن کر اس کے پیچھے چل
اکثر ابل ابل ابلہ اے پدر
اے باوا! جتنی اکثر بھولے ہوں گے
زیر کی چوں کبر باد انگیز تست
چالاکی تکبر کی طرح تجھ میں ہوا بھرنے والی ہے
ابلہے ۳۔ نے کو مسخرگی دو توست
ایسا نادان نہیں جو مسخرہ پن سے وابستہ ہے
ابلہے کو والہ و حیران ہوست
ایسا نادان جو اس کا عاشق اور حیران ہے
ابلہا ننداں زناں دست بر
ہاتھ کاٹ لینے والی وہ عورتیں نادان ہیں
عقل را قریب ابل گن اندر عشق دوست
دوست کے عشق میں عقل کو قربان کر دے



عقلہا ۱ آنسو فرستادہ عَقُول
بڑے عقلمند نے عقلیں اس جانب روانہ کر دیں

زیں سر از حیرت گرایں عقلت رَوَد
اگر تیری عقل اس جانب سے حیرت کی وجہ سے جاتی ہے
نیست آں سُو رنج فکر نے بردماغ
اس جانب دماغ پر فکر کی تکلیف نہیں ہے
سُو دشت از دشت نلگہ بشنوی
تو جنگل کی جانب آنے کو جنگل سے نکتہ سے
اندیس آ رہے ترک کن طاق و طرب
اس راستہ میں شان و شوکت کو چھوڑ دے

ہر کہ او بے سر بجند دُم بُود
جو بے سر کے حرکت کرے وہ دم ہے
کثر روست و گور و زشت و زہرناک
نیزھا چلنے والا ہے اور اندھا اور برا اور زہریلا ہے
سَر بکوب آزا کہ سرش ایں بُود
جس کی یہ طبیعت ہو اس کا سر کچل دے
خود اصلاح اوست ایں سر کو فتن
یہ سر کھانا اس کی بھلائی ہے

و استاں ۳ از دست دیوانہ سَلّاح
دیوانہ کے ہاتھ سے ہتھیار لے لے
چل سَلّاحش مست و عقلش نے بند
جکاس کے پاس ہتھیار عقل نہیں ہیں باندھے

ماندہ ایں سو آنکہ گولست و فُضول

اس جانب اس نے باقی رکھیں جو احمق اور بیہودہ ہیں

ہر سر مویت سر و عقلے شود
تیرا ہر بال سر اور عقل بن جائے
کز دماغ و عقل روید دشت و باغ
کیونکہ دماغ اور عقل سے جنگل اور باغ اگتے ہیں
سُو باغ آئی شود نخلت رَوی
باغ کی جانب آئے تو تیرا نخل سیراب ہو جائے

تا قلا و وزت نجبد تو مجنب
جب تک تیرا راہنما حرکت نہ کرے حرکت نہ کر
جُبشش چوں جُبش کژدم بُود
اس کی حرکت بچھو کی سی حرکت ہوتی ہے

پیشہ او خستین اجسام پاک
اس کا پیشہ پاک جسموں کو خستہ کرنا ہے
خلق و خوی مستمرش ایں بُود
جس کی عادت اور اخلاق ہمیشہ یہ ہوں

تا رہد جاں ریزہ اش زیں شوم تن
تاکہ اس کی حقیر جان منہوں جسم سے چھٹکا پالے
تا ز تو راضی شود عدل و صلاح
تاکہ تجھ سے انصاف اور نیکی خوش ہو
دست اُورا ورنہ آرد صد گزند
اس کا ہاتھ ورنہ وہ سو نقصان پہنچائے گا

۱ عقلہا۔ جو عقلمند ہیں وہ عقلوں کو
اللہ کی ذات و صفات کے سمجھنے میں
صرف کرتے ہیں جو بیوقوف ہیں وہ
دنیا کے کاموں میں عقل کا استعمال
کرتے ہیں۔ زیں سر۔ اگر محویت کی
بنیاد پر عقل نہ رہے تو پھر انسان کا ہر ہر
روٹکا عقل اور سر بن جاتا ہے۔
نیست۔ دنیاوی امور میں عقل سوزی
جے آخرت کے معاملہ میں غور کرنے
سے عقل باغ و بہار بنتی ہے۔ سوئے
دشت۔ جب عقل کی پیداوار کے
باغ و جنگل کی طرف رخ کرو گے تو
اس جنگل سدا میں کے نکتے سنو گے
اور تہماری عقل تر و تازہ ہوگی۔

۲ اندیس۔ اس راہِ عشق میں اپنی
شان و شوکت کو ترک کر کے شیخ کے تابع
بن جاؤ۔ سر۔ یعنی شیخ۔ کژدم۔ بچھو کا
ڈنک دم میں ہوتا ہے۔ کژرو۔ جوش
کا اتباع نہ کرے گا اس میں عیب ہی
عیب ہوں گے اور وہ پاک روحوں کو
زخمی کرے گا۔ سر بکوب۔ ایسے شخص کی
زندگی سے موت بہتر ہے تاکہ روح کو
اس ناپاک جسم سے نجات ملے۔

۳ استاں۔ دیوانہ سے ہتھیار
چھین لینا عدل اور نیکی ہے۔ چوں۔
اگر دیوانہ کے ہاتھ میں کھول رہے گی تو
بہت نقصان پہنچا دے گا۔ بیان۔
ناطلل کے ہاتھ میں علم اور مل اور مرتبہ
ایسا ہی جلا کر ہے جس طرح ڈاکو کے
ہاتھ میں کھوار۔

بیان آنکہ حصولِ علم و مال و جاہ مریدِ گہر را فضیحت اوست و

اس کا بیان کہ علم اور مال اور مرتبہ کا بداصل کو حاصل ہو جانا اس کی رسوائی ہے

چوں شمشیر مست فدا دہ بدستِ راہزناں

اور اس کھوار کی ہے جو ڈاکوؤں کے ہاتھ آگئی ہو

دادن تیغے بدست را ہزن
ڈاکو کے ہاتھ میں تلوار دینا ہے
بہ کہ آید علم ناگس را بدست
اس سے بہتر ہے کہ علم ناکل کے ہاتھ آئے
فتنہ آمد در کف بد گوہراں
بدصلوں کے ہاتھ میں فتنہ ثابت ہوئی ہے
تا ستانند از کف مجنوں سناں
تاکہ وہ پاگل کے ہاتھ سے بھلا چھین لیں
ولستائ شمشیر را زیں زشت خو
اس بدعات سے تلوار چھین لے
از فضیحت کے گندہ صد ارسالاں
رسولی میں سو شیر نہیں کرتا ہیں
مارش از سوراخ بر صحرا شتافت
اس کا سانپ سوراخ سے جنگل میں دوڑ پڑا
چونکہ جاہل شاہ حکم مر شود
جب جاہل کڑے علم کا شاہ بن جاتا ہے
طلب رسولی خویش اوشد دست
وہ اپنی رسولی کا طالب بنتا ہے
یا سخا آرد بنا موضع نہد
با سخاوت کرے گا تو بے موقع کرے گا
آتچنیں باشد عطا کا حق دہد
حق جو عطا دیتا ہے وہ ایسی ہوتی ہے
جاہ می پنداشت در چاہے فدا
اس نے اس کو رتبہ سمجھا اور وہ کو میں میں گرا
جان زشت او جہاں سوزی گند
اس کی بری جان دنیا کو پھونکتی ہے

بد گہرا را علم و فن آموختن
بدصل کو علم و فن سکھانا
تیغ دادن در کف زنگی مست
مست حبشی کے ہاتھ میں تلوار دیدنا
علم و مال و منصب و جاہ و قراں
علم اور مال اور عہدہ اور رتبہ اور ان سے وہ بنگلی
پس غزازیں فرض شد بر مومناں
مومنوں پر جہاد اسی لئے فرض ہوا ہے
جان او مجنوں تنش شمشیر او
اس کی جان پاگل ہے اس کا جسم اس کی تلوار ہے
آنچه منصب می گند با جاہلاں
جاہلوں کے ساتھ عہدہ جو کچھ کرتا ہے
عیب ۲ مخفی ست چوں آلت بیافت
اس کا عیب پوشیدہ ہے جب اس نے ذریعہ حاصل کر لیا
جملہ صحرا مار و کژدم پر شود
تمام جنگل سانپ اور بچھو سے بھر جاتا ہے
مال و منصب نا کے کار بدست
ناکل جو مال اور عہدہ حاصل کرتا ہے
یا گند ۳ نخل و عطا ہا کم دہد
یا وہ نخل کرے گا اور عطیات نہ دے گا
شاہ را در خانہ بیذق نہد
شاہ کو پیدل کے خانہ میں رکھ دے گا
حکم چوں در دست گمراہے فدا
جب حکمت کسی گمراہ کے ہاتھ میں آگئی
رہ نمیداند قلا و وزی گند
راستہ نہیں جانتا ، رہنمائی کرتا ہے

۱۔ بد گہر۔ بد باطن۔ زنگی۔ حبشی
عمومات کم عقل ہوتے ہیں پھر جب
وہ نشہ میں ہو تو کوئی عقل کی بات نہ
کرے گا۔ علم و مال۔ بدصل انسان
ہر چیز کا غلط استعمال کرے گا۔
قرآن۔ قرآن لمعدین خوش نصیبی۔
پس۔ جہاد کی مشروعیت اسی لئے ہوئی
ہے کہ ان دنیا کے دیوانوں کی طاقت
ختم کر دی جائے تاکہ یہ لوگوں کو تباہ و
گمراہ نہ کر سکیں۔ سناں۔ بھلا۔
جان۔ جان لوگوں کو جدا کرنا گویا ان
کے ہاتھ سے تلوار چھین لینا ہے۔
منصب۔ عہدہ و رسالہ۔ شیر۔

۲۔ عیب او۔ جب تک اس کے
پاس ذرائع نہ تھے اس کے عیوب
چھپے ہوئے تھے مسائل ہاتھ آ جانا گویا
کہ سانپ کا سوراخ سے نکل پڑنا
ہے۔ جملہ صحرا۔ جب جاہل اور نادان
شاہ بن جائے تو اس کے کارندے
سانپ اور بچھو کی طرح لوگوں کو کاٹتے
ہیں۔ مال و منصب۔ خودیہ بھی تباہ ہوتا
ہے اور دوسروں کو بھی تباہ و رسوا کرتا
ہے۔

۳۔ یا گند۔ جاہل بادشاہ یا نخل
کرے گا اور کسی کو کچھ نہ دے گا اگر
دے گا تو نااہلوں اور غیر مستحقوں کو
دے گا۔ شاہ را۔ ذیلیوں کو باعزت
بنائے گا اور عزت والوں کو ذلیل
کرے گا۔ جاہ۔ وہ اس کو رتبہ اور
منصب سمجھ رہا ہے حالانکہ وہ اس کے
لئے کنوئیں ہے اگر اس مصرع میں
ی پنداشت کے بجائے پندار پندار
جائے تو ترجمہ یہ ہوگا تم سمجھو کہ مرتبہ
میں میں گمراہ نہمیداند اس کو
خو سلیقہ نہیں تو دوسروں کو کیا سلیقہ
سکھائے گا۔

طُفْلِ اِراہ فقر چوں پیری گرفت

راہ فقر کے بچہ نے جب پیری اختیار کر لی
کہ بیاتا ماہ بنمایم تڑا
کہ آ تاکہ تجھے چاند دکھاؤں
چوں نمائی چوں ندیدیستی بعمر
تو کیسے دکھائے گا جبکہ تو نے تمام عمر نہیں دیکھا ہے؟
احتمال سرور شد سستند وز نیم
یقوت سرور ہوتے ہیں اور خوف سے

پیرواں را غولِ ادیری گرفت

پیرو کاروں کو نحوست کے بھوت نے پکڑ لیا
ماہ را ہر گزندید آں بے ضیا
خود اس بے نور نے چاند کو بھی نہیں دیکھا ہے
عکس مہ در آب ہم اے خام غمر
اے کچے ناان! پانی میں بھی چاند کا عکس
عافلاں سر ہا کشیدہ در گلیم
عقندوں نے گدڑی میں منہ چھپا لیا ہے

بیان تفسیر آیہ شریفہ یَا أَيُّهَا الْمُزْمَلُ

یا ایہ المزمّل آیت شریف کی تفسیر کا بیان

خواند ۲ مزمّل بنی را ایں سبب

اسی سبب سے بنی کو کھلی لڑھکنے والا کہہ کر پکڑا
سر مکن اندر گلیم و رو میوش
کھلی کے اندر سر نہ کر اور منہ نہ چھپا
ہیں مٹو پنہاں زنگ مدعی
مدعی کی عداوت سے نہ چھپ
ہیں قُم اللیل کہ شمع اے ہمام
اے سرور! تو رات کو کھڑا رہ کیونکہ تو شمع ہے

بے فروخت فروشن ہم شب سست
تیری روشنی کے بغیر روشن دن بھی رات ہے
باش کشتباں دریں بحر صفا
اس بحر صفا میں ملاح بن

رہ شناسے می ببايد بلباب
عقند راہ شناس ہکا ہے

کہ بروں آ از گلیم اے بو الہرب

کہ اے صاحب فرار! کھلی سے نکل
کہ جہاں جسے ست سرگرداں تو ہوش
کیونکہ دنیا ایک پریشان جسم ہے اور تو ہوش ہے
کہ تو داری شمع وحی شعشی
کیونکہ تیرے پاس منور وحی کی شمع ہے
شمع دایم شب بُود اندر قیام
شمع رات میں ہمیشہ کھڑی رہتی ہے

بے پناہست شیر اسیر ارب سست
تیری پناہ کے بغیر شیر خوگوش کا قیدی ہے
کہ تو نوح ثانی اے مصطفیٰ
اے مصطفیٰ! کیونکہ تو دوسرا نوح ہے

ہر رہے را خالصہ اندر راہ آب
ہر رات کے لئے خصوصاً پانی کے راستہ کے لئے

۱۔ طفل۔ جس طرح جاہل بادشاہ
کے ہاتھوں ملک تباہ ہوتا ہے اسی
طرح مڑھ شیخ کے ہاتھوں دین برباد
ہوتا ہے وہ خود راہ طریقت سے
ناواقف ہے تو اس کے مرید بربادی
ہوں گے کہ پیلہ وہ دعوے کرتا ہے اور
مریدوں سے کہتا ہے کہ آؤ تمہیں
مشاہدہ حق کراؤں حالانکہ اس نے خود
بھی مشاہدہ تو نہ کیا نہ پرچھا میں بھی
نہیں دیکھی غم۔ ناخبر بہ کار ناان۔

احتمال۔ سعدی نے فرمایا
ناسزائے را چو بنی بختیار
عافلاں تسلیم کروند اختیار

۲۔ خواند۔ اکثر روایتیں یہ بیان
کرتی ہیں اس کو جب آنحضرت پر غار
حرام میں پہلی وحی آئی تو آپ کانپ
گئے اور گھبرا کر چار لڑھکے کر لیت گئے
بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ
آپ قریش کی نافرمانی سے رنجیدہ ہو
کر چار لڑھکے کر لیت گئے تھے مولانا
کا کلام اس دوسری روایت پر مبنی ہے
کہ آنحضرت نے چونکہ باللوں کی وجہ
سے روپوشی اختیار کر لی تھی اسی لئے
آپ کو منزل کھلی لڑھکنے والا کہا
گیا ہے۔ بو الہرب۔ قریش سے
علحدگی کو بھاگنے سے تعبیر کیا ہے اسی
لئے آنحضرت کو بو الہرب یعنی قریش
سے فرار اختیار کرنے والا کہا ہے۔
زرد پوش۔ اگر تم روپوشی اختیار کرو گے تو
دنیا دیوانی میں مبتلا کرو گے تو دنیا
دیوانی میں مبتلا رہے گی۔ قُم اللیل۔
اسی آیت میں یہ حکم بھی آیا ہے کہ رات
کو نماز میں قیام کیا کرو خطاب اس
لئے ہوا کہ آپ صبح ہیں اور شمع کا کام
رات کا کھڑا رہنا ہے۔

۳۔ بے فروخت۔ آپ ہی کے ذنور ہدایت سے عالم روشن ہو گا ورنہ روح جو شیر ہے وہ نفس سے جو
کہ خرگوش ہے مغلوب رہے گی۔ باش۔ آپ امت کے لئے بمنزلہ کشتی بان کے ہیں۔ روشناسے۔
راہنمائی وہ کر سکتا ہے جو صاحب عقل ہو خصوصاً در پائی راستہ کی۔

ہر طرف غول ست کشتیاں شدہ

ہر سرف شیطان طراح بنا ہوا ہے

ہمچو روح اللہ ممکن تنہا روی

حضرت عیسیٰ کی طرح تنہا روی اختیار نہ کر

انقطاع و خلوت آری را بمان

انقطاع اور خلوت نشینی کو ترک کر

اے ہدیٰ چوں کوہ قاف و توہمای

اے وہ ذات! کہ ہدایت کوہ قاف ہے اور توہما ہے

سیر را نکذار داز بانگ سگاں

کتوں کے بھونکنے سے چلنا نہیں چھوڑتا ہے

بانگ می دارند سوی صدر تو

جو تیرے رتبہ پر بھونکتے ہیں

از سفہ و عووع گناں بر بدر تو

تیرے بدر پر بیوقوفی سے بھول بھول کرتے ہیں

توز خشم کر عصای گور را

بہرے پر غصہ سے اندھے کی لاٹھی نہ چھوڑ

صد ثواب و اجر یا بداز الہ

اللہ کی جانب سے سو ثواب اور اجر پاتا ہے

گشت آمر زیدہ ویا بدر شد

وہ بخشا جاتا ہے اور ہدایت پاتا ہے

جوق گوراں را قطار اندر قطار

انگوں کے جمع کو قطار و قطار

ماتم آخر زماں را شادی

تو آخری زمانے کے سوگ کے لئے خوشی ہے

خیز! و ونگر کاروانِ رہ زده

اٹھ! اور لئے ہوئے قافلہ کو دیکھ

خضر وقتی غوثِ ہر کشتی توئی

تو خضر زمانہ ہے ہر کشتی کی تو مدد ہے

پیش ایں جمعے چو شمع آسماں

اس مجمع کے آگے تو آسمانی شمع کی طرح ہے

وقت خلوت نیست اندر جمع آئی

خلوت کا وقت نہیں ہے مجمع میں آ

بدر بر صدرِ فلک شد شب رواں

چوہویں کا چاند آسمان کے سینہ پر رات کو چلنا ہے

طاعناں! ہمچوں سگاں بر بدر تو

تیرے بدر پر طعنہ زنی کرنے والے کتوں کی طرح ہیں

ایں سگاں کرتند ز امر انصوا

یہ کتے خاموش رہو کے حکم سے بہرے ہیں

ہیں بمکذار اے شفا رنجور را

خبردار! اے شفا! بیمار کو نہ چھوڑ

نے ۳ تو گفתי قلندِ اعلیٰ براہ

کیا تو نے خونیں کہا جہاندھکے راست پر لے جانے والا؟

ہر کہ او چل گام گورے را گشد

جو اندھے کو چالیں قدم لے جائے

پس بکش توزیں جہان بے قرار

پس تو اس زوال پذیر دنیا سے لے جا

کارِ ہلوی ایں بود تو ہلوی

ہدایت دینے والے کا یہی کام ہے تو ہدایت دینے والا ہے

۱۔ خیز۔ آپ اٹھیے ہر طرف

شیطانوں دور دورہ ہے خضر وقتی میں اس

وقت علوم لدنیہ کا فیضان پہنچانے

والے صرف آپ ہیں۔ روح اللہ۔

حضرت عیسیٰ قوم سے روپوش ہو کر

آسمانوں پر پہنچ گئے۔ پیش ایں جمعے

مخلوق خدا کے لئے آپ آفتاب

ہدایت ہیں آپ کے لئے خلوت اور

لوگوں سے جدائی مناسب نہیں ہے

آپ ہدایت کے کوہ قاف کے عنقا

ہیں۔ بد۔ چاند آسمان پر اپنی سیر

جاری رکھتا ہے اور کتوں کے بھونکنے

سنا پنی رفتار نہیں چھوڑتا ہے۔

۲۔ طاعناں۔ آپ کے مخالف

کتے ہیں ان کے بھونکنے سے آپ اپنا

طرز عمل نہ بدلیں۔ فصصوا۔ تم

خاموش رہو جب قرآن پڑھا جاتا

ہے تو خاموشی سے سننے کا حکم ہے

لیکن یہ کتے اس حکم سے بے بہرہ

ہیں اور برابر بھونک رہے ہیں۔

بمکذار۔ عالم بیمار ہے آپ اس کی شفا

ہی مخلوق اندھی ہے آپ اس کے

راہنما ہیں مخالفوں کی وجہ سے اس کو نہ

چھوڑیے۔

۳۔ نے تو گفתי۔ حدیث شیف

ہے مَنْ قَادَ مَكْفُوفًا اَرْنَعْنَ خُطُوَةً

غُفْرًا لَهٗ مَا قَلَّعَ مِنْ قَلْبِهِ وَمَا تَاَخَّرَ

جس نے اندھے کی چالیں قدم تک

راہنمائی کی اس کے اگلے پچھلے گناہ

بخشے گئے۔ پس۔ آپ اس اندھی

مخلوق کی قیادت کیجئے ان کو قطار و

قطار بھیج کر لے جایئے۔ ماتم۔ آپ

بنی اخرا زماں ہیں ان کے سوگ کو خوشی

میں تبدیل کر دیجئے۔



ہیں رواں گن اے امام المتقین
ہاں اے متقین کے امام! پہنچا دے
ہر کہ در مکر تو دارد دل گرو
جو تیرے مکر میں دل لگائے ہوئے ہے
برسر کوریش کوریہا نہم
میں اس کے اندھے پن پر بہت ساندھاپن رکھوں گا
عقلہا ۲ از نور من افروختند
انہوں نے عقلیں میر نور سے روشن کی ہیں
چست خود الا پُتق آل ترکماں
اس صحرائین کی جہ پڑی نہ کیا ہے؟
آں چراغ او بہ پیش صر صرم
میری آندھی کے سامنے اس کا چراغ
خیز در دم تو بصور سہناک
اٹھ! خوفناک صور میں پھونک مار دے
چوں تو اسرافیل وقتی راست خیز
چونکہ تو وقت کا اسرافیل ہے، اٹھ کھڑا ہو
ہر کو گوید گو قیامت اے صنم
جو یہ کہے کہ قیامت کہاں ہے اے محبوب وا
در نگر اے سائل محنت زدہ
اے مصیبت اٹھانے والے سائل! دیکھ لے
ورنبا شد اہل ایں ذکر و قنوت
اور اگر وہ اس ذکر اور قبولیت کا لہل نہ ہو
ز آسمان حق سکوت آمد جواب
اللہ کے آسمان سے خاموشی جواب ہوتی ہے

ایں اخیال اندیشگاں را تا یقین
ان شک کرنے والوں کو یقین تک
گردش را من زخم تو شاد رو
میں اس کی گردن ماروں گا، تو خوشی سے چل
او شکر پندارد زہرش وہم
وہ شکر سمجھے گا میں اس کو زہر دوں گا
مکر ہا از مکر من آموختند
انہوں نے مکر میرے مکر سے سیکھے ہیں
پیش پائے ترہ پیلان جہاں
دنیا کے ترہ پیلوں کے پاؤں کے آگے
خود چہ باشد اے مہیں پیغمبرم
اے میرے بزرگ پیغمبر! خود کیا ہے؟
تا ہزاراں مردہ بر رویدز خاک
تاکہ ہزاروں مردے مٹی سے نکل پڑیں
رستخیزی ساز پیش از رستخیز ۳
قیامت سے پہلے قیامت برپا کر دے
خویش بنما کہ قیامت نک منم
اپنے آپ کو دکھا دے کہ یہ قیامت میں ہوں
زیں قیامت صد جہاں قائم شدہ
اس قیام سے سینکڑوں جہاں برپا ہو گئے
پس جواب الحق اے سلاطین سکوت
تو اے سلطان! الحق کا جواب خاموشی ہے
چوں بود جانناں دعا نا مستجاب
اے جان! جب دعا نامنظور ہوتی ہے

۱۔ ایں خیال۔ یعنی جو لوگ شکوک و
شبہات میں مبتلا ہیں ان کو اس سے
نکل کر یقین کی منزل میں پہنچا
دیئے۔ ہر کہ جو لوگ تمہارے
خلاف مکر اور تدبیر کر رہے ہیں ان کو
میں ہلاک کر دوں گا۔ کوریش۔ جو
اندھے ہیں ان کو پورے اندھا بنادوں گا اور
ایسی تدبیر کروں گا کہ وہ ہر کو شکر سمجھ کر
کھا جائیں۔

۲۔ عقلہا۔ ان خیالوں کی عقلیں
اور تدبیریں میری مٹی اور تدبیر سے
بڑھی ہوئی نہیں ہیں۔ الا پُتق۔ کھل کا
خیم۔ خر۔ کمان۔ صحرائی رزن قوم تھی۔
پیش۔ یعنی ان کا وجود میرے مقابلہ
میں ایسا ہی ہے جیسے زہا تھیوں کے
مقابلہ میں کھل کا جھونپڑ۔ صر صر۔
آندھی۔ مہین۔ بزرگ۔ صور۔
قیامت میں جب اسرافیل صور
پھونکیں گے مردے اٹھ کھڑے ہوں
گے تم یہاں اپنا صور پھونکو اور اعلان
نبوت کو مردہ دل حیات ابدی حاصل
کر لیں گے۔

۳۔ رستخیز۔ قیامت۔ منم۔
آنحضرت نے فرمایا کہ میں اور قیامت
مٹے جلے بھیجے گئے ہیں یعنی جس
طرح قیامت حق و باطل کی تفریق
کرتی ہے میں بھی حق و باطل کی
تفریق کرتا ہوں۔ زیں قیامت۔
جس طرح قیامت میں مردے زندہ
ہوں گے اسی طرح آنحضرت کی بعثت
سے مردہ دلوں کو زندگی حاصل ہوئی۔
ورنبا شد۔ اگر ان معارف کے سامنے
کی اہلیت نہیں ہے تو پھر ان کے
بیان سے خاموشی بہتر ہے۔ جواب
الحق۔ جواب جاہلان باشد خاموشی۔
ز آسمان۔ اگر کوئی نادانی سے دعا کرتا
ہے اور اس کی دعا ناقابل قبول ہوتی
ہے تو سکوت اختیار کر لیتا ہے۔



اے دریغ! وقتِ خرمن گاہ شد
ہائے افسوس! کلیں کا وقت آ گیا
وقت تنگ ست و فضلی اس کلام
وقت تنگ ہے اور اس بات کی ادائیگی کے لئے
نیزہ بازی اندیس گوہی تنگ
ان تنگ گڑھوں میں نیزہ بازی
وقت تنگ و خاطر و فہم عوام
وقت تنگ ہے اور عوام کا مزاج اور سمجھ
چوں ۲ جواب احمق آمد خاشی
جبکہ احمق کا جواب خاموشی ہے
از کمالِ رحمت و موجِ کرم
رحمت کے کمال اور کرم کی موج سے

در بیان آنکہ ترک الجواب جواب مقرر اس سخن کہ جواب احمق
اس کا بیان کو جواب نہ دینا جواب ہے اس بات کی تائید کرتا ہے کہ احمق کا
سکوت و شرح اس ہر دو سخن دریں قصہ است کہ گفتہ می آید
جواب خاموشی ہے اور ان دونوں قولوں کی شرح اس قصہ میں ہے جو بیان کیا جا رہا ہے

بادشاہ ۳ ہے بود اورا بندہ
ایک بادشاہ کا ایک غلام تھا
خرد ہائے خدمت نکذاشتے
اس کی چھوٹی خدمت بھی نہ کرتا
گفت شہنشاہ جزاءش کم کنید
بادشاہ نے کہا اس کی تنخواہ کم کر دو
عقل او کم بود حرص او فزوں
اس کی عقل کم اور لالچ بڑھا ہوا تھا
عقل بودے گرد خود کردے طواف
اگر اقل ہوتی اپنے گرد چکر کاٹتا

۱! اس دریغ۔ مقام کا تقاضا تھا کہ
آپ کے کارناموں کی تفصیل بیان
کی جائے کہ مکمل سے اٹھ کر آپ نے
کیا کیا لیکن وقت میں گنجائش نہیں
ہے آپ کے ان کارناموں کی تفصیل
کرنے کے لئے تو عمر جاوواں بھی
نا کافی ہے۔ نیزہ بازی۔ بہترین نیزہ
باز سے بھی اگر کہا جائے کہ وہ گڑھے
میں گھس کر نیزہ بازی کرے تو وہ بھی
ذلیل ہو جائے گا اور صحیح بازی نہ کر
سکیگا کیونکہ اس کام کے لئے وسیع
میدان دیکار ہے تو معارف کا بیان
تنگ وقت میں اور وہ بھی عوام کے
سامنے اس کی بھی سہی سہت ہے۔
۲ چوں جواب۔ پہلے کہا تھا کہ
احمقوں کا جواب خاموشی ہے تو
اعتراض ہوا کہ پھر ان معارف کے
بیان میں اس قدر طویل تقریریں
کیوں ہو رہی ہیں تو اس کا جواب یہ
ہے کہ میں اللہ کی رحمت سے فائدہ
ہوں کیونکہ اس کی رحمت عام اس کی
موج کرم اچھی زمین اور شور زمین
سب کی پہنچتی ہے۔

۳ بادشاہ۔ بادشاہ کا یہ غلام
بیوقوف اور شہوت پرست تھا۔
خرد ہائے آقا کی معمولی معمولی
خدمت بھی انجام نہ دیتا تھا اور آقا کا بد
خولہ تھا اور اس کو اچھا سمجھتا تھا۔ جزاء۔
تنخواہ۔ خط۔ یعنی ملازمین کا رجسٹر۔
خردن۔ سرکش۔ عقل۔ یعنی اگر عقل مند
ہوتا تو اپنا جائزہ لیتا اور خطا کی معافی
چاہتا تو خطا معاف ہو جاتی۔

چوں آخرے پاستہ شند داز خری
ایک پاؤں بندھا ہوا گدھا جب شرارت کرتا ہے
پس بگوید خری کہ یک بندم بس ست
پھر گدھا کہتا ہے کہ میرے ایک ایک بند ہی کافی ہے
گر بیدیدے سر بند آں چشم گور
اگر وہ اندھا باند کا راز دیکھ لیتا
وَر ز جرم بند پا آگہ بدے
اگر وہ پاؤں کے بند کے جرم سے آگاہ ہوتا
وَر نہ تنیدے ز بند آں بول فضول
اگر وہ بیہودہ بند کی وجہ سے شرارت نہ دکھاتا

ہر دو پایش بستہ گردد بر سری
تو پھر اس کے دونوں پاؤں مزید باندھ دیئے جاتے ہیں
خود بدال کال دور فعل آں خس ست
تو سمجھ لے کہ وہ دو بند اسی کمینہ کے کام کی وجہ ہیں
بند برد ستش نہ بستندے بزور
تو جبرا اس کے ہاتھ نہ باندھتے
خود ز بند دست و پا ایمن شدے
تو ہاتھ اور پاؤں کے بند سے محفوظ ہو جاتا
اُو نہ خربودے شدے شیر فحول
تو وہ گدھا نہ ہوتا 'نر شیر' ہوتا

۱۔ چوں۔ اس غلام کی مثل اس
گدھے کی سی ہے جو ایک پاؤں
بندھنے پر شرارت کرتا ہے تو دوسرا پاؤں
بھی باندھ دیا جاتا ہے۔ بر سری۔
مزید برآں۔ پس۔ دونوں پاؤں
بندھنے پر کہتا ہے کہ میرے لئے
ایک بند کافی تھا یہ نہیں سمجھتا کہ دونوں
پاؤں بندھنا خود اس کے کمینہ پن کی
وجہ سے ہوا ہے۔

۲۔ سر بند۔ یعنی اگر وہ سمجھتا کہ
ایک پاؤں میری شرارت کی وجہ سے
بندھا ہے اور شرارت کو ترک کر دیتا تو وہ
پاؤں بھی کھل جاتا۔

۳۔ حدیث۔ اللہ نے فرشتوں
میں صرف عقل رکھی جس کا مقصد
طاعت اور بندگی ہے لہذا فرشتوں
سے گناہ کا صدور نہیں ہوتا ہے۔
حیوانات میں صرف شہوت رکھی
ہے۔ جنہی ہو یا کھانے پینے کی انسان
میں عقل اور شہوت دونوں رکھی ہیں۔
زندہ ملائکہ کی غذا صرف عشق
خداوندی ہے۔

در تفسیر اس حدیث ۳ نبویؐ کہ **إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى خَلَقَ الْمَلَائِكَةَ**
اس حدیث نبویؐ کی تفسیر کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتے پیدا فرمائے
وَرَكَّبَ فِيهِمُ الْعَقْلَ وَخَلَقَ الْبَهَائِمَ وَرَكَّبَ فِيهَا الشَّهْوَةَ وَخَلَقَ
اور ان میں عقل رکھی اور چوپایوں کو پیدا فرمایا اور انہیں شہوت رکھی اور
بَنَى آدَمَ وَرَكَّبَ فِيهِمُ الْعَقْلَ وَالشَّهْوَةَ فَمَنْ غَلَبَ عَقْلُهُ
بنی آدم کو پیدا فرمایا اور ان میں عقل اور شہوت دونوں رکھی تو جس کی عقل
عَلَى شَمُوتِهِ فَهُوَ أَعْلَى مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَمَنْ غَلَبَتْ شَمُوتُهُ عَلَى
شہوت پر غالب آگئی وہ ملائکہ سے افضل ہے اور جس کی شہوت عقل پر
عَقْلِهِ فَهُوَ أَدْنَى مِنَ الْبَهَائِمِ صَدَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
غالب آگئی وہ چوپایوں سے کمتر ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے

خلق عالم راسہ گونه آفرید
عالم کی مخلوق تین قسم کی پیدا فرمائی ہے
آں فرشتہ است ونداند جز سجود
وہ فرشتہ ہے اور سوائے سجدہ کے کچھ نہیں جانتا
نور مطلق زندہ از عشق خدا
وہ نور مطلق ہے، خدا کے عشق سے زندہ ہے

در حدیث آمد کہ یزدان مجید
حدیث میں آیا ہے کہ اللہ بزرگ نے
یک گرہ را جملہ علم و عقل وجود
ایک گرہ میں علم اور عقل اور سخاوت کمال ہے
نیست اندر عنصرش حرص و ہوا
اس کی مابین میں حرص و ہوا نہیں ہے

یک گروہے دیگر از دانش تہی

ایک دوسرا گروہ جو عقل سے خالی ہے

اُو نہ بیند جز کہ اَصْطَبِل و عُلْف

وہ سوائے طویلہ اور گھاس کے کچھ نہیں دیکھتا ہے

آں سُوْم ہست آدمی زادہ و بشر

تیسرا آدم کی اولاد اور انسان ہے

نیم خر خود مانلِ سفلی بُود

گدھے والا آدھا (عالم) سفلی کی طرف مائل ہوتا ہے

تا کد امیں غالب آید در نبرد

دیکھ معرکہ میں کونسا غالب ہوتا ہے؟

عقل گر غالب شود پس شدُ فزوں

اگر عقل غالب ہو جائے تو زیادہ بڑھ گیا

شہوت اگر غالب شود پس کمتر ست

اگر شہوت غالب ہو گئی تو کم تر ہے

آں دو قوم آسودہ از جنگ و حراب

وہ دونوں قومیں جنگ اور لڑائی سے راحت میں ہیں

وہ بشر ہم ز امتحان قسمت شدند

اور یہ انسان کبھی آزمانے سے تقسیم ہو گئے

یک گرہ مستغرق مطلق شدہ

ایک گروہ پورا ذوب چکا

نقش آدم لیک معنی جبرائیل

صورت انسان کی ہے لیکن باطن جبرائیل کا ہے

از ۳ ریاضت رستہ در زہد و جہاد

وہ ریاضت اور زہد اور جہاد سے چھوٹ گیا

قسم دیگر باخراں ملحق شدند

دوسری قسم گدھوں سے جا ملی

ہمچو حیواں از عُلْف ا در فرہی

مثل حیوان چارے سے موناپے میں ہے

از شقاوت غافل ست و از شرف

وہ بدبختی اور شرافت سے غافل ہے

از فرشتہ نیم و نیمش ز خر

اس کا آدھا فرشتہ ہے اور آدھا گدھے سے ہے

نیم دیگر مانلِ علوی بُود

دوسرا آدھا (عالم) علوی کی طرف مائل ہوتا ہے

زیں دوگانہ تا کد امیں بُرد نرد

ان دونوں میں سے کون سا بازی جیتتا ہے

از ملائک ایں بشر در آزموں

امتحان میں یہ انسان فرشتوں سے

از بہائیم ایں بشر زان کا ترست

یہ انسان چوپایوں سے کیونکہ بری حالت میں ہے

وہ بشر بادو مخالف در عذاب

اور یہ انسان وہ مخالفوں کی وجہ سے عذاب میں ہے

آدمی شکل اندوسہ اُمت شدند

آدمی کی صورت میں ہیں اور تین گروہ ہو گئے

ہمچو عیسیٰ بملک ملحق شدہ

حضرت عیسیٰ کی طرح فرشتوں سے جلا

رستہ از خشم و ہوا و قال و قیل

وہ غصہ اور خواہش اور قابلِ قیل سے نجات پا گیا

گوینا از آدمی او خود نزاو

گویا کہ وہ آدمی سے پیدا نہیں ہوا

خشم محض و شہوت مطلق شدند

خالص غصہ اور مجسم شہوت بن گئے

۱۔ عُلْف۔ چارہ۔ لو۔ حیوانات کو
صرف خواب و خور کی فکر ہے وہ
شقاوت اور سعادت سے غافل ہیں۔
نیم و نیمش۔ انسان روح انسانی اور جسم
سے مرکب ہے روح میں ملکیت ہے
اور جسم میں حیوانیت ہے۔ سفلی۔ جسم
کا تعلق عالم سفلی ناموت ہے۔
علوی۔ روح کی پرواز عالم بالا کی
طرف ہے۔ تا کد امیں۔ انسان کی
ان دونوں قوتوں میں تصادم ہوتا ہے۔
فزوں۔ انسان روح کے تقاضوں کو
پورا کرتا ہے تو فرشتوں سے بڑھ جاتا
ہے چونکہ اس نے جسمانی خواہش کو
مغلوب کیا ہے۔

۲۔ شہوت۔ اگر انسان شہوت
سے مغلوب ہو جاتا ہے تو حیوانات
سے بدر ہوتا ہے کیونکہ حیوانات میں
تو عقل نہ تھی۔ دو قوم۔ فرشتوں اور
حیوانات میں ان متضاد طاقتوں کی
کشاکش نہیں ہے انسانی ان کی
کشاکش سے عذاب میں ہے۔ وں
بشر۔ اب انسانوں میں بھی تین
قسمیں ہیں ایک قسم تو وہ جس نے
خالص ملکیت اختیار کر لی جیسے کہ
حضرت عیسیٰ ہیں کہ فرشتوں ہی میں
جا شامل ہوئے۔ خشم و ہوا۔ یہ سب
چیزیں بقاضائے جسم ہوتی ہیں۔

۳۔ از ریاضت۔ مجاہدوں کی
ریاضت اخلاف زمیرہ کو ختم کرنے
کے لئے ہے جب وہ نہ رہے تو
مجاہدوں کی ضرورت نہیں رہی۔ قسم
دیگر۔ انسانوں کی ایک قسم وہ ہے جو
بالکل حیوانات اور گدھوں کی طرح
ہیں ان میں ملکیت نہیں لیکن وہ کم
ظرف تھے ان میں سے ملکیت
بالکل ختم ہو گئی ہے۔

وَصَفِّ جَبْرِئیلی دَرِ اَشْاں بُودِ رَفْت
جبرئیل والی صفت ان میں تھی، چلی گئی
مُردہ! گرد و شخص کو بیجاں شود
جو شخص بے جان ہوتا ہے مردہ ہو جاتا ہے
زاعِ گردِ چوں پے زاعاں رَوَد
انسان کا بن جاتا ہے جب کوئی کا اتباع کرتا ہے
زانکہ جانے کالِ ندارد ہست پست
چونکہ وہ جان جو وہ صفت نہیں رکھتی پست ہے
اُوز حیوانہا فزوں تَرِ جاں گند
وہ حیوانات سے زیادہ مصیبت میں مبتلا ہے
مکرد ۲ تلپے کہ اُوتاند تنید
جو مکر اور فریب وہ کر سکتا ہے
جامہائے زر کشی را بافتن
زر دوزی کے کپڑے بنانا
خُردہ کاریہائے علم ہندسہ
علم ہندسہ کی باریکی صفتیں
کہ تعلق باہمیں نیستش
کیونکہ ان کا تعلق ہی دنیا سے ہے
اِس ۳ ہمہ علم نہی آخرست
یہ سب اسطبل کی تعمیر کا علم ہے
بہر استبقلی حیواں چند روز
چند دن حیوان کو زندہ رکھنے کی وجہ سے
علمِ راہِ حق و علمِ منزلش
راہِ حق کا علم اور اس کی منازل کا علم

تنگ بود آنخانہ وَاں وَصَفِ زَفْت
وہ گھر تنگ تھا اور وہ صفت ہوتی تھی
خَر شود چوں جاں اُو بے آں شود
جس کی جان جبرئیلی صفت کے بغیر سوجاتی ہو گدھا ہو جاتا ہے
جسمِ گردِ جاں چوں اُو بے جاں شود
جان جسم بن جاتی ہے جبکہ وہ بے جان ہو جاتی ہے
اِس سخن حق ستِ صوفیِ گفتہ است
یہ بات سچی ہے اور صوفی نے کہی ہے
دَرِ جہاں باریک کاریہا گند
دنیا میں بہت سے نازک کام کرتا ہے
آں ز حیوانے دگر ناید پدید
وہ دوسرے حیوان سے رونما نہیں ہوتے ہیں
دُرّہا از قعرِ دریا یافتن
موتیوں کو دریا کی گہرائی سے پانا
یا نجوم و علمِ طب و فلسفہ
یا نجوم اور علم طب اور فلسفہ
رُو بہفتم آسماں بر نیستش
ان کا رخ ساتویں آسمان کی طرف نہیں ہے
کہ عمادِ بودِ گاؤ و اُشترست
جو گائے اور اونٹ کی رہائش کا ستون ہے
نامِ آں کردند اِس گجیاں رموز
ان آیتوں نے ان کا نام رموز رکھ لیا
صاحبِ دل داند آنرا یادش
اس کو صاحبِ دل یا اس کا دل جانتا ہے

۱۔ مُردہ۔ گرد۔ جس طرح روح نکل
جانے سے جسم مردہ ہو جاتا ہے اسی
طرح جان کی جان نکل جانے سے
جان مردہ ہو جاتی ہے۔ یعنی جب روح
کے اوصاف باقی نہ رہیں تو روح مردہ
ہو جاتی ہے۔ زاعِ گرد۔ مزید برآں
انہوں نے زاعِ صفت انسانوں کی
پیروی شروع کر دی تو یہ کوسے کی طرح
مکر حرج مردار خوری کے عادی ہو
گئے۔ جسمِ گرد۔ جب روح اپنے
خواص کھو بیٹھے تو وہ جسم ہے۔ زانکہ۔
جس روح میں روح کے خواص نہ
رہیں وہ بہت پست اور ذلیل ہے
صوفیا بھی اسی کے قائل ہیں۔ اُوز
حیوانہا۔ عالمِ ناسوت میں اس کی
مشغولیت حیوانوں سے بھی بڑھ جاتی
ہے اور یہ عالمِ ناسوت کے مشاغل ہی
حیوانوں سے زیادہ مشقت اٹھاتا
ہے۔ مکر۔ اب یہ وہ مکاریاں کرتا
ہے جو حیوانات سے متصور نہیں ہیں۔
جامہائے۔ عالمِ ناسوت کے مشاغل
کی حیوانات تکلیف نہیں اٹھاتے
ہیں۔ کہ تعلق۔ ان تمام دستکاریوں کا
تعلق عالمِ ناسوت سے ہے اور یہ
صرف دنیا داری ہے اس کا رخ ملامتِ عالمی
کی طرف بالکل نہیں ہوتا ہے۔
۳۔ اِس ہمہ۔ یہ جس قدر علوم ہیں
صرف عالمِ ناسوت کی تعمیر اور ترقی
کے لئے ہیں جو حیوانات کی آخری
منزل ہے۔ بہر۔ یہ علوم چند روزہ
زندگی کے لئے ہیں ان کو یہ احمق
فلاسفہ رموز سے تعبیر کرتے ہیں۔
گجیاں۔ احمق لوگ۔ عالمِ راہِ حق۔
طریقت اور اس کے منازلِ دل اور
صاحبِ دل جانتا ہے حاصل وہ رموز
کہلانے کے حق ہیں۔



آفرید و کرد باداش اکیف
پیدا کیا اور اس کو عقل سے مانوس کیا
زانکہ نسبت کو بیقظہ نوم را
کیونکہ بیداری کو نیند سے کیا نسبت ہے
حسبائے منعکس دارند قوم
یہ لوگ اٹکے حواس رکھتے ہیں
انعکاس حس خود از لوح خواند
تو اس نے تختی سے اپنے حس کا الٹا ہونا پڑھ لیا
چوں شد او بیدار عکسش رونمود
جب وہ بیدار ہوا اس کو اس کا الٹا پن واضح ہو گیا
ترک او گن لا اُحِبُّ الْاَسْفَلین
اس کو چھوڑا میں غروب ہونے والوں کو پسند نہیں کرتا ہوں
بُودش از پستی و آزا فوت کرد
پستی سے اس کو تھی اور اس نے اس کو ختم کر دیا
عذر او اندر بھیمی رو شنیت
حیوانیت میں رہنے کا اس کا عذر واضح ہے
ہر غذائے کو خورد مغز خرسرست
جو غذا وہ کھائے گا گدھے کا مغز ہے
سکتہ و بے عقلیش افزوں شود
اس کی بے ہوشی اور بے عقلی بڑھ جائے گی
نیم حیواں نیم حی بارشاو
جو آدھی حیوان ' آدھی باہدایت زندہ ہے

پس دریں ترکیب حیوان لطیف
پس اس سببی اور بھی ترکیب سے پاکیزہ حیوان
نام کالا نعام کرداں قوم را
اس لوح سے محروم قوم کا نام جانوروں جیسے کر دیا
روح حیوانی ندارد غیر نوم
حیوانی روح سونے کے علاوہ کچھ نہیں رکھتی ہے
یقظہ آمد نوم حیوانی نماند
بیداری آئی تو حیوانی نیند نہ رہی
ہمچو حس آنکہ خواب آں را ربود
اس کی حس کی طرح جس کو نیند نے مغلوب کر دیا
لا جرم اسفل بود از سافلین
لا محله وہ نچلوں میں نچلا ہو گا
زانکہ استعداد تبدیل و نبرد
کیونکہ بدلنے اور مقابلہ کی طاقت
باز حیواں را چو استعداد نیست
پھر حیوان میں چونکہ طاقت ہی نہیں ہے
زو ۳ چو استعداد شد کال رہبرست
جبکہ اس کی وہ استعداد ختم ہو گئی جو راہنما ہے
گر بلا در خورد او ایفوں شود
اگر بھلاؤں کھائے گا وہ ایفوں بن جائے گا
ماندیک قسم دگر اندر جہاد
ایک دوسری قسم رہ گئی کوشش کرنے میں

۱۔ ترکیب۔ یعنی عقل و شہوت کا
اجتماع حیوان لطیف۔ یعنی انسان۔
نام۔ جب انسان روح حیوانی کھوم
بیٹھے تو وہ حیوان ہے اسی لئے قرآن
پاک میں ایسے لوگوں کے بارے میں
فرمایا گیا۔ فَوَلَنکُمَا الْاَنعَام وہ
چوپائوں کی طرح ہیں۔ یقظہ روح
انسانی بیدار ہے اور ان کی روح سوئی
ہوتی ہے۔ روح حیوانی۔ بیدار عقل
اور مقتضیات سے اسی طرح غافل
ہے جیسے کہ کوئی سویا ہوا ہو اور اپنے
حواس کو عقل کے مقتضیات کے
برعکس کام میں لائے۔ یقظہ جب
ان میں بیداری آئے گی تو ان کو حواس
کے الٹا ہوجانے کا احساس ہوگا۔

۲۔ ہمچو حس۔ نیند سے بیدار ہو کر
انسان سمجھتا ہے کہ نیند کی حالت میں
اس کے حواس صحیح کام نہیں کر رہے
تھے۔ اسفل۔ قرآن پاک میں ہے۔
لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ لَیْ اَحْسَنُ تَقْوِیْمٍ
ثُمَّ رَدَدْنَاهُ اَسْفَلَ سَافِلِیْنِ۔ ہم نے
انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا پھر
ہم اس کو کم تر سے کم تر مخلوق میں لوٹا
لائے۔ ترک او۔ ایسے لوگوں کی صحبت
سے بچنا چاہیے جیسا کہ حضرت برہائیم
نے چاندھریج کی الملوہیت سے جدلی
اختیار کر لی تھی کہ میں غروب ہو جانے
والوں کو پسند نہیں کرتا ہوں۔ زانکہ ایسا
انسان بدترین مخلوق ہے اس لئے کہ اس
میں بھلائی کی استعداد تھی اس نے اس کو
تباہ کیوں کر حیوانات میں استعداد ہی نہیں
ہے۔ لہذا وہ بہت میں معذور ہیں۔

۳۔ زو۔ جب انسان نے استعداد
کو ختم کر دیا تو جو غذا استعمال کرے
گامزید ساقاقت کا سبب بنے گی۔ گر بلا
وہ بھلاؤں اسکتے اور بیہوشی کے ازالہ
میں مفید ہے لیکن وہ الٹا اثر کرے گا۔

ماندیک قسم۔ یہ عام مومنین کی قسم ہے جن کا نفس نفس لواہم ہے ان انسانوں کی عقل و نفس روح و تن کی
کشمکش میں رہتی ہے پہلا گروہ جس کا بیان یک گروہ مستغرق مطلق شدہ میں تھا ان کا نفس نفس مطمئنہ
ہے دوسرا گروہ جس کا بیان قسم دیگر باخراں ملحق شدہ میں تھا اس کا نفس نفس اتارہ ہے اس تیسرے
گروہ کی کشمکش کو مجنوں اور اس کی اونٹنی کے قصہ سے واضح کیا ہے۔

روز و شب در جنگ اندر کشمش کردہ چالش اولش با آخرش
وہ دن رات جنگ اور کشمش میں ہے اس کا ایک اس کے دوسرے سے مقابلہ میں ہے

چالش عقل بانفس ہچوں تنازع مجنوں با ناقہ و میل مجنوں
عقل کا نفس سے مقابلہ ایسا ہی ہے جیسا کہ مجنوں کا لونٹی کے ساتھ جھگڑا اور مجنوں کا
سوی خرہ ۱ و میل ناقہ سوی گرہ چنانچہ مجنوں گفتہ ہوئی
میلان شریف زادی کی طرف اور لونٹی کا میلان بچہ کی جانب چنانچہ مجنوں نے کہاں میری
ناقیتی خلفی و قدّامی الهوی وائی وایا ہا لمختلفان
اونٹی کا میلان میرے پیچھے اور میرا میلان آگے ہیں اور وہ دونوں مختلف ہیں

۱ خرہ شریف عورت یعنی۔
۲ میل۔ کمر گھوڑے کا بچہ مولانا نے
یہاں لونٹ کا بچہ مراد لیا ہے۔ ہچو
مجنوں۔ مشہور ہے کہ مجنوں کو معلوم ہوا
کہ لیلیٰ آ رہی ہے تو وہ اس کے
استقبال کے لئے چلا جس لونٹی پر
سوار ہوا اس کے بچہ کو گھر پر چھوڑ گیا
راستہ میں اس کی اور لونٹی کی کشمکش
شروع ہوئی۔ حر آزلو

۲ میل۔ مجنوں چاہتا تھا کہ لونٹی
آگے بڑھے تاکہ لیلیٰ کا وصال
حاصل ہو۔ میل ناقہ۔ لونٹی گھر کی
طرف لوٹنا چاہتی تھی تاکہ بچہ کے
پاس پہنچے۔ یک دم۔ مجنوں کی ذرا سی
غفلت ہوئی تو وہ لونٹی پیچھے کو ہٹ
جاتی۔ عشق۔ چونکہ مجنوں کا جسم عشق
سے پر تھا اس لئے وہ لونٹی کی اس
حرکت سے بیہوش ہوا جاتا تھا۔
مراقب۔ انسان کی عقل اس کے کام
کی نگہبانی کرتی ہے مجنوں عشق میں
بے عقل ہو چکا تھا۔

۳ ناقہ کو ہوش تھا وہ جب دیکھتی
کہ اس کی مہار چلی ہے فوراً سمجھ جاتی
کہ مجنوں غافل ہے اور پیچھے کی
طرف چل پڑی۔ چوں بخود۔ جب
مجنوں کو ہوش آتا تو وہ دیکھتا کہ لونٹی
میلوں پیچھے واپس ہو گئی ہے۔

ہچوں مجنوں در تنازع باشر
جیسا مجنوں لونٹی کے ساتھ مقابلہ میں تھا
ہچوں مجنوں اندر چوں ناقہ اش یقیں
وہ لوگ یقیناً مجنوں اور اس کی لونٹی کی طرح ہیں
میل ۲ مجنوں پیش آں لیلیٰ رواں
مجنوں کی خواہش لیلیٰ کی جانب روانہ ہے
یک دم ارمجنوں ز خود غافل بدے
اگر مجنوں تھوڑی دیر کے لئے اپنے سے غافل ہو جاتا
عشق و سودا چونکہ پر بودش بدن
چونکہ اس کا بدن عشق اور دیوانگی سے پر تھا
آنکہ او باشد مراقب عقل بود
جو نگراں ہوتی وہ عقل تھی
لیک ناقہ بس مراقب بود و پخت
لیکن لونٹی بہت نگراں اور پخت تھی
فہم کردے زو کہ غافل گشت و دنگ
وہ اس سے سمجھ جاتی کہ وہ غافل اور حیران ہو گیا ہے
چوں بخود باز آمدے دیدے زجا
جب وہ ہوش میں آتا تو دیکھتا کہ جگہ سے

گہ شتر چر بیدو گہ مجنوں خر
کبھی لونٹی غالب آگئی اور کبھی آزلو مجنوں
می کشد آں پیش و پس واپس بکس
وہ آگے کو کھینچتا ہے اور یہ ضد سے پیچھے کو
میل ناقہ پس بے گرہ اش دواں
لونٹی کی خواہش پیچھے کو بچہ کے لئے دوڑتی ہے
ناقہ گردیدے و واپس آمدے
لونٹی لوٹ جاتی اور واپس آ جاتی
می نبودش چارہ از بخود شدن
اس کے لئے بے ہوش ہو جانے کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا
عقل را سودائے لیلیٰ در رُود
جو عقل کو لیلیٰ کا عشق لے اڑا تھا
چوں بدیدے او مہار خویش سُست
جب وہ اپنی مہار کو ڈھيلا دیکھتی
رُوسپش کردے بگرہ بے درنگ
بغیر تاخیر کے بچہ کی طرف رخ کر دیتی
کو سپش رفتہ است بس فرسنگھا
وہ میلوں پیچھے لوٹ گئی ہے

ماند مجنوں در ترددِ سالہا
مجنوں سالوں آنے جاتے میں لگا رہا
ما دو ضد بس ہمرہ نالا تقسیم
ہم دو مخالف بہت نامناسب ساتھی ہیں
کرد باید از تو دُوری اختیار
تجھ سے دُوری اختیار کرنی چاہیے
گمرہ آں جاں گو فرو ناید زتن
وہ جان گمرہ ہے جو جسم سے باہر نہ آئے
تن ز عشق خار بن چوں ناقہ
جسم جھاڑ کے عشق میں نوئی کی طرح ہے
در زده تن درز میں چنگا لہا
جسم نے زمین میں پنچے گاڑ دیئے ہیں
پس زلیلی دُور ملند جانِ من
تو میری جان لیلی ہے وہ رہے گی
ہمچوتیہ و قوم موسیٰ سالہا
جیسا کہ برسوں تک تیرا حضرت موسیٰ کی قوم کا معاملہ
ماندہ امردہ رشتہ تیرے مکر کی وجہ سے داستانِ ہی میں رہا
سیر گشتم زیں سواری سیر سیر
اس سواری سے میں بھر پلا بھر پلا
گفت سوزیدم زغم تا چند چند
کہا میں غم سے کتنا کتنا جل رہا ہوں
خوشن آفکند اندر سنگلاخ
اس نے اپنے آپ کو پتھریلی زمین میں گرا دیا
از قضا آں لحظہ پالیش ہم شکست
تقدیر سے اس وقت اس کا پاؤں بھی ٹوٹ گیا

درسہ روزہ رہ بدیں احوالہا
تین روز کے راستہ پر ان احوال میں
گفت اے ناقہ چو ہر دو عاشقیم
بولا اے نوئی! جبکہ ہم دونوں عاشق ہیں
نیستت بروفق من مہر و مہار
تیری محبت اور مہار میرے موافق نہیں ہے
ایں دو ہمرہ یکد گررا را ہزن
یہ دو راستہ کے ساتھی ایک دوسرے کے رہزن ہیں
جاں ۲ زبجر عرش اندر فاقہ
جان عرش کی جدائی میں فاقہ میں ہے
جاں گشاید سوی بالا بالہا
جان 'لوپر کی جانب بازو کھلتی ہے
تا تو باشی با من اے مُردہ وطن
اے وطن کی عاشق! جب تک تو میرے ساتھ رہے گی
روز ۳ گارم رفت زیں گوں حالہا
اس قسم کے احوال میں میری عمر گزر گئی
خطوینے بُود ایں رہ تا وصال
وصل تک یہ راستہ وہ قدم کا تھا
راہ نزدیک و بماندم سخت دیر
راستہ نزدیک تھا اور مجھے بہت دیر ہوئی
سرنگوں خود راز اُشتر در فلکند
اس نے اپنے آپ کو لوندا نوئی سے گرا دیا
تنگ شد بروے بیابان فراخ
اس پر وسیع جنگل تنگ ہو گیا
آنچناں آفکند خود را سوی پست
نیچے کی جانب اس نے اپنے آپ کو ہیرا گرایا

۱۔ سالہا۔ مجنوں اس تین روزہ مسافت میں اسی حالت میں کئی سال رہا۔ گفت۔ پھر اس نے سوچا کہ دو متضاد سمتوں کے عاشقوں کا باہمی سفر طے نہ ہو سکے گا۔ ایں دو ہمرہ۔ نوئی مجنوں کا راستہ کھٹا کر رہی ہے بالآخر مجنوں نے نوئی کو چھوڑا اور چل پڑا۔ گمرہ۔ مولانا فرماتے نہ چھوڑے وہ بھی گمرہ ہوتا ہے۔

۲۔ جاں۔ جان اور جسم کی بھی خواہشات جدا گانہ ہیں ان دونوں کا ساتھ نہیں نیہ سکتا۔ خار بن۔ کانٹوں کا جھاڑ۔ جاں۔ جان کی پرواز عالم بالا کی جانب ہے جسم کی خواہش زمین پر رہنے کی ہے۔ تا تو۔ جب تک انسان کی روح جسم کے ساتھ رہے گی مقعد حاصل نہ ہو گا۔ مُردہ وطن۔ عاشق وطن۔

۳۔ روز گارم۔ مجنوں نے کہا اس کشمکش میں میرا وقت ضائع ہوا۔ تیرے وہ میدان جس میں چالیس سال تک بنی اسرائیل چکر کاٹتے رہے تھے اور شام کو اسی جگہ پر ہوتے تھے جہاں سے صبح کو طے تھے۔ خطوین۔ وہ قدم۔ شت۔ ٹکر دھیل۔ سرنگوں۔ مجنوں نے پھر اپنے آپ کو انی پر سے سر کے بل گرا دیا۔ سنگلاخ۔ پتھریلی زمین۔

پلی را بر بست و گفتا گو! شوم
اس نے پاؤں کو باندھا اور بولا گیند بن جاؤں گا
زیں کند نفیس حکیم خوش دہن
خوش کلام حکیم اس لئے نفرت بھیجتا ہے
عشق مولیٰ کے کم از لیلیٰ بود
اللہ کا عشق لیلیٰ کے عشق سے کب کم ہوتا ہے؟
گوی شومی گرد بر پہلوی صدق
گیند بن جا ' سچائی کے پہلو پر لڑھک
کایں ۲ سفر زین پس بود جذب خدا
کیونکہ یہ سفر بعد میں خدا کی کشش سے ہوگا
آچنیں سیر یست مستثنیٰ از جنس
اس طرح کا سفر اپنی جنس سے جداگانہ ہے
آچنیں جذبے ست سے بر جذب عام
عام کشش اس طرح کی کشش نہیں ہے
قصہ کوتہ گن برائے آل غلام
اس غلام کی وجہ سے قصہ مختصر کر دے

در خم چو گالش غلطاں میروم
اس کے بل کے موڑ میں لڑھکتا ہوا جاؤں گا
بر سوارے گو فرو ناید ز تن
اس سوار پر جو جسم سے نیچے نہ اترے
گہی گشتن بہر او اولیٰ بود
اس کے لئے گیند بن جانا زیادہ بہتر ہے
غلط غلطاں در خم چوگان عشق
لڑھکتا لڑھکتا عشق کے بلے کے موڑ میں
واں سفر بر ناقہ باشد سیر ما
اور اونٹنی پر سفر ہماری رفتار ہو گی
کاں فرود از اجتہاد جن و انس
کیونکہ وہ جن و انس کی کشش سے بڑھا ہوا ہے
کہ نہادش فضل احمد والسلام
جس کو احمد کے فضل سے قائم کیا ہے والسلام
کہ سوی شہ بر بندہ است او پیام
جس نے بادشاہ کو پیغام لکھا

نبشتن ۳ آل غلام قصہ شکایت نقصان اجرے سوی بادشاہ
تخولہ گھنٹے پر بادشاہ کو اس غلام کی شکایت لکھنے کا قصہ

رقعہ پر جنگ و پر ہستی و کیں
ایک رقعہ جنگ اور خود بینی اور کینہ سے بھرا ہوا
کالبند نامہ است اندر وے نگر
جسم رقعہ ہے اس کو دیکھ لے
گوشہ رو نامہ را بکشا بخواں
گوشہ میں جا خط کو کھول ' پڑھ
گر نباشد در خور آل را پارہ گن
اگر مناسب نہ ہو اس کو پھاڑ دے

می فرستد پیش شاہ ناز میں
نازک مزاج شاہ کی پیشی میں روانہ کرتا ہے
ہست لایق شاہ را آنگہ بیر
کہ بادشاہ کے مناسب ہے پھر یسا
ہیں کہ خورش ہست در خور دہباں
دیکھ لے کہ اس کی عبادت شاہوں کے مناسب ہے
نامہ دیگر نویس و چارہ گن
دوسرا خط لکھ اور تدبیر کر

۱۔ گو گیند حکیم سنانی رحمت اللہ
علیہ عشق مولیٰ اللہ کا عشق لیلیٰ کے
عشق سے کم نہیں ہے جب جنوں
لیلیٰ کے عشق میں لوفنی کو خیر باد کہہ سکتا
ہے تو خدا کے عشق میں جسم کی سواری کو
یقیناً خیر باد کہہ دینا چاہیے۔ گوئی
شوم۔ اللہ کے راستہ میں گیند بن جا اور
لڑھکتا ہو اس کے بار تک پہنچ جا۔
۲۔ کایں سفر۔ اس سفر میں ابتدا تو
کوشش کرے گا۔ پھر اللہ کی جانب
سے کشش شروع ہو جائے گی۔
آچنیں۔ جذب خداوندی سے جو رفتار
ہو گی وہ محض عطر خداوندی ہے۔
آچنیں۔ یہ خدا کی جذب عام جذب
نہیں ہے جو ہر راستہ میں حاصل ہو
جائے۔ یہ وہ جذب ہے جس کو
آخفہ درگی مہربانی نے قائم کیا ہے اور
ان کے جانشینوں کو حاصل ہے۔
۳۔ نبشتن۔ غلام کی انتہائی
حماقت تھی کہ اس نے غصہ سے بھرا ہوا
خط لکھا اور وہ بھی نازک مزاج بادشاہ
کو پرستی۔ جس میں اپنی بڑائی
جسمانی۔ کالبند۔ مولانا نے یہاں سے
ارشادی مضمون شروع کر دیا کہ تیرا جسم
بمزلہ اس غلام کے خط کے ہے اس
میں دیکھ لے کہ شاہ کے لائق بوصاف
ہیں یا نہیں۔

لیک فتح نامہ ۱ زب مدال

لیکن جسم کے خط کو کھلنا آسان نہ سمجھ

نامہ بکشادن چہ دشوار ست و صعب

خط کو کھلنا بہت دشوار اور سخت ہے

جملہ بر فہرست قانع گشتہ ایم

ہم سب فہرست پر قانع ہو گئے ہیں

باشد آل فہرست دالم عامہ را

وہ فہرست عوام کے لئے جاں ہے

باز ۲ گن سرنامہ را گردن متاب

خط کے عنوان کو کھول من کو نہ موز

ہست آل عنوان چو اقرار زباں

وہ عنوان مثلاً زبانی اقرار ہے

کہ موافق ہست با اقرار تو

کہ وہ تیرے اقرار کے مطابق ہے

چوں جوالے بس گرانے می بری

جب کہ تو بہت بھاری بھالے جا رہا ہے

کہ چہ داری در جوال از تلخ و خوش

کہ تو اپنے بھرے میں کیا چیز کڑی اور کیا میٹھی رکھتا ہے

ورنہ ۳ خالی گن جوالت راز سنگ

ورنہ پتھر سے اپنے بھرے کو خالی کر لے

در جوال آل گن کہ می باید کشید

بھرے میں وہ بھر لے جو لے جانا چاہیے

زشت نبود کایں جوال پرز ریگ

کیا یہ برا نہیں ہے کہ یہ ریت سے بھرا ہوا

چوں نمی تانی کہ پر لعلش گنی

اگر تو اس کو لعل سے نہیں بھر سکتا ہے

ورنہ ہر کس سر دل دیدے عیاں

ورنہ ہر آدمی دل کا راز کھلم کھلا دیکھ لیتا

کار مردان ست نے طفلان لعب

بہادروں کا کام ہے نہ کہ کلندری بچوں کا

زانکہ در حرص و ہوا آتشہ ایم

کیونکہ حرص و خواہش سے آلودہ ہیں

تا چنان دانند متن نامہ را

حتیٰ کہ خط کے مضمون کو ایسا ہی سمجھتے ہیں

زل سخن واللہ اعلم بالصواب

اس بات سے اور خدا صواب کو زیادہ جانتا ہے

متن نامہ سینہ را گن امتحاں

سینہ کے خط کے مضمون کو آزما لے

تا منافق وار نبود کار تو

تاکہ تیرا کام منافقانہ نہ ہو

زاں نیاید کم دروے بنگری

کم از کم یہ ہو کہ اس کو دیکھ لے

گر ہی اُرد کشیدن را بکش

اگر لے جانے کے قابل ہے لے جا

باز خر خود را ازیں پیکار و تنگ

اس جھگڑے اور ذلت سے اپنے آپ کو بچا لے

سوی سلطاناں و شہان رشید

بھلے طوک اور شاہوں کی جانب

می کشی و باشد آل ہم مردہ ریگ

تو لے جائے اور وہ بھی حقیر و ناچیز ہو

ہم تہی بہتر کہ ہم جنس تنی

خلہ بہتر ہے نسبت اس کے کہ تیرے جسم کی جنس ہو

۱ نامہ تن۔ جسم کے اس خط کو کھلنا

اور پڑھنا آسان نہیں ہے۔ زب۔

آسان۔ کار مردان۔ اپنے جسم کے

خط کو مخصوص لوگ ہی پڑھ سکتے ہیں

عوام کو اپنے دلوں کے رازوں کا

احساس نہیں ہوتا ہے۔ جملہ۔ یعنی ہم

نیک کاموں کی فہرست پر اکتفا کر

بیٹھے ہیں جس میں صرف عنوانات

ہوتے ہیں یعنی صرف ظاہر کا اعتبار کر

لیتے ہیں۔ باشد۔ یہ عنوان عوام کو

پھسانے کا جال ہے وہ خط کے

مضمون کو بھی عنوان جیسا سمجھ بیٹھے

ہیں یعنی باطن کو ظاہر جیسا جان لیتے

۲ باز گن۔ خط کے مضمون کو

پڑھنا چاہیے۔ ہست۔ ایمان کا زبانی

اقرار عنوان ہے اصل ایمان دل میں

ہے کہ موافق۔ اگر صرف زبانی اقرار

ہے اور قلبی تصدیق نہیں ہے تو یہ نفاق

ہے۔ چوں۔ جب تو بادشاہ کے

سامنے تختہ میں کوئی بھرا ہوا لے جا

رہا ہے تو کم از کم یہ دیکھ لے کہ اس میں

کیا چیز ہے۔

۳ ورنہ۔ اگر بادشاہ کے مناسب

نہیں ہے تو بھرا خالی کر لے اور اس

میں وہ بھر لے جو بادشاہ کے مناسب

ہو۔ زشت۔ یہ بری بات ہوگی کہ تو

معمولی ریت کا بھرا بھر کر لے

جائے۔ چوں نمی تانی۔ اگر انسان

اپنے جسم کو اخلاق حسنہ سے نہیں بھر

سکتا تو کم از کم اتنا ہو کہ اخلاق رذیلہ

سے وہ خالی ہو۔

حکایت آل فقیہ بادستار بزرگ و آنکہ دستارشن بر بود و بانگ و نعرہ
اس فقیہ کی حکایت جو بڑی گہری والا تھا اور اس کی جو گہری اچک لے گیا اور
فقیہ کہ باز گن و بہیں کہ چہ می بری آنگاہ بر
فقیہ کا پکارنا اور لاکھنا کہ اس کو کھول اور دیکھ کہ کیا لے جا رہا ہے تب لے جا

ایک فقیہ زندہ ۲ بر چیدہ بود اور اپنی گہری میں لپیٹ لئے تھے
تا شود زفت و نماید آل عظیم چوں در آید سوی محفل در حطیم
تاکہ وہ موتی ہو جائے اور بڑی نظر آئے
زندہ از جامہا پیراستہ ان سے بظاہر گہری کو سجایا تھا
مختلف کپڑوں کے چیتھڑے جوڑے تھے
ظہر دستار چوں حلہ بہشت چوں منافق اندروں رسوا وزشت
گہری کا ظاہر بہشت کے جوڑے کی طرح تھا
پارہ پارہ دلچ ۳ و پنبہ و پوستیں باطن منافق کی طرح رسوا اور بھدا
نکڑے نکڑے گدڑی اور روٹی اور پوستیں اس گہری کے اندر فن تھے
رُوی سوی مدرسه کردہ صبح تابدیں ناموس یابد او فتوح تاکہ اس شان و شوکت کی وجہ سے نذرانے حاصل کرے
اس نے صبح صبح مدرسہ کا رخ کیا
در رہ تاریک مردے جامہ گن منظرِ استادہ بُد از بہر فن فن دکھانے کے لئے منظر کھڑا تھا
اندھیرے راستے میں ایک کپڑے اتارنے والا شخص
در رُبود او از سرش دستار را پس دواں شد تا بساز دکار را
وہ اس کے سر سے گہری لے اڑا
پس فقیہش بانگ برزد کاے پسر باز گن دستار را آنگاہ بر
فقیہ نے اس کو آواز دی اے بیٹا! گہری کو کھول پھر لے جا
آپنجیں کہ چارہ پرہ می پری باز گن آل ہدیہ را کہ می بری
تو جو اس طرح چارہ پڑوں سے اڑا رہا ہے
تو جو اس طرح چارہ پڑوں سے اڑا رہا ہے
باز گن آل را بدست خود بمال آنگہاں خواہی بر کرم حلال
اس کو کھول اپنے ہاتھ سے نٹول
پھر چاہے لے جاتا میں نے معاف کر دیا

۱۔ حکایت۔ اس حکایت کا خلاصہ
یہ ہے کہ اس فقیہ کا دستار کو غلط چیزوں
سے بھرنا کس قدر برا تھا سہاڑش کن۔
یعنی اس گہری کو کھول کر دیکھ اس
میں کیا ہے
۲۔ زندہ۔ پرانے چیتھڑے
حطیم۔ خانہ کعبہ کا وہ حصہ جس پر
عمارت نہیں ہے۔ حلہ۔ کپڑوں کا
جوڑا
۳۔ دلچ۔ گدڑی۔ دفیں۔ مدفون۔
صبح۔ صبح۔ فتوح۔ نذرانہ۔ جلہ۔
گن۔ کپڑے چھیننے والا۔ بہر فن۔
یعنی اپنا ہنر دکھانے کے لئے۔ کارہ۔
یعنی اپنی ضرورت پوری کرے۔ چار
پڑہ۔ چار پڑوں سے اڑنا یعنی بہت
تیز بھاگنا۔ آل ہدیہ۔ یعنی دستار۔
کرم حلال۔ یعنی میں نے تجھے عہدہ
دستار بخش دی۔

چونکہ بازش کرداں گومی گریخت
ج بھاگ رہا تھا جب اس نے اس کو کھولا
زاں عمامہ زفت نابلاست اے او
اس کی اس سوئی نابکار گہڑی سے
بر زمیں زوخرقہ را کالے بے عیار
چیتھڑے کو زمین پر پٹھا کہ اے نالائق!
ایں چہ مکرست و چہ تزویرست و شید
یہ کیا مکر ہے اور کیا فریب ہے اور دعا ہے؟
شرم ناید مر ترا زیں ژندہا
ان چیتھڑوں سے تجھے شرم نہ آئی
گفت بنمودم دغل لیکن ترا
اس نے کہا میں نے فریب کیا لیکن تجھے

۱۔ نابلاست۔ یعنی بکار۔ ماند۔ یعنی
اندک کے چیتھڑے بکھر گئے اور ایک گز
پرانا کپڑا ہاتھ میں رہ گیا۔ ہر زمیں پر
اس چوہ نے اس کپڑے کو زمین پر
بھینک دیا اور فقیر پر ناراض ہوا۔ زکار۔
یعنی اگر میں اس گہڑی کی فکر میں نہ
ہوتا تو اور کوئی مفید چوری کر لیتا۔
قید سید۔ شکار کا پھندہ۔ بقلندیم۔
افلندی۔ مر۔

۲۔ از نصیحت۔ یعنی تجھے ابتداء
دھوکا لگا لیکن آخر میں تو میں نے تجھے
سب سمجھا دیا۔ نصیحت۔ دنیا بھی
ابتداء مکر کرتی ہے لیکن آخر میں اپنے
عیوب ظاہر کر دیتی ہے۔ اندریں۔
دنیا عالم کون و فساد ہے یعنی اس کے
کاموں میں بتاؤ بھی ہے اور بگاڑ بھی
بتاؤ فریب دیتا ہے تو بگاڑ دنیا کا عیب
ظاہر کر دیتا ہے۔

۳۔ کون۔ دنیا کا بناؤ اپنی طرف
کھینچتا ہے اور بگاڑ دنیا کی بے ثباتی
ظاہر کرتا ہے۔ لاشیم۔ میں کچھ نہیں
ہوں۔ لب گزوں۔ انسان موسم بہار
کی رنگینیوں پر تعجب کرتا ہے اس کی
خزاں کو بھی محفوظ رکھنا چاہیے۔ روز۔
دن میں سورج کا چہرہ حسین ہوتا ہے
غروب کے وقت اس کے چہرے پر
مردنی چھاباتی ہے۔

نصیحت دنیا مراہل دنیا را بزبان حال و بیوفائی خود را
زبان حال سے دنیا ماروں کو دنیا کی نصیحت اور وفا کی جتھو کرنے

و انمودن بیوفاجویندگاں

والوں کو اپنی بیوفائی دکھانا

کچھ نہیں دنیا اگرچہ خوش شگفت
اسی طرح اگرچہ دنیا بہترین شگفت ہے
اندریں کون و فساد اے اوستاد
اے استاد! اس بتاؤ اور بگاڑ میں
کون سی گوید بیامن خوش چیم
بتاؤ کہتا ہے آجا میں مبارک قدم ہوں
اے زخوبی بہاراں لب گزراں
اے بہاروں کی رونق سے ہونٹ کاٹنے والے!
روز دیدی طلعت خورشید خوب
تو نے دن میں سورج کا حسین چہرہ دیکھ لیا

عیب خود را بانگ زو باہملہ گفت
بلند آواز سے اس نے سب کو اپنا عیب بتا دیا
آں دغل کون و نصیحت واں فساد
بتاؤ فریب ہے اور بگاڑ نصیحت سمجھ
واں فسادش گفت رومن لاشیم
اور بگاڑنے اس سے کہا چلا جا میں کچھ نہیں ہوں
بنگر آں سردی و زردی خزاں
خزاں کی سردی اور زردی کو دیکھ لے
مرگ او را یاد گن وقت غروب
غروب کے وقت اس کی موت کو یاد کر لے

بدر را دیدی بریں خوش چار اطاق

تو نے حسین خیمہ پر چوہوں کے چاند کو دیکھ لیا

لود کے از حسن شد مولاے خلق

ایک لڑکا حسن کی وجہ سے لوگوں کا آقا بنا

گرتن سیمیں بُناں کردت شکار

اگر چاندی جیسے بتوں کے جسم نے تیرا شکار کر لیا ہے

اے بدیدہ کو تہائے چرب خیز

اے روغنی غذاؤں کے دیکھنے والے اٹھ

مر جُبت را گو کہ آں خوبیت گو

نجات سے دریافت کر کہ وہ تیری خوبی کہاں ہے؟

بر طبق گو عشوہ و نرمی و خوت

طشت پر تیرا زوانہ از اور نرمی اور عادت کہاں ہے؟

گوید او آں دانہ بدمن دام آں

وہ کہتی ہے وہ دانہ تھا میں اس کا جال ہوں

بس اناہل رشک اُستاداں شدہ

بہت سی انگلیاں استادوں کے لئے باعث رشک ہوتی ہیں

نرگس ۲ چشم خُماری ہچو جال

جان جیسی مست آنکھ کی نرگس

حیدرے کاندہ وصف شیراں رود

وہ بہادر جو شیروں کی صفوں میں جاتا ہے

طبع تیز دھ بین محترف

پیشہ ور کی دور بین تیز طبیعت کو

زلف و حد مشکبار عقل بر

مشکبہ زلف اور ہوش رہا گھونگر والے بال

خوش بہیں کنش زاول اُکشاو

اس کے بناؤ کو شروع میں پر لطف حسین دیکھ لے

حسرتش را ہم بہیں اندر محاق

گھٹاؤ میں اس کی حسرت کو بھی لکھ لے

بعد پیری شد خرف رسوائے خلق

بڑھاپے کے بعد بڑھا ہے عقل لوگوں میں ذلیل ہو گیا

بعد پیری بین تنے چوں پُنبہ زار

بڑھاپے کے بعد جسم کو دیکھ لے جو روٹی کا کھیت ہے

فصلہ آں را بہیں در آبریز

پاخانہ میں ان کا فضلہ دیکھ لے

آں فریب و حسن و مرغوبیت گو

وہ تیرا فریب اور حسن اور پسندیدگی کہاں ہے؟

بر سبک گو جلوہ و نغری و لوت

چنگیری پر تیرا جلوہ اور انوکھا پن اور خوشبو کہاں ہے؟

چوں شدی تو صید شد دانہ نہاں

جب تو شکار بن گیا دانہ چھپ گیا

در صناعت عاقبت لرزاں شدہ

دستکاری میں لیکن انجام کار وہ کانپی ہیں

آخر اغمش بین و آب ازوے چکاں

بالآخر چند ہی دیکھ لے اور ان میں سے پانی بہتا ہوا

آخر او مغلوب موشے می شود

آخر میں وہ چوہے سے عاجز ہو جاتا ہے

چوں خیر پیرش بہیں آخر خرف

بڑھے گدھے کی طرح بے عقل دیکھ لے

آخر او دُم زشت پیر خر

انجام میں بڑھے گدھے کی بھدی دم ہیں

وآخر آں رسوائیشن بین و فساد

اور اس کے آخر میں اس کی رسوائی اور فساد کو دیکھ لے

۱۔ چار اطاق۔ چو گوشہ خیمہ رلونی

یہاں آسمان مراد ہے محاق۔ چاند کا گھٹاؤ۔ کوہ کے وہی لڑکا جو اپنے حسن کی وجہ سے لوگوں کا آقا بنا ہے بڑھاپے میں بڑھا ہے عقل ہو کر رسوا ہوتا ہے پُنبہ زار۔ روٹی کا کھیت یعنی بڑھاپے میں تمام بدن پر سفید بال آ جاتے ہیں۔

۲۔ اے بدیدہ۔ وہی روغنی غذاؤں جو انتہائی مرغوب ہوتی ہیں جب فصلہ بن کر بیت الخلا پہنچتی ہیں تو ناقابل دید ہوتی ہیں۔ خبث۔ یعنی فضلہ۔ سبک۔ نوکری۔ نغری۔ گھونگر۔ گوید۔ وہ فضلہ زبان حال سے کہتا ہے وہ میری پہلی حالت جال کا دانہ تھی جب تو پھس گیا تو اب دانہ غائب ہو گیا ہے۔ بس اناہل۔ دستکار کی وہی انگلیاں جو کبھی فن کے استادوں کے لئے باعث رشک تھیں بڑھاپے میں کانپنے لگتی ہیں۔

۳۔ نرگس۔ جوانی کی مست نرگس آنکھیں بڑھاپے میں چند ہی ہو جاتی ہے جن سے ہر وقت پانی بہتا ہے۔ حیدر۔ بڑے سے بڑا بہادر بڑھاپے میں بالکل ناکارہ ہو جاتا ہے۔ خرف۔ پیشہ ور۔ خرف۔ بڑھا ہے عقل۔ جعد۔ گھونگر والے بال خوش غرض کہ دنیا کے بناؤ کے بعد بگاڑ ہے انسان کو اسے پیش نظر رکھنا چاہیے۔

پیش تو برگند سبکت خام را
تیرے سامنے کچھوں کی سوچھ نوج دی
ورنہ عقل من زداش می شکفت
ورنہ میری عقل اس کے جل سے آرام پائی؟
غل و زنجیرے شدست و سلسلہ
طوق اور زنجیر اور بیزی بن گیا
اول و آخر در آرش در نظر
اس کے اول اور آخر کو نظر میں لے آ
ہر کہ آخر میں تر او مطر و تر
جو چیز کو زیادہ دیکھنے والا ہے زیادہ مردود ہے
چونکہ اول دیدہ شد آخر نہیں
جبکہ آغاز دیکھ لیا ہے انجام بھی دیکھ لے
نیم بیند نیم نے چوں اترے
وہ آدھا دیکھتا ہے آدھا نہیں ناقص کی طرح
انجہاں دید آنجہاں بنیش ندید
اس جہان کو دیکھا ان کو اس جہان کا دیکھنے والا نہ سمجھا
نیست بہر قوت و کسب و ضیاع
طاقت اور کمائی اور جائیداد کی وجہ سے نہیں ہے
فصل بودے بہر قوت اے عمی
فضیلت ہوتی اے میرے چچا! طاقت کی وجہ سے
زال بود کہ مرد پایاں میں تراست
اس لئے ہے کہ مرد انجام میں زیادہ ہے
اوزاہل عاقبت چوں زن کم ست
وہ انجام پر نظر رکھنے والوں سے عورت کی طرح کم ہے
تا کدائیں را تو باشی مستعد
دیکھنا ہے کہ تو کئی کے لئے مستعد ہوتا ہے

زانکہ او بنمود پیدا دام را
کیونکہ اس نے جل کو ظاہر کر کے دکھا دیا
پس مگو دینا بتر ویرم فریفت
پس تو نہ کہہ کہ دنیا نے مکر سے مجھے لہجھا
طوق زریں و حمال بین ہلکہ
خبردار! سونے کے گردن بند لوہ پر تلوں کو دیکھ
ہچنین ۲ ہر جزو عالم می شمر
اسی طرح دنیا کے ہر جزو کو گن لے
ہر کہ آخر میں تر او مسعود تر
جو انجام کو زیادہ دیکھنے والا ہے وہ زیادہ نیک بخت ہے
رُوی ہریک چوں مہ فاخر نہیں
نخر بھرے چاند کی طرح ہر ایک کا چہرہ دیکھ لے
تانباشی ۲ ہچمو ہلیس اعورے
تاکہ تو شیطان کی طرح کانا نہ بنے
دید طین آدم و ویش ندید
اسنے آدم کو مٹی کو دیکھا ان کے دین کو نہ دیکھا
فصل سہمرداں برزناں اے پوشجاع
اے بڑے بہادر! مردوں کی عورتوں پر فضیلت
ورنہ شیر و پیل را بر آدمی
ورنہ شیر اور ہاتھی کو آدمی پر
فصل مرداں برزناں حالی پرست
اے موقع پرست! مردوں کی عورتوں پر فضیلت
مرد کاندہ عاقبت مبنی خم ست
جو مرد انجام پر نظر رکھنے میں ٹیڑھا ہے
از جہاں دو بانگ می آید بھد
دنیا سے دو مختلف آوازیں آتی ہیں

۱۔ دام۔ دنیا کا بگاڑ ظاہر کر دیتا ہے
کہ اس کا بناؤ انسان کے لئے جال
ہے۔ خام یعنی سنا تجربہ کار۔ پس مگو۔
انسان کا یہ غدر بیکار ہے کہ دنیا نے
فریب دیا۔ طوق۔ ہی چیزیں جو رونق
کے باعث ہیں ان کا انجام تباہی ہے۔
ہچنین۔ تمام اجزاء عالم کا یہی حال
جہاں کی ابتداء بتاؤں اور انجام بگاڑ
پر ہے۔ ہر کہ۔ دنیا کی چیزوں کے
انجام پر جو نظر رکھے گا وہ نیک بخت
ہے۔ آخر۔ چہ جس میں جانور کو
گھاس دانہ کھلایا جاتا ہے۔ مطرود۔
مردود۔ روی۔ ابتداء رونق ہوتی ہے۔
۲۔ تانباشی۔ یعنی ہر چیز کے آغاز و
انجام کو دیکھ لے شیطان کی طرح یہ نہ
کر کہ کچھ دیکھے کچھ نہ دیکھے شیطان
نے حضرت آدم کا ایک جزو دیکھا
دوسرے جزو پر نظر نہ کی جسم کو دیکھا
روح کو نہ دیکھا۔
۳۔ فصل مردوں۔ مردوں کو
عورتوں پر فضیلت مردوں کی
عاقبت۔ مبنی کی وجہ سے ہے۔ ورنہ۔
طاقت کی بنیاد پر فضیلت ہو تو پھر
انسان سے شیر اور ہاتھی افضل ہوتا
چاہیے۔ عمی۔ میرے چچا۔ حالی
پرست۔ یعنی موجودہ حال کو دیکھنے والا
توں پر نظر نہ کرے والا۔ خم۔ ٹیڑھا۔
جہاں۔ دنیا کے عروج اور زوال سے
عبرت حاصل کرنے کی نصیحت
شروع کی ہے۔ بھند۔ یعنی دونوں
متضاد آوازیں ہیں۔

آں یک بانگش نشور اتقیا
اس کی ایک آواز متقیوں کو جگانے والی ہے
بانگ خار و بانگ اشگوفہ شنو
کانٹے کی آواز اور غنچہ کی آواز سن
من شکوفہ خارم اے فخر کبار
اے بڑوں کے فخر! میں غنچہ کا کانٹا ہوں
بانگ ۲ اشگوش کہ اینک گل فروش
اس کے غنچہ کی آواز ہے کہ یہ گل فروش ہے
اس پذیرفتی بماندی زال دگر
تو نے اس کو قبول کر لیا دوسری سے رہ گیا
آں یکے بانگ اینکہ اینک حاضرم
ایک آواز یہ ہے کہ یہ میرا فی الحال ہے
حاضری ۳ ام ہست پہچوں مکروکیں
میری موجودہ حالت مکر اور کینہ جیسی ہے
چوں یکے زیں دو حوال اندر شدی
جب تو نے ان دونوں میں سے ایک کو پسند کر لیا
اے خنک آں گوز اول آں شنید
مہلک ہے وہ کہ جس نے پہلے وہ سن لی
خانہ خالی یافت جارا او گرفت
اس نے خالی گھر پیلا جگہ پر قبضہ کر لیا
گوزہ نو گوبہ خود بولے کشید
وہ کہا پیالہ میں نے پیشاب جذب کر لیا
در جہاں ہر چیز چیزے می کشد
دنیا میں ہر چیز ایک چیز کو کھینچتی ہے

واں دگر بانگش فریب اشقیا
اس کی دوسری آواز بد بختوں کے لئے فریب ہے
بعد از اں شو بانگ خارش را گرو
اس کے بعد اس کے کانٹے کی آواز کا گرویدہ ہو جا
گل بریز دمن بمانم شاخ خار
پھول چھڑ جاتا ہے میں کانٹوں کی شاخ رہ جاتی ہوں
بانگ خار او کہ سوی ماکوش
اس کے کانٹے کی آواز ہے کہ ہلکی جانب آنے کی کوشش کر
کہ محب از ضد محبوب ست گز
کیونکہ عاشق معشوق کے مخالف سے بہرہ ہے
بانگ دیگر بنگر اندر آخرم
دوسری آواز ہے میرے انجام کو دیکھ
نقش آخز آئینہ اول بہ میں
آغاز کے آئینہ میں انجام کا نقش دیکھ لے
آں دگر را ضد و نادر خورشیدی
دوسری کا مخالف اور ناقابل بن گیا
کش عقول و مسمع مر داں شنید
جس کو مردوں کی عقلیں اور کان سن چکے ہیں
غیر آتش کثر نماید یا شگفت
اس کے علاوہ اس کو نیز بھی نظر آئی گی یا عجیب
آں خبث را آب نتواند برید
اس نجاست کو پانی ختم نہیں کر سکتا
گفر کفر را و مرشد را رشد
کفر، کافر کو ہدایت، ہدایت یافتہ کو

۱۔ آں یکے دنیا کی ناپائیداری کی
آواز سے متقی خواب غفلت سے
بیدار ہوتے ہیں۔ واں دگر۔ دنیا کے
جلہ و اقبال کی آواز پر بد بخت فریفتہ
ہوتے ہیں۔ بانگ خار۔ دنیا کے
زوال اور عروج کی آواز سن اور پھر زوال
کی آواز پر عمل کر۔ من شکوفہ۔ زوال کی
آواز کہتی ہے کہ دنیا کی رونق ختم
ہونے والی ہے۔

۲۔ بانگ اشگوفہ۔ دنیا کی رونق اپنی
طرف بلاتی ہے دنیا کا زوال کہتا ہے
کہ میرے قریب نہ آں۔ اس۔ اگر
انسان دنیا کی ایک آواز قبول کر لیتا
ہے تو پھر دوسری آواز سے وہ بے تعلق
ہو جاتا ہے۔ حاضرم۔ یعنی دنیا کہتی
ہے میں اپنی رونق کے ساتھ موجود
ہوں۔ آخرم۔ دوسری آواز کہتی ہے کہ
دنیا کے انجام کو دیکھ لے۔

۳۔ حاضری۔ میری موجودہ
صورت مکر اور فریب ہے آغاز کے
آئینہ انجام دیکھ لے جواں میں شدن
کسی کام کو اختیار کر لینا۔ ناہ خور۔
نالائق، ناقابل اے خنک۔ وہ شخص
قابل مہلک ہے جو آغاز میں انجام کو
دیکھ لے۔ خانہ خالی۔ اگر انسان نے
صرف آغاز کی پکار سنی تو وہ اس کے
دل میں گھر کر لے گی پھر وہ انجام کی
آواز سننا پسند نہ کرے گا۔ گوزہ نو۔
انسان جب آغاز پر فریفتہ ہو جاتا ہے
تو انجام سے آنکھیں بند کر لیتا ہے
اس کی مثال یہ ہے کہ کوا برتن اگر
پیشاب کو جذب کر لے تو پھر پانی اس
کو پاک نہیں کر سکتا۔ در جہاں نظام
عالم جذب اور انجذاب بر قائم ہے ہر
چیز کسی دوسری کو اپنی طرف کھینچتی
ہے۔ کفر۔ کافر کو اپنی طرف کھینچتا
ہے۔ کفر۔ کافر کو اپنی طرف کھینچتی
ہے۔ معنوی کشش ہے۔



کہر یا ہم ہست و مقناطیس ہست
کہر یا بھی ہے اور مقناطیس بھی
تا تو آہن یا گہی آئی بشت
تا کہ تو لوہا ہو یا گھاس جاں میں آجائے
ور گہی بر کہر یا برمی تنی
اگر تو گھاس ہے تو کہر یا پر چکر کاٹا ہے
لا جرم شد پہلوی فجار جار
لا جرم شد پہلوی ہر خار خوار
لا جرم شد پہلوی ہر خار خوار
وہ لاملہ ہر کانٹے کے پہلوں میں ذلیل ہوا
ہست ہاماں پیش سبطی بس زجیم
ہاماں سبطی کے نزدیک سخت ملعون ہے
جان موسیٰ جاذب قبط شدہ
حضرت موسیٰ کی جان سبطی کو کھینچنے والی بنی
معدہ آدم جاذب گندم آب
آدم کا معدہ گیوں پانی کو کھینچنے والا ہے
بنگر او را کوش سازیدست امام
اس کو دیکھ لے جس کو اس نے پیشوا بنایا ہے
تالداں جنسیتش پیدا شود
حتیٰ کہ اس سے اس کی جنسیت ظاہر ہو جاتی ہے
شیر خراز نیم زیرینہ رسد
گدھے کا دودھ نچلے آدھے حصہ سے پہنچتا ہے
ز اس کہ ہر کرہ پے مادر رود
کیونکہ جانور کا ہر بچہ ماں کے پیچھے چلتا ہے
آدی را شیر از سینہ رسد
آدی کو سینہ سے دودھ ملتا ہے

۱۔ کہر یا ظاہری کشش بھی دیکھ لے کہر یا تنے کو کھینچتی ہے اور مقناطیس لوہے کو کھینچتا ہے۔ برہم میں جیسی صلاحیت ہوگی اس طرف تمہاری کشش ہوگی۔ آں یکے۔ اگر نیکوں کی طرف کشش نہیں ہے تو بڑوں کی طرف کشش ہوگی۔ خار۔ یعنی برائی۔

۲۔ ہست موسیٰ۔ قبطی یعنی فرعون کی قوم کے شخص کو حضرت موسیٰ کی طرف کشش نہیں ہے وہ اس کو برے معلوم ہوتے ہیں سبطی اسرائیلی حضرت یعقوب کی نسل کی کشش ہاماں یعنی فرعون کے وزیر کی طرف نہیں ہے وہ اس کو برا معلوم ہوتا ہے۔ معدہ خرگدھے کے معدہ میں گھاس کی کشش ہے۔ گر تو۔ اچھوں کی صحبت اختیار کرنے کے لئے ان کی کشش کو دیکھ لو کہ کس طرف ہے اگر ان کی کشش کا تمہیں پتہ نہ چلے تو ان کے شیخ کی کشش کو دیکھ کر اچھائی برائی کا فیصلہ کر لو۔

۳۔ ز اس۔ کندہم جنس باہم جنس پر داز کبوتر با کبوتر باز با باز آدمی۔ انسان چونکہ اشرف و المخلوقات ہے اس کی غذا بدن کے اشرف حصہ سے حاصل ہوتی ہے۔ گدھے کو افضل حصہ سے غذا ملتی ہے۔ عارف۔ چونکہ عارف باللہ اشرف المخلوقات میں فردِ اعلیٰ ہے اس کو غذائے اللہ کی جانب سے ملتی ہے حضور ﷺ اور صدیقین کو اللہ سے غذا حاصل ہوتی ہے۔

بیان آنکہ عارف را غذائست از نور حق کہ ایت عند ربی

اس کا بیان کہ خدا کو پہچاننے والے کی غذا اللہ کا نور ہے کیونکہ حدیث ہے میں اپنے یطعمنی و یسقینی و قولہ صلی اللہ علیہ وسلم ا

خدا کے پاس رات گزرتا ہوں وہ مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اور آنحضرت ﷺ کا قول ہے ابدان الصلیقین ای فی الجوع یصل طعام اللہ تعالیٰ عز وجل بھوک خدائی غذا ہے اس سے زندگی پاتے ہیں صدیقین کے بدن یعنی اللہ کا کھانا بھوک میں پہنچتا ہے

عدل اقسامست قسمت کرد نیست
تقسیم کرنے والے کا انصاف ہے اور اس کی تقسیم ہے
جبر بودے کے پشیمانی بُدے
جبر ہوتا تو شرمندگی کب ہوتی؟
روز آخر شد سبق فردا بود
شام ہو گئی، سبق کل ہو گا
حاصل آنکہ در دخول و درایاب
خلاصہ یہ ہے کہ جانے اور آنے میں

اس عجب کہ جبر نے و ظلم نیست
یہ عجیب بات ہے کہ نہ کوئی جبر ہے نہ کوئی ظلم ہے
ظلم بودے کے نگہبانی بُدے
ظلم ہوتا تو حفاظت کہاں ہوتی؟
رازِ مارا روز کے گنجِا بود
ہمارے راز کی دن میں منجاش کہاں ہے؟
درنگر وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بالصَّوَابِ
غور کر لے اور اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

خطاب ۲ یا مغروران دنیا و گرفتاران نفس

دنیا سے جو کہ کھانے والوں اور نفس کے قیدیوں سے خطاب

اے بکروہ اعتماد و ثقہ
اے مضبوط بھروسہ کئے ہوئے
قُبَّہ بر سائختی از حباب
تو نے بلبلے کا قبر بنایا ہے
زرق چوں برق ست اندر نورآں
مگر برق کی طرح ہے اس کی روشنی میں
ایں جہان و اہل او بجاصل اند
یہ دنیا اور دنیا دار بے نتیجہ ہیں
زاوہ ۳ دنیا چو دنیا بے وفاست
دنیا کی پیدل اور دنیا کی طرح ہے وفا ہے
اہل آں عالم چو آں عالم زہر
اس جہان والے اس جہان کی طرح نیکی کی وجہ سے
خود دو پیغمبر بہم کے صد شدند
دو پیغمبر آپس میں کب مخالف ہوتے ہیں؟
کے شود پڑ مُردہ میوہ آنجہاں
اس عالم کا پھل کب خراب ہوتا ہے؟

بر دم و بر چاپلوسِ فاسقہ
ایک فاسق کے فریب اور چاپلوسی پر
آخر آں خیمہ است بس و ہای طناب
یقیناً وہ خیمہ کمزور رسیوں والا ہے
راہ نتواند دیدن رہر وال
راستہ چلنے والے راستہ نہیں دیکھ سکتے ہیں
ہر دو اندر بے وفائی یک دل اند
بے وفائی میں دونوں ہم رائے ہیں
گرچہ رو آرد بتوآں رُو قفاست
اگرچہ وہ تیری طرف رخ کرے وہ چہرہ گدی ہے
تا ابد در عہد و پیمان مستمر
ہمیشہ کے لئے عہد اور پیمان پر قائم ہیں
معجزات از ہمدگر کے بستند
آپس میں ایک دوسرے کے معجزے کب چھینتے ہیں؟
شاہی عقبی نگرود اندھاں
آخرت کی خوشی غم نہیں بنتی ہے

۱۔ عدل۔ شعر قسمت کیا ہر چیز کو
قسام ازل نے جو شخص کہ جس چیز
کے قابل نظر آیا اس عجب اس تقسیم
میں کسی پر جبر بھی نہ ہوا اور کسی پر ظلم نہ
ہوا۔ پشیمانی۔ اپنی صلاحیت کے
اعتبار سے جب انسان برا کام کرتا
ہے تو اس کو شرمندگی ہوتی ہے۔ اگر
جبر ہو تو پھر کام پر شرمندگی نہ ہونی
چاہیے۔ نگہبانی۔ ظلم، مظلوم کا
نگہبان نہیں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہر
بندے کا نگہبان ہے رزق دیتا ہے
صحبت دیتا ہے۔ روز۔ اب اس
مضمون کو ختم کر دینا چاہیے بہت
وقت گزر گیا اور مضمون ناقص رہا۔
حاصل۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب اور بار
خود بندگی میں آتا جانا ہو اپنی حالت کو
مد نظر رکھو۔

۲۔ خطاب۔ جن لوگوں کو من
جانب اللہ غذا حاصل ہوتی ہے ان
کے بالمقابل گروہ کا تذکرہ شروع کیا
ہے۔ اعتماد و الثقہ۔ مضبوط
بھروسہ۔ فاسقہ۔ یعنی بے لوثی شخص۔
جباب۔ پانی کا بلبل۔ طناب۔ خیمہ کا
رستہ۔ زرق۔ مکاری۔ یعنی مکاری کی
مکاری بجلی کی کوند ہے جس کے ذریعہ
راستہ طے نہیں کیا جاسکتا۔ بے
حاصل۔ بے نتیجہ۔ بیکار۔
۳۔ زاوہ۔ دنیا۔ یعنی دنیا دار۔
زوس۔ کا رخ بھی گدی کی طرح
ہے۔ زہر۔ نیکی۔ مستمر۔ دائم۔ دو
پیغمبر۔ اہل اللہ میں کسی باہمی مخالفت
نہیں ہوتی۔ خود ایک دوسرے کا مال
یعنی معجزے نہیں چھینتے ہیں۔ کے
شود۔ عالم آخرت کی نعمتیں ناقابل
زوال ہیں اور اس کی خوشی کبھی غم سے
تبدیل نہیں ہوتی ہے۔

اُو دنی و قبلہ گاہ اُو دنی ست
وہ کمینہ ہے اور اس کا قبلہ گاہ بھی کمینہ ہے
مُردہ را در خور بُود گور و کفن
گور و کفن مردے کے لئے مناسب ہوتا ہے
قبلہ اش دنیا ست اور اُمردہ داں
اس کا قبلہ دنیا ہے اس کو مردہ سمجھ
شد ز خاک مُردہ زندہ پدید
مردہ خاک سے زندہ پیدا ہو گیا
تو بد اں گلگو نہ طال بقاش
اس کی عمر روز ہو کے فزے سے
تاب خورشیدے کہ آں اخیل نشد
اس سورج کی جمع چاہ جو کبھی غروب نہیں ہوتا ہے
قوم فرعون اندرا بخل چوں آب نیل
فرعون کی قوم میں موت دیائے نیل کی طرح ہے
گرچہ خلقال را گشد گردن کشاں
اگرچہ لوگوں کو زبردستی کھینچتے ہیں
مرگ چو بے داں کہ آں شد اژدہا
موت کو وہ عصا سمجھ جو اژدہا بنا
یک جہاں پر شب بد آں را صبح خورد
ایک دنیا رات سے بھری تھی جس کو صبح نے نگل لیا
بل ہماں سامان ست کو بودہ است پیش
بلکہ اسی طرح سے ہے جیسا کہ پہلے تھا
ذات را افزونی و آفات نے
ذات کے لئے بڑھانہ اور گھٹانہ نہیں ہے

نفس بے عہد ست دل دُکشتنی ست
نفس بے وفا ہے اس لئے گردن زدنی ہے
نفسہا را الاق ست ایں انجمن
نفسوں کے لئے یہ انجمن مناسب ہے
نفس اگرچہ زیرک ست و خردہ داں
نفس اگرچہ ذہین اور نکتہ داں ہے
آب و جی حق بدیں مُردہ رسید
اللہ کے الہام کا پانی اس مردے کو پہنچا
تانیلید ۲ جی زو غرہ مباح
جب تک اللہ تعالیٰ کا الہام نہ آئے اس سے ڈھونڈ نہ کھا
بانگ وصیتے جو کہ آں خد مل نشد
وہ آواز اور شہرہ چاہ جو کبھی گمناں نہ ہو
آں ہنر ہائے دقیق و قال و قیل
نازک ہنر اور قیل و قال
رونق و طاق و طرب و سحر شاں
ان کی رونق اور شان و شوکت اور جادو
سحر ہائے ساحراں داں جملہ را
سب کو جادو گروں کے جادو سمجھ
جادو ۳ یہاں ہمہ یک لقمہ کرد
اس نے ان سب جادوؤں کو ایک لقمہ بنا لیا
نور ازاں خوردن نشد افزون و بیش
اس کھانے سے نور افزوں اور زیادہ نہ ہوا
در اثر افزوں شدہ در ذات نے
اثر میں اضافہ ہوا ذات میں نہیں

۱۔ نفس۔ دنیا دار نفس کے تابع
ہیں اور وہ بے وفا ہے لہذا دنیا دار بھی
بے وفا ہیں۔ قبلہ گاہ۔ نفس کا قبلہ گاہ
نشق و فجور ہے۔ دنی۔ کمینہ۔ گور
کفن۔ دنیا کا وہ حلقہ جس میں ذکر و
فکر نہ ہو قبر ہے۔ نفس۔ دنیا دار خود کوتنا
ہی ذہین ہو جب وہ آخرت سے
غافل ہے مردہ ہے۔ آب و جی۔
دنیا دار کو جب کبھی ہدایت میسر آتی
ہے تو یہ سمجھو کہ مردہ زندہ ہو گیا ہے۔
۲۔ تانیلید۔ نفس انسان کو جو کہ میں
بتا کر رہا ہوں یقین دلاتا رہتا ہے کہ
عمر روز ہے آئندہ نیکی کرنے کا موقع
ہے فی الحال دنیا کے مزے اڑا لو۔
گلگو نہ۔ غارہ۔ بانگ۔ وہ آواز تلاش
کر جو کبھی گمناں نہ ہو اور وہ نور حاصل کر
جس کے لئے غروب ہو جاتا نہیں
ہے اور وہ اہل حق کے پاس ہے۔ آں
ہنر ہائے۔ دنیا کے تمام ہنر اور بحث و
مباحثہ بمنزلہ فرعون کی قوم کے ہیں اور
ان کے لئے موت بمنزلہ یائے نیل
کے ہے۔ رونق۔ اس دنیا کی رونق اور
شان و شوکت اگرچہ انسان کو اپنی
طرف کھینچتی ہے لیکن موت ان کے
لئے حضرت موسیٰ کی لاشی سمجھو جس
نے جادو گروں کی جادو گری کو نگل لیا
تھا۔

۳۔ جادو یہاں اسی طرح موت ان
تمام ہنر مندوں کو نگل جائے گی۔
یک جہاں۔ حضرت موسیٰ کے اس
مغیرے سے دنیا کی تاریکی چھٹ گئی
تھی اور نور خداوندی اس تاریکی کو نگل
گیا تھا۔ نور۔ خدا کے اس نور مطلق
میں اس تاریکی کو نگل جانے سے کوئی
اضافہ نہ ہوا وہ پہلے ہی کامل و مکمل تھا
تما سو دنیا کا ایمان لاتا خدا کی خدائی میں
اضافہ نہیں کر سکتا۔



حق زایجادِ جہاں افزوں نشد
دنیا کے پیدا کرنے سے اللہ تعالیٰ میں اضافہ نہیں ہوا
لیکے افزوں شد اثر زایجادِ خلق
دنیا کو پیدا کرنے سے نشان میں اضافہ ہوا
شد فرونی اثر اظہار او
نشان کی زیادتی اس ذات کا اظہار ہوئی
ہست افزونی ہر ذاتے دلیل
ہر ذات میں زیادتی دلیل ہے
نگتہ شد باریک اینجاے رفیق
اے دوست اس مقام پر نکتہ باریک ہو گیا

انچہ اول آں بُود اکنوں نشد
جو کچھ پہلے نہ تھا اب بھی نہ ہوا
درمیانِ ایں دو افزونیست فرق
ان دونوں اضافوں میں فرق ہے
تا پدید آید صفات و کار او
تاکہ اس کی صفت اور صنعت کا ظہور ہو
گو بُود حادث بعاجل علیل
کہ وہ حادث ہے اور علتوں کی وجہ سے ناقص ہے
لیک بشنو تو مقالاتِ دقیق
لیکن تو باریک باتیں سنتا رہ

۱۔ ایک۔ کائنات کو اللہ تعالیٰ نے
اس لئے پیدا فرمایا ہے تاکہ اس کے
پہچانے میں نشانوں میں اضافہ ہو
جائے۔ کُنْتُ کُنْزاً مُخِیْناً
فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَعْرِفَ فَخَلَقْتُ
الْخَلْقَ میں ایک چھپا خزانہ تھا میں
نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تب میں
نے مخلوق پیدا کی۔ شایں دو۔ ذات
اور نشانوں کے اضافہ میں فرق ہے۔
ہست۔ کسی ذات میں اضافہ اس کی
دلیل ہے کہ پہلے وہ ناقص تھی ذات
قدیم حدوث اور نقصان سے بالا
ہے۔ نکتہ۔ اگرچہ یہ مضمون دقیق
ہے لیکن تو سنتا رہ اللہ سمجھنے کی توفیق
دے گا۔

۲۔ تفسیر۔ اس سے یہ بھلایا ہے
کہ معارف اور حقائق کے نکتے اللہ کی
توفیق سے ہی سمجھ میں آتے ہیں۔
گفت موسیٰ۔ حضرت موسیٰ کے
ذرنے کی وجہ جلاو کروں یا سانپوں کا
خوف نہ تھا بلکہ یہ تھا کہ لوگ معجزے
اور جادو میں فرق نہ کر سکیں گے۔ گفت
حق۔ اللہ تعالیٰ نے یہ مشکل حل فرما
دی اسی طرح اللہ تعالیٰ مدد سمجھنے کی
مشکلات کو حل فرما دیتا ہے۔
معجزات۔ عصا اور پید بیضا کے
معجزے اور جادو میں فرق سمجھا دوں
گا۔

۳۔ دیدہ بخشم۔ مومنین کے ایمان
میں اضافہ کر دوں گا اشیاء ایمان سے
محروم رہے گے۔ گرچہ ان ساحروں
کا جوش و خروش سب کا نور ہو جائے گا
اور غلبہ تمہارا ہو گا۔ بُود۔ مولانا فرماتے
ہیں اس دور میں جادو گری بہت زیادہ
باعث فخر تھی۔ لیکن عصا کے معجزے
کے بعد وہ حقیر اور ذلیل ہو گئی۔

تفسیر ۲۔ آیہ فَاَوْجِسْ فِيْ نَفْسِهِ خِيفَةً مُّوسٰی قُلْنَا لَا تَخَفْ
پس موسیٰ اپنے دل میں ڈرے ہم نے کہا تو نہ ڈر
اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰی
یقیناً تو اعلیٰ ہے آیت کی تفسیر

چہ کنم کایں خلق را تمیز نیست
میں کیا کروں ان میں تمیز نہیں ہے؟
عقل بے تمیز را ہنا کنم
بے تمیز عقل کو بصدت دے دوں گا
عقل را در دیدنش فاخر کنم
عقل کو ان کے دیکھنے میں قابلِ فخر بنا دوں گا
کور سازم جاہل نا چیز را
ناچیز جاہل کو اندھا بنا دوں گا
موسیا تو غالب آئی لا تخف
اے موسیٰ! تم غالب آؤ گے خوف نہ کرو
چوں عصا شد مار آہنگشت عار
جب لاشی سانپ بنی وہ ذلت بن گیا

گفت موسیٰ سحر ہم حیراں کئے ست
حضرت موسیٰ نے کہا جادو بھی حیران کن ہے
گفت حق تمیز را پیدا کنم
اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمیز پیدا کر دوں گا
چونکہ معجزات را ظاہر کنم
جب تمہارے معجزوں کو ظاہر کر دوں گا
دیدہ ۳۔ بخشم عقل بے تمیز را
بے تمیز عقل کو دینا کی بخش دوں گا
گرچہ چوں دریا برآوردند کف
اگرچہ وہ دیا کی طرح جھاگ نکال رہے ہیں
بُود اندر عہدِ خود سحر افتخار
جادو اپنے زمانہ میں باعث فخر تھا

ہر اے کے را دہی حسن و نمک

ہر شخص کو حسن اور ملاحت کا دعویٰ ہے

سحر رفت و معجز موسیٰ گذشت

جادو چلا گیا اور حضرت موسیٰ کا ججزہ بھی گذر گیا

بانگ طشت سحر جو لعنت نماںد

جادو کے طشت کی آواز لعنت کے سوا نہ رہی

چوں محک پہاں شد است از مر دوزن

جب مردوں زن سے کسوٹی چھپ گئی ہے

وقت است محک چہ غائب است

تیرے لئے شنی بگھدنے کا وقت جبکہ کسوٹی غائب ہے

ہر دم عزت و نازے در فرود

ہر وقت تیری عزت اور ناز میں اضافہ ہوا

قلب می گوید ز نخوت ہر دم

کھٹا تکبر سے ہر وقت مجھ سے کہتا ہے

زر ہی گوید بے اے خولجہ تاش

سونا کہتا ہے ہاں ' اے دوست!

مرگ تن بد یہ است بر اصحاب راز

جسم کی موت راز دانوں کا تحفہ ہے

قلب اگر در خویش آخر میں بدے

کھٹا ' اگر اپنا انجام میں ہوتا

چوں شدے اول سیہ اندر لقا

اگر شروع میں سیاہ رو ہو جانا ملاقات کے وقت

کیمیائے فصل را طالب بدے

بزرگی کی کیمیا کا طالب ہوتا

سنگ مرگ آمد نمکھا را محک

موت کا پتھر ملاحتوں کی کسوٹی ہے

ہر دو را از بام بود افتاد طشت

دونوں وجود میں مشہور ہو گئے

بانگ طشت دیں بجز رفعت نماںد

دین کے طشت کی آواز بلندی کے سوا نہ رہی

در صفا آ قلب انکوں لافذن

اے کھوٹے! میدان میں آ جا اب شنی بگھد

می بر ندت از غریزی دست و ست

تجھے لوگ عزت سے ہاتھوں ہاتھ لے جاتے ہیں

چوں محک آمد چرا گشتی کبود

جب کسوٹی آ گئی تو کالا کیوں بن کر گیا؟

اے زر خالص من از تو کے مم

اے خالص سونے میں تجھ سے گھٹیا کب ہوں؟

لیک می آید محک آمادہ باش

لیکن کسوٹی آ رہی ہے تیار ہو جا

زر خالص راچہ نقصان سل گاز

خالص سونے کا گانتی سے کیا نقصان

آں سیہ کا خرسد او اول شدے

جو سیاہ روئی آخر میں ہوئی شروع میں ہو جاتی

دور بودے از نفاق و از شقا

نفاق اور بدبختی سے دور ہو جاتا

عقل او بر زرق او غلب بدے

اس کی عقل اس کے مکر پر غالب ہوتی

۱۔ ہر کے۔ ہر زمانہ میں ایک ہنر باعث فخر رہا ہے لیکن معجزے کے سامنے وہ ماند پڑ گیا ہے۔ حضرت مسیح کے دور میں طب جوان کے دم کرنے کے معجزے سے ماند پڑی حضور کے دور میں فصاحت و بلاغت جو قرآن سے ماند پڑ گئی۔ بود۔ وجود۔ طشت۔ طشت از بام افتادن مشہور ہو جانا۔ بانگ۔ جادوگری کی شہرت بصورت لعنت اور معجزے کی شہرت بصورت رفعت و بلندی باقی ہے۔ محک۔ کسوٹی۔ قلب کھٹا۔

۲۔ ہر دم۔ کھوٹے کی رونق اسی وقت تک رہتی ہے جب تک کسوٹی نہ ہو کسوٹی کے بعد وہ بے رونق ہو جاتا ہے۔ یہی حال معجزوں کے مقابلہ میں ان ہنر مندوں کا ہول قلب۔ جب کسوٹی نہ ہو تو کھوٹا کھرے کی برابری کا دعویٰ کرتا ہے۔ خولجہ تاش۔ ایک آقا کے دو غلام باہی خولجہ تاش کہلاتے ہیں۔

۳۔ مرگ تن۔ انبیاء اور اولیاء کے موت ان کے لئے اللہ کے قرب کا سبب ہے۔ گاز۔ گانتی۔ سدا کی سونا کترنے کی قینچی۔ قلب۔ بدکار جو آخرت میں ندامت اٹھائے گا اگر وہ عاقبت میں ہوتا تو زندگی میں گناہوں پر ندامت کا اظہار کر دیتا۔ چوں خدے۔ اگر گناہ گار اپنے گناہوں پر زندگی میں تادم ہو جاتا تو آخرت میں نفاق اور بدبختی سے نجات پا جاتا۔ فصل۔ یعنی توبہ کر کے اللہ کی رحمت کا امیدوار بن جاتا۔



چوں اشکستہ دل شد از حال خویش

جب وہ اپنی حالت پر رنجیدہ ہوتا

عاقبت را دید او اشکستہ شد

اس نے انجام کو دیکھا اور شکستہ دل ہوا

فضل مسہا را سوی اکسیر راند

اللہ کے فضل نے تانبے کو کیمیا کی جانب روانہ کر دیا

اے زر اندودہ مکن دعویٰ بہیں

اے ملع شدہ! دعویٰ نہ کر ' دیکھ

نور محشر چشم شاں بینا گند

قیامت کا نور ان کی آنکھوں کو بینا کر دے گا

بگر آنہارا کہ آخر دیدہ اند

ان کو دیکھ لے جنہوں نے آخرت کو مد نظر رکھا ہے

منگر آنہارا کہ حالی دیدہ اند

ان کو دیکھ کہ جنہوں نے موجود کو دیکھا ہے

پیش ۳ حالی ہیں کہ ز جہل ست و شک

موجود کو دیکھنے والے کے لئے جو نااہلی اور شک میں ہے

صبح کاذب صد ہزاراں کارواں

صبح کاذب نے لاکھوں قافلوں کو

صبح صادق را طالب گن اے عزیز

اے پیارے! صبح صادق کو طلب کر

نیست نقدے کش غلط انداز نیست

کوئی کم نہ نہیں ہے جس کے لئے غلطی میں جھانکنا ولا سکتہ

باز رو سوی غلام و کتبش

غلام اور اس کے رقعہ لکھنے کی طرف واپس چل

جلد اشکستگاں دیدے بہ پیش

دل ٹوٹے ہوؤں کو جوڑنے والا سامنے دیکھ لیتا

از شکستہ بند دردم بستہ شد

ٹوٹنے کو جوڑنے والے کی طرف فوراً جڑ گیا

آں زر اندود از کرم محروم ماند

وہ ملع شدہ کرم سے محروم ہو گیا

کہ نماند مشتری اُمی چنین

کہ تیرا خریدار ہمیشہ ایسا اندھا نہ رہے گا

چشم بندی ترا رسوا گند

تیری نظر بندی کو رسوا کر دے گا

حسرت جانہا در شک دیدہ اند

وجہوں کے لئے حسرت لکھنے کے لئے باعث شک ہیں

سر فاسد ز اصل سر بیریدہ اند

فاسد از ' اصل راز سے کتر لیا ہے

صبح صادق صبح کاذب ہر دو یک

صبح صادق اور صبح کاذب دونوں ایک ہیں

داد برباد ہلاکت اے جواں

اے جوان! ہلاکت سے برباد کیا ہے

تاز صدق او شوی صاحب تمیز

تاکہ تو اس کی سچائی کے ذریعہ تمیز دار بن جائے

ولے آں جاں کش محک و گار نیست

اس جان پر مصیبت ہے جس کے پاس کوئی گار نہیں ہے

کوسوی شہ می نویسد نامہ خوش

کہ وہ عجیب رقعہ شہ کو لکھتا ہے

زجر کردن مدعی را از دعویٰ و امر کردن او را بمتلاعت انبیاء و اولیاء

جھوٹے مدعی کو دعوے سے باز رکھنا اور انبیاء اور اولیاء کی پیروی کا حکم دینا

۱۔ چوں شکست۔ جب انسان اپنے گناہوں پر تادم ہوتا ہے تو رحمت خداوندی اس کی دل شکستگی کو رفع کر دیتی ہے۔ عاقبت۔ جس نے آخرت کو پیش نظر کر لیا رحمت خداوندی اس کی دشگیری کرتی ہے۔ مسہا۔ وہ لوگ جو گنہگار ہیں۔ اکسیر۔ یعنی مغفرت۔ زر اندود۔ منافق، بھلوٹی شیخ

۲۔ اے زر اندود۔ بھلوٹی شیخ کو خطاب ہے کہ تیرے مرید ہمیشہ ایسے ہی اندھے نہ رہے گے کہ تیری حقیقت کو نہ سمجھ سکیں۔ چشم بندی۔ نظر بندی۔ بگر۔ تو ان لوگوں کے رتبہ جنہوں نے آخرت کا دھیان رکھا عوام کی جان اور آنکھ کے لئے باعث رشک ہیں۔ منگر۔ ان بھلوٹی پیروں کی طرف نہ دیکھ انہوں نے اصلی معارف میں سے کچھ چیزیں کتر لی ہیں جن سے لوگوں کو فریب دیتے ہیں۔

۳۔ پیش حالی ہیں۔ دنیا دار کو جھوٹے شیخ اور سچے شیخ میں فرق نظر نہیں آتا ہے۔ صبح کاذب۔ قافلہ اگر صبح کاذب کو صبح صادق سمجھ کر چل پڑتا ہے حلاوت جاتا ہے اسی طرح جھوٹے شیخ کی پیروی سے انسان تباہ ہوتا ہے۔ صبح صادق۔ سچے شیخ کے اتباع سے صبح نظر حاصل ہوتی ہے۔ نیست۔ دنیا میں ہر کھری چیز کی صورت میں ایک کھوٹی چیز ہوتی ہے جس میں امتیاز کی صلاحیت نہ ہو اس کی تباہی ہے۔ زجر کردن۔ جھوٹے شیوخ کے لئے تنبیہ کہ وہ انبیاء اور اولیاء کی پیروی کریں۔

۱۔ یوسلیم۔ یعنی مسیلہ کذاب جس نے پیام میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور کچھ لوگ اس کے پیرو بن گئے جو حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں حضرت وحشیؓ کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اول۔ یعنی ابتدائی زمانہ میں چند آدمیوں کا گرویدہ ہو جانا۔ آخر بدلت کے ساتھ مبرا گیا۔ اس قلاوڑی نبوت اور رہنمائی کا دعویٰ چھوڑ کر کسی بھٹکے کی پیروی کر اور اس جمع کو پیشرو بنالے حرص جمع۔ یعنی دنیا کا مال جمع کرنے کا لالچ۔

۲۔ جمع۔ وہ سچا آدمی راہنمائی کرے گا اور تجھے بتائے گا کہ اس طرف تباہی ہے اور اس طرف نجات ہے۔ گرنخواہی۔ بھلوں کی صحبت لا محالہ مفید ہے اور بھٹکے برے میں امتیاز پیدا کر دیتی ہے۔ گرچہ ان جھوٹے شیوخ نے سچے شیوخ کی باتیں مٹ لی ہیں لیکن حقیقت سے محروم ہیں اگر کوئی بدہد کی بولی سیکھ بھی لے تو اس کے پاس وہ ناز سلیمانی کہیں سے غورہ پیغام کہیں ہے جو بدہد نے بلیقے کو سبائیں جا کر دیا تھا۔ قطا۔ ایک خوش آواز پرندہ جو قطا قطا بولا کرتا ہے اور آواز بدلتا نہیں۔ یہ جانور کنگر کھاتا ہے اس لئے اس کو سنگ خواہ کہتے ہیں۔

۳۔ بانگ۔ حقیقی پروں سے اڑنے والے اور فرضی پر لگانے والے میں امتیاز کرنا چاہیے شاہی تاج اور بدہد کے تاج میں فرق ضروری ہے۔ بے حیالیاں۔ ان جھوٹے شیوخ نے بزرگوں کی کچھ باتیں سیکھ لی ہیں جن کے ذریعہ عوام کو پھنساتے ہیں۔ ہر ہلاکت پہلی امتوں پر ہلاکت اسی وجہ سے آئی کہ انہوں نے سچ رہنا اور غلط رہنا میں امتیاز نہ کیا۔ بود۔ اللہ نے ان کو امتیاز کرنے کی قوت دی تھی لیکن

یوسلیم! گفت من خود احمد مسیلہ کذاب بولا میں خود پیغمبر ہوں یوسلیم را بگو کم گن بطر

مسیلہ کذاب اسے کہہ دے کہ اگر نہیں اس قلاوڑی ممکن از حرص جمع دولت جمع کرنے کے لالچ سے رہنمائی اختیار نہ کر

شمع ۲ مقصد را نماید ہمنو ماہ شمع مقصد کو چاند کی طرح روشن کر دیتی ہے گرنخواہی یا نخواہی با چراغ

خوہ تو چاہے یا نہ چاہے چراغ کے ہوتے ہوئے گرچہ اس زاعاں دغل افر وختند

اگرچہ ان کوؤں نے مکر کا چراغ روشن کیا ہے بانگ بدہد گریا موزد قطا

کوئی اگر بدہد کی بولی سیکھ لے بانگ ۳ پر رستہ زیر بستہ بداں

کلمے پڑھ کر کوند ہے پڑھ کر آدے بچاں لے حرف در ویشاں ونگتہ عارفاں

فقیروں کے لفظ اور عارفوں کے نکتے ہر ہلاک اُمت پیشیں کہ بود

پہلی امتوں کی جو تباہی ہوئی بود شاں تمیز کاں مظہر گند

ان میں قوت تمیز تھی جو ظاہر کر دیتی ہے کوری کوراں ز رحمت دور نیست

انہوں کو اندھا پن رحمت خداوندی سے دور نہیں ہے

دین احمد را بفن برہسم زدم میں نے احمد کے دین کو تدبیر کے ذریعہ تباہ کر دیا غرہ اول مشو آخر نگر

ابتدا سے دھوکہ نہ کھا انجام کو دیکھ پس روی گن تاروی در پیش شمع

اجتماع کر تاکہ تو شمع کے آگے چلے کاس طرف دانہ است یا خود و امرا گاہ

کہ اس جانب نہ ہے یا جال کی جگہ دیدہ گرد و نقش باز و نقش زاغ

باز کی صورت اور کوئے کی صورت نظر آ جاتی ہے بانگ بازان سفید آموختند

سفید بازوں کی بولی سیکھ لی ہے راز بدہد گو و پیغام سبا

بدہد کا راز اور سبا کا پیغام کہیں ہے تاج شاہاں راز تاج بدہداں

شاہوں کے تاج کو بدہد کے تاج سے ممتاز کر لے بستہ انداں بے حیالیاں برزباں

ان بے حیالوں نے زبان پر باندھ لئے ہیں زانکہ جندل را گماں بر وند عود

اس لئے ہوئی کہ جندل پتھر کو انہوں نے اگر سمجھا ٹیک حرص و آز کور و کر گند

لیکن حرص اور لالچ اندھا اور بہرا بنا دیتا ہے کوری حرص ست کاں معذور نیست

لالچ کا اندھا پن ہے جو باعث عذر نہیں ہے

ان کی حرص اور طمع نے ان کو اندھا اور بہرا بنا دیا تھا۔ کوری۔ اگر حقیقی اندھا ہو تو اللہ کی رحمت اس کی دیکھ بھری کرتی ہے اور اگر لالچ کا اندھا ہو تو اس کی معذوری ناقابل معافی ہے۔

چار میخ ۱ شہ زرحمت دور نے
بادشاہ کی سزا شفقت سے دور نہیں ہے
ماہیا آخر نگو بنگر بہ شست
اے مچھلی! کانے کو اچھی طرح دیکھ لے
بادو دیدہ اول و آخر ہیں
دونوں آنکھوں سے اول اور آخر کو دیکھ لے
اعور آں باشد کہ حالی دید و بس
کانہ وہ ہے جو صرف موجود کو دیکھے
چوں ۲ دو چشم گاو در جرم تلف
بیل کی دونوں آنکھیں پھوڑ دینے کی سزا میں
نصف قیمت ارزد آں دو چشم او
اس کی وہ دونوں آنکھیں اچھی قیمت کے لائق ہیں
در کنی ۳ یک چشم آدم زادہ
اگر تو انسان کی ایک آنکھ نکال دے
زانکہ چشم آدمی تنہا بخود
کیونکہ انسان کی ایک آنکھ اکیلی خود
چشم خرچوں اولش بے آخر ست
گدھ کی آنکھ کا آغاز چونکہ بغیر انجام کے دیکھنے کے ہے
ایں سخن پایاں ندارد آں خفیف
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے وہ بے عقل

چار میخ ۱ حاسدی مغفور نے
حسد کی سزا معافی کے قابل نہیں ہے
بد گلوئی چشم آخر بینت بست
حلق کی برائی نے تیری انجام کو یکضلع آنکھ بند کر دی ہے
ہیں مہاش اعور چو ابلیس لعین
خبردار! ملعون شیطان کی طرح کانہ نہ بن
چوں بہائم بیخبر از پیش و پس
جانوروں کی طرح آگے اور پیچھے سے بے خبر ہو
ہمچو یک چشم ست کش نبو د شرف
انسان کی ایک آنکھ کی طرح ہیں کیونکہ میں شرف نہیں ہے
کہ دو چشمش راست مسند چشم تو
کیونکہ اس کی دونوں آنکھوں کا سہارا تیری آنکھ ہے
نصف قیمت لازم ست از جادہ
مذہب کی رو سے اچھی قیمت لازم ہے
بے دو چشم یار کارے می گند
یار کی دو آنکھوں کے بغیر کام کرتی ہے
گر دو چشمش ہست حکمش اعور ست
اگر چاہاں کی دونوں آنکھیں ہیں لیکن کانے کے حکم میں ہے
می نویسد رقعہ در طمع رعیف
روٹی کے لالچ میں رقعہ لکھ رہا ہے

بقیہ قصہ آں نوشتن غلام را بطلب اجرے
روزی کی طلب میں غلام کے رقعہ لکھنے کے قصہ کا بقیہ

رفت پیش از نامہ پیش مطنجی
کہ اے نخی بادشاہ کے مطنج سے بخل کرنے والے؟



۱ چار میخ۔ جس کو سزا دی جاتی تھی
اس کے چاروں ہاتھ پاؤں کیلوں سے
جکڑ دیئے جاتے تھے حاسدی۔
انسان خود اپنے حسد کی وجہ سے سزاوار
تکلیف میں مبتلا ہو تو اس کی معافی
نہیں ہوتی ہے بد گلوئی۔ یعنی حلق کی
بری عادتیں بادو دیدہ۔ اللہ نے وہ
آنکھیں اس لئے دی ہیں کہ انسان
آغاز اور انجام دونوں کو دیکھے جو صرف
دنیا پر نظر رکھو گویا ایک آنکھ والا ہے۔
چوں بہائم۔ جانور اپنے انجام سے بے
خبر رہتا ہے گویا ایک آنکھ والا ہے۔
۲ چوں دو چشم۔ ان اشعار میں یہ
بتانا مقصود ہے کہ انسان کی آنکھ کو
حیوانات کی آنکھ پر فضیلت ہے اور اس
کی وجہ انسان کی انجام میں ہے۔
آنکھوں کی ہلاک کرنے کی صورت
میں حیوان کی دونوں آنکھوں کا تباہ ہونا
ہے جو انسان کی ایک آنکھ کا تباہ ہونا ہے
نصف قیمت۔ اگر جانور کی دونوں
آنکھیں پھوڑ دیں تو اس جانور کی
نصف قیمت کا تباہ دینا ہوگا کیونکہ
حیوان کی دو آنکھیں اپنا کام کرنے
میں انسان کی آنکھ کی محتاج ہیں لہذا
آنکھ کا پورا نفع اسکو چار آنکھوں سے
پہنچاتا ہے۔ یعنی خود اس کی دو آنکھوں اور
انسان کی دو آنکھوں سے تو اس کی دو
آنکھیں پھوڑنے میں گویا آنکھوں کی
منفعت کا نصف حصہ ضائع کیا ہے۔
۳ رعیف۔ کوئی۔ انسان دو آنکھوں سے
پورا نفع حاصل کرتا ہے اور اس کی ایک
آنکھ پھوڑنا گویا آنکھ کا نصف دیت
ضائع کرتا ہے لہذا اس کو نصف حصہ
دینا ہوگا۔ جادو۔ یعنی رلا شریعت۔ چشم
خر۔ گدھا چونکہ انجام میں نہیں ہے
لہذا اس کی دونوں آنکھیں بمنزلہ ایک
آنکھ کے ہیں اور وہ گویا کانہ ہے۔
خفیف۔ یعنی خفیف العقل۔ رعیف۔
روٹی۔ نخی۔ داروغہ مطنج۔

از جری ام آیش اندر نظر
میری روزی پر اس کو دھیان ہو
نے برائے نخل و نئے تنگی دست
نہ کہ نخل اور تنگدستی کی وجہ سے
پیش شہ خاک بہت ہم زر کہن
بادشاہ کے سامنے تو پرانا سونا بھی مٹی ہے
او ہمہ رد کرد از حرصے کہ داشت
اس نے اس حرص کی وجہ سے جو اس میں تھی سب کھڑکریا
زد بے تشنیع و اوسودے نداشت
اس نے بہت لعن طعن کی کوئی فائدہ نہ ہوا
گفت نے کہ بندہ فرمانیم ما
اس نے کہا نہیں ہم حکم کے غلام ہیں
بر کماں کم زن کہ از بازوست تیر
کمان پر طعنہ زنی نہ کر تیر بازو سے چلا ہے
بر نبی کم نہ گنہ کاں از خداست
نبی پر الزام نہ اور وہ خدا کی جانب سے ہے
پیشتر بنگر یکے بکشی چشم
آگے کو دیکھ بڑا آنکھ کھول
سوی شہ نبوشت خشمیں رقعہ
غصہ سے بھرا خط بادشاہ کو لکھا
گوہر جود و سخائے شاہ سفت
بادشاہ کی بخشش اور سخاوت کے موتی پڑے
در قضاے حاجات جو
ضرورت پورا کرنے میں ضرورتوں کی جستجو کرنا ہوا ہے
گف تو خنداں پیاپے خواں نہد
تیری ہنسی مسکراتی ہوئی ہے وہ پے خواں دیتی ہے

زور از ووز ہمت او کایں اقدر
اس کی اور اس کی شان سے دور ہے کہ اس قدر
گفت بہر مصلحت فرمودہ است
اس نے کہا مصلحت کی بنا پر حکم فرمایا ہے
گفت دہلیزیست واللہ ایں سخن
اس نے کہا خدا کی قسم یہ بات باہری ہے
مطبخ دہ گوئے حجت بر فراشت
مطبخ کے داروغہ نے اس دلیلیں اٹھائیں
چوں خری کم آمدش در وقت چاشت
ناشت کے وقت جب اس کو کم خوراک ملی
گفت قاصد می کنید لہ نہا شما
اس نے کہا یہ سب کچھ تم قصدا کرتے ہو
ایں مکیر از فرع ایں از اصل گیر
یہ شاخ کی جانب سے نہ سمجھ جڑ کی جانب سے سمجھ
مَارْمِیْت اِذْ رَمِیْت اِبْتِلَاسْت
جبکہ تو نے پھینکا تو نے نہیں پھینکا آزمائش ہے
آب از سر تیرہ است اے خیرہ چشم
اے اندھا بانی اہل سے گدلا ہے
شُد ز خشم غم درون بقعہ
غم و غصہ سے وہ گھر میں گیا
اندر اں رقعہ شلی شاہ گفت
اس نے اس رقعہ میں بادشاہ کی تعریف کی
کائے ز بحر و ابر افروز گفت تو
اے وہ کہ تیری ہنسی سمندر اور ابر سے بڑی ہوئی ہے
زانکہ ابر انچہ دہد گریاں دہد
اس لئے کہ ابر جو کچھ دیتا ہے روتے ہوئے دیتا ہے

۱۔ کایں قدر۔ یہ کہ میری معمولی
وزی کی طرف اس کو دھیان ہو اور وہ
اس کے بارے میں کسی کرنے کا حکم
دے دہلیزی۔ یعنی بات باہر کے
لوگوں کی جانب سے ہے زر کہن۔
پرانا سونا بہت خالص ہو جاتا ہے وہ
گوئے۔ یعنی داروغہ مطبخ نے ہر چند
سمجھایا کہ تیری روزی شاہی حکم سے کم
کی گئی ہے لیکن اس نے ایک دلیل نہ
ملی۔ مطبخ۔ لغت سلامت۔

۲۔ قاصد۔ یعنی پوتے اپنے ارادہ
سے کیا ہے فرع۔ یعنی بادشاہ کا
عمل۔ اصل۔ یعنی بادشاہ برکماں۔
تیر اور کمان خود کام نہیں کرتے ہیں
چلانے والے کا بازو کام کرتا ہے۔
بارمیت۔ جنگ بدر میں آنحضورؐ نے
ایک مٹھی مٹی پھینکی جس سے مخالف
سراسیمہ ہو گئے قرآن پاک نے اس
کے پھینکنے کی نسبت آپؐ کی طرف کی
اور پھر اس کی نفی بھی کر دی اس لئے کہ
اس وقت آنحضورؐ کو انتہائی قرب
حاصل تھا۔ ابتلاست۔ جو لوگ قرب
فرائض سے ناواقف ہیں وہ حقیقت و
مجاز کی بحث شروع کر دیتے ہیں۔
سر۔ یعنی چشم۔

۳۔ خد۔ مطبخ کے داروغہ سے
جھگڑنے کے بعد وہ غلام گھر میں گیا
اور بادشاہ کو پر عتاب خط لکھا۔ رقعہ۔
یعنی مکان۔ کائے۔ کر دے۔ وہ
قضاے حاجت یعنی لوگوں کی
ضروریات پوری کرنے کے لئے ان
کی ضروریات کی جستجو کرتا ہے
زانکہ ابر بادل ناخواستہ روتا ہوا فیض
پہنچاتا ہے۔

ظہر رقعہ اگرچہ مدح بود
اگرچہ رقعہ بظاہر تعریف تھا

ز اں ہمہ کار تو بے نورست و زشت
اس لئے تیرے تمام کام بے رونق اور بھدے ہیں

رونق کارِ خصالِ کاسد شود
کینوں کے کام کی رونق کھوٹی ہوتی ہے

رونق دنیا بر آرد زو کساد
دنیا کی رونق جلد کھوٹ ظاہر کر دیتی ہے

خوش ۲ نگرود از مدحی سینہا
سینے تعریف سے خوش نہیں ہوتے ہیں

اے دل از کین و کرامت پاک شو
اے دل کین اور نفرت سے پاک ہو جا

بر زباں الحمد و اکراہ دروں
زبان پر تعریف اور اند نفرت

وانگہاں گفته خدا کہ ننگرم
جب ہی خدا نے فرمایا ہے کہ میں نہیں دیکھتا ہوں

حکایت ۳ آں مداح کہ از جہت ناموس شکر ممدوح می کردو
اس تعریف کرنے والے کی حکایت جو اہد کی خاطر ممدوح کا شکر یہ ادا کرتا تھا اور اس

بُوئے اند وہ غم اندرون او از خلافت لبق او ظاہر می
کے باطنی رنج غم کی بو اس کی گدزی کے پانے ہونے کی وجہ سے ظاہر ہو رہی تھی

نمود کہ آں شکہ ہا ہمہ لافست و دروغ
کہ وہ تمام شکریے شنی اور جھوٹ ہیں

آں یکے با دلق آمد از عراق
ایک شخص عراق سے گدزی پہنے ہوئے آیا

گفت آری بد فراق لا سفر
گفت آری بد فراق لا سفر

اس نے کہا ہاں جدائی تو تھی، لیکن سفر

۱. بوی خشم۔ یعنی اس خط میں الفاظ
تو تعریف کے تھے لیکن ان میں سے
غصہ کی بو آتی تھی۔ زان۔ انسان کے
اعمال اگر حسن نیت سے خالی ہوں تو
بے رونق ہیں جیسے کہ اس غلام کی
تعریف تھی۔ سرشت۔ خلقت۔
طینت۔ میوہ تازہ۔ تازہ پھل کو
رطوبتیں جلد خراب کر دیتی ہیں۔ زد۔
زود کا مخفف ہے۔

۲. خوش۔ اگر دل میں عدوت ہو اور
زبان پر تعریف ہو تو ایسی تعریف سے
ممدوح خوش نہیں ہوتا ہے۔ اے
دل۔ انسان دل کی صفائی کے ساتھ
الحمد پڑھے اور تعریف کرے تو تیزی
سے عالی مراتب حاصل کر سکتا ہے۔
تلبیس۔ جہل مغرب دھوکا دینا

بر زباں تسبیح و دل گاؤ خر
اس چنیں تسبیح کے وارو اثر
گفتہ خدا۔ حدیث شریف ہے ان
اَللّٰہُ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوْرَتِکُمْ
وَاَنْتُمْ اَلِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ
وَاَعْمَالِکُمْ اَللّٰہُ تَعَالٰی تمہاری صورتوں
اور مالوں کو نہیں دیکھتا ہے تمہارے
دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے۔

۳. حکایت۔ اس حکایت کا
خلاصہ بھی یہی ہے کہ اس تعریف
کرنے والے کی زبان پر تعریفی
کلمات تھے دل شکر گزاری سے خالی
تھا۔ خلافت۔ کہنلی عراق۔ اس زمانہ
میں وہاں خلافت تھا۔ فراق۔ یعنی وطن
سے جدائی۔ مرثدہ۔ خوشگن۔

باز پُر سیدند یاراں از فراق
دوستوں نے جدائی کے دور کا حال دریافت کیا

بود بر من بس مبارک مرثدہ ور
میرے لئے بہت مبارک مرثدہ ور

میرے لئے بہت مبارک مرثدہ ور خوشخبری دینے والا تھا

کہ خلیفہ دادہ وہ خلعت مرا

کیونکہ خلفہ نے اس شانی جوڑے مجھے عطا کئے

شکر باد حمد ہا برمی شمرد

شکریے اور تعریفیں شد کرتا تھا

پس بگفتندش کہ احوال نرشد

تو لوگوں نے اس سے کہا کہ تیرے خراب احوال

تن برہنہ سر برہنہ سوختہ

بدن نکا سر نکا جلا جلا

گو نشان شکر و حمد میر تو

تیرے امیر کے شکر اور تعریف کا نشان کہاں ہے؟

گر زبانت مدح آل شہ می تند

اگر تیری زبان اس بادشاہ کی تعریف کرتی ہے

در سخلی آل شہ و سلطان جود

اس سخاوت کے بادشاہ اور سلطان کی بخشش میں

گفت من ایثار کردم انچہ داد

اس نے کہا جو کچھ اس نے دیا میں نے خیرات کر دیا

بستم جملہ عطا ہا از امیر

میں نے بادشاہ سے سب عطیات لے لئے

مال دام بستم نمر دراز

میں نے مال دے کر دروازہ خرید لی

پس بگفتندش مبارک مال رفت

تو انہوں نے کہا مبارک ہو مال چلا گیا

صد کرہست در درون تو چو خار

تیرے اندر سیکڑوں ناگاریاں کانٹے کی طرح ہیں

کو نشان عشق و ایثار روضا

عشق اور ایثار اور رضا کا نشان کہاں ہے؟

کہ قرینش باد صد مدح و ثنا

خدا کرے سیکڑوں مدح و ثنا اس کی ساتھی بنیں

تا کہ شکر از حد و اندازہ بیرد

حتی کہ شکر حد اور اندازے سے بڑھا دیا

بر دروغ تو گواہی می دهند

تیرے جھوٹ پر گواہی دے رہے ہیں

شکر را دُر دیدہ یا آموختہ

تو نے شکر کو چلایا ہے یا سیکھا ہے

بر سرو برپای بے توقیر تو

تیرے بے توقیر سر اور پاؤں پر

ہفت اندامت شکایت میکند

تیرے ساتوں اعضاء شکایت کر رہے ہیں

مر ترا کفش و شلوارے نبود

تیرے لئے جوتا اور شلوار نہ تھی

میر تقصیرے مکرد از افتقاد

بادشاہ نے دلجوئی میں کوئی کمی نہیں کی

بخشش کردم بر یتیم و بر فقیر

میں نے یتیم اور فقیر کو بخش دیئے

در جزا زیرا کہ بوم پاکباز

بدلے میں کیونکہ میں پاکباز ہوں

چہست اندر باطنیت اس دود و تفت

یہ دھواں اور شوش تیرے اند کیسی ہے؟

کے بود لدہ نشان ابتشار

غم بشارت حاصل کرنے کی نشانی کب ہوتا ہے؟

گردست است آنچہ گفتی مامھی

اگر وہ قصہ سچا ہے جو تو نے سنایا ہے

۱۔ کہ قرینش۔ خلیفہ کے لئے دعا ہے شکر باد اس نے خلیفہ کا بے حد شکر کیا اور تعریف کی۔ بگفتندش۔ لوگوں نے اس سے کہا تیری خراب حالت اس بات کی گواہ ہے کہ تو جھوٹ بول رہا ہے۔ تن برہنہ۔ تیرا ننگا بدن گواہی دے رہا ہے کہ بادشاہ نے تجھے کوئی خلعت نہیں دی ہے۔ سوختہ۔ یعنی جھپ سے۔ میر۔ یعنی خلیفہ بے توقیر۔ بے عزت۔

۲۔ گرزبانیت۔ یعنی اگرچہ تیری زبان خلیفہ کی تعریف کر رہی ہے لیکن تیرے ساتوں اعضاء اس خلیفہ کی شکایت کر رہے ہیں۔ مر ترا۔ تو تجھے پاؤں اور ننگے بدن ہے اس عطا میں جو تیرے اور شلوار نہ تھی۔ ایثار۔ اپنی ضرورت پر دوسرے کی ضرورت کو ترجیح دینا۔ افتقاد۔ دلجوئی۔ عمر زاد۔ فقرائے عمر کی مدد کی دعا دیتے ہیں۔

۳۔ پس۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ مبارک ہو کہ دنیا کا فانی مال دے کر عمر زاد حاصل کر لی لیکن تیرے دل میں دھواں کیوں اٹھ رہا ہے اور شوش کیوں ہے۔ صد کرہست۔ جبکہ دل میں ناگہاریوں کی خلش ہو اور غم تو کسی خوشی کی نشانی کہاں ہوتی ہے۔ کو نشان عشق۔ اگر تو نے اللہ کی رضا مندی اور عشق میں تمام مال خیرات کیا ہے تو اس کا کوئی علامت تجھ میں اوپر ظاہر ہونی چاہیے۔

خود گرفتہ ماں گم شد میل اگو
میں نے لٹا لٹا چلا گیا خیرات کرنے کا میلان کہاں ہے؟
چشم تو گربد سیاہ و جاں فزا
اگر تیری آنکھ کالی اور جانفزا تھی
گو نشان پاکبازی اے ترش
اے ترش و پاکبازی کا نشان کہاں ہے؟
صد نشان باشد دروں ایثار را
باطن میں ایثار کے سیکڑوں نشان ہوتے ہیں
مال در ایثار اگر گردد تلف
ایثار کرنے میں اگر مال ختم ہو جائے
در زمین حق زراعت کرونی
اللہ تعالیٰ کی زمین میں کھیتی کرنا
گر نگر دو زرع جاں یک دانہ صد
اگر جان کی کھیتی میں ایک دانہ سو نہ بنیں
اصل ارض اللہ قلب عارفت
اللہ تعالیٰ کی زمین کی اصل عارف کا دل ہے
گر نہ روید خوشہ از روضات ہو
اگر اللہ تعالیٰ کے باغوں سے کوئی خوشہ نہ پیدا ہو
چونکہ ایں ارض فنا ہے ریع نیست
جبکہ یہ فانی زمین بغیر پیدلور کے نہیں ہے
ریع آل رانے حد و نہ عہد بود
اس کی پیدلور کی حدود و شد نہیں ہے
حمد گفتی گو نشان حامدوں
تو نے تعریف کی تعریف کرنا لک علامت کمال ہے
حمد عارف مر خدا را است است
عارف کی حمد اللہ تعالیٰ کے لئے درست ہے

سِل اگر بگذشت جلی سِل گو
سیلاب اگر گذر گیا ہے سیلاب کی جگہ کہاں ہے؟
گر نماید او جانفزا اَرْزَق چرا
اگر وہ جانفزا نہیں رہی تو نیلی کیوں ہے؟
بوی لاف کثر ہی آید خمَش
بیہودہ شخی کی بو آ رہی ہے چپ رہ
صد علامت ہست نیکو کارا
نیکو کار کی سیکڑوں علامتیں ہیں
در دروں صد زندگی آید خلف
بلدہ میں باطن میں سیکڑوں زندگیاں آ جاتی ہیں
تخمہائے پاک وانگہ دخل نی
ناج پاک اور پھر پیدلور نہ ہو
حسن ارض اللہ واسع کے بود
تو اللہ تعالیٰ کی زمین کی فضا وسیع کب نہ؟
لامکان ست و مدار فوق و پست
جو لامکان ہے اور بلندی و پستی نہیں رکھتا ہے
پس چه واسع باشد ارض اللہ بگو
تو بتا اللہ تعالیٰ کی زمین کیا وسیع ہوئی؟
چوں بود ارض اللہ آں مستوسع ست
تو اللہ تعالیٰ کی زمین کا کیا حال ہو گا وہ بہت وسیع ہے
کمتریں دانہ و ہد ہفصد بود
معمولی دانہ ڈالے تو سات سو ہو جائیں
نے بر و نت ہست اثر نے اندروں
نہ تیرے اندر اثر ہے نہ باہر
کہ گواہ حمد او شد پا و دست
کیونکہ ہاتھ پاؤں اس کی تعریف کے گواہ بن گئے ہیں

۱۔ میل۔ یعنی نیکی اور خیرات
کرنے کا رجحان اور خواہش۔ سِل۔
پانی بہہ کر نکلتا ہے تو کچھ نشانات چھوڑ
جاتا ہے۔ چشم۔ اگر کوئی کہے کہ میری
آنکھیں سرگیں اور بہت حسین تھیں تو
اس کی آنکھوں میں نیلا ہٹ تو نہ ہونی
چاہیے۔ کونشاں۔ چہرے کی ترشی بتا
رہی ہے کہ پاکبازی کا دعویٰ کب
ہے۔ صد نشان۔ اگر طبیعت میں ایثار
کا مادہ ہوتا ہے اور انسان کا کردار صحیح ہوتا
ہے تو اس کے سیکڑوں آثار ظاہر ہوتے
ہیں۔ خلف۔ ایثار اگر ہوتا ہے تو دل
میں زندگی پیدا ہوتی ہے۔ در زمین۔
اللہ کے راستہ میں انسان ایثار کرے
اور نیک نیت ہو تو نتائج اور آثار یقیناً
نمایاں ہوں گے۔ دخل۔ آمدنی۔
پیدلور۔

۲۔ گر نگر دو۔ اگر اللہ کی زمین میں
ایک دانہ کے سونے اگیں تو پھر اللہ کی
زمین کو وسیع کس اعتبار سے کہا جاسکتا
ہے۔ قلب۔ مومن کا دل اللہ کی
سر زمین ہے۔ اللہ تعالیٰ چونکہ دنیا
کی فانی زمین جب پیدلور دیتی ہے تو
اللہ کی زمین میں کیسے پیدلور نہ دے گی
اور دل میں نیکی کا بیج بونے سے اس
کے ثمرات کیسے ظاہر نہ ہوں گے۔

۳۔ ریع۔ پیدلور قرآن پاک میں
ہے۔ مَثَلُ الْفَنَنِ يُفْقُونَ اَمَوَالَهُمْ
فِي سَبِيلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ خَبَةِ قَيْثٍ
سَبْعَ سَنَبَلٍ فِي كُلِّ سَنَبَلٍ مِائَةٌ
خَبَةٍ جو لوگ خدا کی راہ میں اپنے مال
خرچ کرتے ہیں ان کی خیرات کی
مثال اس دانہ کی سی ہے جس سے
سات بائیس پیدلور اور ہر بال میں
۷۰ دانے۔ حمد عارف۔ عارف باللہ
جب اللہ کی تعریف کرتا ہے تو اس نے
اعضاء اس کی ثناء دیتے ہیں۔

از چہ تار یک جسمش بر کشید

اندھیرے کنویں سے اس کے جسم کو نکال لیا

اطلس تقویٰ و نورِ مَو تَلَف

تقویٰ کا اطلس اور مانوس نور

وارِ ہیدہ از جہانِ عاریہ

چند روز دنیا سے وہ نجات پا گیا

بر سرِ سرِ ۲ عالی ہمتش

اس کی ہمت بلند راز کے تخت پر ہے

مَقْعَد صدقہ صدیقان و رُو

وہ سچائی کی ایسی نشست گاہ ہے کہ صدیق اس میں

حمدِ شاں چوں حمدِ گلشن از بہار

روشنی کی وجہ سے ان کی حمدِ گلشن کی حمد جیسی ہے

بر بہارش چشمہ و نخل و گیاه

اس کی رونق پر چشمہ اور کھجور اور گھاس

شہد ۳ شاہد ہزاراں ہر طرف

ہر جانب ہزاروں گولہ موجود ہیں

بُوی سیر بد بیاید از دَمَت

تیرے سانس میں سے بہن کی بدبو آتی ہے

بُوشنا ساند حاذق در مَصاف

میدان جنگ میں ماہر 'بوشنا' بوسٹھنے والے ہیں

تو مَلَف از مُشک کاں بُوی پیاز

تو مشک کی گپ نہ مار کیونکہ پیاز کی بدبو

گلشکر خوردم ہی گوئی و بُوی

تو کہتا ہے میں نے گلشن کھلیا ہے اور بو

ہست دل مانند خانہ کلاں

دل بڑے گھر کے مشابہ ہے

وزنگ زندان دنیا اش خرید

اور دنیا کے قید خانہ کی گہرائی سے اس کو نجات دیدی

آیتِ حمد است او را بر کُف

اس کے کندھے پر تعریف کرنے کی نشانی ہے

ساکنِ گلزار و عینِ جاریہ

وہ باغچہ اور جاری چشمہ کا ساکن ہے

مجلس و جاہ و مقام دُر تبتش

وہ اس کی مجلس اور وجہ اور مقام اور مرتبہ ہے

جملہ سر سبزند و شاد و تازہ رُو

سب خوشحال اور خوش اور تازہ رویں

صد نشانے دار و صد گیر و دار

سیکڑوں نشان اور سیکڑوں شان و شوکت رکھتی ہے

واں گلستاں و نگارستاں گواہ

اور وہ باغ اور نگار خانہ گاہ ہے

در گواہی ہچمو گوہر در صَدَف

گواہی میں ایسے ہیں جیسے کہ صدف میں موتی

وز سر و روتا بد اے لانی غمت

اے شیخی خودے اسر اور چہرے سے تیرا غم چمک رہا ہے

تو بجلدی ہائے و ہو کم کن گزاف

تو بہلدی کے نعروں سے شیخی نہ مار

از دم تو می گند مکشوف راز

تیرے سانس سے راز ظاہر کر رہی ہے

می زند از سیر کہ یا وہ لگوی

بہن کی پھیلی ہے 'می' کہوں نہ کر

خانہ دل را نہاں ہمسایگان

دل کے گھر کے چھپے ہوئے پریمی ہیں

۱۔ از چہ۔ اس عارف کو اللہ کی تعریف علیٰ مدلہن پر پہنچا دیتی ہے۔ اطلس۔ اس کے اعضاء پر انور و برکات رونما ہو جاتے ہیں۔ وارِ ہیدہ۔ یہ حمد اس عارف کو دنیا سے نجات دے کر جنتی بنا دیتی ہے عینِ جاریہ۔ جنت میں جاری ہوتے ہیں۔

۲۔ بر سرِ سرِ قرآن پاک میں ہے۔ ان المتقین فی حنت و نہرہ فی مَقْعَد صُلِقِ عَذْ مَلِکِ مَقْبَلِہِ جو لوگ پرہیزگار ہیں وہ جنت کے باغوں اور نہروں میں کچی عزت کی جگہ بادشاہ قارہ کے مقرب ہوں گے۔ حمدِ گلشن۔ باغ کی حمد اس کی بہار ہے اور اس بہار کے گولہ اس کی پیداوار اور شے غیرہ ہیں۔

۳۔ شاہد۔ پہلا شاہد بمعنی گولہ اور دوسرا شاہد بمعنی حاضر ہے۔ بُوی سیر۔ ان لوگوں نے عراق سے واپس آنے والے سے کہہ۔ حاذق۔ ماہر۔ مَصاف۔ میدان جنگ۔ جلدی۔ بہادری۔ ہائے و ہو۔ شور و غل۔ تو مَلَف۔ جب منہ سے پیاز کی بو آ رہی ہو تو مشک کھانے کی بجائی نہ بگھڑنی چاہیے۔ مکشوف کھلا ہوا۔ گلشکر۔ گلشن۔ یہ بہن۔

از ۱ شکافِ روزن و دیوار ہا
روشنی مان اور دیواروں کے شکاف سے
از شکاف نے کہ نداند ہیچ وہم
اس شکاف سے جس کو کوئی وہم بھی نہیں جانتا ہے
از بُنے بر خواں کہ دیو و قوم او
قرآن میں پڑھ لے کہ شیطان اور اس کی ذریت
از رہے کہ انس از اں آگاہ نیست
اس راستے سے جس سے انسان واقف نہیں ہے
در میانِ ناقدان زرقے متن
پرکھنے والوں میں مکملی نہ کر
مر محک ۲ را رہ بود در نقد و قلب
کسوئی کے لئے کمرے اور کھونے میں راہ ہوتی ہے
چوں شیاطین با غلیظیہای خویش
جبکہ شیاطین اپنی گندگیوں کے باوجود
مسکے دارند دُر دیدہ دروں
وہ باطن میں پوشیدہ راستہ رکھتے ہیں
و مہدم خبط و زیاں شاں میرسد
ہر گھڑی خبط اور نقصان پہنچتا ہے
و مہدم خبط و زیانے می کنند
ہر گھڑی خبط اور نقصان کرتے ہیں
پس ۳ چرا جانہائے روشن در جہاں
تو پھر روشن جانیں دنیا میں کیوں
در سرایت کم تر از دیواں شدند
کیا سرایت کرنے میں شیطانوں سے کم ہو گئیں
دیو دزدانہ سوی گردوں رود
شیطان چھوڑوں کی طرح آسمان کی جانب جاتا ہے

مطلع گردند بر اسرار ہا
رازوں سے واقف ہو جاتے ہیں
صاحب خانہ ندارد ہیچ سہم
جس سے گھر والے کو کوئی خطرہ نہیں ہے
می برند از حالِ انے خفیہ بو
انسان کی حالت کو پوشیدہ طور پر سونگھ لیتی ہے
زانکہ زیں محسوس وزیں اشباہ نیست
کیونکہ ان محسوسات اور ان صورتوں میں سے نہیں ہے
بامحک اے قلب دُور لافے مزین
اے کہنے کھونے! کسوئی سے محکم نہ رہ
کہ خدائش کرد امیر جسم و قلب
کیونکہ خدا نے اس کو جسم اور دل کا حاکم بنایا ہے
واقف اندازِ سرِ ماو فکر و کیش
ہمارے راز اور فکر اور مذہب سے واقف ہیں
ماز دُر دیدہ ایشاں سرنگوں
ہم ان کی چھوڑوں کی وجہ سے روندھے ہیں
رنج میں بلیند از اں جان و جسد
اس سے روح اور جسم تکلیف پاتا ہے
صاحبِ نقب و شکاف روز نند
وہ کھڑکی کے سوراخ اور شکاف کے مالک ہیں
بے خبر باشند از حالِ نہاں
پوشیدہ حال سے بے خبر ہوں گی؟
رُوحہا کہ خیمہ بر گردوں زدند
وہ روئیں جنہوں نے آسمان پر خیمہ لگایا ہے؟
از شہابِ محرق او مطعوں شود
جلانے والے شہاب سے اس پر نیزہ لگتا ہے

۱۔ از شکاف۔ دل کی کھڑکی کے
شکاف سے وہ دل کے راز دیکھ لیتے
ہیں۔ قرآن پاک میں ہے
لَقَدْ يَوْمًا كُنْتُمْ هُمْ وَقِيلَ لَهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا
تَسْرُونَ لَهُمْ فَأَجْعَلْنَا الشَّيَاطِينَ قَوْلًا
لِّلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ۔ بیشک وہ شیطان
اور اس کی ذریت تم کو دیکھتے رہتے
ہیں جدھر سے تم ان کو نہیں دیکھتے ہم
نے شیطانوں کو ان کا یار بنایا ہے جو
ایمان نہیں لاتے ہیں۔ ہے۔ وہ
راستہ انسان کو غیر محسوس ہے۔ اشباہ۔
امثال۔ دُور۔ کہینہ۔

۲۔ مر محکم۔ یعنی اولیاء اللہ اپنے
کشف کے ذریعہ دل کے احوال
معلوم کر لیتے ہیں۔ چوں شیاطین۔
اولیاء کے کشف کی دلیل ہے یہ
شعر شرط ہے پانچویں شعر میں پس
چرا اس کی جزا ہے کیش۔ مذہب۔
مسک۔ راستہ

۳۔ پس چرا۔ جب شیاطین دل
کی بات جان لیتے ہیں تو اولیاء کیوں
نہ جان لیں گے۔ روہ۔ یعنی اولیاء کی
روحیں شہاب۔ ٹوٹنے والا ستارہ۔
محرقت۔ جلانے والا۔ مطعوں۔ نیزہ
زدہ۔

سرنگوں از چرخ زیر اُفتد پُتھاں کہ شقی در جنگ از زخمِ سناں
آسمان سے ایسا لوندھا ہو کر نیچے گرتا ہے جس طرح بد بخت جنگ میں نیزے کے زخم سے
آں زر شک رُو جہلی دل پسند از فلک شاں سرنگوں میں افگند
محبوبِ رُوحوں کے رشک کی وجہ سے ان کو آسمان سے لوندھا پھینک دیتے ہیں
تو اگر اُشکی و لنگی کور و گر ایں گماں بر رُو جہلی مہ مبر
اگر تو لہجہ اور لنگڑا اور لوندھا اور بہرا ہے تو بزرگ رُوحوں پر ایسا گمان نہ کر
شرم دار و لاف کم زن جاں ممکن کہ بسے جاسوس ہست آں سوی تن
شرم کر اور شنی ہلاک نہ ہو کیونکہ جسم کے اھر بہت سے جاسوس ہیں

در یافتن طبیبانِ الہی امراضِ دل و دین را در سیمائے مرید و بریگانہ
خدائی طبیبوں کا معلوم کر لینا دل اور دین کی بیماریوں کو مرید اور اجنبی کے چہرے سے
الحسن گفتد لُو و رنگ چشم لُو و بے انہمہ نیز از رلہ دل کہ لہم
اس کے بات کے لہجہ اور آنکھوں کی رنگت سے اور اس کے بغیر بھی دل کے راستے سے کیونکہ وہ دل
جَوَاسِیسِ الْقُلُوبِ فَجَا لِسُوْهُمْ بِالْصِّلْقِ
کے جاسوس ہیں ان کے ہم نشینی چٹائی سے کرو

ایں طبیبانِ بدن وانشور اند بر سقامِ ۳ تو ز تو واقف تر اند
یہ بدن کے طبیب دانش مند ہیں تیری بہار پر تجھ سے زیادہ واقف ہیں
تاز قارورہ ہمیں بیند حال کہ ندانی تو ازاں رُو اعتدال
حتی کہ وہ قارورہ سے حال معلوم کر لیتے ہیں کہ ندانی تو ازاں رُو اعتدال
ہم زنبض و ہم ز رنگ و ہم ز دم نبض سے بھی اور رنگت سے بھی اور سانس سے بھی
پس طبیبانِ الہی در جہاں تو دنیا میں خدائی طبیب
ہم ۳ زنبضت ہم ز چشمت ہم ز رنگ وہ تیری نبض سے بھی تیری آنکھوں سے بھی رنگ سے بھی
ایں طبیبانِ نو آموزند خود یہ طبیب خود نو آموز ہیں

۱۔ تو اگر اگر انسان خود ان علامات سے محروم ہے تو اولیاء کو محروم نہ سمجھے در یافتن جبکہ بدنی اطباء علامتوں کے ذریعہ امراض کو پہچان جاتے ہیں تو روحانی اطباء علامات کے ذریعہ روحانی امراض کو کیوں نہ جان سکیں گے بلکہ ان کو ظاہری علامات کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

۲۔ سقام۔ بیماری۔ قارورہ۔ اطباء پیشاب کو دیکھ کر امراض کو پہچان لیتے ہیں۔ احتیال۔ بیمار ہو جانا۔ ہم زنبض۔ اطباء نبض رنگت اور سانس کے ذریعہ مرض کی تشخیص کر لیتے ہیں۔ پس طبیبان۔ لہذا روحانی طبیب بھی بغیر ستائے امراض کو پہچان جاتے ہیں۔

۳۔ ہم زنبضت۔ یہ بدنی اطباء نو آموز ہیں اس لئے ان کو ان علامات کی ضرورت پیش آتی ہے روحانی اطباء وہ سے ہی نام سکر تمام اندرونی علامات معلوم کر لیتے ہیں۔

۱۔ بلکہ۔ یہ روحانی طیب تو انسان کی پیدائش سے قبل ہی اس کی اندرونی کیفیت معلوم کر لیتے ہیں۔ ہو۔ ذات حق۔ مژدہ اس قصہ سے یہ سمجھایا ہے کہ حضرت بایزیدؒ نے حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کی پیدائش سے قبل ہی ان کے احوال معلوم کر لیتے تھے اور لوگوں کو بتا دیتے تھے۔

۲۔ بایزیدؒ نام طیفور ہے اسی لئے ان کے سلسلہ کے لوگ طیفوری کہلاتے ہیں حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا کہ بایزیدؒ گو ہم میں وہی نسبت ہے جو حضرت جبرائیلؑ کو فرشتوں میں۔ بہتر سال کی عمر میں بسطام میں ۳۳۳ھ وفات پائی۔ ابوالحسن خرقانیؒ سلطان محمد غزنوی کے دور کے بزرگ ہیں روحانیت اور ولایت کے طور پر ان کو بایزیدؒ سے نسبت ہے آپ نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی ہے ۳۳۳ھ میں خرقان میں وفات پائی۔

۳۔ سواد۔ اطراف شہر۔ رے ایک علاقہ کا نام ہے علاقہ رازی اسی رے کی طرف منسوب ہیں۔ خرقان۔ خرقان رے کے علاقہ میں ایک گاؤں ہے۔ استنشق۔ سوگنا۔ کوزہ پہلے شعر میں کہا تھا کہ ہوا سے شراب پی اب مولانا سمجھاتے ہیں کہ ہوا سے پانی بن جاتا ہے لہذا ان کا ہوا سے شراب پینا درست ہے۔ آل۔ برف کے پانی سے بھرے ہوئے پیالے پر جو بوندیں باہر جم جاتی ہیں وہ اندر کا پانی نہیں بلکہ سردی سے ہوا پانی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

کلاماں از دور نَمَت بشنوند
کال لوگ وہ سے تیرا نام سنتے ہیں
تیرے تانے بانے کی گہرائی میں اتر جاتے ہیں
بلکہ! پیش از زادن تو سالہا
بلکہ تیری پیدائش سے سالوں پہلے
تجھے حالات میں دیکھتے رہے ہیں
حال تو داندیک یک مؤ بمؤ
زانکہ پُر بُودند از اسرارِ ہو
وہ تیرا حال ایک ایک بال بال جانتے ہیں
کیونکہ ذات حق کے رازوں سے پر ہیں

مژدہ دادن بایزید قدس سرہ از زادن ابوالحسن خرقانی
حضرت بایزید قدس سرہ کا حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش کے بارے
پیش از سالہا و نشان دادن صورت و سیرت او یک بیگ
میں سالوں قبل خوشخبر؟ دے دینا اور ان کی صورت اور سیرت کا پوری طرح نشان دیدینا
و نوشتن تاریخ نویساں آل رحمت صدق او
اور ان کی تصدیق کے لئے تاریخ نویسوں کا اس کو لکھ لینا

آں شنیدی داستان بایزید ۲
تو نے حضرت بایزیدؒ کا وہ قصہ سنا ہے
روزے آں سلطان تقویٰ می گذشت
ایک دن وہ شاہ تقویٰ جا رہے تھے
بُوئے خوش آمد مر اورا ناگہاں
اچانک ان کو ایک خوشبو آئی
ہم بدانجا نالہ مشتاق گرد
اسی جگہ انہوں نے مشتاقانہ نالہ کیا
بُوی خوش را عاشقانہ می کشید
خوشبو کو عاشقوں کی طرح سوگھتے تھے
کوزہ گو از تنخ آہ پُر بُود
وہ پیالہ جو برف کے پانی سے بھرا ہو
آں ز سردی باد آہے گشتہ است
تو ہوا ٹھنڈک سے پانی بن گئی ہے
گوز حال ابوالحسن پیشین چہ دید
کہ انہوں نے حضرت ابوالحسنؒ کا حال پہلے ہی کیا دیکھ لیا تھا؟
با مریداں جانب صحرا و دشت
جنگل اور بیابانگی طرف مریدوں کے ساتھ
در سوادِ رے زسوی خرقاں
رے کے اطراف میں خرقان کی جانب سے
بُوی را از باد استنشق کرد
ہوا سے خوشبو کو سوگھنا
جان او از باد بادہ می پشید
ان کی جان ہوا میں سے شراب پی رہی تھی
چوں عرق بر ظاہرش پیدا شود
جب بوندیں اس کے باہر نظر آتی ہیں
از درون کوزہ نم بیروں نجست
پیالہ کے اندر سے نمی باہر نہیں آتی ہے

آب ہم اورا شراب ناب گشت
پانی ان کے لئے خالص شراب بن گیا
یک مرید اورا ازاں دم برسید
ان کا ایک مرید اسی وقت پہنچا
کہ بر و نست از حساب پنج و شش
جو پانچ حواس اور چھ جہات کے حساب سے باہر ہیں
می شود رویت چہ حالست و نوید
آپ کا چہرہ ہو رہا ہے کیا حال اور کیا خوشخبری ہے؟
بیشک از غیب مست و از گلزارِ گل
بیشک وہ غیب سے اور ذاتِ گل کے گلزار سے ہے
ہر دم از غیبت پیام و نامہ
آپ کے لئے ہر وقت غیب سے نامہ اور پیام ہے
می رسد اندر مشام توشفے
آپ کے دماغ میں راحت پہنچتی ہے
شمہ زان گلستاں باما بگو
اس گلستان کا تھوڑا سا حال ہم سے کہہ دیجئے
کہ لب ما خشک و تو تنہا خوری
کہ ہمارے لب خشک ہوں اور آپ تنہا پیتے ہیں
زاں چہ خوردی جرعه بر ما بریز
جو آپ نے پیا ہے اس کا ایک گھونٹ ہمیں دیجئے
جز تو اے شہ در حریفان در نگر
اے شہ! آپ کے سوا دوستوں میں نظر فرمائیے
مے یقین مرم در ارسوا گرسست
شراب یقیناً انسان کو رسوا کرنے والی ہے
چشم مست خویشتن را چوں کند
اپنی مست آنکھ کا کیا کرے؟

باد بوی اور مر اورا آب گشت
خوشبو لانے والی ہوا ان کے لئے پانی بن گئی
چوں در و آثارِ مستی شد پدید
جب ان میں مستی کے آثار ظاہر ہوئے
پس پرسیدش کہ ایں احوال خوش
تو اس نے دریافت کیا کہ یہ بہترین حوال
گاہ سرخ و گاہ زرد و گہ سپید
کبھی سرخ اور کبھی زرد اور کبھی سفید
می کشی بوی و بظاہر نیست گل
آپ خوشبو سونگھ رہے ہیں اور بظاہر پھول نہیں ہے
اے تو کام جان ہر خود کامہ
اے وہ کہ آپ ہر حاجتِ مندی کی جان کا مقصود ہیں
ہر دمے یعقوب و اراز یوسف
حضرت یعقوب کی طرح ہر وقت ایک یوسف سے
قطرہ بر ریز بر مازاں سربو
اس ٹھلیا سے ایک قطرہ ہم پر گرا دیجئے
خونداریم اے جمالِ مہتری
اے بزرگی کے حسن! ہماری عادت نہیں ہے
اے فلک پہلی پُست پُست خیز
اے آسمان کو ناپنے والے چالاک اور سبک پرواز!
میر ۳ مجلس نیست در دوراں دیگر
زمانہ میں کوئی دوسرا صدرِ محفل نہیں ہے
کے تو اں نوشید ایں مے زمر دست
یہ شراب چھپا کر کب نی جا سکتی ہے؟
بوی را پوشیدہ و مکنون کند
اپنی بو کو پوشیدہ اور مخفی کر لیتا ہے

۱۔ باد۔ حضرت بایزیدؒ کے لئے وہ ہوا جو خوشبو لاتی تھی پانی بن گئی اور پانی میں یہ کیفیت پیدا ہوئی جو شراب میں ہوتی ہے۔ پس۔ اس مرید نے حضرت بایزیدؒ سے دریافت کیا کہ آپ کیا سونگھ رہے ہیں بظاہر کوئی پھول بھی نہیں ہے اور آپ پر یہ عجیب و غریب کیفیات کیوں طاری ہو رہی ہے۔ پنج۔ حواسِ خمسہ۔ شش۔ چھ جہتیں۔ نوید۔ خوشخبری۔ گل۔ ذاتِ حق۔ کام۔ مقصود۔ خود کام۔ ضرور تمند۔

۲۔ ہر دمے۔ حضرت یعقوب نے دور سے ہی حضرت یوسف کی قمیص کی خوشبو سونگھ لی تھی۔ قطرہ۔ جو احوال آپ پر طاری ہیں ان کے بارے میں ہمیں کچھ بتا دیجئے۔ خو۔ آپ نے ہمیں اس کا عادی نہیں بنایا ہے کہ آپ تنہا مستفید ہوں اور ہم محروم ہیں۔

۳۔ میر مجلس۔ صدر مجلس ہی دوسروں کو شراب پلاتا ہے حریفان یعنی مجلس کے شریک کے تو اں۔ حضرت بایزیدؒ سے ان کے مرید نے کہا شراب چھپا کر نہیں لی جا سکتی اس کا یقیناً اظہار ہو جاتا ہے انسان اگر منہ کی بو بھی چھپالے تو آنکھوں کی مستی کیسے چھپائے گا۔

خودانہ آں بویست ایں کندر جہاں
یہ وہ خوشبو بھی نہیں ہے کہ دنیا میں
پُرشد از تیزی اوصحرا و دشت
اس کی تیزی سے صحرا اور جنگل بھر گئے ہیں
ایں سرخم را بہ کہگل در مکیر
اس مٹے سر کو کہگل سے بند نہ کیجئے
لطف گن اے راز دار راز گو
اے راز کو جاننے والے راز کو بتانے والے مہربانی کیجئے
گفت ۲ بوی بوالعجب آمد بمن
انہوں نے فرمایا مجھے ایک عجیب خوشبو محسوس ہوئی ہے
کہ محمد گفت بروست صبا
کہ محمد نے فرمایا صبا کے ذریعہ
بوی را میں می رسد از جان و لیس
اولیس کی جان سے رائیں کی خوشبو آ رہی ہے
از اولیس و از قرن بوی عجب
اولیس اور قرن کی عجیب خوشبو نے
چوں اولیس از خویش فانی ۲ گشتہ بود
چونکہ اولیس اپنے آپ سے فانی ہو گئے تھے
آں ہلیلہ پر و ریدہ در شکر
بڑے شکر میں مربی بنائی ہوئی
آں ہلیلہ رستہ از ما و منی
کیونکہ وہ ہر خودی اور لٹانیت سے نجات پا گئی ہے
آں کے کز خود بگلی درگذشت
وہ شخص جو خودی سے پوری طرح گزر گیا
ایں سخن پایاں ندارد باز گرد
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے، واپس لوٹ

صد ہزاراں پردہ اش دارد نہاں
لاکھوں پردے اس کو چھپا سکیں
دشت چہ کزنہ فلک ہم درگذشت
جنگل کیا، اور تو نو آسمانوں سے گزر گئی ہے
کایں برہنہ نیست خود پوشش پذیر
یہ ننگا ڈھکے جانے کے قابل نہیں ہے
آنچہ بازت صید کردش باز گو
جو آپ کے باز نے شکار کیا ہے بتا دیجئے
ہچناں کہ مر نبی را از یمن
جیسے کہ نبی کو یمن سے محسوس ہوئی تھی
از یمن می آیدم بوی خدا
مجھے یمن سے خدا کی خوشبو آ رہی ہے
بوی رحمن می رسد ہم از اولیس
اولیس سے میں بھی خدا کی خوشبو آ رہی ہے
آں نبی رامست کرد و پر طرب
نبی کو مست اور مسرور کر دیا
آں زمینے آسمانے گشتہ بود
وہ زمین آسمان بن گئی تھی
چاشنی تلخیص نبود دگر
اس میں پھر تلخی کا مزا نہیں ہوتا ہے
نقش دارد از ہلیلہ طعم نے
صوت ہڑ کی، مزا ہر کا نہیں ہے
ایں منی و ملی خود در نوشت
اس نے خودی اور لٹانیت کو لپیٹ دیا ہے
تاچہ گفت از وجی غیب آں شیر مرد
بتا اس شیر مرد نے غیبی وجی کے بارے میں کیا کہا؟

۱۔ خود۔ شراب معرفت کی خوشبو تو
لاکھوں پردوں میں بھی نہیں چھپ
سکتی۔ پرشد۔ اس شراب کی خوشبو
سے جنگل اور صحرا تو بھر اہوا ہے اس
کی خوشبو تو آسمانوں سے بھی گزر گئی
ہے۔ ایں سرخم۔ شراب معرفت کے
مٹنے کے من کو مٹی سے بند نہیں کیا جا
سکتا۔ پردہ پوشی کے قابل نہیں ہے۔
لطف۔ آپ کی باطنی توجہ نے
معرفت کا جو راز حاصل کیا ہے وہ
ہمیں بھی بتا دیجئے۔

۲۔ گفت۔ حضرت بایزید نے
فرمایا۔ محمد گفت۔ حدیث شریف
ہے۔ قی لا جلف نفس الرحمن
من قبل الیمن۔ میں خدا کے سانس کو
یمن کی جانب سے محسوس کر رہا
ہوں۔ رائیں۔ اولین مشہور عاشق اور
ویرہ اس کی معشوقہ تھی اس کے بعد
ویرہ پر عشق کا غلام اس قدر ہوا کہ وہ
رائیں کی عاشق بن گئی تھی۔ یعنی عاشق
جب اپنے آپ کو فنا کر دیتا ہے تو اس
میں سو معشوق کی خوشبو آنے لگتی ہے
اسی طرح حضرت اولیس قرنی میں
سے اللہ کی خوشبو آتی تھی۔ قرن۔
حضرت اولیس کا وطن ہے۔

۳۔ فانی گشتہ بود۔ فنا کے بعد
انسان اللہ کے اطلاق والا ہو جاتا ہے
اور زین سے آسمان بن جاتا ہے۔
ہلیلہ۔ ہڑ کا جب مربی بن جاتا ہے
تو وہ اپنی خوشبو اور ذات اللہ سے علیحدہ ہو
جاتی ہے۔ مانی۔ خودی اور لٹانیت۔
آں کے۔ جو شخص فنا کا درجہ حاصل کر
لیتا ہے اس کی خودی اور لٹانیت ختم
ہو جاتی ہے۔ وجی غیب۔ یعنی بایزید کو
جو غیبی الہام ہوا تھا۔

جواب سلطان بایزید قدس سرہ در معنی قول رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کہ **اِنْ لَّا جَدْنَفْسَ الرَّحْمٰنِ مِنْ قَبْلِ الْیَمٰنِ**
 یمن کی جانب سے خدا کی سانس محسوس کر رہا ہوں

کاندیس اور شہر یارے می رسد
 کیونکہ اس گاؤں میں ایک شہ آئے گا
 می زند بر آسمانہا خر گہے
 جو آسمانوں پر خیمہ زن ہو گا
 از من او اندر مقام افزوں بود
 وہ مرتبہ میں مجھ سے بڑھا ہوا ہو گا
 حلیہ اش واگفت زابر و تاذقن
 ان کا حلیہ اور سے ٹھوڑی تک صاف بتا دیا
 یک بیگ واگفت از کیسو درو
 ایک ایک کر کے گیسو اور چہرے کے بارے میں بتایا
 از صفات و از طریق و جاہ بود
 صفتوں اور راستہ اور جگہ اور رہائش کے اعتبار سے
 طبل کم نہ کلاں یک ساعت است
 اس سے دل نہ لگا کیونکہ وہ تھری دیر کا ہے
 حلیہ آں جاں طلب کاں بر سماست
 اس جان کا حلیہ طلب کر جو آسمان پر ہے
 نور او بالائے سقف ہفتمیں
 اس کی روشنی ساتویں چھت سے اوپر ہے
 قرص او اندر جہان چار طاق
 اس کی تکیہ آسمان کے جہان میں ہے
 بوی گل بر سقف و ایوان دماغ
 پھول کی خوشبو دماغ کے محل اور چھت پر ہے

گفت ذی سوی بوی یارے می رسد
 فرمایا اس طرف سے ایک دوست کی خوشبو آرہی ہے
 بعد چندیں سال می زیاد شہے
 کچھ سال کے بعد ایک شہ پیدا ہو گا
 رویش از گلزار حق گلگون بود
 اس کا چہرہ اللہ کے چمن کے پھول کی طرح ہو گا
 چہرہ ت نامش گفت نامش بواحسن
 اس کا نام کیا ہے؟ فرمایا اس کا نام ابوالحسن ہے
 خد او و رنگ او و شکل او
 ان کا رنما اور رنگ اور شکل
 حلیہ آں روح او را ہم نمود
 انہوں نے روح کے حالات بھی بتا دیئے
 حلیہ تن ہمچو تن عاریت است
 جسم کا حلیہ جسم کی طرح عارضی ہے
 حلیہ روح طبعی ہم فناست
 طبعی روح کا حلیہ بھی فانی ہے
 جسم او ہمچوں چراغے بر زمیں
 اس کا وجود چراغ کی طرح زمین پر ہے
 آں شعاع آفتاب اندر و ثاق
 سورج کی شعاع گھر میں ہے
 نقش گل در زیر بنی بہر لاغ
 پھول کا جسم تفریح کے لئے ناک کے نیچے ہے

۱۔ یعنی خرقان گاؤں۔ بعد
 چندیں۔ یعنی اتنے سال کے بعد
 یہاں ایک بزرگ پیدا ہو گا جس کا
 مرتبہ بہت بلند ہو گا۔ از من۔ حضرت
 بایزید نے بطور افسردگی کے فرمایا کہ
 اس کا رتبہ مجھ سے بڑھا ہوا ہو گا۔
 گفت۔ بایزید نے پیدا ہونے والے
 بزرگ کا نام اور پورا حلیہ بتا دیا۔ خد۔
 رخسار بعض نسخوں میں لفظ قد ہے۔
 ۲۔ حلیہ نامے۔ یعنی روح کی
 صفات اور اس کا مسلک بتا دیا۔
 حلیہ تن۔ مولانا فرماتے ہیں کہ انسان
 تین چیزوں سے مرکب ہے۔ جسم
 روح حیوانی روح انسانی۔ پہلی دونوں
 چیزیں فانی ہیں اور ان کا حلیہ بھی فانی
 ہے لہذا ان سے دل نہ لگانا چاہیے۔
 روح انسانی جس کا اعلق ملا ہاتھی سے
 ہے اس سے وابستگی ہونی چاہیے۔
 ۳۔ جسم او۔ بایزید نے فرمایا اس
 بزرگ کا جسم چراغ کی طرح زمین پر
 ہو گا لیکن اس کا نور آسمانوں تک ہو گا۔
 آں شعاع۔ اس بات کو کہ اس شہ کا
 جسم زمین پر ہو گا اور نور آسمان تک ہو گا
 مثالوں سے سمجھاتے ہیں سورج
 آسمان پر ہے اور اس کا نور ہر گھر میں
 ہے نقش گل۔ پھول ناک کے نیچے
 ہوتا ہے اور اس کی خوشبو دماغ کے اندر
 ہوتی ہے۔

مرد لے خفتہ در عدن دیدہ فرق
عکس آں بر جسم افتادہ عرق

گھر میں سویا ہوا عدن میں خوف دیکھتا ہے
اس خوف کے پر تو سے جسم کو پسینہ آتا ہے

پیر ہن در مصر رہن یک حریص
پر شدہ کنعان زبوی آں قیص

لباس مصر میں ایک لاپٹی کے قبضہ میں ہے
اس قیص کی خوشبو سے کنعان بھر گیا ہے

بر نبشتند آں زماں تارخ را
از کباب آرا ستند آں تیخ را

اس وقت انہوں نے تاریخ لکھ لی
اس تیخ کو کباب سے آراستہ کر لیا

چو رسید آں وقت آں تارخ راست
زلذ میں آں شلہ پیدا گشت و خاست

جب ٹھیک وہ رات اور تاریخ آئی
اس زمین سے وہ شاہ پیدا ہو گئے اور اٹھے

زادین شیخ ابوالحسن قدس سرہ خرقانی بعد از وفات شیخ
حضرت ابوالحسن خرقانی قدس سرہ کا شیخ بایزید کی وفات کے بعد اسی تاریخ کو

بایزید روح اللہ روحہ بہماں تارخ

پیدا ہوا اللہ تعالیٰ ان کی روح کو راحت پہنچائے

از عدم پیدا شد و مرکب بتاخت
وہ شاہ پیدا ہو گئے اور سلطنت کی بازی کھیلی

بو اکسن بعد از وفات بایزید
ابوالحسن بایزید کی وفات کے بعد

آپنچناں آمد کہ آں شہ گفتہ بود
اسی طرح ثابت ہو میں جیسا کہ ان شاہ نے فرمایا تھا

از چہ محفوظ ست محفوظ از خطا
کس چیز سے محفوظ ہے غلطی سے محفوظ ہے

وجی حق واللہ اعلم بالصواب
اللہ کا الہام ہے اور خدا زیادہ بہتر جانتا ہے

دل گویند آں را صوفیاں
اس کو صوفی دل کی وحی کہہ دیتے ہیں

چوں خطا باشد کہ دل آگاہ اوست
غلطی کیسے ہو گی کیونکہ دل اس سے باخبر ہے

از پس آں سالہا آمد پدید
اس کے سالوں بعد پیدا ہوئے

جملہ خوہی او زامساک و خود
ان کی تمام عادتیں نہ دینے اور دینے میں

لوح محفوظ ست اورا پیشوا
لوح محفوظ ان کی پیشوا ہے

لوح محفوظ ان کی پیشوا ہے
نہ نجوم ہے نہ دل ہے اور نہ خواب ہے

از پئے رو پوش عامہ در بیاں
عوام سے روپوشی کے لئے بیان میں

وجی دلگیرش کہ منظر گاہ اوست
اس کو دل کی وحی تسلیم کر لے کیونکہ وہ اس خدا کی نظر گاہ ہے

اس کو دل کی وحی تسلیم کر لے کیونکہ وہ اس خدا کی نظر گاہ ہے

۱۔ مرد ڈھتہ۔ ایک شخص اپنے گھر

میں سویا ہوا ہوتا ہے اور اس کی روح

عدن میں کسی خوفناک نہر کو دیکھتی ہے

اس سے جسم پر پسینہ آ جاتا ہے۔

پیر ہن۔ حضرت یوسف کی قیص مصر

میں تھی اور اس کی خوشبو کنعان میں پہنچ

رہی تھی۔ بر نبشتند۔ لوگوں نے

حضرت بایزید کے کہنے کے مطابق

حضرت ابوالحسن کی پیدائش کی تاریخ

لکھ لی۔ از کباب۔ یعنی کام کو مکمل کر

لیا۔ آں تارخ۔ چنانچہ لکھی ہوئی تاریخ

کے مطابق ان کی پیدائش ہوئی۔

۲۔ نرد ملکہ۔ یعنی شاہی شروع

کر دی۔ مرکب۔ سواری از پس۔

حضرت بایزید کی وفات کے تقریباً

دو سو سال بعد حضرت ابوالحسن پیدا

ہوئے۔ جملہ۔ خواہئے۔ حضرت

ابوالحسن میں وہ صفات و اوصاف تھے

جو حضرت بایزید نے بتائے تھے۔

۳۔ لوح محفوظ۔ حضرت بایزید

کے بتائے ہوئے اوصاف صحیح کیوں

نہ ہوتے انہوں نے لوح محفوظ سے

بڑھ کر بتائے تھے اور اس لوح کو لوح

محفوظ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں

لکھا ہوا غلطی سے محفوظ ہے۔

نجوم۔ نجوم اور دل وغیرہ کی باتیں غلط

ہو جاتی ہیں۔ وحی حق۔ حضرت بایزید

کو ان احوال کی جزوی الہی کے ذریعہ

ہوئی تھی صوفیاء اس کو وحی دل کہتے

ہیں۔ وحی دلگیر۔ ہم اس کو وحی دل ہی

تسلیم کرتے ہیں لیکن وہ دل جو خدا کا

مُؤْمِنًا يَنْظُرُ بُنُورَ اللَّهِ شَدَىٰ از خطا و سہو ایمن آمدی
اے مومن! تو وہ دیکھتا ہے اللہ کے نور سے بن گیا ہے تو غلطی اور بھول سے محفوظ ہو گیا ہے

رجوع حکایت کی اجرائے آل غلام و در بیان اجرائے
اس غلام کی روزی کی کمی کی حکایت کی طرف رجوع اور اس کا بیان کہ صوفی
دل و جان صوفی از طعام اللہ تعالیٰ
کے دل و جان کی روزی خدا کی کھانے سے ہوتی ہے

صوفیے از فقر چوں در غم شود عین فقرش دایہ و مطعم بود
کوئی صوفی جب فقر سے رنجیدہ ہوتا ہے اس کے لئے خود فقر دایہ اور کھانا کھلانے والا بن جاتا ہے
زانکہ جنت از مکارہ رستہ است رحم قسم عاجز و اشکتہ است
کیونکہ بہشت تکالیف سے بنی ہے رحم عاجز اور شکستہ دل کا حصہ ہے
آنکہ سر ہا بشکند او از علو رحم حق و خلق ناید سوی او
وہ شخص جو تکبر سے سروں کو پکھلتا ہے اللہ اور مخلوق کا رحم اس کی جانب نہیں آتا ہے
اس سخن پیاں ندارد و آل جواں از کم اجرائی ناں شد ناتواں
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے اور وہ جوان روزی کے کم ہو جان سے کمزور ہو گیا ہے
شاد آں صوفی کہ ریش کم شود آل شبہ در گردد و اویم شود
وہ صوفی خوش نصیب ہے جس کا رزق کم ہو جائے وہ پتھ موٹی بن جائے اور وہ دیا ہو جائے
زاں جری خاص ہر کہ آگاہ شد او سزلی قرب و اجرے گاہ شد
جو شخص اس خاص روزی سے واقف ہو گیا وہ قرب کا مستحق اور روزی کا مقام بن گیا
زاں جرای روح چوں نقصاں شود جانش از نقصان او لڑزاں شود
جب روح کی روزی میں کمی کی آئے اس کی کمی سے اس کی جان لڑنے لگے
پس بداند کہ خطائے رفتہ است کہ سمن زار رضا نشکفتہ است
وہ جانتا ہے کہ کوئی گناہ ہوا ہے جس کی وجہ سے رضا کا باغیچہ نہیں کھلا ہے
ہچناں کاں شخص از نقصان کشت رقعہ سوی صاحب خرمن نوشت
جیسے کہ اس شخص نے کھیتی کی کمی کی وجہ سے رقعہ سوی صاحب خرمن نوشت
رقعہ اش بر دند پیش میر زاد کھلیں کے مالک کو رقعہ لکھا
داتا حاکم نے پاس رقعہ لے گئے خواند او رقعہ جوابے و انداد
اس نے رقعہ پڑھا کوئی جواب نہ دیا

۱۔ مومن۔ مومن کو جب وہ مرتبہ حاصل ہو جائے کہ وہ اللہ کے نور کے ذریعہ دیکھنے لگے تو اس کی صوابدید غلطی سے محفوظ ہوتی ہے۔ صوفی جب صوفی فقر کے غم میں مبتلا ہوتا ہے تو خود رزق اس کو حاصل ہونے لگتا ہے۔ زانکہ۔ جنت انہی چیزوں سے حاصل ہوتی ہے جو نفس کو ناگوار گذرتی ہیں خدا کی رحمت عاجز اور شکستہ دل پر نازل ہوتی ہے۔ مکارہ۔ مکر و ہاتھ یعنی نفس کی ناگوار چیزیں۔ آنکہ۔ متکبر اور مغرور پر خدا اور خلق خدا رحم نہیں کرتی ہے۔ ۲۔ شاد۔ جس صوفی پر رزق کی تنگی ہو وہ قابل مبارکباد ہے۔ آل شبہ۔ وہ صوفی اگر پتھ تھا تو اب وہ موٹی اور سمندر بن جائے گا جس میں سے موتی نکلیں گے۔ زان جرای۔ فقر کے بعد جو خدائی رزق حاصل ہوتا ہے جب صوفی اس کی حقیقت سمجھ جاتا ہے تو اس کو قرب خداوندی حاصل ہو جاتا ہے۔ نقصاں۔ نقصان۔ اب جسمانی رزق کی فراخی سے وہ خدائی رزق گھٹتا ہے تو وہ خوفزدہ ہو کر لرزنے لگتا ہے۔ ۳۔ پس بداند۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس رزق خداوندی کی کمی کسی خطا اور قصور کی بناء پر ہوئی ہے۔ سمن زار۔ گلستان۔ ہچناں۔ وہ اس غلام کی طرح پریشان ہوتا ہے جس نے جسمانی روزی گھٹنے پر رقعہ لکھا۔ رقعہ اش۔ اس غلام نے شلہ کو رقعہ لکھا شلہ نے اس کا کوئی جواب نہ دیا اور کہا کہ اس بیوقوف کو صرف روزی گھٹنے کا مدد ہے اور جس بنیاد پر روزی گھٹنی اس کا کوئی خیال نہیں ہے اس کو میرے وصل اور فراق کا کوئی مدد نہیں ہے لہذا ایسے احمق کا جواب خاموشی ہے۔

گفت اُورا نیست لَّا دَرِ قَوْتُ
 کہا اس کو محض روزی کا رنج ہے
 نیستش دردِ فراق و وصل ہیچ
 اس کو فراق اور وصل کا درد بالکل نہیں ہے
 احمق ست و مُردہ ماو مَنی
 بیوقوف ہے اور خودی اور عنانیت کا مردہ ہے
 آسمانہا و زمین یک سیبِ دال
 آسمانوں اور زمین کو ایک سیب سمجھ
 تو چو کرمے درمیانِ سیب در
 تو کیزے کی طرح سیب کے اندر ہے
 آں یکے کرمے دگر در سیب ہم
 دوسرا کیزا بھی سیب ہی میں ہے
 جنبش ۲ اُو وَا شگافد سیب را
 اس کی حرکت سیب کو پھاڑ دیتی ہے
 بر دریدہ جنبش اُو پرودا
 اس کی حرکت نے پروں کو پھاڑ دیا
 آتش ۳ کا وُل ز آہن می جہد
 وہ چنگاری جو شروع میں لوہے سے نکلتی ہے
 دایہ اش پنبہ است اولِ لیکِ اخیر
 اس کی دایہ شروع میں روئی ہے لیکن آخر میں
 مردِ اولِ بستہ خواب و خورست
 انسان شروع میں سونے اور کھانے کا پابند ہے
 درِ پناہِ پنبہ و کبریتہا
 روئی اور گندھک کی پناہ میں
 عالمِ تاریک روشن می گند
 تاریک جہان کو روشن کر دیتا ہے

پس جوابِ احمقِ اولیٰ تر سکوت
 تو خاموشی بیوقوف کے جواب میں زیادہ اچھی ہے
 بندِ فرع ست اُو نجواید اصل ہیچ
 وہ شاخ کا پابند ہے جس کی تلاش بالکل نہیں کرتا ہے
 کز غمِ فرعش فراغِ اصل نے
 کس کو شاخ کے غم کی وجہ سے جس کی فرصت نہیں ہے
 کز درختِ قدرتِ حق شد عیاں
 جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے درخت سے پیدا ہوا ہے
 وز درخت و باغبانے بے خبر
 درخت اور باغبان سے لاعلم ہے
 لیک جانش از بروں صاحبِ علم
 لیکن اس کی جان باہر کی علم بردار ہے
 برنتا بد سیبِ آں آسیب را
 سیب اس صدمہ کو برداشت نہیں کر سکتا
 صورتش کرم ست و معنی اژدہا
 اس کی صورت کیزے کی ہے اور باطن اژدہا ہے
 اُو قدم بس سُست بیروں می نہد
 وہ باہر کو بہت ست قدم رکھتی ہے
 می رساند شعلہا راتا اشیر
 وہ اپنے شعلے آسمان تک پہنچا دیتی ہے
 آخر لامر از ملائک برترست
 آخر میں وہ ملائکہ سے برتر ہے
 شعلہ و نورش برآید تاسہا
 اس کا شعلہ اور نور سہا تک پہنچتا ہے
 گندہ آہن بسوزن می گند
 لوہے کے گاڑ کو سوئی سے اکھاڑ دیتا ہے

۱۔ بندِ فرع۔ یعنی روزی کے بارے میں لکھا اور روزی دینے والے سے کوئی علاقہ نہیں ہے۔ ماو مَنی۔ یعنی یہ خودی اور انانیت میں مبتلا ہے روزی کی فکر میں لگا ہے روزی دینے والے سے غافل ہے۔ آسمانہا۔ پہلے شعر کا مضمون تھا کہ اس غلامِ کفرِ غی کی فکر ہی اصل سے غافل تھا اس مناسبت سے اب فرماتے ہیں کہ عالم کو ایک سیب سمجھو اور انسان کو اس کے اندر کا کیزا اور کیزوں کی دو قسمیں ہیں ایک کیزا تو وہ ہے جو فرع اور سیب میں مشغول ہے اور اصل درخت اور باغبان سے غافل ہے دوسرا وہ ہے جو اگرچہ سیب کے اندر ہے لیکن وہ درخت اور باغبان سے اچھی طرح واقف ہے۔
 ۲۔ جنبش۔ اُو۔ اس کیزے کی اس قدر طاقت ہوتی ہے کہ وہ سیب کو پھاڑ کر باہر نکل جاتا ہے اور حجابات اس کی نظر میں ہیچ ہوتے ہیں یہ بظاہر کیزا ہے لیکن حقیقتاً اژدہا ہے یہ دوسری قسم باخدا لوگوں کی ہے جو دنیا سے نزر کر آخرت تک پہنچتے ہیں۔
 ۳۔ آتش۔ مولانا سمجھاتے ہیں کہ اس انسان میں ابتداء یہ طاقت نہیں ہوتی بلکہ مشائخ کی مدد اور محبت سے یہ طاقت پیدا ہوتی ہے جیسے کہ وہ چنگاری جو لوہے سے نکلتی ہے ابتداء کمزور ہوتی ہے لیکن جب روئی اور گندھک کی مدد اس کو حاصل ہو جاتی ہے تو اس کے شعلے آسمان تک پہنچ جاتے ہیں۔ مرد۔ انسان بھی ابتداء دنیاوی مشاغل میں لگتا ہے لیکن اولیاء کی مدد سے ملائکہ سے برتر ہو جاتا ہے۔ عالم اب۔ اس انسان میں اتنا نور اور طاقت پیدا ہو جاتی ہے کہ دنیا کو روشن کر دیتا ہے اور لوہے کے شہتیر کو سوئی سے اکھاڑ دیتا ہے۔

گر چہ آتش نیز ہم جسمانی ست

اگرچہ آگ بھی جسمانی ہے

جسم را نبود ازاں عز بہرہ

جسم کے لئے اس عزت میں کوئی حصہ نہیں ہے

جسم از جاں روز افزوں می شود

جسم 'جان سے روزانہ بڑھوتری پاتا ہے

حد جسمت یک دو گز خودیش نیست

تیرے جسم کی حد ایک دو گز سے زیادہ نہیں ہے

تابہ بغداد و سمرقند اے ہمام

اے بزرگ! بغداد اور سمرقند تک

دو درم سنگ ست پیہ چشم تال

تمہاری آنکھ کی چربی سات ماشے وزن کی ہے

نور بے ایں چشم می بیند بخواب

نور اس آنکھ کے بغیر خواب دیکھتا ہے

جاں ز ریش و سبکت تن فارغ ست

جان جسم کی داڑھی اور مونچھ سے بے نیاز ہے

باس زنامہ روح حیوانی ست ایں

یہ روح حیوانی کی شان و شوکت ہے

بگذر از انساں وہم از قال و قیل

انسان سے اور قال و قیل سے بھی آگے بڑھ

بعد از انت جان احمد لب گزد

اس کے بعد احمد کی روح تجھ پر تعجب کرے گی

گوید ار آیم بقدر یک کماں

جبرائیل کہیں گے اگر میں ایک کمان کی بقدر آؤں

نے ز روح ست و نہ از روحانی ست

وہ نہ روح ہے اور نہ روحانی ہے

جسم پیش بحر جاں چوں قطرہ

جسم روح کے سمندر کے آگے قطرہ جیسا ہے

چوں رو دجاں جسم میں چوں می شود

جب جان نکل جلتی ہے دیکھ جسم کیسا ہو جاتا ہے

جان تو تا آسماں جولاں گنیست

تیری جان آسمان تک چکر لگاتی ہے

روح را اندر تصور نیم گام

روح کے لئے تصور میں آدھا قدم ہے

نور روحش تا عنان آسماں

اس کی روح کا نور آسمان کی فضا تک ہے

چشم بے ایں نور چہ بود جز خراب

آنکھ اس نور کے بغیر سوائے خراب کے کچھ نہیں ہے

لیک تن بے جاں بود مردار و پست

لیکن جسم جان کے بغیر مردار اور ذلیل ہوتا ہے

پیشتر رو روح انسانی نہیں

آگے بڑھ 'روح انسانی' کو دیکھ

تالب دریائے جان جبرئیل

جبرئیل کی جان کے دریا کے کنارے تک

جبرئیل از نیم تو واپس خود

جبرئیل تیری ہیبت سے پیچھے نہیں گئے

من بسوی تو بسوزم در زماں

تیری جانب تو فوراً جل جاؤں

۱۔ گرچہ یہ آگ جس کے شعلے آسمان تک پہنچتے نہ روح ہے نہ روحانی پھر بھی اس کی پہنچ آسمان تک ہو گئی تو پھر روح اور روحانی کی طاقت کا اندازہ لگا لو۔ جسم۔ جسم پر روح کی شرافت کو اس سے سمجھ لو کہ جسم کی پرورش روح کرتی ہے بغیر روح کے جسم کس قدر ذلیل شی ہے کہ اس کو ٹی میں من کر دیا جاتا ہے۔

۲۔ حد جسمت۔ جسم کی وسعت دو گز سے زیادہ نہیں ہے لیکن روح کی پہنچ آسمانوں تک ہے ثم اپنی جگہ رہو روح کے لئے بغداد اور سمرقند تک پہنچ جانے کے لئے نصف قدم کی ضرورت ہے۔ دو درم۔ آنکھ کی چربی کو دیکھو کہ خود تو وہ سات ماشے سے زیادہ نہیں لیکن اس کا نور آسمان تک جاتا ہے۔ نور بے ایں چشم۔ نور چشم کھلتا جاتا ہے۔ جاں۔ روح کو جسمانی خواہش کی ضرورت نہیں جسم روح کا محتاج نہیں ہے آنکھ نور کی محتاج ہے۔

۳۔ باز نام۔ یہ شان و شوکت تو ہم نے روح حیوانی کی دکھائی 'روح انسانی جو اس سے زیادہ توی ہے اس کو اس پر قیاس کر لو۔ بگذر۔ اس روح حیوانی اور بحث و مباحثہ سے گزر کر روح کے طالب بنو اور اس روح تک پہنچو جو جبرئیل کی جان ہے جب یہ مرتبہ حاصل ہو جائے گا تو آنحضرت اپنے امتی کی ترقی پر خوشی سے تعجب کریں گے اور جبرئیل تمہارے مقام سے فرور ہوں گے۔ گوید۔ حضرت جبرئیل یہ کہیں گے۔

اگر یک سر موئے برتر پریم فروغ تجلی بسوزم پریم



اِس بیاباں خود اندر دیا و سر بے جواب نامہ خستہ است آں پسر
اِس جنگل کا سر اور پاؤں نہیں ہے۔ وہ لڑکا بغیر جواب کے رنجیدہ ہے

اشفقن آں غلام ازنا رسیدن جواب نامہ از قبل شاہ
بادشاہ کی جانب سے رقعہ کا جواب نہ آنے سے اِس غلام کا پریشان ہونا

۱۔ اِس بیاباں۔ معرفت اور اسرار
معرفت کو بیان غیر محدود ہے۔ قبل۔
جانب۔ خیرہ۔ حیران۔ تیرہ۔ سیاہ
مکدر۔ رقعہ پر نامہ بر۔ تاب۔ غصہ
ح۔ رقعہ۔ یعنی اِس نامہ بر نے وہ
رقعہ بادشاہ کو نہیں دیا وہ منافق تھا۔
آبذریکا۔ جس پانی پر گھاس ہوا اِس
سے دھوکا لگا ہے۔ ذوقن۔ ماہر۔ چچ
گردو۔ یعنی اپنی خبر نہیں لیتا ہے
دوسروں پر الزام دھر رہا ہے۔ شمن۔
بت کا پہلے دین میں مجرور ہے۔

۲۔ کثرو زیدین۔ حضرت سلیمان
کے اِس قصہ سے سمجھانا مقصود ہے
کہ اگر وہ غلام اپنی غلطی محسوس کر کے
اِس کی تلائی کر لیتا تو سب کچھ ٹھیک
ہو جاتا جیسا کہ حضرت سلیمان نے
کیا۔ زلت۔ ان کے دل میں کوئی
نامناسب خیال آیا تھا۔ تخت۔ وہی
تخت جس کو ہوا دوش پر لئے پھرنی
تھی۔ مغز۔ غزیدن۔ سرین کے بل
چلنا۔ اِس ترانوہ۔ مولانا فرماتے ہیں
کہ اللہ تعالیٰ نے ترانوہ برابری کے
لئے پیدا فرمائی ہے۔

چوں جواب نامہ نامہ خیرہ گشت
چونکہ رقعہ کا جواب نہ آیا وہ حیران ہو گیا
نے قرارش ماندو نے خواب از جنوں
پاگل پن سے نہ اِس کے لئے سکون رہا اور نہ نیند
کاے عجب چونم ندا آں شہ جواب
کہ تعجب ہے شاہ نے مجھے جواب کیوں نہیں دیا
رُقعہ پنہاں کرد و نمود او بشاہ
اِس نے رقعہ چھپا لیا اور شاہ کو نہ دکھایا
رُقعہ دیگر نویسم ز آزمون
آزمائش کے لئے دوسرا رقعہ لکھتا ہوں
بر امیر و مطنج و نغمہ بر
بادشاہ پر اور دایمہ مطنج پر اور رقعہ لے جانے والے پر
چچ گرد و خود می گرد کہ من
اپنے کچھ خبر نہیں لیتا کہ میں نے

وز غم او آب صافی تیرہ گشت
غم سے اِس کا صاف پانی گدلا ہو گیا
روز و شب بد در تفکر سرنگوں
دن رات فکر میں لوندھا تھا
یا خیانت کرد رُقعہ برز تاب
یا غم کی وجہ سے رقعہ لے جانے والے نے خیانت کی ہے
گو منافق بود و آبے زیر کاہ
کیونکہ وہ منافق تھا اور گھاس کے تلے کا پانی
دیگرے جویم رسول ذوقنوں
دوسرا ہنر مند قاصد تلاش کرتا ہوں
عیب بنہادہ ز جہل آں بے خبر
اِس جاہل نے نادانی سے عیب دھرے
کثر روی کردم چو اندر دیں شمن
نیز ہی چال چلی ہے جیسے کہ بت پرست نے دین میں

کثرو زیدین باد بر تخت سلیمان علیہ السلام بسبب زلت او
حضرت سلیمان کے تخت پر ان کی لغزش کی وجہ سے ہوا کا ٹیزھا چلنا

باز بر تخت سلیمان رفت کثر
حضرت سلیمان کے تخت پر ہوا نیز ہی چلی
باد ہم گفت اے سلیمان کثر مرو
ہوا نے بھی کہا اے سلیمان آپ ٹیزھا نہ چلیں
اِس ترانوہ بہر اِس بنہاد حق
اللہ تعالیٰ نے یہ ترانوہ اسی لئے پیدا کی ہے
پس سلیمان گفت بادا کثر مغز
حضرت سلیمان نے فرمایا اب ہوا نیز ہی نہ چل
ور روی کثر از کثرم شمس مشو
اگر نیزھا چلتے ہیں تو میرے نیزھے پن پر غصہ نہ کریں
تارود انصاف مارا در سبق
تاکہ ہمارا انصاف جلدی رہے

از اترازو کی کنی من کم گنم

تو ترازو سے کم کرے گا میں بھی کم کروں گا

پنچنین تاج سلیمان میل کرد

اسی طرح حضرت سلیمان کا تاج نیزھا ہو گیا

گفت تاجا کثر مشوبر فرق من

انہوں نے کہا اے تاج! میرے سر پر نیزھا نہ ہو

راست می کرد او بدست آل تاج را

وہ ہاتھ سے اس تاج کو سیدھا کرتے تھے

ہشت بارش راست کرد و گشت کثر

انہوں نے آٹھ مرتبہ سیدھا کیا وہ نیزھا ہو گیا

گفت اگر صدرہ کنی تو راست من

اس نے کہا کہ آپ مجھے سو بار سیدھا کریں گے

پس سلیمان اندرونہ راست کرد

تو حضرت سلیمان نے باطن کو ٹھیک کر لیا

بعد ازاں تاجش ہماں دم راست شد

اس کے بعد ان کا تاج فوراً سیدھا ہو گیا

بعد از ایش کثر ہی کرد او بقصد

اس کے بعد انہوں نے اس کو قصداً نیزھا کیا

ہشت گزرت کثر نہاد آں مہترش

ان سرور نے اس کو آٹھ مرتبہ نیزھا کیا

شلہ گفت استان چونست ایں ذماں

شلہ نے فرمایا اے تاج! اس وقت کیا بات ہے؟

تاج ناطق گشت اے شہ ناز گن

تاج نے کہا اے شلہ! ہاز کیجئے

نیست دستوری کز یں من بگذرم

اجازت نہیں ہے میں اس سے آگے بڑھوں

تاتو با من روشنی من روشنم

جب تک تو میرے ساتھ روشن ہے میں بھی روشن ہوں

روز روشن را برو چوں لیل کرد

اس نے روشن دن کو ان پر رات بنا دیا

آفتابا گم مشوار شرق من

اے آفتاب! میرے مشرق سے گم نہ ہو

باز کج می شد برو تاج اے فقی

اے نوجوان! تاج ان پر پھر نیزھا ہو جاتا تھا

گفت تاجا چیست آخر کثر مغو

انہوں نے کہا اے شہنشاہ! جب آپ کے کجری کریں گے

کثر شوم چوں کثر روی اے مومن

میں نیزھا ہو جاؤں گا غلام خدا! جب آپ کے کجری کریں گے

دل براں شہوت کہ بودش گشت سرد

دل میں جو خواہش تھی دل اس سے ست پڑ گیا

آپنہاں کہ تاج را می خواست شد

وہ جس طرح تاج چاہتے تھے دیا ہو گیا

تاج اومی گشت تارک جو بقصد

ان کا تاج قصداً سر کو تلاش کر لینے والا بن گیا

راست می شد تاج بر فرق سرش

ان کے سر کی مانگ پر تاج سیدھا ہو جاتا تھا

کثر گنم تو راست گردی ز امتحاں

میں آزمائش کے لئے تجھے نیزھا کرتا ہوں تو سیدھا ہو جاتا ہے

چوں فشاندی پرز گل پرواز گن

جبکہ آپ نے پھول کوئی سے صاف کر لیا ہے پرواز کیجئے

پردہائے غیب ایں برہم درم

اس کے غیب کے پھول کو چاک کروں

۱۔ اترازو۔ قرآن پاک میں ہے جزاء السیئة سیئة مطہا۔ برائی کا بدلہ اس جیسی برائی ہے ترازو پیدا فرما کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ پنچنین۔ یعنی جس طرح ہوائے کجری اختیار کی تھی تاج بھی نیزھا ہو گیا جس پر حضرت سلیمان رنجیدہ ہوئے۔ فرق۔ سر کی مانگ۔ آفتاب۔ یعنی اے تاج تو سجالی کا آفتاب ہے۔

۲۔ گفت۔ تاج نے حضرت سلیمان سے کہا اے لمانت وار جب آپ کدل میں مناسب خیال نہیں ہے تو میری راست روی کی امید نہ کیجئے۔ اندرونہ۔ یعنی دل میں جو خیال تھا اس کی اصلاح کر لی۔ شہوت۔ یعنی جو نامناسب خیال ان کدل میں آیا تھا۔

۳۔ بعد ایش۔ یعنی اپنے دل کی اصلاح کرنے کے بعد تاج کو قصداً نیزھا رکھتے تھے وہ خود، خود سیدھا ہو جاتا تھا۔ ز امتحاں۔ یعنی میں آزمائش کے لئے تجھے قصداً نیزھا رکھتا تھا۔ چوں فشاندی۔ یعنی جب آپ نے اپنے دل کو اس نامناسب خیال سے صاف کر لیا ہے نیست۔ مولانا فرماتے ہیں کسی مثل اور جزاء کے دراز کو زیادہ واضح کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

برد ہانم! نہ تو دستِ خود بہ بند
میرے منہ پر اپنا ہاتھ رکھ دیجئے 'بند کر دیجئے'
پس ترا ہر غم کہ پیش آید ز درد
لہذا تجھے تکلیف سے جو بھی غم پیش آئے
ظن مبر بردیگر سے دوست کام
اے دوستوں کے ہموا دوسرے پر بدگمانی نہ کر
گاہ جنگش بارسول و مطہجی
کبھی اس کی قاصد اور واروغہ مطہج سے لڑائی ہوتی
ہمچو فرعون نے کہ موسیٰ ہشتہ بود
فرعون کی طرح کہ حضرت موسیٰ کو چھوڑ رکھا تھا
آں عدو در خانہ آں کور دل
دشمن اس دل کے اندھے کے گھر میں ہے
تو ہم از بیروں بدی بادیگراں
تو بھی باہر سے دوسروں کے ساتھ بدینا ہوا ہے
خود عدو ت اوست قندش می وہی
تیرا دشمن وہی ہے تو اس کو شکر کھلا رہا ہے
ہمچو فرعون نے تو کورو و کور دل
تو فرعون کی طرح اندھا اور اندھے دل والا ہے
چند فرعوناشی گئے جرم را
اے فرعون! بے قصوروں کو کب تک قتل کرے گا؟
عقل او بر عقل شاہان می فرو
اس کی عقل بادشاہوں کی عقل سے بڑھی ہوئی تھی
مہر حق بر چشم و برگوش و خرد
اللہ تعالیٰ کی مہر آنکھ پر اور کان پر اور عقل پر

مرد ہانم راز گفت ناپسند
میرے منہ کو ناپسندیدہ بات سے
برکے تہمت منہ بر خویش گرد
کسی پر تہمت نہ رکھ اپنی پڑتال کر
آں ملکن کہ می سگا لید آں غلام
وہ بدگمانی نہ کر جو اس غلام نے کی
گاہ شمش با شہنشاہ سخی
کبھی سخی بادشاہ پر اس کا غصہ ہوتا
طیفلان خلق را سر می ز بود
اور لوگوں کے بچوں کے سر کاٹتا تھا
او شدہ اطفال را گردن گسیل
وہ بچوں کی گردن کاٹنے والا بنا
واندروں خوش گشتہ بانفس گراں
اور اندر مکروہ نفس سے خوش ہے
وز بروں تہمت بہر گس می نہی
اور باہر ہر شخص پر تہمت رکھتا ہے
بلد و خوش بیگنا ہاں را مذل
دشمن سے خوش بے قصوروں کو ذلیل کرنے والا ہے
می نوازی مرتن پر غرم را
تاوانوں بھرے جسم کو نوازتا رہے گا
حکم حق بے عقل و کورش کردہ بود
خدا کے حکم نے اسکو بے عقل اور اندھا کر دیا تھا
گر فلاطون ست حیوانش گند
خولہ افلاطون ہو اس کو جانور بنا دیتی ہے

۱۔ برد ہانم۔ مولانا دعا کرتے ہیں
کہ اے خدا اگر میرے منہ سے تیری
مرضی کے خلاف باتیں نکلیں اور غیب
کے راز ظاہر کرنے لگوں تو میرا منہ بند
کر دے۔ پس خزل انسان کو جو
تکلیف پہنچتی ہے حاصل وہ اس کے
کسی عمل کی سزا و ہوتی ہے لہذا وہ
دوسروں پر الزام نہ رکھنا چاہیے اور اس
غلام کی طرح نہ کرنا چاہیے۔ بلکہ اپنے
آپ کو ہی قصور وار سمجھنا چاہیے۔ گاہ
جنگش اس غلام کی یہ قوتی تھی خود اس
کی خطا پر روزی کم ہوتی اور وہ دوسروں
سے لڑا۔
۲۔ ہمچو فرعون نے۔ فرعون نے بھی
یہی غلطی کی اس کی سلطنت کی برہادی
کا اصل سبب حضرت موسیٰ تھے جو اس
کے گھر میں پرورش پائے تھے اور وہ
دوسرے بچوں کو قتل کر رہا تھا نقش
گراں۔ خطا تیرے نفس کی ہوتی ہے
تو اس سے خوش رہتا ہے دوسروں پر
ناخوشی کا اظہار کرتا ہے تو بھی فرعون کی
طرح ہے جو دشمن سے خوش تھا اور
دوسروں کو ذلیل و خوار کر رہا تھا۔
۳۔ چند فرعون۔ انسان کی یہ
فرعونیت ہے کہ اصل دشمن یعنی اپنے
آپ کو بے قصور سمجھتا ہے اور وہ
دوسروں سے دشمنی کرتا ہے۔ غزم۔
تاوان قرآن پاک میں ہے۔ ما
اصدکم من مصلہ فیما کنت
ایسیدکم یعنی جو مصلحت تمہیں پہنچتی
ہے وہ تمہارے ہاتھوں کی کمالی ہے۔
عقل نو۔ مولانا فرماتے ہیں فرعون
عقل میں دوسرے شہنشاہوں سے
بڑھا ہوا تھا لیکن قضاء خداوندی نے
اس کو بے عقل اور اندھا بنا دیا تھا اللہ کی
مہر بڑے سے بڑے عقلمند کو بے عقل
جانور بنا دیتی ہے۔



حکم الحق بر لوح می آید پدید آںچنان کہ حکم غیب از بایزیدؒ
 اللہ تعالیٰ کا حکم لوح پر ظاہر ہو جاتا ہے جس طرح کہ غیب کا حکم بایزیدؒ پر ظاہر ہوا

شنیدن شیخ ابوالحسن خرقانی خبر دادن بایزیدؒ را از
 حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی کا حضرت بایزیدؒ کے پیدا ہونے کی اور احوال
 بودن او و احوال او پیش از زادن او
 کی پیدا ہونے سے قبل خبر دینے کو سننا

ہچنان آمد کہ او فرمودہ بود ابوالحسنؒ از مرد ماں آں را شنود
 ایسا ہی ہوا جیسا کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ ابوالحسنؒ نے لوگوں سے یہ سنا
 کہ حسن باشد مرید و اتم دس گیرد ہر صبح از تر بتم
 کہ ابوالحسنؒ میرا مرید و میرا امتی ہو گا ہر صبح کو میری قبر سے تعلیم حاصل کرے گا
 ہر صبح آید و خواند سبق بر سر خاکم شود پیرے بحق
 وہ ہر صبح کو آئے گا اور سبق حاصل کرے گا میری قبر پر باخدا شیخ بن جائے گا

گفت ۲ من ہم نیز خواب دیدہ ام ابوالحسنؒ نے فرمایا میں نے بھی ایک خواب دیکھا ہے
 ابوالحسنؒ نے فرمایا میں نے بھی ایک خواب دیکھا ہے کہ حسن باشد مرید و اتم
 ہر صبح آید و خواند سبق دس گیرد ہر صبح از تر بتم
 ہر صبح آید و خواند سبق دس گیرد ہر صبح از تر بتم کہ ابوالحسنؒ میرا مرید و میرا امتی ہو گا
 ہر صبح آید و خواند سبق دس گیرد ہر صبح از تر بتم کہ ابوالحسنؒ میرا مرید و میرا امتی ہو گا
 ہر صبح آید و خواند سبق دس گیرد ہر صبح از تر بتم کہ ابوالحسنؒ میرا مرید و میرا امتی ہو گا
 ہر صبح آید و خواند سبق دس گیرد ہر صبح از تر بتم کہ ابوالحسنؒ میرا مرید و میرا امتی ہو گا

تا مثال شیخ پیشش آمدے حتی کہ شیخ کی مثال صورت ان کے سامنے آجاتی
 تا کی ۳ روزے بیامد باسعود یہاں تک کہ ایک روز وہ سعادت مندی سے آئے
 توئے بر تو بر فہا ہچوں علم توئے بر تو بر فہا ہچوں علم
 ہا انا ادعوک کی تسعی الی ہا میں تجھے پکار رہا ہوں تاکہ وہ ذکر میرے پاس آئے

۱۔ حکم حق اللہ کا فیصلہ لا محالہ ظاہر ہو کر رہتا ہے جیسا کہ بایزیدؒ کا بھی حکم ظاہر ہو کر رہا شنیدن۔ حضرت ابوالحسن خرقانی نے پیدائش کے بعد حضرت بایزیدؒ کی پیش گوئی سنی کہ حسن۔ حضرت ابوالحسن خرقانی نے یہ بھی سنا کہ بایزیدؒ نے فرمایا کہ ابوالحسن میری قبر سے فیض حاصل کرے گا اور میرا مرید ہو گا میرے حلقہ میں داخل ہو گا۔ ہر صبح۔ انہوں نے یہ بھی سنا کہ یہ فرمایا تھا کہ ہر صبح کو میری قبر سے فیض حاصل کرے گا اور باخدا شیخ بنے گا۔

۲۔ گفت۔ جب یہ باتیں حضرت ابوالحسن خرقانی نے سنیں تو فرمایا کہ شیخ بایزیدؒ کی روح نے مجھ سے بھی خواب میں یہ باتیں فرمائی ہیں۔ ہر صبح۔ چنانچہ شیخ ابوالحسن خرقانی روز صبح کو حضرت بایزیدؒ کی قبر پر جاتے تھے۔ حضور۔ یعنی حضور قلب و رہاہ تامل۔ کبھی حضرت بایزیدؒ صورت مثال میں سامنے آ کر ان کے اشکلات حل کراتے اور کبھی صورت مثال کے واسطے کے بغیر فیض حاصل ہو جاتا۔

۳۔ تا کی ۳ روزے۔ ایک دن حضرت ابوالحسن خرقانی قبر پر پہنچے تو قبر نظر نہ آئی اس پر بتہ برف کے نیلے جمع شدہ نظر آئے تو بہت رنجیدہ ہوئے۔ بانگش۔ شیخ بایزیدؒ جو روحانی حیات سے زندہ تھے ان کی آواز آئی کہ برف سے گھبرا میری طرف آ جا دنیا تو ساری برف کی طرح تپا سید ہے

ہیں بیا ایں سوبر آواز مِ شتاب عالم ابر برفست رُوی از من متاب
ہاں میری آواز پر جلد اھر آ جا - دنیا اگرچہ برف ہے مجھ سے منہ نہ موڑ
حال اُوزاں روز شد خوب و بدید آں عجائب را کہ اوّل می شنید
اس مفسر کی حالت خوب ہو گئی اور انہوں نے دیکھے وہ عجائب جو پہلے نے تھے
باز باید گشت سُوّی آں غلام کرد باید آں حکایت را تمام
اس غلام کی طرف لوٹنا چاہیے اس حکایت کو پورا کرنا چاہیے

رُقعہ دیگر نوشتن آں غلام پیش شاہ چوں
جبکہ پہلے رقعہ کا جواب نہ آیا اس غلام کا بادشاہ کو پیش کرنے
جواب رُقعہ اوّل نیامد

کے لئے دوسرا رقعہ لکھنا

نامہ دیگر نوشت آں بدگماں ۲ پُرز تشنّیع و نفیر و پُر فُغال
اس بدگماں نے دوسرا رقعہ لکھا ملامت اور فریاد اور شور سے بھرا ہوا
کہ یکے رُقعہ نوشتم پیش شاہ اے عجب آنجا رسید دیافت راہ
کہ میں نے بادشاہ کے حضور میں ایک رقعہ لکھا اے عجب آنجا رسید دیافت راہ
آں دگر را خواند ہم آں خواب خد تعب ہے کہ وہ وہاں پہنچا اور باریاب ہوا
اس حسین چہرے والے نے دوسرا بھی پڑھا ہم نداد اُورا جواب و تن بزد
اس کا بھی جواب نہ دیا اور چھپ رہا او مکرّر کرد رُقعہ پنج بار
اس نے پانچ مرتبہ رقعہ مکرر کئے گھر جوابش بر نویسی ہم رواست
اگر اس کو جواب لکھ دیں تو بھی مناسب ہے حاجب نے کہا کہ آخر وہ آپ کا غلام ہے
از شہنّی توچہ کم گردد اگر آپ کی بادشاہی میں کیا کمی آجائے گی اگر
آپ کی بادشاہی میں کیا کمی آجائے گی اگر گفت ایں سہل ست لہا حق ست
اس نے کہا یہ آسان ہے لیکن وہ احمق ہے اگرچہ آمرزم گناہ و رلتش
اگر میں اس کی خطا اور لغزش معاف کروں گا

۱۔ حال۔ اب حضرت ابوالحسن خرقانی کی تکمیل ہو چکی تھی اور ان پر مشاہدہ کی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔ باز باید۔ اب مولانا پھر غلام کا قصہ شروع کرتے ہیں۔

۲۔ بدگماں۔ یعنی دین غلام تشنّیع۔ برا بھلا کہنا۔ اے عجب۔ یعنی اس پر تعجب ہے کہ وہ رقعہ بادشاہ تک پہنچ گیا اور پھر بھی مجھے جواب نہ ملا۔ خواب خد۔ حسین رخ یعنی شاہ۔ تن بزد۔ خاموش رہا۔ خشک۔ یعنی شاہ نے اس سے خشکی برتی۔

۳۔ گفت حاجب۔ پیشکار نے کہا کہ وہ غلام بہر حال آپ کا ہے اگر اس کو جواب لکھیں تو مناسب ہوگا۔ حاجب۔ دربان۔ پیشکار۔ اندازی نظر۔ یعنی نظر کرم کر کے جواب لکھا دیں۔ ایں۔ جواب لکھنا۔ احمق۔ بیوقوف انسان مردود بارگاہ خلوندی ہے۔ آمرزم۔ یعنی معاف کر کے پھر قریب کروں گا۔ رلتش۔ یعنی اس کی حماقت کی بیماری۔

صد کس از گریں! ہمہ گریں شوند
خدا کی سب شخص سب خدا ہو جاتے ہیں
گر کم عقلی مباد اکبر رہا
بے عقلی کی خدا خدا کرے کافر کو بھی نہ ہو
خاصہ اس گز خبیث عقل بند
خصوصاً بے عقل خبیث کی خدا
شو میش بے آب دارد ابر را
اس کی نعمت ابر کو بے پانی کا بنا دیتی ہے
نم نبارد ابر از شومی او
اس کی بدبختی سے ابر بارش نہیں برساتا ہے
از گراں احمق طوفان نوح
ان احمقوں کی خدا کی جہ سے حضرت نوح کے طوفان نے

سُتودن پیغمبر علیہ السلام عاقل را و نکو ہیدن احمق را
پیغمبر علیہ السلام کا عقلمند کی تعریف کرنا اور احمق کی مذمت کرنا

گفت پیغمبر کہ احمق ہر کہ ہست
پیغمبر نے فرمایا احمق جو بھی ہے
ہر کہ او عاقل بود او جان ماست
جو بھی عقلمند ہے وہ ہماری جان ہے
عقل ۲ دشنام دہد من را ضمیم
عقل مجھے گالی دے میں خوش ہوں
او عدو ماو غول رہزن ست
وہ ہمارا دشمن اور بھٹکانے والا چھلوا ہے
روح او ورتج او ریحان ماست
اس کی روح اور اس کی ہوا ہماری خوشبو ہے
زانکہ فیضے زار دار فیا ضمیم
کیونکہ میری فیاضی سے فیض پا چکی ہے
نبوداں مہمانیش بے ماندہ
اس کی وہ مہمانی بغیر دسترخوان کے نہ ہوگی
من ازاں حلوی او اندر بتم
میں اس کے حلوی سے بخد میں ہوں
نیست ۳ بوس گون خرا چاشنی
گدھے کی مقعد کو بوسہ دینے میں کوئی لطف نہیں ہے
جامہ از دیکش سیہ بے ماندہ
بغیر دسترخوان کے لکڑی کے تیرے کپڑے پہ پہلے گے
نور عقل ستاے پیر جالدا شراب
اے بیٹا! جان کی شراب عقل کا نور ہے

۱۔ اگر گریں۔ میں فاضل کی علامت
ہے اگر نافر فاضل کے فتح ساتھ
خدا کی بیماری۔ گر۔ بے عقلی کی
خدا خدا کرے کافر کو بھی نہ لگ۔
شو میش۔ بد عقل کی بدبختی سے ابر بھی
بے بارش ہو جاتا ہے۔ بوی او۔ مشہور
ہے کہ جہاں الو بیٹھنے لگے وہ مقام
دیران ہو جاتا ہے۔ اگر قوم نوح کی
جماعت سے طوفان آیا اور دنیا برباد ہو
گئی تھی۔ گفت۔ پیغمبر۔ بعض
احادیث کا مفہوم یہ ہے کہ حضور نے
فرمایا کہ بیوقوف ہمارا دشمن ہے اور عقلمند
ہمارا دوست ہے۔

۲۔ عقل دشنام۔ ہو سکتا ہے کہ یہ
مولانا کا مقول ہو اور مولانا اپنے بارے
میں فرما رہے ہوں یا حدیث کا جزو
ہے، خلاصہ یہ ہے کہ عقلمند اگر برا بھی
کہتا ہے تو اس میں کوئی مصلحت ہوتی
ہے۔ احمق۔ بیوقوف کی بھلائی میں
بھی برائی ہے۔

۳۔ نیست۔ بیوقوف سے محبت
کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی گدھے
کی مقعد کو بوسہ دے۔ سبت۔ اس
بوسے سے تمہیں نقصان پہنچے گا اور بیکار
کپڑے کا لے ہوں گے۔ ماندہ
عقلست۔ اصل دسترخوان عقل ہے
جس سے انسان غذا حاصل کرتا ہے
نان و کباب اگر احمق پیش بھی کرے تو
دسترخوان نہیں ہے بلکہ مضرت رسان
ہے جس کا نان نمک بے عقل بنادے
گا۔

سبکت گندہ گند بے فائدہ
بے فائدہ تیری مونچھوں کو گندہ کر دے گا
ماندہ عقلست نے نان و کباب
دسترخوان عقل ہے نہ روٹی اور کباب

۱۔ نیست۔ اگر حق کے دست خوان
پر پنے کی چیزیں ملیں تو وہ انسان کی
شراب نہیں ہے شراب تو نور عقل ہے
روح کی پرورش اسی سے ہوتی ہے۔
خورشہا۔ حسی غذا میں۔ خر۔ یعنی
شریف انسان۔ تاغذای اصل شعر۔
اندروں۔ از طعام خالی وار
تا دریاں نور معرفت بنی
عکس۔ جسمانی غذاؤں میں اسی
نورانی غذا کا پرتو سمجھو ان میں لذت آتی
ہے۔ یہ حیوانی جان اسی نورانی جان
سے جان بنی ہے۔

۲۔ چوں خوری۔ نور کی روحانی غذا کا
ایک لقمہ کھا لو گے تو یہ غذائے جسمانی
بچ ہو جائے گی۔ عقل شید اللہ۔ جب
تو وہ غذا کھا لو گے تو جسمانی غذا کو کبو
گے کہ مجھ پر عاشق ہو گئی ہے اب تو
چکنی چیزیں باتیں کیوں کرتی ہے
مجھ سے مل گیا ہے مجھے تجھ جیسے کمزور
باؤں کی ضرورت نہیں ہے عقل۔
عقل کی دو قسمیں ہیں ایک کسبی عقل
ہے جو درگاہوں سے حاصل ہوتی
ہے یہ عقل اگر حاصل ہو جائے تو
دوسروں کی عقل سے بڑھ جاتی ہے یہ
کتاب اور استاد اور علوم سے حاصل
ہوتی ہے اس عقل کے حاصل ہونے
پر انسان حفاظت کرنے والی سختی بن
جاتا ہے لیکن لوح محفوظ جس کی حق
تعالیٰ ہر قسم کی غلطی سے حفاظت کرتا
ہے وہ اس کے علاوہ چیز ہے۔

۳۔ عقل دیگر۔ عقل کی دوسری قسم
وہ ہے جو خدا کی عطا ہے اور اس کا
سرچشمہ درگاہ اور استاد نہیں ہے بلکہ
خود روح کے اندر اس کا چشمہ ہے اس
چشمہ سے جو پانی آتا ہے وہ گندہ ہوتا
ہے نہ اس کا رنگ بدلتا ہے۔ اگر
کسبی عقل کی راہیں بند ہو جائیں تو
اس عقل والے کو کوئی کم نہیں ہوتا کیونکہ
وہ تو خاندل سے موزن ہوتی ہے۔

از جُزآں جاں نیابد پرورش
اس کے سوا سے جان پرورش نہیں پاتی ہے
کایں غذایِ خر بود نے آن خر
کیونکہ یہ گدھے کی خوراک ہیں نہ کہ شریف کی ملکیت
لقہمای نور را آکل شوی
نور کے لقمے کھانے والا بن جائے
فیض آں جانست کایں جل جلد مست
اسی جان کا فیض ہے کہ یہ جان جان بنی ہے

خاک ریزی بر سر نان تنور
تنور کی روٹی پر خاک ڈال دے گا
راہ پیدا شد چہ پائے بے ثبات
راستہ پیدا ہو گیا تو کمزور پاؤں کیا ہے؟
کہ در آموزی چو در مکتب صبی
جو کہ مکتب میں بچوں کی طرح تو سیکھتا ہے
از معانی وز علوم خوب و بکر
معانی سے اور عمدہ اور تازہ علوم سے
لیک تو باشی ز حفظ آں گراں
لیکن تو ان کو یاد کرنے سے بوجھل ہو جاتا ہے
لوح محفوظ اوست کوزیں در گزشت
لوح محفوظ وہ ہے جو اس سے گزر گیا
چشمہ آں در میان جاں بود
اس کا سر چشمہ جان کے اندر ہوتا ہے
نے شود گندہ نہ دیرینہ نہ زرد
نہ گندہ ہوتا ہے نہ پرانا نہ زرد
گو ہمی جوشد ز خانہ دمبدم
کیونکہ وہ گھر دل میں سے ہر وقت جوش مار رہا ہے

نیست ۱۔ غیر نور آدم را خورش
انسان کی خوراک نور کے سوا نہیں ہے
زیں خورشہا اندک اندک باز بر
ان کھانوں سے آہستہ آہستہ جدا ہو جا
تاغذای اصل را قابل شوی
تاکہ تو اصلی غذا کے قابل ہو جائے
عکس آں نورست کایں نال نال شدہ است
اسی نور کا پرتو ہے کہ یہ روٹی روٹی بنی ہے
چوں ۲۔ خوری یکبار از ما گول نور
اگر تو ایک بار نور کی غذا کھا لے گا
عقل شیدا شد چہ خوانی ترہات
تو کہے گا عقل عاشق ہو گئی ہے تو کیا بکواس کرتا ہے
عقل دو عقل است اول مکسبی
عقل کی دو قسمیں ہیں ایک کسبی
از کتاب و او ستاد فکر و ذکر
کتاب اور استاد اور غور اور یاد سے
عقل تو افزوں شود بر دیگران
تیری عقل دوسروں سے بڑھ جاتی ہے
لوح حافظ باشی اندر دور و گشت
دور اور گشت میں تو حفاظت کرنے والی سختی ہوگا
عقل ۳۔ دیگر بخشش یزداں بود
دوسری عقل اللہ تعالیٰ کی بخشش ہوتی ہے
چوں ز سینہ آب دانش جوش کرد
جب سینہ سے عقل کا پانی جوش ملتا ہے
در رہ بنفش بود بستہ چہ غم
اگر اس کے ابلنے کا راستہ بند ہو جائے تو کیا فکر ہے؟

عقل ۱۔ کھیلی مثال بویہا
تھیلی عقل نہروں کی طرح ہے
کاں رَوَد در خانہ از گویہا
جو گھر دل میں تالا بوں میں سے پہنچتی ہے
راہ آبلش بستہ شد شد بینوا
اگر اس کے پانی کا بستہ بند ہو جائے تو وہ مفلس بن جاتا ہے
از درون خوشتن جو چشمہ را
اپنے اندر چشمہ کی تلاش کر
اپنے اندر چشمہ کی تلاش کر

قصہ شخصیکہ باشخص مشورت می کرد او گفت مشورت
اس شخص کا قصہ جو ایک شخص سے مشورہ کرتا تھا اس نے کہا کہ کسی دوسرے سے
بادیگرے گن کہ من عدو توام
مشورہ کر کیونکہ میں تیرا دشمن ہوں

مشورت می کرد شخصے باکے
ایک شخص ایک شخص سے مشورہ کرتا تھا
گفت اے خوش نام غیر من بجو
اس نے کہا اے نیک نام میرے غیر کو تلاش کر
من عدوم مر ترابا من پیچ
میں تیرا دشمن ہوں مجھ سے نہ الجھ
رو ۳۔ کسے جو کہ ترا او ہست دوست
جا کسی ایسے کو تلاش کر جو تیرا دوست ہو
من عدوم چارہ نبود کز منی
میں دشمن ہوں لہذا میں خودی کی وجہ سے
حارسی از گرگ جستنی شرط نیست
بھڑے سے رکھو لی چاہتا مناسب نہیں ہے
من ترابے پیچ شکے دشمنم
میں بلاشبہ تیرا دشمن ہوں
ہر کہ باشد ہمنشین دوستان
جو دوستوں کا ہم نشین ہو
کز ۲۔ ترؤد وا رہد وز محسے
تاکہ تردد اور بندش سے چھوٹ جائے
ماجرائے مشورت با او بگو
مشورے کا معاملہ اس سے کہہ
نبود از رلی عدو پیر وز پیچ
دشمن کی رائے سے کوئی کامیاب نہیں ہوا ہے
دوست ہر دوست لاشک خیر جوست
بے شبہ دوست دوست کا خیر خواہ ہے
کثر روم باتو نمایم دشمنی
نیز ہا چلوں گا تجھ سے دشمنی کروں گا
جستن از غیر محل نا جستنی ست
بے موقع تلاش کرنا تلاش نہ کرنا ہے
من ترا کے رہ نمایم رہز نم
میں کب تیری راہنمائی کروں گا میں رہزن ہوں؟
ہست در کلخن میان بوستان
بھٹی میں بھی باغ میں ہے

۱۔ عقل کھیلی۔ یعنی کبھی عقل جو دوسروں سے حاصل کی جاتی ہے گویہا۔ گڑھے۔ راہ آبلش۔ اگر کسی عقل کے حصول کے ذریعہ مفقود ہو جاتے ہیں تو انسان بے سر و سامان رہ جاتا ہے لیکن اندرونی چشمہ اس آفت سے محفوظ ہے۔ از درون۔ عقل کے روحانی چشمہ کی جستجو کرنی چاہیے تاکہ دوسروں کا احسان نہ اٹھانا پڑے۔ قصہ۔ اس قصہ سے عقل کی فضیلت بیان کرنا مقصود ہے۔

۲۔ کز تردد۔ انسانی تردد میں کسی طرف پیش قدمی نہیں کرتا ہے۔ گفت۔ اس شخص نے کہا کسی اور سے مشورہ کر لے۔ من عدوم۔ میں تیرا دشمن ہوں۔ دشمن کے مشورے سے کوئی کامیابی نہیں ہوتی ہے۔

۳۔ رو کسے۔ تجھے کوئی دوست تلاش کر کے اس سے مشورہ کرنا چاہیے۔ دوست دوست کا خیر خواہ ہوتا ہے۔ منی۔ خودی۔ حارسی۔ بھینڑیا۔ بھینڑوں کا رکھوالا نہیں بن سکتا۔ جستنی۔ بے محل تلاش اور جستجو سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ ہر کہ۔ دوستوں کی صحبت میں بھٹی بھی باغ بن جاتی ہے اور دشمنوں کی صحبت باغ کو بھٹی بھٹی بنا دیتی ہے۔

ہر کہ بادشمن نشیند در زمن
جو زمانہ میں دشمن کا ہم نشین ہو
دوست را مازار از ماو منت
دوست کو تو تو میں میں سے نہ ستا
خیر گن باخلق از بہر ایزد
اپنے خدا کے لئے لوگوں سے بھلائی کر
تلمہ را دوست بینی در نظر
تاکہ تو نگاہ سے سب کو دوست دیکھے
چونکہ کردی دشمنی پرہیز گن
جب تو نے دشمنی کی تو احتیاط برت
گفت من دائم ترا اے بوا حسن
اس نے کہا اے بوا حسن میں تجھے جانتا ہوں
لیک مردِ عاقلی و معنوی
لیکن تو عقلمند آدمی ہے اور بامعنی ہے
طبع ۲ خواہد تا کشد از خصم کیس
طبیعت کا تقاضہ ہے کہ دشمن سے بدلہ لے
آید و منعش کند و آردش
وہ عقل آتی ہے اور اس کو منع کرتی ہے اس کو روکتی ہے
عقل ۳ ایمانی چو شخنہ عادل ست
ایمانی عقل منصف کقول کی طرح ہے
ہمچو گربہ باشد رو بیدار ہوش
وہ بلی کی طرح ہوشیار رہتی ہے
در ہر آنجا کہ بر آرد موش دست
جس جگہ چوہا نیچر نکالے
جس جگہ چوہا نیچر نکالے
گر بہ چہ شیر و شیر فلکں بود
بلی کیسی شیر اور شیر کو پھاڑے دلی ہوتی ہے

ہست او در بوستان در گوشتن
وہ باغ میں بھی بھی میں ہے
تا نگردد دوست خصم و دشمنت
تاکہ دوست تیرا مخالف اور دشمن نہ بنے
یا برائے راحت جان خودت
یا خود اپنی جان کے آرام کے لئے
در دلت ناید زکیں ناخوش صور
تاکہ تیرے دل میں کینہ سے برے خیالات نہ آئیں
مشورت بیاہر مہر انگیز گن
مشورہ محبت بھرے دوست سے کر
کہ توئی دیرینہ دشمن دار من
کہ تو میرا پرانا دشمن ہے
عقل تو نکذات کہ کجروی
تیری عقل تجھے اجازت نہ دے گی کہ تو نیچر چاچلے
عقل بر نفس ست بند آہنیں
لیکن عقل نفس پر لوہے کی زنجیر ہے
عقل چوں شخنہ است در نیک و بدش
عقل اس کے لئے اچھے اور برے میں کقول کی طرح ہے
پاسبان و حاکم شہر دل ست
دل کے شہر کی محافظ اور حامی ہے
دزد در سوراخ ماند ہمچو موش
جور سوراخ میں چوہے کی طرح گھسارہتا ہے
جور سوراخ میں چوہے کی طرح گھسارہتا ہے
نیست گربہ و ر بود او مردہ است
وہاں بلی نہیں ہے اگر ہو تو وہ مردہ ہے
عقل ایمانی کہ اندر تن بود
وہ ایمانی عقل جو جسم میں ہوتی ہے

۱ دوست۔ خود غرضی کر کے
دوستوں کو دشمن نہ بنانا چاہیے خیر کن۔
لوگوں کے ساتھ اللہ کی رضا کی خاطر
بھلائی کرو اگر یہ مقصد بھی نہ ہو تو اپنی
راحت کی خاطر دوسروں کیساتھ
بھلائی کرو۔ تاہم جب لوگوں کے
ساتھ بھلائی کرو گے تو وہ تمہارے
دوست بن جائیں گے اور تمہارے
دل میں تکلیف دہ خیالات نہ آسکیں
گے۔ چونکہ اگر تو سب کو دوست
نہیں بنا سکتا ہے تو پھر مشورہ کسی
خاص دوست سے کر۔ گفت۔ مشورہ
لینے والے نے کہا میں جانتا ہوں تو
میرا دشمن ہے لیکن تو انسان ہے اور
عقلمند ہے اور غمگین نہیں ہے۔ مجھے
یقین ہے کہ تیری عقل تجھے میرے
ساتھ کجروی نہ کرنے دے گی۔

۲ طبع خواہد۔ عقلمند کا طبعی تقاضا
اگرچہ دشمن سے بدلہ لینے کا ہوتا ہے
لیکن اس کی عقل اس کی طبیعت اور
نفس پر غالب آجاتی ہے۔ عقل۔
عقل۔ عقلمند کی ہر اچھے برے موقع پر
حفاظت کرتی ہے۔

۳ عقل۔ عقل منصف کقول
جس اور دل کے خیالات پر حاکم۔ ہمچو
گربہ عقل کی مثل بلی کی سی ہے
اور نفس ایک چوہا ہے۔ در ہر آنجا کہ
نفس کا غلبہ ہے تو سمجھو کہ وہاں عقل
نہیں ہے اور اگر ہے تو مردہ ہے۔
گربہ۔ ہم نے عقل کو بلی قرار دیا ہے
غلطی تھی عقل تو شیر اور شیر فلکں ہے۔

عَرَّةً اَوْ حَاكِمِ دَرَنَدگان ۱
اس کی غراہٹ دندوں کی حاکم ہے
شہر پر دُزد است و پر جامہ گنے
شہر چوروں اور کپڑے اتارنے والوں سے بھرا ہے
عَقْلِ دَرْتَن حَاکِمِ اِیْمَاں بُود
عقل بدن میں ایمان کا حکم دینے والی ہے
عَقْلِ اَعْقَلِ وَجَانِ جِلْدِ جِلْدِ تَوْنِ
اے جان! عقل کی عقل اور جان کی جان تو ہے
عَقْلِ کُلِّ سَرگَشْتِہ و حِیرَانِ تَسْت
عقل کل تیرے بارے میں حیران اور پریشان ہے
نَعْرَةً اَوْ مَلْعِ چَرَنَدگان
اس کا نعرہ چندوں کے لئے مانع ہے
خواہ شخنہ باش گو و خواہ نے
کہہ دو خواہ کتوال ہو یا نہ ہو
کہ زَنیمَش نَفْسِ دَر زَنَدَاں بُود
جس کے ذرے نفس قید خانہ میں ہوتا ہے
عَقْلِ وَجَانِ خَلْقِ رَا سُلْطَاں تَوْنِ
تو ہی مخلوق کی عقل اور جان کا بادشاہ ہے
کُلِّ مَوْجُودَاتِ دَر فَرْمَانِ تَسْت
تمام موجودات تیرے حکم میں ہیں

امیر گردانیدن رسول علیہ السلام جوان ہذیلی را بر سرِ یہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بنی ہذیل کے ایک نوجوان کو اس لشکر کا سردار بنانا
کہ دران پیرا و جنگ آموز دگان بودند
جس میں بوڑھے اور جنگ آزمودہ تھے

یک سرِ یہ می فرستادے رسول
آنحضرت ایک لشکر بھیج رہے تھے
یک جوانے را گزید اواز ہذیل
آپ نے بنی ہذیل کے ایک جوان کو منتخب فرمایا
اصل لشکر بیگماں سرور بود
یقیناً سردار لشکر کی بنیاد ہوتا ہے
ایں ہمہ کہ مردہ و پڑ مردہ
یہ جو تو بالکل مردہ اور پڑ مردہ ہے
از گسل و ز بخل و زما و منی
ستی اور بخل اور خودی و انایت کی وجہ سے
ہچو استورے کہ بگریزد ز بار
اس گدھے کی طرح جو بوجھ سے بھاگے
بہر جنگ کافر و دفع فضول
کافروں سے جنگ اور فضول لوگوں کو دفع کرنے کیلئے
میر لشکر کردش و سالار خیل
اس کو لشکر کا امیر اور لشکر کا سپہ سالار بنا دیا
قوم بے سرور تن بے سر بود
بغیر سردار کی قوم بے سر کا جسم ہوتی ہے
زاں بود کہ ترک سرور کردہ
اس لئے ہے کہ تو نے سردار کو چھوڑ دیا ہے
می کشی سر خویش را سر میکنی
تو سر کشی کرتا ہے اپنے آپ کو سردار بناتا ہے
او سر خود گیرد اندر کوہ سار
اور پہاڑ کا رات لے لے

۱۔ دندگان۔ یعنی انسان کی قوت غصہ۔ چرنندگان۔ یعنی انسان کی قوت شہوانیہ۔ شہر پر دُزد است۔ انسان میں لاجملہ نفسانی قوتیں ہوتی ہیں عقل کے بھروسہ پر ان سے غفلت نہ برتی جائے بس اس قدر ہے کہ اگر عقل ہوتی ہے تو وہ قوتیں مضحکہ خیز ہوتی ہیں لیکن بالکل فنانہیں ہوتی ہیں۔

۲۔ عقل عقل۔ کامل انسان کو خطاب ہے کہ تو ہی عقل کی عقل اور جان کی جان ہے اور تمام کائنات پر تیری سلطنت ہے عقل کل۔ جبریل۔ سراج میں آنحضرت کے عروج پر حیران تھے امیر گردانیدن۔ اس قصہ کو نقل کرنے سے یہ مقصود ہے کہ بزرگی نہ عقلست نہ بساں یہ سر۔ یہ جہاد کا وہ لشکر جس میں آنحضرت خود شریک نہ ہوں۔

۳۔ ایک جوانے را گزید اواز ہذیل۔ اس لشکر کا ایک ہذیلی نوجوان کو سردار بنا دیا۔ ہذیل۔ عرب کا ایک مشہور قبیلہ ہے خیل۔ گرد۔ اصل۔ فوج کا سردار بمنزلہ سر کے ہے بغیر سردار کی فوج بغیر سر کا دھڑ ہے اس ہمہ۔ مولانا نے لشکر کے سردار سے گریز فرما کر شیخ کی ضرورت کا مضمون شروع فرمادیا ہے۔ یعنی انسان کی اعمال خیر میں پڑ مردگی اسی لئے ہوتی ہے کہ ان سے کسی شیخ کو اپنا سردار نہیں بنایا۔ از گسل۔ کسی کو شیخ اور پیر بنانے میں انسان کی عمل سے سستی اور خدمت میں بخل اور خودی مانع بنتی ہے۔ ہچو۔ شیخ سے گریز کرنے والے کی مثال اس گدھے کی ہے جو بوجھ سے گھبرا کر پہاڑ کی طرف بھاگ پڑے۔

صاحبش اور پدوال کاے خیرہ مر
اس کا ملک پیچھے دڑے کہ اے سرکش!
گزر چشم ایں زماں غائب شوی
اگر تو اس وقت میری نظر سے غائب ہو گا
استخوانت را بخاید چوں شکر
شکر کی طرح تیری ہڈیاں چالے گا
آں مکن آخر بمائی از علف
وہ نہ کر بالآخر تو گھاس سے محروم رہ جائے گا
ہیں بمگریز از تصرف کرد نم
خبردار! میرے کام میں لگانے سے نہ بھاگ
تو ستوری! ہم کہ نفست غالب است
تو بھی گدھا ہے کیونکہ تیرا نفس غالب ہے
خرخواندت اسب خواندت ذوالجلال
اللہ تعالیٰ نے تجھے گھوڑا کہا ہے گدھا نہیں کہا
میر ۲ آخر بود حق را مصطفیٰ
آنحضرت اللہ تعالیٰ کے میر اصطل ہیں
قُلْ تَعَالَوْاْ گفت از جذبِ کرم
کرم کے جذبہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دے کہ آؤ
نفسہا راتا مَرَوْضِ کردہ ام
میں نے جب سے نفسوں کو مرتاض بتایا ہے
ہر گجا باشد ریاضت بارہ
جہاں کہیں ریاضت کرانے والا ہوا ہے
لاجرم اغلب بلا بر انبیاست
لا محالہ کڑی آزمائش نبیوں کی ہے
سکسکانید از دُمِ یرغا روید
تم ست رفتار گھوڑے ہو میری تعلیم سے تیز چلو

ہر طرف گر گے ست اندر قصدِ خر
ہر طرف گدھے کی تلاش میں بھیڑیے ہیں
پشت آید ہر طرف گرگ قوی
ہر جانب قوی بھیڑیا تیرے سامنے آئے گا
کہ نہ بنی زندگانی را دگر
حتیٰ کہ تو دوبارہ زندگی نہ دیکھے گا
آتش از بے ہیزی گرد و تلف
بغیر ایندھن کے آگ تباہ ہو جاتی ہے
وز گراں باری کہ جان تو منم
اور بوجہ لادنے سے کیونکہ میں تیری جان ہوں
حکم غالب را بود اے خود پرست
اے نفس پرست! حکم غالب پر لگتا ہے
اسب تازی را عرب گوید تعالٰی
عربی گھوڑے کو عرب "تعل" کہتے ہیں
بہر استورانِ نفس پر جفا
ظالم نفس کے گھوڑوں کے لئے
تا ریاضت تاں دہم من را ضم
تاکہ میں تم سے ریاضت کروں میں ریاضت کرنے والا ہوں
زیں ستوراں بس لکد ہا خوردہ ام
ان گھوڑوں کی بہت سی دلتیاں کھائی ہیں
از لکد ہا بش نباشد چارہ
اس کے لئے دلتیوں سے مفر نہیں ہے
کہ ریاضت دادنِ خالماں بلاست
کیونکہ لٹاڑیوں کو ریاضت کرانا ہی مصیبت ہے
تلیو اش مرکبِ سلطان شوید
تاکہ نرم رفتار اور شاہ کی سواری بن جاؤ

۱۔ صاحبش۔ اس گدھے کا مالک
کہہ رہا ہے کہ پہاڑ میں سینکڑوں
بھیڑیے ہیں جو تجھے ہلاک کر دیں
گے اور تیری ہڈیاں شکر کی طرح چبا
ڈالے گے۔ آں مکن۔ شیخ بھی
بھاگنے والوں کو سمجھاتا ہے کہ بھاگنے
میں ہلاکت ہے اور اگر ہلاکت بھی نہ
ہو تو کم از کم نعمتوں سے محروم ہے۔
تصرف کرد نم۔ شیخ کی تعلیمات سے
نہ گھبراتا چاہیے بلکہ کلیت فی ید
الغسل نہلانے والے کے ہاتھ
میں مردہ بن جانا چاہیے۔

۲۔ تو ستوری۔ انسان کا نفس گدھا
ہے جب وہ انسان پر غالب ہو تو
چونکہ حکم غالب پر لگتا ہے لہذا انسان کو
گدھا کہا جائے گا۔ خرخواندت۔ جن
لوگوں پر نفس کا غلبہ ہے ان کو اللہ تعالیٰ
نے از رو کرم گدھا نہیں کہا ہے بلکہ
گھوڑا قرار دیا ہے عرب جب عربی
نسل کے گھوڑے کو پکارتے ہیں تو
لفظ "تعل" آجاتا ہے جس کی طرح
قرآن نے آنحضرت کو کہا ہے کہ ان
لوگوں کو "تعالوا" کہو۔

۳۔ میر آخر۔ داروغہ اصطل۔ پر
جفا۔ ظالم۔ را معنی۔ گھوڑے کو
سدھانے والا۔ مروض۔ سدھا ہوا
گھوڑا لکد ہا۔ دلتیاں۔ ریاضت
بارہ۔ ریاضت کرانے والا لاجرم۔ نبی
چونکہ قوم کی تربیت کرتا ہے لہذا اس کو
زیادہ مصائب برداشت کرنے پڑتے
ہیں۔ سکسکانید۔ سکسک۔ ست
رفتار گھوڑا۔ دم۔ کلام یرغا۔ تیز رفتار گھوڑا
تلیو اش۔ تری لفظ ہے نرم رفتار گھوڑا۔

قُلْ تَعَالَوْا قُلْ تَعَالَوْا گفتم حق

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہہ دے آ جاؤ کہہ دے آ جاؤ

قُلْ تَعَالَوْا قُلْ تَعَالَوْا گفتم رب

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہہ دے آ جاؤ کہہ دے آ جاؤ

قُلْ تَعَالَوْا قُلْ تَعَالَوْا گفتم جے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہہ دے آ جاؤ کہہ دے آ جاؤ

گر نیلیند اے نبی غمگین مشو

اے نبی! اگر وہ نہ آئیں تو غم زدہ نہ ہو

گوش بعضے زیں تعالوا ہا کرست

بعض لوگ ان آ جاؤ کی آوازوں سے بہرے ہیں

منہزم ۲ گردند بعضے زیں ندا

بعض لوگ اس آواز سے پیچھے پٹ گئے

منقبض گردند بعضے زیں قصص

بعض لوگ ان قصوں سے تنگدل ہوئے

خود ملائک نیز نا ہمتا بدند

ملائک بھی رتبہ میں یکساں نہیں تھے

کودکاں گرچہ بیک مکتب در اند

بچے اگرچہ ایک ہی مکتب میں ہیں

مشرقی ۲ و مغربی راحہاست

مشرق اور مغرب والوں کی مختلف حسیں ہیں

صد ہزاراں گوشہا گر صف زند

اگر لاکھوں کان صف باندھیں

باز صف گو شہارا منصبے

پھر کانوں کی صف کا ایک مقام ہے

صد ہزاراں چشم را آل راہ نیست

لاکھوں آنکھوں کو وہ راستہ حاصل نہیں ہے

۱ سبق۔ گھر دوڑ۔ قُلْ تَعَالَوْا۔

یعنی اے نبی لوگوں سے کہہ دے کہ آ جاؤ۔

۲ منہزم۔ گر نیلیند۔ قرآن

پاک میں جو من گھبر فلا

بخزنک کفرہ اور جو شخص کفر

کرے تو اس کا کفر کرنا تجھے ممکن نہ

کرے گوش۔ ہر گھوڑا اپنے اصطل

کی طرف جاتا ہے تو جو اہل شہادت

ہیں ان کا اصطل وہ نہیں ہے جس کی

طرف نبی دعوت دیتا ہے۔

۲ منہزم۔ پس۔ طویل۔

اصطل۔ قصص۔ قصص۔ خود ملائک۔

جس طرح انسانوں میں استدعا کا

اختلاف ہے اسی طرح ملائک میں بھی

ای لئے ان کو مختلف صفوف میں رکھا

گیا۔ کودکاں۔ ملائک اور انسانوں کی

صلاحیت کے اختلاف کو اس مثال

سے سمجھو کہ سب بچے ایک ہی مکتب

میں پڑھتے ہیں لیکن صلاحیت اور

استدعا کے اعتبار سے بعض کو بعض پر

فوقیت ہوتی ہے۔

۳ مشرق و مغربی۔ یہ صلاحیت کا

اختلاف حواس میں بھی ہے کان میں

سننے کی صلاحیت ہے جو آنکھ میں نہیں

ہے آنکھ میں دیکھنے کی صلاحیت ہے

جو کان میں نہیں ہے صد ہزاروں۔

اگر لاکھوں آنکھیں بھی مل جائیں تو

ایک کان کی برابر نہیں بن سکتیں۔

اے سُتورانِ ملول اندر سبق ۱

اے گھر دوڑ میں عاجز گھوڑا

اے سُتورانِ رمیدہ از ادب

اے ادب سے بھاگے ہوئے گھوڑا

اے سُتورانِ فسرده رگ و پے

اے ست رگ اور پٹھوں والے گھوڑا

ز اں دو بے تمکین تو پُر اندر کیس مشو

ان دو چارہ بے وقعت کی جد سے غصہ میں نہ بھر

ہر ستورے را صطلے دیگرست

ہر گھوڑے کا دھرا اصطل ہے

ہست ہر آپے طویلہ او جدا

ہر گھوڑے کا اصطل جدا ہے

زانکہ ہر مرغے جدا دارد قفص

کیونکہ ہر پرند کا پنجرہ علیحدہ ہے

زیں سبب برآسمان صف صف شدند

ای جد سے آسمان پر صف صف ہو گئے

در سبق ہر یک ز یک بالا تر اند

مقابلہ میں ایک دوسرے سے بڑھے ہوئے ہیں

منصب دیدار حس چشم راست

دیکھنے کی حس کا مقام آنکھ کا ہے

جملہ محتاجانِ چشم روشن اند

سب روشن آنکھ کے محتاج ہیں

در سماع جاں و اخبار بُے

قرآن کی روح اور قصوں کے سننے کے لئے

ہیچ چشمے از سماع آگاہ نیست

کوئی آنکھ سننے سے واقف نہیں ہے

چنچیں! ہر حس یک یک می شمر

اسی طرح ایک ایک حس کو گن لے

پنج حس ظاہر و پنج اندرون

پانچ ظاہری حواس اور پانچ باطنی

ہر کسے کو از صف دیں سرکش ست

جو شخص دین کی صف سے سرکش کرتا ہے

توز ۲ گفتارِ تعالوا کم مکن

آپ "آ جاؤ" کہنے میں کمی نہ کریں

گرمے گردو ز گفتارت نفیر

اگر کوئی تانا آپ کے قول سے متغیر ہو

اس زماں گرسست نفس سدا حشر

اس وقت اس کا جاوہر نفس بہرا ہے

قُلْ تَعَالُوا قُلْ تَعَالُوا اے غلام

آپ آ جاؤ، آ جاؤ کہیے، اے لڑکے!

خواجه ۳ باز آ از منی و از سری

اے صاحب! خودی اور سرداری سے باز آ جا

ہر یکے معزول ازاں کارِ دگر

ہر ایک دوسرے کے کام سے جدا ہے

در صف اند اندر مقام الصافون

صف باندھنا اور فرشتوں کے قیام میں صف بستہ ہیں

میر و سوی صفے کاں ناخوش ست

وہ بری صف کی جانب چلا جاتا ہے

کیمیای بس شگرف ست اس سخن

یہ کلمہ بہت عجیب کیمیا ہے

کیمیا را پنج ازوے وا مگیر

کیمیا کو اس سے نہ ہٹائیے

گفت تو سؤش کند در آخرش

اس کے آخر میں آپ کی گفتگو اس کو فائدہ دے گی

ہیں کہ اِنَّ اللّٰهَ يَدْعُوْا بِالسَّلَامِ

آگاہ کہ بیشک اللہ تعالیٰ سلامتی کی طرف بلاتا ہے

سرورے جو کم طلب گن سروری

کوئی سرور تلاش کر لے، سرداری کا طالب نہ بن

اعتراض کردن معترض بر رسول صلی اللہ علیہ وسلم بر امیر

ایک معترض کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ان ہڈی کو لشکر کا سردار

گردانیدن آل ہندیلی را بر سر یہ

ہائے پر اعتراض کرنا

از برائے لشکر منصور خیل

فتح مند گروہ کے لشکر کے لئے

اعتراض ولا نسلم بر فراشت

اعتراض اور ہم نہیں مانتے کا اعلان کیا

در متاع فانیے چوں فانی اند

فانی اسباب پر کس قدر مرنے والے ہیں

چوں پیغمبر سرورے کرداز ہندیل

جب پیغمبر نے ہندیل میں کا سردار بنایا

بوالفضولے از حسد طاقت نداشت

ایک بیہودہ حسد کی وجہ سے برداشت نہ کر سکا

خلق را بنگر کہ چوں ظلمانی اند

لوگوں کو دیکھ کس قدر اندھیرے میں ہیں

۱۔ چنچیں۔ تمام حواس کا یہی حال ہے جو جس چیز کی صلاحیت رکھتا ہے وہ دوسرے میں نہیں ہے۔ پنج حس۔ حواس ظاہری اور حواس باطنی سب اپنی اپنی صلاحیت کے اعتبار سے اپنے اپنے کام میں لگے ہیں۔ جیسا کہ ملائکہ کی مختلف صفیں اپنے اپنے کام میں لگی ہیں۔ الصافون۔ یعنی صف بہ صف۔ ملائکہ ہر کسی اگر کسی میں دین کے قبول کرنے کی صلاحیت نہیں ہے تو وہ بدینوں کی صف میں شامل ہو گا۔

۲۔ توز گفتار۔ نبی کا کام دعوت دینا ہے مگر اس سے تنگ دل ہو کر دعوت کو نہیں چھوڑتا ہے۔ گرمے اگر کوئی منکر ایک وقت میں انکار کرتا ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی صلاحیت کے اعتبار سے آخر میں دعوت کو قبول کر لے۔ اِنَّ اللّٰهَ قرآن پاک میں ہے وَاللّٰهُ يَدْعُوْا اِلٰی ذَا السَّلَامِ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ اللہ تعالیٰ سلامتی کے گھر کی دعوت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے۔ سید احمد استغیثی رہنمائی کر دیتا ہے۔ ۳۔ خواجه۔ مولانا پھر نصیحت کرتے ہیں کہ کسی شیخ کے دامن سے وابستہ ہو جانا چاہیے۔ سرور۔ سردار۔ خیل۔ جماعت گروہ یا نسلم۔ معترض اعتراض میں یہ کہا کرتا ہے کہ مجھے آپ کا دعویٰ تسلیم نہیں ہے۔ ظلمانی۔ تاریک باطن چونکہ دنیا داری کا غلبہ تھا اس لئے اعتراض کی لویت آئی۔

۴۔ از برائے لشکر منصور خیل۔ فتح مند گروہ کے لشکر کے لئے۔ ۵۔ الاعتراض ولا نسلم بر فراشت۔ اعتراض اور ہم نہیں مانتے کا اعلان کیا۔ ۶۔ در متاع فانیے چوں فانی اند۔ فانی اسباب پر کس قدر مرنے والے ہیں۔

۱۔ از تکبر۔ باہمی اختلاف کا سبب
تکبر اور غرور ہوتا ہے غرقہ۔ جلائے ولی
یعنی دنیا طلبی۔ اس عجب۔ دنیا سے
نجات کی بجی خود اس کے ہاتھ میں ہے
مجاہدہ کر کے نکل سکتا ہے لیکن تعجب
ہے کہ اس کو قید خانہ میں پڑا رہنا منظور
ہے۔ پای تاسر۔ انسان معصیتوں
میں آلودہ ہے حالانکہ روحانیت کی نہر
اس کے دامن سے نکلا رہی ہے اس
سے آلودگی کو دور کر سکتا ہے۔ دامن۔
روحانیت کی آرام گاہ اس کے پہلو میں
ہے اس کے ہوتے ہوئے یہ قمری
سے پہلو بدل رہا ہے لیکن اس آرام گاہ
میں داخل نہیں ہوتا ہے۔

۲۔ نور۔ خدا کا روشنی ہے اور عابدوں
کی جستجو اس کے جوئی گاہ ہے (شعر)
دل گھاسا کہ پہلے دل دے ہست
ہستی قطرہ لیل است کھدایے ہست
مناس۔ بجائو کی جگہ نے بدے دنیا
سے دل کی وحشت اور عالم آخرت کی
جستجو راہ نجات کا پتہ دیتی ہے۔
وحشت۔ دنیا۔ وحشت انسان کو راہ
ہدایت کی جستجو کے لئے مجبور کرتی ہے
مؤکل۔ سناہی۔ منہاج۔ راستہ ہست
منہاج۔ شعر

گرچہ رخنہ نیست عالم را پدید
خیرہ یوسف داری باید دید
۳۔ تفرقہ۔ یعنی کثرت میں وحدت
کا مشاہدہ کرو۔ وَهُوَ مَعَكُمْ اِنَّمَا
نُكْتِمُ وَهُوَ اللّٰهُ تَعَالٰی سَاتھ ہے تم
جہاں بھی ہو۔ مردگان۔ فائز الی
آفای رَحْمَةِ اللّٰهِ كَيْفَ يَنْجِي
الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا۔ زمین کی
مردنی کے بعد اس کی تروتازگی وجود
باری کی دلیل ہے۔ چشم ایں۔ رہائی
کی توقع رہائی کے وجود پر ولالت
کرتی ہے کیونکہ اگر رہائی کا وجود ہی
نہ ہوتا اور رہائی کی خوش خبری دینے

از ۱۔ تکبر جملہ اندر تفرقہ

تکبر کی وجہ سے سب تفرقہ میں ہیں

اس عجب کہ جاں بزنداں اندرست

یہ تعجب ہے کہ جان قید خانہ میں ہے

پہلی تاسر غرق سرگیں آنجواں

وہ جوان سر سے پاؤں تک گور میں غرق ہے

دائما پہلو بہ پہلو بے قرار

ہمیشہ ہر کھوٹ پر بیقرار ہے

نور ۲۔ منہاج ست و جست و جو گواہ

نور پوشیدہ ہے اور جستجو گواہ ہے

گر نبودے حبس دنیا را مناص

اگر دنیا کی قید سے بچاؤ کا راستہ نہ ہوتا

وحشت ہمچوں مؤکل می کشد

وحشت تجھے سپاہی کی طرح کھینچتی ہے

ہست منہاج و نہاں در ممکن ست

راستہ موجود ہے اور چھپنے کی جگہ میں پوشیدہ ہے

تفرقہ ۳۔ جوئی جمع اندر کمیں

پھوٹ مخفی طور پر اتحاد کی جویاں ہے

مردگان باغ برختہ زبن

باغ کے مردہ ج جڑ سے اگ پڑتے ہیں

چشم ایں زندانیاں ہر دم بدر

ان قیدیوں کی نگاہ ہر وقت دھڑلے پر

مردہ از جاں زندہ اندر محرقہ

روح کے قید خانہ میں جاں نکلنے کے بعد زندہ ہے

وانگہے مفتاح زندانش بدست

جبکہ قید خانہ کی کنجی اس کے ہاتھ میں ہے

می زند بردا منش جوئی رواں

حالانکہ جلدی نہر اس کے دامن سے نکلا رہی ہے

پہلوی آرام گاہ و پشت دار

حالانکہ آرام کی جگہ اور سہارے کے پہلو میں ہے

کز گزافہ دل نمی جوید پناہ

کیونکہ دی خولہ بخولہ پناہ کا جویاں نہیں ہے

نبدے وحشت ندل حست خلاص

نہ دنیا سے وحشت ہوتی نہ دل نجات چاہتا

کہ بجوایے ضال منہاج رشد

کہ اے گمراہ! ہدایت کا راستہ تلاش کر لے

یاقتش رہن گزافہ جستن ست

اس کا حصول اکل پچھ تلاش پر مقوف ہے

تو دریں طالب رخ مطلوب ہیں

تو اس طالب میں مطلوب کا چہرہ دیکھ لے

کال دہندہ زندگی را فہم کن

کہ اس زندگی بخشے والے کو سمجھ لے

کے بدے گر نیستے گس مرودہ ور

کیوں ہوتی اگر کوئی خوشخبری دینے والا نہ ہوتا؟



کے بُدندے گر بُودے آبِ جو

کب ہوتے ' اگر نہر کا پانی نہ ہوتا

زانکہ درخانہ لحاف و بستر نیست

کیونکہ گھر میں لحاف اور بستر ہے

بے خمار اشکن نباشد اس خمار

یہ خمار بغیر خدا ہمارے دلی چیزوں کے نہیں ہوتا ہے

سرور لشکر مگر شیخ کہن

لشکر کا سردار سوائے پرانے بوڑھے کے

غیر مردِ پیر سر لشکر مباد

بوڑھے شخص کے سوا لشکر کا سردار نہ ہونا چاہیے

پیر باید پیر باید پیشوا

کہ پیشوا ' بوڑھا چاہیے ' بوڑھا

ہست چندیس پیر و ازوے پیشتر

بہت سے بوڑھے ہیں اور اس سے بڑھ کر ہیں

سیہائے پختہ اورا نکیں

اس کے پختہ سب چمن لجنے

اس نشانِ پختگی و کاملی ست

یہ پختگی اور کمال کی علامت ہیں

بہر عقل پختہ می آرد نوید

عقل کے پختہ ہونے کی بشارت دیتے ہیں

شد نشان آنکہ آں میوہ است خام

اس کی نشانی ہیں کہ پھل کچا ہے

زردی زر سر خروئی صیر فی ست

سونے کی زردی صراف کی سرخروئی ہے

صد ہزار آلودگانِ آبِ جو

لاکھوں آلودہ ' پانی تلاش کرنے والے

بر زمیں پہلوت را آرام نیست

زمین پر تیرے پہلو کو آرام نہیں ہے

نیمقر گاہے نباشد بے قرار

سکون کی جگہ کے بغیر کوئی بے قرار نہیں ہوتا ہے

گفت نے نے یا رسول اللہ ملکن

اس نے کہا نہیں اے اللہ کے رسول نہ بنائیے

یا رسول اللہ جواں ار شیر زاد

اے رسول اللہ ' جوان خولہ شیر کا بچہ ہو

ہم ۲ تو گفتی و گفت تو گر

آپ نے یہ کہا اور آپ کا فرمانا گویا ہے

یا رسول اللہ دریں لشکر نگر

اے رسول اللہ! اس لشکر کو دیکھئے

زیں درخت آں برگِ زرش را میں

اس درخت کو اس کے زرد پتوں سے نہ دیکھئے

برگہای ۳ زرد او خود کے تہی ست

اس کے زرد پتے بھی کب بیکار ہیں

برگ زر دریش و آں موی سپید

واڑھی کے پیلے پتے اور وہ سفید بال

برگہائے نور سیدہ سبز فام

نئے اگے ہوئے سبز پتے

برگ بے برگِ نشانِ عارفی ست

بے سرو سامانی کا سامانِ شناسائی کی نشانی ہے

۱۔ صد ہزار لاکھوں گنہگار آب

رحمت کی جستجو میں ہیں جو آبِ رحمت

کے وجود کی دلیل ہے۔ ہر زمیں۔

راحت کی توقع پر بے رافتی میں بے

چینی ہوتی ہے اگر توقع نہ ہو تو قرار

جائے روح کی بے چینی آخرت کے

آرام کی توقع کی وجہ سے ہے۔ نیمقر

گاہے۔ بے قراری جب ہی ہوتی

ہے جب کوئی متوقع آرام گاہ ہو خدا

جب ہی ہوتا ہے جب خدا ممکن چیز

کی توقع ہو ' شراب کا وجود ہی نہ ہو تو

اس کی طلب میں اعضا شکنی نہیں ہو

سکتی۔ گفت۔ اس ارشادی مضمون

کے بعد پھر اس معترض کا قصہ شروع

کیا ہے۔ ہم تو گفتی۔ معترض نے کہا

آپ نے بھی تو یہی فرمایا ہے کہ پیشوا

بوڑھا ہونا چاہیے۔ استخ فی احلہ

کا لہی۔ فنی اُتھہ بوڑھا پنے لہل میں

ایسا ہے جیسا کہ نبی اپنی امت میں یہ

آنحضور کا فرمان ہے یا رسول اللہ۔

اس اعتراض کرنے والے نے

آنحضور سے کہا دیکھئے لشکر میں بہت

سے بوڑھے ہیں جو اس نوجوان سے

بڑھے ہوئے ہیں۔ زریں درخت۔

ان بوڑھوں کے بڑھاپے کو نہ دیکھئے

ان کی عقل کی پختگی کو دیکھئے۔

۳۔ برگہای۔ بڑھاپے کے آثار

عقل کی پختگی کی دلیل ہیں۔ برگہا۔

جوانی کے آثار عقل کی خالی کی دلیل

ہیں۔ برگ۔ نوجوانی کے ساز و سامان

سے بے سامانی ان کی جانکاری کی

دلیل ہے۔ زردی۔ سونے کی زردی

اعتراف کی سرخروئی کا سبب بنتی ہے۔



۱۔ آنکہ۔ جو نو جوان ہے اس کے رخسار گلاب کی طرح ہیں اور سبزہ خطا نو رستہ ہے یہاں بات کی دلیل ہے کہ وہ خطاطی میں نو آموز ہے اور اس کے حروف قاعدہ کے مطابق نہ ہوں گے۔ ایسا نو جوان بدن کا اگر وہ چست ہوتا ہے لیکن عقل کا اپناج ہوتا ہے پانی پیر۔ بوزھے کے ہاتھ پاؤں اگرچہ ست پڑ جاتے ہیں لیکن اس کی عقل کو پر پرواز حاصل ہو جاتے ہیں۔
۲۔ گر مثل۔ اگر ہاتھ پاؤں بیکار ہو جانے پر حاصل ہو جانے کی کوئی مثال چاہیے تو وہ حضرت جعفر طیار ہیں غرہ موتہ میں جہان کے ہاتھ کٹ گئے تھے تو اللہ نے ان کو جنت میں پر عنایت فرما دیے ہیں۔ زر جعفری۔ جعفری برکی کے دور کا سونا خالص ہونے میں مشہور ہے۔ زر۔ دنیاوی سونے کی بات سے اشارہ پوشیدہ ہونے لگے جس کی وجہ سے میرا دل پارے کی طرح بے قرار ہو گیا۔ دست ہونٹوں پر ہاتھ رکھنا خاموش رہنے کا اشارہ ہوتا ہے۔
۳۔ خامشی۔ انسان خاموشی میں خیالات کو جمع کرتا ہے تب گفتگو شروع کرتا ہے تو خاموشی سمندر ہے جس سے گفتگو کی نہر جاری ہوتی ہے جب سمندر خود انسان کا طالب ہو تو اس کو نہر کی تلاش نہ کرنی چاہیے۔ اشارتہ۔ خاموشی اشارے کر رہی ہے کہ اب ان اسرار کی گفتگو ختم کرو۔ پنچنیں۔ پھر مولانا نے معترض کا ذکر شروع کیا ہے۔ دست۔ جب کسی چیز کا مشاہدہ حاصل ہو تو مشاہدہ کرنے والوں کو اس چیز کی خبریں دینا بیکار بات ہے۔ اس خبر پر کسی چیز کے بارے میں خبریں دیکھنے کے مقام مقام ہیں اور خبروں کا تعلق اس شخص سے ہے جو اس چیز سے غائب ہو۔

آنکہ اول عارض ست و خط ست

وہ شخص جو پھول کے سے رخسار والا اور سبزہ آغاز ہے

حرفہلی خط او کر مثر بود

اس کی تحریر کے حروف نیزھے ہوں گے

پی پیر از سرعت ارچہ باز ماند

بوزھے کے پاؤں اگرچہ تیز روی سے عاجز ہیں

گر ۲ مثل خواہی بجعفر در نگر

اگر تو مثل چاہتا ہے جعفر کو دیکھ لے

گر ز اسرار سخن بوئے بری

اگر تو کلام کے راز سمجھ سکے

بگذر از زر کایں شد محجب

سونے کی بات چھوڑ کیونکہ یہ بات چھپ گئی

زاند روغم صد خموشی خوش نفس

میرے اند سے سو خاموشیاں خوشبو دار

خامشی ۳ بحرست و گفتن ہچو جو

خاموشی سمندر ہے اور گفتگو نہر کی طرح ہے

از اشارتہای دریا سر متاب

دریا کے اشاروں سے منہ نہ موڑ

پنچنیں پیوستہ کرد آں بے ادب

اسی طرح مسلسل وہ بے ادب کرتا رہا

دست می داش سخن او بے خبر

ہاتھیں اس کے ہاتھ آتی رہیں وہ بے خبر تھا

ایں خبر ہا از نظر ہاناب ست

یہ خبریں مشاہدوں کے بعد ہیں

او بملتب گاہ مخیر نو خط ست

وہ درگاہ میں نو آموز ہونے کی خبر دینے والا ہے

مزمین عقل ست اگر تن می دود

عقل کا اپناج اگرچہ جسم دوڑ رہا ہے

یافت عقل او دو پر براوج راند

اسکو عقل کے دو پر حاصل ہو گئے ہیں بلندی پر اڑتا ہے

داد حق برجلی دست و پاش پر

اللہ تعالیٰ نے ان کو ہاتھ پاؤں کی بجائے پرویدے ہیں

من سخن گویم چو زر جعفری

تو میں جعفری سونے کی سی بات کروں

ہچو سیماب اس لم شد مضطرب

میرا یہ دل پارے کی طرح بے قرار ہو گیا

دست بر لب می زند یعنی کہ بس

ہونٹ پر ہاتھ رکھتی ہیں یعنی کہ بس

بحری جوید ترا جو را جو

تجھے سمندر تلاش کر رہا ہے تو نہر کی تلاش نہ کر

ختم گن واللہ اعلم بالصواب

ختم کر دے اور خدا بہتر جانتا ہے

پیش پیغمبر سخن زان سر دل لب

بات پیغمبر کے سامنے ٹھنڈے ہونٹوں سے

کہ خبر ہر رہ بود پیش نظر

کہ مشاہدہ کے سامنے خبر بیکار ہوتی ہے

بہر حاضر نیست بہر غائب ست

یہ مشاہدہ کے لئے نہیں ہیں غائب کے لئے ہیں



ایرک۔ جو شخص مشاہدہ کر رہا ہو اس کو خبر یہ سنانا لغو کام ہے۔ چونکہ مقصود حاصل ہو جانے کے بعد وسائل اور ذرائع بیکار ہو جاتے ہیں۔ دلائل۔ وہ گورنر جو عاشق و معشوق میں نامہ و پیام کا ذریعہ بنتی ہیں۔ ہر کہ عاشق کی جولی خود معشوقہ کو دعوت دیتی ہے پھر نامہ و پیام کی حاجت نہیں رہتی ہے یعنی جب تک کہ سالک کا بچپن ہے اس کو ذرائع کی ضرورت ہے جب وہ بلوغ پر پہنچ کر مشاہدہ کر لیتا تو وسائل سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

۲ نامہ خواندہ۔ کا ملین جو ابتدائی ذرائع اختیار کرتے ہیں وہ دوسروں کی تعلیم اور تفہیم کے لئے ہوتے ہیں۔ پیش بینیاں۔ جن کو مشاہدہ حاصل ہے ان کو خبریں دینا ان کے مقام سے اپنی جہالت کا ثبوت دینا ہے۔ قصوٰۃ قرآن پاک میں ہے۔ اِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُواْ وَانصِتُواْ۔ جب قرآن پڑھا جاتے تو اس کی طرف کان لگاؤ خاموش رہو۔ اگر بفرماید۔ اگر صاحب مشاہدہ تم سے اس چیز کے بارے میں دریافت کرے تو اچھے پیرایہ مختصر بات کہہ دو ہاں اگر وہ تفصیل کا مطالبہ کرے تو عمدہ طریقہ تفصیل کرو۔

۳ ہچنناں۔ میرا اور ضیاء الحق کا بھی یہی معاملہ ہے میں اس صاحب مشاہدہ کے سامنے کچھ مختصر کہتا ہوں لیکن اس کی جانب سے تفصیل کا مطالبہ ہوتا ہے۔ چونکہ حسام الدین کا شوق سماع مجھے مثنوی کہنے پر مجبور کر دیتا ہے اے حسام الدین۔ آپ کو جب مشاہدہ حاصل ہو تو محبوب کی باتیں سننے کا استقدر شوق کیوں ہے۔ اس مگر۔ یہ جواب ہے عشق کا تقاضہ

ایں خبر ہا پیش او معزول شد
یہ خبریں اس کے لئے بیکار ہو گئیں
دفع کن دلائل را بعدا زین
اس کے بعد دلائل (عورتوں) کو دفع کر
نمہ و دلالہ بروے سر د شد
خط اور دلالہ اس کے لئے بے ضرورت بن گئے
حرف گوید از پے تفہیم را
بات کرتا ہے، سمجھانے کے لئے

کاں دلیل غفلت و نقصان ماست
کیونکہ وہ ہماری جہالت اور کمی کی دلیل ہے
بہر ایں آمد خطاب انصتوا
اس لئے حکم ہوا ہے، خاموش رہو
لیک اندک گور از اندر مکش
لیکن بات کو طول نہ دے
ہچنناں شیریں بگو با امر ساز
اسی طرح عمدہ بات کر، حکم مان
باضیاء الحق حسام لدیں گنوں
اب ضیاء الحق حسام الدین کے ساتھ ہوں
او بصد نوعم بگفتن می گشد
وہ سینکڑوں طرح سے بولنے پر مجبور کرتے ہیں

چونکہ می بنی چہ می جوئی مقال
جبکہ آپ مشاہدہ کرتے ہیں بات کی جتو کیل کرتے ہیں؟
اسقینی حمرا و قل لی انھا
مجھے شراب پلا اور مجھ سے کہہ کہ یہ ہے

ہر کہ او اندر نظر موصول شد
جو شخص مشاہدہ میں پہنچ گیا
چونکہ با معشوق گشتی ہم نشین
جب تو معشوق کا ہم نشین بن گیا
ہر کہ از طفلی گزشت و مرد شد
جو شخص بچپن سے نکل گیا اور جوان ہو گیا
نامہ ۲ خولد از پے تعلیم را
خط پڑھتا ہے، سکھانے کے لئے
پیش بینیاں خبر گفتن خطاست
دیکھنے والوں کو خبر سنانا غلطی ہے
پیش بینا شد خموشی نفع تو
صاحب بصیرت کے سامنے چپ ہونا میرے لئے مفید ہے
گربفر ماید بگو بر گوئی خوش
اگر وہ حکم دے کہ بول (تو) اچھی بات کر
ور بفر ماید کہ اندر کش دراز
اگر وہ حکم دے کہ تفصیل کر
ہچنناں ۳ کہ من دریں زیبا فسون
جیسا کہ میں اس حسین کلام کے معاملہ میں
چونکہ کوتہ می گنم من از رشد
جب میں بھلائی کے ساتھ مختصر کرتا ہوں
اے حسام لدین ضیاء ذوالجلال
اے حسام الدین آپ اللہ تعالیٰ کا نور ہیں
ایں مگر باشند حب مشتہی
یہ شہد محبوب کی محبت کی جہ سے ہے

ہے کہ عاشق کے تمام حواس معشوق سے بہرہ ور ہوں اٹکھا کر بھتی ہے تو کان باتیں سننے کا مشتاق ہوتا ہے اسقینی۔ مست چاہتا ہے کہ ساقی کی شراب سے صرف ذہن کی لذت حاصل نہ کرے بلکہ کان بھی اس کا نام سنیں۔

بردہاں! تست ایں دم جام او گوش می گوید کہ قسم گوش گو
 اس وقت آپ کے منہ سے اس کا جام لگا ہے کان کہتا ہے کہ کان کا حصہ کہاں ہے؟
 قسم تو گرمی ست نک گرمیت ہست گفت حرص من لایں افزوں ترست
 تیرا حصہ گرمی ہے یہ تجھ میں گرمی ہے اس نے کہا میری حرص اس سے بڑھی ہوئی ہے

جواب گفتن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آل اعتراض کنندہ را
 اس اعتراض کرنے والے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب دینا

در حضور مصطفیٰ قند خو چوں زحد برداں عرب آل گفتگو
 شیریں مزاج، مصطفیٰ کے حصار میں جب اس عرب نے وہ گفتگو حد سے بڑھا دی
 آل شہ و انجم و سلطان عبس لب گزید آں سرودم را گفت بس
 وانجم کے شہ اور عبس کے سلطان نے ہونٹ دبلیا، اس سرود لب سے کہا کہ بس
 دست می زد بہر منعش بردہاں چند گوئی پیش دانئی نہاں
 اس کو روکنے کے لئے منہ پر ہاتھ رکھا واقف اسرار کے سامنے کتنا بولے گا؟
 پیش ۲ بینا بردہ سرگین خشک کہ نخر ایں را بجلی ناف مشک
 تو خشک گور صاحب بصیرت کے سامنے لجاتے ہیں کہ اس کو مشک کے نافہ کی جگہ خرید لے
 بحر را اے گندہ مغز گندہ مخ زیر بنی بنی و گوئی کہ اُخ
 اے بد دماغ گندہ مغز، میٹنی کو تاک کے نیچے رکھتا ہے اور کہتا ہے آخانا
 اُخ اُخ برداشتی اے کیج و کاج تاکہ کالای بدت یا بد رواج
 اے احمق بھیگتا تو آخانا کرتا ہے تاکہ تیرا خراب دل چالو ہو جائے
 اُخ اُخ برداشتی اے خشک مغز تانمائی پشک دوں را مشک نغز
 اے خشک دماغ تو آخانا کرتا ہے تانمائی پشک دوں را مشک نغز
 تا ۳ فریبی آل مشام پاک تاکہ تو کتر میٹنی کو عمدہ مشک ظاہر کرے
 تو پاک دماغ کو کب تک دھوکا دے گا؟ آل چرندہ گلشن افلاک را
 اس کی بردباری نے اگرچہ اپنے آپ کو بھولا بنا لیا ہے آسمانوں کے گلشن کے چرنے والے کو
 دیگ را گرباز ماندا مشب و من خویشتن را اند کے باید شناخت
 اگر آج کی رات دیگ کا منہ کھلا رہ گیا ہے مگر تمھوڑا اپنے آپ کو پہچاننا چاہیے
 اگر آج کی رات دیگ کا منہ کھلا رہ گیا ہے گربہ را ہم شرم باید داشتن
 بی کو بھی شرم کرنی چاہیے

۱۔ بردہاں۔ منہ سے اگر جام لگا ہے تو کان اپنا حصہ مانگتا ہے۔ قسم۔ کان کو جواب ملتا ہے کہ تیرا حصہ وہ حرارت عشق ہے جو تجھ میں دیکھنے سے سرایت کر رہی ہے وہ کہتا ہے نہیں میں اس سے زیادہ لذت چاہتا ہوں اور وہ محبوب کا کلام سننے سے حاصل ہو گی۔ وہ حضور میں معترض نے ہذلی نو جوان کے سردار بنائے جانے پر جب بہت زیادہ اعتراض کیا تو آنحضرت نے اس کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ وانجم۔ اس سورہ میں آپ کے برحق ہونے کا ذکر ہے۔ سورہ جس میں آپ کی ناکھری کا ذکر ہے۔ یہ دونوں باتیں صحت حل کے مناسب تھیں اس لئے ان کا ذکر کیا گیا ہے۔ دانئی نہاں۔ آنحضرت ذات گرامی۔

۲۔ پیش پٹا۔ معترض نے بات اچھے انداز سے کہی تھی لیکن اس کا فضا حسد اور بد باطنی بھی اس لئے مولانا نے اس کی یہ تشبیہات ذکر کی ہیں۔ بحر۔ میٹنی کو سونگھ کر آٹھپا کرتا ہے تاکہ دوسرے خوشبودر مشک سمجھ لیں۔ راج۔ احمق۔ کاج۔ بھیگنا۔ کالہ۔ سامان۔ پشک۔ میٹنی۔

۳۔ تا فریبی۔ تو خوشبوؤں کے ماہر دھوکہ دینا چاہتا ہے۔ حلم۔ بڑوں کی بردباری ان کو سادہ بنائے رکھتی ہے لیکن دھوکا دینے والے کو اپنی طرف دیکھنا چاہیے کہ: کس کو دھوکا دے رہا ہے۔ دیگ۔ اگر ہنڈیا رہ جائے تو بلی کو تو کچھ شرم کرنی چاہیے اور اس میں منہ ڈالنا چاہیے۔

خویشتن اگر خفته کرد آں خوب فر

مگر اس عايشان نے اپنے آپ کو سویا ہوا بنا لیا ہے

چند گوئی اے لُجوج بے صفا

اے بد باطن جھگڑاؤ تو کب تک پڑھے گا؟

صد ہزاراں حلم دارند ایں گروہ

یہ لوگ لاکھوں بردباریاں رکھتے ہیں

حلمِ شاں بیدار را ابلہ گند

ان کی بردباری بیدار مغز کو بیوقوف بنا دیتی ہے

حلمِ شاں ہچوں شرابِ خوب و نغز

ان کی بردباری عمدہ اور بہتر شراب کی طرح ہے

مست ارا میں زال شراب پر شگفت

اس عجیب شراب سے مست کو دیکھ

مردِ برنازاں شرابِ زود گیر

اس زود اثر شراب ہے جو ان انسان

خلصہ ایں بادہ کہ از خمِ بنی ست

خصوصاً یہ شراب جو کہ بنی کے منگے کی ہے

آنکہ اصحابِ کہف از نقل و نقل

وہ شراب کہ اصحابِ کہف نقل اور سفر سے

زالِ زمانِ مصر جامے خوردہ اند

اسی شراب سے مصری عورتوں نے ایک جام پیا ہے

ساحراں ہم سکرِ موسیٰ داشتند

جادوگر بھی حضرت موسیٰ کا نشہ رکھتے تھے

جعفر طیار زالِ مے بود مست

حضرت جعفر طیار اسی شراب سے مست تھے

سخت بیدارست دستارِ مبر

وہ خوب بیدار ہے اس کی پگڑی نہ اتار

ایں فسوں دیو پیشِ مصطفیٰ

یہ شیطانی منتر مصطفیٰ کے روبرو

ہر یکے حلے از انہا صد چوکہ

ان میں سے ہر بردباری سو پہاڑوں جیسی ہے

زیرکِ صد چشم را اکمہ گند

سو آنکھوں والے ہوشیار کو اندھا کر دیتی ہے

نغزِ نغزک بر رَوْد بالائی مغز

جو عمدگی عمدگی میں دماغ پر چڑھ جاتی ہے

ہمچوں فرزیں مست و کثرتِ گرفت

فرزین کی طرح مست اور نیشہ چلنا شروع کر دیا

در میانِ راہِ می افتد چو پیر

بوزے کی طرح راستہ میں گر پڑتا ہے

نے مئی کہ مستی او یک شمی ست

نہ کہ وہ شراب جس کا نشہ ایک رات کا ہے

سہ صد و نہ سال گم کردند عقل

تین سو نو سال تک اپنی عقل کھو بیٹھے

دستہارا شرُحہ شرُحہ کردہ اند

انہوں نے ہاتھوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے

دار را ولداری پیدا شتند

انہوں نے سونے کو پیدا سمجھا

زالِ گرومی کرد بیخود پاو دست

اسی لئے بیخودی سے ہاتھ پاؤں قربان کرتے تھے

۱۔ خوشتن۔ بڑے لوگ محرم سے

اپنے آپ کو غافل بنالیتے ہیں لیکن وہ

سب کچھ سمجھتے ہیں۔ لُجوج۔ جھگڑاؤ۔

بے صفا۔ بد باطن۔ فنون دیو۔ مشہور

ہے کہ منتر پڑھ کر جن کو بول میں بند

کر لیا جاتا ہے صد ہزاراں۔ انبیاء کی

بردباری کا معمولی حصہ سو پہاڑوں

سے زیادہ محمل ہوتا ہے۔ حلم ذراں۔

ان میں اس قدر بردباری ہوتی ہے کہ

بڑے سے بڑا ہوشیار اور بیٹا جھوکا کھا

اتا ہے۔ حلم شاں۔ ان کی بردباری

میں شراب کی تاثیر ہے جو انسان کو

مدہوش کر دیتی ہے۔

۲۔ مست۔ شرابی مستانہ کج رفتار ہو

جاتا ہے۔ فرزین۔ یہ شطرنج کا مہرہ

ہے جس کی چال نیز می ہوتی ہے۔

مرد برنا۔ جوان آدمی شراب کے نشہ

سے بوزے کی طرح راستہ میں گر

پڑتا ہے۔ خاصہ۔ جب اس معمولی

شراب کے یہ اثرات ہیں تو عشقِ الہی

کی شراب کے کیا کچھ اثرات نہ ہوں

گے۔ اصحاب۔ اصحابِ کہف عشقِ

الہی کی شراب سے ایسے مست ہوئے

کہ نہ ان کو چہنیا اور نہ سفر کا اور ایک

غار میں تین سو نو سال سوتے رہے۔

۳۔ زال۔ حضرت یوسف کو دیکھ کر

مصری عورتیں عشقِ الہی کی شراب

سے ایسی مست ہوئیں کہ اپنے ہاتھ

کاٹ ڈالے۔ ساحراں۔ جن

جادو گروں کو فرعون حضرت موسیٰ کے

مقابلہ پر لایا تھا وہ ہیں شراب سے

ایسے مست ہو گئے کہ سولی پر چڑھنا

ان کو پیدا لگا۔ جعفر۔ حضرت جعفر

غزوہ موتہ میں اسی شراب سے ایسے

مست تھے کہ ہاتھوں کے کٹنے کی ان

کو کوئی پروا نہ ہوئی۔



قصہ سبحانی ما اعظم شانی گفتن بایزید قدس سرہ و اعتراض
حضرت بایزید قدس سرہ کے سبحانی ما اعظم شانی کہنے کا قصہ اور مریدوں کا اعتراض
مُریدان و جواب اُو مرایشاں را نہ بطریق گفت زباں بلکہ از راہ عیاں
اور ان کو ان کا جواب جذباتی گفتگو سے نہیں بلکہ مشاہدہ کے راستہ سے

با مُریداں آں فقیر خستہ
وہ معزز درویش مریدوں کے سامنے
گفت مستانہ عیاں آں ذوفنون
اس صاحب کمالات نے مستی کی حالت میں کھلم کھلا کہا
چوں آگزشت آنحال گفتندش صَباح
جب وہ حالت گزر گئی صبح کو انہوں نے ان سے کہا
گفت ایں بار اَر گنم ایں مشغلہ
فرمایا اب کی بار اگر میں یہ کام کروں
حق منزہ از تن و من با تنم
اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے اور میں مجسم ہوں
چوں وصیت کرداں آزاد مرد
جب اس آزاد مرد نے یہ وصیت کی
منست گشت اوباز از استغراق زلفت
وہ پھر بھاری استغراق سے مست ہو گئے
عشق آمد عقل او آوارہ شد
عشق آیا تو ان کی عقل بھاگ گئی
عقل چل شخہ است چوں سلطان رسید
عقل کتوال ہے جب شاہ آیا
عقل ۳ سایہ حق بود حق آفتاب
عقل اللہ تعالیٰ کا سایہ ہے اللہ سورج ہے

بایزید آمد کہ نک یزداں منم
بایزید آئے کہ یہ میں خدا ہوں
لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا هَا فَاعْبُدُون
کوئی معبود نہیں مگر میں خبردار! پس میری عبادت کرو
تو چنیں گفتی وایں نبود صلاح
آپ نے ایسا کہا ہے اور یہ ٹھیک نہیں ہے
کار دہا در من زنداں دم ہلہ
خبردار! فوراً میرے چھریاں گھونپ دینا
چوں چنیں گویم بباید گشتنم
جب میں ایسا کہوں مجھے قتل کر دینا چاہیے
ہر مُریدے کار دے آمادہ کرد
ہر مرید نے ایک چھری تید کر لی
آں وصیتہاش از خاطر بر رفت
وہ وصیتیں دل سے نک گئیں
صبح آمد شمع او بیچارہ شد
صبح ہو گئی تو ان کی شمع بے کار ہو گئی
شخہ بے چارہ در گنجے خزید
بے چارہ کتوال کونے میں جا گھسا
سایہ را بافتاب اُوچہ تاب
سایہ کی اس کے سورج کے سامنے کیا جھل ہے

۱۔ قصہ حضرت بایزید کے اس
قصہ سے بھی شراب معرفت کے نشہ
اور سکر کی کیفیت ک ظاہر کرتا ہے۔
سبحانی ما اعظم شانی۔ میں ذات پاک
ہوں میری شان کس قدر بڑی ہے۔
با مریدان۔ استغراق وحدت اور مکمل
مستی میں بایزید نے اپنے آپ کو خدا
کہہ دیا۔ ذوفنون۔ بایزید۔ گفتندش۔
جب سکر ختم ہوا اور ان کی صحو کی حالت
ہوئی تو مریدوں نے ان سے کہا آپ
کے وہ کلمات بہت غیر مناسب
تھے۔ گفت۔ بایزید نے مردوں سے
کہا کہ اگر اس طرح کی کلمات میری
زبان سے پھر نکلیں تو مجھے قتل کر دینا
میں خدا کیسے ہو سکتا ہوں میں مجسم
ہوں اور خدا جسم سے پاک ہے۔

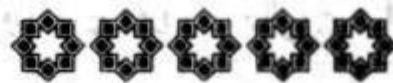
۲۔ چوں۔ مریدوں نے ان کی
وصیت پر چھریاں تید کر لیں۔ منست
گشت۔ پھر ایک بار ان پر سکر کی
کیفیت طاری ہو گئی تو وہ اپنی پہلی
ساری گفتگو بھول گئے۔ عشق بایزید
کے کلمات عشق کی مستی کی وجہ سے
مولانا عشق کی تاثیر بیان کرتے ہیں
عقل بمنزل شیخ کے ہے اور عشق سورج
ہے سورج نکلنے پر شیخ بیکار ہو جاتی ہے
اسی طرح عقل عشق کے سامنے لاچار
ہے۔ سلطان۔ عشق بادشاہ ہے اور
عقل کتوال۔

۳۔ عقل سایہ عقل کا بقا اللہ کے
حجاب نور کی وجہ سے ہے اگر وہ نور کا
پردہ ہٹ جائے تو مخلوق اور عقل تاب
نہ لائے اور فنا ہو جائے اسی طرح سایہ
کا وجود سورج کے پردہ پوش ہونے کی
وجہ سے ہے اگر پردہ ہٹ جائے تو
سایہ باقی نہ ہے۔



چوں پری غالب شود بر آدمی
جب جن کسی آدمی پر چڑھ جاتا ہے
ہرچہ گوید آں پری گفتہ بود
وہ جو کچھ کہتا ہے جن کی گفتگو ہوتی ہے
چوں پری را ایں دم و قانون بود
جب پری کو یہ طاقت اور قاعدہ حاصل ہے
اوی ۲ او رفتہ پری خود او شدہ
اس کی ماہیت چلی گئی وہ خود جن بن گیا
چوں بخود آید ندانند یک لغت
جب وہ ہوش میں آتا ہے ایک لغت نہیں جانتا
پس خداوند پری و آدمی
تو جن و انس کا خدا
شیر گیر از شیر کے ترسد بگو
بتا نیم مست شیر سے کب ڈرتا ہے؟
شیر ۲ گیر از خون تر شیر خورد
بتا نیم مست اگر شیر کا خون پی جائے
ورنخن پرواز و از راز کہن
اگر وہ پرانے راز کی بات کہے
بادہ را می بود گر ایں شر و شور
اگر شراب میں یہ شور و شر ہوتا ہے
کہ ترا از تو بگل خالی گند
کہ وہ تجھے تجھ سے بالکل خالی کر دے

گم شود از مرد وصف مردی
آدمی سے آدمیت کی صفت گم ہو جاتی ہے
زیں سری و زراں سری گفتہ بود
اس جانب کی اگرچہ اس جانب سے کہا گیا ہو
کر دگرا آں پری خود چوں بود
تو اس جن کا خدا خود کیسا ہو گا؟
ترک بے الہام تازی گو شدہ
ترک بغیر الہام کے عربی بولنے والا بن گیا
چوں پری را ہست ایں ذات و صفت
جبکہ یہ ذات اور صفت جن کی تھی
از پری کے باشدش آخر کمی
آخر وہ جن سے کب کم ہو گا؟
شرح راہ از کور کے پرسد بگو
بتا راستہ کی تفصیل اندھے سے کون پوچھتا ہے؟
تو بگوئی او نکرد آں بادہ کرد
تو کہے گا یہ کام اس نے نہیں کیا شراب نے کیا ہے
تو بگوئی بادہ گفتہ است ایں سخن
تو کہے گا یہ بات شراب نے کہی ہے
نور حق را نیست آں فرہنگ و زور
تو کیا اللہ تعالیٰ کے نور میں یہ لیاقت اور طاقت نہ ہوگی
تو شوی پست او سخن عالی گند
تو مغلوب ہو جائے اور وہ بلند بات کرے



شراب نے پیدا کیا جس میں حسن اگر نیم مست پرانے راز ظاہر کرنے لگتا ہے تو تم کہتے ہو کہ یہ نہیں بول رہا ہے شراب بول رہی ہے جب شراب کے یہ کرشمے ہیں تو نور حق اور حقیقی رب جس انسان پر نازل ہو پھر اس کی بات اس حقیقی کی طرف کیوں نہ منسوب کی جائے۔

۱۔ چوں پری۔ پہلے تو مولانا نے بایزید کے اس کلام پر زور پیش کئے اب کہتے ہیں کہ وہ کہنا دراصل ان کا کہنا ہی نہ تھا بلکہ وہ خود ذات حق کا کہنا تھا جو اپنی جگہ بالکل صحیح تھا انسان پر اگر جن چڑھ جاتا ہے تو اس سے انسانیت کے لوصاف ختم ہو جاتے ہیں اور وہ جو کچھ بولتا ہے وہ نہیں بولتا بلکہ جن بولتا ہے چوں۔ جب جن کے یہ اثرات ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی تجلیات کے وقت ایک انسان اپنی حالت پر کبہہ مکتا جتلا اھلا۔
گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود
۱۔ یعنی اس کی ہستی ترک۔ جن کے غالب آجانے پر لوی۔ لوی یعنی اس کی ہستی جاہل ترک عربی بولنے لگتا ہے حالانکہ اس ترک نے بھی عربی نہ سیکھی تھی۔ چوں۔ جب اس ترک پر سے جن اتر جاتا ہے عربی کا ایک لفظ بھی نہیں بول سکتا۔ چوں پری۔ یہ مصرع شرط ہے اس کی جزا انا کا شعر ہے یعنی جب جن کے یہ اثرات ہیں تو خدا کی تجلیات میں کیا کچھ اثرات نہ ہوں گے۔ شیر گیر۔ شراب سے نیم مست شیر سے نہیں ڈرتا تو یہ اس کی فطرت نہیں ہے بلکہ شراب کا اثر ہے۔ شرح راہ۔ اندھے سے کوئی راستہ معلوم نہیں کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ احکام کا تعلق ذات سے نہیں ہے بلکہ صفات سے ہے تو جب صفت انسانیت ختم ہو جائے تو کام محض ذات کی طرف منسوب نہیں کی جاسکتی۔
۲۔ شیر گیر۔ نیم مست جب شیر کو بے ہوش کر دیتا ہے تو یہ عمل اس کی ذات کی طرف منسوب نہیں ہوتا بلکہ اس اثر کی طرف منسوب ہے جو

گر چہ قرآن از لب پیغمبر است
قرآن اگرچہ پیغمبر کے لبوں سے ہے
چوں ہمہلی بے خودی پرواز کرد
جب بخودی کے ہما نے پرواز کی
عقل را سَیلِ تحیرِ دودِ رُود
عقل کا تحیر کا سیلاب بہا لے گیا
نیست اندر جبہ ام لا خدا
کہا میرے جبہ میں خدا کے سوا کوئی نہیں ہے
آلۂ مریدانِ جملہ دیوانہ شدند
وہ سب مرید پاگل بن گئے
ہر یکے چوں مُلکدانِ گردِ کوہ
گرد کوہ کے بے دینوں کی طرح ہر ایک
ہر کہ اندر شیخ تیغی می خلید
جو شخص شیخ کے اندر تلوار گھساتا تھا
یک اثر نے برتنِ آں ذوفنون
اس ہنرمند کے جسم پر ایک نشان نہ تھا
ہر ۳ کہ اوسوی گلویش زخم بُرد
جس نے ان کے گلے پر زخم لگایا
وانکہ اُورا زخم اندر سینہ زد
اور جس نے ان کے سینہ پر زخم لگایا
وانکہ آگہ بود زان صاحبِ قرآن
اور جو شخص اس اقبال مند سے واقف تھا
نیم وانش دست اُورا بستہ کرد
تھوڑی سی عقل نے اس کے ہاتھ باندھ دیے
ہر کہ گوید حق نگفت اُو کا فرست
لیکن جو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا وہ کافر ہے
آں سخن را بایزید آغاز کرد
وہ بات بایزید نے شروع کر دی
زاں قوی تر گفت کاوُلِ گفته بود
اس سے زیادہ سخت بات کہی جو پہلے کہی تھی
چند جوئی بر زمین و بر سما
تو آسمان اور زمین میں کب تک تلاش کرے گا؟
کار دہا بر جسم پاکش می زدند
ان کے پاک جسم میں چھریاں گھونپ رہے تھے
کار دمی زد پیر خود را بے ستوہ
اپنے پیر کے بے ہڑک چھری گھونپتا تھا
باز گوئے از تن خود می درید
وہ الٹا اپنے جسم کو پھاڑتا تھا
واں مریدانِ خستہ و غرقابِ خوں
اور وہ مرید زخمی اور خون میں غرق تھے
خلق خود بریدہ دید و زار مُرد
اس نے اپنا گلا کٹا ہوا پایا اور بری طرح مرا
سینہ اش بشکافت و شد مُردہ ابد
اس کا سینہ چرا اور ہمیشہ کے لئے مردہ ہو گیا
دلِ نداش کہ زند زخمِ گراں
اس کے دل نے اس کو اجابت نہ دی کہ کدلی زخم لگائے
جاں بر و الا کہ خود را خستہ کرد
اس نے جان بچالی مگر اپنے آپ کو زخمی کر لیا



۱۔ اگرچہ قرآن۔ کے الفاظ اگرچہ آنحضور کے دہن مبارک سے ادا ہوتے تھے لیکن اس کو آنحضور کا کلام کہنے والا کافر ہے اور اس کو خدا کا کلام قرار دیا جاتا ہے اسی طرح وہ الفاظ اگرچہ بایزید کے منہ سے ادا ہوئے لیکن وہ خدا کا کلام تھا۔ چوں ہمای۔ حضرت بایزید پر جب تجلیات سے پھر بخودی طاری ہوئی تو اس بار انہوں نے پہلے سے بھی زیادہ سخت جملہ کہا اور کہنے لگے کہ میرے جبہ میں خدا کے سوا کوئی نہیں ہے اس کو میرے جبہ میں تلاش کر لو آسمان اور زمین پر کیوں تلاش کرتے پھرتے ہو

۲۔ آل مریدان۔ اس جملہ پر تمام مرید دیوانہ وار ان پر چھریاں لے کر ٹوٹ پڑے اور ان کے پاک جسم پر چھریاں چلا دیں۔ ہر یکے گرد کوہ رے کے علاقہ کا مشہور پہاڑ ہے امام رازی کے زمانہ میں وہاں کافروں کی ایک جماعت تھی جو مسلمانوں کو بے دریغ قتل کرتی تھی۔ ستوہ۔ بھسمین۔ تنگ ہونا۔ ہر کہ جو مرید شیخ کے چھری ملتا تھا اس کا زخم خود اس کے لگتا تھا۔ یک اثر نے۔ بایزید کے بدن پر کسی کی چھری کا زخم خود اس کے لگتا تھا۔ یک اثر نے۔ نہ لگا اور مرید خون میں نہا گئے۔

۳۔ ہر کہ جس مرید نے ان کا گلا کاٹنے کے لئے حملہ کیا اس کا خود گلا کٹ گیا اور مرید۔ وانکہ۔ جس شخص نے بایزید کے سینہ کو چاک کرنا چاہا اس کا خود سینہ چاک ہو گیا اور ابدی نیند سو گیا۔ وانکہ۔ جس شخص نے حضرت بایزید کی شخصیت کو سمجھا اور اس نے تھوڑی سی عقل سے کام لیا تو معمولی زخم لگایا پھر بھی وہ زخم خود اس کے لگا۔

روزِ گشت و آن مریداں کاسته
دن نکل آیا اور وہ نیم مردہ مرید
پیش او آمد ہزاراں مردوزن
ہزاروں مردوزن ان شیخ کے پاس آئے
ایں تن تو گرتن مردم بدے
اگر یہ آپ کا جسم انسان کا جسم ہوتا
باخود کے بابے خودے دو چار زد
خودی والے نے جب فانی کا مقابلہ کیا
اے زدہ بر بے خوداں تو ذوالفقار
اے وہ کہ تو نے فانیوں پر تلوار چلائی
زانکہ بے خود فانی ست و ایمن ست
کیونکہ بے خود فانی ہے اور محفوظ ہے
نقش او فانی و او شد آئینہ
اس کی صورت فنا ہو گئی ہے اور وہ آئینہ بن گیا ہے
گر گنی تھ سوئی رہی خود گنی
اگر تو تھو کے گا تو اپنے منہ پر تھو کے گا
ور بہ بنی روی زشت آنہم توئی
اگر تو نے بھدا چہرہ دیکھے گا وہ بھی تو ہی ہے
اُونہ انیست و نہ آل اوسادہ است
وہ نہ یہ ہے نہ وہ ہے وہ صاف ہے
چوں رسید اینجا سخن لب در بہ بست
جب بات یہیں پہنچی ہونٹوں نے ہوا بند کر دیا
لب بہ بد آرچہ فصاحت دست داد
ہونٹ بند کر لے اگرچہ فصاحت حاصل ہو

نوجہا از جانِ شال برخاسته
ان کی جان سے نوحے بلند ہوئے
کائے دو عالم درج در یک پیرہن
کے لے وہ شیخ کہ دونوں جہان ایک لباس میں ہیں
چوں تن مردم ز خنجر گم شدے
انسانوں کے جسم کی طرح خنجر سے فنا ہو جاتا
باخود اندر دیدہ خود خار زد
تو اس نے خود اپنی آنکھ میں کانٹا چسویا
برتن خود می زنی آل ہوشدار
سمجھ لے تو اپنے جسم پر مار رہا ہے
تا ابد در ایمنی او ساکن ست
وہ ہمیشہ کے لئے ان میں مقیم ہے
غیر نقش رہی غیر آنجلی نہ
سوائے غیر کی صورت کے اس میں کچھ نہیں ہے
ور زنی بر آئینہ بر خود زنی
اگر آئینہ پر حملہ کرے گا اپنے اوپر کرے گا
ور بہ بنی عیسیٰ مریم توئی
اگر تو عیسیٰ بن مریم کو دیکھے گا تو ہی ہے
نقش تو در پیش تو بہادہ است
ان نے تیری صورت تیرے سامنے کر دی ہے
چوں رسید اینجا قلم در ہم شکست
جب قلم یہیں پہنچا نوٹ گیا
دم مزن واللہ اعلم بالرشاد
م نہ مار اور اللہ بھلائی کو زیادہ جانتا ہے

اپوز گشت۔ رات میں یہ سب کچھ
ہوا صبح کو جب نیم مردہ مریدوں پر
حقیقت کھل گئی تو وہ اور سینکڑوں لوگ
شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور
کہنے لگے کہ آپ کے لباس میں کسی
ایک شخص کا جسم نہیں ہے دونوں جہان
میں اگر اس لباس میں انسانی جسم ہوتا
تو وہ خنجروں سے جی ہو جاتا۔

۲۔ باخودے۔ جب کوئی دنیا دار
کسی بزرگ سے بھرتا ہے تو وہ خود اپنا
نقصان کرتا ہے۔ ذوالفقار آنحضرت
کی تلوار کا نام ہے جو آنحضرت کے بعد
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس رہی
تھی اس کے بعد ہر اچھی تلوار کو
ذوالفقار کہہ دیا جاتا ہے زانکہ مقاسمنا
پر پہنچنے کے بعد اس کا اپنا کچھ نہیں رہتا
لہذا اس کے اپنے نقصان کا کوئی
امکان نہیں ہے نقش او۔ فانی کی خود
اپنی صورت فنا ہو جاتی ہے اور وہ
دوسروں کی صورتوں کا آئینہ بن جاتا
ہے اب اس میں خود اس کی اپنی
صورت نظر نہیں آتی جو غیر بالقابل
ہوتا ہے اس کی صورت نظر آتی ہے۔
گر گنی۔ آئینہ پر تھوکتا اپنے منہ پر
تھوکتا ہے۔

۳۔ ور بہ بنی۔ اس میں جو کچھ
اچھالی یا برائی تھی نظر آ رہی ہے وہ خود
تیری اچھالی برائی ہے چوں رسید۔
مولانا فرماتے ہیں جب برائیاں اس
مقام تک پہنچیں تو ہونٹوں نے بولنے
کا راستہ بند کر دیا اور لکھنے سے قلم عاجز
آ گیا۔ اب بہ بند۔ مولانا اپنے آپ کو
خطاب کرتے ہیں کہ خلو یعنی ہی
فصاحت حاصل ہو ان رازوں کو سر
بست رکھنا چاہیے۔



پست بنشین یا فرود آ والسلام

نیچے ہو کہ بیٹھ یا نیچے اتر آ والسلام

آں دم خوش را کنارِ بامِ داں

اس اچھے وقت کو بالاخانہ کا کنارہ سمجھ

ہمچو گنجش خفیہ گن نے فاش تو

اس کو خزانہ کی طرح چھپا، ظاہر نہ کر

ترس ترساں رو دریاں مکمن ہلا

خبردار! اس مخفی مقام پر ڈنٹا ڈنٹا چل

زاں کنارِ بامِ غیبِ ست ارتحال

اس غیب کے بالاخانہ کے کنارے سے ہٹ جاتا ہے

روح می بیند کہ ہستش اہتر از

روح دیکھتی ہے، کیونکہ اسی کو خوشی ہے

بر کنارِ گنگرہ شادی بدست

وہ خوشی کے کنگرے کے کنارے سے آیا ہے

اعتبار از قوم نوح و قوم لوط

قوم نوح اور قوم لوط سے عبرت حاصل کر لے

قوم نوح اور قوم لوط سے عبرت حاصل کر لے

اعتبار گیر تالیابی صفا

تا کہ تجھے باطن کی صفائی حاصل ہو عبرت حاصل کر لے

سبب فصاحت و بسیار گفتن آں فضول نزد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس بیہودہ کے بہت بولنے اور زبان درازی کا سبب

چون بزواہم مست و خوش گشت آں غمی

جب پڑا وہ غمی بھی مست اور خوش گفتار بن گیا

مست ادب بگذاشت و آمد در خطاب

مست نے ادب کا دامن چھوڑ دیوانگی میں مبتلا ہو گیا

بے ادب را بے ادب ترمی کند

بے ادب کو زیادہ بے ادب بنا دیتی ہے

بر کنارِ بامِ اے مستِ مدام

اے شراب سے مست! تو بالاخانہ کے کنارے پر ہے

ہر زملیکہ شدی تو کامراں

جس وقت تو کامیاب ہو

بر زمانِ خوش ہر اسالِ باش تو

تو اچھے وقت پر خوفزدہ رہ

تلیاید برولا ناگہ بلا

تاکہ دوستی پر اچانک کوئی بلا نازل نہ ہو جائے

ترس ۲ جاں در وقتِ شادی از زوال

خوشی کے وقت زوال کی وجہ سے جان کا خوف

گر نمی بنی کنارِ بامِ راز

اگر تو اسرار کے بالاخانہ کا کنارہ نہیں دیکھ رہا ہے

ہر زنگالے ناگہاں کال آمدہ ست

جو عذاب اچانک آیا ہے

جو کنارِ بامِ خود نبود سقوط

گناہ بالاخانہ کے کنارے سے ہی ہوتا ہے

اعتبار گیر تالیابی صفا

تا کہ تجھے باطن کی صفائی حاصل ہو عبرت حاصل کر لے

سبب فصاحت و بسیار گفتن آں فضول نزد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس بیہودہ کے بہت بولنے اور زبان درازی کا سبب

پر ۳ تو مستی بیکہ نبی

نبی کی لاکھوروں مستی کا عکس

لا جرم بسیار گوشد از نشاط

را محالہ وہ سرور کی وجہ سے بہت بولنے والا بن گیا

نے ہمہ جا بے خودی شرمی کند

مستی ہر جگہ شرم پیدا نہیں کرتی ہے

۱۔ بر کنار۔ بس اس قدر اور بتائے

دیتا ہوں کہ عشق الہی کا مست بالاخانہ

کی منڈیر پر بیٹھا ہوا ہے جہاں سے

ہر وقت گرنے کا خطرہ ہے یا تو وہ

منڈیر سے نیچے اتر کر بیٹھے یا بالاخانہ

سے ہی اتر آئے ورنہ ہر وقت خطرے

میں ہے۔ بر زمان خوش۔ قرب الہی

سے جو خوش دلی حاصل ہو اس کے

بارے میں ہر وقت خوفزدہ رہنا

چاہیے۔ کہ کہیں وہ ہاتھ سے نہ جلی

رے اور اس خزانہ غیب کے مال کو لوگوں

سے مخفی رکھنا ضروری ہے۔ دلا۔ یعنی

خدا کی دوستی۔ مکمن۔ پوشیدہ مقام۔

۲۔ ترس۔ مقام قرب حاصل

ہونے پر جو خوشی ہے اس کے بارے

میں خوف یہ ہے کہ یہ مقام زائل نہ ہو

جائے۔ گری بنی۔ بسا اوقات سالک

کو اس مقام کا احساس نہیں ہوتا لیکن

اس کی روح اس کو محسوس کرتی ہے۔ ہر

نگالے۔ اقوام سابقہ قوم نوح اور قوم

لوط پر جو عذاب آیا وہ ان کے نقطہ

عروج پر پہنچنے کے بعد آیا۔ سقوط۔

نزول و سقوط عروج کے بعد ہی متصور

ہوتا ہے۔ اعتبار۔ انبیاء کے نقش

قدم پر چلو گے تو ان کی طرح آئینہ بن

جاؤ گے۔

۳۔ بر تو۔ آنحضرتؐ کو جو قرب الہی کا

نشاط اور مستی حاصل تھی اس معترض پر

اس کا بر تو پڑ گیا جس کی وجہ سے وہ خوشی

میں باطل ہو گیا اور غلط اعمہ اضافات

شروع کر دیئے۔ ہمہ جا۔ اس شخص

نہ مستی نے ہو برا اثر کیا یہ نہ سمجھنا

چاہیے کہ مستی ہر جگہ برا اثر نکالتی

ہے۔

گر بُودِ عاقل نکو فرمی شود

اگر وہ سمجھدار ہو تو اچھی شان و شوکت والا بن جاتا ہے

بر لبیب آید لباب کاس او

اس کا جام سمجھدار کے لئے مغز ہے

بے خود از مے با ادب گردد تمام

فانی شراب سے مکمل با ادب بن جاتا ہے

لیک ۲ اغلب چوں بدند و ناپسند

لیکن اکثر لوگ بڑے اور ناپسند ہیں

حکم غالب دست چوں اغلب بدند

حکم اکثریت پر لگتا ہے چونکہ اکثر بد ہیں

وَر بُود بد خوی بد ترمی شود

اگر وہ بد عادت ہوتا ہے تو اور زیادہ برا بن جاتا ہے

وَز غبی کم گردد استیناس او

اگر غبی ہے تو اس کی محبت کم ہو جاتی ہے

با خود از مے بے ادب گردد مدام

خودی والا شراب سے ہمیشہ بے ادب بنتا ہے

بر ہمہ مے را محرم کردہ اند

اس لئے سب پر ہی شراب کو حرام کر دیا ہے

تیغ را از دست رہزن بستند

انہوں نے تلوار ڈاکو کے ہاتھ سے لے لی ہے

بیان کردن رسول علیہ السلام سبب تفصیل و اختیار کردن او آں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس ہذیلی کو امیری اور سرداری کے لئے ماہر اور تجربہ کار ہونے کی وجہ سے

ہذیلی ربا میری و سر لشکری بر پیران کار دیدہ و کار آزمودہ

پر فضیلت دینے اور چن لینے کے سبب کا بیان کرتا

گفت ۳ پیغمبر کہ اے ظاہر نگر

پیغمبر نے فرمایا اے ظاہر بین

اے بسا ریش سیاہ و مرد پیر

بہت سے کالی داڑھی والے ہیں اور بوڑھے ہیں

عقل اور آموزم بارہا

میں نے بارہا اس کی عقل آزمائی ہے

پیر عقل باشد اے پسر

اے بیٹا! بوڑھا عقل کا بوڑھا ہوتا ہے

از بلیس او پیر تر خود کے بود

وہ تو جوان شیطان سے زیادہ بوڑھا تب ہو سکتا تھا؟

طفل گیرش چوں بود صاحب کمال

اس کو بچہ سمجھ جب وہ صاحب کمال ہو

تو مبیس اورا جوان و بے ہنر

تو اس کو جوان اور بے ہنر نہ سمجھ

وے بسا ریش سفید و دل چوقیر

بہت سے سفید داڑھی والے ہیں اور سیاہ دل ہیں

کرد پیری آں جواں در کارہا

کاموں میں اس جوان نے بوڑھا پن دکھایا ہے

نے سفیدی موی اندر ریش و سر

نہ کہ سر اور داڑھی کے بالوں میں سفیدی

چونکہ عقلش نیست او لاشی بود

چونکہ اس میں عقل نہیں ہے وہ لاشی ہے

پیر باشد در ہنر آں خوشخصال

وہ خوش خصلت ہنر میں بوڑھا ہو گا

۱۔ اگر وہ جس طرح کے جذبات

انسان کے دل میں ہوتے ہیں مستی

من کو ابھاردیتی ہے بر لبیب شراب

کے اثر سے ذہن کی ذہانت بڑھ جاتی

ہے اور بے عقل مرید بے عقلی کرنے

لگتا ہے استیناس مانوس ہوتا۔

بے خود اگر انسان خود غرض نہیں ہے

اور اس میں عالی جذبات ہیں۔

مدام۔ تو وہ جذبات اور ابر جاتے ہیں۔

۲۔ لیکن چونکہ حکم اکثریت پر لگتا

ہے اور اکثر لوگ اچھے جذبات کے

حامل نہیں ہوتے لہذا شراب سب ہی

کے لئے حرام کر دی گئی۔ تیغ عوام

کے لئے شراب کی اجازت ایسی ہوئی

جیسا کہ ڈاکوؤں کے ہاتھ میں تلوار

دست بند۔

۳۔ گفت پیغمبر۔ ہذیلی کے سردار

بنانے پر جو اعتراض تھا اس کا جواب

دیا۔ اے بسا۔ یعنی بزرگی بہ عقلست

نہ بسا۔ قیر۔ ایک کالا مادہ ہے۔ از

بلیس۔ محض عمر کے اعتبار سے اگر

عقلندی کا حکم لگتا تو شیطان سے زیادہ

عمر والا کون ہوگا۔ وہ عقلمند کہلاتا۔ طفل

بچہ اگر صاحب کمال ہے تو وہ عقلمند

ہے۔

طِفل گیرش چوں بُود عیسیٰ نفس

اس کو بچہ سمجھ جب وہ حضرت عیسیٰ والی باتوں والا ہو

آں اُسفیدی مُودیل پختگی ست

بالوں کی سفیدی پختگی کی دلیل ہے

آں مُقلد چوں نداند جو دلیل

وہ مقلد چونکہ دلیل کے علاوہ کچھ نہیں جانتا

بہر او کفتم کایں تدبیر را

اس کے لئے ہم نے کہا ہے کہ اس تدبیر کو

لیک پیر عقل نے پیر مسن

لیکن عقل کا بوزھا نہ کہ عمر کا بوزھا

آنکہ ۲ او از پردہ تقلید جست

وہ شخص جو تقلید کے پردے سے نکل گیا

نور پاکش بے دلیل و بے بیان

اس کا پاک نور بغیر دلیل اور بغیر بیان کے

پیش ظاہر میں چہ قلب و چہ سرہ

ظاہر بین کے سامنے کیا کھٹا اور کیا کھرا

اے بسا زرّ سیہ کردہ بدود

بعض اوقات سونا دھویں سے سیاہ کیا ہوا ہوتا ہے

اے بسا مسہائے ۳ اند و وہ بزر

بہت سے سونے کا مٹع کئے ہوئے تانبے ہیں

ماکہ باطن بین جملہ کشوریم

ہم جو کہ تمام عالم کے باطن کے دیکھنے والے ہیں

قاضیانے کہ بظاہر می تند

وہ قاضی جو ظاہر پر نظر رکھتے ہیں

چوں شہادت گفت و ایمانش نبود

جب کلمہ شہادت پڑھ لیا اور اس میں ایمان نہ تھا

پاک باشد از غرور و از ہوس

تو وہ غرور اور ہوس سے پاک ہو گا

پیش چشم بستہ کش کوتہ تگی ست

بند آنکھ کے لئے جو کوتاہ رفتار ہے

در علامت جوید او دائم سبیل

تو وہ ہمیشہ علامتوں میں راستہ تلاش کرتا ہے

چونکہ خواہی کرد بگریں پیر را

جب تو اختیار کرے، بوزھے کو منتخب کر

می نداند ممحن از ممحن

جو امتحان دینے والا امتحان لینے والے میں امتیاز نہ کر سکے

او بنور حق بہ بیند ہر چہ ہست

وہ ہر موجود کو اللہ کے نور سے دیکھتا ہے

پوست بشگافد در آید در میاں

کھل پھاڑتا ہے اند گھس جاتا ہے

اوجہ داند چیست اندر قوصرہ

وہ کیا جانے توکری میں کیا ہے؟

تارہد از دست ہر دزد حُود

تاکہ ہر حاسد چھ کے ہاتھ سے محفوظ رہے

تا فرو شد آں بعقل مختصر

تاکہ ان کو کوتاہ عقل کے ہاتھ فروخت کر دے

دل بہ بنیم و بظاہر ننگریم

ہم دل کو دیکھتے ہیں ظاہر کو نہیں دیکھتے ہیں

حکیم بر اشکال ظاہر می کنند

وہ ظاہری شکلوں پر حکم لگاتے ہیں

حکم او مومن کنند ایں قوم زود

یہ لوگ بہت جلد اس پر مومن ہونے کا حکم لگا دیتے ہیں

۱۔ آں سفیدی بالوں کی۔

سفیدی بھی عقل کی پختگی کی دلیل

ہے لیکن یہ ظاہر بین لوگوں کے لئے

ہے۔ آں مقلد جس کو نور بصیرت

حاصل نہیں ہے وہ ہمیشہ دلیل کا

طالب ہوتا ہے اور علامتوں کا راستہ

تلاش کرتا ہے۔ بہر او۔ مقلد کے

لئے یہ حکم ہے کہ وہ کسی بوزھے سے

مشورہ کرے۔ لیکن اس

بوزھے سے عمر کا بوزھا مراد نہیں ہے

بلکہ صاحب بصیرت مراد ہے۔

۲۔ آنکہ وہ شخص مراد ہے جو تقلید

سے نجات پا گیا ہو اللہ کے نور سے

چیزوں کو دیکھتا ہو اس کی نگاہ کھل

سے گزر کر باطن کو دیکھ سکتی ہے

پیش ظاہر میں کھوئے گھرے میں

امتیاز نہیں کر سکتا۔ قوصرہ۔ توکری۔

اے بسا۔ بہت سے صحیح سکالے کر

دیئے جاتے ہیں تاکہ چور دست

دھاری نہ کرے۔

۳۔ مسہائے اندود۔ بہت سے

سکے تانبے کے ہوتے ہیں جن پر

سونے کی مٹع کاری ہوتی ہے تاکہ

حضور نے فرمایا ہم دل کو دیکھتے ہیں

ظاہر بد نظر نہیں رکھتے ہیں۔

قاضیانے۔ قاضی ظاہر پر حکم لگاتا ہے

جب کوئی شخص اس کے سامنے کلمہ

شہادت پڑھے خواہ اس کے دل میں

تصدیق نہ ہو تو وہ اس کو مومن قرار

دے گا۔

بَس اَمِنًا فِی کَانَدِیْسِ ظَاہِرِ گریخت

بہت سے منافق ہیں جنہوں نے اس ظاہر میں پنہ پکڑ لی

جہدِ گنِ تلخیصِ عقل و دیں شوی

کوشش کر تاکہ عقل اور دین کا بوڑھا بنے

از عَدَمِ چوں عقلِ زیبا رُو گشاد

جب حسین عقل 'عدم' سے رونما ہوئی

کمتریں ز اں نامہائے خوش نفس

ان بہترین ناموں میں سے کمترین نام

گر بصورتِ ۲ و اَنمایدِ عقلِ رُو

اگر عقل مجسم ہو کر رونما ہو جائے

وَرِ مِثَالِ اَحْمَقِ پیدا شوَد

اگر حماقت کی تصویر پیدا ہو جائے

گوز شبِ مُظَلَمِ تَر و تاری ترست

کیونکہ وہ رات سے زیادہ تاریک اور کالی ہے

اَنَدکِ ۳ اَنَدکِ خُوی گنِ بانورِ روز

دن کی نور کی آہستہ آہستہ عادت ڈال

عاشقِ ہر جا شکل و مُشکلے ست

وہ ہر ایسی جگہ کی عاشق ہے جہاں اشکال اور مشکل ہے

ظلمتِ اشکالِ ازاں بُوید لَش

اس کا دل اندھیرے کا شکل کی جستجو میں ملے ہے

تا تَرَا مشغولِ آں مُشکلِ گند

تاکہ تجھے اس مشکل میں مشغول کر دے

خونِ صَدِ مومن بہ پنہانی بریخت

وہ پردہ اُٹھانے سے سیکڑوں مسلمانوں کی خنزیری کی

تا چو عقلِ کل تو باطنِ بیں شوی

تاکہ تو عقلِ کل کی طرح باطن میں بن جائے

خلعتش داد و ہزاراں نام داد

قدرت نے اس کو خلعت بخشی اور ہزاروں نام دیئے

اینکہ نبودِ ہیچ اُو محتاجِ کس

یہ ہے کہ وہ کسی کی محتاج نہ ہو گی

تیرہ باشد روزِ پیشِ نُوَرِ اُو

دن اس کے سامنے کالا پڑ جائے

ظلمتِ شبِ پیشِ اُو رُو شِ بُوَد

رات کی تاریکی اس کے مقابلہ میں روشن ہو گی

لیکِ خُفاشِ شقی ظلمتِ خورست

لیکن بد بخت چمکاؤں تاریکی خور ہے

وَر نہ خُفاشے بمانی بے فروز

ورنہ تو نور سے محروم چمکاؤں بنا رہے گا

دشمنِ ہر جا چراغِ مُقبلے ست

اس جگہ کی دشمن ہے جہاں کسی بجتہ کا چراغ ہے

تا کہ افزوں تر نماید حاصلش

تاکہ اس کی آمدنی زیادہ رونما ہو

وَر نہادِ زشتِ خود غافلِ گند

اور اپنی بری فطرت سے غافل نہ کر دے

بَس منافق۔ بہت سے منافقوں

نے اسی طرح اپنا ایمان ظاہر کر کے

سازشیں کی ہیں اور مسلمانوں کی خون

ریزی کی ہے عقلِ کل۔ عقل

کامل جبریل۔ از عدم۔ جب عقل

پیدا ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی بہت

عزت افزائی فرمائی۔ کمترین۔ اس کو

ایک یہ خوبی عنایت کی کہ وہ کسی کی

محتاج نہیں ہے۔

۲۔ اگر بصورت۔ اگر عقل مجسم ہو

کر دنیا میں رونما ہو تو سورج کی روشنی

اس کے سامنے ماند پڑ جائے۔ و۔

اگر حماقت مجسم ہو کر رونما ہو تو رات کی

تاریکی اس سے شرمایا جائے۔ لیک۔

احمق کی مثال تاریکی خود چمکاؤں کی سی

ہے لہذا اس کو حماقت ہی پسند آتی

ہے۔

۳۔ اندک۔ انسان کو نور ہدایت

سے تعلق پیدا کرنا چاہیے ورنہ بری

حالات میں موت آ جائے گی۔

عاشق۔ کور باطن تاریکی کو پسند کرتا

ہے کور ہدایت سے بھاگتا ہے چمکاؤں

صفت انسان دنیاوی ظلمت کا طالب

ہے اور چراغ ہدایت سے گریزاں

ہے اور دنیاوی ظلمت کا طالب اس

لئے ہے کہ دنیا کی دولتیں کمائے۔

تارک۔ ایسے دولت مند انسان کو دیکھ کر

دوسرے بھی گمراہ ہوتے ہیں۔

علامت۔ اس بیان سے مولانا کا یہ

مقصد ہے کہ کمال عقلمند وہ ہے جو نور

باطن حاصل کر لے۔ لاشی۔ حقیر

مخض۔

علامتِ عاقلِ تمام و نیمِ عاقل و مردِ تمام و نیمِ مرد و علامتِ

کملِ عاقل اور آدمی عقلمند اور کملِ انسان اور آدمی انسان کی علامتِ

شقی مغز و لاشی

اور بے وجود مغز و بد بخت کی علامت

۱۔ مشعل۔ یعنی نور کی مشعل اور وہ دوسروں کا بھی رہنما ہے۔ چہرہ۔ وہ خود اپنے نور کا تابع اور پیرو ہوتا ہے۔ مومن خویش۔ یہ مرتبہ انبیاء کا ہے۔ انبیاء کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنے اوپر ایمان لائیں اور اپنی نبوت کی تصدیق کریں۔
 ۲۔ دیگر۔ نیم عقل وہ ہے جو کسی صاحب نور کی اپنی آنکھ بنالے اور ہر چیز کو اس کی آنکھ سے دیکھے۔ دست۔ ہر معاملہ میں اس پر ایسا اعتماد کر لے جس طرح اندھا اپنے رہنما پر کرتا ہے۔ دل خرم۔ تیسرا جو نرا گدھا ہے وہ ہے جس کو نہ خود نور حاصل ہونے کی کورہنما بنائے۔ نذیر۔ یعنی رہنما۔ غرق۔ خود غفلت میں غرق ہے اور دوسرے کو رہنما بنانے سے ذلت محسوس کرتا ہے۔
 ۳۔ می رود۔ یہ تیسرا شخص لوہام اور خیریت کی رادیوں میں سرگرداں رہتا ہے۔ شمع۔ اس کو خود نور باطن حاصل نہیں ہے اور اتنی عقل بھی نہیں ہے کہ کسی دوسرے سے نور حاصل کر لے۔ نیست عقلش۔ اس کو خود نور حاصل نہیں ہے اور اتنی عقل بھی نہیں ہے کہ اپنے آپ کو کلیتہً فیہ الغسل کر دے۔ مردہ۔ اگر مردہ بن کر اپنے آپ کو کسی عقلمند کے سپرد کر دے تو بام عروج پر پہنچ جائے۔ عقل کامل۔ اگر اپنے اندر کامل عقل نہیں ہے تو اپنے آپ کو کسی عقلمند کے سپرد کر دے۔

عاقِل آں باشد کہ با او مشعل است
 عقلمند وہ ہے جس کے پاس مشعل ہے
 پیر و نورِ خودست آں پیش رو
 وہ پیشوا اپنے نور کا پیرو ہے
 مومن خویش ست و ایماں آورید
 وہ اپنے اوپر ایمان رکھتا ہے اور ایمان لایا ہے
 دیگرے ۲ کہ نیم عاقل آمد او
 دوسرا وہ جو آدھا عقلمند ہے
 دست دروے زد چو کور اندر دلیل
 اس نے اس طرف ہاتھ دکھایا ہے جیسا کہ مدحیہ پر لکھتا ہے
 وال خرمے کز عقل جو سنگے نداشت
 وہ گدھا جو ایک جو برابر عقل نہیں رکھتا
 رہ نداندنہ قلیل ونے کثیر
 وہ راستہ نہیں جانتا ہے نہ تھوڑا نہ بہت
 غرقہ اندر غفلت و درقال و قیل
 غفلت اور بحث و مباحثہ میں فرق ہے
 می ۳ رود اندر بیابان دراز
 وہ لمبے جنگل میں چلا جا رہا ہے
 شمع نے تا پیشوای خود گند
 شمع نہیں ہے کہ اس کو اپنا پیشوا بنالے
 نیست عقلش تادم زندہ زند
 اس میں عقل نہیں ہے کہ زندہ ہونے کا دم بھرے
 مردہ آں عاقل آید او تمام
 وہ بالکلہ اس عقلمند کا مردہ بن جائے
 عقل کامل نیست خود را مردہ گن
 پوری عقل نہیں ہے تو اپنے آپ کو مردہ بنائے

او دلیل و پیشوای قافلہ است
 وہ قافلہ کا راہنما اور پیشوا ہے
 تابع خویش ست آں بخویش رو
 وہ بے شد چلنے والا اپنے نور کا تابع ہے
 ہم بدال نورے کہ جانش ز اں چرید
 اس نور پر جس سے اس کی روح نے غذا حاصل کی ہے
 عاقلے را دیدہ خود داند او
 اور کسی عقلمند کو اپنی آنکھ سمجھتا ہے
 تابد و مینا شد و پخت و جلیل
 جتنی کہ وہ اس کے ذریعہ مینا اور پخت اور بڑا بن گیا ہے
 خود نبودش عقل و عاقل را گزاشت
 اس میں خود عقل نہ تھی اور عقلمند کو بھی چھوڑ دیا
 می نجوید ہم نذیر و ہم بشیر
 نذیر اور بشیر کو بھی نہیں تلاش کرتا ہے
 تنگش آید آمدن خلف دلیل
 اس کو راہنما کے پیچھے چلنے میں شرم آتی ہے
 گاہ لنگاں آس و گاہے بتاز
 کبھی بائیں لنگراتا ہوا اور کبھی دھڑکتا ہوا
 نیم شمعے نے کہ نورے گد گند
 آدھی شمع بھی نہیں ہے کہ نور مانگ لے
 نیم عقلے نے کہ خود مردہ گند
 آدھی عقل بھی نہیں ہے کہ اپنے آپ کو مردہ بنالے
 تا بر آید از نشیب خود بہام
 تاکہ اپنی پستی سے بالا خانہ پر پہنچ جائے
 در پناہ عاقل زندہ سخن
 زندہ م عقلمند کی پناہ میں

زندہ ۱ نے تا ہمدم عیسیٰ بُود نہ وہ زندہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کا ہم مشرب ہو
 زندہ نے و مُردہ نے لاشیٰ بُود نہ زندہ ہے نہ مردہ وہ کچھ نہیں ہے
 غورہ کز غور گی در نکذرد کچا اگور ہے نہ اگور ہے نہ شراب
 جان ۲ کوش گام ہر سومی نہد اس کی اندھی روح ہر جانب قدم بڑھاتی ہے
 سودند ہدیر جہیدن آں زماں اس وقت اچھلنا کونسا فائدہ نہیں دیتا ہے
 مردہ نے تا دمگہ عیسیٰ شود مردہ بھی نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ کی پھونک کا بل ہو
 غورہ باشد نے عنب نے مے بُود کچا اگور ہے نہ اگور ہے نہ شراب
 سنگ بست و خام و ترش و رد بُود وہ پتھرا گیا ہے اور کچا اور کھٹا اور مردود ہوتا ہے
 عاقبت نہجد و لے برمی جہد عاقبت کی کوشش نہیں کرتی ہے لیکن تڑپتی رہتی ہے
 زانکہ نازل شد بلا از آسمان زانکہ آسمان سے بلا اتر چکی ہے

۱ زندہ احمق انسان نہ زندہ ہے کہ حضرت عیسیٰ اس کی طرح اس کے دم میں اثر ہو اور نہ مردہ ہے کہ کسی عیسیٰ نفس کے دم سے زندہ ہو جائے۔
 غورہ کچا اگور نہ کھانے کے قابل ہے نہ اس سے شراب بنتی ہے نہ غورگی۔
 جواگور پکا پکا ٹھنڈے کر کھٹا رہ جاتا ہے اور ناقابل قبول ہوتا ہے۔

۲ جاں۔ احمق انسان ابھام میں پھنسا رہتا ہے۔ عاقبت کی فکر نہیں کرتا ہے پھر ایسے وقت فکر کرتا ہے جبکہ کوئی فائدہ مرتب نہیں ہوتا۔ سود بے وقت ندامت مفید نہیں ہے۔ آگبر۔
 تالاب جھیل۔ قصہ اس قصہ سے انہی تین قسم کے آدمیوں کے انجام کو سمجھنا مقصود ہے۔

۳ قصہ ایک جھیل میں تین تارہ اور مونی جھیلیاں رہتی تھیں۔ کلیہ اور دن مشہور کتاب ہے ضمیر۔ پوشیدہ چیز یعنی جھیلیوں کی اس تالاب میں سکونت۔ آنکھ ان تینوں جھیلیوں میں سے جو غفلت تھی اس نے شکاریوں کے لہاوے کو بھانپ کر سفر کر جانے کا ارادہ کر لیا اور وہاں سے چل دی۔

قصہ آگبر و صیاداں و آں سہ ماہی کہ یکے عاقل و یکے نیم عاقل و تالاب اور شکاریوں اور تین جھیلیوں کا قصہ جو ایک عقلمند اور ایک ناموس احمق اور ایک آں دیگر مغرور، ابلہ، مغفل، لاشی و عاقبت ایشان دوسری مغرور، بے خوف، غافل لاشی تھی اور ان کا انجام

قصہ ۳ آگبر ست اے عنود کہ درو سہ ماہی اشکرف بُود جس میں تین بڑی جھیلیاں تھیں
 اے سرکش! اس تالاب کا قصہ ہے قشر افسانہ بُود ویں مغرور جاں قصہ کا چھلکا تھا اور یہ روح کا مغز ہے
 در کلیہ خواندہ ہاشی لیک آں بر گزشتند و بدیدند آں ضمیر گزے اور اس راز کو سمجھ گئے
 تو نے کلیہ میں پڑھا ہو گا لیکن وہ پس شتابیدند تا دام آورند وہ دڑے تاکہ جاں لائیں
 چند صیادے سوی آں آگبر اس تالاب کی جانب چند شکاری
 اس تالاب کی جانب چند شکاری پس شتابیدند تا دام آورند وہ دڑے تاکہ جاں لائیں
 آنکہ عاقل بُود عزم راہ کرد جو سمجھد تھی اس نے سفر کی غنائی
 گفت با لہنہا ندارم مشورت کہنے لگی میں ان سے مشورہ نہ کروں گی
 کہ یقین سستم کنند از مقدرت کیونکہ وہ یقیناً طاقت میں مجھے ست کر دے گی

دستِ امن اینجا رسید ایں رشتِ دوست
میرا ہاتھ یہاں پہنچا ' اس کو دھویا
اے ز تو گس گشتہ جانِ ناگساں
اے خدا تجھ سے نالائقوں کی جان لائق بن گئی ہے
حد من ایں بود کرم من لیم
مجھ کہنے کی یہی حد تھی جو کر لی
از حدِ شستم خدا یا پوست را
اے خدا میں نے ناپاکی سے کھل کو دھویا
آں یکے در وقت استنجا بگفت
ایک شخص نے استنجے کے وقت کہا
گفت شخصے خوب ورد آوردہ
ایک شخص نے کہا تو نے بہت اچھا وظیفہ پڑھا
ایں دعا چوں وردِ بنی بود چوں
یہ دعا جبکہ ناک کا وظیفہ تھا ' کیوں
راکھ جنت ز بنی یافت حر
آزاد آدمی جنت کی خوشبو ناک کے ذریعہ پاتا ہے
اے ۳ تواضع بردہ پیش ابلہاں
اے بیوقوفوں کے سامنے تواضع کرنے والے
آں تکبر بر خسل خوبست و حست
تکبر کینوں کے ساتھ اچھا اور بھلا ہے
از پے سوراخ بنی رست گل
پھول ' ناک کے سوراخ کے لئے لگا ہے
بوی گل بہر مشام ست اے دلیر
اے دلیر! پھول کی خوشبو دماغ کے لئے ہے
کے ازینجا بوی خلد آید ترا
تجھے جنت کی خوشبو اس جگہ سے کب آئے گی؟

دستم اندر شستنِ جانست سُست
روح کے دھونے میں میرا ہاتھ کٹا ہے
دستِ فصلِ تست در جانہا رساں
تیرے کرم کا ہاتھ رحوں تک پہنچنے والا ہے
زاں سوی حد راقی گن اے کریم
حد کی اس جانب کو اے کریم تو پاک کر دے
از حوادث تو بشو ایں دوست را
تو اس دوست کو حوادث زمانہ سے دھو دے
کہ مرا با بوی جنت دارِ جفت
مجھے جنت کی خوشبو کا جوڑی دار بنا دے
لیک سوراخ دُعا گم کردہ
لیکن تو نے دعا کی سوراخ کو گم کر دیا ہے
وردِ بنی را تو آوردی بکوں
تو ناک کے وظیفہ کو مقعد میں لے آیا؟
راکھ جنت کے آید از دُبر
مقعد سے جنت کی خوشبو کب آتی ہے؟
وے تکبر کردہ تو پیش شہاں
اے شاہوں کے سامنے تکبر کرنے والے
ہیں مر و معکوس عکسش بندِ تست
خبردار! الٹا نہ چل ' اس کا الٹا تیری بیڑی ہے
بُو وظیفہ بنی آمد انِ عسل
اے بخور! سوگھنا ناک کا کام ہے
جلی آں یونیسٹ ایں سوراخ زیر
یہ نچلا سوراخ اس کی خوشبو کی جگہ نہیں ہے
بوز موضع جو اگر باید ترا
اگر تجھے خوشبو چاہیے تو اس کو جگہ سے تلاش کر

۱۔ دستِ من۔ اس دعا کا مطلب یہ ہے کہ دعا کرنے والا کہتا ہے کہ نجاست ظاہری کا ازلا تو مجھ سے ممکن تھا وہ میں نے کر لیا باطنی نجاست سے خدا ہی پاک کر سکتا ہے۔ اے ز تو۔ یہ خدا کی قدرت ہی کر سکتی ہے کہ وہ روح کو پاک کر دے۔ حد من۔ انسان کا مقدر یہی ہے کہ وہ نجاست ظاہری سے پاکی حاصل کر لے۔ نجاست ظاہری کی حد سے آگے کی پاکی خدا کے ہاتھ میں ہے۔ حد۔ وہ چیز جن سے وضو یا غسل ٹوٹ جاتا ہے۔ حوادث۔ یعنی دنیوی معاملات۔

۲۔ آں یکے۔ ایک آدمی نے استنجے کے وقت وہ دعا پڑھی جو ناک میں پانی دینے کے وقت کی ہے۔ سوراخ۔ یعنی ناک کا سوراخ اور پاخانہ کے مقام کا سوراخ۔ کون۔ پاخانہ کا سوراخ۔ دبر۔ پاخانہ کا سوراخ۔ ۳۔ تواضع۔ جس طرح بے محل دعا ہے اسی طرح یہ بھی بے محل بات ہے کہ انسان حقوں کے سامنے تواضع برتے اور شاہوں سے اکڑے۔ لبائہاں۔ دنیا دار۔ شہاں۔ یعنی بزرگانِ دین۔ بند۔ انسان کی اپنی چالیں اس کی رفعت اور بلندی کے لئے مانع ہیں۔ رست گل۔ پھول سوگھنے کے لئے ہے اور سوگھنا ناک کا کام ہے۔ عسل۔ بد مزاج۔ مشام۔ دماغ۔ سوراخ زیر۔ پاخانہ کا سوراخ۔ کے ازینجا۔ یعنی پاخانہ کے سوراخ سے جنت کی خوشبو محسوس نہیں ہو سکتی۔

نچنیں حُب الوطن باشد دُرست! تو وطن شناس اے خوبہ نخواست

اسی طرح سے وطن کی محبت درست ہے اے خوبہ! تو پہلے وطن کو پہچان

واقف شدن آل مہی عاقل و سفر پیش گرفتن بے

عقلند مچھلی کا واقف ہو جانا اور دانائی سے دھروں کے مشورے

مشورۃ بادگیراں از حکمت

بغیر روانہ ہو جانا

دل زرای و مشورۃ شاں برکنم

ان کے مشورے اور رائے پر دل نہ جماؤں

چوں علیٰ تو آہ اندر چاہ گن

حضرت علیؑ کی طرح تو کنویں میں آہ کر

شب دوی پنہل روی گن چوں عس

رات کو چلنا اور پوشیدہ چلنا کتوال کی طرح اختیار کر

بحر جو و ترکِ ایں گرداب گیر

سمندر کی تلاش کر اور اس بھنور کو چھوڑ دے

از مقامِ باخطر تا بحرِ نور

بر خطر مقام سے 'نور' کے سمندر کی جانب

می دودتا در تنش یک رگ بود

وہ دوڑتا ہے جب تک اس کے بدن میں ایک رگ ہو

خواب خود در چشم تر سیدہ گجاست

ڈرنے والے کی آنکھ میں نیند کہہں ہوتی ہے

راہِ دور و پہنہ پہنا گرفت

دور اور چوڑے سے چوڑا راستہ اختیار کیا

رفتِ آخری سوی امن و عافیت

امن اور عافیت کی جانب چلی گئی

کہ نیابد حدِ آں را ہیچ طرف

جس کے کنارے کو کوئی آنکھ نہیں پاتی ہے

گفت آل مہی زیرک رہ کنم

اس عقلمند مچھلی نے کہا میں سفر کر جاؤں

نیست وقتِ مشورۃ ہیں راہ گن

خبردار! مشورے کا وقت نہیں ہے سفر کر جا

محرم ۲ آل راہ کمیاب ست و بس

اس راستہ کا محرم بالکل نایاب ہے

سوی دریا عزم گن زیں آ بگیر

اس تالاب سے دریا کی جانب ارادہ کر

سینہ را پا ساخت می رفت آل حذور

وہ محتاط سینہ کو پاؤں بنا کر حا رہی تھی

ہمچو آہو کز پے او سگ بود

اس ہرن کی طرح کتا جس کے دھپے ہو

خوب خرگوش و سگ اندر پے خطاست

خرگوش کی نیند اور کتا دھپے 'غلط' ہے

رفت ۳ آل مہی رہ دریا گرفت

وہ مچھلی چلی گئی 'دریا' کی راہ لی

رنجھا بسیار دید و عاقبت

وہ بہت سی تکلیفوں سے دو چار ہوئی انجام کار

خوشتن افلند در دریای ژرف

اس نے اپنے آپ کو گہرے دریا میں ڈال دیا

۱ درست۔ یعنی وطن کی محبت کا

جزو ایمان ہونا تو درست ہے لیکن اس

کو سمجھ لے وہ کونسا وطن ہے۔ ظاہر

ہے مومن کا اصلی وطن عقیقی ہے۔

دل۔ یعنی میں دوسری مچھلیوں سے

مشورہ نہ کروں گی۔ چوں علی۔ ایک

غلط روایت مشہور ہے کہ حضرت علیؑ

نے جذبات سے مجبور ہو کر آہ کرنا

چاہی تو کوئی اس آہ کا محرم نہ پایا اور

کنویں میں نہ لڑکا کر آہ کی گئی۔

۲ محترم۔ مچھلی نے یہ بھی کہا اس

راستہ کے محرم نایاب ہیں لہذا خاموشی

سے رات کو نکل جانا چاہیے سانک کو

بھی یہی سوچنا پڑتا ہے اور سلوک کی

مشکلات کو خود ہی برداشت کرنا پڑتا

ہے۔ سوی دریا۔ تالاب کو چھوڑ کر دریا

کا رخ کرنا چاہیے یعنی محدود دنیا کو

چھوڑ کر لامحدود عقیقی اختیار کرنی

چاہیے۔ سینہ۔ سینہ کے بل وہ محفوظ

مقام پر پہنچ گئی۔ ہمچو۔ وہ اس طرح دوڑ

کر پر خطر مقام سے بھاگی جس طرح

وہ ہرن بھاگتا ہے جس کا چچھاڑکاری

کتا کر رہا ہو۔ خواب۔ کتا دھپے ہو

اور پھر غفلت کی نیند سونا بڑی غلطی

ہے۔

۳ رفت۔ وہ عقلمند مچھلی روانہ ہو گئی

اس نے لمبا چوڑا راستہ اختیار کر لیا۔

بہا۔ راستہ کی تکالیف برداشت کیے

اس کی جگہ پہنچ گئی۔ خوشتن۔ اس

نے اپنے آپ کو دریاے ناپیدا کند

ہالے جا ڈالا۔

پس! چو صیاداں بیا ورنند دام
نیم عاقل را ازاں شد تلخ کام
بھر جب شکری جل لے آئے
اس سے نیم عاقل کو ناگہری ہوئی
گفت آہ من فوت کردم وقت را
چوں نلشتم ہمرہ آں رہنما
بول: ہائے میں نے وقت گننا دیا
میں اس رہنما کی ساتھی کیوں نہ بنی؟
ناگہاں رفت اوو لیکن چوں برفت
می بہا لستم شدن درپے بہ تفت
وہ اچانک چلی گئی، لیکن چونکہ وہ چلی گئی ہے
مجھے بھی جلد اس کے پیچھے جانا چاہیے تھا
ایں زماں سودے ندارد خسرت
چوں گنم چوں فوت شد آں فرصت
اب میری حسرت مفید نہیں ہے
کیا کروں: جب کہ وہ موقع جاتا رہا؟
پر گزشتہ حسرت آوردن خطاست
بازناید رفتہ یاداں ہباست
گزشتہ پر حسرت کتنا غلطی ہے
کیا وقت نہیں لوٹتا ہے اس کی یاد بیکار ہے

قصہ! آں مرغ گرفتہ کہ وصیت کرد کہ برگزشتہ پشیمانی مخور
اس پھنے ہوئے پرند کا قصہ جس نے وصیت کی کہ گزشتہ پریشیمان نہ ہو
و سخن محال باور ممکن و در تدارک وقت اندیش و
اور ناممکن بات کا یقین نہ کر اور موجود وقت کی اصلاح کر اور پشیمانی میں
روزگار بسر در پشیمانی
وقت ضائع نہ کر

آں یکے مرغے گرفت از مکر دمام
ایک شخص نے ایک پرند مکر لہر جل سے پکڑ لیا
تو یکے مرغے ضعیفے ہچمو من
تو نے مجھ جیسے ایک کمزور پرند کو
تو بسے گاواں و میشاں خوردہ
تو نے بہت سی گائیں اور بھیڑیں کھائی ہیں
تو نلشتی سیر زانہا در زمن
تو زمانہ میلان سے پیٹ بھرا نہ بنا
مر مرا آزاد گرداں از کرم
کریم کر کے مجھے آزاد کر دے
مرغ اورا گفت کالے خولجہ ہمام
اس سے پرند نے کہا کہ اے خولجہ بزرگ!
صید کردہ خوردہ گیر اے نیک ظن
شکار کر لیا، فرض کر کھا لیا، اے نیک گمان
تو بسے اشتر بقرباں کردہ
تو نے بہت سے اونٹ قربان کئے ہیں
ہم نگر دی سیر از اجزی من
میرے اجزاء سے بھی تیرا پیٹ دھیرے گا
اے جواں مرد کریم مستشم
اے شریف! معزز جوان شخص!

۱۔ پس۔ شکری جب جل لے آئے تو نیم عاقل چھلی کو فکر ہوئی۔
گفت۔ اس نیم عاقل چھلی نے کہا
افسوس میں نے وقت ضائع کیا میں
اس غفلت چھلی کے پیچھے پیچھے کیوں نہ
چل دی۔ ناگہاں۔ وہ اچانک چل دی
تھی لیکن اب بھی مجھے جلد اس کے
پیچھے چل دینا چاہیے۔ اس زماں۔
گزشتہ بات پر افسوس کرنے سے
کوئی فائدہ نہیں گزرا وقت دوبارہ
واپس نہیں آسکتا اس پر افسوس کرنے
کی بجائے فوراً کام شروع کر دینا
چاہیے تاکہ پہلی غلطی کی تلافی ہو
سکے۔

۲۔ قصہ۔ اس قصہ سے یہ بتانا
مقصود ہے کہ گزشتہ بات پر افسوس
میں وقت ضائع کرنا لغو بات ہے۔
آں یکے۔ ایک شکری نے ایک پرند
پھاس لیا تو اس پرند نے کہا کہ اگر تو
مجھ ذبح کر کے کھا بھی لے گا تو بھی
کیا فائدہ ہوگا۔

۳۔ تو بے۔ پرند نے شکری سے
کہا کہ تو بہت سے بڑے بڑے
جانور کھا چکا ہے اور ان سے تیرا پیٹ
نہ بھرتا تو مجھے کھا کر تیرا کیا بھلا ہوگا۔
مر مرا۔ مجھے مہربانی کر کے آزاد کر دے۔
تو میں تجھے تین مہینے کروں۔

۱۔ اول۔ میں پہلی نصیحت تو اس وقت کروں گا جب تو مجھے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ہو گا دوسری جب کروں گا کہ تو مجھے چھوڑ دے گا اور میں دیوار پر جا بیٹھوں گا اور تیسری جب کروں گا کہ میں درخت پر جا بیٹھوں گا انچہ بدست۔ تیرے ہاتھ میں مدھتے ہوئے جو نصیحت کرنی ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی تجھ سے ناممکن اور محال بات کہے اس پر یقین نہ کرنا۔ برکفش۔ جب پرند نے یہ نصیحت کر دی تو شکری نے اس کو چھوڑ دیا اور پرند دیوار پر جا بیٹھا۔

۲۔ غلط۔ دیوار پر بیٹھ کر پرند نے دوسری نصیحت سیکھی کہ گزشتہ واقعہ پر بھی حسرت اور غصوں نہ کرنا اور اس کے بعد پرند نے کہا کہ میرے پونے میں ایک ناہ موتی ہے جس کا وزن دس درہم بھر یعنی تین تولے ہے۔ تقیم۔ چھپا ہوا۔ در تقیم۔ دیکھا۔ دولت اگر تو مجھے ذبح کرتا تو وہ موتی تیری دولت ہوتا۔ بحق۔ یعنی تیری جان کی قسم۔ فوت کر دی۔ چونکہ تیرا مقدمہ نہ تھا اسی لئے وہ موتی تیرے ہاتھ نہ آیا۔

۳۔ آنچناں۔ پرند کی اس بات کو سن کر وہ شکری اس طرح نالہ و فریاد کرنے لگا جس طرح حاملہ عورت بچہ جننے وقت کرتی ہے گشت۔ وہ شکری پرند کی اس گفتگو پر غمگین ہو کر آہ آہ کرنے لگا اور اس سے بولا کہ تو نے حیلہ بازی کر کے مجھے تباہ و برباد کر دیا ورنہ میں موتی کے ذریعہ بہت دولت مند بن جاتا۔

پل مرا تاکہ سہ پندت بردہم مجھے چھوڑ دے تاکہ تجھے تین نصیحتیں کر دوں اول! آل پندے دہم بردست تو ان میں کی پہلی نصیحت میں تیرے ہاتھ پر بیٹھے ہوئے بر سر دیوار بدہم ثانیث ان میں سے دوسری دیوار پر بیٹھ کر کروں گا وال سوم پندت و ہم من بردخت میں تیسری نصیحت تجھے درخت پر پہنچ کر کروں گا انچہ بردست ست نیست آل سخن جو ہاتھ پر بیٹھے ہوئے کرنی ہے وہ یہ بات ہے

برکفش چوں گفت اول پند رفت اس کے ہاتھ پر بیٹھے ہوئے جب پہلی نصیحت کہہ دی تو کیا گفت ۲ دیگر بر گزشتہ غم مخور دوسری نصیحت کہ گزری ہوئی بات پر غم نہ کر بعد ازاں گفتش کہ در جسمم تقیم اس کے بعد اس نے اس سے کہا کہ میرے جسم میں چھپا ہوا دولت تو بختِ فرزندان تو تیری دولت تیری اولاد کا نصیبہ فوت کر دی دُر کہ روزیت نبود تو نے وہ موتی کھو دیا چونکہ تیرے مقدمہ میں نہ تھا

آنچناں ۳ کہ وقت زادن حاملہ جس طرح حاملہ عورت جننے کے وقت گشت غمناک و ہمگفت آہ آہ غمگین ہو گیا ہے اور کہتا تھا 'ہائے ہائے من چرا آزاد کردم مر ترا میں نے تجھے کیوں آزاد کیا

تا بدانی زیر کم یا اہلہم حتی کہ تجھے معلوم ہو جائے کہ میں غمگین ہوں یا بیوقوف ہوں بدہمت اے جان و دل سر مست تو تجھے کروں گا اے وہ کہ دل و جان تیرے شیدائی ہیں تا شوی زال پندشاد و خوب و کش تاکہ تو اس نصیحت سے خوش اور بھلا اور نازاں ہو کہ ازیں سہ پند گروی نیک بخت تاکہ تو ان تینوں نصیحتوں سے نیک بخت بن جائے کہ محالے راز کس باور ممکن کہ ناممکن بات پر کسی کا یقین نہ کر گشت آزاد و برآں دیوار رفت آزاد ہو گیا اور دیوار پر جا بیٹھا

چوں ز تو بگذشت زال حسرت مبر جب غم سے گزر گئی اس پر حسرت نہ کر وہ درم سنگ ست یک دُر یتیم دس درہم کے وزن کا ایک ناہ موتی ہے بُود آل گوہر بحق جان تو تھا وہ موتی تیری جان کی قسم کہ نباشد مثل آل دُر در وجود کہ جس موتی کی مثل وجود میں نہ ہو گی نالہ دار و خواجہ شد در غلغلہ فریاد کرتی ہے (وہ شکری) خواجہ شہ کرنے لگا

اس چرا کردم کہ شد کارم تباہ یہ میں نے کیوں کیا کہ میرا کام برباد ہو گیا زیں حیل از راہ بردی مر مرا تو نے ان حیلوں سے مجھے گمرا کر دیا

مُرغ گفتش نے نصیحت کر دمت

پند نے اس سے کہا کہ میں نے تجھے نصیحت نہیں کر دی

چوں گزشت و رفت غم چوں میخوری

جبکہ رفت و گزشت ہو گئی تو کیوں غم کرتا ہے؟

والا دُوم پندت بلفتم کُو ضلال

میں نے دوسری نصیحت تجھے کی کہ گمراہی سے

من نیم خود سہ دم سنگ اے اسد

میں خود تین درہم بھر نہیں ہوں، اے شیر!

خوبہ ۲ باز آمد بخود گفتا کہ ہیں

خوبہ ہوش میں آیا، بولا کہ ہیں

گفت آ رہے خوش عمل کر دی بدال

اس نے کہا ہیں تو نے ان پر اچھا عمل کیا

ایں بگفت و بر پرید و شاد رفت

اس نے یہ کہا اور اڑ گیا اور خوش ہو کر چل دیا

پند ۳ گفتن با جہول خوباناک

ناہن، جاہل کو نصیحت کرنا

چاک حق و جہل نہ پذیر در فو

حماقت اور نااہلی کا چاک حق کے قابل نہیں ہے

زانکہ جاہل جہل را بندہ بود

کیونکہ جاہل جہل کا غلام ہوتا ہے

کہ مبادا بر گذشته دی غمت

کہ کل کی گزشتہ بات پر تو غمگین نہ ہو

یا نکردی فہم پندم یا کری

یا تو میری نصیحت نہیں سمجھا ہے، یا تو بہرا ہے

ہیچ تو باور ممکن قول محال

تو کبھی ناممکن بات کا یقین نہ کرنا

وہ دم سنگ اندروم چوں بود

وہ دم کا وزن میرے اندر کیسے ہو گا؟

باز گو پند سوم اے نازنین

اے نازنین! تیری نصیحت کر

تا بگویم پند ثالث را نکال

تاکہ میں فضول تیری نصیحت کروں

سوی صحرا سر خوش و آزاد رفت

ست اور آزاد جنگل کی جانب چلا گیا

تخم افگندن بود در شوره خاک

شبی زمین میں ج بٹا ہوتا ہے

تخم حکمت کم دیش اے پندگو

اے نصیحت کرنے والے اس میں مٹائی کا ج نہ ہو

چونکہ تو پندش وہی او نشود

جب تو اسے نصیحت کرے گا وہ نہ بنے گا

چارہ اندشیدن آں ماہی نیم عاقل و خود را مردہ کردن

اس ناقص عقل والی مچھلی کا تدبیر سوچنا اور خود کو مردہ بنا لینا

چونکہ ماند از سایہ عاقل جدا

چونکہ وہ عقلمند کے سایہ سے جدا ہو گئی تھی

فوت شد از من پختاں نیکو رفیق

مجھ سے ایسا اچھا ساتھی چھوٹ گیا

نیم عاقل گفت در وقت بلا

مصیبت کے وقت نیم عاقل نے کہا

گو سوی دریا شد و از غم عتیق

کہ وہ دریا کی جانب چلی گئی اور غم سے آزاد ہو گئی

امرغ پند نے کہا کہ میں نے

تجھے نصیحت کی تھی کہ گزری ہوئی بات

پر افسوس نہ کرنا بس تو اس گزری ہوئی

بات پر کیوں افسوس کر رہا ہے یا تو تو

میری نصیحت نہ سمجھا تھا یا بہرا ہے۔

وہ دم میں نے تجھے دوسری

نصیحت کی تھی کہ کسی کی ناممکن بات

پر یقین نہ کرنا اور تو نے میری ناممکن

بات پر یقین کر لیا اور یہ نہ سوچا کہ وہ

پند جس کا کل وزن ساڑھے دس

مانے بھی نہ ہو اس کے پونے میں

تین تو لکھا موتی کیسے ہو سکتا ہے۔

۲ خوبہ جب شکلی کو ذرا

سکون ہوا تو اس نے کہا تیری

نصیحت بھی سنا دے۔ گفت۔

پند نے طعنا کہا تو نے وہ

نصیحتوں پر خوب عمل کیا ہے جو تجھے

تیری نصیحت سنا کر ضائع کر دیں

طرح میں تیری نصیحت بھی مضر ہے

کہ جو نصیحت قبول نہ کرے اس کو

نصیحت نہ کرے۔ ایں بگفت۔ اس

پند نے طعنا اور جملہ کہہ دیا جس

میں تیری نصیحت بھی ٹھکرا کر

جنگل کی طرف چلا گیا۔

۳ پند گفت۔ مولانا فرماتے ہیں

کہ جاہل کو نصیحت کرنا ایسا ہے جیسے

شور زمین میں تخم ریزی کرنا۔ چاک۔

حماقت اور جاہل نا قابل اصلاح ہے۔

نشود۔ قبول کرنے کے لفظ سے نہ

بنے گا۔ چارہ اندیشیدن۔ عمل

علمندی تو یہی ہے کہ کل از مصیبت

فخیر کی تدبیر کرے نیم عقلمندی یہ ہے

کہ مصیبت کے وقت ہی نجات کی

صحیح تدبیر کرے۔ سدا جاہل۔ یعنی وہ

مچھلی جو چلی گئی تھی۔ عتیق۔ آزاد۔

خویشتن را ایں زماں مُردہ گنم
 اِس وقت اپنے آپ کو مُردہ بتاتی ہوں
 پُشت زیر و می روم بر آبِ بر
 پُشت نیچے کو لور پانی کے لوپر آ جاتی ہوں
 نے بَساجی چنانکہ کس رَوَد
 نہ کہ تیراکی ہے جیسے کہ انسان چلتا ہے
 مرگ پیش از مرگ اسن ست از عذاب
 مرنے سے پہلے مر جانا عذاب سے اسن ہے
 آتجنیں فرمودہ مارا مصطفیٰ
 مصطفیٰ نے ہم سے ایسا ہی فرمایا ہے
 یٰبٰی الْمَوْتُ تَمُوْتُوْا بِالْفِتَنِ
 موت آئے اور فتنوں سے مرد
 آب گہ بُردش نشیب و گہ بلند
 پانی کبھی اس ک نیچے لے جاتا کبھی لوپر
 کہ دریغا ماہی مہتر بمرد
 کہ افسوس بڑی مچھلی مر گئی
 پیش رفت ایں بازیم رستم ز تیغ
 میری یہ چال چل گئی میں تھوڑے سے بچ گئی
 پس بروتف کردو بر خاش فگند
 پھر اس پر تھوکا اور زمین پر پھینک دیا
 ماندآں احمق ہی کرد اضطراب
 وہ احمق نہ گئی جو تڑپتی تھی
 تاکہ بچید خویش برہاند گلیم
 تاکہ دھیا میں کود پڑے اپنی گدڑی چھڑالے
 احمق اورا دراں آتش نشاند
 بیوقوفی نے اس کو اس آگ میں بٹھا دیا

لیک! زال نندیشتم و بر خود زخم
 لیکن میں سوچ نہیں پڑتا کہ خود کو زخم
 پس بر آرم اشکم خود بر زہر
 پس میں اپنا پیٹ لوپر کو کرتی ہوں
 می روم بروے چنانکہ خس رَوَد
 اس پر اس طرح چلوں جیسے کہ نکلا چلتا ہے
 مُردہ گرم خویش بسپارم بآب
 میں اپنے آپ کو مردہ بتاتی ہوں اور پانی کے سپرد کرتی ہوں
 مرگ پیش از مرگ اسن ست لفتہ
 اے نوجوان! مرنے سے پہلے مر جانا اسن ہے
 گفت مَوْتُوَا کُلُّکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ
 فرمایا تم سب مر جاؤ اس سے پہلے کہ
 ہچناں مُرد و شکم بالا فگند
 اسی طرح مردہ ہو گئی اور پیٹ لوپر کر لیا
 ہر یکے زال قاصداں بس غصہ خورد
 ان ارادہ کرنے والوں میں سے ہر ایک بہت دغ کرتا تھا
 شاد می شد اوزاں گفت دروغ
 اس افسوس کی گفتگو سے وہ خوش ہوتی تھی
 پس گرفتش یک صیاد ارجمند
 پھر اس کو ایک بھلے شکاری نے پکڑ لیا
 غلط سلطان رفت پنہاں اندر آب
 وہ لوثی پوتی چپکے سے پانی میں چلی گئی
 از چپ از راست می دست آں سلیم
 وہ بیوقوف دائیں اور بائیں سے کوئی سمجھ
 دام افگندند و اندر دام ماند
 انہوں نے جل پھینکا اور وہ جل میں رہ گئی

۱۔ ایک۔ اب گزشتہ پر افسوس کرنے میں وقت ضائع کرنا مناسب نہیں ہے میں یہ تدبیر کرتی ہوں کہ اپنے آپ کو مردہ بتاؤں گی۔ بر آرم۔ مچھلی ہر کرائی ہو کر سطح آب پر آ جاتی ہے۔ می روم۔ پانی کے ساتھ اس طرح چلوں کہ جس طرح نکلا خود بخود بہہ کر چلا جاتا ہے۔ سباجی۔ تیراکی۔ مرگ۔ حدیث شریف ہے مَوْتُوَا قَبْلِ اَنْ تَمُوْتُوْا یعنی نجات ہی میں ہے کہ مرنے سے قبل ہی فنا کا وہ جہ اختیار کر لو۔

۲۔ مَوْتُوَا بِالْفِتَنِ۔ مقام فتنانہ اختیار کرو گے تو فتنوں میں مبتلا ہو کر مرد گے۔ ہچناں۔ جیسا اس مچھلی نے سوچا تھا وہی ایسا کیا۔ قاصداں۔ یعنی مچھلی کے شکاری۔ تیغ۔ یعنی ہلاکت

۳۔ غلط غلطاں۔ یعنی جب شکاری نے اس کو زمین پر پھینک دیا تو وہ کسی طرح لوثی پوتی دھیا میں کس گئی۔ ماند۔ تیسری بے عقل مچھلی اچھل کود کرتی رہی تاکہ اپنی بے وقت کوشش کے ذریعہ نجات حاصل کر لے۔ سلیم۔ سادہ مزاج۔ بیوقوف۔ دام افگند۔ شکاری نے اس کو جل سے پکڑ لیا اور اس کے کہاب بنا کر توے پر سینکے۔

بر سر آتش بہ پشت تابہ با حماقت گشت او ہم خواب
 آگ پر توے کی پشت پر وہ حماقت سے ہم خواب ہو گئی
 او ہم جو شید از تفت سحیر عقل می گفتش الم یلک نذیر
 وہ آگ کی گری سے اہل رہی تھی عقل اس سے کہتی تھی کیا تیرے پاس کوئی ڈرانے والا نہ آیا تھا
 او ہم گفت از شکنجہ وز بلا ہمچو جان کافراں قلو ابلی
 وہ شکنجہ اور بلا میں سے کہتی تھی ہمچو جان کافروں کی روح کی طرح "کیوں نہیں"
 بازی گفت او کہ گر ایں بار من وار ہم از محنت گردن شکن
 پھر وہ کہتی تھی کہ اگر اب کی بار میں گردن توڑ مصیبت سے چھوٹ جاؤں
 من نسازم جز بد ریائی وطن آ بگیرے را نسام من سکن
 میں نہ دیا کے سوا وطن نہ بناؤں گی آ بگیرے را نسام من سکن
 آب بید جویم و ایمن شوم تا ابد در امن و در صحت روم
 لحدود پانی تلاش کروں گی امن سے ہو جاؤں گی تا ابد در امن و در صحت روم
 ہمچنین می کرد با خود عہد ہا کز چنیں ورطہ اگر گرم رہا
 وہ اپنے آپ سے ایسے عہد کرتی تھی کز چنیں ورطہ اگر گرم رہا
 دامن عاقل بگیرم روز و شب تا نیفتم در چنیں رنج و تعب
 دن رات عقلمند کا دامن پکڑے رہوں گی تا کہ ایسی تکلیف اور مصیبت میں نہ پھنسوں

بیان ۳ آنکہ عہد کردن احمق وقت گرفتار و قدم ہیچ سود
 اس کا بیان کی احمق کا گرفتاری کے وقت عہد کرنا اور نام ہونا کچھ مفید
 ندارد کہ وَلَوْ رُثُوا الْعَالَمَ اَنْهَوا عَنْهُ وَاَنْتُمْ لَكَافِرُونَ
 نہیں ہوتا کیونکہ وہ اگر واپس بھیج دیئے جائیں تو وہ ممنوعات کو دوبارہ عمل میں لائیں گے اور وہ بیشک جھوٹے ہیں
 ہیچ کاذب و فائدہ ندارد
 کوئی جھوٹا و فائدہ نہیں کرتا ہے

عقل می گفتش حماقت با تو است با حماقت عہد را آید شکست
 عقل اس سے کہتی تھی حماقت تیرے ساتھ ہے با حماقت کے ہوتے ہوئے عہد ٹوٹ جاتا ہے
 عقل را باشد وفای عہد ہا تو نداری عقل رواے خربہا
 عہدوں کی وفا عقل کے لئے ہے تجھ میں عقل نہیں ہے اے گدھے کی قیمت بھر! تو جا

۱۔ عقل۔ عقل اس پر طنز کر رہی
 تھی کہ کیا تیرے پاس کچھ عذاب
 سے ڈرانے والے نہ آئے
 تھے۔ ہاں۔ وہ مچھلی کہہ رہی تھی کہ
 بیشک ڈرانے والے آئے تھے لیکن
 میں نے ان کا کہنا نہ مانا تھا۔ بازی
 گفت۔ پھر یہ بھی کہتی تھی کہ اگر اس
 بار ہیچ جاؤں تو پھر میں تالاب سے
 محبت نہ کروں گی اور دھیا کارخ کروں
 گی یہی حال ان لوگوں کا ہوگا جو دنیا
 میں بے عقلی کریں گے اور نصیحت
 کرنے والوں کی نصیحت نہ سنیں
 گے۔

۲۔ چنیں۔ اب وہ دل میں اس
 طرح عہد کر رہی تھی کہ اب اگر زندگی
 حاصل ہو جائے تو میں کسی عقلمند کا
 دامن پکڑ لوں گی۔

۳۔ بیان۔ اب مولانا بتاتے ہیں
 کہ ایسے احمقوں کے ان عہدوں اور
 دعووں کا بھی اعتبار نہیں ہے قرآن
 پاک نے انہی کے بارے میں فرمایا
 ہے کہ اگر ان کو دوبارہ زندگی دے بھی
 دی جائے تو یہ بد عہدی کریں گے یہ
 جھوٹے ہیں۔ عقل می گفتش۔
 دوبارہ زندگی کی تمنا کرنے والے سے
 عقل کہتی ہے خربہ۔ گدھے کی
 قیمت والا۔

دشمن و باطل کن تدبیر تست

وہ تیری تدبیر کا باطل کرنے والا اور دشمن ہے

یاد نار دزد آتش و سوز و خسیس

آگ اور سوز اور آگ بھڑکنے کی آواز کو یاد نہیں کرتا ہے

آز و نیایش بر آتش می زند

حرص اور اس کی بھول آگ میں جھونک دیتی ہے

عقل را باشد کہ عقل آنرا فراشت

عقل میں ہوتی ہے کیونکہ عقل نے ان کو بلند کیا ہے

چوں مذکر نے لیا بش چوں بود

جبکہ یاد دلانے والا نہیں ہے اس کی واپسی کیسے ہو؟

کہ نہ بیند کال حماقت را چہ خوست

کیونکہ وہ نہیں دیکھتا کہ حماقت کی خصلت کیا ہے؟

نے ز عقل روشن چوں گنج بود

نہ کہ روشن عقل کی وجہ سے جو خزانہ ہوتی ہے

می نیز زد خاک آن توبہ و ندم

وہ توبہ اور ندامت خاک کے برابر بھی نہیں ہے

پس کلام اللیل یمحوہ النهار

تو رات کی بات کو دن مٹا دیتا ہے

ہم رودار دل نتیجہ و زادہ اش

دل سے اس کا نتیجہ اور پیداوار بھی چل جاتی ہے

بانگ لورؤو لعاؤوا می زند

پکارتی ہے اگر وہ لوٹائے گئے تو پھر وہیں کریں گے

چونکہ عقل نیست نیال! میر تست

چونکہ تجھے عقل نہیں ہے بھول تیرے پور حکم والا ہے

از کمی عقل پروانہ خسیس

کمینہ پروانہ عقل کی کمی کی وجہ سے

چونکہ پرش سوخت توبہ می کند

جب اس کے پر جلے توبہ کرتا ہے

ضبط و درک و حافظی و یادداشت

ضبط اور سمجھ اور نگہداشت اور یادداشت۔

چونکہ گوہر نیست تابش چوں بود

جب جوہر نہیں ہے تو چمک کیسے ہو؟

ایں تمنا ہم زبے عقلی اوست

یہ تمنا بھی اس کی بے عقلی سے ہے

آں ندامت از نتیجہ رنج بود

وہ ندامت تکلیف کا نتیجہ تھی

چونکہ شد رنج آں ندامت شد عدم

جب تکلیف ختم ہوئی وہ ندامت ختم ہو گئی

آں ندم از ظلمت غم بست بار

اس ندامت نے غم کی تاریکی کی وجہ سے بوجھ اٹھایا ہے

چوں برفت آں ظلمت غم گشت خوش

جب وہ تاریکی ختم ہوئی اور غم خوشی بن گیا

می کند او توبہ و پیر خرد

وہ توبہ کرتا ہے اور بزرگی عقل

۱۔ نیال۔ یعنی عہد کے بارے میں بھول۔ از کمی۔ پروانہ میں عقل کی کمی ہے جس کی وجہ سے شمع کی آگ کی سوزش اس کو یاد نہیں آتی۔ خسیس۔ ہلکی آواز۔ آز۔ پروانہ کی حرص اور بھول اس کو جلا دیتی ہے۔

۲۔ ضبط۔ یعنی عہد کی حفاظت اور اس کو سمجھنا اور یاد رکھنا۔ عقل کے کام میں عقل ہی نے یہ صفتیں پیدا کی ہیں۔ گوہر۔ یعنی عقل۔ تابش۔ یعنی عقل کے آثار۔ مذکر۔ انسان کی عقل اس کو اس کا عہد یاد دلاتی ہے۔ لیا۔ رجوع۔ یعنی عہد کی طرف رجوع۔ ایں۔ تمنا۔ یعنی دوبارہ زندہ ہو کر نیکی کرنے کی تمنا۔ کہ نہ بیند۔ اس کی بے عقلی یہ ہے کہ وہ اپنی حماقت کے آثار کو نہیں سمجھ رہا ہے۔ آں ندامت۔ عذاب کے وقت ندامت عذاب کا نتیجہ ہے۔

۳۔ چونکہ۔ جبکہ وہ ندامت عذاب کا نتیجہ ہے تو جب عذاب ختم ہو جائے گا ندامت بھی ختم ہو جائے گی اسی لئے اس توبہ اور ندامت کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ آں ندم۔ وہ ندامت غم کی تاریکی میں پیدا ہوتی ہے رات کی بات کو دن بھلا دیتا ہے تو جب تاریکی ختم ہو جائے گی ندامت بھی باقی نہ رہے گی نتیجہ یعنی ندامت۔ پیر خرد۔ تجربہ کار عقل۔ در بیان۔ وہم اور عقل۔ بہت فرق ہے۔

در بیان آنکہ وہم قلب عقل ست و ستیزہ او ست

اس کا بیان کہ وہم عقل کا کھٹا سکہ اور اس کا مخالف ہے

و با او ماند و او نیست

اس کے مشابہ ہے اور وہ نہیں ہے

عقل بضدِ شہوت ستلے پہلوں
اے بہادر! عقل شہوت کی ضد ہے
وہم خواہش آنکہ شہوت را گداست
اس کو وہم کہہ جو شہوت کا بھکاری ہے
بے محک پیدا نگرود وہم و عقل
وہم اور عقل میں بغیر کسوں کے امتیاز نہیں ہوتا ہے
اس محک قرآن و حالِ انبیاء
یہ کسوں قرآن اور انبیاء کی سیرت ہے
تابعِ نبی خویش رازِ آسیب من
تاکہ میری ضرب سے تو اپنے آپ کو دیکھ لے
عقل را گرازہ سازِ دو وہم
اگر آہ عقل کے دو ٹکڑے کر دے

آنکہ شہوت می تند عقلش مخواں
جو شہوت کا چکر کائے اس کو عقل نہ کہہ
وہم قلب و نقد زر عقلہاست
وہم کھٹا ہے اور عقلیں خالص سونا ہیں
ہر دو را سوی محک گن زود نقل
دونوں کو بہت جلد کسوں کی طرف منتقل کر
چوں محک مر قلب را گوید بیا
کیونکہ کسوں کھونے کو کہتی ہے آہ
کہ نہ اہل فراز و شیب من
کہ تو میرے نشیب و فراز کا اہل نہیں ہے
ہمچوں زر باشد در آتش او بسیم
وہ سونے کی طرح آگ میں مسکرانے والی ہوگی

مجاوباتِ موسیٰ کہ صاحب عقل بود با فرعون کہ صاحب وہم بود
حضرت موسیٰ کے جو عقلمند تھے فرعون کے ساتھ سواں و جواب جو وہمی تھا

وہم مر فرعون عالم سوز را
عالم سوز فرعون کے لئے وہم ہے
رفت ۳ موسیٰ بر طریق نیستی
حضرت موسیٰ فنا کے مقام کے طریقہ پرانہ ہوئے
گفت من عقلم رسول ذوالجلال
انہوں نے کہا میں عقل ہوں ذوالجلال کا رسول ہوں
گفت نے خاش رہا گن ہلے وہوی
اس نے کہا چپ ہائے و ہو ختم کر
گفت کہ نسبت مرا از خاکدانش
فرمایا میری نسبت اس کے خاکدان سے ہے
بندہ زادہ آلِ خداوند و حید
اس خدائے واحد کا غلام زادہ ہوں

عقل مر موسیٰ جاں افروز را
جان کو نذر کرنے والے موسیٰ کے لئے عقل ہے
گفت فرعونش بگو تو کیستی
فرعون نے ان سے کہا بتا تو کون ہے؟
حجتہ اللہ ام امانم از ضلال
میں اللہ کی حجت ہوں گمراہی سے امن دلانے والا ہوں
نسبت و نام قدیمت را بگوئی
اپنا پہلا نام اور نسبت بتا
نامِ صلح کمترین بندگانش
میرا اصلی نام اس کا کترین بندہ ہے
زادہ از پشتِ جواری و عبید
لوٹریوں اور غلاموں کی پشت سے پیدا ہوا ہوں

۱ عقل۔ شہوت نفسانی عقل کی
ضد ہے عقل اس کی طرف مائل نہیں
ہو سکتی۔ وہم۔ جو نفسانی خواہش کی
طرف مائل ہو وہ وہم ہے وہم بھی سکے
ہے لیکن کھٹا اور عقل بھی سکے ہے لیکن
کھرا ہے۔ بے محک۔ عقل اور وہم
کے مقصیات کو قرآن اور سیرت کی
کسوں پر رکھنے سے دونوں میں امتیاز
ہو جائے گا۔

۲ تابع۔ نبی۔ قرآن اور سیرت
واضح کر دیتے ہیں کہ وہم کے
مقصدیات ان کے مطابق نہیں ہیں۔
عقل۔ عقل کا جس قدر بھی تجربہ کیا
جائے گا اس کا خالص ہونا واضح ہوگا۔
بسیم۔ مسکرانے والا۔ فرعون۔ فرعون
وہمی تھا اور حضرت موسیٰ صاحب عقل
تھے۔

۳ رفت۔ حضرت موسیٰ فرعون
کے پاس پہنچے اور اس وقت وہ مقام فنا
میں تھے۔ گفت۔ حضرت موسیٰ نے
فرمایا میں عقل مجسم ہوں۔ خدا رسول
اور اللہ کی دلیل لوگوں کو گمراہی سے
بچانے والا ہوں۔ گفت نے فرعون
نے کہا یہ باتیں میں سننا نہیں چاہتا تو
اپنا قدیم نام اور نسبت بتا۔ گفت۔
حضرت موسیٰ نے کہا میرا نسبت تو یہ
ہے کہ میں خاکزادہ ہوں اور میرا نام
اللہ کا کمترین غلام ہے اور میں اللہ کے
غلاموں اور لوٹریوں کی پشت و بطن
سے پیدا ہوا ہوں۔

نسبت اصلم ز خاک و آب و گل

میری اصل کی نسبت خاک اور پانی اور مٹی سے ہے

مرجع ایں جسم خاکم ہم بخاک

میرے اس خاکی جسم کا مرجع خاک ہے

اصل ما و اصل جملہ سرکشان

ہماری اصل اور سب متکبروں کی اصل

نے مدد از خاک می گیر و منت

کیا تیرا جسم خاک سے مدد حاصل نہیں کرتا ہے؟

چوں رود جاں می شود او باز خاک

جب روح نکل جائے گی وہ پھر خاک ہو جائے گا

ہم تو وہم ما وہم اشیاء تو

تو بھی اور ہم بھی اور تجھ جیسے بھی

گفت غیر ایں نسب نامیت ہست

اس نے کہا اس نسبت کے علاوہ تیرا ایک اور نام ہے

بندۂ فرعون و بندۂ بندگانش

فرعون کا غلام اور اس کے غلاموں کا غلام

بندۂ باغی و طاغی و ظلوم

تو ظالم اور سرکش باغی غلام ہے

خونی و غداری و حق ناشناس

تو خونی اور غدار ہے اور حق کو نہ پہچانے والا ہے

در غریبی خوار و درویش و خلق

تو پردیس میں ذلیل اور محتاج اور شکستہ حال رہا

گفت حاشا کہ بود با آں مُلک

انہوں نے فرمایا خدا! بچائے کہ اس مالک کے ساتھ ہو

واحد اندر مُلک و او را یار نے

وہ سلطنت میں اکیلا ہے اور اس کا کوئی مددگار نہیں ہے

آب و گل را داد ویزداں جان و دل

پانی اور مٹی کو خدا نے جان و دل عطا فرما دیا ہے

مرجع تو ہم بخاک اے سہمناک

اے ظالم! تیرا مرجع بھی خاک ہے

ہست از خاکے و آنرا صد نشان

خاک سے ہے اور اس کی سو نشانیاں ہیں

از غذای خاک فرہ گرونت

خاکی غذا سے تیری گردن موٹی ہے

اندر اں گورِ مخوف سہمناک

خوفناک ڈروانی قبر میں

خاک گردند و نماند جاہ تو

خاک ہو جائیں گے اور تیرا رتبہ نہ رہے گا

مر ترا آں نام خود اولیٰ ترست

وہ نام تیرے لئے زیادہ بہتر ہے

کہ از و پرورد اول جسم و جان

جس سے شروع میں اس کے جسم و جان نے پرورش نہ پائی

زیں وطن بگریختہ از فعلِ شوم

برے کام کی وجہ سے تو اس وطن سے بھاگا ہے

ہم بریں اوصاف خود می گن قیاس

اس پر اپنے اوصاف کو قیاس کر لے

کہ ندستی سیاس ماو حق

کیونکہ تو حق اور ہماری شکر گزندی کو نہ سمجھا

در خداوندی کس دیگر شریک

کوئی دوسرا شریک خدائی میں

بندگانش را جز او سالار نے

اس کے بندوں کا اس کے علاوہ کوئی سرور نہیں ہے

۱۔ نسبت۔ میں آدم کی اولاد ہوں۔

آدم کو خدا نے آب و گل سے پیدا فرمایا

پھر اس کو جان و دل عطا فرما دیا۔

مرجع۔ میرا خاکی جسم پھر خاک بن

جائے گا اور تجھ ظالم کے جسم کو بھی

خاک میں ملنا ہو گا۔ اصل ما۔ تمام

انسانوں کی اصل آب و گل ہے اور اس

کی سوا عطا نہیں ہیں۔ نے مدد۔ پہلی

نشانی یہ ہے کہ انسان زمین کی پیداوار

سے خوراک حاصل کرتا ہے اور اسی

سے پرورش پاتا ہے۔

۲۔ چوں۔ دوسری نشانی یہ ہے کہ

سب کو کر خاک میں مل جاتا ہے اور

تجھے بھی خاک میں مل جاتا ہے اور یہ تیرا

اقبل فانی ہے۔ گفت۔ فرعون نے

غصہ سے کہا کہ تیرا ایک اور نام ہے اور

وہ زیادہ مناسب ہے اور وہ زیادہ

مناسب ہے اور یہ ہے فرعون کا غلام

فرعون کے غلاموں کا غلام کہ ارد۔ یعنی

اس غلام کی جان اور جسم کو فرعون نے

یہ پرورش کیا ہے۔

۳۔ بندۂ۔ تو غلام تو ہے تو باغی اور

سرکش غلام ہے اور تو وہی ہے جو ایک

جرم کر کے مصر سے بھاگا تھا۔ فعل

شوم۔ یعنی ایک قبیلے کا قتل۔ ہم

بریں۔ یعنی اسی طرح کے اپنے اور

اوصاف سمجھ لے۔ در غریبی۔ فرعون

نے حضرت موسیٰ سے کہا چونکہ تو نے

میرے حقوق ادا نہ کئے اس لئے

پردیس میں ملا ملا پھر۔ گفت۔

حضرت موسیٰ نے فرمایا خدا کا کوئی

شریک نہیں ہے۔ واحد۔ وہ خدائے

واحد تم جس کو کسی مددگار کی بھی

ضرورت نہیں ہے وہ اپنے بندوں کا

تنہا خدا ہے۔

نیست خلقتش را در گس مالکے
اس کی مخلوق کا کوئی دوسرا شخص مالک نہیں ہے
نقش او کرده ست و نقاش من اوست
اس نے صورت بنائی ہے اور میرا صورت گروہی ہے
تو نتانی ابروئے من ساختن
تو میری ابرو بھی نہیں بنا سکتا
بلکہ آں غدار و آں طاغی توئی
بلکہ تو وہ غدار اور سرکش ہے
گر بکشم ۲ من عوانے را بسہو
اگر میں نے ایک خانہ بھولے سے مار ڈالا
مَنْ ز دم مشتے و ناگہ او فتاد
میں نے ایک مکا مارا اچانک گر پڑا
مَنْ سگے گشتم تو مرسل زادگان
میں نے ایک کتے کو مارا تو نے رسول کی اولاد کے
گشتہ ۳ و خونِ شال در گرونت
قتل کئے ہیں اور ان کا خون تیری گردن پر سے
گشتہ ذریت یعقوب را
تو نے حضرت یعقوبؑ کی اولاد کو قتل کیا ہے
کوئی تو حق مرا خود برگزید
تیرے اندھے پن کے لئے خدا نے مجھے چن لیا
گفت لہ نہا را بہل بے ہیچ شک
اس فرعون نے کہا ان باتوں کو چھوڑ بلا شک
کہ مرا پیشِ خشر خواری گنی
کہ تو مجمع کے سامنے میری توہین کرے
گفت خواری قیام صعب تر
موسیٰ نے فرمایا کہ قیامت کی ذلت بہت سخت ہے

شرکتش! دعویٰ کند جو ہالکے
اس کی شرکت کا کون بھی کرے طے بہ ہونے والے کے
غیر اگر دعویٰ کند او ظلم جوست
غیر اگر دعویٰ کرے تو وہ ظالم ہے
چوں توانی جان من بشناختن
تو میری جان کو کیسے پہچان سکتا ہے؟
کہ گنی باحق تو دعویٰ دوئی
جو خدا کے ساتھ دوئی کا دعویٰ کرتا ہے
نے برہی نفس گشتم نے بلہو
تو نفس کے لئے نہیں مارا نہ کھیل سے
آنکہ جانش خود نہ بد جانے بداد
جس میں خود جان نہ تھی اس نے جان دیدی
صد ہزاراں طفل بے جرم و ذریاں
لاکھوں بے خطا اور بے قصور بچے
تاچہ آید بر تو زیں خوں خورونت
دیکھ تیری خون آشامی کا کیا وبال تجھ پر آئے گا؟
بر امید قتل من مطلوب را
میرے قتل کی امید پر جو تیرا مقصود تھا
سرنگوں شد انچہ نفست می پرزید
تیرا نفس جو خیال پکڑا تھا وہ لوندھا ہو گیا
ایں بود حق من و نان و نمک
میرا اور نام و نمک کا یہی حق تھا
روز روشن بر ولم تاری گنی
اور روشن دن کو میرے دل پر تاریک کر دے
گرنداری پاس من درخیر و شر
اگر تو اچھائی اور برائی میں میرا لحاظ نہ کرے گا

۱۔ شرکتش۔ جو اس کی شرکت کا
دعویٰ کرے گا وہ تباہ ہو گا۔ نقش۔
حضرت موسیٰ نے فرمایا وہی میرا
صورت گرے اگر کوئی دوسرا دعویٰ
کرے تو وہ ظالم ہے تو نتانی۔ تو میرا
خدا کیسے ہو سکتا ہے تو میری ایک ابرو
بھی نہیں بنا سکتا ہے چہ جائیکہ پورا
وجود۔ بلکہ حضرت موسیٰ نے فرمایا۔
غدار۔ میں نہیں ہوں تو خدا کا غدار

۲۔ گر بکشم۔ مجھ سے قتل کا قتل بلا
ارادہ ہوا تھا۔ خود نہ بد جانے بداد
کی جان جان ہی نہ تھی۔ مرسل۔
یعنی حضرت یعقوب۔ گشتہ۔ یعنی تو
نے ہزاروں بے قصور اولاد یعقوب کو
قتل کیا اس کی سزائیں تو طرح طرح
کے عذاب بھگتے گا۔

۳۔ گشتہ۔ فرعون بنی اسرائیل
کے بچوں کو قتل کر رہا تھا اور اس کا مقصد
حضرت موسیٰ کو قتل کرنا تھا۔ کوئی تو۔
خدا نے تیری مرضی کے برخلاف
مجھے اپنی رسالت کے لئے منتخب کر
لیا۔ سرنگوں۔ یعنی تو میرے قتل پر قہار
نہ ہوا۔ گفت۔ فرعون کہنے لگا کہ ان
باتوں کو چھوڑ کیا میرے حقوق کا یہی
تقاضہ ہے کہ تو مجھے برسرِ مجمع ذلیل کرتا
ہے۔ گفت۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا
اگر تو خیر و شر میں میرا اتباع نہ کرے گا تو
قیامت میں ذلیل ہو گا اور وہ ذلت
اس دنیا کی ذلت سے بہت سخت
ہے۔

زخم ! کیسے رانی تانی کشید زہر مارے را تو چوں خواہی پخشید
جب تو ایک مجھ کا زخم برداشت نہیں کر سکتا سانپ کے زہر کو کیسے چکھے گا؟
ظاہراً کار تو ویراں می گنم لیک خارے را گلستاں می گنم
میں بظاہر تیرا کام تباہ کر رہا ہوں لیکن میں کانٹے کو گلستاں بنا رہا ہوں

بیان آنکہ عمارت در ویرانی است و جمعیت در پریشانی و درستی
اس کا بیان کہ تعمیر تخریب میں اور دل جمعی پریشانی میں اور ہستی شکستگی میں اور
در شکستگی و مراد در بے مرادی و وجود در عدم و علی ہذا
مراد بے مرادی میں اور وجود عدم میں ہے اسی پر بقیہ ضدوں
بقیۃ الاضداد والازواج
اور جوڑوں کو قیاس کر

آں کیے آمد میں رامی شکافت ابلہ فریاد کردو بر نتافت
ایک شخص آیا زمین کھودنے لگا ایک احمق نے شور کیا اور برداشت نہ کر سکا
کایں زمیں را از چہ ویراں می گنی می شکافی و پریشاں می گنی
کہ تو اس زمین کو کیوں ویران کرتا ہے؟ کھود رہا ہے اور بکھیر رہا ہے
گفت اے ابلہ برو بر من مراں تو عمارت از خرابی باز داں
اس نے کہا اے احمق! جا مجھ پر حکم نہ چلا پہلے تعمیر اور تخریب کے فرق کو سمجھ لے
کے شود گلزار و گندم زار ایں تا نگرود زشت و ویراں ایں زمیں
یہ چن اور گیہوں کا کھیت کب بن سکتی ہے؟ جب تک یہ زمین بدنام اور ویران نہ ہو
کے شود بستان و کشت و برگ و بر تا نگرود نظم او زیر و زبر
باغ اور کھیتی اور پتے اور پھل کیونکر ہوں جب تک اس کی ترتیب زیر و زبر نہ ہو
تانہ بشگافی بہ نشتر ریش چخز کے شود نیکو کے گردید نغز
جب تک تو نشتر سے بند زخم کو نہ چیرے وہ اچھا اور شغلیاب کب ہو سکتا ہے
تانسوزد خلطہ لست از دوا کے رود سودش گجا یابد شفا
جب تک دوا سے تیری رطوبتیں نہ جلیں اس کو فائدہ کب ہو سکتا ہے اور شغلیاب کب ہو سکتا ہے
پارہ کردہ درزی جلمہ را گس زنداں درزی علامہ را
ہڈی نے کپڑے کو کٹڑے کٹڑے کر دیا اس ماہر ہڈی کو کون مانتا ہے؟

۱۔ زخم کیجیے۔ یہاں تو ایک مجھ
کے کانٹے کو برداشت نہیں کر سکتا تو
قیامت میں سانپوں کا زہر کیسے پیئے
گا۔ ظاہراً جس کو تو بربادی سمجھتا ہے
اس میں ہی میری آبادی ہے۔
بیان۔ اب مولانا چند ایسی مثالیں
دیتے ہیں جن میں بظاہر ویرانی ہے
لیکن حاصل وہی تعمیر ہے۔
۲۔ آں کیے ایک شخص نے
زمین کو کھودنا شروع کیا۔ کایں۔ اس
بیوقوف نے زمین میں مل چلانے
والے سے کہا تو زمین کو کیوں ویران کر
رہا ہے اور اس کی مٹی کو متفرق کر رہا
ہے تو عمارت۔ تو تعمیر اور تخریب
میں فرق نہیں کر سکتا ہے۔ کے شود۔
چمن اور کھیت جب ہی تیار ہوتا ہے
جب پہلے زمین کو ویران کر دیا جائے۔
۳۔ کے شود۔ زمین کو جب تک انا
پلٹا نہ جائے نہ اس میں کھیتی پیدا ہوتی
ہے نہ اس میں پھل پھول پیدا ہوتے
ہیں۔ چخز۔ وہ پھوڑا جس کا منہ نہ بنا
ہو۔ پارہ۔ ہڈی قیمتی کپڑے کو تراش
کر کٹڑے کٹڑے کرتا ہے تو کوئی ہڈی
کو برا نہیں کہتا ہے۔

کہ چرا ایں طلس بر گزیدہ را
کہ اں منتخب طلس کو کیوں
ہر اہنائے کہنہ کا باداں کنند
جس پہنی بنیاد کو آباد کرتے ہیں
ہمچنین نجار و حداد و قصاب
اسی طرح برہمن اور لوہہ اور قصائی
آں ہلیلہ وال ہلیلہ کو فتن
بہتر اور بہترے کا کوٹنا
تاکوبی گندم اندر آسینا
جب تک تو گیہوں کو چکی میں نہ پیسے گا
اس سے ہمارا دسترخوان کب آراستہ ہو گا

جواب دادن موسیٰ علیہ السلام فرعون را در تہدید او
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کو جواب دینا اس کی دھمکی کے بارے میں

۱۔ تقاضا کرواں نان و نمک
اس نان و نمک نے یہ چاہا
گر پذیری پسند موسیٰ وارہی
اگر تو موسیٰ کی نصیحت قبول کر لے گا تو نجات پا جائے گا
بسکہ خود را کردہ بندہ ہوا
تو نے اپنے آپ کو خواہش کا ایسا غلام بنا لیا ہے
اژدہا ۳ را اژدہا آورده ام
میں اژدہے کے لئے اژدہا لایا ہوں
تا دم آں از دم ایں بشکند
تاکہ اس کی پھنکار کو اس کی پھنکار دبا دے
گر رضا دادی رہیدی از دو مار
اگر تو راضی ہو گیا تو دونوں سانپوں سے بچ گیا
ورنہ از جانت بر آرداں دمار
ورنہ وہ تیری جان کو ہلاک کر دے گا

جواب فرعون موسیٰ علیہ السلام را و تہدید او

فرعون کا حضرت موسیٰ کو جواب دینا اور اس کی دھمکی

۱۔ ہر بنائے۔ جب پرانی بنیادوں
پر نئی تعمیر کی جاتی ہے تو ان بنیادوں کو
اکھاڑ دیا جاتا ہے۔ ہمچنین۔ جتنے
کارگر ہیں ان کا یہی عمل ہے کہ تعمیر
سے قبل وہ تخریب کرتے ہیں۔
ہلیلہ۔ ہڑ۔ ہلیلہ۔ بہتر۔ تلف۔ یعنی
ان کو کوٹ کر دبا دیتے ہیں جس سے
جسم کی تعمیر ہوتی ہے۔ تاکوبی۔
گیہوں کو چکی میں پیس کر لذیذ
غذا میں بنائی جاتی ہیں۔

۲۔ ایں تقاضا۔ حضرت موسیٰ نے
فرمایا تیرے حقوق کا یہی تقاضا ہے کہ
میں تجھے ہلاکت سے نجات
دلا دوں۔ گر پذیری۔ اگر تو میری
نصیحت قبول کر لے گا تو ابدی ہلاکت
سے نجات پا جائے گا۔ کر کے۔ یعنی
تیرا نفس جو ایک معمولی کیز تھا تو نے
اس کو اژدہا بنا کر اپنے اوپر مسلط کر لیا
ہے۔

۳۔ اژدہا۔ تیرا نفس اژدہا ہے اس
کے مقابلہ کے لئے میں عصا کا اژدہا
لایا ہوں۔ تادم۔ اس کی پھنکاروں
کو میرا اژدہا کی پھنکاریں دبا دیں
گی۔ دو مار۔ یعنی نفس کا سانپ اور
عصا کا سانپ۔ دمار۔ ہلاکت۔

گفت الحق سخت اُستا جادوئی کہ در افگندی بمکر اینجا دُوئی

اس نے کہا یقیناً تو جادو کا بڑا استاد ہے کہ تو نے مکر سے یہاں اختلاف پیدا کر دیا

خَلق یک دل را تو کردی دو گرو جادوئی رخنہ گند در سنگ و کوہ

تو نے ایک دل مخلوق کو دو گروہ کر دیا تیری جادوگری پتھر اور پہاڑی میں شکاف ڈالتی ہے

نفی کردن موسیٰ علیہ السلام جادوئی و سحر را از خود

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنے بارے میں سحر اور جادوگری کا انکار کرنا

گفت ہستم غرق پیغام خدا انہوں نے فرمایا میں خدا کے پیغام میں مستغرق ہوں

غفلت و کفرست ملیہ جادوئی جادوگری کا مدار اللہ سے غفلت اور کفر پر ہے

من بجادویاں چه مانم اے قبیح اے بے شرم! میں جادوگروں سے کیسے مشابہ ہوں؟

من بجادویاں چه مانم اے جُذ من بجادویاں چه مانم اے خبیث

اے ناپاک! مجھے جادوگروں سے کیا مشابہت ہے؟ اے خبیث! مجھے جادوگروں سے کیا مشابہت ہے؟

من بجادویاں چه مانم اے جُذ من بجادویاں چه مانم اے خبیث

اے ناپاک! مجھے جادوگروں سے کیا مشابہت ہے؟ اے خبیث! مجھے جادوگروں سے کیا مشابہت ہے؟

من بجادویاں چه مانم اے جُذ من بجادویاں چه مانم اے خبیث

اے ناپاک! مجھے جادوگروں سے کیا مشابہت ہے؟ اے خبیث! مجھے جادوگروں سے کیا مشابہت ہے؟

من بجادویاں چه مانم اے جُذ من بجادویاں چه مانم اے خبیث

اے ناپاک! مجھے جادوگروں سے کیا مشابہت ہے؟ اے خبیث! مجھے جادوگروں سے کیا مشابہت ہے؟

من بجادویاں چه مانم اے جُذ من بجادویاں چه مانم اے خبیث

اے ناپاک! مجھے جادوگروں سے کیا مشابہت ہے؟ اے خبیث! مجھے جادوگروں سے کیا مشابہت ہے؟

من بجادویاں چه مانم اے جُذ من بجادویاں چه مانم اے خبیث

اے ناپاک! مجھے جادوگروں سے کیا مشابہت ہے؟ اے خبیث! مجھے جادوگروں سے کیا مشابہت ہے؟

من بجادویاں چه مانم اے جُذ من بجادویاں چه مانم اے خبیث

اے ناپاک! مجھے جادوگروں سے کیا مشابہت ہے؟ اے خبیث! مجھے جادوگروں سے کیا مشابہت ہے؟

من بجادویاں چه مانم اے جُذ من بجادویاں چه مانم اے خبیث

اے ناپاک! مجھے جادوگروں سے کیا مشابہت ہے؟ اے خبیث! مجھے جادوگروں سے کیا مشابہت ہے؟

من بجادویاں چه مانم اے جُذ من بجادویاں چه مانم اے خبیث

اے ناپاک! مجھے جادوگروں سے کیا مشابہت ہے؟ اے خبیث! مجھے جادوگروں سے کیا مشابہت ہے؟

من بجادویاں چه مانم اے جُذ من بجادویاں چه مانم اے خبیث

اے ناپاک! مجھے جادوگروں سے کیا مشابہت ہے؟ اے خبیث! مجھے جادوگروں سے کیا مشابہت ہے؟

۱۔ گفت۔ فرعون نے حضرت

موسیٰ سے کہا تو مکمل جادوگر ہے تو نے

اپنے مکر اور جادو سے میری قوم میں

اختلاف پیدا کر دیا جادو کا اثر پہاڑ اور

پتھر کے بھی ٹکڑے کر دیتا ہے۔ نفی۔

حضرت موسیٰ نے جادوگر نہ ہونے

کے دلائل بیان فرمائے۔ گفت۔

جادوگر اپنے عمل میں خدا کے نام کا

سہارا نہیں لیتا جو جادو میں شیطان

کا نام استعمال کرتا ہے۔ مسیح۔ اس

سے مراد حضرت عیسیٰ نہیں ہیں بلکہ

اپنے فن کا کامل شخص مراد ہے۔

۲۔ کُتب۔ یعنی آسمانی کتابوں

میں میرا ذکر ہے۔ کز خدا میرے بارے

وہی نازل ہوئی ہے جادوگر کو وحی سے

کیا واسطہ۔ چوں تو۔ تو خود جیسا ہے

ویسا ہی مجھے سمجھنا ہے۔

۳۔ ہر کیر۔ انسان جیسا خود ہوتا

ہے ویسا ہی دوسروں دنیا دار ہے اس

لئے دوسروں کو بھی ایسا سمجھتا ہے۔ گر

تو۔ مولانا چند مثالوں سے سمجھاتے

ہیں کہ انسان اپنی حالت پر دوسروں کو

قیاس کرتا ہے۔ جس کا سر چل رہا ہو وہ

گھر کو کھینچتا ہوا سمجھتا ہے۔ ورتو۔ کشتی

میں بیٹھا ہوا انسان سمجھتا ہے کہ سائل

بھی چل رہا ہے۔

گر تو باشی تنگدل از ملحمہ
اگر تو جنگ سے تنگدل ہے
وَر تو خوش باشی بکام دوستاں
اگر تو دوستوں کے مقصد کے مطابق خوش ہے
اے بسا کس رفتہ تا شام و عراق
بہت سے انسان شام اور عراق گئے
وے بسا کس رفتہ تا ہند و ہرے
بہت سے لوگ ہندوستان اور ہرات تک گئے
وے بسا کس رفتہ ترکستان و چین
بہت سے لوگ چین اور ترکستان گئے
طالب ۲ ہر چیز اے یار رشید
اے بھلے دوست ہر چیز کے طلبکار نے
چوں ندارد مُدَر کے جو رنگ و بو
جبکہ اس کا محسوس سوائے رنگ و بو کے کچھ نہیں ہے
گاؤ در بغداد آمدنا گہاں
تیل اچانک بغداد میں آ گیا
از ہمہ عیش و خوشیہا و مزہ
تمام عیش اور خوشیوں اور مزے میں
کہ بُود ۳ افتادہ در راہ یا حشیش
جو راستہ میں پڑا ہو یا گھاس
خُشک بر میخ طبیعت چوں قدید
وہ طبیعت کی میخ پر گوشت کے ٹکڑے کی طرح خشک ہے
واں فضلی خرق اسباب و علل
اسباب اور علتوں کی شکست کی فضا
ہر زماں مُبدَل شود چوں نقشِ جاں
جبکہ روح کا نقش ہر وقت تبدیل ہوتا رہتا ہے

تنگ بنی جملہ دنیا را ہمہ
تو پوری دنیا کی فضا کو تنگ سمجھے گا
انجہاں بنمایدت چوں گلستاں
یہ دنیا تجھے چمن جیسی نظر آئے گی
اُو ندیدہ ہیچ جو کفر و نفاق
انہوں نے کفر اور نفاق کے سوا کچھ نہ دیکھا
اُو ندیدہ جو مکر بیع و شرے
انہوں نے سوائے خرید و فروخت کے کچھ نہ دیکھا
اُو ندیدہ ہیچ جو مکر و کمیں
انہوں نے مکر اور گھلت کی جگہ کے علاوہ کچھ نہ دیکھا
جو ہماں چیزے کہ میجوید ندید
ای چیز کو دیکھا جس کو وہ تلاش کرتا تھا
جملہ اقلیمہا را گو بجو
کہہ دے کہ سارے ممالک و صوبہ لے
بگذرد اوزیں سراں تا آں سراں
اس جانب سے اس جانب گزر گیا
اُو نہ بیند جو کہ قشرِ خرپڑہ
وہ سوائے خرپوڑے کے چھلکے کے نہیں دیکھتا ہے
لائق سیران گاوی یا خریش
جو گائے کی رفتہ اور اس کی حرکت کے لائق ہے
بستہ اسباب و جانش لایزید
وہ اسباب و وابستہ اس کی جان میں اضافہ نہیں دیتا ہے
ہست ارض اللہ اے صدر اجل
اے صدراعظم! اللہ کی زمین ہے
نُو بنو بیند جہانے در عیاں
تو وہ مشاہدہ میں ایک تازہ بتادہ جہان دیکھتا ہے

۱۔ گر تو۔ اگر انسان تنگدل ہوتا
ہے تو دنیا کو تنگ سمجھتا ہے۔ ملحمہ۔
جنگ۔ وہ تو خوش۔ اگر انسان خوش
ہے تو اس کو تمام دنیا پر مسرت معلوم ہو
گی۔ شام و عراق۔ جو اسلام کے مرکز
ہیں منافق کو وہاں بھی کفر و نفاق ہی
نظر آئے گا۔ ہری ملک ہرات۔
۲۔ طالب۔ انسان جس چیز کی
جستجو کرتا ہے وہی اس کو نظر ت آتی
ہے۔ مُدَر۔ معلوم جو چیز محسوس
ہو۔ بجو۔ یعنی جو شخص باطن بصیرت
سے خالی اور ظاہر بین سے اس کو تمام
عالم میں صرف ظاہر نظر آئے گا۔ گاؤ
تیل اگر بغداد میں پہنچے تو اس کو
خرپوڑے کے چھلکوں کے علاوہ کچھ
نظر نہ آئے گا۔
۳۔ کہ بُود۔ تیل کو وہ چھلکا یا
گھاس نظر آئے گی جو راستہ میں پڑی
ہوگی۔ لائق۔ ظاہر بین انسان کی سیر
بھی اسی گائے کی سیر ہے جو صرف
ظاہر کو دیکھتا ہے۔ خُشک۔ اسباب
ظاہری کا پابند انسان صرف اپنی
طبیعت پر اعتماد کرتا ہے اور اس کے
مزاج کی مثال اس گوشت کے پارچے
کی سی ہے جس کو کھینچ کر لٹکا دیا ہو
جس میں اب اضافہ ممکن نہیں بلکہ
روزمرہ گھٹ رہا ہے۔ واں فضائی۔
اسباب و علل ہے گزر کر جب انسان
اس مقام تک پہنچتا ہے جہاں سبب
الاسباب کی قدرت کا عمل جلدی ہے تو
اس کو ایک وسیع میدان ملتا ہے ہر
زماں۔ اس مقام پر پہنچ کر تجدد و امثال
کے طریقہ پر اس کو نئے عالم نظر آتے
ہیں۔

گر اُبود فروش و انہار بہشت
خوہ فروش اور جنت کی نہریں ہوں
اے زغفلت از مُسبب بے خبر
لے کہ غفلت کی وجہ سے سب پیدا کرنے والے سے خبر ہو
لا جرم اعلیٰ دل و سر گشتہ
لا محالہ تو دل کا اندھا اور دیوانہ ہو گیا ہے
چشم بکشا و مُسبب را نگر
آنکھ کھول اور سبب پیدا کرنے والے کو دیکھ

بیان ۲ آنکہ ہر حس مُدرک را از آدمی نیز مُدرکاتے دیگرست
اس کا بیان کہ انسان کی ہر ادراک کرنے والی حس کے معلومات دوسرے ہیں جن
کہ از مُدرکاتِ آلِ حس دیگر بخبرست چنانکہ ہر پیشہ ور اُستاد
کی دوسری حس کو خبر نہیں ہے جیسا کہ ہر نجی پیشہ ور استاد دوسرے استاد کے کام
انجی از کارِ اُستادِ دیگرے بے خبرست و بے خبری اُو از انکہ
سے بے خبر ہے اور اس کی بے خبری اس لئے ہے کہ یہ اس کا کام نہیں ہے
وظیفہ اُونیست دلیل بُود کہ آلِ مُدرکات نیست
اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ وہ مدرکات نہیں ہیں

پردہ پاکاں حسِ ناپاک تست
تیری ناپاک حس پاک لوگوں کا پردہ ہے
آتچنیں داں جامہ شوی صوفیاں
صوفیوں کی جلد شوی اسی طرح کی سمجھ
جانِ پاکاں خویش را بر تو زند
پاک لوگوں کی جان اپنے آپ کو تجھ پر نمایاں کر دے گی
چشم را باشد از اں خوبی خبر
آنکھ کو اس خوبی کی خبر ہو جائے گی
تا نمانی زلف و رُخسارہ بتیش
تاکہ تو اس کو کسی بت کی زلف اور رخسارہ نہ دکھائے

۱۔ گر اُبود مشہور ہے۔ افسردہ دل
افسردہ کند اچنے۔ راز اے غفلت۔
انسان کی غفلت ہے کہ وہ اسباب کی
طرف نظر رکھتا ہے۔ سبب والا اسباب
سے غافل ہے۔
۲۔ بیان۔ انسان کے ہر حس کے
مدرکات جداگانہ ہیں۔ ایک حس
دوسرے حس کے مدرکات سے بے
خبر ہے۔ چہرہ۔ انسان اپنی عینک
سے بزرگوں کو دیکھتا ہے اس کی عینک
پردہ اور حجاب ہے۔
۳۔ مدتے۔ صوفیا کی طرح
حواس کو مشاہدہ کے ذریعہ پاک و
صاف کرنا چاہیے۔ چوں شدی۔
جب تیرے حواس پاک ہو جائیں
گے بزرگوں کی حقیقت کو سمجھ لے گا۔
چشم بستی۔ دیکھنا آنکھ کا کام ہے کان
کا کام نہیں ہے۔

گوش گوید من بصورت نگر و
 کان کہے گا میں صورت پر ماہل نہیں ہوتا ہوں
 گوش گوید من بصورت نگر و
 کان کہے گا میں صورت کو نہیں دیکھتا ہوں
 عام من لیک اندر فن خویش
 میں عالم ہوں لیکن اپنے فن میں
 ہیں بیابنی ہیں ایں خوب را
 خبردار! ناک تو آہں حسین کو دیکھ
 گر بود مشک و گلابے بو برم
 اگر مشک اور گلاب ہو میں سگھ لوں گی
 کے بہ بینم من رخ آں سیم ساق
 میں اس چاندی کی سی پندل لے لکچرہ کب دیکھ سکتی ہوں؟
 باز حسن کثر نہ بیند غیر کثر
 پھر میری حس سوائے میرے کے نہ دیکھے گی
 چشم ۲ احوال از یکے دیدن یقین
 بھیجے کی آنکھ ایک دیکھنے سے یقیناً قاصر ہے
 تو کہ فرعون ہمہ مکر مہج و زرق
 تو جو فرعون ہے مجسم مکر اور فریب ہے
 منگر ۳ از خود در من اے کثر باز تو
 اے میرے کام والے مجھے اپنی ذات سے نہ دیکھ
 ونگر اندر من زمن یک ساعت
 تھوڑی دیر کے لئے مجھ میری ذات سے دیکھ
 وار ہی از تنگی و از ننگ و نام
 تو تنگی اور ننگ و نام سے نجات پا جائے گا
 پس بدانی چونکہ رستی از بدن
 جب تو جسم سے نجات پا جائے گا تو جان لے گا

صورت ار بانگے زند من بشنوم
 صورت ار پکارے میں سنوں گا
 حس حشم ست آل ز دیدن قاصر
 وہ آنکھ کی حس ہے میں دیکھنے سے قاصر ہوں
 فن من جو حرف صوتے نیست بیش
 میرا فن حرف اور آواز سے زیادہ نہیں ہے
 نیست بنی درخور ایں مطلوب را
 ناک بھی اس مقصد کے لائق نہیں ہے
 فن من نیست و علم و خبرم
 میرا فن اور علم اور تجربہ یہ ہے
 ہیں ممکن تکلیف مالیس یطاق
 خبردار! جس چیز کی طاقت نہ ہو اس کی تکلیف نہ دے
 خواہ کثر غو پیش اویار است غو
 خواہ تو اس کے سامنے نیرحہ ہے چلے یا سیدھا چلے
 ناظر شرک است نہ توحید ہیں
 وہ شرک کو دیکھنے والی ہے نہ کہ توحید کو
 مر مرا از خود نمیدانی تو فرق
 تو مجھ میں اور اپنے آپ میں فرق نہیں سمجھتا ہے
 تاکے تو را نہ بنی تو دو تو
 تاکہ تو ایک کو دو نہ دیکھے
 تاواری کون بنی ساحت
 تاکہ تو دنیا سے آگے ایک میدان دیکھے
 عشق اندر عشق بنی والسلام
 عشق میں عشق دیکھے گا والسلام
 گوش و بنی چشم می تاند شدن
 کہ کان اور ناک آنکھ بن سکتے ہیں

۱۔ بانگے۔ سنا کان کا کام ہے۔
 ۲۔ عام۔ کان سننے کا ماہر ہے۔ بنی۔
 ناک کا کام دیکھنا نہیں ہے سونگھنا
 ہے۔ کے بہ بینم۔ ناک محبوب کا منہ
 نہیں دیکھ سکتی ہے۔ باز حس۔ اگر حس
 میری جتنی ہو سچ کا نہیں کرے گی۔
 ۳۔ چشم احوال۔ بھیجے کی آنکھ ایک
 چیز کو دو کر کے دکھائی ہے۔ تو کہ۔
 حضرت موسیٰ نے فرعون سے کہا
 چونکہ تو مجسم مکر اور فریب ہے لہذا تو مجھ
 میں اور اپنے آپ میں فرق نہیں کر
 سکتا۔
 ۴۔ منکر۔ حضرت موسیٰ نے
 فرعون سے کہا کہ تو مجھ کا ہے مجھے
 اپنے آنکھ سے دیکھ پھر تجھے عالم غیب
 کا مشاہدہ ہوگا۔ عشق۔ میرے عشق
 میں تجھے خدا کا عشق نظر آئے گا۔
 ۵۔ پس۔ جب تو جسم کی پادیت سے
 پاک ہو جائے گا تو تجھے معلوم ہو
 جائے گا کہ کان اور ناک بھی آنکھ کا
 کام کرتے ہیں۔

راست گفتست آں شہ شیریں از بال

اس شیریں زبان شہ نے سچ فرمایا ہے

جسم را چشمے نبود اول یقیں

یقیناً شروع میں جسم میں آنکھ نہ تھی

علت دیدن مداں پیہ اے پسر

اے بیٹا! آنکھ کی چربی کو دیکھنے کا سبب نہ سمجھ

آں پری و دیو می بیند شبیہ

پری اور دیو صورت دیکھتے ہیں

نور را باپیہ خود نسبت نبود

روشنی کو چربی سے کوئی نسبت نہ تھی

آدم است از خاک کے ماند بخاک

آدم خاک سے بنے ہیں خاک سے مشابہ کہاں ہیں؟

نیست خود مانند آتش آں پری

پری آگ کے مشابہ نہیں ہے

مرغ از بادست کے ماند بباد

پرندہ ہوا سے پیدا ہوا ہے وہ کب ہوا سے مشابہ ہے؟

نسبت ایں فرعہا با اصلہا

ان فروع کی اصول سے نسبت

آدمی چوں زادہ خاک و ہباست

آدمی خاک اور ذروں سے پیدا ہوا ہے

نسبتے گر ہست مخفی از خرد

اگر کوئی مناسبت ہے تو عقل سے مخفی ہے

باد را بے چشم اگر بینش ندا

اگر اس نے ہوا کو بغیر آنکھ کے بینائی عطا نہیں کی ہے

چوں ہمی دانست مومن از عدو

اس نے مومن کو دشمن سے کیسے ممتاز کر لیا؟

چشم گرد و موبہوی عارفان

عارفوں کا بال بال، آنکھ بن جاتا ہے

در رحم بود او جنین گوشتیں

وہ رحم مادر میں گوشت کا لٹھڑا تھا

ورنہ خواب اندر ندیدے کس صور

وہ نہ خواب میں کوئی شخص صورتیں نہ دیکھتا

نیست اندر دیدگان ہر دو پیہ

دونوں کی آنکھ میں چربی نہیں ہے

نسبتش بخشد خلاق و دو

خلاق و دو نے اس کو نسبت عطا کی ہے

حتی است از نار بے ہیچ اشتراک

بغیر مناسبت کے جن آگ سے پیدا ہوئے ہیں

گرچہ اصلش اوست چوں می بنگری

اگرچہ اس کی اصل وہ ہے جب تو غور کرے گا

نامناسب را خدا نسبت بداد

غیر مناسب کو خدا نے نسبت عطا کر دی ہے

ہست بیچوں ارچہ دانش و صلہا

بے نظیر ہے، اگرچہ خدا نے جو ملا دیئے ہیں

ایں پسر را با پدر نسبت گجاست

اس بیٹے کو باپ سے کہاں مناسبت ہے؟

ہست بیچوں و خرد کے پے برد

وہ بے کیفیت ہے اور عقل اس کو کب پالیتی ہے؟

فرق چوں میگرد اندر قوم عاد

تو اس نے قوم عاد میں فرق کیسے کیا؟

چوں ہمی دانست مے را از کدو

اس نے شراب اور کدو میں فرق کیسے کر لیا؟

۱۔ شیریں زبان۔ یعنی حضرت
بایزید بسطامی۔ جسم۔ جب بچہ میں
کے پیٹ میں ہوتا ہے دوسرے حواس
آنکھ کا کام کرتے ہیں۔ علت۔ محض
آنکھ کی چربی کو دیکھنے کی علت نہ سمجھنا
چاہیے۔ ورنہ خواب میں انسان
دیکھتا ہے اور اس کی آنکھیں بند ہوتی
ہیں۔ پری۔ پری اور جن دیکھتے ہیں
ان کی آنکھوں میں یہ چربی نہیں ہے۔
نور۔ آنکھ کی روشنی اور چربی میں کوئی
مناسبت نہیں ہے خدا نے اس میں یہ
طاقت رکھی ہے تو اس کی قدرت میں
یہ بھی ہے کہ وہ کسی اور چیز میں دیکھنے
کی طاقت رکھے۔

۲۔ آدم۔ انسان خاک اور جن
ناری ہے لیکن اب ان میں اور ان کی
اصل میں کوئی نسبت نہیں ہے۔
مرغ۔ پہلے مولانا نے فرمایا تھا کہ
پرندوں کی پیدائش مذکر کی ہوا ہے ہوتی
ہے۔ ہست۔ ان اصول اور فروع
میں وہ نسبت ہے جس کی کیفیت
ناقابل بیان ہے۔

۳۔ باد۔ جس طرح اللہ کی قدرت
نے آنکھ کی چربی میں دیکھنے کی قوت
عنایت فرمائی دوسری چیزوں کو بھی یہ
قوت عنایت کر دیتا ہے قوم عاد پر جو
ہوا مسلط ہوتی تھی وہ دیکھ دیکھ کر
دشمنوں کو ہلاک کر رہی تھی۔

آتش نمرود را گر چشم نیست
نمرود کی آگ میں آ کر آگھ نہیں ہے
گر نبودے نیل را آں نور دید
اگر دیئے نیل میں دیکھنے کی روشنی نہ ہوتی
گر نہ کوہ و سنگ بادیدار شد
اگر پہاڑ اور پتھر دیکھنے والے نہ تھے
ایں زمین را گر نبودے چشم جاں
اگر اس زمین کی جان کی آنکھ نہ ہوتی
گر نبودے چشم دل حنائہ را
اگر (اسطوانہ) حنائہ کے دل کی آنکھ نہ ہوتی
سنگریزہ گر نبودے دیدہ ور
اگر پتھر کے ٹکڑے پینا نہ ہوتے
اے خرد برکش تو پرو بالہا
اے عقل تو بال پر کہاں لے
در قیامت ایں زمین بر نیک و بد
نیک اور بد پر یہ زمین قیامت میں
کہ تحدث حالہا و اخبارہا
کہوند وہ اپنی حالت اور خبریں بتائے گی
ایں فرستادن مرا پیش تو میر
تجہ عالم کے سامنے مجھے بھیجا
کہ چہیں دارو پناں ناسور را
کہیں ایسے زخم کے لئے ایسی ہی دوا
واقعات دیدہ بودی پیش ازیں
تو نے اس سے پہلے واقعات دیکھ لئے تھے
من عصا و نور بگرفتہ بدست
میں لاٹھی اور نور کو ہاتھ میں لے کر

با حلیش چوں تجشم کردنی ست
اس کے غلیل کے ساتھ اس کو کیوں تکلف ہوا؟
از چہ قبلی راز سبطی می گزید
تو قبلی کو سبطی سے کیسے منتخب کرتی؟
پس چرا داود را او یار شد
تو وہ حضرت داود کے دوست کیوں بنے؟
از چہ قاروں را فرو خورد آ پنجاں
تو قاروں کو اس طرح کس وجہ سے نکل گئی؟
چوں بدیدے ہجر آں فرزانه را
تو ان عقلمند کے ہجر کو کیسے دیکھ لیتی؟
چوں گواہی دادے اندر مُشت در
تو مٹھی میں گواہی کیسے دیتے؟
سورہ برخواں زلزلت زلزالہا
سورہ زلزلت زلزالہا پڑھ
کے ز نادیدہ گواہیہا دید
بغیر دیکھے گواہی کب دے گی؟
تُظہر الارض لنا اسرارہا
زمین ہمارے لئے اپنے راز ظاہر کرے گی
ہست برہانے کہ بد مرسل خبر
اس کی دلیل ہے کہ جیسے دوا باخبر ہے
ہست در خور از پے تیسور را
سہولت کے لئے مناسب ہے
کہ خدا خواہد مرا کردن گزیر
کہ خدا مجھے برگزیدہ بنائے گا
شاخ گستاخ ترا خواہم شکست
تیرے گستاخ سینک کو توڑ ڈالوں گا

۱۔ آتش۔ نمرود کی آگ کو بصدت
حاصل تھی اسی لئے وہ حضرت ابراہیم
کو نہیں جلا رہی تھی۔ تجشم۔ تکلیف
اٹھانا یعنی حضرت ابراہیم کی حفاظت
کی تکلیف اٹھا رہی تھی۔ نیل۔
دریائے نیل کو بھی بصدت حاصل تھی
اسی لئے اس نے قبیلوں کو ڈبویا اور
اسرائیلیوں کو نہ ڈبویا۔ داود پہاڑ میں
بصدت تھی تب ہی تو پتھر حضرت داود
کو پہچان گئے تھے اور ان سے خواہش
کی تھی کہ طاقت کو ہلاک کرنے کے
لئے ہمیں ساتھ لے چلو۔

۲۔ زمین۔ زمین کو بصدت
حاصل تھی اسی لئے اس نے
قاروں کو نکلایا۔ حنائہ۔ اسطوانہ حنائہ
حضور کے فراق پر رویا اس کی وجہ اس
کی بیٹائی تھی۔ سنگریزہ۔ اس معجزہ
کی طرف اشارہ ہے جس میں
کنکریوں نے حضور کی مٹھی میں حضور
کی رسالت کی گواہی دی تھی۔
زلزلت۔ سورہ زلزال میں اس کا بیان
ہے کہ قیامت میں زمین سب راز
ظاہر کر دے گی۔

۳۔ ایں فرستادن۔ تجھ جیسے ظالم
حاکم کے مقابلہ کے لئے خدا کا مجھے
بھیجنا اس بات کی دلیل ہے کہ خدا
کے علم میں یہ بات ہے کہ تیرے
مرض کا علاج میں ہی ہوں۔

واقعات ۱۔ ہمکین از بہر اس

اسی لئے خوفناک واقعات

در خور سرِ بد و طغیان تو

تیرے بڑے عقیدے اور سرکشی کے مناسب

تبدانی کو حکیم ست و خیر

تاکہ تو سمجھ لے کہ وہ دانا اور باخبر ہے

تو بتا ویلات می گشتی ازال

تو توہیوں کے ذریعہ ان سے بٹا تھا

وال ۲۔ طبیب و آل منجم در لمع

اور اس طبیب اور نجومی نے روشنی میں

گفت دور از دولت و از شاہیت

اس نے کہا کہ تیری حکومت اور شاہی سے دور

از غذای مختلف یا از طعام

مختلف غذا یا کھانے کی وجہ سے

زانکہ دید او کہ نصیحت بونہ

کیونکہ اس نے دیکھا کہ تو نصیحت کا جویاں نہیں ہے

پادشاہاں خوں کنند از مصلحت

بادشاہ کسی مصلحت سے خون کر دیتے ہیں

شاہ ۳۔ را باید کہ باشد خوی رب

بادشاہ کو چاہیے کہ خدائی مزاج کا ہو

نے غضب غالب بود ملند دیو

نہ دیو کی طرح اس پر غصہ غالب ہو

نے حلیمہ تخت وار نیز

نبھوے کی سی بربادی بھی نہ ہو

دیو خانہ کردہ بودی سینہ را

تو نے سینہ کو شیطان کا گھر بنا لیا تھا

گونہ گونہ نمودت رب دیں

دین کے رب نے طرح طرح کے تجھے دکھائے

تبدانی کوست در خوردان تو

بتاکہ تو سمجھ جائے کہ وہ تیرے مناسب ہیں

مصلح امراض درماں ناپذیر

ناقابل علاج مرضوں کا مصلح ہے

کورو کرکاس ہست از خواب گراں

اندھا اور بہرا، کہ یہ گہری نیند کی وجہ سے ہیں

دید تعبیرش پوشید از طمع

اس کی تعبیر دیکھ لی (اور) لالچ کی وجہ سے چھپائی

کہ در آید غصہ در آگاہیت

کہ کوئی ناگہری تیرے علم میں آئے

طبع شوریدہ ہمی بیند منام

پریشان طبیعت خواب دیکھتی ہے

تند و خونخواری و مسکین خونہ

تو بد مزاج اور خونخوار ہے مسکین طبیعت نہیں ہے

لیک رحمت شال فرزندت از عننت

لیکن ان کی محبت غصہ سے بڑھی ہوئی ہوتی ہے

رحمت او سبق گیرد بر غضب

اس کی رحمت غصہ پر سبقت کرے

بے ضرورت خوں کند از بہر ریو

اور مکر کے لئے بے ضرورت خون بہائے

کہ شود زن رُوپی زان و کنیز

کہ اس سے بیوی اور باندی بدکار ہو جاتی ہے

قبلہ سازیدہ بودی کینہ را

تو نے کینہ کو قبلہ بنا لیا تھا

۱۔ واقعات۔ تو نے کئی بار خواب میں دیکھ لیا تھا کہ خدا نے تیرے مقابلہ کے لئے مجھے منتخب کر لیا ہے۔ در خور۔ وہ خواب تیرے مناسب حال تھے اور تجھے یہ بتانے کے لئے تھے کہ اللہ تعالیٰ ناقابل علاج مرض کا علاج بھی فرما دیتا ہے۔ تو بتاویلات۔ لیکن تو ان خوابوں کی غلط تاویلیں کر کے اندھا اور بہرا بنا اور کہنے لگا کہ غفلت کی نیند میں ایسے خواب آیا کرتے ہیں۔

۲۔ والی طبیب۔ اطباء اور نجومی ان خوابوں کا صحیح مطلب سمجھ رہے تھے لیکن وہ جانتے تھے کہ تو ان کی بات نہ مانے گا اور ان پر عتاب نازل کرے گا۔ اس لئے وہ یہ کہہ دیتے تھے کہ مختلف غذا میں اور مضم کے خرابی اس خوابوں کا سبب ہیں۔ پادشاہاں۔ بادشاہ کی مصلحت کی بنیاد پر عمل بھی کراتے ہیں لیکن رعایا پر ان کی شفقت ان کے غصہ پر غالب رہتی ہے۔

۳۔ شاہ۔ بادشاہ کو اخلاق الہی اختیار کرنے چاہئیں۔ رحمت خدا کا خلق یہ ہے کہ اس کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے۔ دیو۔ شیطان کا غصہ اس کی شفقت پر غالب ہے۔ حلیمہ۔ بادشاہ میں بے موقع ظلم بھی نہ ہوتا چاہیے۔ جس کی وجہ سے بیوی اور متعلقین بگڑ جائیں۔ رو۔ پس۔ زندگی۔ لذت۔

شاخِ ایتیزت بس جگر ہارا کہ خست نک عصایم شلخ شوخت داشت
تیرے تیرنگ نے بہت سے جگر کو خست کیا ہے اب میری لاشی نے تیرے شوخ سینک کو توڑا ہے

حملہ آوردن ایں جہانیاں و تاخت بُردن براں جہانیاں
ای دنیا والوں کا حملہ کرنا اور غارت گری کرنا اس جہان والوں پر قلعہ کی سرحد تک
تا سُفورِ وژ کہ سرحدِ غیبِ ست و غفلتِ ایشان از کمین کہ چوں
جو کہ غیب کی سرحد ہے اور ان کا کمین گاہ سے غافل ہونا کیونکہ غازی جب
غازی بغز انزو و دکا فر تاخت آرد
جہاد نہیں کرتا کافر حملہ کر دیتا ہے

۱۔ شاخ۔ لیکن تو ایسا ظالم بادشاہ ہے کہ بے قصور لوگوں کا خون کرتا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے میری لاشی کے ذریعہ تیرے سینک کو توڑا ہے۔ حملہ آوردن۔ قدر خداوندی کے خلاف فرعون کی تدبیر کا دل دنیا کا عالم غیب پر حملہ کرنا ہے۔ سنور وژ۔ بضم اول وٹائی ترکی رومی لغت سے وہ سرحد جو دو سلطنتوں اور دو بادشاہوں کے درمیان فاصل ہو۔ اسپ۔ سپاہ۔ وژ۔ قلعہ۔ در بندان۔ دھواڑے۔ پاک جیب۔ پاک دل۔

۲۔ غازیوں۔ قدرت کی طرف سے ڈھیل ہوئی ہے تو کافروں کو جرات ہو جاتی ہے کیش۔ مذہب۔ چنگ۔ فرعون نے نسل کشی شروع کی تاکہ موسیٰ کا ظہور نہ ہو سکے۔ شاعر۔ راستہ۔ شہر۔ شاہراہ۔ امتسال۔ نسل بڑھانا۔

۳۔ سجدہ۔ بند۔ لہجہ۔ جھگڑاؤ۔ سرہنگ۔ یعنی حضرت موسیٰ۔ ہنگ۔ قصد تو۔

حملہ بردند اسپہ جسمانیان جسم والوں کی فوج نے حملہ کیا
تا فرو گیرند در بندانِ غیب تاکہ غیب کے دھواڑوں پر قبضہ کر لیں
غازیاں ۲ حملہ غزا چوں کم بردند غازی جب جہاد کا حملہ نہیں کرتے ہیں
غازیاں غیب چوں از حلم خویش غیب کے غازیوں نے جب اپنی بردباری کی وجہ سے
حملہ بردی سوی در بندانِ غیب تو نے غیب کے دھواڑوں پر حملہ کیا
چنگ در صلت و رحمہا در دی تو نے پشتوں اور رحموں پر دست دہازی کی
چوں بگیری شہر ہے کہ دواجلال تو اس شاہراہ کو کیسے بند کر سکتا ہے جس کو خدا نے
سد شدی ۳ در بند ہارا اے لہجہ اے جھگڑاؤ! تو دھواڑے کی بندش بنا
نک منم سرہنگ و ہنگ بشکنم نک منم سرہنگ و ہنگ بشکنم
اب میں سپاہی ہوں اور تیری لڑاہ کو شکست دوں گا

بر کشادست از بری امتسال نسل بڑھانے کے لئے کھولا ہے
کوری تو کرد سرہنگے خروج تیرے اندھے پن سے ایک سپاہی نکل آیا
نک بنامش نام و ہنگ بشکنم اب اس کے نام پر تیرے نام و ہنگ کو شکست دوں گا

تو ہلا در بندہا را سخت بند
خبردار تو ہزاروں کو سخت بند کر دے
سبست را برگند یک یک قدر
تقدیر تیری مونچھ کو ایک ایک کر کے اکھاڑ دے گی
سبست تو تیز تر یا آن عاد
تیری مونچھ زیادہ نوکیلی ہے یا قوم عاد کی
تو سستہ رُو تری یا آلِ شمود
تو زیادہ لڑاکو ہے یا شمود
صد از نہا گر بگویم تو گری
اگر اس قسم کی سینکڑوں باتیں کہوں گا تو بھیچا ہے
توبہ کردم از سخن کاختم
جو باتیں میں نے اٹھائیں ان سے توبہ کرتا ہوں
کہ نہم بر ریش خامت تا پزد
تیرے کچے زخم پر رکھوں تاکہ وہ پک جائے
تا بدانی ۲ کو خیرست اے عدو
اے دشمن! تاکہ تو جان لے کہ وہ جان کار ہے
کے کڑی کردی و کے کردی تو شر
تو نے کب کبجی برتی ہے اور تو نے کب شر پھیلایا ہے
کے فرستادی دے بر آسمان
تھوڑی دیر کے لئے تو نے آسمان پر بے بھیجی ہے
گر مراقب باش و بیدار تو
اگر تو نگران اور بیدار ہو جائے
چوں مراقب باش و گیری رسن
جب تو نگران ہو گا اور ری کو پکڑ لے گا
آنکہ رمزے را بداند او صحیح
جو اشارے کو صحیح سمجھ لے

چند گاہے بر سبال خود بخند
تھوڑی دیر اپنی مونچھوں پر ہنس لے
تا بدانی کالقدر یعمی البصر
تاکہ تو جان لے کہ تقدیر آنکھوں کو اندھا کر دیتی ہے
کہ ہی لرزید از دم شان بلاد
جن کے دم سے شہر لرزاں تھے
کہ نیامد مثل ایشان در وجود
کہ ان جیسا پیدا نہ ہوا
بشنوی و ناشنودہ آوری
تو سنی ہوئی بات کو ان سنی کر دے گا
بے سخن من دارویت آمیختم
بغیر کہے ہوئے میں تیری دوا گھولتا ہوں
با بسوز دریش درشت تا ابد
تاکہ ہمیشہ کے لئے زخم اور تیری داڑھی جل جائے
می دہد ہر چیز را در خور او
ہر چیز کو اس کے مناسب حل عطا کرتا ہے
کہ ندیدی لاقش در پے اثر
کہ اس کے مناسب اس کے بعد تو نے اثر نہ دیکھا ہو
نیکے کز پے نیامد مثل آل
نیکے کہ اس کے بعد اس جیسی نہ آئی ہو
ہر دے بینی جوی کار تو
ہر وقت اپنے کام کا بدلہ دیکھے
حلاقت ناید قیامت آمدن
تجھے قیامت کے آنے کی ضرورت نہ رہے گی
حاجتش ناید کہ گویندش صریح
اس سے صاف کہنے کی ضرورت نہیں ہے

۱۔ سبال۔ سبست کی جمع ہے
مونچھ۔ عاد۔ قوم عاد کی طاقت سے
سب قومیں ڈرتی تھیں۔ شمود۔ بہت
طاقتور قوم تھی۔ توبہ اب میں نصیحت
کو ختم کرتا ہوں وہ تیرے لئے مفید
نہیں ہے۔ ریش۔ زخم داڑھی۔

۲۔ تا بدانی۔ حضرت موسیٰ نے
فرعون سے کہا کہ اب میں تیرا اعلان
شروع کرتا ہوں تاکہ تجھے معلوم ہو
جائے کہ قدرت ہر فرعون کے لئے
موسیٰ کو پیدا کر دیتی ہے۔ کڑی۔
انسان کو سبکی اور بدی کا بدلہ ضرورت ملتا
ہے۔

۳۔ مراقب۔ اگر انسان اپنا محاسبہ
کرتا رہے تو اس کو پتہ چل جائے کہ
ہر کام کا بدلہ ضرور ملتا ہے۔ چوں۔
مراقب۔ اگر انسان محاسبہ کرتا رہے تو
پھر محاسبہ کے دن یعنی قیامت کی اس
کے لئے ضرورت نہیں ہے۔ آنکہ۔
جو شخص دنیا میں اشارات خداوندی کو
سمجھ لے گا اس کے لئے قیامت کے
صریح قول کی ضرورت نہ ہوگی۔

ایں اے بلا از گودنی آید ترا
یہ مصیبت یقینی سے تجھ پر آتی ہے
از بدی چوں دل سیاہ و تیرہ شد
جب گناہ کی وجہ سے دل سیاہ اور کالا ہو گیا
ورنہ خود تیرے شو دآں تیرگی
ورنہ وہ سیاہی خود تیر بن جاتی گی
وَر نیاید تیرت از بخشائیش ست
اگر تجھے تیر نہ لگے تو یہ بخشش ہے
پس مراقب باش گر دل بایست
اگر تجھے دل کی سلامتی چاہیے تو نگراں بن
وَر ازیں افزوں تبرا ہمت بُود
اگر تجھ میں اس سے زیادہ ہمت ہو

بیان آنکہ تن خاکی آدمی زاد ہمو آہن نیکو جوہر قابل آئینہ
اس کا بیان کہ آدمی کا خاکی جسم اس لوہے کی طرح ہے جو عمدہ جوہر والا آئینہ بنے
شدن ست تا در دنیا بہشت و دوزخ و قیامت و غیرہا
کے قابل ہے تاکہ دنیا میں بہشت اور دوزخ اور قیامت وغیرہ کا معائنہ کر لے
معاینہ نہماید نہ بطریق خیال بل بعیان
محض خیالی طریقہ پر نہیں بلکہ مشاہدہ کے طریقہ پر

پس آچو آہن گرچہ تیری ہیکلی
پس اگرچہ تو لوہے کی طرح کالی شکل والا ہے
تا دلت آئینہ گردد پر صور
تاکہ تیرا دل صوفیوں بھرا آئینہ بن جائے
آہن ارچہ تیرہ و بے نور بود
لوہا اگرچہ کالا اور بے نور تھا
صیقلی دید آہن و خوش کرد رو
لوہے نے صیقل حاصل کی اور چہرہ حسین کر لیا

صیقلی گن صیقلی گن صیقلی
صیقل کر ، صیقل کر ، صیقل کر
اندر و ہر سو ملجے سیم بر
جس میں ہر جانب چاندی کے جسم کا حسین ہو
صیقلی آں تیرگی ازوے زدود
صیقل کرنے نے اس کی کالک صاف کر دی
تا کہ صورتہا تو اں دید اند رو
یہاں تک کہ اس میں صورتیں دکھائی جاسکتی ہیں

۱۔ ایں بلا۔ چونکہ انسان اشکات کو
نہیں سمجھتا لہذا مصائب میں مبتلا ہوتا
ہے از بدی۔ بدی پر سرکشی ہلاکت کا
سبب ہے
۲۔ وَر۔ اگر انسان کی برائی پر اس کی
گرفت نہیں ہوتی ہے تو یہ اللہ کا کرم
ہے یہ نہیں ہے کہ خدا کو اس کی برائی کا
علم نہیں ہے کز پنے انسان کے ہر
فعل کا اس پر نتیجہ مرتب ہوتا ہے
ہمت۔ اگر انسان اس مرتبہ سے
بڑھنے کی کوشش کرے تو مراقب کے
مرتبہ سے بڑھ سکتا ہے۔ بیان۔ یہ
لوچھا مرتبہ حاصل کرنے کی ترکیب
بیان کی ہے تاکہ انسان دل کو صیقلی
کر لے تو اس پر آخرت منکشف ہو
جاتی ہے۔

۳۔ پس۔ جس طرح کالا لوہا
صیقل کے ذریعہ صوفیوں کو قبول
کرنے کے قابل ہو جاتا ہے انسان کا
دل مجاہدات کے ذریعہ بھی صوفیوں کو
قبول کرنے لگتا ہے۔ ہیکل۔ جسم۔
سیم بر۔ سیمیں بدن۔ صیقل۔ لوہے
نے صیقل سے حسن اختیار کر لیا۔

گرتن خاکی غلیظ و تیرہ است

اگر خاکی جسم غلیظ اور کالا ہے

تا دُر و اشکال غیبی رُو دہد

تاکہ اس میں غیبی صورتیں نظر آئیں

صیقِل عَقْلَت بدال دادست حق

تجھے اللہ تعالیٰ نے عقل کا صیقل اس لئے دیا ہے

صیقِلی را بستہ اے بے نیاز

اے لاپرواہ تو نے صیقل کو بند کر دیا ہے

گر ہوا را بند بہنہادہ شود

اگر خواہش پر بند باندھ دیا جائے

آہنے کا مینہ غیبی بدے

جو لوہا غیب کا آمینہ بن جائے

تیرہ کردی زنگ دادی در نہاد

تو نے کالم کر لیا طبیعت پر زنگ چڑھا دیا

تا گنوں کردی جنیں اکنوں ملکن

تو نے اب تک ایسا کیا اب نہ کر

بر مشوراں تا شود اس آب صاف

اس کو نہ ہلا تاکہ پانی صاف ہو جائے

زانکہ مردم ہست ہچوں آبجو

کیونکہ انسان نہر کے پانی کی طرح ہے

قعر جو پُر گوہرست و پُر زور

نہر کی تہہ موتیوں اور گوہر بھری ہے

جان مردم ہست مانند ہوا

انسانوں کی جان ہوا کی طرح ہے

مانع آید او ز دید آفتاب

وہ سورج کو دیکھنے سے مانع ہوتی ہے

چونکہ گردش رفت شد صافی و ناب

جب اس کی گردش جاتی رہی وہ صاف اور خالص بن گئی

صیقِلش گن زانکہ صیقِلی گیرہ است

اس کو صیقل کردہ صیقل کو قبول کر لینے والا ہے

عکس اُخو رے و ملک دروے جہد

خود اور فرشتے کا عکس اس میں جھلکے

کہ بدو روشن شود دل را ورق

تاکہ اس کے ذریعہ دل کا ورق روشن ہو

واں ہوا را کردہ دو دست باز

اور خواہش کے دونوں ہاتھ کھول دیئے ہیں

صیقِلے را دست بکشادہ شود

صیقل کے ہاتھ کھل جائیں گے

جملہ صورتہا در و مُرسل شدے

تمام صورتیں اس میں بھیج دی جاتی ہیں

اس بُود یسعون فی الارض فساد

وہ زمین میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں کہ یہی معنی ہیں

تیرہ کردی آب را افزوں ملکن

تو نے پانی کو گدلا کر دیا زیادہ نہ کر

واند رو میں ماہ و اختر در طواف

اور اس میں تو چاند اور ستارے گھومتے دیکھے

چوں شود تیرہ نہ بنی قعر او

جب وہ گدلا ہو جاتا ہے تو تہہ نہیں دیکھتا ہے

ہیں ملکن تیرہ کہ ہست آل صاف و خر

خبردار! اس کو گدلا نہ کردہ صاف اور پاک ہے

چوں بگرد آمیخت شد پردہ سما

جب وہ گرد آلود ہو گئی آسمان کا پردہ بن گئی

چونکہ گردش رفت شد صافی و ناب

جب اس کی گردش جاتی رہی وہ صاف اور خالص بن گئی

۱۔ عکس۔ یعنی عالم غیب کی صورتیں ہوں۔ انسان بجائے مجاہدوں کے خواہشات نفسانی کے دے دے۔ گر ہوا اگر انسان خواہشات کو ترک کر دے تو اس کے دل کی صیقل ہو جائے۔ تیرہ کردی۔ قرآن پاک میں ہے یَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ وہ لوگ زمین میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں اور خدا فساد پھیلانے والوں کو پسند نہیں کرتا مولانا نے اس آیت میں فساد کے معنی قلب کی تیرگی کی ہیں۔

۲۔ تبا کنوں۔ حضرت موسیٰ کا فرعون کو خطاب ہے کہ اب تک تو نے فساد پھیلایا اب ایسا نہ کر۔ بر مشوراں۔ مزاج میں جو کنگی پیدا ہو گئی ہے اس کو زائل کر اور اس میں آخرت کا مشاہدہ کر۔ چوں شود۔ مانی جب گدلا ہو جاتا ہے تو پانی کی نظر نہیں آتی ہے۔

۳۔ قعر جو۔ انسان کی طبیعت میں زرد جو ہر چھے ہوئے ہیں انسان طبیعت کو نشی کر لے تو وہ غلط آئیں گے۔ مانند ہوا۔ ہوا میں جب گرد شامل ہو جاتی ہے وہ تاریک ہو جاتی ہے۔ مانع آید۔ جب ہوا کشیف ہو جاتی ہے تو وہ سورج کے لئے پردہ بن جاتی ہے۔

حاصل آنکہ کم مکن اے بے سرور صیقلی وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصُّلُوْر

اے ناخوش! خلاصہ یہ ہے کہ کم نہ کر صیقل کو اور خدا سینوں کو زیادہ جانتا ہے

باز گفتنِ موسیٰ اسرارِ فرعون را واقعاتِ او بنظر الغیب تا

حضرت موسیٰ کا فرعون کے راز اور واقعات کو غائبانہ بتا دینا تاکہ اللہ کے باخبر

بخیرتی ی حق ایماں آورد و قصّہ آں زنگی کہ بر آئینہ رید

ہوتے پر ایمان لے آئے اور اس جشی کا قصہ جس نے آئینہ پر پاخانہ پھر دیا

باکمال تیرگی حق واقعات می نمودت تا روی راہِ نجات

باوجود مکمل کالے پن کے اللہ تعالیٰ واقعات

ز آہن تیرہ بقدرت می نمود واقعات کہ در آخر خواست بود

قدرت کے ذریعہ کالے لہے سے رونما کئے وہ واقعات جو آخر میں ہونے والے تھے

تا ۲ گنی کم تر تو آں ظلم و بدی آں ہمی دیدی و بدتر می شدی

تاکہ تو ظلم اور برائی نہ کرے تو نے وہ دیکھے اور بدتر ہو گیا

نقشبہائے زشت خوابت می نمود می میدی زان و آں نقش تو بود

تو ان سے نفرت کرتا تھا اور وہ تیری حالت تھے تو ان کے نقش تو بود

رُہی خود رازِ شت و بر آئینہ رید

اپنا بدنما چہرہ اور آئینہ پر پاخانہ پھر دیا

زشتیم آن تو است اے کورِ خس

اے اندھے کہنے! میری بدنمائی تیری ملک ہے

نیست بر من زانکہ ہستم روشنی

مجھ پر نہیں، کیونکہ میں تو روشن ہوں

گہ وہان و چشم تو بر دوختہ

کبھی اپنا منہ اور آنکھیں سلی ہوئی

گہ سر خود را بدندان و دہ

کبھی اپنے سر کو دندہ کے دانتوں میں دیکھا

گہ غریقِ سیلِ خوں آمیز تیز

کبھی بیت الخلا میں لوندھا

۱ باز گفتن۔ حضرت موسیٰ نے

فرعون کے ڈھکے چھپے واقعات بیان

فرمائے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے علم و خبر

ہونے پر ایمان لے آئے۔ باکمال۔

فرمایا کہ اگرچہ تیرا دل تاریک ہے

لیکن خدا نے عبرت کے لئے بہت

سے واقعات تجھ پر رونما کئے جو ظہر

پذیر ہونے والے تھے۔

۲ تا گنی۔ حضرت موسیٰ نے

فرعون سے کہا کہ یہ واقعات تجھے اس

لئے دکھائے جا رہے تھے کہ تو ظلم و ستم

کرنا چھوڑ دے لیکن تو نے بجائے

توبہ و استغفار کے مزید ظلم کرنے

شروع کر دیئے نقشبہائے بدی۔ یہ بری

صورتیں خود تیری تھیں لیکن تو ان کو اپنی

نہ سمجھتا تھا۔ ہجوم۔ تیری مثال اس جشی

کی سی ہے جس نے آئینہ میں اپنی

صورت دیکھی لیکن بجائے اس کے

کہ اس کو اپنی صورت سمجھتا وہ آئینہ کی

خرابی سمجھا اور اس پر پاخانہ پھر دیا۔ کہ

چہ اور آئینہ کو کہنے لگا کہ تو اس قدر بد

صورت ہے کہ اسی حرکت کے قابل

ہے جو میں نے تیرے ساتھ کی ہے۔

۳ ایں خفا۔ اس جشی کا یہ ظلم خود

اپنی صورت پر تھا آئینہ تو روشن ہے اس

پر ظلم نہ تھا۔ گاہ۔ تجھے کبھی خواب میں

اپنا لباس جلا ہوا نظر آتا تھا کبھی تو یہ

دیکھتا تھا کہ کوئی دندہ تیرے خون کے

درپے ہے کہ گلوں۔ کبھی تو یہ دیکھتا تھا

کہ پاخانہ میں لوندھا گرا اب کبھی یہ

دیکھتا تھا کہ خون کئے ہوئے پانی میں

تو غرق ہے۔

گاہ در اشکنجہ و بستہ دو دست
کبھی شکنجے میں دونوں ہاتھ بندھے ہوئے
گاہ مغزت راز دندے چوں دہل
کبھی تیرے سر کو دھول کی طرح پیٹتے تھے
کہ شقی و کہ شقی و کہ شقی
کہ تو بدبخت ہے تو بدبخت ہے تو بدبخت ہے
کہ برو ہستی ز اصحاب شمال
کہ جاو بائیں جانب والوں میں سے ہے
تا ابد فرعون در دوزخ خداد
کہ فرعون ہمیشہ کے لئے دوزخ میں گر گیا
گشت مَطَر و د ابد فرعون و مات
کہ فرعون ہمیشہ کے لئے مردہ ہو گیا اور مر گیا
تا نکرود طبع معکوس تو گرم
تاکہ تیری لونگی طبیعت غضبناک نہ ہو
زاند کے دانی کہ ہستم من خبیر
تھوڑی باتوں سے تو جان لے کہ میں باخبر ہوں
تائیدیشی ز خواب و واقعات
تاکہ خواب اور واقعات کو نہ سوچے
کورہ ادراک مکر اندیش تو
تیرے مکر کے منصوبہ ہند خط لائن کی بلصیتی

گاہ از بامے اوفتادہ گشتہ پست
کبھی بالاخانہ سے گرا ہوا دبا ہوا
گاہ دیدہ خویش در زنجیر و غل
کبھی اپنے آپ کو زنجیر اور طوق میں دیکھا
گاہ ندات آمد ازیں چرخ نقی
کبھی اس صاف آسمان سے آواز آئی
گاہ ندات آمد صریحاً از جبال
کبھی تجھے پہاڑوں سے صاف آواز آئی
گاہ ندائی آمدت از ہر جماد
کبھی تجھے ہر بے جان کی جانب سے آواز آئی
گاہ خطاب آمد ترا از ہر نبات
کبھی تجھے ہر پودے سے آواز آتی تھی
زیں بترہا کہ نمیگویم ز شرم
اس سے بھی بدتر جو کہ میں شرم سے نہیں کہتا ہوں
اند کے گفتم بتو اے ناپذیر
اے نیکو دل کرنے والے میں نے تھوڑی باتیں کہی ہیں
خویشتن را کور کردتی و مات
تو نے اپنے آپ کو الاھا اور مردہ بنا لیا
چند بگریزی نک آمد پیش تو
تو کتنا گریز کرے گا اب تیرے آگے آگئی

۱۔ گاہ از بامے۔ کبھی تو خواب میں دیکھتا تھا کہ بالاخانہ سے گرا ہے۔ کبھی یہ دیکھتا تھا کہ شکنجہ میں کسا ہوا ہے اور تیرے دونوں ہاتھ بندھے ہوئے ہیں کبھی دیکھتا تھا کہ تو زنجیر اور طوق میں بندھا ہوا ہے کبھی تو دیکھتا تھا کہ تیرے سر کو دھول کی طرح پیٹ رہے ہیں۔ گ۔ کبھی غیب سے آواز آتی تھی کہ تو بدبخت ہے۔

۲۔ گاہ ندات۔ کبھی پہاڑوں سے آواز آتی تھی کہ تو جہنمی ہے۔ جماد۔ کبھی تو پتھروں سے اپنے دوزخی ہونے کی آواز سنتا تھا۔ ہر نبات۔ کبھی زمین کے پودے تیرے مردہ ہونے کی خبر دیتے تھے۔ زیں بترہا۔ اس سے بھی زیادہ خراب باتیں تو نے سنی ہیں جو میں شرم سے بیان نہیں کر رہا ہوں کہ کہیں تو اور غضبناک نہ ہو جائے۔

۳۔ اند کے۔ یہ میں نے تھوڑے سے تیرے واقعات تجھے بتائے ہیں تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ مجھے ساری باتیں معلوم ہیں۔ چند بگریزی۔ ان واقعات ہے تو کہیں تک آگئیں بند کر دے گا۔ بیان۔ ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے تو اپنی بدکرداری سے توبہ کر سکتا ہے۔ توبہ۔ جب تک سورج مغرب کی جانب سے طلوع نہ کرے گا توبہ کا دروازہ کھلا رہے گا۔ م۔ مخلوق۔

در بیان آنکہ در توبہ و استغفار بازست از کرم حق

اس کا بیان کہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے توبہ اور معافی کا دروازہ کھلا ہوا ہے

ہیں ممکن زیں پس فراگیر احتراز
خبردار! اس کے بعد نہ کر بچاؤ اختیار کر
توبہ را از جانب مغرب درے
مغرب کی جانب سے توبہ کا دروازہ
کہ زنجشایش در توبہ است باز
کیونکہ بخشش سے توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے
باز باشد تا قیامت برورے
کھلا ہوا ہے، مخلوق پر قیامت تک

تاز مغرب بر زند سر آفتاب

جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع کرے

ہست رحمت راز رحمت ہشت در

(خدا کی) رحمت سے جنت کے آٹھ دروازے ہیں

آں ہمہ گہ باز باشد گہ فراز

وہ سب کبھی کھلتے ہیں کبھی بند ہوتے ہیں

ہیں غنیمت دار در بازست زود

خبردار! غنیمت سمجھ دروازہ کھلا ہوا ہے، جلد

پیش ازاں کز قہر در بستہ شود

اس سے پہلے کہ قہر کی وجہ سے وہ بند ہو جائے

باز ۲ گرد از کفر و ایں در بازیاب

کفر سے پلٹ جا اور اس دروازہ کو حاصل کر لے

باز باشد آں درواز وے رُو متاب

وہ دروازہ کھلا ہوا ہے اس سے رو گردانی نہ کر

یک در توبہ است ذل ہشت لے پسر

ان آٹھ میں سے اے بیٹا! ایک توبہ کا دروازہ ہے

واں در توبہ نباشد جز کہ باز

اور توبہ کا دروازہ ہمیشہ کلا رہتا ہے

رخت آنجا کش بکوری حسود

سلمان وہاں لے جا حاسد کی آنکھ میں دھول جھونک کر

بعد ازاں زاری تو گس نشود

اس کے بعد تیری (آہ و) زاری کوئی نہ سنے گا

تا نکردی از شقاوت رد باب

تاکہ تو بدبختی سے مردود بارگاہ نہ بنے

گفتن موسیٰ علیہ السلام مرفرعون را کہ از من یک پند قبول کن و

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون سے کہنا کہ میری ایک نصیحت مان لے اور

چہار فضیلت عوض بستان و پُرسیدن فرعون کہ آں چہار کدام ست

بدلے میں چار فضیلتیں حاصل کر لے اور فرعون کا دریافت کرنا کہ وہ چار کیا ہیں؟

ہیں زمن پذیر یک چیز و بیار

آگاہ! میری ایک بات مان لے اور بجا لا

گفت ۳ لے موسیٰ کد امست آں یکے

اس نے کہا اے موسیٰ! وہ ایک کیا ہے؟

گفت آں یک کہ بگوئی آشکار

فرمایا وہ ایک یہ ہے کہ تو علی الاعلان کہہ دے

خالق افلاک و انجم بر علّا

جو آسمان کو اور بلندی پرستاروں کو پیدا کرنے والا ہے

خالق دریا و کوہ و دشت و تہ

دریا اور پہاڑ اور جنگل اور میدان کا پیدا کرنے والا ہے

مُلکِ او بے حد و او بے شبیہ

اس کی سلطنت لامحدود ہے اور وہ بے مثل ہے

۱۔ ہست۔ جنت کے آٹھ

دروازے ہیں جن میں سے ایک توبہ کا

دروازہ ہے اس دروازے کے علاوہ

دوسرے دروازے کسی وقت کھلے

رہتے ہیں کبھی بند ہوتے ہیں لیکن

توبہ کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے

ہیں۔ ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے

بہت جلد اس کی طرف رجوع کر لینا

چاہیے اس کے بند ہو جانے کے بعد

آہ زاری کا منہ نہ آئی گی۔

۲۔ باز گرد۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا

اے فرعون اس دروازے کی طرف

جلد رجوع کر لے۔ گفتن۔ حضرت

موسیٰ نے فرمایا کہ ایک بات مان لے

اور اس کے عوض میں چار فضیلتیں

حاصل کر لے۔

۳۔ گفت۔ فرعون نے کہا اے

موسیٰ اس ایک بات کی تشریح کر

دیجئے۔ کہ بگوئی۔ حضرت موسیٰ نے

فرمایا وہ ایک بات یہ ہے کہ تو توحید کا

خالق ہو جا۔ خالق۔ اسی کو آسمانوں

ستاروں انسانوں اور تمام کائنات کا

خالق مان لے۔ تہ۔ میدان جنگل۔

مملکت۔ مملکت۔ بے شبیہ۔ بے

مثال۔

رازق ہر جانور اندر جہاں
دنیا میں ہر جاندار کو رزق دینے والا ہے
ہم پدید آرنده گل از گیا
گھاس سے پھول پیدا کرنے والا بھی ہے
حاکم و جبار برگردن گشاں
وہ متکبروں پر حاکم اور زبردست ہے
حکم اورا یفعل اللہ مایشاء
اس کا حکم ہے 'اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے
کہ عوض بد ہی مرا برگو بیار
کہ تو بدلے میں دے گا مجھے بتا ' لا
سُست گرد و چار میخ کفر من
میرے کفر کی سزا ست پڑ جائے
بر گشاید قفل کفر صد منم
میرے کفر کا سینکڑوں من کا قفل کھل جائے
شہد گرد و در تنم ایں زہر گیس
یہ کینہ کا زہر میرے جسم میں شہد بن جائے
پرورش یا بد دے عقل اسیر
تھوڑی دیر کے لئے قیدی عقل پرورش پالے
مست گرم بو برم از ذوق امر
میں مست ہو جاؤ علم خلودی کا ذوق حاصل کر لوں
تازگی یابد تن شوره خراب
بر باد بجز جسم تازگی حاصل کر لے
خار زارم جنة الملوٰی شود
میرا کانٹوں کا کھیت جنت الملوٰی بن جائے
جاں شود از یاری حق یار جو
جان 'اللہ کی مدد کی خواستگار بن جائے

حفظ ہر چیز و ہر کس ہر مکاں
وہ ہر چیز اور ہر شخص اور ہر جگہ کا نگہبان ہے
ہم نگہدارندہ ارض و سما
زمین اور آسمان کا محافظ بھی ہے
مطلع او بر ضمیر بندگاں
وہ بندوں کے دل کی بات سے باخبر ہے
اوست بر ہر بادشاہ ہے بادشاہ
وہی ہر بادشاہ کا بادشاہ ہے
گفت اے موسیٰ کدام ست انچہار
اس نے کہا اے موسیٰ! وہ چار کیا ہیں؟
تا بود کز لطف آں وعدہ حسن
ہو سکتا ہے کہ اس اچھے وعدے کی خوبی سے
بو کہ زال خوش وعدہ ہائے مغتنم
ہو سکتا ہے کہ اچھے مغتنم وعدوں کی وجہ سے
بو کہ از تاثیر جوی ۲ انگلیں
ہو سکتا ہے کہ شہد کی نہر کی تاثیر سے
یا ز عکس جوی آں پاکیزہ شیر
یا اس دودھ کی پاکیزہ نہر کے عکس سے
یا بود کز عکس آں جوبائے خمر
یا شاید شراب کی ان نہروں کی پر تو سے
یا بود کز لطف آں جوبائے آب ۳
یا شاید ان پانی کی نہروں کی لطافت سے
شوره ام را سبزہ پیدا شود
میری شہر زمین میں سبزہ پیدا ہو جائے
بو کہ از عکس بہشت و چار جو
ہو سکتا ہے کہ بہشت اور چاروں نہروں کے پر تو سے

۱۔ گیا۔ گھاس۔ مطلع۔ اللہ تعالیٰ
ہر انسان کے دل کے راز جانتا ہے۔
گردن کشاں۔ متکبر لوگ۔ گفت۔
فرعون نے کہا۔ برگو۔ بتا۔ بیار۔ لا۔
چار میخ۔ سزا کا ایک طریقہ تھا جس
میں مجرم کے چاروں ہاتھ
پاؤں کیلوں سے باندھ دیئے جاتے
تھے۔ کفر صد من۔ بھاری کفر
۲۔ جوی انگلیں۔ جنت کی شہر کی
نہر۔ شیر۔ جنت کی دودھ کی نہر۔ یا
بود۔ جنت کی تیسری نہر جو شراب کی
ہے۔ یعنی امر خلودی
۳۔ آب۔ جنت کی چوتھی نہر جو
پانی کی ہے۔ شوره۔ یعنی شوریلی زمین
جنت الملوٰی ایک جنت کا نام
ہے۔ بود کہ انسان کے اخلاق حمیدہ
جنت کا چکس اور اخلاق ذمیرہ دوزخ
کا عکس ہیں۔ چار جو۔ جنت کی چار
نہروں۔

اچنہاں کز عکس دوزخ گشتہ ام
جیسا کہ میں دوزخ کے عکس سے بن گیا ہوں
کہ از عکس نارد دوزخ ہیمجو مار
کہ دوزخ کی آگ کے عکس سے سانپ کی طرح
کہ ز عکس جوشش آب حمیم
کہ گرم پانی کے جوش کے عکس سے
من ز عکس زمهریرم زمهریر
میں زمهریر کے عکس سے زمهریر ہوں
دوزخ درویش مظلوم گنوں
میں اب مظلوم فقیر کی دوزخ ہوں
موسیا ۲ باشد کہ بکشائیم در
اے موسیٰ! ہو سکتا ہے کہ تو مجھ پر دھڑا لے کھول دے
موسیا باشد کہ یابم مامنے
اے موسیٰ! ہو سکتا ہے کہ میں امن کی جگہ پاؤں
ہیں بگو بامن کد امست آل چہار
ہاں بتا مجھے وہ چار کیا ہیں؟

آتش و در قہر حق آتشہ ام
آگ اور اللہ تعالیٰ کے قہر میں ڈوبا ہوا ہوں
گشتہ ام بر اہل جنت زہر بار
جنتیوں پر زہر برسانے والا بن گیا ہوں
آب ظلمم کرد خلقاں را زمیم
میرے ظلم کے پانی نے مخلوق کو بوسیدہ بنا دیا ہے
یا ز عکس آل سعیرم چوں سعیر
یا دوزخ کے عکس سے دوزخ جیسا ہوں
ولی آنکہ یابمش ناگہ زووں
اس پر انہوں نے جس کو میں کمزور پاؤں
وز فضیلتہات گرم باخبر
اور تیری فضیلتوں سے میں باخبر ہو جاؤں
وارہم از کثرت ما و منے
میں تکبر اور خودی کی کثرت سے چھوٹ جاؤں
کہ عوض خواہیم دادن بر شمار
جو مجھے تو بدلے میں دے گا شہ کر

شرح کردن موسیٰ آل چار فضیلت را جہت پائزدی ایمان فرعون
حضرت موسیٰ کا ان چار فضیلتوں کی تشریح کہنا جو فرعون کے ایمان کا بدلہ ہوں گی

گفت موسیٰ کا پلین آل چہار
حضرت موسیٰ نے فرمایا ان چاروں میں سے پہلی یہ ہے
ایں علیہنی کہ در طب گفتہ اند
وہ بیماریاں جو طب میں مذکور ہیں
ثانیاً باشد ثرا عمر دراز
دوسرے تیری عمر دیر ہو گی
ویں نباشد بعد عمر مستوی
ایک ہموار عمر کے بعد یہ نہ ہو گا
صحیح ۳ باشد تنیت را پائیدار
کہ تیرے جسم کو پائیدار صحت حاصل ہو گی
دور باشد از تنیت اے ارجمند
اے با اقبال! تیرے جسم سے دور ہوں گی
کہ اجل دارد ز عمرت احتراز
کیونکہ موت تیری عمر سے احتراز کرے گی
کہ بنا کام از جہاں بیروں روی
کہ تو دنیا سے ناکام ہو جائے

۱۔ کہ ز عکس۔ انسان کا ظلم و جور
دوزخ کی آگ کا عکس ہے۔ آب
حمیم۔ گرم پانی جو دوزخیوں کو پلایا
جائے گا۔ زمیم۔ پلانا۔ بوسیدہ۔ من
ز عکس۔ زمهریر دوزخ کا ایک طبقہ ہے
جو انتہائی سرد ہے۔ دای۔ میں ہر کمزور
پر ظلم کرتا ہوں۔

۲۔ موسیا۔ فرعون نے کہا اے موسیٰ
شاید میں تیری فضیلتوں پر ایمان لے
آؤں۔ مامن۔ امن کی جگہ۔ بلا
منے۔ یعنی تکبر اور خودی۔ ہیں۔ وہ چار
چیزیں بتا دے جو توحید کا قائل ہونے
پر مجھے حاصل ہوں گی۔ شرح کردن۔
حضرت موسیٰ نے ان چار باتوں کی
تفصیل کی جو ایمان کے عوض میں
فرعون کو حاصل ہوں گی۔

۳۔ صحیحے۔ یعنی اگرچہ تو اس وقت
بھی صحتمند ہے لیکن ایمان لانے پر
آئندہ صحتمند رہنے کا وعدہ ہے۔ ثانیاً۔
دوسری بات جو تجھے حاصل ہوگی وہ عمر
کی دیرائی ہے۔ دیں نباشد۔ بالآخر
موت آئی گی لیکن ایسی حالت میں
آئی گی کہ تو دنیا سے با مقصد جائے
گا۔

بلکہ خواہاں اجل چوں طفل شیر

بلکہ موت کا خولہاں ہو کر جس طرح دودھ پیتا بچہ

مرگ جو باشی ولے نز عجز و رنج

تو موت کا جویاں ہوگا لیکن بجز اور تکلیف کیجہ سے نہیں

پس بدست خویش گیری تیشہ

تو اپنے ہاتھ میں کدال لے گا

کہ حجاب گنج بنی خانہ را

کیونکہ تو گھر کو خزانہ کا پردہ سمجھے گا

پس در آتش افگنی اس دانہ را

تو اس دانہ کو آگ میں پھینک دے گا

برگنی اس خانہ تن بے دریغ

بے تامل اس جسم کے گھر کو اکھاڑ دے گا

اے ۲ بیک برگے زباغے ماندہ

اے ۳ جو ایک پتے کی جگہ سے ایک بلبل سے محروم ہو گیا ہے

چوں گرم اس گرم را بیدار کرد

جب اللہ کے اکرم نے اس کیڑے کو بیدار کر دیا

گرم کرے شد پُر از میوہ درخت

کیڑا انگور کی تیل ' میوہ بھرا درخت بن گیا

تفسیر ۳ کُنْزًا مَخْفِيًّا فَاحْيِثُ اَنْ اُعْرِفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لَا اُعْرِفُ

میں چھپا ہوا خزانہ تھا تو میں نے چاہا کہ میں پہنچانا جاؤں تو میں نے مخلوق پیدا کی تاکہ میں پہنچانا جاؤں کی تفسیر

خانہ برگن کز عقیق اس یمن

گھر کھود ڈال یمن کے اس عقیق سے

گنج زیر خانہ است و چارہ نیست

خزانہ گھر کے نیچے ہے اور کوئی تدبیر نہیں ہے

کہ ہزاراں خانہ از یک نقد گنج

ایک نقد خزانے سے ہزاروں گھر

نے زر بنجے کہ ترا دارد اسیر

نہ کہ کسی بیدی کی جہ سے جس نے تجھے قیدی بنا لیا ہو

بلکہ بنی در خراب خانہ گنج

بلکہ تو گھر کی دیرانی میں خزانہ دیکھے گا

می زنی بر خانہ بے اندیشہ

بے تامل گھر پر مدے گا

منع صد خرمن اس یک دانہ را

اس ایک دانہ کو سو کھلیانوں کا مانع سمجھے گا

پیش گیری تیشہ مردانہ را

مردانہ کدال کو سامنے رکھے گا

تا بروں آید مہمت از زیر میغ

تاکہ تیرا چاند ابر کے نیچے سے نکل آتے

ہچو کرے برگش از رز راندہ

اس کیڑے کی طرح جس کا ایک پتے نے گھر سے نکال دیا ہے

از دہلی جہل را اس گرم خورد

اس کیڑے نے جہل کے اڑدے کو نگل لیا

اس چنیں تبدیل کرد او نیکخت

اس نیک بخت نے اس طرح تبدیلی کر لی

۱۔ بلکہ تجھے پھر مرنے کی یعنی تمنا

ہوگی جیسی کہ بچہ کو دودھ کی ہوتی ہے

مرگ دینا سے تنگ آ کر مرنے کی

تمنا نہ ہوگی بلکہ اس لئے ہوگی کہ تو یہ

سمجھے گا کہ جب تک جسم ویران نہ ہوگا

اس کے اندر مدفون خزانہ ہاتھ نہ آئے

گا۔ خانہ یعنی جسم۔ کہ حجاب۔

جسمانی زندگی کو خزانہ معرفت کے

لئے تو پردہ سمجھے گا۔ تاہم۔ تو سمجھے گا

کہ معرفت کا چاند اس جسم کے برابر میں

پوشیدہ ہے۔

۲۔ اے بیک۔ جو لوگ جسم پروری

میں لگے ہیں ان کی مثال اس کیڑے

کی سی ہے جو ایک پتے کو چمٹا ہوا ہے

اور اس کی جگہ سے وہ انگور کی لذتوں

سے محروم ہے۔ چوں گرم۔ جب خدا

کے گرم سے یہ کیڑا پیدا ہو جائے گا۔

تو جہل اور تاملی کے اڑدے کو نگل

جائے گا۔

۳۔ تفسیر۔ مخلوق سے خدا کی

معرفت کا مطلب یہ ہے کہ انسان

خدائی صفات حاصل کر لیتا ہے تو اس

کے ذریعہ خدا کی صفات کی معرفت

ہوتی ہے۔ عقیق۔ اس یمن۔ یمن

سے مراد قلب اور روح ہے اور عقیق

سے مراد حکمت ہے۔ مایست۔ یعنی

مجاہلات کے ذریعہ جسم کو فنا کرنے

سے نہ رک۔ کہ ہزاراں۔ خزانہ ہاتھ آ

جائے تو اس ویران شدہ گھر جیسے

سینکڑوں اس کے ذریعہ تعمیر کر لئے

جائیں گے۔

صد ہزاراں خانہ شاید ساختن

لاکھوں گھر بنائے جا سکتے ہیں

از خرابی ہیں میندیش و مایست

ویرانی کی فکر نہ اور نہ غم

می تو اں کردن عمارت بے زرنج

تکلیف کے بغیر تعمیر کئے جا سکتے ہیں

ایک نقد خزانے سے ہزاروں گھر

عاقبت ایں خانہ خود ویراں شود
انجام کار یہ گھر خود ویران ہو گا
لیک آں تو نباشد زانکہ رُوح
لیکن وہ تیری ملکیت نہ ہو گا کیونکہ روح کے لئے
چوں نکرد آزار مُزدش ہست لا
جب وہ کام نہ کیا اس کی مزدوری معدوم ہے
دست خالی بعد ازاں تو کاے دروغ
اس کے بعد تو ہاتھ کاٹے گا کہ ہائے فوس
من ۲ نکر دم انچہ گفتند از بہی
جو بھلائی کی بات انہوں نے کہی میں نے نہ کی
منع صد خرمن ایں یک دانہ بود
سینکڑوں کھلیانوں کے لئے ایک دانہ مانع تھا
خانہ را اجرت گرفتگی و کرے
تو نے گھر اجرت اور کرلیہ پر لیا ہے
ایں کرے را مُدّے اوتا اجل
اس کرلیہ کی مدت موت تک ہے
پارہ ۳ دوزی میگنی اندر دُکاں
تو دکان میں چیتھڑے سے رہا ہے
ہست ایں دُکاں کرائی زودباش
یہ دکان کرلیہ کی ہے جلدی کر
تا کہ تیشہ ناگہاں برکاں نہی
تا کہ تو کدال اچانک کان پر رکھ دے
پارہ دوزی چست خورد آب و ناں
چیتھڑے سینا کیا ہے روٹی پانی کی خوراک
ہر زماں می دردد ایں دلّی سخت
یہ تیرے جسم کی گدڑی ہر وقت پھنٹی رہتی ہے

گنج از زیرش یقیں عُریاں شود
خزانہ یقیناً اس کے نیچے سے ظاہر ہو گا
مُزد ویراں کرد نستش آں فتوح
وہ نذرانہ اس جسم کو ویران کرنے کی مزدوری ہے
لَیسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَلْسَعُ
انسان کے لئے وہی ہے جو اس نے کوشش کی
ایں چنیں ماہے بُد اندر زیر میغ
اب کے نیچے ایسا عمدہ چاند تھا
گنج رفت و خانہ و دستم تہی
خزانہ گیا اور گھر بھی اور میرا ہاتھ خالی ہے
حائل گنج و حجاب ایں خانہ بود
خزانہ میں حائل اور پردہ یہ گھر تھا
نیست ملکِ توبہ بیعے یا شرے
خرید و فروخت کے ذریعے تیری ملکیت نہیں ہے
تا دریں مُدّت کنی دروے عمل
تا کہ تو اس مدت میں اس میں کام کر لے
زیر ایں دُکاں تو مدفون دُکاں
اس دکان کے نیچے دکانیں مدفون ہیں
تیشہ بستان و تلکش را می تراش
کدال لے اور اس کی تہ کو کھود
از دُکان و پارہ دوزی وارہی
دکان اور چیتھڑے سینے سے نجات پا جائے
میزنی ایں پارہ برلق گراں
بھاری گدڑی پر تو یہ پیوند لگا رہا ہے
پارہ بروے می زنی زیں خوردنت
تو اس خوراک سے اس پر پیوند لگاتا ہے

۱ عاقبت۔ بالآخر جسم کو فنا ہوتا ہے
لیکن مزدوری محنت سے ملتی ہے اگر
اس کے فنا کرنے میں تیری محنت
شامل نہیں ہے تو یہی خزانہ تیری
مزدوری میں چھپے نہیں گئے۔ چوں
نکرد۔ جب محنت نہ کی تو مزدوری
معدوم ہے اس لئے کہ انسان کو اس کی
محنت اور سعی کا ہی ثمر ملتا ہے۔ دست
خالی۔ جب خزانہ نمودار ہو گا اور وہ تیرا نہ
ہو گا تو فوس کرے گا

۲ من نکر دم۔ اس وقت نصیحت
پر عمل نہ کرنے سے تو فوس کرے گا
اور سمجھے گا کہ جسم کا ایک دانہ اس کھلیان
کے حاصل کرنے سے مانع بالآخر۔
جسم کا گھر تیری ملکیت نہیں ہے ایک
کرلیہ کا اور عارضی گھر ہے۔ ایں کرلیہ
یہ کرلیہ داری موت کے وقت تک کی
جگہ رہی لئے ہے کہ اس میں عمل کر
لے

۳ پارہ دوزی۔ کھانے پینے کے
ذریعہ تو جسم کو درست کرتا ہے اور یہ
نہیں سمجھتا کہ اس میں دکانیں مدفون
ہیں۔ تلکش۔ یعنی اس کی گہرائی۔ دلق
گراں۔ یعنی جسم انسانی۔ ہر زماں۔
انسان کی بھوک پیاس جسم کی شکست
اور سخت ہے اور کھانا پینا اس کی فروگری
ہے

اے ز نسل بادشاہ! کام یار

اے بامقصد بادشاہ کی نسل سے

پارہ برگن ازیں قعود و کاں

اس دکان کی تیرے سے نکلا ہنا

پیش ازاں کایں مہلت خانہ کرے

اس سے قبل کہ گھر کی کرایہ داری کا دقت

پس ۲ ترا بیروں گند صاحب دکان

پس تجھے دکان کا مالک نکال دے

تو ز حسرت گاہ بر سر می زنی

تو کبھی حسرت سے سر پہنے گا

کائے دریغا آن من بود ایں دکان

کہ ہائے فسوس! یہ دکان میرے قبضہ میں تھی

اے دریغا گنج را بگذاشم

ہائے فسوس! میں نے خزانہ ضائع کر دیا

اے دریغا بود ما را برد باد

ہائے فسوس! ہمارا وجود برباد ہو گیا

با خود آزیں پارہ دوزی ننگ دار

ہوش میں آں چیتھڑے سینے سے شرم کر

تا برآرد سر بہ پیش تو دوکاں

تاکہ تیرے سامنے دوکانیں رونما ہوں

آخر آید تو نخوردہ زو برے

ختم ہو (اور) تو نے اس سے کوئی پھل نہ کھلیا ہو

ایں دکان را برگند از روی کاں

اس دکان کو کان کے منہ پر سے اکھاڑ دے

گاہ ریش خام خود برمی کنی

کبھی اپنی بیوقوفی کی داڑھی نوچے گا

کور بودم بر نخوردم زیں مکاں

میں اندھا تھا میں نے اس جگہ سے نفع حاصل نہ کیا

آب حیواں را بخاک انپاشتم

آب حیات کو مٹی سے ڈھک دیا

تا ابد یا حسرتا شد للعباد

قیامت تک بندوں کے لئے حسرت ہے رہ گیا

۱۔ بادشاہ۔ یعنی حضرت آدم جو پہلے خلیفۃ اللہ ہیں۔ پارہ گن۔ اس عارضی دکان یعنی جسم کو توڑ ڈال اس میں سے زرد جواہر کی دوکانیں برآمد ہوں گی۔ پیش ازاں۔ یہ عارضی جسم ہے اس سے فائدہ اٹھالے اور اس کی صورت یہی ہے کہ مجاہدات کے ذریعہ اس کو فنا کر دے۔

۲۔ پس۔ ایک وقت آجائے گا کہ یہ عارضی جسم تجھے سے لے لیا جائے گا اور تو اس کان سے محروم ہو جائے گا جو اس میں مدفون ہے اور تو فسوس کرے گا اور کہے گا کہ میں خزانہ سے محروم ہو گیا اور میں نے آب حیات کو مٹی سے چھپا دیا۔ تا ابد۔ پھر تو اس آیت کا مصداق بن جائے گا۔

۳۔ غرہ شدن آدمی بہ ذکاوت و تصورات طبع خویش و طلب انسان کا اپنی ذہانت اور اپنے طبعی تصورات سے دھوکے میں پڑنا اور نا کر دن علم غیب کہ علم انبیاست علیہم السلام علم غیب طلب نہ کرنا جو انبیاء علیہم السلام کا علم ہے۔

غرہ ۳ شدن آدمی بہ ذکاوت و تصورات طبع خویش و طلب

انسان کا اپنی ذہانت اور اپنے طبعی تصورات سے دھوکے میں پڑنا اور

نا کر دن علم غیب کہ علم انبیاست علیہم السلام

علم غیب طلب نہ کرنا جو انبیاء علیہم السلام کا علم ہے

دیدم اندر خانہ من نقش و نگار

میں نے گھر میں نقش و نگار دیکھے

ماندہ ام در خانہ حیران و نزار

میں گھر کے معاملہ میں حیران اور کمزور بن گیا

عشق خانہ در دل من کار کرد

گھر کی محبت میرے دل میں کام کر گئی

بودم اندر عشق خانہ بے قرار

میں گھر کے عشق میں بے قرار تھا

لا بُد از معنی شدم من عور و زار

لا محالہ میں حقیقت سے خالی اور بد حال رہ گیا

لا جرم از گنج ماندم دور و فرد

میں لامحالہ خزانہ سے دور اور تنہا رہ گیا

یوم از گنج نہانی بے خبر
میں پوشیدہ خزانے سے بے خبر تھا
آہ اگر دادِ تیرا دادے
اے ہوس! اگر میں تیر کی قدر کر لیتا
چشم را بر نقش می انداختم
میں نے نقش و نگار پر آنکھ جمادی
بس ۲ نگو گفت آں حکیم کامیار
اس ماہر اور دانائے بہت اچھا کہا ہے
در الہی نامہ بس لہرز کرد
الہی نامہ میں اس کی نصیحت کی ہے

تمہی شرح کردن موسیٰ علیہ السلام با فرعون فضیلت چہار گانہ
حضرت موسیٰ کا فرعون سے چاروں فضیلتوں کی تشریح کو مکمل کرنا

بس کن اے موسیٰ بگو وعدہ سوم
اے موسیٰ بس کر تیرا وعدہ بتا
گفت موسیٰ آں سوم ملک دو تو
حضرت موسیٰ نے فرمایا وہ تیری وہی حکمت ہے
بشتر زان ملک کا کنوں داشتی
اس سلطنت سے بڑھ کر جو تو اس وقت رکھتا ہے
آنکہ در ۳ جنگ چنان ملکہ دہد
وہ خدا جو جنگ میں تجھے ایسا ملک عطا کر دیتا ہے
آں گرم کاندہ جفا آنہات داد
جس گرم نے ظلم میں تجھے وہ کچھ دیا
گفت اے موسیٰ چہارم چیست زود
اس نے کہا اے موسیٰ! چوتھی کیا ہے جلد
گفت چارم آنکہ مانی تو جوان
فرمایا چوتھی یہ ہے کہ تو جوان رہے گا

۱۔ مثنوی۔ ایک مصنوعی خوشبودن
کا گولا ہوتا تھا جس کو ہاتھ میں رکھا
جاتا تھا۔ تیر۔ یعنی میں تیر کے ذریعہ
اس خزانہ کو کھود لیتا۔ تیرا۔ کسی چیز سے
برأت کا اظہار کرنا۔ چشم را۔ میں نے
مکان کے ظاہری نقش و نگار پر نظر
رکھی۔

۲۔ بس کنو۔ حکیم منائی رحمت اللہ علیہ
نے اپنی کتاب حدیث میں فرمایا ہے
الہی نامہ حکیم منائی رحمت اللہ علیہ نے
اپنی کتاب الہی نامہ میں فرمایا ہے
ہم انداز من بتوفیست
کہ تو طفلی و خانہ رگینست
زودیاں۔ خاندان یعنی اعضاء جسمانی
۔ بس کن۔ یہاں تک مولانا کی تقریر
حضرت موسیٰ کی زبانی تھی اب فرعون
نے کہا کہ تقریر ختم کرو اور تیری بات
بتاؤ۔ گفت موسیٰ۔ حضرت موسیٰ نے
فرمایا کہ ایمان لے آئے گا تو تجھے
دونوں جہانوں کی دوسری بادشاہت
حاصل ہو جائے گی جس میں تجھے
کسی دشمن کا بھی ڈرنہ ہوگا۔

۳۔ در حکمت۔ کفر کی حالت میں
تجھے اتنا بڑا ملک دے رکھا ہے تو اگر تو
صلح کر لے گا اور ایمان لے آئے گا تو
دیکھنا کتنی بڑی سلطنت حاصل ہوتی
ہے۔ جفا۔ یعنی کفر۔ وفا۔ یعنی
ایمان۔ اقتدار۔ دلجوئی۔ گفت۔
حضرت موسیٰ نے فرمایا ایمان لانے پر
چوتھی چیز جو تجھے ملے گی وہ یہ ہے کہ
بقیہ عمر میں بھی تو جوان رہے گا۔ غیر۔
ایک کالا رنگ ہے۔ ارغواں۔ گل
بابونہ۔

موسیٰ پچھوں قیر و رخ چوں ارغواں
بال تارکول کی طرح اور چہرہ گل بابونہ کی طرح رہے گا

رنگ و بود و پیش ما بس کاسد ستا ۱ لیک تو پستی سخن کردیم پست

رنگ و بود ہمارے سامنے بہت بے قیمت ہیں لیکن تو گھنیا ہے اس لئے ہم نے گھنیا بات کہی

افتخار از رنگ و بود از مکاں ۲ ہست شادی و فریب کود کاں

رنگ و بود اور مکان پر فخر کرنا بچوں کی خوشی اور ہوا کا ہے

بیان ایں خبر کہ کَلِّمُوا النَّاسَ عَلَى قَدْرِ عُقُولِهِمْ

اس حدیث کی تفصیل کہ لوگوں سے ان کی عقلوں کے انداز سے بات کیا کرو نہ کہ

لَا عَلَى قَدْرِ عُقُولِكُمْ حَتَّى لَا يَكْتَبُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اپنی عقلوں کے انداز سے تاکہ اللہ اور اس کا رسول جھٹلا نہ دیا جائے

چونکہ باکودک سرو کارم فتاد ۳ ہم زبان کود کاں باید گشاد

چونکہ میرا واسطہ بچے سے پڑ گیا مجھے بھی بچوں کی زبان کھٹنی چاہیے

کہ برو ۲ کتاب تا مرغت خرم ۴ یا مویز و جوز و فسق اورم

کہ مدرسہ جا تیرے لئے پرند خریدوں گا یا مفتی یا اخوت یا پست لا دوں گا

جو شباب تن نمیدانی بگیر ۵ ایں جوانی را بگیر اے خر شعیر

جسم کی جوانی کے علاوہ تو کچھ نہیں سمجھتا ہے لے لے اس جوانی کو اے گدھا جو لے لے

چچ آژنگے نیفتد بر رخت ۶ تازہ ملد ایں شباب فرخت

تیرے چہرے پر کوئی جھری نہ پڑے گی یہ تیری مہلک جوانی تازہ رہے گی

نے نرشد پیریت آید برو ۷ نے قد چوں سرو تو گردد دو تو

نہ اس پر تیرے بڑھاپے کی ذلت آئے گی نہ تیرا سرد جیسا قد ٹیڑھا ہو گا

نے بدندانہا خللہا یا الم ۸ نے دانتوں میں کوئی خرابی اور تکلیف آئے گی

کہ زناں را آید از ضعف ملال ۹ کہ عورتوں کو تیری کمزوری سے تکلیف ہو

لیک خوشتر لحظ دم بدم ۱۰ بلکہ لحظ بہ لحظ اور دم بدم بہتر ہو گا

کہ کشوں آں مودہ بر عکاشہ باب ۱۱ جس طرح حضرت عکاشہ پر خوشخبری نے دروازہ کھولا تھا

آچنناں بکشایدت فر شباب ۱۲ تجھ پر جوانی کی شان و شوکت اس طرح کشا ہوں گی

تجھ پر جوانی کی شان و شوکت اس طرح کشا ہوں گی

۱ کاسد۔ کھوٹا۔ کودکاں۔ یہ چیزیں بچوں کی خوشخبری کی ہیں۔ کَلِّمُوا یعنی حضور کا ارشاد ہے کہ لوگوں سے دین کی ایسی باتیں کہو جو ان کی سمجھ کے مطابق ہوں ورنہ وہ ان کی تکذیب کر دیں گے۔

۲ کہ برو۔ بچوں سے ایسی بچکانہ باتیں کی جاتی ہیں۔ فسق۔ پست۔ خرم۔ کچھ۔ آژنگ۔ جھری۔ نرشد۔ ذلت۔ خواری۔ الم۔ تکلیف۔

۳ طمٹ۔ جیس و جماع بعل۔ بیوی سے کھیل کو کرنا۔ خوشتر۔ یعنی دم بدم جوانی میں اضافہ ہوگا۔ عکاشہ۔ حضرت عکاشہؓ مشہور صحابی سے ایک روز حضورؐ نے فرمایا میر امت میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہوں گے حضرت عکاشہؓ نے عرض کیا حضورؐ دعا فرما دیجئے کہ میں بھی ان لوگوں میں سے ہوں تو حضورؐ نے ان کو بشارت دی اور فرمایا کہ تم بھی انہی لوگوں میں سے ہو۔

معنی حدیث من بشرنی بخروج صفر بشرته بدخول لجة ولسق عكشة

اس حدیث کا مطلب کہ جو مجھے صفر کے نکل جانے کی خوشخبری دے گا میں اس کو جنت کی خوشخبری دے دوں گا اور حضرت عکاشہ کی پہل

احمد آخر زماں را انتقال

نبی آخر ازمیں احمد کا انتقال

چوں خبر یابد لش زیں وقت نقل

جب آپ کا دل انتقال کے وقت سے باخبر ہو گیا

چوں صفر آمد شود شاد از صفر

جب ماہ صفر آیا آپ صفر سے خوش ہوئے

ہر شبے تاروز از شوق ہدے

راہ پابی کے شوق سے ہر شب کو دن نکلنے تک

گفت ہر کس کہ مرا مرده دہد

فرمایا جو شخص مجھے خوشخبری دے گا

کہ صفر بگذشت و شد ماہ ربیع

کہ صفر گذر یا اور ربیع کا مہینہ ہو گیا

چوں صفر برست زخت و ماہ نو

جب صفر نے سلمان باندھ لیا اور نیا چاند

گفت عکاشہ صفر بگذشت و رفت

حضرت عکاشہ نے عرض کیا صفر گزر گیا اور چلا گیا

دیگرے ۳ آمد کہ بگذشت آل صفر

دوسرے آئے کہ صفر گزر گیا

بس رجال از نقل عالم شادماں

بہت سے انسان دنیا سے انتقال کرنے پر خوش ہیں

چونکہ آب خوش ندید آں مرغ کور

چونکہ اس اندھے پرند نے عمہ پانی نہیں دیکھا ہے

پچنین موسیٰ کرامت می شمرد

حضرت موسیٰ اس طرح سے انعام شکر کر رہے تھے

در ربیع الاول آمد بے جدال

بلا اختلاف ربیع الاول میں ہوا ہے

عاشق آں وقت گردد او بعقل

آپ دل و جان سے اس وقت کے مشتاق ہو گئے

کز پس ایں ماہ می سازم سفر

کہ اس مہینہ کے بعد میں سفر کروں گا

او رفیق راہ اعلیٰ می زدے

آپ راہ اعلیٰ کے رفیق کا نعرہ لگاتے تھے

چوں صفر پای از جہاں بیرون نہد

جب صفر کا مہینہ دنیا سے باہر پاؤں نکلے گا

مژدہ ور باشم مر اورا و شفیع

میں اس کو خوشخبری دینے والا اور سفارش کرنے والا ہوں گا

گشت پیدا بر فلک باتاب وضو

روشنی اور نور کے ساتھ آسمان پر نمودار ہو گیا

گفت جنت مرثرا اے شیر زفت

(آنحضرت نے فرمایا) بہلہ شیر اترے لئے جنت ہے

گت عکاشہ بیرد از مرده بر

فرمایا عکاشہ خوشخبری کا پھل لے گئے

وز بقالیش شادماں ایں کو دکاں

اور اس میں باقی رہنے سے یہ بچے خوش ہیں

پیش او کثر نماید آب شور

اس کو کثر کھادی پانی نظر آتا ہے

ہم بد نیساں بے قدم رہ می سپرد

اسی طرح بغیر قدم کے راستہ طے کر رہے تھے

۱۔ احمد۔ اہل سنت کے نزدیک بالانفاق۔ حضور کی وفات ربیع الاول کے مہینہ میں ہوئی ہے۔ وقت نقل۔ انتقال کا وقت۔ ربیع۔ وفات کے قریب حضور یہ جملہ فرما رہے تھے۔ اَللّٰہُمَّ بِالرَّفِیقِ الْاَعْلٰی یعنی اب میں رفیق اعلیٰ کے پاس جانا چاہتا ہوں۔ ۲۔ گفت۔ حضور نے فرمایا جو صفر کے ختم ہونے اور ربیع الاول کی آمد کی خوشخبری دے گا میں قیامت میں اس کا سفارش بنوں گا۔ ماہ نو۔ یعنی ربیع الاول کا چاند نظر آیا۔ ۳۔ دیگرے۔ کسی دوسرے صحابی نے بھی صفر کے ختم ہونے کی خوش خبری دی۔ آپ نے فرمایا کہ عکاشہ بازی لے گئے۔ بس رجال۔ جن لوگوں کو آخرت کی نعمتوں کا مشاہدہ ہو جاتا ہے وہ دنیا سے منتقل ہونے پر خوش محسوس کرتے ہیں اور جو لوگ دنیا میں رہنے پر خوش ہوتے ہیں وہ طفل طبع ہیں۔ پچنین۔ ایمان لانے پر جو اس کو انعام ملیں گے حضرت موسیٰ وہ شکر کرتے رہے۔

کہ نہ گردد صاف اقبال تو درد ہم نگرود اطلس بخت تو برد
 کہ تیرا صاف اقبال تلخت نہ بنے گا تیرے نصیب کا اطلس برو نہ بنے گا
 ہرچہ خواہی یابی از بخت جواں شادماں مانی نگرودی ناتواں
 قوی نصیب سے تو جو چاہے گا پائے گا تو خوش رہے گا ' نگرود نہ بنے گا
 گفت احسنٰ نگو گفتی ولیک تا کنم من مشورت با یار نیک
 فرعون نے کہا بہت اچھا تو نے عمدہ بات کہی لیکن میں اچھے دوست سے مشورہ کر لوں

۱۔ کہ نہ گردد۔ حضرت موسیٰ نے فرعون سے فرمایا تو ایمان لائے گا تو تیرا اقبال بنا رہے گا۔ برو۔ دھڑکی دہر معمولی کپڑے کی چادر ہوتی تھی۔ گفت۔ فرعون نے ہنستیں سن کر کہا میں جب تک اپنی بیوی سے مشورہ نہ کر لوں اس وقت تک کوئی جواب نہیں دے سکتا۔

۲۔ گفت۔ حضرت آسیہ فرعون کی بیوی تھیں انہوں نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ کی نصیحتوں پر عمل کر لے متن۔ وہ عبادت جس کی تشریح کی جائے گرم کشت۔ یعنی عشق خدوندی میں گرم ہوگئی۔ بخ لک۔ خوشی کے موقع پر بولا جاتا ہے۔ کلک۔ گل گنجا اس میں کافی تغیر کا ہے۔

۳۔ عیب۔ کل گننے کا سہج اگر اس کو ٹوپی از ہا کر اس کا عیب چھپائے تو تعجب کی بات ہے مزید تعجب جب ہے کہ ٹوپی بھی چاند اور سورج کی ہو۔ ہمدراں۔ حضرت آسیہ نے فرعون سے کہا تجھے فوراً اسی مجلس میں ایمان لے آتا تھا۔ بیچ ایمان پر فرعون کی بخشش کا وعدہ ایسا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ شیطان کی دل جوئی کرے۔

مشورت کردن فرعون با آسیہ خاتون در ایمان آوردن
 حضرت موسیٰ پر ایمان لانے میں حضرت سلیمان خاتون سے فرعون کا مشورہ
 بموسیٰ علیہ السلام و فرمودن آسیہ اُورا با ایمان آوردن
 کرنا اور حضرت آسیہ کا اس کو ایمان لانے کو کہنا

باز گفت او ایں سخن با آسیہ
 پھر اس نے یہ باتیں (حضرت) آسیہ سے کہیں
 بس عندہا تہاست متن ایں مقال
 اس گفتگو کا متن بہت سی عنایتیں ہیں
 وقت کشت آمد ز ہے بر سود کشت
 کھیتی کا وقت آگیا وہ کس قدر نفع بھری کھیتی
 بر جہید از جا و گفتا بخ لک
 جگہ سے کودیں اور کہا تجھے مبارک
 عیب ۳ کل را خود پویشاند گلاہ
 عیب خود گننے کو ٹوپی پہناتا ہے
 ہمدراں مجلس کہ بشنیدی تو ایں
 اسی مجلس میں جس میں تو نے یہ سنا تھا
 ایں سخن در گوش خورشید ارشدے
 یہ بات اگر سورج کے کان میں پڑتی
 بیچ میدانی چہ وعدہ است اوچہ داد
 تو کچھ جانتا ہے کہ کیسا وعدہ اور کس قدر سخاوت ہے
 گفت اجل آفتاں بریں اسل سیہ
 انہوں نے فرمایا سیاہ دل! ان پر جان چھڑک دے
 زود دریاب اے شہ نیکو خصال
 اے نیک خصلت شہ! جلد حاصل کر لے
 ایں بگفت و گریہ کرد و گرم گشت
 یہ کہا اور رونے لگیں اور گرم ہو گئیں
 آفتابے تاج کشت اے کلک
 اے کنجا! سورج تیرا تاج بن گیا ہے
 خاصہ چوں باشد گلہ خورشید و ماہ
 خصوصاً جبکہ سورج اور چاند ٹوپی ہو
 چوں تلفتی آرے و صد آفریں
 تو نے ہاں اور صد آفریں کیوں نہ کہا؟
 سرنگوں بر بوی آں زیر آمدے
 اس کی تمنا میں لوندھا نیچے آ جاتا
 می گند ابلیس را حق انتقاد
 اللہ تعالیٰ شیطان کی دلجوئی کر رہا ہے

چوں لہدیں لطف آل کریمت باز خواند
جب اس کریم نے اس مہربانی سے تجھے بلایا ہے
زہرہ ات ندرید تازاں زہرہ ات
تیرا پتہ نہ پٹھا تاکہ تیرے اس پتے سے
زہرہ کز بہر حق او بر در
وہ پتہ جو خدا کے لئے پھٹ جائے
غافل ہم حکمت ست و اس غمی
غفلت اور یہ اندھا پن بھی حکمت ہے
غافل ہم حکمت ست و نعمت ست
غفلت بھی حکمت اور نعمت ہے
لیک نے چنداں کہ ناسورے شود
لیکن نہ اس قدر کہ ناسور بن جائے
خود کہ یابد اس چنیں بازار را
ایسے بازار کو خود کون حاصل کر سکتا ہے؟
دانہ را صد در خنانت عوض
ایک دانہ کا سو باغ تیرے لئے بدلہ ہوں
کان للہ وادن آل حَبہ است
اس رتی کا دینا 'اللہ کا ہو جانا ہے
زانکہ اس ہوی ضعیف بیقرار
کیونکہ یہ کمزور ہے قرار شخصیت
ہوی فانی چونکہ خود با او سپرد
جب فانی شخصیت نے اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دیا
ہمچو قطرہ خائف از بادوز خاک
اس قطرے کی طرح جو ہوا اور مٹی سے خائف ہے
چوں باصل خود کہ دریا بود حست
جب وہ اپنی اصل میں جو کہ دریا تھی کو گیا

اے عجب چوں زہرہ ات بر جائے ماند
عجب ہے تیرا پتہ کس طرح جگہ پر رہا؟
بودے اندر ہر دو عالم بہرہ ات
دونوں جہان میں تیرا حصہ ہوتا
چوں شہیداں از دو عالم بر خور
وہ شہیدوں کی طرح دونوں جہان سے فائدہ اٹھاتا ہے
تا بماند لیک تا اس حد چرا
تاکہ اس کا وجود رہے لیکن اس حد تک کیوں ہے؟
تا نپرد زود سرمایہ ز دست
تاکہ ہاتھ سے سرمایہ جلد نہ نکل جائے
زہر جان و عقل رنجورے شود
ایک بیدار کی جان اور عقل کا زہر بن جائے
کہ بیک گل می خری گلزار را
کہ تو ایک پھول کے بدلے میں چمن کو خرید لے
حَبہ را آیدت صد کاں عوض
ایک رتی کا تیرے لئے سو کانیں بدلہ ہوں
تاکہ کان اللہ لہ آید بدست
تاکہ 'اللہ اس کا ہو گیا' ہاتھ آ جائے
ہست شد زال ہوی لب یا نادر
اللہ کی پائیدار شخصیت سے وجود میں آئی ہو
گشت باقی دائم و ہرگز نمرود
وہ ہمیشہ کے لئے باقی ہو گئی اور ہرگز نہ مرے گی
کہ فنا گردد بدیں ہر دو ہلاک
کہ ان دونوں سے فنا اور ہلاک ہو جائے گا
از تَف خورشید و باد و خاک رست
تو اس نے سورج کی گرمی اور ہوا اور خاک سے نجات پالی

۱۔ چوں۔ اپنے جیسے معصیت کار
پر اللہ کی رحمت دیکھ کر تیرا پتہ کیوں نہ
پٹھا اگر پھٹ جاتا تو دونوں جہان کی
کامیابی تھی۔ زہرہ۔ جو پتہ اللہ کے
لئے پھٹ جائے اس کو شہیدوں کی
طرح خدا کی جانب سے غذا ملتی
ہے۔ غافل۔ نظام عالم کی بقا کے لئے
خدا سے غفلت اور اندھے پن کی بھی
ضرورت ہے لیکن تیری غفلت حد
سے بڑھی ہوئی ہے۔

۲۔ غافل۔ اگر انسان ہمہ وقت
استغراق میں رہے اور اس کے حواس
معطل رہیں تو اس کے علم کا سرمایہ
گٹ جائے۔ لیک۔ لیکن ایسی
غفلت جو ناسور کے وجہ کی ہو بری
چیز ہے۔ خود کہ یابد۔ حضرت موسیٰ کی
دعوت کو قبول کرنا تو ایسا ہے جیسا کہ
ایک پھول کے عوض چمن خرید لیا
جائے۔ درختوں۔ باغ۔

۳۔ کان اللہ۔ حدیث میں ہے
مَنْ كَانَ لِلَّهِ كَانَ اللَّهُ لَهُ 'جو شخص اللہ
کا ہوا اللہ اس کا ہو گیا۔ ہوی۔ ذات
شخصیت۔ گشت باقی۔ حدیث قدسی
سَمِعْتُ أَخِيْنَ قُلْتُمْ وَمَنْ قُلْتُمْ فَقَا
دِيَّةً جو مجھ سے محبت کرتا ہے اس کو قتل
کر دیتا ہوں اور میں جس کو قتل کرتا
ہوں اس کا بدلہ میں خود ہوں۔ ہمچو۔
پانی کی بوند کو سورج کی گرمی ہوا خاک
تھم کر دیتی ہے۔

ظاہر ش! گم گشت در دریا و لیک

اس کا ظاہر دیا میں گم ہو گیا لیکن

ہیں بدہ اے قطرہ خود را بے ند

اے قطرے! خود کو بغیر شرمندگی کے دیدے

ہیں بدہ اے قطرہ خود را ایں شرف

ہاں اے قطرے! اپنے آپ کو یہ شرف بخش

خود کرا آید چنین دولت بدست

یہ دولت خود کس کو ہاتھ آتی ہے؟

چوں ۲ تقاضای گند دریا ترا

جب دیا تجھ پر تقاضا کر رہا ہے

اللہ اللہ زود بفروش و بحر

خدا کے لئے جلد بیچ اور خرید

اللہ اللہ ہیج تاخیرے مکن

خدا کے لئے بالکل تاخیر نہ کر

اللہ اللہ زود بشتاب و بخو

خدا کے لئے جلد دوڑ اور تلاش کر

اللہ اللہ گئی ۳ شو بیدست و پا

خاک کے لئے بغیر ہاتھ پاؤں کی گیند بن جا

اللہ اللہ تو گمان بد مبر

خدا کے لئے تو بدگمانی نہ کر

اللہ اللہ زود دریاب اے فنا

خدا کے لئے اے نوجوان جلد حاصل کر لے

اللہ اللہ ترک گن ہستی خود

خدا کے لئے اپنی ہستی کو چھوڑ دے

اللہ اللہ زود تر تعجیل گن

خدا کے لئے بہت جلد عجلت کر

ذات او معصوم و پا برجا نیک

اس کی ذات محفوظ اور قائم اور خوب ہے

تابیابی در بہلی قطرہ یم

تاکہ تو قطرے کے عوض سمند حاصل کر لے

در کف دریا شوا یمن از تلف

دیا کے ہاتھ میں پہنچ کر ہلاکت سے محفوظ ہو جا

قطرہ را بحرے تقاضا گر شد دست

کہ قطرے کے لئے سمند تقاضا کرنے والا ہوا ہے

پس چه استادی و در ماندی ہلا

تو پھر خبردار! تو کیوں کھڑا ہے اور عاجز ہے؟

قطرہ وہ بحر پر گوہر بر

قطرہ دیدہ جواہر بھرا سمند ہے جا

کہ ز بحر لطف آمد ایں سخن

کیونکہ مہربانی کے سمند سے یہ پیغام آیا ہے

چونکہ بحر رحمت ست ایں نیست جو

کیونکہ یہ رحمت کا سمند ہے نہر نہیں ہے

تا شود چوگان موسیٰ پا ترا

تاکہ موسیٰ کا بلا تیرا پاؤں بن جائے

بر چنین انعام عام ابے بیخبر

اے بے خبر! ایسے عام انعام پر

تاگردی در غلط بنی فنا

تاکہ تو غلط بنی سے فنا نہ ہو جائے

چونکہ خواند سنت بروئے معتمد

جب اس نے بلایا ہے اے معتمد! چلا جا

بر فروز از ایں اشارت بے سخن

اس بغیر کلام کے اشارے سے منور ہو جا

۱ ظاہر ش۔ جو قطرہ دیا میں مل گیا
بظاہر وہ فنا ہوا ہے حقیقتاً وہ زیادہ محفوظ
ہو گیا ہے۔ ہیں بعد اپنی ذات کو فنا کر
کے ذات باری حاصل کرنا ایسا ہی ہے
جیسا کہ قطرے کے عوض میں سمند
حاصل کرنا۔ ایں شرف۔ قطرے کا
دیا میں مل جانا قطرے کی عزت
ہے خود کرد۔ یہ سعادت اپنی طاقت
سے حاصل نہیں ہوتی ہے۔

۲ چوں۔ جب دیائے وحدت
خود دعوت دے ہاں جواب توقف کیا
ہے اللہ۔ جلد قطرہ دے کر پر جواہر
دیا خرید لے۔

۳ گوی شو۔ جس طرح موسیٰ
کہیں وہ کرنا چاہیے اور اپنے آپ کو
موسیٰ کے بلکی گیند بنانا چاہیے۔
ترک گن۔ اپنی ہستی کو ترک کر کے
قرب حاصل کرنا چاہیے۔ اشارت۔
موسیٰ کی دعوت قدرتی اشارہ ہے اس
سے منور ہو جانا چاہیے۔

اللہ! اللہ تاگوں کو باختی

خدا سے ڈر، اب تک تو نے میری بازی چلی

اللہ اللہ چوں عنایت در رسید

سبحان اللہ، جب اللہ کی مہربانی ہو گئی

اللہ اللہ چونکہ عصیانِ تو

خدا کے لئے جب تک تیرے گناہ

اللہ اللہ چوں زفصلت راہ داد

خدا کے لئے جبکہ اس نے فضل کر کے تجھے ماست دیا ہے

اللہ اللہ باچہیں کفر ۲ دو تو

تجرب ہے، ایسے دہرے کفر کے ہوتے ہوئے

لطف اندر لطف او گم می شود

مہربانی اس کی مہربانی میں گم ہو رہی ہے

ہیں کہ یک بازے فتادت و العجب

آگاہ! ایک عجیب باز تیرے ہاتھ آ گیا ہے

در پذیر ایں چار خلعت زود زود

ان چاروں خلعتوں کو جلد از جلد قبول کر لے

گفت ۳ باہا ماں بگویم اے سیر

اس نے کہا، پرہشیں! میں ہلان سے گفتگو کروں گا

گفت باہا ماں مگو ایں راز را

اس نے کہا ہلان سے یہ راز نہ کہنا

گردن اندر معصیت افراختی

تو نے گردن کو گناہ میں اٹھا

بے توقف دروے آمیزاے عید

اے سرکش! بغیر تاخیر کے اس سے وابستہ ہو جا

در نمی نالد برویت شکر گو

تیری رسولی کا باعث نہیں بنے ہیں، شکر ادا کر

سر بخاک پلی او باید نہاد

اس کی خاک پا پر سر رکھ دینا چاہیے

چوں قبولت می کند اکرام او

اس کا کرم تجھے کیوں قبول کر رہا ہے؟

کاسفلے بر چرخ ہفتم می شود

کہ ایک فرد مایہ ساتویں آسمان پر جا رہا ہے

ہیچ طالب ایں نیابد در طلب

اس کو کوئی طلب کرنے والا طلب سے نہیں پاسکتا

تابہ بنی در عوض صد عز و سود

تاکہ تو بدلہ میں سینکڑوں عزتیں اور فائدے دیکھے

شاہ را لازم بود رلی وزیر

کیونکہ بادشاہ کے لئے وزیر کی رائے ضروری ہے

کوز کم پیرے چہ داند باز را

کبڑی بڑھیا " باز کو کیا جانے؟

قصہ باز بادشاہ و کم پیرزن کہ درخانہ او بود

بادشاہ کے باز اور اس بڑھیا کا قصہ جس کے گھر میں وہ باز تھا

او بیرد نا خنش بہر بھی

وہ بھلائی کے لئے اس کے ناخن تراش دے گی

کوز کم پیرے بیرد کور وار

کبڑی بڑھیا، اندھے پن سے کاٹ دے

باز اسپیدے کم پیرے وہی

ایک سفید باز تو ایک بڑھیا کو دے رہا ہے

ناخن کہ اصل کارست و شکار

وہ ناخن جو اصل کام اور ذریعہ شکار ہیں

۱۔ اللہ اللہ۔ حضرت آسیہ نے فرمایا تو اب تک میری چال چلتا رہا ہے اور گناہوں میں سر بلندی حاصل کرتا رہا ہے۔ عنایت۔ خدائی توجہ۔ عید۔ سرکش۔ شکر گو اس پر اللہ کا شکر ادا کر کہ اب تک کے گناہ تیری رسولی کا باعث نہیں ہوئے ہیں۔

۲۔ کفر دو تو۔ خود فرعون کا کفر اور اس کی قوم کا کفر۔ اسفلے۔ نیچے درجہ کے انسان کو بلندی حاصل ہو رہی ہے۔ بازے۔ یعنی توفیقِ خداوندی۔ نیابد۔ یہ سعادت قوتِ بازو سے حاصل نہیں ہو سکتی ہے۔ چار خلعت۔ وہ چار باتیں جو ایمان لانے پر تجھے حاصل ہو جائے گی۔

۳۔ گفت۔ حضرت آسیہ کی باتیں سن کر فرعون نے کہا میں اس معاملہ میں ہلمان وزیر سے مشورہ کروں گا۔ کوز کم پیرے۔ کبڑی بڑھیا اور باز کا قصہ آگے نقل فرماتے ہیں۔ اسپیدے۔ سفید باز بہت قیمتی ہوتا ہے۔ ناخن۔ باز کے تمام ہنروں کا مدار اس کے پنجوں پر ہے۔ کور وار۔ اندھا پن۔

کہا کجا بود دست مادر تا ترا
کہ تیری میں کہیں تھی کہ تیرے
ناخن و منقار و پرش را برید
ناخن اور اس کی چونچ اور اس کے پر کاٹ ڈالے
چونکہ شتمناش دہد او کم خورد
جب وہ اس کو دنیا دیتی ہے وہ نہ کھاتا
کہ چنیں شتمناج پختہ بہر تو
کہ میں نے تیرے لئے ایسا دلایا پکایا
تو سزائی مر ہماں ادبار را
تو اسی بدبختی کے لائق ہے
آب شتمناش دہد کایں را بگیر
اس کو دلیے کا پانی دیتی ہے کہ یہ لے لے
آب شتمناش نگیر و طبع باز
باز کی طبیعت اس دلیے کے پانی کو قبول نہیں کرتی ہے
از غضب آں آتش سوزاں بر سرش
غصہ سے وہ جلتا ہوا دلیہ اس کے سر پر
اشک ازاں شمش فرو ریز دز سوز
سوز سے اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑتے ہیں
زاں ۳ دو چشم نازنین باذلالت
ان نازنین پانچ آنکھوں سے
چشم ماز اغش شدہ پر زخم زانغ
اس کی جگہ نہ ہونی والی آنکھ کھولے کے زخم سے پر ہو گئی
چشم دریا بسطے کز بسط او
سمندر کی وسعت والی آنکھ جس کی کشادگی سے
گر ہزاراں چرخ در چشمش رود
اگر ہزاروں آسمان اس کی آنکھ میں آئیں

ناخاں زینساں درازست اے کیا
ناخن اتنے لمبے ہیں اے بھلے مانس!
وقت مہر ایں می کند زال پلید
پاپاک بڑھیا محبت کے وقت ایسا ہی کرتی ہے
خشم گیر و مہر ہارا بر درد
غصہ میں بھر جاتی ہے محبتوں کو چاک کر دیتی ہے
تو تکبر می نمائی و عتو
تو تکبر اور سرکشی کرتا ہے
نعمت و اقبال کے ساز و ترا
نعت اور خوش نصیبی تجھے کب موافق آسکتی ہے؟
گر نمی خواہی کہ نوشی زان فطیر
اگر بے خیر کی روٹی کھانا نہیں چاہتا ہے
زاں ۴ بر رنجہ شود شمش دراز
اس سے دلونہ یادور رنجیدہ ہوتی ہے اور اس کا غصہ بڑھ جاتا ہے
زان فرو ریز و شود گل مغفرش
عورت ڈال دیتی ہے اس کی کھوپڑی گئی ہو جاتی ہے
یاد آرد لطف شاہ دل فروز
دل کو منور کرنے والے بادشاہ کی مہربانی اس کو یاد آتی ہے
کہ ز چہرہ شاہ دارد صد کمال
جوشلہ کے چہرے کی وجہ سے سینکڑوں کلمات کہتی تھیں
چشم نیک از چشم بد با درد و داغ
اچھی آنکھ بد نظر سے درد اور داغ والی ہو گئی
ہر دو عالم می نماید تار مو
دونوں جہاں ایک بال نظر آتے تھے
ہمچو چشمہ پیش قلزم گم شود
چشمہ کی طرح سمندر میں گم ہو جائیں

۱۔ کہ کجا۔ بڑھی عورت نے یہ بھی
کہا کہ باز کی میں کہیں چلی گئی تھی کہ
اس کے ناخن اس قدر بڑھ گئے ہیں۔
چنانچہ اس بڑھی نے اس باز کے پر اور
چونچ اور بچے کاٹ ڈالے۔ شتمناج۔
یہ ایک ترکی کھان ہے جو دلیے اور
شعبے کی طرح کا ہوتا ہے۔ خشم
گیر۔ باز شتمناج کو نہیں چیتا تو
بڑھی اور غضبناک ہوتی ہے اور اس کی
محبت کے پردے چاک ہو جاتے
ہیں۔ متو۔ سرکشی۔ ادبار۔ نخوست۔
۲۔ آب شتمناش۔ اس کو شتمناج
دیتی ہے اور کہتی ہے کہ اگر بے خیر کی
روٹی پسند نہیں ہے تو یہ کھالے فطیر۔
وہ روٹی جس میں خیر نہ ہو گل۔ رنجہ۔
مغفر۔ سر پر اڑھنے کی لوہے کے خود
یہاں مراد اس سے یاد۔ اب اس باز کو
بادشاہ کی محبت یاد آتی ہے۔
۳۔ زان دو چشم۔ یعنی باز کی وہ
آنکھیں جو نازنین تھیں جن سے وہ
شہاد کا دیدار کرتا تھا۔ مازاغ۔ وہ تیرھی
نہیں سے معراج کے واقعہ میں قرآن
نے کہا ہے کہ آنحضرت کی نگاہیں سج
پڑیں اور ان کو دیدار رب حاصل ہوا۔
بسط۔ کشادگی۔ قلزم۔ سمندر۔

چشم ! بگذشتہ ازیں محسوسہا
وہ آنکھ جو ان محسوسات سے آگے بڑھی ہوئی ہے
خود نمی یابم یکے گوشے کہ من
میں خود ایسا کان نہیں پاتا ہوں
می چکید آں آب محمود جلیل
اس سے وہ قابل تعریف عظیم آنسو نکلتے
تا بمالد در برو منقار خویش
تاکہ اپنی چونخ لور پروں پر ملیں
باز ۲ گوید خشم کم پیرار فروخت
باز کہتا اگرچہ بوڑھی کا غصہ بھڑک اٹھا ہے
باز جانم باز صد صورت تند
میری جان کا باز پھر سینکڑوں صورتیں حاصل کر لے گا
صلح ار یکدم کہ آد با شکوہ
حضرت صالح اگر ایک پر شوکت پھونک مادیں
دل ہی گوید خموش و ہوشدار
دل کہتا ہے کہ چپ لور ہوش میں آ
غیرتش ۳ راہست صد حلم نہاں
اس کی غیرت میں سینکڑوں حلم پوشیدہ ہیں
نخوت شاہی گرفتار جلی پند
شاہی تکبر نے اس کی نصیحت کے مقام پر قبضہ کر لیا
کہ کنم با رائے ہلماں مشورت
کہ میں ہلماں کی رائے سے مشورہ کروں گا
مصطفیٰ راری زن صدیق رب
حضرت مصطفیٰ کے مشیر اللہ کے صدیق ہیں
عرق جنسیت چنانش جذب کرد
ہم جنس ہونے کی رگ نے اس کو ایسا کھینچا

یافتہ از غیب بنی بوسہا
غیب بنی سے لذتیں محسوس کئے ہوئے ہیں
نکتہ گویم ازاں چشم حسن
کہ اس حسین آنکھ کا ایک نکتہ کہہ سکوں
می ربودے قطرہ اش را جبرئیل
کہ جبرئیل اس کے قطرے کو لے اڑتے
گردہد دستوریش آں خوب کیش
اگر وہ پاک خصلت ان کو اجازت دے
فر و نور و صبر و حلم را نسوخت
میری شان و شوکت تو لور صبر و حلم کو نہیں جلا سکا
زخم بر ناقہ نہ بر صلح زند
وہ ٹوٹنی پر نہ حضرت صلح پر زخم لگاتی ہے
صد چنناں ناقہ بزاید متن کوہ
پہاڑ کی چنناں ایسی سینکڑوں اونٹنیاں جن دے
ورنہ درانید غیرت پود و تار
ورنہ غیرت خداوندی تانا بانا ادھیڑ دے گی
ورنہ سوزیدے بیگ دم صد جہاں
ورنہ ایک دم سے سینکڑوں جہاں پھونک دے
تادل خود را زہند او کرد بند
حتی کہ اس نے نصیحت کی جانب سے دل کو روک دیا
گوست پشت ملکہ قطب مقدرت
کیوں کے وہ سلطان کی پشت لور اقتدار کا مدار ہے
رہی زن بو جہل رشاد بولہب
بو جہل کا مشیر ابولہب ہوا
کان نصیحتا بہ پیشش گشت سرد
کہ وہ نصیحتیں اس کے لئے ٹھنڈی پڑ گئیں

۱ چشم۔ باز سے مراد اللہ کا وہ ولی ہے جو مخالف جاہلوں میں پھنس جاتا ہے ایسے ولی کی آنکھیں محسوسات سے گزر کر مغیبات سے لطف اندوز ہوتی ہیں۔ می چکید۔ وہ آنسو اس قدر قیمتی ہوتا ہے کہ اس کو حضرت جبرئیل اٹھا لیتے ہیں اور تیر کا اپنے جسم پر ملتے ہیں۔

۲ باز گوید۔ وہ ولی جو دشمن کے ہاتھوں تکلیف اٹھا رہا ہے کہتا ہے کہ مخالفوں کے غصہ سے میرے استقلال میں کوئی فرق نہیں آ سکتا ہے۔ باز جانم۔ اگر مادی جسم ہلاک بھی ہو جائے تو کیا پروا ہے اس کی مثال تو حضرت صالح کی ٹوٹنی کی سی ہے خصوصیت حضرت صالح میں بھی نہ کہ ٹوٹنی میں۔

۳ غیرتش۔ غیرت خداوندی بڑی بردبار ہے ورنہ اس طرح کے ٹیپی راز افشا کرنے سے وہ اس قدر غضبناک ہو جاتی کہ عالم کو تباہ کر دیتی۔ نخوت۔ یعنی فرعون کا شاہی تکبر نصیحت قبول کرنے سے مانع بنا۔ کہ کنم۔ تکبر کی وجہ سے اس نے کہا میں اپنے وزیر ہلماں سے مشورہ کروں گا۔ مصطفیٰ۔ ہم جنس اپنی جنس سے مشورہ کرتا ہے آنحضرت کے مشیر حضرت ابوبکر تھے لور ابو جہل کا مشیر ابولہب تھا۔ نصیحتا۔ یعنی حضرت آسی کی نصیحتیں۔

جنس! سوی جنس صد پرہ پرو بر خیالش پردہ ہارا بر درد
جنس جنس کی جانب سینکڑوں پروں سے اڑتی ہے اس کے خیال پر سے پردے ہٹا دیتی ہے

قصہ آن زن کہ طفل او بر سر ناوداں غویدہ بود و خطر افتادن داشت
اس عورت کا قصہ جس کا بچہ پٹالے سے چڑھ گیا تھا اور گرنے کا خطرہ رکھتا تھا
واز امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سوال کردن و چارہ جستن مادر او
اور اس کی ماں کا حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے سوال کرنا اور تدبیر چاہنا

یک زن آمد بہ پیش مرضی
ایک عورت حضرت مرضی کے پاس آئی
گرش میخوانم نمی آید بدست
اگر میں اس کو بلاتی ہوں ہاتھ نہیں آتا ہے
نیست ۲ عاقل تاکہ دریا بدچوما
وہ سمجھ دار نہیں ہے کہ ہماری طرح سمجھ جائے
ہم اشارت را نمی داند بدست
وہ ہاتھ کے اشارے کو بھی نہیں سمجھتا ہے
بس نمودم شیر و پستاں را بدو
میں نے اس کو دودھ اور چھلتی بہت دکھائی
از برائے حق شناسید اے مہاں
اے بزرگ! خدا کے لئے آپ ہیں
زود درماں گن کہ می لرزد لم
جلد تدبیر کیجئے کیونکہ میرا دل لرز رہا ہے
گفت ۳ طفلے را برآورد ہم زبام
فرمایا ایک بچہ کو کوٹھے پر لے جا
سوی جنس آید سبک زان ناوداں
وہ فوراً پٹالے سے اپنے ہم جنس کی طرف آجائے گا
زن پختاں کردد چو دید آن طفل او
عورت نے ایسا ہی کیا اور جب اس بچے نے اس کو دیکھا

گفت شد برنا و داں طفلے مرا
بولی میرا بچہ پٹالے پر چڑھ گیا ہے
ور ہلم ترسم کہ افتد او بہ پست
اگر چھوڑتی ہوں ڈرتی ہوں کہ نیچے نہ گر پڑے
گر بگویم کز خطر سوی من آ
اگر میں کہوں کہ خطرے سے میرے پاس آ جا
ور بدانند نشود ۶ نہم بدست
اگر جانتا بھی ہے، نہیں سنتا ہے یہ بھی برا ہے
او ہی گرداند از من چشم و رو
وہ مجھ سے آنکھ اور منہ پھیر لیتا ہے
دستگیر ایں جہان و آل جہاں
اس جہان اور اس جہان کے دستگیر
کہ بدر و از میوہ دل بسگم
کہ تکلیف کے ساتھ میل کے میوے سے جلد و جلاں
تابہ بیند جنس خود را آل غلام
تاکہ وہ بچہ اپنے ہم جنس کو دیکھے
جنس بر جنس ست عاشق جاوداں
ہم جنس ہمیشہ ہم جنس پر عاشق ہوتا ہے
جنس خود خوش بدو آورد رو
اس نے خوشی خوشی اپنے ہم جنس کی طرف رخ کر دیا

۱۔ جنس۔ ہر چیز اپنی ہم جنس کی طرف تیزی سے جلی ہے۔ قصہ۔ حضرت علیؑ نے مشورہ دیا کہ ایک بچہ چھت پر چھوڑ دیا جائے وہ بچہ پٹالے سے اس کے پاس آ جائے گا۔ مرضی۔ حضرت علیؑ کا لقب ہے۔ ناوداں۔ پٹالہ۔ پست۔ یعنی پٹالہ سے زمین پر۔

۲۔ نیست۔ اس میں اتنی عقل نہیں کہ اس خطرے کو محسوس کر سکے۔ بدست۔ پہلے مصرع کے آخر میں 'بمعنی دوست ہے دوسرے مصرع کے آخر میں 'بمعنی برائے ہے کہ بدو۔ یعنی میرا بچہ ہلاک ہو جائے۔

۳۔ گفت۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ ایک بچہ چھت پر بٹھا دے وہ بچہ پٹالے سے اس کے پاس آ جاوے گا۔ زن۔ عورت نے اس وقت علیؑ کے مشورہ پر عمل کیا وہ بچہ اس کے پاس آ گیا۔

سوی! بام آمد ز متن ناو داں
پنالہ پر سے کوٹھے پر آگیا
عہ عہوان آمد بسوی طفل طفل
کھٹکا کھٹکا بچہ بچہ کی طرف آگیا
زاں بود جنس بشر پیغمبراں
ای لئے پیغمبر انسان کی جنس کے ہوتے ہیں
پس بشر فرمود خود را مسلک
پس انہوں نے اپنے آپ کو تم جیسا انسان کہا
زانکہ جنسیت عجائب جاذبے ست
کیونکہ جنسیت عجیب جاذب ہے
عیسیٰ! و ادیس بر گردوں شدند
حضرت عیسیٰ اور ادیس آسمان پر چلے گئے
بازاں ہدوت و ماروت از بلند
پھر وہ ہدوت اور ماروت بلندی سے
کافراں ہم جنس شیطان آمدہ
کافر شیطان کے ہم جنس ہیں
صد ہزاراں خوی بد سے آموختہ
انہوں نے لاکھوں بری عادتیں سیکھ لیں
کتریں سہوشاں بد سے اس حسد
حسد ان کی کم از کم عادت ہے
زاں سگاں آموختہ جھد و حسد
انہوں نے ان کتوں سے گینہ اور حسد سیکھا
ہر کرادید او کمال از چپ و راست
وہ دائیں بائیں سے کسی کو صاحب کمال دیکھتا ہے
زانکہ ہر بد بخت خرمن سوختہ
کیونکہ جس بد بخت کا کھلین جل گیا ہو

جاذب ہر جنس را ہم جنس داں
ہر جنس کو ہم جنس کا کھینچنے والا سمجھ
وارہید از او فداون سوی سفیل
نیچے گرنے سے نجات پا گیا
تا جنسیت رہند از ناو داں
تاکہ جنسیت کی وجہ سے پنالہ سے نجات پا جائیں
تا جنس آیند و کم گردند گم
تاکہ ہم جنس کی طرف آجائیں اور گم نہ ہوں
جاذبش جنس ست ہر جاطا لبے ست
جس جگہ کوئی طلبگار ہے جنس اس کی جاذب ہے
با ملائک چونکہ ہم جنس آمدند
چونکہ وہ فرشتوں کے ہم جنس تھے
جنس تن بودند از اں زیر آمدند
چونکہ جسم کے ہم جنس تھے نیچے آ گئے
جان شاں شاگرد شیطاناں شدہ
ان کی جان شیطانوں کی شاگرد بن گئی
دید ہائے عقل و دل بر دوختہ
عقل اور دل کی آنکھیں بند کر لیں
آں حسد کہ گردن ابلیس زد
وہ حسد جس نے شیطان کی گردن مار دی
کہ نخواہد خلق را ملک بد
جو مخلوق کے لئے ابدی سلطنت نہیں چاہتے
از حسد تو بخش آمد درد خاست
تو حسد کی وجہ سے اس کو قوت بخش کا درد ہوتا ہے
می نخواہد شمع کس افروختہ
وہ نہیں چاہتا ہے کہ کسی کی شمع روشن ہو

۱۔ سوی بام۔ وہ بچہ پرنالہ سے
چھت پر آگیا۔ جاذب۔ کھینچنے والا
سفل۔ یعنی زمین زان۔ چونکہ ہر چیز
اپنی جنس کی طرف مائل ہوتی ہے اسی
لئے انسان پیغمبر بنائے گئے ہیں۔
مشکلم۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ میں
بھی تمہاری طرح انسان ہوں۔
طالب۔ جو طلب گار ہوتا ہے اس کو
اس کی جنس اپنی طرف کھینچتی ہے۔
۲۔ عیسیٰ۔ حضرت عیسیٰ اور
حضرت ادیس آسمان پر بلا لئے
گئے۔ چونکہ وہ ملائک کے ہم جنس
تھے۔ ہدوت اور ماروت
فرشتے تھے لیکن انسانوں کے ہم جنس
تھے۔ آسمان سے زمین پر بھیج دیئے
گئے۔ کافراں۔ کافر شیطان کے ہم
جنس ہیں اسی لئے ان سے ان کی
عادتیں سیکھ لیتے ہیں۔

۳۔ کتری۔ حسد شیطان کی
خصلت ہے جو کافروں نے اس سے
سیکھ لی ہے۔ ملک ابد۔ یعنی آخرت
کی زندگی۔ ہر کرا۔ شیطان چونکہ اپنا
سب کچھ تباہ کر چکا ہے اس لئے وہ
کسی کی نیکی کو برداشت نہیں کرتا ہے
اور کسی کی نیکی کی شمع کو روشن نہیں دیکھ
سکتا۔

ہیں! کمالے دست آور تا تو ہم
خبردار کمال حاصل کر تاکہ تو بھی

از خدا می خواہ دفعِ ایں حسد
اس حسد کا دفعہ خدا سے چاہ

مر ترا مشغولیئے بخشد دروں
تجھے اپنے باطن کی مصروفیت عطا کر دے

جرعہ مے را خدا آں می دہد
خدا اس گھونٹ بھر شراب کو وہ عطا کر دیتا ہے

خاصیت ۲: بنہادہ در کفِ حشیش
ایک مٹھی بھنگ میں اس نے خاصیت رکھی ہے

خواب را یزداں بد انساں می کند
نیند کو خدا ایسا کر دیتا ہے

کرد مجنوں رازِ عشقِ پُوستے
مجنوں کو کھال کے عشق سے ایسا کر دیا

صد ہزاراں ایں چہیں می دارد او
وہ اس طرح کی لاکھوں بخود بایا رکھتا ہے

ہست میہلی شقاوتِ نفس را
بدبختی کی شرابیں نفس کے لئے ہیں

ہست ۳: میہلی سعادتِ عقل را
نیک بدبختی کی شرابیں عقل کے لئے ہیں

خیمہ گردوں ز سر مستی خویش
وہ اپنی سرمستی سے آسمان کے خیمہ کو

ہیں بہرِ مستی دلا غرہ مشو
خبردار! اے دل ہر مستی سے ڈھکا نہ کھا

ایں چہیں مے را بخور زیں خنبہا
ان مشکوں سیاسی شراب پی

از کمال دیگران نفی بغم
دوسروں کے کمال سے غم میں مبتلا نہ ہو

تا خدایت وا رہا ندزیں حسد
تاکہ خدا تجھے اس حسد سے نجات دیدے

کہ نہ پر دازی ز اں سوی بروں
تاکہ تو اس جانب سے باہر مشغول نہ ہو

کہ بد و مست از دو عالم می رہد
کہ اس کا مست و دُفوں عالم سے نجات پا جاتا ہے

گو زمانے می رہاند از خودیش
کہ وہ اس کتھوڑی دیر کے لئے خودی سے چھنا دیتی ہے

کز دو عالم فکر را برمی کند
کہ دُفوں جہان کے فکر سے برطرف کر دیتا ہے

گونہ بشناسد عدو از دوستے
کہ وہ دوست اور دشمن میں امتیاز نہیں کر سکتا

کہ بر ادراکات تو بگما رد او
جو وہ تیرے محسوسات پر مسلط کر دیتا ہے

کہ زرہ بیروں برداں خس را
جو اس منحوس کو گمراہ کر دیتی ہیں

کہ بیابد منزل بے نقل را
کہ وہ منتقل نہ ہونے والی منزل کو حاصل کر لیتی ہیں

برگند ز اں سو بگیرد راہ پیش
اکھاڑ دیتی جگہاں جانب آگے راستہ اختیار کر لیتی ہے

ہست عیسیٰ مست حقِ خر مست جو
حضرت عیسیٰ اللہ کے مست اور گدھا جو کا مست ہے

مستیش نبود زکوٰۃ دُنہا
اس کی مستی کو تاہ دمِ والوں کے لئے نہیں ہے

۱: ہیں۔ اگر انسان کے پاس کمال نہیں ہوتا ہے تو دوسروں پر حسد کرتا ہے اور دوسرے کے کمال کو دیکھ کر غم میں مبتلا ہوتا ہے۔ نفی۔ نہ آتی کا مخفف ہے۔ از خدا۔ حسد کا دفعہ خدا کر سکتا ہے۔ مشغولیئے۔ اگر انسان اپنے احوال میں مشغول ہوتا ہے تو اس کو دوسرے کے دیکھنے کا موقع نہیں ملتا اور وہ حسد سے محفوظ رہتا ہے۔ جرعہ۔ خدا نے بہت سی چیزوں میں وہ خاصیت رکھی ہے جو دوسروں میں مشغول ہونے سے محفوظ کر دیتی ہے۔

۲: خاصیت۔ بھنگ بھی دوسروں کے احوال سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ کرد۔ مجنوں لکلی کے ظاہر پر عاشق ہو کر دوسروں سے غافل ہو گیا تھا۔ صد ہزاراں۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بہت سی چیزیں ایسی پیدا فرمائی ہیں جو دوسروں کے احوال سے غافل بنا دیتی ہیں۔ هست۔ نفس ایسی مستیوں میں مبتلا ہے جو اس کو راہِ مستقیم سے غافل بنا دیتی ہیں۔

۳: هست۔ عقل ایسی مستیوں میں رہتی ہے جس سے وہ ابدی مقام حاصل کر لیتی ہے جس کے نتیجہ میں اس کی پرواز آسمانوں سے بالا ہو جاتی ہے۔ ہیں۔ انسان کو مستیوں میں فرق کرنا چاہیے ہر مستی محمود نہیں ہے حضرت عیسیٰ کی مستی اور خر عیسیٰ کی مستی جدا گانہ ہے۔ خب۔ خم۔ شراب کا مشک۔ گونہ۔ ذنب۔ چھوٹی دھواں گدھا۔

زانکہ ہر معشوق چوں نخب سستہ
کیونہ ہر معشوق منکے کی طرح پر ہے
مے شناسا ہیں نکش باختیاط
اے شراب کے پہچاننے والے! احتیاط سے کچھ
مے شناسا ہیں نکش از روی ترش
اے شراب کو پہچاننے والے! ترش روی سے کچھ
ہر دو مستی می دہندت لیک اس
تجھے دھنوں مست کرتی ہیں لیکن یہ
تار ہی از و مکرو و سواس و حیل
تا کہ تو مکر و دھوسوں اور حیلوں سے نجات پا جائے
انبیاء چوں جنس روح اند و ملک
انبیاء چونکہ روح اور فرشتے کے ہم جنس ہیں
باد جنس آتش ست و یار او
ہوا، آگ کی جنس اور اس کی یار ہے
چوں بہ بندی تو سر کوزہ تہی
اگر تو خالی پیالہ کے سر کو باندھ دے
تاقیامت او فرو ناید بہ پست
وہ قیامت تک نیچے کی جانب رخ نہ کرے گا
میل بادش چوں سوی بالا بود
چونکہ اس کی ہوا کا میلان اوپر ہے
باز آں جانہا کہ جنس انبیاست
پھر وہ جانیں جو انبیاء کی ہم جنس ہیں
زانکہ عقلش غالب ست و بے شک
کیونکہ اس پر عقل غالب ہے اور بغیر شک کے
واں ہوئی نفس غالب بر عدو
خواہش، نفسانی دشمن پر غالب ہے

آں یکے در دو دگر صافی چو در
ایک تلچٹ دھرا موتی کی طرح صاف ہے
تامے یابی منزہ ز اختلاط
تا کہ تو میل سے پاک شراب حاصل کر لے
آں مے صافی کز و گردی خمش
اس صاف شراب کو جس سے تو خاموش ہو جائے
مستیت آرد کشاں تار پ دیں
مستی تجھے دین کے رب کی طرف کھینچ کر لاتی ہے
بے عقل عقل در قص اجل
وہ عقل کی رسی کے بغیر اچھل کود میں ہے
مر ملک را جذب کردند از فلک
فرشتے کو آسمان سے کھینچ لیا
کہ بود آہنگ ہر دو بر علو
کیونکہ دھنوں کا قصد اوپر کی جانب ہے
در میان وض یا جوئے نہی
حوض یا نہر میں اس کو رکھے
کدش خالی ست دروے باد ہست
کیونکہ اس کا پیٹ خالی ہے اس میں ہوا ہے
ظرف خود را ہم سوی بالا کشد
وہ اپنے برتن کو بھی اوپر کی جانب کھینچے گی
سوی شل کش کشد چل سلیہاست
وہ سایوں کی طرح ان کی جانب کشش میں ہیں
عقل جنس آمد خلقت با ملک
عقل، خلقت میں فرشتے کی ہم جنس ہے
نفس جنس اسفل آمد شہ بدو
نفس، اسفل کا ہم جنس ہے اس پر تف ہے

۱۔ زانکہ ہر شیخ کی صحبت میں
کشش ہوتی ہے لیکن ہر کشش کا صحیح
ہونا ضروری نہیں ہے۔ مے شناسا۔
ساک کو امتیاز کرنا چاہیے اور وہ کشش
اختیار کرنی چاہیے جو خالص ہو۔
گردی۔ خمش اس کشش کو اختیار کرنا
چاہیے جو ان کے خیر شدہ شراب یا زینا کا
مصدق ہو۔ تار پ دیں۔ جو کشش
خدا کی طرف لے جائے وہ کشش
اختیار کرنی چاہیے۔ رقص اجل۔
لوٹ کا رقص یعنی بے قاعدہ اچھل
کود۔

۲۔ انبیاء۔ انبیاء کا تعلق ملاء اعلیٰ
سے ہوتا ہے اس لئے فرشتے ان تک
پیغام لاتے ہیں۔ باد۔ ہوا اور آگ کا
عروج اوپر کی جانب ہے۔ چوں۔
خالی پیالے کو اگر سر بند کر کے پانی
میں ڈالو چونکہ اس میں ہوا بھری ہوئی
ہے وہ نیچے نہ جائے گا۔ میل بارش۔
وہ ہوا اس پیالے کو بھی نیچے نہ جانے
دے گی۔

۳۔ باز۔ جو روحیں انبیاء کی ہم جنس
ہیں وہ انبیاء کے ساتھ سایہ کی طرح
لگی رہتی ہیں۔ زانکہ ان لوگوں میں
عقل کا غلبہ ہوتا ہے اور عقل فرشتے کی
ہم جنس ہے۔ ہوائی نفس۔ خواہشات
نفس کا میلان اسفل کی طرف ہے۔
شہ بدو۔ اس پر تف ہے۔

بُود قِبْطِی ۱۔ چنِسِ فرعونِ ذَمِیمِ بُود سَبْطِی چنِسِ موسیٰ کَلِیمِ
 قِبْطِی بڑے فرعون کا ہم جنس تھا سَبْطِی موسیٰ کلیم اللہ کا ہم جنس تھا
 بُود ہلماں چنِسِ مَرِ فرعونِ را بَرِ گزیدش بَرُوتا صدرِ سَرا
 ہلماں فرعون کا ہم جنس تھا اس نے اس کو منتخب کیا گھر کے بلائین تک لے گیا
 لا جرم از صدرِ درِ قعرش کشید کہ ز جنسِ دوزخِ انداں دو پلید
 لا محالہ اس نے اس کو بلندی سے گہرائی کی طرف کھینچا کیونکہ وہ دونوں پلید دوزخ کے ہم جنس تھے
 ہر دو سو زندہ چوں دوزخِ ضِدِّ نُورِ ہر دو چوں دوزخِ زُورِ دلِ نفورِ
 دونوں جلتے ہوئے دوزخ کی طرح نور کی ضد ہیں دونوں دوزخ کی طرح دل کے نور سے متنفر ہیں
 زانکہ دوزخِ گوید اے مومن تو زود بر گذر کہ نورت آتش را رُود
 کیونکہ دوزخ کہتی ہے اے مومن! جلد گزر جا کیونکہ تیرے نور نے آگ کو ختم کر دیا

۱۔ قِبْطِی۔ فرعون کی قوم والا۔ سَبْطِی۔
 بنی اسرائیلی۔ ہلماں۔ فرعون کا وزیر
 باوجود اسرائیلی ہونے کے فرعون کا ہم
 جنس تھا اسی لئے فرعون نے اس کو
 مشورہ کے لئے منتخب کیا۔ لا جرم۔
 ہلماں کے مشورے سے وہ تباہی کے
 گڑھے میں گر گیا۔ زانکہ۔ دوزخ اور
 نور میں تضاد ہے اور دوزخ نور ایمان
 سے متنفر اور نور دوزخ سے متنفر ہے۔

۲۔ در بیان۔ اس حدیث سے نور
 اور نار کے تضاد کو سمجھنا مقصود ہے۔
 بگذر۔ جس وقت مومن ملی صراں
 سے گزرے گا جہنم یہ کہے گی۔ نور
 جو۔ یعنی ضعیف

۳۔ در حدیث۔ یہ مضمون حدیث
 میں مذکور ہے جلاذب۔ ہر انسان میں
 جنسیت کا جذبہ ہوتا ہے غور کر لینا
 چاہیے کہ اس میں کفر کی کشش ہے یا
 دین کی کشش ہے۔

در بیان ۱۔ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جُزْیَا مُؤْمِنٍ فَإِنَّ نُورَکَ اَطْفَاءَ نَارِیْ
 آنحضور کی حدیث کے بیان میں کہ اے مومن گزر جا کیونکہ تیرے نور نے میری آگ بجھا دی

آتشم را چوں کہ دامن می کشد بگذر اے مومن کہ نورت می کشد
 میری آگ کو جب وہ ناز سے چلتا ہے اے مومن! گزر جا کیونکہ تیرا نور بجھا رہا ہے
 زانکہ طبع دوزخستش اے صنم می رمد آں دوزخی از نور ہم
 اے پیارے! کیونکہ اس کا مزاج دوزخی ہے وہ دوزخی بھی نور سے بھاگتا ہے
 کہ گریزد مومن از دوزخ بجاں دوزخ از مومن گریزد آسچناں
 مومن دوزخ سے جان بچا کر بھاگتا ہے دوزخ مومن سے اسی طرح بھاگتی ہے جس طرح
 ضِدِّ نار آمد حقیقت نور جو زانکہ جنس نار نبود نور او
 نور کے طالب کی حقیقت آگ کی ضد ہے اس کا نور نار کا ہم جنس نہیں ہے
 چوں اماں خواہد ز دوزخ از خدا در حدیث ۳ آمد کہ مومن در دعا
 خدا سے دوزخ سے پنہا چاہتا ہے حدیث شریف میں آیا ہے جبکہ مومن دعا میں
 کہ خدا یا دُور دارم از فلاں دوزخ از وے ہم اماں خواہد بجاں
 کہ اے خدا! مجھے فلاں سے دور رکھ دوزخ اس سے دل جان سے پنہا چاہتی ہے
 کہ تو چنِسِ کیستی از کفر و دیں جاذبہ جنسیست ست اکنوں بہ دیں
 کہ تو کفر اور دین میں سے کس کا ہم جنس ہے؟ جنسیت کی کشش ہے اب تو دیکھ لے

گر بہاں لے مالکی با مانی
اگر تو ہلن کی طرف مال ہے ہلانی ہے
وَر بہر دو مالکی ایگنختہ
اگر تو دلوں کی طرف مال ہے اکیلا ہوا ہے
ہر دو در جگندہاں وہاں بکوش
دلوں بر سر پیکر ہیں ہاں ہاں کوشش کر
ساغر صدق از کف موسیٰ بنوش
حضرت موسیٰ کے ہاتھ سے سچائی کا پیلہ پی
دَر جہانِ اُجنگ شادی ایں بس ست
لڑائی کی دنیا میں یہ خوشی کافی ہے
جہد گن تا خصمت اشکتہ شود
کوشش کر تاکہ تیرا دشمن شکست کھا جائے
ایں حدیث آمد دراز اے ناگزیر
یہ بات لمبی ہو گئی مجھ ہی تھی

وَر بموسیٰ مالکی سبحانی
اگر تو موسیٰ کی طرف مال ہے تو للہی ہے
نفس و عقلی ہر دواں آمینختہ
تجھ میں جنس اور عقل دونوں ملے ہوئے ہیں
تا شود بر نفس غالب عقل و ہوش
تاکہ عقل اور ہوش نفس پر غالب آ جائے
تا شود غالب معالیٰ بر نقوش
تاکہ معالیٰ نقوش پر غالب آ جائیں
کہ بینی بر عدو ہر دم شکست
کہ تو ہر وقت دشمن پر شکست دیکھے
گرچہ فرعون دنی ایں نشود
خوہ گمینہ فرعون یہ نہ سنے
باز گو اضلال فرعون مُشیر
فرعون کے مشیر کو گمراہ کرنے کی بات کر

مشورت کردن فرعون با وزیر ہلمان در ایمان آوردن بموسیٰ علیہ السلام
فرعون کا حضرت موسیٰ پر ایمان لانے کے بارے میں اپنے وزیر ہلمان سے مشورہ کرنا

آں سَیَزہ رُو بختی عاقبت
آخر اس بختی سے جھگڑا کرنے والے نے
وَعَدہای آں کلیم اللہ را
کلیم اللہ کے وعدوں کو
گفت باہماں چو تنہایش بدید
جب ہلمان کو تنہا دیکھا اس سے کہا
بانگہا زد گریہ ہا کرداں لعین
اس لعین نے نعرے لگائے اور رونے لگا
کہ چکو نہ گفت اندر روی شاہ
کہ بادشاہ کے سامنے کیسے کہی؟

گفت با ہماں بری مشورت
مشورے کی غرض سے ہلمان سے کہا
گفت و محرم ساخت آں گمراہ را
اس گمراہ سے کہا اور اس کو راز دار بنا لیا
جست ہاماں و گریہاں را درید
ہلمان اچھل پڑا اور گریہاں پھاڑ لیا
کوفت دستار و گلہ را بر زمیں
ٹوپی اور عملہ کو زمین پر پٹخ دیا
آچنہیں گستاخ آں حرف تباہ
وہ بری بات ایسے گستاخ نے

۱۔ گر بہاں۔ اگر انسان ہلمان کی طرف مال ہے تو وہ ہلمان کی جنس سے ہے اور اگر موسیٰ کی طرف میلان ہے تو وہ انسان اللہ والا ہے۔ وہ بہر دو۔ اگر انسان کا خیر اور شر دونوں کی طرف مال ہے تو معلوم ہوا کہ اس میں نفس اور عقل کی کشمکش جلدی ہے۔ ساغر۔ ایسے انسان کو کوشش کرنی چاہیے کہ اس پر عقل کا غلبہ ہے۔ ۲۔ در جہاں۔ اس کشمکش میں کامیابی یہ ہے کہ انسان ہر وقت نفس کو مغلوب رکھے۔ گرچہ۔ جس کی طبیعت فرعون ہوگی وہ اس فصاحت کو قبول نہ کرے گا۔ اضلال۔ یعنی ہلمان نے فرعون کو کس طرح گمراہ کیا۔ ۳۔ آں سَیَزہ رو۔ یعنی فرعون۔ کلیم اللہ۔ حضرت موسیٰ نے ایمان لانے پر جو وعدے کئے تھے وہ سب ہلمان سے کہہ دیئے۔ جست۔ اچھا اور اس نے اپنا گریبان چاک کر ڈالا۔ کہ چکو نہ۔ اور کہنے لگا کہ موسیٰ کو کیسے جرات ہوئی کہ تجھے جیسے شاہ سے ایسی باتیں کرے۔

جُملہ ۱ عالم را مسخر کردہ تو
تو نے تمام دنیا کو تابع فرما لیا ہے
از مشارق و مغارب بے لجاج
مشرقوں اور مغربوں سے بلا جھگڑے کے
بادشاہاں لبِ ہمی مآلند شاد
سب بادشاہ خوشی سے ہونٹ ملتے ہیں
اَسپ باغی چوں بہ بیند اَسپ ما
باغی گھوڑا جب ہمارے گھوڑے کو دیکھتا ہے
تا گنوں ۲ معبود و مسجود جہاں
اب تک تو عالم کا معبود اور مسجود
دَر ہزار آتش شدن زین خوشترست
ہزار آگوں میں ہونا اس سے بہتر ہے
نے بکش اول مرا اے شاہ ہیں
نہیں اے بادشاہ! خربدار پہلے مجھے قتل کر دے
خسرا اول مرا گردن بزن
اے شاہ! پہلے مجھے قتل کر دے
خود ۳ نبودست و مبادا ایں چنین
ہرگز ایسا نہیں ہوا ہے اور نہ ہو
بندگانماں خولجہ تاش ما شوند
ہمارے غلام ہمارے ہمسر بنیں
چشم روشن دشمنان و دوست کور
دشمنوں کی آنکھ روشن ہو اور دوست اندھا ہو
کار ربا بخت چوں زر کردہ تو
تو نے اقبال مندی سے کام کھونے کی طرح کر لیا ہے
سوی تو آرند سلطاناں خراج
بادشاہ تیرے پاس خراج لاتے ہیں
برستانہ خاک تو اے کیقباد
اے عالی مقام تیرے آستانہ کی خاک پر
رُو بگرداند گریزد بے عصا
بغیر ڈنڈے کے رخ پھیر لیتا ہے بھاگ جاتا ہے
بودہ گردی کمینہ بندگاں
رہا ہے (اب) حقیر ترین بندہ بنے گا
کہ خداوندے شود بندہ پرست
کہ ایک آقا غلام پرست بنے
تانہ بیند چشم من برشاہ ایں
تاکہ میری آنکھ بادشاہ کی یہ حالت نہ دیکھے
تانہ بیند ایں مذلت چشم من
تاکہ میری آنکھ یہ ذلت نہ دیکھے
کہ زمیں گردوں شود گردوں زمیں
کہ زمین آسمان بنے اور آسمان زمین
بید لامان لخر ایش ما شوند
ہم سے ڈرنے والے ہمارے دل کو چھیلنے والے بنیں
گشت مارا پس گلستاں قعر گور
تو ہمارے لئے چمن قبر کا گڑھا بن جائے

۱ جملہ عالم۔ ہمان نے فرعون سے کہا کہ تو نے تمام عالم کو تابع فرمان بنالیا ہے اور سلطنت کے معاملات کو سونے کی طرح چمکدار کر دیا ہے۔ لجاج۔ جھگڑا۔ خراج۔ وہ محصول جو بادشاہ کو لدا کیا جائے۔ بادشاہاں۔ دنیا کے بادشاہ تیرے سر کی خاک چاٹنا پھر سمجھتے ہیں۔ اَسپ باغی۔ مخالف لشکر ہمارے لشکر کو دیکھ کر بھاگ پڑتا ہے۔ ۲ تا گنوں۔ تو اب تک معبود بننا ہوا ہے لوگ تجھے جودے کرتے ہیں اب تو غلاموں کا غلام بنے گا ایسی زندگی سے ہزار آگ کی بہتر ہیں۔ نے بکش۔ موتی پر ایمان لانے سے پہلے مجھے قتل کر دے تاکہ تیری یہ رسولی اور ذلت میری آنکھیں نہ دیکھیں۔ ۳ خود۔ یہ اب تک نہیں ہوا کہ بادشاہ غلام اور غلام بادشاہ بنے اور نہ ہو گا۔ بندگانماں۔ یہ اسرائیلی جواب تک ہمارے غلام ہیں وہ شریک سلطنت نہیں۔ چشم روشن دشمنان۔ اس حالت سے دوست رنجیدہ ہوں گے اور دشمن خوش ہوں گے۔ اور ہمارا عیش و عشرت خاک میں مل جائے گا۔ تزییف۔ کھٹا پن۔ دوست۔ ایں ہمان کو دوست اور دشمن میں تمیز نہ تھی لہذا وہ اپنی بازی کھیل رہا تھا۔

تزییف سخن ہامان با فرعون علیہ اللعنة

فرعون علیہ اللعنة کے ساتھ ہامان کی باتوں کی کزوری

دوست از دشمن ہمی شناخت او
فرد را کو رانہ کز می باخت او
وہ دوست کو دشمن سے نہ پہچانتا تھا
اس نے اندھے پن سے بازی اپنی چلی

دُشمن! تو جو تُو بُود اے لعین
اے ملعون تیرا دشمن تیرے علاوہ کوئی نہیں ہے
پیش تو ایں حلتِ بد و ملتِ ست
تیرے لئے یہ بری حالتِ دولت ہے
گرازیں دولتِ نتازی خز خزاں
اگر تو اس دولت سے آہستہ آہستہ نہ بھاگے گا
مشرق و مغرب چو تو بس دیدہ اند
مشرق و مغرب نے تجھ جیسے بہت دیکھے ہیں
مشرق و مغرب کہ نبود برقرار
مشرق و مغرب جو پائیدار نہیں ہیں
تو بدال! ۲ فخر آوری کز ترس و بند
تو اس پر فخر کرتا ہے کہ خوف اور بندش سے
ہر کرا مردم سجودے می کنند
جس شخص کو لوگ سجدے کرتے ہیں
چونکہ برگرد از و آں ساجدش
جب وہ سجدہ کرنے والا اس سے روگردانی کرتا ہے
اے ۳ خنک آں را کہ ذلت نفسہ
مہلک باد ہے اس کے لئے جس کا نفس خاکسار بنا
ایں تکبر زہر قاتل داں کہ ہست
اس تکبر کو زہر قاتل سمجھ کہ جو ہے
چوں مئے پر زہر نہ شد مُد برے
جب کوئی بد نصیب زہر ٹی ہوئی شرب پیتا ہے
بعد یک دم زہر در جانش قند
تھوڑی دیر کے بعد زہر اس کی جان اثر کرتا ہے
گرنداری زہریش را اعتقاد
اگر تو اس کے زہر پر اعتقاد نہیں رکھتا ہے

بیگناہاں راگو دشمن بکس
کینہ سے ' بے قصوں کو دشمن نہ کہہ
کہ دوا دوا اول و آخر لت ست
کہ جس کی ابتداء بھاگ۔ دوا اور آخرات ہے
ایں بہارت را ہی آید خزاں
تیری اس بہار پر خزاں آ جائے گی
کہ سر ایشاں زتن بربیدہ اند
جن کے سر ہڑ سے جدا کر دیئے ہیں
چوں کنند آخر کسے را پائیدار
وہ کسی کو کیسے پائیدار بنا سکتے ہیں؟
چاپلوست گشت مردم روز پختہ
چند روز کے لئے انسان تیرے خوشامدی بن گئے ہیں
زہر اندر جان او می آگند
اس کی جان میں زہر بھرتے ہیں
داند او کال زہر بوز و موبدش
وہ جان جاتا ہے کہ وہ اور اس کا سرور زہر تھا
ولی آں کز سر کشی شد چوں کہ او
اس پر افسوس جو سر کشی سے پہاڑ کی طرح بن گیا
از مئے پر زہر گشت آں گنج و مست
زہر بھری شرب کی قسم سے جس سے حقائق مست بنا ہے
از طرب یک دم بجایاندر سرے
تھوڑی دیرِ مستی سے جھوٹا ہے
زہر در جانش کند دادو ستد
زہر اس کی جان میں لین دین شروع کر دیتا ہے
گرچہ زہر آمدنگر در قوم عاد
اگرچہ وہ زہر ہے ' قوم عاد کو دیکھ لے

۱۔ دشمن تُو۔ مولانا کی طرف سے
ہلان کا جواب ہے کہ تو خود اپنا دشمن
ہے بے قصوں کو دشمن نہ سمجھ۔
دولت۔ تو اس دنیا کو دولت سمجھتا ہے
جس کی ابتداء بھاگ دوز ہے اور آخر
میں وہ لاتِ مہلک چل دیتی ہے۔ گر۔
اگر انسان خود دنیا کو نہیں چھوڑتا ہے تو
دنیا خود اسے چھوڑ دیتی ہے۔ مشرق۔
دنیا نے بہت سے شاہوں کو قتل کیا
ہے۔ برقرار۔ دنیا پتھیرا ہے وہ کسی کو
پائیدار کیادے سکتی ہے۔
۲۔ تو بدال۔ مجبوری سے چند
انسان تعظیم کرنے لگتے ہیں تو انسان
جو کہ میں پڑ جاتا ہے۔ ہر کر۔
لوگوں کی تعظیم ایک زہر ہے جو انسان
کی روح کو ہلاک کرتا ہے۔ چونکہ
خود سجدہ کرنے والے بھی اس زہر سے
متاثر ہوتے ہیں اور ان کا اس زہر کا پتہ
جب چلتا ہے جب ان کو ہوش آتا
ہے۔ موبد۔ آتش پرستوں کا سرور۔
۳۔ اے خنک۔ جو لوگ دنیا میں
فروتنی اختیار کرتے ہیں وہ بڑے خوش
نصیب ہیں۔ تکبر۔ تکبر ایک زہر ٹی
ہوئی شرب ہے۔ چوں۔ تکبر کی
شراب پی کر کچھ دیر انسان مستی کا
اظہار کرتا ہے۔ بعد یک دم۔ تھوڑی
دیر کے بعد وہ زہر اثر دکھاتا ہے۔ قوم
عاد۔ یہ قوم تکبر کے زہر سے ہلاک
ہوئی ہے۔

چونکہ شاہے دست یابد بر شہے

جب کوئی بادشاہ کسی بادشاہ پر قابو پا لیتا ہے

وَر بیا بد خستہ افتادہ راہ

اگر کسی زخمی کو راستہ میں پڑا ہوا دیکھتا ہے

گر نہ زہرست آں تکبر پس چرا

اگر وہ تکبر زہر نہیں ہے تو کیوں؟

وِس دگر اب بے خدمت چوں نواخت

اس دوسرے کو بغیر کسی خدمت کے کیوں نوازا؟

راۛ ہزن ہرگز گدائے را نزد

کسی ڈاکو نے کبھی کسی فقیر کو نہیں ملا

خضر کشتی را برائے آں شکست

حضرت خضرؑ نے کشتی اسی لئے توڑی

چوں شکستہ می رہد اشکستہ شو

جبکہ شکستہ کو نجات ملتی ہے، شکستہ ہو جا

آں کہے گوداشت از کاں نقد چند

وہ پہاڑ جو فقری کی چند کانیں رکھتا تھا؟

تیغ بہر اوست گور اگر دنیست

تلووار اس کے لئے ہے جس کی (لوہی) گردن ہے

مہتری نفط ست و آتش اے غوی

اے گرہ! سرمدی مٹی کا تیل اور آگ ہے

ہر چہ او ہموار باشد باز میں

جو چیز زمین سے ہموار ہو

سر برآرد از زمیں آنگاہ او

وہ زمین سے سر اٹھاتی ہے تب وہ

نرد بان خلق ایں ما و منی ست

یہ خودی اور تکبر مخلوق کے لئے سیرجی ہے

بکشدش یا باز دارد در چہ

اس کو قتل کرتا ہے یا اس کو کوئیں میں قید کرتا ہے

مر ہمیش ساز دشتہ و بد ہد عطا

بادشاہ اس کی مرہم (پٹی) کرتا ہے اور عطا کرتا ہے

گشت شہ را بیگناہ و بے خطا

اس نے بادشاہ کو بے گناہ اور بے قصور ملا

زیں دو جنس زہر را باید شناخت

زہر کی ان دونوں قسموں کو پہچان لینا چاہیے

گرگ، گرگِ مُردہ را ہرگز گزند

بھیڑیے نے کسی مردہ بھیڑیے کو کبھی نہیں پھاڑا

تا تو اند کشتی از فجار رست

تاکہ کشتی ظالموں سے بچ جائے

امن در فقرست اندر فقر رو

امن فقر میں ہے فقر اختیار کر

گشت پارہ پارہ از زخم کلند

وہ کدلی کی مادے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا

سالیہ کا فلکندست بروئے خم نیست

وہ سالیہ جو پڑا ہوا ہے اس پر نہیں ہے

اے برادر چوں بر آوری روی

اے بھائی! تو آگ پر کیوں چلتا ہے؟

تیر ہارا کے ہدف گردد بہیں

وہ تیروں کا نشانہ کب بنتی ہے دیکھ لے

چوں ہدفہا زخم یابد بے رفو

نشانوں کی طرح نہ سنے والے زخم پاتی ہے

عاقبت زیں نردباں افتادنی ست

انجام کار اس سیرجی سے گر پڑتا ہے

۱۔ پوئلکے۔ تکبر کے زور ہونے کی ایک مثال یہ ہے کہ شاہ اپنے تکبر کی وجہ سے ملامتا جاتا ہے اور زخمی سپاہی بچ جاتا ہے۔ گر نہ زہرست۔ اس بادشاہ کے مارے جانے کا سبب اس کا زہر تکبر ہے۔ وِس دگر اس کی خستہ حالی اس پر حکم کا سبب بنی۔

۲۔ زہزن۔ ڈاکو بھی تکبر مالدار کو لوٹتا ہے۔ گرگ۔ بھیڑیا بھی تکبر زندہ بھیڑیے کو پھاڑتا ہے۔ خضر۔ کشتی کی شکستہ حالی اس کی نجات کا سبب ہے۔ چوں شکستہ۔ شکستہ حالی نجات کا سبب ہے۔ تو انسان کو شکستہ حال ہونا مناسب ہے۔ کہ جس پہاڑ میں کانیں ہوں وہی اس کی کھدائی ہوتی ہے۔ تیغ۔ گردن حکم بر بلند کی کشتی ہے۔

۳۔ سالیہ۔ سالیہ پست چیز ہے اس پر تلوار نہیں چلائی جلی۔ نفط۔ ایک مادہ ہے جو آگ کو جلد پکڑ لیتا ہے۔ ہموار۔ ہموار زمین کو تیروں کا نشانہ نہیں بنایا جاتا۔ سر برآرد۔ جو چیز زمین سے سر اٹھاتی ہے وہی نشانہ بنتی ہے۔ نردباں۔ تکبر اور خودی انسانوں کے لئے ایک ایسی سیرجی ہے جس سے پھل کر زمین پر گرتا ہے۔

ایں افروع ست و اصولش آں بُود

یہ فردی باتیں ہیں اور اس کی اصل یہ ہے

چوں نہ مُردی و نہ گشتی زندہ زو

جبکہ تو فنا نہ ہوا اور اس کے ذریعہ زندہ نہ ہوا

چوں بد و زندہ شدی آں خود ویست

جب تو اس کے ذریعہ زندہ ہو گیا وہ خود وہ ہے

شرح ۲۔ ایں در آئینہ اعمال جو

اس کی تشریح اعمال کے آئینہ میں تلاش کر

گر بگویم انچہ دارم در دُروں

اگر میں وہ کہہ دوں جو دل میں رکھتا ہوں

بس کنم خودزیر کاں را ایں بس ست

بس کرتا ہوں، عقلمندوں کے لئے یہ کافی ہے

حاصل ۳۔ آں ہلماں بدماں گفتار بد

خلاصہ یہ ہے کہ اس ہلمان نے بری گفتگو کے ذریعہ

لقمہ دولت رسیدہ تا دہاں

دولت کا لقمہ منہ تک پہنچ چکا تھا

خرمن فرعون راداد او بباد

اس نے فرعون کا کھلیان برباد کر دیا

از چنیں ہمراہ بد دوری گزریں

ایسے برے ساتھی سے دوری اختیار کر

کہ ترفع شرکت یزداں بُود

کہ تکبر اللہ کے ساتھ شرکت ہے

باغی باشی بشرکت مُلک جو

تو باغی ہو گا شرکت کے ذریعہ ملک کا جویاں ہو گا

صدت محض ست آل شرکت کے ست

خالص و صدت ہے یہ شرکت کب ہے

کہ نیابی فہم ایں از گفتگو

کیونکہ گفتگو سے یہ سمجھ میں نہ آئے گا

بس جگر ہا گرود اندر حال خوں

تو بہت سے جگہ فورا خون ہو جائیں گے

بانگ دو کردم اگر درودہ کس ست

میں نے دو صدائیں دیدیں اگر گاوں میں کوئی ہے

ایں چنیں را ہے براں فرعون زو

ایسا راستہ فرعون پر بند کر دیا

از گلی او بریدہ ناگہاں

اچانک اس کے گلے سے جدا کر دیا

چچ شہ را ایں چنیں صاحب مباد

خدا کرے ایسا وزیر کسی بادشاہ کا نہ ہو

زینہار اللہ اعلم بالیقین

خبردار! اللہ یقینی باتوں کو زیادہ جانتا ہے

نومید شدن موسیٰ از ایمان آوردن فرعون و جلیا فتن

حضرت موسیٰ کا فرعون کے ایمان لانے سے مایوس ہو جانا اور ملعون ہلمان

سخن ہامان لعین در دل فرعون

کی باتوں کا فرعون کے دل میں گھر کر لینا

گفت موسیٰ لطف بنمودیم وجود

حضرت موسیٰ نے فرمایا ہم نے مہربانی اور سخلت کی

خود خداوندیت را روزی نمود

آسمانی خود تیرے مقد میں نہ تھی

۱۔ ایں۔ تکبر کی یہ معترفیں تو فردی

میں بنیادی بات یہ ہے کہ تکبر حاصل

خدائی میں شرکت کا دعویٰ ہے۔

چوں۔ وحدت الوجود کے نظریہ کے

مطابق اگر تو نے خود کو فانی نہیں بنایا اور

بقابل اللہ نہ حاصل کیا تو خدا کا باغی ہے۔

چوں بدو۔ جب تجھے بقابل اللہ کا مقام

حاصل ہو جائے تو اب تیرا وجود خود خدا

کا وجود ہے اور یہ خالص توحید ہے۔

۲۔ شرح۔ وحدت الوجود کے

مسئلہ ایک تفریح گفتگو کے ذریعہ ممکن

نہیں یہ مقام حاصل ہو جانے سے

اس کی حقیقت سمجھ میں آتی ہے گر

بگویم۔ اس مسئلہ کے متعلق اگر میں

اپنے پورے خیالات ظاہر کروں تو

لوگوں کے جگر خون بن جائیں گے

لہذا انہی اشارات پر اکتفا کرتا ہوں

جو عقلمندوں کے لئے کافی ہیں۔

۳۔ حاصل۔ غرضیکہ فرعون نے

ہلمان سے مشورہ کیا اور اس نے اس کی

راہدہایت مسدود کر دی۔ لقمہ قری تھا

کہ ہدایت حاصل کر لیتا لیکن ہلمان

اس کی بربادی کا سبب بن گیا خدا ایسا

وزیر کسی بادشاہ کو نہ دے جو بربادی کا

سبب بنے۔ گفت موسیٰ۔ حضرت

موسیٰ نے فرمایا کہ ہم تو ابدی سلطنت

دنیا چاہتے تھے لیکن فرعون کے مقدر

میں نہ تھی۔

آں خد اوندی کہ نبود راستیں
 مَرُورانے دستِ دال نے آستیں
 وہ آقاں جو پئی نہ ہو
 سمجھ لے اس کے نہ ہاتھ ہوتا ہے نہ آستیں
 آں خد اوندی کی دُز دیدہ بُود
 بے دل و بے جان و بے دیدہ بُود
 وہ آقاں جو چلائی ہوئی ہو
 بے دل اور بے جان اور بے آنکھ کی ہوتی ہے
 آں خد اوندی کہ دادند عوام
 باز بستانند از تو ہنچو وام
 وہ آقاں جو تجھے عوام نے دی ہے
 قرض کی طرح وہ تجھ سے واپس لے لینگے
 آں خد اوندی تو از بندگی
 کمترست از باز دانی اندکی
 تیری وہ آقاں غلامی سے
 کمتر ہے اگر تھوڑا سا سمجھ لے
 وہ خد اوندی عاریت بحق
 تا خد اوندیت بخشد متفق
 عارضی آقاں خدا کے سپرد کر دے
 تاکہ وہ تجھے متفق آقاں عنایت کر دے

۱۔ آں خد اوندی۔ غلط قسم کی آقاں
 بے دست و پا ہوتی ہے۔ آں
 خد اوندی۔ جو آقاں انسانوں کی عطا
 کردہ ہے وہ انسان واپس لے لیتے
 ہیں۔ آں خد اوندی۔ انسانوں کی عطا
 کردہ آقاں غلامی سے بدرجہ ہاں
 جو آقاں خدا کی جانب سے ملے وہ
 پائیدار متفق علیہ ہوتی ہے۔

۲۔ منازعت۔ اس حکایت سے
 یہ بتانا مقصود ہے کہ آنحضرت کی آقاں
 خدائی عطیہ تھی۔ کہ تو میری۔ ان
 سرہاروں نے آنحضرت سے کہا ملک
 تقسیم کر لیا جائے تم اپنے حصہ پر
 حکومت کرو ہم اپنے حصہ پر حکومت
 کریں۔

۳۔ ہریکے۔ ہر شخص اپنے حصہ پر
 حکومت کرے آپ اہلے حصہ
 سے دست بردار ہو جائیں۔ گفت۔
 آنحضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے
 پورے ملک کی سرہاری عنایت کی
 ہے کایں۔ اللہ نے فرمادیا ہے کہ یہ
 احمد کا دور ہے اس کا حکم مانو اور پندہیز
 مکار بنو۔

منازعت ۲۔ کردن امیران عرب بارسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 عرب کے سرہاروں کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جھگڑنا کہ ملک بانٹ
 کہ مُلک را مُقاسمہ کن تانزاعی نباشد و جوابِ رسولِ ایشاں
 لیجئے تاکہ جھگڑنا ہو اور آنحضرت کا ان کو جواب دینا کہ میں اس
 را کہ من مامورم دریں امارت و بحثِ ایشاں از طرفین
 حکومت میں اللہ کی جانب سے مقرر کیا گیا ہوں اور جاہلین سے ان کی بحث

آں امیرانِ عرب گرد آمدند
 نَزو پیغمبرِ منازِع می شدند
 عرب کے سرہار جمع ہو گئے
 پیغمبر کے پاس جھگڑا کرتے ہوئے آئے
 کہ تو میری ہریک از ماہم امیر
 بخش کن ایں مُلک و بخشِ خود بگیر
 کہ آپ بھی سرہار میں ہر ایک میں سے بھی ہریک امیر ہے
 اس ملک کو تقسیم کر لیجئے اور اپنا حصہ لے لیجئے
 ہریکے ۳۔ در بخشِ خود انصاف جو
 تو ز بخشِ ما دو دستِ خود بشو
 ہر ایک اپنے حصہ میں انصاف چاہتا ہے
 تو ز بخشِ خود انصاف جو
 گفت میری مَرِ مزاحق دادہ است
 آپ نے فرمایا مجھے سرہاری خدا نے عطا کی ہے
 کایں قرانِ احمدست و دور او
 کینک (فرمایا ہے) یہ احمد کا زمانہ اور دور ہے
 ہر ایک اپنے حصہ سے اپنے دونوں ہاتھ دو لیجئے
 سروری و امرِ مطلق دادہ است
 میں نے عالم سرہاری اور حکم عطا فرما دیا ہے
 ہیں بگیرید امر اور اتقو
 خبردار! اس کا حکم مانو اور تقویٰ اختیار کرو

قوم! گفتندش کہ ماہم زان قضا
قوم نے ان سے کہا کہ ہم بھی تقدیر سے
گفت لیکن مرا حق ملک داد
آپ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکومت دی ہے
میری من تا قیامت باقی ست
میری حکومت قیامت تک باقی رہنے والی ہے
قوم گفتند اے امیر افروں مگو
لوگوں نے کہا اے امیر! زیادہ نہ کہہ
آپ کی بڑائی پر دلیل کیا ہے؟

سِل ۲ آمدن و قضیب انداختن امراء جہت دفع شدن سِل
سیلاب کا آنا اور سیلاب روکنے کے لئے سرداروں کا لکڑی ڈالنا
وغالب شدن مصطفیٰ علیہ السلام بر امیراں
اور مصطفیٰ علیہ السلام کا سرداروں پر غالب آجانا

در زماں ابرے بر آمد از امر مُر
فورا سخت حکم سے ایک امر آیا
رُو بشہر آورد سِلے بس مُہیب
ایک بہت خوفناک سیلاب نے شہر کا رخ کیا
گفت پیغمبر کہ وقت امتحاں
پیغمبر نے فرمایا کہ امتحان کا وقت
ہر ۳ امیرے نیزہ خود در فلکند
ہر سردار نے اپنا نیزہ ذال دیا
نیز ہلدا بچو خاشاکے رُو
نیزوں کو تنکوں کی طرح بہا لے گیا
پس قضیب انداخت دروے مصطفیٰ
پھر مصطفیٰ نے ایک شاخ اس میں ڈال دی
نیز ہاگم گشت جملہ وآں قضیب
سب نیزے گم ہو گئے اور وہ شاخ

۱۔ قوم گفتندش ان سرداروں نے
آنحضرتؐ کو عرض کیا کہ ہم بھی سردار
ہیں اور ہماری سرداری بھی خدا کا عطیہ
ہے۔ گفت۔ آنحضرتؐ نے فرمایا میری
سرداری ابدی ہے تمہاری سرداری ابدی
ہے تمہاری سرداری دنیوی عارضی
ہے۔ قوم گفتند سرداروں نے کہا اپنی
ابدی سرداری پر کوئی دلیل پیش کیجئے۔

۲۔ سِل آمدن۔ اس قصہ کا
حدیث اور تاریخ میں کہیں ذکر نہیں
ہے۔ اس قصہ سے یہ بتانا مقصود ہے
کہ آنحضرتؐ کی ایک معمولی شاخ سے
پانی کا سیلاب رک گیا اور یہ معجزہ
آنحضرتؐ کی ابدی سرداری پر دلیل بنا۔
مہیب۔ ہیبت ناک۔ رعب۔
مرعوب، خوفزدہ نہیں۔ یعنی اب تک
میری ابدی سرداری جو تم پر پوشیدہ ہے
واضح ہو جائے۔

۳۔ ہر امیر سے اس سیلاب کو
روکنے کے لئے ہر سردار نے اپنے
ہاتھ کا نیزہ پانی میں ڈالا۔ عنود۔
سرکش۔ قضیب۔ شاخ۔ رقیب۔
مگر

مگر

رُو بہ گروانید و سُوی بحر رفت

اس نے رخ موڑا اور سمندر کی طرف چلا گیا

پس مقرر گشتند آں میراں ز نیم

وہ سرور ڈر سے اقرار کرنے والے بن گئے

ساحر ش گفتند و کاہن از مجود

انہوں نے انکار سے ان کو جلو گر اور کاہن کہا

والا سُم ہم یود یوسفیان حرب

اور وہ تیسرا یوسفیان بن حرب تھا

مُلک بر رستہ چناں باشد شریف

آزاد سلطنت ایسی شریف ہوتی ہے

نام شاں میں نام او میں اکے انجیب

اے شریف! ان کا نام اور ان کا نام دیکھ لے

نام او و دولت تیزش نمرود

ان کا نام اور ان کی تیز حکومت نہیں مری ہے

ہم چنین ہر روز تا روز قیام

ای طرح قیامت تک ہر روز

زاہتمام آں قضیب آں سِل رفت

اس شاخ کے بندوبست سے وہ سیلاب روانہ ہو گیا

چوں بدیدند از وے امرِ اعظیم

جب انہوں نے ان سے وہ بڑا کارنامہ دیکھا

جُز سہ کس کہ حقد ایشاں چیرہ یود

سوائے تین شخصوں کے جن کا کینہ غالب تھا

یود یوجہل لعین و یولہب

ملعون ابوجہل تھا اور ابولہب

مُلک بر رستہ چناں باشد ضعیف

مارے ہاندھے کی سلطنت ایسی کمزوری ہوتی ہے

نیز ہاے را گر ندیدی یا قضیب

اگر تو نے نیزے یا شاخ نہیں دیکھی ہے

نام شاں را سِل تیز مرگ برو

ان کے نام کو موت کا تیز سیلاب بہا لے گیا

پنج نوبت می زندش بر دوام

ہمیشہ پانچ وقت ان کے نام پر نوبت جیتی ہے

۱۔ امرِ اعظیم یعنی آنحضرت کی شاخ سے سیلاب کا رک جانا۔ جز سہ کس یعنی دوسرے سرور تو ایمان لے آئے ابوجہل ابولہب اور یوسفیان ایمان نہ لائے اور حضور کو جلو گر اور کاہن کہنے لگے

۲۔ نیز ہاے مخاطب اگر تو نے وہ نیزہ اور شاخ کا معاملہ خود نہیں دیکھا ہے تو اب ناموں سے اس معاملہ کو سمجھ لے نام شاں۔ ان کے ناموں کو موت کا سیلاب بہا لے گیا اور آنحضرت کے نام نامی کا پانچ وقت قیامت تک لڑائی میں نہ لگا جاتا ہے

۳۔ گر ترک حضرت موسیٰ نے فرعون سے فرمایا اگر تجھ میں عقل ہے تو میں نے دین کی رو دکھا کر تجھ پر مہربانیاں کی ہیں اور اگر گدھا ہے تو تیرے لئے یہ میری لاٹھی ہے۔ آخر مصطل۔ اندر۔ اس دنیا میں انسان اور حیوان تجھ سے مصیبت میں ہیں۔ یک عصا۔ یہ میری لاٹھی ہے لوہوں کو لب سکھانے کے لئے ہے

در تمامی حدیث موسیٰ علیہ السلام و تقریر و تو شیخ فرعون

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ کی تکمیل اور فرعون کو ڈرانا اور دھمکانا

وَر خُری آورده ام خُر را عصا

اور اگر تو گدھا ہے تو میں لاٹھی لایا ہوں

کز عصا گوش و سرت پر خوں گنم

کہ لاٹھی سے تیرے کان اور سر زخمی کر دوں گا

می نیابند از جفای تو لماں

تیرے ظلم سے مان نہیں پاتے ہیں

ہر خُرے را کو نہ باشد مستجب

ہر اس گدھے کے لئے جو کہنا نہ مانے

گر س ترا عقل ست کردم لطفیا

اگر تجھ میں عقل ہے تو میں نے تجھ پر مہربانیاں کی ہیں

آچنناں زیں آخرت بیروں گنم

تجھے اُصل سے اس طرح نکالوں گا

اندیس آخر خران و مرد ماں

اس اُصل میں گدھے اور انسان

یک عصا آورده ام بہر ادب

سزا دینے کے لئے میں ایک لاٹھی لایا ہوں

اژدہائے امی شود در قبر تو
تجہ مغلوب کرنے میں ایسا اژدہ بنے گی
اژدہائے کوہی تو بے اماں
تو بے لہن پہاڑی سانپ ہے
ایں عصا از دوزخ آمد چاشنی
یہ لٹھی دوزخ کا حزا بنی ہے
مر ترا گوید کہ اے گبر دنی
تجھ سے کہتی ہے کہ اے کہنے کا فر
ورنہ درمانی تو در زندان من
ورنہ تو میری قید میں رہے گا
باز ۲ گرد از کفر سوی دین حق
کفر سے دین حق کی طرف آ جا
باز گرد اے گمرہ بد بخت دُوں
اے کمینہ بد بخت گمراہ باز آ
ایں عصائے بود ایندم اژدہ است
یہ لٹھی تھی اب اژدہ ہے

کاژدہائے کشیہ در فعل و نحو
جیسا کہ تو کام لہر عادت میں اژدہ بن گیا ہے
لیک بنگر اژدہائے آسمان
لیکن آسمانی اژدہ ہے کو دیکھ
بر تو و بر مومن آمد روشنی
تیرے لئے لہر مومن کے لئے روشنی ہے
کہ ہلا بگریز اندر روشنی
خبردار! روشنی میں بھاگ آ
مخلصت نبود ز در بندان من
تیرے لئے میری قید سے چھٹکارا نہیں ہے
ورنہ در نار ابد ملی خلق
ورنہ ابدی آگ میں بدھل ہو گا
ورنہ در دوزخ در اُفتی سرنگوں
ورنہ تو اندھا دوزخ میں گرے گا
تا نگونی دوزخ یزداں گجاست
تا کہ تو نہ کہہ سکے کہ اللہ تعالیٰ کی دوزخ کہاں ہے؟

در بیان آنکہ شنائے ساقدرت حق تعالیٰ ہر سدا کہ بہشت گجاست و دوزخ چہ جاست؟
اس کا بیان کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کو پہچاننے والا یہ نہیں دریافت کرتا ہے کہ بہشت کہاں ہے اور دوزخ کس جگہ ہے؟

ظاہر ست ۳ ایں دوزخ لتا بر دولت
یہ دوزخ ظاہر ہے لیکن تیرے دل پر
ہر گجا خواہد خدا دوزخ گند
خدا جس جگہ چاہے دوزخ پیدا کر دے
ہم ز داندت بر آرد دردہا
تیرے دانتوں میں درد پیدا کر دے
یا گند آب دہانت را غسل
یا تیرے لعاب دہان کو شہد بنا دے

ہست پوشیدہ یقیں ز آب و گلت
یقیناً تیرے آب و گل کی وجہ سے پوشیدہ ہے
اوج را بر مرغ دامن و گند
بلندی کو پرند کے لئے جال لہر پھندا بنا دے
تا بگوئی دوزخ ست و اژدہا
حتیٰ کہ تو کہنے لگے کہ دوزخ لہر اژدہا ہے
تا بگوئی کہ بہشت است و خلل
حتیٰ کہ تو کہن لگے کہ بہشت لہر جوزے ہیں

۱۔ اژدہا۔ یہ لٹھی تیرے لئے اژدہا بنے گی چونکہ تو خود اژدہا بنا ہوا ہے۔ کوہی۔ تو پہاڑی سانپ جلد و پیلٹھی۔ آسمانی اژدہا ہے۔ ایں عصا۔ منکر کے لئے یہ لٹھی دوزخ کا اثر رکھتی ہے۔ مومن کے لئے نور ہدایت ہے۔ ورنہ۔ اگر تو کہنا نہ مانے گا تو ہمیشہ کے لئے میری قید میں رہے گا۔

۲۔ باز گرد۔ حضرت موسیٰ نے فرعون سے فرمایا کفر چھوڑ کر دین حق اختیار کر لے ورنہ دوزخ میں بری حالت میں رہے گا۔ ایں عصا۔ یہ لٹھی دوزخ کے عذاب کا نمونہ ہے تاکہ دوزخ کا ثبوت ہو جائے۔ در بیان۔ جو شخص قدرت الہی کا قائل ہوتا ہے وہ دوزخ لہر بہشت کے بارے میں مشکوک نہیں ہوتا ہے۔

۳۔ ظاہر ست۔ عالم غیب کی خبروں کے آثار اس عالم شہود میں موجود ہیں لیکن انسانوں کا عالم ناسوت میں انہماک ان کے لہجہ اک سے مانع ہے فوج۔ بلندی۔ آسمان۔ جہاں ہم زندانت۔ انسان دانتوں کے درد میں ایسا مبتلا ہوتا ہے کہ اس کو دوزخ لہر اژدہوں کی تکلیف محسوس کرتا ہے یا گند لعاب دہان کو ایسا لذیذ کر دیتا ہے کہ بہشت کا مزہ آ جاتا ہے۔

از بن دندان برویاند شکر
دانتوں کی جڑ سے شکر پیدا فرما دے
پس! بدنداں بیگناہاں را مگو
پس بے گناہوں کو دانتوں سے نہ کاٹ
نیل را بر قبضیاں حق خوں گند
(دیا) نیل کو اللہ تعالیٰ قبضیوں کے لئے خون کر دیتا ہے
آب بر فرعون در دم خوں شود
پانی فوراً فرعون پر خون ہو جاتا ہے
تا بدانی پیش حق تمیز ہست
تا کہ تجھے معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں تمیز ہے
نیل ۲ تمیز از خدا آموختہ است
(دیا) نیل نے تمیز خدا سے سیکھی ہے
لطف او عاقل گند مر نیل را
اس کی مہربانی نیل کو سمجھدار بنا دیتی ہے
در جمادات از کرم عقل آفرید
کرم سے جمادات میں عقل پیدا فرما دی
در جماد از لطف عقلے شد پدید
جماد میں مہربانی سے عقل پیدا ہو گئی
عقل چوں باراں بامرا بخا بر یخت
عقل حکم سے اس جگہ بارش کی طرح بری
ابر و خورشید و مہ و انجم بلند
ابر اور سورج اور چاند اور تارے بلندی پر
ہر یکے ناید مگر در وقت خویش
کوئی طلوع نہیں کرتا مگر اپنے وقت میں
چوں نکر دی فہم ایں را ز انبیا
جب تو انبیا کے ذریعہ اس کو نہ سمجھا

تا بدانی قوت حکم و قدر
تا کہ تو تقدیر اور حکم کی طاقت کو سمجھے
فکر کن از ضربت نامحترز
ناقابل بجاؤ ضرب کی فکر کر
سبٹیاں را از بلا محضوں گند
سبٹوں کو مصیبت سے بچا دیتا ہے
بر کلیمے قندنا ممنون شود
کلیم (اللہ) پر بغیر منت شکر بن جاتا ہے
در میان ہوشیار راہ و مست
راستہ کے ہوشیار اور مست کے درمیان
کہ گشاد آں را و ایں را سخت بست
کہ اس نے اس کو کھول دیا اور اس کو مضبوط باندھ دیا
قہر او ابلہ گند قانیل را
اس کا غصہ قانیل کو احمق بنا دیتا ہے
عقل از عاقل قہر خود برید
قہر سے عقلمند سے عقل منقطع کر دی
قہر سے عقلمند سے عقل منقطع کر دی
وز نکال از عاقلان دانش رمید
عذاب سے عقلمندوں سے عقل بھاگ گئی
عقل ایں سو خشم حق دید و گریخت
عقل نے اس جانب اللہ کی ناراضگی دیکھی اور بھاگ گئی
جملہ بر ترتیب آیند و روند
سب ترتیب سے آتے جاتے ہیں
کہ نہ پس ماندز ہنگام و نہ پیش
کہ وقت سے نہ پیچھے رہتا ہے نہ آگے
دانش آوردند در سنگ و عصا
انہوں نے پتھر اور لٹھی میں عقل پیدا کر دی

۱۔ پس بدنداں۔ انسان میں اگر طاقت ہے تو اس کو کمزوروں کی ایذا رسانی کے لئے نہ استعمال کرنا چاہیے۔ نیل۔ دیائے نیل فرعونوں کے لئے خون ثابت ہوا اور اسرائیلیوں کے لئے نجات کا سبب بنا۔ کلیم۔ حضرت موسیٰ تابعدی۔ یہ باتیں ظاہر کر رہی ہیں کہ جو ذات ان جمادات کو بشعور بنادیتی ہے وہ کس قدر علم و خبر ہے۔

۲۔ نیل۔ دیائے نیل میں یہ قوت تمیز منجانب اللہ آئی تھی۔ اں۔ یعنی حضرت موسیٰ و ایں۔ یعنی فرعون و جمادات۔ اللہ تعالیٰ بھی جمادات کو عقلمند بنا دیتا ہے اور بھی عقلمندوں کو بے عقل بنادیتا ہے۔

۳۔ ابر۔ تمام فلکی اجرام ترتیب سے معروف مل ہیں۔ ہر یکے ہر چیز اس ترتیب سے کام کرتی ہے کہ اپنے مقررہ وقت سے نہ وہ تقدیم کرتی ہے نہ تاخیر کرتی ہے۔ چوں نکر دی۔ اس بات کو جب انسان انبیاء کے ذریعہ نہیں پہچانتا ہے تو اللہ تعالیٰ جمادات میں یہ سمجھ پیدا کر دیتا ہے۔

تہجمات ۱۔ دیگر را بے لباس
تا کہ دوسرے جمادات کو بلاشبہ
طاعت سنگ و عصا ظاہر شود
پھر اور لائمی سے فرمانبرداری ظاہر ہو
کہ زیرِ دال آگہیم و طاعیم
کہ ہم خدا سے واقف اور فرمانبردار ہیں
ہچوں آب نیل دانی وقت غرق
نیل کے پانی کی طرح سمجھ لے غرق کرتے وقت
چوں زمیں کش دالش آمد وقت خسف
زمین کی طرح جس کو دھسانے کے وقت عقل آگئی
چوں ۲ قمر کہ امر بشید و شتافت
چاند کی طرح کہ اس نے حکم سنا اور دوزا
چوں ستوں نالید از بحر نبی
جس طرح ستون نبیؐ کے فراق میں رویا
چوں درخت و سنگ کاندہر مقام
جس طرح درخت اور پتھر نے ہر جگہ پر

چوں عصا و سنگ دانی از قیاس
قیاس سے لائمی اور پتھر کی طرح سمجھ لے
وز جمادات دیگر مخبر شود
تو وہ دوسرے جمادات کے بارے میں مخبر ہوتا ہے
ملامہ بے اتفاتی ضائعیم
موافقت کے بغیر ہم سب تباہ ہیں
کویان ہر دو امت کرد فرق
کہ اس نے دونوں گروہوں میں فرق کیا
در حق قاروں کہ قہرش کرد نسف
قدون کے بارے میں کس کے قہر نے اس کو ہلاک کر دیا
پس دو نیمہ گشت بر چرخ و شگافت
پھر آسمان پر دو ٹکڑے ہو گیا اور شق ہو گیا
با خبر گشتہ ازاں شیخ و صبی
جس سے بڑھے اور بچے باخبر ہو گئے
مصطفیٰؐ را گفت ظاہر والسلام
مصطفیٰؐ کو واضح طور پر سلام کیا

۱۔ تہجمات۔ لائمی اور پتھر پر
قیاس کر کے سمجھ لو کہ دوسرے جمادات
کو بھی اللہ تعالیٰ عقل عنایت فرما دیتا
ہے۔ لباس۔ القباس۔ طاعت لائمی
نے حضرت موسیٰؑ کی اور پتھروں نے
آنحضورؐ کی اطاعت کی۔ ہر دو
امت۔ یعنی حضرت موسیٰؑ اور فرعونؑ کی
قوم۔ چوں زمیں۔ قدون کے
بارے میں زمین میں شعور پیدا ہوا۔
۲۔ چوں قمر۔ آنحضورؐ سے شق القمر
کا معجزہ ظاہر ہوا۔ ستوں۔ استوانہ حنا
نہ آنحضورؐ کے فراق میں رویا۔
والسلام۔ پتھروں اور درختوں سے
آنحضورؐ کو سلام کرنے کا معجزہ ظاہر
ہوا۔

۳۔ دی۔ سنی نے کہا کہ تمام عالم
اللہ کی قدرت سے پیدا ہے۔ فلسفی۔
فلسفی نے کہا تو خود عالم کی پیداوار
ہے۔ پیداوار کس کے بارے میں کیا
علم ہو سکتا ہے جس سے وہ پیدا ہوئی
سے بارش ابر سے پیدا ہوئی ہے تو
بارش ابر کے بارے میں کیا جان سکتی
ہے۔ ذرہ۔ ذرہ کو آفتاب کے حادث
ہونے کا کیا علم ہو سکتا ہے۔

بحث کردن سنی و فلسفی و جواب دہری کہ منکر الوہیت است
سنی اور فلسفی کا بحث کرنا اور اس دہریہ کا جواب دینا جو خدا کا منکر ہے
و عالم را قدیم داند
اور عالم کو قدیم جاننا ہے

دی ۳ یکمی گفت عالم حادث است
کل ایک شخص کہتا تھا عالم نو پیدا ہے
فلسفی گفتہ کہ چوں دانی حدوث
فلسفی نے کہا تو نے اس کے نو پیدا ہونے کو کیسے جانا
ذرہ خود نیستی از انقلاب
تو اس انقلاب کا ایک ذہ بھی نہیں ہے
فلی ستیاں چرخ خوش طہت است
یہ آسمان فلکی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا مالک ہے
حادثی ابر چوں داند غیوٹ
بارشوں کو ابر کے حادث ہونے کا کیا علم؟
توچہ میدانی حدوث آفتاب
تو سورج کے پیدا ہونے کو کیا جانے؟

کر کلے کاندہ حدث باشد و فیس

وہ کیزا جو غلاظت میں ذن ہے

اس بتقلید از پیدہ بشنیدہ

تو نے یہ باپ سے تقلید سنا ہے

چست برہاں بر حدوث اس بگو

یہ بتا؟ اس کے نوپیدا ہونے پر کیا دلیل ہے؟

گفت دیدم اندریں بحر عمیق

اس نے کہا میں نے دیکھا اس گہرے سمندر میں

در جدال و در خصام و در شکوہ

لڑائی اور جھڑپ اور شور میں

سوی آں ہنگامہ گشتم من رواں

اس ہنگامہ کی طرف میں بھی روانہ ہو گیا

من ۲ سوی جمع ہنگامہ شدم

میں ہنگامے کے مجمع کی جانب چلا گیا

آں یکے می گفت گردوں فانی ست

ایک کہتا تھا کہ آسمان فنا ہونے والا ہے

وال دگر گفت اس قدیم و بے کیست

دوسرے نے کہا یہ قدیم اور کب سے ہے کے بغیر ہے

گفت منکر گشتہ خلاق را

اس نے کہا تو پیدا کرنے والے کا منکر بن گیا

گفت ۳ بے برہاں نخواہم من شنید

اس نے کہا میں بغیر دلیل کے نہ سنوں گا

ہیں ببا در حجت و برہاں کہ من

خبردار حجت اور دلیل لا کیونکہ میں

گفت حجت در درون جانم ست

اس نے کہا دلیل میری جان کے اندر ہے

کے بداند آخر و ہدوز میں

وہ زمین کے انجام اور آغا کو کیا جان سکتا ہے؟

از حماقت اندریں پیچیدہ

بیوقوفی سے اس میں پھنسا ہوا ہے

ورنہ خامش گن فزوں گوئی جو

ورنہ چپ ہو جا، زیادہ باتیں نہ بنا

بحث می کردند روزے دو فریق

ایک روز دو فریق بحث کر رہے تھے

گشتہ ہنگامہ براں دو کس گروہ

اور اس ہنگامہ میں ان دونوں پر مجمع ہو گیا تھا

تا بیا بم اطلاع از حال شاں

تاکہ ان کی حالت سے باخبر ہو سکوں

اطلاع از حال ایشاں بستم

اور ان کے حل کی معلومات حاصل کیں

بے گمانے اس پنا رہا بانی ست

بلاشبہ اس بنا کا کوئی بنانے والا ہے

نیستش بانی و یابانی و بست

اس کو کوئی بنانے والا نہیں اور یا وہ خود بنانے والا ہے

روز و شب آرنده و رزاق را

دن اور رات کو لانے والے اور رزق دینے والے کا

انچہ گوئی بہ تقلیدے گزید

تو جو کچھ کہتا ہے تو نے تقلید میں اختیار کیا ہے

نشوم بے حجت اس را در زمین

اس کو زمانہ میں بغیر دلیل کے نہ سنوں گا

در درون جان نہاں برہانم ست

جان کے اندر میری دلیل چھپی ہوئی ہے

۱۔ کر نیلے۔ گوہر میں جو کیزا ہے

اس کو زمانہ کی ابتدا اور انتہا کی کیا خبر ہو

سکتی ہے۔ اس۔ انسان کے باوا دادا

سے عالم کے پیدا ہونے کی بات سن

لی ہے اسی طرح بلا تحقیق اس کو ماننا چلا

آتا ہے چست فلسفی نے کہا اگر ماں

مسئلہ میں کوئی دلیل ہے تو وہ بیان کر

خولہ خولہ زیادہ باتیں نہ کر۔ گفت۔ سنی

نے کہا میں نے ایک روز دو فریق کو

اس مسئلہ میں گفتگو کرتے سنا تھا۔ و

جدال۔ دونوں میں زور دار بحث ہو

رہی تھی اور ایک مجمع ہو گیا تھا۔ سوی۔

میں بھی اس ہنگامے کو دیکھنے پہنچ گیا

تھا۔

۲۔ من۔ سوی۔ میں بھی اس مجمع

میں پہنچا تاکہ ان کی باتیں سنوں۔

آں یکے ایک یہ کہتا تھا کہ اس عالم کا

کئی بنانے والا ہے لہذا یہ نو پیدا چیز

ہے۔ وال دگر۔ دوسرا یہ کہتا تھا کہ عالم

قدیم ہے اس کا کوئی بنانے والا نہیں

ہے اگر ہے تو وہ خود اپنے آپ کو بنانے

والا ہے۔ بے کیست۔ یعنی عالم کے

بارے میں یہ سوال پیدا نہیں ہوتا کہ وہ

کب سے ہے۔ گفت۔ دوسرے

نے کہا کہ تو پیدا کرنے والے لہذا ذوق کا

منکر ہو گیا۔

۳۔ گفت بے برہاں۔ فلسفی نے

کہا میں بغیر دلیل کے کوئی بات نہ

سنوں گا تو محض تقلیدی باتیں کر رہا

ہے۔ گفت حجت۔ سنی نے کہا حجت

ذوقی ہے اور یہ کہ خود انسان اپنے

حالات پر غور کرے تو اس سے وجود

باری پر استدلال کر سکتا ہے۔ من

عرف نفسه فقد عرف ربه جس

نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس نے خدا

کو پہچان لیا۔

تونی! بنی ہلال از ضعف چشم

آنکھ کی کمزوری سے تو چاند کو نہیں دیکھتا ہے
گفتگو بسیار گشت و خلق گنج
بات لمبی ہو گئی اور لوگ حیران ہو گئے

گفت ۱ یارا در دو و نم تجتے ست
اس نے کہا دوست میرے دل میں ایک دلیل ہے
من یقین دامن نشان آں بود
مجھے یقین ہے اس کی علامت یہ ہے

در زباں می ناید ایس تجت بدال
سمجھ لے یہ دلیل زبان پر نہیں آتی ہے
نیست پیدا سر گفت وئی من
میری گفتگو کا راز ظاہر نہیں ہے

اشک ۲ چوں بر رخ روانہ می رود
جب آنسو رخ پر بہتے ہیں
گفت من لہنہا ندام تجتے
اس نے کہا میں اس کو لمبی دلیل نہیں سمجھتا ہوں

گر بیاری من کنم آنرا قبول
اگر وہ تو بیان کرے تو میں مان جاؤں گا
اگر وہ تو بیان کرے تو میں مان جاؤں گا

گفت چوں قلبے و نقدے دم زنند
اس نے کہا جب کھٹا اور کھرا دعویٰ کریں
ہست آتش امتحان آخریں
تو آخری آزمائش آگ ہے

عام و خاص از حال شاں عالم شوند
عوام اور خواص ان کے حال سے باخبر ہو جائیں گے
آب و آتش آمد اے جاں امتحان
اے دوست! پانی اور آگ آزمائش ہیں

من ہی ینم مکن بر من تو چشم

میں دیکھ رہا ہوں تو مجھ پر غصہ نہ کر
در سرو پایاں اس چرخ پیچ
اس با ارادہ آسمان کی ابتدا اور انتہا میں

بر حدوث آسمانم آیتے ست
جو آسمان کے نو پیدا ہونے کی نشانی ہے
مر یقین دان را کہ در آتش رود
کہ یقین رکھنے والا آگ میں گھے

بچوں حال و سر عشق عاشقان
جیسے کہ عاشقوں کا حال اور راز
جز کہ زردی و زواری روی من
سوائے میرے چہرے کی زردی اور لاغری کے

تجت حسن و جمالش می شود
اس کے حسن اور خوبصورتی کی دلیل ہوتے ہیں
کہ بود در پیش علمہ آیتے
جو عیام کے سامنے علامت بنے

ورنہ کوتاہ کن حدیث عرض و طول
ورنہ لمبی چوڑی بات کو مختصر کر
کہ تو قلبی من نکویم و از جمند
کہ تو کھٹا اور میں اچھا اور مہربان ہوں

کاندر آتش در فتنہ آں دو قرین
کہ دونوں ساتھی آگ میں گریں
از گمان و شک سوی ایقان روند
گمان اور شک سے یقین کی جانب چلے جائیں گے

نقد و قلبے را کہ آں باشد نہاں
اس کھرے اور کھونے کے لئے جو پوشیدہ ہو

۱ تونی بنی۔ اس دلیل کی مثال
۲ گفٹ یا راز۔ سنی نے کہا اے
دوست وہ ذاتی اور باطنی دلیل دنیا کے
حادث ہونے پر مضبوط دلیل ہے۔
اور اس سے مجھے یقین حاصل ہے اور
میرے سچ ہونے کی دلیل یہ ہے
کہ میں اور تو آگ میں کوہیں جو سچا
ہے وہ سالم رہے گا۔ در زباں۔ یہ
دلیل قوی نہیں ہے عاشق کے عشق کو
دلائل سے نہیں ملے اس کے آثار اور
حالات سے ثابت کیا جاسکتا ہے۔
عاشق کے چہرے کی زردی اور آنسو
دلیل ہوتے ہیں۔

۳ اشک۔ عاشق کے آنسو عشق
اور معشوق کے حسن کی دلیل ہوتے
ہیں۔ کہ بود۔ فاشی نے کہا میں ایسی
دلیل چاہتا ہوں جو عوام بھی سمجھ سکیں۔
ہست۔ سنی نے کہا اگر کھرے
کھونے میں بحث ہو تو آزمائش کی
یہ صحت ہے کہ ان کو آگ میں تپلا
جائے اس سے شکوک و شبہات رفع
ہو جائیں گے لہذا تجھے اور مجھے آگ
میں داخل ہونا چاہیے جو سچا وعدہ ہے۔

۴ گفٹ۔ یا راز۔ سنی نے کہا اے
دوست وہ ذاتی اور باطنی دلیل دنیا کے
حادث ہونے پر مضبوط دلیل ہے۔
اور اس سے مجھے یقین حاصل ہے اور
میرے سچ ہونے کی دلیل یہ ہے
کہ میں اور تو آگ میں کوہیں جو سچا
ہے وہ سالم رہے گا۔ در زباں۔ یہ
دلیل قوی نہیں ہے عاشق کے عشق کو
دلائل سے نہیں ملے اس کے آثار اور
حالات سے ثابت کیا جاسکتا ہے۔
عاشق کے چہرے کی زردی اور آنسو
دلیل ہوتے ہیں۔

تامن! و توہر دو در آتش روم
 میں اور تو دھوں آگ میں گھسیں
 یامن و توہر دو در بحر اوقیم
 یا میں اور تو دھوں دریا میں کودیں
 ہچناں کردند و در آتش شدند
 انہوں نے ایسا ہی کیا اور آگ میں چلے گئے
 فلسفی را سوخت خاکستر بگرد
 اس نے فلسفی کو جلا دیا راکھ بنا دیا
 آل خدا گویندہ مرد مدعی
 وہ مد مدعی خدا کا ماننے والا
 آز مودہ بشنو ایں اعلام را
 اس آزمائے ہوئے اعلان کو سن
 کہ نسوزیدست^۱ ایں نام از اجل
 کہ موت سے یہ نام نہ جلا
 صد ہزاراں روح شد دلدادہ
 لاکھوں روہیں دل دادہ ہیں
 صد ہزاراں خلق را درباد یہ
 جنگل میں لاکھوں انسانوں کا
 صد ہزاراں زیں رہاں اندر قرآں
 قرآن میں اس طرح کی لاکھوں بازیاں مذکور ہیں
 چوں^۲ گرو بستند غالب شد صواب
 جب انہوں نے بازی لگائی صحیح بات غالب آئی
 فہم کردم کانکہ دم زد از سبق
 میں سمجھ گیا کہ جس نے پہلے دعویٰ کیا
 حجت منکر ہمارہ زرد رو
 منکر کی دلیل ہمیشہ شرمندہ ہے

حجت باقی حیراناں شویم
 باقی حیران لوگوں کے لئے دلیل بن جائیں
 کیس در دعویٰ من و تو کو فہم
 کیونکہ میں نے اور تو نے دعوے کا موازنہ کھٹکھٹایا ہے
 ہر دو خود را بر تفت آتش زدند
 دھوں نے اپنے آپ کو آگ کے شعلوں میں ڈال دیا
 متقی را ساخت تازہ تر بگرد
 متقی کو سنو دیا تروتازہ کر دیا
 رست و سوزید اندر آتش آل دعی
 بچ گیا اور وہ حرام زاد آگ میں جل گیا
 کوہی افزوں روان خام را
 جو کچی روہوں کے اندھے پن کو بڑھانے والا ہے
 کش مستمعی صدر بودہ است واجل
 کیونکہ وہ نام والا صدر تھا اور بزرگ تھا
 در رہ او سر بسر او فسادہ
 اس کے راستہ میں سر کے بل پڑی ہیں
 سر گروہ و بے عصا را راویہ
 سرگروہ بناوہ بے سہارے کے لئے سیراب کرنے والا بنا
 بر دریدہ پر دہای منکراں
 جنہوں نے منکروں کے پردے چاک کئے ہیں
 در دوام معجزات و در جواب
 معجزوں کے دوام اور جواب کے بارے میں
 در حدوث چرخ پیروز زست و حق
 آسمان کے نوپیدا ہونے میں وہ کامیاب اور صحیح ہے
 یک نشاں بر صدق ایں انکار کو
 اس کے انکار کی چٹائی پر ایک علامت بھی کہیں ہے؟

۱۔ تامن۔ تو۔ پانی سے بھی آزمائش ہو جائے گی تو اور میں سمندر میں کودیں جو سچا ہے وہ بچ جائے گا۔ ہچناں۔ چنانچہ دھوں آگ میں کودے سنی بچ گیا فلسفی جل گیا۔ دعی۔ وہ شخص جو جھوٹے نسب کا دعویٰ کرے۔
 ۲۔ کہ نسوزید۔ نیکوں کا نام موت بھی نہیں مٹا سکتی۔ کیونکہ نام والا صدر اور بزرگ ہوتا ہے۔ صد ہزاراں۔ ایسے بزرگوں کی لاکھوں روہیں ولدادہ ہوتی ہیں۔ صد ہزاراں۔ غالباً آنحضور کے اس معجزے کی طرف اشارہ ہے جس کا ذکر پہلے آچکا ہے کہ پانی پلا کر بہت سے پیاسوں کی جان بچلی تھی۔ رہاں۔ باہمی شرط لگانا۔
 ۳۔ چوں گرو۔ جب بھی مخالفین نے بازی لگائی تو انبیاء معجزوں کے ذریعہ جیتے ہیں۔ فہم۔ ان دلائل سے میں یہ سمجھا کہ عالم کو نوپیدا کرنے والا سچا ہے۔

یک منارہ ۱ در شہی منکراں
منکروں کی تعریف میں ایک منارہ بھی
منبرے گو کہ در آنجا مخبرے
کئی منبر کہل ہے کہ اس پر کوئی خبر دینے والا
رُوی دینار ورم از نام شاں
دینار اور ورم کا رخ ان کے نام سے
سکہ شاہاں ہی گرد و گر
بادشاہوں کا سکہ بدل جاتا ہے
بر رُخ نقرہ ویا رُوی زرے
چاندی پر یا سونے پر
بر رُخ سیم و زرے اندر جہاں
دنیا میں چاندی اور سونے پر
خود بگیر ایں معجزہ چوں آفتاب
اس سحر جیسے معجزے کو لے
زہرہ نے کس را کہ یک حرفے ازاں
کسی کی جہل نہیں ہے کہ اس میں سے ایک حرف
یارِ غالب شو کہ تا غالب شوی
غالب کا دوست بن تاکہ تو بھی غالب بن جائے
حجت منکر نہی آمد کہ من
منکر کی دلیل یہ ہوئی کہ میں
ہج ۳۰ تندیشد کہ ہر جا ظاہر یست
اس نے نہ سوچا کہ جہاں کہیں ظاہر ہے
فائدہ ہر ظاہرے خود باطن ست
ہر ظاہر کا فائدہ خود پوشیدہ ہے
ایں تفاوت حق نہاد اندر زماں
زمانہ میں یہ فرق اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے

کو دریں عالم کہ تابا شد عیاں
دنیا میں کہل ہے تاکہ بات واضح ہو
یاد آرد روزگار منکرے
منکر کے زمانے کو یاد کرے
تا قیامت می دہد از حق نشان
قیامت تک حق کا نشان دے گا
سکہ احمد بہ ہیں تا مستقر
احمد کے سکے کو قیامت تک دیکھ
و انما بر سکہ نام منکرے
سکہ پر کسی منکر کا نام تھا
سکہ بنما بنام منکراں
منکروں کے نام کا سکہ دکھا
صد زبان و نام او ام الکتاب
جو سوزبانوں والا ہے اور اس کا نام قرآن ہے
یا بُد زود یا فزاید درمیاں
چمائے یا درمیان میں بڑھائے
یارِ مغلوباں مشو ہیں اے غوی
خبردار! اے گمراہ مغلوبوں کا یار نہ بن
غیر ایں ظاہر نمی بینم و طن
اس ظاہر کے سوا میں اپنا وطن نہیں دیکھتا ہوں
آں ز حکمتہاں پنہاں مخبر یست
وہ پوشیدہ حکمتوں سے آگاہ کرنے والا ہے
بچو نفع اندر دواہا کا من ست
جس طرح دواؤں کا فائدہ پوشیدہ ہے
تا بد اندہ اہل عرفاں در جہاں
تاکہ اہل عرفان دنیا میں سمجھ لیں

۱ منارہ وہ بلند جگہ جہاں علامت
کے لئے آگ روشن کر دیتے تھے
مخبرے خبر دینے والا۔ رُوی۔ سکوں
پر انبیا کا نام ان کی چال کی نشان ہے
مستقر۔ دائم۔ ہمیشہ منکرے یعنی
منکر خدا

۲ خود۔ یعنی اگر سکوں پر نام قائم
رہنے معاملہ میں شکوک و شبہات ہیں
آنحضرت کا معجزہ قرآن ہے اس کو دیکھ
لے زہرہ قرآن میں ایک حرف کی
بھی کمی زیادتی ممکن نہ ہو سکی۔
غالب۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ مغلوب۔
یعنی مخلوق۔ حجت منکر۔ منکر کی سب
سے بڑی دلیل یہ ہوئی کہ ظاہر عالم
بتاتا ہے کہ وہ خود بخود پیدا ہو گیا ہے
پیدا کرنے والا کہیں ظاہر نہیں ہے۔
۳ ہج۔ دلیل کی کمزوری یہ ہے کہ
ظاہر کو سب کچھ لیا گیا حالانکہ ظاہر و
باطن کی خاطر پیدا کیا جاتا ہے۔
فائدہ ظاہر مقصد نہیں ہے بلکہ ظاہر
سے مقصود بھی باطن ہے دوا کا فائدہ
میں چھپا ہوا ہے اور وہ مقصود ہے۔

عمر کر گس اسے ہزار و پانصد ست
گدھ کی عمر ساڑھے تین ہزار سال ہے
می بمیرند از کبوتر صد ہزار
لاکھوں کبوتر مرتے ہیں
جملہ پندارند کر گس باقیست
سب یقین کرتے ہیں کہ گدھ باقی ہے
چونکہ ظہر ابیں شد انداز جہل خویش
وہ چونکہ اپنی نادانی سے ظاہر بین بنے
می ۲ نمازد در جہاں یک تار مو
دنیا میں ایک بال بھی باقی نہ رہے گا
ہرچہ پیدا کرد بہر معنی ست
اس نے جو کچھ پیدا کیا کسی حکمت کے لئے ہے

۱۔ کر گس۔ مشہور ہے کہ گدھ کی عمر ساڑھے تین ہزار سال کی ہوتی ہے یعنی اپنی عمر کی کتابی اور گدھ کی طویل عمر ہونے کی وجہ سے اس کو قدیم مان لیتا ہے۔ جملہ سب کبوتر گدھ کو ہمیشہ رہنے والا سمجھتے ہیں حالانکہ باقی صرف خدا کی ذات ہے۔

۲۔ می نمازد دنیا کی ہر چیز فانی ہے بس باقی ذات خداوندی ہے۔ ہرچہ اللہ تعالیٰ نے جو چیز بھی پیدا کی ہے کسی پوشیدہ حکمت وجہ سے کی ہے۔ کچھ کوئی مصور تصویر برائے تصویر نہیں بناتا ہے بلکہ اس کا اس میں کوئی پوشیدہ مقصود ہوتا ہے۔

۳۔ بلکہ مصور کا مقصد دوستوں اور بڑوں کو خوش کرنا ہوتا ہے۔ شادی۔ مقصود یہ ہوتا ہے کہ بچہ دیکھ کر خوش ہو یا غائب دوستوں کی تصویر کو دیکھ کر دوست خوش ہوں۔ کوزہ کہہ سکورا اس لئے بناتا ہے کہ اس میں بھر کر پانی پیا جائے۔

تفسیر آیہ کریمہ مَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا

تفسیر آیت کریمہ ”آسمانوں اور زمین اور ان دونوں میں جو کچھ ہے ہم نے نہیں پیدا یٰنہما الا بالحقّٰیٰ نیا فرید شال از بہر ہمیں کہ شامی بیند کیا مگر حق کے ساتھ ان کو صرف اسی لئے نہیں پیدا کیا جو کہ تم دیکھتے ہو

بلکہ بر معنی و حکمت باقیہ کہ شامی بیند آں را

بلکہ ایک معنی اور باقی رہنے والی حکمت کی بنیاد پر جس کو تم نہیں دیکھتے ہو

ہج نقاشے نگار در زین نقش
توئی مصور عمدہ تصویر بناتا ہے
بلکہ ۳ بہر میہمانان وکیاں
بلکہ مہمانوں اور بڑوں کے لئے
شادی بچگان ویاو دوستاں
بچوں کی خوشی یا دوستوں کی یاد کے لئے
ہج کوزہ گر گند کوزہ شتاب
کوئی کہہ سکورا جلد سکورا بناتا ہے

بے امید نفع بہر عین نقش
نفع کی امید کے بغیر محض تصویر کے لئے
کہ بفرجہ وارہند از لدہاں
تاکہ مسرت کی وجہ سے غموں سے نجات پائیں
دوستاں رفتہ را از نقش آں
گزرے ہوئے دوستوں کو ان کی تصویر سے
بہر عین کوزہ نے از بہر آب
محض سکورے کے لئے نہ کہ پانی کے لئے؟

بہر عینِ کاسہ نے بہرِ طعام

محض قیالہ کی خاطر نہ کہ کھانے کے لئے؟

بہر عینِ خط نہ بہرِ خواندن

محض خط کی خاطر نہ کہ پڑھنے کے لئے؟

واں برہی غائب دیگر بہ بست

وہ کسی دوسرے غالب کے لئے بنا ہے

ایں فوائد را بمقدارِ نظر

ان فوائد کو نظر کے انداز کے مطابق

فائدہ ہر لعب در ثانی نگر

ہر چال کا فائدہ دوسری چال میں دیکھ

واں برہی آں واں بہرِ فلاں

وہ اس کے لئے اور وہ فلاں کے لئے

در پے ہم تارسی در برد و مات

پے در پے یہاں تک کہ تو بازی جیت لے

کہ شدن بر پایہای فرد باں

سیر می کے ہر جنہر چڑھنا

تارسی تو پایہ پایہ تا بہام

تاکہ تو سیر می بہ سیر می بالاخانہ تک پہنچ جائے

واں منی از بہرِ نسل و روستی

اور منی نسل اور روستی کے لئے ہے

عقل او بے سیر چوں نسبت زمیں

اس کی عقل زمین کی گھاس کی طرح ساکن ہے

ہست پی او بگل در ماندہ

اس کا پاؤں مٹی میں پھنسا ہے

اس کا پاؤں مٹی میں پھنسا ہے

اس کا پاؤں مٹی میں پھنسا ہے

اس کا پاؤں مٹی میں پھنسا ہے

ہج کاسہ اگر گند کاسہ تمام

کوئی پیالہ بنانے والا پیالہ مکمل کرتا ہے

ہج خطا طے نویسند خط بفسن

کوئی خوشنویس ہنرمندی سے خط لکھتا ہے

نقش ظاہر بہرِ نقش غائب است

ظاہری نقش پوشیدہ نقش کے لئے ہے

تاہوم چارم دہم بر می شمر

تیسرے چوتھے دسویں تک شمار کر لے

ہمچو باز یہی شطرنج اے پسر

اے بیٹا! شطرنج کی بازیوں کی طرح

ایں نہادہ بہرِ آں لعب نہاں

یہاں نے اس کے لئے پوشیدہ چال چلی

چنیں دیدہ جہات اندر جہات

اسی طرح غرضوں میں غرضیں

اول سے از بہرِ دُوم باشد چناں

پہلی چال دوسری کے لئے ایسی ہے جیسا کہ

واں دُوم بہرِ سَوم می واں تمام

دوسری کو تیسری کے لئے یقیناً سمجھ لے

شہوت خوردن ز بہرِ آں منی

کھانے کی خواہش منی کے لئے ہے

گند بینش می نہ بیند غیر ایں

باقص نظر اس کے سوا نہیں دیکھتی ہے

بنت راچہ خواندہ چہ نا خواندہ

گھاس کا کیا بلایا ہوا کیا نہ بلایا ہوا

گھاس کا کیا بلایا ہوا کیا نہ بلایا ہوا

گھاس کا کیا بلایا ہوا کیا نہ بلایا ہوا

گھاس کا کیا بلایا ہوا کیا نہ بلایا ہوا

گھاس کا کیا بلایا ہوا کیا نہ بلایا ہوا



۱۔ کاسہ پیالہ اس لئے بنایا جاتا

ہے کہ اس میں رکھ کر کھانا کھلیا

جائے۔ خطاطی۔ خطاط خطاطی کا

کمال اس لئے دکھاتا ہے کہ اس کو

لوگ شوق سے پڑھیں۔ نقش۔ نقش

ظاہر معنی پر دلالت کرتا ہے وہ معنی کسی

اور مقصود پر دلالت کرتے ہیں اسی

طرح دنیا میں سلسلہ قائم ہے اور عقل

کے مطابق لوگ اہراک کرتے ہیں۔

۲۔ ہمچو۔ شطرنج میں جو چال چلی

جانی ہے اس سے مقصود یہی چال

نہیں ہوتی ہے بلکہ اس کی بنیاد پر جو

اگلی چال چلنی ہے وہ مقصود ہوتی ہے۔

ہمچنیں۔ آخر تک کی چالیں پیش نظر

رکھ کر چال چلی جاتی ہے اس سے

انسان بازی جیت لیتا ہے۔

۳۔ اول۔ پہلی چال دوسری چال

کے لئے اسی طرح سے درپے ہے

جیسے سیر می کے ڈنڈے پھلا ڈانڈا

دوسرے کا ذریعہ اور دوسرا تیسرے اور

تیسرا چوتھے ڈنڈے کے لئے واسطہ

ہے۔ شہوت خوردن۔ کھانے کی

خواہش ہوتی ہے وہ ذریعہ بنتی ہے منی

کی تولید اور منی کی تولید سب بنتی ہے

نسل کی بقا کا۔ گند بینش۔ جو شخص کوتاہ

نظر ہے وہ سمجھتا ہے کہ کھانے کا

مقصد صرف کھانا ہے اور کچھ نہیں ہے

ایسا کوتاہ نظر انسان گھاس کی طرح اپنی

جگہ جما ہوا ہے اس کے نزدیک مقصود

اور غیر مقصود میں کوئی امتیاز نہیں ہے۔

نسبت زمیں۔ زمین کی گھاس کو بلانا اور

نہ بلانا یکساں ہے وہ کبھی نہیں چل

سکتی ہے اور اس کے پاؤں مٹی میں

پھنسنے ہیں۔

۱۔ گر سرش گھاس کے ملنے سے
ہو کا نہ کھانا چاہیے وہ کھڑی کھڑی
سر ہار رہی ہے۔ آں سرش۔ باد صبا کی
دُوت پر اس کا سر بلیک کہتا ہے اس کا
پاؤں ناخرمانی کرتا ہے۔ چوں ندارد۔
اس کو آفاق اور افس کی سیر حاصل نہیں
ہے وہ غائبانہ باتیں کرتا ہے اور بغیر
دیکھے اندھوں کی طرح قدم بڑھاتا
ہے اور توکل کا سہارا پکڑتا ہے۔

۲۔ بر توکل۔ اسباب کو ترک کر
کے توکل اختیار کرنا غلط ہے میدان
جنگ اور شطرنج کی بادی میں جب
تک اچھی چالیں نہ چلے گا کام نہ بنے
گا۔ نظر ہائی۔ لولیا کی نظریں جو
ٹھنھری ہوئی نہیں ہیں وہ آفاق اور
افس کی سیر کرتی ہیں اور پروں کو
چاک کر دیتی ہیں دس سال میں
ہونے والے واقعات کو عالم مثال
میں دیکھ لیتی ہیں ان کے آگے پیچھے
کی رکاوٹیں ختم ہو جاتی ہیں اور ان کی
نظریں لوح غیب سے ہونے والے
واقعات پڑھ لیتی ہیں۔

۳۔ چوں نظر۔ ان بزرگوں کی
نظریں ابتداء آفرینش کو بھی دیکھ لیتی
ہیں ازل میں حضرت آدم کو خلیفہ
بنانے کے بارے میں ملائک نے جو
گفتگو کی اس کو یہ سن لیتے ہیں۔ وہ
پیش۔ ابد تک جو واقعات ہونے
والے ہیں ان کو بھی یہ دیکھ لیتے ہیں
غرضکہ ازل اور ابدان کی نگاہوں کے
سامنے ہوتا ہے اور ان کا علم اگرچہ علم
خود ندی کی طرح محیط نہیں ہوتا لیکن
حضرت حق ان کو بہت سی چیزوں کا
علم عطا فرمادیتا ہے۔ روزِ فصل۔ روز
محشر۔ ہر کسے جو شخص جس قدر دل
کو صاف کر کے اس پر صیقل کر لیتا
ہے اس قدر اس کو مغیبات کا مشاہدہ
ہوتا ہے۔

گر سرکش جُنبدِ ببادِ تیز رَو

اگر تیز چلنے والی ہو اسے اس کا سر ہلے

آں سرش گوید سَمَعًا یَا صَبَا

اس کا سر کہتا ہے ہم نے باد صبا کی اطاعت کی

چوں ندارد سیرِ میراند چو عام

چونکہ چلنا نہیں جانتا ہے عوام کی طرح چلتا ہے

بر توکل ۲ تاچہ آید در نبرد

جنگ میں توکل سے کیا حاصل ہوتا ہے؟

واں نظر ہی کہ آں افسردہ نیست

وہ نگاہیں جو ٹھنھری ہوئی نہیں ہیں

انچہ در وہ سالِ خواہد آمدن

جو کچھ دس سال میں آئے گا

چمنیں ہر کس باندازِ نظر

اسی طرح ہر شخص نظر کے اندازے کے مطابق

چونکہ سَدِ پیش و سَدِ پسِ نماوند

چونکہ آگے کی آڑ اور پیچھے کی آڑ نہیں رہی

چوں ۳ نظر پس کرد تا بدو وجود

جب اس نے پیچھے نظر کی وجود کی ابتدا تک

بحثِ اُملاک و زمیں با کبریا

خدا کے ساتھ ملکیتوں اور زمین کی بحث

چوں نظر در پیش اَفکند او بدید

اس نے جب نگاہ آگ ڈالی تو دیکھ لیا

پس ز پس می بیند اَو تا اصل

پس وہ پیچھے کی جانب اصل کی اصل تک دیکھتا ہے

ہر کسے اندازہ رُشندی

ہر شخص دل کے روشن ہونے کے اندازہ سے

تو بسرِ جُبا نیشِ غرہ مشو

تو اس کے سر ہلانے سے ہو کا نہ کھا

پلی او گوید عَصینَا خَلْنَا

اس کا پاؤں کہتا ہے ہم نے نافرمان کی ہے ہمیں چھوڑ

بر توکل می نہد چوں کورگام

اندھے کی طرح توکل پر قدم رکھتا ہے

چوں توکل کردن اصحابِ نرد

جیسا کہ چوہر باز کا توکل کرنا

جَز رَوْنَدہ جَز دَرِنَدہ پَرَدہ نیست

وہی چلنے والی پردہ چاک کرنے والی ہیں

ایں زماں بیند بچشمِ خویشِ تن

وہ اس وقت اپنی آنکھ سے دیکھ لیتا ہے

غیب و مستقبل بہ بیند خیر و شر

غائب اور آنے والے خیر و شر کو دیکھ لیتا ہے

شُد گزراہِ چشم و لوحِ غیبِ خواند

وہ گزر جانے والی آنکھ بن گیا اور اسے غیب کی تختی پڑھ لی

آخر و آغازِ ہستی رُو نمود

وجود کا آخر اور آغاز رونما ہو گیا

در خلیفہ کردنِ بابلی ما

ہمارے ہا جان کو خلیفہ بنانے میں

انچہ خواہد بود تا محشر پدید

ہر اس چیز کو جو حشر تک رونما ہو گی

پیش می بیند عیاں تا روزِ فصل

سامنے کی جانب قیامت تک واضح طور پر دیکھ لیتا ہے

غیب را بیند بقدرِ صیقلی

صیقل کے بقدر غیب کو دیکھتا ہے

ہر کہ صیقل بیش کرد او بیش دید
جس نے زیادہ صیقل کر لی اس نے زیادہ دیکھا
گرتو! گوئی کاں صفا فصل خداست
اگر تو کہے کہ وہ دل کی صفائی خدا کی دین ہے
قدرِ ہمت باشد آں جہد و دعا
وہ کوشش اور دعا ہمت کے اندازے سے ہے
ولہب! ہمت خداوندست و بس
ہمت کا عطا کرنے والا صرف خدا ہے
نیست تخصیص خدا کس را بکار
اللہ تعالیٰ کا کسی کو کسی کام کے لئے مخصوص کرنا
لیک چوں رنجے دہد بد بخت را
لیکن جب وہ اللہ تعالیٰ کسی بد نصیب کو تکلیف دیتا ہے
نیک بختے را چو حق رنجے دہد
جب اللہ کسی نیک بخت کو تکلیف دیتا ہے
بد دلاں از نیم جاں در کار زار
بزدلوں نے جنگ میں جان کے خوف سے
پُر دلاں در جنگ ہم از نیم جاں
بہادروں نے جنگ میں بھی جان کے خوف سے
رستماں را ترس و غم واپیش برد
بہادروں کو خوف اور غم نے آگے بڑھایا
چوں محک آمد بلا و نیم جاں
جبکہ مصیبت اور جان کا خوف کسوٹی بنا
حاصل آں کز و سوسہ ہر سو گینخت
خلاصہ یہ ہے کہ جو شیطانی دوسرے سے ہر جانب جدا ہو گیا

بیشتر آمد برو صورت پدید
اس پر صورتیں زیادہ ظاہر ہوئیں
نیز اس توفیق صیقل زاعطا است
نیز اس صیقل کی توفیق اس کی عطا ہے
لَیْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى
نہیں انسان کے لئے مگر وہ جس کی وہ کوشش کرے
ہمت شاہی ندارد هیچ خس
کوئی ناچیز انسان شاہی کی ہمت نہیں رکھتا ہے
منع طوع و مراد و اختیار
اطاعت اور مقصد کا راستہ اختیار کر لیتا ہے
او بگز راند بگفراں رخت را
تو وہ ناشکری کا راستہ اختیار کر لیتا ہے
رخت را نزدیک ترواے نہد
وہ زیادہ نزدیک پڑاؤ کرتا ہے
کردہ اسباب ہزیمت اختیار
پسپائی کے اسباب اختیار کر لئے
حملہ کردہ سوی صفت دشمنان
دشمنوں کی صف پر حملہ کر دیا
ہم ز ترس آں بد دل اندر خویش مرد
بزدل خوف سے خود بہ خود مر گیا
زاں پدید آمد شجاع از ہر حیاں
اس کی وجہ سے بہادر ہر بزدل سے عیاں ہو گیا
از قضا ہم در قضا باید گریخت
اس کو قضا (خداوندی) سے قضا کی جانب بھاگنا چاہیے

۱۔ گرتو! اگر تو یہ خیال کرے کہ دل کی صفائی محض عطیہ خداوندی ہے انسان کی کوشش کو اس میں کوئی دخل نہیں ہے تو یہ غلطی ہے انسان کوشش کرتا ہے تو وہ پائے رحمت جوش میں آ کر عطیہ کر دیتا ہے۔
۲۔ ولہب! انسان کی کوشش اور دعا بقدر ہمت ہے اور ہمت دینے والا بھی خدا ہے ورنہ ناچیز انسان عرفان کائنات کا راہ نہ نہیں کر سکتا۔ نیست۔
تقدیر اختیار کے منافی نہیں ہے تقدیر کے ساتھ اختیار باقی ہے بد بخت اس اختیار کو غلط استعمال کرتا ہے اور مصیبت آنے پر کفر کا راستہ اختیار کرتا ہے نیک بخت اس مصیبت پر آہ و زاری کے ذریعہ اور قرب حاصل کر لیتا ہے۔ بد دلاں۔ جنگ کے آثار بہادر اور بزدل پر مختلف مرتب ہوتے ہیں اور اس کے اختیار ہی کی بنیاد پر ہیں۔
۳۔ رستماں۔ بہادروں کے لئے خوف پیش قدمی کا سبب بنتا ہے اور بزدل خوف سے خود بخود مر جاتا ہے۔ چوں۔ جان کا خوف بہادر اور بزدل کی کسوٹی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ انسان کو اپنے تمام مقاصد میں شیطانی دوسوں سے بچ کر قضاء الہی سے قضاء الہی کی طرف بھاگنا چاہیے۔ ایک موقع پر جب حضرت عمرؓ نے طاعون کے خطرے سے سفر چھوڑ کر مدینہ کی طرف واپسی کی تو بعض صحابہؓ نے اعتراض کیا اور کہا کہ نَفَرٌ عَنْ قَدَرِ اللَّهِ آپ قضا الہی سے بھاگتے ہیں تو انہوں نے فرمایا نَعَمْ نَفَرٌ مِنْ قَدَرِ اللَّهِ اِلٰی قَدَرِ اللَّهِ ہاں ہم قضا الہی سے قضا الہی کی طرف بھاگتے ہیں یعنی مصلح کی بنیاد پر جو رو بھی جالی کی وہ بھی قضا الہی ہے۔



وَجِی! کَر دِنِ حَقِّ تَعَالٰی بِمَوٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ کہ اے مَوٰی! من
اللہ تعالیٰ کا حضرت مَوٰی علیہ السلام کو وحی کرنا کہ اے مَوٰی! میں جو کہ پیدا کرنے
کہ خَالِقِ اُمِّ ثَرَادِ دُوسْتِ دَارَمِ
ولا ہوں تجھے دوست رکھتا ہوں

۱۔ وحی۔ اس قصہ کا مقصود یہ ہے کہ
مومن کو خدا کے معاملہ میں ایسا ہی ہونا
چاہیے جیسا کہ حضرت مَوٰی تھے۔
گزیدہ برگزیدہ۔ گفت۔ حضرت
مَوٰی نے عرض کیا میری کوئی خصلت
دوستی کا سبب ہے وہ بتا دیجئے تاکہ میں
اس میں اور اضافہ کر لوں۔ طفلی۔
حضرت حق تعالیٰ نے فرمایا تیرا
میرے ساتھ وہی معاملہ ہے جو بچہ کا
ماں کے ساتھ ہوتا ہے اگر ماں اس کو
بدلتی ہے تو بھی وہ ماں ہی کو چہنٹتا ہے
کسی دوسرے کی طرف مدد کے لئے
نہیں جاتا ہے۔ دیار۔ گھر میں رہنے
والا۔

۲۔ خاطر تو۔ حضرت حق نے
حضرت مَوٰی سے فرمایا تیرا مزاج بھی
یہی ہے کہ ہماری جانب سے خیر ہوا
بظاہر شر تو میری ہی طرف متوجہ ہوتا
ہے کسی دوسری جانب توجہ نہیں کرتا
ہے۔ غیر من۔ میرے سوا تیرے
لئے ناقابل التفات ہے خولہ بچہ ہوا
جوان یا بوڑھا۔ صبی۔ بچہ شیوخ۔ شیخ
کی جمع ہے بوڑھا۔

۳۔ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ ہم تیری ہی
عبادت کرتے ہیں عربی زبان میں
عبادت کو اللہ تعالیٰ کے لئے مختصر
کرنے کے لئے ہے یعنی دوسرے
کی عبادت کرنا تو درکنار ہم عبادت
میں ریاکاری کو بھی گوارہ نہیں کرتے
ہیں۔ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ ہم تجھ سے
مدد چاہتے ہیں۔ بھی حصر کے لئے
ہے اور مدد مانگنے کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ
مخصوص کرنے کے لئے ہے۔

گفت مَوٰی! رَا بُو جِی دِلِ خُدا
اللہ تعالیٰ نے دل کی وحی کے ذریعہ مَوٰی سے کہا
گفت چہ خصلت بُود اے ذوالکرم
حضرت مَوٰی نے عرض کیا صاحب کرم! کوئی خصلت ہے
گفت چوں طفلی بہ پیش والدہ
فرمایا تو ماں کے سامنے کے بچہ کی طرح ہے
خود نہ داند کہ جُو اُو دِیَارِ ہَسْتِ
وہ بچہ نہیں جانتا کہ گھر میں اس ماں کے سوا کوئی اور ہے
مادرش گر سَیْلے بروے زند
اگر اس کی ماں اس کے طمانچہ مدے
از کسے یاری نخواہد غَیر اُو
اسکے سوا کسی سے مدد نہیں چاہتا ہے
خاطر ۲ تو ہم زما در خیر و شر
بھلائی اور برائی میں تیری طبیعت بھی ہم سے
غَیر من پِشت چو سنگ ست و کلوخ
میرے سوا تیرے لئے پتھر اور ڈھیلے کی طرح ہے
بچناں کہ اِیَّاکَ ۳ نَعْبُدُ در حَیں
جس طرح کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں مدد مانگنے میں ہے
ہَسْتِ اِیَّاکَ نَعْبُدُ حَصْرَا
ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں یہ حصر کے لئے ہے
ہَسْتِ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ہم بہر حَصْر
تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں بھی حصر کے لئے ہے

کالے گزیدہ دوست می دارم ترا
کہ اے برگزیدہ! میں تجھے دوست رکھتا ہوں
موجب آں تا من آں افزوں کنم
اس کا سبب تاکہ میں اس کو بڑھاؤں
وقتِ قہرش دست ہم بروے زدہ
جو اس کے غصہ کے وقت بھی اس سے چپٹا ہوا ہے
ہم از و تخمور و ہم از اوست مست
اسی سے وہ مخمور ہے اور اسی سے وہ مست ہے
ہم بمار آید و بروے تند
ماں کے پاس آتا ہے اس کا چکر کانا ہے
اوست جملہ شرّ اُو و خیر اُو
اس کا اچھا برا سب کچھ وہی ہے
التفایش نیست جاہائے دگر
اس کی توجہ دوسری جگہوں پر نہیں ہے
گر صبی و گر جوان و گر شیوخ
خولہ بچہ ہو اور خولہ جوان اور خولہ بوڑھے
در بلا از غیر تو لا نستعین
مصیبت میں تیرے غیر سے ہم مدد نہیں چاہتے ہیں
در لغت داں از پے نفی ریا
عربی میں سمجھ لے، ریا کی نفی کے لئے ہے
حصر کردہ استعانت را و قصر
جس سے مدد مانگنے کی ذات کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے

ز انتقام ایں مرد بیرون نامدے
یہ شخص سزا سے نہ بچ سکتا
اُو نہر دے ایں زماں از تیغ سر
وہ تلوار سے اس وقت سر نہ بچا سکتا
لیک شرح عزت تست اے قدیم
ہاں اے مصاحب! (یہ) تیری عزت کی تشریح ہے
اے صفات در صفات مآو فیں
اسد کہ تیری صفات ہماری صفات میں مدغم ہو گئی ہیں
زانکہ محمول منی نے حاملی
کیونکہ تو میرا محمول ہے نہ کہ حال
خویشستن در موج چوں گف ہشتہ
تو نے اپنے آپ کو جھاگ کی طرح موج کے سپرد کر دیا ہے
اے عجب کہ ہم اسیری ہم امیر
عجب ہے کہ تو قیدی بھی ہے اور حاکم بھی
اوست بس واللہ اعلم بالرشاد
بس وہی ہے اور خدا بھلائی کو زیادہ جانتا ہے
زیں شفیع آرزو رو برگشت از ولا
اس سفارش سے ناراض ہو گیا اور دوستی سے منحرف ہو گیا
رُو بحایط کردتا نارد سلام
دیوار کی طرف کو منہ کر لیا تاکہ وہ سلام نہ کرے
زیں تعجب خلق در افسانہ شد
اس عجیب بات سے لوگ چہ میگوئیں میں لگ گئے

گر از زمین و آسماں را بر ہم زدے
خوہ زمین و آسماں نہ دہالا ہو جاتے
وَر شدے ذرہ بذرہ لایہ گر
اگر ذرہ ذرہ خوشامدی بننا
بر تو می تنہیم منت اے کریم
اے شریف! میں تجھ پر احسان نہیں جتاتا ہوں
ایں نگر دی تو کہ من کرم یقین
یہ (سفارش) تو نے نہیں کی یقیناً میں نے کی ہے
تو دریں مستعملی نے عملی
تو اس سفارش میں مستعمل ہوا جتو کرنے والا نہیں ہے
مَارَمِیت ۱ اِذ رَمِیت گشتہ
تو "تو نے نہیں پھینکا جب پھینکا" بن گیا ہے
لا شدی پہلوی لا خانہ گیر
تولا بن گیا 'لا' کے پہلو میں مقیم ہو گیا
انچہ داوی تو نداوی شاہ داو
جو تو نے دیا تو نے نہیں دیا 'شاہ' نے دیا ہے
وال ۳ ندیم رستہ از زخم و بلا
وہ مصاحب ہلاکت اور مصیبت سے بچوت کر
دوستی برید زال مخلص تمام
اس مخلص سے بالکل دوستی تو زدی
زیں شفیع خویشستن بریگانہ شد
اپنے اس سفارش سے بریگانہ بن گیا

۱۔ اگر زمیں و آسمان نہ دہالا ہو جاتے
خوہ زمین و آسمان نہ دہالا ہو جاتے
ہیں بھی معاف نہ کرتا۔ بر تو۔ بادشاہ
نے کہا کہ یہ میرا بیان تجھ پر احسان
رکھنے کے لئے نہیں بلکہ تیرے مرتبہ
اور عزت کی تشریح ہے۔ ایں۔ یہ
سفارش تو نے نہیں کی بلکہ میں نے کی
ہے کیونکہ تو اپنی صفات اور خواہشات
کو میری صفات اور خواہشات میں فنا
کر چکا ہے اس صہت میں تجھ پر
احسان جتنے کے لئے کوئی معنی نہیں
ہیں۔ تو دریں۔ جبکہ اصل سفارش
میری جانب سے ہے تو تو محض ایک
اکہ ہے کام کرنے والا تو میں ہوں میں
نے تجھ پر سفارش لا دی ہے تلو نے خود
اس پر بوجھ کو نہیں اٹھایا ہے۔
۲۔ مَارَمِیت۔ آنحضرت نے جبکہ
اپنی شخصیت کو ذات باری میں فنا کر دیا
تو جنگ بدر میں آنحضرت کا ہنسی بھر
کنکریوں کو پھینکنا آنحضرت کی طرف
منسوب نہ ہوا بلکہ خدا کی طرف
منسوب ہوا اسی طرح جب تو اپنی
صفات کو میری صفات میں گم کر چکا
ہے تو سفارش کرتا تیری طرف
منسوب نہ ہوگا۔ لا شدی۔ کلمہ طیبہ
میں لا الہ میں غیر اللہ کی نفی ہے اور لا
اللہ میں ذات باری کا اثبات ہے تلو اسی
طرح تیرا میرے ساتھ معاملہ تو غیر کا
انکار کر چکا ہے اور مجھ میں فنا ہو چکا
ہے لہذا تو فانی بھی ہے اور باقی بھی اور
تو محکوم بھی ہے اور حاکم بھی۔ اوست
بس۔ وجود حقیقی صرف شہ کا ہے تو
ہزار دینا تیری طرف منسوب نہ ہوگا
شہ کی طرف منسوب ہوگا۔

۳۔ وال ندیم۔ علامہ الملک کی
سفارش سے نجات پا جانے کے بعد
وہ مصاحب علامہ الملک سے ناراض



ہو گیا۔ زیں شفیع۔ جب وہ مصاحب علامہ الملک سے ناراض ہو گیا تو لوگوں نے طرح طرح کی باتیں کہنی شروع کر دیں کہ
اس کو پاگل کہنا کوئی اس کی تحسین نہ کرے اور لوگ کہتے کہ ایسے محسن کی تو خاک پاؤنا چاہیے تھانہ کا راض ہوتا۔

گرنہ مجنون ست یاری چوں برید
اگر وہ پاگل نہیں ہے تو اس نے دوستی کیوں توڑی؟
وا خریدش آں دم از گردن زدن
اس وقت اس نے اس کو گردن کٹنے سے بچا لیا
باز گونہ رت و بیزاری گرفت
اس نے اپنی چال چلی اور بیزاری اختیار کر لی
بس اے ملامت کرد اورا نصح
اس کو ایک نصیحت کرنے والے نے بہت ملامت کی
جان تو بخیر آں دلداری خاص
اس خاص دوست نے تیری جان خریدی
گر بخفا کردے نہایتے رمید
اگر وہ ظلم بھی کرتا تجھے بھاگنا نہیں چاہیے تھا
گفت بہر شاہ مبذول ست جاں
اس نے کہا جان بادشاہ کے لئے ہے
لے مع اللہ وقت بود آندم مرا
اس وقت مجھے لی مع اللہ وقت کا مقام حاصل تھا
من نخواہم رجمتے جو رحم شاہ
میں بادشاہ کے رحم کے علاوہ کسی کے رحم کا خواہش نہیں ہوں
غیر شہ ۳ را بہر آں لا کردم ام
بادشاہ کے غیر کی میں نے اسی لئے نفی کی ہے
گر برود او بقیہر خود سرم
اگر وہ شہ اپنے غصہ سے میرا سر قلم کرے گا
کار من سر بازی و بخوشی است
میرا کام سر دیدنا اور اپنائیت چھوڑنا ہے
فخر آں سر کہ کف شاہش برود
وہ سر قابل فخر ہے جس کو شاہ کا ہاتھ کانٹے

از کسے کہ جان اورا وا خرید
ایسے شخص سے جس نے اس کی جان دوبارہ خریدی
خاک نعل پاش پایستہ شدن
اس کو اس کے پاؤں کے جوتے کی خاک ہو جانا چاہیے
باختیں دلداری کیس داری گرفت
ایسے دوست سے کینہ دہی شروع کر دی
کیس بخفا چوں میکنی باصلح
کہ ایسی نیکی کرنے والے پر تو ظلم کیوں کرتا ہے؟
آں دم از گردن زدن کروت خلاص
اس وقت تجھے گردن کٹنے سے بچایا
خلصہ نیکی کرداں یار حمید
خصوصاً جبکہ اس قابل تعریف دوست نے بھلائی کی ہے
او چرا آید شفیع اندر میاں
وہ سفلی بن کر بیچ میں کیوں آیا؟
لا یسع فیہ نبیٰ مجتبیٰ
جس میں کسی منتخب نبی کی بھی گنجائش نہیں ہے
من نخواہم غیر آں شہ را پناہ
میں اس بادشاہ کے علاوہ کسی کی پناہ کا خواہش نہیں ہوں
کہ بسوی شہ تولّا کردہ ام
کیونکہ میں نے بادشاہ سے دوستی کر لی ہے
شاہ بخشد شصت جان دیگرم
شاہ مجھے دہری ساٹھ جانیں عطا کر دے گا
کار شاہنشاہ ما سر بخشی است
ہمارے شہنشاہ کا کام سر عطا کرنا ہے
نگ آں سر کہ بغیرے سر برود
وہ سر باعث ذلت ہے جو اس کے غیر کے آگے جھکے

۱۔ بس ملامت کرد۔ ایک نصیح
نے کہا ایسی بھلائی کرنے والے سے
تو کیوں خفا ہو گیا اس نے تو تجھے قتل
سے بچایا ہے۔ گر بخفا۔ ایسا محن اگر ظلم
بھی کرے تو اس کو برداشت کرنا
چاہیے نہ کہ اس کی بھلائی سے ناراض
ہونا چاہیے۔ گفت۔ اس مصاحب
نے کہا کہ مری جان تو شلہ کے لئے
تھی یہ بیچ میں آ کر بجانے والا کون
تھا۔
۲۔ لی مع اللہ۔ آنحضرت نے فرمایا
جلی مع اللہ وقت لا یسعی
فیہ ملک مغرب والا نبی
مرسل میرے لئے خدا کے ساتھ وہ
وقت بھی ہوتا ہے جس میں نہ کسی
مقرب فرشتہ کی گنجائش ہوئی نہ کسی
مرسل نبی کی اس مصاحب نے کہا
کہ مجھے شلہ وقت سے ایسا قرب
حاصل تھا جیسا کہ آنحضرت کو جناب
باری سے حاصل ہوتا تھا۔ لہذا عباد
الملک کی اس میں گنجائش کہاں تھی۔
۳۔ غیر شہ۔ میں نے شلہ کے
علاوہ سب کی نفی کر دی ہے اور صرف
کی دوستی پر بھروسہ کر لیا ہے اس کو
اختیار ہے میرے ساتھ جو چاہیے
معاملہ کرے میں اس کی رضا پر راضی
ہوں۔ فخر۔ جو سر شلہ کے ہاتھ سے
کٹ جائے وہ باعث فخر ہے اور جو
سر دوسرے کے سامنے جھکے وہ باعث
ذلت ہے۔

۱ شب۔ جس رات کو شاہ کے غصہ نے کالا کیا ہو وہ عید کے ہزاروں دنوں سے افضل ہے۔ خود جس کو مشاہدہ حق حاصل ہے اور وہ ذات حق کا طواف کرتا ہے اس کے لئے قہر و لطف میں یکساں لذت ہوتی ہے اور وہ کفر اور اس کی سزا سے بالاتر ہوتا ہے۔ دین۔ یعنی کفر کی سزا یا ایم الدین یعنی یوم حشر کا غم۔ اسی مقام مشاہدہ کو کسی عبادت کے ذریعہ تعبیر نہیں کیا جاسکتا کیونکہ وہ نہایت مخفی ہے عبادتیں اس کی تعبیر سے قاصر ہیں۔

۲ گلاب۔ گل و آب یعنی جسم انسانی مادی الفاظ روح کے اعلیٰ مقام کی تعبیرات سے قاصر ہیں۔ علم الاسماء اگرچہ اسامی و الفاظ کی تعلیم من جانب اللہ اور حضرت آدم کو سکھائے گئے تھے لیکن وہ اسامی مادی حروف جمعی سے نہ بنے تھے۔ چوں۔ جب ان غیر مادی اسماء نے مادہ کا لباس پہنا تو ان کی روحانیت ختم ہو گئی اور ان میں سیاهی پیدا ہو گئی۔ کہ نقاب۔ ان اسماء کو مادی لباس اس لئے پہنا دیا گیا تاکہ مادی انسان ان کے معانی سمجھ سکیں۔

۳ گرچہ اس مصاحب نے کہا اگرچہ علاء الملک نے بظاہر مجھے بادشاہ کے غصہ سے نجات دلائی لیکن میری اصل گریز گاہ خود شاہ جہان میں اس کا ممنون احسن نہیں ہوں۔ گرچہ۔ مصاحب نے کہا کہ میں اپنا اصل مقصد و الفاظ سے نہیں سمجھا سکتا الفاظ اگرچہ ایک حیثیت سے مقصد کو واضح کرتے ہیں لیکن دس حیثیتوں سے اس میں اور ایہام پیدا کر دیتے ہیں۔ من خلیل۔ مصاحب نے کہا میرا اور بادشاہ کا وہی معاملہ تھا جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا اللہ تعالیٰ سے جس

شب ۱ کہ شاہ از قہر در قیشر کشید وہ رات جس کو شاہ نے قہر سے تارکول میں ڈالا خد طواف آنکہ اوشہ میں بود جو شخص شاہ کا دیکھنے والا ہوتا ہے اس کا چکر کاٹتا زانیا مدیک عبادت در جہاں اس کو دنیا میں کوئی عبادت بیان نہیں کر سکتی ہے زانکہ ایں اسما و الفاظ حمید اس لئے کہ یہ اسماء اور اچھے الفاظ

عَلَّمَ الْأَسْمَاءَ بَدَّ آدَمَ رَا إِمَامَ علم الاسماء آدم کا امام تھا چوں نہاد از آب و گل بر سر کلاه جب اس نے پانی اور مٹی کی سر پر ٹوپی رکھی کہ نقاب حروف و دم در خود کشید کیونکہ ان اسماء نے حروف اور آواز کا نقاب اوڑھا گرچہ از ششم شہم کرد او خلاص اس نے اگرچہ مجھے بادشاہ کے غصہ سے چھڑایا گرچہ از یک وجہ منطق کشف ست گفتگو کر چیک حیثیت سے حقیقت ظاہر کر سکتا ہے

نگ دارد از ہزاراں روز عید عید کے ہزاروں دنوں سے ذلت محسوس کرتی ہے فوق قہر و لطف و کفر و دیں بود غصہ اور مہربانی اور کفر اور دین سے بالاتر ہوتا ہے کہ نہانست و نہانست و نہاں کیونکہ وہ پوشیدہ ہے پوشیدہ ہے پوشیدہ از گلابہ آدمی آمد پدید انسان کے جسم سے نکلے ہیں لیک نے بد در لباس عین و لام لیکن عین اور لام کے لباس میں نہ تھا گشت آں اسمای جانی رو سیاہ وہ روحانی اسماء کالے پڑ گئے تا شود بر آب و گل معنی پدید تاکہ پانی اور مٹی پر معنی واضح ہو جائیں لیک ہم شہ شد مرا حقاً مناص لیکن واقعہ شاہ چھٹکارے کی جگہ بنا لیک از وہ وجہ دیگر مکلف ست لیکن دس دوسری حیثیتوں سے چھپانے والی ہے

گفتن جبریل علیہ السلام خلیل علیہ السلام را کہ حضرت جبریل علیہ السلام کا (حضرت ابراہیم) خلیل علیہ السلام سے کہنا کہ هَلْ لَكَ حَاجَةٌ قَالَ بَلَىٰ أَمَّا إِلَيْكَ فَلَا تیری کوئی حاجت ہے؟ اس نے کہا ہاں لیکن تجھ سے نہیں ہے

من خلیل و تم و او جبریل من خواہم در بلا اورا دلیل میں اپنے زمانہ کا خلیل اللہ ہوں وہ (ممنون) جبریل ہے میں معصیت میں اس کو راہنما بنانا نہیں چاہتا ہوں



طرح خلیل اللہ نے حضرت جبریل کی مدد کو پسند کیا مجھے بھی علاء الملک کی مدد پسند آئی۔

اُو ادب ناموخت از جبرئیل راد
 اس نے عقلمند جبرائیل سے ادب نہ سیکھا
 کہ مُرادت ہست تلایری گنم
 کہ تیری کوئی مراد ہے تاکہ میں مدد کروں
 گفت ابراہیم نے رَواز میاں
 ابراہیم نے کہا نہیں درمیان سے ہٹ جا
 بہر ایں دنیا ست مُرسل رابطہ
 اس جان کے لئے رسول رابطہ ہے
 ہر دل ار سامع بُدے وجی نہاں
 اگر ہر دل مخفی وجی کا سننے والا ہوتا
 گرچہ اوجو حق ست و بے سراسر است
 اگرچہ وہ جبرئیل اللہ تعالیٰ میں فنا اور بیخود ہے
 کردہ اُو کردہ شاہ است لیک
 اگرچہ اس کا کام شاہ کا کام ہے لیکن
 انچس عین لطف باشد بر عوام
 جو عوام کے لئے عین مہربانی ہوتی ہے
 بس بلا و رنج می باید کشید
 بہت سی مصیبتیں اور تکلیفیں برداشت کرنی چاہئیں
 کاین حروف واسطہ اے یار غار
 اے یار غار! یہ واسطہ کے حروف
 بس بلا و رنج بایست و قوف
 بہت سی بلائیں اور رنج اور (ان میں) ٹکاو چاہیے
 لیک بعضے زیں بلا کثر تر شدند
 لیکن بعض اس بلا سے اور زیادہ نیرھے ہو گئے

کہ پرسید از خلیل حق مُراد
 کہ اس نے خلیل اللہ سے حاجت پوچھی
 ورنہ بگریزم سبکباری گنم
 ورنہ میں جاؤں بوجھ نہ بنوں
 واسطہ زحمت بود بعد العیاں
 کیونکہ مشاہدہ نسخہ بعد واسطہ تکلیف بنتا ہے
 مومنناں را زانکہ ہست اُو واسطہ
 مومنوں کے لئے کیونکہ وہ واسطہ ہے
 حرف و صوت کے بد ساند جہاں
 تو دنیا میں حرف اور آواز کب ہوتے
 لیک کار من ازاں ناز کتر است
 لیکن میرا کام اس سے زیادہ نازک ہے
 پیش چشم بد نمایندہ است نیک
 لیکن میری نظروں میں بہت بد نما ہے
 قہر شد بر عشق کیشان کرام
 شریف عاشقوں پر ظلم ہوتا ہے
 علمہ راتا فرق راتا ننندید
 عوام کو تاکہ فرق کو دیکھ سکیں
 پیش واصل خار باشد خار خار
 واصل (حق) کے لئے کانٹا ہیں کانٹا ہی کانٹا
 تا دمآں روح صافی از حروف
 تاکہ وہ صاف روح حروف سے چمک اٹھے
 باز بعضے صافی و بر تر شدند
 بعض صاف اور زیادہ بلند ہو گئے

۱۔ اولاد۔ علامہ الملک کو جبرئیل
 کے اس قصہ سے نصیحت حاصل کر
 لینی چاہیے تھی کہ مراد حضرت
 ابراہیم جب آگ میں تھے تو حضرت
 جبرئیل نے آ کر مدد کرنی چاہی
 حضرت ابراہیم نے انکار کر دیا اور فرما
 دیا مشاہدہ کے بعد وساطت کی ضرورت
 نہیں رہتی ہے۔ بہر ایں دنیا۔ عام
 مومنین جو مشاہدہ سے محجوب ہیں ان
 کے لئے رسول واسطہ ہوتے ہیں
 حضرت ابراہیم خود مشاہدہ میں
 مستغرق تھے ان کو جبرئیل کا واسطہ
 ناگوار گذر رہا۔ ہر دل۔ ہر انسان میں یہ
 استعداد نہیں کہ وہ وجی کو سن سکے اس
 لئے کہ وجی کو بذریعہ حروف اور آواز سنایا
 گیا ہے اگر ہر سننے والے میں وجی کو
 سننے کی استعداد ہوتی تو پھر حروف اور
 آواز کی کوئی ضرورت ہی نہ تھی۔
 ۲۔ گرچہ۔ حضرت ابراہیم نے
 فرمایا کہ جبرئیل کو فنایت کا مقام
 حاصل ہے لیکن میرا معاملہ اس سے
 بھی نازک ہے اس میں کسی واسطہ کی
 گنجائش نہیں خواہ فنا فی اللہ ہی کیوں نہ
 ہو۔ کردہ۔ جبرئیل کا کام مقام فنایت
 کی وجہ سے خدائی کا کام ہے لیکن وہ
 اس کام میں ملازم ہیں اللہ کی جانب
 سے مامور نہیں ہیں ورنہ وہ کہتے کہ
 میں خدا کے حکم سے مدد کے لئے آیا
 ہوں۔
 ۳۔ انچہ۔ اس طرح کی مدد عوام
 کے لئے عین لطف خداوندی ہے
 لیکن عاشق خدا کے لئے مناسب
 نہیں ہے مشہورہ مقولہ ہے حسنات
 الاہول و سیئات الاقربین جو کام نیک
 لوگوں کے حسنات ہیں وہ کام برا
 لوگوں کے مقررین بارگاہ۔ اے لٹا

شکوہ ہوتے ہیں۔ بس اس بات کو سمجھنے کے لئے ریاضت اور مجاہدہ کی ضرورت ہے تب عوام سمجھ سکتے ہیں کہ مشاہدہ کے بعد
 درمیانی حروف اور واسطہ مناسب نہیں ہے۔ بس بلا۔ بہت سے مصائب جھیلنے کے بعد حروف کے ذریعہ اس حقیقت کو سمجھا
 جاسکتا ہے ایک مصائب کو دیکھنا چاہیے ہے اگر صبر و شکر و قوت و جرات بلند ہوتے ہیں۔

۱۔ آبِ نیل۔ دریائے نیل کا پانی
قبطیوں کی تباہی اور سبطیوں کی نجات
کا سبب بنا۔ ہر کہ۔ جو ان مصائب
کے عمدہ نتائج پر نظر رکھے گا سعادت
حاصل کرے گا جو کھیتی کی عمدہ پیداوار کو
دیکھے گا وہ کھیتی میں محنت کرے گا۔
زانک۔ انجام میں سمجھتا ہے کہ دنیا
آخرت کا کھیت ہے جو یہاں بوئے
گاہاں کاٹے گا۔

۲۔ چھ عقدے۔ جس طرح دنیا
خود مقصود نہیں بلکہ آخرت کا ذریعہ ہے
اسی طرح کوئی بھی معاملہ صرف
معاملہ کے لئے نہیں ہوتا ہے بلکہ اس
کا مقصد نفع اور فائدہ اٹھانا ہوتا ہے۔
منکر۔ کوئی شخص کسی حقیقت کا انکار
محض انکار کے لئے نہیں کرتا بلکہ اس
کے پیش نظر بالحقائق کی مغلوبیت اور
اپنی فوقیت ہوتی ہے۔

۳۔ وال فرزونی۔ برتری بھی انسان
کا خود مقصود نہیں ہوتا بلکہ اور نتائج
مقصود ہوتے ہیں۔ صورت یعنی کام کی
محض صورت اس وقت لذت بخش
ہوتی ہے جبکہ اس میں کوئی مقصد مضمر
ہو۔ چرا ایں میکنی۔ کام کرنے والے
سے لوگ پوچھتے ہیں تو کیوں کام کرتا
ہے تو ان کا مقصد اس کے اصلی مقصود
کو دریافت کرنا ہوتا ہے کہ صور۔
معاملوں کی ظاہری صورت کی مثال
تیل کی سی ہے اور اصل مقصود کی مثال
تیل سے پیدا ہونے والی روشنی ہے۔
ورنہ اگر معاملہ کی ظاہری صورت
مقصود ہوتی تو کیوں کا سوال نہ کیا
جاتا۔ پس۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ
معاملہ کی محض صورت مقصود نہیں ہے تو
اب سمجھ کہ آسمان اور دنیا کے پیدا
کرنے سے ان کی صورت مقصود نہیں
ہے بلکہ ان کی پیدائش میں حکمتیں
پوشیدہ ہیں۔

ہچو آبِ نیل آمد ایں بلا
یہ بلا (دریائے) نیل کے پانی کی طرح ہے
ہر کہ پائیاں میں تر او مسعود تر
جو انہام کو زیادہ دیکھنے والا ہے زیادہ نیک بخت ہے
زانکہ داند کایں جہان کاشتن
کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ کھیتی کرنے کی دنیا

ہچ ۲ عقدے بہر عین خود نبود
کوئی معاملہ بعینہ معاملہ کے لئے نہیں ہوتا ہے
ہچ نبود منکرے گر بنگری
اگر تو دیکھے تو کوئی منکر نہیں ہوتا ہے

بل بری قہر خصم اندر حسد
بلکہ حسد میں دشمن کو مغلوب کرنے کے لئے ہوتا ہے
وال فرزونی ہم پے طمع دگر
وہ برتری بھی کسی دوسرے لالچ میں ہوتی ہے

زاں ہمی پرسی چرا ایں میکنی
اسی لئے تو دریافت کرتا ہے کہ تو یہ کیوں کرتا ہے؟
ورنہ ایں گفتن چرا از بہر چیست
ورنہ یہ "کیوں" کہنا کا ہے کے لئے ہے

ایں چرا گفتن سوال از فائدہ ست
یہ "کیوں" کہنا فائدہ کے بارے میں سوال ہے
از چہ رو فائدہ جوئی اے امیں
اے امین! تو فائدہ کیوں تلاش کرتا ہے؟

پس نقوش آسمان و اہل زمین
تو آسمان اور زمین والوں کی صورتیں

سعد را آبست و خون بر اشتیا
جو نیک کے لئے پانی ہے اور بد بختوں کے لئے خون ہے
جد تر او کارد کہ افزوں دید بر
زیادہ محنت سے وہ بونے گا جس نے پھل زیادہ دیکھا ہے
ہست بہر محشر و برد اشتن
محشر کے لئے اور (پیداوار) حاصل کرنے کے لئے ہے

بلکہ از بہر مقام رنج و سود
بلکہ نفع اور فائدہ کے مقام کے لئے ہوتا ہے
منکریش بہر عین منکری
کہ اس کا انکار محض انکار کے لئے ہو

با فرزونی جست و اظہار خود
یا اپنے اظہار اور برتری کی جستجو کے لئے ہوتا ہے
بے معانی چاشنی ند ہد صور
محض صورتیں بلا معانی کے لطف نہیں دیتی ہیں

کہ صور زیت است و معنی روشنی
کیونکہ صورتیں تیل ہیں اور معنی روشنی ہیں
چونکہ صورت بہر عین صورتیست
جگہ صورت محض صورت کے لئے ہے

جو بری ایں چرا گفتن بدست
اس کے سوا کے لئے "کیوں" کہنا برا ہے
چوں بود فائیدہ ایں خود ہمیں
جبکہ یہ فعل خود فائدہ ہو

نیست حکمت کال بود بہر ہمیں
(اس میں) کوئی حکمت نہیں ہے کہ ہمیں محض صورتوں کے لئے ہوں



گرا حکمے نیست ایں ترتیب چیست
وہ حکمے ہست چوں فعلش تہی ست
اگر مطلق صواب حکمت نہیں ہوتا کائنات کی ترتیب کی ہے
گس نساز و نقش گرما بہ خضاب
کئی شخص حمام کی تصویر کو رنگین نہیں بناتا ہے
ہر چہ بینی در جہاں از آیتے
وہ کسی معنی اور حکمت کے لئے ہے

مطالبت ۲ کردن موسیٰ از حضرت عزت کہ لِمَ خَلَقْتَ خَلْقًا
حضرت موسیٰ کا اللہ تعالیٰ سے سوال کرنا کہ تو کیوں ایک مخلوق کو پیدا کرتا ہے
فَلْهَلَکَہُ وَاحْتَرَقَہُ و جواب آمدن از حضرت عزت
پھر تو اس کو اور تلو کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے جواب آتا

گفت موسیٰ اے خداوند حساب
حضرت موسیٰ نے عرض کیا اے محاسبہ کے مالک
ترو مادہ نقش کر دی جانفزا
تو نے حسین ز اور مادہ بنائے
گفت حق دانم کہ ایں پرسش ترا
اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ تیرا یہ سوال
ورنہ تادیب و عتابت کردے
ورنہ تجھے سزا دیتا اور غصہ کرتا
لیک می خاہی کہ در افعال ما
لیکن تو چاہتا ہے کہ ہمارے کاموں میں
نازراں واقف گنی مر عام را
تاکہ تو اس سے عوام کو باخبر کرے
قاصداً سائل شدی در کاشفی
وضاحت کے لئے تو قصداً سائل بنا ہے
زانکہ نیم علم آمد ایں سوال
یہ سوال نصف علم ہے

۱۔ گر حکمے۔ حکمت دان کا کوئی
فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا آسمان
اور دنیا کا پیدا کرنے والا حکیم ہے
کائنات کا نظام اور ترتیب یہ بتائی
ہے۔ کس۔ حمام میں جو تصویریں
بنائی جاتی ہیں ان کا بھی کوئی مقصد
ہے خلوایح ہو یا غلط۔ ہر چہ دنیا میں
ہر چیز کے پیدا کرنے میں حکمت
مضمحل ہے۔

۲۔ مطالبت۔ اس قصہ کا مقصد
مخلوقات میں حکمت الہی کا بیان کرنا
ہے۔ گفت۔ حضرت موسیٰ نے عرض
کیا اے خدا تو انسانوں کو پیدا کرتا ہے
پھر مارتا دیتا ہے اس میں کیا حکمت
ہے۔ خداوند حساب۔ یعنی یوم حساب
کے مالک۔

۳۔ گفت حق۔ حضرت حق تعالیٰ
نے فرمایا چونکہ تیرا یہ سوال انکار اور
غفلت پر مبنی نہیں ہے اس لئے میں
درگزر کرتا ہوں ورنہ سزا دیتا تو اس لئے
معلوم کر رہا ہے تاکہ عوام کو ہماری
حکمتوں سے آگاہ کر دے ورنہ تجھے
مخلوق کے پیدا کرنے میں ہماری
حکمتیں معلوم ہیں۔ زانکہ۔ سوال علم
کے معانی نہیں ہے بلکہ مشہور ہے
لِسْؤَالِ بَضْفِ الْعِلْمِ یعنی کسی چیز
کے بارے میں دریافت کرنا اس چیز کا
آدھا علم ہے حضرت موسیٰ حکمتوں
سے واقف تھے۔

بہر عامہ ارچہ توزاں واقعی
عوام کے لئے اگرچہ تو اس سے واقف ہے
ہر برونے را نباشد ایں مجال
ہر باہری شخص کی یہ مجال نہیں ہے

۱۔ ہم سوال۔ کسی چیز کا علم ہو جانے کے بعد ہی اس کے بارے میں سوال و جواب ہو سکتا ہے یہ دونوں متضاد باتیں ایسی ہی ہیں جیسا کہ مٹی سے پھول بھی اگتا ہے اور کانٹا بھی۔ ہم ضلال۔ علم ہی گمراہی اور ہدایت کا سبب بنتا ہے جیسا کہ کی اور تری ہی پھل میں مٹی بھی پیدا کرتی ہے اور شیرینی بھی ملاقات اور تعارف سے دشمنی اور دوستی پیدا ہوتی ہے اور غذا سے بیماری اور صحت پیدا ہوتی ہے۔

۲۔ مستفید۔ حضرت حق نے فرمایا کہ مویٰ ناواقفوں کو حکمتوں سے واقف کرنا چاہتا ہے اس لئے تجاہل عارفانہ برت رہا ہے ہم بھی اس کے علم سے آجہاں بن کر اس کو جواب دیتے ہیں۔ خوفِ غیب۔ دنیا میں یہ طریقہ بیان ہے کہ تجاہل برت کر معاملہ کو حل کر لیتے ہیں گدھا بیچنے والے آپس میں فرضی طہر پر لپی باتیں شروع کر دیتے ہیں کہ گاہک گدھا خرید لیتا ہے۔

۳۔ موسیٰ۔ حضرت موسیٰ کو جواب دینے سے قبل حضرت حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے وہ عمل فرمایا جس میں خود جواب پوشیدہ تھا تاکہ جواب اچھی طرح ان کی سمجھ میں آ جائے حضرت موسیٰ سے کہا کہ تم کھتی بورو اور جب کھیتی تیار ہو گئی تو انہوں نے اس کھیتی کو کاٹ ڈالا۔ کہ چرا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے ہدایت کیا کہ تم نے خود کھیتی بوئی اور پھر اب اس کو کیوں کاٹ ڈالا۔ گفت۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ کھیتی کے پکنے پر اس میں دانہ اور بھوسا تھا اور دونوں کو ملا جلا دینا مناسب نہ تھا حکمت کا تقاضہ یہی تھا کہ دونوں کو علیحدہ علیحدہ کر دیا جائے۔

ہم سوال از علم خیز و ہم جواب سوال بھی اور جواب بھی علم سے پیدا ہوتا ہے ہم ضلال از علم خیز و ہم ہدے گمراہی بھی علم سے پیدا ہوتی ہے اور ہدایت بھی ز آشنائی خیز و ایں بغض و ولا یہ بغض اور دوستی تعارف سے پیدا ہوتی ہے مستفید ۲۔ عجبی شد آں کلیم

وہ کلیم اللہ ناواقف کو فائدہ حاصل کرنے والے بنے مہم ازوے اجمعی سازیم خویش ہم بھی اپنے آپ کو اس سے ناواقف واقف بناتے ہیں خر فروشاں خصم یکدیگر شدند گدھا بیچنے والے ایک دوسرے کے مقابل بنے پس بفرمودش خدا اے ذولباب پھر ان سے خدا نے فرمایا 'اے عقلمند موسیٰ ۳۔ تجھے بکار اندر زمیں

اے موسیٰ! زمین میں بیج بوسے چونکہ موسیٰ کشت نہ شد کشتش تمام جب حضرت موسیٰ نے کھیتی بوئی ان کی کھیتی پوری ہو گئی وہاں بگرفت و مراں را می برید انہوں نے ہانتی لی اور اس کو کاٹ لیا کہ چرا کشتے گنی و پروری کہ تو کیوں بتا ہے اور پرورش کرتا ہے گفت یارب ذال گنم ویران و پست مئے عرض کیا خدا اس کی تلافی کے لئے کہیں

ہمچنانکہ خار و گل از خاک و آب جس طرح مٹی اور پانی سے کانٹا اور پھول ہمچنانکہ تلخ و شیرین از ندے جیسا تری سے تلخ اور شیریں وز غذائے خوش بود سقم و شفا بیماری اور شفا اچھی غذا سے پیدا ہوتی ہے تا عجمیاں را گند زیں سر علیم تاکہ ناواقفوں کو اس راہ سے باخبر کریں یاخش آرمیم چوں بیگانہ پیش بیگانوں کی طرح اس کا جواب پیش کرتے ہیں تا کلید قفل آں عقد آمدند یہاں تک کہ اس معاملہ کے قفل کے لئے گنجی بن گئے چوں پر سیدی بیا بشنو جواب جبکہ تو نے سوال کیا ہے 'آ جواب سن تاکہ تو خود واد ہی انصاف ایں تاکہ تو خود اس کا انصاف کر لے خوشہائش یافت خوبی و نظام اس کے خوشوں نے اچھائی اور غمگی حاصل کر لی پس ندا از غیب در گوشش رسید تو ان کے کان میں غیب سے آواز آئی چوں کمالے یافت آں را می بری جب وہ مکمل ہو جاتی ہے تو اس کو کانٹا ہے کہ درینجا دانہ ہست و کاہ ہست کہ اس میں دانہ بھی ہے اور پورے بھی ہے



دانہ لایق نیست در انبارِ کاه
دانہ کا بھوسے کے انہد میں رہنا مناسب نہیں ہے
نیست حکمت ایں دورا آمیختن
ان دونوں کو بلائے رکھنا ملائی نہیں ہے
گفت ایں دانش تو از کہ یافتی
گفت اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ سمجھ تو نے کس سے حاصل کی؟

گفت مییزم تو دادی اے خدا
حضرت موسیٰ نے عرض کیا اے خدا تو نے مجھے کچھ عطا کی
در خلاق رُوحی پاک ہست
مخلوق میں پاک رُوحیں ہیں

ایں صدفہا نیست در یک مرتبہ
یہ سپہاں ایک طرح کی نہیں ہیں
واجب ست اظہار ایں نیک و تباہ
نیک اور برباد کا واضح کرنا ضروری ہے

بہر اظہار ست ایں خلق جہاں
دنیا کا پیدا کرنا ظاہر کرنے کے لئے ہے
کُتْ ۲ کُتْ ۱ گفت مخفیاً شنو
سن اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں چھپا ہوا خزانہ تھا

کاه در انبارِ گندم ہم تباہ
بھوسا بھی گیہوں کے ڈھیر میں برباد ہوتا ہے
فرق واجب می گند در نیختن
وہ (دانائی) چھاننے میں جدا کر دینا ضروری ہوتی ہے
کہ بداش بیدرے بر ساختی
کہ عقل کی وجہ سے تو نے کلہاں بنایا

گفت پس تمیز چوں نبود مرا
اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو پھر مجھ میں سمجھا کیوں نہ ہوگی؟
رُوحی تیرہ و گلناک ہست
کالی اور مٹی میں سنی ہوئی رُوحیں ہیں

در یکے درست و در دیگر شبہ
ایک میں موتی ہے دوسری میں پتھر ہے
ہچناں کا ظہار گندمہاز کاه
جس طرح گیہوں کا بھوسے سے الگ کرنا

تا نماند گنج حکمتہا نہاں
تاکہ حکمتوں کا خزانہ پوشیدہ نہ رہے
جوہر خود گم مکن اظہار شو
تو اپنے جوہر کو برباد نہ کر اس کو ظاہر کر

بیان آنکہ رُوح حیوانی و عقل جزوی وہم و خیال بر مثال دو غند
اس کا بیان کہ حیوانی رُوح اور جزوی عقل اور وہم اور خیال چھاپھ جیسے ہیں
و رُوح وحی کہ باقی ست دریں دوغ ہچموں روغن پنہاں
اور وحی کی رُوح جو باقی رہنے والی ہے اس چھاپھ میں پوشیدہ گھی کی طرح ہے

جوہر صدقت خفی شد در دوغ
تیری سچائی کا جوہر صحت میں چھپ گیا
ہچمو طعم روغن اندر طعم دوغ
جس طرح گھی کا مزا چھاپھ کے مزے میں

۱ گفت۔ حضرت حق نے فرمایا
کہ یہ عقل تم نے کہاں سے حاصل کی
حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ یہ دانش
اور عقل آپ کی عطا کردہ ہے۔
حضرت حق تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ دانش
پھر مجھ میں کیوں نہ ہوگی۔ در خلاق۔
اب اللہ تعالیٰ نے اصل جواب دیا کہ
انسانوں کی رُوحیں دو قسم کی ہیں ایک
پاک ایک ناپاک۔

۲ ایں صدفہا۔ سب انسانی جسم
ایک رتبہ کے نہیں ہیں کسی جسم میں
موتی جیسی رُوح ہے کسی جسم میں گنج
کے پتھر کی طرح ہے۔ واجب ان
رُوحوں کو بھی اسی طرح ایک دوسرے
سے علیحدہ کر دینا مناسب ہے جس
طرح گیہوں کو بھوسے سے تاکہ
نیک رُوحیں جنت میں چلی جائیں
اور بری رُوحیں دوزخ میں بہر اظہار۔
پہلی حکمت تو ماننے کی تھی پیدا
کرنے کی حکمت یہ ہے کہ ہماری
صفات کا اظہار ہو جائے۔

۳ کنت۔ حدیث قدسی ہے
کُنْتُ كُنْزًا مَخْفِيًا فَخِيتُ لِي
اَعْرِفْ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ فِيْ اَشْيَاءِ
خَزَائِنِهَا لِيْ اَعْرِفَ مَا فِيْهَا
جَاوِزُ الْاَلْبَانِ لِيْ اَعْرِفَ الْخَلْقَ
فِيْ اَشْيَاءِ خَزَائِنِهَا لِيْ اَعْرِفَ
جَوْهَرِ خُودِ الْاِنْسَانِ كَيْفَ
يَكُونُ لِيْ اَعْرِفَ الْاِنْسَانَ
مَوْلَانَا ارشادی مضمون میں اب یہ بتانا
چاہتے ہیں کہ رُوح جسم میں اس
طرح پوشیدہ ہے جس طرح مکا
چھاپھ میں پوشیدہ ہوتا ہے۔ دوغ۔
صحت یعنی جسم فانی۔ دوغ۔
چھاپھ۔



آں دروغت ایس تن فانی بُود

وہ تیرا جھوٹ یہ فنا ہونے والا جسم ہے

سہا لہا ایس دوغ تن پیدا و فاش

برسوں یہ جسم کی چھاچھ ظاہر اور کھلی رہتی ہے

تا فرستد حق رسول بندہ

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کسی رسول بندہ کو بھیجتا ہے

تا بکشد بند بہنجا رو بفسن

یہاں تک کہ وہ طریقے اور تدبیر سے بلوئے

یا کلام بندہ کال جزو اوست

یا اس بندہ کا کلام جو اس نبی کا جزو ہے

اُذن ۲ مومن وجی مارا داعی است

مومن کا کان ہماری وجی کی حفاظت کرنے والا ہے

انچناں کہ گوش طفل از گفتِ مام

جیسے کہ بچہ کا کان ماں کی باتوں سے

ور نہ باشد طفل را گوشِ رشد

اگر بچے کے صحیح کان نہ ہو

دائمًا ہر گبرا صلے گنگ بُود

اصلی بہرا ہمیشہ گونگا ہوتا ہے

وانکہ ۳ گوشِ کز و گنگ از آفتے ست

وہ شخص جو بہرا اور گونگا ہے کسی آفت کی وجہ سے

کہ پذیرائی دم و تعلیم نیست

جو آواز اور تعلیم کو قبول کرنے والی نہیں ہے

آنکہ بے تعلیم بد ناطق خداست

جو بغیر تعلیم کے بولنے والا ہے وہ خدا ہے

یا چو آدم کردہ تلقینش خدا

یا آدم جیسا جس کو خدا نے پڑھایا

راستت ۱ آں جان ربانی بُود

تیری سچائی خدائی روح ہے

روغن جان اندر و فانی ولاش

روح کا روغن اس میں فنا اور معدوم ہوتا ہے

دوغ را در خمرہ جنبا نندہ

چھاچھ کو مٹکی میں بلونے والے کو

تا بدنام من کہ پنہاں بُود من

تاکہ میں جان لوں کہ شہد پوشیدہ تھا

در رود در گوش آنکو وجی جوست

اس کان میں پہنچے جو وجی کا طالب ہے

انچناں گوشے قرین داعی است

ایسا کان نبی کا ساتھی ہوتا ہے

پر شود ناطق شود او در کلام

بھرتا ہے تو وہ بات چیت میں بول پڑتا ہے

گفت مادر نشنود گنگے شود

وہ ماں کی بات نہیں سنتا گونگا ہو جاتا ہے

ناطق آں کس شد کہ از مادر شنود

بولنے والا وہ شخص ہوتا ہے جو ماں سے بات سنتا ہے

زانکہ در گوشش رسیدہ علتے ست

کیونکہ اس کے کان میں کوئی بیماری پیدا ہو گئی ہے

لا جرم مر نطق را تسلیم نیست

تو لاعلم وہ بولنے کے قابل نہیں ہے

کہ صفات اوز علتہا جد است

کیونکہ اس کی صفات علتوں سے پاک ہیں

بے حجاب مادر و دلیہ و را

اس کی ماں اور دلیہ کے واسطے کے بغیر

۱ راستت۔ سچ یعنی روح۔ سہا لہا۔ کافی وقت ایسا گزرتا ہے جس میں روح جسم میں گم رہتی ہے۔ لااش۔ لاشی معدوم۔ تا فرستد۔ اللہ تعالیٰ رسول کو بھیجتے ہیں تاکہ وہ جسم کی چھاچھ کو بلو کر روح کا مسکاں سے نکالیں۔ خمرہ۔ چھوٹی مٹکی۔ من۔ اس کا ترجمہ مختلف..... نے مختلف کیا ہے ہم نے شہید سے کیا ہے اس سے مراد روح ہے۔ یا کلام۔ روح کی تربیت رسول کرتے ہیں یا وہ لوگ کرتے ہیں جو رسولوں کے لئے بمنزلہ جزو کے ہوتے ہیں۔

۲ اذن۔ قرآن پاک میں ہے وَتَعْلَمُ اَنْذَانِ وَاعِيَةٍ اور اس وجی کو محفوظ رکھنے والے کان محفوظ کر لیتے ہیں۔ داعی۔ یعنی رسول یا وہ شخص جو ان کا جزو ہے۔ مام۔ ماں یعنی بچہ ماں کی بات کو سنتا ہے اور پھر خود بولنے لگتا ہے۔ نہ باشد۔ جس بچہ کے کان میں سننے کی صلاحیت نہیں ہوتی وہ گونگا ہو جاتا ہے۔ دایما۔ عموماً بہرا۔ گونگا اس وجہ سے ہوتا ہے کہ وہ ماں کی بات نہیں سن پاتا۔

۳ وانکہ۔ جو بچہ بہرا اور گونگا ہوتا ہے وہ اس وجہ سے ہوتا ہے کہ اس کے کان میں کوئی بیماری ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ ماں کی بات نہیں سنتا ہے۔ تسلیم۔ قابل۔ آنکہ۔ مخلوقات سن کر بولنے پر ماں کی تعلیم سے قادر ہوتی ہے بغیر تعلیم کے بولنے والی صرف ذاتِ خداوندی ہے۔ آدم حضرت آدمؑ نے ماں باپ نہ تھے ان کو تعلیم خانے دی۔

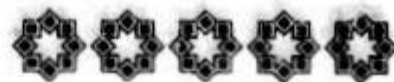
یا مسکے ۱ گو یہ تعلیم و دود
یا مسکے کہ وہ خدا کی تعلیم ہے
از بری دفع تہمت در ولاد
پیدائش کی تہمت کو دفع کرنے کے لئے
جہشے بایست اندر اجتہاد
جہشے میں حرکت چاہیے
روغن اندر دودغ باشد چوں عدم
مسکے چھاپہ میں معدوم جیسا ہوتا ہے
آنکہ ہست می نماید ہست پوست
جو تجھے موجود نظر آتا ہے وہ چھلکا ہے
دودغ روغن نا گرفت ست و کھن
مسکے نہ نکال ہوئی اور پرانی چھاپہ
ہیں ۲ بگرداش بدانش دست دست
خبردار! سمجھادی سے اس کو ہاتھ سے خوب چلا
زانکہ اس فانی دلیل باقی است
کیونکہ یہ فانی 'باقی کی دلیل ہے
روغن ۳ اندر دودغ پنہاں میشود
مسکے چھاپہ میں چھپ جاتا ہے

در ولادت ناطق آمد در وجود
پیدائش کے وقت بولنے لگے
کہ نہ زادست از زنا و از فساد
کہ وہ زنا اور خرابی سے پیدا نہیں ہوئے ہیں
تا کہ دودغ آں روغن از دل باز داد
تا کہ چھاپہ مسکے کو اندر سے واپس دیدے
چھاپہ 'وجود میں جھنڈا بلند کئے ہوئے ہے
وانکہ فانی می نماید اصل اوست
جو معدوم نظر آتا ہے وہ اصل ہے
تانہ بگزی نی بنہ خرچش ممکن
جب تک تو نکال نہ لے اس کو رکھ چھوڑ خرچ نہ کر
تا نماید انچہ پنہاں کردہ است
تا کہ وہ اس کو نمایاں کر دے جو اس نے چھپایا ہے
لابہ مستان دلیل ساقی ست
مستان کی خوشامد ساقی کی دلیل ہے
ہرچہ می سازی تو آتش آں میشود
تو جو اس کا بنائے گا وہ بن جائے گا

مثال دیگر ہمد ریں معنی

دوسری مثال اسی معنی میں

ہست بازیہی آں شیر علم
جھنڈے کے شیر کے کھیل کو
گر نبودے جہش آں بادہا
اگر ان ہواؤں کی حرکت نہ ہوئی
مخبرے از باد ہلی مکتتم
پہنچی ہوئی ہواؤں کی خبر دینے والے ہیں
شیر مردہ کے بجگستہ در ہوا
بے جان شیر ہوا میں کب کد؟



۱ یا مسکے۔ حضرت مسیح بھی بغیر
تعلیم کے اپنے پورے تہمت دفع
کرنے کے لئے تعلیم خداوندی سے
بول پڑے۔ جہشے۔ جس طرح
چھاپہ سے مسکے نکالنے کے لئے
چھاپہ کا ہونا ضروری ہے اسی طرح
روح کے اظہار کے لئے جسم کو
مجاہدات کے ذریعہ ہونا ضروری ہے۔
روغن۔ مسکے چھاپہ ہوا ہے چھاپہ ظاہر
ہے۔ آنکہ جو ظاہر ہے یعنی جسم وہ
بمزلہ چھلکے کے ہے۔ فانی۔ روح جو
نظر نہیں آتی وہ بمزلہ مسکے ہے۔
دودغ۔ جس چھاپہ میں سے مسکے نہ
نکالا گیا ہوا اس کو محفوظ رکھنا چاہیے تاکہ
مسکے نکالا جاسکے اس کو خرچ نہ کرنا
چاہیے۔

۲ ہیں۔ جسم کو خوب اچھی طرح
بلونا چاہیے تاکہ وہ روح کو ظاہر کر
دے۔ زانکہ۔ روح کے نکلنے ہونے کی
وجہ سے اس کو معدوم نہ سمجھ لینا یہ جسم
فانی اس روح باقی کی دلیل ہے۔
روح جب تک جسم میں ہے جسم سے
وہ افضل صادر ہوتے ہیں جو روح
کے نکلنے کے بعد ختم ہو جاتے ہیں تو
معلوم ہوا کہ روح کوئی چیز تھی لاہ
مستان۔ مست ساقی کی خوشامد
کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ساقی
موجود ہے۔

۳ روغن۔ روح، جسم میں چھپی
ہوئی ہے تو اس کو جیسا بنائے گا وہ وہی
بن جاتی گی۔ مثال دیگر۔ اس مثال
سے بھی یہی سمجھنا ہے کہ ظاہر اور موجود
مخفی چیز کے وجود کی دلیل بنتا ہے۔
ہست۔ جھنڈے کے پھریرے پر
شیر کی تصویر بناتے ہیں پھریرے کا
بلنا اور شیر کی تصویر کا مختلف طریقوں
پر متحرک ہونا ہوا کے وجود کی دلیل
ہے۔

۱۔ زل۔ شیر کی حرکتوں سے انسان بچ لیتا ہے کہ پروا ہوا چل رہی ہے یا پکھول ایں بدن۔ انسانی جسم کو جھنڈے کا شیر سمجھو اور فکر و ارادہ جو روح سے پیدا ہوتا ہے اس کو ہوا جیسا سمجھو۔ فکر انسان کے جو خیالات مشرق سے آئیں ان کو صبا اور جو مغرب سے آئیں ان کو دہر کہنا چاہیے۔ مشرق۔ لیکن فکر کی ہوا کا مشرق اور مغرب یہ مشرق اور مغرب نہیں ہے۔

۲۔ خور۔ ہوا کا بے روح چیز ہے اس کا مشرق بھی بے روح ہے روح جس سے فکر پیدا ہوا ہے اس کا مشرق قلب ہے۔ مشرق خورشید ہے۔ روح جس نے قلب کو روشن کیا ہے یہ دن کا خورشید اس کا چھلکا اور عکس ہے۔ زانک۔ اگر دل کو روشن کرنے والا خورشید یعنی روح نہ ہو تو پھر دن رات نظر نہیں آتے ہیں اور دنیا کا سورج بیکار ہو جاتا ہے۔ ورنہ سورج نہ ہو اور روح پاکیزہ ہو تو انسان سب کچھ دیکھ لیتا ہے اور اس کا کام منظم ہوتا ہے۔

۳۔ ہچنانک۔ روح خواب میں بغیر چاند سورج کے سب کچھ دیکھتی ہے۔ نوم۔ مشہور مقولہ ہے النوم اخ الموت نیند موت کی بہن ہے لہذا جب نیند کی حالت میں انسان سب کچھ دیکھتا ہے تو مرنے کے بعد بھی سب کچھ دیکھ سکتا ہے۔ ورنہ بگویند۔ اگر کوئی یہ کہے کہ خواب میں وہی چیزیں نظر آتی ہیں جو انسان نے سورج اور چاند کی روشنی میں دیکھی تھیں لہذا یہ کہنا کہ روح اپنے دیکھنے میں چاند سورج سے بے نیاز ہے غلط ہے تو اس کی بات نہ ماننا۔ می بہ بیند۔ انسان خواب میں وہ مناظر اور صورتیں دیکھتا ہے جو وہ کوشش سے بھی چاند سورج کی روشنی میں نہیں دیکھ پاتا۔

زال اشناہی باد را کہ آں صباست
اس سے تو ہوا کو پہچان لیتا ہے کہ وہ پروا ہے
ایں بدن مانند آں شیر علم
یہ بدن جھنڈے کے شیر کی طرح ہے
فکر کاں از مشرق آمد آں صباست
جو فکر مشرق کی جانب سے آئے وہ پروا ہے
مشرق ایں باد فکر دیگرست
تیرے فکر کی اس ہوا کی مشرق دوسری ہے
خور ۲۔ جمادست و بود شرش جماد
شرج جماد ہے اس کی مشرق جماد ہے
مشرق خورشید ہے کہ شد باطن فروز
اس سورج کی مشرق جو دل کو روشن کرنے والا ہے
زانکہ چوں مردہ بود تن بے لہب
اس لئے کہ جب بے نور جسم مردہ ہو جاتا ہے
ورنہ باشد آں چو باشد ایں تمام
اگر وہ نہ رہے اور یہ مکمل ہو
ہچنانکہ ۳۔ چشم می بیند بخواب
جیسا کہ نیند میں آنکھ دیکھتی ہے
نوم ماچوں شد اخ الموت اے فلاں
اے فلاں! جبکہ ہماری نیند موت کی بہن ہے
ورنہ بگویند کہ ہست آں فرع ایں
اگر وہ تجھ سے کہیں کہ وہ اس کی فرع ہے
می بہ بیند خواب جانت صف و حال
تیری روح نیند میں اس حالت کے اوصاف دیکھتی ہے

یاد بوردست ایں بیان آں خفاست
یا پکھوا ہے یہ اس پوشیدہ کا اظہار ہے
فکرمی جوباند اورا دمبدم
فکر اس کو لمحہ بہ لمحہ حرکت دیتا ہے
وانکہ از مغرب دبور باو باست
اور جو مغرب کی جانب سے وہ بیلہ بھری پکھوا ہے
مغرب ایں باد فکرست زال سرست
تیرے اس فکر کی ہوا کی مغرب اس جانب ہے
جان جان جان باو بود شرش فواد
جان کی جان کی جان کا مشرق دل ہے
قشر و عکس آں بود خورشید روز
دن کا سورج اس کا چھلکا اور عکس ہے
پیش اُونے روز بنماید نہ شب
اس کے سامنے نہ دن رونما ہوتا ہے نہ رات
پیشب و بے روز دار و انتظام
تو بغیر شب و روز وہ منظم رہے گا
بے مہ و خورشید و ماہ و آفتاب
چاند اور سورج کے بغیر چاند اور سورج کو
زیں برادر آں برادر را بدال
اس بھائی کو اس بھائی سے سمجھ لے
مثنو آں را اے مقلد بے یقین
اے بے یقین مقلد اس کو نہ سن
کہ بہ بیداری نہ مبنی بیست سال
کہ تو بیداری میں بیس سال بھی نہیں دیکھ سکتا



در اے پئے تعبیر آں تو عمر ہا
تو اس کی تعبیر کے لئے سالوں
کہ بگو آں خواب را تعبیر چیست
کہ بتائے اس خواب کی کیا تعبیر ہے؟
خواب عام ستائیں و خود خواب خواص
یہ عوام کا خواب ہے اور خود خواص کا خواب
پیل باید تا چو خُسد او رستاں
ہاتھی ہونا چاہیے تاکہ جب وہ چت سوئے
خرنہ ۲ بیند ہیچ ہندوستان بخواب
گدھا خواب میں بھی ہندوستان کو نہیں دیکھتا ہے
جان ہچو پیل باید نیک و زفت
روح ہاتھ جیسی اچھی اور بھاری چاہیے
ذکر ہندوستان گند پیل از طلب
ہاتھی طلب میں ہندوستان کی یاد کرتا ہے
اَذْكُرُوا اللَّهَ كَرِهَ اَوْ بَاشْ نِيسْت
”اللہ کی یاد کرو“ ہر آدمی کا کام نہیں ہے
لیک ۳ تو آپس مشوہم پیل باش
لیکن تو مایوس نہ ہو ہاتھی بن
کیمیا سازان گردوں را بہ میں
آسمان کے کیمیا گروں کو دیکھ
نقشبند اند در جو فلک
آسمان کی فضا میں نقاش موجود ہیں
گر نہ مبنی خلق مشکلیں جیب را
اگر تو مشکلیں گریبان والوں کو نہیں دیکھتا ہے

میدوی سوی شہان بادہا
عقلند شاہوں کے پاس دوڑتا پھرتا ہے
فرع گفتن آچنیں سر را سگی ست
اس طرح کے راز کو فرع کہنا کتا پن ہے
باشد اصل اجنبی و اختصاص
ہر گزیدگی اور خصوصیت کی اصل ہے
خواب بیند خطہ ہندوستان
ہندوستان کے خطہ کو خواب میں دیکھے
خرز ہندوستان نکر وہ است اغتراب
گدھے نے ہندوستان سے سفر نہیں کیا ہے
تا بخواب او ہند تاند رفت تفت
تاکہ وہ خواب میں تیزی سے ہندوستان جا سکے
پس مصور گردو آں ذکرش بشب
تو اس کی یاد شب میں مصور ہو جاتی ہے
لَوْ جَعِيْ بَرِيْیَیْ ہر قَلَّاشْ نِيسْت
”تو لوٹ جا“ ہر مفلس کے پاؤں کے لئے نہیں ہے
ور نہ پیلی در پئے تبدیل باش
اگر تو ہاتھی نہیں ہے تبدیل کے صپے ہو
بشنو از مینا گراں ہر دم طنین
ہر وقت صنایعوں کی آواز سن
کار ساز اند بہر لہی و لک
وہ میرے اور تیرے لئے کاریگری کر رہے ہیں
بنگر اے شب کو ایں آسیب را
تو اے رات کے اندھے اس اثر کو دیکھ لے

۱۔ صپے اگر انسان نے وہ
واقعات پنکھ سے دیکھے ہوں جو خواب
میں اس نے دیکھے ہیں تو پھر بھی تعبیر
کے لئے دوڑانہ پھرے لہذا یہ کہنا کہ
خواب بیداری کی دید کا اثر ہے غلط
ہے خواب عام۔ یہ تو ہم عوام کے
خواب کی بات کر رہے تھے خواص کا
خواب تو ان کو اس سے بھی زیادہ اسرار
غیب دکھا دیتا ہے پیل باید۔ ہاتھی
ہندوستان کا جانور ہے جب دوسرے
ملک میں وہ آرام کی نیند سوتا ہے تو وہ
خواب میں ہندوستان کے حسن
مناظر دیکھتا ہے اور مست ہو جاتا ہے
مولانا فرماتے ہیں کہ اسرار بھی
اس روح کو خواب میں نظر آئیں گے
جس کا حلق عالم غیب سے ایسا ہی ہو
جیسا کہ ہاتھی کا ہندوستان سے۔

۲۔ خرنہ بیند۔ گدھے میں یہ
بات نہیں ہے کہ وہ ہندوستان کو خواب
میں دیکھے اور مست ہو جائے اس کو یہ
رتبہ بھی حاصل نہیں ہے کہ اس کو
ہندوستان سے لے جایا جائے۔
جہاں۔ جو روح ہاتھی کی طرح ہوگی وہ
اپنے اصل وطن عالم غیب کو خواب
میں دیکھے گی ذکر۔ ہاتھی ہندوستان کو
یاد کرتا ہے تو اس کی یاد اور مناظر خواب
میں اس کے لئے مصور ہو جاتے
ہیں۔ اَذْكُرُوا اللَّهَ كَرِهَ اَوْ بَاشْ
کو ہاتھی صفت بنا دیتی ہے لیکن یہ کام
ہر کمینہ کا نہیں ہے۔ لَوْ جَعِيْ بَرِيْیَیْ
پاک میں ہے کہ حضرت حق تعالیٰ
پاک روح اور نفس مطمئنہ کو فرماتے
ہیں لَوْ جَعِيْ بَرِيْیَیْ رَبِّکَ رَاضِیَۃً
مَرْضِیَۃً اپنے خدا کی طرف لوٹ
جاتو بھی خوش ہے اور خدا بھی تجھ سے
خوش ہے۔

۳۔ لیک۔ اگرچہ ہاتھی کی طرح

آسمان نہیں ہے لیکن مایوس نہ ہونا چاہیے اپنے اندر تبدیلی کی کوشش کرنی چاہیے۔ کیمیا۔ لولیا۔ اللہ کی صحبت اختیار کر تیرے
اندر تبدیلی پیدا ہو جائے گی۔ طنین۔ پھنچا ہٹ۔ نقشبندان۔ لولیا۔ گرنہ۔ نبی۔ اگر تجھے لولیا نظر نہیں آتے ہیں تو ان کے آثار
لوکھ لے

ہر دم آسب ست بر ادراک تو
نبت نو نو رستہ میں از خاک تو
تیرے احساس پر ہر وقت اثر ہے
مٹی میں سے نئی گھاس کو اگا ہوا دیکھ لے

زیں بد ابراہیم اہم دید خواب
بسط ہندوستان دل را بے حجاب
یہی ہوا (حضرت) ابراہیم اہم نے خواب دیکھا
دل کے ہندوستان کی وسعت کا بغیر حجاب کے

لا جرم زنجیرا را بر درید
مملکت بر ہم زد و شدنا پدید
لا محلہ انہوں نے زنجیریں توڑ دیں
مملکت پر ہم زد و شدنا پدید

آں نشان دید ہندوستان بود
کہ جہد از خواب و دیوانہ شود
یہ ہندوستان کے دیکھنے کی علامت ہوتی ہے
کہ وہ نیند سے اٹھے اور دیوانہ بن جائے

می فشانہ خاک بر تدبیرا
می دراند حلقہ و زنجیرا
تدبیروں پر خاک ڈال دیتا ہے
حلقہ اور زنجیریں توڑ ڈالتا ہے

ترک گیرد ملک دنیا سر بسر
جملگی برہسم زند بے درد سر
دنیا کی سلطنت بالکل چھوڑ دیتا ہے
جملگی برہسم زند بے درد سر

آنچناں کہ گفت پیغمبر ز نور
کہ نشانش آں بود اندر صدور
جیسا کہ پیغمبر نے نور کے بارے میں فرمایا ہے
کہ نشانش آں بود اندر صدور

کہ تجانی جوید از دار اغرور
ہم انابت آرد از دار اسرور
کہ وہ دنیا سے دھوی چاہتا ہے
ہم انابت آرد از دار اسرور

بہر شرح ایں حدیث مصطفیٰ
داستانے بشنو اے یار صفا
آنحضور کی اس حدیث کی تشریح میں
داستانے بشنو اے یار صفا

۱۔ ہر دم۔ لولیا اللہ کے تصرفات جاری ہیں۔ زیں۔ حضرت ابراہیم کی روح ہاگہ بنی انہوں نے روحانی وسعت کو بغیر حجاب کے دیکھا۔ ہندوستان۔ یعنی روح۔ اصلی وطن۔ عالم غیب۔ آں نشان۔ عالم غیب کے مشاہدہ کا اثر یہ ہوتا ہے کہ انسان خواب سے دیوانہ بن کر اٹھتا ہے۔

۲۔ می فشانہ۔ جو عالم غیب کا خواب میں مشاہدہ کر لیتا ہے وہ تدبیروں پر خاک ڈال دیتا ہے۔ آنچناں۔ حضور نے فرمایا دل میں نور پیدا ہو جانے کی علامت یہ ہے کہ انسان دنیا سے متنفر اور آخرت کا مشتاق ہو جاتا ہے۔ دار اغرور۔ دھوکے کا گھر دینا۔ دار اسرور۔ خوشی کا گھر عالم آخرت۔ بہر ایں۔ اس مضمون کی تشریح کے لئے حسب ذیل قصہ سن لو۔

۳۔ حکایت۔ ایک بادشاہ تھا جس نے بادشاہت دیکھ لی اور قیامت کا منظر اس کے سامنے آ گیا تھا۔ وہ دنیاوی بادشاہت کو بچوں کی مٹی کے ڈھیر کی بادشاہت سمجھنے لگا تھا۔ بچے کھیلنے میں مٹی کا ڈھیر لگا لیے ہیں۔ جو بچہ کھیل میں جیت جاتا ہے وہ کوڈ کر اس ڈھیر پر چڑھ بیٹھتا ہے اور کہنے لگتا ہے کہ یہ میرا قلعہ ہے جو میں نے فتح کر لیا ہے اور دوسرے بچے اس پر رشک کرنے لگتے ہیں۔

حکایت ۳ آں بادشاہ زادہ کہ بادشاہی حقیقی بوے رومود و یوم
اس شہزادے کی حکایت جس کو حقیقی بادشاہی نظر آ گئی اور جس دن
یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ وَأَقْبَهُ وَأَيُّهُ نَقْدَ وَقْتِ أَوْ
انسان بھاگے گا اپنے بھائی اور اپنے ماں اور اپنے باپ سے اس کے سامنے آ گیا
شُدہ بادشاہی ایں خاک تودہ کہ کوڈک طبعان قلعہ گیری نام
اس خاک کے ڈھیر کی بادشاہی جس کو بچوں کی سی طبیعت والے قلعے فتح کرنا کہتے
کنند آں کوڈ کے کہ خیرہ آید بر سر خاک تودہ بر آید و لاف زند کہ
ہیں وہ بچہ جو غالب آ جائے مٹی کے ڈھیر پر چڑھتا ہے اور شنی بگھلاتا ہے کہ

قلعہ مراست کو دکان دیگر بروے رشک برند کہ لُتراب رنج

قلعہ میرا ہے دوسرے بچے اس پر رشک کرتے ہیں کیونکہ مٹی بچوں کا موسم بہار

الصَّیَّانِ آل بادشاہزادہ چوں از قید رنگہا برست گفت

ہے وہ شہزادہ جب رنگوں کی قید سے چھوٹ گیا تو اس نے کہا کہ میں

من ایں خاکہلی رنگیں را ہماں تودہ خاکِ دوں میگویم وز رو

اس رنگ برنگ خاک کو وہی بے قیمت مٹی کا ذخیرہ کہتا ہوں اور سونا اور

اطلس اور اکسوں نمیگویم من ازیں اکسون رہزن رستم و بیک سو

اطلس اور اکسوں نہیں کہتا ہوں میں اس راہزن اکسون سے نجات پا گیا اور ایک دم

جستم و ائینہ الحکم صیاً ارشاد حق را مرورِ سالہا حلالت نیست

کو گیا اور ہم نے اس کو بچپن میں حکم عنایت کر دیا اللہ کی رہنمائی کے لئے سالوں

وَرَقْدَرْتِ کُنْ فیکُونْ کس سخن قابلیت نگورید

کی ضرورت نہیں ہے ”ہو جا پس ہو گیا“ والی قدرت میں کوئی شخص قابلیت کی بات نہیں کرتا ہے

۱۔ اطلس۔ رستمین کپڑا جس پر نقش و نگار نہیں ہوتے ہیں۔ اکسوں۔ کالا دیباہ بیک سوسان کے مراتب بلند ہونے میں سالہا سال کی ریاضتیں ہی ضروری نہیں ہیں بلکہ بیک وقت عروج حاصل ہو جاتا ہے۔

۲۔ خواب۔ اس بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ اس کا وہ حسین لڑکا مر گیا۔ آتش یعنی غم کی آگ۔ مشک۔ نو۔ یعنی اس کی آنکھیں آہ یعنی آہ کرنے کی بھی اس میں طاقت نہ تھی۔

۳۔ خواست۔ اس خواب سے بادشاہ مرنے کے قریب ہو گیا اور جسم بیکار ہو گیا لیکن ابھی عمر بانی تھی لہذا بیدار ہو گیا۔ شادی۔ بیدار ہو کر اس کو ایسی خوشی ہوئی کہ عمر بھر بھی نہ ہوئی تھی۔ کہ شادی۔ اب وہ خوشی سے مرا جاتا تھا انتہائی خوشی بھی موت کا سبب بن جاتی ہے۔ پس۔ لیکن جسم روح کے لئے طوق بن گیا اور اس کو پرواز نہ کرنے دیا۔ مٹوق۔ وہ جس کے گلے میں طوق پہنا دیا جائے۔

ظاہر و باطن مزیں از ہنر

جس کا ظاہر اور باطن ہنر سے آراستہ تھا

صافی عالم برآں شہ گشت درد

اس بادشاہ پر صاف دنیا مکدر ہو گئی

کہ نماںد از تفت آتش اشک او

آگ کی سوزش سے اس کے آنسو نہ رہے

کہ تہی یابید دروے راہ آہ

کہ اس میں آہ کو راستہ نہ ملتا تھا

عمر ماندہ بود شہ بیدار شد

کچھ عمر باقی رہ گئی تھی، شاہ بیدار ہو گیا

گو ندیدہ بود اندر عمر خویش

کہ اس نے عمر بھر نہ دیکھی تھی

پس مٹوق آمد اینجاں بآبدن

لیکن مٹوق آمد یہاں کہ

بادشاہے داشت یک زیبا پسر

ایک بادشاہ کے ایک حسین لڑکا تھا

خواب دید او کاں پسر ناگاہ بمرد

اس نے خواب دیکھا کہ اس کا لڑکا اچانک مر گیا ہے

خشک شد از تاب آتش مشک او

آگ کی گرمی سے اس کی مشک آنکھ خشک ہو گئی

آچنناں پر شد ز دود درد شاہ

بادشاہ دود کے دھوئیں سے ایسا پر ہو گیا

خواست مردن قابض بیکار شد

وہ مرنے لگا اس کا جسم بیکار ہو گیا

شادی آمد بیداریش پیش

بیداری سے اس میں ایسی خوشی پیدا ہوئی

کہ ز شادی خواست ہم فانی شدن

کہ شادی سے ہم فنا ہونے کا

از دم غم می بمیرد ایں چراغ
یہ چراغ، غم کی پھونک سے بجھ جاتا ہے
در میانِ ایں دو مرگ اُوزندہ است
وہ ان دو موتوں کے درمیان زندہ ہے
شاہ با خود گفت شادی را سبب
بادشاہ نے سوچا خوشی کا سبب
ایں عجب یک جزو از یک روی مرگ
یہ تعجب ہے، ایک جز ایک حیثیت سے موت ہے
آلہ یکے نسبت بدالِ حالتِ ہلاک
ایک کی نسبت سے وہ ہلاکت ہے
شادی تن سوی دنیاوی کمال
جسم کی خوشی دنیاوی اعتبار سے کمال ہے
خندہ را در خواب ہم تعبیرِ داں
خواب میں ہنسی کی تعبیر سمجھ لے
گریہ را در خواب شادی و فرح
خواب میں رونے کی خوشی اور مسرت
شاہ اندیشید کایں غم خود گزشت
شاہ نے سوچا کہ یہ غم گزر گیا
وَر رسد خارے چہیں اندر قدم
اور اگر ایسا کانٹا پاؤں میں چبھے
چشم زخمی زیں مبادا کہ شود
خدا کرے اس قسم کا کوئی صدمہ نہ پہنچے
چوں فنا راشد سبب بے مُنتہا
جبکہ موت کے بے انتہا سبب ہیں

۱۔ ایں چراغ۔ یہ عجب تماشا ہے کہ
چراغ زندگی غم سے بھی بجھتا ہے اور
خوشی سے بھی۔ درمیان۔ موت کے
ان دونوں سببوں کے درمیان انسان
زندہ رہتا ہے اور اس پر ہنسی آتی ہے کہ
انسان کا جسم روح کے گلے کا ہار بناتا ہوا
ہے۔ شاہ۔ بادشاہ نے سوچا کہ ایسا
غمناک خواب اس قدر خوشی کا سبب
ہے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی جانب
سے ہو رہا ہے۔ ایں عجب۔ وہی
خواب موت کا سبب بھی تھا اور وہی
خواب زندگی اور خوشی کا سبب بھی ہوا۔
۲۔ آں یکے۔ بہت سی چیزیں
ایسی ہی ہیں کہ وہ ایک جانب موت کا
سبب بنتی ہیں تو دوسری جانب زندگی کا
سبب بھی بنتی ہیں۔ شادی تن۔
جسمانی خوشی دنیاوی اعتبار سے کمال
ہے آخرت کے اعتبار سے زوال
ہے خندہ۔ تعبیر دینے والے خواب
میں ہنسی کی تعبیر رخ اور غم سے کرتے
ہیں اور خواب میں رونے کی تعبیر
مسرت اور خوشی سے کرتے ہیں۔
۳۔ شاہ۔ شاہ نے سوچا کہ اگرچہ
خواب کی بات ختم ہوگئی ہے لیکن ایک
بدظنی باقی ہے اب اگر خدا خواستہ لڑکا
مرے تو اس کی کوئی یادگار تو باقی رہنی
چاہیے۔ گل۔ یعنی لڑکا۔ یادگار۔ یعنی
اس کی یاد دلانے والا اس کا لڑکا۔ چشم
زخمی۔ خدا کرے لڑکے کے مرنے کا
صدمہ مجھے نہ پہنچے بہر حال احتیاط کا
نقضاء ہے کہ اس کی یادگار کا بندوبست
کر لینا چاہیے۔ چوں۔ موت کے
سینکڑوں اسباب ہیں ان پر قابو پانا
مشکل ہے۔

وز دم شادی بمیرد اینت لاغ
اور خوشی کی پھونک سے بھی بجھتا ہے یہ کھیل ہے
ایں مُطَوَّق شکل جلی خندہ است
یہ طوق بنی ہوئی شکل، ہنسنے کا مقام ہے
آنچنان غم بود از تسبیح رب
ایسا غم، اللہ تعالیٰ کے سبب بنانے سے تھا
واں ز یک روی دیگر احیا و برگ
وہی دوسری حیثیت سے زندہ کرنا اور سرسبز ہے
باز ہم از سوی دیگر امتساک
پھر دوسرے کی نسبت سے زندگی ہے
سوی روز عاقبت نقص و زوال
آخرت کے دن کے اعتبار سے نقص اور زوال ہے
گریہ گوید با دروغ و لحد ہاں
انہوں اور غم کے ساتھ رونا کہتا ہے
ہست در تعبیر اے صاحبِ مرح
تعبیر ہے اے خوشی والا
لیک جاں از جنس ایں بد ظن بکشت
لیکن اس جیسی چیز سے جان بدگمان ہوگئی ہے
گر رود گل، یادگارے بایدم
اگر پھول جاتا رہے، میرے لئے کوئی یادگار چاہیے
یادگارے بایدم گر او رود
اگر وہ مر جائے تو میرے لئے کوئی یادگار چاہیے
پس کدائیں راہ را بندیم ما
تو ہم کونے راستہ کو بند کریں گے؟



صد در پچہ او در سویی مرگِ لدیغ

ڈسنے والی موت کے لئے سینکڑوں کھڑکیاں لود ہیں

ثریغِ ثریغِ تلخ آں درہی مرگ

موت کے دروازوں کی کڑوی چوں چوں

از سویی تن درد ہا بانگِ درست

جسم کی جانب سے درد دروازے کی آواز ہیں

ہیں برو بر خواں کتابِ طب را

خبردار جا طب کی کتاب پڑھ

اے پسر بر خواں دے فہرستِ طب

اے بیٹا! تھوڑی دیر کے لئے طب کی فہرست پڑھ لے

زاں ہمہ بر من دریں خانہ رہ است

اں گھر میں ان سب کا میری جانب راستہ ہے

باد تندست و چراغِ اترے

ہوا تیز ہے اور میرا چراغ ناقص ہے

تلو دس کز ہر دو یک وانی شود

تاکہ دلوں میں سے ایک ایک باقی رہے

ہمچو عارف کز تن ناقص چراغ

جیسا کہ عارف (بالہ) نے جسم کے ناقص چراغ سے

تا کہ روزے کایں بمیرد ناگہاں

تاکہ اگر یہ کسی دن اچانک مر جائے

اؤ نکرد ایں فہم پس داد از غر

وہ یہ نہ سمجھا اس نے دھوکے سے دیدیا

چارہ اندشید لیکن چارہ نے

اس نے تدبیر سوچی لیکن تدبیر نہیں ہے

می کند اندر گشادنِ ثریغِ ثریغ

جو کھولنے میں چوں چوں کرتے ہیں

نشود گوشِ حریص از حرصِ برگ

سازمندان کے لالچ کی وجہ سے لالچی کا کان نہیں سنتا ہے

وز سویی خصماں بجفا بانگِ درست

مخالفوں کی جانب سے ظلم دروازے کی آواز ہے

تا شمارِ ریگِ بنی رنجہا

تاکہ تو ریت کی شد کے امراض دیکھے

نارِ علتہا نظرِ گنِ ملتہب

بہاریو کی آگ کو شعلہ زن دیکھ

ہر دو گامے پر ز کژد مہلچہ است

ہر دو قدم پر بچھوؤں سے بھرا ہوا کنواں ہے

زو بگرامِ چراغِ دیگرے

میں اس سے ایک دوسرا چراغ حاصل کر لوں

گر بہا دآں یک چراغ از جا رود

اگر ہوا سے ایک چراغ بجھ جائے

شمعِ دل افروخت از بہر فراغ

فراغت کے لئے دل کی شمع روشن کر لی ہے

پیشِ چشمِ خود نہد او شمعِ جاں

وہ اپنے سامنے روح کی شمع رکھ لے

شمعِ فانی را بفانی دگر

فنا ہونے والی شمع کو دوسری فنا ہونے والی کے بدلے میں

گفت با خود نیست بیروں رفتے

خودی والے کی گفتگو باہر نکلنے کی نہیں ہے

۱۔ صد در پچہ۔ موت کے آنے کے سینکڑوں راستے اور دروازے ہیں جب وہ دروازے کھلتے ہیں تو ان کے کواڑ چوں چوں کرتے ہیں۔ ثریغ۔ ان کی چوں چوں کی آواز دنیا کی حرص کی وجہ سے کان نہیں سنتے ہیں۔

۲۔ از سویی تن۔ جسم کے دروازوں کے دشمنوں کہ ظلم موت کے دروازوں کے کواڑوں کی چوں چوں۔ تا شمار۔ ریگ۔ یعنی لاتعداد۔ ملتہب۔ شعلہ زن۔ زائل۔ ہر مرض کا بدن میں راستہ ہے۔ چراغ۔ یعنی میرے لڑکے کے اولاد نہیں ہے۔ دیگرے۔ یعنی لڑکے کے اولاد ہو جائے۔

۳۔ تلو دس۔ خدا خواستہ بنا مارے تو پوتا رہ جائے۔ ہمچو۔ ہموں کی تدبیر ایسی ہی تھی جیسے با خدا انسان کرتا ہے کہ جسم کا چراغ بجھ جائے تو روح کا چراغ روشن رہے۔ اؤ نکرد۔ ہوا نہ کرے عارف کے کام میں فرق ہے کہ اس نے فانی کا بدل فانی سوچا یعنی لڑکے کا بدل پوتا۔ چارہ۔ بادشاہ نے جو تدبیر کی وہ درست نہ تھی چونکہ وہ خودی میں مبتلا تھا اس لئے اس کی گفتگو مصیبت سے باہر نکلنے کی نہیں۔ عروں۔ لہن۔

عروں خواستنِ بادشاہ از بہرِ پسر از خوفِ انقطاعِ نسل

نسل کی منقطع ہونے کے ڈر سے بادشاہ کا اپنے لڑکے کے لئے لہن کا چاہنا

پس عروسے خواست باید بہر او
اس کے لئے ایک لہن تلاش کرنی چاہیے
گر رود سویی فنا ایں باز باز
اگر یہ باز فنا کی جانب چلا جائے پھر
صورت ایں باز گر زینجا رود
اس باز کی صورت اگر اس جگہ سے چلی جائے
بہر ایں فرموداں شاہ نبیہ
اسی لئے فرمایا ہے اس شریف شاہ
بہر ایں معنی ہمہ خلق از شغف
اسی لئے تمام لوگ شوق سے
تاہماند آں معانی در جہاں
تاکہ دنیا میں وہ خوبیاں باقی رہیں
حق بحکمت حرص شاں دادست وجد
اللہ تعالیٰ نے دانائی ان کو حرص اور کوشش خطا کردی ہے
من ۲ ہم از بہر دوام نسل خویش
میں بھی اپنی نسل کی ہمیشگی کے لئے
دخترے خواہم ز نسل صالحے
کسی نیک کی نسل کی لڑکی چاہوں گا
شاہ خوداں صالح ست آزادہ دوست
بادشاہ وہ ہے جو نیک اور آزاد ہے
مر اسیراں ۳ را لقب کردند شاہ
لوگوں نے قیدی کو شاہ کا لقب دیا ہے
شد مفارہ بادیہ خونخوارہ نام
خونخوار جنگل کا نام مفارہ بنا

۱۔ تزوج۔ نکاح کرنا۔ باز۔ یعنی لڑکا۔ فرخ۔ پرند کا بچہ یعنی لڑکے کا لڑکا۔ معنی۔ او۔ لڑکے کی خوبیاں۔ بہر ایں۔ چونکہ بیٹے میں باپ کی خوبیاں ہوتی ہے اسی لئے آنحضرتؐ نے فرمایا ہے لَوْلَئِذَا سُرَّ لَا يَنْبِيہ۔ بچہ باپ کا راز ہے؟ حرف۔ کارِ مکر اولاد کو اپنا ہنر سکھاتا ہے تاکہ وہ ہنر اس کے مرنے کے بعد بھی باقی رہے حق۔ اللہ تعالیٰ نے والدین میں یہ جذبہ اسی لئے رکھا ہے کہ ان کے ہنرون کے بعد بھی باقی رہیں۔

۲۔ من ہم۔ بادشاہ نے کہا میں بھی اپنی نسل باقی رکھنے کے لئے اپنے لڑکے کی شادی کر دوں گا۔ صالحے۔ لڑکے کی لہن کسی نیک شخص کی لڑکی کو بتاؤں گا۔ طالع۔ بدکار و بد معاش۔ صلح۔ با خدا انسان کو شاہ کہنا چاہیے دنیا و دوتو۔ شرمگاہ اور حلق کا قیدی ہوتا ہے۔

۳۔ اسیراں۔ عام بادشاہوں کو بادشاہ کہنا تو ایسا ہی ہے جیسا کہ حبشی کا نام کافور رکھ دیا جائے یہ بالعکس بات ہے عموماً بادشاہ کھانے پینے اور عیاشی کے قیدی ہوتے ہیں حبش کا لا ہوتا ہے کافور سفید ہوتا۔ شد مفارہ۔ مفارہ کے معنی ہیں کامیابی کی جگہ لیکن جنگل کو مفارہ کہا جاتا ہے حالانکہ ہلاکت کی جگہ ہے۔ نہیں۔ کڑھی کو نیک بخت کہا جاتا ہے حالانکہ اس سے زیادہ بد نصیب کون ہوگا۔

تاہماند زیں تزوج ا نسل او
تاکہ اس نکاح سے اس کی نسل باقی رہے
فرخ او گردد ز بعد باز باز
اس کا بچہ باز کے بعد باز بن جائے
معنی او در ولد باقی بود
اس کی معنویت بچہ میں باقی رہے
مصطفیٰ کہ الولد سرراییہ
مصطفیٰ نے کہ بچہ باپ کا راز ہے
می بیا موزند طفلان را حرف
بچوں کو ہنر سکھاتے ہیں
چوں شود آں قلب ایشاں نہاں
جب ان کا جسم چھپ جائے
بہر رشد ہر صغیر مستعد
ہر صاحب استعداد بچے کی رہنمائی کے لئے
بجفت خواہم پور خود را خوب کیش
اپنے لڑکے کے لئے خوب صورت بیوی لاؤں گا
نے نسل بادشاہے طالعے
نہ کسی بد معاش بادشاہ کی نسل کی
نے اسیر حرص فرج ست و گلوست
نہ وہ جو شرمگاہ اور حلق کی حرص کا قیدی ہو
عکس چوں کافور نام آں سیاہ
بالعکس جیسا کہ حبشی کا نام کافور
نیک بخت آں پیس را گویند عام
کڑھی کو عوام نیک بخت کہتے ہیں



ہر اسیر شہوت و حرص و اہل بر نوشتہ میریا صدر اجل

ہر شہوت اور لالچ اور آزد کے قیدی کو میر یا بڑا صد لکھا ہے

آل اسیران اجل را عام داد نام میران اجل اندر بلاد

ان موت کے قیدیوں کو عوام نے دیدیا ہے شہروں میں بڑے حاکموں کا نام

صدر خواندش کہ در صفت نعال جان اوستہ است یعنی جاہ و مال

اس کو صدر کہتے ہیں جس کے جلوں کی صف میں جان بندی ہے یعنی جاہ و مال میں

اختیار کردن پادشاہ دختر زاہد را از جہت پسر و اعتراض کردن

بادشاہ کا لڑکے کے لئے ایک زہد کی لڑکی کو منتخب کرنا اور گھر والوں کا

اہل بیت و تنگ داشتن ایشان از پیوند درویشان

اعتراض کرنا اور مہیشوں کے ساتھ رشتے سے ذلت محسوس کرنا

ایں سخن را نیست بیاں خواست خفت اس بات کا خاتمہ نہیں ہے بیوی مانگ لی

شاہ چوں باز اہلے خویشی گزید شاہ نے جب ایک زہد کے یہاں رشتہ پسند کیا

مادر شہزادہ گفت از نقص عقل مادر شہزادہ گفت از نقص عقل

عقل کی کمی کی وجہ سے شہزادے کی ماں نے کہا

توزیح ۲ و بخل خواہی وز دہا تو بکجی اور بخل اور مکاری سے چاہتا ہے

گفت صلح را گدا گفتن خطاست اس نے کہا نیک شخص کو فقیر کہنا غلطی ہے

در قناعت ۳ میگریزد از قہی پرہیزگاری کی وجہ سے وہ قناعت اختیار کرتا ہے

قلعہ کاں از قناعت وز تقاست وہ کی جو قناعت اور پرہیزگاری کی وجہ سے ہے

حبہ آل گریبا بد سر نہد وہ اگر ایک جبہ بھی پاتا ہے سر جھکا دیتا ہے

کو غنی القلب از داد خداست کیونکہ وہ خدا کی دین سے دل کا مالدار ہے

نویسمی و گسل ہچموں گدا نہ کہ فقیر کی طرح کالی اور کمینہ پن سے

آں ز فقر و قلت دوناں جداست وہ کمینوں کی کمی اور فقر سے جداگانہ ہے

دیں ز نج زر بہمت مے جہد دیں ز نج زر بہمت مے جہد

یہ سونے کے خرانے سے ہمت کی وجہ سے بھاگتا ہے

یہ سونے کے خرانے سے ہمت کی وجہ سے بھاگتا ہے

یہ سونے کے خرانے سے ہمت کی وجہ سے بھاگتا ہے

یہ سونے کے خرانے سے ہمت کی وجہ سے بھاگتا ہے

یہ سونے کے خرانے سے ہمت کی وجہ سے بھاگتا ہے

۱۔ اجل۔ پہلے مصرعے میں موت کے معنی میں ہے دوسرے مصرعے میں بزرگ کے معنی میں ہے۔ فعال۔ جوتے یعنی رتبہ اور مال۔ اختیار کردن۔ بادشاہ نے لڑکے کی دلن بنانا ایک نیک شخص کی لڑکی کو پسند کیا بیوی نے اس پر اعتراضات شروع کر دیئے۔ اور لڑکا۔ کفویت۔ شریعت اور عقل کہتی ہے کہ لڑکے اور لڑکی کا جوڑ ہونا چاہیے۔

۲۔ سخت قسم کا بخل۔ وہاں مکر یعنی تو خرچ سے دُور کر فقیر گھرانے میں لڑکے کی شادی کرنا چاہتا ہے۔ گفت۔ نیک اور قانع انسان کو گدا اور فقیر کہنا درست نہیں ہے۔

۳۔ قناعت۔ تھوڑے پر مہر اگر انسان تقویٰ کی وجہ سے قناعت اختیار کرتا ہے تو اس کو گدا نہیں کہا جاسکتا۔ جب۔ گدا اور قانع میں بہت فرق ہے گدا ایک پیسہ کے لئے سر جھکا دیتا ہے اور قانع خزانوں پر لات مار دیتا ہے۔

میکند او را گدا گوید ہمام
کہتا ہے اس کو بڑا انسان فقیر کہتا ہے
یا نثار گوہر و دینار ریز
یا پھلہ کرنے کو بکھیرنے کے لئے موتی لہریں دکھائی ہیں؟
باقی غمنا خدا از وے برید
باقی غموں کو خدا نے اس سے جدا کر دیا ہے
از نثارِ صالِحے خوش جوہرے
عمدہ مزاج والے ایک نیک شخص کی نسل سے
چہرہ اش تاباں تر از خورشید چاشت
چار گھڑی دن کے سورج سے زیادہ روشن چہرے والی
کز نکوئی می نلنجد در بیاں
کہ خوبی کی وجہ سے بیان نہیں ہو سکتی ہیں
حسن و مال و جاہ و بخت منتفع
حسن اور مال اور رتبہ اور نفع کے قابل نصیب
در تبع دنیاں ہچموں پُشک و مو
اس کے پیچھے دنیا کو میٹھتی اور ہال (سمجھ)
ور بود اُشرچہ قیمت پشم را
اور اگر لونٹ ہیں تو لون کی کیا قیمت؟
لو اگر لونٹ ہیں تو لون کی کیا قیمت؟

جادوئی کردن کمپیر کاہلی شاہزادہ را و فریفتہ شدن شاہزادہ
ایک کاہلی بڑھیا کا شہزادے پر جادو کر دینا اور شہزادے کا عاشق ہو جانا

با نثارِ صالحان و اولیا
نیکوں اور ولیوں کی نسل سے
عاشق شہزادہ باحسن وجود
حسین شہزادے کا عاشق
کہ بر دواں رشک سحر بابلی
کہ (چاہ) بابل کا جادو (بھی) اس پر رشک کرے

شہزادہ کہ او از حرص قصد بر حرام
وہ بادشاہ جو حرص کی وجہ سے حرام کا لالہ
گفت گو شہر و قلاع او را جہیز
اس نے کہا شہر و قلاع کے پاس جہیز میں دے دو کہہ دو؟
گفت رو ہر گو غم دیں بر گزید
اس نے کہا جا جس نے دین کا غم اختیار کر لیا
عالب ۲ آمد شاہ و پسندید دخترے
بادشاہ غالب آ گیا اور اس نے ایک لڑکی پسند کر لی
در ملاحظت خود نظیر خودداشت
حسن میں وہ اپنا ٹالی نہ رکھتی تھی
حسن دختر ایں خصالش آنچنان
لڑکی کا حسن (اور) اس کی یہ خصلتیں ایسی تھیں
صید دیں گن تارسد اندر تبع
دین کا شکار کر تاکہ تابع بن کر آئے
آخرت ۳ قطار اُسترواں عمو
اے چچا! آخرت کو لونٹ کی قطار سمجھ
پشم بگزینی شتر نبود ترا
اگر تو لون پسند کرے گا لونٹ تیرے نہ ہوں گے

۱۔ شہزادہ بادشاہ کے لئے حلال
حرام کا فرق نہ کرے بزرگ لوگ اس
کو گدا کہتے ہیں۔ گفت۔ ملکہ نے کہا
ان لوگوں کے پاس نہ علاقہ ہے نہ
قلعے جو وہ لڑکی کو جہیز میں دیں گے نہ
لڑکی کی رخصتی کے وقت ڈولے پر نثار
کرنے کے لئے زور جواہر ہیں۔
گفت رو۔ شاہ نے ملکہ سے کہا کہ
مجھے اب دین کی فکر ہیں اور جو شخص
دین کی فکر میں لگ جاتا ہے دوسرے
غموں سے آزاد ہو جاتا ہے لہذا مجھے
جہیز وغیرہ نہ ہونے کا کوئی غم و فکر نہیں
ہے۔

۲۔ غالب آمد۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہ
نے ملکہ کی باتیں نہ سنیں اور ایک نیک
شخص کی لڑکی کو بیاہ لایا جو انتہائی حسین
تھی جس کا حسن بیان سے باہر ہے۔
صید دیں۔ مولانا فرماتے ہیں کہ
انسان کو دین حاصل کرنا چاہیے دوسری
چیزیں اس کے تابع ہیں وہ اصلی
مقصود نہ ہونی چاہئیں۔

۳۔ آخرت۔ آخرت کی مثل
لونٹوں کی قطار کی ہے اور دنیا کی مثل
ان کی۔ میٹھنیوں اور بالوں کی سی ہے۔
پشم بگزینی۔ اگر تو محض ان کے لون کی
فکر میں لگا تو قطار ہاتھ نہ آئے گی۔
جادوئی۔ شادی کے بعد شہزادے پر
ایک بڑھیا جادو کرنی کے جو کاہلی تھی
جادو کر دیا وہ بڑھیا اس پر عاشق ہو گئی
تھی اور اس کو اپنے جال میں پھنسا
لیا۔ بابلی۔ بابل کے علاقہ کا جادو
مشہور تھا۔

چوں برآمد ایں نکاح آل شاہ را
جب اس شہزادے کا نکاح ہو گیا
از قضا کمپیرک جادو کہ بود
قضائے (خداوندی) سے جادو کرنی بڑھیا جو کہ تھی
جادوئی کردش عجز کاہلی
اس پر کاہلی بڑھیا نے ایسا جادو کر دیا

شہ بچہ شد عاشق کمپیر ازشت
شہزادہ بد صورت بڑھیا پر عاشق ہو گیا
یک سیہ دیوے و کابولی زنی
ایک کالا بھوت اور کابلی عورت
زاں سیہ روئے خبیث نابکار
اس گھمئی خبیث نابکار کی وجہ سے
آں نو د سالہ عجز گندہ پیر
اس نوے سالہ بڑھیا کھوٹ نے
تلاسا لے ۲ بود شہزادہ اسیر
پہاں تک کہ شہزادہ ایک سال قیدی رہا
صحبت کمپیر او را می رُود
بڑھیا کی صحبت اس کو تباہ کر رہی تھی
دیگراں از ضعف وے بادر دسر
دوسرے اس کی کمزوری سے دوسرے میں تھے
ایں جہاں برشاہ چوں زنداں شدہ
بادشاہ پر یہ دنیا قید خانہ کی طرح ہو گئی تھی
شاہ ۳ بس بیچارہ شد در بر دومات
اس بازی میں بادشاہ لاچار ہو گیا
زانکہ ہر چارہ کہ می کرداں پدر
باپ جس قدر بھی تدبیر کرتا تھا
پس یقین گشتش کہ مطلق آں سر یست
تو اس یقین ہو گیا کہ یہ مطلقاً (اللہ کی جانب سے ہے)
سجدہ می کرد او کہ ہم فرماں تراست
وہ سجدے کرتا کہ تیرا ہی حکم ہے
لیکن اس مسکین ہی سوزد چو عود
لیکن یہ مسکین اگر کی طرح جل رہا ہے

تا عروس و آل عروسی را بہشت
یہاں تک کہ اس نے لہن اور شادی سے کاندہ کر لیا
شت بر شہزادہ ناگہ رہنے
اچانک شہزادے کی ڈاکو بن گئی
گشت آں شہزادہ مدہوش و نزار
شہزادہ مدہوش اور لاغر ہو گیا
نے خرد بہشت آں ملک رائے ضمیر
اس شہزادے کی نہ عقل چھوڑی نہ دل
بوسہ جایش نعل کفش گندہ پیر
بڑھیا کی جوتی کا تلا اس کی بوسہ گاہ تھی
تاز کا ہش نیم جانے ماندہ بود
یہاں تک کہ گھٹاؤ کی وجہ سے آدھی جان رہ گئی تھی
اوز سکر سحر از خود بے خبر
وہ جادو کے نشہ سے اپنے آپ سے غافل تھا
وین پسر بر گریہ شال خنداں شدہ
یہ لڑکا ان کے رونے پر ہنستا تھا
روز و شب می کرد قر بان و زکات
دن رات قربانی اور خیرات کرتا تھا
عشق کمپیر کہ ہی شد بیشتر
بڑھیا کا عشق بڑھتا تھا
چارہ او را بعد ازیں لا بہ گریست
اس کے بعد اس کی تدبیر اللہ کے سامنے خوشامد ہے
غیر حق بر ملک حق فرماں کراست
اللہ تعالیٰ کی سلطنت میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کس کا حکم ہے؟
دست گیرش اے رحیم والے و دود
اے رحم کرنے والے اے محبوب اس کی دیکھری کر

۱۔ کمپیر۔ بڑھیا بوزہل۔ کابولی۔
کابلی۔ زال۔ شہزادہ اس خبیث کے
عشق میں مدہوش رہنے لگا اور لاغر ہو
گیا۔ گندہ پیر۔ بہت بوزہل یا بڑھیا۔
ملک۔ یعنی شہزادہ۔ ضمیر۔ دل

۲۔ تالسا لے۔ ایک سال تک
شہزادہ اس کی قید میں رہا اور اس کی
جوتیاں چومتا تھا۔ صحبت۔ یعنی اس
بڑھیا کی ہمبستری سے وہ کھل کر آدھا
رہ گیا تھا۔ دیگران۔ دوسرے اس کی
لاغری کو دیکھ کر دوسرے میں مبتلا ہوئے
اور وہ اپنی حالت سے بے خبر تھا۔ ویں
پسر۔ بادشاہ شہزادے کے غم میں روتا
تھا تو شہزادہ اس کے رونے پر ہنستا
تھا۔

۳۔ شاہ۔ بادشاہ اس جادو کے
معاملہ میں لاچار تھا اور صدقہ خیرات
کرتا رہتا تھا کہ اس کے ذریعہ یہ
مصیبت ٹل جائے۔ زانکہ۔ اگر وہ
اس جادو کا کوئی تہ توڑ کراتا تھا تو جادو اور
مضبوط ہو جاتا تھا۔ پس۔ جب کوئی
تدبیر کار گرتے ہوئے تو اس کو یقین ہو گیا
کہ یہ سب کچھ اللہ کی جانب سے
ہے اسی کے سامنے روتا اور دعا کرتا
چاہیے لہذا اس نے اللہ کی عبادت اور
دعا میں شروع کر دیں۔ لیکن۔ بیشک
تیرا ہی حکم ہے لیکن میں اگر کی طرح
جل رہا ہے میری دیکھری کر۔

مستجاب! شہنشاہ! بادشاہ در خلاص پسر از جادوئی کاہلی
کاہلی کی جادوگری — چھوٹے کے بارے میں بادشاہ کی دعا قبول ہونا

تاز یارب یارب و افغان شاہ
یہاں تک کہ بادشاہ کی یارب یارب اور فریاد کی وجہ سے
اوشنیدہ بود از دوراں خبر
اس نے دور سے یہ بات سنی تھی
کاں عجزہ بود اندر جادوئی
کیونکہ وہ بڑھیا جادوگری میں

دست ۲۔ اربالای دستت اے فتی
اے نوجوان! ہاتھ سے بڑھ کر ہاتھ ہے
منہبہای دستہا دست خداست
تمام ہاتھوں کا آخر خدا کا ہاتھ ہے
ہم از و گیرند مایہ ابرہا
ابہ اسی سے سرمایہ حاصل کرتے ہیں
گفت شائش کایں پسر دست دفت
بادشاہ نے اس سے کہا یہ لڑکا ہاتھ سے گیا

نیست ۳۔ ممتازاں را ایں ساحراں
ان جادوگروں میں کوئی بڑھیا جیسا نہیں ہے
چوں کف موسیٰ بہ اہر کردگار
اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت موسیٰ کے ہاتھ کی طرح
کہ مرا ایں علم آمد ز اں طرف
کیونکہ میرا یہ علم اس اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے
آدم تا بر گشایم سحر او
میں آیا ہوں تاکہ اس کا جادو کھول دوں
سوئے گورستان برد وقت سحر
صبح کے وقت قبرستان کی جانب جا

۱۔ مستجاب۔ قبول شدہ تازیارب۔
بادشاہ کے یارب یارب سے ایک جادو
گر سفر کر کے آگیا۔ اوشنیدہ۔ اس
جادوگر نے سن لیا تھا کہ شہزادہ جادوگری
کے پھندے میں ہے۔ کاں عجزہ۔
کیونکہ اس بڑھیا جادوگری کی بہت
شہرت تھی۔

۲۔ دست۔ مولانا فرماتے ہیں دنیا
میں ہنرمند سے بڑھ کر ہنرمند ہے
تمام ہنرمندیاں خدا پر جا کر ختم ہوتی
ہیں۔ بحر۔ تمام دریا۔ سمندر میں جا کر
گرتے ہیں ہم لڑاؤ سمندر کے انجرات
بادل بن کر برستے ہیں۔ گفت۔
بادشاہ نے اس آنے والے جادوگر
سے کہا کہ شہزادہ ہمارے ہاتھ سے
جاتا رہا۔ آدم۔ اس جادوگر نے کہا
میں اس کا علاج جن کر آیا ہوں۔

۳۔ نیست۔ اس جادوگر نے کہا اس
بڑھیا کے توڑ جوڑ کا سوائے میرے
کوئی جادوگر نہیں ہے۔ کف موسیٰ
جس طرح حضرت موسیٰ کے ید بیضا
کے معجزے نے تمام جادوگروں کو
شکست دی تھی میں اس کا مقابلہ کر
کے اس کے جادو کو تباہ کر دوں گا۔ کہ
مرا۔ میرا علم خداوندی الہام سے ہے
میں نے کسی جادوگر سے نہیں سیکھا
ہے۔ مستخف۔ ذلیل۔ سوی۔ جادوگر
نے کہا صبح کے وقت قبرستان جائے
دہر۔ آپ کو دیوہ کے پہلو میں ایک
سنگ قبر ملے گی۔

ساحرے استاد پیش آمد ز راہ
ایک استاد جادوگر سفر سے سامنے آ گیا
کہ اسیر پیرہ زن شد آں پسر
کہ وہ لڑکا بڑھیا کا قیدی بن گیا ہے
بے نظیر و ایمن از مثل و دوئی
بے نظیر اور مثل اور دوئی سے مطمئن تھی
در فن و در زور تا ذات خدا
ہنر اور طاقت میں اللہ تعالیٰ کی ذات تک
بحر بیشک منہبہای جو بہااست
یقیناً دریاؤں کا آخر سمندر ہے
ہم بدو باشد نہایت سیل را
اسی پر سیلاب کی انتہا ہوتی ہے
گفت اینک آدم در مان زفت
اس نے کہا اب میں زہر دست علاج آ گیا ہوں
جو من وای رسیدہ ز اں کراں
سوائے سمجھ ہوشید کئے جو اس جانب سے آ گیا ہو
نک بر آرم من ز سحر او دمار
اب میں اس کے جادو کی تباہی مچا دوں گا
نے ز شاگردی سحر مستخف
ذلیل جادو کی شاگردی سے نہیں ہے
تا نماند شاہزادہ زرد رو
تاکہ شہزادہ پیلے چہرے کا نہ رہے
پہلوی دیوار ہست اسپید گور
ایک دیوہ کے پہلو میں سفید قبر ہے

سوی قبلہ باز کاواں جاہی را
اس جگہ کو قبلہ کی جانب کھو
پس درازست اس حکایت تو مملول
یہ قصہ لبا ہے (اور) تو دماندہ ہے
سوی گورستان رفت آں شاہ زود
وہ بادشاہ فوراً قبرستان کی جانب گیا
جادویہا دید چہنہاں اندرو
بڑا جادو اس میں دبا ہوا دیکھا
واں ۲ گرہ ہلی گراں را برگشاد
اس (جادوگر) نے ان مضبوط گروں کو کھولا
آں پسر با خویش آمد شد دواں
وہ شہزادہ ہوش میں آ گیا (اور) دوا
سجدہ کرد و بر زمیں می زد ذقن
سجدہ کیا اور زمین پر ٹھوڑی رگڑی
شاہ آئیں بست و اہل شہر شاد
شاہ نے جشن منایا اور شہر والے خوش ہو گئے
عالم از سر زندہ گشت و با فروز
دنیا از سر نو زندہ اور پر رونق ہو گئی
یک عروسی کرد شاہ اورا پختاں
بادشاہ نے اس کی شادی کی دعوت ایسی کی
جادوی کمپیر از غصہ بمرد
جادوگر نے بڑھیا رنج سے مر گئی
شاہ آئیں بست و آمد در نیاز
شاہ نے جشن منایا اور نیاز مندی اختیار کی
شہزادہ در تعجب ماندہ بود
شہزادہ تعجب میں پھنسا تھا

تابہ بینی قدرت و صنع خدا
تاکہ تو خدا کی قدرت اور کارگیری دیکھے
زبدہ را گویم رہا کردم فضول
خلاصہ بتاتا ہوں ' زاید کو چھوڑتا ہوں
گور را آں شاہ آں دم بر کشود
بادشاہ نے فوراً قبر کو کھولا
صد گرہ بر بستہ بر یک تار مو
ایک بال پر سینکڑوں گرہیں لگی ہوئی تھیں
پس ز محنت پوریشہ را راہ داد
شہزادہ کو مصیبت سے نجات دی
سوی تخت شاہ بلصد امتحاں
بہت محنت سے بادشاہ کے تخت کی جانب
در بغل کردہ پسر تیغ و کفن
لڑکے نے بغل میں تولد اور کفن لئے ہوئے
واں عروس نا اُمید و بے مراد
اور وہ مایوس اور نامراد دہن
اے ۳ عجب آں روز روز امروز روز
تعجب ہے وہ بھی ایک دن تھا اور آج بھی ایک دن ہے
کہ جلاب و قند بد پیش سگاں
کہ گلاب اور شکر کتوں کے سامنے تھا
روی و خوی زشت با مالک سپرد
چہرہ اور بری عادت مالک کے سپرد کر دی
راز گفتم با خدای کار ساز
خدا کے کار ساز سے دل کی بات کہتا تھا
کرمن او عقل و نظر چوں در رود
کہ وہ بڑھیا میری عقل و نظر کس طرح اچک لے گئی

۱۔ سوی قبلہ۔ اس آنے والے
جادوگر نے بادشاہ سے کہا کہ اس سفید
قبر کو قبلہ کی جانب سے کھونا پھر تجھے
خدا کی قدرت نظر آجائے گی۔ زبدہ۔
خلاصہ فضول۔ زاید چیز۔ جادویہا۔
اس بڑھیا نے ایک بال میں سینکڑوں
گرہیں لگا کر جادو کیا تھا وہ اس قبر میں
سے نکلا۔

۲۔ واں۔ بادشاہ اس بال کو اس
جادوگر کے پاس لے آیا تو اس نے
اس کی گرہیں کھول دیں اور شہزادے کو
جادو سے نجات دیدی۔ آں پسر۔ جادو
ختم ہونے کے بعد شہزادہ فوراً باپ کی
خدمت میں حاضر ہو گیا۔ در بغل۔
اپنے بغل پر شہزادہ تھا اور اپنے آپ کو
محرم قرار دے کر اپنے ساتھ لگا کر
کفن بھی لایا۔ آئیں بست۔ جشن
منایا۔

۳۔ اے عجب۔ مولانا فرماتے ہیں
جس دن جادو ہوا تھا وہ بھی ایک دن
تھا اور آج جبکہ جادو ختم ہوا اور خوشیاں
منائی جا رہی ہیں یہ بھی ایک دن
ہے عروسی۔ یعنی ولیمہ جلاب۔
گلاب پیش سگاں۔ یعنی اس دعوت
کی نعمتوں سے کتے بھی محروم نہ
رہے۔ مالک اس فرشتہ کا نام ہے جو
جہنم کا دروازہ ہے۔ شاہ۔ بادشاہ انتہائی
خوش تھا اور اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز کی
باتیں کرتا تھا۔ شاہزادہ۔ جب جادو ختم
ہو گیا تو اپنے معاملہ پر شہزادہ حیران
تھا۔

نوا عروسے دید بچوں ماہ حسن
اس نے حسن کا چاند جیسی لہن دکھی
گشت بیہوش و برو اندر فقاد
وہ بیہوش ہو گیا اور منہ کے بل گر پڑا
سہ شبانہ روز او بیہوش گشت
تین دن رات وہ بے ہوش رہا
از گلاب و از علاج آمد بخود
وہ گلاب اور علاج سے ہوش میں آیا
بعد ۲ سالے شاہ گفتش در سخن
ایک سال کے بعد گفتگو کھن میں بدلتے اس سے کہا
یاد آورزاں صبیح وزاں فراش
اس ہمستر اور بوی کو یاد کر
گفت رومن یا تم دارا سرور
اس نے کہا جائے میں نے خوشی کا گھر پایا
بچناں ۳ باشد چو مومن راہ یافت
ایسا ہی ہوتا ہے جب مومن نے راستہ پایا
مخلص ایں قصہ بر گفتم تمام
میں نے اس قصہ کا پورا خلاصہ بتا دیا

۱۔ نوا عروسے اب اپنی لہن کے پاس گیا تو اس کو انتہائی حسین پایا۔ گشت اس کا حسن دیکھ کر بیہوش ہو گیا اور تین دن تک بیہوش رہا جس سے لوگ پریشان ہو گئے۔ از گلاب بیہوشی کا علاج ہوا تب اس کو رفتہ رفتہ ہوش آیا۔

۲۔ بعد سالے ایک سال کے بعد دوران گفتگو میں بادشاہ نے شہزادے سے کہا کہ اپنی بڑھیا جلاو گرنی کو بھی بھی یاد کر لیا کرو۔ مر۔ کڑوا۔ دارا سرور۔ جنت یعنی لہن۔ دارا سرور۔ دنیا یعنی بڑھیا جلاو گرنی۔

۳۔ بچناں۔ جو حالت شہزادے کی تھی کہ اس بڑھیا کو یاد کرنا بھی پسند کرتا تھا یہی حالت ایک مومن کی ہوتی ہے جبکہ اس کو نور خداوندی حاصل ہو جائے وہ دنیا کے ظلمت کدہ کو یاد کرنا بھی پسند نہیں کرتا۔ اے برادر ہم نے اس قصہ میں جو شہزادہ کہا ہے اس سے پر آدم زاد (انسان) مراد ہے اور کابلی جلاو گرنی سے مراد دنیا ہے جس نے بنی آدم پر جلاو کر رکھا ہے۔

در بیان آنکہ شاہزادہ آدمی زادہ است پدرش آدم صفی خلیفہ
اس کا بیان کہ شہزادے (سے) انسان (مراد) ہے اور اس (شہزادے) کا باپ حضرت
حق مجبور ملائکہ وآں کمپیر کابلی دنیا است کہ آدمی بچہ را از پدر
آدم برگزیدہ اللہ (تعالیٰ) کے خلیفہ ملائکہ کے مجبور ہیں اور کابلی بڑھیا دنیا ہے جس نے
برید بسحر و انبیا و اولیا آل طیب تدارک کنندہ اند
آدم کی اولاد کو جلاو کے ذریعہ باپ سے جدا کر دیا ہو اور نبی اور ولی وہ علاج کرنے والے طیب ہیں

اے برادر دال کہ شہزادہ توئی در جہان کہنہ زادہ از نوی
اے بھائی! جان لے کہ شہزادہ تو ہے پرانی دنیا میں تو نیا پیدا ہوا ہے

کابلی جادو ایں دنیاست گو
کابلی جادوگرنی یہ دنیا ہے جس نے
چوں در افگندت دریں آلودہ روزا
جبکہ اس نے فوراً تجھے اس گندگی میں ڈال دیا ہے
تار ہی زیں جادوئی وزیں قلق
تاکہ اس جادو اور پریشانی سے نجات پالے
زاں نبی دنیات را سخارہ خواند
اسی لئے نبی نے تیری دنیا کو جادو گرنی کہا ہے
ہیں فسوں گرم دار دگندہ پیر
خبردار! بڑھیا تیز جادو رکھتی ہے
در درون سینہ نفاثات^۱ اوست
وہ سینہ میں منتر پڑھ کر پھونکیں مارنے والی ہے
سلاخہ دنیا قوی داناز نے ست
جادوگرنی دنیا بہت عقلمند عورت ہے
ور گشادے عقدہ اورا عقلہا
اگر عقلیں اس کی گرہیں کھول سکتیں
ہیں طلب گن خوش دے عقدہ گشا
آگاہ! گرہ کھولنے والا اچھا دم کرنے والا تلاش کر لے
ہمچو^۲ ماہی رستہ استت او بہ شست
اس نے تجھے مچھلی کی طرح کانٹے میں پھنسا لیا ہے
شصت سال از شست او در مختی
تو ساٹھ سال اس کے کانٹے میں مصیبت میں ہے
فاسقی بد بخت نے دنیات خوب
تو بد بخت فاسق ہے نہ تیری دنیا ہی اچھی ہے
فتح او ایں عقد ہارا سخت کرد
اس کے بھونکنے نے ان گرہوں کو مضبوط کر دیا ہے

کردہ مرداں را اسیر رنگ و بو
انسانوں کو (اپنے) رنگ و بو کا قیدی بنا لیا ہے
دمبدم میخوای و میدم قل اغوذ
ہر وقت قل اغوذ پڑھ اور دم کرتا رہ
استعانت خواہ از رب الفلق
صبح کے سفید کے رب سے مدد چاہ
گوبا فسوں خلق را درجہ نشاند
کیونکہ اس نے جادو کے ذریعہ مخلوق کو کنوئیں میں ڈال دیا ہے
کردہ شہاں را دم گرمش اسیر
بادشاہوں کو اس کے گرم دم نے قیدی بنا لیا ہے
عقد ہی سحر را اثبات اوست
وہ جادو کی گرہوں کو باندھنے والی ہے
حل سحر او پپائے عامہ نیست
اس کے جادو کا توڑ عوام کے بس کا نہیں ہے
انبیا را کے فرستادے خدا
اللہ تعالیٰ نبیوں کو کب بھیجتا؟
راز دان يفعل الله ما يشاء
جو يفعل الله ما يشاء کا راز داں ہو
شاہزادہ ماندہ سالے و تو شصت
شاہزادہ ایک سال پھنسا رہا تو ساٹھ سال
نے خوشی نے بر طریق سنتی
تو نہ خوش ہے نہ سنت کے راستہ پر ہے
نے رہیدہ از وبال واز ذنوب
نہ وبال اور گناہوں سے بچا ہوا ہے
پس طلب گن فتحه خلاق فرد
خلاق احد کی پھونک کا طلبگار بن

۱ روزہ اگر دل سے پہلے حرف
ملت ہو تو بعض جگہ اس کو ڈال سے
بدل لیتے ہیں۔ قل اغوذ اسخضو
پر یہ سورت جادو کے توڑ کے لئے
نازل ہوئی۔ اسی سورت میں خدا کو
رب الفلق یعنی صبح کی سفیدی کا رب
فرمایا گیا ہے۔ زان۔ اسخضو نے دنیا
کا جادو گرنی فرمایا ہے جو انسانوں کو
جادو کے کنوئیں میں بند کر دیتی ہے۔
سخارہ۔ جادو گرنی۔ فسوں گرم۔ تیز
جادو۔

۲ نفاثات۔ منتر پڑھ کر پھونکنے
والیاں۔ حل سحر۔ دنیا کے جادو کا توڑ
ہر شخص کے بس کا نہیں ہے۔
ور گشادے۔ دنیا کے جادو کی گرہیں
اگر عقل کھول سکتی تو نبیوں اور رسولوں
کے آنے کی کوئی ضرورت نہ ہوتی۔
فعل الله ما يشاء۔ خدا جو چاہتا ہے وہ
کرتا ہے یعنی مقدرات خداوندی۔

۳ ہمچو ماہی۔ شاہزادہ تو جادو گرنی
کے جال میں ایک سال ہی رہا تو
ساٹھ سال یعنی اپنی ساری عمر دنیا کے
جال میں پھنسا رہا۔ شبت۔ مچھلی
پکڑنے کا کاٹا۔ فاسقی۔ تیری دنیا اور
دین دونوں برباد ہیں۔ نہ۔ دنیائے
منتر پڑھ کر جو گرہ لگائی ہے وہ بہت
سخت ہے وہ اللہ کے پھونکنے سے ہی
کھل سکے گی۔

تَا نَفَحْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي ثَرَا

تاکہ نفخت فیہ من روحی تجھے

جُو بَنَحْ حَقْ نَسُودِ نَفْحِ سَحَرِ

جادو کی پھونک اللہ کی پھونک ہی سے جلتی ہے

رَحْمَتِ اَوْ سَلَقِ سَتِ از قَبْرِ اَوْ

اس کی رحمت اس کے قبر سے پہلے ہے

تَارِسی اَنْدَرِ نَفُوسِ زُوجِجَتْ

تاکہ تو زوجت والے نفوس میں داخل ہو جائے

بَاوَجُودِ ۲ زَاں نَايِدِ اِنْحِلَالِ

بڑھیا کے ہوتے ہوئے (جادو کی گرہوں کا) کھلنا حاصل نہ ہوگا

نَے کَہ فرموداں سَرَا جِ لَمْتَاں

کیا امتوں کے چراغ نے نہیں فرمایا

پَسِ وصالِ اِسِ فِرَاقِ اَلِ بُودِ

تو اس کا وصال اس کا فراق ہے

سَخْتِ مِی آيِدِ فِرَاقِ اِسِ مَرِ

اس گذرگاہ کی جدائی سخت لگتی ہے

چوں ۳ فِرَاقِ نَقَشِ سَخْتِ آيِدِ ثَرَا

جب تجھے نقش کی جدائی سخت لگتی ہے

اے کہ صبرِ نیست از دنیایِ دُولِ

اے وہ کہ تجھے اس کمینی دنیا سے صبرِ میر نہیں

چونکہ صبرِ نیست زِیں آبِ سِیَاہِ

جبکہ اس کا لے پانی سے تجھ میں صبر نہیں ہے

چونکہ بے اِسِ شَرِبِ کَمِ داری سَکُونِ

جبکہ اس کو پئے بغیر تجھے سکون نہیں ہے

۱۔ نَفَحْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي۔ میں نے اس میں اپنی روح پھونک دی

یعنی تیرے اندر بھی وہ روح آجائے۔

۲۔ دُنْیَا کے جادو کی پھونک اللہ کی پھونک سے چلے گی۔ رحمت اور

حدیثِ قدسی ہے سَبَقْتُ رَحْمَتِي عَلٰی غَضَبِي میرے رحمت میرے غضب پر سبقت لئے ہوئے ہے۔

۳۔ زُوجَتْ۔ قرآن پاک میں ہے اِنَّا السُّفُوفُ زُوجَتْ جبکہ نفوس کے

جوز لگائے جائیں گے یعنی جنت کے ساتھ یا حوروں کے ساتھ۔

۲۔ باوجود۔ جب تک انسان بوجھتی دنیا کے ساتھ رہے گا نہ اس کا

جادو اُٹے گا نہ شہزادے کی طرح لہن یعنی آخرت اس کے پہلو میں آئے

گی۔ ضربتیں۔ حدیث شریف ہے۔

اَلنُّفُوسُ وَالْاٰخِرَةُ لَفِ رِجْتَانِ اِنْ رِجْتَانِ اِخْلَافًا سَخِطَ

اَلْاٰخِرَةُ دُنْیَا اور آخرت دو کونیں ہیں اگر ایک راضی ہوتی ہے تو دوسری ناراض ہو جاتی ہے۔ پس۔ اگر دنیا کا

وصال ہے تو آخرت کا فراق ہے۔

مر۔ گذرگاہ یعنی دنیا۔ مقرر گذرگاہ یعنی آخرت

۳۔ چوں فراق۔ دنیا کا نقش خدا ہے جب اس نقش دنیا کی جدائی اس

قدر شاق ہے تو خدا نقش کی جدائی کس قدر شاق ہوگی۔ آبِ سیاہ یعنی

دنیا۔ چشمہ اللہ۔ یعنی آخرت۔

زہری۔ قرآن پاک میں ہے اِنَّ الْاَبْرَارَ لَا يَشْرَبُوْنَ مِنْ تَحْتِ سَاكِبٍ

مِنْ اَنْهَارٍ كَذٰلِكَ۔ نیک لوگ ایسے پیالے سے پئیں گے جس کی طوئی

کا نور ہوگی۔



گر بہا بنی یک نفس حُسن و دُود
اگر تو ایک لمحہ کے لئے خدا کا حسن دیکھ لے
جیفہ بنی بعد ازاں ایں شرب را
اس کے بعد تو اس پینے کو مراد سمجھ گا
ہمچو شہزادہ رسی در یار خویش
تو شہزادے کی طرح اپنے دوست تک پہنچ جائے
جہد گن در بخودی خود را بیاب
اپنی فطرت کی کوشش کر، خود کو پالے
ہر زمانے میں مشوبا خویش بخت
ہر وقت خودی میں مبتلا نہ ہو
از قُصورِ چشم باشد آن عُشور
وہ لغزش آنکھ کے قصور سے ہوتی ہے
بُوی پیراہان یوسف گن سَند
حضرت یوسف کے لباس کی خوشبو کا سہارا پکڑ
صورتِ پنہان و آن نورِ جبیں
پوشیدہ صورت اور پیشانی کے نور نے
نورِ آں رخسار برہاند زناں
اس رخسار کا نور ماد سے نجات دلاتا ہے
چشم را ایں نورِ حالی میں گند
یہ نور آنکھ کو حال کو دیکھنے والا بنا دیتا ہے
صورتش نورست و در تحقیق نار
اس کا ظاہر نور ہے، حقیقتاً نار ہے
و مبدّم در رُفتد ہر جا رود
جس جگہ جاتی ہے لمحہ بہ لمحہ لوندی گرتی ہے
دور بیند دُور بین بے ہنر
بے ہنر دور بین ایسا ہی دور بین ہے

ندر آتش افنی جان و وجود
جان اور جسم کو آگ میں ڈال دے
چوں بہ بنی کرو فرو قرب را
جب تو (خدا کی) شان، شوکت اور قرب کو دیکھ لے گا
پس بروں آری زپا تو خارِ خویش
تو اپنے کانٹے کو پاؤں سے نکال دے
زود ترو اللہ اعلم بالصواب
بہت جلد اور اللہ بہتہ کو زیادہ جانتا ہے
ہر زماں چوں خرد را آب و گل میفت
ہر وقت گدھے کی طرح پانی اور مٹی میں نہ گر
کہ نہ بیند شیب و بالا راز دُور
کیونکہ وہ دور سے شیب و فراز کو نہیں دیکھتی ہے
زانکہ بُولِش چشم روشن می گند
کیونکہ اس کی خوشبو آنکھ کو روشن کرتی ہے
کردہ چشمِ انبیا را دُور بین
نبیوں کی آنکھ کو دور بین بنا دیا ہے
ہیں مشوقانِ بنورِ مُستعار
خبردارا عارضی نور پر قانع نہ بن
چشمِ عقل و رُوح را گر گیس گند
روح اور عقل کے چشم کو خلش بنا دیتا ہے
گر ضیا خواہی دودست ازے و بدار
اگر حقیقی روشنی چاہتا ہے اس سے دست بردار ہو جا
دیدہ و جانے کہ حالی میں بود
وہ آنکھ اور جان جو حال کو دیکھنے والی ہوتی ہے
ہچمناں کہ دور دیدن خواب در
جیسا کہ خواب میں دور دیکھنا

۱۔ گر بہ بنی۔ اگر اللہ کا جلوہ تجھے
ذرا بھی نظر آجائے تو اپنے جسم اور روح
کو قربان کر ڈالے۔ جیفہ۔ مراد۔
قرب۔ یعنی خداوندی قرب۔ ہمچو۔
جس طرح شہزادہ اپنی حقیقی زمین سے
مل گیا تھا تو بھی اپنے حقیقی محبوب کو
پالے اور دنیا کا کانا پاؤں سے نکال
تھینکے۔ جہد گن۔ اس کی ترکیب یہی
ہے کہ فنا کا وجہ حاصل کر لے۔

۲۔ ہر زمانے۔ فنا کا وجہ جب
حاصل ہو جائے گا کسی وقت بھی خودی
نہ اختیار کرے گا اور دنیا سے کنارہ کش
ہو جائے گا۔ از قُصور۔ جب آنکھ
بصیرت نہیں ہوتی ہے تو انسان شیب
و فراز کو نہیں دیکھ پاتا ہے اور ٹھوکر کھاتا
ہے۔ بُولِش۔ حضرت یعقوب کی بینائی
حضرت یوسف کی قمیص کی خوشبو سے
روشن ہو گئی تھی تو قدرت کے مناظر
دیکھ کر منظر روشن ہو جائے گی اور مشاہدہ
تک پہنچ سکے گا۔ صورت۔ انبیاء کو چشم
بصیرت ہی سے حاصل ہوئی ہے۔

۳۔ نور۔ اس نور کا مشاہدہ نارِ شہوت
سے نجات دیتا ہے۔ ایں نور۔ یعنی
عارضی دنیاوی نور صرف وقتی چیزوں کو
دکھاتا ہے اور بصیرت عقلی کو بیکار بناتا
ہے۔ گر گیس۔ خلش کے مرض میں
جسٹلا۔ صورتش۔ عارضی نور بظاہر نور ہے
لیکن حقیقتاً نار اور تباہی کا باعث ہے۔
و مبدّم۔ عارضی نور والا ہمیشہ ٹھوکر پس
کھاتا ہے دور بین۔ اس نور والے کی
دور بینی ایسی ہی ہے جیسے کہ سوئے
ہوئے انسان کی دور بینی ہوتی ہے۔

می دوی سوی سراب اندر طلب

جستجو میں سراب کی جانب دوڑتا ہے

عاشق آں بینش خود می شوی

اپنے اس دیکھنے کا تو عاشق بنتا ہے

کہ منم بینا دل و پردہ شکاف

کہ میں روشن ضمیر اور پردہ چاک کرنے والا ہوں

تا ردیم آنجا و آں باشد سراب

تاکہ ہم وہیں چلیں اور سراب ہوتا ہے

دو دواں سوی سراب با غرر

دھوکے والے سراب کی جانب دوڑتے ہوئے

کہ بٹو پیوستہ است و آمدہ

جو تجھ سے ملا ہوا ہے اور آیا ہوا ہے

از مقامے کال غرض دروے بود

اس مقام سے جس میں مقصد ہوتا ہے

جو خیالے نیست دست ازوے بدار

وہ صرف خیال ہے اس سے دستبردار ہو جا

اللہ اللہ برہ اللہ خُشپ

خدا کے لئے اللہ کے راستہ پر سو

از خیالات نعلست بر گند

نیند کے خیالات سے تجھے جدا کر دے

اوازاں وقت نیا بدراہ گوی

وہ اس باریکی سے بھی کوچہ کا راستہ نہیں پاسکتا

ہم خطا اندر خطا اندر خطاست

غلط د غلط د غلط ہی ہے

ہم ہبا اندر ہبا اندر ہباست

خاک د خاک د خاک رہی ہے

خُفتہ باشی بر لب جو خُشک لب

تو دریا کے کنارے خشک ہونٹ سویا ہوا ہے

دور می بینی سراب وی دوی

تو سراب کو دور دیکھتا ہے اور دوڑتا ہے

میزنی در خواب بایاراں تو لاف

تو خواب میں دوستوں سے شخی بگھلاتا ہے

نیک بدال سو آب دیدم ہیں شتاب

یہ میں نے اس جانب پانی دیکھا ہے خبردار! جلدی کرو

ہر قدم زیں آب تازی دور تر

تو ہر قدم پر اس پانی سے زیادہ دور بھاگتا ہے

عین آں غرمت حجاب آں شدہ

تیرا پنشنہ ارادہ خود اس کا حجاب بن گیا

بس کسا عزمے بجائے می گند

بہت سے لوگ ہیں جن کو لہو (دھری) جگہ لے جاتا ہے

دید و لاف خُفتہ می ناید بکار

سوئے ہوئے کا دیکھنا اور شخی بگھلانا کارآمد نہیں ہے

خوابنا کی س لیک ہم برراہ خُشپ

تو نیند کا متولا ہے پھر بھی راستہ پر سو

تلوود کہ سائلے بر تو زند

ہو سکتا ہے کوئی را بر تو تجھ سے بھڑبھائے

خُفتہ را گر فکر گردد ہچمو موی

سوئے ہوئے کا فکر اگرچہ بال جیسا ہے

فکر خُفتہ گردد و تا گو گرسہ تاست

سوئے ہوئے کا فکر خواہ دہرا ہو یا تہرا

گرچہ چشمش تیز بین و باضیاست

اگرچہ اس کی آنکھ تیز بین و روشن ہو

۱ خُفتہ۔ سوئے ہوئے کی دور بینی یہ ہے کہ دریا کے کنارے پیاسا سو رہا ہے اور بہت دور کے ریت کو دیکھ رہا ہے جو پانی نظر آ رہا ہے۔ عاشق۔ اور سمجھ رہا ہے کہ میں بہت دور بین ہوں دور سے پانی دیکھ لیا ہے۔ میزنی۔ خواب میں دوستوں سے اپنی دور بینی کی شخی بھی بگھلاتا ہے۔ تک۔ دوستوں سے کہتا ہے کہ میں نے دور سے پانی دیکھ لیا وہاں چلو۔

۲ ہر قدم۔ نہر کو چھوڑ کر خواب میں جس قدر سراب کی طرف بھاگ رہا ہے وہ پانی سے اسی قدر دور ہو رہا ہے۔ عین۔ سراب تک پہنچنے کا عزم نہر کے اس پانی کا حجاب بن رہا ہے جو اس کے قریب تھا۔ بس۔ بہت سے ایسے شخص ہوتے ہیں جن کا عزم ان کو مقصود کی اصل جگہ سے دور کر دیتا ہے۔ خُفتہ۔ سوئے ہوئے کا کسی چیز کو دیکھنا محض خیال ہوتا ہے جو بیکار ہوتا ہے۔

۳ خوابنا کی۔ مولانا فرماتے ہیں کہ تو نیند میں ہے اگر تجھے سونا سی ہے تو سر راہ سوار اللہ کے راستہ پر سو شاید کوئی اللہ کا نیک بندہ وہاں سے گزرے تو تیرے خواب والے خیالات دور کر دے۔ خُفتہ۔ جبکہ تو سویا ہوا ہے تو اپنی تدبیر سے لایاب نہ ہوگا کسی با خدا کا ہاتھ پکڑ لے۔

موج ابروے می زند بے احتراز خفته پویاں در بیابان دراز
 بغیر بچاؤ کے موج اس پر پڑ رہی ہے سویا ہوا ہزار بیابان میں دوڑ رہا ہے
 خفته می بیند عطشہای شدید آب اقرب منه من حبل الورد
 سویا ہوا سخت پیاسیں محسوس کرتا ہے پانی اس کی شرگ سے زیادہ اس سے قریب ہے

حکایت آں زاهد کہ در سال قحط خنداں و شاد بود با مفلسی و
 اس زاهد کی حکایت جو قحط کے سال میں باوجود مفلسی اور بہت عیالمداری کے
 بسیاری عیال و خلق می مُردند از گر سنگی با و گفتند کہ ہنگام
 مسکرانے والا اور خوش تھا لو لوگ بھوک سے مر رہے تھے لوگوں نے اس سے کہا کہ تعزیت
 تعزیت سست نہ شادی گفت مر ابا کے نیست
 کا وقت ہے نہ کہ خوشی کا اس نے کہا مجھے کوئی پروا نہیں ہے

۱۔ موج۔ سوئے ہوئے شخص پر
 موجوں کی پھیریں بھی لگد ہی ہوں
 تب بھی سراب کے لئے دوڑتا ہے۔
 خفتہ۔ نہر کے کنارے سویا ہوا پیاس
 محسوس کرتا رہتا ہے اور پانی بالکل
 اس کے قریب ہوتا ہے۔ یہی حال اہل
 دنیا کا ہے کذات حق ان سے دنیا کا
 ہے کذات حق ان سے قریب تر ہے
 لیکن وہ اس تک نہیں پہنچ پاتے۔
 ۲۔ بچناں۔ جس طرح سوئے
 ہوئے کی حالت ہوتی ہے ایسی ہی
 ان لوگوں کی حالت ہے جو اس
 دہلیش پر معرض ہوئے۔ رہط۔
 قبیلہ۔ زانگوہ کی نسل
 ۳۔ دو۔ یعنی کہیں دس دس مر رہے
 ہیں کہیں سو سو۔ محم۔ چربی۔ مکمہ۔
 جنگ۔ گفت۔ اس نیک شخص نے کہا
 تمہاری نظر میں یہ قحط ہے میری نظر
 میں بہشت ہے۔

بچناں ۲ کاں زاهد اندر سال قحط
 اسی طرح وہ زاهد جو کہ قحط کے سال
 پس بگفتندش چہ جای خندہ است
 تو لوگوں نے اس سے کہا ہسنے کا کیا موقع ہے؟
 رحمت از ما چشم خود بر دوخته است
 رحمت نے ہم سے اپنی آنکھیں بند کر لی ہیں۔
 کشت و باغ و رزسیہ افتادہ است
 کھیتی اور باغ اور انگور کالے پڑ گئے ہیں
 خلق می میرند زیں قحط و عذاب
 اس قحط اور عذاب سے لوگ مر رہے ہیں
 بر مسلماناں نمی آری تو رحم
 تجھے مسلمانوں پر رحم نہیں آتا
 رنج یک جزوے تن رنج ہماست
 جسم کے ایک جزو کی تکلیف سب کی تکلیف ہے
 گفت در چشم شملقہ ست اس
 اس نے کہا تمہاری نظر میں یہ قحط ہے

بود او خنداں و گریاں جملہ رہط
 مسکراتا تھا اور تمام قبیلہ روتا تھا
 قحط شیخ مومنوں بر گندہ است
 قحط نے مسلمانوں کی بیخ کنی کر دی ہے
 ز آفتاب تیز صحرا سوخته است
 تیز سورج سے ' جنگل جل گیا ہے
 درز میں نم نیست نے بالانہ پست
 زمین میں نمی نہیں ہے ' نہ اوپر نہ نیچے
 دہ ۳ دہ و صد صد چوماہی دورز آب
 دس دس اور سو سو جس طرح مچھلی پانی سے دور
 مومنوں خوشند یک تن محم و محم
 حالانکہ مومن باہم چربی اور گوشت کا ایک جسم ہیں
 گردم صحت ست یا خود ملکہ است
 خواہ صلاح کا وقت ہے یا جنگ ہے
 پیش چشم چل بہشت ستاں میں
 میری نگاہ میں یہ زمین بہشت جیسی ہے

من همی بینم بہر دشت و مکاں
میں ہر جنگل اور جنگ میں دیکھ رہا ہوں
خوشہا در موج از باد صبا
خوشہا میں ہر جگہ اپنی اونچی کھیتی
بالیں پروا ہوا سے لہلہدی ہیں
دیکھ رہا ہوں جو کمر کر ہے خوشہا۔ کھیتی
ز آزمون من دست بروے میزنم
کی بالیں ہوا سے لہلہا رہی ہیں۔
آزمانے کے لئے میں ان کو چھوتا ہوں
گندنا۔ بسن کی قسم کی ایک ترکاری
یار فرعون تیند اے قوم دُور
ہے۔ ز آزموں۔ آزمانے کے لئے
اے کمینہ قوم تم فرعون کی جسم کے یار ہو
میں اس کھیتی پر ہاتھ بھی پھیرتا ہوں تو
اب میں اپنے ہاتھ اور آنکھ کو کیسے جھٹاؤں
یار موسیٰ خرد گردید زود
دوں۔ یارب تم اپنے فرعون کی جسم کے
جلد عقل موسیٰ کے یار بن جاؤ
دوست ہو لہذا فرعون کی طرح تمہیں
از پدر بر تو جفائے چوں رود
بھی دریائے نیل کا پانی خون نظر آ رہا
جب باپ کی جانب سے تجھ پر ظلم ہو
ہے خرد۔ عقل جو بمنزلہ موسیٰ کے
آں پدر در چشم تو سگ می شود
ہے اس کے یار بنو تو حقیقت حال
وہ باپ تیری نگاہ میں کتا ہو جاتا ہے
واضح ہوگی۔

آں پدر سگ نیست تاثیر جفاست
۲ از پدر۔ انسان کی اپنی اندرونی
باپ کتا نہیں ہے، ظلم کی تاثیر ہے
کیفیت حقائق کو تبدیل کر دیتی ہے
گرگ می دیدند یوسف را بچشم
اگر انسان باپ سے ناراض ہو جائے
حضرت یوسف کو آنکھ سے بھیڑیا دیکھا
تو وہ اس کو کتا نظر آنے لگتا ہے۔
با پدر چوں صلح کردی خشم رفت
اپنی باطنی کیفیت کی بنا پر
حضرت یوسف اپنے بھائیوں کو
بھیڑیا نظر آتے تھے۔ باپ پر۔ اگر
جب تو نے باپ سے صلح کر لی غصہ ختم ہوا
باپ سے محبت ہو تو وہ سراسر رحمت نظر
آتا ہے۔

در بیان آنکہ مجموعہ عالم صورت عقل کل است چوں با عقل کل بکڑ
اس کا بیان کہ عالم کا مجموعہ عقل کل کی صورت ہے جب تو عقل کل کے ساتھ بیڑھا
روی جفا کردی صورت عالم ترا غم فزاید احوال چنانکہ با
چلے گا، تو نے ظلم کیا، عالم کی صورت عموماً تیرا غم بڑھائے گی جیسے کہ باپ کے ساتھ تو نے
پدر بد کردی صورت پدر ترا غم فزاید و نتوانی اورا دیدن اگرچہ
برائی کی باپ کی صورت تیرا غم بڑھائے گی اور اس کو دیکھ نہ سکے گا۔ اگرچہ

پیش از اں نور دیدہ بودہ باشد و راحت جاں

اس سے پہلے آنکھوں کا نور اور جان کی راحت رہا ہو

۳ جفا۔ تمام عالم حضرت حق کا
منظر اور اس کا پیدا کیا ہوا ہے اس اعتبار
سے وہ تمام عالم کا باپ ہے اگر
تمہارے دل میں اس سے بیزاری
ہے تو یہ تمام عالم غیر واقعی صورت میں
تمہیں نظر آئے گا۔

۴ جفا۔ تمام عالم حضرت حق کا
منظر اور اس کا پیدا کیا ہوا ہے اس اعتبار
سے وہ تمام عالم کا باپ ہے اگر
تمہارے دل میں اس سے بیزاری
ہے تو یہ تمام عالم غیر واقعی صورت میں
تمہیں نظر آئے گا۔

۵ جفا۔ تمام عالم حضرت حق کا
منظر اور اس کا پیدا کیا ہوا ہے اس اعتبار
سے وہ تمام عالم کا باپ ہے اگر
تمہارے دل میں اس سے بیزاری
ہے تو یہ تمام عالم غیر واقعی صورت میں
تمہیں نظر آئے گا۔

کل عالم صورت عقل اکل ست

پورا عالم عقل کل کی صورت ہے
چوں کسے با عقل کل کفر اس فرود
جب کوئی عقل کل کی نافرمانی کرے
صلح گن با اس پدر عاقی بہل
اس باپ سے صلح کر لے نافرمانی کو چھوڑ دے
پس قیامت نقد حال تو بود
پھر قیامت تیری نظر کے سامنے ہو
منکہ حکم دایما با اس پدر
میری ہمیشہ اس باپ سے صلح ہے

ہر زمان نو صورتے و نو جمال
ہر وقت نئی صورت ہے اور نیا حسن ہے
من ہمی بینم جہاں را پر نعیم
میں دنیا کو نعمتوں سے بھرا دیکھتا ہوں
بانگ آبش می رسد در گوش من
پانی کی آواز دھیرے کان میں پہنچی ہے
شاخہار قصاں شدہ چوں تائبان
شاخیں صوفیوں کی طرح رقص کر رہی ہیں
برق آمینہ است لامع از نمد
آئینہ کی چمک نمدے میں سے چمکتی ہے

از ہزاراں من نمی گویم یکے
میں ہزار (باتوں) میں سے ایک بھی نہیں کہتا ہوں
پیش وہم اس گفت مودہ دادنست
وہم کے لئے یہ بات خوشخبری ہے

کوست بابی ہر آں کاہل قل ست

وہ ہر اس شخص کا بابا ہے جو قول دلا ہے
صورت کل پیش او ہم سگ نمود
کل کی صورت اس کو کتا نظر آتی ہے
تا کہ فرش رز نماید آب و گل
تاکہ تجھے زمین انگور کا فرش نظر آئے
پیش تو چرخ و زمیں مبدل شود
تیرے آسمان اور زمین بدل جائیں
اس جہاں چوں جنتسم در نظر
یہ دنیا میری نگاہ میں جنت کی طرح ہے

تاز نو دیدن فرو میرد ملال
حتی کہ نئے مشاہدے سے غم زائل ہو جاتا ہے
آبہا از چشمہا جوشاں مقیم
چشموں سے ہمیشہ پانی جوش مار رہا ہے
مست می گردد ضمیر و ہوش من
میرا دل اور حواس مست ہو جاتے ہیں
برگہا گف زن مثال مطرباں
پتے گویوں کی طرح تالیاں بجا رہے ہیں
گر نماید آمینہ تاچوں بود
اگر آئینہ نظر آ جائے تو کیا ہو گا؟

زانکہ آگندہ است ہر گوش از شکے
کیونکہ ہر کان شک سے پر ہے
عقل گوید مودہ چہ نقد من ست
عقل کہتی ہے کہ خوشخبری کیا ہوتی ہے میری حالت ہے

۱۔ عقل کل۔ مولانا عقل کل کا
بہت سی چیزوں پر اطلاق کرتے
ہیں یہاں خدائے تعالیٰ مراد ہے۔
ہل قل۔ یعنی وہ رو میں جنہوں نے
ازل میں آئینہ ہوئے ان کے جواب
میں بلا کا قول کیا تھا۔ چوں کسے۔
جب انسان کے دل میں خدا کا کفر
ہوتا ہے تو اس کو سدا جہاں بھیا نک
نظر آتا ہے۔ صورت کل۔ یعنی
جہاں۔ عاقی۔ باپ کی نافرمانی۔
تا کہ۔ تمام زمین انگوروں سے بھری
ہوئی نظر آئے گی۔ قیامت۔ قیامت
میں زمین و آسمان بدل دیئے جائے
گے۔ منکہ۔ اس بزرگ نے کہا چونکہ
میری خدا سے صلح ہے لہذا مجھے تمام
عالم جنت نظر آتا ہے۔

۲۔ ہر زمان۔ لمحہ بہ لمحہ مجھ پر نئی
تجلیات کا انکشاف ہوتا رہتا ہے اور
طبیعت ملول نہیں ہوتی ہے۔ مقیم۔
دائم۔ ضمیر۔ دل۔ شاخہا۔ شاخوں کا
ہواؤں سے ہلنا مجھے صوفیوں کا رقص
معلوم ہوتا ہے اور پتوں کا بجنا گویوں
کی آواز معلوم ہوتی ہے۔ برق آمینہ۔
یہ تجلیات میرے دل پر ناسوت کے
پروں سے پڑ رہی ہیں جبکہ برہ
راست پڑیں گی تو کیا حال ہوگا۔

۳۔ ہزاروں۔ میں ہزاروں
حقائق میں سے ایک بات بھی پور
نہیں بتا رہا ہوں کیونکہ سننے والے
دل نہیں ہیں۔ پیش وہم۔ جن کی
عقول ناموس ہیں وہ ان باتوں کو بمنزلہ
خوشخبری کے سنتے ہیں۔ کل عقل
والے ان کا مشاہدہ کرتے ہیں۔



قصہ ۱ فرزندانِ عزیر علیہ السلام کہ از پدر احوالِ پدر می پرسیدند
حضرت عزیر علیہ السلام کی ولاد کا قصہ کہ باپ سے ہی باپ کے احوال دریافت کر رہے تھے
پدر گفت آری دیدمش از عقبِ می آید بعضے کہ شناختندش
باپ نے کہا ہاں میں نے اس کو دیکھا ہے، پیچھے آ رہا ہے جن بعض نے پہچان لیا وہ بیہوش
بیہوش شدند و آنانکہ شناختندش می گفتند اس شخص خوش
ہو گئے اور جنہوں نے نہ پہچانا وہ کہہ رہے تھے کہ اس شخص نے اچھی خوشخبری
مرثدہ دادہ اس بیہوشی از چیست و اس حالت
دی ہے یہ حالت اور یہ بے ہوشی کس وجہ سے ہے؟

ہمچو پوران ۲ عزیر اندر گذر
حضرت عزیر کی ولاد کی طرح راستہ میں
گشتہ ایشاں پر و بابا شاں جواں
وہ بڑھے ہو گئے تھے اور ان کے والد جوان تھے
پس پرسیدند از و کایے رہگذر
تو انہوں نے ان سے دریافت کیا اے مسافر!
کہ کسے ماں گفت کامروز آں سند
کیونکہ کسی نے ہم سے کہا ہے کہ آج وہ سہلا
گفت ۳ آری بعد من خواہد رسید
ان عزیر نے کہا میرے بعد وہ آئے گا
بانگ می زد کایے مبشر باش شاد
شور مچاتا تھا کہ اے خوشخبری دینے والے خوش رہو
کہ چہ جلی مرثدہ است اے خیرہ سر
کہ اے احمق! خوشخبری کا کیا موقع ہے؟
وہم راموہہ است پیش عقل نقد
وہم کے لئے خوشخبری ہے عقل کے لئے مشاہدہ
کے لئے وہ مشاہدہ ہے

۱۔ قصہ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے
کہ بعض باتیں مجوبین کے لئے
خوشخبری کا وجہ رہتی ہیں اور کالمین
کے لئے وہ مشاہدہ کا مرتبہ بنتی ہیں۔
حضرت عزیر ایک سو سال کے بعد
جب زندہ ہوئے تو ان کی ولاد نے سنا
کہ ہمارے باپ زندہ ہو کر آ رہے
ہیں وہ ان کی جستجو کے لئے شہر سے
باہر نکلے حضرت عزیر شہر میں آ رہے
تھے وہ راستہ میں ملے کچھ ولاد ان کو نہ
پہچانی اور اس نے انہی سے ان کی
خبریں معلوم کرنی چاہیں انہوں نے
فرمادیا کہ وہ ابھی آئیں گے یہ خبر اس
ولاد کے لئے خوشخبری بنی بعض لڑکوں
نے ان کو پہچان لیا تو ان کے لئے یہ
خبر مشاہدہ بنی اور وہ خوشی سے بیہوش ہو
گئے۔

۲۔ پوران۔ ولاد۔ پدر۔ یعنی
حضرت عزیر ایشاں۔ ولاد بڑھی ہو گئی
تھی حضرت عزیر کئی عرصہات زمانہ سے
مختوف تھے وہ جوان تھے۔ سند۔ یعنی
حضرت عزیر

۳۔ گفت۔ چونکہ یہ ولاد نہ پہچانی تو
انہوں نے ان پر طنز کیا اور فرمادیا کہ
ہاں وہ میرے بعد آئیں گے۔
بانگ۔ اس نے انہی کو اس خوشخبری
دینے کی دعا دی دوسری ولاد نے ان کو
پہچان لیا تو فرط مسرت سے بے ہوش
ہو گئی۔ کہ چہ جای۔ پہچاننے والوں
نے کہا کہ خوشخبری کیا چیز ہوتی ہے وہ
کان شکر تو ہمارے سامنے ہے۔
وہم۔ ایک ہی بات ناقص عقل کے
لئے خوشخبری کا وجہ بنتی ہے چونکہ وہ
مشاہدہ نہیں کر سکتی ہے عقل کامل کے
لئے وہ مشاہدہ ہے



کافراں! راہ و مومن را بشیر
کافروں کے لئے مومن کے لئے خوشخبری یہ خط ہے
زانکہ عاشق در دم نقدست مست
کیونکہ عاشق مشاہدہ میں مست ہے
کفر و ایمان ہر دو خود در بان اوست
کفر اور ایمان دونوں اس کے دہان ہیں
کفر قشر خشک رو بر تفتہ
کفر خشک چھلکا منہ پھیرے ہوئے ہے
قشر ہلی ۲ خشک راجا آتش ست
خشک چھلکوں کی جگہ آگ ہے
مغز خود از مرتبہ خوش بر ترست
مغز اچھے رتبہ کی جگہ سے بالا ہے
اس خن پایاں ندارد باز گرد
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے واپس لوٹ
در خور عقل عوام اس گفتہ شد
عوام کی عقل کے بقدر یہ کہہ دیا گیا
زر عقلت ریزہ است اے متہم
اے تہمت زدہ تیری عقل کا سونا ریزہ ہے
عقل تو قسمت شدہ بر صد مہم
تیری عقل سینکڑوں معاملوں میں مٹی ہوئی ہے
جمع باید کرد اجزا را بعشق
عشق کے ذریعہ اجزاء کو جمع کرنا چاہیے
جو جوے چوں جمع کردی ز اشتباہ
وہم کو اگر جو کر کے تو جمع کر لے

لیک نقد حال در چشم بصیر
لیکن بینا کی آنکھ میں نقد حال ہے
لا جرم از کفر و ایمان بر ترست
لاحال وہ کفر اور ایمان سے بالا ہے
گوست مغز و کفر و دیں اور او پوست
کیونکہ وہ مغز ہے اور کفر اور دین اس کے دو چھلکے ہیں
باز ایمان قشر لذت یافتہ
پھر ایمان لذت پایا ہوا چھلکا ہے
قشر پیوستہ بمغز جاں خوش ست
چھلکا جو جان کے مغز سے وابستہ ہے وہ اچھا ہے
بر ترست لذت خوش کہ لذت گسترست
(بلکہ) اچھے سے بڑھ کر ہے کیونکہ لذت بخش ہے
تاہم آرد موسیم از بحر گرد
تاکہ میرا موسیٰ سمندر سے گرد اڑائے
از خن باقی آں بنہفتہ شد
اس کی بقیہ بات پوشیدہ کر دی گئی ہے
بر قراضہ مہر سکہ چوں نہم
برائے پر سکہ کی مہر کیسے لگاؤں؟
بر ہزاراں آرزوی و طمع ورم
ہزاروں آرزوؤں اور بہت مال پر
مثنوی خوش چوں سمرقند و دمشق
تاکہ تو سمرقند اور دمشق کی طرح حسین بن جائے
پس تو اں زد سکہ بر تو بادشاہ
تو بادشاہ تجھ پر ٹھہر لگا سکے گا

۱۔ کافراں! ایک ہی بات منکروں
کے لئے ہے جو مومن کے لئے
خوشخبری اور عاشق کے لئے مشاہدہ۔
عاشق۔ مشاہدہ اور دیدار سے مست
رہتا ہے لہذا وہ کافر اور مومن سے
بالا تر ہے۔ کفر و ایمان۔ کفر اور مومن
ایمان اس عاشق کے دھ کے دہان
ہیں کیونکہ وہ مغز و کفر کے دو چھلکے ہیں۔
ایمان دونوں اس کے چھلکے ہیں۔ کفر۔
ان دونوں چھلکوں میں یہ فرق ہے کہ
کفر تو مشاہدہ سے بالکل منہ موڑے
ہوئے ہے اور ایمان کچھ نہ کچھ لذت
چھلکے ہوئے ہیں۔

۲۔ قشر ہلی خشک۔ کفر سوکھا چھلکا
ہے جو آگ میں جلانے کے قابل
ہے عام مومنین کا ایمان وہ چھلکا ہے
جو مغز سے جدا ہوا ہے۔ مغز۔ عشق
الہی عام ایمان سے بالاتر ہے اس
خن۔ یعنی اس نیک شخص کی
باتیں۔ موسیم۔ میرا موسیٰ موی سے
مراو یہاں ذات حق ہے۔ بحر۔ یعنی
بحر معارف معارف کا پورا بیان۔ در
خور عوام کی سمجھ بقدر کچھ باتیں کہہ
دی ہیں بقیہ باتیں چھپالی ہیں۔

۳۔ زر عقلت۔ انسانوں نے اپنی
عقل کے سونے کو پراگندہ کر رکھا ہے
سونے کے برائے پر ٹھہر نہیں لگایا جا
سکتا معارف کا ٹھہر جب تک سکے گا
کہ عقل مجتمع ہو جائے گی۔ عقل۔
انسان اپنی عقل کو سینکڑوں دھندوں
میں بانٹے ہوئے ہے۔ طمع ورم۔ عربی
کا محاورہ جہاں بالطمع والرقم۔ یعنی وہ
خشکی اور سمندر کی چیزیں لے آیا یا
بہت مال لے آیا۔ بعشق۔ عشق
خداوندی عقل انسانی کو ایک نقطہ پر جمع
کر دیتا ہے۔ سمرقند۔ سمرقند اور دمشق
کی رونق مشہور تھی غوطہ دمشق اور

سمرقند دنیا کی جنتوں میں شمار ہوتے تھے۔ جو جوے عقل کو تھوڑا تھوڑا جمع کر لے گا تو کچھ نہ کچھ معارف حاصل ہو جائے گے۔

از تو سازد شہ یکے زرینہ جام
تو بادشاہ تیرا زرین جام بنا لے گا
باشد وہم صورتش اے وصل خواہ
ہوگا اور اس کی تصویر بھی اے وصل کے خواہشمند
ہم چراغ و شہد و نقل و شراب
چراغ بھی اور مشاہد بھی نقل اور شراب بھی
تا تو ائم باتو گفتن آنچہ ہست
تاکہ میں تجھ سے جو حقیقت ہے وہ کہہ سکوں
جان شرک از باور حق بریست
شرک کی جان حق کو پہچانے سے خالی ہے
در میان شصت سودا مشترک
بہت سے معاملوں میں مشترک ہے
پس جواب احتمال آمد سکوت
احتمالوں کے لئے جواب خاموشی ہے
می کشاید بے مراد من و ہن
بغیر ادا کے میرا منہ کھل دیتی ہے
اس دہاں گردد بنا خواہ تو باز
تیرے ادا کے بغیر منہ کھل جاتا ہے

در تفسیر حدیث ۳۱ اِنِّیْ لَا اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ سَبْعَیْنِ مَرَّۃً

حدیث کی تفسیر کہ میں 'اللہ اپنے رب سے ہر روز ستر مرتبہ مغفرت چاہتا ہوں

توبہ آرم روز من ہفتاد بار
میں دن میں ستر بار توبہ کرتا ہوں
منسی ست اس مستی تن جامہ گن
یہ کپڑے چاک کرنے والی جسم کی مستی بھلا دینے والا ہے
مستی انداخت بردانلی راز
ایک نالوں پر مستی طاری کر دیتی ہے

در ازہ شقا لے شوی افزوں تو خام
اے کچا اگر تو ایک مشقل سے بڑھ جائے گا
پس بروہم نام وہم القاب شاہ
تو اس پر بادشاہ کا نام بھی اور القاب بھی
تا کہ معشوق بود ہم ناں ہم آب
تاکہ رولی اور پانی بھی تیرا معشوق ہو
جمع گن خود را جماعت رحمت است
اپنے آپ کو جمع کر لے جماعت رحمت ہے
زانکہ گفتن از برلی باور یست
اس لئے کہ کہنا یقین کے لئے ہے
جان ۲ قسمت گشتہ در بکو فلک
(شرک کی) جان آسمان کی فضا میں تقسیم ہو گئی ہے
پس خموشی بہ دہد اورا ثبوت
خاموشی اس کے لئے اچھا ثبوت مہیا کرتی ہے
اس ہمی دامن و لے مستی تن
یہ میں جانتا ہوں لیکن جسم کی مستی
آنچناں کز عطسہ و از خامیاز
جیسا کہ چھینک اور انگڑائی سے

۱۔ روز مشقلے اور اگر اس کو ایک
مشقل کے وزن سے زیادہ جمع کر
لے گا تو پھر اس کا زرین جام بن
جائے گا جو شاہ کی مجلس میں ہوگا اور اس
کوشلہ کا مشاہدہ حاصل ہوگا۔ پس۔
شاہی جام پر شاہ کا نام اور القاب اور
تصویر کندہ کر دی جاتی تھی۔ تاکہ
اب تجھے دنیا کی ہر چیز میں حضرت
حق کا جلوہ نظر آئے گا۔ آنچہ ہست۔
یعنی حقائق۔ زانکہ بات اس لئے
کہی جاتی ہے کہ سننے والوں کو اس کا
یقین آجائے جب تک تجھ میں شرک
کی کیفیت ہے تو یقین سے خالی
ہے۔

۲۔ جان۔ شرک کی جان اور روح کا
تعلق ایک ذات خداوندی پر جمع نہیں
ہے وہ کائنات میں غبی ہوئی اور
سینکڑوں معاملوں میں منقسم ہے۔
پس خموشی۔ جاہلوں کے سامنے کسی
مدعا کے ثبوت کے لئے خاموشی بہتر
ثبوت ہے۔ مستی تن۔ یعنی روحانی
مستی بعض نسخوں میں مستی من بھی
ہے۔ آنچناں۔ چھینک اور انگڑائی
میں بے اختیار منہ کھل جاتا ہے اسی
طرح اسرار کے بیان کرنے میں میرا
منہ بے اختیار کھل جاتا ہے۔

۳۔ اِنِّیْ لَا اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ سَبْعَیْنِ مَرَّۃً
استغفار بھی اسی بنا پر تھا کہ بے اختیار
معارف ظاہر ہو جائے تھے۔ شر۔
یعنی اسرار معرفت کو سنانا۔ آن سستی۔
یعنی روحانی مستی۔ منسی۔ بھلا دینے
والا حکمت۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے چاہا
کہ عام آخرت کے دلائل تاریخ کو لوگوں کو
معلوم ہوں لے وہ بعض راز دلوں
پر مستی طاری کر دیتا ہے تاکہ وہ بخود ہی
میں اسرار کو ظاہر کر دیں۔

ہمچو پیغمبر ز گفت واز نثار
پیغمبر کی طرح گفتگو اور (اسرار) نچھاور کرنے سے
لیک آں مستی بود توبہ شکن
لیکن وہ مستی توبہ شکن بنتی ہے
حکمت اظہار تاریخ دراز
دراز تاریخ کے اظہار کی حکمت

رازِ پنہاں باطنیں طبل و علم

پوشیدہ از ایسے نقادے اور جھنڈے کے ساتھ

رحمتِ بیحد روانہ ہر زمان

لا محدود رحمت ہر زمانہ میں جاری ہے

جامہ خفتہ خورد از جوی آب

سوئے ہوئے کا کپڑا نہر کا پانی پی رہا ہے

میر و آنجلی بوی آب ہست

وہاں جاتا ہے جہاں پانی کی امید ہے

چونکہ آنجا گفت زینجا دور شد

جبکہ اس نے اس جگہ کی سوچی اس جگہ سے دور ہو گیا

دور بیناند و بس خفتہ رواں

سوئی ہوئی روح والے فقط دور ہیں

من ندیم تشنگی خواب آورد

میں نہیں دیکھا کہ پیاس سلائے

خود خرد آنست گو از حق چرید

عقل دہی ہے جو اللہ تعالیٰ سے فیضیاب ہو

آب جوشاں گشتہ از بہت اقلقم

بہت اقلقم سے پانی جوش ملتا ہے

خفتہ آید از درک آل اے مرد ماں

اے انسانو! تم اس کے علم سے سوئے ہوئے ہو

خفتہ اندر آب جویلی سراب

پانی میں سویا ہوا سراب کا جویاں ہے

زیں تفکر راہ را بر خویش بست

اس خیال سے اس نے اپنا راستہ مسدود کر دیا

بر خیالے او زحق مجبور شد

ایک خیال کی بنیاد پردہ صحیح واقعہ سے دور ہو گیا

رحمت آرید شاں اے رەر واں

اے سالکوا! ان پر رحم کرو

خواب آرد تشنگی بے خرد

بے عقل کی پیاس سلاتی ہے

نے خردکاں را عطارد آورید

نہ وہ عقل ج عطارد ستارے سے تم لائے ہو

بیان آنکہ عقل ساجروی تا بگور پیش نہ بیند و در باقی مقلد انبیاء و اولیاست

اس کا بیان کہ ناقص عقل قبر سے آگے نہیں دیکھتی ہے اور باقی معاملات میں انبیاء اور اولیاء کی مقلد ہے

وان صاحب دل رخ صور بود

صاحب دل کی ملکیت صور پھونکنے تک ہے

وین قدم عرصہ عجائب نسپرد

یہ قدم عجائب کے میدان کو طے نہیں کرتا ہے

چشم عیبی جوی و برخوردار شو

نبی آنکھ تلاش کر اور نفع اٹھا

پیش بینی اس خردتا گور بود

اس عقل کی دہ بنی قبر تک ہے

اس خرد از گور و خاکے نگذرد

یہ عقل قبر اور مٹی سے آگے نہیں جاتی ہے

زیں قدم زیں عقل رو بیزار شو

اس قدم اور اس عقل سے ہٹ جا بیزار ہو جا

تک کے احوال سمجھ لیتے ہیں۔ عرصہ عجائب۔ یعنی حشر کا میدان۔ زیں قدم۔ یہی قدم اور عقل ناقص بیکار ہے۔ غیب ہیں عقل و بصیر مفید ہے۔

۱۔ راز۔ پنہاں۔ پوشیدہ اسرار اس

قدر ظاہر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ خدائی

تقدیر سے معارف کا چشمہ اگلنے لگا

۲۔ بہت اقلقم۔ یعنی ہونے والی

باتیں لکھ کر قلم تقدیر خشک ہو چکا ہے۔

رحمت۔ مولانا فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ

کی رحمت کے دریا بہہ رہے ہیں

لیکن تم غفلت کی نیند سوئے ہوئے

ہو۔ جملہ سوئے ہوئے کی یہ حالت

ہوتی ہے کہ دریا کی لہریں اس پر گرتی

ہیں اور اس کے پٹے پانی پیٹے ہیں

لیکن وہ پیاسا رہتا ہے وہ شخص پانی کی

توقع پر خواب میں بھاگا پھرتا ہے اور

گویا اپنے آپ کو اس دریا سے دور کر

دیتا ہے۔

۳۔ چونکہ جب دوسری جگہ کے

پانی کے تصور سے لاکھ بھاگتا ہے تو

واقعی پانی سے اپنے آپ کو مزید محروم

کرتا ہے۔ دور بیٹا نند۔ جن کی روحیں

سوئی ہوئی ہیں وہ سوئے ہوئے کی

طرح کے دور بین ہیں۔ دہرواں۔

یعنی سالکین دور معرفت۔ من ندیم۔

پیاس کی حالت میں نیند نہیں آتی

لیکن بے عقل کی پیاس اس کو مزید سلا

دیتی ہے۔ خرد۔ عقل وہ ہے جو خدا کی

جانب سے عطا ہو عطارد ستارے کی

تائید سے انسان میں جس عقل کا

نشوونما ہوتا ہے وہ اصل عقل نہیں

ہے لہذا اس ذیلی عقل سے انسان

خروند نہیں بنتا ہے۔

۴۔ عقل سجروی۔ ذیلی عقل جو

عطارد کی تاثیر سے پیدا ہوتی ہے اس

کی دوز صرف قبر کے کڑھے تک ہے

اس کے بعد کے احوال اس کے

اور ذاک میں نہیں آسکتے ہیں وہ صرف

انبیاء اور اولیاء بتا سکتے ہیں جن کو عقل

خداوندی حاصل ہے وہ لوگ قیامت

ازیں نظر۔ اس غور و فکر سے قطع نظر
کر اور مجاہدات میں مصروف رہ کر
انتظار کر تا کہ تجھے نور مہموی میسر آ
جائے۔ منتظر۔ جو مجاہدات کی حالت
میں انتظار میں ہے اس کے لئے بولنا
مفید نہیں، سنا مفید ہے۔ منصب
تعلیم۔ علوم ظاہری کی خواہش کی بنیاد
جلو اور تہ ہے جو خواہش نفس ہے اور
خواہش نفس کو پورا کر دہ طریقہ میں
بت پرستی ہے۔ گریہ و فحش۔ اگر
انسان کی بڑائی کی بنیاد پر اسرار معرفت
حاصل ہوا کرتے تو رسولوں کی بعثت
بیکار تھی۔

عقل جزوی۔ انسان کی ناقص
عقل آسمان کی بجلی کی کوند کی طرح
ہے جس کے ذریعہ راستہ ملی نہیں ہو
سکتا۔ دُش۔ ایک جگہ کا نام ہے۔
نیت۔ بجلی کی کوند راستہ طے کرنے
کے لئے نہیں ہے وہ تو اب کو یہ حکم دینے
کے لئے ہے کہ رو! یعنی آسو برسا۔
برق عقل۔ عقل انسانی کی کوند بھی اسی
لئے ہے کہ انسان عشق الہی میں
روئے۔ اسی سے فنا کا مقام حاصل
ہوتا ہے۔

عقل کوک۔ عقل ناقص کی
مثال بچی کی عقل کی ہی ہے وہ عقل بچہ
کو یہ بتاتی ہے کہ کتب میں جا لیکن وہ
عقل اس کو تعلیم نہیں دے سکتی۔ عقل
رنجور۔ بھاری عقل اس کو طیب کے
پاس جانے پر مجبور کرتی ہے لیکن اس
کے لئے وہ عاجز نہیں کر سکتی اسی
طرح عوام کی عقل کو بھی ہولناک
پہنچا سکتی ہے اسرار کا سکھانا اسی نئی اور
ولی کا کام ہے۔ نک۔ شیطانی برہ
راست اسرار معلوم کرنے کی کوشش
کرتے ہیں تو ان کو شہاب ثاقب مد
گراتے ہیں اور ان کو حکم ملتا ہے کہ
اسرار کی تعلیم نبی سے حاصل کرو۔

ہمچو موسیٰ نور کے یابد زحیب

حضرت موسیٰ کی طرح گریبان سے نور کب حاصل کرتا ہے؟

زیں نظر ویں عقل ناید جود وار

اس غور و فکر میں عقل سے ملے ہمارے کب حاصل نہیں ہوا؟

از سخن گوئی مجوسید ار تفاع

باتیں بنانے سے بلندی نہ چاہو

منصب تعلیم نوعی شہوتست

تعلیم کا مقام ایک قسم کی خواہش نفسانی ہے

گریہ و فحش پے پردے ہر فضول

اگر ہر بیہودہ اپنی بڑائی کی وجہ سے پتہ پالیتا

عقل ہجڑوی ہمچو برق ست و درخش

ناقص عقل بجلی اور چمک کی طرح ہے

نیست نور برق بہر رہبری

بجلی کی چمک راستہ طے کرنے کے لئے نہیں ہے

برق عقل ماہری گریہ است

ہماری عقل کی چمک رونے کے لئے ہے

عقل ۳ کوک گفت بر کتاب تن

بچہ کی عقل نے کہا کتب میں جا

عقل رنجور آروش سوی طیب

بھاری عقل اس کو طیب کے پاس لاتی ہے

نک شیطانی سوی گردوں می شدند

یہ شیطان آسمان کی جانب گئے

می ربودند اند کے زان رازہا

ان رازوں میں سے کچھ اچک لے گئے

سخرہ استاد و شاگرد کتیب

استاد کا تابع اور کتاب کا شاگرد

پس نظر بگذار و بگریں انتظار

تو غور و فکر چھوڑ اور انتظار اختیار کر

منتظر راہ ز گفتن استماع

منتظر کے لئے کہنے سے، سنا بہتر ہے

ہر خیالے شہوتی در رہ بت است

نفسانی ہر خیال راستہ کا بت ہے

کے فرستادے خدا چندیں رسول

تو خدا اتنے رسول کب بھیجتا

در درخشی کے تو اس شد سوی و خش

چمک میں و خش تک کہیں جلا جا سکتا ہے

بلکہ امرست ابر را کہ می گری

بلکہ وہ ابر کو حکم ہے کہ تو رو

تا بگریہ نیستی در شوق ہست

تا کہ روئے، فنا عشق میں ہے

لیک نتواند بخود آموختن

لیکن اس کو وہ خود سکھا نہیں سکتی

لیک نبود در دوا عقلش مصیب

لیکن ہوا تجویز کرنے میں اس کی عقل صحیح پہنچنے میں نہیں ہے

گوش بر اسرار بالائی زوند

(عالم) بالا کے رازوں پر کان لگایا

تا شہب می راند شاں زود از سما

تو شہابوں نے فوراً انہیں آسمان سے بھگا دیا



کہ روید آنجا رسول آمدہ است کہ جاؤ وہاں ایک رسول آ گیا ہے
 گر ہی جوئید درِ بے بہا اگر تم گروں قدر موتی تلاش کرتے ہو
 می زن آل حلقہ دروہر باب ایست دروازے کی کنڈی بجا اور دروازے پر ٹھہر
 نیست حاجت تابدیں راہ دراز اس دراز راستہ کی ضرورت نہیں ہے
 پیش او آئید اگر خائن نہ آید اگر تم خائن نہیں ہو تو اس کے سامنے آؤ
 سبزہ ۲ رویاند ز خاکت آل دلیل اور رہنما تیری خاک سے سبزہ اگا دے گا
 سبزہ گردی تازہ گردی از نوی تو اور سر تو سبزہ بن جائے گا تازہ بن جائے گا
 سبزہ ۳ جاں بخش کاں را سامری جان عطا کرنے والا سبزہ جس کو سامری نے
 جاں گرفت و بانگ ز دواں سبزہ او اس سبزہ سے وہ جاندار ہو گیا اور بولنے لگا
 گرامیں ۳ آئید سوی اہل راز اگر تم راز دار کی جانب لانا تدار بن جاؤ گے
 سر کلاہ چشم بند و گوش بند وہ سر کی ٹوپی جو آنکھ کی بندش اور کان کی بندش ہے
 زان کلاہ بر چشم باز اول شد دست وہ ٹوپی باز کی آنکھوں پر ابتداء اس لئے آتی ہے
 چوں برید از جنس باثہ گشت یار جب وہ اپنی ہم جنس سے کشا شد کا دست ہو گیا

ہر چہ می خواهید از و آید بدست تم جو چاہتے ہو اس سے ہاتھ آئے گا
 ادخلوا البیان من ابوابہا گھروں میں ان کے دروازوں سے داخل ہو
 کز سوی بام فلک تاں راہ نیست اس لئے کہ آسمان کے بلانند کی جانب تہلے لئے نہیں ہے
 خاکینے را دادہ ایم اسرار راز ہم نے ایک خاکی کو راز کے بھید دے دیئے ہیں
 نیشکر گردید از و گرچہ نے آید اس سے گناہ بن جاؤ گے اگرچہ تم نرکل ہو
 نیست کم از سم اسب جبرئیل وہ جبرئیل کے گھوڑے کے سم سے کم نہیں ہے
 گر تو خاک اسب جبرئیلے شوی اگر تو کسی جبرائیل کے گھوڑے کی خاک بن جائے گا
 کرد درگو سالہ تاشد گوہری پھرنے میں رکھ دیا یہاں تک کہ وہ جوہر ملا ہو گیا
 آنچناں بانگے کہ شد فتنہ عدو اس طرح بولنا کہ وہ دشمن کے لئے فتنہ بن گیا
 وار ہید از سر گلہ ملند باز تو باز کی طرح سر کی ٹوپی سے نجات پا جاؤ گے
 کہ ازو باز ست مسکین و نوخذ جس کی وجہ سے باز مسکین اور خستہ ہے
 کہ ہمہ میلش سوی جنس خودست کہ اس کا تمام میلان اپنی جنس کی طرف ہے
 بر کشاید چشم اُورا باز وار تو باز کی طرح اس کی آنکھیں کھول دے گا

۱۔ در بے بہا یعنی اسرار معرفت۔
 ابوابہا اسرار حاصل کرنے کا راستہ نبی اور ولی کی ذات ہے من زن۔ دروازہ سے داخل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ دروازہ پر جا کر کنڈی بجا اور کھڑا رہے جب اجازت ہو تو اندر جا۔ نیست۔ ان سے کہہ دیا جاتا ہے کہ آسمانوں کا طویل سفر کرنے کی ضرورت نہیں ہے ہم نے ایک خاکی یعنی نبی کو اسرار بتا دیئے ہیں اس سے جا کر یہ حقتم نرکل ہو اس کی محبت سے گناہ بن جاؤ گے۔
 ۲۔ سبزہ۔ وہ نبی اور ولی تمہاری خاک سے سبزہ اگا دے گا کیونکہ وہ مرتبہ میں حضرت جبرئیل کے گھوڑے کے سم سے کم نہیں ہے حضرت جبرئیل جب اسرایلیوں کی مدد کے لئے آئے تو ان کے گھوڑے کا قیدم جس جگہ پڑتا سبزہ سبز ہو جاتی تھی سامری نے یہ دیکھ کر اس کے قدم کی مٹی اٹھا کر گونسا لے میں ڈالی جس سے اس میں زندگی کے اثرات پیدا ہو گئے۔ عدو اس وقت تو مومن تھے لیکن سامری کے بہکانے کے بعد وہ مشرک ہو گئے تھے۔
 ۳۔ گرامیں۔ اگر تم ولایت کی محبت دیا تدار سے اختیار کرو گے تو وہ پردہ ہٹ جائے گا جو عیبی چیزیں دیکھنے سے مانع ہے سرکلاہ باز جب تک مالک سے مانوس نہیں ہو تا اس کے سر پر ایک ٹوپی اس طرح اڑھائی جاتی ہے جس سے اس کی آنکھیں اور کان چھپے رہتے ہیں۔ زان۔ یہ ٹوپی اس لئے اڑھائی جاتی ہے کہ اس کا میلان مالک کی طرف نہیں ہوتا اور دوسرے بازوں کی طرف سے ہے۔ چوں برید۔ جب انسان کا دنیاوی چیزوں کی طرف میلان ختم ہو جاتا ہے اس کا پردہ ہٹا دیا جاتا ہے جسے کہ باز ہم جنس سے کٹ کر مالک کی طرف مائل ہو جاتا ہے تو اس کے سر کی ٹوپی ہٹا دی جاتی ہے۔

عقل جُزوی راز استبدادِ خویش

باقص عقل کو اپنے مستقل ہونے سے (بھگا دیا)

بلکہ شاگردِ ولی و مُستعد

بلکہ تو ولی کا شاگرد اور صاحبِ استعداد ہے

ہیں کہ بندہ بادشاہِ عادل

خبردار! تو منصف بادشاہ کا غلام ہے

کہ انا خیرِی دمِ شیطانی است

”میں بہتر ہوں“ کا دعویٰ شیطانی ہے

بندگیِ آدم از کبرِ بلیس

آدم کی بندگی، شیطان کی تکبر کے بجائے

حرفِ طوبیٰ ہر کہ ذلّتِ نفسہ

طوبیٰ کا لفظ ہر اس شخص کے لئے ہے جس کا نفس ذلیل ہو

سرِ بنہ در سایہ سرکشِ نخسپ

سر رکھ دے سرکش کے سایہ میں نہ سو

مُستعد ان صفا را مجھے ست

صفائی کی استعداد رکھنے والوں کے لئے خوابگاہ ہے

زود طاعی گردی ورہ گم گنی

فورا سرکش بن جائے گا اور راستہ گم کر دے گا

راندہ ادیواں راحق از مرزِ ضہادِ خویش

اللہ تعالیٰ نے شیطانوں کو اپنی گھات سے بھگا دیا

کہ سری کم گن نہ تو مُستعد

کہ خود سری نہ کر تو مستقل نہیں ہے

زُورِ دل رو کہ تو جُزوی ولی

جلد دل کے پاس جا کیونکہ تو دل کا جز ہے

بندگی ۲ او بہ از سُلطانی است

اس کی غلامی بادشاہت سے بہتر ہے

فرقِ بین و برگزین تو اے حسیس

اے کمینے! تو فرق سمجھ لے اور اختیار کر

گفت آنکہ ہست خورشیدِ رہ او

جو رہ کا سورج ہے اس نے کہا ہے

سایہ طوبیٰ بہین و خوشِ نخسپ

طوبیٰ کا سایہ دلچسپ لے اور آرام سے سو

ظِل ۳ ذلّتِ نفسہ خوشِ مضجے ست

ذلّتِ نفسہ کا سایہ بہترین خواب گاہ ہے

گر ازیں سایہ روی سُوی منی

اگر تو اس سایہ سے خودی کی طرف جائے گا

۱۔ راندہ۔ اللہ تعالیٰ نے شیطانوں کی گھات سے مار کر اس لئے بھگایا ہے کہ باقص عقل والے کو مستقل نہ بننا چاہیے اور خود سری چھوڑ کر کسی ولی کی شاگردی کرنی چاہیے اور اپنی استعداد کو بروئے کار لانا چاہیے۔ زد۔ زود کا مخفف ہے۔ دل۔ یعنی صاحبِ دل۔ ہیں۔ باقص عقل والے کو شیخِ کامل کا غلام بننا چاہیے۔

۲۔ بندگی۔ اس کے لئے غلامیِ سلطانی سے بہتر ہے۔ فنا خیر۔ شیطان نے حضرت آدمؑ کے مقابلہ میں اپنے آپ کو ان سے افضل قرار دیا تھا۔ فرقِ بین۔ آدمؑ نے بندگی اختیار کی اور شیطان نے کبریا دونوں کا فرق سمجھ لے کیا نتیجہ نکلا۔ گفت۔ حدیث شریف ہے طوبیٰ۔ جنت میں ایک درخت جس کا سایہ عظیم الشان اور خوشگوار ہے خوشخبری۔

۳۔ ظِل۔ سایہ۔ مضجع۔ خوابگاہ۔ مجمع۔ خوابگاہ۔ منی۔ خودی۔ از حکیم۔ یہ نیچے کے دونوں شعر حضرت حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔

بیانِ آیہ کریمہ یٰٰئِہَا الَّذِیْنَ آمَنُوا لَا تَقَدِّمُوا بَیْنَ

آیتِ کریمہ کا بیان اے مومنو! پیشِ قدمی نہ کرو

بَیْنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَاَتَقُوْا اللّٰهَ

اللہ اور اس کے رسولؐ کے سامنے اور اللہ سے ڈرو

از حکیم سنائی ست

حکیم سنائی نے کہا ہے

چونکہ سلطان نہ رعیتِ باش

جبکہ تو بادشاہ نہیں ہے رعیتِ بن

وزِ خودی رایِ زحمتی متراش

اور خودی سے تکلیف کی رائے نہ اختیار کر

چوں نمیستی ز اُمتِ باش

جب تو بنی نہیں ہے امتی بن

پسِ رَوِ خُشا و خُشِ باش

تو خاموشوں کا پیرو اور خاموش بن

پس اروی خامش باش از انقیاد
تو بیرو ہے ' فرمانبرداری سے چپ رہ
پس روضہ صلت شود خاموش باش
تو بیرو ہے ' چپ ہو جا اور خاموش رہ
ورنہ گرچہ مستعدی و قلبی
ورنہ اگرچہ تو صاحب استعداد و قابلیت ہے
ہم ز استعداد و آمانی اگر
استعداد اور تمناؤں سے بھی اگر
صبر کن در موزہ دوزی و بسوز
موزہ سینے اور مشقت پر صبر کر
کہنہ دوزاں گربندے شاں صبر و حلم
پانے جوتے گانٹھناؤں کا اگر صبر اور بردباری حاصل ہوئی
پس بکوشی و باخر از کلال
پھر تو کوشش کرے گا اور بالآخر تھک کر
ہچموآں مرد مفلس روز مرگ
اس فلسفی کی طرح جس نے موت کے دن
بے غرضی کر دند آدم اعتراف
اس وقت اس نے اخلاص سے اقرار کیا
از غروی سر کشیدم از رجاں
میں نے تکبر کی وجہ سے (باخدا) لوگوں سے سرکشی کی
آشنا ہیچ ست اندر بحر روح
روح کے سمندر میں تیراکی بیکار ہے
کاشکے گو آشنا ناموختے
کاش وہ تیراکی نہ سیکھتا
آپنیں فرموداں شاہ رسل
رسولوں کے شاہ نے اسی لئے فرمایا ہے

زیر ظن ہر شیخ و استاد
استاد اور شیخ کے حکم کے سلیہ تلے
از وجود خویش والی کمتر اش
اپنے وجود کو والی (حاکم) نہ بنا
سخ گردی توز لاف کاملی
تو کمال کی شئی بگھانے سے سخ ہو جائے گا
سر کشی ز استاد راو باخبر
تو عقلمند ' باخبر استاد سے سرکشی کرے گا
ور شوی بے صبر مانی پارہ دوز
اگر تو بے صبر بنے گا پیوند لگانے والا رہ جائے گا
جملہ نودوزاں شدندے ہم بعلم
ہنر کے ذریعہ سب نیا (موزہ) سینے والے بن جاتے
خود بخود گوئی کہ لعقل عقل
خود کہے گا کہ عقل بندھن ہے
عقل رامی دید بس بے بال و برگ
عقل کو بہت بے سار و سامان دیکھا
کز ذکاوت راندیم اُسپ از گراف
کہ ہم نے ذہانت کے گھوڑے بیکار دوزائے
آشنا کردیم در بحر خیال
خیال کے سمندر میں تیراکی کی
نیست آنجا چارہ جز کشتی نوح
وہاں نوح کی کشتی کے سوا چارہ نہیں ہے
تا طمع در نوح و کشتی دوختے
تاکہ تمنا کو نوح اور کشتی سے وابستہ کر دیتا
کہ منم کشتی دریں دریی کل
کہ اس عظیم دنیا میں کشتی ' میں ہوں

۱۔ پس روی۔ مرید کو خاموشی سے
شیخ کی تابعداری کرنی ضروری ہے
مرید کام چپ رہنا اور شیخ کی ہدایت
پر عمل کرنا ہے اپنی طرف سے باتیں
بنا کر اور اپنی بڑائی جتانا چاہی ہے
ورنہ اگر تو شیخ کے سامنے بڑائی
بگھارے گا تو اگرچہ صاحب استعداد
ہو تیری وہ استعداد برباد ہو جائے گی۔
۲۔ صبر کن۔ پورا موچی اس وقت
بنتا ہے جب صبر اور محنت سے سیکھتا
ہو ورنہ صرف موزہ اور جوتے گانٹھنے والا
بن کر رہ جاتا ہے کہنہ دوز۔ جوتے
گانٹھنے والے اگر صبر سے کام لے کر
استاد سے سیکھتے تو ہنرمند بن کر موچی
بن جاتے۔ لعقل عقل۔ عقل رسی
ہے یعنی ہماری عقل ہمارے ہنر سیکھنے
کے لئے مانع بن گئی۔ مفلس۔ اس
سے شیخ بولی سینا فلسفی مراد ہے
۳۔ بے غرض۔ شیخ بولی سینا نے
موت کے وقت جب عالم آخرت
منکشف ہونے لگا تو اقرار کیا کہ ان
معاملات میں عقلی گھوڑے دوزاں بیکار
تھا۔ از غروی ' علم کے غرور نے اکل
اللہ تک نہ پہنچنے دیا اور میں خیالی
سمندر میں غوطے لگاتا رہا آشنا۔
مولانا نے فرماتے ہیں روح کے
سمندر میں خود تیرنا بیکار ہے وہاں نوح
والی کشتی ضروری ہے کاشکے۔ اگر شیخ
بولی سینا عقلی گھوڑے دوزاں نہ جانتا تو
کسی بزرگ کا ہاتھ پکڑ لیتا۔ آپنیں۔
آنحضرت نے اسی لئے ارشاد فرمایا ہے
کہ میں دیائے روح کی کشتی ہوں
اس کو میرے سوا رعبہ پار کر سکو گے۔

۱۔ یا کسے یعنی صحابہ کرام جو آنحضرتؐ کی بصیرتوں سے فیضیاب تھے۔ کشتی نوحیم۔ آنحضرتؐ نے فرمایا میں اور میرے فیض یافتہ صحابہ اس درجے معرفت کے لئے بمنزل نوح کی کشتی کے ہیں۔ کنعان۔ حضرت نوح کے باغیان بیٹے نے بجائے کشتی میں بیٹھنے کے یہ کہا تھا کہ میں پہاڑ پر چڑھ کر پناہ حاصل کروں گا۔ نوح نے قرآن پاک میں اس کو جواب دیا گیا۔ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ أَجْزَأُكَ يُجَانِّهِ وَلَا نَجِيٍّ۔

۲۔ می نمید۔ چونکہ آنکھوں پر بندش ہے اس لئے ولایت کی صحبت حقیر نظر آتی ہے اور اپنی عقل بلند نظر آدمی ہے فضل خدا جبکہ فضل خداوندی اس کے شامل حال ہے تو اس کو حقیر نہ سمجھے۔ کنعانی۔ اگر تیرا سزا جی کنعان کی طرح ہے تو میری نصیحت کو نہ سنے گا ایسے لوگوں کے کانوں پر مہر خداوندی لگی ہوئی ہے۔ حجام۔ مہر کے گزارد۔ کسی کی نصیحت اللہ تعالیٰ کی مہر سے گزر کر کان تک کیسے پہنچ سکتی ہے۔ حدیث۔ امر نو پیدا یعنی نصیحت۔ حکم سبق۔ ازلی حکم یعنی کانوں پر مہر لگ جانے کا حکم۔

۳۔ لیک۔ میں جو کچھ نصیحت کر رہا ہوں وہ اس بنا پر کر رہا ہوں کہ تو کنعان صفت نہ ہوگا آخر مولانا پھر پہلے مضمون کی طرف لوٹتے ہیں کہ آخر میں عقل کے ناکارہ ہونے کا اقرار کرنا پڑے گا اور آخر کے معاملہ کو اب ہی سمجھ لے۔ می توانی۔ اگر تو جسم بصیرت سے کام لے گا تو انجام کو دیکھ سکتا ہے۔ ہر کہ جو شخص انجام میں ہوتا ہے وہ ٹھوکر نہیں کھاتا اگر تو بھی یہ چاہتا ہے تو اہل اللہ کے قدم کی خاک کو سرمہ بنا لے پھر سر کے بل کرنے سے بچ جائے گا۔

یا کسے! گو در بصیر تہائی من
یا وہ ہے جو میری بصیرتوں میں
کشتی نوحیم در دریا کہ تا
میں دریا میں نوح والی کشتی ہوں ہرگز
ہمچوں کنعاں سوی ہر کو ہے مرو
کنعان کی طرح ہر پہاڑی کی جانب نہ جا
می! نماید پست ایں کشتی زبند
پودے کی جہ سے یہ کشتی پست نظر آتی ہے

پست منگرہاں وہاں ایں پست را
خبردار خبردار! اس نیچی کشتی کو نیچا نہ سمجھ
در بلندی کوہ فکر کم نگر
اپنی عقل کے پہاڑ کو بلند نہ سمجھ
گر تو کنعانی نداری با ورم
اگر تو کنعان صفت ہے میرا یقین نہ کرے گا
گوش کنعاں کے پذیردایں کلام
اس بات کو کنعان کب قبول کرتا ہے؟
کے گذارد موعظت بر مہر حق
نصیحت اللہ تعالیٰ کی مہر سے آگے کب بڑھ سکتی ہے؟

لیک می گویم حدیث خوش پئی
لیکن میں خوشگوار بات سناتا ہوں
آخر ایں اقرار خواہی کرد ہیں
خبردار بالآخر تو یہ اقرار کرے گا
می توانی دید آخر را مکن
تو انجام کو دیکھ سکتا ہے نہ بنا
ہر کہ آخر میں بود مسعود وار
جو نیک بخت کی طرح انجام میں ہوتا ہے

شد خلیفہ راستیں بر جلی من
میری جگہ سچا قائم مقام بنا ہے
رو نگر دانی ز کشتی اے فتنی
اے نوجوان! تو کشتی سے روگردانی نہ کر
از بنے لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ شنو
قرآن سے آج کوئی بچانے والا نہیں سن لے
می نماید کوہ فکر بس بلند
تجھے عقل کا پہاڑ بلند نظر آتا ہے
بنگر آں فصل خدا پیوست را
خدا سے جڑے ہوئے اس فصل کو دیکھ
کہ یکے موحش گند زیر و زبر
کیونکہ اس کو ایک موج تہہ و بالا کر دے گی
گرو صد چندیں نصیحت آورم
خولہ میں اس جیسی دو سو نصیحتیں کروں
کہ بر و مہر خدا نیست و ختام
کیونکہ اس پر خدا کی مہر لگی ہوئی ہے
کے بگرداند حدیث حکم سبق
یعنی بات ازلی حکم کب بدل سکتی ہے؟
بر امید آنکہ تو کنعاں نہ
اس امید پر کہ تو کنعان نہیں ہے
ہم ز اول روز آخر را ہمیں
پہلے ہی دن سے انجام میں بن جا
چشم آخر بینت را کور و کہن
اپنی انجام ہیں آنکھ کو اندھا اور پرانا
نمودش ہر دم برہ رفتن عشار
اس کو راستہ چلتے میں ہر وقت ٹھوکر نہیں لگتی ہے

گر نخواہی ہر دے اس خفت و خیز
اگر تو ہر وقت گنا اور سنبھلنا نہیں چاہتا
کحل دیدہ ساز خاکِ پاش را
اس کے پاؤں کی خاک کو آنکھ کا سرمہ بنا لے
کہ ازیں شاگردی وزیں افتقار
کیونکہ اس شاگردی اور اس احتیاج سے
سرمہ گن تو خاکِ ہر بگزیدہ را
ہر برگزیدہ کی خاک کو سرمہ بنا لے
چشم روشن گن ز خاکِ اولیا
اولیاء کی خاک ۔۔ آنکھ روشن کر لے
چشمِ اُشتر زالِ یود بس نور بار
اونٹ کی آنکھ اسی لئے زیادہ روشن ہوتی ہے
خار ۲ خور تاگل برویاند ترا
کانٹا چبا تاکہ وہ تجھ میں پھول اگائے
خار از چشم دل گر بر گنی
اگر تو دل کی آنکھ سے کانٹا نکال دے گا

قصہ ۳ شکایتِ اُستر بہ اُستر کہ من بسیار در رومی اُفتم در راہ رفتن
خچر کی اونٹ سے شکایت کا قصہ کہ میں راست چلنے میں منہ کے بل بہت گرتا ہوں
و تو کم می اُفتی چون است و جواب گفتن شتر مر اُستر را
اور تو نہیں گرتا (یہ) کیوں ہے؟ اور اونٹ کا خچر کو جواب دینا

اُسترے را دید روزے اُسترے
ایک خچر نے ایک روز ایک اونٹ کو دیکھا
گفت من بسیار می اُفتم برو
اس نے کہا میں منہ کے بل بہت گرتا ہوں
کزچہ در رومی فتم بسار من
میں منہ کے بل اکثر کیوں گرتا ہوں؟

۱۔ کہ ازیں۔ اہل اللہ کے اتباع سے تھوڑی سی استعداد والا بھی کامل بن جاتا ہے۔ ذوالفقار۔ حضرت علیؑ کی تلوار کا نام ہے۔ ہم سیوزد۔ بیزار لگتا تو ہے لیکن آنکھ کو درست کرتا ہے یعنی اہل اللہ کی اطاعت ناگوار تو ہوتی ہے لیکن انسان کو کامل بنا دیتی ہے۔ کو خور۔ اونٹ نے کانٹے چبائے تو آنکھیں روشن ہو گئیں۔
۲۔ خار خور۔ شیخ کی تعلیم و محبت میں ناگواریاں برداشت کرتے رہنا معرفت کے گل اور بوٹے اگیں گے آنکھوں میں روشنی دل میں صفائی پیدا ہو جائے گی۔ خار۔ اگر نفس کے رزائل کا کانٹا آنکھ سے نکال دے گا تو نور بصیرت حاصل ہو جائے گا۔

۳۔ قصہ اس قصہ سے مولانا نے دور بینی کے فوائد اور دور بین کی اطاعت کے فائدے سمجھائے ہیں۔ اُستر۔ خچر۔ آخر۔ چوپائے باندھنے کی جگہ۔ گریوہ۔ نیل۔

خاصہ از بالائی کہ تا زیر کوه
خصوصاً پہاڑ کے اوپر سے پہاڑ کے نیچے تک
کم ہی اُفتی تو در رُو بہر چست
کیا سبب ہے؟ تو منہ کے بل نہیں گرتا ہے
در سر آیم ہر دم و زانو زخم
میں ہر وقت سر کے بل گرتا ہوں اور گھٹنے رگڑ لیتا
گو شود پالاں و رخم بر سرم
میرا پالاں لو میرا بوجھ میرے سر پر الٹا ہو جاتا ہے
ہمچو کم عقلے کہ از عقل تباہ
اس بیوقوف کی طرح جو برباد شدہ عقل کی وجہ سے
سخرہ ۲ ابلیس گردد در زمن
زمانے میں شیطان کے تابع بنتی ہے
در سر آید ہر زماں چوں اُسپ لنگ
وہ لنگڑے گھوڑے کی طرح ہر وقت منہ کے بل گرتا ہے
می خورد از غیب بر سر زخم از
غیب سے وہ سر پر چوٹ کھاتا ہے
باز توبہ می کند باری سُست
پھر کمزور ادا سے توبہ کرتا ہے
ضعف اندر ضعف و کبرش آچنناں
کمزوری وہ کمزوری اور اس کا تکبر اس قدر
اے ۳ شتر کہ تو مثال مومن
اے اونٹ! تو مومن کی طرح ہے
تو چہ داری کہ چنیں بے آفتی
تیرے پاس کیا ہے کہ تو ایسا بے مصیبت ہے
گفت گرچہ ہر سعادت از خداست
اس نے کہا اگرچہ ہر نیک بختی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے

۱۔ خاصہ عام طور پر بھی گرتا ہوں
لیکن پہاڑی راستے میں تو ضرور گرتا
ہوں۔ پوز۔ تھوٹنی۔ گو شوق منہ کے
بل گرتا ہوں تو بوجھ اور پالاں کھسک کر
سر پر آ جاتا ہے پھر گدھے والا میرے
ذندے مارتا ہے۔ ہمچو۔ مولانا فرماتے
ہیں کہ توبہ شکن بے عقل کی مثال اسی
گدھے کی ہے۔
۲۔ سخرہ۔ یہ توبہ شکن اپنی کمزور
رائے کی وجہ سے شیطان کے تابع
ہوتا ہے اور لنگڑے گھوڑے کی طرح
ٹھوکر کھا کر منہ کے بل گرتا رہتا ہے
جس پر وزن زیادہ ہو اور راستہ بھی
پتھریلا ہو۔ باز۔ توبہ شکن پھر توبہ کرتا
ہے اور شیطان ایک پھونک سے پھر
اس کی توبہ توڑ دیتا ہے۔ ضعف۔ خود تو
اس قدر کمزور ہے لیکن بزرگوں کو
ذلیل سمجھتا ہے۔
۳۔ اے شتر۔ پھر خیر کی بات
شروع کی ہے خیر نے اونٹ سے کہا
کہ تیری مثال مومن کی سی ہے جو نہ
منہ کے بل گرے اور نہ پٹے۔ گفت۔
اگرچہ ہر سعادت اللہ کی جانب سے
ہے لیکن ظاہری وجہ یہ بھی ہے کہ میرا
سر بلند اور میری آنکھیں دور ہیں۔

در سر آیم ہر زمانے از شکوہ
ہر وقت خوف سے میں منہ کے بل گر جاتا ہوں
یا مگر خود جان پاکت دولیست
شاید تیری پاک جان غیب سے ملا مل ہے
پوز و زانو زان خطا پر خوں کُرم
اس غلطی سے تھوٹنی اور گھٹنے زخمی کر لیتا ہوں
وز مکاری ہر زماں زخمی خورم
اور گدھے والے سے میں ہر وقت پنتا ہوں
بشکند توبہ بہر دم از گناہ
گناہ کر کے ہر وقت توبہ توڑ دیتا ہے
از ضعیفی رہی آں توبہ شکن
کمزوری کی وجہ سے اس توبہ شکن کی رائے
کہ بُود بارش گران و راہ سنگ
جس پر بھاری بوجھ ہو اور سنگلاخ راستہ ہو
از شکست توبہ آں ادبار خو
وہ منحوس توبہ کے توٹنے سے
دیویک پُف کرد توبہ را شکست
شیطان نے ایک پھونک مادی توبہ کو توڑ دیا
کہ بخوری بنگرد در واصلان
کہ بولیاہ کو ذلت سے دیکھتا ہے
کم فتنی در رُو و کم بنی زنی
منہ کے بل نہیں گرتا ہے اور مد نہیں کھاتا ہے
بے عشاری و کم اندر روفتی
بغیر لغزش کے ہے اور منہ کے بل نہیں گرتا ہے
در میان ما و تو بس فرہاست
ہم میں اور تجھ میں بہت فرق ہیں

سر بلند من دو چشم من بلند
میرا سر بلند ہے میری دونوں آنکھیں بلند ہیں
از سر گہ من بہ بینم پلّی کوہ
میں پہاڑ کی چوٹی سے پہاڑ کی جڑ تک دیکھ لیتا ہوں
ہچمناں کہ دیداں صدر اجل
جس طرح اس بزرگ نے دیکھ لیا
انچہ خواہد بود بعد بست سال
جو بات بیس سال بعد ہو گی
حال خود تنہا ندیداں متقی
اس متقی نے صرف اپنا حال ہی نہیں دیکھا
نور ۲ در چشم و دلش ساز و سکن
نور، اس کی آنکھ اور دل کو سکن بناتا ہے
ہچو یوسف کو بدید اول بخواب
جس طرح حضرت یوسف کی نہیں نے نروانی میں خواب میں دیکھا تھا
از پس وہ سال بلکہ بیشتر
وہ سال کے بعد بلکہ اس سے بھی زیادہ میں
نیست ۳ آل یٰٰنظر بنور اللہ گزاف
وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے لغو نہیں ہے
نیست اندر چشم تو آں نور رو
جا، تیری آنکھ میں وہ نور نہیں ہے
توز ضعف چشم بنی پیش پا
تو آنکھ کی کمزوری کی جگہ سے صرف پاؤں کے آگے دیکھتا ہے
پیوشا چشم ست دست و پلّی را
ہاتھ اور پاؤں کا پیشوا آنکھ ہے
دیگر آنکہ چشم من روشن ترست
علاوہ ازیں میری آنکھ زیادہ روشن ہے

بینش عالی امان ست از گزند
بلندی سے دیکھنا تکلیف سے امن کا سبب ہے
ہر گوو ۱ ہموارہ رامن توہ
تہ ۲ ہر گز سے اور ہموار کو
پیش کار خویش تار و ز اجل
پہلے سے اپنے معاملہ کو موت کے دن تک
داند اندر حال آں نیکو خصال
وہ نیک خصلت اس کو اسی وقت جانتے تھے
بلکہ حال مغربی و مشرقی
بلکہ مغربی اور مشرقی کا بھی دیکھا
بہر چہ سازد، یے حب الوطن
کیوں بناتا ہے؟ وطن کی محبت کی خاطر
کہ سجودش کرد ماہ و آفتاب
کہ ان کو چاند اور سورج نے سجدہ کیا
انچہ یوسف دیدہ بد بر کرد سر
جو کچھ یوسف نے دیکھا تھا وہ ظاہر ہوا
نور ربّانی بود گروں شگاف
خدائی نور آسمان کو پھانے والا ہوتا ہے
ہستی اندر حس حیوانی گرد
تو حیوانی حس میں پھنسا ہے
تو ضعیف و ہم ضعیفت پیشوا
تو کمزور ہے اور تیرا پیشوا بھی کمزور ہے
گو بہ بیند جلی رانا جلی را
کیونکہ وہ صحیح اور غلط جگہ کو دیکھتی ہے
دیگر آنکہ خلقت من اطہر ست
علاوہ ازیں میری پیدائش پاک ہے

۱ گو گزہا توہ توہ تہ بہ
تہ ہچمناں۔ صدر اجل برے صدر
سے مراد بایزید برطانی ہو سکتے ہیں
جن کو شیخ ابوالحسن خرقانی کے احوال
پیدائش سے قبل معلوم ہو گئے تھے یا
مطلق دلی مراد ہے انچہ خواہد بود کسی
دلی کا کشف نہ افتداری ہے اور نہ تمام
اشیاء سے اس کا تعلق ہوتا ہے انچہ
بعض مستقبل میں ہونے والے
واقعات منکشف ہو جاتے ہیں۔

۲ نور۔ دلی کے کشف کی وجہ یہ
ہے کہ نور اس کی آنکھ اور دل کو اپنا سکن
بنالیتا ہے کیونکہ دلی عالم غیب کا عاشق
ہوتا ہے اور اس عشق سے نور پیدا ہوتا
ہے۔ ہچو یوسف۔ یوسف علیہ السلام
نے خواب میں دیکھ لیا تھا کہ چاند اور
سورج آپ کو سجدہ کر رہے ہیں اور اس
واقعہ کا ظہور دس سال بعد ہوا جبکہ ان
کے بھائی ان کے سامنے سر بسجود ہو
گئے۔

۳ غیبت۔ دلی آنے والی بات کو
اس لئے دیکھتا ہے کہ وہ نور خداوندی
کے ذریعہ دیکھتا ہے اور نور خداوندی
کے لئے کوئی آڑ نہیں ہو سکتی۔
تو ضعیف۔ عام انسان کسی آنکھ سے
دیکھتا ہے جو ایک کمزور اور اس کا چیز
سے انسان خود بھی کمزور ہے اور اس کا
پیشوا یعنی کسی آنکھ بھی کمزور ہے لہذا
اس کو صرف سامنے کا اور تھوڑی دور کا
نظر آتا ہے دیگر۔ دوسری بات یہ
ہے کہ میری آنکھ زیادہ روشن ہے تیری
بات۔ یہ کہ میں حلالی اور پاک نسل کا
ہوں تو حرامی ہے۔ خچر خچر سے پیدا
نہیں ہوتا بلکہ گدھے اور ٹھوڑی کے
میل سے پیدا ہوتا ہے۔

زانکہ ہستم من ز اولادِ حلال نے ز اولادِ زنا و اہل ضلال
کیونکہ میں حلال اولاد میں سے ہوں نہ کہ زنا اور گمراہوں کی اولاد
تو ز اولادِ زنائی بے گماں تیر کثر پرد چو کثر باشد کماں
تو یقیناً زنا کی اولاد ہے تیر نیزہا اڑتا ہے جبکہ کماں نیڑھی ہو

تصدیق کردنِ اُستر جوابہائی اُستر را و اقرار آوردن بفصل او
خچر کا لونٹ کے جوابوں کی تصدیق کرنا اور اپنے اوپر اس کی بڑائی کا اقرار کرنا
بر خود و از و استعانت خواستن و بد و پناہ گرفتن بصدق و نواختن
اور اس سے مدد مانگنا اور سچائی اس کی پناہ پکڑنا اور لونٹ کا
شتر اُور اور اراہ نمودن و یاری دادن پدرانہ و شاہانہ
اس کو نوازا نا اور پدرانہ اور شاہانہ طریقہ پر اس کی رہنمائی اور مدد کرنا

۱۔ تو ز اولاد۔ جب تیری ولادت ہی غلط ہے تو سداے کام غلط ہیں اگر کماں نیڑھی ہو تو تیر نیزہا اڑتا ہے
۲۔ گفت اُستر۔ خچر نے لونٹ کی باتوں کی تصدیق کی اور رونے لگا پھر لونٹ کے پاؤں پر گر پڑا اور بولا کہ میری غلطی معاف کر دیجئے اور اب تک اطاعت نہ کرنے میں میرا عذر قبول کر لیجئے۔

۳۔ گفت چوں۔ لونٹ نے خچر سے کہا اب جبکہ تو نے اپنے پیوں کا اقرار کر لیا ہے اور مجھ سے دشمنی چاہی ہے مصائب سے نجات پا گیا ہے خوی بد۔ تیرے اقرار کی وجہ یہ ہوئی کہ یہ عیب تیرے اندر عارضی تھا اگر اصل ہوتے تو کبھی اقرار نہ کرتا عارضی بد تو کر لیتا ہے۔

گفت ۲ اُستر راست گفت اے شتر
خچر نے کہا اے لونٹ! تو نے سچ کہا
ساعتے بگریست در پالش فتاد
تھوڑی دیر رویا اس کے پاؤں پڑا
چہ زیاں دارد کہ از فرخندگی
کیا نقصان ہو گا کہ (اگر) برکت کی وجہ سے
فصل تو بر من فزونست از شمار
تیری بزرگی بے شمار مجھ سے بڑھی ہوئی ہے
گفت ۳ چوں اقرار کردی پیش من
اس نے کہا جب تو نے میرے سامنے اقرار کر لیا ہے
دادی انصاف و رہیدی از بلا
تو نے انصاف کیا اور مصیبت سے چھوٹ گیا
خوی بد در ذات تو اصلی نبود
تیری ذات میں بد عادت اصلی نہ تھی
آں بد عاریتی باشد کہ او
وہ عارضی بد ہوتا ہے کہ جو
ایں بگفت و کرد چشم از اشک پُر
یہ کہا اور آنکھوں میں آنسو بھر لایا
گفت اے بگزیدہ رب العباد
کہا اے بندوں کے رب کے برگزیدہ!
در پذیری تو مرا در بندگی
تو مجھے غلامی میں قبول کر لے!
ہم بفضل خود مرا معذور دار
اپنی بڑائی کی وجہ سے میرا عذر قبول کر لے
رو کہ رستی تو ز آفاتِ زمن
جا تو زمانے کے مصائب سے نجات پا گیا
تو عذ و بُودی شدی ز اہل ولا
تو دشمن تھا دوستوں میں سے ہو گیا
کز بد اصلی نیاید جز جُود
کیونکہ اصلی بد سے صرف انکار سرزد ہوتا ہے
آرد اقرار و شود او توبہ جو
(خطا کا) اقرار کر لے اور توبہ کی جستجو کرے

ہمچو آدم زلتش عاریہ بود
جیسے کہ حضرت آدم ان کی لغزش عارضی تھی
چونکہ اصلی بود جرم آں بلیس
چونکہ شیطان کی خطا اصلی تھی
رو کہ رستی از خودی و از خوی بد
جا کہ تو خودی اور بدعات سے نجات پا گیا
رو کہ کنوں دست در دولت زدی
جا کہ اب دولت تیرے ہاتھ آ گئی ہے
اُدْخُلِیْ چوں فِیْ عِبَادِیْ یٰفَتٰی
جب تو نے میرے بندوں میں داخل ہو جا کو پالیا
در ۲ عبادش راہ کردی خویش را
جب تو نے اپنا راستہ اس کے بندوں میں بنالیا ہے
اِهْلِنَا کَفَتِ صِرَاطُ الْمُسْتَقِیْمِ
تو نے ہم کو سیدھے راستے کی ہدایت دے کہا
نار بودی نور گشتی اے عزیز
اے پید سے! تو آگ تھا نور بن گیا
اخرے بودی شدی تو آفتاب
تو نار تھا سورج بن گیا
اے ۳ ضیاء الحق حسام لدی گیر
اے ضیاء الحق حسام الدین! تو لے
تار ہداں شیر از تغیر طعم
رتا کہ وہ دودھ مزہ بدلنے سے محفوظ ہو جائے
متصل گردد بدال بحر الکت
وہ است کے سمندر سے مل جائے گا

لا جرم اندر زماں توبہ نمود
لا محالہ انہوں نے فوراً توبہ کر لی
رہ نبودش جالب توبہ نفیس
اس لئے عمدہ توبہ کی طرف اس کا راستہ نہ تھا
وز زبانه نار و ز دندان و د
آگ کے شعلے اور دندانوں کے دانت سے
در فکندی خود یہ بخت سرمدی
تو نے اپنے آپ کو دائمی خوش نصیبی سے وابستہ کر دیا ہے
اُدْخُلِیْ فِیْ جَنَّتِیْ در یافتی
تو نے داخل ہو جا میری جنت میں کو حاصل کر لیا ہے
رَفَتِ اندر خلد از راہِ خفا
تو غیر محسوس طریقہ پر جنت میں چلا گیا ہے
دست تو بگرفت برودت تا نعیم
اس نے تیرا ہاتھ پکڑا اور جنت میں لے گیا
غورہ بودی گشتی انگور و مویر
تو کچا خوشہ تھا انگور اور منق بن گیا
شاد باش وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ
خوش رہو! اور بہتر تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے
شہد خویش اندر فکن در جوی شیر
اپنا شہد دودھ کی نہر میں ملا دے
یابد از بحر مزہ تکثیر طعم
اور مزے کے سمندر سے مزید ذائقہ حاصل کرے
چونکہ شد دریا زہر تغیر رست
جب وہ دریا بن جائے گا ہر تغیر سے بچ جائے گا

۱۔ ہجو۔ حضرت آدم کی لغزش
عارضی تھی انہوں نے توبہ کر لی شیطان
کی خطا فطری تھی اس کو توبہ کی توفیق نہ
ہوئی۔ رو۔ لغزش نے کہا اب جبکہ تو
نے توبہ کر لی تو خودی اور بدعات سے
نجات پا گیا اور جہنم کے عذاب سے
چھوٹ گیا۔ دولت۔ سب اچھے خوش
نصیبی کی دولت مل گئی ہے اور تو نے
جنت حاصل کر لی ہے۔ اُدْخُلِیْ۔
قرآن پاک میں ہے۔ فَادْخُلِیْ فِیْ
عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ یعنی اے
مطمئن نفس تو میرے بندوں میں
داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل
ہو جا یعنی اللہ کے عباد اور بندوں میں
داخل ہو جا جنت میں داخلہ کا سبب
ہے۔

۲۔ در عبادش۔ انسان اللہ تعالیٰ کا
عبد اس وقت بنتا ہے جبکہ اس کی
عبادت کرے اور عبادت کے ذریعہ وہ
جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اِهْلِنَا۔
جب کوئی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے
اور کہتا ہے اِهْلِنَا الصِّرَاطَ
الْمُسْتَقِیْمَ ہمیں سیدھے راستے کی
رہنمائی کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کی
دستگیری فرماتا ہے اور جنت میں داخل
کر دیتا ہے اور بودی۔ پہلے تو آگ تھا
اب نور بن گیا یعنی پہلے تو ناقص تھا
اب کامل بن گیا۔ غورہ۔ انگور کا کچا
خوشہ۔

۳۔ اے ضیاء الحق۔ مولانا فرماتے
ہیں اے ضیاء الحق تم علوم و معارف
میں اپنا شہد ملا دو تاکہ اس میں تغیر نہ
آسکے اور وہ نور مزیدار ہو جائیں۔
متصل گردد۔ آپ کی تعلیم سے وہ
ناقص وجود کامل سے مل جائے گا جب
وجود کل میں داخل ہو جائے گا تو اس کو
بقا اور دوام حاصل ہو جائے گا۔



مَفْدے یابد دریاں بحر عَسَل ۱ آفتے را نبود اندر وے عمل
 اس شہد کے دیا میں راستہ پالے گا اس میں کسی آفت کا عمل نہ ہو سکے گا
 غرہ گن شیر وار اے شیر حق تار و دآں غرہ بر ہفتم طبق
 اے اللہ کے شیر! شیر کی طرح غرا تاکہ وہ ڈوک ساتویں آسمان پر پہنچے
 چہ خبر جانِ مملول سیر را کے شناسد موش غرہ شیر را
 کابل ست کی جان کو کیا خبر؟ چوہا شیر کی ڈوک کو کہاں پہنچاتا ہے؟
 بر نویس احوال خود با آب زر بہر ہر دریادلے نیکو گھر
 اپنے احوال سونے کے پانی سے لکھ دے ہر دیا دل نیک فطرت کے لئے
 آب نیل ست ایں حدیث جانفزا یار بش در چشم قبلی خود نما
 یہ روح کو بڑھانے والی بات دریائے نیل کا پانی ہے اے خدا اے قبلی کی نظر میں خون بنا دے

۱۔ عسل۔ شہد کا خاصہ ہے کہ اس کے اندر کی چیز تغیر پذیر نہیں ہوتی ہے۔ غرہ گن۔ اے ضیاء الحق آپ اللہ تعالیٰ کے شیر ہیں شیروں کی طرح غرائے اور حقائق کو بیان کیجئے۔ چہ خبر۔ جو حقائق کے پیاسے نہیں ہیں وہ آپ کے معارف سے واقف نہیں ہیں۔ کے شناسد۔ چوہا شیر کی ڈوک کو کہیں سمجھتا ہے بڑھیا جانور اس کو سمجھتے ہیں۔ بر نویس۔ اپنے احوال بشکل مثنوی لکھ لیتے۔ ایں حدیث۔ یعنی ضیاء الحق کے احوال دریائے نیل کی طرح ہیں جو سطیوں کے سیرابی کا ذریعہ تھا۔

۲۔ لاجہ کردن۔ مولانا دریائے نیل کے خون بن جانے کا قصہ ذکر کرتے ہیں۔ قبلی یعنی فرعون کے ماننے والے۔ سہلی۔ یعنی حضرت موسیٰ کے پیرو۔ عطش۔ پیاس۔ وثاق۔ گھر۔ خویشاوند۔ رشتہ دار۔

۳۔ زانکہ۔ ضرورت یہ ہے کہ حضرت موسیٰ نے جلاو کے ذریعہ ہمارے لئے نیل کے پانی کو خون بنا دیا ہے اسی دریائے سہلی پانی پی رہے ہیں اور ہمارے لئے خون بن گیا ہے۔

لا جہ ۲ کردن قبلی مر سہلی را کہ یک طرف بہ نیت خویش از نیل پُر
 ایک قبلی کی سہلی کی خوشامد کرنا کہ ایک برتن اپنی نیت سے دریائے نیل سے بھر لے
 گن و بر لب من نہ تا بخورم بحق دوستی و برادری سُبُو کہ شمار
 اور دوستی اور بھائی بندی کی بنا پر میرے منہ سے لگا دے تاکہ میں پی لوں وہ
 سبطیاں بہر خود پُر می کئید از نیل آب صاف ست و سُبُو
 ٹھلیا کہ تم سہلی دریائے نیل سے اپنے لئے بھرتے ہو صاف پانی ہے اور وہ ٹھلیا
 کہ ما سبطیاں پُر می کنیم خون صاف ست
 کہ ہم قبلی بھرتے ہیں بالکل خون ہے

من شنیدم کہ در آمد قبطیے از عطش اندر وثاق سبطیے
 میں نے سنا ہے کہ ایک قبلی آیا پیاس کی وجہ سے ایک سہلی کے گھر
 گفت ہستم یار و خویشاوند تو گشتہ ام امروز حاجتمند تو
 کہنے لگا کہ میں تیرا دوست اور رشتہ دار ہوں میں آج تیرا محتاج ہوں
 زانکہ ۳ موسیٰ جادوئی کرد و فسوں تاکہ آب نیل مارا کرد خون
 کیونکہ موسیٰ نے جلاو ٹونا کر دیا ہے یہاں تک کہ اس نے ہلے لئے میائے نیل کو خون بن دیا ہے
 سبطیاں زان آب صافی می خورند پیش قبلی خون شد آب از چشم بند
 سہلی اسی سے صاف پیتے ہیں نظر بندی کی وجہ سے قبلی کے لئے خون بن گیا ہے

قبطیاں نک می مُرند از تشنگی
اب قبطی پیاس سے مر رہے ہیں
بہر خود یک طاس را پر آب گن
بہر خود ایک طاس پر آب گن
ایک طفل اپنے لئے پانی سے بھر لے
ایک طفل اپنے لئے پانی سے بھر لے
چوں بری خود گنی اس طاس پر
جب تو یہ طفل اپنے لئے بھرے گا
من طفیل تو بنوشم آب ہم
من طفیل تو بنوشم آب ہم
میں بھی تیرے طفیل میں پانی پی لوں گا
میں بھی تیرے طفیل میں پانی پی لوں گا
گفت اے جان جہاں خدمت کنم
گفت اے جان جہاں خدمت کنم
اس نے کہا اے جان جہاں! میں خدمت کروں گا
اس نے کہا اے جان جہاں! میں خدمت کروں گا
بر مُراد تو روم شادی کنم
تیری مراد پوری کروں گا خوش ہوں گا
طاس را از نیل او پر آب کرد
طاس را از نیل او پر آب کرد
اس نے طفلے کو نیل میں سے پانی سے بھرا
اس نے طفلے کو نیل میں سے پانی سے بھرا
طاس را کثر کرد سوی آب خواہ
طاس را کثر کرد سوی آب خواہ
طفلے کو پانی چاہنے والے کی طرف جھکایا
طفلے کو پانی چاہنے والے کی طرف جھکایا
باز ازیں سو کرد کثر خوں آب شد
باز ازیں سو کرد کثر خوں آب شد
پھر اس طرف جھکایا خون پانی بن گیا
پھر اس طرف جھکایا خون پانی بن گیا
ساعتی سہنشت تا شمش برفت
تھوڑی دیر بیٹھا رہا یہاں تک کہ اس کا غصہ جانا رہا
تھوڑی دیر بیٹھا رہا یہاں تک کہ اس کا غصہ جانا رہا
اے برادر اس گرہ را چارہ چیست
اے بھائی! اس عقدہ کا کیا حل ہے؟
مستی آنست کو بیزار شد
مستی آنست کو بیزار شد
پرہیزگار وہ ہے جو بیزار ہوا
پرہیزگار وہ ہے جو بیزار ہوا
قوم موسیٰ شو بخور اس آب را
قوم موسیٰ شو بخور اس آب را
موسیٰ کی قوم بن جا ' یہ پانی پی لے

از اے پے ادبار خود یا بدر گی
اپنی نخوت یا بد فطرتی کی وجہ سے
تا خورد از آبت اس یار کہن
تا خورد از آبت اس یار کہن
تاکہ تیرے پانی میں سے یہ پرانا دوست پی لے
تاکہ تیرے پانی میں سے یہ پرانا دوست پی لے
خوں نباشد آب باشد پاک و حر
خوں نباشد آب باشد پاک و حر
وہ خون نہ ہو گا پاک و صاف پانی ہو گا
وہ خون نہ ہو گا پاک و صاف پانی ہو گا
کہ طفیلی در تبع بچہد زغم
کہ طفیلی در تبع بچہد زغم
کیونکہ طفیلی تابع بن کر غم سے چھوٹ جاتا ہے
کیونکہ طفیلی تابع بن کر غم سے چھوٹ جاتا ہے
پاس دارم اے دو چشم روشنم
پاس دارم اے دو چشم روشنم
اے میری دونوں آنکھوں کی روشنی میں لحاظ برتوں گا
اے میری دونوں آنکھوں کی روشنی میں لحاظ برتوں گا
بندہ تو باشم و آزادی کنم
بندہ تو باشم و آزادی کنم
تیرا غلام بنوں گا اور آزادی سمجھوں گا
تیرا غلام بنوں گا اور آزادی سمجھوں گا
برد ہاں بنہاد و نیمے را بخورد
برد ہاں بنہاد و نیمے را بخورد
منہ پر رکھا اور آدھا پیا
منہ پر رکھا اور آدھا پیا
کہ بخور تو ہم شد آں خون سیاہ
کہ بخور تو ہم شد آں خون سیاہ
کہ تو بھی پی لے ' وہ کالا خون بن گیا
کہ تو بھی پی لے ' وہ کالا خون بن گیا
قبطی اندر حشم و اندر تاب شد
قبطی غصہ اور چچ و تاب میں پڑ گیا
قبطی غصہ اور چچ و تاب میں پڑ گیا
بعد ازل گفتش کہ اے صمصام زفت
بعد ازل گفتش کہ اے صمصام زفت
اس کے بعد اس سے کہا اے بھاری تلوار!
اس کے بعد اس سے کہا اے بھاری تلوار!
گفت اس را آں خورد کو متقی ست
گفت اس را آں خورد کو متقی ست
اس نے کہا اس کو وہ پیتا ہے جو پرہیزگار ہے
اس نے کہا اس کو وہ پیتا ہے جو پرہیزگار ہے
از رہ فرعون و موسیٰ وار شد
از رہ فرعون و موسیٰ وار شد
فرعون کے راستہ اور موسیٰ جیسا بن گیا
فرعون کے راستہ اور موسیٰ جیسا بن گیا
صلح گن بلمہ ہمیں مہتاب را
صلح گن بلمہ ہمیں مہتاب را
چاند سے صلح کر لے ' چاندنی دیکھ لے
چاند سے صلح کر لے ' چاندنی دیکھ لے

۱۔ از ہے۔ یہ خون تھا ہمارے
بد نصیبی یا بقول حضرت موسیٰ بد فطرتی
ہے۔ بہر خود تو یہ کر کہ اپنے لئے پانی
بھر لے میں بھی اس میں سے پی لوں
گا تو اپنے لئے بھرے گا تو وہ پانی
پاک و صاف ہے گا خون نہ بنے گا۔
من طفیل تو بنوشم آب ہم
پانی پی لوں گا۔ طفلی۔ ہر قسم کی فکر سے
بے نیاز ہوتا ہے۔

۲۔ گفت۔ اس سبطی نے کہا میں
تیری فرمائش پوری کر کے خوشی محسوس
کروں گا۔ طاس۔ اس سبطی نے
طفلے کو نیل کے پانی سے بھرا اور آدھا
خود پی گیا۔ طاس۔ خود پانی پی کر سبطی
نے طفلے کو سبطی کی طرف جھکایا تو اس
طفلے میں پانی کی بجائے کالا خون تھا
پھر اس سبطی نے اپنی طرف کو جھکایا تو
وہ خون پانی بن گیا اس واقعہ سے سبطی کو
بہت غصہ آیا۔

۳۔ ساعتی۔ وہ قبطی تھوڑی دیر غصہ
میں بیٹھا رہا پھر اس نے سبطی سے کہا
کہ یہ گرہ کسے کھلے۔ گفت۔ سبطی
نے کہا یہ پانی متقی پی سکتا ہے۔ متقی۔
متقی وہ ہے جو فرعون سے بیزار ہو کر
حضرت موسیٰ بات مان لے موسیٰ کی
امت میں داخل ہو کر متقی بن
جائے پانی پی لے گا۔

صد ہزاراں اظلمت ست از چشم تو

لاکھوں اندھیریاں ہیں تیریں غصہ کی وجہ سے
چشم ہنشاں چشم بکشا شاد شو
غصہ فرو کر، آنکھ کھول، خوش ہو جا

کے طفیل من شوی در اعتراف

پانی پینے میں تو میرا طفیلی کب ہو سکتا ہے؟
کوہ ۲ در سوراخ سوزن کے رَوَد

پہاڑ سوئی کے کھوے میں کہاں گھس سکتا ہے؟
کوہ را گہ گن باستغفار خوش

عمہ توبہ سے پہاڑ کو تنکا بنا لے
تو بدیس تزویر چوں نوشی ازاں

تو اس دھوکے بازی سے اس کو کیسے پی سکتا ہے؟
خالق تزویر تزویر ترا

چالبازی کا خالق تیری چالبازی
آل موسیٰ شو کہ حیلست سود نیست

موسیٰ کی امت بن کیونکہ چالبازی سے فائدہ نہیں ہے
زہرہ ۳ دارد آب کز ہر صمد

پانی کا پتہ، کہ خدا کے حکم سے
یا تو پنداری کہ تو ناں می خوری

یا تو سمجھتا ہے کہ تو روٹی کھاتا ہے؟
ناں گجا اصلاح آل جانے گند

روٹی اس جان کی اصلاح کہاں کرتی ہے؟
یا تو پنداری کہ حرف مثنوی

یا تو سمجھتا ہے کہ مثنوی کے حرف
یا کلام حکمت و سر نہاں

یا دانا کا کلام اور پوشیدہ راہ

بر عباد اللہ اندر چشم تو

اللہ تعالیٰ کے بندوں پر تیری آنکھ میں
عمرت از یاراں بگیر استاد شو
دوستوں سے عبرت پکڑ، استاد بن جا

چوں ترا کفریست ہچوں کوہ قاف

جبکہ تیرا کفر کوہ قاف کی طرح ہے
جز مگر آں کوہ برگ کہ شود

سوائے اس کے کہ پہاڑ گھاس کا تنکا بن جائے
جام مغفوراں بگیر و خوش بکش

بخشنے ہو اوس کا جام لے لو اچھی طرح پی
چوں خرامش کرد حق بر کافراں

جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کافروں پر حرام کر دیا ہے
کے خرد اے مفتری مفتری

میں کب آ سکتا ہے اے جھوٹوں کے جھوٹے
حیلہ ات باد تہی پیمود نیست

تیری چالبازی خالی ہوا کو ٹاپنا ہیں
گرود ویا کافراں آبی گند

روگردانی کرے گا کافروں کے لئے پانی کا کام کرے؟
زہر مارو کاش جاں می خوری

سانپ کا زہر اور جان کا گھٹاؤ کھا رہا ہے
گو دل از فرمان ناں وہ برگند

جو روٹی دینے والے کے حک سے دل اکھاڑے
چوں بخوانی را گانش بشنوی

جب تو بیکار کر کے پڑھے گا سمجھ سکے گا؟
اندر آید سہل در گوش کہاں

آسانی سے ناقصوں کے کان میں آ جائے گا

۱۔ صد ہزاراں۔ چونکہ خدا کے مقبول بندوں پر تجھے غصہ آتا ہے لہذا تیری آنکھوں پر تاریکی کے پردے پڑے ہوئے ہیں۔ یا ریں۔ یعنی سہلی قوم۔ اعتراف۔ چلو سے پانی پینا۔ کوہ قاف۔ یعنی عظیم۔

۲۔ کوہ۔ تیرے پہاڑ جیسے کفر کے ہوتے ہوئے نیل کا پانی پینا ایسا ہے جیسا کہ سوئی کے کھوے میں پہاڑ کو داخل کیا جائے۔ کہ گن۔ اے کفر کے پہاڑ کو توبہ کے ذریعہ گھاس کا تنکا بنا دے۔ پھر سطیوں کا جام لے کر خوب پانی پی لے۔ تزویر۔ ملع سازی۔ چالبازی۔ مفتری۔ ام فاعل ہے جھوٹ بولنے والا۔ مفتری۔ ام مفعول ہے جھوٹ۔ آل موسیٰ۔ یعنی موسیٰ کی امت۔ حیلست۔ یعنی یہ تدبیر کہ میں اپنے لئے پانی بھروں اور تو اس میں سے پانی لے۔

۳۔ زہرہ۔ اللہ تعالیٰ نے جب پانی کو یہ حکم دیدیا ہے کہ وہ قطی کے لئے خون بنے تو وہ نا فرمانی نہیں کر سکتا۔ یا تو پنداری۔ کافر کے لئے روٹی بھی جس کا کام روح کی تقویت ہے اپنا کام نہیں کرتی ہے بلکہ اثر دکھائی ہے۔ یا تو۔ اگر مثنوی جیسی کتاب کو بھی بیکار سمجھ کر پڑھے گا تو اس سے نصیحت اندوز نہ ہو سکے گا۔ کلام حکمت۔ کیسی ہی دانا کی بات ہو وہ ناقص انسان کے کان میں نہیں پہنچتی ہے۔ کہاں۔ کس کی جمع۔ کمرتبہ۔

اندلے آید لیک چوں افسانہا
اند آتا ہے لیکن افسانوں کی طرح
در سر و رو در کشیدہ چادرے
سر اور منہ پر چادر تانے ہوئے
شاہنامہ یا کلیلہ پیش تو
شاہنامہ یا کلیلہ تیرے لئے
فرق ۲ آنگہ باشد از حق و مجاز
حقیقت اور مجاز میں فرق تب ہوتا ہے
ورنہ پوشک و مشک پیش آخشمے
ورنہ بیکار ناک والے کے لئے میگی اور مشک
خویشستن مشغول کردن از ملال
تحکم سے اپنے آپ کو بے نیاز کرنا
کاتش و سواس را و غصہ را
کہ دوسوں اور رنج کی آگ کو
بہر ۳ ایں مقدار آتش شانندن
آگ کی اس مقدار کو بجھانے کے لئے
آتش و سواس را ایں بول و آب
دوسوں کی آگ کو یہ پیشاب اور پانی
لیک اگر وقف شوی زیں آب پاک
لیکن اگر تو اس پاک پانی سے واقف ہو جائے
نیست گردد و سوسہ کلی زجاں
دوسہ بالکلیہ جان سے معدوم ہو جائے
زانکہ در باغ و در جوئے پرد
کیونکہ باغ اور نہر میں اڑنے لگتا ہے

پوست بنماید نہ مغزود اہما
چھلکا نظر آتا ہے نہ مغز اور دانے
رو نہاں کردہ ز چشمت دلبرے
دلبر نے تیری آنکھ سے منہ چھپا رکھا ہے
ہچنہاں باشد کہ قرآں از عتو
ایسا ہی ہے جیسے کہ قرآن سرکشی کی وجہ سے
کت گند کحل عنایت چشم باز
کہ مہربانی کا سرمہ تیری آنکھ کھول دے
ہر دو یکسانت چوں نبود شمع
جبکہ سوکھنے کی طاقت نہیں ہے دونوں یکساں ہیں
باشدش قصد از کلام ذوالجلال
اللہ تعالیٰ کے کلام سے اس کا مقصد ہوتا ہے
زاں سخن بنشانند و سازد دوا
اس کلام سے بجھائے اور علاج کرے
آب پاک و بول یکساں شد بفسن
پاک پانی اور پیشاب تدبیر سے یکساں ہو گئے
ہر دو بنشانند ہچوں خمر و خواب
دونوں بجھاتے ہیں شراب اور نیند کی طرح
کہ کلام ایزد است و روحناک
کہ وہ خدا کا کلام ہے اور روح پردہ ہے
دل بیابد رہ بسوی گلستاں
اور دل گلستاں کا راستہ پالے
ہر کہ از سر صُحف بُوئے برد
جو صحیفوں کے راز کا پتہ لگا لیتا ہے

۱۔ اندلہ وہ محض اس کو افسانہ سمجھے گا
اس کے مغز اور گوشت تک نہ پہنچ سکے
گاہ در سر اس شخص کے لئے مغز کی یہ
حالت ہوگی جیسے کوئی معشوق سر اور
منہ پر چادرتانے لیتا ہو تو ظاہر میں اس
کے حسن کو نہ دیکھ سکے گا شاہنامہ
یعنی فردوسی کا شاہنامہ کلیلہ یعنی
قصے کہانیوں کی مشہور کتاب کلیلہ
دوست عتو منکرانے تکبر کی وجہ سے ان
سب چیزوں کو یکساں سمجھتا ہے
۲۔ فرق حقیقت اور مجاز کو انسان
جب سمجھتا ہے جب اس کو بصیرت
حاصل ہو جاتا ہے وہ انسان جس کی
ناک میں سوکھنے کی حس نہ ہو شمع
سوکھنا خویشستن محض جی بہلانے
کے لئے قرآن کی تلاوت کرنا قرآنی
حقائق سے محروم رکھتا ہے کاتش
انسان اگر محض دل کی پریشانی اور رنج
کو دور کرنے کے لئے قرآن پڑھتو
اس کے حقائق سے غافل رہتا ہے
۳۔ بہر ایں محض وقت کاٹنے
کے لئے تو قرآن اور افسانہ یکساں
کام کرتا ہے آب پاک یعنی
قرآن بول یعنی افسانہ خمر و
خواب نیند اور شراب دونوں دوسوں
اور دل کے خیالات کو دفع کرتے ہیں
لیکن دونوں میں بہت فرق ہے
لیک اگر کوئی شخص قرآن پاک کو کلام
اللہ اور روحانی کلام سمجھ کر پڑھے تو دل
کے دوسے بالکلیہ زائل ہو جائیں
اور دل کو باغ جنت کا راستہ مل جائے
زانکہ جو محض قرآن کے حقائق سے
آگاہ ہو جاتا ہے وہ جنت کے باغات
اور نہروں کی سیر کرتا ہے صحف
صحیف کی جمع ہے آسمانی کتاب



۱۔ یا تو جس طرح عوام قرآن کی حقیقت تک نہیں پہنچتے اسی طرح وہ نبی کے چہرے کی حقیقت سے باخبر نہیں ہوتے ہیں۔ وہ تعجب و آغوش کو تعجب ہوتا تھا کہ یہ منکر لوگ میرے چہرے کے نور کو جو کہ مشرق کے سورج سے زیادہ منور ہے کیوں نہیں دیکھتے ہیں اور میری تعلیمات پر کیوں حیران ہوتے ہیں اس پر آغوش و گویا گیا کہ آپ کے چہرے کا چاندان سے پوشیدہ ہے۔

۲۔ سوئی ہو۔ آپ کے چہرہ انور کی مثال بدلی کے چاند کی طرح ہے آپ کی جانب وہ چاند ہے اور منکرین کی جانب اس پر بدلی چھائی ہوئی ہے اور یہ اس لئے ہے کہ جب وہ اس سے فائدہ اٹھانا نہیں چاہتے تو ان کو دیدار سے محروم کر دیا گیا ہے۔ گفت۔ قرآن میں بتوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ وہ ظاہر دیکھتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں لیکن وہ دیکھ نہیں رہے ہیں یہی حال منکرین کا ہے۔ یہی نمایاں بت پرست بت کی آنکھوں میں روشنی سمجھتا ہے جو واقعہ کے خلاف ہے۔

۳۔ پوش چشم۔ بت پرست اس کی آنکھ کے سامنے اس کی تعظیم بجا لاتا ہے پھر تعجب کرتا ہے کہ اس قدر تعظیم کرنے کے باوجود یہ بت میرا کچھ خیال نہیں کرتا۔ ازچہ۔ یہ بت دیکھ رہا ہے لیکن مجھ کو جواب نہیں دیتا میرے سلام کا بھی جواب نہیں دیتا۔ علیک۔ یعنی علیکم السلام نہیں کہتا ہے۔ می جبباند۔ میرے سجدوں کے جواب میں اگر زبان سے نہیں بولتا تو کم از کم سر کی جنبش سے ہی جواب دیدے۔ حق۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اللہ بھی کسی کے سجدوں کا نہ جواب دیتا ہے نہ سر ہلاتا ہے۔ لیکن دل میں تاثیر پیدا کر دیتا ہے یہ فرق ہے۔

یا تو ۱۔ پنداری کہ رُوی اولیا یا تو یہ خیال کرتا ہے کہ اولیاء کا چہرہ در تعجب ماندہ پیغمبر ازاں پیغمبر اس سے تعجب میں تھے چوں نمی بینند نور روم خلق لوگ میرے چہرے کا نور کیوں نہیں دیکھتے ہیں؟

ورہمی بیند ایں حیرت چراست اگر دیکھتے ہیں تو یہ حیرت کیوں ہے؟ سوئی ۲۔ تو ماہ است و سوی خلق ابر آپ کی جانب چاند ہے اور مخلوق کی جانب ابر ہے سوئی تو دانہ است و سوی خلق دام آپ کی جانب دانہ ہے، مخلوق کی جانب جال گفت یزہل کہ تو لہم یظرون خلق فرمایا کہ ان کے بدلے میں خیل کرتا ہے کچھ دیکھتے ہیں

می نماید صورت اے صورت پرست اے صورت پرست! صورت ظاہر کرتی ہے پیش ۳۔ چشم نقش می آری ادب تصویر کی آنکھ کے سامنے تو ادب بجا لاتا ہے ازچہ بس بے پاخست ایں نقش نیک یہ بھلی تصویر کیوں خاموش ہے

می جبباند سر و سبست ز جود مہربانی سے وہ سر اور مونچھ کیوں نہیں ہلاتی ہے حق اگرچہ سر جبباند بروں اللہ تعالیٰ اگرچہ ظاہر میں سر نہیں ہلاتا ہے

آنچنانکہ ہست می بنیم ما جیسا کہ (واقی) ہے ہم دیکھتے ہیں چوں نمی بینند روم مومنناں کہ ایمان لانے والے میرا چہرہ کیوں نہیں دیکھتے ہیں کہ سبق بر دست بر خورشید شرق جبکہ وہ مشرق کے سورج سے بازی لے گیا ہے

تا کہ وحی آمد کہ آل رور خفاست یہاں تک کہ وحی آئی کہ وہ چہرہ پوشیدہ ہے تانہ بیند رائگاں رومی تو گیر تاکہ آپ کے چہرے کو کافر بے فائدہ نہ دیکھے تانوشد زیں شراب خاص عام تاکہ اس خاص شراب کو عوام نہ پئیں نقش حمام اندھم لایصرون وہ تو حمام کی تصویر ہیں وہ نہیں دیکھتے ہیں

کاں دو چشم مردہ او ناظرست کہ اس کی دو مردہ آنکھیں دیکھنے والی ہیں کہ چراپا سم نمی دارد عجب تعجب ہے وہ میرا لحاظ کیوں نہیں کرتی ہے؟ کہ نمی گوید سلام را علیک کہ میرے سلام پر علیک نہیں کہتی ہے

پاس آنکہ کردش من صد سجود اس لحاظ سے کہ میں نے اس کو سو سجدے کئے ہیں پاس آں ذوق دید در اندروں اس کے لحاظ سے باطن میں چاشنی عطا فرما دیتا ہے



کہ دو صد جنبیدن سر آر زداں
کہ وہ سو سر ہلانا اس کی قیمت ہے
عقل را خدمت کنی در اجتہاد
عقل کا لحاظ یہ ہے کہ وہ ہدایت بڑھا دیتی ہے
حق نجباند بظاہر سر ترا
اللہ تعالیٰ بظاہر تیرے لئے سر نہیں ہلاتا ہے
مراترا چیزے دہد یزداں نہاں
خدا تجھے مخفی طور پر ایسی چیز عطا کر دیتا ہے
آنجناں کہ داد سنگے را ہنر
جیسا کہ اس نے پتھر کو وہ ہنر عطا کر دیا
قطرہ ۲ آبے بیابد لطف حق
پانی کا قطرہ اللہ تعالیٰ کی عنایت پا جاتا ہے
جسم خاک ست و چو حق تابش داد
وہ خاکی جسم ہلور جب خدا نے اس میں چمک دیدی
ہیں طلسم ست این نقش مردہ است
خبردار! یہ طلسم ہے اور مردہ تصویر ہے
می نماید او کہ چشمی ز ند
وہ نظر آتا ہے کہ چمک چھپکا رہا ہے

سر چنیں جباند آخر عقل و جان
عقل اور جان اس طرح سر ہلاتی ہے
پاس عقل آنست کافزاید رشاد
عقل کا لحاظ یہ ہے کہ وہ ہدایت بڑھا دیتی ہے
لیکن سازد بر سراں سرور ترا
لیکن تجھے سروروں کا سرور بنا دیتا ہے
کہ سجود تو کنند اہل جہاں
کہ دنیا والے تجھے سجدے کرتے ہیں
تا عزیز خلق شد یعنی کہ زر
کہ وہ لوگوں کا پیدا ہو گیا یعنی سونا
گوہرے گرد و بردار زر سبق
موتی بن جاتا ہے سونے سے بازی لے جاتا ہے
در جہانگیری چومہ شد اوستاد
دنیا کو فتح کرنے میں چان کی طرح استاد ہو گا
احتمال را کشمش از رہ بردہ است
اس کی آنکھوں نے بیوقوفوں کو راستہ سے ہٹا دیا ہے
اہلہاں سازیدہ انداں را سند
بیوقوفوں نے اس کو دلیل بتلایا ہے

۱۔ مرنے والے اپنے پوجنے والے کو خدا
وہ مرتبہ عنایت فرما دیتا ہے کہ دنیا
والے اس کے سامنے سر بسجود ہوتے
ہیں۔ آنچناں۔ عبادت گزار کو خدا ایسا
نہی کند بنادیتا ہے جس طرح پتھر کو
سونا بنادیتا ہے سونا پتھر کی رگوں میں
پیدا ہوتا ہے۔

۲۔ قطرہ اللہ تعالیٰ ماہ نیساں کے
ابر کے ایک قطرہ کو موتی بنادیتا ہے جو
سونے سے بھی بڑھ جاتا ہے۔ جسم
خاک۔ ہو سکتا ہے کہ یہ شعر بھی موتی
سے متعلق ہو نیز یہ بھی احتمال ہے کہ
اس شعر میں مومن کی کیفیت بیان کی
ہو۔ ہیں۔ یہ پھر بت اور بت
پرستوں کا بیان ہے۔ می نماید۔ بت
تراشی کے یہ کمالات تھے کہ بت کی
چشم دہرہ پر مختلف تاثرات نظر آتے
تھے جیسا کہ المیور اور اجنٹا کے بتوں
میں دیکھا جاسکتا ہے۔

۳۔ درخواستن۔ قبلی نے سہلی
سے کہا کہ میرے لئے ہدایت کی دعا
کر دے اس نے دعا کی اور وہ قبول ہو
گئی۔ از سیاہی۔ چونکہ میرا دل سیاہ
ہے۔ تو میرا منہ اللہ تعالیٰ سے دعا
کرنے سے قابل نہیں ہے۔ تلوود۔
ہو سکتا ہے کہ تیری دعا سے میرا دل
کی گرجا کھل جائے۔

در ۳ خواستن قبلی دُعای خیر و ہدایت از سہلی و دعا کردن سہلی
قبلی کا سہلی سے دعائے خیر اور راہنمائی کی درخواست کرنا اور سہلی کا قبلی کے لئے
قبلی را بخیر و مستجاب شدن آن دعا از اکرم لا کر مین حق تعالیٰ
دعائے خیر کرنا اور اکرام لا کر مین حق تعالیٰ کی جانب سے اس دعا کا مقبول ہونا

گفت قبلی تو دُعای کن کہ من
قبلی نے کہا تو دعا کر دے کیوں کہ میں
تا بود کہ قفل ایں دل وَا شود
ہو سکتا ہے کہ اس دل کا قفل کھل جائے
از سیاہی دل ندارم آن دہن
دل کی سیاہی کی وجہ سے وہ منہ نہیں رکھتا ہوں
زشت را در بزم خواباں جا شود
بدصورت کی حسینوں کی محفل میں جگہ ہو جائے

از ا تو منخے صاحب خوبی شود

تیری (دعا کی وجہ) سے نسخ شدہ خوبی والا بن جائے

یا بفرست مریم بوی مشک

یا حضرت مریم کے جیسے ہاتھ سے مشک کی خوشبو

سبھی آل دم در سجود افتاد و گفت

سبھی اس وقت سجدے میں گر گیا اور کہا

سبھی و قبلی ہمہ بندہ تو اند

سبھی اور قبلی سب تیرے بندے ہیں

جز تو ۲ پیش کہ برآرد بندہ دست

تیرے سوا بندہ کس کے سامنے ہاتھ اٹھائے؟

ہم ز اول تو وہی میل دعا

ابتداء تو ہی دعا کی طرف متوجہ کرتا ہے

اول و آخر توئی مادر میاں

اول و آخر تو ہی ہے 'ہم درمیان میں

آچنیں می گفت تا افتاد طشت

وہ یہ کہہ رہا تھا یہاں تک کہ سوج گر پڑا

باز آمد او بہوش اندر دعا

پھر وہ ہوش میں آ کر دعا میں مصروف ہو گیا

در ۳ دعا بود او و ناگہ نعرہ

وہ دعا میں مصروف تھا یہاں تک کہ ایک نعرہ

کہ ہلا بشتاب وایماں غرضہ کن

کہ آگاہ! جلدی کر اور ایمان پیش کر

آتش در جان من اندر اختند

انہوں نے میری جان میں آگ لگا دی ہے

دوستی تو ز حب نا شکفت

تیری دوستی نے محبت کے ناشکفتہ غنچے ہے

یا بلیسے باز گروبی شود

یا شیطان پھر فرشتہ بن جائے

یابد و تری و میوہ شاخ خشک

اور تری اور میوہ خشک شاخ حاصل کر سکتی ہے

کائے خدی عالم جہر و نہفت

کہ اے غیب اور شہادت کے جاننے والے خدا

عاجز ہر تو اند و مستمند

تیرے حکم کے سامنے عاجز اور محتاج ہیں

ہم دعا وہم اجابت از تو است

ہم بھی تیری جانب سے قبول کرتا بھی تیری جانب سے ہے

تو وہی آخر دعا ہارا جزا

بالآخر تو ہی دعاؤں کا بدلہ عطا کرتا ہے

ہیچ ہچے کہ نیاید در بیاں

ایسے ناچیز ہیں کہ بیان نہیں ہو سکتا

از سر بام و دلش بہوش کشت

بالاخانہ پر سے اور اس کا دل بے ہوش ہو گیا

لیس للانسان الا ماسعی

نہیں ہے انسان کے لئے سگریں جس کی تلاش کی

از دل قبلی بحست و غرہ

اور شہر قبلی کے دل سے نکلا

تا بیرم زود زقار کہن

تاکہ پڑانا زند جلد کاٹ دوں

مر بلیسے را بجاں بنو اختند

مجھ شیطان کو جان سے نوازا

حمد لله عاقبت و ستم گرفت

الحمد للہ انجام کار میری دیکھیری کی

۱۔ از تو۔ قبلی نے اپنے آپ کو نسخ شدہ انسان اور شیطان سے تعبیر کیا ہے۔ یا بفرست۔ سبھی کے ہاتھ کو حضرت مریم کا ہاتھ قرار دیا جس کی برکت سے خشک کھجور پھلدار ہو گئی تھی اور قبلی نے اپنے آپ کو کھجور کا خشک درخت قرار دیا سبھی قبلی کی درخواست پر سر بسجود ہو گیا اور دعائیں کرنے لگا۔ مستمند محتاج ضرور تمند

۲۔ جز تو۔ خدا کا بندہ خدا کے سامنے دست دعا و راز کر سکتا ہے دعا کی توفیق اور دعا کی قبولیت اللہ کی دیتا ہے نہ کس ی دہاند نہ کس ی دہد خدا ی دہاند خدا ی دہد اکتاد طشت۔ یہ مجاورہ راز فاش ہونے کے معنی میں ہے مولانا نے یہاں سورج غروب ہو جانے کے معنی میں استعمال فرمایا ہے۔ لیس۔ یعنی انسان کی کوشش کامیاب ہوتی ہے سبھی کی دعا قبول ہو گئی۔

۳۔ در دعا۔ سبھی تو دعا میں مصروف تھا اس کی قبولیت کا اثر یہ ہوا کہ قبلی نعرے مانے لگا اور سبھی سے بولا کہ جلد ایمان پیش کر تاکہ میں مومن بنوں اور کفر کا زنا کاٹ پھینکوں۔ بلیسے۔ یعنی مجھ شیطان صفت کو کارکنان قضا قدرت نے ایمان سے نوازا دیا ہے۔ دوستی۔ تیری ابتدائی دوستی نے میری دیکھیری کی۔

کیمیٰ ۱ بُود صحیحہی تُو
تیری صحبتیں کیا تھیں

تو یکے شاخے بُدی از نخلِ خلد

تو جنت کی کھجور کی ایک شاخ تھا

سَیل بُود آنکہ تنم را در رُود

بہاؤ تھا جو میرے جسم کو بہا لے گیا

من بھوی آب رستم سَوی سَیل

ہیں پانی کی تمنا میں بہاؤ کی جانب گیا

طاس ۲ آوردش کہ اکنواں آ بگیر

وہ سہلی اس کے پاس طشلا لایا کہ اب پانی لے لے

شربتے خورم ز اللہ اشتری

میں نے "اللہ نے خرید لیا" کا شربت پی لیا ہے

آنکہ جوی و چشمہ را آب داد

وہ ذات جس نے نہروں اور چشموں کو پانی عنایت کیا ہے

ایں جگر کہ بُود گرم و آب خوار

یہ جگر جو گرم اور پیاسا تھا

کاف ۳ کافی آمدہ بہر عباد

بندوں کے لئے کافی کا کافی آیا ہے

کافیم بدہم تُرا من جملہ خیر

میں کافی ہوں میں تجھے تمام عمدہ چیزیں دے سکتا ہوں

کافیم بے ناں تُرا سیری دہم

میں کافی ہوں روٹی کے بغیر تیرا پیٹ بھر سکتا ہوں

کم مباد از خلد دل پی تُو

خدا کرے دل کے گھر سے تیرا قدم نہ نکلے

چوں گرفتہ اُو مرا تا خلد بُرد

جب میں نے اس کو پکڑ لیا وہ مجھے جنت میں لے گئی

بُرد سلیم تالِب دریلی جُود

مجھے بہاؤ سخوت کے دیا کے کندے لے گیا

بحر دیدم در گرفتہ گیل گیل

میں نے سمندر دیکھ لیا، میں نے پیانے بھرنے

گفت روشد آبہا پشتم حقیر

اس نے کہا جانیے پانی میرے لئے حقیر ہو گئے ہیں

تابہ محشر تشنگی ناید مرا

قیامت تک مجھے پیاس نہ لگے گی

چشمہ اندر درون من کشاد

اس نے میرے دل کی اندر چشمہ جاری کر دیا ہے

گشت پیش ہمت اُو آب خوار

اس کی ہمت کے آگے پانی حقیر ہو گیا

صدق وعدہ کھنص

کا کھنص سچا وعدہ آیا ہے

بے سبب بے واسطہ یاری غیر

بغیر کسی سبب کے اور غیر کی مدد کے واسطہ کے بغیر

بے سپاہ و لشکرت میری دہم

بغیر سپاہیوں اور لشکر کے تجھے سرداری دیتا ہوں

کوہ را و چار را میداں گنم

پہاڑ کو اور کنوئیں کو میداں بنا دیتا ہوں

۱ کیمیای قطبی نے سہلی سے کہا

تیری صحبتیں لیے لئے کیمیا ثابت

ہو میں خدا کرے تو میرے دل میں

بسا رہے تو یکے تو جنت کے

درخت کی شاخ تھا جس کو میں نے

پکڑا اور جنت میں داخل ہو گیا۔

۲ دُرِ پانی جُود دہیائے حقیقت اللہ

تعالیٰ گیل گیل یعنی بہت زیادہ۔

۳ طاس۔ سہلی اس قطبی کے پاس

پانی کا طشلا لایا اور کہا اب پانی پی لے

اس نے کہا اب مجھے اس پانی کی

ضرورت نہیں ہے اللہ اشتری۔

قرآن پاک کی آیت ہے اِنَّ اللّٰهَ

اشتری مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَفَسُوْمُ بَانَ

لَهُمُ الْحِجۃُ یعنی خدا نے مؤمنین کی

جانوں کو جنت کے بدلے میں خرید

لیا ہے آنکہ اب خدا نے میرے

باطن میں چشمے جاری کر دیے ہیں۔

ایں جگر ہے یہ جگر خشک اور پیاسا تھا

اب یہ پانی اس کے لئے ناچیز ہے۔

۳ کاف۔ مولانا فرماتے ہیں یہ

باتیں کچھ مستعد نہیں ہیں اس لئے کہ اللہ

تعالیٰ نے قرآن پاک میں کھنص

فرمایا ہے جسکے معنی ہیں کُفای ہُوْ

لَکُم بِاِعَاذِ اللّٰهِ صِلَافًا یعنی وہ اللہ

تعالیٰ تمہارے لئے کافی ہے اللہ

کے بندو! یقیناً تو جب اللہ کا وعدہ ہے

اور وہ سچا ہے تو وہ بلا سبب بھی ہر بہتری

پہنچا سکتا ہے جس میں کسی واسطہ کی

ضرورت نہیں ہے کافیم۔ وہ اللہ بغیر

روٹی کے پیٹ بھر سکتا ہے بلا لشکر کے

فتح دے سکتا ہے بغیر دوا کے عطا کر سکتا

ہے کوہ۔ یعنی سخت مصائب کو آسان

کر سکتا ہے بغیر موسم کے زکس و

نسرین عطا کر سکتا ہے بغیر استاد اور

کتاب کے علوم عطا کر سکتا ہے۔



بے بہارت نرگس و نسریں دہم
 بغیر موسم بہار کے تجھے نرگس اور نسریں دیتا ہوں
 موسیٰؑ را دل دہم با یک عصا
 میں موسیٰ کو دل 'مع ایک لٹھی کے دیتا ہوں
 دست موسیٰ را دہم یک نور و تاب
 میں موسیٰ کے ہاتھ کو ایک نور اور چمک دیتا ہوں
 چوب را مارے گنم من ہفت سر
 میں لکڑی کو سات سروں کا سانپ بنا دیتا ہوں
 خوں ۲ نیا میزم در آب نیل من
 میں دھپائے نیل کے پانی میں خون نہیں ملاتا ہوں
 شادیت را غم گنم چوں آب نیل
 نیل کے پانی کی طرح تیری خوشی کو ایسا غم بنا دیتا ہوں
 باز چوں تجدید ایماں برتنی
 پھر جب تو ایمان از سر نو لے آتا ہے
 موسیٰ رحمت بہ بنی آمدہ
 تو دیکھتا ہے کہ رحمت والا موسیٰ آ گیا ہے
 چوں سر رشتہ نگہداری دروں
 تو جب ہمدے تعلق کا سر رشتہ باطن میں محفوظ کر لیتا ہے
 من ۳ گماں بر دم کہ ایماں آورم
 میں نے سوچا کہ ایمان لے آؤں
 من چہ دانستم کہ تبدیلی گند
 مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ تبدیلی کر دے گا
 سوی چشم خود یکے نیلم رواں
 اب میں اپنی نظر میں ایک نیلم رواں ہوں
 ہچنانکہ ایں جہاں پیش نبی
 جس طرح کہ یہ دنیا نبی کے سامنے

۱۔ موسیٰؑ۔ حضرت موسیٰ کو اللہ نے ایک دل اور ایک لٹھی دی اور اس کے ذریعہ عالم کو فتح کر دیا۔ دست۔ حضرت موسیٰ ان کو بدیضا عنایت کر دیا جس کا نور سورج پر بھی غالب تھا حضرت موسیٰ کے عصا کو سات سروں کا سانپ بنا دیا جس کو کسی زرمادہ نے نہیں جانتا تھا۔

۲۔ خوں۔ دھپائے نیل میں خون نہیں ملایا بلکہ پانی ہی کو خون کر دیا۔ شادیت۔ اللہ تعالیٰ خوشی کو ایسا غم بنا دیتا ہے کہ اس میں خوشی کا نام بھی نہیں رہتا۔

۳۔ من گماں۔ میرا خیال تو یہ تھا کہ ایمان لانے کا یہ نتیجہ ہوگا کہ میں نیل کا پانی پی سکوں گا یہ معلوم نہ تھا کہ وہ میرے اندر انقلاب برپا کر دے گا اور خود مجھ دھپائے نیل بنا دے گا اب میں اپنی نظر میں رواں نیل ہوں خواہ مجھے دوسرے سیانسی سمجھیں جیسا کہ میں پہلے تھا۔ ہچنانکہ ایک چیز کی دو نظروں میں دو حقیقتیں ہونا تعجب انگیز نہیں کائنات کی چیزوں کو ہم خاموش اور سرکش دیکھنے ہیں لیکن آنحضرتؐ کو فتح پر جسے ولاد دیکھتے تھے۔

بے کتاب و اوستا تلقیں دہم
 بغیر کتاب اور استاد کے تعلیم دیتا ہوں
 تازند بر علمے شمیرہا
 تاکہ وہ دنیا میں لکھواریں چلا دیں
 کہ طپانچہ میزند بر آفتاب
 جو سورج کے طمانچہ لگا دیتا ہے
 کہ نہ زاید مادہ مار اُورا نہ نر
 جس کو نہ مادہ سانپ جن سکے نہ نر
 خود گنم خود عین آبلش را بفسن
 میں حکمت سے بعینہ اس کے پانی کو خون بنا دیتا ہوں
 کہ نیابی سوی شادیہاں سبیل
 کہ تو خوشیوں کی جانب راستہ نہیں پاتا ہے
 باز از فرعون بیزاری گنی
 پھر فرعون سے بیزار ہو جاتا ہے
 نیل خوں بنی از و آبے شُدہ
 خون کا دھپائے نیل اس کی وجہ سے پانی بن گیا ہے
 نیل ذوق تو نگردد ہیچ خوں
 تیرے ذوق کا دھپائے نیل کبھی خون نہیں بنتا ہے
 تازیں طوفان خوں آبے خورم
 تاکہ خون کے اس طوفان میں سے پانی پی لوں
 در نہاد من مر نیلے گند
 میرے اند 'مجھے دھپائی نیل بنا دے گا
 بر قرام پیش چشم دیگران
 دوسرے کی نگاہ میں پہلی حالت پر برقرار ہوں
 غرق تسبیح ست و پیش ما ابی
 تسبیح میں فرق ہے اور ہمارے سامنے سرکش ہے

پیش چشمش ایں جہاں بد عشق و دلا
اس کی نظر میں یہ دنیا عشق و سخاوت سے بھری ہے
پست و بالا پیش چشمش تیز رو
نشیب و فراز اس کی نگاہ کے سامنے تیز رو ہے
با عوام ایں جملہ پست و مردہ
عوام سے لئے یہ سب پست اور مردہ ہیں
گورہا یکساں بہ پیش چشم ما
ہمارے نگاہ کے سامنے ساری قبریں یکساں ہیں
عامہ گفتندے کہ پیغمبر ترش
عوام نے کہا کہ پیغمبر رنجیدہ
خاصہ گفتندے کہ پیش چشم تال
خواص نے کہا کہ تمہاری نظر میں
یک زماں در چشم ما آئید تا
تھوڑی دیر کے لئے ہماری آنکھوں میں آ جاتا کہ
از سرِ امروء بن بنماید آل
امروء کے درخت سے وہ نظر آتا ہے
آل درخت ہستیتِ امروء بن
تیرے وجود کا درخت امروء کا درخت ہے
تا بر ۳ آنجای بہ بنی خار زار
جب تک تو اس جگہ ہے کانٹوں کا جنگل دیکھے گا
چوں فرود آئی بہ بنی رائگاں
جب تو نیچے اتر آئے گا تو دیکھے گا کہ مفت میں
چوں فرود آئی فرود آید ترا
جب تو نیچے اتر آئے گا، اتر آئیں گے تیرے

پیش چشم دیگرانِ مردہ، جماد
دوسرے کی نگاہ کے سامنے مردہ اور جماد ہے
از گلوخ و سنگ او نکتہ شنو
وہ ڈھیلے اور پتھر سے نکتہ سننے والا ہے
زیں عجب ترمن ندیدم پردہ
میں نے اس سے زیادہ عجیب پردہ نہیں دیکھا
روضہ و خفرہ بہ پیش اولیا
اولیاء کے سامنے باغ اور گڑھے ہیں
از چہ گشتہ است و شدُست اذ ذوق کش
کیوں ہیں اور وہ ذوق کو ختم کر دینے والے بن گئے ہیں
می نماید او ترش اے امتاں
اے امت والا! اور رنجیدہ نظر آتے ہیں
خدا ہا بید اندر هل ائی
هل ائی کے اندر مسکرائیں دیکھو
منعکس صورت بزیر آ اے جواں
اپنی صورت اے جوان! نیچے اتر آ
تا بر آنجلی نمود نو کہن
جب تک تو وہاں، نیا پرانا نظر آتا ہے
پرز کرد مہلی خشم و پر زمار
غصہ کے بچھوڑیں اور سانپ سے بھرا ہوا
یدم جہاں پر گلر خان و دایگاں
ایک دھیسوں اور پالنے والوں سے بھری ہوئی
در دروں اسرار فیض کبریا
اللہ تعالیٰ کے فیض کے اسرار

۱۔ پیش۔ آنحضورؐ کی نظر میں تمام
کائنات عشق الہی سے پر تھی دوسرے
اس کو مردہ سمجھتے تھے۔ پست۔ حضرت
علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ایک
روز حضورؐ کے ساتھ تھا جو ڈھیلے پتھر
حضورؐ کے سامنے آ رہا تھا وہ آنحضورؐ کو
سلام کرتا تھا۔ زیں عجب۔ یہ عجیب
پردہ ہے عوام کچھ نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ
سن سکتے ہیں خواص پتھروں کی سطح اور
ذکر کو سنتے ہیں۔ روضہ۔ یعنی جنت کا
باغیچہ جو نیکیوں کی جگہ ہے۔ خفرہ۔
یعنی جہنم کا گڑھا۔ عامہ۔ آنحضورؐ کے
احوال دیکھ کر عوام کہنے لگتے تھے کہ
حضورؐ ترش و دھوکے ہیں۔ ذوق کش۔
یعنی پہلے خوش طبع تھے اب ذوق خوش
طبعی سے بیگانہ ہیں۔

۲۔ خاصہ۔ خواص کہتے تھے کہ وہ
تمہاری نظر میں ایسے ہیں لیکن ہماری
نگاہ سے ان کو دیکھو تو ان میں
مسکرائیں دیکھو گے۔ هل ائی۔ یعنی
وعدت جس پر هل ائی۔ یعنی وہ
ذات جس پر هل ائی ہیں جن
نعتوں کا تذکرہ ہے ان پر آنحضورؐ کی
مسکرائیں۔ از سرِ امروء۔ امروء کے
درخت سے چیزیں اُٹی نظر آتی ہیں
جیسا کہ آئندہ حکایت سے معلوم ہوگا
وہ امروء کا درخت تیری ہستی ہے جب
تک تو اس کو فنا نہیں کرے گا تجھے نئی
چیز پرانی نظر آئے گی۔

۳۔ تا بر آنجای۔ جب تک تجھ
میں خودی ہے تجھے حسین اور پرورش
کرنے والے کانٹوں کا جنگل نظر
آئیں گے۔ چوں۔ جب تو خودی کو
چھوڑ دے گا پھر خدا کے فیض کے
اسرار دیکھ سکے گا۔ خار زار۔ مراد
دنیاوی اشیاء ہیں اور گلر خان اور دایگاں
سے مراد اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات
ہیں جو حیموں اور عالم کے مربی ہیں۔



حکایت آل زن پلید کار کہ شوہر را گفت کہ ایں خیالات از سر
اس بکار عورت کی حکایت جس نے شوہر سے کہا کہ یہ خیالات امرود کے دخت
امرود بن می نماید چشم آدمی را از سر امرود بن فرود آتا ایں خیالات
پر سے انسان کی آنکھ کو نظر آتے ہیں امرود کے دخت پر سے اتر آتا کہ وہ خیالات
برود و اگر کسے گوید کہ آنچہ مرد می دید خیال نبود جواب آنست کہ ایں
دور ہو جائیں اور اگر کوئی کہے کہ جو کچھ مرد نے دیکھا تھا وہ خیال نہ تھا تو جواب یہ ہے
مثال است نہ مثل در مثال ہمیں قدر بس بود کہ اگر او بر سر امرود بن
کہ یہ مثال ہے مثل نہیں ہے اور مثال میں یہی کافی ہے کہ اگر وہ امرود کے دخت
نمی رفت آل را نمی دید خواه حقیقت بود خواه خیال
پر نہ چڑھتا تو اس کو نہ دیکھتا خواہ وہ حقیقت تھی خواہ خیال تھا

۱۔ کے گوید۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اس حکایت میں جو قصہ سنایا گیا ہے اس میں اور خودی کی حالت میں جو کیفیت بتائی ہے اس میں بہت فرق ہے ہستی کے دخت سے جو چیزیں نظر آتی ہیں وہ واقعہ اُنی ہیں اور امرود پر سے مرد نے جو واقعہ دیکھا وہ صحیح تھا اس کا مولانا جواب دیتے ہیں کہ یہ مثل نہیں ہے جس میں پوری مطابقت ضروری ہے بلکہ مثال ہے اور دونوں باتوں میں اتنی بات مشترک ہے کہ خودی کے دخت سے جو چیزیں نظر آتی ہیں وہ نیچے اترنے کے بعد نظر نہیں آتی ہیں اسی طرح سے مرد نے جو دخت پر سے دیکھا وہ نیچے اتر کر نہ دیکھا۔

۲۔ مول۔ عورت کا یا۔ گول۔ احمق۔ میوہ چیدن۔ یعنی امرود توڑنے کے لئے۔ باون۔ وہ شخص جس کو لہنی کی بیماری ہو یعنی مفعول بنتا ہو۔ ۳۔ لوطی۔ وہ شخص جو قوم لوط والا کام کرے۔ بغا۔ جڑ و مخنث۔ مخنث۔ بھڑوا۔ برکھ لٹوئی اُٹی ٹوپی۔ ہلہ۔ تنبیہ کا کلمہ ہے حرف بے عقل بوزنہا۔

آل زنی میخواست تابا مولیٰ خود
ایک عورت نے چاہا کہ اپنے پار سے
پس بشوہر گفت زن کاے نیک بخت
تو بیوی نے شوہر سے کہا کہ اے نیک بخت!
چوں برآمد درخت آل زن گریست
جب دخت پر چڑھ گئی وہ عورت رونے لگی
گفت شوہر را کہ اے ملون رد
شوہر سے بولی کہ اے مفعول مرد
تو بزیر او چوزن بغنودہ
تو اس کے نیچے عورت کی طرح لوگھ رہا ہے
تو اس کے نیچے عورت کی طرح لوگھ رہا ہے
گفت شوہر نے سرت گئی بکشت
شوہر نے کہا نہیں گویا تیرا سر چکرا رہا ہے
زن مکرر کرد کاے با برطلہ
عورت نے مکرر کہا اے اٹی ٹوپی والے!
گفت اے زن میں فرود آ از درخت
اس نے کہا اے بیوی! دخت سے نیچے آ جا

برزند در پیش شوی گول خود
اے ' اپنے احمق شوہر کے سامنے
من برآیم میوہ چیدن بر درخت
میں پھل توڑنے دخت پر چڑھتی ہوں
چوں زبالا سوی شوہر بنگریست
جب اس نے اوپر سے شوہر کی جانب دیکھا
کیست آل لوطی کہ بر تو می فتد
یہ لوطی کون ہے جو تیرے اوپر پڑا ہے؟
اے بغا تو خود مخنث بودہ
اے نامرد! تو بھڑوا ہے
ورنہ اینجا نیست غیر من بدشت
ورنہ یہاں جنگل میں میرے سوا کوئی نہیں ہے
کیست بر پشتت فرو خفتہ ہلہ
خبردار! تیری پشت پر کون سویا ہوا ہے؟
کہ سرت گشت و حرف گشتی تو سخت
کیونکہ تیرا سر چکرا گیا ہے اور تو بہت بے عقل ہو گئی ہے

چوں فرود آمد بر آمد شوہر ش
جب وہ نیچے آگئی اس کا شوہر چڑھ گیا
گفت شوہر کیست ایں اے روپسی!
شوہر نے کہا لو رنڈی! یہ کون ہے؟
گفت زن نے نیست اینجا غیر من
عورت نے کہا نہیں یہاں میرے سوا کوئی نہیں ہے
او مکرر کرد بر زن آں سخن
اس نے عورت سے وہ بات مکرر کہی
از سر عمرو بن من ہچنان
میں نے بھی عمرو کے درخت سے ایسا ہی
پس فرود آتا بہ بنی ہیچ نیست
نیچے اتر آتا کہ تو دیکھ لے کہ کوئی نہیں ہے
ہزل تعلیم ست آں راجد شنو
سکھانے کے لئے مذاق ہے تو اس کو حقیقت سمجھ
ہر جدے ہزست پیش ہازلان
مسخرہوں کے سامنے ہر واقعہ مذاق ہے
کابلان عمرو بن جویند لیک
ست لوگ عمرو کا درخت تلاش کرتے ہیں لیکن
نقل گن از عمرو بن اکنوں برد
عمرو کے درخت سے منتقل ہو جا اب چلا جا
ایں س منی و ہستی اول بود
یو خودی اور ابتدائی وجود ہوتا ہے
چوں فرود آئی ازیں عمرو بن
جب تو اس عمرو کے درخت سے نیچے اتر آئے گا
یک درخت سخت بنی گشتہ ایں
تو دیکھے گا کہ یہ ایک سخت درخت بن گیا ہے

زن کشید آں مول را اندر برش
عورت نے اس یار کو بغل میں دبا لیا
کہ بہالائے تو آمد چوں کچی
جو بند کی طرح تیرے اوپر چڑھ گیا ہے
ہیں سرت برگشتہ شد ہرزہ متن
خبردار! تیرا سر چکرا رہا ہے، بکواس نہ کر
گفت زن ایں ست از عمرو بن
عورت نے کہا یہ عمرو کے درخت کے اثر سے ہے
کثر ہی دیدم کہ تو اے قلتباں
اٹا دیکھ لے جیسا کہ تو نے، اے دیوٹ!
ایں ہمہ خلیل از عمرو بنے ست
یہ سب خیال عمرو کے درخت کی وجہ سے ہے
تو مشو بر ظہر ہزلش گرو
تو اس کے ظاہری مذاق کا پابند نہ بن
ہزلہا جدست پیش عاقلان
عقل مندوں کے لئے ہر مذاق حقیقت ہے
تا بداں عمرو بن راپست نیک
اس عمرو کے درخت کا فاصلہ بہت ہے
گشتہ تو خیرہ چشم و خیرہ رو
تو پریشان نظر اور پریشان ہو گیا ہے
کہ از و دیدہ کثر و احوال بود
جس سے آنکھ میڑھی اور بھیگی بن جاتی ہے
کثر نہماند فکر و چشم و سخن
تیری فکر اور آنکھ اور گفتگو میڑھی نہ رہے گی
شاخ او بر آسمان ہفتیمیں
جس کی شاخ ساتویں آسمان پر ہے

۱۔ رنڈی۔ زانیہ عورت، رنڈی۔
کچی۔ بند۔ ہرزہ متن۔ بکواس نہ کر۔
گفت۔ عورت نے کہا یہ عمرو کے
درخت کا اثر ہے کہ اس پر سے غلط نظر
آتا ہے۔ قلتباں۔ دیوٹ۔ ہزل۔
یہ میں نے خوش اور مذاق کا قصہ تعلیم
کیلئے سنا دیا ہے تو اس کے ظاہر کو نہ
دیکھو اس سے جو نصیحت مقصود ہے
اس پر نظر کرو۔

۲۔ ہر جدے۔ جو لوگ ہزل کے
عادی ہیں ان کو تو جد بھی ہزل نظر آتی
ہے اور جو عقلمند ہیں وہ مذاق کی بات
سے بھی نصیحت حاصل کر لیتے ہیں۔
کابلان۔ کابل لوگ اس عمرو کے
درخت کو تلاش کرتے ہیں جو ان کو صحیح
دیکھائے یعنی وہ ہستی جو فنا کے بعد
حاصل ہوتی ہے لیکن وہ عمرو کا
درخت دور ہے۔ نقل کن۔ پہلے اس
عمرو کے درخت کو یعنی اپنی خودی اور
ہستی کو چھوڑ دے پھر چل تب تجھے
حاصل ہو گا اس ہستی کے ہوتے
ہوئے تیری نظر خیرہ ہے غلط نظر نہ آئے
گا۔

۳۔ ایں۔ یہ عمرو کا درخت جس
سے غلط نظر آتا ہے یہ اس کی خودی اور
ابتدائی وجود ہے چوں فرود۔ جب تو
خودی کے درخت سے اتر آئے گا تو
پھر تیرا خیال آنکھ اور گفتگو سیدھی ہو
جائے گی اور تو دیکھے گا کہ وہ تیرا سخت
درخت تھا اور اس کا پھیلاؤ بہت تھا۔

۱۔ مبدلش۔ خودی چھوڑ دے گا تو پھر اللہ تعالیٰ اس درخت کو تبدیل کر دے گا۔ زس تواضع۔ جو عاجزی اور دعا قیسی نے کی تھی۔ راست بنی۔ حقائق کو صحیح دیکھنا اگر آسان ہوتا تو آنحضرت ﷺ لَوْ اَنَّ الْاَشْيَاءَ كَمَلْهِيَ اے خدا ہمیں چیزیں ویسی ہی دکھا جیسی وہ ہیں دعائے مانگتے۔ گفت۔ آنحضرت نے دعا کی کہ خدا ہمیں آسان اور زمین کا ہر ہر جزای طرح دکھا جیسا کہ وہ تیرے نزدیک ہے۔

۲۔ بعد ازاں۔ جب خودی اور ہستی فنا ہو جائے تو پھر بقا اللہ کی ہستی میسر آ جائے گی اس کو اختیار کر لے۔ چوں۔ اب یہ درخت وہ درخت ہوگا جس پر حضرت موسیٰ کو تجلی رب نظر آئی تھی۔ آتش۔ اب آپس پر لانا اثر دکھائے گی اور اس کی شاخ قیسی قَالَهُ کانفرہ لگائی ہے حضرت موسیٰ کو درخت سے یہ آواز آئی تھی کہ میں بے شک خدا ہوں۔ زیر ظلمش۔ اب اس ہستی کے سایہ میں تیری ساری ضرورتیں پوری ہوں گی یہ خدائی کیسی بھی کہ تیری فانی ہستی کو بانی ہستی بنادیا۔

۳۔ آں منی۔ اب یہ خودی اور ہستی دولت ہے اس میں خدائی صفات نظر آئے گی۔ باقی قصہ۔ مولانا بھی ترک کرنے کا بیان کر رہے تھے اسی مہذبیت سے حضرت موسیٰ کو جو فائز ہونے کا حکم ہوا یعنی کج روی ترک کر دے اس کا ذکر شروع کیا ہے حضرت موسیٰ کو حکم ہوا تھا کہ اب دعاؤں کا سہارا نہ لے اور فرعون کا مقابلہ شروع کر دو حضرت موسیٰ نے ہاتھ کا عصا زمین پر ڈال دیا اب اس کو جلوئے نظر آئے اسی طرح تیرا یہ فانی جسم عصا موسیٰ ہے اس کو ترک کر دے پھر جو جسم حاصل ہوگا اس کے جلوئے دیکھنا۔

چوں فرود آئی ازو گروی جدا جب تو نیچے اتر آئے گا اس سے علیحدہ ہو جائے گا زس تواضع گر فرود آئی خدا اس تواضع کے ذریعہ اگر تو نیچے اتر آئے گا خدا راست بنی گر بُدے اسان چنیں صحیح دیکھنا اگر ایسا آسان ہوتا گفت۔ بنما جزو جزو از فوق و پست

کہا ' لوپر اور نیچے سے جزو جزو کو دکھا بعد ازاں ۲۔ بر رو براں امرود بن اس کے بعد اس امرود کے درخت پر چڑھ جا چوں درخت موسوی شد آں درخت جب وہ درخت حضرت موسیٰ والا درخت بن گیا آتش اورا سبز و خرم می کند آگ ' اس کو سبز اور بھلا بنائے گی زیر ظلمش جملہ حاجات روا تیری ساری حاجتیں اس کے سایہ کے نیچے پوری ہوں گی

آں منی و ہستیت باشد حلال تیری وہ خودی اور وجود جائز ہے شد درخت کج مقوم حق نما نیز حرا درخت ' سیدھا حق نما بن گیا

مبدلش! گرداند از رحمت خدا خدا رحمت سے اس کو بدل دے گا راست بنی بخشداں چشم ترا تیری اس نظر کو صحیح دیکھنا عطا فرما دے گا مصطفیٰ کے خواستے از رب دیں تو دین کے رب سے آنحضرت کب دعا (مانگتے) آنچنانکہ پیش تو آں جزو ہست

جیسا کہ وہ جز تیرے سامنے ہے کہ مبدل گشت و سبز از ہر گن کیونکہ کن کے حکم سے تبدیل اور سبز ہو گیا ہے چوں سوی موسیٰ کشانیدی تو رخت جب تو نے موسیٰ کی جانب سفر اختیار کر لیا شاخ او اینی انا اللہ می زند اس کی شاخ قیسی قَالَهُ کانفرہ لگائی گی ایں چنیں باشد الہی کیمیا خدائی کیسی ایسی ہی ہوتی ہے کہ در و بنی صفات ذوالجلال جس میں تو اللہ تعالیٰ کی صفات دیکھ لے اَصْلُهُ ثَابِتٌ وَ فَرْعُهُ فِي السَّمَاءِ اس کی جڑ زمین میں ثابت ہے اور اس کی شاخ آسمان میں ہے

باقی قصہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا باقی قصہ۔

کلامش پیغام از وحی مہم کہ کثری بگذار انکوں فاسق ہم ان موسیٰ کو مہتمم بالشان وحی کے ذریعہ پیغام آیا کہ اب کبھی کو چھوڑ دے اور سیدھا ہو جا



ایں دوزخِ تنِ عصیٰ موسیٰ است

یہ جسم کا دھت (حضرت) موسیٰ کی لاشی ہے

تابہ بنی خیر او و شر او

تاکہ تو اس کی بھلائی اور اس کی برائی دیکھ لے

پیش زان فلکندن نبود او غیر چوب

ڈالنے سے پہلے وہ لکڑی کے سوا کچھ نہ تھی

اول او بد برگ افشاں برہ را

پہلے وہ بکری کے بچے کے لئے پتے جھاڑنے والی تھی

گشت ۲ حاکم بر سرِ فرعونیاں

وہ فرعونوں پر حاکم بن گئی

از مزارعِ شاں برآمد قحط و مرگ

ان کے کھیتوں سے قحط اور موت برآمد ہو گئی

تا برآمد بخود از موسیٰ دُعا

یہاں تک کہ بخود میں (حضرت) موسیٰ سے دعا کی

ایں ہمہ اعجاز کوشیدن چراست

یہ معجزے اور کوششیں کیوں ہیں؟

امر ۳ آمد کاتباعِ نوح گن

حکم ہوا کہ حضرت نوح کی پیروی کر

منکر آخر کہ تو داعی رہی

تم انجام کوندیکھاں لئے کہ تم لاحق کی طرف بلانے والے ہو

کمتریں حکمت کزیں الحاح تو

معمولی حکمت یہ ہے کہ تیرے اس اصرار سے

تا کہ رہ نمودن و اضلالِ حق

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی اور اللہ کا گمراہ کرنا

چونکہ مقصود از وجودِ اظہار بود

چونکہ موجودات سے مقصود اظہار تھا

کارش آمد کہ بیند ازش زدست

اس کا موقع آگیا کہ تو اس کو ہاتھ سے زمین پر ڈال دے

بعد ازاں برگیر اورا از امر ۱ ہو

پھر اس کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہاتھ میں پکڑ لے

چوں بامرِش برگشتی شد جذوب

جب تو نے اس کے حکم سے پکڑا وہ نگٹنے والی بن گئی

گشت معجزاں گروہِ غرہ را

وہ غافل جماعت کے لئے معجزہ بن گئی

آبِ شاں خوں کرد کف بر سرِ زناں

سر پینے والوں پر اس کا پانی خون بنا دیا

از ملخہای کہ آں خوردند برگ

ان ٹڈیوں کی جگہ سے جنہوں نے پتے کھا لئے

چوں نظر افتادش اندر مُنتہا

جبکہ ان کی نظر انجام پر پڑی

چوں خولہ ندیاں جماعت گشت دست

جبکہ یہ لوگ سیدھے نہ ہوں گے

ترک پایاں بنی و مشروح گن

انجام بنی اور تشریح کو چھوڑ

امر بلغ ہست نبوداں تہی

بلغ کا حکم ہے اور وہ خالی نہیں ہے

جلوہ گردداں لجاج وَاں عتو

وہ جھگڑالو پن اور سرکشی ظاہر ہو جائے گی

فاش گردد بر ہمہ اہلِ فرق

تمام فرقوں پر واضح ہو جائے گا

بایدش از پند و اغوا آز مود

تو اس کو نصیحت اور بہکانے سے آزمانا چاہیے

۱ امر ہو۔ امر خداوندی۔ پیش۔

حضرت موسیٰ کا عصا جب تک ہاتھ

میں تھا وہ صرف ایک لکڑی تھا جب

خدا کی حکم سے اس کو پھر اٹھایا تو وہ نگٹنے

والا اڑوٹھا تھا۔ اول۔ شروع میں وہ

صرف بکریوں کے پتے جھانے کے

لئے تھی اب وہ کافروں کے لئے معجزہ

بن گئی۔

۲ گشت۔ اب جبکہ امر خداوندی

سے اس عصا کو ہاتھ میں لیا تو

فرعونیوں پر حکمرانی کرتا تھا ان سر پینے

والوں کے لئے اس نے دیائے تیل

کو خون بنادیا۔ از مزارع۔ فرعونوں پر

ٹڈیوں کا عذاب بھی آیا۔ اندر منتہی۔

حضرت موسیٰ نے یہ خیال کیا کہ ان

انجام لامحالہ برا ہے لہذا ان کو معجزے

دکھانے اور راہِ راست پر لانے کی

کوشش کیوں کی جائے۔

۳ امر آمد۔ حضرت موسیٰ کا حکم ہوا

کہ نوح کی طرح ان کے انجام سے

قطع نظر کر کے تم بھی تبلیغ کئے جاؤ تم

فرمانبردار داعی ہو تمہارا کام تبلیغ کرنا

ہے تمہیں اسی کا حکم ہے اور تمہاری تبلیغ

میں فائدہ مضمر ہے خواہ وہ ایمان نہ

لاؤ۔ کمترین۔ ایک فائدہ تو یہی

ہے کہ تمہارے اصرار سے ان کا

جھگڑالو پن اور سرکشی واضح ہو جائے

گی۔ چونکہ مخلوق کی پیدائش سے اللہ

کا مقصد چھپے ہوئے حالات کو واضح

کرنا ہے اس لئے ضرورت ہے کہ

انسان کو نصیحت سے اور بہکانے سے

جانچا جائے تاکہ اس کے مخفی حالات

ظاہر ہو جائیں۔

دیو! إلحاح غوایت می کند شیطان گمراہی پر اصرار کرتا ہے
شیخ إلحاح ہدایت می کند شیخ ہدایت پر اصرار کرتا ہے
باز گرد و قصہ قبطی بگو واپس لوٹ ' اور قبطی کا قصہ کہہ
چوں پیاپے گشت آل امر شخوں نیل می آمد سرا سر جملہ خوں
جب قوی حکم یے دیے ہوا دریائے نیل سرا سر سب خون ہو کر بہتا تھا

سخت شدن کار بر قبطیاں و شفاعت طلب کردن فرعون از موسیٰ
قبطیوں پر معاملہ کا سخت ہو جانا اور فرعون کا موسیٰ سے سفارش چاہنا

تا! بنفس خویش فرعون آمدش یہاں تک کہ فرعون بذات خود ان کے پاس آیا
انچہ ما کردیم اے سلطان مگن انچہ ما کر دیم جو ہم نے کیا وہ آپ نہ کیجئے
اے شاہ جو ہم نے کیا وہ آپ نہ کیجئے
پارہ کردمت فرماں پذیر پارہ کر دمت فرماں پذیر
میں نے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے نکلتے تیرا کہنا سننے والا بنایا ہے
ہیں کجبال لب برحمت اے امیں آگاہ اے امیں! رحمت کی دعا کے لئے ہونٹ ہلائے
گفت ۳ یارب می فریبد او مرا حضرت موسیٰ نے کہا اے خدا! وہ مجھے فریب دے رہا ہے
بشنوم یا من دہم ہم خدعہ اش میں مان جاؤں ' یا میں بھی اس کو دھوکا دیدوں
کاصل ہر مکر و حیل پیش ماست ہر مکر اور حیلہ کی اصل ہمارے سامنے ہے
گفت حق آل سگ نیز دہم بآں گفت حق نے فرمایا وہ کتاب اس کے بھی لائق نہیں ہے
اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ کتاب اس کے بھی لائق نہیں ہے

۱۔ دیو۔ شیطان گمراہی پر اصرار کرتا ہے
۲۔ تا بنفس۔ یعنی جب قبطیوں کی حالت تباہ ہونے لگی تو فرعون بذات خود حضرت موسیٰ کے پاس خوشامد کرنے لگا اور تعظیم میں دہرا ہوا رہا تھا۔

انچہ ہم نے جو کیا وہ برا تھا آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہ دیجئے۔ نیست۔ ہمارا منہ تو اس قابل نہیں ہے کہ آپ سے دعا کی التجا کریں۔ پارہ۔ میں نے اپنے جسم کے ہر حصہ کو فرماں بردار بنادیا ہے۔ ایں دہان۔ یعنی عذاب الہی کا دہانہ۔

۳۔ گفت یا رب۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا اے خدا! مجھ آپ کی ذات پر فریفتہ کو یہ فرعون دھوکا دے رہا ہے۔ بشنوم۔ اب بتا کہ میں اس کا کہنا ماناں لوں یا میں بھی اس کو کوئی دھوکا دیدوں تاکہ یہ اچھی طرح سمجھ لے کہ اصل میں ہر سبب کی جڑ خدا ہے یہ شاخ یعنی سبب سے وابستہ رہتا ہے۔ کاصل۔ حضرت موسیٰ نے کہا ہر مکر و تدبیر کی اصل خدا ہے جو اسباب دنیاوی ہیں ان کی اصل وہی خدا ہے۔ گفت حق۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ فرعون اس قابل بھی نہیں ہے اس کے قریب کا جواب فریب سے دیا جائے۔ آپ اس کتے کو ہڈی ڈال دیجئے اور آب اپنا عصا ہلا دیجئے زمین وہ تمام پیداوار اگل دے گی جو مٹیوں نے کھائی ہے۔



وَا دہد ہرچہ ملکِ کرش فنا

وہ واپس کر دیں جس کو مٹیوں نے فنا کیا ہے

تا بہ بیند خلق تبدیلِ اِلہ

تاکہ لوگ اللہ تعالیٰ کے بدل دینے کو دیکھ لیں

آں سبب بہرِ حجابست و عطا

یہ سبب تو حجاب اور پردے کے لئے ہے

تا منجم روبا ستارہ گند

تاکہ نجومی ستاروں کی جانب منہ کرے

سوی بازار آید از نیم کساد

بازار کی جانب آئے کساد بازاری کے ذرے

لقمہ دوزخ بکشتہ لقمہ جو

لقمہ کا جویاں، دوزخ کا لقمہ بنا ہوا ہے

ہچو آں برہ چرندہ از حطام

اس بکری کے بچہ کی طرح جو چارہ چنے والا ہے

کہ برہی ما چرد برگِ مراد

کہ مقصد کے پتے ہمارے لئے چر رہا ہے

بہر او خود را تو فرہ میکنی

تو اپنے آپ کو اس کے لئے مٹا کر رہا ہے

تا شود فرہ دل با کر و فر

تاکہ شان و شوکت سے دل فرہ ہو جائے

جاں چو بازگان و تن چو رہزنست

جان تاجر کی طرح ہے اور جسم ڈاکو کی طرح ہے

کہ بود رہزن چو ہیزم سوختہ

جب کہ ڈاکو جلی ہوئی لکڑی کی طرح ہو

ہیں تجہاں آں عصا تا خاکہا

ہاں وہ عصا ہلا دے تاکہ زمینیں

والا ملنجا در زماں گرو تباہ

وہ مٹیاں فوراً تباہ ہو جائیں گی

کہ سہیہا نیست حاجب مر مرا

کہ ہمیں اسباب کی ضرورت نہیں ہے

تا طیبے خویش بردار و زند

تاکہ طیب اپنے آپ کو دوا میں مصروف کر دے

تلمناقی از حرفی بامداد

تاکہ منافق چلا کی سے صبح صبح

بندگی ۲ ناکرد و ناشستہ رو

عبادت کئے بغیر اور منہ دھوئے بغیر

آکل و ماکول آمد جانِ عام

عوام کی جان کھانے والی ہے اور غذا بھی ہے

می چرداں برہ و قصاب شاد

وہ بکری کا بچہ چتا ہے اور قصائی خوش ہے

کار دوزخ میکنی در خوردنی

تو کھانے میں دوزخ کا کام کر رہا ہے

کار ۳ خود گن روزی حکمت بخر

اپنا کام کر دلتائی کی خوراک کھا

خوردن تن منع ایں خوردنست

جسم کا کھانا اس کھانے سے منع ہے

شمع تاجر آنگہ ہست افروختہ

تاجر کی شمع اس وقت روشن ہے

۱۔ وہ ملنجا آپ کے عصا کے اثر سے مٹیاں بھی مرجائی گی اور سب لوگ دیکھ لیں گے کہ خدا کو ہرچیز کے بدلنے کی کس قدر قدرت ہے۔ کہ سمجھا اللہ تعالیٰ کو اسباب کی ضرورت نہیں ہے اسباب تو ایک پردہ ہیں طیب دوا کو لپٹا ہوا ہے اور مجسم ستاروں کو حالانکہ اصل سبب ذات خداوندی ہے منافق یعنی دنیا دار اپنی کوشش اور محنت سے فائدہ سمجھ رہا ہے۔

۲۔ بندگی۔ یہ دنیا دار کونہ عبادت میں لگتا ہے نہ اس کو منہ دھونے کی فرصت ہے نفع کے لئے بازار میں دوڑ جاتا ہے اپنے لقمہ کی تلاش میں دوزخ کا لقمہ بنا ہوا ہے آکل۔ یہ دنیا دار کھانے والا بھی ہے اور خود دوزخ کی خوراک بھی ہے اس کی مثال اس بکری کے بچہ کی سی ہے جو چتا ہے اور قصائی خوش ہوتا ہے کہ یہ میرے لئے چر رہا ہے یہی حال دنیا دار کا ہے کہ وہ سمجھ رہا ہے میں خود کھا رہا ہوں حالانکہ وہ اپنے وجود کو دوزخ کے لئے پال رہا ہے۔

۳۔ کار خود۔ انسان کی اپنے لئے خوراک تو معارف الہی ہیں جس سے دل قوی ہوتا ہے اور اس کی شان و شوکت میں اضافہ ہوتا ہے خوردن تن۔ جسمانی غذا روحانی غذا کے لئے مانع ہے روح کو تاجر سمجھ اور جسم کو ڈاکو تاجر کا مال ڈاکو اڑا لیتا ہے۔ شمع تاجر اس وقت پر رونق بنتا ہے جب ڈاکو تباہ ہو جائے۔



خوشن را گم مکن یا وہ مکوش

اپنے آپ کو گم نہ کر، بیہوش کوشش نہ کر

دانکہ ہر شہوت چو خمرست و چونگ

سمجھ لے کہ ہر شہوت شراب اور بھنگ کی طرح ہے

خمر تنہا نیست سر مستی ہوش

شراب تنہا ہوش کی سر مستی نہیں ہے

ترک شہوت کن اگر خواہی تو ہوش

اگر تو ہوش چاہتا ہے شہوت کو ترک کر دے

آں بلیس از خمر خوردن دور بود

وہ شیطان شراب پینے سے دور تھا

مست آں باشد کہ آں بیند کہ نیست

مست وہ ہے جو وہ دیکھے جو نہیں ہے

ایں سخن پایاں ندارد موسیا

اے موسیٰ! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے

کہ تو آں ہوشی و باقی ہوش پوش

کیونکہ تو ہوش اور باقی ہوش چھپا دیئے والے ہیں

پردہ ہوش ست و عاقل دست دنگ

ہوش کے لئے پردہ اور عقلمند اس سے حیران ہے

ہر چہ شہوانی ست بند چشم و گوش

جو چیز بھی نفسانی ہے وہ آنکھ اور کان کو بند کر دیتی ہے

دانکہ شہوت بندت ہم چشم و گوش

سمجھ لے کہ شہوت تیری آنکھ اور کان بھی بند کر دے گی

مست بود او از تکبر و ز مجود

وہ تکبر اور انکار سے مست تھا

زر نماید انچہ مس و آہینست

سونا نظر آئے جو کہ تابا اور لوہا ہے

لب بکجاں تا بروں آید گیا

ہونٹ ہلا، تاکہ گھاس آگ آئے

دعا کردن موسیٰ علیہ السلام و سبز شدن کشت زارہا و باران آمدن

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دعا کرنا اور کھیتوں کا سرسبز ہو جانا اور بارش کا آ جانا

سبز گشت از سنبل و حب تمیں

سنبل اور قیمتی غلہ سے سرسبز ہو گئی

قط دیدہ مردہ از جوع البقر

جو قط زدہ جوع البقر سے مرے ہوئے

آں دمی و آدمی و چار پا

پرندوں نے اور آدمیوں نے اور چوپایوں نے

وال ضرورت رفت پس طاعی شدند

وہ ضرورت ختم ہو گئی پھر برکش ہو گئے

تانیاد یا دواں کفر کہن

تاکہ وہ پرانے کفر کو یاد نہ کرے

بچناں کرد وہم اندر دم زمیں

انہوں نے ایسا ہی کیا اور زمین فوراً

اندر افتادند در لوت آں نفر

لذیذ غذاؤں میں لگ گئے، وہ لوگ

چند روزے سیر خوردند از عطا

عطا (خدائی) کو چند روز پیٹ بھر کر کھلایا

چوں شکم پر گشت و بر نعمت زدند

جب پیٹ بھر گیا اور نعمت مل گئی

نفس فرعونیت ہاں سیرش مکن

نفس فرعون ہے، خبردار اس کا پیٹ نہ بھر

۱۔ خوشن۔ انسان کی مدح اس کا ہوش اور جسمانی لذتیں اس کے ہوش گم کرنے والی ہیں۔ دانکہ۔ یہ سمجھ لے کہ تمام شہوانی لذتیں شراب اور بھنگ کی ہی خاصیتیں رکھتی ہیں۔ خمر۔ دنیا میں صرف شراب اور بھنگ کو بیہوشی کا سبب نہ سمجھ بلکہ ہر شہوت انسان کے کان اور آنکھیں بند کر دیتی ہے۔ آں بلیس۔ شیطان شراب نہ پیتا تھا اور تکبر کے نشہ سے مدہوش تھا۔

۲۔ مست۔ مست تو ای کو کہتے ہیں جو معدوم کو موجود سمجھ لے اور تانبے اور لوہے کو سونا سمجھ بیٹھے، شیطان نے غیر واقعی بات کو واقعہ خیال کیا تو یقیناً وہ بدست تھا۔ ایں سخن۔ مستی کی حقیقت کا بیان ختم نہ ہونے والا ہے اے موسیٰ تم دعا کرو تاکہ گھاس وغیرہ آگ آئے اور قحط کی صورت ختم ہو جائے۔

۳۔ بچناں۔ حضرت موسیٰ نے وہی کیا جس کا ان کو خدا نے حکم دیا تھا یعنی دعا کر دی۔ حب تمیں۔ قیمتی غلہ۔ لوت۔ یعنی فرعون جوقحط میں مبتلا تھے لذیذ غذاؤں کھانے لگ گئے۔ جوع البقر۔ ایک قسم کی بیماری جس میں انسان کھانا پھرتا ہے اور اس کا دل نہیں بھرتا۔ دی۔ ہوئی یعنی پرند۔ چوں۔ ان فرعونوں کا پیٹ بھرا تو پھر برکش بن گئے۔ طاعی۔ سرکش۔ نفس۔ مولانا فرماتے ہیں کہ انسان کا نفس بھی فرعون ہے اس کا پیٹ بھر اور دھر کرش نہ۔

بے تَف آتش اِنگر و نفس خوب
آگ کی گری کے بغیر نفس بھلا نہیں بنتا ہے
بے مجاعت نیست تن جنبش گناں
بغیر بھوک کے جسم حرکت کرنے والا نہیں ہے
گر بگرید ورنہ بنالذ زار زار
اگر وہ روئے اور زار زار نہ کرے
اوپو فرعون ست در قحط آچنناں
وہ قحط میں فرعون کی طرح ہے
چونکہ مستغنی شد او طاعی شود
جب وہ بے نیاز ہوا سرکشی کرتا ہے
پس فراموش شود چوں رفت پیش
پھر وہ بھول جاتا ہے جب آگے بڑھ جاتا ہے
سالہا ۲ مردے کہ در شہرے بود
سالوں تک ایک انسان ایک شہر میں رہتا ہے
شہر دیگر بیند او پر نیک و بد
وہ دوسرا شہر بھلے اور برے سے بھرا دیکھے گا
کہ من آنجا بودہ ام ایں شہر نو
میں وہاں رہا ہوں ' یہ نیا شہر
نیل چٹاں داند کہ خود پیوستہ او
بلکہ ایسا سمجھے گا کہ وہ اس سے وابستہ ہے
چس عجب گر روح موطنہاں خویش
کیا تعجب ہے ' اگر روح اپنے وطنوں کو
می نیارد یاد کایں دنیا چو خواب
یاد نہ کرے ' کیونکہ یہ دنیا نیند کی طرح ہے
چند نوبت آز مودی خواب را
تو نے نیند کو کئی بار آزما لیا ہے

تا شد آہن چو اُخگر ہیں مَلُوب
خبر دہا جب تک لوہا انگڑے کی طرح نہ ہو جائے اس کو نکٹ
آہن سَر دست میکوبی بدال
ٹھنڈا لوہا ہے ' سمجھ لے تو کوٹ رہا ہے
او نخواہد شد مسلمان ہوشدار
وہ مسلمان نہ ہو گا ' سمجھ لے
پیش موسیٰ سَر نہد لایہ گناں
جو موسیٰ کے سامنے خوشدل میں سر جھکاتا ہے
خرچو بار انداخت اسکیزہ زند
گدھے نے جب بوجھ اتار دیا دلتی بھینکتا ہے
کار او از آہ و زار یہی خویش
اس کا کام ' اپنی آہ و زاریوں کو
یک زماں کش چشم در خوابے شود
تھوڑی دیر جب اس کی آنکھ سو جاتی ہے
ہیچ در یادش نہ آید شہر خود
اس کو اپنا شہر کبھی یاد نہ آئے گا
نیست آن من درینجا ام گرد
میرا نہیں ہے میں یہاں بچس گیا ہوں
ہمدیس شہرش بود ابداع و خو
اسی شہر میں اس کی پیدائش اور رہائش کی عادت تھی
کہ بدستش مسکن و میلاد پیش
جو پہلے اس کا مسکن اور جائے پیدائش تھی
می فرو پوشد چو اختر را سحاب
اس کی ڈھانپ لیتی ہے جس طرح کہ ستارے کو ابر
خواب دنیا را ہماں میں ز ابتلا
آزمائش سے دنیا کی نیند کو ایسا ہی سمجھ

۱۔ آتش۔ یعنی مجاہدات کی گری۔
مجاعت۔ بھوک۔ آہن سرد۔
ٹھنڈے لوہے کو کوٹنا بیکار ہے۔
گر بگرید۔ نفس کی آہ و زاری سے
وہ کے میں نہ پڑنا چاہیے۔ لایہ۔
گناہ۔ بھوک میں وہ فرعون کی طرح
خوشدل کرنے لگتا ہے۔ خر۔ نفس کی
مثال گدھے کی ہے اگر اس پر بوجھ
نہیں ہوتا ہے تو وہ دلتیاں مارتا ہے۔
پس۔ پیٹ بھرنے پر اپنی سب
خوشدل بھول جاتا ہے۔
۲۔ سالہا۔ نفس کے بھولنے کی
مثال لسی ہے جیسے کہ انسان سوتے
ہی اپنی قیام گاہ کو بھلا دیتا ہے۔ شہر
دیگر۔ خواب میں دوسرے شہروں کو یاد
کرتا ہے اور اپنے شہر کو بھول جاتا
ہے۔ مل۔ وہ خواب میں یہ سمجھتا ہے
کہ ہمیشہ سے اسی شہر میں تھا۔
۳۔ عجیب۔ اگر روح اپنے اصلی
وطن کو بھول جائے تو اس پر تعجب نہ
کرے۔ ایں دنیا۔ دنیا کی زندگی ایک
خواب ہے اور خواب اصلی وطن کو بھلا
دیتی ہے۔ چند نوبت۔ خواب میں یہ
تجربہ بار بار ہوا ہے اسی پر دنیا کو قیاس کر
لو۔

خلصہ چندیں شہرہا را گوشتہ
گرددہا از در گہ او نا روفتہ
خصوصاً جبکہ اس نے بہت سے شہروں کو روندنا ہے
اس کے مقام دل سے گرد صاف نہیں ہوئی ہے
اجتہاد گرم ناگردہ کہ تا
دل شود صافی و بیند ماجرا
سخت کوشش نہ کئے ہوئے ہے کہ
دل صاف ہو جائے اور گزشتہ واقعات دیکھ لے
سر بروں آردش از بحر راز
اول و آخر بہ بیند چشم باز
راز کے سمندر سے اس کا دل سر ابلدے
کھلی آنکھ لول اور آخر کو دیکھ لے

بیان اطور و منازل خلقت آدمی از ابتداء خلقت
ابتداء پیدائش سے آدمی کی پیدائش کے مراتب اور حالات کا بیان

آمدہ اول بالقیم جماد
وز جمادی در نبائی او فتاد
پہلے وہ روح جماد کی قلم میں آئی
اور جمادی اقلیم سے نبائی قلم میں آئی
سالہا اندر نبائی عمر کرد
وز جمادی یاد ناورد از نبرد
سالوں نبائی اقلیم میں عمر بسر کی
اور سرکشی کی وجہ سے اپنی جمادی زندگی کو بھلا دیا
نمیش حال نبائی ہیچ یاد
وز جمادی یاد ناورد از نبرد
اس کو نبائی اقلیم کا حال کبھی یاد نہ آیا
خلصہ در وقت بہار و ضمیراں
وز جمادی یاد ناورد از نبرد
خصوصاً بہار اور ضمیراں کے موسم میں
سر میل خود نداند در لباں
وز جمادی یاد ناورد از نبرد
کہ وہ اپنے میل میں اپنے میلان کا خوض نہیں جانتے ہیں
سوی آل پیر جواں سخت مجید
وز جمادی یاد ناورد از نبرد
بزرگ جواں نصیب والے پیر کی جانب
جنبش ایں سایہ ز ایں شاخ گلست
وز جمادی یاد ناورد از نبرد
اس سایہ کی حرکت اسی پھول کی شاخ ہے
پس بداند سر میل و جستجو
وز جمادی یاد ناورد از نبرد
تب میلان اور جستجو کا راز جان لیتا ہے

۱۔ خاصہ روح نے بہت سے
مدارج اور مراتب طے کئے ہیں اور وہ
اس کے شہر میں رہے ہیں۔ گردہا۔
پھر تم نے اپنے قلب کو صفا نہیں رکھا
اگر اس کو مجاہدات کے ذریعہ مصفی کر
لیتے تو وہ روح کے پرانے واقعات
تمہیں دکھا دیتا۔ سر بروں۔ اگر دل
صاف ہوتا ہے تو وہ پوشیدہ راز ک
سمندر میں غوطہ لگا لیتا ہے اور آغاز و
انجام کو آنکھیں سے دیکھ لیتا ہے۔
آمدہ۔ روح نے جو مختلف شہروں میں
سکونت کی ہے اب مولانا اس کی
تفصیل بیان کرتے ہیں۔ وز
جمادی۔ یہی روح پہلے جمادات کے
خطہ میں رہی پھر ترقی کر کے نباتات
کے خطہ میں آئی۔ سالہا۔ عرصہ سال
تک یہ روح نبائی خطہ میں رہی لیکن
اس کو اپنی جمادی حالت بھی یاد نہ آئی۔
۲۔ وز نبائی۔ پھر روح نباتات کے
خطہ سے حیوانی خطہ میں آئی تو اس کو
اپنی نبائی زندگی یاد نہ رہی۔ جو ہماں۔
ہاں صرف اس قدر تو ہے کہ روح موسم
بہار میں اور نازبو کے پھولنے کے
وقت اس کی طرف میلان کرتی ہے
یہ اس کی نبائی زندگی کی یاد ہے۔ ہجو۔
بچا اپنی ماں کے دودھ کی طرف مائل
ہوتا ہے لیکن یہ نہیں سمجھ سکتا کہ میں
اس کے پیٹ میں رہ چکا ہوں۔ ہجو۔
میل مفراط نے مرید کو شیخ کی طرف
میلان ہوتا ہے لیکن وہ اس میلان کا
سبب نہیں سمجھتا ہے۔
۳۔ نورد۔ اب مرید کے شیخ کی
طرف میلان کی جہت بتاتے ہیں کہ اس
کی عقل شیخ کی عقل کا جزو ہے یہ سایہ
ہے اور شیخ شاخ گلست ہو۔ سایہ
اش۔ ایک وقت وہ آئے گا کہ یہ مرید
فنائی اشخ کا مقام حاصل کرے گا تو
اپنے میلان کی وجہ سمجھے گا کہ فرح
اصل کی طرف مائل ہو کر رہے۔



سایہ شاخ درخت اے نیک بخت
اے نیک بخت! درخت کی شاخ کا سایہ
باز از حیواں سوی انسانیش
پھر اس کو حیوان کیا اقلیم سے انسان کی جانب
بچھنیں اقلیم تا اقلیم رفت
وہ اسی طرح ایک اقلیم سے دوسری اقلیم تک چلتی رہی
عقلہای اولینش یاد نیست
اس کو پہلی عقلیں یاد نہیں ہیں
تا رہد زیں عقل پر حرص و طلب
تاکہ میں حرص اور طلب بھری عقل سے نجات پا جائے
گرچہ خفتہ گشت و شد ناسی ز پیش
اگرچہ وہ سو گئی ہے اور پہلے کو بھول گئی ہے
باز ازاں خوابش بہ بیداری کشند
اس کو پھر اس کی نیند سے بیدار کریں گے
گرچہ غم بود آنکہ می خوردم خواب
اگرچہ وہ غم تھا جو میں نے خواب میں اٹھایا
چوں ندانستم کہ آں غم و اعتدال
میں کیوں نہ سمجھا کہ وہ غم اور بیدار ہونا؟
بچھنیں سے دنیا کہ حلم نامم ست
اسی طرح دنیا جو کہ ایک سونے والے کا خواب ہے
تا برآید ناگہاں صبح اجل
یہاں تک کہ اچانک موت کی صبح آ جلتی ہے
خندہ اش گیرد ازیں غمہای خویش
اس کو اپنے غموں پر ہنسی آتی ہے
ہرچہ اندر خواب بنی نیک و بد
تو جو کچھ بھی خواب میں اچھا اور برا دیکھتا ہے

کے مجبّد گر مجبّد ایں درخت
کب حرکت کر سکتا ہے اگر یہ درخت نہ ہلے؟
می گشد آں خلقے کہ دانیش
وہ اللہ تعالیٰ اس کو کھینچتا ہے جس سے تو واقف ہے
تا شد اکنوں عاقل و دانا و زفت
یہاں تک کہ وہ اب عقلمند اور دانا اور قوی ہو گئی
ہم ازیں عقلش تحوّل کردنیست
اس عقل سے بھی اس کو منتقل ہوتا ہے
صد ہزاراں عقل بیند بواجب
وہ عجب قسم کی لاکھوں عقلیں دیکھے
کے گذارندش دراں نسیان خویش
وہ اس کو اس کی بھول میں کب رہنے دیں گے؟
تا کند بر حالت خود ریشخند
تاکہ وہ اپنی حالت پر مذاق اڑائے
چوں فراموشم شد احوال صواب
مجھ سے صحیح احوال کیوں فراموش ہوئے؟
فعل خوابست و فریب ست و خیال
خواب کا کام ہے اور فریب اور خیال ہے
خفتہ پندارد کہ آیں خود دائم ست
سویا ہوا سمجھتا ہے کہ یہ خود ہمیشہ رہنے والی ہے
وار ہد از ظلمت ظن و غل
اور وہ گمان اور فریب کی تاریکی سے نکل جاتا ہے
چوں بہ بیند مستقر و جلی خویش
جب وہ اپنے ٹھہرنے کا مقام اور جگہ دیکھتا ہے
روزِ محشر یک بیگ پیدا شود
قیامت کین ایک ایک ظاہر ہو جائے گا

۱۔ سایہ اگر درخت کی شاخ
حرکت نہ کرے تو سایہ حرکت نہیں کر
سکتا۔ باز از حیواں۔ اللہ تعالیٰ روح کو
پھر حیوانیت سے انسانیت کو مرتبہ پر
پہنچا دیتا ہے۔ بچھنیں۔ غرضیکہ روح
اقلیم تا اقلیم سفر کرتی ہوئی اس حالت
میں پہنچی کہ وہ صاحب عقل ہو گئی
ہے۔ عقلہای۔ روح اپنی گزشتہ
عقلوں سے عاقل ہے پھر اس کی اس
موجودہ عقل سے بھی تبدیل ہوگی۔
۲۔ تا رہد۔ روح کو اس دنیاوی
حرص عقل کو بھی خیر باد کہنا ہے تب
اس کو لاکھوں عجب عقلیں حاصل ہو
جائیں گی۔ اگرچہ۔ اگرچہ انسان
خواب کی حالت میں اپنے واقعات
بھول جاتا ہے لیکن وہ لاحالہ بیدار ہوتا
ہے اور پھر خواب کے واقعات کی فہمی
اڑاتا ہے۔ گرچہ۔ بیدار ہو کر اس کو
تعجب ہوتا ہے کہ میں صحیح واقعات کو
کیسے بھول گیا تھا۔ چوں۔ خواب کے
واقعات کے غم پر کہتا ہے کہ میں یہ
کیوں نہ سمجھا کہ یہ خیالی باتیں ہیں۔
۳۔ بچھنیں۔ دنیا اور جو دنیا کی
زندگی کے خواب میں ہے وہ سمجھتا ہے
کہ یہی حاصل زندگی ہے۔ تا برآید۔
جب موت آتی ہے تو اس کی آنکھ کھلتی
ہے۔ خندہ اش۔ موت کے وقت
جب وہ بیدار ہوتا ہے تو دنیا کے غموں
پر ہنستا ہے۔ ہرچہ۔ دنیا کی زندگی میں
جو برائی یا اچھائی کی ہے وہ قیامت
میں سامنے جائے گی۔

۱ ہنگام بیداری۔ یعنی قیامت کے وقت۔ تانہ پنداری۔ انسان کو اپنے سمجھنا چاہیے کہ اس دنیاوی خواب کی کوئی تعبیر نہیں ہے۔ اس کی تعبیر قیامت میں سامنے آ جائے گی۔ بلکہ دنیا میں ظالموں کے ہمنے کی آخرت میں تعبیر رونما اور چھٹا ہو گا۔ گریہ اگر دنیا میں گریہ و زاری ہو گی تو آخرت میں اس کی تعبیر خوشی ہو گی خواب کی تعبیر عموماً ایسی ہوتی ہے کہ جو یوسف جیسے نیکوں کو دنیا میں ستائے گا وہ آخرت میں بھیڑیا بن کر اٹھ سکے گا۔

۲ گشتہ۔ انسان کی بری عادتیں آخرت میں بھیڑیے بنیں گی اور خود اس کے اعضا کو پھاڑیں گی۔ خون اگر انسان نے کسی کا ناحق خون بہلایا ہے تو وہ خون نہ سوئے گا اور قیامت میں بدلے کا خولہ ہو گا۔ اس قصاص اگر دنیا میں بدلے لے بھی گیا ہو گا تو آخرت کے عذاب سے بھر بھی نجات نہ ملے گی بلکہ دنیا والا بدلہ اس کے مقابلہ میں کھیل سمجھا جائے گا۔ زین لعب۔ قرآن نے دنیا کی زندگی کو کھیل کو سے تعبیر کیا ہے اس کی جہ یہی ہے کہ یہاں کا انتقام آخرت کے انتقام کے مقابلہ میں کھیل کو ہے۔

۳ اس جزا تسکین جنگ و فتنہ است۔ گویا وہ تو محض وقتی فتنہ و فساد فرو کرنے کے لئے لے لیا گیا ہے۔ اس دنیا کے بدلے کی مثال ختنہ کرنا اور آخرت کے بدلے کی مثال خسی کرنا سمجھو اس خولہ۔ یعنی فرعونوں کو دنیا کے مزے ملا لینے دو تا ہم۔ یہ فرعونی جہنم کے بھیڑیوں کی خوراک ہیں وہ بھیڑیے بھول سے غصہ میں ہیں تو ان کو خوب مونا ہونے دو تا کہ ان کو اچھی خوراک ملے۔

آنچه کردی اندرِ خوابِ جہاں
تو نے دنیا کی نیند میں جو کچھ کیا ہے
تانہ پنداری کہ ایں بد کرد نیست
تو ہرگز نہ سمجھ کہ یہ بد کردی
بلکہ ایں خندہ بود گریہ و نفیر
بلکہ یہ ہنسی رونما اور فریاد ہو گئی
گریہ و درد و غم و زاری خود
اپنے رونے اور درد اور غم اور عاجزی کرنے کو

اے دریدہ پوشتین یوسفال
اے یوسفوں کے پوشتین کو پھاڑنے والے
گشتہ گرگاں یک یک خوابے تو
تیری ایک ایک عادت بھیڑیا بن کر
خول نخسپ بعد مرگت در قصاص
قصص کے ملکہ میں تیرے مرنے کے بعد خون ہونے والے گا

ایں قصاص نقد حیلست ساز است
یہ فوری قصاص ایک تدبیر ہے
زیں لعب خواندست دنیا را خدا
خدا نے دنیا کو کھیل کہا ہے

ایں جزا تسکین جنگ و فتنہ است
یہ بدلہ لڑائی اور فتنہ کو دباتا ہے
اس سخن پیاں ندارد موسیا
اے موسیٰ! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے
تاہم زان خوش علف فر بہ شوند
تا کہ سب اس عمدہ گھاس سے مونے ہو جائیں

گردت ہنگام بیداری عیاں
تیرے لئے بیداری کے وقت ظاہر ہو جائے گا
اندرِ خواب و ترا تعبیر نیست
خواب میں ہے اور تیرے لئے تعبیر نہیں ہے
روز تعبیر اے ستمگر بر اسیر
تعبیر کے دن اے قیدی پر ظلم کرنے والے
شادمانی داں بہ بیداری خود
اپنی بیداری کے وقت میں خوشی سمجھ
گرگ بر خیزی ازیں خواب گراں
اس بھاری نیند سے تو بھیڑیا بن کر اٹکے گا
می درانند از غضب اعضائے تو
غصہ سے تیرے اعضا کو پھاڑے گی
تو مگو کہ میرم و یا بم خلاص
تو نہ کہہ کہ مر جاؤں گا اور فک جاؤں گا
پیش زخم آں قصاص ایں بازیست
اس قصاص کے عذاب کے آگے یہ کھیل ہے
کایں جزا لعب ست پیش آں جزا
کیونکہ یہ بدلہ اس بدلے کے مقابلہ میں کھیل ہے
آں چو اعضاء ست دیں چوں ختنہ است
وہ خسی کرنے کی طرح اور یہ ختنہ کی طرح ہے
ہیں رہا گن آں خراں را در گیا
ہاں اور گدھوں کو گھاس میں چھوڑ دے
ہیں کہ گرگانند مارا خشم مند
خبردار! بدلے بھیڑیے غصہ میں ہیں



بیان آنکہ خلق دوزخ گر سنگاں اند و نالاں اندواز حق خواہاں
اس کا بیان کہ دوزخ کی مخلوق بھوک اور نالاں ہے اور اللہ تعالیٰ سے چاہتی ہے
کہ روزیہیلی مارا فربہ گرداں و زود بما رساں کہ مارا صبر نماںد
کہ ہادی خداک کو موٹا بنا دے اور جلد ہمارے پاس پہنچا دے کیونکہ ہمارا صبر ختم ہو گیا ہے

۱۔ نالہ گر نالاں۔ میرے علم میں
ہے کہ ڈبھیرا بے بھوک سے فریاد کر
رہے ہیں مجھ ان کو ان کی خواہ کہ بتانا
ہے۔ اس خراں۔ آپ نے اپنی خوش
کلامی کی کیسیا سے ان کو آدمی بنانا چاہا
لیکن ان کے حقد میں آدمی بنانہ
تھا۔ پس فروان پر نعمت کا لاف اڑھا
دیا کہ یہ غفلت کی نیند سو جائیں۔

۲۔ تاج۔ جب اس غفلت سے
بیدار ہوئے تو مجلس ختم ہو چکی ہوگی نہ
جمع ہوگی نہ ساقی یعنی تم سے اور تمہاری
ہدایت سے فائدہ اٹھانے کا وقت نہ
رہے گا۔ داشت۔ ان کی سرکشی
تمہارے لئے حیران کن بھی اب
حسرت کا مزہ چکھیں گے تاکہ
ہمارے انصاف کا تقاضہ ہوگا کہ ہم
ان کو ان کے برے اعمال کی بری سزا
دیں۔ کلن شے۔ جس خدا کو وہ نہیں
دیکھتے تھے وہ خدا ان کے ساتھ تھا۔
۳۔ چوں خرد۔ مولانا مثال سے
سمجھاتے ہیں کہ خدا کی طرح اور بھی
چیزیں ہیں جن کو انسان نہیں دیکھ پاتا
ہے اور وہ اس کے ساتھ ہوتی ہیں
انسان اپنی عقل کو نہیں دیکھتا ہے لیکن
وہ انسان کے ساتھ ہے نیست
قاصر۔ تو اپنی عقل کو دیکھنے سے قاصر
ہے لیکن تیری عقل تجھے دیکھنے سے
قاصر نہیں ہے چرچ۔ جب نظر نہ
آنے والی عقل تیرے ساتھ ہے تو اگر
اس طرح اس کا خالق خدا تیرے
ساتھ ہو تو کیا تعجب ہے

ایں خراں را طعمہ ایشاں
ہم ان گدھوں کو ان کی خداک بنائیں گے
از لب تو خواست کردن آدمی
تیرے ہونٹ سے ان کو آدمی بنانا چاہا
آں خراں را طالع و روزی نبود
ان گدھوں کا نصیب اور مقد نہ تھا
تا برد شاں زود خواب غفلتی
تاکہ غفلت کی نیند ان کو جلد سلا دے
شمع مُردہ باشد و ساقی شدہ
شمع گل ہو چکی ہو اور ساقی روانہ ہو چکا ہو
پس بنوشند از جوا ہم خسرتے
تو بدلے میں وہ حسرت چکھیں گے
در جوا ہر زشت را در خوردہد
ہر برے کو مناسب بدلہ دے
بُود بالیشاں نہاں اندر معاش
وہ زندگی میں ان کے ساتھ پوشیدہ تھا
گرچہ زو قاصر بود ایں دیدنت
اگرچہ تیرا یہ دیکھنا اس سے عاجز ہے
از سکون و جُنبشت در امتحال
تیرے سکون اور حرکت سے آزمائش میں
باتو باشد در سکون و نقل نیز
تیرے ساتھ ہو سکون اور منتقل ہونے میں بھی

نالہ ۳۔ گرگان خود را موقیم
ہمیں اپنے بھیڑوں کے رونے کا یقین ہے
ایں خراں را کیمی خوش دمی
ان گدھوں کو خوش کلامی کی کیسیا نے
لوئے کردی بدعت لطف وجود
تو نے دعوت دینے میں بہت مہربانی اور سخاوت کی
پس فرو پوشاں لحاف نعمتی
تو ان کو اپنے انعام کا لحاف اڑوھا دے
تاجو ۲۔ بچند از جنیں خواب ایں رده
تاکہ یہ گدھ جب ایسی نیند سے بیدار ہوں
داشت طغیاں شاں تراور حیرتے
ان کی سرکشی نے تجھے حیرانی میں مبتلا کر دیا ہے
تاکہ عدل ما قدم بیروں نہد
تاکہ ہمارا انصاف ظاہر ہو جائے
کاں شے کہ می ندیدندیش فاش
کیونکہ وہ شے جس کو وہ ظاہر میں نہیں دیکھتے
چوں ۳۔ خرد بائست مشرف بر تننت
جیسا کہ عقل تیرے ساتھ تیرے جسم کی نگراں ہو
نیست قاصر دیدن اوے افلاں
اے فلاں! اس عقل کا دیکھنا قاصر نہیں ہے
چہ عجب گر خالق آں عقل نیز
تو تعجب کیا ہے؟ اگر اس عقل کا پیدا کرنے والا بھی

بعد ازاں عقلش ملامت می کند

اس کے بعد اس کو عقل ملامت کرتی ہے

کنز حضور ستش ملامت کرنے

کیونکہ اس کا ملامت کرنا اس کی موجودگی کی دلیل ہے

در ملامت کے ترا سلی زوے

لامت میں کب تیرے طمانچہ ملتی؟

کے چناں کردے جنوں و نفس تو

تو میرا پاگل پن اور گری کب ایسا کرتی؟

زاں بدانی قرب خورشید و جود

تو اس سے وجود کے سورج کی نزدیکی جان لے

نیست از پیش و پس و سفل و علو

جو آگے اور پیچھے اور نیچے اور اوپر سے نہیں ہے

کہ نیاید بحث عقل آن راہ را

کیونکہ عقل کی بحث اس کا راستہ نہیں پاتی ہے

پیش اصبح یا پیش یا چپ و راست

انگی کے آگے یا اس کے پیچھے یا بائیں اور دائیں سے

وقت بیداری قرینش می شود

بیداری کے وقت اس کے ساتھ ہوتی ہے

کاصبعت بے او ندارد منفعت

کیونکہ تیری انگلی میں اس کے بغیر نفع نہیں رکھتی ہے

ازچہ رہ آمد بغیر شش جہت

بغیر چھ جہت کے کس راستہ سے آیا ہے؟

بے جہت داں عالم امر و صفات

عالم امر و صفات کو بے جہت کا سمجھ

از اُخر غافل شود بر بد تند

عقل سے غافل ہوتا ہے اور برائی کرتا ہے

تو شدی غافل ز عقلت عقل نے

تو اپنی عقل سے غافل بنا ، عقل نہ بنی

گر نبودے حاضر و غافل بدے

اگر وہ حاضر نہ ہوتی اور غافل ہوتی

و را زو غافل نبودے نفس تو

اگر تیرا نفس اس سے غافل نہ ہوتا

پس اثر عقلت چو اضطراب بود

تو تیری عقل اضطراب کی طرح ہے

قرب بیچون ست عقلت را بتو

تیری عقل کا تجھ سے قرب بے کیف ہے

قرب بیچون چوں نباشد شاہ را

تو شاہ کا قرب بے کیف کیوں نہ ہو گا؟

نیست آن جنبش کہ اصبح تراست

وہ حرکت نہیں ہے جو تیری انگلی میں ہے

وقت خواب و مرگ ازوے میرود

موت اور نیند کے وقت وہ اس سے چلی جاتی ہے

ازچہ رہ می آید اندر اصبعت

وہ تیری انگلی میں کس راہ سے آتی ہے؟

نور چشم مرد مک در دیدہ ات

آنکھ کی پتلی کا نور تیری آنکھ میں

عالم خلق ست باسوی و جہات

عالم خلق جانب اور جہتوں والا ہے

۱۔ ازخود انسان غلطی کرتے وقت

عقل سے غافل ہو جاتا ہے پھر عقل

اس کو ملامت کرتی ہے کنز حضور۔

عقل کا ملامت کرنا اس کی دلیل ہے

کہ وہ تجھ سے اور تیرے کام سے

غافل نہ تھی۔ سلی۔ طمانچہ۔ وہ اس

غلط کا کرنا اس کی دلیل ہے کہ تو اس

وقت عقل سے بیگانہ تھا۔

۲۔ پس ترا تیری عقل حضرت

حق تعالیٰ کے قرب کو سمجھنے کا ذریعہ

ہے اس کی مثال سے تو سمجھ لے

اضطراب۔ وہ آگہ جس سے نجوی

چاند سورج تاروں کے فاصلے معلوم

کرتے ہیں۔ خورشید وجود حق

تعالیٰ۔ بیچون۔ یعنی بے کیف عقل

کا انسان سے قرب جہتوں سے

متصف نہیں ہے قرب بیچون۔ اللہ

تعالیٰ جس کی ذات خود کم اور کیف

سے بالاتر ہے اس کا قرب بھی ان

کیفیتوں سے بالاتر ہے۔ نیست

آن۔ مولانا بے کیف و کم کے قرب

کی دوسری مثال پیش کر رہے ہیں

انگی حرکت کو ان کی۔ سے جو قرب ہے

وہ بے کیف ہے۔

۳۔ وقت خواب۔ انسان کے

سوتے میں اس کی انگلی کو حرکت نہیں

ہوتی بیداری کے بعد فوراً حرکت آ

جاتی ہے۔ ازچہ رہ۔ کوئی نہیں بتا سکتا

کہ یہ حرکت انگلی میں کس طرف سے

آتی ہے۔ نور چشم۔ آنکھوں میں روشنی

کی آمد بھی جہت سے منزہ۔ عالم

خلق۔ وہ عالم ہے جو مادی اور زبانی

ہے وہ جانب اور جہت سے متصف

ہے عالم امر وہ عالم ہے جس کی

پیدائش لفظ کن سے ہوئی ہے اور وہ

مادی اور زمینی نہیں ہے وہ مجربات کا

عالم ہے جبکہ عالم امر مادہ اور جہت



سے منزہ ہے تو امر یعنی حضرت حق تعالیٰ جسے کلمہ کن فرمایا ہے بدیع الہی جہت اور جانب سے پاک ہوگا۔

بے جہت دال عالم امر اے صنم
اے صنم! عالم امر کو بے جہت سمجھ
بے جہت بد عقل اے وعلام البیاض
عقل بے جہت تھی اور بیان کا جان کار
بے تعلق نیست مخلوقے بدو
کئی مخلوق اس سے بے تعلق نہیں ہے
زانکہ فصل و وصل نبود در رواں
کیونکہ روح میں فصل اور وصل نہیں ہے
غیر فصل و وصل پے براز دلیل
دلیل سے فصل اور وصل کے علاوہ کا پتہ لگا
پے پیایا پے می براز دوری ز اصل
پے پے اصل سے دوری کا پتہ لگا
اس تعلق را خرد چوں پے پرد
عقل اس تعلق کا کیسے پتہ لگائے؟
زیں وصیت کرد مارا مصطفیٰ
اسی وجہ سے مصطفیٰ نے ہمیں وصیت کی ہے
آنکہ در آتش تفکر کرد نیست
جو غور و فکر اس کی ذات میں کرتا ہے
ہست سچ آں پندار او زیر ابراه
یہ محض اس کا خیال ہے کیونکہ راستہ میں
ہر یکے در پردہ موصول جوست
ہر ایک ایک پردے کا وصل چاہنے والا ہے
پس پیمبر دفع کرد اس وہم ازو
تو پیغمبر نے اس سے اس وہم کو دفع کر دیا

بے جہت ہم باشد آمر لا جرم
لا محالہ امر کرنے والا بھی بے جہت ہو گا
عقل تر از عقل و جاں تر ہم ز جاں
عقل سے بھی زیادہ عقل اور جان سے بھی زیادہ جان ہے
آں تعلق ہست بیچوں اے عمو
اے چچا! وہ تعلق بلا کیف ہے
غیر فصل و وصل نندیشد گماں
گمان فصل اور وصل کے علاوہ نہیں سوچتا ہے
لیک پے بردن نہ شناسد علیل
لیکن پتہ لگانا پتہ نہیں جانتا
تارگ مردیت آرد سوی وصل
تاکہ مرداگی کی رگ تجھے وصل کی جانب لے پئے
بستہ فصل ست وصل است اس خرد
یہ عقل تو فصل اور وصل سے وابستہ ہے
بحث کم جوئید در ذات خدا
کہ ذات خدا میں بحث نہ کرو
در حقیقت آں نظر در ذات نیست
حقیقتاً وہ غور و فکر ذات میں نہیں ہے
صد ہزاراں پردہ آمد از الہ
خدا کی جانب سے لاکھوں پردے ہیں
وہم او آن ست کال عین خود اوست
اس کا خیال یہ ہے کہ وہ اس کا عین ہے
تا نباشد در غلط سودا پسر او
تاکہ وہ غلطی میں خیالی (دیگ) پکانے والا نہ بنے



کرنے والا کسی پردے سے وابستہ ہو گیا ہے اور اسی کو اللہ کی ذات کا عین سمجھ رہا ہے۔

۱۔ عقل۔ عقل بھی بے جہت
چیز ہے جو اللہ تعالیٰ جو عقل کی بھی عقل
اور جان کی بھی جان ہے کیوں جہت
سے پاک نہ ہوگا۔ بے تعلق مخلوق کا
خالق سے جو تعلق ہے وہ بھی کیفیت
سے بالاتر ہے۔ زائد روح مادہ سے
پاک ہے لہذا اس میں نہ فصل کی
صفت ہے نہ وصل کی لیکن انسان کا
خیال و گمان وصل اور فصل کے علاوہ
کوئی تعلق نہیں سمجھتا ہے۔ غیر فصل۔
ہماری بیان کردہ دلیل سے پتہ لگائے
کہ اتصال اور انفصال کے علاوہ بھی
کوئی تعلق ہے لیکن وہ محض جو نفسانی
پہلوؤں میں جتا ہے وہ پتہ نہیں لگا
سکتا بعض نسخوں میں نہ بنشاند
علیل۔ اس کے معنی یہ ہوں گے
محض پتہ لگانا پیاس نہیں سمجھتا ہے
پیاس جب بجھے گی جبکہ مشاہدہ
حاصل ہو جائے گا۔
۲۔ بے پایاں اگر انسان مسلسل
یہ سوچے گا کہ مجھے ذات خداوندی
سے دوری ہے تو مرداگی کی رگ اس کو
وصل کی طرف لے جائے گی۔ اس
تعلق۔ جو عقل محض اتصال اور
انفصال کے تعلق کو ہی سمجھ سکتی ہے وہ
اللہ سے مخلوق کے تعلق کا پتہ نہیں بتا
سکتی۔ زیں۔ چونکہ عقل اس کو نہیں
سمجھ سکتی اسی لئے آنحضرتؐ نے فرمایا
تَفَكَّرُوا فِي اللَّهِ تَفَكَّرُوا فِي خَلْقِ اللَّهِ وَلَا
تَفَكَّرُوا فِي اللَّهِ تَفَكَّرُوا فِي خَلْقِ اللَّهِ تَفَكَّرُوا فِي خَلْقِ اللَّهِ تَفَكَّرُوا فِي خَلْقِ اللَّهِ
کہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں غور نہ کرو۔
آنکہ کیونکہ ذات کا تصور ناممکن ہے
لہذا اس میں تفکر بھی ناممکن ہے۔
۳۔ هست۔ ذات میں غور و فکر کرنا
ذات میں غور کرنا نہیں ہے بلکہ محض
اپنے ایک مفروضہ میں غور کرنا ہے
کیونکہ ذات اور مخلوق میں کروڑوں
پردے ہیں۔ ہر یکے ذات میں غور

وانکہ اندر وہم او ترک ادب
کیونکہ اس کے وہم میں پڑنا ادب کو چھوڑنا ہے
سرنگونی آں بود کو سوی زیر
سرنگونی پن یہ ہے کہ نیچے کو
زانکہ حد مست باشد ایں چنیں
کیونکہ مدوش کی یہ تعریف ہے
در عجہایش بفکر اندر روید
اس کے عجائب میں غور کرو
چوں ز صنعتش ریش و سبک گم کنید
جب تم اس کی صنعت میں حیرن ہو جاؤ گے
جز کہ لا اھی نگوید او ز جل
صل سے ملے اس کے کھنکھانے میں نہیں کر سکتا
چوں بیانش بجدست اے بواہوس
اے بواہوس! چونکہ اس کا بیان لا محدود ہے

۱۔ و تلب ذات خدا میں مشغولیت نہ ہو اور اہم میں مبتلا ہو یہ خدا کے ساتھ چلائی ہے جس کی سزا سرنگونی ہے۔ سرنگونی۔ لوندھے پن کا یہی مطلب ہے کہ انسان نیچے گر رہا ہو اور یہ سمجھے میں اوپر چڑھ رہا ہوں۔ حدست۔ مست کی تعریف یہی ہے کہ وہ زمین اور آسمان یعنی نیچے اور اوپر میں فرق نہیں کر سکتا۔ در عجہایش۔ خدا کی عجیب صنائی میں غور کرنا چاہیے اور اس کی عظمت و ہیبت میں گم ہو جانا چاہیے۔ چوں۔ جب اللہ تعالیٰ کی کارگیری میں غور کرو گے تو تم پر اپنی حقیقت کھل جائے گی اور خاموشی اختیار کر لو گے۔

۲۔ تجوک۔ اب تم یہ کہو گے لا اخصی نناء علیک فت کما انشیت علی نفسک یعنی میں تیری تعریف کا احاطہ نہیں کر سکتا تو ویسا ہی ہے جیسی تو نے خود اپنی تعریف کی ہے۔ چوں بیانش۔ اب مولانا فرماتے ہیں کہ چونکہ اس کی تعریف کا بیان ختم نہ ہونے والا ہے لہذا اس میں بحث ختم کر دینی چاہیے اور خاموشی اختیار کرینی چاہیے۔

۳۔ رخن۔ حضرت ذوالقرنین اور کوہ قاف کے مکالمہ سے یہی سمجھایا ہے کہ اوصاف باری تعالیٰ کا بیان ناممکن ہے۔ ذوالقرنین۔ ایک نیک دل بادشاہ تھا جس کا نام سکندر تھا یہ سکندر دہلی سے بہت پہلے گزرا ہے۔ وقاف۔ ایک پہاڑ ہے لیکن فارسی لہجہ میں اس کے بارے میں بہت سے فرضی افسانے مذکور ہیں۔

رخن ۳ ذوالقرنین بکوہ قاف و در خواست کردن کہ اے
حضرت ذوالقرنین کا کوہ قاف کے پاس جانا اور درخواست کرنا کہ اے قاف
قاف از عظمت صفات حق تعالیٰ شممہ باما بگو و جواب او
ہمیں کچھ تھوڑی سی اللہ تعالیٰ کی صفائی کی عظمت بتا دے اور اس کا جواب
کہ صفت عظمت حق تعالیٰ بہ تقریر درنیاید ولا بہ کردن ذوالقرنین
دینا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی بڑائی کی تعریف تقریر میں نہیں آ سکتی اور ذوالقرنین کی
کہ از انچہ تو اں گفت و بخاطر داری شممہ بگو
خوشامد کرنا کہ جس قدر بتایا جاسکتا ہے اور جو جانتا ہے کچھ بتا دے

رفت ذوالقرنین سوی کوہ قاف دید کہ را کز زمرد بود صاف
ذوالقرنین کوہ قاف کی جانب گئے انہوں نے پہاڑ کو دیکھا کہ وہ زمرد سے زیادہ صاف تھا



گردِ عالم حلقہ گشتہ آلِ محیطِ

وہ گھیرنے والا دنیا کے چاروں طرف حلقہ کئے ہوئے ہیں

گفت تو کوہی دگرہا چيستند

انہوں نے کہا تو پہاڑ ہے دوسرے کیا ہیں؟

گفت رگہای من اندآں کوہہا

اس نے کہا 'وہ پہاڑ میری رگیں ہیں

من بہ شہرے رگے دارم نہاں

ہر شہر میں میری رگ چھپی ہوئی ہے

حق ۱ چو خوابد زلزله شہرے مرا

جب اللہ تعالیٰ کسی شہر میں زلزلہ (دلانا) چاہتا ہے تو مجھے

پس بجبنا من آلِ رگ را بقرہ

میں غصہ سے اس رگ کو ہلا دیتا ہوں

چوں بگوید بس شود ساکن رگم

جب وہ بس کہہ دیتا ہے میری رگ ساکن ہو جاتی ہے

بچو مرہم ساکن و بس کارکن

جیسا کہ مرہم ساکن اور بہت کار گزار ہے

نزداں ۲ کس کہ نداند عقلش ایں

جس کی عقل اس کو نہیں سمجھتی ہے اس کے نزدیک

ایں بخاراتِ زمیں نبود بداں

سمجھ لے یہ زمین کے بخارات نہیں ہیں

ماند حیراں اندراں خلقِ بسیط

اس وسیع مخلوق میں حیران رہ گئے

کہ بہ پیشِ عظم تو باز لیستند

کہ تیری بڑائی کے سامنے جہیں میں

مثلِ من نبوند در حُسن و بہا

وہ خوبصورتی اور قیمت میں میری طرح نہیں ہیں

برِ عرومِ بستہ اطرافِ جہاں

دنیا کے اطراف میری رگوں سے بندھے ہوئے ہیں

امر فرماید کہ جُباںِ عرقِ را

حکم دے دیتا ہے کہ رگ کو ہلا دے

کہ بداں رگ متصل گشتِ ست شہر

جس رگ سے وہ شہر ملا ہوا ہے

ساکنم و زروی فعلِ اندرِ تگم

میں بظاہر ساکن ہوں لیکن عمل کے اعتبار سے مصروف ہوں

چوں خرد ساکن و زو جُباںِ سخن

جیسے کہ عقل ساکن ہے لہذا اس کی وجہ سے حرکت میں ہے

زلزلہ ہست از بخاراتِ زمیں

زلزلہ زمین کے بخارات کی وجہ سے ہے

ز امرِ حق ست وازاں کوہِ گراں

اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس بھاری پہاڑ کی وجہ سے ہیں

۱۔ محیط۔ گھیرنے والا یعنی وہ پہاڑ
تمام دنیا کو اپنے حلقہ میں لئے ہوئے
تھا۔ گفت۔ ذوالقرنین نے کہا تیری
بڑائی کے مقابلہ میں ان پہاڑوں کی
کوئی حیثیت نہیں ہے۔ رگہای۔ کہ
۲۔ من۔ نے کہا وہ پہاڑ میری جڑیں ہیں
جڑوں اور اصل یکساں نہیں ہوتی اس لئے
تم ان کو دیگر پہاڑ سمجھ رہے ہو۔ من
بہر شہرے۔ دنیا کے ہر شہر کے نیچے
میری رگ ہے اس طرح تمام دنیا
میری رگوں پر آباد ہے۔

۲۔ حق۔ جب اللہ تعالیٰ کسی شہر
پر زلزلہ نازل فرمانا چاہتا ہے تو مجھے حکم
دیدتا ہے میں اپنی وہ رگ ہلا دیتا
ہوں اور اس شہر میں زلزلہ آ جاتا ہے۔
چوں بگوید۔ جب مجھ سے کہنے کا حکم دیتا
ہے تو وہ میری رگ ساکن ہو جاتی ہے
بظاہر میں ساکن ہوں لیکن اللہ تعالیٰ
کے احکام میں میری تگم دو جلدی
ہے۔ بچو۔ ساکن رہ کر کام کرنے
کی مثل مرہم اور عقل ہے۔

۳۔ نزداں کس۔ جس کی عقل
میں یہ بات نہیں آتی وہ زلزلہ کا اصلی
سبب زمین کے بخارات کو سمجھتا ہے
لیکن حاصل زلزلہ کا سبب خدائی حکم
اور کوہِ قاف ہے۔ بیان۔ اس سے یہ
ثابت کیا ہے کہ جو عقلمند ہیں وہ
مسبب الاسباب پر نظر رکھتے ہیں کم
عقل سبب کو ہی جانتے ہیں۔

بیانِ آنکہ مور کے برکاند می رفت نوشتنِ قلم دید قلم را ستودن

اس کا بیان کہ ایک چھوٹی سی چیونٹی کانگد پر چل رہی تھی اس نے قلم کا لکھنا دیکھنا قلم کی تعریف

گرفت مورے دیگر کہ چشمش تیز بین بود گفت ستائیش انگشتاں

کرنی شروع کر دی دوسری چیونٹی جس کی آنکھ تیز دیکھنے والی تھی اس نے کہا انگلیوں کی

راگن کہ ایں ہنر از ایشاں می بینم مورے دیگر کہ از ہر دو چشم او

تعریف کر کیونکہ میں یہ ہنر ان کا سمجھتی ہوں تیسری چیونٹی جس کی آنکھیں دونوں سے زیادہ

تیز تر بُود گفت من ستایش باز و کنم کہ انگشتاں فرع وے اُند
تیز تھیں بولی میں بازو کی تعریف کرتی ہوں کیونکہ انگلیاں اس کی فرع ہیں

مور ۱ کے بر کاغذے دید او قلم
ایک چھوٹی سی چیونٹی نے کاغذ پر قلم کو دیکھا
کہ عجائب نقشبہا آں کلک کرد
کہ قلم نے عجیب نقش کھینچے ہیں
گفت آں مور صبح ست آں پیشہ ور
اس چیونٹی نے کہا ' انگلی کا گزار ہے
گفت آں مور ۲ سوم کز بازو است
تیسری چیونٹی نے کہا کہ وہ بازو کی وجہ سے ہے
پچھنیں می رفت بالا تائیکے
بات اسی طرح اوپر کو چلتی رہی یہاں تک کہ
گت کز صورت مہید ایں ہنر
اس نے کہا اس ہنر کو جسم کا نہ سمجھو
صورت آمد چوں لباس و چوں عصا
جسم بمنزلہ لباس اور لٹھی کے ہے
بیخبر بُود او کہ آں عقل و فواد
وہ اس سے بے خبر تھی کہ عقل اور دل
یک ۳ زماں از وے عنایت برگند
تھوڑی دیر کے لئے وہ اس پر مہربانی کرنا بند کر دیتا ہے

باز اِتماس کردن ذوالقرنین از کوہ قاف و بیان عجائب از ثنای حق
ذوالقرنین کا دوبارہ کوہ قاف سے درخواست کرنا اور اللہ تعالیٰ کی تعریف میں عجائب کا بیان

چونکہ کوہ قاف در نطق سفت
جب کوہ قاف نے گویائی کا موتی پرویا
چونکہ کوہ قاف گویا یافت ذوالقرنین گفت
چونکہ ذوالقرنین نے اس کو بولتا پایا تو کہا
از صفات حق بکن با من بیاں
اللہ تعالیٰ کی صفات مجھ سے بیان کر دے

۱۔ مور کے مور چیونٹی کا قاف تغیر کا اور یا وحدت کی ہے۔ راز۔ یعنی قلم کاری دیکھنا۔ کلک۔ قلم۔ ریحان۔ ناز بو ہر خوشبودار پودہ۔ سون۔ ایک نیلگوں پھول ہے۔ وہ۔ گلاب صبح۔ ای چیونٹی نے کہا کہ یہ قلم کا ہنر نہیں بلکہ اصل کارگیری کاتب کی انگلیوں کی ہے۔
۲۔ مور سوم۔ تیسری چیونٹی نے کہا کہ وہ اصل یہ کام بازو کا ہے۔ فطن۔ سمجھدار۔ کز صورت۔ اس کارگیری کا اصل سبب جسم نہیں روح ہے۔ صورت۔ جسم روح کا ایک لباس اور آگے ہے نقش عقل اور جان بنائی ہے۔ بے خبر۔ وہ چیونٹی بھی اس سے بے خبر تھی کہ عقل اور جان خدا کی تحریک پر عمل کرتی ہے۔
۳۔ یک زماں۔ اگر اللہ تعالیٰ عقل سے تھوڑی دیر کے لئے اپنی مہربانی ہٹا لیتا ہے تو عقل بے عقلی کے کام کرنے لگتی ہے۔ چونکہ جب ذوالقرنین نے کوہ قاف کو بولتا دیکھا تو اس سے درخواست کی۔ کہ اسے کوہ قاف تو اللہ کی صفات سے واقف ہے ہمیں اس کی صفات سے آگاہ کر دے۔

گفت از و کاں وصف ذہن ہا بر ترست
اس نے کہا جا، کیونکہ وہ صفت اس سے بالاتر ہے
یا قلم راز ہرہ باشد کہ بسر
یا قلم کی یہ مجال ہو کہ نوک سے
گفت کمتر و استانی باز گو
انہوں نے کہا تھوڑی سی داستان سنا دے
گفت اینک دشت سیہ صد سالہ راہ
اس نے کہا یہ تین سو سالہ مسافت کا جنگل
کوہ ۲ بر گہ بے شمار و بے عدو
پہاڑ بالائے پہاڑ بے شد اور ان گنت
کوہ بر فنی می زند بر دیگرے
برف کا پہاڑ دوسرے (پہاڑ) پر پڑتا ہے
کوہ بر فنی می زند بر کوہ برف
برف کا پہاڑ برف کے دوسرے پہاڑ پر گرتا ہے
گر نبودے آتچنیں وادی شہا
اے بادشاہ! اگر اس طرح کا جنگل نہ ہوتا
غافلاں را کوہی برف داں
غافلوں کو برف کے پہاڑ سمجھ
گر نبودے عکس ۳ جہل برف باف
اگر برف کی سی ساخت کے جہل کا عکس نہ ہوتا
آتش از قہر خدا خود ذرہ ایست
جہنم کی آگ اللہ کے قہر کا ایک ذرہ ہے
با چنیں قہرے کہ زفت و فائق ست
ایسے قوی اور بڑھے ہوئے قہر کے باوجود
سبق بیچون و چوگنہ معنوی
یہ آگے ہونا بغیر کیف اور کیفیت کے معنوی ہے

کہ بیاں بروے تواند برد دست
کہ بیان اس پر قابو پا سکے
بر نویسند بر صحائف زان خبر
وہ صحیفوں میں اس کی بابت لکھ دے
از عجہلی حق اے حیر نکو
اللہ کی عجائب کی اے اچھے عالم!
کوہی برف پر کردہ است شاہ
شاہ نے اس کو برف کے پہاڑوں سے بھر دیا ہے
میر سد در ہر زماں فرش مدد
ہر وقت ان کو برف کی مدد پہنچتی ہے
می رساند برف سردی تاثرے
برف ٹھنڈک کو زمین کی تہ تک پہنچاتا ہے
دمبدم ز انبار بجمد و شگرف
ہر وقت بے حد اور عجیب بوجھ سے
تفت دوزخ محو کر دے مرا
دوزخ کی سوزش مجھے مٹا دیتی
تانسو زد پردہلی عاقلان
تاکہ عقلمندوں کے پردے نہ پھٹک جائیں
سوختے از نار شوق آل کوہ قاف
تو عشق کی آگ سے وہ کوہ قاف جل جاتا
بہر تہدید لئیمال درہ ہیست
وہ کمینوں کو ڈرانے کے لئے ذرہ ہے
بر لطفش ہیں کہ بروے سابق ست
اس کے کرم کی ٹھنڈک کو دیکھ جو اس سے آگے ہے
سابق و مسبوق دیدی بے دوئی
تو نے بغیر دوئی کے آگے ہوئے نظر اچھے جانے ملا رکھا

۱۔ گفت۔ کوہ قاف نے کہا اللہ
تعالیٰ کے اوصاف بیان سے بالاتر
ہیں۔ یا قلم۔ نہ قلم میں یہ طاقت ہے
کہ ان کو تحریر کر سکے۔ حیر۔ بڑا عالم۔
گفت۔ کوہ قاف نے قدرت کے
عجائب کا بیان شروع کیا اور کہا کہ یہ
جنگل اتنا وسیع ہے کہ تین سو سال کی
مسافت کا ہے اس کو خدا نے برف
سے پر کیا ہے اور اس پر برف کی
چھٹی رہتی ہیں۔

۲۔ کوہ۔ اس جنگل میں اللہ تعالیٰ
نے برف کے پہاڑ جمع کر دیے
ہیں۔ گر نبودے۔ اس میں یہ حکمت
ہے کہ اگر اس جنگل کے برف کے
پہاڑوں کی ٹھنڈک نہ ہوتی تو دوزخ
کی آگ کی گرمی مجھے پھونک ڈالتی۔
غافلاں۔ اگر غافلوں کی غفلت کا اثر
عارفوں کے دل پر نہ پڑتا تو عارفوں کا
شوق ان کو جلا ڈالتا۔

۳۔ عکس۔ غافلوں کی غفلت کا
اثر عارفوں کے دل پر بھی اثر کرتا ہے
جو برف کے پہاڑ کوہ قاف کے لئے
کر رہے ہیں۔ آتش۔ دوزخ کی
آتش جس کی تاثیر کا اس قدر بیان ہوا
ہے کہ اللہ کے قہر و غضب کا ایک ذرہ ہے۔
با چنیں۔ لیکن قہر و غضب کی اس
حالت کے باوجود اللہ تعالیٰ کے کرم کی
ٹھنڈک اس سے بڑھی ہوئی ہے۔
سبق۔ رحمت کی غضب پر مستی
سبق نہیں ہے بلکہ معنوی ہے
رحمت اور غضب دونوں اللہ کی صفت
امداد کی صفتیں ہیں اور امداد عین
ذات باری تعالیٰ ہے لہذا یہاں سابق
اور مسبوق ہونا ایک چیز کی صفت
ہے۔

کہ عقول خلق زں کان یک دوست

کیونکہ مخلوق کی عقلیں اس کان میں ایک جوی برابر ہیں

کے رسد بر چرخ دیں مرغِ گلین

دین کے آسمان پر مٹی میں سنا پرند کب پہنچ سکتا ہے

زانکہ نشو اوز شہوت وز ہواست

کیونکہ اس کا نشو و نما شہوت اور نفسانی خواہش ہے

تاز رحمت پشت آبد حملے

تاکہ رحمت کا کباب تیرے سامنے آ جائے

گر بے گوئی تکلف می گنی

اگر تو "ہاں" کہے "تکلف برتے گا

قہر بر بند دیداں نے روزنت

اس "نہیں" سے قہر تیرا روزن بند کر دے گا

تا در آید نصر حق از پیش و پس

تاکہ اللہ تعالیٰ کی مدد آگے اور پیچھے سے آ جائے

با زبان حال گفتی اہلنا

زبان حال سے تو ہمیں ہدایت دے کہے گا

می شود آں زفت نرم و مستوی

وہ بڑا نام اور ہموار ہو جائے گا

چونکہ عاجز آمدی لطف و برست

جبکہ تو عاجز ہو گیا تو مہربانی اور بخلائی ہے

گر ندیدی آں بود از فہم پست

اگر تو نے نہیں دیکھا تو یہ ناقص عقل کی وجہ سے ہے

عیب بر خود نہ نہ بر آیات دیں

اپنا عیب سمجھ نہ دین کی آیتوں کا

مرغ را جولاں گہ عالی ہواست

تیرے پرند کی بلند پرواز گاہ فضا ہے

پس تو حیراں باش بے لا و بے

بس تو حیران رہ بغیر نہیں اور ہیں کے

چوں ز فہم ایں عجائب کودنی

جبکہ تو ان عجائب کے سمجھنے میں نائل ہے

وَر ۲ بگوئی نے زند نے گردنت

اگر تو "نہیں" کہے گا "نہیں" تیری گردن کاٹ دیگی

پس ہمیں حیران و والہ باش و پس

تو اسی طرح سے حیران اور سرگشتہ رہ اور بس

چونکہ حیراں گشتی و گنج و فنا

جبکہ تو حیران ہو گا اور ناچیز اور فنا

زفت زفت ست و چولرزاں میثوی

ہا ہا ہی ہے اور جب تو لرز گیا

زانکہ ۳ شکل زفت بہر منکرست

کیونکہ ہر شکل منکر کے لئے ہے

۱۔ گر ندیدی۔ ایک ہی چیز سابق بھی ہو اور مسبوق بھی اگر یہ تیری سمجھ میں نہیں آیا تو یہ تیری عقل کا نقصان ہے اور انسانوں کو عقل کا تھوڑا سا حصہ ملا ہے جو دنیا کی آکاشوں میں ہے اس کی پرواز اعلیٰ علوم کی طرف نہیں ہوتی۔ مرغ۔ پرند کی پرواز صرف آسمان کی فضا میں ہے اسی طرح ناقص عقل کی پرواز کا حل ہے پس۔ رحمت اور غضب کے سابق اور مسبوق ہونے کو اگر تو نہیں سمجھ سکا ہے تو اس کا اثر اور انکار نہ کر بلکہ اپنے عجز کا اظہار کر رحمت خداوندی و گنجی کر گئی۔ گر بے۔ اگر بے سمجھے سمجھنے کا اثر کرے گا تو یہ تکلف ہے جو جائز نہیں۔

۲۔ بگوئی۔ اگر انکار کریں گا تو تجھ پر قہر خداوندی نازل ہوگا۔ پس۔ حیرانی اور عجز اختیار کر اللہ کی مدد آ جائے گی۔ چونکہ۔ حیرانی اور عاجزی کی حالت میں تو ضرور کہے گا اے اللہ مجھے ہدایت فرما دے۔ زفت۔ حقائق کا سمجھنا مشکل ہے لیکن انسان جب عاجزی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ رحمت فرما دیتا ہے اور حقائق سمجھ میں آ جاتے ہیں۔

۳۔ زانکہ۔ کسی حقیقت کی بری صحت منکر کے لئے ہوتی ہے چونکہ جب انسان عجز اختیار کرتا ہے تو وہی برف صحت بھلی بن جاتی ہے۔ مؤذن۔ اس قصہ سے یہ بتاتا ہے کہ عاجزی سے ہی رحمت بن جاتی ہے۔

نمودن جبریل خود را بمصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بصورت خویش

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جبریل کا اپنے آپ کو اپنی اصلی صحت پر

وازد ہفتصد پر او چوں یک پر ظاہر شد اُنق را بگرت و

ظاہر کرنا اور ان کے ساتھ سو پہلوں میں سے جب ایک پر ظاہر ہو اس نے

آفتاب تجو ب شد

آسمان کے اطراف کو گھیر لیا اور سورج چھپ گیا

مصطفیٰ می گفت پیش جبرئیل

مصطفیٰ نے جبرئیل سے کہا

مر مرا! اینتی محسوس آشکار

مجھے واضح اور محسوس کر کے دکھائیے

گفت نتوانی و طاقت نبودت

انہوں نے کہا آپ نہ دیکھ سکے گھر آپ کتاب نہ ہوگی

گفت بنما تابہ بیند ایں جسد

آپ نے فرمایا کہ دیجئے تاکہ یہ جسم دیکھ لے

آدمی راہست حسن تن سقیم

آدمی کی جسمانی تھی ناقص ہے

بر ۲ مثال سنگ و آہن ایں تنہ

یہ جسم پتھر اور لوہے کی طرح ہے

سنگ و آہن مولد ایجاد نار

پتھر اور لوہا آگ نکلنے کی پیدائش گاہ ہے

باز آتش دستکار وصف تن

پھر آگ جسم کےوصف کی دستکاری ہے

باز در تن شعلہ ابراہیم وار

پھر بدن میں حضرت ابراہیم کی طرح شعلہ ہے

گر بر آری از درونت آتشی

اگر تو اپنے اندر سے آگ ظاہر کرے

لا ۳ جرم گفت آں رسول ذوقنوں

لا محالہ اس صاحب کلمات رسولؐ نے فرمایا

ظاہراً ایں دو بسندانی زبول

بظاہر یہ دونوں ہتھوڑے سے عاجز ہیں

کہ چنانکہ صورت تست اے خلیل

اے دوست! جیسی تیری اصلی صورت ہے

تابہ بینم مر ترا نظارہ وار

تاکہ میں تمہیں نظارہ کرنے والے کی طرح دیکھ لوں

حسن ضعیف ست و تنگ سخت آیت

حسن جسمانی ضعیف اور کمزور ہے آپ کو پریشانی ہوگی

تا چہ حد حسن نازک ست و بے مدد

کہ حسن کس قدر نازک اور بے طاقت ہے

لیک در باطن یکے خلق عظیم

لیکن باطن میں ایک عظیم مخلوق ہے

لیک ہست او در صفت آتش زنہ

لیکن وہ صفت میں چمٹاؤں ہے

زاد آتش زیں دو والد قہر بار

قہر ڈھانے والی آگ ان دو والدین سے پیدا ہوئی

ہست قاہر برتن او شعلہ زن

وہ شعلہ زنی اس کے جسم پر غالب ہے

کہ از و مقہور گردد برج نار

کہ اس سے آگ کا کرہ مغلوب ہو جاتا ہے

آتش گردد مطیع و لخنو شے

آگ تیری فرمانبردار اور راضی ہو جائے

رَمَزِ نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ

اشعار ہم پیچھے ہیں ' پہلے ہیں ' کا

در صفت از کان آہنہا فزوں

صفت میں لوہوں کی کان سے بڑھ کر ہیں

۱۔ مر مر! آنحضرتؐ نے حضرت

جبرئیلؑ سے کہا کہ اپنی اصل صورت دکھا

دیجئے تاکہ میں اس کا نظارہ کروں۔

گفت۔ انہوں نے کہا کہ جسمانی

حواس کمزور ہوتے ہیں وہ اس نظارہ کی

تاب نہ لاسکیں گے اور آپ کو تکلیف

ہوگی۔ ایں جسد آنحضرتؐ نے فرمایا

کہ اصلی صورت دکھا دیجئے تاکہ جسم کو

اپنے حواس کی کمزوری معلوم ہو

جائے۔ آدمی۔ مولانا فرماتے ہیں کہ

انسان کے جسمانی حواس یقیناً کمزور

ہیں لیکن روح انسانی نہایت طاقتور اور

بڑی مخلوق ہے۔

۲۔ بر مثال انسان کی جسم کی مثال

لوہے اور پتھر کی سی ہے لیکن اس کی

صفت چمٹاؤں کی سی ہے جس میں

آگ جیسی قوی مخلوق پوشیدہ ہوتی

ہے۔ سنگ۔ پتھر اور لوہے سے آگ

پیدا ہوتی ہے جو قہر ڈھا دیتی ہے۔ بار

آتش۔ قوی کا ضعیف سے پیدا ہونا

مستبعد نہیں ہے۔ انسان کا بدن

چمٹاؤں کے ذریعہ آگ پیدا کرتا ہے

اور وہ انسان کے بدن کو پھونک ڈالتی

ہے۔ بار در تن۔ جسم انسانی میں ایک وہ

ابراہیمی آگ پوشیدہ ہے جو اس آگ

کے کرے پر غالب آجاتی ہے۔

۳۔ لا جرم۔ آنحضرتؐ نے اپنی

امت کو اگرچہ پہلے لوگوں کی پیدائش

بتایا لیکن چونکہ یہ پیدائش اصل سے

بڑی ہوتی ہے اس لئے اس کو ان سے

سابق بتایا۔ ظاہراً۔ پتھر اور لوہا

ہتھوڑے سے عاجز ہیں لیکن ان سے

جو آگ پیدا ہوتی ہے وہ لوہے کی

کانوں کو بھی گھاؤ دیتی ہے۔



در صفت اصل جہاں ایں را بد اں

صفت میں دنیا کی اصل اس کو سمجھ

باطنش باشد محیط ہفت چرخ

اس کا باطن ساتوں آسمان نو کو محیط ہوتا ہے

ہمیتے کہ گم شود ز اں مند کے

وہ ہیبت کہ پہلے اس سے ریزہ ریزہ ہو جائے

از مہابت گشتہ بیہش مصطفیٰ

مصطفیٰ خوف سے بے ہوش ہو گئے

جبریل آمد در آغوش کشید

جبرائیل آئے ان کو بغل میں لیا

واں تجمش دوستاں را را نگاں

اور وہ محبت مفت دوستوں کے لئے ہے

ہول سر ہنگاں و صار مہابدست

سپاہیوں کی ہیبت اور تلواریں ہاتھ میں

کہ بلر زانہ از مہابت شیرما

کہ خوف سے شیر لرزتے ہیں

کہ شود سست از نہیش جانہاں

کہ ان کے ذر سے جانیں سہتی ہیں

کہ گند شاں از شہنشاہی خبر

تاکہ ان کو شہنشاہی سے آگاہ کر دے

تا گلاہ کبر بنہند آں گروہ

تاکہ وہ لوگ تکبر کی ٹوپی اتار دیں

نفس خودیں فتنہ و شر کم گند

متکبر نفس فتنہ اور شر نہ پھیلانے

وارد اندر قہر زخم و گیرو دار

غصہ میں لذت اور پکڑ دھکڑ رکھتا ہے

پس بصورت آدمی فرع جہاں

پس آدمی صحنہ دنیا کی فرع ہے

ظاہرش را پشہ آرد بچرخ

اس کے ظاہر کو ایک چھتر نچا دیتا ہے

چونکہ کرد إلحاح بنمود اند کے

جب انہوں نے اصرار کیا انہوں نے دکھا دی تھوڑی سی

شہیرے بگرفتہ شرق و غرب را

ایک شہر جس نے مشرق و مغرب کو ڈھانپ لیا

چوں ز نیم و ترس بیہوش بدید

جب انہوں نے ان کو خوف اور ڈر سے بیہوش دیکھا

آں مہابت قسمت بیگانگاں

وہ خوف بیگانوں کا حصہ ہے

ہست شاہاں را زمانے برنشست

جلوس کے وقت بادشاہوں کے لئے ہے

دور باش و نیزہ و شمیرہا

دو شاخہ اور نیزہ اور تلواریں

بانگ چاو و شاں و آں چوگان ہا

نقیبوں کی آواز اور بے

ایں برائے خاص و عام رہگذر

یہ راستہ کے خاص و عام کے لئے ہے

از برائے عام باشد ایں شکوہ

یہ دبدبہ عوام کے لئے ہوتا ہے

تا من و ماہی ایشاں بشکند

تاکہ ان کی خودی اور لذت کو توڑ دے

شہر ازاں ایمن شود کاں شہر یار

شہر اسی سے پر امن ہوتا ہے کہ وہ بادشاہ

۱۔ پس۔ انسان اگرچہ دنیا اور

جہان کی پیدلہ ہے لیکن اصل سے

بڑھا ہوا ہے۔ ظاہرش۔ انسان کو

ظاہری جسم چھتر سے عاجز آجاتا ہے

لیکن اس کی روح ساتوں آسمانوں کو

گھیر لیتی ہے۔ چونکہ۔ انحصار کے

اصرار پر حضرت جبریل اپنی اصلی

صورت پر نمایاں ہو گئے۔ إلحاح۔

اصرار۔ مندرجہ بالا شدہ۔

شہیرے۔ حضرت جبریل کے بارے

کے ایک پرے مشرق و مغرب گھیر لیا۔

۲۔ آں مہابت۔ حضرت جبریل

نے عرض کیا کہ خوف اور ہیبت

منکروں کے لئے ہوتی ہے۔ تجمش۔

اظہار محبت۔ را نگاں۔ بادشاہ عوام پر

ہیبت طاری کرتے ہیں۔ خواں پر

مہربانی کرتے ہیں۔ برنشست۔

یعنی جلوس۔ صادم۔ تیز تلوار۔ دور

باش۔ وہ تیز و جو نقیب کے ہاتھ میں

ہوتا ہے اور نقیب اعلان کرتا جاتا ہے

کہ بادشاہ کی سواری آ رہی ہے عوام

راستہ سے دو ہوجائیں۔ نہیب خوف

ایں۔ یہ بادشاہ کا سدا رعب و دبدبہ

راستہ کے عوام و خواں کے لئے ہوتا

ہے تاکہ اپنی بڑائی کا خیال دل سے

نکل دیں۔

۳۔ تا من و ماہی۔ یعنی لذت اور

تکبر۔ خود ہیں۔ متکبر۔ دلد۔ یعنی

بادشاہ غصہ کے وقت پکڑ دھکڑ پر بھی

قادر ہے۔

پس بمر و آں ہوسہا در نفوس
تو نفوس میں ہوسیں مری جلتی ہیں
باز چوں آید بسوی بزم خاص
پھر جب وہ خاص مجلس میں آتا ہے
حلم بر حلم ست و رحمتہا بجوش
برداری پر برداری ہے اور شفقتیں جوش میں ہیں
طبل و گوس و ہول باشد وقت جنگ
طبل اور نقارہ اور خوف جنگ کے وقت ہوتا ہے
ہست دیوان محاسب عام را
پوچھ گچھ کی کچھری عوام کے لئے ہوتی ہے
آں زرہ وال خود در جنگ و وعا
زرہ اور خود جنگ اور لڑائی میں ہوتی ہے
جوش ۳ و آں خود مر چالیش راست
زرہ اور خود خاص جنگ کے لئے ہے
ایں سخن پایاں ندارد اے جو او
اے سخن! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے
اندر احمد آں حسے کاں غارب ست
احمد کے اندر کی وہ حس جو چھپ جانے والی ہے
وال عظیم الخلق آں گو صفا در ست
وہ بڑی مخلوق جو صف شکن ہے
قابل ۳ تغیر اوصاف تن ست
تغیر کے قابل جسم کے اوصاف ہیں
بے ز تغیرے کہ لا شرقیہ
روح بغیر تغیر کے ہے کیونکہ وہ نہ مشرقی ہے
آفتاب از ذرہ کے بیہوش شد
سورج ذرہ سے کب بے ہوش ہوا ہے؟

بیت شہ ملع آید زان نحوس
اس نخواست سے بادشاہ کا خوف ملع آتا ہے
کے بود آنجا مہابت یا قصاص
وہاں خوف اور سزا کہیں ہوتی ہے؟
نشنوی از غیر جنگ و نے خروش
تو سازگی اور ہانسی کی آواز کے سوا نہ سنیں گا
وقت عشرت با خواص آواز جنگ
خواص کے ساتھ عیش کے وقت سازگی کی آواز ہوتی ہے
واں پیرویاں گرفته جام را
اور حسین جام تھامے ہوئے ہیں
ویں شراب و نقل در بزم صفا
شراب اور چینیہ خلوص کی محفل میں ہوتا ہے
ویں حریر و ورد مر تعریش راست
اور ریشمین کپڑے اور گلاب خاص تخت نشینی کے لئے ہے
ختم گن واللہ اعلم بالہ شاد
ختم کر اور اللہ تعالیٰ راست روی کو زیادہ جانتا ہے
خفتہ ایں دم زیر خاک یرث ست
اس وقت مدینہ کی مٹی کے نیچے سوئی ہوئی ہے
بے تغیر مقعد صدق اندر ست
بغیر تغیر کے سچائی کی جگہ کے اند ہے
روح باقی آفتاب روشن ست
باقی رہنے والی روح روشن سورج کی طرح ہے
بے ز تبدیلی کہ لا غربیہ
وہ بغیر تبدیلی کے ہے کیونکہ وہ نہ مغربی ہے
شمع از پروانہ کے بیہوش شد
شمع پروانہ سے کب بے ہوش ہوئی ہے؟

۱۔ نحوس۔ یعنی تکبر کی نحوست۔
باز۔ جب بادشاہ اپنی خاص محفل میں
ہوتا ہے تو وہاں نہ خوف ہوتا ہے نہ
بدلہ میں قتل کا ڈر ہوتا ہے۔ علم۔ یعنی
خاص مجلس میں بردباری ہی بردباری
ہوتی ہے۔ طبل۔ یعنی یہ صرف جنگ
کے وقت کے لئے ہے عیش و عشرت
کی مجلس میں جنگ و رہا ہے ہوتا
ہے۔ ہست۔ محاسبہ کی کچھری عوام
کے لئے ہوتی ہے خاص محفل میں
حسینوں کے ہاتھ میں جام ہوتا ہے۔
آں۔ سامان جنگ جنگ کے لئے
ہوتا ہے عیش و عشرت کی مجلس میں نقل
و شراب چلتی ہے۔
۲۔ جوش۔ زور۔ خود۔ جنگ میں
لڑنے کی لوبہ کی نوبی۔ چالیش۔
جنگ۔ ایں سخن۔ یعنی فہر و رحمت کی
شان کا ذکر۔ اندر۔ اب پھر آنحضرت کی
بیہوشی کا ذکر شروع کیا ہے۔ غارب۔
غروب کرنے والا۔ یرث۔ مدینہ
طیبہ عظیم الخلق۔ یعنی آنحضرت کی
روح مبارک۔ صف شکن۔ مقعد
صدق۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی خاص
مجلس۔
۳۔ قابل تغیر۔ جسم کے خواص اور
اوصاف تغیر کو قبول کرتے ہیں۔
روشن۔ یعنی ناسوتی اوصاف سے
پاک ہے۔ لا شرقیہ مشرق و مغرب
عالم خلق میں سورج کا علق عالم
اس سے ہے۔ آفتاب۔ آنحضرت کی
آفتاب اور شمع کے ہیں حضرت
جبریل مثل ذرہ اور پروانہ کے ہیں۔

جسم احمدؑ را تعلق بد بدال

اس بے ہوشی سے احمدؑ کے تعلق تھا

ہمچو رنجوری و ہمچوں خواب و درد

جیسے بیداری اور جیسے سونا اور درد

خود ستانم و ر بگویم وصفِ جاں

میں خود بیان نہیں کر سکتا ہوں اور کلاصف بیان کروں

رو بہش گریک دے آشفته بود

ان کی لومڑی اگر تھوڑی دیر کے لئے پریشان ہو گئی تھی

خفته بوداں شیر کز خواست پاک

وہ شیر سویا ہوا تھا جو سونے سے پاک ہے

خفته ساز د شیر خود را آسچناں

شیر اپنے آپ کو ایسا سویا ہوا بنا لیتا ہے

ورنہ در عالم کرا زہرہ بدے

ورنہ دنیا میں کس کی جبل ہوتی

نقش ۲ احمد زان نظر بیہوش گشت

احمدؑ کا جسم اس دیکھنے سے بے ہوش ہو گیا

مہ ہمہ کفست معطی نور پاش

چاند عطا کرنے والا نور چھڑکنے والا مجسم ہاتھ ہے

احمدؑ ار بکشاید آں پر جلیل

احمدؑ اگر وہ عظیم پر کھول دیں

چوں گزشت احمد ز سدرہ و مرصدش

جب احمدؑ سدرۃ المنتہی اور اس کی جگہ سے گزرے

گفت اُورا کز پیئم آو مایست

ان (احمدؑ) نے ان (جبرئیل) کو کہا میرے پیچھے جاؤ کہ نہ ٹھہر

۱۔ جسم۔ آنحضورؐ کی یہ جسمانی

بیہوشی تھی۔ ہمچو۔ ہماری اور درد رنج کا

تعلق بھی جسم سے ہے خود۔ روح

کے اوصاف بیان سے باہر ہیں اگر

بیان کئے جائیں تو کوئی سننے کی تاب

نہیں لاسکتا۔ رو بہش۔ یعنی آنحضورؐ کا

جسم مہلک۔ شیر جاں۔ یعنی آنحضورؐ

کی روح مہلک۔ خفته بود۔ آنحضورؐ کا

ارشاد ہے تَلَمَّ غِنَاۤی وَا لَا یَلَمُّ قَلْبِی

میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں دل

نہیں سوتا ہے تو روح مہلک سوتی نہ

تھی بلکہ اس پر جسم کی حفاظت سے

ایک غیر اختیاری تغافل طاری ہوا

تھا۔ نرم ساز۔ یعنی سخت چیز کو نرم بنا

دینے والا۔ خفته ساز۔ آنحضورؐ کی

روح کی یہ صفت حضرت حق تعالیٰ

میں بھی ہے کہ وہ مجرموں سے تغافل

برتتے ہیں ورنہ کوئی ظالم ظلم نہ کر

سکے۔ تہ بد۔ ایک لکڑی ہے جو دو میں

کا آتی ہے تقیر چیز مرلے۔

۲۔ نقش۔ غرضیکہ بیہوشی کا تعلق

آنحضورؐ کے جسم سے تھا اور روح کا

تغافل اس وجہ سے تھا کہ وہ یا اللہ کی

محبت میں پر جوش تھی۔ مہ۔ اللہ کا ہاتھ

ہونا ایسا ہی ہے جیسا کہ چاند مجسم ہاتھ

سے کیونکہ جو کام ہاتھ کرتا ہے وہ کام

اس کی ذات کرتی ہے۔ احمد۔ حضرت

جبرئیل کے پر سے بیہوش ہونے کی

وجہ سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ جبرئیل

آنحضورؐ سے انفصل ہیں اس لئے کہ

آنحضورؐ تو تھوڑی دیر کے لئے بیہوش

ہوئے لیکن اگر وہ اپنے روحانی پروں کو

پھیلا دیں تو جبرئیل ہمیشہ کے لئے

بیہوش ہو جائیں۔

۳۔ چوں گزشت۔ اب آنحضورؐ

کی حضرت جبرئیل سے افضلیت کا

اس تغیر آن تن باشد بدال

سمجھنے کے لئے تغیر جسم میں ہوتا ہے

جاں از اس اوصاف باشد پاک و فرد

روح ان باتوں سے پاک اور جدا ہے

زلزلہ افتد دریں کون و مکان

تو کون و مکان میں زلزلہ آ جائے

شیر جاں مانا کہ آں دم خفته بود

یقیناً روح کا شیر اس وقت سویا ہوا تھا

اینت شیر نرم ساز و سہمناک

عجب نرم کر دینے والا اور خوفناک شیر ہے

کہ تماش مردہ دانند اس سگاں

کہ سب کہتے اس کو مردہ سمجھ لیتے ہیں

گور بودے از ضعفی تر بدے

کہ وہ کمزور سے تر بد بھی چھین سکتا

نحر او از مہر کف پر جوش گشت

ان کا سمندر روح یا اللہ کی محبت میں پر جوش ہو گیا

ماہ را گر کف نباشد گو مباح

اگر چاند کے ہاتھ نہ ہو کہہ دے نہ ہوا کرے

تا ابد بیہوش ماند جبرئیل

تو جبرئیل ہمیشہ کے لئے بیہوش ہو جائیں

از مقام جبرئیل و از حدش

جبرئیل کے مقام اور ان کی حد سے گزرے

گفت دوزیس پس مرادستور نیست

انہوں نے کہا جانیس کے بعد مجھاجازت نہیں ہے

بیان فرماتے ہیں کہ معراج میں وہ آنحضورؐ کا ساتھ نہ دے سکے اور سدرۃ المنتہی تک پہنچ کر کہنے لگے کہ اگر آگے بڑھوں گا تو

میرے پر جی سے جل جائیں گے اور آنحضورؐ کی سیر اس سنا گئے تک ہوئی۔

۱ حیرت۔ یعنی حضرت جبریل نے آنحضرت کی فرمائش پر غفلت کیوں برتی اس پر حیرت ہے۔ خلصاں۔ یعنی حضرت جبریل وغیرہ اخص۔ یعنی آنحضور۔ جبرئیل۔ حضرت جبریل کو خطاب ہے کہ تم شمع محمدی کے پروانہ تھے ورنہ ان کے بلانے پر پر جل جانے کا عذر نہ کرتے مولانا کی رائے میں سداۃ المنتہی حضرت جبریل کی حد پروانہ خود ان کی متعین کردہ ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے متعین نہیں ہے لہذا آنحضرت کے بلانے پر ان کو آگے جانا چاہیے تھا خواہ ان کے پر جل جاتے اور جان چلی جاتی یہ ماسوی موت تو ایک کھیل ہے۔

۲ اس حدیث۔ اب مولانا حسام الدین کو خطاب کرتے ہیں کہ عوام کی عقلیں اٹنی ہیں لہذا ہماری یہ باتیں ان کو اٹنی معلوم ہوں گی اب یہ ختم کر دیجئے اور اپنے آپ کو کہ آپ بمنزلہ شیرین گوہر جو عوام ہیں ان کا شکر بنا دیجئے اور بات کرنے میں ان کے تابع بن جائے۔ پاشیت۔ یعنی مشک خن پاشی تو قل پاشیت۔ کہہ تو جو چاہیے۔

۳ آنک۔ آپ کے فشا کی باتیں عوام کو اٹنی نظر آتی ہیں وہ لوگ ماسوی ہیں۔ لا شخا کہ ہم۔ آپ ان میں عارضی طور پر ہیں ان کی تعقل کے مطابق باتیں کرتے رہیے۔ اسی۔ آپ کا وطن عالم آخرت ہے۔ وازیا۔ علاقہ دے کار بنے والا یعنی مولانا ضیا الحق مرغزی۔ مرغز کار بنے والا یعنی عوام ان دونوں ملکوں کے رہنے والوں میں بہت بعد تھا۔

گفت رَوَ رومن حریف تو نم
انہوں نے کہا جانیے میں آپ کا سہمی نہیں ہوں
من باوج خود نر قسم ہنوز
میں تو ابھی اپنی بلندی پر نہیں پہنچا ہوں
گر زخم پر دے بسوزد پر من
اگر میں پر ہلاؤں یہ پر جل جائیں گے
بیہشی خلصاں اندر اخص
خواں کی غفلت اخص کے معاملہ میں
چند جاننداری کہ جاں پردازی است
آپ کتنی جان رکھتے ہیں؟ کہ جان کی مشغولت؟
تو نہ پروانہ ونے شمع نیز
تم نہ پروانہ ہو اور نہ شمع
جان پروانہ نہ پرہیز دز سوز
پروانہ کی جان جلن سے پرہیز نہیں کرتی ہے
شیر را برعکس صید گور گن
شیر کو بالعکس گوہر کا شکر بنا دیجئے
وَا مکن انبان قلماشیت را
”تو جو چاہیے کہو“ کے تھیلے کو نہ کھولنے
پیش او معکوس قلماشیت اس
”تو جو چاہیے کہو“ اس کے لئے اٹا ہے
یا غریبا ناز لا فی دارہم
اے مسافر! جو ان کے گھر مہمان ہے
یا ظعینا سا کاف فی ارضہم
اے مسافر! ان کے وطن میں ٹھہرے ہوئے
راز یا با مرغزی می ساز خوش
لے کے کہہ لے مرغز کے ہنسلے سا چھی نہ

گفت اُورا ہیں پر اندر ہم
انہوں نے ان سے کہا میں میرے پیچھے اڑ آئیے
باز گفت اُورا بیا اے پردہ سوز
انہوں نے ان سے پھر کہا اے پردہ سوز! آ جا
گفت میر طریز حدیث خوش فر من
انہوں نے کہا اے میرے اقبل منداں حد سے باہر
حیرت اندر حیرت آمد زیں قصص
ان قصوں سے حیرت ہی حیرت ہے
بیہشیا جملہ اینجا بازی است
یہ سدا بیہشیاں یہاں کھیل ہیں
جبرئیل گر شریفی گر عزیز
اے جبرئیل! خواہ تم شریف ہو خواہ عزت والے
شمع چوں دعوت کند وقت فروز
شمع جب روشن ہونے کے وقت بلائے
اس حدیث منقلب را گور گن
اس اٹنی بات کو دفن کر دیجئے
بند گن مشک خن پاشیت را
اپنی گفتگو کی مشک پاشی کو بند کر دیجئے
آنک۔ ۳ پر نکدشت اجزاش از زمیں
جس شخص کے اجزاء زمین سے نہیں گزرے ہیں
لا تخالفہم حیسی دارہم
اے میرے پیارے! مخالفت نہ کر ان کی مروت کر
اعط ماشاؤ و راتو و ارضہم
دے جو وہ چاہیں اور ارادہ کریں ان کو راضی رکھ
تاری اندر شتہ در ناز خوش
جب تک کہ تو شلہ اور عمدہ ناز پر پہنچے

۱۔ موسیٰ حضرت موسیٰ کو حکم تھا کہ وہ فرعون سے نرم باتیں کریں آپ بھی ایسا ہی کریں۔ آب گرم تیل میں پانی ڈالو وہ ابل پڑے گا دیگ اور چولہا بھی خراب ہو گا۔ مخالفوں سے سخت بات کرنے میں بات بگڑتی ہے۔ نرم بات نرمی سے کیجئے لیکن صحیح کیجئے ان کی خاطر غلط بیانی نہ ہونی چاہیے۔ وقت عصر عصر کے بعد کا وقت عموماً تفریح کے لئے ہوتا ہے۔ گو نرم اور صحیح بات کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مٹی کھانے والے کو نقد کے فائدے بتائے جائیں نرمی میں غلط بات یہ ہے کہ اس کو مٹی کھانے کی ترغیب دی جائے۔

۲۔ نطق جاں آپ روحانی طور پر صحبت کریں جس میں لفظوں کی ضرورت نہیں ہے۔ سر خر۔ فالیز اور انگورستان میں جانوروں کو ڈرانے کے لئے مردہ گدھے یا لور کی دھتھناک چیز کو کھڑا کر دیا جاتا ہے تو جانور ڈر کر بھاگ جاتے ہیں اور خربڑوں اور انگوروں سے محروم ہو جاتے ہیں عوام کی سمجھ میں نہ آنے والی بات بھی ان کے لئے سرخر بن جاتی ہے وہ حقائق پر غور کرنے سے محروم ہو جاتے ہیں۔

ج۔ مینڈھا

۳۔ اے ضیاء الحق۔ مثنوی کے علوم جو بمنزلہ انگورستان اور فالیز کے ہیں اس میں وہ باتیں نہ کرو جو عوام کے لئے سرخر بنیں۔ تاسر خر۔ یہاں سرخر سے مراد عوام ہیں یعنی جب یہ دنیا کی آکاش سے صاف ہو جائیں گے تب یہ فالیز یعنی مثنوی ان کو مفید ہو گی۔ مبطی۔ یعنی فالیز۔ ہیں۔ مولانا فرماتے ہیں کہ حسام الدین میں تمہیں اس لئے یہ نصیحتیں کر رہا ہوں

موسیٰ! در پیشِ فرعونِ زمن

اے موسیٰ! زمانے کے فرعون کے سامنے
آب اگر درِ روغنِ جوشاں گنی
اگر کھولتے ہوئے تیل میں تو پانی ڈالے گا
نرم گویکین مگو غیر صواب
نرم بات کے لئے لیکن صحیح بات کے سوا نہ کہیئے
وقتِ عصر آمدِ سخن کوتاہ گن

عصر کا وقت ہو گیا بات مختصر کر دیجئے
گلو تو مر گلِ خوارہ را کہ قند پہ
آپ مٹی کھانے والے سے کہیئے کہ شکر بہتر ہے

نطق ۲ جاں را روضہ جانیستی
آپ روحانی گفتگو کے لئے روحانی باغچہ ہیں

ایں سرِ خر در میانِ قند زار
اس گدھے کے سر نے شکر کے کھیت میں
ظنِ ببرِ داز دور کایں آنست و بس
وہ سے انہوں نے خیال کیا کہ بس یہی تھا

صورتِ حرفِ آں سرِ خر داں یقیں
حروف کی صورت کو یقیناً گدھے کا سر سمجھئے

اے ضیاء الحق حسام لدیں برآر
اے ضیاء الحق حسام الدین نکال دیجئے

تاسرِ خر چوں بمرود از مسلح
تاکہ جب گدھے کا سر منڈ کی جگہ سے مرجائے گا

ہیں زما صورتِ تگری و جاں ز تو
خبردار! تیری جانب سے صورت نکلتا ہے اور روح تیری جانب سے ہے

نرم باید گفت قولاً کینا

نرم بات نرمی سے کہنی چاہیے
دیگدان و دیگ را ویراں گنی
چولہے اور دیگ کو تباہ کر دے گا

وسوسہ مفروش در لیلِ الخطاب
خطاب کی نرمی میں دوسے نہ پھیلائیے

آنکہ عصرتِ عصر را آگاہ گن
اے وہ کہ تیرا کا دور زمانہ کو آگاہی بخشنے والا ہے

نرمی باسد مکن طینش مدہ
غلط نرمی نہ برتنے اس کو مٹی نہ دیجئے

کز حروف و صوت مسغینستی
کیونکہ آپ حروف اور آواز سے بے نیاز ہیں

اے بسا کس را کہ بہنہا دست خار
بہت سے لوگوں کے لئے کانٹے رکھ دیئے ہیں

چوں بچِ مغلوب و امی رفت پس
مغلوب مینڈھے کی طرح وہ لوٹ گئے

در رزِ معنی و فرودس بریں
معانی کے انگورستان اور جنت میں

ایں سرِ خر را ازیں بطین زار
اس فالیز سے گدھے کے سر کو

نشو دیگر بخشش آں مبطی
وہ فالیز اس کو دھرا نشو دھرا بخش دے گا

نے غلط ہم ایں ز تو ہم آں ز تو
نہیں غلط ہے یہی آپ کی جانب سے دھمی آپ کی جانب سے ہے

کہ مثنوی میں اگرچہ الفاظ میرے ہیں لیکن معانی تمہارے عطا کردہ ہیں۔ نے۔ یہ بھی میری غلطی ہے بلکہ الفاظ و معانی دونوں ہمارے عطا کردہ ہیں غرضیکہ مثنوی کاملہ آپ پر ہے۔

مثنوی صورت بُود جانش توئی

مثنوی صحت ہے اس کی جان آپ ہیں

برافلک محمودی اے خورشید فاش

اے روشن سورت! آپ آسمان پر محمود ہیں

تاز مینی باسمائی بلند

تاکہ زمین والے آپ بلند آسمان والے کے ساتھ

تفرقہ برخیزد و شرک و دوئی

تفرقہ اور شرک اور دوئی ختم ہو جائے

چوں ۲ شناسد جان من جان ترا

جب میری جان آپ کی جان کو پہچان لیتی ہے

موسیٰ و ہاروں شوند اندر زمیں

(تب) وہ زمین میں موسیٰ اور ہاروں بن جاتی ہیں

چوں شناسد اندک و منکر شود

جب تھوڑا سا پہچانتی ہے اور منکر بن جاتی ہے

پس شناسائے بگردیند رو

تو پہچاننے والے منہ پھیر لیتا ہے

زیں ۳ سبب جان نبی را جان بُد

اسی وجہ سے ہی روح 'نبی' کی روح کو

اسی ہمہ خواندی فرو خواں لم یکن

یہ تو نے سب پڑھا اب لم یکن پڑھ لے

ہم جہت ہم نور وار کانش توئی

اس کی جہت بھی آپ اس کا نور اہل کلکان بھی آپ ہیں

بر زمیں ہم تا ابد محمود باش

(خدا کرے) زمین پر بھی ہمیشہ محمود رہیں

یک دل و یک قبلہ و یک خوشوند

ایک دل اور ایک قبلہ اور ایک عادت ہو جائیں

وحدت است اندر وجود معنوی

روحانی وجود میں یکتائی ہے

یاد دارند اتحاد و ماجرا

تو وہ اتحاد اور گزشتہ واقعات کو یاد رکھتی ہیں

مخلط خوش ہچمو شیر و انگبین

عمدہ طریقہ پر کھل جاتی ہیں جس طرح دودھ اور شہد

منکری اش پردہ سار شود

اس کا منکر ہونا چھپانے والا پردہ بن جاتا ہے

خشم کرداں مہ ز ناشکری او

وہ چاند اس کی ناشکری کی وجہ سے غصہ میں بھر جاتا ہے

ناشناسا گشت و پشت پلّی زد

نہ پہچاننے والی بنی اور ٹھکریا

تبادلانی لُج آں گبر کہن

تاکہ پرانے کافر کا جھگڑنا سمجھ جائے

در بیان اعتقاد یہود و نصاریٰ پیش از بعثت در شان جناب حضرت پیغمبر

بعثت سے قبل یہود اور نصاریٰ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اعتقاد کا بیان

علیہ الصلوٰۃ والسلام و نام اُورا حرزِ جاں کردن و ظہورِ شاہِ راخولہاں بُودن

اور ان کے نام کو جان کی حفاظت کا سبب سمجھنا اور ان کے ظہور کا خولہاں ہونا

پیش ۴ از انکہ نقش احمد فرمود

ان کی تعریف اور ہر گبر را تعویذ بُود

ان کی تعریف ہر کافر کا تعویذ تھی

۱۔ بر فلک۔ آپ عند اللہ محمود ہیں
خدا کرے کہ دنیا میں بھی آپ محمود
رہیں اور لوگ آپ کی تعریفوں کے
قابل ہو کر آپ سے مستفید ہوں۔
تاز مینی۔ ناسوتی لوگ آپ جیسے ملکوتی
سے کھل مل جائیں۔ تفرقہ۔ جب
تک ان میں ناسوتیت ہے۔ دوئی
ہے جب روحانی بن جائیں گے دوئی
ختم ہو جائی گی۔

۲۔ چوں۔ دنیا میں اتحاد اور تفرقہ کا
سبب روحوں کا اتحاد اور تباہی ہے۔
موسیٰ۔ جب روحوں میں اتحاد ہوتا
ہے تو دنیا میں حضرت موسیٰ اور حضرت
ہارون کی طرح شیر و شکر بن جاتے
ہیں۔ چوں شناسد۔ اگر تھوڑی سی
پہچان کے بعد اس میں اجنبیت آ
جاتی ہے تو وہ اس کی اجنبیت بالکل
پردہ اور حجاب بن جاتی ہے۔ پس
شناسا۔ یعنی مربی کی روح اس کی
ناشکری کی وجہ سے اس سے منہ موڑ
لیتی ہے۔

۳۔ زیں سبب۔ اسی وجہ سے
منکروں کی روح نے آنحضرت کو نہ
پہچانا۔ لکن۔ سورہ ظم یکن۔ مرحوم
ہمارے بیان کی تصدیق ہو جائے گی
کہ وہ بولا پہچانتے تھے پھر منکر ہو
گئے۔ لُج۔ جھگڑنا۔

۴۔ پیش۔ آنحضرت کی پیدائش
سے قبل آنحضرت کی تعریف ہر یہودی و
نصرانی کا تعویذ بنی ہوئی تھی اور یہ کہتے
تھے کہ ایک نبی آخر الزماں ضرور آئے
گا اور آنحضرت کے تصور سے ان کے
دل تڑپتے تھے۔

کایں چنین کس ہست تا آید پدید
از خیال روش دل شاں می طہید
کہ ایسا اندس ہے حتی کہ وہ دنیا میں آئے گا
ان کے چہرے کے خیال سے ان کا دل ترپتا تھا
سجدہ امی کردند کاے رب بشر
وہ سجدہ کرتے تھے کہ اے انسانوں کے رب!
تَبَانَامِ اَحْمَدُ از یَسْتَفْتَحُونَ
حضور کے نام کے ذریعہ فتح طلب کرنے کی وجہ سے
ہر کجا حرب مہولے آمدے
جہاں کہیں خوفناک جنگ ہوتی
جہاں کہیں بیماری مزمین ۲ بدے
جہاں کہیں پرانی بیماری ہوتی
نقش او می گشت اندر راہ شاں
ان کی تصویر ان کے راستوں میں گشت کرتی تھی
نقش اُورا کے بیابد ہر شغال
پر گند ان کی صحت کہیں پا سکتا ہے؟
نقش او بر روی دیوار ارفند
ان کا نقش اگر دیوار پر پڑے
آپناں فرخ بود نقشش برو
اس پر ان کا نقش ایسا مہلک ہو گا
گشتہ بایک روی اہل صفا
اہل باطن کی ایک رنی والی بن جائے گی
ایں ہمہ انکار و گفراں زاد شاں
ان کا یہ سب انکار کفر پیدا ہو گا
ایں ہمہ تعظیم و تحمیم و و داد
سب تعظیم اور اعزاز اور محبت
قلب ۳ آتش دید در دم شد سیاہ
کھونے نے آگ دیکھی فوراً کالا ہو گیا

۱۔ بحمد اللہ تعالیٰ سے حضور کی
جلد بعثت کی دعائیں مانگتے تھے
يَسْتَفْتَحُونَ قرآن پاک میں ہے
وَكَفَرُوا مِنْ قُلِّ يَسْتَفْتَحُونَ عَنْ
قُلِّفَنَ كَفَرُوا یعنی یہود بعثت سے
قبل آپ کی بعثت کی توقع پر کافروں
کے مقابلہ میں اپنی فتح کی دعائیں
مانگا کرتے تھے نہوں۔ ہولناک
عموں۔ مدد کرادی احمد احمد کا حملہ
یعنی آپ کے نام کی برکت
۲۔ مزمین۔ دیرینہ کہنہ نقش۔
آنحضور کا تصور ہر وقت ان کے ساتھ
رہتا تھا۔ خیال۔ آنحضور کا صحیح نقش اور
تصویر ان جیسے گندڑ صفت لوگوں کے
دل و دماغ میں نہیں آ سکتی تھی وہ ان
کی۔ آنحضور کی ایک خیالی تصویر تھی۔
دیوار۔ دیوار کی دوری اس کا عیب ہے
اگر آنحضور کی صحیح تصویر دیوار پر پڑ
جائے تو وہ بھی اپنی دوری چھوڑ دے۔
۳۔ ایں ہمہ۔ قرآن پاک میں
يَسْتَفْتَحُونَ عَنْ قُلِّفَنَ كَفَرُوا
بہ جب وہ چیز ان کے پاس آئی جس
کو وہ جان چکے تھے تو اس کا کفر کرنے
لگے۔ بصورت۔ یعنی آنحضور کی
بعثت ہو گئی اور اعلیٰ صورت کے ساتھ
ان کے سامنے آئے۔

۴۔ قلب۔ وہ کھٹا سکہ تھے جب
اس پرایمان کی گرمی پڑی وہ اور کالا ہو
گیا۔ قلب۔ کھٹوں اور منافقوں کی
اہل اللہ کے دل میں محبت نہیں ہوتی
ہے۔

قلب امی زد لافِ اشواقِ محک
کھوٹ سکے کسوٹی کے شقوں کی شنی ملتا تھا
افتد اندر دامِ فکرشِ ناکسے
تالاق ہی اس کے مکر کے جل میں پھنستا ہے
کایں اگر نہ نقدِ پاکیزہ بُدے
تاکہ اگر یہ کھرے اور پاکیزہ نہ ہوتے
ہجج از لافِ محک دیدن زدے
تجھی کسوٹی کے دیکھنے کی شنی بگھلتا
اُو ۲ محک می خواہد لَمّا آچنخاں
وہ کسوٹی چاہتا ہے لیکن ایسی
گر بگویم تا قیامت زیں کلام
اگر میں قیامت تک بھی یہ بات کروں گا
آں محک کہ اونہاں دارد صفت
وہ کسوٹی جو چھپانے کی صفت رکھے
آئینہ ۳ گو عیبِ رُو دارد نہاں
وہ آئینہ ہو چہرے کا عیب چھپائے
آئینہ نبود منفق باشد او
وہ آئینہ نہ ہو گا ' منافع ہو گا
آئینہ جو راست گوئے بے نفاق
ج کہنے والا ' بے نفاق آئینہ تلاش کر
تا کہ عینِ آئینہ ات سازد خدا
تاکہ تجھے اللہ تعالیٰ بعینہ آئینہ بنا دے
عرش چہ و چرخ چہ اے ذولباب
اے عقلمند! عرش کیا اور آسمان کیا؟

تا مُریداں را در انداز و بشک
تاکہ مریدوں کو شک میں ذہل دے
ایں گماں سر برزند از ہر خسے
یہ خیال ہر کمینہ سے ابھرتا ہے
کے بسنگ امتحاں راغب شدے
تو کسوٹی کی جانب کب راغب کرتے
یا بسنگ امتحاں شوق بُدے
یا اس کو کسوٹی کا شوق ہوتا
کہ نگرود قلعی اوزاں عیاں
کہ اس کا کھوٹ اس سے ظاہر نہ ہو
صد قیامت بگذرد ایں نا تمام
سو قیامتیں گزر جائیں گی یہ نامکمل رہے گی
نے محک باشد نہ نور معرفت
نہ وہ کسوٹی ہو گی ' نہ پہچاننے کی روشنی
از برہی خاطر ہر قلتباں
ہر دیوٹ کی خاطر سے
ایں چنین آئینہ را ہرگز جو
ایسے آئینہ کی کبھی جستجو نہ کر
ختم گن وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْوَفَاقِ
ختم کر دے اور اللہ حسن اتفاق کو زیادہ جانتا ہے
کہ نماید عرش را ہیمچوں سما
کہ تجھے عرش کو آسمان کی طرح دکھا دے
فہم گن وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ
سمجھ لے ' اور خدا زیادہ بہتر جانتا ہے

۱۔ قلب امی زد لافِ اشواقِ محک
اس لئے ظاہر کرتا ہے تاکہ دوسروں کو
شک میں مبتلا کر دے اور وہ سمجھیں کہ
اگر یہ کھرے ہوتا تو کسوٹی کا شوق کیوں
ظاہر کرتا لیکن ایسے شکوک میں نااہل
جستجو ہوتے ہیں۔

۲۔ لو محک۔ ان نااہلوں کو یہ سمجھنا
چاہیے کہ وہ کھوٹا کسوٹی چاہتا ہے لیکن
جھوٹی کسوٹی چاہتا ہے جس سے اس
کا عیب نہ ظاہر ہو سکے۔ گر بگویم یہ
کلام تو اس قدر دراز ہے کہ قیامت
تک بھی ختم نہ ہو گا لہذا اس کو ختم کر دینا
چاہیے۔ آں محک۔ بہر حال اتنی بات
اور سن لو کہ جو کسوٹی عیب کو چھپائے وہ
نہ کسوٹی ہے اور نہ اس میں پہچاننے کا
نور ہے۔

۳۔ آئینہ جو آئینہ چہرے کا
عیب چھپائے وہ آئینہ نہیں ہے وہ
منافع ہے ایسے آئینہ کی ہرگز جستجو نہ
کر۔ راست گو۔ وہ آئینہ تلاش کر جو
چہرہ تجھ دکھا دے تاکہ ایسے آئینہ
یعنی حق کے ذریعہ تجھے خدا خود ایسا
آئینہ بنا دے گا کہ اس میں عرش
آسمان کی طرح نظر آنے لگے گا۔
عرش۔ عرش اور آسمان تو کیا اس آئینہ
میں تجھے خدا کی تجلیات نظر آنے لگیں
گی سمجھ لے؟

